نورٌ علیٰ نورٍ یہدی اللہ لنورہ من یشاء
کتاب شریف و صحیفہ لطیف کنوز احادیث را مفاتیح ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح اعنی
مظاہر حق
من تصنیفات
عالم نبیل فاضل جلیل محدث فقیہ ہمہ دان مولانا مولوی محمد قطب الدین خان دہلوی مرحوم و مغفور
مطبع منشی نولکشور مقام لکھنؤ میں طبع ہوا

نور علی نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء
کتاب شریف و صحیفہ لطیف کنوز احادیث رامفاتیح ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح اعنی
مظاہر حق
عالم نبیل فاضل جزیل محدث فقیہ ہمہ دان مولانا مولوی محمد قطب الدین خان دہلوی مرحوم مغفور
مطبع منشی نولکشور مقام لکھنؤ میں طبع ہوا

٢ ٢٠٥٠٣

جلد چہارم یعنی علم اجمالی کتاب مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح

صفحہ	مضمون
٣	باب بیچ بیان طب اور منتروں کے
٢٤	باب بیچ بیان فال بد اور شگون بد کے
٢٨	باب بیچ فال گوئی کرنے کے
٣٢	باب بیچ بیان خواب کے
٤١	کتاب آداب کا
″	باب سلام کا
٥١	باب اذن چاہنے کا گھر مین آنے کے لیے ۔
٥٣	باب مصافحہ اور گلے لگنے کا
٥٦	باب بیچ بیان تعظیم کرنے کے
٦٠	باب بیچ بیان بیٹھنے اور سونے اور چلنے اور لیٹنے کے
٦٤	باب بیچ بیان چھینکنے اور جمائی لینے کے
٦٧	باب بیچ بیان ہنسنے کے
″	باب بیچ بیان نامون کے
٧٤	باب بیچ بیان کرنے اور شعر کے
٧٩	باب بیچ بیان محافظت زبان اور نسبت برا کہنے کے
٩٢	باب بیچ بیان وعدہ کرنے کے
٩٥	باب بیچ بیان خوش طبعی کے
٩٧	باب بیچ بیان فخر کرنے اور حمایت کرنے کے
١٠١	باب بیچ بیان نیکی کرنے اور سلوک کرنے کے ماں باپ اور قرابتیوں کے
١١١	باب بیچ بیان شفقت اور رحمت کے خلق پر
١٢٤	باب بیچ بیان محبت للہ فی اللہ کے
١٣٠	باب بیچ بیان چھوڑنے ملاقات اور کاٹنے دوستی اور عیب جوئی کے
١٣٨	باب بیچ بیان بچنے اور ڈھیل کرنیکے کامون مین
١٤٣	باب بیچ بیان نرمی اور حیا کرنے اور نیک خلقی کے
١٥٠	باب بیچ بیان غصہ اور تکبر کے
١٥٦	باب بیچ بیان ظلم کے
١٦١	باب بیچ بیان امر بالمعروف کے
١٧١	کتاب بیچ بیان اُن حدیثون کے کہ دل کو نرم کرتی ہین
١٩٨	باب بیچ بیان فضیلت فقرا اور گذران آنحضرت کے
٢١١	باب بیچ بیان آرزو رکھنے اور حرص کرنے کے
٢١٦	باب بیچ بیان محبت مال کے اور عمر کی طاعت کے لیے

صفحہ	مضمون
٢٢١	باب بیچ بیان توکل اور صبر کے
٢٢٤	باب بیچ بیان عبادت کرنیکے دکھانے سنانے کے لیے
٢٤٢	باب بیچ بیان رونے اور ڈرنے کے
٢٥٢	باب بیچ بیان تغیر حال لوگون کے
٢٥٧	باب بیچ بیان ڈرانے اور نصیحت کرنے کے
٢٦١	کتاب بیچ بیان فتنون کے
٢٧٨	کتاب بیچ بیان لڑائی اور قتال کے
٢٩١	باب بیچ بیان علامتون قیامت کے ۔
٢٩٩	ف دعا واسطے حصول درجہ ابدال کے
٣٠٢	باب بیچ بیان نشانیون کے آگے قیامت کے اور ذکر دجال کے ۔
٣٢٢	باب بیچ بیان قصہ ابن صیاد کے
٣٢٦	باب بیچ بیان اترنے حضرت عیسیٰ کے
٣٣٠	باب قرب قیامت کا اور بیچ بیان اسکے کہ جو شخص مرا قائم ہوئی قیامت اسکی ۔
٣٣٢	باب بیچ بیان اسکے کہ برپا ہوگی قیامت اوپر برے لوگون کے ۔
٣٣٤	باب بیچ بیان پھونکنے صور کے
٣٣٧	باب بیچ بیان حشر کے
٣٤٣	باب بیچ بیان حساب اور قصاص اور میزان کے
٣٥١	باب بیچ بیان حوض اور شفاعت کے
٣٧٦	باب بیچ بیان حال جنت اور لوگون اسکے کا
٣٨٩	باب بیچ بیان دیدار خدا کے
٣٩٦	باب بیچ بیان دوزخ اور دوزخیون کے
٤٠٣	باب بیچ بیان پیدایش جنت اور دوزخ کے
٤٠٦	باب بیچ بیان ابتداے پیدایش کے اور ذکر پیغمبرون کے ۔
٤٢٧	باب بیچ بیان فضیلتون سید المرسلین صلعم کے
٤٣٩	باب بیچ بیان نامون اور صفتون آنحضرت صلعم کے
٤٤٧	باب بیچ بیان اخلاق اور خصلتون آن حضرت صلعم کے

صفحہ	مضمون
٤٥٨	باب بیچ بیان نبوت آن حضرت کے اور ابتداے وحی کے ۔
٤٦٩	باب بیچ بیان علامتون نبوت کے
٤٨٠	باب بیچ بیان معراج کے
٤٩٥	باب بیچ بیان معجزون کے
٥٢١	باب بیچ بیان کرامتون کے
٥١٠	باب وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا
٥٤٣	باب ہے بیچ مناقب اور لواحق پہلے باب کے
٥٤٥	باب ہے بیچ مناقب قریش اور ذکر قبایلون کے
٥٧٥	باب ہے بیچ مناقب صحابہ رضی اللہ عنہم کے
٥٨٤	باب ہے بیچ بیان مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ کے
٥٩١	باب ہے بیچ بیان مناقب عمر رضی اللہ عنہ کے
٦٠١	باب ہے بیچ بیان مناقب ابی بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے
٦٠٥	باب ہے بیچ بیان مناقب عثمان رضی اللہ عنہ کے
٦١١	باب ہے بیچ بیان مناقب ان تینون کے
٦١٢	باب ہے بیچ بیان مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے
٦٢٣	باب ہے بیچ بیان مناقب عشرہ مبشرہ کے
٦٢٤	باب ہے بیچ بیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والون کی تعریف مین
٦٥٦	باب ہے بیچ بیان مناقب بیویات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
٦٦٣	باب جامع مناقب کا
٦٩٩	باب ہے بیچ بیان اُن صحابہ اہل بدر کے کہ جنکے نام ذکر کیے گئے جامع بخاری مین ۔
٧١١	باب ہے ذکر یمن اور شام کا اور ذکر اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا
٧٢١	باب ہے بیچ بیان ثواب مین امت کے

تمت

نور علی نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء
کتاب شریف و صحیفۂ لطیف کہ از احادیث را مفاتیح ترجمۂ مشکوٰۃ المصابیح اسمی
مظاہر حق
عالم نبیل فاضل جلیل محدث فقیہ ہمہ دان مولانا مولوی محمد قطب الدین خان دہلوی مرحوم و مغفور
مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الطب والرقی

یہ کتاب ہے بیچ بیان طب کے اور منتروں کے ف طب ساتھ زیر طا کے مشہور ہے اور کہا سیوطی نے کہ طب مثلثة الطا ہے یعنے علاج کرنے کے اور طب ساتھ زیر طا
کے یعنے سحر کے بھی آیا ہے اور مطبوب یعنے مسحور کے اور طب جسمانی ہے اور نفسانی جسمانی علاج بدن کا ساتھ حفظ صحت اور رفع مرض کے اور نفسانی علاج نفس کا ساتھ
ازالۂ اخلاق ردیہ مہلکہ کے اور دوا میں بھی دو قسم کی ہیں جسمیہ طبیعیہ مفردہ یا مرکبہ اور روحانیہ ربانیہ کہ قرآن ہے اور وہ چیز کہ حکم قرآن میں ہے اور آنحضرت علاج کرتے تھے
اُسکا ساتھ طبیعیہ کے بھی اور روحانیہ کے بھی اور رقے جمع رقیہ کی ہے یعنے افسون کے کہ ہندی میں اُسکو منتر کہتے ہیں اور رقیہ ساتھ قرآن اور اسماے الٰہی کے
جائز ہے بالاتفاق اور ماسواے اسکے اگر کلمات ایسے ہوں کہ معلوم ہوں معانی اُنکے اور مخالف نہوں بیچ شریعت کے وہ بھی جائز ہیں والا جائز نہیں اور جو کچھ کہ اہل
عزائم اور تکسیر کرتے ہیں مثل حفظ ساعات وغیرہ کے مکروہ و حرام ہے نزدیک اہل دیانت اور تقوی کے کذا قال العلماء شرح

اَلفَصْلُ الْاَوَّل فصل پہلی

(عن اَبِی ہُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَہٗ شِفَاءً رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا کہ فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں اُتاری اور نہیں پیدا کی اللہ تعالے نے کوئی بیماری مگر کہ اُتاری ہے اور پیدا کی اُسکے لیے شفا یعنے علاج و دوا کہ شفا
بخشے اُسے نقل کی یہ بخاری نے (وعن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل داء دواء فاذا اصیب دواء الداء برء باذن اللہ
رواہ مسلم) اور روایت ہے جابر سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ہر بیماری کے دوا ہے پس جسوقت کہ پہنچ جاوے دوا بیماری کو اچھا
ہو جاتا ہے بیمار ساتھ حکم اللہ کے نقل کی یہ مسلم نے ف یعنے ساتھ ارادہ اُسکے کے یہ قید اسلیے لگائی تا کہ کوئی یہ گمان نہ کرے کہ دوا مستقل ہے شفا میں اور تفسیر اسکی بیچ روایت
حمیدی میں آئی ہے کہ نہیں کوئی بیماری مگر کہ اُسکے لیے دوا ہے پس جبکہ بیمار ہوتا ہے کوئی تو بھیجتا ہے اللہ عز و جل ایک فرشتہ کہ اُسکے ساتھ پردہ ہوتا ہے
پس کرتا ہے وہ اُسکو درمیان بیماری اور دوا کے پس جو کچھ کہ دوا پیتا ہے بیمار نہیں واقع ہوتی بیماری پر جبکہ ارادہ کرتا ہے اللہ اُسکے اچھے ہونیکا حکم کرتا ہے
فرشتہ کو ساتھ اُٹھا لینے پردے کے پھر پیتا ہے مریض پس نفع دیتا ہے اسکو اللہ تعالے بسبب اُسکے انتہی اور اسمیں اشارہ ہے طرف اسکے کہ دوا اگر

مستحب ہی اور یہی مذہب صحابہ اور اکثر اہل علم کا ہی اور اس میں اشارہ ہی طرف رد اس شخص کے کہ انکار کرے دوا کے لینے کا اور کہے کہ ہم
کو نہیں حاجت دوا کرنے کی اور حجت جمہور کی یہ حدیثیں ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں وہ یہ کہ فاعل اللہ تعالے ہی ہی اور دوا کرنی بھی تقدیر
اللہ سے ہی مانند دعا کے اور قتال کفار کے باوجودیکہ اجل نہیں تاخیر کرتی حاصل یہ کہ رعایت اسباب کے ساتھ دوا وغیرہ کی نہیں منافی ہی توکل کو اور
نہیں منافی ہی دفع کرنا بھوک کا ساتھ کھانے کے آنحضرت سید المتوکلین تھے وہ بھی دوا کرتے تھے ع ن ج (وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم الشفاء فی ثلث فی شرطۃ محجم او شربۃ عسل او کیۃ بنار وانا انہی امتی عن الکی رواہ البخاری) اور روایت ہی ابن عباس سے کہا کہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شفا بیچ تین چیزوں کے ہی بیچ لگانے سینگی پچھنے والی کے یا پینے شہد کے یعنے نرا شہد ہو یا پانی وغیرہ میں ملا ہو
یا بیچ داغنے کے ساتھ آگ کے اور میں منع کرتا ہوں اپنی امت کو داغنے سے نقل کی یہ بخاری نے ف محجم ساتھ زیر میم اور جزم ح اور زبر جیم کے سینگی کو
کہتے ہیں اور یہاں مراد وہ اوزار ہی کہ جس سے پچھنے دیتے ہیں یعنے استرہ اور شرطہ ساتھ زبر شین کے پچھنے لگانے نا خون سینگی میں پس معنی شرطۃ محجم کا یہ ہوا کہ بیچ
پچھنے لگانے کے استرے سے اور بعض الفاظ کے صفت نے لکھا ہی کہ علما نے کہا کہ اس حدیث میں اشارہ ہی طرف معالجہ تمام امراض مادی کے اسلیے کہ امراض مادی
یا دموی ہیں یا صفراوی یا سوداوی اگر دموی ہیں تو علاج انکا ساتھ نکالنے خون کے ہی اور اگر باقی تین قسمیں ہیں تو علاج انکا ساتھ اسہال کے ہی پس ساتھ
شہد کے تنبیہ کی مسہلات پر اور ساتھ داغنے کے آگ سے اشارت کی اس حالت پر کہ طبیب عاجز آوین اسلیے کہ دفع ہوتا ہی داغنے سے فساد باغی کہ
منقطع نہیں ہوتا مادہ اسکا مگر داغنے سے چنانچہ اسلیے کہا ہی کہ آخر الدوا الکی انتہی اور نہی داغنے سے باوجود ہونے فائدے کے علاج اس سبب سے ہی کہ عرب عظیم الشان
جانتے تھے اسکو اور کہتے تھے کہ وہ قطع کر دیتا ہی مادہ علت کو یقینا اور اگر داغ نہیں دیا تو سبب ہلاک کا ہوتا ہی اور مشہور تھا درمیان انکے کہ آخر الدوا
الکی پس نہی کی اس سے تا شرک خفی میں نہ گرفتار ہوں اور نہی اس سے تنزیہی ہی والا اگر داغنا اور امید شفا کی حق سے رکھے تو جائز ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ نہی
داغنے سے بیچ موضع خطر و تردد کے ہی یعنے جہاں کہ داغنے میں خوف ہلاک اور سرایت کا ہو اور جزم نہو فائدے کا اور تفصیل کلام کی یہ ہی کہ حدیثیں بیچ
مقدمہ داغنے کے مختلف آئی ہیں بعضی دلالت جواز پر کرتی ہیں اور بعضی نہی پر جیسے یہ حدیث اور اور حدیثیں اور بعضی حدیثوں میں آیا ہی کہ دوست نہیں
رکھتا ہوں میں داغنے کو اور کہیں مدح اور ثنا آئی ہی اسکے ترک پر پس بیچ وجہ تطبیق ان حدیثوں کے علما نے لکھا ہی کہ فعل دلالت کرتا ہی اصل جواز پر
اور عدم محبت دلالت منع پر نہیں کرتی اور مدح اور ثنا اسکی ترک پر دلالت کرتی ہی اوپر اولویت ترک اسکی کے اور نہی محمول ہی اسپر کہ داغنا بطریق
اختیار کے ہو بلا سبب مرض کے یا بیچ دفع مرض کے احتمال ہی اسکی نہو اور علاج سے مرض دفع ہو سکتا ہو اور محمول ہی اسپر کہ بیان کیا گیا کہ نہی ارتکاب اسکے سے
بسبب واقع ہونے کے بیچ ورطہ شرک خفی کے ہی اور بعضوں نے کہا کہ فرمانا آنحضرت کا داغنے کو بعضے صحابیوں کے تئیں بسبب فساد زخم اور قطع عضو کے تھا
اور صحت وہاں یقینی تھی اور حاصل یہ کہ داغنا اور جلانا عضو کا مکروہ ہی مگر بسبب ضرورت کے اور منحصر ہونے علاج کے اسمین بقول طبیب حاذق کے جائز ہی واللہ اعلم
ع ج (وعن جابر قال رمی ابی یوم الاحزاب علی اکحلہ فکواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ مسلم) اور روایت ہی جابر سے کہا کہ
تیر لگا ابی بن کعب کی رگ ہفت اندام پر دن احزاب کے کہ اسکو جنگ خندق بھی کہتے ہیں پس داغ دیا انکو پیغمبر خدا نے یعنے حکم کیا داغنے کا اپنے ہاتھ
سے داغا تا خون بند ہو جاوے نقل کی یہ مسلم نے (وعنہ قال رمی سعد بن معاذ فی اکحلہ فحسمہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ بمشقص ثم ورمت فحسمہ
الثانیۃ رواہ مسلم) اور روایت ہی جابر سے کہ کہا تیر لگا سعد بن معاذ کی رگ ہفت اندام میں پس داغ دیا اسکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنے ہاتھ سے ساتھ پیکان تیر کے پھر سوج گیا ہاتھ انکا پس داغا اسکو دوبارہ نقل کی یہ مسلم نے (وعنہ قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ابی
بن کعب طبیبا فقطع منہ عرقا ثم کواہ علیہ رواہ مسلم) اور روایت ہی جابر سے کہا کہ بھیجا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی

اپنا طبیب کو پس کاٹی طبیب نے اُنکی رگ پھر داغ دیا اُبی کو اُس رگ پر نقل کی اسکو مسلم نے (وعن ابی ہریرۃ انہ سمع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی الحبۃ السوداء شفاء من کل داء الا السام قال ابن شہاب السام الموت والحبۃ السوداء الشونیز
متفق علیہ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے یہ کہ سنا انہوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے بیچ سیاہ دانہ کے شفا ہے ہر بیماری کا
سوا سام کے کہا ابن شہاب نے کہ سام موت ہے اور سیاہ دانہ کلونجی ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (ف) کہا طیبی نے کہ اگرچہ حدیث عام ہے
کلونجی میں شفا ہے ہر بیماری سے ولیکن مخصوص ہے ساتھ ان امراض کے کہ رطوبت اور بلغم سے پیدا ہوتے ہیں اسلیے کہ وہ حار یابس ہے پس دفع کرتی ہے
ان امراض کو کہ ضد اسکے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ عموم پر محمول ہے اور داخل ہوتی ہے کلونجی ہر دوا میں ساتھ ترکیب کے اور کرمانی نے کہا کہ مقتضا عموم
بدلیل استثنا کے ہے اور سفر السعادت کے مصنف نے کہا کہ ایک جماعت اکابر سے بیچ تمام امراض کے معالجہ ساتھ کلونجی کے کرتے تھے اور بعضے بیچ تمام امراض
شہد استعمال کیا کرتے تھے اور بسبب برکت حسن اعتقاد کے امراض انکے دفع ہوتے تھے (وعن ابی سعید الخدری قال جاء رجل الی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان اخی استطلق بطنہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسقہ عسلا فسقاہ ثم جاء فقال انی سقیتہ فلم یزدہ
الا استطلاقا فقال لہ ثلث مرات ثم جاء الرابعۃ فقال اسقہ عسلا فقال لقد سقیتہ فلم یزدہ الا استطلاقا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم صدق اللہ وکذب بطن اخیک فسقاہ فبرأ متفق علیہ) اور روایت ہے ابی سعید خدری سے کہا کہ آیا ایک شخص پاس نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا بھائی میرا چلتا ہے پیٹ اسکا یعنے دست پر دست چلے آتے ہیں پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ پلا اسکو شہد پس پلایا اسکو پھر آیا وہ اور کہا پلایا تھا میں نے اسکو شہد پس نہ زیادہ کیا اسکو یعنے شہد نے مگر دست آنے پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسکو تین بار یعنے ہر بار فرماتے تھے کہ پلا اسکو شہد اور وہ پلاتا اور پیٹ اور زیادہ چلتا پھر وہ آتا اور عرض کرتا کہ شہد پلایا میں نے اور پیٹ اور زیادہ
چلا پھر آیا چوتھی بار یعنے اور کہا کہ زیادہ ہوا پیٹ چلنا پس فرمایا آنحضرت نے پلا تو اسکو شہد پس کہا اُسنے کہ تحقیق میں نے پلایا اسکو پس نہ زیادہ کیا اسکو شہد نے
مگر پیٹ چلنا پھر فرمایا آنحضرت نے کہ سچ کہا اللہ نے اور جھوٹا ہے پیٹ بھائی تیرے کا پھر پلایا اُسنے بھائی کو شہد پس اچھا ہو گیا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (ف) پلایا اسکو
شہد یعنے ملا ہوا پانی میں اور حضرت علی سے منقول ہے کہ جب بیمار ہو کوئی پس طلب کرے اپنی بیوی سے کچھ دیوے اسکو اپنے مہر میں سے پھر خرید کرے اس سے شہد
اور شہد کو پانی میں ملاکر پیوے پاویگا شفا بابرکت اور سچ کہا اللہ نے یعنے اس آیت میں فیہ شفاء للناس پایا کہ وحی ہوئی ہو حضرت کو کہ یہ شہد پیویگا تو اسکے پیٹ کا
آرام ہوگا وہ مراد ہے اور جھوٹا ہے الخ یعنے خطا کی اُسنے اور شفا نہ قبول کی عرب استعمال کرتے ہیں کذب کو جگہ خطا کے جیسے کہ کذب سمعہ کہا کان اُسکے
نے یعنے خطا کی اور نہ پائی حقیقت اس چیز کی کہ سنی اور جاننا چاہیے کہ لوگوں کو بیچ حکم فرمانے آنحضرت کے ساتھ پینے شہد کے اس مادہ میں کہ دفع جیسا
ہے یعنے شہد مسہل اور چلانے والا پیٹ کا ہے پس حکم کرنا ساتھ پلانے اسکے کے بیچ دفع پیٹ چلنے کے مخالف مذہب اطبا کے ہوا اسلیے کہ ہر بار کہ شہد پلایا
پیٹ چلنا زیادہ ہوا پس شاید کہ حصول شفا برکت دعا کے آنحضرت کے اور ظہور معجزہ انکے کے ہو بیچ مادہ خاص کے پس اور مواد کو اسپر قیاس نہیں کر سکتے
اور یہ بھی اگرچہ ایک روش نیک ہے اہل ایمان کے لیے ولیکن بعد تحقیق اور امعان نظر کے ظاہر ہوتا ہے کہ امر ساتھ پلانے شہد کے اس مادہ میں موافق مذہب
طب کے ہے اور دلیل کمال موافقت پر یہ اسلیے کہ اس شخص کا پیٹ چلنا بسبب بدہضمی اور امتلاء سے مادہ فاسد کے تھا پس پلانا شہد کا کہ دافع مادہ کا ہے اور
اخراج مادہ کا کرتا ہے موافق مذہب طب کے ہے اور صاحب سفر السعادت نے کہا کہ طب نبوی ساتھ طب اطبا کے نسبت نہیں رکھتی اسلیے کہ طب نبوی
متیقن الفلاح ہے اسلیے کہ صادر ہے وحی الٰہی سے اور قلب نبوت اور کمال عقل سے اور طب غیر انکے کی نکالی گئی ہے ظن اور تجربہ سے کہ مظنہ خطا ہے نہیں اور جو کوئی
کہ ساتھ طب نبوی کے کہ متیقن الفلاح ہے منتفع نہو بالیقین جاننا چاہیے کہ نقصان ایمان اسکے سے ہے اور جو کوئی اسکو ساتھ قبول و صدق اعتقاد

پاک کے عمل مین لاوے البتہ اس سے منتفع ہو جیسے کہ قرآن کریم کہ شفا ہی سینون اور دلون کی ہی جو کوئی اسکو
کہ نہ پکے سبب زیادتی مرض اور وبال حال اسکے کا ہوتا ہی اس سبب بعضون نے کذب پیٹ اسکے کو اوپر عدم صدق
خالص اعتقاد اسکے کے حمل کیا ہی فافہم و باللہ التوفیق ۞ ح ۞ (وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان امثل ما تداویتم بہ الحجامۃ والقسط البحری متفق علیہ) اور روایت ہی انس سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے تحقیق بہتر اس چیز کا کہ دوا کرو تم ساتھ اسکے بھری ہوئی سینگی کھچوانا اور استعمال کرنا قسط بحری
یعنی کٹ کا ہی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف قسط مین منافع بہت ہین عورتین نفاس دھونی لیتی ہین اسکی اور
جاری کرتی ہی حیض و پیشاب رکے ہوئے کو اور دفع کرتی ہی زہرون کو اور تحریک کرتی ہی شہوت جماع کو اور اسکے
پینے سے پیٹ کے کیڑے مرجاتے ہین اور چوتھے دن کی تپ کو بھی نفع کرتی ہی اور اسکے لگانے سے چھائیان اور چھیپ
جاتی رہتی ہی اور دھونی اسکی فائدہ کرتی ہی زکام کو اور سحر اور وبا کو اور سوا اسکے منافع اس مین بہت ہین کہ کتب طب
مین مذکور ہین اسلیے اسکو افضل دواؤن کا فرمایا اور قسط دو قسم کی ہی بحری اور ہندی بحری سفید ہی اور ہندی سیاہ
اور بحری افضل ہی ہندی سے اور گرمی اس مین کم ہوتی ہی ۞ ح ۞ (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا تعذبوا صبیانکم بالغمز من العذرۃ وعلیکم بالقسط متفق علیہ) اور روایت ہی انس سے کہ کہا فرمایا
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مت عذاب کرو تم اپنے لڑکون کو ساتھ دبانے کے ہاتھ سے یا کپڑے سے بیماری حلق کی کو
اور لازم ہی تمکو استعمال کٹ کا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف عذرہ ایک بیماری ہی لڑکون کے حلق مین پیدا
ہوتی ہی جوشش خون سے دانایان اسکے دفع کے لیے لڑکے کے تالو کو انگوٹھے سے دباتی ہین اور اس مین سے خون نکلتا
ہی اس سے منع فرمایا اور فرمایا کہ اسکا علاج کٹ سے کرو یعنی اسکو پانی مین حل کرکے ناک مین ٹپکا دے کہ اسکو سعوط کہتے ہین
پس وہ پانی عذرہ پر پہونچکر اسکو دفع کرے گا اور کٹ حار یابس ہی اور بعض طبیب اس بیماری کے علاج کرنے کو ساتھ کٹ کے
تعجب کرتے ہین اور کہتے ہین کہ کٹ حار ہی اور عذرہ لڑکون کو حرارت سے ہوتا ہی خصوصاً نواح حجاز مین کہ حار ہی اور علما اسکا
جواب یہ دیتے ہین کہ مادہ عذرہ کا ایک خون ہی کہ بلغم اسپر غالب ہوتا ہی پس معالجہ ساتھ کٹ کے مفید ہوتا ہی اسکو
اسلیے کہ کٹ تجفیف اور مقوی عضو ہی اور کبھی نفع دوا کا بالخاصیۃ بھی ہوتا ہی یا آنکہ ہوسکتا ہی کہ یہ معجزات آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے سے ہو واللہ اعلم ۞ ح ۞ (وعن ام قیس قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی
ما تدغرن اولادکن بہذا العلاق علیکن بہذا العود الہندی فان فیہ سبعۃ اشفیۃ منہا ذات الجنب یسعط
من العذرۃ ویلد من ذات الجنب متفق علیہ) اور روایت ہی ام قیس سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے کیون دباتے ہو حلق اولاد اپنی کے اونگلی سے ساتھ اس دبانے کے بلکہ لازم ہی تمپر استعمال کرنا
عود ہندی کا یعنی کٹ کا اسلیے کہ اس مین سات بیماریون کی شفا ہی ایک ان سات مین سے ذات الجنب ہی سعوط
کی جاوے عذرہ سے یعنی عذرہ کے دفع کے لیے ناک مین ٹپکائی جاوے اور لدود کی جاوے یعنی منہ مین باچھ کی طرف سے ٹپکایا
جاوے ذات الجنب سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف تدغرن الخ دغر کہتے ہین حلق کے دبانے کو اونگلی سے بسبب عذرہ

سے حدیث سابق میں اور یہاں بھی بطریق انکار کے فرمایا کہ کس واسطے دباتے ہو حلق لڑکون کے اور
وہ چیزیں جو عذر کے مذکور ہوئے اور بعضی روایت میں اعلاق آیا ہے ساتھ زبر ہمزہ کے اور لکھا ہے علماء نے کہ یہ روایت
اور مشہور ہے اور معنے اعلاق کے وہی علاج مذکور ہے حاصل یہ کہ نہ دباؤ اپنی اولاد کے حلق ساتھ انگلی کے بیماری مذکور
میں اور عود ہندی اسمین تسمیح ہے ساتھ اسکے کہ مراد قسط بحری سے یہ عود ہندی ہے اور احتمال ہے کہ عود ہندی
قسط ہندی کو کہا ہو جیسے کہ تفسیر کیا ہے اسکو بعضون نے ساتھ عود ہندی کے اور نافع دونوں ہیں لیکن بحری
کا نفع غالب ہے اور ذات الجنب ورم حار ہے نواحی صدر میں اور وہ امراض مہلکہ سے ہے اور یہاں مراد ذات الجنب
سے ریاح غلیظ ہیں کہ منحبس ہو جاتے ہیں نواحی پہلو میں اسلیے کہ عود ہندی دوا ہے ریاح کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے سات بیماریوں سے دو کو بیان فرمایا اور پانچ سے سکوت کیا اسلیے کہ احتیاج انکی تفصیل کی نہ تھی اسوقت اور
شاید کہ باقی مشہور ہوں عرب میں اور اس سے نہیں لازم آتا کہ قسط سات بیماریوں سے زیادہ کی دوا نہیں بلکہ بہت
بیماریوں کو مفید ہے جیسے کہ بعض نسخے اوپر مذکور ہوئے ہیں شاید کہ سات کو بہت نفع کرتی ہو اس لیے انکو ذکر فرمایا اور بعضون
نے کہا ہے مراد سات سے کثرت ہے نہ عدد مخصوص چنانچہ کلام عرب میں اطلاق سات کا کثرت پر ہوتا ہے مانند ستاوکے نہج پر
(وعن عائشة ورافع بن خديج عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الحمى من فيح جهنم فابردوها بالماء
متفق عليه) اور روایت ہے عائشہ سے اور رافع بن خدیج سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا
تپ بھاپ ہے جہنم کی پس ٹھنڈا کرو اسکو ساتھ پانی کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف کہا بعضون نے کہ تشبیہ ہے
مشابہت دینا ہے حرارت تپ کو ساتھ آگ دوزخ کے یعنے نمونہ اسکا ہے اور بعضون کے نزدیک محمول حقیقت پر ہے
کہ باب مواقیت الصلوۃ میں آیا ہے کہ گرمی صیف کی اثر بھاپ دوزخ کا ہے پس ہو سکتا ہے کہ حرارت تپ کی بھی اثر اسکا ہو
اور یہ حدیث میں خطاب ہے اہل حجاز کو یعنے مکہ مدینے والوں کو کہ اکثر تپ انکی ہوتی ہے بسبب گرمی آفتاب کے
یا حرکت یا غضب یا مانند انکے کے اسکو ٹھنڈک پانی کی مفید ہوتی ہے یعنے پانی بدن پر ڈالنے سے فائدہ ہوتا ہے یا مراد ٹھنڈا
کرنے سے استعمال کرنا ہے دوا اور سرد کا پانی ملا کر یا مراد ٹھنڈا کرنے سے یہ ہے کہ صدقہ پانی پلاوے اسکی برکت سے خدا
تعالیٰ تپ کو دور کر دیگا مرح مولانا عن الشروح (وعن انس قال رخص رسول الله صلى الله عليه وسلم
في الرقية من العين والحمة والنملة رواه مسلم) اور روایت ہے انس سے کہا اذن دیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
بیچ افسون کرنے کے چشم زخم سے اور ڈنک سے اور بیماری نملہ کی سے نقل کی یہ مسلم نے ف مراد افسون سے دعائیں
اور آیات قرآنی ہیں واسطے طلب شفا کے اور دعائیں نظر کی ابتدائے کتاب میں ذکر کی گئی ہیں اور ڈنک سے یعنے ڈنک زہر
سے اور مراد ساتھ اسکے ڈنک بچھو کا ہے اور کاٹنا سانپ کا اسی کے حکم میں ہے اور نملہ کہتے ہیں چیونٹی کو اور یہاں مراد ایک بیماری
ہے کہ پھنسیاں پہلو وغیرہ میں نکلتی ہیں مشابہت دی اسکو ساتھ چیونٹی کے بسبب انتشار اسکے کے اور افسون جائز ہے
تمام بیماریوں میں اور یہاں خاص ان تین چیزوں کو اس لیے ذکر کیا کہ افسون ان میں اوسع ہے اور انفع بہ
نسبت اور امراض کے اور بعضے روایات میں حصر آیا ہے کہ نہیں ہے افسون مگر ان تین چیزوں میں اسی

بھی یہی تاویل ہو یا یہ کہ اول افسون سے منع فرمایا تھا بسبب الفاظ جاہلیت کے بعد ازان رخصت ہوئی ہو ان
مین بسبب اہتمام شان انکی کے اور کمال نفع لوگون کے ساتھ اسکے بعد ازان رخصت ہوئی علی الاطلاق واد
(وعن عائشة قالت امرني النبي صلى الله عليه وسلم ان استرقي من العين متفق عليه) اور روایت ہو عا
سے کہ کہا حکم کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ منتر پڑھوا وین ہم ٹوک سے نقل کی یہ بخاری اور
مسلم نے (وعن ام سلمة ان النبي صلى الله عليه وسلم راى في بيتها جارية في وجهها سفعة يعني صفرة
فقال استرقوا لها فان بها النظرة متفق عليه) اور روایت ہو ام سلمہ سے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے دیکھی ام سلمہ کے گھر مین ایک لڑکی یعنے بیٹی یا لونڈی کہ اسکے چہرے مین سفعہ یعنے زردی تھی فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ منتر پڑھوا و واسطے اسکے پس تحقیق اسکو ہو نظر نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف
ظاہر حدیث سے نظر عام معلوم ہوتی ہو کہ نظر جن کی ہو یا انسان کی و لیکن شارحون نے اسکو نظر جن کر تفسیر کیا ہو کہ نظر انکی
تیز تر بھالے سے ہو (وعن جابر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الرقى فجاء آل عمرو
بن حزم فقالوا يا رسول الله انه كانت عندنا رقية نرقي بها من العقرب وانك نهيت عن الرقى فعرضوها عليه
فقال ما ارى بها باسا من استطاع منكم ان ينفع اخاه فلينفعه رواه مسلم) اور روایت ہو جابر سے کہ کہا منع
کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منترون سے پس آئی آل اولاد عمرو بن حزم کی کہ وہ منتر کیا کرتی تھے
پس کہا انہون نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق ہو ہمارے پاس ایک منتر کہ پڑھتے ہین ہم اسکو ڈنک مارنے
بچھو کے سے اور آپ نے منع فرمایا ہو منترون سے پھر عرض کیا انہون نے وہ منتر اوپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے یعنے تا معلوم کرین کہ درست ہو یہ منتر کرنا یا نہین پس فرمایا کہ نہین دیکھتا مین اس منتر کا مضائقہ جو شخص کر سکے
تم مین سے یہ کہ نفع پہونچاوے اپنے بھائی مسلمان کو پس چاہیے کہ نفع پہونچاوے اسکو یعنے جس طرح کہ ہو خواہ منتر ہو
یا اور طرح بشرطیکہ خلاف شرع نہو نقل کی یہ مسلم نے (وعن عوف بن مالك الاشجعي قال كنا نرقي
في الجاهلية فقلنا يا رسول الله كيف ترى في ذلك فقال اعرضوا على رقاكم لا باس بالرقى ما لم يكن فيه
شرك رواه مسلم) اور روایت ہو عوف بن مالک اشجعی سے کہ کہا تھے ہم پڑھتے منتر بیچ جاہلیت کے
پس عرض کیا ہمنے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح حکم فرماتے ہین آپ اس مین پس فرمایا پیش کرو
روبرو میرے منتر اپنے نہین مضائقہ ہے ان منترون کا جب تک کہ نہووے اس مین شرک نقل کی یہ مسلم نے
ف یعنے اس مین اسماء جن و شیاطین کے ہون اور معانی اسکے سے کفر لازم نہ آوے اسلیے کہا ہو علما نے
کہ جن الفاظ کے معانی معلوم نہون افسون ساتھ انکے نہ کرنا چاہیے مگر آنکہ نقل صحیح شارع سے آیا ہو اور جن بسبب
عداوت کے کہ بالطبع ساتھ انسان کے رکھتے ہین شیاطین کے دوست ہین پس جبکہ پڑھے جاتے ہین افسون
ساتھ اسماء شیاطین کے قبول کرتے ہین جنات انکو اور نکل جاتے ہین جگہ اپنی سے اور اسی طرح سانپ
کے کاٹے ہوے کو بھی کبھی اثر جن کا ہوتا ہی کہ جن بصورت سانپ کے ہو کر کاٹتا ہی جب پڑھا جاتا ہی

پیر افسون ساتھ ناموں شیاطین کے تو میلان کرتا ہی زہر اُسکا بدن انسان سے اور دفع ہوجاتا ہی اُس سے
پس اجماع ہی علماے امت کا اسپر کہ مکروہ ہی افسون کرنا بغیر کتاب اللہ اور اسماء و صفات اُسکے کے
اور بزرگ ترین افسونوں کا قرآن عظیم ہی اور افضل سورۂ فاتحہ ہی اور معوذتین اور آیۃ الکرسی اور وہ آیتیں کہ
مشتمل ہین اوپر مضمون پناہ چاہنے کے اور تعویذات نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ احادیث صحیح سے ثابت ہوے
ہین اور کتب احادیث مین مذکور ہین ازانجملہ کتاب سفر السعادۃ مین لایا ہی مصنف اُسکا کہ حدیث مین آیا ہی کہ جس کسی کو کہ
نظر اپنے مال پر یا فرزند پر کہ جو اُسکو خوش لگتا ہی پڑے چاہیے کہ کہے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ اور منقول ہی حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ سے کہ دیکھا اُنھون نے ایک لڑکی خوبصورت کو فرمایا کہ سیاہ کرو گڑھا ٹھوڑی اسکی کا تا نظر اُسکو
نہ لگے اور افسونوں مشہورہ سے آیات شفا ہین نقل ہی کہ شیخ امام ابو القاسم قشیری سے کہ کہا سخت بیمار ہوا بیٹا میرا
ایسے کہ جان بلب ہوا پس دیکھا مین نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین پس شکایت کی مین نے آپکی
جناب مین بیٹے کی بیماری کی فرمایا کہ کہان ہی تو آیات شفا سے پس بیدار ہوا مین اور تلاش کیا مین نے قرآن مین آیات شفا
کو پس پایا مین نے چھہ جگہ کہ وہ یہ ہین ویشف صدور قوم مؤمنین وشفاء لما فی الصدور یخرج من بطونہا شراب مختلف الوانہ
فیہ شفاء للناس وننزل من القرآن ما ہو شفاء ورحمۃ للمؤمنین واذا مرضت فہو یشفین قل ہو للذین آمنوا ہدی وشفاء
پس لکھا مین نے اُن آیات کو اور پانی مین دھو کر پلایا مین اسکو پس شفا پائی اُسنے فے الحال گویا بند اُسکے پانون سے کھولا
گیا کذا فے المواہب اللدنیہ اور سعد چلپی نے حاشیہ بیضاوی کے حکایت ابو سنا و ابو القاسم قشیری کی لایا ہی
اور دیکھنا اللہ تعالے کا خواب مین ذکر کیا ہی اور پڑھنا آیات مذکورہ کا بیمار پر اور لکھنا انکا چینی کے باسن مین اور
دھو کر پلانا اُسکا بیمار کو نقل کیا ہی اور شیخ تاج الدین سبکی سے نقل کیا ہی کہ کہا دیکھا مین نے بہت مشائخ کو کہ لکھتے تھے
ان آیات کو واسطے بیماری کے رہا یہ کہ یہ مذکورات کہ اجزاء آیات ہین انھین کو لکھے یا تمام آیتین جو کچھ دیکھا گیا ہی لکھنا انھین
اجزا کا ہی واللہ اعلم پ ج (وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْعَيْنُ حَقٌّ فَلَوْ كَانَ
شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ سَبَقَتْهُ الْعَيْنُ وَاِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوْا رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہی ابن عباس سے
نقل کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا نظر حق ہی پس اگر ہوتی کوئی چیز بڑھنے والی تقدیر سے
تو بڑھ جاتی اُس سے نظر اور جس وقت کہ طلب دھونے کے لیے جاؤ تم پس دھوؤ نقل کی یہ مسلم نے ف نظر
حق ہی یعنے لگ جانا نظر کا آدمی مین اور ہر چیز مین کہ اچھا جان کر نظر کرے ثابت و واقع ہی ساتھ تقدیر الٰہی کے
اور حق تعالے نے یہ خاصیت بعضون مین رکھی ہی مانند سحر کے اور اسکو سبب ضرر اور ہلاک اُس چیز کا کیا ہی اور بڑھنے ولی
ہے اگر کوئی چیز پیش اُسنے لیجاتی اور غلبہ کرتی تقدیر الٰہی پر تو غلبہ کرتی تقدیر پر اور متغیر کر دیتی اُسکو اور یہ مبالغہ
ہی شدت تاثیر نظر کے اور سرعت نفوذ اُسکی کے اشیاء مین اور طلب دھونے کے لیے جاؤ الخ عادت تھی لوگون
کی کہ نظر لگانے والے کے ہاتھ پاؤن اور ازار کے نیچے سے دھوتے تھے اور وہ پانی ڈالتے تھے اسپر کہ جسکو
نظر لگتی تھی اور اسکو سبب شفا کا جانتے تھے پس آنحضرت نے اسکی رخصت دی اور اسنے فائدہ آیا ہی کہ

کہ وہم دفع ہوجاتا ہی اور طور اس دھونی کا فصل دوسری کے اخیر مین آویگا اور جمہور علماے اہل حق اسپر ہین کہ تاثیر نظر
نفوس و اموال وغیرہ مین اور بعضے لوگ معتزلہ وغیرہ اسکے منکر ہین جیسے تاثیر دعا و صدقہ کی وہ کہتے ہین کہ جو چیز مقدر نہین ہی ہونیوالی ہی کسی ا
دخل نہین اُنمین اور نہین جانتے کہ تقدیر منافات ساتھ عالم اسباب کے نہین رکھتی اور تاثیر اور سببیت نظر کی اس سبب سے ہو کہ خاصیت اللہ تعالے نے اُسمین رکھدی ہی
اور اسکو سبب کیا ہی اور حدیث العین حق دلیل اہل حق کی ہی اور جب شارع نے خبر دی اسکی تو واجب ہوا اعتقاد اسکا بعد ازان کلام کیا ہی علما نے بیچ
کیفیت نظر کے کہ کیونکر لگتی ہی اور ضرر پہونچاتی ہی بعضے نظر لگانے والون سے منقول ہی کہ کہا اونھون نے کہ جب ہم دیکھتے ہین کسی چیز کو اچھا جان کر گویا
حرارت پاتے ہین ہم کہ آنکھ سے نکلی اور بعضون نے کہا کہ نظر لگانے والی کی آنکھ سے قوت سمیہ منبعث ہوتی ہی اور متکیف ہوتی ہی ساتھ اُسکے ہوا اور
پہونچتی ہی نظر زدہ کو اور باعث ہوتی ہی فساد و ہلاک کی مثل زہر کے کہ افعی سے پہونچتا ہی یعنی بعضے افعی ایسے ہوتے ہین کہ بمجرد نظر کرنے کے زہر
پہونچاتا ہی اور ہلاک کرتا ہی حاصل یہ کہ مثال تیر کے ایک چیز نظر لگانے والی سے جانب نظر زدہ کے روانہ ہوتی ہی اور اگر کوئی مانع کہ بچاو اُسکا کرے
درمیان نہو تو پہونچتی ہی اور کارگر ہوتی ہی اور اگر کوئی مانع درمیان مین ہو کہ عبارت حرز اور تعویذ اور دعا سے ہی تو نہین پہونچتی اور نہین نفوذ کرتی ہی
اور اگر حرز قوی ہو نظر لگانے والے ہی کی طرف پلٹ آتی ہی مانند تیر منعکس کے بر تقدیر سختی سپر کے اور جیسے کہ بعضون مین قوت اور خاصیت
نظر کی رکھی ہی نفوس کاملہ کو قوت اور تصرف دفع اسکی کا بھی دیا ہی ح الفصل الثانی فصل دوسری (عن اسامة
بن شریک قال قالوا یا رسول اللّٰہ افنتداوی قال نعم یا عباد اللّٰہ تداووا فان اللّٰہ لم یضع داء الا وضع له شفاء
غیر داء واحد الهرم رواه احمد والترمذی وابو داود) روایت ہی اسامہ بن شریک سے کہ کہا عرض کیا بعضے صحابہ نے
یا رسول اللّٰہ کیا دوا کرین ہم فرمایا کہ ہان اے بندون اللّٰہ کے دوا کرو واسطے کہ تحقیق اللّٰہ تعالے نے نہین رکھی ہی کوئی بیماری مگر
معین کی اسکے لیے شفا سواے ایک بیماری کے کہ وہ بڑھاپا ہی نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور ابو داود نے ف اے بندون اللّٰہ کے
یہ اشارہ ہی اسپر کہ دوا کرنی نہین منافی ہی عبودیت و توکل کے لیکن اعتماد دوا پر نکرو شافی حقیقی اللّٰہ ہی کو جانو اور دوا کو ایک سبب شفا کا
ع (وعن عقبة بن عامر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا تکرهوا مرضاکم علی الطعام فان اللّٰہ یطعمهم ویسقیهم رواه
الترمذی وابن ماجة وقال الترمذی هذا حدیث غریب) اور روایت ہی عقبہ بن عامر سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللّٰہ
علیہ وسلم نے نہ زبردستی کیا کرو اپنے بیمارون کو کھانا کھلانے پر اسلیے کہ اللّٰہ تعالے کھانا کھلاتا ہی اُنکو اور پلاتا ہی اُنکو نقل کی یہ
ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب ہی ف کھانا کھلانے پر یعنی کھانے پلانے پر اور انہین کے حکم مین ہی دوا
اخیر حدیث کے معنی ہین کہ قوت بخشتا ہی اللّٰہ تعالے اور مدد کرتا ہی ساتھ اُس چیز کے کہ فائدہ دیتی ہی مثل فائدے کھلانے اور پینے کے اور زندہ رہنا
قوت ہونی ساتھ قدرت الٰہی کے ہی نہ ساتھ کھانے پینے کے حاصل یہ کہ نفس ایسی چیز مین مشغول ہی کہ احتیاج طعام کی نہین رکھتا اور اگر ساتھ
جریان عادت کے کوئی سبب واسطے بقا کے چاہیے تو رطوبات بدن کی کہ حرارت غریزی تحلیل اُسکو کرے کافی ہی ح (وعن انس
ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کوی اسعد بن زرارة من الشوکة رواه الترمذی وقال هذا حدیث غریب) اور روایت ہی انس
سے یہ کہ نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے داغ دیا اسعد بن زرارہ کو بسبب بیماری سرخ باد کے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہی
ف داغ دیا یعنی اپنے ہاتھ سے یا کسی کو حکم کیا داغنے کا اور نہین معلوم ہوا کہ اس بیماری کے لیے داغ کہان دیا ح (وعن زید بن
ارقم قال امرنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان نتداوی من ذات الجنب بالقسط البحری والزیت رواه الترمذی

روایت ہے زید بن ارقم سے کہ کہا حکم کیا ہمکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ دوا کرین ہم بیماری ذات الجنب کے لیے ساتھ قسط بحری کے
پیسنے کے اور تیل زیت کے یعنی ساتھ کھانے یا لگانے اسکے یا دونون کے نقل کی یہ ترمذی نے (وعنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ینعت الزیت والورس من ذات الجنب رواہ الترمذی) اور روایت ہے زید بن ارقم سے کہ کہا تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیان
کرتے اور مدح کرتے زیت اور ورس کی واسطے علاج ذات الجنب کے نقل کی یہ ترمذی نے ف ورس ساتھ زبر واو اور جزم رے کے نام ایک گھاس کا کہ
زرد ہوتی ہے مانند زعفران کے اس سے رنگتے ہین اور ظاہر یہ ہے کہ علاج ذات الجنب کا ساتھ انکے بطریق لدود کے یعنی پلانے کے منہ مین ہوگا نہ ضماد (وعن
اسماء بنت عمیس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سالہا بما تستمشین قالت بالشبرم قال حار جار قالت ثم استمشیت
بالسنا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو ان شیئا کان فیہ الشفاء من الموت کان فی السنا رواہ الترمذی
وابن ماجۃ وقال الترمذی ہذا حدیث حسن غریب) اور روایت ہے اسماء بنت عمیس کی سے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا انسے
کہ ساتھ کس چیز کے جلاب لیتی ہو تم کہا ساتھ شبرم کے فرمایا کہ گرم ہے گرم ہے کہا اسماء نے پھر جلاب لیا مینے ساتھ سنا کے فرمایا پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر ہوتی کوئی چیز کہ ہوتی اسمین شفا موت سے تو البتہ ہوتی بیچ سنا کے نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی
نے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے ف شبرم نام ایک گھاس کا ہے کہ دست لاتی ہے اور بعضون نے کہا کہ وہ دانہ ہے جوش دے کر پانی اسکا پیتے ہین
اور لفظ حار جار دونون ساتھ حے مہملہ اور تشدید رے کے ہین اکثر صحیح نسخون مین اور اصول معتمدہ مین اور بعضون نے دوسری لفظ کو ساتھ
جیم کے ضبط کیا ہے قبیلہ اتباع سے اور اتباع یہ ہے کہ ایک لفظ اصل بعد لفظ موضوع کے کہ مناسب ہوتا ہے لاتے ہین واسطے مبالغہ کے جیسے حار ورار اور
بہر تقدیر معنی یہ ہین کہ شبرم نہایت گرم ہے کہ حار درجہ چہارم مین ہے اور اطبا نے منع کیا ہے اسکے استعمال سے بسبب زیادہ مسہل ہونے اسکے کے اور خیر جالین
مبالغہ ہے بیچ تعریف سنا کے کہ شفا دیتی ہے امراض کثیرہ سے اور افضل یکی ہے وہ عجیب دوا ہے کہ اصلا اسمین خوف ضرر کا نہین اور قریب باعتدال ہے اور حار
ہے درجہ اول مین اور اسہال کرتی ہے صفرا اور سودا اور بلغم کو اور تقویت بخشتی ہے جرم قلب کو جملہ خاصیتون اسکی سے یہ ہے کہ نفع کرتی ہے وسواس سوداوی
کو نافع شاح (وعن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ انزل الداء والدواء وجعل لکل داء دواء
فتداووا ولا تداووا بحرام رواہ ابوداؤد) اور روایت ہے ابی درداء سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق
اللہ تعالی نے اتاری ہے بیماری اور دوا اور مقرر کی ہے واسطے ہر بیماری کے دوا پس دوا کرو ولیکن نہ دوا کرو ساتھ حرام کے نقل کی
ابوداؤد نے ف ساتھ حرام کے یعنے مثل خمر اور خنزیر اور مانند انکے کہ جو حرام ہین دوا کرو اور بیچ نہی کے دوا کرنے سے ساتھ حرام چیزون کے
مطلق اور ساتھ شراب کے علی الخصوص حدیثین متعدد آئی ہین ابن مسعود سے روایت ہے کہ خدا تعالی نے نہین رکھی شفا تمہاری ان چیزون مین کہ
حرام کی ہین اور جب طارق جعفی نے سوال کیا آنحضرت سے شراب کے بنانے کا منع فرمایا انکو انھون نے کہا کہ دوا کے لیے بناتا ہون فرمایا وہ دوا نہین
ہے بلکہ دکھ ہے اور فرمایا من تداوی بالخمر فلا شفاہ اللہ اور بعضی روایات فقہیہ مین آیا ہے کہ اگر اطبا سے حاذق اتفاق کرین کہ اس بیماری کی
سوا اسکے دوا نہین ہے جائز ہے دوا کرنی ساتھ اسکے لیکن وجود حاذقون کا اور اتفاق انکا اوپر انحصار دوا کے ایک چیز مین متعذر ہے (وعن
ابی ہریرۃ قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الدواء الخبیث رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ) اور روایت
ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا منع فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دواے خبیث سے نقل کی احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے
ف یعنی دواے نجس اور حرام کے استعمال سے منع فرمایا اور خبیث سے دواے بدمزہ بدبو ہے کہ طبیعت اسکے استعمال سے متنفر ہو وہ بھی خوب نہین کہ

منفع اوسمین کمتر ہوتا ہے بسبب نہ قبول کرنے طبیعت کے اور اس تقدیر پر نہی تنزیہی ہوگی ش ح (وعن سلمى خادمة النبي صلى الله
قالت ما كان احد يشتكي الى رسول الله صلى الله عليه وسلم وجعا في رأسه الا قال احتجم ولا وجعا في رجليه الا قال اختضبهما رواه
ابوداود) اور روایت ہے سلمہ خادمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سے کہ کہا نہین کوئی شکوہ کرتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیماری کا
بیچ سر اپنے کے یعنے اس بیماری کا کہ ہوئی کثرت خون سے مگر فرماتے سہری ہوئی سینگی کھچواؤ اور نہین شکوہ کرتا درد کا بیچ پانون اپنے کے یعنے اس درد کا
کہ بسبب حرارت کے ہوتا مگر فرماتے مہندی لگاؤ انکو نقل کی یہ ابوداود نے ف یہ حدیث مطلق شامل ہے مردون اور عورتون کو لیکن لائق یہ ہے کہ اکتفا کرے مرد ساتھ
مہندی لگانے کے تلوون پر اور پرہیز کرے ناخنون پر لگانے سے واسطے احتراز کرنے کے مشابہت عورتون کی سے حتی الامکان ش ح (وعنها قالت
ما كان يكون برسول الله صلى الله عليه وسلم قرحة ولا نكبة الا امرني ان اضع عليها الحناء رواه الترمذي) اور روایت ہے سلمہ سے
کہ کہا نہ پہونچا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی زخم تلوار یا چھری یا مانند اسکے کا اور نہ زخم پتھر یا کانٹے کا مگر فرماتے مجکو یہ کہ رکھون اوسپر مہندی نقل کی
ترمذی نے ف واسطے کہ مہندی کی برودت سے تخفیف ہوجاتی ہے بیچ حرارت اور الم زخم کے ش ح (وعن ابي كبشة الانماري ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم كان يحتجم على هامته وبين كتفيه وهو يقول من اهراق من هذه الدماء فلا يضره ان لا يتداوى بشيء لشيء
رواه ابوداود وابن ماجة) اور روایت ہے ابی کبشہ انماری سے یہ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سہری ہوئی سینگی کھچواتے تھے
اپنے سر مبارک پر اور درمیان دونون مونڈھون اپنے کے اور فرماتے جو شخص کہ نکالے بعض ان خونون مین سے پس نہین ضرر کرتا اسکو یہ
کہ نہ دوا کرے کچھ واسطے کسی بیماری کے نقل کی یہ ابوداود اور ابن ماجہ نے ف اپنے سر مبارک پر الخ احتمال ہے کہ کبھی سر پر سینگی کھچواتے ہون
اور کبھی درمیان مین مونڈھون کے اور احتمال یہ بھی ہے کہ دونون جا سے کھچواتے ہون اکٹھی اور خونون مین سے ظاہر یہ ہے کہ مراد خون ان اعضا
مذکورہ کا ہو یا مطلق خون فاسد ہر عضو کا کہ احتیاج ہو اسکے نکالنے کی ش ح (وعن جابر ان النبي صلى الله عليه وسلم احتجم على وركه
من وثء كان به رواه ابوداود) اور روایت ہے جابر سے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی کھچوائی یعنے سہری ہوئی اپنے کولے پر بسبب
موچ کے کہ آئی تھی حضرت کے پاے مبارک مین نقل کی یہ ابوداود نے ف وثی ساتھ زبر واو اور جزم ث اور ہمزہ کے درد اور ضرب کہ ہو پہونچے عضو
کو بغیر اسکے کہ ٹوٹ جاوے ش ع (وعن ابن مسعود قال حدث رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ليلة اسري به انه لم يمر على ملأ
من الملائكة الا امروه مر امتك بالحجامة رواه الترمذي وابن ماجة وقال الترمذي هذا حديث حسن غريب) اور روایت
ہے ابن مسعود سے کہ کہا خبر دی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی شب معراج کی سے یہ کہ نہین گذرے اوپر کسی جماعت
کے فرشتون مین سے مگر کہ حکم کیا اونھون نے حضرت کو یعنے پہونچایا انکو حکم الٰہی کہ حکم کر واپنی امت کو ساتھ پچھنون کے نقل کی یہ ترمذی اور ابن
ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے ف پچھنون کی فضیلت کا سبب یہ ہے کہ پچھنے خون کو نواحی جلد سے اخراج کرتے ہین اور
اطبا قائل ہین اسکے کہ بلاد گرم مین پچھنے افضل ہین فصد سے اسلیے کہ خون انکا رقیق اور پختہ ہوتا ہے اور اوپر سطح بدن کے آجاتا ہے اوپر پچھنون سے
باہر نکلتا ہے نہ فصد سے اور مراد امت سے وہ عرب ہین کہ اسوقت مین موجود تھے یا مراد امت سے قوم حضرت کی ہے یا مراد امت سے عام ہین کہ جنکو حاجت پڑے
خون نکلوانے کی حضرت صلعم کی امت مین سے ش ح (وعن عبد الرحمن بن عثمان ان طبيبا سأل النبي صلى الله عليه وسلم عن
ضفدع يجعلها في دواء فنهاه النبي صلى الله عليه وسلم عن قتلها رواه ابوداود) اور روایت ہے عبد الرحمن بن عثمان سے یہ کہ تحقیق
ایک طبیب نے پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈالنے مینڈک کے بیچ دوا مین کہ درست ہے یا نہین پس منع کیا اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کر

نقل کی یہ ابو داؤد نے ف قتل کرنے انکے سے یعنی اور ڈالنے انکے سے دوا میں اور بسبب اسکے حاصل ہوتی ہے مطابقت درمیان سوال و
جواب کے اور سوچ یہ ہے اسکی وہ روایت کہ جامع میں آئی ہے نہی عن قتل الضفدع للدواء کہا قاضی نے شاید کہ حضرت نے منع کیا مارنے مینڈک کے سے اسلیے کہ
نہیں مناسب جانی دوا کرنی ساتھ انکے یا تو انکی نجاست اور حرمت کے لیے کیونکہ نہیں جائز ہے دوا کرنی ساتھ حرام چیزوں کے یا واسطے کراہت طبع کے انسے یا اسکی
یا اسلیے کہ دیکھی حضرت نے اسمیں مضرت زیادہ اس چیز سے کہ دیکھی طبیب نے اس میں منفعت ۔ع (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَحْتَجِمُ فِي الْاَخْدَعَيْنِ وَالْكَاهِلِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَزَادَ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَكَانَ يَحْتَجِمُ لِسَبْعَ عَشْرَةَ وَتِسْعَ عَشْرَةَ وَاِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ)
اور روایت ہے انس سے کہ کہا تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سینگی بھری ہوئی کھچواتے بیچ دو رگوں کے کہ دونوں طرف گردن کی
ہیں اور درمیان مونڈھوں کے نقل کی یہ ابو داؤد نے اور زیادہ کی ترمذی اور ابن ماجہ نے یہ عبارت اور تھے حضرت سینگی کھچواتے سترھویں
تاریخ اور انیسویں تاریخ اور اکیسویں تاریخ (وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَحِبُّ الْحِجَامَةَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ وَتِسْعَ
عَشْرَةَ وَاِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ) اور روایت ہے ابن عباس سے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے تھے سینگی کھچوانے
سترھویں تاریخ اور انیسویں تاریخ اور اکیسویں تاریخ نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ میں (وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَنِ احْتَجَمَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ وَتِسْعَ عَشْرَةَ وَاِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ كَانَ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے
نقل کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا جو شخص کہ بھری ہوئی سینگی کھچواوے سترھویں اور انیسویں اور اکیسویں کو ہوتی ہے شفا
ہر بیماری سے نقل کی یہ ابو داؤد نے (وَعَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرَةَ اَنَّ اَبَاهَا كَانَ يَنْهٰى اَهْلَهٗ عَنِ الْحِجَامَةِ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَيَزْعُمُ
عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ يَوْمُ الدَّمِ وَفِيْهِ سَاعَةٌ لَا يَرْقَاُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ) اور روایت ہے کبشہ بیٹی ابی بکرہ
کی سے یہ کہ تحقیق انکے باپ تھے منع کرتے اپنے گھر کے لوگوں کو سینگی کھچوانے سے منگل کے دن اور نقل کرتے رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم سے یہ کہ دن منگل کا دن خون کا ہے یعنے غلبہ خون کا اسمیں ایک ساعت ہے کہ نہیں تھمتا خون یعنے پس اگر اس روز میں خون
لیوے شاید کہ موافق اس ساعت کے پڑے اور ہلاک ہو جاوے نہ تھمنے خون سے نقل کی یہ ابو داؤد نے (وَعَنِ الزُّهْرِيِّ مُرْسَلًا
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَجَمَ يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ اَوْ يَوْمَ السَّبْتِ فَاَصَابَهٗ وَضَحٌ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ
وَقَدْ اُسْنِدَ وَلَا يَصِحُّ) اور روایت ہے زہری تابعی سے بطریق ارسال کے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو شخص سینگی
کھچوائے بدھ کے دن یا ہفتہ کے دن پھر پہونچے اسکو کوڑھ پس نہ ملامت کرے مگر نفس اپنے کو نقل کی یہ احمد اور ابو داؤد نے اور کہا ابو داؤد
نے کہ تحقیق اسناد کی گئی ہے یہ حدیث یعنے متصل ہے باعتبار راویوں کے ایک اور اسناد میں اور صحیح نہیں ہے وہ اسناد ف لیکن حاصل ہوتی ہے
بسبب اسکے قوت مرسل کو اور مرسل حجت ہے ہمارے نزدیک اور تمام فقہاء کے نزدیک ۔ع (وَعَنْهُ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَجَمَ اَوِ اطَّلٰى يَوْمَ السَّبْتِ اَوِ الْاَرْبِعَاءِ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ فِي الْوَضَحِ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ) اور روایت
ہے زہری سے بطریق ارسال کے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ بھری ہوئی سینگی کھچوائے یا لیپ کرے
یعنے کسی عضو بدن پر دن ہفتے کے یا بدھ کے پس نہ ملامت کرے مگر نفس اپنے کو بیچ پہونچ جانے کوڑھ کے نقل کی یہ بغوی نے
شرح السنہ میں (وَعَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَاٰى فِيْ عُنُقِيْ خَيْطًا فَقَالَ مَا هٰذَا فَقُلْتُ خَيْطٌ
رُقِيَ لِيْ فِيْهِ قَالَتْ فَاَخَذَهٗ فَقَطَعَهٗ ثُمَّ قَالَ اَنْتُمْ اٰلُ عَبْدِ اللّٰهِ لَاَغْنِيَاءُ عَنِ الشِّرْكِ سَمِعْتُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الرقی والتمائم والتولۃ شرک فقلت لم تقول ہکذا لقد کانت عینی تقذف وکنت اختلف الی فلان الیہودی فاذا رقاہا سکنت فقال عبد اللہ انما ذلک عمل الشیطان کان ینخسہا بیدہ فاذا رقی کف عنہا انما کان یکفیک ان تقولی کما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذہب الباس رب الناس واشف انت الشافی لا شفاء الا شفاؤک شفاء لا یغادر سقما رواہ ابو داود) اور روایت ہے زینب عورت عبد اللہ بن مسعود کی سے کہ تحقیق عبد اللہ نے دیکھا میری گردن میں ایک تاگا پس کہا کیا ہے یہ پس کہا میں نے تاگا ہے یہ منتر پڑھا گیا ہے واسطے میرے اس میں کہا زینب نے پس لیا عبد اللہ نے اس تاگے کو اور ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اسکو پھر کہا تم اے اہل عبد اللہ کے البتہ بے پروا ہو شرک سے سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تحقیق منتر اور منکے اور ٹونے شرک ہیں پس کہا میں نے کس طرح کہتے ہو اس طرح سے پیشاب اور حکم کرتے ہو مجکو ساتھ توکل کے اور نہ منتر کرنیکے باوجودیکہ میں نے منتر کرنے میں فائدہ پایا ہے البتہ تحقیق تھی آنکھ میری نکلی پڑتی بسبب درد کے اور میں آمد و رفت رکھتی تھی طرف فلانے یہودی کے پس جب منتر پڑھ کر دم کیا اسنے آنکھ پر آرام پایا آنکھ نے پس کہا عبد اللہ نے نہیں ہے یہ درد آنکھ کا اور اچھا ہونا اسکا بسبب منتر کے مگر کام شیطان کا تھا شیطان چوکتا تھا آنکھ کو اپنے ہاتھ سے پس جب منتر پڑھا گیا باز رہا شیطان آنکھ سے سوا اسکے نہیں کہ تجھے کافی تھا یہ کہ کہتی تو جیسے کہتے تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہتے کہ دور کر تو بیماری کو اے پروردگار لوگوں کی اور شفا دے تو ہی شفا دینے والا نہیں شفا مگر شفا تیری ایسی شفا کہ نہ چھوڑے بیماری کو نقل کی یہ ابو داود نے ف بے پروا ہونا شرک سے اور محتاج اسکے نہیں کہ بیچ دفع امراض اور مضرتوں کے تمسک ساتھ ان افعال کے کرو کہ شرک کرتے ہیں اور متضمن شرک کو ہیں اسلیے کہ متعارف اس زمانہ میں منتر عہد جاہلیت کے تھے کہ مشتمل تھے مضمون شرک کو کذا قال الشیخ رح اور ملا علی رح نے لکھا ہے کہ مراد شرک سے اعتقاد اسکا ہے کہ یہ سبب قوی ہیں اور اسکے لیے کچھ تاثیر ہے پس یہ شرک خفی ہے اور اگر اعتقاد کرے یہ کہ وہ موثر ہے پس وہ شرک جلی ہے اور منتر یعنے وہ منتر کہ اسمیں نام ہیں بتوں یا شیطان کا یا کلمہ کفر کا یا سوا اسکے وہ چیز ہو کہ نہیں جائز ہے شرعا اور اس میں داخل ہے وہ منتر کہ نہ معلوم ہوں معنے اسکے اور تمائم جمع تمیمہ کی ہے معنے تعویذ کے کہ لڑکے کے گلے میں ڈالا جاوے اور یہاں وہ تعویذ مراد ہے کہ ہوں اسمیں اسمائے الٰہی اور آیات اور دعائیں ماثورہ اور بعضوں نے کہا کہ تمیمہ کہتے ہیں منکے کو کہ عورتیں اولاد کے گلے میں ڈالتی ہیں بگمان اسکے کہ اس سے نظر نہیں لگتی ہے اور تولہ ساتھ زبر تے اور زیر واو و لام کے ایک قسم ہے سحر کی کہ ڈورے میں یا کاغذ میں واسطے محبت مرد و عورت کے کرتے ہیں اور شرک ہیں یعنے یہ سب کام اہل شرک کے ہیں اور متضمن شرک خفی یا شرک جلی کو ہیں جیسے کہ اوپر ذکر کیا گیا اور کام شیطان کا تھا یعنے یہ درد جو تیری آنکھ میں تھا نہیں تھا درحقیقۃ بلکہ ضرر یہ تھا طرف سے شیطان سے (وعن جابر قال سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن النشرۃ فقال ہو من عمل الشیطان رواہ ابو داود) اور روایت ہے جابر سے کہ کہا پوچھے گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نشرہ سے پس فرمایا کہ وہ عمل شیطان کا ہے نقل کی یہ ابو داود نے ف نشرہ ساتھ پیش نون و سکون شین معجمہ کے ایک قسم ہے افسون کی کہ آسیب زدہ کے لیے کرتے ہیں اور قاموس میں ہے کہ نشرہ رقیہ یعنے افسون ہے کہ علاج کیا جاتا ہے ساتھ اسکے مجنون و مریض پس حاصل معنے اسکے رقیہ اور تعویذ ہیں پس مراد ساتھ نشرہ کے کہ اسکو عمل شیطان کہا وہ رقیہ ہوگا کہ عمل جاہلیت سے ہے مشتمل اسمار بتوں اور شیاطین کے گویا زبان عبرانی میں ہو کہ معلوم نہوں معنے اسکے نہ ساتھ قرآن اور اسمائے الٰہی کے ہو (وعن عبد اللہ بن عمرو قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما ابالی ما اتیت ان انا شربت تریاقا او تعلقت تمیمۃ او قلت الشعر من قبل نفسی رواہ ابو داود) اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے کہا سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے

میں پروا کرتا میں عمل سے کہ کروں میں اگر پیوں میں تریاق یا لٹکاؤں تعویذ گلے میں یا کہوں میں شعر یعنی تصنیف کروں تو ہوتا میں اپنی طرف سے نقل کی یہ ابو داؤد
نے ف نہیں پروا کرتا میں الخ یعنی اگر ان چیزوں میں سے ایک چیز بھی مجھ سے صادر ہو تو میں ان لوگوں میں سے ہوں کہ پروا نہیں کرتے ہر چیز کے کرنے میں و پرہیز
نہیں کرتے نامشروع سے مقصود یہ ہے کہ کرنا ان چیزوں کا کام اس شخص کا ہے کہ بے قید اور بے پروا ہو بیچ کرنے نامشروعات کے ان چیزوں کا استعمال حضرت نے اسلیے برا جانا
کہ تریاق میں تو گوشت سانپ کا اور شراب پڑتی ہے پس حرام ہے وہ اور اگر ایسا تریاق ہو کہ اسمیں حرام چیزیں نہ پڑیں کچھ مضائقہ نہیں اسکا اور بعضوں نے کہا
کہ ترک اسکا بھی اولے ہے عمل کرنے کو ساتھ اطلاق حدیث کے اور مراد تمیمہ سے تعویذ جاہلیت کے ہیں یعنی منتر اونکے اور منکے اور ناخن شیر وا اور ذو کہنا ان فقرا
او اسمائے الٰہی سے ہوں خارج ہیں اس حکم سے بلکہ مستحب ہیں اسیواسطے برکت کی انمیں اور کہوں میں شعر الخ یعنی قصد کروں میں شعر کہنے کا اور کہوں اشعار
دل سے یہ بات حضرت نے بسبب اس قول اللہ تعالے کے فرمائی وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ اور اگر بے قصد و بے اختیار زبان سے کلام موزون نکلے
وہ اور بات ہے داخل کہنے شعر کے اور مذموم نہیں اسلیے کہ اہل عرف و اصطلاح بھی اسکو داخل شعر کے نہیں رکھتے چونکہ حق تعالے نے آنحضرت کو منزہ اور مبرا
کیا تھا اطلاق شعر کہنے حضرت کے لیے روا رکھی ہیں یہ کمال مخصوص ہے ساتھ حضرت کے اور بیچ حق غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شعر مثل اور کلاموں کے ہیں اچھے مضمون
کے اچھے ہیں اور برے مضمون کے برے ہیں توجہ باطن کی اسکی طرف اور ضایع کرنا عمر کا اور تفکر کثیر کہ مانع ہو امور ضروریہ دینی سے مذموم ہے اور کہا ابن ملک نے
یعنی کہنا شعر کا اور پینا تریاق کا اور لٹکانا تمیمہ کا حرام ہیں مجھ پر اور بیچ حق امت کے تمیمہ اور کہنا شعر کا حرام نہیں جبکہ نہ ہو اسمیں جھوٹ اور ہجو مسلمان
کی یا کوئی چیز گناہ کی اور اسیطرح وہ تریاق کہ نہ ہو اسمیں کوئی حرام چیز مثل سانپ وغیرہ کے نہیں حرام انتہی ۲ع ح (وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اكْتَوٰى اَوِ اسْتَرْقٰى فَقَدْ بَرِئَ مِنَ التَّوَكُّلِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ) اور روایت ہے مغیرہ بن شعبہ سے کہا
فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص داغ لیوے یا منتر پڑھوائے پس تحقیق بری ہوا توکل سے نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ف یعنی داغ اور منتر اگرچہ
مباح ہیں وقت حاجت کے ولیکن مقام توکل بالاتر ہے اس سے فرمایا اللہ تعالے نے وعلی اللہ فلیتوکل المومنون بیچ مبالغہ کرنے مباشرت اسباب کے دلالت ہے
اوپر غفلت اسکی کے رب الارباب سے چنانچہ اسلیے کہا ہے امام غزالی نے کہ جو کوئی بند کرے دروازہ اپنا ساتھ دو قفلوں کے یا ایک قفل کے پھر کہے ہمسایہ کو ساتھ
محافظت کے نکلا توکل سے ۲ع ح (وَعَنْ عِيْسَى بْنِ حَمْزَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ وَبِهِ حُمْرَةٌ فَقُلْتُ اَلَا تُعَلِّقُ تَمِيْمَةً فَقَالَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِلَ اِلَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ) اور روایت ہے عیسیٰ بن حمزہ سے کہ کہا گیا میں عبد اللہ
بن حکیم کے پاس اسحال میں کہ انکے بدن پر بیماری سرخی کی تھی پس کہا میں نے کیوں نہیں لٹکاتے تم تعویذ پس کہا عبد اللہ نے پناہ مانگتا ہوں میں
ساتھ اللہ کے اس سے فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ لٹکاوے کسی چیز کو سونپا جاتا ہے طرف اسکے نقل کی یہ ابو داود نے ف کہا طیبی
نے شاید کہ عبد اللہ نے پناہ مانگی ساتھ اللہ کے لٹکانے تعویذ کے سے اسلیے کہ وہ تھے متوکلین سے اگرچہ جائز ہے اور وہ کو اور کسی چیز کو یعنی لٹکاوے تعویذ اور منکے اور
مانند انکے کہ اس اعتقاد سے کہ یہ چیزیں نفع دیتی ہیں اور دفع کرتی ہیں ضرر کو اور لفظ وکل ساتھ پیش واو اور تخفیف کاف مکسور کے ہے معنی چھوڑا جاتا ہے اور سپرد
کیا جاتا ہے طرف اسکے یعنی محروم کیا جاتا ہے اعانت و امداد الٰہی سے اور شفا نہیں پاتا ہے اسلیے کہ سب چیزیں ماسوائے حق کے نہ ضرر کرتی ہیں اور نہ نفع
دیتی ہیں مقصود رغبت دلانی ہے اوپر تفویض و توکل کے ۲ع ح (وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
لَا رُقْيَةَ اِلَّا مِنْ عَيْنٍ اَوْ حُمَةٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ بُرَيْدَةَ) اور روایت ہے عمران بن حصین سے یہ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا نہیں منتر تاثیر کرتا مگر نظر سے یا ڈنک زہردار سے یعنی بچھوا اور مانند اسکے کے ڈنک سے نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور ابو داود نے اور
روایت کی یہ ابن ماجہ نے بریدہ سے (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا رُقْيَةَ اِلَّا مِنْ عَيْنٍ اَوْ حُمَةٍ اَوْ دَمٍ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ)

اور روایت ہے انس سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں تاثیر کرتا منتر مگر نظر سے یا ڈنک زہردار سے یا خون سے نقل کی ہے ابو داؤد
اس حدیث میں لفظ خون کا زیادہ آیا اور علما نے مراد اس سے خون نکسیر کا رکھا ہے اور اگر عام مراد رکھیں کہ جو بیماریاں خون کے سبب سے ہوں اور
روان ہونے خون کے یا بسبب فساد خون کے تو بھی جائز معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم اور ابو داؤد کی ایک روایت میں الا فی نفس آیا ہے بجائے الا فی عین کے اور کہا
علما نے کہ مراد نفس سے نظر ہے اور بجائے او دم کے او رقۃ آیا ہے کہ یعنی کاٹنے کے ہے دانتوں سے جیسے کہ سانپ اور مانند اسکے کے اور منتر ہر دکھ بیماری کو نافع ہے نہ کہ
درد سر اور درد دانتوں وغیرہ کے جیسے کہ احادیث میں آیا ہے اور صحیح مسلم میں آیا ہے کہ جبرئیل پیغمبر خدا کے پاس آئے اس حال میں کہ حضرت بیمار تھے کہا جبرئیل نے بسم اللہ
ارقیک من کل داء یؤذیک پس مراد ساتھ حصر کے اس حدیث میں مبالغہ ہے اور مراد یہ ہے کہ منتر ان تین چیزوں میں اولیٰ اور انفع ہے بہ نسبت اور چیزوں کے واسطے اشتہار
اور تعارف کے ہے درمیان لوگوں کے ف (وعن اسماء بنت عميس قالت يا رسول الله ان ولد جعفر تسرع اليهم العين أفأسترقي لهم قال نعم فانه لو كان
شيء سابق القدر لسبقته العين رواه احمد والترمذي وابن ماجة) اور روایت ہے اسماء بنت عمیس کی سے کہ کہا یا رسول اللہ تحقیق اولاد جعفر طیار کی
جلدی پہونچتی ہے طرف انکی نظر یعنی بسبب خوبصورت اور خوب سیرت ہونے انکے کے آیا منتر پڑھوا دوں میں انکے لیے فرمایا ہاں اسلیے کہ تحقیق اگر ہوتی
کوئی چیز سبقت لیجانے والی تقدیر سے تو سبقت لیجاتی اس سے نظر یعنی نظر اثر عظیم ہے پس جائز ہے منتر پڑھوانا انکے لیے نقل کی ہے احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ
نے ف جیسے یعنی نظر بسبب حسد اور خباثت طبع کے ضرر پہونچاتی ہے ایسے ہی انکے مقابلہ میں نظر عارفوں اور اہل دلوں کی نافع ہوتی ہے مانند اکسیر کے کہ کافر کو
مومن کر دیتی ہے اور فاسق کو صالح اور جاہل کو عالم ف (وعن الشفاء بنت عبد الله قالت دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا عند حفصة فقال الا تعلمين
هذه رقية النملة كما علمتيها الكتابة رواه ابو داود) اور روایت ہے شفا بنت عبد اللہ کی سے کہ کہا داخل ہوئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں کہ میں تھی
نزدیک حفصہ کے پس فرمایا کیا نہیں سکھلاتی تو اسکو یعنی حفصہ کو منتر نملہ کا جیسا کہ سکھلایا تو نے اسکو لکھنا نقل کی ہے ابو داؤد نے ف شفا ساتھ کسرہ شین کے بیٹی عبد اللہ
بن شمس کی قرشیہ عدویہ ہیں نام انکا لیلی ہے اور شفا لقب ہے کہ غالب آیا ہے نام پر اسلام لائیں پہلے ہجرت کے اور تھیں فاضلہ عاقلہ عورتوں میں سے اور حضرت انکے یہاں
تشریف لیجاتے اور قیلولہ کرتے اور حضرت کے لیے بچھونا اور ازار رکھ رکھی تھی کہ وقت آرام کرنے کے خدمت میں آویں اور نملہ پھنسیاں ہیں کہ پہلو پر نکلتی ہیں اور زخم سا
ڈال دیتی ہیں اور بیمار کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا چیونٹیاں چلتی ہیں اور یہ شفا منتر پڑھتی تھیں نملہ کی دفع کے لیے کہ جب مسلمان ہوئیں اور حضرت مدینہ میں تشریف لائے
تو انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ایام جاہلیت میں منتر نملہ کے لیے کرتی تھی چاہتی ہوں کہ آپ کے آگے عرض کروں پس عرض کیا اور حضرت نے جائز رکھا اور فرمایا
کہ تعلیم کر اسکو حفصہ کے تئیں اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ کلام حضرت سے بطور تعریض کے تھا حفصہ کو کہ انھوں نے افشاے سر حضرت کا کیا تھا چنانچہ وہ قصہ سورہ تحریم
میں مذکور ہے اور مراد رقیہ نملہ سے چند کلمات ہیں کہ مشہور تھے درمیان انکے بایں نام اور عورتیں عرب کی اسکو رقیہ نملہ کہتی تھیں اور رقیہ نملہ حقیقۃً کہ اسمیں کچھ نفع
تھا اور منع فرمایا تھا اس سے پس کیونکر حکم فرماتے اسکے سکھانے کا انکو اور کلمات مشہور یہ ہیں (العروس تحتفل وتختضب وتكتحل وكل شيء تفتعل غير ان لا
تعصي الرجل) اور حاصل مضمون ان کلمات کا یہ ہے کہ عورت آراستہ کرتی ہے اپنے تئیں اور سب کچھ کرتی ہے غیر نافرمانی مرد کے پس آنحضرت نے تعریض کی حفصہ کو
اور تادیب کیا انکو نافرمانی کرنے پر اور افشاے سر کرنے پر اور عورتوں کو لکھنے کے سکھانے سے ایک حدیث میں نہی آئی ہے کہ فرمایا لا تعلموهن الكتابة اور اس حدیث سے
جواز سمجھا گیا پس حکم پہلے نہی سے ہوگا اور بعضوں نے کہا کہ عورتیں آنحضرت کی مخصوص تھیں ساتھ بعضے احکام و فضائل کے اور نہی کتابت سے محمول ہے اوپر اور
عورتوں پر کہ خوف فتنہ کا وہاں متصور ہے اور یہاں نہیں اور کہا خطابی نے کہ اسمیں دلیل ہے اسپر کہ سکھانا کتابت کا عورتوں کو مکروہ نہیں کہتا ہوں میں کہ یہ جائز ہونا واسطے
کی عورتوں کو نہ بسبب فساد زمانہ کے اور کہا بعضوں نے کہ یہ حکم خاص حضرت حفصہ ہی کے لیے تھا نہ اوروں کے لیے ف (وعن ابي امامة بن سهل بن حنيف
قال رأى عامر بن ربيعة سهل بن حنيف يغتسل فقال والله ما رأيت كاليوم ولا جلد مخبأة قال فلبط سهل فأتي رسول الله صلى الله عليه وسلم

ملا علی قاری ۱۲

يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ لَكَ فِي سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ وَاللهِ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَقَالَ هَلْ تَتَّهِمُونَ لَهُ أَحَدًا فَقَالُوا نَتَّهِمُ عَامِرَ بْنَ رَبِيعَةَ قَالَ فَدَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَامِرًا فَتَغَلَّظَ عَلَيْهِ وَقَالَ عَلَامَ يَقْتُلُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ أَلَا بَرَّكْتَ اغْتَسِلْ لَهُ فَغَسَلَ لَهُ عَامِرٌ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمِرْفَقَيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَأَطْرَافَ رِجْلَيْهِ وَدَاخِلَةَ إِزَارِهِ فِي قَدَحٍ ثُمَّ
صُبَّ عَلَيْهِ فَرَاحَ مَعَ النَّاسِ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوَاهُ مَالِكٌ وَفِي رِوَايَتِهِ قَالَ إِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ تَوَضَّأْ لَهُ فَتَوَضَّأَ لَهُ) اور روایت ہے ابی امامہ بن سہل
بن حنیف سے کہا دیکھا عامر بن ربیعہ نے سہل بن حنیف کو نہاتے پس کہا عامر نے قسم ہے اللہ کی نہیں دیکھا میں نے کوئی دن مانند آج کے دن کے اور نہ
کسی پردہ نشین کی مانند اس جلد کے یعنی جلد سہل کی کہا ابو امامہ نے پس گرایا گیا سہل یعنی گر پڑا زمین پر مارے ٹوک لگنے کے پس لایا گیا سہل رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا گیا واسطے رسول خدا کے ای رسول خدا کے کیا ہے آپکو نسبت بیچ علاج کرنے سہل بن حنیف کے قسم ہے اللہ کی نہیں اٹھاتا
وہ سر اپنا پس فرمایا حضرت نے کیا گمان کرتے ہو تم کسی پر کہ اسکو نظر لگائی ہے پس کہا لوگوں نے کہ گمان کرتے ہیں ہم عامر بن ربیعہ پر کہ نظر لگائی کہا راوی
نے پس بلایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر کو اور سختی کی اسکو اور فرمایا کس واسطے قتل کرتا ہے ایک تمہارا اپنے بھائی کو کیوں نہ دعا دی تو نے اسکو ساتھ برکت
کے یعنی کیوں نہ کہا تو نے بارک اللہ علیک تاکہ تاثیر نہ کرتی اسمین نظر دھو یعنی اعضا اپنے سہل کے لیے اور ڈال پانی اسپر پس دھویا سہل کے لیے عامر نے منہ اپنا اور
ہاتھ اپنے اور کہنیاں اپنی اور گھٹنے اپنے اور سرے اپنے دونوں پاؤں کی انگلیوں کے اور اعضا ازار کے اندر کے یعنی ستر اور ران اور کولہے ایک پیالہ میں پھر
ڈالا گیا پانی سہل پر پس چلا سہل لوگوں کے ساتھ اس حال میں کہ نہ تھا اسکو کچھ خلل یعنی اسی وقت صحت پائی اور گیا نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ
میں اور نقل کی یہ مالک نے اور مالک کی روایت میں یوں آیا ہے کہ فرمایا حضرت نے ٹوک کرنے والے کو تحقیق نظر حق ہے وضو کر واسطے اسکے پس
وضو کیا واسطے اسکے شیخ کہا نووی نے کہ صورت ٹوک لگانے والے کی وضو کی نزدیک علماء کے اس طرح ہے کہ لایا جاوے پیالہ پانی کا اور نہ رکھا جاوے
پیالہ زمین پر پھر لیوے وہ ایک چلو اور کلی کرے پھر ڈالے کلی پیالہ میں پھر لیوے داہنے سے پانی اور دھووے اس سے منہ اپنا پھر لیوے بائیں ہاتھ سے
پانی اور دھووے داہنی ہتھیلی اپنی پھر لیوے داہنے ہاتھ سے پانی اور دھووے اس سے ہتھیلی بائیں پھر بائیں ہاتھ سے پانی لیوے اور دھووے کہنی
داہنی پھر داہنے ہاتھ سے لیوے پانی اور دھووے اپنی کہنی بائیں اور نہ دھووے اس چیز کو کہ درمیان کہنیوں اور ہتھیلیوں کے ہے پھر دھووے قدم
داہنا پھر بایاں پھر گھٹنا داہنا پھر بایاں بطور سابق کے اور یہ سب پیالہ میں دھووے پھر تہبند کے اندر سے دھووے اور جب یہ سب دھو چکے تو ڈالے
پانی اسکے پیچھے اسکے سر پر اور اس طرح کے معالجات اسرار و حکمتوں سے ہیں کہ عقل دریافت کرنے انکے سے عاجز ہے اور کہا مازری نے کہ یہ امر وجوب کے لیے
ہے اور جبر کیا جاوے ٹوک کرنے والا اوپر وضو کے واسطے ٹوک زدہ کے سبب صحیح روایت کے اور کہا کہ بعید ہے خلاف کرنا اس میں جبکہ خوف ہو ٹوک زدہ
ہلاک کا اور کہا قاضی عیاض رحمہ نے کہ جب معروف ہو کوئی ساتھ نظر لگانے کے تو لازم ہے کہ پرہیز کرے اس سے اور لائق ہے امام کو کہ منع کرے اسکو آنے سے
لوگوں میں اور حکم کرے اسکو کہ اپنے گھر میں رہا کرے اور اگر محتاج ہو تو وہ مقرر کرے اسکے لیے بقدر کفایت اسکی کے اسلیے کہ ضرر اسکا اشد ہے ضرر جذامی کی
اور کہا نووی نے کہ قول اس کہنے والے کا صحیح متعین ہے اور نہیں معلوم ہوتا غیر اسکے سے خلاف اسکا واللہ اعلم (وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ
رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجَانِّ وَعَيْنِ الْإِنْسَانِ حَتَّى نَزَلَتِ الْمُعَوِّذَتَانِ فَلَمَّا نَزَلَتَا أَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَاهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ وَقَالَ
التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ) اور روایت ہے ابی سعید خدری سے کہا کہ تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے جنوں سے اور ٹوک آدمی کی سے یہانتک
کہ اتریں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پس جب اتریں یہ سورتیں کی حضرت نے پناہ مانگنی ساتھ ان دونوں سورتوں کے اور چھوڑ دی پناہ
مانگنی سوا ان دونوں کے نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث غریب ہے (وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ هَلْ رُئِيَ فِيكُمُ الْمُغَرِّبُونَ قُلْتُ وَمَا الْمُغَرِّبُونَ قَالَ الَّذِينَ يَشْتَرِكُ فِيهِمُ الْجِنُّ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے عائشہ سے کہا فرمایا مجکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ

وسلم نے کہا دکھلائی دیتے ہیں تم میں مغربون کہا میں نے کون ہیں مغربون فرمایا وہ لوگ ہیں کہ شریک ہوتے ہیں انمیں جن نقل کی یہ ابو داؤد نے
شریک ہوتے ہیں یعنے انکے نطفہ میں اور اولاد میں بسبب ترک کرنے ذکر اللہ کے وقت صحبت کرنے کے بیوی سے پس شیطان اپنا شر اسکے شر کے
ساتھ ملاتا ہی اور جماع کرتا ہی ساتھ اسکے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالے نے وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ پس واجب ہی انسان کو کہ کرے جسطرح حدیث میں آیا ہی کہ جب
صحبت کرنے لگے بیوی اپنی سے تو کہے بسم اللہ اللہم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا پس جب ترک کرتا ہی یہ دعا بسم اللہ تو شریک ہوتا ہی شیطان
صحبت کرنے میں پس معنے مغربون کے ہیں تجاوز کرنے والے ذکر خدا سے اور دور ڈالنے والے نفس اپنے کو ذکر حق سے وقت جماع کے یا دور ڈالنے والے
فرزند کو جنس اپنی سے اور لانے والے رگ غریب کو نسب میں پس وہ وقت غفلت کا ہوتا ہی ہوشیار رہے تاکہ بچے اس بلائے عظیم سے اور بسبب اسکے ترک
کرنے کے فساد اس زمانے روزگار کا ظاہر ہی اور بعضوں نے کہا کہ مراد مشارکت جن سے ان میں حکم کرنا انکا ہی انکو ساتھ زنا کے اور اچھا کر دکھاتا ہی زنا کا انکو پس پیدا ہوتی
ہی اولاد بری انسے (وَذُكِرَ حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ خَيْرُ مَا تَدَاوَيْتُمْ فِي بَابِ التَّرَجُّلِ) اور ذکر کی گئی حدیث ابن عباس کی کہ بہتر اسکا جسکا دوا کرتے ہو تم بیچ باب ترجل کے (اَلْفَصْلُ
الثَّالِثُ) فصل تیسری (عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَعِدَةُ حَوْضُ الْبَدَنِ وَالْعُرُوقُ إِلَيْهَا وَارِدَةٌ فَإِذَا صَحَّتِ الْمَعِدَةُ
صَدَرَتِ الْعُرُوقُ بِالصِّحَّةِ وَإِذَا فَسَدَتِ الْمَعِدَةُ صَدَرَتِ الْعُرُوقُ بِالسَّقَمِ) روایت ہی ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے معدہ آدمی کا
بنسبت بدن کے مانند حوض کے ہی بنسبت درخت کے اور رگیں بیچ بدن آدمی کے کہ اعضا سے آئی ہیں طرف معدہ کے اور ہوتے ہیں ساتھ اسکے ایسی ہیں کہ
جیسے کوئی پانی پینے کے لیے حوض پر آوے پس جسوقت تندرست ہوتا ہی معدہ پھرتی ہیں رگیں معدہ سے طرف اعضا کے ساتھ رطوبات جیدہ اور غذا لیے صالح
کے کہ سبب صحت بدن اور قوت اسکی کے ہی اور جب فاسد ہوتا ہی معدہ پھرتی ہیں رگیں طرف اعضا کے ساتھ رطوبات ردیہ فاسدہ کے کہ سبب بیماری بدن اور
ضعف اسکے کے ہیں ف یعنے حال اسکا مانند حال حوض کے ہی کہ رگ و ریشے درخت کے اسکی طرف جا کر رطوبات کو جذب کرتے ہیں اگر پانی صاف و شیریں ہی
تو سبب تازگی اور نشو و نما درخت کا ہوتا ہی اور اگر پانی مکدر و شور ہی تو سبب خشکی اور پژمردگی درخت کا ہوتا ہی کذا ذکرہ الطیبی اور ظاہر یہ ہی کہ حمل کریں اسکو طب نبوی
پر کہ افعال آدمی کے اور اقوال و آداب اسکے موافق کھانے پینے اسکے کے ہوتے ہیں پس اگر داخل ہو حرام پیٹ میں صادر ہوتے ہیں افعال وغیرہ حرام اور اگر
داخل ہو فضول نکلتے ہیں افعال وغیرہ فضول ہر اصول و فروع سے پس ہی طعام تخم افعال کا اور افعال بمنزلہ روئیدگی کے کہ ظاہر ہوتے ہیں اس سے فی الحال
جیسے کہ کہا گیا ہی کل اناء یترشح بما فیہ اور فرمایا اللہ تعالے نے کلوا من الطیبات واعملوا صالحا اور فرمایا آنحضرت نے من نبت لحمہ من سحت فالنار اولی بہ
اور اس حدیث میں بعضوں نے کلام کیا ہی اور بعضوں نے اسکو موضوعات میں گنا ہی اور کہا لا اصل لہ لیکن بسبب تعدد طرق اور تقویت اسکی کے ساتھ
روایت طبرانی اور بیہقی کے حسن یا ضعیف پس نہیں صحیح ہی یہ کہ کہا جاوے اسکے حق میں انہ باطل لا اصل لہ ع ح (وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ يُصَلِّي فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ فَلَدَغَتْهُ عَقْرَبٌ فَنَاوَلَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَعْلِهِ فَقَتَلَهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ
الْعَقْرَبَ مَا تَدَعُ مُصَلِّيًا وَلَا غَيْرَهُ أَوْ نَبِيًّا وَغَيْرَهُ ثُمَّ دَعَا بِمِلْحٍ وَمَاءٍ فَجَعَلَهُ فِي إِنَاءٍ ثُمَّ جَعَلَ يَصُبُّهُ عَلَى إِصْبَعِهِ حَيْثُ لَدَغَتْهُ وَيَمْسَحُهَا وَيُعَوِّذُهَا بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ
فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ) اور روایت ہی حضرت علی سے کہا اسوقت کہ تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک رات نماز پڑھتے پس رکھا ہاتھ اپنا زمین پر
پس کاٹا حضرت کی انگلی میں بچھو نے پس مارا اسکو حضرت نے ساتھ پاپوش اپنی کے پس مار ڈالا اسکو پس جبکہ پھرے آنحضرت نماز سے فرمایا لعنت کرے اللہ بچھو کو
کہ نہیں چھوڑتا نمازی کو اور نہ غیر نمازی کو یا فرمایا نبی کو اور نہ غیر نبی کو پھر منگوایا نمک اور پانی اور کیا اسکو یعنے ہر ایک کو ایک باسن میں پھر شروع کیا کہ
ڈالتے تھے اسکو یعنے اس چیز کو کہ باسن میں تھی اپنی انگلی پر اس جگہ کہ کاٹا تھا بچھو نے اور ملتے تھے انگلی کو اور پڑھتے تھے اسپر قل اعوذ برب الفلق اور
قل اعوذ برب الناس نقل کیں یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں (وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ أَرْسَلَنِي أَهْلِي إِلَى أُمِّ

سلّة يعني قدح من ماء وكان إذا أصاب الإنسان عين أو شيء بعث إليها مخضبه فأخرجت من شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانت تمسكه
في جلجل من فضة فخضخضته له فشرب منه قال فاطلعت في الجلجل فرأيت شعرات حمرا رواه البخاري) اور روایت ہے عثمان بن عبد اللہ
بن موہب سے کہا بھیجا مجھکو اہل میرے نے طرف ام سلمہ کے ساتھ پیالے پانی کے اور تھی عادت کہ جس وقت کہ پہنچتی آدمی کو نظر یا کچھ اور مرض بھیجتا طرف
ام سلمہ کے ایک بڑا پیالہ پس نکالتیں ام سلمہ بال پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اور رکھتیں تھیں بال کو بیچ نلی چاندی کے پس ہلاتیں اسکو اسکے لیے پس پیتا
وہ اس پانی سے کہا راوی نے پس جھانک کر دیکھا میں نے نلی میں پس دیکھے میں نے کتنے ایک بال سرخ روایت کی یہ بخاری نے ف کہا طیبی نے
کہ وہ نل چاندی کا بیمان تھا مانند ظرف کی جو کہ ہو کعبہ پر واسطے تعظیم کے اور بال سرخ خلقی نہ تھے یا مہندی سے تھے بسبب آپ کے مہندی لگانے کے یا مہندی میں رہنے
سے تھے یا بسبب خوشبو کے متغیر ہوگئے تھے۔ ف ح (وعن أبي هريرة أن ناسا من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم قالوا لرسول الله صلى الله
عليه وسلم الكمأة جدري الأرض فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم الكمأة من المن وماؤها شفاء للعين والعجوة من الجنة وهي شفاء من السم قال
أبو هريرة فأخذت ثلاثة أكمؤ أو خمسا أو سبعا فعصرتهن وجعلت ماءهن في قارورة وكحلت به جارية لي عمشاء فبرأت رواه الترمذي وقال هذا حديث حسن)
اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ کتنے ایک آدمیوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کہا واسطے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ کھنبی چیچک ہے
زمین کی پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کھنبی قسم من سے ہے اور پانی اسکا شفا ہے واسطے آنکھ کے اور عجوہ کہ قسم نفیس کھجور کی ہے جنت سے ہے اور وہ شفا
ہے زہر سے کہا ابو ہریرہ نے پس لیں میں نے تین کھنبیاں یا پانچ یا سات اور نچوڑا میں نے انکو یعنی کوٹکر عرق انکا نچوڑا اور رکھا میں نے انکا پانی شیشہ میں اور
بطور سرمہ کے دیا میں نے اسکو ایک اپنی لونڈی چندھی کی آنکھ میں پس اچھی ہوگئی وہ نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن ہے ف چیچک ہے الخ یعنی جیسے
دانہ چیچک کے کہ فضلات ردیہ ہیں کہ لڑکوں کے پوست میں سے باہر نکل آتے ہیں ایسے ہی یہ کھنبی بھی فضلہ زمین کا ہے کہ زمین سے نکلتی ہے یہ بات صحابہ نے از راہ
مذمت کھنبی کے کہی پس آنحضرت نے اسکی تعریف کی اور منفعت اسکی بیان کی کہ کھنبی من سے ہے یعنی جملہ عطایا سے ہے کہ منت رکھی اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر
ساتھ اسکے کہ بے مشقت بونے اور پانی دینے کے زمین سے نکلی اور خوراک انکی ہوئی اور بعضوں نے کہا کہ مشابہت دی اس من کے ساتھ کہ حضرت موسی کی
قوم پر اترتی تھی یعنی جیسے وہ بے مشقت اترتی تھی ویسے ہی یہ بھی بے مشقت تخم ریزی وغیرہ کے نکلتی ہے اور یہ ظاہر تر ہے اسلیے کہ ایک روایت میں آیا ہے الکماۃ
من المن والمن من الجنة اور پانی اسکا الخ کہا نووی نے کہ کہا بعضوں نے کہ نرا پانی کھنبی کا شفا ہے اور بعضوں نے کہا ملا کر ساتھ کسی دوا کے اور بعضوں نے کہا
کہ اگر ہو واسطے ٹھنڈک آنکھوں کی گرمی کے تو نرا پانی شفا ہے اور اگر ہو غیر اسکے تو ملا کر ساتھ اور دوا کے اور صحیح بلکہ صواب یہ ہے کہ نرا پانی شفا ہے مطلق پس تحقیق دیکھا میں نے
بعضے مشائخ زمانہ اپنے کے تھے کہ بینائی بالکل جاتی رہی تھی پھر دیئے پانی اسکے کے سبب اعتقاد کرنے کے ساتھ حدیث کے اور تبرک جاننے اسکے کے
شفا سے کامل پائی (وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من لعق العسل ثلاث غدوات في كل شهر لم يصبه عظيم من البلاء) اور روایت ہے
ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی چاٹے شہد تین دن ہر مہینے میں صبح کو نہیں پہنچتی اسکو بڑی بلا ف یعنی برکت اور رغبت
شہد سے بلا سے تعظیم دفع ہوتی ہے گو چاٹنے خیر اور کہا صاحب سفر السعادت نے کہ آنحضرت ہر روز ایک پیالہ میں شہد ساتھ پانی کے ملا کر گھونٹ گھونٹ
نوش کرتے تھے انتہی اور لکھا ہے علما نے کہ بیچ پینے شہد کے پانی میں ملا کر ایسی حفظ صحت ہے کہ راہ نہیں پاتی معرفت اسکے کی مگر فضلا سے اطبا اسلیے کہ پینا شہد
کا اور چاٹنا اسکا نہار منہ ازالہ کرتا ہے بلغم کو اور دھوتا ہے معدہ کو اور دور کرتا ہے لزوجت اوس فضلوں کو اور گرم کرتا ہے معدہ کو ساتھ اعتدال کے اور کھولتا ہے سدوں کو ف ح (وعن
عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عليكم بالشفاءين العسل والقرآن رواهما ابن ماجه والبيهقي في شعب الإيمان وقال والصحيح أن
الأخير موقوف على ابن مسعود) اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لازم پکڑو دو شفاؤں کو کہ شہد اور قرآن ہیں

نقل کی ہیں یہ دونون حدیثین ابن ماجہ نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور کہا بیہقی نے صحیح یہ ہی کہ حدیث دوسری یعنی علیکم بالشفائین حدیث مرفوع نہیں ہی بلکہ موقوف ہی ابن مسعود پر یعنی انکا قول ہی ف شہد میں شفا ہی بسبب اس قول اللہ تعالے کے فیہ شفاء للناس اور قرآن کے حق میں فرمایا ہی ہدی وشفاء لما فی الصدور لیکن شہد شفا ہی بیماری ظاہری کی اور قرآن بیماری ظاہر و باطن کی چنانچہ اسلیے فرمایا کہ ہدی وشفا ہی ح (وَعَنْ اَبِی کَبْشَۃَ الْاَنْمَارِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ عَلٰی ہَامَتِہٖ مِنَ الشَّاۃِ الْمَسْمُوْمَۃِ قَالَ مَعْمَرٌ فَاحْتَجَمْتُ اَنَا مِنْ غَیْرِ سُمٍّ کَذٰلِکَ فِیْ یَافُوْخِیْ فَذَہَبَ حُسْنُ الْحِفْظِ عَنِّیْ حَتّٰی کُنْتُ اُلَقَّنُ فَاتِحَۃَ الْکِتَابِ فِی الصَّلٰوۃِ رَوَاہُ رَزِیْنٌ) اور روایت ہی ابی کبشہ انماری سے تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لیے درمیان سر پر بسبب بیماری کے کہ ہوئی تھی کہ کہاتے بکری زہر دار کے سے کہا معمر نے کہ راوی اس حدیث سے ہی پس پچھنے لیے مین نے بغیر کہانے زہر کے اسی طرح سے درمیان سر پر پس جاتی رہی خوبی حافظہ کی مجھسے یہانتک کہ سکہلایا جاتا تھا میں الحمد نماز میں ف اس سے معلوم ہوا کہ خون نکلوانا سر میں سے بغیر علت زائد کے کہ محتاج کرے خون نکالنے کا باعث ضرر کا حافظہ میں ہی ح (وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ یَا نَافِعُ یَنْبَغُ بِیَ الدَّمُ فَأْتِنِیْ بِحَجَّامٍ وَاجْعَلْہُ شَابًّا وَلَا تَجْعَلْہُ شَیْخًا وَلَا صَبِیًّا قَالَ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْحِجَامَۃُ عَلَی الرِّیْقِ اَمْثَلُ وَہِیَ تَزِیْدُ فِی الْعَقْلِ وَتَزِیْدُ فِی الْحِفْظِ وَتَزِیْدُ الْحَافِظَ حِفْظًا فَمَنْ کَانَ مُحْتَجِمًا فَیَوْمَ الْخَمِیْسِ عَلَی اسْمِ اللّٰہِ وَاجْتَنِبُوا الْحِجَامَۃَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَیَوْمَ السَّبْتِ وَیَوْمَ الْاَحَدِ وَاحْتَجِمُوْا یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَاجْتَنِبُوا الْحِجَامَۃَ یَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ فَاِنَّہُ الْیَوْمُ الَّذِیْ اُصِیْبَ بِہٖ اَیُّوْبُ فِی الْبَلَاءِ وَمَا یَبْدُوْ جُذَامٌ وَلَا بَرَصٌ اِلَّا فِیْ یَوْمِ الْاَرْبِعَاءِ اَوْ لَیْلَۃِ الْاَرْبِعَاءِ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ) اور روایت ہی نافع سے کہ کہا کہا ابن عمر نے اے نافع جوش کیا ہی میرے بدن میں خون نے پس بلا لا میرے پاس سینگی والے کو کہ پچھنے لون اور اختیار کر جوان کو اور نہ اختیار کر بوڑہے کو اور نہ لڑکے کو یعنے قوی سینگی اچھی طرح کہینچیگا کہا نافع نے اور کہا ابن عمر نے کہ سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تہے بھری ہوئی سینگی کہچوانی نہار منہ بہتر ہی اور وہ زیادہ کرتی ہی عقل میں اور زیادہ کرتی ہی حفظ میں یعنے اسکو کہ حافظہ نہین رکہتا اور زیادہ کرتی ہی حافظہ کو حافظہ یعنے کمال حافظہ پس جو شخص کہ سینگی کہچوانے والا ہو پس کہچواوے دن جمعرات کے اوپر نام اللہ تعالے کے اور بچو سینگی کہچوانے سے دن جمعہ کے اور دن ہفتے کے اور دن اتوار کے اور سینگی کہچواؤ پیر کے دن منگل کے دن اور بچو سینگی کہچوانے سے دن بدھ کے اسلیے کہ وہ ایسا دن ہی کہ پڑے اسمین ایوب بلا میں اور نہین ظاہر ہوتا جذام اور کوڑہ مگر بیچ دن بدھ کے یا بدھ کی رات ف پڑے اینا ایوب بلا میں ظاہر یہ ہی کہ سبب پڑنے کا بلا میں لینا پچھنون کا تھا بدھ کے دن اور مفسرون نے اور بھی اسباب اسکے ذکر کیے ہین شاید کہ یہ بہی ان اسباب کے ہو اور لکہا ہی علما نے کہ حدیث کبشہ بنت ابوبکرہ سے کہ فصل دوسری میں گذری معلوم ہوا کہ خون لینا منگل کے دن منع ہی نہیں اور اس حدیث میں برخلاف اسکے آیا جواب اسکا یہ کہ بر تقدیر صحت حدیث کبشہ کی مراد یہان یہ ہی کہ منگل کو سترہوین تاریخ واقع ہو جیسے کہ حدیث آیندہ میں آیا ہی اور مگر بیچ دن بدھ کے ظاہر یہ ہی کہ یہ حصر باعتبار غالب اور از راہ مبالغہ کے ہی ع ح (وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْحِجَامَۃُ یَوْمَ الثُّلَاثَاءِ لِسَبْعَ عَشْرَۃَ مِنَ الشَّہْرِ دَوَاءٌ لِدَاءِ السَّنَۃِ رَوَاہُ حَرْبُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ الْکِرْمَانِیُّ صَاحِبُ اَحْمَدَ وَلَیْسَ اِسْنَادُہٗ بِذٰلِکَ ہٰکَذَا فِی الْمُنْتَقٰی وَرَوٰی رَزِیْنٌ نَحْوَہٗ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ) اور روایت ہی معقل بن یسار سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھری ہوئی سینگی کہچوانی منگل کے دن سترہوین تاریخ مہینے کے دوا ہی واسطے بیماری برس روز کے نقل کی یہ حرب بن اسمعیل کرمانی نے کہ مصاحب ہی امام احمد بن حنبل کا اور نہین اسناد اس حدیث کی ایسی قوی کہ اسپر اعتماد کرین اسی طرح سے منتقی میں کہ کتاب ابن جارود کی اور روایت کی رزین نے مانند اسکے ابی ہریرہ سے ف منگل کے دن پچھنے لینے میں روایتین مختلف آئی ہین پس لائق یہ ہی کہ پرہیز کرے اس سے جبتک کہ نہو آئین اسکی ضرورت واللہ اعلم ع ف چونکہ اوپر ذکر سحر وغیرہ کا گذرا مناسب اسکے بیان کرنا تفصیل اقسام سحر کا ضرور پڑا اور مولانا عبد العزیز محدث دہلوی رح نے احکام و اقسام سحر کی تفسیر میں تحت آیۃ واتبعوا ما تتلوا الشیاطین کے خوب تفصیل سے لکھے ہین ترجمہ اسکا خلاصہ کرکر لکھا جاتا ہی تا مفید ہو جاننا چاہیے کہ حکم سحر کا مختلف ہی اگر سحر میں کوئی قول یا فعل کہ موجب کفر کا ہو مانند ذکر کرنے نام بتون

اور ارواح خبیثہ کے ساتھ ایسی تعظیم کے کہ شایان رب العزت کے ہو مانند ثابت کرنے عموم علم اور قدرت اور غیب دانی اور مشکلکشائی کے یا شیخ عبد القادر
یا حید وانیر اشد وغیر ذالک واقع ہو بلا شبہ وہ سحر کفر ہے اور کرنیوالا اسکا مرتد ہوتا ہے اور اسی طرح جو کوئی کہ اس طرح کا سحر واسطے کسی مطلب اپنے
کے کرواوے یہ دو نشد تو وہ بھی کافر ہوتا ہے اور احکام ارتداد کے اسپر جاری ہونگے اگر مرد ہے تو اسکو تین روز تک مہلت دینی چاہیئے تا توبہ کرے
اور اس قول و فعل سے تبرا کرے اور بعد تین دن کے اگر توبہ اُس سے درست ہوئی تو اسکو مار ڈالیں اور پھینک دیں اور بیچ مقابر مسلمانون کے اسکو دفن نکریں اور
بیچ دعا مسلمانون کے اسکو تجہیز و تکفین نکریں اور اسکے لیے فاتحہ اور درود و صدقات ندیں اور اگر عورت ہے تو اسکو بھی نزدیک امام شافعی کے بطریق مردون کے بعد
مہلت دینے تین روز کے مار ڈالیں اور امام اعظم رح کے نزدیک قید کریں ہمیشہ کو تو بہ نصوح کرے اور اگر سحر میں کوئی قول یا فعل موجب ارتداد و کفر کا نہو لیکن کرنیوالا
اسکا دعوے کرتا ہے کہ میں اپنے سحر سے کارخدائی کرسکتا ہون مثلاً آدمیون کی صورتون کو بصورت جانورون کے یا پتھر کو لکڑی یا لکڑی کو پتھر کرسکتا ہون یا کار پیغمبرون
او معجزات انکے کرسکتا ہون مانند اڑنے کے ہوا میں یا قطع کرنے مسافت ایک مہینے کے ایک لحظہ میں پس وہ بھی کافر اور مرتد ہوتا ہے بسبب اس دعوے کے نہ بسبب
نفس سحر کے اور اگر کہتا ہے کہ ان اعمال بد میرے میں ایک خاصیت ہے کہ بسبب اسکے قتل نفس یا بیمار کرنا تندرست کا اور تندرست کرنا بیمار کا اور پہونچانا نفع
کا اور فاسد کرنا خیال کا کرسکتا ہون پس یہ سحر جب باندھنا اور فسق ہے اور کرنے والا اسکا کاذب و فاسق ہے اگر یہ اپنے سحر سے نفس معصومہ کو ہلاک کرے تو مانند
قاتل اور پھانسی دینے والے کے اسکو مار ڈالیں اسلیے کہ سعی کرنے والا ساتھ فساد کے ہے اور اسباب میں درمیان ساحر اور ساحرہ کے کچھ فرق نہیں ہے یہ جو کچھ
کہ امام فخر الدین زاہدی اور علماے حنفیہ نے منقح کیا ہے اور ایک روایت میں امام اعظم رح سے یون آیا ہے کہ جو کسی کو معلوم کریں کہ وہ سحر کرتا ہے اور ساتھ اقرار و
تنبیہ کے یہ بات ثابت ہو تو اسکو مار ڈالنا چاہیے اور طلب توبہ کی اس سے نکرنی چاہیے اور اگر کہے کہ میں سحر کو ترک کرتا ہون اور توبہ کرتا ہون تو اسکی بات
کو قبول نکرنا چاہیے ہان اگر کہے کہ میں سابق میں سحر کرتا تھا اور ایک مدت سے اس شغل کو ترک کر دیا ہے میں نے تو اسکے قول کو قبول کریں اور اسکے خون سے
درگذر کریں اور امام شافعی رح کے نزدیک اگر ایک شخص نے سحر کیا اور بسبب سحر اسکے سحر زدہ مرگیا ساحر سے پوچھنا چاہیے اگر وہ اقرار کرے کہ میں نے اسکو
سحر کیا تھا اور میرا سحر اکثر اوقات مار ڈالتا ہے اسپر قصاص واجب ہوتا ہے اور اگر کہے کہ میں نے اسکو سحر کیا ہے لیکن سحر میرا کبھی مار ڈالتا ہے اور کبھی نہیں پس یہ
قتل شبہ عمد ہوا احکام شبہ عمد کے جاری کرنے چاہییں اور اگر کہے کہ میں نے اور کو سحر کیا تھا اتفاقاً نام اسکا ساتھ نام اسکے کے موافق پڑا یا گذر اسکا بیچ جگہ سحر
پڑا اور تاثیر کی پس یہ قتل خطا ہوا احکام خطا کے اسپر جاری ہوتے ہیں اور یہان ایک شبہ ہے کہ اکثر خاطرون پر وارد ہوتا ہے حاصل اسکا یہ ہے کہ افعال
خارق عادت کہ محض قدرت الٰہی سے صادر ہوتے ہیں اکثر اوقات اولیا سے ظہور میں آتے ہیں مانند تقلیب اعیان اور تبدیل صورتون کے اور ایسی ہی
وہ افعال کہ مشابہ معجزات پیغمبرون کے ہیں مانند زندہ کرنے مُردے کے اور قطع کرنے مسافت طویلہ کے ایک ساعت میں اور مانند انکے کے اولیا سے کثیر الوقوع ہیں
احوال لکھنے والیان اولیا کے اُن افعال کو بیچ کرامات و مناقب اُن اولیا کے لکھتے ہیں اگر نسبت کرنا فعل الٰہی کا ساتھ غیر کے کفر ہو تو یہان بھی کفر لازم آوے
اور اگر بسبب ظاہری کے کہ وہ غیر رکھتا ہے کفر نہو تو ساحر کے حق میں کیون حکم کفر کا کیا جاوے بلکہ یہی حال دعوتیون کا اور عزائم خوانون کا کہ ساتھ
سیفی اور دعوات کے مانند ان عجائبات کے بہت ظاہر کرتے ہیں مشابہت تمام ساتھ ساحرون کے بہم پہونچی ہے فرق انمین کیا ہے جواب اسکا یہ کہ افعال
خارق عادت خواہ مشابہ ساتھ معجزات پیغمبرون کے ہون خواہ اور جنس کے سب اللہ تعالے کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور اسی کے ارادہ اور پیدا کرنے سے
صادر ہوتے ہیں اور اُن افعال میں کہ اولیا کے ہاتھ سے صادر ہوتے ہیں اور اُن افعال میں کہ ساحرون سے صادر ہوتے ہیں اسباب میں فرق نہیں ہے
مگر یہی فرق ہے کہ اولیا اور دعوتی اور عزائم خوان اُن افعال کو نسبت غیر خدا کی طرف نہیں کرتے بلکہ طرف قدرت اللہ تعالے کے یا خواص اسما اسکے کے
نسبت کرتے ہیں پس شرک نہیں لازم آتا اور ساحر اُن افعال کو نسبت غیر خدا کی طرف کرتے ہیں کہ وہ ارواح خبیثہ اور سیر اور خواص نقشون کے اور

نام بتون کے ہین اور اسلیے ان افعال کو اپنے قابو اور حکم مین جانتے ہین اور ان افعال پر اجرت لیتے ہین اور ہمیشہ چاہتے ہین اور نذرین اور قربانیان واسطے
ان ارواح خبیثہ اور ان بتون کے درخواست کرتے ہین پس شرک صریح لازم آتا ہے اور موجب کفر کا ہوتا ہے مانند اسی کے کہ افعال عادت الٰہی کو مانند بخشنے فرزند
کے اور فراخ کرنے رزق کے اور شفا مرض کے اور مانند انکے کو مشترک نسبت ارواح خبیثہ اور بتون کی طرف کرتے ہین اور کافر ہوتے ہین اور موحد تاثیر
اسماے الٰہی سے یا خواص مخلوقات انکے سے کہ وہ اذن مین جانتے ہین یا تاثیر دعاؤن صلحا بندون انکے سے کہ انکی جناب سے درخواست کر کے حاجت روائی کرو
ہین سمجھتے ہین اور انکے ایمان مین خلل نہین آتا اسی طرح یہ آدمیہ پر کہ حقیقت سحر کی کیا ہے اور اقسام انکے کتنے ہین اور کون سی قسم انکی موجب کفر کی ہے اور کون سی موجب
فسق کی اور کونسی مباح کہ شریعت مین جائز ہے تفصیل اس بحث کی طویل ہے مجمل اسکا یہ ہے کہ حقیقت سحر کی حاصل کرنا قدرت کا ہے اوپر افعال عجیبہ خارقہ عادت کے
بسبب جڑنا ولت اسباب خفیہ کے بغیر توسل کے جناب الٰہی مین ساتھ دعا یا پڑھنے اسما اللہ تعالے کے اور بغیر نسبت کرنے ان افعال کے طرف قدرت اللہ تعالے
کے اور چونکہ اسباب خفیہ عالم مین کئی طرح کے ہین سحر کی بھی کئی قسمین ہوئین اور ضبط ان اقسام کا یہ ہے کہ سبب خفی یا تاثیر روحانیات کی ہے یا تاثیر جسمانیات کی اور
روحانیات یا تو روحانیات کلیہ مطلقہ ہین مانند روحانیات کواکب اور افلاک اور روحانیات عناصر کے یا روحانیات جزئیہ خاصہ ہین مانند روحانیات عناصر
اور جن اور شیاطین کے اور جانون کے کہ بنی آدم کے بدنون مین سے نکل گئی ہین کہ ان جانون کو بعد از تسخیر کرنے کے اپنے کام مین لاتے ہین جیسے کہتے ہین لغت ہندی مین
اور جسمانیات یا تو بسبب ترکیب اور امتزاج کیفیات کے تاثیر عجیب کرتے ہین یا بسبب خواص کے بیچ مقتضا صورت نوعیہ کے بغیر توسط کیفیات کے تا
جذب مقناطیس کے لوہے کو پھر طریق حاصل کرنے مناسبت کا ساتھ روحانیات کے اور طریق کھینچنے تاثیر انکی کا یا ذکر کرنا نامون انکے کا ہے اور التجا کرنی طرف
انکی ساتھ شرائط معتبرہ کے یا بنانا صورتون مناسبہ کا اور کرنا عملون مرغوبہ انکے کا یا پڑھنا اس کلام کا کہ مفردات اس کلام کے بغیر ملاحظہ ترکیب کے اشارہ
کرتے ہین اوپر عظمت ایک روح کے ارواح مین سے یا اوپر عظمت ایک فعل عجیب کے کہ اس سے کبھی سرزد ہوا تھا اور زبان خاص و عام کے ساتھ مدح اور ثنا
انکے کے جاری ہوئی تھی پس اقسام سحر نے بنظر ان شقوق کے تعدد کثیر پیدا کیا لیکن جو کچھ کہ رائج اور معمول ہے چند قسم ہے ایک قسم اس سے کہ عمدہ اقسام سحر کا ہے
اور سحر بابل ہے کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام واسطے رد مذہب اور باطل کرنے عقیدہ انکے کے مبعوث ہوئے تھے اور اصل اس علم کا ماخوذ ہاروت
و ماروت سے ہے کہ اہل بابل انکو سیکھ کر کام مین لاتے تھے اور اسمین تعمق بہت کیا اور کلدانیین کہ بابل مین سکونت رکھتے تھے بہت اس علم مین مشغول رہتے تھے
تواریخ معتبرہ مین لکھا ہے کہ حکماے بابل نے عہد نمرود مین شہر بابل مین کہ تختگاہ اسکا تھا چند طلسم بنائے تھے کہ عقول و اوہام بیچ دریافت کرنے کیفیت انکی
کے حیران تھین اول یہ کہ ایک بط تانبے کی بنائی تھی کہ جب کوئی جاسوس یا چور اس شہر مین آتا تو اس بط مین سے آواز نکلتی کہ تمام اہل شہر اس آواز کو سنتے اور
جانتے کہ مقصود اسکا کیا ہے اور اس جاسوس اور چور کو پکڑ لیتے دوسرے ایک نقارہ بنایا تھا کہ جسکی کوئی چیز گم ہوتی تو اس نقارے پر چوب مارتا اس
نقارہ مین سے آواز نکلتی کہ فلانی چیز تیری فلانی جگہ ہے اور بعد از تلاش کے اسی طرح نکلتا تیسرے ایک آئینہ بنایا تھا واسطے معلوم کرنے حال غائب کے کہ صاحب
اس آئینہ میرے کیسا حال ہے اسکے غائب کا اس آئینہ مین نمودار ہوجاتا اور شہر مین یا جنگل مین یا کشتی مین یا پہاڑ مین صورت انکی ساتھ اس حال کے کہ غائب اس
حال مین ہوتا مشاہدہ کرتا اگر بیمار یا صحیح یا فقیر یا مالدار یا زخمی یا مقتول ہوتا تو ویسا ہی نمودار ہوتا تھا چوتھے ایک حوض بنایا تھا کہ ہر سال مین ایک روز کنارہ
اس حوض کے جشن ترتیب کرتے تھے اور سردار اور اشراف شہر کے حاضر ہوتے تھے اور ہر کوئی جو کچھ کہ چاہتا اقسام شربتون سے لاتا اور اس حوض مین ڈالتا اور جب
ساقی اس حوض پر واسطے پلانے لوگون کے کھڑے ہوتے اور حوض مین سے نکالتے تو ہر کسی کے لیے وہی نکلتا کہ آپ لایا تھا پانچوین ایک تالاب بنایا تھا
واسطے فیصلہ قضایا کے کہ اگر دو آدمیون مین تنازع ہوتا اسمین اور حق اور باطل معلوم نہوتا تو بر سر تالاب کے آتے اور تالاب مین جاتے جو کہ حق پر ہوتا پانی
تالاب کا اسکی ناف سے نیچا رہتا اور غرق نہوتا اور جو کہ باطل پر ہوتا پانی تالاب کا اسکے سر پر چڑھ جاتا اور اسکو ڈبو دیتا مگر یہ کہ تائب حق کا ہوتا اور دعوے باطل

اپنے سے باز آتا تو اسوقت نجات پاتا پہنچے نمرود کی ڈیوڑھی پر ایک درخت لگا یا تھا کہ اسکے سایہ کے نیچے دربار کے لوگ بیٹھتے تھے اور جسقدر لوگ زیادہ ہوتے جاتے
سایہ درخت کا بھی بڑھتا جاتا تا آنکہ اگر لاکھ آدمی ہوتے سایہ بھی اسی قدر زیادہ ہوتا اور جب اس حد سے ایک آدمی زیادہ ہوتا تو سایہ مطلق نہ رہتا اور سب آفتاب
میں بیٹھے رہجاتے اور نمرود کہ بادشاہ اُنکا تھا وہ بھی اس ہی سبب میں توغل بہت رکھتا تھا کہتے ہیں کہ اس طرح کا سحر مشکل ترین انواع سحر کا ہے اور بعد ازانکہ کوئی
پہونچا طرف حقیقت امر ہو طاعت کے میسر ہو جو کچھ چاہے ظاہر کرنے مخالف عادت سے یا خرق کرنے موافق عادت سے کر سکتا ہے جیسے کہ معالجہ کرنا ان امراض کا
کہ اطبا اس سے عاجز ہوں مانند برص اور جذام وغیرہ ذالک کے سبب اس سے ہو سکتا ہے اسلئے کہ وہ ساتھ استعانت روحانیات کے تدبیر کرتا ہے اور طلب سارے مقصدوں کا
روحانیات سے کرتا ہے جب حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے بھیجے انکو ارواح و اوہام کو باطل کیا اور سبکو دست قدرت قادر مطلق میں مجبور دیکھا اور اختیار رد کیا سب
منہ اپنا پھیر کر توجہ طرف ذات واحد حقیقی کے ہوئے جیسے کہ سورہ انعام میں فرمایا وکذلک نری ابراہیم ملکوت السموات [illegible] وما انا من المشرکین اور اس طرح
کا سحر کفر صرف اور شرک محض ہے اسلئے کہ شرائط اس سحر میں چند رہ ہیں لکھا ہے کہ اول شرط اسکی یہ ہے کہ ارواح کو دلوں میں مطلع جانے اور ہر گز گمان ہر قول کا
انکو حق میں کرے والا وہ ارواح انکا کہنا تمامی اور مطلب کو نہ ہونچا دیں اور کیفیت دعوت روحانیات کو کتب میں لکھتے ہیں کہ ابتدا ساتھ حمد و ثنا [illegible]
کرتے ہیں ساتھ الفاظ ایہا الملک الکریم [illegible] الرحیم [illegible] اور دعوت عطارد میں اس طرح کہتے ہیں کل حصول [illegible] فہو منک [illegible]
و علی ہذا القیاس بیچ دعوت اور کواکب کے اور ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد اور یہ قول منافی اسلام اور توحید اور ملت حنفی کے ہے اور قسم دوسری اس سحر سے تسخیر کرنا ارواح
شیاطین کا ہے خاصہ اور زود سہل الحصول اور کثیر الرواج ہے اور اس مسخر کرنے میں بڑے جنوں سے مانند بھوانی اور ہنومان اور مانند انکے کے التجا اور تضرع اور
الحاح کرنی اور نذریں اور قربانیاں انکے لیے گذرانی اور عطریات مناسب بیچ مجلسوں حضور انکے کے رکھنی ضرور پڑتی ہیں اور کفر صریح لازم آتا ہے اور قسم تیسری
سحر کی پیدا کرنا سحر کا ہے اور اس سحر میں ضرور پڑتا ہے کہ اول اس انسان کو کہ قوی القلب و البتہ سرا ہو تلاش کریں بعد ازاں اسکی روح کو ساتھ پڑھنے بعضے
الفاظ کے کہ مشتمل اوپر ذکر بڑے شیطانوں کے ہوتے ہیں اور تعظیم بہت انکی انہیں بیان ہوتی ہے اپنی طرف کھینچیں اور بقوت ان الفاظ کے اور رکھنے نذر کے
وہ سکے اس روح کو اپنے حکم و قابو میں لیویں بجدے کہ مانند غلام یا نوکر کے جس چیز کا حکم کرے سرانجام کریں پس یہ عمل بھی لازم کرنے والا کفر کا ہے یا قریب کفر
کفر کے پہونچاتا ہے اور غالباً اس طرح کے ارواح کہ ساتھ مددگاری اسکو شہدا اور غضب کے متوجہ ہوں نہیں ہوں بلکہ خبیث [illegible] سے مانند ہنود یا فساق
کے پس مخالطت خباثت کی بھی اس عمل میں لازم آتی ہے اور قسم چوتھی فاسد کرنا تخیل کا ہے کہ بتوسط بعضی ارواح جنوں کے بیچ خیال ایک شخص کے تصرف کریں تا
اسکو جو کچھ کہ موجود نہیں ہے نظر آوے تا صورتوں باطلہ متخیلہ اپنی سے ڈرے یا حرکات غیر واقع کو واقع جانے اور اس قسم کو نظر بندی اور خیال بندی رکھتے ہیں اور
بیچ قصہ ساحروں فرعون کے بیچ آیہ یخیل الیہ من سحرہم انہا تسعی کے اسی طرح کا سحر سمجھا جاتا ہے اور اس طرح کا سحر اگر بیچ مقابلہ معجزہ کے واسطے دفع کرنے دلالت اسکی کے
نبوت پر کیا جاوے یا بیچ مقابلہ اولیا کے واسطے معارضہ انکے کے عمل میں لاویں حرام و کبیرہ ہے اور اسطرح اگر بسبب اس خیال بندی کے کسی کو دغا دیویں اور اسکا
آبرو اور مال میں خیانت کریں کبیرہ ہوتا ہے اور اسطرح کا سحر بنفسہ کفر نہیں لیکن جسوقت کہ تصرف کسی شخص کے خیال میں کرتے ہیں التجا کرنی ارواح جنوں سے یا ذکر کرنا
نام بڑے جنوں کا ضرور پڑتا ہے اگر وہ التجا یا اور ذکر ساتھ تعظیم بہت کے ہو کفر لازم آویگا اور قسم پانچویں سحر وہم والوں کا ہے کہ پہلے ہنود میں رواج بہت رکھتا تھا اور
اب نام و نشان بھی اسکا موجود نہیں اور اسکو تعلیق الوہم بھی کہتے ہیں اور طریقہ اسکا یوں ہے کہ صورت واقعہ مطلوبہ کو تصور کر کر پیش نظر رکھکر وہم کو ساتھ حاصل
کرنے اسکے کے متعلق کرتے ہیں اور شرائط اس تعلیق کے کہ تقلیل غذا اور گوشہ نشینی لوگوں سے وغیرہ ہیں عمل میں لاتے ہیں تا وہ مطلوب حاصل ہو اور حکم اس قسم
کا یہ ہے کہ اگر کوئی غرض مباح ساتھ اسکے قصد کریں مانند جدائی ڈالنے کے درمیان دو زناکاروں کے یا ہلاک کرنے کسی ظالم و کافر کے مباح ہے اور اگر کوئی
غرض ممنوع ساتھ اسکے قصد کریں مانند جدائی ڈالنے کے درمیان میاں بیوی کے یا ہلاک کرنے معصوم کے حرام ہے اور قسم چھٹی سحر کی نیرنج ہے یعنے بسبب خواص

اشیا کے ایک فعل عجیب صادر کرین اور وہ خواص ہر کسیکو معلوم نہو مانند اسکے کہ جب چاہین کہ انگلیون سے آگ روشن کرین تو تھوڑا سا نورہ کابلی سے ہمراہ کرین
تر کرکر تھوڑا سا کافور اسمین ملا دین اور انگلی پہ ملین اور اس مقام پہ ڈالین پس اگر مجلس مین کہ شمع یا چراغ اسمین جلتا ہو اس انگلی کو آگے چراغ کے لیجاوین وہ انگلی
روشن ہوجاویگی اور جلنے کی نہین اور قسم ساتوین سحر کی یہ ہے کہ ساتھ استعانت آلات عجیبۃ الصنع کے صورتہاے عجیبہ پیدا کرین اور بنانا ان آلات کا اکثر موقوف
ہوتا ہے اوپر تحقیق کے ریاضیات مین مثل حیل ساحران فرعون کے اور مثل آلات ساعات شناسی کے کہ فرنگی بناتے ہین اور قسم آٹھوین سحر کی شعبدہ بازی اور دست
پالاکی ہے کہ مرد و عورت بہت سے عجائبات اپنی عمل مین لاتے ہین واسطے متعجب کرنے لوگون کے اور بسبب خفی اس طرح کے سحر مین حرکات خفیہ اور تبدیل امثال کا
ساتھ سرعت کے ہے اور یہ تینون قسمین سحر کی نہ کفر ہین اور نہ حرام مگر یہ کہ ساتھ اسکے کوئی غرض فاسد قصد کرین تو اس قصد سے حرمت ثابت ہوگی یہان جاننا چاہیے
کہ اکثر اقسام سحر کو اولیاے امت اور علماے ملت علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ اصطلاح کرکر اور کفر و شرک کو اس سے دور کرکر استعمال کیا ہے پس اصطلاحی قسم اول
کی دعوت علوی ہے کہ ملائکہ اور پریون کو ساتھ اسکی تسخیر کرتے ہین لیکن باستعانت اسماے عظام الٰہی اور آیات قرآنی کے اور اصطلاح قسم دوسری کی عزائم اور
دعوت سفلی ہے کہ سوکلات زمین کو اور جنون کو مسخر کرتے ہین لیکن باستعانت اسما و آیات کے بغیر آمیزش کفر و شرک کے یا تعظیم غیر اللہ کے بلکہ انکا دعوے اسکی
ہتیلا کے اور اصطلاح قسم تیسری کی حاصل کرنا ربط کا ساتھ ارواح طیبہ انبیا اور اولیا کے کہ اکثر اسی مشرب والے عمل مین لاتے ہین اور اسپر ہوا ذوق
واسطے ہوتا ہے اسکے نفع ہوتے ہین اور یہ طریق حاصل کرنے اسکے کے بھی طہارت اور تلاوت اور پہنچانا ثواب صدقات کا واسطے انکی ارواح کے
اور اصطلاح پانچوین قسم کی عقد ہمت ہے کہ مشائخ کبار اور اولیا بیدار سے واسطے حل مشکلات کے عمل مین آتا ہے اور تعلیق وہم تکثیف ساتھ کیفیت عقلی کے ہے
اور بسبب استغراق کے بیچ ملاحظہ اسم کے اسماے الٰہی سے ہوتا ہے اور اصطلاح قسم چھٹی کی تحقیق ہے بیچ خواص آیات اور اسماء اور ارقام اور اعداد اور انکے اور
ترکیب بعض کی ساتھ بعض کے جیسے کہ بیچ کتابون تعویذات اور خواص اسما اور سورتون قرآن کے ساتھ نقوش و شروط کے اور بیچ کتابون تکسیر کے مفصل اور
مشروح ہے حاصل یہ کہ وجہ قبح سحر کی یہی ہے کہ مشتبہ ساتھ کفر اور شرک اور اعتقاد تاثیر ستارون اور ارواح خبیثہ یا ارواح خبیثہ شیاطین کے ہوا اور خوف ہو اوپر الٰہی کے
اور منہمک رہنے کے بیچ دیکھنے اسباب کے ساتھ اسطرح کے کہ دیکھنے قدرت مسبب کے سے غافل کرے اور جب یہ وجہ قبح کی بالکل دور ہوجاوے تو باعث حل اور
حرمت کا اوپر اغراض و مقصود کے ہے اگر مقصد خیر ہے تو سحر اسکے لیے بہتر ہے اور اگر شر ہے تو شر ہے (فائدہ جلیلہ) مولانا مرحوم بیچ تفسیر ویتعلمون ما یضرہم الخ کے
لکھتے ہین کہ یہود اوپر توکل کرنے کے بیچ سیکھنے اس طرح کے سحر کے کہ مذموم و معیوب ہے اکتفا نہین کرتے بلکہ اپنی اوقات کو بیچ حاصل کرنا اور علمون کے بھی کہ جو
اغراض علم شریعت اور وحی الٰہی سے ہین صرف کرتے ہین ویتعلمون ما یضرہم ولا ینفعہم یعنی سیکھتے ہین ان علمون کو کہ ضرر کرتے ہین ان لوگون کو اور فائدہ
اور نفع نہین دیتے انکو کیونکہ اکثر ضرر دین اور عاقل کو چاہیے کہ احتراز کرے اس چیز سے کہ ضرر کرے اور نفع نہ دے یہان جاننا چاہیے کہ علم مذموم نہین
ہوتا بندون کے حق مین مگر بسبب ایک بہت کے تین سببون مین سے اول یہ کہ واقع ضرر کی ہو اس سے اپنے تئین یا اور کو مثل علم سحر اور طلسمات کے اور نجوم بھی اسی باب سے
ہو اسلیے کہ اکثر خلق کو ضرر ہے اس سبب سے کہ جب آثار عالم کو بعد اوضاع ستارون اور افلاک کے ایک طرح پر دیکھتے ہین تو انکی خاطرون مین مستقر ہوتا ہے کہ سبب تاثیر
فلانے برج اور فلانے درجہ کے ہے پس امید حاصل ہونے مطالب کی اور خوف فوت ہونے انکا جہت ستارہ اور برج سے دلون مین جگہ پکڑتے ہین اور التفات طرف
مالک ضرر اور نفع کے نہین رہتا اور حجاب عظیم دل پر حائل ہوتا ہے کہ نظر الی اللہ سے مانع آتا ہے دوسرے یہ کہ وہ علم کچھ بھی نفس ضرر نہ رکھے لیکن شخص بسبب قصور استعداد
اپنی کے دقائق اس علم کے نہین معلوم کرسکتا اور جبکہ اسکے دقائق کو نہ پہونچا جہل مرکب مین گرفتار رہا چنانچہ اسی قبیلے سے ہے بحث کرنی اسرار الٰہیہ اور احکام
شرعیہ سے اور اکثر علوم فلسفیہ اور علم قضا و قدر کا اور مسئلہ جبر و اختیار کا اور توحید وجودی اور شہودی کا اور علم صفات کے جھگڑون اور لڑائیون کا کہ فیما بین اولیا و بزرگون
کے واقع ہوئے ہین و علم فلک اور اسی طرح ہے حال علم اشیا کا اور وصف خد و خال کا کہ بیچ حق احلاف عوام کے کہ انکے دل بھرے ہوئے شہوات سے ہین سم کا

رکھتا ہو اور صورت ملالتخییل ومبالغہ کا ہو جنہیں ہوتا ہی تیسرے یہ کہ بیچ علوم محمودہ شرعیہ کے تعمق بیجا کرے اور افراط وتفریط کرے مثلاً علم عقائد اور توحید مین
فلسفیات کو دخل دیوے اور بیچ علم فقہ کے حیلوں اور روایات نادرہ بے اصل کو بیان کرے اور علم سلوک مین اشتغال ہوگیا کو دخل دیوے اور علم دعوت
اسماء کے بین قواعد سحر اور طلسم کو ملا دیوے اور بیچ علم قصص انبیاء کے جھوٹ بیہودہ درروافض کے سننا موجب فساد عقائد کا ہو علی ہذا القیاس اور تمام
علوم اکثر خلق کو ضرر کرتے ہیں اور نفع کہ ان علوم سے متوقع ہو انکو نہیں پہونچتا اور یہودی اسی طرح کے علم مین مشغوف تھے اور علوم محمودہ سے اعراض کیا تھا

بَابُ الْفَالِ وَالطِّيَرَةِ یہ باب ہے بیچ بیان فال و طیرہ کے ف فال ساتھ ہمزہ کے اور اکثر استعمال اسکا ساتھ ابدال ہمزہ کے الف سے ہو اور اکثر
استعمال فال کا نیکی مین ہو جیسے کہ مثلاً بیمار روقت تصور اور اندیشہ کرنے اس بات کے کہ صحت پاونگا یا نہیں سنے کہ کوئی کہتا ہو یا سالم یا طالب کسی چیز کا
سنے یا واجد اور کبھی فال کا استعمال بدی مین بھی آتا ہو جیسے کہ کہتے ہین فال نیک و فال بد اور طیرہ ساتھ زیر طا اور زبر ی کے مصدر ہو تطیر سے جیسے کہ خیرہ
تخیر سے اور سوا ان دو لفظون کے مصدر اس وزن پر نہین آیا ہو اور استعمال طیرہ کا نہیں ہوتا ہو مگر فال بد مین اور کبھی طیرہ بمعنے مطلق فال کے بھی آتا ہو
نیک ہو یا بد کذا قیل اور فال نیک یعنی محمود ہو اور سنت کہ آنحضرت فال نیک بہت لیا کرتے تھے خصوصاً لوگون کے نامون سے اور جگہون سے اور فال بد
یعنی مذموم اور منع ہو اور اصل تطیر اور وجہ تسمیہ اسکی یہ ہو کہ عادت عرب کی تھی کہ شگون لیتے تھے باین طریق کہ جب قصد کسی کام کا کرتے یا کسی جگہ جانا
تو پرندہ جانور کو یا ہرن کو چھکارتے اگر داہنی طرف بھاگتا اسکو مبارک جانتے اور فال نیک لیتے اور اس کام کے لیے نکلتے اور اگر بائین طرف جاتا
جانتے اور اس کام سے باز رہتے اور شکار کے آنے کو بائین طرف سے سنوح کہتے ہین اور داہنی طرف سے آنے کو بروح اور سنوح کو مبارک جانتے ہین اور بروح
کو نحس اور یہی ہین معنے فال لینے کے ساتھ سوانح اور بوارح کے کہ عبارات مین واقع ہو اور نکتہ بیچ مدح فال اور ذم تطیر کے یہ ہو کہ امید نیکی کی جناب الہی سے
اور نیکی سوچنا اور امیدوار فضل ورحمت اسکے کا ہونا بہر حال بہتر ہو اگرچہ خطا کرے اور غلط پڑے اور قطع کرنا امید کا حق سے اور ناامید ہونا اور بداندیشی کرنی
مذموم ہو عقلاً اور شرعاً اور ہو دیگا وہی جو لکھنے جا ہو تحقیق معنے فال طیرہ کے یہ ہین جو ذکر کیے گئے اور مولف اور حدیثین بھی لایا ہو اس مین بیچ مقدمہ عدوی
اور ہامہ اور مانند انکے کے کہ بیچ حکم تطیر کے ہین ۔ ح اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فصل پہلی (عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا طِيَرَةَ
وَخَيْرُهَا الْفَالُ قَالُوْا وَمَا الْفَالُ قَالَ الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا اَحَدُكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) روایت ہو ابی ہریرہ سے کہا سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ
فرماتے تھے نہیں شگون بد اور بہترین اسکی فال ہو عرض کیا صحابہ نے اور کیا ہو فال فرمایا کلمہ اچھا کہ سنے اسکو ایک تمہارا روایت کی یہ بخاری اور مسلم نے
ف نہیں شگون بد یعنے نہیں ہو شگون بد لینے کو تاثیر و دخل بیچ حاصل کرنے منفعت کے اور دفع کرنے ضرر کے اور اعتقاد واعتبار نکرنا چاہیے اسکا جو کچھ
کہ ہوتا ہو وہ ہو وے گا اور شارع نے اسکو سبب اعتبار نہین کیا ہو اور بعد از ان کہ نفی کی تطیر کے اور منع فرمایا اس سے مدح کی فال کہ فرمایا بہترین اقسام
طیرہ کے فال نیک یعنی ہو یہان طیرہ بمعنی مطلق فال ہے کے آیا و لیکن یہان اشکال یہ ہو کہ اس عبارت سے ایسا سمجھا جاتا ہو کہ فال نیک یعنی بہتر ہو فال
فال بد بھی اچھی ہو حالانکہ فال بد قطعاً اچھی نہیں جواب اسکا یہ کہ لفظ خیر یہان بمعنے بہ سبب ہو نہ بمعنے بہتر کے جیسے کہ کہتے ہین وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى اَصْحَابُ الْجَنَّةِ
خَيْرٌ بلکہ کلام مبنی او پر زعم و اعتقاد عرب کے ہو کہ طیرہ مین بھی اعتقاد بھی کار رکھتے تھے یا مراد یہ ہو کہ اگر فرضاً ممکن ہوتا کہ طیرہ اچھا ہوتا تو فال بہتر اس
سے ہوتی اور کلمہ اچھا کہ سنے اسکو ایک تمہارا اور تفاول لے اس سے جیسے ڈھونڈنے والا سنے یا واجد اور گمراہ سنے یا راشد ۔ ح (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْاَسَدِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہو انہین سے
کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہو لگنا بیماری کا اور نہ شگون بد اور نہ ہامہ اور نہ صفر اور بھاگ تو جذام والے سے جیسے کہ بھاگتا ہو تو شیر
سے نقل کی یہ بخاری نے ف نہیں ہو لگنا بیماری کا یعنے ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگجاتی اعتقاد جاہلیت کا یہ تھا کہ جو کوئی پہلو مین بیمار کے بیٹھا کر

یا ہمراہ اسکے کہا تا ہی تو سرایت کرتی ہی بیماری اسکی انمین لکھا ہی علماء نے کہ اطباء کے زعم مین یہ سرایت سات امراض مین ہی جذام اور خارش اور چیچک اور
آبلہ کہ بدن پر پڑ جاتے ہین اور گندہ دہنی اور رمد اور امراض وبائیہ پس شارع نے اسکو نفی اور باطل کیا یعنے سرایت کرنا مرض کا اور لگنا اسکا ایک سے
دوسرے کو نہین ہوتا بلکہ قادر مطلق نے جیسا اسکو بیمار کیا اسکو بھی کیا اور بیان شگون بد کا اوپر ہو چکا اور ہامہ ساتھ تخفیف میم کے اصل مین بمعنے سر
ہی اور مراد یہان نام ایک جانور کا ہی کہ زعم عرب مین استخوان میت کے سے پیدا ہوتا ہی اور اڑتا ہی اور کہتے تھے عرب کہ باہر نکلتا ہی سر قتیل سے ایک جانور کہ
نام اسکا ہامہ ہی اور ہمیشہ فریاد کرتا ہی کہ پانی دو مجھکو پیاسا ہون تک کہ مارا جاتا ہی مارنے والا اسکا اور بعضون نے کہا کہ روح اسکی جانور ہو جاتی ہی اور فریاد کرتی ہی
تا کینہ اپنا مارنے والے لیجیے سے اور جب کینہ لیا جاتا ہی اڑ جاتا ہی اور چلا جاتا ہی پس شارع نے اس اعتقاد کو بھی باطل کیا اور حکم کیا کہ کچھ نہین اور بعضون
نے کہا کہ ہامہ الّو ہی جس وقت کہ آ بیٹھتا ہی کسی کے گھر پر اور بولتا ہی تو گھر ویران ہو جاتا ہی یا کوئی مر جاتا ہی اسکو باطل کیا کہ یہ داخل طیرہ کے ہی اور صفر انمین
اقوال آئے ہین بعضون کے نزدیک صفر مراد مہینا ہی کہ بعد محرم کے آتا ہی عوام اسکو محل نزول بلا اور حوادث و آفات کا جانتے ہین یہ اعتقاد بھی باطل اور بے اصل ہی
اور بعضون کے نزدیک صفر ایک سانپ ہی پیٹ مین کہ بزعم عرب کے وقت بھوک کے کاٹتا ہی اور ایذا دیتا ہی اور کہتے تھے کہ الم کہ وقت بھوک کے ہوتا ہی اسی
ہوتا ہی اور ایک سے دوسرے مین سرایت کرتا ہی اور نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہی کہ وہ کیڑے ہین پیٹ مین کہ کاٹتے ہین وقت بھوک کے اور کبھی اس سے
زرد ہو جاتا ہی بدن آدمی کا اور ہلاک ہو جاتا ہی پس حکم کیا کہ یہ سب باطل ہی اور باوجود اسکے کہ تعدیہ مرض کی نفی کی اور پھر فرمایا کہ بھاگ جذامی سے الخ وجہ تطبیق
اسکی آخر فصل مین بیان کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ ش ع ح (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
فَمَا بَالُ الْاِبِلِ تَكُوْنُ فِي الرَّمْلِ لَكَاَنَّهَا الظِّبَاءُ فَيُخَالِطُهَا الْبَعِيْرُ الْاَجْرَبُ فَيُجْرِبُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ اَعْدَى الْاَوَّلَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت
ہی انہین سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین بیماری ایک کی دوسرے کو لگ جاتی اور نہ ہامہ ہی اور نہ صفر ہی پس کہا ایک اعرابی نے یا رسول اللہ
پس کیا حال ہی اونٹون کا کہ ہوتے ہین ریگستان مین گویا کہ وہ ہرن ہین یعنے بیچ تندرستی اور پاکیزگی پوست کے پس ملتا ہی انمین ایک اونٹ خارشتی پس خارشتی کر دیتا ہی
اورون کو پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پس کسنے خارشتی کیا پہلے کو یعنے وہ بھی بتقدیر الٰہی خارشتی ہوا تھا یہ بھی بتقدیر الٰہی ہوئے روایت کی یہ بخاری نے
(وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا هَامَةَ وَلَا نَوْءَ وَلَا صَفَرَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہی ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے نہین بیماری ایک کی دوسرے کو لگ جاتی اور نہ ہامہ ہی اور نہ نوا ہی اور نہ صفر ہی روایت کیا اسکو مسلم نے ف نوا ساتھ زبر نون اور سکون واو کے اور آخر مین
ہمزہ ہی بمعنے غروب ہونے ایک ستارہ کے اور نکلنے اور ستارے کے عرب گمان کرتے تھے کہ مینہ اسی سبب سے برستا ہی جیسے ہندو کہتے ہین کہ مینہ برستا ہی فلا
نچھتر سے اور بنا اسکا اس پر ہی کہ نوء کی جمع انواء ہی یعنے منازل قمر کے اور وہ اٹھائیس منازل ہین چنانچہ آیہ شریفہ والقمر قدرناہ منازل اشارہ انہین کی طرف ہی پس عرب
نسبت کرتے تھے نزول باران کو انکی طرف کہ علت مینہ کی اور موثر انمین آنا چاند کا ہی بعض منازل مین پس شارع نے اسکو باطل کیا اور فرمایا کہ برسنا مینہ کا بتقدیر
الٰہی ہی نہ کسی اور سبب سے اور نفی اور ابطال اعتقاد تاثیر علت کا ہی اور اگر سبب جانے بایں معنی کہ حق سبحانہ تعالیٰ مینہ برساتا ہی اسوقت مین نہ اسلیے کہ یہ وقت علت ہی
اور قادر ہی کہ پہلے اسوقت سے اور بعد اسوقت کے بھی برساوے اور اگر چاہے اسوقت مین بھی نہ برساوے جیسے کہ حکم تمام اسباب عادیہ کا ہی باطل و کفر نہ ہوگا اور
امام نووی نے کہا کہ باوجود اسکے بھی کفر ہی اسلیے کہ شعار کفر سے ہی اور موہم علیت کا ہی اور ظاہر تر یہ ہی کہ نہی مطلق ہی واسطے قطع کرنے مادہ اعتقاد فاسد کے اور
اسلیے کہ نہین وارد ہوئی ہی کوئی حدیث کہ دلالت کرے اوپر جواز اسکے اور حاصل معنون کا یہ ہی کہ نہ کہو کہ برسائے گئے ہم فلانی نوء سے بلکہ کہو کہ برسائے گئے ہم
ساتھ فضل اللہ تعالیٰ کے واللہ اعلم ش ح ع (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا عَدْوٰى وَلَا صَفَرَ وَلَا غُوْلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت
ہی جابر سے کہا سنا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے نہین لگ جاتی بیماری کسی کی کسی کو اور نہ صفر ہی اور نہ غول ہی روایت کیا اسکو مسلم نے ف

یعنی تحقیر مرغی اور اونٹ بیمار کر دیں اور لا [illegible] علاج [illegible] اور تجربہ [illegible] یا رسول اللہ ۱۲

غول ساتھ پیش کے اور بیابانوں والے کے جمع اسکی غیلان ہے وہ ایک جنس ہے جن وشیاطین سے عرب گمان کرتے تھے کہ غول جنگلوں میں دکھائی دیتے ہیں لوگوں کو
ساتھ شکلوں طرح بطرح کے اور لوگوں کو راہ بھلا دیتے ہیں اور ہلاک کرتے ہیں پس نفی کیا اسکو شارع نے اور لکھا ہے علما نے کہ مراد نفی ذات غول کی نہیں ہے بلکہ نفی ہے
انکے کی صورتوں بدلنے میں اور ہلاک کرنے کی آدمیوں کو یعنی انکو بغیر اذن اللہ تعالیٰ کے اوپر راہ بھلا دینے اور ہلاک کرنے لوگوں کے قدرت نہیں ہے انتہیٰ (وعن
عمرو بن الشرید عن ابیہ قال کان فی وفد ثقیف رجل مجذوم فارسل الیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا قد بایعناک فارجع رواہ مسلم) اور روایت ہے عمرو بن شرید سے
نقل کی اپنے باپ سے کہ کہا تھا بیچ جماعت ثقیف کے ایک شخص جذام والا یعنی اور ارادہ کیا انہوں نے اسکا آوے آنحضرت کے پاس بیعت کے لیے پس بھیجا آنحضرت
نے طرف اسکی ایک شخص کو یہ کہنے کے لیے کہ تحقیق ہم نے بیعت کی تجھسے یعنی زبانی بغیر پکڑنے ہاتھ کے پس پھر جا روایت کی یہ مسلم نے ف اس حدیث سے اور اس
کرا و پر گذری فر من المجذوم الخ معلوم ہوتا ہے دور رہنا اور پرہیز کرنا صحبت مجذوم سے اور حدیث لا عدوی سے خلاف اسکے پس انکی تطبیق میں علما کے بہت اقوال
آئے ہیں شیخ ابن حجر عسقلانی نے شرح نخبہ میں کہا کہ اولے بیچ وجہ تطبیق کے یہ ہے کہ نفی عدوی کی باقی ہے اوپر عموم و اطلاق اپنے کے اور مخالطت ان بیماروں کی
اصلا سبب لگنے بیماری کے نہیں ہوتی لیکن امر بھاگنے کا جذامی سے باب سد ذرائع سے ہے تا کوئی ورطہ شرک میں نہ پڑے یعنی اگر کسی نے مخالطت جذامی سے کی اور لگنا
تقدیر الٰہی سے علت جذام میں مبتلا ہو گیا تو اعتقاد کریگا کہ بسبب مخالطت کے ہوا پس حکم کیا ساتھ بچنے کے تا اس وہم میں نہ پڑے اور اسی لیے آنحضرت نے آپ جذامی
کے ساتھ طعام کھایا بسبب ثبات حقیقت توکل کے اور عدم توہم کے پس حکم بھاگنے کا انکے لیے ہے کہ اپنے نفس میں صدق الیقین نہ پاوے اور بر تقدیر پہونچنے مرض کے ورطہ
شرک خفی میں پڑے انتہی اور کرمانی نے کہا کہ جذام مستثنیٰ ہے لا عدوی سے اور نووی نے کہا کہ جذام کے لیے ایک بو ہے کہ بیمار کر دیتی ہے اسکو کہ دراز ہو صحبت
اور ہم خوری اور ہم بستری پس یہ بات طب سے ہے عدوی نہیں جیسے کہ ضرر کرتا ہے طعام ناخوش اور بوے ناخوش اور سب باذن خدا ہے واللہ اعلم نہ ج (الفصل الثانی) فصل دوسری
(عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتفاءل ولا یتطیر وکان یحب الاسم الحسن رواہ فی شرح السنۃ) روایت ہے ابن عباس سے کہا کہ تھے پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وسلم فال لیتے اور شگون بد نہ لیتے اور دوست رکھتے نام نیک کو یعنی فال لیتے ساتھ اسکے نقل کی یہ بغوی نے شرح السنۃ میں (وعن قطن بن قبیصہ عن ابیہ
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال العیافۃ والطرق والطیرۃ من الجبت رواہ ابوداؤد) اور روایت ہے قطن بن قبیصہ سے کہ نقل کی انہوں نے اپنے باپ سے یہ کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیافہ اور طرق اور شگون بد لینا جبت سے ہے روایت کی یہ ابوداؤد نے ف عیافہ ساتھ زیر عین کے ہانکنا اور اڑانا پرندہ کا بطور رسم کے پیچ بیان
معنے تطیر کے پہلی فصل میں معلوم ہوا اور فال لینی اور اعتبار رکھنی ساتھ نام جانوروں کے ہے جیسے کہ فال لیا جاوے ساتھ عقاب کے عقاب پر اور ساتھ ہدہد کے
اور ساتھ ہدہد کے ہدایت پر اور فرق درمیان عیافہ اور طیرہ کے یہ ہے کہ طیرہ عام ہے یعنی شگون بد پرندہ سے لیا جاوے یا اور جانور وغیرہ سے اور عیافہ کا استعمال خاص جانوروں کی
آواز وغیرہ سے فال لینے میں آتا ہے اور نہایہ میں ہے کہ عیافہ ڈانٹنا پرندہ کا اور فال لینے ساتھ اسما اور آواز اور گذرنے اسکے کے اور طرق ساتھ زبر طا اور جزم را کے
سنگریزہ مارنا کہ عادت عرب کی عورتوں کی تھی کہ وقت فال لینے کے مارتی تھیں اور بعضوں نے کہا کہ خط ریت میں کھینچنا جیسے کہ عادت رمالوں کی ہے اور جبت ساتھ زبر جیم اور
جزم با کے یعنی سحر و کہانت کے ہے اور بعضوں نے کہا کہ جبت وہ چیز ہے کہ عبادت کیا جاوے سوائے اللہ تعالیٰ کے یعنی یہ افعال سبب شرک اور اعمال مشرکوں کے سے ہیں اور ظاہر ہے
کہ جبت شیطان ہے یعنی یہ افعال شیطان سے ہیں نہ ج (وعن عبد اللہ بن مسعود عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الطیرۃ شرک قالہ ثلثا وما منا الا ولکن اللہ
یذہبہ بالتوکل رواہ ابوداؤد والترمذی وقال سمعت محمد بن اسمٰعیل یقول کان سلیمان بن حرب یقول فی ہذا الحدیث وما منا الا ولکن اللہ یذہبہ بالتوکل ہذا عندی
قول ابن مسعود) اور روایت عبد اللہ بن مسعود سے کہ نقل کی انہوں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا شگون بد لینا شرک ہے فرمائی یہ بات تین بار یعنی بسا اوقات لگ
جاتے ہیں اس سے اور نہیں ہم میں سے کوئی مگر یعنی مگر وہ کوئی کہ کبھی اسکی خاطر میں فال بد سے تردد و خلجان راہ پاتا ہے ولیکن خدا تعالیٰ لیجاتا ہے اسکو بسبب توکل
کے یعنی اگر حکم شریعت کے کچھ شک اور وہم خاطر میں آوے تو چاہیے کہ توکل خدا پر کرے اور اس کام کو جاوے تابع اس وہم کا نہووے نقل کی یہ ابوداؤد اور ترمذی نے

کہا ترمذی نے کہ سنا میں نے بخاری سے کہتے تھے کہ تھا سلیمان بن حرب کہ شیخ بخاری کا ہے کہتا اس حدیث میں وما منا الا ولکن اللہ یذہبہ بالتوکل یہ کلام نزدیک
میرے قول ابن مسعود کا ہے نہ قول آنحضرت کا ف شرک ہے یعنے شگون بد لینا شرک کی رسموں میں سے ہے اور موجب شرک خفی کا اور اگر جزما اعتقاد کرے
کہ یوں ہی ہوگا وہ شگون تو بیشک کفر ہے مترجم (وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِ مَجْذُومٍ فَوَضَعَهَا مَعَهُ فِي الْقَصْعَةِ وَقَالَ كُلْ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلًا عَلَيْهِ
رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ) اور روایت ہے جابر سے کہ تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پکڑا ہاتھ جذام والے کا اور رکھا اسکو ساتھ اپنے بیچ پیالہ کے اور فرمایا کھا اعتماد کرکے
ساتھ اللہ کے اور توکل کرتا ہوں اسپر نقل کی یہ ابن ماجہ نے ف اس میں اشارہ ہے اسپر کہ بعد حصول توکل یقین کے بھاگنا جذامی سے لازم نہیں مترجم (وَعَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا هَامَةَ وَلَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَإِنْ تَكُنِ الطِّيَرَةُ فِي شَيْءٍ فَفِي الدَّارِ وَالْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے سعد بن مالک سے
کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے ہامہ اور نہیں ہے عدوی اور نہیں ہے شگون بد اور اگر ہوتا شگون بد کسی چیز میں تو ہوتا گھر میں اور گھوڑے میں اور عورت
میں نقل کی یہ ابو داود نے ف احادیث بیچ مقدمہ طیرہ کے مختلف آئی ہیں بعضیوں سے نفی تاثیر طیرہ کی اور نہی اعتقاد اور اعتبار اسکے سے مطلق سمجھی جاتی ہے اور بہت سی
اور بعضیوں سے ثبوت طیرہ کا عورت میں اور گھوڑے میں اور گھر میں ساتھ لفظ شوم کے جیسے کہ بیچ حدیث بخاری اور مسلم کے آیا ہے انما الشوم فی ثلثة الفرس والمرأة والدار اور کسی
روایت میں بیچ زمین اور خادم اور فرس کے پایا جاتا ہے [illegible] آیا ہے جیسے کہ اس حدیث میں اور ماننا اسکے ہیں اور بعضیوں سے انکار ثبوت نحوست کا ان امور میں سمجھا جاتا
ہے مانند تمام امور کے جیسے کہ حدیث ابن ابی ملیکہ کی ہیں ابن عباس سے آیا ہے اور بعضی حدیثوں میں آیا ہے کہ اعتقاد نحوست کا ان امور میں بیچ اہل جاہلیت کے تھا جیسے کہ حدیث
حضرت عائشہ کی ہیں آیا ہے وجہ تطبیق کی آپس میں یہ ہے کہ تطیر کسی چیز میں نہیں ہے اور اگر فرض کیا جاوے ثبوت اسکا تو چیزیں مذکورہ محل اسکی ہیں اور جگہ اسکی گنجائش ہے کہ
ثابت ہووے ایسا ہے جیسا حضرت نے فرمایا او کان شی سابق القدر لسبقته العین اور اسی طرح کلام ہو [illegible] لا طیرة کے اس شرط مذکور کو دلالت کرتا ہے اوپر
نحوست تطیر کی نفی ہے اسی یعنے اگر نحوست کو وجود و ثبوت ہوتا تو ان چیزوں میں ہوتا کہ قابل ہیں اسکی لیکن وجود و ثبوت نہیں انمیں اصلا وجود نہیں رکھتی اور بعضوں
نے کہا کہ نحوست عورت میں ناموافقت اسکی ہے اور یہ کہ نہ ہوتا ہو بچہ اسکا اور اطاعت خاوند کی نہ کرے یا کردہ بد شکل ہو [illegible] اور نحوست گھر میں ہے کہ تنگ ہو اور ہمسایہ
برے ہوں اور ہوا ناموافق ہو اور نحوست گھوڑے میں ہے کہ وہ سرکش ہو اور گران قیمت ہو اور موافق غرض مصلحت کے نہو اور یہی مراد خادم میں ہے یا نحوست محمول
ہے اوپر کراہت و ناخوشی کے [illegible] پس نفی شوم و تطیر کی اوپر عموم اور حقیقت کے محمول ہوگی واللہ اعلم مترجم (وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ يُعْجِبُهُ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَةٍ أَنْ يَسْمَعَ يَا رَاشِدُ يَا نَجِيحُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے خوش آتا انکو جسوقت کہ نکلتے واسطے کسی کام کے
یہ کہ سنیں اے راشد اے نجیح یعنے یہ فال نیک ہے نقل کی ترمذی نے (وَعَنْ بُرَيْدَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَتَطَيَّرُ مِنْ شَيْءٍ فَإِذَا بَعَثَ عَامِلًا سَأَلَ عَنِ اسْمِهِ فَإِذَا
أَعْجَبَهُ اسْمُهُ فَرِحَ بِهِ وَرُئِيَ بِشْرُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ وَإِنْ كَرِهَ اسْمَهُ رُئِيَ كَرَاهِيَةُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ وَإِذَا دَخَلَ قَرْيَةً سَأَلَ عَنِ اسْمِهَا فَإِنْ أَعْجَبَهُ اسْمُهَا فَرِحَ بِهَا وَرُئِيَ بِشْرُ
ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ وَإِنْ كَرِهَ اسْمَهَا رُئِيَ كَرَاهِيَةُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے بریدہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ تھے شگون بد لیتے کسی چیز
سے جسوقت کہ بھیجتے کسی عامل کو پوچھتے نام اسکا پس جسوقت کہ اچھا لگتا آپ کو نام اسکا خوش ہوتے ساتھ اسکے اور دیکھی جاتی خوشی اسکی بیچ چہرہ مبارک انکے کے اور اگر مکروہ
جانتے نام اسکا دیکھی جاتی ناخوشی اسکی بیچ چہرہ مبارک انکے کے یعنے اور بدل دیتے اس نام کو ساتھ اچھے نام کے اور جسوقت کہ داخل ہوتے کسی بستی میں پوچھتے نام اسکا
پس اگر اچھا لگتا انکو نام اسکا خوش ہوتے ساتھ اسکے اور دیکھی جاتی خوشی اسکی بیچ چہرے انکے کے اور اگر مکروہ رکھتے نام اسکا دیکھی جاتی ناخوشی اسکی بیچ چہرے انکے کے نقل کی
یہ ابو داود نے ف یہ تطیر نہیں ہے اسلیے کہ بسبب اسکے اس کام سے کہ ارادہ رکھتے تھے اسکا باز نہ آتے تھے لیکن اثر کراہت و قبح اسکے کا چہرہ مبارک میں ظاہر ہوتا تھا اسلیے
کہ بھلائی و برائی کو تاثیر طبعی ہے بیچ خوشی و ناخوشی کے قطع نظر کرنے کے تطیر و تفاؤل سے اور کہا ابن مالک نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنت ہے کہ اختیار
کرے آدمی اپنے فرزند و خادم کے لیے نام اچھا اسلیے کہ برے نام کبھی موافق ہو جاتے ہیں تقدیر کے جیسے کہ اگر نام رکھے کوئی اپنے بیٹے کا خسار پس بعض اوقات جاری ہوگی

راشد راہ مستقیم بتلانے والا ۱۲ نجیح مطلب پہنچنے والا ۱۲

اور طیبی نے کہا کہ کاہن وہ کہ خبر کہے حوادث آئندہ کی اور دعوے کرے معرفت اسرار اور پوشیدہ چیزوں کا اور عرب میں کاہن تھے کہ بعضے اُن میں سے دعوے کرتے تھے کہ ہمکو جنات
خبریں پہنچاتے ہیں اور منقول ہے کہ شیطان چوری سے سن آتے تھے احکام الٰہی آسمان پر سے اور کاہنوں سے کہدیتے تھے اور وہ اُنمیں جھوٹ ملا دیتے اور زیادہ کر کے کہتے پھر لوگ
اسکو پھر جب آنحضرت مبعوث ہوئے تو شیطان آسمان پر جانے سے روکے گئے اور باطل ہوئی کہانت اور بعضے مقدمات اور اسباب اور علامات سے کچھ معلوم کرتے تھے اُنکو عراف
کہتے تھے وہ مکان چوری کی چیز کا اور گم ہونے کا پتا دیتے تھے جیسے رمال کرتے ہیں اور کبھی اطلاق کاہن کا عراف اور منجم پر بھی آتا ہے اور یہ افعال حرام ہیں اور پوچھنا انسے بھی حرام ہے اور
لینے والا اور دینے والا دونوں گنہگار ہوتے ہیں اور مرتکب ان کا مستحق تعزیر اور تادیب کی لازم ہوتی ہے ع الفصل الاول فصل پہلی ع عن معاویۃ بن الحکم قال قلت یا رسول اللہ
امورا کنا نصنعہا فی الجاہلیۃ کنا ناتی الکہان قال فلا تاتوا الکہان قال قلت کنا نتطیر قال ذلک شیء یجدہ احدکم فی نفسہ فلا یصدنکم قال قلت ومنا رجال یخطون قال
کان نبی من الانبیاء یخط فمن وافق خطہ فذاک رواہ مسلم روایت ہے معاویہ بن حکم سے کہا کہا میں نے یا رسول اللہ تھیں ایک چیزیں کہ تھے ہم کرتے انکو جاہلیت
میں ایک انمیں سے یہ کہ تھے ہم آتے کاہنوں کے پاس یعنی اور پوچھتے ایسی چیزیں اور کام فرمایا نہ جایا کرو تم کاہنوں کے پاس کہا معاویہ نے کہا میں نے دوسری چیز یہ
کہ تھے ہم شگون لیتے فرمایا یہ ایک چیز ہے کہ پاتا ہے اسکو ایک تمہارا بیچ دل اپنے کے پس باز نہ رکھے تمکو کسی کام سے یعنی خیال نا کرنا کہا معاویہ نے کہا میں نے اور کچھ ہم میں کہتے ایک
خط کھینچتے ہیں فرمایا تھا ایک نبی انبیاء میں سے خط کھینچتے یعنی بامر الٰہی یا ساتھ علم لدنی کے پس جو شخص کہ موافق ہو خط اسکا خط اُس نبی کے پس وہ مباح ہے مراد نبی سے
دانیال ہیں اور بعضوں نے کہا ادریس علیہما السلام اور مباح ہونا مراد اس سے نہی ہے یعنی جب علم اُس خط کھینچنے کا مفقود ہے اور معدوم ہوا تو عمل کرنا بھی اُسپر حرام و ممنوع ہوا
یعنی کیا جانتا ہے کہ وہ پیغمبر کس طرح خط کھینچتے تھے تا یہ بھی ویسا ہی خط کھینچے پس جب معلوم نہ ہوا تو کرنا اسکا بھی حرام ہوا اور بیان اسکا باب لا یجوز من العمل فی الصلوٰۃ میں بھی ہو چکا ہے
ع وعن عائشۃ قالت سال اناس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الکہان فقال لہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیسوا بشیء قالوا یا رسول اللہ فانہم یحدثون
احیانا بالشیء یکون حقا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلک الکلمۃ من الحق یخطفہا الجنی فیقرہا فی اذن ولیہ قر الدجاجۃ فیخلطون فیہا اکثر من مائۃ کذبۃ متفق علیہ
اور روایت ہے عائشہ سے کہ سوال کیا لوگوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے احوال کاہنوں کا کہ بات انکی سچ اور لائق اعتماد کے ہے یا نہیں پس فرمایا انکو رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ تحقیق نہیں وہ کچھ یعنی نہیں اعتماد و اعتقاد کرنا انکی خبروں پر عرض کیا لوگوں نے کہ یا رسول اللہ پس تحقیق وہ بات کرتے ہیں اور خبر دیتے ہیں کبھی ساتھ ایک چیز
کے ہوتی ہے حق پس فرمایا پیغمبر خدا نے کہ یہ کلمہ ہے سچ اُچک لیتا ہے اسکو جن پھر ڈالتا ہے اسکو بیچ کان دوست اپنے کے مانند آواز کرنے مرغ کے کہ بلاتا ہے دوسرے مرغ کو دانہ کے لیے
پس ملاتے ہیں وہ کاہن اس کلمہ میں زیادہ سو جھوٹھ سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف سچ اور ثابت ہے کہ سنا گیا ان ملائکہ سے کہ لیا اُنھوں نے حق سے یا اسماء وحی کے یا سنا
مکاشفہ لوح محفوظ کے واسطے انکے اور بعضوں نے کہا کہ معنی یقرہا کے ڈالنے کے ہیں یعنی ڈالتا ہے وہ کلمہ مانند ڈالنے مرغ کے یعنی جیسے وہ منی ڈالتا ہے مرغی سے جفتی کرنے کے
وقت اسطرح کہ نہیں جانتے اسکو لوگ پس اسی طرح جن ڈالتا ہے اُس کلمہ کو اپنے دوست کے کان میں اسطرح کہ نہیں مطلع ہوتا اُسپر غیر اسکا ع وعنہا قالت سمعت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الملائکۃ تنزل فی العنان وہو السحاب فتذکر الامر قضی فی السماء فتسترق الشیاطین السمع فتسمعہ فتوحیہ الی الکہان فیکذبون معہا مائۃ کذبۃ من
عند انفسہم رواہ البخاری اور روایت ہے عائشہ سے کہا کہ سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے تحقیق فرشتے یعنی ایک جماعت انمیں سے اُترتے ہیں عنان
میں اور عنان کہتے ہیں ابر کو پس ذکر کرتے ہیں کاموں کا کہ تقدیر کیے گئے آسمان میں پس چوری سے اور پوشیدہ کان رکھتے ہیں اُسپر شیاطین پس سنتے ہیں اُس کام کو کہ تقدیر کیا گیا ہے
پس پہنچاتے ہیں اُسکو طرف کاہنوں کے پس جھوٹ ملا لیتے ہیں کاہن ساتھ اُن کلموں کے کہ شیاطین سے سنے ہیں سو جھوٹ اپنی طرف سے نقل کی یہ بخاری نے ف یعنی اس سبب سے
بعضی چیزیں موافق واقع کے ہو جاتی ہیں لیکن ہرگاہ کہ غالب ہوتا ہے انمیں جھوٹھ بند کر دیا شارع نے دروازہ استفادہ کا انسے اور فرمایا کہ نہیں وہ کچھ ع وعن حفصۃ قالت
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتی عرافا فسالہ عن شیء لم تقبل لہ صلوٰۃ اربعین لیلۃ رواہ مسلم اور روایت ہے حفصہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے جو شخص کہ آوے کاہن اور نجومی کے پاس اور پوچھے اُس سے کچھ یعنی غیب کی باتیں نہیں قبول کیجاتی واسطے اسکے نماز چالیس رات دن کی نقل کی یہ مسلم نے ف یعنی

ضرر اور کم بختی اسکی ہو کہ نماز کہ افضل عبادات اور اشرف اعمال ہو ضایع اور نامقبول ہوئی یا مراد یہ ہو کہ جب نماز قبول نہ ہوئی تو اور اعمال بطریق اولے نامقبول ہونگے ف
مراد قبول نہ ہونے سے یہ ہو کہ ثواب نہیں حاصل ہوتا اگرچہ ابرا ذمہ کہ قضا اس سے واجب ہو حاصل ہو اور حدیث میں اگرچہ راتوں ہی کا ذکر کیا لیکن تمام روز و شب مراد ہو اسلیے کہ
کلام عرب میں اکثر اس طرح آتا ہو کہ روز یا شب ذکر کرتے ہیں اور دوسرا تابع اسکا ہوتا ہو (وعن زید بن خالد الجہنی قال صلی لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الصبح بالحدیبیۃ
علی اثر سماء کانت من اللیل فلما انصرف اقبل علی الناس فقال ہل تدرون ماذا قال ربکم قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال قال اصبح من عبادی مؤمن بی وکافر فاما من
قال مطرنا بفضل اللہ ورحمتہ فذلک مؤمن بی وکافر بالکوکب واما من قال مطرنا بنوء کذا وکذا فذلک کافر بی مؤمن بالکوکب متفق علیہ) اور روایت ہو زید بن خالد جہنی سے
کہا نماز پڑھائی ہمکو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز صبح کی حدیبیہ میں کہ نام ایک جگہ کا ہو پیچھے مینہ برسنے کے کہ تھا رات کو پس جبکہ پھرے آنحضرت نماز سے متوجہ ہوے
لوگوں کی طرف اور فرمایا کہ آیا جانتے ہو تم کہ کیا فرمایا تمہارے پروردگار نے یعنے اسوقت اشارت کی ساتھ آنے وحی کے عرض کیا صحابہ نے کہ اللہ اور رسول اسکا خوب
جانتے ہیں کہا آنحضرت نے کہ فرمایا اللہ تعالے نے کہ صبح کی بعضے بندوں میرے نے کہ ایمان لانے والے ساتھ میرے اور بعضوں نے کفر کیا پس جس شخص نے کہا کہ مینہ برسایا گیا ہم پر ساتھ
فضل اللہ کے اور رحمت اسکی کے پس یہ شخص ایمان لایا ساتھ میرے اور کفر کیا ساتھ ستاروں کے اور جس شخص نے کہا کہ مینہ برسائے گئے ہم سبب غروب ہونے ایک ستارے کے اور نکلنے
ایک ستارے کے یہ شخص کافر ہوا ساتھ میرے اور ایمان لایا ساتھ ستارے کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف جو کوئی یہ اعتقاد کرے کہ ستارہ فاعل ہو اور مینہ برسانے کے باب میں
اعتقاد اہل جاہلیت کے پس کفر ہو اور جو کوئی یہ اعتقاد کرے کہ مینہ اللہ کی طرف سے اور فضل اسکے سے ہو اور ستارے علامات اور قرینہ مینہ برسنے کے ہیں یہ کفر نہیں اور ظاہر تر یہ ہو کہ یہ بھی مکروہ
تنزیہی ہو (وعن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما انزل اللہ من السماء من برکۃ الا اصبح فریق من الناس بہا کافرین ینزل اللہ الغیث فیقولون بکوکب
کذا وکذا رواہ مسلم) اور روایت ہو ابی ہریرہ سے کہ نقل کی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا نہیں نازل کرتا اللہ تعالے آسمان سے کوئی برکت مگر کہ ہوتی ہو ایک جماعت
آدمیوں میں سے ساتھ اسکے کفر کرنیوالی اتارتا ہو اللہ تعالے مینہ پس کہتے ہیں کہ مینہ برسا بسبب ستارے فلانے اور فلانے کے نقل کی یہ مسلم نے ف ظاہر یہ ہو کہ مراد برکت
سے مینہ ہو اور جملہ ینزل اللہ الغیث بیان اسکا اور احتمال ہو کہ عام برکت مراد ہو اور ینزل اللہ الغیث مثال اور بیان ایک فرد اسکے کا ہو (الفصل الثانی) فصل دوسری (عن
ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اقتبس علما من النجوم اقتبس شعبۃ من السحر زاد ما زاد رواہ احمد وابوداؤد وابن ماجۃ) روایت ہو ابن عباس سے کہا فرمایا
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص سیکھتا ہو ایک باب علم نجوم سے حاصل کرتا ہو ایک شاخ سحر سے زیادہ کیا حاصل کرنا سحر کا جس قدر کہ زیادہ کیا حاصل کرنا نجوم کا نقل کی
یہ احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ف تشبیہ دی علم نجوم کو ساتھ سحر کے بقصد برائی بیان کرنے اسکے کے گویا کہ عمل کرنیوالا نجوم کا جیسا ساحروں اور کاہنوں سے ہو کہ برے کام کرتے ہیں اور
خبریں غیب کی بتاتے ہیں (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتی کاہنا فصدقہ بما یقول او اتی امرأتہ حائضا او اتی امرأتہ فی دبرہا فقد بری مما
انزل علی محمد رواہ احمد وابوداؤد) اور روایت ہو ابی ہریرہ سے کہا فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ آوے کاہن کے پاس اور سچا جانے اسکو بیچ اس چیز کے کہ کہتا ہو یا صحبت
کرے اپنی بیوی سے حالت حیض میں یا بدفعلی کرے اپنی بیوی سے بیچ مقعد اسکی کے پس تحقیق بیزار ہوا اس چیز سے کہ اتاری گئی محمد پر یعنے شریعت و قرآن نقل کی یہ احمد نے اور ابوداؤد نے
ف بیزار ہونا ایسے کا فر ہونا محمول ہو حلال جاننے پر یا تغلیظ و تشدید ہو اور پرہیز کرنے ان تینوں کے (الفصل الثالث) فصل تیسری (عن ابی ہریرۃ ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال اذا قضی اللہ الامر فی السماء ضربت الملئکۃ باجنحتہا خضعانا لقولہ کانہ سلسلۃ علی صفوان فاذا فزع عن قلوبہم قالوا ماذا قال ربکم قالوا للذی قال الحق وہو العلی الکبیر
فیسمعہا مسترقوا السمع ومسترقوا السمع ہکذا بعضہ فوق بعض ووصف سفیان بکفہ فحرفہا وبدد بین اصابعہ فیسمع الکلمۃ فیلقیہا الی من تحتہ ثم یلقیہا الآخر الی من تحتہ حتی یلقیہا علی لسان
الساحر او الکاہن فربما ادرک الشہاب قبل ان یلقیہا وربما القاہا قبل ان یدرکہ فیکذب معہا مائۃ کذبۃ فیقال الیس قد قال لنا یوم کذا وکذا کذا وکذا فیصدق بتلک الکلمۃ التی
سمعت من السماء رواہ البخاری) اور روایت ہو ابی ہریرہ سے کہ نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت کہ حکم کرتا ہو اللہ تعالے کسی کام کا آسمان میں مارتے ہیں فرشتے
بازو اپنے نیچے ڈالتے ہوئے اور کانپتے ہیں ہیبت اور اطاعت حکم الٰہی سے بسبب خوف قول اور کلام الٰہی کے گویا آواز کلام الٰہی کی یعنے بیچ عدم ظہور اور فہم اور استماع اسکے کے مانند

زنجیر کی کہ پہنچی جاوے پتھر صاف پر پس جب کہ دور کیا جاتا ہے ڈر فرشتوں کے دلوں سے کہتے ہیں یعنی تمام فرشتے کم رتبہ فرشتوں مقرب سے کیا حکم کیا پروردگار تمہارے نے
کہتے ہیں فرشتے مقرب اس چیز کو کہ حکم کیا پروردگار نے یا کہتے ہیں ان فرشتوں پوچھنے والوں سے حق کہا یعنی حق ہے جو کچھ کہ حکم کیا پروردگار نے اور وہ ذات اللہ تعالیٰ کی
بلند قدر اور بلند مرتبہ ہے پس سنتے ہیں ان باتوں کو چوری سے سننے والے کہ جن و شیاطین ہیں اور چوری سے سننے والے اس طرح ہیں کہ بعضے انکے اوپر بعضوں کے ہیں اور بیان کی
سفیان نے صفت انکی ساتھ ہاتھ اپنے کے یعنی ساتھ انگلیوں ہاتھ کے پس ٹیڑھا کیا ہاتھ کو اور فرق کیا درمیان انگلیوں اپنی کے پس سنتا ہے چوری سے سننے والا بات کو پھر ڈالتا ہے اسکو طرف
اسکے کہ نیچے اسکے ہے پھر ڈالتا ہے اسکو دوسرا طرف اسکے کہ نیچے اسکے ہے یہاں تک کہ ڈالتا ہے وہ اس بات کو طرف ساحر یا کاہن کے پس اکثر پاتا ہے چوری سے سننے والے کو شعلہ پہلے ڈالنے اس بات کے
طرف ساحر یا کاہن کے اور اکثر ڈالتا ہے اس بات کو پہلے پہونچنے شعلہ کے پس پہنچتی ہے وہ بات کاہن کو پس جھوٹ بنا لیتا ہے کاہن ساتھ اس بات کے سو جھوٹ یعنی اور خبر دیتا ہے لوگوں کو ساتھ
اس بات سچ کے اور ملاتا ہے جھوٹی باتوں کے پس جب جھٹلاتا ہے اسکو کوئی ساتھ بعضی جھوٹی باتوں اسکی کے تو کہا جاتا ہے یعنی کہتا ہے تصدیق کرنے والا کاہن کا ساتھ اسکے کہ جھٹلاتا ہے اسکو کیا نہیں
خبر دی تھی تو کہا واسطے ہمارے اور خبر دی ہمکو کاہن نے فلانے فلانے دن ایسی ایسی پس تصدیق کیا جاتا ہے کاہن سبب اس بات کے کہ سنی گئی آسمان سے اور راست گو ہوا اس میں یعنی
اور وہ جھوٹ ہے اسمیں سننا اور کرتے سبب گمراہی کے کہ انکے باطن میں ہے جیسے کہ ان نجومیوں کا حال ہے کہ اگر ایک بار بات انکی سبب اتفاق سچی ہو گئی تو دنیا دار اعتقاد انکے ہو جاتے ہیں سبب
نہایت محبت دنیا کے اور گمراہی کے کہ انکے دلوں میں ہے نقل کی یہ بخاری نے ف ساحر یا کاہن ابن عباس کی حدیث میں کہ آگے گذری ہے صریح آیا ہے کہ کاہن ساحر ہے پس ساحر سے یہاں او کاہن
اس صورت میں وشک کے لیے ہوگا یا ساحر سے مراد منجم ہے جیسے کہ ایک حدیث میں آیا ہے المنجم ساحر اسلیے کہ ساحر خبر غیب کی نہیں بتاتا ہے پس لفظ او الکاہن میں تنویع کے لیے ہوگا اور
اختلاف کیا گیا ہے اسمین کہ مرجوم آیا ساتھ رجم کے ایذا پاکر پھرتا ہے یا جل جاتا ہے ساتھ رجم کے (وعن ابن عباس قال اخبرني رجل من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم
من الانصار انهم بينا هم جلوس ليلة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم رمي بنجم واستنار فقال لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم ماذا كنتم تقولون في الجاهلية اذا رمي بمثل هذا
قالوا الله ورسوله اعلم كنا نقول ولد الليلة رجل عظيم ومات رجل عظيم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فانها لا يرمى بها لموت احد ولا لحياته ولكن ربنا تبارك اسمه اذا قضى
امرا سبح حملة العرش ثم سبح اهل السماء الذين يلونهم حتى يبلغ التسبيح اهل هذه السماء الدنيا ثم قال الذين يلون حملة العرش لحملة العرش ماذا قال ربكم فيخبرونهم ماذا قال فيستخبر بعض
اهل السموات بعضا حتى يبلغ الخبر هذه السماء الدنيا فتخطف الجن السمع فيقذفون الى اوليائهم ويرمون فما جاؤا به على وجهه فهو حق ولكنهم يقرفون فيه ويزيدون رواه مسلم
اور روایت ہے ابن عباس سے کہا خبر دی مجھکو ایک شخص نے صحابیوں میں سے کہ تھا انصار سے یہ کہ صحابہ اسوقت کہ بیٹھے ہوئے تھے ایک رات ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے ٹوٹا ایک ستارہ اور بہت روشن ہوا پس فرمایا صحابہ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا تھے تم کہتے جاہلیت میں جسوقت کہ ٹوٹتا مانند اسکے کہا صحابہ نے کہ اللہ اور رسول
اسکا دانا تر ہے ساتھ حقیقت حال کے تھے ہم کہتے کہ پیدا کیا گیا آج کی رات ایک شخص بڑا اور مرا ایک شخص بڑا یعنی کبھی یوں کہتے تھے اور کبھی یوں یعنی اسکو علامت ایک امر عظیم کی جانتے
تھے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق یہ شعلہ نہیں پھینکا جاتا بسبب موت کسیکے اور نہ بسبب حیات کسی کے ولیکن پروردگار ہمارا کہ بابرکت ہے نام اسکا جسوقت کہ فرماتا ہے کسی حکم
تسبیح کرتے ہیں فرشتے اٹھانے والے عرش کے پھر تسبیح کرتے ہیں وہ آسمان والے کہ متصل ہیں عرش کے اٹھانے والوں کے یہاں تک کہ پہونچتی ہے آواز تسبیح کی اس آسمان دنیا والوں کو
پھر کہتے ہیں وہ فرشتے کہ متصل اٹھانے والوں عرش کے ہیں واسطے عرش کے اٹھانے والوں کے کہ کیا کہا پروردگار تمہارے نے پس خبر دیتے ہیں وہ انکو اس چیز کی کہ فرمائی پھر خبر پوچھتے
ہیں بعضے آسمان والے بعضوں سے یہانتک کہ پہونچتی ہے خبر اس آسمان دنیا والوں کو پس اچک لیتے ہیں جن سننے کو یعنی ان خبروں کو چوری سے لے آتے ہیں پھر ڈالتے ہیں طرف
دوستوں اپنے کے یعنی کاہنوں کے اور پھینکے جاتے ہیں طرف انکے ستارے یعنی پس سبب ان ستاروں کے پھینکے جانے کا یہ ہے نہ وہ کہ تم اعتقاد کرتے ہو پیدائش و موت کا پس جو
چیز کہ لاتے کاہن اسکو اوپر اس طرح کے کہ ہے یعنی بغیر تصرف کے راست و درست پس وہ چیز راست ہے ولیکن وہ کاہن جھوٹ ملا لیتے ہیں اسمیں اور زیادہ کرتے ہیں بیچ اسکے
سنے ہوئے پر نقل کی یہ مسلم نے (وعن قتادة قال خلق الله تعالى هذه النجوم لثلث جعلها زينة للسماء ورجوما للشياطين وعلامات يهتدى بها فمن تاول فيها بغير ذلك
اخطأ واضاع نصيبه وتكلف ما لا يعلم رواه البخاري تعليقا وفي رواية رزين وتكلف ما لا يعنيه وما لا علم له به وما عجز عن علمه الانبياء والملائكة وعن الربيع مثله وزاد

باعتبار تغلیب کے ہے یا اصل اور معنی مطلق کے کہ مبشرات ہے ﴿و عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرؤیا الصالحۃ جزء من ستۃ و اربعین جزءا من النبوۃ
متفق علیہ﴾ اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب اچھا ایک ٹکڑا ہے چھیالیس ٹکڑوں نبوت کے سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم
نے ﴿ف﴾ ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ رویائے صالحہ کے یہاں صادقہ ہے اور یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ جزء شی کا ساتھ شی کے ہوتا ہے پس جب نبوت باقی نہ رہی تو جزء اسکا کیونکر
رہا جواب اسکا یہ ہے کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ رویا ایک جزء ہے اجزائے علم نبوت سے اور علم نبوت باقی ہے اگرچہ نبوت باقی نہیں خصوصیت رویا کی ہے کہ یہ جزء ہے نبوت کا اور مانند اسکے اگرچہ دیکھنے والا
نبی نہو جیسے کہ اور حدیث میں آیا ہے کہ راہ و روش نیک اور حلم اور گرانباری اور میانہ روی نبوت سے ہیں اور وجہ تخصیص اس عدد چھیالیس کی اگرچہ علما نے کچھ لکھی ہے لیکن صحیح یہ ہے
کہ علم اسکا اور راز چیزوں معدودہ کا مانند رکعات نماز اور تسبیحات وغیرہا کا شارع ہی کو ہے اور اور روایت میں چوبیس آیا ہے بدلے چھیالیس کے اور ایک میں پچاس اور ایک میں چوبیس وغیرہ اور کہا
مراد ان سے تکثیر ہے نہ تحدید ﴿و عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی متفق علیہ﴾ اور روایت
ہے ابی ہریرہ سے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے دیکھا مجکو خواب میں پس تحقیق دیکھا مجکو اسواسطے کہ شیطان نہیں بنتا ہے میری صورت میں نقل کی یہ بخاری اور مسلم
نے ﴿ف﴾ تحقیق دیکھا مجکو یعنی گویا کہ دیکھا مجکو عالم بیداری میں لیکن نہیں ثابت ہوتے ہیں اسپر احکام کہ وہ صحابی ہو جاوے یا عمل کرے اس چیز پر کہ سنا اس حالت میں اور بعضوں نے
کہا کہ مراد حضرت کی اپنے زمانہ کے لوگ ہیں یعنی میرے وقت کے لوگوں میں سے جسنے مجکو خواب میں دیکھا تو توفیق دیگا اسکو اللہ تعالے میرے دیکھنے کی حالت بیداری میں یا دنیا
میں یا آخرت میں اور بعضوں نے کہا کہ یہ بشارت ہے یعنی جسنے دیکھا مجکو خواب میں پس خبر دو اسکو کہ خواب اسکا حقیقت ہے اور سچا ہے نہیں ہے اضغاث احلام سے اسلیے کہ شیطان
نہیں بنتا ہے میری صورت میں یعنی یہ مجال نہیں شیطان کی کہ کسی کے خواب میں آوے اور اسکے خیال میں ڈالے کہ میں آنحضرت ہوں اور آنحضرت پر جھوٹ باندھے اور بعضے علما
نے لکھا ہے کہ شیطان بصورت حق تعالے بن سکتا ہے اور جھوٹ باندھ سکتا ہے یعنی دیکھنے والے کو وسواس میں ڈالتا ہے کہ صورت حق تعالے سبحانہ کی ہے لیکن بصورت آنحضرت کے
ہرگز نہیں بن سکتا اور جھوٹ نہیں باندھ سکتا اسلیے کہ آنحضرت مظہر ہدایت کے ہیں اور شیطان مظہر ضلالت کا اور درمیان ہدایت اور ضلالت کے ضد ہے اور حق تعالے جامع ہے صفات
ضلال اور ہدایت کا اور تمام صفات متضادہ کا اور بھی ہے کہ دعوے الوہیت کا مخلوقات سے صریح البطلان ہے اور محل اشتباہ نہیں بخلاف دعوی نبوت کے چنانچہ اسی لیے اگر کوئی
دعوی الوہیت کا کرے تو صدور خارق عادت اس سے متصور ہے اور اگر دعوی نبوت کا کرے تو معجزہ اس سے ظاہر نہیں ہوتا ﴿و عن ابی قتادۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من رانی فقد رای الحق متفق علیہ﴾ اور روایت ہے ابی قتادہ سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے کہ دیکھا مجکو پس تحقیق حق دیکھا یعنی سچا ہے خواب اسکا
کہ اسنے مجھی کو دیکھا نہ غیر میرے کو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ﴿ف﴾ جاننا چاہیے کہ یہ حدیثیں ساتھ تعدد طرق اور اختلاف الفاظ کے دلالت کرتی ہیں اسپر کہ جسنے آنحضرت کو خواب میں دیکھا اسنے
دیکھا اور دروغ اور شیطان کو اسمیں دخل نہیں اور علما نے اسکو خصائص حضرت کے سے شمار کیا ہے اور اختلاف کیا ہے علما نے اسمیں بعضوں نے تو یہ کہا کہ محمل ان احادیث کا یہ ہے کہ
کوئی دیکھے آنحضرت کو ساتھ صورت اور حلیہ مخصوص کے کہ آپ رکھتے تھے پھر بعضوں نے ان میں سے توسعہ کیا اور کہا کہ اس شکل و صورت میں دیکھے کہ مدت عمر شریف میں اسپر تھے
خواہ جوانی میں خواہ کہولت میں یا آخر عمر میں اور بعضوں نے دائرہ تنگ کیا اور کہا کہ ضرور ہے کہ اس صورت پر دیکھے کہ بیچ آخر عمر کے اس صورت پر اس عالم سے سدھارے اور اسکا
عدد سفید بالونکا کہ سر مبارک اور محاسن مبارک میں تھے اور نوبت اس کی یہانتک پہنچی تھی اعتبار کیا ہے اور محمد بن سیرین کے پاس جب کوئی قصہ خواب میں دیکھنے حضرت کا بیان
کرتا تو وہ کہتے کہ بیان کر کس صورت میں دیکھا ہے تونے اگر ساتھ حلیہ مخصوص کے بیان کرتا تو وہ کہتے کہ جا تونے آنحضرت کو نہیں دیکھا اور امام نووی نے کہا صحیح یہ ہے کہ آنحضرت
ہی کو حقیقۃً دیکھا خواہ انکی صفت معروفہ پر دیکھا یا سواے اسکے اختلاف صورت کا موجب اختلاف ذات کا نہیں ہوتا اور اختلاف و تفاوت صورتوں کا باعتبار کمال و نقصان ایمان
دیکھنے والے کے ہے جسنے حضرت کو اچھی صورت میں دیکھا بسبب کمال دین اپنے کے دیکھا اور جسنے برخلاف اسکے دیکھا بسبب نقصان دین کے دیکھا اور اسطرح ہر ایک نے بڈھا دیکھا اور ایک نے
جوان اور ایک نے راضی اور ایک نے خفا اور ایک نے روتے ہوئے اور ایک نے خوش اور ایک نے ناخوش تمام مبنی ہے اوپر اختلاف حال دیکھنے والے کے پس دیکھنا آنحضرت کا گویا کسوٹی ہے معرفت حال دیکھنے والے کے
اور یہیں سے پیدا ہوا فائدہ سالکوں کے لیے کہ اس سے احوال اپنے باطن کا معلوم کر کے علاج اسکا کریں اور اسی قیاس پر بعضے ارباب تکمیل نے کہا ہے کہ جو کلام آنحضرت سے خواب میں سنے تو اسکو سنت قویمہ پر عرض کرے

موافق ہے تو حق ہوا اور اگر مخالف ہے تو بسبب خلل سامعہ اسکے کے ہے نہیں واسطے ذات کریمہ آنحضرت کے اور اس چیز کا کہ کبھی باتیں جاتی ہے حق ہو اور حقیقت میں تفاوت اور اختلاف کرتا ہے
سمجھنے میں حضرت شیخ علی متقی نقل کرتے تھے کہ ایک فقیر نے فقرائے مغرب سے آنحضرت کو خواب میں دیکھا کہ اسکو شراب پینے کے لیے فرماتے ہیں آپ نے واسطے رفع اس اشکال کے علما سے
استفتا کیا تو حقیقت حال کی کیا ہے ہر ایک عالم نے محمل اور تاویل اسکی بیان کی ایک عالم تھے مدینہ منورہ میں شیخ محمد بن عراق کہتے تھے جب وہ استفتا انکی نظر سے گذرا
تو جواب میں فرمایا کہ یون نہیں ہے کہ جیسا اسنے سنا اس شخص کے سامعہ میں خلل ہے آنحضرت نے اسکو فرمایا لا تشرب الخمر اسنے لاتشرب کو اشرب سنا ع (و عن ابی ہریرۃ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی متفق علیہ ۱ اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
جس شخص نے دیکھا مجھکو خواب میں پس تحقیق دیکھا اسنے مجھکو کیونکہ نہیں متمثل ہوتا شیطان میری صورت میں نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنی حضرت کے زمانہ میں جس شخص نے
دیکھا تھا خواب میں حضرت کو تو اللہ تعالے توفیق دیتا تھا اسکو جاگتے میں دیکھنے اور مسلمان ہونے کا یا مراد یہ ہے کہ آخرت میں دیکھا جاویگا ع (و عن ابی قتادۃ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرؤیا الصالحۃ من اللہ والحلم من الشیطان فاذا رای احدکم ما یحب فلا یحدث بہ الا من یحب واذا رای ما یکرہ فلیتعوذ باللہ من
شرہا ومن شر الشیطان ولیتفل ثلاثا ولا یحدث بہا احدا فانہا لن تضرہ متفق علیہ ۱ اور روایت ہے ابی قتادہ سے کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خواب
اچھا اللہ کی طرف سے اور خواب برا شیطان کی طرف سے ہے پس جسوقت دیکھے ایک تمہارا ایسا خواب کہ دوست رکھے اسکو پس نہ بیان کرے اسکا مگر اس شخص کے روبرو کہ دوست
رکھتا ہے اسکو یعنی علما اور صلحا اور اقربا سے اور حمد کرے اللہ تعالے کی جیسے کہ ایک روایت بخاری اور مسلم کی میں ہے اور جسوقت دیکھے ایسا خواب کہ ناخوش رکھتا ہے اسکو چاہیے کہ
پناہ مانگے ساتھ اللہ کے برائی اسکی سے اور برائی شیطان کی سے اور چاہیے کہ تھتکارے تین بار یعنی بقصد دفع کرنے شیطان کے اور نہ بیان کرے
اس خواب کو کسی کے روبرو یعنی دوست کے روبرو اور نہ دشمن کے روبرو تاکہ وہ تعبیر بری دے بسبب ظاہر صورت اسکی کے اور تعبیر جیسی دیتا ہو ویسی ہی واقع ہوتی ہے بتقدیر الہی
تحقیق وہ خواب نہیں ضرر کریگا اسکو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف شیطان کی طرف سے یعنی باعث خوشی اسکے کا ہوتا ہے اگرچہ پیدا کرنا اور دکھانا دونوں کا ساتھ پیدائش الہی
کے ہے حاصل یہ ہے کہ اچھا خواب بشارت ہے حضرت پروردگار کی طرف سے بندہ کے لیے تا باعث حسن ظن کا ہو ساتھ اللہ تعالے کے اور موجب ہو مزید شکر کا اور خواب ناخوش وہ ہے جو
شیطان دکھاتا ہے تاکہ غمگین کرے مسلمان کو اور بدگمان اور سست ہو بیچ سلوک طریق حق کے اور معنے نہ ضرر کرنے کے یہ ہیں کہ اللہ تعالے نے گردانا ہے ان افعال مذکورہ
کو سبب سلامتی کا ناخوشی سے جیسے کہ گردانا ہے صدقہ کو سبب بچاؤ مال کا اور دفع بلیات کا ع (و عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رای احدکم
الرؤیا یکرہہا فلیبصق عن یسارہ ثلاثا ولیستعذ باللہ من الشیطان ثلاثا ولیتحول عن جنبہ الذی کان علیہ رواہ مسلم ۱ اور روایت ہے جابر سے کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے جسوقت کہ دیکھے ایک تمہارا خواب کہ مکروہ جانے اسکو پس چاہیے کہ تھوک دے بائیں طرف تین بار اور پناہ مانگے ساتھ اللہ کے شیطان سے تین بار اور پھیرے کروٹ
اپنی سے کہ تھا اسپر وقت دیکھنے خواب کے نقل کی یہ مسلم نے ف اس حدیث میں بصاق ذکر کیا کہ تفل سے زیادہ ہے تفل تھوک منہ سے نکالنا اور بصاق منہ کے اندر سے نکالنا کہ
کچھ حلق سے نکلے و بصاق وہ تھوک کہ نکلا اور اسکو بزاق بھی کہتے ہیں پس تفل بعد بصق کے ہے اور بعد ازان نفث ہے کہ پھونکنا ہے ساتھ آب لبون کے اور بعد اسکے نفخ ہے کہ پھونکنا ہے فقط
اور بیچ بعضی روایات مسلم کے فلینفث بھی آیا ہے اور اس حدیث میں ذکر بائیں طرف کا آیا اور پہلی حدیث میں مطلق اور اس حدیث میں کروٹ سے پھرنا بھی آیا ہے اسلیے کہ اسکو دست تاثیر ہے
بیچ تغیر حال کے ع (و عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقترب الزمان لم یکد یکذب رؤیا المؤمن ورؤیا المؤمن جزء من ستۃ واربعین جزءا
من النبوۃ وما کان من النبوۃ فانہ لا یکذب قال محمد بن سیرین وانا اقول الرؤیا ثلاث حدیث النفس وتخویف الشیطان وبشری من اللہ فمن رای شیئا یکرہہ فلا
یقصہ علی احد ولیقم فلیصل قال وکان یکرہ الغل فی النوم ویعجبہم القید ویقال القید ثبات فی الدین متفق علیہ قال البخاری رواہ قتادۃ ویونس وہشیم وابو ہلال عن
ابن سیرین عن ابی ہریرۃ وقال یونس لا احسبہ الا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القید وقال مسلم لا ادری ہو فی الحدیث ام قالہ ابن سیرین وفی روایۃ نحوہ وادرج
فی الحدیث قولہ واکرہ الغل الی تمام الکلام ۱ اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت کہ نزدیک ہوگا زمانہ نہیں قریب ہے کہ جھوٹا

خواب مومن کا اور خواب مومن کا ایک جز ہے چھیالیس جز نبوت سے ہے اور جو چیز کہ ہو اجزاے نبوت سے پس تحقیق وہ نہیں جھوٹی ہوتی کہا محمد بن سیرین تابعی جلیل القدر نے
کہ میں کہتا ہوں اور روایت کرتا ہوں ان احادیث سے کہ آنحضرت نے فرمائی ہیں خواب تین طرح کے ہوتے ہیں ایک تو خیال النفس کا اور دوسرے ڈرانا شیطان کا اور
تیسرے بشارت اللہ کی طرف سے پس جو شخص کہ دیکھے خواب میں ایسی چیز کو کہ ناخوش رکھے پس نہ بیان کرے اسکو روبرو کسی کے اور چاہیے کہ کھڑا ہو اور نماز پڑھے یعنی بسبب
برکت اور فضیلت نماز کے توہم خیر و شر کا کہ پیدا ہوا ہے جاتا رہے کہا ابن سیرین نے اور تھے آنحضرت مکروہ رکھتے طوق دیکھنا خواب میں اور خوش آتا انکو دیکھنا قید کا اور کہا جاتا ہے
یعنی اہل التعبیر کہتے ہیں کہ قید ثابت رہنا دین میں ہے نقل کی یہ یعنی ساری حدیث کہ مشتمل ہے اوپر مرفوع و موقوف کے بخاری اور مسلم نے لیکن دونوں کو تردد ہے آخر حدیث میں
کہا بخاری نے کہ روایت کیا اسکو یعنی مطلق حدیث کو یا مضمون قید کو قتادہ اور یونس نے اور ہشیم اور ابو ہلال نے ابن سیرین سے کہ نقل کی انہوں نے ابی ہریرہ سے اور کہا
یونس نے کہ نہیں گمان کرتا میں اس روایت ابن سیرین کو ابی ہریرہ سے مگر پیغمبر خدا سے بیچ مقدمہ قید کے کہ واقع ہوا ہے یعجبہم القید والقید ثبات فی الدین بیچ مقدمہ غل کے کہ کہا
کان یکرہ الغل یعنی یہ حدیث مرفوع ہے نہ موقوف ابو ہریرہ اور ابن سیرین پر یعنی روایت کیا اسکو ابن سیرین نے ابی ہریرہ سے اور انہوں نے آنحضرت سے بخاری نے نقل کیا
کہا اور کہا مسلم نے راوی ابن سیرین سے کہ نہیں جانتا میں کہ یہ قول مذکور قید میں بیچ حدیث پیغمبر خدا کے واقع ہوا ہے یا کہا ابن سیرین نے اپنی طرف سے اور ایک روایت مسلم کی
میں مانند اسی کے ہے کہ کہا گیا اور یہ بھی کہا مسلم نے کہ ادراج کیا یعنی ابن سیرین یا ابو ہریرہ نے حدیث میں اس قول اپنے کو کہ کہا واکرہ الغل آخر کلام تک یعنی تمام کلام کو بیچ غل اور
قید کے واقع ہوا ہے سب کلام ابن سیرین یا ابو ہریرہ کا ہے کہ ادراج کیا حدیث میں اور ادراج بیچ اصطلاح محدثین کے لانا راوی کا ہے کلام اپنے کو درمیان حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
اور بیان کرنے قول بخاری اور مسلم کے سے حقیقت حال ضمیروں قال او کان یکرہ کی بھی ظاہر ہو جاتی ہے وقت جس وقت کہ نزدیک ہوگا زمانہ الخ شرح اس حدیث کی کئی طرح کی ہے
علما نے اول تو یہ کہ مراد قریب ہونے زمانہ کے سے اخیر زمانہ قرب قیامت کا ہے جیسے کہ اور حدیث میں بیچ آیا ہے کہ اخیر زمانہ میں نزدیک ہے نہیں کہ جھوٹے ہووے خواب مومن کا اور
بعضے مشائخ اپنے سے سنا میں نے کہ مراد قرب زمانہ موت کا ہے دوسرے یہ کہ مراد قرب زمانہ سے برابر ہونا شب و روز ہے اسلیے کہ جس موسم میں رات دن برابر ہوتے ہیں مزاج میں
اعتدال بہت ہوتا ہے خواب بہت تر اختلاط خلل سے سالم تر ہوتا ہے تیسرے یہ کہ مراد قریب ہونا ہے وہ زمانہ ہے کہ سال مانند مہینے کے گذرے گا اور مہینے مانند ہفتے کے اور ہفتہ مانند روز کے
اور روز مانند ساعت کے اور لکھا ہے علما نے کہ مراد اس سے زمانہ امام مہدی کا ہے کہ ان دنوں میں انکے عدل سے سب عیش میں ہونگے اور زمانہ عیش کا ہر چند دراز ہو کوتاہ معلوم ہوتا ہے اور زمانہ
غم و محنت کا ہر چند کوتاہ ہو دراز معلوم ہوتا ہے پس بیچ زمانہ مہدی کے بھی خواب صحیح و راست ہونگے اسلیے کہ وہ زمانہ راستی کا ہوگا اور حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی راست تر ہے خواب اسکا
راست تر ہے اور چونکہ حدیث سے صحت خواب کی اور بیچ اسکی معلوم ہوئی ایک کلام ابن سیرین کا واسطے بیان اقسام خواب کے ذکر کیا اور اس عبارت میں اشارہ ہے اسپر کہ تمام اقسام خواب
صحیح اور قابل تعبیر و اعتبار کے نہیں بلکہ وہی قسم کہ بشارت اور اعلام ہے حق کی طرف سے لائق تعبیر وغیرہ کے ہے اور خیال النفس ہے جیسے کہ ایک شخص ایک کام یا حرفہ کرتا ہے اسکے وہ خیال میں
بیٹھ رہا ہے وہی خواب میں دیکھتا ہے یا عاشق معشوق کے خیال میں ہوتا ہے اسکو خواب میں دیکھتا ہے اور ڈرانا شیطان کا غمگین اور فکر کرے اسکو بسبب دشمنی کے کہ بنی آدم سے رکھتا ہے اور وہ فعل
شیطان ہے کہ ساتھ اسکے آدمی نزدیک سے بازی کرتا ہے جیسے کہ دیکھتا ہے کہ سر اسکا کٹ گیا ہے اور اسی قبیل سے احتلام ہونا کہ موجب غسل کا ہوتا ہے اور کبھی سبب فوت ہونے نماز اور تاخیر اسکی کا ہوتا ہے
وغیر ذلک پس یہ دو قسمیں قابل اعتبار تعبیر کے نہیں اور تیسری قسم بشارت دینا اور اعلام کرنا ہے جانب حق سے بندہ کے لیے تا ساتھ اسکے خوش ہووے اور طلب حق میں زیادہ ہووے اور
حسن ظن اور امیدواری رکھے قابل تعبیر کے ہے اور نہ بیان کرے الخ یعنی اسلیے کہ جب قابل اعتبار و تعبیر کے نہیں تو کہنا اسکا داخل عبث و لا یعنی کے ہے اور یہ بھی ہے کہ جب کہیگا اور سننے والا
تعبیر بد کہیگا تو توہم اور تطیر لازم آویگا اور وسواس میں ڈالیگا اور تعبیر کو خاصیت ہے وقوع میں اور شارحوں نے بیچ ضمیر قال او کان یکرہ کے چند احتمالات لکھے ہیں ایک تو یہ کہ ضمیر قال کی
ابن سیرین کی طرف پھرتی ہے جیسے کہ ظاہر عبارت کہ پہلے گذری قال محمد بن سیرین کا ظاہر ہے اس میں اور اس تقدیر پر ضمیر کان یکرہ کی پھرتی ہے آنحضرت کی طرف اور معنی یہ ہونگے کہ کہا
ابن سیرین نے تھے آنحضرت کہ ناخوش رکھتے اسکو کہ کوئی دیکھے خواب میں کہ طوق اسکی گردن میں ڈالا ہے اسلیے کہ یہ صفت دوزخیوں کی ہے جیسے کہ فرمایا اذ الاغلال فی اعناقہم اور دوسرا احتمال
یہ ہے کہ ضمیر قال کی ابن سیرین کی طرف پھرے اور کان یکرہ کی ابو ہریرہ کی طرف کہ ابن سیرین روایت کرتا ہے ابو ہریرہ سے یعنی کہا ابن سیرین نے کہ تھے ابو ہریرہ ناخوش رکھتے

اور کان بکرہ میں ابن سیرین طرف راوی کی کہ ابن سیرین سے طرف یا قال کی کہ یہ ہر تیسرا احتمال ہے کہ قیل کی کہا اور تیسرا احتمال

وہ لیتے طوق کو خواب میں اور ابوہریرہ نے آنحضرت سے سنا ہوگا یا اپنا اجتہاد سے کہا اور تیسرا احتمال ہے کہ قیل کی

کی بات یعنی کہا راوی نے کہ تھے ابن سیرین کہ مکروہ رکھتے طوق کو اور ظاہر ہے احتمال اس طرح کی توضیح رکھتا ہے اسلیئے کہ ابن سیرین بہت مشہور ہیں تعبیر خواب میں واللہ اعلم اور بیڑی کا

اور کیا فائدہ کا یعنی بیڑیوں کا پانوں میں آویہ ہم ساتھ صیغہ مجہول کے روایت بخاری کی میں آیا ہے پس سبب احتمال اول کے ضمیر راجع ہے طرف آنحضرت کے اور پوچھا انکے

احتمال دوسرے کے طرف ابوہریرہ اور اتباع انکے کی اور سبب تیسرے کے طرف ابن سیرین کے اور تعبیر کہتے والے اہل تعبیر انکے کے یعنے اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ قید ہے اسکے پاؤں میں بیڑی

تو تعبیر اسکی یہ ہے کہ علامت باز رہنے کی قبائح اور معاصی سے اور ثابت قدم رہنے کی طاعت پر جیسے کہ فرمایا ہو قال القید ثبات فی الدین اور یہ تعبیر نسبت اہل دین اور اہل طاعت کے

اور یہ خیال ہیں اہل تعبیر کا اگر کوئی بیمار یا قیدی یا مسافر یا غمگین دیکھے کہ قید پانوں میں ہے تو تعبیر اسکی ثابت رہنا اسی حال پر ہے کذا قال الطیبی اور اسی طرح تعبیر خواب کی مختلف ہوتی

ہے ساتھ اختلاف دیکھنے والے کے مثلاً اگر تاجر دیکھے خواب میں کہ اسباب کشتی پر لدا ہوا ہے اور ہوا موافق چلتی ہے تو علامت سلامتی کی اور نفع کی تجارت میں ہے اور اگر یہی خواب کوئی

سالک سالکان طریقت سے دیکھے تو علامت اتباع شرع شریف کی اور پہنچنے کی مقام حقیقت میں ہے اور عن جابر قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال رأیت

فی المنام کان رأسی قطع قال فضحک النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال اذا لعب الشیطان باحدکم فی منامہ فلا یحدث بہ الناس رواہ مسلم اور روایت ہے جابر سے کہا آیا

ایک شخص پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پس کہا دیکھا میں نے خواب میں گویا کہ سر میرا کاٹا گیا ہے کہا جابر نے پس ہنسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کہ جس وقت کھیلتا ہے شیطان ساتھ کسی کے

خواب اسکے میں پس نہ بیان کرے اسکو روبرو لوگوں کے نقل کی یہ مسلم نے ف یعنی یہ خواب اضغاث احلام میں سے ہے اور اس قسم سے ہے کہ شیطان بازی کرتا ہے ساتھ آدمی کے تاکہ غمگین

کرے اسکو ایسے خواب کو چھپانا چاہیے اور طیبی نے کہا کہ آنحضرت نے وحی سے جانا ہوگا یا دلالت حال سے کہ یہ خواب اضغاث احلام میں سے اور بازی شیطان ہے اگرچہ نزدیک تعبیر

کرنے والوں کے اسکی تعبیر شامل زوال نعمت اور مفارقت قوم اور مانند اسکے ہے و عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت ذات لیلۃ فیما یری النائم کانا فی دار عقبۃ بن رافع

فاتینا برطب من رطب ابن طاب فاولت ان الرفعۃ لنا فی الدنیا والعاقبۃ فی الاخرۃ وان دیننا قد طاب رواہ مسلم اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ

علیہ وسلم نے کہ دیکھا میں نے ایک رات بیچ ان چیزوں کے کہ دیکھتا ہے سونے والا یعنے خواب میں دیکھتا ہوں گویا میں اور صحابہ میرے بیچ گھر عقبہ بن رافع صحابی کے ہیں پس

لائی گئیں میرے پاس کھجوریں تر کہ انکو رطب ابن طاب کہتے ہیں پس تعبیر کی میں نے یہ کہ سربلندی اور بزرگی واسطے ہمارے بیچ دنیا میں اور عاقبت نیک آخرت میں یعنے رفعت لفظ رافع

سے لی اور عاقبت عقبہ سے اور یہ کہ دین ہمارا اچھا ہے یعنے یہ لفظ رطب ابن طاب سے لیا نقل کی یہ مسلم نے ف عادت شریف آنحضرت کی تھی کہ ناموں سے بطریق تفاول تاویل کے

معانی لیتے تھے اور بعضوں نے ساتھ تعبیر خواب کے نہ تھا بیداری میں بھی ساتھ انکے فال لیتے تھے جیسے کہ سفر ہجرت میں کہ مکہ سے مدینہ کو تشریف لیجاتے تھے کہ بریدہ اسلمی کو ساتھ ستر سوار

کے راہ میں قریش نے اسکو واسطے پکڑنے آنحضرت کے بھیجا تھا اور سو اونٹ دینے کا وعدہ کیا تھا فرمایا کہ تو کون ہے اور نام تیرا کیا ہے اسنے کہا بریدہ پس حضرت نے ابو بکر سے فرمایا

تبرد امرنا یعنے ٹھنڈا ہوا کام ہمارا سے میں الی آخر الحدیث و عن ابی موسی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت فی المنام انی اہاجر من مکۃ الی ارض بہا نخل فذہب وہلی

الی انہا الیمامۃ او ہجر فاذا ہی المدینۃ یثرب ورأیت فی رؤیای ہذہ انی ہززت سیفا فانقطع صدرہ فاذا ہو ما اصیب من المؤمنین یوم احد ثم ہززتہ اخری فعاد احسن ما کان

فاذا ہو ما جاء اللہ بہ من الفتح واجتماع المؤمنین متفق علیہ اور روایت ہے ابی موسی سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا دیکھا میں نے خواب میں کہ تحقیق میں ہجرت کرتا ہوں

اس طرف ایک زمین کے کہ اسمیں کھجوریں ہیں پس گیا خیال میرا بیچ تعبیر اسکی کے طرف اسکے کہ وہ شہر یمامہ ہے یا ہجر ہے پس ناگہاں بیچ وہ تھا مدینہ کہ نام قدیم اسکا یثرب ہے اور دیکھا میں نے اس

خواب اپنے میں کہ تحقیق ہلایا میں نے تلوار سر ٹوٹ گئی اور سے پس ناگہاں تعبیر ٹوٹنے تلوار کی وہ تھی کہ پہونچی بعضے مومنوں کو سختی و غم روز جنگ احد کے یعنے زخمی ہوئے بعضے اور

شہید ہوئے پھر ہلایا میں نے تلوار کو دوسری بار پس ہوگئی تلوار اور درست ہوگئی بہتر اُس چیز سے کہ تھی پس ناگہاں تعبیر درست ہونے تلوار کی وہ تھی کہ لایا اسکو خدا تعالے

کہ وہ فتح تھی اور جمع ہونا مومنین کا یعنے فتح مکہ یا صلح حدیبیہ کہ وہ سبب ہوئی فتح کی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یمامہ نام ایک شہر کا ہے شہروں حجاز کے سے کہ اسمیں کھجوریں

بہت ہوتی ہیں اور ہجر بھی نام شہر کا ہے اور ایام جاہلیت میں مدینہ کا نام یثرب تھا پھر نام رکھا گیا اسکا مدینہ و طیبہ اور طابہ اور اس نام سے حضرت نے منع فرمایا اسلیئے کہ یثرب

عاشق ہو شرب بالتحریکات کے معنی فساد کے ہیں اور اس حدیث میں اور بعضی حدیثوں میں جو حضرتؐ نے شرب فرمایا تو چاہئے کہ فرمایا ہو یا بیان جواز کے لیے اور نہی تنزیہی ہو یا آپؐ
کہ اسلئے بہتر یہ ہے کہ لوگ اس نام کو جانتے نہ تھے چاہا کہ پہچان لیں اسلیے جمع کیا درمیان اس نام اور نام شرعی کے اور یہ احتمال ظاہر تر ہے اور کلام اللہ میں جو آیا ہے یا اہل یثرب
لا مقام لکم الآیۃ تو زبانی منافقوں کے فرمایا ہے ف ع (و عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینا انا نائم اتیت بخزائن الارض فوضع فی کفی سواران
من ذہب فکبرا علی فاوحی الی ان انفخہما فنفختہما فذہبا فاولتہما الکذابین اللذین انا بینہما صاحب صنعاء وصاحب الیمامۃ متفق علیہ وفی روایۃ یقال لاحدہما مسیلمۃ
صاحب الیمامۃ والعنسی صاحب صنعاء لم اجد ہذہ الروایۃ فی الصحیحین وذکرہا صاحب الجامع عن الترمذی) اور روایت ہے ابی ہریرہؓ سے کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت
کہ میں سوتا تھا لایا گیا میں خزانے زمین کے پس رکھے گئے میرے ہاتھوں میں دو کڑے سونے کے پس گراں ہوئے مجھ پر یعنے ناگوار ہوئے بسبب کراہت پہننے سونے کے پس وحی کی گئی
طرف میرے یعنے الہام کیا اللہ نے مجھکو سوتے میں یہ کہ پھونک مار انکو پس پھونک مارا میں نے انکو پس اڑ گئے وہ پس تعبیر کی انکی میں نے دو جھوٹے کہ میں درمیان ان دونوں کے
ہوں یعنے باعتبار مکان کے ایک تو صاحب صنعا کا اور دوسرا صاحب یمامہ کا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور ایک روایت میں یعنے ترمذی کی روایت میں کہ بیچ بیان تعبیر ان دونوں
جھوٹوں کے فرمایا کہ کہا جاتا ہے ایک انمیں سے مسیلمہ صاحب یمامہ اور دوسرا عنسی صاحب صنعا نہیں پائی میں نے یہ روایت صحیحین میں اور ذکر کیا اسکو صاحب جامع الاصول
نے ترمذی سے ف لایا گیا میں الخ یعنے لائے میرے پاس کنجیاں میں کے خزانوں کی اور مضمون ع کہا کہ نہیں یہ حقیقۃ لاے گئے گویا اشارہ ہوا اسکا کہ مالک ہو وینگے اُسکے
حضرت اور امت انکی اور رونق ملت انکی عالم میں پھیلیگی اور صنعا ایک شہر ہے یمن کے شہروں میں سے اسکا سردار تھا اسود عنسی کہ آخر زمانہ آنحضرت کے یمن میں دعوی نبوت کا
کیا اور فیروز دیلمی نے بیچ مرض وفات آنحضرت کے اسکو مار ڈالا فرمایا آنحضرت نے فاز فیروز اور مسیلمہ کذاب نے بھی دعوی نبوت کا کیا تھا اسکو وحشی قاتل حمزہ کے نے حضرت صدیق
کی خلافت میں مارا اور بیچ وجہ تعبیر دو کڑوں کے ساتھ دونوں جھوٹوں کے کہا ہے علما نے کہ کڑے مشابہ ساتھ قید ہاتھ کے ہیں اور قید بازو کی ہے ہاتھ کو پکڑتی ہے اور عمل کرنے اور کار
تصرف کرنے سے پس وہ دو کذاب کہ معارض امر آنحضرت کے ہوئے تھے مشابہ قید کے ہوئے کہ دست مبارک انکے بیچ ہے اور مانع ہے عمل و تصرف سے گویا ہاتھ اسکا پکڑ رکھا ہے اور
نہیں چھوڑتے کہ کام کریں اور دیکھنا سونے کے کڑونکا تھا بسبب انہماک کے بیچ زیب و زینت دنیا کے اور شدت کراہت اور ذلالت ان دو کذاب کے واللہ اعلم بالصواب
ف ع (و عن ام العلاء الانصاریۃ قالت رأیت لعثمان بن مظعون فی النوم عینا تجری فقصصتہا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ذلک عملہ یجری لہ رواہ البخاری)
اور روایت ہے ام العلاء انصاریہ سے کہ کہا دیکھا میں نے واسطے عثمان بن مظعون کے خواب میں ایک چشمہ کہ جاری ہے پس بیان کیا میں نے اسکو روبرو حضرت کے پس
فرمایا یہ ثواب عمل اُسکے کا ہے کہ جاری کیا جاتا ہے واسطے اُسکے نقل کی یہ بخاری نے ف یعنے پہنچتا ہے طرف اُسکے ثواب اُسکے عمل صالح کا بعد مرنے اسکے کے قیامت تک اور
کہتے تھے وہ مرابطہ یعنے مہاجر اور جو کوئی مرتا ہے مرابط بڑھتے جاتے ہیں اُسکے لیے عمل اُسکے قیامت تک ف ع (و عن سمرۃ ابن جندب قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی اقبل
علینا بوجہہ فقال من رأی منکم اللیلۃ رؤیا قال فان رأی احد قصہا فیقول ما شاء اللہ فسألنا یوما فقال ہل رأی منکم احد رؤیا قلنا لا قال لکنی رأیت اللیلۃ رجلین
اتیانی فاخذا بیدی فاخرجانی الی الارض المقدسۃ فاذا رجل جالس ورجل قائم بیدہ کلوب من حدید یدخلہ فی شدقہ فیشقہ حتی یبلغ قفاہ ثم یفعل بشدقہ الآخر مثل ذلک و
یلتئم شدقہ ہذا فیعود فیصنع مثلہ قلت ما ہذا قالا انطلق فانطلقنا حتی اتینا علی رجل مضطجع علی قفاہ ورجل قائم علی رأسہ بفہر او صخرۃ فیشدخ بہ رأسہ فاذا ضربہ
تدہدہ الحجر فانطلق الیہ لیاخذہ فلا یرجع الی ہذا حتی یلتئم رأسہ وعاد رأسہ کما کان فعاد الیہ فضربہ فقلت ما ہذا قالا انطلق فانطلقنا حتی اتینا الی ثقب مثل التنور اعلاہ
ضیق واسفلہ واسع توقد تحتہ نار فاذا ارتفعت ارتفعوا حتی کاد ان یخرجوا منہا واذا خمدت رجعوا فیہا وفیہا رجال ونساء عراۃ فقلت ما ہذا قالا انطلق فانطلقنا
حتی اتینا علی نہر من دم فیہ رجل قائم علی وسط النہر وعلی شط النہر رجل بین یدیہ حجارۃ فاقبل الرجل الذی فی النہر فاذا اراد ان یخرج رمی الرجل بحجر فی فیہ فردہ
حیث کان فجعل کلما جاء لیخرج رمی فی فیہ بحجر فیرجع کما کان فقلت ما ہذا قالا انطلق فانطلقنا حتی انتہینا الی روضۃ خضراء فیہا شجرۃ عظیمۃ وفی اصلہا شیخ
وصبیان واذا رجل قریب من الشجرۃ بین یدیہ نار یوقدہا فصعدا بی فی الشجرۃ فادخلانی دارا وسط الشجرۃ لم ار قط احسن منہا فیہا رجال شیوخ وشباب ونساء

وصبیان ثم صعدا بی الشجرۃ فادخلانی دارا ہی احسن وافضل منہا فیہا شیوخ وشباب قلت طوفتمانی اللیلۃ فاخبرانی عما رأیت اور روایت

روایت ہے سمرہ بن جندب سے کہا کہا کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھ چکتے یعنے صبح کی متوجہ ہوتے ہمپر ساتھ چہرے اپنے کے اور فرماتے کس شخص نے دیکھا ہے تم میں سے آج کی رات خواب کہا
سمرہ نے پس اگر دیکھا ہوتا کسی نے خواب بیان کرتا اسکو پس فرماتے جو چاہتا خدا تعبیر کہ الہام فرماتا اللہ تعالے پس پوچھا حضرت نے ہمسے ایک دن پس فرمایا کیا دیکھا ہے تم میں سے کسی نے خواب
عرض کیا ہم نے کہ نہیں فرمایا لیکن میں نے دیکھا ہے آج کی رات دو شخصوں کو کہ آئے میرے پاس پس پکڑے دونوں ہاتھ میرے اور نکالا مجھکو طرف زمین پاک کے یعنے شام کے پس ناگہان
ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور ایک شخص کھڑا ہے اسکے ہاتھ میں آنکڑا ہے لوہے کا داخل کرتا ہے اسکو بیچ کلے بیٹھے ہوئے کے اور چیرتا ہے اسکو یہانتک کہ پہونچتا ہے جبڑا گدی اسکی تک پھر کرتا ہے ساتھ
کلے دوسرے اسکے کے مانند اسی کے اور مل جاتا ہے کلا اسکا پھر عود کرتا ہے پس کرتا ہے مانند اسی کے یعنے ہر بار کلا چیرتا ہے اور جب جاتا ہے پھر چیرتا ہے
پھر عود کرتا ہے حضرت فرماتے ہیں کہا میں نے یہ کیا ہے کہا ان دونوں شخصوں نے چلو یعنے آگے کو پس چلے ہم اور سمجھانا آگے چلکے ہے تعبیر اسکی معلوم ہو جائیگی پس
چلے ہم یہانتک کہ آئے ہم اوپر ایک شخص کے کہ لیٹا ہوا تھا چت اور ایک شخص کھڑا تھا اسکے سر پر ساتھ پتھر کے یا ساتھ چٹان کے پس کچلتا تھا ساتھ اسکے سر اسکا
پس جس وقت مارتا ہے اسکو لڑھک جاتا ہے پتھر پس جاتا ہے وہ طرف اس پتھر کے تا کہ لاوے اسکو پس نہیں پھرتا طرف اسکے یہانتک کہ اچھا ہو جاتا ہے سر اسکا اور ہو جاتا ہے
سر اسکا جیسا کہ تھا پھر عود کرتا ہے طرف اسکے اور مارتا ہے اسکو پس کہا میں نے کیا ہے یہ کہا ان دونوں شخصوں نے چلو پس چلے ہم یہانتک کہ آئے ہم طرف ایک گڑھے کے کہ تھا
مانند تنور کے اوپر اسکا تنگ تھا اور نیچا اسکا کشادہ جلتی تھی نیچے اسکے آگ پس جس وقت کہ اوپر اٹھتی آگ اوپر اٹھتے آدمی کہ اسمیں تھے یہانتک کہ قریب تھا کہ باہر نکل پڑیں اور جس وقت
پست ہوتا تھا شعلہ آگ کا پھر گر پڑتے اسمیں اور اس آگ میں تھے کتنے ایک مرد اور عورتیں ننگی پس کہا میں نے کیا ہے یہ کہا ان دونوں شخصوں نے چلو پس چلے ہم یہانتک
کہ آئے ہم ایک نہر پر کہ بھری ہوئی تھی خون سے اسمیں ایک شخص تھا کھڑا ہوا بیچ نہر کے اور نہر کے کنارے پر ایک شخص تھا کہ آگے اسکے پتھر رکھے تھے پس آگے آیا وہ شخص کہ بیچ
نہر کے تھا پس جس وقت ارادہ کرتا ہے یہ کہ نکلے پھینکتا ہے وہ شخص کہ کنارے پر تھا پتھر بیچ منہ اسکے کے پس پھیر دیتا ہے اسکو بیچ جگہ اسکی پس جب آتا ہے وہ تا کہ نکلے پھینکتا ہے
بیچ منہ اسکے کے پتھر پس پھرتا ہے اسی جگہ جیسا کہ تھا پس کہا میں نے کیا ہے یہ کہا ان دونوں نے چلو پس چلے ہم یہانتک کہ پہونچے ہم طرف ایک باغ سبز کے اسمیں ایک بڑا درخت
تھا اور اسکی جڑ میں ایک بڈھا تھا اور لڑکے اور ناگہان وہاں ایک اور شخص ہے نزدیک درخت کے کہ آگے اسکے آگ ہے کہ جلاتا ہے اسکو پس چڑھایا مجھکو دونوں شخص درخت پر اور
داخل کیا مجھکو ایک گھر میں کہ بیچ درخت کے تھا نہیں دیکھا میں نے کبھی بہتر اس گھر سے اسمیں کتنے مرد تھے بڈھے اور جوان اور عورتیں اور لڑکے پھر نکالا ان دونوں نے
مجھکو اس گھر سے اور چڑھایا مجھکو اوپر درخت کے پھر داخل کیا مجھکو ایک گھر میں کہ وہ بہت اچھا اور افضل تھا پہلے گھر سے اسمیں تھے بڈھے اور جوان پس کہا میں نے
ان دونوں شخصوں سے کہ تحقیق تم نے بہت پھرایا مجھکو آج کی رات پس خبر دو مجھکو اس چیز سے کہ دیکھی میں نے (قالا نعم اما الرجل الذی رأیتہ یشق شدقہ فکذاب یحدث
بالکذبۃ فتحمل عنہ حتی تبلغ الآفاق فیصنع بہ ما تری الی یوم القیمۃ والذی رأیتہ یشدخ رأسہ فرجل علمہ اللہ القرآن فنام عنہ باللیل ولم یعمل بما فیہ بالنہار یفعل بہ ما
تری الی یوم القیمۃ والذی رأیتہ فی الثقب فہم الزناۃ والذی رأیتہ فی النہر آکل الربوا والشیخ الذی رأیتہ فی اصل الشجرۃ ابراہیم والصبیان حولہ فاولاد الناس
والذی یوقد النار مالک خازن النار والدار الاولی التی دخلت دار عامۃ المؤمنین واما ہذہ الدار فدار الشہداء وانا جبریل وہذا میکائیل فارفع رأسک فرفعت
رأسی فاذا فوقی مثل السحاب وفی روایۃ مثل الربابۃ البیضاء قالا ذاک منزلک قلت دعانی ادخل منزلی قالا انہ بقی لک عمر لم تستکملہ فاذا استکملتہ اتیت منزلک
رواہ البخاری) کہا ان دونوں نے کہ ہاں خبر دیتے ہیں ہم اب وہ شخص کہ دیکھا تم نے اسکو کہ چیرے جاتے ہیں کلے اسکے پس وہ شخص جھوٹا ہے بولتا ہے جھوٹ پس نقل کی جاتی ہے
جھوٹی بات اس سے یہانتک کہ پہونچتی ہے اطراف زمین میں پس کیا جاتا ہے ساتھ اسکے جو کچھ کہ دیکھا تم نے قیامت تک اور وہ شخص کہ دیکھا تم نے اسکو کہ کچلا جاتا ہے سر اسکا پس
وہ شخص ہے کہ سکھلایا اسکو اللہ تعالے نے قرآن یعنے توفیق دی اسکے سیکھنے کی پس سو رہا اس سے رات کو اور نہ عمل کیا دنکو موافق اس چیز کے کہ قرآن میں ہے کیا جاتا ہے ساتھ اسکے
وہ چیز کہ دیکھی تم نے قیامت تک اور وہ کہ دیکھے تم نے تنور میں پس وے زناکار ہیں اور وہ شخص کہ دیکھا تم نے اسکو نہر میں وہ سود خور ہے اور وہ بوڑھا کہ دیکھا تم نے اسکو بیچ جڑ درخت کے

اہیں سے جو تم میں اور لڑکے گرد اُنکے بچے ہیں اولاد ہیں آدمیوں کی اور وہ شخص کہ جلاتا ہے آگ مالک ہے داروغہ دوزخ کا اور گھر پہلا کہ داخل ہوئے تم اُس میں گھر ہے عام مومنوں کا یعنی وہ بہشت
کہ جس میں تمام مومنین ہونگے اور یہ گھر پس گھر شہیدوں کا اور میں جبرئیل ہوں اور یہ میکائیل ہیں اور اٹھاؤ تم سر اپنا پس اٹھایا میں نے سر اپنا پس ناگہان اوپر میرے مانند ابر
کے تھا یعنی بلندی میں اور ایک روایت میں مانند ابر تو بر تو سفید کے کہا ان دونوں شخصوں نے کہ یہ مکان آپ کا کہا میں نے چھوڑ دو مجھکو کہ داخل ہوں میں اپنے مکان میں کہا
ان دونوں شخصوں نے تحقیق باقی رہی ہے عمر تمہاری نہیں پورا کیا تم نے اسکو پس اگر پورا کروگے تم اسکو داخل ہوگے اپنے مکان میں نقل کی یہ بخاری نے ف سو رہا اُس سے یعنی اُسکو
یاد تھا یعنی پڑھا قرآن رات کو اور دن کو اُس پر عمل نہ کیا یعنی عمل قرآن پر رات اور دن میں ہے اور تلاوت قرآن کی رات کو بھی عمل کرنا قرآن پر ہے ولیکن چونکہ معمول شب میں عمل کرنا ساتھ
تلاوت اُسکی کے ہے مخصوص کیا ساتھ اُسکے اور عمل ساتھ اوامر و نواہی قرآن کے متعلق ساتھ روز کے رکھا باعتبار غالب کے انتہی تقریر الشیخ رح اور ملا علی رح نے لکھا ہے باوجود یکہ دیا
نعمت ملی تھی یعنی علم قرآن پس اُسکی تلاوت سے غافل ہو کر سو رہا اور یہ بعض اوقات باعث بھول جانے کا ہوتا ہے اور وہ گناہ کبیرہ ہے اور نہ عمل کرنے والا اوامر و نواہی قرآن
باوجود یکہ اوتر دل قرآن سے عمل ہے چنانچہ اسلیے وارد ہوا ہے کہ جسنے عمل کیا قرآن پس گویا کہ ہمیشہ پڑھتا ہے قرآن اگرچہ نہ پڑھے وجسنے پڑھا قرآن ہمیشہ اور نہ عمل کیا اُس پر
کہ نہیں ہے پس گویا کہ نہ پڑھا کبھی اور کہا طیبی نے سو رہا اُس سے یعنی اعراض کیا اُس سے اور ہو کر سو رہے بغیر اعراض کے اُس سے سبب تقصیر کے پانچ تکلیف میں سے خارج ہے اس واسطے
سے انتہی اور شہید وہ ان کا یعنی مومنین خاص کا کہ وہ انبیا اور اولیا اور علما ہیں اسلیے کہ وارد ہوا ہے کہ سیاہی علما کی غالب ہوگی شہیدوں کے خون پر اور کہا نووی نے کہ آنحضرت علیہ
ہوا و پیرا سچ ہونے امر کے پیس یا مر کہ مقتدیوں ہے اور استحباب پوچھنے کے خواب سے اور اوپر سیا درست تعبیر کہنے والے کی طرف تعبیر اُسکی کے اول روز میں تاکہ ذہن
پریشان نہ ہو سبب کر معاش کے وذکر حدیث عبد اللہ بن عمر فی رؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المدینۃ فی باب حرم المدینۃ اور ذکر کی گئی حدیث عبد اللہ بن عمر کی بیچ
بیان خواب دیکھنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں بیچ باب حرم مدینہ کے الفصل الثانی فصل دوسری عن ابی رزین العقیلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رؤیا المؤمن جزء من ستۃ واربعین جزءا من النبوۃ وھی علی رجل طائر ما لم یحدث بھا فاذا حدث بھا وقعت واحسبہ قال لا تحدث الا حبیبا او لبیبا رواہ الترمذی وفی روایۃ
ابی داود قال الرؤیا علی رجل طائر ما لم تعبر فاذا عبرت وقعت واحسبہ قال ولا تقصھا الا علی واد او ذی رای روایت ہے ابی رزین عقیلی سے کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ خواب مومن کا ایک جزو چھیالیس جزو نبوت کے سے ہے اور خواب اوپر پاؤں پرندہ کے ہے جبتک کہ نہیں کہتا اُسکو پس جسوقت کہتا ہے کسی کے روبرو واقع ہوتا ہے
اور گمان کرتا ہوں میں آنحضرت کو کہ فرمایا نہ بیان کر خواب کو روبرو کسی کے مگر روبرو دوست کے یا دانا کے نقل کی یہ ترمذی نے اور بیچ روایت ابو داؤد کے ہے کہ فرمایا
آنحضرت نے خواب اوپر پاؤں پرندہ کے ہے جبتک تعبیر نہیں کہی جاتی پس جبکہ تعبیر کہی جاوے واقع ہوتی ہے اور گمان کرتا ہوں میں آنحضرت کو کہ فرمایا اور نہ بیان کر خواب کو مگر روبرو
دوست کے یا صاحب عقل کے ف اوپر پاؤں پرندہ کے یہ مثل ہے بیچ عدم تقرر شے کے یعنی جو امر کہ قرار نہیں پاتا ہے اسکو عرب کہتے ہیں علی رجل طائر یعنی جیسے پرندہ اکثر اوقات
ٹھہرتا نہیں اڑا رہتا ہے اور حرکت کرتا ہے اور جو چیز کہ اُسکے پاؤں پر ہو وہ بھی نہیں ٹھہرتا ہے ویسے ہی یہ امر بھی ٹھہرتا نہیں پس فرمایا ہے کہ خواب جبتک کسی سے کہا نہیں ہے اور دل میں پوشیدہ
رکھا ہے اعتبار نہیں رکھتا اور واقع نہیں ہوتا پس جب خواب کہا کسی سے اور اُسنے تعبیر کہی واقع ہوتا ہے اُس طرح کہ تعبیر کہی پس کہنا چاہیے اور یہ جو کہا کہ خواب ساتھ حق میں ہے کہ اُسکے
وقوع سے ڈرتا ہے اور توہم ضرر کا رکھتا ہے جیسے کہ اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے اور مگر ساتھ دوست کے تا محمل نیکی پر کرے اور تعبیر اچھی کہے بخلاف دشمن کے کہ بسبب عداوت کے
تعبیر بُری کہے گا اور اسی طرح دانا کو از راہ عقل کے تعبیر اچھی دیگا یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ جب وقوع سب چیزوں کا ساتھ قضا و قدر کے ہے تو تاثیر کرنا خواب کی بیچ
کے اور تاثیر تعبیر کی وقوع میں کیونکر ہے جواب یہ ہے کہ یہ بھی قضا و قدر سے ہے مانند دعا اور صدقہ اور تمام اسباب کے وعن عائشۃ قالت سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ورقۃ
فقالت لہ خدیجۃ انہ کان صدقک ولکن مات قبل ان تظہر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اریتہ فی المنام وعلیہ ثیاب بیض ولو کان من اہل النار لکان علیہ لباس
غیر ذلک رواہ احمد والترمذی اور روایت ہے عائشہ سے کہا پوچھے گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حال ورقہ کے سے کہ وہ مومن تھا یا نہیں پس کہا روبرو حضرت کے خدیجہ نے
کہ وہ تصدیق کرتے تھے آپکی ولیکن مر گئے پہلے ظاہر ہونے نبوت آپکی کے پس فرمایا آنحضرت نے کہ دکھلایا گیا ہوں میں اسکو خواب میں اس حال میں کہ اُسپر کپڑے سفید ہیں اور اگر ہوتا وہ

دوزخیوں میں سے ہوتے تو اسپر کپڑے اور طرح کے نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے فائدہ ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزی چچا کے بیٹے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے تھے اور انھوں نے
ایام جاہلیت میں دین نصاریٰ سیکھا تھا اور انجیل کو عربی میں ترجمہ کیا اور عبادت اللہ تعالیٰ کی کرتے تھے اور عبادت بتوں کی سے بیزار رہتے تھے اور آخر عمر میں نابینا ہو گئے
تھے اور قصہ لیجانے حضرت خدیجہ کا آنحضرت کو ابتدائے وحی میں انکے پاس اور بشارت دینے انکے کا آنحضرت کو ساتھ صدق حال کے اور تصدیق کرنا آنحضرت کو مشہور ہے
اور کتاب اسد الغابہ میں انکو صحابہ میں ذکر کیا ہے اور اختلاف علما کا بیچ اسلام انکے کے ذکر کیا ہے اور یہ حدیث بعینہ نقل کی ہے اور اس حدیث کو حضرت عائشہ نے ابو الزبیر یا
کے صحابہ سے روایت کیا ہو واسطے کہ حضرت عائشہ بیچ حالت حیات حضرت خدیجہ کے آنحضرت کی خدمت میں نہ تھیں اور کہا روبرو حضرت کے خدیجہ نے الخ یعنی پہلے جواب دیا
حضرت کے حضرت خدیجہ نے برعایت حال اپنے چچا کے بیٹے کے اور نگہداشت ادب کے ساتھ آنحضرت کے کلام میں یوں کہا کہ اول ناظر ہیچ ثبوت ایمان انکے کے ہے کہ مانتے اور
تصدیق کی انکی نبوت میں اور کہا کہ یہ فرشتہ کہ آپنے دیکھا ہے وہی ناموس ہے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ پر اترا تھا اور تمنا ظاہر کیا کہ کاش میں بیچ وقت ظہور دعوت کے
کے زندہ رہا تو مدد قوی تمہاری کرونگا اور دوسرا کلام دلالت کرتا ہے اوپر تردد ایمان انکے کے کہ کہا ولکن مات قبل ان یظہر الخ یعنی مر گیا انکے حضرت کے کلام مذکور فرمانا کہ یہ بات
اسکا ثابت کیا یہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر ایمان ورقہ کے اور اسمیں کیا حکم اختلاف کی ہے کہ حالت نبوت آنحضرت کی پہنچی ہو یا نہ تصدیق کی اگر پہلے نبوت کے کہ تو حکم
رکھتا تھا ترجمہ (وعن ابن خزیمۃ بن ثابت عن عمہ ابی خزیمۃ انہ رای فیما یری النائم انہ سجد علی جبہۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ فاضطجع لہ وقال صدق رؤیاک
فسجد علی جبہتہ رواہ فی شرح السنۃ) اور روایت ہے ابن خزیمہ بن ثابت سے کہ نقل کی اپنے چچا سے کہ ابی خزیمہ ہے کہ انہوں نے دیکھا اس حالت میں کہ دیکھتا ہے سونے والا
خواب میں دیکھا کہ سجدہ کیا ہے اوپر پیشانی آنحضرت کے پس عرض کیا یہ خواب روبرو حضرت کے پس لیٹ گئے حضرت بپاس خاطر ابی خزیمہ کے تاکہ سجدہ کر لیں اور فرمایا سچ کر خواب اپنا
یعنی عمل کر مقتضائے خواب کے پس سجدہ کیا حضرت کی پیشانی پر نقل کی یہ شرح السنہ میں فائدہ اس حدیث میں دلیل ہے اسپر کہ مستحب ہے عمل کرنا خواب پر بیداری میں اگر نیک بات
سے ہو جیسے کہ خواب میں دیکھے کہ روزہ رکھا ہے یا نماز ادا کی ہے یا تصدق کیا ہے یا کسی مرد صالح کی زیارت کی ہے وغیر ذلک سے ترجمہ (وسنذکر حدیث ابی بکرۃ کان میزانا نزل من
السماء فی باب مناقب ابی بکر و عمر) اور ذکر کرینگے ہم حدیث ابی بکرہ کی کہ سر اسکا یہ ہے کان میزانا نزل من السماء بیچ مناقب ابوبکر و عمر کے (الفصل الثالث) فصل تیسری (عن
سمرۃ بن جندب قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مما یکثر ان یقول لاصحابہ ہل رای احد منکم من رؤیا فیقص علیہ من شاء اللہ ان یقص وانہ قال لنا ذات غداۃ انہ
اتانی اللیلۃ اتیان وانہما ابتعثانی وانہما قالا لی انطلق وانی انطلقت معہما وذکر مثل الحدیث المذکور فی الفصل الاول بطولہ وفیہ زیادۃ لیست فی الحدیث المذکور وہی
قولہ فاتینا علی روضۃ معتمۃ فیہا من کل نور الربیع واذا بین ظہری الروضۃ رجل طویل لا اکاد اری راسہ طولا فی السماء واذا حول الرجل من اکثر ولدان ما رایتہم قط
قلت لہما ما ہذا ما ہؤلاء قال قالا لی انطلق فانطلقنا فانتہینا الی روضۃ عظیمۃ لم ار روضۃ قط اعظم منہا ولا احسن قال قالا لی ارق فیہا قال فارتقینا فیہا فانتہینا الی
مدینۃ مبنیۃ بلبن ذہب ولبن فضۃ فاتینا باب المدینۃ فاستفتحنا ففتح لنا فدخلناہا فتلقانا فیہا رجال شطر من خلقہم کاحسن ما انت راء وشطر منہم کاقبح ما انت راء قال
قالا لہم اذہبوا فقعوا فی ذلک النہر قال واذا نہر معترض یجری کان ماءہ المحض فی البیاض فذہبوا فوقعوا فیہ ثم رجعوا الینا قد ذہب ذلک السوء عنہم فصاروا فی
احسن صورۃ وذکر فی تفسیر ہذہ الزیادۃ واما الرجل الطویل الذی فی الروضۃ فانہ ابراہیم واما الولدان الذین حولہ فکل مولود مات علی الفطرۃ قال فقال بعض المسلمین
یا رسول اللہ واولاد المشرکین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واولاد المشرکین واما القوم الذین کانوا شطر منہم حسن وشطر منہم قبیح فانہم قوم خلطوا عملا صالحا
واخر سیئا تجاوز اللہ عنہم رواہ البخاری) اور روایت ہے سمرہ بن جندب سے کہ کہا تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بہت فرماتے واسطے اصحاب اپنے کے کہ کیا دیکھا ہے
کسی نے تم میں سے خواب پس بیان کرتا روبرو حضرت کے خواب جسکو چاہتا اللہ کہ بیان کرے اور تحقیق فرمایا حضرت نے ہمکو ایک روز کہ آئے میرے پاس آج کی رات
دو شخص آنیوالے اور تحقیق ان دونوں نے اٹھایا مجکو اور انہوں نے کہا مجکو چل اور تحقیق میں چلا ساتھ انکے اور ذکر کیا سمرہ نے مانند حدیث ذکر کی گئی کے بیچ فصل پہلی کے
ساتھ درازی کے اور اس حدیث میں کچھ زیادتی ہے کہ نہیں بیچ حدیث مذکور کے اور وہ زیادتی یہ ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ پس آئے ہم اوپر ایک باغ اندھیرے کے یعنی بسبب

پس سن کیا جواب دیتے ہیں تجکو اور یہی تحقیق وہ جواب ہے تیرا اور جواب اولاد تیری کا پس گئے حضرت آدم اور کہا سلام ہو اوپر تمہارے پس کہا فرشتوں نے سلام ہو اوپر تمہارے و رحمت اللہ کی کہا پیغمبر خدا نے پس زیادہ کیا فرشتوں نے بیچ جواب سلام آدم کے لفظ ورحمۃ اللہ کا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پس جو شخص کہ داخل ہوگا بہشت میں اوپر صورت آدم کے ہوگا حال آنکہ لمبائی اسکی ساٹھ گز کی ہوگی یعنے بیچ بلندی قد اور حسن وجمال کے کہ آدم رکھتے تھے بہشت میں داخل ہونگے اور وہ رفتی یہ ہیئت اور یہ صورت ہیں پس ہمیشہ پیدائش کم ہوتی رہی یعنے لوگ گھٹتے گئے پیچھے آدم کے اب تک کہ اس مقدار کو پہونچے ہیں نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر الخ اختلاف کیا ہے علمانے بیچ معنے اس حدیث کے بعضے تو کہتے ہیں کہ یہ احادیث صفات میں سے ہے کہ بہتر تاویل اسکی سے باز رہے جیسے بیچ امثال اسکے کے متشابہات سے مذہب سلف کا ہے اور بعضے تاویل اسکی کرتے ہیں اور مشہور اسکی تاویل یہ ہے کہ صورت اضافی صفت کی ہے جیسے کہ کہتے ہیں صورت مسئلہ کی یہ ہے اور صورت حال یون ہے یعنے پیدا کیا اللہ تعالی نے آدم کو اوپر صفت اپنی کے اور موصوف کیا اسکو ساتھ ان صفتوں کے کہ یہ تو صفات کریمہ اسکی کی ہیں پس کیا اسکو حی عالم قادر مرید متکلم سمیع بصیر یا اضافت تشریفی ہے جیسے کہ روح اللہ اور بیت اللہ یعنے پیدا کیا اوپر صورت جمیل لطیف کے کہ مشتمل ہے اوپر اسرار ولطائف کے کہ ساتھ قدرت کاملہ اپنے پاس سے خاص اور بعضوں نے کہا کہ آدم کی طرف پھرتی ہے یعنے پیدا کیا آدم کو ابتدا ہی سے حال پر تمام الخلقت کامل الصورت طول ساٹھ گز کے جیسے کہ اور آدمیوں کو کہ اول نطفہ ہیں بعد ازان علقہ پس ازان مضغہ ازان جنین بعد ازان طفل بعد ازان جوان بعد ازان تمام مرد ہوتے ہیں پس یہ بیان ہے پیدائش آدم کا ہے اور تخصیص ان تاویل کی بسبب ظہور متعارف ہونے اسکے کے ہے بخلاف تمام صفات کے اور مقدار عرض کی بقیاس اسکے بھلا معلوم ہوتی ہے اور زیادہ کیا فرشتوں نے الخ یہ اوپر جواب سلام کا اور فضیلت ہے اگر کوئی کہے السلام علیک اسکے جواب میں کہے وعلیک السلام ورحمۃ اللہ اور اگر سلام میں ورحمۃ اللہ بھی کہے اسکے جواب میں وبرکاتہ کہے اور بعضے روایت میں لفظ ومغفرتہ کا بھی زیادہ آیا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جواب میں السلام علیک بھی درست ہے جیسے کہ وعلیک السلام اور دونوں عبارتوں میں کچھ تفاوت نہیں لیکن جمہور اسپر ہیں کہ جواب میں وعلیکم السلام کہنا افضل ہے اور شاید کہ ملائکہ نے بھی ارادہ کیا ہو سلام کرنے کا ابتدا آدم پر جیسے کہ واقع ہوتا ہے اکثر لوگوں میں لیکن شرط کیا گیا ہے بیچ صحت جواب کے یہ کہ واقع ہو بعد سلام کے نہ یہ کہ واقع ہون دونوں ساتھ جیسے کہ دلالت کرتی ہے اسپر فا تعقیب کی اور اس مسئلہ سے اکثر لوگ غافل ہیں پس اگر ملیں دو شخص اور السلام علیک کریں آپس میں ایک دفعہ تو واجب ہوتا ہے ہر ایک پر جواب اور اخیر جملہ حدیث میں تقدیم و تاخیر ہے یعنے آدم علیہ السلام ساٹھ گز کا قد رکھتے تھے بعد انکے لوگ کوتاہ ہونے لگے پھر جب بہشت میں جاوینگے بلند قد ہوجاوینگے مانند آدم علیہ السلام کے ع وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اور روایت ہے عبداللہ بن عمرو سے یہ کہ ایک شخص نے پوچھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کونسی خصلت اہل اسلام کی بہتر ہے فرمایا کھلانا طعام کا اور کہنا سلام کا اوپر آشنا اور بیگانہ کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف تخصیص ان دونوں صفتوں کی مناسب حال سائل کے ہے یعنے بعضی جا کسی عمل کو افضل فرمایا ہے اور بعضی جا کسیکو تو مناسب حال پوچھنے والے کے ہوتا تھا کہ جسکی طبیعت میں ایک خصلت نیک کی ضد کیطرف میل پاتی اسکے لیے اس خصلت نیک کو افضل فرماتے مثلا ایک کے مزاج میں بخل دیکھا اسکے لیے کھلانا افضل خصال فرمایا اور لفظ تقرا ساتھ فتحہ تے کے مشتق ہے اقرار سے بمعنے پڑھنے کے اور ساتھ زیر تے کے قرأۃ سے بمعنے پڑھنے کے بھی آیا ہے اور معنی اسکے ظاہرتر ہیں اور باوجود اسکے پیش صحیح تر اور فصیح تر ہے لیکن معنے اسکے خوب ظاہر نہیں توجیہ اسکی یہ ہے کہ چونکہ سلام کرنے والا باعث ہوتا ہے مسلم علیہ کو جواب کا گویا پڑھواتا ہے اسکو سلام کے تئین اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سلام حقوق اسلام سے ہے نہ حق صحبت و آشنائی اور اسی طرح عبادت اور مانند اسکے کے جیسے کہ حدیث آئندہ میں آتا ہے ج وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ سِتُّ خِصَالٍ يَعُوْدُهٗ اِذَا مَرِضَ وَيَشْهَدُهٗ اِذَا مَاتَ وَيُجِيْبُهٗ اِذَا دَعَاهُ وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِذَا لَقِيَهٗ وَيُشَمِّتُهٗ اِذَا عَطَسَ وَيَنْصَحُ لَهٗ اِذَا غَابَ اَوْ شَهِدَ وَلَمْ اَجِدْهُ فِي الصَّحِيْحَيْنِ وَلَا فِيْ كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ وَلٰكِنْ ذَكَرَهٗ صَاحِبُ الْجَامِعِ بِرِوَايَةِ النَّسَائِيِّ اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں عیادت کرے اسکی جب بیمار ہو اور حاضر ہو اسکی نماز وغیرہ کے پیچھے جسوقت کہ مرے اور قبول کرے دعوت اسکی جبکہ بلاوے اسکو کھانے کے لیے یعنے اگر کوئی مانع نہو مثل مزامیر وغیرہ کے یا از راہ فخر و ریا کے ہو اور سلام کرے اسپر جسوقت

کہ پاس سے اور جواب دے اسکی چھینک کا جس وقت کہ چھینکے یعنے الحمد للہ کہا ہو بعد چھینکنے کے اور الحق جو اسکا نہیں ہوتا اور خیر خواہی کرے اسکی جس وقت کہ غائب ہو یا حاضر ہو کہا مولف نے کہ نہیں پائی یہ حدیث میں نے صحیحین میں اور نہ کتاب حمیدی کی میں لیکن ذکر کیا ہے اسکو جامع الاصول والے نے ساتھ روایت نسائی کے فرض خیر خواہی کرے اسکے یعنے حاضر و غائب خیر خواہ رہے یہ نہیں کہ جب سامنے آوے تو ملق کرے اور غائبانہ غیبت کرے کہ یہ صفت منافقین کی ہے ع (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ داخل ہوگے تم بہشت میں یہاں تک کہ ایمان لاؤ اور نہ ایمان لاؤ گے یعنے ایمان کامل نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ آپس میں دوستی کرو یعنے خدا کے واسطے اور کیا نہ بتلاؤں میں تمکو ایک چیز کہ جس وقت کرو تم اسکو آپس میں تمہاری دوستی ہو پراگندہ کرو سلام درمیان اپنے یعنے آشنا و بیگانہ سے سلام علیک کرو نقل کی یہ مسلم نے شیخ نے شرح مشکوٰۃ میں کہا ہے کہ صحیح اور معتمد نسخوں میں کہ مشائخ کبار کے آگے پڑھے گئے ہیں لفظ لا تؤمنوا ساتھ حذف نون کے ہے اور حذف نون کا بسبب مجانست اور مقاربت کے ہے تو نہو کہ ہے اور بعضے نسخوں میں ولا تؤمنون نون سے آیا ہے اور وہ موافق قاعدہ کے ہے صحیح ع (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام علیک کرے سوار پیادہ پا چلنے والے پر اور چلنے والا بیٹھے پر اور تھوڑے بہتوں پر نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فرض سوار پیادہ پر سلام علیک کرے واسطے تواضع کے سبب اسکے کہ فضیلت دی ہے اللہ نے اسکو سبب سواری کے اسکو فروتنی ہی کرنی چاہیے اور تھوڑے بہتوں پر کریں واسطے تواضع کے اور اکرام بہتوں کے اور کہا نووی نے کہ یہ طریقہ باعتبار سنت کے ہے اور ارادہ کیسے یہ کہ خاص کرے کتنے ایک لوگوں کو انہیں سے ساتھ سلام کے تو مکروہ ہے اسلیے کہ مقصود سلام سے موانست اور الفت ہے اور بیچ تخصیص بعضوں کے وحشت والی ہے باقیوں کی اور اکثر یہ سبب عداوت کا ہی ہوتا ہے اور جبکہ چلتے ہوں بازار میں یا شارع عام میں بہت سے لوگ تو وہاں سلام کرنا بعض پر کفایت کرتا ہے اسلیے کہ اگر سب پر سلام کریگا تو باز رہیگا سب امور سے ع (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کرے چھوٹا بڑے پر اور گذرنے والا بیٹھے پر اور تھوڑے بہت پر نقل کی یہ بخاری نے فرض لکھا ہے علما نے کہ جہاں ملاقات کا ہو یعنے جہاں دو آدمی ملاقات کریں حکم یہ ہے اور اگر وارد ہو آدمی ایک دوسرے پر تو ابتدا کرے سلام وارد یعنے آنے والا چھوٹا ہو یا بڑا کم ہو یا بہت ع (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى غِلْمَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے انس سے کہ کہا تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم گذرے لڑکوں پر پس سلام کیا ان پر نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فرض یہ ہے تواضع اور شفقت حضرت کی اہل عالم پر صلی اللہ علیہ وسلم وجزاہ اللہ عن المسلمین خیر الجزاء ع (وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبْدَءُوا الْيَهُوْدَ وَلَا النَّصَارٰى بِالسَّلَامِ وَاِذَا لَقِيْتُمْ اَحَدَهُمْ فِيْ طَرِيْقٍ فَاضْطَرُّوْهُ اِلٰى اَضْيَقِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ابتدا کرو یہود کو اور نصاریٰ انہوں سے ساتھ سلام کے اور جبکہ پاؤ تم ایک کو انکے سے راہ میں پس تنگ کرو انکو طرف راہ تنگ تر کے نقل کی یہ مسلم نے فرض نہ ابتدا کرو انہیں اول تم اونسے سلام علیک کرو اسلیے کہ ابتدا ساتھ سلام کے واسطے اعزاز مسلمین کے ہے اور اعزاز کفار کا جائز نہیں اور اسی طرح جائز نہیں محبت کرنی انسے ساتھ سلام اور بیان اسکے کہ جو فرمود خدائے تعالیٰ نے (لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَادُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ الآیۃ) اور اگر وہ سلام علیک کریں انکے جواب میں علیکم کہے اور لکھا ہے علما نے کہ یہ جواب سلام کفار کے کہے بلا کراہت اور بعضے علما نے ابتدائے سلام یہود و نصاریٰ پر واسطے ضرورت یا حاجت کے جائز رکھا ہے اور یہی حکم ہے بت پرستوں کا اور اگر سلام علیک کی ایک انجان سے اور پھر معلوم ہوا کہ وہ ذمی ہے تو مستحب ہے یہ کہ طلب سلام پھیرنے کی کرے اس سے کہ کہے استرجعت سلامی یعنے طلب کی میں نے پھیر سلام اپنے کی اور تنگ کرو انہیں یعنے غلبہ کرو ایسا کہ وہ کسو ہو جاویں اور تنگ ہو اسپر راہ واسطے ذلیل کرنے کے اور یہ جو آپس میں لکھا ہے کہ مراد تنگ کرنے حکم کرنا ہے کسو ہو جاوے یا بیچ راہ کا چھوڑنا ہے مسلمانوں کے لیے ع (وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمُ الْيَهُوْدُ فَاِنَّمَا يَقُوْلُ اَحَدُهُمْ اَلسَّامُ عَلَيْكَ فَقُلْ وَعَلَيْكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت کہ سلام کرتے ہیں تم پر یہود پس سوائے اسکے نہیں کہتا ہے ایک انکا

سام علیک یعنے موت ہو تم پر پس کہہ تو اسکے جواب میں و علیک یعنے تجھی پر موت نقل کی ہے بخاری اور مسلم نے (و عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم علیکم اہل الکتاب
فقولوا و علیکم متفق علیہ) اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جس وقت سلام علیک کریں تمہے اہل کتاب یعنے یہود و نصاریٰ پس کہو انکے جواب
میں و علیکم نقل کی ہے بخاری اور مسلم نے ف پہلی حدیث میں لفظ فقل و علیک ساتھ صیغہ مفرد کے ہے اور اسمیں فقولوا و علیکم ساتھ صیغہ جمع کے اور روایتوں میں
و علیک اور علیکم ساتھ واو اور بدون واو کے دونوں طرح آیا ہے اور کلام مولف میں ساتھ واو کے ہے اور روایت موطا میں علیک ہے بدون واو کے اور اسی طرح روایت دار قطنی
میں علیکم بدون واو کے ہے بعضے علما نے تو کہا ہے کہ مختار یہ ہے کہ بدون واو کے کہے تا شرکت لازم نہ آوے اس چیز میں کہ کہا اور بعضوں نے کہا کہ شامل ہونا انکا ساتھ شرکت کے
اسلیے کہ موت سب کو آنیوالی ہے گویا یہ معنے ہوئے کہ ہم اور تم آپس میں برابر ہیں ہم سب مرینگے اور بعضوں نے کہا کہ واو یہاں شرکت کے لیے نہیں ہے بلکہ استیناف کے لیے ہے
سو تقدیر یہ ہوگی و علیکم ما تستحقونہ من الذم اور صواب یہ ہے کہ دونوں طرح جائز ہے ساتھ واو کے بھی اور بدون واو کے بھی بسبب واقع ہونے روایت کے دونوں طرح
اور کہا نووی نے کہ اتفاق رکھتے ہیں علما اوپر جواب دینے سلام اہل کتاب کے لیکن نہ کہا جاوے و علیکم السلام یعنے نہ علیکم السلام کہے اور نہ علیک السلام بلکہ فقط و علیک یا و علیکم
اور و علیکم بھی جب کہے کہ سب وہ کئی ہوں اور جب وہ ایک ہو تو و علیک کہے کہ اس میں تعظیم انکی لازم آویگی انتہی (و عن عائشۃ قالت استاذن رہط من الیہود علی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فقالوا السام علیکم فقلت بل علیکم السام واللعنۃ فقال یا عائشۃ ان اللہ رفیق یحب الرفق فی الامر کلہ قلت اولم تسمع ما قالوا قال قد قلت و علیکم وفی
روایۃ علیکم ولم یذکر الواو متفق علیہ) اور روایت ہے عائشہ سے کہا پروانگی مانگی ایک جماعت نے یہودیوں میں سے اوپر آنیکے پاس حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پس کہا انھوں نے
السام علیکم یعنے موت ہو تمپر پس کہا میں نے بلکہ تمپر موت اور لعنت ہو پس فرمایا حضرت نے اے عائشہ تحقیق اللہ تعالیٰ نرمی کرنیوالا ہے دوست رکھتا ہے نرمی کو بیچ سب کام کے کہا میں نے کیا نہیں سنا آپنے اس چیز کو کہ کہا
انھوں نے یعنے بجاے سلام کے سام کہا فرمایا حضرت نے تحقیق کہا میں نے انکے جواب میں اور تمپر اور ایک روایت میں تمپر ہے اور نہیں ذکر کی واو نقل کی ہے بخاری اور مسلم نے (وفی روایۃ البخاری
قالت ان الیہود اتوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا السام علیک قال و علیکم فقالت عائشۃ السام علیکم ولعنکم اللہ وغضب علیکم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہلا یا
عائشۃ علیک بالرفق وایاک والعنف والفحش قالت اولم تسمع ما قالوا قال اولم تسمعی ما قلت رددت علیہم فیستجاب لی فیہم ولا یستجاب لہم فیّ وفی روایۃ لمسلم قال لا تکونی
یا عائشۃ فان اللہ لا یحب الفحش والتفحش) اور ایک روایت بخاری کی میں یوں آیا ہے کہ کہا عائشہ نے تحقیق یہود آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا موت ہو تمپر فرمایا حضرت نے
اور تم ہی پر پس کہا حضرت عائشہ نے بیچ جواب یہودیوں کے موت ہو تمپر اور لعنت ہو تمپر اللہ کی اور غضب اللہ کا تمپر پس فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ٹھہر اے عائشہ اوپر
تیرے ہے نرمی کرنی اور بچنا سختی کرنے اور بیحیائی کی باتوں سے کہا حضرت عائشہ نے کیا نہیں سنا آپنے اس چیز کو کہ کہا یہودیوں نے فرمایا پیغمبر خدا نے کیا نہیں سنا تونے اس چیز کو کہ کہا میں نے اور رد کیا
ویسا ہی انہیں پر قبول کی جاتی ہے دعا میری انکے حق میں اور انکی نہیں قبول کی جاتی دعا بیچ حق میرے کے اور بیچ ایک روایت مسلم کے یوں ہے کہ فرمایا حضرت نے نہ ہو اے عائشہ بیحیائی کرنے والی
اسلیے کہ اللہ نہیں دوست رکھتا بیحیائی کو اور بیحیائی کو کہ تکلف ہو (و عن اسامۃ بن زید ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر بمجلس فیہ اخلاط من المسلمین والمشرکین عبدۃ الاوثان والیہود
فسلم علیہم متفق علیہ) اور روایت ہے اسامہ بن زید سے کہ تحقیق پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم گذرے ایک مجلس پر کہ اسمیں لوگ تھے ملے جلے مسلمان اور مشرک بت پرست اور یہود پس سلام کیا
انپر یعنے بقصد سلام کے مسلمانوں پر نقل کی ہے بخاری اور مسلم نے ف کہا نووی نے کہ اگر گذرے ایک جماعت پر کہ ان میں کئی مسلمان ہوں یا ایک مسلمان ہو اور کفار ہوں تو سنت
یہ ہے کہ سلام کرے انپر بقصد مسلمانوں کے یا مسلمان کے اور لکھا ہے علما نے کہ اختیار رکھتا ہے چاہے السلام علیکم کہے اور مسلمان مراد رکھے اور چاہے کہے السلام علی من اتبع الہدی اور اگر
لکھے خط مشرک کو تو سنت یہ ہے کہ لکھے جیسے کہ لکھا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کو سلام علی من اتبع الہدی انتہی (و عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
ایاکم والجلوس بالطرقات فقالوا یا رسول اللہ ما لنا من مجالسنا بد نتحدث فیہا قال فاذا ابیتم الا المجلس فاعطوا الطریق حقہ قالوا وما حق الطریق یا رسول اللہ قال غض البصر و
کف الاذی ورد السلام والامر بالمعروف والنہی عن المنکر متفق علیہ) اور روایت ہے ابی سعید خدری سے کہ نقل کی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا بچو تم بیٹھنے سے راہوں میں پس
عرض کی اصحاب نے یا رسول اللہ نہیں چارہ ہمارے مجلسوں ہماری سے راہوں میں چارہ یعنے بیٹھنا ضرور ہے باتیں کرتے ہیں ہم انمیں یعنے دنیا کی یا آخرت کی مانند مشاورہ اور

مذاکرہ اور معالجہ اور معاملہ کے فرمایا اس وقت کہ انکار کرو تم سب کاموں سے اور نہ کرو تم مگر بیٹھنا ہی یعنے اگر باز نہ آؤ بیٹھنے سے راہوں میں پس دو تم راہ کو حق اسکا یعنے اگر
رستے میں بیٹھتے ہو تو رستے میں بیٹھنے کے حق ادا کرو کہا صحابہ نے کیا ہے حق راستے کا یا رسول اللہ فرمایا بند کرنا آنکھوں کا یعنے حرام چیزوں پر نظر نہ ڈالنا اور باز رہنا ایذا سے
یعنے گذرنے والوں کو ایذا دینے سے ساتھ تنگ کرنے راہ کے اور مانند اسکے کے اور جواب دینا سلام کا اور حکم کرنا لوگوں کو ساتھ باتوں مشروع کے اور منع کرنا نامشروع سے
یعنے اس طرح کہ نہ باعث ہو امر نامشروع کا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف جواب دینا سلام کا کہا نہ سلام اسلیے کہ سنت یہ ہے کہ چلنے والا سلام کرے بیٹھے کو جیسے کہ ذکر کیا
ہے (وعن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ہذہ القصۃ قال وارشاد السبیل رواہ ابوداود وعقیب حدیث الخدری ہکذا) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ نقل کی
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بیچ اس قصے کے یعنے جو مضمون کہ اوپر کی حدیث میں گذرا فرمایا بتلانا راہ کا یعنے بھولے ہوئے کو یا نہ جاننے والے کو نقل کی یہ ابوداود نے پیچھے
حدیث ابو سعید خدری کے اسی طرح یعنے جیسے ذکر کی مصابیح والے نے اور اتباع کیا اسکا مشکوۃ والے نے (وعن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ہذہ القصۃ قال وتغیثوا
الملہوف وتہدوا الضال رواہ ابوداود وعقیب حدیث ابی ہریرۃ ہکذا ولم اجدہما فی الصحیحین) اور روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے بیچ اس قصے کے کہ فرمایا اور فریاد رسی کرنی مظلوم کی اور راہ بتلانی بھولے کو نقل کی یہ ابوداود نے پیچھے حدیث ابی ہریرہ کے اسی طرح سے اور نہیں پایا میں نے ان دونوں
حدیثوں کو صحیحین میں یعنے بخاری اور مسلم میں الفصل الثانی فصل دوسری (عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للمسلم علی المسلم ست بالمعروف یسلم علیہ
اذا لقیہ ویجیبہ اذا دعاہ ویشمتہ اذا عطس ویعودہ اذا مرض ویتبع جنازتہ اذا مات ویحب لہ ما یحب لنفسہ رواہ الترمذی والدارمی) اور روایت ہے حضرت علی سے
کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں پسندیدہ سلام علیک کرے اس سے جسوقت کہ ملے اس سے اور قبول کرے جسوقت کہ بلاوے
اسکو یعنے کھانے کے لیے یا اور کام کے لیے اور یرحمک اللہ کہے جسوقت کہ چھینکے اور خبر پوچھے اسکی جسوقت کہ بیمار ہو اور پیچھے جاوے جنازے کے جسوقت کہ مرے اور دوست رکھے اسکے لیے
اس چیز کو کہ دوست رکھتا ہو واسطے اپنے نقل کی یہ ترمذی اور دارمی نے (وعن عمران بن حصین ان رجلا جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال السلام علیکم فرد علیہ ثم جلس فقال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم عشر ثم جاء آخر فقال السلام علیکم ورحمۃ اللہ فرد علیہ فجلس فقال عشرون ثم جاء آخر فقال السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فرد علیہ فجلس فقال ثلثون رواہ
الترمذی وابوداود) اور روایت ہے عمران بن حصین سے یہ کہ ایک شخص آیا پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا السلام علیکم پس جواب دیا حضرت نے اسکے سلام کا پھر بیٹھا پس فرمایا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لکھی گئیں اسکے لیے دس نیکیاں پھر آیا ایک اور شخص پس کہا سلام ہو تم پر اور رحمت خدا کی پس جواب دیا اسکو پھر بیٹھ گیا وہ پس فرمایا حضرت نے
کہ لکھی گئیں اسکے لیے بیس نیکیاں پھر آیا ایک شخص اور کہا سلام ہو تم پر اور رحمت خدا کی اور برکتیں پس جواب دیا حضرت نے اسکو پھر بیٹھ گیا پس فرمایا اسکے لیے تیس نیکیاں نقل کی یہ ترمذی
اور ابوداود نے ف یہ کلام بیچ فضل سلام کے تھا اور اگر مسلم السلام علیکم کہے اور مسلم علیہ اسکے جواب میں لفظ ورحمۃ اللہ زیادہ کرے یا مسلم السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے اور مسلم
علیہ اسکے جواب میں وبرکاتہ زیادہ کرے اسکے لیے بھی یہی حکم ہوگا بیچ زیادتی اجر کے اور ایسا ہی حکم ومغفرتہ کا ہے جیسے کہ حدیث آیندہ میں مذکور ہے ترجمہ (وعن معاذ بن انس
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمعناہ وزاد ثم اتی آخر فقال السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ فقال اربعون وقال ہکذا تکون الفضائل رواہ ابوداود) اور روایت
ہے معاذ بن انس سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے موافق معنوں پہلی حدیث کے اور زیادہ کیا معاذ نے ایک مرتبہ اور کہ پھر آیا ایک اور شخص چوتھا پس کہا اسنے سلام ہو تم پر
اور رحمت اللہ کی اور برکتیں اسکی اور بخشش اسکی پس فرمایا حضرت نے چالیس نیکیاں لکھی گئیں اور فرمایا اسی طرح سے زیادہ ہوتا جاتا ہے ثواب یعنے جسقدر سلام کرنے والا الفاظ
بڑھاتا جاوے ثواب بڑھتا جاوے نقل کی یہ ابوداود نے ف لکھا ہے علما نے کہ افضل سلام میں یہ ہے کہ کہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ساتھ ضمیر جمع کے اگرچہ مسلم علیہ
ایک ہو اور جواب دینے والا بھی ساتھ ضمیر جمع اور واو کے کہے یعنے وعلیکم السلام اور ادنے سلام کا السلام علیکم ہے اور اگر السلام علیک یا سلام علیک کہے تو بھی کافی ہے اور جواب کے
ادنی وعلیک السلام اور وعلیکم السلام ہے اور اگر بدون واو کے کہے تو بھی کافی ہے اور اتفاق رکھتے ہیں علما اسپر کہ اگر کہے جواب میں علیکم بغیر واو کے تو جواب نہ ہوگا اور اگر جواب میں علیکم ساتھ
واو کے کہے اسمیں دو وجہیں ہیں ترجمہ (وعن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اولی الناس باللہ من بدأ بالسلام رواہ احمد والترمذی وابوداود) اور

روایت ہے ابی امامہ سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تحقیق بہت نزدیک آدمیوں میں ساتھ اللہ کے وہ شخص ہے کہ ابتدا کرے ساتھ سلام کے نقل کی یہ احمد اور ترمذی
اور ابوداؤد نے فائدہ مراد وہ لوگ ہیں کہ ملیں راہ میں آپس میں اسلیے کہ اس صورت میں برابر ہیں بیچ حق سلام کے اور اگر ایک بیٹھا ہوا ہو دوسرا اسپر وارد ہو تو سلام کرنا حق
وارد کا ہے بیٹھے پر پس اگر وارد سبقت کرے ساتھ سلام کے نزدیک تر ہوگا اسلیے کہ اسنے ادا کیا ہے حق کو کہ لازم تھا اسکے ذمہ پر اور اگر بیٹھا ہوا ابتدا کریگا فضیلت اسکے لیے
ہوگی اور حضرت عمر سے منقول ہے کہ تین چیزیں موجب خلوص محبت بھائی مسلمان کی ہیں ایک تو ابتدا بسلام وقت ملاقات کے دوسرے پکارنا ساتھ اس نام کے کہ
دوست رکھے اسکو تیسرے جگہ دینی جب آوے مجلس میں نزح (وعن جریر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مر علی نسوۃ فسلم علیھن رواہ احمد) اور روایت ہے جریر سے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم گذرے عورتوں پر پس سلام کیا انپر نقل کی یہ احمد نے فائدہ یہ مخصوص ہے حضرت کے لیے بسبب امن کے واقع ہونے سے فتنہ میں اور غیر انکو مکروہ ہے کہ سلام کرے
عورت اجنبیہ کو مگر یہ کہ بوڑھیا ہو بسبب مظنہ فتنہ کے اس سے سلام علیک جائز ہے نزح (وعن علی بن ابی طالب قال یجزی عن الجماعۃ اذا مروا ان یسلم احدھم ویجزی عن الجلوس
ان یرد احدھم رواہ البیہقی فی شعب الایمان مرفوعا وروی ابو داود وقال رفعہ الحسن بن علی وھو شیخ ابی داود) اور روایت ہے علی بن ابی طالب سے کہ کہا انہوں نے
کفایت کرتا ہے جماعت کی طرف سے جبوقت کہ گذریں یہ کہ سلام علیک کرے ایک انمیں سے اور کفایت کرتا ہے بیٹھنے والوں سے یہ کہ جواب دے ایک انمیں سے نقل کی یہ بیہقی نے
شعب الایمان میں بطریق مرفوع کے یعنے قول آنحضرت کا ہے نہ حضرت علی کا اور روایت کیا اسکو ابوداؤد نے یعنے بطریق موقوف کے اور کہا ابوداؤد نے یعنے بعد تمام کرنے سند اپنی
کے کہ رفع کیا اسکو حسن بن علی نے اور حسن بن علی شیخ ہیں ابی داؤد کے یعنے نہ امام حسن بن علی بن ابی طالب حاصل یہ کہ بیہقی نے اس حدیث کو مرفوع نقل کیا اور ابوداؤد نے
طریق حسن ابن علی سے مرفوع نقل کیا اور طریق دوسرے سے موقوف فائدہ جبوقت گذریں اور بیٹھے ہیں جبوقت کہ داخل ہوں یا ٹھہریں ایک جماعت پر یا ایک شخص پر اور حاصل
حدیث کا یہ ہے کہ ابتدا کرنا ساتھ سلام کے سنت کفایہ ہے اور جواب سلام کا فرض کفایہ اگر جماعت میں سے ایک شخص بھی سلام کریگا یا ایک جواب دیگا سب کے ذمہ سے ساقط
ہو جائیگا لیکن ہر ایک کا کرنا افضل ہے نزح (وعن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس منا من تشبہ بغیرنا لا تشبہوا بالیہود ولا بالنصاری
فان تسلیم الیہود الاشارۃ بالاصابع وتسلیم النصاری الاشارۃ بالاکف رواہ الترمذی وقال اسنادہ ضعیف) اور روایت ہے عمرو بن شعیب سے کہ نقل کی اپنے باپ
یعنے شعیب سے اور اسنے نقل کی اپنے دادا سے یعنے عبداللہ بن عمرو سے یہ کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہم میں سے وہ شخص کہ مشابہت کرے ساتھ غیر ہمارے کے
یعنے غیر اہل ملت ہمارے کے نہ مشابہت کرو ساتھ یہودیوں کے اور نہ ساتھ نصاری کے پس تحقیق سلام کرنا یہودیوں کا اشارہ کرنا ہے ساتھ انگلیوں کے اور سلام کرنا نصاری کا
اشارہ کرنا ہے ساتھ ہتھیلیوں کے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ اسناد اسکی ضعیف ہے فائدہ یعنی نہ مشابہت کرو یہود و نصاری کی بیچ تمام افعال انکے خصوصا بیچ ان دو
خصلتوں کے اور شاید کہ وہ اکتفا کرتے ہونگے سلام کرنے میں یا جواب دینے میں یا دونوں میں ساتھ اشاروں مذکورین کے بغیر کہنے لفظ سلام کے کہ جو سنت حضرت آدم کی ہے اور
انکی ذریت کی انبیا اور اولیا سے اور گویا کہ آنحضرت کو مکاشفہ ہوا کہ انکی امت میں سے بعضے لوگ کرینگے اس طرح یا مثل اسکے کہ وہ خم کرنا پشت کا ہے یا جھکانا سر کا یا اکتفا کرنا
ساتھ لفظ سلام کے فقط اور اس حدیث کی سند دوسری ہے کہ وہ ضعیف نہیں چنانچہ جامع صغیر میں مذکور ہے نزح (وعن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا لقی احدکم اخاہ
فلیسلم علیہ فان حالت بینہما شجرۃ او جدار او حجر ثم لقیہ فلیسلم علیہ رواہ ابو داود) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا جبوقت ملاقات کرے ایک
تمہارا اپنے بھائی مسلمان سے پس چاہیے کہ سلام کرے اسپر پس اگر حائل ہو درمیان انکے درخت یا دیوار یا پتھر بڑا پھر ملے اس سے پس چاہیے کہ سلام کرے اسپر یعنی دوبارہ نقل
کی یہ ابوداؤد نے فائدہ یعنے اس قسم مفارقت میں سلام مستحب ہوتا ہے چہ جائے کہ زیادہ اور اس میں کمال مبالغہ ہے بیچ استحباب سلام کے اور رعایت اس واسطے کی اور مستثنی ہیں اس
کے کئی مقامات کہ جب پیشاب کرتا ہو یا پاخانہ پھرتا ہو یا جماع کرتا ہو اور مانند انکے کے تو مکروہ ہوتا ہے سلام کرنا اسپر اور جواب دینا اسپر واجب نہیں اور جب کوئی سوتا ہو یا اونگھتا ہو
یا نماز پڑھتا ہو یا اذان دیتا ہو یا حمام میں یا کھاتا ہو اور نوالہ اسکے منہ میں ہو پس اگر سلام کرے انکو ایسے وقتوں میں تو کوئی نہیں مستحق ہوتا ہے جواب کا اور اسیطرح خطبہ کے وقت سلام کرے
اور جواب دینا اور قرآن پڑھنے والے کو بھی سلام نکرے اور اگر کوئی کرے تو اسکے تئیں چاہیے کہ ٹھہر کر جواب دے اور پھر اعوذ پڑھکر پڑھنا شروع کرے نزح (وعن قتادۃ قال قال النبی

صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخلتم بیتا فسلموا علی اہلہ واذا خرجتم فاودعوا اہلہ بسلام رواہ البیہقی فی شعب الایمان مرسلاً) اور روایت ہے قتادہ سے کہ کہا فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
جب داخل ہو تم گھروں میں پس سلام کرو اپنے گھر کے لوگوں پر اور جب نکلو تم گھر سے پس رخصت کرو اپنے اہل کو ساتھ سلام کے نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں بطریق ارسال کے
ف اور اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو مستحب ہے یہ کہ کہے السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین تا آنکہ جو وہاں ہو وہیں سلام پہنچے اور ظاہر یہ ہے کہ ایداع بیان ہے تودیع کے یعنی
وداع ہے یعنی رخصت کرو ساتھ سلام کے اور کہا بعضے شارحوں نے کہ جو اپنا بیاں سلام کا مستحب ہے اسلیے کہ یہ دعا اور وداع ہے کذا قال الملا علی رح اور کہا حضرت شیخ رح نے
الفاظ اودعوا اہلہ سے کہ یعنی ودیعت رکھو اپنے اہل کے پاس سلام کو یعنی جب سلام کیا تم نے وقت نکلنے کے تو گویا کہ ودیعت رکھا تم نے سلام کی خیر و برکت کو پاس گھر والوں
کے اور لوگ اسکا آخرت میں جیسے کہ کوئی ودیعت اپنی کسی کے پاس رکھتا ہے اور پھر لیتا ہے اور طیبی نے کہا کہ تا رجوع کرو طرف انکی اور پھر لو ودیعت اپنی یعنی کہ دونوں لفظ
یعنی تفاؤل ہے ساتھ سلامتی کے اور ملنا دوست کے دوبارہ (وعن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا بنی اذا دخلت علی اہلک فسلم یکون برکۃ علیک وعلی اہل
بیتک رواہ الترمذی) اور روایت ہے انس سے یہ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بیٹے میرے جس وقت کہ داخل ہو تو اوپر اہل اپنے کے تو سلام کر ہوگا سلام سبب برکت
کا تجھ پر اور تیرے گھر والوں پر نقل کی یہ ترمذی نے (وعن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السلام قبل الکلام رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث منکر) اور روایت
ہے جابر سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پہلے کلام کے ہے یعنی اول چاہیے کہ سلام کرے پھر کلام اور بے پہلے سلام کے کلام کرنا خوب نہیں نقل کی یہ ترمذی نے
اور کہا کہ یہ حدیث منکر ہے (وعن عمران بن حصین قال کنا فی الجاہلیۃ نقول انعم اللہ بک عینا وانعم صباحا فلما کان الاسلام نہینا عن ذلک رواہ ابوداؤد) اور روایت
ہے عمران بن حصین سے کہ کہا تھے ہم جاہلیت میں کہتے یعنی وقت ملاقات کے ٹھنڈا کرے اللہ تعالیٰ سبب تیرے آنکھوں کو اور داخل رہے تو نعمتوں میں وقت صبح کے پھر جب ہوا اسلام منع
کیے گئے ہم اس کہنے سے نقل کی یہ ابوداؤد نے ف لفظ انعم اول صیغہ ماضی کا ہے نعومت سے جسکے معنی نرمی اور تازگی اور خرمی ہے اور یہ عبارت محتمل دو معنی کو ہے ایک تو یہ کہ باء سببیہ
کے ہو یعنی تازہ اور روشن کرے خدائے تعالیٰ بسبب تیرے آنکھیں تیرے دوستوں کی کہ کنایہ ہے رفاہیت حال و فراغت سے کہ خوشحال ہوتا دوست بسبب خوشی اسکے کے خوش
ہوں وہ دوسرے یہ کہ باء حرف زائد ہو واسطے تاکید تعدیہ کے یعنی تازہ اور خرم کرے تجکو خدائے تعالیٰ یعنی بسبب دیکھنے اس چیز کے کہ دوست رکھتا ہے تو اور چاہتا ہے اور دوسرا لفظ
انعم صیغہ امر کا ہے یعنی ہو تازہ اور خوش ہو از روئے صباح کے یعنی خوش ہو صباح تیری یا خوش رہ تو وقت صباح میں یہ بھی کنایہ ہے خوش گذرانی اور فراغ وقت سے اور تخصیص وقت
صباح کی بسبب اسکے ہے کہ اکثر غارت اور ہنگامہ واقع ہوتے ہیں وقت صبح کے ہوتے ہیں نزع ع (وعن غالب قال انا لجلوس بباب الحسن البصری اذ جاء رجل فقال حدثنی
ابی عن جدی قال بعثنی ابی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ائتہ فاقرئہ السلام قال فاتیتہ فقلت ابی یقرئک السلام فقال علیک وعلی ابیک السلام رواہ ابوداؤد)
اور روایت ہے غالب سے کہ کہا تھے ہم بیٹھے ہوئے اوپر دروازہ حسن بصری کے ناگہاں آیا ایک شخص اور کہا حدیث کی مجکو باپ میرے نے دادا میرے سے کہا بھیجا مجکو
باپ میرے نے پاس پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس کہا باپ میرے نے جا تو پیغمبر کے پاس اور کہہ انکو سلام کہا دادا میرے نے پس آیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس اور کہا کہ باپ میرا سلام کہتا ہے آپکو پس فرمایا آنحضرت نے تجھ پر اور تیرے باپ پر سلام نقل کی یہ ابوداؤد نے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کوئی کسی کی طرف سے
سلام پہنچاوے تو سنت ہے کہ پہنچانے والے پر بھی سلام بھیجے اور جسکی طرف سے سلام پہنچا اسپر بھی یعنی علیک وعلی فلان السلام یا کہے وعلیک وعلیہ السلام
چنانچہ نسائی میں بعینہ یہ الفاظ روایت کیے ہیں نزع ع (وعن ابی العلاء الحضرمی ان العلاء الحضرمی کان عامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان اذا کتب الیہ
بدأ بنفسہ رواہ ابوداؤد) اور روایت ہے ابوالعلاء حضرمی سے یہ کہ علاء حضرمی تھا عامل پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور تھا علاء جس وقت لکھتا طرف پیغمبر خدا
کے خط شروع کرتا پہلے اپنی طرف سے نقل کی یہ ابوداؤد نے ف ابوالعلاء کا نام یزید بن عبد اللہ ہے اور ایک نسخہ میں مطابق بعضے نسخوں مصابیح کے آیا ہے وعن ابن العلاء الحضرمی
اور حضرمی نسبت ہے طرف حضرموت کے کہ نام شہر کا ہے اور اسکے آگے کی عبارت اکثر نسخوں میں ان العلاء الحضرمی ہے اور ایک نسخہ میں ان العلاء بن الحضرمی اور تقریب میں
لکھا ہے کہ علاء بن الحضرمی حلیف بنی امیہ کے تھے صحابی بزرگ عامل ہوئے بحرین کے آنحضرت کی طرف سے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے بھی برقرار رکھا انکو عامل

بیان تک کہ وہ مدینہ اور شہروں کو زبان الخ یعنے یوں لکھتے تھے العلاء الحضرمی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور علاء باتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی طرح لکھا کرتے تھے کہ آنحضرت بھی لکھتے تھے من محمد رسول اللہ الی فلان بعد ازان سلام لکھتے اسپر خاص کر اگر وہ مسلمان ہوتا والا علیٰ العموم لکھتے سلام علیٰ من اتبع الہدیٰ چنانچہ ہرقل کو اسی طرح لکھا تھا اور آنحضرت نے معاذ کو انکے بیٹے کی تعزیت میں یوں لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی معاذ بن جبل سلام علیک فانی احمد الیک اللہ الذی لا الہ الا ہو اما بعد الخ اور لانا اس حدیث کا اس باب میں باعتبار ہونے اسکے کے ہے مقدمہ سلام کا جیسے کہ بیان کیا گیا اور اسی طرح جو حدیثیں اور کہ اسکے لایا مولف اس باب میں احوال کتابت کے باعتبار متعلق ہونے انکے کے ہے ساتھ سلام کے کہ کبھی سلام لکھا بھی جاتا ہے اور اسی طرح ہے عادت مولف کی کہ اخیر فصل میں وہ حدیثیں لاتا ہے کہ متعلق اور مناسب مقام کے ہوتی ہیں ٭ ع (وعن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کتب احدکم کتابا فلیترّبہ فانہ انجح للحاجۃ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث منکر) اور روایت ہے جابر سے یہ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسوقت کہ لکھے ایک تمہارا خط پس چاہیے کہ مٹی ہے ڈالدے یا مٹی اسپر ہے برابر اسلیئے کہ تحقیق فعل بہت برلانے والا ہے واسطے حاجت کے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث منکر ہے ف یہ خاصیت ہے واسطے حاجت برآری کے کہ سوائے شارع کے کسی کو وجہ اسکی معلوم نہیں لیکن بعضے ارباب معرفت نے بیچ توجیہ معنے اول کے لکھا ہے کہ ڈالنا خاک کا مٹی پر واسطے ساقط کرنے اسکی کے ہے نظر اعتبار سے اور اعتماد ہے حق جل وعلا پر تیج ہونے اسکے مقصد کو اور دوسرے معنونکو موید ہے یہ قصہ کہ امام غزالی نے منہاج العابدین میں نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے رقعہ لکھا کرایہ کے مکان میں پھر ارادہ کیا کہ مٹی ڈالے اسپر مکان کی دیوار میں سے پھر یہ خیال آیا کہ گھر کرایہ کا ہے پھر یہ خطرہ آیا دل میں کہ کیا مضائقہ ہے اسکا پس مٹی ڈالی خط پر پس سنا اسنے ہاتف کو کہ کہتا ہے کہ قریب ہے کہ جان ایگا حلال جاننے والا اس مٹی کا اس چیز کو کہ پاویگا کل کو بسبب طول حساب کے اور یہ حدیث منکر ہے باعتبار راویوں کے اور طبرانی نے اوسط میں ابی درداء سے بطریق مرفوع کے نقل کی ہے اذا کتب احدکم الی انسان فلیبدأ بنفسہ واذا کتب فلیترب کتابہ فہو انجح ٭ ع (وعن زید بن ثابت قال دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وبین یدیہ کاتب فسمعتہ یقول ضع القلم علی اذنک فانہ اذکر للمآل رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب وفی اسنادہ ضعف) اور روایت ہے زید بن ثابت سے کہا داخل ہوا میں حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور روبرو حضرت کے ایک لکھنے والا بیٹھا تھا پس سنا میں نے حضرت کو کہ فرماتے تھے رکہ قلم کو اپنے کان پر اسلیئے کہ تحقیق یہ بہت یاد دلاتا ہے مطلب کو نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے اور بیچ اسناد اسکی کے ضعف ہے ف یاد دلاتا ہے مطلب کو یعنے عبارت کو واسطے بیان مطالب کے اور یہ بالخاصیت ہے کہ اسکو شارع ہی جانتا ہے اور طیبی نے کہا کہ قلم حکم زبان کا رکھتا ہے جیسے کہ کہا علما نے القلم احد اللسانین اور زبان ترجمان دل ہے اور رکھنا زبان کا کان پر کہ جگہ سننے کی ہے موجب دل کی کا ساتھ دل کے ہے تا شنے جو کچھ کہ ارادہ کرتا ہے یعنے عبارت اور فنون کلام اور نکتہ ہائے نحویانہ کہ بیان مناسبت کا کرتا ہے واللہ اعلم اور غریب ہے یعنے باعتبار متن کے اور ضعیف ہے یعنے بنسبت بعض راویوں اسکے کے پس حدیث ضعیف ہے اور یہ منافی صحت کے نہیں اور موید اسکی روایت ابن عساکر کی کہ نقل کی انس سے بطریق مرفوع کے اذا کتبت فضع قلمک علی اذنک فانہ اذکر لک اور جامع صغیر میں ہے روایت ترمذی کی زید بن ثابت سے بطریق مرفوع کے ضع القلم علی اذنک فانہ اذکر للممل ٭ ع (وعنہ قال امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اتعلم السریانیۃ وفی روایۃ انہ امرنی ان اتعلم کتاب یہود وقال انی ما آمن یہود علی کتاب قال فما مر بی نصف شہر حتی تعلمت فکان اذا کتب الی یہود کتبت واذا کتبوا الیہ قرأت لہ کتابہم رواہ الترمذی) اور روایت ہے زید بن ثابت سے کہا حکم کیا مجکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ سیکھوں میں زبان سریانی اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت نے حکم کیا مجکو یہ کہ سیکھوں میں خط کتابت یہودیوں کی اور فرمایا کہ تحقیق مجکو اطمینان نہیں ہوتا ہے یہود سے اوپر کتابت کے کہا زید نے پس گزرا مجکو آدھا مہینہ یہاں تک کہ سیکھا میں نے پس تھے حضرت جسوقت کہ لکھتے طرف یہود کے لکھتا میں اور جسوقت کہ لکھتے یہودی طرف حضرت کے تو پڑھتا میں واسطے حضرت کے خط انکا نقل کی یہ ترمذی نے ف سریانی زبان یہود کی ہے اور اطمینان نہیں ہوتا الخ یعنے ڈرتا ہوں کہ اگر یہود سے نامہ کسی یہودی کے پیچھے لکھواؤں تو کم زیادہ نہ لکھدے اور اگر انکا نامہ آیا ہوا پڑھواؤں تو کم زیادہ نہ پڑھ دے اور اس سے معلوم ہوا کہ بنا بر ضرورت کے زبان کفار کی سیکھنی جائز ہے اور بغیر ضرورت کے سیکھنا اسکا اچھا نہیں کہ تشبہ ساتھ کفار کے لازم آتا ہے اور منع ہے کہ فرمایا آنحضرت نے من تشبہ بقوم فہو منہم بلکہ طیبی نے بلا ضرورت سیکھنے کو حرام لکھا ہے ٭ مولانا ع (وعن

جابر قال اتی رجل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لفلان فی حائطی عذق وانہ قد آذانی مکان عذقہ فارسل الیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان بعنی عذقک قال لا قال فہب لی قال لا قال فبعنیہ بعذق فی الجنۃ فقال لا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما رأیت الذی ہو ابخل منک الا الذی یبخل بالسلام رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان) اور روایت ہے جابر سے کہ کہا آیا ایک شخص آنحضرت کے پاس اور عرض کیا یا رسول اللہ واسطے فلانے شخص کے یعنی نام لیا اسکا بیچ باغ میرے کے درخت ہے کھجور کا اور تحقیق شان یہ ہے کہ ایذا دی ہے مجھکو اوسنے درخت اسکے نے کہ بہتر ہے اسکے وقت اور بیوقت باغ میں آتا ہے پس بھیجا آنحضرت نے یعنی اسکے پاس سے کہ اسکو کہ بیچ تو میرے ہاتھ درخت کھجور اپنی کا کہا اوسنے کہ نہیں بیچتا میں فرمایا پس ہبہ کر واسطے میرے یعنی اگر بیچنے میں عار آتی ہے تو یونہی ہبہ کر تا کہ میں ہبہ کردوں باغ والیکو کہا کہ نہیں فرمایا پس بیچ تو میرے ہاتھ اسکو بدلے درخت کھجور کے کہ بہشت میں ہو تیرے لیے پس کہا نہیں پس فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیکھا میں نے اوس شخص کو کہ وہ بڑا بخیل ہو تجھ سے مگر وہ شخص کہ بخل کرتا ہو ساتھ سلام کے یعنی وہ البتہ تجھسے زیادہ بخیل ہے کہ بسبب تھوڑے سے فعل کے ثواب بہت نہیں حاصل کرتا نقل کی یہ احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں ف لکھا ہے علما نے کہ جو حضرت نے اسکو بطریق سفارش کے فرمایا تھا نہ بطریق امر کے والا خلاف امر کیونکر کرتا اور وہ شخص مسلمان تھا بخیل فرمانے آنحضرت کے کہ اسکے حق میں درخت بہشت میں ہے لیکن ہر وقت وہ خالی تھی طمع سے نہ تھا وعن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال البادی بالسلام بریء من الکبر رواہ البیہقی فی شعب الایمان) اور روایت ہے عبد اللہ سے کہ نقل کی انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا ابتدا کرنیوالا ساتھ سلام کے پاک ہے تکبر سے نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں ف یعنی یہ وہ شخص ہے کہ ملیں اور متفرق ہوں وصف میں جیسے دونوں پیادہ پا چلتے ہوں یا دونوں سوار ہوں انہیں سے جو پہلے سلام علیک کرے وہ پاک ہے تکبر سے اور سلام کرنا سنت ہے اور جواب اسکا فرض اور اگر ایک قوم پر آیا اور سلام کیا واجب ہے انپر جواب سلام کا اور اگر اسی مجلس میں دوبارہ آیا اور سلام کیا تو واجب نہیں اسکا جواب لیکن بہتر ہے اور سلام و جواب چاہیے کہ ساتھ صیغہ جمع کے ہو اگرچہ مخاطب ایک ہو تا کہ فرشتے اسکے ساتھ ہیں داخل ہوں اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شخص سرخ کپڑے پہنے ہوئے آیا اور آنحضرت سے سلام علیک کی حضرت نے اسکو جواب نہ دیا پس وہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ جو کوئی وقت سلام کے مرتکب امر نامشروع کا ہو مستحق جواب کا نہیں ہوتا

باب الاستیذان یہ باب بیچ بیان اذن چاہنے کے ہے کسی کے دروازے پر جاوے تو مستحب ہے کہ اذن چاہے گھر میں آنے کے لیے اور اصل اس میں قول اللہ تعالے کا ہے یا ایہا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستأنسوا وتسلموا علی اہلہا الآیۃ یعنی اے ایمان والو نہ داخل ہو گھروں میں کہ غیر ہوں تمہارے گھروں کے یہاں تک کہ اذن چاہو اور سلام کرو گھر والوں پر اور سنت اس میں یہ ہے کہ کہے السلام علیکم میں آؤں

شروع الفصل الاول فصل پہلی عن ابی سعید الخدری قال اتانا ابو موسی قال ان عمر ارسل الی ان آتیہ فاتیت بابہ فسلمت ثلثا فلم یرد علی فرجعت فقال ما منعک ان تاتینا فقلت انی اتیت فسلمت علی بابک ثلثا فلم تردوا علی فرجعت وقد قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا استاذن احدکم ثلثا فلم یوذن لہ فلیرجع فقال عمر اقم علیہ البینۃ قال ابو سعید فقمت معہ فذہبت الی عمر فشہدت متفق علیہ) روایت ہے ابی سعید خدری سے کہ کہا آئے ہمارے پاس ابو موسے اشعری کہا کہ تحقیق حضرت عمر نے بھیجا تھا میرے پاس ایک شخص کو کہ حاضر ہوں میں انکے پاس پس حاضر ہوا میں انکے دروازے پر اور سلام کیا میں نے تین بار یعنی بقصد اذن چاہنے کے پس جواب نہ دیا مجھکو پس پھر آیا میں پس کہا عمر نے کس چیز نے منع کیا تھا تجھکو کہ آوے تو میرے پاس پس کہا میں نے تحقیق میں آیا تھا پس سلام کیا میں نے اوپر دروازے تمہارے کے تین بار پس نہ جواب دیا تمنے یعنی تمنے اور تمہارے خدام نے مجھکو پس پھر گیا میں اور تحقیق فرمایا تھا مجھکو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جس وقت کہ اذن مانگے ایک تمہارا تین بار پس نہ اذن دیا جاوے واسطے اسکے پس چاہیے کہ پھر جاوے پس فرمایا حضرت عمر نے قائم کر اس حدیث پر گواہ پس کہا ابو سعید نے پس کھڑا ہوا میں ساتھ ابو موسے کے اور گیا میں پاس حضرت عمر کے پس گواہی دی میں نے روایت کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ابو موسے نے یہ قصہ ابو سعید سے بیان کیا اور کہا کہ تمنے بھی یہ حدیث سنی ہے آنحضرت سے میرے ساتھ چلو عمر کے پاس اور گواہی دو پس گئے اور گواہی دی اور یہ گواہی طلب کرنی حضرت عمر کی بنا بر احتیاط کے تھی تا جھوٹی جرات نہ کریں حدیث بنا لینے پر والا خبر واحد مقبول ہے بالاتفاق خصوصا ابو موسی اشعری جیسے کہ بڑا صحابی تھا اور تین سلام اسلیے کرے کہ ایک تعرف کے لیے ہوا اور دوسرا تامل کے لیے اور تیسرا اذن یا عدم اذن کے لیے وعن عبد اللہ بن مسعود قال قال لی

فرمایا مجکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اذن صلی اللہ علیہ وسلم اِذْنُكَ عَلَيَّ أَنْ يُرْفَعَ الْحِجَابُ وَأَنْ تَسْتَمِعَ سِوَادِي حَتَّى أَنْهَاكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے کہا
تیرا مجھ پر یہ کہ اٹھا دے تو پردہ اور یہ کہ سنے تو پوشیدہ کلام میرے یہانتک کہ منع کرون مین تجکو نقل کی یہ مسلم نے یعنی آنحضرت نے دروازہ کا پردہ
کے تجھے پس فرمایا کہ نشانی اذن میرے کی واسطے آنے تیرے کے مجھ پر یہ کہ اٹھا دے تو پردہ اور یہ کہ سنے تو کلام پوشیدہ میرا یعنی تو پردہ اٹھا دے اور جب کہ میں کسی سے کلام
خفیہ کرتا ہون تو بھی چلا آ کہ تجکو حاجت اذن چاہنے کی نہین اور مراد کلام پوشیدہ کہنے سے مبالغہ ہے یعنی اگرچہ میں کسی کے ساتھ کلام خفیہ کرتا ہون چلا آ اور جو چاہے کلام آہستہ کا
حاصل یہ کہ جب ہونا میرا گھر میں جانے تو چلا آ حاجت اذن چاہنے کی نہین ہے تاآنکہ منع کرون میں تجکو آنے سے اور یہ نہایت عنایت تھی آنحضرت کی ابن مسعود پر کہ ایسا کہ
گیا کہ گویا گھروالون میں سے تھے کہ جب چاہتے تھے چلے آتے تھے اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہ خدمت خاص ہوتے ہوں اور تون کے ہو گا خدمت بجا لانا کہ آپکے جو ابن مسعود آنحضرت
جابر قال أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَيْنٍ كَانَ عَلَى أَبِي فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ ذَا فَقُلْتُ أَنَا فَقَالَ أَنَا أَنَا كَأَنَّهُ كَرِهَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اور روایت ہے جابر سے کہا
میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیچ مقدمہ دین کے کہ تھا میرے باپ پر پس کھٹکھٹایا میں نے دروازہ پس فرمایا آنحضرت نے کون ہے پس کہا میں نے میں ہون پس فرمایا
میں ہون میں ہون گویا کہ برا جانا اس کہنے کو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف بیچ مقدمہ دین کے یعنی قصہ میں کہ میرا باپ جابر کہ عبد اللہ انصاری تھے وہ غزوہ احد میں شہید
ہوئے تھے اور دین اپنے ذمہ پر چھوڑا تھا اور قرض خواہوں نے انکار کیا اور تنگ کیا تھا وہ آنحضرت کے پاس اعانت کے لیے آئے تھا آنحضرت سے طلب کرنیکا اور سبب اس
آنحضرت کے انکے مال میں کچھ رہین برکت اور جو میں آئی جیسے کہ بعد ادا کرنے دین کے کچھون کے کون باقی رہین کچھا نہین سے کم ہوا اور سبب اجازت کلمہ انا انا کا یہ تھا کہ اس
انا لا ابہام کا نہیں ہوتا اور تعین وتشخیص نہیں حاصل ہوتی ہے چاہیے تھا کہ نام یا لقب یا کنیت اپنی بیان کرے کہ تشخیص حاصل ہوتی اگرچہ کبھی واسطے شناخت کے آواز سے بھی تعین
حاصل ہو جاتی ہے لیکن آنحضرت نے مکروہ جانا واسطے تعلیم آداب کے جابر کو اور احتمال ہے کہ انکار سبب ترک اذن چاہنے کے ساتھ سلام کے ہو کہ سنت ہے اور تکرار کلمہ انا کی واسطے انکار
کے جابر پر تھی وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ لَبَنًا فِي قَدَحٍ فَقَالَ أَبَا هِرٍّ الْحَقْ بِأَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ إِلَيَّ فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَأَقْبَلُوا
فَاسْتَأْذَنُوا فَأُذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہا داخل ہوا میں ساتھ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنی آپکے گھر میں پس پایا آنحضرت نے
دودھ ایک پیالہ میں پس فرمایا اے ابو ہریرہ جا اہل صفہ کے پاس اور بلا لا انکو میرے پاس پس آیا میں انکے پاس اور بلایا میں نے انکو پس آئے وہ اور اذن مانگا پس اذن دیا انکو پس داخل
ہوئے وہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اہل صفہ آگے اور جو انہون نے سبب معجزہ آنحضرت کے وہ دودھ پیا اور سیر ہوئے جیسا کہ اور حدیث میں مذکور ہے اور کہا طیبی نے کہ اہل صفہ کتنے ایک لوگ تھے
فقراء مہاجرین اور انصار میں سے کہ جمع رہتے تھے ایک چبوترہ پر اور اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو بلایا اذن چاہنے کو ساقط نہین کرتا مگر یہ کہ زمانہ قریب ہو انتہی اور آگے حدیث آتی ہے
کہ جب بلایا جاوے ایک تمہارا پس آوے ساتھ رسول کے تو اذن ہے اسکے لیے یعنی اسکو حاجت اذن چاہنے کی نہین ہے پس توفیق اس حدیث میں اور اس میں یہ ہے کہ اہل صفہ بعد ابو ہریرہ
کے آئے ہونگے ساتھ آئے ہونگے پس محتاج ہوئے اذن کے یا سبب تھا یا شاید کہ اذن چاہا یا لوگون کو وہ حدیث نہ پہنچی ہوگی یا دہان کوئی چیز مقتضی اذن چاہنے کی ہوگی اور یہ احتمالات
ہیں واللہ اعلم بحقیقۃ الحالات **الفصل الثانی** عَنْ كَلَدَةَ بْنِ حَنْبَلٍ أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ بَعَثَهُ بِلَبَنٍ أَوْ جِدَايَةٍ وَضَغَابِيسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَعْلَى الْوَادِي قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَلَمْ أُسَلِّمْ وَلَمْ أَسْتَأْذِنْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ فَقُلِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ روایت ہے کلدہ بن حنبل سے
یہ کہ صفوان بن امیہ نے بھیجا یعنی میرے ہاتھ دودھ اور بچہ ہرن کا اور ککڑیان پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آنحضرت اترے ہوئے تھے جانب بلند مکہ میں کہا کلدہ نے
کہا کلدہ نے کہ داخل ہوا میں حضرت کے پاس اور نہ سلام کیا میں نے یعنی پہلے داخل ہونے کے اور نہ اذن مانگا میں نے پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی واسطے تعلیم کے کہ
پھر جا تو یعنی دروازے پر اور کہہ السلام علیکم کیا داخل ہوؤن نقل کی یہ ترمذی اور ابو داود نے وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ فَجَاءَ
مَعَ الرَّسُولِ فَإِنَّ ذَلِكَ لَهُ إِذْنٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ قَالَ رَسُولُ الرَّجُلِ إِلَى الرَّجُلِ إِذْنُهُ اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب
بلایا جاوے ایک تمہارا پس آوے ساتھ رسول کے یعنی بلانے والے کے پس تحقیق آنا ہمراہ بلانے والے کے واسطے اسکے اذن ہے نقل کی یہ ابو داود نے اور بیچ ایک روایت ابو داود کے یون ہے

کہ فرمایا آدمی بھیجا ہوا ایک شخص کا طرف ایک شخص کے اذن اسکا ہے یعنی جس وقت کسیکو بلانے کے لیے بھیجا اور وہ اسکے ساتھ آیا حاجت پروانگی مانگنے کی نہیں ۔ مولانا (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى بَابَ قَوْمٍ لَمْ يَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْهِهٖ وَلٰكِنْ مِنْ رُكْنِهِ الْأَيْمَنِ أَوِ الْأَيْسَرِ فَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَذٰلِكَ أَنَّ الدُّوْرَ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا يَوْمَئِذٍ سُتُوْرٌ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ) اور روایت ہے عبد اللہ بن بسر سے کہا تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب آتے کسی شخص کے دروازے پر تو نہ سامنے کرتے دروازہ کے منھ اپنا یعنی تاکہ گھر والوں پر نظر نہ جا پڑے ولیکن آتے طرف داہنے دروازے کے یا بائیں اسکے پھر کہتے سلام ہو تمپر سلام ہو تمپر اور یہ یعنی سامنے نہ آنا اسواسطے تھا کہ نہ تھے ان دنوں بیچ دروازوں پر پردے نقل کی یہ ابو داؤد نے ف تکرار سلام کی اسلیے تھی کہ تا متحقق ہو سماع اور اذن یا مراد تکرار سے تعدد ہے نہ اقتصار دو بار پر اسلیے کہ عادت شریف تھی تین بار سلام کرنے کی جیسے کہ اوپر گذرا اور آخر حدیث سے یہ سمجھا گیا کہ اگر دروازے میں کواڑ ہوں یا پردہ پڑا ہوا ہو تو نہیں مضائقہ ہے سامنے آنے کا ولیکن انحراف اوسکے رعایت اصل سنت کے اور اسلیے کہ بعض اوقات کواڑ کھلا یا پردہ کھولتے ہوئے اندر نظر جا پڑتی ہے اگر سامنے ہوتا ہے ع (وَذُكِرَ حَدِيْثُ أَنَسٍ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فِيْ بَابِ الضِّيَافَةِ) اور ذکر کی گئی حدیث انس کی کہ سر اسکا یہ ہے کہ فرمایا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے السلام علیکم و رحمۃ اللہ بیچ باب ضیافت کے

الفصل الثالث

فصل تیسری (عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَسْتَأْذِنُ عَلٰى أُمِّيْ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّيْ مَعَهَا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّيْ خَادِمُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا أَتُحِبُّ أَنْ تَرَاهَا عُرْيَانَةً قَالَ لَا قَالَ فَاسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا رَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلًا) اور روایت ہے عطاء بن یسار سے بطریق ارسال کے یہ کہ ایک شخص نے پوچھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پس کہا کیا اذن طلب کروں میں وقت جانے کے اوپر ماں کے یعنی ماں کے پاس پس فرمایا کہ ہاں یعنی اسلیے کہ بعض اوقات کھلے ہوتے ہیں اسکے وہ اعضا کہ نہیں جائز ہے بیٹے کو دیکھنا انکا پس کہا اس شخص نے کہ تحقیق میں ساتھ اسکے رہتا ہوں بیچ ایک گھر میں پس اذن کیوں مانگوں گو یا اس شخص نے یہ خیال کیا کہ اذن مانگنا بیگانہ کے لیے ہے کہ گاہ گاہ آتا ہے پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اذن طلب کر وقت جانے کے اس پاس پس کہا اس شخص نے کہ تحقیق میں خادم ہوں اسکا یعنی بار بار جاتا ہوں اسکے پاس خدمت کے لیے پس اگر اذن ہر بار کا ساقط ہو سکتا ہے دفع حرج کے لیے بمقتضاے قواعد شرعیہ پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اذن مانگ وقت جانے کے اس پاس یعنی اگرچہ ساتھ کھنکارنے اور آہٹ پاؤں اور بلند کرنے آواز کے ہو یا دستک کا ہو تو یہ کہ دیکھے اسکو ننگا یعنی اگر ناگہاں چلا جاویگا اور شاید وہ برہنہ ہوگی تو نظر جا پڑیگی کہا نہیں چاہتا میں کہ دیکھوں اسکو برہنہ فرمایا پس اذن طلب کر وقت جانے کے پاس اسکے نقل کی یہ مالک نے بطریق ارسال کے ف ماں کا سا حکم اور محارم کا بھی ہے خواہ وہ نسبی ہوں یا دودھ کے علاقہ کے یا سسرال کے سوائے بیوی کے ع (وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ لِيْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَدْخَلٌ بِاللَّيْلِ وَمَدْخَلٌ بِالنَّهَارِ فَكُنْتُ إِذَا دَخَلْتُ بِاللَّيْلِ تَنَحْنَحَ لِيْ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ) اور روایت ہے حضرت علیؓ سے کہ تھا واسطے میرے پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے آنا رات کو اور آنا دن کو پس تھا میں جس وقت داخل ہوتا رات کو کھنکارتے آنحضرتؐ واسطے اذن میرے کے نقل کی یہ نسائی نے ف اس سے معلوم ہوا کہ علامت اذن کی رات کو کھنکارنا تھا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ تھا میں جب آتا رات کو پس اگر کھنکارتے پھر آتا میں پس اس سے معلوم ہوا کہ کھنکارنا علامت عدم اذن کی تھی ظاہر ہر وقت میں بقرینہ حال کے علامت مختلف ہوتی تھی واللہ اعلم اب رہا یہ کہ علامت داخل ہونے کی دن میں کیا تھی پس احتمال معلوم ہوتا ہے کہ ہوا امر بالعکس بمقتضاے مفہوم مخالف کے یعنی تھا میں جب داخل ہوتا دن کو تو کھنکارتا میں واسطے انکے اور احتمال ہے غیر اسکے کا واللہ اعلم ع (وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَأْذَنُوْا لِمَنْ لَمْ يَبْدَأْ بِالسَّلَامِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ) اور روایت ہے جابرؓ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ اذن دو آدمی کا اسکے لیے کہ نہ ابتدا کرے ساتھ سلام کے روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں

باب المصافحة والمعانقة

باب ہے بیچ بیان مصافحہ اور معانقہ کے ف معانقہ کے معنے ہیں دست در گردن یکدیگر در آوردن اور مصافحہ کے معنے ہیں دست یکدیگر را گرفتن اور مصافحہ سنت ہے وقت ملاقات کے اور چاہیے کہ دونوں ہاتھوں سے ہو اور بعضے آدمی جو مصافحہ کرتے ہیں بعد نماز عصر کے یا جمعہ کے کچھ نہیں ہے اور بدعت ہے بسبب تخصیص وقت کے اور تصریح کی ہے بعض علما ہمارے نے کہ مصافحہ مذکورہ مکروہ ہے اور بدعت مذمومہ ہاں اگر کوئی آوے مسجد میں اور لوگ نماز میں ہوں یا ارادہ شروع نماز کا رکھتے ہوں پس بعد فراغ کے مصافحہ کرے اسنے لیکن بشرط سبقت سلام کے مصافحہ پر تو یہ جملہ مصافحہ مسنونہ سے ہے

وسہنا بہ وقت کہ پہلا سے مسلمان ہاتھ اپنا مصافحہ کے لیے تو نہیں لائق ہے اعراض ساتھ کھینچ لینے ہاتھ کے اسلیے کہ رنج ہوگا اسکو کہ وہ زیادہ ہے مراعات ادب اور عزو رشتہ جوان
سے مصافحہ کرنا حرام ہے اور معانقہ نہیں ہے اس میں شبہ ہے کہ شہادہ ہو چنانچہ منقول ہے کہ ابو حنیفہ مصافحہ کرتے اپنی خلافت میں ان لوگوں کی وہ ان کا پیا تھا اور اسی طرح اگر
بڈھا کہ امن میں ہو شہوت سے اسکو مصافحہ کرنا عورت جوان سے درست ہے اور مصافحہ ساتھ امرد خوش شکل کے درست نہیں اور جسکو دیکھنا حرام ہے اسکو چھونا بھی حرام ہے بلکہ چھونا سخت تر ہے
سخت تر ہے نظر سے کذا فی مطالب المومنین اور صلوٰۃ مسعودی میں لکھا ہے کہ جب سلام علیک کرے ہاتھ دے یعنی مصافحہ کے لیے کہ ہاتھ دینا سنت ہے ولیکن ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھے اور
انگلیوں کو نہ پکڑے کہ بدعت ہے اور اگر خوف فتنہ کا نہو معانقہ مشروع ہے خصوصًا وقت آنے کے سفر سے جیسا کہ یہ حدیث جعفر بن ابی طالب کے آتی ہے اور امام ابو حنیفہ اور محمد سے
منقول ہے کراہیت معانقہ کی اور چومنے ہاتھ ساتھ منہ اور آنکھوں کے اور وہ کہتے ہیں کہ معانقہ سے نہی آئی ہے چنانچہ فصل اول میں یہ حدیث انس کی وہ نہی مذکور ہے اور معانقہ جو
روایت کیا گیا ہے پہلے نہی کے تھا اور شیخ ابو منصور ماتریدی نے بیچ تطبیق احادیث کے نقل کیا گیا ہے کہ جو معانقہ کہ بوجہ شہوت کے ہو مکروہ ہے اور جو کہ بر وجہ بر و کرامت کے ہو
مشروع ہے اور لکھا ہے علما نے کہ اختلاف اس جگہ ہے کہ ننگا ہو اور ساتھ قمیص وجبہ کے معانقہ نہیں بالاجماع وہو الصحیح کذا فی الکافی اور بوسہ دینا اوپر ہاتھ عالم متورع کے جائز ہے
نے کہا کہ مستحب ہے اور بعد مصافحہ کے جو اپنا ہاتھ چومتے ہیں کچھ نہیں اور فعل جاہلوں کا ہے اور مکروہ ہے اور زمین بوس کرنا آگے امرا و علما و مشائخ کے حرام ہے اور کرنیوالا اور راضی ہونیوالا
اسپر دونوں گنہگار ہیں کذا فی الکافی اور فقیہ ابو جعفر نے کہا کہ جو کوئی زمین بوس کرے آگے سلطان و امیر کے یا سجدہ کرے اگر بروجہ تحیت کے ہے کافر نہیں ہوگا ولیکن آثم و مرتکب
کبیرہ کا ہوگا اور اگر بہ نیت عبادت کے ہو کافر ہوگا اور اگر کچھ نیت نہ کریگا تو بھی کافر ہوتا ہے نزدیک اکثر علما کے اور زمین بوس کرنا سخت تر ہے رکھنے رخسارہ یا پیشانی کی سے زمین پر کذا فی
اور اگر اوپر ہاتھ عالم یا سلطان کے بوسہ دے بسبب علم وعدالت کے اور اعزاز دین کے کچھ مضائقہ نہیں اور اگر واسطے غرض دنیاوی کے کرے تو سخت مکروہ ہے اور کوئی اگر عالم یا زاہد سے
التماس اسکے پانوں چومنے کی کرے تو چاہیے کہ نہ مانے کہنا اسکا اور بیچ بوسہ دینے اطفال کے رخصت ہے اگرچہ غیر کا لڑکا ہو بلکہ بوسہ دینا اوپر دہان طفل کے سنت ہے اور کہا ہے
علما نے کہ بوسہ پانچ طرح پر ہے ایک تو بوسہ مودت کا اور وہ بوسہ والدین کا ہے لڑکے کے رخسارہ پر اور دوسرا بوسہ رحمت کا اور وہ بوسہ اولاد کا ہے والدین کے سر پر اور تیسرا بوسہ دوست کا
اور وہ بوسہ خاوند کا ہے بیوی کے منھ پر اور چوتھا بوسہ تحیت کا اور وہ بوسہ مسلمانوں کا ہے آپس میں ہاتھ پر اور پانچواں بوسہ دینا بہن کا ہے بھائی کی پیشانی پر اور بعضوں کے نزدیک
دینا آپس میں ہاتھ پر اور منھ کا مکروہ ہے اور بعضوں کے نزدیک بوسہ لینا چھوٹے لڑکے کا واجب ہے اور کہا نووی نے کہ بوسہ لینا ساتھ شہوت کے حرام ہے بالاتفاق برابر ہے آپس میں باپ اور غیر اسکا بیچ
الفصل الاول پہلی فصل (عن قتادة قال قلت لانس اكانت المصافحة في اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نعم رواه البخاري) اور روایت ہے قتادہ سے کہ کہا میں نے واسطے انس
کے کیا تھا مصافحہ بیچ یاروں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنی وقت ملاقات کے بعد سلام کے کہا کہ ہاں نقل کی یہ بخاری نے (وعن ابي هريرة قال قبل رسول الله صلى الله عليه وسلم
الحسن بن علي وعنده الاقرع بن حابس فقال الاقرع ان لي عشرة من الولد ما قبلت منهم احدا فنظر اليه رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال من لا يرحم لا يرحم متفق عليه)
اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا کہ بوسہ لیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن بن علی کا اور تھے نزدیک حضرت کے اقرع بن حابس صحابی پس کہا اقرع نے کہ تحقیق میرے
دس بیٹے ہیں نہیں بوسہ لیا میں نے ان میں سے کسی کا پس دیکھا طرف اسکے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا جو شخص نہیں مہربانی و شفقت کرتا یعنی خلق خدا پر یا اولاد پر نہیں رحم
کیا جاتا یعنی اللہ بھی اسپر نہیں رحمت کرتا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وسنذكر حديث ابي هريرة اثم لكع في باب مناقب اهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم وعليهم اجمعين ان شاء الله تعالى
وذكر حديث ام هانئ في باب الامان) اور ذکر کرینگے ہم حدیث ابی ہریرہ کی کہ سر اسکا ہے اثم لکع بیچ مناقب اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم و علیہم اجمعین کے اگر چاہیگا اللہ تعالی
اور ذکر کی گئی حدیث ام ہانی کی بیچ باب الامان کے (الفصل الثاني) فصل دوسری (عن البراء بن عازب قال قال النبي صلى الله عليه وسلم ما من مسلمين يلتقيان فيتصافحان
الا غفر لهما قبل ان يتفرقا رواه احمد والترمذي وابن ماجة وفي رواية ابي داود قال اذا التقى المسلمان فتصافحا وحمدا الله واستغفراه غفر لهما) روایت ہے براء بن عازب سے
کہ کہا فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دو مسلمان کہ ملاقات کریں اور مصافحہ کریں یعنی آپس میں مگر کہ بخشش کیجاتی ہے واسطے ان دونوں کے پہلے جدائی ہونے سے نقل کی یہ احمد اور
ترمذی اور ابن ماجہ نے اور بیچ روایت ابی داؤد کے یوں ہے کہ فرمایا حضرت نے جس وقت ملیں دو مسلمان اور مصافحہ کریں اور حمد کریں اللہ کی اور بخشش چاہیں اللہ سے بخشش کیجاتی ہے واسطے

بن ابی جہل کو دیکھا تو اٹھے اور اسکی طرف چلے اور گلے سے لگایا اور فرمایا مرحبا بالراکب المہاجر اور عکرمہ اور اسکا باپ ابوجہل بہت عداوت رکھتے تھے آنحضرت ﷺ سے اور عکرمہ سوار مشہور
تھا بعد اسکے دن فتح مکہ کے اور بھاگا یمن میں پس گئی پاس اسکے بیوی اسکی ام حکیم بنت الحارث اور لائی اسکو حضرت ﷺ کے پاس اور اسلام لایا وہ اور بہت اچھا ہوا اسلام اسکا اور ایام گذشتہ
کی تقصیرات کے تلافی میں کوشش کی کی آنحضرت ﷺ اور ذکر کرنا اس حدیث کا اس باب میں باعتبار مناسبت مرحبا کہنے کے ساتھ مصافحہ کے ہے (وَعَنْ اُسَیْدِ بْنِ حُضَیْرٍ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ
قَالَ بَیْنَمَا هُوَ یُحَدِّثُ الْقَوْمَ وَکَانَ فِیْهِ مِزَاحٌ بَیْنَا یُضْحِکُهُمْ فَطَعَنَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ خَاصِرَتِهٖ بِعُوْدٍ فَقَالَ اَصْبِرْنِیْ قَالَ اصْطَبِرْ قَالَ اِنَّ عَلَیْكَ قَمِیْصًا وَلَیْسَ عَلَیَّ قَمِیْصٌ فَرَفَعَ النَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَمِیْصِهٖ فَاحْتَضَنَهٗ وَجَعَلَ یُقَبِّلُ کَشْحَهٗ قَالَ اِنَّمَا اَرَدْتُّ هٰذَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ) اور روایت ہے اسید بن حضیر سے کہ ایک شخص تھا انصار میں سے کہا
راوی نے اسوقت کہ اسید باتیں کرتے تھے قوم سے اور تھی انکے مزاج میں خوش طبعی اسوقت کہ ہنساتے تھے اسید قوم کو پس چوکا دیا انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ پہلو انکے کے ساتھ
لکڑی کے پس کہا اسنے بدلہ دو مجکو فرمایا آنحضرت ﷺ نے بدلہ لے مجھسے کہا اسنے کہ تحقیق آپکے بدن مبارک پر کرتا ہے اور نہ تھا میرے بدن پر کرتا یعنے اگر میں کرتے پر سے چوکونگا تو برابر
بدلا نہیں ادا ہونیکا پس اٹھایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کرتا اپنا پس چمٹ گیا وہ حضرت سے اور شروع کیا بوسہ دینا حضرت کے پہلو پر کہا اسنے کہ سوا اسکے نہیں کہ ارادہ
کیا تھا میں نے یعنے بوسہ دینا بدن شریف پر یا رسول اللہ نقل کی یہ ابوداؤد نے ف لفظ رجل اسطرح کہ مصابیح میں ہے کورہی ساتھ زیر لام کے کہ صفت ہی اسید کی یہ کہ وہ شخص مزاح کرنیوالا
اور بدلا لینیوالا ہی اسید بن حضیر راوی ہے اور لفظ جامع الاصول یون ہے عن اسید بن حضیر قال ان رجلا من الانصار کان فیہ مزاح بینما هو یحدث القوم یضحکهم اذ طعنه
النبی ﷺ الخ یہ دلالت کرتی ہے کہ وہ مرد اور ہے کہ اسید بن حضیر اسکے حال سے روایت کرتا ہے اور طیبی نے عبارت متن کو توجیہ کر کر موافق اسکے کیا ہے اور اسمین تکلفات کیے ہیں اور باعث
ارتکاب تکلف کا یہ ہے کہ اسید بن حضیر عظماے صحابہ سے ہیں انسے وجود اس معنی کا مستبعد ہے واللہ اعلم اور چونکہ وہ مزاح کرتے تھے اور ہنساتے تھے قوم کو آنحضرت نے انکے ساتھ اسی طرحکا
معاملہ کیا بسبب خوش خلقی کے اور اس سے معلوم ہوا کہ خوش طبعی کرنی اور سننا اسکا مباح ہے اگر اسمین کوئی چیز ممنوع شرع نہو (وَعَنِ الشَّعْبِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَلَقّٰی جَعْفَرَ
بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ فَالْتَزَمَهٗ وَقَبَّلَ مَا بَیْنَ عَیْنَیْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ مُرْسَلًا وَفِیْ بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِیْحِ وَفِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنِ الْبَیَاضِیِّ مُتَّصِلًا) اور روایت ہے شعبی
سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم ملے جعفر ابن ابی طالب سے پس گلے سے لگایا انکو اور بوسہ دیا درمیان آنکھوں انکی کے نقل کی یہ ابوداؤد نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں بطریق
ارسال کے اور بیچ بعضے نسخون مصابیح کے اور شرح السنہ میں بیاضی سے بطریق اتصال کے ہے ف یہ وہی قصہ آنے جعفر کا ہے حبشہ سے جیسے کہ حدیث آئندہ میں مذکور ہے بیاضی اور کی
اور بیاضی منسوب ہے بیاضہ بن عامر کی طرف اور بیاضی جو بلا ذکر ہوتا ہے بغیر نام کے تو مراد اس سے عبداللہ بن جابر انصاری صحابی ہوتے ہیں (وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ
فِیْ قِصَّةِ رُجُوْعِهٖ مِنْ اَرْضِ الْحَبَشَةِ قَالَ فَخَرَجْنَا حَتّٰی اَتَیْنَا الْمَدِیْنَةَ فَتَلَقَّانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاعْتَنَقَنِیْ ثُمَّ قَالَ مَا اَدْرِیْ اَنَا بِفَتْحِ خَیْبَرَ اَفْرَحُ اَمْ بِقُدُوْمِ جَعْفَرٍ وَوَافَقَ ذٰلِكَ فَتْحَ
خَیْبَرَ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ) اور روایت ہے جعفر بن ابیطالب سے بیچ قصہ پھرنے انکے کے حبشہ کی زمین سے کہا پس نکلے ہم یعنے حبشہ سے یہانتک کہ آئے ہم مدینہ میں پس ملے ہم سے پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم پس گلے سے لگایا مجکو پھر فرمایا نہیں جانتا میں کہ ساتھ فتح خیبر کے زیادہ خوش ہوں میں یا ساتھ آنے جعفر کے اور اتفاق سے ہوا آنا جعفر کا دن فتح خیبر کے نقل کی شرح السنہ
میں ف منقول ہے کہ سفیان بن عیینہ شیخ امام شافعی کے مالک کے پاس آئے کہا مالک نے انسے مصافحہ کیا اور کہا کہ گلے سے لگاتا میں اگر بدعت نہوتا سفیان نے کہا کہ گلے لگے تھے اس شخص
کہ بہتر مجھسے اور تمسے تھے گلے لگے تھے پیغمبر خدا جعفر ابن ابیطالب سے اور بوسہ دیا انپر وقت آنے انکے کے حبش سے مالک نے کہا کہ وہ مخصوص ہے ساتھ جعفر کے سفیان نے کہا کہ نہیں بلکہ عام
ہے اور حکم ہمارا اور جعفر کا ایک ہی ہے اگر صالحین سے ہوں ہم اذن دیتے ہو کہ تمہاری مجلس میں حدیث بیان کروں میں مالک نے کہا ہاں اذن دیا میں نے پھر سفیان نے بیان کیا
حدیث کو ساتھ سند کے اور مالک نے سکوت کیا ج (وَعَنْ زَارِعٍ وَکَانَ فِیْ وَفْدِ عَبْدِ الْقَیْسِ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِیْنَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ یَدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
وَرِجْلَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ) اور روایت ہے زارع سے اور تھے وہ بیچ ایلچیوں عبدالقیس کے کہا جب آئے ہم مدینہ میں پس شروع کیا ہمنے کہ جلدی کرتے تھے اترنے میں سواریوں اپنی سے پس
بوسہ دیا ہمنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر اور پاؤں پر نقل کی یہ ابوداؤد نے ف ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چومنا پاؤں کا جائز ہے ج لیکن فقہا اسکو منع کرتے
ہیں پس اس حدیث کی توجیہ وہ یہ کرینگے کہ یہ خصائص حضرت سے ہو یا ابتدا یہ امر ہوا یا وہ لوگ ناواقف تھے یا اضطرار میں انسے یہ فعل ہوا ہو واللہ اعلم بالصواب (وَعَنْ عَائِشَةَ

قَالَتْ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَشْبَهَ سَمْتًا وَهَدْيًا وَدَلًّا وَفِي رِوَايَةٍ حَدِيثًا وَكَلَامًا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَاطِمَةَ كَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ إِلَيْهَا فَأَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ وَكَانَ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ إِلَيْهِ فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ فَقَبَّلَتْهُ وَأَجْلَسَتْهُ فِي مَجْلِسِهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ کہا نہیں دیکھا میں نے کسی کو کہ بہت مشابہ ہو طریقہ میں اور روش میں اور نیک خصلتی میں اور بیچ ایک روایت کے بات کرنے میں اور کلام کرنے میں ساتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت فاطمہؓ سے یعنے حضرت فاطمہؓ ان امور میں بہت مشابہ تھیں ساتھ آنحضرت کے پس حضرت عائشہؓ نے یہ بیان کر کر انکی محبت آپس کی بیان کی کہ اثر اور نشان مشابہت اور مجانست کی ہو کہ کہا تھیں فاطمہ جسوقت داخل ہوتیں حضرت کے پاس کھڑے ہوجاتے حضرت اور متوجہ ہوتے طرف انکے پھر پکڑتے ہاتھ انکا اور بوسہ لیتے انکا یعنے دونوں آنکھوں کے درمیان میں اور بٹھلاتے انکو بیچ جگہ بیٹھنے اپنی کے یعنے اپنی جگہ انکے لیے چھوڑ دیتے اور انکو بٹھلاتے اور جسوقت کہ آتے حضرت فاطمہ کے پاس کھڑی ہوجاتیں طرف حضرت کے اور پکڑتیں ہاتھ حضرت کا اور بوسہ لیتیں انکا یعنے حضرت کے دست مبارک کا یا کسی اور عضو کا اور بٹھلاتیں انکو اپنی جگہ نقل کی یہ ابو داود نے (وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ أَوَّلَ مَا قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَإِذَا عَائِشَةُ ابْنَتُهُ مُضْطَجِعَةٌ قَدْ أَصَابَتْهَا حُمَّى فَأَتَاهَا أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ كَيْفَ أَنْتِ يَا بُنَيَّةُ وَقَبَّلَ خَدَّهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے براءؓ سے کہ کہا گیا میں ساتھ ابی بکرؓ کے یعنے انکے گھر میں بیچ ابتدا آنے انکے کے مدینہ میں یعنے کسی غزوہ سے پس ناگہان دیکھا میں نے عائشہ بیٹی ابوبکرؓ کی لیٹی ہوئی ہیں اس حال میں کہ تحقیق انکو پہونچی تھی تپ پس آئے انکے پاس ابوبکر پس پوچھا اور کہا کیسی ہو تو اے بیٹی میری اور بوسہ دیا انکے رخسارہ پر یعنے از راہ شفقت و محبت کے بارعایت سنت کے نقل کی یہ ابو داود نے (وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِصَبِيٍّ فَقَبَّلَهُ فَقَالَ أَمَا إِنَّهُمْ مَبْخَلَةٌ مَجْبَنَةٌ وَإِنَّهُمْ لَمِنْ رَيْحَانِ اللّٰهِ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ) اور روایت ہے عائشہؓ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا ایک لڑکا پس بوسہ لیا اسکا آنحضرت نے اور فرمایا آگاہ ہو کہ تحقیق یہ اولاد باعث ہے بخل کی اور سبب ہے نامردی کی اور تحقیق یہ رزق اور نعمت خدا کی ہے نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ میں ف یعنے اولاد کے سبب سے آدمی بخل کرتا ہے کہ کسیکو کچھ دیتا نہیں اور انکے سبب سے نامردی بھی کرتا ہے کہ جہاد سے بچتا ہے خوف سے اسکے کہ مبادا مارا جاوے اور اولاد بیکس رہے پس اول حضرت نے اولاد کی مذمت بیان کر کر خوبی انکی بیان فرمائی کہ یہ ریحان ہے ریحان کے معنے یا تو رزق و نعمت کے ہیں یا مراد ریحان سے پھول ہے کہ بوسہ لیتا ہے آدمی انکا اور سونگھتا ہے اور خوش ہوتا ہے انکو دیکھ کر مانند پھول کے ۔

الْفَصْلُ الثَّالِثُ تیسری فصل (عَنْ يَعْلَى قَالَ إِنَّ حَسَنًا وَحُسَيْنًا اسْتَبَقَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَمَّهُمَا إِلَيْهِ وَقَالَ إِنَّ الْوَلَدَ مَبْخَلَةٌ مَجْبَنَةٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ) اور روایت ہے یعلیٰ سے کہ کہا تحقیق حسنؓ اور حسینؓ دوڑے آپس میں طرف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس گلے لگایا ان دونوں کو آنحضرت نے اور فرمایا کہ تحقیق فرزند سبب ہے بخل کا اور سبب ہے نامردی کا نقل کی یہ احمد نے ف لکھا ہے علماء نے کہ یہاں مقصود محبت اور شفقت اور رحم ہے بخلاف پہلی حدیث کے کہ مراد وہاں مذمت اور کراہت ہے (وَعَنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَصَافَحُوا يَذْهَبِ الْغِلُّ وَتَهَادَوْا تَحَابُّوا وَتَذْهَبِ الشَّحْنَاءُ رَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلًا) اور روایت ہے عطا خراسانی سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مصافحہ کرو آپس میں جاتا رہیگا کینہ اور ہدیہ بھیجو آپس میں محبت ہوگی اور جاتی رہیگی دشمنی نقل کی یہ مالک نے بطریق ارسال کے (وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى أَرْبَعًا قَبْلَ الْهَاجِرَةِ فَكَأَنَّمَا صَلَّاهُنَّ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَالْمُسْلِمَانِ إِذَا تَصَافَحَا لَمْ يَبْقَ بَيْنَهُمَا ذَنْبٌ إِلَّا سَقَطَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ) اور روایت ہے براء بن عازب سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ پڑھے چار رکعتیں پہلے دوپہر کے پس گویا کہ پڑھیں وہ رکعتیں شب قدر میں اور دو مسلمان جسوقت کہ مصافحہ کریں آپس میں نہیں باقی رہتا درمیان ان دونوں کے کوئی گناہ مگر کہ جھڑ جاتا ہے نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں ف ظاہر مراد گناہوں سے عام گناہ ہیں اور طیبی نے کہا کہ مراد گناہ سے وہی کینہ اور دشمنی ہے جیسے کہ پہلی حدیث سے معلوم ہوا واللہ اعلم ۔

بَابُ الْقِيَامِ باب ہے بیچ بیان کھڑے ہوجانے کے یعنے تعظیم کے لیے ف کہا بعضے علماء نے کہ کھڑے ہوجانا واسطے آنے والے کے سنت ہے اور دلیل پکڑی ہے ساتھ حدیث قوموا الی سیدکم کے اور بعضوں نے کہا کہ مکروہ ہے اور بدعت اور منہی عنہ چنانچہ ثابت ہوا ہے حدیث انس کی میں کہ مکروہ رکھتا آنحضرت کا قیام صحابہ کو اور بیچ حدیث ابو امامہ کے آیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا نہ اٹھو جیسے کہ عجمی اٹھتے ہیں اور یہ فرمایا کہ یہ عادات عجمیوں کی ہے

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ فصل پہلی (عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ بَنُو قُرَيْظَةَ عَلَى حُكْمِ سَعْدٍ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ وَكَانَ قَرِيبًا مِنْهُ فَجَاءَ عَلَى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِ قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) روایت ہے ابی سعید خدری سے کہا کہ جب اترے بنو قریظہ اوپر حکم سعد کے بھیجا رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم نے کسیکو طرف سعد بن معاذ کے بھیجے اور بلایا انکو تا آویں اور بنو قریظہ میں حکم کریں اور تھے سعد قریب آنحضرت کے پس آئے سعد خر پر سوار ہو کر پس جب نزدیک
پہونچے سعد مسجد سے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے انصار کے کھڑے ہو واسطے طرف سردار اپنے کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف بنو قریظہ ایک قبیلہ ہے یہود کا مدینہ
کے آنحضرت نے بعد فتح خندق کے پچیس روز تک انکو گھیر رکھا قلعہ میں پھر وہ اترے قلعہ سے اوپر حکم سعد کے کہ سردار انکے تھے اور بنو قریظہ حلفا انکے تھے انہوں نے گمان کیا کہ سعد
رعایت حال ہمارے کی کرینگے پس جب اترے اس عہد پر کہ جو کچھ سعد انکے حق میں حکم کرے اختیار کرینگے ہم آنحضرت نے سعد کو بلوایا کہ تا حکم کریں انکے حق میں اور سعد قریب اترے ہوئے تھے
حضرت کے اور انکے زخم پہونچا تھا اکحل پر غزوہ خندق میں اور خون زخم سے جاری تھا جب آنحضرت نے انکو بلوایا تو خون ٹھہر گیا پس آئے معاذ اور مراد مسجد سے وہ جگہ ہے کہ وہاں آنحضرت
نے اقامت میں نماز پڑھا کرتے تھے مسجد عرفی اسلیے کہ حضرت بنو قریظہ میں اترے ہوئے تھے وہاں مسجد کہاں تھی یا شاید کہ اُس وقت میں وہاں مسجد بنائی ہو اور ساتھ اس حدیث
کے دلیل پکڑی ہے بہت اہل علم نے اوپر اکرام اہل الفضل کے ساتھ کھڑے ہوجانے کے اور بعضوں نے کہا کہ مراد ساتھ اسکے قیام تعظیم و تکریم کا نہیں ہے کہ واسطے آنے والے مجلس کے تھا
و عادت ہوا ہے اور اس سے نہی واقع ہوئی ہے اور فرمایا کہ وہ کام ہے عجمیوں کی سی ہے اور آنحضرت کے نزدیک آخر زمانہ زندگی تک مکروہ تھا طیبی نے کہا کہ اگر یہ قیام مراد ہوتا تو فرماتے
الی سیدکم فرماتے نہ الی سیدکم پس مراد قیام سے یہ ہے کہ اٹھکر جلدی جاؤ انکی طرف اور مدد کرو انکے اترنے میں سواری سے تا حرکت کرنا موجب بہنے لہو کا زخم سے نہو اور یہ جو روایت
کیا گیا ہے کہ آنحضرت کھڑے ہوگئے عکرمہ بن ابی جہل کے لیے وقت آنے انکے کے پاس حضرت کے اور روایت کیا گیا ہے عدی بن حاتم سے کہ کہا نہیں آیا میں آنحضرت کے پاس کبھی مگر
کہ کھڑے ہوجاتے تھے واسطے میرے یا ملتے تھے پس ان روایتوں سے دلیل پکڑنی صحیح نہیں ہے بسبب ضعیف ہونے انکے کے کذا قال الطیبی اور پوشیدہ نرہے کہ قیام آنحضرت کا حضرت
فاطمہ کے لیے اور قیام انکا حضرت کے لیے سابق میں معلوم ہوا اور اسمیں یہ تاویل کرنی کہ وہ قیام محبت و اقبال کا تھا نہ قیام تعظیم و اجلال کا یہ خالی بعد سے نہیں اور طیبی نے کہی
محی السنہ سے نقل کیا ہے کہ اجماع کیا ہے جمہور علما نے ساتھ اس حدیث کے اوپر اکرام اہل الفضل کے یعنے علما صلحا کے اور امام محی الدین نووی نے کہا کہ یہ قیام اہل الفضل کے لیے وقت آنے انکے
مستحب ہے اور حدیثیں اس باب میں وارد ہوئی ہیں اور بیچ نہی اسکی کے صریحا کچھ صحیح نہیں ہوا اور مطالب المومنین میں قنیہ سے نقل کیا ہے کہ مکروہ نہیں قیام بیٹھنے والوں کا
واسطے آنے والے کے بسبب تعظیم کے اور قیام بنفسہ مکروہ نہیں ہے بلکہ مکروہ محبت قیام کی ہے اگر کسی نے قیام کیا اسکے لیے اور وہ محبت قیام کی نہ رکھے قیام اسکے لیے مکروہ نہیں ہوگا اور
قاضی عیاض مالکی نے کہا کہ قیام منہی عنہ اسکے حق میں ہے کہ بیٹھا ہو اور اسکے آگے لوگ کھڑے ہیں اسکے بیٹھنے تک جیسے کہ ایک حدیث میں آیا ہے اور بیچ قیام انکے تعظیم کے واسطے اہل دنیا
کے وعید شدید وارد ہوئی ہے اور نہایت مکروہ ہے ع ومضی الحدیث بطوله فی باب حکم الاسرا اور گذری حدیث تمام بیچ حکم قیدیوں کے ع وعن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیه
وسلم قال لا یقیم الرجل الرجل من مجلسه ثم یجلس فیه ولکن تفسحوا وتوسعوا متفق علیه اور روایت ہے ابن عمر سے انہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا نہ اٹھا دے کوئی
کسی کو جگہ بیٹھنے اسکی سے پھر آپ بیٹھ جاوے جگہ اسکی میں ولیکن فراخ کرو جگہ کو اور جگہ دو آنے والے کو یعنے تا حاجت اٹھانے کی نہ پڑے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف اور بعضوں
نے کہا کہ تقدیر حدیث میں یوں ہے ولکن لیقل تفسحوا یعنے ولیکن چاہیے کہ کہے کشادہ ہوجاؤ اور کہا نووی نے کہ یہ نہی واسطے تحریم کے ہے پس جو کوئی سبقت کرے طرف ایک جگہ مباح کے یعنے
مسجد وغیرہ کے دن جمعہ وغیرہ کے واسطے نماز کے یا غیر اسکے کے پس وہ احق ہے ساتھ اسکے اور حرام ہے اوپر غیر اسکے کے اٹھا دینا اسکا بسبب اس حدیث کے ع وعن ابی هریرة ان
رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال من قام من مجلسه ثم رجع الیه فهو احق به رواه مسلم اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص
کہ اٹھے اپنی جگہ بیٹھنے کی سے پھر پھرے طرف اسکے پس وہ احق ہے ساتھ اس جگہ کے نقل کی یہ مسلم نے ف لکھا ہے علما نے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اٹھا ہو بقصد پھر آنے کے مثل جیسے
وضو کو یا اور کسی تھوڑے سے کار ضروری کے لیے اٹھا اور پھر آیا جلدی سے تو وہی اس جگہ کا مستحق ہے پس اگر کوئی وہاں آن بیٹھے تو اسکو اٹھا دینا درست ہے اسلیے کہ نہیں باطل ہوا ہے
اختصاص اسکا واسطے رجوع کرنے مباح کے طرف محل اپنی کے اور دلالت کرتی ہے اسپر وہ حدیث کہ آگے آویگی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے پھر اٹھتے اور ارادہ کرتے پھر آنیکا
تو اتار جاتے جوتا اپنا الخ اور اگر مجلس سے اٹھا اور کسی کام کے لیے دور دراز گیا اور پھر آیا تو جگہ اسکی نہ رہی اور وہ مستحق اسکا نہیں رہا ع الفصل الثانی فصل دوسری
(عن انس قال لم یکن شخص احب الیهم من رسول الله صلی الله علیه وسلم وکانوا اذا راوه لم یقوموا لما یعلمون من کراهیته لذلک رواه الترمذی وقال هذا حدیث حسن صحیح)

روایت ہے انس سے کہا نہ تھا کوئی شخص بہت محبوب طرف صحابیوں کے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اور تھے وہ جسوقت کہ دیکھتے حضرت کو نہ کھڑے ہوتے بسبب اسکے کہ جانتے تھے وہ
ناخوش رکھنا آنحضرت کا انکو بیچ کھڑے ہونے کے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے ف ناخوش رکھتے تھے حضرت کھڑے ہونے کو واسطے تواضع کے اور مخالفت عادت متکبرین
کے بلکہ اختیار کیا تھا ثابت رہنا اوپر عادت عرب کے بیچ ترک کرنے تکلف کے قیام میں اور بیٹھنے میں اور کھانے میں اور پہننے میں اور چلنے میں اور تمام افعال و اخلاق میں اور اسی لیے روایت
کیا گیا ہے انا و اتقیاء امتی برآء من التکلف اور طیبی نے کہا کہ یہ ناخوش رکھنا بسبب کمال محبت اور صفائی باطن اور اتحاد قلوب کے تھا کہ وجہ تھا اتحاد و کمال قلبی کے حاجت تکلف ظاہری کی
نہیں ہے تی حاصل یہ کہ قیام اور ترک قیام مختلف ہوتا ہے بسبب زمانہ اور اشخاص و احوال کے نع (وعن معاویۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سرہ ان یتمثل لہ الرجال قیاما
فلیتبوا مقعدہ من النار رواہ الترمذی و ابو داود) اور روایت ہے معاویہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو کہ خوش کرے یہ کہ کھڑے رہیں آگے اسکے لوگ کھڑے
ہونے کر پس چاہیے کہ تیار کرے جگہ بیٹھنے اپنی کی دوزخ سے نقل کی یہ ترمذی اور ابو داود نے ف تیار کرے الخ یہ امر بمعنی خبر کے ہے گویا کہ فرمایا جسکو خوش کرے یہ کھڑا رہنا واجب ہوا واسطے اسکے
یہ کہ داخل ہوگا ایک جگہ دوزخ کی ہیں کہا گیا ہے کہ یہ وعید اسکے حق میں ہے کہ بطریق تکبر و تعظیم کے دوست رکھے لوگوں کے کھڑے رہنے کو اور اگر یہ خواہش کرے انکی اور کھڑے رہیں لوگ
اپنی خوشی خدمت کے لیے یا طلب ثواب کے لیے یا اتقیے تواضع کے تو نہیں مضائقہ حاصل یہ کہ مکروہ اور منہی عنہ دوست رکھنا ہے کھڑے رہنے کو بطریق تعظیم و تکبر کے اور اگر اس طرح نہو تو کچھ
نہیں اور نقل کیا بیہقی نے شعب الایمان میں خطابی سے بیچ معنی حدیث کے وہ یہ ہے کہ حکم کرے انکو ساتھ اسکے اور لازم کرے اوپر اسکو بطریق تکبر و نخوت کے اور کہا کہ بیچ حدیث سعد کے
دلیل ہے اسپر کہ کھڑا رہنا آدمی کا آگے رئیس فاضل اور والی اور عادل کے مانند کھڑے رہنے متعلم کے واسطے معلم کے مستحب ہے نہ مکروہ اور کہا بیہقی نے کہ یہ قیام ہوتا ہے اوپر
بطریق بر و اکرام کے جیسے کہ تھا قیام انصار کا واسطے سعد کے اور قیام طلحہ کا واسطے کعب بن مالک کے اور نہیں لائق ہے واسطے اس شخص کے کہ قیام کیا جاتا ہے واسطے اسکے یہ کہ ارادہ
کرے اسکا صاحب اپنے سے یہان تک کہ اگر نکرے وہ قیام تو کینہ رکھے اس سے یا شکوہ کرے یا غصہ ہو اس سے (وعن ابی امامۃ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متکئا علی عصا
فقمنا الیہ فقال لا تقوموا کما یقوم الاعاجم یعظم بعضہا بعضا رواہ ابو داود) اور روایت ہے ابو امامہ سے کہا کہ نکلے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم تکیہ کیے ہوئے اوپر عصا کے پس کھڑے
ہوئے ہم واسطے حضرت کے پس فرمایا نہ کھڑے ہو جیسے کھڑے ہوتے ہیں عجمی تعظیم کرتا ہے بعض انکا بعض کی نقل کی یہ ابو داود نے ف یعنے جب کوئی سردار اپنا
دیکھتے ہیں تو اسکے آگے کھڑے رہتے ہیں گھبرا کر اور اسکی تعظیم کے لیے کھڑے رہتے ہیں جیسے کہ اشارہ کیا اسکی طرف ساتھ قول اپنے کے کہ تعظیم کرتا ہے بعض انکا یعنے چھوٹے بعض کے
یعنے اکابر کی پس اس سے منع فرمایا اس توجیہ سے اصل قیام ممنوع نہوا جیسے کہ بعضی حدیثوں میں آیا ہے بلکہ جو کہ بطریق تکبر و تعظیم شان کے ہو نع (وعن سعید بن ابی الحسن قال جاءنا ابو بکرۃ
فی شہادۃ فقام لہ رجل من مجلسہ فابی ان یجلس فیہ وقال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن ذا ونہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یمسح الرجل یدہ بثوب من لم یکسہ رواہ ابو داود)
اور روایت ہے سعید بن ابی الحسن سے کہا آئے ہمارے پاس ابو بکرہ صحابی واسطے ادائے شہادت کے یعنے ایک قضیہ میں کہ گواہ تھے وہ اسمیں پس کھڑا ہوا واسطے تعظیم انکی کے ایک شخص
جگہ اپنی سے یعنے تا وہ وہاں بیٹھیں پس انکار کیا ابو بکرہ نے بیٹھنے سے اس جگہ میں اور کہا کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے اس سے یعنے بیٹھنے سے اس جگہ میں کہ اٹھے اس سے
کوئی اور منع کیا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ پونچھے آدمی ہاتھ اپنا ساتھ کپڑے اس شخص کے کہ نہیں پہنایا اسکو کپڑا روایت کی یہ ابو داود نے ف یعنے اگر ہاتھ طعام وغیرہ میں بھرا
ہوا ہو تو کسی اجنبی کے کپڑے سے نہ پونچھے اور اگر غلام یا فرزند یا خادم اسکا ہو کہ اسنے کپڑا اسکو دیا ہے اسکے کپڑے سے پونچھے تو مضائقہ نہیں اور ظاہر تر یہ ہے کہ اگر اجنبی بھی راضی ہو اسکے
پونچھنے سے تو جائز ہے اسکو یہ اور اسی طرح اگر جانے کہ کوئی اپنی جگہ سے بطیب خاطر اٹھا ہے تو مضائقہ نہیں ہے بیٹھنے کا جگہ اسکی میں جیسے کہ مستفاد ہوتا ہے اس آیت سے تفسحوا فی المجالس اور
جیسے کہ دلالت کرتی ہے اسپر یہ حدیث [illegible] اور مانند اسکے بہت سے فروع ہیں اور ابو بکرہ صحابی نے جو انکار کیا تو سبب یہ تھا کہ یا تو انکو شک ہوگا
شخص کی رضا میں کہ شاید وہ کسی کے کہنے سے اٹھا ہو یا بسبب حیا کے یا احتیاط کی یا ورع کے نزدیک حمل کیا انھوں نے حدیث کو اطلاق پر نع (وعن ابی الدرداء قال کان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جلس وجلسنا حولہ فقام فاراد الرجوع نزع نعلہ او بعض ما یکون علیہ فیعرف ذلک اصحابہ فیثبتون رواہ ابو داود) اور روایت ہے ابی درداء سے کہا کہ
تھا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم جسوقت کہ بیٹھتے اور بیٹھتے ہم گرد انکے پھر اٹھتے یعنے گھر میں جانے کے لیے اور ارادہ رکھتے پھر آنیکا تو اتار جاتے پاپوش اپنی بیٹھنے کی جگہ اسکو کچھ یا

اور ننگے پاؤں جاتے یا چھوڑ جاتے بعض اس چیز کا کہ ہوتی بدن مبارک پر جیسے چادر وغیرہ پس پہچانتے ساتھ اسکے اصحاب حضرت کے پھر آنا اپنی مجلس میں اس پس پھر سے بیٹھتے وہ نقل
کی یہ ابوداؤد نے ف کرو انکے بیٹھے والوں بائیں اور آگے انکے یہ اسلیے کہا گیا کہ وارد ہوئی ہے نہی بیٹھنے سے درمیان حلقہ کے فوع (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ) اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے کہ نقل کی اُنہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا
نہیں حلال ہے کسی شخص کو یہ کہ جدائی ڈالے درمیان دو شخصوں بیٹھے ہوؤں کے مگر ساتھ اذن انکے کے نقل کی یہ ترمذی اور ابوداؤد نے ف یعنی انکے بیچ میں آ بیٹھے اسلیے
کہ کبھی ہوتی ہے ان میں محبت اور خفیہ باتیں کرتی ہوتی ہیں پس انکو شاق گذریگا بیٹھنا اسکا بیچ میں انکے اور کہا ہے علماء نے اگر اسکو دوستی ہوتی انکی آپس میں معلوم ہو تو بیٹھے اور اگر
معلوم ہو کہ علاقہ محبت کا نہیں ہے ان میں تو بیٹھ جاوے اور اگر معلوم و نا معلوم ہو تو احتیاط اسی میں ہے کہ نہ بیٹھے فوع (وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَجْلِسْ بَيْنَ رَجُلَيْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ) اور روایت ہے عمرو بن شعیب سے کہ نقل کی اپنے باپ سے اور اسنے نقل کی اپنے دادا سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا نہ بیٹھ درمیان دو شخصوں کے مگر ساتھ اذن انکے کے نقل کی یہ ابوداؤد نے اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ تیسری فصل میں (عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ مَعَنَا
فِي الْمَسْجِدِ يُحَدِّثُنَا فَإِذَا قَامَ قُمْنَا قِيَامًا حَتّٰى نَرَاهُ قَدْ دَخَلَ بَعْضَ بُيُوْتِ أَزْوَاجِهِ) روایت ہے ابوہریرہ سے کہا تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھتے ساتھ ہمارے مسجد میں باتیں کرتے
ہمسے پس جس وقت اٹھتے کھڑے ہوتے ہم کھڑے ہونا یعنے دراز یہاں تک کہ دیکھتے ہم انکو داخل ہوئے بیچ گھروں بیبیوں اپنی کے یعنی ف کھڑے ہوتے یعنی بسبب برخاست ہونے مجلس
کے نہ واسطے تعظیم حضرت کے اسلیے کہ صحابہ نہیں کھڑے ہوتے تھے وقت تشریف لانے آنحضرت کے بسبب کراہت آنحضرت وقت جانے کے اور کھڑے رہنا صحابہ کا دیر تک شاید کہ اسلیے تھا کہ وہ منتظر
اسکے رہتے ہونگے کہ حضرت کسی کام کے لیے فرماویں یا پھر تشریف لاویں بیٹھنے کے لیے پس سبب یا اسی ہوئے جدا ہوتے فوع (وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ قَاعِدٌ فَتَزَحْزَحَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ فِي الْمَكَانِ سَعَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلْمُسْلِمِ لَحَقًّا إِذَا رَآهُ أَخُوْهُ
أَنْ يَتَزَحْزَحَ لَهُ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ) اور روایت ہے واثلہ بن الخطاب سے کہا آیا ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں کہ آپ مسجد میں بیٹھے تھے
پس حرکت کی اور ایک طرف ہوگئے اپنی جگہ سے اسکے لیے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس کہا اس شخص نے یا رسول اللہ مکان میں فراخی ہے یعنی پس کیوں تکلیف فرمائی آپ نے حرکت
کرنے کی پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق واسطے مسلمان کے حق ہے جب دیکھے اسکو بھائی مسلمان اسکا یہ کہ حرکت کرے واسطے اسکے یعنے قطع نظر تنگی اور فراخی جگہ سے حرکت کرنا
ایک طرف ہو جانا جگہ سے بقصد اکرام بھائی مسلمان کے حق ہے روایت کیں یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں بَابُ الْجُلُوْسِ وَالنَّوْمِ وَالْمَشْيِ باب ہے بیچ
بیان بیٹھنے اور سونے اور چلنے کے اور اسمیں ذکر لیٹنے کا بھی ہے اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ فصل پہلی (عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ مُحْتَبِيًا بِيَدَيْهِ رَوَاهُ
الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے ابن عمر سے کہا دیکھا میں نے آنحضرت کو بیچ صحن خانہ کعبہ کے بیٹھے ہوئے گوٹ مارے ساتھ ہاتھوں اپنے کے نقل کی یہ بخاری نے ف صورت
اس نشست کی یہ ہے کہ دونوں زانو کھڑے رکھے اور تلوے زمین پر رکھے اور دونوں ہاتھوں سے پنڈلیوں پر حلقہ کرے خواہ سرین زمین پر رکھے یا نہ رکھے اور بجائے ہاتھوں کے کبھی کپڑا
بھی پاؤں پر لپیٹ لیتے ہیں مانند دوپٹہ وغیرہ کے اور عرب اسطرح بہت بیٹھا کرتے ہیں اور آنحضرت کا بیٹھنا کپڑا لپیٹ کر بھی روایت کیا گیا ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ اسطرح بیٹھنا
جائز بلکہ مستحب ہے فوع (وَعَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ مُسْتَلْقِيًا وَاضِعًا إِحْدٰى قَدَمَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے
عباد بن تمیم سے نقل کی اُسنے چچا اپنے سے کہا اُسنے کہ دیکھا میں نے آنحضرت کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے رکھنے والے ایک قدم اپنا دوسرے قدم پر نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف
رکھنا قدم کا قدم پر نہیں مقتضی ہوتا کھلنے ستر کا بخلاف رکھنے پاؤں کے پاؤں پر کہ اس سے بعض اوقات ستر کھلتا ہے اور اس سے تطبیق ہوجاتی ہے درمیان اس حدیث کے اور
درمیان حدیثوں نہی کی کے کہ آگے آتی ہیں اور زیادہ تحقیق اسکی آگے ہوگی اور اسی طرح لیٹنا آپکا کبھی کبھی تھا واسطے بیان جواز یا حاصل کرنے راحت اور دفع تکان کے والا معلوم
ہوا ہے کہ بیٹھنا حضرت کا مجمعوں میں خلاف اسکے تھا کہ بیٹھتے تھے آپ چار زانو با وقار و باتواضع فوع (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْفَعَ الرَّجُلُ إِحْدٰى
رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلٰى ظَهْرِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے جابر سے کہا منع فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ اٹھاوے مرد ایک پاؤں اپنا دوسرے پاؤں پر

اس حال میں کہ وہ لیٹا ہوا ہو پیٹھ پر نقل کی یہ مسلم نے (وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَسْتَلْقِیَنَّ اَحَدُکُمْ ثُمَّ یَضَعُ اِحْدٰی رِجْلَیْهِ عَلَی الْاُخْرٰی رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے جابر سے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ چت لیٹے ایک تمہارا پھر رکھے ایک پاؤں اپنا دوسرے پاؤں پر نقل کی یہ مسلم نے ف یہ دونوں حدیثیں جابر سے آئی ہیں ظاہر میں منافات رکھتی ہیں ساتھ حدیث ابن عمر کے کہ اول مذکور ہوئی ہیں اور تطبیق ان میں یوں دی ہے کہ رکھنا ایک پاؤں کا دوسرے پاؤں پر دو طریق سے ہوتا ہے ایک تو یہ کہ دونوں پاؤں دراز ہوں اور ایک دوسرے پر رکھے سو یہ کچھ مضائقہ نہیں اس ہیئت سے کھلنا ستر کا لازم نہیں آتا اور طریق دوسرا یہ ہے کہ زانو ایک پاؤں کا کھڑا رکھے اور پاؤں دوسرا اس پاؤں کے زانو پر کھڑا کیا ہو رکھے یہ منع ہے اور یہی اس صورت میں ہے کہ ستر کھلنے کا اندیشہ ہو اور جو پاجامہ پہنے ہو اور تہ بند یا دامن کرتے کا دراز ہو اور اگر ایسا ہو تو کچھ منع نہیں بلکہ جائز اور منع کا اوپر کھلنے اور نہ کھلنے ستر کے ہے ایسا ہی کہا ہے علماء نے (وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَمَا رَجُلٌ یَتَبَخْتَرُ فِیْ بُرْدَیْنِ وَقَدْ اَعْجَبَتْهُ نَفْسُهُ خُسِفَ بِهِ الْاَرْضُ فَهُوَ یَتَجَلْجَلُ فِیْهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کہ ایک شخص اتراتا اور اکڑتا چلا جاتا تھا دو کپڑوں چادروں کے اور تحقیق عجب میں ڈالا تھا اس کو نفس اس کے نے اور خوش آتے تھے اس کو وہ کپڑے پہنے ہوئے اس کے پہننے سے تکبر اور عجب میں پڑا تھا دھنسا دیا گیا اس کو زمین میں پس وہ شخص حرکت کرتا ہوا چلا جاتا ہے زمین میں قیامت کے دن تک نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف کہا بعضوں نے کہ وہ شخص قارون تھا اور نووی نے کہا احتمال ہے کہ وہ شخص اس امت میں سے ہو یا اگلی امتوں میں سے اور اس سے معلوم ہوا کہ تکبر اور افتخار اور اترانا اور اکڑنا چلنے میں حرام ہے اور انجام اس کا برا ہے اعاذنا اللہ منہ اور رفتار کی دو قسمیں آئی ہیں اور ہر ایک کا نام عرب میں ایک ہے چنانچہ شرح عربی میں ذکر کیا ہے اور فضیلت یہی ہے کہ ساتھ زیرہ اور حزم و وقار کے آہستہ ساتھ حرکت تمام اور تھوڑی سی سرعت کے چلیں مثل مردوں اور افسردوں کے مانند بیماروں کے نہ چلیں اور نہ ساتھ تکبر اور گھبراہٹ کے یہ دونوں قسمیں بری ہیں اور دلیل ہیں اوپر مردہ دلی اور بے عقلی کے اور قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے نیکوں کی تعریف کی ہے اور اپنے خاص بندوں کو ساتھ اس کے وصف کیا ہے کہ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا یعنی بندے رحمن کے وہ لوگ ہیں کہ چلتے ہیں زمین پر آرام و با وقار سے نہ تکبر و گھبراہٹ اور سست مردگی اور افسردگی کے الْفَصْلُ الثَّانِیْ

فصل دوسری (عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُتَّکِئًا عَلٰی وِسَادَةٍ عَلٰی یَسَارِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے جابر بن سمرہ سے کہا دیکھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے اوپر تکیہ کے کہ رکھا تھا بائیں طرف اپنی نقل کی یہ ترمذی نے ف اس سے معلوم ہوا کہ تکیہ لگا کر بیٹھنا سنت ہے اور آیا ہے کہ آنحضرت تکیہ کو دوست رکھتے تھے اور فرمایا ہے کہ اگر کوئی تکیہ دے تو رد نہ کرے جیسے کہ منع فرمایا رد خوشبو کے فرمایا ہے (وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ فِی الْمَسْجِدِ احْتَبٰی بِیَدَیْهِ رَوَاهُ رَزِیْنٌ) اور روایت ہے ابی سعید خدری سے کہ کہا تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے مسجد میں گوٹ کرتے ساتھ دونوں ہاتھوں اپنے کے نقل کی یہ رزین نے (وَعَنْ قَیْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ اَنَّهَا رَاَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ وَهُوَ قَاعِدٌ الْقُرْفُصَاءَ قَالَتْ فَلَمَّا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَخَشِّعَ اُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ) اور روایت ہے قیلہ بیٹی مخرمہ کی سے کہ تحقیق دیکھا اس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں بیٹھے ہیئت قرفصا کے کہا قیلہ نے پس جب دیکھا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وضع سے بیٹھے کہ نہایت فروتنی اور انکسار اور ذوق و حضور میں تھے کانپ گئی میں مارے ہیبت کے نقل کی یہ ابوداؤد نے ف قرفصا ساتھ پیش قاف اور جزم را اور پیش فا کے اور زیر بھی اس کی آیا ہے اور ساتھ صاد و مد کے مقصود اور ممدود دونوں طرح آیا ہے اور قاموس میں ہے قرفصاء ساتھ تثلیث القاف والفاء کہا ایک قسم بیٹھنے کی اور وہ اس طرح کہ بیٹھے دونوں سرین پر اور لگاوے رانیں پیٹ کو اور احتبا کرے ساتھ دونوں ہاتھوں کے یعنی دونوں ہاتھوں سے حلقہ کرے پاؤں پر یا بیٹھے تکیہ کر کر دونوں زانوؤں پر اور لگاوے رانیں پیٹ سے اور داخل کرے ہتھیلیاں ہاتھ کی دونوں بغلوں میں داہنی ہتھیلی بائیں بغل میں اور بائیں ہتھیلی داہنی بغل میں اور یہ بیٹھنا طریقہ جنگلیوں کا ہے اور جو بڑا مشغول کہ دل میں فکر اور اندیشہ اور خیال رکھتا ہو وہ بھی اس طرح بیٹھتے ہیں ف (وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّی الْفَجْرَ تَرَبَّعَ فِیْ مَجْلِسِهٖ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسْنَاءَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ) اور روایت ہے جابر بن سمرہ سے کہ کہا تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت نماز پڑھ چکتے فجر کی چار زانو بیٹھے رہتے یہاں تک کہ خوب نکل آتا آفتاب روشن نقل کی یہ ابوداؤد نے (وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا عَرَّسَ بِلَیْلٍ اضْطَجَعَ عَلٰی شِقِّهِ الْاَیْمَنِ وَاِذَا عَرَّسَ قُبَیْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهٗ وَوَضَعَ رَاْسَهٗ عَلٰی کَفِّهٖ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ) اور روایت ہے ابی قتادہ سے کہا تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے جس وقت کہ اترتے رات کو سفر میں بیچ راحت سونے کے لیٹتے اپنی داہنی کروٹ پر اور جب اترتے قریب صبح کے کھڑا کرتے

پونچھا مبارک اپنا اور رکھتے سر مبارک اپنا اوپر ہتھیلی اپنی کے نقل کی یہ شرح السنہ میں فـ یعنی عادت شریف یہی تھی کہ جب اترتے کسی وقت سفر میں کچھ رات ہوتی تو داہنی کروٹ
آرام فرماتے جیسے عادت غیر سفر میں تھی اور اگر صبح نزدیک ہوتی دست مبارک کھڑا کر کے ہتھیلی پر سر مبارک رکھتے اور آرام فرماتے تاکہ غفلت کی نہ آجاوے اور نماز فجر کی نہ جاتی رہے
اور داہنی کروٹ سونے میں بھی غفلت بہت نہیں ہوتی اسلیے کہ دل لٹکتا رہتا ہے اور قرار کم ہوتا ہے اسکو اور جب بائیں پہلو پر سوتا ہے تو دل اپنے ٹھکانے پر ہوتا ہے اور آرام پاتا
ہے اور نیند فراغت سے آتی ہے چنانچہ اطبا کہتے ہیں غرض اگلی سونے سے آرام اور ہضم طعام ہو بائیں کروٹ سونے میں سبب آرام کا ہے اور غذا ہضم کی حرارت باطن میں رکجاوے اور جو سبب
ہضم طعام کا ہو اور بعضی روایت میں آیا ہے کہ جب آنحضرت آخر شب کو اترتے تو بائیں ہاتھ سر مبارک کے نیچے رکھتے اور جب قریب صبح کے اترتے تو ہاتھ کھڑا کر کے سر مبارک ہتھیلی پر
رکھتے ﴿وَعَنْ بَعْضِ آلِ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ فِرَاشُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِمَّا يُوضَعُ فِي قَبْرِهِ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عِنْدَ رَأْسِهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ﴾ اور روایت ہے بعضی اولاد ام سلمہ کی
سے کہا تھا بچھونا حضرت صلعم کا آرام کرنے کا مانند اس کپڑے کے کہ رکھا گیا قبر شریف میں اور تھی مسجد نزدیک سر مبارک کے نقل کی یہ ابو داود نے فـ یعنی اول طرح کے بچھونے پر کچھ تھا بچھونا
حضرت کے آرام کرنے کا قریب اس کپڑے کے کہ رکھا گیا قبر شریف میں اور وہ معلوم تھا بعضے لوگوں کو بیچ تھوڑا سا تھا اور لپیٹا ہوا تھا اور بعضوں نے یہ معنے کیے ہیں کہ بچھونا حضرت کا
اس کپڑے کی جنس سے تھا کہ رکھا گیا قبر میں اور وہ چادر سرخ تھی کہ وقت بیماری کے حضرت کے نیچے بچھی تھی جب وفات شریف ہوئی تو شقران کہ غلام آنحضرت کا تھا انہوں نے اس کو قبر
شریف میں جسد مبارک کے نیچے رکھدی اور کہا نہیں چاہتا میں کہ پہنے آنحضرت کے بعد اسکو کوئی پہنے اور صحیح یہ ہے کہ صحابہ نے بعد اسکے کہ ہنوز قبر بند نہ ہوئی تھی وہ چادر نکال لی
اور ظاہر یہ تھا کہ بچھایا جاوے بلفظ مضارع کے لیکن عدول ماضی سے طرف مضارع کے کیا واسطے حکایت حال کے اور تھی مسجد نزدیک یعنی وقت آرام کرنے کے سر مبارک
مسجد کی طرف کرتے تھے اسلیے کہ جب رو بقبلہ لیٹتے حجرہ شریف میں تو سر مسجد کی طرف ہوتا کیونکہ حجرہ شریف بجانب دست چپ مسجد کے ہے پس رو بقبلہ سونے سے سر مسجد کی طرف ہوتی
اور ایک نسخہ میں مسجد ساتھ زیر جیم کے ہے یعنی مصلے کہ بیچ وقت آرام کرنے کے مصلی سرہانے رہتا تھا تاکہ جلدی سے نماز کے لیے بچھا لیں ﴿وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَأَى رَسُولُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مُضْطَجِعًا عَلَى بَطْنِهِ فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ ضِجْعَةٌ لَا يُحِبُّهَا اللهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ﴾ اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو لیٹے
اوندھا پس فرمایا آپ نے اسکو کہ یہ اس ہیئت کا لیٹنا ہے کہ نہیں دوست رکھتا اسکو اللہ نقل کی یہ ترمذی نے فـ لکھا ہے علما نے کہ لیٹنا چار قسم کا ہے ایک تو چت اور یہ لیٹنا
اہل عبرت کا ہے کہ بیچ ملکوت آسمان اور ستاروں کے نظر عبرت سے دیکھتے ہیں اور اوپر قدرت اور حکمت کردگار تعالے کے دلیل پکڑتے ہیں اور دوسرا لیٹنا داہنی کروٹ اور
یہ لیٹنا اہل عبادت کا ہے کہ ساتھ اس وضع کے مستعد اور مہیا قیام شب کے لیے ہوتے ہیں واسطے نماز اور طاعت مولے عز و علا کے اور تیسرا لیٹنا بائیں کروٹ پر ہے اور یہ لیٹنا چین اور امیروں کا
ہے کہ ساتھ اسکے ارادہ کرتے ہیں ہضم ہونے طعام کا اور راحت و آرام طبیعت کا اور چوتھے لیٹنا اوندھا ہے اور یہ لیٹنا اہل غفلت کا ہے کہ سینہ اور منہ کہ اشرف اعضا اور افضل اجزا
ہیں ساتھ اسکے بیچ ذلت پر اوندھا ڈالتے ہیں بیچ غیر طاعت و سجود کے اور یہ لیٹنا اغلامیوں کا ہے پس مشابہت کرنی انکے بری ہے ﴿وَعَنْ يَعِيشَ بْنِ طِخْفَةَ بْنِ قَيْسٍ
الْغِفَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا مُضْطَجِعٌ مِنَ السَّحَرِ عَلَى بَطْنِي إِذَا رَجُلٌ يُحَرِّكُنِي بِرِجْلِهِ فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ ضِجْعَةٌ يُبْغِضُهَا اللهُ فَنَظَرْتُ فَإِذَا هُوَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَهْ﴾ اور روایت ہے یعیش بیٹے طخفہ بیٹے قیس غفاری کے سے کہ نقل کی اپنے باپ سے یعنی طخفہ سے اور تھا باپ اسکا اصحاب صفہ سے کہا اسکے باپ نے کہ
میں لیٹا ہوا تھا سبب درد سینے کے اوپر پیٹ اپنے کے یعنی اوندھا کہ ناگہاں ایک شخص ہلاتا ہے مجھکو اپنے پانوں سے اور کہا اس شخص نے کہ یہ لیٹنا ہے کہ دشمن رکھتا ہے اللہ تعالے اسکو پس دیکھا میں
نے پس ناگہان دیکھتا ہوں کہ وہ شخص پانوں سے ہلانے والے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہیں نقل کی یہ ابو داود اور ابن ماجہ نے فـ شاید کہ حضرت کو عذر انکا معلوم نہوگا اسلیے اس طرح فرمایا یا
اسلیے فرمایا کہ ممکن تھا کہ دونوں زانوں پر بیٹھ جاتے واسطے دفع درد کے بغیر پھیلانے پانوں کے ﴿وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَاتَ عَلَى ظَهْرِ
بَيْتٍ لَيْسَ عَلَيْهِ حِجَابٌ وَفِي رِوَايَةٍ حِجَارٌ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَفِي مَعَالِمِ السُّنَنِ لِلْخَطَّابِيِّ حِجًى﴾ اور روایت ہے علی بن شیبان سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
جو شخص کہ رات کو سووے گھر کی چھت پر کہ نہ ہو اسپر پردہ یعنی گرد اسکے دیوار کہ مانع ہو گرنے سے اور ایک روایت میں ہے لفظ حجار کا یعنی بدلے حجاب کے اور حجار جمع حجر کی ہے ساتھ زیر
ح کے یعنی پتھر مانع گرنے سے مانند دیوار وغیرہ کے پس فرمایا کہ جو کوئی ایسی چھت پر سووے پس تحقیق بری ہوا اس سے ذمہ نقل کی یہ ابو داود نے اور بیچ معالم السنن کے نام

کتاب خطا الٰہی کا ہی بچا ہے حجاب سے کہ جو نہی واقع ہوا ہی وقت بری ہوا اس سے ذمہ اور عہد کہ حق سبحانہ نے واسطے نگہبانی اُسکی کے باندھا ہی اسلیے کہ اللہ تعالے نے از راہ کرم و مہربانی
کے واسطے حفاظت اپنے بندون کے عہد کیا ہی اور بلا کو اور اسباب اس کام کے لیے پیدا کیے پس جب اس شخص نے اپنے ہاتھ سے نفس کو ہلاکت مین ڈالا اور ایسی جگہ سویا کہ محل عادت کے
سبب ہلاکت اُسکی کا ہو وہ عہد و محافظت اُسکی ساقط اور منقطع ہوئی اور لفظ حجی ساتھ زیر ح اور زبر کے مقصور ساتھ تنوین کے ہی اور مراد دونون وجہ سے پردہ ہی اسلیے کہ
سے حجی ماخوذ ہی یعنے عقل کہ ہی تشبیہ دی پردہ کو ساتھ عقل کے کہ جیسے عقل مانع ہی امور ناشائستہ سے ویسے ہی پردہ مانع ہی گرنے سے اور ساتھ زبر کے حجی ہی یعنے جانب ہی کہ احجا جمع ہی
جوانب کو کہتے ہین اور پردہ جانب کو ڈھکے رہتا ہی اسلیے اسکو حجی کہا ماخوذ (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّنَامَ الرَّجُلُ عَلٰى سَطْحٍ لَيْسَ بِمَحْجُوْرٍ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)
اور روایت ہی جابر سے کہ منع فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے آدمی کے سے اُس کوٹھے پر کہ نہو پردہ اُسپر نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ مَلْعُوْنٌ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَعَدَ وَسَطَ الْحَلْقَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ) اور روایت ہی حذیفہ سے کہ کہا لعنت کیا گیا ہی اوپر زبان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ شخص کہ بیٹھے درمیان حلقہ کے نقل کی یہ ترمذی
اور ابو داود نے اور اسکی تاویل کئی طرح کی ہی علما نے ایک تو یہ کہ لوگ حلقہ کیے بیٹھے ہین اور ایک شخص آیا لوگون کی گردنون پر سے پھلانگ کر بیچ مین جا کر بیٹھا اور یہ نکیا کہ جہان جگہ پاتا
وہین بیٹھ جاتا اور دوسرے یہ کہ بیچ مین حلقہ کے جا کر بیٹھا اسطرح کہ بعضے لوگون کے منہ کا سامنا کیا کہ ایک دوسرے کو نہین دیکھ سکتا پس ضرر پایا لوگون نے اس سے اور تیسرے یہ کہ
بیچ مین جا کر بیٹھا مسخرا پن کرنے کے لیے تاکہ لوگون کو ہنساوے ع (وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ الْمَجَالِسِ اَوْسَعُهَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ) اور
روایت ہی ابی سعید خدری سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہتر مجلسون کی فراخ تر ہین انکی یعنے ایسی جگہ مجلس کرنی چاہیے کہ فراخ ہو تا لوگ تنگ ہنون اور
ایذا نپاوین نقل کی یہ ابو داود نے (وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ جُلُوْسٌ فَقَالَ مَالِيْ اَرَاكُمْ عِزِيْنَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ) اور روایت ہی جابر بن سمرہ
سے کہ کہا آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنے گھر سے باہر نکلے اور اصحاب حضرت کے بیٹھے تھے پس فرمایا آپ نے کیا ہی مجکو کہ دیکھتا ہون تمکو متفرق نقل کی یہ ابو داود نے ف
عزین جمع عزت کی ہی ساتھ تخفیف زے کے یعنے جماعت کے مکروہ رکھا آنحضرت نے تفرق کو کہ موجب وحشت اور بیگانگی اور دوری کا ہی اور رغبت دلائی اوپر اجتماع و اتفاق کے کہ
نشان یگانگت اور اتحاد کا ہی حاصل یہ کہ سب حلقہ کر کے بیٹھو واسطے کہ متفرق جماعتین بنا کر بیٹھو ع (وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا
كَانَ اَحَدُكُمْ فِي الْفَيْءِ فَقَلَصَ عَنْهُ الظِّلُّ فَصَارَ بَعْضُهٗ فِي الشَّمْسِ وَبَعْضُهٗ فِي الظِّلِّ فَلْيَقُمْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْهُ قَالَ اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ فِي الْفَيْءِ فَقَلَصَ عَنْهُ فَلْيَقُمْ فَاِنَّهٗ مَجْلِسُ الشَّيْطَانِ
هٰكَذَا رَوَاهُ مَعْمَرٌ مَوْقُوْفًا) اور روایت ہی ابی ہریرہ سے یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ ہو ایک تمہارا بیٹھا سایہ مین پس اٹھ جاوے اُس سے سایہ پس ہو کچھ اُسکا آفتاب مین اور کچھ
سایہ مین پس چاہیے کہ اٹھ کھڑا رہے یعنے اور جگہ جا بیٹھے تاکہ ہووے سارا سایہ مین یا آفتاب مین اسلیے کہ جب آدمی بیٹھتا ہی ایسی جگہ کہ کچھ سایہ مین ہو اور کچھ دھوپ مین تو فاسد ہو جاتا ہی مزاج
اُسکا بسبب اختلاف حال بدن کے موثرین متضادین سے نقل کی یہ ابو داود نے یعنے مرفوع اور شرح السنہ مین ابی ہریرہ سے ہی کہ کہا ابو ہریرہ نے جس وقت کہ ہو ایک تمہارا سایہ مین پس
اٹھ جاوے اُس سے سایہ پس اُٹھ کھڑا رہے اسلیے کہ جگہ کہ کچھ سایہ مین ہو اور کچھ آفتاب مین جگہ بیٹھنے شیطان کی ہی اسی طرح یعنے جیسے کہ شرح السنہ مین ہی روایت کیا ہی اسکو معمر نے موقوف
ابو ہریرہ پر ف یعنے قول ابو ہریرہ کا ہی نہ حدیث حضرت کی لیکن یہ موقوف حکم مرفوع مین ہی اسلیے کہ یہ چیز اجتہاد اور قیاس سے نہین معلوم ہو سکتی اُسکو صحابی بغیر سنے حضرت کے
نہین کہہ سکتا اور جگہ بیٹھنے شیطان کی ہی ظاہر یہ ہی کہ یہ محمول ہی ظاہر پر اور بعضون نے کہا کہ شیطان کی طرف اسلیے نسبت کی کہ وہ باعث ہوتا ہی اسپر تاکہ پہونچے اسکو ضرر پس وہ دشمن ہی بدن
کا بھی جیسا کہ دشمن ہی دین کا ع اگر تمام آفتاب مین ہو تو یہی بسبب ایذا نفس کے تعب و مشقت مین ممنوع و مکروہ ہوگا نہ بسبب ہونے اُسکے مجلس شیطان کی لیکن اگر آفتاب
جاڑے کا ہو تو مضائقہ نہین ع (وَعَنْ اَبِيْ اُسَيْدِ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ خَارِجٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَاخْتَلَطَ الرِّجَالُ مَعَ النِّسَاءِ فِي الطَّرِيْقِ فَقَالَ لِلنِّسَاءِ
اسْتَاْخِرْنَ فَاِنَّهٗ لَيْسَ لَكُنَّ اَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيْقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَاتِ الطَّرِيْقِ فَكَانَتِ الْمَرْاَةُ تَلْصَقُ بِالْجِدَارِ حَتّٰى اِنَّ ثَوْبَهَا لَيَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ) اور روایت
ہی ابی اسید انصاری سے کہ انہون نے سنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے یعنے باتین اور امر و نہی کرتے تھے لوگون کو اسحال مین کہ آنحضرت نکلنے والے تھے مسجد مین سے پس
مل گئے مرد ساتھ عورتون کے راہ مین پس فرمایا حضرت نے عورتون کو پیچھے چلو مردون کے اور الگ رہو اسلیے کہ نہین پہونچتا تمکو اے عورتون یہ کہ بیچ مین راہ کے چلو لازم کرو اپنے پر کنارے

اور اسلیے کہ چھینکنا سبب خفت دماغ اور صفائی قولے اور کا ہے پس باعث اور معین ہوتا ہے طاعت اور حضور قلب کا اور جمائی آتی ہے امتلاء اور ثقل نفس اور کدورت حواس سے اور باعث ہوتی ہے غفلت اور کسالت اور بدفہمی کی اور طاعت میں نشاط نہیں ہونے دیتی پس شیطان اس سے خوش ہوتا ہے اور اسی سبب سے اسکو شیطان سے کہا اور نسبت اسکی طرف کی ہے معلوم ہوا کہ دوست رکھنا حق تعالیٰ کا چھینکنے کو اور مکروہ رکھنا جمائی کو باعتبار ثمرہ اور نتیجہ انکے کے ہے کہ نشاط طاعت میں اور کسالت اسمیں ہے اور تعریف کرے الحمد لله کہے اور اگر رب العالمین زیادہ کرے بہتر ہے اور اگر الحمد لله علی کل حال کہے بہت بہتر کذا قال الطیبی اور روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے کتاب مصنف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موقوفاً کہ جو کوئی کہے وقت چھینکنے اپنے کے الحمد لله رب العالمین علی کل حال وہ نہیں پاویگا درد داڑھ اور کان کا کبھی اور حکمت بیچ حمد کرنے کے بعد چھینکنے کے یہ ہے کہ چھینکنا سبب سلامتی دماغ اور قوت مزاج کی ہے اور یہی حق الخ یہ عبارت دلالت کرتی ہے اسپر کہ جواب چھینکنے والے کا ساتھ یرحمک اللہ کے فرض ہے ہر مسلمان پر لیکن علما کو اسمیں اختلاف ہے صحیح مذہب میں یہ ہے کہ واجب علی الکفایہ ہے اگر ایک بھی حاضرین میں سے کہے کافی ہے سب کے ذمہ سے ساقط ہو جاویگا اور ایک روایت میں مستحب ہے اور سفر السعادۃ کے مؤلف نے کہا کہ ظاہر حدیثوں کا یہ ہے کہ جواب چھینکنے والے کا فرض ہے ہر ایک پر اور جواب دینا ایک کا اوروں سے نہیں ساقط کرتا اور یہ قول ایک جماعت کا اکابر علما سے ہے اور مذہب شافعی یہ ہے کہ جواب سنت علی الکفایہ ہے لیکن افضل یہ ہے کہ ہر ایک دے اور مذہب مالکیہ میں اختلاف ہے کہ واجب ہے یا سنت اور اتفاق ہے اسپر کہ وجوب یا سنت اس وقت میں ہے کہ چھینکنے والا الحمد کہے اور جو نہ کہے تو وہ مستحق جواب کا نہیں ہوتا اور اگر آہستہ کہے کہ کوئی نہ سنے تو بھی جواب لازم نہیں ہوتا چنانچہ لفظ سمعہ کا اس حدیث میں ہے دلالت اسپر کرتا ہے اور الیاذ حکم سلام اور تمام فرض کفایوں کا ہے مانند عیادت مریض اور تجہیز میت اور نماز جنازہ اور مانند انکے کہا اور شرح السنہ میں ہے کہ اسمیں دلیل ہے اسپر کہ لائق ہے یہ کہ بلند آواز سے الحمد کہے تاکہ سنیں مجلس والے اور مستحق جواب کا ہو (متفق علیہ) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلْيَقُلْ لَهٗ اَخُوْهُ اَوْ صَاحِبُهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاِذَا قَالَ لَهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَلْيَقُلْ يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت چھینکے ایک تمہارا پس چاہیے کہ کہے الحمد لله اور چاہیے کہ کہے واسطے اسکے مسلمان بھائی اسکا یا فرمایا یار اسکا یرحمک اللہ پس جسوقت کہے اسکو یرحمک اللہ پس چاہیے کہ چھینکنے والا بدلہ کرے یہدیکم اللہ اور درست کرے دل تمہارے یا احوال تمہارے نقل کی یہ بخاری نے ف خطاب کرنا ساتھ جمع کے باعتبار رعایت ہے کہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ چھینکنے والے کے پاس کئی آدمی ہوتے ہیں پس دعا میں سب کو شریک کرے یا خطاب مذکورہ واسطے تعظیم کے ہے یا تمام امت مرحومہ مراد ہے (متفق علیہ) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتَ اَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْاٰخَرَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَمَّتَّ هٰذَا وَلَمْ تُشَمِّتْنِيْ قَالَ اِنَّ هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ وَلَمْ تَحْمَدِ اللّٰهَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے انس سے کہا چھینکا دو شخصوں نے نزدیک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس جواب دیا حضرت نے ان دونوں میں سے ایک کی چھینک کا اور نہ جواب دیا دوسرے کی چھینک کا پس کہا اس شخص نے کہ جسکی چھینک کا جواب نہ دیا تھا یا رسول اللہ جواب دیا آپنے اسکو اور نہ جواب دیا مجھکو فرمایا کہ تحقیق اسنے حمد کی تھی اللہ کی اور نہیں حمد کی تونے اللہ کی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنی پس مستحق ہوا تو جواب کا کہا مکحول نے کہ تھا میں ابن عمر کے پہلو میں پس چھینکا ایک شخص مسجد کے ایک جانب میں پس کہا ابن عمر نے یرحمک اللہ ان کنت حمدت اللہ اور کہا شعبی نے کہ جب سنے تو ایک شخص کو کہ چھینکا پیچھے دیوار کے اور حمد کی اللہ کی پس جواب دے اسکی چھینک کا (متفق علیہ) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتُوْهُ وَاِنْ لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ فَلَا تُشَمِّتُوْهُ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابو موسیٰ سے کہا سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جسوقت کہ چھینکے ایک تمہارا اور حمد کرے اللہ کی پس جواب دو اسکو اور اگر نہ حمد کرے اللہ کی پس نہ جواب دو اسکو نقل کی یہ مسلم نے وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَهٗ فَقَالَ لَهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ ثُمَّ عَطَسَ اُخْرٰى فَقَالَ الرَّجُلُ مَزْكُوْمٌ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِيِّ اَنَّهٗ قَالَ لَهٗ فِي الثَّالِثَةِ اِنَّهٗ مَزْكُوْمٌ اور روایت ہے سلمہ بن اکوع سے یہ کہ انہوں نے سنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حالت میں کہ چھینکا تھا ایک شخص نے نزدیک حضرت کے پس کہا واسطے اسکے حضرت نے یرحمک اللہ پھر چھینکا دوسری بار پس فرمایا حضرت نے کہ یہ شخص زکامی ہے اور ایک روایت ترمذی کی میں ہے یہ کہ حضرت نے فرمایا اسکو تیسری بار میں کہ یہ زکامی ہے ف یعنی یہ بیمار ہے بہت چھینکے گا اور حمد کریگا اور اسکے ہر بار کے جواب میں حرج ہوگا اور روایت میں ابو داؤد اور ترمذی سے آیا ہے کہ تین بار تک جواب دیوے اور بیچ زیادہ کے اس سے اختیار رکھتا ہے چاہیے جواب دے چاہے نہ دے پس حاصل حدیث کا یہ ہے کہ جواب دینا چھینک کا واجب یا سنت ہو کہ علی الخلاف تین بار ہے اور اس سے زیادہ میں اختیار رکھتا ہے درمیان سکوت کے اور تشمیت کے

اور دونوں باتوں میں مطابقت یہ ہے کہ مستحب ہونے سے مراد یہ ہے کہ واجب یا سنت نہیں جواب اسکا بعد تین بار کے یہ کہ غیر جائز ہو واللہ اعلم (وعن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال اذا تثاءب احدکم فلیمسک بیدہ علی فیہ فان الشیطان یدخل رواہ مسلم) اور روایت ہے ابی سعید خدری رضی سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت کہ جمائی
لے ایک تمہارا پس چاہیے کہ رکھے ہاتھ اپنا اپنے منہ پر اسواسطے کہ شیطان داخل ہوتا ہے یعنی اسکے منہ میں اگر کھلا رکھتا ہے نقل کی یہ مسلم نے ف احتمال ہے کہ مراد داخل ہونا حقیقۃ ہو یا مراد
غالب ہونا ہو اسپر ساتھ وسوسہ ڈالنے کے ع (الفصل الثانی) فصل دوسری (عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا عطس غطی وجہہ بیدہ او ثوبہ وغض بہا صوتہ
رواہ الترمذی وابو داؤد وقال الترمذی ہذا حدیث حسن صحیح) روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے جس وقت چھینکتے ڈھانکتے منہ اپنا ساتھ ہاتھ اپنے کے یا ساتھ کپڑے
اپنے کے اور پست کرتے ساتھ چھینک کے آواز اپنی نقل کی یہ ترمذی اور ابو داؤد نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے ف یعنی آواز بلند نہ کرتے تھے چھینکنے میں اور منہ ڈھانکتے
تھے اسلیے کہ ہوتی یا وے بیچ مجلس کے اکثر فضلہ دماغ کا چھینک کے ساتھ نکل آتا ہے مبادا اپنے بدن پر یا ہمنشینوں کے بدن پر پڑے اور وقت چھینکنے کے تغیر ہیئت کی چہرہ میں واقع
ہوتی ہے پس منہ ڈھانکنا چاہیے اور پست آواز سے چھینکنا بھی حسن ادب ہے کہ کبھی بلند آواز ناگہان سے لوگ چونک اٹھتے ہیں اور لکھا ہے علماء نے کہ مستحب ہے چھینکنے والے کو کہ آواز سے
کہے الحمد للہ تاکہ لوگ سنکر جواب دیں کذا فی مطالب المؤمنین ع (وعن ابی ایوب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا عطس احدکم فلیقل الحمد للہ علی کل حال ولیقل
الذی یرد علیہ یرحمک اللہ ولیقل ہو یہدیکم اللہ ویصلح بالکم رواہ الترمذی والدارمی) اور روایت ہے ابی ایوب سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت کہ چھینکے
ایک تمہارا پس چاہیے کہ کہے الحمد للہ اوپر ہر حال کے اور چاہیے کہ کہے وہ شخص کہ جواب دیتا ہے اسکو یرحمک اللہ اور چاہیے کہ کہے وہ یعنی چھینکنے والا ہدایت کرے تمکو اللہ اور درست
کرے دل تمہارے یا احوال تمہارے نقل کی یہ ترمذی اور دارمی نے (وعن ابی موسی قال کان الیہود یتعاطسون عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرجون ان یقول لہم یرحمکم اللہ فیقول
یہدیکم اللہ ویصلح بالکم رواہ الترمذی وابو داؤد) اور روایت ہے ابو موسی رضی سے کہا تھے یہود چھینکتے تکلف سے پاس پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے امید اسکے کہ کہیں آنحضرت انکو یرحمکم اللہ
پس فرماتے حضرت ہدایت کرے تمکو اللہ اور درست کرے احوال تمہارے نقل کی یہ ترمذی اور ابو داؤد نے ف یعنی نفرماتے یرحمکم اللہ اسلیے کہ رحمت خاص ہے واسطے مومنین کے بلکہ دعا
ہدایت کی مناسب حال انکے کرتے ع (وعن ہلال بن یساف قال کنا مع سالم بن عبید فعطس رجل من القوم فقال السلام علیکم فقال لہ سالم وعلیک وعلی امک فکان الرجل
وجد فی نفسہ فقال اما انی لم اقل الا ما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ عطس رجل عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال السلام علیکم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیک وعلی امک اذا
عطس احدکم فلیقل الحمد للہ رب العالمین ولیقل لہ من یرد علیہ یرحمک اللہ ولیقل یغفر اللہ لی ولکم رواہ الترمذی وابو داؤد) اور روایت ہے ہلال بن یساف سے کہا تھے ہم ساتھ
سالم بن عبید کے پس چھینکا ایک شخص نے قوم میں سے اور کہا السلام علیکم یعنی بگمان اسکے کہ بدلے الحمد للہ کے سلام بھی جائز ہو پس کہا واسطے اسکے سالم نے تجھپر اور تیری ماں پر بھی سلام
پس گویا وہ شخص خفا ہوا اپنے جی میں یعنی لفظ وعلی امک کے کہنے سے پس کہا سالم نے خبردار ہو تحقیق نہیں کہا میں نے مگر وہ کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسوقت کہ چھینکا تھا ایک
شخص نزدیک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا السلام علیکم پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھپر اور تیری ماں پر بھی سلام اور فرمایا جب چھینکے ایک تمہارا پس چاہیے کہ کہے
الحمد للہ رب العالمین اور چاہیے کہ کہے واسطے اسکے جواب دینے والا یرحمک اللہ اور چاہیے کہ کہے یعنی چھینکنے والا بطریق استحباب کے یغفر اللہ لی ولکم نقل کی یہ ترمذی اور ابو داؤد نے ف
یعنی چھینکنے میں یہ الفاظ کہنے چاہییں سلام کہنا خاطر میں پاس مقام میں کچھ نہیں ہے اور کہا بعضوں نے کہ اولی یہ ہے کہ جمع کرے درمیان یغفر اللہ لکم کے اور درمیان یہدیکم اللہ ویصلح بالکم
کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب چھینکنے والا اور لفظ کہے سوائے الحمد للہ کے تو مستحق جواب چھینک کا نہیں ہوتا لیکن چونکہ اسنے سلام کہا آنحضرت نے جواب سلام اسکے کا دیا لیکن
جواب میں جو لفظ علی امک فرمایا تو اس لفظ میں دو اشارے ہیں ایک یہ کہ سلام بیچ محل بے موقع کے ہے جیسے کہ کوئی بیچ وقت ارادہ سلام تیرے کے سلام تیری ماں پر کرے دوسرا یہ کہ
نصیحت اور تنبیہ کرنا اسکو ہے ساتھ اسکے کہ یہ ادب دیموں کا ہے اور انکا تربیت مردوں سے نہ پائی ہو اور ماں کے پاس ادب نہ حاصل کیا ہو اور یہی لکھا ہے علماء نے تنبیہ ہے اور یہ ماقت
اسکی کہ سبب سے رعایت صفات ماں اسکی کے اسمیں پس محتاج ہوا دعا کا واسطے ماں اپنی کے ع ح (وعن عبید بن رفاعۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال شمت العاطس ثلثا فما زاد
فان شئت فشمتہ وان شئت فلا رواہ ابو داؤد والترمذی وقال ہذا حدیث غریب) اور روایت ہے عبید بن رفاعہ سے اسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا جواب دے چھینکنے والے کو

تین بار چھینکے کسی مجلس میں پس جبکہ زیادہ چھینکے تین بار سے پس اگر چاہے تو جواب دے اسکو اور اگر چاہے نہ جواب دے نقل کی یہ ابو داؤد اور ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے (وعن
ابی ہریرۃ قال شمّت اخاک ثلاثا فان زاد فھو زکام رواہ ابو داؤد وقال لا اعلمہ الا انہ رفع الحدیث الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا چھینک کا جواب دے
تو بھائی اپنے کو تین بار پس اگر زیادہ چھینکے پس وہ زکام زدہ ہے نقل کی یہ ابو داؤد نے اور کہا ابو داؤد نے نہیں جانتا ہوں ابو ہریرہ کو مگر یہ کہ انہوں نے پہونچائی حدیث پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
تک ف یعنی یہ حدیث مرفوع ہے موقوف ابو ہریرہ پر نہیں اور ابو ہریرہ نے اسکو قول آنحضرت سے روایت کیا اور اگر ذکر نہ کریں تو بھی یہ حکم مرفوع کے ہوگی اسلیے کہ نہیں [illegible] بغیر سننے کے
نہیں کر سکتے بیچ الفصل الثالث فصل تیسری (عن نافع ان رجلا عطس الی جنب ابن عمر فقال الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ قال ابن عمر وانا اقول الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ
ولیس ھکذا علمنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علمنا ان نقول الحمد للہ علی کل حال رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب) روایت ہے نافع سے کہ تحقیق ایک شخص نے چھینکا بیچ پہلو ابن
عمر کے پس کہا چھینکنے والے نے الحمد للہ اور سلام ہو اوپر رسول خدا کے کہا ابن عمر نے میں بھی کہتا ہوں الحمد للہ اور سلام اوپر رسول خدا کے لیکن یہ موقع اسکا نہیں ہوا سبب اسکا امور مستحب
سلام کہا اوپر سلام تو آنحضرت کے وقت چھینکنے کے بلکہ ادب متابعت امر کی ہے بغیر زیادتی اور نقصان کے سکھایا ہمکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ کہیں ہم حمد ہو واسطے اللہ کے اوپر ہر حال
کے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے باب الضحک باب ہے بیچ بیان ہنسنے کے الفصل الاول فصل پہلی (عن عائشۃ قالت ما رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
مستجمعا قط ضاحکا حتی اری منہ لھواتہ انما کان یتبسم رواہ البخاری) اور روایت ہے عائشہ سے کہا نہیں دیکھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب ہنستے ہوئے یہاں تک کہ دیکھوں میں
حضرت کا کوا کہ تالو میں ہوتا ہے سوا اسکے نہیں کہ تھے مسکراتے یعنی اکثر نقل کی یہ بخاری نے (وعن جریر قال ما حجبنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم منذ اسلمت ولا رآنی الا تبسم فی وجھی)
اور روایت ہے جریر سے کہا کہ نہیں منع کیا مجھکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سے کہ میں مسلمان ہوا اور نہیں دیکھا مجھکو مگر کہ مسکرائے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنی نہیں منع کیا اپنے آنے سے
پاس اپنے جب چاہا میں چلا جاتا اگرچہ مجلس خاص ہوتی بشرطیکہ مجلس مردوں کی ہوتی یا منع نہ کیا مجھکو اس چیز سے کہ طلب کی میں نے حضرت سے یعنی جو کچھ کہ میں نے حضرت سے مانگا دیا مجھکو
شرح (وعن جابر بن سمرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقوم من مصلاہ الذی یصلی فیہ الصبح حتی تطلع الشمس فاذا طلعت الشمس قام وکانوا یتحدثون فیاخذون
فی امر الجاھلیۃ فیضحکون ویتبسم صلی اللہ علیہ وسلم رواہ مسلم وفی روایۃ للترمذی یتناشدون الشعر) اور روایت ہے جابر بن سمرہ سے کہا کہ تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہیں
اٹھتے مصلے اپنے سے کہ نماز پڑھتے تھے اس میں صبح کی یہاں تک کہ نکلتا آفتاب یعنی اور بلند ہوتا پس جسوقت کہ نکلتا آفتاب اٹھتے اور تھے صحابہ باتیں کرتے اور مشغول ہوتے بیچ باتوں جاہلیت
یعنی بطریق مذمت کے اور ہنستے اور مسکراتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نقل کی یہ مسلم نے اور بیچ روایت ترمذی کے ہے یہ کہ پڑھتے تھے صحابہ شعر ف اٹھتے یعنی واسطے نماز اشراق کے یا گھر
کو تشریف لیجانے کے لیے اور مراد شعروں سے وہ شعر ہیں کہ جن میں مضمون توحید اور ترغیب و ترہیب کے ہوتے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہیں باتیں جاہلیت کی کرنی اور
سننا انکا بیچ الفصل الثانی فصل دوسری (وعن عبد اللہ بن الحارث بن جزء قال ما رأیت احدا اکثر تبسما من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ الترمذی) روایت ہے
عبد اللہ بن الحارث بن جزء سے کہا نہیں دیکھا میں نے کسی کو بہت مسکرانے والا زیادہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی یہ ترمذی نے الفصل الثالث فصل تیسری (عن قتادۃ
قال سئل ابن عمر ھل کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضحکون قال نعم والایمان فی قلوبھم اعظم من الجبل وقال بلال بن سعد ادرکتھم یشتدون بین الاغراض ویضحک
بعضھم الی بعض فاذا کان اللیل کانوا رھبانا رواہ فی شرح السنۃ) روایت ہے قتادہ سے کہ کہا سوال کیے گئے ابن عمر کہ کیا تھے صحابی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہنستے کہا ابن عمر نے ہاں
اور حال یہ تھا کہ ایمان انکے دلوں میں بہت بڑا تھا پہاڑ سے اور کہا بلال بن سعد تابعی نے کہ پایا میں نے صحابہ کو کہ دوڑتے تھے درمیان نشانوں تیر کے یعنی وقت تیر اندازی کے اور ہنستا تھا
بعض انکا متوجہ اور مائل ہو کر طرف بعضے کے پس جسوقت ہوتی رات ہوتے بہت ڈرنے والے اللہ سے نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ میں ف حاصل یہ کہ ایسا نہ ہنستے تھے کہ جیسا
اہل غفلت ہنستے ہیں اور ہنسنا دل کو مار ڈالتا ہے اور خلل نور ایمان میں آتا ہے بلکہ اس حال میں بھی آداب شرع نہ چھوڑتے تھے اور ایمان کامل رکھتے تھے اور بہت ڈرنے والے یعنی مارے خوف الٰہی
کے عبادت کرتے خدا کی اور روتے اور دنیا کا آرام چھوڑ دیتے بیچ باب الاسامی باب ہے بیچ بیان ناموں کے ف مراد بیان احکام ناموں کا ہے کہ کیا نام رکھے اور کیا نہ رکھے
اور کونسا نام اچھا ہے اور کونسا برا ہے الفصل الاول فصل پہلی (عن انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی السوق فقال رجل یا ابا القاسم فالتفت الیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نہیں ہے بلکہ جو کہ انکے معنے میں ہوں یہی حکم رکھتا ہے اور کہا نووی نے کہ کہا اصحاب ہمارے نے کہ مکروہ تنزیہی ہیں اسطرح کے نام رکھنے تنزیہی نہی (وعن جابر قال اراد النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ان ینہی ان یسمی بیعلی وببرکۃ وبافلح وبیسار وبنافع وبنحو ذلک ثم رأیتہ سکت بعد عنہا ثم قبض ولم ینہ عن ذلک رواہ مسلم) اور روایت ہے جابر سے کہا ارادہ کیا پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ منع کریں نام رکھنے سے ساتھ یعلی اور ساتھ برکت کے اور ساتھ افلح کے اور ساتھ یسار کے اور ساتھ نافع کے اور ساتھ مانند انکے کے پھر دیکھا میں نے حضرت کو کہ چپ رہے
بعد اس ارادہ کے ان ناموں کے منع کرنے سے پھر وفات کیے گئے اور نہیں منع کیا اس سے نقل کی یہ مسلم نے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسطرح کے نام رکھنے سے نہی واقع نہیں ہوئی
کہا طیبی نے گویا ارادہ فرمایا منع کا اور نہی کی تصریح نہ کی اور نہی وہ چیز کہ مشعر نہی پر تھی اور نہیں نہی کی صریح اسلیے اسطرح کہا و لیکن نہی اس سے احادیث صحیحہ میں واقع ہوئی تو اور ثابت ہوا مقدم ہے
نافی پر انتہی کہا ان ناموں میں کراہت کی اور بھی تاویل ہو وہ یہ ہو کہ حضرت نے ارادہ کیا تھا نہی تحریمی کرنیکا پھر سکوت کیا ہو اسلیے از راہ رحم کرنیکے امت پر کہ اکثر لوگ حسن و قبح ناموں میں فرق کرتے نہیں
ہیں حرج میں پڑینگے پس نہی کی محمول ہو تحریم پر اور نفی ثابت کی تنزیہ پر (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخنی الاسماء یوم القیامۃ عند اللہ رجل تسمی ملک
الاملاک رواہ البخاری وفی روایۃ مسلم قال اغیظ رجل علی اللہ یوم القیامۃ واخبثہ رجل کان یسمی ملک الاملاک لا ملک الا اللہ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ بدترین ناموں کا دن قیامت کے نزدیک اللہ کے وہ شخص ہے کہ نام رکھا جاوے شہنشاہ یعنی بادشاہوں کا بادشاہ نقل کی یہ بخاری نے اور بیچ روایت مسلم کے
فرمایا بہت ناخوش ترین مرد نزدیک اللہ کے دن قیامت کے اور بدترین شخصوں کا وہ شخص ہے کہ نام رکھا جاوے بادشاہوں کا بادشاہ نہیں ہے بادشاہ مگر اللہ ف یعنی پادشاہ
حقیقی کوئی نہیں ہے سوا اللہ تعالے کے چہ جائے پادشاہ پادشاہان کہ اصلا وہم شرکت کا بھی اس راہ میں نہیں رکھتا ہے (وعن زینب بنت ابی سلمۃ قالت سمیت برۃ فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزکوا انفسکم اللہ اعلم باہل البر منکم سموہا زینب رواہ مسلم) اور روایت ہے زینب بنت ابی سلمہ سے کہا نام رکھی گئی میں برہ یعنی نیکوکار پس فرمایا
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ سراہو اپنے نفسوں کو اللہ دانا تر ہے ساتھ اہل نیکی کے تم میں سے نام رکھو اسکا زینب نقل کی یہ مسلم نے ف اس سے معلوم ہوا کہ ایسا نام نہ رکھنا چاہیے
جس میں نفس کی تعریف ہو (وعن ابن عباس قال کانت جویریۃ اسمہا برۃ فحول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسمہا جویریۃ وکان یکرہ ان یقال خرج من عند برۃ رواہ مسلم)
اور روایت ہے ابن عباس سے تحقیق جویریہ کہ ازواج مطہرات سے ہیں نام انکا تھا برہ پس تغیر کیا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نام انکے کو جویریہ اور تھے حضرت مکروہ رکھتے یہ کہ کہا جاوے
نکلے برہ کے پاس سے نقل کی یہ مسلم نے ف برہ کے معنے ہیں نیکوکار پس حضرت مکروہ جانا یہ کہ کہا جاوے کہ نکلے نیکوکار کے پاس سے اسلیے کہ نکلنا نیکوکار کے پاس سے اچھا نہیں اور
کان یکرہ الخ ظاہر یہ قول ابن عباس کا ہے اور احتمال یہ بھی ہے کہ حضرت ہی نے خبر دی ہو موافق الضمیر کی اور سبب مخالفت اسطرح کے نام رکھنے کا یہاں یہ فرمایا اور روایت زینب میں سبب تزکیہ نفس
اسلیے کہ مزاحمت اسباب میں نہیں ہوتی ہے دونوں چیزیں صلاحیت سببیت کی رکھتی ہیں شاید کہ قوم زینب سے معلوم کیا ہو کہ قصد انکا اس نام کے رکھنے سے مدح اور تزکیہ ہو تو یہاں اور یہاں
کہ یہ عبارت کہ آئے حضرت فلانی بیوی کے پاس اور نکلے فلانی کے پاس سے مستعمل و متعارف تھی پس یہاں اسی کو کہا واللہ اعلم اور بد فالی و فلاح میں اعتبار کی گئی احتمال
ہے کہ یہاں بھی ہو اور تزکیہ اور کراہت کہ یہاں اعتبار کی ہے وہاں بھی ممکن ہو (وعن ابن عمر ان بنتا کانت لعمر یقال لہا عاصیۃ فسماہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمیلۃ رواہ مسلم)
اور روایت ہے ابن عمر سے کہ تھی بیٹی حضرت عمر کی کہا جاتا تھا اسکو عاصیہ یعنی گنہگار پس نام رکھا اسکا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جمیلہ نقل کی یہ مسلم نے ف عرب ایام جاہلیت
میں اولاد کا نام عاصی اور عاصیہ رکھتے تھے یعنی سرکشی اور تکبر اور تعظیم کے سبب اور نقصان اور انقیاد اور زبونی سے جب ظہور اسلام ہوا تو مکروہ جانا حضرت نے اسکو اور اس سے
معلوم ہوا کہ برے ناموں کا تغیر کرنا مستحب ہے (وعن سہل بن سعد قال اتی بالمنذر بن ابی اسید الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین ولد فوضعہ علی فخذہ فقال ما اسمہ قال فلان
قال لا لکن اسمہ المنذر متفق علیہ) اور روایت ہے سہل بن سعد سے کہا لایا گیا منذر بن ابی اسید طرف پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے جس وقت کہ جنا گیا پس رکھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو اوپر ران
مبارک کے اور فرمایا کہ کیا ہے نام اسکا کہا لانے والے نے فلانا فرمایا نہیں لیکن نام اسکا منذر ہے نقل کی یہ بخاری نے اور مسلم نے ف فلانا یعنی جو نام کہ رکھا تھا بیان کیا چونکہ راوی کو وہ نام
معلوم نہ تھا اسطرح کہا اور منذر انذار سے مشتق ہے کہ معنے تبلیغ احکام اور ڈرانے کے ہیں (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقولن احدکم عبدی وامتی
کلکم عبید اللہ وکل نسائکم اماء اللہ ولکن لیقل غلامی وجاریتی وفتای وفتاتی ولا یقل العبد ربی ولکن لیقل سیدی وفی روایۃ لیقل سیدی ومولای وفی روایۃ لا یقل العبد

سیدی ومولای فان ربکم اللہ رواہ مسلم) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ کہے ایک تمہارا عبدی اور امتی یعنے میرا بندہ اور میری لونڈی سب
مرد تمہارے بندے اللہ کے ہیں اور سب عورتیں تمہاری لونڈیاں اللہ کی ہیں ولیکن چاہیے کہ کہے غلام اور جاریہ یعنے لڑکی میری اور خادم میرا اور خادمہ میری اور نہ کہے غلام یعنے
مالک کو رب میرا ولیکن چاہیے کہ کہے سید میرا اور ایک روایت میں ہے چاہیے کہ کہے سید میرا اور مولے میرا اور ایک روایت میں ہے نہ کہے غلام اپنے مالک کو مولے میرا اسواسطے کہ مولے
تمہارا اللہ ہے نقل کی یہ مسلم نے ف نہ کہے عبدی الخ سے منع فرمایا واسطے دفع توہم شرک کے کہ عبودیت میں یا حقیقت عبدیت میں اور اسی طرح امتی کہنے سے منع فرمایا کہ امت یعنے مملوکہ
کے ہے کذا فی القاموس اور ملک حقیقی نہیں مگر اللہ ہی کے لیے اور غلام یعنے لڑکے کے ہے اور جاریہ یعنے لڑکی کے اور فتی مرد جوان اور فتاۃ عورت جوان پس ان الفاظ میں معنے شفقت اور
مہربانی کے ہیں اور فتا اور فتاۃ انکو اسلیے کہا کہ لونڈی اور غلام ہر چند بڈھے ہوں انکے ساتھ معاملہ جوانوں کا سا کرتے ہیں اور حرمت بڑھاپے کی نگاہ نہیں رکھتے اور ہو سکتا ہے کہ بسبب قوت
وستعد ہونے انکے کے خدمتگذاری میں کہتے ہوں پس فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ مقرر کرنے لونڈی غلام کے لیے بہتر ہیں عبدی اور امتی کہنے سے اور لکھا ہے علما نے کہ نہی الفاظ عبد اور امۃ
اس صورت میں ہے کہ بوجہ تفاخر اپنے کے اور حقارت انکی کے ہو والا اطلاق عبد و امۃ کا قرآن و احادیث میں آیا ہے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالے نے والصالحین من عبادکم وامائکم وقال عبدا
مملوکا لا یقدر علی شیٔ اور اسی طرح حدیثوں میں بھی بہت آیا ہے اور چاہیے مالکوں کو فرمایا ساتھ محافظت زبان کے یعنے الفاظ ناشائستہ سے مملوکوں کو بھی فرمایا کہ نہ کہیں اپنے مالکوں
کو رب اسلیے کہ رب اگرچہ یعنے تربیت کرنیوالے کے ہے ولیکن ربوبیت علی الاطلاق صفت خاص حضرت پروردگار تعالے کی ہے پس اطلاق آدمی پر وہم ڈالنے والا شرک کا ہے اور جو کہے اگر
بطریق تعظیم کے ہو تو منع ہے والا قرآن میں آیا ہے اذکرنی عند ربک اور سید کہے اسلیے کہ سیادت اور فضیلت و ریاست ثابت ہے مالک کو بہ نسبت مملوک کے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ
مولے کہے اور ایک میں آیا کہ نہ کہے تو جاننا چاہیے کہ مولے کے کئی معنی آئے ہیں متصرف اور ناصر اور معین پس جواز اس اعتبار سے ہے کہ مولے کہے اور اسکا متصرف اپنا مراد رکھے چنانچہ اسلیے
اطلاق کیا جاتا ہے لفظ مولے معتق پر جیسے کہ فرمایا آنحضرت نے مولے القوم من انفسہم رواہ البخاری ومولے الرجل اخوہ رواہ الطبرانی اور عدم جواز باعتبار اسکے ہے کہ ناصر
اور معین مراد رکھے اسلیے کہ مولائے حقیقی باعتبار معنی مذکورہ کے اللہ ہی ہے نعم المولے ونعم النصیر پس منافات نہیں دونوں روایتوں میں حاصل یہ کہ مرجع اسکا بھی قاعدہ ہے کہ اگر بطور
غایت تعظیم کے منع ہے والا نہیں ذ ح ع (وعنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقولوا الکرم فان الکرم قلب المؤمن رواہ مسلم وفی روایۃ لہ عن وائل بن حجر لا تقولوا الکرم ولکن
قولوا العنب والحبلۃ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے انہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ نہ کہو یعنے درخت انگور کو کرم اسلیے کہ کرم دل مومن کا ہے نقل کی یہ مسلم نے اور ایک
روایت مسلم کی میں وائل بن حجر سے ہے کہ نہ کہو تم کرم ولیکن کہو عنب و حبلہ ف حبلہ ساتھ زبر ح اور ب کے اور ساتھ جزم ب کے بھی ہے یعنے درخت انگور کے اور کبھی بطریق مجاز کے انگور
بھی کہتے ہیں یعنے انگور اور درخت انگور کے اور کئی نام ہیں جو نام لیا کرو ولیکن کرم نہ کہا کرو اسکو جاننا چاہیے کہ عرب انگور اور درخت انگور کو کرم ساتھ جزم ر کے کہتے تھے بعلاقہ اسکے کہ شراب اس سے بنتی ہے
اور وہ باعث سخاوت و کرم کی ہے پس جب شراب حرام ہوئی تو منع کیا گیا اس سے اسلیے کہ وصف کرنا ساتھ کرم وغیرہ کے ایسی چیز کو کہ اصل خباثت ہے مناسب نہیں تاکہ سبب تہییج
خمریات کا اور رغبت دلانے اسکے کا ہو اور فرمایا کہ یہ نام واسطے مومن اور دل اسکے کے کہ کان انوار علم و تقوے کا اور منبع اسرار معارف کا ہے مناسب ہے اور کریم مشتمل تمام بھلائیوں
کو ہے اور لکھا ہے علما نے کہ جب وصف کیا تونے کسی کو ساتھ کرم کے ثابت کیں اسکے لیے تمام بھلائیاں ذ ح (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسموا العنب
الکرم ولا تقولوا یا خیبۃ الدہر فان اللہ ہو الدہر رواہ البخاری) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ کہو انگور کو کرم اور نہ کہو ہائے ناامیدی زمانہ
کی اسلیے کہ تحقیق اللہ وہی ہے زمانہ یعنے زمانہ اسی کے اختیار میں ہے نقل کی یہ بخاری نے ف ایام جاہلیت میں جب لوگوں کو مصیبت پہونچتی تھی تو کہتے تھے یا خیبۃ الدہر مراد رکھتے تھے اس سے
برا کہنا زمانہ کا پس منع کیے گئے اس سے اسلیے کہ پھیرنے والا احوال زمانہ کا اللہ تعالے ہے یعنے خیر و شر جو کہ زمانہ کی طرف نسبت کرتے ہو حقیقت میں خدا کی طرف سے ہے فاعل حقیقی وہی ہے
پس زمانہ کو برا کہنا اللہ تعالے کو برا کہنا ہے ذ ح (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یسب احدکم الدہر فان اللہ ہو الدہر رواہ مسلم) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے
کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ برا کہے ایک تمہارا زمانہ کو اسلیے کہ تحقیق اللہ تعالے وہی ہے پھیرنے والا زمانہ کا نقل کی یہ مسلم نے (وعن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لا یقولن احدکم خبثت نفسی ولکن لیقل لقست نفسی متفق علیہ) اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کہے ایک تمہارا خبثت یعنی میرا جی لیکن

کیونکہ لقست نفسی نقل کی بخاری اور مسلم نے ف خبثت نفسی اور لقست نفسی کے زبان عرب میں ایک ہی معنے ہیں یعنے غثیان اور شورش ال یعنے جی متلاتا ہے ولیکن آنحضرت نے
کروہ رکھا کہنا خبثت نفسی کا کہ بسبب قبح اس عبارت کے اور بسبب احتراز نسبت کرنے مومن کے خبث کو طرف نفس اپنے کے (وذکر حدیث ابی ہریرۃ یؤذینی ابن آدم فی باب الایمان)
اور ذکر کی گئی حدیث ابو ہریرہ کی کہ سرا اسکا یہ ہے یؤذینی ابن آدم باب الایمان میں الفصل الثانی فصل دوسری (عن شریح بن ہانی عن ابیہ انہ لما وفد الی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مع قومہ سمعہم یکنونہ بابی الحکم فدعاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان اللہ ہو الحکم والیہ الحکم فلم تکنی ابا الحکم قال ان قومی اذا اختلفوا فی شیء اتونی فحکمت
بینہم فرضی کلا الفریقین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما احسن ہذا فما لک من الولد قال لی شریح ومسلم وعبد اللہ قال فمن اکبرہم قال قلت شریح قال فانت ابو شریح
رواہ ابو داود والنسائی) روایت ہے شریح بن ہانی سے کہ نقل کی اپنے باپ سے یہ کہ وہ جب آیا پاس پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قوم اپنی کے سنا حضرت نے انکی قوم کو کہ کنیت
کرتے ہیں انکو ساتھ ابی الحکم کے پس بلایا اسکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالی وہی ہے حکم اور طرف اُسی کے ہے حکم پس کیوں کنیت کیا جاتا ہے تو ابو الحکم کہا ہانی
نے تحقیق قوم میری جس وقت کہ اختلاف کرتی ہے بیچ کسی چیز کے آتی ہے میرے پاس پس حکم کرتا ہوں میں درمیان انکے پس راضی ہوتے ہیں دونوں فریق ساتھ حکم میرے کے پس فرمایا پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خوب ہے یہ یعنے حکم کرنا درمیان لوگوں کے پس کیا ہے واسطے تیرے اولاد سے کہا میری اولاد شریح ہے اور مسلم اور عبد اللہ فرمایا پس کون ہے بڑا انمیں کہا میں نے
شریح ہے فرمایا تو ابو شریح ہے نقل کی یہ ابو داود اور نسائی نے ف ساتھ ابی الحکم کے کنیت کبھی ہوتی ہے ساتھ اوصاف کے جیسے کہ ابی الفضائل اور ابی الحکم اور ابی الخیر اور کبھی ہوتی ہے
نسبت کرنے کے طرف اولاد کے جیسے کہ ابی سلمہ اور ابی شریح اور کبھی باعتبار ملابسات کے ہوتی ہے جیسے کہ ابی ہریرہ آنحضرت نے دیکھا تھا انکو اس حال میں کہ انکے ساتھ بلی تھی پس کنیت کی
انکی ابو ہریرہ اور کبھی ہوتی ہے واسطے علمیت کے لیے مانند ابی بکر اور ابو عمرو کے اور طرف اسی کے حکم ہے یعنے ابتدا اور انتہا حکم کی اسی کی طرف ہے نہیں رد کر سکتا کوئی اسکے حکم کو اور نہیں
خالی ہے حکم اسکا حکمت سے پس یہ صفت خاص ذات باری ہی کے لیے سزاوار ہے نہ غیر اسکے کے لیے اور کو ابو الحکم کہنا وہم والا ہے شریک کرنیکا اسکے وصف میں اگرچہ نہیں اطلاق کیا جاتا ہے
ابو الحکم بسبب وہم والے والدیت اور ولدیت کے یعنے (وعن مسروق قال لقیت عمر فقال من انت قلت مسروق بن الاجدع قال عمر سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الاجدع
شیطان رواہ ابو داود وابن ماجہ) اور روایت ہے مسروق سے کہا ملاقات کی میں نے حضرت عمر سے پس فرمایا کون ہے تو کہا میں نے میں مسروق بیٹا اجدع کا ہوں فرمایا حضرت عمر نے
کہ سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے اجدع شیطان ہے نقل کی یہ ابو داود اور ابن ماجہ نے ف یعنے اجدع نام ایک شیطان کا ہے اور اجدع اصل میں کہتے ہیں کان اور ناک
اور ہاتھ اور ہونٹ کٹے ہوئے کو اور اس نام میں مراد یہ ہے کہ بندہ ذلیل ہے اور حضرت عمر نے کلام مذکور از راہ خوش طبعی کے فرمایا کہ اشارہ کیا کہ اگر وہ جیتا ہو تو یہ نام بدل ڈالے (وعن
ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تدعون یوم القیامۃ باسمائکم واسماء آبائکم فاحسنوا اسمائکم رواہ احمد وابو داود) اور روایت ہے ابی درداء سے کہا فرمایا رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارے جاؤگے تم دن قیامت کے ساتھ ناموں اپنے کے اور ناموں باپوں اپنے کے پس اچھے رکھو نام اپنے نقل کی یہ احمد اور ابو داود نے ف اچھے رکھو الخ
خطاب تمام بنی آدم کو ہے پس باپ بھی داخل میں ان اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ دن قیامت کے لوگوں کو بنام ماؤں کے پکارینگے اور لکھا ہے علما نے کہ حکمت اسمیں یہ ہے کہ نا اولاد زنا
شرمندہ اور رسوا ہووں اور واسطے رعایت حال عیسی بن مریم کے کہ بے پدر تھے اور واسطے اظہار فضل و شرف حضرت امام حسن اور امام حسین کے باظہار نسب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے اور اگر روایت ثابت ہو تو آیا کو حمل تغلیب پر کرینگے جیسے کہ ابوین کہتے ہیں اور شاید کہ کبھی بنام ماؤں کے یا بعضوں کو نسبت باپوں کے اور بعضوں کو نسبت ماؤں کے یا بلفظ جو
اصطلاح اور بعضے میں اصطلاح ہو (وعن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی ان یجمع احد بین اسمہ وکنیتہ ویسمی محمدا ابا القاسم رواہ الترمذی) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا یہ کہ جمع کرے کوئی درمیان نام حضرت کے اور کنیت انکی کے اور نام رکھا جاوے اور کنیت کیا جاوے محمد نامی ساتھ ابو القاسم کے نقل کی یہ ترمذی
ف یعنے اس تقدیر پر ہوگا کہ محمد مرفوع ہو اور یسمی صیغہ مجہول جیسے کہ جامع ترمذی اور شرح السنۃ اور اکثر نسخوں مصابیح کے میں واقع ہوا ہے اور جامع الاصول اور بعضے نسخوں
مصابیح کے میں محمدا واقع ہوا ہے ساتھ نصب کے اس تقدیر پر یسمی ساتھ صیغہ معلوم کے ہوگا یعنے نام و کنیت کرے کوئی محمد نام کو ساتھ ابو القاسم کے اور تحقیق اس نام و کنیت جمع کرنے کی
اوپر ہو چکی ہے (وعن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا تسمیتم باسمی فلا تکتنوا بکنیتی رواہ الترمذی وابن ماجہ وقال الترمذی ہذا حدیث غریب وفی روایۃ ابی داود قال

مَنْ تَسَمّٰی بِاسْمِیْ فَلَا یَکْتَنِیْ بِکُنْیَتِیْ وَمَنْ تَکَنّٰی بِکُنْیَتِیْ فَلَا یَتَسَمّٰی بِاسْمِیْ (اور روایت ہے جابرؓ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہ نام رکھو تم ساتھ نام میرے کے پس نہ کنیت کرو ساتھ کنیت میری
کے نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب ہے اور بیچ روایت ابی داؤد کے فرمایا جو شخص کہ نام رکھے ساتھ نام میرے کے پس نہ رکھے کنیت میری اور جو شخص
کہ کنیت کرے ساتھ کنیت میری کے پس نہ رکھے نام میرا ف یہ حدیثیں صریح ہیں بیچ نہی کے جمع کرنے سے درمیان اسم وکنیت حضرتؐ کے تا اگر تنہا نام رکھیں یا کنیت مقرر کریں ممنوع نہیں ہے
(وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ وَلَدْتُ غُلَامًا فَسَمَّيْتُهٗ مُحَمَّدًا وَكَنَّيْتُهٗ اَبَا الْقَاسِمِ فَذُكِرَ لِيْ اَنَّكَ تَكْرَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ مَا الَّذِيْ اَحَلَّ اسْمِيْ وَحَرَّمَ كُنْيَتِيْ اَوْ مَا الَّذِيْ حَرَّمَ كُنْيَتِيْ
وَاَحَلَّ اسْمِيْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَقَالَ مُحْيِي السُّنَّةِ غَرِيْبٌ) اور روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تحقیق ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ تحقیق میں نے جنا ہے ایک لڑکا پس نام رکھا میں نے اسکا محمد اور
کنیت کی میں نے اسکی ابا القاسم پھر ذکر کیا گیا واسطے میرے یہ کہ آپ مکروہ رکھتے ہیں اسکو یعنی جمع کرنیکو درمیان نام اور کنیت آپ کی کے تحقیق میں فرمایا کیا چیز ہے کہ حلال و جائز کیا نام رکھنے کو
ساتھ نام میرے کے اور حرام کیا کنیت کرنیکو ساتھ کنیت میری کے یا فرمایا کیا چیز ہے کہ حرام کیا کنیت میری کو اور حلال کیا نام میرے کو نقل کی یہ ابو داؤد نے اور کہا محی السنہ نے کہ یہ غریب ہے
ف شک ہوا ہے راوی کو کہ اول ذکر حلت نام کا کیا بعد ازاں حرمت کنیت کا یا اول ذکر حرمت کنیت کا کیا بعد اسکے حلت نام کا مقصود دونوں عبارتوں سے ایک ہی ہے اور انکار و تعجب
ہیں نہیں ولیکن محدثین بیچ روایت لفظ حدیث کے احتیاط تمام رکھتے ہیں کہ جس طرح حضرتؐ سے سنتے ہیں اسی طرح روایت کرتے ہیں چونکہ یہاں راوی کو شبہ ہوا اس طرح کہا اور اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ نہی جمع کرنے سے درمیان نام وکنیت کے تحریم کے لیے نہیں ہے بلکہ تنزیہ کے لیے ہے (وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ وُلِدَ لِيْ بَعْدَكَ وَلَدٌ اُسَمِّيْهِ
بِاسْمِكَ وَاُكَنِّيْهِ بِكُنْيَتِكَ قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ) اور روایت ہے محمد بن حنفیہ سے کہ نقل کی اپنے باپ سے کہ حضرت علیؓ ہیں کہا علی مرتضیٰ نے کہ کہا میں نے یا رسول اللہ خبر دو مجھکو
اگر پیدا کیا جاوے میرے یہاں بعد آپ کے کوئی لڑکا یعنی حضرت فاطمہ سے یا اور سے تو نام رکھوں میں اسکا ساتھ نام آپکے کے اور کنیت کروں ساتھ کنیت آپکی کے فرمایا اچھا نقل کی یہ
ابو داؤد نے ف یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے اسپر کہ جمع کرنا درمیان نام اور کنیت آنحضرتؐ کے بعد حضرتؐ کے جائز ہے اور اختلاف علما کا اوپر مذکور ہو چکا ہے (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَنَّانِيْ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَقْلَةٍ كُنْتُ اَجْتَنِيْهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَفِي الْمَصَابِيْحِ صَحَّحَهٗ) اور روایت ہے انسؓ سے کہ کہا کنیت رکھی میری رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ایک ساگ کے کہ میں چنا کرتا تھا اسکو یعنی تره تیز کہ اکثر رہا تھا اسکو عرب ابن حمزہ کہتے ہیں پس کنیت میری ابو حمزہ کی نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث ہے کہ
نہیں پہچانتے ہم اسکو مگر ساتھ اس وجہ کے یعنی ساتھ اس اسناد کے کہ ذکر کی ہے بیچ جامع اپنے کے یعنی حدیث غریب ہے روایت نہیں کی گئی ہے مگر ساتھ ایک طریق اور ایک اسناد کے اور بیچ
مصابیح کے صحیح کہا ہے اسکو (وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُغَيِّرُ الِاسْمَ الْقَبِيْحَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے حضرت عائشہؓ سے کہ کہا تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم تغیر
فرماتے تھے برے نام کو نقل کی یہ ترمذی نے ف مثلا ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک شخص کا نام اسود یعنی کالا تھا تغیر کیا حضرتؐ نے اسکو اور کہا اسکا نام ابیض یعنی گورا ہے (وَعَنْ
بَشِيْرِ بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَمِّهٖ اُسَامَةَ بْنِ اَخْدَرِيٍّ اَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهٗ اَصْرَمُ كَانَ فِي النَّفَرِ الَّذِيْنَ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اسْمُكَ
قَالَ اَصْرَمُ قَالَ بَلْ اَنْتَ زُرْعَةُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَقَالَ وَغَيَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمَ الْعَاصِ وَعَزِيْزٍ وَعَتَلَةَ وَشَيْطَانٍ وَالْحَكَمِ وَغُرَابٍ وَحُبَابٍ وَشِهَابٍ وَقَالَ تَرَكْتُ اَسَانِيْدَهَا
لِلِاخْتِصَارِ) اور روایت ہے بشیر بن میمون تابعی سے کہ نقل کی اپنے چچا سے کہ اسامہ بن اخدری صحابی ہے یہ کہ ایک شخص تھا کہ اسکو اصرم کہتے تھے تھا وہ شخص بیچ جماعت کے کہ آئے پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پس فرمایا اسکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا ہے نام تیرا کہا اسنے کہ نام میرا اصرم ہے فرمایا آنحضرتؐ نے بلکہ نام تیرا زرعہ ہے یعنی چونکہ اصرم مشتق صرم سے تھا
بمعنی قطع اور کاٹنے درخت کے ناخوش رکھا اسکو آنحضرتؐ نے اور اسکے بدلے زرعہ نام رکھا کہ زراعت سے ہے مشعر جود اور خیر اور برکت کو نقل کی یہ ابو داؤد نے یعنی بطریق تعلیق کے
اور کہا اور تغیر کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نام عاص کو کہ مخفف عاصی کا ہے دلالت کرتا ہے عصیان اور عدم اطاعت وانقیاد پر اور شعار مومن کا اطاعت وانقیاد ہے اور تغیر کیا نام
عزیز کو یعنی اسلیے کہ عزیز اسماے الٰہی سے ہے پس لائق ہے یہ کہ کہا جاوے عبد العزیز اور اسلیے کہ دلالت کرتا ہے عزت اور غلبہ پر اور واسطے بندوں کے ذلت اور خضوع اور فروتنی ہے اور اسلیے
نہیں لائق ہے یہ کہ نام رکھا جاوے حمید اسلیے کہ یہ اسماء وصفات الٰہی سے ہے بر وجہ مبالغہ کے پس نام رکھا جاوے مگر عبد الحمید اور اسی طرح کریم اور مانند اسکے کے اور تغیر کیا عتلہ کو یعنی اسلیے
کہ معنے اسکے غلظت وشدت کے ہیں اور مومن موصوف ہے ساتھ لین جانب اور خفض جناح کے اور تغیر کیا نام شیطان کو اور حکم کو یعنی اسلیے کہ حکم مبالغہ حاکم کا ہے اور حاکم حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے

اور نہیں حکم ہی مگر اسی کا پس جبکہ آنحضرت نے تغیر کیا ابو الحکم کو چھپے گا اور پر گذرا تو حکم بطریق اولے لائق تغیر کے ہی اور تغیر کیا نام غراب کو یعنے اسلیے کہ غراب کہ جسکو کوا کہتے ہیں پلید تر ہی جانوروں سے
کہ مردار و نجاست کھاتا ہی اور اسلیے کہ معنے اسکے دوری کے ہیں اور تغیر کیا نام حباب کو یعنے اسلیے کہ حباب نام شیطان کا ہی اور سانپ کو بھی کہتے ہیں اور تغیر کیا نام شہاب کو یعنے اسلیے کہ
کہ شعلہ کو شہاب کہتے ہیں اور ہانکے جاتے ہیں ساتھ اسکے شیاطین اور ظاہر یہ ہی کہ اگر شہاب باضافت کیا جاوے طرف دین کے یعنے شہاب الدین نام رکھیں تو بھی مکروہ ہو اور کہا
ابوداؤد نے کہ ذکر کی ہیں مینے اسناد ان حدیثوں کی کہ جنمیں تغیران ناموں کا واقع ہوا واسطے اختصار کے (وعن ابی مسعود الانصاری قال لابی عبد اللہ او قال ابو عبد اللہ لابی مسعود
ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی زعموا قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بئس مطیۃ الرجل رواہ ابو داؤد وقال ان ابا عبد اللہ حذیفۃ) اور
روایت ہی ابی مسعود انصاری سے کہ کہا واسطے ابی عبد اللہ کے یا کہا ابو عبد اللہ نے واسطے ابی مسعود کے یعنے شک ہوا ہی کسی راوی کو اسمیں کیا سنا ہی تو نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کو فرماتے بیچ زعموا کے کہا سنا ہیں مینے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے بری سواری مرد کی ہی یعنے زعموا نقل کی یہ ابو داؤد نے اور کہا کہ تحقیق ابو عبد اللہ کہ مذکور ہوا حذیفہ ہیں
حذیفہ بن الیمان کی ہی کہ ایک صحابہ سے تھے ف بیچ زعموا کے یعنے بیچ حق اس لفظ کے اور معنے اسکے کہ نسبت زعم کی کرتے ہیں طرف لوگوں کے کہ کہتے ہیں زعموا کذا و زعم فلان کذا
اور زعم ساتھ پیش اور زبر زے کے قریب معنے ظن کے ہی کذا فی النہایہ اور صراح میں لکھا ہی کہ زعم کے معنے کہنا اور کہا کہ زعم قول ہے بے صحت و بے اعتماد کو کہتے ہیں اور قاموس میں کہا
کہ زعم ساتھ پیش زے اور زبر اور زیر اسکے کے قول اور اطلاق ہوتا ہی اوپر باطل اور صدق و کذب کے اور اکثر اس چیز میں کہا جاتا ہی کہ اسمیں شک ہی پس ایک صحابی نے دوسرے
صحابی سے پوچھا کہ آنحضرت زعموا کے حق میں کیا فرماتے تھے اور بری سواری الخ تشبیہ دی لفظ زعموا کو کہ متکلم ابتدا کلام میں لاتا ہی تا پہنچیں بسبب اسکے غرض کو کہ رکھتا ہی ساتھ سواری
کے کہ اسپر سوار ہو کر منزل مقصود کو پہونچتے ہیں اور ادائے حاجت کرتے ہیں پس فرماتے ہیں کہ زعموا بری سواری اور برا مقدمہ کلام کا ہی یعنے ایسا کلام کہتے ہیں کہ نہیں اور مدار اسکا اوپر زعم
اور گمان کے ہوتا ہی نہ جزم و یقین پر اسلیے کہ زعم اسی جا بیچ حدیث و کلام میں کہتے ہیں کہ کچھ سند اور ثبوت نہ رکھے بلکہ نری حکایت ہی کہ بر سبیل گمان کے زبان پر آئی ہی پس چاہیے کہ بیچ روایت و حکایت
کے احتیاط کریں کہ بغیر اعتماد و یقین کے روایت نہ کریں اور اسلیے مثال میں آیا ہی و زعموا مطیۃ الکذب اور دوسرے معنے یہ ہیں کہ آدمی کو نہ چاہیے کہ نسبت زعم و گمان کی کسی کی طرف کر
اور کہے زعم فلان کذا اگر یہ کہ یقین رکھتا ہو ساتھ دروغ گوئی اسکی کے اور چاہیے کہ لوگ اسکے جھوٹ سے پرہیز کریں اور دغا نہ پاویں اس صورت میں یہ درست ہو گی نسبت زعم کی جیسے کہ
محدث وغیرہ کرتے ہیں (وعن حذیفۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقولوا ما شاء اللہ وشاء فلان ولکن قولوا ما شاء اللہ ثم شاء فلان رواہ احمد وابو داؤد وفی روایۃ
منقطعا قال لا تقولوا ما شاء اللہ وشاء محمد وقولوا ما شاء اللہ وحدہ رواہ فی شرح السنۃ) اور روایت ہی حذیفہ سے اسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا نہ کہو تم جو کچھ
کہ چاہے اللہ اور چاہے فلانا یعنے وہی ہو گا اسلیے کہ اسمیں برابر کرنا بندہ کا ساتھ اللہ کے ہوتا ہی اور ارادے اور مشیت میں لیکن کہو یعنے اگر سوائے اللہ تعالے کے کسی اور کی طرف نسبت
مشیت کی کرنی ہی منظور ہو تو اسطرح کہو جو چاہے اللہ پھر چاہے فلانا یعنے تا جیت مشیت اللہ تعالے کی معلوم ہو نقل کی یہ احمد اور ابو داؤد نے اور ایک روایت میں آیا ہی بطریق انقطاع
کے یعنے سند متصل نہیں اسکی کہ فرمایا نہ کہو جو چاہے اللہ اور چاہے محمد اور کہو جو چاہے اللہ اکیلا یعنے خواہ چاہے غیر اسکا یا نہ چاہے پس یہ منافی نہیں ہی اوپر پہلی روایت کے کہ جس میں جواز ماشاء اللہ
ثم شاء فلان کا ہی نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ میں (وعنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقولوا للمنافق سید فانہ ان یک سیدا فقد اسخطتم ربکم رواہ ابو داؤد) اور روایت
ہی حذیفہ سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا نہ کہو منافق کو سید اسلیے کہ اگر ہو وہ سید تو تحقیق ناخوش کیا تمنے پروردگار اپنے کو نقل کی یہ ابو داؤد نے ف اگر ہو وہ سید یعنے
سردار کسی قوم کا یا صاحب غلام اور لونڈی کا اور اموال کا تو اسکے سید کہنے سے اللہ تعالے غضب ہوتا ہی اسلیے کہ اسمیں تعظیم اسکی ہوتی ہی اور وہ مستحق تعظیم کا نہیں اور
جس صورت میں وہ سردار ہو گا نہیں تو مع ذلک جھوٹ اور نفاق بھی ہو گا اور ظاہر یہ ہی کہ کافر اور فاسق و فاجر بھی حکم منافق میں ہو ولیکن خاص منافق کو اسلیے ذکر کیا کہ چونکہ کفر اسکا
پوشیدہ ہی تعریف و تملق اسکے لیے محتمل تھی پس نہی کی کہ اسکو سید نکہو (الفصل الثالث) فصل تیسری (عن عبد الحمید بن جبیر بن شیبۃ قال جلست الی سعید بن المسیب فحدثنی
ان جدہ حزنا قدم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما اسمک قال اسمی حزن قال بل انت سہل قال ما انا بمغیر اسما سمانیہ ابی قال ابن المسیب فما زالت فینا الحزونۃ بعد رواہ البخاری)
روایت ہی عبد الحمید بن جبیر بن شیبہ سے کہ کہا بیٹھا تھا میں پاس سعید بن مسیب کے پس حدیث بیان کی سعید نے روبرو میرے یہ کہ دادا اسکا کہ نام اسکا حزن تھا آیا پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کہ پس فرمایا حضرت ﷺ نے کیا ہے نام تیرا کہا نام میرا حزن ہے فرمایا بلکہ نام تیرا سہل ہے کہا میں نے کہا اسنے نہیں میں تغیر کرنے والا اس نام کو کہ رکھا میرا نام باپ میرے نے کہا سعید بن المسیب نے پس ہمیشہ
رہی درشتی خاندان ہمارے کے بیچ اسکے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف حزن زمین سخت کو کہتے ہیں اور سہل ضد اسکی یعنی نرم اور چونکہ اسنے نام اختیار کیا جو حضرت نے نہ رکھا تھا اور نام میں بھی
بینے دیا بدخوی اسکی کہ اسکے خاندان میں سختی باقی رہی اور غالبا یہ قبول نہ کرنا انکا ابتدائی ہجرت میں تھا کہ جب ہجرت کر کر اسلام کے آگے تھے اور ان سے نہایت فصاحت اور صدق ایمانی
تہذیب اخلاق کے مشرف ہوئے تھے نوح (۵) وعن ابی وہب الجشمی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسموا باسماء الانبیاء واحب الاسماء الی اللہ عبد اللہ وعبد الرحمن و
اصدقها حارث وهمام واقبحها حرب ومرة رواه ابو داود اور روایت ہے ابی وہب جشمی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نام رکھو ساتھ ناموں انبیا کے اور بہتر
ناموں میں طرف اللہ کے عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں یعنی اور مانند انکے کے مثل عبد الرحیم اور عبد الکریم اور مانند انکے کے اور بہت سچے ناموں میں سے مطابق واقع کے حارث اور ہمام
اور بدترین ناموں کے حرب اور مرہ کہ معنی لڑائی اور تلخی کے ہیں نقل کی یہ ابوداود نے ف ساتھ ناموں انبیا کے یعنی نہ ملائکہ کے اور نہ ناموں جاہلیت کے مانند کلب اور حمار اور عبد شمس
اور مانند انکے کے اور حارث کے معنی ہیں کسب کرنے والا اور ہمام ہم سے ہے یعنی قصد و ارادہ کے اور کوئی شخص کسب و ہم سے خالی نہیں اسلیے انکو خوب سچا حضرت نے فرمایا یہ سچا

باب البیان والشعر یہ باب ہے بیچ بیان اور شعر کے ف بیان کے معنی اصل میں کشف و ظہور اور وضوح کے ہیں اور شرح میں لکھا ہے کہ بیان سخن کشادہ کہنا اور فصاحت ہے قال فلان
ابین من فلان ای افصح و اوضح کلاما اور شعر لغت میں معنی دانائی اور زیرکی ہے شاعر معنی دانا اور زیرک ہے اور اصطلاح میں شعر کہتے ہیں کلام موزون مقفی کو کہ قصدا ولیے گئے
موزونیت اسکے کا کیا ہو پس جو کہ قرآن و حدیث میں موزون واقع ہوا ہے مقصود بالذات نہیں شعر نہیں ہے الفصل الاول عن ابن عمر قال قدم رجلان من المشرق فخطبا
فعجب الناس لبيانهما فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من البیان لسحرا رواه البخاری اور روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا آئے دو شخص جانب مشرق سے پس کلام کیا انہوں نے
فصاحت و بلاغت سے پس تعجب کیا لوگوں نے بسبب بیان و فصاحت انکی کے پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق بعضا بیان البتہ سحر ہوتا ہے نقل کی یہ بخاری نے
ف یہ آنحضرت ﷺ نے اسوقت فرمایا تھا کہ ایک جماعت بنی تمیم کی جانب مشرق سے آئی تھی اور انمیں دو شخص تھے کہ ایک کا نام زبرقان بن بدر تھا اور لقب اسکا زبرقان تھا اور دوسرے
کا نام عمرو بن اہتم تھا پس زبرقان نے بیان اپنے فضائل کا کیا اور فصاحت سے فخر اپنا بیان کیا کہ یا رسول اللہ میں ایسا اور ایسا ہوں اور عمرو اس بات کو جانتا ہے تو عمرو نے نہایت
و بلاغت سے جواب اسکا دیا اسطرح کی برائیاں اسکی بیان کیں زبرقان نے کہا یا رسول اللہ یہ فضائل میرے جانتا ہے اور خلاف اس چیز کے کہ کہا اعتقاد رکھتا ہے لیکن بسبب حسد کے
اسطرح کہتا ہے پس اسپر حضرت نے فرمایا کہ بعضا بیان سحر ہے یعنی حکم سحر کا رکھتا ہے بیچ تغیر حال اور پھیرنے دلوں کے کہ جیسے کہ سحر آدمی کو ایک حال سے طرف دوسرے حال کے پھیر دیتا ہے
ایسا ہی بعضا بیان پھیر دیتا ہے اور اسمیں اختلاف ہے کہ یہ کلام حضرت ﷺ کا بیچ برائی بیان کے فرمایا یا اسکی تعریف میں اور ظاہر تر یہ ہے کہ محتمل دونوں وجہ کو ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ بعضا بیان
مانند سحر کے ہے بیچ مائل کرنے دلوں کے اور عاجز کرنے کے لانے سے مثل اسکے اور یہ ممدوح ہے اگر حق میں ہو اور مذموم ہے اگر باطل میں ہو جیسے کہ حدیث میں آیا ہے الشعر ہو کلام فحسنہ حسن وقبیحہ قبیح
نوح (۶) وعن ابی بن کعب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من الشعر حکمة متفق علیه اور روایت ہے ابی بن کعب سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
تحقیق بعضا شعر حکمت ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے یعنی تمام شعر برے نہیں ہوتے بلکہ بعضے انمیں فائدے کے بھی ہوتے ہیں ۰ مولانا (۷) وعن ابن مسعود قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم هلک المتنطعون قالها ثلاثا رواه مسلم اور روایت ہے ابن مسعود سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلاک ہوئے وہ شخص کہ مبالغہ کرتے ہیں کلام
میں فرمایا حضرت ﷺ نے اس کلمہ کو تین بار نقل کی یہ مسلم نے ف یعنی تکلف کرتا کلام کرنے میں اور مقید ہونا ساتھ عبارت آرائی کے بطریق ریا اور تصنع اور خوش آمد لوگوں کے اور متوجہ کرنے
انکے کے اپنی طرف مترادف نوح (۸) وعن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصدق کلمة قالها الشاعر کلمة لبید الا کل شیء ما خلا اللہ باطل متفق علیه اور روایت ہے
ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سچا کلمہ کہ کہا اسکو شاعر نے کلمہ لبید کا ہے کہ یہ وہ ہے خبردار ہو ہر چیز سوائے اللہ کے فانی ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے
ف لبید صحابی تھے اور جاہلیت اور اسلام میں معزز و مکرم رہے اور ایک سو ستاون برس کی عمر انکی ہوئی نوح (۹) وعن عمرو بن الشرید عن ابیه قال ردفت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یوما فقال هل معک من شعر امیة بن ابی الصلت شیء قلت نعم قال هیه فانشدته بیتا فقال هیه ثم انشدته بیتا فقال هیه حتی انشدته مائة بیت رواه مسلم اور

روایت ہے عمرو بن شرید سے کہ نقل کی اپنے باپ سے کہ کہا پیچھے بیٹھا میں حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سواری پر ایکدن پس فرمایا کیا یاد ہے تجھکو شعروں امیہ بن ابی صلت سے کچھ کہا میں نے
کہ ہاں یاد ہیں مجھے فرمایا کہ ہاں پڑھ پس پڑھی میں نے روبرو حضرت کے ایک بیت پس فرمایا اور بھی پڑھ ایک بیت پھر پڑھی میں نے ایک بیت پس فرمایا کہ ہاں پڑھ کوئی اور بیت یہاں تک کہ پڑھیں میں نے
سو بیتیں نقل کی یہ مسلم نے ف ظاہر یہ ہے کہ ہر بار آنحضرت طلب زیادتی کی کرتے تھے اور وہ پڑھتا تھا اور امیہ بن ابی الصلت ایک شخص تھا ثقیف میں کہ عہد جاہلیت میں اہل کتاب سے دین سیکھا تھا اور عبادت
اور دینداری کی باتیں کرتا تھا اور ایمان بعث اور روز قیامت پر رکھتا تھا اور اشعار پر حکمت اور نصیحت کہتا تھا چنانچہ آنحضرت نے اسکے حق میں فرمایا اسن شعرہ وکفر قلبہ اور حریص تھا اوپر
پوچھنے اور جاننے خبر کے اور صفت پیغمبر آخر الزمان کے اہل کتاب سے اور گمان رکھتا تھا کہ پیغمبر آخر الزمان میں ہونگا جب سنا کہ قریش میں ہونگے اور صفات آنحضرت کے بہ تفصیل جانے پھر گیا
اس طریق سے اور حسد و عناد اختیار کیا اور کہا نہ چاہیے مجھے ایمان لانا اسپر کہ ثقیف سے نہو اور ابن جوزی نے کتاب وفا میں لکھا ہے کہ وہ جو علامات نبوت آنحضرت کے سنتا تھا آرزو کرتا تھا کہ کاشکے
پاؤں انکو اور خدمت اور مدد انکی کروں جب نبوت آنحضرت کا ظاہر ہوا پھر گیا اور راہ شقاوت اختیار کی اور اس سے معلوم ہوا کہ سننا اس شعر کا کہ اسمیں علم و حکمت ہو سنت ہے
اگرچہ کہنے والا اسکا کافر و فاسق ہو (وعن جندب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان فی بعض المشاہد وقد دمیت اصبعہ فقال ہل انت الا اصبع دمیت وفی سبیل اللہ ما لقیت متفق
علیہ) اور روایت ہے جندب سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے بیچ بعضی لڑائی کے اور حال انکہ خون آلودہ ہوئی انگلی حضرت کی پس فرمایا نہیں تو مگر انگلی کہ خون آلودہ ہوئی اور بیچ راہ خدا
کے ہے وہ چیز کہ دیکھی تو نے اور پیش آئی تو اسکو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف نہیں تو الخ انگلی حضرت کی غزوہ احد میں زخمی ہوئی تو خطاب اسکو فرمایا بطریق استعارہ کے یا حقیقۃ
کے اور حال یہ کہ تسلی دیتے تھے اسکو اور معنی یہ ہیں کہ یہ زخم و خون آلودگی سہل ہے تجھ پر اسلیے کہ تو نہیں مبتلا ہوئی ساتھ کسی چیز کے یعنی ہلاک و قطع کے سواے اسکے نہیں کہ خون آلودہ ہوئی ہے
اور یہی ضایع نہیں بلکہ بیچ راہ خدا اور رضا اسکی کے ہے ثواب دیگا اسپر جیسا کہ کہا وفی سبیل اللہ ما لقیت اور اسمیں تلقین ہے امت کو کہ اگر زخم وغیرہ راہ خدا میں پہنچے تو صبر کریں اور
یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ یہ شعر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منزہ ہیں اس سے اور شعر نہیں صادر اسکا حضرت سے اسلیے کہ فرمایا اللہ تعالے نے وما علمناہ الشعر اور جواب اسکا
یہ ہے کہ کہنے والے نے قصد موزونیت کا کیا ہو جیسے کہ اوپر معلوم ہوا اور صادر اس قول کا آنحضرت سے بغیر قصد موزونیت کے ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ قبیل رجز سے ہے اور اسکو داخل
شعر کے نہیں رکھتے ہیں اور طیبی نے کہا کہ جو کوئی بطریق ندرت کے کبھی شعر کہے وہ شاعر نہیں ہے اور مراد قول سبحانہ سے وما علمناہ الشعر یہ ہے کہ وہ شاعر نہیں انتہی (وعن البراء قال
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم قریظۃ لحسان بن ثابت اہج المشرکین فان جبریل معک وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لحسان اجب عنی اللہم ایدہ بروح القدس متفق علیہ)
اور روایت ہے براء سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دن قریظہ کے واسطے حسان بن ثابت کے کہ ہجو کر تو مشرکین کی پس تحقیق جبریل ساتھ تیرے ہیں یعنی امداد و اعانت تیری
کرتے ہیں بیچ القاء و الہام مضامین کے اور تھے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے واسطے حسان کے جواب دے میری طرف سے یعنی کافروں کو کہ ہجو کرتے ہیں اور ناسزا کہتے ہیں مجھکو یا الہی
تائید کر اور قوت دے حسان کو ساتھ جبریل کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف دن قریظہ کے یعنی بنی قریظہ ایک فرقہ ہے یہودیوں سے ایک جانب مدینہ کے انکو آنحضرت نے محاصرہ کیا تھا بعد
غزوۂ خندق کے اور حسان بن منذر انصاری مدنی صحابی بڑے شعراے اسلام سے ہیں ایکسو بیس برس کی عمر انکی ہوئی ساٹھ برس کفر میں گئے اور ساٹھ برس اسلام میں ف (وعن عائشۃ ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال اہجوا قریشا فانہ اشد علیہم من رشق النبل رواہ مسلم) اور روایت ہے عائشہ سے کہ تحقیق فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یعنی اپنے شاعروں کو ہجو کرو کفار
قریش کی پس تحقیق ہجو بہت سخت ہوتی ہے انپر پھینکنے تیر کے سے نقل کی یہ مسلم نے ف اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ہجو کرنی کافروں کی اور دشمنوں دین کی ولیکن چاہیے کہ ہجو کریں انکی بعد ہجو
کرنے انکی کے مسلمانوں کی اور اس سے پہلے ہجو انکی نکریں تا باعث ہو مسلمانوں کی ہجو کا موجب فرمانے اللہ تعالے کے ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم (وعنہا
قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لحسان ان روح القدس لا یزال یؤیدک ما نافحت عن اللہ ورسولہ وقالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
ہجاہم حسان فشفی واشتفی رواہ مسلم) اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا سنا میں نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے واسطے حسان کے کہ تحقیق جبریل ہمیشہ تائید کرتا ہے تیری
جبتک کہ مقابلہ کرتا ہے تو اللہ اور رسول کی طرف سے یعنی مشرکوں کی ہجو کا جواب دیتا ہے اور ذکر کرتا ہے اور کہا حضرت عائشہ نے کہ سنا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے
تھے ہجو کی کفار کی حسان نے پس شفا دی مسلمانوں کو اور شفا پائی آپ یعنی تشفی ہوئی نقل کی یہ مسلم نے (وعن البراء قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینقل التراب یوم الخندق

حتی اغبر بطنه یقول والله لولا الله ما اهتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا فانزلن سکینة علینا وثبت الاقدام ان لاقینا ان الاولی قد بغوا علینا اذا ارادوا فتنة ابینا یرفع بها صوته ابینا ابینا
متفق علیه) اور روایت ہے براء سے کہا کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اٹھاتے مٹی دن خندق کے یعنی جس دن کہ مدینہ میں خندق کھودی جاتی تھی غزوہ احزاب میں تو حضرت خود اپنے
شکم شریف سے اسکے کاروبار میں مشغول رہتے تھے کہ مٹی اٹھا اٹھا کر پھینکتے تھے یہاں تک کہ غبار آلودہ ہوا تھا پیٹ حضرت کا فرماتے تھے پڑھتے یہ رجز کہ عبداللہ بن رواحہ کا ہے قسم ہے خدا کی
اگر نہ ہوتی ہدایت اللہ کی تو راہ راست نہ پاتے ہم اور نہ صدقہ دیتے ہم اور نہ نماز پڑھتے ہم پس اتار ہمارے اوپر آرام اور آہستگی اپنی اور ثابت رکھ قدم ہمارے اگر ملیں ہم دشمنوں سے تحقیق
ان کفار مکہ نے زیادتی کی ہے اوپر ہمارے جب ارادہ کرتے ہیں وہ فتنہ کا یعنی کفر کی طرف پھیرنے کا انکار کرتے ہیں ہم بلند کرتے تھے آنحضرت ساتھ ان بیتوں کے آواز اپنی خصوصاً اس لفظ
ابینا ابینا پر نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ہا کی ضمیر پھرتی ہے طرف کلمہ ابینا کے اور لفظ ابینا ابینا کی لفظ اولیٰ سے بدل ہے اور مکرر کہتے تھے اسکو واسطے تاکید اور تلذذ اور رغبت دلانے
مسلمانوں اور کافروں سے اور کہا طیبی نے کہ پھرتی ہے ضمیر ہا کی طرف بیتوں کے اور ابینا ابینا حال ہے یعنی خصوصاً ساتھ لفظ ابینا ابینا کے ع (وعن انس قال جعل المهاجرون والانصار
یحفرون الخندق وینقلون التراب وهم یقولون نحن الذین بایعوا محمدا علی الجهاد ما بقینا ابدا یقول النبی صلی الله علیه وسلم وهو یجیبهم اللهم لا عیش الا عیش الاخرة فاغفر للانصار
والمهاجرة متفق علیه) اور روایت ہے انس سے کہا شروع کیا مہاجروں اور انصار نے کھودنا خندق کا اور اٹھانا مٹی کا اور وہ پڑھتے تھے اس رجز کو ہم ہیں وہ لوگ کہ بیعت کی حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد پر جب تک کہ باقی رہیں ہم ہمیشہ فرماتے تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم حال آنکہ جواب دیتے تھے انکو ساتھ ان کلمات کے یا اللہ نہیں زندگی مگر زندگانی آخرت کی پس بخش انصار
اور مہاجرین کو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف اسمیں تسلی دی صحابہ کو کہ صبر کریں مشقت پر مانند قول اللہ تعالیٰ کے وما الحیوة الدنیا الا متاع الغرور الخ ع (وعن ابی هریرة قال قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم لان یمتلئ جوف رجل قیحا یریه خیر من ان یمتلئ شعرا متفق علیه) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے البتہ بھرنا پیٹ کسی شخص کا
پیپ سے کہ خراب کرے معدہ اسکا بہتر ہے بھرنے پیٹ کے سے شعر مذموم سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یا تو مراد شعر سے وہ شعر ہے کہ جس میں مستغرق رہے آدمی کہ قرآن اور ذکر خدا اور علوم شرعیہ
سے باز رکھے پس اس صورت میں ہر طرح کا شعر برا ہوا اور یا مراد شعر سے مضمون ہے کہ مشتمل ہو اوپر فحش اور کفر اور معانی ناشائستہ کے ع الفصل الثانی فصل دوسری (عن کعب بن مالک انه
قال للنبی صلی الله علیه وسلم ان الله تعالی قد انزل فی الشعر ما انزل فقال النبی صلی الله علیه وسلم ان المؤمن یجاهد بسیفه ولسانه والذی نفسی بیده لکانما ترمونهم به نضح النبل
رواه فی شرح السنة وفی الاستیعاب لابن عبد البر انه قال یا رسول الله ماذا تری فی الشعر فقال ان المؤمن یجاهد بسیفه ولسانه) روایت ہے کعب بن مالک سے یہ کہ انہوں نے کہا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے نازل کی بیچ حق شعر کہنے کے وہ چیز کہ نازل کی پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق مومن جہاد کرتا ہے ساتھ تلوار اپنی کے اور زبان اپنی کے
قسم ہے اس ذات کی کہ جان میری بیچ ہاتھ اسکے ہے گویا کہ مارتے ہو کفار کو ساتھ شعر کے مانند مارنے تیر کے نقل کی یہ شرح السنہ میں اور مذکور ہے کتاب استیعاب میں کہ ابن عبد البر کی ہے
یہ کہ کعب نے کہا یا رسول اللہ کیا حکم فرماتے ہو بیچ شعر کے اچھا ہے یا برا پس فرمایا آنحضرت نے کہ تحقیق مومن جہاد کرتا ہے ساتھ تلوار اپنی کے اور زبان اپنی کے ف لکھا ہے علما نے
کہ تین شخص ممتاز شعرائے اسلام سے تھے حسان بن ثابت اور عبداللہ بن رواحہ اور کعب بن مالک ڈراتے تھے کافروں کو ساتھ لڑائی اور جہاد کے اور ڈالتے تھے رعب بیچ دل انکے کے اور حسان
طعن کرتے تھے بیچ نسب انکے کے اور عبداللہ بن رواحہ توبیخ و سرزنش کرتے تھے انکو کفر پر پس کعب نے بقصد شکایت کے قبح شعر سے اور تاسف کے اوپر حال اپنے کے عرض کیا حضرت
سے کہ اللہ تعالیٰ نے بیچ مذمت شعر کے یہ آیت اتاری والشعراء یتبعهم الغاوون حضرت نے فرمایا کہ شعرا کہ ہجو کفار کی اور تائید دین اسلام کی کرتے ہیں حکم جہاد کا رکھتا ہے ایسا شعر کہنا مومنین
اور رکھنے والا اسکا ان شعرا میں کہ اس آیت میں مذکور ہیں داخل نہیں چنانچہ اسلئے استثنا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے انکو ساتھ قول اپنے کے الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات وذکروا الله کثیرا الخ
اور فرمایا آنحضرت نے بیچ بیان ہونے ہجو کفار کے بیچ حکم جہاد کے والذی نفسی بیده الخ ع (وعن ابی امامة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال الحیاء والعی شعبتان من الایمان والبذاء
والبیان شعبتان من النفاق رواه الترمذی) اور روایت ہے ابی امامہ سے کہ انہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے حیا اور زبان بستگی بری بات سے دو شاخیں ہیں ایمان
اور فحش گوئی اور بکواس بیفائدہ دو شاخیں ہیں نفاق سے نقل کی یہ ترمذی نے ف حیا کا شاخ ہونا ایمان کا ظاہر ہے اور ذکر اسکا کتاب الایمان میں ہو بھی چکا ہے اور ہونا زبان بستگی کا
شاخ ایمان کی اور ہونا فحش گوئی اور بکواس بیفائدہ کا شاخ نفاق کی بسبب اسکے ہے کہ مومن بسبب حیا اور انکسار اور مسکینی اور شغل عبادت اور اصلاح باطن کے قدرت نہیں رکھتا ہے

اور تقریر و بیان کے اور عاجز ہونا ہی ثابت کرنے دعا و مراد سے ہے وجہ بالغہ اور تیزی زبان کے اور تقویٰ کے ہاری بری باتوں سے بخلاف منافق کے کہ فحش گو ہوتا ہے اور دلیر و
قادر ہوتا ہے اوپر بیان اور تیز زبانی کے ع (وَعَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَحَبَّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبَكُمْ مِنِّي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ
إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي مَسَاوِيكُمْ أَخْلَاقًا الثَّرْثَارُونَ الْمُتَشَدِّقُونَ الْمُتَفَيْهِقُونَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ عَنْ جَابِرٍ وَفِي رِوَايَتِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ عَلِمْنَا
الثَّرْثَارُونَ وَالْمُتَشَدِّقُونَ فَمَا الْمُتَفَيْهِقُونَ قَالَ الْمُتَكَبِّرُونَ) اور روایت ہے ابی ثعلبہ خشنی سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق محبوب ترین تمہاری طرف
میرے اور بہت نزدیک تمہارے مجھسے دن قیامت کے بہت خوش اخلاق تمہارے ہیں اور تحقیق دشمن ترین تمہارے طرف میرے اور دور ترین تمہارے مجھسے بد اخلاق تمہارے
ہیں کہ وہ ہیں بہت کلام کرنے والے تکلف کر کر اور خلاف حق کے اور فراخی کرنیوالے کلام میں بغیر احتیاط کے اور تشدق نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں اور روایت کی ترمذی نے
مانند اسکے جابر سے اور بیچ ایک روایت ترمذی کے یوں ہے کہ عرض کیا صحابہ نے یا رسول اللہ تحقیق جانا ہمنے ثرثارون اور متشدقون کو پس کون ہیں متفیہقون فرمایا تکبر کرنیوالے ف
منہ کھولتے ہیں فراخ کرنے سخن کو اور منہ بھر کر کلام کرنے کو جیسے متکبر بنا کرتے ہیں پس چونکہ اسطرح کا کلام سبب تکبر کے کرتے ہیں تفسیر کیا متفیہقون کو ساتھ متکبرین کے بعلاقہ لزوم کے
اور اس سے معلوم ہوا کہ بکواس بیفائدہ کرنی اور تقریر میں بنا بنا کر کرنی مذموم و مکروہ ہیں لیکن جو کچھ خطیبوں میں واعظوں میں ہیبت تاثیر کے دلوں میں اور نرم کرنے دلوں کے اور
متوجہ کرنے کے طرف طاعتوں کے کرتے ہیں مکروہ نہیں لیکن بہت بہتر ہے موافق سمجھ لوگوں کے کلام کرے نہ یہ کہ دقائق اعراب کے اور مشکل لغت اولیں سامنے ان پڑھوں کے کہے کہ یہ اچھا نہیں ہے
ع (وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ قَوْمٌ يَأْكُلُونَ بِأَلْسِنَتِهِمْ كَمَا تَأْكُلُ الْبَقَرَةُ بِأَلْسِنَتِهَا رَوَاهُ أَحْمَدُ) اور روایت ہے
سعد بن ابی وقاص سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ نکلے گی ایک قوم کہ کھاوے گی ساتھ زبانوں اپنی کے جیسے کہ کھاتی ہے گائے ساتھ زبان
اپنی کے نقل کی یہ احمد نے ف ساتھ زبانوں اپنی کے یعنی زبانوں کو وسیلہ کھانیکا کرینگے کہ تعریف و مذمت لوگوں کی کرینگے جھوٹی اور ظاہر کرینگے فصاحت و بلاغت تاکہ لوگوں کو جال میں
پھانسیں اور حاصل کریں انسے دنیا اور خواہش نفسوں اپنی کی جیسے کہ کھاتی ہے گائے جیسے وہ کھاتی ہے اپنی زبان سے اور تمیز نہیں کرتی بیچ چرنے چارے کے درمیان تر و خشک
اور شیرین و تلخ کے اسیطرح وہ لوگ کہ اپنی زبانوں کو وسیلہ مقاصد اپنے کا کیا ہے تمیز نہیں کرینگے درمیان حق و باطل اور حلال و حرام کے ع (وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ يُبْغِضُ الْبَلِيغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِي يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهِ كَمَا تَتَخَلَّلُ الْبَاقِرَةُ بِلِسَانِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ) اور روایت ہے عبد
اللہ بن عمرو سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ دشمن رکھتا ہے اس شخص کو کہ مبالغہ کرے فصاحت کلام میں وہ جو کھاوے ساتھ زبان اپنی کے یا پھیرے
زبان اپنی کو گرد دانتوں کے یعنے از راہ مبالغہ کے بیچ اظہار بلاغت کے درمیان کے جیسے کہ پھیرتی ہیں اور کھاتی ہیں چارا گائیں ساتھ زبانوں اپنی کے نقل کی یہ ترمذی اور ابوداود نے
اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب ہے ف پس وہ کلام اچھا ہے کہ بقدر حاجت کے ہو اور موافق ہو ظاہر اسکا ساتھ باطن اسکے کے بموجب شریعت کے ع (وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي بِقَوْمٍ تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيضَ مِنْ نَارٍ فَقُلْتُ يَا جِبْرِيلُ مَنْ هَؤُلَاءِ قَالَ هَؤُلَاءِ خُطَبَاءُ أُمَّتِكَ الَّذِينَ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ) اور روایت ہے انس سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے گذرا میں اس رات کہ معراج کرایا گیا مجھکو ایک قوم پر کہ کاٹے جاتے تھے
ہونٹ انکے ساتھ مقراضوں آگ کے پس کہا میں نے اے جبرئیل کون ہیں یہ لوگ کہا یہ ہیں واعظ قوم تیری کے کہ وہ جو کہتے ہیں وہ چیز کہ آپ نہیں کرتے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ
حدیث غریب ہے ف یعنے لوگوں کو نیک کام کرنے کو کہتے ہیں اور آپ نہیں کرتے اور برائی کے کرنیکو منع کرتے ہیں اور آپ برائی کرتے ہیں اور کہنے میں برائی نہیں اگرچہ آپ نہ کریں چنانچہ اسلئے امر بالمعروف میں
فعل شرط نہیں ہے اور اگر کریں تو بہتر ہے و لیکن امر بالمعروف بغیر فعل کے کچھ برا نہیں ہے کتاب ع (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَلَّمَ صَرْفَ الْكَلَامِ لِيَسْبِيَ
بِهِ قُلُوبَ الرِّجَالِ أَوِ النَّاسِ لَمْ يَقْبَلِ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ سیکھے
پھیرنا کلام کا یعنے طرح طرح بیان کرنا کلام کا تاکہ قابو میں لاوے سبب اسکے دل مردوں کے یا فرمایا لوگوں کے نہیں قبول کریگا اللہ تعالیٰ اس سے دن قیامت کے نفل اور فرض
نقل کی یہ ابو داود نے ع (وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ قَالَ يَوْمًا وَقَامَ رَجُلٌ فَأَكْثَرَ الْقَوْلَ فَقَالَ عَمْرٌو لَوْ قَصَدَ فِي قَوْلِهِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَقَدْ

رايت او أمرت أن أتجوز في القول فإن الجواز هو خير رواه ابو داود اور روایت ہے عمرو بن عاص سے یہ کہ انھوں نے کہا ایک دن اس حالت میں کہ کھڑا ہوا ایک شخص پس خطبہ پڑھا
کویا وعظ کیا اور بہت بیان کیا یعنے واسطے اظہار فصاحت و بلاغت کے بیان تک کہ تنگ ہو گئے لوگ اس کا عمرو نے اگر میانہ روی کرتا اپنی تقریر میں تو البتہ بہتر ہوتا واسطے اسکے
سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تحقیق جانا میں نے یا فرمایا حکم کیا گیا میں یہ کہ اختصار کروں میں تقریر میں پس تحقیق تقریر مختصر بہتر ہے نقل کی یہ ابو داود نے شک
میں لفظ فقال عمرو کا سبب طول کلام کے لیے کرد او قصد المقول ہے قال ہوتا کا اور قاسم جملہ حال ہے پس چونکہ قول و مقولہ میں فرق پڑ گیا بسبب حال کے پھر اعادہ کیا قول کا
کہا فقال عمرو شروع (وعن صخر بن عبد الله بن بريدة عن أبيه عن جده قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إن من البيان سحرا وإن من العلم جهلا وإن من الشعر
حكما وإن من القول عيالا رواه ابو داود) اور روایت ہے صخر بن عبد اللہ بن بریدہ سے کہ نقل کی اپنے باپ سے یعنی عبد اللہ سے انھوں نے نقل کی صخر کے دادا سے یعنے بریدہ سے کہا سنا
میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تحقیق بعضا بیان سحر ہے اور تحقیق بعضا علم جہل ہے اور تحقیق بعضا شعر فائدہ مند ہوتا ہے اور تحقیق بعضا قول وبال ہوتا ہے کہنے والے پر
یا لالا ہے سننے والے پر اگر جاہل ہے تو بسبب اسکے کہ سمجھتا نہیں اور اگر عالم ہے تو بسبب اسکے کہ وہ خود جانتا ہے پس گراں ہے اسپر کہ نہیں چاہتا کہ سنے اسکو نقل کی یہ ابو داود نے بعضا علم
جہل ہے اسکے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ مراد یہ ہے کہ سیکھے ایسے علوم کہ احتیاج نہیں ہے انکی مانند نجوم اور علوم فلاسفہ اور مانند انکے کہ اور چھوڑ دے ان علوم کو کہ محتاج ہیں لوگ انکی طرف مثل قرآن اور
علوم دینی اور حاصل اس تقریر کا یہ ہے کہ بعضے علوم لازم کرنے والے جہل اور علوم کے ہوتے ہیں پس باعتبار اسکو جہل کہا دوسرے یہ کہ مراد یہ ہے کہ اپنے علم پر عمل نہ کرے پس جاہل ہوا اسلیے کہ جو کوئی
علم رکھے اور عمل نہ کرے تو گویا جاہل ہے اور ممکن ہے کہ مراد یہ ہو کہ ایک دعوے علم کا کرتا ہے اور اپنے گمان میں عالم ہے اور واقع میں جاہل ہے پس علم اسکا علم نہیں بلکہ جہل ہے اور حکم ساتھ پیش چ کے یعنے
حکمت ہے اور باقی مضامین کی تحقیق اوپر ہو چکی ہے شروع الفصل الثالث فصل تیسری (عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يضع لحسان منبرا في المسجد يقوم
عليه قائما يفاخر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أو ينافح ويقول رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الله يؤيد حسان بروح القدس ما نافح أو فاخر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
رواه البخاري) روایت ہے عائشہ سے کہ کہا تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے حسان کے واسطے منبر مسجد میں کہ کھڑے ہوتے اسپر کھڑے ہو کر اور آنحضرت کی طرف سے
فخر کرتے یا مقابلہ کرتے حضرت کی طرف سے اور فرماتے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ تحقیق اللہ تعالیٰ تائید کرتا ہے حسان کی ساتھ جبرئیل کے جبتک کہ مقابلہ کرتا ہے وہ یا فخر کرتا ہے طرف سے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نقل کی یہ بخاری نے (وعن أنس قال كان للنبي صلى الله عليه وسلم حاد يقال له أنجشة وكان حسن الصوت فقال له النبي صلى الله عليه وسلم
رويدك يا أنجشة لا تكسر القوارير قال قتادة يعني ضعفة النساء متفق عليه) اور روایت ہے انس سے کہ کہا تھا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حدی کہنے والا کہا جاتا تھا اسکو انجشہ اور
تھا وہ خوش آواز پس فرمایا واسطے اسکے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستہ ہانک اونٹوں کو اے انجشہ مت توڑ تو شیشوں کو کہا قتادہ نے مراد رکھتے تھے پیغمبر آنحضرت ساتھ شیشوں کے
عورتوں ضعیف کو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے حدی ہانکنا اونٹوں کو ساتھ گانے اور آواز کے کذا فی الصراح اور یہ حدی کہ ایک قسم گانے کی ہے بالاتفاق اسکو علما
میں سے خلاف نہیں ہے اسمیں اور عادت ہے عرب کی کہ جب اونٹ تھک جاتے ہیں تو خوش آوازی کرتے ہیں اور حدی کہتے ہیں اس سے اونٹ گرم و مست ہو جاتے ہیں اور تیز چلنے
لگتے ہیں اور قواریر جمع قارورہ کی ہے یعنے شیشہ کے اور معنی انجشہ کے دو ہیں ایک تو یہ کہ تشبیہ ضعف و نرمی کے کہ عورتوں کے بدن میں ہے تیز چلانا اونٹوں کا اور خوف ہے گر پڑنے کا
و مشقت کی ہے اور دوسرے معنی یہ کہ مراد ضعف و نرمی دل عورتوں کی ہے یعنے مبادا انکے گانے سے تغیر انکے باطن میں پیدا ہو اور خطرے برے آنے لگیں کہ گانا بالخاصیت طبیعت کو جنبش میں
لاتا ہے اور وسوسے دلمیں ڈالتا ہے اسی سبب سے فضیل بن عیاض رحمہ نے فرمایا کہ الغناء رقیة الزنا یعنے گانا منتر زنا کا ہے اگرچہ یہ احتمال ازواج مطہرات میں ضعیف ہے لیکن واسطے خاطر کے
ظاہری میں اختیار نہیں راہ احتیاط کی چلتی واسطے یہ کہ ارادا لو اور حقیقت میں افعال و اقوال آنحضرت کے واسطے تعلیم و تلقین امت کے ہیں اور اکثر شارحین نے دوسرے معنون کو ترجیح
دی ہے اگرچہ معنی اول ظاہر تر ہیں باعتبار الفاظ کے شروع (وعن عائشة قالت ذكر عند رسول الله صلى الله عليه وسلم الشعر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هو كلام فحسنه حسن
وقبيحه قبيح رواه الدارقطني وروى الشافعي عن عروة مرسلا) اور روایت ہے عائشہ سے کہا ذکر کیا گیا نزدیک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے شعر یعنے پوچھا گیا کہ شعر اچھا ہے یا برا
پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شعر کلام ہے پس اچھا اسکا اچھا ہے اور برا اسکا برا ہے یعنے مدار مضمون پر ہے اگر اچھا مضمون ہے تو وہ شعر اچھا ہے اور اگر برا ہے تو برا ہے نقل کی یہ

دارقطنی نے اور نقل کی شافعی نے عروہ سے مرسل (وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ نَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَرْجِ إِذْ عَرَضَ شَاعِرٌ يُنْشِدُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذُوا الشَّيْطَانَ أَوْ أَمْسِكُوا الشَّيْطَانَ لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ رَجُلٍ قَيْحًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابی سعید خدری سے کہا جس وقت چلتے تھے ہم ساتھ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے عرج میں کہ نام ہے ایک بستی کا مکہ کی راہ میں ناگہان روبرو آیا ایک شاعر کہ شعر پڑھتا تھا پس فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ پکڑو اس شیطان کو یا فرمایا نہ جانے دو اس شیطان کو البتہ بھرنا پیٹ مرد کا پیپ سے بہتر ہے اسکے لیے بھرنے سے ساتھ شعر کے نقل کی یہ مسلم نے سبب یہ کہ دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو کہ شعر پڑھتا ہے وہ بیباک اور بیدھڑک چلا جاتا ہے اور التفات مسلمانوں کی طرف نہیں کرتا جانا کہ نہایت شائق ہے شعر کا اور بھرے ہوئے ہیں شعر اسکے باطن میں اور بیباک اور بے ادب ہے پس اسکو شیطان کہا کہ دور ہے قرب و رحمت الہی سے اور مذمت کی شعر کی کہ ساتھ اسکے مغرور و مبتلا تھا م ح (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ) اور روایت ہے جابر سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ راگ اگاتا ہے نفاق کو دل میں جیسا کہ اگاتا ہے پانی کھیتی کو نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں یعنی راگ ہے سبب نفاق کا اور بیچ روایت دیلمی کے انس سے یہ الفاظ آئے ہیں کہ ان الغناء واللهو ينبتان النفاق كما ينبت الماء العشب والذي نفسي بيده ان القرآن والذكر لينبتان الايمان في القلب كما ينبت الماء العشب اور کہا نووی نے شرح مسلم میں کہ گانا ساتھ نرمی آواز کے مکروہ ہے اور سننا بھی اسکا مکروہ ہے اور اگر ہو سننا اسکا اجنبی عورت سے بہت مکروہ ہے اور گانا ساتھ سازوں کے کہ شعار شراب پینے والوں کا ہو مانند عود و طنبور اور رباب کے حرام ہے ایسا گانا بھی اور سننا بھی م ح ع (وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِي طَرِيقٍ فَسَمِعَ مِزْمَارًا فَوَضَعَ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ وَنَأَى عَنِ الطَّرِيقِ إِلَى الْجَانِبِ الْآخَرِ ثُمَّ قَالَ لِي بَعْدَ أَنْ بَعُدَ يَا نَافِعُ هَلْ تَسْمَعُ شَيْئًا قُلْتُ لَا فَرَفَعَ إِصْبَعَيْهِ عَنْ أُذُنَيْهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ صَوْتَ يَرَاعٍ فَصَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ قَالَ نَافِعٌ وَكُنْتُ إِذْ ذَاكَ صَغِيرًا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے نافع سے کہ کہا تھا میں ساتھ ابن عمر کے بیچ راہ کے پس سنی آواز نے کی پس رکھیں دونوں انگلیاں اپنی کانوں میں اور دور ہوئے راہ سے دوسری طرف یعنی بقصد احتراز اور اجتناب کے پھر کہا واسطے میرے پیچھے اسکے کہ دور ہوئے اے نافع کیا سنتا ہے تو کچھ یعنی اس آواز سے کہا میں نے نہیں پس اٹھالیں انگلیاں اپنی دونوں کانوں اپنوں سے کہا ابن عمر نے تھا میں ساتھ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پس سنی آواز نے کی پس کیا حضرت نے مانند اس چیز کے کہ کیا میں نے کہا نافع نے اور تھا میں اسوقت لڑکا چھوٹا نقل کی یہ احمد اور ابو داؤد نے ف یعنی اس سبب سے مجکو منع نہ کیا سننے اسکے سے کہ میں چھوٹا تھا تکلیف شرعی مجھپر نتھی تا کوئی نہ کہے کہ کراہیت تنزیہی تھی نہ تحریمی اور اجتناب ابن عمر کا بسبب کمال تقوے اور ورع کے تھا اور نافع کو بھی اس سے منع کرتے اور کلام در باب غنا کے طویل ہے حاصل اسکا یہ ہے کہ محدثین کہتے ہیں کہ کوئی حدیث تحریم غنا میں صحیح نہیں ہوئی اور مشائخ کہتے ہیں کہ جو کچھ کہ مقام نہی میں واقع ہوا ہے مراد وہ ہے کہ اسکے ساتھ باجا ہو اور فقہا اس باب میں تشدد بلیغ رکھتے ہیں اور فتاوی قاضی خان میں لکھا ہے کہ سننا آواز لہو کا یعنی باجوں کا حرام اور گناہ ہے بموجب فرمانے آنحضرت صلعم کے استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها من الكفر اور اگر سنے اچانک ایسا نہیں گناہ ہے اسپر اور واجب ہے اسپر یہ کہ بہت کوشش کرے تاکہ نہ سنے اسلیے کہ منقول ہے آنحضرت صلعم سے کہ انگلیاں کان میں رکھ لیں م ح ع

باب حفظ اللسان والغيبة والشتم باب ہے بیچ بیان محافظت زبان کے یعنی اس کلام سے کہ نہ کہنا چاہیے خصوصاً غیبت اور برا کہنا اسکا کہ سچا ہے اسکی غیبت کرنی اور برا کہنا

الفصل الاول فصل پہلی (عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) روایت ہے سہل بن سعد سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ ضامن ہو واسطے میرے اور عہد کرے اور لازم پکڑے اپنے پر محافظت اس چیز کی کہ درمیان دونوں کلوں اسکے کے ہے یعنی زبان اور دانت کہ زبان کو بچاوے کلام بیہودہ اور بری سے اور دانتوں کو کھانے اور پینے حرام کے سے اور لازم پکڑے محافظت اس چیز کی کہ درمیان دونوں پاؤں اسکے کے ہے یعنی ستر کو محفوظ رکھے زنا سے ضامن ہوں میں واسطے اسکے بہشت کا نقل کی یہ بخاری نے ف یعنی وہ اول داخل ہو گا بہشت کے درجات عالی میں اور یہ ضمانت حقیقت میں پروردگار کی طرف سے ہے جیسا کہ اپنے فضل سے ضامن رزق بندوں کا ہوا ہے ویسے ہی وعدہ فرمایا جزاے اعمال کا بھی کیا ہے اور آنحضرت نائب اسکے ہیں م ح ع (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا يَهْوِي بِهَا فِي النَّارِ أَبْعَدَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تحقیق بندہ البتہ بولتا ہے ساتھ

[illegible]

ایک بات کہ اُسمیں رضامندی حق کی ہو نہیں جانتا اُس بات کی شان بلند کرتا ہو اللہ بسبب اُسکے بڑے درجے یعنی بندہ نہیں جانتا ہو قدر اُسکی اور گمان کرتا ہو اُسکو سہل و کم اعتبار
حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑے رتبے کی ہوتی ہو اور تحقیق بندہ البتہ بولتا ہو ساتھ ایک بات کے کہ اُسمیں ناخوشی اللہ کی ہوتی ہو رضا کہ نہیں جانتا اُسکے کہنے میں وزن و بال جانتا ہی
اُسکو گرتا ہو بسبب اُسکے دوزخ میں نقل کی یہ بخاری نے اور بیچ اور روایت بخاری اور مسلم کے یہ الفاظ آئے ہیں کہ گرتا ہو بندہ بسبب اُس بات کے آگ دوزخ میں گرتا دور کہ مسافت درمیان
مبدا اور منتہی کے دور تر ہو اُس مسافت سے کہ درمیان مشرق اور مغرب کے ہو ف یعنی زبان کو نگاہ رکھنا چاہیے اور اُسکے فعل کو آسان نہ جاننا چاہیے ایک بات کہ بندہ کی زبان سے
نکلتی ہو اگرچہ آدمی اُسکو آسان سمجھ جانے اگر وہ بات حق ہو تو سبب بلندی درجات کی بہشت میں ہوتی ہو اور اگر بری ہو تو موجب گرنے کی درکات دوزخ میں ہوتی ہو ترجمہ (وَعَنْ
عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُہٗ کُفْرٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہو عبد اللہ بن مسعود سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے برا کہنا مسلمان کا فسق ہو اور مار ڈالنا اُسکا کفر ہو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف تغلیظا و تشدیدا یہ حدیث نہی کی ہے مار ڈالنے مسلمانوں کی سے اور مقصود نفی اسلام کامل کی ہو
المسلم من سلم المسلمون الخ دلالت اسپر رکھتی ہو یا مراد مار ڈالنا ہی بسبب اسلام کے کہ حلال و مباح جانے بسبب اُسکے قتل اُسکا اور یہ بیشک ہو کہ قتل مسلمان کا بسبب اسلام اُسکے اور
حلال و مباح جاننے کے کفر ہو ترجمہ (وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِاَخِیْہِ کَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِہَا اَحَدُھُمَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہو ابن عمر سے کہا
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کہے اپنے بھائی مسلمان کو کافر پس تحقیق پھرتا ہو ساتھ اس کلمہ کفر کے ایک اُن دونوں کا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنی کہنے والا
کلمہ کا یا وہ کہ جسکے حق میں کہا ہو اسلیے کہ اگر سچ کہا تو وہ خود شخص کافر ہو اور اگر جھوٹ کہا اور وہ کافر نہ تھا تو یہ کہنے والا کافر ہوتا ہو اسلیے کہ جب مومن کو کافر کہا تو ایمان کو کفر جانا اور دین
اسلام کو باطل اعتقاد کیا اور کہا نووی نے کہ یہ حدیث ان حدیثوں میں سے ہو کہ گنا ہو انکو بعضے علماء نے مشکلات سے بسبب اسکے کہ ظاہر اسکا مراد نہیں ہو کیونکہ مذہب اہل حق کا یہ ہو کہ کفر
کی نسبت نکیا جاوے مسلمان بسبب گناہوں کے مانند قتل و زنا کے اور کہنا اُسکے کہ اپنے بھائی کو کافر بغیر اعتقاد بطلان دین اسلام کے ہیں اس حدیث کی کئی طرح تاویل کی گئی ہو ایک
تو یہ کہ محمول ہو اوپر حلال جاننے والے اُسکے کے پس اس صورت میں معنی باء بہا کے یہ ہونگے کہ رجوع کرتا ہو اوپر اُسکے کفر اور دوسرے یہ کہ معنی اُسکے یہ ہیں کہ رجوع کرتی ہو اُسپر نقیصہ
تکفیر اُسکے کی اور تیسرے یہ کہ یہ محمول ہو اوپر خوارج کے کہ کافر کہتے ہیں مومنین کو اور یہ ضعیف ہو اسلیے کہ مذہب صحیح و مختار اکثروں کے نزدیک یہ ہو کہ خارج مانند تمام اہل بدعت کے کافر نکئے جاویں
کہتا ہوں میں کہ یہ توجیہ عجیب ہو بلکہ مثل خوارج زمانے ہمارے کے ہو اسلیے کہ وہ اعتقاد کرتے ہیں کفر اکثر صحابہ کبار کا بلکہ تمام اہل سنت و جماعت سے پس وہ کافر ہیں بلا نزاع
ترجمہ (وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَرْمِیْ رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوْقِ وَلَا یَرْمِیْہِ بِالْکُفْرِ اِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَیْہِ اِنْ لَّمْ یَکُنْ صَاحِبُہٗ کَذٰلِکَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت
ہو ابی ذر سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تہمت کرے کوئی شخص کسی شخص کو فسق کی اور نہ تہمت کرے اُسکو کفر کی مگر کہ پھرتا ہو کلمہ کفر و فسق کہنے والے پر اگر نہو یار اُسکا کہ
جسکو وہ کلمہ کہا اس طرح کا نقل کی یہ بخاری نے ف یعنے فاسق و کافر نہیں یعنے اگر کسی غیر فاسق کو فاسق کہا آپ فاسق ہوا اور اگر کافر کہا اور وہ کافر نہیں ہو تو آپ کافر ہوا ترجمہ
(وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْکُفْرِ اَوْ قَالَ عَدُوَّ اللّٰہِ وَلَیْسَ کَذٰلِکَ اِلَّا حَارَ عَلَیْہِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہو ابی ذر سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو شخص کہ پکارے کسی شخص کو ساتھ کفر کے یا کہے دشمن خدا کے اور نہیں ہو وہ شخص اس طرح کا مگر رجوع کرتا ہو کفر یا عداوت اُسپر یعنے آپ کافر اور دشمن خدا کا ہوتا ہو نقل کی
یہ بخاری اور مسلم نے ترجمہ (وَعَنْ اَنَسٍ وَّاَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَی الْبَادِیْ مَا لَمْ یَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہو انس سے اور ابی ہریرہ
سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو شخص برا کہنے والے آپس میں گناہ اس چیز کا کہ کہیں اُسپر ہو کہ پہلے برا کہا یعنے دوسرا شخص کہ برا کہتا ہو اُسکا گناہ بھی اول پر ہو کہ
ظلم کیا اور دوسرا مظلوم ہو اور وہ باعث ہوا اُسکو برا کہنے پر جبتک کہ تجاوز نکرے مظلوم نقل کی یہ مسلم نے ف پس اگر تجاوز کی مظلوم نے حد سے باین نہج کہ زیادہ ہوا برا کہنا اُسکا
برا کہنے میں پہل کرنیوالے کے سے اور ایذا اُسکی سے ہوتا ہو گناہ مظلوم کا زیادہ گناہ پہل کرنے والے کے سے اور بعضوں نے کہا کہ جب تجاوز کرے پس نہیں ہوتا ہو گناہ فقط پہل کرنے والے پر بلکہ ہوتا ہو
دوسرا بھی گنہگار بسبب تعدی کے ترجمہ (وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَنْبَغِیْ لِصِدِّیْقٍ اَنْ یَّکُوْنَ لَعَّانًا رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہو ابی ہریرہ سے
کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں جائز واسطے صدیق کے یہ کہ ہو بہت لعنت کرنے والا نقل کی یہ مسلم نے ف صدیق صیغہ مبالغہ کا ہو بمعنی کثیر الصدق کے اور

تحقیق نیکوکاری راہ بتلاتی ہے یعنے پہونچاتی ہے نیک کام کو طرف بہشت کے یعنے مرتبہ عالیہ اسکے کا اور ہمیشہ ایک شخص سچ بولتا ہے اور کوشش کرتا ہے سچ بولنے میں یہانتک کہ لکھا جاتا ہے نزدیک اللہ کے صدیق اور دور رکھو تم اپنے تئیں جھوٹ بولنے سے اسلیے کہ تحقیق جھوٹ بولنا پہونچاتا ہے یعنی راہ بتلاتا ہے طرف فسق و فجور کے اور تحقیق فسق کرنا پہونچاتا ہے طرف آگ دوزخ کے اور ہمیشہ آدمی جھوٹ بولتا ہے اور کوشش کرتا ہے جھوٹ بولنے میں یہانتک کہ لکھا جاتا ہے نام اسکا نزدیک اللہ تعالے کے بڑا جھوٹا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور بیچ ایک روایت مسلم کے یہ الفاظ آئے ہیں کہ تحقیق سچ بولنا نیکی ہے اور نیکی پہونچاتی ہے طرف بہشت کے اور تحقیق جھوٹ بولنا فجور ہے اور تحقیق فجور پہونچاتا ہے طرف آگ کے ف لکھا جاتا ہے الخ یعنے حکم کیا جاتا ہے اسپر ساتھ صدیقیت کے اور ثابت کیا جاتا ہے واسطے اسکے یہ مقام صدیقیت اور ثواب اسکا یا لکھا جاتا ہے نام اسکا بیچ دیوان اعمال کے نزدیک ملاء اعلی کے یا لوگ اپنی کتابوں میں نام اسکا صدیق لکھتے ہیں اور مقصود یہ ہے کہ ظاہر کیا جاتا ہے خلق میں ساتھ اس صفت و نام کے اور ڈالا جاتا ہے لوگوں کے دل میں اور جاری کیا جاتا ہے زبانوں پر کہ یہ سچا ہے برقیاس قول اللہ تعالے کے ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات سیجعل لہم الرحمن ودا اور اسی طرح جھوٹ بولنے والے پر حکم کیا جاتا ہے کہ جھوٹا ہے اور ثابت کیا جاتا ہے واسطے اسکے عذاب جھوٹوں کا یا لوگوں میں جھوٹا مشہور کیا جاتا ہے اور لوگ اس سے بغض رکھتے ہیں ع (وعن ام کلثوم قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس ویقول خیرا وینمی خیرا) متفق علیہ اور روایت ہے ام کلثوم سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں جھوٹا وہ شخص کہ اصلاح کرتا ہے درمیان لوگوں کے اور کہتا ہے باتیں نیک کہ باعث اصلاح اور رفع نزاع کے ہوں اگرچہ جھوٹ بھی ہوں اور پہونچاتا ہے اچھی باتیں یعنے ایک کیطرف سے دوسرے کو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف کہتا ہے نیک باتیں الخ یعنے کلام کہ ان میں خیر کو ذکر کرے اور شر کو چھوڑے مثلا زید و عمرو میں بگاڑ ہے پس آپس کی اصلاح کے لیے کہتا ہے ایک کیطرف سے دوسرے کو کہ وہ تجکو سلام کہتا ہے اور تعریف کرتا ہے تیری اور کہتا ہے کہ میں دوست رکھتا ہوں اسکو اگرچہ اسنے نہ کہا ہو ع (وعن المقداد بن الاسود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رایتم المداحین فاحثوا فی وجوههم التراب) رواہ مسلم اور روایت ہے مقداد بن اسود سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جسوقت کہ دیکھو تم تعریف کرنیوالوں کو پس ڈالو انکے منہ میں مٹی نقل کی یہ مسلم نے ف یعنے جو کہ مبالغہ کریں تعریف میں تو کہو تمہارے منہ میں مٹی یا ظاہر یہ ہے کہ تعریف نثر ہو یا نظم انکے منہ میں مٹی ڈالو یعنے محروم کرو کہ کچھ نہ دو یا مراد یہ ہے کہ کچھ تھوڑا سا دیدو کہ شاید یہ تشبیہ ساتھ خاک کے قلت و حقارت میں تاکہ ہو تھوڑی تمہاری اور بعضے علما نے اسکو ظاہر پر حمل کیا ہے چنانچہ مقداد سے کہ راوی اس حدیث کا ہے آیا ہے کہ انہنے خاک لی اور سامنے امیر المومنین حضرت عثمان کی تعریف کرنیوالے کے منہ میں ڈالدی اور اسمین زجر ہے تعریف کرنے والے کو اسلیے کہ وہ مغرور و متکبر کرتا ہے اسکو کہ جسکی تعریف کرتا ہے کہا خطابی نے کہ مداحین وہ لوگ ہیں کہ عادت پکڑی ہے انہوں نے تعریف کرنیکی بغیر تمیز کے درمیان حق و باطل کے اور مستحق و غیر مستحق کے اور کیا ہے تعریف کو وسیلہ معاش کا کہ اسکے سبب ممدوح سے متوقع ہوتے ہیں نفع کے پس وہ تعریف کرے کسی کی اچھے فعل اور امر محمود پر تاکہ اسکو رغبت ہو اور بھلائیوں کے کرنیکی اور لوگوں کو رغبت ہو اسکے اقتدا کی پس نہیں ہے وہ مداح یعنے مداح برا ع (وعن ابی بکرۃ قال اثنی رجل علی رجل عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ویلک قطعت عنق اخیک ثلاثا من کان منکم مادحا لا محالۃ فلیقل احسب فلانا واللہ حسیبہ ان کان یری انہ کذلک ولا یزکی علی اللہ احدا) متفق علیہ اور روایت ہے ابی بکرہ سے کہا تعریف کی ایک شخص نے ایک شخص کی کہ وہ بھی حاضر تھا روبرو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے یعنے مبالغہ کیا اسکی تعریف میں پس فرمایا حضرت نے واسطے تجکو کاٹی تونے گردن بھائی اپنے کی تین بار فرمایا جو شخص کہ ہو تم میں سے تعریف کرنے والا ضرور پس چاہیے کہ کہے گمان کرتا ہوں میں فلانے کو ایسا یعنے مرد صالح مثلا اور اللہ تعالے جانتا ہے حقیقت حال اسکی کہ اور حساب کرنے والا اور جزا دینے والا اسکا ہے اسکے کردار پر اگر گمان رکھتا ہے تعریف کرنیوالا کہ تحقیق وہ ایسا ہی ہے یعنے چاہیے کہ تعریف کی اور تعریف کرے اور حکم نہ کرے خدا پر ساتھ جزم و یقین کے کہ کسی کو کہ وہ ایسا ہے یعنے احتیاط کرے تعریف میں اور کہے کہ گمان رکھتا ہوں کہ وہ ایسا ہے واللہ اعلم اور بطور جزم نہ کہے کہ بلاشبہ ایسا ہی ہے تا حکم علم الہی پر نہو ف کاٹا گردن کا یعنے ہلاک کیا اور ہلاک جسمانی کے ہے استعمال کیا اسکو بیچ ہلاک روحانی کے کہ ممدوح کو اس سے عجب و غرور پیدا ہوتا ہے وہ ہلاک دین میں ہے اور یہ دین میں اور کبھی تعریف باعث ہلاک دنیا کے بھی ہوتی ہے جیسے کہ تعریف سننے سے مغرور ہوا اور کسی کو ہلاک کیا اور اسکے قصاص میں اسکو ہلاک کیا حاکم نے ف ۲ تعریف کرنی آدمی کی تین طرح پر ہے ایک تو یہ کہ تعریف کرے اسکی اسکے منہ پر یہ قسم تو وہ ہے کہ نہی کی گئی ہے اس سے اور دوسرے یہ کہ تعریف کرے اسکی غائبانہ لیکن جانتا ہے کہ تعریف اسکو پہونچیگی پس اس سے بھی نہی کی گئی اور تیسرے یہ کہ تعریف کرے اسکی غائبانہ اس حال میں کہ نہ پروا ہو اسکے پہونچنے نہ پہونچنے کی اور تعریف کرنی اسکی ساتھ اس چیز کے کہ اسمین ہے پس اس تعریف کا

نقصان نہین ۔ عالمگیریہ ۔ وعن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اتدرون ما الغیبۃ قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ذکرک اخاک بما یکرہ قیل افرایت ان کان فی اخی
ما اقول قال ان کان فیہ ما تقول فقد اغتبتہ وان لم یکن فیہ ما تقول فقد بہتّہ رواہ مسلم وفی روایۃ اذا قلت لاخیک ما فیہ فقد اغتبتہ واذا قلت ما لیس فیہ فقد بہتّہ اور
روایت ہے ابی ہریرہؓ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آیا جانتے ہو تم کہ کیا ہے غیبت کہا بعضے صحابہ نے کہ اللہ اور رسول اُسکا دانا تر ہے فرمایا غیبت ذکر کرنا تیرا ہے اپنے
بھائی مسلمان کو ساتھ ایسی چیز و صفت کے کہ ناخوش رکھے کہا بعضے صحابہ نے پس خبر دو تم اگر ہووے بیچ بھائی میرے کے یعنے اُس شخص مین کہ اسکو بدی ذکر کیا مین نے وہ چیز کہ کہتا ہون مین
یعنے اگر وہ صفت اُسمین ہے اور سچ مین نے کہا اور اُسکو ناخوش لگا یہ بھی غیبت ہے فرمایا حضرتؐ نے اگر ہو اُس شخص مین وہ چیز کہ کہتا ہے تو پس تحقیق غیبت کی تو نے اُسکی اور اگر نہو اُسمین وہ
چیز کہ کہتا ہے تو پس تحقیق بہتان کیا تو نے اُسپر یعنے غیبت یہی ہے کہ عیب کسی کا سچ کہے اور اگر سچ نہ کہے تو افترا و بہتان ہے نقل کی یہ مسلم نے اور ایک روایت مسلم کی مین یہ الفاظ آئے ہین
جسوقت کہ کہے تو واسطے بھائی اپنے کے وہ چیز کہ اُسمین ہے پس تحقیق غیبت کی تو نے اُسکی اور جسوقت کہے تو وہ چیز کہ نہین اُسمین پس تحقیق بہتان کیا تو نے اُسپر ف جان کہ غیبت ایک
گناہ ہے نہایت بڑا اور بہ نسبت اور گناہون کے زیادہ پھیلا ہوا ہے لوگون مین بہت ہی کم ہین ایسے لوگ کہ بچتے ہین اُس سے اور غیبت کہتے ہین کسی کے یاد کرنے کو ساتھ ایسے عیب کے کہ ناخوش لگے
اُسکو خواہ وہ عیب اُسکے بدن مین ہو یا اُسکی عقل مین یا اُسکے دین مین یا اُسکی دنیا مین یا اُسکی خلق مین یا اُسکے نفس مین یا اُسکے مال مین یا اولاد مین یا ماں باپ مین یا بیوی مین یا اُسکے
خادم مین یا کپڑے مین یا رفتار و گفتار مین یا ہیئت مین یا نشست و برخاست مین یا اُسکے حرکات و سکنات مین یا تازہ روئی اور ترش روئی اور تند خوئی مین اور نرم گوئی اور خاموشی
مین اور سوا اُنکے مین جو کچھ کہ تعلق ہے ساتھ اُسکے خواہ ذکر کرنا ساتھ الفاظ کے ہو یا کنایہ کے یا رمز کے یا اشارہ کے ساتھ آنکھ اور بھوؤن اور سر اور ہاتھ اور مانند اُنکے کے اور قاعدہ کلیہ اُسمین
یہ ہے کہ جس چیز سے سمجھا دے تو کسی کو نقصان مسلمان کا اور عیب اُسکا وہ ہی ہے وہ غیبت حرام ہے اور اگر اُسکے منہ پر کہے اور ناخوش لگے اُسکو تو بے حیائی اور ایذا اور وقاحت ہے کہ یہ اور بھی گناہ
ہے اور کفارہ غیبت کا یہ ہے کہ بخشوا لے اُس سے کہ جسکی غیبت کی ہے اگر خبر اُس غیبت کی اُسکو پہنچی ہے اور اگر نہین پہنچی ہے یا وہ مر گیا یا مسافت دور ہے تو استغفار کافی ہے اور بخشوا لینا
لازم نہین ہے کہ تفصیل کہے بطریق اجمال کے کافی ہے کہ کہے تیری غیبت کی ہے مین نے بخش دے مجھ اور بیچ استغفار کرنے کے اُسکے لیے کہ جسکی غیبت کی ہے یہی کفارہ غیبت کا ہے
جیسا کہ احادیث مین آیا ہے بشرع ف ذکر کرنا آدمی کی برائیون کا بطریق اہتمام کے نہین مضایقہ ہے اور مکروہ ہے اُس صورت مین کہ ارادہ کرنا ہے اُسکا نقصان کا اور جیسے
غیبت کی ایک شہر والون کی یا بستی والون کی تو نہین ہوتی وہ غیبت یہان تک کہ نام لے ایک قوم معین کا کذا فی السراجیہ ایک شخص روزہ رکھتا ہے اور نماز پڑھتا ہے لیکن ضرر پہونچاتا ہے
لوگون کو ہاتھ اور زبان سے پس ذکر کرنا اُسکا ساتھ اُس چیز کے کہ اُسمین ہے نہین ہوتی غیبت اور اگر خبر پہونچاوے سلطان کو اُسکی تاکہ وہ تنبیہ کرے اُسکو پس نہین گناہ ہے اُسپر کذا فی
فتاوے قاضی خان ۔ عالمگیریہ ۔ وعن عائشۃ ان رجلا استاذن علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ائذنوا لہ فبئس اخو العشیرۃ فلما جلس تطلق النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی وجہہ
وانبسط الیہ فلما انطلق الرجل قالت عائشۃ یا رسول اللہ قلت لہ کذا وکذا ثم تطلقت فی وجہہ وانبسطت الیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متی عہدتنی فحاشا ان شر الناس
عند اللہ منزلۃ یوم القیمۃ من ترکہ الناس اتقاء شرہ وفی روایۃ اتقاء فحشہ متفق علیہ اور روایت ہے عائشہؓ سے کہ تحقیق ایک شخص نے اذن مانگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس آنیکا پس فرمایا اذن دو اُسکو آنیکا پس بُرا ہے اپنی قوم مین پس جب بیٹھا وہ کشادہ پیشانی کی حضرتؐ نے بیچ ملاقات اُسکی کے اور تبسم کیا واسطے اُسکے یا اچھی باتین کین اُس سے
پس جب چلا گیا وہ شخص عرض کیا حضرت عائشہؓ نے یا رسول اللہ کہا تھا آپ نے اُسکے حق مین ایسا اور ایسا پھر کشادہ روئی کی آپ نے بیچ ملاقات اُسکی کے اور اچھی باتین کین اُس سے
پس فرمایا حضرتؐ نے کب پایا تو نے مجھکو فحش بولنے والا تحقیق بدترین آدمیون کا نزدیک اللہ کے مرتبے مین دن قیامت کے وہ شخص ہے کہ چھوڑ دین اُسکو لوگ واسطے بچنے بُرائی
اُسکی کے اور ایک روایت مین واسطے بچنے فحش اُسکے کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف وہ شخص آنیوالا عیینہ بن حصن تھا اور تھا وہ مولفۃ القلوب اور سنگدلان عرب سے اور اپنی
قوم مین رئیس تھا اور تھا بدخلق اور آثار نقصان دین و ایمان کے اُس سے حضرتؐ کی حیات مین اور بعد وفات حضرتؐ کے ظہور مین آئے اور بعد رحلت آنحضرتؐ کے مرتد ہو گیا تھا اور
حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ مین اسیر آیا اور پھر بہ اسلام کی کر کر مسلمان ہوا اور اُسوقت مین کہ آنحضرتؐ کے پاس آیا تھا اسلام کیا تھا لیکن اسلام کامل نہ تھا اور کلام مذکور آنحضرتؐ کا اُسکے
حق مین علامات نبوت اور معجزات سے تھا کہ خبر غیب سے اور حقیقت حال اُسکے سے دی آخر کو آثار بدی کے ارتداد وغیرہ اُس سے ظہور مین آئے اور یہ مذمت اُسکی ہو واسطے ظاہر کرنے

ابی ہریرہ سے کہا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آیا جانتے ہو تم کہ کیا چیز اکثر داخل کرتی ہے آدمی کو بہشت میں یعنی اسباب جو داخل کرنے ہیں انکے بہشت میں ساتھ فائز ہونے کے
میں وکون سے کونسی چیز ہے کہ اکثر سبب ہوتی ہے وہ تقویٰ اللہ کا اور حسن خلق کیا جانتے ہو تم کہ کیا چیز اکثر داخل کرتی ہے آدمی کو آگ میں وہ چیزیں ہیں کاواک منہ اور شرمگاہ نقل کی ہے ترمذی
اور ابن ماجہ نے ف اونے تقویٰ سے کا یہ ہے کہ بچے شرک سے اور اعلیٰ اسکا یہ ہے کہ بچے حظ نفس ماسوا سے اللہ سے اور حسن خلق یعنی ساتھ خلق کے کہ اونے اسکا ترک کرنا ایذا انکا کا ہو اور اعلیٰ
اسکا یہ ہے کہ احسان کرے اسپر کہ جو بدی پہونچاوے اسکو کذا ذکرہ الملا علی اور حضرت شیخ نے کہا کہ خوش خلقی بھی داخل تقویٰ میں ہے پس ذکر اسکا بعد ذکر تقویٰ کے تخصیص بعد تعمیم ہے مگر
یہ کہ مراد تقویٰ سے اعمال ظاہر کئے ہیں اور حسن خلق سے اخلاق باطن اور طیبی نے کہا کہ تقویٰ اشارہ ہے طرف حسن معاملہ کے ساتھ خالق کے کہ بچے تمام نواہی سے اور بجالاوے تمام اوامر کو
اور حسن خلق اشارہ ہے طرف حسن معاملہ کے ساتھ خلق کے اور منہ کہ زبان بھی داخل ہے اس میں ہے اور شاید بیچ کھانے اور پینے حرام کے اور کہنا کلام ممنوع اور بیہودہ اور لاطائل کا ساتھ زبان کے
ہے اور شرمگاہ یعنی ستر مرد و عورت کا کہ اکثر آدمی بسبب اسکے مخالفت خالق کرتا ہے اور مغلوب ہو جاتا ہے (وعن بلال بن الحارث قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الرجل
لیتکلم بالکلمۃ من الخیر ما یعلم مبلغہا یکتب اللہ لہ بہا رضوانہ الی یوم یلقاہ وان الرجل لیتکلم بالکلمۃ من الشر ما یعلم مبلغہا یکتب اللہ لہ بہا سخطہ الی یوم یلقاہ رواہ فی شرح السنۃ
وروی مالک والترمذی وابن ماجہ نحوہ) اور روایت ہے بلال بن حارث سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق آدمی البتہ بولتا ہے ایک بات بھلائی کی نہیں
جانتا قدر اسکی ثابت کرتا ہے اللہ واسطے اسکے بسبب اسکے خوشنودی اپنی اس دن تک کہ ملاقات کرے اللہ تعالیٰ سے اور تحقیق آدمی البتہ بولتا ہے ایک بات برائی کی کہ نہیں جانتا
قدر اسکی ثابت کرتا ہے اللہ بسبب اسکے اسپر خفگی اپنی اس دن تک کہ ملاقات کرے اس سے نقل کی یہ شرح السنہ میں اور روایت کی مالک اور ترمذی اور ابن ماجہ نے مانند اسکے
ثابت کرتا ہے خوشنودی اپنی یعنی دنیا میں توفیق دیتا ہے ایسی چیزوں کی کہ راضی ہو اللہ اس سے اور برزخ میں بچاتا ہے عذاب قبر سے اور فراخ کیجاتی ہے قبر اسکی اور کہا جاتا ہے کہ سو رہ
مانند سونے عروس کے اور روز قیامت کے اٹھیگا سعید اور اللہ تعالیٰ کے سایہ میں ہوگا پھر داخل ہوگا بہشت میں اور وہاں کی نعمتیں پاویگا اور جو خفگی ہوگی اسکے حق میں عکس اسکے ہوگا
پس معنی توقیت یعنی اس دن تک کی الخ کے یہ نہیں ہیں کہ رضا اور غضب اس دن تک ہے بعد ازاں منقطع ہونگے اور نظیر اسکی قول اللہ تعالیٰ کا ہے بیچ حق ابلیس کے ان علیک لعنتی
الی یوم الدین اور کہا سفیان بن عیینہ نے کہ مراد بری بات سے کلمہ حق کہنا ہے نزدیک سلطان ظالم کے انتہی اور اس قیاس پر بری بات کلمہ باطل کہنا نزدیک بادشاہ کے کہ ضرر کرے
دین میں اور ظاہر حدیث سے عام معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سا کلمہ ہو ت ع (وعن بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویل لمن یحدث فیکذب لیضحک بہ
القوم ویل لہ ویل لہ رواہ احمد والترمذی وابو داود والدارمی) اور روایت ہے بہز بن حکیم سے کہ نقل کی اپنے باپ سے یعنی حکیم سے حکیم نے نقل کی بہز کے دادا سے کہ کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے واے ہے واسطے اس شخص کے کہ بات کرے جھوٹ بولے تاکہ ہنساوے ساتھ اسکے قوم کو واے ہے واسطے اسکے واے ہے واسطے اسکے نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور ابو داود
اور دارمی نے ف ویل کے معنی میں ہلاک عظیم یا نام ایک چاہ گہری کا ہے جہنم میں اور مکرر فرمانا اس لفظ کا واسطے تاکید اور تشدید کے ہے وعید میں اور جھوٹ بولی اس قید سے سمجھا جاتا ہے کہ
اگر ایک بات سچی کہے واسطے خوش کرنے یاروں کے مضائقہ نہیں اور چاہیے یوں کہ اسکو بھی عادت و پیشہ اپنا نکرے کیونکہ خوش طبعی کہ جھوٹ نہو اگرچہ مشروع و مسنون ہے لیکن کبھی کبھی نہ
ہمیشہ اور چاہیے کہ نظر ہنسانے پر نہو جیسے کہ حدیث آیندہ میں فرماتے ہیں ت ع (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد لیقول الکلمۃ لا یقولہا الا لیضحک
بہا الناس یہوی بہا ابعد ما بین السماء والارض وانہ لیزل عن لسانہ اشد مما یزل عن قدمہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے تحقیق بندہ البتہ بولتا ہے ایک بات نہیں بولتا ہے اسکو مگر اسواسطے کہ ہنساوے ساتھ اسکے لوگوں کو گرتا ہے بسبب اس بولنے کے بیچ دوزخ میں گرنا کہ دور ہے مسافت
مبدا اور منتہی اسکی کی اس مسافت سے کہ درمیان آسمان و زمین کے ہے اور تحقیق بندہ پھسلتا ہے بسبب زبان کے اپنے زیادہ تر پھسلنے سے قدم اپنے سے نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان
میں ف یعنی جھوٹ وغیرہ کہ نکلی زبان سے صادر ہوتا ہے زیادہ ضرر کرتا ہے اسکو بنسبت ضرر کرنے اسکی کے پاؤں سے گر کے بلکہ ضرر بدنی کو نسبت ضرر دینی سے نہیں
(وعن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صمت نجا رواہ احمد والترمذی والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان) اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے
کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ چپ رہا یعنی کلام بد سے نجات پائی یعنی آفات و بلیات سے دنیا و آخرت میں اسلیے کہ اکثر جو آدمی کو بلا پہونچتی ہے زبان کے سبب

رواہ الترمذی) اور روایت ہے انس سے کہا وفات کیا گیا ایک شخص صحابیوں میں سے پس کہا ایک اور شخص نے خوش وقت ہو تو ساتھ داخل ہونے بہشت کے یعنے جبر کت صحبت
آنحضرت کے پس فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا کہتا ہے تو یہ بات اور نہیں جانتا تو حقیقت حال پس شاید کہ اُسنے کلام کیا ہو بیچ اُس چیز کے کہ نہ سود دیتا اسکو یا بخل کی ہو ساتھ ایسی
چیز کے کہ ناقص نکرتی اُسکو نقل کی یہ ترمذی نے فوت ہونے میں تعلیم علم اور دنیا زکوۃ کا نقصان علم ومال میں نہیں لاتا بلکہ سبب زیادتی کا ہوتا ہو حاصل یہ کہ یہ کیونکر حکم کیا تو نے ساتھ
داخل ہونے اُسکے کے بہشت میں شاید کہ کلام لایعنی کیا ہو اور بخل کیا ہو اور اُسکے سوال وحساب میں گرفتار ہوا ہو اور داخل ہونے بہشت کے سے منع کیا گیا ہو (وعن سفیان
بن عبد اللہ الثقفی قال قلت یا رسول اللہ ما اخوف ما تخاف علی قال فاخذ بلسان نفسہ وقال ہذا رواہ الترمذی وصححہ) اور روایت ہے سفیان بن عبداللہ ثقفی سے کہا کہا میں نے
یا رسول اللہ کون سی چیز بہت خوفناک ہے اُن چیزوں میں سے کہ ڈرتے ہو تم اُنسے مجھ پر کہا سفیان نے پس پکڑی حضرت نے زبان اپنی اور فرمایا یعنی یہ اسکے شر سے بہت ڈرتا ہوں تمہارے
حق میں کہ اکثر باتیں گناہ کی اُس سے سرزد ہوتی ہیں نقل کی یہ ترمذی نے اور صحیح کیا اسکو (وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کذب العبد تباعد عنہ الملک
میلا من نتن ما جاء بہ رواہ الترمذی) اور روایت ہے ابن عمر سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جس وقت کہ جھوٹ بولتا ہے بندہ دور ہو جاتے ہیں اُس سے فرشتے یعنی حفاظت
کرنے والے کوس بھر سبب بو بد اُس چیز کی کہ لایا بندہ اُسکو یعنی جھوٹ بولا نقل کی یہ ترمذی نے (وعن سفیان بن اسید الحضرمی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
کبرت خیانۃ ان تحدث اخاک حدیثا ہو لک بہ مصدق وانت بہ کاذب رواہ ابو داود) اور روایت ہے سفیان بن اسید حضرمی سے کہا سنا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
سے کہ فرماتے تھے بہت بڑی بات ہے از روئے خیانت کے یہ کہ بات کہے تو بھائی اپنے سے کہ وہ تجھکو ساتھ اُس بات کے سچا جاننے والا ہو اور تو اُس بات میں جھوٹ بولنے والا ہو
یعنے جھوٹ بولنا تو ہر حال بُرا ہے اور اس صورت میں بدتر ہے نقل کی یہ ابوداؤد نے (وعن عمار قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان ذا وجہین فی الدنیا کان
لہ یوم القیمۃ لسانان من نار رواہ الدارمی) اور روایت ہے عمار سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ ہو دو رویہ دنیا میں ہوگی اُسکی دن قیامت کے دو زبانیں آگ کی نقل
کی یہ دارمی نے فائدہ دو رویہ اسکو کہتے ہیں کہ جو کسی کے سامنے ہو تو ایسی باتیں کرے کہ وہ جانے کہ یہ میرا دوست ہے اور اسکے پیچھے ایسی باتیں کرے کہ باعث اُسکی برائی کی ہو دنیا اور میں کہتا
کہ دو رویہ وہ ہے کہ دو شخصوں میں عداوت ہو ہر ایک کے پاس جا کر ایسی باتیں کرتا ہے کہ وہ جانتا ہے کہ یہ میرا دوست ہے یعنی ہر ایک کے پاس جا کر دوسرے کو برا کہتا ہے اور اُسکی نسبت ظاہر کرتا ہے
ہر ایک جانتا ہے کہ یہ میرا دوست غمخوار اور مددگار ہے (وعن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس المؤمن بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش ولا البذی
رواہ الترمذی والبیہقی فی شعب الایمان وفی اخری لہ ولا الفاحش البذی وقال الترمذی ہذا حدیث غریب) اور روایت ہے ابن مسعود سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم نے نہیں ہوتا ہے مومن طعن کرنے والا اور نہ لعن کرنے والا اور نہ فحش بکنے والا اور نہ زبان درازی کرنے والا نقل کی یہ ترمذی نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور بیچ اور
روایت بیہقی کے اور نہیں ہوتا مومن فحش کہنے والا زبان درازی کرنے والا یعنی اس روایت میں وصف کیا فاحش کو ساتھ بذی کے یعنے نہیں ہے مومن فحش کہنے والا زبان دراز اور کہا
ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب ہے (وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یکون المؤمن لعانا وفی روایۃ لا ینبغی للمؤمن ان یکون لعانا رواہ الترمذی) اور روایت
ہے ابن عمر سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہوتا مومن کامل بہت لعنت کرنے والا اور عادت کرنے والا اسکی اور نہ چاہیے اسکو کہ ایسا ہو اور ایک روایت میں یہ لفظ
آئے ہیں نہیں لائق مومن یعنے مطلق مومن کو کہ ہو بہت لعنت کرنے والا (وعن سمرۃ بن جندب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تلاعنوا بلعنۃ اللہ ولا بغضب اللہ ولا بجہنم
وفی روایۃ ولا بالنار رواہ الترمذی وابو داود) اور روایت ہے سمرہ بن جندب سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ بد دعا کرو آپس میں ساتھ لعنت خدا کے یعنے نہیں ایک
دوسرے کو نہ کہے کہ تجھپر لعنت خدا کی اور نہ بددعا کرو آپس میں ساتھ غضب خدا کے اور نہ ساتھ داخل ہونے کے دوزخ میں یعنے یوں کہو کہ غضب خدا کا تجھپر اور دوزخ میں جاوے تو اور ایک روایت
میں ہے اور نہ ساتھ آگ کے نقل کی یہ ترمذی اور ابوداؤد نے (وعن ابی الدرداء قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان العبد اذا لعن شیئا صعدت اللعنۃ الی السماء
فتغلق ابواب السماء دونہا ثم تہبط الی الارض فتغلق ابوابہا دونہا ثم تاخذ یمینا وشمالا فاذا لم تجد مساغا رجعت الی الذی لعن فان کان لذلک اہلا والا رجعت الی قائلہا رواہ
ابو داود) اور روایت ہے ابی درداء سے کہا سنا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے تحقیق بندہ جس وقت لعنت کرتا ہے کسی چیز کو یعنے آدمی کو یا غیر آدمی کو چڑھتی ہے

لعنت طرف آسمان کے پس بند کیے جاتے ہیں دروازے آسمان کے آگے لعنت کے پھر اوترتی ہے لعنت طرف زمین کے پس بند کیے جاتے ہیں دروازے اسکے نزدیک اوسکے پس لعنت
پھر مائل ہوتی ہے دائیں اور بائیں یعنے پس او دھر سے بھی روکی جاتی ہے پس جس وقت کہ نہیں پاتی راہ پھرتی ہے طرف اسکے کہ لعنت کیا گیا ہے پس اگر ہوتا ہے وہ لائق اسکے تو پہونچتی ہے
اسکو اور اگر نہیں ہوتا وہ لائق اسکے پھر آتی ہے لعنت طرف کہنے والے اپنے کے نقل کی یہ ابو داؤد نے ف یعنے جب لعنت کی جاتی ہے کسی پر تو اول ہی متوجہ اسپر نہیں ہوتی بلکہ پہلی ہے
کہ باہر نکلنے پاوے جب جگہ نکلنے کی نہیں پاتی تو متوجہ ہوتی ہے اسپر اور اگر وہ مستحق اسکا نہیں ہوتا تو پھر آتی ہے لعنت بھیجنے والے پر پس جبتک کہ یقین نہو کہ وہ مستحق لعنت ہے تو لعنت نکرے
اسپر اور مستحق لعنت کا ہونا بغیر خبر شارع کے یقین نہیں ہوتی (وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا نَازَعَتْهُ الرِّيحُ رِدَاءَهُ فَلَعَنَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْعَنْهَا فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ
وَإِنَّهُ مَنْ لَعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهُ بِأَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے ابن عباس سے کہ ایک شخص کی اوڑا لی ہوا نے چادر پس لعنت کی اسنے ہوا پر پس فرمایا پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ لعنت کر تو اسکو اسلیے کہ وہ حکم کی گئی ہے اور تحقیق شان یہ ہے کہ جو شخص لعنت کرے کسی چیز پر کہ نہیں وہ لائق لعنت کے رجوع کرتی ہے لعنت اسپر نقل کی یہ ترمذی نے
اور ابو داؤد نے ف حکم کی گئی ہے ساتھ چلنے کے اور بھیجا ہے اسکو واسطے حکمتوں کے تنگ آنا اس سے اور مکروہ جاننا اسکو منافی ادب عبودیت اور استقامت کے ہے اور اسی طرح ہے ادب
نزول حوادث زمانہ کا اور وارد ہونے احکام ارادیہ کے چاہیے کہ باطن اور ظاہر میں ساتھ دل اور زبان کے راضی و ساکت ہو اور اگر دلمیں بحکم ضعف بشری کے تغیر راہ پاوے تو چاہیے کہ
زبان کو نگاہ رکھے ع (وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُبَلِّغُنِي أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِي عَنْ أَحَدٍ شَيْئًا فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَخْرُجَ إِلَيْكُمْ وَأَنَا سَلِيمُ الصَّدْرِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)
اور روایت ہے ابن مسعود سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پہونچاوے مجکو کوئی میرے صحابیوں میں سے کسی کی طرف سے کوئی چیز یعنے جنس تقصیرات اور افعال
اور خصلتوں سے کہ فلانے نے ایسا کیا اور فلانے نے یوں کہا اور فلانا ایسا ہے اسلیے کہ میں دوست رکھتا ہوں یہ کہ نکلوں میں یعنے گھر سے طرف تمہارے اس حال میں کہ صاف سینہ ہوں
اور کسی پر غصہ اور کسی سے ناراضی یا کینہ نہوں نقل کی یہ ابو داؤد نے ف اسمیں تعلیم ہے امت کو کہ کسی کو نہ چاہیے کہ نزدیک امیروں اور بزرگوں کے بلکہ نزدیک کسی کے کسی کی طرف
سے برائی کہے کہ باعث عداوت و کینے کا ہو شرح سعنی اسکے یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آرزو کی یہ کہ نکلیں دنیا سے اس حال میں کہ دل انکا راضی ہو لیکن جیسا ہے ع
(وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا تَعْنِي قَصِيرَةً فَقَالَ لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَ بِهَا الْبَحْرُ لَمَزَجَتْهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ) اور
روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ عرض کیا میں نے واسطے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ کفایت ہے تمکو صفیہ سے یعنے انکے عیبوں سے ایسا اور ایسا مراد رکھتی تھیں عائشہ اس سخن سے
کوتاہ قد یعنی صفیہ کوتاہ قد تھیں عائشہ نے چاہا کہ بایں عیب انکو حضرت کے سامنے ذکر کریں پس حضرت کو یہ غیبت کرنا عائشہ سے ناخوش آیا پس فرمایا کہ تحقیق کہا تونے ایسا
کلمہ کہ اگر ملایا جاوے ساتھ اسکے دریا البتہ غالب آوے یہ کلمہ اس دریا پر اور تغیر کردے نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور ابو داؤد نے ف یعنے جب دریا کو باوجود اس عظمت کے تغیر
کردے اور غالب آوے اسپر تو تیرے اعمال کا کیا حال ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ بقصد حقارت کے اس قدر عیب کسی کا کہنا کہ وہ کوتاہ قد ہے یہ بھی غیبت ہے اور لفظ کذا و کذا کنایہ
ہے ذکر کرنے بعضے عیوب صفیہ کے سے اور کہا ایک شارح نے کہ قول عائشہ کا کذا اشارہ ہے طرف بالشت اپنے کے کہتا ہوں ظاہر تکرار کذا سے تعدد لغت اسکی کا ہے پس شاید کہ اونہوں
نے کہا ہو اپنی زبان سے کہ وہ ٹھنگنی ہے اور اشارہ کیا ہو ساتھ بالشت اپنے کے کہ وہ نہایت ٹھنگنی ہے پس ارادہ کیا تاکید کا ساتھ جمع کرنے کے درمیان قول و فعل کے واللہ اعلم ش
ح ع (وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ الْفُحْشُ فِي شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ وَمَا كَانَ الْحَيَاءُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے انس سے کہ کہا فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہوتا فحش یعنے سخت کلامی کسی چیز میں یعنے کسی امر میں امور میں سے مگر کہ عیبناک کر دیتا ہے اسکو اور نہیں ہوتی حیا و نرمی کسی چیز میں مگر کہ
زینت دیتی ہے اسکو نقل کی یہ ترمذی نے ف کہا طیبی نے اسمیں مبالغہ ہے کہ اگر بالفرض فحش یا حیا جمادات میں ہو تو اسکو بھی عیبناک کردے یا زینت دیوے ع (وَعَنْ خَالِدِ بْنِ
مَعْدَانَ عَنْ مُعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَيَّرَ أَخَاهُ بِذَنْبٍ لَمْ يَمُتْ حَتَّى يَعْمَلَهُ يَعْنِي مِنْ ذَنْبٍ قَدْ تَابَ مِنْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ
بِمُتَّصِلٍ لِأَنَّ خَالِدًا لَمْ يُدْرِكْ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ) اور روایت ہے خالد بن معدان سے کہ اسنے نقل کی معاذ بن جبل سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ عار دلاوے
یعنے سرزنش و ملامت کرے اپنے بھائی مسلمان کو ساتھ ایک گناہ کے کہ صادر ہوا ہے اس سے پہلے نہیں مرتا وہ عار دلانے والا یہانتک کہ کرتا ہے وہ اسکو مراد رکھتے تھے حضرت عار دلانا

اس گناہ سے کہ توبہ کر چکا ہو اس سے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے اور نہیں اسناد اسکی متصل اسلیے کہ خالد نے نہیں پایا معاذ بن جبل کو ف توبہ کر چکا ہو اور اگر توبہ نہیں کیا
ہو اور اس گناہ میں گرفتار ہو تو سرزنش کرنا اسے بیچ آسپر لیکن بطریق کبر اور قصد تحقیر کے نہو بلکہ بقصد زجر و نصیحت کے اور باز رکھنے کے اس سے اور یہ تفسیر یعنے قول یعنی من ذنب الخ منقول
ہے امام احمد بن حنبل سے اور اس روایت میں اگرچہ ترمذی نے کلام کیا لیکن کہا عراقی نے کہ روایت کیا اسکو احمد و طبرانی نے ساتھ اسناد جید کے (وَعَنْ وَاثِلَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِأَخِيكَ فَيَرْحَمُهُ اللّٰهُ وَيَبْتَلِيكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ) اور روایت ہے واثلہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ ظاہر کر تو
خوشی کو واسطے مسلمان بھائی کے یعنے اگر کوئی مسلمان پڑا ہو بلاے دینی یا دنیوی میں تو خوش نہو بسبب دشمنی کے کہ رکھتا ہے اس سے پس اگر خوش ہو ویگا تو رحم کریگا خدا تعالے اسپر
اور مبتلا کریگا تجھکو ساتھ اسکے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے (وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُحِبُّ أَنِّي حَكَيْتُ أَحَدًا وَأَنَّ لِي كَذَا وَكَذَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَصَحَّحَهُ) اور روایت ہے عائشہ سے کہا فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دوست رکھتا ہوں کہ نقل نکالوں میں کسی کی حال آنکہ ہو میرے لیے ایسا اور ایسا یعنے اگرچہ دیا جاؤں میں کتنا ہی
مال دنیا سے بسبب اس نقل نکالنے کے نقل کی یہ ترمذی نے اور صحیح کہا اسکو ف حرام ہے نقل نکالنی کسی کی خواہ قولی ہو خواہ فعلی اور داخل ہے غیبت محرمہ میں ہے ع (وَعَنْ جُنْدُبٍ قَالَ
جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَأَنَاخَ رَاحِلَتَهُ ثُمَّ عَقَلَهَا ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَلَّمَ أَتَى رَاحِلَتَهُ فَأَطْلَقَهَا ثُمَّ رَكِبَ ثُمَّ نَادَى اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلَا تُشْرِكْ فِي رَحْمَتِنَا أَحَدًا فَقَالَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَقُولُونَ هُوَ أَضَلُّ أَمْ بَعِيرُهُ أَلَمْ تَسْمَعُوا إِلَى مَا قَالَ قَالُوا بَلَى رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے جندب سے کہا آیا ایک اعرابی یعنی گنوار اور بٹھایا اسنے اونٹ اپنے کو پھر باندھ دیا
پاؤں اسکا رسی سے پھر داخل ہوا مسجد میں پس نماز پڑھی پیچھے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پس جبکہ سلام پھیرا اس اعرابی نے آیا اپنے اونٹ کے پاس اور کھولا اسکو پھر سوار ہوا اسپر پکارا یا الٰہی رحم کر
مجھپر اور محمد پر اور نہ شریک کر ہماری رحمت میں کسی کو پس فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے آیا کہتے ہو تم اور کہتے ہو کہ یہ اعرابی جاہل تر ہے یا اونٹ اسکا کیا نہیں سنا تم نے اور کان نہیں رکھا
تم نے طرف اس کلام کے کہ اسنے کہا کہا اصحاب نے کہ ہاں سنا ہے نقل کی یہ ابو داؤد نے ف یعنی اسنے جو رحمت واسعہ حق کو تنگ کیا اسپر حضرت خفا ہوے ہیں یعنی عالمین تنگی کرنی چاہیے
کہ یہ بات ہمارے ہی لیے ہو اور کسی کے لیے نہو بلکہ تمام مومنین اور مومنات کو داخل کرنا چاہیے ع ح (وَذُكِرَ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا فِي بَابِ الِاعْتِصَامِ فِي الْفَصْلِ الْأَوَّلِ) اور ذکر کی گئی
حدیث ابی ہریرہ کی کہ بس ہے اسکو جھوٹ بالمرء کذبا آخر تک باب الاعتصام کے فصل پہلی میں (الْفَصْلُ الثَّالِثُ) فصل تیسری (عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ
غَضِبَ الرَّبُّ تَعَالَى وَاهْتَزَّ لَهُ الْعَرْشُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ) روایت ہے انس سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جس وقت کہ تعریف کیا جاتا ہے فاسق یعنی مثلا
اسکا ہے سردار وغیرہ ذلک غصہ ہوتا ہے پروردگار تعالے یعنے تعریف کرنیوالے پر اور ہلتا ہے واسطے اسکے عرش یعنے بسبب تعریف اسکی کے نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں ف لمعات
کا یا تو محمول ہے ظاہر پر یا کنایہ ہے وقوع ہونے امر عظیم سے اسلیے کہ تعریف فاسق کی راضی ہونا ہے ساتھ اس چیز کے کہ مستحق ناخوشی اور ناراضمندی حق کی ہے بلکہ نزدیک ہے کہ ہو موجب کفر
اسلیے کہ قریب ہے کہ پہنچے طرف حلال جاننے حرام کے پس تعریف کرنی اکثر علماے و عمال اور شاعروں اور قاریوں ریاکار کے داخل ہے اسمیں اور جب تعریف فاسق کا یہ حال ہے
تو کیا حال ہوگا تعریف ظالم اور کافر کا بچنا اس بلاے عظیم سے جب ہی ہے کہ پرہیز کرے انکی صحبت سے ع (وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ
عَلَى الْخِلَالِ كُلِّهَا إِلَّا الْخِيَانَةَ وَالْكَذِبَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ) اور روایت ہے ابو امامہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے پیدا کیا
جاتا ہے مسلمان اوپر ہر طرح کی خصلت کے سوا خیانت اور جھوٹ کے نقل کی یہ احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں سعد بن ابی وقاص سے ف یعنے مومن کامل میں یہ خصلتیں نہیں
ہوتیں بلکہ وہ پیدا کیا جاتا ہے صدق و امانت پر کہ مقتضا ہے تصدیق و ایمان کے ہیں یا مراد مبالغہ ہے بیچ نفی ان دونوں صفتوں کے مومن سے کہ جاہل یا بے امانت ایمان کا ہے اور ظاہر
یہ ہے کہ مراد منع کرنا ان دونوں صفتوں سے ہے یعنی نہ چاہیے کہ مسلمان متصف ہووے ساتھ ان صفتوں کے ع ح (وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ أَنَّهُ قِيلَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَكُونُ
الْمُؤْمِنُ جَبَانًا قَالَ نَعَمْ فَقِيلَ لَهُ أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ بَخِيلًا قَالَ نَعَمْ فَقِيلَ لَهُ أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا قَالَ لَا رَوَاهُ مَالِكٌ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ مُرْسَلًا) اور روایت ہے صفوان بن سلیم سے یہ کہ
کہا گیا واسطے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ آیا ہوتا ہے مومن بزدل فرمایا ہاں پھر کہا گیا واسطے آنحضرت کے کہ کیا ہوتا ہے مومن بخیل فرمایا ہاں پھر کہا گیا واسطے حضرت کے کیا ہوتا ہے مومن
بہت جھوٹا فرمایا نہیں نقل کی یہ مالک نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں بطریق ارسال کے ف یعنے مومن جھوٹا نہیں ہوتا اسلیے کہ صدق و حقانیت ایمان کی منافی کذب کی ہے

کہ نفس الامر میں باطل و ناحق ہو اور یہ بھی محمول ہو اوپر تاویلات سابقہ کے اور بیچ لانے کذاب کے کہ صیغہ مبالغہ کا ہے ایما ہے اسپر کہ اگر کبھی بھی تکلم بشیء بیچ اپنی جگہ کے کہ خالی از نفع دنیوی
سے ہو جھوٹ واقع ہوجاوے تو بعید نہیں اور صفوان راوی اس حدیث کا تابعی ثقہ اور جلیل القدر ہے اہل مدینہ سے اور نہایت عابد تھے کہتے ہیں کہ چالیس برس تک پہلو زمین پر نہیں رکھا
اور وقت مرگ کے بیٹھے ہوئے جان دی اور انکی پیشانی میں کثرت سجود سے سوراخ ہوگیا تھا اور نہایت قانع تھے کہ روزینہ بادشاہ کا قبول نہیں کرتے تھے اور مناقب انکے بہت ہیں
وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَتَمَثَّلُ فِيْ صُوْرَةِ الرَّجُلِ فَيَاْتِي الْقَوْمَ فَيُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِيْثِ مِنَ الْكَذِبِ فَيَتَفَرَّقُوْنَ فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَجُلًا اَعْرِفُ وَجْهَهٗ وَلَا اَدْرِيْ مَا اسْمُهٗ يُحَدِّثُ
رَوَاهُ مُسْلِمٌ اور روایت ہے ابن مسعود سے کہا تحقیق شیطان صورت پکڑتا ہے بیچ صورت ایک شخص کے یعنے کبھی کبھی پس آتا ہے ایک قوم پر اور خبر دیتا ہے انکو ایک خبر جھوٹی پس جدا ہوتی ہے قوم
پس کہتا ہے ایک شخص انمیں سے سنا میں نے ایک شخص سے کہ پہچانتا ہوں میں چہرہ اسکا یعنے اگر دیکھوں تو پہچان لوں اور نہیں جانتا میں نام اسکا نقل کرتا تھا خبر نقل کی یہ مسلم نے ف مراد
خبر سے یا تو حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے یا مطلق خبر جھوٹی اور مقصود حدیث سے تنبیہ ہے اسپر کہ احتیاط و تحری کرے بیچ حدیثوں میں کہ معلوم کرے صحیح و غیر صحیح ہونا اسکا اور جو کچھ سنے
اور جس سے سنے نقل نہ کرے بغیر دریافت صدق اسکے کے اور یہ حدیث اگرچہ بطریق رفع کے نہیں نقل کی گئی لیکن چونکہ یہ ایسا حکم ہے کہ اطلاع اسپر بغیر سننے کے حضرت سے ممکن نہیں حکم مرفوع
میں ہے شرح وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ قَالَ اَتَيْتُ اَبَا ذَرٍّ فَوَجَدْتُهٗ فِي الْمَسْجِدِ مُحْتَبِيًا بِكِسَاءٍ اَسْوَدَ وَحْدَهٗ فَقُلْتُ يَا اَبَا ذَرٍّ مَا هٰذِهِ الْوَحْدَةُ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْوَحْدَةُ
خَيْرٌ مِّنْ جَلِيْسِ السُّوْءِ وَالْجَلِيْسُ الصَّالِحُ خَيْرٌ مِّنَ الْوَحْدَةِ وَاِمْلَاءُ الْخَيْرِ خَيْرٌ مِّنَ السُّكُوْتِ وَالسُّكُوْتُ خَيْرٌ مِّنْ اِمْلَاءِ الشَّرِّ اور روایت ہے عمران بن حطان سے کہا عمران نے کہ آیا میں ابو ذر کے پاس
پایا میں نے انکو مسجد میں گوٹ مارے ہوئے ایک کملی سیاہ سے تنہا بیٹھے ہوئے پس کہا میں نے اے ابو ذر کیا ہے یہ تنہائی یعنے کیوں نہیں صحابہ کے ساتھ بیٹھتا اور افادہ اور استفادہ کرتا پس
کہا ابو ذر نے کہ سنا میں نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے تنہا بیٹھنا بہتر ہے بیٹھنے سے ساتھ ہمنشین بد کے اور بیٹھنا ساتھ ہمنشین نیک کے بہتر ہے تنہا بیٹھنے سے اور سکھانا خیر بہتر ہے چپ
رہنے سے اور چپ رہنا بہتر ہے سکھانے برائی کے سے یعنے اعتراض سکوت پر گوشہ نشینی و تنہائی ہے ف تنہا بیٹھنا الخ یعنے چونکہ اس وقت میں یار خالص سے کہ اعتماد اوپر نیکی اور صلاح اسکی کے
ہو حاضر نہیں تنہا بیٹھا ہوں میں اور جب ہوتے ہیں تو بیٹھتا ہی ہوں شرح وَعَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَقَامُ الرَّجُلِ بِالصَّمْتِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ
سِتِّيْنَ سَنَةً اور روایت ہے عمران بن حصین سے کہ تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرتبہ شخص کا بسبب چپ رہنے کے افضل ہے ساٹھ برس کی عبادت سے ف لفظ
مقام ساتھ زبر میم کے اور ساتھ پیش میم کے بھی آیا ہے یعنے ثابت رہنا آدمی کا ساتھ خاموشی کے یعنے مداومت سکوت اسکے کے شر سے افضل ہے اس عبادت ساٹھ برس کی سے کہ ساتھ کثرت کلام کے اور نہ استقامت دین کے ہو اور طیبی نے مقام کے معنے کہے ہیں مرتبہ اسکا نزدیک اللہ کے الخ اور افضل ہونے کی دلیل یہ لکھی ہے کہ عبادتوں میں بہت سی آفتیں ہیں سالم
رہتا ہے انسے بسبب چپ رہنے کے جیسے وارد ہوا ہے من صمت نجا کذا ذکرہ الملا علی اور حضرت شیخ رح نے یوں لکھا ہے کہ کبھی مرتبہ نزدیک اللہ کے بسبب خاموشی کے افضل و زیادہ تر ہوتا ہے ساٹھ
برس کی عبادت سے اسلیے کہ جو سکوت کہ اسمیں جولانی کرے فکر بیچ معاد اور حقائق الٰہیہ اور کونیہ کے یا مستغرق ہو لطیفہ قلبیہ بیچ دریائے ذکر خفی کے اور متنور ہو ساتھ نور ذات و صفات الٰہی
کے اگرچہ ایک ساعت لطیف ہو بہتر ہے طاعت و عبادت جوارح یعنے اعضا سے کہ بیچ تفرقہ اور بے حضوری کے کرے اور دل ساتھ یاد خدا کے جمع نہ ہو اگرچہ سالہا ہو شرح وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ
عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ اِلٰى اَنْ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْصِنِيْ قَالَ اُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ فَاِنَّهٗ اَزْيَنُ لِاَمْرِكَ كُلِّهٖ قُلْتُ زِدْنِيْ قَالَ عَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ
وَذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاِنَّهٗ ذِكْرٌ لَّكَ فِي السَّمَاءِ وَنُوْرٌ لَّكَ فِي الْاَرْضِ قُلْتُ زِدْنِيْ قَالَ عَلَيْكَ بِطُوْلِ الصَّمْتِ فَاِنَّهٗ مَطْرَدَةٌ لِّلشَّيْطَانِ وَعَوْنٌ لَّكَ عَلٰى اَمْرِ دِيْنِكَ قُلْتُ زِدْنِيْ قَالَ اِيَّاكَ
وَكَثْرَةَ الضَّحِكِ فَاِنَّهٗ يُمِيْتُ الْقَلْبَ وَيَذْهَبُ بِنُوْرِ الْوَجْهِ قُلْتُ زِدْنِيْ قَالَ قُلِ الْحَقَّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا قُلْتُ زِدْنِيْ قَالَ لَا تَخَفْ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ قُلْتُ زِدْنِيْ قَالَ لِيَحْجُزْكَ عَنِ النَّاسِ
مَا تَعْلَمُ مِنْ نَفْسِكَ اور روایت ہے ابو ذر سے کہ کہا ابو ذر نے داخل ہوا میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پس ذکر کی ابو ذر نے یا راوی ابو ذر نے حدیث دراز یعنے حدیث دراز کہ
کہ یہاں مذکور نہیں یہانتک کہ کہا ابو ذر نے کہ کہا میں نے یا رسول اللہ نصیحت کرو مجھکو فرمایا نصیحت کرتا ہوں میں تجھکو ساتھ تقوی اللہ کے اسلیے کہ تحقیق تقوی بہت زینت دینے والا ہے
واسطے سب کاموں تیرے کے یعنے امور دینی و دنیوی کے کہا میں نے زیادہ کرو مجھکو یعنے اور نصیحت فرمائیے فرمایا لازم ہے تجھکو تلاوت قرآن کی اور ذکر خدا کا اسلیے کہ تحقیق وہ یعنے جو کچھ کہ
ذکر کیا گیا وہ تلاوت قرآن ہے اور ذکر اللہ سبب ذکر کرنے کا ہے تجھکو آسمان میں کہ ملائکہ یاد کرینگے تجھکو ساتھ خیر و رحمت کے بلکہ اللہ تعالی بھی چنانچہ یہ آیت دلالت کرتی ہے اسپر فاذکرونی اذکرکم

اور سبب نور کا ہی تیرے سینے مین یعنے اس عالم سفلی مین کہ سبب ظہور نور معرفت اور یقین اور ہدایت کا ہی کہا مین نے زیادہ کرو مجکو نصیحت فرمایا لازم ہی تجکو چپ رہنا دیر تک کہ تفرقہ
ہو ساتھ تفکر اور تذکر نعمتون الٰہی کے اسواسطے کہ خاموشی سبب ہانکنے کی ہی شیطان کو کہ راہ زبان سے در آتا ہی اور چاہ بلا مین ڈالتا ہی اور مدد کرنے والی ہی تیرے لیے اوپر کار دین کے
کہ سلامتی بہت ہی آفات زبان سے اور موجب حصول علوم اور معارف اور نور دل کی ہی بسبب ذکر خفی کے کہا مین نے زیادہ فرمائیے مجکو فرمایا بچا رہ بہت ہنسنے سے اسلیے کہ بہت ہنسنا مارتا
ہی دل کو یعنے سبب مردہ ہونے ظلمت غفلت اور قساوت کے اور بجھنے نور علم و معرفت کے کہ حیات دل اس مین ہی اور کھو دیتا ہی منہ کے نور کو کہ عبارت ہی ظاہر ہونے علامت عبادت سے
جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود اور یہ بات ضرور ہی کہ جب دل مرتا ہی تو منہ بے نور ہو جاتا ہی اسلیے کہ نورانیت اور تازگی بدن کی ساتھ حیات حسی اور معنوی کے ہی
کہا مین نے زیادہ فرمائیے مجکو فرمایا کہہ حق اگرچہ ہووے تلخ یعنے ناخوش معلوم ہو خلق کو یا تیرے نفس کو کہا مین نے زیادہ فرمائیے مجکو فرمایا نہ ڈر بیچ اظہار دین خدا کے اور تائید و تقویت
اسکی کے ملامت ملامت کرنیوالے کے سے کہا مین نے زیادہ فرمائیے مجکو فرمایا باز رکھے تجکو لوگون کے عیبون سے وہ چیز کہ جانتا ہی تو نفس اپنے سے یعنے وصف ذکر خدا کا تمام افعال خیر کہ نیت
نصرت الٰہی اللہ کے کرین داخل ذکر کے ہین اگر اس معنے پر عمل کرین تو ذکر کر یا ذکر کا بعد تلاوت کے واسطے تعمیم بعد از تخصیص کے ہوگا اور حدیث مین آیا ہی افضل الذکر لا الہ الا اللہ اگرچہ امراد کرینگے قسم کے
ذکر جزوی سے ایجاد کل کے سبب زیادتی فضل و شرف کے اور نہ ڈر اسمین قطع تعلق کا ہی خلق سے بالکل اور ثابت رہنا حق پر بغیر نظر کرنے کے طرف مذہب لوگون کے اور تعریفانکی کہ فرمایا
اللہ تعالی نے وتبتل الیہ تبتیلا اور نفس اپنے سے یعنے عیوب نفس اپنے سے یعنے امر بالمعروف اور نہی منکر کر لیکن عیب جوئی اور غیبت انکی کر اور اپنے تئین دلمین بہتر خوار و ناقص جان سے غافل
این خلق ازو بہتر ہا لاجرم گوید عیب یک گروہ روایت کیا ہی دیلمی نے انس سے طوبی لمن شغلہ عیبہ عن عیوب الناس (وعن انس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا ابا ذر الا
ادلک علی خصلتین ہما اخف علی الظہر واثقل فی المیزان قال قلت بلی قال طول الصمت وحسن الخلق والذی نفسی بیدہ ما عمل الخلائق بمثلہما) اور روایت ہی انس سے کہ انہے
نقل کی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اے ابوذر کیا نہ بتلاؤن مین تجکو دو خصلتین کہ وہ بہت ہلکی ہین پشت پر یعنے پشت مکلف پر اور بھاری اسکے پر یا پشت زبان پر اور
بھاری ہین میزان اعمال مین کہا ابوذر نے کہا مین نے ہان فرمائیے فرمایا درازی چپ رہنے کی یعنے ساتھ تفکر اور خوش خلقی کے قسم ہی اس ذات پاک کی کہ جان میری اسکے ہاتھ مین ہی
نہین عمل کیا خلق نے مانند ان دو خصلتون کے یعنے کوئی کام بہتر ان دو کامون سے نہین ف سبکی و آسانی دونون صفتون کی اس سبب سے ہی کہ خاموش رہنے مین محنت و مشقت
نہین حاصل ہوتی بلکہ زبان ہلانے اور باتون کے ترتیب دینے مین مشقت ظاہر و باطن کی ہی اور سبکی خوش خلقی مین اسی قیاس پر ہی کہ اسمین نرمی اور آسانی اور سکون ہی بخلاف سختی بدخوئی
اور جدال و نزاع کے کہ سراسر محنت و مشقت ہی انمین شرح (وعن عائشۃ قالت مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بابی بکر وہو یلعن بعض رقیقہ فالتفت الیہ فقال لعانین وصدیقین
کلا ورب الکعبۃ فاعتق ابو بکر یومئذ بعض رقیقہ ثم جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لا اعود رواہ البیہقی الاحادیث الخمسۃ فی شعب الایمان) اور روایت ہی عائشہ سے کہ
کہا عائشہ نے کہ گذرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر پر اس حال مین کہ وہ لعنت کہتے تھے بعضے غلام اپنے کو پس التفات کی حضرت نے طرف انکے اور فرمایا کہ آیا دیکھا ہی تو نے لعنت کرنیوالے
اور صدیقون کو یعنے انکو کہ جامع ان دونون صفتون کے ہون مقصود یہ کہ صدیقیت اور لعانیت جمع نہین ہوتی جیسے کہ اوپر حدیث گذری لا ینبغی لصدیق ان یکون لعانا ہرگز
نہین یہ دونون صفتین قسم ہی پروردگار کعبہ کی پس آزاد کیا ابو بکر نے اس دن بعضے غلام اپنے کو یعنے کفارہ مین اس تقصیر کے پھر آئے ابو بکر یعنے عذر کرنے کے لیے پاس
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا کہ پھر نہ کرونگا مین ایسا کام یعنے کسی کو لعنت نہین کرونگا نقل کی بیہقی نے شعب الایمان مین پانچون حدیثین کہ حدیث عمران بن حطان سے اس
حدیث تک ہوتی ہین (وعن اسلم قال ان عمر دخل یوما علی ابی بکر الصدیق وہو یجبذ لسانہ فقال عمر مہ غفر اللہ لک فقال لہ ابو بکر ان ہذا اوردنی الموارد رواہ مالک)
اور روایت ہی اسلم سے کہ کہا تحقیق حضرت عمر داخل ہوے ایکدن ابو بکر صدیق کے پاس اس حال مین کہ ابو بکر کھینچتے تھے زبان اپنی یعنے گویا انکا اللہ تعالی اسکا چاہتے تھے مقصود ظاہر
کرنا زجر و قہر کا تھا اسپر پس کہا حضرت عمر نے کہ رہ یعنے بخشے اللہ تجکو پس کہا واسطے انکے ابو بکر نے کہ تحقیق اس زبان نے ڈالا ہی مجکو ہلاکت کی جگہون مین نقل کی یہ مالک نے (وعن عبادۃ بن
الصامت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اضمنوا لی ستا من انفسکم اضمن لکم الجنۃ اصدقوا اذا حدثتم واوفوا اذا وعدتم وادوا اذا ائتمنتم واحفظوا فروجکم وغضوا ابصارکم
وکفوا ایدیکم) اور روایت ہی عبادہ بن صامت سے کہ تحقیق فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ متکفل و ضامن ہو تم واسطے میرے چھ چیزون کے واسطے منفعت نفسون اپنے کے ضامن

ہونگا یعنی واسطے تمہارے بہشت کا یعنی داخل ہونے بہشت کا ساتھ اچھے لوگوں کے سچ بولا کرو جس وقت کہ بات کہو اور پورا کرو جبکہ وعدہ کرو اور ادا کرو امانت جبکہ امانت رکھے جاؤ اور
نگہبانی کرو شرمگاہ اپنی کی یعنی حرام کاری سے بچاؤ اور بند کرو نگاہ اپنی یعنی دیکھنے اس چیز کے سے کہ نہیں جائز ہے دیکھنا اسکا مانند نامحرم وغیرہ کے اور بند رکھو اپنے ہاتھ یعنی مارنے سے اور
ایذا دینے اس چیز کے سے کہ حرام و مکروہ ہے یا یہ معنے ہیں کہ باز رکھو اپنے نفسوں کو ظلم سے (وعن عبد الرحمن بن غنم واسماء بنت يزيد ان النبي صلى الله عليه وسلم قال خيار عباد الله الذين
اذا رأوا ذكر الله وشرار عباد الله المشاؤن بالنميمة المفرقون بين الاحبة الباغون البراء العنت رواهما احمد والبيهقي في شعب الايمان) اور روایت ہے عبد الرحمن بن غنم اور اسماء
بنت یزید سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر بندے اللہ کے وہ ہیں کہ جس وقت دیکھے جاویں یاد کیا جاوے اللہ اور بدتر بندے اللہ کے وہ ہیں کہ چلتے ہیں ساتھ سخن چینی
ساتھ چغلی کے یعنی بطور فساد کے چغلی کہا ان کیا اسکو کہ جدائی ڈالتے ہیں درمیان دوستوں کے چاہتے ہیں پاک لوگوں سے مشقت اور ہلاک و فساد اور گناہ اور زنا کو یعنی ایک معنے
لوگ پاک اور منزہ ہیں گناہ و فساد و عیب سے متہم کرتے ہیں انکو ساتھ گناہ اور فساد و عیب کے اور مشقت و ہلاکت میں ڈالتے ہیں نقل کیں یہ دونوں حدیثیں احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں
یعنی جب دیکھے جاویں یاد کیا جاوے اللہ بسبب تعلق اور اختصاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ایسے مرتبہ کو پہنچے ہیں کہ آثار و انوار انکے اور احوال و اطوار انکے ایسے ہو رہے ہیں کہ جب آنکھ انکے جمال
پر پڑتی ہے تو خدا تعالیٰ یاد آتا ہے بسبب ظہور علامات عبادت کے اور پیشانی انکے کے اور بعضوں نے کہا کہ معنے اسکے یہ ہیں کہ دیکھنا انکا مانند ذکر خدا کے ہے جیسے کہ کہا ہے علما نے کہ نظر کرنی
عالم کے منہ پر عبادت ہے اور کبھی ہوتا ہے کہ بسبب نظر کرنے کے صالح کے منہ پر نور ایمان ایسا باطن میں آتا ہے کہ دل کو روشن کر دیتا ہے اور حدیث میں آیا ہے النظر الى وجه علي عبادة اور
یہ حدیث تصدیق کرتی ہے معنے اول کو بھی آیا ہے کہ حضرت علی گھر سے نکلتے تھے اور لوگوں کی نظر انکے چہرہ مبارک پر پڑتی تو کہتے لا اله الا الله ما اشرف هذا الفتى لا اله الا الله ما اكرم هذا الفتى
لا اله الا الله ما اعلم هذا الفتى لا اله الا الله ما اشجع هذا الفتى پس دیکھنا انکا باعث ہوتا تھا کہنے کلمہ توحید کا ہر ح (وعن ابن عباس ان رجلين صليا صلاة الظهر او العصر وكانا صائمين
فلما قضى النبي صلى الله عليه وسلم الصلاة قال اعيدوا وضوءكما وصلاتكما وامضيا في صومكما واقضياه يوما آخر قالا لم يا رسول الله قال اغتبتم فلانا) اور روایت ہے ابن عباس سے
کہ تحقیق دو شخصوں نے نماز پڑھی ظہر کی یا عصر کی اور تھے دونوں روزہ دار پس جب نماز پڑھ چکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا پھر کرو وضو اور پڑھو نماز اور پورا کرو روزہ اپنا
یعنی افطار نکرو اور قضا کرو بدلہ اسکے ایک دن اور یعنی یہ روزہ تمہارا فاسد ہوا اور واجب ہے قضا اسکی ولیکن باوجود اسکے بھی اسی طرح رہو اور افطار نکرو اور رہو اور علاوہ اسکے
بدلے رکھو احتیاطا اور کہا ان دونوں نے کس واسطے یا رسول اللہ یعنی اعادہ وضو اور روزہ اور نماز کا کریں فرمایا غیبت کی تمنے فلانے شخص کی یعنی اور غیبت توڑتی ہے وضو
اور روزہ کو اور لکھا ہے علما نے کہ یہ حدیث بسبیل تغلیظ و زجر کے واقع ہوئی ہے ورنہ فی الحقیقت میں غیبت وضو اور روزہ کو توڑتی نہیں لیکن کمال و ثواب کو کھو دیتی ہے اور نزدیک
سفیان ثوری کے غیبت مفسد روزہ کی ہے پھر تقدیر معلوم ہوا کہ قباحت اور برائی غیبت کی حد سے زیادہ ہے احتیاط و تقوی اسمیں ہے کہ بعد از وقوع غیبت کے تجدید وضو کی کرنی
چاہیے بلکہ کہا ہے علما نے کہ اگر کہے یا سخن لا یعنی کہے اور بہت کہے تو وضو کرنا مستحب ہے واسطے ازالہ ظلمت کے کہ طاری ہوئی ہے اس سے اور روزہ دار کو چاہیے کہ غیبت سے
احتراز کرے ہر ح (وعن ابي سعيد وجابر قالا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الغيبة اشد من الزنا قالوا يا رسول الله وكيف الغيبة اشد من الزنا قال ان الرجل ليزني
فيتوب فيتوب الله عليه وفي رواية فيتوب فيغفر الله له وان صاحب الغيبة لا يغفر له حتى يغفرها له صاحبه وفي رواية انس قال صاحب الزنا يتوب وصاحب الغيبة ليس له
توبة رواه البيهقي الاحاديث الثلاثة في شعب الايمان) اور روایت ہے ابی سعید اور جابر سے کہا دونوں نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کرنی سخت تر ہے زنا
کرنے سے عرض کیا صحابہ نے یا رسول اللہ کس واسطے غیبت شدید ہے زنا سے فرمایا تحقیق آدمی البتہ زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے پس اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے توبہ اسکی اور ایک روایت میں یوں ہے
پس توبہ کرتا ہے پس بخشتا ہے اللہ واسطے اسکے یعنی اسلیے کہ حق اللہ کا ہے اور تحقیق غیبت والے کو نہیں بخشش کیجاتی یہاں تک کہ بخشے اسکو وہ کہ جسکی غیبت کی ہے یعنی اسلیے کہ یہ اسکا حق ہے اور
بیچ روایت انس کے آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ زنا کرنے والا توبہ کرتا ہے اور غیبت کرنے والا نہیں واسطے اسکے توبہ نقل کیں بیہقی نے یہ تینوں حدیثیں شعب الایمان میں فقط نہیں
واسطے اسکے توبہ یعنی اکثر اسلیے کہ زانی ڈرتا ہے اور کانپتا ہے پس توبہ کرتا ہے اور غیبت کرنیوالا سہل جانتا ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی گناہ کی چیز ہے اسلیے کہ طالب نام ہوتی ہے تو اسکی
برائی دل سے نکل جاتی ہے یا نزدیک ہے کہ غیبت کرنیوالا غیبت کو حقیر و حلال جانے اور مرتکب کفر میں جا پڑے یا یہ معنے ہیں کہ نہیں اسکے لیے توبہ مستقلا بلکہ موقوف ہے معافی اسکی کی

بَایَعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ یُّبْعَثَ وَبَقِیَتْ لَہٗ بَقِیَّۃٌ فَوَعَدْتُّہٗ اَنْ اٰتِیَہٗ بِہَا فِیْ مَکَانِہٖ فَنَسِیْتُ فَذَکَرْتُ بَعْدَ ثَلٰثٍ فَاِذَا ھُوَ فِیْ مَکَانِہٖ فَقَالَ لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَیَّ اَنَا ھٰہُنَا مُنْذُ ثَلٰثٍ اَنْتَظِرُکَ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ) اور روایت ہے عبداللہ بن ابی الحمسا سے کہا خریدا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پہلے نبی ہونے سے اور باقی رہا واسطے حضرت کے کچھ مول پس وعدہ کیا میں نے حضرت سے کہ لاؤنگا میں انکے پیے بقیہ مول کو بیچ جگہ انکی کے کہ جہاں آپ بیٹھے تھے یا بیچ جگہ بیع کے پس بھول گیا میں وہ وعدہ پس یاد کیا میں نے بعد تین دن کے پیچھے اور لیگیا میں وہ مول نزدیک آنحضرت کے اسی جگہ پس ناگہاں دیکھا میں نے کہ آنحضرت وہیں بیٹھے ہیں پس فرمایا کہ تحقیق مشقت میں ڈالا تو نے مجھکو میں اسی جگہ ہوں منتظر تیرا تین دن سے نقل کی یہ ابی داؤد نے ف لفظ حمسا مشکوۃ کے نسخوں میں ساتھ تقدیم حا مہملہ مفتوحہ کے میم ساکنہ پر واقع ہوا ہے اور مصابیح کے نسخوں میں بھی لکھا ہے علما نے کہ یہ خطا ہے مصابیح والے سے اور اسی کی تقلید مشکوۃ والے نے کی اور صواب ابی الحمسا ساتھ تقدیم میم کے سین پر ہے جیسا کہ اسماء الرجال کی کتابوں میں مذکور ہے اور انتظار کرنا حضرت کا واسطے پورا کرنے وعدے کے تھا نہ واسطے لینے مول مذکور کے اور اسی میں تعلیم ہے امت کو پورا کرنے وعدے کی اور وعدے کے پورا کرنیکا حکم سب دینوں میں رہا ہے اور سب رسول محافظت اسکی کرتے رہے ہیں چنانچہ اللہ نے بطریق تعریف کے فرمایا وابراھیم الذی وفی ف ع (وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا وَعَدَ الرَّجُلُ اَخَاہُ وَمِنْ نِّیَّتِہٖ اَنْ یَّفِیَ لَہٗ فَلَمْ یَفِ وَلَمْ یَجِیْٔ لِلْمِیْعَادِ فَلَا اِثْمَ عَلَیْہِ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے زید بن ارقم سے کہ نقل کی انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا جسوقت کہ وعدہ کرے آدمی اپنے بھائی سے اور نیت میں ہو پورا کرنا اس وعدہ کا اسکے لیے اور نہ پورا کیا اپنے بسبب کسی عذر کے اور نہ آیا وقت وعدہ کے پس نہیں گناہ اسپر نقل کی یہ ابوداؤد اور ترمذی نے ف اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی نیت وفا وعدہ کی رکھتا ہو اگرچہ وفا نکرے گنہگار نہیں ہوتا اور یہ بھی اس سے سمجھا گیا کہ جس نے وعدہ کیا اور نیت میں یہ ہے کہ نہیں وفا کرینگا اسکو تو گنہگار ہوتا ہے برابر ہے کہ پورا کیا اسکو یا نہ پورا کیا اسلیے کہ یہ اخلاق منافقین سے ہے اور بعضوں نے کہا کہ خلاف کرنا وعدہ کا بغیر مانع کے حرام ہے اور مراد حدیث میں بھی یہی ہے اور مجمع البحار میں کہا کہ اتفاق رکھتے ہیں علما اسپر کہ جو کوئی وعدہ کرے کسی سے ایک امر ممنوع کا تو نہ وفا کرے اسکو اور وفاے وعدہ واجب ہے یا مستحب اسمیں اختلاف ہے جمہور علما اور ابوحنیفہ اور شافعی اسپر ہیں کہ مستحب ہے اور وفا نکرنا سخت مکروہ ہے لیکن گناہ نہیں اور ایک جماعت اسپر ہے کہ وفا کرنا وعدہ کا واجب ہے اور عمر بن عبدالعزیز بھی انھیں میں سے ہیں اور عبداللہ بن مسعود وعدہ کے ساتھ انشاء اللہ کہہ لیتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہی آیا ہے کہ فرماتے تھے اذا وعد عسی ع (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ دَعَتْنِیْ اُمِّیْ یَوْمًا وَّرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ فِیْ بَیْتِنَا فَقَالَتْ ھَا تَعَالَ اُعْطِیْکَ فَقَالَ لَہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَرَدْتِّ اَنْ تُعْطِیْہِ قَالَتْ اَرَدْتُّ اَنْ اُعْطِیَہٗ تَمْرًا فَقَالَ لَہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّکِ لَوْ لَمْ تُعْطِیْہِ شَیْئًا کُتِبَتْ عَلَیْکِ کِذْبَۃٌ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَالْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ) اور روایت ہے عبداللہ بن عامر سے کہا بلایا مجکو میری ماں نے ایکدن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے میرے گھر میں پس کہا میری ماں نے آ کہ دونگی میں تجکو پس فرمایا واسطے اسکے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ارادہ کیا تھا تو نے دینے کا اسکو کہا ارادہ کیا تھا میں نے یہ کہ دوں میں اسکو ایک کھجور پس فرمایا اسکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردار ہو اگر نہ دیتی تو اسکو کچھ لکھا جاتا تجھپر ایک جھوٹ نقل کی ابوداود نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں ف کیا ارادہ کیا تھا الخ آنحضرت نے تحقیق کر کہنا اسکا اسکے کو کلام مذکور واسطے پاس خاطر اسکی کے ہے جیسے کہ بچوں کے آگے وقت رونے کے مکر کرتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں اور ڈراتے ہیں اور حقیقت کا امر وہاں مراد نہیں ہوتی پس مقصد اعتراض کے اس عورت سے پوچھا ہے ع

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فصل تیسری

(عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ وَّعَدَ رَجُلًا فَلَمْ یَاْتِ اَحَدُھُمَا اِلٰی وَقْتِ الصَّلٰوۃِ وَذَھَبَ الَّذِیْ جَاءَ لِیُصَلِّیَ فَلَا اِثْمَ عَلَیْہِ رَوَاہُ رَزِیْنٌ) روایت ہے زید بن ارقم سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وعدہ کرے کسی مرد سے پس نہ آیا ایک انمیں سے نماز کے وقت تک اور گیا وہ شخص کہ آیا تھا کہ نماز پڑھے پس نہیں گناہ اسپر نقل کی یہ رزین نے ف صورت اسکی یہ ہے کہ دو شخصوں نے آپس میں وعدہ کیا کہ فلانی جگہ فلانے وقت ہم دونوں آوینگے اور جمع ہونگے پھر ایک ان دونوں میں سے پہلے وہاں گیا اور منتظر دوسرے کے آنیکا رہا تا آنکہ وقت نماز کا آیا اور وہ دوسرا اسوقت تک نہ آیا پس اگر وہ شخص کہ اگر منتظر اسکا بیٹھا تھا بہ سبب اسکے انتظار نکرے اور نماز کے لیے اٹھکر چلا جاوے خلاف وعدہ اسنے نکیا اور گنہگار نہیں ہونیکا اسلیے کہ جانا نماز کے لیے ضروریات دین سے ہے اور اگر پہلے آنیوالے وقت نماز کے بلا ضرورت اٹھکر چلا جاوے برا کیا اور خلاف وعدہ کیا اور اگر کوئی مانع ضروری مانند کھانے اور پینے اور بول و براز اور مانند انکے کے

بَابُ الْمِزَاحِ باب ہے بیچ بیان خوش طبعی کے ف لفظ مزاح ساتھ زیر میم کے مصدر ہے بمعنے خوش طبعی کرنے کے اور ساتھ پیش میم کے اسم ہے بمعنے مطایبہ یعنے خوش طبعی کے اور مزاح اُس خوش طبعی کو کہتے ہیں کہ بغیر ایذا دہندہ کے ہو اور اگر ساتھ ایذا کے ہو تو اسکو سخریہ کہتے ہیں اور یہ جو حدیث میں آیا ہے لا تمار اخاک ولا تمازحہ تو مزاح ممنوع وہ ہے کہ جسمیں افراط اور مداومت کرے اسپر اسلیے کہ باعث ہوتا ہے ہنسنے اور قسوۃ قلب کا اور غافل کرتا ہے ذکر اللہ سے اور فکر سے مہمات دین کی اور اکثر اوقات انجام کو اسکے ایذا ہوتی ہے اور سبب ہوتا ہے کینہ کا اور ساقط کر دیتا ہے ہیبت و وقار کو اور جو مزاح کہ سالم رہے ان امور سے ہیں وہ مباح ہے کہ آنحضرت بھی کبھی واسطے مصلحت خوش کرنے نفس مخاطب کے اور موانست کے اور یہ سنت مستحبہ ہے لیکن اگر کوئی کہے کہ یہ قول مخالف اس حدیث کے ہے کہ روایت کی گئی عبد اللہ بن حارث سے کہ کہا ما رأیت احدا اکثر مزاحا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو جواب اسکا یہ ہے کہ حضرت کے برابر اور کوئی اپنے نفس پر قادر نہیں ہو سکتا پس یہ مخصوصات حضرت کی سے ہوا اور لوگوں کو ترک کرنا اسکا اولیٰ ہے چنانچہ شمائل ترمذی میں آیا ہے کہ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ مزاح کرتے ہیں ہم سے فرمایا کہ میں نہیں کہتا مگر حق پس حاصل یہ کہ داخل اور وہ لوگ داخل نہیں نہی میں کہ جو ایسی قدرت رکھتا ہو مستقیم رہنے کی اُسکی حد پر اور نہ منحرف ہونے کی راہ اُسکی سے بیچ **اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ** پہلی فصل میں (عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیُخَالِطُنَا حَتّٰی یَقُوْلَ لِاَخٍ لِیْ صَغِیْرٍ یَا اَبَا عُمَیْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ كَانَ لَهٗ نُغَیْرٌ یَلْعَبُ بِهٖ فَمَاتَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) اور روایت ہے انس سے کہا انس نے تحقیق تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم البتہ اختلاط اور خوش طبعی کرتے ہم سے یہاں تک کہ فرماتے بیچ بطریق خوش طبعی کے واسطے بھائی چھوٹے میرے کے اے ابو عمیر کیا ہوا نغیر تمہارا چھوٹے بھائی میرے کے پاس نغیر تھا کہ کھیلا کرتا تھا ساتھ اسکے پس مر گیا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف انس کا چھوٹا بھائی تھا اخیافی یعنے ماں شریک کہ اسکا باپ تھا ابو طلحہ زید بن سہل انصاری اور اسکا نام تھا کبشہ اور نغیر ایک جانور ہوتا ہے مانند چڑیا کے سرخ چونچ کا اور بعضوں نے کہا کہ مثل چڑیا کے ہوتا ہے سرخ سر کا اور بعضوں نے کہا کہ اہل مدینہ اسکو بلبل کہتے ہیں پس وہ جانور بلبل ہوگا یا مانند اسکے اسکو ابو عمیر لیکر حضرت کے پاس آیا کرتے تھے جیسے کہ چھوٹے لڑکے ہیں ناگہان وہ جانور مر گیا پھر جو وہ حضرت کے پاس حاضر ہوا تو فرماتے از راہ خوش طبعی کے کہ اے ابو عمیر کیا ہوا نغیر اور یہ کنیت اسکی واسطے موافقت سجع نغیر کے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اسپر کہ جائز ہے لڑکوں کو کھیلنا جانور سے اگر عذاب نہ کریں اور یہ بھی اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کنیت کرنی چھوٹے کی اور داخل نہیں ہے جھوٹ میں بلکہ بطریق تفاول کے ہے بیچ **اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ** دوسری فصل میں (عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ تُدَاعِبُنَا قَالَ اِنِّیْ لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا کہ عرض کیا صحابہ نے یا رسول اللہ تحقیق آپ خوش طبعی کرتے ہیں ہم سے فرمایا کہ تحقیق میں نہیں کہتا مگر حق نقل کی یہ ترمذی نے ف یعنے سچ اور نہیں ہر ایک تمہارا قادر اس حصر پر واسطے نہ معصوم ہونے تمہارے کے اور ظاہر تر یہ ہے کہ منشا صحابہ کے سوال کا یہ تھا کہ آنحضرت نے منع کیا تھا انکو مزاح سے جیسے کہ اوپر گذرا اُنکا ذکر لیکن اور حضرت شیخ رح نے لکھا ہے کہ مگر سچ یعنے میں مزاح کرنے میں ایسی بات نہیں کہتا کہ خلاف واقع کے ہو اگرچہ صورت میں خلاف واقع کے معلوم ہو اور ضابطہ بیچ جواز اور عدم جواز کے یہی ہے کہ اگر متضمن جھوٹ کو نہو جائز ہے لیکن باوجود اسکے مداومت اسپر نکرنی چاہیے کہ ہیبت و وقار کو کھو دیتی ہے اور مزاح آنحضرت کا اسی قبیل سے تھا جیسے کہ آگے حدیث سے معلوم ہوا (وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا اسْتَحْمَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ حَامِلُكَ عَلٰی وَلَدِ نَاقَةٍ فَقَالَ مَا اَصْنَعُ بِوَلَدِ النَّاقَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهَلْ تَلِدُ الْاِبِلَ اِلَّا النُّوْقُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ) اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق ایک شخص نے سواری طلب کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پس فرمایا کہ تحقیق میں سواری دونگا تجھکو بچہ اونٹنی کا پس کہا کیا کرونگا میں بچہ اونٹنی کا پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں جنتی اونٹ کو مگر اونٹنی نقل کی یہ ترمذی اور ابو داؤد نے ف وہ شخص سمجھا تھا اونٹنی سے چھوٹا بچہ مراد ہے کہ قابل سواری کے نہیں ہوتا اور حضرت کی یہ مراد تھی کہ جو اونٹ ہوتا ہے اونٹنی ہی کا بچہ ہوتا ہے پس حضرت نے کلام مذکور بطور خوش طبعی کے فرمایا بعد ازاں متنبہ کیا کہ اگر تو تامل کرتا تو تعجب نکرتا پس اسمیں باوجود خوش طبعی کے اشارہ ہے اسپر کہ لائق کلام کے ہے سننے والے کو کہ تامل کرے اسمیں اور نہ مسابقت کرے اُسکے رو برو کرنے بغیر غور کرنے کے (وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ یَا ذَا الْاُذُنَیْنِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے انس سے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انکو اے دو کانوں والے نقل کی یہ ابو داؤد اور ترمذی نے ف اسمیں خوش طبعی بھی ہے اور تعریف بھی ہے انس کی ذکا اور فہم اور خوب سننے کی طرح (وَعَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِامْرَاَةٍ عَجُوْزٍ اِنَّهٗ لَا تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَجُوْزٌ فَقَالَتْ وَمَا لَهُنَّ وَكَانَتْ تَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ فَقَالَ لَهَا اَمَا تَقْرَئِیْنَ الْقُرْاٰنَ اِنَّا اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا رَوَاهُ رَزِیْنٌ وَفِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ بِلَفْظِ الْمَصَابِیْحِ) اور روایت ہے

انس سے اُنہنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے یعنی بطریق مزاح کے ایک عورت بڑھیا کو یعنی جب اُسنے التماس دعا کی کی آنحضرت سے ساتھ داخل ہونے
بہشت کے کہ نہ داخل ہوگی بہشت میں بڑھیا یعنی پس کہا بڑھیا نے از راہ تحیر و حسرت کے کیا ہے واسطے انکے کہ نہ داخل ہونگے بہشت میں اور تھی وہ عورت پڑھتی ہوئی قرآن پس فرمایا واسطے
اُسکے کیا نہیں پڑھا تونے قرآن میں کہ تحقیق ہم پیدا کرینگے بہشت کی عورتوں کو پیدا کرنا پس کرینگے ہم انکو کنواریاں یعنی بڑھیوں کو بھی باکرہ اُٹھاوینگے اور بہشت میں لیجاوینگے پس
درست ہوا کہنا کہ بڑھیاں بصفت بڑھاپے کے بہشت میں نہیں داخل ہونگی نقل کی یہ رزین نے یعنی بایں الفاظ کہ مشکوٰۃ میں مذکور ہیں اور شرح السنہ میں کہ بغوی کی کتاب ہے
ساتھ لفظ مصابیح کے ہے جو مصابیح میں یوں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ بہشت میں نہیں داخل ہونگی بڑھیاں پس منہ پھیرا اور گئی وہ عورت حال میں کہ روتی تھی پس فرمایا آنحضرت نے کہ
خبر دو اُسکو کہ نہیں داخل ہوگی بہشت میں درحالیکہ بصفت بڑھاپے کے ہوگی اسلیے کہ اللہ تعالی نے فرمایا انا انشأناهن انشاء فجعلناهن ابكارا الخ (وعنه ان رجلا من اهل البادية
كان اسمه زاهر بن حرام وكان يهدي للنبي صلى الله عليه وسلم من البادية فيجهزه رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اراد ان يخرج فقال النبي صلى الله عليه وسلم ان زاهرا بادينا
ونحن حاضروه وكان النبي صلى الله عليه وسلم يحبه وكان دميما فاتى النبي صلى الله عليه وسلم يوما وهو يبيع متاعه فاحتضنه من خلفه وهو لا يبصره فقال ارسلني من هذا فالتفت
فعرف النبي صلى الله عليه وسلم فجعل لا يالو ما الزق ظهره بصدر النبي صلى الله عليه وسلم حين عرفه وجعل النبي صلى الله عليه وسلم يقول من يشتري العبد فقال يا رسول الله اذا والله تجدني
كاسدا فقال النبي صلى الله عليه وسلم لكن عند الله لست بكاسد رواه في شرح السنة) اور روایت ہے انس سے یہ کہ ایک شخص باہر کا رہنے والا تھا نام اُسکا زاہر بن حرام اور تھا وہ تحفہ لاتا
واسطے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے باہر سے یعنی ایسی چیزیں کہ جو باہر ہوتی ہیں مانند ساگ اور ککڑیوں اور پھولوں وغیرہ کے اور سامان سفر کا درست کردیتے اُسکو رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم جس وقت کہ ارادہ کرتا باہر نکلنے کا یعنی مدینہ سے پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی اُسکے حق میں کہ تحقیق زاہر ہمارا گماشتہ ہے باہر کا کہ لاتا ہے ہمارے لیے باہر کی چیزیں اور ہم
گماشتہ ہیں اُسکے شہر کے دیتے ہیں اسکو چیزیں شہر کی اور تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بہت دوست رکھتے اسکو اور تھا زاہر بدشکل پس آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن یعنی بازار
میں اور وہ بیچتا تھا اسباب اپنا پس کولی بھری آنحضرت نے اُسکے پیچھے سے اس حال میں کہ وہ نہیں دیکھتا تھا آنحضرت کو یعنی پیچھے سے آکر دونوں ہاتھ اُسکی بغلوں کے نیچے سے نکال
اُسکی آنکھوں پر ہاتھ رکھدیے تا نہ پہچانے پس کہا زاہر نے چھوڑ مجھکو کون ہے یہ پس کنکھیوں سے دیکھا زاہر نے پس پہچانا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پس شروع کیا نہیں قصور کرتا تھا
اپنی پیٹھ کے لگانے میں ساتھ سینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جبکہ پہچانا آنحضرت کو یعنی واسطے حاصل کرنے برکت کے اور شروع کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتے تھے کون شخص
خریدے غلام کو پس کہا یا رسول اللہ اسوقت قسم ہے خدا کی پاوینگے مجھکو ناکارہ پس فرمایا حضرت نے لیکن نزدیک خدا کے نہیں تو ناکارہ نقل کی یہ شرح السنہ میں (ف) غلام کہنا
زاہر کو ظاہر ہے اسلیے کہ وہ غلام اللہ کا تھا اور وجہ استفہام کی خریدنے سے کہ اطلاق کیا جاتا ہے لغت میں کبھی اوپر مقابلہ شی کے اور کبھی اوپر استبدال کے یہ ہو کہ حضرت نے ارادہ
کیا کون شخص مقابل کرتا ہے اس غلام کے اکرام کو یعنی اُسپر اکرام کرے یا کون بدلے اُسکو مجھسے کہ لاوے میرے پاس مثل اسکے اور ممکن ہے کہ ہو قبیلہ تجرید سے پس معنے یہ ہونگے کہ کون شخص
لے اس عبد کو انتہی (وعن عوف بن مالك الاشجعي قال اتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في غزوة تبوك وهو في قبة من ادم فسلمت فرد علي وقال ادخل فقلت اكلي يا رسول الله
قال كلك فدخلت قال عثمان بن ابي العاتكة انما قال ادخل كلي من صغر القبة رواه ابو داود) اور روایت ہے عوف بن مالک اشجعی سے کہ کہا آیا میں رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس غزوہ تبوک میں اس حال میں کہ حضرت تھے بیچ خیمے چمڑے کے پس سلام علیک کی میں نے پس جواب دیا مجکو اور فرمایا آؤ پس کہا میں نے بطریق مزاح کے
آیا تمام بدن میرا آوے یا تمام بدن اپنے کو داخل کروں میں یا رسول اللہ فرمایا آنحضرت نے آوے تمام بدن تیرا یا داخل کر تمام بدن کو پس داخل ہوا میں اندر خیمے کے کہا عثمان بن
ابی العاتکہ نے کہ راوی اس حدیث کا ہے سوائے اسکے نہیں کہ کہا عوف نے داخل کروں تمام بدن اپنے کو واسطے چھوٹے ہونے قبہ کے نقل کی یہ ابو داود نے (ف) اس سے معلوم
ہوا کہ کبھی صحابہ بھی مزاح کرتے تھے حضرت سے مقام بے تکلفی میں انتہی (وعن النعمان بن بشير قال استاذن ابو بكر على النبي صلى الله عليه وسلم فسمع صوت عائشة عاليا
فلما دخل تناولها ليلطمها وقال لا اراك ترفعين صوتك على رسول الله صلى الله عليه وسلم فجعل النبي صلى الله عليه وسلم يحجزه وخرج ابو بكر مغضبا فقال النبي صلى الله عليه وسلم
حين خرج ابو بكر كيف رايتني انقذتك من الرجل قالت فمكث ابو بكر اياما ثم استاذن فوجدهما قد اصطلحا فقال لهما ادخلاني في سلمكما كما ادخلتماني في حربكما فقال النبي صلى الله

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَعَلْنَا قَدْ فَعَلْنَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ ۔ اور روایت ہے نعمان بن بشیر سے کہا اذن مانگا ابو بکرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پس سنی آواز عائشہؓ کی بلند پس
جب داخل ہوئے پکڑا ابو بکرؓ نے عائشہ کو تا طمانچہ ماریں انکو اور کہا نہ دیکھوں میں تجھ کو یعنی بعد اسکے کہ بلند کرے تو آواز اپنی اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس شروع
کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روکتے تھے حضرت صدیقؓ کو یعنی مارنے حضرت عائشہ کے سے اور نکلے ابو بکرؓ غصہ ناک پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت کہ نکلے ابو بکرؓ
کس طرح دیکھا تو نے مجھ کو اے عائشہ چھڑایا میں نے تجھ کو اس شخص سے یعنی ابو بکرؓ سے کہا عائشہؓ نے پس درنگ کی حضرت ابو بکرؓ نے یعنی نہ آئے ملازمت آنحضرتؐ میں کئی دن یعنی بسبب خفگی
کے کہ عائشہؓ سے رکھتے تھے یا بسبب شرمندگی کے حضرت سے پھر آئے دروازہ پر اور اذن لینے کا چاہا پس آئے اور پایا عائشہ کو اور آنحضرتؐ کو صلح میں ساتھ پس کہا ابو بکر صدیقؓ نے
اون دونوں کو داخل کرو مجھ کو بیچ صلح میں جیسے کہ داخل کیا تم نے مجھ کو بیچ لڑائی میں پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق کیا ہم نے تحقیق کیا ہم نے داخل کیا تجھ کو صلح میں کہ
نہ ایسے کہ پہلے فرمایا نقل کی یہ ابو داؤد نے ف ظاہر مزاح ہے یہ قول آنحضرت کا ہے کہ عائشہ کو کہا کس طرح دیکھا تو نے مجھ کو کہ چھڑایا میں نے تجھ کو اس شخص سے اور اسی طرح فرمایا کہ تیرے
باپ سے گویا آنحضرت نے بعید ڈالا ابو بکر کو عائشہؓ سے اور بقصد مزاح کے ۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُمَارِ اَخَاكَ وَلَا تُمَازِحْهُ وَلَا تَعِدْهُ مَوْعِدًا فَتُخْلِفَهُ
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۔ اور روایت ہے ابن عباس سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا نہ جھگڑ تو اپنے بھائی سے اور نہ مزاح کر اس سے یعنی ایسی مزاح
کہ باعث ایذا ہو اور نہ وعدہ کر ایسا وعدہ کہ خلاف کرے تو اسکو اور حضرت شیخ رح نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ نہ وعدہ کر وعدہ کرنا پس خلاف کرے تو اسکو یعنی وعدہ کو پورا کر یا سرے سے وعدہ
کر ہی مت اور راہ وعدہ کرنے کی بند کر تا خلاف وعدگی میں نہ پڑے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا حدیث غریب ہے ۔ بَابُ الْمُفَاخَرَةِ وَالْعَصَبِيَّةِ باب ہے بیچ بیان
مفاخرت اور عصبیت کے ف صراح میں ہے فخر اور فخور نازیدن یعنی اترانا باب افتعال سے تفاخر نازیدن درمیان دو گروہ کے تفخر تکبر مفاخرت برابری کرنی فخر میں افتخار و فخر
بڑھانا ایک کو دوسرے پر اور مفاخرت اگر حق میں ہو اور واسطے حق کے ہو اور واسطے مصلحت دینی کے اور اظہار قوت کے اعدا کے مقابلہ پر تو جائز ہے اور اصحاب و سلف سے آیا ہے
اور اگر ناحق بطریق تکبر اور نفسانیت کے ہو تو مذموم ہے اور اکثر استعمال اسکا عرف میں انہی معنی آتا ہے اور عصبیت عصبی ہونا اور عصبہ انکو کہتے ہیں کہ حمایت اپنی قوم کی کرے اور انکے لیے
عصب کرے اور عصبہ قوم مرد کی کہ تعصب کرے اسکے لیے کذا فی القاموس اور صراح میں کہا کہ عصبہ بیٹے اور قرابت باپ کی جانب سے اور تعصب اصل میں یعنی تشدید اور سختی
کرنے کے آتا ہے چنانچہ اسی لیے پٹھے کو عصب کہتے ہیں کہ سبب مضبوطی اور سختی جوڑوں بدن کا ہے اور آدمی بھی قوت پکڑتا ہے اپنی قوم سے اور عصب وہ کہ تعصب کرے اپنی قوم کے لیے اور
وہ کہ جدال و خصومت کرے ایک مذہب میں واسطے اظہار قوت و شدت کے اور تعصب بھی اگر حق ہو اور متضمن ظلم کو نہ ہو تو مستحسن ہے اور اگر بطریق باطل و ظلم کے ہو تو مذموم ہے اور اکثر
اطلاق اسکا ظلم و ناحق میں آتا ہے جیسے کہ معلوم ہوگا حدیثوں سے کہ ذکر کیے جاوینگے ۔ اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ پہلی فصل عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَیُّ النَّاسِ اَکْرَمُ فَقَالَ اَکْرَمُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰهُمْ قَالُوْا لَیْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُکَ قَالَ فَاَکْرَمُ النَّاسِ یُوْسُفُ نَبِیُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِیِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِیِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِیْلِ اللّٰهِ قَالُوْا لَیْسَ
عَنْ هٰذَا نَسْأَلُکَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُوْنِیْ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَخِیَارُکُمْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ خِیَارُکُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقُهُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہا پوچھا گیا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کونسا آدمی بزرگ ہے فرمایا بزرگ تر انکا نزدیک خدا کے پرہیزگار انکا ہے یعنی اگر بزرگی ذاتی پوچھتے ہو کہ نہیں اعتبار منسوب ہونے کا باپ دادا
کی طرف اور افتخار ساتھ خصائل انکے کے اور خصائل نفس اپنے کے سو وہ تقوی ہے کہا صحابہ نے نہیں اس بات سے پوچھتے ہم آپ سے فرمایا آنحضرتؐ نے یعنی اگر بزرگی حسب و نسب کی
پوچھتے ہو تو بزرگ لوگوں کا اس راہ سے یوسف نبی اللہ کا بیٹا نبی اللہ کا پوتا نبی اللہ کا پرپوتا دوست خدا کا یعنی طرح طرح کی بزرگیاں جمع ہوئی ہیں کہ خود بھی نبی ہیں اور تین
پشت بھی انکی نبی ہیں اور پردادا کو انکے لقب خلیل اللہ کا ملا ہے کہ اللہ تعالے نے انکو دوست خاص اپنا پکڑا اور وہ متصف تھے ساتھ علم اور حلم اور عفو اور کرم اور اخلاص اور
عدل اور ریاست کی دین اور دنیا میں پس اس اعتبار سے بزرگتر وہ تھے کہا صحابہ نے نہیں اس بات سے پوچھتے ہم آپ سے فرمایا پس اصول اور حسب اور قبیلوں عرب سے سوال
کرتے ہو مجھ سے کہ ساتھ فضائل اور خصائل اپنے کے اور باپوں اپنے کے افتخار اور دعوے بزرگی کا کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو اپنے میں ساتھ ان صفات کے بزرگی دیتے ہیں بلا اعتبار
تقوے اور نسب کے کہا کہ ہاں یہی پوچھتے ہیں فرمایا بہتر ہیں تمہارے جاہلیت میں بہتر تمہارے ہیں اسلام میں یعنی جو کہ جاہلیت میں بزرگتر اور رئیس تھا اور پسندیدہ تھے وہی

کرنا نام اسکا خانہ سکین اور ایسے ہی شہر اور قبیلہ رشتہ کے بھی اطلاق کرتے ہین پس فرمایا کہ جو کوئی فخر کرے ساتھ باپ دادون اپنے کے کہ ایام جاہلیت مین گذرے یعنی باپ انکا اور اسکے نہین
دادا وغیرہ کو اسکا تو کہو کاٹ لے اوس شخص ذکر ایسے باپ اپنے کا اور کنایہ نہ کرو بلکہ صریح نام لو ستر کا اور یہ نہایت تشدید وتغلیظ ہے واسطے مفاخرت کرنے ساتھ انکے اور بعضون نے کہا کہ معنے اسکے
یہ ہین کہ جو کوئی چلے طریقہ اہل جاہلیت پر یعنی رسوم جاہلیت کے قبیلہ برابر کہنے اور لعنت کرنے اور عار دلانے اور گالی گلوج کرنے لوگون کے تئین ذکر کرو صراحۃ نہ کنایۃً واسطے اسکے
قبیح باپ اسکے کی قسم پرستش بتون سے اور زنا کرنے سے اور شراب پینے سے اور مانند انکے کے تاکہ وہ کسی کو نہ پکارے اور آبرو ریزی نہ کرے شرح ع (وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عُقْبَۃَ
عَنْ اَبِیْ عُقْبَۃَ وَکَانَ مَوْلًی مِّنْ اَھْلِ فَارِسَ قَالَ شَھِدْتُّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُحُدًا فَضَرَبْتُ رَجُلًا مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ فَقُلْتُ خُذْھَا مِنِّیْ وَاَنَا الْغُلَامُ الْفَارِسِیُّ فَالْتَفَتَ اِلَیَّ فَقَالَ
ھَلَّا قُلْتَ خُذْھَا مِنِّیْ وَاَنَا الْغُلَامُ الْاَنْصَارِیُّ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ) اور روایت ہے عبد الرحمن بن ابی عقبہ سے کہ نقل کی ابی عقبہ سے اور تھا وہ مولی یعنی بعض انصار کا اور اصل مین اہل فارس
سے تھا کہا ابو عقبہ نے کہ حاضر ہوا مین ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگ احد مین پس مارا مین نے ایک شخص کو مشرکین مین سے یعنی تیر یا نیزہ یا تلوار پس کہا مین نے لے تو یہ ضرب
میری طرف سے اور مین ہون غلام فارس کا یعنی دلیر وبہت مارنے والا پس دیکھا آنحضرت نے طرف میرے اور فرمایا کیون نہ کہا تو نے کہ لے یہ مجھ سے اور مین غلام ہون انصاری کا نقل
کی یہ ابو داؤد نے ف یعنی اگر اس مقام مین نسبت انصار کی طرف کرتا کہ دلیر اور مددگار دین اور رسول کے ہین اور بحکم مولی القوم منہم کے تو انکے سے ہے تو یہ بہتر ہوتا اور کہ نسبت
کی طرف کہ آتش پرست اور کافر ہین اور مولے بعض انصار کا عادت یون تھی کہ اہل عجم جو ایمان لاتے اور ہجرت کرتے تو بیچ سایہ تولیت اور حمایت اصحاب کے مہاجرین اور انصار
مین سے پناہ پکڑتے تھے اور باگ اختیار اپنے کی بیک بدین انکے ہاتھ مین دیتے اور اسکو مولا موالات کہتے تھے اور ایک قسم مولے عتاقہ ہے یعنی غلام آزاد کردہ شدہ اور ابو عقبہ صحابی
تھے نام انکا رشید تھا ساتھ پیش راء و زیر شین کے اور عبد الرحمن بیٹا ابی عقبہ کا تابعی ثقہ ہے ح (وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَّصَرَ قَوْمَہٗ عَلٰی غَیْرِ الْحَقِّ فَھُوَ کَالْبَعِیْرِ
الَّذِیْ رُدِّیَ فَھُوَ یُنْزَعُ بِذَنَبِہٖ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ) اور روایت ہے ابن مسعود سے اُسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے جو شخص کہ مدد کرے اپنی قوم کی ناحق پس وہ
مانند اونٹ کے ہے کہ گر پڑا کنوین مین پس وہ کھینچا جاتا ہے ساتھ دم اپنی کے نقل کی یہ ابو داؤد نے ف یعنی جو کوئی بلند کرے نفس اپنے کو ساتھ مدد کرنے قوم اپنی کے باطل پر پس اسکو
پس وہ مانند اس اونٹ کے ہے کہ کنوین مین گرا اور ہلاک ہوا یعنی بیگناہ وہ کہ کنوین مین گرا اور ہلاک ہوا اور قدرت اسکے نکالنے کی نرہی اور بعضون نے کہا کہ مشابہت دی قوم کو ساتھ
اونٹ ہلاک ہونے والے کے اسلیے کہ جو ہو غیر حق پر پس وہ ہلاک ہونے والا ہے اور مشابہت دی انکے مددگار کو ساتھ دم اس اونٹ کے جیسے کہ کھینچنا اونٹ کا ساتھ دم اسکی کے نہین خلاص کرتا ہے
اسکو مہلکہ سے اسی طرح یہ مددگار نہین خلاص کریگا انکو کنوین ہلاکت کے سے کہ پڑے ہین وہ اسمین ح س ع (وَعَنْ وَاثِلَۃَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الْعَصَبِیَّۃُ قَالَ اَنْ
تُعِیْنَ قَوْمَکَ عَلَی الظُّلْمِ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ) اور روایت ہے واثلہ بن اسقع سے کہا واثلہ نے کہ کہا مین نے یا رسول اللہ کیا ہے عصبیت یعنی جاہلیت فرمایا یہ کہ مدد کرے تو قوم اپنی کی ظلم پر
نقل کی یہ ابو داؤد نے ف اس سے معلوم ہوا کہ حمایت اور رعایت قوم کی اگر حق پر ہو تو اچھا ہے جیسے کہ حدیث آئندہ مین فرمایا ح (وَعَنْ سُرَاقَۃَ بْنِ مَالِکِ بْنِ جُعْشُمٍ قَالَ خَطَبَنَا
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خَیْرُکُمُ الْمُدَافِعُ عَنْ عَشِیْرَتِہٖ مَا لَمْ یَاْثَمْ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ) اور روایت ہے سراقہ بن مالک بن جعشم سے کہ کہا خطبہ فرمایا ہمارے آگے رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے پس فرمایا کہ بہترین تمہارا وہ ہے کہ دفع کرے لوگون کے ظلم کو اپنی قوم سے جبتک کہ گنہگار نہو یعنی بسبب اس دفع کرنے کے نقل کی یہ ابو داؤد نے ف اگر کہا جاوے کہ وہ دفع
ظلم کرتا ہے دفع ظلم سے ظلم مین کیونکر پڑیگا جواب اسکا یہ کہ اگر قادر ہو زبان سے ظلم کے دفع کرنے پر تو اسکو ہاتھ سے مارنا روا نہین اور اگر مارنے سے حاصل ہو تو جان سے مار ڈالنا روا نہین
اور اگر قدر حاجت سے زیادتی کرے تو ظلم وتعدی ہے ح (وَعَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلٰی عَصَبِیَّۃٍ وَلَیْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَصَبِیَّۃً وَلَیْسَ
مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلٰی عَصَبِیَّۃٍ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ) اور روایت ہے جبیر بن مطعم سے کہ تحقیق رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہین ہم مین سے یعنی اہل ملت یا اہل طریقہ ہمارے سے وہ شخص
کہ بلاوے لوگون کو طرف عصبیت کے یعنی باعث ہو لوگون کو کہ حمایت کرین اسکی باطل پر اور نہین ہم سے وہ شخص کہ جنگ کرے بسبب عصبیت کے اور نہین ہم مین سے وہ شخص کہ مرے اوپر
عصبیت کے نقل کی یہ ابو داؤد نے ف بہر تقدیر عصبیت یعنی حمایتی ہونا کہ باطل پر ہو اور بطریق ظلم کے ہو مذموم وممنوع ہے ح (وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
قَالَ حُبُّکَ الشَّیْءَ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ) اور روایت ہے ابی درداء سے اُسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا دوست رکھنا تیرا کسی چیز کو اندھا اور بہرا کر دیتا ہے نقل کی

بہرا ہو جاتا ہے یعنی اپنے محبوب میں اگر برائی دیکھتا ہے تو اچھی معلوم ہوتی ہے اور اگر اس سے بری بات سنتا ہے تو اچھا جانتا ہے بسبب غلبہ محبت کے محبوب چیز کے عیب نہ دیکھتا ہے
اور نہ سنتا ہے یا یہ مراد ہے کہ محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے محب کو غیر محبوب سے کہ سوائے جمال اسکے کے نہ دیکھتا ہے اور نہ سوائے کلام اسکے کے سنتا ہے اور ملا علی قاری نے حدیث کا اس باب میں دلالت
کرتا ہے اسپر کہ وارد ہوئی ہے یہ حدیث اس شخص کے کہ حمایت کرتا ہے کسی کی باطل پر بسبب محبت اسکی کے نہ حق دیکھتا ہے اور نہ سنتا ہے مارے محبت کے حمایتی بن رہا ہے

الفصل الثالث

فصل تیسری (عن عبادة بن کثیر الشامی من اہل فلسطین عن امراة منہم یقال لہا فسیلة انہا قالت سمعت ابی یقول سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ
من العصبیة ان یحب الرجل قومہ قال لا ولکن من العصبیة ان ینصر الرجل قومہ علی الظلم رواہ احمد وابن ماجۃ) اور روایت ہے عبادہ بن کثیر شامی سے کہ تھا اہل فلسطین سے
نقل کرتا ہے ایک عورت سے کہ تھی انہیں سے کہا جاتا تھا اسکو فسیلہ اس عورت نے کہا کہ سنا میں نے اپنے باپ سے کہ کہتا تھا پوچھا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پس
عرض کیا میں نے یا رسول اللہ کیا عصبیت سے ہے دوست رکھنا مرد کا اپنی قوم کو فرمایا نہیں بلکہ عصبیت سے ہے کہ مدد کرے مرد اپنی قوم کی ظلم پر نقل کی یہ احمد اور ابن ماجہ نے
(وعن عقبة بن عامر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسابکم ہذہ لیست بمسبة علی احد کلکم بنو آدم طف الصاع بالصاع لم تملئوہ لیس لاحد علی احد فضل الا بدین
وتقوی کفی بالرجل ان یکون بذیا فاحشا بخیلا رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان) اور روایت ہے عقبہ بن عامر سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نسب تمہارے
نہیں ہیں جگہ برا کہنے اور عیب لگانے کی اوپر کسی کے تم سب اولاد آدم کی ہو برابر ایک صاع دوسرے صاع کے نہیں بھرا تم نے اسکو نہیں واسطے کسی کے کسی پر بزرگی مگر ساتھ دین اور
تقوی کے کفایت کرتا ہے شخص کو برائی میں یہ کہ ہو زبان دراز فحش بولنے والا بخیل نقل کی یہ احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں ف برابر ایک صاع کے یعنی تم سب برابر ہو
نسبت میں طرف ایک باپ کے اور قریب ہو تم مانند قریب ہونے اس چیز کے کہ پیمانہ میں بھرا برابر ہو اسکے ساتھ پیمانہ کے جس وقت کہ نہ بھرا ہو اور دوسرے کے یعنی
پہنچنے کو قریب کی اور دلی سے اور احتراز کرنے کیا ہے یہ حاصل یہ کہ سب لوگ مرتبہ نقصان و خسران میں ہیں مگر صاحب تقوی و کمال ہو نہ کہ جیسے کہ اشارہ کیا طرف اسکے
اللہ تعالی نے بیچ والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات کذا ذکرہ ملا علی اور حضرت شیخ رح نے طیبی سے یہ معنی نقل کیے ہیں کہ تم سب اولاد آدم ہو نزدیک
ایک دوسرے کے نقصان میں مانند طف صاع کے کہ نہ بھرا ہو اور طف صاع نزدیک بھرنے کے پیمانہ یعنی نزدیک برابر ہو نقصان میں اور نہ پہنچے ہیں درجہ کمال کو
پس بیچ تمہارے اولاد آدم کہ پیدا کیے گئے ہیں خاک سے

باب البر والصلة

یہ باب ہے بیچ بیان بر وصلہ کے ف بر ساتھ زیر باء کے یعنی احسان و نیکی کے
اور مراد یہاں نیکی کرنی ساتھ والدین کے اور ضد اسکی عقوق ہے اور صلہ لغت میں یعنی ملانے اور پیوند کرنے کے ہے اور مراد یہاں انعام و احسان ہے ساتھ اقارب کے بیچ

الفصل الاول

فصل پہلی (عن ابی ہریرة قال قال رجل یا رسول اللہ من احق بحسن صحابتی قال امک قال ثم من قال امک قال ثم من قال امک قال ثم من قال ابوک وفی روایة
قال امک ثم امک ثم امک ثم اباک ثم ادناک ادناک متفق علیہ) روایت ہے ابوہریرہ سے کہا ایک شخص نے یا رسول اللہ کون لائق تر ہے ساتھ اچھی صحبت رکھنے
میرے کے فرمایا ماں تیری کہا اسنے پھر کون ہے فرمایا ماں تیری کہا اس شخص نے پھر کون فرمایا ماں تیری کہا اسنے پھر کون فرمایا باپ تیرا یعنی چوتھی بار میں فرمایا کہ باپ لائق تر ہے
اور بیچ ایک روایت کے ہے کہ فرمایا ماں تیری پھر ماں تیری پھر ماں تیری پھر احسان کر باپ اپنے سے پھر احسان کر قریب اپنے سے پھر قریب تر اپنے سے یعنی [illegible]
قرابتیوں میں ترتیب قرب کی معتبر ہے کہ جو بہت قریب ہے مقدم تر اور زیادہ حقدار ہے ساتھ احسان کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں کا حق
ماں کے لیے تین حصہ احسان ہے بہ نسبت باپ کے اسلیے کہ وہ اٹھاتی ہے بوجھ حمل کا اور مشقت جننے اور محنت دودھ پلانے کی اور فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ حق والدہ کا بہت
بڑا ہے حق باپ سے اور نیکی و احسان کرنا اسپر واجب تر و موکد تر ہے اور اگر جمع درمیان رعایت حق دونوں کے متعذر ہو یعنی رعایت کرنی دونوں کے حق کی مشکل ہو جیسے کہ
ہر ایک بسبب رعایت کرنے حق دوسرے کے آزردہ ہوتا ہو تو تعظیم و احترام میں حق باپ کا غالب رکھے اور خدمت و انعام میں حق ماں کا اور حق ماں باپ کے حقوق
میں سے ہے کہ انہیں تواضع اور تملق کرے اور ادائے خدمت کرے یہاں تک کہ راضی ہوں وہ اور مباح چیز میں اطاعت انکی کرے اور پیش ان کے بے ادبی نکرے اور تکبر نکرے ان پر اگرچہ
وہ مشرک ہوں اور آواز اپنی انکی آواز سے بلند نکرے اور انکو نام لیکر نہ پکارے اور کسی کام میں ان سے پہل نکرے اور امر معروف اور نہی منکر میں نرمی کرے اور ایک بار کہے اگر

قبول نکریں سکوت کرے اور دعا و استغفار میں مشغول ہو اور یہ ادب قرآن سے نکالا گیا ہے یعنی نصیحت کرنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اپنے باپ کو ۔ ح ا (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ أَنْفُهُ رَغِمَ أَنْفُهُ رَغِمَ أَنْفُهُ قِيْلَ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خاک آلودہ ہو ناک اسکی خاک آلودہ ہو ناک اسکی خاک آلودہ ہو ناک اسکی یعنی وہ خوار و ذلیل ہو پوچھا گیا کہ کون ہے وہ یا رسول اللہ کسکے حق میں آپ یہ بد دعا کرتے ہیں فرمایا وہ شخص کہ پاوے ماں باپ اپنے کو نزدیک بڑھاپے کے ایک کو انمیں سے یا دونوں کو پھر نہ داخل ہو بہشت میں یعنی خدمت انکی نہ کی اور انکو اپنے سے راضی نہ رکھا کہ سبب داخل ہونے بہشت کا ہے نقل کی یہ مسلم نے (وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّيْ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِيْ عَهْدِ قُرَيْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أُمِّيْ قَدِمَتْ عَلَيَّ وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَفَأَصِلُهَا قَالَ نَعَمْ صِلِيْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے اسما بیٹی ابی بکر کی سے کہ کہا آئی میرے پاس ماں میری یعنی مکہ سے مدینہ میں اور وہ تھی مشرکہ بیچ زمانہ صلح قریش کے یعنی یہ آنا اسکا اسوقت میں تھا کہ آنحضرت نے قریش سے عہد و صلح کی تھی کہ آپس میں لڑائی کی نہیں اور یہ حدیبیہ میں تھی پس کہا میں نے یا رسول اللہ تحقیق ماں میری آئی ہے میرے پاس اور وہ بیزار ہے اسلام سے آیا میں سلوک کروں میں اُس سے فرمایا کہ ہاں سلوک کر اُس سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف اس سے معلوم ہوا کہ اگر ماں باپ کافر ہوں تو بھی اُنسے سلوک و احسان کرنا چاہیے اور اسی قیاس پہ حکم اور اقربا کا ہے ۔ ح ۱ (وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ آلَ أَبِيْ فُلَانٍ لَيْسُوْا بِأَوْلِيَائِيْ إِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنْ لَهُمْ رَحِمٌ أَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے عمرو بن عاص سے کہ کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے حضرت کہ تحقیق آل ابی فلان کے نہیں ہیں میرے دوست سوا اسکے نہیں کہ دوست میرا اللہ ہے اور نیکبخت مومن لیکن واسطے انکے ناتا ہے یعنی مجھسے تر کرتا ہوں اسکو ساتھ تری اسکی کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف لکھا ہے علما نے کہ آنحضرت نے صریح نام فلانے کا لیا تھا اور راوی نے کنایہ کیا کہ لفظ فلان کر ذکر کیا ظاہرا وقت روایت کے ذکر کرنے نام سے صراحۃً خوف رکھتا ہوگا فتنہ کا اور بیچ نسخوں اصول کے بعد از لفظ ابی کے سفیدی چھوڑ دی ہے اور نام نہیں لکھا بسبب علت مذکورہ کے اور مراد ابی فلان سے ابولہب ہے اور بعضوں نے کہا ابوسفیان یا حکم بن العاص اور ظاہر تر یہ ہے کہ یہ علی العموم ہے یعنی مراد ہیں اہل اکثر قریش یا بنی ہاشم یا چچا حضرت کے اور نہیں ہیں میرے دوست جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے اِنْ اَوْلِیَاؤُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ اور مراد صالحین سے جنس صلحا ہے نہ ایک مخصوص اور بعضوں نے کہا کہ ابوبکر و عمر مراد ہیں اور بعضوں نے کہا کہ خصوص علی اور تر کرتا ہوں الخ یعنی کچھ دیتا ہوں انکو کہ اس سے ضرورت انکی دفع ہو چونکہ تری اور نرمی سبب ملنے اشیا کے ہے اور خشکی اور سختی موجب جدائی کی بلل کو کہ یعنی تری کے ہے استعارہ کرتے ہیں واسطے صلہ رحم یعنی ناتے کے اور یبس کو کہ یعنی خشکی کے ہے واسطے کاٹنے ناتے کے ہے ۔ ح (وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْأُمَّهَاتِ وَوَأْدَ الْبَنَاتِ وَمَنْعًا وَهَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے مغیرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالے نے حرام کی تم پر ایذا دینی ماؤں کی اور گاڑنا جیتی لڑکیوں کا کہ جاہلیت میں کرتے تھے بسبب ڈر فقر و عار کے اور حرام کی تم پر بخیلی اور گدائی کرنی اور مکروہ رکھے واسطے تمہارے قیل وقال اور بہتایت سوال کی اور ضائع کرنا مال کا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف خاص ماؤں کا ذکر کیا واسطے غالب ہونے حقوق انکے کے جیسے کہ پہلے معلوم ہوا یا بسبب ضعیف ہونے دلوں انکے کے کہ ذرا سی بات میں رنجیدہ ہو جاتی ہیں یا بسبب تقصیر و سستی کرنے اولاد کے انکے حقوق میں اور لفظ منع ساکن میم اور زبر نون کے اور ساتھ زیر عین کے بنا بر اسکے کہ وہ مصدر ہے یا ماضی اور مراد اس سے بخل و امساک ہے اور لفظ ہات بمعنے آت کے امر ہے ایتاء سے یعنی دے اور عبارت طلب و سوال سے اور لکھا ہے علما نے کہ مراد نہ دینا حقوق واجبہ کا ہے مال میں اور لینا اس چیز کا کہ حلال نہیں لوگوں کے مال میں سے اور بعضوں نے کہا بلکہ حرام کیا منع کرنا تمام حقوق واجبہ سے اموال میں اور افعال میں اور اقوال میں اور اخلاق میں اور حرام کیا طلب کرنا اس چیز کا کہ واجب نہیں لوگوں پر تمام حقوق سے اور تکلیف دینی انکو ساتھ بجالانے اس چیز کے کہ واجب نہیں ان پر اور کرہ ساتھ زبر رے کے اور ایک نسخہ میں ساتھ تشدید را اور زبر اسکی کے اور قیل وقال ساتھ زبر لام کے بطریق حکایت کے فعل ماضی مجہول و معلوم سے ہے اور مقصود نہی ہے اس چیز سے کہ لوگ باہم گپ شپ کر فضول باتیں کریں کہ کہا گیا ایسا اور کہا فلانے نے ایسا اور نہی قیل وقال سے اس صورت میں ہے کہ واسطے تحقیق کسی امر کے نہو والا واسطے تحقیق اس چیز کے کہ حقیقت اسکی معلوم نہو اگر اقوال لوگوں کے نقل کریں حرام نہیں اور بعضوں نے کہا کہ مراد قیل وقال سے بہت کلام کرنا ہے

کر دل کو مار ڈالتا ہے اور قساوت قلبی پیدا کرتا ہے اور وقت کو ضائع کرتا ہے اور بہتایت سوال کے کئی ہی معنے لکھے ہیں علما نے ایک تو یہ کہ بہت پوچھنا یا پچھی اور تجسس کرنا احوال لوگون
کے سے اور دوسرے بہت سوال کرنا علم میں واسطے امتحان اور اظہار فضیلت اور جھگڑنے کے اسمین اور تیسرے بہت پوچھنا آنحضرت سے کہ سبب ایذا دینے اور باعث تنگی و تشدد
کا ہو احکام میں جیسے کہ قرآن مجید میں فرمایا لا تسئلوا عن اشیاء الخ اور مراد ضائع کرنے مال کے سے اسراف ہے اور خرچ کرنا اسکا غیر طاعت حق میں جیسے کہ کوئی تمام یا بعض مال اپنا کو
دیدے اور اہل حقوق اسکے محتاج ہون یا مال پانی میں ڈالدے یا آگ میں جلا دے یا کسی فاسق کو دیدے کہ غیر مرضی حق میں صرف کرے اور تفصیل کلام کی اس مقام میں یہ ہے کہ اگر
خرچ کرنا مال کا واجب و مستحب ہے تو اسمین ضائع کرنا اور اسراف گنجایش نہیں رکھتا اور اگر حرام و مکروہ ہے تو بیشبہ ضائع کرنا اور اسراف ہے اشتباہ اس جگہ ہے کہ بظاہر مباح معلوم ہو
لیکن اگر خوب تامل کریں تو قبائح اور مفاسد ظاہری اور باطنی اس سے نکلتے ہون جیسے کہ صرف کرنا بیج بنانے مکانون و درو دیوار کے بغیر حاجت کے اور بیج مزین کرنے انکے کے
سعت و فسحت میں بھی کہ احتیاج اسکی نہیں ہوتی اور اسراف خرچ کرنے میں اور توسع بیچ پہننے اچھے کپڑون کے اور کھانون لذیذ کے زیادہ حد اعتدال سے واسطے بڑی حظ نفس کے
اور تفاخر کے بغیر رعایت جانب فقرا و محتاجون کے جیسے کہ عادت اہل اسراف کی ہے اگرچہ بحکم بظاہر شرع کے حرام نہو لیکن موجب قساوت قلبی اور غلظت طبع کی کا ہے اور دلیسے ہی
آراستہ کرنا ساتھون اور تلوارون اور ہتھیارون کا ساتھ سونے اور چاندی کے اور مانند انکے کے اور ریشمی کپڑے اور بچھونے اور حریر بیچ شہرون میں ساتھ اسکے زینت فاحش اور مقرر کرنے اور تون اچھے
اور مانند انکے کے سب داخل بیچ ضائع کرنے اور اسراف کے ہے شرح (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهُ فَيَسُبُّ اُمَّهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے گناہون کبیرہ سے ہے گالی دینی اپنے مان باپ کو عرض کیا لوگون نے یا رسول اللہ کیا گالی دیتا ہے آدمی اپنے مان باپ کو فرمایا کہ ہان یعنے یہ واقع ہوتا ہے حقیقۃً کبھی اور نادر اور مجازاً اکثر
لیکن تم اسکو نہیں جانتے ہو پھر بیان کیا اسکو کہ گالی دیتا ہے کسی شخص کے باپ کو پس وہ گالی دیتا ہے اسکے باپ کو اور گالی دیتا ہے کسی کی مان کو پس وہ گالی دیتا ہے اسکی مان کو نقل کی
یہ بخاری اور مسلم نے ف چونکہ یہ باعث گالی دینے مان باپ کا ہوا گویا خود گالی دی مان باپ کو اور گالی دینی مان باپ کو بہر وجہ کہ ہو گناہ کبیرہ ہے اسلیے کہ داخل عقوق کی ہے
کہ گر یا درخویش فرو دست داری ؛ دشنام مده بما درمن ؛ اور اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی سبب اور واسطہ فسق و فساد کا ہو وہ بھی فاسق ہے اور داخل ہے اسکے گناہ میں شرح (وَعَنْ
ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَبَرِّ الْبِرِّ صِلَةَ الرَّجُلِ اَهْلَ وُدِّ اَبِيْهِ بَعْدَ اَنْ يُّوَلِّيَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابن عمر سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ تحقیق نیکتر نیکیون سے احسان کرنا آدمیون کا ہے اپنے باپ کے دوستون سے بعد مرنے یا غائب ہونے باپ کے نقل کی یہ مسلم نے ف یعنے باپ مرگیا ہو یا سفر میں ہو
اسکے پیچھے اسکے دوستون سے احسان کرنا گویا احسان کرنا باپ سے ہے اور چونکہ غائبانہ رعایت اسکی کی نہایت نیکی کی (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ
اَنْ يُّبْسَطَ لَهٗ فِيْ رِزْقِهٖ وَيُنْسَاَ لَهٗ فِيْ اَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص چاہے کہ کشادگی کیجاوے اسکی
روزی میں اور تاخیر کیجاوے اسکی اجل میں یعنے عمر دراز ہو پس چاہیے کہ سلوک کرے اپنے ناتے دارون سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف اثر اصل میں بمعنے
نشان پاؤن کے ہے چلنے میں زمین پر اور یہ فرع حیات کا ہے کہ جو کوئی مر اسکا نشان قدم زمین پر نہ پس اثر سے مدت عمر مراد ہے اور تاخیر اجل میں سوال مشہور ہے کہ اجل و رزق
مقدر ہیں نہ زیادہ ہوتے ہین نہ ناقص فرمایا اللہ تعالی نے اذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون جواب اسکا یہ ہے کہ مراد فراخی رزق اور درازی عمر سے پائی جانا
برکت اور خوش گذرانی اور زیادتی توفیق اور صفائی اور نورانیت قلب کا ہے یا درازی عمر ساتھ بقائے نام نیک کے ہے جہان میں یا اولاد صالح مراد ہے کہ بعد اسکے دعا کرین اور
نام نیک اسکا باقی رکھین کہ بقائے اولاد پیدایش ثانی ہے مرد کے لیے اور حقیقت میں حق سبحانہ تعالی نے سلوک کرنے کو ناتے دارون سے سبب فراخی رزق اور درازی عمر کا کیا ہے اللہ تعالی
نے ہر چیز کے لیے سبب پیدا کیا ہے جسکے لیے چاہتا ہے کہ رزق اسکا فراخ اور عمر اسکی دراز کرے توفیق ادائے حقوق کے بخشتا ہے اور لکھا ہے علما نے کہ یہ محو اثبات بہ نسبت خلق کے ہے
جیسے کہ لوح محفوظ میں لکھا کہ عمر اسکی ساٹھ برس کی ہے اور اگر صلہ رحم کرے چالیس برس اسپر زیادہ ہوجاوین اور بہ نسبت علم حق تعالی کے تغیر و تبدیل نہیں اور بات یہ ہے کہ جب
شارع نے اصطلاح خبر دی ایمان اسپر لانا چاہیے نہ مناقشہ کرنا نشان سعادت یہ ہے کہ بغیر دیکھنے مانند ان خبرون کے عمل اسپر کریں اور حقیقت حال اسکی سپرد اللہ تعالی کے کریں

نہ یہ کہ بحث کریں اور چوں و چرا میں پڑیں شرح (وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَاَخَذَتْ بِحَقْوَیِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ مَهْ قَالَتْ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ قَالَ اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰى يَا رَبِّ قَالَ فَذَاكِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پیدا کی اللہ نے خلق یعنی تقدیر کیا مخلوقات کو علم ازلی میں اس طرح پر کہ وقت پیدائش کے ہونگے پس جب فارغ ہوا پیدا کرنے سے کھڑا ہوا رحم یعنی ناتا اور پکڑے کمر رحمن کی پس فرمایا کیا کہتا ہے تو کہا ناتے نے یہ جگہ کھڑے ہونے پناہ پکڑنے والے کی ساتھ تیرے کاٹنے سے یعنی میں کہ روبرو تیرے کھڑا ہوا اور ہاتھ دامن عزت و عظمت تیرے میں ڈالا ہے پناہ مانگتا ہوں ساتھ تیرے اس سے کہ کوئی قطع کرے مجھکو و خدا اور یہ جو تیرے سبب سے رعایت نکرے اور قطع رحم کرے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کیا نہیں راضی ہے تو اسپر کہ ملاؤں میں اسکو یعنی سلوک و احسان کروں اسپر کہ ملا دے تجھکو یعنی سلوک کرے تجھسے اور کاٹوں میں اس سے یعنی احسان و انعام نکروں اسپر کہ قطع کرے تجھسے کہا ناتے نے ہاں راضی ہوں میں اے پروردگار میرے فرمایا پس یہ وعدہ ثابت ہے تیرے لیے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے وقت فارغ ہوا یعنی پیدا کر چکا اور حقیقت فراغ کی بعد از اشتغال کے کسی کام میں ہے اور اس سے خدائے تعالیٰ پاک ہے اسلیے کہ اسکو ایک کام دوسرے کام سے مانع نہیں ہوتا جیسے کہ دعاء ماثور میں آیا ہے سبحان من لا یشغلہ شان عن شان اور لفظ حقو ساتھ زبر ح مہملہ اور جزم قاف کے اصل میں ازار کے باندھنے کی جگہ کو کہتے ہیں اور چونکہ بیچ باندھنے ازار کے دونوں طرفین اسکی باہم باندھی جاتی ہیں تثنیہ لا کے کہا حقوی الرحمن یعنی دونوں طرفین جگہ بندھنے ازار کے اور ازار پر بھی اطلاق کرتے ہیں اور پروردگار تعالیٰ اس سے منزہ ہے وارد ہونا اس کلام کا بطرز زبان عرب کے ہے کہ عادت ہے لوگوں کی کہ جب کوئی کسی سے پناہ چاہتا ہے تو اسکا دامن یا کونہ ازار کا پکڑ لیتا ہے اور کبھی کہ کار سخت ہوتا ہے اور اضطرار ہوتا ہے کام میں اور مبالغہ اور تاکید منظور ہوتی ہے تو ہاتھ دونوں حقو ازار پر مارتا ہے تاوہ تنگ ہو کر پوچھے کہ مقصد تیرا کیا ہے اور کیا چاہتا ہے استعارہ کیا اس عبارت کو واسطے پناہ ڈھونڈھنے رحم کے ساتھ حضرت رحمن کے قطع کرنے رحم سے بعد ازاں یہ عبارت مثل ہوئی اس معنے میں بغیر اسکے کہ معنے حقو کے اور پکڑنا اسکے منظور ہوں جیسے کہتے ہیں یداہ مبسوطتان یعنی دونوں ہاتھ اسکے فراخ ہیں یعنی سخی و جواد ہے اگرچہ اول پیدائش سے ہاتھ نرکھتا ہو یا ہاتھ اسکے لیے ہوں یا محال ہو وجود ہاتھ کا اسکے لیے جیسے کہ پروردگار تعالیٰ اور یہ طرز زبان عرب میں بہت واقع ہوئی ہے اور قرآن و حدیث اوپر طرز زبان عرب کے واقع ہوا ہے یہ اصل عظیم ہے واسطے تاویل متشابہات قرآن و احادیث کے بلا تکلف اور رحم ایک معنے ہیں معانی سے ذات نہیں ہے کہ کھڑا ہو اور پناہ پکڑے کھڑا ہونا اور پکڑنا اور پناہ ڈھونڈھنا اسکا بطریق تشبیہ و تمثیل کے ہے گویا رحم ایک شخص ہے کہ کھڑا ہوا اور دامن پکڑا اور عزت و عظمت حق سبحانہ کا پکڑا اور پناہ ڈھونڈے اور کہا تو دی سکے کہ رحم جو وصل کیا جاتا ہے اور قطع کیا جاتا ہے وہ معنے میں معانی سے نہیں آتا اس سے قیام اور کلام پس ہوگی مراد تعظیم شان اسکے کی اور فضیلت صلہ رحم کرنیوالے کی اور بڑائی گناہ قطع کرنے والے اسکے کی اور نہیں خلاف ہے آئمہ میں کہ صلہ رحم واجب ہے فی الجملہ اور قطع کرنا اسکا گناہ کبیرہ ہے اور صلہ رحم کے درجے ہیں کہ بعض انکا بلند تر ہے بعض سے اور ادنے انکا چھوڑنا مہاجرت یعنی ترک ملاقات کا ہے اور صلہ رحم ساتھ کلام کے ہوتا ہے اگرچہ ساتھ سلام کے ہو اور متفاوت ہوتا ہے وہ ساتھ اختلاف قدرت اور حاجت کے پس بعض اس سے واجب ہے اور بعض مستحب ہے اور اگر وصل کیا بعض صلہ اور نہ وصل کیا غایت اسکی نہیں نام رکھا جاویگا قاطع اور اگر قصور کیا اس چیز سے کہ قادر ہے اسپر اور لائق تھا اسکو یہ کہ کرے اسکو نہیں نام رکھا جاویگا صلہ کرنیوالا شرح (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرَّحِمَ شُجْنَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ وَّصَلَكِ وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهُ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہے انہیں ابی ہریرہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رحم اشتقاق کیا گیا ہے اور لیا گیا ہے لفظ رحمن سے پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی رحم کو جو شخص ملاوے تجھکو یعنی رعایت تیرے حق کی کرے ملاؤنگا میں اسکو یعنی ساتھ رحمت کے اور جو شخص کہ کاٹے تجھکو کاٹونگا میں اسکو یعنی اپنی رحمت سے محروم رکھونگا نقل کی بخاری نے شجنة اشتقاق کیا گیا ہے جیسے کہ اور حدیث میں آیا ہے کہ پیدا کیا میں نے رحم کو اور اشتقاق کیا میں نے اسکے لیے نام اپنے نام سے کہ رحمن ہے اور احتمال ہے کہ مراد دونوں لفظوں کے معنے ہوں یعنی قرابت رحم کہ واجب ہے رعایت اسکی ایک شاخ ہے رحمت حضرت رحمن سے کذا قال الشیخ رح اور طیبی رح نے کہا کہ لفظ شجنة مثلثة الشین یعنی ساتھ زبر اور زیر اور پیش شین کے قاموس میں اور نہایہ میں ساتھ زیر اور پیش شین کے اور جزم جیم کے اصل میں رگیں اور جڑیں درخت کی ملی ہوئی ہیں اور یہاں مراد اس سے یہ ہے کہ رحم مشتق ہے رحمن سے یعنی رحمت کے مشتق ہے اس سے رحمان پس گویا کہ رحم شبک یعنی ملا ہوا ہے ساتھ رحمن کے مانند اشتباک رگوں درخت کے اور بعضوں نے کہا ہے کہ حروف رحم کے موجود ہیں رحمن میں

اسم رحمٰن کے اور داخل ہین آمین مانند داخل ہونے رگون درخت کے واسطے ہونے اُسکے کے اصل واحد سے اور بعضے یہ ہین کہ رحم اثر ہی آثار رحمت اُسکی سے او متصل ہو ساتھ
اسکے پس قطع کرنے والا اس سے قطع کرنے والا ہی رحمت خدا سے اور وصل کرنے والا اُسکا ملنے والا ہی طرف رحمت اللہ تعالی کے جیسے کہ فرمایا حضرت نے فقال اللہ الخ رح ع (وَعَنْ
عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُولُ مَنْ وَصَلَنِي وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِي قَطَعَهُ اللّٰهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہی عائشہ سے کہا فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رحم لٹکایا گیا ہی ساتھ عرش کے کہتا ہی یعنے بطریق خبر اور دعا کے جو شخص کہ ملاوے مجکو ملاویگا اُسکو اللہ یعنے اپنی رحمت سے اور جو شخص کاٹے مجکو
کاٹیگا اُسکو اللہ یعنے اپنی رحمت سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف لٹکایا گیا ہی یعنے پکڑے ہوئے ہی عرش رحمٰن کا اور پناہ مانگتا ہی اس سے قطع رحم سے اور خبر دیتا ہی حکم صلہ رحم اور قطع
رحم سے از راہ تلذذ کے ساتھ اس چیز کے کہ سنا ہی اللہ تعالی سے یا بطریق دعا کے رع (وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)
اور روایت ہی جبیر بن مطعم سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین داخل ہوگا بہشت مین کاٹنے والا رحم کا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف کہا نووی نے کہ مراد یہ ہے کہ
جو کوئی کاٹے رحم کو حلال جانکر بغیر سبب و بغیر شبہ کے باوجود علم کے ساتھ تحریم اُسکی کے وہ بہشت مین داخل نہین ہوویگا اور یا یہ مراد ہی کہ ساتھ نجات پانے والون کے اور سابقین کے
نہین داخل ہوگا رع (وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِي وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہی ابن عمر
سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین ہی صلہ رحم کرنیوالا یعنے کامل مکافات کرنے والا یعنے ساتھ اقربا کے کہ اگر وہ اُسپر احسان کرتے ہین تو یہ بھی اُنپر احسان کرتا ہو و لیکن صلہ کرنیوالا
کامل وہ ہی کہ جسوقت کاٹا جاوے رحم اُسکا یعنے رعایت نہ کیجاوے حق قرابت اُسکی کی وصل کرے رحم کو یعنے رعایت اسکے حق کی کرے نقل کی یہ بخاری نے ف لکھا ہی علما نے
کہ جوانمرد وہ ہی کہ حق اپنا کسی سے طلب کرے اور حق اورون کا ادا کرے رح (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ لِي قَرَابَةً أَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُونِي وَأُحْسِنُ إِلَيْهِمْ وَيُسِيئُونَ
إِلَيَّ وَأَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُونَ عَلَيَّ فَقَالَ لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَأَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِيرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلَى ذٰلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہی ابی ہریرہ سے کہ تحقیق
ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ تحقیق واسطے میرے قرابتی ہین کہ سلوک کرتا ہون مین اُنسے اور وہ نہین سلوک کرتے ہین مجھسے اور احسان کرتا ہون مین اُنسے اور وہ برائی کرتے ہین
مجھسے اور حلم کرتا ہون مین اور درگذر کرتا ہون اُنسے اور وہ جہل کرتے ہین مجھپر یعنے برا کہتے ہین اور غضب ہوتے ہین مجھپر پس فرمایا کہ اگر ہو تو جیسا کہ کہتا ہی پس گویا کہ تو کھلاتا ہی اُنکو گرم راکھ
اور ہمیشہ ہی ساتھ تیرے اللہ کی طرف سے مددگار اور دفع کرنیوالا شر اُنکا اُنپر جب تک کہ ثابت و مستقیم رہے تو اس صفت پر نقل کی یہ مسلم نے ف کھلاتا ہی یعنے تو اُنکو گرم خاکستر کھلاتا ہی اور اگر
مین حرام ہی عطا تیری اُنپر اور حصہ آگ کا یعنی ہی اُنکے پیٹون مین تشبیہ دی اس گناہ کو کہ لاحق ہوتا ہی اُنکو کھانے راکھ گرم کے اور بعضون نے کہا کہ تو جواب احسان کرنے کے
اُنپر سوا ہتک کرتا ہی اُنکو آگے نفس ون اُنکے کے مانند اُس شخص کے کہ منہ مین ڈالتا ہی راکھ گرم کو اور کھاتا ہی اُسکو اور بعضون نے کہا احسان تیرا اُنپر مانند راکھ گرم کے ہی کہ جلاتا ہی اور ہلاک کرتا ہی
اُنکو اور بعضون نے کہا کہ منہ اُنکا کالا کرتا ہی مانند راکھ گرم کے رح اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ دوسری فصل (عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرُدُّ الْقَدَرَ إِلَّا الدُّعَاءُ
وَلَا يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ) روایت ہی ثوبان سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین پھیرتی تقدیر الٰہی کو
مگر دعا اور نہین زیادتی کرتی عمر مین مگر نیکی کرنی ماں باپ اور اقربا کے ساتھ اور تحقیق آدمی محروم کیا جاتا ہی روزی سے بسبب گناہ کے کہ پہونچتا ہی اُسکو نقل کی یہ ابن ماجہ نے
ف مراد تقدیر سے تقدیر معلق ہی نہ مبرم پس دعا کو اللہ تعالے نے سبب گردانا ہی رد کرنے تقدیر کا اور یہ بھی تقدیر ہی یعنے اللہ تعالی نے تقدیر کیا ہی کہ بندہ دعا کریگا اور یہ بلا اُسکی
دفع ہوگی اور تمام اسباب عالم باوجود قضا و قدر الٰہی کے یہی حکم رکھتے ہین جیسے کہ دوائین طبیہ شفا کے لیے اور اعمال بندون کے واسطے داخل ہونے بہشت و دوزخ کے اور
بعضون نے کہا کہ ہمیشہ دعا کرنا بندے کا آسان کرتا ہی وارد ہونے قضا کو اور خوش لگتا ہی اُسکو اُسکے دل مین یعنے جب دعا کی اور دیکھا کہ تقدیر نہین پھرتی ہی راضی ہوتا ہی اور
جن پر تقدیر دیتا ہی پس آسان و سبک ہو جاتا ہی بوجھ اُسکا اُسکے دل پر بخلاف اُسکے کہ یکایک آوے اور ناگہان نازل ہو پس گویا کہ رد کیا دعا نے اُسکو کذا نقل الطیبی اور ابن
ملک نے کہا دلیلون مین آتا ہی کہ ہو سکتا ہو کہ مقصود مبالغہ بیچ تاثیر دعا کے اور مدح اُسکی کے ہو یعنے کوئی چیز قضا و قدر کو رد نہین کرتی اور اگر کوئی چیز ہوتی کہ رد کرتی تو دعا ہوتی
جیسے کہ مثل اسکے بیچ مقدمہ نظر لگنے کے حدیث مین آیا ہی کہ اگر کوئی چیز ہوتی کہ سبقت کرتی تقدیر پر تو نظر ہوتی واللہ اعلم اور مراد زیادتی عمر سے برکت ہونا ہی اُسمین جیسے کہ

فصل اول میں بیان ہو چکا اور یہ حدیث پر اشکال وارد ہوتا ہے کہ بہت لوگ گنہگار اور فاسق و کافر ہیں اور رزق اُنکا فراخ ہے بہ نسبت مومنوں اور مطیعوں کے پس بعضے
تاویل کرتے ہیں اسمیں کہ مراد رزق آخرت ہے کہ وہ ثواب ہے اور بیشک گناہ کرنا سبب نقصان اور محرومی کا ہے اس سے اور اگر مراد رزق دنیا کہیں کہ مال و حشمت و
کامرانی ہے تو جواب یہ ہے کہ مراد محروم رہنا ہے حصول صفا و خوش گذرانی اور فراغ قلب و حضور وقت و صفائی رزق سے کہ صاف ہو کدورت و ظلمت سے جیسے کہ متقیوں اور
مطیعوں کے لیے ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من عمل صالحا من ذکر او انثی فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ بخلاف اہل فسق و فجور کے کہ حاصل ہے انکے وقت میں کدورت اور ظلمت اور تعب کہ
پیدا ہوا ہے فکر دنیا اور حرص اور تعلق قلب اور خوف نقصان اور فوت ہونے اسکے سے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا اور اگر مومن ہے تو
فکر دنیا ہی گناہ سے ایک وحشت اور کدورت بیچ صفائی وقت اور خوش گذرانی اسکی کے راہ پاتی ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ حدیث مخصوص ہے بعضے مومن گنہگاروں کے لیے کہ
حق تعالیٰ چاہتا ہے کہ انکو کدورت گناہ سے پاک کرکر بہشت میں داخل کرے پس بعضوں کے گناہوں کا کفارہ دنیا میں فقر و بلا کو کرکر پاک و صاف آخرت میں لیجاتا ہے اور بعضوں کو
ساتھ پہونچنے بلا کے متنبہ کرکر توفیق توبہ کی بخشتا ہے حاصل یہ کہ مومن نے جو گناہ کیا اگر لطف خفی پروردگار تعالیٰ کی طرف سے شامل حال اُسکے ہے تو ساتھ فقر یا مرض کے اسکو گناہ سے
پاک کرتا ہے اور اگر عنایت و لطف اسکے حال پر نہیں ارزانی رکھتا تو اسکو مہلت دیتا ہے کہ گناہوں ہی میں گرفتار رہتا ہے نعوذ باللہ من ذلک ۱۲ ح (وعن عائشۃ قالت قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم دخلت الجنۃ فسمعت فیہا قراءۃ فقلت من ہذا قالوا حارثۃ بن النعمان کذلکم البر کذلکم البر وکان ابر الناس بامہ رواہ فی شرح السنۃ والبیہقی فی
شعب الایمان وفی روایۃ قال نمت فرأیتنی فی الجنۃ بدل دخلت الجنۃ) اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ داخل ہوا میں بہشت میں پس سنی
میں نے اسمیں آواز پڑھنے قرآن کی پس کہا میں نے کون ہے یہ کہ قرآن پڑھتا ہے کہا فرشتوں نے کہ یہ حارثہ بن نعمان ہے کہ فضلائے صحابہ سے تھے پس گویا صحابہ کی خاطر میں آیا ہو کہ آپ
کس عمل سے یہ بزرگی پائی کہ آنحضرت نے بہشت میں آواز اسکی سنی پس آنحضرت نے واسطے بیان سبب پانے اُسکے کے اس فضیلت کو فرمایا اسی طرح ہے ہر فضیلت و ثواب نیکی
کرنے کا ماں باپ سے اور تھا وہ بہت سلوک کرنے والا ساتھ ماں اپنی کے نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور بیچ ایک روایت بیہقی کے
یوں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے سو گیا تھا میں پس دیکھا میں نے اپنے تئیں بہشت میں یہ عبارت ہے روایت بیہقی میں بجائے اسکے کہ داخل ہوا میں بہشت میں کہ روایت شرح السنہ میں
مذکور ہے (وعن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضی الرب فی رضی الوالد وسخط الرب فی سخط الوالد رواہ الترمذی) اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے
کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رضامندی رب کی بیچ رضامندی باپ کے ہے اور ناخوشی رب کی بیچ ناخوشی باپ کے ہے نقل کی یہ ترمذی نے ف اور ایسے ہی حکم
ماں کا بلکہ وہ اولیٰ ہے ۱۲ ح (وعن ابی الدرداء ان رجلا اتاہ فقال ان لی امرأۃ وان امی تامرنی بطلاقہا فقال لہ ابو الدرداء سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
الوالد اوسط ابواب الجنۃ فان شئت فحافظ علی الباب او ضیع رواہ الترمذی وابن ماجۃ) اور روایت ہے ابی الدرداء سے کہ تحقیق ایک شخص آیا ابو درداء کے پاس اور کہا کہ تحقیق
میری ہے ایک عورت اور تحقیق ماں میری فرماتی ہے مجھکو ساتھ طلاق اُسکی کے پس کہا اُسکو ابو درداء نے کہ سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے باپ بہترین
دروازوں بہشت کا ہے یعنی سبب داخل ہونے بہشت کے محافظت رضامندی باپ کی ہے پس جو کوئی چاہے کہ در آوے بہشت میں اس دروازے سے کہ بہترین دروازوں کا ہے
چاہیے کہ رضا باپ کی نگاہ رکھے پس تجکو اختیار ہے اگر چاہے تو محافظت کر اُس دروازے پر یا ضائع کر نقل کی یہ ترمذی اور ابو داؤد نے ف یعنی اگر طلاق دی تو نے رضا
والدہ کی نگاہ رکھی تو نے وگرنہ ضائع کی تو نے اور اس حدیث سے ابو درداء نے حکم ماں کا یوں نکالا کہ جب باپ کے حق میں یہ فرمایا تو ماں کا بطریق اولیٰ یہ حکم ہوگا اور یا والد جنس
ہے شخص جنے والا مراد رکھا ہے مناسب تر ہے کہ ماں اور باپ دونوں کو شامل ہے ۱۲ ح (وعن بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ قال قلت یا رسول اللہ من ابر قال امک قلت ثم
من قال امک قلت ثم من قال امک قلت ثم من قال اباک ثم الاقرب فالاقرب رواہ الترمذی وابو داؤد) اور روایت ہے بہز بن حکیم سے کہ نقل کی اپنے باپ سے اُسنے نقل
کی ہے اپنے دادا سے کہ نام اُسکا معاویہ بن حیدہ ہے کہا کہا میں نے یا رسول اللہ کس سے نیکی کروں میں فرمایا نیکی کر اپنی ماں سے کہا میں نے پھر کس سے فرمایا اپنی ماں سے کہا
میں نے پھر کس سے فرمایا اپنی ماں سے کہا میں نے پھر کس سے فرمایا اپنے باپ سے پھر نیکی کر اُس سے کہ قریب تر ہے تجھسے یعنی بعد ماں باپ کے جیسے کہ بھائی اور بہن پھر اُس سے

کہ صلہ رحم سبب کفارہ گناہوں کا ہو اگرچہ کبیرہ بھی ہو یا آنحضرتؐ نے اسکو خاص اس شخص کے حق میں وحی سے معلوم کیا ہو اور یا یہ کہ اسکے نزدیک سبب قبیحۃ اپنی کے وہ گناہ بڑا معلوم ہوتا ہو
اور واقع میں وہ صغیرہ ہو اور یہ بھی معلوم ہوا اس سے کہ خالہ حکم میں ماں کا رکھتی ہے (وَعَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ السَّاعِدِیِّ قَالَ بَیْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَہٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ سَلِمَۃَ
فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ہَلْ بَقِیَ مِنْ بِرِّ اَبَوَیَّ شَیْءٌ اَبَرُّہُمَا بِہٖ بَعْدَ مَوْتِہِمَا قَالَ نَعَمْ اَلصَّلٰوۃُ عَلَیْہِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَہُمَا وَاِنْفَاذُ عَہْدِہِمَا مِنْ بَعْدِہِمَا وَصِلَۃُ الرَّحِمِ الَّتِیْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِہِمَا وَاِکْرَامُ صَدِیْقِہِمَا
رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَۃَ) اور روایت ہے ابی اسید ساعدی سے کہ کہا اسوقت کہ تھے ہم نزدیک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ناگہاں آیا انکے پاس ایک شخص بنی سلمہ میں سے پس کہا یا رسول اللہ
کیا باقی ہے نیکی ماں باپ میرے کی سے کچھ یعنے ماں باپ سے انکی زندگی میں سلوک کرتا تھا آیا باقی رہا انکے سلوک سے کچھ کہ کروں میں اسکو بعد مرنے انکے کے یعنے بعد انکے مرنے کے کبھی انکے ساتھ
سلوک کرنیکی کوئی صورت ہے فرمایا ہاں دعا کرنی انکے لیے کہ اسمیں داخل ہے نماز جنازہ پڑھنی انپر اور استغفار کرنی انکے لیے اور پورا کرنا انکی وصیت کو بعد مرنے انکے کے اور سلوک کرنا انکے
ناتوں داروں سے کہ نہیں کیا جاتا مگر واسطے ماں باپ کے یعنے محض انکی قرابت کے سبب سے اور واسطے طلب رضا انکی کے کہ رضا سے حق متعلق ہے ساتھ اسکے نہ واسطے اور غرض کے
اور تعظیم کرنی ماں باپ کے دوستوں کی نقل کی یہ ابوداود اور ابن ماجہ نے (وَعَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْسِمُ لَحْمًا بِالْجِعْرَانَۃِ اِذْ اَقْبَلَتِ امْرَاَۃٌ حَتّٰی دَنَتْ
اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبَسَطَ لَہَا رِدَاءَہٗ فَجَلَسَتْ عَلَیْہِ فَقُلْتُ مَنْ ہِیَ فَقَالُوْا ہِیَ اُمُّہُ الَّتِیْ اَرْضَعَتْہُ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ) اور روایت ہے ابی طفیل سے کہ کہا دیکھا میں نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو گوشت بانٹتے جعرانہ میں کہ نام ایک موضع کا ہے ایک منزل مکہ سے کہ ناگہاں آئی ایک عورت یہانتک کہ نزدیک پہونچی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پس بچھادی آپؐ نے انکے لیے
چادر مبارک اپنی پس بیٹھ گئی وہ اسپر پس کہا میں نے یعنے بعضے لوگوں سے کہ کون ہے یہ پس کہا انھوں نے کہ یہ ہے ماں حضرتؐ کی کہ جسنے دودھ پلایا تھا حضرتؐ کو نقل کی یہ ابوداود نے
ف پینے والی حلیمہ تھیں اور ثوبیہ لونڈی ابولہب کی نے بھی دودھ پلایا تھا ابتدا میں اور اختلاف ہے ان دونوں کے اسلام میں

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فصل تیسری

(عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَمَا ثَلٰثَۃُ نَفَرٍ یَتَمَاشَوْنَ اَخَذَہُمُ الْمَطَرُ فَمَالُوْا اِلٰی غَارٍ فِی الْجَبَلِ فَانْحَطَّتْ عَلٰی فَمِ غَارِہِمْ صَخْرَۃٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَاَطْبَقَتْ عَلَیْہِمْ فَقَالَ بَعْضُہُمْ لِبَعْضٍ اُنْظُرُوْا اَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْہَا
لِلّٰہِ صَالِحَۃً فَادْعُوا اللّٰہَ بِہَا لَعَلَّہٗ یُفَرِّجُہَا) روایت ہے ابن عمرؓ سے اسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے اسوقت کہ تین شخص چلے جاتے تھے باہم لیا انکو مینہ نے پس گئے
وہ طرف ایک غار کے کہ پہاڑ میں تھا پس گرا غار کے منہ پر ایک بڑا پتھر پہاڑ میں سے پس بند کردیا اسنے دروازہ غار کا پس کہا انھوں نے آپس میں کہ دیکھو اون نیک اعمال کو کہ کیے ہیں
تمنے خالص اللہ ہی کے لیے یعنے نہ از راہ ریا اور غرض کے پس دعا مانگو اللہ تعالی سے ساتھ وسیلے اون عملوں کے امید ہے کہ کھولدے اللہ اس پتھر کو یا اس سختی کو (فَقَالَ اَحَدُہُمْ اَللّٰہُمَّ اِنَّہٗ کَانَ
لِیْ وَالِدَانِ شَیْخَانِ کَبِیْرَانِ وَلِیْ صِبْیَۃٌ صِغَارٌ کُنْتُ اَرْعٰی عَلَیْہِمْ فَاِذَا رُحْتُ عَلَیْہِمْ فَحَلَبْتُ بَدَاْتُ بِوَالِدَیَّ اَسْقِیْہِمَا قَبْلَ وَلَدِیْ وَاِنَّہٗ قَدْ نَاٰی بِیَ الشَّجَرُ فَمَا اَتَیْتُ حَتّٰی اَمْسَیْتُ فَوَجَدْتُّہُمَا قَدْ
نَامَا فَحَلَبْتُ کَمَا کُنْتُ اَحْلُبُ فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوْسِہِمَا اَکْرَہُ اَنْ اُوْقِظَہُمَا وَاَکْرَہُ اَنْ اَبْدَاَ بِالصِّبْیَۃِ قَبْلَہُمَا وَالصِّبْیَۃُ یَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَیَّ فَلَمْ یَزَلْ ذٰلِکَ دَاْبِیْ وَدَاْبَہُمْ حَتّٰی
طَلَعَ الْفَجْرُ فَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ فَعَلْتُ ذٰلِکَ ابْتِغَاءَ وَجْہِکَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَۃً نَرٰی مِنْہَا السَّمَاءَ فَفَرَجَ اللّٰہُ لَہُمْ حَتّٰی یَرَوْنَ السَّمَاءَ) پس کہا ایک نے انمیں سے کہ یا الٰہی تحقیق تھے واسطے
میرے ماں باپ بوڑھے بڑے اور حال آنکہ تھے میرے بچے چھوٹے اور تھا میں چراتا بکریاں کہ خرچ کروں میں دودھ انکا انپر پس جبکہ شام کو آتا میں ان بچوں کے پاس اور دودھ دوہتا
میں شروع کرتا میں ساتھ ماں باپ اپنے کے پلاتا میں انکو پہلے اپنی اولاد سے اور تحقیق اتفاقاً ایک دن دور لے گئے مجھکو درخت یعنے ایک روز کہ درخت چراگاہ بکریوں کی تھے دور پڑے
پس دور چلا گیا میں چرانے کو پس نہ آیا میں گھر میں یہانتک کہ شام ہو گئی پس پایا میں نے ماں باپ کو کہ سو رہے تھے پس دودھ دوہا میں نے جیسا کہ تھا دوہتا پس لایا میں باسن دودھ کا
بھرا ہوا دودھ سے پس کھڑا رہا میں ماں باپ کے سر کے پاس اس حال میں کہ مکروہ جانا میں نے جگانا انکا اور مکروہ جانا میں نے یہ کہ دوں میں بچوں کو پہلے انسے اور بچے روتے اور چلاتے تھے
مارے بھوک کے پاس پاؤں میرے کے پس یہی رہا حال میرا اور حال انکا یعنے ماں باپ سوتے تھے اور بچے فریاد کرتے تھے اور میں کھڑا تھا یہانتک کہ ہو گئی فجر پس اگر جانتا ہے تو یا اللہ کہ تحقیق
میں نے کیا یہ واسطے محض طلب رضا تیری کے پس کھولدے واسطے ہمارے اس پتھر میں سے کھولنا کہ دیکھیں ہم اس کشادگی سے آسمان کو پس کھولدیا اللہ تعالی نے واسطے انکے یہانتک
کہ دیکھا انھوں نے آسمان ف گویا بیچ شریعت اس قوم کے حق نفقہ کا ماں باپ پر مقدم تھا حق اولاد پر یا برابر تھا اور یہ شخص مقدم کرتا تھا ماں باپ کو اور بعضوں نے کہا شاید
کہ مقدار سد رمق کے بچوں کو دیا ہو اور بیتابی اور فریاد انکی واسطے زیادہ کے ہو (قَالَ الثَّانِیْ اَللّٰہُمَّ اِنَّہٗ کَانَتْ لِیْ بِنْتُ عَمٍّ اُحِبُّہَا کَاَشَدِّ مَا یُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ فَطَلَبْتُ اِلَیْہَا نَفْسَہَا

فابت حتى آتيها بمائة دينار فسعيت حتى جمعت مائة دينار فلقيتها بها فلما قعدت بين رجليها قالت يا عبد الله اتق الله ولا تفتح الخاتم الا بحقه فقمت عنها اللهم فان كنت تعلم اني فعلت ذلك ابتغاء وجهك فافرج لنا منها ففرج لهم فرجة) کہا دوسرے شخص نے یا الٰہی تحقیق تھی میرے چچا کی بیٹی کہ چاہتا تھا میں اسکو چاہنا مانند بہت چاہنے مردوں کے عورتوں کو پس طلب کیا میں نے طرف اسکے نفس اسکے کو یعنے خواہش کی میں نے اسکی صحبت کرنے کی اور چاہا کسی کو اسکے بلانے کے لیے پس انکار کیا اسنے یہاں تک کہ لاؤں میں اسکے پاس سو دینار پس کسب کیا کار کیا میں نے یہاں تک کہ جمع ہوچکے مجھ میں سو دینار پس ملا میں اس سے ساتھ ان دیناروں کے پس جبکہ بیٹھا میں درمیان دونوں پاؤں اسکے کے یعنے جماع کے لیے کہا اسنے اے بندہ خدا کے ڈر اللہ سے اور نہ کھول تو مہر امانت کو یعنے ازالہ بکارت نکر پس اٹھ کھڑا ہوا میں اس سے یعنے بسبب خوف خدا کے چھوڑ دیا میں نے اسکو یا الٰہی اگر جانتا ہے تو کہ تحقیق کیا میں نے یہ واسطے طلب رضامندی تیری کے پس کھول واسطے ہمارے اس پتھر سے پس کھولی واسطے انکے اللہ تعالیٰ نے کشادگی (وقال الآخر اللهم اني كنت استاجرت اجيرا بفرق ارز فلما قضى عمله قال اعطني حقي فعرضت عليه حقه فتركه ورغب عنه فلم ازل ازرعه حتى جمعت منه بقرا وراعيها فجاءني فقال اتق الله ولا تظلمني واعطني حقي فقلت اذهب الى ذلك البقر وراعيها فقال اتق الله ولا تهزأ بي فقلت اني لا اهزأ بك فخذ ذلك البقر وراعيها فاخذه فانطلق بها فان كنت تعلم اني فعلت ذلك ابتغاء وجهك فافرج لنا ما بقي ففرج الله عنهم متفق عليه) اور کہا تیسرے نے یا الٰہی تحقیق میں نے مزدوری کو لگایا تھا ایک مزدور بدلے فرق چاولوں کے پس جب کر چکا وہ کام اپنا کہا اسنے مجھکو حق میرا دے پس پیش کیا میں نے اسپر حق اسکا یعنے دینے لگا اسکو حق اسکا پس چھوڑ گیا اسکو اور اعراض کیا اس نے پس ہمیشہ رہا میں زراعت کرتا ان چاولوں کی یہاں تک کہ جمع کیے میں نے اس سے یعنے حاصل زراعت سے بیل اور چرانے والے انکے پس آیا میرے پاس وہ مزدور پس کہا اور کہا ڈر خدا سے اور نہ ظلم کر مجھپر اور دے مجھکو حق میرا پس کہا میں نے جا تو طرف ان بیلوں کے اور چرانے والوں انکے کے کہ حق تیرا ہے پس کہا مزدور نے ڈر اللہ سے اور نہ ہنسی کر مجھسے پس کہا میں نے تحقیق میں نہیں ہنسی کرتا تجھسے پس لے تو ان بیلوں کو اور چرانے والے انکے کو پس لیا اسنے انکو اور لے گیا سبکو پس اگر جانتا ہے تو یا اللہ کہ تحقیق کیا میں نے یہ واسطے طلب رضا تیری کے تو کھول دے پتھر کہ باقی رہا ہے پس کھول دیا اللہ نے ان سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف فرق ساتھ زبر اور جزم رے کے نام ہے ایک پیمانہ کا مدینہ میں کہ اسمیں سولہ رطل یعنے قریب آٹھ سیر کے غلہ آتا ہے اور بیل اور چرانے والا اسکا یعنے غلام اور اس روایت میں ذکر بیل اور چرانے والوں کا کیا باعتبار اکثر و غالب کے اور ایک اور روایت میں آیا ہے کہ اسکی مزدوری سے بہت سا کچھ حاصل کیا میں نے یہاں تک کہ بہت ہوگئے اموال قسم اونٹ اور بیل اور گوسپند اور غلام سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے وسیلہ پکڑنا ساتھ اعمال نیک کے حالت تنگی وکرب میں اسلیے کہ اللہ تعالیٰ نے دعا انکی قبول کی اس سے اور آنحضرت نے اسکی اس قوم سے بیچ معرض ثنا اور ذکر فضائل کے خبر دی اور اگر استحباب نہو تو جواز تو یقینی ہے اور اسمیں ہے فضیلت سلوک کرنے کی ماں باپ اور ترجیح دینی انکو سب اہل و اولاد پر اور احتراز کرنا انکی تکلیف و مشقت سے اور مد نظر رکھنا انکی راحت و آرام کو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جگانا سوتے کو مکروہ ہے خصوصاً جگہ دوسرے کی تعظیم کے مگر واسطے نماز کے وقت فوت ہونے فرض کے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ راحت نیند کی لذیذتر اور خوشتر ہے بندہ تر کھانا کھانے سے اور معلوم ہوئی اس سے فضیلت عفت و پارسائی کی اور باز رکھنے نفس کی محرمات سے خصوصاً وقت قدرت کے اور نہ ہونے مانع کے اور خواہش نفس کے خصوصاً بیچ شہوت مستورہ کے کہ زور و شور اسکا غالب تر اور سرکش تر ہے شہوتوں سے عقل پر اور مشکل ترین حالات ہے مرد پر اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تصرف بیچ مال غیر کے بغیر اذن اسکے کے جائز ہے اگر اجازت دے بعد اسکے جیسے کہ مذہب حنفی ہے کہ تصرف فضولی کا جائز ہے اور موقوف ہے اوپر اجازت مالک کے اور بعد اجازت اسکی کے نافذ ہوتا ہے اور معلوم ہوا کہ عہد نیک اور ادائے امانت اور خوش معاملگی امر میں بہتر اور پہنچانے والے ہیں قرب بخدا کو نزدیک حق کے اور معلوم ہوا کہ دعا بندے کی بعد از وقوع بلا کے مقبول ہے اور سبب دفع بلا کے اور کشادگی کے تنگی محنت و ابتلا سے ہے اور معلوم ہوا کہ کرامات اولیاء کے حق ہیں جیسے کہ مذہب اہل سنت و جماعت کا ہے (وعن معاوية بن جاهمة ان جاهمة جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله اردت ان اغزو وقد جئت استشيرك فقال هل لك من ام قال نعم قال فالزمها فان الجنة عند رجلها رواه احمد والنسائي والبيهقي في شعب الايمان) اور روایت ہے معاویہ بن جاہمہ سے کہ تحقیق جاہمہ آیا پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا یا رسول اللہ ارادہ کیا میں نے یہ کہ جہاد کو جاؤں میں اور تحقیق آیا میں کہ مشورہ کروں آپ سے پس فرمایا کیا ہے واسطے تیرے ماں کہا ہاں فرمایا لازم پکڑ تو اسکو اسلیے کہ تحقیق بہشت نزدیک پاؤں اسکے کے ہے نقل کی یہ احمد اور نسائی نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں ف یعنے ماں کے پاؤں کے پاس

رہا اور خدمت اُسکی کرے باعث دخول بہشت کی ہے اور یہ عبارت کنایہ ہے نہایت خشوع و تذلل سے انکے یعنی انکے اولاد کو واسطے خفض لہما جناح الذل من الرحمۃ کے (وعن ابن عمر قال کانت
تحتی امرأۃ احبہا وکان عمر یکرہہا فقال لی طلقہا فابیت فاتی عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر ذلک لہ فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلقہا رواہ الترمذی وابو داؤد)
اور روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا ابن عمر نے کہ تھی نیچے میرے ایک عورت یعنی نکاح میں تھی میرے کہ دوست رکھتا تھا میں اسکو اور تھے حضرت عمر ناخوش رکھتے اُس عورت کو پس کہا
حضرت عمر نے مجھکو کہ طلاق دے اسکو پس انکار کیا میں نے پس آئے حضرت عمر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پاس پس ذکر کیا یہ روبرو حضرت کے پس کہا مجھکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ طلاق دے اسکو نقل کی یہ ترمذی اور ابو داؤد نے فــ یہ امر بنا بر استحباب کے ہے یا وجوب کے اگر ہو اسجگہ کوئی باعث اور شرع (وعن ابی امامۃ ان رجلا قال یا رسول اللہ
ما حق الوالدین علی ولدہما قال ہما جنتک ونارک رواہ ابن ماجہ) اور روایت ہے ابی امامہ سے کہ تحقیق ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا ہے حق ماں باپ کا اوپر اولاد انکی کے
فرمایا وہ دونوں جنت ہیں تیری اور دوزخ ہیں تیری نقل کی یہ ابن ماجہ نے فــ یعنی حق انکا رضا انکی ہے کہ سبب ہے داخل ہونے کی بہشت میں اور ترک کرنا فرمانبرداری کا
کہ باعث ہے داخل ہونے کی دوزخ میں (وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد لیموت والداہ او احدہما وانہ لہما لعاق فلا یزال یدعو لہما ویستغفر لہما حتی
یکتبہ اللہ بارًا) اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق بندہ کہ مر جاتے ہیں ماں باپ اُسکے یا ایک اُنمیں سے اس حال میں کہ تحقیق وہ بندہ ماں باپ
اپنے کا الٹا فرمان ہوتا ہے پس ہمیشہ رہتا ہے دعا کرتا واسطے انکے اور استغفار کرتا ہے واسطے انکے یہاں تک کہ لکھتا ہے اللہ اسکو نیکوکار یعنی دعا و استغفار فرزند کی والدین کے پیچھے
بعد مرنے انکے کے وہ فائدہ رکھتا ہے کہ اگر ناراض گئے ہوں تو بھی حق تعالے انکو راضی کر دیگا اس سے اور لکھیگا نام اسکا بیچ دیوان نیکی کرنے والوں کے ساتھ ماں باپ کے اور جو نا
جو ہوں انکے کے شرح (وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اصبح مطیعا للہ فی والدیہ اصبح لہ بابان مفتوحان من الجنۃ وان کان واحدا فواحدا ومن اصبح
عاصیا للہ فی والدیہ اصبح لہ بابان مفتوحان من النار وان کان واحدا فواحدا قال رجل وان ظلماہ قال وان ظلماہ وان ظلماہ وان ظلماہ) اور روایت ہے ابن عباس سے
کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ صبح کرے اس حال میں کہ فرمانبرداری کرنے والا ہے خدا کی بیچ حق ماں باپ اپنے کے یعنی حق انکا ادا کرتا ہے صبح کرتا ہے اس
حال میں کہ ثابت ہیں اوسکے لیے دو دروازے کھلے ہوئے بہشت سے اور اگر ہو ایک ماں باپ میں سے یعنی اطاعت کیا گیا پس ایک دروازہ کھولا جاتا ہے اور جو شخص کہ
صبح کرے اس حال میں کہ نافرمانی کرنے والا ہے خدا کی بیچ حق ماں باپ کے صبح کرتا ہے اس حال میں کہ کھلے ہیں اسکے لیے دو دروازے دوزخ سے اور اگر ہو ایک ماں باپ سے تو
نافرمانی کیا گیا پس ایک دروازہ کھولا جاتا ہے یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ اطاعت و معصیت والدین کی بموجب فرمودہ حق کے ہے حقیقت میں طاعت و معصیت اللہ
کی ہے کہا ایک شخص نے اگرچہ ماں باپ اسکے اسپر ظلم کریں فرمایا اور اگرچہ ظلم کریں اسپر اور اگرچہ ظلم کریں اسپر اور اگرچہ ظلم کریں اسپر فــ تین بار فرمایا واسطے تاکید و مبالغہ کے
اور مراد ظلم کرنا امور دنیویہ میں ہے نہ دینیہ میں اسلیے کہ فرمانبرداری ماں باپ کی اگر مخالف دین کے ہو تو روا نہیں ہے (وعنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
ما من ولد بار ینظر الی والدیہ نظرۃ رحمۃ الا کتب اللہ لہ بکل نظرۃ حجۃ مبرورۃ قالوا وان نظر کل یوم مائۃ مرۃ قال نعم اللہ اکبر واطیب) اور روایت ہے ابن عباس سے
کہ تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں کوئی فرزند نیکی کرنے والا ماں باپ سے کہ دیکھے طرف ماں باپ اپنے کے یعنی ایک کے ان دونوں میں سے دیکھنا محبت و
شفقت کا مگر کہ لکھتا ہے اللہ تعالے واسطے اُسکے بدلے ہر دیکھنے کے حج مقبول یعنی ثواب حج نفل مقبول کا عرض کیا صحابہ نے اور اگرچہ دیکھے ہر روز سو بار فرمایا ہاں اللہ بہت
بڑا ہے اور بہت پاکیزہ ہے یعنی اُس چیز سے کہ تمہارے گمان میں ہے کہ کیونکر لکھا جاویگا عوض ہر نظر کے حج مقبول (وعن ابی بکرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کل الذنوب یغفر اللہ تعالی منہا ما شاء الا عقوق الوالدین فانہ یعجل لصاحبہ فی الحیاۃ قبل الممات) اور روایت ہے ابی بکرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
تمام گناہ یعنی شرک کے بخشتا ہے اللہ تعالی انمیں سے جو چاہتا ہے مگر نافرمانی ماں باپ کی پس تحقیق اللہ تعالی جلدی سزا دیتا ہے ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے کو بیچ زندگانی
دنیا کے پہلے مرنے کے فــ یعنی بیچ زندگانی نافرمانی کرنے والے کے پہلے مرنے اسکے کے اور ممکن ہے کہ ہو تقدیر یہ بیچ زندگانی والدین کے پہلے مرنے انکے اور بہر صورت عذاب آخرت
بھی باقی رہیگا پھر احتمال ہے کہ ہوں بیچ حکم انکے کے تمام حقوق بندوں کے اسلیے کہ مثل اس وعید کے وارد ہوا ہے بیچ حق اہل ظلم اور باغی بغیر حق کے اور یہ نہایت تشدید و تغلیظ ہے

اور پنا فرمانی ماں باپ کے مترجم (وعن سعید بن العاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق کبیر الاخوۃ علی صغیرہم کحق الوالد علی ولدہ روی الاحادیث
الخمسۃ البیہقی فی شعب الایمان) اور روایت ہے سعید بن عاص سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حق بڑے بھائی کا اوپر چھوٹوں کے مانند حق باپ کے ہے اوپر بیٹے اپنے کے
نقل کیں بیہقی نے پانچوں حدیثیں شعب الایمان میں

باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق

باب ہے بیچ بیان شفقت اور رحمت کے خلق پر

الفصل الاول

پہلی فصل

(عن جریر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس متفق علیہ) روایت ہے جریر بن عبد اللہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے نہیں رحمت کرتا یعنے رحمت خاص و کامل اللہ اس شخص پر کہ نہیں رحم کرتا لوگوں پر نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن عائشۃ قالت جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فقال اتقبلون الصبیان فما نقبلہم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم او املک لک ان نزع اللہ من قلبک الرحمۃ متفق علیہ) اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا
عائشہ نے کہ آیا ایک اعرابی پاس پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنے اور دیکھا حاضرین کو کہ بوسہ لیتے ہیں لڑکوں کو پس عرض کیا کیا بوسہ لیتے ہو تم لڑکوں کو پس نہیں بوسہ
لیتے ہم لڑکوں کو پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا مالک ہوں میں واسطے تیرے یہ کہ دفع کروں اللہ کی رحمت کے نکالنے کو تیرے سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف
یعنے اللہ تعالی نے جو رحمت تیرے دل سے نکال لی ہے میں اسکو دفع نہیں کر سکتا اور بعضے کہتے ہیں کہ ان کا ساتھ زبر ہمزہ کے ہے اور یہی صحیح ہے کہ اکثر روایات میں اور ایک نسخہ میں
ساتھ زیر ہمزہ کے ہے اسکے معنے یہ ہیں آیا مالک ہوں میں رکھنے رحمت کا تیرے دل میں اگر نکال دے اللہ تعالی تیرے دل سے رحمت کو یعنے اللہ تعالی نے جو تیرے دل میں رحمت و
شفقت نہ رکھی میں نہیں رکھ سکتا مقصود زجر و توبیخ ہے سنگدلی اور بے رحمی پر اور اشارت ہے اسپر کہ دلوں میں رحمت پیدا کرنی اللہ کی ہے اگر اسنے نہ پیدا کی تو اور کوئی نہیں پیدا کر سکتا
اور مآل دونوں روایتوں کا ایک ہے تفاوت توجیہ اعراب میں ہے فقط مترجم (وعنہا قالت جاءتنی امرأۃ ومعہا ابنتان لہا تسألنی فلم تجد عندی غیر تمرۃ واحدۃ فاعطیتہا
ایاہا فقسمتہا بین ابنتیہا ولم تاکل منہا ثم قامت فخرجت فدخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فحدثتہ فقال من ابتلی من ہذہ البنات بشیء فاحسن الیہن کن لہ سترا من النار
متفق علیہ) اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا حضرت عائشہ نے کہ آئی میرے پاس ایک عورت اور اسکے ساتھ دو بیٹیاں تھیں اسکی مانگتی تھی وہ عورت مجھ سے پس نہ پایا اسنے
میرے پاس سوا ایک کھجور کے پس دی میں نے اس عورت کو وہ کھجور پس بانٹ دی اس عورت نے وہ کھجور درمیان دونوں بیٹیوں کے اور آپ نہ کھایا اسمیں سے کچھ
پھر اٹھی وہ عورت اور باہر نکلی پھر داخل ہوئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس کہا میں نے آنحضرت سے یعنے یہ ماجرا اس عورت کا پس فرمایا جو کوئی مبتلا اور آزمایش کیا جاوے
بیچ جنس ان بیٹیوں سے ساتھ کسی چیز کے یعنے ساتھ ایک کے یا دو کے یا زیادہ کے پس احسان کرے طرف انکے ہونگی وہ بیٹیاں اور احسان کرنا انسے اسکے لیے پردہ آگ دوزخ سے
نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف اسلیے کہ بیٹیوں کو احتیاج احسان کی زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت بیٹوں کے اور اختلاف کیا ہے علما نے اسمیں کہ مراد ابتلا اور امتحان ساتھ ہونے
بیٹیوں کے ہے یا ساتھ اس چیز کے کہ صادر ہو انسے قسم محنت اور ایذا اور صبر کرنے سے اسپر اور ظاہر ثانی ہے اور شرط احسان کی یہ ہے کہ موافق شرع کے ہو اور ظاہر یہ ہے کہ ثواب
مذکور جب حاصل ہوتا ہے کہ ہمیشہ احسان کرتا رہے یہاں تک کہ حاصل ہو بے پروائی انکو بسبب نکاح کے یا بغیر اسکے مترجم (وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من عال جاریتین حتی تبلغا جاء یوم القیمۃ انا وہو ہکذا وضم اصابعہ رواہ مسلم) اور روایت ہے انس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی
پرورش کرے دو بیٹیوں کو یہاں تک کہ پہنچیں وہ حد بلوغ کو یا پہنچیں اپنے خاوندوں کے پاس آویگا وہ دن قیامت کے اس حال میں کہ میں اور وہ جمع ہونگے
اسطرح اور ملائیں انگلیاں اپنی نقل کی یہ مسلم نے ف یعنے واسطے بیان معنے ہکذا کے اور کیفیت جمع ہونے کے انگلی شہادت کی اور بیچ کی ملائیں یعنے جیسے کہ ان دونوں
انگلیوں کو ملا ہوا دیکھتے ہو اسی طرح میں اور وہ روز قیامت کے جمع ہونگے یعنے میں اور وہ محشر میں ساتھ ہونگے یا جنت میں ساتھ داخل ہونگے مترجم (وعن ابی ہریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الساعی علی الارملۃ والمسکین کالساعی فی سبیل اللہ واحسبہ قال کالقائم لا یفتر وکالصائم لا یفطر متفق علیہ) اور روایت
ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خبرگیری کرنے والا عورت بن خاوند والی کا اور مسکین کا مانند سعی کرنے والے کے ہے راہ خدا میں یعنے جو کہ سعی
و خبرگیری کرے عورت بن خاوند کی اور مسکین کی ثواب ملتا ہے اسکو مانند ثواب سعی کرنے والے اور خرچ کرنے والے کے ہے راہ خدا میں کہ جہاد و حج ہے اور گمان کرتا ہوں میں انکو

کہ یہ بھی کہا کہ خبرگیری کرنے والا عورت بے خاوند کا اور مسکین کا مانند قیام کرنے والے کے ہے رات کو نماز کے لیے کہ سستی نہین کرتا اور فتور واقع نہین ہوتا اسکی شب بیداری مین
اور مانند روزہ دار کے ہے کہ نہین افطار کرتا یعنے دن کو بلکہ صائم الدہر ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف فقیر بھی بیچ حکم مسکین کے ہے بلکہ بالاولی ہے بعضون کے نزدیک اور یہ بھی
کہا کہنے والا اسکا عبد اللہ بن مسلمہ قعنبی ہے کہ شیخ ہے بخاری اور مسلم کا اور راوی اس حدیث کا ہے کہ روایت کرتا ہے مالک سے جیسے کہ تصریح کی ساتھ اسکے بخاری نے اور معنے
اسکے یہ ہین کہ گمان کرتا ہون مین مالک کو کہ یہ بھی کہا کالقائم اور ظاہر لفظ مشکوۃ و مصابیح کا یہ ہے کہ کہنے والا اسکا ابوہریرہ ہے پس تقدیر یہ ہوگی کہ گمان کرتا ہون مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ یہ بھی فرمایا کالقائم یا واقع ہوا ہے ابوہریرہ کو شک بیچ تشبیہ اول و ثانی کے چنانچہ موید ہے اسکو روایت جامع صغیر کی بروایت احمد اور شیخین اور ترمذی
اور نسائی اور ابن ماجہ کے الساعی علی الارملۃ والمسکین کالمجاہد فی سبیل اللہ او القائم اللیل الصائم النہار ۞ ع (وعن سہل بن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا
وکافل الیتیم لہ ولغیرہ فی الجنۃ ہکذا واشار بالسبابۃ والوسطی وفرج بینہما شیئا رواہ البخاری) اور روایت ہے سہل بن سعد سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ مین اور پرورش کرنے والا یتیم کا خواہ وہ یتیم اسکا ہو یا اور کا جنت مین اسطرح ہونگے اور اشارہ کیا ساتھ انگلی شہادت کے اور بیچ کی انگلی کے اور کشادگی رکھی
درمیان انکے تھوڑی سی نقل کی یہ بخاری نے ف واسطے عدم تصور کثرت کے اور گویا آنحضرت نے اشارہ کیا ساتھ اسکے طرف عالی ہونے مرتبہ نبوت کے اور طرف اسکے
کہ بعد نبوت اسکے رتبہ فتوت و مروت کا ہے ۞ ع (وعن النعمان بن بشیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تری المؤمنین فی تراحمہم وتوادہم وتعاطفہم کمثل الجسد
اذا اشتکی عضوا تداعی لہ سائر الجسد بالسہر والحمی متفق علیہ) اور روایت ہے نعمان بن بشیر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھیگا اور پاویگا تو اے مخاطب
کامل مسلمانون کو بیچ رحم کرنے بعض انکے کے بعض پر بسبب برادری ایمانی کے بغیر اور سبب کے اور بیچ رعایت کرنے احوال کے بعلاقہ محبت کے کہ آپس مین رکھتے ہین
مانند ملاقات کرنے کے آپس مین اور تحفہ بھیجنے کے آپس مین اور بیچ مہربانی اور مدد کرنے کے آپس مین مانند حال بدن کے جسوقت دکھتا ہے ایک عضو ملاتے ہین ایک دوسرے
کو باقی اعضا بدن کے بسبب اس عضو کے اور موافقت کرتے ہین اعضا آپس مین بیچ درد و مشقت کے ساتھ بیداری و تپ کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنے جیسے کہ
وقت دکھنے بعض عضو کے تمام بدن کو تکلیف ہوتی ہے ایسے ہی مومنون کو ایک تن ہونا چاہیے کہ جب ایک کو انمین سے مصیبت پہونچے تو لائق ہے یہ کہ سب اسکے رنج مین
شریک ہون اور قصد کرین اسکی مصیبت کے دفع کرنیکا اسی کا ترجمہ شیخ سعدی رح نے کیا ہے ۞ بنی آدم اعضاے یکدیگر اند ۞ کہ در آفرینش ز یک گوہر اند ۞ چو عضوے بدرد
آورد روزگار ۞ دگر عضوہا را نماند قرار ۞ ع ح (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المؤمنون کرجل واحد ان اشتکی عینہ اشتکی کلہ وان اشتکی رأسہ اشتکی کلہ
رواہ مسلم) اور روایت ہے نعمان بن بشیر سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سب مسلمان بیچ حکم ایک شخص کے ہین یعنے مانند اعضا ایک شخص کے ہین اسلیے
کہ وہ ایک دین پر ہین اگر دکھتی ہے آنکھ اسکی دکھتا ہے یعنے بیچین ہوتا ہے سارا بدن اسکا اور اگر دکھتا ہے سر اسکا دکھتا ہے سارا بدن اسکا نقل کی یہ مسلم نے (وعن ابی موسی عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضہ بعضا ثم شبک بین اصابعہ متفق علیہ) اور روایت ہے ابی موسی سے اسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ
مسلمان واسطے مسلمان کے مانند مکان کے ہے یعنے تمام مسلمان حکم ایک مکان کا رکھتے ہین اسباب مین کہ مضبوط رکھتے ہین بعضے اجزا مکان کے بعض کو یعنے اسی طرح
مسلمانون کو چاہیے کہ آپس مین ایک دوسرے کی تقویت و تائید مین رہین پھر داخل کین آنحضرت نے انگلیان اپنے ایک ہاتھ کی بیچ انگلیون ہاتھ دوسرے کے نقل کی یہ
بخاری اور مسلم نے ف یعنے واسطے بیان تمثیل کے کہ مسلمان اسطرح آپس مین ملے ہوے اور ایک دوسرے کا مددگار رہے لیکن مددگاری حق بات مین ہو حرام و مکروہ اور موجب
گناہ کی نہو ۞ ح (وعنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان اذا اتاہ السائل او صاحب الحاجۃ قال اشفعوا فلتؤجروا ویقضی اللہ علی لسان رسولہ ما شاء متفق علیہ) اور
روایت ہے اسی ابوموسی سے اسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تحقیق تھے آنحضرت جب آتا انکے پاس سائل یا حاجتمند فرماتے یعنے صحابہ کو سفارش کرو تا حاصل ہو تمکو ثواب
سفارش کا اور حکم کرتا ہے اللہ تعالی اوپر زبان پیغمبر اپنے کے جو کچھ چاہتا ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنے تم سفارش کرتے رہو تا ثواب اسکا حاصل ہو خواہ سفارش
تمہاری قبول ہو یا نہو کہ وہ بتقدیر الہی اور حکم اسکے کے ہے اور بملاحظہ اسکے کہ شاید سفارش تمہاری قبول نہو ترک نکرو اسکو اور ثواب اسکا ہاتھ سے ندو اور جانا چاہیے

کہ سفارش حدود میں بعد اوس پہونچنے کے امام تک جائز نہیں اور پہلے پہونچنے کے اُس تک جائز ہی اور تعزیر میں جائز ہی سفارش مطلق اور یہ سب اُس صورت میں ہی کہ جسکی سفارش
کرتا ہی وہ موذی و شریر نہو اوسکی (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُنْصُرْ اَخَاکَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْصُرُہٗ مَظْلُوْمًا فَکَیْفَ اَنْصُرُہٗ ظَالِمًا
قَالَ تَمْنَعُہٗ مِنَ الظُّلْمِ فَذٰلِکَ نَصْرُکَ اِیَّاہُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہی انس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مدد کر اپنے بھائی مسلمان کی ظالم ہو وہ یا مظلوم پس کہا
ایک شخص نے یا رسول اللہ مدد کرتا ہوں میں اسکی اس حال میں کہ مظلوم ہو اور کیفیت اسکی معلوم ہی پس کیونکر مدد کروں اُسکی درحالیکہ ظالم ہو فرمایا آنحضرت نے منع کرے تو اوسکو
باز رکھے تو اُسکو ظلم سے پس یہ باز رکھنا اسکو ظلم سے مدد کرنی تیری ہی اسکی یعنے شیطان اور نفس پر کہ باعث ہیں اُسکے ظلم پر نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُہٗ وَلَا یُسْلِمُہٗ وَمَنْ کَانَ فِیْ حَاجَۃِ اَخِیْہِ کَانَ اللّٰہُ فِیْ حَاجَتِہٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ کُرْبَۃً فَرَّجَ اللّٰہُ عَنْہُ کُرْبَۃً مِّنْ کُرُبَاتِ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا
سَتَرَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہی ابن عمر سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان دینی بھائی مسلمان کا ہی کہ شریعت حکم میں کارکنی ہی
اور شارع صلے اللہ علیہ وسلم حکم باپ کا ظلم نکرے مسلمان مسلمان پر اور نہ ڈالے اسکو ہلاکی میں اور نہ چھوڑے اسکو دشمن کے ہاتھ میں بلکہ مدد کرے اسکی جو کوئی سعی کرتا ہی بیچ
حاجت روائی بھائی مسلمان کے ہوتا ہی اللہ تعالی بیچ حاجت روائی اسکی کے اور جو کوئی دور کرے مسلمان سے کوئی غم یعنے خواہ تھوڑا ہو یا بہت دور کرتا ہی اللہ تعالی
اس سے ایک بڑا غم غموں دن قیامت کے سے کہ وہ غم نہیں پا سکتا ہمیں اور جو کوئی ڈھانکے یعنی عیب کسی مسلمان کا ڈھانکیگا اللہ تعالی عیب اسکے دن قیامت کے
نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ساتھ ڈھانکنے کے اہل مروت سے اور ترک کرنے محاسبہ کے اور پوشیدہ کرنے ذکر اسکے کے اور کہا ہی علما نے کہ پردہ پوشی مستحسن ہی واسطے
ہو اہل عزت وحیا کے کہ عیب انکا پوشیدہ ہو اور اگر کوئی کام ناشائستہ کرتے ہیں تو پردہ و حیا میں اسکو پوشیدہ رکھتے ہیں اور جنکہ پردہ و حیا کا اوٹھا دیا اور ساتھ ایذا اور فساد
کے معروف ہوا اور گناہ علی الاعلان کرتا ہو انکار اسکا واجب ہی اور منع او نکا اسی سے لازم اور اگر منع سے باز نرہے تو خبر حاکم کو کرنی چاہیے تا اسکو ایذا لوگوں کی سے اور فساد
دین میں باز رکھے اور جرح راویوں کا اور گواہوں اور حاکموں اور ظالموں کا واسطے نگہبانی دین کے اور حفاظت حقوق لوگوں کے واجب و لازم ہی اور قبیلہ اظہار عیب ممنوع
کی سے نہیں ہی (وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُہٗ وَلَا یَخْذُلُہٗ وَلَا یَحْقِرُہٗ اَلتَّقْوٰی هٰهُنَا وَیُشِیْرُ اِلٰی صَدْرِہٖ ثَلٰثَ مِرَارٍ
بِحَسْبِ امْرِءٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ یَّحْقِرَ اَخَاہُ الْمُسْلِمَ کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُہٗ وَمَالُہٗ وَعِرْضُہٗ رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہی ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
نے کہ مسلمان دینی بھائی مسلمان کا ہی نہ ظلم کرے اسپر اور نہ ترک مدد کرے اسکی اور نہ حقیر جانے اسکو پرہیزگاری اس جگہ ہی اور اشارت کی آنحضرت نے طرف سینہ مبارک
اپنے کے تین بار کفایت کرتی ہی مسلمان کو بدی سے حقیر کرنا بھائی مسلمان کو یعنے یہ بات برائی میں کامل ہی اور برائی کی حاجت نہیں سب چیزیں مسلمان کی مسلمان پر
حرام ہیں خون اسکا اور مال اسکا اور آبرو اسکی نقل کی یہ مسلم نے ف حقیر نجانے الخ یعنے ساتھ ذکر کرنے عیبوں اسکے کے اور بدزبانی اور ٹھٹھا کرنے کے اگرچہ فقیر اور ضعیف
اور ناتوان اور مسکین اور نامراد اور خراب حال ہو کیا جانتا ہی کہ قدر اسکی اللہ کے نزدیک کیسی ہی اور انجام کار اسکا کیسا ہوگا اہل لا الہ الا اللہ سب عزت والے ہیں فَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ
وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ بہر وجہ عزت ایمانی اُنکی ہاتھ سے نہ دینی چاہیے خصوصا جو کہ نور علم و عبادت سے روشن ہو رہے ہیں رعایت تعظیم انکی
بطریق اولی ملحوظ رکھے اکثر لوگ خصوصا اہل دنیا کہ ظلمت نفسانی و غفلت میں گرفتار ہیں وبال فقرا و غربا میں گرفتار ہیں کہ بیچاروں کو حقیر جانتے ہیں اصل کار کہ باعث
عزت و نجات کے دنیا و آخرت میں ہی محبت فقرا و مساکین کی ہی سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم دعا مانگتے تھے واسطے حصول محبت مساکین کے اور حکم کیے گئے تھے ساتھ نشستن
فقرا کے جیسے کہ سورہ کہف میں مذکور ہی اور پرہیزگاری اس جگہ ہی الخ یعنے نہیں جائز ہی حقیر جاننا متقی کا کہ پرہیز کرتا ہو شرک و گناہوں سے یا یہ مراد ہی کہ تقوی سینہ میں
اور کار باطن ہی اور مقصود اس حدیث سے تاکید و تقویت حدیث پہلے کی ہی یعنے چونکہ جگہ تقوی کی دل ہی اور وہ امر مخفی ہی پس کیونکر حقارت کسی مسلمان کی کرے حال آنکہ حقیقت حال
اسکے کی معلوم نہیں یا یہ مراد ہی کہ چونکہ تقوی دلمیں ہی پس جسکے دلمیں تقوی ہی مسلمان کی حقارت نکرے اسلیے کہ متقی حقارت کرنے والا مسلمان کا نہیں ہوتا اور معنے
اول ظاہر تر اور مناسب تر ہیں اور خون اسکا الخ یعنے ایسا کام نکرے اور کلام نکہے کہ خونریزی مسلمان کی ہو اور مال اسکا تلف ہو اور آبرو ریزی اسکی ہو اور حدیث

جوامع الکلم سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو خاص عطا فرمائی تھی (وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ ذُو سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ وَرَجُلٌ رَحِيمٌ رَقِيقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِي قُرْبَى وَمُسْلِمٍ وَعَفِيفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُو عِيَالٍ وَأَهْلُ النَّارِ خَمْسَةٌ الضَّعِيفُ الَّذِي لَا زَبْرَ لَهُ الَّذِينَ هُمْ فِيكُمْ تَبَعٌ لَا يَبْغُونَ أَهْلًا وَلَا مَالًا وَالْخَائِنُ الَّذِي لَا يَخْفَى لَهُ طَمَعٌ وَإِنْ دَقَّ إِلَّا خَانَهُ وَرَجُلٌ لَا يُصْبِحُ وَلَا يُمْسِي إِلَّا وَهُوَ يُخَادِعُكَ عَنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ وَذَكَرَ الْبُخْلَ أَوِ الْكَذِبَ وَالشِّنْظِيرُ الْفَحَّاشُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے عیاض بن حمار سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہشتی تین طرح کے لوگ ہیں یعنے جو کہ لائق ہیں کہ ساتھ سابقین اور مقربین کے بہشت میں داخل ہوں تین ہیں ایک تو حاکم عادل اور احسان کرنے والا لوگوں سے توفیق دیا گیا بھلائیوں کی اور دوسرا شخص مہربان یعنے چھوٹوں بڑوں پر نرم دل ہر قرابتی اور ہر مسلمان پر یعنے مہربان خویش بیگانہ پر اور تیسرا بچنے والا یعنے اُس چیز سے کہ نہیں حلال پرہیز کرنے والا یعنے سوال سے اور توکل کرنے والا اللہ پر عیالدار یعنے نہیں باعث ہوتی اسکو محبت عیال کی اور نہ خوف انکے رزق کا اوپر ترک کرنے توکل کے ساتھ سوال کے اور خلق سے اور حاصل کرنے کے مال حرام کو اور ساتھ غافل ہونے کے علم و عمل سے بسبب عیال کے اور دوزخی پانچ شخص ہیں یعنے وہ مستحق عذاب کے ہیں بسبب ہونے ان افعال کے مقصود ہے برائی بیان کرنی ان افعال کی اور تغلیظ اور تشدید اوپر ان کے جسپر کہ اوپر [illegible] وصف ہیں افعال مذکورہ کی اول سست عقل کہ نہیں عقل اسکو کہ باز رکھے کار ناشائستہ سے اور ثبات و استقامت نہو اسکو وقت شہوت کے اور صبر کر سکتا ہو گناہوں اور بری باتوں سے وہ لوگ کہ تمہارے تابع اور خادم ہیں یعنے اور پھرتے ہیں گرد امرا و اغنیا تمہارے کے اور مد نظر اور خیال نہیں ہے انکو مگر پیٹ کا اور پہننا کپڑے کا اگرچہ شبہ حرام سے ہو نہیں ڈھونڈتے ہیں اہل و مال کو یعنے طالب نہیں بیوی اور حرم کے پس اعراض کرتے ہیں حلال سے اور مرتکب ہوتے ہیں حرام کے اور نہ طالب اور راغب ہیں مال حلال کے کہ بوجہ طیب حاصل کریں بلکہ مصروف ہے ہمت انکی کھانے اور پینے اور پہننے پر اگرچہ حرام ہو یہ کہیں سستی عقل سے ہے اور دوسرا شخص دوزخیوں میں سے وہ بے دیانت ہے کہ نہیں پوشیدہ اُسپر وہ چیز کہ طمع کرے اُسمیں اگرچہ شے قلیل ہو مگر کہ ڈھونڈھتا ہے اور تفحص کرتا ہے اسکو تا پاوے اور مطلع ہو اسپر اور خیانت کرے اسمیں اور بعضوں نے کہا کہ خفا بمعنے ظہور کے بھی آتا ہے یعنے خائن کو ظاہر نہیں ہوتی اُسپر وہ چیز کہ طمع کرے اسمیں مگر کہ خیانت کرتا ہے اسکو اور تیسرا وہ شخص ہے کہ صبح نہیں کرتا اور شام نہیں کرتا مگر کہ وہ فریب دیتا ہے تجکو بسبب اہل تیرے کے اور مال تیرے کے یعنے ہر صبح و شام کار اسکا فریب دینا ہے کہ طمع رکھتا ہے اہل و مال تیرے میں اور ظاہر کرتا ہے عفت و امانت کو لیکن باطن میں خیانت کرتا ہے اُسمیں اور ذکر کیا آنحضرت نے بخیل کو اور جھوٹے کو اور بدخلق فحش گو کو نقل کی یہ مسلم نے ف مراد رحیم سے صفت فعلیہ ہے کہ ظاہر ہو وجود اسکا خارج میں یعنے غیر میں اور رقیق سے مراد ہے صفت قلبیہ برابر ہے کہ ظاہر ہو غیر میں اثر اسکا یا نہو اور ثانی اظہر ہے اور لفظ بخل اور کذب مصدر ہیں قائم مقام فاعل کے یعنے ذکر کیا آنحضرت نے بیچ مقام تعداد اہل نار کے بخیل و کاذب کو فقط یا یا اور اور دوزخیوں میں سے بخیل اور کاذب ہے اور اسطرح جو عبارت لایا کہ ذکر البخل والکذب کہا اور نہ کہا ذکر البخیل والکاذب تو اسلیے کہ بعینہ الفاظ آنحضرت کے یاد نہیں رہے یعنے کچھ ایسا ذکر کیا کہ معنے بخل اور کذب کے اس سے سمجھے جاتے تھے خواہ یوں فرمایا والبخیل والکاذب یا اور لفظ فرمائے اور قول او الکذب اکثر روایتوں میں بلفظ او شک راوی کے ہے یعنے چوتھا بخیل کو ذکر کیا یا کاذب کو اور بعضی روایت میں والکذب واو سے آیا ہے اس صورت میں بھی واو بمعنی او کے ہے اور لفظ شنظیر بعضوں نے کہا کہ منصوب ہے بنا بر معطوف ہونے کے کذب پر اور صحیح یہ ہے کہ مرفوع ہے پس ہوگا عطف رجل پر اور ہر نوع چوتھا بخیل ہے یا کاذب اور پانچواں شنظیر بدخو (وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے انس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم اس خدا کی کہ جان میری اسکے دست قدرت میں ہے ایمان نہیں لایا یعنے کوئی بندہ یعنے کامل و تمام نہیں ہوتا ایمان اسکا یہانتک کہ دوست رکھے واسطے بھائی مسلمان کے اُس چیز کو کہ دوست رکھتا ہے واسطے اپنے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف اُس چیز کو یعنے بھلائی دنیا اور آخرت کو اور ایک روایت میں لفظ من الخیر صریح آیا ہے اور بھلائی آخرت کی نجات پانا ہے عذاب دوزخ سے اور پہونچنا درجات بہشت کو بسبب کرنے اعمال صالحہ کے اور بھلائی دنیا کی اسباب اور متاع اور اہل و اولاد جو کہ وسیلہ خیر آخرت کے ہوں پس ان چیزوں کو اپنے لیے دوست رکھتا ہے چاہیے کہ سب مسلمانوں کے لیے بھی دوست رکھے اور جو کہ بسبب فریب شیطانی اور حرص نفسانی اور فساد باطن کے اپنے لیے مال و جاہ دنیا کا کہ باعث ظلم اور فساد اور وبال و عذاب کا ہو چاہتا ہے اور دوست

رکھتا ہے کیونکہ اور مسلمان بھائی کے لیے دوست رکھے اسکو چاہیے کہ نہ اپنے لیے دوست رکھے اور نہ اوروں کے لیے کیونکہ وہ خیر نہیں بلکہ ایک شخص ہے کہ حصول مال و جاہ اسکے لیے
سبب حصول ثواب آخرت کا اور قرب مولے تعالے کا ہوتا ہے جیسے کہ مال واسطے حج اور خبرگیری فقرا کے کام آتا ہے اور جاہ باعث عدالت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
کا ہوتا ہے اور دوسرا وہ کہ نہیں ہوتا اسکے لیے ایسا بلکہ باعث فسق اور ظلم اور سرکشی کا ہوتا ہے پس چاہنا مال وجاہ کا اور دوست رکھنا اسکا اسکے لیے درست نہوگا اسلیے کہ
اسکے حق میں وہ خیر نہیں ہے (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ لا یؤمن واللہ لا یؤمن واللہ لا یؤمن قیل من یا رسول اللہ قال الذی
لا یامن جارہ بوائقہ متفق علیہ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اللہ کی نہیں ایمان لاتا یعنی کامل قسم ہے اللہ کی نہیں
ایمان لاتا قسم ہے اللہ کی نہیں ایمان لاتا پوچھا گیا کون ہے کہ ایمان نہیں لاتا اور کس کو آپ فرماتے ہیں یا رسول اللہ فرمایا وہ کہ امن میں نہیں ہوتا ہمسایہ اسکا برائیوں اسکی سے
روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے (وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ من لا یامن جارہ بوائقہ رواہ مسلم) اور روایت ہے انس سے کہ کہا فرمایا
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں داخل ہوگا بہشت میں پہلے ساتھ نجات پانے والوں کے وہ شخص کہ نہیں امن میں ہوتا ہمسایہ اسکا برائیوں اسکی سے نقل کی یہ مسلم
نے ف اس میں مبالغہ ہے کہ گردانا ہے نہ امن کو وقوع ضرر سے سبب واسطے نفی دخول جنت کے پس کیا حال ہوگا جبکہ تحقیق ہو لاحق ہوا ضرر و شر کا ہم (وعن
عائشۃ وابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما زال جبریل یوصینی بالجار حتی ظننت انہ سیورثہ متفق علیہ) اور روایت ہے عائشہ سے اور ابن عمر سے نقل کی
انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے ہمیشہ جبریل امر کرتے تھے مجکو ساتھ محافظت حق ہمسایہ کے یعنی ساتھ احسان کرنے کے اسپر اور دفع کرنے ضرر کے
اس سے یہانتک کہ گمان کیا میں نے کہ تحقیق جبریل نزدیک ہیں کہ وارث کر دینگے یعنی ساتھ وحی الہی کے ہمسایہ کو کہ آپس میں ایک ہمسایہ دوسرے ہمسایہ کا وارث
ہوا کرے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کنتم ثلثۃ فلا یتناجی اثنان دون الآخر حتی تختلطوا بالناس
من اجل ان یحزنہ متفق علیہ) اور روایت ہے عبداللہ بن مسعود سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جب ہو تم تین شخص پس سرگوشی نہ کریں دو شخص
آپس میں سواے شخص دوسرے کے کہ تیسرا ہے یہانتک کہ ملو تم ساتھ لوگوں کے یعنی بعد ملنے لوگوں کے اور کثرت اجتماع کے اگر سرگوشی دو کریں تو مضایقہ
نہیں پس اگر چار شخص مصاحب ہوں اور دو شخص آپس میں سرگوشی کریں تو روا ہے یہ منع سرگوشی کرنی دو شخصوں کی سے وقت مصاحبت تین شخصوں کے بسبب غمگین
کرنے اس فعل کے ہے اس تیسرے کو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف لفظ یحزن ساتھ زبر ی اور پیش ز کے اور ایک لغت میں ساتھ پیش ی اور زیر ز کے ہے اور دونوں
لغت فصیح ہیں اور متعدی حزنہ واحزنہ اندوہگین کرد اور اور روایت اول مشہور تر ہے اور سبب غمگین ہونیکا یہ ہے کہ اسکو خیال جاویگا کہ شاید میری ہلاکت اور بد اندیشی کا
مشورہ کرتے ہوں کہا نووی نے کہ یہ نہی سرگوشی کرنی دو کی سے روبرو تیسرے کے اور اسی طرح نہی سرگوشی کرنی تین اور زیادہ تین کی سے روبرو ایک کے نہی تحریمی ہے
پس حرام ہے جماعت پر سرگوشی کرنی ایک کو چھوڑ کر مگر باذن اسکے اور یہ مذہب ابن عمر اور مالک اور اصحاب ہمارے کا یعنی شافعیہ کا اور جمہور علما کا ہے اور یہ عام ہے ہر زمانہ
میں سفر میں ہو یا حضر میں ع (وعن تمیم الداری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الدین النصیحۃ ثلثا قلنا لمن قال للہ ولکتابہ ولرسولہ ولائمۃ المسلمین وعامتہم
رواہ مسلم) اور روایت ہے تمیم داری سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین نصیحت ہے یعنی افضل اعمال دین کے یا امر مہم دین میں خیر خواہی ہے تین بار فرمایا یہ بات
کہا ہمنے یعنی بعضے صحابہ نے کہ یہ خیر خواہی کسکے لیے ہے اور کسکے لیے کرنی چاہیے فرمایا آنحضرت نے واسطے اللہ تعالے کے اور واسطے کتاب اسکی کے اور واسطے رسول
اسکے کے اور واسطے مسلمانوں کے اماموں کے کہ امرا و علما ہیں اور واسطے سب مسلمانوں کے نقل کی یہ مسلم نے ف خیر خواہی اللہ کی یہ ہے کہ ایمان لاوے اسکی
وحدانیت و صفات پر اور ترک کرے الحاد کو اسکے صفات میں اور خالص کرے نیت اسکی عبادت میں اور فرمانبرداری کرے اسکی اوامر و نواہی کی اور اقرار کرے اسکی
نعمت کا اور شکر ادا کرے اسکا اور محبت رکھے اسکے فرمانبرداروں سے اور دشمنی رکھے اسکے نافرمانوں سے اور خیر خواہی اسکی کتاب کی یہ ہے کہ اعتقاد کرے یہ کہ اسکی یہ اللہ
کے پاس سے اور عمل کرے اسپر اور تلاوت اسکی کرے ساتھ تجوید اور تفکر و تدبر کے اور تعظیم اسکی کرے اور خیر خواہی اسکے رسول کی یہ ہے کہ تصدیق کرے انکی نبوت کی اور

کہ اس چیز کو کہ اللہ تعالے کے پاس سے لائے ہیں اور اطاعت کرے انکی اور دوست رکھے انکو زیادہ تر اپنی جان سے اور فرزند اور مان باپ اور سب لوگون سے اور محبت رکھے انکی اہل بیت اور صحابہ سے اور اختیار کرے انکی سنت کو اور مراد کتاب سے قرآن مجید ہے یا سب کتابین اللہ تعالی کی اور مراد رسول سے آنحضرت ہیں یا سب رسول اللہ تعالی کے ہین اور خیر خواہیان راجع ہیں بندے کی طرف ہین کہ خیر خواہی اپنے ہی نفس کی کرتا ہے بسبب انکے اور خیر خواہی امرا کی یہ ہے کہ فرمانبرداری انکی کرے اچھی باتون مین برائی بات سے منع کرے اور خبردار کردے انکو وقت غفلت کے اور خروج نکرے انپر اگرچہ ظلم کرین اور پیروی کرے علما کی اس چیز مین کہ موافق حق کے کہیں اور روایت کرین اور خیر خواہی سب مسلمانون کی یہ ہے کہ ہدایت کرے انکو اور بھلائیون دین و دنیا کے اور دفع کرے ضرر انسے اور نفع پہونچاوے انکو اور یہ حدیث جوامع الکلم سے ہے کہ مدار تمام دین و دنیا کا اسپر ہے اور تمام علوم اولین و آخرین کے مندرج ہیں اسمین ❊ (وَعَنْ جَرِيرٍ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے جریر سے کہ کہا جریر نے کہ بیعت کی مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اوپر قائم کرنے نماز کے اور دینے زکوٰۃ کے اور خیر خواہی کرنے کے واسطے ہر مسلمان کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ❊ ف عبادات یا حق اللہ ہیں یا حق العباد پس حق اللہ سے دو عبادتین خاص ذکر کین کہ عمدہ ہین عبادتون بدنی اور مالی ہین اور ارکان اسلام سے ہیں یا شاید یہ ہے کہ نماز و زکوٰۃ ہی اور ہو سکتا ہے کہ روزہ اور حج اسوقت میں فرض نہوا ہو اور خیر خواہی مسلمانون ہین داخل ہیں تمام حقوق بندون کے منقول ہے کہ جریر نے ایک گھوڑا اللہ یدا تین سو درہم کو پھر کہا بیچنے والے کو کہ گھوڑا تیرا بہتر ہے تین سو درہم سے کیا بیچتا ہے تو چار سو درہم کو اسنے کہا کہ تم جانو اے عبد اللہ پھر کہا کہ گھوڑا تیرا بہتر ہے اس سے کیا بیچتا ہے تو پانسو درہم کو پھر سو سو بڑھاتے گئے یہان تک کہ پہونچے آٹھ سو درہم کو پھر خرید اسکو آٹھ سو درہم کو پس لوگون نے سبب اسکا پوچھا کہا انہون نے کہ مین نے بیعت کی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے کی ❊

الفصل الثانی

فصل دوسری (عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ إِلَّا مِنْ شَقِيٍّ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ) روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا سنا میں نے ابو القاسم سے کہ سچے ہیں کہ گئے ہیں صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے نہین نکالی جاتی رحمت یعنے شفقت کرنی خلائق پر مگر بدبخت کے دل سے نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے ❊ ف سچے کہے گئے یعنے اللہ تعالے نے انکے سچے ہونے کی خبر دی ہے وما ینطق عن الہوی اور بدبخت سے مراد کافر ہے یا فاجر ❊ (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ ارْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے شفقت کرنے والے خلق پر رحمت کرتا ہے انپر رحمن رحم کرو انپر کہ زمین میں ہیں تا رحمت کرے تمکو جو کہ آسمان میں ہے نقل کی یہ ابو داؤد اور ترمذی نے ❊ ف انپر کہ زمین میں ہین یعنے جانور اور آدمی خواہ نیک ہون خواہ بد اور رحم کرنا بدون پر یہ ہے کہ انکو بدی سے باز رکھین جیسے کہ گذرا کہ مدد کر اپنے بھائی کی ظالم ہو یا مظلوم الخ یا مراد یہ ہے کہ رحم کرو انپر کہ مستحق رحم کے ہیں اور جو آسمان میں ہے یعنے اللہ تعالے کہ کمال قدرت اور سلطنت اسکی آسمان میں ہے یا مراد ملائکہ ہیں اور رحمت کرنی انکی یہ ہے کہ محافظت کرین دشمنون سے اور موذیات سے کہ شیاطین جن و انس وغیرہ ہین اور دعا اور استغفار اور طلب رحمت کی کرین جناب عزت سے واسطے رحم کرنے والون کے ❊ (وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيرَنَا وَيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ) اور روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہین ہے ہمارے تابعین میں سے وہ شخص کہ نہ رحم کرے ہمارے چھوٹون پر اور حرمت نگاہ نہ رکھے ہمارے بڑون کی اور نہ امر کرے ساتھ نیکی کے اور نہ منع کرے برائی سے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ❊ (وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَكْرَمَ شَابٌّ شَيْخًا مِنْ أَجْلِ سِنِّهِ إِلَّا قَيَّضَ اللّٰهُ لَهُ عِنْدَ سِنِّهِ مَنْ يُكْرِمُهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے انس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہین تعظیم کی کسی جوان نے کسی بوڑھے کی بسبب کبر سن اسکے کے مگر کہ مقرر کرتا ہے اللہ تعالے واسطے اسکے وقت کبر سن اسکے کے اس شخص کو کہ تعظیم و خدمت کرے اسکی نقل کی یہ ترمذی نے ❊ ف اسلیے کہ جو خدمت کرتا ہے خدمت کیا جاتا ہے اور اسمین اشارہ ہے طرف اسکے کہ عمر دراز ہوتی ہے اس جوان کی کہ تعظیم کرتا ہے بوڑھے کی منقول ہے کہ ایک مرید نکلا خراسان سے واسطے ملازمت شیخ کے کہ مصر میں تھا اور وہان پہونچا اور ایک مدت اسکی خدمت میں حاضر رہا اور انھین دنون میں ایک جماعت بزرگون کی زیارت شیخ کے لیے آئی پس اشارہ کیا شیخ نے اسی مرید کو کہ جانور سواری کے تھام

پس نکالا وہ مرید لیکن یہ خطرہ گذرا اسکے دل میں کہ یہ سفر دور و دراز کرکے میں شیخ کے پاس آیا اُسکا یہ نتیجہ ہوا پس جب گئے اکابر اور داخل ہوا مرید پیر کے پاس پس کہا پیر نے اے ولد
میرے قریب ہو کہ تیرے پاس اکابر آوینگے اور تعظیم کرینگے اللہ تعالی واسطے تیرے انکو کہ خدمت کرینگے تیری پس کہتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا کہ اسکے دروازے پر نہیں پاسکے جانے تھے
لشکر خچر اور گھوڑے بسبب کثرت آنے اکابر کے اُسکی ملاقات کے لیے اور حضرت انس راوی اس حدیث کو بھی اللہ تعالی نے یہ مرتبہ عطا کیا بسبب خدمت حبیب رب العالمین کے
کہ دس برس کی عمر میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے پس دراز کی اللہ تعالی نے عمر انکی کہ ایک سو تین برس کی عمر ہوئی انکی اور بہت ہوا مال اور اولاد کہ سو فرزند ہوئے
ش ع (وَعَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ اللَّهِ إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرِ الْغَالِي فِيهِ وَلَا الْجَافِي عَنْهُ وَإِكْرَامَ ذِي السُّلْطَانِ
الْمُقْسِطِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ) اور روایت ہے ابو موسی سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق جملہ تعظیم اللہ تعالی کی سے تعظیم کرنی بوڑھے
مسلمان کی اور تعظیم کرنی اُٹھانے والے قرآن کی یعنی پڑھنے والے قرآن کے اور حافظ کی اور مفسر کی کہ نہ ہو تجاوز کرنیوالا اسمیں اور نہ دور ہونیوالا اس سے اور جملہ تعظیم اللہ تعالی
کی سے ہے تعظیم کرنی بادشاہ عادل کی نقل کی یہ ابو داود نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں ف دو قیدیں لگائیں اوٹھانے والے قرآن کے لیے ایک تو غلو کرنیوالا نہ ہو
دوسرے یہ کہ نہ دور ہو اُس سے بلکہ متوسط الحال ہو چنانچہ کہا وسط شریعت کی کہ میانہ روی کرے تجاوز عبادات وغیرہ میں اور غلو کرنے والا وہ کہ تجاوز کرے حد سے لفظ اور
معنی یا سند وسواسیوں اور شکیوں اور ریاکاروں کے یا خیانت کرے لفظ قرآن میں ساتھ تحریف اسکی کے مانند اکثر عوام کے یا مانند اکثر علما کے یا خیانت کرے اسکے معنوں میں
ساتھ تاویل باطل کے مانند تمام مبتدعوں کے اور بعضوں نے کہا کہ غلو مبالغہ کرنا تجوید میں یا جلد پڑھنا اس طرح کہ مانع ہو سمجھنے معانی سے اور دور ہونیوالا وہ کہ اعراض کرے
تلاوت قرآن سے اور احکام قرأت سے اور عمل کرنے سے اس چیز پر کہ اسمیں ہے اور بعضوں نے کہا غالی وہ کہ ہمیشہ مشغول تلاوت میں رہے اور تعلیم فقہ اور ذکر و فکر اور
عبادات کیطرف ہرگز نہ متوجہ ہو اور جافی وہ کہ ہمیشہ غیر قرآن میں مشغول رہے اور تلاوت نہ کرے اور والی عادل کا یہ ہے کہ غالب ہو عدل اسکا ظلم پر بخلاف عکس اُسکے کہ یعنی
ظلم اسکا غالب ہو عدل پر تو وہ عادل نہیں کہلاویگا اور بہتر اس سے افضل ہے چنانچہ اسی لیے کہا ہے بعضے علما رحمہم اللہ نے کہ جو کوئی کہے اس زمانے میں سلطان عادل ہے
تو وہ کافر ہے باوجود اسکے کہ نہیں خالی ہے ہر سلطان ایک طرح کے عدل سے اور تحقیق اسکی یہ ہے کہ فرق ہے درمیان اسکے کہ عدل کرتا ہے اور درمیان عادل کے پس اول اطلاق
کیا جاتا ہے اسپر کہ عدل کرتا ہے اگرچہ کبھی کبھی ہو اور دوسرا اطلاق کیا جاتا ہے عرفاً اسپر کہ ہو موصوف ساتھ عدل کے بطریق دوام کے جیسے کہ کہا جاتا ہے کہ فلانا مصلی ہے اور فلانا
نماز پڑھتا ہے اور شرح السنہ میں ہے کہ کہا طاؤس نے سنت سے ہے یہ کہ توقیر کرے تو چار کی عالم کی اور بوڑھے کی اور سلطان کی اور باپ کی اور کہتا ہوں میں اور باپ کے حکم
میں ماں بھی ہے اور مراد عالم سے عالم باعمل ہے چنانچہ سمجھا جاتا ہے لفظ حامل القرآن سے اور شاید کہ نہ ذکر کرنا والد کا اس حدیث میں اسلیے ہے کہ ظاہر ہے یا اسلیے کہ کلام اجنبیوں میں ہے
جیسے بوڑھا شیخ اور حامل القرآن اور سلطان ظاہری یا باطنی تو بہت کیجاوے تعظیم اُنکی اسلیے کہ واجب ہے تعظیم اسکی بہت سی وجہوں کر اور روایت کی خطیب نے جامع میں
انس سے کہ فرمایا آنحضرت نے ان من اجلالی توقیر الشیخ من امتی ش ع (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ
يُحْسَنُ إِلَيْهِ وَشَرُّ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُسَاءُ إِلَيْهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہترین گھروں کا مسلمانوں
کے گھروں میں وہ گھر ہے کہ اسمیں یتیم کہ احسان کیا جاوے طرف اسکے اور بدتر گھر مسلمانوں کے گھروں میں وہ گھر ہے کہ اسمیں ہو یتیم کہ برائی کیجاوے طرف اسکے نقل کی یہ
ابن ماجہ نے ف اور ایذا دیجاوے اسکو ناحق اور اگر واسطے تعلیم و تادیب کے ماریں تو داخل احسان کے ہے نہ برائی کرنے کے ش ح (وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَسَحَ رَأْسَ يَتِيمٍ لَمْ يَمْسَحْهُ إِلَّا لِلَّهِ كَانَ لَهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ تَمُرُّ عَلَيْهَا يَدُهُ حَسَنَاتٌ وَمَنْ أَحْسَنَ إِلَى يَتِيمَةٍ أَوْ يَتِيمٍ عِنْدَهُ كُنْتُ أَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ وَقَرَنَ بَيْنَ أُصْبُعَيْهِ
رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ) اور روایت ہے ابی امامہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کہ ہاتھ پھیرے یتیم کے سر پر یعنی بطریق شفقت کے
و رحم کے نہیں پھیرا ہے ہاتھ مگر واسطے اللہ کے یعنی واسطے طلب رضا اسکی کے نہ واسطے اور غرض کے ہوتی ہیں واسطے اسکے بدلے ہر بال کے کہ پھرتا ہے اسپر ہاتھ اسکا نیکیاں
اور جو شخص کہ احسان کرے طرف یتیم لڑکی کے یا یتیم لڑکے کے کہ نزدیک اسکے ہے یعنی اسکی پرورش میں ہے خواہ یتیم اپنا ہو یا اجنبی ہونگا میں اور وہ بہشت میں مانند ان دونوں

اور ملائین دونون انگلیان اپنی یعنے بیچ کی انگلی اور اسکے پاس کی کہ انگوٹھے کی طرف ہے یعنے مین اور وہ مانند ان دونون انگلیون کے نزدیک ہونگے بہشت مین نقل کی ہے
احمد اور ترمذی نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب ہے ف لفظ تمر ساتھ زبر تے اور پیش میم کے ہے صیغہ مونث کا اور ترجمہ اسکا مذکور ہوا اور ایک نسخہ مین ساتھ پیش تے کے
اور زیر میم کے صیغہ مذکر کا آیا ہے اسی صورت مین فاعل اسکا ضمیر ماسح کی ہے اور یدہ مفعول اسکا اور ترجمہ اسکا یہ ہے کہ پھیرتا ہے وہ شخص اس بال پر ہاتھ اپنا اور لفظ حسنات ساتھ
رفع کے ہے بنا بر ہونے اسکے کے اسم کان کا اور ظاہر یہ ہے کہ نیکیان مختلف ہوتی ہین کمیت وکیفیت مین باعتبار اچھا کرنے نیتون کے اور احسان کرے یعنے شفقت ومہربانی کرے
اسپر اور تادیب وتعلیم کرے اسکو اور نکاح کر دے اسکا اور محافظت کرے اسکے مال کی اگر مال ہو اسکا اور لفظ او یتیم مین تنویع کے لیے ہے اور ظاہر یہ ہے کہ شک کے لیے ہے کہ
کسی راوی کو شک ہوا ہے کہ لفظ یتیمہ فرمایا یا یتیم اور اس حدیث مین اشارہ ہے طرف بشارت حسن خاتمہ اسکے کے ش ع ح (وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ آوَى يَتِيمًا إِلَى طَعَامِهِ وَشَرَابِهِ أَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ الْجَنَّةَ الْبَتَّةَ إِلَّا أَنْ يَعْمَلَ ذَنْبًا لَا يُغْفَرُ وَمَنْ عَالَ ثَلٰثَ بَنَاتٍ أَوْ مِثْلَهُنَّ مِنَ الْأَخَوَاتِ فَأَدَّبَهُنَّ وَرَحِمَهُنَّ حَتّٰى يُغْنِيَهُنَّ اللّٰهُ
أَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ الْجَنَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَوِ اثْنَتَيْنِ قَالَ أَوِ اثْنَتَيْنِ حَتّٰى لَوْ قَالُوا أَوْ وَاحِدَةً وَمَنْ أَذْهَبَ اللّٰهُ بِكَرِيمَتَيْهِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا كَرِيمَتَاهُ قَالَ
عَيْنَاهُ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ) اور روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص جگہ دیوے یتیم کو طرف کھانے اور پینے اپنے کے واجب
کرتا ہے اللہ تعالی واسطے اسکے بہشت مقرر یعنے قطعا بلا شک وشبہہ بموجب وعدے اپنے کے مگر یہ کہ کرے وہ گناہ کہ نہین بخشا جاتا اور جو شخص پرورش کرے تین بیٹیون کو یا پرورش
کرے انکو کہ مانند تین بیٹیون کے ہین کہ تین بہنین ہون پس ادب سکھاوے انکو اور شفقت کرے انپر یہان تک کہ بے پروا کرے انکو یعنے بڑی ہون اور نکاح کیجاوین واجب
کرتا ہے اللہ تعالے واسطے اسکے بہشت پس کہا اس شخص نے یا رسول اللہ یا دو کو یعنے فرمائیے کہ دو بیٹیون یا دو بہنون کی پرورش کرنے مین بھی یہی ثواب ملتا ہے فرمایا پرورش
کرے دو بیٹیون یا دو بہنون کو یہان تک کہ اگر کہتے لوگ یا ایک کو البتہ فرماتے یا ایک کو اور جس شخص کی لے لے اللہ دو پیاریان واجب ہوئی اسکے لیے بہشت پوچھا گیا
یا رسول اللہ کیا مراد ہے دو پیاریون سے فرمایا دونون آنکھین اسکی نقل کی یہ شرح السنہ مین ف وہ گناہ کہ نہین بخشا جاتا ہے یعنے شرک اور حقوق بندے کے پس تقدیر یہ ہے مگر
یہ کہ کرے وہ گناہ کہ نہین بخشا جاتا مگر ساتھ توبہ کے یا ساتھ بخشوانے اور مانند اسکے کے حاصل یہ کہ تمام گناہ کہ حق اللہ تعالے کے ہین بخشے جاتے ہین اگر چاہتا ہے اللہ سوا ہے شرک کے
اور اگر کہتے لوگ الخ یہ بموجب مذہب مختار کے کہتے ہین احکام مفوض ہین آنحضرت جو کچھ چاہین کرین اور جسکو چاہین تخصیص کرین ظاہر ہے اور جو کہ قائل عدم تفویض کے ہین
وہ کہتے ہین کہ بعد التماس انکے کے وحی ہوئی ساتھ اس چیز کے کہ موافق مقصود انکے کے تھی اور مانند اسکے بہت سی حدیثون مین آیا ہے (وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يُؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَنَاصِحٌ الرَّاوِي لَيْسَ عِنْدَ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ بِالْقَوِيِّ)
اور روایت ہے جابر بن سمرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ ایک ادب سکھانا آدمی کا اپنے بیٹے کو بہتر ہے واسطے اسکے تصدق کرنے
ایک صاع غلہ کے سے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے اور ناصح راوی نہین نزدیک محدثون کے قوی ف یعنے حفظ وضبط مین کہ اعتماد اسپر کیجیے پس یہ
حدیث ضعیف ہے اور حدیث ضعیف پر عمل کرنا فضائل اعمال مین جائز ہے اجماعا اور اسمین شک نہین کہ مراد ادب سے ادب شرعی ہے ش ح ع (وَعَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى
عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهُ مِنْ نُحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا
عِنْدِي حَدِيثٌ مُرْسَلٌ) اور روایت ہے ایوب بن موسی سے کہ نقل کی اپنے باپ سے یعنے موسے سے موسی نے نقل کی ایوب کے دادا سے یعنے عمرو بن سعید سے یہ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا نہین دیا باپ نے اپنے بیٹے کو کچھ دینا بہتر ادب نیک سے نقل کی یہ ترمذی نے اور بیہقی نے شعب الایمان مین اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث نزدیک میرے
مرسل ہے (وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَامْرَأَةٌ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ كَهَاتَيْنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَأَوْمَأَ يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ إِلَى الْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةِ
امْرَأَةٌ آمَتْ مِنْ زَوْجِهَا ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ حَبَسَتْ نَفْسَهَا عَلٰى يَتَامَاهَا حَتّٰى بَانُوا أَوْ مَاتُوا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے عوف بیٹے مالک اشجعی کے سے کہا فرمایا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مین اور عورت سیاہ رخسارون کی یعنے بسبب خدمت اولاد اور رنج اور ترک زینت کے رخسارہ اسکے سیاہ ہو گئے مانند ان دونون انگلیون کے

ہونگے دن قیامت کے اور اشارہ کیا یزید بن زریع نے کہ راوی اس حدیث کا ہے طرف بیچ کی انگلی کے اور انگلی شہادت کے یعنے واسطے بیان دو انگلیون کے وہ عورت ایسی
کہ ہوئی وہ شوہر یعنے بسبب مرنے یا طلاق دینے خاوند کے تھی جاہ وجمال والی روکا اپنے نفس کو یعنے نکاح کرنے سے واسطے پرورش اور شفقت کرنے کے اوپر عیال یتیمون
اپنے کے یہان تک کہ جدا ہوئے یعنے وہ لڑکے یعنے بسبب بڑھنے اور بالغ ہونے کے محتاج ماں کے نرہے یا مرگئے نقل کی یہ ابو داؤد نے ف یعنے جس عورت کا خاوند مرگیا
یا طلاق دی اور چھوٹی اولاد چھوڑ گیا اور اس عورت نے اولاد کی پرورش کے واسطے کسی شخص سے نکاح نکیا اور انکی خدمت مین مشغول رہی وقت احتیاج انکی کے تک اور
بسبب خدمت انکی کے اپنا حسن وجمال برباد کیا تو حضرت نے اسکے حق مین فرمایا کہ مین اور وہ عورت قیامت کے دن مانند ان دونون انگلیون کے قریب باہم ہونگے اس سے
معلوم ہوا کہ اگر عورتین بیوہ یا طلاق دی گئین اور خاوند نکرین اور صبر کرین اور صلاح وعفت اختیار کرین اور ترک زیب وزینت کرین اور پرورش یتیمون مین مشغول رہین
تو بڑی فضیلت رکھتا ہے ع ح (وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أُنْثٰى فَلَمْ يَئِدْهَا وَلَمْ يُهِنْهَا وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ عَلَيْهَا يَعْنِي الذُّكُورَ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ
الْجَنَّةَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسکے ہوئی ایک بیٹی یا بہن نہ گاڑا اسکو زندہ یعنے جیسے کہ جاہلیت مین بسبب عار و
فقر کے کرتے تھے اور نہ حقیر اور ذلیل کر کر رکھا اسکو اور نہ ترجیح دی اپنے ولد کو اسپر یعنے لڑکون کو دینے دلانے وغیرہ مین داخل کریگا اسکو اللہ بہشت مین نقل کی یہ ابو داؤد نے
ف یعنے ساتھ سابقین کے اور چونکہ لفظ ولد کا اطلاق بیٹی اور بیٹے پر کرتے ہین کہا ابن عباس نے کہ اس حدیث مین ولد سے مراد حضرت کی بیٹے ہین ع (وَعَنْ أَنَسٍ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اغْتِيبَ عِنْدَهُ أَخُوهُ الْمُسْلِمُ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلٰى نَصْرِهِ فَنَصَرَهُ نَصَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَإِنْ لَمْ يَنْصُرْهُ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلٰى نَصْرِهِ أَدْرَكَهُ اللّٰهُ بِهِ فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ) اور روایت ہے انس سے کہ انسے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا حضرت نے جو شخص کہ غیبت کیا جاوے نزدیک اسکے بھائی مسلمان
کی حال آنکہ وہ شخص قادر ہو اوپر مدد کرنے اسکی کے یعنے ساتھ دفع کرنے غیبت وعار کے اس سے اور منع کرنے کے غیبت اسکی سے پس مدد کی اسکی مدد کریگا اسکی اللہ تعالیٰ
دنیا اور آخرت مین اور اگر مدد نکی اسکی اور وہ قادر تھا اسکی مدد کرنے پر مواخذہ کریگا اللہ اور بدلہ لیگا اس سے بسبب مدد نکرنیکے دنیا اور آخرت مین نقل کی یہ شرح السنہ مین
(وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَّ عَنْ لَحْمِ أَخِيهِ بِالْمَغِيبَةِ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُعْتِقَهُ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ)
اور روایت ہے اسماء بیٹی یزید کی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ باز رکھے کھانے گوشت بھائی اپنے کے سے یعنے غیبت کرنے والے کو منع کرے غیبت کرنے
بھائی مسلمان کی سے غائبانہ ہے حق اللہ پر یہ کہ آزاد کریگا اسکو آگ سے نقل کی بیہقی نے شعب الایمان مین ف کھانے گوشت کے سے کنایہ ہے غیبت کرنے سے جیسے کہ قرآن مجید مین
فرمایا ہے بیچ برائی غیبت کے ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا یعنے آیا دوست رکھتا ہے ایک تمہارا اپنے بھائی مردہ کے گوشت کھانے کو تشبیہ دی غیبت کرنے کو ساتھ کھانے گوشت مغتاب
چونکہ آبروریزی اسکی کرتا ہے گویا کہ اسکو ہلاک کرتا ہے اور گوشت اسکا کھاتا ہے اور واسطے مبالغہ کے فرمایا گوشت بھائی مردہ کا اور اس تقریر پر غیبت یعنے غائب کے ہے ساتھ زیر غین کے یعنے
غائبانہ اور لفظ بالمغیبہ متعلق ہے ساتھ لفظ ذب کے اور احتمال رکھتا ہے کہ بالمغیبہ متعلق ہو اخیہ سے بتقدیر اکل لحم اخیہ کے اور مغیبت یعنے غیبت کے ہو ساتھ زیر غین کے یعنے باز
رکھے کھانے گوشت کے سے بسبب غیبت کے اور مآل دونون معنون کا ایک ہی ہے کہ منع کرنا اور باز رکھنا لوگون کا ہے آپس کی غیبت سے یعنے جو کہ باز رکھے لوگون کو غیبت کرنے سے
اور آزاد کریگا الخ یعنے اول وہلہ مین پہلے داخل ہونے کے اسمین یا بعد داخل ہونے کے پہلے پورا کرنے عذاب کے ح ع (وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَرُدُّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَرُدَّ عَنْهُ نَارَ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ) اور
روایت ہے ابو درداء سے کہ کہا سنا مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے کہ نہین کوئی مسلمان کہ رد کرے اور باز رکھے غیبت کو آبرو بھائی اپنے کے سے یعنے منع کرے
اسکی غیبت سے مگر کہ ہوتا ہے حق اللہ پر یہ کہ باز رکھے اس سے آگ دوزخ کو دن قیامت کے پھر پڑھی آنحضرت نے واسطے استشہاد کے اپنے قول پر کان حقا الخ یہ آیت کہ
ہے ثابت واجب ہمپر مدد کرنی مومنون کی نقل کی یہ شرح السنہ مین ؏ (وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَخْذُلُ امْرَأً مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ يُنْتَهَكُ
فِيهِ حُرْمَتُهُ وَيُنْتَقَصُ فِيهِ مِنْ عِرْضِهِ إِلَّا خَذَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيهِ نُصْرَتَهُ وَمَا مِنِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَنْصُرُ مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ يُنْتَقَصُ فِيهِ مِنْ عِرْضِهِ وَيُنْتَهَكُ فِيهِ مِنْ حُرْمَتِهِ

الا نصرہ اللہ تعالیٰ فی موطن یحب فیہ نصرتہ رواہ ابو داؤد) اور روایت ہے جابر سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں کوئی شخص مسلمان کہ مدد کرے مرد مسلمان کی اور
منع کرے غیبت اسکی سے اُس جگہ کہ بے حرمتی کی جاتی اسکی اور نقصان کیا جاتا ہے اس جگہ میں آبرو اسکی سے مگر کہ نہیں مدد کریگا اسکی اللہ تعالیٰ اُس جگہ میں کہ دوست رکھتا ہے
اسمیں مدد خدا کو یعنے آخرت میں اور دنیا میں اور نہیں کوئی شخص مسلمان کہ مدد کرے کسی مسلمان کی اُس جگہ میں کہ نقصان کیا جاتا ہے اسمیں آبرو اسکی سے اور بے حرمتی کیجاتی ہے
اسکی اسمیں مگر کہ مدد کریگا اسکی اللہ تعالیٰ اُس جگہ میں کہ دوست رکھتا ہے اسمیں مدد اسکی نقل کی یہ ابو داؤد نے (وعن عقبة بن عامر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من رأی عورة فسترها کان کمن احیی موؤدة رواہ احمد والترمذی وصححہ) اور روایت ہے عقبہ بیٹے عامر کے سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ دیکھے یعنے جانے
عیب یا برائی یعنے کسی مسلمان میں اور ڈھانکے اسے اسکو ہوگا ثواب اسکو مانند ثواب اُس شخص کے کہ زندہ کیا چاہئے گاڑے ہوئے کو نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے اور صحیح کہا اسکو ف
وجہ تشبیہ ڈھانکنے عیب کی ساتھ زندہ کرنے چاہئے گاڑے ہوئے کے یہ ہی ہے علماء نے کہ جسکا عیب ظاہر ہوتا ہے تو وہ خجالت سے مانند مردہ کے ہوتا ہے اور دوست رکھتا ہے کہ کاش میں مردہ
ہوتا اور عیب ظاہر نہوتا پس جب کسی نے عیب اسکا ڈھانکا تو دفع کی اُس سے خجالت کہ وہ اسکے نزدیک بمنزلہ موت کے تھی پس ڈھانکنا عیب کا بمنزلہ زندہ کرنے کے ہوا جیسے
کہ جیتی لڑکی کہ دفن کی گئی تھی قبر میں اور قریب مرنے کے تھی پس نکالی گئی اور زندہ رہی ؛ ع (وعن ابی ہریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان احدکم مرآة اخیہ
فان رأی بہ اذی فلیمط عنہ رواہ الترمذی وضعفہ وفی روایة لہ ولابی داؤد المؤمن مرآة المؤمن والمؤمن اخو المؤمن یکف عنہ ضیعتہ ویحوطہ من ورائہ) اور روایت ہے
ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق ایک تمہارا آئینہ ہے بھائی اپنے کا پس اگر دیکھے اسمیں برائی تو چاہیے کہ دور کردے اُس سے برائی یعنے اور مشغول
ہو ساتھ اصلاح حال اسکے کے جسطرح کہ ہوسکے ساتھ تنبیہ اور اعلام اور زجر و نصیحت کے جیسے کہ شرط ہے نقل کی یہ ترمذی نے اور ضعیف کہا اسکو یعنے روایت حدیث ساتھ اس
لفظ کے ضعیف ہے اور بیچ ایک روایت ترمذی کے اور ابو داؤد کے یوں ہے مسلمان آئینہ مسلمان کا ہے اور مسلمان بھائی ہے مسلمان کا باز رکھتا اور دفع کرتا ہے اُس سے وہ چیز کہ
اسمیں ضرر اور ہلاکت اسکی ہے اور نگاہ رکھتا ہے یعنے حق اسکا غائبانہ اُسکے ف مسلمان آئینہ دوسرے مسلمان کا ہے یعنے آگاہ کردیتا ہے اسکو اسکی برائی پر مانند آئینہ کے کہ جو کچھ بھلے برے
کے وجود میں ہوتا ہے اگرچہ تھوڑی چیز ہو دکھا دیتا ہے اور خفیہ آگاہ کرے تا وہ ذلیل نہو لوگوں میں جیسے آئینہ آگاہ کرتا ہے کہ سوا اسکے کسی پر معلوم نہیں کرواتا اور وہ دوسرا بھی معلوم
ہوجاتا ہے اپنی رائے پر بسبب آگاہ کرنے مومن دوسرے کے جیسے کہ مطلع ہوتا ہے اپنے چہرے کی برائی پر بسبب دیکھنے کے آئینہ میں مولانا روم قدس اللہ سرہ نے فرمایا کہ صوفیہ ہم
خیر پہ ہیں جبتک کہ کاوش کرتے رہیں احوال ایک دوسرے کے سے اور جب متفق ہونگے ہلاک ہونگے اور واسطے تقویت و تائید اِن معنوں کے فرمایا المؤمن اخ المؤمن
الخ اور نگاہ رکھتا ہے الخ یعنے غیبت نہیں کرتا اسکی اور اگر کوئی غیبت کرتا ہے اسکی تو منع کردیتا ہے اور سکوت نہیں کرتا بلکہ محافظت کرتا ہے تمام حقوق اسکے کی نفس میں اور مال
میں اور آبرو میں ؛ ح ع (وعن معاذ بن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حمی مؤمنا من منافق بعث اللہ ملکا یحمی لحمہ یوم القیامة من نار جہنم ومن
رمی مسلما بشیء یرید بہ شینہ حبسہ اللہ علی جسر جہنم حتی یخرج مما قال رواہ ابو داؤد) اور روایت ہے معاذ بیٹے انس کے سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو شخص کہ بچاوے کسی مسلمان کو یعنے اسکی آبرو کو منافق کے شر سے بھیجے گا اللہ تعالیٰ فرشتہ کو کہ بچاویگا گوشت اسکے کو یعنے اسکے بدن کو دن قیامت کے آگ دوزخ
کی سے اور جو شخص کہ تہمت کرے کسی مسلمان کو ساتھ کسی چیز کے یعنے عیبوں میں سے درحالیکہ چاہتا ہے ساتھ اُس چیز کے عیب اسکا قید کریگا اسکو اللہ اوپر پل دوزخ کے یہانتک
کہ نکلے عہدہ اُس چیز کے سے کہ کہا ہے نقل کی یہ ابو داؤد نے ف یعنے پاک ہو اسکے گناہ سے ساتھ راضی کرنے مدعی اسکے کے یا ساتھ شفاعت کے یا ساتھ عذاب کرنے کے
بقدر گناہ کے اور منافق سے یہاں مراد غیبت کرنے والا ہے اسکو منافق اسلیے کہا کہ ظاہر کرتا ہے خیر خواہی اور دل میں ارادہ رکھتا ہے فضیحت کا اور غیبت گوئی کار منافقوں کا ہے
کہ حاضر و غائب یکساں نہیں ہوتے ؛ ع ح (وعن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر الاصحاب عند اللہ خیرہم لصاحبہ وخیر الجیران عند اللہ
خیرہم لجارہ رواہ الترمذی والدارمی وقال الترمذی ہذا حدیث حسن غریب) اور روایت ہے عبد اللہ بن عمر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتر یاروں کا
یعنے اکثر انکا از روئے ثواب کے نزدیک اللہ کے بہتر ان کا ہے واسطے یار اپنے کے یعنے اکثر انکا از روئے احسان کے اگرچہ ساتھ خیر خواہی کے ہو اور بہتر ہمسایوں کا نزدیک خدا

اللہ کے بہتر ین انکا ہو واسطے ہمسایہ اپنے کے نقل کی یہ ترمذی اور دارمی نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے (وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ لِيْ اَنْ اَعْلَمَ اِذَا اَحْسَنْتُ اَوْ اِذَا اَسَأْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتَ جِيْرَانَكَ يَقُوْلُوْنَ قَدْ اَحْسَنْتَ فَقَدْ اَحْسَنْتَ وَاِذَا سَمِعْتَهُمْ يَقُوْلُوْنَ قَدْ اَسَأْتَ
فَقَدْ اَسَأْتَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ) اور روایت ہے ابن مسعود سے کہ کہا ایک شخص نے واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یا رسول اللہ کسطرح معلوم کرون مین نیکوکاری اپنی اور
بدکاری اپنی یعنے کیونکر جانون کہ مین نیک کار ہون یا بدکار جسوقت کہ صادر ہو مجھسے ایسا عمل کہ نہ معلوم ہو حسن و قبح اسکا شرعًا پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسوقت
سنے تو اپنے ہمسایونکو کہتے ہین تحقیق نیکی کی تو نے پس تحقیق نیکی کی تو نے اور جسوقت سنے تو ہمسایونکو کہتے ہین تحقیق برا کیا تو نے پس تحقیق برا کیا تو نے یعنے نیکی و بدی تیری ساتھ گواہی دینے
ہمسایون کے معلوم ہوگی نقل کی یہ ابن ماجہ نے فائدہ تو ہمسایون کو یعنے سب ہمسایون کو یعنے اسلیے کہ نہین جمع ہوتے ہین سب ضلالت پر غالبًا اور اسمین اشارہ ہے
اسپر کہ السنة الخلق اقلام الحق کذا ذکر علی اور حضرت شیخ نے کہا کہ یہ اسوقت ہے کہ جسوقت ہون ہمسایے اسکے اہل حق و انصاف والے اور نہ بہت محبت رکھتے ہون اور نہ
بہت دشمنی (وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ) اور روایت ہے عائشہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اتارو
تم آدمیون کو بیچ مراتب انکی کے نقل کی یہ ابو داود نے فائدہ یعنے بیچ مراتب معینہ انکی کے یعنے حد و مرتبہ ہر ایک کا نگاہ رکھو ایک ہے شریف و اہل عزت اور دوسرا ہے وضیع و
ذلیل دونون کو یکسان نرکھو تعظیم و تکریم مین ہر ایک کے ساتھ ایسا سلوک کرو کہ موجب ایذا اور حقارت اسکے کا ہو یعنے برابری کرو درمیان خادم اور مخدوم کے بلکہ ہر ایک
سے موافق مرتبہ اسکے کے پیش آؤ فرماتا ہے اللہ تعالی و رفعنا بعضهم درجات اور احیاء العلوم مین منقول ہے کہ حضرت عائشہ کھانا کھا رہی تھین کہ ایک فقیر اس راہ سے گذرا ایک
ٹکڑا روٹی کا اسکو بھیجا بعد ازان ایک سوار گذرا اس سے کہلا بھیجا کہ طعام حاضر ہے اگر خواہش ہو تو آئیے ایک شخص نے حاضرین مین سے تفاوت اس حال سے پوچھا فرمایا
حضرت عائشہ نے کہ سنا مین نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے انزلوا الناس منازلهم وہ مسکین اس روٹی کے ٹکڑے سے راضی ہوگیا اور اگر سوار سے بھی ویسا ہی معاملہ
کرتی کہ جیسا اس سے کیا تو وہ ایذا پاتا اور حقارت اسکی لازم آتی اور یہ حدیث مبدا ہے فہم اقوال علما کا بیچ تفاضل انبیا کے اور تفضیل خلفا کا اور مانند انکے کے جیسے کہ یہ حدیث
منشا ہے وہم اغنیا و متکبرین کا امرا و وزرا سے جیسے کہ دیکھا جاتا ہے بیچ مجلسون انکی کے قد علم کل اناس مشربهم فهم کل فریق مذهبهم تفضیل بکثیر او بعدی بکثیر اپنے علما کا فہم اسی
سے ہے کہ وہ اہل علم و فضل کو فضیلت دیتے ہین انکے غیر پر اور اغنیا کا وہم ہے کہ وہ اہل علم و فضل و فقرا کی حقارت کرتے ہین اور فاسق دولتمند فاجرون کی عزت و تعظیم کرتے
اور اس حدیث کو دلیل لاتے ہین انکو اللہ تعالی نے اس سے گمراہ کیا اور علما کو راہ یاب کیا ش ح اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فصل تیسری (عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ قُرَادٍ اَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ يَوْمًا فَجَعَلَ اَصْحَابُهُ يَتَمَسَّحُوْنَ بِوَضُوْئِهِ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَحْمِلُكُمْ عَلٰى هٰذَا قَالُوْا حُبُّ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُحِبَّ اللّٰهَ
وَرَسُوْلَهُ اَوْ يُحِبَّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ فَلْيَصْدُقْ حَدِيْثَهُ اِذَا حَدَّثَ وَلْيُؤَدِّ اَمَانَتَهُ اِذَا اؤْتُمِنَ وَلْيُحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَهُ) روایت ہے عبد الرحمن بیٹے ابی قراد کے سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے وضو کیا ایکدن پس شروع کیا صحابیون نے کہ ملتے تھے اپنے بدن کو پانی حضرت کے وضو کا پس فرمایا واسطے انکے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کون سی چیز باعث ہوئی تمکو
اس کام پر عرض کیا محبت اللہ کی اور رسول کی پس فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو خوش لگے یہ کہ دوست رکھے اللہ کو اور اسکے رسول کو یعنے بوجہ کمال کے
یا دوست رکھے اسکو اللہ اور رسول اسکا پس چاہیے کہ سچ بولے اپنی بات مین جسوقت کہ بات کرے اور چاہیے کہ ادا کرے امانت لوگون کی کہ اسکے پاس ہے جسوقت کہ امانت
سونپی جاوے اور چاہیے کہ اچھی کرے ہمسایہ گری ہمسایون کی ف مراد وضو کے پانی سے اکثرون کے نزدیک بقیہ وضو کے پانی کا ہے کہ باسن مین بچ رہتا ہے اور بعضون نے
کہا کہ مراد وہ پانی وضو کا ہے کہ جدا ہوا اعضائے مبارک سے اور لفظ او یحبه اللہ و رسولہ مین تنویع کے لیے ہے اور یہ مرتبہ بالاتر ہے اول سے اور حقیقت مین دونون متلازم
ایک دوسرے کے ہین کیونکہ ہر کوئی اپنے دوستدار کو دوست رکھتا ہے اور یا لفظ او بمعنے بل کے ہے اور یہ ظاہر تر ہے اور احتمال ہے کہ شک راوی کے لیے ہو اور معنے حدیث کے یہ کہ دعوی
محبت خدا اور رسول کا فقط ایسی ہی باتون سے کہ جنکا ان نفس پر شاق نہین ثابت نہین ہوتا بلکہ ضرور ہے اسمین بجالانا اوامر کا اور بچنا نواہی سے خصوصًا بجالانا ان امور کا کہ سچ بولنا
اور ادا کرنا امانت کا اور احسان کرنا ہمسایون سے کہ معاملات مین اور حقوق لوگون مین ان چیزون مین مبتلا ہونا اکثر ہوتا ہے اور شاید کہ ان لوگون مین حضرت نے کوئی

ایسی چیز پائی ہو کہ موجب سستی اور تقصیر کی ہو بیچ ادا کے ان حقوق کے ہو واس ہمسایہ خاص اُن چیزون کو ذکر کیا ہو ع (وعن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیس المؤمن بالذی یشبع وجارہ جائع الی جنبہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان) اور روایت ہو ابن عباس سے کہا ابن عباس نے کہ سنا مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہین مومن کامل وہ شخص کہ پیٹ بھر کر کھاوے اس حال مین کہ ہمسایہ اسکا بھوکا ہو اسکے پہلو مین نقل کی یہ دونون حدیثین بیہقی نے شعب الایمان مین ف جانا چاہیے کہ مراد اس حال سے جو تشبیہ ہے یعنے نہین مومن کامل وہ شخص کہ پیٹ بھر کر کھاوے اس حال مین کہ وہ جانتا ہو حال اضطرار ہمسایہ کا اور قدرت اقتدار اسکا اوپر ذکر کرنے پہلو کی اشارہ ہو کمال غافل ہونے اسکے کی بیچ خبرگیری ہمسایہ سے ف ع (وعن ابی ہریرۃ قال قال رجل یا رسول اللہ ان فلانۃ تذکر من کثرۃ صلاتہا وصیامہا وصدقتہا غیر انہا تؤذی جیرانہا بلسانہا قال ہی فی النار قال یا رسول اللہ فان فلانۃ تذکر قلۃ صیامہا وصدقتہا وصلاتہا وانہا تصدق بالاثوار من الاقط ولا تؤذی بلسانہا جیرانہا قال ہی فی الجنۃ رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان) اور روایت ہو ابی ہریرہ سے کہ کہا ایک شخص نے یا رسول اللہ تحقیق فلانی عورت ذکر کیجاتی ہو بیچ لوگون مین بطریق شہرت کے بسبب کثرت نماز اسکی کے اور روزے اسکے کے اور خیرات دینے اسکے کے یعنے لوگ کہتے ہین کہ وہ بہت عبادت کرتی ہو لیکن ایذا دیتی ہو اپنے ہمسایون کو ساتھ زبان اپنی کے فرمایا کہ وہ دوزخ مین ہوگی بسبب ایذا دینے ہمسایہ کے اور نماز اور روزہ اور تصدق باوجود یکہ افضل عبادات مین کفارہ اس گناہ کا نہین ہونگے کہا اس شخص نے یا رسول اللہ پس تحقیق فلانی عورت ذکر کیجاتی ہو بسبب کم رکھنے روزون کے اور کم خیرات دینے کے اور کم نماز پڑھنے کے اور تحقیق وہ خیرات کرتی ہو چند ٹکڑے قروط کے اور نہین ایذا دیتی اپنی زبان سے اپنے ہمسایون کو فرمایا کہ وہ بہشت مین ہوگی نقل کی یہ احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان مین ف اسلیے کہ مدار امر دین کا اوپر اکتساب فرائض اور اجتناب معاصی کے ہو اور نہین ہو فائدہ بیچ حاصل کرنے فضول کے یعنے عبادات نفل کی اور ضائع کرنے وصول کے جیسے کہ وہ واقع ہو بیچ اکثر علما اور صلحا کے کہ علما ترک کرتے ہین اُن چیزون کو کہ واجب ہو اُنپر عمل کرنا اور مشغول حاصل کرتے علما اس علم کو کہ واجب ہو اُنپر حاصل کرنا اسکا اور جو کہ صوفی کہ جامع ہین درمیان علم و عمل کے وہ مقدم رکھتے ہین رعایت پرہیز کرنے کو اوپر دینے والے وہ چاہتے ہین راہ علما کی کہ وہ کہتے ہین کہ تخلیہ مقدم ہو تحلیہ پر اور اسلیے گردانا ہو انہون نے توبہ کو اول منازل سائرین کی اور کلمہ توحید مین اشارہ ہو طرف اس معنی کے بطریق نفی و اثبات کے اور اشارہ ہو طرف اسکے کہ صفات سلبیہ مقدم ہین اوپر صفات ثبوتیہ کے پس گویا کہ لازم آتا ہو اول سے حصول ثانی کا بخلاف عکس کے ف ع (وعنہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقف علی ناس جلوس فقال الا اخبرکم بخیرکم من شرکم قال فسکتوا فقال ذلک ثلث مرات فقال رجل بلی یا رسول اللہ اخبرنا بخیرنا من شرنا فقال خیرکم من یرجی خیرہ ویؤمن شرہ وشرکم من لا یرجی خیرہ ولا یؤمن شرہ رواہ الترمذی والبیہقی فی شعب الایمان وقال الترمذی ہذا حدیث حسن صحیح) اور روایت ہو ابی ہریرہ سے کہا تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوے لوگون پر کہ بیٹھے ہوے تھے پس فرمایا کیا خبر دون مین تمکو ساتھ نیک ترین تمہارے کے اور ممتاز کرون نیک ترین تمہارے کو بدترین تمہارے سے یعنے بیان کرون کہ بہتر تم مین کون ہو اور بدتر کون کہا ابوہریرہ نے پس چپ رہے لوگ یعنے بخوف اسکے کہ تعین کر کر فرماوین کہ یہ نیک ہو اور یہ بد ساتھ مفہوم عام اور عنوان کلی کے اور یہ بات موجب فضیحت اور ذلت کی ہو پس فرمایا آنحضرت صلعم نے یہ کلام مذکور تین بار پس کہا ایک شخص نے ہان یا رسول اللہ خبر دیجیے ہمکو اور تمیز کر دیجیے نیکترین ہمارے کو بدترین ہمارے سے پس فرمایا بہترین تمہارا وہ ہو کہ امید رکھتے ہون لوگ بھلائی اسکی کی اور امن مین رہتے ہون اسکی بدی سے اور بدترین تمہارا وہ ہو کہ امید نہ رکھتے ہون لوگ اسکی بھلائی کی اور امن مین رہتے ہون اسکی بدی سے نقل کی یہ ترمذی نے اور بیہقی نے شعب الایمان مین اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہو ف اور جو ایسا ہو کہ امید اسکی بھلائی کی رکھین اور اسکی بدی سے امن مین نہون اور یا اسکی بدی سے امن مین ہون لیکن امید بھلائی کی اس سے نہ رکھتے ہون تو وہ بیچ مین ہو نہ نیکتر ہو نہ بدتر ف ع (وعن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالی قسم بینکم اخلاقکم کما قسم بینکم ارزاقکم وان اللہ تعالی یعطی الدنیا من یحب ومن لا یحب ولا یعطی الدین الا من احب فمن اعطاہ اللہ الدین فقد احبہ والذی نفسی بیدہ لا یسلم عبد حتی یسلم قلبہ ولسانہ ولا یؤمن حتی یأمن جارہ بوائقہ) اور روایت ہو ابن مسعود سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالی نے تقسیم کیے درمیان تمہارے خلق تمہارے جیسے کہ تقسیم کیے درمیان تمہارے رزق تمہارے تحقیق اللہ تعالی دیتا ہو دنیا اس شخص کو کہ دوست رکھتا ہو یعنے انبیا اور اولیا

ہین سے مانند سلیمان علیہ السلام اور عثمان رضی اللہ عنہ کے اور دنیا ہے اسکو کہ نہین دوست رکھتا ہے یعنے مانند فرعون وغیرہ کے اور نہین دیتا دین کو یعنے اخلاق نیک کو مگر اس شخص کو کہ دوست رکھتا ہے پس جس شخص کو کہ دیا اللہ نے دین پس تحقیق دوست رکھا اسکو قسم ہے اس ذات کی کہ جان میری اسکے ہاتھ مین ہے نہین مسلمان ہوتا یعنے کامل بندہ یہان تک کہ مسلمان ہو دل اسکا اور زبان اسکی اور نہین مومن ہوتا یعنے کامل یہان تک امن پاوے ہمسایہ اسکا برائیون اسکی سے ف اسلام دل کا پاک کرنا اسکا ہے عقاید باطلہ سے اور اسلام زبان کا باز رکھنا اسکا ہے لایعنی سے کذا قال الطیبی اور ظاہر یہ ہے کہ عبارت تصدیق و اقرار سے ہے بلکہ کنایہ ہے تسویہ ظاہر و باطن سے اور تخصیص دل اور زبان کی بسبب ہونے انکے مدار اسلام و ایمان کی ہے (وعن ابی ہریرة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المؤمن مألف ولا خیر فیمن لا یألف ولا یؤلف رواہما احمد والبیہقی فی شعب الایمان) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن محل ہے الفت کا اور نہین بھلائی اس شخص مین کہ نہین الفت کرتا یعنے مسلمانون سے اور نہین الفت کیا جاتا یعنے مسلمان اسے دوست نہین رکھتے نقل کین یہ دونون حدیثین احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان مین ف الف بالف ساتھ زبر لام کے مصدر میمی ہے استعمال کیا گیا ہے معنے فاعل و مفعول کے یعنے بالفت و بولف یعنے الفت کرتا ہے اور الفت کیا جاتا ہے جیسے کہ ایک روایت مین ہے اور وجہ ہے اسکی آخر حدیث بھی اور کہا طیبی نے احتمال ہے یہ کہ ہو مصدر بطریق مبالغہ کے جیسے کہ رجل عدل یعنے الفت کرنے والا ہے یا الف اسم مکان ہے یعنے ہوتا ہے جگہ الفت کی اور منشا اسکا اسلئے کہ بسبب الفت کے حاصل ہوتا ہے اجتماع درمیان مسلمانون کے اور بغیر الفت کے واقع ہوتا ہے تفرقہ اور حق تعالی نے منت رکھی ہے مومنون پر ساتھ تالیف قلوب انکے کہ اس آیت مین کنتم اعداء فالف بین قلوبکم اور کئی جگہ مثل اس مضمون کے ہے ف ع (وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قضی لاحد من امتی حاجة یرید ان یسرہ بہا فقد سرنی ومن سرنی فقد سر اللہ ومن سر اللہ ادخلہ اللہ الجنة) اور روایت ہے انس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص روا کرے کوئی حاجت دینی یا دنیوی واسطے کسی کے امت میری سے یعنے امت اجابت سے درحالیکہ چاہتا ہے یہ کہ خوش کرے اسکو ساتھ حاجت روائی کے پس تحقیق خوش کیا اسنے مجکو یعنے مین خوش ہوتا ہون بسبب خوشی امتی کے اور جسنے خوش کیا مجکو پس تحقیق خوش کیا اللہ کو اور جسنے خوش کیا اللہ کو داخل کریگا اسکو اللہ بہشت مین ف اور جامع صغیر مین ہے کہ جسنے روائی واسطے بھائی مسلمان کے ایک حاجت ہوتا ہے واسطے اسکے ثواب مانند ثواب اس شخص کے کہ حج کیا اور عمرہ کیا روایت کیا اسکو خطیب نے انس سے (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اغاث ملہوفا کتب اللہ لہ ثلاثا وسبعین مغفرة واحدة فیہا صلاح امرہ کلہ وثنتان وسبعون لہ درجات یوم القیمة) اور روایت ہے اسی انس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کہ فریاد رسی کرے کسی مظلوم کی لکھتا ہے اللہ تعالی واسطے اسکے تہتر بخششین ایک ان تہتر بخششون مین سے بخشش ہے کہ اسمین اصلاح سب کامون اسکے کی ہے یعنے دنیا اور آخرت مین اور بہتر بخششین واسطے اسکے موجب درجات کی ہونگی دن قیامت کے ہے (وعنہ وعن عبد اللہ قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ روی البیہقی الاحادیث الثلثة فی شعب الایمان) اور روایت ہے اسی انس سے اور عبد اللہ سے کہا ان دونون نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خلق کنبا اللہ کا ہے پس بہتر خلق کا طرف اللہ کے وہ شخص ہے کہ احسان کرے طرف کنبے اللہ کے نقل کین یہ تینون حدیثین بیہقی نے شعب الایمان مین ف عیال آدمی کی وہ ہین جنکو یہ پرورش کرتا ہے اور کھلاتا ہے اور مال خرچ کرتا ہے پس یہ نسبت طرف اللہ تعالی کے مجاز ہے اور یہ نسبت اللہ تعالی کے حقیقت کہ رزاق مطلق حقیقت مین وہی ہے جیسے کہ خلاق ہے اور فرمایا اللہ تعالی نے وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقہا ع (وعن عقبة بن عامر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول خصمین یوم القیمة جاران رواہ احمد) اور روایت ہے عقبہ بیٹے عامر کے سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اول دو جھگڑنے والے دن قیامت کے دو ہمسایہ ہونگے نقل کی یہ احمد نے ف یعنے اول دو شخص آپسمین جھگڑنے والے بعد جھگڑنے اہل نار کے دو ہمسایہ ہونگے کہ جھگڑینگے بیچ اس چیز کے کہ حاصل ہوئی ہوگی ایذا یا واقع ہوئی ہوگی تقصیر آپس مین حقوق واجب الادا مین اور ایک روایت مین آیا ہے کہ اول جو محاسبہ ہوویگا بندے سے در مقدمہ نماز کے ہوگا اور ایک روایت مین آیا ہے کہ اول وہ چیز کہ حکم کیا جاویگا اسمین درمیان لوگون کے خون ہوگا اور ایک روایت یہ آئی کہ اول دو جھگڑنے والے دن قیامت کے دو ہمسایہ ہونگے پس تطبیق اسمین یون وہی ہے علماء نے کہ حقوق اللہ مین اول محاسبہ نماز کا ہوگا بسبب فضیلت اسکی کے تمام عبادات پر اور حقوق العباد مین اول حکم کیا جاویگا

ورنہ مدعون ہونگے کہ وہ بہت بڑا گناہ ہے اور یہ حدیث مقید ہے ساتھ اختصاص خصمین کے یعنے جو لوگ ایسے ہین کہ ہر ایک نے بنسبت دوسرے کے قصور کیا ہے اولے حقوق ہین
اور اس سے گناہ لازم ہوا انہین اول پر وہ شخص جھگڑتے آویگا اور انکا فیصلہ کیا جاویگا اور اگر بالفرض کیا جاوے کہ تقصیر ایکسے واقع ہوئی ہو تو اطلاق خصمین کا بطریق
تغلیب اور مشاکلت کے ہوگا مانند قول اللہ تعالی کے وجزاء سیئۃ سیئۃ پس اولیت ہر ایک مین اضافی ہے منافات نہ لازم آئی انہین دع (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا شَكَا إِلَى
النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْوَةَ قَلْبِهِ فَقَالَ امْسَحْ رَأْسَ الْيَتِيمِ وَأَطْعِمِ الْمِسْكِينَ رَوَاهُ أَحْمَدُ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق ایک شخص نے شکایت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
سختی دل اپنے کی کہ علاج اسکا کیا ہے فرمایا پھیر تو ہاتھ یتیم کے سر پر اور کھلا مسکین کو نقل کی یہ احمد نے ف یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے سے موت یاد آئیگی پس فہمت جاویگا تو جہانت کو
اور غفلت دور ہوگی اور دل نرم ہوگا کہ قساوت قلب کا منشا غفلت ہے اور کھلا مسکین کو تاکہ دیکھے تو آثار نعمت الہی کے اپنے پر کہ غنی کیا تجکو اور محتاج کیا تیری طرف اور دوسرے
پس رقیق ہوگا دل تیرا اور زائل ہوگی سختی دل کی ہیع (وَعَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى أَفْضَلِ الصَّدَقَةِ ابْنَتُكَ مَرْدُودَةً إِلَيْكَ لَيْسَ لَهَا
كَاسِبٌ غَيْرُكَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ) اور روایت ہے سراقہ بن مالک سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا نہ آگاہ کرون مین تجکو اوپر بہترین صدقہ کے کہ وہ صدقہ کرنا اور نیکی کرنی
تیری ہے اوپر بیٹی اپنی کے درحالیکہ پھیری گئی ہے طرف تیرے یعنے طلاق دی ہے اسکو خاوند اسکے نے اور تیرے گھر آن پڑی ہے اور نہین واسطے اُس بیٹی کے کوئی کمانیوالا سوا تیرے
یعنے نہ بیٹا ہے کہ خدمت کرے اسکی اور نہ کوئی خبر گیران ہے ناچار تیرے گھر مین آن پڑی نقل کی یہ ابن ماجہ نے بَابُ الْحُبِّ فِي اللهِ وَمِنَ اللهِ باب ہے بیچ بیان محبت کے
بیچ ذات خدا کے اور واسطے خدا کے ف حب فی اللہ یعنے بیچ ذات اللہ کے اور وجہ اسکی کے کہ نہ آمیزش ہو اس مین ریا اور خواہش نفسانی کی اور من اللہ یعنے بسبب اللہ
اور رضا اسکی کے یعنے جب دوست رکھے کسی بندے کو تو دوست رکھے اسکو واسطے اللہ کے اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ فصل پہلی (عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ) اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے کہ روحین پہلے پیدا ہونیکے بدنون مین مانند لشکر کے تھین یعنے ایک جا جمع تھین بعد ازان متفرق کیا انکو اور بدنون مین بھیجا پس جو ارواحین کہ جان پہچان رکھتی تھین آپس مین
یعنے بعلاقہ مناسبت اور مشاکلت کے صفات مین آپس مین الفت رکھتی ہین یعنے بعد از تعلق کے بدنون مین اور جو انجان تھین اُن مین سے اختلاف رکھتی ہین نقل کی یہ بخاری
نے اور نقل کی یہ مسلم نے ابی ہریرہ سے ف یعنے جن روحون مین روز ازل کے مناسبت تھی صفات مین یہان بھی محبت ہوتی ہے اور جن مین وہان اختلاف تھا یہان
بھی اختلاف رہتا ہے مثلا نیکون مین آپس مین موافقت ہوتی ہے اور فاسقون کو فاسقون سے اور ظہور وہان کے تعارف کا بسبب الہام خدا کے ہوتا ہے کہ لوگون کے
دلون مین بسبب وہان کی محبت کے یہان محبت بھی ڈالدیتا ہے طیبی (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيلَ
فَقَالَ إِنِّي أُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ قَالَ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ ثُمَّ يُنَادِي فِي السَّمَاءِ فَيَقُولُ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ وَإِذَا أَبْغَضَ
عَبْدًا دَعَا جِبْرِيلَ فَيَقُولُ إِنِّي أُبْغِضُ فُلَانًا فَأَبْغِضْهُ قَالَ فَيُبْغِضُهُ جِبْرِيلُ ثُمَّ يُنَادِي فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللهَ يُبْغِضُ فُلَانًا فَأَبْغِضُوهُ قَالَ فَيُبْغِضُونَهُ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْبَغْضَاءُ
فِي الْأَرْضِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ جب دوست رکھتا ہے کسی بندے کو یعنے ارادہ کرتا ہے لطف
محبت اپنی کا واسطے کسی بندے کے اپنے بندون مین سے تو پکارتا ہے جبرئیل کو اور فرماتا ہے کہ تحقیق مین دوست رکھتا ہون فلانے کو پس دوست رکھ تو اسکو فرمایا حضرت
نے پس دوست رکھتا ہے اسکو جبرئیل پھر پکارتا ہے جبرئیل آسمانمین یعنے بموجب حکم الہی کے پس کہتا ہے تحقیق اللہ تعالی دوست رکھتا ہے فلانے کو پس دوست رکھو تم اسکو
پس دوست رکھتے ہین اسکو اہل آسمان پھر رکھی جاتی ہے اسکے لیے قبولیت یعنے محبت زمین مین کہ زمین والے یعنے جن وانس اُس سے محبت رکھتے ہین اور جسوقت کہ بغض رکھتا ہے
اللہ تعالی کسی بندے سے پکارتا ہے جبرئیل کو اور فرماتا ہے کہ تحقیق مین بغض رکھتا ہون فلانے شخص سے تو بھی بغض رکھ اُس سے فرمایا حضرت نے پس بغض رکھتے ہین اہل آسمان
اُس سے پھر رکھا جاتا ہے واسطے اسکے بغض زمین مین یعنے زمین والے بھی اُس سے عداوت رکھتے ہین نقل کی یہ مسلم نے ف کہا نووی نے کہ دوست رکھنا اللہ کا بندے کو
ارادہ کرنا خیر کا ہے واسطے اسکے ہدایت اور انعام کا اور رحمت کا اسپر اور بغض اللہ کا ارادہ کرنا عذاب کا اور گمراہی کرنے کا اور بدبخت کرنے کا اور محبت جبرئیل اور فرشتون کی

احتمال رکھتی ہے وہ دو وجہوں کو ایک تو یہ کہ استغفار کرتے ہیں واسطے اسکی اور ثنا کرتے ہیں اسپر اور دعا کرتے ہیں اسکے لیے اور دوسرے یہ کہ غبطہ ظاہر معنے معروف پر لیکن وہ
مائل کرنا دل کا طرف اسکی اور اشتیاق ملنے اسکے کا ہے کہ تمنا ہو انبیا میں ظاہر تر ہے اسلیے کہ جب صحیح ہو حمل کرنا لفظ کا اسکے معنے حقیقی پر تو کیوں معنے مجازی کیطرف پھیرتے
معنے اسکے اول شروع ہیں ثانی پر شروع (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی يَقُولُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ بِجَلَالِي الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ
لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے اسی ابو ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بلاشبہ اللہ تعالی فرماویگا دن قیامت کے یعنے سب لوگوں کے
سامنے واسطے بزرگی جتانے اپنے بندوں کے کہ کہاں ہیں آپس میں محبت رکھنے والے بسبب بزرگی میری کے اور واسطے تعظیم میری کے یا کہاں ہیں وہ کہ رکھتے محبت
آپس میں واسطے رضا جناب میری کے اور پانے ثواب میرے کے آج کے دن جگہ دونگا میں انکو بیچ سایہ اپنے کے ایسا دن کہ نہیں سایہ سوائے سایہ میرے کے نقل کی یہ مسلم
نے مراد سایہ خداے تعالی کے سے سایہ عرش کا ہے جیسے کہ بعضی حدیثوں میں صریح آیا ہے اور اضافت اللہ تعالی کی طرف واسطے تشریف و تعظیم کے ہے یا مراد سایہ سے حمایت
اور رحمت اسکی ہے جیسے کہ السلطان ظل اللہ آیا ہے اور یا سایہ عبارت ہے رحمت اور نعمت سے جیسے کہ کہتے ہیں عیش ظلیل یعنے زندگانی خوش ہے (وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا زَارَ أَخًا لَهُ فِي قَرْيَةٍ أُخْرَى فَأَرْصَدَ اللّٰهُ لَهُ عَلَى مَدْرَجَتِهِ مَلَكًا قَالَ أَيْنَ تُرِيدُ قَالَ أُرِيدُ أَخًا لِي فِي هٰذِهِ الْقَرْيَةِ قَالَ هَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا قَالَ لَا غَيْرَ
أَنِّي أَحْبَبْتُهُ فِي اللّٰهِ قَالَ فَإِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكَ بِأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ فِيهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے اسی ابی ہریرہ سے کہ انہے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ تحقیق ایک شخص نے ارادہ کیا ملاقات کرنے کا اپنے بھائی مسلمان سے کہ تھا ایک اور بستی میں پس منتظر بٹھایا اللہ نے واسطے اسکے اسکی راہ پر ایک فرشتہ پوچھا اس فرشتہ نے
اس شخص سے کہ کہاں جایا چاہتا ہے تو کہا اسنے ارادہ کرتا ہوں میں اپنے بھائی کی ملاقات کا کہ وہ اس بستی میں ہے کہا اس فرشتے نے کہ آیا ہے تیرے لیے اسپر حق نعمت کا کہ تو اسکو
استیفا کرے تو یعنے کوئی نعمت دی ہے تو نے اسکو کہ واسطے طلب کرنے بدلے اسکے کے جاتا ہے کہا اس شخص نے کہ نہیں سوائے اسکے کہ میں دوست رکھتا ہوں اسکو واسطے
طلب رضا اللہ کے کہا فرشتہ نے کہ تحقیق میں بھیجا ہوا ہوں اللہ کا طرف تیرے خبر دوں تجھکو کہ تحقیق اللہ تعالی نے دوست رکھا تجھکو جیسے کہ دوست رکھا تو نے اسکو واسطے
خدا کے نقل کی یہ مسلم نے ف اسمیں فضیلت ہے محبت اللہ کی کہ وہ سبب ہوتی ہے محبت خدا کی اور فضیلت ہے ملاقات صالحین کی اور اسمیں دلیل ہے اسپر کہ کبھی اللہ تعالی فرشتہ
کو بھیجتا ہے اولیا کے پاس اور وہ کلام کرتے ہیں انسے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ اگلی امتوں کے خصائص سے ہے کیونکہ اب نبوت ختم ہو چکی شرع (وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ تَقُولُ فِي رَجُلٍ أَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ فَقَالَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے ابن مسعود سے کہ کہا آیا ایک شخص
پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا یا رسول اللہ کیا فرماتے ہو اس شخص کے بیچ کہ دوست رکھتا ہے ایک قوم کو یعنے علما یا صلحا کو اور نہیں پہونچا انکی صحبت میں یا انکے
علم و عمل کو نہیں پہونچا پس فرمایا وہ شخص ساتھ اسکے ہے کہ دوست رکھتا ہے اسکو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنے حشر کیا جاویگا ساتھ محبوب اپنے کے اور ہوگا رفیق اسکا اگرچہ
کامل کہ لائق اعتبار کے ہے وہی ہے کہ متابعت اور موافقت کیطرف کھینچے لیکن اصل انجذاب اور اعتقاد و مورث معیت اور اتحاد کا ہے اسمیں بشارت ہے دوستداروں صلحا اور علما
اور اتقیا اور اولیا کو کہ امید ہے کہ روز قیامت کے انکے زمرہ میں اٹھینگے اور انکے ساتھ ہونگے انشاء اللہ تعالی کذا ذکرہ الشیخ اور ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ ظاہر حدیث کا عموم ہے
کہ شامل ہے واسطے صالح اور بد بخت کے اور موید ہے اسکی حدیث المرء علی دین خلیلہ جیسے کہ آویگی پس اسمیں ترغیب و ترہیب ہے اور وعدہ وعید (وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ
مَتَى السَّاعَةُ قَالَ وَيْلَكَ وَمَا أَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ مَا أَعْدَدْتُ لَهَا إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ قَالَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ قَالَ أَنَسٌ فَمَا رَأَيْتُ الْمُسْلِمِينَ فَرِحُوا بِشَيْءٍ بَعْدَ الْإِسْلَامِ
فَرَحَهُمْ بِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کب ہوگی قیامت فرمایا ولے ہے تجھکو کیا تیار کیا ہے تو نے قیامت کے لیے اعمال
صالحہ سے یعنے اسکو کیا پوچھتا ہے کہ قیامت کب ہوگی عمل کر قیامت کبھی ہو وے ظاہر آنحضرت کو یہ سوال اسکا خوش نہ آیا اور گمان کیا کہ از راہ تعنت اور استبعاد کے پوچھتا ہے
نہ از راہ خوف و اعتقاد کے کہا اسنے کہ نہیں تیار کیا میں نے اسکے لیے کچھ مگر یہ کہ دوست رکھتا ہوں میں خدا اور رسول خدا کو فرمایا تو ساتھ اسکے ہے کہ دوست رکھتا ہے تو کہا
انس نے نہیں دیکھا میں نے مسلمانوں کو کہ خوشی ہوئے ہوں ساتھ کسی چیز کے پیچھے اسلام کے مانند خوشی ہونے انکے کے ساتھ اس کلمہ کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف

دوست رکھتا ہون مین الخ اسلئے ہی ذکر کیا اور عبادتین قلبی اور بدنی اور مالی نہ ذکر کین اسلئے کہ یہ شاخین ہین محبت کی اور لازم ہین محبت کو اور اسلئے کہ محبت اعلیٰ ہے
ہی کہ باعث ہی واسطے محبت اللہ کے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یحبہم ویحبونہ اور فرمایا ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور تو ساتھ اسکے ہی کہ دوست رکھتا ہی یعنے مخلوق کے
ساتھ اسکے کہ غالب ہی محبت اسکی اوپر محبت غیر اسکے کے کہ نفس اور اہل اور مال ہی اور داخل ہوگا تو بیچ زمرہ اسکے کے اور علامت محبت صادقہ کی ہی کہ اختیار کرے
امر محبوب کا اور نہی اسکی اوپر مراد غیر اسکی کے جیسے کہ کہا رابعہ نے نظم تعصی الالہ وانت تظہر حبہ؛ ہذا لعمری فی القیاس بدیع؛ لو کان حبک صادقا لاطعتہ؛ ان
المحب لمن یحب مطیع؛ اور مسلمان اسلئے خوش ہوئے کہ وہ پہلے یہ گمان کرتے تھے کہ نہین حاصل ہوتی معیت یعنے ہمراہی ساتھ نری محبت اور مناسبت کے بلکہ موقوف ہی
اوپر کثرت عبادتون اور زیادتی ریاضتون کے اور مجاہدون کے چنانچہ دلالت کرتی ہی اسپر وہ روایت کہ لایا ہی عماد الدین بن کثیر اپنی تفسیر مین کہ کہا حضرت عائشہ نے کہ آیا ایک شخص
پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ البتہ محبوب تر ہین نزدیک میرے جان میری سے اور اہل میرے سے اور فرزند میرے سے اور مین اپنے گھر مین
ہوتا ہون پس یاد کرتا ہون آپکو پس نہین صبر کرتا مین یہان تک کہ آتا ہون آپکے پاس اور دیکھتا ہون آپکو اور جب یاد کرتا ہون مین موت اپنی اور موت آپکی تو خیال کرتا ہون
کہ آپ جب داخل ہونگے جنت مین اعلیٰ درجہ مین ہونگے ساتھ نبیون کے اور اگر مین داخل ہوا بہشت مین تو ڈرتا ہون اس سے کہ نہین دیکھونگا آپکو پس نہ جواب دیا اسکا آنحضرت
نے یہان تک کہ اوتری یہ آیت ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین الخ پس ظاہر ہوا ساتھ اسکے
یہ کہ مراد ساتھ معیت کے یہان معیت خاص ہی اور معیت خاص ہی کہ حاصل ہوگی اس سے ملاقات درمیان محب اور محبوب کے نہ یہ کہ وہ دونون ہونگے ایک درجہ مین اسلئے کہ یہ بدیہی البطلان ہی اور آیا ہی
حدیث مین بیان کیفیت ملاقات مذکورہ کا کہ حاصل و مختصر اسکا یہ ہی کہ اعلیٰ درجہ والے اوتر طرف انکے کہ اسفل ہین ان سے پس جمع ہونگے بیچ باغون جنت کے اور ذکر کرینگے
ان چیزون کا کہ انعام کی ہونگی اللہ نے انپر اور ثنا کرینگے اسپر اور اوترینگے انکے لیے اہل درجات اور دوڑ دوڑ کر لاوینگے انکو وہ چیز کہ چاہینگے وہ اور مانگین گے پس وہ
باغ جنت مین خوش ہوونگے اور چین کرینگے پھر ظاہر یہ ہی کہ یہ معیت اور مواجہہ مختلف ہوگا ساتھ اختلاف حسن معاملہ کے واللہ اعلم ٭ع (وعن ابی موسیٰ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل الجلیس الصالح والسوء کحامل المسک ونافخ الکیر فحامل المسک اما ان یحذیک واما ان تبتاع منہ واما ان تجد منہ ریحا طیبۃ ونافخ
الکیر اما ان یحرق ثیابک واما ان تجد منہ ریحا خبیثۃ متفق علیہ) اور روایت ہی ابی موسیٰ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مثل ہمنشین نیک اور بد کی
مانند اٹھانے والے مشک کے اور پھونکنے والے مشک کے ہی پس اٹھانیوالا مشک کا یا دیگا تجکو مشک مفت اور یا خریدیگا تو اس سے اور یا پاویگا تو اس سے خوشبو یعنے اگر
مشک ہاتھ نہین لگتا خوشبو ہی پہونچتی ہی اسیطرح اگر ہمنشین نیک سے فیض و نعمت مشخص نہین پہونچتی ہی بس ہی کہ ایک ساعت اسکی صحبت مین خوشحال ہوتا ہی اور
فارغ بیٹھتا ہی اور پھونکنے والا مشک کا یا جلا دیگا کپڑے تیرے یا پاویگا تو اس سے بو بد یعنے دھوان اسیطرح ہمنشین بد یا ضرر کرتا ہی اور ضائع کرتا ہی وقت کو اور لیجاتا ہی
سرمایہ استعداد کا اور اگر یہ نہین ہوتا تو بدحالی اور ناخوشی نقد وقت ہی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ٭ف لفظ یعنی اگرچہ مضمون ضمن ترجمہ مین لکھا گیا ہی حضرت شیخ نے لکھا ہی
اور ملا علی نے لکھا کہ مراد یہ ہی کہ لازم کر اپنے پر محبت و مصاحبت اول کی اور بیچ تو محبت اور موافقت دوسرے کی سے اس مین رغبت دلائی ہی اوپر صحبت و ہمنشینی صلحا
اور علما کے کہ نفع دیتی ہی وہ دنیا اور آخرت مین اور منع کیا ہی صحبت اشرار و فساق کی سے کہ ضرر کرتی ہی دین و دنیا مین الفصل الثانی فصل دوسری (عن معاذ
بن جبل قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول قال اللہ تعالیٰ وجبت محبتی للمتحابین فی والمتجالسین فی والمتزاورین فی والمتباذلین فی رواہ
مالک وفی روایۃ الترمذی قال یقول اللہ تعالیٰ المتحابون فی جلالی لہم منابر من نور یغبطہم النبیون والشہداء) اور روایت ہی معاذ بیٹے جبل کے سے کہ کہا سنا
مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے کہ فرماتا ہی اللہ تعالیٰ واجب یعنے ثابت یا لازم ہوئی ہی محبت میری واسطے محبت کرنے والون کے آپس مین بسبب میرے کے
اور واسطے بیٹھنے والون کے بسبب میرے اور ثنا میری کے اور واسطے ملاقات کرنے والون کے میری رضا کے لیے یعنے بعض بعض سے ملتے ہین میری عبادت کے لیے اور
واسطے مال خرچنے والون کے میری رضا مین نقل کی یہ مالک نے اور بیچ روایت ترمذی کے ہی کہ فرمایا آنحضرت نے کہ فرماتا ہی اللہ تعالیٰ کہ محبت کرنے والے آپس مین بسبب

عظمت وجلال ہیں سے کے ہونگے انکے لیے منبر نور کے کہ رشک کرینگے انپر نبی اور شہید ف یہاں ایک اشکال لازم آتا ہو کہ کیونکر روا ہوکہ انبیا افضل سب لوگون سے ہین علی الاطلاق اور شہدا کہ جان و مال اپنی راہ خدا مین صرف کرتے ہین باوجود اس فضل عظیم کے کہ انکو حاصل ہو رشک لیجا وین اس جماعت پر کہ عمل ساتھ اُس آسانی کے کیا اور رشک ہوا مفضول کے فاضل پر نہین لیجاتا جواب اسکا علما نے یہ دیا ہو کہ مراد رشک سے یہاں اچھا جاننا اور سراہنا ہو حقیقت معنے اسکے کہ طلب کرنا ہو مثل اُس چیز کے کہ پر رکھتے ہین یعنے انبیا اور شہدا انپر ثنا کہتے ہین اور انکے مقام کو اچھا جانتے ہین جواب دوسرا یہ ہو کہ کلام مبنی ہو اوپر فرض و تقدیر کے یعنے اگر انبیا اور شہدا کو کسی پر غبطہ ہوتا تو ان پر ہوتا اور مشہور جواب یہ ہو کہ ہو سکتا ہو کہ مفضول مین ایک صفت ہو کہ فاضل مین نہو باوجود فضائل و کمالات کے کہ انکے مقابلہ مین صفت مفضول کی محو ہو جیسے کہ ایک کے پاس ہزار غلام خوبصورت ساتھ کئی ایک صناعتون اور ہنرون کے ہون اور ایک اور کے پاس ایک غلام ہو کہ وہ بھی نیک ہو وہ ہزار غلام والا چاہے کہ وہ بھی میرے ہاتھ لگ جاوے واللہ اعلم (وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ لَاُنَاسًا مَا ھُمْ بِاَنْبِیَاءَ وَلَا شُھَدَاءَ یَغْبِطُھُمُ الْاَنْبِیَاءُ وَالشُّھَدَاءُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِمَکَانِھِمْ مِنَ اللّٰہِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ تُخْبِرُنَا مَنْ ھُمْ قَالَ ھُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوْا بِرُوْحِ اللّٰہِ عَلٰی غَیْرِ اَرْحَامٍ بَیْنَھُمْ وَلَا اَمْوَالٍ یَتَعَاطَوْنَھَا فَوَاللّٰہِ اِنَّ وُجُوْھَھُمْ لَنُوْرٌ وَاِنَّھُمْ لَعَلٰی نُوْرٍ لَا یَخَافُوْنَ اِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا یَحْزَنُوْنَ اِذَا حَزِنَ النَّاسُ وَقَرَأَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَرَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ عَنْ اَبِیْ مَالِکٍ بِلَفْظِ الْمَصَابِیْحِ مَعَ زَوَائِدَ وَکَذَا فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ) اور روایت ہو عمر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق بندگان خدا سے البتہ آدمی ہین بیچ جماعت عظیم ہو اولیا سے کہ نہین وہ نبی اور نہ شہید رشک لیجاوینگے ان پر انبیا اور شہدا دن قیامت کے بسبب مرتبہ انکے کے نزدیک خدا کے رکھینگے عرض کیا صحابہ نے یا رسول اللہ خبر دو ہمکو کہ کون ہونگے وہ فرمایا یہ قوم ہین کہ محبت رکھتے ہین آپس مین بسبب روح خدا کے کہ قرآن ہو حال آنکہ محبت انکی وہ ہوگی بغیر ناطے کے درمیان انکے ہو اور بغیر اموال کے کہ داد و ستد کرتے ہین انکو آپس مین پس قسم اللہ کی کہ تحقیق منہ انکے البتہ نورانی ہونگے یا وہ نفس نورانی ہونگے یعنے یہ مبالغہ فرمایا مانند رجل عدل کے اور تحقیق وہ نور کے منبرون پر ہونگے یا مستولی اور متمکن ہونگے نور پر مقصود بیان کرنا رفعت شان و مرتبہ انکے کا ہو نہ ڈرینگے جس وقت کہ ڈرینگے لوگ اور نہ غمگین ہونگے جبکہ غمگین ہونگے لوگ اور پڑھی حضرت نے یعنے استشہادا اور ثابت کرنے ولایت خدا کی انکے لیے اور واسطے نفی خوف و حزن کے انسے یہ آیت خبردار ہو تحقیق دوست خدا کے نہین ڈر او نپر اور نہ وہ غمگین ہونگے نقل کی یہ ابو داؤد نے اور نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ مین ابی مالک سے ساتھ لفظ کے کہ مصابیح مین مذکور ہو ساتھ اور زیادتیون کے یعنے جیسے کہ مصابیح مین ہو اور اسی طرح روایت کی ہو بیہقی نے یعنے ساتھ زیادتیون کے شعب الایمان مین ف رشک لیجاوینگے انبیا یعنے وہ انبیا کہ فوت ہوئی ہوگی انسے ملاقات آپس کی واسطے امت کے درمیان ہر نبی اور امت کے حاصل ہو بلاشبہ اور اسی طرح شہدا سے وہ شہدا مراد ہین کہ فوت ہوئی ہو انسے شفقت اور مانند اسکے کے اور لفظ روح ساتھ پیش رے کے یعنے اُس چیز کے ہو کہ زندہ ہو ساتھ اسکے بدن اور مراد اُس سے یہاں قرآن ہو جیسے کہ قرآن مجید مین فرمایا وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا اور جیسے کہ حیات بدنون کی ساتھ روح کے ہو حیات دلون کی ساتھ قرآن کے ہو اور دوست رکھنا بسبب قرآن کے یا تو باین اعتبار ہو کہ جہت جامع اور باعث محبت انکی کا قرآن ہو یعنے دین و اسلام تھا اور غرض نہ یا باین اعتبار کہ قرآن باعث اور حکم کرنے والا ہو ساتھ محبت مومنین کے آپس مین اور بعضے مراد روح اللہ سے محبت رکھتے ہین اسلیے کہ محبت بھی سبب حیات اور نشاط اور تازگی دلون کی ہو جیسے کہ محبوب کو کہتے ہین جان من اور بعضے نسخون مین لفظ روح ساتھ زبر رے کے ہو یعنے رحمت و رزق کے کذا فی الصحاح اور مآل سب معنون کا ایک ہی ہو یعنے دوست رکھنا واسطے اللہ کے اور لفظ مصابیح کی اسطرح ہین عن ابی مالک الاشعری انہ قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ قال ان للہ عز وجل عبادا لیسوا بانبیاء ولا شہداء یغبطہم النبیون والشہداء بقربہم ومقعدہم من اللہ یوم القیمۃ فقال اعرابی حدثنا من ہم فقال ہم عباد اللہ من بلدان شتی وقبائل شتی لم یکن بینہم ارحام یتواصلون ولا دنیا یتباذلون بہا یتحابون بروح اللہ یجعل وجوہہم نورا ویجعل لہم منابر من نور قدامہم من عرش الرحمن (وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَبِیْ ذَرٍّ یَا اَبَا ذَرٍّ اَیُّ عُرَی الْاِیْمَانِ اَوْثَقُ قَالَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ اَلْمُوَالَاۃُ فِی اللّٰہِ وَالْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ) اور روایت ہو ابن عباس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ابی ذر کے اے ابی ذر کونسی دست آویز ایمان کی یعنے شعبہ ایمان کا مضبوط تر ہو کہا ابوذر نے

اللہ اور رسول اسکا دانا تر ہے فرمایا دوستی کرنی آپس مین بسبب اللہ کے اور دوست رکھنا کسیکو بسبب خدا کے یعنے اگرچہ ایک طرف سے ہو یا دونون دوست رکھیں ہمارے کے بعض ان لوگون
کو کہ نہیں کیا ہے جینے انکو اور بغض رکھنا اللہ کی راہ مین نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان مین (وعن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا عاد المسلم اخاہ او زارہ قال
اللہ تعالی طبت وطاب ممشاک وتبوأت من الجنۃ منزلا رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب
کہ عیادت کرتا ہے مسلمان بھائی اپنے کی یا ملاقات کرتا ہے اور اسکے دیکھنے کو جاتا ہے فرماتا ہے اللہ تعالی یعنے بلا واسطہ یا زبانی ملائکہ کے کہ خوش ہوئی زندگانی تیری یعنے دنیا اور آخرت
مین اور خوش ہوا ہے چلنا تیرا کہ یہان آیا تو اور ہر قدم پر ثواب کمایا تو نے اور پکڑی تو نے بہشت سے ایک جگہ بڑی اور مرتبہ عالیہ نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے ف ح
ف خوش ہو زندگانی دنیا مین یہ ساتھ قناعت کے اور رضا کے اور برکت رزق کے اور وسعت دل کے اور حسن خلق کے اور توفیق علم وعمل کے اور یہ تینون لفظ یعنے طبت اور
طاب اور تبوأت انشا ہین اور احتمال دعا کا بھی رکھتے ہین یعنے خوش ہو زندگانی تیری اور خوش ہو راہ چلنا تیرا اور پکڑے تو بہشت سے منزل (وعن المقدام بن معدیکرب عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا احب الرجل اخاہ فلیخبرہ انہ یحبہ رواہ ابو داود والترمذی) اور روایت ہے مقدام بیٹے معدی کرب کے سے اسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا
جبوقت کہ دوست رکھے شخص اپنے بھائی مسلمان کو پس چاہیے کہ خبر کردے وہ شخص اس مسلمان کو کہ وہ دوست رکھتا ہے اسکو نقل کی یہ ترمذی نے ف اسلیے کہ جب وہ سنیگا
تو وہ بھی اسکو دوست رکھیگا اور حقوق صحبت کے ادا کریگا اور دعا گو اور خیرخواہ اسکا رہیگا ف ع (وعن انس قال مر رجل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ ناس فقال رجل ممن
عندہ انی لاحب ہذا للہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعلمتہ قال لا قال قم الیہ فاعلمہ فقام الیہ فاعلمہ فقال احبک الذی احببتنی لہ قال ثم رجع فسألہ النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فاخبرہ بما قال فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انت مع من احببت ولک ما احتسبت رواہ البیہقی فی شعب الایمان وفی روایۃ الترمذی المرء مع من احب ولہ
ما اکتسب) اور روایت ہے انس سے کہ کہا کہ گذرا ایک شخص پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر اس حال مین کہ نزدیک حضرت کے تھے کتنے ایک شخص پس کہا ایک شخص نے
ان لوگون مین سے کہ حضرت کے پاس بیٹھے ہوے تھے تحقیق مین البتہ دوست رکھتا ہون اس شخص کو کہ گذرا واسطے خدا کے پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا
خبردار کیا تو نے اس شخص کو کہ دوست رکھتا ہے تو اسکو کہا اسنے کہ نہین فرمایا کہ اوٹھ اور جا طرف اسکے اور خبردار کر تو اسکو پس اٹھا وہ اور گیا طرف اسکے اور خبردار کیا اسکو کہ
مین دوست رکھتا ہون تجکو پس کہا اس شخص نے یعنے دعا دی کہ دوست رکھے تجکو وہ کہ دوست رکھا تو نے مجکو واسطے اسکے یعنے اللہ تعالی کہا انس نے پھر کر آیا وہ شخص پس
پوچھا اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا کہا اس شخص نے تیرے جواب مین پس خبر دی اسنے حضرت کو ساتھ اس چیز کے کہ کہی تھی اسنے پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ تو ساتھ اس شخص کے ہوگا کہ دوست رکھتا ہے تو اسکو اور تیرے لیے ہے جزا اور اجر اس چیز کا کہ نیت کی تو نے واسطے خدا کے یعنے بیچ محبت رکھنے اسکے کے بلکہ ہر عمل مین نقل کی یہ
بیہقی نے شعب الایمان مین اور بیچ روایت ترمذی کے یہ لفظ آئی ہے کہ مرد ساتھ اس شخص کے ہوگا کہ دوست رکھتا ہے اسکو اور اسکے لیے ہے اجر اس چیز کا کہ کسب کیا ہے نیت
ثواب کے ف معنے احتساب کے مین امید ثواب کی رکھنی خدا تعالی سے اور حسب ساتھ زبر ح اور جزم سین کے اسم ہے اس سے اور اصل اس لفظ کی حساب سے ہے یعنے
گنتی کے گویا کہ اس فعل کو بسبب نیت ثواب کے حساب مین لاتا ہے ش ح (وعن ابی سعید انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تصاحب الا مؤمنا ولا یاکل طعامک الا
تقی رواہ الترمذی وابو داود والدارمی) اور روایت ہے ابی سعید سے اسنے سنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے یاری مت کر اور صحبت نرکھ مگر مسلمان سے یعنے نہ کافر
یا یہ مراد ہے کہ یاری نکر مگر مسلمان صالح سے نہ فاسق سے اور موید اس معنے کا ہے قرینہ اسکا کہ فرمایا اور نہ کھاوے کھانا تیرا مگر پرہیزگار نقل کی یہ ترمذی نے اور ابو داود نے اور دارمی
نے ف یعنے چاہیے کہ طعام تیرا وجہ حلال سے ہو تا قابل کھانے متقیون کے ہو اور چاہیے کہ متقیون کو کھلاوے تاکہ انکو اس سے قوت عبادت کی ہو نہ غیر انکے کے تا انکو قوت گناہ
کی ہو اس سے منع فرمایا حضرت نے مصاحبت اور مواکلت یعنے ہم نوالہ ہونے اغیار فجار کے سے تا سبب الفت ومحبت نہو اور انکی مصاحبت سے بری صفتین سرایت نکرین اور
کہا ہے علما نے کہ یہ منع طعام دعوت مین ہے نہ طعام حاجت مین اسلیے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا اور اسیر اونکے کافر تھے پس واسطے
دفع حاجت کے یعنے بھوک کے کافر کو دینا جائز ہے ش ع (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المرء علی دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخالل رواہ احمد والترمذی

وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ وَقَالَ النَّوَوِیُّ اِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آدمی جو ہوتا ہے اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے یعنے جو کوئی دوست رکھتا ہے کسی کو البتہ اسکے مذہب و سیرت پر ہوتا ہے غالبًا پس چاہیے کہ دیکھے ایک تمہارا کہ کس سے دوستی کرتا ہے نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور کہا نووی نے کہ اسناد اسکی صحیح ہے ف چاہیے کہ دیکھے الخ فرمایا اللہ تعالی نے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کہا امام غزالی نے کہ ہمنشینی اور مخالطت حریص کی باعث ہوتی ہے حرص کی اور ہمنشینی و مخالطت زاہد کی پر رغبت کرتی ہے دنیا میں اسلیے کہ طبیعتیں مجبول ہیں اوپر تشبہ و اقتدا کے اور بعد حدیث کے جو مولف عبارت و ر انزلا یا مقصود اس سے مبالغہ روکرنا ہے اسپر کہ توہم کیا ہے بعضے نے کہ یہ حدیث موضوع ہے ش ع (وَعَنْ یَزِیْدَ بْنِ نَعَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اٰخَى الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَلْیَسْأَلْهُ عَنِ اسْمِهٖ وَاسْمِ اَبِیْهِ وَمِمَّنْ هُوَ فَاِنَّهٗ اَوْصَلُ لِلْمَوَدَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے یزید بن نعامہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت کہ بھائی چارہ کرے کوئی شخص کسی شخص سے تو چاہیے کہ پوچھے اس سے نام اسکا اور نام باپ اسکے کا اور پوچھے کہ کس قبیلہ میں سے ہے اسلیے کہ یہ پوچھنا باعث ہے پیوند دینے والا ہے واسطے دوستی کے نقل کی یہ ترمذی نے

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فصل تیسری (عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی قَالَ قَائِلٌ اَلصَّلٰوةُ وَالزَّکٰوةُ وَقَالَ قَائِلٌ اَلْجِهَادُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی اَلْحُبُّ فِی اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰهِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَرَوٰی اَبُوْ دَاوٗدَ اَلْفَصْلَ الْاَخِیْرَ) اور روایت ہے ابی ذر سے کہا ابی ذر نے کہ نکلے ہمپر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ کیا جانتے ہو تم کہ کونسا عمل بہت پیارا ہے طرف اللہ کے کہا ایک کہنے والے نے نماز اور زکوۃ اور کہا ایک کہنے والے نے جہاد فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق بہت پیارا عمل طرف اللہ تعالی کے دوستی رکھنی ہے راہ خدا کے اور دشمنی رکھنی ہے راہ خدا کے نقل کی یہ احمد نے اور نقل کی ابو داؤد نے فصل اخیر یعنے جملہ اخیر کا ان احب الاعمال الخ اور سوال و جواب کہ اول مذکور ہوا روایت میں کیا ف افراد الزکوۃ میں ظاہر ہے کہ واو بمعنے او کے ہو یا تقدیر کہ یہ ہو وقال قائل الزکوۃ اور یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ کیونکر روا ہو کہ حب فی اللہ اور بغض فی اللہ محبوب تر نماز اور زکوۃ اور جہاد سے ہوں حال آنکہ یہ افضل اعمال ہیں علی الاطلاق جواب اسکا یہ ہے کہ جو کوئی محبت اللہ رکھتا ہوگا محبت رکھیگا انبیا اور اولیا اور صلحا سے اور بالضرور اطاعت و اتباع کریگا انکی اور جو کوئی دشمنی رکھیگا واسطے خدا کے دشمن رکھیگا دشمنان دین کو اور سعی کریگا جہاد و قتال انکے میں پس یہاں سب طاعتیں نماز اور زکوۃ اور جہاد و غیر ذلک داخل ہیں اسمیں کوئی چیز باہر نہ ہوئی اس سے گویا فرمایا کہ اصل اور بنیاد و مدار اعمال و طاعات حب للہ اور بغض للہ ہیں اور یا مراد یہ ہے کہ اعمال قلبی میں حب فی اللہ اور بغض فی اللہ افضل ہیں اور اعمال بدنی میں نماز اور زکوۃ اور روزہ اور جہاد اس صورت میں کچھ تعارض نہ رہا اور یہ مراد ہو کہ بعد ارتکاب امورات شرعیہ کے اور بعد اجتناب ممنوعات منہیہ کے حب للہ اور بغض فی اللہ افضل عبادات اور کامل طاعات ہیں پس لازم پکڑو تم ان دونوں کو اور یہ مراد نہیں ہے کہ یہ دونوں افضل ہیں نماز اور روزہ اور زکوۃ سے ثواب میں اور موید ہے اسکی وہ روایت کہ طبرانی نے نقل کی ہے ابن عباس سے احب الاعمال الی اللہ بعد الفرائض ادخال السرور قلب المومن ش ح ع (وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحَبَّ عَبْدٌ عَبْدًا لِلّٰهِ اِلَّا اَکْرَمَ رَبَّهٗ عَزَّ وَجَلَّ رَوَاهُ اَحْمَدُ) اور روایت ہے ابی امامہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں دوست رکھا کسی بندہ نے کسی بندہ کو واسطے اللہ کے مگر تعظیم کی اسنے اپنے پروردگار عزوجل کی نقل کی یہ احمد نے (وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ یَزِیْدَ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخِیَارِکُمْ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ خِیَارُکُمُ الَّذِیْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُکِرَ اللّٰهُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ) اور روایت ہے اسماء بیٹی یزید کی سے کہ تحقیق اسنے سنا پیغمبر خدا صلعم سے فرماتے تھے کیا نہ خبر دوں میں تمکو بہتریں تمہارے کون ہیں عرض کی صحابہ نے کیوں نہیں فرمایا بہتریں تمہارے وہ لوگ ہیں کہ جب دیکھے جاویں یاد کیا جاوے اللہ نقل کی یہ ابن ماجہ نے ف باب حفظ اللسان کی تیسری فصل میں یہ حدیث مع ترجمہ اور شرح کے گذر چکی ہے (وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ عَبْدَیْنِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاحِدٌ فِی الْمَشْرِقِ وَاٰخَرُ فِی الْمَغْرِبِ لَجَمَعَ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَقُوْلُ هٰذَا الَّذِیْ کُنْتَ تُحِبُّهٗ فِیَّ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر تحقیق دو بندے محبت رکھیں آپس میں واسطے خدا کے ایک مشرق میں ہو اور دوسرا مغرب میں یعنے مثلاً البتہ جمع کریگا اللہ تعالی درمیان اُن دونوں کے دن قیامت کے یعنے

واسطے شفاعت آپس کے باجنت میں بطریق مصاحبت کے فرماویگا یعنے زبانی فرشتے کے یا بلا واسطہ ہر ایک کو ان دونوں میں سے یہ بندہ وہ ہے کہ رکھتا تھا محبت ساتھ اس کے بسبب میرے
(وَعَنْ اَبِیْ رَزِیْنٍ اَنَّہٗ قَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی مِلَاکِ ہٰذَا الْاَمْرِ الَّذِیْ تُصِیْبُ بِہٖ خَیْرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ عَلَیْکَ بِمَجَالِسِ اَہْلِ الذِّکْرِ وَاِذَا خَلَوْتَ فَحَرِّکْ لِسَانَکَ مَا اسْتَطَعْتَ بِذِکْرِ اللّٰہِ وَاَحِبَّ فِی اللّٰہِ وَاَبْغِضْ فِی اللّٰہِ یَا اَبَا رَزِیْنٍ ہَلْ شَعَرْتَ اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَیْتِہٖ زَائِرًا اَخَاہُ شَیَّعَہٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ کُلُّہُمْ یُصَلُّوْنَ عَلَیْہِ وَیَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اِنَّہٗ وَصَلَ فِیْکَ فَصِلْہُ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تُعْمِلَ جَسَدَکَ فِیْ ذٰلِکَ فَافْعَلْ) اور روایت ہے ابی رزین سے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رزین
کو آیا نہ آگاہ کروں میں تجھکو اوپر جڑ اس امر کے یعنے دین کے کہ پہونچے تو بسبب اسکے بھلائی دنیا اور آخرت کی کو کہ وہ جڑ یہ ہے لازم کر اپنے پر بیٹھنا اہل ذکر کی مجالس میں
یعنے ذکر کے لیے اور جب تنہا بیٹھے تو ہلا زبان اپنی جہانتک کہ ہو سکے ساتھ ذکر اللہ کے یعنے لوگوں میں اور تنہا ذکر کرتا رہ اور دوست رکھ واسطے اللہ کے یعنے کسیکو دوست
رکھے تو اور دشمن رکھ واسطے اللہ کے یعنے جسکو دشمن رکھے تو اے ابو رزین آیا جانتا ہے تو کہ تحقیق آدمی جس وقت نکلتا ہے اپنے گھر سے بقصد ملاقات اپنے بھائی مسلمان کے پیچھے پیچھے اسکے
ہوتے ہیں ستر ہزار فرشتے سب دعا و استغفار کرتے ہیں اسکے لیے اور کہتے ہیں اے پروردگار ہمارے تحقیق اس شخص نے ملاقات کیا واسطے تیرے پس ملا اسکو ساتھ رحمت اپنی کے پس اگر طاقت رکھے تو یہ کہ کام میں لاوے تو اپنے بدن کو اسمیں یعنے جو کہ ذکر کیا گیا پس کر (وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ کُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ لَعُمُدًا مِنْ یَاقُوْتٍ عَلَیْہَا غُرَفٌ مِنْ زَبَرْجَدٍ لَہَا اَبْوَابٌ مُفَتَّحَۃٌ تُضِیْءُ کَمَا یُضِیْءُ الْکَوْکَبُ الدُّرِّیُّ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ یَسْکُنُہَا قَالَ الْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰہِ
وَالْمُتَجَالِسُوْنَ فِی اللّٰہِ وَالْمُتَلَاقُوْنَ فِی اللّٰہِ رَوَی الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ الْاَحَادِیْثَ الثَّلٰثَۃَ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا تھا میں ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق بہشت میں البتہ ستون ہیں یاقوت کے اوپر بالاخانے ہیں زمرد کے انکے دروازے ہیں کھلے ہوئے روشن اور چمکتے ہیں وہ
بالاخانے اور دروازے انکے جیسے کہ روشن اور چمکتے ہیں ستارے روشن پس کہا صحابہ نے یا رسول اللہ کون رہینگے انمیں فرمایا وہ لوگ کہ محبت رکھتے ہیں آپس میں واسطے
اللہ کے اور ہمنشینی کرتے ہیں واسطے اللہ کے اور ملاقات کرتے ہیں آپس میں واسطے اللہ کے نقل کیں بیہقی نے شعب الایمان میں یہ تینوں حدیثیں باب مَا نُہِیَ عَنْہُ مِنَ
التَّہَاجُرِ وَالتَّقَاطُعِ وَاتِّبَاعِ الْعَوْرَاتِ باب ہے اس چیز کا کہ منع کیا گیا ہے اس سے چھوڑنے ملاقات کی سے اور کاٹنے دوستی کی سے اور ڈھونڈھنے عیبوں کے سے
فٹ تہاجر کے معنے ہیں کاٹنا اور یہی معنے ہیں تقاطع کے پس تقاطع بیان و تفسیر ہے تہاجر کی اور مراد اس سے ترک ملاقات اور سلام بھائی مسلمان کا اور کاٹنا پیوند محبت کا اور
اخوت اسلام کا زیادہ تین دن سے اور یہ مطلق ممنوع اور نہی کیا گیا ہے اسلیے کہا ما نہی عنہ من التہاجر والتقاطع اور عورات جمع عورت کی ہے اور عورت وہ ہے کہ شرم رکھے
اور مکروہ جانے آدمی اسکے ظاہر ہونے کو اور دوست رکھے کہ پوشیدہ رہے یعنے عیب و نقصان کہ آدمی میں ہیں اور اتباع عورت عیب چینی کرنی ہے ﴿الفصل الاول﴾
فصل پہلی (عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ لِلرَّجُلِ اَنْ یَّہْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلٰثِ لَیَالٍ یَلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ ہٰذَا وَیُعْرِضُ ہٰذَا وَخَیْرُہُمَا
الَّذِیْ یَبْدَاُ بِالسَّلَامِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) روایت ہے ابی ایوب انصاری سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں حلال واسطے کسی شخص کے یہ کہ ترک ملاقات کرے
اپنے بھائی مسلمان سے زیادہ تین دن سے کہ ملیں دونوں پس منہ پھیر لیوے یہ ایک طرف اور منہ پھیر لیوے وہ دوسری طرف یعنے ایک دوسرے کو نہ دیکھے اور بہتر ان دونوں کا
وہ ہے کہ ابتدا کرے ساتھ سلام کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف زیادہ تین دن سے اس قید سے سمجھا جاتا ہے کہ تین روز تک ترک ملاقات حرام نہیں اسلیے کہ آدمی کی
طبیعت میں غضب اور بدخلقی اور رحمت اور مانند انکے کے بھرے رہتے ہیں پس اسقدر معاف کی گئی اور غالب یہ ہے کہ تین روز کے عرصہ میں خفگی جاتی رہے یا کم ہو جاوے اور
بعد اسکے کیفیت ترک ملاقات کی بیان کی ساتھ قول یلتقیان الخ کے اور مراد یہ ہے کہ اگر ترک ملاقات بسبب تقصیر اسکے حقوق کے ہو تو منع ہے مثلاً اسنے اسکی غیبت کی اور اسکی
خیر خواہی نہ کی اس سے اسکو رنج ہوا اور ترک ملاقات کی تو یہ بجا ہے اور اگر تقصیر امور دین میں کرتا ہے جیسے اہل ہوا و بدعت تو انسے ترک ملاقات کرنا ہمیشہ کو واجب ہے جبتک
کہ نہ ظاہر ہو توبہ اور رجوع اسکی طرف حق کے اور سیوطی نے موطا کے حاشیہ میں ابن عبدالبر سے نقل کیا ہے کہ کہا اجماع کیا ہے علما نے اسپر کہ جو کوئی ڈر رکھتا ہو کسی کے کلام کرنے
اور ملنے سے اپنے دین کے فساد پر یا مضرت دنیا پر اور صلاح وقت پر تو جائز ہے اسکو کنارہ کشی اور دوری ڈھونڈھنی اس سے یا حسن وجوہ یعنے بغیر واقع ہونے سکو رنج

غیبت اور عیب گوئی اور کینہ اور عداوت کے اٹھتے اور احیاء العلوم میں ایک جماعت صحابہ وغیرہم سے نقل کیا ہے کہ بعضوں نے انہیں سے ترک ملاقات کی تھی مرتے دم تک اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین صحابیوں پر کہ غزوہ تبوک میں نہ گئے تھے پچاس روز تک صحابہ کو اور انکی بیبیوں اور قرابتیوں کو حکم کر دیا تھا کہ انسے ملاقات و کلام نکریں
بسبب خوف راہ پانے نفاق کے انمیں اور آنحضرت ایک مہینہ تک اپنی بیبیوں سے خفا رہے تھے اور حضرت عائشہ نے ابن زبیر سے ایک مدت تک ترک ملاقات کی
تھی غرض کہ امور دین میں ثابت ہوئی ہے خفگی لیکن چاہیے کہ نیت صادق رکھے اسمیں غرض نفسانی نہو اور ابتدا کرے یعنے پہلے کرے سلام علیک اور رفع کدورت کرے
اسمیں اشارہ اسپر کہ گناہ ترک ملاقات کا جاتا رہتا ہے سلام سے اور اس مقدار کفایت کرتا ہے اس سے کم نہ چاہیے تا حق مسلمانی ہاتھ سے نجاوے (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا وَ
فِي رِوَايَةٍ وَلَا تَنَافَسُوا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بچو تم گمان بد سے اسلیے کہ گمان بد دروغ ترین باتون کا ہے اور نہ تلاش
کرو خبر کو اور نہ جاسوسی کرو اور نہ اظہار کرو سودے کے خریدنے کا اور منہ ڈالو نہ مول لیا اور حسد نکرو آپس میں اور نہ بغض رکھو آپسمین اور نہ غیبت کرو آپسمین اور ہو جاؤ بندے اللہ کے بھائی
اور ایک روایت میں ہے اور نہ حرص کرو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے قولہ دروغ ترین باتون کا ہے کہ جب کسی پر کچھ گمان کیا جاتا ہے حکم کرتا ہے اسپر کہ ایسا ایسا ہے اور چونکہ وہ واقع میں
ویسا ہوتا نہیں وہ حکم اسکا جھوٹ ہوگا اور مراد ساتھ بات کے بات نفس کی ہے اور وہ القاء شیطانی ہے اور گویا کہ دروغ ترین کہنا اسکو اس سبب سے ہے یا مبالغہ ہے اسی میں اور قرآن میں
آیا ہے ان بعض الظن اثم اور مراد اس سے گمان بد ہے اور لکھا ہے علماء نے کہ گمان بد کہ جی آتا ہے اس سے وہ ہے کہ استقرار کرے اور جزم کرے ساتھ اسکے نہ وہ کہ بطور خطرہ کے گذرے
دل میں اور بعضوں نے کہا ہے کہ موجب گناہ کا جب ہے کہ کلام کرے ساتھ اسکے اور زبان پر لاوے اور برتقدیر دلیل نہ رکھتا ہو اسپر اور دونوں دلیلیں متعارض ہوں اور
بحکم دلیل اور قرینہ واضحہ کے جو گمان لیجاوے اس سے ماخوذ نہیں ہوتا اور لا تحسسوا پہلا ساتھ حاء مہملہ کے ہے اور دوسرا ساتھ جیم کے اور بالعکس اور فرق درمیان تحسس اور
تجسس کے علماء نے کئی وجہ کیا ہے قاموس میں بیچ فصل جیم کے کہا ہے کہ تجسس دریافت کرنا چیزوں کا مثل تحسس کے اور جاسوس اور جسیس مشتق اس سے ہے یعنے صاحب سر شر کے
اور فصل ح میں کہا ہے کہ حاسوس بمعنے جاسوس کے یا وہ مخصوص ہے ساتھ خبر خیر کے اور جیم سے مخصوص ساتھ خبر شر کے انتہی اور بعضوں نے کہا کہ جیم سے دریافت کرنا خبر کا
ساتھ نرمی کے اور ح سے دریافت کرنا اسکا حاسہ سے جیسے کہ چوری سے سننا اور دیکھنا اور بعضوں نے کہا کہ جیم سے تفتیش کرنا آدمی کے عیبون سے اور ح سے سننا انکا اور بعضوں
نے کہا کہ جیم سے طلب کرنا خبر کا غیر کے لیے اور ح سے اپنے لیے اور طیبی نے کہا کہ اول تفحص کرنا لوگوں کے عیبون کا اور امور پوشیدہ انکے کا بذات خود یا سپرد غیر کے اور دوسرا ابدا
خود اور وجہ نہی کی برتقدیر طلب کرنے خبر خیر کے یہ ہو کہ شاید بعد از اطلاع پانے کے خبر پر حسد پیدا ہو یا طمع حادث ہو اور لا تناجشوا نجش سے ہے نجش ساتھ جیم و نون کے کہا بعضوں نے
کہ مراد اس سے یہ طلب رفعت اور بلندی لوگوں پر اور بعضوں نے کہا کہ ایک چیز کی زیادہ قیمت لگانی بغیر ارادہ خریدنے کے تا دوسرا اسکی دیکھا دیکھی اسکو لے لے اور اصل نجش
بحش کہتے ہیں شکار کے برانگیختہ کرنے کو اور بعضوں نے کہا کہ نجش حدیث میں بمعنے ورغلانے کے کسی کو کسی سے شر و خصومت پر اور حسد آرزو کرنی زوال نعمت غیر ظالم کی
یا آرزو کرنی اسکی کہ نعمت اسکی مجکو پہونچ جاوے کذا فی القاموس اور نہ بغض رکھو آپسمین یعنے احتراز کرو اسباب حادث ہونے بغض کے سے والا حب و بغض خلقی ہیں کہ بندہ
کو انمیں اختیار نہیں ہے اور بعضوں نے کہا کہ نہ اختلاف کرو اہوا و مذاہب میں اسلیے کہ بدعت دین میں اور گمراہی راہ مستقیم سے باعث ہیں بغض کی اور ظاہر تر یہ ہے کہ نہی آپس کے
بغض سے تاکید ہے واسطے امر محبت رکھنے کے آپس میں مطلقاً مگر جبان کہ خلل پڑے دین میں تو اس صورت میں نہیں جائز ہے محبت آپس کی بلکہ واجب ہے بغض اسلیے کہ غرض شارع
کی اجتماع کلمہ امت کا ہے بموجب قول اللہ تعالیٰ کے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا اور اس میں شک نہیں ہے کہ محبت آپس کی سبب ہے اجتماع کی اور بغض آپس کا موجب ہے
افتراق کا اور معنے یہ ہیں کہ نہ بغض رکھے بعضا تمہارا بعضے سے اور بعضوں نے کہا کہ معنے یہ ہیں کہ نہ ڈالو تم عداوت مسلمانوں میں آپس میں ہو گی نہی نمیمہ یعنے نقل چوری سے اسلیے
کہ اسمیں بنیاد رکھنے فساد کی ہوتی ہے اور لا تدابروا یعنے غیبت نکرو آپس میں پس پشت اور طیبی نے کہا کہ مراد تدابر سے تقاطع ہے یعنے ترک ملاقات اسلیے کہ ہر ایک متقاطعین سے پھیر
دیتا ہے دوسرے کو یعنے اعراض کرتا ہے بیچ ادائے حقوق اسلام کے اور ہو جاؤ بندے اللہ کے الخ یعنے جب تم بندے ایک مولا کے ہو تو سب عبودیت میں برابر ہوئے اور آپس میں

بھائی اور حسد اور بغض اور غیبت کو چھوڑ دو اور لفظ ولا تنافسوا جو ایک روایت میں ہے ظاہر ہے کہ بعد سب لفظوں کے ہے اور ظاہر تر یہ ہے کہ بعد لا تحاسدوا کے اور معنے تنافس کے تحاسد میں یا قریب اسکے اور احتمال ہے کہ معنے تنافس کے ہوں میل و رغبت کرنی دنیا میں جیسے کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ڈرتا ہوں میں تم پر کہ فراخ ہو تم پر دنیا پس تنافس یعنی رغبت کرو اسمیں شرح (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تفتح ابواب الجنۃ یوم الاثنین ویوم الخمیس فیغفر لکل عبد لا یشرک باللہ شیئا الا رجل کانت بینہ وبین اخیہ شحناء فیقال انظروا ہذین حتی یصطلحا رواہ مسلم) اور روایت ہے اسی ابو ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کھولے جاتے ہیں دروازے بہشت کے دن پیر کے اور جمعرات کے پس بخشش کیجاتی ہے واسطے ہر بندے کے کہ نہ شریک کرتا ہو ساتھ اللہ کے کسی کو یعنی نہیں رہتا بغیر بخشا کوئی مگر وہ شخص کہ ہے درمیان اسکے اور درمیان کسی مسلمان کے دشمنی و کینہ پس کہا جاتا ہے ملائکہ کو کہ مہلت دو ان دونوں کو کہ آپس میں دشمنی رکھتے ہیں یہاں تک کہ صلح کریں آپس میں نقل کی یہ مسلم نے ف کھولے جاتے ہیں دروازے بہشت کے یعنی طبقات اسکے یا بالاخانہ اور درجات اسکے کہ ان دونوں میں واسطے کثرت رحمت کے کہ اوترتی ہے ان دونوں میں اور باعث ہے مغفرت کی کذا قال علی اور حضرت شیخ نے لکھا ہے کہ کھلنا دروازوں کا کنایہ ہے کثرت مغفرت سے اور درگذر کرنے سے جرائم خلق سے اور دینے ثواب اور رفعت درجات سے اور ثواب یہ ہے کہ محمول ہے یہ ظاہر پر اسلیے کہ حمل کرنا نصوص کا ظاہر پر واجب ہے جبتک کہ کوئی دلیل پھیرنے والی ظاہر سے نہو اور کھلنا دروازوں کا علامت ہے اوس کی ہے اور یہاں تک کہ صلح کریں ظاہر یہ ہے کہ مغفرت ہر ایک کی موقوف ہے اسکی صفائی پر اور زوال عداوت پر برابر ہے کہ دوسرا صاف ہو یا نہو واللہ اعلم (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعرض اعمال الناس فی کل جمعۃ مرتین یوم الاثنین ویوم الخمیس فیغفر لکل عبد مؤمن الا عبدا بینہ وبین اخیہ شحناء فیقال اترکوا ہذین حتی یفیئا رواہ مسلم) اور روایت ہے اسی ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عرض کیے جاتے ہیں عمل لوگوں کے آگے پروردگار تعالی کے ہر ہفتہ میں دو بار دن پیر کے اور دن جمعرات کے پس بخشش کیجاتی ہے واسطے ہر بندہ مومن کے مگر وہ بندہ کہ ہو درمیان اسکے اور درمیان مسلمان بھائی اسکے کے دشمنی پس کہا جاتا ہے کہ چھوڑ دو ان دونوں کو یہاں تک کہ رجوع کریں اور باز آویں دشمنی سے نقل کی یہ مسلم نے (وعن ام کلثوم بنت عقبۃ بن ابی معیط قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس ویقول خیرا وینمی خیرا متفق علیہ وزاد مسلم قالت ولم اسمعہ تعنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرخص فی شیء مما یقول الناس کذب الا فی ثلث الحرب والاصلاح بین الناس وحدیث الرجل امرأتہ وحدیث المرأۃ زوجہا) اور روایت ہے ام کلثوم بیٹی عقبہ بن ابی معیط کی سے کہ سنا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے نہیں جھوٹا وہ شخص کہ اصلاح کرے درمیان لوگوں کے یعنی ساتھ جھوٹ اپنے کے اور کہے نیک بات یعنی ہر ایک کو دونوں دشمنوں میں سے ایسی بات کہے کہ باعث صلح ہو اور پہونچاوے نیک بات نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور زیادہ کیا مسلم نے کہ کہا ام کلثوم نے اور نہیں سنا میں نے انکو مراد رکھتی تھی ام کلثوم یعنی اس سے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ رخصت دی ہو بیچ کسی چیز کے ان چیزوں میں سے کہ کہتے ہیں لوگ اسکے حق میں کہ وہ جھوٹ ہیں مگر بیچ تین چیزوں کے ایک لڑائی میں اور دوسرے صلح کروانے میں درمیان لوگوں کے اور تیسرے بات کرنے مرد کے میں اپنی بیوی سے اور بات کرنے بیوی کے میں اپنے خاوند سے ف پہونچاوے نیک بات دونوں کو کہ جو سنی نہو اسنے مثلا کہے کہ فلانا سلام کہتا تھا تجکو اور دوست رکھتا ہے اور نہیں کہتا ہے تیرے حق میں مگر اچھی بات اور مانند اسکے کے اور جھوٹ لڑائی میں یہ ہے کہ ایسی باتیں کہے کہ اس سے قوت مسلمانوں کی ظاہر ہو اور دل اپنے لشکر کے لوگوں کے قوی ہوں اور دشمن فریب کھا جاوے اگرچہ خلاف واقع کے ہو مثلا کہے کہ لشکر ہمارا بہت ہے اور مدد انکی بہت سی آتی ہے یا کہے کسی کافر کو کہ دیکھ اپنے پیچھے کہ فلانا آ پہونچا ہے تیرے پیچھے مارنے کو تیرے اور میاں بیوی کا جھوٹ بولنا یہ کہ ہر ایک دوسرے سے اظہار محبت و خوشنودی کا کریں زیادہ اس سے کہ واقع میں ہو تا باعث محبت و الفت کا ہو شرح (وذکر حدیث جابر ان الشیطان قد ایس فی باب الوسوسۃ) اور ذکر کی گئی حدیث جابر کی کہ سرا اسکا یہ ہے ان الشیطان ایس بیچ باب الوسوسہ کے

الفصل الثانی فصل دوسری (عن اسماء بنت یزید قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحل الکذب الا فی ثلث کذب الرجل امرأتہ لیرضیہا والکذب فی الحرب والکذب لیصلح بین الناس رواہ احمد والترمذی) اور روایت ہے اسماء بیٹی یزید کی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں حلال ہے جھوٹ بولنا مگر بیچ تین جگہ کے جھوٹ بولنا مرد کا ہے اپنی عورت سے تا کہ راضی کرے اسکو اور جھوٹ بولنا بیچ لڑائی کافروں کے اور جھوٹ بولنا

اسلیے کہ صلح کرے درمیان لوگوں کے نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے ف اس روایت میں فقط مرد ہی کا جھوٹ بولنا ذکر کیا اور عورت کا جھوٹ بولنا نہ ذکر کیا باعتبار اکثر و اغلب کے کہ چونکہ عورتیں جاہل اور بدگمان ہیں انکی تسلی اور راضی کرنے کی اکثر حاجت پڑتی ہے اور اوپر کی حدیث میں دونوں کا ذکر کیا یا یہ کہ راوی نے از راہ اختصار کے ایک ہی کا ذکر کیا ش ح (وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَكُوْنُ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ مُسْلِمًا فَوْقَ ثَلٰثَةٍ فَاِذَا لَقِيَهُ سَلَّمَ عَلَيْهِ ثَلٰثَ مِرَارٍ كُلَّ ذٰلِكَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ بِاِثْمِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ) اور روایت ہے عائشہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں لائق واسطے مسلمان کے یہ کہ ترک ملاقات کرے دوسرے مسلمان سے زیادہ تین دن سے پس جس وقت کہ ملاقات کرے اس سے اس حال میں کہ سلام علیک کرے اس سے تین بار کہ ہر بار نہ جواب دے اسکو دوسرا شخص پس تحقیق پھرا وہ ساتھ گناہ اسکے کے نقل کی یہ ابو داود نے ف یعنی جبکہ جواب نہ دیا پھر وہ ساتھ گناہ ترک ملاقات کے یا ساتھ گناہ اپنے کے یا ساتھ گناہ سلام علیک کرنے والے کے یعنی سلام کرنے والا گناہ ترک ملاقات کے سے باہر آیا اور گناہ نہ جواب دینے والے کی گردن پر رہا بلکہ گناہ سلام کرنے والے کا بھی اسکی گردن پر ہوا کہ جواب سلام کا نہ دیا ش ح (وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثٍ فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلٰثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال نہیں ہے واسطے کسی مسلمان کے یہ کہ ترک کرے ملاقات اپنے بھائی مسلمان سے زیادہ تین دن سے پس جو شخص کہ چھوڑے ملاقات زیادہ تین دن سے یعنی اگرچہ ایک ساعت ہو پھر مر جاوے یعنی اسی حالت میں پس تو وہ سبکے داخل ہوگا آگ میں نقل کی یہ احمد اور ابو داود نے (وَعَنْ اَبِيْ خِرَاشٍ السُّلَمِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ هَجَرَ اَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ) اور روایت ہے ابی خراش سلمی سے کہ سنا انہوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے جو شخص کہ ترک کرے ملاقات اپنے بھائی مسلمان سے برس روز پس وہ مانند خون کرنے اسکے کے ہے یعنی گناہ ترک ملاقات کا اور خون کرنے کا قریب قریب ہے نقل کی یہ ابو داود نے (وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّهْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلٰثٍ فَاِنْ مَرَّتْ بِهٖ ثَلٰثٌ فَلْيَلْقَهٗ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَاِنْ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَدِ اشْتَرَكَا فِي الْاَجْرِ وَاِنْ لَّمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ بِالْاِثْمِ وَخَرَجَ الْمُسَلِّمُ مِنَ الْهِجْرَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں حلال ہے واسطے مومن کے کہ ترک کرے ملاقات کسی مومن سے زیادہ تین دن سے پس اگر گذریں تین دن تو چاہیے کہ ملے اس سے یعنی جس سے کہ ملاقات ترک کی ہے اور سلام علیک کرے اس سے پس اگر جواب دیا انسے اسکے سلام کا پس تحقیق شریک ہوے دونوں ثواب میں یعنی ثواب ملجانے میں پہلا بسبب ابتداے سلام اور ترک خفگی کے اور دوسرا بسبب جواب سلام اور قبول کرنے اسکے کے اور اگر جواب نہ دیا سلام کا پس تحقیق پھرا وہ نہ جواب دینے والا ساتھ گناہ کے یعنی گناہ ترک ملاقات اور گناہ نہ جواب دینے سلام کے اور نکلا گناہ ترک ملاقات سے سلام کرنے والا نقل کی یہ ابو داود نے (وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالصَّلٰوةِ قَالَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ) اور روایت ہے ابی درداء سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا نہ خبر دوں میں تمکو ساتھ اس عمل کے کہ افضل ہے درجہ اسکا اور بہتر ہے ثواب اسکا درجہ روزہ اور ثواب اور صدقہ اور نماز کے سے کہا ابو داود نے کہا ہمنے ہاں یعنی فرمائیے فرمایا صلح کروانی درمیان دو شخصوں کے اور فساد ڈالنا درمیان دو شخصوں کے وہ ہے مونڈنے والا یعنی دین میں خلل ڈالنے والا نقل کی یہ ترمذی نے اور ابو داود نے اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے ف ظاہر اینکہ کہ واو والصدقہ وغیرہ میں جمع کے لیے ہے پس معنی یہ ہونگے کہ صلح کروانی افضل ہے ان سب چیزوں مذکورہ سے اور احتمال یہ بھی ہے کہ واو بمعنی او کے ہو پس معنی یہ ہونگے کہ افضل ہے ان ہر ایک سے اور اول خوب ہے مقام ترغیب میں اور کہا اشرف نے کہ مراد ان چیزوں مذکورہ سے یعنی روزہ وغیرہ سے نوافل ہیں نہ فرائض کہتا ہوں میں کہ اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ مراد کیا ہے اسواسطے کہ کبھی متصور ہے یہ کہ ہو صلح کروانی فساد میں کہ متفرع ہو اسپر خونریزی اور لینا اموال کا اور ہتک حرمت افضل اُن عبادات فرض سے کہ ممکن ہے قضا انکی اور یہ عبادتیں اللہ تعالے کے حقوق میں سے ہیں کہ سہل ہیں حق سبحانہ کے نزدیک بندوں کے حقوق سے پس جبکہ ہوا یہ اسطرح تو صحیح ہوا یہ کہ کہا جاوے کہ جنس عمل سے افضل ہے اس جنس سے بسبب ہونے بعض افراد اسکے کے افضل کا لبشر خیر من الملک والرجل خیر من المراۃ اور اصلاح ذات البین یعنی نیک کرنا احوال کا کہ درمیان یکدیگر کے ہے جیسے کہ بغض اور عداوت اور جنگ و جدل مثلا ایک جماعت میں واقع ہو اور فساد پڑ رہا ہے انکو بدل ساتھ الفت اور محبت اور صلح کے کرنا اور فساد

طرف صلاح کے لانا اصلاح ذات البین کے معنے ہیں اور ذات البین نام اُن احوال کا ہے کہ درمیان لوگوں کے ہیں اور اصلاح انکا نیک کرنا ہے اور بدل کرنا انکا فساد سے ساتھ صلاح کے اور فساد احوال کہ ذات البین ہے حالقہ ہے حلق کہتے ہیں بال مونڈنے کو اور حالقہ بال مونڈنے والے اور مراد یہاں ہلاک کرنا اور جڑ سے اکھیڑنا ہے یعنی فساد ذات بین ایک خصلت ہے ہلاک کرنے والی دین کی اور جڑ سے اکھیڑنے والی ثواب کی جیسے کہ استرہ بالوں کو جڑ سے مونڈتا ہے اور آگاہ رغبت دلانی ہے صلح کروانے پر اور دفع فساد اور تفرقہ دلانی ہے فساد دلانی ہے آگاہ ہین یہ شرح ع (وَعَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَبَّ اِلَيْكُمْ دَاءُ الْاُمَمِ قَبْلَكُمُ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ هِيَ الْحَالِقَةُ لَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰكِنْ تَحْلِقُ الدِّيْنَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے زبیر سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ آئی ہے طرف تمہارے اور سرایت کی ہے تم میں بیماری امتوں کی کہ پہلے تم سے تھیں وہ بیماری حسد و بغض ہے وہ بغض یا ہر ایک ان دونوں میں سے مونڈنے والا ہے نہیں کہتا میں کہ مونڈتا ہے بالوں کو ولیکن مونڈتا ہے یعنی جڑ سے اکھیڑتا ہے دین کو یعنی ضرر اسکا بڑا ہے دنیا اور آخرت میں نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے (وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ اسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے بچو تم حسد سے اسلیے کہ حسد کھا جاتا ہے یعنی فنا کر دیتا ہے اور لیجاتا ہے حسد کرنے والے کی نیکیوں کو جیسے کہ کھاتی اور جلاتی ہے آگ لکڑیوں کو نقل کی یہ ابو داؤد نے ف اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے معتزلہ نے اپنے مذہب پر کہ ارتکاب معصیت باطل کرتا ہے عمل صالح کو اور برائیاں لیجاتی ہیں نیکیوں کو اور اہل سنت وجماعت کے نزدیک یہ نہیں ہے بلکہ نیکیاں لیجاتی ہیں برائیوں کو جیسے کہ فرمایا اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ اور جواب انکی دلیل پکڑنے کا اس حدیث سے یہ ہے کہ معنے اسکے یہ ہیں کہ جاتا رہتا ہے اس سے کمال ایمان کا اور تمام نیکیوں کا جیسے کہ ایک حدیث میں آیا ہے اَلْحَسَدُ يُفْسِدُ الْاِيْمَانَ كَمَا يُفْسِدُ الصَّبْرُ الْعَسَلَ اور بعضوں نے یہ جواب دیا ہے کہ مراد کھانے اور لیجانے حسد کے سے حسنات کو یہ ہے کہ حسد باعث ہوتا ہے حاسد کو اوپر تلف کرنے مال کے اور ہلاک کرنے نفس کے اور بیشک حسرت محسود کے اور اگر یہ چیزیں کرتا نہیں تو ارادہ رکھتا ہے اور کچھ نہیں تو ہمیشہ حسرت بسبب غیبت کے تو ضرور کرتا ہے پس روز قیامت کے نیکیاں اسکی محسود کو دینگے عوض میں اسکے حقوق کے کہ حاسد کی گردن پر ہیں جیسے کہ حدیث میں آیا ہے کہ مفلس میری امت میں سے وہ شخص ہے کہ روز قیامت کے ساتھ نماز اور زکوۃ اور روزے اور شب بیداری کے آویگا اور حال اسکا یہ ہوویگا کہ کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی کو بہتان زنا کا لگایا ہوگا اور کسی کا مال کھا گیا ہوگا اور کسی کا خون کیا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا پس تمام نیکیاں اسکی انکو دیگا کہ جن پر ظلم کیا تھا یعنی بدلا اعمال کے یہ ہیں نہ سانا اور فنا کرنا انکا دیوان اعمال سے اور اگر آج انکو محو وفنا کیا ہوگا تو کل وہ ساتھ کس اعمال کے آویگا حال انکہ حدیث ناطق ہے ساتھ آنے کے مع اعمال کے روز قیامت کے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ حسنات مضاعف ہوتے ہیں ساتھ اسکے اور صلاح نیت کے پس جب حسد تکبر خلط ہو نکا ہوتا ہے تو مضاعفت سے محروم رہتا ہے شرح ع (وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَسُوْءَ ذَاتِ الْبَيْنِ فَاِنَّهَا الْحَالِقَةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ اسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ بچو تم برائی ڈالنے سے درمیان دو شخصوں کے پس تحقیق وہ مونڈنے والی ہے یعنی تباہ کرنے والی ہے دین کی نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ اَبِيْ صِرْمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ضَارَّ ضَارَّ اللّٰهُ بِهِ وَمَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ) اور روایت ہے ابی صرمہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ ضرر پہونچاوے یعنی کسی مسلمان کو بے وجہ شرعی پہونچاویگا اللہ ضرر اسکو یعنی سزا دیگا اسکے عمل کی اور جو شخص ڈالے کسی پر مشقت ڈالیگا اللہ اسپر نقل کی یہ ابن ماجہ نے اور ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ف اور لفظ شاق الخ کے یہ معنے بھی لکھے ہیں کہ جسنے عداوت اور مخالفت کی کسی مسلمان سے اس سے عداوت کریگا اسکا یعنی عذاب کریگا اللہ اسکو شرح ع (وَعَنْ اَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلْعُوْنٌ مَنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا اَوْ مَكَرَ بِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ) اور روایت ہے ابی بکر صدیق سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ملعون ہے یعنی دور ڈالا گیا ہے درگاہ قرب ورحمت الٰہی سے وہ شخص کہ ضرر پہونچاوے کسی مسلمان کو یعنی ظاہر میں یا مکر کرے یعنی ضرر پہونچاوے خفیہ اسکو نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے (وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ فَنَادٰى بِصَوْتٍ رَفِيْعٍ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ مَنْ اَسْلَمَ بِلِسَانِهٖ وَلَمْ يُفْضِ الْاِيْمَانُ اِلٰى قَلْبِهٖ لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا تُعَيِّرُوْهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ فَاِنَّهٗ مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَةَ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ تَتَبَّعَ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ وَمَنْ تَتَبَّعَ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِيْ جَوْفِ رَحْلِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا چڑھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم

پھر پس پکارا لوگون کو ساتھ آواز بلند کے پس فرمایا کہ اے گروہ اُن شخصون کے کہ اسلام لائے ہین ساتھ زبان اپنی کے اور نہین پہونچا ہے ایمان طرف دل انکے کے نہ ایذا دو تم مسلمانونکو
یعنے کامل مسلمانون کو کہ جو اسلام لائے ہین زبان سے اور ایمان لائے ہین دل سے اور نہ عار دلاؤ انکو اور نہ تلاش کرو عیب انکے پس تحقیق جو شخص کہ ڈھونڈتا ہے عیب اپنے بھائی
مسلمان کا ڈھونڈیگا اللہ عیب اسکا اور جسکا ڈھونڈیگا اللہ نے عیب رسوا کریگا اسکو اگرچہ ہو وہ شخص پوشیدہ یعنے لوگون سے بیچ گھر اپنے کے نقل کی یہ ترمذی نے ف اسلام لائے
ہین الخ شریک ہین اس مین مومن و منافق اور نہین پہونچا ہے ایمان یعنے اصل ایمان یا کمال اسکا طرف دل انکے کے پس شامل ہے فاسق کو بھی اور یہی ظاہر ہے واسطے کہ لگاتار
ہین بیچ عورة اخیہ المسلم اور منافق اور مسلمان ہین اخوت یعنے بھائی چارا ہے نہین پس طیبی نے جو اختیار کیا ہے کہ حکم اس حدیث کا مخصوص ہے منافق مین یہ خلاف ظاہر کے ہے اور
حکم اعم بہت مناسب ہے اور کامل ہے واللہ اعلم اور نہ عار دلاؤ یعنے تنبیہ اور طعن نکرو اس گناہ پر کہ پہلے ہو چکا ہو انکے زمانہ مین برابر ہے کہ اسنے توبہ کرلی انکی اس سے یا نہ جانو اور عار
دلانے حالت مباشرت مین یعنے جبکہ کر رہا ہو یا بعد اسکے پہلے ظاہر ہونے توبہ کے واجب ہے اسکے لیے کہ قادر ہو اسپر اور کبھی واجب ہوتی ہے حد و تعزیر پس یہ قبیلہ امر بالمعروف اور
نہی عن المنکر کے سے ہے اور نہ تلاش کرو یعنے تجسس نکرو انکے ان عیبون مین کہ نہین جانتے تم انکو اور نہ اظہار کرو ان عیبون کو کہ جانتے ہو تم پس تحقیق شان یہ ہے کہ جو کوئی ڈھونڈتا
یعنے طلب کرے عیب یعنے ظاہر کرنا عیب بھائی مسلمان کا یعنے کامل مسلمان کا نہ منافق اور فاسق کا کہ واجب ہے حذر کرنا اسکا اور حذر کروانا اور لوگون کو اس سے اور ڈھونڈھیگا
یعنے ظاہر کریگا عیوب اسکے یعنے بیچ آخرت کے یا دنیا اور بدترین عیبون کا تلاش کرنا عیب بھائی مسلمان کا ہے اور رسوا کریگا یعنے ظاہر کریگا برائیان اسکی کہا امام غزالی نے کہ تجسس
ثمرہ ہے بدگمانی کا ساتھ مسلمان کے پس دل نہین ٹھہر سکتا اور چاہتا ہے تحقیق کرے پس یہ تجسس ہوتا ہے پردہ دری کا اور جاننا چاہیے کہ دروازہ اپنا بند کرے اور دیوار کی اوٹ مین
کی پس نہین جائز ہے چوری سے کان لگانا اسکے گھر پر تاکہ سنے آواز تارون کی یعنے ستار وغیرہ کے تارون کی اور نہ جائز ہے داخل ہونا اسپر واسطے دیکھنے گناہ کے مگر یہ کہ ظاہر کرے وہ
اسطرح کہ معلوم کرے اسکو وہ کہ باہر گھر کے ہو مانند آواز مزامیر کے اور آواز نشے والون کی کہ آپس مین نشے والون کی سی باتین کرتے ہون اور اسیطرح چھپا لینا برتن شراب کے
اور آلات لہو کے آستین مین اور دامن کے بیچ تو نہین جائز ہے کھولنا انکا اور اسیطرح نہین جائز ہے سونگھنا تاکہ پاوے بو شراب کی اور نہین جائز ہے کہ طلب خبر کرے ہمسایون سے
تاکہ خبر دیوین وہ اسکو ساتھ اس چیز کے کہ ہوتا ہے شراب سے گھر مین اور اس قول مین کہ نہین پہونچا ہے ایمان الخ اشارہ ہے طرف اسکے کہ جبتک کہ نہین پہونچا ہے ایمان طرف دل کے
نہین حاصل ہوئی اسکو معرفت اللہ کی اور نہین ادا کیا حقوق اسکے پس علاج تمام امراض دل کا معرفت اللہ تعالی کی ہے اور حقوق ادا کرنے مسلمانون کے پس اگر ایذا دیتا ہے کسیکو
اور نہ ضرر پہونچاتا ہے اور نہ عار دلاتا ہے اور نہ تجسس کرتا ہے انکے احوال کا تمام ہوا کلام امام کا اور حاصل ہوا مقصد اور تم سمجھ لو اس سے ع (وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنْ أَرْبَى الرِّبَا الْاِسْتِطَالَةَ فِيْ عِرْضِ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقٍّ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ) اور روایت ہے سعید بن زید سے اسنے نقل کی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ فرمایا زیادہ تر بین سودون کا زبان درازی کرنی ہے بیچ آبرو مسلمان کے ناحق نقل کی یہ ابو داؤد نے اور بیہقی نے شعب الایمان مین ف یعنے غیبت کرنی اور
برا کہنا مسلمان کو اور ترفع اور تکبر کرنا اسپر اور حقیر جاننا اسکو ناحق اور بے مصلحت شرعی کے اور زیادہ تر بین سودونکا ہے یعنے بڑا سود ہے بہ نسبت اور سودون کے حرمت و گناہ
مین اور ربوا لغت مین معنے زیادتی کے ہے اور شرع مین زیادہ لینا قرض و بیع مین پس چونکہ بیچ زبان درازی کے بیچ کسی کی آبرو ریزی مین لینا ہے زیادہ اس چیز سے کہ استحقاق رکھتا ہے
اور زیادہ اس چیز سے کہ رخصت ہے تشبیہ دی اسکو ساتھ ربوا کے کہ زیادہ حق سے لیتا ہے اور اسکو اربی یعنے بڑا ربوا کہا اسلیے کہ آبرو مسلمان کی عزیز تر اور شریف تر ہے اسکے مال سے
پس ضرر اور فساد اسکے بیچ اسکے زیادہ ہے اور قید لگائی ناحق کی اسلیے کہ بعضے احوال مین مباح ہوتی ہے آبرو ریزی جیسے کہ صاحب حق کہے یا ظالم اسکو کہ حق اسکا نہین دیتا ہے یا
گواہ کو جرح یعنے اسکا نقصان بیان کرے اور اسی قبیلہ سے ہے جرح رواۃ کا کہ محدثین راویون کو واسطے مصلحت دین کے کرتے ہین اور اسکے مانند ہے ذکر کرنی برائی سنگی کرنے والے
کی اور بدعتی اور فاسقون کی بقصد بچانے کے لوگون کو ہے ع (وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا عُرِجَ بِيْ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمِشُوْنَ
وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ وَيَقَعُوْنَ فِيْ أَعْرَاضِهِمْ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ) اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے جبکہ اوپر لیگیا مجھکو رب میرا یعنے جب معراج ہوئی مجھکو گذرا مین ایک قوم پر کہ انکے ناخون تھے تانبے کے کھروچتے تھے مونھ اپنے اور سینے اپنے پس کہا مین نے کون ہین

پاس جبرئیل کہا یہ وہ لوگ ہیں کہ کھاتے ہیں گوشت لوگوں کے یعنے غیبت کرتے ہیں انکی اور پڑتے ہیں لوگوں کی آبرو میں نقل کی یہ ابو داؤد نے ف یعنے غیبت کرتے ہیں اور برا کہتے ہیں اور بسبب اسکے آبروریزی کرتے ہیں لوگوں کی غیبت کرنی جو کہا کھانا گوشت کا وجہ اسکی اوپر بیان ہو چکی ہے باب الغیبت میں اور چونکہ آبروریزی لوگوں کی کی اور اس سے خوش ہوئے حق تعالیٰ نے منہ اور سینے انکے بھی انکے ہاتھوں سے زخمی کروائے ش ح (وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَكَلَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ أَكْلَةً فَإِنَّ اللّٰهَ يُطْعِمُهُ مِثْلَهَا مِنْ جَهَنَّمَ وَمَنْ كُسِيَ ثَوْبًا بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ فَإِنَّ اللّٰهَ يَكْسُوهُ مِثْلَهُ مِنْ جَهَنَّمَ وَمَنْ قَامَ بِرَجُلٍ مَقَامَ سُمْعَةٍ وَرِيَاءٍ فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُومُ بِهِ مَقَامَ سُمْعَةٍ وَرِيَاءٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے مستورد سے انہے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو شخص کہ کھاوے بسبب غیبت کرنے یا بہتان زنا کرنے یا بے آبروئی کرنے کسی شخص کے لقمہ پس تحقیق اللہ تعالیٰ کھلاویگا اسکو مانند اس لقمہ کے آگ دوزخ سے اور جو شخص کہ پہناوے کسی شخص کو کپڑا بسبب اہانت کرنے کسی شخص مسلمان کے پس تحقیق اللہ تعالیٰ پہناویگا مانند اس کپڑے کے آگ دوزخ سے اور جو شخص کہ کھڑا کرے کسی کو بیچ مقام سنانے اور دکھلانے کے پس تحقیق اللہ تعالیٰ کھڑا ہوگا واسطے اسکے بیچ مقام سنانے اور دکھلانے کے روز قیامت کے نقل کی یہ ابو داؤد نے ف لفظ اکلۃ ساتھ پیش ہمزہ اور جزم کاف کے ہے یعنے لقمہ کے اور ایک نسخہ میں ساتھ زبر ہمزہ کے یعنے ایکبار کھانے کے یعنے کہ کوئی بسبب عداوت کے غیبت اور برائی کسی مسلمان کے سے خوش ہوتا ہو کوئی اسکے پاس جاوے اور از راہ خوشامد کے غیبت اس مسلمان کی کرے اور اس وسیلہ سے اپنے لیے روٹی پیدا کرے اور وجہ رزق کی بہم پہنچاوے اور لفظ کسی ساتھ صیغہ معلوم کے ہے یعنے جو شخص پہنا جاوے اور ترجمہ اسکا کیا گیا اور ایک نسخہ میں ساتھ صیغہ مفعول کے ہے یعنے پہنایا جاوے کپڑا اور یہ مناسب ہے قرینہ سابقہ کے اور بعضوں نے کہا کہ معنے اول کے ہیں کسی نفس کو یا پہناوے اپنے نفس کو کپڑا بسبب غیبت کسی مسلمان کے اسی طرح کہ اوپر ذکر کی گئی کھانے میں اور قام برجل میں صرف سبب کے ہے یعنی بسبب کے لیے ہو اور مراد رجل سے نفس اسکا ہے یا غیر اسکا یعنے کھڑا کرے اپنے تئیں یا کسی اور کو بیچ مقام دکھلانے اور سنانے کے یعنے تعریف کرے اور خوبیان دکھلاوے اپنی یا اور کی تا لوگ دیکھیں اور سنیں اسکی فضیحت کرنے کے لیے کھڑا ہوگا اللہ پس کھڑا ہونا اللہ کا مقام سنانے اور دکھانے میں کنایہ ہے اسکی فضیحت کرنے سے اور کہا مظہر نے کہ ب برجل میں احتمال ہے کہ تعدیہ کے لیے ہو یا سببیت کے لیے پس اگر تعدیہ کے لیے ہو تو معنے یہ ہونگے کہ جو کوئی کھڑا کرے کوئی کسی کو مقام سنانے اور دکھانے میں یعنے تعریف کرے کسی کی ساتھ صلاح و تقوے کے اور ساتھ زہد اور عبادت کے شہرت دیوے تا لوگ اسکے معتقد ہوں اور خدمت کریں اسکی اور اسکو جال ٹھہراوے اپنے لیے تاکہ اسکے سبب سے مال و جاہ اپنے تئیں حاصل ہو جیسا کہ بعضے خادم درویشوں کے کرتے ہیں ہمارے زمانے میں بقول شخصے پیران نمی پرند مریدان می پرانند پس اسکو اللہ تعالیٰ مقام فضیحت اور رسوائی میں کھڑا کریگا ساتھ اس طرح کے حکم فرماویگا فرشتوں کو کہ اظہار کریں کہ یہ جھوٹا ہے کہ ایک شخص کو جھوٹ شہرت دی تھی اپنی غرض نفسانی کے لیے بعد ازاں عذاب دیگا اسکو عذاب جھوٹوں کا اور اگر سببیت کے لیے ہو تو معنے یہ ہونگے کہ جو کوئی ظاہر کرے صلاح اور زہد اور تقوے بسبب اسکے کہ معتقد ہو اسکا کوئی شخص بڑی قدر اور بہت مال والا تاکہ حاصل ہو اسکو مال و جاہ جیسے کہ کہتے ہیں لوگ معروف ہیں کہ یہ زاہد امیر کا ہے کھڑا ہوگا اللہ تعالیٰ اسکے رسوا کرنے کے لیے یعنے ارادہ کریگا اسکی فضیحت کرنیکا مقام سنانے اور دکھانے میں یعنے فرماویگا ملائکہ کو کہ ندا کریں کہ یہ ریاکار تھا خلق کے لیے کام کرتا تھا بعد ازاں عذاب کریگا اسکو عذاب ریاکاروں کا ش ح (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نیک گمان رکھنا جملہ عبادات حسنہ سے ہے نقل کی یہ احمد اور ابو داؤد نے ف یعنے نیک گمان رکھنا ساتھ اللہ تعالیٰ کے جملہ عبادات حسنہ سے ہے پس نہیں لائق ہے ترک کرنا عبادتوں کا بخلاف اس چیز کے کہ گمان کرتے ہیں عوام کہ حسن ظن یہ ہے کہ ترک کرے عمل کو اور اعتماد کرے اللہ پر اور کہے کہ وہ کریم و غفور و رحیم ہے پس جنے ترک کی عبادت اور دعوی کیا نیک گمانی کا ساتھ معبود کے وہ مغرور و مردود ہے یا معنے یہ ہیں کہ گمان نیک لیجانا مسلمانوں پر اور اعتقاد خیر و صلاح کا رکھنا ساتھ انکے جملہ عبادات حسنہ سے ہے یا ناشی ہے حسن عبادت سے یعنے جو کوئی متعبد و نیکوکار ہے لوگوں پر گمان نیک لیجاتا ہے اور بدگمانی اسے بدکار کے نہیں ہوتا ہے بدگمان باشد ہمیشہ زشت کار ہے نامۂ خود خواند اندر حق یار ش ع ح (وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اعْتَلَّ بَعِيرٌ لِصَفِيَّةَ وَعِنْدَ زَيْنَبَ فَضْلُ ظَهْرٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِزَيْنَبَ أَعْطِيهَا بَعِيرًا فَقَالَتْ أَنَا أُعْطِي تِلْكَ الْيَهُودِيَّةَ فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَجَرَهَا ذَا الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمَ وَبَعْضَ صَفَرٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا عائشہ نے کہ بیمار ہوا اونٹ صفیہ کا اور حضرت زینب کے پاس تھی سواری زیادہ یعنے ایک اونٹ تھا زیادہ انکی حاجت سے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب کو کہ دے تو صفیہ کو اونٹ

پس کہا زینب نے یعنی بطریق استفہام انکاری کے کہ میں دیتی ہوں اس یہودیہ کو پس غصہ ہوئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ترک کی انسے ملاقات مہینے ذیحجہ کے اور محرم کے اور
کچھ صفر کے مہینے نقل کی یہ ابو داؤد نے ف حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بیٹی تھیں حیی ابن اخطب یہودی کی کہ بنی اسرائیل میں سے تھا اولاد حضرت ہارون علیہ السلام کی سے اور
بیوی تھیں ابو الحقیق کی پس وہ مارا گیا جنگ خیبر میں اور یہ پکڑی آئیں پس آنحضرت نے انکو آزاد کیا اور اپنے نکاح میں لائے اور بعضے ازواج مطہرات کو انسے سوء مزاجی تھی چنانچہ
حضرت عائشہ بھی انہیں میں سے تھیں اور آنحضرت حمایت اور رعایت انکی کرتے تھے ایک روز انکو حضرت عائشہ نے یہودیہ کہا اور کچھ سخت سست کہا انہوں نے حضرت سے
شکایت کی فرمایا کہ تو اسے کہہ کہ میں پیغمبر زادی ہوں اور تو بیٹی ابو بکر کی اور حضرت زینب بھی بیوی تھیں حضرت کی پس آپ خفا ہوئے انسے بسبب بدزبانی کے اور اس سے یہ معلوم
ہوا کہ جائز ہے ترک ملاقات کرنی زیادہ تین دن سے بسبب فعل قبیح کے یعنی بقصد زجر و تادیب کے نہ بارادہ عداوت و بغض کے اور اس تقریر سے حاصل ہو جاتی ہے تطبیق حدیثوں
میں جیسا کہ اوپر گذرا اور ذکر حدیث معاذ بن انس من حمی مؤمنا فی باب الشفقۃ والرحمۃ اور ذکر کی گئی حدیث معاذ بن انس کی کہ سرا اسکا یہ ہے من حمی مومنا بیچ باب شفقت اور
رحمت کے الفصل الثالث فصل تیسری (عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رای عیسی ابن مریم رجلا یسرق فقال لہ عیسی سرقت قال کلا
والذی لا الہ الا ہو فقال عیسی آمنت باللہ وکذبت نفسی رواہ مسلم) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دیکھا حضرت عیسی بیٹے مریم
کے نے ایک شخص کو چوری کرتے پس کہا واسطے اسکے عیسی نے چوری کی تو نے یعنی کیا چوری کی تو نے کہا ہرگز نہیں قسم ہے اس ذات پاک کی کہ نہیں کوئی معبود سوا اسکے پس
کہا عیسی نے کہ ایمان لایا میں ساتھ اللہ کے اور جھٹلایا میں نے نفس اپنے کو نقل کی یہ مسلم نے ف ایمان لایا میں ساتھ اللہ کے یعنی اسکی وحدانیت کے کہ کبھی جاتی ہے اور یہ جملہ تنبیہ ہے
یا تقدیر یہ ہے کہ تصدیق کیا میں نے تیرے قسم کھانے کو ساتھ اللہ کے اور جھٹلایا میں نے اپنے نفس کو یعنی اس چیز میں کہ کہی میں نے بنا بر ظاہر کے واسطے احتمال اسکے کہ یہ لینا خفیہ
چوری واسطے ہونے کسی شرط کے ان شروط میں سے کہ معتبر ہیں حد چوری میں شرعا کذا ذکر علی اور حضرت شیخ رح نے لکھا ہے کہ یعنی تصدیق کیا میں نے تجکو تیری قسم میں اور پھرا اور
اس چیز سے کہ گمان کیا تھا میں نے اور جھٹلایا میں نے اپنے نفس کو اور اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی قسم کھاوے ہر چند کہ برخلاف اسکے معلوم ہو چاہیے کہ اپنے علم کو تہمت کرے اور موجب
اسکے عمل کرے بسبب تعظیم نام خدا تعالی کے (وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاد الفقر ان یکون کفرا وکاد الحسد ان یغلب القدر) اور روایت ہے انس سے
کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نزدیک ہے فقر کہ ہو جاوے کفر اور نزدیک ہے حسد یہ کہ غالب آوے تقدیر پر ف یعنی قریب ہے کہ ہو فقر قلبی سبب کفر کا یا تو بسبب
اعتراض کرنے کے اللہ تعالی پر اور یا بسبب نہ راضی ہونے کے قضائے اللہ پر اور بسبب شکوہ کرنے کے ما سوی اللہ سے یا بسبب میل کرنے کے طرف کفر کے بسبب دیکھنے
اسکے کہ اکثر کفار اغنیا و چین والے ہیں اور اکثر مسلمان فقرا آزمایش میں ہیں بمقتضا اسکے کہ وارد ہوا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر
اور فرمایا اللہ تعالی نے اپنے بندوں کی تسلی کے لیے لا یغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد متاع قلیل ثم ماواہم جہنم وبئس المہاد لکن الذین اتقوا ربہم لہم جنت تجری من
تحتہا الانہار خالدین فیہا نزلا من عند اللہ وما عند اللہ خیر للابرار آیا ہے کہ تھے بعضے مومن دیکھتے تھے مشرکوں کو چین میں پس کہتے تھے کہ اعداء اللہ کا حال تو ہم اچھا دیکھتے ہیں
اور ہم ہلاک ہو گئے مارے بھوک اور مشقت کے اسپر یہ آیت اتری کہ یہ آرام انکا چند روزہ ہے پھر فنا ہونے والا ہے اور تمہارے لیے ہمیشہ چین آخرت کے ہیں اس فانی کو دیکھکر
حرص نہ کرو اور متوقع رہو نعمت باقی کے اور جیسے فقر باعث کفر ہوتا ہے ایسی ہی زیادتی غنا کی بھی سبب سرکشی اور گرفتار ہونے گناہ کی ہوتی ہے اور اسلیے متوسط
اور بقدر ضرورت کے ملنا افضل ہے غنا و فقر سے خیر الامور اوسطہا اور اخیر جملہ حدیث کے معنے یہ ہیں کہ اگر بالفرض کوئی چیز ہوتی کہ غالب آتی تقدیر پر اور بدل دیتی اسکو
تو وہ حسد ہوتا اور بعضوں نے کہا قریب ہے حاسد کہ بیچ گمان حاسد کے یہ کہ بدل دیگا تقدیر کو شرح (وعن جابر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من اعتذر الی
اخیہ فلم یعذرہ او لم یقبل عذرہ کان علیہ مثل خطیئۃ صاحب مکس رواہما البیہقی فی شعب الایمان وقال المکاس العشار) اور روایت ہے جابر سے کہ نقل کی رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا جو شخص کہ عذر خواہی کرے طرف بھائی مسلمان اپنے کے پس عذر ور نہ رکھے اسکو وہ بھائی یعنی انکار اسکے عذر کا کرے اور کہے کہ عذر بیہودہ
رکھتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے یا نہ قبول کرے عذر اسکا اور کہے اگرچہ عذر رکھتا ہے تو لیکن میں نہیں قبول کرتا ہوں گا اس بھائی پر گناہ مانند گناہ صاحب مکس کے نقل کیں یہ دونوں حدیثیں

بیہقی نے شعب الایمان میں اور کہا مکاس عشر لینے والا ہے یعنی وہ کہ ظلم کرے اور موافق حق کے نہ لے اور اسکا بڑا گناہ آیا ہے حدیثوں میں کہ نہیں داخل ہوگا جنت میں صاحب مکس یعنی
عشار والا شخص اور شاید کہ مناسبت تشبیہ کی ان دونوں میں یہ ہے کہ صاحب مکس بھی نہیں قبول کرتا عذر تاجر کا اس کے کہنے سے کہ یہ مال امانت کا ہے یا اور شہر میں پہنچنے عشر دے لیا ہے
یا میں قرضدار ہوں اور مانند اسکے کے اور حضرت عائشہ سے بطریق مرفوع آئی ہے حدیث مَنْ اعْتَذَرَ اِلَى اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ فَلَمْ يَقْبَلْ عُذْرَهٗ لَمْ يَرِدْ عَلَيَّ الْحَوْضَ نقل کی یہ طبرانی نے اوسط میں
اور منقول ہے ابن عباس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہ خبر دوں میں ساتھ بدتر تمہارے کے عرض کیا صحابہ نے کہ بہتر اگر چاہیے تو فرمائیے یا رسول اللہ فرمایا
کہ بدتر تم میں سے وہ ہے کہ اترے منزل پر اکیلا اور کوڑے مارے اپنے غلام کو اور نہ دیوے عطا اپنی فرمایا کیا نہ خبر دوں میں تمکو ساتھ بدتر کے اس سے کہا انھوں نے ہاں اگر چاہیے
تو فرمائیے یا رسول اللہ فرمایا کہ وہ شخص کہ بغض رکھے لوگوں سے اور لوگ بغض رکھیں اس سے فرمایا کیا میں نہ خبر دوں میں تمکو ساتھ بدتر کے اس سے کہا ہاں اگر چاہیے یا
رسول اللہ فرمایا وہ لوگ کہ نہیں قبول کرتے خطا یعنی عذر خطا اور نہیں قبول کرتے معذرت اور نہیں بخشتے گناہ فرمایا کیا میں نہ خبر دوں میں تمکو ساتھ بدتر کے اس سے کہا
انھوں نے ہاں یا رسول اللہ فرمایا وہ کہ نہ امید ہو اس سے خیر کی اور نہ امن ہو شر اسکے سے نقل کی یہ طبرانی وغیرہ نے اور ابی ہریرہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں
کہ فرمایا آپ نے عفت کرو لوگوں کی عورتوں سے یعنی بہ نظر بد نہ دیکھو تو عفت کرینگی عورتیں تمہاری اور نیکی کرو اپنے باپوں سے نیکی کرینگے بیٹے تمہارے اور جسکے پاس آوے مسلمان
بھائی اسکا عذر کرتا ہوا پس چاہیے کہ قبول کرے اسکو خواہ حق پر ہو خواہ باطل پر پس اگر نہ قبول کیا نہیں آویگا حوض کوثر پر نقل کی یہ حاکم نے اور کہا یہ صحیح الاسناد ہے باب
اَلْحَذَرُ وَالتَّاَنِّیْ فِی الْاُمُوْرِ باب بیچ بیان پرہیز اور درنگ کرنے کے کاموں میں ف حذر ساتھ زبر حا اور ذال کے اور جزم ذال کے بمعنی پرہیز و احتراز کرنے کا اور حذر
ساتھ زبر حا اور زیر ذال کے مرد بیدار اور تانی توقف و درنگ کرنا کاموں میں اور تأنی بکسر نون اسم ہیں اور امات بروزن قنات کے اسم ہے اس سے بمعنی درنگ کے یعنی آدمی کو چاہیے
کہ لوگوں کے شر اور زمانہ کے آفات سے خواہ دین کے ہوں خواہ دنیا کے پرحذر رہے اور اپنے کام میں ہشیار اور خبردار رہے اور انجام کار کو دیکھتا رہے اور کاموں میں جلدی نکرے
اور حلم و وقار اختیار کرے مگر بعضے کاموں خیر کے ہیں کہ شتابی ان میں فرمائی ہے وہاں شتابی کرے جیسے نماز وغیرہ ہے الفصل الاول فصل پہلی عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کاٹا جاتا مومن ایک سوراخ
سے دو بار نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف لدغ کاٹنا سانپ اور بچھو کا اور جحر ساتھ تقدیم جیم مضمومہ کے حا ساکنہ پر سوراخ سانپ اور بچھو اور مانند انکے کا فرماتے ہیں کہ شان مومن
دانا کی کہ موصوف ہے رعایت حق اور حمایت دین کے ساتھ یہ ہے کہ عہد شکن و سرکش سے کہ دشمن دین کا ہے درگذر نکرے اور غضب اور بدلہ اللہ کا لینا چھوڑے اور ہر بار حلم و تغافل نکرے
اور فریب نکھا دے اور اگر کار دنیا میں فریب و دغا کھاوے تو سہل ہے لیکن امور دین میں نچاہیے اور یہ تعلیم قاعدہ عظیم کی ہے کہ باعث رعایت و حمایت دین کا ہے اور سبب وارد ہونے
اس حدیث کا یہ ہے کہ ابو عزہ ایک شاعر تھا شعرائے کفار سے کہ مسلمانوں کی ہجو کرتا تھا اور اپنی قوم کی بد ذاتوں کو مسلمانوں کی ایذا اور اہانت پر رغبت دلایا کرتا تھا وہ جنگ بدر میں
بندیوں میں پکڑا آیا پس عہد کیا کہ بار دیگر ان افعال بد کے پاس نہ پھٹکونگا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو بسبب اس عہد و پیمان کے چھوڑ دیا جبکہ وہ اپنی قوم کے پاس گیا
تو پھر وہی پہلی شقاوت اختیار کی دوبارہ پھر جنگ احد میں ہاتھ لگا پھر امان چاہی اور عہد کرنے لگا پس آنحضرت نے اسکے قتل کا حکم کیا اور اسوقت بعضے لوگوں نے درخواست اسکے
عفو کی کی پس فرمایا حضرت نے لا یلدغ المومن الخ شرح (وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ اِنَّ فِيْكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ الْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ
رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابن عباس سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واسطے اشج کے کہ سردار عبد القیس کا تھا کہ تحقیق تجھ میں دو خصلتیں ہیں کہ دوست رکھتا ہے
انکو اللہ یعنی خواہ تجھ میں ہوں یا تیرے غیر میں ایک آہستگی اور بردباری اور دوسرے کام کرنا بہ درنگ و وقار نقل کی یہ مسلم نے ف عبد القیس نام ایک قبیلہ کا آیا ہے کہ جب
جماعت عبد القیس کی آئی حضرت کی زیارت کے لیے تو حضرت کو دیکھکر اونٹوں پر سے کود پڑے اور ملازمت شریف کے لیے دوڑے اور بیقراریاں اور ذوق محبت ظاہر کیں
آنحضرت نے انکو مقرر رہنے فرمایا یعنی انکو ان اضطرابیوں سے منع نہ کیا لیکن اشج کہ نام انکا منذر تھا اور رئیس اور سردار انکے تھے مکان پر اترے اور اسباب قوم کا جمع کیا اور پانی سے
اور غسل کیا اور اچھے کپڑے پہنے اور آہستہ آہستہ تمکین و وقار سے مسجد شریف میں آئے اور دوگانہ نماز کا ادا کیا اور دعا کی پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے آنحضرت کو یہ وضع

انکی پسند آئی اور فرمایا کہ تحقیق تجھ مین دو خصلتین ہین الخ اور ایک اور روایت مین آیا ہو کہ جب آنحضرت نے انکو ساتھ وجود ان دو صفتون کے خبر دی تو انھون نے کہا کیا یہ دو
صفتین کسبی اور بتکلف حاصل کی ہوئی میری ہین یا اللہ کی پیدا کی ہوئی ہین میری جبلت مین فرمایا کہ اللہ کی پیدا کی ہوئی ہین تیری جبلت مین کہا انھون نے
شکر اس خدا کو کہ پیدا کیا مجھکو اوپر دو صفتون کے کہ دوست رکھتا ہو انکو خدا اور رسول اُسکا یعنے اگر بتکلف حاصل کی ہوئی میری ہوتین تو احتمال زوال و فتور کا انکے تھا لیکن چونکہ
جبلی ہین امید ہو کہ ہمیشہ اور باقی رہینگی ؔ شرح الفصل الثانی فصل دوسری (عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْأَنَاةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْعَجَلَةُ مِنَ
الشَّيْطَانِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِي عَبْدِ الْمُهَيْمِنِ بْنِ عَبَّاسٍ الرَّاوِي مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ) روایت ہو سہل بن سعد ساعدی سے کہ تحقیق نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درنگ کرنی کامون مین اللہ تعالی کی طرف سے ہو یعنے اسکے الہام سے اور جلدی کرنی شیطان سے ہو نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہو
اور تحقیق کلام کیا ہو بعضے اہل حدیث نے بیچ حق عبد المہیمن بن عباس کے کہ راوی اس حدیث کا ہو بسبب یاد داشت اُسکی کے یعنے وہ حافظہ مین بار کھتا تھا اور فقط یعنے ہر چند وہ
عدل ثقہ لیکن حافظہ خوب نرکھتا تھا پس امر اسکا سہل ہو اور روایت کیا ہو صاحب مشکوٰۃ نے شعب الایمان مین بطریق مرفوع کے درانحالیکہ اسکے ہین التانی من اللہ والعجلة من الشیطان
اور جلدی کرنی یعنے امور دنیا مین شیطان سے ہو یعنے اسکے وسوسہ سے ہو کہا ہو بعضون نے کہ مستثنے ہین اس سے وہ چیزین کہ نہین ہو شبہ انکی خیریت مین یعنے اچھی چیزون مین جلدی
کرنی شیطان سے نہین ہو کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ کہتا ہون مین کہ فرق ظاہر ہو درمیان مسارعت اور مبادرت کی طرف طاعات کے اور درمیان جلدی کی
کے نفس عبادات مین پس اول محمود ہو اور دوسری مذموم ہو یعنے مسارعت اور مبادرت طرف طاعات کے یہ ہو کہ مثلاً وقت نماز کا آیا درنگ نکرے اسمین جلدی سے طیار
ہو کر ادا کرنے لگے اور جلدی یہ ہو کہ نماز جب پڑھنے لگا جلدی سے ادا کرے پس اول یعنے مسارعت اچھی ہو اور دوسری یعنے جلدی سے کر لینا نیک کام کا برا ہو پس حاصل الاعالی
تحقیق کا یہ ہوا کہ شوق سے دوڑنا اور مستعد شتابی ہونا اچھے کام کے لیے اچھا ہو اور جلد جلد کرنا اسکو برا ہو۔ ہو (وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَلِيمَ
إِلَّا ذُو عَثْرَةٍ وَلَا حَكِيمَ إِلَّا ذُو تَجْرِبَةٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ) اور روایت ہو ابی سعید سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہوتا بردبار کامل مگر صاحب
لغزش کا اور نہین ہوتا حکیم کامل مگر صاحب تجربہ کا نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہو ف مگر صاحب لغزش کا یعنے جو گناہ مین پڑا اور خطا و خلل کا رشین اسکے
وجود مین آیا ہوا اور خجالت کھینچی ہوا اور بسبب اُسکے دوست رکھتا ہو کہ لوگ عیب و خطا ئین اسکی ڈھانکین اور قصور اسکے عفو کرین پس حاصل یہ کہ ایسے شخص سے جب محبت ستر و عفو
کی اپنے مین پائی تو لوگون سے بھی عفو کریگا اور بردباری اختیار کریگا اور نہین ہوتا حکیم کامل الخ حکیم کہتے ہین دانا اور راست اور استوار کار کو اور حکمت کہتے ہین جاننے حقیقت ہر چیز کو اور
تجربہ کہتے ہین کامون کے جانچنے کو پس فرماتے ہین کہ جسکو حاصل ہوئی پہچان اشیار کی اور جانا نفع انکا اور جانچا تا اشیار کے مصالح اور مفاسد کو حاصل ہوئی اسکو حکمت اور وہ
حکیم کامل ہوا ہو ح (وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصِنِي فَقَالَ خُذِ الْأَمْرَ بِالتَّدْبِيرِ فَإِنْ رَأَيْتَ فِي عَاقِبَتِهِ خَيْرًا فَأَمْضِهِ وَإِنْ خِفْتَ غَيًّا فَأَمْسِكْ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ)
اور روایت ہو انس سے کہ تحقیق ایک شخص نے عرض کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ وصیت فرمائیے مجھکو یعنے ساتھ ایک چیز کے کہ جانا رہے تجھ میرا نیچ کام میرے کے پس فرمایا اسنے
کر تو کام کو یعنے اس کام کو کہ ارادہ کرے تو کرلے اسکے کا ساتھ دیکھنے انجام اُسکے کے اور تامل کرنے کے بیچ مصالح اور مفاسد اُسکے کے پس اگر دیکھے تو بیچ انجام اُسکے کے بھلائی یعنے
نفع دنیوی یا اخروی پس کر اُسکو اور اگر ڈرے تو اور گمان لیجاوے تو گمراہی کا اس کام مین پس باز رہ اس کام کے کرنے سے اور چھوڑ دے اسکو نقل کی یہ شرح السنہ مین (وَعَنْ
مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ الْأَعْمَشُ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التُّؤَدَةُ فِي كُلِّ شَيْءٍ خَيْرٌ إِلَّا فِي عَمَلِ الْآخِرَةِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہو مصعب بن سعد سے
کہ نقل کی اپنے باپ سے یعنے سعد سے کہا اعمش نے کہ راوی اس حدیث کا ہو سعد سے نہین جانتا مین اس حدیث کو مگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنے اسکے باپ نے کہ سعد
ہو آنحضرت سے روایت کی نہ از خود فرمایا کہ ڈھیل کرنی ہر چیز مین بہتر ہو مگر بیچ عمل آخرت کے نقل کی یہ ابو داؤد نے ف اسلیے کہ بیچ تاخیر بھلائیون کے آفات ہین اور منقول ہو
کہ اکثر جلانا دوزخیون کا تاخیر عمل سے ہو گا کہا طیبی نے کہ یہ اسلیے ہو کہ امور دنیویہ جو ہین نہین جانا جاتا انجام ان کا انکی ابتدا مین کہ انجام انکا اچھا ہو جلدی کیجاوے ان مین
یا برا ہو پس تاخیر کیجاوے انسے بخلاف امور اخرویہ کے بموجب فرمانے اللہ تعالی کے فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ کہا غزالی نے بیچ تفسیر قول اللہ تعالی کے

الشیطان یعدکم الفقر کہ لائق ہے مومن کو کہ جب حرکت کرے اسکے لیے واعیہ خرچ کرنیکا نہ توقف کرے اسلیے کہ شیطان وعدہ کرتا ہے اس سے فقر کا اور ڈراتا ہے اسکو اور روکتا ہے خرچ
کرنے سے تھے ابو الحسن پاخانہ مین پس پکارا انھون نے اپنے شاگرد کو اور کہا کہ اتار میرے بدن پر سے قمیص کو اور دے اسکو فلانے کے تئین پس کہا شاگرد نے کہ کیون نہ صبر کیا
یہان تک کہ نکلتے پاخانہ سے کہا انھون نے کہ میرے دل مین آیا تھا دینا اسکا اور نہین امن ہے مجکو اپنے نفس پر اسکے متغیر ہونے سے ۱۲ ش ع (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَرْجِسَ اَنَّ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّمْتُ الْحَسَنُ وَالتُّؤَدَۃُ وَالْاِقْتِصَادُ جُزْءٌ مِّنْ اَرْبَعٍ وَّعِشْرِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّۃِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے عبد اللہ بیٹے سرجس سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ راہ و روش نیک اور آہستگی اور درنگ کرنی کام مین اور میانہ روی جزو ہین چوبیس جزو نبوت سے نقل کی یہ ترمذی نے ف میانہ روی یعنے بیچ کی راہ
اختیار کرنی تمام احوال و افعال مین اور بچنا دونون طرفون کمی اور زیادتی سے جیسے اختیار کرنا جود کا کہ بیچ مین ہے اسراف اور بخل کے اور اختیار کرنا شجاعت کا کہ بیچ مین تہور اور جبن
کے ہے اور اسی قیاس سے ہے میانہ روی اعتقاد مین کہ وہ اعتقاد ہے اہل سنت کا کہ بیچ مین ہے جبر و قدر کے اور اسیطرح میانہ روی معیشت مین جیسے کہ حدیث مین فرمایا الاقتصاد فی النفقۃ
نصف المعیشۃ یعنے میانہ روی خرچ کرنے مین کہ بیچ بیچ مین ہو اسراف و تنگی آدھی معیشت ہے اور اسیطرح حکم ہے میانہ روی کا تمام احوال و افعال مین جیسے کہ بعضی چیزون کو
اللہ تعالی نے بیان فرمایا واقصد فی مشیک الآیۃ اور قول اللہ عز وجل کا کلوا واشربوا ولا تسرفوا اور کہا بعض عارفین نے کہ طالب کو علم کو اس حیثیت کہ نہ منع کرے تجکو عمل
سے اور عمل کر اس حیثیت کہ نہ باز رکھے تجکو علم سے غرض کہ سب چیزون مین میانہ روی چاہیے اور جز ہونیسے یعنے سب چیزین ملکر بمنزلہ ایک جز کے ہین یا ہر ایک انمین سے جز ہے یعنے
ایک خصلت ہے خصال انبیاے صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کے سے اور تعین عدد کی سپرد ہے شارع کے اور سوائے نور نبوت کے حقیقت اسکی نہین معلوم ہو سکتی ۱۲ ش ع
(وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْہَدْیَ الصَّالِحَ وَالسَّمْتَ الصَّالِحَ وَالْاِقْتِصَادَ جُزْءٌ مِّنْ خَمْسٍ وَّعِشْرِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّۃِ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ) اور روایت ہے ابن عباس سے کہ تحقیق
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیرت اور طریقہ نیک اور راہ و روش نیک اور میانہ روی جز ہین پچیس جز نبوت سے نقل کی یہ ابو داود نے ف فرق درمیان ہدی صالح اور
سمت صالح کے یہ ہے کہ ہدی متعلق ہے ساتھ احوال باطنہ کے اور سمت ساتھ اخلاق ظاہرہ کے پس یہ دونون طریقے بمنزلہ ایمان اور اسلام کے ہین شریعت مین اور جمع درمیان
ان دونون کے نور علی نور ہے اور تمام ہوتی ہے ساتھ اسکے حقیقت اور اس حدیث مین ایک جز پچیس مین سے کہا اور پہلے مین چوبیس جز سے پس ہو سکتا ہے کہ یہ تفاوت وہم اور
غلط راوی سے ہو یا بسبب اور سر کے واللہ اعلم ۱۲ ش ع احتمال ہے کہ پہلے یہ حکم ہوا ہو پھر از راہ کرم و عنایت کے وہ حکم ہوا جو کہ اوپر کی حدیث مین گذرا یا یہ کہ ان تین چیزون کا ذکر
ہو حکم ہوا اور ان تین چیزون کا ذکر ہے اس صورت مین نسبت کرنی خطا و وہم کیطرف راوی کی کچھ ضرورت نہین واللہ اعلم ۱۲ مؤلف (وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ الْحَدِیْثَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَہِیَ اَمَانَۃٌ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ) اور روایت ہے جابر بن عبد اللہ سے اسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جسوقت کہے کوئی شخص کوئی
بات یعنے ایسی بات کہ ارادہ کرتا ہے اسکے اخفا کا پھر غائب ہو وے یعنے چلا جاوے پس وہ امانت ہے نقل کی یہ ترمذی نے اور ابو داود نے ف یعنے حکم اسکا حکم امانت کا ہے بہ نسبت
مجلس والون کے کہ جنھون نے سنی ہے پس انکو چاہیے کہ اسمین خیانت نہ کرین یعنے افشا نہ کرین ۱۲ ح (وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَبِی الْہَیْثَمِ بْنِ التَّیِّہَانِ
ہَلْ لَکَ خَادِمٌ قَالَ لَا قَالَ فَاِذَا اَتَانَا سَبْیٌ فَاْتِنَا فَاُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِرَاْسَیْنِ فَاَتَاہُ اَبُو الْہَیْثَمِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اخْتَرْ مِنْہُمَا فَقَالَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اخْتَرْ لِیْ
فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ خُذْ ہٰذَا فَاِنِّیْ رَاَیْتُہٗ یُصَلِّیْ وَاسْتَوْصِ بِہٖ مَعْرُوْفًا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا واسطے ابو الہیثم بن تیہان کے کہ کیا ہے واسطے تیرے خادم کہا نہین پس فرمایا کہ جسوقت آوے ہمارے پاس بندی تو آ تو ہمارے پاس پس لائے گئے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس دو بردے پس آئے آنحضرت کے پاس بموجب وعدہ آنحضرت کے ابو الہیثم پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند کر لے تو ایک کو ان دونون مین سے پس کہا
یا نبی اللہ تم پسند کر دو مجکو پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق وہ شخص کہ مشورہ کیا جاوے ساتھ اسکے چاہیے کہ امین ہو یعنے جسمین کہ مصلحت ہو بہبودی مشورہ چاہنے والے
کی ہو وے وہی کہے اور خیانت نہ کرے اور مقصود یہ ہے کہ چونکہ تو نے مشورہ مجھسے کیا اور مجھے اختیار دیا تو وہی بردہ تجکو دونگا کہ بہتر ہو پس اشارت کی ایک بردے کی طرف ان دونون
مین سے اور فرمایا کہ لے تو اس بردہ کو اسلیے کہ تحقیق مین نے دیکھا ہے اسکو نماز پڑھتے اور قبول کر وصیت میری بیچ حق اسکے کے احسان کرنے کے نقل کی یہ ترمذی نے ف اور

حدیث میں آیا ہے کہ جب ابوالہیثم گھر میں آئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ یہ غلام ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو دیا ہے اور نیکی اور احسان کرنے کی اسکے حق میں وصیت کی ہے انکی بیوی نے کہا کہ بجا لانا اس وصیت کا مشکل ہے اور احسان یہی ہے کہ اسکو آزاد کرو شرح (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَجَالِسُ بِالْأَمَانَةِ إِلَّا ثَلَاثَةَ مَجَالِسَ سَفْكُ دَمٍ حَرَامٍ أَوْ فَرْجٌ حَرَامٌ أَوِ اقْتِطَاعُ مَالٍ بِغَيْرِ حَقٍّ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے جابر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجلسیں ساتھ امانت کے ہیں یعنے جو بات مجلس میں سنیں وہ اسکو کہیں نقل نہ کریں اور سخن چینی نہ کریں مگر تین مجلسیں اور تین باتیں کہ مجلس میں سنیں واجب ہے نقل اور پہونچا دینا انکا غیر کو وہ یہ ہیں خونریزی حرام یا ارادہ رکھتا ہو کوئی زنا کا حرام ہے یا چھیننا مال کا ناحق نقل کی ہے ابوداؤد نے ف یعنے اگر کسی کہی سے یہ بات کہ میں ارادہ رکھتا ہوں کہ فلانے شخص کو مار ڈالونگا یا فلانی عورت سے زنا کرونگا یا فلانے کا مال لونگا از راہ ظلم کے تو چاہیے کہ ان باتوں کو پہونچا دے ان لوگوں کو تا پرحذر ہوں اور اپنے کو بچاویں یہ حضرت شیخ نے لکہا ہے اور ملا علی قاری نے کہا معنے یہ ہیں کہ لائق مرد مومن کو کہ جب دیکھے اہل مجلس کو برا کام کرتے تو نہ چاہیے کہ اس چیز کا کہ دیکھی ہے ان سے ذکر کرے مگر تین مجلسیں یعنے ایک مجلس تین مجلسوں میں سے الخ (وَذُكِرَ حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ إِنَّ أَعْظَمَ الْأَمَانَةِ فِي بَابِ الْمُبَاشَرَةِ فِي الْفَصْلِ الْأَوَّلِ) اور ذکر کی گئی حدیث ابوسعید کی کہ سر اسکا یہ ہے ان اعظم الامانۃ بیچ پہلی فصل باب المباشرۃ کے ف یعنے یہ حدیث مصابیح میں اس جگہ مذکور ہوئی ہے ایک بار باب المباشرت میں کہ کتاب النکاح میں ہے صحاح میں ذکر کی اور دوبارہ اس باب الحذر والتانی میں حسان سے لایا اور جو ہے باب المباشرۃ میں تھا لہٰذا تو چھوڑ دی اور باب الحذر والتانی میں ذکر نہیں کی بسبب تکرار کے اور صواب ذکر کرنا اسکا صحاح ہی میں تھا اور شاید کہ مصابیح کے نسخوں میں کہ مولف کے پاس موجود تھے یہ مذکور ہو و لیکن جن نسخوں میں کہ ہمنے دیکھی ہیں اس باب میں مذکور نہیں اور باب المباشرۃ میں ہے فقط غالبا لکھنے والوں نے بسبب تکرار کے اسکو حذف کر دیا ہو واللہ اعلم شرح

الفصل الثالث فصل تیسری (عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْعَقْلَ قَالَ لَهُ قُمْ فَقَامَ ثُمَّ قَالَ لَهُ أَدْبِرْ فَأَدْبَرَ ثُمَّ قَالَ لَهُ أَقْبِلْ فَأَقْبَلَ ثُمَّ قَالَ لَهُ اقْعُدْ فَقَعَدَ ثُمَّ قَالَ لَهُ مَا خَلَقْتُ خَلْقًا هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ وَلَا أَفْضَلُ مِنْكَ وَلَا أَحْسَنُ مِنْكَ بِكَ آخُذُ وَبِكَ أُعْطِي وَبِكَ أُعْرَفُ وَبِكَ أُعَاتِبُ وَبِكَ الثَّوَابُ وَعَلَيْكَ الْعِقَابُ وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا جبکہ پیدا کیا اللہ تعالی نے عقل کو فرمایا اسکو کھڑی ہو پس کھڑی ہوئی پھر فرمایا اسکو پیٹھ پھیر پس پیٹھ پھیری پھر کہا اسکو منہ کر میری طرف پس منہ کیا پھر کہا واسطے اسکے بیٹھ پس بیٹھی عقل پھر کہا اسکو نہیں پیدا کی میں نے کوئی مخلوق کہ وہ بہتر ہو تجھسے اور نہ فاضل تر اور زیادہ تر تجھسے کمال میں اور نہ خوب تر تجھسے بسبب تیرے لیتا ہوں میں یعنے عبادات اپنے بندوں سے یا جس سے کہ نعمت لے لیتا ہوں تیرے ہی سبب لے لیتا ہوں کہ تقصیر کی اور مستوجب غضب کا ہوا اور بسبب تیرے دیتا ہوں میں یعنے ثواب و درجات یا جسکو کہ نعمت دیتا ہوں واسطے تیرے دیتا ہوں کہ خدمت کی اور مستحق انعام کا ہوا اور بسبب تیرے پہچانا جاتا ہوں میں اور بسبب تیرے غصہ کرتا ہوں اور بسبب تیرے ثواب دیتا ہوں اور بسبب تیرے عذاب کرتا ہوں یعنے مدار تکلیف اور خطاب اور عتاب اور ثواب اور عقاب دنیا اور آخرت میں عقل پر ہے اور تحقیق کلام کیا ہے بیچ صحت اس حدیث کے بعضے علما نے اور کہتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے ف ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عقل پیدا کی گئی مجسم جیسے کہ پیدا کیجاویگی موت بصورت دنبہ کے اور ذبح کیجاویگی درمیان میں جنت و دوزخ کے شرح (وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَكُونُ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ وَالزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حَتّٰى ذَكَرَ سِهَامَ الْخَيْرِ كُلَّهَا وَمَا يُجْزٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِلَّا بِقَدْرِ عَقْلِهِ) اور روایت ہے ابن عمر سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق ایک شخص ہوتا ہے نمازیوں میں سے اور روزہ داروں میں سے اور زکوۃ دینے والوں میں سے اور حج اور عمرہ کرنیوالوں میں سے یہاں تک کہ ذکر کیا آنحضرت نے سب اقسام خیر کا یعنے کلیات اور بڑی چیزیں خیر کی ذکر کیں یا اکثر ذکر کیں وللاکثر حکم الکل اور جزا نہیں دیا جاویگا وہ شخص روز قیامت کے مگر موافق عقل اپنی کے ف مراد عقل سے یہاں پہچاننا اشیاء کا ہے اور معلوم کرنا صلاح و فساد مبدا و معاد کا اور تمیز کرنا درمیان خیر و شر کے اور احتراز کرنا گمراہیوں اور آفات نفس سے اور راہ نیک اختیار کرنی اور پہونچنا مقام قرب کو اور واصل ہونا ساتھ حق کے اور عقل معاد کہ بعضوں کے کلام میں واقع ہوئی ہے یہی ہے اور اس جگہ میں ہے اختلاف علما کا اور بحث انکی بیچ تفاضل علم و عقل کے کہ کہتے ہیں علم افضل ہے یا عقل یعنے بعضے علم کو افضل کہتے ہیں اور بعضے عقل کو اور اگر علم کو بھی اوپر معنے تمیز و دریافت کے حمل کریں کہ اثر عقل کا ہو یہ معنے کچھ خلاف درمیان میں نہیں رہتا اور ساتھ اس معنے کے علم و عقل افضل ہے عمل و عبادت سے لکہا ہے علما نے کہ ایک رکعت اس عالم عاقل کی افضل ہوگی

اور کی ہزار رکعتوں سے مرج (وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا ذَرٍّ لَا عَقْلَ كَالتَّدْبِيرِ وَلَا وَرَعَ كَالْكَفِّ وَلَا حَسَبَ كَحُسْنِ الْخُلُقِ) اور روایت ہے ابی ذر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ابی ذر نہیں ہے کوئی عقل مانند تدبیر کے اور نہیں ہے ورع مانند باز رہنے کے اور نہیں ہے حسب و فضیلت مانند خوش خلقی کے ف تدبیر کے معنے ہیں انجام کار کو دیکھنا یعنی معنے اس جملے کے یہ ہیں کہ نہیں ہے کوئی عقل مانند عقل تدبیر کے یعنے مانند اس عقل کے کہ ساتھ ہو اسکی تدبیر یعنے انجام کار کو دیکھنا اور اسکے مصالح اور مفاسد کو دریافت کرنا اور ورع کے معنے ہیں پرہیزگاری کہ جو معنے تقوی کے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ متورع بالاتر ہے متقی سے اور کہتے ہیں کہ تقوی پرہیز کرنا حرام چیزوں سے ہے اور ورع پرہیز کرنا مکروہات اور شبہات سے بھی اور صواب یہ ہے کہ دونوں کے ایک ہی معنے ہیں اور کلام قوم میں اسیطرح واقع ہوا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ نہیں ہے ورع کامل مانند کف یعنے باز رہنے کے طیبی اس عبارت پر اشکال لایا ہے کہ ورع یعنے باز رہنے کا حرام چیزوں سے ہے پس لا ورع مثل الکف کیا معنے رکھتا ہے اور جواب اسکا یہ دیا ہے کہ مراد کف سے یہاں باز رہنا ہے مسلمانوں کی ایذا سے یا باز رکھنا زبان کو لا یعنی سے چونکہ مفاسد اسکے اکثر ہیں حصر کیا ورع کو اسمین از راہ مبالغہ کے اور ممکن ہے کہ کہا جاوے ورع اور تقوی اگرچہ لغت میں بمعنے باز رہنے اور پرہیز کرنے کے ہیں لیکن عرف شرع میں شامل ہیں امتثال اور اجتناب کو اور اگر تنہا اجتناب ہی کہا ہوتا تو ترک کرنا امتثال اوامر سے بھی اجتناب کرنا چاہیے برابر ہے پس شامل امتثال و اجتناب کو ہونگے اور حاصل یہ کہ ورع اور تقوی جو لازم ہے فرمودہ بزرگ امتثال و اجتناب کے ہیں پس ورع کے لیے دو چیزیں چاہییں امتثال اوامر اور اجتناب نواہی اور لکھا ہے علما نے کہ رعایت کرنی جانب اجتناب کے اشد اور مقدم ہے بہ نسبت امتثال کے اور اگر کوئی جانب امتثال میں اقتصار کرے فرائض اور واجبات اور سنن موکدہ پر لیکن اجتناب میں اہتمام خوب کرے تو پہونچ جاویگا مقصود کو کہ پہونچنا طرف حق کے اور قرب الہی کے ہے اور اگر اہتمام امتثال میں خوب کرے جیسے کہ ادا کرے سب نوافل و مستحبات لیکن ارتکاب محرمات کا بھی کرے تو منزل مقصود کو نہیں پہونچیگا اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک بیمار ہے کہ پرہیز کرتا ہے اور دوا نہیں کھاتا اچھا ہو جاویگا اگرچہ شاید بہت دیر میں اچھا ہو اور اگر دوا کھاوے اور پرہیز نکرے ہرگز شفا نہیں پاویگا اور ہر روز زیادہ خراب ہوتا جاویگا اور اس کلام کی ایک تفصیل ہے کہ اور کتابوں میں مذکور ہے اور نہیں ہے حسب اور فضیلت مانند خوش خلقی کے حسب اس چیز کو کہتے ہیں کہ شمار کرتا ہے آدمی فضائل اور مفاخر اپنے اور اپنے باپوں کے پس فرماتے ہیں کہ اصل کمال اور بزرگی خوش خلقی ہے جو چاہیے آدمی میں بدون اسکے سب کچھ ضائع ہے اور مراد خلق سے اگر تمام صفات باطن کی لیں تو ظاہر ہے کہ حسن اخلاق عمدہ ہے اور اگر مراد نرم خوئی اور مہربانی ہے جیسے کہ عرف میں خلق اسی کو کہتے ہیں تو مقصود مبالغہ ہے اور حقیقت اس صفت کی کلام اہل تصوف سے معلوم کرنی چاہیے حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ حسن خلق کشادہ پیشانی رہنا اور عطا کرنا اور ایذائے خلق سے باز رہنا ہے اور واسطی نے کہ نام ایک بزرگ کا ہے کہا حسن خلق یہ کہ نہ دشمنی کا ساتھ خلق کے اور راضی رکھنا خلق کو راحت و محنت میں ہے اور سہل تستری نے کہا کمتر مرتبہ حسن خلق کا یہ ہے کہ جفا اٹھاوے خلق سے اور بدلہ نہ لے اور رحم اور شفقت کرے ظالم پر اور بخشش چاہے اسکے لیے ؛ ع ح (وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاِقْتِصَادُ فِي النَّفَقَةِ نِصْفُ الْمَعِيْشَةِ وَالتَّوَدُّدُ إِلَى النَّاسِ نِصْفُ الْعَقْلِ وَحُسْنُ السُّؤَالِ نِصْفُ الْعِلْمِ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْاَحَادِيْثَ الْاَرْبَعَةَ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ) اور روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میانہ روی کرنی خرچ میں آدھی معیشت ہے اور دوستی آدمیوں کی آدھی عقل ہے اور اچھی طرح سوال کرنا آدھا علم ہے نقل کیں بیہقی نے یہ چاروں حدیثیں شعب الایمان میں ف میانہ روی کی الخ یعنے کمی زیادتی نکرنی خرچ میں آدھا سرمایہ ہے زندگانی کا یعنے زندگانی کرنے میں دو چیزیں چاہییں دخل اور خرچ بنا ہے خرچ میانہ روی پر چاہیے پس رعایت میانہ روی کی آدھی معیشت ہوگی اور دوستی آدمیوں کی الخ یعنے محبت ظاہر کرنی صالحین کی اور سر رشتہ انکی محبت کا نگاہ رکھنا آدھی عقل معاش ہے گویا تمام عقل یہ ہے کہ کچھ کسب و کار کرے اور آپسمین محبت بھی رکھے اور یہ اس صورت میں ہے کہ محبت انکی موجب فوت ہونے دین و دیانت کی نہو اور اچھی طرح سوال کرنا الخ یعنے اچھی طرح سوال کرنا علم سے آدھا علم ہے اسلیے کہ پوچھنے والا دانا اس چیز سے سوال کرتا ہے کہ بہت ضرور اور بہت بکار آمدنی ہوتی ہے اسکی اور یہ محتاج ہے ساتھ زیادتی علم کے اور تمیز کرنے کے درمیان اقسام مسئولات کے کہ کیا پوچھنا چاہیے اور کیونکر پوچھنا چاہیے اور جب پایا مطلوب اپنا ساتھ جواب کے تو تمام ہوا علم اسکا حاصل یہ کہ علم دو قسم پر ہے سوال اور جواب اور اچھی طرح سوال کرنا معاملہ ہے تحقیق اور تنقیح اسکی سے ساتھ تمام شقوق کے اور امثال اسکے تا جواب شافی کافی پاوے اور کچھ نہ رہ جاوے جواب میں پس سوال اسطرح پر بدلہ علم سے ہوگا اور وارد نہیں ہوگا

گذرے ایک شخص پر انصار میں سے کہ وہ نصیحت کرتا تھا اپنے بھائی کو بیچ مقدمہ حیا کے پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چھوڑ دے اسکو اسلیے کہ تحقیق حیا شاخ ہے ایمان سے
نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنی بیچ مقدمہ حیا کے کہ بہت حیا کیا کرتا ہے اسلیے کہ اس سے باز رہتا ہے آدمی رزق سے اور علم سے جیسے کہ ایک روایت میں ہے پس اسکے
بھائی نے جب یہ کہا تو حضرت نے اسکو منع کیا کہ تو منع نکر چھوڑ دے اسکو بحال خود اور کہا طیبی نے کہ معنے یعظ کے یہ ہیں کہ زجر کرتا تھا یعنے ڈراتا تھا اور کہا راغب نے کہ وعظ زجر
کرنا ہے ساتھ کچھ ڈرانے کے بھی ہو اور کہا خلیل نے کہ وعظ نصیحت کرنا ساتھ خیر کے ہے اس طرح کہ دل اُس سے نرم ہو تمام ہوا کلام اسکا اور وعظ یہاں بمعنے عتاب کے ہے جیسے کہ ایک روایت
میں لفظ یعاتب کا آیا ہے ع (وعن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحیاء لا یاتی الا بخیر وفی روایۃ الحیاء خیر کلہ متفق علیہ) اور روایت ہے عمران
بن حصین سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حیا نہیں لاتی مگر خیر کو اور ایک روایت میں ہے کہ حیا بہتر ہے تمام اقسام اسکے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف
یہاں ایک اشکال آتا ہے کہ حیا کبھی مخل ہوتی ہے بعضے حقوق کی مانند امر معروف اور نہی منکر وغیرہ کے جواب یہ کہ جس جگہ حیا مخل حق کی ہو حقیقت میں وہ حیا نہیں ہے شرعاً بلکہ
وہ عجز اور جبن ہے کہ نقصان انسانی میں سے ہے اور اگر اسکو حیا کہینگے تو مجازاً کہینگے اور حقیقت حیا کی از راہ شرع کے یہ ہے کہ باعث ہو اوپر ترک کرنے قبیح کے یہ جواب علما نے دیا ہے اور
صواب یہ ہے کہ معنے حیا کے انقباض نفس کا ہے کرنے قبیح سے کہ طبعی ہو یا شرعی لیکن حیا جو اچھی اور تعریف کی گئی ہے شرع میں وہ ہے کہ انقباض ہو قبیح شرعی سے خواہ حرام ہو
یا مکروہ یا ترک اولی پس ظاہر تر جواب یہ ہے کہ کلیہ الحیاء خیر کا مخصوص ہے ساتھ اسکے کہ موافق رضائے حق کے ہو ع (وعن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان مما ادرک الناس من کلام النبوۃ الاولی اذا لم تستحی فاصنع ما شئت رواہ البخاری) اور روایت ہے ابن مسعود سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق
جو اس چیز سے کہ پایا ہے لوگوں نے پہلے انبیا کے کلام میں سے یہ کلام ہے جس وقت کہ شرم نکی تو نے پس کر جو چاہے نقل کی یہ بخاری نے ف پایا ہے الخ یعنے جو پایا ہے اگلوں اور باقی ہے
حکم اسکا اور نسخ اور تغیر و تبدیل نے اسمیں راہ نہیں پائی ہے اور معنے اس حدیث کے کئی طرح بیان کیے ہیں لوگوں نے ایک تو یہ کہ یہاں معنے امر کے حکم اور طلب کے مراد نہیں ہے بلکہ خبر ہے
اور مقصود یہ ہے کہ مانع بری چیزوں کے کرنے سے حیا ہے اور جب حیا نہ رکھی تو نے تو کریگا تو جو کچھ کہ چاہیگا اور دوسرے یہ کہ صیغہ امر کا واسطے تہدید کے ہے جیسے کہ اعملوا ما شئتم یعنے جو کچھ چاہا
کرو آخر سزا اپنی پاؤ گے ع (وعن النواس بن سمعان قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن البر والاثم فقال البر حسن الخلق والاثم ما حاک فی صدرک وکرہت
ان یطلع علیہ الناس رواہ مسلم) اور روایت ہے نواس بیٹے سمعان کے سے کہ کہا اسنے کہ پوچھا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حال نیکی اور گناہ کا پس فرمایا کہ نیکی یعنے
عمدہ اقسام نیکی کی خوش خلقی ہے اور گناہ وہ ہے کہ تردد کرے تیرے سینے میں اور مکروہ جانے تو یہ کہ واقف ہوں اس عمل پر لوگ نقل کی یہ مسلم نے ف تردد کرے اور اطمینان نہ ہو
اسپر دل کو لیکن یہ اس شخص کے حق میں ہے کہ کھولدیا ہے خدا تعالیٰ نے سینہ اسکا اسلام کے لیے اور روشن اور آراستہ کیا ہے دل اسکا ساتھ نور تقوی کے اور یہ اس جگہ ہے کہ اشعار شارع
کا اس بات میں ہو نہیں اور اقوال علما کے وہاں مختلف ہوں اور علامت دوسرے گناہ کے پہچان کی بعد اسکے فرمائی کہ مکروہ جانے تو الخ اور یہ بھی اچھے ہی لوگوں کا حال ہے
ع (وعن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من احبکم الی احسنکم اخلاقا رواہ البخاری) اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے کہ کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق بہت محبوب تمہارا طرف میرے نیکتر تمہارا ہے از روے اخلاق کے نقل کی یہ بخاری نے ف یعنے جو کہ خصلتیں اچھی رکھتا ہو کہ رعایت کرتا ہو اللہ
تعالیٰ کے حقوق کی اور بندوں کے حقوق کی ع (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من خیارکم احسنکم اخلاقا متفق علیہ) اور روایت ہے اسی سے کہ کہا
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق بہتر تمہارے نیکتر تمہارے ہیں از روے اخلاق کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے الفصل الثانی فصل دوسری (عن
عائشۃ قالت قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اعطی حظہ من الرفق اعطی حظہ من خیر الدنیا والآخرۃ ومن حرم حظہ من الرفق حرم حظہ من خیر الدنیا والآخرۃ رواہ فی شرح السنۃ) روایت ہے عائشہ
سے کہ کہا فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کہ دیا گیا اسکو نصیبہ اسکا نرمی سے دیا گیا نصیبہ اسکا بھلائی دنیا اور آخرت کی سے اور جو شخص کہ محروم کیا گیا نصیبہ اسکا نرمی سے محروم کیا گیا نصیبہ اسکا
بھلائی دنیا اور آخرت کی سے نقل کی یہ شرح السنہ میں (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحیاء من الایمان والایمان فی الجنۃ والبذاء من الجفاء والجفاء فی النار رواہ احمد
والترمذی) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شرم کرنی برے کام سے ایمان سے ہے اور ایمان یعنے اہل ایمان بہشت میں ہیں اور بے حیائی بدی سے ہے اور بدی آگ میں ہیں نقل کی احمد

اور ترمذی نے (وَعَنْ رَجُلٍ مِنْ مُزَيْنَةَ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا خَيْرُ مَا أُعْطِيَ الْإِنْسَانُ قَالَ الْخُلُقُ الْحَسَنُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ) اور روایت ہے ایک شخص سے کہ قبیلہ مزینہ سے ہے کہا اس شخص نے کہ عرض کیا صحابہ نے یا رسول اللہ کیا بہتر ہے اس چیز کا کہ دیا گیا آدمی فرمایا خلق نیک نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں اور شرح السنہ میں اسامہ بن شریک سے ہے (وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ وَلَا الْجَعْظَرِيُّ قَالَ وَالْجَوَّاظُ الْغَلِيْظُ الْفَظُّ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ فِيْ سُنَنِهِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَصَاحِبُ جَامِعِ الْأُصُوْلِ فِيْهِ عَنْ حَارِثَةَ وَكَذَا فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْهُ وَلَفْظُهُ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ الْجَعْظَرِيُّ يُقَالُ الْجَعْظَرِيُّ الْفَظُّ الْغَلِيْظُ وَفِيْ نُسَخِ الْمَصَابِيْحِ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ وَهْبٍ وَلَفْظُهُ قَالَ وَالْجَوَّاظُ الَّذِيْ جَمَعَ وَمَنَعَ وَالْجَعْظَرِيُّ الْغَلِيْظُ الْفَظُّ) اور روایت ہے حارثہ بیٹے وہب کے سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں داخل ہوگا بہشت میں سخت گو اور نہ سخت خو کہا روایت کرنے والے نے اور جواظ سخت گو سخت خو ہے نقل کی یہ ابوداؤد نے اپنے سنن میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور صاحب جامع الاصول نے بھی نقل کی ہے جامع الاصول میں حارثہ سے اور اسی طرح شرح السنہ میں نقل کی گئی ہے حارثہ سے اور لفظ حدیث کی شرح السنہ میں اس طرح ہیں نہیں داخل ہوگا بہشت میں جواظ جعظری یعنے وصف کیا جواظ کو ساتھ جعظری کے اور کہا کہ کہا جاتا ہے جعظری سخت خو اور سخت گو یعنے اس سے معلوم ہوا کہ جعظری اور جواظ کے ایک ہی معنے ہیں اور مصابیح کے نسخوں میں عکرمہ بن وہب ہے یعنے مصابیح کے بعضے نسخوں میں عکرمہ ہے اور اکثر نسخوں میں حارثہ ہی ہے اور لفظ حدیث ان مصابیح کے نسخوں میں یوں ہیں کہ کہا راوی نے اور جواظ وہ ہے کہ جمع کرے مال اور نہ دے سائل کو اور جعظری سخت گو سخت خو ہے ف یعنے بعضی روایتوں سے معلوم ہوا کہ جواظ اور جعظری دونوں کے ایک ہی معنے ہیں اور بعض سے تفاوت سمجھا گیا اور بعضی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جواظ بمعنے متکبر کے ہے اور جعظری بمعنے بدخلق کے اور حاصل یہ کہ یہ دونوں لفظ قریب ہیں معنوں میں اور ظاہر تر یہ ہے کہ مراد جواظ اور جعظری سے بدخلق اور سخت دل ہے اسلیے کہ خطابی نے حضرت عائشہ سے بطریق مرفوع کے روایت کی ہے کہ ہر چیز کے لیے توبہ ہے مگر صاحب بری خلق کے لیے نہیں اسلیے کہ وہ توبہ نہیں کرتا ایک گناہ سے مگر کہ پڑتا ہے اس سے بری میں اور حرف لا زائدہ جو لائے لفظ جعظری پر تو اشارہ ہے اسپر کہ موصوف ساتھ ہر ایک کے دونوں خصلتوں میں سے نہیں داخل ہوگا جنت میں مطلق اگر ہو منافقین سے یا نہیں داخل ہوگا ساتھ نجات پانے والوں کے اگر ہو مومنین سے ف ع ح (وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَثْقَلَ شَيْءٍ يُوْضَعُ فِيْ مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُلُقٌ حَسَنٌ وَإِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَرَوَى أَبُوْ دَاوُدَ الْفَصْلَ الْأَوَّلَ) اور روایت ہے ابی درداء سے انہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا تحقیق بہت بھاری چیز ان میں کہ رکھی جاوے مومن کی ترازو میں اعمال میں دن قیامت کے خلق نیک ہے اور تحقیق اللہ تعالے دشمن رکھتا ہے فحش بکنے والے بیہودہ گو کو نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور روایت کیا ابوداؤد نے پہلا ٹکڑا حدیث کا یعنے لفظ حسن تک ف حضرت شیخ رح نے بھی لفظ بذی کا ترجمہ بیہودہ گو کیا ہے لیکن ملا علی رح نے کسی شارح سے بذی کے معنے بدخلق نقل کیے ہیں اور لکھا ہے کہ مناسب مقام کے یہی معنے ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ دوسرا جملہ جو پہلے جملہ کے مقابلہ میں لائے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بدخلقی بہت ہلکی ہوگی میزان اعمال میں (وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ قَائِمِ اللَّيْلِ وَصَائِمِ النَّهَارِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ) اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے کہ تحقیق مومن یعنے کامل مومن کہ وہ عالم عامل ہے البتہ پاتا ہے بسبب خلق نیک کے درجہ رات کے نماز گزار کا اور دن کے روزہ رکھنے والے کا نقل کی یہ ابوداؤد نے ف کہا سہل نے کہ ادنی درجہ حسن خلق کا یہ ہے کہ متحمل ہو لوگوں کی ایذا کا اور ترک کرے بدلا لینے کو اور درگذر کرے ظالم سے اور استغفار کرے اسکے لیے اور شفقت کرے اسپر (وَعَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ) اور روایت ہے ابوذر سے کہ کہا فرمایا مجکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تقوی کر تو اللہ کا جہاں ہووے تو اور پیچھے کر برائی کے نیکی تاکہ مٹا دے نیکی برائی کو اور معاملہ کر لوگوں سے ساتھ خلق نیک کے نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور دارمی نے ف تقوی کر یعنے ساتھ بجا لانے جمیع واجبات کے اور باز رہنے کے تمام برائیوں سے اسلیے کہ تقوی بنیاد ہے دین کی اور بسبب اسکے حاصل ہوتے ہیں مراتب یقین کے پھر تحقیق یہ ہے کہ ادنے درجہ تقوی کا یہ ہے کہ بیزار اور پاک ہو شرک سے اور اعلی درجہ اسکا یہ ہے کہ اعراض کرے ماسوی اللہ سے اور بیچ میں ان دونوں درجوں کے اور مراتب ہیں کہ بعض انکے بعض سے

کہ ترک کرنا ہر چیز کا ہو مکروہ کا پھر مباح بے فائدہ کا اور جہان ہووے تو یعنے خلوت مین اور جلوت اور دلن مین اور سفر مین اور نعمتون اور بلاؤن مین اسلیے کہ اللہ تعالی جانتا ہو تیری چھپی
ہوئی باتون کو بھی جیسے کہ جانتا ہو تیری ظاہر کی باتون کو پس لازم ہو تجکو رعایت کرنی دقائق ادب کی بیچ محافظت اوامر اُسکے کے اور بچنے کے گناہون اُسکے سے داؤد طائی سے
منقول ہو کہ انہون نے سنی آواز ایک قبر مین سے کہ میت کہتا ہو کیا نہین زکوۃ دی مین نے تیری کیا نہین نماز پڑھی مین نے کیا نہین کیا مین نے ایسا اور ایسا پس جواب دیا گیا کہ
ہان اے دشمن اللہ کے کیا تو نے یہ سب کچھ ولیکن جب خلوت مین ہوا تو مقابلہ کیا تو نے اللہ کا ساتھ کرنے گناہون کے اور نہ لحاظ کیا تو نے اُسکا اور پیچھے کر برائی کے نیکی الخ یعنے جیسے اگر
کوئی برائی واقع ہو تو اُسکے پیچھے نیکی کر تاکہ پاک کرے وہ نیکی نقش بدی کو اور مراد نیکی سے ہو توبہ اور طاعت مطلق یا یہ کہ کرے وہ نیکیان کہ ضد ہین اُن بدیون کی کہا طیبی نے کہ آدمی کو چاہیے
کہ شائے آثار سیئات کے سے ساتھ کرنے حسنات کے فارغ نہووے اور پھر بدی کے بدلے کرے نیکی کہ اُسکی جنس سے ہو جیسے کہ گانا بجانا سننے اور صحبت رکھے اُنکے کہ جو گرفتار ہین اس بلا مین تو اُسکے
بدلے مین قرآن سنے اور ذکر کی مجلسون مین بیٹھے اور اگر شراب پیوے تو اُسکے بدلے مین حلال چیزین پینے کی خیرات دے اور تکبر کے بدلے مین تواضع کرے اور بخل کا تدارک کرے ساتھ دینے
مال کے انتہی اور مٹانے سے مراد یہ ہو کہ مٹاتا ہو اللہ تعالی بسبب نیکی کے آثار برائی کے دل سے یا اعمال کے لکھنے والے فرشتون کے دیوان سے اور جب یہ ہو کہ ہو برائی حق اللہ تعالی کا
پس اگر بندہ کا حق متعلق ہو تو دیجاتی ہین نیکیان مدعی کو یعنے مظلوم کو عوض اُسکے حق کے یا راضی کرے اللہ تعالی اسکو اپنے فضل سے منقول ہو کسی بزرگ کا حال کہ انکو دیکھا کسی نے خواب
مین بعد انتقال کے پس پوچھا اُنسے کہ کیا معاملہ کیا اللہ نے تمسے کہا بخشدیا مجکو اور احسان کیا مجھپر مگر اُسنے حساب لیا مجھسے یہان تک کہ مطالبہ کیا مجھسے ایکدن کا کہ تھا مین روزے سے
پس جبکہ ہوا وقت افطار کا توڑا مین نے ایک گیہون اپنے یار کی دوکان سے پس توڑا مین نے اُسکو پھر یاد آیا مجکو کہ یہ گیہون میرا نہین ہو پس ڈالدیا مین نے اسکو گیہون پر پس لی گئی میری
نیکیون سے مقدار نقصان توڑنے اُسکے کے اور کہا بیضاوی نے کہ چھوٹے گناہون کا کفارہ نیکیان ہوتی ہین اور اسیطرح ان گناہون کا جو کہ پوشیدہ رہے کبائر مین سے بسبب
عام ہونے قول اللہ تعالی کے نکفر عنکم سیاتکم اور بسبب عام ہونے اس حدیث کے اور جو کہ ظاہر ہوئے اُن کبائر مین سے اور ثابت ہوئے حاکم کے نزدیک پس نہین ساقط ہوتی حد
انکی اور نہین معاف ہوتے توبہ سے شرح (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِمَنْ یَحْرُمُ عَلَی النَّارِ وَبِمَنْ تَحْرُمُ النَّارُ عَلَیْہِ عَلٰی کُلِّ ہَیِّنٍ لَیِّنٍ
قَرِیْبٍ سَہْلٍ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ہٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ) اور روایت ہو عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا خبر دون مین تمکو ساتھ
اُس شخص کے کہ حرام ہو وہ آگ پر اور ساتھ اُس شخص کے کہ حرام ہو آگ اُسپر حرام ہو اوپر ہر آہستہ مزاج اور نرم طبیعت نزدیک ہونیوالے کے لوگونسے اور نرم خو کے نقل کی یہ احمد نے اور ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث
حسن غریب ہو ف سوال مین واسطے مبالغہ اور تاکید کے دونون شق ذکر کین حرام ہونا شخص کا آگ پر اور حرام ہونا آگ کا شخص پر اور حاصل دونون عبارتون کا ایک ہی
ہو یعنے دور ہونا آگ سے اور نہ داخل ہونا اسمین جواب اقتصار شق اخیر ہی پر کیا کہ قریب ہو اور متعارف زبان پر بھی یہی ہو کہ کہتے ہین آگ دوزخ کی اُسپر حرام ہو شرح (وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ
عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُؤْمِنُ غِرٌّ کَرِیْمٌ وَالْفَاجِرُ خَبٌّ لَئِیْمٌ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاؤُدَ) اور روایت ہو ابی ہریرہ سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا مومن
یعنے نیک کار بھولا بزرگ ہوتا ہو اور فاجر یعنا بخیل بدخلق ہوتا ہو نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور ابو داود نے ف غر ساتھ زیر غین کے مکر و فریب کھانے والا اور صراح مین غر
ناآزمودہ کار اور خب ساتھ زبر اور زیر کے مکر و فریب دینے والا اور ہوشیار اور معنے حدیث کے یہ ہین کہ مومن بسبب انقیاد اور نرمی کے فریب کھاجاتا ہو ہر اس شخص سے کہ فریب دیتا ہو
اُسکو اور نہین معلوم کرتا مکر و فریب لوگون کا اور تفتیش اور کاوش نہین کرتا اور یہ بسبب جہل اور نادانی اُسکی کے نہین ہو بلکہ بسبب کرم اور بزرگ منشی اور حلم اور نیک خلقی اسکی کے
ہو اور بعضے یون تقریر کرتے ہین کہ چونکہ سلیم القلب اور سادہ لوح ہو اور لوگون پر گمان نیک رکھتا ہو اور تجربہ بواطن امور کا نہین کیا ہو اور لوگون کے سینون کے کینہ پر مطلع
نہین ہوتا جو کچھ کہ اسکے سامنے کہین قبول کرلیتا ہو اور فریب کھاجاتا ہو اور چونکہ اہتمام اور اشتغال اُسکا ساتھ امر آخرت اور اصلاح نفس اپنے کے ہو کار معاش دنیا کو سہل جانتا ہو
اور اہتمام اسکا نہین کرتا اور اسمین فریب کھاجاتا ہو ولیکن کار آخرت مین ہوشیار اور عقل معاد مین کامل ہوتا ہو اور باوجود اسکے تنبیہ کی حضرت نے ساتھ قول اپنے کے لَا یُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ
مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَیْنِ اسپر کہ نہ چاہیے کہ ہمیشہ فریب کھاوے اور غافل ہو اور طریقہ ہوشیاری کا ہاتھ سے دیوے اور پہلے اسکے بیان مین گذر چکا ہو کہ یہ شامل ہو امر دنیا اور آخرت کو
اور بعضون نے کہا کہ یہ مخصوص ساتھ امر آخرت کے ہو لیکن منافق ہمیشہ فریب دینے والا اور مکار اور سعی کرنے والا فساد مین اور فتنہ انگیز ہو اور اصلا چشم پوشی نہین کرتا اور فریب

نہیں کھاتا اور اپنے بیبی ساتھ فریب کے راضی نہیں ہوتا اور اگر کبھی فریب کھا وے تو دیدہ و دانستہ اور اپنے اختیار سے نہیں کھاتا اور اسپر راضی نہیں ہوتا ع (وعن مکحول قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المؤمنون ہینون لینون کالجمل الانف ان قید انقاد وان انیخ علی صخرة استناخ رواہ الترمذی مرسلاً) اور روایت ہے مکحول سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن بردبار نرم خو اور منقاد ہیں مانند اونٹ مہار دار کے اگر کھینچا جاوے کھنچ آوے اور اگر بٹھلایا جاوے پتھر پر بیٹھ جاوے نقل کی یہ ترمذی نے بطریق ارسال کے ف یعنے مومن تابع ہوتا ہے شرع کی اوامر و نواہی کا جسطرح حکم ہوتا ہے شرع کا اسیطرح چلتا ہے اپنا کچھ اختیار نہیں رکھتا اور متحمل ہوتا ہے مشقت کا اسمین احتمال ہے کہ مراد تابعداری اور تذلل مومنون کی ہو آپس میں بغیر تکبر کے اور یہی حقیقت میں اطاعت امر الٰہی ہی کی ہے ع (وعن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المسلم الذی یخالط الناس ویصبر علی اذاہم افضل من الذی لا یخالطہم ولا یصبر علی اذاہم رواہ الترمذی وابن ماجہ) اور روایت ہے ابن عمر سے اور نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا وہ مسلمان کہ ملا رہے لوگون میں اور صبر کرے انکی ایذا پر بہتر ہے یعنے ثواب میں اس مسلمان سے کہ نہ ملا رہے لوگون میں اور نہ صبر کرے انکی ایذا پر نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لوگون میں ملے رہنا افضل ہے عزلت سے اور اکثر تابعین بھی اسی پر تھے اور یہ افضل و اکمل ہے باعتبار امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور مدد کرنے کے اوپر تقوی اور استعمال شعار اسلام کے اور عزلت کے حق میں حدیثیں آئی ہیں کہ دلالت کرتی ہیں اسکی فضیلت پر اور تحقیق اس بات میں یہ ہے کہ یہ مختلف ہے ساتھ اختلاف زمانون اور مکانون اور لوگون کے کے یعنے بعض اوقات اور بعضے مکانون اور بعضے لوگون کے ساتھ ملے رہنا افضل ہے اور بعضے اوقات اور بعضے مکانون میں اور بعضے لوگون سے الگ رہنا افضل ہے اور یہ مسئلہ مفصل آداب الصالحین میں کتاب احیا سے نقل کیا گیا ہے از مترجم. اسمین توسط ہے کہ عزلت کرے اکثر لوگون سے اور انکے عوام سے اور ملا رہے صالحین اور خواص میں اور حاضر ہو انکے عوام کے ساتھ جمعہ اور جماعت میں اور عزلت جب کرے کہ پہلے علم کہ باعث عمل ہے اور زہد کہ موجب قطع طمع کا ہے خلق سے حاصل کر لے چنانچہ اسلیے کہا ہے بعضے عارفین نے کہ عزلت بغیر عین علم کی ذلت ہے اور بغیر زہد کے زہد کی علت اور یہی طریقہ تھا کامل صوفیون کا مانند نقشبندیہ اور شاذلیہ اور کبرویہ کے کہ لوگون سے الگ بھی تھے اور پھر ملے بھی تھے ع (وعن سہل بن معاذ عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من کظم غیظا وہو یقدر علی ان ینفذہ دعاہ اللہ علی رؤس الخلائق یوم القیمة حتی یخیرہ فی ای الحور شاء رواہ الترمذی وابوداؤد وقال الترمذی ہذا حدیث غریب وفی روایة لابی داؤد عن سوید بن وہب عن رجل من ابناء اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ابیہ قال ملا اللہ قلبہ امنا وایمانا) اور روایت ہے سہل بن معاذ سے کہ نقل کی اپنے باپ سے یعنے انس سے یہ کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ روکے غصے کو اس حال میں کہ وہ قادر ہو اسکے جاری کرنے پر بلاویگا اسکو اللہ روبرو خلائق کے دن قیامت کے یہان تک کہ اختیار دیگا اسکو یعنے پسند کرنے جس حور کو کہ چاہے نقل کی یہ ترمذی اور ابوداؤد نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب ہے اور بیچ ایک روایت ابی داؤد کے منقول ہے سوید بن وہب سے کہ انھون نے نقل کی ایک شخص سے کہ اولاد کے اصحاب کے بیٹون میں سے تھا روایت کرتا ہے اپنے باپ سے یعنے صحابی سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ نے کہ بھریگا اللہ تعالی دل اس شخص کا کہ روکے غصہ کو کہ سبب کسی ڈر کے نہ آیا تھا امن و ایمان سے ف بلاویگا اسکو الخ یعنے شہرت دیگا اسکو لوگون میں اور ثنا کریگا اسکی اور فخر کریگا ساتھ اسکے اور کہا جاویگا اسکے حق میں کہ یہ ایسا ہے کہ صادر ہوئی اس سے یہ بڑی خصلت اور اختیار دیگا الخ یہ کنایہ ہے داخل کرنے اسکے سے جنت میں اور پہونچانے اسکے سے درجہ بلند کو اور غصہ کے روکنے کی تعریف اسلیے کی کہ اسنے قہر کیا نفس امارہ پر اور اسلیے تعریف کی انکی اللہ تعالی نے والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس اور جو کہ نفس کو باز رکھتا ہے اسکی خواہش سے اسکا ٹھکانا جنت ہے اور حور عین جزا اسکی اور یہ ثواب جزیل جبکہ مرتب ہوا نرے غصے کے روکنے پر پس کیا حال ہوگا جبکہ ملا دے اسکے ساتھ عفو کرنے کو یا احسان کرے اسپر کہا ثوری نے کہ اصل احسان یہی ہے کہ احسان کرے تو برائی کرنیوالے پر اسلیے کہ احسان کرنا احسان کرنے والے پر بدلہ ہے ع (وذکر حدیث سوید من ترک لبس ثوب جمال فی کتاب اللباس) اور ذکر کی گئی حدیث سوید کی کہ سرا اسکا یہ ہے من ترک ثوب جمال بیچ کتاب اللباس کے

الفصل الثالث فصل تیسری (عن زید بن طلحة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل دین خلقا وخلق الاسلام الحیاء رواہ مالک مرسلا ورواہ ابن ماجہ والبیہقی فی شعب الایمان عن انس وابن عباس) اور روایت ہے زید بن طلحہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق واسطے ہر دین کے خلق ہے یعنے ایک صفت غالب اور عمدہ ہے اسمین اور خلق کہ غالب ہے دین اسلام میں حیا ہے نقل کی یہ مالک نے یعنے زید بن طلحہ سے بطریق ارسال کے یعنے اسلیے کہ زید تابعی ہے اور

اور نقل کی یہ ابن ماجہ نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں انس اور ابن عباس سے ف یعنی بیچ اس چیز کے کہ مشروع ہوا ہے اسمین حیا بخلاف اس چیز کے کہ نہیں مشروع
اسمین مانند تعلیم علم اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اور حکم کرنے کے ساتھ حق اور قائم ہونے کے ساتھ حق کے اور ادا کرنے شہادت کے جیسے کہ چاہیے اور ظاہر تر
کہ معنے اسکے یہ ہیں کہ غالب اوپر ہر دین والوں کے ایک خصلت ہی سوائے حیا کے کہ وہ خالص غالب ہمارے ہی لیے ہے باوجود اشتراک اسکے کے واسطے تمام دینوں کے
بیچ تمام ملتوں کے واسطے قول علیہ السلام کے بعثت لاتمم مکارم الاخلاق بلکہ ظاہر تر یہ ہے کہ تمام اخلاق تھے ناقص بیچ پہلوں میں اور وہ کامل ہوئے ہمارے
دین میں برکت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چنانچہ اسیلیے فرمایا کنتم خیر امۃ اخرجت للناس آخر آیت تک اور انس اور ابن عباس سے یعنے بطریق مرفوع کے نہ موقوف کے
جیسے کہ وہم ہوتا ہے اطلاق چھوڑنے سے پھر ظاہر یہ ہے کہ ہر ایک نے ان دونوں میں سے یعنے ابن ماجہ اور بیہقی نے روایت کی ہے ان دونوں سے یعنے انس اور ابن عباس سے
اور احتمال یہ ہے کہ ہو بطریق لف ونشر مرتب کے یعنے ابن ماجہ نے انس سے روایت کی اور بیہقی نے ابن عباس سے واللہ اعلم پھر دیکھا میں نے جامع صغیر میں کہ اسناد کیا ہے
اس حدیث کو طرف ابن ماجہ کے بروایت انس اور ابن عباس کے پس معلوم ہوا کہ بیہقی نے بھی دونوں سے روایت کیا ہو گا ع (وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْحَيَاۤءَ وَالْاِيْمَانَ قُرَنَاۤءُ جَمِيْعًا فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُهُمَا رُفِعَ الْاٰخَرُ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَاِذَا سُلِبَ اَحَدُهُمَا تَبِعَهُ الْاٰخَرُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ) اور
روایت ہے ابن عمر سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق حیا اور ایمان نزدیک ساتھی کیے گئے ہیں اکٹھے پس جسوقت کہ اٹھایا جاتا ہے کوئی ایک ان دونوں میں سے
اوٹھایا جاتا ہے دوسرا اور بیچ روایت ابن عباس کے یوں ہے کہ پس جسوقت دور کیا جاتا ہے ایک ان دونوں میں سے دور کیا جاتا ہے دوسرا یعنے وہ بھی جاتا رہتا ہے نقل کی یہ
بیہقی نے شعب الایمان میں ف لفظ قرناء جمع قرین کی ہے اسمین دلیل ہے اسکے لیے کہ کہتا ہے اقل جمع دو ہیں اور بعضے نسخوں میں قرنا ساتھ صیغہ تثنیہ کے بلفظ ماضی
مجہول کے آیا ہے ع (وَعَنْ مُعَاذٍ قَالَ كَانَ اٰخِرُ مَا وَصَّانِيْ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ وَضَعْتُ رِجْلِيْ فِي الْغَرْزِ اَنْ قَالَ يَا مُعَاذُ اَحْسِنْ خُلُقَكَ لِلنَّاسِ رَوَاهُ مَالِكٌ)
اور روایت ہے معاذ سے کہ کہا معاذ نے کہ تھی آخر اس چیز کی کہ وصیت کی مجھکو ساتھ اسکے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اسوقت کہ رکھا میں نے پاؤں اپنا رکاب میں یہ کہ فرمایا
اے معاذ اچھا کر خلق اپنے کو واسطے تربیت لوگوں کے نقل کی یہ مالک نے ف آنحضرت نے معاذ کو قاضی یمن کا کر کے بھیجا تھا اور وقت بھیجنے کے بہت سی نصیحتیں کیں انکو
اور سوار کیا اور پیادہ پا انکے پہونچانے کے لیے گئے اور فرمایا اے معاذ شاید کہ تو پھر نہ دیکھے مجھکو اور بعد انکے جانے کے رحلت فرمائی پس اسوقت میں آخر نصیحت یہ فرمائی اور سیوطی
نے کہا کہ مراد لوگوں سے یہاں وہ لوگ ہیں کہ مستحق خلق اور نرمی کے ہیں اور اہل کفر وفسق اور ظالم اس دائرہ سے خارج ہیں اور انکے لیے حکم تغلیظ اور تشدید کا واقع ہوا ہے
اور پوشیدہ نہو تغلیظ وتشدید ساتھ اہل طغیان کے داخل حسن خلق کے ہے کہ تربیت اور تہذیب انکی اسی میں ہے اور سلامتی اور رفاہیت حال اوروں کی اسی میں ہوتی ہے اور سیوطی نے
گویا مراد حسن خلق سے یہاں نرمی اور درگذر کرنا رکھا ہے ح (وَعَنْ مَالِكٍ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ رَوَاهُ فِي الْمُوَطَّاِ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ
عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ) اور روایت ہے مالک سے کہ پہونچا انکو یہ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بھیجا گیا میں واسطے پورا کرنے حسن اخلاق کے نقل کی یہ مالک نے موطا میں
اور نقل کی احمد نے ابی ہریرہ سے ف تحقیق اسکی تیسری فصل کی پہلی حدیث میں ہو چکی ہے ع (وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَظَرَ فِي الْمِرْاٰةِ
قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ حَسَّنَ خَلْقِيْ وَخُلُقِيْ وَزَانَ مِنِّيْ مَا شَانَ مِنْ غَيْرِيْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ مُرْسَلًا) اور روایت ہے امام جعفر صادق سے کہ نقل کرتے ہیں اپنے باپ گرامی
امام باقر سے کہ کہا تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جسوقت کہ دیکھتے آئینہ میں کہتے سب حمد ہے واسطے اللہ کے ایسا اللہ کہ اچھی کی پیدائش میری اور خلق میرا اور آراستہ کی
اور خوب بنائی مجھسے یعنے میری پیدائش اور خلق سے وہ چیز کہ عیب دار کی غیر میرے سے نقل کی بیہقی نے شعب الایمان میں بطریق ارسال کے ف یعنے بعضے آدمیوں میں
بعضی چیز ناقص پیدا کی مثلا کسیکا ایک ہاتھ یا ایک پاؤں نہ پیدا کیا یا ٹیڑھا پیدا کیا اور مجھکو ان عیبوں سے صحیح وسالم رکھا یہ مولانا اسحاق نے لکھا ہے اور ملا علی نے بعد لفظ
غیری کے لکھا ہے برابر ہے کہ عیب ہو بیچ پیدائش اسکی کے یا خلق اسکے کے اور اسمین دلالت صریح ہے اسپر کہ صورت اور سیرت آنحضرت کی بہت خوب تھی بہ نسبت غیر انکے کے
کہا طیبی نے کہ اسمین معنے قول آنحضرت کے ہیں بعثت لاتمم حسن الاخلاق پس گردانا نقصان کو عیب اور مثل اس حمد کے حمد داود اور سلیمان علیہما السلام کی ہے بیچ قول اللہ تعالی کے

وَلَقَدْ آتَیْنَا دَاوٗدَ وَسُلَیْمَانَ عِلْمًا وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِہِ الْمُؤْمِنِیْنَ اس سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے دیکھنا آئینہ میں اور مستحب ہے حمد کرنی اوپر اچھی پیدائش
اور اوپر اچھے خلق کے اسلیے کہ یہ دونوں نعمتیں اللہ کی بخشی ہوئی ہیں واجب ہے شکر کرنا ان پر اتنی باقی رہا کہ حسن ظاہر تو آئینہ میں معلوم ہوتا ہے اسکا شکر کیا آئینہ میں دیکھکر اور خلق
ایک چیز پوشیدہ ہے وہ تو کچھ آئینہ میں معلوم ہوتا ہی نہیں اسکو اُسکے ساتھ کیوں ذکر کیا جواب اسکا ممکن ہے کہ یوں دیا جاوے کہ ظاہر عنوان باطن ہے اس مناسبت سے اُسکو ذکر
کیا اور اگر کہے تو کہ آیا حضرت کے سوا اور کو بھی پہونچتا ہے کہ حضرت کی پیروی کی راہ سے کہے یہ حمد یا یہ خاص حضرت ہی کے لیے ہے اور حضرت کے سوا اور لوگ وہ دعا پڑھیں کہ
اُسکے بعد کی حدیث میں ہے جواب اسکا یہ کہ جائز ہے ہر مومن کے لیے کہ پڑھے یہ دعا اسلیے کہ انسان اس حیثیت سے کہ پیدا کیا گیا ہے جس صورت پر اور صاحب ایمان ہے نہیں شک
اسمیں کہ وہ خلق مستقیم پر اور دین استوار پر ہے ترجمہ (وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰھُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَاَحْسِنْ خُلُقِیْ رَوَاہُ اَحْمَدُ) اور روایت ہے عائشہ
سے کہا تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے یا الٰہی اچھی کی تو نے پیدائش میری پس اچھا کر خلق میرا نقل کی یہ احمد نے ف فرماتے یہ مطلق یا وقت دیکھنے کے آئینہ
میں جیسے کہ تصریح کی ہے ساتھ اسکے جزری نے حصن حصین میں اور یہی لائق ہے بسبب حدیث پہلی کے اور یہ دعا آنحضرت کی یا تو واسطے تعلیم اور تلقین امت کے تھی یا مراد
کامل کرنے دین کی اور تمام کرنے نعمت کی ہے اسلیے کہ سب اچھے اور مہذب کرنے خلق آنحضرت کا قرآن تھا جیسے کہ عائشہ نے فرمایا کہ تھا خلق حضرت کا قرآن پس طلب کرنا اچھا
کرنے خلق کا حقیقت میں طلب کرنا نزول قرآن کا اور پورا کرنا اُسکا ہے ترجمہ (وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخِیَارِکُمْ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
قَالَ خِیَارُکُمْ اَطْوَلُکُمْ اَعْمَارًا وَاَحْسَنُکُمْ اَخْلَاقًا رَوَاہُ اَحْمَدُ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہ خبر دوں میں تمکو اسکی کہ بہترین تمھارے
کون ہیں عرض کیا صحابہ نے کہ ہاں خبر دیجیے فرمایا بہترین تمھارے وہ ہیں کہ بہت دراز ہے عمر انکی اور بہت اچھے ہیں خلق انکے نقل کی یہ احمد نے ف اسلیے کہ جسکا اخلاق نیک
ہے اگر انکی عمر دراز ہوگی تو نیکیاں اور عبادتیں بہت کرینگے اور فضائل اور کمالات بہت حاصل کرینگے اس سے معلوم ہوا کہ عمر دراز مسلمان کو مبارک ہے اور حقیقت میں عمر
دراز وہی ہے کہ کار خیر میں مشغول رہے ترجمہ (وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ) اور روایت ہے اُسی
سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کامل ترین مومنوں کے ایمان میں نیک ترین انکے ہیں اخلاق میں نقل کی یہ ابو داؤد اور دارمی نے ترجمہ (وَعَنْہُ اَنَّ رَجُلًا شَتَمَ اَبَا بَکْرٍ
وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ یَتَعَجَّبُ وَیَتَبَسَّمُ فَلَمَّا اَکْثَرَ رَدَّ عَلَیْہِ بَعْضَ قَوْلِہٖ فَغَضِبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَامَ فَلَحِقَہٗ اَبُوْ بَکْرٍ وَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَانَ یَشْتِمُنِیْ وَاَنْتَ جَالِسٌ فَلَمَّا
رَدَدْتُّ عَلَیْہِ بَعْضَ قَوْلِہٖ غَضِبْتَ وَقُمْتَ قَالَ کَانَ مَعَکَ مَلَکٌ یَرُدُّ عَلَیْہِ فَلَمَّا رَدَدْتَّ عَلَیْہِ وَقَعَ الشَّیْطٰنُ ثُمَّ قَالَ یَا اَبَا بَکْرٍ ثَلٰثٌ کُلُّھُنَّ حَقٌّ مَا مِنْ عَبْدٍ ظُلِمَ بِمَظْلِمَۃٍ فَیُغْضِیْ عَنْھَا
لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ اِلَّا اَعَزَّ اللّٰہُ بِھَا نَصْرَہٗ وَمَا فَتَحَ رَجُلٌ بَابَ عَطِیَّۃٍ یُّرِیْدُ بِھَا صِلَۃً اِلَّا زَادَ اللّٰہُ بِھَا کَثْرَۃً وَمَا فَتَحَ رَجُلٌ بَابَ مَسْئَلَۃٍ یُّرِیْدُ بِھَا کَثْرَۃً اِلَّا زَادَ اللّٰہُ بِھَا قِلَّۃً رَوَاہُ اَحْمَدُ) اور روایت
ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق ایک شخص نے برا کہا ابوبکر کو اس حال میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے درحالیکہ تعجب فرماتے تھے اور مسکراتے تھے پس جب اس شخص نے بہت کہا
برا کہنے کو جواب دیا حضرت ابوبکر نے بعضی بات اسکی کا یعنے کچھ اونھوں نے بھی اسکے مقابلہ میں برا کہا پس غصے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اوٹھ کھڑے ہوئے پس پہونچے
اور پایا آنحضرت کو ابوبکر نے یعنے عذر کرنے کے لیے یا پوچھنے کے لیے گئے اور کہا رسول اللہ تھا وہ شخص برا کہتا مجکو اور تم بیٹھے ہوئے تھے پس جبکہ جواب دیا میں نے اسکو
بعضی بات اسکی کا غصہ ہوئے آپ اور اوٹھ کھڑے ہوئے یعنے پس کیا حکمت ہے اسمیں فرمایا کہ تھا تیرے ساتھ فرشتہ جواب دیتا تھا اُسکو یعنے بدلے تیرے پس جب جواب دیا تو
اُسکو یعنے اور داخل کیا اسمیں حظ نفس کو آ پڑا شیطان پھر فرمایا اے ابوبکر تین باتیں ہیں سب حق ہیں نہیں کوئی بندہ ظلم کیا گیا ساتھ کسی ظلم کے پس چشم پوشی کرے بندہ اُس سے
اللہ یعنے واسطے طلب رضا اور ثواب اُسکے کے نہ واسطے سنانے اور دکھانے کے اور نہ بسبب عجز کے مگر کہ قوی کرتا ہے اللہ بسبب اُس ظلم کے یا اس خصلت کے مدد کرنی
اسکی یعنے مدد کرتا ہے اُسکی قوی دنیا اور آخرت میں اور نہیں کھولا کسی شخص نے دروازہ بخشش کا کہ چاہتا ہے ساتھ اُس بخشش کے سلوک کرنا ناتے داروں اور محتاج مسکینوں
سے مگر کہ زیادہ کرتا ہے اللہ بسبب اس دینے کے بہتایت مال کے اور برکت یعنے ظاہری یا باطنی اور نہیں کھولا کسی شخص نے دروازہ سوال اور گدائی کا چاہتا ہے ساتھ اُسکے
بہتایت مال کی یعنے نہ بسبب حاجت ضروری کے مانگتا ہے مگر کہ زیادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ بسبب اُس سوال کے کمی کو یعنے کمی حسی یا حقیقی کو نقل کی یہ احمد نے ف تعجب کرتے تھے

یعنی سبب برا کہنا اس شخص کے اور قلت حیا اسکی کے باعث چھپا ہوگا اور کثرت وقار انکے کے او رمسکرائے تھے یعنی سبب دیکھنے فرق کے دونوں شخصوں میں اور یہ سبب دیکھنے
اس چیز کے کہ مترتب ہوئے دونوں کے فعلوں پر یعنی وہ شخص لائق عذاب کامل کے ہوا اور ابوبکر پر رحمت نازل ہوتی تھی اور جواب دیا انہی نے تکمیل کرنے انکو خدمت کہ
جائز ہو عوام کو اور ترک کرنے کو عزیمت کو کہ مناسب ہے مرتبہ خواص کے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ اگرچہ جمع کیا ابوبکر نے
درمیان بدلہ لینے بعض حق اپنے کے اور درمیان صبر کرنے کے بعض سے ولیکن چونکہ مطلوب انکے لیے کمال تھا کہ مناسب ہے مرتبہ صدیقیت کے نہ پسند آیا حضرت کو اور
غصہ ہوئے یعنی ترش ہوئے مانند ترش ہونے غصہ کرنیوالے کے اور اٹھ کھڑے ہوئے یعنی اس مجلس سے بسبب عمل کرنے کے قول اللہ تعالیٰ پر واذا سمعوا اللغو اعرضوا
عنہ اور آیا شیطان یعنی اور چڑھ گیا فرشتہ اور شیطان حکم کرتا ہے بیحیائی اور برائی کا پس ڈرا میں تجھ پر کہ تعدی کرے تو اپنے دشمن پر اور ہو جاوے تو ظالم بعد اسکے کہ تھا تو
مظلوم اور روایت کیا گیا ہے کہ ہو تو بندہ اللہ کا مظلوم اور نہ ہو تو بندہ اللہ کا ظالم اور چشم پوشی کرے الخ یعنی درگزر کرے اس سے اور ترک کرے جواب اسکا یا مطالبہ اسکا دنیا
میں یا مطلق معاف کر دے ۶ ع (وعن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرید اللہ باہل بیت رفقا الا نفعہم ولا یحرمہم ایاہ الا ضرہم رواہ البیہقی
فی شعب الایمان) اور روایت ہے عائشہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں چاہتا اللہ تعالیٰ ساتھ کسی گھر والوں کے نرمی کو مگر کہ نفع دیتا ہے اللہ
انکو بسبب اسکے اور نہیں محروم کرتا انکو نرمی سے مگر کہ ضرر پہونچاتا ہے اللہ انکو بسبب اسکے نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں ؛ باب الغضب والکبر باب ہے
غضب کا اور تکبر کا ف غضب ساتھ زبر غین اور ضاد کے غصہ کرنا اور حقیقت غضب کی ایک حالت اور صفت ہے کہ باعث حرکت نفس کی ہوتی ہے جانب خارج کے واسطے
بدلہ لینے کے اور دفع کرنے مکروہ کے اسلیے کہ روح حیوانی میل کرتی ہے حالت غضب میں طرف اسکے کہ غصہ آتا ہے اسپر تا بدلہ لیوے اس سے اور دفع کرے مکروہ کو اور اسی
سبب سے سرخ ہو جاتا ہے منہ اور پھول جاتی ہیں رگیں جیسے کہ حالت خوشی میں بھی میل کرتی ہے خارج کیطرف تا پیش آوے محبوب کے چنانچہ اسلیے وقت افراط غضب کے اور خوشی کے
خوف ہوتا ہے ہلاک کا بسبب نکل آنے تمام روح کے باہر کیطرف اور غم اور خوف میں روح اندر کو چلی جاتی ہے اور زردی منہ کی اور لاغری بدن کی اسی سبب سے ہوتی ہے اور اسی حکم
بھی خوف ہلاک کا ہوتا ہے بسبب چلے جانے روح کے اندر کی جانب اور سرد ہونے اسکے کے مطلق اور یہ جو آیا ہے کہ جو کوئی اللہ سے سوال نہیں کرتا اللہ اسپر غضب ہوتا ہے یہ
مجاز ہے یعنی کرتا ہے اس سے وہ معاملہ کہ کرتا ہے بادشاہ وقت غضب کے اپنے زیردستوں پر کہ بدلا لیتا ہے اور عذاب نازل کرتا ہے اور ضد غضب کی حلم ہے اور حلم عبارت ہے
تسکین اور استقلال نفس سے اسطرح کہ اسکو وقت پہونچنے کے مکروہ کے پاس بھی بیقرار نہ کرے جیسے کہ بیچ حدیث عبدالقیس کے آیا ہے کہ جب وقت دیکھنا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے اضطراب نکیا جیسا کہ اسکی قوم نے کیا آنحضرت نے اسکے لیے حلم و وقار ثابت فرمایا اور غضب برا ہے اگر حق پر نہو اور فرمودہ حق پر نہو اور فرمودہ شرع
پر نہ چلے اور اگر حق کے لیے ہو تو محمود ہے اور مقصود ریاست سے مطلق دور کرنا غضب کا نہیں ہے بلکہ کرنا اسکا موافق حق کے اور غضب سبب انتظام بدن اور بقاے حیات
کا ہے بسبب دور کرنے ضرروں اور موذیات کے اور اسی لیے جبکہ نباتات میں قوت غضبیہ نہیں رکھی ہے ہر کوئی قادر ہے اُسکے ہلاک کرنے پر بخلاف حیوانات کے اور حکمت کاملہ الٰہی
نے حیوانات میں آلات پیدا کیے ہیں کہ اُنسے دفع کرے موذی کو مانند سینگ اور دانت کے اور آدمی کی ذات میں اگرچہ ایسی چیزیں نہیں پیدا کی ہیں ولیکن اسکو عقل و تدبیر
سکھا دی ہے کہ اس سے ہر طرح کے ہتیار کہ لائق اور مناسب حال کے ہوں بنا دے اور موذی کو دفع کرے اور پھر کبر منشا اُسکا عجب ہے کہ اچھا دیکھنا نفس اپنے کا اور خوب
جاننا صفات نفس کا ہے اور جب اسکو اظہار کرے اور بسبب اُسکے لوگوں پر سبقت اور بلندی ڈھونڈھے اور فرمانبرداری حق اور ماننے اُسکے سے انکار کرے اور سرکشی ڈھونڈھے
تکبر اور استکبار ہوگا اور کبر اور تکبر مذموم ہے اگر برخلاف واقع کے ہو اور بیچ ذات اسکی کے صفات اور کمالات کہ دعوی کرتا ہے نہوں اور ساتھ تکلف اور تصنع کے نفس سے
اظہار کرے اور واقع میں وہ فضائل کہ بسبب انکے سبقت اور بلندی ڈھونڈھے موجود ہوں تو مذموم نہیں اور مقابلہ میں تکبر کے تواضع ہے اور تواضع توسط ہے درمیان
کبر اور ضعہ کے کبر یہ ہے کہ جو کچھ رکھتا ہو اس سے زیادہ کا دعوے کرے اور ضعہ یہ ہے کہ اپنے مقام سے فروتنی کرے اور جس چیز کا استحقاق رکھتا ہے اسکو بھی ترک کرے اور
تواضع قائم ہونا اوپر طریقہ توسط اور اعتدال کے ہے اور مشائخ صوفیہ قدس اللہ اسرارہم نے جبکہ صفت تکبر کی نفس میں غالب دیکھی تو اتنا مبالغہ اسکے ازالہ میں کیا

کہ متکبر کو جگہ تواضع کے رکھا تا نفس مقام تواضع میں ٹھہرے لیکن کمال توسط اور اعتدال ہی ہے تمام احوال میں ۔ ع ۔ الفصل الاول فصل پہلی (عن ابی ہریرۃ
ان رجلا قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اوصنی قال لا تغضب فردد ذلک مرارا قال لا تغضب رواہ البخاری) روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق ایک شخص نے کہا
واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وصیت کیجیے مجکو فرمایا کہ غصہ مت کر پس پھر عرض کی اسنے یہی بات کئی بار فرمایا غصہ مت کر نقل کی یہ بخاری نے ف یعنے پھر کہا
کہ اس شخص نے وصیت طلب کی جواب اسکا یہی فرمایا کہ غصہ مت کر اسلیے کہ اس شخص میں صفت غصہ کی غالب تھی اور عادت شریف ایسی ہی تھی کہ موافق حال
ہر سائل کے جواب دیتے تھے اور ہر ایک کے درد کا مناسب حال اسکے کے علاج فرماتے تھے پس اسکے حق میں اسکے منع کرنے کی تاکید مناسب جانی اور کہا بعضے
محققین نے کہ غضب وسوسوں شیطانی سے ہے نکل جاتا ہے آدمی بسبب اسکے حد اعتدال سے صورت میں اور سیرت میں یہاں تک کہ کلام کرتا ہے باطل اور کرتا ہے
فعل قبیح شرعا اور عرفا اور دل میں کینہ اور بغض رکھتا ہے اور سوا اسکے بہت سی بری چیزیں کہ نشانیاں بدخلقی کی ہیں کرتا ہے بلکہ کبھی کفر بھی سرزد ہو جاتا ہے غصہ ہوا
سے اسلیے کئی بار حضرت نے اسکے منع کی تاکید کی باوجود الحاح سائل کے زیادتی اور تبدیل کو پس گویا کہ فرمایا اسکو کہ اچھا کر خلق اپنا اور خلق جامع الحکم سے ہے کیونکہ علاج
اسکا معجون مرکب علم و عمل کی ہے یعنے یہ جانے کہ سب کچھ اللہ ہی کیطرف سے ہے میں صبر ہی چاہیئے پھر کیوں غصہ کروں اور اپنے نفس کو نصیحت کرے کہ غضب اللہ کا
بہت بڑا ہے اور باوجود اسکے درگذر فرماتا ہے کتنی مخالفت کرتے ہیں لوگ اسکے حکم کی اور وہ غصہ نہیں ہوتا ہے سبحان اللہ کیا اچھا مالک ہے ہمارا جل شانہ و عم نوالہ پس تو ایسا
کہاں کا بڑا آیا کہ جسکی ناک کاٹے ڈالتا ہے اور اعوذ پڑھے اور وضو کرے تاکہ شعلہ میں آگ جاوے نفس ۔ ع ۔ (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لیس الشدید بالصرعۃ انما الشدید الذی یملک نفسہ عند الغضب متفق علیہ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے یہ کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے قوی
اور پہلوان وہ شخص کہ پچھاڑے لوگوں کو قوی اور پہلوان حقیقت میں وہ شخص ہے کہ مالک ہو اپنے نفس کا وقت غصہ کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف کہ سخت اور
قوی ترین دشمنوں کا ہے جیسے کہ فرمایا اعدی عدوک التی بین جنبیک اور بدن کی قوت ظاہر یہ قضیہ فانیہ ہے اور یہ قوت دینیہ باطنیہ الہیہ باقیہ ہے پس نفس کا مارنا عجب
چیز ہے اور پچھاڑنا آدمی کا کیا حقیقت رکھتا ہے ۔ مردی نزد ربازو دانی نزد رکشتن ۔ بانفس اگر برآئی دانم کہ شاطری ۔ ع ۔ (وعن حارثۃ بن وہب قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اخبرکم باہل الجنۃ کل ضعیف متضعف لو اقسم علی اللہ لابرہ الا اخبرکم باہل النار کل عتل جواظ مستکبر متفق علیہ وفی روایۃ لمسلم کل جواظ
زنیم متکبر) اور روایت ہے حارثہ بیٹے وہب کے سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خبردوں میں تمکو بہشتیوں کی یعنے کون کون لوگ بہشتی ہیں وہ ہر
کہ ضعیف و حقیر جانیں اسکو لوگ اور جبر و تکبر کریں اس پر لوگ بسبب فقر اور شکستہ حالی اسکی کے اگر قسم کھاوے اللہ پر البتہ سچا کرتا ہے اللہ تعالی اسکو یا اسکی قسم کو کیا خبردوں
میں تمکو دوزخیوں کی ہر سخت کو جھگڑالو باطل پر جمع کرنیوالا مال کا بخیل تکبر کرنیوالا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے ہر جمع کرنیوالا مال کا
حرامزادہ متکبر ف مراد ضعیف سے یہاں یہ ہے کہ وہ متکبر اور جبار نہیں ہے اور لفظ متضعف میں مشہور تو زبر ہی ہے عین کا اور ترجمہ اسکا یہی ہے جو ذکر کیا گیا اور بعضوں نے
زیر بھی پڑھی ہے اسکے معنے ہیں متواضع اور ذلیل اور گمنام اور مراد انکے بہشتی ہونے سے یہ ہے کہ اکثر اہل جنت یہ لوگ ہونگے جیسے کہ اہل نار قسم اخیر اور سچا کرتا ہے الخ اسکے کئی طرح
سے معنے بیان کیے ہیں علماء نے ایک تو یہ کہ اگر قسم کھاوے کسی کام کے کرنے پر یا نہ کرنے پر بطمع امید و کرم الہی کے اور اعتماد کرنے کر اسکے لطف پر کہ سچا کرے گا وہ
تعالی اسکو تو سچا کرتا ہے اسکو اور قبول کرتا ہے امید و طمع اسکی یعنے پوری ہوتی ہے قسم اسکی ٹوٹتی نہیں اور دوسرے یہ کہ اگر سوال کرے اپنے پروردگار سے کچھ اور قسم دیوے اسکو
کہ دیوے اسکو مراد اسکی تو بر لاتا ہے حاجت اسکی اور تیسرے یہ کہ اگر قسم کھاوے کہ حق تعالی فلانا کام کریگا یا نہیں کریگا تو سچا کرتا ہے اسکو اللہ تعالی یعنے اسی طرح کرتا ہے کہ اسکی
قسم کھائی اور زنیم حرامزادہ وہ کہ اپنے کو کسی قوم کی طرف منسوب کر دیوے اور واقع میں ہووے نہیں انمیں سے جیسے کہ قرآن مجید میں یہ دو صفتیں یعنے عتل اور زنیم بیچ
شان ولید بن مغیرہ کے واقع ہوئی ہیں ۔ ع ح (وعن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل النار احد فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من ایمان
ولا یدخل الجنۃ احد فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من کبر رواہ مسلم) اور روایت ہے ابن مسعود سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں داخل ہوگا آگ میں

یعنے بطریق ہمیشگی کے وہ کوئی کہ جسکے دل میں ہو مانند دانہ رائی کے ایمان سے اور نہیں داخل ہوگا بہشت میں یعنے ساتھ سابقین کے وہ کوئی کہ جسکے دل میں ہو بقدر دانہ
رائی کے کبر سے نقل کی یہ مسلم نے ف ایمان سے یعنے ثمرات ایمان سے اور وہ اخلاق اسکے ہیں کہ جو متعلق ہیں ساتھ باطن کے یا ایسا ہے کہ صادر ہوتے ہیں نور ایمان سے اور
ظہور ایقان سے اسلیے کہ حقیقت ایمان کی کہ وہ تصدیق ہی نہیں ہے قابل زیادتی اور نقصان کے ہاں شعبے اسکے بہت ہیں کہ خارج ہیں حقیقت اور ماہیت ایمان سے مانند
نماز اور زکوٰۃ اور تمام احکام ظاہر اسلام کے اور مانند تواضع اور ترحم اور تمام اخلاق باطنہ کے جیسے کہ اس حدیث میں فرمایا الایمان بضع وسبعون شعبۃ اور دلالت کرتا ہے
اس ہمارے کہنے پر قول آنحضرت کا والحیاء شعبۃ من الایمان اسلیے کہ اجماع ہے اسپر کہ حیا داخل نہیں مفہوم ایمان میں اور معنے حدیث کے یہ ہیں نہیں داخل ہوگا جنت میں
ساتھ کبر کے بلکہ داخل ہوگا صاف ہوکر اس سے اور خصلت بری سے یا تو بسبب عذاب دینے کے صاف کرے اللہ تعالی یا بسبب عفو کرنے کے پھر داخل کریگا بہشت میں اور
کہا خطابی نے کہ حدیث کی دو تاویلیں ہیں ایک تو یہ کہ مراد کبر سے کفر و شرک ہے اور دوسرے یہ کہ اللہ تعالے جب چاہیگا داخل کرنا اسکا جنت میں تو نکالڈالیگا اسکے دل سے کبر
یہانتک کہ داخل کریگا اسکو بغیر کبر اور کدورت کے اسکے دل میں اور اس صورت میں مراد کبر سے تکبر کرنا لوگوں پر ہے ٭ع (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من کبر فقال رجل ان الرجل یحب ان یکون ثوبہ حسنا ونعلہ حسنا قال ان اللہ جمیل یحب الجمال الکبر بطر الحق وغمط الناس رواہ
مسلم) اور روایت ہے ابن مسعود سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں داخل ہوگا بہشت میں وہ شخص کہ ہوئیگا دل اسکے میں مقدار ذرہ کے کبر سے پس کہا
ایک شخص نے کہ تحقیق ایک شخص دوست رکھتا ہے یہ کہ ہو کپڑا اسکا اچھا اور پاپوش اسکی اچھی فرمایا تحقیق اللہ تعالی جمیل ہے دوست رکھتا ہے جمال کو کبر باطل کرنا حق کا
اور حقیر جاننا لوگوں کا ہے نقل کی یہ مسلم نے ف مراد ذرہ سے یا تو چھوٹی چیونٹی ہے یا غبار کہ وقت روشنی کے چمکتا ہے اور مراد شخص پوچھنے والے سے معاذ بن جبل ہیں یا
عبد اللہ بن عمرو بن العاص یا ربیعہ بن عامر اقوال مختلف ہیں اور پاپوش اچھی یعنے دوست رکھتا ہے لیکے پہننے کو بغیر اسکے کہ خیال ہو اسکو نظر کرنے خلق کا اور تکبر اور
اترانے اور سنانے اور دکھلانے کا اور علامت اسکی صدق نیت کی یہ ہے کہ دوست رکھے اسکو تنہائی میں بھی اور پوچھنے والے نے جو دیکھا کہ عادت متکبروں کی ہے کہ کپڑا نفیس
اور لباس فاخرہ پہنا کرتے ہیں اُسنے خیال کیا کہ مطلق یہ تکبر سے ہے اور اللہ جمیل ہے یعنے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور تمام جمال ظاہری اور باطنی اثر اسکے
جمال کے ہیں پس نہیں ہے جمال اور جلال مگر اسی ذات پاک کے لیے اور بعضوں نے کہا کہ جمیل یعنے آراستہ کرنیوالے اور جمال بخشنے والے کے ہے اور بعضوں نے کہا کہ جمیل بمعنے
جلیل کے ہے یعنے بزرگ اور بعضوں نے کہا مالک نور اور بہجت اور حسن وجمال کا ہے اور بعضوں نے کہا نیکو کار ساتھ بندوں کے اور کبر یعنے کبر مذموم باطل کرنا حق کا ہے
کہ توحید وعبادت ہے اور سرکشی کرنی ساتھ حق کے اور دفع کرنا اور قبول نہ رکھنا حق کو اور بعضوں نے بطر الحق کے معنے لکھے ہیں باطل کرنا جمال حق کا ٭ع (وعن ابی ہریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلثۃ لا یکلمہم اللہ یوم القیمۃ ولا یزکیہم وفی روایۃ ولا ینظر الیہم ولہم عذاب الیم شیخ زان وملک کذاب وعائل مستکبر رواہ
مسلم) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تین شخص ہیں کہ نہیں کلام کریگا انسے اللہ تعالی دن قیامت کے یعنے کلام رضا کا یا
مطلق اور نہ ثنا کریگا اُن پر اور ایک روایت میں ہے زیادہ آیا ہے اور نہ دیکھیگا طرف انکے یعنے نظر رحمت وعنایت سے اور ہوگا واسطے انکے عذاب درد دینے والا ایک تو بڈھا
زناکار اور دوسرے پادشاہ جھوٹا اور تیسرے مفلس تکبر کرنیوالا نقل کی یہ مسلم نے ف دن قیامت کے یعنے وقت ظہور فضل اور عدل اور غضب اور رضا اللہ تعالی کی اور ثنا کریگا
اُن پر بخلاف تمام مومنین کے کہ انکی ثنا کریگا یا لا یزکیہم کے یہ معنے ہیں کہ نہیں پاک کریگا انکو نجاست گناہوں سے ساتھ عفو کرنے گناہوں انکے کے اور جملہ ولہم عذاب الیم تتمہ
ہے کہ تتمہ روایت دوسری کا ہے یا عود ہے طرف حدیث اصل کے اور معتمد یہی ہے اور یہ سب کنایہ ہے نارضامندی اور غضب الہی سے اسلیے کہ جو کوئی کسی سے ناراض اور خفا
ہوتا ہے تو نگاہ نہیں کرتا اسکی طرف اور نہ کلام کرتا ہے اور نہ ثنا کرتا ہے اُسکی اور عذاب کرتا ہے اسکو اور بڈھا زناکار اسلیے کہ جب برا ہے جوان کے حق میں باوجود ہونے اسکے معذور بطبعا
تو بڈھے کے حق میں کہ شہوت نہیں رکھتا اور غفلت اُس سے دور ہوتی ہے ہوگا بدتر اور دلیل ہے یہ اسکی نہایت بیحیائی اور خبث طبیعت پر اور جھوٹ بولنا سب کے حق میں
برا ہے اور پادشاہ کے حق میں کہ مدار انتظام ملک کا اور مصالح اور مہمات خلق کے اوپر کہنے اور حکم اسکے کے ہیں بدتر ہے اور یہ بھی ہے کہ جھوٹ جو بولتے ہیں تو اکثر واسطے دفع ضرر

اور حاصل کرنے نفع کے بولتے ہین اور بادشاہ خود قادر ہی اسپر بغیر جھوٹ بولنے کے پس اسکو جھوٹ بولنا بدتر اور بیفائدہ تر ہوگا اور تکبر سب کے لیے بدنما ہی اور فقیر کے لیے کہ سزاوار
نا ہی کہ وہ مال وجاہ سے عاری ہی بدنماتر اور دلیل ہی اُسکے خبث باطن اور لئیم طبعی پر۔ کہ زشت وازگدایان زشت تر۔ روز سرد و برف وانگہ جامہ تر۔ اور بعضے
قائل ہین کہ عائل سے مراد رکھتے ہین کہ قبول صدقہ اور زکوۃ اور تواضع اور ملائمت لوگون کی سے کہ باعث رفع حاجت عیال اور رفاہیت حال کے ہین تکبر کرتے ہین اور عیال کو
ضرر پہونچاتے ہین اور باک کرتے ہین تعفف اور حیا کرنے سوال سے اور چھپانا حال کا بسبب توکل کرنے کے موسے پر امر دیگر ہی اور تکبر اور بے اندامی اور قبول نکرنا احسان کا لوگون سے
بسبب تکبر کے باوجود احتیاج واضطرار کے امر دیگر ہی اور ممکن ہی یہ کہ کہا جاوے کہ مراد شیخ سے محصن ہی یعنے بیاہا ہوا برابر ہی کہ جوان ہو یا بڈھا اور سبب ہونے زنا کے بدتر اسکے
حق مین شرعًا اور عرفًا واجب ہوئی اسپر سنگساری جیسے کہ شیخ سے مراد بیاہا ہوا ہی بیچ آیہ منسوخہ الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموہما نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم کے اور مراد بادشاہ
سے غنی ہی اسلیے کہ فقیر کبھی جھوٹ بولتا ہی غرض فاسد کے لیے کہ منفعت دنیوی ضرور ہی اور غنی نہین محتاج ہوتا اُسکا مطلق پس جھوٹ بولنا اسکو بدتر ہوگا اور مراد فقیر سے وہ
شخص ہی کہ تکبر کرے فقرا پر اسلیے کہ تکبر کرنا اغنیا متکبرین پر سے صدقہ ہی اور ظاہر تر یہ ہی کہ مراد فقیر سے وہ ہی کہ تکبر کرے کسب کرنے سے اور قناعت کرنے سے اپنے لیے اور اپنے عیال
کے لیے باوجود قادر ہونے کے کسب پر جیسے کہ دیکھا جاتا ہی ہمارے زمانہ مین اور نہین شک ہی کہ یہ تکبر کہ متضمن ہی واسطے بڑھوتا اور ریا اور سمعہ کے ساتھ ضرر پہونچانے نفس
کا اور کرنے سوال کے اور لینے مال کے بغیر وجہ حلال سے بدتر ہی تکبر اغنیا کے سے خصوصًا جبکہ تکلف کرے اور بناوے وضع بزرگون کی سی مانند بعضے فقرا کے کہ کہتے ہین
کہ حلال وہ چیز ہی کہ حلال ہوئی بسبب اختیار سے اور حرام وہ چیز ہی کہ حرام کی جیسے پس یہ بیماری ہی مرکب سخت بیماری ہی کہ عاجز ہین اس سے حکما اگرچہ پہونچین حد کمال کو شرح ع
وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ وَالْعَظَمَۃُ اِزَارِیْ فَمَنْ نَازَعَنِیْ وَاحِدًا مِّنْہُمَا اَدْخَلْتُہُ النَّارَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَذَفْتُہٗ فِی النَّارِ
رَوَاہُ مُسْلِمٌ اور روایت ہی ابن مسعود سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ فرماتا ہی اللہ تعالی بزرگی ذاتی چادر میری ہی یعنے بمنزلہ چادر کے ہی نزدیک تمہارے
اور بزرگی صفاتی تہبند میرا ہی یعنے بمنزلہ تہبند کے ہی نزدیک تمہارے پس جو شخص کہ چھینے مجھسے ایک کو ان دونون مین سے یعنے تکبر کرے باعتبار ذات کے یا صفات کے
اور چاہے ایک طرح کی شرکت کرنی ساتھ میرے بیچ ذات اور صفات میری کے تو داخل کرونگا مین اسکو آگ مین یعنے آگ عذاب مین کہ جیسے حق مین فرمایا ہی فانما جزاء الکافر
ومن مثوی المتکبرین اور ایک روایت مین ہی کہ پھینکونگا مین اسکو دوزخ مین یعنے اس عبارت مین حقارت ہی کہ پھینکونگا جیسے کہ ڈھیلے کو پھینکتے ہین ازراہ بیمروائی
اور بے اعتباری کے نقل کی یہ مسلم نے ف یہ ایک مثال ہی کہ حضرت حق سبحانہ وتعالی نے بیان کی ہی واسطے یکتا ہونے اپنے کے صفت کبریا اور عظمت مین یعنے یہ دونون
صفتین خاص میری ہی ذات کے لیے ہین کہ کسی کو مجال شرکت کی اسمین اور متصف ہونا ساتھ انکے درست نہین بخلاف جود وکرم اور مہربانی صفتین میری ہین اور خلق کو بھی انسے
ایک طرح کا حصہ ہی اور جائز ہی وصف کرنا انکا ساتھ انکے بطریق مجاز کے مگر یہ دو صفتین کہ بطریق مجاز کے بھی میرے غیر کو وصف کرنا انکا درست نہین بمشابہ دو کپڑون کے کہ کوئی
پہنے ہو تو پہننا دوسرے کا انکو ممکن نہوگا اور کبریا اور عظمت لغت مین دونون ایک ہی معنون پر آتے ہین کہ بزرگی اور بزرگ ہونا اور ظاہر حدیث سے فرق معلوم ہوتا ہی کہ دو
کہ ایک کو چادر کے ساتھ تشبیہ دی اور ایک کو ازار کے ساتھ پس بعضون نے کہا کہ کبریا صفت ذاتی ہی یعنے اللہ تعالی کبیر ومتکبر ہی اپنی ذات مین خواہ دوسرا جانے یا نجانے
اور عظمت عبارت ہی ہونے اسکے سے اسطرح کا کہ اُسکا غیر یعنے خلق بھی اسکو بڑا جانتے ہین پس صفت پہلی ذاتی ہوئی اور دوسری صفت اضافی اور یہ ضرور ہی کہ جو کہ صفت
ذاتی ہوگی اعلی ہوگی صفت اضافی سے اور چادر بھی اعلے ہی ازار سے پس باین لحاظ تشبیہ دی کبریا کو چادر کے ساتھ اور عظمت کو ازار کے ساتھ شرح ع

الفصل الثانی

فصل دوسری عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَذْہَبُ بِنَفْسِہٖ حَتّٰی یُکْتَبَ فِی الْجَبَّارِیْنَ فَیُصِیْبُہٗ مَا اَصَابَہُمْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ
اور روایت ہی سلمہ بیٹے اکوع کے سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ہمیشہ رہتا ہی ایک شخص کھینچتا اپنے نفس کو یہان تک کہ لکھا جاتا ہی یعنے نام اُسکا سرکشون
یعنے ظالمون اور متکبرون کے دیوان مین پس پہونچتی ہی اسکو وہ چیز کہ پہونچی انکو یعنے آفات وبلیات دنیا اور آخرت مین نقل کی یہ ترمذی نے ف لفظ بنفسہ مین ب تعدیہ
کے لیے ہی یعنے بلند کرتا ہی اپنے نفس کو اور بعید کرتا ہی اسکو لوگون سے مرتبہ مین اور اعتقاد کرتا ہی اسکو عظیم القدر یا ب مصاحبت کے لیے ہی یعنے موافقت کرتا ہی اپنے

نفس کی بیچ جانب اسکے کے طرف کبر کے اور عزت دیتا ہے اسکو اور اکرام کرتا ہے اسکا جیسے کہ اکرام کرتا ہے دوست دوست کا یہان تک کہ ہوتا ہے متکبر اور خلاصہ معنے کا یہ ہے کہ لیجاتا ہے اسکو اسکے درجہ اور مرتبہ سے طرف رتبہ اعلی کے یعنے لیجاتا ہے اپنے نفس کو اسکی جگہ اور مرتبہ سے کہ آسمین ہے جگہ بلند اور درجہ بلند ساتھ تکبر اور ترفع کے اور موافقت کرتا ہے نفس کی اور جاتا ہے ساتھ اسکے ہر جانب مین کہ وہ جاتا ہے اور باز نہین رکھتا نفس کو سرکشی اور تکبر سے ❊ ح (وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُونَ أَمْثَالَ الذَّرِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِي صُوَرِ الرِّجَالِ يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ يُسَاقُوْنَ إِلٰى سِجْنٍ فِي جَهَنَّمَ يُسَمّٰى بُولَسَ تَعْلُوهُمْ نَارُ الْأَنْيَارِ يُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ طِيْنَةِ الْخَبَالِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے عمرو بن شعیب سے اُسنے نقل کی اپنے باپ سے اُسنے اپنے دادا سے اُسنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جمع کیے جاوینگے تکبر کرنیوالے مانند چھوٹی چیونٹیون کے دن قیامت کے بیچ صورت مردون کے یعنے صورت انکی آدمیون کی سی ہوگی اور جثہ چیونٹیون کا سا اور انکی اور ڈھانکیگی انکو خواری ہر جگہ سے ہانکے اور کھینچے جاوینگے طرف ایک قیدخانہ کے کہ دوزخ مین ہے نام رکھا جاتا ہے اسکا بولس غالب ہوگی اُنپر اور گھیر لیگی انکو آگ آگون کی اور پلائے جاوینگے نچوڑ دوزخیون کے سے کہ نام ہے اسکا طینۃ الخبال یعنے خون اور کچ لہو اور پیپ جو دوزخیون کے بدن سے بہیگی نقل کی ہے ترمذی نے ف مانند چھوٹی چیونٹیون کے الخ اس حدیث کے معنے مین اختلاف کیا ہے علماء نے کہا بعضون نے کہ یہ کنایہ ہے انکے خوار ہونے سے انکے محشر مین اور پامال ہونے سے نیچے پاؤن لوگون کے جیسے کہ حال ہے چیونٹیون کا ہے دلیل اسکے کہ اوٹھنا اور عود کرنا بدنون کا ساتھ ان اجزاے اصلی کے ہوگا کہ دنیا مین رکھتے تھے اور صورت چیونٹیون کی اور جثہ اسکا گنجایش اسکی رکھتا نہین چنانچہ اسی لیے کہا فی صور الرجال تا معلوم ہو کہ آدمیون کی صورت پر ہونگے نہ چیونٹیون کی صورت پر اور یغشاہم الذل بھی قرینہ ہے اسکا کہ مراد معنے خواری کے ہین اور سیاق حدیث بھی دلالت کرتا ہے اسپر اور ثواب یہ ہے کہ حدیث محمول ہے ظاہر پر اور مراد اوٹھنا متکبرون کا ہے بہیات چیونٹیون کے حقیقت مین ولیکن صورت مین مرد ہونگے حق تعالی قادر ہے کہ اجزاے اصلی کو کہ ساتھ انکے اوٹھینگے بیچ مقدار جثہ چیونٹی کے جمع کرے اور ساتھ اس صورت کے بناوے اور خوار کرے یہ تقریر تو حضرت شیخ رح کی ہے اور ملا علی رح نے بہت سے قول یہان نقل کیے ہین اور تورپشتی سے نقل کیا ہے کہ ہم ظاہر معنے اس حدیث کے اسلیے نہین لیتے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ اجسام عود کیے جاوینگے اوپر ان اجزا کے کہ تھے یہان تک کہ بغیر ختنہ اوٹھینگے کہ جلد کاٹی ہوئی ذکر کی بھی لگ جاویگی پس کیونکر ہوسکے کہ سب اجزا آدمی کے ناخن اور بال وغیرہا چیونٹیون کے جثہ مین جمع ہون پھر اسکے جواب بھی علماء سے نقل کر کر پھر اُنپر شبہ کیا ہے اور اپنی تحقیق یہ لکھی ہے کہ اللہ تعالی اعادہ کریگا انکو وقت نکالنے اُنکے کے انکی قبرون سے اوپر کامل ترین صورتون انکی کے اور ساتھ تمام اجزاے معدومہ کے واسطے ثابت کرنے وصف اعادہ کے بروجہ کمال پھر کردیگا انکو موقف جزا مین اوپر صورت ذکر کی گئی از راہ اہانت اور ذلت دینے انکے کے یا چھوٹے ہوجاوینگے ہیبت الٰہی سے وقت آنے اُنکے کے طرف حساب کی جگہ کے اور وقت ظاہر ہونے اثر عذاب سلطانی کے کہ وہ اگر رکھا جاوے پہاڑ پر تو ہوجاوے غبار پراگندہ اور ثابت بھی ہوئی ہے تبدیل دوزخیون کی صورتون کی اوپر شکلون مختلفہ کے مانند کتون اور سورون اور گدہون کی صورتون کے موافق صفتون اور حالتون اپنی کے پس اس سے جاتا رہتا ہے اشکال واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور لفظ بولس ساتھ زبر ب کے اور جزم واو اور زبر لام کے اور قاموس مین ساتھ پیش ب اور زیر لام کے مشتق ہے بلس سے بمعنے تحیر اور ناامیدی کے اور ابلیس بھی اسی سے مشتق ہے اور آگ آگون کی یعنے نسبت اسکی ساتھ اور آگون کے مانند نسبت آگ کے ہے ساتھ اور چیزون کے کہ جلادیتی ہے اور خبال ساتھ زبر خ کے بمعنے فساد کے ہے کہا ایک شارح نے کہ وہ نام ہے عصارہ اہل نار کا اور عصارہ پیپ اور کچ لہو اور خون کہ بہیگا دوزخیون سے ❊ ح (وَعَنْ عَطِيَّةَ بْنِ عُرْوَةَ السَّعْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطٰنِ وَإِنَّ الشَّيْطٰنَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ وَإِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ فَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ) اور روایت ہے عطیہ بیٹے عروہ سعدی کے سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق غصہ کرنا یعنے وہ غصہ کہ واسطے خدا کے نہو شیطان سے ہے یعنے اسکے اغوا سے ہوتا ہے اور تحقیق شیطان پیدا کیا گیا ہے آگ سے اور بجھائی نہین جاتی آگ مگر پانی سے پس جسوقت کہ غصہ ہو ایک تمہارا پس چاہیے کہ وضو کرے نقل کی یہ ابو داؤد نے ف پانی سرد کے استعمال کرنے کی خاصیت ہے کہ غصہ کو دفع کرتا ہے اور تجربہ اسپر گواہ ہے اور اگر ٹھنڈا پانی پیوے اسکی بھی یہی خاصیت ہے اور چاہیے یون کہ جب غصہ آوے تو پہلا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے کہ حدیث مین آیا ہے کہ اس سے بھی غصہ جاتا رہتا ہے پھر جب دیکھے

کہ غصہ نہیں گیا تو اٹھکر وضو کرے اور دو رکعت نماز کی پڑھے واسطے اللہ تعالیٰ کے ۱۲ع (وعن ابی ذر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا غضب
احدکم وهو قائم فلیجلس فان ذهب عنه الغضب والا فلیضطجع رواه احمد والترمذی) اور روایت ہے ابی ذر سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت کہ غصہ ہو ایک تمہارا یعنی پاوے اثر غصہ کا کسی پر اس حال میں کہ وہ کھڑا ہو پس چاہیے کہ بیٹھ جاوے پس اگر جاتا رہا اس سے غصہ فبہا والا لیٹ جاوے
پہلو پر نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے ف شرح السنہ میں ہے کہ حکمت اسمیں یہ ہے کہ تا غصہ میں کوئی حرکت وجود میں نہ آوے کہ اس سے پشیمانی اٹھاوے اسلیے کہ لیٹا ہوا
دور تر ہے حرکت میں بہ نسبت بیٹھے کے اور بیٹھا دور تر ہے کھڑے سے اور ظاہر یہ ہے کہ بیچ تغیر حالت کے اس طرح پر کہ موجب سکون و آرام کی ہو ایک تاثیر ہے بیچ دفع شورش
غصہ کے ۱۲ع (وعن اسماء بنت عمیس قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بئس العبد عبد تخیل واختال ونسی الکبیر المتعال بئس العبد عبد تجبر
واعتدی ونسی الجبار الاعلی بئس العبد عبد سها ولها ونسی المقابر والبلی بئس العبد عبد عتا وطغی ونسی المبتدا والمنتهی بئس العبد عبد یختل الدنیا بالدین
بئس العبد عبد یختل الدین بالشبهات بئس العبد عبد طمع یقوده بئس العبد عبد هوی یضله بئس العبد عبد رغب یذله رواه الترمذی والبیهقی فی شعب الایمان
وقالا لیس اسناده بالقوی وقال الترمذی ایضا هذا حدیث غریب) اور روایت ہے اسما بنت عمیس کی سے کہا اسما نے کہ سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم سے فرماتے تھے برا بندہ ہے وہ بندہ کہ اپنے تئیں اچھا جانا اور دوسروں سے اور تکبر کیا اور بھول گیا خدائے بزرگ بلند قدر کو یعنی بھول گیا یہ کہ بزرگی اور بلند قدری
اللہ ہی کو ہے یا بھول گیا اسکے حساب و عذاب کو یا یہ حیثیت کہ نہ ڈرے کیا دنیا میں برا بندہ وہ بندہ ہے کہ جبر و قہر کیا لوگوں پر اور ظلم و فساد میں حد سے گذر گیا اور بھول گیا
خداوند جبار متکبر قہار کو کہ بلند تر ہے قدرت و عزت میں سب سے برا بندہ ہے وہ بندہ کہ بھول گیا کار دین کا اور مشغول رہا دنیا میں اور بھول گیا مقبروں کو اور گلنے
اور بوسیدہ ہونے بدن کو خاک میں برا بندہ ہے وہ بندہ کہ فساد ڈالا اور حد سے بڑھ گیا اور بھول گیا اپنے ابتدائے حال کو کہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے کیسا عاجز و ناتوان تھا اور
اپنے انجام کار کو کہ کیا کیا ہونا اور کیا کیا دیکھنا ہے اور آخر اسکا کیا ہے کہ مٹی میں جانا ہے یعنی جسکی ابتدا ایسی ہے اور انتہا ایسی تو لائق ہے اسکو کہ اطاعت کرے اللہ تعالیٰ
کی ان دونوں حالتوں کے درمیان میں برا بندہ ہے وہ بندہ کہ طلب کرے دنیا کو ساتھ عمل آخرت کے یا یہ معنے ہیں کہ فریب دیوے اہل دنیا کو ساتھ عمل صلحا کے
تاکہ وہ معتقد ہوں اسکے اور حاصل کرے یہ مال و جاہ انسے برا بندہ وہ بندہ ہے کہ خراب کیا دین کو ساتھ شبہات کے برا بندہ ہے وہ بندہ کہ طمع اور امیدواری خلق سے
اور حرص کھینچ لیجاتی ہے اسکو دنیاداروں کے دروازہ پر اور لیجاتی ہے جدھر چاہتی ہے برا بندہ ہے وہ بندہ کہ خواہش نفس گمراہ کرتی ہے اسکو اور لیجاتی ہے راہ دین سے برا
بندہ ہے وہ بندہ کہ رغبت دنیا میں اور حرص اسکے حاصل کرنے میں اور طلب کثرت خوار کرتی ہے اسکو اور آبروریزی اسکے دین کی کرتی ہے نقل کی یہ ترمذی نے اور
بیہقی نے شعب الایمان میں اور کہا ترمذی اور بیہقی نے کہ نہیں ہے اسناد اس حدیث کے قوی اور یہ بھی ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ف بھول گیا مقبروں کو یعنی اہل
مقبروں کو کہ عبرت نہ پکڑے ساتھ انکے یا ذکر کرنا مقابر کا کنایہ ہے موت سے یعنی بھول گیا موت کو ساتھ نہ سامان درست کرنے کے اسکے لیے اور طمع الخ عجیب نقل ہے سید شاہ ولی
رح سے کہ وہ پوچھے گئے کیمیا سے انہوں نے کہا کہ وہ دو کلمے ہیں گرا خلق کو اپنی نظر سے اور قطع کر طمع حق سے اس بات کی کہ دیوے تجکو غیر اس چیز سے کہ قسمت میں ہے
اور نہیں اسناد اسکی قوی اس حدیث کو روایت کیا ہے طبرانی نے بھی اور بیہقی نے نعیم بن ہمار سے اور روایت کیا ہے اسکو حاکم نے بھی اپنی مستدرک میں اسماء بنت عمیس سے
اور اسمیں شک نہیں ہے کہ کثرت طرق قوی کر دیتی ہے ضعیف کو اور کر دیتی ہے اسکو حسن لغیرہ اور اس سے تمام ہو جاتا ہے مقصود واللہ اعلم اور غریب ہے اور غرابت نہیں منافی ہے
صحت اور حسن کی اور نہایت کار یہ کہو گے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور حدیث ضعیف پر عمل کیا جاتا ہے فضائل اعمال میں اتفاقا پس وعظوں میں لائق ہے کہ ہو اسپر عمل بطریق اولی ۱۲ع

الفصل الثالث فصل تیسری (عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما تجرع عبد افضل عند اللہ عز وجل من جرعة غیظ یکظمها ابتغاء وجه اللہ تعالی رواه احمد)
اور روایت ہے ابن عمر سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں پیا کسی بندہ نے گھونٹ افضل نزدیک اللہ عزوجل کے گھونٹ غصے کے سے کہ پی جاوے
اسکو واسطے رضامندی اللہ تعالیٰ کے نقل کی یہ احمد نے (وعن ابن عباس فی قوله تعالی ادفع بالتی هی احسن قال الصبر عند الغضب والعفو عند الاساءة فاذا

فَعَافُوا العَصیٰ عَنْهُمُ اللّٰهُ وَتَشْفَعُ لَهُمْ عَدُوُّهُمْ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ قَرِيبٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيقًا) اور روایت ہے ابن عباس سے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے دور کر تو یعنے برائی کو ساتھ اس خصلت کے کہ وہ نیک تر ہے کہا ابن عباس نے صبر کرنا نزدیک غضب کے اور عفو کرنا نزدیک برائی کے پس جب کریں لوگ صبر اور عفو نگاہ رکھے خدائے تعالیٰ انکو آفات نفس اور خلق سے اور پست ہوتا واسطے انکے دشمن انکا گویا کہ وہ دوست حمیم ہے یعنے قریب ہے نقل کی یہ بخاری نے بطریق تعلیق کے ف اول اس آیہ کریمہ کا یہ ہے ولا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ یعنے برابر نہیں ہے نیکی اور بدی جزا اور انجام کار میں اسکے بعد ہے ادفع بالتی ہی احسن یعنے دفع کر ساتھ اس چیز کے کہ وہ بہتر ہے یعنے نیکی سے برائی کو کہ پیش آوے تجکو یعنے اگر کوئی تجھسے بدی کرے تو نیکی کر اس سے مصرع اگر مرد ے احسن الیٰ من اساء پس ابن عباس اسکی تفسیر میں کہتے ہیں کہ مراد دفع کرنے برائی کی سے ساتھ نیکی کے یہ ہے کہ جب غصہ آوے صبر کرے اور اگر کسی سے برائی پہونچے درگذر کرے اور لفظ قریب تفسیر ہے حمیم کی یعنے قرابتی اور یہ تفسیر آخر آیت کی ہے کہ فرمایا ہے فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم ش ح (وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْغَضَبَ لَيُفْسِدُ الْإِيمَانَ كَمَا يُفْسِدُ الصَّبِرُ الْعَسَلَ) اور روایت ہے بہز بن حکیم سے کہ نقل کی اپنے باپ سے اسنے نقل کی بہز کے دادا سے کہ نام اسکا معاویہ بن حیدۃ القشیری ہے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تحقیق غصہ البتہ خراب کرتا ہے ایمان کو جیسے کہ خراب کرتا ہے ایلوا شہد کو ف ایمان کو یعنے کمال ایمان کو یا اسکے نور کو اور کبھی غصہ ایمان کو باطل بھی کر دیتا ہے نعوذ باللہ من ذلک ش ع (وَعَنْ عُمَرَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ تَوَاضَعُوا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِي نَفْسِهِ صَغِيرٌ وَفِي أَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيمٌ وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِي أَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيرٌ وَفِي نَفْسِهِ كَبِيرٌ حَتّٰى لَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنْ كَلْبٍ أَوْ خِنْزِيرٍ) اور روایت ہے حضرت عمرؓ سے کہ کہا اس حال میں کہ منبر پر تھے اے لوگو تواضع اور فروتنی کرو اسلیے کہ میں نے سنا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جو شخص کہ تواضع کرے ساتھ لوگوں کے واسطے خدا کے یعنے واسطے طلب رضا اسکی کے بلند کرتا ہے اللہ تعالیٰ مرتبہ اسکا پس وہ اپنی نفس اور نظر میں حقیر ہے یعنے بسبب دیکھنے کے اپنے کو نظر کمی سے اور لوگوں کی آنکھ میں بزرگ ہے یعنے بسبب بلند کرنے حق تعالیٰ کے اسکے مرتبہ کو بسبب اس خصلت نیک کے اور جو کوئی تکبر کرے پست کرتا ہے خدائے تعالیٰ قدر اسکی پس وہ لوگوں کی آنکھوں میں حقیر ہے اور اپنے نفس اور نظر میں بزرگ ہے یہاں تک کہ البتہ وہ خوار تر اور سبک تر ہے لوگوں کے نزدیک کتے یا سور سے ف یعنے متکبر اگرچہ اپنے کو بزرگ جانتا ہے اور بزرگ دیکھتا ہے ولیکن خدائے تعالیٰ کے نزدیک حقیر ہے اور لوگوں کے نزدیک بھی خوار ہوتا ہے اور تواضع کرنیوالا اگرچہ اپنے کو حقیر جانتا ہے اور حقیر دیکھتا ہے لیکن خدائے تعالیٰ کے نزدیک بزرگ ہے اور لوگوں کے نزدیک بھی بزرگ ہوتا ہے ش ع (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا رَبِّ مَنْ أَعَزُّ عِبَادِكَ عِنْدَكَ قَالَ مَنْ إِذَا قَدَرَ غَفَرَ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ کہا موسی بیٹے عمران علیہ السلام نے اے رب میرے کون عزیز تر ہے تیرے بندوں میں تیرے نزدیک فرمایا وہ شخص کہ جب قادر ہو بخش دے ف یعنے درگذر کرے اس سے کہ اسپر ظلم کیا اور رنج دیا اسنے اسمیں اشارہ ہوا موسی علیہ السلام کو عفو کیا کرنے کا اسلیے کہ تھا غالب انپر جلال اور جامع صغیر میں ہے کہ جو کوئی عفو کرے نزدیک قدرت کے عفو کریگا اللہ تعالیٰ اس سے دن عسرت کے یعنے دن قیامت کے ش ع (وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ خَزَنَ لِسَانَهُ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ وَمَنْ كَفَّ غَضَبَهُ كَفَّ اللّٰهُ عَنْهُ عَذَابَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنِ اعْتَذَرَ إِلَى اللّٰهِ قَبِلَ اللّٰهُ عُذْرَهُ) اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بند رکھے زبان اپنی یعنے عیب ونقصان لوگوں کے سے ڈھانکتا ہے اللہ تعالیٰ عیب ونقصان اسکے یعنے لوگوں سے یا فرشتوں اعمال کے لکھنے والوں سے یا دونوں سے اور جو کوئی روکے غصہ اپنا یعنے لوگوں سے باز رکھیگا اللہ تعالیٰ اس سے عذاب اپنا دن قیامت کے اور جو کوئی عذر کرے یعنے اپنی تقصیر کا طرف اللہ تعالیٰ کے قبول فرماتا ہے اللہ عذر اسکا (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ مُنْجِيَاتٌ وَثَلَاثٌ مُهْلِكَاتٌ فَأَمَّا الْمُنْجِيَاتُ فَتَقْوَى اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَالْقَوْلُ بِالْحَقِّ فِي الرِّضَى وَالسَّخَطِ وَالْقَصْدُ فِي الْغِنَى وَالْفَقْرِ وَأَمَّا الْمُهْلِكَاتُ فَهَوًى مُتَّبَعٌ وَشُحٌّ مُطَاعٌ وَإِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهِ وَهِيَ أَشَدُّهُنَّ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْأَحَادِيثَ الْخَمْسَةَ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں نجات دینے والی ہیں عذاب سے اور تین چیزیں ہلاک کرنیوالی ہیں آخرت میں پس ای پر چیزیں نجات دینے والیں ایک انمیں سے ڈرنا ہے خدا سے چھپے اور ظاہر میں یعنے حاضر وغائب خلق کے یا باطن وظاہر میں اور دوسرے کہنا حق کا

[illegible] اگر بی ہو تو وہ شخص [illegible]

حالت رضامندی اور ناخوشی میں اور میانہ روی کرنی بیچ دولت اور فقر کے اور ہلاک کرنے والی چیزیں تین ہیں اول خواہش نفس کی کہ پیروی کی گئی ہو اور
دوسرے بخل و حرص فرمانبرداری کی گئی اور تیسرے گھمنڈ کرنا مرد کا ساتھ نفس اپنے کے یعنے اپنے تئیں نیک جانے اور اپنی صفتوں کو خوش رکھے کہ اس سے کبر پیدا ہوتا ہے اور کبر
سے تکبر وجود میں آتا ہے اور یہ خصلت سب سے سخت تر اور بدتر ہے چھ اگلیوں ذکر کی گئیں کی نقل کیں بیہقی نے پانچوں حدیثیں شعب الایمان میں ف کہنا حق کا الخ یعنے اگر کسی
راضی ہو سو سچ کہے اور واقعی بات کے نہ کہے اور اگر ناراض ہو تو بھی سوائے سچ کے نہ کہے مثلاً اگر کسی فاسق و ظالم سے نفع پہنچتا ہو اور راضی ہو اس سے تو تعریف اسکا خوب
اور خلاف واقع کے نہ کرے اس سبب سے اور اگر کسی صالح سے رنجیدہ و ناراض ہو تو مذمت و برائی نہ کرے اسکی دونوں میں طریق استقامت پر ثابت رہے اور میانہ
روی کرنی یعنے خرچ کرنے میں کہ نہ اسراف ہو اور نہ تنگی یا مراد ہو توسط بیچ اختیار فقر و غنا کے جیسے کہا ہے علماء نے کہ اوپر قوت کے ہم پہنچا معیشت میں افضل ہے غنا
اور فقر سے اور خواہش نفس کی کہ پیروی کی گئی ہو یعنے تابع خواہش نفس کے ہوتا اور جو کچھ وہ کہے اسکو کرتا اور جسطرف وہ چلے چلتا ہو اور یہ خصلت ہلاک کرنیوالی ہے ایمان
کامل کے کہ خواہش نفس تابع فرمان حق کی اور شریعت آنحضرت کی ہو اور بخل و حرص فرمانبرداری کی گئی یعنے طبیعت آدمی کی خالی بخل و حرص سے نہیں لیکن ایک ایسا ہو کہ
اطاعت اسکی کرتا ہو اور سر احاطہ فرمان اسکے سے نہیں نکال سکتا اور شمار بالنفس [illegible] ہوتا ہو پس ایسا ہونا چاہیے اور [illegible] یعنے بہتری ہو انکی آرزو سے گناہ کی
اور ضرر کی اسلیے کہ [illegible] توبہ کرنی متابعت خواہش نفس سے اور خرابی بخل سے بخلاف [illegible] کہ سبب والا مغرور ہوتا ہو اور اپنے کو اچھا جانتا ہو اور وہ محجوب ہوتا ہے
نہیں امید ہوتی اسکے جانے کی مانند [illegible] کہ کم ہوتا ہو وہ توبہ کرنے سے اپنی بدعت سے باب الظلم یعنی بیان میں ظلم کے ف ظلم کے معنے بیچ لغت میں نہ رکھنا
ایک چیز کا بیچ جگہ مخصوص اسکی کے اور یہ شامل ہر چیز کو کہ حد محدود سے تجاوز کرے اور اس طرح کہ جا بیچ [illegible] یا کمی یا نقصان کے یا بے وقت ہو یا واقع ہو اور
جور و تعدی کے بھی یہی معنے ہیں اور شرع میں بھی ظلم وغیرہ کے یہی معنے ہیں نہایت کارا ہیں ہر کہ محل شرعی اور وجہ شرعی مراد ہو [illegible] ظلم شرعی میں اسکو کہینگے کہ محل شرعی اور
وجہ شرعی سے تجاوز کرے الفصل الاول فصل پہلی (عن ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم قال الظلم ظلمات يوم القيامة متفق عليه) اور روایت ہے ابن عمر سے
کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم کرنا سبب اندھیروں کا ہوگا دن قیامت کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنے ظالم کو اس دن تاریکی ہر طرف سے گھیر لیگی
اور محروم ہوگا اس نور سے کہ مومنوں کو نصیب ہوگا جیسے کہ اس آیت میں فرمایا نورهم يسعى بين ايديهم وبايمانهم یا مراد ظلمات سے شدائد اور عذاب ہیں کہ عرصات قیامت
میں اور دوزخ کے طبقوں میں ساتھ انکے گرفتار ہونگے اور ظلمات کے معنے شدائد کے بھی آئے ہیں جیسے کہ اس آیت میں قل من ينجيكم من ظلمات البر والبحر (وعن ابی
موسى قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله ليملي للظالم حتى اذا اخذه لم يفلته ثم قرأ وكذلك اخذ ربك اذا اخذ القرى وهي ظالمة ان اخذه اليم شديد متفق عليه) اور
روایت ہے ابی موسی سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالی البتہ مہلت دیتا ہے ظالم کو اور عمر اسکی دراز کرتا ہے یعنے تاکہ بہت سا ہو اس سے ظلم
یہاں تک کہ جسوقت کہ پکڑیگا اسکو نہیں چھوڑیگا اسکو اور نہیں بھاگ سکیگا [illegible] پھر پڑھی آنحضرت نے موافق اسکے یہ آیت اور اسی طرح ہے پکڑنا رب تیرے
کا جسوقت کہ پکڑتا ہے بستیوں کو یعنے بستی والوں کو کہ ظالم ہیں پڑھی ساری آیت نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف کہ [illegible] ان اخذه اليم شديد اور اسی میں
تسلی ہے مظلوم کے لیے فی الحال اور وعید ہے ظالم کے لیے تاکہ نہ مغرور ہو ساتھ مہلت دینے کے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے ولا تحسبن الله غافلا عما يعمل الظالمون الآیۃ
(وعن ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم لما مر بالحجر قال لا تدخلوا مساكن الذين ظلموا انفسهم الا ان تكونوا باكين ان يصيبكم ما اصابهم ثم قنع راسه واسرع السير
حتى اجتاز الوادي متفق عليه) اور روایت ہے ابن عمر سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب گذرے حجر پر تو فرمایا یعنے صحابہ کو کہ نہ داخل ہو تم ان لوگوں کے مکانوں
میں کہ جنہوں نے ظلم کیا اپنی جانوں پر یعنے کفر اختیار کیا اور جھٹلایا اپنے پیغمبر کو مگر یہ کہ ہو تم رونے والے یعنے عبرت پکڑنے والے اور احوال اس جماعت کا یاد کرنیوالے
کہ موجب رونے کا ہے اور نہ گذرو وہاں سے ساتھ سہو و غفلت کے بسبب خوف اسکے کہ مبادا پہنچے تمکو وہ چیز کہ پہنچی انکو یعنے اس لیے کہ ایسی جگہوں سے ساتھ غفلت کے
گذرنا اور اس سے عبرت نہ پکڑنا علامت قساوت قلبی اور نہ ہونے خشوع کے ہے اور یہ محل اور مظنہ وقوع عذاب کا ہے یاد رہو اور عبرت پکڑو کہ مبادا تمھیں بھی مثل انکے

وہ وہان آوے اور اسکی سزا کو پہونچے پھر ڈھانکا آنحضرت نے سر اپنا چادر سے اور جلدی چلے یہان تک کہ گذرے اس مکان سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف حجر ساتھ
زیر ح اور جزم جیم کے نام زمین ثمود قوم صالح پیغمبر علیہ السلام کا ہے اور یہ گذرنا حضرت کا وہان سے وقت جانے غزوہ تبوک کے تھا اور حضرت چادر ڈال کر وہانسے جلدی
سے گذرے مانند ڈرنے والے کے تاکہ نہ پڑے نظر انکے مکانوں پر اور کیا یہ حضرت نے واسطے تعلیم امت کے تاکہ پیروی کریں وہ حضرت کی اور جمع کیا درمیان قول اور
فعل کے تاکید کیا اسلیے کہ حضرت نہایت خوف الٰہی رکھتے تھے جیسے کہ فرمایا ہے انا اعلمکم باللہ واخشاکم اور آیا ہے کہ آنحضرت نے منع کیا کہ اس جگہ پانی نہ پیوین اور کھانا نہ کھاوین
اسمین دلیل ہے اسپر کہ ظالمون کے مکانون کو وطن اور جگہ رہنے کی نہ ٹھہراوے ش ع (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کانت لہ مظلمۃ لاخیہ
من عرضہ او شیء فلیتحللہ منہ الیوم قبل ان لا یکون دینار ولا درہم ان کان لہ عمل صالح اخذ منہ بقدر مظلمتہ وان لم تکن لہ حسنات اخذ من سیئات صاحبہ فحمل علیہ رواہ
البخاری) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کہ ہو واسطے اسکے کچھ حق بھائی مسلمان اپنے کا آبرو ریزی اسکی سے ساتھ کرنے
غیبت اور برا کہنے اور مانند اسکے سے یا کچھ اور ہو خون اور مال سے پس چاہیے کہ معاف کرواوے اس سے اس حق سے آج کے دن یعنے دنیا مین پہلے اس سے کہ نہ ہو دینار
اور نہ درہم کہ دیوے بدلے حق کے روز قیامت کے اگر ہوگا واسطے اسکے عمل نیک لیا جاویگا اس سے موافق ظلم اسکے کے کہ کیا ہے یا موافق اس چیز کے کہ لی ہے اور اگر
نہین ہونگی ظالم کے نیکیان لیا جاویگا برائیون صاحب اسکے سے کہ مظلوم ہے پس لادی جاوینگی ظالم پر نقل کی یہ بخاری نے ف یعنے جزا ظالم کی روز قیامت
یہ ہے کہ نیکیان اسکی مظلوم کو دینگے اور اگر وہ نیکیان نرکھتا ہوگا تو گناہ مظلوم کے اسپر رکھینگے اور اسکو بسبب اسکے عذاب کرینگے اور مظلوم کو عذاب سے کہ بسبب اُن
گناہون کے مستحق اسکا ہو استخلاص دینگے اور یہ جو اوپر کہا کہ نہ ہو دینار اور نہ درہم اسمین یہ تنبیہ ہے اسپر کہ واجب ہے اُسپر یہ کہ بخشواوے حق اُس سے اگرچہ بدلے دینار اور
درہم کے ہو واسطے کہ لینا دینار اور درہم کا آج بخشنے والے پر آسان تر ہے یعنے حسنات کے سے یا رکھنے سیئات کے سے بر تقدیر نہ بخشنے کے اور موافق ظلم اسکے کے مقدار ظلم
اور معصیت کے از روے کمیت اور کیفیت کے سپرد علم الٰہی کے ہے کہ کتنے اور کیسے لیے دیے جاوینگے اور کہا ابن مالک نے احتمال ہے یہ کہ نیکیان اور برائیان جو لیجاوینگے
نفس اعمال ہون مجسم ہوکر کہ ہو جاوین مانند جواہر کے اور احتمال یہی ہے کہ جو نعمتین اور عذاب کہ تیار کئے گئے ہین انکے لیے وہ ملین ش ح ع (وعنہ ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال اتدرون ما المفلس قالوا المفلس فینا من لا درہم لہ ولا متاع فقال ان المفلس من امتی من یاتی یوم القیامۃ بصلوۃ وصیام وزکوۃ ویاتی قد شتم ہذا وقذف ہذا و
اکل مال ہذا وسفک دم ہذا وضرب ہذا فیعطی ہذا من حسناتہ وہذا من حسناتہ فان فنیت حسناتہ قبل ان یقضی ما علیہ اخذ من خطایاہم فطرحت علیہ ثم طرح فی النار رواہ
مسلم) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صحابہ سے کہ آیا جانتے ہو تم کہ کون شخص ہے مفلس کہا بعضے صحابہ نے کہ مفلس ہم مین
وہ شخص ہے کہ نہین ہے درہم واسطے اسکے اور نہ اسباب یعنے نقد و جنس سے کچھ نہ رکھتا ہو حاصل یہ کہ انھون نے جواب دیا ساتھ اس چیز کے کہ وہ جانتے تھے بسبب فنا اہل دنیا
کے اور غافل ہونے امر آخرت سے پس فرمایا تحقیق مفلس میری امت سے یعنے امت اجابت سے حقیقت مین وہ شخص ہے کہ آویگا دن قیامت کے ساتھ نماز اور روزہ
اور زکوۃ کے یعنے طرح بطرح کی عبادتین مقبول اُس پاس ہونگی اور آویگا اس حالت مین کہ گالی دی ہے کسیکو اور تہمت کی ہے کسیکو اور کھا گیا ہے مال کسی کا یعنے ناحق اور خون کیا ہے
کسی کا یعنے ناحق اور مارا ہے کسیکو بغیر استحقاق کے یا زیادہ اُس چیز سے کہ مستحق ہے اسکا یعنے یہ کہ مفلس حقیقی وہ ہے کہ جسنے جمع کیا درمیان ان عبادات کے اور ان برائیون
کے پس دیا جاویگا یہ مظلوم صاحب حق بعضی نیکیون ظالم کی سے اور یہ یعنے اور شخص صاحب حق نیکیون اسکی سے پس اگر تمام ہو جاوینگی نیکیان اسکی پہلے اسکے کہ حکم کیا جاوے
ساتھ جزا گناہ کے کہ اسپر ہے یعنے ہنوز جزا ان حقوق کی کہ اسپر ہین تمام نہوگی کچھ باقی رہجاویگی لیجاوینگی برائیان مظلومون کی اور ڈالی جاوینگی ظالم پر پھر ڈالا جاویگا
وہ آگ دوزخ مین نقل کی یہ مسلم نے ف اسمین اشارہ ہے اسپر کہ نہین ہے عفو اور نہ شفاعت بیچ حقوق بندون کے مگر یہ کہ چاہیگا اللہ کسی کے لیے تو راضی کر دیگا
اسکے مدعی کو ساتھ اس چیز کے کہ چاہیگا کہا نووی نے کہ حاصل حضرت کے فرمانے کا یہ ہے کہ حقیقت مفلس کی یہ ہے کہ جو ذکر کی مین نے اور لوگ اسکو مفلس گنتے ہین کہ
جسکے پاس مال نہین ہوتا یا جس پاس کم ہوتا ہے مال حالانکہ وہ مفلس حقیقی نہین ہے اسلیے کہ یہ افلاس منقطع ہوجاتا ہے بسبب مرنے اسکے کے اور کبھی منقطع ہو جاتا ہے

مسبب تنگی کے کہ حاصل ہوئی تھی اسکے اسکی حیات میں بخلاف اس مفلس کے کہ وہ پورا ہی ہلاک ہوگا ف ج (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لتؤدن الحقوق الی اہلہا یوم القیامۃ حتی یقاد للشاۃ الجلحاء من الشاۃ القرناء رواہ مسلم) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
البتہ ادا کیے جاوینگے حق طرف حق والوں کے دن قیامت کے یہاں تک کہ بدلہ لیا جاویگا واسطے بکری بے سینگ کے بکری سینگ والی سے نقل کی یہ مسلم نے ف یعنے
عدالت اسدن یہاں تک ہوگی کہ ادا کرنا حقوق آدمیوں کا کیا حیوانات سے بھی کہ داخل دائرہ تکلیف کی نہیں ہیں قصاص لیا جاویگا اور کہا ہے علما نے کہ یہ قصاص
مقابلہ کا ہے نہ قصاص تکلیف کا اور حج اولا علی نے لکھا ہے کہ یہ قصاص مقابلہ ہونے اسکے کی نظر ہے کہ نہیں پوشیدہ پس اگر کہا جاوے کہ بکری غیر مکلف ہے اس سے کیونکر قصاص
لیا جاویگا کہینگے ہم کہ اللہ تعالی فعال لما یرید ہے ولا یسال عما یفعل اور غرض اس سے آگاہ کرنا ہے بندوں کو کہ حقوق ضائع نہیں ہوتے بلکہ قصاص لیا جاویگا حق مظلوم کا
ظالم سے انتہی اور یہ وجہ حسن اور توجیہ مستحسن ہے و ذکر حدیث جابر اتقوا الظلم فی باب الانفاق اور ذکر کی گئی حدیث جابر کی اتقوا الظلم بیچ باب انفاق کے الفصل الثانی
فصل دوسری (عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تکونوا امعۃ تقولون ان احسن الناس احسنا وان ظلموا ظلمنا ولکن وطنوا انفسکم ان احسن الناس ان
تحسنوا وان اساءوا فلا تظلموا رواہ الترمذی) روایت ہے حذیفہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ہو تم امعہ کہ کہو تم اگر نیکی کریں لوگ نیکی کریں ہم اور اگر ظلم
کریں ظلم کریں ہم ولیکن قرار دو اپنے نفسوں کو اسپر کہ اگر نیکی کریں لوگ پس لازم ہے تمپر کہ نیکی کرو اور اگر برائی کریں لوگ پس نہ ظلم کرو نقل کی یہ ترمذی نے ف امعہ ساتھ زیر ہمزہ
اور زیر میم مشددہ اور بیچ معنے مقلد کے مرد تابع لوگوں کا عقل میں غیر ثابت اپنی رائے پر اور تا مبالغہ کی ہے اور عورت کو امعہ نہیں کہتے اور مراد یہاں وہ شخص ہے کہ کہتا ہے
ہوتا ہوں ساتھ لوگوں کے جیسے کہ ہوینگے وہ ساتھ میرے اگر وہ مجھ سے بھلائی کرینگے تو میں بھی بھلائی کرونگا اور اگر وہ برائی کرینگے تو میں بھی برائی کرونگا چاہیے کہ ساتھ اذا [illegible]
الخ کے بیان فرمایا او ظلم نکرو یعنے احسان کرو اسلیے کہ ترک کرنا ظلم اور برائی کا احسان ہے کذا قال الطیبی اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اگر نیکی کریں وہ نیکی کرو اور اگر وہ بدی کریں
تو تم اسکے مقابلہ میں تجاوز حد سے نکرو اور بدلا لو حد اعتدال پر جیسے کہ مشروع ہے یا عفو کرو اور ساتھ بدلہ لینے کے مستحق ہو یا احسان کرو اول مرتبہ عوام مسلمانوں کا ہے اور
دوسرا مقام خواص کا اور تیسرا درجہ اخص خواص کا حضرت شیخ علی متقی نے اپنے بعضوں رسالوں میں لکھا ہے کہ معیار شناخت محبت دنیا اور آخرت کی یہ چار چیزیں ہیں جسکو
کہ غالب اور زیادہ ہے محبت دنیا کی وہ ایذا دیتا ہے لوگوں کو بے تقریب اور بے سابقہ معاملہ کے اور جسکو کہ اس درجہ کی محبت نہیں ہے وہ ابتدا کسی کو ایذا نہیں دیتا ہے
اور اگر کوئی اسکو ایذا دیتا ہے تو بدلہ لیتا ہے بوجہ شرعی بغیر تجاوز کرنے کے حد سے اور وہ کہ محبت آخرت کی قوی رکھتا ہے اور محبت دنیا کی ضعیف وہ عفو کرتا ہے اس سے
کہ ایذا دے اور ظلم کرے اور جسپر کہ محبت آخرت کی بہت قوی ہے احسان کرتا ہے مقابلہ میں ظلم کے اور یہ درجہ صدیقوں اور مقربوں کا ہے رزقنا اللہ ش ع (وعن معاویۃ
انہ کتب الی عائشۃ ان اکتبی الی کتابا توصینی فیہ ولا تکثری فکتبت سلام علیک اما بعد فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من التمس رضی اللہ
بسخط الناس کفاہ اللہ مؤنۃ الناس ومن التمس رضی الناس بسخط اللہ وکلہ اللہ الی الناس والسلام علیک رواہ الترمذی) اور روایت ہے معاویہ سے یہ کہ
انہوں نے لکھا طرف حضرت عائشہ رضی کے یہ کہ لکھو واسطے میرے ایک خط کہ نصیحت کرو مجکو اس خط میں اور کثرت سے نہ لکھو یعنے مختصر اور جامع لکھو پس لکھے حضرت
عائشہ نے یہ کلمات سلام تجپر اما بعد پیچھے سلام کے تحقیق میں نے سنا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے جو شخص کہ ڈھونڈھتا ہے رضامندی اللہ کی ساتھ خفگی
لوگوں کے کفایت کرتا ہے اسکو اللہ محنت لوگوں کی سے یعنے اگر ایسا کام کرے کہ رضا حق کی اسمیں ہے اور خلق بسبب خواہش نفس اپنے کے اس سے ناراض ہوں تو
حق تعالی راضی ہوتا ہے اور خلق کو بھی راضی کر دیتا ہے اور دفع کرتا ہے اس سے محنت و شر لوگوں کے اور جو کوئی ڈھونڈھتا ہے رضامندی لوگوں کی ساتھ خفگی اللہ کے
سونپتا ہے اسکو اللہ طرف لوگوں کے اور سلام تجپر نقل کی یہ ترمذی نے ف سونپتا ہے اسکو اور اسکے کار کو طرف خلق کے اور مدد نہیں کرتا اسکی اور دفع نہیں کرتا شر
انکے اس سے اور مسلط کرتا ہے لوگوں کو اسپر کہ ایذا دیتے ہیں اور ظلم کرتے ہیں اسپر یعنے اصل رضائے خدا ہے اگر یہ ہووے تو خلق بھی راضی اور مطیع ہو جاوینگی اور اگر یہ نہو
تو نہ وہ راضی اور نہ یہ راضی اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ سلام شروع خط میں بھی لکھے اور آخر میں بھی یا اول بمنزلہ سلام ملاقات کے ہے اور دوسرا بمنزلہ سلام رخصت کے

[illegible]

موافق اسکے حکم کرے اور اگر چاہے نکرے وہ یہ ہی ظلم کرنا بندوں کا درمیان اپنے اور درمیان خدا کے یعنی قصور کرنا اللہ کے حقوق میں پس یہ سپرد ہی اللہ کے اگر چاہے عذاب
کرے بندہ کو بسبب اس عمل کے اور اگر چاہے درگذر کرے اس سے اور عذاب نہ کرے اسپر ف پس معلوم ہوا کہ بندوں کے حقوق میں البتہ مواخذہ ہی اور اللہ تعالی
کے حقوق میں شرک نہیں بخشا جاوے گا اور باقی موقوف ہی مشیت ایزدی پر چاہے عذاب کرے چاہے بخشدے ۞ ع (وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِيَّاكَ وَدَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّمَا يَسْأَلُ اللّٰهَ حَقَّهُ وَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمْنَعُ ذَا حَقٍّ حَقَّهُ) اور روایت ہی علی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ بچ تو بددعا مظلوم
کی سے یعنی کسی پر ظلم نکر کہ تجھپر بد دعا کرے اسلیے کہ وہ نہیں مانگتا ہی خدا سے مگر حق اپنا اور تحقیق اللہ تعالے نہیں منع کرتا صاحب حق کو حق اسکے سے یعنی بلکہ دیتا ہی ہر صاحب
حق کو حق اسکا (وَعَنْ أَوْسِ بْنِ شُرَحْبِيلَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ مَشٰى مَعَ ظَالِمٍ لِيُقَوِّيَهُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْإِسْلَامِ) اور روایت
ہی اوس بن شرحبیل سے کہ اسنے سنا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جو شخص کہ چلے ساتھ ظالم کے اور موافقت کرے اسکی تاکہ تقویت اور تائید کرے اسکی
حالانکہ وہ شخص جانتا ہی کہ وہ ظالم ہی پس تحقیق نکلیگا وہ شخص اسلام سے یعنی کمال ایمان سے (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ إِنَّ الظَّالِمَ لَا يَضُرُّ إِلَّا نَفْسَهُ فَقَالَ
أَبُو هُرَيْرَةَ بَلٰى وَاللّٰهِ حَتَّى الْحُبَارٰى لَتَمُوتُ فِي وَكْرِهَا هُزْلًا لِظُلْمِ الظَّالِمِ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْأَحَادِيثَ الْأَرْبَعَةَ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ) اور روایت ہی ابو ہریرہ سے کہ تحقیق ابو ہریرہ نے
سنا ایک شخص کو کہ کہتا ہی تحقیق ظالم نہیں ضرر پہونچاتا مگر نفس اپنے کو یعنی ضرر اسکا سرایت اور میں نہیں کرتا پس کہا ابو ہریرہ نے ہاں یعنی غیر کو بھی ضرر پہونچاتا ہی قسم اللہ کی
یہان تک کہ تغدری جانور البتہ مرجاتا ہی اپنے گھونسلے میں دبلا ہو کر بسبب ظلم ظالم کے نقل کین بیہقی نے چاروں حدیثیں شعب الایمان میں ف حباری کو ساتھ پیش ح کے
ایک جانور ہی کہ اسکو تغدری کہتے ہیں یعنی باز رکھتا ہی خدا تعالے مینہ کو بسبب شومی گناہ ظالم کے اور مرجاتے ہیں بسبب اسکے انسان اور جانور یہان تک کہ حباری بھی
اور تخصیص حباری کی اس سبب سے ہی کہ وہ بہت دور جاتا ہی واسطے پانی کی تلاش میں یہان تک کہ دیکھا ہی کہ اسکے پیٹ میں سے حبۃ الخضرا نکلا ہی کہ وہ بصرہ سے کئی منزل اور کہیں پر
ہوتا اور مسافت اسکے اوگنے کی جگہ میں اور بصرہ میں کئی روز کی راہ ہی اور اوسکے گھونسلے کو دیکھا ہی کہ ایسی جگہ ہوتا ہی کہ مسافت اسمیں اور پانی کی جگہ میں چند روز کی راہ کی ہوتی
ہی اور وہان سے پانی پیکر آتا ہی پس مرنا اسکا بھی دلیل ہی قحط پڑنے اور امساک باران پر اور مراد اس شخص کی کہ جسنے کہا کہ ظالم ضرر نہیں کرتا مگر اپنی جان پر یہ ہی کہ اگرچہ ظالم ظاہر میں
زیان مظلوم کا کرتا ہی لیکن حقیقت میں اپنا ہی زیان کرتا ہی اور مظلوم کے لیے ایسا زیان ہی کہ جزا اپنی پاویگا اور بدلا اپنا لیویگا ابو ہریرہ نے اسکو ساتھ قرینہ کے کہ اس مقام میں
پیش آیا ہو عموم پر عمل کر کر یہ بیان کیا اور غالب یہ ہی کہ یہ قول ابو ہریرہ کا مضمون حدیث کا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو یا اسنے استنباط کیا کہ باز رکھنا مینہ
کا بشومی ظلم کے وارد ہوا ہی اور اس سے لازم آتا ہی زیان پہونچنا حیوانات کو ۞ باب الامر بالمعروف باب ہی بیچ بیان امر معروف کے ف معروف معرفت
ہی بمعنے پہچاننے کے یعنی وہ چیز کہ پہچانی گئی ہی شرع میں اور شرع ساتھ اسکے وارد ہوئی ہی مثل مرد آشنا کے کہ بسبب اسکو پہچانتے ہیں اور مقابل اسکے منکر ہی ساتھ زبر کاف
کے بمعنے نہ پہچانے گئے کے شرع میں نہ وارد ہوئی ہو ساتھ اسکے شرع جیسے کہ مرد ناآشنا کہ کوئی اسکو نہ پہچانے اور عجب ہی مولف سے کہ شروع باب میں والنہی عن المنکر نہ لکھا
بعد باب الامر بالمعروف کے باوجودیکہ اکثر کتابوں میں دونوں اکٹھے لکھے ہیں اور بعضی حدیثوں میں بھی کہ اس باب میں مذکور ہیں صریح بیان نہی منکر کا ہی اور شاید کہ ترک اسلیے
کیا کہ امر بالمعروف شامل ہی نہی منکر کو بھی ۞ ع الفصل الاول فصل پہلی (عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا
فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہی ابی سعید خدری سے اسنے نقل کی رسول خدا صلے
اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے جو شخص کہ دیکھے یعنی جانے تم میں سے کوئی امر خلاف شرع پس چاہیے کہ تغیر کرے اسکو ساتھ ہاتھ اپنے کے یعنی مثلا باجے
توڑ ڈالے اور نشہ کی چیزیں اونڈھا دے اور غصب کی چیز مالک کو دلوا دے پس اگر طاقت نرکھے ہاتھ سے تغیر کرنیکی بسبب ہونے فاعل اسکے کے قوی تر پس
پس تغیر کرے اپنی زبان سے اور پڑھے آیتیں وعید کی اسکے آگے اور نصیحت کرے اور ڈراوے اور سخت سست کہے اگر سیدھی طرح نہ مانے پس اگر تغیر نکر سکے
زبان سے پس تغیر کرے ساتھ دل کے یعنی مکروہ رکھے دل سے اور سوزش دل ہو اور ارادہ رکھے اسکے تغیر کرنے کا ہاتھ اور زبان سے بر تقدیر قدرت کے اور

عداوت اور گناہ کرنے اسکے کرنے والے سے نہ زبان سے انکار اور نہ رضائی ہو اور یہ تغیر کرنا ساتھ دل کے سست ترین ایمان کا ہے نقل کی یہ مسلم نے ف یعنی یہ سست ترین آثار
ایمان کا ہے اسلیے کہ اگر ہوتے اہل زمانہ کے قوی تو قادر ہوتے اوپر انکار قولی اور فعلی کے اور نہ محتاج ہوتے طرف اختصار کے اوپر انکار قلبی کے یا یہ معنے ہیں کہ یہ شخص
فقط دل ہی سے انکار کرتا ہے ضعیف ترین اہل ایمان کا ہے اسلیے کہ اگر ہوتا وہ قوی دین میں تو نہ اکتفا کرتا اسپر اور موید ہے اسکی یہ حدیث مشہور افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان
جائر اور فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَائِمٍ اور کہا ہے بعضے علما ہمارے نے کہ امر اول واسطے امرا کے ہے اور دوسرا واسطے علما کے اور تیسرا واسطے تمام مومنین
کے اور بعضوں نے کہا کہ معنے اسکے یہ ہیں کہ انکار کرنا گناہ کا دل سے یعنے ضعیف ترین مراتب ایمان کا ہے اسلیے کہ جب دیکھے ایک چیز خلاف شرع کو کہ معلوم ہو دین میں (تغیر کرنا زبان سے اور ہاتھ سے یعنے دل سے برا جاننا ۱۲)
بالضرورۃ اور نہ کرے دور رکھے اسکو اور راضی ہو ساتھ اسکے اور اچھا جانے اسکو تو ہوگا کافر پھر جاننا چاہیے کہ جب خلاف شرع چیز حرام ہو تو واجب ہے منع کرنا اسے اور اگر
مکروہ ہو تو مستحب ہے اور امر بالمعروف بھی تابع ہے اس چیز کے کہ حکم کیا جاتا ہے ساتھ اسکے پس اگر وہ چیز واجب ہے تو امر معروف بھی واجب ہے اور اگر مستحب ہے تو
امر بالمعروف بھی مستحب ہے اور شرط امر بالمعروف اور نہی منکر یہ ہے کہ نہ باعث ہوں فتنہ کے جیسے کہ جانا گیا اسی حدیث سے اور شرط یہ ہے کہ گمان ہو قبول کا پس اگر
گمان کرے کہ وہ نہیں قبول کرنے کا تو واجب نہیں لیکن مستحسن ہے واسطے ظاہر کرنے شعائر اسلام کے اور لفظ من شامل ہے ہر ایک کے لیے یعنے یہ امر بالمعروف اور نہی منکر
ہر ایک کو کرنا پہونچتا ہے خواہ مرد ہو یا عورت ہو یا غلام ہو یا فاسق جاننا چاہیے کہ بیچ واجب ہونے امر بالمعروف کے یہ شرط نہیں ہے کہ امر کرنے والا خود بھی کرتا ہو اور بغیر اسکے
درست نہ ہو اسلیے کہ امر کرنا نفس اپنے کا واجب ہے اور امر کرنا غیر کا واجب دوسرا پس اگر ایک واجب فوت ہو تو ترک کرنا دوسرے واجب کا جائز نہیں ہوگا اور جو کلام
اللہ میں آیا ہے لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ بر تقدیر تسلیم کے کہ ورود اسکا امر معروف اور نہی منکر میں ہے مراد اس سے زجر اور منع کرنا نہ کرنے سے ہے نہ کہنے سے یعنے مراد یہ ہے کہ
آپ کیوں نہیں عمل کرتے اور یہ مراد نہیں ہے کہ کہیں نہیں لیکن اسمیں شبہ نہیں کہ اگر آپ بھی کریں تو بہتر ہے اسلیے کہ جو شخص آپ عمل نہیں کرتا اسکا کہنا تاثیر نہیں کرتا اور کہا
نووی نے کہ امر معروف اور نہی منکر بترتیب مذکور واجب ہے ساتھ کتاب و سنت اور اجماع امت کے اور نہیں مخالف ہیں اسمیں مگر بعضے روافض سو انکا کچھ اعتبار نہیں
اور جسنے کہ واجب ادا کیا اور مخاطب نے قبول نکیا واجب اسکے ذمہ سے ساقط ہوگیا اور بعد اسکے کچھ اسپر لازم نہیں اور کہا ہے علما نے کہ فرضیت اسکی بطریق کفایہ
کے ہے اور جو کوئی قادر ہو اسپر اور نہ کرے اسکو بلا عذر تو گنہگار ہے اور کبھی فرض عین بھی ہو جاتا ہے جیسے کہ منکر ایسی جگہ پر ہو کہ نہیں جانتا ہے اسکو کوئی سوا اسکے یا نہیں قادر ہے
اسکے ازالہ پر کوئی سوا اسکے جیسے کہ دیکھے اپنی بیوی کو یا بیٹی کو برا کام کرتے تو خاص اسی پر فرض ہوتا ہے اور نہیں ساقط ہوتا ہے مکلف سے بگمان اسکے کہ نہیں فائدہ کریگا
بلکہ واجب ہے اسپر کرنا اسکا فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ اور امر معروف اور نہی منکر نہیں مخصوص ہے حاکموں ہی کے لیے اور امر حاکم کا بھی
اسمیں شرط نہیں ہے بلکہ عوام الناس کو بھی یہ پہونچتا ہے کہ امر معروف اور نہی منکر کریں اگلے بزرگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے تھے حاکموں پر اور مسلمان اسکو جائز رکھتے
تھے اور سرزنش نہیں کرتے تھے انکو پھر امر معروف اور نہی منکر وہ کرے کہ علم رکھتا ہو اس چیز کا کہ امر کرتا ہے اسکا اور نہی کرتا ہے اس سے اور یہ مختلف ہوتا ہے ساتھ اختلاف اس
چیز کے پس اگر ہو واجبات ظاہرہ یا محرمات مشہورہ سے مانند نماز اور روزہ اور زنا اور شراب اور مانند انکے کے تو تمام مسلمان علم رکھتے ہیں انکار کریں شوق سے اور
اگر دقائق افعال اور اقوال سے اس قبیلہ سے کہ تعلق ہے ساتھ اجتہاد کے نہیں ہے عوام کو دخل اسمیں اسلیے کہ انکار اسپر علما ہی کو پہونچتا ہے اور انکار متفق علیہ میں ہے اور
مختلف فیہ میں انکار نہیں چاہیے خصوصًا بموجب مذاہب انکے کہ کہتے ہیں ہر مجتہد مصیب ہے اور لائق ہے کہ امر معروف اور نہی منکر بطریق نرمی کے اور واسطے خدا کے کرے نہ
واسطے نفس کے تا تاثیر کرے اور ثواب پاوے اور نصیحت پوشیدہ کرے کہ ظاہر کرنی فضیحت ہے ش ع ح (وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
مَثَلُ الْمُدْہِنِ فِیْ حُدُوْدِ اللّٰہِ وَالْوَاقِعِ فِیْہَا مَثَلُ قَوْمٍ اسْتَہَمُوْا سَفِیْنَۃً فَصَارَ بَعْضُہُمْ فِیْ اَسْفَلِہَا وَصَارَ بَعْضُہُمْ فِیْ اَعْلَاہَا فَکَانَ الَّذِیْ فِیْ اَسْفَلِہَا یَمُرُّ بِالْمَاءِ عَلَی الَّذِیْنَ فِیْ
اَعْلَاہَا فَتَاَذَّوْا بِہٖ فَاَخَذَ فَاْسًا فَجَعَلَ یَنْقُرُ اَسْفَلَ السَّفِیْنَۃِ فَاَتَوْہُ فَقَالُوْا مَا لَکَ قَالَ تَاَذَّیْتُمْ بِیْ وَلَا بُدَّ لِیْ مِنَ الْمَاءِ فَاِنْ اَخَذُوْا عَلٰی یَدَیْہِ اَنْجَوْہُ وَنَجَّوْا اَنْفُسَہُمْ وَاِنْ تَرَکُوْہُ اَہْلَکُوْہُ
وَاَہْلَکُوْا اَنْفُسَہُمْ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہے نعمان بن بشیر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ حال اور مثال سستی کرنے والے کی بیچ حدون

اللہ کے اور پڑنے والے کی بیچ حدون اللہ کے یعنے کرنے والے گناہ کی مثال اور حال ایک قوم کے ہے کہ بیٹھے کشتی مین اور قرعہ ڈالا جس جگہ کا قرعہ بنام جس کسی کے آیا بیٹھا جیسے کہ
عادت شرکا کی ہے پس ہوئے بعضے انکی کشتی کے نیچے کے مکان مین اور ہوئے بعضے اوپر کے مکان مین پس تھے وہ کہ نیچے کے مکان مین تھے کشتی کے گذر کے واسطے پانی
کے ان لوگون پر کہ اوپر تھے پس ایذا پائی اوپر والون نے سبب اسکے یعنے وہ کہ نیچے سے آتا ہے پانی لینے کے لیے اور اوپر والون پر گذرتا او نھون نے ایذا پائی بسبب اسکے
پس لیا نیچے والے نے تبر اور شروع کیا کھودنا کشتی کے نیچے کی طرف سے پس آئے اوپر والے اس پاس اور کہا کیا ہوا تجکو اور کیا کام کرتا ہے کہ کشتی کو کھودتا ہے کہا نیچے والے نے
کہ ایذا پائی تمنے بسبب اوپر آنے میرے کے اور گذرنے کے تمپر ساتھ پانی کے اور ضرور ہے مجکو پانی لینے سے پس اگر پکڑین اوپر والے اسکے ہاتھ کو نجات دینگے اسکو اور نجات
دینگے اپنے کو یعنے غرق اور ہلاکت سے اور اگر چھوڑ دین اسکو یعنے نہ پکڑین ہاتھ اسکا اور کھودنے دین ہلاک کرینگے اسکو اور ہلاک کرینگے آپکو نقل کی یہ بخاری نے فائدہ حدیث
مین جو لفظ مداہن کا ہے اسکے معنے ہین مداہنت کرنیوالا اور مداہنت یہ ہے کہ ایک چیز خلاف شرع دیکھے اور تغیر نہ کرے اسکو اور منع نہ کرے اس سے باوجود قدرت رکھنے کے
اسپر بسبب شرم کے یا بسبب جمعیت دین کے یا کسی کی جانبداری کے یا بطمع رشوت لینے کے یا بسبب بے پروائی کے دین مین اور لغت مین مداہنت اور مدارات کے ایک ہی معنے
ہین لیکن شرع مین مدارات کی اجازت آئی ہے بلکہ بعضی جگہ مستحسن ہے اور مداہنت سے منع فرمایا ہے اور فرق مداہنت اور مدارات مین یہ ہے کہ مدارات یہ کہ واسطے حفظ دین کے
اور نگاہ رکھنے کے تشویش وقت سے اور دفع کرنے ظلم ظالمون کے کرے اور مداہنت یہ کہ واسطے حظ نفس اور طلب کے دنیا کے خواہ اسکے ترسا خوف کے لوگونسے اور بسبب بے پروائی کے
دین مین کرے اور مثال سستی کرنے والے کی بیچ حدون اللہ کے یعنے بسبب نہ قائم کرنے حدون کے یا بسبب نہ منع کرنے کے گناہون کے کرنے سے کہ جو گناہ موجب
حد کے ہین اور ممکن ہے یہ کہ ہو مراد حدود سے مطلق گناہ پس فرماتے ہین کہ مثال اور حال مداہنت کرنیوالے کی حدود خدا مین اور کرنے والون گناہ کی ایسی ہے کہ جیسے ایک قوم نے
قرعہ ڈالا کشتی کے بیٹھنے کے لیے الخ یعنے تقسیم کیا اسکے درجون کو ساتھ قرعہ کے اور یہ قید اتفاقی ہے اسلیے کہ نہین شرط ہے یہ کہ ایک جماعت خاص ہین کہ مالک ہون اسکے ساتھ
شرکت برابر کی والا ہوتی ہے تقسیم بسبب حکم مالک کشتی کے بموجب اجارہ وغیرہ کے اور لفظ الذی جو بیچ جملہ فکان الذی الخ مفرد لائے تو بنظر لفظ بعض کے لائے اور
اشارہ ہے اسپر کہ اگر ایک ہو تو بھی امر ایسا ہی ہے اور اکثرون کے نزدیک تو یہی پانی استعمال کا مراد ہے اور بعضون نے کہا کہ مراد پانی سے پیشاب و پاخانہ ہے کہ نیچے گرتا
اور اوپر لاتا ہے تا دریا مین ڈالے اور لانے مین اوپر گذرتا ہے اور ایذا اٹھانا انکا اس صورت مین ظاہر تر ہے حاصل یہ کہ نیچے والا اوپر آتا ہے پانی لینے کے لیے یا پیشاب پاخانہ
پھینکنے کے لیے اور اوپر والے اسکے جانے آنے سے ایذا پاتے ہین پس نیچے والے نے کشتی کھودنی شروع کی تا وہان سے پانی لیوے یا پیشاب وغیرہ ڈالے بغیر [illegible]
کلام مذکور ہوئے اور لفظ پانی تک بنا بر عرف اور عادت اور بیان واقع اور تقریب کھودنے کشتی کی ہے اور مقصود بیچ بیان حال اور مثال مداہنت کے یہ ہے کہ فرمایا اگر
پکڑین الخ اور معنے یہ ہین کہ اسیطرح اگر منع کرین لوگ فاسق کو فسق سے اور باز رکھین اسکو اس سے تو خلاص کرینگے اسکو اور اپنے تئین عذاب خدا سے اور اگر چھوڑ
دینگے اسکو گناہ ہی کی حالت مین اور منع نہ کرینگے اسکو تو ہلاک کرینگے اسکو بھی اور اپنے تئین بھی اور اوتریگا ان سب پر عذاب اور یہ معنے ہین قول اللہ تعالے کے واتقوا
فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً یعنے بچو تم اس فتنہ سے کہ نہ پہونچیگا ان لوگون کو کہ ظلم کیا ہے انھون نے تم مین سے خاص کر کے یعنے بلکہ تم سبکو پہونچیگا بسبب
تمھاری کے کہا اشرف نے مشابہت دی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سستی کرنیوالے کو اللہ تعالی کے حدود مین ساتھ اس شخص کے کہ اوپر کے درجہ مین ہے کشتی کی اور
مشابہت دی حدود مین پڑنے والے کو یعنے گناہ کرنیوالے کو ساتھ اس شخص کے کہ کشتی کے نیچے کے درجہ مین ہے اور مشابہت دی اسکی انہماک یعنی مستغرق رہنے کو
ان حدود مین اور اسکے نہ چھوڑنے کو ان حدود یعنے گناہون کو ساتھ کھودنے اسکے کے نیچے کشتی کے اور تعبیر کیا نہی کرنے والے کی نہی کو گناہ کرنے والے کے تئین ساتھ
پکڑنے ہاتھ اسکے کے اور ساتھ منع کرنے اسکے کے اسکے تئین کھودنے سے اور تعبیر کیا اس منع کرنیکے فائدہ کو ساتھ خلاصی پانے منع کرنے والے کے اور منع کیے
گئے کے اور تعبیر کیا منع کرنیوالون کے نہ منع کرنیکو ساتھ چھوڑ دینے کے اور تعبیر کیا مداہنون کے گناہون کو کہ جنھون نے نہ منع کیا اور کرنیوالون کے گناہون کو ساتھ
ہلاک کرنے اُنکے کے انکو اور اپنے کو اور کشتی عبارت ہے اسلام سے کہ گھیرے ہوئے ہے دونون فریق کو اور جمع لائے منع کرنیوالون کے فرقہ کو واسطے رہنمائی کے طرف اسکے

کہ مسلمانوں کو ضرور ہے یہ کہ مدد کریں ایسی ہمیشہ پر اور منع کرنا نہ چھوڑیں کہ وہ ناقص ہیں اگرچہ کتنے ہی ہوں ۔ ع ح (وَعَنْ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُجَاءُ بِالرَّجُلِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَیُلْقٰی فِی النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُہٗ فِی النَّارِ فَیَطْحَنُ فِیْھَا کَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرَحَاہُ فَیَجْتَمِعُ اَھْلُ النَّارِ عَلَیْہِ فَیَقُوْلُوْنَ اَیْ
فُلَانُ مَا شَاْنُکَ اَلَیْسَ کُنْتَ تَاْمُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَانَا عَنِ الْمُنْکَرِ قَالَ کُنْتُ اٰمُرُکُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِیْہِ وَاَنْھَاکُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاٰتِیْہِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے اسامہ بن زید سے
کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ لایا جاویگا ایک شخص کو یعنی محکمہ جباری میں بیچ مقدمہ امر معروف اور نہی منکر کے دن قیامت کے پس ڈالا جاویگا آگ میں
پس جلدی سے نکل پڑینگی انتڑیاں اسکی آگ میں پس پھیرے گا اپنی انتڑیوں کو یعنی پھیرے گا گرد اسکے اور پائمال کریگا اسکو مانند پھیرنے خراس کے گدھے کے آٹے کو ساتھ
چکی اپنی کے پس جمع ہونگے دوزخی یعنے فاسق اسپر کہینگے اے فلانے کیا ہے حال تیرا کیا نہیں کہتا تھا تو ہمکو ساتھ نیک کام کے اور منع کرتا تھا تو ہمکو برے کام سے
کہیگا تھا میں کہتا تمکو ساتھ نیک کام کے اور آپ نکرتا تھا میں اسکو اور منع کرتا تھا میں تمکو برے کام سے اور آپ کرتا تھا میں اسکو نقل کی یہ مسلم اور بخاری نے ف
پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ یہ سزا بسبب عمل کرنے اسکے کے ہوگی نہ بسبب امر و نہی کرنے کے کہ اگر یہ بھی نکرتا تو زیادہ اس سے مستحق عذاب کا ہوتا بسبب ترک کرنے دو فرائض
کے ۔ ج الفصل الثانی فصل دوسری (عَنْ حُذَیْفَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْھَوُنَّ عَنِ الْمُنْکَرِ اَوْ لَیُوْشِکَنَّ
اللّٰہُ اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ عِنْدِہٖ ثُمَّ لَتَدْعُنَّہٗ وَلَا یُسْتَجَابُ لَکُمْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) روایت ہے حذیفہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اس ذات
پاک کی کہ جان میری اسکے ہاتھ میں ہے البتہ امر کروگے تم ساتھ نیکی کے اور البتہ منع کروگے تم برائی سے یا قریب ہے کہ بھیجیگا اللہ تعالی تمپر عذاب اپنے پاس سے
پھر البتہ دعا مانگوگے تم اور نہ قبول کیجاویگی واسطے تمھارے نقل کی یہ ترمذی نے ف یعنے قسم ہے اللہ تعالی کی ایک چیز ان دو چیزوں میں سے ہونیوالی ہے یا
امر معروف اور نہی منکر تمسے یا عذاب بھیجنا تمپر اللہ کی طرف سے یعنے اگر امر معروف اور نہی منکر نہ کروگے تو عذاب بھیجیگا خدا تعالی تمپر پھر دعا کروگے تم اللہ تعالی سے اسکے
دفع کے لیے اور قبول نہیں کیجاویگی دعا تمھاری یعنی اور عذاب اور بلائیں دعا سے احتمال دفع ہونیکا رکھتی ہیں لیکن جو عذاب امر معروف اور نہی منکر کے ترک کرنے پر نازل
ہوتا ہے احتمال دفع کا نہیں رکھتا اور دعا اسمیں قبول نہیں ہوتی اور روایت کی ہے بزار اور طبرانی نے کتاب اوسط میں ابی ہریرہ سے کہ البتہ امر معروف کروگے تم اور البتہ
منع کروگے تم منکر سے یا البتہ مسلط کریگا اللہ تمپر تمھارے بدون کو پھر دعا کرینگے نیک تمھاری اور نہیں قبول کیجاویگی دعا انکی ۔ ج ع (وَعَنِ الْعُرْسِ بْنِ عُمَیْرَۃَ عَنِ
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا عُمِلَتِ الْخَطِیْئَۃُ فِی الْاَرْضِ مَنْ شَھِدَھَا فَکَرِھَھَا کَانَ کَمَنْ غَابَ عَنْھَا وَمَنْ غَابَ عَنْھَا فَرَضِیَھَا کَانَ کَمَنْ شَھِدَھَا رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ) اور روایت
ہے عرس بن عمیرہ سے اسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا جس وقت کہ کیے جاویں گناہ زمین پر پس برا جانے ان گناہوں کو یعنے اگرچہ دل سے برا جانے ہوگا مانند اس
شخص کے کہ غائب ہے انسے یعنے اور نہ جانا انکو اور جو شخص کہ غائب ہو انسے یعنے اور جانا انکو پس راضی ہوا انسے یا اچھا جانے انکو ہوگا مانند اس شخص کے کہ حاضر ہوا گناہوں میں
یعنے اور برا جانا انکو نقل کی یہ ابو داؤد نے ف یعنے حقیقت حاضر اور غائب ہونیکی دل سے ہے نہ تن سے جب ایک چیز کو مکروہ و ناخوش رکھے دل سے تو حقیقت میں
اس سے غائب ہے اگرچہ ظاہر میں حاضر ہے اور جب دل سے اس سے راضی و خوش ہو حکم حاضر میں ہے اگرچہ بظاہر غائب ہے ۔ ح (وَعَنْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ قَالَ یٰاَیُّھَا
النَّاسُ اِنَّکُمْ تَقْرَءُوْنَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوْا
مُنْکَرًا فَلَمْ یُغَیِّرُوْہُ یُوْشِکُ اَنْ یَّعُمَّھُمُ اللّٰہُ بِعِقَابِہٖ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَصَحَّحَہٗ وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ دَاوٗدَ اِذَا رَاَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ یَاْخُذُوْا عَلٰی یَدَیْہِ اَوْشَکَ اَنْ یَّعُمَّھُمُ اللّٰہُ بِعِقَابٍ وَفِیْ اُخْرٰی
مَا مِنْ قَوْمٍ یُعْمَلُ فِیْھِمْ بِالْمَعَاصِیْ ثُمَّ یَقْدِرُوْنَ عَلٰی اَنْ یُّغَیِّرُوْا ثُمَّ لَا یُغَیِّرُوْنَ اِلَّا یُوْشِکُ اَنْ یَّعُمَّھُمُ اللّٰہُ بِعِقَابٍ وَفِیْ اُخْرٰی لَہٗ مَا مِنْ قَوْمٍ یُعْمَلُ فِیْھِمْ بِالْمَعَاصِیْ ھُمْ اَکْثَرُ مِمَّنْ یَّعْمَلُہٗ
اور حضرت ابی بکر صدیق سے روایت ہے کہ کہا اے آدمیو تحقیق تم پڑھتے ہو یہ آیت اے لوگو کہ ایمان لائے ہو لازم پکڑو تم نفسوں اپنوں کو نہیں ضرر کرتا تمکو وہ شخص کہ گمراہ
ہو جسوقت کہ راہ یاب ہو تم یعنے اس آیت کو پڑھتے ہو اور اسکو عموم اور مطلق ہونے پر حمل کرتے ہو اور اس سے نہ واجب ہونا امر معروف اور نہی منکر کا سمجھتے ہو یوں
نہیں ہے اسلیے کہ میں نے سنا ہے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے تحقیق لوگ جب دیکھیں ایک چیز خلاف شرع کو پس تغیر نکریں اور منع نکریں اس سے قریب ہے کہ

بلکہ سب کو خدا تعالی اپنے عذاب میں نقل کی یہ ابن ماجہ و ترمذی نے اور صحیح کہا اسکو اور بیچ روایت ابی داؤد کے یون ہے کہ جب دیکھیں لوگ کسیکو ظلم کرتے ہیں نہ پکڑیں ہاتھ اسکا
قریب ہے کہ پکڑے ان سب کو خدا تعالی ساتھ عذاب کے اور روایت میں ابی داؤد کی یہ ہے نہیں کوئی قوم کہ عمل کیا جاوے ان میں ساتھ گناہوں کے اور قدرت رکھتی
ہو وہ قوم انکے تغیر کرنے پر پھر تغیر نکریں اسکو یعنے ہاتھ اور زبان سے مگر قریب ہے کہ پکڑے ان سب کو اللہ تعالی ساتھ عذاب کے اور روایت میں ابی داؤد کی یون ہے کہ نہیں
کوئی قوم کہ کیجاویں انمیں گناہ حالانکہ وہ قوم زیادہ ہوں ان لوگوں سے کہ کرتے ہیں گناہ ف یعنے جب ہوں وہ لوگ کہ نہیں کرتے گناہ زیادہ گناہ کرنیوالوں سے
اور منع نکریں انکو گناہوں سے تو اللہ سب کو عذاب میں پکڑیگا اسلیے کہ یہ بھی حکم قدرت میں ہے کیونکہ غالب یہ ہے کہ جو کوئی زیادہ ہوتے ہیں قدرت رکھتے ہیں کم پر اور اصل
دار قدرت پر ہے کم ہوں یا بہت اور اوپر جو کہا قریب ہے کہ پکڑے الخ یعنے چونکہ ترک کرنے نہی خلاف شرع پر وعید وارد ہوا ہے تو ترک کرنا اسکا کیونکر جائز ہو اور یہ آیت عام
مطلق نہیں بلکہ مخصوص ہے اور مقید ہے ساتھ اسکے کہ لوگ اسکو نہ سنیں اور انمیں تاثیر نکرے اور ہر کوئی اپنی عقل پر خوش اور مغرور ہو جیسے کہ حال لوگوں کا آخیر زمانہ میں ہوگا
منقول ہے کہ یہ آیت لوگوں نے ابن مسعود کے آگے پڑھی انہوں نے فرمایا کہ یہ زمانہ تمہارا زمانہ اس آیت کا نہیں ہے اسلیے کہ آج ین لوگ سنتے ہیں اور قبول کرتے ہیں ولیکن
آخیر میں ایک زمانہ آویگا کہ امر کرینگے اور لوگ نہیں سنینگے یہ آیت انکے حق کی خبر دیتی ہے اور حدیث ابی ثعلبہ کی کہ آگے آتی ہے وہ بھی دلالت کرتی ہے اس مضمون پر اور بعض مفسرین
کہا ہے کہ مراد راہ پانے سے اس آیت میں انکار اور نہی منکر ہے اور اس معنی پر یہ حدیث تفسیر آیت کی ہو گی اور ضرر سے مراد عذاب عام ہے اور مراد بانفسکم سے مسلمان ہیں
یعنے لازم پکڑو اپنے پر اصلاح آپس کی ضرر نہیں کرینگی تمکو گمراہی اور گناہ جب راہ پاتے رہوگے تم اور گناہوں سے منع کرتے رہوگے تو یہ معنی آیت کے ہوں کہ لازم پکڑو
تم محافظت اپنے نفسوں کی گناہوں سے پس جب حفاظت کی تم نے اپنے نفسوں کی نہیں ضرر کریگی تمکو عاجز ہو تم امر معروف اور نہی منکر سے گمراہی اس شخص کی کہ گمراہ
ہوا ساتھ کرنے ممنوعات کے جبکہ راہ پاتے ہو تم طرف بچنے کے گناہوں سے ۞ (وعن جریر بن عبد اللہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
ما من رجل یکون فی قوم یعمل فیہم بالمعاصی یقدرون علی ان یغیروا علیہ ولا یغیرون الا اصابہم اللہ منہ بعقاب قبل ان یموتوا رواہ ابو داود وابن ماجۃ)
اور روایت ہے جریر بن عبد اللہ سے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے کہ نہیں کوئی شخص کہ ہو وے ایک قوم میں کرتا ہو انمیں گناہ قدرت رکھتی
ہو وہ قوم اسپر کہ تغیر کریں اور غالب ہوں اس شخص پر اور نہ تغیر کیا مگر پہونچاتا ہے انکو اللہ اپنے پاس سے یا بسبب تغیر نکرنے کے عذاب پہلے اس سے کہ مریں نقل کی
یہ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ف یعنے دنیا میں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بسبب ترک کرنے امر معروف اور نہی منکر کے عذاب دنیا میں بھی پہونچتا ہے اور عذاب آخرت کا باقی رہتا ہے
بخلاف اور گناہوں کے کہ عذاب ہونا انپر دنیا میں لازم نہیں ۞ (وعن ابی ثعلبۃ فی قولہ تعالی علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اہتدیتم فقال اما واللہ لقد سألت عنہا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال بل ائتمروا بالمعروف وتناہوا عن المنکر حتی اذا رأیت شحا مطاعا وہوی متبعا ودنیا مؤثرۃ واعجاب کل ذی رای برایہ ورأیت
امرا لا بد لک منہ فعلیک نفسک ودع امر العوام فان وراءکم ایام الصبر فمن صبر فیہن قبض علی الجمر للعامل فیہن اجر خمسین رجلا یعملون مثل عملہ قالوا یا رسول اللہ اجر
خمسین منہم قال اجر خمسین منکم رواہ الترمذی وابن ماجۃ) اور روایت ہے ابی ثعلبہ خشنی صحابی سے بیچ تفسیر اس قول اللہ تعالی کے لازم پکڑو تم اپنے نفسوں کو نہیں
ضرر کریگا تمکو وہ شخص کہ گمراہ ہو جس وقت کہ راہ پاتے ہو تم پس کہا ابو ثعلبہ نے خبردار ہو قسم ہے اللہ کی البتہ تحقیق پوچھا میں نے اس آیت سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ آیا ترک کریں ہم بمقتضا اس آیت کے امر معروف اور نہی منکر کو پس فرمایا آنحضرت نے ترک نکرو بلکہ امر کرو ساتھ امر معروف کے اور منع کرو منکر سے یہاں تک کہ
جب دیکھے تو اے مخاطب صفت بخل کو لوگوں میں کہ فرمانبرداری اسکی کیجاتی ہے اور دیکھے تو خواہش نفس کو کہ متابعت اسکی کیجاتی ہے اور دیکھے تو دنیا کو کہ اختیار کیجاتی ہے
آخرت پر اور دیکھے تو خوش رکھنا اور اچھا جاننا ہر صاحب عقل و مذہب کا عقل و مذہب اپنے کو اور رجوع طرف علما کے نکرنا اور مفتی نفس اپنے کا ہونا اور دیکھے تو ایک
امر کو کہ چارہ اور جدائی نہیں ہے تجکو اس امر سے پس ان صورتوں میں لازم پکڑ تو ذات اپنے کو اور رکھ نگاہ اپنی کو گناہوں سے اور چھوڑ دے امر عوام کو اور تعرض نکر انسے
گوشہ پکڑ انسے اسلیے کہ تحقیق آگے تمہارے آخر زمانہ میں ایسے دن آتے ہیں کہ انمیں صبر کرنا چاہیے ابتدا ان ایام کی بعد خلفائے راشدین کے ہوئی آجکے دن تک فانا للہ الخ

راضون ہیں جو کوئی کہ صبر کرے ان ایام میں گویا کہ ہاتھ میں لیا انگارہ واسطے عمل کرنے والے کے شریعت اور احکام دین پر ان ایام میں اجر ہے پچاس شخصوں کا کہ عمل کرتے ہیں
مانند عمل اسکے کہ یعنے انہیں سے کہ مبتلا نہیں ہیں اُسکی سی بلاؤں میں اور نہیں ہیں ان ایام میں کہا صحابہ نے یا رسول اللہ انکے لیے اجر ہے پچاس شخصوں کا ہے کہ انہیں سے ہوں فرمایا
اجر پچاس شخصوں کا تم میں سے ہے نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے ف۔ دیکھے تو ایک امر کو کہ نہیں ہے وہ امر کہ میل کرے طرف اسکے خواہش نفس نہ یہ کہ صفات بری سے
کہ اگر درمیان لوگوں کے آوے تو اور نہیں رہے تو منہ میں اختیار بحکم طبیعت کے اسمیں پڑے تو اس صورت میں کنارہ کرنا انسے لازم ہے کہ برائی میں پڑے تو کذا قال الطیبی اور بعضے
حواشی میں لکھا ہے کہ معنی یہ ہیں کہ مراد لابد سے سکوت اور اعراض ہے سبب عاجز ہونے کے نہی منکر سے اور یہ معنی موافق ہیں اسکے کہ بعضے نسخوں میں واقع ہوا ہے ولا بد لک منہا
یا یے تحتانیہ کے یعنے لاقدرۃ لک علیہ یا مراد یہ ہو کہ دیکھے تو کار ضروری کہ احتیاج ہے تجھکو اسکی اور چارہ نہیں ہے اس سے اگر منع کرے تو وہ امر ضروری فوت ہوا اور چھوڑ امر
عوام کا الخ حاصل یہ کہ جب دیکھے تو بعضے لوگوں کو گناہ کرتے اور ضروری ہے تجھکو سکوت بسبب عاجز ہونے تیرے کے تو نگاہ رکھ اپنے نفس کو گناہوں سے اور چھوڑ امر عوام کو اور
مشغول ہو ساتھ نفس اپنے کے اور چھوڑ امر لوگوں کا طرف اللہ تعالی کے اسلیے کہ اللہ تعالی نہیں تکلیف دیتا کسی نفس کو مگر بقدر طاقت اسکی کے اور ہاتھ میں لیا انگارہ یعنے لاحق
ہوگی اسکو مشقت بسبب صبر کے مانند مشقت صبر کرنیوالے کے اوپر پکڑنے انگارے کے اپنے ہاتھ میں اور اخیر اس حدیث سے فضیلت آخر امت کی لازم آتی ہے صحابہ پر
اس صفت میں اور اسی سبب سے کہتے ہیں کہ فضل جزئی منافی تفضل کلی کے نہیں ہے اور شیخ ابو عمرو بن عبد البر صاحب کتاب استیعاب نے کہ مشاہیر محدثین سے ہے اس مسئلہ
میں کلام کیا ہے اور کہا کہ ممکن ہے کہ بعد از صحابہ کے کوئی پیدا ہو کہ برابر مرتبہ بعضے انکے کے ہو یا زیادہ اور ساتھ حدیثوں کے کہ یہ بات انسے سمجھی جاتی ہے دلیل لایا ہے اور مختار
جمہور کا خلاف اسکے ہے اور خلاف اسکا ان صحابہ میں ہے کہ ایمان لائے ہیں اور اپنے وطن کو چلے گئے اور زیادہ اس سے صحبت نہیں رکھی نہ وہ اصحاب کہ انھوں نے صحبت
دراز حضرت سے رکھی اور شب و روز خدمت میں تھے اور آثار و انوار صحبت کے جمع کیے انھے اور باوجود اسکے شرف صحبت تمام صحابہ میں باقی ہے اور اس فضیلت میں
کسی کو انکے ساتھ مشارکت نہیں ہے اور قوت القلوب میں کہا ہے کہ ساتھ ایک نظر کے کہ اوپر جمال مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑی وہ کچھ کھلتا ہے اور وہ کار برآری ہوتی
کہ اوروں کو ساتھ چلوں کے حاصل ہو واللہ اعلم ش ع ح (وعن ابی سعید الخدری قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطیبا بعد العصر فلم یدع شیئا یکون
الی قیام الساعۃ الا ذکرہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ وکان فیما قال ان الدنیا حلوۃ خضرۃ وان اللہ مستخلفکم فیہا فناظر کیف تعملون الا فاتقوا الدنیا واتقوا النساء وذکر
ان لکل غادر لواء یوم القیمۃ بقدر غدرتہ فی الدنیا ولا غدر اکبر من غدر امیر العامۃ یغرز لواؤہ عند استہ قال ولا یمنعن احدا منکم ہیبۃ الناس ان یقول بحق اذا
علمہ وفی روایۃ ان رای منکرا ان یغیرہ فبکی ابو سعید قال قد رایناہ فمنعتنا ہیبۃ الناس ان نتکلم فیہ ثم قال الا ان بنی آدم خلقوا علی طبقات شتی فمنہم من یولد مؤمنا
ویحیی مؤمنا ویموت مؤمنا ومنہم من یولد کافرا ویحیی کافرا ویموت کافرا ومنہم من یولد مؤمنا ویحیی مؤمنا ویموت کافرا ومنہم من یولد کافرا ویحیی کافرا ویموت مؤمنا) اور روایت
ہے ابی سعید خدری سے کہ کہا کھڑے ہوئے ہم میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے کو بعد عصر کے پس نہیں چھوڑی کوئی چیز یعنے ضروری متعلق دین سے کہ ہونیوالی تھی قیامت تک
مگر ذکر کیا اسکو یاد رکھا اسکو جس شخص نے کہ یاد رکھا اور بھول گیا اسکو جو کہ بھول گیا یعنی اول دراز تھا بعضوں نے یاد رکھا اور بعضوں نے فراموش کیا اور تھا بیچ اس چیز کے کہ فرمایا یہ کہ تحقیق دنیا
شیرین سبز ہے اور تحقیق اللہ خلیفہ کرنیوالا ہے تمکو دنیا میں پس دیکھنے والا ہے کیونکر عمل کرتے ہو تم آگاہ ہو پس بچو دنیا سے اور بچو عورتوں سے اور ذکر کیا آنحضرت نے کہ تحقیق
واسطے ہر توڑنے والے عہد کے نشان کھڑا ہوگا دن قیامت کے موافق عہد شکنی اسکی کے دنیا میں یعنے جسقدر عہد شکنی زیادہ ہوگی اتنا ہی نشان بلند و نمایاں تر ہوگا تا پہچانا
جاوے بسبب اسکے روز قیامت کے اور ہر باعث حق و باطل کے لیے نشان ہوگا تا اس سے پہچانا جاوے اور نہیں ہے کوئی عہد شکنی بزرگ تر عہد شکنی سردار عام کی سے
گاڑا جاویگا نشان اسکا نزدیک مقعد اسکی کے یعنے واسطے ذلت و فضیحت اسکی کے فرمایا آنحضرت نے اور نہ باز رکھے کسی کو تم میں سے ڈر کہنے بات حق کی سے جبکہ جانے
حق کو یعنے چاہیے کہ کلمۃ الحق کہنے میں خوف و ملاحظہ کسی کا نکرے اگر خوف ہلاک کا نہو اور اگر وہاں بھی کہے اولی ہے اور ایک روایت میں ہے یعنے بجاے کہنے حق کے یہ ہے الخ
یہ عبارت چاہیے کہ منع نکرے کسیکو ہیبت لوگوں کی جب دیکھے خلاف شرع تغیر کرنے اسکے سے پس روئے ابو سعید اور کہا کہ تحقیق دیکھا ہمنے خلاف شرع کو پس باز رکھا

ہا وہیبت لوگون کی نیے بولنے سے انہین پہر فرمایا پیغمبر خدا نے خبردار ہو تحقیق اولاد آدم کی پیدا کی گئی اوپر جماعتون مختلفہ اور اقسام و مراتب متفاوتہ کے پس بعضے انہین سے
وہ ہین کہ پیدا کیے جاتے ہین مومن اور زندہ رہتے ہین یعنے تمام عمر مین وقت سن تمیز سے آخر عمر تک مومن اور مرتے ہین مومن اور بعضے انہین سے وہ ہین کہ پیدا کیے جاتے ہین
کافر اور زندہ رہتے ہین کافر اور مرتے ہین کافر اور بعضے انہین سے وہ ہین کہ پیدا کیے جاتے ہین مومن اور زندہ رہتے ہین مومن اور مرتے ہین کافر اور بعض انہین سے وہ ہین کہ
پیدا کیے جاتے ہین کافر اور زندہ رہتے ہین کافر اور مرتے ہین مومن ف دنیا شیرین ہی کہ مذاق طبیعت مین مزہ اسکا لذیذ معلوم ہوتا ہی اور سبز ہی کہ اہل ظاہر کی آنکھون مین صورت
اسکی بہت زیبا اور تازہ معلوم ہوتی ہی اور بعضون نے کہا کہ عرب چیز نرم کو خضر اور کہتے ہین بسبب مشابہ ہونے کے ساتھ خضراوات یعنے سبزون اور ساگون اور ترکاریون کے
بیچ جلدی جاتے رہنے اور کم ٹہرنے کے اور اسکے بیان ہی اگر اور عذر دنیا کا کہ لوگونکو ساتھ لذتون اور شہوتون کا ذکر اور حسن و جمال طرح اپنے کے فریفتہ کرتی ہی اور فنا ہو جاتی ہی
اور خلیفہ کرنیوالا ہی معنی اسکے یہ ہین کہ اموال تمہارے حقیقت مین نہین ہین تمہارے بلکہ مالک اللہ کے ہین اور تم خلیفہ اور وکیل اسکے ہو تصرف مین یا یہ معنے ہین کہ کیا ہی تمکو خلیفہ اُن
لوگون کا کہ پہلے ہی تم سے تھے زمین مین اور دیا ہی تمکو وہ کہ انکے ہاتھ مین تھا پس دیکھنے والا ہی کہ کیونکر عمل کرتے ہو اور کسطرح تصرف کرتے ہو اموال و املاک مین یا کیونکر عبرت پکڑتے ہو
ساتھ احوال گذرے ہوؤنکے اور تصرف کرتے ہو انکے اموال مین اور بچو دنیا سے یعنے زیادتی دنیا سے کہ زیادہ ہو قدر حاجت پر کہ وہ حاجت درگذر ہو دین کی اور نافع ہو آخرت
مین اور بچو عورتون سے یعنے انکے مکر و فریب سے اور محبت سے کہ باعث ہو اوپر جمع کرنے مال کے کہ مانع ہو حاصل کرنے علم و عمل کے سے اور مراد امیر عام سے متغلبی ہی کہ غالب
ہوا ہی امور مسلمانون پر اور انکے شہرون پر اور عام لوگون نے اسکو امیر کیا اور شتیبان اسکے ہوے بغیر مشاورت خواص کے اور اہل حل و عقد کے کہ علما اور ارکین وقت ہین
اور ابوسعید جو روئے کلام مذکور کر کر تو غرض انکی یہ تھی کہ تنبیہ اولویت ترک ہوئی والا انہون نے یہی عمل کیا تھا بعضی حدیثون پر کہ جن مین اجازت تھی سکوت کی وقت خوف کے
اپنے نفس پر یا آبرو پر یا مال پر در صورت عاجز ہونے اور زمانہ ضعف ایمان کے پس جبکہ اکابر صحابہ صدر اول مین عاجز تھے باوجود کمال قوی ہونے اپنے کے دین مین اور یقین مین
اور معرفت مین اور نہین قدرت رکھتے تھے اظہار حق کی نسبت اہل باطل کے مانند یزید پلید اور حجاج وغیرہما کے تو واسطے ہرحال ہمارے کہ سلاطین اور امرا کا حال دیسا ہی ہی
اور علما سے عاملین کم ہین اور کثرت ہی جاہلون ظالمین کی اور جہلا کی اور مشائخ ریاکارون کی انا للہ وانا الیہ راجعون پس شک نہین ہی کہ یہ زمانہ صبر و شکر اور رضا بالقضا
اور سکوت اور بیٹھے رہنے گھرون کا ہی اور قناعت کرنے کا قوت لایموت پر اور پیدا ہوتا ہی مومن یعنے مومن ماں باپ کے یہان پیدا ہوتا ہی یا شہر مومنون کے مین پیدا ہوتا ہی اسلیے
کہا کہ جب پیدا ہوتا ہی تو قبل تمیز کے نسبت ایمان کی اسکی طرف ہوتی نہین مگر باعتبار علم الٰہی کے اسکے حق مین یا باعتبار زمانہ آیندہ کے اور پیدا ہوتا ہی کافر یعنے کافر ماں باپ
پیدا ہوتا ہی یا شہر کفار مین پس یہ منافی نہین ہی اس حدیث کی کل مولود یولد علی الفطرۃ اسلیے کہ مراد اس سے قابلیت قبول ہدایت کی ہی اگر ہو کوئی مانع یا باعث گمراہی سے
جیسی کہ دلالت کرتی ہی اسپر یہ حدیث فابواہ یہودانہ الخ اور یہ تقسیم باعتبار غالب کے ہی والا بعضے انہین سے پیدا ہوتے ہین مومن اور زندہ رہتے ہین کافر اور مرتے ہین
مومن اور بعضے انہین سے پیدا ہوتے ہین کافر اور زندہ رہتے ہین مومن اور مرتے ہین کافر اور شاید کہ یہ دونون قسمین نہین ذکر کین اسلیے کہ مقصود اس سے یہ ہی کہ اعتبار خاتمہ کا ہی
اور وہ جانا گیا اس سے کہ ذکر کیا گیا اجمالا (ع ح) (قَالَ وَذَكَرَ الْغَضَبَ فَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ سَرِيعَ الْغَضَبِ سَرِيعَ الْفَيْءِ فَإِحْدَاهُمَا بِالْأُخْرَى وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ بَطِيءَ الْغَضَبِ بَطِيءَ الْفَيْءِ
فَإِحْدَاهُمَا بِالْأُخْرَى وَخِيَارُكُمْ مَنْ يَكُونُ بَطِيءَ الْغَضَبِ سَرِيعَ الْفَيْءِ وَشِرَارُكُمْ مَنْ يَكُونُ سَرِيعَ الْغَضَبِ بَطِيءَ الْفَيْءِ قَالَ اتَّقُوا الْغَضَبَ فَإِنَّهُ جَمْرَةٌ عَلَى قَلْبِ ابْنِ آدَمَ أَلَا تَرَوْنَ
إِلَى انْتِفَاخِ أَوْدَاجِهِ وَحُمْرَةِ عَيْنَيْهِ فَمَنْ أَحَسَّ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ فَلْيَضْطَجِعْ وَلْيَتَلَبَّدْ بِالْأَرْضِ قَالَ وَذَكَرَ الدَّيْنَ فَقَالَ مِنْكُمْ مَنْ يَكُونُ حَسَنَ الْقَضَاءِ وَإِذَا كَانَ لَهُ أَفْحَشَ فِي الطَّلَبِ
فَإِحْدَاهُمَا بِالْأُخْرَى وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ سَيِّءَ الْقَضَاءِ وَإِنْ كَانَ لَهُ أَجْمَلَ فِي الطَّلَبِ فَإِحْدَاهُمَا بِالْأُخْرَى وَخِيَارُكُمْ مَنْ إِذَا كَانَ عَلَيْهِ الدَّيْنُ أَحْسَنَ الْقَضَاءَ وَإِنْ كَانَ لَهُ أَجْمَلَ فِي الطَّلَبِ
وَشِرَارُكُمْ مَنْ إِذَا كَانَ عَلَيْهِ الدَّيْنُ أَسَاءَ الْقَضَاءَ وَإِنْ كَانَ لَهُ أَفْحَشَ فِي الطَّلَبِ حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ عَلَى رُؤُوسِ النَّخْلِ وَأَطْرَافِ الْحِيطَانِ فَقَالَ أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا فِيمَا
مَضَى مِنْهَا إِلَّا كَمَا بَقِيَ مِنْ يَوْمِكُمْ هَذَا فِيمَا مَضَى مِنْهُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) کہا ابوسعید نے اور ذکر کیا آنحضرت نے اقسام غضب کا پس فرمایا کہ بعضے بنی آدم مین سے وہ ہی کہ ہوتا ہی جلد غضب
مین جلد جاتے رہنے مین یعنے تھوڑی سی چیز مین جلدی غصہ مین آجاتا ہی لیکن جلدی جاتا بھی رہتا ہی پس ایک دونون مین سے بدلی دوسرے کی ہی یعنے جلد آنا غصہ کا

خصلت بری ہے اور جلد جاتی رہنا خصلت اچھی ہے پس اچھی خصلت مکافات بری کی کرتی ہے پس شخص مستحق مدح کا ہے مطلق اور نہ مستحق برائی کا بلکہ بیچ بیچ میں ہے واسطے برابر ہونے دونوں
حالتوں کے آپس میں پس نہ تو اسکے حق میں کہا جاویگا کہ یہ بہتر ہے لوگوں میں اور نہ کہا جاویگا کہ برا ہے انہیں اور بعضا انہیں سے وہ ہے کہ ہوتا غصہ دیر میں اور جاتا ہے غصہ دیر میں پس یہاں
بھی ایک ان دونوں خصلتوں میں سے مقابل ہے دوسرے کے یعنے اگرچہ غصہ آنا دیر میں اچھا ہے لیکن دیر میں جانا برا ہے یہاں بھی بیچ بیچ میں ہے اور بہتر تمہارے وہ ہیں کہ دیر کر غصہ
آوے اور جلد جاتا رہے اور بدتر تمہارے وہ ہیں کہ جلد آوے غصہ اور دیر کر جاوے فرمایا حضرت نے بچو تم غصہ کرنے سے اسلیے کہ وہ ایک آگ ہے روشن یعنے حرارت غریزیہ اور رطوبت
جبلیہ جلتی ہے مانند انگارہ آگ کے کہ پوشیدہ ہے بیچ انگیٹھی نفس کے اوپر دل بنی آدم کے یعنے غالب ہے وسیر وقت غلبہ غصہ کے کہ عقل کو وہاں مجال تصرف نہیں کیا نہیں دیکھتے تم
طرف پھولنے رگوں گردن غصہ والے کے اور سرخی آنکھوں اسکے کی یعنے یہ اثر حرارت اور اٹھنے بخارات غالب کا ہے اور وہ سبب پھولنے رگوں کا ہوتا ہے جیسے کہ پایا جاتا ہے یہ وقت
حرارت طبیعت کی تپ میں پس ظاہر عنوان باطن ہے پس جو شخص کہ پاوے کچھ اسمیں سے یعنے ظہور اثر غضب کا پس چاہیے کہ لیٹ جاوے پہلو پر اور لگا رہے ساتھ زمین
کے اور ذکر کیا آنحضرت نے قرض کا یعنے احوال و اقسام قرض کا اور قرضدار کا اور قرضخواہ کا پس فرمایا کہ بعضا تم میں سے وہ ہے کہ اچھا ہوتا ہے ادا کرنے میں یعنے جبکہ ہوتا ہے اسپر قرض
اور جبکہ ہوتا ہے قرض واسطے اسکے یعنے کسی پر سختی کرتا ہے طلب کرنے میں یعنے نہیں رعایت کرتا اوسکی اور ایذا دیتا ہے اسکے تقاضا کرنے میں اور تشدد کرتا ہے طلب کرنے میں پس
یہ شخص اسکے ادا میں تو نیک ہے اور طلب میں بد پس ایک ان دو خصلتوں میں سے مقابل ہے دوسرے کے اور بعضا انہیں سے وہ ہے کہ ہوتا ہے برا ادا کرنے والا دین کا اور اگر ہو اسکا
کسی پر اچھی طرح اور سہولیت سے طلب کرتا ہے یعنے پس ادائے دین میں بد ہے اور طلب میں نیک پس ایک ان دو خصلتوں میں سے مقابل ہے دوسرے کے اور بہتر تمہارے
وہ ہیں کہ جب ہوا انپر دین اچھی طرح ادا کریں اور اگر ہوا انکا کسی پر اچھی طرح طلب کریں اور بدترین تمہارے وہ لوگ ہیں کہ جب ہوا انپر دین بری طرح ادا کریں اور اگر ہو انکا
کسی پر سختی کریں اسکے طلب کرنے میں آنحضرت نے خطبہ میں یہ نصیحتیں بیان فرمائیں یہاں تک کہ جسوقت ہوا آفتاب کھجور کے درختوں کے سروں پر اور دیواروں کے کناروں
پہ یعنی آخر ہوا دن پس فرمایا خبردار ہو تحقیق شان یہ ہے کہ نہیں باقی رہا ہے زمانہ دنیا سے بہ نسبت اس زمانہ کے کہ گذرا ہے اس سے مگر جیسے کہ باقی رہا ہے اس دن تمہارے سے بہ نسبت
اس زمانہ کے کہ گذرا ہے اس سے نقل کی یہ ترمذی نے ف وقت آنے غصہ کے لیٹ جانے کو اسلیے فرمایا کہ تا یاد آوے اسکو کہ اصل میری مٹی ہے مجھکو تکبر کرنا نہ چاہیے بلکہ تواضع
کرنی چاہیے اور اس لیٹ جانے کو بہت دخل ہے دفع غضب میں ع (وعن ابی البختری عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لن یھلک الناس حتی یعذروا من انفسھم رواہ ابوداؤد) اور روایت ہے ابی البختری سے کہ نقل کی ایک شخص سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں
میں سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز نہ ہلاک ہونگے لوگ یہاں تک کہ بہت ہوں گناہ اور عیب انکے ذاتوں انکی سے نقل کی یہ ابوداؤد نے ف
لفظ یعذروا ساتھ پیش ی اور جزم عین اور زیر ذال کے اعذار سے صراح میں ہے کہ اعذار بہت باعیب و گناہ ہونا اور قاموس میں ہے اعذر فلان ای کثرت ذنوبہ وعیوبہ اور
حقیقت کلمہ کی یہ ہے کہ اعذار بمعنی سلب عذر اور ازالہ انکی کسی کے ہے اور جب کسی کے گناہ اور عیب بہت ہوئے بیچ عذاب کرنے حق تعالےٰ کے اسکو اور منع اور نہی کرنے
لوگوں کی اسکو منکرات سے جاتے عذر نہیں پس اسنے بسبب کثرت گناہوں اور عیبوں کے سلب اور ازالہ عذر کا کیا اور اعذار بمعنی صاحب عذر ہونیکے بھی آتا ہے اور یہ معنے
بھی یہاں درست آتے ہیں یعنی ہلاک نہ ہونگے لوگ یہاں تک کہ واسطے رفع نسبت گناہ کے اپنی طرف سے تاویل میں پڑتے اور عذر فاسد پیدا کریں اور بعضی روایتوں میں
یعذروا ساتھ زبر ی کے بھی آیا ہے عذر سے ساتھ زبر عین کے یعنے معذور رکھنا اور معنی اسکے یہ ہیں کہ ہلاک نہ ہونگے لوگ یہاں تک کہ معذور رکھیں ملامت کرنیوالوں
اور نہی کرنیوالوں کو اپنی ذاتوں سے یعنے ملامت کرنے والے انکے معذور اور صواب پر ہوں ملامت کرنے میں بسبب کثرت گناہوں کے اور حاصل معنی تینوں توجیہوں
کا یہ ہوا کہ ہلاک ہونا لوگوں کا بر تقدیر کرنے گناہوں اور خلاف شرع کے ہے کہ بسبب اسکے محل زجر اور منع اور نہی کے انکے ہوں ع ح (وعن عدی بن عدی الکندی
قال حدثنا مولی لنا انہ سمع جدی یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ تعالیٰ لا یعذب العامۃ بعمل الخاصۃ حتی یروا المنکر بین ظہرانیھم وھم قادرون
علی ان ینکروہ فلا ینکروہ فاذا فعلوا ذلک عذب اللہ العامۃ والخاصۃ رواہ فی شرح السنۃ) اور روایت ہے عدی بیٹے عدی کندی کے سے کہ کہا حدیث کی ہمکو

غلام اپنے دادا سے نے یہ کہ اُسنے سنا دادا میرے سے یعنی عمیرہ کندی سے کہ کہتا تھا کہ سنا میں نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے تحقیق اللہ تعالی نہیں عذاب
کرتا اکثر قوم کو ساتھ عمل کرنے بعضوں انکی کے یعنی اگر بعضے قوم میں سے گناہ کریں تو اوروں کو عذاب نہیں کرتا یہاں تک کہ دیکھیں اکثر خلاف شرع کو درمیان اپنے
کہ بعضوں نے کیا اور حالانکہ وہ قدرت رکھتے ہوں اسکے تغیر کرنے پر پس نہ تغیر کریں اُسکو پس جب کریں اکثر اُسکو یعنی سکوت اور مداہنت کو باوجود قدرت کے
عذاب کریگا خدا ہی تعالی اکثروں کو اور بعضوں کو نقل کی یہ شرح السنۃ میں ف یعنی بعضوں کو بسبب کرنے گناہ کے اور اکثروں کو بسبب انکار کرنے اور منع
کرنے کے (وعن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما وقعت بنو اسرائیل فی المعاصی نہتہم علماؤہم فلم ینتہوا فجالسوہم فی
مجالسہم وآکلوہم وشاربوہم فضرب اللہ قلوب بعضہم ببعض فلعنہم علی لسان داود وعیسی بن مریم ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون قال فجلس رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وکان متکئا فقال لا والذی نفسی بیدہ حتی تأطروہم اطرا رواہ الترمذی وابوداود وفی روایتہ قال کلا واللہ لتأمرن بالمعروف ولتنہون
عن المنکر ولتأخذن علی یدی الظالم ولتأطرنہ علی الحق اطرا ولتقصرنہ علی الحق قصرا او لیضربن اللہ بقلوب بعضکم علی بعض ثم لیلعننکم کما لعنہم) اور روایت
ہے عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب گرفتار ہوئے بنی اسرائیل گناہوں میں یعنی زنا میں اور بہت سے گناہ کرنے میں اور ہوئے اکثر
منع کیا انکو علما انکے نے یعنی اول پس نہ باز آئے وہ یعنی نہ قبول کیا منع کرنیکو اور نہ چھوڑا ممنوع چیزوں کو پس ہمنشینی کی انکی علما اسکے نے انکے بیچ مجلسوں انکی کے یعنی گنہگاروں
کے اور ہم نوالہ وہم کاسہ ہوئے انکے یعنی مداہنت کی اور آپس میں اختلاط رکھا پس ملا دیئے خدا تعالی نے اور آپس میں دلوں بعضوں انکے کے ساتھ بعضوں کے پس لعنت کی اللہ تعالی نے
انکو یعنی بنی اسرائیل کو جو گناہ کرتے تھے اور جو ساکت اور مصاحب رہتے تھے انکے اوپر زبان داود اور عیسی بیٹے مریم کے یہ لعنت کرنی انکی بسبب گناہ کرنے اور
تجاوز کرنے انکے کے تھی حدوں سے یعنی بسبب اسکے کہ کھینچا انھوں نے گناہوں کو طرف کفر کے ساتھ حلال جاننے اور مانند انکے کے اور بسبب راضی ہونے کے گناہوں
اور بسبب اچھا جاننے گناہوں کے کرنے والوں انکے سے کہا ابن مسعود نے پس اُٹھ بیٹھے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور تھے تکیہ کیے ہوئے یعنی پہلو پر یا پشت پر
بیٹھے ہوئے تھے پہلے اسکے پس تکیہ چھوڑ کر سیدھے ہو بیٹھے واسطے اہتمام کلام کے پس فرمایا نہیں نجات پاؤگے تم عذاب سے قسم ہے اُس ذات کی کہ جان میری
اُسکے ہاتھ میں ہے یہاں تک کہ منع کرو تم ظالموں اور فاسقوں کو گناہوں سے منع کرنا نقل کی یہ ترمذی اور ابو داود نے اور ایک روایت ابوداود کی میں یوں آیا ہے
کہ فرمایا آنحضرت نے یوں نہیں ہے کہ جو گمان کرتے ہو تم یعنی نجات پانا عذاب سے باوجود مداہنت کے قسم خدا کی البتہ کہو لوگوں سے بات اچھی اور منع کرو بری بات سے
اور پکڑو ہاتھ ظالم کے اور البتہ مائل کرو اُسکو حق پر مائل کرنا اور البتہ روکو اُسکو حق پر یعنی قبول حق پر روکنا یہ کار کرو یا البتہ ماریگا اور خلط کریگا اللہ تعالی اول بعضوں تمھارے
کے بعضوں پر پھر لعنت کریگا اللہ تمکو جیسی کہ لعنت کی بنی اسرائیل کو یعنی انکے کفر اور گناہوں پر یعنی ایک امر ان دونوں میں سے ہونا لاہی ہے قطعا ف جملہ ضرب اللہ کا
کا ترجمہ ملا علی اور شیخ رح نے تو یہی لکھا ہے جو لکھا گیا اور ملا علی نے ابن ملک سے یہ نقل کیا ہے کہ لفظ بعض میں ب سببیت کے لیے ہے یعنی سیاہ کیے اللہ نے دل انکے جنہوں نے
گناہ کیا تھا انھوں نے بسبب نحوست گناہگاروں کے پس ہوگئے دل سبھوں کے سخت اور دور قبول کرنے حق اور خیر اور رحمت سے بسبب گناہوں اور مخالطت
بعض انکی کے بعض سے (وعن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت لیلۃ اسری بی رجالا تقرض شفاہہم بمقاریض من نار قلت من ہؤلاء
یا جبرئیل قال ہؤلاء خطباء من امتک یأمرون الناس بالبر وینسون انفسہم رواہ فی شرح السنۃ والبیہقی فی شعب الایمان وفی روایتہ قال خطباء من امتک الذین
یقولون ما لا یفعلون ویقرؤن کتاب اللہ ولا یعملون) اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھا میں نے شب معراج میں
کتنے ایک شخصوں کو کہ کترے جاتے ہیں ہونٹھ انکے آگ کی مقراضوں سے کہا میں نے کہ کون ہیں یہ اے جبرئیل کہا کہ یہ لوگ علما اور واعظ اور مشائخ ہیں امت تیری
کے کہتے تھے لوگوں کو ساتھ نیکی کے اور بھولتے تھے اپنی ذاتوں کو یعنی آپ عمل نہ کرتے تھے اور لوگوں کو حکم کرتے تھے عمل کرنیکا نقل کی یہ بغوی نے شرح السنۃ میں
اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور بیہقی کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ کہا واعظ ہیں تیری امت میں سے وہ کہ کہتے تھے وہ چیز کہ نہیں کرتے تھے اور پڑھتے

کی کتاب اللہ اور نہیں عمل کرتے تھے وہ ساتھ اسکے پس مستحق عذاب کے ہوئے اسکے سبب جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسکم الخ اور جیسا کہ فرمایا
آنحضرت نے ویل للجہال مرۃ وویل للعلماء سبع مرات اور جیسا کہ وارد ہوا ہے حدیث مشہور میں اشد الناس عذابا یوم القیامۃ عالم لم ینفعہ اللہ بعلمہ شرع (وعن عمار بن
یاسر) قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انزلت المائدۃ من السماء خبزا ولحما وامروا ان لا یخونوا ولا یدخروا لغد فخانوا وادخروا ورفعوا لغد فمسخوا قردۃ وخنازیر
رواہ الترمذی) اور روایت ہے عمار بن یاسر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اتارا گیا خوان یعنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم پر آسمان سے روٹی
اور گوشت اور حکم کیے گئے یہ کہ نہ خیانت کریں یعنے ساتھ تھی کہ کھاویں بقدر کہ پاکر کے غیر اپنے سے اور نہ ذخیرہ کریں واسطے کل کے یعنے واسطے دن کے کہ پیچھے آوے خوان
کے اترنے کے دن سے پس خیانت کی انہوں نے اور ذخیرہ کیا اور اٹھا رکھا کل کے لیے پس تبدیل کی گئیں صورتیں انکی بندر اور سور نقل کی یہ ترمذی نے وقت نازل ہوا
یہ کہ بندروں اشیاء کے صورت بندروں کے صورت ہے اور جوان صورت سوروں کے شرع الفصل الثالث فصل تیسری (عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انہ تصیب امتی فی آخر الزمان من سلطانہم شدائد لا ینجو منہ الا رجل عرف دین اللہ فجاہد علیہ بلسانہ ویدہ وقلبہ فذلک الذی سبقت لہ السوابق
ورجل عرف دین اللہ فصدق بہ ورجل عرف دین اللہ فسکت علیہ فان رای من یعمل الخیر احبہ علیہ وان رای من یعمل بباطل ابغضہ علیہ فذلک ینجو علی ابطانہ
کلہ) روایت ہے عمر بن الخطاب سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ پہنچینگی امت میری کو اخیر زمانہ میں انکے بادشاہوں سے بلائیں
اور سختیاں یعنے دین کی یا دنیا کی یا دونوں کی نہیں نجات پاویگا اس بلا سے یا اس بادشاہ سے کہ وہ بلا اس سے پہنچے مگر وہ شخص کہ پہچانا اسنے دین خدا کو یعنے ہر
خلاصی پایہ تکمیل کو پہنچنا اس سلطان و شیطان سے مگر وہ شخص کہ جمع کیا اسنے درمیان علم و عمل کے اور کمال اور تکمیل کے پس پہچانا دین اللہ کا اول ساتھ تحصیل انکی
اصول و فروع کے اور عمل کیا واسطے نفس اپنے کے اوپر اس چیز کے کہ مقتضی ہے اسکو امر مشروع پس جہاد کیا اور جہاد عمل کرنے اعلاء دین خدا کے ساتھ زبان اپنی کے
یعنے بطریق نصیحت و بیان کے اور ساتھ ہاتھ اپنے کے یعنے اگر ہوا اسکو قدرت و قوت اور ساتھ دل اپنے کے یعنے دل سے برا جانا وقت عجز کے پس یہ شخص وہ ہے کہ سبقت لے
پہونچا واسطے اسکے کمال ثواب اور نیکبختیاں اچھی دنیا اور آخرت کی اور ایک وہ شخص کہ پہچانا اسنے دین خدا کا لیکن ایک درجہ کمتر اول سے پس تصدیق کیا دین کو
اور درست جانا دین اسکو یعنے جہاد کیا ساتھ دل اور زبان کے نہ ہاتھ کے یہ مطلب ہوا ساتھ قرینہ مقابلہ کے چونکہ تصدیق کار دل کا ہے اور زبان ترجمان اسکی ہے تعبیر
ان دونوں کے ساتھ تصدیق کے کی اور ایک وہ شخص ہے کہ پہچانا دین خدا کا فی الجملہ پس خاموشی قبول کی اسپر اور جہاد نکیا مگر ساتھ دل کے پھر بیان کیا حال وصفت
اس مرد کا کہ فرمایا پس اگر دیکھتا ہے یہ اس شخص کو کہ کام نیک کرتا ہے دوست رکھتا ہے اسکو بنا بر اسکے اور اگر دیکھتا ہے اس شخص کو کہ عمل کرتا ہے غیر حق دشمن رکھتا ہے
اسکو بنا بر اسکے پس یہ شخص نجات پاتا ہے بنا بر پوشیدہ رکھنے اپنے کے محبت خیر اور بغض باطل کو پس اول تو وہ ہوا کہ جسنے دین اللہ تعالیٰ کا پہچانا اور محنت ہوا
دین خدا میں پس خرچ کی کوشش اپنی بیچ مجاہدہ کے ساتھ ہاتھ اور زبان اور دل کے اور دوسرا وہ ہوا کہ جہاد کیا زبان اور دل سے اور تیسرا وہ ہوا کہ پہچانا دین اللہ
کا اسنے پہچانا اور سکوت کیا پس نہ کوشش کی اسمیں مگر بقدر ایمان اپنے کے کہ مکروہ رکھنا دل سے ہے اور یہی مراد ہے حدیث میں فذلک اضعف الایمان پس یہ تینوں قسم
مردوں عارف اور پہچاننے والوں دین کی ہیں متفاوت مراتب اول سابق اور دوسرا مقتصد یعنے متوسط اور تیسرا ظالم جیسے کہ آیۂ کریمہ میں ہے فمنہم ظالم لنفسہ و
منہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات تیسرے کو بسبب زیادتی تقصیر کے ظالم فرمایا اور دوسرے کو میانہ رو اور اول کو سابق اور یہ تینوں برگزیدہ درگاہ کے ہیں کہ
اول آیت میں فرمایا ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنہم ظالم لنفسہ الخ اور سوابق جمع سابقہ کی ہے سابقہ کہتے ہیں ہر خصلت فاضلہ یعنے بہتر کو
بولتے ہیں کہ فلانے کو سابقہ ہے اس امر میں یعنے سبقت لے گیا ہے لوگوں پر اس کار میں پس حاصل یہ کہ یہ شخص سابقین بالخیرات سے ہوا کہ سبقت لے گیا حاصل
کرنے سعادتوں دنیا اور آخرت میں اور بشارتوں میں ساتھ جزا اور ثواب کے اور توفیق طاعت و عبادت میں اسمیں اشارہ ہے طرف قول اللہ تعالیٰ کے والسابقون
السابقون یعنے جمع کرنیوالے درمیان مراتب کمال اور تکمیل کے اور درجات علم و عمل کے اور تعلیم کے اولئک المقربون یہ لوگ مقرب خدا ہیں شرح (وعن

جابرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوحی اللہ عزوجل الی جبریل علیہ السلام ان اقلب مدینۃ کذا وکذا باھلھا فقال یا رب ان فیھم عبدک فلانا لم یعصک طرفۃ عین قال فقال اقلبھا علیہ وعلیھم فان وجھہ لم یتمعر فی ساعۃ قط) اور روایت ہے جابرؓ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وحی بھیجی اللہ عزوجل نے طرف جبریل علیہ السلام کے کہ الٹ دے شہر ایسے اور ایسے کو یعنے فلانے شہر کو کہ صفت اسکی ایسی ہے مع اہل اسکے کے پس کہا جبریل نے اے رب میرے تحقیق ان لوگوں میں بندہ تیرا ہے فلانا کہ نہیں گناہ کیا اسنے تیرا ایک لحظہ کہا آنحضرت نے کہ فرمایا اللہ تعالے نے الٹ اس بستی کو اسپر اور انپر اسلیے کہ منہ اس بندہ کا نہیں متغیر ہوا بسبب میرے اور بسبب دین میرے کے ایک ساعت ہرگز ف حاصل یہ کہ نہیں ظاہر ہوا اثر غضب کا اور انکار دل کا اوپر کرنیوالے گناہ کے ایک ساعت بھی اور اسمیں فراخی ہے کہ اگر ایکبار بھی غصہ ہوتا اللہ کے لیے تو درگذر کیا جاتا بیچ بقیہ اوقات عمر کے ع (وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل یسأل العبد یوم القیمۃ فیقول ما لک اذا رایت المنکر فلم تنکرہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیلقی حجتہ فیقول یا رب خفت الناس ورجوتک روی البیہقی الاحادیث الثلثۃ فی شعب الایمان) اور روایت ہے ابی سعیدؓ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ عزوجل پوچھیگا بندہ سے دن قیامت کے پس فرماویگا کیا ہوا تجکو جب دیکھا تو نے ایک امر خلاف شرع کو پس نہ انکار کیا تو نے اسپر یعنے تغیر نکیا تو نے اسکو اپنی زبان اور ہاتھ سے فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پس سکھایا جاویگا وہ حجت اپنی یعنے عذر بیچ ترک کرنے انکار کے جبکہ ارادہ کریگا اللہ اسکے نجات دینے کا پس کہیگا اے رب میرے ڈرا میں لوگوں سے یعنے بدوں کی تعدی سے پس نہ تغیر کر سکا زبان اور ہاتھ سے اور امید رکھتا تھا میں تیرے عفو و مغفرت کی نقل کیں بیہقی نے یہ تینوں حدیثیں شعب الایمان میں ف اسمیں اقرار ہے اپنے گناہ کا اور ظاہر کرنا عجز کا ہے اور اعتماد ہے کرم رب پر کہا بیہقی نے احتمال ہے یہ کہ ہو یہ اس شخص کے حق میں کہ ڈرتا ہو لوگوں کے دبدبہ اور غلبہ سے اور نہ قدرت رکھتا ہو اسکے دفع کرنے کی اپنے نفس سے پس اس سے معلوم ہوا کہ درگذر کرنا امر معروف اور نہی منکر سے اگر بسبب غلبہ اور دبدبہ لوگوں کے نہ کرسکے تو جائز ہے اور امید عفو کی ہے اسمیں کذا ذکرہ الطیبی والشیخ اور اسپر شبہ وارد ہوتا ہے کہ ایسا شخص معذور ہے شرع میں پس نہیں عتاب کیا جاویگا اسپر اور نہیں محتاج ہے سکھانے حجت کا اسکے حق میں ہے کہ قصور کیا اسنے فی الجملہ پس الہام کریگا اسکو اللہ یہ معذرت ع (وعن ابی موسی الاشعری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ ان المعروف والمنکر خلیقتان تنصبان للناس یوم القیمۃ فاما المعروف فیبشر اصحابہ ویوعدھم الخیر واما المنکر فیقول الیکم الیکم وما یستطیعون لہ الا لزوما رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان) اور روایت ہے ابی موسی اشعریؓ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جان محمد کی اسکے ہاتھ میں ہے کہ تحقیق عمل مشروع اور نامشروع پیدا کیے جاوینگے یعنے بصورت آدمیوں کے مانند اور تمام اعمال کے کھڑے کیے جاوینگے واسطے لوگوں کے یعنے انکے کہ کیا ہے انکو دن قیامت کے پس امر مشروع بشارت یعنے خوشخبری دیگا اپنے یاروں کو یعنے اپنے عمل کرنیوالوں کو اور وعدہ دیگا انکو بھلائی کا اور امر خلاف شرع پس کہیگا یعنے اپنے یاروں کو دور ہو مجھسے اور نہیں طاقت رکھینگے واسطے اسکے یعنے اس سے جدا ہونے کی مگر لگنا نقل کی یہ احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں ف یعنے جدا اس سے نہیں ہوسکنے کے یعنے عذاب جو اسپر مترتب ہے اس سے الگ نہیں ہوسکنے کے اور حاصل یہ کہ عمل صالح ظاہر ہونگے اچھی صورتوں میں اور برے بری قبر میں اور اسی طرح دن قیامت کے اور اعمال بد خلاف اسکے اور لفظ تنصبان ساتھ صیغہ مونث کے ہے اور پر بنا مجہول کے اور ایک نسخہ میں ساتھ صیغہ مذکر کے اور ظاہر یہی ہے اسلیے کہ تا خلیقتہ میں تانیث کے لیے نہیں بلکہ مبالغہ کے لیے ہے اور معنی یہ ہیں کہ یہ دونوں نوع میں مخلوقات سے کہ ظاہر ہونگے لوگوں کے لیے ع

کتاب الرقاق

کتاب ہے رقاق کا ف رقاق جمع رقیق کی ہے بمعنی نرم کے یعنے اس کتاب میں حدیثیں ایسی مذکور ہیں کہ انکے سننے سے دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے اور وہ تاثیر کرتی ہیں قلبوں میں کہ زہد دنیا اور رغبت آخرت ان سے حاصل ہوتی ہے ع

الفصل الاول فصل پہلی

(عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعمتان مغبون فیھما کثیر من الناس الصحۃ والفراغ رواہ البخاری) روایت ہے ابن عباسؓ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دو نعمتیں ہیں کہ فریب اور ٹوٹا کھاتے ہوئے ہیں ان میں بہت آدمی تندرستی ہے اور فراغت نقل کی یہ بخاری نے ف یعنے ان دونعمتوں میں بہت لوگ

لوٹے میں پڑے ہیں کہ قدر انکی نہیں جانتے اور مفت ہاتھ سے دیتے ہیں اور بیچ معاملے انکے کے ٹوٹ سے فریب کھاتے ہیں یعنی کہ بیچ معاملہ بیع وشرا کے کوئی فریب کھاتا ہی اور متاع کو مفت ہاتھ سے دیتا ہی اور زیان زدہ ہوتا ہی وہ نعمتین ہین صحت بدن امراض سے اور خالی ہونا وقت کا شواغل سے اور تشویشات سے یعنی قدر ان نعمتون کی لوگ نہیں پہچانتے یعنے کار آخرت نہیں کرتے انمین اور فرصت کو غنیمت نہیں جانتے جس وقت کہ بیمار ہون اور ساتھ تشویش وقت اور مزاحمت اشغال کے گرفتار ہون قدر انکی جانین جیسے کہ کہا ہی علما نے النعمۃ اذا فقدت عرفت شرح یعنے اسکے یہ ہین کہ نہین پہچانتے قدر ان نعمتون کی بہت لوگ کہ نہیں کرتے انمین ایسے اعمال بیچ دنون معاش کے کہ محتاج ہونگے انکے آخرت مین اور نادم ہونگے اور ضایع کرنے عمرون اپنی کے وقت جاتے رہنے انکے کے اور نہین نفع دیگی انکو ندامت جیسے کہ فرمایا اللہ تعالے نے وذلک یوم التغابن اور فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین حسرت کرینگے اہل جنت مگر اس ساعت پر کہ گذرے اوپر اس حال مین کہ نہین یاد کیا انھون نے اللہ کو آمین شرع (وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ إِصْبَعَهُ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَ يَرْجِعُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہی مستورد بیٹے شداد کے سے کہا انھون نے کہ سنا مین نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے قسم ہی خدا کی نہین ہی مثال دنیا کی یعنے اسکی نعمتون اور زمانہ کی مقابلہ مین آخرت کے یعنے نعمتون اور ایام اسکے کی مگر مانند ڈالنے ایک تمھارے کے انگلی اپنی کو دریا مین پس چاہیے کہ دیکھے ساتھ کسی چیز کے پھرتا ہی نقل کی یہ مسلم نے ف یعنے کس قدر پانی اسمین لگا آتا ہی دریا مین سے کچھ نہین لگتا ۔ ولیکن رطوبت یا ایک آدھ قطرہ سے کہ پس ایسی ہی دنیا قلیل حقیر ہی بہ نسبت آخرت کے اور یہ بھی تمثیل ہی واسطے سمجھانے لوگون کے والا متناہی کو غیر متناہی کے ساتھ کچھ نسبت نہین قطرہ مین کہ دریا سے نکلتا ہی باوجود قلت وحقارت کے کچھ نسبت رکھتا ہی دریا سے اور دنیا آخرت سے اسقدر بھی نسبت نہین رکھتی شرح حاصل یہ کہ نہ اس دنیا سریع الزوال کی نعمتون پر مغرور ہو اور نہ اسکی تکالیف تنگی پر جزع فزع اور شکوہ کرے بلکہ کہے اللّٰھم لا عیش الا عیش الآخرۃ کہ حضرت نے اسکو فرمایا ہی ایکبار دن احزاب کے اور ایکبار حجۃ الوداع مین پھر جانے کہ دنیا مزرعۃ الآخرۃ ہی اور دنیا ایک ساعت ہی پس صرف کرے اسکو طاعت مین شرع (وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِجَدْيٍ أَسَكَّ مَيِّتٍ فَقَالَ أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنَّ هٰذَا لَهُ بِدِرْهَمٍ فَقَالُوْا مَا نُحِبُّ أَنَّهُ لَنَا بِشَيْءٍ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہی جابر سے کہ تحقیق رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم گذرے ایک بکری کے بچے چھوٹے کان والے یا بن کان والے یا کان کٹے مرے ہوئے پر پس فرمایا کون تم مین دوست رکھتا ہی کہ یہ واسطے اسکے بدلے ایک درہم کے یعنے کوئی ہی تم مین سے کہ اسکو ایک درہم کو خریدے پس عرض کیا صحابہ نے کہ نہین دوست رکھتے ہم کہ ہمارے لیے یہ ہو بدلے کسی چیز کے فرمایا آنحضرت نے قسم ہی خدا کی البتہ دنیا یعنے ساتھ تمام انواع لذات اپنی کے بہت ذلیل ہی نزدیک خدا کے اس بکری کے بچے سے نزدیک تمھارے نقل کی یہ مسلم نے ف مقصود اس سے بے رغبت کرنا ہی دنیا سے اور رغبت دلانی ہی عقبے مین اسلیے کہ حب الدنیا راس کل خطیئۃ بنا بر اس چیز کے کہ روایت کیا ہی اسکو بیہقی نے حسن سے طریق ارسال کے جیسے کہ ترک الدنیا راس کل عبادۃ اور سبب اسمین یہ ہی کہ محبت رکھنے والا دنیا کا اگرچہ مشغول ہو امور دینوی مین ہوتا ہی اسکے اعمال مین دخل غرض فاسدہ کو اور تارک دنیا اگرچہ مشغول ہو امور دنیوی مین مقصود ہوتی ہی اسکو آخرت چنانچہ اسی لیے کہا ہی بعضون عارفون نے صاحبون یقین سے کہ جسنے دوست رکھا دنیا کو نہین ہدایت کر سکینگے اسکو تمام مرشد اور جسنے ترک کیا دنیا کو نہین گمراہ کر سکینگے اسکو تمام مفسد شرع (وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہی ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ دنیا قیدخانہ ہی مومن کا اور بہشت ہی کافر کی نقل کی یہ مسلم نے ف یعنے دنیا مشابہ قیدخانہ کے ہی مسلمان کے لیے کہ محنت اور شدت دیکھتا ہی اسمین اور منہیات سے اپنے تئین بچاتا ہی اور مشقت طاعات کا متحمل ہوتا ہی یا تنگ ہی میدان دنیا اور سکونت اسمین اسلیے ہمیشہ چاہتا ہی کہ اس سے نکلے اور میدان ملکوت مین جولانی کرے اور بمنزلہ بہشت کے ہی کافر کے کہ ساتھ لذتون اور شہوات کے اسمین مشغول ہی اور نہین چاہتا اس سے نکلنا اور بعضے کہتے ہین مراد یہ ہی کہ دنیا مانند قیدخانہ کے ہی مومن کے لیے بہ نسبت ان ثوابون اور نعمتون کے کہ طیار کی گئی ہین اسکے لیے آخرت مین اور مانند بہشت کے ہی کافرون کے لیے مقابلہ مین اس عذاب دردناک کے کہ تیار کیا گیا ہی اسکے لیے آخرت مین

یعنی مومن ہرچند کہ دنیا میں ناز و نعمت میں رہتے ہنوز کم ہی ہو اور آخرت میں بہتر اس سے پاویگا اور کافر ہرچند محنت و شدت دیکھے دنیا میں بدتر حال اسکا اس سے ہوگا؛
ح منقول ہی کہ ایک یہودی نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہا کہ تمھارے نانا صاحب نے جو کہا ہی الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر یہ کیونکر صادق آوے نسبت
میری اور تمھارے تم گھوڑے پر چلے جاتے ہو اور چین میں رہتے ہو اور میں بیمار اور طرح طرح کی تکالیف فقر و فاقہ میں گرفتار رہتا ہوں آپ نے یہی جواب دیا جو منقول
بعض سے نقل کیا گیا؛ مولف (وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یظلم مومنا حسنۃ یعطی بہا فی الدنیا ویجزی بہا فی الآخرۃ
واما الکافر فیطعم بحسنات ما عمل بہا للہ فی الدنیا حتی اذا افضی الی الآخرۃ لم تکن لہ حسنۃ یجزی بہا رواہ مسلم) اور روایت ہے انس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالی نہیں ضایع کرتا اجر مومن کی نیکی کا دیا جاتا ہے یعنے مومن تمام بھلائیاں بسبب اس نیکی کے دنیا میں یعنے دفع بلا اور فراخی رزق کی
وغیر ذلک نعمتیں اور بدلا دیا جاویگا بسبب اسکے آخرت میں اور کافر پس کھلایا جاتا ہے یعنے دیا جاتا دنیا میں بسبب نیکیوں کے کہ کی ہیں واسطے اللہ کے یعنے کھلانا فقیر
کا اور احسان کرنا یتیم پر اور مانند انکے یہانتک کہ جب پہونچیگا طرف آخرت کے نہوگی اسکے لیے نیکی کہ جزا دیا جاوے بسبب اسکے نقل کی یہ مسلم نے ف یعنے مومن
جب نیکی کرتا ہی تو اسکو آخرت میں جزا اور ثواب اسکا پورا ملتا ہی اور دنیا میں بھی اسکا بدلا ملتا ہی کہ فراخی ہوتی ہی رزق میں اور حاصل ہوتی ہی خوش گذرانی اور فراغ خاطر
اور سلامتی آفات و ناگوار چیزوں سے اور کافر جب نیکی کرتا ہی خدا کے لیے تو بدلہ اسکا تمام دنیا ہی میں پاجاتا ہی اور آخرت میں اسکا بدلہ نہیں دیکھتا اور اسپر ثواب نہیں
پاتا اور مقتضے مقابلہ کا وہ ہی جو وارد ہوا ہی اور حدیث میں کہ مومن کو بدلہ دیا جاتا ہی برائیوں کا دنیا میں ساتھ انواع محنت اور مشقت اور بلاؤں کے یہانتک کہ جب
پہونچیگا آخرت میں نہیں ہوگی اسکے لیے برائی کہ عذاب دیا جاوے اسپر اور موید ہی اسکی وہ روایت کہ روایت کی ہی احمد اور ابن حبان نے کہ جب نازل ہوئی یہ آیت
من یعمل سوءا یجز بہ کہا ابوبکر نے کہ کون نجات پاویگا ساتھ اسکے یا رسول اللہ پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بخشے اللہ تجکو اے ابوبکر کیا نہیں غمگین ہوتا تو کیا
نہیں رنج اٹھاتا تو کیا نہیں بیمار ہوتا ہی تو کیا نہیں پہونچتیں تجکو بلائیں کہا انھوں نے ہاں یا رسول اللہ فرمایا اس چیز سے ہی کہ بدلا اور سزا دیے جاتے ہو تم ساتھ
اسکے اور ترمذی اور ابن جریر نے روایت کیا ہی کہ مصیبتیں اور جزا ہیں دنیا میں؛ ح ع (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجبت النار
بالشہوات وحجبت الجنۃ بالمکارہ متفق علیہ الا عند مسلم حفت بدل حجبت) اور روایت ہی ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ڈھانکی گئی
ہی آگ دوزخ کی ساتھ شہوتوں اور لذتوں کے اور ڈھانکی گئی ہی جنت ساتھ سختیوں اور مشقتوں کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے مگر نزدیک مسلم کے لفظ حفت کا
ہی بمعنی گھیرے جانے کے بدلے حجبت کے ف یعنی جب تک مداومت کرینگے طاعت و عبادات پر اور بیچ صبر کرینگے شہوات اور لذتوں سے سختی دیکھیں اور مشقت
کھینچیں بہشت کو پہونچیں گے اسلیے کہ جو چیز کہ پردہ میں ہووے جب پردہ تک پہونچیں اور اسکو درمیان سے اٹھا دیں وہ چیز ظاہر ہوگی پس چونکہ بہشت بیچ پردہ مشقتوں
کے ہی اول مشقتوں کو پہونچیں اور انہیں دور کریں اور اٹھا کریں پس اسکے گذر کر بہشت کو پہونچینگے اور اسی طرح شہوات یعنے خواہش نفسانیاں پردہ دوزخ کی ہیں جب شہوات
کو پہونچیں اور انکے مرتکب ہوں دوزخ کو پہونچینگے اور مراد شہوات سے شہوات حرام ہیں مانند شراب اور زنا اور غیبت اور مانند انکے کے والا مرتکب ہونا شہوات مباحہ کا موجب
دخول آگ کا اور مانع دخول بہشت کا نہیں ہی مگر البتہ مقام قرب اور ولایت سے دور ڈالتا ہی اور اسی جگہ سے معلوم ہوتا ہی کہ معنی العلم حجاب اللہ کیا ہیں یعنے علم پردہ ہی درمیان
بندہ اور خدا کے جب علم کو پہونچیں اور اٹھاویں در آویں معرفت خدا کو پہونچینگے فافہم؛ ح (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعس عبد الدینار وعبد الدرہم
وعبد الخمیصۃ ان اعطی رضی وان لم یعط سخط تعس وانتکس واذا شیک فلا انتقش طوبی لعبد آخذ بعنان فرسہ فی سبیل اللہ اشعث راسہ مغبرۃ قدماہ ان کان
فی الحراسۃ کان فی الحراسۃ وان کان فی الساقۃ کان فی الساقۃ ان استاذن لم یوذن وان شفع لم یشفع رواہ البخاری) اور روایت ہی اسی ابی ہریرہ سے کہ کہا
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہلاک ہوا ہلاک ہو بندہ دینار کا اور بندہ درہم کا اور بندہ چادر کا یعنے جسنے اختیار کیا اور ترجیح دی مال کو اپنے معبود جبار کی رضا
پر اسطرح کہ لیتا ہی اسکو بغیر وجہ حلال کے اور نہیں صرف کرتا اسکو اسکے مصرف میں حاصل یہ کہ دوستدار مال کا ہی کیسا ہی ہو اور جمع کرتا ہی اسکو اور بخل کرتا ہی ساتھ اسکے

حقوق مین اور دوستدار کپڑون فاخرہ کا اور گرفتار ہو زیبا و زینت مین لقصد تکبر و تجمل کے اور صفت اور نشان بندہ ہونے زر اور کپڑے کا یہ ہو کہ اگر دیا جاوے زر اور کپڑا خوش ہو اور اگر نہ دیا جاوے ناخوش ہو یعنی طمع اسکی ہمیشہ بیچ مال لوگون کے اور حرص اسکی اسکے جمع کرنے مین ہو اگر دین راضی ہو اور نہ دین ناراض ہو کذا فی الطیبی اور ممکن ہو کہ مراد دنیا اور نہ دینا حق تعالے کا راضی ہونا اور غضب ہونا اس سے ہو پھر مکرر دعا بد کی تاکید کے لیے ہلاک ہوجیو اور سرنگون اور ذلیل اور خوار ہوجیو ایسا شخص اور جب کانٹا لگے اسکے پاؤن مین پس نہ نکالا جاوے یعنی جب شدت و محنت مین ہو کوئی مدد اسکی نہ کیجیو اور جب بیان کی بدحالی گرفتاران دنیا اور حرص و طمع کی چاہا کہ انکے مقابلہ مین ذکر کرین طالبان دین اور تارکان دنیا کا کہ مشغول ہین ساتھ جہاد کے اللہ تعالے کی راہ مین اور بسبب رغبت مین دنیا اور زینت اسکی سے اور اہل دنیا اور ظاہر پرستون کی نظر و نگاہ مین خوار و ذلیل معلوم ہوتے ہین پس فرمایا خوشحالی ہوجیو واسطے اس بندہ کے کہ پکڑے ہوئے کھڑا ہو باگ گھوڑے اپنے کی واسطے جہاد کے راہ خدا مین پراگندہ ہین بال سر اسکے گرد آلودہ ہین پاؤن اسکے اگر ہو بیچ نگہبانی لشکر کے یعنی اگر اسکو آگے کے لشکر مین نگہبانی کے واسطے مقرر کیا ہو تو ہوتا ہو بیچ نگہبانی کامل کے یعنی نہ غافل ہوتا ہو نہ سوتا ہو بلکہ خوب ہوشیاری سے نگہبان رہتا ہو اور اگر ہوتا ہو پیچھے کے لشکر مین یعنی مقرر کرتے ہین اسکو پیچھے کے لشکر کی نگہبانی کے لیے رہتا ہو پیچھے کے لشکر مین یعنی وہ تابع اور فرمانبردار سلطانون کا ہو جو کچھ کہتے ہین کرتا ہو اور جہان رکھتے ہین رہتا ہو تکبر اور اصرار نہین کرتا اگر طلب کرتا ہو اذن لوگون کی مجلسون مین آنیکا نہین اذن دیا جاتا یعنی بسبب نہونے مال و جاہ کے اور اگر سفارش کرتا ہو کسی کی قبول نہین کیجاتی اسکی سفارش یعنی بسبب خوار و بیقدر ہونے اسکے لوگون کی نظرون مین نقل کی بخاری نے فرمایا بندہ دینار کا الخ یہ اس سبب سے کہا کہ مذموم دوستی اور گرفتاری ہو اسباب دنیا مین اور اگر مال اسکے ملک مین ہو اور اسکی دوستی مین گرفتار نہو مذموم نہین اور خاص دینار اور درہم ہی کو اسلیے ذکر کیا کہ یہ دونون نقد ہین کہ حاصل ہوتے ہین جسبب انکے تمام مقاصد نفس و شہوات اسکے اور لفظ خمیصہ سیاہ تہ بند ریشمی کو یا پرزرین صفیہ کے چادر سیاہ منقش دار اور جسراج مین ہو خمیصہ کملی سیاہ کو کہتے ہین یا دو طرف منقش ہوتے ہین اور خاص اسکو اسلیے ذکر کیا کہ اکثر اسکے پہننے مین تکبر اور رعونت اور ریا اور سمعہ ہوتی ہو اور نفس کو کمال رغبت ہوتی ہو اسکی طرف اور لفظ انتکس کہتے اسکی مفارقت کی ہین گو یا کہ بندہ اسکے ہوتے ہین اور نقش اور انتقاش کے معنے ہین کانٹا پاؤن سے نکالنا یعنی جب شدت و محنت مین کوئی گرفتار ہو کوئی مدد اسکی نکیجیو اور جو کانٹا پاؤن سے نکالنا اونے مرتبہ مدد کرنے کا ہو نفی کی اسکی اس سے زیادہ جو ہو بطریق اولی منفی اور مفقود ہوگا اور بیان کیا حال اس کلام کا دعا پر بطریق مبالغت شارحین نے کہا ہو معنے والا اگر حمل کرین اوپر خبر دینے کے یعنی حال اس جماعت کے سے اور برائی اور ذلت اور خواری انکی سے دنیا اور آخرت مین تو کچھ مانع ہو جیسے کہ نہین پوشیدہ ہو یہ ع ح ع (وَعَنْ) اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِمَّا اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِيْ مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتِهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوَيَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَ فَمَسَحَ عَنْهُ الرُّحَضَاءَ وَقَالَ اَيْنَ السَّائِلُ وَكَاَنَّهُ حَمِدَهُ فَقَالَ اِنَّهُ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ وَاِنَّ مِمَّا يُنْبِتُ الرَّبِيْعُ مَا يَقْتُلُ حَبَطًا اَوْ يُلِمُّ اِلَّا اٰكِلَةَ الْخَضِرِ اَكَلَتْ حَتّٰى اِمْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اِسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ عَادَتْ فَاَكَلَتْ وَاِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَهُ بِحَقِّهِ وَوَضَعَهُ فِيْ حَقِّهِ فَنِعْمَ الْمَعُوْنَةُ هُوَ وَمَنْ اَخَذَهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَانَ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَيَكُوْنُ شَهِيْدًا عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اور روایت ہو ابی سعید خدری سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق جملہ ان چیزون سے کہ ڈرتا ہون مین تمہارے صحابہ یا اے امت پیچھے وفات اپنی سے وہ چیز ہو کہ کھولی جاویگی تمپر تازگی اور خوبی دنیا کی اور زینت اسکی پس کہا ایک شخص نے یا رسول اللہ کیا لاویگی بھلائی برائی کو یعنے حاصل ہونا غنیمت کا اور اموال کا بھلائی ہو پس کیونکر وسیلہ اور سبب برائی اور ترک طاعت کا ہو پس چپ رہے حضرت یعنے بانتظار وحی کے دیر تک یہانتک کہ گمان کیا ہمنے کہ تحقیق اتاری جاتی ہو وحی حضرت پر کہا ابو سعید راوی نے پس پونچھا آنحضرت نے اپنے چہرہ مبارک سے پسینا کہ وقت اترنے وحی کے آتا تھا اور فرمایا کہان ہو وہ شخص پوچھنے والا اور گویا کہ آنحضرت نے تعریف کی اسکی یعنے اور اچھا جانا اسکو اس سوال مین اسلیے کہ لوگون کو اس سے فائدہ ہوگا پس فرمایا تحقیق شان یہ ہو کہ نہین لاتی بھلائی برائی کو یعنے رزق اگرچہ بہت ہو تحملہ بھلائی سے ہو اور اس سے برائی پیش نہین آتی مگر بعارض بخل و اسراف کے اور تجاوز کرنے کے حد اعتدال سے مانند بہار کے کہ نہین اگاتی مگر جو کچھ

کہ چیز ہوتی فی نفسہ اہلاک اور ضرر بسبب زیادہ کھانے کے ہوتا ہے جیسے کہ بیان فرمایا بقول خود اور تحقیق جنس اس چیز سے کہ اگاتی ہے بہار قسم گھانس سے وہ چیز ہے کہ مار ڈالتی ہے
جانور کو پیٹ پھلا کر یا قریب ہلاک کے ہو جاتا ہے یعنے اگر مر نہیں قریب ہو پہنچتا ہے یعنے ہلاک کے مگر کھانیوالا جانور گھانس سبز کا اسطرح کہ کھائی گھانس یہانتک کہ تن گئیں کوکھیں
اسکی بیٹھا سامنے قرص آفتاب کے یعنے پڑا رہتا ہے جانور کہ جب بدہضمی سے پیٹ اسکا پھول جاتا ہے تو آفتاب کے سامنے بیٹھتا ہے جب گرم ہوتا ہے پیٹ نرم ہوتا ہے
اور جو کچھ اسکے پیٹ میں ہوتا ہے نکل جاتا ہے جیسے کہ فرمایا پس پتلا گوبر کیا اور پیشاب کیا یعنے پس اپھارہ پیٹ کا جاتا رہا پھر پھر اطرف چراگاہ کے پس کھایا اور تحقیق یہ مال دنیا کا
سبز اور تر و تازہ اور نرم و رنگین ہے آنکھوں میں اچھا معلوم ہوتا ہے اور دیدیا اور خوش مزہ ہے کہ لیا اسکا دل میں لذت زیادہ کرتا ہے پس جو کوئی کہ لیوے مال کو ساتھ حق اسکے کے
یعنے بقدر احتیاج کے وجہ حلال سے اور رکھے اسکو بیچ حق اسکے کے یعنے مصرف اسکے کے کہ واجب ہے یا مستحب پس اچھا مددگار ہے والا ہے وہ مال یعنے دین پر اور جو کوئی کہ لیوے
اسکو بغیر حق اسکے کے ہوتا ہے مانند اس شخص کے کہ کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا اور ہوگا وہ مال دلیل اسپر یعنے اسکے اسراف اور حرص پر دن قیامت کے نقل کی یہ بخاری او
مسلم نے ف لفظ وزینتہا عطف تفسیری ہے اور تازگی اور خوبی دنیا کی جو کہی اشارہ ہے اسپر کہ ابتدا اسکی شیرین اور سبز ہوا اور یہ جلدی فنا ہو جاتی ہے اور معنے یہ ہین کہ ڈرتا ہون
تمپر اس سے کہ کثرت اموال تمہارے کی وقت فتح ہونے شہروں کے باز رکھے گی تمکو اچھے اعمال سے اور علوم نافعہ سے اور پیدا ہونگے تم مین اخلاق ردیہ مانند تکبر اور عجب اور فخر کے
اور محبت مال وجاہ کے اور ان چیزوں کے کہ متعلق ہین ساتھ ان دونوں کے لوازم امور دنیویہ سے اور مانند روگردانی کے سامان تیار کرنے موت کے سے اور یہ جو کہا الخ
یعنے کھاتا ہے اور بدہضمی کرتا ہے اور پیٹ سے نکال ڈالتا ہے اور پھر کھاتا ہے اور یہ تمثیل ہے حال اس شخص کی کہ بعض اوقات میں افراط اور حد سے تجاوز کرتا ہے اور قریب ہلاک کے
پہونچتا ہے بسبب غلبہ شہوت اور حرص کے کہ مرکوز ہے بیچ طبیعت آدمی زاد کے لیکن جلدی اس سے رجوع کرتا ہے اور ہمیشہ گناہ پر مستقیم نہیں رہتا اور بسبب پر روشنی آفتاب
ہدایت کے متوجہ ہوکر توبہ اور ندامت کرتا ہے اور ساتھ پاک کرنے نفس کے گناہوں سے علاج نفس اپنے کا کرتا ہے اور قسم پہلی کہ کہی وہ چیز ہے کہ مار ڈالتی ہے الخ اشارہ ہے طرف
حال اس شخص کے کہ گناہ اور شہوات پر اصرار کیا اور اسمین ہلاک ہوا اور توفیق توبہ کی اور رجوع استغفار کی نہ پائی اور ساتھ قیاس ان دونوں قسموں ذکر کی گئی کے ایک اور
قسم بھی معلوم ہوتی ہے کہ ایک وہ ہے کہ اصلا ہاتھ گناہ پر نہ مارا اور گرفتار شہوت نفس کا نہوا اور دنیا میں بے رغبتی کی اول ظالم ہے اور دوسرا مقتصد یعنے میانہ رو اور تیسرا سابق
یعنے سبقت لیجانے والا بھلائیوں کے کہ پہلے میں ایک سابق نے اصلا ہاتھ دنیا میں نہ آلودہ کیا اور دوسرے مقتصد نے آلودہ کیا لیکن دھو ڈالا اور تیسرے ظالم نے ہاتھ
آلودہ ہی دنیا سے گیا نعوذ باللہ من ذلک پھر اشارہ کیا طرف تفاوت احوال آدمیوں کے بیچ محبت مال اور صرف کرنے اسکے کے پس فرمایا تحقیق یہ مال سبز الخ اور جو کہ لیوے بغیر
حق اسکے کے یعنے بغیر احتیاج کے طرف اسکے اور جمع کیا اسکو حرام سے اور خرچ کیا بیچ رضامندی رب اپنے کے اور مانند اسکے کہ کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا یعنے بسبب غلبہ
حرص کے مانند اس شخص کے ہے کہ اسکو جوع البقر ہوا اور مانند اس بیمار کے کہ اسکو استسقا ہو کہ سیراب نہیں ہوتا جون جون پانی پیتا ہے زیادہ تیزی ہوتی ہے پیاس
کی اور بہت پیٹ پھولتا جاتا ہے کہا خواجہ عبید اللہ نقشبندی رح نے کہ دنیا مانند سانپ کے ہے پس جو شخص کہ جانے منتر اسکا جائز ہے لینا اسکا والا نہیں جائز لیوے کسی
نے کہا کہ منتر اسکا کیا ہے کہا انہوں نے وہ یہ ہے کہ معلوم کرے کہ کہاں سے لیتا ہے اسکو اور کس جگہ میں خرچ کرتا ہے اسکو ع ح ع (وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَاللّٰهِ لَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا
اَهْلَكَتْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے عمرو بن عوف سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین فقر سے ڈرتا مین تمپر یعنے اسلیے کہ اسمین سلامتی غالب ہے
اور وہ انفع ہے تمہارے لیے ولیکن ڈرتا ہون مین تمپر اس سے کہ فراخ کیجاویگی تمپر دنیا یعنے پس کروگے تم معاملہ اغنیا کا سا پس ہلاک ہوؤگے ساتھ انواع بلاؤں کے
جیسے فراخ کی گئی ان لوگون پر کہ تھے پہلے تمسے یعنے پس ہلاک ہوئے وہ بسبب نہ رحم کرنے کے فقرا پر بسبب کمال رغبت کے مال میں پس رغبت کروگے تم دنیا
یعنے اختیار کروگے اسکو تم اور رغبت کروگے اسمین نہایت جیسے کہ رغبت کی لوگون نے اسمین اور ہلاک کریگی تمکو جیسے ہلاک کیا انکو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے
ف سبب خوف کا فراخی دنیا سے کہ باعث رغبت اور ہلاک کی ہو یا گرفتاری حرص کی اور نہایت رغبت جمع اور ذخیرہ کرنے کی ہے کہ موجب ہلاک کی

آخرت میں ہو یا واقع ہو یا بیچ نزاع و خلاف کے کہ نوبت قتل و قتال کی پہونچے اور ظاہر یہ ہے کہ مراد فقر سے یہ ہے کہ نہو اسکے پاس تمام وہ چیزیں کہ جنکی احتیاج پڑتی ہے قوم ضروریات دین اور بدن سے اور غنا سے مراد ہے زیادتی مقدار کفایت پر کہ موجب ہے سرکشی اور غافل ہونے کی عبادت رحمان سے ۔ ترجمہ (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا وَفِي رِوَايَةٍ كَفَافًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی کر تو رزق آل محمد کا قوت اور ایک روایت میں بجائے لفظ قوت کے لفظ کفاف کا ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف مراد آل محمد سے ذریت اور اہلبیت حضرت کی ہے یا تابعدار اور دوست کامل حضرت کے اور قوت اسقدر کھانے پینے کو کہتے ہیں کہ جو نگاہ رکھے بدن کو اور قیام بدن ہو اس سے اور بعضوں نے کہا کہ وہ جان بچا رکھے اور کفایت کرے رزق سے اور کفاف ساتھ زبر کاف کے وہ ہے کہ باز رکھے او سے پر وا کرے سوال سے اور بعضوں نے کہا کہ کفاف اور قوت کے ایک ہی معنے ہیں اور ظاہر یہی ہے کہ روایت دوسری تفسیر پہلی کی ہے اور بیان ہے اسکا کہ اکتفا ساتھ اوسکے ہمیشہ کے واسطے ہے اور قبول کی اللہ تعالیٰ نے دعا حضرت کی بیچ حق انکے کہ چاہا ان لوگوں میں سے کہ ارادہ کیا برگزیدہ کرنے انکے کا اور جاننا چاہئے کہ کفاف مختلف ہوتا ہے ساتھ اختلاف اشخاص اور زمانوں اور احوال کے ایک تو یہ کہ عادت ساتھ قلیل کھانے کے ہے جیسے کہ دو تین روز یا زیادہ اس سے بھوکا رہ سکتا ہے اور دوسرا یہ کہ ایک روز میں دو تین بار کھاتا ہے اور ایک عیالدار ہے قلیل یا کثیر اور دوسرا عیال نہیں رکھتا اور بیچ زمانہ قحط اور تنگی اور حالت ضعف اور مرض کے تھوڑی چیز کفایت کرتی ہے اور فراخی اور قوت میں زیادہ اس سے طلب کرتا ہے مقدار کفاف کی ضبط نہیں ہو سکتی اور مقصود وہ ہے کہ بسبب اسکے قوت طاعت پر ہو اور حرکات عادی فوت نہوں اور اس حدیث میں تنبیہ اور ارشاد ہے امت کو اسپر کہ بیچ طلب کرنے زیادتی کے مشقت نہ اٹھاویں اور مقدار قوت و کفاف پر کفایت کریں اور حد اعتدال سے تجاوز نکریں اور لکھا ہے علما نے کہ کفاف افضل ہے فقر اور غنا سے اور اگر کثرت مال سبب گمراہی اور اسراف کی نہو اور باعث زیادتی بھلائیوں اور عبادت کی ہو تو وہ فضیلت اور طرح کی ہے ترجمہ (وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللهُ بِمَا آتَاهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق چھٹکارا پایا اور مقصود کو پہونچا وہ شخص کہ مسلمان ہوا یا تسلیم کیا قضا و قدر الٰہی کو اور رزق دیا گیا اسکو یعنے حلال بقدر کفایت کے یعنے اسقدر کہ کفایت کرے امر دنیا میں اور باز رکھے اسکو ماسوے اللہ سے اور قانع کیا اسکو خدا تعالیٰ نے ساتھ اس چیز کے کہ دیا ہے اسکو قسم رزق سے اور راضی کیا اسکو ساتھ قسمت کے نقل کی یہ مسلم نے (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْعَبْدُ مَالِي مَالِي إِنَّ مَا لَهُ مِنْ مَالِهِ ثَلَاثٌ مَا أَكَلَ فَأَفْنَى أَوْ لَبِسَ فَأَبْلَى أَوْ أَعْطَى فَاقْتَنَى وَمَا سِوَى ذٰلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَتَارِكُهُ لِلنَّاسِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کہتا ہے بندہ مال میرا مال میرا یعنے فخر کرتا ہے بسبب الگ ہونے مال کے اور تکبر کرتا ہے ساتھ نسبت کرنے اسکے کے اور نہیں جانتا وبال اسکا تحقیق وہ چیز کہ واسطے اسکے ہے مال اسکے سے تین چیزیں ہیں یعنے جو کچھ کہ حاصل ہوتا ہے اسکے لیے اسکے مال میں سے تین منافع ہیں فی الجملہ لیکن ایک منفعت ان میں سے حقیقۃً اور باقی ہے اور منفعت دو صورت میں ظاہر دنیا کی ہیں اور فنا ہونے والی ہیں وہ چیز کہ کھائی اور تمام کی یا وہ چیز کہ پہنی پس پرانی کی یعنے پھر اتار ڈالی یا لٹا دی پس ذخیرہ کی یعنے عقبے کے لیے اور وہ چیز کہ سوا اسکے ہے یعنے ذکر کی گئی کے قسم اور اموال سے مانند مواشی اور زمین اور خادم اور نقد اور جواہر اور مانند انکے کے پس وہ بندہ گذرنے والا ہے اُس سے اور چھوڑ جانیوالا ہے اسکو واسطے لوگوں کے نقل کی یہ مسلم نے ف ذخیرہ کیا اشارہ اس میں طرف اسکے ہے کہ جمع کرنا مال کا حقیقت میں یہ ہے کہ بخشے اور اللہ دے فقرا کو تا ذخیرہ ہو ثواب اسکا واسطے روز حاجت کے قیامت میں ترجمہ (وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقَى مَعَهُ وَاحِدٌ يَتْبَعُهُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ فَيَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقَى عَمَلُهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے انس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ساتھ جاتی ہیں میت کے تین چیزیں پس پھر آتی ہیں دو چیزیں یعنے اپنے مکان کو چھوڑ آتی ہیں اسکو اکیلا اور ساتھ رہتی ہے اسکے ایک چیز ساتھ جاتے ہیں اسکے اہل اسکے یعنے مانند اولاد اور اقارب اور برادر اور جان پہچان اسکے کے اور مال اسکا یعنے مانند لونڈی غلام اور جانور اور خیمہ اور مانند انکے کے اور عمل اسکا یعنے اچھے اور برے پس پھر آتے ہیں اہل و مال اسکے اور

ساتھ رہتے ہیں اسکے عمل نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنے جو کچھ مترتب ہوتا ہے اسپر ثواب و عذاب سے چنانچہ اسلیے کہا گیا ہے القبر صندوق العمل ع (وَعَنْ
عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّکُمْ مَالُ وَارِثِہٖ اَحَبُّ اِلَیْہِ مِنْ مَالِہٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا مَالُہٗ اَحَبُّ اِلَیْہِ مِنْ مَالِ وَارِثِہٖ قَالَ فَاِنَّ
مَالَہٗ مَا قَدَّمَ وَمَالُ وَارِثِہٖ مَا اَخَّرَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنے صحابہ سے کون تم میں سے
کہ مال وارث اسکے کا بہت پیارا ہو طرف اسکے مال اپنے سے یعنے کون ہے کہ دوست رکھے یہ کہ اسکے لیے مال نہو اور اسکے وارث کے لیے مال ہو کہا صحابہ نے یا رسول
اللہ نہیں کوئی ہم میں سے مگر مال اسکا بہت پیارا ہوتا ہے طرف اسکے مال وارث اسکے سے فرمایا کہ تحقیق مال اسکا حقیقت میں وہ ہے کہ آگے بھیجا یعنے صدقہ دیا فقرا
کو اور مال اسکے وارث کا وہ ہے کہ پیچھے چھوڑ گیا نقل کی یہ بخاری نے ف پس اگر چاہتا ہے کہ اسکے لیے مال ہو تو چاہیے کہ صدقہ دے اور آگے بھیجے اور پیچھے نہ چھوڑے
اور جو کہ آگے نہیں بھیجا اور پیچھے چھوڑ جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ مال وارث کو زیادہ دوست رکھتا ہے اپنے مال سے اور مراد یہ ہے کہ بخل کرتا ہے اور حق ادا نہیں کرتا اور
بعد تصدق کے اور وصیت کرنے کے واسطے فقرا کے کہ اکثر اسکا تہائی ہے واسطے وارثوں کے چھوڑ جاوے تو افضل ہے جیسے کہ حدیث میں آیا ہے کہ اگر اپنے
وارثوں کو توانگر چھوڑے تو بہتر ہے اس سے کہ محتاج مانگنے کے لیے لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں ہ ح (وَعَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَقْرَأُ اَلْہٰکُمُ التَّکَاثُرُ قَالَ یَقُوْلُ ابْنُ اٰدَمَ مَالِیْ مَالِیْ قَالَ وَھَلْ لَکَ یَا ابْنَ اٰدَمَ اِلَّا مَا اَکَلْتَ فَاَفْنَیْتَ اَوْ لَبِسْتَ فَاَبْلَیْتَ اَوْ تَصَدَّقْتَ فَاَمْضَیْتَ
رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے مطرف تابعی سے کہ نقل کی اپنے باپ سے یعنے عبد اللہ بن شخیر سے کہ کہا آیا میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں کہ وہ
پڑھتے تھے الہٰکم التکاثر یعنے باز رکھا تمکو اندیشہ آخرت کے سے آپس کے فخر کرنے نے ساتھ کثرت مال کے فرمایا آنحضرت نے بیچ بیان تکاثر کے کہتا ہے آدمی مال
مال میرا مال میرا فرمایا آنحضرت نے یعنے بیچ رد اور انکار اس قول کے نہیں حاصل ہوتا واسطے تیرے اے بیٹے آدم کے نفع اور نصیب مال سے مگر وہ چیز کہ کھائی
تونے پس فنا کی تونے اور پہنی تونے پس پرانی کی تونے یا صدقہ دی تونے پس گذاری تونے اور باقی چھوڑی آخرت کے لیے نقل کی یہ مسلم نے (وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْغِنٰی عَنْ کَثْرَۃِ الْعَرَضِ وَلٰکِنَّ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے ابی ہریرہ رضی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
نہیں توانگری ہے بہت مال و متاع سے ولیکن توانگری حقیقی توانگری دل کی ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنے ساتھ قناعت اور بے پروائی اور عالی ہمتی اور
بچنے کے سوال سے اور ساتھ ترک کرنے حرص کے جسکا دل متعلق ہے ساتھ جمع کرنے مال کے اور حریص ہے اوپر طلب زیادتی کے فقیر و محتاج ہے اگرچہ مال رکھے اور جو کوئی
قانع اور راضی ہے ساتھ قوت اور کفاف کے اور دور ہے حرص اور زیادہ طلبی سے غنی ہے اگرچہ مال نہ رکھے جیسے کہ کہا گیا ہے توانگری بدلست نہ بمال و بزرگی بعقلست نہ بسال
اور بعضوں نے کہا کہ مراد ساتھ غنا نفس کے حاصل کرنا کمالات علمی اور عملی کا ہے کہ نفس ناطقہ انسانی بدون اسکے محفوظ اور توانگر نہیں ہوتا یعنے بخت اور دولت اور توانگری
بسبب کمال کے ہے نہ بسبب مال کے بیت توانگری نہ بمال ست نزد اہل کمال ؛ کہ مال طالب گور ست بعد ازان اعمال ؛ کما قال بعض ارباب الکمال نظم رَضِیْنَا
قِسْمَۃَ الْجَبَّارِ فِیْنَا ؛ لَنَا عِلْمٌ وَلِلْاَعْدَاءِ مَالٌ ؛ فَاِنَّ الْمَالَ یَفْنٰی عَنْ قَرِیْبٍ ؛ وَاِنَّ الْعِلْمَ یَبْقٰی لَا یَزَالُ ؛ اور یہ بات معلوم ہے کہ مال ارث فرعون اور قارون اور تمام کفار
و فجار کی ہے اور علم ارث انبیا اور علما اور اولیا کی ہے ح ع الفصل الثانی فصل دوسری (عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ
یَاْخُذُ عَنِّیْ ھٰؤُلَاءِ الْکَلِمَاتِ فَیَعْمَلُ بِھِنَّ اَوْ یُعَلِّمُ مَنْ یَّعْمَلُ بِھِنَّ قُلْتُ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَعَدَّ خَمْسًا فَقَالَ اتَّقِ الْمَحَارِمَ تَکُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰہُ لَکَ تَکُنْ
اَغْنَی النَّاسِ وَاَحْسِنْ اِلٰی جَارِکَ تَکُنْ مُؤْمِنًا وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِکَ تَکُنْ مُسْلِمًا وَلَا تُکْثِرِ الضَّحِکَ فَاِنَّ کَثْرَۃَ الضَّحِکِ تُمِیْتُ الْقَلْبَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَ
قَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ) روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کون شخص ہے کہ سیکھے مجھسے یہ احکام کہ آگے کہتا ہوں میں
بعد ازاں عمل کرے ساتھ انکے یا سکھادے اس شخص کو کہ عمل کرے انپر کہا میں نے کہ سیکھتا ہوں یا رسول اللہ پس پکڑا آنحضرت نے ہاتھ میرا پس گنیں پانچ
چیزیں یعنے جیسے کہ عادت ہے کہ ہاتھ اپنا یا ہاتھ اسکا کہ جسکو نصیحت کرتے ہیں پکڑ لیتے ہیں پس فرمایا آنحضرت نے یعنے بیچ بیان ان کلمات کے بچ تو ان چیزوں

کہ حرام کی ہیں شمار ہونے اگر تو سیکھیگا تو تو ہوگا عابد ترین لوگوں کا اور راضی رہ تو ساتھ اس چیز کے کہ قسمت کی ہے اللہ تعالیٰ نے تیری اگر راضی ہوگا تو قسمت
حق پر تو ہوگا تو نگر ترین لوگوں کا یعنے جب بندہ راضی ہوا اپنے نصیب پر اور طمع اور احتیاج زیادتی کی نہ رہی بے نیاز ہوا اور ہمیشہ تونگری سے کہ یہی ہے اور نیکی
اور احسان کر تو اپنے ہمسایہ سے یعنے اگرچہ برائی کرے وہ تجھسے ہوگا تو مومن کامل اور دوست رکھ سب لوگوں کے لیے وہ چیز کہ دوست رکھے تو اپنے نفس کے لیے
یعنے خیر دنیا اور آخرت کی ہوگا تو مسلمان کامل اور بہت مت ہنس اسلیے کہ بہت ہنسنا مار دیتا ہے دل کو اور سخت کر دیتا ہے اسکو اور غافل ہوتا ہے یاد خدا سے
نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ف عمل کرے الخ اس سے معلوم ہوا کہ علم فی نفسہ افضل و اشرف ہے اگر عمل کیا اسپر فہو المراد
و گرنہ بسبب تعلیم اوروں کے اور ہدایت کرنے انکے بھی ثواب پاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امر معروف عالم غیر عامل سے درست ہے اور تمام شامل ہے
تمام کرنے منہیات کو اور ترک کرنے مامورات کو اور عابد ترین لوگوں کا اسلیے کہ نہیں ہے کوئی عبادت افضل اس سے کہ نکلے عہدہ فرائض سے اور عوام لوگ
ترک کرتے ہیں فرائض کو اور مشغول ہوتے ہیں کثرت نوافل کے پس ضائع کرتے ہیں اصول کو اور قیام کرتے ہیں ساتھ فضیلتوں کے بعض اوقات ہوتی ہے
ایک شخص پر قضا نمازوں کی اور غافل ہوتا ہے انکے ادا کرنے سے اور طلب کرتا ہے علم اور کوشش کرتا ہے طواف اور نفل عبادتوں میں اور ہوتی ہے ایک زکوۃ
یا حقوق لوگوں کے اور کھلاتا ہے فقراء کو اور بناتا ہے مسجدیں اور مدرسے اور بانٹتا ہے انکے اور راضی ہو تو الخ پوچھا ایک شخص نے سید ابوالحسن شاذلی رحمہ
حال کیمیا سے پس کہا انھوں نے کہ وہ دو کلمہ ہیں ڈال تو خلق کو اپنی نظر سے اور قطع کر تو اللہ سے طمع یہ کہ دیوے تجکو غیر اس چیز کے کہ قسمت میں کیا ہے تیرے
اور کہا سید عبدالقادر جیلانی رح نے کہ جان تو کہ قسمت نہیں فوت ہوتی تجھسے بسبب ترک کرنے طلب کے اور جو چیز کہ قسمت میں نہیں ہے نہیں پہونچیگا
تو اسکو بسبب حرص کرنے اپنے کے طلب میں اور بسبب کوشش اور مشقت کے پس صبر کر تو اور لازم کر حلال کو اور راضی ہو تو ساتھ اسکے تاکہ راضی ہو وے
تجھسے ذوالجلال اور وہ چیز کہ دوست رکھے تو یعنے مثل اس چیز کے کہ دوست رکھے تو اسکو اپنے لیے خاص کر یہانتک کہ دوست رکھے تو ایمان کافر کے لیے
اور توبہ فاجر کے لیے اور مانند انکے کے اور بہت مت ہنس یعنے ہوگا تو خوش دل اور زندہ ذکر رب سے ع ح (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
إِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ ابْنَ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِيْ أَمْلَأْ صَدْرَکَ غِنًی وَأَسُدَّ فَقْرَکَ وَإِنْ لَا تَفْعَلْ مَلَأْتُ یَدَکَ شُغْلًا وَلَمْ أَسُدَّ فَقْرَکَ رَوَاہُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَۃَ) اور روایت ہے
ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے آدمی زاد فارغ ہو میری عبادت کے لیے یعنے خوب فارغ کر اپنے دل کو
واسطے عبادت رب اپنے کے بھر دونگا میں سینہ تیرا بے پروائی سے یعنے بھر دونگا دل تیرا علوم و معارف سے کہ پیدا کرینگے بے پروائی کو غیر مولیٰ سے
اور بند کرونگا میں راہ فقر اور احتیاج تیری کی طرف خلق کے اور اگر نہ کریگا تو یعنے فارغ نہ ہوئے تو میری عبادت کے لیے اور گرفتار ہے مہمات اور مشاغل دنیا
اور نفس کے رہے تو بھر دونگا میں ہاتھ تیرا یعنے ہاتھ تیرے طرح طرح کے شغلوں میں اور دور نہیں کرونگا فقر اور احتیاج تیری کو نقل کی یہ احمد اور ابن ماجہ نے
ف یعنے بیچ گرفتاری اور مشاغل اور مہمات دنیا کے فقر نہیں جاتا اور پریشانی اور سرگردانی بحال خود رہتی ہے اور بیچ فارغ ہونے کے واسطے عبادت کے آسایش
بھی ہے اور غنا بھی ہے جو حاصل یہ کہ رنج میں ڈالیگا تو اپنے نفس کو بسبب کثرت تردد کے بیچ طلب کرنے مال کے اور نہیں پہونچیگا تو مال کو مگر اسقدر کہ مقدر کیا گیا
ہے تیرے لیے ازل میں اور محروم رہیگا تو غنا سے قلب سے بسبب ترک کرنے عبادت رب اپنے کے ع (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ ذُکِرَ رَجُلٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ بِعِبَادَۃٍ وَاجْتِہَادٍ وَذُکِرَ آخَرُ بِرِعَۃٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَعْدِلْ بِالرِّعَۃِ یَعْنِي الْوَرَعَ رَوَاہُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے جابر سے کہا انہوں نے ذکر کیا گیا ایک
شخص نزدیک حضرت کے ساتھ عبادت بہت کرنیکے اور ساتھ کوشش و مشقت کرنے کے یعنے طاعت میں باوجود کم بچنے کے گناہ سے اور ذکر کیا گیا یعنے حضرت
کے نزدیک ایک اور شخص ساتھ پرہیزگاری کے پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے برابر نکر تو کثرت عبادت اور کوشش طاعت کو کہ بغیر پرہیزگاری کے ہو ساتھ
پرہیزگاری کے اگرچہ اسقدر عبادت و کوشش نہ ہو نقل کی یہ ترمذی نے ف ساتھ لفظ یعنے کے تفسیر کی ہے کسی راوی نے لفظ رعۃ کی اور مراد ورع سے تقوی ہے

یعنے سہما اور چیزون سے پس وہ کبھی مقتضی ہوتا ہے بجا لانے عبادتوں واجبہ کو۔ ع (وَعَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ وَهُوَ يَعِظُهُ اغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مُرْسَلًا) اور روایت ہے عمرو بیٹے میمون اودی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ایک شخص کے اس حال میں کہ حضرت نصیحت کرتے تھے اسکو غنیمت گن پانچ چیزون کو یعنے پانچ احوال کو کہ موجود ہوں فی الحال پہلے پانچ عوارض کے کہ متوقع ہوں زیادہ آیندہ میں غنیمت گن جوانی کو یعنے اس زمانہ کو کہ قوی ہو عبادت پر پہلے بڑھاپے اپنے کے یعنے اور ضعیف ہونے کے طاعت سے اور غنیمت گن صحت اپنی کو یعنے اگرچہ بڑھاپے میں ہو پہلے بیماری اپنے کے کہ صحت نعمت عظیم ہے بعد ایمان کے اور غنیمت گن توانگری کو پہلے فقر اپنے کے اور غنیمت گن فراغ وقت کو مشاغل اور تشویشات سے پہلے مشغول ہونے اور مبتلا ہونے کے انمین اور غنیمت گن زندگانی کو پہلے موت کے یعنے بڑھاپا اور بیماری اور محتاجی اور شغل اور موت انھوں میں جب تک کہ نہیں پہونچے ہیں وقت کو غنیمت جان ف غنیمت اصل میں اس مال کو کہتے ہیں کہ کافرون کے لشکر سے ہاتھ لگے اور بغیر پائے مشقت کے ملتا ہے اور اغتنام افتعال ہے یعنی لوٹ غنیمت کو اور توانگری اپنی کو یعنے قدرت اپنی کو عبادات مالیہ پر اور خیرات اور ثوابوں آخرت پر یہ مطلق احوال کے اور پہلے فقر اپنے کے یعنے مفقود کرنے یہ سے کہ اسکو زندگانی مین یا بعد مرنے کے۔ ع (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْتَظِرُ أَحَدُكُمْ إِلَّا غِنًى مُطْغِيًا أَوْ فَقْرًا مُنْسِيًا أَوْ مَرَضًا مُفْسِدًا أَوْ هَرَمًا مُفَنِّدًا أَوْ مَوْتًا مُجْهِزًا أَوِ الدَّجَّالَ فَالدَّجَّالُ شَرُّ غَائِبٍ يُنْتَظَرُ أَوِ السَّاعَةَ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ) اور روایت ہے ابی ہریرہ رضہ سے اُنھنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا نہیں انتظار کرتا ایک تمھارا مگر توانگری کا کہ گنہگار کرنے والی اور حد امر و نہی سے باہر لانے والی ہے یا انتظار نہیں لیجاتا مگر فقیری کا کہ بھلا دینے والی ہو طاعت حق کو یعنے بسبب گرفتاری بھوکھ اور برہنگی اور تردد کفاف اور طلب قوت کے یا انتظار نہیں کرتا مگر بیماری کا کہ تباہ کرنیوالی ہے بدن کی یعنے بسبب سختی اپنی کے یا دین کو بسبب کسل کے کہ پیدا ہوتا ہے بسبب اسکے یا انتظار نہیں کرتا ہے مگر بہت بڑھاپے کا کہ نقصان عقل و حواس اور بیہودہ گو کرتا ہے یا موت کا کہ جلدی اور ناگہان آنیوالی ہے اور ہلاک کرنیوالی ہے کہ فرصت توبہ کی اور قدرت استغفار نہ دے یا انتظار نہیں لیجاتا ہے مگر دجال کا کہ اخیر زمانہ میں آویگا اور ظہور کریگا اور فتنہ میں ڈالیگا پس دجال بدتر غائب کا انتظار کیا جاتا ہے اسکا اور حاضر ہوگا اخیر زمانہ میں یا انتظار نہیں کرتا ہے مگر قیامت کا اور قیامت سخت ترین حوادث اور تلخ ترین آفات ہے اور نقل کی یہ ترمذی و نسائی ف حاصل معنے حدیث کے یہ ہیں کہ فرماتے ہیں کہ آدمی کہ فرصت اور فراغت کو غنیمت نہیں جانتا گویا ان آفات اور مکروہات کا انتظار کرتا ہے یعنے حالت فقر میں کہ آسایش اور سلامتی حال کو غنیمت نہیں جانتا اور فقر پر صبر نہیں کرتا مگر توانگری کو چاہتا ہے کہ سرکشی میں ڈالے اور راہ راست سے لیجاوے اور اسی طرح حالت غنا میں کہ شکر نہیں کرتا اور نعمت خدا کو نہیں پہچانتا اور عبادت حق کی نہیں کرتا مگر فقر کو چاہتا ہے کہ تمام عبادتوں اور بھلائیوں کو بھلا دے اور اسی طرح باقی اور حالتوں کے سمجھ لے شرح نہیں انتظار کرتا الخ یہ واقع ہوا ہے بطور توبیخ کے اوپر تقصیر مکلفین کے بیچ دین اپنے کے یعنے کب عبادت کروگے تم اپنے رب کی پس تمنے اگر عبادت کی اسکی باوجود قلت شواغل اور قوت بدن کے تو کیونکر عبادت کروگے اسکی باوجود کثرت شواغل اور ضعف قوی کے شاید ایک تمھارا نہیں انتظار کرتا مگر توانگری کا الخ۔ ح ع (وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا إِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ مَلْعُونٌ مَا فِيهَا إِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمٌ أَوْ مُتَعَلِّمٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ) اور روایت ہے اسی ابی ہریرہ رضہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار ہو تحقیق دنیا راندی گئی ہے اور دور کی گئی ہے درگاہ رحمت سے یعنے اسی لیے کہ دور کرنے والی ہے اللہ تعالے سے اور راندی گئی ہے ہر چیز کہ دنیا میں ہے یعنے وہ چیزین کہ غافل کرین ذکر اللہ سے مگر ذکر خدا اور وہ چیز کہ دوست رکھتا ہے خدا اسکو اور عالم اور سیکھنے والا نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے ف دوست رکھتا ہے اسکو یعنے طاعتین اور وہ چیزین کہ نزدیک کرین اللہ سے یا ما والاہ کے معنے یہ ہیں وہ چیز کہ قریب ہو اور مشابہ ہو ذکر کے قسم ذکر انبیا اور اولیا اور صلحا اور اعمال صالحہ سے یا وہ چیز کہ تابع ہے ذکر کی اور لوازم اور مقتضیات اسکی سے ہر قسم اتباع اوامر اور نواہی الٰہی عز اسمہ کی سے اور والاہ وجہ اول پر ولی سے ہے کہ معنے محبت

اور وجہ ثانی پر دلالت کرتی ہے قربت کا اور وجہ ثالث کے موالات سے ہمیشہ تبعیت کے اور یہ اس تقدیر پر ہے کہ مراد ساتھ ذکر اللہ کے اسم الٰہی کے ہو جیسا کہ چاہیے کہ متعارف ہے
اور اگر مراد ساتھ اسکے ہر عمل خیر ہو کہ بہ نیت تقرب اور تشبہ کے کرین تو طاعتین اور عبادتین باعتبار ان معنی کے سب داخل ذکر کے ہونگی اور مراد ساتھ ما والاہ کے
اسباب اور آلات ہونگے کہ باعث ذکر کے اور مدد کرنے والے اسپر ہین قسم کفاف معیشت اور اور ضروریات کے سے اور ذکر کرنا عالم و متعلم کا قبیلہ تخصیص بعد تعمیم کے سے ہوگا
ع وعن سهل بن سعد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كانت الدنيا تعدل عند الله جناح بعوضة ما سقى كافرا منها شربة رواه احمد والترمذي وابن ماجه
اور روایت ہے سہل بیٹے سعد کے سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر ہوتی دنیا برابر پر پشہ کے نزدیک خدا کے تو نہ پلاتا کسی کافر کو اسمین سے گھونٹ
پانی کا نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ف یعنی اگر دنیا کی کچھ بھی قدر ہوتی اللہ کے نزدیک تو کافر کو اسکی چیز بھی نہ ملتی اس لیے کہ وہ اللہ کے دشمن اور
کو نہیں دیتا پس دنیا کی وہ چیز کہ اسکی قدر ہو دینے والے کے نزدیک بس اسکی حقارت ہی کا سبب ہے کہ کافرون کو دیتا ہے اور اپنے دوستون کو نہیں دیتا ہے اسی اشارہ کیا ہے
حدیث میں ماروی ان الدنیا ملعونة ملعون ما فیها الا ما کان للہ اور اسکی وارثت ہی کا سبب ہے اللہ تعالی کے نزدیک کہ بہت دیتا ہے دنیا کفار و فجار کو جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے
ولولا ان یکون الناس امة واحدة الخ یعنی اور اگر نہ ہوتا یہ کہ ہو جاوینگے لوگ جماعت واحد یعنی کفر پر تو کرتے ہم واسطے انکے کہ کفر کرتے ہیں ساتھ رحمٰن کے گھرون انکے کے
چھت چاندی کی اور فرمایا اللہ تعالی نے وما عند اللہ خیر للابرار اور فرمایا ورزق ربک خیر وابقی ع وعن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تتخذوا
الضيعة فترغبوا في الدنيا رواه الترمذي والبيهقي في شعب الايمان اور روایت ہے ابن مسعود سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ پکڑو ضیعہ کو تاکہ سبب
رغبت کی دنیا میں ہو نقل کی یہ ترمذی نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں ف ضیعہ ساتھ زبر ضاد اور سکون ی کے صنعت اور تجارت اور باغ اور زراعت اور گاؤں
اور مراد منع کرنا ہے مشغول ہونے سے انہیں اور مانند انکے میں کہ جو مانع ہوں عبادت مولی سے اور متوجہ ہونے سے طرف امور عقبی کے ع اسلیے کہ ان چیزوں
کے اختیار کرنے میں حرص اور طلب کرنے زیادہ کے پیدا ہوتی ہے اور یہ اسکے حق میں ہے کہ گرفتار ہو اسباب میں اسکو مانع حضور رب سے ہوا اور ادائے حقوق سے باز رکھے
اور اگر ایسا نہو تو منع نہیں اور ان دونوں معنون کو آیہ کریمہ رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله محتمل ہے یعنی اسکے یہ کہ وہ مرد کہ باز نہیں رکھتی انکو تجارت اور بیع ذکر خدا
سے یعنی بیع اور تجارت نہیں رکھتے تا مانع ہو یا یہ مراد ہے کہ ہوتا انکا ذکر سے باز نہیں رکھتا اور ان معنی آخر کو قول سبحانہ تعالی کا واقام الصلوة وایتاء الزکوة سے مناسبت ہے
کثرت مال وجاہ سے تا زرع و تجارت ہو چو دل با خدا است خلوت نشینی ہے ع وعن ابی موسی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احب دنياه اضر باخرته
ومن احب آخرته اضر بدنياه فآثروا ما يبقى على ما يفنى رواه احمد والبيهقي في شعب الايمان اور روایت ہے ابی موسی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کہ جو شخص دوست رکھتا ہے دنیا اپنی کو یعنی ایسا دوست رکھنا کہ غالب ہو حب سے ضرر نقصان پہونچاتا ہے آخرت اپنی کو یعنی ناقص کرتا ہے درجہ اپنا آخرت میں اسلیے کہ
مشغول ہوتا ہے ظاہر و باطن اسکا دنیا میں پس نہیں ہوتی اسکو فراغت واسطے امر آخرت اور طاعت مولے کے اور وہ شخص دوست رکھتا ہے آخرت اپنی کو ضرر پہونچاتا ہے
دنیا اپنی کو یعنی سبب نہ متوجہ ہونے اسکے کے امر دنیا میں بسبب مشغول ہونے اسکے کے امر آخرت میں اور مہمات اسکے میں پس جب جانا تم نے کہ دوستی
دنیا اور آخرت کی آپس میں جمع نہیں ہوتی تو پس اختیار کرو اس چیز کو کہ باقی ہے یعنی آخرت کو اوپر اس چیز کے کہ فانی ہے یعنی دنیا نقل کی یہ احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان
میں ف علامت اختیار کرنے عقبے کی اور اعراض کرنے کی دنیا سے یہ ہے کہ مستعد رہے موت کے لیے پہلے آنے اسکے کے ع وعن ابی هريرة عن النبي صلى الله
عليه وسلم قال لعن عبد الدينار ولعن عبد الدرهم رواه الترمذي اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ انہوں نے نقل کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا لعنت کیا گیا ہے
کیا جاتا ہے بندہ دینار کا اور بندہ درہم کا نقل کی یہ ترمذی نے ف یعنی جو کوئی گرفتار انکی محبت کا ہے اور بسبب انکی بندگی کے خدا سے دور پڑا ہے وہ گویا بندہ انکا اور لعن
معنے میں ہانکنا اور دور کرنا نیکی اور رحمت سے ہے ع وعن كعب بن مالك عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما ذئبان جائعان ارسلا في غنم بافسد لها
من حرص المرء على المال والشرف لدينه رواه الترمذي والدارمي اور روایت ہے کعب بیٹے مالک کے سے انہوں نے نقل کی اپنے باپ سے کہ کہا اسکے باپ نے کہ فرمایا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں دو بھیڑیئے بھوکے کہ چھوڑے گئے بیچ ریوڑ بکریوں کے بہت خراب کرنے والے بکریوں کو حرص کرنے شخص کے سے
مال وجاہ پر واسطے دین اسکے کے نقل کی یہ ترمذی اور دارمی نے فقط لفظ لدینہ متعلق ہے افسد کی اور معنی یہ کہ حرص کرنی آدمی کے مال وجاہ پر بہت خراب کرتی ہے
اسکے دین کو کہ تشبیہ بکری کے سبب ضعف اسکے کے مقابلہ میں حرص کے بہ نسبت خراب کرنے دو بھیڑیوں بھوکوں کے ریوڑ بکریوں کو یعنی وہ بھیڑیئے بھوکے بکریوں کو
ایسا خراب نہیں کرتے جیسے حرص دین کو خراب کرتی ہے اور سند حدیث میں جو بعض میں ابیہ ہے تو اسی طرح مشکوۃ کے نسخوں میں لیکن صحیح سہو ہے شاید کہیں اور صواب
ترک لفظ عن ابیہ ہو اسلیے کہ باپ کعب کا کہ مالک ہے ساتھ شرف اسلام کے مشرف نہیں ہوا اور جامع ترمذی میں یوں ہے عن ابن کعب بن مالک عن ابیہ اور
مشکوۃ کے بعضے نسخوں میں بھی اسی طرح واقع ہوا ہے پس یہ حدیث کعب بن مالک سے ہوگی اور کعب بن مالک صحابی مشہور ہیں ان تین شخصوں میں سے کہ پیچھے
رہ گئے تھے غزوہ تبوک سے شروع (وَعَنْ خَبَّابٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَنْفَقَ مُؤْمِنٌ مِنْ نَفَقَةٍ إِلَّا أُجِرَ فِيهَا إِلَّا نَفَقَتَهُ فِي هٰذَا التُّرَابِ رَوَاهُ
التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ) اور روایت ہے خباب سے نقل کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا نہیں خرچ کیا کسی مسلمان نے کوئی خرچ یعنی مصارف شرعیہ
میں سے مگر کہ ثواب دیا جاتا ہے اسمیں مگر خرچ کرنا اسکا اس خاک میں نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے یعنی گھر کے بنانے میں کہ اسمیں اجر و ثواب نہیں ہوتا اور
یہ خرچ مخصوص ہے ضرورت و احتیاج کے اور بنانے مکانوں پر ہے کہ ہووے اس بنا کا گرنا دیر بات سے ہے اگر بقدر حاجت کے ہو اور اسی طرح مکان خیر کے مانند مسجد اور مدرسہ
اور مانند اسکے کے بنانا اسکا مستحسن اور مستحب ہے شروع (وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّفَقَةُ كُلُّهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ إِلَّا الْبِنَاءَ فَلَا خَيْرَ فِيهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ
هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ) اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خرچ کرنا سب راہ خدا میں ہے یعنی ثواب رکھتا ہے اگرچہ نیت تقرب کی کرے
مگر خرچ کرنا بیچ بنانے عمارت کے یعنی اگر زائد ہو حاجت سے پس نہیں ہے نیکی اور ثواب اس میں نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے شاید واسطے واقع
ہونے اسراف کے اور اللہ نہیں دوست رکھتا اسراف کو اور سوا اسکے جو خرچ کرتا ہے بہ نیت تقرب کے اسمیں اسراف نہیں ہے اسلیے کہ وہ قبیلہ کہا ہے انجام
کے سے ہے اور یہ دونوں چیزیں برابر ہیں کہ واقع ہوں مستحق پر یا غیر مستحق پر شروع (وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا وَنَحْنُ مَعَهُ فَرَأَى قُبَّةً مُشْرِفَةً فَقَالَ
مَا هٰذِهِ قَالَ أَصْحَابُهُ هٰذِهِ لِفُلَانٍ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَكَتَ وَحَمَلَهَا فِي نَفْسِهِ حَتَّى لَمَّا جَاءَ صَاحِبُهَا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فِي النَّاسِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ صَنَعَ ذٰلِكَ مِرَارًا حَتَّى عَرَفَ الرَّجُلُ الْغَضَبَ
فِيهِ وَالْإِعْرَاضَ عَنْهُ فَشَكَا ذٰلِكَ إِلَى أَصْحَابِهِ وَقَالَ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأُنْكِرُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا خَرَجَ فَرَأَى قُبَّتَكَ فَرَجَعَ الرَّجُلُ إِلَى قُبَّتِهِ فَهَدَمَهَا حَتَّى سَوَّاهَا
بِالْأَرْضِ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمْ يَرَهَا قَالَ مَا فَعَلَتِ الْقُبَّةُ قَالُوا شَكَا إِلَيْنَا صَاحِبُهَا إِعْرَاضَكَ فَأَخْبَرْنَاهُ فَهَدَمَهَا فَقَالَ أَمَا إِنَّ كُلَّ بِنَاءٍ
وَبَالٌ عَلَى صَاحِبِهِ إِلَّا مَا لَا إِلَّا مَا لَا يَعْنِي إِلَّا مَا لَا بُدَّ مِنْهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نکلے ایک دن اس حال میں کہ ہم تھے
اصحاب کی ساتھ آنحضرت کے تھے پس دیکھا آنحضرت نے ایک گنبد بلند کہ ایک شخص نے انصار میں سے بنایا تھا پس فرمایا آنحضرت نے یعنی بطریق انکار و تحقیر
کے کہ کیا ہے یہ گنبد یعنی یہ عمارت بڑی ہے اور کسنے بنایا ہے اسکو عرض کیا حضرت کے صحابی نے کہ یہ گنبد ہے فلانے شخص کا کہ ایک مرد انصار میں سے ہے پس سکوت فرمایا
حضرت نے اور کچھ نہ کہا ولیکن رکھا اس بات کو بطریق کراہت کے اور غضب کے اپنے دل میں یہانتک کہ جب آیا مالک گنبد کا پس سلام کیا اسنے حضرت پر لوگوں میں
پس منہ پھیر لیا حضرت نے اس سے جواب اسکے سلام کا نہ پایا دیا اور منہ پھیر لیا التفات نہ کیا اسکی طرف واسطے ادب دینے اسکے کے اور تنبیہ کرنے غیر اسکے کے کیا اسنے
نے یہ فعل کئی بار یعنی وہ شخص سلام کرتا تھا اور آنحضرت منہ پھیر لیتے تھے اور جواب اسکے سلام کا نہ دیتے تھے یہانتک کہ پہچانا اس شخص نے غصہ چہرہ مبارک پر حضرت
کے اور پھیرنے مبارک کا پھیرنا اس سے پس شکایت کی اس شخص نے اسکی حضرت کے یاروں سے یعنی خاص یاروں سے کہ ہمنشین اور مصاحب تھے اور کہا اسنے قسم ہے
قسم ہے خدا کی میں ناآشنا دیکھتا ہوں اپنے سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنی اثر غصہ اور کراہت کا دیکھتا ہوں حضرت پر کہ ہرگز نہ دیکھا تھا میں نے سبب اسکا
کیا ہے کہا صحابہ نے کہ نکلے تھے حضرت اور دیکھا تھا گنبد تیرا اور مکروہ جانا اسکو پس پھرا وہ شخص طرف گنبد اپنے کے پس گرا دیا اسکو یہانتک کہ برابر کر دیا اسکو ساتھ زمین

پس نکلے آنحضرت ایک روز پس نہ دیکھا اُس گنبد کو فرمایا کیا ہوا وہ گنبد کہا صحابہ نے کہ شکایت کی طرف ہماری مالک اُسکے نے آپکی ناخوشی پہنچنے کی اُس سے اور پوچھا کہ
سبب اسکا کیا ہے پس خبر دی ہمنے اُسکو یعنے اسکی کہ خفگی آپکی بسبب ہماری گنبد کے ہی پس گرا دیا اُسنے اسکو پس فرمایا حضرت نے یعنے بیچ سبب کہ وہ جانتے اس
عمارت کے آگاہ ہو تحقیق ہر عمارت سبب عذاب کی ہے آخرت میں اوپر مالک اسکے کے اِلّا مَا لَا اِلّا مَا لَا یعنے مگر وہ چیز کہ نہیں ہے چارہ اس سے اور ضروری ہے اسقدر
ساعت ہے نقل کی یہ ابو داؤد نے ف یعنے حدیث کے یہ ہیں کہ جو عمارت کہ بناوے اسکو مالک اسکا پس وہ وبال ہے یعنے عذاب ہے آخرت میں اور وبال اصل میں بوجھ
اور مکروہ کو کہتے ہیں اور مراد عمارت سے وہ ہے کہ باقی ہو تفاخر اور چین کے لیے زیادہ حاجت سے نہ عمارتیں خیر کی مانند مسجدوں اور مدرسوں اور خانقاہوں کے کہ یہ
آخرت کی چیزوں میں سے ہیں اور اسیطرح جو چیز کہ ضروری ہو آدمی کے لیے قسم قوت اور لباس اور مکان رہنے کے سے روایت کیا بیہقی نے انس سے بطریق مرفوع کے کہ تمام
بنا وبال ہے اپنے مالک پر دن قیامت کے مگر مسجد اور روایت کیا طبرانی نے واثلہ سے مرفوعا کہ کل بنیان یعنے عمارت وبال ہے مگر جو کہ ہو ایسی اور اشارہ کیا ساتھ
ہتھیلی اپنی کے یعنے تھوڑی سی بقدر ضرورت کے اور کل علم وبال ہے دن قیامت کے مگر وہ علم کہ عمل کیا جاوے اسپر ۲۰ع (وَعَنْ اَبِیْ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ عَهِدَ
اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا یَکْفِیْكَ مِنْ جَمْعِ الْمَالِ خَادِمٌ وَمَرْکَبٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِیْ بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِیْحِ
عَنْ اَبِیْ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَدٍ بِالدَّالِ بَدَلَ التَّاءِ وَهُوَ تَصْحِیْفٌ) اور روایت ہے ابی ہاشم بن عتبہ سے کہ کہا وصیت کی مجکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوائے اسکے
نہیں کہ کفایت کرتا ہے تجکو جمع کرنے مال کے سے ایک خادم کہ سفر ضروری میں خدمت کرے اور ایک سواری کہ سوار ہو تو اُسپر راہ خدا میں یعنے جہاد میں یا حج میں
یا طلب علم میں یعنے اگر کچھ رکھا چاہے تو یہ دو چیزیں رکھ زیادہ اسپر اختیار نکر یا صرف کر دے اور نہ رکھ اور مقصود اُس سے قناعت اور اکتفا کرنا ہے قدر کفایت پر اُن چیزوں
میں سے کہ توشہ ہوں راہ آخرت کا نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور بعضے مصابیح کے نسخوں میں عن ابی ہاشم بن عتبد ہے ساتھ دال کے بدلے
تے کے اور یہ غلط ہے کسی راوی سے یہ غلطی ہوئی ہے (وَعَنْ عُثْمَانَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ لِابْنِ اٰدَمَ حَقٌّ فِیْ سِوٰی هٰذِهِ الْخِصَالِ بَیْتٌ یَسْکُنُهُ وَثَوْبٌ یُوَارِیْ
عَوْرَتَهُ وَجِلْفُ الْخُبْزِ وَالْمَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے عثمان سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے واسطے ابن آدم کے استحقاق بیچ غیر ان
چیزوں کے مگر کہ ہووے اُس میں یعنے بقدر ضرورت کے جو کہ دفع کرے گرمی اور سردی کو اور کپڑا کہ ڈھانکے ساتھ اُسکے ستر اپنے کو اور روٹی خشک بغیر لاون کے
کہ اس سے بھوک کو دفع کرے اور پانی کہ اُس سے پیاس کو بجھاوے نقل کی یہ ترمذی نے ف مراد ساتھ حق کے وہ چیز ہے کہ واجب ہے واسطے اُسکے اللہ تعالے
کی طرف سے بغیر رنج و سوال کے اُس سے آخرت میں پس اکتفا کریگا اُسپر وجہ حلال سے نہیں سوال کیا جاویگا اُس سے اسلیے کہ یہ چیزیں اُن حقوق میں سے ہیں کہ
نہیں چارہ نفس کو اُنسے اور جو کچھ سوائے انکے ہے حظوظ نفس سے سوال کیا جاویگا اُنسے اور مطالبہ کیا جاویگا اور جلف ساتھ زیر جیم اور جزم لام کے روٹی موٹی خشک
بغیر لاون کے اور ساتھ زبر جیم کے بھی روایت کیا ہے جمع جلفہ کی یعنی ٹکڑے خشک روٹی کے کہ اُس سے بھوک کو دفع کرے ۲ع ح (وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَ
رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا اَنَا عَمِلْتُهُ اَحَبَّنِیَ اللّٰهُ وَاَحَبَّنِیَ النَّاسُ قَالَ اِزْهَدْ فِی الدُّنْیَا یُحِبَّكَ اللّٰهُ وَازْهَدْ فِیْمَا عِنْدَ النَّاسِ یُحِبَّكَ النَّاسُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ) اور
روایت ہے سہل بن سعد سے کہ کہا آیا ایک شخص پس کہا یا رسول اللہ خبر دو مجکو ایسے کام کی کہ جسوقت میں کروں اُسکو دوست رکھے مجکو اللہ اور دوست رکھیں مجکو
لوگ فرمایا نفرت کر اور رغبت نکر دنیا میں یعنے ساتھ ترک کرنے محبت اسکی کے اور اعراض کرنے سے زوائد اُسکے سے اور متوجہ ہونے کے طرف آخرت کے تا دوست
رکھے تجکو اللہ یعنے بسبب نہ دوست رکھنے تیرے کے عدو اللہ کو کہ دنیا ہے اور رغبت نکر اُس چیز میں کہ نزدیک لوگوں کے ہے یعنے مال و جاہ تا دوست رکھیں تجکو لوگ
نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے ف زہد کہتے ہیں میل کرنے کو طرف ایک چیز کے اور زہد صادق اور کامل یہ ہے کہ باوجود میسر ہونے لذات کے اُنسے رغبتی کرے
کہا ہے بعضوں نے کہ نہیں متصور ہوتا زہد اُس سے کہ نہیں ہے اُسکے لیے مال اور نہ جاہ چنانچہ آیا ہے کہ کہا گیا ابن مبارک کو یا زاہد اُنھوں نے کہا کہ زاہد عمر ابن عبد العزیز
تھے کہ دنیا چلی آئی تھی اور باوجود اسکے اُنھوں نے ترک کیا اُسکو اور ہم کس چیز میں زہد کرینگے انتہی حاصل یہ کہ قناعت کرے بقدر ضرورت پر ہر چیز میں مانند

کھانے اور پہننے وغیرہ ذالک کے اور چھوڑے فضولیون کو جب زاہد ہوتا ہے ٭ ع (وعن ابن مسعود ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نام علی حصیر فقام وقد اثر فی جسدہ فقال ابن مسعود یا رسول اللہ لو امرتنا ان نبسط لک ونعمل فقال ما لی وللدنیا وما انا والدنیا الا کراکب استظل تحت شجرۃ ثم راح وترکہا رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ) اور روایت ہے ابن مسعود سے کہ تحقیق رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سوئے بوریے پر پس اٹھے حضرت اور تحقیق نشان کیا تھا بوریے نے حضرت کے بدن مبارک پر پس عرض کیا ابن مسعود نے کہ یا رسول اللہ اگر فرماتے آپ ہمکو کہ بچھا دین ہم واسطے آپ کے فرش نرم اور بنا دین ہم واسطے آپکے کپڑے اچھے تو بہتر ہوتا سوئے آپ کے سے اس بوریے سخت پر پس فرمایا کہ نہین ہے مجکو الفت ساتھ دنیا کے اور نہ دنیا کو الفت و محبت ہے ساتھ میرے اور نہین ہے حال میرا ساتھ دنیا کے مگر مانند حال سوار کے کہ سایہ پکڑا نیچے ایک درخت کے اور سوار ہو کر گذرا پھر چل گذرا اور چھوڑ گیا اس درخت کو نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ٭ ف یہ جو فرمایا ما لی وللدنیا الخ ما اسمین نافیہ ہے یعنے نہین ہے واسطے میرے الفت ساتھ دنیا کے اور نہ واسطے دنیا کے الفت و محبت ساتھ میرے کہ رغبت کرون مین طرف اسکے بچھونے بچھاؤن اسپر اور جمع کرون اس چیز کو کہ اسمین ہے یا ما استفہامیہ ہے یعنے کونسی الفت و محبت ہے واسطے میرے ساتھ دنیا کے یا کونسی چیز حاصل ہوگی واسطے میرے ساتھ میل کرنے کے طرف دنیا کے یا میل کرنے اسکے کے طرف میرے اسلیے کہ مین طالب آخرت ہون اور دنیا سو کون اور حقیقت اسکی ہے اور یہ سوار کی بسبب قلت مدت ٹھہرنے اور جلدی چلے جانے کے ہے اسلیے کہ معلوم ہے کہ گھوڑے کی پیٹھ پر کسقدر ٹھہر سکیگا یعنے تھوڑی ہی دیر ٹھہرتا ہے اور یہ بھی ہے کہ اسمین اشارہ ہے طرف بعید ہونے مقصد کے یعنے آخرت کے اور اہتمام کرنے کے ساتھ قطع مسافت اسکی کے اور تعلق اور التفات کرنے کے کسی اور چیز کی طرف کہ مانع ہو اس سے ٭ ع (وعن ابی امامۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اغبط اولیائی عندی لمؤمن خفیف الحاذ ذو حظ من الصلوۃ احسن عبادۃ ربہ واطاعہ فی السر وکان غامضا فی الناس لا یشار الیہ بالاصابع وکان رزقہ کفافا فصبر علی ذلک ثم نقد بیدہ فقال عجلت منیتہ قلت بواکیہ قل تراثہ رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ) اور روایت ہے ابی امامہ سے اسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا بہت قابل رشک کے میرے دوستون مین سے نزدیک میرے یعنے بہت اچھا انکا ازروے حال اور افضل انکا ازروے مال کے نزدیک میرے یعنے میرے دین و مذہب مین البتہ مومن ہے سبکبار صاحب نصیب بڑے کا نماز سے اچھی کرتا ہے بندگی رب اپنے کی اور اطاعت کرتا ہے اسکی پوشیدہ اور خلوت مین عبادت الہی مین مشغول رہتا ہے یعنے جیسے کہ اطاعت و عبادت کرتا ہے اسکی ظاہر مین اور تھا وہ گمنام لوگون مین نہین اشارہ کیا جاتا طرف اسکے ساتھ انگلیون کے یعنے مشہور اور انگشت نما خلق مین نہین ہے بسبب علم و عمل کے اور ہے روزی اسکی بقدر کفاف کے پس صبر و قناعت کی اسپر پھر چٹکی بجائی حضرت نے ساتھ ہاتھ اپنے کے یعنے جیسی رسم ہے کہ وقت تعجب کے اور ہو چکنے کسی چیز کے بجاتے ہین پھر فرمایا کہ جلدی کی گئی موت اسکی کم مین عورتین روئے والیان اسکے مرنے پر کم ہے میراث اسکی نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ٭ ف لفظ حاذ ساتھ تخفیف معجمہ پیٹھ سواری کی اور خفیف الحاذ قلیل المال والعیال کذا فی القاموس اور کہا صراح مین خفیف الحاذ سبک پشت یعنے عیال و مال سے سبکدوش ہے پس اشغال کی سیر خوب طرح کرسکتا ہے اور نہین مانع ہوتی اسکو کوئی چیز علائق سے اور صاحب نصیب بڑے کا نماز سے یعنے بہت پڑھتا ہے نماز ساتھ حضور قلب کے اور مناجات مع اللہ کے چونکہ شواغل اور تعلقات اہل و مال کے کم رکھتا ہے ضرور ہے کہ کثیر الصلوۃ اور بہت حضور رکھنے والا ہوگا درویش کہ ترک دنیا اور قطع تعلقات کر چکے ہین اسلیے کرتے ہین کہ نماز اور عبادت مولے تعالے بحضور کرسکین آور یہ گمنام لوگون مین اسمین اشارہ ہے طرف اسکے کہ نہین نکلتا اسمین سے لیکن یہ کہ نکلتا اسمین موجب شہرت کا ہے انمین اور اسمین اشارہ ہے طرف اسکے کہ مراد لوگون سے عام لوگ ہین پس نہین ضرر کرتی اسکو معرفت خاص لوگون کی یعنے اولیا اور علما کی کہ انکا مشہور ہونا ہے جیسے کہ دلالت کرتا ہے اسپر جملہ لا یشار الیہ الخ اور نقد بیدہ کے معنے یہ ہین کہ مارا سر انگوٹھے کا بیچ کی انگلی کے سر پر یہانتک کہ نکلی اس سے آواز اور نہایہ مین ہے کہ نقد کیا آنحضرت نے ساتھ انگلیون دست مبارک اپنے کے جیسے کہ درہم نقد کرتے ہین یعنے پرکھتے ہین ایک پھر اور پھر اور جانور جو دانہ اٹھاتا ہے ایک پھر اور پھر اسکو بھی نقد کہتے ہین اور مراد مارنا سر انگلیون کا ہے ایک دوسری پر بقصد تعجب اور تقلیل کے یعنے حال اسکا یہ تھا چند روز مین موت آگئی یہ چل گذرا جیسے کہ فرمایا

جلدی کی گئی موت اسکی یعنے جلدی انتقال ہوگیا اس عالم پرفتنہ و آشوب سے یا مراد یہ ہو کہ ایسا شخص جلد اور آسان جان دیتا ہے سبب قلت تعلق کے دنیا میں اور
غلبہ شوق آخرت کے ع ح (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرض علی ربی لیجعل لی بطحاء مکۃ ذہبا فقلت لا یا رب ولکن اشبع یوما واجوع
یوما فاذا جعت تضرعت الیک وذکرتک واذا شبعت حمدتک وشکرتک رواہ احمد والترمذی) اور روایت ہے ابی امامہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے پیش کیا اور ظاہر کیا مجھ پر پروردگار میرے نے کہ کردے میرے لیے سنگریزوں کو سونا پس کہا میں نے نہیں چاہتا میں اے پروردگار میرے
ولیکن چاہتا ہوں میں کہ پیٹ بھر کر کھاؤں میں ایک روز اور بھوکا رہوں میں ایک روز پس جس وقت بھوکا رہوں زاری اور عاجزی کروں طرف تیرے اور یاد کروں میں تجھکو
اور جس وقت سیر ہوں میں تیری تعریف کروں میں تیری اور شکر کروں میں تیرا نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے ع ف قولہ پیش کیا یعنے پیش کرنا حسی یا معنوی اور یہ ظاہر تر ہے یعنے سونا
کیا مجھ اور اختیار دیا مجھکو کہ چاہو وسعت اختیار کرو دنیا میں اور چاہو تو تنگی یا قلت کا بلا حساب و عتاب اور بطحا اور ابطح جگہ جاری ہونے پانی فراخ کی کہ اس میں
سنگریزے باریک ہوں اور مراد سرزمین مکہ دیتے بطحا مکہ سے پھر دنیا اس نالہ کا ہے ساتھ سونے کے یا کر دینا سنگریزوں کا سونا اور یہ ظاہر تر ہے جیسے کہ اور روایت
میں آیا ہے کہ پہاڑ مکہ کے سونے کے کر دیتے یعنے فرمایا کہ اگر چاہو تم تمہارے لیے سنگریزہ مکہ کے سونے کے کر دوں اور آخر حدیث کا حاصل یہ ہے کہ میں نے فقر اختیار کیا
ایک روز سیر اور ایک روز بھوکا رہوں تاکہ فضیلت مقام صبر و شکر کی پاؤں میں اور یہ تعلیم و آگاہ کرنا ہے امت کو اور یہ اختیار کرنے فقر و قناعت کے اور اس میں دلیل
ہے اسپر کہ فقر افضل ہے غنا سے ع ح (وعن عبید اللہ بن محصن قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اصبح منکم آمنا فی سربہ معافی فی جسدہ عندہ قوت یومہ
فکانما حیزت لہ الدنیا بحذافیرہا رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب) اور روایت ہے عبید اللہ بیٹے محصن کے سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو
کہ صبح کرے تم میں سے بیچ جان اپنی کے عافیت اور تندرستی دیا گیا بیچ بدن اپنے کے یعنے ظاہر و باطن میں نزدیک اسکے ہو قوت ایک دن کا یعنے وجہ حلال سے
پس گویا جمع کی گئی اسکے لیے تمام دنیا یعنے گویا کہ دیا گیا تمام دنیا نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ع ف قولہ بے خوف یعنے دشمن سے یا اسباب عذاب
خدا تعالیٰ کے سبب توبہ کرنے کے گناہوں سے اور بچنے کے مناہی سے اور سرب مشہور ساتھ زبر سین اور جزم رے کے ہے یعنے نفس اور طریق اور حال اور دل
کے اور یہ معانی بھی مناسب مقام کے ہیں حاصل یہ کہ جو کوئی کہ اٹھا صبح کو فارغ البال اور بے تشویش اور ان چیزوں ذکر کی گئی سے اور بعضوں نے کہا کہ
سرب بمعنی جماعت کے ہے پس معنی یہ کہ اپنے اہل و عیال میں اور بعضوں نے کہا ساتھ زبر سین اور جزم رے کے بمعنی مسلک اور طریق کے اور بعضوں نے کہا ساتھ
ساتھ زبر سین اور رے کے بمعنی خانہ زیر زمین کے مانند گھروں چوہوں وغیرہ وحشی جانوروں کے اگر یہ روایت صحیح ہو تو معنی اسکے بھی مناسب مقام کے ہیں یعنے
اس گھر میں کہ مانند سوراخ چوہا اور لومڑی کے ہے آفات زمانہ سے نڈر ہو ع ح (وعن المقدام بن معدیکرب قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول ما ملا آدمی وعاء شرا من بطن بحسب ابن آدم اکلات یقمن صلبہ فان کان لا محالۃ فثلث طعام وثلث شراب وثلث لنفسہ رواہ الترمذی وابن ماجہ)
اور روایت ہے مقدام بیٹے معدیکرب کے سے کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے نہیں بھرا آدمی نے کوئی ظرف بدتر پیٹ سے یعنے
پیٹ بدترین ظرفوں کا ہے اگر بھرا جاوے اور اسکے بھرنے سے ایسی برائیاں اٹھتی ہیں کہ بیان نہیں ہو سکتیں کفایت کرتے ہیں ابن آدم کو کتنے ایک لقمے کہ سیدھا
اور کھڑا رکھیں اسکے پشت کی ہڈی کو یعنے بجا لانے طاعت کے لیے اور درستی کرنے وجہ معاش کے لیے پس اگر ہو ضرور یعنے پیٹ ہی بھرنا منظور ہو اور ادنے
قوت پر کفایت نکرے تو چاہیے کہ تین حصہ کرے پیٹ کو ایک حصہ جگہ طعام کی اور ایک حصہ جگہ پانی کی اور ایک حصہ خالی چھوڑ رکھے دم لینے کے لیے تا دم تنگ نہو
اور ہلاک نہو جاوے نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے ف کھانا طبی سے حق واجب ہے یعنے کہ نہ تجاوز کرے اس قدر سے کہ کھڑی رہے بسبب اسکے پیٹھ اسکی
تاکہ قوت حاصل ہو بسبب اسکے خدا تعالیٰ پر پس اگر ارادہ تجاوز ہی کا ہو تو نہ تجاوز کرے قسم مذکور سے اور ٹھہرایا پیٹ اول ظرف مانند ان ظروف کے کہ
کام میں آتے ہیں جو ایچ گھر کے از راہ حقارت شان اسکی کے پھر اسکو بد ظرفوں کا فرمایا اسلیے کہ ظروف استعمال کیے جاتے ہیں ان چیزوں کے اسکے لیے موضوع ہیں

اور پیٹ خالی ہو قوت جب حاصل ہوگی کہ بھریگا اور بھرنا اُسکا باعث فساد دین دنیا کا ہو پس ہوگا برا اور ظروف سے کہا ابو حامد نے کہ بھوک مین دس فائدہ ہین
اول تو صفائی دل کی اور بصارت کی اسلیے کہ پیٹ بھرنا باعث بلادت طبع کا ہوتا ہو اور اندھا کر دیتا ہو دل کو اور بہت ہوتا ہو اس سے بخار دماغ مین اور
دوسرے نرمی دل کی اور صفائی اُسکی کہ اُس سے دل مین تاثیر ہوتی ذکر کی اور تیسرے سبب ہو انکسار اور جاتے رہنے تکبر اور حرص اور فرح کے کہ جو سبب طغیان
ہو اور نہین انکسار ہوتا نفس کو کسی چیز سے جیسے کہ ہوتا ہو بھوک سے اور چوتھے یہ کہ نہین بھولتا بلاے خدا اور عذاب اسکے کو اور اہل بلا اسلیے کہ پیٹ بھرے بھولجا
تے ہین بھوکون اور بھوک کو اور پانچوین بڑا فائدہ ان مین توڑنا شہوات سب گناہون کا ہی اور غالب ہونا نفس امارہ پر اور کم کھانا ضعیف کر دیتا ہو شہوت و قوت
کو اور تمام سعادتین اسمین ہین کہ مالک ہو آدمی اپنے نفس کا اور شقاوت اسمین ہو کہ مالک ہو اسکا نفس اسکا اور چھٹے دفع ہونا ہو نیند کا اور ہمیشہ بیدار رہنا ہو
اسلیے کہ جسنے پیٹ بھرا پانی بہت پیتا ہو اور جسنے پانی بہت پیا بہت ہوئی نیند اسکی اور اسکی کثرت مین ضائع ہوتی ہو عمر اور فوت ہوتی ہو تہجد اور پلید ہوتی ہو طبیعت
اور سخت دلی ہوتی ہو اور عمر بڑا نفیس جواہر اور راس المال ہو بندہ کا کہ اسمین تجارت کرے اور نیند موت ہو پس بہت ہونا اسکا ناقص کرنا عمر مین سے ہو اور
ساتوین میسر ہونا مواظبت کا عبادت پر پس اگر کہاتا ہو تو باز رہتا ہو کثرت عبادات سے اسلیے کہ محتاج ہوتا ہو طرف ایک وقت کے کہ مشغول ہو کہانے مین
اور اکثر محتاج ہوتا ہو ایک وقت کا کہ خریدے اسمین طعام یا پکاوے اسکو پھر محتاج ہوتا ہو ہاتھ کے دھونے کا اور خلال کرنے کا پھر بار بار جاتا ہو پانی کی جاگہ پینے
کے لیے اور اگر صرف کرے ان اوقات کو ذکر و مناجات مین اور تمام عبادات مین تو بہت نفع اٹھاوے اس سے کہا سری نے کہ دیکھے مین نے علی
جرجانی کے ستو کہ پھانکتے ہین اسمین سے پس کہا مین نے کہ کونسی چیز باعث ہوئی تمکو اسکی انھون نے کہا مین نے حساب کیا مین نے چبانی کے پھانکنے تک ستر
تسبیحین ہین نہین چبائی مین نے روٹی چالیس برس سے اور آٹھوین کم کھانے سے صحت رہتی ہو بدن مین اور دفع ہوتے ہین امراض اسلیے کہ سبب امراض
کا بہت کھانا ہو پھر مرض باز رکھتا ہو عبادات سے اور تشویش مین ڈالتا ہو دل کو اور محتاج ہوتا ہو فصد کا اور پچھنون کا اور دوا کا اور طبیب کا اور یہ چیزین
محتاج ہین محنت کی اور بھوک مین ان سب سے امن ہو اور نوین خفت محنت کی اسلیے کہ جو کوئی عادت ڈالتا ہو کم کھانے کی کفایت کرتا ہو اسکو تھوڑا سا مال اور دسوین
یہ کہ قادر ہوتا ہو ایثار و تصدق پر ساتھ اس طعام کے کہ زائد ہو حاجت سے اوپر مسکینون کے پس ہوئیگا دن قیامت کے اپنے صدقہ کے سایہ مین پس جو کچھ کہ کھاتا
ہو خزانہ اُسکا پاخانہ ہو اور جو کچھ کہ تصدق کرتا ہو جزا اسکی بفضل اللہ تعالی کا ہو ۞ ع (وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا یَتَجَشَّأُ فَقَالَ اَقْصِرْ مِنْ
جُشَائِكَ فَاِنَّ اَطْوَلَ النَّاسِ جُوْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَطْوَلُهُمْ شِبَعًا فِی الدُّنْیَا رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوَى التِّرْمِذِیُّ نَحْوَهٗ) اور روایت ہو ابن عمر سے کہ تحقیق رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا ایک شخص کو کہ ڈکار لیتا ہو پس فرمایا باز آؤ ڈکار لینے سے اسلیے کہ درازترین لوگونکا بھوک مین دن قیامت کے درازترین انکا ہو پیٹ
بھرنے مین جو کوئی دنیا مین بہت پیٹ بھر کر کھاتا ہو آخرت مین بہت بھوک لگیگی اسکو نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ مین اور روایت کی ترمذی نے مانند اسکے
ف نام شخص مذکور کا وہب بن عبد اللہ تھا اور یہ گنے گئے ہین چھوٹے صحابیون مین کہ حضرت کے زمانہ مین بالغ نہوے تھے منقول ہو انسے کہ کہا انھون نے
کہ کھایا مین نے ثرید گوشت کا اور آیا مین حضرت کے پاس ڈکار لیتا ہوا پس فرمایا حضرت نے کہ کیا ہو یہ باز رہ ڈکار اپنی سے الخ اور مقصود منع کرنا ہو پیٹ بھر کھانے
کہ باعث ڈکار لینے کا ہوتا ہو چنانچہ اسلیے فرمایا کہ درازترین لوگون کا الخ آیا ہو کہ پھر انھون نے پیٹ بھر کر کبھی نہین کھایا یہانتک کہ مفارقت کی دنیا سے جبکہ رات کو
کھاتے تھے تو صبح کو نہین کھاتے تھے اور اگر صبح کو کھاتے تھے تو رات کو نہین کھاتے تھے ۞ ع (وَعَنْ کَعْبِ بْنِ عِیَاضٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ لِکُلِّ اُمَّةٍ فِتْنَةً وَفِتْنَةُ اُمَّتِی الْمَالُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہو کعب بیٹے عیاض کے سے کہا اُسنے کہ سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم سے کہ تحقیق واسطے ہر امت کے فتنہ اور آزمایش ہو جانب حق سے اور آزمایش امت میری کی مال ہو یعنی حق تعالی انکو غنی کرتا ہو اور اموال دیتا ہو تا
آزماوے کہ حد استقامت پر رہتے ہین یا نہین نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُجَاءُ بِابْنِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ کَاَنَّهٗ بَذَجٌ فَیُوْقَفُ

بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ فَیَقُوْلُ لَہٗ اَعْطَیْتُکَ وَخَوَّلْتُکَ وَاَنْعَمْتُ عَلَیْکَ فَمَا صَنَعْتَ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ جَمَعْتُہٗ وَثَمَّرْتُہٗ وَتَرَکْتُہٗ اَکْثَرَ مَا کَانَ فَارْجِعْنِیْ اٰتِکَ بِہٖ کُلِّہٖ فَیَقُوْلُ لَہٗ اَرِنِیْ مَا قَدَّمْتَ فَیَقُوْلُ رَبِّ جَمَعْتُہٗ وَثَمَّرْتُہٗ وَتَرَکْتُہٗ اَکْثَرَ مَا کَانَ فَارْجِعْنِیْ اٰتِکَ بِہٖ کُلِّہٖ فَاِذَا عَبْدٌ لَمْ یُقَدِّمْ خَیْرًا فَیُمْضٰی بِہٖ اِلَی النَّارِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَضَعَّفَہٗ اور روایت ہے انس سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا کہ لایا جاویگا بیٹا آدم کا دن قیامت کے گویا کہ بکری کا بچہ ہے یعنی بسبب ضعف وحقارت کے یعنی ہوگا حقیر وذلیل پس کھڑا کیا جاویگا روبرو اللہ تعالیٰ کے پس فرماویگا اسکو اللہ تعالیٰ یعنی زبانی فرشتہ کے یا بلاواسطہ ساتھ زبان قال یا حال کے دی تھی میں نے تجھکو زندگانی اور حواس اور صحت اور عافیت اور مانند انکے اور دیئے میں نے تجھکو غلام لونڈی اور حشمت اور مال اور جاہ اور مانند انکے اور انعام کیا میں نے تجھ پر یعنے ساتھ اتارنے کتاب کے اور بھیجنے رسول کے وغیرہ ذلک پس کیا کام کیا تونے یعنی کیا شکر گزاری کی تونے انکی پس کہیگا اے رب میرے جمع کیا میں نے مال کو اور بڑھایا میں نے اسکو یعنی ساتھ سوداگری کے اور چھوڑا میں نے اسکو یعنے دنیا میں وقت مرنے اپنے کے بہت اس چیز کا کہ تھا اوقات ایام زندگانی میری میں پس پھر بھیج مجھکو دنیا میں کہ لاؤں میں تیرے پاس مال سارا یعنے ساتھ خرچ کرنے اسکے کے تیری راہ میں یہی خبر دی ہے کفار کے حال سے ساتھ قولہ تعالیٰ یَقُوْلُوْنَ فِی الْاٰخِرَۃِ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَکْتُ پس فرماویگا اللہ تعالیٰ اسکو کہ دکھلا مجھکو وہ چیز کہ آگے بھیجی تونے یعنے واسطے آخرت کے قسم مال سے اب وہ مال رکھا ہوا دنیا میں کیا فائدہ رکھتا ہے اور کس میں پھر پہونچا پس کہیگا یعنے چونکہ کچھ آگے بھیجا نہوگا شرمندہ ہوگا اور جواب مطابق سوال کے پائیگا نہیں کہیگا دوبارہ جیسے کہ عادت ہے گنہگاروں کی اور بیہودوں کی کہ جو عذر صحیح نہیں رکھتے بار بار اسی پہلی بات کو کہے جاتے ہیں اے رب میرے جمع کیا میں اور بڑھایا میں نے اسکو اور چھوڑا میں نے اسکو بہت اس چیز سے کہ تھا پس پھر بھیج مجھکو کہ لاؤں میں تیرے پاس سارا مال پس ظاہر ہوگا کہ وہ ایسا بندہ ہے کہ نہیں بھیجی اس نے آگے کوئی بھلائی یعنے ان دی گئی چیزوں میں پس لیجایا جاویگا اسکو اور حکم کیا جاویگا اسکے لیے طرف دوزخ کے نقل کی یہ ترمذی نے اور نسبت کیا اسکی اسناد کو طرف ضعف کے یعنے اگرچہ معنے اسکے صحیح ہیں نقل کی یہ ترمذی نے اور ضعیف کہا اسکو فت کہا طیبی نے کہ پس ظاہر ہوا حال اس شخص سے کہ وہ ہوا مانند ایک غلام کے کہ دیا تھا اسکو مالک اسکے نے مال تاکہ تجارت کرے اس سے اور نفع حاصل کرے پس نہ فرمانبرداری کی اسنے مالک کے حکم کی پس تلف کر دیا اصل مال اس طرح کہ صرف کیا اسکو غیر جگہ اسکی میں اور ایسی تجارت کی کہ جسکا حکم نہیں کیا تھا پس وہ بندہ نقصان میں ہے کہا ابو حامد نے جان کہ تمام بھلائیاں اور لذتیں اور سعادتیں بلکہ ہر مطلوب کا نام رکھا جاتا ہے نعمت ولیکن نعمت حقیقی سعادت اخروی ہے اور نام رکھنا سوائے اسکے کا سعادت غلط ہے یا مجاز مانند نام رکھنے سعادت دنیویہ کے کہ نہ سبب ہو آخرت کی غلط محض ہے ہاں جو سبب ہو پہنچانے طرف سعادت اخرویہ کے اور مدد ہوں اسکے ساتھ ایک واسطہ سے یا کئی واسطوں کے اگر انکو نعمت کہیں تو صحیح اور سچ ہے بسبب اسکے کہ پہونچاویگی طرف نعمت حقیقی کے ❀ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ مَا یُسْاَلُ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مِنَ النَّعِیْمِ اَنْ یُّقَالَ لَہٗ اَلَمْ نُصِحَّ جِسْمَکَ وَنُرْوِکَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اول پوچھا جانا بندے کا روز قیامت کے نعمت سے یہ ہے کہ کہا جاویگا اسکو کہ کیا نہیں تندرستی دی تھی یعنے تیرے بدن کو اور نہیں سیراب کیا تھا تجھکو ٹھنڈے پانی سے نقل کی یہ ترمذی نے ف اسلیے کہ ٹھنڈا پانی اور تندرستی بڑی نعمت ہیں ایک بزرگ نے اپنے مرید سے کہا اے بیٹے پانی سرد کرکے پی اسلیے کہ پانی سرد نکالتا ہے شکر کو تہ دل سے اپنے واللہ حق یاد رکھتا ہوں میں کہ جب پانی سرد پیتے خوش ہو جاتے اور تھوڑی دیر ٹھہرتے تا بحال خود آویں جب بحال خود آتے کہتے سبحان اللہ کیا چیز ہے اور کیا ہو رہی ہے اور وہ عالم ذوق اور توحید سے کہتے اور عجائب حال پانی کے سے یہ ہے کہ چیز تو ایسی عزیز کہ مدار زندگانی کا اسپر اور پھر قیمت کچھ نہیں رکھتا اور اس میں عجیب ایک حکایت منقول ہے کہ ایک بادشاہ واقع ہوا ایک جنگل میں اور پیاس لگی اسکو بہت کہ قریب پہونچا ہلاک کے پس ظاہر ہوا اسکے لیے ایک عارف یا فرشتہ اور کہا کہ کیا دیگا تو مجھکو اگر پانی پلاؤں میں تجھکو پس کہا بادشاہ نے کہ آدھا ملک اپنا پس پلایا اسنے پانی پھر رکا اسکا پیشاب بہانتک کہ دشوار ہوا اسپر پس ظاہر ہوا وہی فرشتہ

یا بیمار ہوئے دو بارہ اور کہا کہ کیا انعام دیگا تو مجکو اگر علاج کروں مین تیرے اس مرض کا پس کہا بادشاہ نے کہ آدھا ملک اور دونگا پس علاج کیا اُسنے پھر کہا اُس
بادشاہ کو کہ دے ملک اپنا اور پہچان قیمت اُسکی اور نہ مغرور ہو اُسکی رونق پر اور بیچ جمع کرنے کے درمیان نعمت صحت اور بادشاہی کے اشارہ ہے طرف اُسکے یعنی یہ
دونوں نعمتین جو کہنی بیان فرمائین تو اشارہ ہے اسپر کہ یہ ایسی بڑی نعمتین ہین کہ تمام ملک و سلطنت ایک طرف اور یہ نعمتین ایک طرف واللہ اعلم ع (وَعَنِ ابْنِ
مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَا اَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهٖ فِيْمَا اَبْلَاهُ وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبَهٗ
وَفِيْمَا اَنْفَقَهٗ وَمَاذَا عَمِلَ فِيْمَا عَلِمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ) اور روایت ہے ابن مسعودؓ سے اُسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا نہین سرکینگے
کے پانون آدمی کے روز قیامت کے یعنی کھڑا رکھینگے اُسکو بارگاہ خداوندی مین یہانتک کہ پوچھا جاویگا پانچ حالتون سے پوچھا جاویگا عمر اُسکی سے کہ کس کام
مین صرف کی وہ اور پوچھا جاویگا جوانی اُسکی سے کہ کس چیز مین برباد کی وہ یعنی جوانی گویا ایک لباس ہے کہ رفتہ رفتہ پرانا ہوجاتا ہے اور پوچھا جاویگا مال اُسکے
سے کہ کہان سے کمایا اُسکو یعنی وجہ حلال یا حرام سے اور کس چیز مین صرف کیا اُسکو یعنی طاعت مین یا معصیت مین اور پوچھا جاویگا کہ کیا کام کیا بیچ اُس چیز کے
کہ جانا یعنی علم کہ پڑھا یا عمل کیا یا نہین نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے ف ابو درداء سے ہے کہ کہا اُنھون نے اے عویمر کیا حال ہوگا تیرا جب کہا
جاویگا تجکو دن قیامت کے کہ آیا عالم تھا تو یا جاہل ہس اگر کہیگا تو کہ عالم تھا مین تو کہا جاویگا تجکو کہ کیا عمل کیا تو نے بیچ علم کے کہ سیکھا تو نے اور اگر کہیگا تو کہ
جاہل تھا مین تو کہا جاویگا تجکو کہ کیا تھا عذر تجکو جاہل رہنے مین کیون نہ علم پڑھا تو نے ع الفصل الثالث فصل تیسری (عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ اِنَّكَ لَسْتَ بِخَيْرٍ مِّنْ اَحْمَرَ وَلَا اَسْوَدَ اِلَّا اَنْ تَفْضُلَهٗ بِتَقْوٰى رَوَاهُ اَحْمَدُ) روایت ہے ابی ذرؓ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوذر کو کہ
تحقیق تو نہین ہے بہتر سرخ رنگ والے سے اور نہ سیاہ رنگ والے سے مگر یہ کہ زیادہ ہووے تو ایک ان دونون مین سے ساتھ تقوی اللہ کے نقل کی یہ احمد نے ف
یعنی فضیلت نہین ہے موقوف صورت شکل ظاہر اور کسی رنگ پر اور خاص ان دو رنگون کو ذکر کیا واسطے ہونے انکے کے اکثر اور ظاہر تر یہ ہے کہ مراد ساتھ ان دونون
رنگ آقا اور غلام کے ہین چنانچہ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ آقا گورا ہوتا ہے اور غلام کالا اور کہا طیبی نے کہ مراد ساتھ سرخ رنگ کے عجم ہے اور ساتھ سیاہ رنگ کے عرب عجم کو
احمر یعنی سرخ کہتے ہین باعتبار اسکے کہ سرخی اور سفیدی غالب ہوتی ہے انکے رنگ پر اور عرب کو اسود یعنی سیاہ کہتے ہین باعتبار غلبہ سیاہی اور سبزی کے انکے رنگ پر
اور معنی یہ کہ فضیلت حقیقی ساتھ تقوی اور عمل صالح کے ہے اور بغیر تقوی اور عمل صالح کے نسبت کرنی فضیلت نہین رکھتی جیسے کہ فرمایا حق سبحانہ نے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ
عِنْدَ اللهِ اَتْقٰكُمْ اور تقوے کے مراتب ہین ادنے انکا تقوی کرنا شرک جلی سے اور اوسط انکا معاصی اور ممنوعات اور لہو اور شرک خفی سے ہے یعنی ریا اور
سمعہ سے اور اعلے انکا یہ کہ ہو دائم الحضور ساتھ اللہ کے اور نہ دیکھنے والا اخطرہ ماسوی اللہ کا ع (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَهِدَ عَبْدٌ
فِي الدُّنْيَا اِلَّا اَنْبَتَ اللهُ الْحِكْمَةَ فِيْ قَلْبِهٖ وَاَنْطَقَ بِهَا لِسَانَهٗ وَبَصَّرَهٗ عَيْبَ الدُّنْيَا وَدَاءَهَا وَدَوَاءَهَا وَاَخْرَجَهٗ مِنْهَا سَالِمًا اِلٰى دَارِ السَّلَامِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)
اور روایت ہے ابی ذرؓ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہین بے رغبتی کی کسی بندہ نے دنیا مین یعنی زیادتی دنیا مین قدر حاجت سے قسم مال و جاہ
سے مگر اوگائی اللہ نے حکمت یعنی معرفت استوار اُسکی دل مین اور گویا کیا ساتھ حکمت کے اُسکی زبان کو اور کیا اُسکو دیکھنے والا ساتھ عین الیقین کے عیب
دنیا کا یعنی کثرت رنج اور قلت غنا اور خست شرکا اور سرعت فنا اور کثرت غم اور غافل ہونا دل کا ذکر رب سے اور دیکھنے والا بیماری اُسکی کا یعنی علت محبت اور
سبب طلب اُسکی کا اور دوا اُسکی کا یعنی معالجہ اُسکے کا ساتھ معجون علم اور عمل کے اور پرہیز کرنے کے اس سے اور صبر و قناعت کرنے کے اور راضی ہونے کے
مقدر پر اور نکالا اُسکو حق تعالے نے دنیا اور آفات اور بلیات سے سالم یعنی بسبب اعراض کرنیکے دنیا سے اور متوجہ ہونے کے عقبے پر طرف دار السلام کے
نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان مین ف یعنی بہشت کے اشارہ ہے اسمین اسکی طرف کہ حقیقت سلامتی کی تمام و کمال دار آخرت مین اور بہشت مین ہے
ایک درویش سے پوچھا لوگون نے کہ کیا حال رکھتے ہو تم کہا خیر و سلامت ہے انشاء اللہ اگر بہشت مین درآون مین ع (وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ

عليه وسلم قال قد أفلح من أخلص الله قلبه للإيمان وجعل قلبه سليما ولسانه صادقا ونفسه مطمئنة وخليقته مستقيمة وجعل أذنه مستمعة وعينه ناظرة فأما الأذن فقمع وأما
العين فمقرة لما يوعى القلب وقد أفلح من جعل قلبه واعيا رواه أحمد والبيهقي في شعب الإيمان) اور روایت ہے ابی ذرؓ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ تحقیق رستگار ہوا وہ شخص کہ خالص کیا اللہ نے دل اسکا واسطے ایمان کے یعنے ایمان عطا کیا خالص آمیزش نفاق سے اور کیا دل اسکا سالم یعنے حسد اور
بغض اور تمام اخلاق بد سے اور احوال بد سے مانند حب دنیا اور غفلت کے جیسا کہ ہوتے ہیں اور بھول جانے کے عقبی کو فرمایا اللہ تعالے نے یوم لا ینفع مال ولا بنون
إلا من أتى الله بقلب سليم اور کی زبان اسکی راست گو اور کیا نفس اسکے کو مطمئن یعنے ساتھ ذکر رب اور محبت اسکی کے اور مطیع فرمان حق کا اور کی خلقت اور طبیعت
اسکی سیدھی یعنے غیر مائل طرف کجی اور باطل اور افراط و تفریط کے اور کیا اسکے کانوں کو سننے والا آیات حق کا اور کیا اسکی آنکھ کو دیکھنے والا یعنے دلائل وحدانیت کا
اور صنعتوں پروردگار کا پس لیکن کان قیف ہیں اور آنکھ قرار دینے والی اور ثابت رکھنے والی ہے اس چیز کو کہ نگاہ رکھتا ہے اسکو دل اور تحقیق رستگاری پائی جسنے کہ کیا
خدا تعالے نے دل اسکے کو پاک یعنے اپنے دل کو یاد اور نگاہ رکھنے والا حق کا نقل کی یہ احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں ف لیکن کان الخ یعنے کان
پہونچانے والے ہیں کلمہ حق کو مشابہت ساتھ قمع یعنے قیف کے رکھتے ہیں اور قیف اسکو کہتے ہیں کہ ظرف یعنے شیشہ کے منہ پر رکھکر اس میں سے روغن اور شہد
اور مانند انکے کے ڈالا جاتا ہے ظرف میں اسی طرح داخل ہوتا ہے سخن حق از راہ گوش کے دل میں اور آنکھ قرار دینے والی اور ثابت رکھنے والی ہے اس چیز کو کہ نگاہ رکھتا ہے
دل اس چیز کو اور ظرف اسکا ہوتا ہے یا ظرف کرتی ہے وہ چیز دل کو اور وارد آئی ہے مقرہ میں اور بنظر اس معنی کے قلب کو مرفوع اور منصوب پڑھا ہے اور حاصل معنی یہ کہ آنکھ کی
راہ سے بھی دل میں چیزیں وارد آتی ہیں اور قرار پکڑتی ہیں اور ثابت رہتی ہیں اس میں جیسے کہ کان کی راہ سے بعد ازاں حاصل دونوں حکموں کا بیان کیا ساتھ قول
اپنے کے وقد أفلح الخ رح (وعن عقبة بن عامر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال إذا رأيت الله عز وجل يعطي العبد من الدنيا على معاصيه ما يحب فإنما هو استدراج
ثم تلا رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما نسوا ما ذكروا به فتحنا عليهم أبواب كل شيء حتى إذا فرحوا بما أوتوا أخذناهم بغتة فإذا هم مبلسون رواه أحمد) اور روایت ہے
عقبہ بن عامرؓ سے انہوں نے نقل کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا جسوقت دیکھے تو اللہ عز وجل کو کہ دیتا ہے بندہ کو دنیا سے باوجود گناہ کرنے اسکے کے وہ
چیز کہ دوست رکھتا ہے یعنے اسباب دنیا پس سوائے اسکے نہیں کہ وہ دنیا استدراج ہے پھر پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنے بطریق استشہاد کے یہ آیت
کہ بیچ معنے استدراج کے وارد ہوئی ہے پس جبکہ بھول گئے کافر اس چیز کو کہ نصیحت کیے گئے تھے ساتھ اسکے یعنے عہد اللہ سبحانہ کا یا ترک کیا انہوں نے امر و نہی اسکی کو
کھول دیے ہم نے انپر دروازے ہر چیز کے یعنے دنیا کی نعمتوں کے یہانتک کہ جب خوش ہوئے ساتھ اس چیز کے کہ دیے گئے یعنے مال اور جاہ اور صحت بدن اور
درازی عمر کی وغیر ذلک اور نعمتیں پکڑا ہمنے انکو یکایک پس ناگہان وہ ناامید اور متحیر تھے نقل کی یہ احمد نے ف استدراج لغت میں پایہ بپایہ لیجانا ہے یعنے
سیڑھی سے کہ ایک پایا چڑھایا پھر اور پھر اور اور اصطلاح میں استدراج حق تعالے کا بندہ کو یہ ہے کہ جب گناہ کرے بندہ دیوے اسکو نعمت تر و تازہ اور چھوڑ دے اور مہلت دے اسکو
تا بندہ گمان لیجاوے کہ یہ لطف ہے پروردگار کی طرف سے میرے حق میں پس توبہ اور استغفار گناہ سے نکرے اور مغرور ہو ناگہان اسکو گرفتار کرے عذاب میں
پس گویا پایہ بپایہ اسکو لیجاتا ہے جانب عذاب کے رح (وعن أبي أمامة أن رجلا من أهل الصفة توفي وترك دينارا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم كية قال ثم
توفي آخر فترك دينارين فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم كيتان رواه أحمد والبيهقي في شعب الإيمان) اور روایت ہے ابی امامہؓ سے کہ تحقیق ایک شخص مر گیا
اور چھوڑا ایک دینار پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ دینار ایک داغ ہے یعنے اسکی پیشانی اور پشت اور پہلو پر کہا ابو امامہ نے پھر مر گیا اور ایک شخص اصحاب
صفہ میں سے پس چھوڑے دو دینار پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دو دینار دو داغ ہیں نقل کی یہ احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں ف
ایک جماعت تھی فقرا اور غربا صحابہ سے کہ صفہ مسجد میں رہتے تھے اور صفہ مسجد ایک جگہ تھی مسجد شریف سے کہ سایہ وار تھی ساتھ چھت کے اور اصل اسکی یہ
تھی کہ جسوقت میں کہ قبلہ بیت المقدس تھا بنائی تھی اور جب قبلہ جہت کعبہ کے ہوا تو اس جگہ کو اسی حالت پر چھوڑا اور یہ جماعت وہاں رہتی تھی مقدار چار سو تن

اور کبھی کم بھی ہوتے تھے اور کبھی زیادہ بھی اور انکے لیے نہ مکان تھا اور نہ مال اور نہ اولاد مقام زہد و توکل میں بیٹھے تھے اور ریاضت اور مجاہدہ اور ذکر اور تلاوت قرآن اور
یاد کرنے حدیثوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے میں مشغول ہو کر حاصل کرنا انوار کا کرتے تھے اور انکو اضیاف اللہ کہتے تھے اغنیا صحابہ خدمت انکی کرتے تھے اور
قوت پہونچاتے تھے اور اپنے گھروں میں بطریق مہمانی کے لیجاتے اور کتنے ایک حضرت کی عنایت کر مخصوص تھے کہ حضرت کے گھر سے طعام کھاتے تھے اور کبھی باوجود
ظہور معجزہ آنحضرت کے بیچ کثرت طعام کے ہوتے تھے چنانچہ ایک پیالہ دودھ کا سب کو کفایت کرتا تھا اور آنحضرت صلعم کبھی گئے تھے انکے ساتھ بیٹھنے کو انمین یا بلاتے انکو
اپنے حضور شریف میں مشرف کرتے تھے اور فرماتے کہ میں تم میں سے ہوں اور بشارت دیتے انکو کہ آخرت میں تم میرے ساتھ ہوگے اور میرے ساتھ بہشت کو جاؤگے
اور ابو ہریرہ بھی انھیں میں سے تھے صوفہ والفوش باش کان محبوب جابر اہ بدر درویشان و مسکینان صرف ہست نیز او را سناد او را نتساب با اہل صفہ صوفیہ کی اس طرح
میں ثابت انکے ہے اگرچہ اشتقاق لفظ صوفیہ میں صفہ سے مخالف ہے لیکن معنی میں موافق ہے رضی اللہ عنہم اجمعین اور حضرت نے جو دینار دو داغ کے ... فرمایا ہے
اسکی یہ ہے کہ اگرچہ پونجی جمع کرنے اور نگاہ رکھنے ایک دینار اور دو دینار کے واسطے وقت حاجت کے شرع میں گناہ نہیں ہے بلکہ اگر ... ادا ... زکوۃ کے
تو ممنوع نہیں ممنوع وہ گنج ہے کہ اسمیں سے حق زکوۃ ادا نکرے ولیکن شان اہل زہد اور تارکان دنیا کی یہ ہے کہ کچھ چھوڑ کر اور سب ... کر کر اور ... فقراء
کر کر دروازہ توکل اور فقر پر بیٹھتے ہیں اور یہی ہے گویا یہ تشدید اور توبیخ اوپر جھوٹے دعوی فقر و تجرید کے ہے چنانچہ راوی نے کہا کہ ایک شخص اصحاب صفہ سے مر گیا
کہ ایک مرد اصحاب سے مر اپنے اصحاب صفہ سے تھا کہ نام زہد و فقر کے ہیں اور انکی صحبت میں بیٹھا اور دعوی حال انکی کا کرتا منافی ... درہم دو دینار
ہے اگرچہ اوروں پر کار آسان ہے فرح اور توضیح مقصد کی اس مقام میں یہ ہے کہ وہ دونوں شخص ساتھ ان فقراء کے کہ لوگ صدقہ کرتے تھے اوپر انکے ... ثابت
و فاقہ انکے کے پس وہ بمنزلہ سائلین کے تھے یا از روئے قال یا حال کے اور حلال نہیں کسی کو کہ سوال کرے اس حال میں کہ اسکے پاس ہو قوت ایک دن کا پس
حرام واقع ہوا کھانا انکا باوجود ہونے دینار کے پاس انکے اور اسی طرح جو شخص کہ ظاہر کرے اپنے تئیں بصورت فقراء کے کہ پہنے کپڑے پرانے یا بنا دے وضع مشائخین کی
اور اسکے پاس کچھ ہو قسم نقود سے یا وہ چیز کہ قائم مقام ہو نقود کے اور لیوے اس چیز سے کہ لوگوں کے ہاتھ میں ہو اور کھاوے تو وہ حرام ہے اسپر اور اسی طرح
جو کوئی ظاہر کرے اپنے تئیں عالم یا صالح یا شریف اور نفس الامر میں مطابق واقع کے اور دیا جاوے بسبب علم اسکے کے یا شرافت اسکی کے پس ہوگا حرام
اسپر اور منقول ہے کہ شیخ ابو اسحق گازرونی نے دیکھا ایک جماعت کو فقراء سے کہ کھاتے ہیں طعام سے کہ موضوع تھا واسطے مستحقوں کے پس کہا اے کھانے والو
حرام کے پس باز رہے وہ کھانے سے پس کہا شیخ نے کہ جسکے پاس نہو کچھ چاہیے کہ کھاوے وہ والا نہ کھاوے پس کھایا بعضوں نے اور باز رہے بعضے پس کہا
سبحان اللہ ایک کھانا حرام ہے واسطے ایک قوم کے اور حلال ہے واسطے اوروں کے پس چاہیے کہ ڈرے جاورین اہل حرمین شریفین اعزہما اللہ فی الدارین اس سے
کہ کھاوے کوئی ان میں سے اس حال میں کہ وہ غنی شرعی ہو اوقاف میں سے کہ موضوع ہو واسطے فقراء کے اور اسی طرح جو شخص کہ رہوے حجروں میں کہ وقف کئے گئے
ہوں مساکین کے لیے پس تحقیق تصریح کی ہے ابن ہمام نے ساتھ اسکے کہ غنی پر حرام کیا گیا ہے یہ کہ رہوے خانقاہوں کے حجروں میں اور نہ اختیار کرے کوئی ساتھ اس
روایت کے کہ مشہور ہوئی ہے کہ اوقاف حرمین کے عام ہیں واسطے فقیر و غنی کے پس یہ نقد صحت اسکی کے نہیں صحیح ہے وقف ہمارے نزدیک اغنیاء پر جبکہ ہوں
وہ غیر مخصوص شرع (وَعَنْ مُعَاوِيَةَ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى خَالِهِ أَبِي هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ يَعُودُهُ فَبَكَى أَبُو هَاشِمٍ فَقَالَ مَا يُبْكِيكَ يَا خَالُ أَوَجَعٌ يُشْئِزُكَ أَمْ حِرْصٌ عَلَى الدُّنْيَا قَالَ كَلَّا وَلَكِنَّ
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ إِلَيْنَا عَهْدًا لَمْ آخُذْ بِهِ قَالَ وَمَا ذٰلِكَ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ إِنَّمَا يَكْفِيكَ مِنْ جَمْعِ الْمَالِ خَادِمٌ وَمَرْكَبٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَإِنِّي أَرَانِي قَدْ
جَمَعْتُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَه) اور روایت ہے معاویہ بن ابی سفیان سے یہ کہ وہ گئے اپنے ماموں پاس کہ نام انکا تھا ابی ہاشم بن عتبہ عیادت
کرتے انکی پس روئے ابو ہاشم پس کہا معاویہ نے کس چیز نے رلایا تجکو اے ماموں میرے کیا بیماری نے قلق و اضطراب میں ڈالا تجکو یا حرص دنیا نے قلق و
اضطراب میں ڈالا کہا ابو ہاشم نے یوں نہیں یعنی یہ باعث نہیں ہے کہ جو کہا تو نے ولیکن قلق و اضطراب مجکو اس سبب سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

اے عزیز میرے بیچ طلب کرنے مال حلال کے بقصد زیادہ کرنے مال کے اور فخر کرنے کے آپس مین اور ریا کرنے کے تو یہ حال ہی بیچ طلب کرنے مال حرام کے کیا حال ہوگا اور شاید کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ذکر کیا طلب کرنیوالے حرام کا واسطے اشارہ کرنے کے طرف اسکے کہ نہین ہی یہ کار اہل اسلام کا اور ریا اسلیے نہین ذکر کیا کہ وہ فحواے کلام سے آپ ہی سمجھا جاویگا ۞ ح ع (وعن سهل بن سعد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان هذا الخير خزائن لتلك الخزائن مفاتيح فطوبى لعبد جعله الله تعالى مفتاحا للخير مغلاقا للشر وويل لعبد جعله الله مفتاحا للشر مغلاقا للخير رواه ابن ماجه) اور روایت ہے سہل بن سعد سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خیر یعنے مال کثیر خزانے ہین کہ ان خزانون کے لیے کنجیان ہین یعنے باخبر لوگ ہین کہ خزانے کھولتے ہین اور بخشتے ہین پس خوشی ہو جیو اُس بندہ کے لیے کہ کیا ہی اسکو خداے تعالی نے کنجی واسطے خیر کے یعنے سبب کھلنے دروازون نیکی اور بخشش مال کا اور بند ہونے دروازہ شر اور بخل کا اور بلا کی ہو جیو اس بندہ کے لیے کہ کیا ہی اسکو خداے تعالے نے کنجی شر کا اور سبب کھلنے دروازہ اسکے کا اور سبب بند ہونے دروازے خیر کا نقل کی یہ ابن ماجہ نے ف یہ ترجمہ وغیرہ ترجمہ حضرت شیخ رح کے سے لکھا گیا ہی اور ملا علی رح نے لکھا ہی کہ یہ خیر یعنے جنس خیر پوشیدہ معلوم ہوتا کہ مانند محسوس کے ہی خزانے ہین یعنے انواع کثیرہ جمع کی گئین پوشیدہ کی گئین رکھی گئین درمیان بندون اسکے کے اور واسطے ان خزانون کے کنجیان ہین یعنے اُسکے بندون کے ہاتھ وہ چیزین ہین کہ کھلواتی ہین اُسکے خزانے اور کنجی واسطے خیر کے یعنے از راہ علم اور عمل کے یا از راہ مال اور حال کے اور کنجی واسطے شر کے یعنے واسطے کفر اور گناہ اور تکبر اور سرکشی اور بخل اور برائی کے ساتھ بھائی مسلمانون کے کہا راغب نے کہ خیر وہ چیز ہی کہ رغبت کرین اسمین سب مانند عقل کے مثلا اور مانند عدل اور فضل اور چیز نافع کے اور شر ضد اسکی ہی اور خیر اور شر فائدہ دیتے ہین یہ کہ ہو خیر واحد شر دوسرے کے مانند مال کے کہ اکثر ہوتا ہی خیر واسطے زید کے اور شر واسطے عمرو کے انتہی اور اسی طرح علم بنسبت بعض کے حجاب اکبر سبب عذاب کا اور بنسبت اورون کے سبب قربت کا طرف اللہ تعالے کے اور قیاس کر اسپر اور عبادتون کو کہ [illegible] انہین سے باعث عجب اور غرور کی ہین اور بعضی باعث نور و سرور کی اور مانند تلوار اور گھوڑے اور مانند انکے کہ کبھی ہوتے ہین آلہ جہاد کے ساتھ کفار کے اور سبب ہوتے ہین داخل ہونے جنت کے اور کبھی انسے قتل کیے جاتے ہین انبیا اور اولیا اور پہونچتا ہی بسبب انکے تبیج کے درجہ دوزخ کے ہین ۞ (وعن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا لم يبارك للعبد في ماله جعله في الماء والطين) اور روایت ہی علی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جسوقت نہ برکت دیجاوے واسطے بندے کے بیچ مال اسکے کے یعنے جب اسکے کہ خرچ کرے اسکو بیچ رضاے مولے اور عمارت عقبے اپنے کے گردانتا ہی اس مال کو پانی اور مٹی مین یعنے خرچ کرتا ہی بیچ بنانے عمارت کے کہ جو زائد ہو حاجت سے ۞ (وعن ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اتقوا الحرام في البنيان فانه اساس الخراب رواهما البيهقي في شعب الايمان) اور روایت ہی ابن عمر سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پرہیز کرو تم خرچ کرنے مال حرام کے سے بیچ عمارتون کے اسلیے کہ خرچ کرنا مال حرام کا عمارتون مین بنیاد اور جڑ ہی خرابی دین کی یا خرابی عمارت کی نقل کین یہ دونون حدیثین بیہقی نے شعب الایمان مین ف اس سے سمجھا جاتا ہی کہ اگر مال حلال سے صرف کرے تو موجب خرابی کا نہین ہوتا اور بعضے کہتے ہین کہ معنے اس عبارت کے یہ ہین کہ پرہیز کرو ارتکاب حرام سے کہ عمارت کے بنانے مین لازم آتا ہی اور باعتبار اس معنی کے حرام وہی بنانا ہی اور معنی کلمہ فی کے مانند اسکے ہین کہ کہتے ہین بیچ اس حلقہ کے دو سیر لوہا ہی اور حالانکہ حلقہ مین دو سیر لوہا ہی نہ یہ کہ ظرف لوہے کا ہی اور مراد خرابی سے خرابی دین کی ہی اور احتمال رکھتا ہی کہ مراد خرابی عمارت کی ہو یعنے بنانا عمارت کا بنیاد خرابی اسکے کی ہی کہ آخر خراب ہوتا ہی جیسے کہ وارد ہوا ہی لدوا للموت وابنوا للخراب ۞ اسی طرح ہی بعضی شرحون مین اور یہ بھی متصور ہو کہ مراد حدیث سے یہ رکھین کہ پرہیز کرو ارتکاب حرام اور گناہ سے بیچ عمارت کے یعنے عمارتین اسلیے نہ بناؤ کہ وہان بیٹھو اور فسق کرو اور ساتھ برون کے صحبت رکھو اور جو عمارت کہ اسمین فسق کرین آخر کو خراب ہوتی ہی شرح اور ملا علی رح نے دو احتمال لکھے ہین اس جملہ پر خرچ کرنا مال حرام کا الخ ایک تو یہ کہ دلالت کرتی ہی حدیث اوپر جائز ہونے خرچ کرنے مال حلال کے عمارت مین اور دوسرا یہ کہ نہین دلالت کرتی اسپر اور اسکو لکھا ہی کہ یہ مناسب تر ہی ساتھ باب کے ۞ (وعن عائشة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الدنيا دار من لا دار له ومال من لا مال له ولها يجمع من لا عقل له رواه احمد والبيهقي في شعب الايمان) اور روایت ہی عائشہ رضی سے

نے نقل کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرمایا دنیا گھر اس شخص کا ہے کہ نہیں گھر واسطے اسکے یعنے آخرت میں اور مال ہے واسطے اس شخص کے کہ نہیں مال واسطے اسکے
اور اسکو جمع کرتا ہے وہ شخص کہ نہیں عقل واسطے اسکے نقل کی یہ احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں ف دنیا گھر اس شخص کا ہے الخ چونکہ دنیا فانی ہے اور قیام اور زندگانی خوش
اسمیں ممکن نہیں پس جسنے کہ دنیا گھر اپنا پکڑا گویا نہیں ہے اسکے لیے گھر اور اسی طرح دنیا مال اسکا ہے کہ نہیں اسکے لیے مال یعنے مقصود مال سے خرچ کرنا اسکا ہے بھلائیوں اور مرضیات
الٰہی میں اور جبکہ شہوات اور لذات دنیاوی میں صرف کریں ضائع ہے اور حکم مالیت سے باہر ہے پس گویا مال نہیں اور بعضے حواشی میں لکھا ہے کہ مراد یہ ہے کہ دار دنیا کو گھر نہ کہنا چاہیے
اور مال اسکے کو مال نہ کہنا چاہیے بسبب فنا اور حقارت اسکے کہ اور مرجع اس معنی کا بھی معنی اول کیطرف ہے اور ہوسکتا ہے کہ مراد یہ ہو کہ دنیا گھر اسکا ہے کہ نہیں گھر اسکے لیے آخرت
میں اور مال اسکا ہے کہ نہیں اسکے لیے غنا اور مال آخرت میں یعنے جسنے دنیا کو گھر ٹھہرایا اور مطمئن ہوا ساتھ اسکے اور مال جمع کیا بگمان بقا اور خلود کے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ
اِنَّ الَّذِینَ لَا یَرجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالحَیٰوۃِ الدُّنیَا وَاطمَأَنُّوا بِہَا اور فرمایا یَحسَبُ اَنَّ مَالَہٗ اَخلَدَہٗ اسکے لیے آخرت میں گھر اور غنا نہیں ہوینگا اور واسطے دنیا اور بقا اور فائدہ
اٹھانے کے بیچ اسکے جمع کرتا ہے دنیا کو وہ شخص کہ نہیں ہے عقل اسکو یا لام لفظ لہا میں زائدہ ہے یعنے جمع کرتا ہے دنیا کو وہ شخص کہ عقل نہیں رکھتا ہے خرچ محل سے اسکے یا یہ کہ
دنیا نہیں لیاقت رکھتی اسکی کہ گنی جاوے گھر مگر اسکے لیے کہ نہیں گھر اسکے لیے اور نہ لیاقت رکھتی ہے اسکی کہ گنی جاوے مال مگر اسکے لیے کہ نہیں مال اسکے لیے اور
مقصود حقارت دنیا کی اور ساقط کرنا رتبہ اسکے کا ہے اس سے کہ گنی جاوے گھر یا مال اسکے لیے کہ ہے آخرت اسکے لیے قرارگاہ اور مال الخ (وَعَن حُذَیفَۃَ قَالَ سَمِعتُ
رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یَقُولُ فِی خُطبَتِہٖ اَلخَمرُ جِمَاعُ الاِثمِ وَالنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّیطٰنِ وَحُبُّ الدُّنیَا رَأسُ کُلِّ خَطِیئَۃٍ قَالَ وَسَمِعتُہٗ یَقُولُ اَخِّرُوا النِّسَاءَ حَیثُ اَخَّرَہُنَّ
اللّٰہُ رَوَاہُ رَزِینٌ وَرَوَی البَیہَقِیُّ مِنہُ فِی شُعَبِ الاِیمَانِ عَنِ الحَسَنِ مُرسَلًا حُبُّ الدُّنیَا رَأسُ کُلِّ خَطِیئَۃٍ) اور روایت ہے حذیفہ سے کہ کہا سنا میں نے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبہ میں شراب جمع کرنیوالی گناہوں کی ہے یعنے سب گناہ اسمیں جمع ہیں اور اس سے وجود میں آتے ہیں
اور عورتیں جال ہیں شیطان کی اور محبت دنیا کی سر ہے ہر گناہ کا کہ گناہ اور ممنوعات جو کرتا ہے آدمی بسبب محبت دنیا کے کرتا ہے کہا حذیفہ نے کہ سنا میں نے حضرت
کو فرماتے تھے پیچھے ڈالو عورتوں کو اسلیے کہ پیچھے ڈالا ہے انکو خدا تعالیٰ نے یعنے ذکر میں اور گواہی میں اور جماعت میں اور فضل میں اور رتبہ میں پس نہ مقدم کرو تم
انکو چیزوں ذکر کی گئیں میں نقل کی یہ تمام حدیث جیسے کہ مذکور ہوئی رزین نے نقل کی بیہقی نے جملہ اس حدیث سے شعب الایمان میں حسن بصری سے بطریق ارسال
کے اسی مقدار کہ حب الدنیا راس کل خطیئۃ ف روایت کی طبرانی نے ابن عباس سے بطریق مرفوع کے الخمر ام الفواحش واکبر الکبائر من شربہا وقع علی امہ
وخالتہ وعمتہ کہتے ہیں بلایا گیا ایک شخص طرف سجدہ بت کے پس انکار کیا پھر بلایا گیا طرف قتل نفس کے پس انکار کیا پھر بلایا گیا طرف زنا کے پس انکار کیا پھر بلایا گیا
طرف پینے شراب کے پس آیا میں جبکہ پی شراب کی میں تمام چیزوں طلب کی گئیں اور محبت دنیا کی الخ اور مفہوم مخالف اسکا یہ ہے کہ ترک دنیا سر ہے ہر عبادت کا کہا ہے بعضوں
نے کہ جسنے دوست رکھا دنیا کو نہیں ہدایت کرتے اسکو تمام مرشد اور جسنے ترک کیا اسکو نہیں گمراہ کرتے اسکو تمام مفسد کہا طیبی نے کہ تینوں کلمات جامع ہیں یعنے
بہت سے گناہوں کو متضمن ہیں اسلیے کہ ہر ایک انمیں سے علیحدہ علیحدہ اصل ہے بہت سے گناہوں کی ہ ع (وَعَن جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ
وَسَلَّمَ اِنَّ اَخوَفَ مَا اَتَخَوَّفُ عَلٰی اُمَّتِی الہَوٰی وَطُولُ الاَمَلِ فَاَمَّا الہَوٰی فَیَصُدُّ عَنِ الحَقِّ وَاَمَّا طُولُ الاَمَلِ فَیُنسِی الاٰخِرَۃَ وَہٰذِہِ الدُّنیَا مُرتَحِلَۃٌ ذَاہِبَۃٌ وَہٰذِہِ الاٰخِرَۃُ مُرتَحِلَۃٌ
قَادِمَۃٌ وَلِکُلِّ وَاحِدَۃٍ مِنہُمَا بَنُونَ فَاِنِ استَطَعتُم اَن لَا تَکُونُوا مِن بَنِی الدُّنیَا فَافعَلُوا فَاِنَّکُمُ الیَومَ فِی دَارِ العَمَلِ وَلَا حِسَابَ وَاَنتُم غَدًا فِی دَارِ الاٰخِرَۃِ وَلَا عَمَلَ رَوَاہُ البَیہَقِیُّ
فِی شُعَبِ الاِیمَانِ) اور روایت ہے جابر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہت ڈرانے والی ان چیزوں کی کہ ڈرتا ہوں میں اپنی امت پر دو چیزیں
ہیں خواہش نفس اور درازی آرزو جینے کی یعنے ساتھ تاخیر عمل کے پس لیکن خواہش نفس کی جو کہ مخالف ہے ہدایت کے اور موافق ہے باطل کے پس باز رکھتی ہے قبول حق
اور فرمانبرداری اسکی سے اور لیکن درازی آرزو جینے کی پس بھلا دیتی ہے آخرت کو اور یہ دنیا کوچ کرنے والی جانے والی ہے اور یہ آخرت کوچ کرنے والی آنے والی ہے
یعنے دنیا دمبدم چلی جاتی ہے اور آخرت دمبدم چلی آتی ہے اور واسطے ہر ایک کے دنیا اور آخرت سے بیٹے ہیں یعنے تابع اور محکوم اور دوست اور رغبت کرنیوالے

پس اگر کرسکو تم یہ کہ نہ ہو وتم بیٹوں دنیا کے سے پس کرو یعنی ایسے کام کرو کہ دنیا کی بیٹے گری سے نکلجاؤ اور تابع اور محکوم اُسکے نہ ہو اسلیے کہ تم آج کے دن دنیا میں ہو
کہ گھر عمل کا اور جگہ کام کرنے کی ہو پس غنیمت جانو عمل کو پہلے آنے اجل کے اور نہیں ہو حساب دنیا میں عمل پر اور تم کل ہوگے گھر آخرت کے ہو وگے کہ نہیں ہو عمل اُس میں
بلکہ جگہ حساب کی ہو نقل کی بیہقی نے شعب الایمان میں ف کوچ کرنے والی جانے والی ہو اس طرح سے کہ نہیں جانتا صاحب اسکا جیسے کہ نہیں جانتا چلنے کشتی کو
بیٹھنے والا اسکا اور اس سے فنا ہونا دنیا کا اور گذرنا اسکا بہت جلد سمجھا جاتا ہے اسلیے کہ اگر آخرت بجاے خود ہوتی اور دنیا اسطرف جاتی تو بھی آخر گذر جاتی اور تمام ہو جاتی
چہ جائیکہ آخرت بھی اس طرف سے اُدھر چلی آتی ہے اور دنیا اُدھر سے اُدھر چلی جاتی ہے درمیان راہ ہی میں تمام ہو گی اور نہیں حساب یعنی بحسب ظاہر کے بہ نسبت فاجر
کے والا روایت کیا گیا ہے حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا شرح (وعن علی قال ارتحلت الدنیا مدبرة وارتحلت الاخرة مقبلة ولکل واحدة منهما بنون فکونوا من
ابناء الاخرة ولا تکونوا من ابناء الدنیا فان الیوم عمل ولا حساب وغدا حساب ولا عمل رواه البخاری فی ترجمة باب) اور روایت ہے علی سے یعنی بطریق موقوف کے کہا کوچ
کیے جاتی ہے دنیا پشت پھیرے ہوے اور کوچ کیے آتی ہے آخرت درحالیکہ متوجہ ہے طرف ہمارے یعنی ظاہر ہو چکی پھیرنا دنیا کا اور فنا اسکا اور متوجہ ہونا آخرت کا اور بقا
اسکا اور واسطے ہر ایک کے ان دونوں میں سے بیٹے ہیں پس ہو وتم آخرت کے بیٹوں میں سے یعنی ساتھ متوجہ ہونے کے طرف اسکی اور نہ ہو وتم دنیا کے بیٹوں
میں سے یعنی ساتھ اعراض کرنے کے آخرت سے اور متوجہ ہونے کے طرف دنیا کی اسلیے کہ آج کے دن یعنی دنیا میں عمل ہے یعنی وقت عمل کا ہے اور نہ وقت
حساب کا اور کل یعنی دن قیامت کے حساب ہے اور نہیں ہے عمل روایت کی یہ حدیث بخاری نے ترجمۃ الباب میں ف یعنی عنوان ایک باب میں بغیر اسناد
موقوف حضرت علی پر اور حدیث جابر سے معلوم ہوا کہ اصل اسکی مرفوع ہے اور مضمون اسکا ہے شرح (وعن عمرو ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطب
یوما فقال فی خطبته الا ان الدنیا عرض حاضر یاکل منه البر والفاجر الا وان الاخرة اجل صادق ویقضی فیها ملک قادر الا وان الخیر کله بحذافیره فی الجنة الا وان
الشر کله بحذافیره فی النار الا فاعملوا وانتم من اللہ علی حذر واعلموا انکم معروضون علی اعمالکم فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره ومن یعمل مثقال ذرة شرا یره رواه الشافعی)
اور روایت ہے عمرو سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا ایک دن پس فرمایا اپنے خطبہ میں کہ خبردار ہو تحقیق دنیا متاع ہے غیر ثابت حاضر کیا گیا ہے اس سے نیک و بد
یعنی مومن اور کافر فاسق اور مطیع سب رزق دنیا سے حصہ رکھتے ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقها آگاہ ہو اور تحقیق آخرت ایک مدت
ہے معین وعدہ کی گئی سچی یعنی محقق و ثابت اور حکم کریگا آخرت میں بادشاہ قادر یعنی تمیز کرنیوالا درمیان نیک و بد اور مومن اور کافر کے ساتھ ثواب و عذاب کے آگاہ
ہو اور تحقیق خیر و خوبی ساتھ تمام اطراف انواع اپنے کے بہشت میں ہے آگاہ ہو اور تحقیق بدی اور زشتی تمام ساتھ انواع اپنے کے دوزخ میں ہے خبردار ہو پس عمل کرو
یعنی نیک حالانکہ تم عذاب اور حساب خدا سے خوف پر ہو یعنی ایسی طرح کہ عمل کرو اور ڈرتے رہو اللہ سے کہ قبول ہوتا ہے یا نہیں اور جانو تم کہ تحقیق پیش کیے جاوگے اپنے
عملوں پر پس جو شخص کہ عمل کرتا ہے مقدار ذرہ کے نیکی دیکھیگا جزا اسکی یعنی آخرت میں یا دنیا میں اور جو کوئی عمل کرتا ہے مقدار ذرہ کے برا دیکھیگا جزا اسکی روایت کیا اسکو
شافعی نے ف پیش کیے جاؤگے اپنے عملوں پر یہ عبارت محمول قلب پر ہے یعنی معنے اسکے الٹے ہیں کہ عمل تمہارے پیش کیے جاوینگے پھر یا معنے یہ ہیں کہ تم پیش کیے جاؤگے
حضرت پروردگار تعالیٰ کے جیسے کہ تمہارے عمل ہیں اور ظاہر تر یہ ہے کہ معنے اسکے یہ ہیں کہ تم سامنے کیے جاؤگے اللہ تعالیٰ کے ساتھ افعال اپنے کے اور جزا دیے جاؤ
اور پر اعمال اپنے کے مانند پیش کرنے لشکر کے امیر پر شرح (وعن شداد قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ایها الناس ان الدنیا عرض حاضر یاکل
منها البر والفاجر وان الاخرة وعد صادق یحکم فیها ملک عادل قادر یحق فیها الحق ویبطل الباطل کونوا من ابناء الاخرة ولا تکونوا من ابناء الدنیا فان
کل ام یتبعها ولدها) اور روایت ہے شداد سے کہا اُسنے سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اے لوگو تحقیق
دنیا اسباب حاضر ہے کھاتا ہے اس دنیا سے نیک و بد یعنی مومن اور کافر اور تحقیق آخرت وعدہ کی گئی ہے سچا یعنی واقع ہونیوالا ہے حکم کریگا آخرت میں بادشاہ عادل
قادر یعنی غیر عاجز ثابت رکھیگا اُس میں حق کو اور نابود کریگا باطل کو یعنی متمیز اور جدا کر دیگا اہل حق اور اہل باطل کو ساتھ ثواب و عذاب کے ہو وتم آخرت کے

بیٹوں میں سے اور ہو تم دنیا کے بیٹوں میں سے اسلیے کہ تحقیق ہر ماں تابع ہوتا ہے اسکا بیٹا اسکا وصف اور دنیا باطلہ کا ٹھکانا دوزخ ہے اور آخرت حقہ کی جگہ جنت ہے
یعنے بس جو طالب و مستغرق دنیا کے ہیں وہ اسکے ساتھ دوزخ میں ہونگے اور جو طالب آخرت کے ہیں وہ اسکے ساتھ جنت میں ہونگے یہ تو ملا علی رح نے لکھا ہے
اور حضرت شیخ رح نے بعد حدیث کے لکھا ہے کہ جو کوئی فرزند آخرت کا ہو پیروی آخرت کی کریگا اور موافق اسکے عمل کریگا اور جو کوئی فرزند دنیا کا ہو پیروی اسکی کریگا
اور کام اسکے لیے کریگا ۔ ع (وعن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما طلعت الشمس الا وبجنبتیها ملکان یناديان یسمعان الخلائق غیر الثقلین
یا ایہا الناس ہلموا الی ربکم ما قل وکفی خیر مما کثر والہی رواہما ابو نعیم فی الحلیۃ) اور روایت ہے ابی درداء سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں طلوع ہوتا ہے
آفتاب مگر کہ دونوں پہلو اسکے میں دو فرشتے ہیں کہ پکارتے ہیں سناتے ہیں خلائق کو یعنے سنتے ہیں اس ندا کو خلائق سوا جن و انس کے اے لوگو آؤ طرف پروردگار
اپنے کے یعنے طرف حکم اسکے کے یا انعام کرنے اور طاعت سے رجوع ہو طرف اسکے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وتبتل الیہ تبتیلا اور جاننا تھوڑا مال کم ہو اور کفایت
کرے یعنے امروں میں یا زاد عقبی میں بہتر ہے اس مال سے کہ بہت ہو اور باز رکھے عبادت خدائے تعالی سے اور خوشحالی سے اور روایت کیں یہ دونوں حدیثیں ابو نعیم
نے کتاب حلیہ میں ف شاید کہ ہمیشہ سنائی جن وانس کے نہیں یہ ہے کہ نہ اٹھ جاوے تکلیف بسبب معائنہ غیب کے پھر اگر کوئی کہے کہ یہ ندا واسطے تنبیہ آدمیوں کے
ہے اور جب انہوں نے نہ سنا تو کیونکر متنبہ ہونگے جواب اسکا یہ کہ کفایت کرتا ہے انکو خبر دینا مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا بعضوں نے کہا انسان میں سے خطاب خاص
انسان ہی کو اسلیے کیا کہ نہایت غافل اور حریص مال و متاع دنیا پر ہے یہانتک کہ باز رکھا انکو اسنے متوجہ ہونے سے طرف ذکر اللہ تعالی کے اور عبادت اسکی کے
میں کہا گیا انکو کہاں تک یہ غفلت اور اعراض کرا ہندے آؤ طرف عبادت رب اپنے کے ۔ ع (وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال اذا مات المیت قالت الملائکۃ ما قدم
وقال بنو آدم ما خلف رواہ البیہقی فی شعب الایمان) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ پہونچاتے تھے اس حدیث کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک یعنے حضرت سے
نقل کرتے تھے کہ جسکو حدیث مرفوع کہتے ہیں کہا ابو ہریرہ نے جسوقت کہ مرتا ہے آدمی کہتے ہیں اور پوچھتے ہیں فرشتے کہ کیا آگے بھیجا یعنے اعمال خیر سے اور کہتے ہیں آدمی
کہ کیا پیچھے چھوڑا یعنے نظر ملائکہ کی عمل پر ہے اور نظر آدمیوں کی مال پر ۔ (وعن مالک انہ بلغہ ان لقمان قال لابنہ یا بنی ان الناس قد تطاول علیہم ما یوعدون وہم الی الآخرۃ سراعا
یذہبون وانک قد استدبرت الدنیا منذ کنت واستقبلت الآخرۃ وان دارا تسیر الیہا اقرب الیک من دار تخرج منہا رواہ رزین) اور روایت ہے امام مالک سے
کہ تحقیق لقمان نے کہا اپنے بیٹے کو کہ اے بیٹے میرے تحقیق آدمی دراز ہوئی یعنے عہد آدم سے آج کے دن تک انپر مدت اس چیز کی کہ وعدہ دئے جاتے ہیں ساتھ اسکے یعنے بعث اور
حساب اور ثواب عذاب اور وہ طرف آخرت کے جاری چلے جاتے ہیں اور تحقیق تو اے بیٹے میرے تحقیق پشت دی ہے تو نے دنیا کو جیسے کہ پیدا ہوا تو اور متوجہ ہوا تو آخرت کی طرف
یعنے روز اول کہ پیدا ہوا چونکہ متوجہ آخرت کی طرف ہے گویا دنیا کو چھوڑ دیا اور تحقیق وہ گھر کہ چلتا ہے تو طرف اسکے بہت نزدیک ہے طرف تیرے اس گھر سے کہ نکلتا ہے تو اس سے
نقل کی یہ رزین نے ف دراز ہوئی الخ معنے اسکے یہ ہیں کہ دراز و بعید ہوا ہے لوگوں پر وعدہ آنے قیامت وغیرہ کا حالانکہ وہ ہر ساعت بلکہ ہر دم چلے جاتے ہیں
طرف اس چیز کے کہ وعدہ کیے گیے ہیں اسکی مانند قافلہ چلنے والے کے لیکن وہ نہیں جانتے مانند بیٹھنے والوں کشتی بھری ہوئی کے پھر بیان کیا اس معنی کو ساتھ قول
اپنے کے اور تحقیق تو الخ خطاب یہاں خاص بیٹے کو کیا اور مراد اس سے خطاب عام ہے کہ شامل ہے سب کو اور آخر جملہ حدیث کی یہ دلیل ہے کہ جو کوئی ایک جگہ سے
نکلتا ہے ہر دم وقدم اس سے دور پڑتا ہے اور جس چیز کی طرف متوجہ ہوتا ہے اسکی جانب نزدیک آتا ہے ایک مسافت درمیان میں ہے کہ ہر دم روز اسکو قطع کرتا ہے اور
اس سے بہت نزدیک ہوتا جاتا ہے اور ایک روز ہوگا کہ وہ مسافت تمام ہو چکیگی اور وہاں پہونچیگا اور مقصود اس نصیحت سے دفع کرنا غفلت کا ہے امر آخرت
سے ۔ ع (وعن عبد اللہ بن عمرو قال قیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الناس افضل قال کل مخموم القلب صدوق اللسان قالوا صدوق
اللسان نعرفہ فما مخموم القلب قال ہو التقی النقی لا اثم فیہ ولا بغی ولا غل ولا حسد رواہ ابن ماجہ والبیہقی فی شعب الایمان) اور روایت ہے عبد اللہ
بن عمرو سے کہا کہ کہا گیا واسطے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ کونسا آدمی بہتر ہے فرمایا ہر مخموم دل کا اور سچا زبان کا عرض کیا صحابہ نے کہ سچی زبان

جانتے ہیں ہم جو ہر گز حسد نہ ہو سکے ہیں کون ہو مخموم دل کا فرمایا وہ پاک دل کا جو پرہیزگار نہیں ہو گناہ اُسپر اور نہ ظلم کرنا اور حسد گزرنا اور نہ کدورت و کینہ اور حسد نقل کی یہ ابن ماجہ
اور بیہقی نے شعب الایمان میں ف مخموم مخموم سے ہے جسکے معنی جھاڑنے خاک اور کوڑے کے زمین اور کنوین سے ہیں یہاں مراد یہ ہے کہ دل اُسکا جھاڑا ہوا اور صاف ہو غبار
اغیار سے اور پاک ہو بُرے اخلاق سے جسکو سلیم القلب کہتے ہیں فرمایا اللہ تعالے نے الا من اتی اللہ بقلب سلیم اور نقی یعنے صاف دل اور پاک باطن محبت غیر اللہ
سے اور تقی یعنے بچنے والا بُرے عقائد اور بُرے اخلاق سے اور صحابہ نے جو معنی مخموم القلب کے پوچھے احتمال ہے کہ وہ اس لغت کو نہ جانتے ہوں اسلیے کہ آنحضرت
کبھی ایک لفظ فرماتے تھے کہ صحابہ باوجود یہ اپنے زبان عرب کے اور کہنے فصاحت اور بلاغت کے نہ سمجھتے تھے اور معنے اُسکے نہ جانتے تھے لیکن اضافت مخموم
کی قلب کی طرف اور نہیں ہوا مراد کا اس سے دریافت کیا پس آنحضرت نے بیان فرمایا اور یہ احتمال ظاہر ہے واللہ اعلم ٭ ع ح (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ اِذَا كُنَّ فِيْكَ فَلَا عَلَيْكَ مَا فَاتَكَ الدُّنْيَا حِفْظُ اَمَانَةٍ وَصِدْقُ حَدِيْثٍ وَحُسْنُ خَلِيْقَةٍ وَعِفَّةٌ فِيْ طُعْمَةٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)
اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار خصلتیں ہیں کہ جب پائی جاویں تجھ میں اور نقصان نہیں ہو تجھ
اور ضرر نہیں ہے تجھکو فوت ہونے اور نہ ہونے دنیا سے اول حفاظت کرنی امانت کی یعنے ہر حقوق پروردگار کے اور حقوق بندوں کے اور حقوق نفس کے
اور دوسرے سچی بات بولنی اور تیسرے نیک خوئی اور چوتھے پارسائی کھانے میں یعنے پرہیز کرے حرام سے اور اکتفا کرے بقدر حاجت پر اور درست کمانا روایت نقل کی یہ احمد
نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں ف ضرر نہیں الخ یعنے چونکہ اصول نعمت اخروی کی حاصل ہوئی ہیں اور نفس نے سبب اسکے کمال پایا اور نورانی ہوا اور
وہ حاصل ہونے ثواب آخرت اور نعمتوں بہشت کا ہم پہونچا فوت ہونے نعمتوں دنیا اور شہوات اور لذات اسکے سے کیا غم ہو بلکہ اگر وہ ہوں تو خلل و وحشت
کارخانہ جمعیت دل کے ہیں اور کثافت اور ظلمت اور پرجال لطافت و نور کے پیدا ہوتا ہے ٭ ح (وَعَنْ مَالِكٍ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّهُ قِيْلَ لِلُقْمَانَ الْحَكِيْمِ مَا بَلَغَ بِكَ مَا نَرٰى
يَعْنِي الْفَضْلَ قَالَ صِدْقُ الْحَدِيْثِ وَاَدَاءُ الْاَمَانَةِ وَتَرْكُ مَا لَا يَعْنِيْنِيْ رَوَاهُ فِي الْمُوَطَّا) اور روایت ہے امام مالک سے کہا پہونچا ہے مجھکو یہ کہ کہا گیا واسطے لقمان
حکیم کے کہ کس چیز نے پہونچایا ہے تمکو اس مرتبہ کو کہ دیکھتے ہیں ہم یعنے فضیلت کو فرمایا لقمان نے کہ پہونچایا ہے مجھے اس مرتبہ کو سچ بولنے نے یعنے بلازمت سچ بولنے
نے یعنی بات کہتے ہیں اور اور کی بات نقل کرتے ہیں اور ادا نے امانت نے یعنے امانت مال ہو یا قول اور چھوڑ دینے اس چیز کے نے کہ نفع دیوے مجھکو اور ضرورت
نہو مجھکو اسکی روایت کی یہ مالک نے موطا میں کہ تصنیف امام مالک کی ہے حدیث میں ف اسی جگہ سے کہا ہے کہ حکمت راست گفتاری اور نیک کرداری ہے اور
لقمان بھانجے ہیں ایوب پیغمبر علیہ السلام کے اور بعضوں نے کہا کہ انکی خالہ کے بیٹے تھے اور اختلاف ہے درمیان علماء کے بیچ اس کہ لقمان پیغمبر تھے یا نہیں اور صحیح
یہ ہے کہ وہ حکیم و ولی تھے اور آیا ہے کہ انھوں نے ہزار پیغمبروں کی خدمت اور شاگردی کی تھی اور ابن عباس سے منقول ہے کہ لقمان پیغمبر تھے نہ پادشاہ تھے ایک
غلام کالے تھے کہ بکریاں چراتے تھے حق تعالے نے انکو مقبول اپنا کیا اور حکمت اور جوانمردی اور عقل دی اور اپنی کتاب میں ذکر انکا کیا ٭ ح (وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجِيْءُ الْاَعْمَالُ فَتَجِيْءُ الصَّلٰوةُ فَتَقُوْلُ يَا رَبِّ اَنَا الصَّلٰوةُ فَيَقُوْلُ اِنَّكِ عَلٰى خَيْرٍ فَتَجِيْءُ الصَّدَقَةُ فَتَقُوْلُ يَا رَبِّ اَنَا الصَّدَقَةُ فَيَقُوْلُ
اِنَّكِ عَلٰى خَيْرٍ ثُمَّ يَجِيْءُ الصِّيَامُ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَنَا الصِّيَامُ فَيَقُوْلُ اِنَّكَ عَلٰى خَيْرٍ ثُمَّ تَجِيْءُ الْاَعْمَالُ عَلٰى ذٰلِكَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّكَ عَلٰى خَيْرٍ ثُمَّ يَجِيْءُ الْاِسْلَامُ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَنْتَ السَّلَامُ
وَاَنَا الْاِسْلَامُ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّكَ عَلٰى خَيْرٍ بِكَ الْيَوْمَ اٰخُذُ وَبِكَ اُعْطِيْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِهِ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ
اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آوینگے اعمال پس آویگی نماز پس کہیگی اے پروردگار میرے میں نماز ہوں پس فرماویگا
اللہ تعالی تحقیق تو اوپر خیر کے ہے پس آویگا صدقہ یعنے زکوۃ پس کہیگا اے رب میرے میں صدقہ ہوں پس فرماویگا اللہ تعالی تحقیق تو اوپر خیر کے ہے پھر آویگا روزہ کہیگا
اے رب میرے میں روزہ ہوں پس فرماویگا اللہ تعالے کہ تحقیق تو اوپر خیر کے ہے پھر آوینگے اور اعمال یعنے حج اور جہاد اور طلب علم اور مانند اسکے کے اوپر اسی طرح
کے کہ مذکور ہوئے فرماویگا اللہ تعالے کہ تحقیق تو اوپر خیر کے ہے یعنے موقوف رکھیگا اللہ تعالے ہر ایک کی شفاعت کے قبول کو اور مہلت دیگا انکی درخواست

کی قبولیت کو بڑی وہ مہربانی پھر آویگا اسلام کہ جامع اعمال خیر اور جگہہ ارادہ ہوتا او امر و احکام کا ہی پس کہیگا او رب میرے نام پاک تیرا اسلام ہی یعنی سالم او رپاک تمام
نقصانوں اور آفتوں سے اور سلامتی بخشنے والا بندوں کا تمام شدائد اور خوفوں سے اور میں ہوں اسلام کہ عاجزی کرنیوالا اور مطیع امر اور تابعدار تیرے حکم کا ہوں اور
فرمایا ہی تو نے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ پس فرماویگا اللہ تعالی کہ تحقیق تو خیر پر ہی بسبب تیرے آج کے دن مواخذہ کرونگا یعنی مواخذہ کرونگا بسبب تیرے
جس جگہ کہ مواخذہ کرونگا ساتھ دینے عذاب کے اور بوسیلہ تیرے دونگا میں یعنی ثواب تو اصل ہوا اور مدار تجھ پر اطاعت و معصیت کا چاہو جو کچھ چاہتا او
تو فرمایا اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں اور جو شخص کہ طلب کرے سوا دین اسلام کے کسی دین کو پس ہرگز قبول کیا جاویگا اس سے وہ دین اور وہ آخرت میں ہو
ٹوٹا پانے والوں سے ہو فرشتہ آوینگے اعمال بندوں کے یعنی نیک اعمال خصوصا نماز و یک خداوند تعالی کہ تا جیتا ہوں یا ور شفاعت کریں اپنے کرنے والوں کی یا جھگڑیں اپنے
ترک کرنے والوں سے اور اعمال یا تو اچھی صورتیں آوینگے کہ اللہ تعالی انکو اچھی صورتیں عطا فرماویگا جیسے کہ بعضی حدیثوں اور آثار سے سمجھا جاتا ہی اور یا قدرت
الہی ثابت ہی او پر اسکے اعتراض کے اور کلام کرو اسکے انکار کے اور میں نماز ہوں آئی ہوں بیچ درگاہ لطف تیرے کے تا شفاعت کروں بندے کی باعتنا و قبولیت
اور آبرو کے کہ تیری درگاہ میں رکھتی ہوں کہ مجھکو ستون اپنے دین کا فرمایا ہی اور مقام عزت و قربت میں ٹھہرایا ہی تو نے اور فرمایا ہی اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ یعنی
دنیا میں منع کرنے والی فسق و فجور کی تھی اپنا میں واسطے ہوں آج کے دن کہ مانع غضب اور عذاب تیرے سے ہوں میں پس فرماویگا اللہ تعالی کہ تو ای نماز او پر خیر اور
صلاح و فلاح کے ہی اور یہ توقف اور مہلت وہی ہی قبول شفاعت اسکے میں ساتھ پاکیزہ تر وجہ کے اور اچھے کلام کے یعنی تجھکو بھی فضل و شرافت ہی اور بجا سے خود ویکو
لیکن شفاعت کار وصفت ایک دوسرے کی کہ اصل اور بڑی تیرا اور رجا و تون ہم شکل تیری کا ہی اور جامع ہی تمام اچھی صفتوں کا کہ وہ اسلام ہی جیسے کہ آتا ہی اور بیان
ایک نکتہ ہی کہ کھڑا ہونا مقام شفاعت میں سزاوار اس ذات کے ہی کہ جامع ہو کمالات کی جیسے کہ ذات پاک مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہ مظہر تمام اسماء وصفات
الٰہی کی ہی کہ کوئی پیغمبر دروازہ شفاعت کا نہیں کھلوا سکیگا مگر وہ اسی طرح اعمال میں وہ عمل شفاعت کریگا کہ جامع تمام صفات و کمال کا ہی جیسے کہ آخر حدیث میں بیان
ہوگا اور میں ہوں صدقہ شفاعت کرتا ہوں اس بندے کی اور مجھکو ساتھ لطف اپنے کے نوازا تو نے اور میرے حق میں فرمایا اَلصَّدَقَۃُ تُطْفِیْ غَضَبَ الرَّبِّ اور میں ہوں
روزہ کہ مجھکو مخصوص کیا تو نے ساتھ جزا خاص کے کہ سوائے تیرے کوئی اسکو نہ جانیگا اور جسنے کہ مجھکو پایا اور حرمت و حق نگاہ رکھا میرا بخشا تو نے اور وعدہ بہشت میں
جانے کا کیا تو نے اس سے اور اسلام جو کلام مذکور کریگا اسلیے کہ درباب شفاعت اسکو بہت دخل ہی کہ ابتدا ساتھ تعظیم اور ثنائے الٰہی کے کرے جیسے کہ حضرت مصطفی
صلی اللہ علیہ وسلم اول ثنا خاص کردگار کی کرینگے بعد ازاں شفاعت کرینگے پس اسلام حضرت حق سبحانہ کو ساتھ اسم سلام کے ذکر کریگا اور اپنے تئیں بندہ مطیع کہیگا اس
سبب سے شفاعت اسکی قبول ہوگی اور احتمال ہی کہ اسلام سے مراد ہو صفت رضا اور تسلیم اور ترک اختیار کی کہ اعلی مقامات اہل قرب اور اصطفا کے ہی جیسے کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے حق میں آیا ہی کلام مجید میں اِذْ قَالَ لَہٗ رَبُّہٗ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ لَنَا سِتْرٌ فِیْہِ تَمَاثِیْلُ طَیْرٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا عَائِشَۃُ حَوِّلِیْہِ فَاِنِّیْ اِذَا رَاَیْتُہٗ ذَکَرْتُ الدُّنْیَا) اور روایت ہی عائشہ رضی سے کہ کہا عائشہ نے کہ تھا واسطے ہمارے پردہ یعنی دروازہ کا یا دیوار گیری کہ اسمیں تصویریں
پرند جانوروں کی پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ای عائشہ بدل ڈال اسکو اسلیے کہ میں جب دیکھتا ہوں اسکو یاد کرتا ہوں دنیا کو فقط تحلیل دلیل ہی اسپر کہ
صورتیں بہت چھوٹی تھیں یا یہ فرمایا ہو پہلے حرام ہونے تصویروں کے اور اسمیں اشارہ ہی طرف اسکے کہ دیکھنا اس اسباب کا کہ جمع کرتے ہیں ساتھ اسکے اغنیا لیجاتا ہی
فقر کی حلاوت قلوب کو (وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عِظْنِیْ وَاَوْجِزْ فَقَالَ اِذَا قُمْتَ فِیْ صَلٰوتِکَ فَصَلِّ صَلٰوۃَ
مُوَدِّعٍ وَلَا تَکَلَّمْ بِکَلَامٍ تَعْتَذِرُ مِنْہُ غَدًا وَاَجْمِعِ الْاِیَاسَ مِمَّا فِیْ اَیْدِی النَّاسِ) اور روایت ہی ابی ایوب انصاری رضی سے کہ کہا آیا ایک شخص پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے پس عرض کیا کہ نصیحت فرماؤ مجھکو اور مختصر کہو کہ جامع ہو پس فرمایا آنحضرت نے جب کھڑا ہو تو بیچ نماز اپنی کے پس مانند اس شخص کے کہ رخصت کرنیوالا ہو
ہی ماسوای اللہ کو یعنی خلق اور نفس کو اور متوجہ ہو جناب حق میں ساتھ خلوص کامل اور توجہ تمام کے اور نہ کر ایسی بات کو کہ محتاج ہووے تو عذر خواہی کا بسبب اس

کلام کرکل کو یعنی قیامت کو جناب پروردگار میں یا مطلق شامل ہے کلام کرنے کو یاروں اور دوستوں اور تمام مسلمانوں سے یعنے ایسی بات نہ کہہ کہ اس سے پشیمان
ہووے تو اور محتاج عذر کرنیکا ہووے اور قصد مصمم کر اوپر نا امیدی کے اُس چیز سے کہ لوگوں کے ہاتھ میں ہو یعنے قناعت کر قوت مقدر و مقسوم پر اور لوگوں کے
مال سے طمع منقطع کر ف ایک معنی تو رخصت کرنے کے وہ ہیں جو مذکور ہوے اور ممکن ہے کہ مراد رخصت کرنا حیات کا ہو یعنے گویا کہ اخیر نماز تیری ہے اور یہ آخر وقت ہے
اور وفات تیرے کا چاہیے کہ مشایخ کی وصیتوں میں آیا ہے کہ طالب کو چاہیے کہ ہر نماز اپنی میں ایسا تصور کرے کہ یہ آخر نماز ہے اور جب ایسا جانیگا تو بالضرور ذوق اور حضور
اور تعدیل سے ادا کریگا اور آخر حدیث میں اشارہ ہے طرف اسکے کہ نسبت پکڑنی لوگوں سے علامت افلاس کی ہے اور غناے قلبی یہ ہے کہ نا امیدی ہووے اُس چیز سے کہ لوگوں
کے ہاتھ میں ہے ترجمہ ع وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْصِيْهِ وَمُعَاذٌ رَاكِبٌ وَرَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ تَحْتَ رَاحِلَتِهِ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ يَا مُعَاذُ إِنَّكَ عَسٰى أَنْ لَا تَلْقَانِيْ بَعْدَ عَامِيْ هٰذَا وَلَعَلَّكَ أَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِيْ هٰذَا وَقَبْرِيْ فَبَكٰى مُعَاذٌ جَشَعًا لِفِرَاقِ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَأَقْبَلَ بِوَجْهِهِ نَحْوَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِيَ الْمُتَّقُوْنَ مَنْ كَانُوْا وَحَيْثُ كَانُوْا رَوَى الْأَحَادِيْثَ الْأَرْبَعَةَ أَحْمَدُ اور روایت
ہے معاذ بن جبل سے کہا جبکہ بھیجا اسکو یعنے ارادہ کیا بھیجنے کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قاضی یا عامل کر کر طرف یمن کے نکلے ساتھ اسکے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم یعنے ہو پہنچانے کے لیے اس حال میں کہ وصیت کرتے تھے اسکو اور معاذ تھے سوار اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تھے ہمراہ سواری اسکی پس جب فارغ
ہوے حضرت وصیت سے فرمایا اے معاذ تحقیق تو نزدیک ہے کہ نہ ملے تو مجھسے بعد سال عمر میری کے کہ یہ سال ہے اور شاید کہ تو گذرے اس مسجد میری پر اور قبر میری پر
پس روئے معاذ بسبب غم فراق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر التفات کیا آنحضرت نے یعنے منہ پھیرا معاذ کی طرف سے اور متوجہ کیا منہ اپنا جانب
مدینہ کے اور فرمایا کہ تحقیق قریب ترین اور افضل ترین لوگوں کے ساتھ میرے پرہیزگار ہیں جو ہوں یعنے عربی یا عجمی گورے ہوں یا کالے ہوں اشراف ہوں یا رذال
ہوں اور جہاں ہوں نقل کیں چاروں حدیثیں احمد نے ف لفظ فاقبل الخ تفسیر ہے التفات کی اور شاید کہ وجہ منہ پھیرنے کی معاذ سے یہی کہ تا نہ دیکھیں وتا انکا
اور ہو سبب رونے آپ کے کا اور سخت ہو غم اور اشارہ تھا اسپر کہ ضرور ہے چھوڑنا دنیا کا اور متوجہ ہونا طرف عقبیٰ کے پس تسلی دی حضرت نے انکو از راہ فضل کے اور یہ
کی زبان سے کہ تو جدا ہوگا مجھسے اور جدا ہوگا مدینہ سے اور پھر دیکھیگا تو مدینہ کو اور نہیں دیکھیگا تو مجکو اور اشارہ کیا طرف اسکے کہ جمیع انبیا اور اتقیا دار البقا میں ہر
پس فرمایا کہ قریب ترین لوگوں کے ساتھ میرے یعنے ساتھ شفاعت میری کے یا قریب ترین لوگونکے طرف مرتبہ میرے کے متقی ہیں الخ اور جہاں ہوں یعنے مکہ میں ہوں یا
مدینہ میں یا بصرہ میں یا کوفہ میں یا یمن میں وغیرہ ذلک پس دیکھ طرف رتبہ اویس قرنی کے یمن میں بسبب کمال تقوی کے اور طرف حالت ایک جماعت اشراف حرمین
شریفین کے کہ انھوں نے باوجود دور ہونے کے تقوے سے کیا درجہ پایا اور یہ بسبب ترک تقوی کے کیسے محروم رہے مقام قرب سے بلکہ اشقی ہوے بسبب
ایذا کے حضرت کو اور گویا کہ یہ وصیت اور تسلی ہے معاذ کو کہ تقوی اختیار کرنا چاہیے اور ہمارے فراق پر غم نہ کھا جبکہ متقیوں سے ہووے تو صورت میں اگرچہ جدا ہوتا ہے مگر
میں ہمارے ساتھ ہی ہے تو اور طیبی نے کہا کہ یہ تسلی ہے معاذ کو بعد از خبر دینے کے اسکو ساتھ رحلت اپنی کے یعنے جبکہ پھر آوے تو مدینہ کو اقتدا کر ساتھ متصل ترین اور
اقرب ترین آدمیوں کے ساتھ میرے کہ متقی ہیں اور کہا کہ یہ کنایہ ہے ابوبکر صدیق سے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہوینگے جیسے کہ حدیث جبیر بن مطعم میں
آیا ہے کہ ایک عورت آئی بیچ ملازمت آنحضرت کے اور کلام کیا ایک امر میں فرمایا پھر آنا اور وقت اُس عورت نے کہا کہ اگر آؤں میں اور آپ کو نہ پاؤں یا رسول اللہ تو
کیا کروں میں گویا کنایہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے فرمایا اگر آوے تو اور نہ پاوے مجکو تو تو ابوبکر کے پاس آنا اشارہ کیا انکی خلافت کا بعد اپنے اور
اس حدیث میں رغبت دلائی ہے حضرت نے اوپر رعایت کرنے تقوے کے اور آمین تسلی ہے واسطے بقیہ امت کے کہ جنھوں نے نہیں پایا زمانہ حضرت کا اور مرتبہ صحبت
کا اگر تقوے کرینگے تو تقرب حاصل ہوگا حضرت سے اللھم ارزقنا ہذہ النعمۃ ترجمہ ع وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ أَنْ
يَّهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ النُّوْرَ إِذَا دَخَلَ الصَّدْرَ انْفَسَحَ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ لِذٰلِكَ مِنْ عَلَمٍ يُعْرَفُ بِهِ قَالَ نَعَمِ التَّجَافِيْ

یعنی دار الغرور والانابۃ الی دار الخلود والاستعداد للموت قبل نزولہ) اور روایت ہی ابن مسعودؓ سے کہا ابن مسعودؓ نے کہ پڑھی آنحضرتؐ نے یہ آیت پس جسکو ارادہ کرتا ہی اللہ ہدایت کرنے کا یعنے ہدایت خاص کا کہ پہونچاوے اُسکو طرف مقام اختصاص کے کھولتا ہی اور فراخ کرتا ہی سینہ اُسکا واسطے اسلام کے یعنے واسطے شرائع اسلام کے بطریق اخلاص کے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق نور یعنے نور ہدایت داخل ہوتا ہی سینہ میں کھلجاتا ہی اور فراخ ہوجاتا ہی سینہ پس کہا گیا کہ یا رسول اللہ کیا ہی واسطے اس حالت کے کچھ نشانی ظاہر میں کہ پہچانی جاوے وہ حالت ساتھ اس نشانی کے فرمایا آنحضرتؐ نے ہان اسکے لیے نشانی ہی دور ہونا گھر غرور کے سے یعنے دنیا سے کہ جگہ مکر و فریب کی ہی اور شیطان بسبب اسکے لوگون کو فریب دیتا ہی اور فرار و دور ہونے سے زہد اختیار کرنا ہی اور رجوع کرنا طرف آخرت کے کہ جگہ ہمیشگی کی ہی اور مستعد رہنا واسطے موت کے پہلے اُترنے اسکے کے یعنے ساتھ کرنے توبہ کے اور سبقت کرنے کے طرف عبادت کے اور صرف کرنے وقت کے طاعت میں ف یعنے قبول کرتا ہی تمام شرائع اسلام کے اور شیرین معلوم ہوتی ہی اسکے مذاق میں تلخی اُن احکام کی کہ مقرر کیے ہین اللہ تعالے نے اور حکم کیا ہی انکا اور یہ قلب بحقیقت میں عرش رب ہی جیسے کہ حدیث قدسی میں آیا ہی لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المومن اور دنیا مکر کرنے والی اور فریب دینے والی اور عہد شکن ہی جیسے کہ فرمایا اللہ تعالے نے ولا تغرنکم الحیوۃ الدنیا اور دنیا گھر رنج اور خرابی کا ہی اگرچہ صورت میں نعمت معلوم ہو حال اسکا مانند سراب یعنے دہوکے کے ہی کہ گمان کرتا ہی اُسکو پیاسا پانی پس حقیقت میں اُسی دہوکے میں پڑ رہے ہین بادشاہ اور امیر اور اغنیا اور پہلے آنے موت کے یا ظاہر ہونے مقدمات اسکے کے کہ مرض ہی اور بہت بڑھاپا کہ قادر ہوا آدمی اوپر حاصل کرنے علم کے یا عمل کے اور اُس وقت ندامت نفع نہ دیوے ؎

ع وَعَنْ اَبِی ہُرَیْرَۃَ وَاَبِی خَلَّادٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاَیْتُمُ الْعَبْدَ یُعْطٰی زُہْدًا فِی الدُّنْیَا وَقِلَّۃَ مَنْطِقٍ فَاقْتَرِبُوْا مِنْہُ فَاِنَّہٗ یُلَقَّی الْحِکْمَۃَ رَوَاہُمَا الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ) اور روایت ہی ابی ہریرہؓ اور ابی خلادؓ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت کہ دیکھو تم بندے کو کہ دیا جاتا ہی بے رغبتی دنیا میں اور کم گوئی کلام لغو وغیرہ سے پس نزدیکی ڈھونڈھو اُس سے اسلیے کہ تحقیق وہ سکھایا جاتا ہی اور دیا جاتا ہی حکمت نقل کین یہ دونون حدیثین بیہقی نے شعب الایمان میں ف اور پہلی حدیث بہت سے طریق سے ثابت ہوئی ہی اور بعضی روایت میں آیا ہی کہ آنحضرتؐ پوچھے گئے کہ کونسا مومن بہت دانا ہی فرمایا آنحضرتؐ نے کہ جو موت کو بہت یاد کرتا ہو اور مابعد موت کے لیے بہت مستعد رہتا ہو اور اس حدیث میں جو لفظ حکمت کا ہی مراد ہی اُس سے نیک کرداری اور راست گفتاری اور جسکو اللہ تعالے حکمت عطا فرماوے اُسکی بڑی فضیلت آئی ہی فرمایا اللہ تعالے نے ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا حاصل یہ کہ وہ عالم عامل مخلص کامل ہی کہ ہو مرشد کامل کرنیوالا پس واجب ہی ہر ایک پر کہ طلب کرے ہمنشینی اُسکی اور حاصل کرے ہمکلامی اُسکی کہا آخر بعض عارفین نے کہ صحبت رکھو ساتھ اللہ کے پس اگر نہ طاقت رکھو تو صحبت رکھو ساتھ اُسکے کہ وہ صحبت رکھے ساتھ اللہ کے اور علامت صحبت احوال اسکے کی بعد تصحیح اقوال و افعال اسکے کے وہ ہی کہ جو اوپر گذری حدیث سابق میں علامت انشراح صدر سے یا یہ حدیث کہ موثر ہو صحبت اُسکی جمیع امور میں اور بے رغبت کرے یارون اپنے کو دنیا سے یعنے تحصیل مال و جاہ سے اور زیادتی قدر حاجت سے کہ پہونچاوے طرف زاد عقبے کے پس ایسا عارف خلیفہ انبیا کا ہی رزقنا اللہ رؤیتہ وخدمتہ وصحبتہ ؎ بَابُ فَضْلِ الْفُقَرَاءِ وَمَا کَانَ مِنْ عَیْشِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یہ باب ہی بیچ بیان فضیلت فقراء کے اور بیان زندگانی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر طریقہ فقر و کفاف کے یعنے قدر ضرورت کے ف مراد فضیلت سے زیادتی اجر و ثواب کی ہی اور دونون مضمون ذکر کیے گئے کے جمع کرنے میں نکتہ یہ ہی کہ حضرتؐ کی اوقات بسری بھی بطور فقراء کے تھی مانند اکثر انبیا اور اولیا کے اور فقراء کی فضیلت میں یہ بات کافی ہی اور جاننا چاہیے کہ علما کو اختلاف ہی اس میں کہ فقیر صابر افضل ہی یا غنی شاکر بعضے کہتے ہین کہ غنی شاکر افضل ہی کہ اسکے ہاتھ سے خیرات اور تقرب کی چیزین مثل زکوۃ اور قربانی وغیرہ اکثر ہوتی ہین اور حدیث میں بھی بیچ شان اغنیا کے آیا ہی کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء چنانچہ سابق بیچ باب الذکر بعد الصلوۃ کے گذری اور اکثر اسیر میں کہ فقیر افضل ہی کہ حال شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر ہی تہا اور حدیثین باب کی تمام دلیلین انکی ہین اور حق یہ ہی کہ اختلاف

یہ ہے کہ بابت فقر اور غنا کے یہ مطلقاً اور وجوہ مختلف ہین اور بیچ حق شخص خاص کے کبھی صلاح کار غنا مین ہوتا ہے اور کبھی فقر مین جیسے کہ حدیث مین آیا ہے کہ جب پروردگار
تعالیٰ اپنے بندہ پر مہربان ہوتا ہے تو جس چیز مین صلاح حال اُسکے کا ہوتا ہے وہ دیتا ہے خواہ فقر ہو یا غنا اور خواہ صحت ہو یا مرض اور اسی طرح بیچ تمام صفتون قضاؤن
کے واللہ اعلم حضرت سید محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ سے منقول ہے کہ اُنسے کسی نے پوچھا کہ فقیر صابر بہتر ہے یا غنی شاکر فرمایا فقیر شاکر دونون سے بہتر ہے اور
اسمین اشارہ ہے فضیلت فقر پر یعنے فقر ایک نعمت ہے کہ اُسپر شکر کرنا چاہیے نہ بلا ہے کہ اُسپر صبر کرنا چاہیے شیخ عالم عارف ولی عبد الوہاب متقی اپنے شیخ سے
نقل کرتے تھے کہ جب تک اقرار زبانی اوپر فضیلت فقر کے ہم سے نہ کر والیا بیعت ہماری نہ قبول کی اور کہا کہ کہو الفقر افضل من الغنا بعد ازان ہاتھ پکڑا اور
مرید کیا اور جاننا چاہیے کہ بعضون نے فقیر و مسکین مین فرق کیا ہے کہ فقیر وہ کہ مالک نصاب کا نہو اور مسکین وہ کہ کچھ نہ رکھتا ہو اور بعضون نے برعکس اُسکے کہا ہے اور مراد
فقرا سے یہان فقیر اور مسکین ہین شروع الفصل الاول فصل پہلی (عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رب اشعث اغبر مدفوع بالابواب
لو اقسم علی اللہ لابرہ رواہ مسلم) روایت ہے ابوہریرہ رض سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہت پراگندہ بال غبار آلودہ دھکیلے گئے دروازون سے
اگر قسم کھاوین اللہ پر تو البتہ سچا کرے اللہ انکو قسم مین نقل کی یہ مسلم نے ف دھکیلے گئے الخ یعنے روکے گئے دروازون سے ساتھ ہاتھ یا زبان کے اور معنے
یہ ہین کہ اگر بالفرض وہ کسی کے دروازے پر جا کھڑے رہین تو انکو اپنے گھرین نہ آنے دے بسبب نہایت حقارت انکی کے لوگون کی نظرون مین اور جب دروازہ
دھکیلے گئے تو مجلسون مین آنے سے بطریق اولی منع کیے جاوینگے اور یہ اسلیے ہے کہ چھپاتا ہے اللہ تعالیٰ چھپانا حال انکے کا خلق سے تاکہ نہ حاصل ہو انکو سوا
اللہ تعالیٰ کے اور کسی سے کچھ نسبت پس محفوظ رکھتا ہے انکو کھڑے رہنے سے ظالمون کے دروازون پر اور کھانے مال حرام انکے سے جیسے کہ بچاتا ہے آدمی مریض
کو استعمال کرنے طعام مضر کے سے پس نہین حاضر ہوتے وہ مگر اپنے مولے ہی کے دروازہ پر اور نہین سوال کرتے غیر اسکے سے بسبب کمال بے پروائی اپنی کے
اور مراد یہ نہین ہے کہ وہ دنیا دارون کے دروازون پر جاتے ہین اور وہ دھکیلتے ہین انکو دروازون سے اور آنے نہین دیتے اپنے گھرون مین اسلیے کہ اولیاء اللہ
محفوظ ہین اس ذلت سے اور اگر قسم کھاوین الخ یعنے اگر وہ قسم کھاوین خداے تعالیٰ کی کہ اللہ تعالیٰ اس فعل کو کریگا یا قسم کھاوین کہ نہین کریگا تو سچا کرتا ہے
اللہ انکو اس قسم مین کہ کرتا ہے وہ فعل یا نہین کرتا جیسے کہ انس بن نضر کا حال گذرا باب الدیۃ مین شرح حاصل حدیث یہ ہوا کہ وہ اگرچہ لوگون کی نظرون مین ذلیل ہین لیکن نزد
اللہ کے نزدیک ایسے عزیز و مقبول ہین کہ اگر قسم کھا بیٹھین کسی کام پر تو اللہ تعالیٰ سچا کرتا ہے انکو ف مؤلف (وعن مصعب بن سعد قال رای سعد ان لہ فضلا علی من دونہ
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہل تنصرون وترزقون الا بضعفائکم رواہ البخاری) اور روایت ہے مصعب بیٹے سعد کے سے کہ کہا گمان کیا سعد نے
یہ کہ اسکو فضیلت ہے اوپر اُس کسی کے کہ کمتر ہو اُس سے یعنے فقرا و ضعفا پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے جواب کے لیے اور انکے سنانے کے لیے نہین
مدد کیے جاؤ گے تم یعنے دشمنان دین پر اور نہین رزق دیے جاتے مگر برکت ضعیفون اور فقیرون انکے کے نقل کی یہ بخاری نے ف چونکہ سعد بہت سی فضیلتین رکھتے تھے
مانند شجاعت اور کرم اور سخاوت کے انھون نے گمان کیا کہ نفع میرا اسلام مین بسبب مدد کرنے مسلمانون کے زیادہ ہے بہ نسبت اورون کے کہ جو ایسے ہین
پس حضرت نے اس گمان سے باز رکھا انکو کہ یہ گمان تم نہ رکھو بلکہ اکرام کرو ضعیفون اور فقیرون کا اور تکبر نہ کرو اُنپر کہ تم ہی انکی برکت دعا سے بہرہ مند ہوتے ہو نوع ۲
(وعن اسامۃ بن زید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قمت علی باب الجنۃ فکان عامۃ من دخلہا المساکین واصحاب الجد محبوسون غیر ان اصحاب النار
قد امر بہم الی النار وقمت علی باب النار فاذا عامۃ من دخلہا النساء متفق علیہ) اور روایت ہے اسامہ بن زید رض سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
کھڑا ہوا مین بہشت کے دروازہ پر یعنے شب معراج کو یا خواب مین یا حالت کشف مین پس تھے اکثر اُن لوگون سے کہ داخل ہوے بہشت مین غریب اور دولت مند
ٹھہرائے گئے تھے بیچ میدان قیامت مین لیکن کافر تحقیق حکم کیا گیا انکو جانیکا طرف دوزخ کے یعنے مومن دو قسم ہین محبوس اور غیر محبوس [illegible] اور تمام اہل بہشت [illegible]
ہے اور کافر ایک قسم دوزخ ہی مین جاوینگے اور کھڑا ہوا مین دوزخ کے دروازہ پر پس ناگہان اکثر اُنکے داخل ہوے [illegible] عورتین ہین نقل کی یہ بخاری نے

سلم نے نقل یعنے بسبب کثرت خواہش کرنے انکے کے دنیا کی اور بسبب رونکنے انکے کے مردون کو راہ عقبی سے اور ٹھہرائے گئے الخ یعنے بہت والے اس دنیا
فانی کے کہ مال ومنصب والے ہین ٹھہرائے اور روکے جاوینگے میدان قیامت مین واسطے بہت حساب دینے کے اور رنج مین ہونگے بسبب کثرت اموال
اپنے کے اور وسعت جاہ کے اور لذت حاصل کرنے کے دنیا مین اور بہرہ مند ہونے کے موافق شہوات نفس فرواکے اسلیے کہ حلال دنیا سبب حساب کا ہے اور
حرام اسکا سبب عذاب کا ہے اور فقرا اس سے بری ہونگے کہ نہ حساب لیے جاوینگے اور نہ روکے جاوینگے بلکہ چالیس برس پہلے اغنیا کے داخل ہونگے جنت
مین عوض مین ان نعمتون کے کہ دنیا مین فوت ہوئی ہین ۰ع (وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ
أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے ابن عباس رضی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جھانکا مین
بہشت مین پس دیکھے مین نے اکثر اہل بہشت فقرا اور جھانکا مین نے دوزخ مین پس دیکھین مین نے اکثر رہنے والی اسکی عورتین نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنْ
عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِيْنَ يَسْبِقُوْنَ الْأَغْنِيَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى الْجَنَّةِ بِأَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے عبد اللہ
بن عمر رضی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق فقرا مہاجرین کے چالیس برس پہلے داخل ہونگے غنیون سے دن قیامت کے جنت مین نقل
کی یہ مسلم نے قوله چالیس برس یعنے مقدار چالیس برس اس دنیا کے اور ظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم خاص فقرائے مہاجرین ہی کے لیے ہے اور اغنیا
سے بھی اغنیاء مہاجرین کے مراد ہین اور فائدہ اس قید کا دوسری فصل کی پہلی حدیث مین معلوم ہوگا اور وجہ فقرا کے پہلے داخل ہونے کی یہ ہے کہ اغنیا بسبب
حساب ورا رکے رکے ہونگے میدان محشر مین اور فقرا بلا حساب جنت مین داخل ہوکر چین مین ہونگے ۰ع (وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ جَالِسٍ مَا رَأْيُكَ فِي هٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَشْرَافِ النَّاسِ هٰذَا وَاللّٰہِ حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُشَفَّعَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأْيُكَ فِي هٰذَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ هٰذَا رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ هٰذَا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لَا يُنْكَحَ
وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لَا يُشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ لَا يُسْمَعَ لِقَوْلِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَيْرٌ مِنْ مِلْءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هٰذَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے سہل بن سعد رضی
سے کہ گذرا ایک شخص پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر پس فرمایا آنحضرت نے ایک شخص کو کہ پاس آپ کے بیٹھا تھا کیا گمان رکھتا ہے تو اس شخص گذرنے والے کے
حق مین یعنے یہ اچھا ہے یا برا ہے پس کہا اس شخص نے کہ جس سے حضرت نے احوال گذرنے والے کا پوچھا تھا یہ شخص ہے اشراف لوگون مین سے قسم ہے اللہ کی یہ شخص
لائق ہے اسکے کہ اگر پیغام کرے نکاح کا کسی عورت سے نکاح کیا جاوے اس سے اور اگر سفارش کرے یعنے کسی کی حکام اور سردارون سے بیچ حاصل کرنے
نفع کے یا دفع کرنے بلا کے قبول کیجاوے سفارش اسکی کہا سہل راوی نے پس چپ رہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم یعنے جواب سے پھر گذرا ایک اور
شخص پس فرمایا آنحضرت نے واسطے اسی شخص کے کہ بیٹھا تھا آپکے پاس کیا گمان ہے تیرا اس شخص کے حق مین پس کہا اسنے یا رسول اللہ یہ شخص فقرائے مسلمین
مین سے ہے یہ شخص لائق ہے اسکے کہ اگر پیغام دے نکاح کا نہ نکاح کیا جاوے اور اگر سفارش کرے کسی کی نہ قبول کیجاوے سفارش اسکی اور اگر کہے کچھ بات
نہ سنی جاوے بات اسکی یعنے کوئی اسکی بات نہ سنے اور نہ التفات کرے طرف اسکے بسبب نہایت فقر اسکے کے پس فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ شخص
کہ تو نے اسکو نظر حقارت سے دیکھا اور حقیر جانا بہتر ہے بھری ہونے زمین سے مانند اس شخص کے سے کہ تو نے تعریف کی اسکی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے قوله یعنے
اگر تمام روے زمین مثل اس شخص کے سے کہ تو نے تعریف کی ہے بھر جاوے تو وہ کہ ایک مرد کہ تیرے گمان مین حقیر ہے بہتر اور زیادہ تر ہوگا اس سے مرتبہ اور فضیلت
مین اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت نے جس سے کہ یہ پوچھا وہ غنی ہوگا پس ہوئی اسکے سوال وجواب مین تنبیہ اسکے لیے اوپر فضیلت فقرا کے اور ایسی فضیلت جو حضرت نے
فقیر کی غنی پر بیان فرمائی وجہ اسکی یہ ہے کہ فقیر بسبب صفائی قلب کے بہت قبول کرتا ہے امر پروردگار کا بخلاف اغنیا کے کہ وہ سرکشی اور استغنا اور تکبر
رکھتے ہین قبول حق مین جیسے کہ فرمایا اللہ تعالے نے ساصرف عن آیاتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق اور یہ امر دیکھا جاتا ہے علما کے شاگردون اور صلحا کے مریدون

کہ فقرا بہت جلد قبول کر لیتے ہیں حق بات کو اور اغنیا حیل و حجت کرتے ہیں اس میں اور شخص اول بھی اغنیائے مومنین سے تھا نہ کافرون میں سے اسلیے کہ علین
ہے مقام صلحا کا درمیان کفار اور مسلمین کے اسلیے کہ نہیں ہے خیر کفار میں یہانتک کہ کہا ہے بعضے علما نے کہ جسنے کہا النصرانی خیر من الیہودی خوف ہے اسپر کفر کا
اسلیے کہ خیر ثابت کی اُن میں کہ نہیں ہے خیر ان میں اور جزم نہیں کیا ہے اسکے کفر میں اسلیے کہ کبھی قصد کیا جاتا ہے ساتھ خیر کے یہ کہ وہ قریب تر ہے ساتھ حق کے
مرع (وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيرِ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتَّى قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے عائشہؓ سے کہ
کہا نہیں پیٹ بھر اآل محمد نے یعنے اہلبیت آنکے نے جو کی روٹی سے یعنے گیہون کی روٹی سے بطریق اولی دو دن پے در پے یہانتک کہ وفات ہوئی
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف دو دن الخ یعنے بلکہ اگر ایک دن پیٹ بھرا تو دوسرے دن بھوکے رہے بنا پر اسکے
کہ حضرت نے اختیار کیا تھا فقر کو جبکہ پیش کیے گئے حضرت پر خزانے زمین کے اور حکم ہوا کہ کہو تو پہاڑ مکہ کے سونے کے کر دین تمہارے لیے پس حضرت نے
اختیار کیا فقر ہی کو کہ کہا ایکدن میں بھوکا رہون پس صبر کرون اور سیر ہوون ایکدن پس شکر کرون اور اس میں رد ہے اسپر کہ کہا جسنے کہ ہو گئے تھے حضرت اخیر
عمر میں غنی ہان مال بہت سا ہاتھ لگا حضرت کے لیکن اسکو رکھا نہیں بلکہ خرچ کیا اسکو اپنے پروردگار کی خوشی میں اور یہ ہمیشہ دلیل ہے کہ غنی اور منقول ہے ابن عباسؓ سے
کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم گذر لیتے کئی راتین بھوکے میں پے در پے حضرت اور اہل آنکے کہ نہ پاتے تھے طعام شب کا اور تھی اکثر روٹی انکی جو کی اور اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ کوئی ہمارے زمانہ میں فقرا سے نہیں بسر کرتا ہے زندگانی مانند بسر کرنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وہ افضل الانبیا ہیں پس حضرت کے فعل میں
تسلی ہے فقرا کے لیے ف ع اور یہ بھوک حضرت کی اختیاری تھی ساتھ ترک کرنے دنیا کے اور لذتون اسکی کے اور قناعت کرنے کے قوت لا یموت پر اور ایثار کرنے
ترجیح دینے فقرا اور مساکین کے اور ترجیح دینے حاجات لوگون کے اپنے نفس کی حاجت پر مرع (وَعَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ شَاةٌ مَصْلِيَّةٌ
فَدَعَوْهُ فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ وَقَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے سعید مقبریؓ سے کہ نقل کی ابوہریرہؓ سے
یہ کہ وہ گذرے ایک قوم پر کہ آگے انکے رکھی ہوئی تھی بکری بھنی ہوئی پس بلایا انھون نے ابوہریرہ کو یعنے اسکے کھانے کے لیے پس انکار کیا ابوہریرہؓ نے اسکے
کھانے سے اور کہا یعنے بیچ عذر نہ کھانے کے کہ نکلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے یعنے وفات پائی اور نہیں پیٹ بھر روٹی جو کی سے یعنے جو کہ حال حضرت کا
ایسا تھا کھانا بھنی ہوئی بکری کا گران اور ناخوش معلوم ہوتا ہے نقل کی یہ بخاری نے (وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ مَشَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزِ شَعِيرٍ وَإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ وَلَقَدْ
رَهَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعًا لَهُ بِالْمَدِينَةِ عِنْدَ يَهُودِيٍّ وَأَخَذَ مِنْهُ شَعِيرًا لِأَهْلِهِ وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ مَا أَمْسَى عِنْدَ آلِ مُحَمَّدٍ صَاعُ بُرٍّ وَلَا صَاعُ حَبٍّ وَإِنَّ عِنْدَهُ لَتِسْعَ
نِسْوَةٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے انسؓ سے کہ وہ لے گئے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روٹی جو کی اور چربی متغیر اور بدبو دار یعنے بسبب بہت دنون رہنے
کے اور تحقیق گرو رکھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زرہ اپنی مدینہ میں نزدیک ایک یہودی کے اور لیے اس سے کچھ جو واسطے اہل بیت اپنے کے اور روایت ہے کہ سنا
انس سے کہتا ہے کہ تحقیق سنا میں نے انس سے کہ کہتے تھے نہیں شام کی نزدیک اہل بیت محمد کے صاع گیہون سے اور صاع اور دانون غلہ کے سے یعنے جو
نہیں کیا آپ نے رات کو غلہ کل کے لیے اور حالانکہ تحقیق نزدیک آنحضرت کے تھیں نو بیبیان یعنے باوجود اسکے کچھ ذخیرہ نہ کرتے تھے نقل کی یہ بخاری نے
ف شاید کہ وجہ قرض لینے کی یہودی سے یہ تھی کہ حال آپکا مسلمانون پر ظاہر نہ ہو اسلیے کہ اگر ان کو آپ پھر پس دیدین وہ آپکو شرم کرکر اور ظاہر نہ ہو کہ انکو
نہایت تنزہ منظور تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے کہ طلب کرین اجرت امت سے اگرچہ صورت یہ ہو فرمایا اللہ تعالے نے قل لا أسألكم عليه من
اجر إلا على الله اور نظیر اسکے واقع ہوا ہے ہمارے امام اعظمؒ سے کہ نہیں ٹھہرتے تھے بیچ سایہ دیوار اسکے کہ مطالبہ کرتے تھے اس سے دین کا بدلیل حدیث کل
قرض جر منفعة فهو ربوا کے اور یہان ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ صحیح روایت سے ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت نے اپنی بیبیون کے لیے قوت ایک برس کا اٹھا
رکھوا دیا جواب اسکا یہ کہتے ہیں علما کہ یہ نہ رکھنا ذخیرہ کا اوائل حال میں تھا کہ فقر انکے حال پر غالب تھا بعد ازان کہ وسعت ہوئی قوت ایک برس کا انکو اٹھا

بھروا دیا اور بعضے کہتے ہین کہ لفظ آل زائد ہو کہ کلام مین آیا کرتا ہو کہ آل فلان کہتے ہین اور مراد وہی فلان رکھتے ہین پس ذخیرہ نکرنا بہ نسبت حال مخصوص تھا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے ہو کہ واسطے نفس شریف اپنے کے نکرتے تھے اور اگر بیبیون کے لیے ذخیرہ کرتے تھے تو منافات اس سے نہین رکھتا ہے ع ح (وعن
عمر قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا ہو مضطجع علی رمال حصیر لیس بینہ وبینہ فراش قد اثر الرمال بجنبہ متکئا علی وسادۃ من ادم حشوہا لیف
قلت یا رسول اللہ ادع اللہ فلیوسع علی امتک فان فارس والروم قد وسع علیہم وہم لا یعبدون اللہ فقال اوفی ہذا انت یا ابن الخطاب اولئک قوم عجلت
لہم طیباتہم فی الحیوۃ الدنیا وفی روایۃ اما ترضی ان تکون لہم الدنیا ولنا الآخرۃ متفق علیہ) اور روایت ہو عمر سے کہ کہا حضرت عمر نے کہ داخل ہوا مین رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پس ناگہان حضرت لیٹے ہوئے تھے اوپر بوریے کے کہ بنا ہوا تھا کھجور کے پتھون سے نہ تھا درمیان حضرت کے اور درمیان
بوریے کے بچھونا تحقیق نشان ڈالدیے تھے بوریے نے حضرت کے پہلو مین اس حال مین کہ سرہانے تکیہ رکھے ہوئے تھے چمڑے کا کہ بھرا ہوا اسکا پوست خرما
کا تھا کہا مین نے یا رسول اللہ دعا کیجیے اللہ تعالی سے تا فراخی کرے تمہاری امت پر پس تحقیق فارس اور روم تحقیق فراخی کی گئی اوپر حال انکہ وہ نہین بندگی کرتے
اللہ کو پس فرمایا حضرت نے کیا اس حال ہی تو ہے اور تو ابتک اسی مقام مین ہے اور نہین حاصل ہوئی تجکو ترقی طرف فہم مقصد کے اے ابن خطاب یہ یعنے فارس او
روم اور تمام کفار ایک گروہ ہین کہ جلدی کی گئی ہین انکے لیے خوبیان اور لذتین انکی زندگانی دنیا مین یعنے آخرت مین فقیر اور خوار اور عذاب مین ہونگے او
ایک روایت مین ہو کہ کیا راضی نہین ہو تو کہ ہووے انکے لیے دنیا اور ہمارے لیے آخرت نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف اوپر بوریے کی الخ یعنے
بستر انکا یہ بوریا تھا کہ چارپائی پر ڈالا تھا یا زمین پر پڑا تھا اور بعضی عبارتون سے یہ سمجھا جاتا ہو کہ اس چارپائی ہی کو کھجور کے پتھون سے بنا تھا جیسے کہ
چارپائیون کو بان سے بنتے ہین اور رمال ساتھ پیش را اور زیر اسکے کے معنی مرمول کے معنی بنی ہوئی کے اور بھرا ہوا اسکا الخ یعنے تکیہ مین لیف
بھرے ہوئے تھے لیف ساتھ زیر لام کے اور جزم ی کے پوست خرما کو کہتے ہین جیسے کہ اغنیا روئی وغیرہ بھرتے ہین فقرا پوست خرما کو کوٹ کر اور نرم کر کر
بھرتے ہین او فراخی کرے یعنے رزق فراخ کرے آپکی امت پر چونکہ دیکھا عمر نے کہ آنحضرت نے فقر اختیار کیا ہو اور اپنے تئین اس حال سے رکھتے ہین
نظر کی بیچ حال ضعفاء امت کے کہ تاب فقر کی نہ رکھینگے اور دشواری پڑیگی انپر مناسبت ساتھ حال ضعف انکے کے یہ دیکھا کہ فراخی ہو انکے لیے
اور یہی سے کہا کہ مقصود عمر رضہ کو طلب کرنا فراخی کا آنحضرت کے لیے تھا ولیکن بسبب عظمت شان آنحضرت کے مناسب نجانا کہ انکے لیے دنیا سے دنیہ
خبیثہ طلب کرین جیسے کہ اور روایت مین آیا ہو کہ عمر رضہ نے دیکھا آنحضرت کو بیچ گھر تاریک گرم کے ایک بوریے پر لیٹے ہوئے اور گھر کے کونون مین نگاہ
کی کچھ چمڑے کے ٹکڑے دیکھے اور ایک دو باسن پڑے ہوئے روئے عمر فرمایا آپ نے کہ کیون روتا ہے تو اے بیٹے خطاب کے کہا عمر نے یا رسول اللہ آپکو
دیکھتا ہون کہ رسول خدا کے ہو کر اس حال سے پڑے ہو اور قیصر و کسرے نازو نعمت مین ہین ساری حدیث ذکر کی کہ یہ ٹکڑا اسکا ہے لیکن معنی اول مناسب تر
ہین ساتھ قول انکے کے کہ فرمایا پس تحقیق فارس اور روم الخ ع ح (وعن ابی ہریرۃ قال لقد رأیت سبعین من اصحاب الصفۃ ما منہم رجل علیہ رداء اما ازار
واما کساء قد ربطوا فی اعناقہم فمنہا ما یبلغ نصف الساقین ومنہا ما یبلغ الکعبین فیجمعہ بیدہ کراہیۃ ان تری عورتہ رواہ البخاری) اور روایت ہو ابی ہریرہ سے
کہ کہا تحقیق دیکھا مین نے ستر نفر کو اصحاب صفہ سے نہین تھا ان مین سے کوئی شخص کہ ہو اسپر چادر کہ اور کپڑے پر اوڑھے اور کندھے پر ڈالے بلکہ ایک کپڑے سے
زیادہ نہ رکھتا تھا یا تہبند تھا اور یا کملی تھی کہ تحقیق باندھا تھا اپنی گردنون مین پس بعضے ان تہبندون اور کملیون مین سے وہ تھے کہ پہونچتے آدھی پنڈلیون تک
اور بعضے پہونچتے دونون ٹخنون تک پس سمیٹتا تہبند کو یا کملی کو سجدہ مین یا بعضے اوضاع بیٹھنے مین بسبب ناخوش رکھنے اسکے کے کہ دیکھا جاوے ستر اسکا نقل
کی یہ بخاری نے (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا نظر احدکم الی من فضل علیہ فی المال والخلق فلینظر الی من ہو اسفل منہ متفق علیہ وفی
روایۃ لمسلم قال انظروا الی من ہو اسفل منکم ولا تنظروا الی من ہو فوقکم فہو اجدر ان لا تزدروا نعمۃ اللہ علیکم) اور روایت ہو اسی ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب نظر کرے ایک تمہارا طرف اس شخص کے کہ زیادتی دی گئی ہو اسکو اوپر اسکے مال میں اور صورت ظاہری میں اور اسکے دیکھنے سے
سستی پیچ شکر حق کے اور غبطہ اسکے حال پر ہو تو چاہیے کہ نظر کرے طرف اس شخص کے کہ وہ پست تر اور کمتر اس سے ہو یعنے تا شکر کرے اور خوش ہو مولی منعم
سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور ایک روایت مسلم کی میں یون آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے نظر کرو طرف اس شخص کے کہ وہ کمتر ہو مرتبہ میں تمسے اور نظر نکرو طرف
اس شخص کے کہ وہ زیادہ ہو تمسے مرتبہ میں پس یہ نظر کرنا طرف کم رتبہ کے اور نظر نکرنا طرف زیادہ کے لائق تر ہے تاکہ نا حقیر جانو نعمت خدا کو کہ تمکو پہنچی ہے ف حاصل
یہ کہ جب دیکھے کوئی شخص اسکو کہ زیادہ ہو اس سے حشمت میں اور مال میں اور جمال میں اور لباس میں اور نہیں سمجھتا کہ اسکے لیے آخرت میں سبب اسکے وبال ہو تو چاہیے
کہ دیکھے اسکو کہ وہ کم ہو اس سے دنیا میں اور کمتر ہو درجہ میں اس سے باعتبار مال و منال کے اور آخرت میں اسکے لیے درجہ عالی ہو اور اس حدیث میں دلیل ہے
اسپر کہ حال اکثر خلق کا اعتدال پر ہوتا ہے اگرچہ کوئی کسی کی بہ نسبت اعتدال رکھتا ہو اور کوئی کسی کی بہ نسبت پس جسنے اپنے سے افضل کو دیکھکر نظر اپنے سے کم پر کی
اسکا حال اچھا ہوا اور اس میں اشارہ ہے اسپر کہ جو افضل ہو تمام خلق سے سب طرح بالفرض والتقدیر تو وہ نہ دیکھے اسکی طرف کہ وہ کم ہو اس سے تاکہ نہ حاصل ہو عجب
وغرور اور افتخار اور تکبر بلکہ واجب ہے اسپر کہ خوب شکر ادا کرے اسکی نعمتوں کا اور جو ایسا ہو کہ نہ پہنچے اسکو کوئی فقیر میں تو لائق ہے کہ شکر کرے اسلیے پروردگار کا
کہ نہ مبتلا کیا مجھکو دنیا میں اور اسکے بہت رنج و افکار میں جیسا مبتلا ہے اسی بیچ میں کوئی دنیا دار کو دیکھتے تو کہتے اللھم انی اسالک العفو والعافیۃ فی الدنیا والعقبی اور آیا ہے کہ
ایک شخص فقراء میں سے کھڑا ہوا مجلس وعظ میں ایک ولی کے اور شکوہ کیا انسے کہ میں نے نہیں کھایا ہے اتنی اتنی مدت سے کھانا بائین پس کہا شیخ نے کہ جھوٹ بولا
تو اور دشمن خدا کے اسلیے کہ اللہ نہیں دیتا بھوک شدید مگر اپنے انبیا اور اولیا کو اور اگر تو ہوتا ان میں سے تو نہ ظاہر کرتا اس راز پوشیدہ کو اور چھپاتا تو خلق سے
اس عنایت کو اور مجمل و خلاصہ کلام کا یہ ہے کہ مومن کا جبکہ سلامت رہتا ہے دین خلل و زوال سے تو نہیں پروا کرتا نقصان جاہ و مال کا اور تمام مشقتون کے
پہنچنے کا حال و استقبال میں جیسا کہ منقول ہے کہ امام غزالی کے ایک مرید کو کسی نے مارا اور قید کیا پس شکوہ کیا انسے انہون نے کہا شکر الہی کر اسلیے
کہ بلا کبھی اس سے بھی بری ہوتی ہے پھر ڈالا گیا دوسرے قید کے کنوئین میں پس شکوہ کیا انسے پھر وہی پہلا سا جواب دیا انھون نے پھر ایک یہودی کے پاس
جا پھنسا کہ وہ ہر ساعت ایذا دیتا تھا اور زنجیر میں باندھکر اپنے پاس رکھا اس سے نہایت تنگ دل ہوا اور شکوہ امام سے کیا حکم کیا امام نے صبر و شکر کرنیکا
مرید نے پھر اس میں جواب دیا کہ کونسی بلا اشد ہو گی اس عذاب سے پس کہا امام نے جواب میں کہ وہ یہ ہے کہ رکھا جاوے تیری گردن میں طوق کفر کا ربنا
لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب ۞ ع الفصل الثانی فصل دوسری عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یدخل الفقراء الجنۃ قبل الاغنیاء بخمسمائۃ عام نصف یوم رواہ الترمذی روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ داخل
ہونگے فقیر جنت میں پہلے دولتمندون سے پانسو برس کہ آدھا دن ہے نقل کی یہ ترمذی نے ف یعنے قیامت کا کہ مقدار درازگی اسدن کی ہزار برس کی ہوگی
برسون دنیا کے سے بموجب قول اللہ تعالے کے وان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون اور وارد آیہ میں جو آیا ہے فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ پس
مخصوص ہے پہلے عموم سے محمول ہے اور طویل ہونے اس دن کے کفار پر جیسے کہ لپیٹا جاویگا یعنے مختصر ہوگا بہ نسبت نیک کارون کے یہانتک کہ ہوگا مانند
ایک ساعت کے جیسے کہ دلالت کرتا ہے اسپر قول اللہ تعالے کا فاذا نقر فی الناقور فذلک یومئذ یوم عسیر علی الکافرین غیر یسیر اور کہا اشرف نے کہ اگر کہے
تو کیونکر تطبیق ہے اس حدیث میں اور اوپر کی حدیث میں کہ جس میں چالیس برس کا فرق فرمایا ہے کہینگے ہم کہ ممکن ہے یہ کہ مراد اغنیا سے اوپر کی حدیث میں اغنیا
مہاجرین ہون یعنے فقرا چالیس برس پہلے داخل ہونگے جنت میں اغنیاے مہاجرین سے اور دوسری حدیث میں اغنیاے غیر مہاجرین مراد ہیں پس تناقض نہ ہو دونون حدیثون میں انتہی اور اولی یہ ہے کہ
کہا جاوے انکی تطبیق میں کہ مراد دونون عدد سے کثرت ہے نہ تحدید پس کبھی تعبیر کیا اسکو چالیس برس کر اور کبھی پانسو برس کر از راہ تفنن کے اور مآل دونون کا ایک تھا یا یہ کہ وحی
اول ساتھ چالیس برس کے یعنے کہ وحی کی گئی طرف حضرت کے پھر خبر دی دوسری بار ساتھ پانسو برس کے از راہ فضل اللہ تعالے کے فقرا پر

صلے اللہ علیہ وسلم کے فقر و اختلاف ساتھ اختلاف مراتب اشخاص فقراء کے ہے بیچ حال صبر اور رضا اور شکر انکے کے اور یہ ظاہر تر ہے اور مطابق ہے اس تقریر کے کہ جامع الاصول میں ہے
کہا ہے کہ وجہ جمع کی دونوں حدیثوں میں یہ ہے کہ پہلی حدیث میں جو چالیس برس پہلے کہا مراد اس سے یہ ہے کہ فقیر حریص چالیس برس پہلے داخل ہونگے غنی حریص
سے اور اس حدیث میں جو پانسو برس پہلے کہا تو مراد یہ ہے کہ فقیر زاہد پانسو برس پہلے داخل ہونگے غنی راغب دنیا سے واللہ اعلم ف ع (وعن انس ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین فقالت عائشۃ لم یا رسول اللہ قال انھم یدخلون الجنۃ قبل اغنیائھم باربعین خریفا یا عائشۃ
لا تردی المسکین ولو بشق تمرۃ یا عائشۃ احبی المساکین وقربیھم فان اللہ یقربک یوم القیمۃ رواہ الترمذی والبیھقی فی شعب الایمان ورواہ ابن ماجۃ عن ابی سعید الی
قولہ زمرۃ المساکین) اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یا الٰہی زندہ رکھ مجھکو مسکین اور مار مجھکو مسکین اور حشر کر میرا مسکینوں کے گروہ
میں پس کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کس واسطے دعا کرتے ہیں آپ یا رسول اللہ فرمایا اسلیے کہ تحقیق مساکین قطع نظر کر کے اور فضائل اور حسن اخلاق سے داخل
ہونگے بہشت میں پہلے دولتمندوں سے چالیس برس اے عائشہ نہ پھیر تو مسکین کو نا امید بلکہ احسان کر اسپر اگرچہ ساتھ ایک ٹکڑے کھجور کے ہوئے اے عائشہ دوست رکھ
تو مسکینوں کو یعنی دل سے اور نزدیک کر انکو یعنی طرف مجلس اپنی کے اسلیے کہ اللہ تعالے نزدیک کریگا تجھکو اپنے دن قیامت کے یعنی انکے نزدیک کرنے سے
قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے نقل کی یہ ساری حدیث ترمذی نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور روایت کی ابن ماجہ نے ابی سعید سے تا قول آنحضرت کے فی زمرۃ المساکین
یعنے سوال و جواب عائشہ کا اور باقی حدیث ابن ماجہ کی روایت میں نہیں ہے ف ت مسکین مشتق ہے مادہ مسکنت سے بمعنے نہایت تواضع کے یا سکون و سکینت سے
یعنے وقار اور اطمینان کے اور وقار سے زیر احکام قدر کے اور اسمیں تعلیم ہے امت کو تا کہ پہچانیں فضیلت فقراء کی اور دوست رکھیں انکو اور ہمنشین رہیں انکے تا کہ پہونچے
انکو برکت انکی اور اس حدیث میں تسلی ہے مسکینوں کے لیے اور آگاہ کرتا ہے اوپر علو درجات انکے کے اور جاننا ہے یہ کہ ارادہ کیا جاوے مسکین کرنے سے یہ کہ کرے اللہ تعالے
قوت حضرت کا بقدر کفایت کے اور نہ مشغول کرے انکو ساتھ مال کے اسلیے کہ کثرت مال کی مضر ہے کہ حق میں باعث محنت و وبال کی ہو آیا ہے کہ ایک پادشاہ
مسلمان گذرا ایک جماعت فقراء اور صلحاء پر پس انہوں نے کچھ التفات نکی اسکی طرف اور متوجہ نہوئے اسپر پس کہا پادشاہ نے کہ تم کون ہو انہوں نے کہا کہ ہم
ایک گروہ ہیں کہ محبت ہماری سبب ترک دنیا کی ہے اور عداوت ہماری سبب ترک عقبے کی پس آگے بڑھا وہ انسے اور درگذر کیا اور کہا کہ ہم نہیں قدرت رکھتے
ہیں تمہاری محبت کی اور نہ طاقت ہے ہمکو تمہاری عداوت کی اور پہلے دولتمندوں سے الخ اس جگہ سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ فقراء پہلے اغنیاء کے داخل ہونگے
بہشت میں اگرچہ اغنیاء پیغمبر ہوں تا غلب ہے کہ مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فقط ظاہر کرنا عقل و شرف فقراء کا ہے اور طلب کرنا اپنے تقدم کا انبیاء پر اور خوف تاخر
اپنے کا برتقدیر غناء کے ان انبیاء سے کہ فقراء ہیں نہ خوف تاخر اپنے کا فقراء غیر انبیاء سے فافہم بعد ازان وصیت کی آنحضرت نے حضرت عائشہ کو رعایت کرنے حال
فقراء کے اور محبت کرنے انکے کے پس فرمایا اے عائشہ نہ پھیر الخ اور روایت کی ہے شیخ نے اور بیہقی نے عطاء ابن ابی رباح سے کہ انہوں نے سنا ابی سعید سے کہ کہتے تھے
اے لوگو نہ برانگیختہ کرے تمکو تنگی اوپر طلب کرنے رزق کے بغیر وجہ حلال سے اسلیے کہ میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے یا اللہ مار تو مجھکو فقیر
اور نہ مار تو مجھکو غنی اور حشر کر میرا بیچ گروہ مسکینوں کے پس تحقیق بدبخت ترین بدبختوں کا وہ شخص ہے کہ جمع ہوا اسپر فقر دنیا اور عذاب آخرت کہا ابو الشیخ نے کہ زیادہ کیا
اس میں غیر ابی زرعہ نے سلیمان بن عبد الرحمن سے اور نہ حشر کر میرا بیچ زمرہ اغنیاء کے کہتا ہوں میں کہ اگر نہ ہوتی کوئی اور دلیل سوائے اس حدیث شریف کے تو البتہ
کافی تھی حجت واضحہ ہونے میں اسپر کہ فقیر صابر بہتر ہے غنی شاکر سے اور حدیث الفقر فخری وبہ افتخر باطل ہے نہیں کچھ اصل اسکی بنا بر تصریح کرنے حفاظ کے عسقلانی وغیرہ
سے اور حدیث کاد الفقر ان یکون کفرا ضعیف ہے یقینا اور بر تقدیر اسکی صحت کے محمول ہے فقر قلبی پر کہ باعث ہوتا ہے جزع فزع کا اور نہ راضی ہونیکا قضا و قدر پر
اور اعتراض کرنیکا اوپر قسمت پروردگار کے اور روایت کیا گیا ہے الفقر شین عند الناس وزین عند اللہ یوم القیمۃ نقل کی یہ دیلمی نے ف ع ج (وعن ابی الدرداء
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابغونی فی ضعفائکم فانما ترزقون او تنصرون بضعفائکم رواہ ابو داود) اور روایت ہے ابی درداء سے کہ انہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ

علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ طلب کرو مجکو بیچ ضعیفون اپنے کے اسلیے کہ رزق دیے جاتے ہو تم یا فرمایا نہین مدد کیے جاتے ہو دشمنون پر مگر
ببرکت ضعیفون اپنے کے نقل کی یہ ابوداؤد نے ف بیچ ضعیفون یعنی فقیرون اپنے کے ساتھ احسان کرنے کے اُنکے یا مراد ضعیفون سے مظلوم ہین اگرچہ غنی ہون
انکی مدد کرو حاصل یہ کہ طلب کرو رضا میری بیچ رضا انکی کے اور لفظ او تنصرون مین او تنویع کے لیے ہے اور مؤید ہے اسکو روایت ابوداؤد کی اور احتمال ہے کہ شک راوی
کے لیے ہو اور ببرکت ضعفاء اپنے کے یعنی برکت وجود انکے کے اور احسان انکا وجود انکا ہے اسلیے کہ ان مین اقطاب بھی ہوتے ہین اور اوتاد بھی اور بسبب انکے
استغاثہ ہے بلا و دعا و کا کہا ابن ملک نے کہ ڈھونڈھو تم مجکو بیچ محافظت حقوق انکے کے اور خوش کرنے دلون انکے کے اسلیے کہ تحقیق مین انکے ساتھ ہون تن سے
بعض اوقات مین اور جان و دل سے جمیع اوقات مین پس جسنے اکرام کیا انکا اکرام کیا میرا اور جسنے انکو ایذا دی اُسنے مجکو ایذا دی اور مؤید ہے اسکو حدیث قدسی
من عادی لی ولیا فقد بارزنی بالحرب ش ع (وَعَنْ اُمَیَّةَ بْنِ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَسِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِیْکِ الْمُہَاجِرِیْنَ رَوَاہُ فِیْ
شَرْحِ السُّنَّۃِ) اور روایت ہے امیہ بیٹے خالد کے بیٹے عبداللہ بیٹے اسید کے سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہ تھے حضرت طلب فتح کرتے یعنی کفار پر اللہ تعالی
سے ساتھ برکت دعا فقراء مہاجرین کے نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ مین ف صعالیک جمع صعلوک کی ہے مانند عصفور کے یعنی فقیر کے اور ملا علی قاری
رحمہ اللہ نے اس جملے کے یہ لکھے ہین کہ طلب فتح کرتے تھے بواسطہ فقراء مہاجرین کے اور برکت دعا انکی کے اور بعد اسکے ابن ملک سے یہ نقل کی ہے کہ طلب
فتح کی کرتے تھے بواسطہ فقراے مہاجرین کے اسطرح کہ فرماتے اللّٰہم انصرنا علی الاعداء بحق عبادک الفقراء المہاجرین انتہی اور حضرت شیخ نے بھی یہی معنے نقل
کیے ہین اور بعد ازان یہ لکھا ہے اس مین نہایت بزرگی ہے فقرا کی کہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے لیے ثابت کی اور مخصوص اور مشرف کیا انکو ساتھ
اسکے کہ برکت انکی طلب فتح کی کرتے تھے مصرع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا انتہی (وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَغْبِطَنَّ
فَاجِرًا بِنِعْمَۃٍ فَاِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا ہُوَ لَاقٍ بَعْدَ مَوْتِہٖ اِنَّ لَہٗ عِنْدَ اللّٰہِ قَاتِلًا لَا یَمُوْتُ یَعْنِی النَّارَ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ رشک مت لیجا کسی فاجر پر یعنی کافر پر یا فاسق پر بسبب نعمت دنیاوی کے کہ رکھتا ہو اسلیے کہ تو نہین جانتا ہے کہ کس چیز کو پیش آنیوالا ہے وہ یا کیا چیز پیش آنیوالی ہے اسکو
بعد مرنے اسکے کے یعنی قبر مین یا حشر مین مقابلہ مین اس نعمت کے کیا کیا محنت عذاب اُٹھاویگا تحقیق فاجر کے لیے نزدیک خدا کے قاتل ہے یعنی ہلاک کرنیوالا
ہے یا عذاب سخت کرنیوالا ہے کہ اسکی شان سے یہ ہے کہ قتل کر ڈالے کہ نہین مرتا اور فنا نہین ہوتا بلکہ ہمیشہ موجود ہے مراد رکھتے تھے حضرت اس سے آگ نقل کی یہ
شرح السنہ مین ف یہ تفسیر کی ہے اُسنے کہ روایت کرتا ہے ابی ہریرہ سے کہ نام اسکا عبداللہ بن ابی مریم ہے اور بسبب نعمت کے کہ وہ اس مین ہے یعنے اسکی درازی عمر
کی یا کثرت اولاد کی یا فراخی مال وجاہ کی دیکھکر اُسپر رشک نہ لیجا اس طرح کہ چاہے تو مثل اسکے اپنے لیے ش ع (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَسَنَتُہٗ وَاِذَا فَارَقَ الدُّنْیَا فَارَقَ السِّجْنَ وَالسَّنَۃَ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ) اور روایت ہے عبداللہ بن عمر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ دنیا قیدخانہ ہے مومن کا اور قحط ہے اسکا اور جسوقت جدا ہوتا ہے دنیا سے جدا ہوتا ہے قیدخانہ سے اور قحط سے نقل کی یہ شرح السنہ مین ف قیدخانہ اور
قحط ہے کہ ہمیشہ شدت اور محنت اور تنگی معاش مین رہتا ہے یعنے ہرچند کہ ناز و نعمت دنیا اسکو میسر ہو لیکن بنسبت ان نعمتون کے کہ اسکے لیے دار آخرت مین رکھی ہین حکم
قیدخانہ اور قحط کا رکھتی ہے یا مراد یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے تئین بیچ ریاضت اور کوشش طاعت اور عبادت کے رکھتا ہے اور چین اور ترفہ کو اپنے مین راہ نہین دیتا اور ہمیشہ شوق
رکھتا ہے کہ اس محنت آباد سے خلاص ہو اور روایت کیا گیا ہے لا یخلو المومن من قلۃ او علۃ او ذلۃ وقد یجمع للمومن الکامل جمیع ذلک ش ع ح (وَعَنْ قَتَادَۃَ بْنِ النُّعْمَانِ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ عَبْدًا حَمَاہُ الدُّنْیَا کَمَا یَظَلُّ اَحَدُکُمْ یَحْمِیْ سَقِیْمَہُ الْمَاءَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے قتادہ بیٹے نعمان کے سے
کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دوست رکھتا ہے اللہ تعالی کسی بندے کو بچاتا ہے اسکو دنیا سے جیسے کہ ہوتا ہے ایک تمھارا کہ بچاتا ہے اپنے بیمار کو پانی
سے نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے ف دنیا سے یعنی مال و منصب دنیا کے سے اور اس چیز سے کہ ضرر کرے اُسکے دین مین اور نقصان کرے اسکو عقبی مین اور

ومن يوم وليلة وما لي ولبلال طعام يأكله ذو كبد إلا شيء يواريه إبط بلال رواه الترمذي وقال ومعنى هذا الحديث حين خرج النبي صلى الله عليه وسلم هاربا من مكة ومعه بلال إنما كان
مع بلال من الطعام ما يحمل تحت إبطه۔ اور روایت ہے انس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے البتہ تحقیق ڈرایا گیا میں سبب اظہار دین خدا کے
اور دعوت کرنی خلق کی طرف اسکے حال آنکہ نہ ڈرایا گیا کوئی ساتھ میرے یعنے تنہا ابتدا سے اظہار اسلام میں کوئی میرا شریک نہ تھا اور البتہ تحقیق ایذا دیا گیا میں بیچ دین خدا کے اور ایذا
نہ دیا گیا کوئی میرے ساتھ البتہ تحقیق گذرے مجھ پر تیس شب اور روز پے در پے حالانکہ نہ تھا میرے لیے اور بلال کے لیے طعام کہ کھاوے اسکو کوئی جگر دار یعنے حیوان یعنے
کوئی جنس اس چیز سے کہ حیوان اسکو کھاوے نہ تھی چہ جائے آدمی مگر ایک چیز قلیل و حقیر کہ چھپاتی اسکو بغل بلال کی یعنے یہ معلوم ہی ہے کہ آدمی کی بغل میں کسقدر آتا ہے
پھر وہ بھی ایسا ہو کہ بغل میں سے ظاہر نہ ہو اور باہر سے دکھائی نہ دے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا ترمذی نے اور مراد اور مصدوق اس حدیث کا اسوقت تھا کہ باہر نکلے پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم بھاگ کر مکہ سے اور حضرت کے ساتھ بلال تھے نہ تھا ساتھ بلال کے کچھ طعام سے مگر اسقدر کہ اٹھاتا تھا نیچے بغل اپنی کے وقت حدیث کے اول جملوں کے معنی
نے اسی طرح لکھے ہیں کہ جو مذکور ہوئے ولیکن ظاہر یہ ہے کہ معنے یوں ہوں کہ ڈرایا گیا میں دین میں اور نہیں ڈرایا گیا کوئی اور ایسا کہ میں ڈرایا گیا اور نہیں ایذا دیا گیا کوئی مانند میرے
جیسے کہ اور حدیث میں آیا ہے کہ ما اوذی نبی مثل ما اوذیت اسلیے کہ ایذا اور خوف اندازہ قدر و مرتبہ ہر شخص کے ہے چونکہ قدر و مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے عالی تر اور
صدق اور حقانیت انکی ظاہر تر تھی اور خواہش انکی ایمان اور ہدایت کرنے پر زیادہ تر سب سے تھی ایذا بھی انکو سب سے زیادہ تر تھی بعد ازان بیان فرمائی شدت فقر
کی کہ انکے فقر و فاقہ کی یہ تقصیر ارشاد اور تعلیم امت کے ساتھ قول اپنے کے لقد اتت الخ اور یہ جو کہا کہ انکے ساتھ بلال تھے اس سے معلوم ہوا کہ یہ قصہ وقت ہجرت کرنیکا ایسے
مدینہ کو نہ تھا اسلیے کہ اسوقت بلال نہ تھے حضرت کے ساتھ بلکہ ابو بکر تھے اور اسوقت کا ہے کہ جب ابو طالب مرا اور تین روز یا پانچ روز بعد انکے حضرت خدیجہ نے بھی وفات پائی
اور اس سال کو عام الحزن کہتے ہیں اور ابتلاء اذیت کفار کی بہت ہوئی پس حضرت خدیجہ کے انتقال کرنے کے تین مہینے بعد دسوین سال نبوت سے ماہ شوال کے آخر میں
آنحضرت پیادہ پا مکہ سے طائف کو تشریف لے گئے اور حضرت کے ساتھ زید بن حارثہ تھے پس حضرت مہینہ بھر تک وہاں کے لوگوں کو دعوت اسلام کی طرف کرتے رہے
انھوں نے کچھ کہنا نہ مانا اور اپنے لڑکوں اور نادانوں کو لگا دیا کہ حضرت کو ایذا دیتے تھے اور پاے مبارک پر حضرت کے پتھر مارتے اور پاؤں میں خون آلودہ کر دیا اور جب پتھر کے
زخموں سے آنحضرت زمین پر گرتے تھے دونوں بازو آپکے پکڑ کے اٹھاتے تھے اور جب چلنے لگتے پھر پتھر انکو کھینچ کر مارتے اور زید بن حارثہ اپنے تئین سپر آنحضرت کی کرتے تھے
یہاں تک کہ تمام سر انکا زخمی ہوا اور شکستہ ہو واپس پروردگار تعالی نے ایک ابر بھیجا کہ آپ پر سایہ ہوا اور جبرئیل نے آکر کہا کہ تیرے پروردگار نے سنیں باتیں تیری قوم کی اور جو کچھ
انھوں نے رد کیا تجھپر اور پہاڑوں کے فرشتے کو حکم کیا کہ اگر فرماؤ تو اس قوم کو ہلاک کر دوں میں اور دونوں پہاڑ اخشبین کو کہ مکہ کے بیچ میں آباد ہوا انہیں میں ملا دوں میں ہم اور
انکو انکے بیچ میں پیس ڈالیں فرمایا حضرت نے کہ امید رکھتا ہوں میں کہ انکی پشتوں میں سے وہ لوگ نکلیں کہ میرے پروردگار کو ساتھ وحدانیت کے پوجیں اور آخر اس حدیث کے
ایک قصہ ہے کہ تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہے پھر ہونا بلال کا ساتھ حضرت کے منافی نہیں ہے ہونے زید بن حارثہ کو ساتھ آپکے یعنے دونوں ہوں لیکن کتابوں میں ہونا زید بن
حارثہ ہی کا نقل کیا ہے اس قصہ میں واللہ اعلم و عن ابی طلحۃ قال شکونا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجوع فرفعنا عن بطوننا عن حجر حجر فرفع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عن بطنہ عن حجرین رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب اور روایت ہے ابو طلحہ سے کہ کہا ابو طلحہ نے کہ شکوہ کیا ہمنے طرف رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
کے بھوک کا پس کھولے ہمنے اپنے پیٹوں سے ایک ایک پتھر یعنے ہر ایک کے پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے تھے پیٹ کھول کر پتھر دکھائے پس کھولے حضرت نے اپنے پیٹ سے دو پتھر
نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے فائدہ پتھر پیٹ پر بھوک میں اسلیے باندھتے ہیں کہ پیٹ میں قوت ہو اور ادا چلنے اور کھڑے ہونے پر قوت بخشے اس لیے
کہ پیٹ اور آنتیں کمر سے لگ جاویں اور کھنچ جاویں اور جب بھوک زیادہ ہوتی ہے تو حاجت دو پتھروں کے باندھنے کی ہوتی ہے پس آنحضرت کو چونکہ بھوک زیادہ تھی اور تھے بہت
بڑی ریاضت کرتے آپنے دو پتھر باندھے تھے و عن ابی ہریرۃ انہم اصابہم جوع فاعطاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمرۃ تمرۃ رواہ الترمذی اور روایت ہے
ابی ہریرہ سے کہ پہونچی فقرا صحابہ کو بھوک پس دی انکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک کھجور نقل کی یہ ترمذی نے فائدہ یعنے ہر ایک کو ایک کھجور دی یعنے فقر و

تنگی رزق کی باہر اس حد کو پہونچی تھی کہ کبھی ایک ہی ایک کھجور پر اکتفا کرتے تھے وعن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال خصلتان من
کانتا فیہ کتبہ اللہ شاکرا صابرا من نظر فی دینہ الی من ہو فوقہ فاقتدی بہ ونظر فی دنیاہ الی من ہو دونہ فحمد اللہ علی ما فضلہ اللہ علیہ کتبہ اللہ شاکرا صابرا ومن نظر فی دینہ
الی من ہو دونہ ونظر فی دنیاہ الی من ہو فوقہ فاسف علی ما فاتہ منہ لم یکتبہ اللہ شاکرا ولا صابرا رواہ الترمذی) اور روایت ہے عمرو بن شعیب سے انہنے نقل کی اپنے
باپ سے انہنے اپنے دادا سے انہنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا دو خصلتین ہین کہ جسمین ہوویں اللہ لکھتا ہے اسکو شاکر وصابر جو کوئی دیکھے بیچ امر دین اپنے کے یعنے
اچھے اعمال کے کرنے مین طرف اُس شخص کے کہ زیادہ ہو اس سے یعنے علم مین اور عبادت مین اور قناعت مین اور ریاضت مین خواہ وہ زندہ ہو خواہ وہ مردہ پس پیروی
کرے اُسکی یعنے صبر کرے اُن طاعتون کی مشقتون پر اور کرنے برائیون کے سے یا اسعت کرے اُن کمالات پر کہ فوت ہوئے اُس سے اور نظر کرے اپنی دنیا مین طرف
اُس شخص کے کہ کم ہو اُس سے یعنے بہت محتاج ہو اور کمتر ہو اُس سے مال وجاہ مین پس تعریف وشکر کرے اللہ کا بنا بر فضیلت دینے خدا تعالے کے اسکو اُسپر لکھتا ہے
اسکو اللہ شاکر یعنے بسبب خصلت دوسری کے صابر یعنے بسبب خصلت پہلی کے اور جو شخص کہ نظر کرے اپنے دین مین طرف اُسکے کہ وہ کم ہو اُس سے یعنے اعمال
صالحہ مین اور پیدا ہو اسکو عجب اور غرور اور تکبر اور نظر کرے اپنی دنیا مین طرف اُس شخص کے کہ وہ زیادہ ہو اُس سے یعنے مال وجاہ مین اور پیدا ہو اس سے حرص اور رنج
پس غم کرے اس چیز پر کہ فوت ہوئی اُسکو یعنے مال وغیرہ نہین لکھتا ہے اسکو اللہ شاکر اور نہ صابر نقل کی یہ ترمذی نے فف یعنے بسبب نہ صابر ہونے ایک چیز کے کہ جو کہی ہے
دو چیزون ذکر کی گئی مین سے بلکہ برخلاف اسکے کیا کہ کفران اور جزع فزع زبان اور دل سے کیا اور اوپر جو کہا کہ لکھتا ہے اسکو اللہ صابر شاکر یعنے کامل مومن کرتا ہے موجب
قول اللہ تعالے کے ان فی ذلک لآیات لکل صبار شکور اور حدیث مین آیا ہے کہ ایمان کے دو نصف ہین ایک نصف اُسکا صبر ہے اور ایک نصف شکر پس صبر یعنے
روکنا اپنے تئین سیئات سے اور شکر طاعات پر یعنے بجا لانا طاعات کا اعضا سے ش ع (وذکر حدیث ابی سعید ابشروا یا معشر صعالیک المہاجرین فی باب بعد
فضائل القرآن) اور ذکر کی گئی حدیث ابی سعید کی کہ سر اسکا یہ ہے ابشروا یا معشر صعالیک المہاجرین الخ بیچ اس باب کے کہ بعد فضائل قرآن کے ہے الفصل الثالث
فصل تیسری عن ابی عبد الرحمن الحبلی قال سمعت عبد اللہ بن عمرو وسالہ رجل قال السنا من فقراء المہاجرین فقال لہ عبد اللہ الک امراۃ تاوی الیہا قال نعم قال
الک مسکن تسکنہ قال نعم قال فانت من الاغنیاء قال فان لی خادما قال فانت من الملوک قال عبد الرحمن وجاء ثلثۃ نفر الی عبد اللہ بن عمرو وانا عندہ فقالوا یا
ابا محمد انا واللہ ما نقدر علی شیء لا نفقۃ ولا دابۃ ولا متاع فقال لہم ما شئتم ان شئتم رجعتم الینا فاعطیناکم ما یسر اللہ لکم وان شئتم ذکرنا امرکم للسلطان وان شئتم صبرتم
فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان فقراء المہاجرین یسبقون الاغنیاء یوم القیمۃ الی الجنۃ باربعین خریفا قالوا فانا نصبر لا نسال شیئا رواہ
مسلم) روایت ہے ابی عبد الرحمن حبلی سے کہ کہا سنا مین نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ کہتے تھے یعنے جو کچھ کہ بعد اسکے بیان ہوگا اس حال مین کہ پوچھا اُنسے
ایک شخص نے یہ کہ کہا کیا نہین ہین ہم فقراء مہاجرین سے کہ بشارت دیے گئے ہین ساتھ سبقت دخول کے بہشت مین پس کہا واسطے اسکے عبد اللہ نے کہ کیا ہے واسطے
تیرے عورت کہ ٹھکانا پکڑے تو طرف اسکے کہا کہ ہان میری بیوی ہے کہ جگہ پکڑتا ہون مین پاس اسکے کہا عبد اللہ نے کہ کیا ہے واسطے تیرے مکان کہ رہے تو اُسمین کہا اُس شخص
نے کہ ہان میرے پاس مکان ہے کہا عبد اللہ نے پس تو ہے دولتمندون سے یعنے مہاجرین کے دولتمندون مین سے ہے اسلیے کہ انکے فقراء کی نہ بیوی تھی اور نہ مکان یا اگر
کسی کے پاس ایک چیز تھی تو دوسری چیز نہ تھی کہا اُس شخص نے یعنے جبکہ سنا عبد اللہ سے کہ عورت اور مکان کے ہونے سے اسکو غنی کہا تو اُسنے کہا کہ میرے لیے خادم
بھی ہے یعنے لونڈی یا غلام یا نوکر کہا عبد اللہ نے کہ پس تو بادشاہون مین سے ہے یعنے انکے حکم مین ہے یعنے تجکو فقیر کہنا نہین درست کہا عبد الرحمن نے اور آئے تین شخص
طرف عبد اللہ بن عمرو کے اور مین پاس تھا اُنکے پس کہا انھون نے اے ابا محمد قسم ہے خدا کی نہین قدرت رکھتے ہم کسی چیز پہ نہ خرچ کرنے پر اور نہ کسی جانور پر یعنے تاکہ جہاد اور
حج کرین اسپر اور نہ کسی اسباب پر یعنے اسباب خانہ داری پر تاکہ بیچین ہم اسکو اور صرف کرین مول اسکا پس کہا عبد اللہ نے انکو کہ کیا چاہتے ہو تم اگر چاہتے ہو تم یعنے یہ کہ
دو دون مین تمکو کچھ اپنے پاس سے تو پھر آؤ ہمارے پاس پس دونگا مین تمکو وہ چیز کہ میسر کرے اللہ تعالے واسطے تمہارے یعنے اسوقت کچھ حاضر نہین پھر آؤ دونگا اور

اگرچہ ہو تم ذکر کرو ان میں قصہ تھا اور اسلئے پادشاہ وہ کے اسوقت میں معاویہ تھے یعنی وہ دیکھ تکو و مکر فارغ البال کر دین اور اگرچہ چاہو صبر کرو یعنے اسی حال پر کہ پہلے تھا مطلب
والون کا ہے اسلیے کہ تحقیق سنا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ تحقیق فقراء مہاجرین کے پہلے جاوینگے دولتمندون سے دن قیامت کے طرف
بہشت کے چالیس برس کہا انھون نے پس تحقیق ہم صبر ہی کرتے ہیں نہیں مانگتے ہم کچھ یعنے تمسے یا نہ مانگینگے کسی سے بعد اسکے نقل کی یہ مسلم نے وعن عبد اللہ بن عمرو
قَالَ بَيْنَا اَنَا قَاعِدٌ فِي الْمَسْجِدِ وَحَلْقَةٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ قُعُوْدٌ اِذْ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ اِلَيْهِمْ فَقُمْتُ اِلَيْهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُبَشَّرْ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ
بِمَا يَسُرُّ وُجُوْهَهُمْ فَاِنَّهُمْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْاَغْنِيَاءِ بِاَرْبَعِيْنَ عَامًا قَالَ فَلَقَدْ رَاَيْتُ اَلْوَانَهُمْ اَسْفَرَتْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنْ اَكُوْنَ مَعَهُمْ اَوْ مِنْهُمْ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ
اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے کہ کہا اسوقت کہ تھے ہم بیٹھے مسجد میں یعنے مسجد نبوی میں اور حالانکہ حلقہ تھا فقراے مہاجرین کا بیٹھا ہوا ناگہان تشریف لائے
حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پس بیٹھے متوجہ ہو کر طرف فقراء کے پس گیا میں اور کھڑا ہوا میں مائل طرف انکی یعنے واسطے متابعت حضرت کے اور دعا حاصل کرنے
نزدیکی کے انکے اور تاکہ مطلع ہون اس کلام پر کہ حضرت فرماوین انسے پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہیے کہ بشارت دیے جاوین فقراء مہاجرین ساتھ اس
چیز کے کہ خوش حال کرے انکو اسلیے کہ وہ داخل ہونگے بہشت میں پہلے تونگرون سے چالیس برس کہا عبد اللہ بن عمرو نے پس قسم خدا کی تحقیق دیکھے میں نے رنگ
فقراء کے کہ روشن وتابان ہوے یعنے چمکے بسبب سننے اس بشارت کے کہا عبد اللہ بن عمرو نے بہت روشن ہوے یہانتک کہ آرزو کی میں نے کہ ہوؤں میں ساتھ
انکے یعنے دنیا میں ہمیشہ ان جیسا یا ان میں سے یعنے عقبیٰ میں انھون انکی جماعت میں نقل کی یہ دارمی نے ف وجوہ سے مراد ذات ہے یا منہ اور یہ کہ ہے یعنے خوش
کرے انکے دلون کو اور ظاہر ہو اثر اسکا اوپر ظاہر چہرہ انکے کے اور او منھم میں لفظ او تنویع کے لیے ہے اور معنے اسکے ذکر کیے گئے اثناء ترجمے میں یعنے دوست رکھا
میں نے کہ ہون میں جماعت فقراء مہاجرین سے ع وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ اَمَرَنِيْ خَلِيْلِيْ بِسَبْعٍ اَمَرَنِيْ بِحُبِّ الْمَسَاكِيْنِ وَالدُّنُوِّ مِنْهُمْ وَاَمَرَنِيْ اَنْ اَنْظُرَ اِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنِيْ وَلَا اَنْظُرَ
اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقِيْ وَاَمَرَنِيْ اَنْ اَصِلَ الرَّحِمَ وَاِنْ اَدْبَرَتْ وَاَمَرَنِيْ اَنْ لَا اَسْاَلَ اَحَدًا شَيْئًا وَاَمَرَنِيْ اَنْ اَقُوْلَ بِالْحَقِّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا وَاَمَرَنِيْ اَنْ لَا اَخَافَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَاَمَرَنِيْ
اَنْ اُكْثِرَ مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَاِنَّهُنَّ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ رَوَاهُ اَحْمَدُ اور روایت ہے ابی ذر سے کہ کہا حکم کیا مجکو جانی دوست میرے نے یعنے رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ سات خصلتون کے اول حکم کیا مجکو ساتھ دوستی مسکینون کے اور نزدیک ہونے انسے اور دوسرے حکم کیا مجکو کہ نظر کرون میں
طرف اس شخص کے کہ کمتر ہے مجھسے یعنے امور دنیا میں اور نہ نظر کرون میں طرف اس شخص کے کہ زیادہ ہو مجھسے یعنے مال وجاہ اور منصب میں اور تیسرے حکم کیا مجکو
یہ کہ ملاے رکھون ناتے کو اگرچہ کاٹے ناتا یعنے ناتے والا اور چوتھے حکم کیا مجکو یہ کہ نہ مانگون میں کسی سے کچھ اور پانچوین حکم کیا مجکو کہ کہون میں حق اور اگرچہ تلخ اور
ناخوش آیند ہو یعنے سننے والے پر اور چھٹے حکم کیا مجکو یہ کہ نہ ڈرون میں بیچ دین خدا کے اور بیچ امر معروف اور نہی منکر کے ملامت کرنے کسی ملامت کرنیوالے کے سے
اور ساتوین حکم کیا مجکو یہ کہ بہت کہا کرون میں کلمہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کو پس تحقیق یہ سات خصلتین اس خزانے سے ہین کہ رب العزت کے لیے ہے نیچے عرش کے کہ فیوض اور
برکات اس سے نازل ہوتی ہین نقل کی یہ احمد نے ف ضمیر لفظ فانہن کی حضرت شیخ نے تو سات خصلتون مذکورہ کی طرف پھیری ہے اور ملا علی قاری نے اس کلمہ یعنے لاحول
ولا قوۃ الا باللہ کی طرف کہا کہ یہ کلمات جملہ گنج معنوی سے ہین کہ رکھا گیا ہے وہ گنج نیچے عرش رحمان کے نہین پہونچتا طرف اسکے کوئی مگر جو اہل خدا اور قوت کی
یا گنج میں گنجون جنت کے سے اسلیے کہ عرش چھت اسکی ہے اور کہا کہ بعید ہے قول اسکا کہ کہا خصلتین ماثور گنج سے ہین کہ نیچے عرش کے ہے اسلیے کہ یہ بات بلا دلیل ہے بلکہ
وارد ہوا ہے طرق کثیرہ سے صحاح ستہ وغیرہ مین کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ گنج ہے جنت کے گنجون میں سے اور اختلاف کیا ہے علما نے اسکے معنون میں پس بعضون نے
تو کہا کہ اس کلمہ کا نام کنز رکھا گیا اسلیے کہ یہ مانند کنز کے ہے بیچ نفاست اور محفوظ ہونے اپنے کے لوگون کی نظرون سے یا اسلیے کہ یہ جنت کے ذخیرون میں سے ہے یا یہ
کہ اسکے کہنے والے کے لیے ثواب نفیس ذخیرہ رہتا ہے جنت میں اور ابن مسعود سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہین کہ مین نے یہ کلمہ حضرت کے پاس پڑھا پس فرمایا آپ نے
جانتا ہے تو کیا ہے تفسیر یعنے معنے اسکے مین نے عرض کیا کہ اللہ اور رسول اسکا خوب جانتے ہین فرمایا نہین ہے پھیرنا اور بچانا اللہ کے گناہ سے مگر ساتھ بچانے اللہ کے

اور نہین ہے قوت اللہ کی طاعت پر مگر ساتھ مدد اللہ کے انتہی اور مشائخ شاذلیہ قدس اللہ اسرارہم نے وصیت کی ہے طالبون کو ساتھ تکرار اس کلمہ کے اور کہا ہے کہ کوئی چیز
مددگار زیادہ اس سے واسطے توفیق عمل کے نہین ہے ش ع (وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ مِنَ الدُّنْيَا ثَلَاثَةٌ الطَّعَامُ وَالنِّسَاءُ وَالطِّيبُ
فَأَصَابَ اثْنَيْنِ وَلَمْ يُصِبْ وَاحِدًا أَصَابَ النِّسَاءَ وَالطِّيبَ وَلَمْ يُصِبِ الطَّعَامَ رَوَاهُ أَحْمَدُ) اور روایت ہے عائشہ سے کہا انہوں نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم خوش آتی تھین
انکو دنیا مین سے تین چیزین ایک تو کھانا یعنی واسطے حفظ بدن کے اور قوت حاصل کرنے کے دین پر اور دوسرے عورتین یعنی واسطے بچانے نفس کے برے خطرون سے
اور تیسرے خوشبو یعنی واسطے تقویت دماغ کے کہ وہ جگہ عقل کی ہے بعضے حکما کے نزدیک پس پائین آنحضرت نے دو چیزین یعنی بکثرت اور نہ پائی ایک چیز یعنی مگر بقلت
پائین عورتین یعنی یہانتک کہ نو تھین اور پائی خوشبو یعنی خارج سے باوجودیکہ عرق آپکا سب طرح کی خوشبوؤن سے خوشبودار زیادہ تھا اور نہ پایا طعام نقل کی یہ احمد نے
ف یعنی مگر قلیل پس اطلاق نفی کا مبالغہ کے لیے ہے اسلیے کہ پہلے گذر ہی چکا ہے کہ آنحضرت سیر نہین ہوے جو کی روٹی سے دو دن پے در پے تا دم وفات اور یہ بات
تھی بسبب اختیار کرنے حضرت کے فقر اور تنگی معیشت کو اور حق جل وعلا نے جو اپنے حبیب کے لیے یہ بات پسند کی تو اس مین طرح بطرح کی حکمتین تھین ش ع (وَعَنْ
أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُبِّبَ إِلَيَّ الطِّيبُ وَالنِّسَاءُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَزَادَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ بَعْدَ قَوْلِهِ حُبِّبَ إِلَيَّ
مِنَ الدُّنْيَا) اور روایت ہے انس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ دوست کی گئی طرف میرے خوشبو اور عورتین اور گردانی گئی خوشی دلی میری نماز مین
نقل کی یہ احمد اور نسائی نے اور زیادہ کیا ابن جوزی نے بعد قول حضرت کے حبب الی لفظ من الدنیا کا ف گردانی گئی خوشدلی الخ یعنی ذوق اور حضور اور راحت کو
سلہ کہ نماز مین مجکو حاصل ہوتا ہے کسی وقت اور کسی عبادت مین حاصل نہین ہوتا چنانچہ اسلیے فرماتے آنحضرت ارحنا یا بلال یعنی اذان کہہ تا نماز پڑھین ہم چھوٹین رنج اور مشغولی
اور کامون کے سے خلاصی ہووے اور مناجات حق مین مشغول رہین اور لفظ قرہ یا مشتق ہے قر سے ساتھ زبر قاف کے معنے قرار اور ثبات کے اسلیے کہ دیدہ سبب
نظارہ محبوب کے قرار پاتا ہے اور بسبب دیدار اسکے کے آرام پکڑتا ہے اور کسی اور کی طرف نہین دیکھتا اور بسبب دیکھنے غیر محبوب کے پریشان اور ہر جانب دیکھتا رہتا ہے اور
یا مشتق ہے قر سے ساتھ پیش قاف کے یعنے سردی اور خنکی آنکھ کے اور لذت اسکی کے مشاہدہ محبوب مین چنانچہ اسلیے فرزند کو قرۃ العین کہتے ہین اور گرمی اور سوزش آنکھ
کی بیچ دیکھنے دشمنون کے ہے اور زیادہ کیا ابن جوزی نے الخ یعنے اسکی روایت مین یون ہے حبب الی من الدنیا الطیب الخ جاننا چاہیے کہ لفظ حدیث کے جیسے کہ اتفاق
کیا ہے ائمہ نے یعنے احمد اور نسائی نے اسپر یہ ہین کہ جو کتاب مین مذکور ہوے اور روایت کیا اسکو طبرانی نے تینون معجمون اپنے مین اور خطیب نے تاریخ بغداد مین اور ابن عدی
نے کامل مین اور حاکم نے مستدرک مین بھی لایا ہے اور کہا کہ صحیح ہے شرط مسلم پر لیکن بدون لفظ وجعلت کے اور روایت نسائی مین بھی وجہ دوسری سے لفظ من الدنیا کا آیا ہے
اور یہ جو مشہور ہے لوگون کی زبان پر زیادتی لفظ ثلث کے یعنے بعد لفظ حبب الی کے یا بعد لفظ من الدنیا کے کسی کتاب مین حدیثون کی کتابون مین سے پایا نہین گیا
باوجود تتبع و تفتیش کے مگر دو جگہ احیاء العلوم مین اور تفسیر آل عمران مین کشاف سے کذا قال السخاوی اور شیخ حجر اور شیخ ولی الدین عراقی نے کہا کہ لفظ ثلث کا کسی حدیث
کی کتاب مین نہین ہے پس معلوم ہوا کہ حدیث مین جیسے کہ اس کتاب مین مذکور ہے اصلا اشکال نہین ہے اور اگر ایک دو لفظون مین سے کہ من الدنیا اور ثلث مین ہو تو بھی اشکال
نہین اور اگر دونون ہون تو اشکال رکھتا ہے اسلیے کہ نماز دنیا سے نہین ہے اور جواب اسکا یہ دیتے ہین کہ مراد دنیا سے حیات اس عالم کی ہے یعنے اس عالم مین مجکو تین چیزین
خوش آتی ہین دو ان مین سے امور طبیعیہ دنیویہ سے ہین اور تیسری امور دین سے ہے پھر صلوۃ جمہور کے نزدیک محمول ہے عبادت معروفہ پر اور بعضون نے کہا کہ مراد صلوۃ
سے اس حدیث مین درود ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ش ع (وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ بِهِ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ إِيَّاكَ وَالتَّنَعُّمَ فَإِنَّ
عِبَادَ اللّٰهِ لَيْسُوا بِالْمُتَنَعِّمِينَ رَوَاهُ أَحْمَدُ) اور روایت ہے معاذ بن جبل سے یہ کہ تحقیق رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جبکہ بھیجا انکو طرف یمن کے یعنے قاضی کر کر فرمایا دور
رکھ تو اپنے تئین استراحت اور تن آسانی سے اسلیے کہ بندگان خاص خداے تعالی کے نہین آرام و استراحت مین ہوتے نقل کی یہ احمد نے ف بلکہ آرام و استراحت
خاص کافرون اور فاجرون اور غافلون اور جاہلون کے لیے ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی نے ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ اور فرمایا

سلہ ترجمہ چھوڑ کافرون [illegible] کھاوین اور بہرہ مند [illegible]

یاکلون کما تاکل الانعام والنار مثوی لہم اور فرمایا ذرہم کا او قبیل ذلک سے ترفین اور تنعم کے معنے ہیں مبالغہ کرنا بیچ حاصل کرنے قضاء شہوت کے بطریق تکلف کے اور بہت
نعمتوں میں رہنا اور حرص کرنی کھانے میں اور خواہشوں میں اپنی ۃ ع (وعن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رضی من اللہ بالیسیر من الرزق
رضی اللہ منہ بالقلیل من العمل) اور روایت ہے علی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ راضی ہو اللہ سے ساتھ تھوڑے سے رزق کے یعنے قناعت
کرے تھوڑے پر راضی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ساتھ تھوڑے سے عمل کے یعنے طاعت کے (وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جاع
او احتاج فکتمہ الناس کان حقا علی اللہ عز وجل ان یرزقہ رزق سنۃ من حلال رواہما البیہقی فی شعب الایمان) اور روایت ہے ابن عباس سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو شخص کہ بھوکا ہو یا محتاج ہو یعنے کسی چیز کا پھر نہ مانگے اسکو لوگوں سے یعنے نہ کہے کہ میں بھوکا ہوں تا کچھ کھانے کو دیں اور نہ کہے کہ میں محتاج ہوں تا کچھ
بخشیں تو ہوتا ہے وعدہ ثابت اللہ عز وجل پر یا امر لازم نزدیک اسکے یہ کہ پہونچا دے اسکو روزی ایک برس کی از جہ حلال سے نقل کیں یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے
شعب الایمان میں ف مراد بھوک سے وہ بھوک ہے کہ مستحق ہو ساتھ اسکے صبر اور جائز ہوا اس میں چھپانا والا تصریح کی ہے علماء نے کہ ایک آدمی اگر ہلاک ہووے مارے
بھوک کے اور سوال نہ کرے یا کھانا دستیاب نہیں اگرچہ مردار ہو تو ہوتا ہے گنہگار ع (وعن عمران ابن حصین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یحب
عبدہ المؤمن الفقیر المتعفف ابا العیال رواہ ابن ماجہ) اور روایت ہے عمران بن حصین سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ دوست
رکھتا ہے اپنے بندہ مسلمان کو کہ فقیر پارسا صاحب العیال ہو انتہی) یعنے باوجود عیال دار اور فقیر ہونے کے بچتا ہے حرام اور سوال کرنے سے پس وہ متوکل اور
ہو اسطے وسعت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کے ع (وعن زید بن اسلم قال استسقی یوما عمر فجئ بماء قد شیب بعسل فقال انہ لطیب لکنی اسمع اللہ عز وجل نعی علی قوم شہواتہم
فقال اذہبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم بہا فاخاف ان تکون حسناتنا عجلت لنا فلم یشربہ رواہ رزین) اور روایت ہے زید بن اسلم تابعی سے کہ کہا
مانگا پانی ایک دن حضرت عمر نے پس لایا گیا پانی شہد ملا ہوا پس کہا حضرت عمر نے تحقیق یہ پاک اور حلال اور خوش آیندہ لیکن میں نہیں پیتا اسکو اسلیے کہ میں سنتا
ہوں خدائے تعالیٰ سے کہ عیب کیا اوپر ایک قوم کے خواہشوں نفس انکے کو اور سرزنش کیا انکو پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے لے گئے تم اور بھر پور لیں تم نے لذتیں اور
نعمتیں اپنی بیچ مدت حیات دنیا کے اور بہرہ مند ہوے تم ساتھ انکے پس ڈرتا ہوں میں یہ کہ ہوں نیکیاں ہماری کہ جلدی دیا گیا ہو ثواب انکا ہمکو اس عالم میں پس نہ پیا
وہ پانی ملا ہوا شہد کا نقل کی یہ رزین نے ف یعنے میں اگر یہ پانی پیوں اور لذت حاصل کروں اور چین کروں تو ڈرتا ہوں کہ یہ ثواب ہمارے عملوں کا ہو کہ دنیا میں
دیا اور تمام کیا گیا ہو جیسے کہ کافروں کو بدلہ عمل نیک کا دنیا ہی میں ملتا ہے اور آخرت میں کچھ نصیب نہیں اور یہ آیت من کان یرید العاجلۃ عجلنا لہ فیہا ما نشاء الخ اگرچہ کفار کے
حق میں نازل ہوئی ہے لیکن اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا ۃ ح ع (وعن ابن عمر قال ما شبعنا حتی فتحنا خیبر رواہ البخاری) اور روایت ہے ابن عمر سے
کہ کہا نہیں سیر ہوے ہم اپنے یعنے گروہ صحابہ نے ساتھ آنحضرت کے کھجور سے بسبب فقر کے یہانتک کہ فتح کی ہمنے خیبر کو کہ وہاں کھجوریں بہت تھیں نقل کی یہ بخاری نے باب
الامل والحرص باب ہے بیچ بیان آرزو رکھنے اور حرص کرنے کے ف امل ساتھ زبر ہمزہ اور میم کے امید رکھنے اور حرص کے معنے ہیں زیادتی آرزو اور ارادہ کے
فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان تحرص علی ہداہم یعنے اگر زیادہ کرے تو بیچ ہدایت انکی کے اور قاموس میں لکھا ہے کہ بدترین حرص یہ ہے کہ لیوے تو حصہ اپنا اور طمع کرے
تو اپنے غیر کے حصہ میں انتہی اور مراد امل سے یہاں درازگی امل یعنے آرزو کی ہے امور دنیا میں اس حال میں کہ غافل ہو تیاری کرنے سے موت کے لیے اور توشہ آخرت
سے جیسے کہ فرمایا حق سبحانہ نے ذرہم یاکلوا ویتمتعوا ویلہہم الامل اور اپر درازگی آرزو کی بیچ حاصل کرنے علم و عمل کے مجوز ہے بالاجماع جیسے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے طوبی لمن طال عمرہ وحسن عملہ اور فرمایا کہ اگر جیتا رہا میں سال آیندہ تک تو البتہ روزہ رکھونگا نویں کو بھی یعنے محرم کی اور اسی طرح حرص کرنی بیچ امر
جمع کرنے مال کے اور کثرت جاہ کے بری ہے و الا حرص کرنی عبادت پر اور علوم کے حاصل کرنے پر اور بہت کرنے اعمال نیک پر مستحسن ہے بلا نزاع ۃ ع الفصل الاول
فصل پہلی ع (عن عبد اللہ قال خط النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطا مربعا وخط خطا فی الوسط خارجا منہ وخط خططا صغارا الی ہذا الذی فی الوسط من جانبہ الذی فی الوسط

فَقَالَ هٰذَا الْاِنْسَانُ وَهٰذَا اَجَلُهٗ مُحِيْطٌ بِهٖ وَهٰذَا الَّذِيْ هُوَ خَارِجٌ اَمَلُهٗ وَهٰذِهِ الْخُطَطُ الصِّغَارُ الْاَعْرَاضُ فَاِنْ اَخْطَاَهٗ هٰذَا نَهَشَهٗ هٰذَا وَاِنْ اَخْطَاَهٗ هٰذَا نَهَشَهٗ هٰذَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے کہا کہ کھینچی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شکل مربع کو چار خطوں سے اسکو احاطہ کیا تھا اور کھینچا ایک خط بیچ میں اس شکل مربع کے کہ باہر نکلنے والا تھا اس شکل سے اور کھینچے چھوٹے چھوٹے خط متوجہ طرف اس خط کے کہ درمیان میں اس جانب اسکے سے کہ درمیان میں تھے یعنے دونوں جانبوں اسکے سے وہ وہ جو درمیان میں تھے اسلیے کہ ایک جانب خط کے انتہا ہے اور ایک جانب اسکے باہر پس فرمایا آنحضرت نے یعنے یہ جانب خارج ہے کہ درمیان شکل مربع کے واقع ہے مثال آدمی کے ہے اور یہ یعنے خط مربع اجل اسکی ہے یعنے مدت اجل اسکی کی اور مدت عمر اسکی کی ہے کہ گھیرے ہوئے ہے آدمی کو اور یہ جانب خط کے کہ باہر نکلنے والی ہے یعنے مربع سے آرزو اسکی ہے یعنے چیز آرزو کی گئی اسکی ہو کہ جسکا گمان کرتا ہو کہ میں لونگا اسکو پہلے آنے اجل اپنی کے اور یہ خط ہے اس سے اسلیے کہ آرزو اسکی دراز ہے کہ نہیں فارغ ہوتا اس سے اور اجل اسکی قریب ہے چھوٹے خطوں اسکے اس سے اور یہ خط چھوٹے عوارض ہیں یعنے آفات اور بلیات مثل امراض اور جو لنا اور بیماری وغیر ذلک ان چیزوں میں کہ پیش آویں آدمی کو اور ہلاک کریں ہر جانب سے متوجہ ہیں آدمی پر اور شکل ہیں ساتھ اسکے پس اگر خطا کی اور گذر گیا یہ حادثہ نہیں پہنچا آدمی کو حادثہ دوسرا اور اگر خطا کی اور گذر گیا یہ حادثہ بھی پہونچا حادثہ دوسرا نقل کی یہ بخاری نے ف حاصل یہ کہ آدمی امید رکھتا دور دراز رکھتا ہے اور گمان نہیں ہوتا کہ پہونچیگا ان امیدوں کو اور یہ حال کہ اجل قریب تر ہے ساتھ اسکے آرزوؤں سے اور آرزوؤں اور امید کو بغیر پہونچے جان دیتا ہے اور صورت اس مربع کی یہی ہے اور ابن حجر وغیرہ نے یہ لکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ گرد لفے ماوین عدد خطوط کے ساتھ اسلیے کہ یہ عدد شارع کی زبان پر بہت آتا ہے اور اس لیے کہ دس کا عدد ہو کہ تعبیر کیجاتی ہے ساتھ اسکے کثرت اور یہ عدد اشارہ ہے طرف سات اعضا کے پھر دیکھی میں نے ایک اور صورت غیر صورت لکھی ہوئی شرح ہو وسکے اور وہ ظاہر تر ہے تصویر میں فقیر وہ صورت یہی ہے شرح (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ خَطَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطُوْطًا فَقَالَ هٰذَا الْاَمَلُ وَهٰذَا اَجَلُهٗ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ جَاءَهُ الْخَطُّ الْاَقْرَبُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے انس سے کہا کھینچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی خط یعنے مربع اور ایک بیچ میں نکلا ہوا بطور سابق پس فرمایا کہ یہ خط بیچ کا جو کہ نکلا ہوا ہے مربع سے آرزو آدمی کی ہے اور یہ خط یعنے مربع اجل اسکی ہے پس اسوقت کہ آدمی اسی طرح ہے اور اسی اندیشہ میں ہے کہ ناگہان پہونچا اسکو خط اجل کا کہ نزدیک تر ہے نقل کی یہ بخاری نے ف یعنے آدمی چاہتا ہے کہ نہ آوے اجل کہ دور تر ہے پہونچے ناگہان اجل پہونچتی ہے اور بغیر حاصل ہوئے آرزو کے چل بستا ہے شرح (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْرَمُ ابْنُ اٰدَمَ وَيَشِبُّ مِنْهُ اثْنَانِ الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے اسی انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ بوڑھا ہوتا ہے آدمی اور جوان و قوی ہوتی ہیں اس میں دو چیزیں حرص مال پر یعنے اسکے جمع کرنے پر اور نہ دینے پر اور حرص درازگی عمر پر نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ہر چند کہ آدمی بڑھا ہو یہ دو صفتیں اس سے شکستہ اور سست نہیں ہوتیں اسلیے کہ آدمی مجبول ہے اوپر حب شہوات کے اور شہوات بغیر مال اور عمر کے ہاتھ نہیں آتیں اور سبب قوی ہونے انکا کا سبب ضعف بدن کے ہے کہ اس میں شہوت تو قائم ہے اور قوت عقلیہ کہ قوت شہوت کو زبون رکھے ضعیف ہو گئی وہ دفع اسکو نہیں کر سکتی ہمسایہ خر سے بد حکم شد وہ قوت بر کندن آن کم شده شرح (وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ قَلْبُ الْكَبِيْرِ شَابًّا فِي اثْنَيْنِ فِيْ حُبِّ الدُّنْيَا وَطُوْلِ الْاَمَلِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے اُنہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا ہمیشہ ہے دل بوڑھے کا اور آرزو اسکی جوان یعنے قوی دو چیزوں میں محبت دنیا میں اور درازی آرزو میں نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف محبت دنیا سے لازم ہوتی ہے کراہیت اجل کی اور درازگی آرزو سے عمل مقتضی ہے تاخیر عمل کو شرح (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلَى امْرِئٍ اَخَّرَ اَجَلَهٗ حَتّٰى بَلَّغَهٗ سِتِّيْنَ سَنَةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے اسی ابو ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ چھوڑی خدائے تعالے نے جگہ عذر کی اور دور کیا عذر اس شخص سے کہ ڈھیل دی اللہ تعالے نے اسکی اجل کو یہانتک کہ پہونچایا اسکو ساٹھ برس کو نقل کی یہ بخاری نے ف یعنے اتنی عمر بخشی اور فرصت دی اور پھر توبہ و عذر خواہی نکی اور نہ چھوڑے گناہ اب اور کیا جگہ عذر کی رہی جوان کہتا ہے کہ جب بڑھا ہونگا توبہ کرونگا بڈھا کیا کہیگا اور بعضے کہتے ہیں کہ معنے عبارت کے یہ ہیں کہ ثابت اور واجب کیا اسپر اللہ نے عذر خواہی اور توبہ و استغفار کرے اور اس میں تقصیر نہ کرے شرح (وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

عليه وسلم قال لو كان لابن آدم واديان من مال لابتغى ثالثا ولا يملأ جوف ابن آدم الا التراب ويتوب الله على من تاب متفق عليه اور روایت ہے ابن عباس سے کہ انہنے
نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا اگر ہوں ابن آدم کے لیے دو جنگل بھرے ہوئے مال سے یعنے بالفرض والتقدیر البتہ ڈھونڈھے تیسرا جنگل مال کا یعنے سیر نہیں ہوتا ہے
بسبب حرص کے اور نہیں بھرتی آدمی کے پیٹ کو مگر خاک یعنے جب تک گور میں نہیں جاتا حرص اُس سے نہیں جاتی اور یہ حکم باعتبار اکثر کے ہے اور توبہ قبول کرتا ہے اللہ جو شخص توبہ
کرے ہیں کسی سے کہ چاہتا ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے یعنی اسلیے کہ توبہ گناہ سے قبول ہے عمل ظاہر باطن سے اور یا یہ معنے ہیں کہ پھیرتا ہے اللہ تعالیٰ ساتھ رحمت کے
پھر کہ چاہتا ہے ساتھ توفیق ازالہ اس خصلت بری کے اور تہذیب نفس کے اُس سے اور اس میں تنبیہ ہے اسپر کہ بخل باعث حرص کا پیدا ہوا ہے جبلت میں آدمی کے ع ح
وعن ابن عمر قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ببعض جسدی فقال کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل وعد نفسک من اهل القبور رواه البخاری اور
روایت ہے ابن عمر سے کہا ابن عمر نے کہ پکڑا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض بدن میرا یعنے دونوں مونڈھے میرے جیسے ایک روایت میں ہے بسبب علاوہ وقت کے
کہ وقت کلام اور نصیحت کرنے کے پکڑتے ہیں پس فرمایا کہ رہ تو دنیا میں گویا کہ مسافر ہے تو یا گذر رہنے والا راہ کا اور گن تو اپنے نفس کو مردوں سے کہ قبر میں آسودہ ہیں اور سب
گذر گئے ہیں اور مشابہت کر انکے ساتھ کہ زندگی میں بیچ حکم مردوں کے رہے نقل کی یہ بخاری نے فقط کہا میرک نے کہ اس میں نظر ہے اسلیے کہ یہ جو روایت یہاں نقل
کی ہے یہ لفظ ترمذی کے ہیں اور لفظ بخاری کے اور طرح ہیں اور او عابر سبیل میں لفظ او کا یا تنویع کے لیے ہے یا بمعنے بل کے ہے ترقی کے لیے یعنے بلکہ ہو گویا کہ تو گذرنے والا
راہ کا ہے اس میں مبالغہ زیادہ ہے اسلیے کہ مسافر کبھی چند روز کہیں اقامت بھی کرتا ہے اور مشغول ہوتا ہے اور جو کہ سر راہ پر گذرنے والا ہے چلا جاتا ہے اور دل کسی چیز سے
نہیں لگاتا اور شرح اس حدیث کی دراز ہے جاننا چاہیے کہ حقیقت موت کی کیا ہے منقطع ہونا تصرف روح کا بدن سے اور ٹوٹ جانا ہونا اسکا بدن سے اور باہر آنا
بدن کا آلہ ہونے سے روح کے لیے اور بدن کے مرنے سے معدوم و نابود نہیں ہو جاتے بلکہ متغیر ہوتا ہے حال انکا جیسے کہ سلب کیجاتی ہیں اُس سے آنکھیں اور
کان اور زبان اور ہاتھ اور پاؤں اور تمام اعضا اور حواس اور جدا کیے جاتے ہیں اس سے اہل اور اولاد اور اقربا اور آشنا اور دوست اور الگ کیے جاتے ہیں
گھوڑے اور فوج و حشم اور لونڈی اور غلام اور جانور اور سواریاں اور زمین اور مکان اور اور جو کچھ اسباب و آلات دنیا کے ہیں پس مشابہ ہونا ساتھ مردوں کے اور آنا
انکے حکم میں یہ ہے کہ متصف ہو ساتھ قطع کرنے علائق بدنی کے حتی الامکان یعنی قطع کرے تصرف روح کا اعضا سے بیچ ارتکاب محرمات اور مکروہات کے اور
جانے کہ جو کچھ کہ انکے تصرف میں ہے دنیا سے اسکی ملک سے نہیں ہے بلکہ تمام اللہ تعالیٰ کے ملک سے ہے اور علامت اسکی یہ ہے کہ انکے جاتے رہنے سے غمگین نہ ہو اور
نہ انکے ہونے سے خوش اور اسی طرح انقطاع کرے اہل واقارب سے اور آشناؤں سے اور انکے سبب سے حرام و مکروہ میں نہ پڑے پس جو کوئی کہ ساتھ ان صفتوں کے
متصف ہو مشابہ ہوگا ساتھ مردوں کے اور داخل ہوگا انکے حکم میں بعد ازاں رعایت کرے اور شرائط آداب کے بسبب انکے مشابہ ساتھ مردوں کے ہو ایک
ان میں سے توبہ ہے اور وہ پھر آنا ہے ہر مطلوب سے سوائے خدائے تعالیٰ کے جیسے کہ موت ہے اور زہد ہے اور وہ پھر آنا ہے دنیا سے اور محبت اسکی سے اور شہوات اور لذتوں
اسکی سے جیسے کہ موت سے اور توکل ہے اور وہ پھر آنا ہے تدبیر اسباب سے جیسے کہ موت سے اور قناعت ہے اور وہ پھر آنا ہے شہوات نفسانیہ سے جیسے کہ موت سے اور توجہ الی اللہ
اور منہ پھیرنا ماسوی اللہ سے جیسے کہ موت سے پس باقی نہ رہے کوئی مطلوب اور محبوب اور مقصود سوائے خدا جل وعلا کے اور صبر ہے اور وہ باہر آنا ہے حظوظ النفس سے
ساتھ مجاہدہ کے جیسے موت میں مجاہدہ ہے اور رضا ہے اور وہ باہر آنا ہے خوشنودی النفس سے اور در آنا ہے بیچ خوشنودی حق سبحانہ تعالیٰ کے اور تسلیم احکام ازلیہ کی اور سپرد کرنا
تمام امور کا ساتھ تدبیر و اختیار مولے سبحانہ تعالیٰ کے بے منازعت و اعتراض کے جیسے کہ موت سے اور ذکر ہے اور وہ باہر آنا ہے ذکر ماسوی اللہ سے جیسے کہ موت سے اور
مراقبہ ہے اور وہ باہر آنا ہے حول و قوت سے جیسے کہ موت سے یہ صفات و حالات جب حاصل ہوں مشابہ ہوگا مردوں کے اور بیچ شمار اہل قبور کے ہوگا یہ ہیں معنے قول
آنحضرت کے وعد نفسک من اهل القبور اور موتوا قبل ان تموتوا بھی یہی معنی رکھتی ہے اور موت اختیاری یہ ہوگی یہ ذکر کیا ہے شیخ عبد الوہاب متقی نے بیچ رسالہ الموت
کے ع ح الفصل الثانی فصل دوسری عن عبد اللہ بن عمرو قال مر بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا وامی نطین شیئا فقال ما هذا یا عبد اللہ قلت

شيئ فقلنا قد وهى فنحن نصلحه فقال ما ارى الامر الا اعجل من ذلك رواه احمد والترمذي وقال هذا حديث غريب) روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے کہا گذرے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہم پر اس حال میں کہ میں اور ماں میری مٹی سے لیپتی تھی کچھ یعنے دیوار یا چھت کو پس فرمایا آنحضرت نے کیا ہے یہ یعنے لیپنا اے عبد اللہ کہا میں نے ایک چیز ہے یعنے دیوار کہ درست کرتے ہیں ہم اسکو یعنے بخوف گر پڑنے اُسکے کے یا زیادتی استحکام کے لیے فرمایا آنحضرت نے امر جلد تر ہے اس سے نقل کی یہ احمد نے اور ترمذی نے اور کہا کہ حدیث غریب ہے ف یعنے اجل قریب تر ہے خراب ہونے اس گھر کے سے یعنے تو سنوارتا ہے گھر کو بخوف گر پڑنے کے پہلے مرنے تیرے سے کے اور یہ یوں کہ تو مر جاویگا پہلے گرنے اسکے کے پس اصلاح عمل تجکو بہتر ہے اصلاح گھر سے اس میں دل کا لگانا عبث ہے اور ظاہر یہ ہے کہ وہ بنانا ضروری نہ ہوگا بلکہ مضبوطی اور زینت کے لیے ہوگا (وعن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يهريق الماء فيتيمم بالتراب فاقول يا رسول الله ان الماء منك قريب فيقول ما يدريني لعلي لا ابلغه رواه في شرح السنة وابن الجوزي في كتاب الوفاء) اور روایت ہے ابن عباس سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کرتے یعنے کبھی پس تیمم کرتے مٹی سے یعنے پہلے اسکے کہ وضو کریں پس کہتا میں یا رسول اللہ تحقیق پانی آپ سے نزدیک ہے یعنے اس قدر دور نہیں کہ اسکے سبب سے تیمم کیجیے فرماتے آنحضرت کہ کس چیز نے معلوم کروایا مجکو یعنے کیا جانوں میں کہ شاید نہ پہونچوں میں اس پانی تک نقل کی یہ شرح السنہ میں اور ابن جوزی نے کتاب الوفا میں ف یعنے ڈرتا ہوں میں کہ مر وفا کرے اور اجل آ پہونچے اور فرصت نہ پاؤں میں کہ وضو کروں اسلیے تیمم کر لیتا ہوں کہ ایک طرح کی طہارت حاصل رہے (وعن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال هذا ابن آدم وهذا اجله ووضع يده عند قفاه ثم بسط فقال وثم امله رواه الترمذي) اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آدمی ہے اور یہ اجل اسکی ہے یعنے نزدیک ہے اُس سے اور رکھا آنحضرت نے ہاتھ اپنا نزدیک گدی اپنی کے یعنے واسطے تصویر اور تمثیل قریب ہونے موت کے ساتھ آدمی کے پھر کھولا اور دراز کیا آنحضرت نے ہاتھ اور دور رکھا گدی سے یعنے واسطے دکھانے درازی آرزو کے پس فرمایا اس جگہ یعنے دور تر ہے آرزو اسکی یعنے اجل نزدیک آئی اور آرزو دور گئی نقل کی یہ ترمذی نے ف یہ ترجمہ موافق ترجمہ حضرت شیخ رح کے ہے اور ملا علی رح نے یوں لکھا ہے کہ یہ ابن آدم ہے ظاہر یہ ہے کہ یہ اشارہ جسم یا طرف صورت معنویہ کے اور قطع ہے قول حضرت کا یہ اجل اسکی ہے اور بیان واضح اسکا یہ ہے کہ حضرت نے اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے آگے کے جانب اپنے بیچ مسافت زمین کے یا بیچ مسافت ہوا کے یا طول میں یا عرض میں اور فرمایا کہ یہ ابن آدم ہے پھر پیچھے ہٹایا ہاتھ اور رکھا قریب اس جگہ سے کہ رکھا تھا پہلے اور فرمایا کہ یہ اجل اسکی ہے اور رکھا ہاتھ اپنا یعنے وقت کہنے هذا ابن آدم وهذا اجله کے بیچ عقب اس مکان کے کہ اشارہ کیا ساتھ اسکے طرف اجل کے پھر پھیلایا ہاتھ اپنا یعنے بہت کھولنے بالشت کے ساتھ ہتھیلی اور انگلیوں اپنے کے یا معنے بسط کے یہ ہیں کہ پھیلایا مسافت میں اُس جگہ سے کہ اشارہ کیا تھا ساتھ اسکے طرف اجل کے پس فرمایا اس جگہ اور اشارہ کیا طرف دور کے کہ یہ آرزو اسکی ہے حاصل یہ کہ اس اشارہ سے بیدار کیا خواب غفلت سے کہ اجل ابن آدم کی قریب تر ہے طرف اسکے آرزو اسکی سے اور آرزو اسکی دراز تر ہے اجل اسکی سے جیسے کہ کہا ایک شاعر نے رحمت کرے اللہ اسپر ع كل امرئ مصبح في اهله والموت ادنى من شراك نعله یہ مضمون مجکو سوجھا ہے اس مقام میں واسطے واضح کرنے مطلب کے (وعن ابي سعيد الخدري ان النبي صلى الله عليه وسلم غرز عودا بين يديه وآخر الى جنبه وآخر ابعد فقال اتدرون ما هذا قالوا الله ورسوله اعلم قال هذا الانسان وهذا الاجل اراه قال وهذا الامل فيتعاطى الامل فلحقه الاجل دون الامل رواه في شرح السنة) اور روایت ہے ابو سعید خدری سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گاڑی ایک لکڑی آگے اپنے اور ایک لکڑی پہلو میں اسکے اور گاڑی ایک اور لکڑی بہت دور یعنے دوسری لکڑی سے یا دونوں سے پھر فرمایا تم جانتے ہو کیا ہے یہ یعنے کیا ہے مراد انسے اور کس کی مثال ہیں یہ کہا صحابہ نے اللہ اور رسول اسکا خوب جانتے ہیں فرمایا انسان ہے یعنے پہلی لکڑی مثال کی ہے اور یہ دوسری لکڑی کہ اسکے پہلو میں گاڑی میں نے مثال ہے موت کی کہ متصل ہے آدمی سے کہا ابو سعید خدری نے کہ گمان کرتا ہوں میں آنحضرت کو کہ فرمایا تیسری لکڑی کہ بہت دور گاڑی میں نے آرزو آدمی کی ہے کہ دور دراز گئی ہے پس گرفتار رہتا ہے آدمی آرزو میں اور مشغول رہتا ہے آرزو کی چیزوں میں اور ارادہ کرتا ہے اسکے حاصل ہونے کا پس پہونچتی ہے اجل یعنے پہلے اسکے کہ تمام ہو آرزو نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ میں (وعن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال عمر امتي من ستين سنة الى سبعين رواه الترمذي وقال هذا حديث غريب) اور روایت ہے

ابی ہریرہ سے اُسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا عمر میری امت کی ساٹھ برس سے ستر برس تک ہی نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہو ف
یعنی آخر امت میری کی ابتدا ساٹھ برس میں ہیں اور انتہا اسکی ستر برس اور یہ باعتبار اکثر کے ہی اور کبھی اس سے زیادہ بھی ہوتی ہی جیسے آگے کی حدیث میں فرمایا ؛ ع
(وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْمَارُ اُمَّتِيْ مَا بَيْنَ السِّتِّيْنَ اِلَى السَّبْعِيْنَ وَاَقَلُّهُمْ مَنْ يَّجُوْزُ ذٰلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ) اور روایت ہی ابی ہریرہ
سے کہ کہا فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اکثر عمرین امت میری کی مابین ساٹھ کے ستر تک اور کمتر ہیں امت میں سے ایسے لوگ کہ تجاوز کرین اس سے نقل کی
یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے ف یعنی ستر سے کہ پہونچین سو برس کو یا زیادہ کو اور اکثر ہوا اطلاع پائی ہی بعضا وپر درازگی عمر کے اس امت میں عمرین صحابہ اور ائمہ میں
سے یہ لوگ ہیں انس بن مالک کہ ایک سو تین برس کے ہوکر مرے اور اسما بیٹی ابو بکر کی سو برس کی اور حال انکا یہ تھا کہ نہ دانت ٹوٹے تھے اور نہ عقل میں کچھ
خلل آیا تھا اور ان دونوں سے زیادہ عمر حسان بن ثابت کی تھی کہ ایک سو بیس برس کے ہوکر مرے ساٹھ برس کفر کی حالت میں رہے اور ساٹھ ہی برس اسلام میں
اور انسے زیادہ عمر سلمان فارسی کی ہوئی کہ اڑھائی سو برس کی عمر میں مرے واللہ اعلم (وَذُكِرَ حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ فِيْ بَابِ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ) اور ذکر کی گئی
حدیث عبداللہ بن شخیر کی بیچ باب عیادت مریض کے الفصل الثالث فصل تیسری (عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
اَوَّلُ صَلَاحِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْيَقِيْنُ وَالزُّهْدُ وَاَوَّلُ فَسَادِهَا الْبُخْلُ وَالْاَمَلُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ) روایت ہی عمرو بیٹے شعیب کے سے اُسنے نقل کی اپنے باپ
سے اُسنے اپنے دادا سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلائی اس امت کی یقین کرنا اور زہد کرنا ہی اور اول فساد اس امت کا بخل ہی اور درازی امید
بقا کا دنیا میں نقل کی اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں ف یقین کرنا یہہ کہ اللہ تعالے رزاق ہی اور متکفل ارزاق کا ہی مانند واقع فی الارض الا علی اللہ رزقہا و
نہ بہ بیہودگی کرنی دنیا میں اور سبب یقین رزاقیت حق پر حاصل ہوتا ہی تو بخل نہیں کرتا اسلئے کہ بخل بسبب بےیقینی پہونچنے رزق کے ہوتا ہی کہتا ہی کہ اگر مال خرچ کرونگا
پھر کہانسے کھاونگا اور جب زہد کیا درازگی آرزو کی اور امید بقا کی دنیا میں نہیں رہیگی اس سبب سے کہا کہ اول فساد اس امت کا بخل اور آرزو ہی کہ یہ دونوں
یقین کے نہ ہونے رزاقیت حق سے اور زہد کرنیکے دنیا میں اور جان کہ شیخ عبدالوہاب متقی رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ رسالہ حبل المتین فی تکمیل الیقین کے لکھا ہی اعتقاد جب
جزم کو پہونچے اور شبہ کا نہو اسکے ساتھ دلیل اور برہان سے ہو کر اثبات حق کرے اسکو حکما اور متکلمین کی اصطلاح میں یقین کہتے ہیں لیکن صوفیہ کے نزدیک یہ ہی کہ اس کا
ول پر غالب ہو اس طرح کی کہ تصرف اور حاکم ہو دل پر یا ان چیزوں کی رغبت دلاوے کہ موافق ہوں شرع کے اور ان چیزوں سے کہ مخالف شرع کے ہوں
باز رکھے اسکو یقین نہیں کہتے مثلاً بہتوں کو جزم آنے موت کا حاصل ہی لیکن جسکے دل پر ذکر موت کا غالب ہو اور حاکم و متصرف ہو یعنی اسکے سبب سے
مستعد رہے موت کا ساتھ کرنے طاعت کے اور ترک کرنے گناہوں کے وہ صاحب یقین ہی اور یقین چار جگہ چاہیے اگرچہ تمام چیزیں کہ خبر دی ہی رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے انکی جگہ یقین کے ہیں یعنی انپر یقین لانا چاہیے لیکن اصول انکے چار چیزیں ہیں کہ سالک کو انپر یقین کرنا ضرور ہی اول توحید کہ جانے کہ جو کچھ واقع ہوتا ہی حق
تعالے ہی کی قدرت سے واقع ہوتا ہی دوسرے توکل اور یقین کامل رکھنا اللہ تعالے کی ضمانت پر بیچ پہونچانے رزق کے تیسرے یقین کرنا بیچ جزائے اعمال
کے قسم ثواب و عذاب سے چوتھے یقین کرنا اسکا کہ اللہ تعالے مطلع ہی بندوں کے احوال پر ہر حال پس فائدہ یقین کا بیچ توحید کے یہ ہی کہ نہیں التفات ہوگا
طرف مخلوقات کے اور فائدہ یقین کا بیچ پہونچنے رزق کے اجمال ہی بیچ طلب کرنے اُسکے یعنی میانہ روی کریگا اُسکے طلب کرنے میں یا ترک کرنا اسکا
کا اور پر فوت ہونے رزق کے اور فائدہ یقین کا بیچ جزائے اعمال کے سبقت کرنی ہی طاعت پر اور دور ہونا گناہ سے اور فائدہ یقین کا بیچ اطلاع خدا کے
تعالے کے یہ ہی کہ مبالغہ کریگا بیچ اصلاح ظاہر و باطن کے تمام ہوا حاصل کلام شیخ کا اور مراد حدیث میں یقین کرنا ہی رزاقیت خدائے تعالے پر اور توکل
کرنا اسپر چاہیے کہ کہا ہمنے اوپر اور یقین کرنا رزاقیت حق پر اور پہونچنے رزق پر اور یقین کامل کرنا ضمانت خدائے تعالے پر ایک مرتبہ عالی ہی مراتب سے اور
اُس سے چارہ نہیں سالک راہ حق کو اور فراغ عبادت موقوف ہی اُسپر کہا شیخ امام قطب وقت ابوالحسن شاذلی نے اکثر پردے خلق کے حق سے دو ہیں

فکر رزق کی اور خوف کرنا خلق سے اور فکر رزق کی اشد ہے دونوں پر دونوں ہیں اور منقول ہے اصمعی سے کہ کہا انہوں نے کہ پڑھی میں نے ایک اعرابی کے آگے سورۂ والذاریات
میں جب پہونچا میں اس آیت پر وفی السماء رزقکم کہا اعرابی نے بس کر پھر مائل ہوا اپنی اونٹنی کی طرف اور نحر کیا اسکو اور بانٹا اسکو ان لوگوں پر کہ آگے اسکے تھے اور پھینک دیا
اسکے اور قصد کیا طرف تلوار اور کمان اپنی کے اور توڑ ڈالا انکو اور پیٹھ پھیر کر چلا گیا پھر ملا میں اس سے طواف میں اس حال میں کہ دبلا ہوگیا تھا جسم اسکا اور زرد
ہوگیا تھا رنگ اسکا پس سلام کیا اسنے مجھپر اور کہا پڑھو وہی سورہ پس جبکہ پہونچا میں اسی آیت پر یعنے وفی السماء رزقکم پر ایک چیخ ماری اور کہا قد وجدنا ما وعدنا
ربنا حقا پھر کہا اعرابی نے کہ کچھ اور بھی سوا اسکے پس پڑھا میں نے فورب السماء والارض انہ لحق پس ایک چیخ ماری اعرابی نے اور کہا سبحان اللہ کون ہے وہ شخص
کہ غصہ دلایا اللہ تعالے کو یہاں تک کہ قسم کھائی پس نہ سچ جانا کہنا اسکا یہاں تک کہ تکلیف دی اسکو قسم کھانے کی کہی یہ بات تین دفعہ اور نکل گیا ساتھ اسکے دم اسکا اور مرگیا
مبارک ع (وعن سفیان الثوری قال لیس الزهد فی الدنیا بلبس الغلیظ والخشن واکل الجشب انما الزهد فی الدنیا قصر الامل رواه فی شرح السنة) اور روایت ہے سفیان
ثوری سے کہ کہا نہیں زہد دنیا میں ساتھ پہننے کپڑے موٹے اور سخت کے اور ساتھ کھانے والی دلیہ اور بے مزہ کے اور روٹی خشک کے نہیں ہے زہد دنیا میں مگر کوتاہی
آرزو کی نقل کی یہ شرح السنہ میں ف غلیظ وہ کپڑا کہ موٹا ہو سوت میں اور خشن ساتھ زبر خ اور زیر شین کے وہ کپڑا کہ سخت ہو بناوٹ میں اور جشب ساتھ زبر جیم
اور زیر شین کے کھانا سخت بے مزہ اور بعضوں نے کہا روٹی بغیر لاون کے اور کوتاہی آرزو کی اور مستعد ہونا موت کے لیے ساتھ جلدی کرنے کے طرف توبہ کے اور
علم و عمل کے اور حاصل یہ کہ زہد حقیقی وہ ہے کہ ہو بیچ حال قلبی کے کہ بیزار ہو دنیا سے اور رغبت کرے طرف عقبے کے اور نہیں ہے مدار اوپر انتفاع اور عدم انتفاع قالبی کے
اسلیے کہ برابر ہیں دونوں امر اس میں باعتبار حقیقت کے اگرچہ ہے لباس کی بے تکلفی کو اور کم کھانے اور بے مزہ کھانے کو تاثیر بڑی بیچ استقامت بندے کے طریقت
پر حاصل یہ کہ حب دنیا دل میں ہلاک کرنیوالی ہے واسطے ہلاک ہونے والے کے نہ ہونا دنیا کا اوپر قالب سالک کے اور مثال ہے دل کشتی کے کہ اگر پانی کشتی کے
اندر آوے تو ڈبو دیتا ہے اسکو مع بیٹھنے والوں اسکے کے اور اگر باہر اسکے رہتا ہے اور گرد اسکے تو جاری کرتا ہے اسکو اور پہونچاتا ہے اسکو طرف جگہ اسکی کے چنانچہ اسی لیے
فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نعم المال الصالح للرجل الصالح اور اختیار کیا ایک جماعت نے صوفیہ اور ملامتیہ میں سے پہننا لباس عوام کا اور بعضوں نے
لباس امیروں کا اسواسطے چھپانے احوال اپنے کے ع (وعن زید بن الحسین قال سمعت مالکا وسئل ای شیء الزهد فی الدنیا قال طیب الکسب وقصر
الامل رواه البیهقی فی شعب الایمان) اور روایت ہے زید بن حسین سے کہا زید بن حسین نے کہ یار ہے امام مالک کا کہ سنا میں نے امام مالک سے اس حال میں کہ
پوچھا گیا انسے کہ کیا ہے زہد دنیا میں کہا حلال کسب اور کوتاہ ہونا آرزو کا نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں ف کسب سے مراد ہے مکسوب یعنے کھانے
پینے کی چیزیں کہ ہوں حلال طیب اسلیے کہ فرمایا اللہ تعالے نے رسولوں کو کلوا من الطیبات واعملوا صالحا اور فرمایا یا ایہا الذین امنوا کلوا من طیبات ما رزقکم
واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون اور کوتاہ ہونا آرزو کا یعنے ساتھ بہت کرنے عمل کے بخوف آنے اجل کے اور زہد کرنا دنیا میں رغبت دلاتا ہے عقبے میں اگر کوئی کہے
کہ کیا ہے دخل کسب حلال کو زہد میں جواب اسکا یہ ہے کہ یہ رد ہے اس شخص پر کہ گمان کرتا ہے کہ زہد بیچ نہ ترک کرنے دنیا کے اور پہننے موٹے کپڑے اور کھانے سوکھی
روٹی اور سوا اسکی کے ہے اسکو رد کیا کہ نہیں ہے حقیقت زہد کی وہ چیز کہ گمان کیا تو نے بلکہ حقیقت اسکی یہ ہے کہ کھاوے تو حلال اور قناعت کرے تو قدر ضرورت پر اور کوتاہ
کرے آرزو کو جیسے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ زہد کرنا دنیا میں نہیں ہے ساتھ حرام کرنے حلال کے اور نہ ساتھ ضایع کرنے مال کے ولیکن زہد دنیا میں
یہ ہے کہ نہ اس چیز پر کہ تیرے ہاتھ میں ہے بہت اعتماد کرنیوالا ہو بنسبت اس چیز کے کہ اللہ کے ہاتھ میں ہے ع باب استحباب المال والعمر للطاعة باب ہے بیچ
بیان محبت مال کے اور عمر کے طاعت کے لیے ف یعنے اسمیں بیان ہے اسکا کہ جائز ہے طلب کرنا محبت مال کا اور درازگی عمر کا واسطے صرف کرنے انکے کے عبادت
اور طاعت میں ع استحباب نیک گننا اور مال خواستہ اسوال جماعت اور اشتقاق مال کا میل ہے اسلیے کہ آدمی بالطبع اسکی طرف مائل ہے اور عمر ساتھ زبر اور زیر
عین اور جزم میم کے زندگانی اور جینا اور ساتھ پیش عین اور پیش میم کے بھی آیا ہے اور یہ فصیح تر ہے اور اگر مقام قسم میں واقع ہو تو زبر فصیح تر ہے ع الفصل الاول

فصل پہلی عن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یحب العبد التقی الغنی الخفی رواہ مسلم اور روایت ہے سعد سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے تحقیق اللہ تعالے دوست رکھتا ہے بندے متقی غنی گوشہ نشین کو نقل کی یہ مسلم نے ف متقی وہ کہ بچے ممنوع چیزوں سے یا وہ کہ خرچ کرے مال اپنا
بیچ واجبات کے اور بعضوں نے کہا کہ متقی وہ ہے کہ بچے حرام اور شبہات سے اور تورع کرے خواہش نفس کی چیزوں اور مباحات سے اور غنی سے مراد تونگر ساتھ مال
کے ہے یا ساتھ دل کے اور اولا اس حدیث کا اس باب میں دلالت کرتا ہے اسپر کہ مراد تونگری ساتھ مال کے ہے اور یہ منافی نہیں ہے غنا نفس کے اسلیے کہ وہ اصل ہے
فرد اکمل ہے غنا میں اور مرتب ہوتا ہے اسپر غنا ساتھ مال کے باعث ہے حاصل ہونے درجات کا دنیا اور آخرت میں حاصل یہ کہ مراد اس سے غنی شاکر ہے اور اس سے دلیل
پکڑی ہے بعضوں نے کہ غنی شاکر افضل ہے فقیر صابر سے لیکن معتبر خلاف اسکے ہے چنانچہ بیان اسکا اوپر ہو چکا ہے اور خفی سے مراد یا تو گوشہ نشین ہے کہ سب سے انقطاع
کر کے مشغول ہو اپنے رب کی عبادت میں یا مراد ہے خیر پوشیدہ کرنے والا کہ نیک کام اور دینا مال راہ اللہ تعالے کی رضامندی میں اس طرح پوشیدہ کرے کہ کوئی مطلع نہ
ہو اسپر اور یہ شامل ہے فقیر کو بھی اور یہ ظاہر تر ہے اور بعضی ساتھ حاء کے بھی روایت کیا گیا ہے یعنی مہربانی اور احسان کرنے والے کے حق پر اور ترجیح اول ہی کو ہے
اور اس میں دلیل ہے اسکے لیے کہ کہتا ہے گوشہ نشینی افضل ہے اختلاط سے اور جنہوں نے فضیلت دی ہے اختلاط کو دلیل لی ہے انہوں نے ساتھ گوشہ نشینی کے وقت فتنہ کے حمل کیا جاوے
اوپر اختلاط بدون اسکے جمع اور ذکر حدیث ابن عمر لاحسد الا فی اثنتین فی باب فضائل القرآن اور ذکر کی گئی حدیث ابن عمر کی لاحسد الا فی اثنتین بیچ باب فضائل
قرآن کے الفصل الثانی فصل دوسری عن ابی بکرة ان رجلا قال یا رسول اللہ ای الناس خیر قال من طال عمرہ وحسن عملہ قال فای الناس شر قال من طال
عمرہ وساء عملہ رواہ احمد والترمذی والدارمی روایت ہے ابی بکرہ سے کہ تحقیق ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کونسا آدمی بہتر ہے فرمایا وہ شخص کہ دراز ہو عمر
اسکی اور نیک ہوں عمل اسکے پھر کہا اس شخص نے کہ کونسا آدمی بدتر ہے فرمایا وہ شخص کہ دراز ہو عمر اسکی اور برے ہوں عمل اسکے نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور دارمی نے
ف ظاہر عبارت سے یہ حکم غالب کا ہے یعنی اچھے یا برے عمل زیادہ ہوں اور اگر عمل نیک اور بد برابر ہوں تو ایک وجہ کر خیر ہوگا اور ایک وجہ کر شر اور وجود دیگر ثابت
ہونا اس مادہ کا اور خارج ہے وعن عبید بن خالد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم آخی بین رجلین فقتل احدہما فی سبیل اللہ ثم مات الآخر بعدہ بجمعة او نحوہا فصلوا علیہ
فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما قلتم قالوا دعونا اللہ ان یغفر لہ ویرحمہ ویلحقہ بصاحبہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاین صلاتہ بعد صلاتہ وعملہ بعد عملہ او قال صیامہ
بعد صیامہ لما بینہما ابعد مما بین السماء والارض رواہ ابوداود والنسائی اور روایت ہے عبید بیٹے خالد کے سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھائی چارہ کیا
درمیان دو شخصوں کے یعنی صحابہ میں سے پس مارا گیا ایک ان دونوں میں سے اللہ کی راہ میں یعنی شہید ہوا جہاد میں پھر مرا دوسرا یعنی اپنے بستر پر بعد شہید ہونے
بھائی اپنے کے قدر ایک ہفتہ کے یا قریب ہفتہ کے یعنی تھوڑا کچھ کم یا زیادہ پس نماز ادا کی صحابہ نے اسپر پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا کہا تم نے اور
کیا پڑھا تم نے نماز میں کہ اسپر پڑھی یعنی کیا دعا کی اسکے لیے کہا صحابہ نے کہ دعا کی ہم نے خدا تعالے سے کہ بخشے گناہ اسکے اور رحمت کرے اسپر اور پہنچا دے
اسکو ساتھ یار اسکے کے کہ شہید ہوا ہے یعنی بیچ مرتبہ عالی اور مقام اسکے کے جنت میں جیسے کہ دنیا میں اتحاد رکھتے تھے آپس میں اور رہتے تھے اکٹھے پس فرمایا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پس کہاں گئی نماز اسکی بعد نماز اسکی کے یعنی یہ جو اوپر مشروط ہونے کی یعنی جب دعا کی تم نے اللہ سے کہ پہنچا دے اسکو بیچ درجہ
یار اسکے کے کہ مرتبہ اسکا کم ہے مرتبہ بھائی اسکے سے پس کہاں گئی نماز زائد اس میت کی کہ ادا کی بعد نماز اس شہید کے اور کہاں گیا ثواب اور عملوں اس کے جو کیا
بعد اسکے یا فرمایا کہ کہاں گیا ثواب روزہ اسکا کہ بعد اسکے رکھا تحقیق تفاوت درجہ کا کہ درمیان دو شخصوں کے ہے بہشت میں اور قرب الہی میں دور تر اور
زیادہ تر ہے تفاوت اس مسافت سے کہ درمیان آسمان اور زمین کے ہے نقل کی یہ ابوداؤد اور نسائی نے ف یعنی مرتبہ اس میت کا اعلے ہے شہید سے یہاں
اشکال یہ وارد ہوتا ہے کہ کیونکر افضل اور غالب ہوا اس شخص پچھلے کا کہ ایک ہفتہ زیست کیا اوپر شہادت اس شخص کے کہ پہلے شہید ہوا باوجودیکہ جہاد وہ تھا واسطے
کلمہ اللہ کے اور اظہار دین حق میں با پایان اثر ہے خصوصاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کہ زمانہ ابتداے اسلام اور قلت مددگاروں دین کا تھا جواب

اسکا یہ ہے کہ وہ شخص بھلائی میں مرابط تھا راہ خدا میں اور رغبت شہادت کی رکھتا تھا پس جزا دیا گیا اپنی نیت پر طرح (وَعَنْ اَبِیْ کَبْشَۃَ الْاَنْمَارِیِّ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ثَلٰثٌ اُقْسِمُ عَلَیْہِنَّ وَاُحَدِّثُکُمْ حَدِیْثًا فَاحْفَظُوْہُ فَاَمَّا الَّذِیْ اُقْسِمُ عَلَیْہِنَّ فَاِنَّہٗ مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِّنْ صَدَقَۃٍ وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلِمَۃً صَبَرَ عَلَیْہَا اِلَّا
زَادَہُ اللّٰہُ بِہَا عِزًّا وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْئَلَۃٍ اِلَّا فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِ بَابَ فَقْرٍ وَاَمَّا الَّذِیْ اُحَدِّثُکُمْ فَاحْفَظُوْہُ فَقَالَ اِنَّمَا الدُّنْیَا لِاَرْبَعَۃِ نَفَرٍ عَبْدٍ رَزَقَہُ اللّٰہُ مَالًا وَّعِلْمًا فَہُوَ یَتَّقِیْ فِیْہِ رَبَّہٗ وَ
یَصِلُ فِیْہِ رَحِمَہٗ وَیَعْمَلُ لِلّٰہِ فِیْہِ بِحَقِّہٖ فَہٰذَا بِاَفْضَلِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٍ رَزَقَہُ اللّٰہُ عِلْمًا وَّلَمْ یَرْزُقْہُ مَالًا فَہُوَ صَادِقُ النِّیَّۃِ یَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِیْ مَالًا لَعَمِلْتُ فِیْہِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَاَجْرُہُمَا سَوَاءٌ
وَعَبْدٍ رَزَقَہُ اللّٰہُ مَالًا وَّلَمْ یَرْزُقْہُ عِلْمًا فَہُوَ یَخْبِطُ فِیْ مَالِہٖ بِغَیْرِ عِلْمٍ لَا یَتَّقِیْ فِیْہِ رَبَّہٗ وَلَا یَصِلُ فِیْہِ رَحِمَہٗ وَلَا یَعْمَلُ فِیْہِ بِحَقٍّ فَہٰذَا بِاَخْبَثِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٍ لَمْ یَرْزُقْہُ اللّٰہُ
مَالًا وَّلَا عِلْمًا فَہُوَ یَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِیْ مَالًا لَعَمِلْتُ فِیْہِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَہُوَ بِنِیَّتِہٖ فَوِزْرُہُمَا سَوَاءٌ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ہٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ) اور روایت ہے ابی کبشہ انماری سے کہ
سنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے تین خصلتیں اور میں حکم ہیں کہ قسم کھاتا ہوں میں انپر کہ وہ حق ہیں اور پہونچاتا ہوں میں تمہارے آگے ایک حدیث
یعنے حدیث بڑی یا ایک حدیث اور پس یاد رکھو اسکو یعنے آخر کو یا مجموع کو پس وہ تین چیزیں کہ قسم کھاتا ہوں انکی حقیقت پر وہ یہ ہیں پس تحقیق شان یہ ہے کہ نہیں
کم ہوتا مال بندے کا بسبب اللہ دینے کے یعنے للہ دینا اگرچہ صورت میں نقصان ہو ولیکن چونکہ موجب خیر و برکت کا دنیا میں اور سبب حصول فوائد کا آخرت میں
نتیجہ حکم زیادتی کا ہے نہ نقصان کے اور نہ ظلم کیا گیا کوئی بندہ ظلم کیا جانا اور نہ لیا گیا اس سے مال ناحق کہ صبر کیا اس بندہ نے اسپر یعنے اگرچہ مشخص تھا وہ ایک ظلم
کی ذلت کو مگر کہ زیادہ کی اس بندہ کے لیے خدائے تعالے نے بسبب اس مظلمہ کے عزت یعنے اپنے نزدیک جیسے کہ وہ زیادہ کرتا ہے ظالم کے لیے اپنے نزدیک
ذلت بسبب اسکے یا زیادہ کرتا ہے اللہ تعالے بسبب اسکے عزت اسکے لیے دنیا میں انجام کار کو جیسے کہ حاصل ہوتی ہے ظالم کے لیے ذلت بسبب اسکے اگرچہ
بعد ایک مدت کے ہو اور اکثر الٹ جاتا ہے امر کیا جاتا ہے ظالم زیر دست اور ذلیل مظلوم کے آگے از روے جزا کے موافق کے اور نہ کھولا کسی بندہ نے یعنے
اپنے نفس پر دروازہ سوال کرنے کا یعنے لوگوں سے بغیر حاجت و ضرورت کے بلکہ بقصد غنا اور زیادتی کے مگر کہ کھولا اللہ تعالے نے اسپر دروازہ فقر کا یعنے
احتیاج کا کہ طرح بطرح کی حاجتیں پیش آتی ہیں یا لے لیتا ہے اس سے نعمت کہ اسکے پاس ہو پس پڑتا ہے نہایت خرابی میں اور اسپر وہ حدیث کہ کہا تھا میں مہیا
کرتا اسکا پس یاد رکھو اسکو یہ ہے کہ کہتا ہوں میں پس فرمایا آنحضرت نے بیچ بیان اس حدیث کے نہیں ہے دنیا مگر چار آدمیوں کے لیے اور منحصر ہے احوال دنیا کا اس
چار مرتبہ میں اول وہ بندہ کہ دیا اسکو اللہ تعالے نے مال اور علم کہ بسبب اسکے طریقہ خرچ کرنے کا اور کیفیت خرچ کرنے مال کی مصارف خیر میں پہچانتا ہے پس
وہ بندہ تقوی کرتا ہے اس مال میں رب اپنے کا کہ نہیں خرچ کرتا اسکو حرام اور چیزوں ناپسندیدہ حق میں اور احسان کرتا ہے اپنوں سے اور کام کرتا ہے واسطے خدا
تعالے کے اس مال میں موافق حق مال کے یعنے ادا کرتا ہے واسطے اللہ تعالے کے حقوق کہ متعلق ہیں ساتھ مال کے مثل زکوۃ اور کفارات اور ضیافت اور
صدقات کے پس یہ بندہ بیچ کاملترین مراتب کے ہے یعنے بہت اچھی خصلت رکھتا ہے دنیا میں یا بیچ اعلی درجات کے ہے عقبے میں اور دوسرا وہ بندہ ہے کہ دیا ہے اسکو
اللہ تعالے نے علم کہ وہ اچھی طرح ثواب کی جگہ خرچ کرنا مال کا جانتا ہے اور نہیں دیا ہے اسکو اللہ تعالے نے مال پس یہ بندہ بمقتضائے علم کے کہ رکھتا ہے صادق ہے نیت
اسکی اور دوست رکھتا ہے اور آرزو کرتا ہے مال کے ہونے کی کہتا ہے کہ اگر ہوتا میرے پاس مال تو بہتر عمل کرتا میں عمل فلانے کا سا کہ تقوے کرتا ہے پروردگار کا مال میں اور صلہ رحم
کرتا ہے اور صرف کرتا ہے مال کو حقوق میں پس ثواب ان دونوں کا برابر ہے یعنے اگرچہ بندہ اول بسبب ہونے مال کے خرچ کرتا ہے اور دوسرا نہیں کرتا لیکن بسبب نیت
صادق کے اجر اسکا پاتا ہے اور تیسرا وہ بندہ ہے کہ دیا ہے اسکو خدائے تعالے نے مال اور نہیں دیا ہے اسکو علم کہ بسبب اسکے تقوے کرے اور خرچ کرے مال کو حقوق
میں پس وہ بہکتا ہے بیچ مال اپنے کے بغیر استعمال کرنے علم کے یعنے اس طرح کہ امساک کرتا ہے کبھی از راہ حرص اور حب دنیا کے اور کبھی خرچ کرتا ہے واسطے ریا
اور دکھانے اور فخر و تکبر کے نہیں تقوے کرتا بیچ خرچ کرنے اس مال کے رب اپنے کا یعنے بسبب نہونے علم کے بیچ لینے اور صرف کرنے اسکے کے اور نہیں احسان
سلوک کرتا ناتے داروں سے یعنے بسبب قلت رحم اور نہونے علم اور ہونے کثرت حرص و بخل کے اور نہیں عمل کرتا اس میں ساتھ حق کے یعنے کسی طرح کے حق کے

خواہ اللہ کا ہو خواہ بندون کا پس یہ شخص نہایت پلید ترین مرتبہ کے ہو اور چوتھا وہ بندہ ہو کہ نہین دیا اُسکو اللہ نے مال اور نہ علم و تمیز درمیان وجوہ خیر و شر کے پس وہ کہتا ہو کہ اگر ہوتا میرے پاس مال تو البتہ عمل کرتا مین اُسمین فلانے کا سا یعنے اہل شر مین سے پس وہ مطلوب ہو بسبب نیت اپنی کے پاپس وہ بدنیت ہو نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہو فـ یعنے بیان نیت کو اور یہ معنے عزم کے حمل کرنا چاہیے آدمی عزم گناہ پر ماخوذ ہوتا ہو اور معنے عزم کے یہ ہین کہ بجد ہو اُسپر اور کوئی مانع اُسکی جانب سے نہین ہو مگر ہونا قدرت کا اور نہ پہونچنا اُسکو اگر قدرت پاوے اور پہونچے اُس تک تو نہ توقف کرتا ہو مثلاً اگر کوئی عزم زنا پر رکھے گنہگار ہوا اور ماخوذ ہو اُسپر اگرچہ عزم زنا کا نہین ہو لیکن ایک گناہ علیحدہ ہو اور تفصیل کلام کی یہ کہ اول ہواجس شیطان ہو کہ دل مین پڑتا ہو بغیر کسب عمل کے اُسکو ہاجس کہتے ہین اور ہاجس پر مواخذہ نہین ہو اور جب خاطر مین بیٹھے اور باطن مین جولان کرے اور پھرے اُسکو خاطر کہتے ہین اور خاطر بھی اس امت مرحومہ سے مرفوع اور معاف ہو اگرچہ غیر اُسپر اور خصائص اس امت سے ہو بعد ازان ہم ہو کہ قصد و نیت فعل کی رکھے اور حسنات مین بمجرد قصد و نیت کے حسنہ کامل لکھتے ہین اور سیئات مین بعد ازان عزم ہو جیسے کہ بیان کیا اس مین مواخذہ جس طرح کہ ذکر کیا گیا ہ ح اور حضرت شیخ رح ضمیر فیہ کی جملہ یعمل اللہ فیہ مین مال کی طرف پھیری ہو اور ملا علی رح نے علم کی طرف یعنے کام کرتا ہو واسطے اللہ کے علم مین یعنی علم سکھے اور سکھاتا ہو حق اُسکا اور عمل کرتا ہو اُسپر ساتھ حق اللہ کے اور حق بندون اُسکے کے ہین بلکہ قول ابن ملک کا مثل قول حضرت شیخ کے نقل کیا ہو اور معنے لفظ بمنزلۃ کے حضرت شیخ نے یہ لکھے ہین کہ جسطرح خاطر کرتا ہو اپنے مال مین اور ہاتھ اور پاؤن مارتا ہو بغیر علم اور دانش اور تامل اور تمیز کے طرق خیر و شر مین اور صرف کرتا ہو اُسکو غیر حق مین جیسے فرمایا ہو ولا یتقی الخ اور ملا علی نے یہ معنے لکھے ہین کہ اُٹھاتا ہو اور بیٹھتا ہو ساتھ جمع کرنے مال کے اور دینے کے اور منع کرتا ہو سال مین باعتبار خرچ کرنے کے اور امساک کے اپنے مال مین وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اِذَا اَرَادَ بِعَبْدٍ خَيْرًا اِسْتَعْمَلَهُ فَقِيْلَ وَكَيْفَ يَسْتَعْمِلُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ يُوَفِّقُهُ لِعَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ الْمَوْتِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ اور روایت ہو انس رض سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالے جبکہ ارادہ کرتا ہو ساتھ بندے کے بھلائی کا یعنے انجام کار اُسکے مین تو کروانا ہو اُس سے بھلائی پس کہا گیا اور پوچھا گیا آنحضرت سے کہ کس طرح کرواتا ہو بھلائی اُس سے یا رسول اللہ فرمایا کہ توفیق دیتا ہو اُسکو عمل نیک کی پہلے موت کے نقل کی یہ ترمذی نے فـ یعنے یہانتک کہ مرتا ہو تو وہ عابد ہوتا ہو بس ہوتا ہو اُسکا خاتمہ بخیر اور اس سے فضیلت حیات کی لازم آئی کہ اس مین کار نیک کرسکتا ہو ۵ ع ح وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ اور روایت ہو شداد بن اوس رض سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ دانا اور توانا وہ شخص ہو کہ ذلیل اور فرمان بردار کرے اپنے نفس کو اللہ تعالے کے امر کا اور منقاد کرے اُسکو اُسکے حکم اور قضا و قدر کا اور عمل کرے واسطے اُس چیز کے کہ بعد موت کے پاویگا اور احمق اور نادان و ناتوان وہ شخص ہو کہ تابع کرے اپنے نفس کو خواہش نفس کا یعنے جو کچھ کہ نفس چاہے چیزون حرام اور شبہات اور لذات اور مرغوبات سے ویسا اُسکو اور قیدی ہو خواہش نفس کا اور باوجود اُسکے گناہ کرتا ہو اور خلاف فرمان حق کے چلتا ہو اور عمل خیر اور توبہ اور استغفار نہین کرتا اور پھر آرزو اور خواہش رکھتا ہو خدا تعالے سے کہ راضی ہو اور بخش دے اور بہشت مین داخل کرے نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے فـ یعنے حال تو وہ ہو اور آرزو یہ رکھتا ہو اور کہتا ہو کہ رب میرا کریم و رحیم ہو بخش ہی دیگا مجھکو حالانکہ اللہ تعالے نے فرمایا ہو مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ اور فرمایا ہو نَبِّئْ عِبَادِيْ اَنِّيْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ اور فرمایا ہو اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ اور فرمایا ہو اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ حاصل یہ کہ عمل نکرنا اور پھر امیدوار رہنا چاہیے بلکہ عمل کرے اور پھر امیدوار رحمت کا رہے اور ڈرتا رہے اُسکے عذاب سے شیخ ابن عباد شاذلی رحمۃ اللہ شرح حکم کے کہتے ہین کہ علما باللہ نے کہا ہو کہ رجا کاذب کہ مغرور ہو صاحب اُسکا اُسپر اور باز رہے عمل سے اور دلیر کرے اُسکو گناہون پر حقیقت مین رجا نہین ہو بلکہ وہ آرزو اور فریب شیطان کا ہو اور حضرت معروف کرخی رح فرماتے ہین کہ طلب کرنا بہشت کا بے عمل کے ایک گناہ ہو گناہون سے اور امید شفاعت بے سبب وسیلے علاقہ کے ایک قسم ہو فریب سے اور امید رکھنا رحمت کا اُس سے کہ فرمانبرداری نہ کرے اسکی حمق و جہالت ہو اور حسن بصری رح کہتے ہین کہ ایک قوم کو باز رکھا بخشش کی آرزو ون نے

پہانتک کہ باہر نکلے دنیا سے اور حال یہ ہو کہ نہین ہو انکے پیسہ نیکی کہتا ہو ایک ان مین سے کہ اچھا رکھتا ہون مین گمان اپنے پروردگار سے کہ بخشنے والا ہو جھوٹ کہتا ہو اگر اچھا
ہوتا گمان اسکا ساتھ پروردگار کے تو اچھے عمل کرتا اور فرمایا حسن بصری نے کہ دور رہو بندگان خدا ان آرزوؤن باطل سے کہ یہ وادی احمقون کی ہین کہ پڑے ہین لوگ
ان مین قسم خدا کی نہ دی خدا تعالے نے کسی بندے کو اسکی آرزوؤن سے بہتر دنیا مین اور نہ آخرت مین اور عمر بن منصور نے اپنے ایک یار کو لکھا کہ تو امید رکھتا ہو در انحالیکہ
برائی کی اور آرزو رکھتا ہو تو خدا تعالے سے ساتھ کار بد اپنے کے ہوش مین آ کہ تو ٹھنڈا لوہا کوٹتا ہو تو اعاذنا اللہ منہ اور انظروان کا جواب ایسے حدیث مین آئی
اسکے معنی ایک تو یہی ہین کہ جو مذکور ہوے یعنی فرمانبردار کیا اور ذکر کیا نووی نے کہ کہا ترمذی نے اور اور علما نے کہ معنے دان نفسہ کے حاسبہا ہین یعنی حساب
کیا اپنے اعمال اور احوال اور اقوال کا دنیا مین پس اگر ہین اچھے تو حمد کرے اللہ تعالے کی اور اگر ہین شر تو توبہ کرے انسے اور تدارک کرے فوت ہوئی چیز کا پہلے اسکے
کہ حساب کیا جاوے جیسے کہ روایت کیا گیا ہو حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا اور فرمایا اللہ تعالے نے ولتنظر نفس ما قدمت لغد انتہی ج الفصل الثالث
فصل تیسری (عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کنا فی مجلس فطلع علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی راسہ اثر ماء فقلنا یا رسول اللہ
نراک طیب النفس قال اجل قال ثم خاض القوم فی ذکر الغنی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا باس بالغنی لمن اتقی اللہ عزوجل والصحۃ لمن اتقی
خیر من الغنی وطیب النفس من النعیم رواہ احمد) روایت ہو ایک مرد سے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سے کہ کہا تھے ہم ایک مجلس مین پس آئے ہم پر نبی
صلی اللہ علیہ وسلم اور تھا حضرت کے سر پر نشان پانی کا یعنی بسبب نہانے کے پس کہا ہمنے یا رسول اللہ دیکھتے ہین ہم آپ کو خوشدل یعنی اثر اسکا چہرہ مبارک
پر ہویدا ہو فرمایا کہ ہان کہا راوی نے کہ پھر مشغول ہوئی قوم بیچ ذکر دولتمندی کے کہ نیک ہو یا بد پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین ہو مضائقہ
دولتمندی کا واسطے اس شخص کے کہ ڈرے اللہ عزوجل سے اور صحت یعنی بدن کی اگرچہ ساتھ فقر کے ہو واسطے پرہیزگار کے بہتر ہو دولتمندی سے اور
خوشدلی اور خوشحالی جملہ نعمتون سے ہو کہ شکر اسکا واجب ہو اور سوال کیا جاویگا بندہ اس سے قیامت مین جیسے کہ قرآن مجید مین فرمایا ثم لتسئلن یومئذ
عن النعیم نقل کی یہ احمد نے (وعن سفیان الثوری قال کان المال فیما مضی یکرہ فاما الیوم فھو ترس المؤمن وقال لولا ھذہ الدنانیر لتمندل بنا ھؤلاء
الملوک وقال من کان فی یدہ من ھذہ شیء فلیصلحہ فانہ زمان ان احتاج کان اول من یبذل دینہ وقال الحلال لا یحتمل السرف رواہ فی شرح السنۃ
اور روایت ہو سفیان ثوری سے کہ کہا تھا مال اگلے زمانے مین مکروہ ناپسند یعنی اسلیے کہ زہد وقناعت دنیا مین شعار اس زمانے کے لوگون کا تھا اور
قوت لا یموت بے سعی و تردد کے اور بغیر توجہ کے طرف بادشاہون اور امیرون کے پہونچتا تھا اور انسے ایذا اور خواری نہین پہونچتی تھی پس اب پر اس زمانہ مین مال
سپر ہو مومن کی یعنی چونکہ اس زمانہ مین باعث زہد اور قناعت کے سست ہو گئے ہین اور احتیاجین غالب آئی ہین اور واسطے حاصل کرنے قوت کے توجہ اور
تردد اغنیاء کے دروازہ پر کرنی پڑتی ہین اور خواری اٹھائی جاتی ہو مال حلال سپر مسلمان کی ہو کہ اسکے سبب سے بچتا ہو پڑنے سے حرام و شبہون اور باز رکھتا
ہو اسکو ملازمت اور مصاحبت ظالمون کے سے اور کہا سفیان نے اگر نہوتے یہ دینار تو البتہ رومال یعنی بقدر کر ڈالتے ہمکو یہ بادشاہ اور کہا سفیان نے
جو شخص کہ ہو بیچ ہاتھ اسکے کے ان اموال سے کچھ یعنی تھوڑا سا بقدر کفایت کے پس چاہیے کہ اصلاح کرے اسکو یعنی ضائع نکرے اسکو بلکہ بڑھاوے
اسکو ایک طرح کی تجارت کر کے یا خرچ کرے اسکو بوجہ قناعت کے اسلیے کہ یہ زمانہ ہمارا ایسا ہو کہ اگر محتاج ہو کوئی ہوگا اول ان شخصون کا کہ ہاتھ سے دین اپنے
دین کو یعنی دنیا کے حاصل کرنے کے لیے اور کہا مال حلال نہین اٹھاتا اسراف کو نقل کی یہ شرح السنہ مین ف یعنی مال حلال مین اسراف کرنا چاہیے
اور اسکو نگاہ رکھے اور باحتیاط خرچ کرے تاکہ ہمیشہ باقی رہے اور سبب تقویت دین کا ہو یا مراد یہ ہو کہ مال حلال کم ہوتا ہو اور اس قدر نہین ہوتا کہ اس مین
اسراف کر سکین ج (وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینادی مناد یوم القیمۃ این ابناء الستین وھو العمر الذی قال اللہ
تعالی اولم نعمرکم ما یتذکر فیہ من تذکر وجاءکم النذیر رواہ البیہقی فی شعب الایمان) اور روایت ہو ابن عباس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

کہ پہنچا رہے گا پہنچانے والا یعنی فرشتہ کہ حکم کریگا اسکو خدا تعالے اسدن قیامت کے کہ کہان ہین ساٹھ برس کی عمر والے یعنی وہ کہ عمر انکی دنیا مین ساٹھ برس کی ہوئی تھی اور یہ ساٹھ برس ایسی عمر ہے کہ فرمائی اللہ تعالے نے اسکے حق مین یہ آیت کیا نہین عمر دی ہمنے تمکو ایسی عمر کہ نصیحت پکڑے اس مین ایسا عاقل کہ اسکی شان سے ہے یہ کہ نصیحت پکڑے اور حالانکہ آیا تمہارے پاس ڈرانے والا یعنی پڑھایا قرآن یا رسول یا موت نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان مین (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ اِنَّ نَفَرًا مِّنْ بَنِیْ عُذْرَةَ ثَلَاثَةً اَتَوُا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّکْفِیْنِیْہِمْ قَالَ طَلْحَةُ اَنَا فَکَانُوْا عِنْدَہٗ فَبَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْثًا فَخَرَجَ فِیْہِ اَحَدُہُمْ فَاسْتُشْہِدَ ثُمَّ بَعَثَ بَعْثًا فَخَرَجَ فِیْہِ الْاٰخَرُ فَاسْتُشْہِدَ ثُمَّ مَاتَ الثَّالِثُ عَلٰی فِرَاشِہٖ قَالَ قَالَ طَلْحَةُ فَرَاَیْتُ ہٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةَ فِی الْجَنَّةِ وَرَاَیْتُ الْمَیِّتَ عَلٰی فِرَاشِہٖ اَمَامَہُمْ وَالَّذِی اسْتُشْہِدَ اٰخِرًا یَلِیْہِ وَاَوَّلَہُمْ یَلِیْہِ فَدَخَلَنِیْ مِنْ ذٰلِکَ فَذَکَرْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذٰلِکَ فَقَالَ وَمَا اَنْکَرْتَ مِنْ ذٰلِکَ لَیْسَ اَحَدٌ اَفْضَلَ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ مُّؤْمِنٍ یُعَمَّرُ فِی الْاِسْلَامِ لِتَسْبِیْحِہٖ وَتَکْبِیْرِہٖ وَتَہْلِیْلِہٖ) اور روایت ہے عبداللہ بن شداد سے کہا تحقیق کتنے ایک آدمی قبیلہ بنی عذرہ سے کہ تین تھے آئے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پس مسلمان ہوئے یعنی اور ارادہ کیا ٹھہرنے کا بہ نیت مجاہدہ کے اور تھے وہ فقر و فاقہ والے فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کون آدمی کہ کفایت کرے مجکو انکی خبرگیری سے یعنی غمخواری اور سامان انکا درست کرے تا مجکو حاجت نہو انکی خبرگیری کی کہا طلحہ نے کہ مین کفایت کرونگا پس تھے یہ تینون نزدیک طلحہ کے پس بھیجا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کسی جگہ پس نکلا اس لشکر مین ایک شخص ان تینون مین سے پس شہید کیا گیا وہ پھر بھیجا حضرت نے ایک لشکر اور پس نکلا اس لشکر مین دوسرا شخص ان تینون مین سے پس شہید کیا گیا پھر مرا تیسرا شخص اپنے بستر پر یعنی اس حال مین کہ مرابطہ اور نیت رکھنے والا جہاد کا تھا کہا عبداللہ بن شداد نے کہ کہا طلحہ نے پس دیکھا مین نے یعنی خواب مین ان تینون کو بہشت مین اور دیکھا مین نے اس شخص کو کہ مرا تھا اپنے بستر پر آگے انکے اور دیکھا مین نے اسکو کہ شہید کیا گیا تھا آخر کہ پاس پاس جاتا ہے اسکے اور متصل ہے ساتھ اسکے اور دیکھا مین نے ان تینون کے پہلے کو یعنی جو پہلے شہید ہوا تھا ان مین سے کہ نزدیک جاتا ہے اس شہید آخر کے اور سب سے پیچھے ہے پس گذرا میرے دل مین اس سے شبہ یعنی چاہیے تھا کہ شہید اول آگے اور مقدم سب پر ہوتا یا دونون شہید ایک مرتبہ مین ہوتے اور وہ جو بستر پر مرا تھا پیچھے ان سے ہوتا اور اس ترتیب کے جو خلاف دیکھا تو نہایت تعجب اور انکار میرے دل مین آیا پس ذکر کیا مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خواب فرمایا حضرت نے اور کس چیز کا انکار کیا تو نے اس قضیہ مین سے یعنی آگے سب دیکھنا تیرا اسکو کہ مرا تھا بستر پر اور اسی طرح دیکھنا آخر کا آگے شہید اول سے جگہ انکار کی نہین ہے اسی طرح چاہیے اسلیے کہ نہین ہے کوئی افضل نزدیک خدا کے اس مسلمان سے کہ دراز کیجاوے عمر اسکی مسلمانی مین بسبب عبادت کرنے اسکے کے خدا تعالے کو ساتھ تسبیح اور تکبیر اور لا الہ الا اللہ کہنے کے ف اور مانند اسکے کے تمام عبادتون قولی اور فعلی سے اور حاصل یہ کہ جب شہید آخر کی دراز ہوئی عمر شہید اول سے بیشک اجر و فضیلت اسکی زیادہ تر ہوگی اس سے اور اسی طرح وہ کہ بستر پر مرا عمل اسکا زیادہ ہوا دونون شہیدون سے اور تاویل و توجیہ اسکی وہی ہے کہ جو فصل دوسری مین بیچ حدیث عبید بن خالد کے مذکور ہوئی چنانچہ یہان بھی ضمن ترجمہ مین اشارہ کیا گیا ہے اسکی طرف کہ تھا وہ مرابط الخ رح (وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ عَمِیْرَةَ وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عَبْدًا لَوْ خَرَّ عَلٰی وَجْہِہٖ مِنْ یَّوْمِ وُلِدَ اِلٰی اَنْ یَّمُوْتَ ہَرَمًا فِیْ طَاعَةِ اللّٰہِ لَحَقَّرَہٗ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ وَلَوَدَّ اَنَّہٗ رُدَّ اِلَی الدُّنْیَا کَیْمَا یَزْدَادَ مِنَ الْاَجْرِ وَالثَّوَابِ رَوَاہُمَا اَحْمَدُ) اور روایت ہے محمد بن عمیرہ سے اور تھے وہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سے فرمایا آنحضرت نے کہ تحقیق ایک بندہ بندون مین سے اگر گرے اپنے منہ پر اس دن سے کہ پیدا کیا گیا ہے یہانتک کہ مرے بوڑھا ہوکر بیچ طاعت اللہ کے یعنی فرض کیا جاوے کہ وقت پیدایش سے بڑھاپے تک سجدہ اور نماز ہی مین منہ کے بل پڑا رہے یا مراد بعد بلوغ کے ہو کہ مرتبہ تکلیف کو پہونچے تو البتہ حقیر جانیگا اس اپنے پڑے رہنے کو طاعت و عبادت مین بیچ اس دن کے یعنی روز قیامت کے یعنی بسبب دیکھنے ثواب عمل کے اور البتہ دوست رکھیگا اور آرزو کریگا کہ پھیرا جاوے طرف دنیا کے تا زیادہ ہووے اجر و ثواب عمل کا یعنی پس بقدر کہ عمر زیادہ ہوتا کہ موجب زیادتی عمل کی ہو بہتر اور دوست تر ہوگی نقل کین یہ دونون حدیثین احمد نے باب التوکل والصبر یا بیچ بیان توکل کے

اور صبر کے وقت وکل ہے اور توکل لغت میں چھوڑنا کام کا کسی پر اور وکالت ساتھ زیر اور زبر کے اسم ہے اس سے توکل ظاہر کرنا اپنے عجز کا اور اعتماد کرنا غیر پر اور تکلان
ساتھ پیش کے اسم ہے اس سے اور شرع میں عبارت ہے سپرد کرنے بندے کے سے اپنے کام کو خدا کے تئیں اور نکلنا تدبیر نفس سے اور بیزاری کرنا اپنے حول وقوت سے
اور توکل سب کاموں میں جاری ہوتا ہے اور اکثر استعمال اسکا رزق میں ہوتا ہے اور حقیقت میں معنے توکل کے بھروسا اور اعتماد کرنا اوپر ضامن ہونے حق عز وجل کے
رزق بندوں کا اور ترک کرنا اسباب وکسب کا شرط اسکی نہیں ہے بلکہ چاہیے کہ نظر اس سے ساقط ہو اسلیے کہ توکل کار دل کا ہے جب یقین ضمانت حق پر حاصل
ہوا توکل درست ہوا معطل کرنا اسکا شرط نہیں ہے اور کسب وکار ساتھ اسکے منافات نہیں رکھتا اور درویش کہ اسباب ترک کرتے ہیں واسطے ثابت کرنے مقام توکل
اور ریاضت نفس کے کرتے ہیں تا نظر اسباب سے ساقط ہو اور یقین حاصل ہو اسپر کہ ہونا اسباب کا رزق کے پہونچنے میں شرط نہیں ہے اور بعضوں نے تفسیر کیا
ہے توکل کو ساتھ تکل کے کسب واسباب سے بسبب اعتماد کے رزاقیت پروردگار تعالے پر اور یہ ابتدا ہے حال توکل کی ہے یا مراد یا ہر آتا ہے تعلق دل سے ساتھ
اور منتہی کو مباشرت اسباب کی مانع توکل سے نہیں ہوتی اور یقین اسکا بیچ وقت مباشرت اسباب کے اور ترک کرنے اسکے کے ایک ہی حال پر ہوتا ہے مثلاً منتہی
اگر درخت خرما کا لگاوے اور بطریق خرق عادت کے اسی وقت وہ پھل لاوے یقین اسکا قدرت صانع تعالے پر اس صورت میں اور اس صورت میں کہ درخت خرما
بعد از سالہا سال کے بطریق عادت معمولی کے پھل لاوے یکسان ہوتا ہے بلکہ مشاہدہ صانع کا ساتھ کمال قدرت اسکی کے بیچ صورت اسباب کے اور ترتیب مسببات
کے اسپر زیادہ ہے اور بیچ معنے ہی کے وہی ایک فعل ہے فقط اور یہاں کتنے ہی افعال مضبوط اور احکام محکم ہیں کہ وہاں نہیں اور بیچ ترک اسباب کے معطل کرنا [illegible]
الٰہی کا ہے اور صبر لغت میں معنی حبس اور منع کرنے اور باز رکھنے نفس کے ہے ایک چیز سے کہ اسکو فارسی میں شکیبائی کہتے ہیں اور شرع میں غالب لانا داعیہ حق کا
اوپر باعث نفس کے وقت معارضہ کے اور شیخ نجم الدین کبرے رح نے فرمایا کہ صبر باہر آنا حظوظ نفس سے ہے ساتھ مجاہدہ کے اور ثابت رہنا اوپر باز رکھنے نفس کے
محبوبات اسکے سے اور عوارف میں لکھا ہے کہ افضل اقسام صبر کا صبر کرنا ہے خدا تعالے پر ساتھ صدق توجہ اور دوام مراقبہ اور قطع کرنے خواہشوں اور خطروں کے
اور فرمایا کہ صبر فرض ہے اور نفل فرض جیسے کہ صبر کرنا ادائے فرائض پر اور ترک محرمات پر اور جملہ صبر نفل سے صبر کرنا ہے فقر پر اور شدائد پر اور صبر کرنا وقت صدمہ پہلے کے
اور چھپانا مصیبتوں کا اور ترک کرنا شکایت کا اور چھپانا احوال وکرامات کا اور اقسام صبر فرض ونفل کے بہت ہیں اور بہت لوگ ہیں کہ تمام اقسام صبر پر ثابت نہیں رہ سکتے
انتہی اور صبر کہ باوجود کثرت اقسام کے استعمال میں مخصوص ہے ساتھ صبر کے بلاؤں اور مصیبتوں اور مکروہات پر جیسے کہ شکر کا استعمال رزق میں ہے وفت جانا چاہیے
کہ مانع قوی عبادت سے فکر کھانے اور پینے اور حوائج ضروری کی ہے اور نفس مطالبہ کرتا ہے انکا کہتا ہے سب چیزوں سے باز آیا میں اور زہد وتقوی بھی اختیار کیا لیکن
قوت اور لباس وغیرہ ضروری چیزوں کا کیا علاج کروں اور بدون کسب اور مخالطت کے ساتھ خلق کے کیونکر ہاتھ آوے پس علاج دفع کرنے اس مطالبہ کا
سوا توکل کرنے کے اللہ تعالے پر میسر نہیں ہوتا اور رفع تشویش نفس کی اور کمال ایمان بغیر توکل کے حاصل نہیں ہوتا تارک اسکا خطر عظیم میں ہوتا ہے اور فراغ
عبادت اور حلاوت اس میں ہاتھ نہیں لگتی اور غم روزی کا اسکو پریشان پراگندہ خاطر کرتا ہے کوئی کار خیر ساتھ قوت یقینی کے نہیں بجا لا سکتا پس توکل کرنا ہر شخص کو واجب
ہے چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جسکو خوش آوے یہ کہ ہووے قوی تر لوگوں میں تو چاہیے کہ توکل کرے چنانچہ وہ حدیث آگے مذکور ہوگی اور معنی توکل کے
یہ ہیں کہ خدا تعالے کو وکیل امور اپنے کا اور ضامن مصالح اپنے کا جانے محض اسی پر اعتماد وبھروسا کرے اور جانے کہ جو کچھ کہ خدا نے قسمت میں کیا ہے ہرگز
فوت نہ ہوگا اور حکم الٰہی ہرگز مبدل نہیں ہوتا بندہ طلب کرے یا نہ کرے اور جانے کہ خدا تعالے ضامن بندوں کی روزی کا ہے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ
رِزْقُهَا اور اسپر قسم کھائی ہے فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ پس اگر اوپر ضمانت اور وعدے اسکے کے اعتماد نہ کرے اور باور نہ کرے تو بندگی اور ایمان کہاں ہوگا ہر
مومن کو چاہیے کہ دنیا اور مال اور اسباب اور کسب کو سوا خدا اور سبب کے نہ جانے اور رزاق سوائے خدا کے کوئی نہیں ہے نہ سبب و نہ کسب بھی پہونچاتا ہے
وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ اور کسب وسبب میں مشغول ہونے کو بھی مامور خدا کا جانے مگر اعتماد دل اسپر نہ کرے اور وعدہ الٰہی پر خاطر جمع رکھے اور جانے کہ اگر کسب

کہ وہ نگاہ توکل کی خدا تعالیٰ پر رکھے روزی پہونچا دیگا اور یہ درجہ ادنیٰ اور ضروری ایمان کا ہے اور درجہ عام مسلمانوں کا ہے چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وعلی اللہ فتوکلوا ان کنتم مؤمنین
اور اعلیٰ تر اس سے درجہ یہ ہے کہ بندہ تمام امور اپنے خدا کو اور اسکے علم کو سونپے اور کچھ تردد اسکے دل میں نہ رہے اور یہ درجہ اولیا کا ہے وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون
اور جاننا چاہیے کہ کسب و سبب منافی توکل کے نہیں ہے منافی توکل کے وہی ہے کہ اعتماد دل کا اوپر کسب و سبب کے ہو اور اسکو شرک خفی کہتے ہیں پس جو کسب کرنے والا
کہ اعتماد اسکے دل کا خدا پر ہو چنانچہ متوکلوں سے ہے لیکن اعلیٰ درجہ توکل کا یہ ہے کہ ہاتھ تمام اسباب سے باز رکھے اور تمام امور میں توکل کرے اللہ ہی پر اور سونپے امور اپنے
اسکو بلکہ ہر حال میں خواہ تنگی ہو خواہ فراخی بسبب قوت ایمانی کے اعتماد تمام خدا پر یکسان رہے اور امید خلق سے منقطع رکھے اور رنج و بلا پر کہ پیش آوے راضی
صابر ہو کہ یہ سلوک اور عبادت اور ذکر کے مشغول رہے والا مشغول ہونا اسباب میں باوجود اعتماد دل کے خدا پر افضل ہے اور اسی طرح بسبب کسل اور بیکار اور ریا کے
ہاتھ سے … باز رکھنا … اسلیے کہ اکثر انبیا اور اولیا نے کسب کیا ہے لیکن جو شخص کہ بسبب کسب کے بیچ اعمال اور احوال اپنے کے قصور و فتور دیکھے اسکو
ضرور ہے کہ … انقطاع کر کے ذکر اور فکر اور مجاہدہ نفس میں مشغول ہو تاکہ واصل بحق ہو اور جان کہ متوکل کو باز رہنا اس کار و سبب سے کہ قطعاً کار برآری سوا
… ہو … بلکہ حرام ہے جیسے کہ ہاتھ سے کھانا کھانا چھوڑ دے بگمان اسکے کہ کھانا خود بخود منہ میں چلا جاویگا اسکو جنون و حماقت کہتے ہیں
اور حق توکل … ہے کہ جانے کہ … تعالیٰ نے طعام اسلیے پیدا کیا ہے اور خالق و رزاق سب کا وہی ہے سبب اس کار کا ہے کہ خدا تعالیٰ نے …
اور اعتماد ہاتھ پر کرے اور جانے کہ … تمام پاتے ہیں اور اپنے ہاتھ باز رکھنا ان اسباب سے کہ حاصل ہونا امور کا ساتھ اسکے قطعی نہو مانند … خرچ راہ
سفر میں اور مانند … اسلیے کہ ممکن اور کثیر الوقوع ہے کہ سفر خرچ راہ نہ لینے والوں کا بھی منقطع ہو جاتا ہے اگرچہ لینا خرچ راہ کا بھی منافی توکل کے نہیں جبکہ اعتماد خدا پر ہو
… خرچ … لینا اسکا سنت اور بہت سلف سے ہے اور نہ لینا بسبب کمال اعتماد کے حق میں اعلیٰ درجات سے ہے اور جو کہ عیال رکھتا ہو اور عیال اسکے تنگی پر صابر نہ
اور رضا … اسکو ترک کسب روا نہیں اور ذخیرہ رکھنا بھی واسطے عیال کے ایک سال تک اور واسطے نفس اپنے کے چالیس روز تک منافی توکل کے نہیں کہ رسول
علیہ السلام نے رکھا ہے اور اسی طرح ہے علاج بیماری کا اور رکھنا چیزوں ضروری کا مانند باسن و کپڑے وغیرہ کے کہ ہر روز کام میں آتے ہیں لیکن اگر کچھ ذخیرہ نہ رکھے اور سب
کچھ ترک کرے اور دل اسکا اللہ تعالیٰ پر مطمئن ہو یقین ہے کہ اعلیٰ درجہ ہے اسکے لیے بڑی قوت یقینی چاہیے پس جسکو سوا ذخیرہ کرنے کے فراغ عبادت اور جمعی حاصل نہو
اسکو ذخیرہ رکھنا افضل ہے ولیکن ترک کرنا شکوہ اور گلا کا رنج اور بیماری سے اور چھپانا مرض کا غیر طبیب سے شرط توکل ہے اور کہا ہے علما نے کہ توکل سوائے توحید اور
زہد کے راست نہیں آتا اور مراد توحید سے یہاں یہ ہے کہ تمام مخلوقات کو پیدائش اللہ تعالیٰ کی جانے اور جانے کہ محرک سب کا سوائے واحد حقیقی کے کوئی نہیں جو
کچھ آتا جاتا ہے سب ایک ہی جگہ سے ہے جسکے دل پر یہ بات غالب ہوجاویگی بے اختیار توکل حاصل ہوگا اور صبر کرنا واجب ہے تا ایمان اسکا سلامت رہے اور عبادت میں
مشغول ہو سکے کہ ساتھ جزع اور فزع اور ناشکری کے عبادت میسر نہیں ہو سکتی اور خیر دنیا اور آخرت کی بھی وعدہ کی گئی ہے ساتھ صبر کرنے کے ایک تو فتحیاب ہونا دشمنوں
پر ہے چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاصبر ان العاقبۃ للمتقین اور دوسرے مراد کو پہونچنا ہے صبر کے سبب سے جیسے کہ فرمایا وتمت کلمۃ ربک الحسنیٰ علی بنی اسرائیل
بما صبروا اور تیسرے مقدم ہونا اور امام ہونا ہے وجعلنا منہم ائمۃ یہدون بامرنا لما صبروا اور چوتھے تعریف کرنا حق کا ہے انا وجدناہ صابرا نعم العبد انہ اواب اور پانچویں
بشارت ہے وبشر الصابرین اور چھٹے محبت خدا تعالیٰ کی ہے ان اللہ یحب الصابرین اور ساتویں پانا درجات بلند کا ہے اولئک یجزون الغرفۃ بما صبروا اور
آٹھویں بزرگی اور سلام ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام علیکم بما صبرتم اور نویں پانا ثواب بے نہایت کا ہے انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب پس کوشش
کرے ایسی خصلت بزرگ میں اور اسکے حاصل کرنیکو اہم مہمات اور غنیمت جاننا چاہیے اور صبر … نفس کا ہے جزع کرنے سے اور جزع ذکر کرنا عجز
کا ہے سختی سے اور ارادہ کرنا خلاصی کا ہے سختی سے بطریق قطع اور حکم کے پس صبر ترک کرنا اس بات کا ہے اور علاج حاصل کرنے صبر کا یہ ہے کہ تامل کرے اس میں کہ
جو کچھ مقدر ہے جزع و فزع سے متغیر نہیں ہوتا اور کم و بیش اور مقدم و موخر نہیں ہوتا اور ثواب صبر کا مفت [illegible] جان کہ صبر چار قسم ہے ایک تو صبر [illegible] کرنا

نفس کا استقامت طاعت پر ہو دوسرے صبر کرنا گناہوں سے کرنے سے تیسرے صبر کرنا فضول دنیا سے چوتھے صبر کرنا اوپر شدائد اور مصیبتوں دینی اور دنیوی
کے پس جو کوئی یہ سب بجالاوے عبادت میں مستقیم ہوگا اور گناہوں سے امن میں رہیگا اور دنیا کی بلاؤں سے اور آخرت کے عذاب سے چھٹکارا پاویگا
اور بہت سے ثواب کا وارث ہوگا اور جو کوئی جزع کرے سبب نعمتوں سے محروم رہیگا اور عبادت نہیں کرسکیگا خاطر جمع سے اور اگر کچھ کریگا تو بسبب عدم صبر
کرنے کے گناہوں سے حبط ہوگا۔ بحر العلوم ومفتی الطالب **الفصل الاول** فصل پہلی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ
مِنْ اُمَّتِیْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَیْرِ حِسَابٍ ھُمُ الَّذِیْنَ لَا یَسْتَرْقُوْنَ وَلَا یَتَطَیَّرُوْنَ وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ روایت ہے ابن عباس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ داخل ہونگے بہشت میں میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے وہ وہ لوگ ہیں کہ نہ طلب منتر کی کرتے ہیں اور نہ شگون بد لیتے ہیں اور اپنے رب ہی
پر بھروسا کرتے ہیں یعنی بیچ تمام ان چیزوں کے کہ کرتے ہیں اور ترک کرتے ہیں نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ستر ہزار بغیر ملاحظہ تابعین انکے کہ پس نہیں منافی
ہے اس حدیث کے کہ ہر ایک کے ساتھ ان میں سے ستر ستر ہزار ہونگے اور نہ طلب منتر کی کرتے ہیں یعنی مطلقاً یا بغیر کلمات قرآنیہ اور اسمائے الٰہیہ کے اور نہ شگون بد لیتے
ہیں یعنی حیوانات کے اڑجانے سے یا آواز کے سننے سے بلکہ کہتے ہیں جیسے کہ وارد ہوا ہے اللّٰھم لا طیر الا طیرک ولا خیر الا خیرک ولا الٰہ غیرک اللّٰھم لا یاتی بالحسنات الا انت
ولا یذھب بالسیئات الا انت کہا صاحب نہایہ نے کہ یہ صفت اولیا کے کاملین سے ہے کہ جو اعراض کرتے ہیں اسباب دنیا سے اور متعلقات اسکے سے اور نہیں التفات
کرتے طرف کسی چیز کے متعلقات دنیا سے اور یہ درجہ خواص کا ہے کہ نہیں پہونچتے انکو غیر انکے اور اوپر عوام پس رخصت ہے انکے لیے دوا کرنے اور علاج کرنے کی اور جو شخص کہ صبر
کرے بلا پر اور منتظر رہے کشایش کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ساتھ دعا کے ہوتا ہے جملہ خواص اور اولیا سے اور جو کہ صبر کرے رخصت دی جاتی ہے اسکے لیے منتر اور علاج
اور دوا کی کیا نہیں سنا ہے تو نے کہ حضرت صدیق نے جب تصدق کیا تمام مال اپنا تو نہ انکار کیا اوپر آنحضرت نے اسی لیے کہ جانتے تھے یقین و صبر انکا اور جبکہ
لایا آپکے پاس ایک شخص مانند بیضہ کبوتر کے سونا اور کہا کہ اسکے سوا میں کچھ ملک میں نہیں رکھتا پس حضرت نے اسکو مارا اور غصہ کیا اسپر ظاہر یہ ہے واللہ اعلم کہ مراد منتر
سے منتر جاہلیت کے ہیں کہ کتاب و سنت سے معلوم نہیں ہوئے اور شارع نے انکو روا نہیں رکھا اور امن نہیں ہے اسمیں پڑھا جانے سے شرک میں بقرینہ قول ولا یتطیرون
کے اسلیے کہ یہ بات ثابت ہے کہ تطیر عادات جاہلیت سے ہے اور ممنوع اور پرہیز کرنا عادات جاہلیت سے تمام مسلمانوں پر لازم ہوا اور باوجود اسکے ان میں فضیلت ہوا اور اسپر ایسا
ثواب عظیم مرتب کیا کہ وہ ورآنا بہشت کا ہے بےحساب اسلیے کہ اکثر مسلمان مبتلا اور گرفتار ہیں ساتھ اس بات کے اگرچہ جاہلیت سے ہوں اور یہ بھی درجات توکل سے ہے اور
بالاتر اس سے ترک کرنا منتر اور معالجات اور تدبیرات کا ہے مطلقاً کہ واسطے ثابت کرنے مقام توکل کے کریں اور متعارف توکل سے یہی معنی سمجھے جاتے ہیں چنانچہ
اسی لیے تفسیر کیا ہے صوفیہ نے توکل کو ساتھ ترک کرنے کسب اور اسباب کے بسبب اعتماد کے رزاقیت حق پر جیسا کہ گذرا اور یہ مرتبہ خواص کا ہے اور متوسطوں کا اور انکو
یہ فضیلت اور جزا کہ اس حدیث میں مذکور ہے حاصل ہے ساتھ زیادتی کے للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ اور تیسرا مرتبہ منتہیوں اور مقربوں کا ہے کہ اسباب بالکل نظر ظاہری
انکی سے ساقط ہے اور وجود و عدم اسکا برابر ہے اور انکو بیچ مباشرت اسباب کے عبودیت اور فرمانبرداری امر کی ہے اور اس حیثیت سے حکم عزیمت کا پکڑتا ہے اور یہ مرتبہ
اخص خواص کا ہے کہ انبیا اور اولیا ہیں کہ اپنے سے فانی اور باقی ساتھ خدا کے ہیں اور نہایت مرتبہ توکل کا اور حقیقت اسکی یہ ہے اور جزا انکی سب سے زیادہ ہے اور عالمگیری
میں قاعدہ کلیہ یوں لکھا ہے کہ اسباب دور کرنے والے ضرر کے تین قسم کے ہیں ایک تو مقطوع بہ یعنی یقینی جیسے کہ پانی کہ دور کرتا ہے ضرر پیاس کو اور روٹی کہ دور کرتی ہے
ضرر بھوک کو اور دوسری ظنی جیسے کہ فصد اور پچھنے اور پینا مسہل کا اور تمام قواعد طب کے یعنی معالجہ برودت کا ساتھ حرارت کے اور معالجہ حرارت کا ساتھ برودت
کے اور یہ اسباب ظاہرہ ہیں طب میں اور تیسری موہوم مانند داغنے اور رقیہ کے یعنی دعا پڑھکر دم کرنی اور تعویذ شمار کرنا پس یقینی کا ترک کرنا قسم توکل سے نہیں ہے
بلکہ ترک کرنا اسکا حرام ہے وقت صورت خوف موت کے اور اوپر موہوم پس شرط توکل یہ ہے کہ ترک کرے اسکو اسلیے کہ وصف کیا ہے ساتھ اسکے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے متوکلین کو اور اوپر درجہ متوسط کہ وہ ظنی چیزوں کا کرنا ہے مانند معالجہ کرنے کے ساتھ اسباب ظاہرہ کے نزدیک اطبا کے پس کرنا اسکا نہیں ہے مناقض توکل کا

بطلان موہوم کے اور ترک کرنا طبی کا نہین ہو ممنوع بخلاف یقینی کے بلکہ کبھی ہوتا ہو ترک کرنا طبی کا افضل کرنے اُسکے سے بعض احوال مین اور بیچ حق بعض اشخاص کے پس وہ
ایک درجہ ہو درمیان دو درجون کے کذا فی الفصول العمادیۃ انتہی (وعنہ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما فقال عرضت علی الامم فجعل یمر النبی ومعہ
الرجل والنبی ومعہ الرجلان والنبی ومعہ الرہط والنبی لیس معہ احد فرأیت سوادا کثیرا سد الافق فرجوت ان یکون امتی فقیل ہذا موسی فی قومہ ثم قیل لی انظر
فرأیت سوادا کثیرا سد الافق فقیل لی انظر ہکذا وہکذا فرأیت سوادا کثیرا سد الافق فقیل ہؤلاء امتک ومع ہؤلاء سبعون الفا قدامہم یدخلون الجنۃ بغیر حساب ہم الذین
لا یتطیرون ولا یسترقون ولا یکتوون وعلی ربہم یتوکلون فقام عکاشۃ بن محصن فقال ادع اللہ ان یجعلنی منہم قال اللہم اجعلہ منہم ثم قام رجل آخر فقال ادع اللہ
ان یجعلنی منہم فقال سبقک بہا عکاشۃ متفق علیہ) اور روایت ہو اسی ابن عباس سے کہ کہا ابن عباس نے کہ نکلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایکدن پس فرمایا کہ
ظاہر کی گئین اور دکھائی گئین مجکو امتین یعنے ساتھ انبیا انکے کے بطریق کشف کے یا خواب مین یا خبر دی ہو دکھانے اُنکے سے دن قیامت کے اور تعبیر ساتھ ماضی کے
بسبب تحقیق وقوع کے ہو پس شروع کیا کہ گذرتا ہو ایک پیغمبر اس حالت مین کہ اُسکے ساتھ ایک شخص ہو یعنے تابع ہو اُسکا کہ نہین تھا کوئی تابع اُسکا سوا اُسکے اور گذرتا ہو
ایک اور پیغمبر حالانکہ اُسکے ساتھ مین دو شخص اور گذرتا ہو ایک اور پیغمبر اس حالت مین کہ اُسکے ساتھ ہو ایک جماعت اور گذرتا ہو ایک پیغمبر اور نہین ہو ساتھ اُسکے کوئی یعنی
سبب نہ متابعت کرنے کسی کے اُسکی پس دیکھا مین نے یعنے آگیا پیش ایک انبوہ بہت کہ روک رکھا ہو اور بھر دیا ہو اُسنے کنارہ آسمان کو پس جو کہ بہت تھی وہ جماعت
امید رکھی مین نے یہ کہ ہووے امت میری پس کہا گیا کہ یہ موسی پیغمبر مین بیچ امت اپنی کے یعنے جو کہ ایمان لائے تھے اوپر پیغمبر کہا گیا واسطے میرے کہ دیکھ یعنے گویا کہ آنحضرت
نے حیا سے سر جھکا لیا تھا اُسوقت اور نظر پھیر لیا تھا اس جگہ سے کہ جہان سے لوگ گذرتے تھے پس کہا گیا آپکو کہ دیکھو کہ امت اپنی پس دیکھا مین نے یعنے آگے
اپنے انبوہ بہت کہ روک رکھا ہو اُسنے کنارہ آسمان کو یعنے پس قناعت کی مین نے اسپر اور شکر کیا پس کہا گیا واسطے میرے یعنے بلکہ میرے لیے زیادتی ہو بہ نسبت سابق
کے دیکھ ادھر اُدھر یعنے دائین بائین پس دیکھا مین نے ایک انبوہ بہت کہ گھیر لیا ہو اُسنے کنارہ آسمان کو پس کہا گیا یعنے مجکو کہ یہ یعنے تمام جو آگے اور دائین اور بائین ہین
امت تیری ہین اور ساتھ انکے یعنے منجملہ انکے یا زیادہ اوپر ستر ہزار آدمی کہ آگے اُنکے ہین داخل ہونگے بہشت مین بغیر حساب کے اور وہ وہ ہین کہ نہ شگون لیتے ہین اور نہ
منتر پڑھواتے ہین اور نہ داغ لیتے ہین اور اپنے پروردگار ہی پر توکل کرتے ہین پس کھڑا ہوا عکاشہ بن محصن صحابی اور کہا دعا کیجیے اللہ تعالی سے یہ کہ کرے مجکو اُنہین
لوگون مین سے کہ داخل ہونگے بہشت مین بغیر حساب کے کہا آنحضرت نے خداوندا کر دان تو عکاشہ کو اُن مین سے پھر کھڑا ہوا ایک شخص اور پس کہا دعا کیجیے اللہ
سے کہ کر دے مجکو اُن مین سے پس فرمایا حضرت نے کہ سبقت لیگیا تجھسے ساتھ اس دعا کے عکاشہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فرمایا نبی سے امین رسول کا حکم کیا گیا
ساتھ تبلیغ کے اور ستر ہزار کہا نووی نے احتمال ہو یہ کہ ہوون معنے اسکے یہ کہ ستر ہزار تمھاری امت مین سے سوائے انکے اور یہ بھی احتمال ہو کہ ہوون معنے اسکے یہ کہ
انہین مین سے ستر ہزار ایسے ہین اور موئد ہو اسکی روایت بخاری کی کہ ہذہ امتک ویدخل الجنۃ من ہؤلاء سبعون الفا اور نہ داغ لیتے ہین یعنے مگر وقت ضرورت کے کیونکہ
ہین اسلیے کہ آیا ہو داغ لینا بعض صحابہ سے کہ اُن مین سے سعد بن ابی وقاص بھی ہین عشرہ مبشرہ مین سے یا مطلق داغ نہین لیتے ہین بسبب راضی ہونے
قضا و قدر الہی پر اور بسبب تاکید کے ساتھ بلا کے اور بسبب جاننے اس بات کے کہ نہین ضرر کرتا اور نہین نفع دیتا مگر اللہ اور نہین تاثیر کرتی کوئی چیز حقیقت مین سوا
اُسکے پس وہ بیچ مرتبہ شہود کے ہین خارج دائرہ وجود سے فانی اپنے نفسون کے حظوظ سے اور نہ داغ لیتے ہین معنے اسکے یہ ہین اگر وقت ضرورت کے باوجود اُسکے
کہ اعتقاد شفا کا اللہ تعالی سے رکھتے ہین نہ برے داغنے سے اور نہ منتر پڑھواتے ہین یعنے وہ منتر کہ نہ قرآن مین ہین اور نہ حدیث صحیح مین اور وہ کہ نہ معلوم ہو اُس
کے ہوا اس مین شرک اور نہ شگون بد لیتے ہین یعنے کسی چیز سے نہ جانور پرندہ سے اور نہ کتے بلی وغیرہ جانورون چرندہ سے پس مراد یہ ہو کہ وہ چھوڑتے ہین اعمال جاہلیت کے
پھر اگر کہا جاوے کہ ایسے لوگ بہت ہین ہمارے زمانہ کے کہینگے ہم کہ مراد کثرت ہو نہ عدد مخصوص اور کرانا داغ کرنا بھی اسباب وہمیہ سے ہو اور حدیثون مین نہی اس
کی آئی ہو اور وقت ضرورت کے کہ اگر حکم اطبا سے حاذق کے یقین ہووے تو اجازت بھی ہو اور حضرت نے دوسرے شخص کے حق مین اسلیے دعا نہ مانگی کہ اُن مین سے

گئے تھے حضرت انس مجلس میں دعا کرنے سے کہ اگر ایک شخص سے کہنے لیں چونکہ عکاشہ کے لیے دعا کی گنجائش تھی دعا کی دوسرے کے حق میں یہی بات تھی کہ یہ شخص اہل اس مرتبہ کا
اور مستحق اس منزلت کا نہ تھا اور باوجود اسکے صراحۃً نہ فرمایا کہ تو اہل اسکا نہیں ہے بلکہ جواب دیا ساتھ کلام مشترک کے اور بیان کیا کہ سبب جانے عکاشہ کے دعا کر
سبقت اسکی ہی ساتھ التماس دعا کے اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ شخص منافق تھا اس سبب سے اسکے لیے دعا نہ کی اور باوجود اسکے از راہ حسن خلق کے
جواب دیا ساتھ کلام محتمل کے اور بعضوں نے کہا ہے کہ تخصیص عکاشہ کے دعا کی بسبب وحی خفی کے تھی اور یہ قول بہت بہتر ہے اسلیے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ مرد دوسرا
بھی بیٹھا تھا کہ مشابہ سعد کے تھا واللہ اعلم اور اس حدیث میں دلالت ہے اسپر کہ جلدی اور سبقت کرے طرف نیکیوں کے اور طلب دعا کی کرے صالحین سے
(وعن صهيب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عجبا لأمر المؤمن إن أمره كله خير وليس ذلك لأحد إلا للمؤمن إن أصابته سراء شكر فكان خيرا له وإن أصابته
ضراء صبر فكان خيرا له رواه مسلم) اور روایت ہے صہیب سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عجب واسطے شان اور حال مسلمان کے کہ تمام شان اسکی
اسکے لیے بہتر ہے اور نہیں ہے یہ شان کسی کے لیے مگر مسلمان کے لیے اگر پہونچے اسکو خوشی یعنی صحت اور فراخی رزق اور امور دین اور دنیا میں اور توفیق طاعت شکر کرتا ہے
پس ہوتا ہے شکر بہتر اسکے لیے اور اگر پہونچتا ہے اسکو ضرر یعنی فقر اور مرض اور رنج و بلا میں صبر کرتا ہے پس ہوتا ہے صبر بہتر اسکے لیے نقل کی ہے مسلم نے ف مقام صبر و
شکر کے دونوں عالی ہیں اور اجر و ثواب انپر مرتب ہوتا ہے اور آدمی ان دو حال سے خالی نہیں ہے پس وہ ہر حال بہتر ہے پھر صبر ہونا بہتر کا حال میں مومن کامل کے ہے اسلیے
کہ غیر مومن کامل کا حال یہ ہے کہ اگر پہونچتی ہے اسکو خوشی تو تکبر اور خلاف شرع باتیں کرنے لگتا ہے اور اگر ضرر پہونچتا ہے اسکو تو جزع و فزع اور کفران نعمت کرتا ہے بخلاف
مومن کامل کے کہ اس سے ایسی بات نہیں ہوتی ہے ح ع (وعن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المؤمن القوي خير وأحب إلى الله من المؤمن الضعيف
وفي كل خير احرص على ما ينفعك واستعن بالله ولا تعجز وإن أصابك شيء فلا تقل لو أني فعلت كان كذا وكذا ولكن قل قدر الله وما شاء فعل فإن لو تفتح عمل الشيطان
رواه مسلم) اور روایت ہے ابی ہریرہ رض سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمان قوی یعنی پختہ ایمان اور اعتقاد کے ساتھ خدا کے اور توکل اور اعتماد
کے اسپر اور قصد کرنیوالا امور خیر پر اور جہاد کرنیوالا راہ خدا میں اور قائم صبر کرنیوالا ایذا پر لوگوں کی ہمنشینی پر اور تحمل کرنیوالا انکی ایذا پر اور نصیحت اور تعلیم سے
کرنیوالا بہتر ہے مسلمان ضعیف سے یعنی ان صفات سے اور ہر ایمان میں یعنی قوی ہو یا ضعیف نیکی ہے اور کوئی مسلمان صفات نیک سے خالی نہیں اور اصل
ایمان کا اثر ان صفتوں خیر کی ہے حرص کر تو اس چیز پر کہ نفع دے تجکو یعنی امر دین سے اور مدد و توفیق طلب کر خدائے تعالی سے یعنی عمل نیک کرنے پر اور عاجز
نہو یعنی طلب و استعانت سے اسلیے کہ اللہ تعالی قادر ہے اسپر کہ دے تجکو قوت اپنی طاعت کی جبکہ مستقیم ہووے اسکی استعانت پر اور بعضوں نے کہا کہ معنے
اسکے یہ ہیں کہ عاجز ہو تو کرنے سے اس چیز کے کہ حکم کیا گیا ہے تو اسکا اور نہ چھوڑ تو اسکو اور اگر پہونچے تجکو کچھ یعنی مصیبت دین یا دنیا کی تو نہ کہہ یہ بات کہ اگر میں کرتا
ایسا تو ہوتا ایسا لیکن کہہ یعنی زبان قال سے یا زبان حال سے کہ مقدر کیا اللہ نے یعنی ایسا اور ایسا یعنی واقع ہوا یہ موافق قضا و قدر اسکی کے اور جو کچھ چاہتا ہے
خدائے تعالی کرتا ہے اسلیے کہ لفظ لو یعنی اگر پشیمانی کا ہے کسی چیز پر اور سبب معارضہ تقدیر الہی کے اور نسبت حول و قوت نفس کے کہتے ہیں کہ وا کرتا ہے کار
شیطان کو اور لاتا ہے دل میں وسوسہ اسکا ساتھ اعتراض اور معارضہ قدر کے نقل کی ہے مسلم نے ف یہ کہنا اسلیے منع ہے کہ کچھ فائدہ نہیں رکھتا اسلیے کہ جو مقدر ہے
وہی ہوتا ہے فرمایا اللہ تعالی نے قل لن يصيبنا إلا ما كتب الله لنا پس لفظ لو کہنا اس جگہ منع ہے کہ منازعت ساتھ تقدیر کے لازم آوے اور وارد ہوا ہے قرآن میں
لو كنتم في بيوتكم لبرز الذين كتب عليهم القتل اور حدیث میں ہے لو اني استقبلت من امري ما استدبرت چنانچہ باب الحج میں یہ ذکر کی گئی ہے اور بہت روایتوں میں آیا ہے
استعمال لو کا پس ظاہر یہ ہے کہ نہی وارد ہوئی ہے اس جگہ کہ اسمیں فائدہ نہو اور معارضہ تقدیر کا ہو اور یہ نہی تنزیہی ہے نہ تحریمی اور جو کچھ از راہ تاسف کے فوت ہو
طاعت الہی پر یا متعذر ہو اس سے پس نہیں منع اسکا اور اسپر محمل کیا جاتا ہے استعمال لو کا کہ موجود ہے حدیثوں میں یا تاسف کرے فوت ہونے طاعت پر
باعث ثواب ہے پس لائق ہے کہ کہا جاوے قبیل استحباب سے چنانچہ روایت کیا ہے بخاری نے اپنی کتاب میں ابی عمرو سے کہ جنت تاسف کیا دنیا پر کہ

فوت ہوئی اُس سے پیچھے قریب ہزار برس کے اور زرتشت کے سو ہزار برس رہے اور پیغمبر نے سنت کیا آنحضرت پر کہ فوت ہوئی اُس سے قریب ہی ہوا جنت سے سو ہزار برس کے ذکر کی ہے سیوطی
نے جامع میں ۔ الفصل الثانی فصل دوسری ۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوْ اَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ
كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَّتَرُوْحُ بِطَانًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ ۔ روایت ہے عمر بن خطاب سے کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے
کہ اگر تحقیق تم توکل کرو یعنی اعتماد کرو اللہ پر حق توکل کا تو البتہ روزی دے تمکو جیسے کہ روزی دیتا ہے جانوروں پرندوں کو نکلتے ہیں جانور صبح کو بھوکے اور پھرتے ہیں شام کو
اپنے گھونسلوں میں پیٹ بھرے نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے ۔ ف ۔ توکل یہ ہے کہ یقین جانے یہ کہ نہیں ہے کوئی فاعل وجود میں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور یہ موجود ہے یعنی خلق
اور رزق اور عطا اور منع اور ضرر اور نفع اور فقر اور غنا اور مرض اور صحت اور موت اور حیات وغیرہ ذلک سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور وہ ضامن
ہے رزق کا بیشک اور شبہ نہیں اسکا یقین ہو کر کسی کو طلب کرنے کہ پیچھے رنج بہت اٹھاوے اور حرص اور افراط وجہ اسکی طالب میں
حتی کہ حلت و حرمت کا خیال نہ رہے کہا امام غزالی نے کہ جو کوئی گمان کرے کہ توکل ترک کرنا کسب کا ہے اور بیٹھے رہنا زمین پر مانند گرے ہوئے کپڑے کے زمین پر جاہل
ہے اور امام قشیری نے کہا کہ جگہ توکل کی قلب ہے اور حرکت ظاہر میں نہیں ہے وہ منافی توکل کے بعد اس کے کہ اعتماد واثق خدا تعالیٰ پر ہو چنانچہ اسی لیے تشبیہ دی ساتھ جانور
پرندہ کے کہ وہ طلب رزق میں نکلتا ہے لیکن اعتماد اللہ تعالیٰ ہی پر رکھتا ہے اور طلب وقت پر اسی مشابہت میں اشارہ ہے کسب اوسط کی نہیں منافی ہے
اعتماد کی اللہ تعالیٰ پر جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وکاین من دابۃ لا تحمل رزقہا اللہ یرزقہا وایاکم یعنی حدیث واسطے آگاہ کرنے کے ہے کہ کسب نہیں ہے رزق بلکہ
رازق اللہ تعالیٰ ہی ہے نہ واسطے منع کرنے کے کسب سے اسلیے کہ توکل کی جگہ دل ہے پس نہیں ہے منافی اسکو حرکت جوارح کی باوجود یکہ کبھی رزق دیا جاتا ہے بغیر حرکت کے
بھی بلا سبب حرکت کرنے کے بغیر اسکے کہ پہونچتا ہے رزق اللہ تعالیٰ کا بسبب برکت اسکی کے جیسے کہ سمجھا جاتا ہے عموم قول اللہ تعالیٰ کے سے وما من دابۃ فی الارض
الا علی اللہ رزقہا اور منقول ہے کہ بچے کوے کے وقت نکلنے کے انڈے سے ہوتے ہیں سفید پس جبکہ معلوم ہوتے ہیں وہ کوے کو اور وہ چھوڑ کر چلا جاتا ہے انکو اور باقی رہ
جاتے ہیں بچے اکیلے پس بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ طرف انکے مکھی اور چیونٹی پس چن چن کر کھاتے ہیں وہ انکو یہاں تک کہ بڑے ہوتے ہیں کچھ تو سیاہ ہو جاتے ہیں پس پھر آتا ہے طرف انکی
کوا تو دیکھتا ہے انکو سیاہ پس پھر بیٹھتا ہے انکو اور پرورش کرتا ہے انکو پس پہونچتا ہے انکو رزق بغیر سعی کے اور حکایتیں اس باب میں بہت ہیں اور عجب تر حکایت یہ ہے کہ اللہ
تعالیٰ نے عزرائیل کو فرمایا کہ آیا رحم بھی کیا ہے تو نے کسی پر وقت روح نکالنے کے پس کہا عزرائیل نے ہاں اے رب میرے جس وقت کہ غرق ہوئی ایک کشتی کے لوگ
اور کچھ ان میں سے باقی رہے کشتی کے تختوں پر اور تھی ایک عورت اپنے بچے کو دودھ پلاتی ایک تختہ پر پس حکم فرمایا تو نے اسکی روح قبض کرنیکا پس رحم کیا میں نے
اس وقت اسکے بچے پر فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ میں نے ڈالا اس بچے کو ایک جزیرے پر اور بھیجی میں نے طرف اسکے ایک شیرنی کہ دودھ پلاتی تھی اسکو یہاں تک کہ کچھ بڑا ہوا
پھر میں نے بھیجے جن تاکہ تعلیم کریں اسکو زبان آدمی کی یہاں تک کہ وہ جوان ہوا اور داخل ہوا علما میں اور حاصل ہوئی اسکو امارت اور پہونچا وہ سلطنت
مرتبہ کو کہ بادشاہ ہوا تمام روئے زمین کا پس دعوے کیا اس نے الوہیت کا اور بھول گیا عبودیت اور حقوق ربوبیت اور نام تھا اسکا شداد اور اللہ بہت مہربان ہے اپنے
بندوں پر پس جو رحیم کہ رزق دے اپنے دشمنوں کو وہ کیونکر بھوکے رکھے گا اپنے دوستوں کو ۔ ع ۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّهَا النَّاسُ
لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ يُقَرِّبُكُمْ اِلَى الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُكُمْ مِنَ النَّارِ اِلَّا قَدْ اَمَرْتُكُمْ بِهٖ وَلَيْسَ شَيْءٌ يُقَرِّبُكُمْ مِنَ النَّارِ وَيُبَاعِدُكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اِلَّا قَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ وَاِنَّ الرُّوْحَ الْاَمِيْنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَاِنَّ
رُوْحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِيْ رُوْعِيْ اَنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا اَلَا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ وَلَا يَحْمِلَنَّكُمُ اسْتِبْطَاءُ الرِّزْقِ اَنْ تَطْلُبُوْهُ بِمَعَاصِي اللّٰهِ فَاِنَّهٗ لَا يُدْرَكُ
مَا عِنْدَ اللّٰهِ اِلَّا بِطَاعَتِهٖ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ وَاِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ ۔ اور روایت ہے ابن مسعود سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ اے لوگو نہیں ہے کوئی چیز کہ نزدیک کرے تمکو طرف بہشت کے اور دور رکھے تمکو آگ دوزخ سے مگر وہ چیز کہ تحقیق حکم کیا ہے میں نے تمکو ساتھ اسکے اور نہیں ہے
کوئی چیز کہ نزدیک کرے تمکو آگ دوزخ سے اور دور کرے بہشت سے مگر وہ چیز کہ تحقیق منع کیا ہے میں نے تمکو اس سے اور تحقیق روح الامین اور ایک روایت میں ہے

کہ تحقیق روح القدس نے کہ مراد دونوں عبارتوں سے جبرئیل ہیں پھونکا میرے دل میں یعنی وحی خفی لائے میرے پاس یہ کہ تحقیق کوئی جان نہیں مرتی یہانتک کہ پورا کرتی
ہے رزق اپنا یعنی جو کہ مقدر ہوا اسکے لیے جیسے کہ اشارہ کیا طرف اسکے حق سبحانہ تعالیٰ نے اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم آگاہ ہو پس جب ایسا ہے کہ جو رزق مقدر
کیا ہے پہونچنے والا ہے تو پرہیزگاری کرو خدا کی نافرمانی سے اور نیکی اور اعتدال کرو اور افراط نہ کرو بیچ حاصل کرنے اور ڈھونڈھنے رزق کے یعنی نا بروجہ مشروع اور نہ واقع
ہو سکے پڑنے اور نہ باعث ہو تمکو تاخیر رزق کی اوپر طلب کرنے اسکے کے ساتھ گناہوں خدا کے اسلئے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ نہیں پائی جاتی وہ چیز کہ نزدیک خدا کے ہے مگر ساتھ
طاعت اسکی کے نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں مگر یہ کہ نہیں ذکر کیا بیہقی نے جملہ وان روح القدس ف اس حدیث کے
کے جملہ دلیل صریح ہیں اسپر کہ تمام علوم امور نافعہ اور دفع کرنے والے ضرر کے حاصل کیے جاتے ہیں کتاب و سنت سے اور دلیل ہیں اسپر کہ استعمال کرنا غیر کتاب و سنت کا
ضایع کرنا عمر کا ہے بلا فائدہ اور لفظ روح بمعنی جان آدمی اور وحی اور جبرئیل اور عیسیٰ کے آیا ہے اور یہاں مراد جبرئیل ہیں اور وصف لانا اسکا ساتھ قدس کے بسبب لانے [illegible]
انکے ہے علم و وحی ہیں اور اضافت اسکی طرف قدس کے کہ ساتھ پیش قاف اور سکون دال اور پیش اسکے کے یعنی طہر کے ہے بسبب کمال طہارت انکی کے ہے نجا
ست سے اور اجملوا اجمال سے ہے یعنی نیکی کرو اور نہ مبالغہ کرو اسکی طلب میں اسلیے کہ تم نہیں تکلیف دیے گئے ہو طلب رزق کی فرمایا اللہ تعالیٰ نے وما خلقت
الجن والانس الا لیعبدون ما ارید منہم من رزق وما ارید ان یطعمون ان اللہ ہو الرزاق ذو القوۃ المتین اور فرمایا اللہ عزوجل نے وأمر اہلک بالصلوۃ واصطبر علیہا
لا نسئلک رزقا نحن نرزقک والعاقبۃ للتقوی پس امر اباحت کے لیے ہے یا معنے یہ ہیں کہ طلب کرو حلال سے پس امر وجوب کے لیے ہے اور مؤید ہے اسکو قول حضرت کا
ولا یحملنکم الخ اور اوپر طلب کرنے اسکے کے ساتھ گناہوں اسکے کے یعنی جب رزق دیر کر کے پہونچے تو اضطراب نہ کرو اور حاصل نہ کرو اسکو بوجہ حرام و مکروہ کے مانند چوری کا
اور غصب اور خیانت اور اظہار سیادت اور عبادت اور ریاضت اور لینے کے بیت المال سے زیادہ حاجت سے اور مانند انکے کے اور حقیقت میں رزق ہرگز دیر کر کے نہیں پہونچتا اور جو کچھ
پہونچے اور جس وقت کہ پہونچے رزق وہی ہے اور مقدر اسی طرح تھا اور گناہ سے زیادہ نہیں پہونچتا پہونچتا وہی ہے کہ مقدر ہے اور اضطراب سے سوائے گناہ کے حاصل نہیں ہوتا
اور رزق کہ پہونچے بسبب گناہ کے حرام ہوتا ہے پس طلب رزق ساتھ گناہ کے نہ کرو اور نہیں پائی جاتی وہ چیز کہ نزدیک خدا کے ہے یعنی رزق حلال مگر ساتھ طاعت
اسکی کے یعنی دوام اور استقامت کرو طاعت پر کہ جو کچھ کہ پہونچتا ہے قسم رزق سے پہونچتا ہے اگر گناہ سے حاصل کروگے حرام ہوگا اور ندامت راجع ہوگی اور اگر طاعت
سے تم پہونچاؤگے حلال ہوگا اور مدح رجوع کریگی اور یا مراد اس چیز سے کہ نزدیک خدا کے ہے بہشت ہے ش ح ع اجملوا یعنی کماؤ مال کو بوجہ جمیل اور وہ یہ ہے کہ طلب
کرنا اسکو مگر بوجہ شرعی اور استبطاء بمعنی ابطاء کے ہے اور سین مبالغہ کے لیے ہے اس میں جیسے کہ استعصم یعنی عصم کے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ومن کان غنیا
فلیستعفف طیبی (وعن ابی ذر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الزہادۃ فی الدنیا لیست بتحریم الحلال ولا اضاعۃ المال ولکن الزہادۃ فی الدنیا ان لا تکون بما فی
یدیک اوثق بما فی ید اللہ وان تکون فی ثواب المصیبۃ اذا انت اصبت بہا ارغب فیہا لو انہا ابقیت لک رواہ الترمذی وابن ماجۃ وقال الترمذی ہذا حدیث غریب
وعمرو بن واقد الراوی منکر الحدیث) اور روایت ہے ابی ذر سے کہا انہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا زہد دنیا میں نہیں ہے ساتھ حرام کرنے حلال کے اور نہ ساتھ
ضایع کرنے مال کے ولیکن زہد یعنی معتبر اور کامل دنیا میں یعنی شان دنیا میں یہ ہے کہ نہ ہووے تو ساتھ اس چیز کے کہ بیچ ہاتھوں تیرے کے ہے قسم مال سے اعتماد کرنے والا
زیادہ بہ نسبت اس چیز کے کہ بیچ ہاتھوں اللہ کے ہے اور زہد دنیا میں یہ ہے کہ ہووے تو بیچ ثواب مصیبت کے جس وقت کہ پہونچایا جاوے تو اور مبتلا کیا جاوے تو ساتھ
اس مصیبت کے بہت رغبت کرنے والا اس میں اگر وہ مصیبت باقی رکھی جاتی واسطے تیرے نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب
ہے اور عمرو بن واقد راوی منکر الحدیث ہے ف زہد دنیا میں الخ یعنی زہد کرنا دنیا میں نہیں ہے ساتھ نہ ترک کرنے لذتوں اور شہوات کے کہ بیچ حکم حرام کرنے حلال کے
ہے کہ منع کیا گیا ہے بوجہ فرمانے اللہ تعالیٰ کے لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استعمال کرنا لذت کی چیزوں کا ثابت ہی ہوا ہے حضرت
سے زیادہ کون کامل الحقاہ ہے پس فرماتے ہیں کہ یہ جو بعضے جاہل کرتے ہیں گمان اسکے کہ یہ کمال ہے پس باز رہتے ہیں کھانے گوشت اور حلوا اور میووں اور اچھے کپڑوں

اور مانند انکے کے ہے اور اسکو زہد جانتے ہیں یہ زہد نہیں ہے اور نہ ساتھ ضائع کرنے مال کے اور خرچ کرنے اُسکے کے غیر محل میں کہ پھینکدے اسکو دریا میں یا دیدیوے اسکو لوگوں کو
بغیر تمیز کے درمیان غنی اور فقیر کے حاصل یہ کہ نہیں ہے اعتبار زہد ظاہر کا اور خالی ہونے ہاتھ کا اموال ظاہرہ سے پھر متوجہ ہونا قلب کا طرف خلق کے وقت احتیاج معیشت کے
بلکہ مدار اوپر زہد قلبی کے ہے ساتھ جاذبہ ربانی کے اور نہیں ہاتھوں تیرے کے ہے یعنے اموال یا صنائع اور اعمال اور بیچ ہاتھوں اللہ کے ہے یعنے اسکے ظاہر و باطن کے خزانوں
میں اور معنی یہ ہیں کہ چاہیے ہو اعتماد تیرا اوپر وعدہ اللہ تعالے کے کہ تحقیق ساتھ پہونچانے رزق کے تجھکو اور ساتھ انعام اسکے کے تجھپر ایسی جگہ سے کہ گمان نہیں کرتا ہے تو اور
کیا یا نہیں تونے قوت و حفت تراش چیز سے کہ تیرے ہاتھ میں ہو قسم جاہ اور مال اور زمین اور انواع کاریگریوں سے اگرچہ کیمیا اور عمل سیمیا ہو اسلیے کہ جو کچھ تیرے پاس ہے ملعرضہ
وفنا ہونے والا ہے بخلاف ان چیزوں کے کہ اللہ تعالے کے خزانوں میں ہیں کہ وہ باقی ہیں جیسے کہ فرمایا اللہ تعالے نے ما عندکم ینفد وما عند اللہ باق اور لفظ وان یکون کا
عطف ہے ان لا یکون پر اور زہد دنیا میں یہ بھی ہے کہ نہ التفات کرے تو طرف چین دنیا کے اور لذت حاصل کرنے کے ساتھ نعمتوں اسکی کے بلکہ جان کہ نعمتیں دنیا کی سبب
حاصل ہونے محنت کی اور پہونچنے بلاؤں کی ہیں یہاں تک کہ نہ مائل ہو دل تیرا طرف دنیا کے اور نہ نسبت پکڑے نفس تیرا ساتھ دنیا کی چیزوں کے پس ہووے تو اسوقت
بیچ ثواب مصیبت کے جبکہ پہونچے تجھے بہت راغب کہ نہ ہو الا بیچ حاصل ہونے مصیبت کے بہ نسبت اسکے کہ اگر بالفرض وہ مصیبت باقی رکھی جاوے یعنے روکی جاوے اور تاخیر کیجاوے
تجھسے یہاں رکھا گیا لفظ ابقیت جگہ لم یصب کے اور جواب لو کا وہ ہے کہ دلالت کی اسپر ما قبل اسکے نے اور خلاصہ اسکا یہ ہے کہ ہو رغبت تیری بیچ ہونے مصیبت کے
سبب ثواب اسکے کے زیادہ تر رغبت تیری سے بیچ نہ ہونے مصیبت کے پس یہ دونوں امر شاہد عدل ہیں اوپر زہد تیرے کے دنیا میں اور میل کرنے تیرے کے طرف عقبے
کے اور جاننا چاہیے کہ زہد عبارت ہے بیرغبتی دنیا سے اور ترک کرنے سے متاع دنیا اور شہوات اسکے کو قسم مال و جاہ سے پس اشارت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
مقام زہد بغیر اسی کے تمام نہیں ہوتا جب تک کہ مقام صبر و توکل کا ثابت ہوے اور رغبت آخرت میں اس حد کو نہ پہونچے کہ ہو مصیبتوں اور بلاؤں کا دنیا میں پہونچنا
ہوا سبب ثواب آخرت کے اور مرغوب ہو اسکے نہ ہونے سے اگر یہ بات حاصل ہوے زہد ہے والا حرام کرنا حلال کا اور ضائع کرنا مال کا ہے وعن ابن عباس
قال کنت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما فقال یا غلام احفظ اللہ یحفظک احفظ اللہ تجدہ تجاہک واذا سألت فاسأل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ
واعلم ان الامۃ لو اجتمعت علی ان ینفعوک بشیء لم ینفعوک الا بشیء قد کتبہ اللہ لک ولو اجتمعوا علی ان یضروک بشیء لم یضروک الا بشیء قد کتبہ اللہ علیک رفعت الاقلام
وجفت الصحف رواہ احمد والترمذی اور روایت ہے ابن عباس سے کہا تھا میں سوار پیچھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک روز پس فرمایا اے لڑکے نگاہ رکھ تو
اللہ تعالے کی امر و نہی کو اور طالب اسکی رضا کا ہو نگاہ رکھیگا تجھکو اللہ تعالے یعنے دنیا میں آفات و مکروہات سے اور عقبے میں طرح بطرح کے عذاب سے جزا موافق
عمل کی اسلیے کہ من کان للہ کان اللہ له نگاہ رکھ تو اللہ تعالے کے حق کو یعنے ہمیشہ یاد رکھ اور خوب فکر کر اسکی قدرتوں میں اور شکر ادا کر اسکا پاویگا تو اسکو سامنے اپنے اور جب
ارادہ کرے تو سوال کا پس سوال کر اللہ ہی سے اور جب ارادہ کرے تو مدد چاہنے کا امور دنیا اور آخرت میں پس مدد چاہ اللہ ہی سے اور جان تو یہ کہ سب خلق یعنے خاص و عام اور انبیا اور اولیا اور تمام
امام اگر جمع ہوں یعنے متفق ہوں بالفرض والتقدیر اوپر اسکے کہ نفع پہونچاویں تجھکو ساتھ کسی چیز کے یعنے امر دین یا دنیا تیرے میں تو نہیں نفع پہونچا سکینگے تجھکو مگر اس چیز کو کہ مقدر کیا ہے اسکو اللہ
نے تیرے لیے اور اگر جمع ہوں سب آدمی اسپر کہ ضرر پہونچاویں تجھکو ساتھ کسی چیز کے تو نہ ضرر پہونچا سکینگے تجھکو مگر اس چیز کو کہ مقدر کیا ہے اللہ نے اسکو تجھپر اٹھائے
گئے قلم اور خشک ہو گئے صحیفے نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے ف پاویگا تو اسکو سامنے اپنے یعنے پاویگا تو اسکو اسوقت گویا کہ وہ حاضر ہے سامنے تیرے اور مشاہدہ
کریگا تو اسکو بیچ مقام احسان اور کمال ایمان پہنچے گویا کہ تو اسکو دیکھتا ہے بایں حیثیت کہ فنا ہو جاویگا بالکل ماسوی اللہ تیری نظر سے پس اول حال مراقبہ ہے اور دوسرا
مقام مشاہدہ اور بعضوں نے کہا کہ معنے یہ ہیں کہ جہاں تو غفلت کریگا تو طاعت اللہ یگانہ کی محفوظ رکھیگا تجھکو اور مدد کریگا تیری مہمات میں جبکہ متوجہ ہو دیگا تو اور
سہل کر دیگا تیرے لیے وہ امور کہ قصد کریگا تو اور بعضوں نے کہا کہ معنے یہ ہیں کہ پاویگا تو عنایت و مہربانی اسکی قریب اپنے اور رعایت کریگا تیری تمام حالات میں
اور مدد کریگا تیری طرح بطرح اور سوال کر اللہ ہی سے اسلیے کہ خزانے بخششوں کے اُسکے پاس اور ہاتھ میں ہیں اور ہر نعمت اور نقمت دنیوی یا اُخروی کہ بندے کو

پہونچتی ہی اور دفع ہوتی ہی اس سے اسکی رحمت ہے یہ آمیزش غرض اور بے خبری ایات کے ہی اسلیے کہ وہ جواد مطلق اور ایسا غنی ہی کہ کبھی محتاج ہی نہین ہوتا ہین لائق ہی کہ
ناامید نہو اسکی رحمت سے اور نہ ڈرے مگر اُسکے عذاب سے اور التجا کرے سب بری حاجات مین اسی کی طرف اور اعتماد کرے تمام امور مین اسیپر یعنے نہ مانگے غیر اسکے سے اسلیے کہ
غیر اسکا نہین قادر ہو دینے اور نہ دینے پر اور دفع کرنے ضرر اور پہونچانے نفع پر اسلیے کہ وہ اپنے نفسون کے نفع اور ضرر اور موت اور حیات کے تو مالک ہی نہین پھر جاہے
غیر کے اور نہ شک کہ تو سوال ساتھ زبان حال یا بیان مقال کے تمام احوال مین اسلیے کہ حدیث مین آیا ہی کہ جسنے نہ سوال کیا اللہ سے غضب ہوتا ہی وہ اسپر اسلیے کہ سوال
کرنے مین اظہار اپنی عاجزی اور محتاجگی کا ہی کیا خوب کہا ہی کسی نے الله يغضب ان تركت سؤاله وبنى آدم حين يسئل يغضب اور اگر جمع ہون الخ خلاصہ
اسکے مضمون کا یہ ہی کہ نفع اور ضرر اسی کی طرف سے جان اور ہر حال مین اسی کی طرف رجوع کر کہ وہی نفع پہونچانے والا اور ضرر پہونچانے والا اور دینے والا اور نہ دینے والا
ہی اور اللہ تعالی کی بعضی کتابون مین آیا ہی کہ فرمایا اللہ تعالے نے قسم ہی اپنے عزت وجلال کی کہ البتہ قطع کرتا ہون مین اس شخص سے کہ امید رکھتا ہی غیر میرے سے
اور پہناتا ہون مین اسکو کپڑا ذلت کا نزدیک لوگون کے یعنے ذلیل کرتا ہون انکے سامنے اور محروم کرتا ہون مین اسکو اپنے قرب سے اور البتہ دور کرتا ہون مین اسکو
اپنے وصل سے یعنی البتہ دور کرتا ہون مین اسکو تفکر ہی ان آیا امید رکھتا ہی غیر میرے سے شداید مین اور شداید میرے ہاتھ مین ہین اور مین الحی القیوم ہون اور کھٹکھٹاتا ہی
فکر مین دروازہ غیر میرے کے اور میرے ہاتھ مین کنجیان دروازون کی ہین اور وہ بند ہین اور دروازہ میرا کھلا ہوا ہی اسکے لیے کہ دعا کرے مجھسے انتہی اور اٹھائے
گئے قلم یعنے احکام کے لکھنے سے اور خشک ہوگئے صحیفے یعنے قضا اور قدر مخلوق کے کہ قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہی اس مین لکھے گئے تھے وہ خشک ہوگئے یعنے نہین رکھا
جاتا اسپر قلم بعد اسکے ساتھ لکھنے کسی چیز کے خلاصہ یہ کہ لکھا جا چکا لوح محفوظ مین جو کچھ کہ لکھا گیا اسقسم تقدیرات سے اور کچھ نہین لکھا جاویگا بعد فارغ ہونے کے اس سے
پس یہ تعبیر کی گئی سبقت قضا وقدر کی ساتھ اٹھنے قلم کے اور خشک ہونے صحیفے کے بسبب مشابہت دینے کے ساتھ فراغ کاتب کے کتابت اپنی سے اور اول کتاب مین
حدیث گذر بھی چکی ہی کہ اول جو پیدا کیا اللہ تعالے نے تو قلم کو پیدا کیا اور فرمایا کہ لکھ قلم نے کہا کہ کیا لکھون فرمایا کہ لکھ تقدیر پس لکھا اُسنے جو کچھ ہوا اور ہوگا ابد تک اور اگر
کوئی کہے کہ یہ منافی ہی قول اللہ تعالے کے یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت تو جواب اسکا یہ ہی کہ محو واثبات بھی انہین چیزون مین سے ہی کہ خشک ہوئے صحیفے اسلیے کہ قضا دو قسم پر ہی
مبرم اور معلق اور یہ ساتھ نسبت کرنے کے طرف لوح محفوظ کے ہی اور ساتھ اضافہ کرنے کے طرف علم اللہ کے نہ تبدیل ہی اور نہ تغیر اور اسلیے کہا وعنده ام الكتاب اور بعضون
نے کہا کہ اللہ کے پاس دو کتابین ہین ایک تو لوح محفوظ پس وہ تو ایسی ہی کہ متغیر نہین ہوتی اور دوسری وہ کہ لکھتا ہی اس مین فرشتہ اعمال خلق کے اور وہ محل محو واثبات
کی ہی اور اس حدیث مین رغبت دلائی ہی توکل پر اور راضی ہونے رضا کے مولے پر اور نفی کرنے حول وقوت پر اپنے سے اسواسطے کہ نہین ہی کوئی حادثہ قسم سعادت
اور شقاوت اور تنگی اور فراخی اور نفع اور ضرر اور اجل ورزق سے مگر کہ متعلق ہی ساتھ اللہ کے اور قضا وقدر اسکی کے کہ مقرر کی ہی آسمان وزمین کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس
پہلے جاری ہوا قلم قضا کا ساتھ اس چیز کے کہ ہونے والی ہی پس برابر ہی تحرک وسکون پس واجب ہی شکر حالت خوشی اور ضرر مین اور جان کہ نصرت اعدا پر بسبب صبر
ہی محنت و بلا پر کہا قطب ربانی غوث صمدانی حضرت سید عبد القادر جیلانی نے فتوح الغیب مین کہ لایق ہی ہر مومن کو کہ کرے اس حدیث کو آئینہ اپنے دل کا پس عمل کرے
اسپر تمام حرکات وسکنات اپنے مین تاکہ سالم رہے دنیا اور آخرت مین اور پاوے دونون جہان مین عزت بسبب رحمت اللہ تعالے کے اور بعضی روایتون مین بعد از
لفظ تجدہ تجاہک کے یہ زیادتی بھی آئی ہی تعرف الی اللہ فی الرخاء یعرفک فی الشدۃ یعنے شناسائی اور شکرگذاری اور توجہ کر طرف خدائے تعالے کے حالت فراغ اور آسانی مین
ساتھ طاعت حق اور نعمت شناسی کے پہونچائیگا اور جزا اُسکی دیگا تجکو نزدیک سختی کے اور برلاویگا حاجتین تیری فان استطعت ان تعمل لله بالرضا فی الیقین فاعمل
یعنے پس اگر کرسکے تو کام واسطے خدا کے ساتھ راضی ہونے کے یقین مین تو کر اسکو کہ کار عظیم ہی فان لم تستطع فان فی الصبر علی ما تکره خیرا کثیرا یعنے پس اگر کچھ کام نہ کرسکے تو اور
اگر نعمت کا پورا ادا کرسکے تو تحقیق بیچ صبر کرنے کے اوپر بلا اور محنت ومکروہ کے کہ تجکو پہونچے نیکی اور فضل اور ثواب بہت ہی یعنے اصل شکرگذاری حق کی ہی بجا لانا سب
شمول نعمتون یا عدوان فضلا امور باطرہ کے اور اگر یہ نہو تو صبر تو ضرور کرنا چاہیے اور یہ بھی فضیلت رکھتا ہی واعلم ان النصر مع الصبر وان الفرج مع الكرب یعنے اور جان کہ مدد کرنا

حق کا بندہ کو ساتھ صبر کرنے بندہ کے ہے اوپر طاعت کے اور گناہ سے اور کشادگی کار ساتھ محنت اور غم کے ہے یعنے بعد از تنگی کے کشادگی ہے اور بعد از غم کے راحت و شادی ہے ان مع
العسر یسرا یعنے اور تحقیق بعد از سختی کے آسانی ہے ولن یغلب عسر یسرین یعنے اور ہرگز غالب نہ آوے گا ایک سختی دو آسانیوں پر یعنے بسبب قاعدہ عربی کے گویا آیت میں عسر ایک ہے اور یسر
میں ایک عسر دو یسر پر غالب نہیں ہو سکتا بلکہ یسر ہی غالب ہے پس اگر آدمی ایک سختی دیکھے دو آسانیاں پاوے ایک دنیا میں اور دوسری آخرت میں جیسے کہ مسلمانوں نے رنج و
محنت اٹھائی دنیا میں ساتھ محتاجگی اور سختی کے پس آسانی دیکھی دنیا میں ساتھ فتح اور مدد کے اور آخرت میں دیکھینگے نعمت اور راحت اور چین بہشت کی اور [illegible]
کا یہ تمام الفاظ اور حدیث میں آئے ہیں کہ مشکوۃ و مصابیح میں نہیں لایا وعن سعد قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من سعادة ابن آدم رضاه بما قضی الله
له ومن شقاوة ابن آدم ترکه استخارة الله ومن شقاوة ابن آدم سخطه بما قضی الله له رواه احمد والترمذی وقال هذا حدیث غریب اور روایت ہے سعد سے کہا فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نیکبختی بیٹے آدم کے سے ہے راضی ہونا اسکا ساتھ اس چیز کے کہ مقدر کی ہے اللہ نے واسطے اسکے اور بدبختی بیٹے آدم کے سے ہے چھوڑنا اسکا
مانگنے خیر کو اللہ تعالیٰ سے اور بدبختی ابن آدم کے سے ہے غضب اور ناخوش ہونا اسکا ساتھ اس چیز کے کہ مقدر کی ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے اسکے روایت کی یہ احمد اور ترمذی
نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب ہے قولہ نیکبختی الخ یعنے نیکبختی یہ ہے کہ طلب خیر کی کرے اللہ سے پھر راضی ہو اُس چیز پر کہ حکم کیا ہے ساتھ اسکے اور مقدر کیا ہے اسکو یعنے کہ
کرتا ہے اسپر مقابلہ اسکا کہ وہ یہ ہے اور بدبختی الخ اور چھوڑنا اسکا مانگنے خیر کو اللہ سے یعنے آدمی کو چاہیے کہ ہمیشہ طلب کرے خیر کو خدا تعالیٰ سے اور جب کہ فرمایا کہ آدمی کو چاہیے کہ
راضی ہو ہر حال تو لازم یہ ہوا کہ گویا گناہ اور نافرمانیات میں بھی راضی ہو فرمایا ہمیشہ چاہیے کہ آدمی پروردگار تعالیٰ سے طالب خیر ہو تاکہ اسکو راہ خیر اور بندگی پر لیجاوے اور شر
اور نافرمانیات سے نگاہ رکھے اور راضی ہونا قضائے الٰہی پر بہت بڑی چیز ہے کہ نام رکھا گیا ہے اسکا مقام افخم اور راضی ہونے کو قضائے الٰہی پر کہ وہ ترک کرنا غضب کا ہے
علامت سعادت کی ابن آدم کے کی سبب دو امروں کے ایک تو اسلیے کہ فارغ ہو عبادت کے لیے کہ جب وہ راضی ہوا ساتھ قضا کے تو کم ہوگا اسکا تفکر اور پریشانی دل بسبب
حوادث کے اور کہیگا کیوں ہوا ایسا اور کیوں نہ ہوا ایسا اور دوسرے اسلیے کہ تا گرفتار ہو غضب اللہ تعالیٰ کے میں سبب غضب اپنے کے اور غضب بندہ کا یہ ہے کہ
ذکر کرے غیر اس چیز کو کہ قضا کی ہے اللہ تعالیٰ نے اسکے لیے کہ اصلح اور اولے ہے بیچ اس چیز کے کہ نہیں یقین ہے فساد و صلاح اسکے کا اور حقیقت استخارہ کی یہ ہے کہ طلب
خیر کو اللہ سے تمام امور میں بلکہ یہ اعتقاد کرے کہ انسان نہیں جانتا ہے اپنے خیر و شر کو وعسی ان تکرهوا شیئا وهو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وهو شر لکم والله یعلم وانتم لا تعلمون پھر ترک کرے
اس طرح کا اعتقاد کرے کہ نہیں واقع ہوتا دنیا میں غیر خیر کے چنانچہ اسی لیے وارد ہوا ہے الخیر بیدیک والشر لیس الیک پھر سبب دعائے استخارہ ہے بعد تحقیق [illegible]
سکے بیچ امر مہم کے امور دینیہ اور دنیویہ سے اور اقل اسکا یہ ہے کہ کہے اللهم خر لی واختر لی فلا تکلنی الی اختیاری اور کامل یہ ہے کہ پڑھے دو رکعت نماز کی پھر وہ دعا استخارہ پڑھے
کہ مشہور ہے صفت میں اور اوپر ذکر کی گئی اور روایت کیا ہے طبرانی نے اوسط میں انس سے مرفوع ما خاب من استخار ولا ندم من استشار ولا عال من اقتصد اور کہا بعض حکما
نے کہ جو شخص دیا گیا چار چیزیں نہیں منع کیا گیا چار چیزوں سے جو شخص کہ دیا گیا شکر نہیں منع کیا گیا زیادتی سے اور جو شخص کہ دیا گیا توبہ نہیں منع کیا گیا قبول سے اور جو شخص
دیا گیا استخارہ نہیں منع کیا گیا خیر سے اور جو شخص دیا گیا مشورہ نہیں منع کیا گیا صواب سے ہے الفصل الثالث فصل تیسری عن جابر انه غزا مع النبی صلی الله
علیه وسلم قبل نجد فلما قفل رسول الله صلی الله علیه وسلم قفل معه فادرکتهم القائلة فی واد کثیر العضاه فنزل رسول الله صلی الله علیه وسلم وتفرق الناس یستظلون
بالشجر فنزل رسول الله صلی الله علیه وسلم تحت سمرة فعلق بها سیفه ونمنا نومة فاذا رسول الله صلی الله علیه وسلم یدعونا واذا عنده اعرابی فقال ان هذا اخترط علی
سیفی وانا نائم فاستیقظت وهو فی یده صلتا قال من یمنعک منی فقلت الله ثلثا ولم یعاقبه وجلس متفق علیه وفی روایة ابی بکر الاسماعیلی فی صحیحه فقال من یمنعک
منی قال الله فسقط السیف من یده فاخذ رسول الله صلی الله علیه وسلم السیف فقال من یمنعک منی فقال کن خیر آخذ فقال تشهد ان لا اله الا الله وانی رسول الله قال لا
ولکنی اعاهدک علی ان لا اقاتلک ولا اکون مع قوم یقاتلونک فخلی سبیله فاتی اصحابه فقال جئتکم من عند خیر الناس هکذا فی کتاب الحمیدی وفی الریاض روایت
ہے جابر سے کہ تحقیق انہوں نے جہاد کیا ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جانب نجد کے پس جب کہ پھرے حضرت جہاد سے پھرے جابر بھی ساتھ حضرت کے پس پہونچی حضرت کو

دوپہر میں ایک جنگل کے کہ بہت تھے درخت کیکر کے پس اترے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور متفرق ہوئے لوگ درحالیکہ سایہ طلب کرتے تھے ساتھ درختوں کے یعنی ٹھہرا
نیچے ایک درخت کے گیا اور قیلولہ کیا پس اترے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نیچے ایک درخت کیکر کے پس لٹکا دی اسکی ٹہنی میں تلوار اپنی اور سوئے ہم کچھ سونا پس ناگہاں
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بلاتے تھے ہمکو پس آئے ہم انکے پاس اور ناگہاں انکے پاس ایک اعرابی یعنی بدو کافر حاضر تھا پس فرمایا آنحضرت نے کہ اس اعرابی نے
کھینچی مجھ پر تلوار میری اس حال میں کہ میں سوتا تھا پس جاگا میں اس حال میں کہ تلوار میری اسکے ہاتھ میں تھی ننگی کہا اعرابی نے کہ کون بچا دیگا تجکو میری ایذا سے پس کہا
میں نے کہ اللہ تعالیٰ بچا دیگا تین بار کہا پھر کر اور عذاب نکیا حضرت نے اس اعرابی کو اور بیٹھے یعنی بعد اسکے کہ تھے لیٹے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور بیچ روایت
ابی بکر اسماعیلی کے کہ بیچ صحیح اپنی کے لایا ہے یوں آیا ہے کہ پس کہا اس اعرابی نے آنحضرت کو کہ کون بچا دیگا تجکو مجھسے فرمایا حضرت نے کہ اللہ بچا دیگا پس گر پڑی تلوار اعرابی
کے ہاتھ سے پس لی آنحضرت نے تلوار اور کہا کہ کون بچا دیگا تجکو مجھسے پس کہا اعرابی نے آنحضرت کو کہ ہو تم بہتر پکڑنے والے یعنی مہربانی کرو اور معاف کرو پس فرمایا
آنحضرت نے کہ گواہی دیتا ہے تو اسکی کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور تحقیق میں رسول اللہ کا ہوں یعنی مسلمان ہوتا ہے تو پس کہا اعرابی نے کہ مسلمان نہیں ہوتا میں ولیکن
میں عہد کرتا ہوں تمسے اسپر کہ نہ لڑونگا میں تمسے اور نہ ہونگا میں ساتھ اس قوم کے کہ لڑیں تمسے پس خالی چھوڑ دیا حضرت نے اعرابی کو پس آیا اعرابی اپنی قوم کے
پاس اور کہا کہ آیا ہوں میں تمہارے پاس نزدیک بہترین آدمیوں کے سے اسی طرح ہے یہ حدیث متفق علیہ ساتھ زیادتی کے بیچ کتاب حمیدی کے اور بیچ کتاب
ریاض الصالحین کے کہ تصنیف امام محی الدین نووی کی ہے ف لفظ نجد ساتھ زبر نون اور جزم جیم کے اصل میں زمین بلند کو کہتے ہیں اور اب نام ہے اسی دیار کا کہ اسکو تہامہ
کہتے ہیں میں عراق تک اور لفظ عضاہ ساتھ زبر عین کے جمع عضہ کی ہے یعنی درخت خار دار کے اور مجمع البحار میں کہا کہ عضاہ درخت کیکر کے اور سمرہ ساتھ زبر سین اور
پیش میم کے اس درخت کو کہتے ہیں کہ بڑا ہو عضاہ میں سے ۔ ع ح (وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اٰیَۃً لَوْ اَخَذَ النَّاسُ بِہَا لَکَفَتْہُمْ وَمَنْ
یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ) اور روایت ہے ابی ذر سے کہ تحقیق فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق میں البتہ
جانتا ہوں ایک آیت اگر عمل کریں لوگ اسپر یعنی فقط اسپر تو البتہ کفایت کرے انکو یعنی تمام افعال و اوراد سے سر اس آیت کا یہ ہے اور جو شخص کہ تقویٰ کرے اللہ سے
کردیتا ہے اللہ اسکے لیے خلاص ہونا یعنی غموں دنیا اور آخرت کے سے اور روزی دیتا ہے اسکو اس جگہ سے کہ گمان نہیں کرتا یعنی بے رنج و تردد نقل کی یہ احمد اور ابن ماجہ
اور دارمی نے ف مابعد اسکے آیۃ یوں ہے ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ ان اللہ بالغ امرہ قد جعل اللہ لکل شیء قدرا اور مراد حضرت کی آیت سے یہ ساری آیت ہے پس ومن
یتق اللہ سے حیث لا یحتسب تک اشارہ ہے طرف اسکے کہ اللہ تعالیٰ کفایت کرتا ہے اسکو تمام ان چیزوں سے کہ ڈرتا ہے اور مکروہ رکھتا ہے انکو امور دنیا اور آخرت سے اور ومن
یتوکل علی اللہ الخ اشارہ ہے طرف اسکے کہ وہ اللہ تعالیٰ کفایت کرتا ہے اسکو تمام ان چیزوں سے کہ طلب کرتا ہے انکو اور ڈھونڈھتا ہے امور دنیا اور آخرت سے اور بالغ امرہ
تمہاری کرنیوالا ہے امر اپنے کو اور اس میں بیان ہے واسطے واجب ہونے توکل کے اللہ پر اور تفویض امر کے طرف اسکی اسلیے کہ جب اسنے جانا کہ ہر چیز قسم رزق
اور مانند اسکی اس سے نہیں ہوتی ہے مگر تقدیر اور توفیق اللہ تعالیٰ کے نہ باقی رہی مگر تسلیم واسطے قدر کے اور توکل ۔ ع (وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَقْرَاَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَنَا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ہٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ) اور روایت ہے ابن مسعود سے کہ کہا ابن مسعود نے کہ سکھائی
مجکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کہ تحقیق میں ہوں روزی دینے والا زور آور اور استوار نقل کی یہ ابوداؤد اور ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے ف
یہ قرات شاذہ ہے اور قرات مشہورہ یہ ہے ان اللہ ہو الرزاق ذو القوۃ المتین اور حاصل یہ کہ جب ایسا ہو تو واجب ہے کہ نہ بھروسا کرے مگر اسپر اور نہ سپرد کرے مگر طرف اسکے
ع (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ اَخَوَانِ عَلٰی عَہْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَانَ اَحَدُہُمَا یَاْتِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْاٰخَرُ یَحْتَرِفُ فَشَکَی الْمُحْتَرِفُ اَخَاہُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ لَعَلَّکَ تُرْزَقُ بِہٖ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ہٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ) اور روایت ہے انس سے کہ کہا تھے دو بھائی حضرت کے زمانے میں پس تھا ایک ان دو بھائیوں میں
سے کہ آتا تھا آنحضرت کے پاس یعنی چونکہ وہ مجرد و متعبد تھا اکثر حضرت کی خدمت میں پہونچتا تھا واسطے طلب علم اور معرفت کے اور دوسرا بھائی کچھ حرفہ کرتا تھا یعنی

کماتا تھا اسباب معیشت کا اور دونوں ساتھ کھاتے تھے پس شکوہ کیا اس بھائی حسب فرکرنے والے نے اپنے بھائی کا آنحضرت سے یعنے شکوہ کیا کہ یہ میرے حرفہ میں میرا ہاتھ بٹاتا ہے اور نہ آپ اور کسب کرتا ہے اپنی معیشت کے لیے پس بوجھ اسکے بار خرچ کا بھی مجھی پر پڑا ہے پس فرمایا حضرت نے کہ شاید تو رزق دیا جاتا ہے برکت اسکے کے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث صحیح غریب ہے ف یعنے سبب اسکے غمخواری اور خرچ کرنے کے اسپر یہ کہ وہ رزق دیا جاتا ہے بسبب حرفہ تیرے کے پس نہ احسان رکھ اسپر اس حدیث میں دلیل اسپر کہ جائز ہے یہ کہ ترک کرے انسان شغل دنیا کا اور متوجہ ہووے طرف علم وعمل و تجرد کی کے واسطے زاد عقبے کے اور دلیل ہے اسپر کہ خرچ کرنا فقرا پر اور خبر گیری انکی اپنے ذمہ کر لینی خصوصا ذوی رحم کی سبب کثرت رزق اور برکت اسکے کی ہے شعر (وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ قَلْبَ ابْنِ آدَمَ بِكُلِّ وَادٍ شُعْبَةٌ فَمَنْ أَتْبَعَ قَلْبَهُ الشُّعَبَ كُلَّهَا لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ بِأَيِّ وَادٍ أَهْلَكَهُ وَمَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ كَفَاهُ الشُّعَبَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ) اور روایت ہے عمرو بیٹے عاص کے سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق دل آدمی کے لیے ہر جنگل میں ایک شاخ اور قطعہ ہے یعنے ہر طرح کی فکر میں ہیں اسکے خاطر میں بیچ اسباب رزق کے اور حاصل کرنے اسکے کے پس جس شخص نے کہ پیچھے ڈالا اپنے دل کو سارے شعبوں کے یعنے درپے ان فکروں کے دل جاوے اور تفرقہ میں پڑے نہیں پروا کرتا اللہ تعالی کہ بیچ کس جنگل کے ہلاک کرے اسکو اور جانا اسکا اس عالم سے کس شغل میں اتفاق پڑے اور کس حالت میں موت اسکی پہونچے اور جو کوئی توکل کرے اللہ پر اور سونپے کار اپنا اللہ کو کفایت کرے اللہ تعالے اسکو تمام تفرقوں اور حاجتوں اور مہموں کو تا کون اسکے کو نقل کی یہ ابن ماجہ نے (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَبُّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ لَوْ أَنَّ عَبِيدِي أَطَاعُونِي لَأَسْقَيْتُهُمُ الْمَطَرَ بِاللَّيْلِ وَأَطْلَعْتُ عَلَيْهِمُ الشَّمْسَ بِالنَّهَارِ وَلَمْ أُسْمِعْهُمْ صَوْتَ الرَّعْدِ رَوَاهُ أَحْمَدُ) اور روایت ہے ابی ہریرہؓ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرماتا ہے پروردگار تمہارا غالب و بزرگ کہ اگر تحقیق بندے میری فرمانبرداری کریں میری یعنے بیچ امر و نہی میری کے البتہ برساؤں میں اوپر انکے رات کو سوتے ہوں آرام سے اور نکالوں میں اوپر دھوپ دن کو یعنے تاکہ وہ اپنے امور وکسبوں میں مشغول ہوں اور نہ سناؤں میں انکو آواز گرج کی یعنے نہ رات کو اور نہ دن کو تاکہ نہ ڈریں اور نہ گھبراویں پس نہ ضرر پاویں نقل کی یہ احمد نے (وَعَنْهُ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى أَهْلِهِ فَلَمَّا رَأَى مَا بِهِمْ مِنَ الْحَاجَةِ خَرَجَ إِلَى الْبَرِّيَّةِ فَلَمَّا رَأَتِ امْرَأَتُهُ قَامَتْ إِلَى الرَّحَى فَوَضَعَتْهَا وَإِلَى التَّنُّورِ فَسَجَرَتْهُ ثُمَّ قَالَتِ اللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا فَنَظَرَتْ فَإِذَا الْجَفْنَةُ قَدِ امْتَلَأَتْ قَالَ وَذَهَبَتْ إِلَى التَّنُّورِ فَوَجَدَتْهُ مُمْتَلِئًا قَالَ فَرَجَعَ الزَّوْجُ قَالَ أَصَبْتُمْ بَعْدِي شَيْئًا قَالَتِ امْرَأَتُهُ نَعَمْ مِنْ رَبِّنَا وَقَامَ إِلَى الرَّحَى فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَمَا إِنَّهُ لَوْ لَمْ يَرْفَعْهَا لَمْ تَزَلْ تَدُورُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ أَحْمَدُ) اور روایت ہے انہیں ابو ہریرہؓ سے کہ کہا داخل ہوا ایک شخص اپنے اہل وعیال پر پس جبکہ دیکھی اس شخص نے وہ چیز کہ ساتھ انکے تھی یعنے حاجت وفقر و فاقہ نکلا طرف جنگل کے یعنے واسطے تضرع کے طرف خالق کے پس جبکہ دیکھا اسکی عورت نے یعنے ہاتھ خالی ہونا اپنے خاوند کا اور چلے جانا اہل کے پاس سے سبب حیا کے کھڑی ہوئی اور گئی طرف چکی کے پس رکھا اسکو یعنے آگے اپنے یا رکھا اوپر کا پتھر چکی کا نیچے کے پتھر پر یا معنے یہ ہیں کہ تیار کیا اسکو اور صاف کیا اسکو امید اسکے کہ شوہر اسکا کہ باہر گیا ہے کچھ لادے اور اسکو پیسکر روٹی پکاوے اور کھڑی ہوئی طرف تنور کے پس گرم کیا اسکو یعنے روٹی لگانے کے لیے پھر دعا کی عورت نے کہ خداوندا رزق دے ہمکو یعنے اپنے پاس سے تو خیر الرازقین ہے در منقطع ہو گئی طمع ہماری خلق سے پھر پس نگاہ کی عورت نے پس ناگہاں گرانڈ چکی کا بھرا ہوا تھا آٹے سے کہا راوی نے اور گئی عورت طرف تنور کے یعنے تاکہ روٹی لگاوے اس میں بعد گوندھنے آٹے کے پس پایا اسکو بھرا ہوا روٹیوں سے یعنے اس آٹے کی خود بخود روٹیاں ہو کر تنور میں جا لگیں یا آٹا گرانڈ میں سجال ہو رہا اور تنور میں روٹیاں غیب سے پیدا ہوئیں کہا راوی نے پس پھر کر آیا خاوند یعنے بعد دعا کرنے کے کہا کہ پایا تینے بعد جانے میرے کے کچھ یعنے قسم غلے سے کہ پیسکر روٹی پکائی تمنے کہا عورت نے کہ ہاں ہمارے پروردگار کی طرف سے عنایت ہوا ہے یعنے خلق کی طرف سے سبب عادت کے نہیں ملا ہے بلکہ محض غیب سے اللہ تعالے نے عطا فرمایا اور کھڑا ہوا یعنے پس تعجب کیا خاوند نے اور کھڑا ہوا طرف چکی کے یعنے اٹھایا اسکو تاکہ دیکھے اثر اسکا پس ذکر کیا گیا یہ ماجرا روبرو حضرتؐ کے پس فرمایا آگاہ ہو تحقیق شان یہ ہے کہ اگر نہ اٹھاتا وہ شخص چکی کو ہمیشہ پھرتی رہتی اور آٹا نکالتی رہتی روز قیامت تک نقل کی یہ احمد نے ف اور یہ امر بسبب برکت صبر و توکل کے تھا اور یہ ماجرا حضرت کے وقت کا ہے یا اگلی امت کا ہے (وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الرِّزْقَ لَيَطْلُبُ الْعَبْدَ كَمَا يَطْلُبُهُ أَجَلُهُ رَوَاهُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ) اور روایت ہے ابی درداؓ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق رزق البتہ ڈھونڈھتا ہے بندہ کو جیسے کہ ڈھونڈھتی ہے اسکو اجل اسکی روایت کی یہ ابو نعیم نے کتاب حلیہ میں ف یعنی پہونچا دونوں کا یقینی ہے اور جیسے کہ حاجت نہیں ہے کہ کوئی مرگ کو ڈھونڈھے اور حاصل کرے بالضرور پہونچتی ہے ایسے ہی رزق کو حاجت نہیں ہے کہ ڈھونڈھیں جو کچھ مقدر ہے بالضرور پہونچتا ہے ڈھونڈھیں یا نہ ڈھونڈھیں اور اگر ڈھونڈھیں رزق ڈھونڈھنے سے نہیں پہونچتا ہے ڈھونڈھنا بھی مقدر ہے یعنی توکل خدا پر کرنا چاہیے اور یقین واثق ساتھ ضامن ہونے اللہ تعالی کے رزق کا رکھنا چاہیے اور اضطراب نہ کرنا چاہیے اور اگر کچھ طلب ہو تو واسطے قائم کرنے رسم عبودیت کے ساتھ اعتماد کرنے کے اوپر ضمانت حق کے تو یہ بھی درست ہے ؎ رہ توکل کن طلب زان پا درست ؛ رزق تو بر تو ز تو عاشق ترست ؛ کذا ذکر الشیخ رح اور ملا علی نے بعد الفاظ حدیث کے لکھا کر لکھتا ہوں میں بلکہ حصول رزق کا سابق تر اور جلد تر پہونچنے اجل اسکی سے اسلیے کہ اجل نہیں آتی ہے مگر بعد فراغ رزق کے فرمایا اللہ تعالی نے اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم نقل کیا ہے میرک نے منذری سے کہ روایت کیا طبرانی نے اس حدیث کو ابن ماجہ نے اپنے صحیح میں اور بزار نے اور روایت کیا ہے اسکو طبرانی نے ساتھ اسناد جید کے مگر یہ کہا ان الرزق لیطلب العبد اکثر مما یطلبہ اجلہ اور یہ موقع ہے میری تقریر کی جو اوپر لکھی ہے میں نے اور روایت کی ابو نعیم نے حلیہ میں بطریق مرفوع کے لو ان ابن آدم ہرب من رزقہ کما یہرب من الموت لادرکہ رزقہ کما یدرکہ الموت ؛ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَحْکِیْ نَبِیًّا مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ ضَرَبَہٗ قَوْمُہٗ فَاَدْمَوْہُ وَہُوَ یَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَّجْہِہٖ وَیَقُوْلُ اَللّٰہُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّہُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ اور روایت ہے ابن مسعود سے کہا گویا کہ میں دیکھتا ہوں طرف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکایت کرتے ہیں حال ایک پیغمبر کا پیغمبروں میں سے اور دکھاتے ہیں صورت انکی مارا ان پیغمبر کو انکی قوم نے پس لہولہان کیا انکو اور حالانکہ وہ پیغمبر پونچھ کرتے تھے اور پونچھتے جاتے تھے خون اپنے منہ سے اور کہتے تھے یا الٰہی بخش تو واسطے قوم میری کے اسلیے کہ نہیں جانتے ہیں حقیقت حال میرے کی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف گویا کہ میں دیکھتا ہوں الخ یعنی حضرت کا بیان فرمانا مجھے خوب یاد ہے اور آنکھوں کے سامنے ہے یا الٰہی بخش الخ یعنی انکے اس فعل کو یعنی اسکو کہ عذاب کر انکو ساتھ اس فعل کے دنیا میں اور نہ استیصال کرنا انکا والا معلوم ہے کہ مغفرت کفار کی یعنی عفو کرنے انکی شرک و کفر سے غیر جائز ہے بالاجماع اور یہ نہیں جانتے یہ کمال حلم اور حسن خلق اعلیٰ کر گناہ کیا قوم نے اور انھوں نے عذر کیا انکی طرف سے پروردگار کے آگے کہ انھوں نے نہیں کیا ہے یہ فعل مگر بسبب جہل کے اللہ اور رسول سے اور اس میں اشارہ ہے طرف کہ گناہ ساتھ جہل کے آسان ہے فی الجملہ بہ نسبت گناہ کے ساتھ علم کے چنانچہ اسی سبب وارد ہوا ہے ویل للجاہل مرۃ وویل للعالم سبع مرات اور شیخ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ واقف نہوا میں اوپر تعیین ان پیغمبر مذکور کے اور نام انکے کے کون ہیں اور کہا ہے اور احتمال ہے کہ حضرت نوح پیغمبر ہوں انتہی اور اخبار میں آیا ہے کہ نوح علیہ السلام کو انکی قوم اتنا مارتی تھی کہ خون آلودہ ہو جاتے تھے اور مدتوں زمین پر پڑے رہتے تھے پھر اٹھتے اور دعوت کرتے اور بعضوں نے کہا کہ آنحضرت سے مراد ان پیغمبر سے ذات شریف اپنی رکھی کہ بیچ صورت اجمال و ابہام کے ادا کی اور یہ بات ظاہر تر ہے اور یہ کلام آنحضرت سے روز احد میں روایت کیا گیا ہے واللہ اعلم ؛ ع ح ؛ بَابُ الرِّیَاءِ وَالسُّمْعَۃِ باب ہے دکھانے اور سنانے کا ف ریا مشتق ہے رویت سے اور صراح میں ریا بالقصر والمد اپنے کو ساتھ نیکی کے خلق کو دکھانا اور عین العلم میں کہا کہ ریا ہے طلب کرنا منزلت کا نزدیک لوگوں کے ساتھ عبادت کے یعنی اخص ہے ساتھ عمل ظاہر کے ہوا اور جو کچھ کہ قسم عبادت سے نہو اس میں ریا نہیں ہوتی جیسے کہ کثرت مال و اتباع کی یاد کرنا اشعار کا اور اچھا تیر لگانا ان چیزوں کو دکھاوے تو قبیلہ کبر و افتخار سے ہوگا نہ ریا اور جس چیز سے کہ مقصود طلب جاہ و منزلت کا ہو جیسے کہ مشائخ واسطے دکھانے مریدوں کے اور مائل کرنے دلوں کے اور رغبت دلانے انکے کے اوپر اتباع کے کریں حقیقت میں ریا نہوگا اگرچہ صورت اسکی ہو اور اسی سبب سے کہا ہے کہ ریاء الشیوخ خیر من اخلاص المریدین اور جاننا چاہیے کہ ریا وہ ہے کہ ایک شخص کی ذات میں کچھ کمال ہو اور وہ علم واقع کے اسکو لوگوں کو دکھاوے اور دوست رکھے کہ لوگوں پر ظاہر ہو اور خلق اسکو جانیں اور جو کچھ نا ہو دکھاوے وہ کذب ہے اور نفاق بدتر ہے بر قیاس اسکے کہ کہا ہے علما نے غیبت وہ ہے کہ عیب کہ واقع میں ایسا شخص میں ہو اسکو کہیں اگر نہو تو وہ خود افترا اور بہتان ہوگا اور ریا کی کئی قسمیں ہیں فاحش اور قبیح تر ین اقسام اسکی وہ ہے کہ اس میں قطعاً ارادہ ثواب اور قصد عبادت موجود اللہ کا نہو بلکہ محض واسطے دکھانے خلق کے اور واسطے منزلت کے نزدیک ہو ان کے اس شخص کے کہ لوگوں میں ہوتا ہے تو نماز پڑھتا ہے اور اگر اکیلا ہوتا ہے تو نماز نہیں

سامنے لوگون کے اور جو شخص کہ عمل کرے واسطے دکھانے کے جزا دیگا اسکو اللہ تعالےٰ بجزاء ریاکارون کی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنے دیگا جزا اپنی اس سے طلب
کرعمل اپنے کے لیے کیا تو سنا دیگا اور بعضون نے کہا ہی مراد یہ ہی کہ ظاہر کریگا عمل برے اسکے کہ پوشیدہ رکھتا ہی اور فضیحت اور رسوا کریگا اسکو نزدیک خلق کے دنیا مین یا آخرت کار کرتا ہی نیت فاسد
اور غرض باطل اسکی کو اور ظاہر کریگا لوگون پر کہ عمل اسکا خدا کے لیے نہ تھا اور بعضون نے کہا ہی کہ مراد یہ ہی کہ جو کوئی سنا وے عمل اپنا اور دکھاوے اسکو لوگون کو سنا دیگا
اور دکھا دیگا خدا تعالےٰ ثواب اسکا بغیر اسکے کہ دیوے وہ اسکو تاکہ حسرت دکھاوے اسپر یا مراد یہ ہی کہ جو کوئی کہ دکھاوے اور سنا وے عمل اپنا سنا دیگا اور دکھا دیگا خدا
تعالےٰ اسکو لوگون کو اور ثواب اسکا یہی ہوگا دنیا مین اور محروم ہوگا ثواب آخرت سے شرح (وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قِيلَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يَعْمَلُ الْعَمَلَ
مِنَ الْخَيْرِ وَيَحْمَدُهُ النَّاسُ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ وَيُحِبُّهُ النَّاسُ عَلَيْهِ قَالَ تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہی ابی ذر سے کہ کہا گیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ خبر دیجیے مجکو اس شخص کی کہ کرتا ہی عمل خیر اور تعریف کرتے ہین لوگ اسکی اس کام پر حکم اسکا کیا ہی آیا باطل ہوتا ہی ثواب اسکا یا نہین اور ایک روایت مین بجائے یحمدونہ
علیہ کے یہ عبارت بھی آئی ہی کہ دوست رکھتے ہین اسکو لوگ اس کام پر فرمایا آنحضرت نے کہ وہ تعریف کرنی لوگون کی اور دوست رکھنا انکا اسکو جلدی خوشخبری دینی مسلمان
کی ہی نقل کی یہ مسلم نے ف یعنے خوشخبری ناجبری کہی باقی ہی آخرت مین اور یعنے پہلے اس سے کہ آخرت مین ثواب اس عمل کا پاوے دنیا مین ثواب اسکا پایا کہ لوگون نے
تعریف کی اور دوست رکھا اسکو اور یہ گویا بشارت دینی ہی اسکو ساتھ ثواب آخرت کے اور یہ ریا نہین ہی اسلیے کہ قصد اسکا ثواب آخرت تھا حق تعالےٰ نے اپنے فضل سے دنیا
مین بھی ثواب دیا شرح اَلْفَصْلُ الثَّانِي فصل دوسری (عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ أَبِي فَضَالَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَمَعَ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ
فِيهِ نَادَى مُنَادٍ مَنْ كَانَ أَشْرَكَ فِي عَمَلٍ عَمِلَهُ لِلّٰهِ أَحَدًا فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ رَوَاهُ أَحْمَدُ) روایت ہی ابی سعید بیٹے ابی فضالہ
کے سے انہنے نقل کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا جسوقت کہ جمع کریگا خدا تعالےٰ لوگون کو دن قیامت کے واسطے حساب و جزا اس دن کے
کہ نہین شک بیچ آنے اسکے کے پکارے گا فرشتہ پکارنے والا جس شخص نے کہ شریک کیا کسی کو سوائے خدا کے بیچ عمل کے کہ کیا اسکو واسطے خدا کے یعنے ریا کیا دنیا مین
پس چاہیے کہ طلب کرے ثواب اپنے عمل کا غیر خدا کے پاس سے کہ شریک کیا اسکو اسلیے کہ خدا تعالےٰ سب سے بے نیاز تر ین شریکون کا ہی شرک سے نقل کی یہ احمد نے
ف کہا طیبی نے کہ لام لیوم کا متعلق ہی جمع کے اور معنے اسکے یہ ہین کہ جمع کریگا اللہ خلق کو واسطے اس دن کے کہ ضرور ہی حصول اسکا اور نہین شک ہی اسکے واقع
ہونے مین تاکہ جزا دے ہر نفس کو ساتھ اس چیز کے کہ کی ہی اور لفظ یوم القیمۃ تمہید ہی اسکے لیے اور جائز ہی یہ کہ ہو ظرف جمع کا جیسے کہ آیا ہی استعمال مین اذا کان یوم
القیمۃ یجمع اللہ الاولین والآخرین لیوم لاریب فیہ الحدیث اس تقدیر پر لفظ لیوم مظہر ہی کہ واقع ہوا ہی مقام مضمر کے ای جمع الخلق یوم القیمۃ لیجزیہم فیہ شرح (وَعَنْ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ سَمَّعَ النَّاسَ بِعَمَلِهِ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ أَسَامِعَ خَلْقِهِ وَحَقَّرَهُ وَصَغَّرَهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ) اور روایت ہی
عبد اللہ بن عمرو سے کہ تحقیق ابن عمرو نے سنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جو شخص کہ سنا دے لوگون کو عمل اپنے اور مشہور کرے اپنے تئین نزدیک انکے
ساتھ عمل اپنے کے سنا دیگا اللہ تعالےٰ اسکے عمل ریائی کو کانون خلق اپنے کے تئین یعنے پہونچا دیگا اللہ تعالےٰ خلائق کے کانون مین کہ یہ ریاکار ہی اور مشہور کریگا اسکو
ساتھ اسکے لوگون مین اور فضیحت کریگا اسکو دن قیامت کے اور حقیر و ذلیل کریگا اسکو یعنے دنیا اور آخرت مین نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان مین (وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَتْ نِيَّتُهُ طَلَبَ الْآخِرَةِ جَعَلَ اللّٰهُ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ وَجَمَعَ لَهُ شَمْلَهُ وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ وَمَنْ كَانَتْ نِيَّتُهُ طَلَبَ الدُّنْيَا جَعَلَ اللّٰهُ الْفَقْرَ
بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَشَتَّتَ عَلَيْهِ أَمْرَهُ وَلَا يَأْتِيهِ مِنْهَا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ أَبَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ) اور روایت ہی انس سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کہ ہو نیت اسکی یعنے قصد اصلی اسکا بیچ امر علمی اور عملی کے طلب ثواب آخرت کا یعنے رضامندی اپنے مولےٰ کی گردانتا ہی اللہ تعالےٰ نے پروائی
اسکے دل مین یعنے بے پروا کر دیتا ہی اسکو خلق سے کہ ریا کرے ساتھ انکے اور بوسیلہ انکے مال وجاہ انسے بہم پہونچا وے اور جمع کرتا ہی اسکے لیے پریشانیان اسکی اور خاطر جمعی
کرتا ہی اسکی ساتھ مہیا کرنے اسباب معیشت کے ایسی جگہہ سے کہ نہین جانتا ہی اور آتی ہی اسکے پاس دنیا یعنے وہ چیز کہ مقدار اور قسمت کی گئی ہی اسکے لیے دنیا مین سے

حالانکہ دنیا ذلیل اور بیقدر ہوتی ہے نزدیک اسکے یعنے بغیر طلب اور سعی اور محنت اور خواری کے اسباب و حوائج معیشت کے ہاتھ آتے ہیں اور جو شخص کہ ہو نیت و قصد اسکا طلب دنیا کا کر دیتا ہے خدا تعالیٰ محتاجگی یعنے طرف خلق کے مانند امر محسوس کے حاضر آگے آنکھوں اسکی کے اور پراگندہ اور پریشان کرتا ہے اسپر کام اسکا اور نہیں آتی اسکے پاس دنیا میں سے مگر وہ چیز کہ تقدیر کی گئی ہے واسطے اسکے نقل کی یہ ترمذی نے اور نقل کی یہ احمد اور دارمی نے ابان سے کہ نقل کی انہوں نے زید بن ثابت سے ف یعنے بیچ طلب کرنے آخرت کے اور عمل کرنے کے واسطے اسکے جمعیت خاطر کی ہے اور ساتھ آسانی کے پہونچنا رزق کا اور بیچ طلب دنیا کے پریشانی اور سرگردانی ہے اور رزق وہی ہے کہ مقدر ہے ۳۔ ح (وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَیْنَا اَنَا فِیْ بَیْتِیْ فِیْ مُصَلَّایَ اِذْ دَخَلَ عَلَیَّ رَجُلٌ فَاَعْجَبَنِی الْحَالُ الَّتِیْ رَاٰنِیْ عَلَیْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَكَ اللّٰهُ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ لَكَ اَجْرَانِ اَجْرُ السِّرِّ وَاَجْرُ الْعَلَانِیَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ) اور روایت ہے ابی ہریرہؓ سے کہا میں نے یا رسول اللہ اسوقت کہ میں بیچ گھر اپنے کے مصلے پر تھا یعنے نماز میں تھا کہ ناگہاں داخل ہوا مجھپر ایک شخص پس خوش لگا مجکو وہ حال کہ دیکھا اس شخص نے مجکو اس حال پر کہ نماز گذار رہا ہے یعنے جو شخص آکر رہا ہوگا یا نہیں پس فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ رحمت کرے تجکو اللہ تعالےٰ اے ابو ہریرہ واسطے تیرے دو ہرا ثواب ہے ثواب پوشیدہ کا اور ثواب ظاہر کا نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ف ظاہر اخوشحالی ابو ہریرہ کی بیچ دیکھنے کے اسکو اس حال پر بسبب اسکے تھی کہ وہ مرد دیکھنے والا اتباع اسکا کرے اور وہ بھی ساتھ اس حال کے متصف ہو یا بسبب اسکے کہ حکم مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا کے اسکو ثواب عمل کرنے والے کا اسپر حاصل ہوا اور یہ ظاہر تر ہے کہ خوش ہونا اسکا تھا بسبب اصل طبیعت کے کہ مطابق شرع کے ہے یعنے خوش آتا ہے اسکو یہ کہ دیکھے اسکو کوئی اچھی حالت پر اور مکروہ رکھتا ہے یہ کہ دیکھے اسکو کوئی بری حالت میں قطع نظر اسکے کہ وہ بیچ عمل کے خیال ریا اور سمعہ کے ہیں ہوگا یہ قبیلہ فرمانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے مَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهٗ وَسَاءَتْهُ سَیِّئَتُهٗ فَهُوَ مُؤْمِنٌ اور فرمایا اللہ تعالےٰ نے قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا ہو خیر مما یجمعون پس مومن خوش ہوتا ہے بسبب توفیق اعمال کے جیسے کہ غیر مومن خوش ہوتا ہے بسبب بہت ہونے اموال کے اور ممکن ہے خوش ہونا ابو ہریرہ کا بسبب دیکھنے اس مرد کے انکو نماز میں بسبب شکر اللہ اسکے ہو کہ بارے درمیان مسلمانوں کے ساتھ عبادت و توفیق کے نامزد اور معلوم ہوا اور جلوہ قائم کرنے والوں نماز کے سے کہ قوی تر ارکان اسلام سے ہے ہوا اور گواہ مسلمان اسپر گواہ ہوا اور یہ معنے انسب ہیں ساتھ معنے سر و علانیۃ کے واللہ اعلم بالاحوال ۴۔ ح (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ یَخْتِلُوْنَ الدُّنْیَا بِالدِّیْنِ یَلْبَسُوْنَ لِلنَّاسِ جُلُوْدَ الضَّاْنِ مِنَ اللِّیْنِ اَلْسِنَتُهُمْ اَحْلٰی مِنَ السُّكَّرِ وَقُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الذِّئَابِ یَقُوْلُ اللّٰهُ اَبِیْ یَغْتَرُّوْنَ اَمْ عَلَیَّ یَجْتَرِئُوْنَ فَبِیْ حَلَفْتُ لَاَبْعَثَنَّ عَلٰی اُولٰٓئِكَ مِنْهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِیْمَ فِیْهِمْ حَیْرَانَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نکلینگے آخر زمانہ میں کتنے ایک آدمی طلب کرینگے دنیا کو ساتھ عمل اہل آخرت کے پہنینگے واسطے لوگوں کے یعنے واسطے انکے چمڑے دنبے کے یعنے دنبے کے پوست پہنینگے مانند کمل وغیرہ کے تاکہ گمان کریں انکو لوگ عابد و زاہد تارک دنیا راغب عقبےٰ واسطے اظہار نرمی اور تملق اور تواضع کے تاکہ لوگ مرید و معتقد ہوں انکے زبانیں انکی شیریں زیادہ شکر سے ہونگی یعنے بیچ باتوں کے شیریں اور نرم اور دوستداروں کے سے کہنے کے اور دل انکے دل بھیڑیوں کے سے یعنے بیچ سختی اور دشمنی کرنے کے اہل تقویٰ سے اور غالب ہونے صفات بہیمہ اور درندوں اور شہوات حیوانیہ کے فرماتا ہے اللہ تعالےٰ کیا بسبب مہلت دینے اور چھوڑنے میرے کے انکو مغرور ہوتے ہیں اور فریب کھاتے ہیں یعنے اور نہیں جانتے کہ میں ذلیل دیتا ہوں یا مراد اغترار سے یہاں نہ ڈرنا ہے اللہ تعالےٰ سے اور ترک کرنا توبہ کا اپنے فعل برے سے یعنے پس نہیں ڈرتے غضب اور عذاب میرے سے یا اور مخالفت میری کی جرات کرتے ہیں یعنے بسبب مکر کرنے انکے کے لوگوں سے بیچ اظہار اعمال صالحہ کے پس اپنی قسم کھاتا ہوں کہ البتہ مسلط کرونگا ان لوگوں پر انہیں میں سے یعنے بسبب مسلط کرنے بعض انکے کے بعض پر بلا و آشوب کہ چھوڑیگا مرد عاقل کو ان میں متحیر کہ نہیں قدرت رکھیگا اسکے دفع کی اور نہ خلاص ہونے کی اس سے نہ ساتھ قائم ہونے کے اس میں اور نہ ساتھ بھاگنے کے اس سے نقل کی یہ ترمذی نے ف لفظ یختلون ساتھ خا معجمہ اور تا فوقیہ کے یعنے طلب کرینگے دنیا کو ساتھ عمل آخرت کے یا بدل لینگے دنیا کو ساتھ دین کے اور اختیار کرینگے دنیا کو دین پر اور ظاہر تر یہ ہے کہ معنے اسکے یہ ہیں کہ فریب دینگے اہل دنیا کو ساتھ عمل دین کے یعنے فریب دینگے بیچ طلب کرنے دنیا کے ساتھ اظہار زہد اور تورع اور پہننے لباس دینداروں کے بطریق ریا اور سمعہ کے جیسے کہ دلالت کرتا ہے اسپر قول حضرت کا یلبسون للناس الخ

وعن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ تبارک وتعالی قال لقد خلقت خلقا السنتهم احلی من السکر وقلوبهم امر من الصبر فبی حلفت لاتیحنهم فتنة تدع الحلیم منهم حیران فبی یغترون ام علی یجترؤن رواه الترمذی وقال هذا حدیث غریب ۔ اور روایت ہے ابن عمرؓ سے اُنہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا کہ البتہ تحقیق پیدا کی میں نے ایک مخلوقات کہ زبانیں انکی شیریں زیادہ شکر سے ہیں اور دل انکے تلخ تر ہیں ایلوے سے پس میں اپنی قسم کھاتا ہوں کہ البتہ اتاروں گا انپر فتنہ کہ چھوڑیگا دانا کو ان میں حیران کیا پس ساتھ میرے فریب کھاتے ہیں یا مجھپر دلیری کرتے ہیں نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے

وعن ابی ہریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل شیء شرة ولکل شرة فترة فان صاحبها سدد وقارب فارجوه وان اشیر الیه بالاصابع فلا تعدوه رواه الترمذی ۔ اور روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق واسطے ہر چیز کے زیادتی ہے اور واسطے ہر زیادتی کے سستی ہے پس اگر صاحب اسکے نے میانہ روی کی اور قریب ہوا میانہ روی کے اور احتراز کیا افراط و تفریط سے پس امید رکھو یعنے اسکی کہ ہو ویگا وہ مطلب پاب اور اگر اشارہ کیا گیا طرف اسکے ساتھ انگلیوں کے یعنے اگر کوشش اور مبالغہ کیا عمل میں تاکہ مشہور ہو ساتھ زہد و عبادت کے اور ہوا مشہور و مشار الیہ پس نہ گنو تم اسکو یعنے کچھ اور نہ اعتقاد کرو اسکو صالح واسطے ہونے اسکے کے ریاکاروں میں سے نقل کی یہ ترمذی نے ف شرہ ساتھ زیر ش اور تشدید ر کے حرص کرنی ایک چیز پر اور نشاط و رغبت اور مراد یہاں افراط و انہماک ہے اور معنے یہ کہ عابد مبالغہ کرتا ہے عبادت میں اول امر میں اور جو مبالغہ کرتا ہے سست ہو جاتا ہے اور تھک جاتا ہے اور توضیح اسکی یہ ہے کہ انسان مشغول ہوتا ہے ساتھ اشیاء کے اور حرص شدید اور مبالغہ عظیمہ کے اول امر میں پھر یہ حرص و زیادتی باعث ہوتی ہے سستی کی پس اگر ہوا میانہ رو اور محترز دونوں جانبوں افراط و تفریط سے اور ہوا چلنے والا راہ مستقیم کا پس امید رکھو ہونے اسکے کی مطلب پانیوں کاملین سے اور اگر چلا راہ افراط کی یہانتک کہ اشارہ کیا گیا طرف اسکے ساتھ انگلیوں کے پس نہ التفات کرو طرف اسکے اور نہ گنو اسکو صالح اور بیچ لفظ فلا تعدوہ کے اشارہ ہے طرف مبہم ہونے عاقبت کے اور عدم علم تقدیر کے یعنے بظاہر امید وار ہونا چاہیے کہ جو کوئی راہ میانہ روی کی چلتا ہے اور صواب کرتا ہے اور سیدھی راہ سے دور نہیں پڑتا محمود العاقبة اور رستگار ہے اور اگر ایسا نہیں ہے اور ساتھ فسق و فساد کے انگشت نما ہوا اسکا شمار میں اہل فلاح سے نہ گنو اور عاقبت کار دونوں کی مبہم ہے کہ خاتمہ کیا ہو سکے حکم مستوری و مستی ہمہ بر خاتمہ است ۔ کس ندانست کہ آخر بچہ حالت گذرد ۔ لیکن امید ہے کہ جسکو توفیق طاعت کی دی ہے اور سیدھی راہ پر لے گئے ہیں عاقبت اُسکی بھی بخیر ہوگی اور عادت رحمت الہی کی یہی جاری ہے کہ بدکاروں کو آخر نیکی کی طرف کھینچ رہیں اور توفیق کرتے ہیں اور نیکوکاروں کو راہ بد پر کمتر لاتے ہیں فنسال اللہ تعالی العافیة

(وعن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بحسب امرئ من الشر ان یشار الیه بالاصابع فی دین او دنیا الا من عصمه اللہ رواه البیہقی فی شعب الایمان) اور روایت ہے انسؓ سے اُنہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا کفایت کرتی ہے مرد کو برائی سے یہ کہ اشارہ کیا جاوے طرف اسکے ساتھ انگلیوں کے دین میں یا دنیا میں مگر جسکو بچاوے اللہ نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں ف مشہور و انگشت نما ہونا دنیا میں تو ظاہر ہے کہ کل آفت اور سبب باہر پڑنے کے راہ امن و سلامت سے ہے اور دین میں اسلیئے کہ وہ بھی مظنہ پڑنے کا بیچ حال ریا اور حب ریاست اور امامت اور تقدم اور اعتقاد لوگوں کے اور تعظیم انکی کے اور شہوات خفیہ نفسانیہ اور مکروں نفس اور بہکانے شیطان کا ہے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں کہ نجات پاویں اس سے اور سلامت رہیں اس میں مگر مقرب اور صدیق جیسے کہ کہا ہے مشائخ کرام رحمہم اللہ نے آخر ما یخرج من راس الصدیقین حب الجاہ پس گوشہ نشینی اور گمنامی بہر حال بہتر ہے اور ساتھ سلامتی اور حفظ حال کے نزدیک اور مگر جسکو بچاوے اللہ سبحانہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس شخص کے حق میں ہے کہ محبت ریاست و جاہ کی اور قبولیت لوگوں کے دلوں کی دامنگیر اسکے حال کی ہو اور جو کہ محفوظ اور مخلص ہیں وہ مستثنیٰ ہیں اس سے چنانچہ فرمایا رب العزت نے اپنے کلام میں اور حکایت کی حال خاص بندوں اپنے سے واجعلنا للمتقین اماما اور نقل ہے کہ حسن بصری رح کو کہا کہ تو انگشت نما ہوا ہے لوگوں میں اور ہمارا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں فرماتے ہیں فرمایا کہ مراد آنحضرت کی بدعتی دین میں اور فاسق دنیا میں ہے یعنے جو کہ دنیا میں غنی ہوا اور مشہور ہو ساتھ غنا کے اور فسق و فجور میں نہ پڑے اور دین میں اوپر طریقہ سنت اور اتباع کے ہو داخل اس کلیہ کے نہیں وباللہ التوفیق

الفصل الثالث فصل تیسری

(عن ابی تمیمة قال شهدت صفوان واصحابه وجندب یوصیهم فقالوا هل سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من

سَمَّعَ اللّٰہُ بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ یُّشَاقِقْ یَشْقُقِ اللّٰہُ عَلَیْہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قَالُوْا اَوْصِنَا فَقَالَ اِنَّ اَوَّلَ مَا یُنْتِنُ مِنَ الْاِنْسَانِ بَطْنُہٗ فَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ لَّا یَاْکُلَ اِلَّا طَیِّبًا فَلْیَفْعَلْ وَمَنِ اسْتَطَاعَ
اَنْ لَّا یُحَالَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْجَنَّۃِ بِمِلْءِ کَفٍّ مِّنْ دَمٍ اَھْرَاقَہٗ فَلْیَفْعَلْ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔ روایت ہے ابی تمیمہ تابعی سے کہا حاضر ہوا میں صفوان کے پاس اور اسکے یارون کے پاس اس حال
میں کہ جندب نصیحت کرتا تھا صفوان کو اور اسکے یارون کو یعنے مستقیم ہونے کی اوپر مجاہدہ کے یا زیادتی عبادت کے یا میانہ روی کے طاعت مین یا احتراز کرنے کے سمعہ
ریا سے اور اشارہ سے اور ظاہر تر دونون باتین اخیر کی ہین جیسے کہ دلالت کرتا ہے اسپر یہ سوال وجواب پس کہا صفوان اور اسکے یارون نے کہ آیا سنا ہے تو نے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے کچھ یعنے کوئی حدیث سنی ہے تو بیان کر اور بہرہ مند کر ہمکو انکے کلام سے کہا جندب نے کہ سنا ہے مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے جو شخص کہ سناوے
یعنے عمل نیک لوگون کے سنانے کے لیے کرے رسوا کریگا اسکو اللہ دن قیامت کے اور جو شخص کہ مشقت ڈالے یعنے اپنے نفس پر کہ تکلیف دے اسکو زیادہ طاقت اسکی سے
یا مشقت ڈالے اپنے غیر پر کہ کچھ کرنے کو کہے اسکو زیادہ طاقت اسکی سے مشقت ومحنت مین ڈالیگا اللہ اسکو دن قیامت کے کہا صحابہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یا کہا صفوان
اور اسکے یارون نے جندب سے کہ نصیحت کر ہمکو پس فرمایا حضرت نے یا جندب نے اول اس چیز کے کہ خراب اور گندہ ہوتی ہے آدمی سے اور پہونچتی ہے اسکو آگ دوزخ کی
پیٹ اسکا ہے یعنے پہلے کہ سبب داخل ہونے دوزخ اور کھینچنے عذاب آدمی کا ہوگا کہانا آدمی کا حرام کوئی پس جو شخص کہ طاقت رکھے کہ نہ کھاوے مگر حلال کو چاہیے کہ کرے کام
اور دوزخ کی آگ سے نجات پاوے اور جو شخص کہ طاقت رکھے یہ کہ حائل اور مانع نہو درمیان اسکے اور درمیان بہشت کے ایک چلو خون کا کہ گرایا ہو پس چاہیے کہ کرے نقل کی یہ
بخاری نے ف اسکو کہ خونریزی ناحق مانع ہوتی ہے داخل ہونے بہشت سے اگرچہ مقدار ایک چلو کی ہو چہ جاے زیادہ اس سے عقل سے دور ہے کہ ارتکاب کرے
ایسے کار حقیر وخسیس کا کہ مانع ہو ایسے امر شریف وعظیم سے کہ دار الجنت کا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ مراد صفوان سے صفوان بن محرز مازنی ہین کہ تابعی جلیل القدر تھے اور ثقہ
سے اور تھے نہایت نیک بندے کہتے ہین کہ نہین رکھا انھون نے بچھونا پاس اپنے چالیس برس اور انکی پیشانی مین سوراخ پڑگیا تھا بسبب کثرت سجود کے اور نہین
قبول کرتے انعام سلاطین کے اور مناقب انکے بہت ہین جندب بن عبد اللہ بن سفیان بجلی اکابر صحابہ سے ہین اور کنیت انکی ابو ذر غفاری ہے (۱۰) عَنْ عُمَرَ بْنِ
الْخَطَّابِ اَنَّہٗ خَرَجَ یَوْمًا اِلَی مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَاعِدًا عِنْدَ قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَبْکِیْ فَقَالَ مَا یُبْکِیْکَ قَالَ یُبْکِیْنِیْ شَیْءٌ سَمِعْتُہٗ مِنْ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ یَسِیْرَ الرِّیَاءِ شِرْکٌ وَمَنْ عَادٰی لِلّٰہِ وَلِیًّا فَقَدْ بَارَزَ اللّٰہَ بِالْمُحَارَبَۃِ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْاَبْرَارَ الْاَتْقِیَاءَ
الْاَخْفِیَاءَ الَّذِیْنَ اِذَا غَابُوْا لَمْ یُفْتَقَدُوْا وَاِنْ حَضَرُوْا لَمْ یُدْعَوْا وَلَمْ یُقَرَّبُوْا قُلُوْبُھُمْ مَصَابِیْحُ الْھُدٰی یَخْرُجُوْنَ مِنْ کُلِّ غَبْرَاءَ مُظْلِمَۃٍ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔ اور روایت
ہے عمر بن الخطاب سے یہ کہ وہ نکلے ایکدن طرف مسجد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس پایا معاذ بن جبل کو بیٹھا ہوا نزدیک قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روتے پس کہا عمر
نے کس چیز نے رولایا تجکو یعنے حضرت کی ملاقات کے شوق نے یا کسی بلا کے واقع ہونے یا سواے انکے اور اسباب رونے کے نے کہا معاذ نے کہ رولایا مجکو
یاد کرنے ایک چیز کے نے کہ سنا ہے مین نے اسکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے تحقیق تھوڑا سا ریا
شرک ہے اور جو شخص کہ دشمنی رکھے خدا کے دوست سے یعنے ایذا دے اور غصہ دلاوے اسکو ناحق ساتھ فعل اور قول کے پس تحقیق مقابلہ کیا اللہ کا ساتھ جنگ کے
یعنے اور جو کہ خدا سے لڑنے کے لیے نکلے گا البتہ خراب اور رسوا ہوگا تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے نیک کارون پرہیزگارون پوشیدہ حالون کو وہ لوگ کہ جب غائب
ہون نہ پوچھے جاوین اور جب حاضر ہون بلاے نجاوین واسطے مہمانی اور مجالس آرائی کے اور اگر بلاے جاوین پاس نہ بٹھاے جاوین دل انکے چراغ ہدایت کے ہین کہ انکے نور سے
راہ راست پائی جاتی ہے نکلتے ہین ہر زمین تاریک سے نقل کی یہ ابن ماجہ نے اور بیہقی نے شعب الایمان مین ف شرک ہے یعنے شرک عظیم ہے یا ایک نوع شرک سے ہے
یعنے وہ نہایت پوشیدہ ہے اور کم سالم رہتے ہین اس سے اتقیا چہ جاے فقہا پس یہ منجملہ اسباب رونے کے ہے اور سبب دوسرا ایذا اولیا کی ہے اور اکثر لوگ پوشیدہ ہین
چنانچہ کہ حدیث قدسی مین آیا ہے اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری اور انسان خالی نہین ہے بد زبانی سے ساتھ مسلمان بھائیون کے کہ باعث ہوتی ہے گناہ کی پس گویا کہ
ارادہ کیے ہین بیچ ستانے ساتھ قول اپنے کے دشمن عادی اللہ الخ اور نیک کارون کو یعنے جو کہ نیکی کرتے ہین کہ وہ طاعت حق کی ہے اور احسان کرنا خلق پر چنانچہ اسکی طرف ...

بعض عارفین نے کہ مدار دین کا او پر بزرگ جاننے امر الٰہی کے اور شفقت کرنے خلق پر ہے اور پرہیزگار یعنے شرک جلی و خفی سے اور مناہی اور لہو و ن سے اور اخفیاء یعنے جو کہ پوشیدہ ہیں نظر خلق سے اور مخاطبت اور معاشرت انکی سے اور قول ان اللہ الخ استیناف ہے بیان کرنے والا حقیقت ولی کے اور ذکر کیے واسطے انکے ہیں احوال کہ جب ہوتے ہیں سفر میں نہیں ڈھونڈے جاتے اور جب حاضر ہوتے ہیں نہیں بلائے جاتے طرف مجلس کے اور اگر حاضر ہوتے ہیں مجلس میں نہیں نزدیک کیے جاتے اور چہرے جاتے ہیں بعض احوال میں اور یہ تفصیل ہے اس روایت کی کہ وارد ہوئی ہے رب اشعث اغبر لا یعبأ به لو اقسم علی اللہ لابرہ اور چراغ ہدایت کے ہیں یعنے رہنما ہیں راہ راست کے پس مستحق ہیں رعایت کے لائق ہے کہ طلب کرے ان سے ہدایت اور ہر زمین تاریک سے اشارہ ہے طرف تیرگی اور تاریکی اور خرابی مکانوں انکے کے کچھ نہیں کہتے ہیں کہ چراغ روشن کریں اور لطافت دین گھروں کو اس حدیث میں تنبیہ ہے کہ اگر مرد عالم صالح اور متقی کا ظاہر خراب ہو ہیئت اور لباس وغیرہ انکے سے دھوکا نہ کھاوے اور ساتھ ترک تعظیم اور احترام انکے کے تقصیر نکرے کوئی کیا جانتا ہے کہ باطن انکا درست ہے یا نہیں خاکساران جہان را بحقارت منگر تو چہ دانی کہ درین گرد سواری باشد اور یہ بھی اشارہ ہے کہ نری فقر اور خواری اور دنیے اختیاری میں فضیلت نہیں ہے جب تک کہ تقوے اور نورانیت باطن نہو بطرح اور جاننا چاہیے کہ ولی کہتے ہیں متقی کو جیسے کہ اللہ صاحب نے فرمایا ہے ان اولیاؤہ الا المتقون اور نہیں ہیں ولی اسکے مگر پرہیزگار اور شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے کہ ولی وہ ہے کہ عارف ہو اللہ کا اور اسکی صفات کا بحسب امکان کے اور مواظبت رکھتا ہو طاعات پر مجتنب ہو گناہوں سے اور معرض ہو منہمک ہونے سے لذات اور شہوات میں انتہی (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا صلی فی العلانیۃ فاحسن وصلی فی السر فاحسن قال اللہ تعالی ہذا عبدی حقا رواہ ابن ماجۃ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق بندہ جس وقت کہ نماز پڑھتا ہے ظاہر میں پس اچھی طرح پڑھتا ہے یعنے شرائط اور واجبات اور سنتیں اور مستحبات اسکے ادا کرتا ہے اور اسی طرح اور عبادتیں اور طاعتیں اچھی طرح ادا کرتا ہے اور جب نماز پڑھتا ہے پوشیدہ یعنے خلوت میں جب بھی اچھی طرح پڑھتا ہے فرماتا ہے اللہ تعالے یہ ہے بندہ میرا ساتھ صدق و راستی کے کہ ریا عبادت میں نہیں کرتا نقل کی ہے ابن ماجہ نے (وعن معاذ بن جبل ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یکون فی آخر الزمان اقوام اخوان العلانیۃ اعداء السریرۃ فقیل یا رسول اللہ وکیف یکون ذلک قال ذلک برغبۃ بعضہم الی بعض ورہبۃ بعضہم من بعض) اور روایت ہے معاذ بن جبل سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیدا ہونگی آخر زمانہ میں کتنی ایک قومیں کہ دوست ہونگی ظاہر میں اور دشمن ہونگی باطن میں پس کہا گیا کہ یا رسول اللہ کیونکر اور کس سبب سے ہوگا یہ حال فرمایا یہ حال بسبب رغبت یعنے طمع کرنے بعض انکے کے ہے بعض سے اور بسبب ڈرنے بعض انکے کے بعض سے ف یعنے بسبب اغراض دنیوی کے جب غرض رکھتے ہونگے رغبت کرینگے اور اظہار دوستی کرینگے اور اگر غرض درمیان میں نہوگی بیگانہ ہونگے اور بر تقدیر عدم حصول غرض کے دشمن ہونگے بطرح حاصل یہ کہ نہیں ہونگے وہ اہل حب للہ اور بغض للہ بلکہ امور انکے متعلق ہونگے ساتھ اغراض فاسدہ اور مقاصد کاسدہ کے پس کبھی رغبت کرینگے ایک قوم میں واسطے غرضوں کے پس ظاہر کرینگے انکے لیے دوستی اور کبھی مکروہ رکھینگے ایک قوم کو کسی سبب سے پس ظاہر کرینگے عداوت انکے لیے اور خلاصہ اسکا یہ کہ نہیں اعتبار ہے محبت خلق کا اور عداوت انکی کا اسلیے کہ وہ دونوں مبنی ہیں اوپر غرض و شہوت انکی کے (وعن شداد بن اوس قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من صلی یرائی فقد اشرک ومن صام یرائی فقد اشرک ومن تصدق یرائی فقد اشرک رواہما احمد) اور روایت ہے شداد بن اوس سے کہ کہا انہوں نے سنا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جو شخص کہ نماز پڑھے دکھلانے کو پس تحقیق شرک کیا یعنے شرک خفی جیسے کہ اسکے مابعد کی روایت میں صریح آیا ہے اور جو شخص روزہ رکھے دکھلانے کو پس تحقیق شرک کیا اور جو شخص للہ دیوے دکھلانے کو پس تحقیق شرک کیا نقل کین یہ دونوں روایتیں احمد نے ف یعنے جو عمل کہ ساتھ ریا کے کرے شرک ہے غایت یہ کہ شرک خفی ہے اور جلی شرک آشکارا بت پرستی کرنی ہے ریاکار کہ ایسا عمل واسطے غیر خدا کے کرتا ہے وہ بھی بت پرستی کرتا ہے لیکن پوشیدہ جیسے کہ کہا ہے کل ما صدک عن اللہ فہو صنمک اور اس میں اشارہ ہے اسپر کہ ریا کو دخل ہے روزے میں بھی بخلاف اس شخص کے کہ نفی کی ہے اسنے اسکی اور علت بیان کی ہے اسکی یہ کہ مدار روزے کا نیت پر ہے اور نہیں دخل ہے اس میں ریا کا اور نہیں اعتبار ہے دکھانے اور نہ پہنچنے اسکے کا ساتھ عدم صحت نیت کے پس ہم کہتے ہیں کہ ریا بعض اوقات میں مقصود ہے دوزے میں لیکن ریا کبھی ہوتا ہے بطریق اشتراک کے کہ ارادہ کرے ساتھ اسکے اللہ کی خوشنودی کا اور ارادہ کرے مشہور ہونے کا

تعریف ولی

یا اور غرض کا سوا اللہ کے برابر ہو کہ دونوں مقصد برابر ہوں یا ایک اُن میں سے غالب ہے جیسے کہ تفصیل اُسکی اوپر گذری ہے ح ع (وعنه انه بکی فقیل له ما یبکیک قال شیء سمعته من
رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول فذکرته فابکانی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول اتخوف علی امتی الشرک والشهوة الخفیة قال قلت یا رسول الله اتشرک امتک
من بعدک قال نعم اما انهم لا یعبدون شمسا ولا قمرا ولا حجرا ولا وثنا ولکن یراؤون باعمالهم والشهوة الخفیة ان یصبح احدهم صائما فتعرض له شهوة من شهواته فیترک صومه رواه
احمد والبیهقی فی شعب الایمان) اور روایت ہے شداد سے یہ کہ وہ روئے پس کہا گیا واسطے اُسکے کہ کس چیز نے رولایا تجھکو کہا رولایا مجھکو ایک چیز نے کہ سنی میں نے آنحضرت
کو فرماتے تھے پس یاد کیا میں نے اُسکو پس رولایا مجھکو سنا میں نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ ڈرتا ہوں میں اوپر امت اپنی کے شرک سے یعنے شرک
خفی سے اور خواہش چھپی ہوئی سے یعنے وہ ایسی ہی ہے کہ نہیں جانتے اُسکو مگر خوب ریاضت و مجاہدہ کرنے والے کہا شداد نے کہ کہا میں نے یا رسول اللہ کیا شرک کریگی
امت آپکی بعد آپ کے فرمایا ہاں خبردار ہو تحقیق امت نہیں پوجے گی سورج کو اور نہ چاند کو اور نہ پتھر کو اور نہ بت کو یعنے شرک جلی نہیں کرینگے ولیکن کرینگے دکھلانے کے
واسطے عمل اپنے یعنے شرک خفی ہو جیسے کہ فرمایا اللہ تعالے نے فمن کان یرجو لقاء ربه فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادة ربه احدا اور شہوت چھپی ہوئی یہ کہ مثلا صبح کرے ایک اُنکا
روزہ دار پس پیش آوے اُسکو ایک شہوت اُسکی شہوتوں میں سے یعنے مانند شہوت کھانے یا پینے یا جماع کے پس چھوڑ دے اور توڑ ڈالے روزہ اپنا نقل کی یہ احمد نے اور
بیہقی نے شعب الایمان میں ف بسبب غلبہ شہوت کے یعنے اور توڑ ڈالنا اُسکا حرام ہے بغیر ضرورت کے کہ باعث ہو اُسکو دور کرنے اُسکے اور اس شہوت کو خفی اس سبب سے کہا
کہ پوشیدہ تھی اُسکے باطن میں گویا کہ بروقت نیت کرنے روزہ کے اپنے نفس میں پوشیدہ رکھتا تھا کہ اگر کوئی شہوت پیش آجاویگی تو روزہ توڑ ڈالونگا اور کہتے ہیں نہیں مراد شہوت سے کھانا
وغیرہ کا ہے جیسے کہ ذکر کیا گیا اور ظاہر تر یہ ہے کہ مراد شہوت خفیہ سے شہوت خاص ہے عزیز الوجود ہے شہوتوں اُسکی کی کہ جو نہ پائی جاوے تمام اوقات اُسکے میں پس مائل ہو طرف اُسکے
بالطبع اور نہ لحاظ کرے مخاطب ہونے اُسکے کا واسطے شرع کے فرمایا ہے اللہ تعالے نے ولا تبطلوا اعمالکم اور نفل لازم ہوتا ہے ساتھ شروع کرنے کے پس واجب ہے تمام کرنا اُسکا ف
ح ع (وعن ابی سعید قال خرج علینا رسول الله صلی الله علیه وسلم ونحن نتذاکر المسیح الدجال فقال الا اخبرکم بما هو اخوف علیکم عندی من المسیح الدجال فقلنا بلی یا رسول الله
قال الشرک الخفی ان یقوم الرجل فیصلی فیزین صلوته لما یری من نظر رجل رواه ابن ماجة) اور روایت ہے ابی سعید سے کہ کہا ابی سعید نے کہ نکلے ہم پر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم
اور ہم ذکر کرتے تھے آپس میں مسیح دجال کا یعنے اُسکے فتنہ اور ابتلا کا پس فرمایا کیا نہ خبر دوں میں تمکو ساتھ اُس چیز کے کہ بہت خوفناک ہے تم پر نزدیک میرے یعنے بیچ شریعت اور
طریقت میری کے فتنہ مسیح دجال کے سے یعنے پس واجب ہے تم پر رعایت محافظت اُسکی کی پس کہا میں نے ہاں خبر دیجیے یا رسول اللہ فرمایا وہ چیز شرک پوشیدہ ہے اور وہ شرک
پوشیدہ یہ ہے کہ مثلا کھڑا ہوتا ہے آدمی پس نماز پڑھتا ہے پس زیادہ کرتا ہے یعنی کیفیت یا کمیت میں نماز اپنی یعنے تمام ارکان اُسکے میں یا بعض میں بسبب اُس چیز کے کہ معلوم کرتا ہے کہ دیکھتا ہے کوئی شخص
نقل کی یہ ابن ماجہ نے ف یعنے دجال سے ریا کا خطرہ زیادہ معلوم ہوا اسواسطے کہ دلیلیں اور علامتیں دجال کے جھوٹے ہونے کی ظاہر ہیں اور مقدمہ ریا کا نہایت پوشیدہ ہے کہ
ہر کسیکو ہر وقت ہر عمل میں ہر طرح سے نہیں معلوم ہو سکتی برائی اُسکی سے کلید در دوزخ است آن نماز کہ در چشم مردم گذاری دراز ح ع (وعن محمود بن لبید ان النبی صلی الله
علیه وسلم قال ان اخوف ما اخاف علیکم الشرک الاصغر قالوا یا رسول الله وما الشرک الاصغر قال الریاء رواه احمد وزاد البیهقی فی شعب الایمان یقول الله لهم یوم یجازی
العباد باعمالهم اذهبوا الی الذین کنتم تراؤون فی الدنیا فانظروا هل تجدون عندهم جزاء او خیرا) اور روایت ہے محمود بیٹے لبید کے سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ بہت ڈرنے والی اُس چیز کی کہ ڈرتا ہوں میں تم پر شرک چھوٹا ہے کہا صحابہ نے کہ یا رسول اللہ اور کیا ہے شرک چھوٹا فرمایا حضرت نے کہ وہ ریا ہے نقل کی یہ احمد نے اور زیادہ
کیا بیہقی نے شعب الایمان میں کہ فرماوے گا اللہ تعالے واسطے ریاکاروں کے اُس دن کہ جزا دیگا بندوں کو اُنکے عملوں کی جاؤ طرف اُن لوگوں کے کہ اُنکو دکھلاتے
کرتے تھے عمل دنیا میں پس دیکھو پاتے ہو نزدیک اُنکے جزا یا بھلائی یعنے یہ شک راوی ہے کہ جزا فرمایا یا خیرا ح ع (وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم لو ان احدکم یعمل عملا فی صخرة صماء لا باب لها ولا کوة خرج عمله الی الناس کائنا ما کان) اور روایت ہے ابی سعید خدری رضے سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
کہ اگر تحقیق کوئی شخص عمل کرے ایک عمل بیچ پتھر کے کہ نہیں دروازہ واسطے اُسکے اور نہ روشندان نکلیگا عمل اُسکا طرف لوگوں کے جو کچھ کہ ہو ف صخرہ

پتھر کو کہتے ہیں اور یہاں مراد غار ہے یا مبالغہ فرمایا کہ اگر فرضاً کوئی پتھر کے اندر چلا جاوے کہ اس میں دروازہ نہیں ہوتا کوئی اسکی راہ سے اندر جاوے اور نہ روشندان کہ کوئی
اس میں سے دیکھے اور مطلع ہو اور کوہ ساتھ زبر کاف کے اور پیش اسکے کے اور تشدید واو کے مع ت کے آخر میں روزن کہ دیوار میں ہو اور بعضوں نے کہا کہ اگر نافذ ہو تو ساتھ پیش
کے آتا ہے اور غیر نافذ ساتھ زبر کے اور یہ بھی ہے کہ اگر ساتھ ت کے ہو تو روزن چھوٹا اور تنگ اور بغیر ت کے ہو تو بڑا اور کشادہ اور اس حدیث میں چونکہ روایت ساتھ ت کے اور
پیش کے ہے مراد روزن چھوٹا نافذ ہوگا اور مناسب مقام کے بھی یہی ہے اور حاصل یہ کہ فرماتے ہیں کہ ہرچند کہ کوئی عمل پوشیدہ خلوت میں کرے اسطرح کہ کوئی اسپر مطلع نہو
نکلتا ہے اور ظاہر ہوتا ہے عمل اسکا طرف لوگوں کے جو کچھ کہ ہو یعنے حاجت اظہار کی نہیں ہے تا ریا کرے اور قبولیت و ثواب سے محروم ہو حق تعالے کردار نیک کو البتہ آشکار کرتا ہے اگر
از راہ اخلاص کے واسطے بندہ کے ہے اگر حکمت اللہ تعالے کی تقاضا کرے اور صلاح بندہ کی اس میں ہو یا سنے یہ ہیں کہ بندہ مخلص چاہیے کہ احتیاط اور مبالغہ کرے بیچ اخفا کے
عمل اور حاصل کرنے اخلاص کے اسلیے کہ عمل ظاہر اور شائع ہوتا ہے اس جگہ سے کہ بندے کو جبر اور اختیار اس میں نہو (وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ سَرِيْرَةٌ صَالِحَةٌ اَوْ سَيِّئَةٌ اَظْهَرَ اللّٰهُ مِنْهَا رِدَاءً يُعْرَفُ بِهٖ) اور روایت ہے عثمان ابن عفان سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
جو شخص کہ ہو واسطے اسکے خصلت چھپی ہوئی نیک یا بد ظاہر کرتا ہے خدا تعالے اس خصلت سے ایک علامت کہ پہچانا جاتا ہے وہ شخص ساتھ اس علامت کے ف ردا
اصل میں چادر کو کہتے ہیں اور یہاں مراد علامت ہے کہ اس سے ایک چیز پہچانی جاتی ہے اور ممتاز ہوتی ہے غیر اپنے سے جیسے کہ مرد چادر سے پہچانا جاتا ہے اور ممتاز ہوتا ہے اور مراد
علامت سے ہیئت و صورت ہے حاصل یہ کہ جو کوئی خصلت نیک یا بد پوشیدہ رکھتا ہے تو اللہ تعالے اس سے ایک علامت یعنے ہیئت و صورت ظاہر کرتا ہے کہ اس سے پہچانا
جاتا ہے کہ یہ ایسا ہے (وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَخَافُ عَلٰى هٰذِهِ الْاُمَّةِ كُلَّ مُنَافِقٍ يَتَكَلَّمُ بِالْحِكْمَةِ وَيَعْمَلُ بِالْجَوْرِ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْاَحَادِيْثَ الثَّلٰثَةَ فِيْ
شُعَبِ الْاِيْمَانِ) اور روایت ہے عمر بن خطاب سے انہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہیں ڈرتا ہوں میں اوپر اس امت کے یعنے امت اجابت کے مگر ہر منافق کے
سے یعنے ریاکار یا فاسق کے سے کہ کلام کرتا ہے ساتھ علم اور حکمت اور وعظ اور نصیحت کے اور عمل کرتا ہے ساتھ ظلم اور ناراستی کے نقل کیں بیہقی نے تینوں حدیثیں شعب الایمان میں
ف یعنے کہتا ہے لوگوں کے دکھلانے کے لیے اور آپ عمل نہیں کرتا یہ صفت منافقوں کی ہے پس فرماتے ہیں کہ جو ویسے شخص کے سے اور اس صفت سے اپنی امت پر ڈرتا ہوں
کہ ایسا شخص امت میں پیدا ہو اور یہ صفت ان میں راہ پاوے (وَعَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ حَبِيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنِّيْ لَسْتُ كُلَّ كَلَامِ الْحَكِيْمِ
اَتَقَبَّلُ وَلٰكِنِّيْ اَتَقَبَّلُ هَمَّهٗ وَهَوَاهُ فَاِنْ كَانَ هَمُّهٗ وَهَوَاهُ فِيْ طَاعَتِيْ جَعَلْتُ صَمْتَهٗ حَمْدًا لِّيْ وَوَقَارًا وَّاِنْ لَّمْ يَتَكَلَّمْ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ) اور روایت ہے مہاجر بن حبیب سے کہ کہا فرمایا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ فرماتا ہے اللہ تعالے کہ نہیں ہوں میں کہ ہر کلام حکیم کو قبول کروں میں یعنے جو کچھ کہ وہ کہے اسکو قبول نہیں کرتا لیکن میں قبول کرتا ہوں قصد اور نیت اور
محبت اسکی کو کہ ساتھ کس چیز کے رکھتا ہے پس اگر ہو نیت اور محبت اسکی بیچ طاعت اور فرمانبرداری میری کے کرتا ہوں میں اسکے چپ رہنے کو تعریف واسطے اپنے اور بزرگی
وحلم اگرچہ نہ کلام کرے یہ نقل کی ہے دارمی نے ف یعنے اگر نیت میری طاعت کی اور محبت اسکی رکھے خاموشی اسکی بھی محمود اور باعث علم و وقار کی ہے اور گویا وقت خاموشی
کے حمد و ثنا میری کہتا ہے اور اگر نیت اور محبت اسکی طاعت کی نہیں ہے کلام اسکا اگرچہ علم و حکمت میں ہو ضائع ہے کہ واسطے ریا اور دکھلانے اور سنانے کے کہتا ہے

بَابُ الْبُكَاءِ وَالْخَوْفِ باب ہے رونے اور ڈرنے کا ف بکا بالقصر نکلنا آنسوؤں کا ساتھ غم کے اور بالمد نکلنا آنسوؤں کا ساتھ بلندی آواز کے اور مشہور تر
ہے اور ظاہر تر یہ ہے کہ مراد ساتھ اسکے اس جگہ یعنے غم میں اور تباکی تکلف کرنا رونے میں اور بزور رونا ساتھ یاد کرنے اور حاضر کرنے ان چیزوں کے کہ رلا دیں اور ابکا رلانا
کسیکو اور خوف ڈرنا اور اخافت اور تخویف ڈرانا اور خوف ایک حالت ہے کہ پیش آتی ہے اور مراد یہاں رونا اور ڈرنا عذاب آخرت سے اور عقاب خدا تعالے سے ہے

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فصل پہلی (عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَّلَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) روایت ہے
ابی ہریرہؓ سے کہ کہا فرمایا حضرت ابو القاسم صلے اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اس ذات کی کہ بقا ہے ذات میری کا اسکے قبضہ قدرت میں ہے اگر جانو تم اس چیز کو کہ میں جانتا ہوں
یعنے احوال اور ہول قیامت کی اور حقیقت مبدا اور معاد کی اور عذاب اللہ کا گنہگاروں کے لیے اور شدت مناقشہ روز حساب کی اور صفات قہر و جلالیہ باری تعالے کے

کہ باعث خوف وہیبت کے ہیں اور جو کچھ کہ پیدا ہوتا ہے اُس سے غم و محنت ہے سے ولیکن انجام کار تمھارے سے البتہ روؤ تم بہت اور ہنسو تم تھوڑا نقل کی یہ بخاری نے
اور ترجیح و وجانب خوف کو رجا پر اور تنبیہ و تحذیر ہے امت کو اوپر رونے اور استحضار اُس چیز کے کہ باعث غم اور رونے کے ہو قسم خوف الٰہی اور معلوم کرنے عظمت
اور جلال حق سے اور تنبیہ و تحذیر ہے اوپر اجتناب کرنے کے بہت ہنسنے سے اور راحت سے کہ طریقہ جاہلوں اور غافلوں کا ہے اگرچہ ہنسنا اور راحت بھی فی الجملہ باعث امید عفو و
مغفرت اور رحمت اسکی کے گنجایش رکھتی ہے ع (وَعَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَا أَدْرِي وَأَنَا رَسُولُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے ام علاء انصاریہ سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اللہ کی نہیں جانتا میں اور میں رسول خدا کا ہوں کہ کیا کیا جاویگا ساتھ
میرے اور ساتھ تمھارے نقل کی یہ بخاری نے ف ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ عاقبت مبہم ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ آخر کیا ہوگا اور کیا کام کرینگے اور یہ بیچ مقدمہ انبیاء اور
رسولوں کے منصوص ہے خصوص سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم کے نفی کیا گیا ہے ساتھ دلیلوں قطعیہ کے کہ دلالت کرتی ہیں اوپر جزم اور یقین عاقبت بخیر ہونے انکی
کے اور وارد ہوا اس حدیث کا بیچ موت عثمان بن مظعون کے تھا کہ کبار مہاجرین سے تھے اور اول جو بعد ہجرت کے مدینہ میں مہاجرین میں سے مرے یہی تھے اور آنحضرت نے
بعد از موت کے انکی پیشانی پر بوسہ دیا اور آنسو گرائے اور انکو بقیع میں اپنے سامنے دفن کیا اور مدینہ میں بہت لوگوں ایک عورت وہاں حاضر تھی اسنے کہا کہ گوارا ہو تجھکو بہشت
اے ابن مظعون کہ عاقبت تیری بخیر ہوئی پس آنحضرت نے اُس عورت کو اس بات پر توبیخ کی اور یہ حدیث فرمائی اور حقیقت میں مضمون اسکا زجر و منع ہے بطریق مبالغہ کے
اوپر بندہ اولی کے رو برو حضرت کے اوپر حکم کرنے کے غیب پر اور جزم کرنے کے ساتھ اسکے اور خلاصہ اسکا یہ ہے کہ یہ کنایہ ہے عدم تصریح سے ساتھ علم غیب کے از راہ ادب
اور حقیقت کلام کی مراد نہیں یا مراد نہ دریافت ہونا احوال عاقبت کا ہے تفصیل کیا دنیا میں اور کیا آخرت میں اسلیے کہ علم احوال غیب کا بہ تفصیل سوائے عالم الغیب کے
کسیکو نہیں معلوم اگرچہ مجملا معلوم ہے کہ عاقبت انبیا علیہم السلام کی بخیر ہے یا مراد یہ ہے کہ نہیں جانتا ہوں کہ موت سے مرونگا یا قتل سے اور نہیں جانتا ہوں کہ نازل ہوگا مجھ پر یا
جیسے کہ اگلی امتوں پر نازل ہوا یا نہیں اور حق یہ ہے کہ وارد اس قول کا پہلے نازل ہونے اس آیت کے ہے لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ پہلے ابہام تھا عاقبت
میں اور بعد اترنے اس آیت کے یقین ہوا کہ عاقبت بخیر ہے کذا قیل واللہ اعلم ع (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ فَرَأَيْتُ فِيهَا
امْرَأَةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ تُعَذَّبُ فِي هِرَّةٍ لَهَا رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ حَتَّى مَاتَتْ جُوعًا وَرَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ وَكَانَ أَوَّلَ
مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے جابر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ظاہر کی گئی مجھ پر آگ دوزخ کی یعنی شب معراج میں یا اور وقت میں
خواب میں ہو یا بیداری میں پس دیکھی میں نے اس میں ایک عورت بنی اسرائیل میں سے یعنے انکی قوموں میں سے کہ عذاب کیجاتی ہے سبب ایک بلی کے کہ اسکی تھی باندھ رکھا تھا
اسکو پس نہ کھلاتی تھی اسکو کچھ اور نہ چھوڑتی تھی اسکو کہ کھاوے حشرات الارض سے یعنے چوہے وغیرہ یہانتک کہ مر گئی وہ بلی مارے بھوک کے اور دیکھا میں نے عمرو بن عامر
خزاعی کو کہ کھینچتا ہے انتیں اپنی آگ دوزخ میں اور تھا وہ اول ان شخصوں کا کہ رسم نکالی چھوڑنے سانڈ کی نقل کی یہ مسلم نے ف سوائب جمع سائبہ کی ہے سائبہ اُس اونٹنی
کو کہتے ہیں کہ چھوڑی جاتی تھی جاہلیت میں بسبب نذر وغیرہ کے یعنے عادت جاہلیت کی تھی کہ جب اونٹنی تمام یا دہی یا وہ جنتی یا آتا کوئی سفر دور دراز سے یا اچھا ہوتا کوئی
بیماری سے تو آزاد کرتے اونٹنی کو یعنے چھوڑ دیتے اسکو کہ سوار نہ ہوتے اسپر اور منع نہ کرتے اسکو پانی اور گھاس سے کہ جہاں سے کہ کھاتی اور پیتی اور دودھ دوہتے اسکا اور
اس فعل کو عبادت اور موجب تقرب کا ساتھ بتوں کے جانتے تھے اور اول جو یہ رسم نکالی عمرو مذکور نے نکالی اور یہ بھی لکھا ہے علما نے کہ پہلے جو رسم بت پوجنے کی نکالی اور اسکو
موجب تقرب کا کیا یہی تھا اور بعضی روایت میں عمرو بن لحی آیا اور ظاہر دونوں ایک ہی ہیں عامر نام اسکے باپ کا ہے اور لحی نام دادا کا یا بالعکس کبھی نسبت باپ کی طرف
کی ہے اور کبھی دادا کی طرف کذا قیل اور کرمانی نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعضے آدمی اب بھی دوزخ میں ہیں اور عذاب دیے جاتے ہیں اُس میں انتہی اور ممکن ہے
کہ کہا جاوے کہ کھولا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر احوال اسکا کہ روز قیامت کے ہوگا اور صورت اسکی دکھا دی گئی واللہ اعلم ع (وَعَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هٰذِهِ وَحَلَّقَ بِإِصْبَعِهِ الْإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا

قَالَتْ زَيْنَبُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ﴿ اور روایت ہے زینب بنت جحش کی سے کہ ازواج مطہرات سے ہیں یہ کہ تحقیق پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے انکے پاس گھبرائے ہوئے اس حال میں کہ فرماتے تھے نہیں کوئی معبود بحق مگر اللہ واسطے عرب کے شر سے کہ تحقیق نزدیک ہو سکے
کھولا گیا یعنے سوراخ ہو گیا آج کے دن سد یاجوج ماجوج سے مانند اسکے اور حلقہ کیا ساتھ دونوں انگلیوں اپنی کے انگوٹھے کے اور اسکے پاس کی انگلی کے کہا زینب نے کہا میں نے
یا رسول اللہ کیا پس ہلاک کیے جاوینگے ہم اور حالانکہ درمیان ہمارے وجود صالحوں کا ہوگا آیا برکت وجود انکے کی مانع نہیں ہوگی واقع ہونے بلا اور فتنہ سے فرمایا آنحضرت نے
کہ ہاں ہلاک کیے جاؤگے تم باوجود ہونے لوگوں صالحوں کے درمیان تمہارے جسوقت کہ بہت ہوگا فسق و فجور یعنے اگرچہ لوگ صالح ہونگے لیکن غلبہ اور کثرت فسق و فجور کی
سبب اسکی ہوگی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف مراد شر سے فتنہ اور قتال ہیں کہ عرب میں واقع ہوئے اول قتل عثمان بن عفان کا تھا بعد ازان دائم و مستمر ہوا سب اور بعضے
کہتے ہیں کہ مراد حصول فتوح اور اموال کا اور تنازع اور رغبت کرنی اُس میں اور جاہ و منصب میں ہے کذا قال الشیخ ابن حجر اور حلقہ کیا یعنے واسطے صورت دکھا دینے مقدار سوراخ سد کے
یعنے آج تک سوراخ اس میں واقع ہوا تھا آج مقدار حلقہ ان دو انگلیوں کے کھولا گیا اور ہو جانا سوراخ کا علامات قرب قیامت سے ہے اور واقع ہونا فتنوں کا عرب
میں بھی علامات قرب قیامت سے ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ اشارہ ہے طرف نکلنے ترکوں چنگیز یہ کے کہ نکلے اور ہلاک کیا ایک عالم کو اور واقع ہوا انکے ہاتھ سے بغداد
وغیرہ میں جو کچھ کہ واقع ہوا واللہ اعلم اور لفظ خبث ساتھ زبر خ اور ب کے یعنے فسق اور فجور اور شرک اور کفر کے ہے اور بعضوں نے کہا معنے اسکے زنا کے ہیں اور مقصود
یہ کہ آگ جب لگتی ہے کسی جگہ اور بھڑکتی ہے تو جلا دیتی ہے تر اور خشک کو اور غالب آتی ہے پاک اور نجس پر اور نہیں فرق کرتی درمیان مومن اور منافق کے اور مخالف اور موافق
کے اور کہا گیا ہے کہ جب اللہ نازل کرتا ہے عذاب کسی قوم پر تو پہونچتا ہے انکو کہ ان میں ہوتے ہیں پھر اٹھائے جاوینگے موافق عملوں اپنے کے اور ایک نسخہ صحیح میں خبث ساتھ
پیش خ اور جزم ب کے ہے یعنے فواحش اور فسوق کے یا معنے دونوں کے ایک ہیں ش ح ع ﴿ وَعَنْ أَبِيْ عَامِرٍ أَوْ أَبِيْ مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيَكُوْنَنَّ مِنْ أُمَّتِيْ أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْخَزَّ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ وَلَيَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلٰى جَنْبِ عَلَمٍ يَرُوْحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ يَأْتِيْهِمْ رَجُلٌ لِحَاجَةٍ فَيَقُوْلُوْنَ ارْجِعْ
إِلَيْنَا غَدًا فَيُبَيِّتُهُمُ اللّٰهُ وَيَضَعُ الْعَلَمَ وَيَمْسَخُ آخَرِيْنَ قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْ بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِيْحِ الْحِرَ بِالْحَاءِ وَالرَّاءِ الْمُهْمَلَتَيْنِ وَهُوَ تَصْحِيْفٌ وَإِنَّمَا هُوَ
بِالْخَاءِ وَالزَّايِ الْمُعْجَمَتَيْنِ نَصَّ عَلَيْهِ الْحُمَيْدِيُّ وَابْنُ الْأَثِيْرِ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَفِيْ كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ عَنِ الْبُخَارِيِّ وَكَذَا فِيْ شَرْحِهِ لِلْخَطَّابِيِّ تَرُوْحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَةٌ لَهُمْ يَأْتِيْهِمْ لِحَاجَةٍ ﴾
اور روایت ہے ابی عامر سے یا ابی مالک اشعری سے کہ کہا ابو عامر نے یا ابو مالک نے کہ سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے البتہ ہونگی میری امت
میں سے کتنی ایک قومیں کہ حلال کرینگی خز کو اور ریشمی کپڑے کو اور شراب کو اور باجوں کو اور البتہ اُترینگی قومیں یعنے ان میں سے بیچ پہلو پہاڑ بلند کے یعنے ہوگی منزل
اور مقام انکا بیچ جگہ مشہور اور نمایاں کے کہ گدا اور محتاج سب انکے دیکھنے کو آوینگے اور حاجتیں اپنی طلب کرینگے رات کے وقت آوینگے اُنپر مواشی انکے کہ چرنے کو گئے
تھے پیٹ بھرے اور پر شیر لاویگا انکو چرانے والا انکا آویگا انکے پاس ایک مرد سبب حاجت کے یعنے ایک سائل آویگا کہ مواشی کے دودھ سے محفوظ ہو وے
پس کہینگے دو یعنے بقصد رد سوال اسکے کہ پھر آنا طرف ہمارے کل کو پس راتوں رات بھیجیگا اُنپر اللہ تعالے عذاب اور رکھدیگا اور ڈالیگا پہاڑ کو یعنے اوپر بعضوں
انکے کے تا ہلاک و پست ہوں نیچے پہاڑ کے اس طرح کہ باقی نہ رہے اُنسے کچھ اثر اور مسخ کریگا اللہ تعالے بعضوں کو ان میں سے یعنے کر دیگا بصورت بندر اور سور کے
قیامت تک یعنے باقی رہینگے اسی صورت پر قیامت تک یا باقی رہیگا یہ عذاب اُن قوموں پر کہ یہ عمل کرینگے روز قیامت تک اور بیچ بعضے نسخوں مصابیح کے بجاے
الخز کے الحر ہے ساتھ مہملتین کے یعنے ساتھ ح مہملہ اور ر کے واقع ہوا ہے اور معنے حر کے ساتھ زبر ح اور تخفیف ر کے فرج عورت کی ہے کہ مراد اُس سے زنا ہے اور یہ واقع ہونا
الحر ساتھ مہملتین کے غلط ہے اور خطا کرنا بیچ صورت خطی کے ہے کہ بعضے راویوں سے واقع ہوا اور نہیں ہے یہ لفظ مگر الخز ساتھ خ معجمہ کے اور ز معجمہ کے تصریح کی اس معنے پر
حمیدی اور ابن اثیر نے اس حدیث میں اور واقع ہے بیچ کتاب حمیدی کے بخاری سے اور اسطرح واقع ہوا بیچ شرح بخاری کے کہ خطابی کی ہے تروح علیہم سارحۃ لہم یاتیہم لحاجۃ
ف یا ابی مالک اشعری سے یعنے شک و تردد کیا ہے بخاری نے بیچ روایت اس حدیث کے کہ ابی عامر اشعری سے ہے کہ وہ چچا ہے ابو موسے اشعری کا یا سے صحابی میں

یا ابی مالک اشعری سے ہے کہ اُسکو اشجعی بھی کہتے ہیں وہ بھی صحابی مشہور ہیں اور شک و تردد صحابی میں موجب طعن کا حدیث میں نہیں ہے کیونکہ صحابہ سب عادل و ثقہ ہیں جس سے کہ ہو
ہو گی اور خز ساتھ فتح خ معجمہ اور زے مشددہ کے نام ایک کپڑے کا ہے کہ زمانہ قدیم میں پشم اور ریشم کا بنایا جاتا تھا اور وہ مباح ہے اور صحابہ اور تابعین اسکو پہنتے تھے پس نہی اس سے بسبب
مشابہ ہونے کے ساتھ عجم کے اور پوشاک اُنکے کے لباس اہل تنعم و اسراف کا اور اب جو خز مشہور ہے وہ خود حرام ہے اسلیے کہ تمام ریشم ہی سے بنایا جاتا ہے اور یہ حدیث محمول اوپر
اور اس طرح کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں نہ تھا پس یہ حدیث بسبب خبر دینے غیب کے معجزات سے ہے اور اس تقدیر پر عطف حریر کا خز پر قبیل تعمیم بعد تخصیص کے
سے ہو گا اور معازف ساتھ زے کے یعنی عود اور طنبور اور باجے انکے سے کہ جمع عزف یا معزف کی کہ ساتھ زیر میم اور جزم عین کے ہے اور عزف اور عزیف اصل میں بمعنی آواز جن کے
ہے اور کھیلنے کے کہ سنا جاتا ہے جنگل میں شب کو اور بمعنی آواز ہوا کے بھی آیا ہے کذا فی القاموس اور معنے یہ ہیں کہ گنینگے ان حرام چیزوں کو حلال ساتھ وارد کرنے شبہات اور دلائل
واہیہ کے جیسے کہ بعضے ہمارے علما سے ذکر کیا ہے کہ حریر وہ پہننا حرام ہے کہ متصل ہو بدن سے یعنے اوپر حریر کا ہو تو حرام نہیں اور بہت سے امراء اور عوام کو جبکہ کہا جاتا ہے کہ یہ پہننا
حریر کا حرام ہے تو کہتے ہیں کہ اگر حریر حرام ہوتا تو نہ پہنتے اسکو قاضی اور علماء اس سے پوچھتے ہیں ناحق حلال جاننے حرام کے اور اسی طرح بعضے علما کو تعلق ساتھ امراء کے ہے کہ بیان
اسکا طول رکھتا ہے اور روایت کی ابن ابی الدنیا نے بیچ ذمت الملاہی کے یعنی [illegible] سے مرفوع لیکونن فی ہذہ الامۃ خسف وقذف ومسخ وذلک اذا شربوا الخمر
واتخذوا القینات وضربوا بالمعازف یعنی جب کرینگے یہ چیزیں حلال جانکر تو ان بلاؤں مذکورہ میں گرفتار ہونگے اور تصریح کی [illegible] کی قائلی کے ساتھ قول
حمیدی اور ابن اثیر کی واسطے رد کرنے کے اُس کمی پر کہ گمان کیا ہے کہ صحیح البخاری ساقط [illegible] کے اور خبر ساتھ [illegible] کہ قائل ہے اور اشارت ہے ساتھ قول اسکے کہ فی ہذا الحدیث
کہ اسکو ساتھ معلقین کے [illegible] اور وہ حدیث کہ ابی داؤد وغیرہ سے روایت کی ہے چنانچہ طیبی اس حدیث کو لایا ہے اور اس حدیث میں کہ بخاری نے روایت کی ہے ساتھ تعلیق کے لیکن
شیخ ابن حجر نے فرمایا کہ بخاری کی اکثر روایتوں میں ساتھ معلقین کے ہے اور اس تقریر پر دونوں وہمین تعلیق ہوئیں واللہ اعلم اور تصریح اسکی ساتھ صفات فوقانیہ کے ترجیح ہیں اور ساتھ
ساتھ رفع کے فاعل تروح اور یہ قرینہ ہے اُسپر کہ سب بیچ اسکا راجع ہے کہ پہلی روایت میں واقع ہوا ہے زائدہ ہے جیسے کہ بیچ دوبارہ اول کے کہ یہ بیچ تقدیر معنی حدیث کے اشارہ اسکا کیا
ہے اور اسی طرح ان دونوں کتابوں میں باہم کہا جاتا واقع ہوا ہے بغیر ذکر رجل کے ساتھ تقدیم کہا جاتا کے رجل پر اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خسف و مسخ اس امت
بھی ہو گا جیسے کہ اگلی امتوں میں ہوا پس حدیثوں میں جو نفی اسکی آئی ہے تو وہ محمول ہے اوپر اول زمانہ اس امت کے اور اخیر زمانہ اس سے مستثنی ہے اور یا محمول ہے اوپر خسف
اور مسخ تمام امت کے یا بعض کے واللہ اعلم (وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا انزل اللہ بقوم عذابا اصاب العذاب من کان فیہم ثم بعثوا
علی اعمالہم متفق علیہ) اور روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت کہ اتارتا ہے اللہ کسی قوم پر عذاب پہنچتا ہے وہ عذاب جو کسی کہ
ہو درمیان انکے یعنی صالح اور غیر صالح کو اسی طرح جاری ہے سنت الہی بیچ گناہوں میں اور کبھی نگاہ بھی رکھتا ہے صالح کو غیر صالحوں میں سے پھر اٹھائے جاوینگے وہ
عملوں اپنے کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنے اگرچہ دنیا میں عذاب میں سب شامل ہوتے ہیں لیکن آخرت میں ہر ایک موافق عمل اپنے کے جزا دیا جاویگا اگر نیک ہے
اچھی جزا دیا جاویگا اور اگر بد ہے بری جزا دیا جاویگا ق ح (وعن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبعث کل عبد علی ما مات علیہ رواہ مسلم) اور روایت ہے جابر
سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اٹھایا جاویگا ہر بندہ روز قیامت کے اوپر اس حال اور صفت کے کہ مرا ہے اسپر نقل کی یہ مسلم نے ف یعنے ایمان پر
یا کفر پر طاعت پر یا معصیت پر ذکر پر یا غفلت پر پس اعتبار خاتمہ کا ہے کہ دیکھیے آخر کیا حال گذرے جیسے کہ کہا ہے کسی نے [illegible]
ندانست کہ آخر بچہ حالت گذرد؛ ولیکن بعضے عارفین نے کہا ہے کہ جب کسی کو ملکہ یادداشت اور حضور کا حاصل ہوا [illegible]
موت کے اور غلبہ بیماری اور [illegible] دل کے اختلاف و فتور اُسکے استحضار میں راہ پاوے ضرر نہیں رکھتا بعد ازمفارقت روح کے [illegible] وہ حال [illegible] ذکر [illegible]
ملکہ ذکر کا بہم پہونچانا اور حاصل کرنا چاہیے وباللہ التوفیق ق ح الفصل الثانی فصل دوسری (عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما رأیت
مثل النار نام ہاربہا ولا مثل الجنۃ نام طالبہا رواہ الترمذی) روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں دیکھا میں نے [illegible]

آگ دوزخ کی یعنی شدت و ہول مین کہ سوتا ہو بھاگنے والا اُس سے اور نہین دیکھا مین نے مانند بہشت کے یعنی بہجت و سرور مین کہ سوتا ہو طلب کرنیوالا اُسکا نقل کی
یہ ترمذی نے ف بھاگنے والا اگر کوئی شیر دشمن قوی کے سے بھاگتا ہو سوتا نہین اور غافل نہین ہوتا بھاگتا ہو جتنا کہ ہو سکتا ہو کہ یہ عجب بات ہو کہ آگ دوزخ کی کہ ساتھ
اس شدت اور شناعت کے درپیش ہو اور لوگ بھاگنے مین اس سے غفلت کرتے ہین اور کوشش نہین کرتے اور اگر بھاگتے بھی ہین تو بیچ بھاگنے مین سوتے ہین اور غافل
ہوتے ہین اور بھاگنا آگ دوزخ سے ساتھ ترک کرنے گناہون کے اور لازم کرنے طاعتون کے ہوتا ہو اور طلب کرنیوالا یعنی اگر کوئی طالب کسی محبوب چیز کا ہوتا ہو
غافل نہین ہوتا اُس سے اور سستی اور تساہل نہین کرتا اُسکے طلب کرنے مین اور دوڑتا ہو اُسکے پانیکے لیے جتنا کہ ہو سکتا ہو کہ بہشت کہ باوجود تمام خوبی اور راحت کے
کہ اُس مین ہو آدمی اُسکی طلب مین نہین دوڑتا اور اسکو نہین پاتا اور دوڑنا بہشت کی طرف اور پانا اُسکا ساتھ کرنے طاعات کے اور بچنے کے گناہون سے ہوتا ہو (وَعَنْ
اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ اَطَّتِ السَّمَآءُ وَحُقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا فِیْهَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَ
مَلَکٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهٗ سَاجِدًا لِلّٰہِ وَاللّٰہِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا وَلَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَآءِ عَلَی الْفُرُشَاتِ وَلَخَرَجْتُمْ اِلَی الصُّعُدَاتِ تَجْاَرُوْنَ اِلَی اللّٰہِ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ
یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ) اور روایت ہو ابی ذر سے کہ کہا فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق مین دیکھتا ہون اُس چیز کو کہ نہین
دیکھتے تم یعنی علامتین قیامت کی اور نشانیان صنعت الٰہی کی اور صفات قہریہ اللہ تعالےٰ کی اور سنتا ہون مین اُس چیز کو کہ نہین سنتے تم یعنی اخبار و اسرار احوال
آخرت کے اور ہولین قیامت اور شدت عذاب دوزخ کی آواز کرتا ہو آسمان اور لائق ہو اُسکو یہ کہ آواز کرے پھر بیان کیا سبب اُسکا کہ وہ سبب کثرت ملائکہ ہو قسم ہو اُس ذات کی
کہ جان میری اُسکے ہاتھ مین ہو نہین آسمان مین جگہ چار انگشت کی مگر کہ فرشتے رکھے ہوئے ہین پیشانی اپنی درحالیکہ سجدہ کرنے والے ہین واسطے اللہ کے قسم ہو خدا کی اگر جانو تم وہ
چیز کہ جانتا ہون مین البتہ ہنسو تم کم اور روؤ تم بہت اور نہ لذت حاصل کرو ساتھ عورتون کے بچھونون پر اور البتہ نکلو تم طرف جنگلون کے نالہ و فریاد کرتے ہوئے طرف اللہ
کے یعنی جیسے کہ شان غمگینون کی اور غم سے تنگ آنے والون کی ہو کہ گھر سے نکل جاتے ہین اور سرگشتہ ہوتے ہین تاکہ دل سے کھلے اور دل ٹھکانے ہو کہا ابوذر نے یعنی بعد ازروایت
کرنے اس حدیث کے ازراہ دردناکی اور حسرت کے اے کاش ہوتا مین درخت کہ کاٹا جاتا نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ف آواز پالان اور زین کی یعنی چرچر بولنا
اور نالہ کرنا اونٹ کے نیچے کا تعب سے اور آواز نالہ کرنے آسمان کی چنانچہ سوق حدیث اس مین ناظر ہو بسبب کثرت اور ازدحام ملائکہ کے اور وجہ اُسکے کہ جیسے کہ پالان سواری
کا نیچے بوجھ سواری کے مشقت سے آواز کرتا ہو اور ممکن ہو کہ نالہ کرنا اُسکا خوف پروردگار تعالےٰ سے ہو اور جبکہ آسمان باوجود اسکے کہ جماد ہو اور محل ملائکہ مقدسہ کا ہو خوف
الٰہی سے نالہ کرے آدمی کہ جان رکھتا ہو اور آلودہ گناہون مین ہو لائق تر ہو کہ نالہ و گریہ کرے اور یہ معنے مناسب تر ہین ساتھ مقصود کے جیسے کہ نہین پوشیدہ ہو یہ بات اور
رکھے ہوئے ہین الخ یعنے تابعدار ہین تاکہ شامل ہو اُسکو کہ کہا گیا ہو کہ بعضے فرشتے قیام مین ہین اور بعضے رکوع مین اور بعضے سجود مین یا خاص کیا ہو اُسکو ساتھ ایک آسمان
کے آسمانون مین سے واللہ اعلم اور صعدات جمع صعد بضمتین کی ہو کہ جمع صعید کی ہو معنے روے زمین کے جیسے کہ طرقات جمع طرق کا وہ جمع ہو طریق کی اور کاش مین ہی درخت الخ
تا آلودہ گناہون مین نہ ہوتا مین جیسے کہ درخت کو کاٹ ڈالتے ہین اور جاتا رہتا ہو ایسے ہی مین بھی ہوتا اور مثل ان آرزوؤن دردناک کے اور بڑے بڑے صحابہ سے کہتے
آئے ہین کہ ایک نے کہا کاش کہ مین بکری ہوتا کہ اُسکو ذبح کر کر کھا جاتے ہین دوسرے نے کہا اے کاش پرندہ ہوتا کہ جہان چاہتا ہو چلا جاتا ہو اور کچھ تکلیف اُسپر نہین اور یہ سب
ایسے تھے کہ بشارت پائی ہو انھون نے جناب رسالت مآب سے بہشت کی اور عاقبت اُنکی بخیر ہو اورون کو کیا کہیے اگرچہ وعدہ مخبر صادق کا ہو لیکن خوف درگاہ بے نیازی
کا کمر توڑے ڈالتا ہو م ع (وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ خَافَ اَدْلَجَ وَمَنْ اَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰہِ غَالِیَةٌ اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰہِ الْجَنَّةُ رَوَاهُ
التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہو ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ ڈرتا ہو یعنی غارت کرنے دشمن کے سے وقت سحر کے بھاگتا ہو اول ہی شب
یعنی تاکہ نجات پاوے دشمن سے اور جو شخص بھاگتا ہو اول شب پہونچتا ہو منزل کو آگاہ ہو تحقیق متاع اللہ کی مہنگی یعنے سوا سے مول نفیس کے نہین ہاتھ لگ سکتی
اور وہ دینا جان و مال کا ہو آگاہ ہو کہ متاع خدا کی بہشت ہو نقل کی یہ ترمذی نے ف منزل کو یعنے مطلوب کو کہا طیبی نے کہ یہ مثل بیان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

کرکرتے ہین قسم عبادت سے اور مراد انکم ہی خیر و شر سے واسطے مطابق ہونے انکے کے ساتھ قول حق سبحانہ کے اولئک یسارعون فی الخیرات پس الذین یعطون
الخ تفسیر ہی قول اللہ تعالی کی والذین یاتون ما اتوا موجب دونون قراتون کے نہایت یہ کہ ہر ایک مین ان دونون مین سے ایک طرح کی تغلیب ہی پس ظاہر
آیت مشہورہ کا تعلق ہی ساتھ عبادات مالیہ کے جیسے کہ شاذہ متعلق ہی ساتھ طاعات بدنیہ کے علاوہ یہ کہ قرات مشہورہ جو ہی ممکن ہی کہ کہا جاوے اسکی تفسیر مین کہ
دیتے ہین اپنے نفسون سے وہ چیز کہ دیتے ہین قسم طاعات سے اور نکالتے ہین نفسون سے قسم طاعات سے پس شامل ہوگی دونون طرح کی عبادتون کو (ع) (وعن
اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَھَبَ ثُلُثَا اللَّیْلِ قَامَ فَقَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اُذْکُرُوا اللّٰہَ اُذْکُرُوا اللّٰہَ جَاءَتِ الرَّاجِفَۃُ تَتْبَعُھَا الرَّادِفَۃُ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا
فِیْہِ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِیْہِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہی ابی بن کعب سے کہا تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت جاتی دو تہائی رات اٹھتے یعنے نماز تہجد کے لیے پہر
فرماتے ای لوگو یاد کرو اللہ کو یعنے ساتھ وحدانیت و ذات اسکی کے اور تمام صفتون اسکی کے یاد کرو اللہ کو یعنے عذاب و ثواب اسکا تاکہ ہو تم درمیان خوف و رجا کے اور
ان لوگون مین سے کہ جنکے حق مین فرمایا ہی اللہ تعالی نے تتجافی جنوبہم عن المضاجع یدعون ربہم خوفا وطمعا آیا زلزلہ یعنے نفخہ پہلا کہ قیامت ساتھ اسکے قائم ہوگی اور
سب مرجاوینگے پیچھے آتا ہی اسکے پیچھے آنے والا یعنے نفخہ دوسرا کہ ساتھ اسکے سب زندہ ہونگے اور اٹھینگے قبرون سے غرض یاد دلانا قیامت کا ہی تا باعث ہو کان
اور ذکر خدا پر آئی موت ساتھ ان احوال کے کہ اس مین ہین آئی موت ساتھ ان احوال کے کہ اس مین ہین یعنے جو چیزین کہ وقت موت کے اور بعد اسکے واقع ہوتی ہین
نقل کی یہ ترمذی نے فقط ای لوگو مراد اُنسے وہ لوگ تھے کہ جو سوتے تھے اور غافل تھے ذکر اللہ سے انکو جگایا حضرت نے تاکہ مشغول ہو وین تم ذکر اللہ مین اور تہجد
اور اس مین اشارہ ہی طرف مستحب ہونے قیام کے تہائی رات اخیر مین اور ایک نسخہ مین اذکروا اللہ تین بار ہی یعنے یاد کرو اسکی نعمتون اور حسین و حضر کو آیا زلزلہ
اس مین اشارہ ہی طرف قول اللہ تعالی کے یوم ترجف الراجفۃ الخ اور جاءت صیغہ ماضی کا لائے واسطے تحقیق وقوع اسکے کے پس گویا کہ وہ آچکا اور مراد یہ ہی کہ قریب
ہی اسکا پس تیاری کرو واسطے حاصل ہونے امر اسکے کے اور اس مین اشارہ ہی اسپر کہ سونا حکم موت کا رکھتا ہی کہ اثر نفخہ پہلے کا ہی اور جاگنا حکم دوسرے نفخہ کا رکھتا ہی اور
یہ دونون نشان قیامت کے اور یاد دلانے والے اسکے ہین ش ح ع (وعن اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِصَلوٰۃٍ فَرَاَی النَّاسَ کَاَنَّھُمْ یَکْتَشِرُوْنَ قَالَ اَمَا اِنَّکُمْ
لَوْ اَکْثَرْتُمْ ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ لَشَغَلَکُمْ عَمَّا اَرَی الْمَوْتِ فَاَکْثِرُوْا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ فَاِنَّہٗ لَمْ یَاْتِ عَلَی الْقَبْرِ یَوْمٌ اِلَّا تَکَلَّمَ فِیْہِ فَیَقُوْلُ اَنَا بَیْتُ الْغُرْبَۃِ وَاَنَا بَیْتُ الْوَحْدَۃِ وَاَنَا بَیْتُ
التُّرَابِ وَاَنَا بَیْتُ الدُّوْدِ وَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ قَالَ لَہُ الْقَبْرُ مَرْحَبًا وَّاَھْلًا اَمَا اِنْ کُنْتَ لَاَحَبَّ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی ظَھْرِیْ اِلَیَّ فَاِذْ وُلِّیْتُکَ الْیَوْمَ وَصِرْتَ اِلَیَّ فَسَتَرٰی صَنِیْعِیْ
بِکَ قَالَ فَیَتَّسِعُ لَہٗ مَدَّ بَصَرِہٖ وَیُفْتَحُ لَہٗ بَابٌ اِلَی الْجَنَّۃِ وَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْفَاجِرُ اَوِ الْکَافِرُ قَالَ لَہُ الْقَبْرُ لَا مَرْحَبًا وَّلَا اَھْلًا اَمَا اِنْ کُنْتَ لَاَبْغَضَ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی ظَھْرِیْ اِلَیَّ فَاِذْ وُلِّیْتُکَ
الْیَوْمَ وَصِرْتَ اِلَیَّ فَسَتَرٰی صَنِیْعِیْ بِکَ قَالَ فَیَلْتَئِمُ عَلَیْہِ حَتّٰی تَلْتَقِیَ عَلَیْہِ وَتَخْتَلِفَ اَضْلَاعُہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاَصَابِعِہٖ فَاَدْخَلَ بَعْضَھَا فِیْ جَوْفِ بَعْضٍ قَالَ وَیُقَیَّضُ
لَہٗ سَبْعُوْنَ تِنِّیْنًا لَوْ اَنَّ وَاحِدًا مِّنْھَا نَفَخَ فِی الْاَرْضِ مَا اَنْبَتَتْ شَیْئًا مَّا بَقِیَتِ الدُّنْیَا فَیَنْھَشْنَہٗ وَیَخْدِشْنَہٗ حَتّٰی یُفْضٰی بِہٖ اِلَی الْحِسَابِ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ اَوْ حُفْرَۃٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہی ابی سعید سے کہا انہون نے کہ نکلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم واسطے ادا
کرنے نماز کے پس دیکھا لوگون کو گویا کہ وہ ہنستے ہین فرمایا آگاہ ہو یعنے خواب غفلت سے کہ باعث ہی ہنسنے کا تحقیق تم اگر بہت کرو ذکر کاٹنے والی لذتون کا تو
البتہ باز رکھے تمکو اس چیز سے کہ دیکھتا ہون مین یعنے ہنسنے سے اور کلام اہل غفلت سے مراد کاٹنے والی لذتون کے سے موت ہی پس بہت رکھو ذکر کاٹنے والی
لذتون کا کہ موت ہی پس تحقیق شان یہ ہی کہ نہین آتا قبر پر کوئی دن یعنے وقت و زمانہ مگر کہ بولتی ہی یعنے ساتھ زبان قال کے یا زبان حال کے پس کہتی ہی کہ مین
ہون گھر غربت کا یعنے دوری کا کہ مجھ مین جو آیا اپنون سے اور آشناؤن سے اور اپنے گھر سے دور پڑا پس رہ تو دنیا مین گویا کہ تو غریب ہی اور مین ہون گھر تنہائی
کا یعنے پس نہین نفع دیگی مگر توحید واحد قہار کی اور مین ہون گھر خاک کا یعنے اصل ہر زندہ کی پس جسکا مرجع مٹی ہو لائق ہی کہ رہے مسکین خاک نشین تاکہ قوت ہو اسکے
جنسیت مناسب اسکے اور مین ہون گھر کیڑون کا اور جس وقت کہ دفن کیا جاتا ہی بندہ مومن کہتی ہی اسکو قبر یعنے جیسے کہ کہتے ہین مہمان عزیز کو کہ آیا تو مکان فراخ مین اور اپنی

وَالْمُرْسَلَاتُ وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ وَاِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے ابن عباس سے کہا ابو بکر نے یا رسول اللہ تحقیق بوڑھے ہو گئے آپ فرمایا بوڑھا کر دیا مجھکو سورہ
ہود اور واقعہ اور مرسلات اور عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت نے یعنی اور ان کے مانند نے کہ جن میں ذکر قیامت کا اور احوال اسکا ہے نقل کی یہ ترمذی نے
(وَذُكِرَ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا يَلِجُ النَّارَ فِي كِتَابِ الْجِهَادِ) اور ذکر کی گئی حدیث ابی ہریرہ کی لا یلج النار بیچ کتاب جہاد کے

الفصل الثالث فصل تیسری

(عَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنَّكُمْ لَتَعْمَلُونَ أَعْمَالًا هِيَ أَدَقُّ فِي أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ كُنَّا نَعُدُّهَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُوبِقَاتِ يَعْنِي الْمُهْلِكَاتِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت
ہے انس سے کہا تحقیق تم کرتے ہو عمل کہ وہ باریک تر ہیں بیچ آنکھوں تمہاری کے بال سے یعنی وہ بڑے ہیں نفس الامر میں اور تم چھوٹا اور حقیر جانتے ہو انکو اور [illegible]
[illegible] اور انکے کرنے سے نہیں ڈرتے تھے ہم گنتے انکو آنحضرت کے زمانے میں مہلکات سے یعنی ہلاک کرنے والوں میں سے نقل کی یہ بخاری نے (وَعَنْ
عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عَائِشَةُ إِيَّاكِ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ فَإِنَّ لَهَا مِنَ اللَّهِ طَالِبًا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ وَالدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ) اور روایت
ہے عائشہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ دور رکھ تو اپنے تئیں ان گناہوں سے کہ حقیر اور چھوٹا جانا جاتا ہے انکو اسلیے کہ ان گناہوں کیلیے
خدا تعالی کی طرف سے ایک طالب ہے نقل کی یہ ابن ماجہ اور دارمی اور بیہقی نے شعب الایمان میں ف یعنی ایک طرح کا عذاب ہے کہ عذاب دیتا ہے اسکو یا
گویا کہ وہ طلب کرتا ہے اسکو طلب کرنا نہیں پھیر سکتا اسکو [illegible] طالبا میں تنوین تعظیم کے لیے ہے یعنی طالب عظیما پس نہیں لائق ہے یہ کہ غافل رہے اسلیے کہ اکثر عمل
کرنے والے انکو [illegible] نہیں انکا ساتھ توبہ کے اور نہ التفات کرتے ہیں انکی طرف ساتھ ڈرنے کے اور غافل ہیں کہ نہیں ہے صغیرہ ساتھ اصرار کے
اور ہر صغیرہ بہ نسبت عظمت اور کبریائی اللہ تعالی کے کبیرہ ہے اور تھوڑا سا بھی اس میں سے بہت ہے اور اسی لیے کبھی عفو فرما دیتا ہے اللہ تعالی کبیرہ کو اور
عذاب کرتا ہے صغیرہ پر جیسے کہ مستفاد ہوتا ہے قول اللہ سے وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ اور یہ قول اللہ تعالی کا اِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ پس
اسکے معنی یہ ہیں [illegible] لیکن [illegible] کبائر سے جیسے کہ معتزلہ کہتے ہیں واللہ اعلم اور
ایک اور روایت میں آیا ہے [illegible] اسلیے کہ مثال حقیر گناہوں کی مانند مثال ایک قوم کے ہے کہ اوتری وہ ایک جگہ کے اندر پس لایا وہ ایک لکڑی اور
لایا وہ ایک لکڑی یہاں تک کہ پکائی انہوں نے روٹی اپنی اور یا شبہ حقیر گناہ ہر چند مواخذہ کرتا ہے اللہ تعالی اسکے کرنے والے کو ہلاک کر دیتا ہے وہ اسکو نقل کی یہ احمد
وطبرانی نے [illegible] (وَعَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ هَلْ تَدْرِي مَا قَالَ أَبِي لِأَبِيكَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَإِنَّ أَبِي قَالَ لِأَبِيكَ يَا أَبَا مُوسَى هَلْ يَسُرُّكَ
أَنَّ إِسْلَامَنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِجْرَتَنَا مَعَهُ وَجِهَادَنَا مَعَهُ وَعَمَلَنَا كُلَّهُ مَعَهُ بَرَدَ لَنَا وَأَنَّ كُلَّ عَمَلٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَهُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ فَقَالَ أَبُوكَ لِأَبِي لَا وَاللَّهِ
قَدْ جَاهَدْنَا بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْنَا وَصُمْنَا وَعَمِلْنَا خَيْرًا كَثِيرًا وَأَسْلَمَ عَلَى أَيْدِينَا بَشَرٌ كَثِيرٌ وَإِنَّا لَنَرْجُو ذَلِكَ فَقَالَ أَبِي لَكِنِّي أَنَا وَالَّذِي نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنَّ ذَلِكَ
بَرَدَ لَنَا وَأَنَّ كُلَّ شَيْءٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ فَقُلْتُ إِنَّ أَبَاكَ وَاللَّهِ كَانَ خَيْرًا مِنْ أَبِي رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے ابی بردہ بن ابی موسی اشعری سے
کہ تابعین میں سے ہیں کہا کہ واسطے میرے عبداللہ بن عمر نے کیا جانتا ہے تو کہ کیا کہا باپ میرے نے واسطے باپ تیرے کے کہا ابو بردہ نے کہ کہا میں نے
نہیں جانتا میں کہا عبداللہ نے پس تحقیق باپ میرے نے کہا واسطے باپ تیرے کے یعنی ابی موسی کے اے ابی موسی کیا خوش کرتا ہے تجھکو یہ کہ اسلام ہمارا ساتھ حضرت
کے یعنی [illegible] انکے کے اور ہجرت ہماری ساتھ انکے اور جہاد ہمارا ساتھ انکے اور عمل ہمارا یعنی نماز اور روزہ اور زکوۃ اور حج اور مانند انکے کے ساتھ
ساتھ انکے یعنی بیچ زمانے انکے کے ثابت ہو اور باقی رہیں واسطے ہمارے اور یہ کہ جو عمل کیے ہم نے بعد وفات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نجات پاویں اور
خلاص ہوویں ہم انسے برابر سر برابر یعنی کہا باپ تیرے نے واسطے باپ میرے کے یوں نہیں ہے قسم ہے خدا کی تحقیق جہاد کیا ہم نے بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
اور نماز پڑھی ہم نے اور روزے رکھے ہم نے اور عمل کیے نیک بہت یعنی صدقات وغیرہ اور مسلمان ہوئے ہاتھوں ہمارے پر یعنی سبب ہمارے بہت آدمی اور تحقیق
ہم البتہ توقع رکھتے ہیں اسکی یعنی ثواب ان چیزوں کا کہ ذکر کی گئی [illegible] اسلام و ہجرت وغیرہ سے کہا باپ میرے نے یعنی حضرت عمر نے لیکن میں قسم ہے اس ذات کی

اعمال عمر کی اُسکے ہاتھ میں ہی البتہ دوست رکھتا ہون یہ کہ وہ عمل کہ ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کیے ہیں ہمنے ثابت اور باقی رہیں واسطے ہمارے اور یہ جو
کچھ کیا ہمنے بعد آنحضرت کے نجات پاوین اُنسے برابر سر برابر یہ کہا ابن عمر کو کہ تحقیق باپ تھا بہتر قسم خدا کی تحقیق باپ میرا تمہارے باپ سے نقل کی یہ اسی لیے
تب برابر برابر یعنی نفع اُسکا ہمکو پہونچے اور نہ ضرر اُسکا ہمپر پہونچے اور نہ موجب ثواب کا ہو اور نہ سبب عذاب کا یعنی اگر موجب ثواب کا نہو بارے سبب عذاب کا بھی نہو
ساعت ناقص یا موجب غفران نشود و نہ رانم گردد عات عصیان نشود و اور اگر وہ عمل کہ بیچ سایہ تربیت اور نورانیت صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
کیے ہمنے اور گمان اُنکی قبولیت کا ہے کہتے ہیں باقی رہیں تو سبب سعادت اور وہ عمل کہ بعد آنحضرت کے کیے ہیں ہمنے وہ خالی خرابی سے نہیں اگر سر بسر گذرے تو بھی
غنیمت ہے اور یہ اسسبب سے ہو کہ تابع اسیر تنوع کا ہی صحبت میں اور فنا دین بیچ اعتقاد اور اخلاص کے علم و عمل میں کیا نہیں دیکھتا ہو تو کہ صحبت باسے نماز منقد
کی اور صحبت نا ایام کے ہیں اور اسی طرح فنا و اُسکا اور نہیں شک ہے بیچ وصول کمال کے اور حصول صحت اعمال کے بیچ حالت ملازمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور بعد آنحضرت کے جو ملاعنین واقع ہوئین نہیں خالی ہین تغیرات سے اور فنا و حالات سے جیسے کہ خبر دی بعض صحابہ نے وقت وفات آنحضرت کے کہ ہمنے ہاتھ اپنے نہیں سے
اور نہ ہوئے تھے اور ہنوز مشغول دفن ہی مین تھے کہ اپنے دلون کو برا پایا یعنی بسبب ظلمت کے کہ پیدا ہوئی چھپنے آفتاب وجود حضرت کے سے ہیں بڑی نعمت ہو یہ کہ ہو برابر
سر برابر نہ عبادات و سیئات ہین اور یہ بات نسبت جلیل القدر صحابہ کے تھی اور جو کہ بعد انکے ہین ہیں عبادات اُنکی کہ بہتری ہوئی عجب اور غرور اور ریا وغیرہ ہین اُنکا
کیا ٹھکانا ہو مگر یہ کہ فضل کرے اللہ ساتھ رحمت و عین عنایت اپنی کے کہ لاحق کرے بدکارون کو ساتھ نیکوکارون کے بلکہ کہا ہو بعض عارفون نے کہ معصیت کہ باعث
ذلیلی وحقارت کی ہو بہتر ہو اس طاعت سے کہ لازم کرے عجب و تکبر کو اور اخیر جملہ سے مراد یہ ہو کہ باپ تیرا باپ باوجود اتنے اعمال وفضائل کے مقام خوف و دہشت میں
ہو تو بہتر ہوا میرے باپ سے اور مقام اُسکا اعلیٰ ہوگا یا مراد یہ ہو کہ تعجب کرتا ہو کہ باوجود اسکے کہ تیرا باپ بہتر ہو میرے باپ سے یہ کچھ ڈرتا ہو لیس معلوم ہوتا ہو کہ کار
نازک ہو ف ع ح (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرنی ربی بتسع خشیۃ اللہ فی السر والعلانیۃ وکلمۃ العدل فی الغضب والرضا والقصد
فی الفقر والغنا وان اصل من قطعنی واعطی من حرمنی واعفو عمن ظلمنی وان یکون صمتی فکرا ونطقی ذکرا ونظری عبرۃ وامر بالعرف وقیل بالمعروف رواہ رزین) او
روایت ہو ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حکم کیا مجکو رب میرے نے ساتھ نو چیزون کے ایک تو ڈرنا اللہ سے پوشیدہ اور ظاہر مین یعنی بیچ
دل او جسم کے یا خلوت وجلوت مین اور دوسرے بات راست و درست کہنی کہ حد اعتدال سے تجاوز نہ کرے بیچ حالت غصہ اور رضا کے یعنی آدمی راضی ہوتا ہو
کسی سے تو تعریف کرتا ہو اُسکی اور اچھا کہتا ہو اُسکو اور عیب اُسکا ڈھانکتا ہو اور جب غصہ مین آتا ہو تو برخلاف اُسکے کرتا ہو چاہیے کہ دونون حال مین یکسان رہے اور
تیسرے میانہ روی بیچ فقر وغنا کے یعنی رزق بقدر کفایت کے ہو نہ فقر ہو اور نہ غنا یا یہ مراد ہو کہ دونون حالتون مین اوپر طریقہ اعتدال کے مستقیم ہو یعنی فقر مین
اور جزع فزع نکرے اور غنا مین تکبر اور سرکشی اور علو نہ اختیار کرے اور چوتھے یہ کہ ملائے رکھون مین یعنے سلوک کرون اُس سے کہ کاٹے مجھسے یعنی اگر کوئی ناتے دار مجھسے
انقطاع و بدسلوکی کرے تو مین اُس سے سلوک و احسان ہی کرون بہ نہایت حلم و تواضع اور پانچوین یہ کہ دون مین اُسکو کہ محروم رکھے مجکو اور چھٹے یہ کہ درگذر کرون مین
یعنی باوجود قدرت بدلہ لینے کے اُس سے کہ ظلم کرے مجھپر اور ساتوین یہ کہ ہو چپ رہنا میرا فکر یعنی جب چپ رہون تو فکر کرون بیچ اسرار اور صفات اور مصنوعات
اور معانی آیات اللہ تعالے کے اور آٹھوین یہ کہ ہو بولنا میرا ذکر یعنی جب بات کرون تو ذکر خدائے تعالے کا کرون مین قسم تسبیح اور تحمید اور تکبیر اور توحید اور تلاوت
کتاب اللہ اور نصیحت بندون اُسکے سے اور نوین یہ کہ ہو نظر میری عبرت یعنی جب نظر مخلوقات مین کرون تو بروجہ عبرت اور ہوشیاری کے کرون مین نہ ساتھ جہل و
غفلت کے اور حکم کیا پروردگار میرے نے کہ حکم کرون مین ساتھ نیکی کے اور روایت کی گئی ہو ساتھ معروف کے نقل کی یہ رزین نے ف یعنی ایک روایت
مین بجائے بالعرف بالمعروف آیا ہو اور معنے دونون کے ایک ہی ہین یعنے اچھی بات کے اور نہی عن المنکر نہ ذکر کی اسلیے کہ امر بالمعروف دونون کو شامل ہو اچھی بات
کے کرنیکو اور بری بات کے ترک کرنیکو اور یہ خصلتیں زیادہ نہیں تو خصلتون کو ردے کہ جامع ہو تمام بھلائیون اور طاعات کو بیچ حقوق خلق اور حق کے کہ طریق اجمال کے بعد تفصیل کے ذکر کی ہو

(وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ يَخْرُجُ مِنْ عَيْنَيْهِ دُمُوْعٌ وَاِنْ كَانَ مِثْلَ رَاْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ثُمَّ يُصِيْبُ شَيْئًا مِنْ حُرِّ وَجْهِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ) اور روایت ہے عبداللہ بن مسعود سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں کوئی بندہ مومن کہ نکلے اسکی آنکھوں سے آنسو اور اگرچہ ہو مانند سر مکھی کے یعنے تھوڑا سا سبب خوف خدا کے پھر پہونچے آنسو اسکے اچھے منہ پر مگر حرام کریگا اسکو اللہ آگ پر نقل کی یہ ابن ماجہ نے باب تغیر الناس (یہ باب بیچ بیان تغیر و تبدیل لوگوں کے ہے تغیر کے معنے ہیں ایک حال سے اور حال پر پہونچانا اور مراد تغیر حال لوگوں کا ہے اُس حالت سے کہ زمانہ نبوت میں تھے لوگ مستقیم تھے طریقہ دین پر اور التزام تھا احکام سنت کا اور تابع تھے حق کے اور بے رغبت تھے دنیا سے اور مغرور نہ تھے زرق و برق دنیا پر کہ وہ مال و منال او خدم و حشم ہے اور ثابت تھے اعمال پسندیدہ اور صفات حمیدہ اور اخلاق عظیم پر بوجہ راستی دل اور صفائے باطن رکھتے تھے اور اخیر زمانہ میں احوال برخلاف اسکے ہوگا (الفصل الاول فصل پہلی (عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم انما الناس كالابل المائة لا تكاد تجد فيها راحلة متفق عليه) روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہیں آدمی مگر بیچ اختلاف احوال اپنے کے اور تغیر صفات اپنے کے مگر مانند سو اونٹوں کے نہیں قریب ہے کہ پاوے تو اون میں ایک قابل سواری کے نقل کیا یہ بخاری اور مسلم نے راحلہ اس اونٹ کو کہتے ہیں کہ توانا ہو سفر کرنے پر اور بوجھ اٹھانے پر اور حرف تا اس میں مبالغہ کے لیے ہے اور معنے یہ ہیں کہ آدمی بہت ہیں جیسے اونٹ بہت ہوتے ہیں لیکن اونٹوں میں لائق سواری کے کم ہوتے ہیں اسی طرح سے آدمیوں میں بھی کام کے آدمی کہ قابل صحبت نبی کے ہوں اور حق صحبت بجالاویں اور مددگار ہوں خیر پر اُنکے درمیان میں بہت کم ہیں بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے آدمی اخیر زمانہ کے ہیں کہ بعد قرون ثلثہ کے کہ نیک ہیں اسکے پیدا ہونگے اور حق یہ ہے کہ حاجت اس قید کی نہیں ہے احتمال رکھتا ہے کہ مسلمان کامل اُس زمانہ میں بھی کم ہوں حاصل یہ کہ آدمی نیک ساتھ تمام صفات پسندیدہ کے تمام زمانوں میں کم تھے اور اخیر زمانہ میں بہت ہی کم اور فضیلت اور بھلائی ان تین قرنوں کی بہ نسبت اُن کے کہ بعد اُنکے آئے باقی ہے باعتبار کثرت و قلت کے اور ح اور ذکر کرنا سو کا واسطے تکثیر کے ہے نہ واسطے تحدید کے پس وجود عالم باعمل مخلص کا قبیلہ کیمیا کی سے ہے چنانچہ اسلیے بعضے ارباب حال کہتے ہیں کہ یہ زمانہ قحط الرجال کا ہے اور منقول ہے کہ حسن بصری نکلے مسجد سے اور دیکھا انھوں نے بہت سے لوگوں کو اندر مسجد کے اور باہر اسکے پس کہا کہ اہل لا الہ الا اللہ بہت ہیں اور مخلص اُن میں تھوڑے ہیں اور حق سبحانہ تعالی نے آگاہ کیا اس معنی پر کئی آیتوں میں ایک اُن میں سے یہ ہے وقلیل من عبادی الشکور اور فرمایا الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وقلیل ما ھم شرح (وعن ابی سعید قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لتتبعن سنن من قبلكم شبرا بشبر وذراعا بذراع حتى لو دخلوا جحر ضب تبعتموهم قيل يا رسول اللّٰه اليهود والنصارى قال فمن متفق عليه) اور روایت ہے ابی سعید سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ البتہ پیروی کروگے تم طریقوں اور عادتوں اُن لوگوں کی کہ پہلے تم سے تھے بالشت ساتھ بالشت کے اور ہاتھ ساتھ ہاتھ کے مراد ہے اس سے موافقت اور مطابقت یعنے مطابقت اگلوں کی تمام وجوہ سے [illegible] یہاں تک کہ اگر گھسے ہونگے وہ سوراخ گوہ کے میں کہ وہ بہت تنگ اور برا ہوتا ہے تو پیروی کروگے تم اُنکی عرض کیا صحابہ نے یا رسول اللہ وہ کہ پہلے ہم سے تھے اور مشابہت کرینگے ہم انکی وہ یہود و نصاری ہیں فرمایا آنحضرت نے اگر وہ یہود و نصاری نہیں ہیں تو اور کون ہیں یعنے ظاہر ہے کہ مراد یہود و نصاری ہی ہیں نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے سنن ساتھ پیش سین کے جمع سنت کی ہے یعنے طریقہ کے نیک ہو یا بد اور مراد یہاں طریقہ اہل ہوا و بدعت کا ہے کہ نکالا انھوں نے اپنے دلوں سے بعد انبیاء اپنے کے کہ تغیر کیا دین کو اور بدل ڈالا کتاب کو اور بعضے نسخوں میں سنن ساتھ زبر سین کے ہے یعنے طریقہ انکا ہے ع (وعن مرداس الاسلمی قال قال النبی صلی اللّٰه عليه وسلم يذهب الصالحون الاول فالاول ويبقى حفالة كحفالة الشعير او التمر لا يباليهم اللّٰه بالة رواه البخاري) اور روایت ہے مرداس اسلمی سے کہ کہا فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جاتے رہینگے یعنے مرتے جاوینگے نیکبخت اول پس اول یعنے ایک بعد دوسرے کے اور ہر ایک کو اول کہا اسلیے کہ جب اول گذر گیا وہ کہ بعد اسکے ہو اول ہوا بہ نسبت باقی کے اور باقی رہینگے بد اور تباہ کار اور نابکار مانند بھوسی جو کے یا کھجور کے نہیں پروا کریگا انکی اللہ پروا کرنا یعنے کچھ قدر و اعتبار نہیں کریگا انکی نقل کی یہ بخاری نے (الفصل الثانی فصل دوسری (عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اذا مشت امتی المطيطاء وخدمتهم ابناء الملوك ابناء فارس

وَالرُّوْمِ سَلَّطَ اللّٰهُ شِرَارَهَا عَلٰی خِیَارِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ اور روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسوقت چلیگی امت میری
چلنا تکبر کا اور خدمت کرینگے انکی بیٹے بادشاہوں کے کہ بیٹے فارس اور روم کے ہیں یعنے ولایتیں اونکی شہر فتح کرینگے اور اولاد فارس و روم کو بندی کرینگے اور خدمت
کو کھینگے اور بادشاہ اور امرا انکے آکر چاکر ہونگے اور خدمت کرینگے مسلط کریگا اللہ تعالے امت کے بدون کو اونکے نیکوں پر نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث
غریب ہے ف یعنے ظالموں کو مظلوموں پر اور یہ حدیث دلیلوں نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سے ہے اسلیے کہ خبر دی حضرت نے غیب کی اور جو خبر حضرت
کی ہے موافق واقع کے ہوئی کہ جب شہر فارس اور روم کے فتح کیے اور لیے مال انکے اور بندی میں پکڑی اولاد انکی اور چاکری کروائی انکے اور دولت قوی ہوئی مسلط
کیا پروردگار تعالے نے حضرت عثمانؓ کے قتل کرنے والوں کو انپر اور مسلط کیا بنی امیہ کو بنی ہاشم پر اور کیا انہوں نے جو کچھ کہ کیا اور لفظ مطیطا ساتھ ضم میم کے
اور زبر طا کے ممدود و مقصور آتا ہے ہونٹ اور ہاتھ لٹکے ہوے چلنا اور مط کھینچنا ابرو اور رخسارہ کا تکبر سے اور مطیطا بیچ قاموس اور صحاح اور صراح کے اور بیچ
نسخوں صحیح مشکوۃ کے اور حواشی اور شروح انکی کے ساتھ ایک ی کے درمیان دو طا کے ی دوسری بعد از دوسری طا کے نہیں ہے اور بیچ مجمع البحار کے اور بعضے
حواشی کتاب کے بھی لکھا ہے کہ نزدیک بعض کے ساتھ حذف ی کے بعد از طا دوسری کے روایت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ساتھ اثبات ی کے بعد از دوسری طا کے
کہ بھی ہے بلکہ راجح ہے کہ واللہ اعلم بالصحیح وَعَنْ حُذَیْفَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَقْتُلُوْا اِمَامَکُمْ وَتَجْتَلِدُوْا بِاَسْیَافِکُمْ وَیَرِثَ دُنْیَاکُمْ شِرَارُکُمْ رَوَاهُ
التِّرْمِذِیُّ اور روایت ہے حذیفہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ قتل کروگے تم اپنے امام کو یعنے خلیفہ یا سلطان
کو اور مارو گے تم ایک دوسرے کو ساتھ تلواروں اپنی کے اور ہوینگے وارث اور مالک اور متصرف ہونگے دنیا تمہاری کے جو کہ اختیار تمہارا ہے یعنے ملک اور سلطنت
ظالموں کے ہاتھ آویگی اور کاروبار خلائق کا بیچ قبضہ اقتدار بدوں اور فاسقوں کے پڑیگا نقل کی یہ ترمذی نے وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا
تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَکُوْنَ اَسْعَدَ النَّاسِ بِالدُّنْیَا لُکَعُ بْنُ لُکَعٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ اور روایت ہے اسی حذیفہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ نہیں قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ ہو بہرہ مند ترین لوگوں کا دنیا میں ساتھ کثرت مال کے اور منصب اور جاہ کے کمینہ اور احمق بیٹا احمق کا کہ اصالت اور
سیرت نیک نرکھے نقل کی یہ ترمذی نے اور بیہقی نے کتاب دلائل النبوۃ میں وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ کَعْبٍ الْقُرَظِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَنْ سَمِعَ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ اِنَّا لَجُلُوْسٌ مَعَ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ فَاطَّلَعَ عَلَیْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ مَا عَلَیْهِ اِلَّا بُرْدَةٌ لَهٗ مَرْقُوْعَةٌ بِفَرْوٍ فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَکٰی لِلَّذِیْ کَانَ فِیْهِ مِنَ النِّعْمَةِ
وَالَّذِیْ هُوَ فِیْهِ الْیَوْمَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَیْفَ بِکُمْ اِذَا غَدَا اَحَدُکُمْ فِیْ حُلَّةٍ وَرَاحَ فِیْ حُلَّةٍ وَوُضِعَتْ بَیْنَ یَدَیْهِ صَحْفَةٌ وَرُفِعَتْ اُخْرٰی وَسَتَرْتُمْ بُیُوْتَکُمْ کَمَا تُسْتَرُ
الْکَعْبَةُ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَحْنُ یَوْمَئِذٍ خَیْرٌ مِّنَّا الْیَوْمَ نَتَفَرَّغُ لِلْعِبَادَةِ وَنُکْفَی الْمُؤْنَةَ قَالَ لَا اَنْتُمُ الْیَوْمَ خَیْرٌ مِّنْکُمْ یَوْمَئِذٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ اور روایت ہے محمد بن کعب قرظی سے
کہ کہا حدیث کی مجھکو اس شخص نے کہ سنا علیؓ ابن ابی طالب سے کہ کہا علیؓ نے تحقیق تھے ہم بیٹھے ہوے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجد میں یعنے مسجد
مدینہ میں یا مسجد قبا میں پس آئے ہمپر مصعب بیٹے عمیر کے اس حال میں کہ نہ تھی انکے بدن پر مگر چادر انکی پیوند کی ہوئی ساتھ ٹکڑے چمڑے کے پس جب دیکھا اسکو رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے روئے بسبب اس امر کے کہ تھے یعنے پہلے اس دن سے بیچ نعمتوں کے اور بسبب دیکھنے اس حال کے کہ اسمیں ہے آج یعنے فقر و خستہ حالی
پھر فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنے بطریق تعجب اور تحسر کے کیا حال ہوگا تمہارا جسوقت کہ صبح کو نکلیگا ایک تمہارا بیچ ایک جوڑے کے اور شام کو نکلیگا
بیچ ایک جوڑے کے یعنے کیا ہوگا حال تمہارا جسوقت کہ بہت ہونگے اموال تمہارے کہ اول روز ایک لباس پہنیگا اور آخر روز دوسرا بسبب نہایت تنعم کے اور
رکھا جاویگا آگے اسکے ایک پیالہ بڑا کھانیکا اور اٹھایا جاویگا دوسرا یعنے جیسی کہ شان تنعمین کی ہے اور یہ کنایہ ہے کثرت اقسام طعام سے کہ طرح بطرح کے طعام موجود ہونگے ایک
بعد دوسرے کے اور ڈھانکوگے تم اپنے گھروں کو یعنے اپنی دیواروں پر دیوارگیریاں لگاؤ گے بسبب زیادہ تنعم کے جیسے کہ ڈھانکا جاتا ہے کعبہ یعنے یہ کنایہ ہے تنعم اور
ترفہ اور اسراف سے بیچ لباس اور طعام اور مسکن کے پس کہا بعضے صحابہ نے یا رسول اللہ ہم اسدن کہ یہ حال رکھتے ہونگے بہتر ہونگے اس حال سے کہ آج رکھتے ہیں

اسلیے کہ فارغ ہونگے تم کسب معیشت سے اور تردد رزق سے واسطے عبادت کے اور کفایت کیجاوینگے ہم محنت سے یعنے لونڈی غلام نوکر چاکر کام کاج کرینگے اور ہم فراغت سے بندگی کرینگے فرمایا آنحضرت نے نہیں بلکہ تم اس روز میں بہتر ہو گے بلکہ تم آج کے دن بہتر ہو بہ نسبت اسدن کے نقل کی یہ ترمذی نے ف سیوطی نے جمع الجوامع میں حضرت عمر سے روایت کیا ہے کہ ایک روز مصعب بن عمیر آنحضرت کے پاس آئے اس حال میں کہ تسمہ بکری کی کھال کا اپنی کمر کو باندھا تھا پس فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ دیکھو اس شخص کے کہ روشن کیا ہے اللہ تعالی نے دل اسکا اور تحقیق دیکھا ہے میں نے اسکے ماں اور باپ کو کہ کھلاتے تھے اسکو خوشتر کھانا ہوں کا اور دیکھا تم نے اسپر حلہ لپیٹا کہ دو سو درہم کو خریدا تھا اسکو پس پہنچایا محبت خدا اور رسول خدا کی نے اس حال کو کہ دیکھتے ہو تم اور تھے مصعب بن عمیر قریشی بڑے امیر اور نظافت پسند صحابہ سے ہجرت کر کے مکے سے آئے آنحضرت کے پاس اور تھے جاہلیت میں منعم ترین لوگوں سے طعام و لباس میں اور جب مسلمان ہوئے سب کچھ چھوڑا اور زہد اختیار کیا اور شہید ہوئے احد میں اور وقت شہادت کے چالیس برس کے تھے یا کچھ زیادہ اور ظاہر یہ سمجھا جاتا ہے کہ رونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا بسبب رحم و شفقت کے مصعب پر کہ یہ تھے عزیز اپنی قوم میں اور مستغرق تھے نعمتوں میں اور اب یہ حال ہوا لیکن اس بات کے کچھ منافی ہو وہ جو کہ واقع ہوا آنحضرت میں اور عمر میں جبکہ رو دیے عمر رضا آنحضرت کو دیکھکر لیٹے ہوئے کھری چارپائی پر اور نشان پڑا ہوا تھا چارپائی کے بان کا آنحضرت کے بدن شریف پر اور یاد کیا عمر رضا نے چین کسری اور قیصر کا پس فرمایا آنحضرت نے انکو کہ تو اس مقام میں ہے اے عمر کیا نہیں راضی تو اس سے کہ انکے لیے ہو دنیا اور ہمارے لیے ہو آخرت انتہے پس اولی یہ ہے کہ حمل کیا جاوے رونا آنحضرت کا اس خوشی پر کہ پایا اپنی امت میں اختیار کرنا زہد کا دنیا میں اور متوجہ ہونا عقبی کی طرف یا محمول ہے رونا غم پر بسبب ہونے ان چیزوں کے کہ مددگار ہیں عبادت کی مثل لباس ضروری وغیرہ کے واللہ اعلم اور موید ہے ہماری تاویل کا نقل کرنا راوی کا تم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف بکم اذا غدا الخ اور تم آج کے دن بہتر ہو الخ اسلیے کہ جو فقیر کہ اسکے پاس بقدر کفایت کے ہو بہتر ہے غنی سے اسلیے کہ غنی مشہور رہتا ہے دنیا میں اور نہیں فارغ ہوتا عبادت کے لیے مثل اسکے کہ اسکے پاس بقدر کفایت کے ہے بسبب کثرت اشتغال کے ساتھ حاصل کرنے مال کے پس حدیث صریح دلالت کرتی ہے اوپر تفضیل فقیر صابر کے غنی شاکر پر پس جب حال غنا کا بہ نسبت صحابہ کے کہ وہ اقویا میں ایسا ہوا تو کیا حال ہوگا غیر انکے کا ضعفا میں سے اور موید ہے اسکے وہ حدیث کہ روایت کی ہے دیلمی نے فردوس میں ابن عمر سے بطریق مرفوع کے ما زویت الدنیا عن احد الا کانت خیرۃ لہ کہتا ہوں میں کہ لفظ عن احد عام ہے پس کافر فقیر کا عذاب خفیف تر ہوگا بہ نسبت کافر غنی کے دوزخ میں پس جبکہ نفع دیا فقر نے فقیر کو اس دار فانی میں تو کیونکر نہ نفع دیگا مومن صابر کو دار القرار میں (وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاتی علی الناس زمان الصابر فیہم علی دینہ کالقابض علی الجمر رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب اسنادا) اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا آویگا لوگوں پر ایک زمانہ کہ صبر کرنے والا اس زمانہ کے لوگوں میں اپنے دین پر یعنے اوپر نگاہ رکھنے امر دین اپنے کے ساتھ ترک کرنے دنیا اپنی کے مانند تھامنے والے انگارے کے ہے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے از راہ اسناد کے ف یعنے جیسے پکڑنا انگارے کا اور صبر کرنا اسپر دشوار ہے ایسے ہی رکھنا دین کا اور ثابت مستقیم رہنا اسپر آخر زمانہ میں مشکل ہے بسبب ظہور فسق کے اور غلبہ فساق کے اور قلت مددگاروں اور فتنوں کے اسپر (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان امراؤکم خیارکم واغنیاؤکم سمحاءکم وامورکم شوری بینکم فظہر الارض خیر لکم من بطنہا واذا کان امراؤکم شرارکم واغنیاؤکم بخلاءکم وامورکم الی نساءکم فبطن الارض خیر لکم من ظہرہا رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس وقت کہ ہوں امیر تمہارے نیک تمہارے اور غنی تمہارے سخی تمہارے اور امور تمہارے آپس کے مشورے سے ہوں یعنے مسلمان ایک رائے پر ہوں اور متفق ہوں آپس میں نہ مختلف پس پشت زمین یعنے ظاہر اسکا بہتر ہے تمہارے لیے پیٹ زمین کی سے یعنے زندگی بہتر ہے موت سے اسلیے کہ تم عمل کرو گے ساتھ اس چیز کے کہ کتاب و سنت میں ہے اور خوشحالی ہے اسکے لیے کہ دراز ہو عمر اسکی اور اچھے ہوں عمل اسکے اور جبکہ ہوں امیر تمہارے بد تمہارے یعنے فاسق و ظالم اور دولتمند تمہارے بخیل تمہارے اور کام تمہارے سپرد ہوں طرف عورتوں کے پس پیٹ زمین کا بہتر ہے تمہارے لیے

پشت زمین سے یعنے مرنا بہتر ہی جینے سے اسوقت میں نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہی ف طرف عورتون کے حالانکہ وہ ناقصات عقل ودین ہیں اور
وارد ہوا ہی شاوروہن وخالفوہن اور وہ مرد بھی عورتون ہی کے حکم میں ہین کہ انکا سا حال رکھتے ہین یعنے جن پر غالب ہی حب جاہ ومال اور نہین جانتے اُس چیز کو
کہ اُس سے ضرر ہو دین یا دنیا مین اور نہین جانتے وبال انجام کار کو اور ظاہر عبارت کا یہ تھا کہ کہا جاتا اور ہوا امر تمہارا مختلف درمیان تمہارے جیسے کہ مقابل مشورہ کے
ہی پس بیان جو فرمایا گویا اشارہ ہوا اسپر کہ اختلاف وتنازع اکثر از راہ متابعت عورتون کے اور چلنے کے انکے کہے پر ہوتا ہی ف ع وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ الْاُمَمُ اَنْ تَدَاعٰى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْاَكَلَةُ اِلٰى قَصْعَتِهَا فَقَالَ قَائِلٌ وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ قَالَ بَلْ اَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيْرٌ وَلٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ
كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَلَيَنْزِعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ فِيْ قُلُوْبِكُمُ الْوَهْنَ قَالَ قَائِلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْوَهْنُ قَالَ حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ رَوَاهُ
اَبُوْدَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ اور روایت ہی ثوبان سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ قریب ہی کہ گروہ کفر وضلالت کے کہ بلاوینگے بعضے
انکے بعضون کو واسطے لڑنے اور کسر شوکت تمہاری کے جیسے کہ بلاتی ہی جماعت طعام کہانے والی اور بلاتے ہین بعضے انکے بعضون کو طرف کاسہ طعام کے
کہ کہاتے ہین اُس سے اور نہین مانع اور نہ مزاحم کے جمع ہوتے اور کہاتے ہین یعنے اسی طرح وہ جماعتین جمع ہونگی تمپر اور ہلاک کرینگے تمکو اور غارت کرینگے اموال
تمہارے اور اسمین اشارہ ہی طرف اسکے کہ تم انکے آگے مثل طعام کے ہو کہ نکلتے ہین اور ہلاک کرتے ہین اسکو بے کہانے والے نہ بیچنے والے یعنے تمہین سے کہ جمع ہو نا
اور غالب آنا انکا ہمپر بسبب کمی کے ہوگا کہ ہم کم ہونگے اسدن فرمایا حضرت نے کہ یہ بسبب کمی کے نہین ہوگا بلکہ تم اسدن بہت ہوگے ولیکن تم مانند جہاگ کے
ہوگے کہ اوپر کنارہ نالہ کے ہوتی ہین یعنے قوت وشجاعت نہ ہوگی تم مین اور البتہ نکال لیگا اللہ تعالے تمہارے دشمنون کے سینون مین سے ہیبت اور رعب
تمہارا اور البتہ ڈالیگا تمہارے دلون مین ضعف وسستی کہا کسی کہنے والے نے یا رسول اللہ اور کیا ہی سبب پڑنے سستی کا بیچ دلون مین فرمایا کہ سبب پڑنے
سستی کا دل مین محبت دنیا کی اور ناخوش رکہنا موت کا یعنے جب زندگانی دنیا کو دوست رکہوگے اور موت کو ناخوش لڑ نہین سکنے کے اور نہ دلاوری کرسکوگے نقل
کی یہ ابوداود نے اور بیہقی نے کتاب دلائل النبوۃ مین اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فصل تیسری عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا ظَهَرَ الْغُلُوْلُ فِيْ قَوْمٍ اِلَّا اَلْقَى اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ
وَلَا فَشَا الزِّنَا فِيْ قَوْمٍ اِلَّا كَثُرَ فِيْهِمُ الْمَوْتُ وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِلَّا قُطِعَ عَنْهُمُ الرِّزْقُ وَلَا حَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الدَّمُ وَلَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ اِلَّا سُلِّطَ عَلَيْهِمُ
الْعَدُوُّ رَوَاهُ مَالِكٌ روایت ہی ابن عباس سے کہا نہین پیدا ہوئی خیانت کرنی غنیمت مین بیچ کسی قوم کے مگر کہ ڈالتا ہی اللہ تعالے انکے دلون مین خوف دشمن کا
اور نہین پہیلا زنا کسی قوم مین مگر کہ بہت ہوتی ہی اُن مین موت یعنے بسبب وبا کے یا طاعون کے یا موت علما کے اور نہین کم کرتی کوئی قوم پیمانہ اور ترازو کو یعنے
خیانت کرتے ہین کیل و وزن مین اور مانند انکے مین جیسے گز اور گنتی وغیرہ مگر کہ موقوف کیا جاتا ہی اُنسے رزق یعنے حلال یا برکت اُس رزق کی کہ انکے پاس ہین اور
نہین حکم کرتی کوئی قوم یعنے حکام مین سے ناحق یعنے بغیر استحقاق کے یا بغیر علم کے بیچ احکام فاسدہ اپنے کے مگر کہ پہیلتی ہی درمیان انکے خونریزی یعنے وہ چیز جو
کہ باعث ہین خونریزی کی اور نہین توڑتی کوئی قوم عہد مگر کہ مسلط کیا جاتا ہی اُنپر دشمن کہ اللہ تعالی مسلط کرتا ہی اسکو نقل کی یہ مالک نے باب یہ باب ہی بیچ لوا
اور مہمات پہلے باب کے ف اصول معتمدہ اور نسخون صحیحہ مین تو اسی طرح ہی یعنے فقط لفظ باب کا ہی بغیر ترجمہ کے اور کہا ابن ملک نے یہ باب فی ذکر الانذار والتحذیر
یعنے یہ باب ہی بیچ ذکر ڈرانے اور نصیحت کرنے کے ف ع اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فصل پہلی عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَاتَ
يَوْمٍ فِيْ خُطْبَتِهِ اَلَا اِنَّ رَبِّيْ اَمَرَنِيْ اَنْ اُعَلِّمَكُمْ مَا جَهِلْتُمْ مِمَّا عَلَّمَنِيْ يَوْمِيْ هٰذَا كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهُ عَبْدًا حَلَالٌ وَاِنِّيْ خَلَقْتُ عِبَادِيْ حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ وَاِنَّهُمْ اَتَتْهُمُ الشَّيَاطِيْنُ فَاجْتَالَتْهُمْ
عَنْ دِيْنِهِمْ وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا اَحْلَلْتُ لَهُمْ وَاَمَرَتْهُمْ اَنْ يُشْرِكُوْا بِيْ مَا لَمْ اُنْزِلْ بِهٖ سُلْطَانًا وَاِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ فَمَقَتَهُمْ عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ اِلَّا بَقَايَا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ
وَقَالَ اِنَّمَا بَعَثْتُكَ لِاَبْتَلِيَكَ وَاَبْتَلِيَ بِكَ وَاَنْزَلْتُ عَلَيْكَ كِتَابًا لَا يَغْسِلُهُ الْمَاءُ تَقْرَؤُهُ نَائِمًا وَيَقْظَانَ وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اُحَرِّقَ قُرَيْشًا فَقُلْتُ رَبِّ اِذًا يَثْلَغُوْا رَاْسِيْ
فَيَدَعُوْهُ خُبْزَةً قَالَ اسْتَخْرِجْهُمْ كَمَا اَخْرَجُوْكَ وَاغْزُهُمْ نُغْزِكَ وَاَنْفِقْ فَسَنُنْفِقَ عَلَيْكَ وَابْعَثْ جَيْشًا نَبْعَثْ خَمْسَةً مِثْلَهٗ وَقَاتِلْ بِمَنْ اَطَاعَكَ مَنْ عَصَاكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

روایت ہے عیاض بن حمار مجاشعی سے کہ تحقیق رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دن اپنے خطبہ مین یعنی خطبہ معروفہ مین یا وعظ مین آگاہ ہو تحقیق رب میرے
نے حکم کیا مجکو یہ کہ سکھلاؤن مین تمکو وہ چیز کہ نہین جانتے تم اسکو بعد ازان بیان کی وہ چیز ساتھ قول اپنے کے جملہ ان چیزون مین کہ تعلیم کین مجکو پروردگار تعالی
نے اس دن مین کہ مین اسمین ہون یہ حکم ہے کہ فرمایا اللہ تعالے نے جو مال کہ دیا مین نے اسکو کسی بندے کو بندون مین سے حلال ہے یعنی جو مال بوجہ شرعی حاصل ہوا
حلال ہے کہ کوئی اسکو اپنی طرف سے حرام نہین کر سکتا جیسے کہ جاہلیت مین اونٹون کو اپنے پر حرام کرتے تھے اور یہ حکم کہ فرمایا اللہ تعالے نے کہ مین نے پیدا کیا اپنے
بندون کو مائل باطل سے طرف حق کے اور تحقیق آئے بندون کے پاس شیطان کہ لشکر ابلیس کے ہین اور احتمال رکھتا ہے کہ شامل ہو شیاطین انس کو بھی یعنی کہ
آیا ہم جنا باہ یہود و نصرانی پس پھیرا انکو شیاطین نے اور دور ڈالا انکے دین سے اور حرام کی شیاطین نے انپر وہ چیز کہ حلال کی مین نے واسطے انکے یعنی کہا
کیا حرام کیا حلال کو اپنے نفس پر اور حکم کیا شیاطین نے انکو یعنی وسوسہ مین ڈالا یہ کہ شریک کرین ساتھ میرے اس چیز کو کہ نہین اتاری مین نے ساتھ اسکے دلیل کچھ یعنی
اسکے غالب آوین یعنی بت کہ انکو پوجتے ہین اور کچھ دلیل وحجت انکے استحقاق عبادت پر نہین رکھتے اور یہ حکم کہ تحقیق اللہ تعالے نے نظر کی طرف زمین والون
کے یعنی اور پایا انکو مستحق شرک پر اور مستغرق گمراہی مین پس دشمن رکھا انکو عرب انکے کو اور عجم انکے کو یعنی دشمن رکھا انکو سب کو بد کرداری اور بد اعتقادی انکی کے
اور مستحق ہوئے انکے کہ قبل بعثت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شرک پر اور بسبب کفر انکے کے کہ قوم موسی کا قرن ولی ساتھ ہی اسکے وعبادت کی عزیر کی اور قوم عیسی قائل
ہوئی تین خدا ہونے کی یا اسکی کہ عیسی بیٹے اللہ کے ہین وغیر ذلک مگر ایک جماعت کو اہل کتاب سے کہ باقی اور ثابت رہے اوپر دین وایمان کے ساتھ موسی اور عیسی علیہما
کے اور تحریف وتبدیل نکیا دین اور کتاب اپنی کو یہانتک کہ ایمان لائے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور فرمایا اللہ تعالے نے کہ نہین بھیجا ہے مین نے تجکو یعنی پیغمبر کرکے مگر واسطے
کہ آزمایش کرون مین تجکو کہ کیونکر صبر کرتا ہے تو اوپر ایذا دینے قوم اپنی کے تجکو اور آزمایش کرون مین ساتھ تیرے یعنی تیری قوم کو کہ آیا ایمان لاتے ہین تجھپر یا کفر کرتے ہین
اور نازل کی مین نے تجھپر ایک کتاب کہ نہین دھوتا اور نہین مٹاتا اسکو پانی یعنی کاغذ کے لکھے کو پانی سے دھوئے تو مٹ جاتا ہے یہ ویسا نہین بلکہ محفوظ ہے زوال و نسخ
سے یعنی قیامت تک دلون مین محفوظ ہے اور احکام اسکے باقی اور ہمیشہ جاری ہین پڑھتا ہے تو اسکو سوتے اور جاگتے ہین اور تحقیق اللہ تعالے نے حکم کیا مجکو کہ جلاؤن
مین قریش کو یعنی ہلاک کرون مین انکے کفار کو ایسا کہ نابود ہوون اور کچھ اثر نرہے انکا پس کہا مین نے اے پروردگار میرے اسوقت کچلینگے سر میرا پس کر دینگے
میرے سر کو مانند روٹی کے یعنی کر دینگے اسکو بسبب کچلنے کے چورا مانند روٹی کے مقصود یہ کہ مین اکیلے کیونکر عہدہ برا ہونگا اور انپر غالب آؤنگا لشکر میرا کم ہے اور بہت
فرمایا کہ نکال تو انکو انکے وطن سے اور پریشان کر انکو جیسے کہ نکالا انہون نے تجکو اور جہاد کر انپر مہیا کرینگے ہم اسباب جہاد کا یعنی قوت بخشین گے اور غالب کرینگے تجکو اور
اور خرچ کر اپنے لشکر کے اوپر ان ہر اموال اور اگر نہ رکھتا ہوگا تو مال تو ہم دینگے اور ہم پہونچا دینگے اسکو تیرے پیچھے اور بھیج انپر لشکر بھیجینگے ہم پانچ مقدار لشکر غنیم کے چنانچہ
روز بدر کے پانچ ہزار فرشتے واسطے مدد لشکر اسلام کے بھیجے اور مشرک اسدن ہزار تھے اور مسلمان تین سو اور لڑ ہمراہ لیکر انکو کہ فرمانبرداری کی ہے انہون نے تیری
اور ایمان لائے ہین تجھپر ساتھ ان لوگون کے کہ سرکشی کی ہے تجھسے اور فرمانبرداری نہین کی ہے تیری اور کافر ہین نقل کی یہ مسلم نے ف مائل باطل سے الخ یعنی مستعد
قبول حق وطاعت کے یہ اشارہ ہے فطرت اسلام کی طرف کہ آیا ہے کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام نہ مسلمان بالفعل یا مراد عہد اسلام کا ہے کہ روز میثاق کے کہا سبھون
نے بلی اقرار ربوبیت پروردگار تعالی کا کیا اگرچہ بعد اسکے شرک واختلاف کیا اور سوتے اور جاگتے مین یعنی تجکو ملکہ ہو گیا ہے ایسا کہ حاضر رہتا ہے قرآن تیرے ذہن مین
اور ملتفت رہتا ہے طرف اسکے نفس تیرا اغلب احوال مین پس نہین غافل ہوتا اس سے سوتے اور جاگتے چنانچہ کہا جاتا ہے اسکو کہ قادر ہے ایک چیز پر اور ماہر ہے اسکا کہ کرتا ہے
اسکو سوتے مین کذا ذکرہ الطیبی خلاصہ یہ کہ قرآن تمہارے دل مین ہے حالت سوتے مین اور مین کہتا ہون کہ بنسبت قلب شریف کے حاجت اس تاویل کی نہین اسلیے
کہ حضرت کی آنکھین سوتی تھین اور دل نہین سوتا تھا اور بہت لوگ دیکھے گئے ہین کہ پڑھتے تھے وہ سوتے مین اور عجیب تر اس سے یہ منقول ہے کہ ایک شخص اپنے شیخ
سے دور قرآن کا کیا کرتا تھا دس دس آیتون کا وقت سحر کے جب شیخ کی وفات ہوئی تو مرید وقت سحر کے اپنی عادت پر آیا انکی قبر پر اور ارادہ کیا ورد پڑھنے کا

پس جب دس آیتین اپنے تمام کہین تو اُسنے قبر مین سے آواز پہنچنی کی سُنی کہ انھون نے بھی پہ کہین دس آیتین اور چپ ہو رہے اسی طرح حال رہا ایک مدت تک یہانتک
کہ بیان کیا مردے نے ماجرا کسی اپنے یار سے پس موقوف ہوئی یہ بات شرح ع (وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِيْ يَا بَنِيْ فِهْرٍ يَا بَنِيْ عَدِيٍّ لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ حَتّٰى اجْتَمَعُوْا فَقَالَ اَرَاَيْتُكُمْ لَوْ اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِيْ تُرِيْدُ اَنْ تُغِيْرَ عَلَيْكُمْ اَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوْا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا
عَلَيْكَ اِلَّا صِدْقًا قَالَ فَاِنِّيْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ فَقَالَ اَبُوْ لَهَبٍ تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت
ہے ابن عباسؓ سے کہ کہا اُنہون نے جبکہ اُتری آیت ڈرا اپنے کنبے والے نزدیکیون کو چڑھے پیغمبر خدا کوہ صفا پر کہ نزدیک خانہ کعبہ کے ہے پس شروع کیا پکارنا اے اولاد فہر کی
اے اولاد عدی کی واسطے فرقون قریش کے یہانتک کہ جمع ہوگئے یعنے فرقے قریش کے پس فرمایا کہ خبر دو مجھکو اگر خبر دون مین تمکو کہ ایک لشکر اُترا ہے بیچ جنگل کے
ارادہ رکھتا ہے کہ غارت کرے تمپر آیا سچا جانو گے تم مجھکو کہا اُنہون نے ہان اسلئے کہ نہین تجربہ کیا ہمنے تمپر مگر سچ کا اور نہین دیکھا ہمنے تجھسے سوائے سچ کے فرمایا آنحضرتؐ
نے پس اگر سچا جانتے ہو مجھکو تو تحقیق مین خبر دیتا ہون اور ڈراتا ہون تمکو پہلے اُترنے عذاب سخت کے سے یعنے اگر ایمان نہ لاؤ گے مجھپر تو اُترےگا تمپر عذاب سخت
پس کہا ابولہب نے کہ چچا آنحضرتؐ کا تھا عبد العزی نام ہلاکت اور زیان ہو تمکو تمام ایام مین کیا اسی بات واسطے کے یہ اکٹھا کیا تھا تو نے ہمکو پس اُتری یہ سورۃ
ہلاک اور زیان کار ہوجیو دونون ہاتھ ابی لہب کے اور ہلاک ہوجیو بلکہ ہلاک ہی ہوگئے بالفعل نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف بطون جمع بطن ہے اور مراد وہ کم قبیلہ ہے فہر
قبیلہ ہے باپ اُنکا نضر بن کنانہ اور نیچے اُسکے بطون اور افخاذ ہین حاصل یہ ہے کہ قبیلہ بمنزلہ جنس کے ہے اور بطن بمنزلہ نوع کے اور فخذ بمنزلہ فصل کے اور کبھی استعارہ کیا جاتا
ہے بعض اُنکا واسطے بعض کے چنانچہ اسلئے بنی فہر باوجود کہ قبیلہ ہے قریش سے اُسکو بطن کہا اور وادی ایک جگہ معروف ہے قریب مکے کے اور گویا کہ مراد ہے اُس سے
وادی کہ مشہور ہے ساتھ وادی فاطمہ کے درمیان مکہ اور مدینہ کے اور ہلاک ہی ہوئے بالفعل بسبب گستاخی کے کہ ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کی اور مراد
ہاتھون کے ہلاک ہونے سے ہلاک ہونا ذات اُسکی کا ہے مانند قول اللہ تعالی کے وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ یعنے نہ ڈالو اپنی ذاتون کو ہلاکت مین اور بعضون نے کہا کہ
مراد دونون ہاتھون سے دنیا اور آخرت اُسکی ہے کہ دونون جہان اُسکے ہلاک اور زیان کار ہوئے اور بعضون نے کہا کہ ہاتھون کو خاص اسلئے ذکر کیا کہ جب آنحضرتؐ
نے ابولہب کو ڈرایا تو ابولہب نے پتھر اُٹھایا تا آنحضرتؐ پر پھینکے (وَفِيْ رِوَايَةٍ نَادٰى يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ رَاَى الْعَدُوَّ فَانْطَلَقَ يَرْبَاُ اَهْلَهُ فَخَشِيَ اَنْ
يَّسْبِقُوْهُ فَجَعَلَ يَهْتِفُ يَا صَبَاحَاهْ) اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ ندا کی آنحضرتؐ نے اور فرمایا اے بیٹو عبد مناف کے نہین ہے حال اور قصہ میرا اور تمہارا
مگر مانند حال اور قصہ ایک شخص کے کہ دیکھا لشکر دشمن کا پس گیا وہ شخص تا نگہبانی اور دیدبانی کرے اپنی قوم کی اور بچاوے اُنکو غدر و غارت دشمن کی سے پس ایک پہاڑ
اور بلندی پر چڑھے تا آواز اُسکی سنین پس ڈرا یہ شخص کہ سبقت لیجاوین دشمن طرف اہل اُسکی کے اور پہونچین طرف قوم کے پہلے اُسکے کہ پہونچے یہ طرف اُنکے پس شروع
کیا چلانا اور کہنا یا صباحاہ ف عبد مناف باپ ہاشم اور عبد شمس کا ہے اور مناف نام بت کا اور لفظ یا صباحاہ ساتھ جزم ہ کے ایک کلمہ ہے واسطے ڈرانے کے ایک امر
وحشتناک سے کہتے ہین اور اصل اسکی یہ ہے کہ اکثر غارت وقت صبح کے واقع ہوتی ہے پس فریاد کرتے ہین صبح کو تا اُس سے آگاہ ہون اور معنے یہ ہین کہ اے قوم
بچو غارت کرنے سے ساتھ چلے جانے کے پہلے آنے دشمن کے پس گویا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا بچو اللہ کے عذاب سے ساتھ ایمان لانے کے پہلے اُترنے عذاب کے
شرح ع (وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا فَاجْتَمَعُوْا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ يَا بَنِيْ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ
النَّارِ يَا بَنِيْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ هَاشِمٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ
مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِيْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّيْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ)
اور روایت ہے ابی ہریرہؓ سے کہ کہا اُسنے یعنے یہ حدیث ساتھ اور الفاظ کے بھی آئی ہے ابو ہریرہ سے کہ جب یہ آیت اُتری کہ ڈرا تو اپنے کنبے کو کہ بہت نزدیک ہین
بلایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو پس جمع ہوئے پس تعمیم کی آنحضرتؐ نے پکارنے مین اور تخصیص کی یعنے پکارا اُنکو ساتھ نام جد بعید اُنکے کے کہ سب کو

تمام ہو شامل ہو اور ساتھ نام جدا قریب ہے کہ خصوص میں ہو ساتھ بعض کے پھر بیان کی راوی نے کیفیت عموم خصوص کی کہ کہیں فرمایا اے اولاد کعب بن لوی کی خلاص کرو اپنی جانوں کو آگ سے یعنے ایمان لاؤ اور کام نیک کرو کہ بسبب اسکے آگ دوزخ سے نجات پاؤ اے اولاد مرہ بن کعب کی خلاص کرو اپنی جانوں کو آگ دوزخ کی سے اے اولاد عبد شمس کی خلاص کرو اپنی جانوں کو آگ دوزخ سے اے اولاد عبد مناف کی خلاص کرو اپنی جانوں کو آگ سے اے اولاد ہاشم کی خلاص کرو اپنی جانوں کو آگ سے اے اولاد عبد المطلب کی خلاص کرو اپنی جانوں کو آگ سے اے زہرا فاطمہ خلاص کر اپنی جان کو آگ سے اسلیے کہ میں مالک نہیں ہوں تمھارے لیے عذاب خدا سے کسی چیز کا سوا اسکے کہ واسطے تمھارے حق ہے رحم اور قرابت کا یعنی کہ تر کرتا ہوں میں اسکو ساتھ تری اسکی کے اور ساتھ پانی صلہ اور احسان کے یعنی سمجھتا ہوں میں حرارت اور سوختگی احتیاج انکی کو نقل کی یہ مسلم نے فائدہ لوی ساتھ پیش لام کے اور زبر ہمزہ کے اور کبھی بدل کیا جاتا ہے ہمزہ واو سے اور ساتھ ی مشدد کے نام ایک جد اعلی کا ہے اور وہ بیٹا غالب بن فہر کا ہے اور مرہ ساتھ پیش میم کے اور تشدید رے کے باپ ہے قبیلہ کا قریش میں سے اور عبد مناف بالاتر عبد شمس سے اور باپ اسکا ہے اور باپ ہاشم کا اور روایت میں ذکر اسکا یعنی واضح ہوا اور نہیں ہاشم الخ اس میں بھی آنحضرت کے اور بیٹے چچا کے سبب داخل ہوئے اور ڈرانا اس حد کو پہونچایا کہ اولاد شریف کو بھی ڈرایا اور فاطمہ زہرا کہ جگر گوشہ حضرت کی اور سیدہ نساء عالم کی ہیں اور آگ دوزخ کی انپر حرام ہوئی انکو بھی داخل اس ڈرانے کے کیا اور میں نہیں مالک ہوں الخ یعنے میں نہیں قادر اسپر کہ دفع کروں تجھسے اللہ کے عذاب میں سے کچھ بھی اگر ارادہ کرے اللہ عذاب دینا تمھارا اور یہ فرمایا آنحضرت نے اللہ تعالی کی اس آیت سے قل فمن یملک لکم من اللہ شیئا ان اراد بکم ضرا او اراد بکم نفعا بلکہ فرمایا اللہ تعالے نے قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ اور ساتھ تری انکی کے یعنے ساتھ صلہ انکے کے اور ساتھ احسان کرنے کے انکے اور حاصل اسکا یہ کہ میں قرابتیوں سے احسان کرتا ہوں اور ظلم و ضرر انسے دفع کرتا ہوں اور نہایہ میں لکھا ہے کہ بلال جمع بلل کی ہے یعنے تری کے اور عرب اطلاق کرتے ہیں تری کو سلوک اور احسان کرنے پر جیسے کہ اطلاق کرتے ہیں یبس کو قطع کرنے پر اسلیے کہ جب انہوں نے دیکھا کہ بعضی چیزیں پیوستہ ہوتی ہیں ساتھ تری کے اور حاصل ہوتا ہے انہیں تفرق ساتھ یبس کے استعارہ کیا انہوں نے بلل کو واسطے معنے وصل کے اور یبس کو واسطے معنے قطع کرنے کے اور اس حدیث میں نہایت ڈرانا اور مبالغہ ہے اس میں والا فضیلت ان مذکورین میں سے اور داخل ہونا انکا بہشت میں اور شفاعت آنحضرت کی گنہگاران امت کے لیے چہ جائے اقربا حضرت کے لیے حدیثوں صحیح سے ثابت ہے اور باوجود اسکے خوف انکی بے پروائی کا باقی ہے اور یہ مقام مقتضی تھا اس حال کا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حاشیہ فضیلت اور شفاعت کی بعد اسکے وارد ہوئی ہوں غرض کہ حکم ہوا حضرت کو ڈرانے کا پس بجا لائے اسکو شرح اور فی المتفق علیہ قال یا معشر قریش اشتروا انفسکم لا اغنی عنکم من اللہ شیئا و یا بنی عبد مناف لا اغنی عنکم من اللہ شیئا یا عباس بن عبد المطلب لا اغنی عنک من اللہ شیئا و یا صفیۃ عمۃ رسول اللہ لا اغنی عنک من اللہ شیئا و یا فاطمۃ بنت محمد سلینی ما شئت من مالی لا اغنی عنک من اللہ شیئا اور صحیح حدیث متفق علیہ کی کہ بخاری اور مسلم نے اسکو روایت کیا ہے آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے اے گروہ قریش کے خریدو اپنی جانوں کو یعنے خلاص کرو انکو آگ سے ساتھ ایمان کے اور ترک کرنے کفران نعمت کے اور ساتھ طاعت اور فرمانبرداری کے نہیں دفع کر سکتا میں تمسے عذاب اللہ سے کچھ اے اولاد عبد مناف کے نہیں دور کر سکتا میں تمسے اللہ کے عذاب سے کچھ اے عباس بیٹے عبد المطلب کے نہیں دور کر سکتا میں تمسے عذاب اللہ سے کچھ اے صفیہ پھوپھی رسول اللہ کی نہیں دور کر سکتا میں تجھسے اللہ کا عذاب کچھ اور اے فاطمہ بیٹی محمد کی مانگ مجھسے جو چاہے میرے مال سے نہیں دور کر سکتا میں تجھسے اللہ کا عذاب کچھ فائدہ بعضے کلام کرتے ہیں کہ حضرت کے پاس مال کہاں تھا جسمیں سے کہ فرمایا مانگ مجھسے مال میں سے یہ بات کچھ نہیں رد کرتی ہے اسکو یہ آیت ووجدک عائلا فاغنی یعنے اور پایا تجکو محتاج پس غنی کر دیا تجکو یعنے ساتھ مال خدیجہ کے بسبب قول مفسرین کے اور اسکے اطلاق مال کا تھوڑے اور بہت دونوں پر ہوتا ہے پس کہاں سے معلوم ہوا کہ حضرت کے پاس بالکل مال نہ تھا اور باوجود اسکے یہ عبارت جو مال بالفعل پر تقاضا نہیں کرتی شاید یہ مراد ہو کہ اگر کچھ مال میری ملک میں ہوگا طلب کرنا لیکن نجات آخرت میری ملک میں نہیں شرح

الفصل الثانی فصل دوسری عن ابی موسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امتی ہذہ امۃ مرحومۃ لیس علیہا عذاب فی الآخرۃ

عذابہا فی الدنیا الفتن والزلازل والقتل رواہ ابو داؤد روایت ہے ابی موسی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ امت میری یہ امت یعنی اجابت
حاضر فی الذہن مرحوم ہے یعنے ابر رحمت حق زیادہ ہے بہ نسبت اور امتون کے بسبب ہونے نبی انکے کے رحمۃ للعالمین نہین اسپر عذاب آخرت مین عذاب اسکا دنیا
مین فتنے اور زلزلے اور قتل ہے نقل کی یہ ابو داؤد نے ف یعنے ناحق اور نہین اسپر عذاب یعنے شدید بلکہ عذاب انکا یہ ہے کہ سزا انکے اعمال کی دنیا مین ساتھ محنتون
اور امراض کے اور طرح بطرح کی بلاؤن کے ہوتی ہے جیسے کہ مراد ہے یہی قول اللہ تعالے کے من یعمل سوء یجز بہ کہ اوپر گذرچکا ہے ذکر اسکا واللہ اعلم اور ہو یہ اگر
اسکا قول حضرت کا عذابہا فی الدنیا الخ اور بعضون نے کہا کہ یہ حدیث خاص ہے اس جماعت کے حق مین کہ نہین کرتے کبیرہ اور ممکن ہے کہ ہو اشارہ طرف ایک
جماعت خاص کے امت سے کہ وہ صحابہ ہین اور کہا مظہر نے کہ یہ حدیث مشکل ہے اسلیے کہ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ کوئی عذاب نہین دیا جاویگا حضرت کی امت
مین سے خواہ گناہ کبیرہ کرتا ہو یا اور کچھ یا اللہ کچھ نہین مگر یہ کہ تاویل کیا جاوے کہ مراد امت سے یہان وہ ہے کہ پیروی کی ہے حضرت کی جیسے اور فرمان برداری کی
اللہ تعالی کی اور باز رہے اس چیز سے کہ منع کیا ہے اس سے مثل زنا کے اور جو شدائد زمانے کے کہ انکو پہنچتے ہین اور موجب کفارہ گناہون اور باعث رفع درجات
انکے کے ہوتے ہین اور کشت وخون کہ انکے درمیان مین واقع ہوتا ہے اگر کافر اور مجتہدون کے ہاتھ سے ہے تو خود موجب شہادت اور اجر کا ہے اور اگر مسلمانون مین ہے
تو بس اگر بسبب اشتباہ و تاویل کے ہے تو دونون جانب مین سلامتی پر ہین اور اگر ایک جانب ظالم ہے تو وہ جانب مظلوم کے ماجور ہوگی اور بعضے علما نے کہا ہے
کہ عذاب قبر خاص اسی امت مرحومہ مغفورہ کی ہے تا برزخ مین خالص کر کر گناہون سے انکو طاہر مطہر آخرت مین لیجاوینگے اور وہان عذاب نہ کیجاویگا ح
وعن ابی عبیدۃ ومعاذ بن جبل عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال ان ہذا الامر بدا نبوۃ ورحمۃ ثم یکون خلافۃ ورحمۃ ثم ملکا عضوضا ثم کائن جبریۃ وعتوا
وفسادا فی الارض یستحلون الحریر والفروج والخمور یرزقون علی ذلک وینصرون حتی یلقوا اللہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان ابو عبیدہ بن الجراح کہ عشرہ مبشرہ
مین سے ہین اور معاذ بن جبل کہ بڑے صحابہ مین سے ہین روایت کرتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا تحقیق یہ امر دین ظاہر ہوا ساتھ نبوت اور
رحمت کے یعنے اول ظہور دین کا بیچ زمانہ نزول وحی اور رسالت اور نبوت کے تھا پھر ہوگا امر دین کا خلافت اور رحمت پھر ہوگا یہ امر بادشاہت گزندہ یعنے
ہونے والا ہے یہ کار تکبر اور قہر اور جبر سے گذرنا اور فساد ڈالنا ہے زمین مین حلال جانین گے یہ ریشمی کپڑون کو اور استعمال کرینگے انکو بے اصل کے اور حلال جانین
عورتون کی شرمگاہون کو اور شرابون کو یعنے اقسام شرابون کو روزی دیے جاوینگے باوجود ان کامون کے اور مدد دیے جاوینگے یعنے کفار پر اور یہانتک ملینگے اللہ کو
اور ہلاک نہین کیے جاوینگے اگرچہ مستحق انکے ہونگے بسبب سبقت مغفرت اور رحمت کے اس امت کے لیے اور شاید کہ اللہ تعالے کو اسمین کچھ حکمت ہو مثل انتظام
خلائق کے اور درستی یعنے احکام دین کے انسے اگرچہ خود فاسق ہون یہان تک کہ ملاقات کرینگے اللہ تعالے سے روز قیامت کے نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان
مین ف لفظ بدا ساتھ الف کے ہے یعنے ظاہر ہوا کے اور ایک نسخہ مین ساتھ ہمزہ کے ہے یعنے شروع ہوا اول دین کا آخر زمانہ حضرت تک زمانہ نزول وحی اور رحمت
کا اور خلافت الخ یعنے یہ ہوا زمانہ خلفائے راشدین کا کہ ساتھ خلافت اور نیابت آنحضرت کے کاروبار دین ہوا اسکا انتظام رکھا تھا اور وہ زمانہ تیس برس کا ہوا انمین
ساڑھے انتیس برس خلفائے راشدین رہے اور چھ مہینے باقی مین حضرت امام حسن رہے ... اور آنکا عضوض کے معنے دانت کا
اور عضوض ساتھ زبر عین کے صیغہ مبالغہ کا ہے اور ایک روایت مین بجائے ملکا کے ملوکا عضوضا ساتھ پیش میم کے جمع ملک کی ساتھ زیر لام کے یعنی جیسا
کے یعنے ہونگے ایسے بادشاہ کہ ظلم کرینگے لوگون پر اور ایذا دینگے انکو ناحق اور یہ مبنی ہے غالب پر یعنے اکثر ایسے ہونگے اسلیے کہ نادر حکم مین معدوم کے ہے پس نہین
اشکال لازم آویگا اسپر کہ جیسے عمر بن عبدالعزیز عادل یہانتک کہ کہا جاتا تھا انکو عمر ثانی اور ... انکے شہور مین آور فساد ... یعنے لڑائیان اور لوٹ مار
وغیر ذلک بری چیزین اور یہ حالت ہمیشہ رہی جیسے کہ دیکھی جاتی ہے ان ایام مین باین حیثیت کہ ظاہری خلافت ظالمون کے ہاتھ مین بطریق تسلط اور غلبہ کے
بغیر رعایت شروط امامت کے پھر ظلم و تعدی زیادہ ہوئی رعایا پر اور تنگی ہوئی اسپر ساتھ طرح طرح کی بلاؤن کے اور دیے مناصب نالائقون کو اور انتقامات کیا

طرف علماے عاملین اور اولیاے صالحین سے پھر اکثر ہمارے زمانے کے سلاطین نے ترک کیا ہے جہاد ساتھ مشرکین کے اور متوجہ ہوے طرف قتال مسلمانوں
کے واسطے لینے شہروں کے اور دفع کرنے فساد کے چنانچہ اسیلیے کہا ہے ہمارے بعضے علما نے کہ جو کوئی کہے ہمارے زمانے کے سلطان کو عادل پس وہ کافر
ہے غرض کہ فساد دن بدن بڑھتا ہی گیا حتی کہ بعضے اُن بادشاہوں نے قتل عام کیا باوجودیکہ شہر میں اولیا اور علما اور زہاد اور لڑکے اور عورتیں اور ضعیف اور بیمار اور
اندھے بھی تھے کہ جو مستحق قتل نہ تھے حالانکہ شہر والے ملت حنفیہ سے تھے کہ جو جملہ اہل سنت وجماعت ہیں اور یہی سلطنت قائل اسکا تھا کہ ہم تعظیم علم و شرع
کی کرتے ہیں اور تعمیر کی ہے ہمارے علما نے کہ اگر فتح کریں ایک قلعہ کفار کا اور پاے جاویں اُن میں ہزاروں اہل حرب لیکن اُن میں ایک ذمی مجہول الحال
ہو تو نہیں درست قتل عام اس مقام میں لاحول ولا قوة الا باللہ [illegible] واعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر وان اللہ قد احاط بکل شیء علما یاد رکھو اسکو
جتنا ہمارا ہوا ہے فساد و بچہ و بیمیں کہ حرمین شریفین میں بھی اس طرح کا کہ نہیں ممکن ذکر کرنا اسکا اللہ کارساز ہے اپنے دین کا اور مددگار ہے اپنے نبی کا ہر حال بلکہ ہر روز
بلکہ ہر ساعت بدتر ہے بنسبت سابق کے وعن [illegible] عن عائشة قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اول ما یکفأ قال زید بن یحیی الراوی
یعنی الاسلام کما یکفأ الاناء یعنی الخمر قیل فکیف یا رسول اللہ وقد بین اللہ فیہا ما بین قال یسمونہا بغیر اسمہا فیستحلونہا رواہ الدارمی اور روایت ہے عائشہ سے
کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے تحقیق اول اس چیز کا کہ الٹا جاویگا کہا زید بن یحیی راوی نے یعنے اسلام میں جیسا کہ الٹا جاتا ہے باسن
یعنے شراب ہوگی کہا گیا پس کس طرح الٹا جاویگی شراب اور تغیر کیا جاویگا حکم اسکا یا رسول اللہ حالانکہ تحقیق بیان کی اللہ نے بیچ اسکے وہ چیز کہ بیان کی یعنے حرمت
اسکی ساتھ تشدد الفاظ وجوہ کے بیان کی خوب واضح فرمایا آنحضرت نے کہ حیلہ وتاویل کرینگے اُسکے پینے میں باین طریق کہ نام رکھینگے اُسکا اور نام سوا اسکے
شراب کے پس حلال جانینگے اُسکو نقل کی یہ دارمی نے قولہ لانا ما یکفأ ساتھ صیغہ مجہول کے ہے مہموز کیا گیا ہے یعنے اوندھا ہونے باسن کے تاکہ بہ جاوے وہ چیز کہ
اس میں ہو قسم پانی وغیرہ سے اور یعنے اسلام ہے زید راوی نے بیان کیا اور کلمہ فی کا لفظ راوی سے ساقط ہوگیا ہے اور آنحضرت بیان کرتے تھے خمر کا پس فرمایا
بیچ اثنا حدیث اپنی کے اول ما یکفا پس بیان کی راوی نے خبر محذوف ساتھ قول اپنے کے یعنے الخمر پس یہی لفظ راوی کا ہے کہ بیان کرتا ہے مراد کو کہ اول
ما یکفا فی الاسلام کیا ہے خمر ہے حاصل یہ کہ اول وہ چیز کہ ارتکاب کیجاویگی محرمات سے اور ساقط کیجاویگی احکام اسلام سے وقت تغیر احوال لوگوں کے اخیر زمانہ میں
حکم خمر کا ہے کہ پیوینگے اُسکو اور تاویلیں کرینگے بیچ حلال کرنے اُسکے کے جیسے کہ کہا اور کہا گیا الخ اور نام رکھینگے الخ جیسے کہ نبیذ اور شراب اور مانند اسکے کے اور وہ ہم
میں شراب ہوگی اور اس بہانہ سے پیوینگے بنا دینگے اُسکو شہد اور چانول وغیرہ سے اور کہینگے کہ خمر نام انگور کے پانی کا ہے کہ مستی لاتا ہے اور یہ انگور کی نہیں ہے پس خمر
نہیں اور نہ جانینگے کہ جو چیز نشا کرنے والی ہے حرام ہے اور خمر ہے حکم خمر کا رکھتی ہے اور حلال جانینگے حقیقتہ پس کافر ہونگے یا وہ ظاہر کرینگے کہ ہم پیتے ہیں چیز حلال پس ہونگے
فاسق ہونگے الفصل الثالث فصل تیسری عن النعمان بن بشیر عن حذیفة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکون النبوة فیکم ما شاء اللہ ان تکون
ثم یرفعہا اللہ تعالی ثم تکون خلافة علی منہاج النبوة ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعہا اللہ تعالی ثم تکون ملکا عاضا فیکون ما شاء اللہ ان یکون ثم یرفعہا اللہ تعالی
ثم تکون ملکا جبریة فیکون ما شاء اللہ ان یکون ثم یرفعہا اللہ تعالی ثم تکون خلافة علی منہاج نبوة ثم سکت قال حبیب فلما قام عمر بن عبد العزیز کتبت الیہ
بہذا الحدیث اذکرہ ایاہ وقلت ارجو ان یکون امیر المؤمنین بعد الملک العاض والجبریة فسر واعجبہ یعنی عمر بن عبد العزیز رواہ احمد والبیہقی فی دلائل النبوة
روایت ہے نعمان بن بشیر سے اُسنے نقل کی حذیفہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور باقی رہیگا وجود نبوت کا اور نور اسکا درمیان تمہارے
جب تک کہ چاہے اللہ تعالے ہونا اسکا پھر اٹھا لیگا نبوت کو اللہ تعالے یعنے ساتھ اُٹھا لینے نبی کے پھر ہوگی خلافت اوپر طریقہ نبوت کے جب تک کہ چاہیگا
اللہ تعالے ہونا اسکا پھر اٹھا لیگا اسکو بھی اللہ تعالی پھر ہوگی حکومت پادشاہت گزندہ یعنے کاٹیگا بعض اہل اُسکا بعض کو مانند کاٹنے کتے کے پس باقی
رہیگی وہ جبتک کہ چاہیگا اللہ تعالی کہ ہو پھر اٹھا لیگا اسکو بھی اللہ تعالی عالم سے پھر ہوگی حکومت پادشاہت تکبر اور غلبہ کی پس باقی رہیگی وہ جبتک کہ چاہیگا

ہو جانا ہے اسکا یہ ہے کہ یہ ہوگا بعد عصر حضرت کے صحابہ کے عصر میں ترجمہ فرمایا حضرت نے بیچ بیان نقصان امانت کے کہ سو ویگا شخص سونا فتح یعنی تھوڑا
یا کنایہ ہے اس سے کہ غافل ہو ذکر آیات اور تدبر کتاب اور اتباع سنت سے اور یہ مثال ایسی ہے کہ فرمایا پھر جاتا کتاب و سنت سے ترجمہ پس نقصان کیا جاویگا اور لیجاویگی
امانت دل اسکے سے یعنی انوار اور ثمرات اسکے کم اور ناقص ہو جاینگے پس ہو جاویگا نشان امانت کا کہ وہ ثمرہ ایمان کا ہے مانند نشان وکت کے وکت کے فتح اثر کی
وہ چیز ہے کہ باقی رہے علامت اور بقیہ اسکے سے آور وکت ساتھ زبر واو اور جزم کاف کے اور آخر میں تا ہے جمع وکتہ کی اور وہ نشان ایک چیز کو کہتے ہیں برخلاف رنگ
اس چیز کے جیسے کہ نقطہ سیاہ و سفید میں اور بعضون نے کہا کہ نقطہ سفید کہ آنکھ کی سیاہی میں پیدا ہو یعنی سبب وارد ہونے غفلت کے اور ارتکاب گناہ کے نور
امانت کا کم ہو جاویگا اور جب آگاہ ہوگا اور حال دل اپنے سے تلاش کریگا تو سوا مقدار نقطہ کے اس سے نشان باقی نہ دیکھیگا ترجمہ پھر سو ویگا شخص اور سونا
اور غافل ہوگا بار دیگر پس لیا جاویگا اور ناقص کیا جاویگا جز دوسرا امانت سے کہ باقی رہا تھا پس نگاہ کریگا تو باقی رہیگا نشان اسکا مانند نشان مجل کے فتح
مجل ساتھ زبر میم اور جزم جیم کے آبلہ پڑنا اور سخت ہونا پوست ہاتھ کا کام کرنے سے کہ جوکھی کہتے ہیں بعد ازاں بیان اثر مجل کا کرتے ہیں ساتھ قول اپنے کے ترجمہ
مانند انگارے کے یعنی وہ اثر مجل کا مانند انگارے کے کہ لنڈھا دے تو اسکو اپنے پاؤں پر اور تھا پس آبلہ ہو جاوے پس دیکھے تو اس جگہ کو کہ آبلہ پڑا پھولی ہوئی
حالانکہ نہیں ہے اس آبلہ میں کہ اونچا دکھائی دیتا ہے کوئی چیز کہ کام آوے فتح بلکہ پانی ہے اسی طرح ہے شخص کہ اثر امانت کا اسکے دل سے نکالا گیا اور کار آگاہ
دکھائی دیتا ہے اور اسکے باطن میں صلاح اور وہ چیز کہ بکار آوے نہیں اس تقریر سے معلوم ہوا کہ وکت اور مجل مثال بقیہ امانت کی ہے کہ دل میں رہتی ہے لیکن اس تقریر پر
وارد ہوتا ہے کہ اثر مجل کا زیادہ ہے اثر وکت سے اور مناسب سوق کے یہ ہے کہ اعتبار اثر دوسری بار میں کمتر معلوم ہو مرتبہ اول سے تو جواب دیتے ہیں کہ جب مجل ایک چیز
خالی بیفائدہ ہے تو قابل و حقیر ہوگا وکت سے اور یہ جواب خالی ضعف سے نہیں فتح کہا صاحب تقریر نے کہ یہ ہے کہ امانت جاتی رہیگی دلوں سے یعنی
پس جب زائل ہوگا اول جز اس سے زائل ہوگا نور اسکا اور قائم مقام ہوگی اسکی تاریکی مانند وکت کے اور وہ آجانا رنگ کا ہے مخالف پہلے رنگ کے اور جب زائل ہوگا
کچھ اور اسمین سے ہوگا مانند مجل کے اور وہ نشان محکم ہے کہ نہیں زائل ہوتا مگر بعد ایک مدت کے اور یہ تاریکی زیادہ ہے پہلی سے پھر تشبیہ دی اس نور کے جاتے رہنے کو بعد
واقع ہونے اسکے کے دلون میں اور اسکے نکلنے کو بعد استقرار اسکے کے دل میں اور اسکے پیچھے تاریکی کے آنے کو ساتھ انگارے کے کہ لنڈھا دے اسکو اپنے پاؤں پر یہاں تک
کہ تاثیر کرے اس میں پھر زائل ہو جاوے انگارا اور باقی رہے آبلہ اور کہا ایک شارح نے ہمارے علماء میں سے کہ مراد یہ ہے کہ امانت اٹھ جاویگی دلوں سے بسبب ... دل
دل والوں کے بسبب کرنے گناہوں کے یہاں تک کہ جب جاگینگے اپنی نیند سے نہیں پاوینگے اپنے دلوں کو اس حالت پر کہ تھے اسپر اور باقی رہیگا اسمیں نشان کبھی
مانند وکت کے اور کبھی مانند مجل کے اور مثل اگرچہ مسند ہے لیکن مراد اس سے بیان نفس آبلہ ہے اور یہ اقل ہے مرتبہ پہلے سے اسلیے کہ تشبیہ دی اسکو ساتھ چیز خالی کے
بخلاف مرتبہ پہلے کے کہ ارادہ کیا ساتھ اسکے خالی ہونا دل کا امانت سے باوجود باقی رہنے نشان اسکے کے ترجمہ اور صبح کرینگے لوگ اس حالت میں کہ بیع و شرا کرینگے
آپس میں اور نہیں قریب کوئی کہ ادا کرے امانت کو اور حقوق نکالیے شریعت کو اور خیانت نہ کرے لوگوں کے حق میں پس کہا جاویگا یعنی بسبب قلت امانت کے لوگوں میں
کہ تحقیق بیچ فلانے قبیلے کے یعنی باوجود کثرت لوگوں کے ایک شخص ہے امانت دار اور کامل الایمان و امانت دار اور کہا جاویگا یعنی اس زمانہ میں واسطے شخص کے فتح
یعنی دنیا داروں میں سے کہ جسکو عقل ہوگی حاصل کرنے مال وجاہ کی اور شاعر اور فصیح و بلیغ اور قوی بدن میں اور شجاع وذی شوکت ہوگا اسکو کہینگے ترجمہ کیا خوب عقلمند ہے
کاروبار دنیا میں اور معیشت میں اور کیا خوب دانا اور خوشرو اور زبان آور وخوشگو ہے اور کیا خوب چست و چالاک ہے اور حالانکہ نہیں ہے اسکے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان
ف احتمال ہے کہ مراد نفی اصل ایمان کی ہے یا اسکے کمال کی واللہ اعلم اور حاصل یہ کہ وہ تعریف کرینگے اسکی کثرت عقل اور ظرافت اور چالاکی وغیرہ کی اور تعجب کرینگے اس
اور نہیں تعریف کرینگے کسی کی کثرت علم نافع اور عمل صالح کی اور اس سے معلوم ہوا کہ اصل کار ایمان و صلاح ہے باقی سب برباد ہونا بود اگرچہ دنیادار اسکو خوب جانیں
اور بسبب اسکے تعریف کریں اور معتبر تعریف سایہ تقوی اور قوت ایمانی کی ہے رزقنا اللہ وعنہ قال کان الناس یسألون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الخیر

وكنت اسئله عن الشر مخافة ان يدركني فقلت يا رسول الله انا كنا في جاهلية وشر فجاءنا الله بهذا الخير فهل بعد هذا الخير من شر قال نعم قلت وهل بعد ذلك الشر
من خير قال نعم وفيه دخن قلت وما دخنه قال قوم يستنون بغير سنتي ويهدون بغير هديي تعرف منهم وتنكر قلت فهل بعد ذلك الخير من شر قال نعم دعاة على ابواب
جهنم من اجابهم اليها قذفوه فيها قلت يا رسول الله صفهم لنا قال هم من جلدتنا ويتكلمون بالسنتنا قلت فما تامرني ان ادركني ذلك قال تلزم جماعة المسلمين
وامامهم قلت فان لم يكن لهم جماعة ولا امام قال فاعتزل تلك الفرق كلها ولو ان تعض باصل شجرة حتى يدركك الموت وانت على ذلك متفق عليه وفي
رواية لمسلم قال يكون بعدي ائمة لا يهتدون بهداي ولا يستنون بسنتي وسيقوم فيهم رجال قلوبهم قلوب الشياطين في جثمان انس قال حذيفة قلت
كيف اصنع يا رسول الله ان ادركت ذلك قال تسمع وتطيع للامير وان ضرب ظهرك واخذ مالك فاسمع واطع اور روایت ہے حذیفہ سے کہا کہ
لوگ پوچھا کرتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر سے یعنی طاعت سے تاکہ بجا لاویں اسکو یا وسعت رزق سے تاکہ خوش ہوں ساتھ اسکے
اور مدد حاصل کریں ساتھ دنیا کے آخرت پر اور میں پوچھتا حضرت سے حال شر کا یعنی گناہ کا یا فتنہ کا کہ مرتب ہوتا ہے وسعت رزق پر واسطے خوف اس
بات کے کہ مجھ پر پہنچ جاوے مجھ کو شر یعنی واسطے خوف اسکے کہ لاحق ہو مجھکو شر تو تحفظ کروں باعث اسکا اور یہی طریق اختیار کیا ہے کسی نے اور بعضے فضلا نے کہا ہے کہ بچنا
کی اولیٰ ہے پہنچ و دفع کرنے بیماری کے استعمال کرنے دوا کی سے اور کلمہ توحید میں اشارہ ہے اسکی طرف کہ نفی کی ماسوی اللہ کے پھر ثابت کیا مولیٰ کو اور کہا طیبی نے
کہ مراد شر سے فتنہ ہے اور سست ہونا ارکان اسلام کا اور غالب ہونا گمراہی کا اور پھیلنا بدعت کا اور خیر برعکس اسکی ہے ترجمہ کہا حذیفہ نے کہا میں نے یا رسول اللہ
تحقیق تھے ہم بیچ جاہلیت کے اور بدی کے فساد کے یعنی ان ایام میں کہ غالب تھا ان میں جہل ساتھ توحید کے اور نبوت کے اور اس چیز کے کہ تابع ہے انکے یعنی
تمام احکام شرعیہ کے اور لفظ شر عطف تفسیری ہے یا مراد ہے اس سے کفر یعنی تھے ہم بیچ تعصب کے پس ترجمہ پس لایا ہمارے پاس اللہ اس خیر کو یعنی کہ وہ اسلام ہے ساتھ
بعثت انکی کے اور مفہوم مخالف اسکا یہ ہے کہ دور کی اللہ نے شر ہمیشہ ساتھ نابود کرنے قواعد کفر و ضلال کے ترجمہ پس کیا پیچھے اس خیر کے کچھ شر ہونے والی ہے فرمایا آنحضرت
نے کہ ہاں ہوگی بعد اس خیر کے شر کہا میں نے اور کیا پیچھے اس شر کے خیر ہوگی کہ پھر امر دین کا رواج پاوے فرمایا ہاں بعد اس شر کے خیر ہوگی اور اس خیر میں کہ بعد
شر کے آویگی کدورت ہوگی فتحہ دخن ساتھ زبر خ اور دال کے یعنی دخان کے یعنی خیر ہوگی ملی ہوئی ساتھ شر کے اور دل لوگوں کے اس صفائی اور خلوص سے کہ ساتھ
کے اوائل میں تھے نہیں ہونگے اور اعتقاد صحیح اور اعمال صالحہ اور عدل پادشاہوں کے کہ قرن اول میں تھے نہیں ہونگے اور بدایمانیاں اور بدعتیں پیدا ہونگی اور بدسائیگیاں
کے اور اہل بدعت ساتھ اہل سنت کے ملے ہوئے ہونگے ترجمہ کہا میں نے اور کیا ہوگی کدورت و تاریکی اس خیر کی فرمایا کدورت کہ کہی میں نے کہتا ہے ایسی قوم کہ پیدا ہو
کر راہ و روش اختیار کریگی بغیر راہ و روش میری کے اور راہ بتاویگی لوگوں کو بغیر راہ میری کے اور پہچانیگا تو بعضے باتیں بیچ میں میری کے اور پاویگا تو بعضے کاموں دین کے
اور نہیں پہچانیگا تو بعضے فتحہ حیف یعنی منکر پس معروف اور مشروع ہوگا اور منکر غیر مشروع دونوں انمیں جمع ہونگے بسبب اختلاط خیر و شر کے کہ مراد قول حضرت کے سے تعرف منهم وتنكر
ويستنون بغير سنتي سے بھی پایا گیا ہے اور کہا بعضوں نے کہ مراد شر اول سے وہ فتنے ہیں کہ واقع ہوئے وقت عثمان کے اور بعد انکے اور مراد خیر ثانی سے وہ کہ واقع ہوا بیچ خلافت
عمر بن عبد العزیز کے اور مراد ساتھ الذین تعرف منهم وتنكر سے امرا ہیں کہ پیدا ہوئے بعد انکے ہیں سو بعضے انکے تمسک کرتے ساتھ سنت کے اور عدل کرتے اور بعضے وہ
کہ بلاتے تھے طرف بدعت کے اور ظلم کرتے تھے یا بعضے انمیں سے وہ تھے کہ عمل کرتے تھے اچھے کبھی اور عمل کرتے تھے برے کبھی بسبب اتباع خواہش نفسانی کے اور واسطے حاصل
کرنے غرض اپنی کے امور دنیا سے جو کہ وہ ارادہ رکھتے تھے آخرت کا اور رعایت کرتے تھے دار آخرت کی جیسے کہ حال بعضے امرا کے زمانہ ہمارے کا ہے اور بعضوں نے کہا
کہ مراد شر اول سے فتنہ حضرت عثمان کا ہے اور جو بعد انکے کا ہے اور مراد خیر ثانی سے وہ ہے کہ واقع ہوئی صلح حضرت امام حسن کی ساتھ معاویہ کے اور دخن سے وہ کہ معاویہ کے زمانہ
میں بعضے امرا ہے امارت زیاد کے کہ عراق میں ہوا ہے کہا میں نے اور کیا ہے بعد اس خیر کے شر فرمایا ہاں بلانے والے ہونگے لوگوں کو اوپر دروازوں دوزخ کے کہ شر کے
فرع ہیں یعنی ایسی جماعت ہوگی کہ بلاوینگے لوگوں کو طرف گمراہی کے اور روکینگے انکو ہدایت سے ساتھ طرح طرح کے فریبوں کے گردانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلانیوالوں کو بلانے کو

اور قبول کرنے بلانے والوں کو سبب واسطے داخل کرنے انکے کے انکو جہنم مین اور داخل ہونے انکے کے اسمین اور گردانا جہنم کو اقسام فریب سے بمنزلہ دروازہ
کے دروازوں جہنم سے سو جو شخص کہ قبول کرے بات بلانیوالوں کی اور جاوے طرف جہنم کے یعنے طرف گمراہی کے کہ پہونچانیوالی ہے طرف جہنم کے ڈالینگے
وہ اسکو اسمین فتنے اور ہونگے وہ سبب پہونچنے لوگوں کے جہنم مین کہا بعضوں نے کہ مراد بلانیوالوں سے وہ لوگ ہین کہ قائم ہونگے واسطے طلب کرنے ملک کے
قسم خارج اور روافض وغیرہا سے کہ جنمین نہین پائے جاوینگے شروط امارت اور امانت اور ولایت کے اور ہونگے بلانیوالے اوپر دروازوں دوزخ کے باعتبار
مآل کار کے مانند قول اللہ تعالی کے اِنَّ الَّذِیْنَ یَأْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتَامٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَأْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِہِمْ نَارًا سے کہا مین نے بیان کیجیے احوال انکا ہمارے لیے کہا وہ ہم مین سے ہونگے
یعنے فرمایا کہ وہ ہونگے قوم ہماری سے یا اپنا سے جنس ہمارے سے یا اہل ملت ہمارے سے اور کلام کرینگے ساتھ زبانوں ہماری کے کہ عربی ہین یا کلام کرینگے
ساتھ قرآن وحدیث کے اور نصیحتوں اور حکمتوں کے حالانکہ نہین ہوگی انکے دل مین بھلائی سے کہا مین نے پس کیا فرماتے ہو مجھکو یعنے کیا کرون اگر پاوے مجھکو وہ وقت
فرمایا لازم پکڑ جماعت مسلمین کو کہ کتاب وسنت کے حکم پر ہون اور امام انکے کو یعنے اہل سنت کے طریق پر رہنا اور رعایت ومتابعت امام کی کرنا کہا مین نے پس اگر
ہو مسلمانون کے لیے جماعت یعنے متفق اور نہ امام یعنے تو اس صورت مین کیا کرون فرمایا پس کنارہ کر ان فرقون سب سے اگرچہ ہو کہ ہو ساتھ لازم پکڑنے جڑ درخت
کے اور پناہ ڈھونڈھنے کے ساتھ اسکے جنگل مین اور اٹھانے شدائد اور مشقتوں کے اور چاہنے گھاس اور لکڑی کے اور قناعت کرنے کے ساتھ اس گھاس کے یہانتک
مین یہانتک کہ پاوے تجکو موت حالانکہ ہو تو اسی حالت پر روایت کی یہ بخاری اور مسلم نے اور ایک روایت مسلم کی مین یون ہے کہ فرمایا آنحضرت
نے ہونگے بعد میرے امام یعنے بادشاہ کہ نہین چلینگے میری سیرت پر اور نہین پیروی کرینگے روش وطریقہ میرا یعنے سنت میری اور کہ ظاہر
عمل کرینگے کتاب وسنت پر اور قریب ہے کہ اس زمانہ مین کتنے اشخاص کہ دل انکے دل شیطانون کے سے ہونگے یعنے ظلمت مین اور قساوت مین اور وسوسے مین اور مکر
وفریب مین اور عقلون کا سدہ اور خواہشون فاسدہ مین بیچ بدن آدمی کے یعنے صورت انکی صورت آدمی کی سی ہوگی اور سیرت باطن انکی سیرت شیطانون کی سی کہا
حذیفہ نے کہا مین نے کیا کرون مین یا رسول اللہ اگر پاؤن مین اسوقت کو فرمایا سنا کر تو اور حکم مان امیر کا اور فرمانبرداری کرنا امیر کی یعنے اس چیز مین کہ نہین گناہ
اسمین اگرچہ ماری جاوے پیٹھ تیری اور لیا جاوے مال تیرا یعنے ظلم کیا جاوے بیچ نفس اور مال مین سے پس سنا کر پیٹھ تیری اور لیوے مال تیرا
ساتھ صیغہ مجہول یعنے خروج نکرنا اور فتنہ برپا نکرنا اور صبر کرنا اور اگر جبر کرین تو لیکن
بھی اختیار کرنا اولی کا باقی اور اطاعت کرنا خروج کرنے اور فتنہ برپا کرنے کے (وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا کَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ یُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَیُمْسِیْ کَافِرًا اَوْ یُمْسِیْ مُؤْمِنًا وَیُصْبِحُ کَافِرًا یَبِیْعُ دِیْنَہٗ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْیَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے
ابوہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی کرو ساتھ اعمال نیک کے ان فتنون پر کہ مانند ٹکڑون اندھیری رات کے ہونگے فتنے کہ معلوم نہین
کرسکینگے سبب انکا اور راہ نجات ہوگی خلاصی کی انسے یعنے پہلے اس سے کہ ایسے فتنے پیش آوین کام نیک کرو کہ اسوقت نیک کام نہین ہوسکینگے اور بیچ محنت اور بلا کے دین کے
گرفتار ہوجاوینگے اور حال لوگون کا اسوقت مین ایسا ہوگا کہ صبح کریگا شخص مومن یعنے موصوف ہوگا ساتھ اصل ایمان کے یا کمال ایمان کے اور شام کریگا کافر
یعنے کفران نعمت کرنیوالا ہوگا یا مشابہ ہوگا کافرون کے یا عمل کرنیوالا ہوگا کافرون کا اور شام کریگا مومن اور صبح کریگا کافر اور کہا بعضون نے کہ معنے یہ ہین
کہ صبح کریگا اس حال مین کہ حرام جانتا ہوگا اس چیز کو کہ حرام کیا اسکو اللہ نے اور شام کریگا اس حال مین کہ حلال جانتا ہوگا اسکو اور بالعکس اور حاصل یہ کہ مذبذب ہوگا امر
دین اور اتباع ہوگا امر دنیا کا ظاہر ہے کہ اسمین کئی وجہ ہین ایک تو یہ کہ ہوگی درمیان دو جماعت مسلمانون کے قتال واسطے تعصب اور غضب کے پس حلال
جانینگے خون ومال کو اور دوسری یہ کہ حاکم مسلمانون کے ظالم ہونگے پس خونریزی کرینگے مسلمانون کی اور لیوینگے اموال انکے ناحق اور زنا کرینگے اور شراب پینگے پس اعتقاد
کرینگے بعضے لوگ کہ حق پر ہین اور فتنہ مین ڈالینگے انکو بعضے علما بد اوپر جائز ہونے ان چیزون کے کہ کرینگے قسم خونریزی اور لینا اموال اور اور حرام چیزون کے اور تیسری

ہو ساتھ اُنکے اور تنہائی اختیار کرے وہ کیا کام کرے پس فرمایا حضرت نے کہ قصد کرے طرف تلوار اپنی کے یعنے اگر ہو اُسکے پاس پس مارے اوپر تیزی تلوار کے ساتھ
پتھر کے فٖ یعنے توڑ ڈالے ہتھیار اپنے تاکہ بچا وے واسطے لڑائی کے اسلیئے کہ مسلمان جو آپس میں لڑتے ہیں اُنکی لڑائیوں میں نہیں جانا چاہیئے ترجمہ پھر چاہیئے کہ جلدی بھاگ
جائے تاکہ نہ پہونچے اُسکو فتنہ اگر جلدی کر سکے فٖ جاننا چاہیئے کہ اس حدیث سے اور مانند اُسکے سے دلیل پکڑی ہے اُس شخص نے کہ قائل ہے اسکا کہ قتال جائز نہیں ہے فتنہ
میں کسی حال میں اور کہتا ہے کہ جب دو فریق مسلمانوں میں سے آپس میں لڑیں تو واجب ہے احتراز کرنا اُس سے اور یکسو ہونا اور گوشہ پکڑنا اور کسی کی طرف اُن دو فریق میں
نہ ہونا اور یہ مذہب ابی بکرہ کا کہ صحابی مشہور ہیں اور بعضے اور صحابہ کا بھی یہی ہے اور ابن عمر کہتے ہیں کہ قتال نہ کرنا چاہیئے ابتدا لیکن اگر کوئی قتال کرے تو دفع کرنا اسکا لازم ہے
اور تمام صحابہ اور تابعین اسپر ہیں کہ واجب ہے مدد کرنی ذی حق کی اور قتال کرنا ساتھ باغی کے اور اگر ایسا نکریں تو ظاہر ہوگا فساد اور سرکشی کرینگے اہل بغی اور دلیل اس
مذہب پر قول حق سبحانہ کا ہے وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا آخر آیت تک کہ ناطق ہے اسپر کہ جب قتال کریں دو جماعت مسلمانوں کی تو اصلاح کرنی چاہیئے درمیان اُنکے
اور اگر بغی کرے ایک اُن دونوں جماعتوں میں سے دوسرے پر تو قتال کرنا چاہیئے ساتھ جماعت باغیہ کے تا پھرے جانب حق کے اور جب بیان کیا آنحضرت نے حکم فتنہ کا
فرمایا ترجمہ اے پروردگار کیا تحقیق پہونچا دیا میں نے حکم تیرا اپنے بندوں کو تین بار فرمائی یہ بات پس عرض کیا ایک شخص نے کہ یا رسول اللہ خبر دیجیئے مجھکو اگر جبر کیا جاؤں میں
یہاں تک کہ لیجایا جاؤں واسطے مجبور کرنے ایک صف کے اُن دو صف قتال سے پس مارے مجھکو ایک شخص اپنی تلوار سے یا آ لگے مجھکو تیر پس مار ڈالے مجھکو یعنے پس کیا حکم ہے قاتل
و مقتول کا فرمایا آنحضرت نے کہ پھریگا وہ قاتل تیرا ساتھ گناہ اپنے کے اور گناہ تیرے کے فٖ اس عبارت کے دو معنے ہیں ایک تو یہ کہ پھریگا ساتھ گناہ اپنے کے یعنی گناہ قتل
کیا کہ تجکو مارا اور گناہ تیرا یہ کہ اگر بالفرض والتقدیر تو اسکو مارتا اور گناہ اسکا تجھپر ہوتا وہ بھی اُسکے سر پر رکھیں اور اُسکے گناہ کو معاف کرینگے سبب تیرے ظلم اور دوسرے
معنے یہ کہ پھریگا ساتھ گناہ اپنے کے کہ پہلے رکھتا تھا قسم بغض و عداوت مسلمانوں کے سے کہ سبب تیرے قتل کا ہوا اور ساتھ گناہ مارنے تیرے کے کہ صادر ہوا اُس
سے ترجمہ اور ہوگا دوزخیوں میں سے نقل کی یہ مسلم نے فٖ اور اس سے یہ سمجھا گیا کہ تو ہوگا جنتیوں میں سے اور حضرت نے اسکو ذکر نہ کیا اسلیئے کہ اُس سے یہ بھی
سمجھا جاتا ہے (وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک ان یکون خیر مال المسلم غنم یتبع بها شعف الجبال ومواقع القطر یفر بدینه من الفتن
رواه البخاری) اور روایت ہے ابی سعید سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب ہے کہ ہووے بہتر مال مسلمان کا بکریاں کہ ساتھ اُنکے جاوے اوپر چوٹی
پہاڑ پر اور جگہ گرنے قطرات مینہ پر فٖ چند بکریاں رکھتا ہو اور پہاڑ اور نالے اور چرنے کی جگہ جنگل میں سے کہ اسمیں مینہ پڑتا ہے تلاش کرے تا وہاں رہے
اور بکریاں چرا کر قوت اپنا اُس سے پیدا کرے نقل کی یہ بخاری نے ترجمہ اور بھاگے یہ مسلمان اپنے دین کو ساتھ لیکر فتنوں سے تا لوگوں کے ساتھ اختلاط نہ کرے اور فتنہ میں
نہ پڑے (وعن اسامة بن زید قال اشرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی اطم من آطام المدینة فقال هل ترون ما اری قالوا لا قال فانی لاری الفتن تقع خلال
بیوتکم کوقع المطر متفق علیه) اور روایت ہے اسامہ بن زید سے کہ اوپر چڑھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اوپر مکان بلند کے مدینہ کے مکانوں میں سے فٖ اطم ساتھ پیش ا
ور ط کے معنی چوٹی پہاڑ اور قلعہ اور مکان بلند کے اور آطام ساتھ مد اول کے جمع اُسکی ہے اور اطراف مدینہ کے قلعے تھے کہ یہود وغیرہ وہاں رہتے تھے پس اسامہ بن زید
کہتے ہیں کہ حضرت ایک روز ایک قلعہ پر اُن قلعوں میں سے چڑھے تھے پس فرمایا کہ کیا دیکھتے ہو تم اُس چیز کو کہ دیکھتا ہوں میں عرض کیا صحابہ نے کہ نہیں فرمایا کہ
تحقیق میں البتہ دیکھتا ہوں فتنوں کو کہ پڑتے ہیں درمیان گھروں تمہارے کے مانند پڑنے مینہ کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فٖ یعنے اُسکے یہ ہیں کہ دکھایا
اللہ تعالے نے اپنے نبی کو کہ جس وقت کہ چڑھے وہ قلعہ پر قریب ہونا فتنوں کا تاکہ خبر دیں وہ اُنکی پس لوگ بچتے رہیں اُنسے اور جانیں کہ وہ فتنے ہیں اور یہ بھی اُنکی آفت تو
آنحضرت کے معجزات سے (وعن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هلکة امتی علی یدی غلمة من قریش رواه البخاری) اور روایت ہے ابی
ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہلاکت امت میری کی اوپر ہاتھوں کئی ایک نوجوانوں کے ہے قریش میں سے نقل کی یہ بخاری نے
فٖ لفظ ہلکۃ ساتھ زبروں کے بمعنے ہلاک کے ہے اور امت سے مراد یہاں صحابہ اور اہلبیت ہیں کہ وہ بہترین امت تھے اور لفظ غلمۃ ساتھ زبر غین اور سکون لام

جمع غلام کی یعنی جوان سے کہ قاموس میں اور صراح میں ہے غلام نوخیز لڑکے کے اور اصل غلم اور اغتلام کی غلبہ اور جوش شہوت ہے اور طیبی نے تفسیر کیا ہے اسکو ساتھ
نوعمروں چالاک کے اور بیوقوفوں اور نادانوں کے اور مراد ان لڑکوں سے کشندگان عثمان اور علی اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہم اجمعین کے ہیں اور مانند انکے
اہل فتنہ اور بغی اور ظلم اور مجمع البحار میں ہے کہ ابوہریرہ پہچانتے تھے انکو ساتھ اسما اور اشخاص انکی کے اور سکوت کرتے تھے تقیۃً اور نام بعض انکے [illegible]
اور مراد یزید بن معاویہ اور عبید اللہ بن زیاد اور مانند انکے ہیں تو ٹھہرے بنی امیہ سے غلام اللہ کہ مارا [illegible] اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا اور بند کیا انکا اور دراز
اچھے اچھے صحابہ مہاجرین اور انصار کا اور جیسا [illegible] حجاج سے کہ امیر الامرا عبد الملک بن مروان کا تھا اور مانند ان بن عبد الملک سے اور اولاد اسکی سے کہ خونریزیاں کیں اور مال
کھینچا [illegible] مشہور ہے (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتقارب الزمان ویقبض العلم وتظہر الفتن ویلقی الشح ویکثر الہرج قالوا وما الہرج قال القتل متفق علیہ)
اور روایت ہے انہی ابوہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب ہوگا آپس میں زمانہ یعنی زمانہ دنیا اور زمانہ آخرت کا آپس میں ہوگی مراد قرب
قیامت کا اور احتمال ہے کہ مراد اس سے آپس میں قریب ہونا بعضے اہل زمانہ کا بعضوں سے شہروں میں یا قریب ہونا [illegible] زمانہ کا شہروں میں یہانتک کہ مشابہ ہو اول اسکا ساتھ آخر اسکے
اور بعضوں نے کہا کہ چھوٹی ہونگی عمریں لوگوں کی اخیر زمانہ میں اور احتمال ہے یہ کہ ہو کنایہ قلت برکت زمانہ کی سے بسبب کثرت گناہوں کے اور یہ بھی احتمال ہے کہ مراد ہو اس سے جلد
گذرنا دنوں کا اور جلدی ہونا قرنوں کا آپس میں قریب ہونگے آپس میں زمانے فتنوں کے [illegible] اور راتوں کی [illegible] اخیر زمانہ میں سال مانند مہینے کے
گذریگا اور مہینا مانند ہفتہ کے اور ہفتہ مانند روز کے [illegible] اور اٹھایا جاویگا علم [illegible] اس زمانہ میں [illegible] اور پیدا ہونگے فتنے اور ڈالا جاویگا بخل
قاموس میں یعنی بخل قوی اور علی العموم لوگوں کے دلوں میں ڈالا جاویگا اخیر زمانہ میں اور [illegible] کہ پہنچے اسکی یہانتک کہ بخل کریگا [illegible] اپنے علم میں اور اہل والے
مال کے دینے میں وغیرہ ذلک اور نہیں ہے مراد پایا جانا اصل بخل کا اسلئے کہ وہ ہمیشہ موجود ہے جبلت انسان میں مگر جسکو بچایا اللہ تعالی نے چنانچہ فرمایا اللہ تعالی نے ومن
یوق شح نفسہ فاولئک ہم المفلحون اور بہت ہوگا ہرج عرض کیا صحابہ نے کہ کیا ہے ہرج فرمایا حضرت نے قتل قتل کی ہے یہ عبارت [illegible] اور قاموس میں ہے
ہرج الناس کے معنی ہیں پڑے لوگ فتنہ میں اور اختلاط قتل میں پس مراد یہاں ہرج سے قتل خاص ہے کہ ملا ہوا ہو ساتھ فتنہ کے اور اختلاط کے پس لام [illegible]
[illegible] (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لا تذہب الدنیا حتی یاتی علی الناس یوم لا یدری القاتل فیم قتل ولا المقتول فیم قتل فقیل
کیف یکون ذلک قال الہرج القاتل والمقتول فی النار رواہ مسلم) اور روایت ہے انہی ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اسکی
کہ جان میری ہاتھ میں اسکے ہے نہیں جاویگی اور فانی نہیں ہوگی دنیا یعنی ساری یہانتک کہ آویگا آدمیوں پر ایک دن یعنی ایک زمانہ کہ نہیں [illegible] یعنی نہیں جانیگا
قاتل کہ کس چیز میں اور کس سبب سے قتل کیا یعنی مقتول کو آیا جائز تھا اسکو قتل کرنا یا نہیں اور نہ جانیگا مقتول یعنی جسکی جان ماری گئی کہ اول اسکے کس سبب سے
قتل کیا گیا [illegible] بسبب شرعی کے یا بغیر شرعی سے حاصل ہو کہ [illegible] سے قتال کریگا [illegible] کریگا کہ حق پر کون ہے اور باطل پر کون ہے [illegible]
[illegible] پس کہا گیا کس طرح ہوگا یہ یعنی کیا سبب ہوگا اس طرح کے قتل کے واقع ہونیکا کہ نہیں پہچانیگا قاتل و مقتول سبب اسکا
فرمایا ہرج ہے یعنی فتنہ اور اختلاط کثیر کہ باعث ہے قتل مجہول کا اور بعضے [illegible] کہ سبب اسکا زور اور جوش [illegible] کا ہوگا [illegible] اور مارا گیا [illegible] آگ کے
[illegible] قتل کی [illegible] بسبب قتل کرنے مسلمان کے دوزخ میں ہوگا اور مارا گیا اس سبب سے کہ وہ بھی چاہتا تھا کہ مارے اور حریص اور قصد کرنے والا اسپر تھا اور
آدمی [illegible] عزم معصیت کے ماخوذ ہوتا ہے [illegible] اور [illegible] صواب میں ہے اگرچہ واقع میں [illegible]
ایسا ہو واللہ اعلم [illegible] گناہ کی اور اصرار کرے [illegible] ہوگا گناہ اگرچہ نہ کرے اسکو اور نہ بولے اسکو (وعن
معقل بن یسار قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العبادۃ فی الہرج کہجرۃ الی رواہ مسلم) اور روایت ہے معقل بن یسار سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ ثواب عبادت کرنیکا یعنی ساتھ استقامت اور مداومت اسکی کے بیچ زمانہ فتنہ کے اور وقت قتال کے درمیان مسلمانوں کے مانند ثواب ہجرت

کرنے کے ہو طرف میرے نقل کی یہ مسلم نے فت یعنی چاہیے کہ کسی شخص نے پہلے فتح کہ کے دار الحرب سے ہجرت کر کر شرف صحبت آنحضرت سے مشرف ہو کر ثواب پایا ویسے ہی اس شخص
نے بھی ظلمت فتنہ و فساد کی سے منھ پھیر کر عبادت مولی میں مشغول ہو کر ثواب پایا (وَعَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ أَتَيْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ مَا نَلْقَى مِنَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ اصْبِرُوا فَإِنَّهُ
لَا يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ إِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ أَشَرُّ مِنْهُ حَتَّى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے زبیر بن عدی تابعی سے کہ کہا آئے ہم انس بن مالک
کے پاس پس شکایت کی ہم نے طرف انکے اس چیز کی کہ پیش آئی ہمکو حجاج بن یوسف ظالم سے یعنی اسکے ظلم اور ایذا کی شکایت کی پس کہا انس نے صبر کرو اور تحمل کرو اسکے ظلم
و ایذا پر پس تحقیق نہیں آویگا تمپر کوئی زمانہ مگر جو زمانہ کہ بعد اسکے آویگا بدتر ہوگا زمانہ گذشتہ سے فت پس کیا جانتے ہو تم شاید کہ بعد اسکے اور ظلم زیادہ حجاج سے پیدا ہو پس صبر کرو
یہاں تک کہ ملو تم پروردگار اپنے سے یعنی روز آخرت تک سنی ہے میں نے یہ حدیث تمہارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فت اس حدیث میں اشکال لاتے ہیں کہ زمانہ عمر بن
عبد العزیز کا اور حضرت عیسی اور مہدی علیہما السلام کا بعد زمانہ حجاج کے ہے اور وہ بدتر اس سے نہیں بلکہ بہتر ہے اس سے اور بعضے زمانہ گذشتہ سے جواب اسکا دیا ہے کہ یہ فرمانا
اور خبر دینا حضرت کا باعتبار اکثر و اغلب کے ہے اور عمر و ان زمانوں سے زمانہ عمر بن عبد العزیز کا بہت تھوڑا ہے اور زمانہ عیسی اور مہدی کا مستثنی ہے اور مقصود بیان تنزل دینی ہے بہت
کو اور تعلیم اور ترغیب اور ظاہر ترین ہے کہ کہا جاوے کہ زمانہ عیسی کا مستثنی ہے شارع کے کلام سے اور باقی زمانوں میں بدتری موجود ہے کسی نہ کسی اعتبار کر کسی نہ کسی جگہ کسی
امر میں از راہ علم کے اور عمل کے اور استقامت وغیرہ کے اور بیان اسکا طویل ہے اور یہ تفاوت دوری کا ہے زمانہ حضرت کے سے کہ جون جون زمانہ حضرت کے زمانے سے
دور ہوتا جاتا ہے بدی و خرابی زیادہ ہوتی جاتی ہے حتی کہ صحابہ نے باوجود اس صفائی باطن کے حضرت کے دفن کے بعد حال اپنا متغیر پایا اور بعضے بزرگوں سے منقول ہے کہ ایک
خطرہ گناہ کا اگر جاتا رہا پھر بھی ایک مدت کے بعد آیا دفع نہ ہوا سو سبب اسکا کچھ نہ پایا سوا اسکے کہ ظلمت بسبب دوری کے ہے زمانہ حضرت کے سے کہ نبی ہوتا
ہونے اپنے شخص سے دفن کا الفصل الثانی فصل دوسری (عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِي أَنَسِيَ أَصْحَابِي أَمْ تَنَاسَوْا وَاللّٰهِ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
قَائِدِ فِتْنَةٍ إِلَى أَنْ تَنْقَضِيَ الدُّنْيَا يَبْلُغُ مَنْ مَعَهُ ثَلَاثَ مِائَةٍ فَصَاعِدًا إِلَّا قَدْ سَمَّاهُ لَنَا بِاسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ وَاسْمِ قَبِيلَتِهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) کہا حذیفہ نے قسم ہے خدا کی نہیں جانتا میں کہ بھول گئے
یار میرے یا اظہار بھولنے کا کرتے ہیں یعنی بھولے نہیں بتکلف اظہار بھولنے کا کرتے ہیں قسم خدا کی نہیں چھوڑا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کسی فتنہ کے کھینچنے والے
کا فت یعنی جو کہ باعث ہو فتنہ کا مانند عالم کے کہ نکالے بدعت اور حکم کرے لوگوں کو اسکے کرنے کا یا مانند امیر ظالم کے کہ باعث ہو قتل و قتال کا تا تمام ہونے دنیا تک
پہنچنے والا فتنہ کا کہ پہنچے مقدار تابعداروں اسکے کی تین سو کو اور زیادہ کو مگر کہ تحقیق ذکر کیا اسکو واسطے ہمارے ساتھ نام اسکے کے اور نام باپ اسکے کے اور نام
قبیلہ اسکے کے فت ظاہرا قید عدد تین سو کی اسلیے نکالی کہ اجتماع اسقدر آدمیوں کا باعث پھیلنے فساد کا اور لاحق ہونے ضرر کا اکثر ہوتا ہے اور اگر کم اس سے ہوں
تو اعتبار نہیں رکھتے (وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي الْأَئِمَّةَ الْمُضِلِّينَ وَإِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِي أُمَّتِي لَمْ يُرْفَعْ عَنْهُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے ثوبان سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سوا اسکے نہیں کہ ڈرتا ہوں میں اوپر امت اپنی کے سرداروں گمراہ
کرنے والوں سے فت یعنی لوگوں کو سبب گمراہی اپنی کے اسلیے کہ ضرر انکی گمراہی کا اکثر اور بدتر ہے اوروں کی گمراہی سے اور جب رکھی جاوے گی تلوار امت میری میں
یعنی قتل واقع ہوگا نہیں اٹھائی جاویگی ان سے قیامت تک نقل کی ابو داود اور ترمذی نے فت یعنی کہیں نہ کہیں لڑائی ہوتی رہیگی اور مصداق اس خبر کا قصہ امیر المؤمنین
عثمان کا ہے کہ اول ہی قتل واقع ہوا اسلام میں اور بعد ازان باقی ہے ہنوز اور بموجب خبر مخبر صادق کے روز قیامت تک باقی رہیگا اور ائمہ جمع ہے امام کی اور امام کہتے ہیں
پیشوا اور رئیس قوم کو اور اسکو کہ بلاوے لوگوں کو طرف قول کے یا فعل یا اعتقاد کے (وَعَنْ سَفِينَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْخِلَافَةُ ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ
تَكُونُ مُلْكًا ثُمَّ يَقُولُ سَفِينَةُ أَمْسِكْ خِلَافَةَ أَبِي بَكْرٍ سَنَتَيْنِ وَخِلَافَةَ عُمَرَ عَشَرَةً وَعُثْمَانَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ وَعَلِيٍّ سِتَّةً رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے سفینہ سے
کہ کہا اسنے کہ سنا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ خلافت یعنی خلافت حق یا پسندیدہ اللہ اور رسول کی کہ موافق سنت اور اتباع طریقہ حق کے ہو
یا کامل یا متصل تیس برس تک ہوگی پھر آگے ہو جاویگی خلافت بعد تیس برس کے بادشاہت فت ترجمہ حضرت شیخ کے میں بعد لفظ ملکا کے عضوضا بھی ہے یعنی گزندہ کہ

اور لوگ کہ نیند و ستم انکے سے امن میں ہونگے اور راہ ضلالت اور دین پر ہوئی کی چلتے کہ پاسے جاری ہوا اگرچہ اطلاق اس نام کا ازراہ مجاز ہو کہ وہ وقت انکے کہ خلافت گذر چکی ہوگی اور
کہ وہ سلطنت ہوگی لیکن حقیقت خلافت کی کہ آنحضرت نے اسکی طرف اشارہ کیا ہے تیس برس ہے کہ خلافت خلفائے اربعہ کی اسمین تھی اور اگر انکو امیر المؤمنین کہین تو بسبب ہونے کے امیر
حاکم مسلمانوں پر احکام ظاہر میں اور شرح عقائد میں ہے کہ اس حدیث میں اشکال وارد ہوتا ہے اسلیے کہ اہل حل و عقد متفق تھے اوپر خلافت خلفائے عباسیہ اور بعض مروانیہ کے
مانند عمر بن عبد العزیز کے جواب یہ ہے کہ شاید مراد یہ ہو کہ خلافت کاملہ کہ جسمین کچھ شائبہ نہ ہوگا مخالفت حق کا تیس برس ہوگی اور بعد اسکے کبھی ہوگی اور کبھی نہیں انتہی اور جاننا چاہیے
کہ مروانیون میں اول یزید بن معاویہ ہوا پھر بیٹا اسکا معاویہ بن یزید پھر عبد الملک پھر ہشام بن عبد الملک پھر ولید پھر سلیمان پھر عمر بن عبد العزیز پھر یزید بن عبد الملک پھر ولید
بن یزید پھر یزید بن ولید پھر مروان بن محمد پھر نکل گئی خلافت طرف اولاد عباس کے تب پھر کہتا ہے مترجم یعنے مولانا آنحضرت کا کہ راوی اس حدیث کا ہے سفینہ
راوی سے یا امام خطابی کا کہ یہ واسطے سمجھانے حساب تیس برس کے تب اسکا حساب کرو اور یاد رکھو مدت خلافت ابی بکر کو دو برس اور مدت خلافت عمر کو دس برس اور مدت خلافت
عثمان کو بارہ برس اور مدت خلافت علی کو چھ برس الی کی یہ امر اور تر مذی اور ابو داؤد وغیرہ کے حساب تقریبی ہے اور تحقیقی حساب کے والا خلافت حضرت ابو بکر
کی جیسے کہ جامع الاصول وغیرہ میں مذکور ہے دو برس اور چار مہینے اور خلافت حضرت عمر کی دس برس اور چھ مہینے اور خلافت حضرت عثمان کی بارہ برس چند روز کم اور خلافت
حضرت علی کی چار برس اور نو مہینے اس حساب سے خلافت چاروں خلفا کی انتیس برس اور سات مہینے میں تمام ہوئی اور پانچ مہینے جو باقی رہے اسمین حضرت امام
حسن خلیفہ رہے پس وہ بھی خلفا میں سے ہوئے (وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيَكُونُ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ شَرٌّ كَمَا كَانَ قَبْلَهُ شَرٌّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَا الْعِصْمَةُ قَالَ السَّيْفُ قُلْتُ وَهَلْ
بَعْدَ السَّيْفِ بَقِيَّةٌ قَالَ نَعَمْ تَكُونُ إِمَارَةٌ عَلَى أَقْذَاءٍ وَهُدْنَةٌ عَلَى دَخَنٍ قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ يَنْشَأُ دُعَاةُ الضَّلَالِ فَإِنْ كَانَ لِلّٰهِ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةٌ جَلَدَ ظَهْرَكَ وَأَخَذَ مَالَكَ فَأَطِعْهُ
وَإِلَّا فَمُتْ وَأَنْتَ عَاضٌّ عَلَى جِذْلِ شَجَرَةٍ قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ بَعْدَ ذٰلِكَ مَعَهُ نَهْرٌ وَنَارٌ فَمَنْ وَقَعَ فِي نَارِهِ وَجَبَ أَجْرُهُ وَحُطَّ وِزْرُهُ وَمَنْ وَقَعَ فِي نَهْرِهِ وَجَبَ وِزْرُهُ
وَحُطَّ أَجْرُهُ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ يُنْتَجُ الْمُهْرُ فَلَا يُرْكَبُ حَتّٰى تَقُومَ السَّاعَةُ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ هُدْنَةٌ عَلٰى دَخَنٍ وَجَمَاعَةٌ عَلٰى أَقْذَاءٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ الْهُدْنَةُ عَلَى الدَّخَنِ مَا هِيَ قَالَ لَا تَرْجِعُ
قُلُوبُ أَقْوَامٍ عَلَى الَّذِي كَانَتْ عَلَيْهِ قُلْتُ أَبَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ شَرٌّ قَالَ فِتْنَةٌ عَمْيَاءُ صَمَّاءُ عَلَيْهَا دُعَاةٌ عَلٰى أَبْوَابِ النَّارِ فَإِنْ مُتَّ يَا حُذَيْفَةُ وَأَنْتَ عَاضٌّ عَلٰى جِذْلٍ خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ
تَتَّبِعَ أَحَدًا مِنْهُمْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے حذیفہ سے کہ کہا میں نے یا رسول اللہ کیا ہوگی بعد اس خیر کے شر یعنے اسلام کے بعد کفر ہوگا جیسے کہ تھی پہلے اسلام کے
شر یعنے کفر فرمایا ہاں ہوگی بعد اسلام کے شر کہا میں نے کہ کیا طریق ہے بچاؤ کا اس شر سے فرمایا تلوار یعنے حاصل ہوگا بچاؤ اس سے بسبب استعمال تلوار کے یا طریق
بچاؤ کا یہ ہے کہ مارے انکو ساتھ تلوار کے کہا قتادہ نے کہ مراد اس جماعت سے وہ لوگ ہیں کہ مرتد ہو گئے بعد وفات آنحضرت کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت
میں تب کہا میں نے کیا باقی رہینگے اہل اسلام بعد قتال اور لڑنے کے کافروں سے اور صلاحیت رکھینگے اس مانے کے لوگ امارت اور امانت کی اور جمع اور متفق ہوئے لوگ
ان پر فرمایا ہاں ہوگی امارت یعنے حکومت اور سلطنت اوپر فساد کے فتح اقذا جمع قذی کی ہے اور قذی جمع قذاۃ کی اور قذاۃ کہتے ہیں اس چیز کو کہ پڑتی ہے آنکھ اور پانی میں
قسم غبار اور تنکے وغیرہ سے یعنے اجتماع لوگوں کا امرا پر ساتھ کراہیت اور فساد اور انکار دل کے ہوگا نہ ساتھ خوشی اور رضا اور صفائی باطن کے جیسے کہ جو آنکھ کہ اسمین تنکا
وغیرہ جا پڑتا ہے ظاہر اسکا اچھا ہے اور اندر سے دکھتی ہے اور کہا قاضی نے کہتے ہیں کہ ہوگی امارت ملی ہوئی ساتھ کچھ بدعتوں اور کرنے منہیات کے تب اور ہوگی صلح اوپر
کدورت کے فتح ہ پر ساتھ پیش دال اور جزم دال مہملہ کے صلح اور اصل میں بمعنی سکون و آرام کے ہے اور دخن ساتھ زبر دال اور خ کے دخان یعنے دھواں یعنے صلح ہوگی ساتھ
فریب نفاق کے جیسے کہ پہلے گذرا اور یہ جملہ بیچ حکم تاکید پہلے جملہ کے ہے اور اسمین اشارہ ہے طرف صلح حضرت امام حسن کے ساتھ معاویہ کے اور سپرد کر دینے ملک کے انکو اور
قرار پانے امارت کے انپر اور اس سے معلوم ہوا کہ معاویہ بسبب صلح حضرت حسن رضی کے خلیفہ نہیں ہوگئے جیسے کہ وہم کیا ہے بعضوں کو اسکا تب کہا میں نے بعد اسکے
کیا ہوگا فرمایا کہ پھر پیدا ہونگے بلانے والے طرف گمراہی کے یعنے ایک جماعت پیدا ہوگی امرا میں سے کہ بلا وینگے لوگوں کو طرف بدعات کے اور گناہوں کے تب
پس اگر ہو واسطے اللہ کے خلیفہ زمین میں یعنے امیر موجود ہو زمین پر اگرچہ یہ صفت اسکی کہ مارے کوڑے تیری پیٹھ پر یعنے مارے ناحق اور لے مال تیرا یعنے ازراہ

شمار مدت خلافت خلفائے اربعہ ابوبکر دو سال [illegible] عمر دس سال عثمان بارہ سال علی چار سال [illegible] حسن ۵ ماہ

غضب ہے کہ پس اطاعت کر اسکی یعنی جب تک کہ خلاف حکم خدا اور رسول اسکے کے حکم نہ کرے تا نہ اٹھے فتنہ اور اگر نہ ہو خلیفہ پس مر تو اس حال میں کہ تو لازم کرنیوالا ہو جڑ کسی درخت
کی فرمایا یعنی گوشہ پکڑ لوگوں سے اور گذار عمر ساتھ صبر و سختی کے جنگلوں میں نیچے ایک درخت کے اور قناعت کر ساتھ چبانے گھاس اور جڑ کے اور بعضوں نے جملہ
والانت کو متعلق قاطع کے کہا ہے یعنی اور اگر اطاعت نہ کریگا تو خلیفہ کی تو مریگا تو حالت شدت و سرگردانی میں اور بعضے نسخوں میں بجائے فتنہ کے رقت آیا ہے ساتھ لفظ
ماضی کے قائم ہے یعنی اگر ایسا نہو تو مر اور جا اور کسی درخت کی جڑ میں پناہ پکڑ کہا میں نے پھر کیا ہوگا فرمایا پھر نکلے گا دجال یعنی امام مہدی کے زمانہ میں بعد اسکے
یعنی بعد وقوع ہر سے شر اور فتنوں مذکورہ کے اس طرح کہ اسکے ساتھ نہر ہوگی پانی کی اور آگ کی فرمایا یعنی خندق آگ کی کہا بعضوں نے کہ یہ دونوں چیزیں ہونگی بطور تخیل کے
بطریق سحر اور سیمیا کے کہا بعضوں نے کہ پانی اسکا حقیقت میں آگ ہوگا اور آگ اسکی پانی انتہی اور حضرت شیخ نے لکھا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ محمول ہو حقیقت پر اور احتمال
ہے بھی کہ مراد لطف و قہر اور وعد و وعید ہو پس جو کوئی پڑا اسکی آگ میں یعنی جسنے مخالفت کی اسکی یہانتک کہ ڈالا دجال نے اسکو اپنی آگ میں اور آگ کی
جو اضافت کی اسکی طرف اس میں اشارہ ہے اسکی طرف کہ نہیں ہوگی وہ آگ حقیقت بلکہ سحر ہوگی ثابت ہوا اجر اسکا فرمایا یعنی سبب صبر کے اور ثابت رہنے
اسکے کے دین خدا پر اور سبب طلب کرنے رضا اسکی کے اور اتار گیا جو جرم اسکے پہلے گناہ تھا اسکی گردن سے اور جو کوئی پڑا اسکی نہر میں یعنی سبب فرمانبرداری
اسکی کے اور ایمان لانے کے اسپر سبب طمع دنیا اور محبت زندگانی اسکی کے ثابت ہوا جرم اسکا وبال کا اور اتار گیا ثواب اسکا یعنی باطل ہوا عمل سابق اسکا کہا
حذیفہ نے کہا میں نے پھر کیا ہوگا فرمایا پھر جنا جاویگا بچہ گھوڑے کا نہیں سوار ہوگی اسپر کہ برپا ہوگی قیامت ساتھ مجہول کے یعنی
پیدا کیا جاویگا اور کہا ہے علماء نے کہ یہ کنایہ ہے اور قرب قیامت سے اور انسان کی کرتی ہے وقت ولادت کے
اور مہر ساتھ اور ساتھ اور زیر کاون کے چوپایا وقت سواری
قابل سواری کے ہوگا اور مراد اس سے زمانہ عیسی علیہ السلام کا ہے اسلئے کہ اسوقت سے روز قیامت تک سواری گھوڑوں پر نہ واقع ہوگی سبب نہ ہونے احتیاج لڑائی کے
احتیاج لڑائی کے یا مراد یہ ہے کہ بعد نکلنے دجال کے آنے قیامت تک زمانہ دراز نہیں ہونے کا قلیل ہوگا یعنی اسوقت سے قیامت قریب ہوگی اتنا زمانہ پیدا ہونے بچہ
کے تا پہنچنے وقت سواری کے اسپر اور یہ معنے ظاہر اور موافق ہیں ساتھ اور حدیثوں کے کہ اس باب میں آئی ہیں اور ایک روایت میں یعنی کون الاذہ علی اقذاء
آنکھ کے ہون آیا ہے کہ فرمایا صلح ہوگی درمیان لوگوں اسوقت کے ظاہر میں ساتھ کدورت باطن کے اور اختلال ہوگا ساتھ ناخوشنودی دل کے کہا میں نے یا رسول اللہ الہدنۃ علی الدخن
کیا ہے آپ نے فرمایا اسکے کیا معنی ہیں فرمایا نہ رجوع کرینگے دل قوم کے اوپر اس حال و صفت کے کہ تھے دل اس حال پر یعنی نہیں ہونگے دل انکے صاف کینہ اور بغض سے جیسے
کہ تھے صاف پہلے اس سے یعنی سابق زمانہ اسلام کے جیسے کہ تھے پہلے آنے کدورت کے کہا میں نے کیا بعد اس خیر کے کہ ملی ہوئی ہے ساتھ شر کے اور بعد اس صلح
یا نفاق کے اور شر ہوگی فرمایا ہاں بعد اسکے شر ہوگی وہ ایک بڑا فتنہ ہے اندھا اور بہرا فرمایا یعنی لوگ اس فتنہ میں حق نہ دیکھینگے اور نہ سنینگے اور اسناد اندھے پن کی اور
بہرے پن کی طرف فتنہ کے مجاز ہے اور حقیقت میں لوگ ایسے ہونگے اس فتنہ کے وقت میں اس فتنہ پر ہونگے بلانے والے فرمایا یعنی ایک جماعت قائم ہوگی اس
فتنہ کے برپا کرنے پر اور باعث ہوگی لوگوں کو طرف قبول کرنے اسکے کے تو گویا کہ وہ کھڑے ہیں اوپر دروازوں دوزخ کے بلاتے ہیں خلق کو طرف اسکے یہانتک کہ
اکثر داخل ہون اسمیں پس اگر مرے تو اے حذیفہ اس حال میں کہ لازم کرنیوالا ہو جڑ درخت کی بہتر ہے تیرے لیے اس سے کہ پیروی کرے تو کسی کی اہل فتنہ میں سے
نقل کی یہ ابو داؤد نے (وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ کُنْتُ رَدِیْفًا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا عَلٰی حِمَارٍ فَلَمَّا جَاوَزْنَا بُیُوْتَ الْمَدِیْنَۃِ قَالَ کَیْفَ بِکَ یَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا کَانَ
بِالْمَدِیْنَۃِ جُوْعٌ تَقُوْمُ عَنْ فِرَاشِکَ وَلَا تَبْلُغُ مَسْجِدَکَ حَتّٰی یُجْھِدَکَ الْجُوْعُ قَالَ قُلْتُ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ تَعَفَّفْ یَا اَبَا ذَرٍّ قَالَ کَیْفَ بِکَ یَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا کَانَ بِالْمَدِیْنَۃِ مَوْتٌ
یَبْلُغُ الْبَیْتُ الْعَبْدَ حَتّٰی اَنَّہٗ یُبَاعُ الْقَبْرُ بِالْعَبْدِ قَالَ قُلْتُ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ تَصَبَّرْ یَا اَبَا ذَرٍّ قَالَ کَیْفَ بِکَ یَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا کَانَ بِالْمَدِیْنَۃِ قَتْلٌ تَغْمُرُ الدِّمَاءُ اَحْجَارَ الزَّیْتِ قَالَ
قُلْتُ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ تَاْتِیْ مَنْ اَنْتَ مِنْہُ قَالَ قُلْتُ وَاَلْبَسُ السِّلَاحَ قَالَ شَارَکْتَ الْقَوْمَ اِذًا قُلْتُ فَکَیْفَ اَصْنَعُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِنْ خَشِیْتَ اَنْ یَّبْھَرَکَ شُعَاعُ السَّیْفِ

فالق ناحیۃ ثوبک علی وجہک یبوء باثمک واثمہ رواہ ابوداؤد اور روایت ہے ابی ذر سے کہا ابو ذر نے تھا مین سوار پیچھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک دن
گدھے پر فرق اس مین دلالت ہے اوپر کمال تواضع اور حسن سلوک آنحضرت کے صحابہ سے اور کمال قرب ابو ذر کے حضرت سے اور اوپر خوب طرح سننے اور یاد رکھنے
انکے کے حدیث کو تب جب نکلے گئے ہم پیچھے مدینہ کے گھرون سے فرمایا آپ نے کیا حال ہوگا تیرا اے ابو ذر جسوقت ہوگی مدینہ مین بھوک یعنی خاص تجکو یا قحط عام اٹھیگا
تو بچھونے اپنے سے اور نہین پہونچ سکے گا اپنی مسجد کو یہانتک کہ مشقت مین ڈالے گی تجکو بھوک فرق یعنی بسبب ضعف بھوک کے ایسا ہو جائیگا تو کہ بغیر مشقت
تمام کے مسجد تک نہین پہونچ سکیگا نماز کے لیے تب کہا ابو ذر نے کہا مین نے اللہ اور رسول اسکا داناتر ہے ساتھ اسکے یعنی مین نہین جانتا کہ کیا کرون مین جو کچھ فرماؤ
سو کرون فرمایا پارسائی کر اے ابو ذر فرق یعنی صلاح و تقوی کر اور صبر کر بھوک کی ایذا پر اور باز رکھ اپنے تئین حرام سے اور شبہ سے اور سوال کرنے سے خلق
سے اور طمع سے اور ذلت سے آگے مخلوق کے تب فرمایا کیا حال ہوگا تیرا اے ابو ذر جسوقت کہ ہوگی مدینہ مین موت یعنی بسبب قحط کے یا وبا کے لوگ بہت مرینگے
پہونچیگی قیمت گھر کی یعنی قیمت غلام کو فرق مراد گھر سے قبر ہے یعنی ہوجائیگی قیمت ایک قبر کی قیمت غلام کو اس سبب سے کہ لوگ بہت مرینگے اور قبر کی لوگون کو مشکل سے ہاتھ لگے گی اور ایسی
تنگی اس حد کو پہونچیگی کہ جگہ ایک قبر کی بقیمت ایک غلام کے ہاتھ لگے گی پا پانچ واضح کر کر فرمایا اسی بسام کو تب یہانتک کہ پہونچیگا اور بکیگی جگہ قبر کی قیمت غلام
کو کہا ابو ذر نے کہا مین نے اللہ اور رسول اسکا داناتر ہے مین نہین جانتا مین کہ کیا کرون فرمایا آنحضرت نے بزور صبر کر اے ابو ذر فرق اصبر ساتھ الف کے ہے مفتوحہ
امر باب تفعیل سے اور ایک نسخہ مین تصبر بصیغہ مضارع کا کہ خبر ہے بمعنے امر کے یعنی صبر کر بلا پر اور جزع فزع مت کر اور راضی رہ ساتھ اللہ کے تقدیر پر اور صبر کر کیا فرمایا
تب پھر فرمایا آنحضرت نے کیا حال ہوگا تیرا اے ابو ذر جسوقت کہ ہووے مدینہ مین قتل کہ ڈھانک لے خون احجار الزیت کو فرق احجار الزیت نام ایک جگہ کا ہے جانب غربی مدینہ
کے اسمین پتھر سیاہ ہین گویا کہ تیل زیتون ملا ہے اور یہ خبر دی آنحضرت نے واقعہ حرہ کی اور وہ نہایت بڑا واقعہ ہے کہ زبان اور کان کلام کرنے والے اور سننے والے کے طاقت
کہنے اور سننے اسکے کی نہین رکھتے اور وقوع اسکا بیچ زمان شقاوت نشان یزید بن معاویہ کے ہے کہ بعد از واقعہ قتل امام حسین کے بہت سا لشکر مدینہ منورہ کو بھیجا اور تاراج کیا
اس شہر اطہر اور مسجد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کی اور صحابہ اور تابعین کی جماعت کثیرہ کو قتل کیا اور بہت سی خرابیان کین کہ کہہ نہین سکتے اور بعد خراب کرنے مدینہ کے
یہی لشکر مکہ کو بھیجا اور اسی سال وہ شقی واصل جہنم ہوا تب کہا ابو ذر نے کہا مین نے اللہ اور رسول اسکا داناتر ہے فرمایا آنحضرت نے جا تو اسکے پاس کہ تو اس سے ہے فرق
یعنی پھر جا تو اسکے پاس کہ آیا ہے اور نکلا ہے تو اسکے پاس سے یعنی جا تو اسکے پاس کہ موافق ہے تیرے دین تیرے مین اور سیرت تیری مین اور کہا قاضی نے کہ مراد یہ ہے کہ جا تو اپنے اہل
اقارب کے پاس اور بیٹھ گھر مین اپنے کہا طیبی نے کہ رجوع کر اپنے امام کی طرف کہ جسکا تابع ہے اور یہ ظاہر تر اور مناسب تر ہے ساتھ قول ابی ذر کے تب کہا مین نے کہ دہنون مین
ہتھیار اپنے اسوقت اور لڑون مین قوم فتنہ انگیز سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شریک ہوا تو قوم کے اسوقت فرق یعنی ہتھیار پہننا اگر لڑیگا مانند انکے ہوگا گناہ مین اور
فتنہ انگیزی مین یعنی ہتھیار نہ پہننا اور رہنا امام کے ساتھ اور ارباب صلاح کے ساتھ اور لڑنا نہین یہانتک کہ حاصل ہو تجکو فلاح یہ حاصل کلام طیبی کا ہے لیکن اسپر یہ شبہ
ہے کہ جب امام اسکا قتال کرے تو کیونکر جائز ہوا اسکو باز رہنا قتال سے ساتھ اسکے اور کہا ابن ملک نے کہ قول حضرت کا اشارت ہے واسطے تاکید زجر کے ہے خونریزی سے
والا شرع مین دفع کرنا خصم کا کہ ناحق خونریزی کو آوے واجب ہے تمام ہوا قول ابن ملک کا اور طیبی نے بھی اسکو ذکر کیا ہے اور قرار دیا ہے اور صواب یہ ہے کہ دفع کرنا جائز ہے جسکہ
ہو دشمن مسلمان اگر مترتب ہو اسپر فساد بخلاف اسکے کہ ہو عدو کافر تو اس صورت مین واجب ہو دفع کرنا اسکا جس طرح کہ ممکن ہو سکے کہا مین نے کہ پس کیا کرون مین یا رسول اللہ
فرمایا کہ ڈرے تو کہ روشن ہو اور غلبہ کرے تجپر چمک تلوار کی یعنی اگر کوئی چاہے کہ تجپر تلوار چلاوے اور تجکو مارے تو ڈال تو کونا اپنے کپڑے کا اپنے منہ پر فرق یعنی منہ اپنا
ڈھانک لے اور مقابلہ مت کر تاکہ نہ دیکھے تو اور ڈرے نہین یعنی آنکھ نہین اگرچہ وہ لڑین تجسے بلکہ تابعدار کر اپنے نفس کو قتل کے لیے اسلیے کہ وہ اہل اسلام سے ہونگے
اور جائز ہوگا ساتھ انکے نہ لڑنا اور تابعدار ہو جانا چاہیے کہ اشارہ کیا طرف اسکے ساتھ قول اپنے کے تب تاکہ پھرے قاتل ساتھ گناہ تیرے کے یعنی گناہ قتل تیرے کے اور ساتھ
گناہ اپنے کے قتل کیا ہے ابو داؤد نے فرق یعنی ساتھ گناہ ہون اپنے کے اور جاننا چاہیے کہ واقعہ حرہ کا سنہ تریسٹھ مین ہے اور موت ابی ذر کی سنہ بتیس مین ہے

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے آنے قیامت کے فتنے ہونگے مانند ٹکڑوں رات اندھیری کے یعنی شدید ہیں اور اندھیرے ہیں اور نظاہر ہونے انکا میں صبح کریگا شخص
بیچ ان فتنوں کے مومن اور شام کریگا کافر اور شام کریگا مومن اور صبح کریگا کافر ف یعنی ساعت بساعت منقلب ہونگے احوال اور افعال و اقوال لوگوں کے کبھی عہد
باندھینگے اور کبھی توڑینگے کبھی امانت دار ہونگے کبھی خائن کبھی سنت پر عمل کرینگے کبھی بدعت پر کبھی مومن ہونگے کبھی کافر وغیر ذلک بیٹھنے والا انمیں بہتر ہوگا کھڑے سے اور
چلنے والا بہتر ہوگا دوڑنے والے سے ف یعنی جو الگ رہیگا دور ہوگا بہتر ہوگا قریب والے سے اور بیان تفصیل اسکا پہلی فصل میں ہو چکا ہے پس جب وہ ہو تم اسوقت ترجمہ تو
توڑ ڈالو کمانیں اپنی اور کاٹ ڈالو انمیں چلے اپنی کمانوں کے ف یعنی یہ مبالغہ ہے اسلیے کہ نہیں ہے ان میں حاجت چلوں کے ہونیکی باوجود ٹوٹ جانے کمانوں کے ترجمہ اور
مارو اپنی تلواروں کو پتھروں پر یعنی تیزی تلوار کی دور کرو پس اگر داخل کیا جاوے یعنی آوے کوئی کسی پر مارنے کو پس چاہیے کہ ہووے مانند بہتر ان دونوں بیٹوں
آدم کے ف یعنی صبر کرے اور مقابلہ نہ کرے بیان کا کہ مارا جاوے مانند ہابیل کے اور نہو قاتل مانند قابیل کے ترجمہ نقل کی یہ ابو داود نے اور ایک روایت ابو داود
کی میں ذکر کی گئی حدیث تا قول انکی خیر من الساعی ف اور اسمیں فکسروا فیہا الخ نہیں ہے بلکہ خیر من الساعی کے بعد یہ عبارت ہے ثم کہا صحابہ نے پس کیا فرماتے ہیں
آپ ہمکو اس میں کہ کریں اس زمانے میں حضرت نے ہو تم ٹاٹ اپنے گھروں کے ف یعنی جیسے ٹاٹ اچھے فرش کے نیچے بچھا رہتا ہے ایسے ہی تم بھی اپنے
گھروں میں ہمیشہ رہنا باہر نہ نکلنا تاکہ نہ پڑو فتنوں میں کہ تمہارے دین کو تباہ کرے ترجمہ اور ترمذی کی روایت میں یوں آیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا بیچ مقدمہ فتنہ کے کہ توڑ ڈالو تم
فتنوں میں کمانیں اپنی اور کاٹ ڈالو انمیں چلے اپنی کمانوں کے اور لازم پکڑو انمیں گھروں کے اندر کو یعنی بیٹھے گھروں میں رہنا تاکہ نہ پڑو فتنوں میں اور ہو تم مانند بیٹے
آدم کے یعنی ہابیل کے کہ مارا اسکو قابیل نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث صحیح غریب ہے (وعن ام مالک البہزیۃ قالت ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتنۃ فقربہا قلت
یا رسول اللہ من خیر الناس فیہا قال رجل فی ماشیتہ یؤدی حقہا ویعبد ربہ ورجل آخذ برأس فرسہ یخیف العدو ویخوفونہ رواہ الترمذی) اور روایت ہے ام مالک بہزیہ
ف بہزیہ ساتھ زبر با اور جزم ہ کے منسوب ہے طرف بہز کی امرء القیس کے صحابیہ ہیں ترجمہ کہا انہوں نے کہ ذکر کیا آنحضرت نے فتنہ کا پس نزدیک دیا اسکو ف یعنی
بتلادی کہ وقوع اسکا قریب ہے اور کہا طیبی نے یعنی وصف خوب بیان کیا اسکا اور جو کوئی خوب وصف بیان کرتا ہے کسی چیز کا کسی کے سامنے اور ذکر کرتا ہے صفات و احوال اسکے
سے تو قریب کرتا ہے اسکو اسکے یعنی اسکے ذہن میں یا خارج میں ہے اسلیے کہ جب خوب ذہن میں آگیا اور متعین ہوسے وجود اسکا خارج میں بھی متخیل ہوتا ہے ترجمہ کہا میں نے یا رسول اللہ
کون ہوگا بہتر لوگوں کا اس فتنہ کے زمانے میں فرمایا بہترین لوگوں کا اس زمانہ میں وہ شخص ہے کہ ہو اپنے مواشی میں اور ادا کرتا ہے حق انکا یعنی زکوۃ وغیرہ اور
بندگی کرتا ہے اپنے رب کی ف یہ موجب قول اللہ تعالی کے ففروا الی اللہ اور قول اسکے کے وتبتل الیہ تبتیلا اور قول اسکے کے والیہ یرجع الامر کلہ فاعبدہ وتوکل علیہ وما ربک
بغافل عما تعملون ترجمہ اور بہتر وہ شخص ہے کہ پکڑے سر گھوڑے اپنے کا یعنی گھوڑے پر سوار ہو کر باگ اسکی پکڑے کھڑا ہو ڈراتا ہو دشمنان دین کو یعنی کافروں کو اور ڈراتے ہیں وہ اسکو
نقل کی یہ ترمذی نے ف یعنی فتنہ اور قتال مسلمانوں کے سے بھاگ کر قصد کیا کفار کی طرف لڑنے کا اور وہ لڑتے ہیں اس سے پس بچا فتنہ سے اور حاصل کیا ثواب
(وعن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستکون فتنۃ تستنظف العرب قتلاہا فی النار اللسان فیہا اشد من وقع السیف رواہ الترمذی وابن
ماجہ) اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نزدیک ہے کہ پیدا ہو فتنہ بڑا کہ غالب ہو عرب کو اور پہونچے شر اسکی سب کو مقتول اسکے
آگ میں ہونگے زبان درازی اس فتنہ میں یعنی ساتھ عیب اور برا کہنے کے سخت بہتر ہوگی مارنے تلوار کے سے نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے ف مراد اس فتنہ
سے وہ ہے کہ جو دو فریق بطمع مال وجاہ کے لڑیں اور مقصود ہو نہ احقاق حق اور اعلاء دین اور امداد اہل حق کی پس جیسے خانہ جنگی والوں کا حال ہوتا ہے کہ اندھا دھند آپس میں کٹنے
لگتے ہیں (وعن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ستکون فتنۃ صماء بکماء عمیاء من اشرف لہا استشرفت لہ واشراف اللسان فیہا کوقوع السیف
رواہ ابو داود) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب ہے کہ ہوگا فتنہ بہرا گونگا اندھا ف یعنی باعتبار لوگوں اسکے کے
اس حیثیت کہ نہیں پانے کے واسطے اسکے فریاد رس اور نہیں دیکھینگے اس سے جگہ نکلنے کی اور خلاصی کی یہ معنی ہیں کہ نہیں تمیز کرینگے درمیان حق و باطل کے اور نہیں

حضرت علیؓ سے پس کھل جاویگا وہ طاعون مانند کھل جانے غنم کے کہ پانی میں بیل رہنگے اسکو اپنے پیروں سے اور حاصل ہوئی انکو نہایت خوشی کہ نامی ہی سے کہ فسادا واسا تو پڑا ور نزع کے کہ وہ شہر اور شہر کہ جمع ہوں ان میں لوگ اور اس سے معلوم ہوا کہ یہ فتنہ اخیر زمانہ میں ہوگا لیکن پیچ تعین پہلے فتنوں کے کچھ کلام نہیں کیا ہی علما نے خصوصاً پیچ فتنہ کے کہ وہ کون شخص ہی اہل بیت میں سے کہ اسکے قدموں کے نیچے سے یہ فتنہ اٹھیگا انتہی اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے لکھا ہی کہ فتنہ احلاس قتال عبداللہ بن زبیر کا ہی اہل شام سے بعد جانے انکے کے مدینہ سے اور فتنہ سرا مختار کا ہی اہل عراق پر کہ دعوی کرتا تھا نصرت اہل بیت کا ساتھ اون محمد بن حنفیہ کے پھر اجتماع کیا اور مروان پر ظلم کے اور شروع ہوئے یہاں سے فتنے بہت اور فتنہ دہیما تغلب ترک کا ہی اور لوٹنا انکا مسلمانوں کے شہروں کو پس جو ہالا فتنہ وہ مناسب ہی انتہی (وعن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ویل للعرب من شر قد اقترب افلح من کف یدہ رواہ ابوداؤد) اور روایت ہی ابی ہریرہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واسطے عرب کے خرابی ہی شر سے کہ نزدیک پہونچے فتنہ یعنی ظہور اسکا اور کہا طیبی نے کہ مراد اس سے واقعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہی اور جو واقعہ کہ اسکے بعد ہوا ہی یا مراد اوس فتنہ سے جو حضرت علی کا ہی ساتھ معاویہ کے اور حضرت امام حسین کا اور یہ قریب ہی معنی میں اسلیے کہ شر اسکی ظاہر ہی نزدیک ہر عرب و عجم کے تحقیق نجات پائی اور طلب پایا ہوا وہ شخص کہ جس نے ہاتھ اپنا تقل کی یہ ابو داؤد نے یعنی ایذا سے بازرکہا قتال جنگ میں حق و باطل سے (وعن المقداد بن الاسود قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان السعید لمن جنب الفتن ان السعید لمن جنب الفتن ان السعید لمن جنب الفتن ولمن ابتلی فصبر فواہا رواہ ابوداؤد) اور روایت ہی مقداد بیٹے اسود کے سے کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے تحقیق نیکبخت البتہ وہ شخص ہی کہ دور کیا گیا فتنوں سے تحقیق نیکبخت البتہ وہ شخص ہی کہ دور کیا گیا فتنوں سے تحقیق نیکبخت البتہ وہ شخص ہی کہ دور کیا گیا فتنوں سے فرمایا تین بار فرمایا یہ کلام واسطے مبالغہ تاکید کے ترجمہ اور نیکبخت وہ شخص ہی کہ مبتلا کیا گیا فتنہ میں پس صبر کیا پس حسرت ہی اسکے لیے کہ دور نہو فتنہ سے اور جو کیا نقل کی یہ ابی داؤد نے اس تقدیر پر لام لمن ابتلی کو زبر ہی اور لفظ فواہا ساتھ تنوین کے اگلے ہی اوس سے اور معنے واہا کے تحسر میں یعنے حسرت ہی اسکے لیے کہ دور نہو فتنہ سے اور مبتلا کیا گیا اسمیں و صبر کیا و صورت ابتلا کے یعنی عجب اور اچھے کے ہی یعنی کیا عجب اور اچھا ہی صبر اور بچنا فتنوں سے اور بعضوں نے لام کو زیر دی ہی پس متعلق فواہا کے یعنی تعجب کے (وعن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وضع السیف فی امتی لم یرفع عنہا الی یوم القیمۃ ولا تقوم الساعۃ حتی تلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتی تعبد قبائل من امتی الاوثان وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلہم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی ولا تزال طائفۃ من امتی علی الحق ظاہرین لا یضرہم من خالفہم حتی یاتی امر اللہ رواہ ابوداؤد والترمذی) اور روایت ہی ثوبان سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسوقت کہ رکھی جاویگی تلوار میری امت میں یعنے بعضوں میں قتل و قتال شروع ہوگا نہیں اٹھائی جاویگی تلوار قتل اس سے قیامت تک فرع چنانچہ ابتدا ہوئی اسکی زمانہ معاویہ سے اور جاری ہی ابتک سچا ہوا فرمانا حضرت کا ترجمہ اور نہیں قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ ملینگے کتنے ایک قبیلے میری امت میں سے ساتھ مشرکوں کے فرع چنانچہ کچھ تو انمیں سے واقع ہو چکا بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیچ خلافت صدیق اکبرؓ کے ترجمہ اور نہیں قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ پوجینگے کتنے ایک قبیلے میری امت میں سے بتوں کو فرع حقیقۃً اور شاید کہ یہ ہوئے ہو زمانہ آیندہ میں یا معنی اور بعضوں نے ہیں کہ جنکے حق میں فرمایا تعس عبدالدینار و عبدالدرہم ترجمہ اور تحقیق شان یہ ہی کہ ہونگے میری امت میں سے جہوٹے یعنے بیچ دعوی کرنے نبوت کے وہ تیس ہونگے گمان کرینگے کہ وہ پیغمبر خدا ہیں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں نہیں کوئی نبی پیچھے میرے فرع لفظ خاتم ساتھ زبر ت اور زیر اسکے کے ہی اور یہ جملہ حال ہی جملہ لانبی الخ تفسیر ہی پہلے جملہ کی ترجمہ اور ہمیشہ ایک جماعت امت میری سے ثابت رہیگی حق پر یعنی علماً اور عملاً اور غالب دشمنان دین پر نہیں ضرر پہونچا سکیگا انکو وہ شخص کہ مخالفت کرے انکی یعنی بسبب ثابت ہونے انکے کے اپنے دین پر یہانتک کہ آوے حکم خدا کا نقل کی یہ ابوداؤد اور ترمذی نے فرع یعنی قیامت یا مراد یہ ہی غلبہ دین کا ہی کہ اثر کفر کا زمین پر نرہے اور یہ جملہ حتی یاتی الخ متعلق ہی لفظ لا یزال کا (وعن عبداللہ بن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال تدور رحی الاسلام لخمس وثلثین او ست وثلثین او سبع وثلثین فان یہلکوا فسبیل من ہلک وان یقم لہم دینہم یقم لہم سبعین عاما قلت امما بقی او مما مضی قال مما مضی رواہ ابوداؤد) اور روایت ہی عبداللہ بن مسعود سے کہ اس نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا پھرتی رہیگی چکی دین اسلام کی فرع یعنے مستقر اور منتظم رہیگا امر دین کا بیچ امن و سلامتی کے فتنوں سے اور جاہدی ہے اپنے احکام

پس شکایت ہے انکے احوال کی کہ ایسی باتیں کہتا اور کرتے ہیں کہ سبب گمراہی اور حد سے گذر جانے کے ہوں جیسے کہ اگلی امتوں سے ہوا وَعَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الْأُولَى
يَعْنِي مَقْتَلَ عُثْمَانَ فَلَمْ يَبْقَ مِنْ أَصْحَابِ بَدْرٍ أَحَدٌ ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّانِيَةُ يَعْنِي الْحَرَّةَ فَلَمْ يَبْقَ مِنْ أَصْحَابِ الْحُدَيْبِيَةِ أَحَدٌ ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّالِثَةُ فَلَمْ تَرْتَفِعْ وَبِالنَّاسِ طَبَاخٌ رَوَاهُ
الْبُخَارِيُّ اور روایت ہے ابن مسیب سے مسیب ساتھ زبر ی مشدد کے ہے اور کبھی زیر سے بھی پڑھتے ہیں تابعی جلیل القدر ہیں اور فقہائے سبعہ سے ہیں کہا واقع ہوا
واقع ہوا فتنہ پہلا کہ پہلے اس سے کوئی فتنہ اسلام میں واقع نہ ہوا تھا مراد رکھتے ہیں ابن مسیب پہلے فتنہ سے مانند قتل یعنی شہادت عثمان بن عفان کا پس نہ باقی رہا
کوئی ان صحابہ میں سے کہ غزوہ بدر میں حاضر ہوئے تھے وقتی لفظ یعنے حدیث میں کلام راوی کا ہے کہ جو ابن مسیب سے روایت کرتا ہے اپنے تفسیر کی کلام ابن مسیب کی کہ پہلے
فتنہ سے مراد قتل انکی اور فلم یبق الخ کلام ہے ابن مسیب کا اور مراد یہ ہے کہ اصحاب بدر مرنے لگے اسوقت سے کہ برپا ہوا فتنہ قتل حضرت عثمان کا سنہ پینتیس میں اور کوئی باقی نہ رہا
یہاں تک کہ واقع ہوا فتنہ دوسرا جنگ حرہ کا اور یہ مراد نہیں ہے کہ اصحاب بدر قتل عثمان کے بیچ مارے گئے اور مر گئے اور اسی طرح اسکے بعد کے جملے کے معنی جانیں اور حاصل
یہ کہ وہ مبتلا نہیں ہوئے فتنہ میں اور باعث اسکے کہ بچایا انکو اللہ تعالیٰ نے برکت غزوہ بدر کے اور سب بدریوں میں سے جو آخر مرے ہیں سعد بن ابی وقاص ہیں کہ چند سال
پہلے جنگ حرہ کے مرے ہیں پھر ہوا فتنہ دوسرا یعنی حرہ کا فتنہ حرہ نام ایک زمین کا ہے باہر مدینہ کے کہ اسمین سیاہ پتھر بہت ہیں اور وہاں کی جنگ مشہور ہے کہ اہل مدینہ پر یزید
کا لشکر چڑھ گیا تھا انکے لوٹنے مارنے کے لیے اور نہایت ظلم و زیادتی اس سے ہوئی اور یہ جنگ سنہ تریسٹھ میں ہوئی ہے پس نہ باقی رہا کوئی ان اصحاب میں سے کہ حدیبیہ میں
حاضر تھے یعنے بیعۃ الرضوان والے پھر واقع ہوا فتنہ تیسرا پس نہ گیا وہ فتنہ اس حال میں کہ لوگوں میں قوت اور فربہی ہو وقت نقل کی ہے بخاری نے طباخ ساتھ زبر طا اور تخفیف
با کے اور کبھی ساتھ پیش طا کے بھی آتا ہے یعنے قوت اور فربہی کے استعمال کیا گیا ہے غیر اس معنی میں بھی کہ کہا جاتا ہے فلانے کو طباخ نہیں ہے یعنے عقل نہیں ہے اسکو اور خیر نہیں اسکے
پاس اور مراد یہ ہے کہ اس فتنہ میں نہیں باقی رہا لوگوں میں یعنے تابعین میں کوئی صحابہ میں سے اور حواشی میں لکھا ہے کہ مراد تیسرے فتنہ سے خروج ابن حمزہ خارجی کا ہے بیچ زمانہ
مروان بن محمد بن مروان بن الحکم کے اور کرمانی نے کہا کہ تیسرا فتنہ لڑائی حجاج کی ہے ساتھ عبد اللہ بن زبیر اور اہل مکہ کے کہ اسمین تخریب کعبہ کی بھی ہوئی اور وہ معرکہ سنہ چوہتر
میں ہوا بیچ زمانہ عبد الملک بن مروان کے انتہی لیکن اس تقدیر پر صحیح نہیں ہوتا کہ صحابہ میں سے کوئی باقی نہ تھا اسلیے کہ اسمین جماعت صحابہ کی تھی پس قول اول صحیح ہے باب الملاحم
باب ہے بیچ بیان لڑائی اور قتال کے وفتاح لفظ ملاحم ساتھ زبر میم اور زیر حا کے جمع ملحمہ کی یعنی معرکہ اور جگہ قتال کی مشتق ہے یا تو لحم سے بسبب بہت ہونے گوشت
مارے گیوں کے اسمین یا مشتق ہے لحمہ کپڑے کے سے کہ بیچ بانے کے ہے بسبب گتھ بٹ اور اختلاط لوگوں کے اسمین مانند اختلاط لحمہ یعنے بانے کے ساتھ تانے کے اور پہلے
معنے مناسب تر اور قریب تر ہیں اور ملحمہ یعنے لڑائی اور حادثہ عظیمہ کے بھی آتا ہے اور صراح میں ہے ملحمہ فتنہ اور حرب بزرگ اور اس باب میں ذکر ہے ان لڑائیوں کا کہ مخصوص ہیں بیچ
گروہوں معین کے بیچ مکانوں مخصوصہ اور شہروں معینہ کے اور اسی لحاظ سے اس باب کو جدا لائے باب الفتن سے کہ اسمین ذکر قتال کا اکثر مجمل و مبہم تھا الفصل الاول فصل پہلی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيمَتَانِ تَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ وَحَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ
قَرِيبًا مِنْ ثَلٰثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ وَحَتّٰى يُقْبَضَ الْعِلْمُ وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ وَيَكْثُرَ الْهَرْجُ وَهُوَ الْقَتْلُ وَحَتّٰى يَكْثُرَ فِيكُمُ الْمَالُ فَيَفِيضَ حَتّٰى يُهِمَّ
رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُ صَدَقَتَهُ وَحَتّٰى يَعْرِضَهُ فَيَقُولَ الَّذِي يَعْرِضُهُ عَلَيْهِ لَا أَرَبَ لِي بِهِ وَحَتّٰى يَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِي الْبُنْيَانِ وَحَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ وَحَتّٰى تَطْلُعَ
الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ آمَنُوا أَجْمَعُونَ فَذٰلِكَ حِينَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ
نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَبَايَعَانِهِ وَلَا يَطْوِيَانِهِ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهِ فَلَا يَطْعَمُهُ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يَلِيطُ حَوْضَهُ فَلَا يَسْقِي فِيهِ وَلَتَقُومَنَّ
السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ أُكْلَتَهُ إِلٰى فِيهِ فَلَا يَطْعَمُهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ لڑینگے
دو گروہ بڑے ہوگا درمیان انکے قتال عظیم دعوی ہوگا انکا ایک طرح یعنے دونوں دعوی دین اسلام کا رکھینگے اور دونوں گروہ مسلمان ہونگے یا دونوں دعوی حقانیت
کا رکھینگے اور ہر ایک اپنے گمان و اعتقاد میں حق پر ہونگے کہا علمائے کہ مراد ان دو گروہوں سے تابعدار معاویہ اور علی کے ہیں جیسے کہ علی نے فرمایا اخواننا بغوا علینا اور

پہنچی آیا ہو کر ایک کو معاویہ کی جانب سے انکے پاس قید کر کے لائے ایک شخص نے انکی جماعت میں سے انکے حال پر تاسف کیا کہ میں جانتا ہوں کہ یہ مسلمان اچھا اسلام رکھتا
تھا فرمایا کیا کہتا ہے تو وہ اب بھی مسلمان ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر بطلان قول خوارج کے کہ کہتے ہیں دونوں جماعتیں کافر ہیں اور اوپر بطلان قول روافض کے کہتے ہیں
مخالف علی کے کافر ہیں ت اور نہیں قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ اٹھائے جاوینگے یعنے پیدا ہونگے بہت فسادی فریبی جھوٹے کہ جھوٹ بناوینگے اللہ رسول
پر قریب تیس کے ف یعنی اور ایک حدیث میں تیس فرمائے اور یہاں قریب تیس کے تو وہاں بھی قریب ہی تیس کے مراد ہوں مسامحۃً تیس فرمائے یا یہ کہ وہ اخیر کو فرمایا ہو
کہ اول وحی بطریق اجمال و ابہام کے ہوئی ہو اور پھر بقید تیس کے اور اسی طرح نہیں منافی ہے یہ روایت روایت طبرانی کی عن ابن عمر ولا تقوم الساعۃ حتی یخرج سبعون کذابا
اسلیے کہ مراد اس سے کثرت ہے یا تیس ہیں جنہوں نے ساتھ دعوی نبوت کے اور باقی بغیر اسکے اور احتمال ہے کہ تیس غیر تیس کے ہوں کہ سب ستر ہو جاویں واللہ اعلم ت ہر ایک
ان میں سے گمان و دعوی کریگا کہ وہ پیغمبر خدا کا ہے اور قائم نہیں ہوگی قیامت یہانتک کہ لیا جاویگا اور اٹھا لیا جاویگا علم ف یعنے نفع دینے والا کہ متعلق ہے کتاب و سنت کے
ساتھ مرنے علماء اہل سنت و جماعت کے پس بہت ہونگے جاہل و بدعتی موت علماء ہے ت اور نہیں قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ بہت ہونگے زلزلے ف یعنی
یہ معنی کہ وہ ہلانا زمین کا ہے یا معنوی کہ وہ طرح طرح کی بلائیں ہیں ت اور قریب ہوگا زمانہ ف یعنی مراد ہے اس سے زمانہ حضرت امام مہدی کا کہ جب امن ہوگا زمین میں اور
خوش گذریگی زندگانی پس کوتاہ معلوم ہوگا زمانہ جیسے کہ عادت ہے کہ ہر چند دراز ہو کوتاہ معلوم ہوتا ہے زمانہ عیش و راحت کا اور زمانہ سختی کا دراز اگرچہ کم ہو ت اور قائم نہیں
ہوگی قیامت یہانتک کہ پیدا ہونگے فتنے اور لڑائیاں مسلمانوں میں اور بہت ہوگا ہرج اور وہ قتل ہے ف یعنے مراد ہرج سے قتل ہے کہ بسبب فتنہ کے وجود میں آویگا
اور یہ تفسیر کسی راوی نے کی ہے ت اور یہانتک کہ بہت ہونگے درمیان تمہارے مال پس بہت بہت ہونگے یہانتک کہ قلق میں ڈالیگا صاحب مال کو وہ شخص کہ
قبول کرے صدقہ اسکا ف یعنی یہ جو عبارت ہے حدیث میں حتی یہم الخ اسکا یہ ترجمہ کیا ہے اس میں کئی وجہیں ہیں اول تو یہ کہ یہم ساتھ پیش یا کے اور زیر ہا کے پڑھیں اور رب ساتھ
نصب کے بنا پر اسکے کہ مفعول ہے یہم کا اور فاعل اسکا من یقبل ساتھ حذف مضاف کے کہ فقدان ہے اور یہ روایت مشہور تر ہے اور معنے اسکے یہ ہیں کہ بہت ہوگا مال یہانتک
کہ قلق میں ڈالیگا اور غمگین کریگا صاحب مال کو ڈھونڈھنا اس شخص کا کہ قبول کرے اسکے صدقہ کو یعنے بہت ڈھونڈھیگا فقیر کو کہ زکوۃ اور صدقات اسکے لے اور کم پاویگا
بسبب کم ہونے محتاجوں کے دوسرے یہ کہ ساتھ زبر یا اور پیش ہا کے پڑھیں یہم سے معنی قصد کے اور رب مرفوع اس صورت میں رب المال فاعل ہے اور من یقبل مفعول
یعنے یہانتک کہ قصد کرے اور بہت ڈھونڈھے صاحب مال اس شخص کو کہ لیوے صدقہ اسکا اور تیسرے یہم ساتھ زبر یا اور پیش ہا کے اور رب منصوب اہم سے معنی غمگین
کرنے کے متعدی بھی آیا ہے کذا فی القاموس یعنے غمگین کریگا صاحب مال کو نہ پانا فقیر کا کہ قبول کرے اسکے صدقہ کو ت اور یہانتک کہ پیش کریگا مال یعنے وہ مال کہ ارادہ
کرتا ہے اسکے دینے کا روبرو اس شخص کے کہ گمان کرتا ہے اسکے قبول کرنیکا پس کہیگا وہ شخص کہ پیش کریگا اس مال کو اسپر نہیں حاجت مجھکو اسکی یعنی بسبب غنائے قلبی اور
ظاہری کے یہ کہیگا اور یہانتک کہ فخر کرینگے لوگ بیچ بنانے لمبی عمارتوں کے ف یعنے جیسے اسوقت میں کہ لوگ فخر کرتے ہیں بڑے بڑے مکان بنانے کا اور جو مکانات
کہ بھلائیوں کے ہیں انکو ڈھا ڈالتے ہیں اور انکو گھر اور باغ وغیرہ سیر کے مکان ٹھہراتے ہیں ت اور یہانتک کہ گذریگا مرد کسی مرد کی قبر پر پس کہیگا اے کاشکے ہوتا میں جگہ اسکے
ف یعنے بسبب کثرت غم اور فکروں امور دین کے یا بسبب کثرت بلاؤں اور فتنوں کے یہ آرزو کریگا کاشکے میں مردہ ہوتا تاکہ نہ دیکھتا یہ فتنے ت اور یہانتک کہ نکلیگا آفتاب
مغرب کی طرف سے ف شرح اسکی بیچ باب العلامات میں بین یدی الساعۃ کے آویگی اور آسمان سے توبہ کے دروازے بند ہو جاوینگے بعد اسکے توبہ قبول نہیں ہونیکی جیسے کہ
فرمایا ت پس جب نکلیگا آفتاب مغرب کی طرف سے اور دیکھینگے اسکو آدمی ایمان لاوینگے سب اور امر آخرت ظاہر ہو جاویگا پس یہ وقت ہے کہ نہیں نفع دیگا کسی نفس
کو ایمان لانا اسکا اس روز ایسا نفس کہ ایمان نہ لایا تھا پہلے اسدن سے اور نہ نفع دیگا کسب کرنا نفس کا نیکی کو اپنے ایمان میں اگر کسب کی تھی پہلے اس روز کے ف یعنی اور
بعضوں نے کہا تقدیر اسکی یہ ہے کہ نہیں نفع دیگا نفس کو ایمان اسکا اور نہ کسب کرنا اسکا نیکی کو اگر نہ ایمان لایا تھا پہلے سے یا نہ کسب کی تھی نیکی اور مراد نیکی سے توبہ ہے
نہیں نفع دیگا اس نفس کو ایمان لانا اسکا اور توبہ اسکی کہتا ہوں سے پس معلوم ہوا کہ لفظ او تنویع کے لیے ہے پس گویا کہ فرمایا کہ نہیں نفع دیگی اسکو توبہ شرک سے اور توبہ

یہ کنایہ ہی اس سے کہ اطاعت کرینگے لوگ اُسکی اور اتفاق کرینگے اسپر اور غلبہ اور سختی کریگا وہ اُنپر اور جبر کریگا اُنکو اور احتمال ہو کہ مراد حقیقت ہانکنے کی ہو ساتھ عصا کے اور کہا بعضون نے کہ شاید وہ شخص قحطانی وہ ہو کہ کہا جاویگا اسکو جہجاہ جیسے کہ آگے آتا ہی ذکر اسکا (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْهَبُ الْاَيَّامُ وَاللَّيَالِي حَتّٰى يَمْلِكَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْجَهْجَاهُ وَفِي رِوَايَةٍ حَتّٰى يَمْلِكَ رَجُلٌ مِنَ الْمَوَالِي يُقَالُ لَهُ الْجَهْجَاهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہی اسی ابوہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین تمام ہونگے دن اور رات یعنی نہین منقطع ہوینگے کا زمانہ اور نہین آئیگی قیامت یہانتک کہ مالک ہوگا ایک شخص کہ کہا جاویگا اسکو جہجاہ اور ایک روایت مین یون ہی یہانتک کہ مالک ہوگا ایک شخص موالی مین سے فتح موالی ساتھ زبر میم کے جمع ہی مولی کی یعنے غلام اور معنے یہ ہین یہانتک کہ وہ ہوگا حاکم لوگون پر کہا جاویگا اسکو جہجاہ نقل کی یہ مسلم نے اور بعضے نسخون مین جہجاہ ساتھ دو ہیون کے اور بعضون مین جہجا ساتھ حذف ہ اخیر کے ہی (وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَتَفْتَحَنَّ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَنْزَ اٰلِ كِسْرٰى الَّذِيْ فِي الْاَبْيَضِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہی جابر بن سمرہ سے کہ کہا سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کھولیگی ایک جماعت مسلمانون مین سے گنج آل کسری کا وہ گنج کہ بیچ محل سفید کے ہی نقل کی یہ مسلم نے وقت آل کسری مین لفظ آل کا زائد ہی یا مراد ہی اس سے اہل و تابعدار اُسکے اور کسری ساتھ زیر اور زبر کاف کے معرب خسرو کا ہی اور بادشاہ فارس کو کسری کہتے ہین جیسے بادشاہ روم کو قیصر اور چین کو خاقان اور مصر کو فرعون اور یمن کو قیل ساتھ زیر قاف کے اور حبشہ کو نجاشی اور ابیض نام ایک قلعہ کا ہی مدائن مین کہ اہل فارس اسکو سفید کوشک کہتے ہین اور اب بنائی گئی ہی جگہ اُسکی مسجد مدائن اور وہ گنج بیچ زمانہ امیر المومنین عمر کے نکالا گیا (وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا يَكُوْنُ كِسْرٰى بَعْدَهُ وَقَيْصَرُ لَيَهْلِكَنَّ ثُمَّ لَا يَكُوْنُ قَيْصَرُ بَعْدَهُ وَلَتُقْسَمَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَسَمَّى الْحَرْبَ خُدْعَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہی ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلاک ہوا کسری پس نہوگا کسری پیچھے اسکے فتح ہلاک ہوا صیغہ ماضی ہی یعنے قریب ہی کہ ہلاک ہوگا مالک اسکا اور صیغہ ماضی کا لائے واسطے تحقیق وقوع اور قرب اُسکی کے یا دعا ہی دل ہوت نہین ہوگا کسری بعد اسکے فتح یعنے بعد کسری کے کہ موجود تھا بیچ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور معنے یہ ہین کہ نہین مالک ہوگا ملک کسری کا کافر بلکہ مالک ہونگے اسکے مسلمان بعد اسکے قیامت کے دن تک اور یہ بات اسوقت فرمائی کہ خسرو نے نامہ آنحضرت کا پھاڑ ڈالا تھا اور قیصر کہ بادشاہ روم کو کہتے ہین البتہ ہلاک ہوگا پس نہین ہوگا اور قیصر بعد اسکے اور البتہ بانٹے جاوینگے خزانے اُنکے راہ خدا مین اور نام رکھا آنحضرت نے لڑائی کا فریب نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فتح اور یہ عطف ہی قال رسول اللہ پر یعنے کہا راوی نے اور نام رکھا آنحضرت نے الخ چونکہ پہلے کلام مین اشارہ تھا طرف اسکے کہ ہلاک کسری اور قیصر کا اور لینا اُنکے خزانون کا ہوگا ساتھ لڑائی کے اور اکثر ہوتی ہی لڑائی محتاج فریب کی پس آگاہ فرمایا آپ نے صحابہ کو ساتھ جائز ہونے اسکے کے تاکہ نہ وہم کرین وہ کہ فریب قبیلہ غدر اور خیانت سے ہی پس فرمایا کہ جنگ کرنے مین ساتھ دشمنون کے فریب اور حیلہ روا ہی کہ بیچ حصول فتح اور نصرت کے دخل رکھتے ہین جیسے کہ اپنے لشکر کو حیلون سے دشمن کی آنکھون مین بہت دکھاوین یا مکر کرین ایک طرف جاوین تا دشمن خیال کرین کہ وہ چلے گئے اور جنگ نہین کرینگے اور جب غافل ہوں اُنپر یکایک جا پڑین اور مانند اُنکے حیلہ کرین لیکن عہد توڑنا درست نہین اور لفظ خدعہ ساتھ تینون حرکت خ کے اور زیر اسکے کے بھی آیا ہی اور ساتھ زبر خ اور جزم دال کے فصیح تر ہی (وَعَنْ نَافِعِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَغْزُوْنَ جَزِيْرَةَ الْعَرَبِ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ فَارِسَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَغْزُوْنَ الرُّوْمَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَغْزُوْنَ الدَّجَّالَ فَيَفْتَحُهُ اللّٰهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہی نافع بن عتبہ بن ابی وقاص سے کہ بھتیجا ہی سعد ابن ابی وقاص کا اور وہ صحابی ہی اسلام لایا فتح مکہ مین کہا کہ فرمایا آنحضرت نے جنگ کروگے یعنے بعد میرے جزیرہ عرب سے فتح یعنے ولایت عرب سے اور اسکو جزیرہ کہا اس سبب سے کہ احاطہ کیا ہی دریاؤن نے اسکو ہر طرف سے اور وہ مکہ اور مدینہ اور یمامہ اور یمن ہی پس معنے یہ ہین کہ جنگ کروگے بقیہ جزیرہ سے یا سارے جزیرہ سے یعنی حیثیت کہ نہین چھوڑا جاویگا کافر اُسمین سے پس فتح کریگا اسکو اللہ تعالی تمہارے ہاتھ پر پھر جنگ کروگے ولایت فارس سے پس فتح کریگا اسکو اللہ پھر جنگ کروگے روم سے پس فتح کریگا اسکو خدا تعالی پھر جنگ کروگے دجال سے پس فتح دیگا اسپر اللہ نقل کی یہ مسلم نے فتح یعنے اسکو مقہور مغلوب کریگا اور ملک کو اسکے ہاتھ آئیگا ہو گا تمہارے ہاتھ لگیگا اور ہلاک ہوگا وہ حضرت عیسی کے ہاتھ سے کہ وہ اُترینگے مسلمانون کی مدد کے لیے اور خطاب اسمین صحابہ کو ہی

اور مرادامت ہی (وعن عوف بن مالک قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوۃ تبوک وہو فی قبۃ من ادم فقال اعدد ستا بین یدی الساعۃ موتی ثم فتح بیت المقدس ثم موتان یاخذ فیکم کقعاص الغنم ثم استفاضۃ المال حتی یعطی الرجل مائۃ دینار فیظل ساخطا ثم فتنۃ لا یبقی بیت من العرب الا دخلتہ ثم ہدنۃ تکون بینکم وبین بنی الاصفر فیغدرون فیاتونکم تحت ثمانین غایۃ تحت کل غایۃ اثنا عشر الفا رواہ البخاری) اور روایت ہی عوف بن مالک سے کہا آیا مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیچ غزوہ تبوک کے کہ نام ایک جگہ کا ہی زمین شام سے اس حال مین کہ آنحضرت بیچ ایک خیمہ مین تھے فرمایا گن تو چھ چیزون کو پہلے آنے قیامت سے یعنی یہ چھ چیزین علامات قیامت سے جان کہ پہلے اسکے واقع ہونگی اول مرنا میرا کہ جب تک مین ہون قیامت برپا نہین ہوگی دوسرے فتح ہونا بیت المقدس کا فت یعنی جب تک بیت المقدس کو فتح نہین کرینگے قیامت قائم نہین ہوگی اور لفظ مقدس ساتھ زبر میم اور جزم قاف اور زیر دال کے بروزن مجلس کے اور ایک نسخہ مین ساتھ پیش میم اور زبر قاف اور دال مشدد کے بروزن معظم کے ہے پھر ہے وبا عام کہ پیدا ہو تم مین مانند بیماری بکریون کے فت قعاص ساتھ پیش قاف اور زین مہملہ کے بیماری ہی کہ مواشی مین پیدا ہوتی ہی اور یکایک وہ مرجاتے ہین اور مراد اس سے وہ وبا ہی کہ حضرت عمر رضہ کے زمانہ مین پیدا ہوئی اور تین روز کے عرصہ مین ستر ہزار آدمی مرگئے اور لشکر گاہ مسلمانون کا اسوقت عمواس تھا اور اسی لیے اسکو طاعون عمواس کہتے ہین اور یہ اول طاعون ہی کہ اسلام مین واقع ہوا ہے پھر بہت ہونا مال کا لوگون مین یہانتک کہ دیا جاویگا مرد کو سو دینار پس ہوگا ناراض از راہ قلیل و حقیر جانیگا اسکو فت یہ ہوا حضرت عثمان کی خلافت مین وقت فتوح کے پھر پانچوین پیدا ہونا فتنہ اور جنگ کا کہ نہین رہیگا کوئی گھر عرب سے مگر داخل ہوگا اثر اور شر اس فتنہ کی اس گھر مین فت لکھا ہی علما نے کہ مراد اس سے قتل حضرت عثمان کا ہی یا جنس فتنہ کہ بعد حضرت کے ہوئے پھر چھٹے صلح کہ ہوگی درمیان تمہارے اور درمیان روم کے فت بنو الاصفر نام روم کا ہی اسلیے کہ پہلا باپ انکا کہ روم بن عیص بن یعقوب بن اسحاق ہی زرد رنگ تھا مائل بسفیدی پس عہد شکنی کرینگے وہ پس آوینگے تم پر نیچے اسی نشانون کے فت لفظ غایۃ ساتھ غین معجمہ اور ی کے نشان کہ جنگ مین ہمراہ سردارون کے ہوتے ہین اور بعضے روایتون مین غابہ ساتھ بے موحدہ کے آیا ہی یعنی بیشہ کے تشبیہ دی اس لشکر کو بسبب کثرت نشانون کے ساتھ بیشہ کے پھر نیچے ہر نشان کے بارہ ہزار آدمی ہونگے نقل کی یہ بخاری نے فت مقصود بیان کرنا انبوہی لشکر کا ہی (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی ینزل الروم بالاعماق او بدابق فیخرج الیہم جیش من المدینۃ من خیار اہل الارض یومئذ فاذا تصافوا قالت الروم خلوا بیننا وبین الذین سبوا منا نقاتلہم فیقول المسلمون لا واللہ لا نخلی بینکم وبین اخواننا فیقاتلونہم فینہزم ثلث لا یتوب اللہ علیہم ابدا ویقتل ثلثہم افضل الشہداء عند اللہ ویفتتح الثلث لا یفتنون ابدا فیفتتحون قسطنطینیۃ فبینما ہم یقتسمون الغنائم قد علقوا سیوفہم بالزیتون اذ صاح فیہم الشیطان ان المسیح قد خلفکم فی اہلیکم فیخرجون وذلک باطل فاذا جاؤا الشام خرج فبینما ہم یعدون للقتال یسوون الصفوف اذ اقیمت الصلوۃ فینزل عیسی بن مریم فامہم فاذا راہ عدو اللہ ذاب کما یذوب الملح فی الماء فلو ترکہ لانذاب حتی یہلک ولکن یقتلہ اللہ بیدہ فیریہم دمہ فی حربتہ رواہ مسلم) اور روایت ہی ابو ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ اترینگے روم اعماق مین فت اعماق ساتھ زبر ہمزہ کے نام ایک جگہ کا اطراف مدینہ مین سے ہے یا دابق مین فت دابق ساتھ زیر بے کے اور کبھی زبر بھی دی جاتی ہی نام ایک جگہ کا ہی بازار مدینہ سے اور مفاتیح مین ہی کہ وہ دونون موضع ہین اور او شک راوی کے لیے ہی پس نکلیگا طرف انکے ایک لشکر مدینہ سے فت کہا ابن ملک نے کہ کہا بعضون نے کہ مراد مدینہ سے حلب ہی اور اعماق اور دابق دو موضع ہین قریب اسکے اور بعضون نے کہا مراد مدینہ سے دمشق ہی اور کہا ازہار مین کہ یہ جو کہا گیا ہی کہ مراد مدینہ سے مدینہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی یہ قول ضعیف ہی اسلیے کہ مدینہ نبویہ خراب ہوگا اسوقت مین فت بہترین لوگون زمین کے سے اسدن فت من خیار الخ بیان ہی جیش کا اور لفظ اسدن سے احتراز ہی زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سے پس جسوقت کہ صف باندھینگے یعنی لڑائی کے لیے کہینگے روم خالی کرو جگہ درمیان ہمارے اور درمیان ان لوگون کے کہ بندی پکڑ لائے ہین ہم مین سے لڑین ہم انسے فت یعنی جن مسلمانون نے کہ جہاد کیا ہی ہم پر اور اسیر کیا ہی ایک جماعت کو ہم مین سے انکو ہمارے سپرد کرو تا لڑین ہم انسے اور بدلا بنالیوین غرض فریب دینا مسلمانون کا اور تفرقہ ڈالنی انکے باب مین ہی فت پس کہینگے مسلمان قسم ہی اللہ کی نہین خالی کرینگے ہم درمیان تمہارے اور درمیان مسلمان بھائیون

اپنے کے اور نہیں چھوڑینگے ہم تمکو ساتھ انکے پس لڑینگے مسلمان روم سے پس شکست کہا وینگے تہائی مسلمان اور بھاگ جاوینگے نہیں رجوع کریگا اللہ تعالے ساتھ توبہ
کے اونپر کبھی ف ش یعنے اس سے کہ وہ کفر ہی پر مرینگے اور بخلاف ہمارے ہمیشہ بہشت اور مارے جاوینگے تہائی انکے وہ بہترین شہیدون کے ہونگے نزدیک خدا کے اور
فتح کرینگے تہائی مسلمان باقی یعنے روم کے شہرون کو نہیں فتنہ مین ڈالے جاوینگے کبھی ف ش یعنے نہیں مبتلا کیے جاوینگے کسی بلا مین اور نہیں امتحان کیے جاوینگے
ساتھ قتال کے یا نہیں عذاب دیے جاوینگے کبھی اسمین اشارہ ہے خاتمہ بخیر ہونا انکا پھر فتح کرینگے قسطنطنیہ یعنے اس لفظ کو کئی وجہ کر تصحیح کیا ہے مشہور ساتھ پیش قاف
اور جزم سین اور فتح طا اور جزم نون کے بعد اسکے طا مکسور اور یا ساکن بعد اسکے نون مفتوحہ پہلے تے کے اور بعضون نے ساتھ زیادتی یا مشددہ کے بعد نون ثانی
کے تصحیح کی ہے چنانچہ اکثر مشکوۃ کے نسخون مین اسی طرح ہے اور بعضے نسخون مین ساتھ زیادتی یا مخففہ کے بدلے یا مشددہ کے اور ان دونون صورتون مین نون آخیر کو زبر ہوگی اور یہ
بڑا شہر ہے روم کے شہرون سے کہ دار السلطنۃ روم کا ہے اور اسکو استنبول بھی کہتے ہین اور فتح ہونا اسکا علامات قیامت سے ہے اور کہا ترمذی نے کہ قسطنطنیہ یعنے صحابہ کے
زمانہ مین فتح ہوئی اور نزدیک نکلنے دجال کے پھر فتح ہوگی جیسے کہ فرمایا پس اسوقت کہ تقسیم کرتے ہونگے مسلمان غنیمتین حال آنکہ لٹکائی ہونگی تلوارین اپنی درخت زیتون
پر ناگہان آواز دیگا ان مین شیطان یہ کہ مسیح دجال تحقیق پیچھے تمہارے آیا تمہارے اہل و اولاد مین پس نکلینگے یعنے لشکر مدینہ کا یہ خبر سنکر ہی قسطنطنیہ سے اور یہ خبر شیطان
کی جھوٹی ہوگی دجال ابھی نہ نکلا ہوگا پس جب آوینگے مسلمان شام مین نکلیگا دجال ف ش ظاہر یہ ہے کہ مراد شام سے قدس ہے کہ وہ اسی مین سے ہے اسلیے کہ بعض روایات مین
تصریح ہے ساتھ اسکے پس اسوقت ہوشیاری کرتے ہونگے لڑائی کی برابر کرینگے صفین ناگہان قائم کیجاویگی نماز اور نسخہ صحیح مین اذا ساتھ الف کے ہے یعنے وقت
کہ برابر کرتے ہونگے صفون کے نماز کے لیے پس اترینگے عیسی ابن مریم یعنے آسمان سے اوپر منارہ مسجد دمشق کے پھر آوینگے قدس مین پس امام ہونگے حضرت
عیسے مسلمانون کے ف ش نماز مین اور نہ مسلمانون سے امام مہدی ہی ہونگے اور ایک روایت مین ہے کہ آگے بڑھا وینگے امامت کے لیے حضرت عیسی امام مہدی کو اور
سبب بیان کرینگے کہ نماز تمہارے ہی لیے قائم کی گئی ہے اور اسمین اشارہ ہوگا متابعت کا اور اسکا کہ مین امیر نہین ہون باستقلال بلکہ مین مقرر اور مؤید ہون پھر بعد اسکے
امامت کرتے رہینگے عیسی انکی ہمیشہ پس اس فرمانے مین کہ امام ہونگے تفاوت ہے یا کرینگے امامت مجازا یعنے امر کرینگے انکے امام کو امامت کا اور ہوگا دجال اسوقت گھیرے
ہوے مسلمانون کو ف ش پس جب دیکھیگا حضرت عیسی کو دشمن خدا کا یعنے دجال گھلنے لگیگا جیسا نمک گھلتا ہے پانی مین پس اگر چھوڑ دین حضرت عیسی اسکو بحال خود اور
نہ مار ڈالین گھلے البتہ گھلجاوے یہانتک کہ مرجاوے وہ بن مارے ولیکن قتل کریگا اسکو خدا تعالی حضرت عیسی کے ہاتھ پر یعنے حکم اور ارادہ الہی یون ہے کہ بلا
اسکا حضرت عیسی کے ہاتھ پر ہو پس دکھاوینگے عیسی انکو یعنے مسلمانون کو یا کافرون کو یا سب کو خون دجال کا اپنے نیزے مین نقل کی یہ مسلم نے (وعن
عبد اللہ بن مسعود قال ان الساعۃ لا تقوم حتی لا یقسم میراث ولا یفرح بغنیمۃ ثم قال عدو یجمعون لاہل الشام ویجمع لہم اہل الاسلام یعنی الروم فیتشرط المسلمون
شرطۃ للموت لا ترجع الا غالبۃ فیقتتلون حتی یحجز بینہم اللیل فیفیء ہؤلاء وہؤلاء کل غیر غالب وتفنی الشرطۃ ثم یتشرط المسلمون شرطۃ للموت لا ترجع الا غالبۃ فیقتتلون حتی
یحجز بینہم اللیل فیفیء ہؤلاء وہؤلاء کل غیر غالب وتفنی الشرطۃ ثم یتشرط المسلمون شرطۃ للموت لا ترجع الا غالبۃ فیقتتلون حتی یمسوا فیفیء ہؤلاء وہؤلاء کل غیر غالب
وتفنی الشرطۃ فاذا کان یوم الرابع نہد الیہم بقیۃ اہل الاسلام فیجعل اللہ الدبرۃ علیہم فیقتتلون مقتلۃ لم یر مثلہا حتی ان الطائر لیمر بجنباتہم فما یخلفہم حتی یخر میتا
فیتعاد بنو الاب کانوا مائۃ فلا یجدونہ بقی منہم الا الرجل الواحد فبای غنیمۃ یفرح او ای میراث یقسم فبینما ہم کذلک اذ سمعوا بباس ہو اکبر من ذلک فجاءہم
الصریخ ان الدجال قد خلفہم فی ذراریہم فیرفضون ما فی ایدیہم ویقبلون فیبعثون عشرۃ فوارس طلیعۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لاعرف اسماءہم
واسماء آبائہم والوان خیولہم ہم خیر فوارس او من خیر فوارس علی ظہر الارض یومئذ رواہ مسلم) اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے یہ کہ تحقیق قیامت نہین
قائم ہوگی یہانتک کہ نہ بانٹی جاویگی میراث ف ش یعنے بسبب کثرت مارے جانے مسلمانون کے یا بسبب اٹھ جانے شرع کے جیسا کہ دیکھا جاتا ہے ہمارے
زمانہ مین بسبب کثرت دیون کے نوبت تقسیم کی نہین پہونچنے کی ہے اور خوش کیے جاوینگے یعنے نہین خوش ہوگا کوئی بسبب غنیمت کے ف ش یا تو بسبب

نہ بانٹے کے یا بسبب خیانت کے پس نہیں خوش ہونگا ساتھ لینے اہل دیانت سے پھر کہا ابن مسعود نے بیچ بیان اس حال اور وقوع اس قصہ کے کہ دشمن یعنے کافر جمع
کرینگے لشکر واسطے قتال اہل شام کے اور جمع کرینگے واسطے قتال ان دشمنوں کے مسلمان بھی لشکر مراد ہے دشمن سے روم پس انتخاب کرینگے اور جدا کرینگے مسلمان اپنے
لشکر میں سے ایک فوج کو آگے بھیجینگے تا جنگ کرے اور مرجاوے نہ پھرے وہ فوج مگر غالب اور فتحیاب ہوکر ف یہ جملہ صفت کا شرطہ سے ہے و ضمیر شرطہ کی اور بعضے کہتے ہیں کہ
مسلمان بھیجینگے اس لشکر کو اس شرط پر کہ بھاگیں نہیں بلکہ ٹھہرے رہیں اور ثابت رہیں یہاں تک کہ مارے جاویں یا غالب آویں شرطہ ساتھ پیش شین کے اور زبر را اور جزم اسکے
اول لشکر کہ حاضر ہو جنگ کے لیے اور مستعد ہو واسطے مرنے کے اور یتشرط باب تفعل سے نکالا گیا ہے اسی سے اور یشترط باب افتعال سے بھی روایت ہے ف پس لڑینگے
لڑینگے مسلمان و کافر یہاں تک کہ حائل ہوگی درمیان انکے رات اور باز رکھیگی انکو لڑائی سے پس پھرینگے مسلمان اور کافر طرف ڈیروں اپنے کے ہر ایک یعنے دونوں
فریق میں سے غیر غالب یعنے اور غیر مغلوب ہونگے اور فنا ہو جاویگی یعنے ماری جاویگی وہ فوج کہ پہلے بھیجی گئی تھی لڑنے کے لیے ف یہاں شرطہ سے مراد بعضے کہتے ہیں یعنے جان
کی اگلی فوجیں ماری جاوینگی حاصل یہ کہ اور فوجیں طرفین کی پھر آوینگی اور نہیں ہوگا غلبہ کسی کو دوسرے پر اور اگلی فوجیں طرفین کی فنا ہو جاوینگی والا ہو غلبہ انکے لیے کہ
فنا ہوا اگلی فوج انکی حالانکہ کہا ہے کہ ہر ایک غیر غالب ہوگی پھر انتخاب کرینگے مسلمان ایک لشکر کو واسطے مرنے کے کہ نہ پھرے مگر غالب پس لڑینگے یہاں تک کہ حائل ہوگی
درمیان انکے رات پس پھرینگے مسلمان اور کافر طرف ڈیروں اپنے کے ہر ایک غیر غالب اور فنا ہو جاویگی وہ فوج کہ آگے نکلی تھی لڑنے کے لیے پھر انتخاب کرینگے مسلمان
ایک لشکر کو مرنے کے لیے کہ نہ پھرے مگر غالب پس لڑینگے یہاں تک کہ شام کرینگے پس پھرینگے مسلمان اور کافر ہر ایک غیر غالب اور فنا ہو جاویگی وہ فوج کہ آگے نکلی تھی
لڑنے کے لیے پس جب ہوگا دن چوتھا اٹھینگے اور قصد کرینگے طرف جنگ کفار کے باقی اہل اسلام پس کرواویگا اللہ تعالیٰ شکست کفار پر ف دبرہ ساتھ زبر دال
مہملہ اور بے موحدہ کے اسم ہے ادبار سے اور روایت کیا گیا ہے دابرہ بھی اور بعضے دونوں کے ہزیمت یعنے شکست کے ہیں ف پس لڑینگے لڑنا کہ نہیں دیکھا گیا ہے مانند
اسکے یہاں تک کہ پرند البتہ ارادہ کریگا گذرنے کا انکے جوانب و نواحی پر پس نہیں پیچھے چھوڑیگا انکو یعنے نہیں تجاوز کریگا ان سے یہاں تک کہ گر پڑیگا زمین پر مردہ ف
یعنے اگر جانور اڑیگا ان مردوں پر تو نہیں پہنچنے کا انکے آخر تک یہاں تک کہ گر پڑیگا مر کر بسبب انکی بدبو کے یا بسبب درازگی مسافت کے اس طرف سے اس طرف
تک جاویگا اڑنے سے اور گر پڑیگا مر کر ف پھر گنینگے بیٹے ایک باپ کے کہ تھے سو ف یعنے ایک جماعت کہ حاضر ہوگی لڑائی میں سب آپس میں قرابتی ایک جد کی ہو
وہ جو اپنے کو شمار کرینگے تو تھے سو سے پس نہ پاوینگے اس عدد کو کہ باقی رہا ہو مگر ایک مرد ف خلاصہ معنی کا یہ ہے کہ وہ شروع کرینگے گننا نفسوں اپنے کا پس شروع
کریگی ہر جماعت گننا اقارب اپنے کا پس نہیں پاوینگے سو میں سے مگر ایک بسبب بہت مارے جانیکے ف پس ساتھ کس غنیمت کے خوش کیے جاوینگے ف
لفظ فبای میں ف تفریعیہ ہے یا فصیحہ کہا طیبی نے کہ یہ جزا ہے شرط محذوف کی مبہم فرمایا پہلے ان الساعۃ لا تقوم حتی لا یقسم میراث ولا یفرح بغنیمۃ اس حیثیت سے
کہ مطلق کہا اسکو پھر بیان کیا اسکو ساتھ قول اپنے کے عدو الخ بایں طریق کہ یہ مقید ہے ساتھ اس صفت کے یعنے تقسیم میراث اور خوشی غنیمت سے اسلیے نہیں ہوگی کہ جہاں
اتنے مارے جاویں وہاں تقسیم کہاں اور خوشی کہاں پس اس صورت میں صحیح ہوگا یہ کہا جاوے پس جب ہوا ایسا تو پس ساتھ کس غنیمت کے خوش ہونگے انتہی ف
یا کونسی میراث تقسیم کیجاویگی پس اسوقت میں کہ وہ ہونگے اسطرح ناگاہ سنینگے مسلمان خبر اور لڑائی شدید کی کہ وہ بزرگتر اور سخت تر ہوگی پہلی لڑائی سے پھر آویگی مسلمانوں کو
آواز یعنے فریادی کی یہ کہ دجال پیچھے انکے آیا ہے انکی اولاد میں پس چھوڑ دینگے اور ڈالدینگے اس چیز کو کہ بیچ ہاتھوں انکے کے ہے یعنے غنیمت اور تمام اموال بخوف ضرر اہل
عیال کے اور متوجہ ہونگے طرف دجال کے پس بھیجینگے دس سوار تا مطلع ہوں حال دشمن سے ف لفظ طلیعہ بروزن کریمہ کے وہ شخص کہ بھیجا جاوے تاکہ مطلع ہو
حال دشمن کے سے مانند جاسوس کے فعیلہ یعنے فاعل کے برابر ہے اس میں واحد اور جمع فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق البتہ میں جانتا ہوں نام ان دس
سواروں کے اور نام انکے باپوں کے اور رنگ انکے گھوڑوں کے ف اس میں معجزہ ہے حضرت کا اور دلیل ہے اسپر کہ علم اللہ تعالیٰ کا محیط ہے ہر چیز کی کلیات و جزئیات
کو وہ بہترین سواروں کے یا فرمایا بہترین سواروں میں سے ہونگے پشت زمین پر اسدن نقل کی یہ مسلم نے (وعن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

ہل سمعتم بمدینة جانب منها فی البر وجانب منها فی البحر قالوا نعم یا رسول الله قال لا تقوم الساعة حتی یغزوها سبعون الفا من بنی اسحاق فاذا جاؤها نزلوا فلم یقاتلوا
بسلاح ولم یرموا بسهم قالوا لا اله الا الله والله اکبر فیسقط احد جانبیها قال ثور بن یزید الراوی لا اعلمه الا قال الذی فی البحر ثم یقولون الثانیة لا اله الا الله والله اکبر
فیسقط جانبها الآخر ثم یقولون الثالثة لا اله الا الله والله اکبر فیفرج لهم فیدخلونها فیغنمون فبینما هم یقتسمون المغانم اذ جاءهم الصریخ فقال ان الدجال قد خرج فیترکون
کل شیء ویرجعون رواه مسلم اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا سنا ہے تم نے ایک شہر کہ ایک جانب اسکی جنگل میں ہے اور ایک جانب اسکی دریا
کہا صحابہ نے ہاں رسول اللہ سنا ہے ہم نے فرمایا کہا ایک شارح نے کہ یہ شہر روم میں ہے کہا بعضوں نے ظاہر یہ ہے کہ وہ قسطنطنیہ ہے اور فتح ہونا اسکا علامات قیامت
سے ہے انتہی اور احتمال ہے کہ وہ اور شہر ہو بلکہ ظاہر یہی ہے اسلیے کہ قسطنطنیہ فتح ہوگا ساتھ بہت سے کشت وخون کے اور یہ شہر فتح ہوگا ذکر تہلیل وتکبیر سے فرمایا
حضرت نے کہ برپا نہیں ہوگی قیامت یہاں تک کہ جنگ کرینگے اس شہر والوں سے ستر ہزار آدمی اولاد اسحاق میں سے توربشتی نے کہا استاذ منصور نے کہ گروہ شام کے اولاد
اسحاق سے ہیں اور وہ مسلمان تھے انتہی اور احتمال ہے کہ انکے ساتھ اور بھی ہوں سوا انکے اولاد اسمعیل میں سے کہ وہ عرب ہیں یا غیر انکے اور مسلمان اور اقتصار کیا
انکے ذکر پر ازراہ غلبہ وبسبب بزرگی انکے کے اوپر کہ سوا انکے ہیں اور احتمال ہے یہ کہ خاص وہی ہوں سے تا پس جب آوینگے اولاد اسحاق اس شہر پر اور وہاں اسکے اترینگے
نواحی اس شہر میں محاصرہ کر کر اسکے رہنے والوں کو پس نہ لڑینگے اس شہر والوں سے ساتھ ہتھیار کے اور نہ پھینکینگے تیر یعنی تیر پھینکنا بھی نہ ہوگا اسمیں
کے ہو واسطے تاکید افادہ عموم نفی کے بلکہ کہینگے لا اله الا الله والله اکبر پس گر پڑیگی ایک جانب دونوں جانبوں اسکی میں سے یعنی ایک طرف کی دیوار شہر کی کہا ثور بن یزید
نے کہ راوی اس حدیث کا ہے نہیں گمان کرتا میں ابو ہریرہ کو مگر کہا وہ جانب کہ دریا میں ہے یعنی جزم نہیں ہے مجکو اسکا گمان ہے کہ یوں کہا پھر کہینگے دوسری بار لا اله
الا الله والله اکبر پس گر پڑیگی دوسری جانب اسکی یعنی جو کہ جنگل میں ہے پھر کہینگے تیسری بار لا اله الا الله والله اکبر پس کشادہ ہوگا اور راہ کھل جاویگی انکے لیے پس داخل
ہونگے اسمیں پس لوٹینگے یعنی جو کچھ کہ اسمیں ہوگا پس اسوقت کہ بانٹتے ہونگے لوٹ ناگہان آویگی انکو آواز یا آواز کرنے والا پس کہیگا آواز کرنے والا کہ تحقیق دجال نکلا
پس چھوڑ دینگے ہر چیز کو یعنی غنیمت وغیرہ کو اور پھر جاوینگے نقل کی یہ مسلم نے ف یعنی جلدی سے دجال کے لڑنے کو یہ الفصل الثانی فصل دوسری عن معاذ
بن جبل قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم عمران بیت المقدس خراب یثرب وخراب یثرب خروج الملحمة وخروج الملحمة فتح قسطنطینیة وفتح قسطنطینیة خروج
الدجال رواه ابو داود روایت ہے معاذ بن جبل سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کمال آبادی بیت المقدس کی سبب خراب ہونے مدینہ کے ہوگی
ف اسلیے کہ آبادی بیت المقدس کی بسبب غلبہ کفار کے ہوگی کہ نصاری ہیں اور وہ سبب خرابی مدینہ کا ہوگا اور یثرب نام مدینہ مطہرہ کا ہے اور اشتقاق یثرب کا ثرب سے
ہے یعنی ہلاک کرنے یا نام ایک کافر کا ہے کہ ابتدا میں اسنے آباد کیا تھا اور مدینہ کو یثرب کہنے سے جو منع فرمایا ہے وہ کہنا پہلے اسکی نہی کے ہے تو اور خراب ہونا یثرب کا سبب
نکلنے اور پیدا ہونے فتنہ اور جنگ عظیم کا ہے کہ جسکا اوپر ذکر ہوا کہ اسمیں تہائیوں سے ایک باقی رہیگا اور پیدا ہونا اس جنگ کا فتح ہونا قسطنطنیہ کا ہے اور فتح ہونا قسطنطنیہ
کا سبب اور علامت نکلنے دجال کی ہے نقل کی یہ ابو داود نے مراد یہ ہے کہ یہ حوادث اور وقائع بعد ایک دوسرے کے اس ترتیب مذکور سے واقع ہونگے اور ہونا پہلے کا
علامت پیدا ہونے دوسرے کی ہوگی اگرچہ مہلت اور تاخیر سے واقع ہو کہا طیبی نے اگر تو کہے کہ یہاں کہا فتح قسطنطنیہ کو علامت نکلنے دجال کی اور اوپر حدیث
میں کہا کہ ناگہان شیطان آواز دیگا انمیں کہ دجال تمہارے پیچھے آیا تمہارے اہل میں پس نکلینگے وہ اور یہ بات جھوٹ ہوگی پس کیونکر تطبیق ہو ان دونوں میں جواب
اسکا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گردانا فتح قسطنطنیہ کو علامت نکلنے دجال کی نہ یہ کہ وہ پیچھے اسکے نکلیگا بغیر فصل کے اور آواز کرنا شیطان کا ہوگا جھوٹ تا باز
رہیں تقسیم کرنے غنیمت کے سے چنانچہ دلالت کرتی ہے اسپر حدیث آیندہ کہ ملحمہ عظمی اور فتح قسطنطنیہ اور نکلنا دجال کا سات مہینے میں ہوگا وعنه قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم الملحمة العظمی وفتح القسطنطینیة وخروج الدجال فی سبعة اشهر رواه الترمذی وابو داود اور روایت ہے انہی معاذ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ جنگ بڑی اور فتح ہونا قسطنطنیہ کا اور نکلنا دجال کا سات مہینے میں ہوگا نقل کی یہ ترمذی نے اور ابو داود نے مراد جنگ بڑی سے جنگ ہے کہ ساتھ

یعنی ان لوگون نے وہ ہی کہ جنمین گنے جاوینگے ایک باپ کی اولاد اور انمین پائے جاوینگے سو مین سے مگر ایک جیسے کہ اوپر گذرا اگر ظاہر تر یہ ہے کہ مراد اس سے فتح اس شہر کی ہے کہ فتح ہوگا
بسبب غلبت اسلام کے الٰہی کے جیسے کہ حدیث ابی ہریرہ کی مین گذرا اور سات مہینون مین جو ہونا ان چیزون کا فرمایا تو یہ باعتبار شروع ہونے مسلمانون کے ہر طرف
دونون شہرون کے اور ظاہر ہونا دجال کے اور پیہر باعتبار فتح ان دونون کے پس دجال پیچھے آویگا انکے بغیر تراخی کے درمیان ان دونون کے (وعن عبد اللہ بن بسر ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بین الملحمۃ وفتح المدینۃ ست سنین ویخرج الدجال فی السابعۃ رواہ ابو داود وقال ہذا اصح) اور روایت ہے عبد اللہ بن بسر سے کہ
تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درمیان اس جنگ بڑی کے اور فتح ہونے شہر مذکور کے یعنی قسطنطنیہ کے چھ برس مین اور نکلیگا دجال ساتوین برس مین نقل کیا
اس روایت مین اور پہلی حدیث مین اختلاف فاحش ہے لیکن یہ حدیث صحیح تر ہے جیسے کہ اسکو نقل کی ہے ابو داود نے اور کہا یہ حدیث صحیح تر ہے حدیث سابق سے اور حدیث سابق کی اسنا
د مین کلام ہے اور بعضے راوی اسکے مجروح و مطعون ہین اور اسمین دلالت ہے کہ تعارض ثابت ہے اور جمع ممتنع اور صحیح تر راجح ہے اور حاصل یہ کہ درمیان ملحمہ عظمیٰ اور درمیان
خروج دجال کے ہونا سات برس کا صحیح تر ہے بنسبت سات مہینے کے (وعن ابن عمر قال یوشک المسلمون ان یحاصروا الی المدینۃ حتی یکون ابعد مسالحہم سلاح
وسلاح قریب من خیبر رواہ ابو داود) اور روایت ہے ابن عمر سے کہا قریب ہے مسلمان کہ گہیرے جاوینگے مدینہ منورہ مین یعنی دشمن گہیر لینگے انکو یہانتک کہ ہوگی سرحد
کنارہ سے اسمین جمع ہونگے درمیان مدینہ اور سلاح کے کہ نام ایک جگہ کا ہے قریب خیبر کے یعنی بعضے انکے داخل ہونگے مدینے کے اندر اور بعضے انکے گرد انکے نگہبانی
اور بعضے ظاہر تر یہی واسطے قول حضرت کے جہانتک کہ ہوگا دور ترین سرحدون انکی کا سلاح اور سلاح نام ایک جگہ کا ہے نزدیک خیبر کے نقل کی یہ ابو داود
نے مسالح جمع مسلحہ کی ہے اور یہ تفسیر راوی سے نقل کی ہے اور سلاح ساتھ زبر سین کے اور کبھی ضبط کیا ہے اسکو ساتھ رفع کے پس یہ بنا پر اسکے کہ اسم ہو اور خبر
ابعد ہے اور ایک نسخہ مین ساتھ رفع اسکے کے خبر ہے اور اور نسخہ مین ساتھ زبر کے ہے (وعن ذی مخبر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ستصالحون الروم
صلحا آمنا فتغزون انتم وہم عدوا من ورائکم فتنصرون وتغنمون وتسلمون ثم ترجعون حتی تنزلوا بمرج ذی تلول فیرفع رجل من اہل النصرانیۃ الصلیب فیقول غلب
الصلیب فیغضب رجل من المسلمین فیدقہ فعند ذلک تغدر الروم وتجمع للملحمۃ وزاد بعضہم ویثور المسلمون الی اسلحتہم فیقتتلون فیکرم اللہ تلک العصابۃ
بالشہادۃ رواہ ابو داود) اور روایت ہے ذی مخبر سے کہ خادم ہے حضرت کا اور بھتیجا نجاشی کا کہا کہ سنا مین نے آنحضرت سے فرماتے تھے نزدیک ہے کہ صلح کروگے
تم اے مسلمانو رومیون سے صلح با امن کہ ظاہر مین غدر اور فتنہ سے نڈر ہونگے پس جنگ کروگے تم اے مسلمانو اور وہ رومی بالاتفاق دشمنون سے کہ سوا تمہارے
ہین پس نصرت کیے جاؤگے تم یعنی مدد کریگا تمہاری اللہ تعالیٰ اور غنیمت پاؤگے اور سلامت رہوگے یعنی زخمی ہونے سے اور رہائی پاؤگے پھر پھروگے
یعنی دشمنون کے پاس سے یہانتک کہ اتروگے تم اور اہل روم ایک سبزے کی جگہ کہ ٹیلے ہونگے اسمین پس بلند کریگا ایک شخص اہل نصرانیت سے صلیب یعنی
مراد اہل نصرانیت سے روم ہین اسلیے کہ روم دین نصرانیت پر تھے اور صلیب ایک لکڑی ہے کہ گمان کرتے ہین نصرانی کہ عیسیٰ سولی دیے گئے ہین اوپر لکڑی
کے کہ تھی اس صورت کی پس کہیگا وہ شخص کہ غالب آئی صلیب یعنی غالب آئے ہم بسبب برکت صلیب کے پس غصے ہوگا ایک شخص مسلمانون مین سے
یعنی بسبب اسکے کہ نسبت کی غلبہ کی غیر اسلام کی طرف پس توڑ ڈالیگا وہ مسلمان صلیب کو پس نزدیک اس قصے کے عہد توڑینگے رومی اور جمع کرینگے لوگون کو
جنگ کے لیے اور زیادہ کیا بعضے راویون نے اس عبارت کو کہ پس دوڑینگے مسلمان طرف ہتیارون اپنے کے پس لڑینگے مسلمان آپس مین پس بزرگ
کریگا اللہ تعالیٰ اس جماعت مسلمان کو ساتھ شہادت کے نقل کی یہ ابو داود نے (وعن عبد اللہ بن عمرو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اترکوا الحبشۃ ما ترکوکم فانہ
لا یستخرج کنز الکعبۃ الا ذو السویقتین من الحبشۃ رواہ ابو داود) اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے انہون نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا چھوڑو حبشہ کو
اور تعرض نکرو انسے جب تک کہ چھوڑین وہ تمکو اور تعرض نکرین تمسے اسلیے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ نہین نکالیگا کعبہ کا گنج مگر ایک شخص صاحب دو پنڈلیون چھوٹی
کا حبشیون سے نقل کی یہ ابو داود نے یعنی وہ امیر حبشی کا ہوگا یا مراد اس سے لشکر حبش کا ہے اور سویقہ تصغیر ساق کی ہے یعنی پنڈلی کے اور پنڈلیان

حبشی کی اکثر چھوٹی اور باریک ہوتی ہیں اور مراد گنج سے گنج ہے وہ خزانہ جو نیچے کعبہ کے گاڑا گیا ہے بعضوں نے کہا کہ مخارق ہو اسمیں اور بعضوں نے کہا کہ مراد ہے وہ مال کہ ہدایا اور نذر کے
آتا ہے اسکو خادم وہاں کے جمع کرتے ہیں اور اور حدیث میں آیا ہے کہ خراب کریگا کعبہ کو صاحب دو چھوٹی پنڈلیوں کا حبشی میں سے اور نہیں معارض ہے یہ قول اللہ تعالی کے
حَرَمًا آمِنًا کے اسلیے کہ یہ قریب قیامت کے ہوگا جس وقت کہ باقی نہیں رہیگا کوئی اللہ اللہ کہنے والا اور ظاہر یہ ہے کہ اللہ تعالی نے گردانا ہے اسکو حرم یا امن باعتبار غالب
احوال کے جیسے کہ دلالت کرتا ہے اوپر قصہ ابن الزبیر کا اور قرامطہ کا اور مانند انکے کا یا مراد حرم یا امن گردانیے سے یہ ہے کہ اللہ تعالی نے حکم فرمایا ہے کہ وہ امن میں رکھیں لوگوں کو
اور نہ تعرض کریں کسی سے اسمیں پہنچا آیا ہے کہ رئیس زندیقوں کا قرامطہ میں سے جبکہ پہنچا فساد سے اپنے قتل کرنے لوگوں کے سے اور خراب کرنے شہروں کے سے کہا
اسنے کہ کہاں ہے کلام اللہ کا وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا پس کہا بعض اہل توفیق نے کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ امن دو اسکو کہ داخل ہو اسمیں اور نہ تعرض کرو اسکے اور ہاتھ لوٹنے اور
قتل کرنے کے (وَعَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعُوا الْحَبَشَةَ مَا وَدَعُوكُمْ وَاتْرُكُوا التُّرْكَ مَا تَرَكُوكُمْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے ایک شخص سے کہ آنحضرت کے
صحابیوں میں سے ہے کہا چھوڑ دو تم حبشیوں کو جب تک کہ چھوڑیں وہ تمکو اور چھوڑ دو تم ترکوں کو جب تک کہ چھوڑیں وہ تمکو نقل کی یہ ابو داؤد نے شرح اگر کہیں کہ قرآن مجید
میں حکم ہے وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً یعنی اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ مشرکوں سے قتال کرو جہاں ہوں حضرت نے کیونکر فرمایا کہ انکو چھوڑ دو جواب اسکا یہ ہے کہ جائز ہے کہ ہو یہ خاص اور ترک عموم
آیت سے مخصوص اور خارج ہوں کہ اسلیے کہ شہر انکے بعید ہیں انکے شہروں میں اور اسلام کے شہروں میں دشت و بیابان ہے تو حکم کیا کہ وہ تعرض نہ کریں اور اسلام
کے شہروں پر لوگوں تعرض کرنے کو چاہیے ہاں اگر وہ پہنچیں کریں اور اسلام کے شہروں میں ساتھ قہر اور غلبہ کے آویں فرض ہوگا قتال انکا یا کہیں کہ یہ آیت ناسخ اس
حدیث کی ہے اور حکم اس حدیث کا ابتداء اسلام میں تھا سبب ضعف اسلام کے اور جب اسلام قوی ہوا حکم عام ہوا (وَعَنْ بُرَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي حَدِيثٍ يُقَاتِلُكُمْ قَوْمٌ صِغَارُ الْأَعْيُنِ يَعْنِي التُّرْكَ قَالَ تَسُوقُونَهُمْ ثَلَاثَ مِرَارٍ حَتَّى تُلْحِقُوهُمْ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ فَأَمَّا فِي السِّيَاقَةِ الْأُولَى فَيَنْجُو مَنْ هَرَبَ مِنْهُمْ وَأَمَّا فِي الثَّانِيَةِ
فَيَنْجُو بَعْضٌ وَيَهْلِكُ بَعْضٌ وَأَمَّا فِي الثَّالِثَةِ فَيُصْطَلَمُونَ أَوْ كَمَا قَالَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے بریدہ اسلمی سے انہوں نے نقل کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بیچ
حدیث کے کہ وہ بیچ حدیث ہے لڑینگی تم سے قوم چھوٹی آنکھوں والی یعنی ترک فرمایا یہ تفسیر راوی سے ہے کہ وہ صحابی ہے یا تابعی ہے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہانکو
تم انکو تین بار یعنی ہونگے وہ مغلوب و مقہور بھاگنے والے کہ تم انکو ہانکا دوگے یہاں تک کہ پہنچا دوگے انکو جزیرہ عرب میں فرمایا کہا بعضوں نے کہ یہ نام ہے عرب کے
شہروں کا اسلیے کہ گھیرے ہوئے ہیں انکو دریا اور نہریں یعنی دریا حبشہ کا اور فارس کا اور دجلہ اور فرات اور کہا مالک نے کہ وہ حجاز ہے اور یمامہ اور یمن پس پہلی
ہانکنے میں نجات پاوینگے وہ شخص کہ بھاگے ترکوں میں سے اور پھر دوسرے ہانکنے میں نجات پاوینگے بعضے اور ہلاک ہونگے بعضے اور پھر تیسرے ہانکنے میں
پس کاٹے جاوینگے اور جڑ سے اکھاڑے جاوینگے یا مانند اسکے فرمایا حضرت نے نقل کی یہ ابو داؤد نے شرح یہ لفظ اس جگہ کہتے ہیں کہ حدیث کے نقل کیے
جاتے ہیں اور لفظ اسکی خاص نہیں ہوتی اور اسمیں نہایت ورع ہے راوی کا (وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْزِلُ أُنَاسٌ مِنْ أُمَّتِي بِغَائِطٍ
يُسَمُّونَهُ الْبَصْرَةَ عِنْدَ نَهَرٍ يُقَالُ لَهُ دِجْلَةُ يَكُونُ عَلَيْهِ جِسْرٌ يَكْثُرُ أَهْلُهَا وَيَكُونُ مِنْ أَمْصَارِ الْمُسْلِمِينَ وَإِذَا كَانَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ جَاءَ بَنُو قَنْطُورَاءَ عِرَاضُ الْوُجُوهِ صِغَارُ الْأَعْيُنِ حَتَّى يَنْزِلُوا
عَلَى شَطِّ النَّهَرِ فَيَتَفَرَّقُ أَهْلُهَا ثَلَاثَ فِرَقٍ فِرْقَةٌ يَأْخُذُونَ فِي أَذْنَابِ الْبَقَرِ وَالْبَرِّيَّةِ وَهَلَكُوا وَفِرْقَةٌ يَأْخُذُونَ لِأَنْفُسِهِمْ وَهَلَكُوا وَفِرْقَةٌ يَجْعَلُونَ ذَرَارِيَّهُمْ خَلْفَ ظُهُورِهِمْ وَيُقَاتِلُونَهُمْ
وَهُمُ الشُّهَدَاءُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے ابی بکرہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اتریںگے لوگ میری امت میں سے زمین پست میں کہ نام
رکھینگے اسکا بصرہ فتح بصرہ ساتھ زبر با اور زیر لیکے کے اور جزم صاد کے اور زیر اسکے کے اور زبر بھی آئی ہے نزدیک ایک نہر کے کہ کہا جاویگا اسکو دجلہ
دجلہ ساتھ زیر اور زبر دال کے نہر بغداد کی ہے ہوگا اسپر پل بہت ہونگے اہل بصرہ کے اور ہوگا وہ شہر مسلمانوں کے شہروں میں سے طیبی نے حاشیہ میں لکھا ہے
کہ بصرہ مثلثہ البا ہے اور زیر فصیح تر ہے بنایا ہے اسکو عتبہ بن غزوان نے بیچ خلافت عمر رضہ کے اور اسمیں بت پرستی کبھی نہیں ہوئی اور اس قصیدہ میں جو حدیث ہوئی
صریح مذکور ہے نام بصرہ کا ہے اور علما نے کہا ہے کہ مراد اس سے بغداد ہے اس دلیل سے کہ دجلہ اور پل بغداد میں ہے نہ بصرہ میں اور شہر بغداد کا آنحضرت کے زمانہ میں نہ تھا

الی دروازی کہ سر اسکا ہے ان قسطنطنیہ مسلمین بیچ باب ذکر مین اور شام سے کہ اگر چاہیگا اللہ تعالی الفصل الثالث فصل تیسرا عن شقیق عن حذیفۃ قال
کنا عند عمر فقال ایکم یحفظ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الفتنۃ فقلت انا احفظہ کما قال قال ہات انک لجریء وکیف قال قلت سمعت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فتنۃ الرجل فی اہلہ ومالہ ونفسہ وولدہ وجارہ یکفرہا الصیام والصلوۃ والصدقۃ والامر بالمعروف والنہی عن المنکر فقال عمر لیس ہذا
ارید انما ارید التی تموج کموج البحر قال قلت ما لک ولہا یا امیر المؤمنین ان بینک وبینہا بابا مغلقا قال فیکسر الباب او یفتح قال قلت لا بل یکسر قال ذاک
احری ان لا یغلق ابدا قال فقلنا لحذیفۃ ہل کان عمر یعلم من الباب قال نعم کما یعلم ان دون غد لیلۃ انی حدثتہ حدیثا لیس بالاغالیط قال فہبنا ان
نسأل حذیفۃ من الباب فقلنا لمسروق سلہ فسألہ فقال عمر متفق علیہ روایت ہے شقیق سے کہ نقل کی حذیفہ سے کہا تھے ہم نزدیک عمرؓ کے پس کہا کون تم مین
یاد رکھتا ہے حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ در باب فتنہ کے فرمائی ہے پس کہا مین نے کہ مین یاد رکھتا ہون جیسے کہ فرمائی حضرت نے بعینہ اوسی طرح بلا زیادہ
اور نقصان کے کہا عمرؓ نے کہ بیان کر تحقیق تو البتہ دلیر ہے بیچ روایت حدیث کے کہ جو کچھ فرمایا اور بیان کر کیفیت اسکی فرمانے کی چونکہ حذیفہ نے مبالغہ کیا درمیان
مین ملاحظہ حضرت عمرؓ کے دعوی حفظ حدیث کا کیا کہ مین یاد رکھتا ہون اسی طرح حضرت نے فرمائی ناگوار ہوئی یہ بات انکی حضرت عمرؓ کو اور فرمایا تو جری ہے یعنی جرات کی تو نے
اس چیز پر کہ نہین جانتا مین اور نہ یاد رکھتا ہے اور تو دعوی کرتا ہے کہ مجھکو بعینہ یاد ہے کہ کیا فرمایا تھا آنحضرت نے اور یہ کہ سکتا ہے کہ تحسین اور تاکید ہو حذیفہ کی بیچ حفظ و ضبط کے
یعنی جانتا ہون مین کہ تو دلیر تھا بیچ پوچھنے کے آنحضرت سے حال شر و فتنہ کا کہ بہت پوچھا تھا البتہ تجکو علم ہوگا اسکا کہ کیونکر ہے یہ بات کہا حذیفہ نے کہ کہا مین نے سنا مین نے
پیغمبر خدا صلعم سے فرماتے تھے فتنہ اور ابتلا اور آزمائش مرد کی اسکے اہل و عیال مین ہے اور اسکے مال مین اور اسکے نفس مین اور اسکے فرزندون اور اسکے ہمسایون مین فتنہ اہل مرد کا
انکی رعایت حقوق ہے اور اسکے ادا کرنے مین جیسا کہ چاہیے اور اسمین تقصیر کرتا ہے اور برخلاف فرمودہ کے چلتا ہے اور انکی تقریب سے مرتکب منہیات کا ہوتا ہے
اور اس سے محنت و ایذا اٹھاتا ہے اور رنج و تعب مین پڑتا ہے پس لائق ہے یہ کہ کفارہ کرے انکا ساتھ حسنات کے موجب فرمانے اللہ تعالی کے ان الحسنات یذہبن السیئات
چنانچہ اسی کی طرف اشارہ فرمایا حضرت نے ساتھ قول اپنے کے مٹا جاتے ہین اس فتنہ کو اور تقصیرات کو کہ انکے سبب سے کرتا ہے روزے اور نماز اور صدقہ اور امر
معروف اور نہی منکر کہ بندہ کرتا ہے پس کہا عمرؓ نے کہ نہین مراد رکھتا مین یہ فتنہ حضرت عمرؓ نے جب پوچھا کہ کون تم مین سے یاد رکھتا ہے حدیث آنحضرت کی در باب فتنہ کے
اور یہ سوال محتمل تھا دو معنی پر ایک تو یہ کہ مراد فتنہ سے امتحان و آزمایش ہو باعتبار اولاد و غیرہ کے جیسے کہ بیچ قول اللہ تعالی کے ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع الخ
اور دوسرے یہ کہ مراد ہو اس سے واقع ہونا قتال کا اور تھا سوال حضرت عمرؓ کا دوسری شق سے اور حذیفہ نے اول شق بیان کی پس اسپر فرمایا حضرت عمرؓ نے کہ مین مراد
نہین رکھتا اس سوال مین حضرت نہین مراد رکھتا مین اس فتنہ سے مگر وہ فتنہ کہ موج مارتا ہے مانند موج دریا کے یعنی مراد میری فتنہ سے قتل و قتال اور لڑائیان ہین
کہ پھیلین اور شایع ہو شر و محنت انکی لوگون مین کہا حذیفہ نے کہ کہا مین نے عمرؓ سے کہ تمہین کیا کام ہے اس فتنہ سے اے امیر المومنین یعنی تمکو اس سے غم نہین ہے اور
شر اسکی تمکو نہین پہنچیگی اور تم اسکو نہین پاؤ گے تحقیق درمیان تمہارے اور درمیان اس فتنہ کے ایک دروازہ ہے بند ہے یعنی بند دروازہ کنایہ ہے حضرت عمرؓ
کے وجود سے جیسے کہ اخیر حدیث مین تفسیر کی یعنی جب تک کہ وجود تمہارا درمیان مین ہے وہ فتنہ راہ نہین پاویگا اور جب تم انمین سے اٹھ جاؤ گے وہ فتنہ آویگا اور
راہ پاویگا سو کہا عمرؓ نے بطریق استفہام کے کہ پس توڑا جاویگا وہ دروازہ کہ فتنہ اس سے آویگا یعنی بسبب شدت اور سختی اسکی کے اور یا کھولا جاویگا یعنی
بسبب خفت و نرمی اسکی کے فرق ہے درمیان ٹوٹنے دروازہ کے اور کھلنے کے کہ جب ٹوٹ جاتا ہے تو راہ کھل جاتی ہے کوئی بند نہین کر سکتا اور بعد کھلنے کے بند کرنا
ممکن ہے اور یہ مثال ہے کہ مشابہت دی فتنہ کو ساتھ گھر کے کہ مقابل ہے امن کے گھر کے اور عمرؓ کی حیات کو ساتھ دروازہ بند کے اور انکی وفات کو ساتھ کھلنے اس دروازہ
کے پھر کنایہ کیا ساتھ توڑنے کے قتل سے اور ساتھ کھلنے کے موت سے یعنی جب عمرؓ سمجھے کہ دروازہ کنایہ ہے انکے وجود سے اور وہ یہان سے اٹھ جاتا ہے پوچھا
کہ ساتھ قتل کے ہوگا یا ساتھ موت کے کہا حذیفہ نے کہ کہا مین نے نہین کھولا جاویگا بلکہ توڑا جاویگا یعنی ایسا کہ علاج پذیر نہووے اور پھر بند کرنا اسکا ممکن

ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات ۱۲

ہو کہا عمرؓ نے کہ یہ بیچ دروازہ کے بسبب توڑے جانے کے ہے یہ ہے کہ توڑا جاوے گا اور کھولا نہ جاوے گا لائق تر ہے کہ نہ بند کیا جاوے کبھی کہا شقیق نے پس کہا ہمنے واسطے حذیفہ کے
کہ کیا تھے عمرؓ جانتے کہ کون ہے دروازہ کہا حذیفہ نے ہاں جانتے تھے عمرؓ اسکو جیسا کہ جانتے تھے کہ تحقیق ورے کل کی رات ہے فرع یعنی بعلم یقینی ضروری جانتے تھے
جیسے کہ کل ہونی ہی ہے اگرچہ پیچھے رات کے اور سوال جو کیا واسطے تحقیق حال کے کیا تھا تحقیق میں نے بیان کی انسے حدیث کہ نہیں ہیں غلطیان کہا شقیق نے پس
ڈرے ہم اس سے کہ پوچھیں حذیفہ سے کہ کون تھا مراد دروازہ سے پس کہا ہمنے مسروق سے کہ حاضر تھے وہاں پوچھ حذیفہ سے پس پوچھا مسروق نے حذیفہ سے پس
کہا حذیفہ نے تھے مراد دروازہ سے عمرؓ ان کے بعد رو گئے ولیکن فتنہ کے اصحاب و احباب سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن انس قال فتح القسطنطنية مع قيام
الساعة رواه الترمذي وقال هذا حديث غريب) اور روایت ہے انس سے کہ کہا انسے کہ فتح قسطنطنیہ کی قریب ہے قیامت کے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے

(باب اشراط الساعة) یہ باب ہے بیچ بیان علامتوں قیامت کے اشراط شرط کی جمع ہے شرط ساتھ جزم کے ایک چیز کو ساتھ ایک چیز کے وابستہ کرنا جیسے کہیں اگر ایسا ہو تو ایسا
ہو اور اسکی جمع شروط ہے اور شرط ساتھ زبر کے علامت اور نشان ایک چیز کے ہونیکا اور اسکی جمع اشراط ہے پس اشراط ساعت یعنی نشانیوں قیامت کے
ہیں اور ساعت کہتے ہیں ایک جز کو اجزاء شب و روز سے اور یعنی وقت حاضر کے بھی آئی ہے قیامت گویا برپا ہوگی اسکو ساعت کہتے ہیں اسلئے کہ جب آتا اسکا ہم
ہوگا اسی ساعت میں ہوگا اسکا محمل اور منتظر ہے اور علما نے تفسیر کیا ہے اشراط ساعت کو ساتھ چھوٹے امور کے کہ واقع ہوں پہلے قائم ہونے قیامت کے اور منکر ہیں
انکو لوگ جانتے ہیں لونڈی کے مالک اپنے کو اور فخر کرینگے بیچ بنانے اونچے اونچے مکانوں کے اور کثرت قتل اور زنا اور پینے شراب کے اور قلت مردوں کی اور کثرت
عورتوں کی اور ضائع کرنے امانت کے اور کثرت زلزلوں اور فتنوں کی اور مانند انکے کہ اس باب میں ذکر ہیں وجہ تفسیر اشراط کی ساتھ ان کی کے یہ ہے کہ بڑی علامتیں
کہ متصل قیامت کے واقع ہونگی اور باب آئندہ میں ذکر ہیں وہ اور نہیں اور کہتے ہیں علما کہ شرط لغت میں معنی اول شی اور زوال مال اور چھوٹے مال کے بھی آیا ہے
اور باعث لوگوں کے انکار کرنیکا انسے یہ ہے کہ یہ امور عالم میں ہمیشہ واقع ہیں پس انکی علامت ہونیکا قیام قیامت پر انکار کرینگے اور یہ چیزیں جو علامت ہونگی اور
یہ ہے کہ بہت واقع ہونا اور پھیلنا انکا علامت ہے نہ مطلق ولیکن اس باب میں امام مہدی کے بھی نکلنے کو ذکر کیا ہے اور نکلنا انکا ساتھ عیسیٰ اور دجال کے ہوگا کہ قریب
قیامت کے ظہور کرینگے اسکا جواب یہ ہے کہ ذکر مہدی کا بیان بتقریب ذکر لڑائیوں اور فتنوں کے ہے اور تتمہ اس کلام کا باب آئندہ میں آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ الفصل الاول

فصل پہلی (عن انس قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان من اشراط الساعة ان يرفع العلم ويكثر الجهل ويكثر الزنا ويكثر شرب الخمر ويقل الرجال
ويكثر النساء حتى يكون لخمسين امرأة القيم الواحد وفي رواية يقل العلم ويظهر الجهل متفق عليه) روایت ہے انس سے کہ کہا انسے سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے تحقیق نشانیوں قیامت کی سے یہ ہے کہ اٹھایا جاوے گا علم یعنی بسبب اٹھائے جانے علما کے یا بسبب کم رغبت ہونے لوگوں کے نزدیک علم لینے کے
اور بہت ہوگا جہل یعنی بسبب غلبہ نادانوں کے اور بہت ہوگا زنا یعنی بسبب کمی حیا کے اور بہت ہوگا پینا شراب کا اور بہت شراب خوری باعث ہوگی بہت
سے فسادوں کی بیچ بلاد و عباد کے اور کم ہونگے مرد کہ جنسے انتظام عالم ہے اور بہت ہونگی عورتیں کہ جنسے نہیں سرانجام پاتے ہیں امور ضروری بلکہ ہونا
انکا باعث ہوتا ہے کثرت ظلم و ستم کا اور حاصل کرنے دینار و درہم کا یہانتک کہ ہوگا واسطے پچاس عورتوں کے ایک مرد خبر گیری کرنیوالا قیم سے مراد
ہے کہ پچاس عورتیں ہو ویں ایک مرد کی ہونگی بلکہ یہ مراد ہے کہ مائیں اور دادیاں اور بہنیں اور بیٹیاں اور خالائیں اور پھوپھیاں وغیرہ ذاتی متعلق ایک مرد کے ہونگی کہ خبر
گیران انکا ہوگا اور ایک روایت میں بجائے یرفع العلم ویکثر الجہل کے یہ عبارت آئی ہے کہ کم ہوگا علم اور پیدا ہوگا جہل نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن
جابر بن سمرة قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول ان بين يدي الساعة كذابين فاحذروهم رواه مسلم) اور روایت ہے جابر بن سمرہ سے کہ کہا سنا میں نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے تحقیق پیدا ہونگے پہلے آنے قیامت کے جھوٹے پس پرہیز کرو انکے شر سے نقل کی یہ مسلم نے فائدہ مراد جھوٹوں سے یا تو وہ
ہیں کہ حدیثیں جھوٹی بناوینگے اور یا وہ کہ دعوی پیغمبری کا کرینگے اور یا وہ کہ بدعتیں نکالینگے اور خواہشیں فاسدہ اور اپنے اعتقادات باطلہ کو صحابہ اور انکے بزرگوں

نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف بصریٰ ساتھ ضمہ با کے ہے اور ایک شہر ہے شہروں شام سے اس میں اور دمشق میں مسافت قریب تین منزل کے ہے اور حجاز
نام ہے مکہ اور مدینہ اور گرد و نواح انکا اور ابتدا ظہور اس آگ کے حد و ادیر کو پہنچی ہیں اور غالب ظہور اسکا مدینہ منورہ میں تھا اور پروردگار تعالیٰ نے برکت حضرت
سید کائنات علیہ افضل الصلوۃ واکمل التحیات کے اس شہر والوں کو اسکی آفت سے بچایا اور ہوا ظہور اسکا سنہ چھ سو چپن میں روز جمعہ تیسری جمادی الآخر کی سے
اور رہا ستائیسویں رجب تک کہ سب باون روز ہوتے ہیں اور پہنچنا اسکا جانب حجاز سے تھا مانند ایک شہر بڑے کے کہ اسکے اندر قلعہ ہو اور برج اور کنگورے گویا
کہ ایک جماعت آدمیوں کی ہو کہ اسکو کھینچتے ہیں جس پہاڑ پر کہ پہنچتی تھی خاک کر دیتی تھی اور مانند شیشہ کے پگھلا دیتی تھی اور مانند رعد کے فریاد کرتی تھی اور مانند
دریا کے جوش مارتی تھی اور گویا اسکے اندر سے ندیاں سرخ اور نیلی نکلتی تھیں اور قریب مدینہ مطہرہ کے پہنچی اور باوجود اسکے ہوا ٹھنڈی اس سے طرف مدینہ کے
آتی تھی اور لکھا ہے علما نے کہ اس آگ کی روشنی اطراف ان جنگلوں میں پھیل گئی تھی اور حرم نبوی اور تمام گھروں مدینہ کے میں مانند روشنی آفتاب کے تھی اور لوگ
راتوں کو اسکی روشنی میں کام کرتے تھے اور روشنی آفتاب اور چاند کی ان ایام میں باطل اور بے نور ہو گئی تھی اور بعض اہل مکہ نے روشنی اس آگ کی یمامہ اور بصریٰ
میں دیکھی اور عجائب احوال اس آگ کے سے یہ تھا کہ پتھروں کو جلاتی تھی اور درختوں کو اس سے کچھ اثر آسیب نہ پہنچتا تھا اور کہتے ہیں کہ جنگل میں ایک پتھر تھا کہ آدھا
اسکا داخل حرم مدینہ میں تھا اور آدھا خارج تو خارج کو آگ نے جلا دیا تھا اور جب نصف داخل پر پہنچی تو بجھ گئی پس مدینہ مقدسہ والوں نے عاجزی و زاری کی اور توبہ
کی اور حقوق حق والوں کے ادا کیے اور صدقہ دیا اور آزاد کرنا بردوں کا شروع کیا اور شب جمعہ میں تمام اہل مدینہ کی عورتیں اور لڑکے بھی حرم شریف میں رات کو
رہے اور گرد حجرہ شریفہ کے ننگے سر عاجزی و زاری کی پروردگار تعالیٰ نے منہ آگ کا جانب شمال کے پھیر کر اس شہر عظیم کو اس آفت سے نجات دی اور اسی سال میں
وقایع غریبہ اطراف عالم میں حادث ہوئی اور بیچ اول سال دوسرے کے بیچ بغداد اور اطراف عالم کے آگ لڑائی اور فتنہ کی بھڑکی جیسے کہ گذرا بیان اسکا (وعن
انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اول اشراط الساعة نار تحشر الناس من المشرق الى المغرب رواه البخاري) اور روایت انس سے کہ تحقیق رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اول علامتوں قیامت کی سے آگ ہوگی کہ ہانکے گی لوگوں کو مشرق سے طرف مغرب کے نقل کی یہ بخاری نے ف مراد یہ ہے کہ جو علامات
متصل ہیں قیامت کے انمیں اول یہ ہوگی واللہ وہ آگ حجاز کی کہ بیان اسکا گذرا پہلے اس آگ سے تھی پس یہ پہلے کیونکر ہو واللہ اعلم الفصل الثانی فصل دوسری
(عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقوم الساعة حتى يتقارب الزمان فتكون السنة كالشهر والشهر كالجمعة وتكون الجمعة كاليوم ويكون اليوم
كالساعة وتكون الساعة كالضرمة بالنار رواه الترمذي) روایت ہے انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ
قریب ایک دوسرے کے ہونگے اور جلدی گذرینگے اجزا زمانے کے تفسیر اسکی یہ ہے پس ہوگا اور گذریگا برس مانند مہینے کے ف یعنی برکت زمانے کی
کم ہو جاوے گی اور فائدہ اسکا پایا نہ جاویگا یا یہ کہ بسبب کثرت فکروں اور مشغول ہونے دلوں کے بڑے بڑے فتنوں میں اور آفتوں شدائد اور محنتوں کے نہیں جانینگے
کہ کیونکر گذرے رات دن اور کہا خطابی نے کہ یہ ہوگا حضرت عیسیٰ اور امام مہدی کے زمانہ میں ف اور ہوگا مہینا مانند ہفتے کے اور ہوگا ہفتہ مانند دن کے اور ہوگا
دن مانند ساعت کے یعنی ساعت عرفیہ نجومیہ کے کہ ایک گھنٹہ ہو اور ہوگی ساعت مانند دہانے ایک شعلہ اٹھنے آگ کے نقل کی یہ ترمذی نے ف جب آگ بھڑکتی
ہو شعلہ اٹھکر جلدی سے بجھ جاتا ہو (وعن عبد الله بن حوالة قال بعثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم لنغنم على اقدامنا فرجعنا فلم نغنم شيئا وعرف الجهد في وجوهنا
فقام فينا فقال اللهم لا تكلهم الي فاضعف عنهم ولا تكلهم الى انفسهم فيعجزوا عنها ولا تكلهم الى الناس فيستأثروا عليهم ثم وضع يده على راسي ثم قال يا ابن
حوالة اذا رايت الخلافة قد نزلت الارض المقدسة فقد دنت الزلازل والبلابل والامور العظام والساعة يومئذ اقرب من الناس من يدي هذه من راسك) روایت
اور روایت ہے عبد اللہ بن حوالہ سے کہا بھیجا ہمکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جہاد کرنے کے لیے تاکہ غنیمت پاویں ہم ف یعنی اور کچھ جنس مال سے حاصل
کریں غالبا وہ قوم محتاج و مشقت میں تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ کچھ اپنے لیے پیدا کریں کہ موجب دفع احتیاج کا ہو اور اسی لیے ذکر غزا کا

یعنی شدت کی ہوا ہوگی اور زلزلے پڑنے کے اور زمین میں دھس جانے کے اور صورت بدل جانے کے اور پتھر برسنے کے اور منتظر رہو اور نشانیوں قرب قیامت کے
کی پے درپے پہونچینگی مانند لڑی جواہر وغیرہ کے کہ ٹوٹ جاوے ڈورا اسکا پس گرنے لگیں پے درپے نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَعَلَتْ أُمَّتِي خَمْسَ عَشْرَةَ خَصْلَةً حَلَّ بِهَا الْبَلَاءُ وَعَدَّ هٰذِهِ الْخِصَالَ وَلَمْ يَذْكُرْ تُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّيْنِ قَالَ وَبَرَّ صَدِيْقَهُ وَجَفَا أَبَاهُ وَقَالَ شُرِبَ الْخَمْرُ وَ
لُبِسَ الْحَرِيْرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے علی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جس وقت کریگی امت میری پندرہ باتیں اتریگی اُنپر بلا اور فتنہ کہ ذکر
ہوا اور گنیں آنحضرت نے وہ باتیں فقط کہ مذکور ہوئیں اوپر کی حدیث میں اور یہ قول صاحب مصابیح کا ہے اسلیے کہ ذکر کیں ترمذی نے دونوں حدیثیں پے درپے
اور شمار کیں بیچ ہر ایک کے ان دونوں میں سے پندرہ پندرہ چیزیں وہاں ہے اور ذکر نہ کی یعنی علی نے یہ بات کہ سیکھا جاویگا علم واسطے غیر دین کے اور اور
اختلاف ان دونوں حدیثوں میں یہ ہے کہ کہا حضرت علی نے بجاے اوس کی صدیقہ کے اور سلوک کریگا دوست اپنے سے اور بجاے اقصی آباہ کے اور ظلم کریگا باپ اپنے پر اور
کہا بجاے وشربت الخمور کے اور پی جاویگی شراب یعنی اس روایت میں ساتھ لفظ واحد کے ہے اور کہا بجاے تعلم لغیر الدین کے اور پہنا جاویگا ریشمی کپڑے
نقل کی یہ ترمذی نے فقط اور کہا صاحب مختصر نے کہ یہ بات محل سکے ہے اور یہ غیر صحیح ہے اسلیے کہ لبس مذکور ہے حضرت علی کی حدیث میں پس صواب یہ ہے کہ بدلے
تعلیم لغیر الدین کے ہو تا ہو مطابق ہو جاتے ہیں دونوں عدد دونوں روایتوں میں پس صحیح ہوا قول طیبی کا اور معنی کلام اور منہا الاعداد الخمسۃ عشرہ وقول
صاحب المختصر ان المجموع خمسۃ عشر والمذکور فی الحدیث السابق خمسۃ عشر انتہی (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا
حَتّٰى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ قَالَ لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى
يَبْعَثَ فِيْهِ رَجُلًا مِنِّي أَوْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي وَاسْمُ أَبِيْهِ اسْمَ أَبِي يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا) اور روایت ہے عبداللہ بن مسعود سے
کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فنا ہوگی دنیا یہانتک کہ مالک ہوگا عرب کا ایک شخص اہل بیت میرے میں سے موافق ہوگا نام اسکا نام میرے
کے یعنی اور رسم انکی مطابق رسم میری کے ہوگی کہ وہ محمد مہدی ہیں کہ نام انکا محمد ہوگا اور لقب مہدی اور خصوص عرب کی بسبب اصالت اور شرافت انکی کے ہے اولا
اور حدیثوں میں آیا ہے کہ مالک تمام دنیا کے ہونگے خواہ عرب خواہ عجم اور ظاہر تر یہ ہے کہ اقتصار کیا ذکر عرب پر اسلیے کہ سب مطیع ہیں عرب کے پس تقدیر کلام یہ ہے کہ یہانتک
کہ مالک ہونگے عرب کے اور جو لوگ کہ تابع انکے ہیں اہل اسلام سے پس جو کہ مسلمان ہوا پس وہ عربی ہو نقل کی یہ ترمذی اور ابوداؤد نے اور ایک روایت ابوداؤد
کی میں یوں ہے کہ کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ باقی رہیگا دنیا سے مگر ایک روز تو البتہ دراز کریگا اللہ تعالی اس روز کو یہانتک کہ بھیجیگا اللہ تعالے
اس میں ایک مرد کو میرے نسب سے یا فرمایا میرے اہل بیت میں سے فقط یہ شک راوی ہے اور اختلاف ہے اس میں کہ وہ اولاد حسن سے ہونگے یا اولاد حسین سے
اور ظاہر تر یہ ہے کہ باپ کی جانب سے حسنی ہونگے اور ماں کی جانب سے حسینی ہونگے موافق ہوگا نام اسکا نام میرے کے اور نام اسکے باپ کا موافق نام باپ میرے
کے فقط پس ہوگا محمد بن عبداللہ اور اس میں رد ہے شیعہ پر کہ وہ کہتے ہیں کہ مہدی موعود قائم و منتظر ہیں اور وہ محمد بن حسن عسکری کے ہیں بھر دیگا ساری
روے زمین کو یا زمین عرب کو اور اسکے متعلقات کو اور مراد رہنے والے اسکے ہیں داد و عدل سے فقط معنی قسط عدل کے نزدیک ہیں جیسے کہ بھر گئی ظلم
وجور سے تھی چنانچہ صراح میں ہے قسط داد و عدل داد و داد دینے والا اور وہ خلاف جور کے ہے جور ظلم و ستم کرنا کسی پر حکم میں اور اصل اسکی ہے رکھنا ایک چیز کا غیر محل
اسکے میں گویا مراد حدیث میں تاکید و تقریر ہے یا یہ کہ تغایر ہو ان میں کہ مراد قسط سے داد و داد خواہوں کی دینی اور عدل عدالت اور برابری حقوق میں کرنی اور ظلم داد
داد خواہوں کی نہ دینی اور جور برابری حقوق میں نہ کرنی واللہ اعلم (وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِي مِنْ
أَوْلَادِ فَاطِمَةَ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ) اور روایت ہے ام سلمہ سے کہ کہا انہوں نے سنا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے مہدی عترت میری سے ہے اولاد فاطمہ
سے نقل کی یہ ابوداؤد نے فقط عترۃ ساتھ زیر کے نسل مرد کی اور گروہ اسکا اور خویشان نزدیک اسکے کہ وہ گذر گئے ہیں اور وہ کہ آگے پیدا ہونگے صراح میں ہے

کہ عترت خویش اور نزدیک مرد کے اور نسا ہیں ہیں کہ عترت مرد خویش اور خویش آنحضرت کے اولاد عبد المطلب کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا عترت دیک اہل بیت ہیں یعنی
اولاد انکی اور بعضوں نے کہا کہ قریش سب عترت ہیں اور مشہور یہ ہے کہ عترت وہ کہ حرام ہے انپر زکوۃ اور وہ اولاد ہاشم ہیں اور موجب تمام قولوں کے قول حضرت کا
من اولاد فاطمۃ تقیید ہے تا معلوم ہو کہ مہدی خاص اولاد فاطمہ سے ہیں (وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المہدی منی اجلی الجبہۃ
اقنی الانف یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا یملک سبع سنین رواہ ابوداؤد) اور روایت ہے ابی سعید خدری سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے کہ مہدی میری اولاد میں سے ہے روشن اور کشادہ پیشانی بلند بینی بھر دیگا زمین کو عدل و داد سے جیسے کہ بھری گئی ہے ظلم و ستم سے مالک ہوگا زمین کا سات
برس نقل کی یہ ابوداؤد نے فرع اور آگے جو قول راوی کا آتا ہے ارشان او تسع سنین وہ شک ہے راوی سے پس احتمال ہے کہ یہ روایت جزم کی گئی ساتھ سات برس کے جیسا کہ
معلوم ہے اسکی وہ روایت کہ آگے آتی ہے ابوداؤد کی ام سلمہ سے اور احتمال ہے یہ کہ ہو شک کے اور ڈالا گیا ہو شک اور نہیں ذکر کیا اسکو اور اکتفا کیا ساتھ یقین کے واللہ اعلم
(وعنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قصۃ المہدی قال فیجیء الیہ الرجل فیقول یا مہدی اعطنی اعطنی قال فیحثی لہ فی ثوبہ ما استطاع ان یحملہ رواہ الترمذی) اور روایت
کی ابو سعید نے نبی سے بیچ قصہ مہدی کے کہ فرمایا یعنی بعد ذکر کرنے عدل و داد انکے کے پس آویگا مہدی کے پاس ایک شخص پس کہیگا وہ کہ دے مجھکو دے مجھکو یعنی کچھ اور تکرار
تاکید کے لیے ہے فرمایا آنحضرت نے پس لپ بھر کر دیگا مہدی اس شخص کے بیچ کپڑے اسکے کے اسقدر کہ اٹھا سکے وہ اسکو نقل کی یہ ترمذی نے فرع یعنی بہت دینگے
دینگے اسکو دینار و درہم بسبب دیکھنے حرص اسکی کے مال پر پس بے پرواہ کر دینگے اسکو سوال سے اور خلاص کر دینگے اسکے نفس کو ملال سے (وعن ام سلمۃ عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال یکون اختلاف عند موت خلیفۃ فیخرج رجل من اہل المدینۃ ہاربا الی مکۃ فیاتیہ ناس من اہل مکۃ فیخرجونہ وہو کارہ فیبایعونہ بین الرکن
والمقام ویبعث الیہ بعث من الشام فیخسف بہم بالبیداء بین مکۃ والمدینۃ فاذا رای الناس ذلک اتاہ ابدال الشام وعصائب اہل العراق فیبایعونہ ثم
ینشأ رجل من قریش اخوالہ کلب فیبعث الیہم بعثا فیظہرون علیہم وذلک بعث کلب ویعمل فی الناس بسنۃ نبیہم ویلقی الاسلام بجرانہ فی الارض فیلبث
سبع سنین ثم یتوفی ویصلی علیہ المسلمون رواہ ابوداؤد) اور روایت ہے ام سلمہ سے انہوں نے نقل کی نبی سے کہ فرمایا واقع ہوگا اختلاف و نزاع بیچ فیما بین اہل
حل و عقد کے نزدیک مرنے خلیفہ کے وقت یعنی امن باہم نہ ہوگا اور مراد خلیفہ سے خلیفہ حکمی ہے کہ وہ حکومت سلطانی ہے پس نکلیگا ایک شخص اہل مدینہ سے فرع
یعنی واسطے کر وہ جاننے یعنی منصب امارت کے یا ڈرنے فتنہ کے کہ واقع ہوگا اسمیں اور مراد مدینہ سے مدینہ مطہرہ ہے یا وہ شہر کہ اسمیں خلیفہ ہوگا ست درحالیکہ
بھاگنے والا اور جانے والا ہوگا طرف مکہ کے فرع اسلیے کہ وہ جائے امن ہے ہر اس شخص کی کہ پناہ پکڑے ساتھ اسکے اور عبادت گاہ ہے ہر شخص کا اور وہ شخص مہدی ہے
پس لائے ابوداؤد اس حدیث کو باب المہدی میں ست پس آوینگے اسکے پاس لوگ اہل مکہ سے یعنی بعد ظاہر ہونے امر انکے کے اور پہچاننے قدر انکی کے پس
نکالینگے انکو یعنی انکے گھر سے اور امام پکڑینگے انکو بخواہش و الحاح حالانکہ وہ ناراض ہونگے امامت سے بخوف فتنہ کے پس بیعت کرینگے لوگ انسے درمیان حجر اسود اور
مقام ابراہیم کے اور بھیجا جاویگا طرف اس شخص کے ایک لشکر شام سے یعنی بادشاہ کہ اسوقت میں شام میں ہوگا ایک لشکر واسطے جنگ و قتال امام مہدی
کے بھیجیگا پس دھنسایا جاویگا وہ لشکر بیدا میں کہ نام ایک جگہ کا ہے درمیان مکہ اور مدینہ کے فرع بیدا لغت میں بمعنے جنگل اور زمین ہموار کے ہے اور مراد اس لشکر سے
لشکر سفیانی کا ہے اور یہ قتال فتنہ امارت سفیانی کا ہے کہ ایک علامتوں خروج امام مہدی کی سے ہے اور اس باب میں بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں قریب تواتر کے ایک
انمیں سے حدیث صحیح ہے کہ روایت کی گئی ہے امیر المومنین علی بن ابی طالب سے کہ فرمایا سفیانی اولاد خالد بن یزید بن ابی سفیان اموی کے سے ہے ایک مرد گران سر
چیچک رو نقطہ سفید آنکھ میں کہ نکلیگا جانب دمشق سے اور اکثر تابعین اسکے ایک قبیلہ میں سے ہونگے کہ نام اسکا کلب ہے بہت مارنے والا ہوگا وہ لوگوں کو یہاں تک
کہ عورتوں کے پیٹ پھاڑ کر بچوں کو مار ڈالیگا اور جب خبر حضرت مہدی کی سنے گا ایک لشکر انکی جنگ کے لیے بھیجے گا پھر وہ لشکر شکست پاویگا بعد ازان سفیانی
آپ ساتھ لشکر کے کہ ہمراہ اسکے ہوگا واسطے جنگ مہدی کے دوڑیگا بیچ اس موضع کے کہ نام اسکا بیدا ہے ساتھ لشکر کے زمین میں دھنس جاویگا اور کوئی انمیں سے نجات

نہیں پاسنے کا مگر وہ شخص کہ یہ خبر مہدی کو پہونچاویگا ت پس جب دیکھینگے اور جانینگے لوگ یہ حال اور سنینگے خبر ہلاک ہونے سفیانی کی آوینگے مہدی کے پاس ابدال
ولایت شام سے اور جماعتیں اہل عراق سے پس بیعت کرینگے وہ مہدی سے ف یعنی ابدال ایک قوم ہیں کہ برپا رکھتا ہے خدا تعالی انکی برکت سے زمین کو اور وہ ستر
تن ہیں چالیس تن شام میں اور تیس تن غیر اسکے میں انکا نام ابدال اسلیے ہے کہ جب کوئی انمین سے مرجاتا ہے تو اسکے بدلے میں اور لوگوں میں سے جگہ اسکی بدل دیتا ہے
اللہ تعالی اور یا اسلیے یہ نام ہے کہ بدل ڈالے ہیں انھوں نے اخلاق برے ساتھ اخلاق پسندیدہ کے اور ذکر انکا حدیثوں میں آیا ہے اور سیوطی نے بیچ شرح سنن ابی داود
کے کہا کہ ذکر ابدال کا صحاح ستہ میں نہیں آیا ہے مگر اس حدیث میں نزدیک ابی داود کے اور حاکم نے بھی اسکو روایت کیا ہے اور تصحیح کیا ہے و لیکن سیوطی جمع الجوامع میں غیر صحاح
سے بیچ ذکر ابدال کے بہت سی حدیثیں لائے ہیں اکثر حدیثوں میں ذکر عدد چالیس کا ہے اور بعضی میں تیس کا اور ایک حدیث امیر المومنین علی رضی سے لائے ہیں کہ ابدال
نہیں پہونچے ہیں بسبب بہت نماز اور روزے اور تسبیح کے نہیں پایا ہے اور بسبب انکے تمام لوگوں سے بہتر نہیں ہوئے بلکہ بسبب سخاوت نفس اور سلامتی دل اور
خیر خواہی سب مسلمانوں کے پایا اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امتی میری کی ہستیاں ہیں وہ جو پیچھے لوگوں کا کہا اور صفت ابدال کے یون کہ نہ گنہگار کسی سے آگر
اور اور حدیثوں میں ہے اور بعض طرق سے آیا ہے کہ جسمیں تین خصلتیں ہوں وہ جملہ ابدال سے ہے رضا بقضا اور صبر محرمات سے اور غصہ کرنا بیچ حق خدا کے اور امام غزالی
احیاء العلوم میں لائے ہیں کہ جو کوئی یہ دعا ہر روز تین بار پڑھے اللہم اغفر لامۃ محمد اللہم ارحم امۃ محمد اللہم تجاوز عن امۃ محمد لکھے لیے وہ ابدال کا لکھیں اور حاصل
یہ کہ جو کوئی بڑی صفتیں بدل ڈالے اور خیر خواہ خلق کا ہو وہ ابدال میں سے ہے اور مراد عصائب اہل عراق سے کہی ایک قوم ہے مردان خدا سے کہ انکا نام عصائب
ہے جیسے کہ ابدال اور امیر المومنین علی رضی سے آیا ہے کہ ابدال شام میں ہوتے ہیں اور نجبا مصر میں اور عصائب عراق میں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد عصائب سے
اور زہاد اور عباد لوگوں میں سے ہیں اور عصب القوم لغت میں قوم کے نیکوں کو کہتے ہیں ت پھر ظاہر ہوگا ایک مرد اور قریش سے مخالف مہدی کا
ماموں اسکے یعنی ننہیال اسکی قبیلہ کلب سے ہوگی کہ ایک قبیلہ ہے مشہور عرب میں اور دحیہ کلبی اسی قبیلہ سے تھے پس بھیجیگا وہ مرد قریشی طرف مہدی کے اور
ماموں انکے ایک لشکر اور مدد ڈھونڈھیگا ننہیال اپنی سے کہ بنی کلب ہیں پس غالب آوینگے مہدی اور تابع انکے اس لشکر پر اور یہ لشکر کلب کا
ہوگا یہی علامت خروج مہدی سے ہے اور کار کرینگے مہدی لوگوں میں موافق سنت اور روش پیغمبر انکے کے کہ محمد رسول اللہ ہیں اور ڈالیگا دین مسلمانی
گردن اپنی زمین پر ف یعنے ثبات اور قرار پاویگا جیسے کہ اونٹ جب بیٹھتا ہے اور آرام پکڑتا ہے تو پھیلا دیتا ہے گردن اپنی اور جب ان ساتھ زمین کے اور ٹھہرت
رہتا ہے اور یوں کے آخر میں آگا گردن اونٹ کا جانے ذبح سے تا جگہ نحر اسکی کے بیچ وقت بیٹھنے اور قرار پکڑنے کے اسکو زمین پر رکھتا ہے اور یہ بیان کنایہ ہے قرار پکڑنے اسلام
کے سے کہ ہرج ومرج درمیان میں سے اٹھ جاوے اور جنگ وجدال سے نشان نرہے اور دین اسلام اور احکام سنت وجماعت سے قرار پاویں اور استقرار
پکڑیں اور کچھ خلاف درمیان میں نرہے ت پس رہینگے مہدی سات برس پھر وفات کیجا وینگے وہ اور نماز پڑھینگے اوپر مسلمان نقل کی یہ ابو داود نے ف
جاننا چاہیے کہ بہت لوگوں نے دعوی کیا ہے کہ ہم مہدی ہیں پس بعضوں نے تو ارادہ کیے ہیں معنی لغوی یعنی ہدایت یافتہ میں پس اسمیں تو کچھ اشکال نہیں اور
بعضوں نے دعوی کیا باطل اور زور اور جمع ہوگئی انپر ایک جماعت اوباشوں کی اور ارادہ کیا فساد کا شہروں میں پس مارے گئے وہ اور راحت پائی انسے
شہروں نے اور ایک جماعت پیدا ہوئی ہند میں مشہور ساتھ مہدویہ کے کہ نہایت جاہل تھے اعتقاد انکا یہ تھا کہ مہدی موعود شیخ ہمارا تھا کہ جو ظاہر ہوا اور
مرگیا اور دفن کیا گیا بعضے شہروں خراسان میں اور انکے گمراہیوں میں سے یہ بھی تھا کہ اعتقاد کرتے تھے کہ جو اس عقیدہ پر نہو وہ کافر ہے چنانچہ مکہ کے چاروں مذہب
کے علما نے فتوی دیا کہ واجب ہے قتل انکا اس امر پر کہ قادر ہوں انکے قتل پر اور ایسا ہی اعتقاد فاسد ہے شیعہ کا کہ مہدی موعود محمد بن حسن عسکری ہیں اور وہ
مرے نہیں بلکہ چھپ گئے ہیں لوگوں کی نظروں سے اور وہ امام زمان ہیں ظاہر ہونگے اپنے وقت میں اور حکم کرینگے اپنی سرداری میں انتہی اور یہ قول و عقیدہ
بھی مردود ہے نزدیک اہل سنت وجماعت کے اور دلیلیں انکے رد کی بھری ہوئی ہیں علم کلام کی کتابوں میں اور تصریح ہے کتاب عروۃ الوثقی میں کہ انھوں نے انتقال فرمایا

(وعن ابی سعید قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاء یصیب ہذہ الامۃ حتی لا یجد الرجل ملجأ یلجأ الیہ من الظلم فیبعث اللہ رجلا من عترتی واہل بیتی فیملأ
بہ الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا یرضی عنہ ساکن السماء وساکن الارض لا تدع السماء من قطرہا شیئا الا صبتہ مدرارا ولا تدع الارض من نباتہا شیئا الا
اخرجتہ حتی یتمنی الاحیاء الاموات یعیش فی ذلک سبع سنین او ثمان سنین او تسع سنین رواہ) اور روایت ہے ابو سعید سے کہ کہا انہوں نے ذکر کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک بلا یعنی محنت اور شدت عظیم کا کہ پہونچے گی اس امت کو یہاں تک کہ نہیں پاوے گا شخص جگہ پناہ کی کہ پناہ پکڑے طرف اسکے ظلم سے یعنی بلا سے کہ پیدا ہوگی
ظلم عام سے پس بھیجیگا اللہ ایک شخص کو یعنی کامل عادل عالم کو کہ وہ مہدی ہیں اولاد میری میں سے اور اہل بیت میرے میں سے ساتھ امامت کے پس بھریگا
اللہ تعالی بسبب اسکے زمین کو عدل و داد سے جیسے کہ بھری گئی ہے زمین جور و ستم سے راضی ہونگے اس سے رہنے والے آسمان کے یعنی ملائکہ اور ارواح انبیا
اور رہنے والے زمین کے یعنی سب حتی کہ جانور جنگل میں اور مچھلیاں پانی میں نہ چھوڑیگا آسمان اپنے مینہ کے قطروں سے کچھ مگر کہ بہاویگا اسکو بکثرت اور نہ چھوڑیگی
زمین اپنی روئیدگی سے کچھ مگر کہ نکالیگی اسکو ف ع یعنی مینہ بیچ زمانہ مہدی کے بہت برسیگا اور مراد بہ برسیگا اور زراعتیں اور حاصل زمین کی کمال پیداوار نکلی اور تمنا
اور زندگانی خوش ہوگی یہاں تک کہ آرزو کرینگے زندے مردوں کی ف ع یعنی وجود اور حیات انکی کی اور کہینگے کاش کہ وہ زندہ ہوتے ہمارے زمانہ میں تا
عیش و نشاط و کامرانی دیکھتے اور بعضے لفظ احیا کو ساتھ زیر ہمزہ کے پڑھتے ہیں بمعنی زندہ کرنے کے یعنی مردے آرزو کرینگے کہ زندہ کرے خدا تعالی انکو اور یہ بطریق
فرض و تقدیر کے ہے واسطے قصد مبالغہ کے اگر یہ روایت ثابت ہو والا نہ احتمال ہے واللہ اعلم ست زندہ رہینگے مہدی اس خوشی اور کامروائی میں سات برس یا
آٹھ برس یا نو برس ست ح یہ بطریق شک راوی کے ہے یا اسوقت میں آنحضرت نے مبہم رکھا اور دوسرے وقت میں تعین کیا ہو واللہ اعلم اور بعد لفظ رواہ کے اصل نسخہ میں
سفیدی چھوٹی ہوئی ہے اور لاحق کی گئی ہے یہ عبارت الحاکم فی مستدرکہ وقال صحیح (وعن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج رجل من وراء النہر یقال
لہ الحارث حراث علی مقدمتہ رجل یقال لہ منصور یوطن او یمکن لآل محمد کما مکنت قریش لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجب علی کل مؤمن نصرہ او قال اجابتہ
رواہ ابو داود) اور روایت ہے علی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نکلیگا ایک شخص یعنی صالح پیچھے نہر کے سے یعنی ان شہروں میں سے کہ پیچھے
نہر کے ہیں مانند بخارا اور سمرقند وغیرہ کے کہا جاویگا اسکو حارث حراث یعنی حارث نام اسکا ہے اور حراث صفت یعنی کھیتی کرنیوالا اسکے لشکر کی اگلی فوج پر ایک شخص ہوگا
کہ کہا جاویگا اسکو منصور ف ع یہ نام اسکا ہے یا صفت اور بعضوں نے کہا ہے کہ مراد اس سے ابو منصور ماتریدی ہیں کہ وہ بڑے امام مشہور ہیں اور انپر مدار ہے اصول حنفیہ کا
عقائد حنفیہ میں ست جگہ دیگا اور متوطن کریگا یا ٹھکانا دیگا وہ حارث ف ع لفظ او یمکن میں شک ہے راوی سے یا لفظا او بمعنی واو کے ہے یعنی مہیا کریگا اسباب اموال
اور خزانہ اور ہتھیار اپنے اور ٹھکانا دیگا امر خلافت کو اور تقویت کریگا اسکی اور مددگاری کریگا اسکی ساتھ لشکر اپنے کے ست واسطے آل محمد کے ف ع یعنی انکی ذریت
اور اہل بیت کو عموما اور مہدی کو خصوصا یا لفظ آل کا زائد ہے یعنی محمد مہدی کو ست جیسا ٹھکانا دیا قریش نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مراد قریش سے وہ ہیں کہ
جو ایمان لائے تھے انمیں سے مانند حضرت ابوبکر وغیرہ کے اور داخل ہے ٹھکانا دینے میں ابو طالب بھی اگرچہ نہیں ایمان رکھتا تھا اہل سنت کے نزدیک ست واجب
و لازم ہے ہر مسلمان پر مدد اور تائید کرنی اس حارث کی یا فرمایا لازم ہے قبول کرنا اسکا نقل کی ہے ابو داود نے ف ع یہ شک راوی ہے کہ نصرہ کہا یا اجابتہ اور معنی یہ
کہ لازم ہے قبول کرنا اسکی دعوت کا اور قائم ہونا اسکی مددگاری میں سوق اس حدیث سے جیسے کہ سیاق اور حدیثوں سے کہ وارد ہیں اس باب میں ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مرد
بطریق دعوی امامت اور خلافت کے ظاہر ہوگا کہ مومنوں پر اجابت اور اطاعت اسکی لازم ہوگی اور منصور سردار اسکے لشکر کے اگلی فوج کے ہونگے (وعن ابی
سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لا تقوم الساعۃ حتی تکلم السباع الانس وحتی تکلم الرجل عذبۃ سوطہ وشراک نعلہ
ویخبرہ فخذہ بما احدث اہلہ بعدہ رواہ الترمذی) اور روایت ہے ابو سعید خدری سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اس ذات کی کہ جان میری
اسکے ہاتھ میں ہے نہیں قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ کلام کرینگے درندے آدمیوں سے اور یہاں تک کہ کلام کریگا مرد سے پھندنا کوڑے اسکے کا اور تسمہ پاپوش

اسکی کا اور خبر دیگی اسکو ران اسکی ساتھ اس چیز کے کہ نئی نکالی ہوگی اہل و عیال اسکے نے غائبانہ اسکی نقل کی یہ ترمذی نے الفصل الثالث فصل تیسری (عن ابی
قتادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الآیات بعد المائتین رواہ ابن ماجۃ) روایت ہو ابو قتادہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نشانیان
بعد دو سو برس کے ہونگی نقل کی یہ ابن ماجہ نے ف یعنی نشانیان قیامت کی ظاہر ہونی شروع ہونگی کامل بعد دو سو برس کے یعنے ہجرت سے یا ظہور دولت
اسلام سے یا وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سے اور احتمال ہو کہ ہو لام بیچ لفظ المائتین کے عہد کے لیے یعنے بعد ان دو سو برس کے کہ ہونگے بعد ہزار کے اور وقت
ظاہر ہونے مہدی کا ہو اور نکلنے دجال کا اور اترنے عیسی کا اور وہ پے در پے آنے نشانیون کا مانند طلوع ہونے آفتاب کے مغرب سے اور نکلنے دابۃ الارض کے اور
ظاہر ہونے یاجوج و ماجوج کے اور مانند انکے کے (وعن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رایتم الرایات السود قد جاءت من قبل خراسان فاتوہا
فان فیہا خلیفۃ اللہ المہدی رواہ احمد والبیہقی فی دلائل النبوۃ) اور روایت ہو ثوبان سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس وقت دیکھو تم نشانیون کالے
کو کہ آئین جانب خراسان سے پس حاضر ہو وانکے ف یعنی متوجہ ہو انکی طرف اور قبول کرو امر ایسکا اور ظاہر یہ ہو کہ یہ لشکر حارث اور منصور کا ہوگا ساتھ
اسلیے کہ انمین خلیفہ اللہ کا ہوگا مہدی نقل کی یہ احمد نے اور بیہقی نے دلائل النبوۃ مین یعنے ہدایت کیا گیا اور کرنا اسکا اور قبول کرنا اسکے حکم کا بیچ ان دنون کے ...
کہ ابتدائے ظہور مہدی کا ہوگا حرمین شریفین مین (وعن ابی اسحاق قال قال علی ونظر الی ابنہ الحسن فقال ان ابنی ہذا سید کما سماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسیخرج
من صلبہ رجل یسمی باسم نبیکم یشبہہ فی الخلق ولا یشبہہ فی الخلق ثم ذکر قصۃ یملأ الارض عدلا رواہ ابو داود ولم یذکر القصۃ) اور روایت ہو ابی اسحاق سے کہ کہا علی نے
اس حال مین کہ دیکھا طرف بیٹے اپنے امام حسن کے اور کہا علی نے تحقیق بیٹا میرا یہ سردار ہو جیسے کہ نام رکھا اسکا سید رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ف یعنے انکے حق
مین فرمایا ان ابنی ہذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین ت اور شتاب ہو کہ پیدا ہوگا اسکی پشت سے ایک شخص کہ نام رکھا جاویگا ساتھ نام نبی تمھارے کے
یعنے محمد مشابہ ہوگا حضرت کی سیرت باطنی مین اور نہین مشابہ ہوگا حضرت کی صورت ظاہری مین ف یعنی سب چیزون مین اور سب جہات کر و الا بعضون مین مشابہت
صورت مین بھی بعضے جہات کر ثابت ہوا ہو جیسے کہ اوپر گذرا ت پھر ذکر کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قصہ بھر دینے اس مرد کا زمین کو عدل سے ف یہ حدیث
دلیل صریح ہو اسپر کہ مہدی حضرت امام حسن کی اولاد سے ہین اور ہو انکے لیے انتساب مان کی طرف سے طرف حسین کے یہ بات کہی واسطے تطبیق دینے کے درمیان
حدیثون کے اور اس سے باطل ہوا قول شیعہ کہ مہدی محمد بن حسن عسکری ہین کہ قائم منتظر ہین اسلیے کہ وہ حسینی ہین بالاتفاق اور نہین کہا جا سکتا ہو کہ شاید ارادہ کیا ہو حضرت
علی نے اسی غیبت مہدی کا اسلیے کہ ہم کہینگے کہ باطل کرتا ہو اسکو قصہ بھر دینے زمین کا عدل سے اسلیے کہ نہین سنا جاتا ہو بیچ سادات ... اور ... کہ ایسا شخص کہ
بھر دیا ہو اسنے زمین کو عدل سے سوائے اسکے کہ ثابت ہوا ہو بیچ حق مہدی موعود کے اور لفظ ولم یذکر القصۃ کلام جامع الاصول کا ہو کہ نقل کیا ہو اسکو اس سے
صاحب مشکوۃ نے (وعن جابر بن عبد اللہ قال فقد الجراد فی سنۃ من سنی عمر التی توفی فیہا فاہتم بذلک ہما شدیدا فبعث الی الیمن راکبا وراکبا الی العراق وراکبا
الی الشام یسأل عن الجراد ہل اری منہ شیئا فاتاہ الراکب الذی من قبل الیمن بقبضۃ فنثرہا بین یدیہ فلما راہا عمر کبر وقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
ان اللہ عز وجل خلق الف امۃ ستمائۃ منہا فی البحر واربعمائۃ فی البر فان اول ہلاک ہذہ الامۃ الجراد فاذا ہلک الجراد تتابعت الامم کنظام السلک رواہ البیہقی فی
شعب الایمان) اور روایت ہو جابر بن عبد اللہ سے کہ کہا گم کی گئی ٹڈی ایک برس مین برسون خلافت امیر المومنین عمر کی سے اس سال کہ وفات پائی اسمین عمر نے
یعنے ٹڈی پاس و بازار مین پیدا نہ ہوئی پس غمگین ہوئے عمر رض بسبب ناپید ہونے ٹڈی کے غمگین ہونا سخت یعنے بخوف ہلاک ہونے تمام گروہون کے جیسے کہ آگے آتا ہو
پس بھیجا طرف یمن کے ایک سوار اور ایک سوار طرف عراق کے اور ایک سوار طرف شام کے کہ پوچھے ہر سوار لوگون سے ہونے ٹڈی کے سے آیا دکھایا گیا ہو کچھ
آدمی ٹڈی سے کچھ پس لایا حضرت عمر کے پاس وہ سوار کہ آیا جانب یمن سے ایک مٹھی ٹڈیون کی پس بکھیر دیا اس مٹھی ٹڈیون کو آگے اپنے پس جب دیکھا ان ٹڈیون
کو حضرت عمر نے اللہ اکبر کہا یعنے بسبب خوشی کے اور کہا کہ سنا مین نے آنحضرت سے کہ فرماتے تھے تحقیق خدا تعالی نے پیدا کیے ہزار گروہ حیوانات ... چھ سو ان مین

دریا میں ہیں اور بعض جنگل میں ہیں پس تحقیق اول ہلاک ہوا اُن ہزار گروہوں میں سے ہلاک ہونا ٹڈیوں کا ہے پس جب ہلاک ہونگی ٹڈیاں پے در پے ہلاک ہونگے گروہ جیسا کہ کے مانند ٹوٹنے ڈورے سے موتیوں کی لڑی کے اور پے در پے گرنے موتیوں کے اُس میں سے نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں باب العلامات بین یدی الساعۃ وذکر الدجال باب ہے بیچ بیان نشانیوں کے آگے قیامت کے اور بیچ بیان ذکر دجال کے فرق ذکر کیں اس باب میں اخیر کے بڑی علامتیں قیامت کی کہ نزدیک اُسکے واقع ہونگی جیسے کہ ذکر کیں پہلے باب میں علامتیں چھوٹی اور ظاہر تر اور مناسب تر یہ تھا کہ ذکر نکلنے مہدی کا کہ وجود اُنکا ساتھ عیسی اور دجال کے ہوگا اس باب میں کرتے ولیکن چونکہ ذکر مہدی کا حدیثوں میں ساتھ ذکر فتنوں اور لڑائیوں کے کہ پہلے اُنکے نکلنے سے واقع ہونگے اور بعد اُنکے نکلنے کے اتفاق سے جا بجا ہونگے واقع ہوا اس قریب سے ذکر اُنکا اُس باب میں ہوا اور سے جان کہ حدیثوں میں اور اخبار میں ترتیب واقع ہونے دس نشانیوں کے کہ مولف نے ذکر کیں مختلف آئی ہیں اور کلام بیچ تطبیق اور توفیق اُنکے کے بہت ہے اور شاید کہ بیچ ضمن شرح کے کچھ اُس میں سے مذکور ہوا اور بہت بڑی نشانی نشانیوں میں سے اور سخت تر بلا وجود دجال کا اور حدیثیں اُس میں اکثر اور مشہور ہیں اور دجال مشتق دجل سے ہے اور دجل یعنی خلط اور مکر اور تلبیس کے آتا ہے دجل الحق بالباطل کہتے ہیں جس وقت کہ کوئی حق کو ساتھ باطل کے خلط کرے اور فریب دے اور بعضے کذب کے بھی آتا ہے پس تھا اُن معنوں کا دجال میں ظاہر ہے اور اور بھی وجہ تسمیہ دجال کے قاموس میں مذکور ہیں اور مسیح اسم مشترک ہے درمیان دجال اور عیسی کے اور اکثر یہ ہے کہ اُسکے نام کو مقید ساتھ دجال کے کرتے ہیں یعنی مسیح دجال کہتے ہیں اور عیسی میں مطلق چھوڑ دیتے ہیں اور عیسی کو مسیح اسلئے کہتے ہیں کہ جب اندھے اور کوڑھی کو چھوتے وہ اچھے ہو جاتے اور اس سبب سے کہتے ہیں کہ ان کے پیٹ سے مسوح یعنی پونچھے پاک نکلے ماں کے آلائش سے کہ لڑکوں میں وقت پیدا ہونے کے ہوتی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مسیح یعنی صدیق کے ہے یا اس سبب سے کہ تلوا اُنکی پاؤں کا ہموار تھا نہ خمدار و باریک جیسا کہ اکثر لوگوں کا ہوتا ہے یا اس سبب سے کہ بہت مساحت کرتے تھے زمین میں اور یہ وجہ مشترک ہے درمیان اُنکے اور دجال کے اور دجال کو مسیح اس سبب سے کہتے ہیں کہ ایک آنکھ اُسکی ممسوح اور ہموار تھی اور ممسوح الوجہ ہے اور اسکو کہتے ہیں کہ ایک طرف اُسکے منہ کے ہموار ہے اور آنکھ وبھوں نہو یا اس سبب سے کہ مسح کی گئی یعنی پونچھی گئی اُس سے دور کی گئی اس سے خیر وخوبی جیسی کہ مسح کی گئی عیسی سے شر وبدی پس وہ مسیح الضلالت ہے اور عیسی مسیح اللہ ہیں اور انکے نام میں مسیح ساتھ زیر میم اور سین مشددہ کے بھی آتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ مشدد نام دجال کا ہے اور مخفف نام عیسی کا اور یہ جو کہا ہے کہ نام دجال کا مسیخ ہے ساتھ خاء معجمہ کے یہ خطا ہے

الفصل الاول فصل پہلی

عن حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ الْغِفَارِيِّ قَالَ اطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ فَقَالَ مَا تَذْكُرُونَ قَالُوا نَذْكُرُ السَّاعَةَ قَالَ إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتَّى تَرَوْا قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَالدَّابَّةَ وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُولَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَيَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَثَلَاثَةَ خُسُوفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَآخِرُ ذَلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ وَفِي رِوَايَةٍ نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدَنٍ تَسُوقُ النَّاسَ إِلَى الْمَحْشَرِ وَفِي رِوَايَةٍ فِي الْعَاشِرَةِ وَرِيحٌ تُلْقِي النَّاسَ فِي الْبَحْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

روایت ہے حذیفہ سے کہ کہا جھانکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر اس حال میں کہ ہم ذکر کرتے تھے آپس میں پس فرمایا کہ کیا ذکر کرتے ہو کہا صحابہ نے کہ ذکر کرتے ہیں ہم قیامت کا فرمایا کہ تحقیق قائم نہوگی قیامت یہاں تک کہ دیکھو گے تم پہلے اُسکے دس نشانیاں پس ذکر فرمایا دھوئیں کا فرق یعنی دھواں کہ نکلیگا اور بھر دیگا مشرق اور مغرب کو اور چالیس روز ٹھہریگا پس مسلمان مانند زکام زدوں کے ہونگے اور کافر مانند مستوں کے جیسے کہ اور حدیث میں آیا ہے اور قرآن میں جو سورہ دخان میں آیا ہے یوم تاتی السماء بدخان مبین الخ وہ بھی اسپر محمول ہے بقول حذیفہ اور تابعین اُسکے کے اور نزدیک ابن مسعود اور تابعین اُنکے کے مراد اُس سے وہ قحط ہے کہ قریش پر پڑا تھا آنحضرت کے زمانہ میں حضرت کی دعا سے کہ فرمایا خدایا کر اُن پر قحط سات برس کا جیسے کہ کیا تو نے مصریوں پر حضرت یوسف کے زمانہ میں پس مبتلا ہوئے قحط میں اور کھاتے تھے چمڑے اور مردے اور دیکھتے تھے ہوا میں ایک چیز مانند دھوئیں کے اسلئے کہ بھوکا بسبب ضعف بصر کے ہوا کو مانند دھوئیں کے دیکھتا ہے اور یہ بھی ہے کہ ہوا قحط سالی میں بسبب یبوست اور قلت مینہ اور کثرت غبار کے بصورت اندھیرے کے معلوم ہوتی ہے مانند دھوئیں کے ہے اور ذکر کیا حضرت نے اُن دس نشانیوں میں سے نکلنا دجال کا اور دابۃ الارض کا فرق کہ نکلیگا مسجد حرام سے درمیان صفا اور مروہ کے اور قول حق سبحانہ کا واخرجنا لہم دابۃ من الارض محمول ہے اسی پر اور لکھا ہے علمانے

کہ وہ چارپایہ ہے کہ درازی اسکی ساٹھ گز کی ہوگی اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ مختلف الخلقۃ ہوگا مشابہ بہت حیوانوں کے کہ جبل صفا میں سے پہاڑ کر نکلیگا اور اسکے ساتھ عصائے
موسی اور انگشتری سلیمان کی ہوگی اور کوئی دوڑنے میں اسکو نہ پہنچ سکیگا اور اس سے نہیں بھاگ سکیگا ماریگا مومن کو عصا سے اور لکھیگا اسکے منہ پر مومن اور مہر
کریگا کافر پر ساتھ انگشتری کے اور لکھیگا اسکے منہ پر کافر کہا ہے بعضوں نے کہ دابۃ الارض تین بار نکلیگا ایام امام مہدی میں پھر ایام عیسیٰ میں پھر بعد طلوع ہونے آفتاب کے
مغرب سے ذکر وہ ابن الملک نے تھا اور ذکر کیا حضرت نے ان دس نشانیوں میں سے نکلنا آفتاب کا جانب غروب ہونے اسکے سے چنانچہ بیان اسکا حدیث میں آویگا
اور ذکر کیا آنحضرت نے اترنا عیسیٰ بیٹے مریم کا آسمان سے زمین پر فرشتے بیٹھے ملا ہوا ساتھ ظہور امام مہدی کے اور نکلینگے عیسیٰ نزدیک منارہ سفید کے جانب شرقی دمشق
کے اور قتل کرینگے حضرت عیسیٰ دجال کو دروازہ لُد پر اور لُد ایک موضع ہے شام میں اور بعضوں نے کہا فلسطین میں اور کہا گیا ہے کہ اول نشانیوں میں ہونا دھوئیں کا ہے
پھر نکلنا دجال کا پھر اترنا عیسیٰ کا پھر نکلنا یاجوج ماجوج کا پھر نکلنا دابۃ الارض کا پھر نکلنا آفتاب کا مغرب سے اسلیے کہ کفار مسلمان ہونگے حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں یہانتک
کہ ہوگی دعوت ایک ہی اور اگر آفتاب نکلے مغرب سے پہلے نکلنے دجال کے اور اترنے عیسیٰ کے تو نہ ہووے ایمان مقبول کفار سے پس واو مطلق جمع کے لیے ہے
یہ نہیں وارد ہوگا کہ نزول عیسیٰ کا پہلے طلوع ہونے آفتاب کے ہے یہاں یوں کیوں کہا اور نہ وارد ہوگا جو کچھ کہ آگے آتا ہے کہ طلوع آفتاب کا اول نشانی ہے تھا اور ذکر کیا آنحضرت
نے نکلنا یاجوج اور ماجوج کا فرع ہے تلفظ یاجوج و ماجوج الف سے ہیں اور ہمزہ سے بھی اور یہ دو قبیلے ہیں اولاد یافث بن نوح سے اور یہ دو نام ہیں عجمی اور بعضوں نے کہا عربی
ہیں اور ذکر کیا تین خسفوں کا یعنی دھنس جانا ایک خسف زمین مشرق میں اور ایک خسف زمین مغرب میں اور ایک خسف زمین عرب میں فرع کہا ابن ملک نے
کہ پایا گیا ہے خسف کئی جگہوں میں لیکن احتمال ہے یہ کہ مراد تین خسفوں سے زائد اسپر کہ پایا گیا کہ وہ نہایت سخت ہونگے تھا اور دسویں نشانی کہ بعد سب کے واقع
ہوگی ایک آگ ہوگی کہ نکلے گی جانب یمن سے ہانکے گی وہ لوگوں کو طرف زمین حشر کے فرع کہ شام میں ہوگی لیکن ظاہر یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ ہوگا ابتدا اسکا شام میں
کیجاوے گی شام فراخ کہ سما جاویگا سب عالم اسمیں اور اس سے یہ نہیں لازم آتا کہ ہانکنا آگ کا لوگوں کو بعد حشر کے ہوگا تاکہ یہ کہیں کہ علامت قیامت کی پہلے قیامت
کے ہوگی اور حشر بعد اسکے ہوگا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ نکلیگی آگ زمین حجاز سے کہا قاضی عیاض نے کہ شاید کہ دو آگیں جمع ہونگی کہ ہانکیں گی لوگوں کو یا ہوگا
ابتدا نکلنا اسکا یمن سے اور ظہور اسکا حجاز سے ذکر وہ القرطبی پھر جمع درمیان اسکے اور درمیان اس روایت کے کہ بخاری میں ہے کہ اول نشانیوں قیامت کی
آگ ہوگی کہ نکالے گی لوگوں کو مشرق سے طرف مغرب کے ساتھ اس طرح کے ہے کہ آخریت اسکی باعتبار ان نشانیوں کے ہے کہ مذکور ہوئیں اور اولیت اسکی باعتبار
ہے کہ وہ اول ان نشانیوں کے ہے کہ نہیں ہوگی کوئی چیز بعد انکے امور دنیا سے ہرگز بلکہ واقع ہوگا ساتھ آخر انکے نفخ صور میں بخلاف ان نشانیوں کے کہ ذکر کی گئیں ساتھ اسکے
کہ باقی رہینگی ساتھ ہر نشانی کے ان میں سے چیزیں امور دنیا سے اسی طرح ذکر کیا ہے اسکو بعضے علماء توفیق دینے والوں نے ترجمہ اور ایک روایت میں یوں آیا ہے
کہ ایک آگ ہوگی کہ نکلیگی پرے کنارے عدن سے کہ نام ایک شہر مشہور کا ہے یمن میں ہانکے گی لوگوں کو طرف زمین حشر کے اور روایت میں بیچ بیان دسویں نشانی کے
بجائے ذکر نکلنے آگ کے یمن سے تا کنارہ عدن سے ذکر ہوا کا آیا ہے کہ ڈالیگی لوگوں کو دریا میں نقل کی یہ مسلم نے فرع اور شاید کہ تطبیق دونوں روایتوں کی یہ ہے کہ مراد
ناس سے اس روایت میں کفار ہیں اور آگ انکی ہوگی ملی ہوئی ساتھ جھکڑ ہوا کے کہ سریع التاثیر ہوگی بیچ ڈالنے انکے کے دریا میں اور وہ ہوگی جگہ حشر کفار کی یا
سفر فجار کی جیسے کہ وارد ہوا ہے کہ دریا ہو جائیگا آگ اور اسمیں وارد ہوا ہے قول اللہ تعالی کا واذا البحار سجرت کہ بخلاف آگ مومنوں کے کہ وہ آگ نری ڈرانے کے لیے ہوگی
بمنزلہ کوڑے کے ہانکنے کے لیے طرف محشر کے اور موقف اعظم کے واللہ اعلم (وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ سِتًّا الدُّخَانَ
وَالدَّجَّالَ وَدَابَّةَ الْاَرْضِ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَاَمْرَ الْعَامَّةِ وَخُوَیْصَّةَ اَحَدِکُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
جلدی کرو تم ساتھ کاموں نیک کے چھ چیزوں سے فرع یعنی دوڑو طرف اعمال صالحہ کے پہلے پہونچنے ان چھ نشانیوں قیامت کے اسلیے کہ دشوار ہوگا عمل بعد
انکے یا نہیں مقبول ہوگا اور نہیں معتبر ہوگا بعد تحقیق انکے کے اور وہ چھ چیزیں یہ ہیں ترجمہ دھواں اور دجال اور دابۃ الارض اور نکلنا آفتاب کا مغرب کی طرف سے

اور کام عامہ کا یعنی فتنہ کہ گھیر لے اور شامل ہو عام خلق کو اور فتنہ کہ مخصوص ہو ساتھ بعض کے تم میں سے نقل کی مسلم نے فتح یعنی شواغل النفس اور اہل و مال کے کہ مخصوص
ہوں ساتھ ایک کے تم میں سے اور ہو سکتا ہے کہ مراد ساتھ امر عامہ کے قیامت ہو اور ساتھ خاصہ کے موت چونکہ ذکر ایا علامات قیامت سے فرمایا قائم ہونے اسکے سے
اور موت سے کہ قیامت صغری ہے (وعن عبد اللہ بن عمرو قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اول الآیات خروجا طلوع الشمس من مغربها وخروج
الدابة علی الناس ضحی وایهما ما کانت قبل صاحبتها فالاخری علی اثرها قریبا رواہ مسلم) اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے کہا سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم سے فرماتے تھے اول نشانیوں قیامت کی از روے نکلنے کے نکلنا آفتاب کا ہے مغرب کی طرف سے قول کہا طیبی وغیرہ نے اگر کہا جاوے کہ نکلنا آفتاب
کا مغرب سے نہیں ہے اول نشانی اسلیے کہ دھواں اور دجال پہلے اسکے ہوگا کہینگے ہم کہ نشانیاں یا تو نشانیاں ہیں قریب قائم ہونے قیامت کے اور یا نشانیاں
ہیں دلالت کرنیوالی اوپر وجود قائم ہونے قیامت کے اور حصول اسکے کے پس اول میں سے بعثت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ اول ہے سب سے اور دھواں ہے اور
نکلنا دجال کا اور مانند اسکے اور دوسرے میں سے نکلنا آفتاب کا مغرب سے اور زلزلہ اور نکلنا آگ کا اور ہانکنا اسکا لوگوں کو طرف محشر کے اور نام رکھا گیا اسکا
اول اسلیے کہ ابتدا ہے دوسرے قسم کی اور مؤید ہے اسکی حدیث ابی ہریرہ کی کہ بعد اسکے آتی ہے لا تقوم الساعة حتی تطلع الشمس من مغربها تحقیق اور نکلنا دابة الارض کا کہ
صفت اسکی معلوم ہو چکی لوگوں پر اور کلام کرنا اسکا ساتھ انکے وقت چاشت کے قول نہیں لفظ خروج ساتھ رفع کے بدلالت ہے لفظ طلوع الشمس پر اور وہ خبر لفظ اولی
کی ہے پس لازم آتا ہے کہ ہو اول جمع اور کہا ابن مالک نے کہ شاید راوی بھی اوسکے ہے اور مؤید ہے اسکا وہ ہے ایک روایت میں ہے اور خروج الدابة علی الناس اور پڑھا گیا خروج
نصب ساتھ قول حضرت کے وایہما اور جونسی ان دونوں علامتوں مذکورہ میں سے کہ پہلے دوسرے کے ہوگی پس دوسری واضح ہوگی پیچھے اسکے نزدیک نقل کی
مسلم نے قریب یعنی فاصلہ ان دونوں میں کمتر ہوگا بہ نسبت فاصلے کے اور نشانیوں میں پس اگر نکلنا آفتاب کا پہلے ہوگا تو نکلنا دابة الارض کا قریب اسکے ہوگا اور
اگر نکلنا دابة الارض کا پہلے ہوگا تو نکلنا آفتاب کا مغرب سے متصل اسکے ہوگا اور روای نے بیچ باب ترتیب اور تقدم اور تاخر ان دو علامتوں کے تعین وارد نہیں ہوئی اور
مبہم چھوڑا لیکن اسقدر معلوم ہوا کہ یہ دونوں اور علامتوں میں سے کہ جنس انکے سے ہوں پہلے واقع ہونگی اور حدیث ان اولها خروج الدجال نہیں صحیح کذا فی جامع الاصول
(وعن ابی ہریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث اذا خرجن لا ینفع نفسا ایمانها لم تکن آمنت من قبل او کسبت فی ایمانها خیرا طلوع الشمس من مغربها
والدجال ودابة الارض رواہ مسلم) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تین نشانیاں ہیں کہ جب ظاہر ہونگی نہیں فائدہ کریگا کسی شخص
کو ایمان اسکا کہ نہ تھا ایمان لایا پہلے سے یعنی ایمان لانا اور توبہ کرنی کفر سے اسوقت نہیں فائدہ دیگی یا کسب کی ہو اس شخص نے بیچ ایمان اپنے کے بھلائی کہ نہ کی ہو
پہلے اس سے یعنی توبہ گناہ سے بھی اسوقت مفید نہوگی وہ تین نشانیاں یہ ہیں نکلنا آفتاب کا مغرب کی طرف سے اور نکلنا دجال کا اور نکلنا دابة الارض کا قول
اسلیے کہ قائم ہونا قیامت کا سبب واقع ہونے انکے کے یقین ہو جائیگا اور احوال آخرت معاینہ اور مشاہدہ ہوگا اور معتبر ایمان ساتھ غیب کے ہے اور مقدم کیا طلوع کو
اگرچہ ہے متاخر وقوع میں اسلیے کہ مدار نہ قبول ہونے توبہ کا اسپر ہے اور ملا لیا ہے نکلنا غیر اسکے کا ساتھ اسکے (وعن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حین غربت الشمس اتدری این تذهب هذه قلت اللہ ورسوله اعلم قال فانها تذهب حتی تسجد تحت العرش فتستأذن فیؤذن لها ویوشک ان تسجد ولا یقبل منها
وتستأذن فلا یؤذن لها ویقال لها ارجعی من حیث جئت فتطلع من مغربها فذلک قوله والشمس تجری لمستقر لها قال مستقرها تحت العرش رواہ مسلم) اور روایت ہے
ابو ذر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسوقت کہ ڈوبا آفتاب کیا جانتا ہے تو اے ابوذر کہ کہاں جاتا ہے یہ آفتاب کہا میں نے اللہ اور رسول اسکا بہت
جانتا ہے فرمایا کہ یہ آفتاب جاتا ہے یہاں تک کہ سجدہ کرتا ہے نیچے عرش کے قول کہا بعض محققین نے کہ نہیں مخالف ہے یہ اللہ تعالی کے قول کے وجدها تغرب فی عین حمئة
اسلیے کہ مراد ساتھ اسکے نہایت جگہ پہونچنے بینائی کے ہے اور سجدہ کرنا آفتاب کا نیچے عرش کے بعد غروب ہونے کے ہے اور اس حدیث میں رد ہے اسپر کہ گمان
کرتا ہے یہ کہ مراد ساتھ مستقر اسکے کے نہایت اس جگہ کے ہے کہ پہونچے طرف اسکے بلندی میں اور وہ ایک دن ہے سال بھر میں تا تمام ہونے امر اسکے کے وقت تمام ہونے

دنیا کے کہا خطابی نے کہ احتمال ہے یہ کہ مراد ہو ساتھ اسکے یہ کہ وہ مستقر ہوتا ہے نیچے عرش کے مستقر ہونا کہ علم ہمارا نہیں احاطہ کرتا اسکو پس پھر اذن مانگتا ہے تا آنکہ
جیسا ہے پس اذن دیا جاتا ہے آفتاب کو اور حکم کیا جاتا ہے تا مشرق کو جاوے اور طلوع کرے فرشتہ اور ظاہر یہ ہے کہ مراد آسمان سے یعنی آسمان سے بھی طلب کرتا اذن طلوع کا
طریق معہود پر اور اذن دیا جاتا ہے اسکو اور قریب ہے یہ کہ سجدہ کریگا اور نہ قبول کیا جاویگا سجود اس سے اور اذن مانگیگا پس نہیں اذن دیا جاویگا اسکو اور کہا
جاویگا آفتاب کو پھر جا جہاں سے آیا ہے تو اور چونکہ مغرب سے آیا ہوگا مغرب ہی کی طرف پھر جاویگا پس نکلیگا آفتاب مغرب کی طرف سے پس یہی مراد قول اللہ تعالی
کا ہے کہ فرمایا اور آفتاب روان ہوتا ہے واسطے قرار گاہ اپنی کے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی بیچ بیان معنی مستقر آفتاب کے کہ مستقر اسکا یعنی ٹھہرنا اسکا
کی جگہ نیچے عرش کے ہے وقت [illegible] وہاں جاتا ہے اور سجدہ کرتا ہے اور اذن مانگتا ہے پس اذن دیا جاتا ہے اسکو اور جانا چاہیے کہ یہ تفسیر ہے [illegible] اور [illegible]
بھی بیچ معنی اس آیت کے لکھی ہیں اور شک نہیں کہ جو کچھ حدیث متفق علیہ میں آیا ہے تفسیر اسکی ہے کہ واقع ہوا [illegible] اسکا عجب ہے کہ اس [illegible]
کیا اور کلام [illegible] شک دلی اس باب میں ظاہر ہوتا ہے [illegible] وعن عمران بن حصين قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما بين خلق
آدم الى قيام الساعة امر اكبر من الدجال رواه مسلم اور روایت ہے عمران بن حصین سے کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے نہیں درمیان پیدائش
آدم کے اور روز قیامت کے کوئی امر بہت بڑا اور سخت فتنہ دجال سے یعنی [illegible] اور [illegible] نقل کی یہ مسلم نے وعن عبد الله قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله لا يخفى عليكم ان الله ليس باعور وان المسيح الدجال اعور عين اليمنى كان عينه عنبة طافية متفق عليه اور روایت ہے عبد اللہ سے
کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالی نہیں پوشیدہ تم پر [illegible] اسکو ساتھ صفتوں کمال کے اور [illegible]
پس [illegible] سحر و فریب وغیرہ دجال کے پس یہ جملہ تمہید ہے اس قول کی تحقیق اللہ تعالی نہیں کانا [illegible] مراد اس سے نفی نقصان کی ہو
کرنا [illegible] ساتھ صفت کمال کے یعنی اللہ سبحانہ [illegible] آدمیوں سے نہیں اور اسکی آنکھ جیسے کہ آدمیوں کی ہوتی ہے نہیں ہے چہ جائیکہ کانا ہو اور تحقیق مسیح دجال کانا
ہوگا داہنی آنکھ کا گویا کہ آنکھ اسکی دانہ انگور کا ہے پھولا ہوا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فرق لفظ طافیہ ساتھ [illegible] کے ہے اور ہمزہ سے بھی روایت کیا گیا ہے [illegible]
نہیں منافات ہے درمیان اس روایت کے اور درمیان اس روایت کے [illegible] اور [illegible] واسطے امکان
دونوں وصفوں کے ساتھ اختلاف دونوں آنکھوں کے یعنی ایک ایسی ہو اور ایک ویسی کہا توربشتی نے کہ بیچ ان حدیثوں کے کہ وارد ہوئی ہیں دجال کے وصف میں
کلمات متنافرہ یعنی مختلف آئے ہیں کہ مشکل ہے توفیق انہیں اور ہم بیان کرینگے ہر ایک کو انہیں سے علیحدہ [illegible] حدیث میں کہ ذکر کیا گیا ہے پس اس حدیث میں ہے کہ آنکھ
اسکی طافیہ یعنی بلند ہوگی اور اور حدیث میں ہے کہ وہ جاحظ [illegible] ہے گویا کہ آنکھ اسکی کوکب یعنی ستارہ ہے اور اور میں آیا ہے کہ آنکھ اسکی ممسوح ہے اور [illegible]
انہیں یہ ہے کہ اختلاف وصفوں کا بسبب اختلاف دونوں آنکھوں کے ہے یعنی ایک ویسی ہوگی اور ایک ایسی اور مؤید اسکا وہ ہے جو ابن عمر کی حدیث میں آیا ہے کہ وہ اعور ہوگا
داہنی آنکھ کا اور حذیفہ کی حدیث میں آیا ہے کہ وہ ممسوح العین ہوگا اسپر ناخنہ ہوگا اور یہی ایک حدیث میں آیا ہے کہ وہ اعور ہوگا بائیں آنکھ کا اور تطبیق ان اوصاف
میں یہ ہے کہ ایک آنکھ تو بالکل گئی ہوئی صاف ہوگی اور دوسری عیب دار ہوگی پس درست ہے یہ کہ کہا جاوے ہر ایک آنکھ کو عور اسواسطے کہ معنی عور کے اصل میں عیب
میں پس اسکی آنکھ داہنی بھی عیب دار ہے اور بائیں بھی وعن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من نبي الا قد انذر امته الاعور الكذاب الا انه اعور وان
ربكم ليس باعور مكتوب بين عينيه ك ف ر متفق عليه اور روایت ہے انس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں کوئی نبی مگر کہ تحقیق ڈرایا ہے اپنی
امت کو کانے جھوٹے سے فرق کہ دجال ہے اس جگہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وقت نکلنے دجال کا کسی پر معین نہیں کیا ہے اسقدر معلوم ہے کہ پہلے قیامت سے نکلیگا اور
چونکہ وقت قائم ہونے قیامت کا معین نہیں وقت نکلنے اسکے کا بھی معین نہیں سب آگاہ ہو کہ دجال کانا ہوگا اور پروردگار تمہارا کانا نہیں نقل کی یہ بخاری اور مسلم
نے [illegible] پاک ہے اس سے کہ ہو ناقص اور عیب دار اپنی ذات میں اور صفات میں اور یہ کلام حضرت کا عوام کے سمجھانے کے لیے ہے کہ انکی عقل و فہم میں آجاوے

قبیلہ خزاعہ مین سے کہ مرا جاہلیت مین اور آنحضرت نے تشبیہ دی دجال کو اُسکے ساتھ اور جزم نہ جزم اُسکی مشابہت کا نہین کیا کہ فرماتے ہین گویا تشبیہ دیتا ہون اُسکے ساتھ
اور اور حدیثون سے جزم تشبیہ کا بھی معلوم ہوتا ہی اور گویا لفظ کا فی واسطے تاکید اور تقریر تشبیہ کے ہی تفت پس جو شخص پاوے اُسکو تم مین سے پس چاہیے کہ
پڑھے سامنے اُسکے آیتین اول سورہ کہف کی فتح یعنی کہ باہک واسطے دلالت کرنے ان آیتون کے اوپر معرفت ذات وصفات اللہ تعالے کے اور ثبوت
کتاب اور آیات ثبات اُسکے گے اور صدق رسول اُسکے کے اور آنے رسول کے ساتھ معجزات اپنے کے کہ کر دینگے خوارق عادات دجال کو ہبا منثورا اور تابع
اُسکا بیکار ہیگا ہلاکت وثبور کو اور کہا طیبی نے کہ معنی یہ ہین کہ قرات اُسکی امان ہی پڑھنے والے کے لیے فتنہ اُسکے سے جیسے کہ نجات و امان پائی اصحاب کہف نے
شر فتنہ دقیانوس جبار کے سے کہ اُسکے زمانہ مین تھے تفت اور ایک روایت مین مسلم کی ہین بھی آیا ہی پس چاہیے کہ پڑھے اول کی آیتین سورہ کہف کی پس تحقیق
وہ سبب امان تمہارا ہے کی ہین فتنہ دجال کے سے فتنہ اور بعضی حدیثون مین پڑھنا ان آیتون کا وقت سونے کے بھی آیا ہی اور لفظ جوار ساتھ زیر جیم کے اور آخر
ہی اکثر صحیح نسخون مین معنے ہمسائگی اور امان کے اور بعضے نسخون مین ساتھ زیر جیم اور ر کے آیا ہی بھی کاغذ یعنے چٹھی کے کہ لیتا ہی اُسکو مسافر بادشاہ سے یا اُسکے نائبون سے
تا کوئی روک ٹوک نکرے اُس سے راہ مین اور بعضی شرحون مین ساتھ زبر اور پیش کے ہی اور زبر فصیح تر ہی یعنی امان کے پھر جاننا چاہیے کہ حصن حصین مین روایتین متعدد
آئی ہین اس باب مین کہ کہا جو کوئی پڑھے سورہ کہف جیسے کہ اتاری گئی ہو ہوگی اُسکے لیے سبب نور کی مقام اُسکے سے مکہ تک اور جسنے پڑھے دس آیتین اُسکی آخر سے پھر
نکلے دجال نہین مسلط ہوگا اُسپر اور اور روایت مین ہی جسنے یاد کین دس آیتین اُسکی اول سے بچا دجال سے اور اور روایت مین ہی جسنے پڑھین تین آیتین اول کہف کی
بچا دجال کے فتنہ سے اور بہت ظاہر تطبیق تین آیتون کے پڑھنے مین اور دس کے پڑھنے مین یہ ہی کہ کمتر اُس چیز کا کہ محفوظ رہیگا بسبب اُسکے شر اُسکے سے پڑھنا تین کا
ہی اور حفظ اُنکا اولی ہی اور یہ نہین منافی ہو زیادہ کی تفت تحقیق دجال نکلنے والا ہی ایک راہ سے کہ واقع ہی درمیان شام اور عراق کے پس فساد کریگا داہنے اور فساد کریگا
بائین فتح یعنے بھیجے گا لشکر اپنے داہنے اور بائین اور نہین اکتفا کریگا فساد کرنے مین بیچ اون شہرون کے کہ چلے گا انمین اور متوجہ ہوگا اُنکی طرف پس نہین امن مین ہوگا
اُسکے فتنہ سے کوئی مومن اور نہین خالی ہوگی اُسکے فتنہ سے کوئی جگہ تفت اے بندو اللہ کے فتح اے مومنو کہ موجود ہوگے اُس زمانہ مین تم ہو ثابت طور بالفرض اگر پاؤ اُسوقت کو
تفت پس ثابت رہنا یعنے اپنے دین پر کہا ہمنے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کتنا ہوگا ٹھہرنا اُسکا زمین مین فرمایا چالیس دن فتح آگے آتی ہی ایک حدیث کہ ٹھہریگا
دجال زمین مین چالیس برس الخ لیکن نقل کیا ہی بغوی نے شرح السنہ مین کہ نہین صلاحیت رکھتی وہ روایت کہ ہو معارض اس روایت مسلم کی اور بر تقدیر اُسکی
صحت کے شاید کہ مراد ساتھ ٹھہرنے کے دونون ٹھہرنے مین سے ٹھہرنا خاص ہو اور پر وصف ہین کے کہ واضح ہو خبر اُسکی عالم پر تفت ایکدن یعنی ان دونون
مین سے مقدار برس روز کی ہوگا یعنے درازی زمانہ مین اور ایک دن مقدار مہینے کی ہوگا اور ایکدن مقدار ہفتہ کی اور باقی روز اُسکے مانند دنون تمہارے کے
کہ جیسے ہمیشہ ہوتے ہین عرض کیا ہمنے یا رسول اللہ پس وہ دن کہ ہوگا مقدار برس کے کیا کفایت کریگی ہمکو اُسمین نماز ایکدن کی فرمایا نہین بلکہ اندازہ کرنا ادا
نماز کے لیے مقدار دن کی فتح یعنے جبکہ گذرے بعد طلوع فجر کے اتنا وقت کہ ہوتا ہی درمیان اُسکے اور ظہر کے ہر روز مین پس ظہر پڑھنا پھر جبکہ گذرے بعد اُسکے
اتنا وقت کہ ہوتا ہی اُسمین اور عصر مین ہر روز پس عصر پڑھنا پھر جب اتنا وقت گذرے کہ ہوتا ہی اُسمین اور مغرب مین ہر روز مغرب پڑھنا اور اسی طرح عشا اور فجر کو سمجھ لو
غرض کہ پانچون نمازین ایسے اندازے سے پڑھ لیا کرنا یہان تک کہ وہ دن برس روز کا گذرے اور اسی حساب سے اون دونون ہین کہ مہینا بھر اور ہفتہ بھر کے ہونگے
اور یہ دن واقع مین بقدر مذکور دراز ہونگے اللہ تعالے قادر ہی ہر چیز پر یہ جو بعضون نے کہا ہی بسبب کثرت ہموم وغموم کے اسقدر معلوم ہونگے یہ قول مردود ہی کہ رد
کرتا ہی اُسکو پوچھنا راوی کا حضرت سے کلام مذکور کو اور جواب دینا حضرت کا اور بعضے جو یہ شبہ کرتے ہین کہ نماز تو وقتون پر مقرر ہوئی ہی وقت طلوع وغروب وغیرہ کے
جب یہ وقت نہوے تو نمازین کیونکر پڑھینگے یہ شبہ ہیچ ہی جب شارع نے اُس دن مخصوص کا یہ حکم ٹھہرا دیا پھر کسی کو جگہ چون و چرا کی نہین ہی اور توربشتی وغیرہ نے اسکے بھی جواب
لکھے ہین بخوف درازگی سے نہین لکھے جو چاہے مرقات مین دیکھ لے تفت کہا ہمنے یا رسول اللہ کسقدر ہوگا چلنا اُسکا یا کیا ہوگی کیفیت اُسکی چلنے کی زمین مین

فرمایا مانند مینہ کے ف مراد مینہ سے یہان ابر ہے یعنے جلدی چلے گا وہ زمین مین مانند چلنے ابر کے ف جسوقت کہ آتی ہے پیچھے سے اسکے باو پس گذریگا ایک قوم پر اور
بلاویگا انکو یعنے طرف باطل اپنے کے پس ایمان لاوینگے وہ اُسپر پس حکم کریگا ابر کو پس برساویگا مینہ کو اور حکم کریگا زمین کو پس اگاویگی یعنے یہ استدراج ہوگا اسکا اور پھرینگے ان
کی طرف سے پس شام کو آوینگے انپر مواشی انکے یعنے وہ جو گئے تھے صبح کو چرنے کے لیے دراز ترین اسکے کہ تھے از روے کوہانون کے ف لفظ ذری جمع ذروۃ
کی ہے یعنی کوہان اونٹ کے اور اعلاے ہر چیز کو بھی کوہان کہتے ہین مراد فربہی مواشی کی ہے کہ کوہان اسکے فربہی سے دراز ہو جاوینگے تھا اور خوب پر اسکے کہ تھے از روے تھنون کے
یعنے تھن بھرے ہونگے دودھ سے اور خوب کھچے ہوے اسکے کہ تھے از روے کوکون کے یعنے بسبب کثرت کھانے اور سیری کے ثم یاتی القوم فیدعوھم فیردون علیہ
قولہ فینصرف عنھم فیصبحون ممحلین لیس بایدیھم شیء من اموالھم ویمر بالخربۃ فیقول لہا اخرجی کنوزک فتتبعہ کنوزھا کیعاسیب النحل ثم یدعو رجلا ممتلئا شبابا فیضربہ بالسیف
فیقطعہ جزلتین رمیۃ الغرض ثم یدعوہ فیقبل ویتہلل وجہہ یضحک فبینما ہو کذلک اذ بعث اللہ المسیح ابن مریم فینزل عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق بین مہرودتین
واضعا کفیہ علی اجنحۃ ملکین اذا طأطأ راسہ قطر واذا رفعہ تحدر منہ مثل جمان کاللؤلؤ فلا یحل لکافر یجد ریح نفسہ الا مات ونفسہ ینتہی حیث ینتہی طرفہ فیطلبہ
حتی یدرکہ بباب لد فیقتلہ ثم یاتی عیسی قوم قد عصمہم اللہ منہ فیمسح عن وجوہہم ویحدثہم بدرجاتہم فی الجنۃ فبینما ہو کذلک اذ اوحی اللہ الی عیسی انی قد اخرجت عبادا
عبادا لی لا یدان لاحد بقتالہم فحرز عبادی الی الطور پھر آویگا دجال ایک قوم کے پاس پس بلاویگا انکو ف یعنے طرف دعوی الوہیت اپنی کے پس
کرینگے اُسپر قول اُسکا یعنے قبول نہین کرینگے اسکو اور ایمان نہین لاوینگے اُسپر پس پھریگا اُنسے یعنے پھریگا انکو ان سے پس ہونگے قحط زدہ اور خشک سالی دیدہ اور رنج
کشیدہ در حالیکہ ہوگا انکے ہاتھ مین کچھ مالون انکے سے ف حاصل یہ کہ مومن بسبب اُسکے مبتلا ہونگے طرح طرح کے بلاؤن اور محنتون اور ضرر رسان ہین لیکن وہ
صابر اور راضی اور شاکر بسبب اُسکے کہ دین ہوگی انکو اللہ تعالی نے جتنی ہین اولیاء کی برکت سے انبیا کے … اور گذریگا دجال ویرانہ پر پس کہیگا ویرانہ کو نکال اپنے
خزانون کو پس پیچھے پیچھے چلینگے دجال کے خزانے اس ویرانہ کے مانند امیرون شہد کی مکھیون کے ف یعاسیب جمع یعسوب کی ہے یعنے سردار شہد کی مکھیون کے
یعنے جیسے یعسوب آگے ہوتا ہے اور شہد کی مکھیان اسکے ساتھ پیچھے پیچھے ہوتی ہین اسی طرح دجال کے ساتھ خزانے زمین کے پیچھے چلینگے اسی جہت سے ہر قوم کے
سردار کو یعسوب کہتے ہین روایت کی ہے دیلمی نے حضرت علی سے بطریق مرفوع کے علی یعسوب المؤمنین والمال یعسوب المنافقین یعنے علی سردار مومنون کا ہے کہ متابعت
کرتے ہین وہ اسکی اور پناہ ڈھونڈھتے ہین اسکی اور مال سردار منافقون کا ہے کہ اسکی پناہ ڈھونڈھتے ہین اور اسکے پیچھے جاتے ہین اور حضرت ابوبکر صدیق کی مدح مین بھی
آیا ہے کہ حضرت علی انکے مرثیہ مین فرماتے ہین کنت للدین یعسوبا پھر بلاویگا دجال ایک شخص کو کہ بھرا ہوگا جوانی مین یعنے نہایت قوی اور جوان ہوگا پس ماریگا اُسکو
ساتھ تلوار کے ف یعنے غصہ ہوکر اُسپر بسبب قبول کرنے دعوت الوہیت اُسکی کے یا واسطے ظاہر کرنے قدرت کے اور تمہید کرنے خرق عادت کے پس کاٹیگا اسکو دو
ٹکڑے مانند پھینکنے تیر کے نشانے پر ف یعنے فاصلہ درمیان دو ٹکڑون کے مقدار پھینکنے تیر کے ہوگا کہ نشانے پر مارتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ معنے یہ ہین کہ پہونچیگا
ضربہ اسکی شمشیر کا مانند پہونچنے تیر کے نشانے پر ف پھر بلاویگا دجال اُس جوان کو پس زندہ ہوگا وہ اور متوجہ ہوگا طرف دجال کے اور روشن اور چمکتا ہوگا منہ اسکا
ہنستا ہوا ابشاش ف یعنے اور کہیگا کہ یہ کیونکر صلاحیت رکھے معبود ہونیکی پس درینحالیکہ دجال ایسے کام مین اور خراب و گمراہ کرنے مین ہوگا کہ ناگہان بھیجیگا اللہ تعالی
مسیح مریم کے بیٹے علیہما السلام کو پس اُترینگے وہ نزدیک منارہ سفید کے جانب مشرقی دمشق کے ف اور ایک روایت مین آیا ہے کہ عیسی اُترینگے بیت المقدس مین
اور ایک اور روایت مین ہے اردن مین اور ایک اور روایت مین ہے کہ معسکر مسلمین مین کہتا ہون مین حدیث اُترنے انکے کی بیت المقدس مین نزدیک ابن ماجہ کے ہے وہ میرے
نزدیک ارجح ہے اور نہین منافی ہے تمام روایتون کی اسلیے کہ بیت المقدس جانب شرقی دمشق کے ہے اور وہ معسکر مسلمین کا ہے اسلیے کہ وہ اور اردن نام ہے اور نواحی بیت المقدس
کا کما فی الصحاح اور بیت المقدس داخل ہے اُسمین اگرچہ نہین ہے بیت المقدس مین اب منارہ لیکن ضرور ہے کہ بنیگا پہلے اُترنے عیسی کے واللہ اعلم ف درحالیکہ ہونگے
عیسی درمیان دو کپڑون زرد رنگ کے ف یعنے پہنے ہونگے کپڑے دو رنگے ہوے زعفران کے یا ورس کے کہ نام ایک گھاس زرد رنگ کا ہے اور لفظ …

ساتھ دال مہملہ کے ہے اور ذال معجمہ کے بھی ہے یعنی رنگے ہوئے والے ہونگے مسیح دونوں ہتھیلیاں اپنی اوپر بازو دو فرشتوں کے ف ع حال ہے واسطے کیفیت اترنے انکے کے جیسے کہ
پہلا جملہ حال تھا واسطے کیفیت لباس مسیح جمال انکے کے پھر بیان کیا انکا اور حال سے جس وقت جھکاوینگے سر اپنا ٹپکیگا پسینہ انکا اور جب اٹھاوینگے سر اترینگے انکے بالوں
سے قطرے مانند دانوں چاندی کے کہ مانند موتیوں کے ہوں ف ع یعنی صفائی اور سفیدی میں نہایہ میں لکھا ہے کہ لفظ جمان ساتھ پیش جیم اور تخفیف میم کے اوپر
وزن غراب کے دانے چاندی کے بنے ہوئے بہ ہیئت بڑے موتیوں کے اور واحد اسکا جمانہ ہے کہا طیبی نے کہ مشابہت دی عرق کے قطروں کو ساتھ جمان کے بڑائی میں
پھر تشبیہ دی جمان کو ساتھ موتی کے بیچ صفائی کے اور خوبی کے اور بعضوں نے کہا کہ جمان ساتھ پیش جیم اور تشدید میم کے چھوٹے موتی اور تخفیف میم سے دانے چاندی کے
بیچ ان دونوں کے مراد اخیر ہے یعنی جب جھکاوینگے سر تو ٹپکینگے انکے سر کے بالوں سے قطرے نورانی اور جب اٹھاوینگے سر ٹپکینگے وہ قطرات کنایہ ہے بہار اور تازگی اور طراوت
جمال انکا سے پس نہیں ممکن ہوگا اور نہیں واقع ہوگا کسی کافر کو کہ پاوے بو دم عیسی کے سے مگر کہ مرجاوے اور دم انکا پہونچیگا جہاں تک پہونچیگی نگاہ انکی ف ع
جائز ہے کہ ہو دجال مستثنی اس حکم سے واسطے حکمت کہ دکھلاویں خون اسکے کا نیزہ میں تاکہ زیادہ ہو ساحر ہونا اسکا مومنوں کے دلوں میں اور جائز ہے کہ ہو یہ کرامت عیسی کی اول
وقت اترنے انکے کے پھر جاتی رہے جس وقت کہ دیکھیں دجال کو اسلئے کہ ہمیشہ رہنا کرامت کا لازم نہیں اور بعضوں نے کہا کہ جسدم سے کہ کافر مریگا وہ دم ہوگا کہ مقصود ہوگا
ساتھ اسکے ہلاک کرنا کافر کا نہ دم عادتاً و ہمیشہ مرنا دجال کا واسطے ہونے دم مقصود کے ہوگا سبحان اللہ ایک وقت تو وہ تھا کہ حضرت عیسی دم سے مردہ کو زندہ کرتے تھے
اور ایک وقت وہ ہوگا کہ زندوں کو مار ڈالینگے پس ڈھونڈھینگے عیسی دجال کو یہاں تک کہ پاوینگے اسکو دروازہ لد پر ف ع لد ساتھ پیش لام اور تشدید دال کے نام
ہے ایک پہاڑ کا شام میں اور بعضوں نے کہا کہ وہ ایک قریہ ہے قریوں بیت المقدس کے سے اور بعضوں نے کہا کہ وہ قصبہ ہے فلسطین میں سے پس قتل کرینگے اسکو
پھر آویگی عیسی کے پاس ایک قوم کہ بچایا ہوگا انکو اللہ تعالی نے دجال کے شر سے پس پونچھینگے عیسی انکے مونہوں سے گرد وغبار شدت ومحنت کا ف ع احتمال ہے کہ
ہو یہ پونچھنا اپنے ظاہر معنی پر کہ پونچھیں گرد از راہ اکرام انکے کے یا یہ اشارہ ہو طرف دور کرنے شدت و خوف کے انسے اور خبر دینگے انکو درجات اور مراتب انکے کی
کہ پاوینگے بہشت میں درینحالیکہ عیسی اس طرح سے ہونگے ناگہان وحی بھیجیگا اللہ تعالی طرف عیسی کے کہ تحقیق میں نے نکالے ہیں کتنے ایک بندے اپنے نہیں
طاقت وقدرت کسی کو انسے لڑنیکی ف ع طاقت وقدرت کو لفظ ید کر تعبیر کیا اسلیے کہ آثار قدرت کے کام میں ہاتھ سے ظاہر ہوتے ہیں اور تثنیہ لانا مبالغہ کے لیے
ہے پس جمع کر اور محافظت کر میرے بندوں کی لیجا کر طرف کوہ طور کے (ويبعث الله يأجوج ومأجوج وهم من كل حدب ينسلون فيمر أوائلهم على بحيرة طبرية فيشربون
ما فيها ويمر آخرهم فيقول لقد كان بهذه مرة ماء ثم يسيرون حتى ينتهوا إلى جبل الخمر وهو جبل بيت المقدس فيقولون لقد قتلنا من في الأرض هلم فلنقتل من في السماء
فيرمون بنشابهم إلى السماء فيرد الله عليهم نشابهم مخضوبة دما ويحصر نبي الله وأصحابه حتى يكون رأس الثور لأحدهم خيرا من مائة دينار لأحدكم اليوم فيرغب نبي الله
عيسى وأصحابه فيرسل الله عليهم النغف في رقابهم فيصبحون فرسى كموت نفس واحدة ثم يهبط نبي الله عيسى وأصحابه إلى الأرض فلا يجدون في الأرض موضع شبر
إلا ملأه زهمهم ونتنهم فيرغب نبي الله عيسى وأصحابه إلى الله فيرسل الله طيرا كأعناق البخت فتحملهم فتطرحهم حيث شاء الله) اور بھیجیگا اللہ تعالی یاجوج وماجوج کو
کہ نام دو قبیلوں کا ہے اور وہ ہر زمین بلند سے دوڑینگے پس گذرینگے پہلے انکے یعنی اول جماعت اوپر تالاب طبریہ کے ف ع طبریہ ساتھ اضافت کے ہے اور بحیرہ تصغیر
بحرہ کی معنے دریا کے ہے یعنے چھوٹا سا دریا یعنے تالاب کہ طول اسکا دس کوس کا ہے اور طبریہ میں ہے کہ نام ایک قریہ کا ہے شام میں سے پس پی جاوینگے جو کچھ اس میں
ہوگا پانی اور گذریگی جماعت انکی کہ پیچھے آویگی انسے پس کہینگے وہ کہ تحقیق تھا اسمیں کبھی پانی پھر چلینگے یہانتک کہ پہونچینگے طرف جبل خمر کے کہ نام ایک پہاڑ کا ہے
بیت المقدس میں ف ع اور لفظ خمر ساتھ زبر خ اور میم کے بہ معنی درختوں لپٹے ہوئے کے یا جو کچھ ڈھانکے کسی چیز کو قسم درخت وغیرہ سے اور اس پہاڑ میں درخت
بہت ہیں اسلیے اسکا جبل الخمر نام ہوا ت پس کہینگے یاجوج ماجوج کہ تحقیق قتل کیا ہمنے ان شخصوں کو کہ زمین میں تھے آؤ پس چاہیے کہ قتل کریں ہم ان شخصوں کو
کہ آسمان میں ہیں پس پھینکینگے تیر اپنے طرف آسمان کے پس پھیریگا اللہ تعالی انکے تیر انکے رنگے خون میں ف ع یہ استدراج ہوگا اللہ سبحانہ کی طرف سے تاکہ وہ مگن

کرین کہ ہم لڑ چکے آسمان والون سے اور احتمال ہے کہ وہ تیر کسی جانور کے لگ کر سرخ ہو جاوینگے پس یہ اشارہ ہے طرف اسکے کہ گھیر لیگا فنا و انکا عالم سفلی و علوی کو ت
اور روکے جاوینگے نبی اللہ کے یعنی حضرت عیسی اور یار انکے یعنی اس امت کے مومن کوہ طور پر یہان تک کہ ہوگا سر بیل کا واسطے ایک انکے کے بہتر سو دینار سے ان
واسطے ایک تمہارے کے آج کے دن قرب یعنی فاقہ اور احتیاج انکی اس حد کو پہنچیگی کہ کلہ بیل کا باوجودیکہ بہت ارزان ہے تمام اجزائے بیل مین بہتر ہوگا سو دینار سے
انکے نزدیک اور باقی اجزائے گوشت کو اسپر قیاس کیا چاہیے کہ کیا حال رکھتے ہونگے اور کیا مرغوب بیش قیمت ہونگے انکے نزدیک پس رغبت کرینگے یعنی دعا
درازی کرینگے اللہ تعالی سے انکے ہلاک کرنے کی نبی اللہ کے عیسی اور یار انکے پس بھیجے گا اللہ تعالی اوپر انکے گردنون مین نغف نغف ساتھ زبر نون اور
غین کے کیڑے کہ اونٹ و بکری کی ناک مین پڑجاتے ہین پس ہو جاوینگے مردہ مانند مرنے ایک جان کے یعنی سب ایکبارگی مر جاوینگے قہر الٰہی سے
کہ غالب ہے ہر چیز پر پھر اترینگے پیغمبر خدا عیسی اور انکے یار طرف زمین کے پس نہ پاوینگے زمین مین جگہ ایک بالشت مگر کہ بھر دیا ہوگا اسکو چربی اور بدبو انکی نے
پس دعا کرینگے نبی خدا کے عیسی اور یار انکے طرف اللہ کے پس بھیجے گا اللہ جانور پرند کہ گردنین انکی مانند گردنون اونٹ بختی کے ہونگی ف بخت ساتھ پیش ب اور
جزم خ کے اونٹ خراسانی کہ دراز گردن ہوتے ہین اور اس مین اشارہ ہے اسکی طرف کہ یہ اجابت کو بڑی تاثیر ہے قبولیت دعا مین ہے پس اٹھاوینگے وہ جانور انکو اور
پھینک دینگے انکو جہان چاہا ہے اللہ تعالی نے اور ایک روایت مین ہے فتطرحهم بالنهبل ويستوقد المسلمون من قسيهم ونشابهم وجعابهم سبع سنين ثم يرسل الله مطرا لا يكن منه
بيت مدر ولا وبر فيغسل الارض حتى يتركها كالزلفة ثم يقال للارض انبتي ثمرتك وردي بركتك فيومئذ تاكل العصابة من الرمانة ويستظلون بقحفها ويبارك في الرسل حتى ان اللقحة
من الابل لتكفي الفئام من الناس واللقحة من البقر لتكفي القبيلة من الناس واللقحة من الغنم لتكفي الفخذ من الناس فبينما هم كذلك اذ بعث الله ريحا طيبة
فتاخذهم تحت اباطهم فتقبض روح كل مؤمن وكل مسلم ويبقى شرار الناس يتهارجون فيها تهارج الحمر فعليهم تقوم الساعة رواه مسلم الا الرواية الثانية وهي قوله تطرحهم
بالنهبل الى قوله سبع سنين رواه الترمذی) اور ایک روایت مین ہے کہ ڈالدینگے جانور انکو نہبل مین ف نہبل ساتھ زبر نون اور جزم (ہ) اور زبر ب کے ایک موضع ہے
بیت المقدس مین اور بعضون نے کہا کہ وہ جگہ ہے کہ نکلتا ہے آفتاب اسی طرح تصحیح کی ہے اس لفظ کی مشکوۃ کے نسخون مین اور مجمع البحار مین کرمانی سے نقل کی ہے نہبل نام ہے
اور معنی اسکے لکھے ہین گڑھا گہرا زمین مین اور قاموس مین بیچ باب اللام اور فصل میم کے ہے مہبل مانند منزل کے گر پڑنا پہاڑ سے اور کہا کہ ترمذی حدیث دجال مین فطرحهم
بالمہبل نون سے لایا ہے اور صواب مہبل ہے میم سے انتہی ف اور جلاوینگے مسلمان کمانون انکی سے اور تیرون انکی سے اور ترکشون انکے سے سات برس پھر
بھیجے گا اللہ تعالی ایک بڑا مینہ کہ نہین چھپا دیگا کسی چیز کو اس مینہ سے گھر مٹی اور پتھر کا اور نہ گھر صوف کا ف یعنی شہر کے گھر اور جنگل کے اسلیے کہ وہان شہر مین مٹی و
پتھر کے گھر ہوتے ہین اور گنوارون کے کہ جنگل مین رہتے ہین صوف کے کمل تان کے گذران کرتے ہین اور مراد یہ ہے کہ مینہ سب جگہ برسے گا اور کوئی جگہ ایسی نہین
رہنے کی کہ وہان مینہ نہ پہونچے اور کوئی دیوار و خیمہ مینہ کے پہونچنے سے کہین مانع نہین ہوگا اور لفظ لایکن زبر ی اور پیش کاف سے کن سے اور پیش ی و زبر کاف
سے اکنان سے دو طرح آیا ہے یعنی ستر کے ف پس دھو ڈالیگا وہ مینہ زمین کو یہان تک کہ کر دیگا اسکو مانند آئینہ کے صاف پھر کہا جاویگا زمین کو نکال تو میوہ
اپنے اور پھیر لا برکت اپنی پس اسدن کھاویگی جماعت دس سے لے چالیس تک ایک انار سے یعنی انار ایسا بڑا اور پر دانہ ہوگا کہ بہت سے لوگ اسکو کھاوینگے اور سیر
ہونگے اور سایہ پکڑینگے اسکے چھلکے مین ف قحف کہا ایک شارح نے کہ مراد ہے آدھا چھلکا اسکے اوپر کا اور قحف اصل مین کہتے ہین گول ہڈی کو کہ اوپر دماغ کے ہے اور لکڑی
کے پیالہ کو بھی کہتے ہین پس بسبب مشابہت کے یہان انار کے اوپر کے چھلکے کو قحف کہا ف اور برکت دیجاویگی دودھ مین یعنی دودھ اونٹ اور بکری وغیرہ
کے تھنون مین بہت ہوگا یہان تک کہ ایک اونٹنی دودھ کی البتہ کفایت کریگی جماعت کثیر کو آدمیون مین سے ف لفظ فئام ہمزہ سے اوپر وزن جبال کے اور عوام
بدل لیتے ہین ہمزہ کو ی سے یعنی جماعت آدمیون کی اور مراد اس سے یہان زیادہ قبیلہ سے ہے جیسے کہ قبیلہ زیادہ ہے فخذ سے جیسے کہ آگے مذکور ہے ف اور ایک گاے
دودھ کی البتہ کفایت کریگی قبیلہ کو آدمیون مین سے اور ایک بکری دودھ کی البتہ کفایت کریگی تھوڑی سی جماعت کو آدمیون مین سے ف فخذ یہان نہ بر ف اور جزم

نفخ ہے یہ فقط یعنی جماعت کے اقارب سے اور وہ کم نہیں سے ہو اور لوٹین کہ قیامت اور نفخ صور بیشک درمیان انکے زیادہ نہ اور جزم نفخ سے بھی ہوت ہیں رہیگا بیکہ وہ لیسے
چین و وسعت میں ہونگے ناگہان بھیجیگا اللہ تعالیٰ ایک باد خوشبو کی پس پکڑیگی وہ انکو نیچے بغلون انکی کے پس قبض کریگی وہ روح ہر مومن کی اور ہر مسلمان کی فقط
نسبت قبض روح کی باد کی طرف مجازا ہی کیونکہ حقیقت میں قابض ارواح ملک الموت ہیں بحکم خدا تعالیٰ اور محل خود معلوم ہوچکا ہی کہ مومن و مسلم دونوں ایک ہی ہیں
جو مومن ہی مسلمان ہی اور جو مسلمان ہی مومن ہی لیکن تفاوت کر رکھا ہی علمانے یہ ہی کہ مومن باعتبار تصدیق قلبی کے کہتے ہیں کہ باطن میں ہی اور مسلم باعتبار انقیاد ظاہر
کے اور تعدد یہان تاکید و تعمیم کو ہی تاکہ کوئی نہ رہے باہر رہیگے اور باقی رہینگے شریر لوگ مخلوط ہونگے اور لڑینگے زمین میں مانند اختلاط گدھون کے آپس میں فقط
اور بعضون نے کہا کہ مراد جماع کرنا مرد کا عورتوں سے بے حیائی و بے لحاظ ہوکر علانیہ سامنے لوگون کے جیسے کہ عادت ہی گدھون کی ہرج جزم سے معنی جماع کا بھی
کہا جاتا ہی ہرج جاریہ یعنی جماع کیا اس سے کذا فی القاموس تب انہیں پر قائم ہوگی قیامت فقط یعنی نہ انکے غیر پر اور آگے آئی ہے حدیث کہ نہیں قائم ہوگی قیامت
یہان تک کہ نہیں کہا جاویگا زمین میں اللہ اللہ نقل کی یہ حدیث یعنی پوری مسلم نے مگر روایت دوسری کہ وہ قول حضرت کا ہی فنظہم بالنبل قول تک نہیں ہے
روایت کیا اسکو ترمذی نے (وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج الدجال فیتوجہ قبلہ رجل من المؤمنین فیلقاہ المسالح مسالح الدجال
فیقولون لہ این تعمد فیقول اعمد الی ہذا الذی خرج قال فیقولون لہ اوما تؤمن بربنا فیقول ما بربنا خفاء فیقولون اقتلوہ فیقول بعضہم لبعض الیس قد نہاکم ربکم ان تقتلوا
احدا دونہ فینطلقون بہ الی الدجال فاذا راٰہ المؤمن قال یا ایہا الناس ہذا الدجال الذی ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فیامر الدجال بہ فیشبح فیقول خذوہ
وشجوہ فیوسع ظہرہ وبطنہ ضربا قال فیقول اوما تؤمن بی قال فیقول انت المسیح الکذاب قال فیؤمر بہ فیؤشر بالمیشار من مفرقہ حتی یفرق بین رجلیہ قال ثم
یمشی الدجال بین القطعتین ثم یقول لہ قم فیستوی قائما ثم یقول لہ اتؤمن بی فیقول ما ازددت فیک الا بصیرۃ قال ثم یقول یا ایہا الناس انہ لا یفعل بعدی
باحد من الناس قال فیاخذہ الدجال لیذبحہ فیجعل ما بین رقبتہ الی ترقوتہ نحاسا فلا یستطیع الیہ سبیلا قال فیاخذ بیدیہ ورجلیہ فیقذف بہ فیحسب الناس انما
قذفہ الی النار وانما القی فی الجنۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا اعظم الناس شہادۃ عند رب العالمین رواہ مسلم) اور روایت ہی ابو سعید خدری سے
کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نکلیگا دجال پس متوجہ ہوگا اسکی طرف ایک مرد مسلمانوں میں سے فقط بعضون نے کہا کہ یہ مرد خضر علیہ السلام ہونگے
اور یہ مقتضی ہی اسکو کہ خضر زندہ ہیں اور اختلاف کیا علمانے اسمین جمہور فقہا اور محدثین وغیرہم اور بعضے صوفیہ اسپر ہیں کہ وہ مرگئے اور جمہور صوفیہ اور بعضے فقہا وغیرہم اودھر
گئے ہیں کہ وہ زندہ ہیں کہا نووی نے کہ یہی صحیح ہی فقط پس ملینگے کتنے ایک شخص کہ نگہبانی کرنے والے صاحب ہتھیار ہونگے نگہبان دجال کے فقط مسالح جمع
اور زیر لام سے جمع مسلح کی ہی معنے سرحد کے کہ جگہ ہی ہتھیاروں کی ہی بعد ازان اطلاق کیا مردان ہتھیار بند پر کہ نگاہ رکھتے ہیں سرحد کو اور یہان مراد یہی معنی ہیں
تب پس کہینگے وہ لوگ اس مرد مسلمان سے کہ کہان جانے کا قصد رکھتا ہی تو پس کہیگا وہ مرد قصد رکھتا ہوں کہ جاؤں طرف اس شخص کے کہ نکلا ہی یعنے دجال پس فرمایا
حضرت نے کہینگے تابع دجال کے آیا ایمان نہیں لاتا تو ہمارے رب پر فقط مراد رکھینگے رب سے دجال بسبب مال و جاہ اسکے کے تب پس کہیگا وہ مرد مسلمان
کہ نہیں ہی بیچ صفات پروردگار ہمارے کے پوشیدگی فقط و دلیلیں اسکے رب ہونے کی ظاہر ہیں قسم پیدا کرنے اور رزق دینے وغیرہ ذلک سے اور وہ سراسر صفتیں
کمال کی رکھتا ہی کہ نقصان انکو وہان راہ نہیں اور دجال میں صفتیں نقصان کی ظاہر ہیں پس جسکی ربوبیت اور کمال کی دلیلیں موجود ہوں اسکا شریک بندہ ناقص کیونکر ہو
مجھ نااسی کے سزاوار ہی نہ غیر اسکے تب پس کہینگے وہ تابعین دجال کے کہ مار ڈالو اس شخص کو کہ ایمان نہیں لاتا ہمارے پروردگار پر پس کہیگا بعض انکا
بعض سے کہ کیا نہیں منع کیا ہی تمکو پروردگار تمہارے نے یعنے دجال نے اسسے کہ مار ڈالو کسی کو بدون حکم اسکے پس لیجاوینگے اس شخص کو طرف دجال کے پس جب دیکھیگا
دجال کو وہ شخص یعنے اور پہچانیگا علامتیں اسکی کہیگا اے لوگو آگاہ ہو کہ یہ وہی دجال ہی کہ ذکر کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنے اپنی حدیثون میں کہ نکلیگا
اخیر زمانہ میں اور بیان علامات فرمایا آنحضرت نے پس حکم کریگا دجال اسکے چت لٹانے کا اور بعضون نے کہا پیٹ پر لٹانیکا زمین پر جیسے کہ گنہگاروں کو لٹاتے ہیں

ما بیچ ہ کر کے پیٹ پس لٹایا جاویگا وہ شخص پس کہیگا دجال یعنے از راہ تاکید اور تغلیظ اور تشدید کے پکڑو اسکو اور سر توڑو اسکا پس فراخ و نرم کیجاویگی پیٹھ اسکی اور
پیٹ اسکا بسبب بہت ا پینے کے اسکی پیٹھ اور پیٹ پر فشبحوہ لفظ فشجوہ ساتھ جزم واو اور تخفیف سین کے وسع سے اور یعنے شجوہ ساتھ زبر واو اور
تشدید سین کے توسیع سے بھی تصحیح کیا ہے اور لفظ تشبیح صیغہ مضارع مجہول کا ہے ساتھ شین معجمہ اور ب موحدہ مشددہ اور ح مہملہ کے تشبیح سے یعنے چوڑا کرنے ایک
چیز کے یعنے چت یا پٹ لٹایا جاویگا اور لفظ شجوہ ساتھ شین معجمہ اور تشدید جیم سے امر ہے شج سے یعنے زخمی کرنے سر کے اور یہ روایت صحیح تر ہے کذا فی شرح المسلم اور دوسری
روایت میں ہے کہ شج جیسا کہ کہا گیا شج سے اور شجوہ بھی امر ہے اسی باب سے اور روایت تیسری فشبحوہ و شجوہ دونوں شج سے یعنے زخم سر کے اور جزری نے کہا کہ موافق
نسخہ تیسری ہی روایت ذکر کی ہے اور وجہ دوسری ذکر کی ہے حمیدی نے اور تصحیح کی ہے اسکی قاضی عیاض نے اور یہ بہت صحیح نزدیک ایک جماعت کے اسی واسطے
اول ہے واللہ اعلم سے فرمایا حضرت نے پس کہیگا دجال کیا نہیں ایمان لاتا تو مجھ پر فرمایا حضرت نے پس کہیگا مومن تو ہے مسیح جھوٹا فرمایا حضرت نے پس حکم کیا جاویگا یعنے
حکم کریگا دجال اسکے دو ٹکڑے کرنے اور پراگندہ کرنے کا پس چیرا جاویگا آرے سے سر کی طرف سے یہانتک کہ دو ٹکڑے کیا جاویگا درمیان دونوں پاؤں اسکے کے
فیؤشر یعنے از سر تا پا چیرا جاویگا اور لفظ فیؤشر احتمال ہے کہ ہمزہ سے ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ واو سے ہو اور لیشیر ہی لفظ منشار زیر میم سے ساتھ ہمزہ اور یائے کے دونوں طرح
آیا ہے آلہ و شر نشر یعنے پراگندہ کرنے اور چیرنے کے کہ جسکو آرہ کہتے ہیں اور منشار نون سے بھی آیا ہے اور مفرق زیر میم اور زبر را سے یعنے بیچ سر کا سے فرمایا حضرت نے
پھر چلیگا دجال درمیان دونوں ٹکڑوں اسکے کے یعنے اتراتا ہوا بسبب قتل کرنے کے پھر کہیگا دجال اسکو کھڑا ہو پس سیدھا اٹھ کھڑا ہوگا پھر کہیگا دجال اسکو کیا ایمان
لاتا ہے تو مجھ پر پس کہیگا وہ مومن نہ زیادہ کیا میں نے بیچ پہچاننے تیرے کے مگر زیادہ علم و یقین اسکا کہ تو وہ ہے یعنے زندہ کرنے تیرے سے میرا یقین زیادہ ہوا تیرے جھوٹے ہونے کو
یقین کامل ہوا کہ تو دجال دروغ گو ہے فرمایا حضرت نے پھر کہیگا وہ مومن اے لوگو تحقیق یہ دجال نہیں کریگا کسی کے ساتھ لوگوں میں سے بعد میرے یعنے
قتل کرنا اور جلانا بعد کرنے اسکے کے ساتھ میرے فی لفظ یعنے خبر دی سلب ہوجانے قدرت استدراجیہ کی اس سے اور تسلی دی لوگوں کو اسکے فریب سے فرمایا حضرت
نے پس پکڑیگا اسکو دجال تا کہ ذبح کرے اسکو پس تانبا کر دالی جاویگی وہ جگہ کہ درمیان گردن اسکی کے ہے اس ہنسلی تک کہ درمیان ہنسلی اور گردن کے ہے فی لفظ
مثل تانبے کے سخت ہوجاویگی کہ تلوار اسمیں کام نہ کرے اور شرح السنہ میں ہے کہ سمرہ نے کہا کہ پہونچی ہے مجھکو کہ کیا جاویگا اسکی گردن پر تختہ تانبے کا پس نہیں راہ پاویگا
دجال اسکے قتل و مضرت کی فرمایا حضرت نے پس پکڑیگا دجال دونوں ہاتھ اس شخص کے اور دونوں پاؤں اسکے پس پھینک دیگا اسکو یعنے آگ میں کہ ہمراہ رکھتا ہوگا
پس گمان کرینگے لوگ کہ پھینکا اسکو طرف آگ کے اور وہ نہیں پھینکا گیا مگر طرف جنت کے فی لفظ یعنے باغ میں دنیا کے باغوں میں سے یا مراد ہے کہ پھینکے گا دجال
اسکو آگ میں کہ اسکے ساتھ ہوگی کردیگا اسکو اللہ اسپر ٹھنڈی اور سلامتی مانند ابراہیم علیہ السلام کے اور ہوگی وہ آگ اسپر راحت و جنت اور یہ تقدیر نہیں حاصل ہوگی اسکو
موت اسکے ہاتھ پر پہلی موت کے فرمایا پس فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ شخص بہت بڑا ہوگا لوگوں میں از روئے شہادت کے نزدیک پروردگار
عالموں کے فی لفظ باعتبار اسکے جانے کے اول بار اگرچہ بعد ازاں زندہ ہوا یا باعتبار قصد ذبح کرنے اسکے کے اگرچہ مذبوح کیا گیا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مراد شہادت سے
حاضر ہونا اور گواہی دینا ہو نزدیک حق تعالے کے (وَعَنْ اُمِّ شَرِيْكٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَفِرَّنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَّالِ حَتّٰى يَلْحَقُوْا بِالْجِبَالِ قَالَتْ
اُمُّ شَرِيْكٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ قَالَ هُمْ قَلِيْلٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ام شریک سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے البتہ بھاگینگے
لوگ دجال سے یہانتک کہ پہونچینگے پہاڑوں پر کہا ام شریک نے کہا میں نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس کہاں ہونگے عرب اس دن فی لفظ
فاین میں ف جزا ہے شرط محذوف کی یعنے جب یہ حال ہوگا لوگوں کا تو پس کہاں ہونگے عرب کہ کام انکا جہاد کرنا ہے راہ خدا میں اور دفع کرنا شر و فتنہ کا دین سے
سے فرمایا حضرت نے عرب تھوڑے ہونگے یعنے اسدن پس نہیں قدرت رکھینگے جہاد کی نقل کیا یہ مسلم نے (وَعَنْ اَنَسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُوْدِ اَصْفَهَانَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے انس سے اسنے نقل کی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا پیرو

کرینگے دجال کی یہود اصفہان سے ستر ہزار کہ اُنپر طیلسان ہونگی ف۔ لفظ تبع اس حدیث میں ساتھ زبر بی اور جزم ت اور زیر بے کے ہے یعنے ہمراہ ہونگے اور کہا
ایک شارح نے کہ اتبع جمع ہے یعنے تشدید سے ہے یعنے پیروی کرنے کے اور لفظ اصفہان زیر ہمزہ اور زبر ہمزہ سے بھی اور زیر ف سے نام ہے شہر مشہور کا شہروں عجم
میں سے اور ایک روایت میں شہر کی جگہ نوسے ہے اور صحیح مشہور شہر ہے اور لفظ طیالسہ زبر طا اور زیر لام سے جمع طیلسان کی ہے کہ وہ کپڑا مشہور ہے عرب میں اور عیاض وغیرہ
نے کہ وہ معرب ہے تالسان کا یعنی اصل اسکی تالسان ہے اور بعضے عالموں نے دلیل پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر برائی طیلسان کے اور ساتھ اسکے کہ روایت کی گئی ہے انس سے
کہ انہوں نے ایک جماعت کو دیکھا کہ اُنپر طیلسان تھیں پس کہا انہوں نے گویا کہ یہ مشابہ ہیں ساتھ یہود خیبر کے اور حق یہ ہے کہ اوڑھنا طیلسان کا یعنے ڈھانکنے سر کے
چادر سے سنت ہے چنانچہ ثابت ہو چکا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ سے آئی ہیں اگرچہ ایک وقت میں شعار یہود سے ہوا اور انکار کرنا انس کا اسکو اسی سبب سے ہوگا
یا بسبب اسکے کہ وہ زرد تھا اور محل خلاف کا یہ ہے اوڑھنے طیلسان کے ہے یعنے ڈھانکنے سر کے چادر سے اور ڈالنے کنارہ اسکے کے کندھے پر اور اسکو تقنع اور
قناع بھی کہتے ہیں اور منکر اسکے کہتے ہیں کہ جو کچھ کہ آنحضرت سے اور صحابہ سے ثابت ہوا ہے مخصوص ہے بوقت ضرورت کے ہے کہ بسبب گرمی آفتاب وغیرہ کے اوڑھا ہوا اور
جمہور کے نزدیک علی الاطلاق جائز ہے بلا کراہت چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ ڈھانکنا سر طیلسان سے کہ اوڑھنا چادر کا پہناوا عرب کا ہے اور تقنع پہناوا ایمان کا ہے اور اور
حدیث میں آیا ہے کہ ڈھانکنا سر کا طیلسان سے دن میں فقہ ہے اور رات میں زینت اور حدیث انس میں آیا ہے کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ بہت کرتے تھے
قناع کو اور صحابہ سے بھی تقنع آیا ہے اور آثار و اخبار اس میں بہت ہیں (وَعَنْ اَبِي سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي الدَّجَّالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ اَنْ يَّدْخُلَ نِقَابَ
الْمَدِيْنَةِ فَيَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِيْ تَلِي الْمَدِيْنَةَ فَيَخْرُجُ اِلَيْهِ رَجُلٌ وَّهُوَ خَيْرُ النَّاسِ اَوْ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِيْ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَدِيْثَهٗ فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ اَرَأَيْتُمْ اِنْ قَتَلْتُ هٰذَا ثُمَّ اَحْيَيْتُهٗ هَلْ تَشُكُّوْنَ فِي الْاَمْرِ فَيَقُوْلُوْنَ لَا فَيَقْتُلُهٗ ثُمَّ يُحْيِيْهِ فَيَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ فِيْكَ اَشَدَّ بَصِيْرَةً مِّنِّي الْيَوْمَ فَيُرِيْدُ الدَّجَّالُ
اَنْ يَّقْتُلَهٗ فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے ابو سعید سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آویگا دجال یعنے ظاہر ہوگا دنیا میں یا متوجہ ہوگا جانب
مدینہ کی اور حرام ہے اسپر کہ داخل ہو نقاب مدینہ میں یعنے ممنوع ہوگا اُسپر داخل ہونا مدینہ کی راہوں میں پس اُتریگا بعضی زمین شور میں کہ قریب مدینہ کے ہے پس نکلیگا طرف اُسکے ایک شخص
کہ وہ بہتر ہے لوگوں کا ہوگا یعنے اُس وقت میں یا کہا جملہ بہترین لوگوں کا ہوگا ف۔ یہ شک راوی کا ہے اور پر گذرا کہ وہ خضر علیہ السلام ہونگے بنا بر قول صحیح تر
کے ترجمہ پس کہیگا وہ شخص گواہی دیتا ہوں میں کہ تو وہ دجال ہے کہ خبر دی ہمکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وصف و حال اُسکے کی پس کہیگا دجال یعنے
اُن لوگوں کو کہ اُسکے ساتھ ہونگے خبر دو مجھکو اگر قتل کروں میں اسکو پھر زندہ کروں میں اسکو کیا شک کروگے تم میری شان میں یعنے میرے خدا ہونے میں پس کہینگے لوگ
شک نہ کرینگے ہم ف۔ اگر وہ لوگ اہل شقاوت سے ہونگے کہ گروہ یہود اور تابعدار اُسکے ہونگے تو مراد حقیقت کا انکار ہے والا یہ جواب خوف اور دفع الوقت کے
لیے ہوگا اور ہوسکتا ہے کہ مراد اُنکی البتہ توریہ اور کنایہ ہے کہ نہ شک کرنا اُسکے جھوٹ میں ہو ترجمہ پس قتل کریگا دجال اُسکو اور پھر زندہ کریگا اسکو یعنے اور پوچھیگا اُس
سے یعنے کہ اب بھی یقین کرتا ہے پس کہیگا وہ شخص قسم ہے اللہ کی نہ تھا میں یعنے پہلے اس سے تیرے حق میں قوی تر اور سخت تر ازروے یقین کے اپنے سے جیسا کہ آج ہوں
ف۔ یعنے آج کہ مارا اور جلایا تجھے دیکھا میں نے یقین میرا تیرے جھوٹے ہونے کا قوی تر ہوا بسبب دیکھنے علامت بطلان تیرے کے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے اسکی خبر دی تھی حاصل یہ کہ جیسا آج مجھکو یقین ہوا ہے تیرے بطلان کا ایسا کبھی نہیں ہوا ترجمہ پس چاہیگا دجال کہ قتل کرے اسکو پس نہیں قدرت دجال کو
اُسکے قتل پر ہوگی ف۔ اس میں دلیل ہے اسپر کہ استدراج دجال کا اول ہی ہوگا پھر سلب ہو جائیگا اور وہ نہیں قدرت رکھتا ہوگا اُس چیز پر کہ ارادہ کریگا یہ شان
اللہ ہی کی ہے کہ جو چاہے سو کرے ترجمہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَأْتِي الْمَسِيْحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ هِمَّتُهُ
الْمَدِيْنَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ دُبُرَ اُحُدٍ ثُمَّ تَصْرِفُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَجْهَهٗ قِبَلَ الشَّامِ وَهُنَالِكَ يَهْلِكُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہا آویگا مسیح دجال جانب مشرق سے درحالیکہ قصد اُسکا مدینہ مطہرہ میں آنیکا ہوگا یہانتک کہ اُتریگا پیچھے کوہ اُحد کے کہ تین کوس مدینہ سے ہے پھر یعنے بعد اسکے

قضیہ شخص مذکور کے پھیر دینگے فرشتے منہ اُسکا طرف ولایت شام کے کہ جہاں سے آیا تھا وہین جاویگا ف یعنی اسمین دلیل ہے اسکے بطلان کی اور علامت ہے اُسکے عجز و نقصان
کی کہ اُلٹا پھر جاویگا اور نہین قدرت رکھیگا داخل ہونے کی اُس شہر کی کہ جسمین مدفون ہے سید الوری کا اور ظاہر یہ ہے کہ وہ حرم مکہ مین بطریق اولی نہین داخل ہوگا تو جسم اور وہان
یعنے شام مین ہلاک ہوگا دجال یعنے جیسا کہ گذرا ہے باب لُد پر کہ شام کے قریون مین سے ہے اُسکو مارینگے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَدْخُلُ الْمَدِیْنَۃَ رُعْبُ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ لَہَا یَوْمَئِذٍ سَبْعَۃُ اَبْوَابٍ عَلٰی کُلِّ بَابٍ مَلَکَانِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہے ابی بکرہ سے اُنہنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے کہ فرمایا نہین داخل ہوگا اہل مدینہ پر خوف دجال کا مدینہ کے اُس دن کہ دجال آویگا سات دروازے ہونگے یعنے راہین یا مراد دروازے قلعہ کے ہین اُسوقت مین
ہر دروازے پر دو فرشتے ہونگے کہ روکینگے اُسکو داخل ہونے سے نقل کی یہ بخاری نے ف کہا سیوطی نے کہ یہ جو مشہور ہوا ہے زبانون پر کہ جبرئیل نہین اُترتے زمین پر
بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسکی کچھ اصل نہین اور دلیل اسکے بطلان کی وہ روایت ہے کہ نقل کی طبرانی نے کہ جبرئیل حاضر ہوتے ہین وقت مرنے ہر مومن
کے کہ ہو باوضو طہارت سے اور روایت کی ابونعیم نے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گذریگا دجال مدینہ پر پس ناگہان وہ دیکھیگا ایک مخلوق عظیم سے پس کہیگا
کہ تو کون ہے وہ کہیگا مین جبرئیل ہون کہ بھیجا ہے مجھکو خدا نے تاکہ روکون تجھکو حرم رسول اُسکے سے (وَعَنْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ قَیْسٍ قَالَتْ سَمِعْتُ مُنَادِیَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
یُنَادِیْ اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ فَخَرَجْتُ اِلَی الْمَسْجِدِ فَصَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضٰی صَلٰوتَہٗ جَلَسَ عَلَی الْمِنْبَرِ وَہُوَ یَضْحَکُ فَقَالَ لِیَلْزَمْ کُلُّ اِنْسَانٍ مُصَلَّاہُ ثُمَّ قَالَ
ہَلْ تَدْرُوْنَ لِمَ جَمَعْتُکُمْ قَالُوا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ اِنِّیْ وَاللّٰہِ مَا جَمَعْتُکُمْ لِرَغْبَۃٍ وَلَا لِرَہْبَۃٍ وَلٰکِنْ جَمَعْتُکُمْ لِاَنَّ تَمِیْمَا الدَّارِیَّ کَانَ رَجُلًا نَصْرَانِیًّا فَجَاءَ وَاَسْلَمَ وَحَدَّثَنِیْ حَدِیْثًا
وَافَقَ الَّذِیْ کُنْتُ اُحَدِّثُکُمْ عَنِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ حَدَّثَنِیْ اَنَّہٗ رَکِبَ فِیْ سَفِیْنَۃٍ بَحْرِیَّۃٍ مَعَ ثَلٰثِیْنَ رَجُلًا مِنْ لَخْمٍ وَجُذَامٍ فَلَعِبَ بِہِمُ الْمَوْجُ شَہْرًا فِی الْبَحْرِ فَاَرْفَئُوْا اِلٰی جَزِیْرَۃٍ حِیْنَ تَغْرُبُ
الشَّمْسُ فَجَلَسُوْا فِیْ اَقْرُبِ السَّفِیْنَۃِ فَدَخَلُوا الْجَزِیْرَۃَ فَلَقِیَتْہُمْ دَابَّۃٌ اَہْلَبُ کَثِیْرُ الشَّعْرِ لَا یَدْرُوْنَ مَا قُبُلُہٗ مِنْ دُبُرِہٖ مِنْ کَثْرَۃِ الشَّعْرِ فَقَالُوْا وَیْلَکِ مَا اَنْتِ فَقَالَتْ اَنَا الْجَسَّاسَۃُ
اِنْطَلِقُوْا اِلٰی ہٰذَا الرَّجُلِ فِی الدَّیْرِ فَاِنَّہٗ اِلٰی خَبَرِکُمْ بِالْاَشْوَاقِ) اور روایت ہے فاطمہ بنت قیس سے کہا سنا مین نے پکارنے والے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن کو کہ پکارتا تھا کہ
نماز جمع کرنیوالی ہے ف یہ کلمہ واسطے طلب اور ترغیب نماز کے کہا کرتے ہین تا لوگ آوین اور جمع ہون جیسے کہ کسوف اور خسوف کی نماز کے لیے زمانہ شریف
مین کہتے تھے پس آنکلی مین طرف مسجد کے پس نماز پڑھی مین نے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ف یعنے نفل یا فرض اور شاید کہ [illegible]
یا ہوا رات مین تھا پس جب نماز پڑھ چکے آنحضرت بیٹھے منبر پر اس حالت مین کہ وہ ہنستے تھے یعنے مسکراتے تھے [illegible] پس فرمایا چاہیے کہ لازم پکڑے
ہر آدمی جگہ اپنی نماز کی یعنے جہان نماز پڑھی ہے وہین بیٹھا رہے اُٹھے نہین پھر فرمایا کیا جانتے ہو تم کہ کیون جمع کیا مین نے تمکو [illegible] کہ خدا اور رسول اُسکا
دانا تر ہے فرمایا تحقیق مین نے قسم اللہ کی نہین جمع کیا تمکو واسطے امر مرغوب فیہ کے یعنے کچھ دینے کے لیے اور نہ واسطے امر دہشت ناک کے یعنے [illegible] سے ڈرانے کے
لیے ولیکن جمع کیا ہے مین نے تمکو اسلیے کہ تمیم داری تھا مرد نصرانی پس آیا اور مسلمان ہوا اور بیان کی مجھسے ایک خبر کہ موافق پڑی اُس چیز سے کہ خبر دیتا تھا مین تمکو ساتھ
اُسکے مسیح دجال سے ف یعنے چاہا مین نے کہ سنواؤن تمکو خبر تمیم داری کی تا موجب زیادتی یقین تمہارے کے ہو اور خبر معتبر مین معائنہ کے ہے [illegible] خبر دی مجھکو داری
نے کہ وہ سوار ہوا کشتی دریائی مین ف یعنے جنگل کی کشتی مین یہ احتراز ہے اونٹ سے کہ وہ سفینۃ البر کہلاتا ہے اور بعضون نے کہا یعنے بڑی کشتی دریا کی مین چھوٹی
کشتی نہر کی مین تھا ساتھ تیس شخصون کے لخم اور جذام سے ف لخم بزبر لام اور سکون خ معجمہ سے نام قبیلہ کا ہے اور جذام بضم جیم اور ذال معجمہ سے بھی قبیلہ ہے تھا
پس بازی کی ساتھ اُن کشتی کے سوارون کے موج نے ایک مہینے تک دریا مین ف یعنے پھینکا اُنکو موج نے [illegible] مقصود مین اسلیے کہ سبب اُس فعل کو
کہتے ہین کہ اسمین فائدہ اور کوئی غرض مفید مقصود کے نہو [illegible] پس نزدیک لے گئے کشتی کو طرف ایک جزیرہ کے وقت غروب آفتاب کے پس بیٹھے [illegible]
چھوٹی کشتیون مین کہ ہمراہ بڑی کشتی کے تھین ف اقرب بفتح ہمزہ اور ضم راء [illegible] جمع ہے قارب کی [illegible] چھوٹی کشتی [illegible] بڑی کشتی
ہوتی ہے مانند کوتل گھوڑے کے تا اسمین بیٹھکر حاجت روائی کنارے سے کرین تھے پس داخل ہوئے جزیرہ مین ف [illegible]

ست پس ملا اُنسے ایک چارپایہ بالون والا کہ بہت تھے بال نہین جانتے تھے لوگ آگا اسکا پیچھے اسکے سے یعنے تمیز نہین کرسکتے تھے آگا اسکا کونسا ہی اور پیچھا کونسا یہ سبب
کثرت بالون کے کہا انھون نے یعنی از راہ تعجب کے واسطے ہی تجکو کون ہو تو اور کیا ہی ماہیت تیری جن ہی یا انسان کہا اُسنے مین ہون جاسوسی کرنیوالا فت یہ نام اُسکا
اسلیے ہوا کہ خبرین دجال کو پہونچاتا تھا اور قرآن شریف مین جو دابۃ الارض ذکر کیا گیا ہی وہ یہی ہی ست چلو تم طرف اس شخص کے کہ دیر مین ہی فت لفظ دیر زبر دال
اور جزم ی سے عبادت گاہ نصاری اور کتاب مغرب مین کہا صومعہ راہب اور یہان مراد محل ہی ست اسلیے کہ وہ طرف سننے خبرون تمہاری کے بہت شوق
رکھتا ہی قال لما سمت لنا رجلا فرقنا منها ان تكون شيطانة قال فانطلقنا سراعا حتى دخلنا الدير فاذا فيه اعظم انسان رأيناه قط خلقا واشده وثاقا مجموعة يداه الى
عنقه ما بين ركبتيه الى كعبيه بالحديد قلنا ويلك ما انت قال قد قدرتم على خبري فاخبروني ما انتم قالوا نحن اناس من العرب ركبنا في سفينة بحرية فلعب بنا البحر شهرا
فدخلنا الجزيرة فلقيتنا دابة اهلب فقالت انا الجساسة اعمدوا الى هذا في الدير فاقبلنا اليك سراعا فقال اخبروني عن نخل بيسان هل تثمر قلنا نعم قال اما انها
يوشك ان لا تثمر قال اخبروني عن بحيرة الطبرية هل فيها ماء قلنا هي كثيرة الماء قال ان ماءها يوشك ان يذهب قال اخبروني عن عين زغر هل في العين ماء وهل يزرع
اهلها بماء العين قلنا نعم هي كثيرة الماء واهلها يزرعون من مائها کہا تمیم نے جب ذکر کیا اور بیان کیا اُسنے ہمارے لیے ایک شخص کا ڈرے ہم اس سے بسبب مکروہ
جاننے اُسکے کہ ہو وہ شیطان بلباس انسان کہا تمیم نے پس چلے ہم جلدی یہان تک کہ داخل ہوے دیر مین پس ناگہان اسمین بزرگ تر اور دہشتناک تر پایا وہ
ہی آدمیون کا کہ دیکھا ہو ہمنے اسکو زمانہ ماضی مین از روے خلقت کے فت لفظ رایناہ صفت انسان کی ہی احتراز ہی اُس شخص سے کہ نہین دیکھا اور بعضون نے
اسکا ترجمہ یون کیا ہی کہ نہین دیکھا ہمنے پہلے اس سے ایسا شخص تمام پیدایش مین ست اور خوب مضبوط بندھا ہوا اور حال یہ کہ جکڑے ہوے ہین ہاتھ اُسکے طرف
گردن اُسکی کے درمیان گھٹنون اُسکے کے ٹخنون تک بندھے ہوے ساتھ لوہے کے کہا ہمنے یعنی از راہ تعجب کے واسطے تجکو کون ہو تو کہا اُسنے تحقیق قدرت پائی تمنے میری
خبر پر یعنی پس نہین چھپاؤنگا مین اسکو تمسے کہ دونگا حال اپنا پس خبر دو مجکو یعنے پہلے اپنے حال کی اور اُس چیز کی کہ پوچھون مین اسکو تمسے پس کون ہو تم اور کیا حال ہی
تمہارا کہا انھون نے ہم آدمی ہین عرب سے کہ سوار ہوے ہم کشتی دریائی مین پس طوفان مین ڈالا ہمکو دریا نے مہینا بھر پس داخل ہوئے ہم اس جزیرہ مین پس
ملا ہمسے ایک جانور بالون والا پس کہا مین ہون جاسوس قصد کرو تم اور جاؤ طرف اس شخص کے کہ دیر مین یعنے بڑے محل مین ہی پس آئے ہم طرف تیرے جلدی پس کہا
اس شخص نے خبر دو مجکو کھجور کے درختون بیسان کے سے آیا میوہ لاتے ہین فت بیسان زبر ب اور جزم ی سے نام ہی ایک بستی کا شام مین اور اور ایک موضع کا یمامہ
مین اور مشارق الانوار مین کہا کہ بیسان حدیث جساسہ مین حجاز کے شہرون مین سے ہی اور دوسرا بیسان بلاد شام مین ہی ست کہا ہمنے ہان کہا اُسنے آگاہ ہو تحقیق
وہ درخت کھجور بیسان کے نزدیک ہی کہ نہ میوہ لاوین یعنے اشارہ کیا کہ قیامت قریب قائم ہوگی کہا اُسنے خبر دو مجکو بحیرہ طبریہ سے آیا ہی اُسمین پانی فت بحیرہ تصغیر ہی
بحر کی یعنے چھوٹا سا دریا اور طبریہ زبر طا اور ب سکون سے کہ ایک قصبہ ہی اردون سے اور طبرانی کہ امام حدیث سے ہین منسوب اسی کی طرف ہین ست کہا ہمنے وہ بہت
پانی رکھتا ہی کہا تحقیق پانی اُسکا نزدیک ہی کہ جاتا رہے اور خشک ہو جاوے کہا اُسنے کہ خبر دو مجکو چشمہ زغر کے سے آیا ہی اس چشمہ مین پانی اور آیا کھیتی کرتے ہین اہل اُسکے
ساتھ پانی چشمہ کے کہا ہمنے ہان وہ چشمہ بہت پانی رکھتا ہی اور اہل اسکے زراعت کرتے ہین اُسکے پانی سے فت زغر پیش زا اور زبر غ بروزن زفر کے ایک شہر ہی شام مین کم
روئیدگی ہوتی ہی وہان قال اخبروني عن نبي الاميين ما فعل قلنا قد خرج من مكة ونزل يثرب قال اقاتله العرب قلنا نعم قال كيف صنع بهم فاخبرناه انه قد ظهر على
من يليه من العرب واطاعوه قال اما ان ذلك خير لهم ان يطيعوه واني مخبركم عني اني انا المسيح واني يوشك ان يؤذن لي في الخروج فاخرج فاسير في الارض
فلا ادع قرية الا هبطتها في اربعين ليلة غير مكة وطيبة هما محرمتان علي كلتاهما كلما اردت ان ادخل واحدا منهما استقبلني ملك بيده السيف صلتا يصدني عنها وان
على كل نقب منها ملائكة يحرسونها قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وطعن بمخصرته في المنبر هذه طيبة هذه طيبة هذه طيبة يعني المدينة الا هل كنت حدثتكم ذلك فقال
الناس نعم الا انه في بحر الشام او بحر اليمن لا بل من قبل المشرق ما هو واومأ بيده الى المشرق رواه مسلم کہا اُسنے خبر دو مجکو امیون کے سے یعنی عرب کے سے

کہ کیا کیا فتنے یہ از راہ طعن کے کہا کہ حضرت خاص عرب ہی کے نبی ہیں جیسے کہ گمان کرتے تھے بعضے یہود یا تعریض ہے ان یہودیوں سے ساتھ مبعوث ہونے حضرت کے
ناوانوں اور جاہلوں پر پس کہا تمیم نے تحقیق وہ نکلے ہیں مکہ سے اور ہجرت کی اس نے طرف شہر یثرب کے کہ نام قدیم مدینہ کا ہے پس کہا کیا لڑے ہیں انسے عرب کہا تمیم نے ہاں کہا کیا
معاملہ کیا انہوں نے عرب سے پس خبر دی تمیم نے اسکو کہ وہ غالب آئے اوپر ان کے کہ نزدیک ہیں انکے عرب میں سے اور اطاعت کی انہوں نے انکی کہا اس نے آگاہ
ہو تحقیق یہ بہتر ہے انکے لیے یعنی اطاعت کرنی انکی حضرت کے یہ فرمانا بلفظ ان لیطیعوہ بیان ہے ذلک کا اور یہ اقرار کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصلتوں کا تھا از راہ
اضطرار کے اور یہ سبب اسکے کہ نہ تھی اسکو اس وقت میں کچھ غرض بیچ ظاہر کرنے کفر کے اور انکار کرنے دین کے پس پوشیدہ رکھا کفر جو مراد اسکی تھی خبر دیتا ہوں
اور تحقیق میں خبر دیتا ہوں تمکو اپنے حال سے تحقیق میں مسیح ہوں یعنی دجال ہوں اور میں قریب ہے کہ اذن دیا جاوے مجھکو نکلنے کا پس نکلوں پھر سیر کروں زمین میں پس نہ چھوڑوں
کوئی بستی مگر کہ داخل ہوں میں اسمیں بیچ چالیس رات کے سوائے مکہ اور مدینہ کے حرام کیے گئے ہیں وہ دونوں مجھ پر یعنی منع کیا گیا ہے مجھکو داخل ہونا ان دونوں میں جب
کیا سبب منع کا جب ارادہ کرونگا میں کہ داخل ہوں ایک میں ان دونوں میں سے سامنے آویگا میرے فرشتہ کہ اسکے ہاتھ میں تلوار ہوگی ننگی روکیگا مجھکو اس سے اور
تحقیق اوپر ہر راہ کے ان ہر ایک میں سے فرشتے ہیں کہ نگہبانی کرتے ہیں انکی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت میں کہ مارا عصا اپنا منبر پر یہ ہے طیبہ یہ ہے طیبہ یہ ہے طیبہ
مراد رکھتے تھے حضرت مدینہ منورہ کو جو کہ مطابق ہوئی خبر جو حضرت نے فرمائی تھی کہ دجال کو انکی خبر دیا کرتے تھے تین بار فرمایا حضرت نے کلام مذکور سبب خوشی کے اور ظاہر کرنے کے
واسطے تاکید کے کہ تمام مواضع میں سے آگاہ ہو کیا تھا میں کہ خبر دیتا تھا تمکو یعنی قبل اس بات کے اور مطابق اس خبر کے پس کہا لوگوں نے ہاں آپ خبر دیتے تھے آگاہ ہو تحقیق وہ
دجال بیچ دریائے شام کے ہے یا دریائے یمن کے نہ بلکہ جانب مشرق سے نکلیگا وہ اور اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے طرف مشرق کے نقل کی مسلم نے قول حضرت کا بلفظ ما ہو
ہو تاکید ہیں اور چونکہ حق تعالیٰ نے قیامت کے قائم ہونے کو مبہم رکھا ہے اور ساتھ تعیین کے خبر نہیں دی اور اوقات ظاہر ہونے علامتوں اسکی کو بھی تعیین نہیں کیا اگر حضرت
نے بھی مکان دجال کے بند کرنیکا ان تین مکانوں میں متردد اور مبہم رکھا اور ظاہر ہے کہ آخر انکے میں اور وقت تعیین نہیں فرمایا سو اسکا کہ اس جانب میں ہے یہ
مخصوص ہے کہ پس یہ ہے یعنی نفی واقع الاول کا اور اثبات تیسرے کا اور احتمال ہے کہ تردید درمیان ان جگہوں کے سبب انتقال اسکے کے ہو بعض سے طرف بعض کے
واللہ اعلم اور بلکہ جانب مشرق کہا تورپشتی نے احتمال کیا ہے کہ یہ خبر ہوئی اس جانب میں ہے یا نکلیگا اس سے کہا اشرف نے ہو سکتا ہے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
رکھتے تھے دجال کی جگہ میں اور تھا حضرت کے گمان میں یہ کہ ان تین جگہوں میں سے کسی نہ کسی جگہ میں ہے پس جگہ ذکر کیا دریائے شام اور دریائے یمن کا یقین حاصل ہوا
حضرت کو سبب وحی کے یا ظن غالب ہوا حضرت کو کہ وہ جانب مشرق کے ہے پس نفی کی پہلے دونوں جگہوں کی اور اضراب کیا انسے اور ثابت کی تیسری جگہ (وعن
عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ارانی اللیلۃ عند الکعبۃ فرأیت رجلا آدم کاحسن ما انت راء من ادم الرجال لہ لمۃ کاحسن ما انت راء
من اللمم قد رجلہا فہی تقطر ماء متکئا علی عواتق رجلین یطوف بالبیت فسألت من ہذا فقالوا ہذا المسیح ابن مریم قال ثم اذا انا برجل جعد قطط اعور العین الیمنی کان
عینہ عنبۃ طافیۃ کاشبہ من رأیت من الناس بابن قطن واضعا یدیہ علی منکبی رجلین یطوف بالبیت فسألت من ہذا فقالوا ہذا المسیح الدجال متفق علیہ
وفی روایۃ قال فی الدجال رجل احمر جسیم جعد الراس اعور عین الیمنی اقرب الناس بہ شبہا ابن قطن) اور روایت ہے عبد اللہ بن عمر سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ دکھایا میں نے اپنے تئیں یعنی خواب میں یا از راہ مکاشفہ کے آج کی رات نزدیک کعبہ کے پس دیکھا میں نے ایک شخص گندم گون کو مانند بہتر
اس چیز کے کہ تو دیکھتا ہے گندم گون مردوں میں سے واسطے اسکے بال ہیں یعنی نزدیک کندھے کے مانند بہتر اس چیز کے کہ تو دیکھنے والا ہے بالوں مذکورہ سے
تحقیق کنگھی کی ہے اسنے آپ کو پس ان بالوں میں سے ٹپکتا ہے پانی فرمانا احتمال ہے کہ مراد پانی سے یا تو وہ پانی ہو کہ اس سے کنگھی بھگو کر کرتے ہیں یا کنایہ ہو نہایت
پاکیزگی اور تازگی سے اس حال میں کہ تکیہ کیے ہوئے ہے اوپر مونڈھوں دو شخصوں کے طواف کرتا ہے خانہ کعبہ کا پس پوچھا میں نے یعنی طواف کرنیوالوں
سے یا ملائکہ سے کہ کون ہے یہ پس کہا انہوں نے یہ ہے مسیح بیٹا مریم کا فرمایا آنحضرت نے پھر ناگہاں میں گذرا ایک شخص پر کہ ہوئے بالوں والے پر پیچ

بال کانا داہنی آنکھ سے گویا کہ آنکھ اسکی انگور ہی پھولا ہوا سے نور قریش کہا ہو قاضی عیاض نے کہ داہنی آنکھ سپاٹ ہو گی اور بائیں میں ٹینٹ ہو گا پھولا ہوا ہے سو
مشابہ ان لوگون میں سے کہ دیکھے ہیں مین نے ساتھ ابن قطن کے قبیلہ یعنی عبد العزی ابن قطن یہودی کہ ذکر اسکا اوپر گذرا اور کاف لفظ کانّ تشبیہ میں زائد ہی
سوا اللہ کے لیے اور شاید کہ وجہ تشبیہ کی باعتبار بعض وجوہ کے ہو کہ آنکھ آئی ہو یا باعتبار آنکھ کے تشبیہ کے اس حال میں کہ رکھے ہوئے ہو دونوں ہاتھ اپنے دو شخصون
کے دونوں مونڈھوں پر طواف کرتا ہو خانہ کعبہ کا پس پوچھا مین نے کہ کون ہی یہ شخص کہا لوگون نے یہ مسیح دجال ہی فرمانا ظاہر یہ ہی کہ مراد دو شخصون سے وہ ہین کہ
مددگار ہونگے اسکے باطل پر اسکا امر ان سے جیسے کہ مراد پہلے دو شخصون سے وہ ہین کہ مددگار ہونگے حضرت عیسی کے حق پر اور شاید کہ وہ دونوں خضر اور مہدی ہونگے
انکے بازو ان میں سے اور یہان ایک اشکال وارد ہوتا ہی کہ دجال کافر ہی اسکو طواف سے کیا کام جواب اسکا یہ دیا ہو علما نے کہ یہ بات کے مکاشفات سے ہی خواب
میں تعبیر اسکی یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا گیا کہ ایک روز ہوگا کہ عیسی علیہ السلام گرد دین کے پھرینگے واسطے قائم کرنے کے اور درستی کرنے خلل فساد
اسکے اور دجال بھی پھریگا گرد دین کے بقصد خلل اور فساد ڈالنے کے دین میں کذا قال الطیبی جاننا چاہیے کہ قریش جاہلیت میں طواف کرتے تھے پہلے اس سے
کہ منع کیے جاوین قریب ہونے سبب حرام کے سے اگر دجال بھی طواف کرتا ہو تو کیا اشکال ہی اور یہ بھی ہی کہ یہان سے جائز ہونا طواف کافر کا خارج میں نہیں لازم
آتا اور نہی مشرک کی طواف سے خارج میں ہی فافہم سند نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور ایک روایت میں ہی کہ فرمایا آنحضرت نے دجال کے حق میں کہ وہ شخص ہی سرخ
جسیم پیچیدہ ہین بال اسکے سر کے کانا داہنی آنکھ کا بہت نزدیک لوگون میں ساتھ اسکے از روے مشابہت کے ابن قطن ہی (وذکر حدیث ابی ہریرۃ لا تقوم الساعۃ
حتی تطلع الشمس من مغربہا فی باب الملاحم وسنذکر حدیث ابن عمر قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الناس فی باب قصۃ ابن صیاد ان شاء اللہ تعالی)
اور ذکر کی گئی حدیث ابی ہریرہ کی کہ سر اسکا یہ ہی لا تقوم الساعۃ حتی تطلع الشمس من مغربہا بیچ باب ملاحم کے اور ذکر کرینگے ہم حدیث ابن عمر کی کہ سر اسکا یہ ہی قام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الناس بیچ باب قصہ ابن صیاد کے اگر چاہیگا اللہ تعالی الفصل الثانی فصل دوسری (عن فاطمۃ بنت قیس فی
حدیث تمیم الداری قالت قال فاذا انا بامرأۃ تجر شعرہا قال ما انت قالت انا الجساسۃ اذہب الی ذلک القصر فاتیتہ فاذا رجل یجر شعرہ مسلسل فی الاغلال ینزو
فیما بین السماء والارض فقلت من انت قال انا الدجال رواہ ابو داود) روایت ہی فاطمہ بنت قیس سے بیچ حدیث تمیم داری کے کہ ساتھ روایت مسلم کے
گذری بجائے فلقیتم دابۃ اہلب کے بیچ روایت ابی داود کے فاطمہ مذکورہ سے یون آیا ہی کہ کہا فاطمہ نے کہ کہا تمیم داری نے پس ناگہان میں گذرا ایک عورت
پر کہ کھینچتی ہو بال اپنے یعنی یہ کنایہ ہی درازی بالون اسکے سے کہا تمیم نے کون ہی تو کہا اسنے میں ہون جاسوسی کرنے والی کہ خبرین پہونچاتی ہون دجال کو جا طرف اس
محل کے کہ دیکھتا ہو تو پس آیا میں اس محل میں پس ناگہان اس محل میں ایک شخص ہی کہ کھینچتا ہی بال اپنے بندھا ہوا ہی زنجیرون میں ساتھ طوقون کے کودتا ہی درمیان
آسمان و زمین کے پس کہا میں نے کون ہی تو کہا میں دجال ہون نقل کی یہ ابو داود نے ف جاننا چاہیے کہ مخالفت کہ اس حدیث میں اور اوپر کی حدیث میں
واقع ہوئی ہی یہ ہی کہ وہان جساسہ کو دابہ کہا کہ عرف عام میں چارپایہ کو کہتے ہیں اور یہان عورت کہا اسکا جواب کئی طرح پر کہا ہی ایک تو یہ کہ شاید دجال کے دو جاسوس ہون
ایک دابہ اور دوسری عورت اور یا یہ کہ دابہ اصل لغت میں بمعنی ہلنے والے یعنی چلنے والے کے ہی زمین پر اور تخصیص ساتھ چارپایہ کے بسبب عرف عام کے ہی
اور قرآن مجید میں استعمال دابہ کا بمعنی لغت کے بہت آیا ہی مانند وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا وغیرہ کے اور یہ معنی شامل ہین عورت کو اور یہ احتمال
رکھتا ہی کہ جساسہ شیطان ہو کہ کبھی بصورت چارپایہ کے ہو گیا ہو کبھی بصورت عورت کے اسلیے کہ شیطان بنجاتا ہی جس صورت میں کہ چاہتا ہی اور یہ احتمال قریب تر اور وجیہ تر
ہی والا تجسس عالم کے خبرون کی دابہ سے یا عورت سے بعید ہی مگر یہ کہ مراد جہازون کی خبرین ہون کہ اس نواحی میں گذرتے تھے اور مخالفت ان دونون حدیثون
میں اس وجہ کر بھی ہی کہ سائل اور مخاطب مسلم کی حدیث میں جماعت ہی کہ تمیم داری انکے بیچ تھی اور اس حدیث میں سوال و جواب مخصوص ساتھ تمیم داری کے رکھا
اور تطبیق اسکی یہ ہی کہ سائل جماعت ہو اور چونکہ تمیم داخل تھے انمین نسبت سوال کی طرف انکے جائز ہو یا سائل تمیم ہون اور نسبت اسکی طرف جماعت کے بھی

واسطے ہو لیکن جب ایک شخص جماعت میں سے کچھ کام کرتا ہو تو کبھی نسبت اسکی طرف جماعت کے کرتے ہیں جیسے کہتے ہیں قتلہ بنو فلان یعنی ایک مارا ہو اور
نسبت جماعت کی طرف کرتے ہیں ۔ وعن عبادة بن الصامت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اني حدثتكم عن الدجال حتى خشيت ان لا تعقلوا ان المسيح
الدجال قصير افحج جعد اعور مطموس العين ليست بناتئة ولا جحراء فان البس عليكم فاعلموا ان ربكم ليس باعور رواه ابو داؤد اور روایت ہے عبادہ بن صامت
سے انہوں نے نقل کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا تحقیق میں نے بیان کیا تمسے حال دجال کا یہانتک کہ ڈرا میں یہ کہ نہ سمجھو تم فرمایا یعنی جو کچھ کہ بیان
کیا ہے میں نے تمسے دجال کے حق میں یا بھول جاؤ اسکو بسبب کثرت اس چیز کے کہ کہی ہے میں نے اسکے حق میں کہا طیبی نے کہ حتی غایت ہے حدثتکم کی یعنی بیان کیے
میں نے تمسے حدیثیں [illegible] یہانتک کہ ڈرا میں کہ شاید نہ سمجھو حقیقت حال اسکی اور مشتبہ ہو تم پر حال اسکا پس چاہیے کہ سمجھو اور مشتبہ نہو تم پر حال اسکا یہانتک
بیان کیا حال اسکا تجھیں ساتھ قول اپنے کے تحقیق مسیح دجال پست قد ہے فرمایا ظاہر یہ مخالف ہے اوپر کی روایت کے کہ وہ اعظم انسان ہے اور وجہ تطبیق
کی یہ ہو کہ بعید نہیں ہے یہ کہ وہ ٹھگنا بھی مرد ہو اور مثل عظیم الخلقت ہو اور یہ مناسب ہے واسطے ہونے اسکے کے کثیر الفتنہ یا عظمت مراد ہے [illegible] اور
بعضوں نے کہا کہ احتمال رکھتا ہے کہ اللہ تعالے تغیر کرے اسکو وقت خروج کے کہ اسوقت ٹھگنا ہو جاوے پھٹا ہے فرمایا افحج ساتھ تقدیم جیم کے اسکو
کہتے ہیں کہ جسکے پاؤں کے چلنے میں نزدیک نزدیک پنجے ہیں اور ایڑیاں دور اور پنڈلیاں جدی کذا قال الشارح اور مثل اسکے قاموس میں لکھا ہے اور نہایہ میں ہے کہ فحج دوری
ہونا ہے دونوں رانوں کے نتھرتے ہوئے بال کا کانا یعنی ایک آنکھ سے مٹا ہوا آنکھ کا یعنی سپاٹ دہوا ہو دوسری آنکھ نہیں ہے آنکھ اسکی پھولی ہوئی اور نکلی
ہوئی فرمایا جحراء خفیفہ کو کہتے ہیں واسطے ثابت کرنے آنکھ کی پھولی کے اور یہ منافی نہیں ہے اسکے کہ دوسری آنکھ پھولی ہو مانند دانہ انگور کے جیسا تحقیق اسکی اوپر
گذر چکی ہے واللہ اعلم پس اگر مشتبہ ہو تم پر فرمایا یعنی اسکے حال میں شبہ راہ پاوے بسبب بھول جانے حال اسکے کے کہ بیان کیا ہیں نے تمسے یا اگر
ہو ظاہر اسکا دعوی الوہیت میں بسبب امور خوارق عادات کے تو تم پس جان لو اور یہی مقدمہ مختصر رکھو کہ پروردگار تمہارا نہیں ہے کانا نقل کی یہ ابو داؤد نے
فرمایا یعنی اول جو واجب ہے تمپر پہچاننی صفات ربوبیت سے تو یہ ہے کہ پاک جانو اسکو حدوث وعیوب سے خصوصا نقائص ظاہرہ سے وعن ابی عبیدة بن الجراح
قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول انه لم يكن نبي بعد نوح الا قد انذر الدجال قومه واني انذركموه فوصفه لنا قال لعله سيدركه بعض من رآني
او سمع كلامي قالوا يا رسول الله فكيف قلوبنا يومئذ قال مثلها يعني اليوم او خير رواه الترمذي وابو داؤد اور روایت ہے ابو عبیدہ بن جراح سے کہا
کہ سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے تحقیق شان یہ ہے کہ نہیں گذرا کوئی نبی بعد نوح کے مگر تحقیق کہ ڈرایا ہے اس نبی نے دجال سے [illegible] کو
فرمایا اوپر گذر چکا ہے کہ حضرت نوح نے بھی ڈرایا ہے اس سے اپنی قوم کو پس مراد بعد نوح سے بعد انذار نوح ہے نہ بعد از وجود نوح سے اور تحقیق میں ڈراتا ہوں
تمکو اس سے یعنی ساتھ بیان کرنے وصف اسکے کے بخوف تلبیس و مکر اسکے کے پس بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حال دجال کا یعنی بعض حال اسکا
واسطے ہمارے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شاید کہ نزدیک ہو کہ پاوے اسکو بعض ان لوگوں میں سے کہ دیکھا ہے مجھکو فرمایا یعنی پہنچ [illegible] اسکے کے
جلدی اور بعضوں نے کہا کہ دلالت کرتی ہے یہ اوپر ابقاء خضر کے جیسا کہ [illegible] انہوں نے کلام میرا فرمایا یعنی پہنچی ہو انکو خبر اسکی میں نے دی ہے اگرچہ بعد
زمانہ دراز کے ہو یعنی وجود اور خروج اسکا محقق ہے اور وقت اسکا مبہم اگر ایسا ہو کہ بعضے میرے صحابیوں نے پایا فبہا والا اور کہ بعد انکے آوینگے البتہ دیکھینگے
اور چونکہ خبر میری کہ اسکے حال سے دی ہے سنی ہے چاہیے کہ اپنے یقین پر رہیں [illegible] کہا صحابہ نے یا رسول اللہ پس کیسے ہونگے دل ہمارے اس دن کہ پاوینگے ہم
اسکو فرمایا جیسے کہ ہیں دل تمہارے آج کے دن یا بہتر اس سے ہوں فرمایا یعنی جسکا ایمان ثابت و مستقیم ہے دل اسکا ثابت ہے اور کچھ اندیشہ نہیں جیسا کہ اب منکر ہے
اسکا اس روز بھی منکر ہوگا بلکہ منکر تر کہ بالمعائنہ احوال اسکا دیکھیگا نقل کی یہ ترمذی اور ابو داؤد نے وعن عمرو بن حريث عن ابي بكر الصديق قال حدثنا
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الدجال يخرج من ارض بالمشرق يقال لها خراسان يتبعه اقوام كان وجوههم المجان المطرقة رواه الترمذي اور روایت ہے عمرو بن

حدیث ہے کہ نقل کی ابی بکر صدیق سے کہا خبر دی ہمکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال نکلیگا ایک زمین سے کہ مشرق مین ہی کہا جاتا ہی اوسکو خراسان کہ نام
شہر کا ہی بلاد ماورا النہر سے اور بلدان عراق سے ساتھ ہونگی اوسکے کتنی قومین گویا چہرے انکے سپرین ہین تہ بتہ کیے ہوئے نقل کی یہ ترمذی نے ف یعنی
چہرے انکے چوڑے ہونگے اور رخسارے انکے پھولے ہوئے مانند سپر کے اور تحقیق لفظ مطرقہ کی کتاب الفتن مین ہو چکی ہی (وعن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من سمع بالدجال فلینأ منہ فواللہ ان الرجل لیأتیہ وھو یحسب انہ مؤمن فیتبعہ مما یبعث بہ من الشبہات رواہ ابو داود) اور روایت ہی عمران
بن حصین سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص سنے خبر نکلنے دجال کی پس چاہیے کہ دور رہے اوس سے اسلیے کہ دور رہنا اسکے شر و آسیب و رنج
سے اچھا ہوگا فرمایا اللہ تعالی نے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار سے پس قسم ہی اللہ کی تحقیق ایک شخص البتہ آویگا دجال کے پاس اور وہ گمان رکھتا ہوگا کہ مین
مومن ہون پس متابعت کریگا وہ دجال کی اور ایمان لاویگا اسپر ف لفظ فیتبعہ یہان بھی تخفیف سے ہی اور تشدید بھی روی گئی ہی یعنی اطاعت کریگا اسکی سبب
سبب ان چیزون کے کہ بھیجا جاویگا ساتھ ان چیزون کے کہ موجب اشتباہ و التباس کی ہونگی قسم سحر اور زندہ کرنے اموات سے اور مانند انکے استدراجات سے
نقل کی یہ ابو داود نے (وعن اسماء بنت یزید بن السکن قالت قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یمکث الدجال فی الارض اربعین سنۃ السنۃ کالشہر والشہر کالجمعۃ
والجمعۃ کالیوم والیوم کاضطرام السعفۃ فی النار رواہ فی شرح السنۃ) اور روایت ہی اسماء بنت یزید بن سکن سے کہا اسماء نے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
ٹھہریگا دجال زمین مین چالیس برس ف یعنی اوپر گذرا کہ مدت اوسکے ٹھہرنے کی چالیس رات ہوگی اور یہان چالیس برس کہا وجہ تطبیق کی یہ ہی کہ مراد اول
سے ٹھہرنا اسکا ہی ساتھ فتنہ اور قتل و فساد ڈالنے کے اور اس سے مطلق ٹھہرنا ہے برس مانند مہینے کے ہوگا ف یہ محمول ہی جلدی گذر جانے پر اور اوپر جو کہا یوم کسنۃ
وہ محمول ہی نہایت شدت پر یعنی باعتبار شدت کے دراز معلوم ہوگا اور باعتبار جلدی گذر جانے کے کم ہوگا ت اور مہینا مانند ہفتہ کے اور ہفتہ مانند دن کے اور دن مانند
جل جانے شاخ خرما کے خشک کے آگ مین ف یعنی جیسے پتی جلاتے ہین اور آگ بھڑک کر جلدی ٹھنڈی ہو جاتی ہی ایسی ہی وہ دن جلدی سے گذر جائیگا پس معنی
یہ ہین کہ دن مانند ساعت کے ہوگا ت نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ مین (وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتبع الدجال من امتی
سبعون الفا علیہم السیجان رواہ فی شرح السنۃ) اور روایت ہی ابی سعید خدری سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے متابعت کرینگے دجال کی میری امت
مین سے ستر ہزار کہ اوپر ہونگے سیجان کہ قسم چادر سے کی ہی نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ مین ف سیجان زبر سین مہملہ اور جیم ہی سے کہ بعد اسکے جیم ہی جمع ساج کی ہی
جیسے تیجان جمع تاج کی یعنی طیلسان سبز یا سیاہ کے اور مراد امت سے امت اجابت ہی یا دعوۃ او ظاہر تر اخیر ہی ہی اسلیے کہ اوپر گذر چکا ہی کہ وہ یہود اصفہان سے ہونگے
(وعن اسماء بنت یزید قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتی فذکر الدجال فقال ان بین یدیہ ثلث سنین سنۃ تمسک السماء فیہا ثلث قطرہا والارض ثلث نباتہا
والثانیۃ تمسک السماء ثلثی قطرہا والارض ثلثی نباتہا والثالثۃ تمسک السماء قطرہا کلہ والارض نباتہا کلہ فلا یبقی ذات ظلف ولا ذات ضرس من البہائم
الا ہلک وان من اشد فتنتہ انہ یأتی الاعرابی فیقول ارأیت ان احییت لک ابلک الست تعلم انی ربک فیقول بلی فیمثل لہ الشیطان نحو ابلہ کاحسن ما یکون ضروعا
واعظمہ اسنمۃ) اور روایت ہی اسماء بیٹی یزید بن سکن سے کہ کہا تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر مین پس ذکر کیا دجال کا پس فرمایا کہ تحقیق پہلے نکلنے دجال کے تین سال
ہونگے یعنی مختلف ہیچ جاتے جتنے برکت کے ایک برس ہوگا کہ باز رکھیگا آسمان اس برس مینہ تہائی اپنا یعنی بہ نسبت معتاد کے کہ عادت تھی شہرون مین برسنے کی
اور باز رکھیگی زمین تہائی روئیدگی اپنی یعنی اگرچہ پانی دیجاویگی غیر مینہ سے اور دوسرے سال روکیگا آسمان دو تہائی مینہ اپنا اور زمین دو تہائی روئیدگی اپنی اور
تیسرے سال روک رکھیگا آسمان تمام مینہ اپنا اور زمین تمام روئیدگی اپنی ف یعنی قحط پڑیگا تمام زمین کے لوگون مین اور خزانہ اور دفینہ دجال کے ساتھ ہونگے اور طرح
طرح کی نعمتین روٹیان اور میوے اور نہرین اسکے ساتھ ہونگی ت پس نہین باقی رہیگا صاحب کھر کا یعنی جسکے ناخن چرے ہوتے ہین مانند گائین اور بکری اور
ہرن اور مانند انکے اور نہ صاحب دانت کا وحشی چارپایون مین سے یعنی درندے مگر کہ ہلاک ہو جائینگے یعنی تمام حیوانات بسبب قحط سالی کے مرجاوینگے اور

مِمَّا سَأَلْتُهُ وَإِنَّهُ قَالَ لِي مَا يَضُرُّكَ قُلْتُ إِنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّ مَعَهُ جَبَلَ خُبْزٍ وَنَهَرَ مَاءٍ قَالَ هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ روایت ہے مغیرہ بن شعبہ سے کہا مغیرہ نے نہیں پوچھا کسی نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حال دجال کا بہت اس قدر کہ میں نے پوچھا انسے اور تحقیق حضرت نے فرمایا مجھکو نہیں ضرر کریگا دجال یعنے گمراہ نہیں کریگا تجھکو بحمایت و عنایت الٰہی کی کہا میں نے کہ لوگ کہتے ہیں کہ اسکے ساتھ پہاڑ ہوگا روٹیوں کا یعنے روٹیان ہونگی بقدر پہاڑ کے اور نہر ہوگی پانی کی یعنی اگر کوئی بھوکا پیاسا ہوا اور نوبت اضطرار کی پہونچے تو کیا کرے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال بہت ذلیل ہے اللہ کے نزدیک اس بات سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فح ک کہ پیدا کرے اسکے ہاتھ پر مانند ان امور کے حقیقۃ اور جو کچھ کہ ظاہر ہوگا اسکے ہاتھ پر سحر باطل اور صورتیں بےحقیقت ہونگی اور اسکو قدرت نہین ہے اوپر گمراہ کرنے اور شک ڈالنے مومن کے کہ یقین رکھے دین میں بلکہ جو کچھ کہ دیکھیگا اس قسم خوارق سے موجب زیادتی یقین اسکے کا ہوگا اسکے جھوٹ پہ

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ عَلَى حِمَارٍ أَقْمَرَ مَا بَيْنَ أُذُنَيْهِ سَبْعُونَ بَاعًا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُورِ اور روایت ہے ابوہریرہ سے انہے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا نکلیگا دجال اوپر گدھے سفید کے درمیان دونوں کانوں اس گدھے کے درازی ستر باع کی ہوگی یعنے دراز دونوں ہاتھوں کی نقل کی بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں

بَابُ قِصَّةِ ابْنِ صَيَّادٍ یہ باب ہے بیچ بیان قصہ ابن صیاد کے فح ک اکثر نسخوں میں اسی طرح ہے اور بعضے نسخوں میں ابن الصیاد ہے الف لام سے اور نام اسکا صاف ہے اور بعضے کہتے ہیں عبد اللہ اور وہ یہود مدینہ سے ہے اور بعضے کہتے ہیں دخیل تھا درمیان انکے اور تھی اس میں کچھ کہانت و سحر اور مجمل امر اسکا یہ ہے کہ وہ فتنہ تھا کہ مبتلا اور امتحان کیے گئے تھے ساتھ اسکے مسلمان اور احوال اسکا مختلف فیہ ہے اور صحابہ کو بھی اسمیں اختلاف تھا پس بعضے اسپر ہیں کہ وہ دجال معہود تھا کہ آخیر زمانہ میں نکلیگا اور لوگوں کو گمراہ کریگا اور اکثر اسپر ہیں کہ وہ دجال نہیں ہے ولیکن جملہ دجالون سے ہے کہ باعث فتنہ و فساد اور گمراہ کرنے کے ہیں جیسے کہ حدیث میں آیا ہے کہ اس امت میں دجال ہونگے کہ گمراہ اور گمراہ کرنیوالے ہونگے اور دلیل اس جماعت کی یہ ہے کہ وہ اول اگرچہ کاہن و ساحر تھا ولیکن آخیر میں اسلام لایا اور حج اور جہاد کیے مسلمانوں کے ساتھ اور اسکے فرزند ہوئے اور وہ مکہ اور مدینہ میں رہا تھا اور دجال کافر ہوگا اور اسکے فرزند نہیں ہونے کے اور مکہ اور مدینہ کے آنے سے منع کیا جاویگا اور حدیث تمیم داری کی بھی دلیل پوری ہے انکی حاصل یہ کہ حال اسکا مبہم ہے اور آنحضرت پر بھی اس باب میں وحی نہیں اتری اور مبہم رکھا جیسا کہ احادیث باب سے معلوم ہوگا

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ فصل پہلی

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ انْطَلَقَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِهِ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتّٰى وَجَدُوهُ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ عِنْدَ أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ يَوْمَئِذٍ الْحُلُمَ فَلَمْ يَشْعُرْ حَتّٰى ضَرَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الْأُمِّيِّينَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ فَرَصَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَبِرُسُلِهِ ثُمَّ قَالَ لِابْنِ صَيَّادٍ مَاذَا تَرٰى قَالَ يَأْتِينِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا وَخَبَأَ لَهُ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ فَقَالَ هُوَ الدُّخُّ فَقَالَ اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتَأْذَنُ لِي فِيهِ أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ يَكُنْ هُوَ لَا تُسَلَّطْ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ روایت ہے عبد اللہ بن عمر سے کہ تحقیق عمر بن خطاب گئے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچ جملہ ایک جماعت کے اصحاب آنحضرت کے سے طرف ابن صیاد کے یہان تک کہ پایا اسکو کھیلتا ساتھ لڑکون کے بیچ محل بنی مغالہ کے کہ نام ایک قوم کا ہے یہود میں سے اور البتہ تحقیق نزدیک پہونچا تھا ابن صیاد ان دنوں میں بلوغ کے پس نہ دریافت کیا ابن صیاد نے آنا ہمارا یہان تک کہ مارا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی پیٹھ پر ہاتھ اپنا پھر فرمایا کیا گواہی دیتا ہے تو کہ میں رسول خدا کا ہوں پس دیکھا ابن صیاد نے یعنی نظر غضب سے طرف آنحضرت کے اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم پیغمبر امیون کے ہو فح ک یعنے عرب کے اسلیے کہ اکثر عرب پڑھے لکھے نہوتے تھے اور یہ اعتقاد بعض یہود کا تھا کہ آنحضرت کی رسالت کے منکر نہ تھے ولیکن خاص عرب کا نبی جانتے تھے اور یہ بات اسکی باطل باتوں کے قبیلہ سے تھی کہ شیطان کاہنوں کو القا کیا کرتا ہے اور یہ کہنا اسکا عنا فقص تھا اسلیے کہ نبی سچا ہوتا ہے اور جب

آنحضرت نے دعوت نبوت عام کی کی تخصیص ساتھ عرب کے باطل ہوئی بات پھر کہا ابن صیاد نے آنحضرت سے کہ کیا گواہی دیتے ہو تم کہ مین پیغمبر خدا کا ہون
پس ہونچا آنحضرت نے ابن صیاد کو فرفصہ لفظ رص زبر را و رصاد مہملہ سے استوار کرنا اور آپس مین ملانا دو چیزون کو اسطرح بنا کو مرصوص بنیاد استوار کو کہتے ہین حاصل
یہ کہ دبا دیا اسکے آپس مین زور سے ملا دیئے اور پہنچ ذکرہ الخطابی اور نووی نے کہا کہ ہمارے شہرون کے اکثر نسخون مین فرفضہ ہے او رضاد معجمہ سے ہے یعنے
چھوڑ دیا اسکو اور ترک کیا سوال جواب اسکا اور جدال اسکی بات پھر فرمایا حضرت نے کہ ایمان لایا مین اللہ پر اور اسکے پیغمبرون پر فرفض یعنے مین ایمان
لایا اللہ کے رسولون پر اور تو انمین سے نہین پس اگر تو بھی انمین سے ہوتا تو البتہ مین تجھپر ایمان لاتا اور یہ بھی بنا بر فرض و تقدیر کے ہے اور یہ جملہ اسلیے کہا کہ جانتے
حضرت اپنے تئین خاتم النبیین والا ہین یہ جانتے خاتمیت کے فرض تقدیری ہی نہین جائز اور صحیح بیان کیا ہو ہمارے بعضے علما نے کہ اگر کوئی دعوی کرے نبوت کا
اور طلب کرے اس سے کوئی شخص معجزہ تو کافر ہو جاتا ہے اور قتل نہ کیا حضرت نے اسکو باوجودیکہ دعوے کیا اسنے روبرو آپ کے نبوت کا اسلیے کہ وہ لڑکا تھا او نہ کئے گئے
تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قتل کرنے لڑکون کے سے اور دوسرے یہ کہ یہود ان دنون مین ذمی تھے او صلح کی تھی اسپر کہ چھوڑ دینگا انہین انکے حال پر اور وہ انمین
مین سے تھا یا انکے حلفا سے تھا پھر فرمایا حضرت نے کیا دیکھتا ہے تو یعنے منکشف ہوتا ہے تجھپر امر غیبی سے کہا اسنے صادق آتی ہے خبر سچی کبھی اور کاذب یعنی کبھی جھوٹی خبر آتی ہے
سچا اور شیطان جھوٹا اور بعضون نے کہا حاصل سوال یہ ہے کہ جو شخص آتا ہے تیرے پاس کیا کہتا ہے تجھ سے اور حاصل جواب یہ ہے کہ کہتا ہے مجھ سے کچھ باتین کبھی سچی ہوتی ہین اور
کبھی جھوٹی یعنی بعضی خبرین سچ پڑتی ہین اور بعضی جھوٹی جیسے کہ عادت کاہنون کی ہے کہ شیطان القا کرتے ہین انپر خبرین سچی اور جھوٹی بات فرمایا پیغمبر خدا نے
مشتبہ کیا گیا تجھپر امر فرفض یعنے نبوت سے ساتھ سچ کے اور کہا شیخ نے کہ خلط اور مشتبہ کیا گیا تجھپر حال تیرا اور آتا ہے تیرے پاس شیطان کہ اسکی خبر لاتا ہے
اور اس سے ظاہر ہوا بطلان دعوی رسالت اسکی کا کیونکہ رسول کے پاس خبر جھوٹی نہین آتی اور اسنے اپنی زبان سے آپ اقرار کیا اسکا یہ حال کاہنون کا ہوتا
ہے نہ پیغمبرون کا بات فرمایا آنحضرت نے تحقیق دل مین چھپایا ہے مین نے تیرے سے ایک اسم پوشیدہ فرفض تاکہ بتا دے تو اسکو اور اسی طرح حضرت
نے امتحان کیا اسکو تاکہ ظاہر ہو بطلان اسکے حال کا صحابہ پر اور جانین کہ یہ کاہن ہے آتا ہے اس پاس شیطان کہ سکھا جاتا ہے اسکو جھوٹی بھی باتین بات
حالانکہ چھپائی حضرت نے اسکے لیے یہ آیت یوم تاتی السماء بدخان مبین یعنے جس دن لاویگا آسمان دھوان ظاہر پس کہا اسنے وہ پوشیدہ چیز دخ ہے فرفض فی حیث اور زبر دال و
تشدید خ سے یعنے دخون کے پس بنایا اسنے اس آیت دل مین چھپائے ہوئے سے مگر ایک لفظ ناقص نہ یہ کہ تمام آیت معلوم کرے یہی سبب عادت کاہنون
کے تھا کہ شیاطین ایک کلمہ کو کلمات مین سے لیجا کر انکو القا کر دیتے ہین اور احتمال ہے کہ آنحضرت نے بعضے صحابہ سے آہستہ اس آیت کو بیان کیا ہو اور شیطان نے
اسکو سنکر اسکے تئین القا کیا ہو بات پس فرمایا حضرت نے دور ہو پس ہرگز نہ تجاوز کریگا تو اپنے قدر سے فرفض جب ظاہر ہوا کہ حال اسکا کاہنون کا سا ہے
کہ بعضی خبرین ناقص بسبب القائے شیاطین کے معلوم کرتے ہین پس فرمایا حضرت نے دور ہو تجاوز نہین کر سکیگا تو اپنی حد اور قدر و مرتبہ سے کہ حد اور قدر
و مرتبہ کاہنون کا ہے بسبب اظہار بعضے غیبیات ناقص ناتمام کے اور دعوی مت کر نبوت کا کہ وہ حد میری ہے اور اختیار کلمہ زجر اور اہانت کا ہے کہ واسطے اسکے
کہتے اور دور کرتے ہین تا لوگون کے بات پس کہا عمر نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اذن دیتے ہین آپ مجکو بیچ حق ابن صیاد کے
کہ مارون گردن اسکی فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر ہو ابن صیاد دجال موعود مسلط نہین کیا جاویگا تو اسپر یعنے نہین مار سکیگا اسکو کیونکہ قتل کرنیوالے
اسکے عیسے ہین اور اگر نہین ہو وہ دجال پس نہین بہلائی تیرے لیے اسکے قتل مین فرفض یعنے اسلیے کہ وہ ذمی ہے اور یہود مین سے ہے کہ وہ اہل ذمہ تھے اور اسوقت
مین وہ لڑکا نابالغ بھی تھا اور جو کہ اسمین قرائن دلالت کرتے تھے اسکے دجال ہونے پر فرمایا حضرت نے کلام مذکور بیشک بات قَالَ ابْنُ عُمَرَ انْطَلَقَ بَعْدَ
ذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ الْاَنْصَارِیُّ یَؤُمَّانِ النَّخْلَ الَّتِیْ فِیْہَا ابْنُ صَیَّادٍ فَطَفِقَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَّقِیْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ وَہُوَ
یَخْتِلُ اَنْ یَّسْمَعَ مِنِ ابْنِ صَیَّادٍ شَیْئًا قَبْلَ اَنْ یَّرَاہُ وَابْنُ صَیَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلٰی فِرَاشِہٖ فِیْ قَطِیْفَۃٍ لَّہٗ فِیْہَا رَمْرَمَۃٌ فَرَاَتْ اُمُّ ابْنِ صَیَّادٍ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَہُوَ یَتَّقِیْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ

فقالت أي صاف وهو اسمه هذا محمد فتناهى ابن صياد فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو تركته بيّن قال عبد الله بن عمر فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم في الناس فأثنى على الله بما هو أهله ثم ذكر الدجال فقال إني أنذركموه وما من نبي إلا وقد أنذر قومه لقد أنذر نوح قومه ولكني سأقول لكم فيه قولا لم يقله نبي لقومه تعلمون أنه أعور وأن الله ليس بأعور متفق عليه) کہا ابن عمر نے کہ چلے بعد اسکے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابی ابن کعب انصاری بھی ہمراہ حضرت کے درحالیکہ قصد کرتے تھے کھجور کے درختوں کا ان میں کہ ابن صیاد تھا پس شروع کیا پیغمبر خدا نے کہ چھپتے تھے درخت خرما کی شاخوں میں حالانکہ آنحضرت چاہتے تھے ابن صیاد کو یہ کہ سنیں ابن صیاد کے کلام میں سے کچھ پہلے اس سے کہ دیکھے وہ حضرت کو یعنی اور جانیں حضرت اور اصحاب آپ کے کہ وہ کاہن ہے یا ساحر وغیر ذلک اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کھولنا احوال اسکا کہ خوف ہو اسکے مفسدہ کا پس ابن صیاد لیٹا ہوا تھا اپنے بچھونے پر لپٹا ہوا ایک چادر میں اسکے لیے تھی اس چادر میں آواز پوشیدہ کہ سمجھ میں نہیں آتی تھی پس دیکھا ابن صیاد کی ماں نے پیغمبر خدا کو اس حال میں کہ حضرت چھپتے تھے شاخوں خرما کی میں پس کہا ابن صیاد کی ماں نے ای صاف اور یہ نام ہے ابن صیاد کا یہ محمد کھڑے ہیں پس ٹھہر گیا ابن صیاد کلام کرنے سے یعنی چپکا ہو رہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر چھوڑ دیتی اسکو ماں اسکی یعنی خبر نہ کرتی تو ظاہر کرتا وہ حقیقت حال اپنی یعنی کچھ اس سے وجود میں آتا کہ اس سے حقیقت اسکے حال کی ظاہر ہو جاتی کہ کیا ہے کہا عبد اللہ بن عمر نے کہ کھڑے ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں یعنے خطبہ فرمایا پس تعریف کی اللہ کی ساتھ اس چیز کے کہ وہ لائق اسکے ہے پھر ذکر کیا دجال کا یعنی باحتمال اسکے کہ ابن صیاد دجال ہے یا بسبب فتنہ گری اور متصف ہونے اسکے کے ساتھ بعضی صفتوں اسکی کے دجال کو یاد کیا اور اسکے احوال سے آگاہ کیا پس فرمایا تحقیق میں ڈراتا ہوں تمکو دجال سے اور نہیں کوئی نبی مگر کہ تحقیق ڈرایا ہے اسنے اپنی قوم کو اس سے یعنی بعد نوح کے البتہ تحقیق ڈرایا ہے حضرت نوح نے اپنی قوم کو یعنی پہلے انبیا کے ولیکن میں کہتا ہوں تمسے دجال کے مقدمہ میں ایک بات اور نشان کہ نہیں کہا ہے اسکو کسی پیغمبر نے اپنی قوم سے جانو تم کہ دجال ہوگا کانا اور تحقیق اللہ نہیں ہے کانا یعنی بسبب منزہ ہونے اسکے کے حاسۂ عین بینائی کی سے تا کانا پن لاحق ہو ساتھ اسکے اور احتمال ہے کہ کسی نبی کو حال دجال کا معلوم نہیں ہوا یا نہیں خبر دی کسی نے کہ وہ کانا ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن أبي سعيد الخدري قال لقيه رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبو بكر وعمر يعني ابن صياد في بعض طرق المدينة فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم أتشهد أني رسول الله فقال هو أتشهد أني رسول الله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم آمنت بالله وملائكته وكتبه ورسله ماذا ترى قال أرى عرشا على الماء فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ترى عرش إبليس على البحر قال وما ترى قال أرى صادقين وكاذبا أو كاذبين وصادقا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لبس عليه فدعوه رواه مسلم) اور روایت ہے ابو سعید خدری کہا ابو سعید نے کہ ملاقات کی اس سے پیغمبر خدا نے اور ابو بکر نے اور عمر نے مراد رکھتے تھے ابو سعید اس سے ابن صیاد یعنی یہ سب صاحب ملے اس سے بیچ بعضی راہوں مدینہ کے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا گواہی دیتا ہے تو کہ میں رسول اللہ کا ہوں پس کہا اسنے کیا گواہی دیتے ہو تم کہ میں رسول اللہ کا ہوں پس فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان لایا میں ساتھ اللہ کے اور فرشتوں اسکے کے اور کتابوں اسکی کے اور رسولوں اسکے کے کیا دیکھتا ہے تو کہا اسنے دیکھتا ہوں میں ایک تخت پانی پر پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھتا ہے تو تخت ابلیس کا دریا پر جیسے کہ اول کتاب میں باب الوسوسہ میں گذرا کہ رکھتا ہے ابلیس تخت اپنا پانی پر اور بھیجتا ہے فوجیں اپنی کہ فتنہ میں ڈالیں لوگوں کو پس فرمایا آنحضرت نے اور کیا دیکھتا ہے تو کہا ابن صیاد نے کہ دیکھتا ہوں میں دو سچوں کو کہ لاتے ہیں خبریں سچی اور ایک مرد جھوٹے کو دیکھتا ہوں یا دیکھتا ہوں دو شخص جھوٹوں کو اور ایک مرد سچے کو یہ شک راوی ہے کہ اس طرح کہا یا اس طرح اور احتمال ہے کہ شک بھی ابن صیاد سے ہو کہ کہا وہ دیکھتا ہوں یا یہ اور اسکو بہت دخل ہے بیچ غلط اور اختلال امر اسکے کے کہ جزم نہیں رکھتا تھا اور حال اسکا بوجہ انتظام واستقامت کے نہیں یا کبھی اس طرح دیکھتا ہوں اور کبھی اس طرح سے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی صحابہ سے کہ خلط کیا گیا ہے کام اسپر یعنی اسکی کہانت میں پس چھوڑ دو اسکو یعنی اسلیے کہ یہ باتیں قابل جواب کے نہیں نقل کی یہ مسلم نے (وعنہ

إِنَّ ابْنَ صَيَّادٍ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تُرْبَةِ الْجَنَّةِ فَقَالَ دَرْمَكَةٌ بَيْضَاءُ مِسْكٌ خَالِصٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ اور روایت ہے اسی سے کہ تحقیق ابن صیاد نے
پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حال بہشت کی مٹی کا کہ کیسی ہے پس فرمایا کہ مٹی بہشت کی رنگ میں مشابہ ہے سفیدے کے ہے اور خوشبو میں مانند مشک
خالص کے نقل کی یہ مسلم نے وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ لَقِيَ ابْنُ عُمَرَ ابْنَ صَيَّادٍ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهُ قَوْلًا أَغْضَبَهُ فَانْتَفَخَ حَتَّى مَلَأَ السِّكَّةَ فَدَخَلَ ابْنُ عُمَرَ عَلَى
حَفْصَةَ وَقَدْ بَلَغَهَا فَقَالَتْ لَهُ رَحِمَكَ اللهُ مَا أَرَدْتَ مِنِ ابْنِ صَيَّادٍ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا يَخْرُجُ مِنْ غَضْبَةٍ يَغْضَبُهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ
اور روایت ہے نافع سے کہ ملاقات کی ابن عمر نے ابن صیاد سے بیچ بعض راہوں مدینہ کے پس کہی ابن عمر نے واسطے ابن صیاد کے ایک بات کہ غصہ میں لائی اسکو
پس پھول گیا ابن صیاد مارے غصہ کے یہاں تک کہ بھر دیا کوچہ کو یعنی اسکے بدن سے پر ہو گیا پس گئے ابن عمر حضرت حفصہ کے پاس کہ انکی بہن تھیں اور
بیوی آنحضرت کی اور حالانکہ تحقیق پہنچی تھی یہ خبر انکو پس کہا حفصہ نے ابن عمر کو کہ رحمت کرے تجھ کو اللہ تعالی کیا چاہا تو نے ابن صیاد سے کہ غصہ میں لایا تو اسکو کیا جانا
تو نے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے نہیں نکلیگا دجال مگر بسبب ایک غصہ کے کہ آویگا اسکو غصہ یعنی وہ ایک بار غصہ میں آویگا اور نکلیگا
دجال بسبب غصہ کے اور دعوی کریگا نبوت کا پس یہ غصہ دلانا ابن صیاد کو واسطے عبداللہ اور کلام کرنا اس سے تاکہ نکلے اور ظاہر ہوں فتنے دے
منع کرنا حفصہ کا ابن عمر کو بسبب احتمال اور ممکن ہونے اسکے کہ شاید ابن صیاد دجال ہو یا بسبب اسکے کہ وہ یقین رکھتی ہوں اسکا واللہ اعلم نقل کی یہ مسلم نے
وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ صَيَّادٍ إِلَى مَكَّةَ فَقَالَ لِي مَا لَقِيتُ مِنَ النَّاسِ يَزْعُمُونَ أَنِّي الدَّجَّالُ أَلَسْتَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
إِنَّهُ لَا يُولَدُ لَهُ وَقَدْ وُلِدَ لِي أَلَيْسَ قَدْ قَالَ هُوَ كَافِرٌ وَأَنَا مُسْلِمٌ أَوَلَيْسَ قَدْ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ وَلَا مَكَّةَ وَقَدْ أَقْبَلْتُ مِنَ الْمَدِينَةِ وَأَنَا أُرِيدُ مَكَّةَ ثُمَّ قَالَ لِي فِي آخِرِ قَوْلِهِ
أَمَا وَاللهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ مَوْلِدَهُ وَمَكَانَهُ وَأَيْنَ هُوَ وَأَعْرِفُ أَبَاهُ وَأُمَّهُ قَالَ فَلَبَسَنِي قَالَ قُلْتُ لَهُ تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ قَالَ وَقِيلَ لَهُ أَيَسُرُّكَ أَنَّكَ ذَاكَ الرَّجُلُ قَالَ
فَقَالَ لَوْ عُرِضَ عَلَيَّ مَا كَرِهْتُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ اور روایت ہے ابی سعید خدری سے کہا کہ ساتھ ہوا میں ابن صیاد کے مکہ تک پس جب اترے ہم کہا یعنی کہا
ابن صیاد نے مجھکو کیا پائی میں نے لوگوں سے ایذا پھر بیان کیا اسکو کہ گمان کرتے ہیں یا کہتے ہیں لوگ کہ میں دجال ہوں ہے اور تم جانتے ہو کہ اور خلاف
اسکے ہے کیا نہیں سنا تو نے اے ابو سعید پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ نہیں پیدا کیا جاوے گا دجال کی اولاد یعنی لا ولد ہوگا وہ اور تحقیق پیدا
کی گئی ہے میرے بیٹا اولاد کیا نہیں فرمایا حضرت نے کہ دجال کافر ہوگا اور میں مسلمان ہوں کیا نہیں فرمایا ہے حضرت نے کہ نہیں داخل ہوگا دجال مدینہ میں اور مکہ
میں اور تحقیق آیا ہوں میں مدینہ سے اور میں ارادہ رکھتا ہوں مکہ کا پھر کہا ابن صیاد نے مجھکو بیچ آخر کلام اپنے کے آگاہ ہو قسم ہے اللہ کی تحقیق میں البتہ جانتا ہوں
دجال کی پیدائش کا وقت اور مکان اسکا کہ کہاں پیدا ہوگا اور کہاں ہے وہ یعنی اب اور جانتا ہوں میں اسکے ماں اور باپ کو کہا ابو سعید نے پس شبہ کیا دجال نے
امر مجھ پر یعنی میں اعتقاد رکھتا تھا کہ وہ دجال ہے یہ انکار جو کیا اشتباہ ہوا مجھکو اسکے امر میں اور یا بسبب اسکے کہ اول کلام اسکا بیچ انکار دجالیت کے تھا ساتھ
دلیلوں کے اور یہ جو آخر میں کہا کہ میں جانتا ہوں مولد وغیرہ اسکا تھا یعنی بیچ اسکے اقرار کی کرنا ہے اسلئے کہ اس عبارت کو بھی کلام کرنے والا کنایہ اپنے نفس سے کرتا ہے
واللہ اعلم کہا ابو سعید نے کہ کہا میں نے ابن صیاد کو ہلاکی ہو واسطے تیرے سب باقی دنوں میں یعنی تمام دنوں عمر تیری کے کہا ابو سعید نے اور کہا گیا ابن صیاد
کو یعنی کسی نے حاضروں میں سے کہا کہ آیا خوش لگتا ہے تجھکو کہ وہ شخص ہووے تو یعنی دجال ہووے کہا ابو سعید نے پس کہا ابن صیاد نے اگر پیش کیا جاوے مجھ پر
وہ صفتیں کہ دجال میں ہیں یعنی گمراہ کرنے اور فریب دہی وغیرہ کے تو ناخوش نہ رکھوں میں یعنی بلکہ قبول کروں میں حاصل یہ کہ راضی ہوں دجال ہونے پر اور یہ دلیل
واضح ہے اسکے کفر پر نقل کی یہ مسلم نے وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَقِيتُهُ وَقَدْ نَفَرَتْ عَيْنُهُ فَقُلْتُ مَتَى فَعَلَتْ عَيْنُكَ مَا أَرَى قَالَ لَا أَدْرِي قُلْتُ لَا تَدْرِي وَهِيَ فِي رَأْسِكَ قَالَ
إِنْ شَاءَ اللهُ خَلَقَهَا فِي عَصَاكَ قَالَ فَنَخَرَ كَأَشَدِّ نَخِيرِ حِمَارٍ سَمِعْتُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ اور روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا ملا میں ابن صیاد سے اس حالت میں کہ سوجھ گئی تھی آنکھ
اسکی پس کہا میں نے کب سے کی آنکھ تیری نے وہ چیز کہ دیکھتا ہوں میں یعنی ورم کہا نہیں جانتا میں کہا میں نے نہیں جانتا تو حالانکہ تیرے سر میں ہے کہا اگر چاہے

خدا تعالی پیدا کرے اسکو تیرے عصا میں غرض یعنی خدا تعالی قادر ہے کہ پیدا کرے آنکھ کو بیچ اسکے اور اسکے درد کو اور بچاؤ کو شعور نہیں ہوگا آنکھ کا اور درد کا اس لئے کہ پیدا
ہوئیں اسی طرح جاتا ہے کہ آدمی کو بھی شعور نہ ہو اسکا بسبب کثرت اشتغال و افکار کے کہ مانع ہوتا ہے حس کرنے اور معلوم کرنے سے کہا ابن عمر نے پس آواز
کی ابن صیاد نے ناک کی راہ سے مانند سخت آواز گدھے کے کہ سنی ہو میں نے نقل کی یہ مسلم نے (وعن محمد بن المنکدر قال رأیت جابر بن عبد اللہ یحلف باللہ ان
ابن الصیاد الدجال قلت تحلف باللہ قال انی سمعت عمر یحلف علی ذلک عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم ینکرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم متفق علیہ) اور روایت
ہے محمد بن منکدر تابعی سے کہ کہا دیکھا میں نے جابر بن عبد اللہ کو کہ قسم کھاتا تھا خدا کی کہ ابن صیاد دجال ہے کہا میں نے کہ قسم کھاتے ہو تم اللہ کی یعنی باوجودیکہ ظنی ہے
نہ یقینی کہا جابر نے کہ میں نے سنا ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ قسم کھاتے تھے اسپر کہ ابن صیاد دجال ہے پاس پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس انکار نہ کیا اسکا آنحضرت
نے فرمایا یعنی اگر ہوتا یہ امر یقینی تو البتہ آنحضرت انکار کرتے اور شاید کہ سوگند جابر کی اور عمر کی اسپر تھی کہ ابن صیاد ان دجالون میں ہے جھوٹوں فریبیوں میں سے
تھا کہ نکلینگے اور دعوی کرینگے نبوت کا اور گمراہ کرینگے لوگون کو اور شبہ ڈالینگے لوگون میں نہ یہ کہ وہ مسیح دجال ہے اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تردید کی تھی کہ فرمایا تھا اگر ہو وہ اور
اگر نہو وہ لیکن ظاہر اطلاق دجال کہنے سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ وہی دجال معہود مراد ہو پس قسم کھائی انکی حمل کیجاویگی اوپر ہو جانے کے وقت غلبہ ظن سے اور وہ حدیث
کہ فصل دوسری میں ابن عمر سے آتی ہے صریح ہے اس میں کہ وہ مسیح دجال معہود تھا شاید کہ مذہب ابن عمر کا یہی ہوا اور حاصل یہ کہ اسمیں اختلاف و اشتباہ تھا واللہ اعلم
نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے الفصل الثانی فصل دوسری (عن نافع قال کان ابن عمر یقول واللہ ما اشک ان المسیح الدجال ابن صیاد رواہ ابو داود
والبیہقی فی کتاب البعث والنشور) اور روایت ہے نافع سے کہ تھے ابن عمر کہتے قسم اللہ کی نہیں شک کرتا میں یہ کہ مسیح دجال ابن صیاد ہے نقل کی یہ ابو داود نے اور
بیہقی نے بیچ کتاب البعث والنشور کے (وعن جابر قال فقدنا ابن صیاد یوم الحرۃ رواہ ابو داود) اور روایت ہے جابر سے کہا گم کیا ہمنے ابن صیاد کو دن حرہ
کے فتنے کے اگر مراد اس عبارت سے ظاہر اسکا ہے کہ ابن صیاد اس واقعہ میں غائب ہوا اور ایسا کہ کسی نے نہ جانا کہ کہاں گیا پس یہ روایت منافی اس روایت کی ہے
کہ وہ مدینہ میں مرا اور نماز پڑھی اسپر اور اگر مفہوم اسکا عام ہو اور شامل موت کو بھی ہو تو کچھ منافات نہیں اور دن حرہ کا وہ دن ہے کہ غالب ہوا یزید بن معاویہ اہل مدینہ پر
اور لڑا انسے نقل کی یہ ابو داود نے (وعن ابی بکرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمکث ابو الدجال ثلثین عاما لا یولد لہما ولد ثم یولد لہما غلام اعور اضر شیء
واقلہ منفعۃ تنام عیناہ ولا ینام قلبہ ثم نعت لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابویہ فقال ابوہ طوال ضرب اللحم کان انفہ منقار وامہ امرأۃ فرضاخیۃ طویلۃ
الیدین فقال ابو بکرۃ فسمعنا بمولود فی الیہود بالمدینۃ فذہبت انا والزبیر بن العوام حتی دخلنا علی ابویہ فاذا نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہما فقلنا ہل
لکما ولد فقالا مکثنا ثلثین عاما لا یولد لنا ولد ثم ولد لنا غلام اعور اضر شیء واقلہ منفعۃ تنام عیناہ ولا ینام قلبہ قال فخرجنا من عندہما فاذا ہو منجدل فی الشمس
فی قطیفۃ ولہ ہمہمۃ فکشف عن رأسہ فقال ما قلتما قلنا وہل سمعت ما قلنا قال نعم تنام عینای ولا ینام قلبی رواہ الترمذی) اور روایت ہے ابی بکرہ سے
کہ کہا انہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ٹھہرینگے ماں باپ دجال کے تیس برس کہ نہیں پیدا کیا جاویگا واسطے انکے کوئی فرزند پھر پیدا کیا جاویگا واسطے
انکے ایک لڑکا کانا بڑے دانتوں والا یعنی کچلیوں والا اور بعضوں نے کہا کہ مراد ہے اضرس سے یہ کہ پیدا ہوگا دانتوں سمیت اور کمتر جنس غلاموں کا ازروے
منفعت کے یعنے نہیں ہوگا کوئی لڑکا کمتر اس سے منفعت میں سوئینگی دونوں آنکھیں اسکی اور نہیں سوئیگا دل اسکا ف یعنی نہیں منقطع ہونگے افکار فاسدہ اس
وقت سونے کے بسبب کثرت وسوسوں اور پے در پے آنے فکروں فاسدہ کے کہ القا کریگا اسکو شیطان جیسے کہ نہیں سوتا تھا دل آنحضرت کا بسبب کثرت افکار
صالحہ کے بسبب پے در پے آنے وحی اور الہامات کے پھر بیان کیا آنحضرت نے حال ماں باپ اسکے کا پس فرمایا باپ اسکا لمبا ہوگا سبک گوشت یعنی دبلا
گویا کہ ناک اسکی چونچ مرغ کی ہے یعنے ناک اسکی لمبی ہوگی مشابہ جانور کی چونچ کے اور ماں اسکی ایک عورت ہوگی موٹی چوڑی لمبی دونوں ہاتھوں کی پس کہا ابو بکرہ نے
پس سنا ہمنے ایک لڑکے کو بیچ یہود کے مدینہ میں پس گیا میں اور زبیر بن عوام یہانتک کہ گئے ہم انکے ماں باپ کے پاس پس ناگہاں وصف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ

وسلم کا کہ بیان کیا تھا اُنکے ماں باپ کے حق میں موجود ہوا اور ایسا ہی ہے جیسا کہ فرمایا تھا پس کہا ہمنے لڑکے کے ماں باپ سے کہ آیا ہے تمہارے بیٹے کوئی فرزند پس کہا
اُنھوں نے کہ ٹھہرے تھے ہم تیس برس تک کہ نہیں پیدا کیا گیا ہمارے لیے کوئی فرزند پھر پیدا کیا گیا ہمارے لیے ایک لڑکا کانا بڑے دانتوں والا اور کم باعتبار منفعت
کے سوتی ہیں آنکھیں اُسکی اور نہیں سوتا دل اُسکا کہا ابو بکرہ نے پس نکلے ہم اُن دونوں کے پاس سے پس ناگہاں وہ لڑکا یعنی ابن صیاد پڑا تھا دھوپ میں بیچ چادر
اور واسطے اُسکے تھی آواز پست کہ سمجھ میں نہ آوے پس کھولا سر اپنا پس کہا کیا کہا تم نے یعنی عمر اور ابو بکرہ نے کچھ کلام کیا ہوگا اُسکے حق میں اور کچھ سنا اُسنے یہ کہا
ہمنے کیا سنا تو نے جو کچھ کہا ہمنے کہا ہاں سوتی ہیں آنکھیں میری اور نہیں سوتا دل میرا نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْيَهُوْدِ بِالْمَدِيْنَةِ وَلَدَتْ غُلَامًا
مَمْسُوْحَةً عَيْنُهُ طَالِعَةً نَابُهُ فَاَشْفَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّكُوْنَ الدَّجَّالَ فَوَجَدَهُ تَحْتَ قَطِيْفَةٍ يُهَمْهِمُ فَاٰذَنَتْهُ اُمُّهُ فَقَالَتْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا اَبُو الْقَاسِمِ فَخَرَجَ
مِنَ الْقَطِيْفَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَهَا قَاتَلَهَا اللّٰهُ لَوْ تَرَكَتْهُ لَبَيَّنَ فَذَكَرَ مِثْلَ مَعْنٰى حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ائْذَنْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَقْتُلَهُ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ يَّكُنْ هُوَ فَلَسْتَ صَاحِبَهُ اِنَّمَا صَاحِبُهُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَاِلَّا يَكُنْ هُوَ فَلَيْسَ لَكَ اَنْ تَقْتُلَ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْعَهْدِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُشْفِقًا اَنَّهُ هُوَ الدَّجَّالُ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ) اور روایت ہے جابر سے یہ کہ تحقیق ایک عورت قوم یہود میں سے تھی مدینہ میں ایک لڑکا کہ پیدا ہوا اور
ہموار کی گئی تھی آنکھ اُسکی یعنی دہنی اور بعضوں نے کہا بائیں نکلی ہوئی تھیں کچلیاں اُسکی پس ڈرے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم یعنی احتمال اس سے کہ ہو وہ
دجال پس آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے دیکھنے کو تا اُسکا حال تحقیق کریں پس پایا اُسکو نیچے چادر کے لپٹا ہوا اس حال میں کہ کرتا تھا کلام چپکے چپکے کہ سمجھ میں نہ
آوے پس آگاہ کیا اُسکو اُسکی ماں نے پس کہا اے عبد اللہ یہ ابو القاسم یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں خبردار ہو اور مستعد ہو واسطے کلام
کرنے کے لیے پس نکلا وہ چادر سے پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہوا اس عورت کو اور کیا کلام کیا اسنے مارے اُسکو خدا تعالی اگر چھوڑ دیتی اُسکو
اور خبر نہ کرتی اُسکو تو تحقیق وہ ظاہر کرتا حال اپنا پس ذکر کیا جابر نے یا راوی جابر نے مثل معنی حدیث ابن عمر کے کہ ابتدا باب میں گذری پس کہا عمر بن خطاب نے کہ
اجازت دیجیے مجھکو یا رسول اللہ پس قتل کروں میں اسکو پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر ہو ابن صیاد دجال جو ہو تو نہیں ہے تو یار اُسکا یعنی قتل کرنیوالا اُسکا
اور نہیں ہے یار اسکا مگر عیسی بیٹا مریم کا کہ کسی کو قدرت اُسکے قتل کی نہیں ہوگی مگر عیسی علیہ السلام کو اور اگر نہیں ہے وہ دجال تو نہیں پہونچتا تجھکو کہ مارے ایک مرد کو اہل
ذمہ سے ف اور یہ ماجرا اُسکے اسلام لانے سے پہلے کا تھا اور بعد اسلام کے بھی حال اُسکا معلوم ہوا کہ راضی تھا اسپر کہ دجال ہو اور یہ کفر ہے جیسا کہ حدیث ابی سعید
خدری کی سے کہ ہمراہ اُسکے مکہ کو گیا معلوم ہوا ہے پس ہمیشہ تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ڈرنے والے یعنی اپنی امت پر اس سے کہ ابن صیاد دجال ہو ف
کہا بعضے محققین نے کہ توجیہ بیچ حدیثوں کے کہ وارد ہوئی ہیں ابن صیاد کے حق میں باوجود اسکے کہ ان میں اختلاف و تضاد ہے یہ ہے کہ کہا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسکو گمان کیا تھا دجال پہلے تحقیق ہونے خبر صحیح دجال کے پس جبکہ خبر دیے گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے حال و قصہ سے بیچ حدیث تمیم داری
کے اور موافق ہوا یہ اس چیز کے کہ نزدیک حضرت کے تھی واضح ہو گیا حضرت پر یہ کہ نہیں ہے ابن صیاد وہ شخص کہ گمان کیا تھا یعنی دجال اور توجیہ اسکی وہ حدیث
کہ ذکر کی ابو سعید نے وقت ہمراہ جانے ابن صیاد کے مکہ کو اور اسی پر موافق ہونا دجال کے ماں باپ کے وصفوں کا اور ابن صیاد کے ماں باپ کے وصفوں کا
نہیں ثابت کرتا ہے اسکو کہ ابن صیاد دجال ہو اسلیے کہ اتفاق ہونے دو وصفوں کے سے نہیں لازم آتا ہے اتحاد دو موصوف کا اور ایسی ہی قسم کھانا عمر رضی وغیرہ کا
باوجود انکار کرنے آنحضرت کے اس سے کہ وہ دجال ہی تھا یہ سب پہلے ظاہر ہونے حال کے اور دجال میں بعضی باتیں ایسی ہونگی کہ سبب خوف کی ہیں بہ نسبت
امت کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُسکا ڈر رہتا تھا بنا بر احتیاط کے ت نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ میں باب نُزُوْلِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ باب
ہے بیچ بیان اُترنے عیسی علیہ السلام کے ف بالتحقیق ثابت ہوا ہے صحیح حدیثوں سے کہ حضرت عیسی علیہ السلام اُتریںگے آسمان سے زمین پر اور ہونگے تابع
دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حکم کرینگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر اور اوپر بعضے احکام کہ ہماری شریعت میں منسوخ نہیں ہیں اور حکم کرینگے

اُنکا ہیں وہ قبیلہ بیان ہوتا ہے جیسے کہ نسخ ہوتا ہے اور اس زمانہ میں بہت یہودی سے ہونگے جیسے کہ موقوف کر دینا جزیہ کا اور مانند اُسکے کا **الفصل الاول** فصل اول

(عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَةَ وَیَفِیْضُ الْمَالُ حَتّٰی لَا یَقْبَلَهٗ اَحَدٌ حَتّٰی تَکُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَیْرًا مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا ثُمَّ یَقُوْلُ اَبُوْ هُرَیْرَةَ فَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ الْاٰیَةَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اس خدا کی کہ بقبضہ جان میری کا اُسکے ہاتھ میں ہے تحقیق اترینگے آسمان سے تمہارے اہل دین میں عیسیٰ بیٹے مریم کے علیہما السلام درحالیکہ حاکم عادل ہونگے پس توڑینگے صلیب کو یعنی باطل کرینگے دین نصرانیہ کو اور حکم کرینگے حنفیہ پر اور صلیب اصطلاح نصاری میں وہ لکڑی ہے جو شکل ایک دوسرے سے گذری ہوئی ہو اور حکایت مصلوب کے یعنے ایک شخص سولی دیئے ہوئے کے اور حکایت اُسکی نصاری بہت کرتے ہیں کہ اکثر اپنی چیزوں میں اسی شکل کی بناتے ہیں اور پہنتے گردنوں میں لٹکاتے ہیں مانند زنار ہندوؤں کے اور کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت انہیں بناتے ہیں واسطے یادداشت حکایت کے اور اعتقاد یہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسی طرح لکڑی پر یہود نے سولی دیا تھا اور قتل کرینگے سور کو یعنے حرام کرینگے اُسکے پالنے اور کھانے کو اور مباح کرینگے اُسکے قتل کو اور رکھینگے جزیہ یعنی اہل ذمہ سے اور حکم کرینگے اُنکو اسلام کا اور نہیں قبول کیا جاویگا اُنسے سوائے دین حق کے مقصود باطل کرنا نصرانیت کا اور مٹانا احکام اور آثار اُنکے کا اور حکم کرنا ساتھ شرائع دین اسلام کے ہے اور بعضوں نے کہا کہ رکھا جاویگا جزیہ اُنسے اسلیے کہ نہیں پایا جائیگا کوئی محتاج کہ قبول کرے جزیہ اُنسے بسبب کثرت مال کے اور نہ کوئی اہل حرص کے اور تائید کرتا ہے اسکی یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ اور بہت ہو گا مال یعنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں یہاں تک کہ نہیں قبول کریگا اسکو کوئی یہاں تک کہ ہو گا ایک سجدہ بہتر دنیا سے اور ہر چیز سے کہ دنیا میں ہے فرح حتی پہلا متعلق ہے جملہ یفیض المال کے اور دوسرا متعلق ہے ساتھ تمام مضمون کے کہ مذکور ہوا توڑنے صلیب کے اور مانند اُسکے سے یعنے یہ دین اسلام ایسا رونق و رواج پاویگا اور میل اور محبت آدمیوں کی ساتھ طاعت و عبادت کے پیدا ہوگی کہ ایک سجدہ تمام متاع دنیا سے ہو گا اور یہ بات اگرچہ ہمیشہ ہے کہ سجدہ بہتر دنیا اور دنیا کی چیزوں سے ہے خصوص اسی وقت نہیں لیکن اس زمانہ میں یقینی ہیں اور نفوس لوگوں کے بھی اسی پر آجائینگے اور اُنکے نزدیک بھی بہتر معلوم ہو ئیگا اور احتمال ہے کہ متعلق یفیض المال کے ہو یعنے لوگوں کو جبکہ رغبت انکی نہ رہیگی اور بالکل اس سے اعراض کرینگے مال کے خرچ کرنے کی فضیلت و محبت نہ رہیگی پس نہ رہیگا ذوق و محبت بغیر نماز کے پھر کہتے ہیں ابو ہریرہ پس اگر شک ہے تمہارے درمیان اس چیز میں جو کہا تو پڑھو اگر چاہو یہ آیہ کہ نہیں ہے کوئی اہل کتاب سے یعنے یہود و نصاری مگر کہ ایمان لائیگا عیسیٰ پر پہلے مرنے اُنکے کے نقل کی یہ ساری آیہ بخاری اور مسلم نے فرح یعنی بعد اترنے عیسیٰ کے اخیر زمانہ میں جب دین ملت ایک ہو جائیگا اور اختلاف درمیان سے اُٹھ جائیگا اختلاف کہ یہود و نصاری حضرت عیسیٰ کے حق میں کہتے ہیں وہ بھی جاتا رہیگا اور سب ایمان لائینگے جس طرح دین اسلام میں ہے کہ وہ بندے اللہ کے ہیں اور رسول اُسکے اور بیٹے اُسکے لونڈی کے اور اہل کتاب سے وہ اہل کتاب مراد ہیں کہ جو اُنکے زمانہ میں ہونگے اور یہ ایک وجہ ہے اس آیۃ کی تفسیر میں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسی وجہ سے دلیل پکڑی ہے مضمون حدیث پر اور دوسری وجہ بھی کہی ہے مفسرین نے کہ نہیں ہے کوئی اہل کتاب سے مگر کہ ایمان لاتا ہے پہلے مرنے اپنے کے یعنے وقت غرغرہ کے کہ ایمان اُسوقت کا مفید نہیں اور اس وجہ پر احتمال ہے کہ ضمیرہ کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یا اللہ سبحانہ تعالیٰ کی طرف پھرے اور حاصل مقصود یہ کہ ہر کافر وقت مرنے کے بحکم اضطرار کے ایمان لاتا ہے و لیکن فائدہ نہیں رکھتا پس چاہیے کہ باختیار خود پہلے اُسوقت کے مستعد اُسکا ہو (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَیَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَادِلًا فَلَیَکْسِرَنَّ الصَّلِیْبَ وَلَیَقْتُلَنَّ الْخِنْزِیْرَ وَلَیَضَعَنَّ الْجِزْیَةَ وَلَیَتْرُکَنَّ الْقِلَاصَ فَلَا یُسْعٰی عَلَیْهَا وَلَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ وَلَیَدْعُوَنَّ اِلَی الْمَالِ فَلَا یَقْبَلُهٗ اَحَدٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهُمَا قَالَ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِّنْکُمْ) اور روایت ہے اسی ابو ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے قسم خدا کی البتہ اترینگے عیسیٰ بیٹے مریم کے اس حال میں کہ حاکم عادل ہونگے پس توڑینگے سولی کو اور قتل کرینگے سور کو اور رکھینگے جزیہ

اہل ذمہ سے اور چھوڑ دینگے عیسیٰ یا چھوڑ دی جائیگی اونٹنیاں جوان یعنی نہ کیجاویگی سواری اور کام اور طلب حاجات انپر فقط یعنی بسبب کثرت اور سواریوں کے حاجت انکی نہیں رہنے کی یا معنی یہ ہیں کہ نہیں حکم کرینگے کسی کو سعی کرے انکے لانے پر زکوۃ کے لیے کیونکہ کوئی قبول کرنیوالا ہی نہیں پائیگا اور جائز ہے کہ ہو کنایہ ترک تجارات اور سفر کرنے سے زمین میں واسطے طلب مال کے اور حاصل کرنے ما یحتاج الیہ کے واسطے استغنا انکے کے سنت البتہ جاتا رہیگا لوگوں میں سے کینہ اور بغض اور حسد فقط یہ سب چیزیں سبب دنیا سے ہوتی ہیں پس جاتے رہینگے یہ عیب بسبب جاتے رہنے محبت دنیا کے دلوں میں سے اور البتہ بلاوینگے عیسیٰ لوگوں کو طرف قبول کرنے مال کے پس نہیں قبول کرنے کا اسکو کوئی یعنی بسبب استغنا کے نقل کی یہ مسلم نے اور یہی ایک روایت بخاری اور مسلم کے آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کیا ہوگا حال تمہارا جس وقت کہ اترینگے عیسیٰ بیٹے مریم کے درمیان تمہارے اور امام تمہارا تم میں سے ہوگا فقط یعنی قریش میں سے ہوگا یا تمہارے اہل ملت میں سے علما نے اسکی دو وجہ سے شرح کی ہے ایک تو یہ کہ امام تمہاری نماز کا وہ شخص ہوگا کہ تم میں سے ہو اور عیسیٰ اقتدا کرینگے اسکا اور وہ مہدی ہے اور یہ بسبب تعظیم و تکریم نبی کے ہوگا جیسے کہ مضمون حدیث آیندہ کا صریح ہے آمین اور عیسیٰ حاکم اور خلیفہ اور امام اور تعلیم کرینگے خبر کہ ہوسکتا اس زمانہ میں بوا امام نماز کے مہدی ہی ہیں اگرچہ بعضی روایت میں آیا ہے کہ عیسیٰ جو اترینگے مہدی امت کے ساتھ نماز میں ہونگے اور چاہینگے کہ پیچھے ہٹ جاویں اور امام عیسیٰ علیہ السلام کو کریں پس عیسیٰ علیہ السلام امام نہیں ہونگے اور اقتدا کرینگے انکا اور بعد اس نماز کے امامت عیسیٰ علیہ السلام ہی کرینگے بسبب افضل ہونے انکے کے مہدی سے اور وجہ دوسری یہ کہ مراد امام سے عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور مراد ساتھ ہونے انکے کے تم میں سے حکم کرنا انکا ہے ساتھ احکام شریعت تمہاری کے نہ ساتھ احکام انجیل کے اور روایت میں آیا ہے پس امامت کرینگے عیسیٰ علیہ السلام تمہاری ساتھ کتاب پروردگار تمہارے کے اور ساتھ سنت نبی تمہارے کے یعنی یہی ہونگے امامت کرینگے تمہاری اس حال میں کہ دین پر تمہارے ہونگے اور حکم کرنے والے ساتھ کتاب و سنت تمہاری کے (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قَالَ فَيَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَقُوْلُ اَمِيْرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَيَقُوْلُ لَا اِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ اُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْاُمَّةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَهٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِيْ) اور روایت ہے جابر سے کہا انہوں نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رہیگی ایک جماعت میری امت میں سے کہ لڑیگی حق پر اور واسطے حق کے درحالیکہ غالب ہونگے اپنے دشمنوں پر قیامت تک یعنی قرب قیامت تک فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پس اترینگے عیسیٰ بیٹے مریم کے پس کہیگا امیر امت کا یعنی مہدی آئیے اور نماز پڑھائیے ہمکو یعنی اسلیے کہ اولی ساتھ امامت کے افضل ہے اور تم نبی رسول کامل ہو پس کہینگے عیسیٰ اس امیر سے کہ نہیں امامت کرتا میں یعنی اسلیے کہ نہ وہم جاوے کسی امامت سے تمہارے دین کے منسوخ ہونے کا تحقیق بعضے تم میں سے بعضوں پر امیر اور امام ہیں بسبب بزرگ رکھنے خدا تعالے کے اس امت محمدیہ کو روایت کیا وسلامہ علیہ و علیہم نقل کی یہ مسلم نے اور یہ باب مصابیح میں خالی ہے دوسری فصل سے کہ احسان سے ہے (الفصل الثالث) فصل تیسری (عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اِلَى الْاَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ وَيَمْكُثُ خَمْسًا وَّاَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوْتُ فَيُدْفَنُ مَعِيْ فِيْ قَبْرِيْ فَاَقُوْمُ اَنَا وَعِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ فِيْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ بَيْنَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَوَاهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِيْ كِتَابِ الْوَفَاءِ) روایت ہے عبداللہ بن عمرو سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اترینگے عیسیٰ بیٹے مریم کے طرف زمین کے پس نکاح کرینگے اور پیدا کیجاویگی انکے لیے اولاد اور ٹھہرینگے زمین میں پینتالیس برس فقط اور یہ ظاہر میں مخالف ہے قول اس شخص کے کہ جاوینگے طرف آسمان کے اس حال میں کہ عمر انکی تینتیس برس کی ہوگی اور ٹھہرینگے زمین میں بعد اترنے کے سات برس پس دونوں عدد ملکر چالیس ہوتے لیکن جواب انکی سات برس کی ٹھہرنے کی نقل کی یہ مسلم نے پس تعین ہوا جمع ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کی گئی یا ترجیح دیجاویگی وہ روایت کہ صحیح میں ہے یعنے مسلم میں اور شاید کہ عدد پانچ کا ساقط ہوا اعتبار سے بسبب حذف کردینے کسور کے فقط پھر مرینگے عیسیٰ پس دفن کیے جاوینگے نزدیک میرے بیچ مقبرہ میرے کے پس اٹھونگا میں اور عیسیٰ ایک مقبرہ میں درمیان ابی بکر اور عمر کے کہ اس مقبرہ میں مدفون ہیں فقط پس معلوم ہوا کہ مراد قبر سے مقبرہ ہے اور اخبار میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبرہ میں جگہ ایک قبر کی خالی ہے اور کسی کو وہ جگہ میسر نہیں ہوئی چنانچہ حضرت امام حسن کو چاہا کہ وہاں رکھیں اور عائشہ نے کہ گھر انکا تھا اس بات پر راضی ہوئیں

بنی امیہ مانع ہوئے اور آپ کو حضرت کے روضہ میں دفن نہونے دیا اور عبد الرحمن بن عوف کے لیے بھی حضرت عائشہ راضی ہوئیں لیکن انکو بھی میسر نہوا اور حضرت عائشہ کو
بھی لوگوں نے کہا کہ تمہارا الٰہی ہنگامہ کیوں نہیں کرتیں کہا میں راضی نہیں ہوں اسپر کہ مجھکو بہتر سے جو کہوں گے باقی بقیع ہی میں رکھنا تاکہ اس میں یہ شی تھی کہ وہاں قبر عیسیٰ کی
ہوگی واللہ اعلم انتقل کیا [illegible] کتاب وفا میں باب قرب الساعۃ وان من مات فقد قامت قیامتہ یہ باب ہے بیچ بیان نزدیک ہونے
قیامت کے اور بیچ بیان اسکے کہ جو شخص مرا پس تحقیق قائم ہوئی قیامت اسکی فی ظاہر ہے کہ نزدیک ہونا قیامت کا اس معنی کر ہے کہ جو کچھ کہ رہا ہے اس مدت سے
کہ اسکے پہلے کی ہو کمتر ہے اور اکثر اسکا گذر چکا اور عبارت ومن مات الخ بھی لفظ حدیث کی ہے کہ مؤلف نے بیان عنوان باب کا کیا اور معنی اسکے یہ ہیں کہ جو کوئی مرا کچھ
اُسکو قیامت میں احوال واہوال واقع ہونے ہیں کچھ تھوڑا اسکا اسکے حق میں واقع ہو جاتا ہے فی شرح کا ماتن ہی نے کہ قیامت تین قسم پر ہے ایک تو کبری اور وہ اُٹھنا لوگوں کا
ہو جزا کے لیے اور دوسری قیامت وسطیٰ اور وہ عبارت ہے مرنے اہل قرن سے کہ ایک قرن میں قریب ایک دوسرے کے ہوں کہ اسکو قرن کہتے ہیں اور تیسری
قیامت صغری اور وہ مرنا آدمی کا ہے اور مراد بیان میں اخیر ہے اور ظاہر ہے کہ مراد ساعت سے کبری ہے برابر ہے کہ مراد ہو اس سے قیامت پہلی بموجب قول علیہ الصلوۃ والسلام
کے لا تقوم الساعۃ الا علی شرار الناس یا دوسری کہ وہ ظاہر کبری ہے کہ حضرت صفت ہو کہا [illegible] ہونے میں اور احادیث باب سے قول علیہ الصلوۃ والسلام کا بعثت
انا والساعۃ کہاتین احتمال دونوں کا رکھتا ہے اور حدیث عائشہ کی آگے آتی ہے جو دلالت کرتی ہے قیامت وسطیٰ پر الفصل الاول فصل پہلی عن شعبۃ عن قتادۃ
عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت انا والساعۃ کہاتین قال شعبۃ وسمعت قتادۃ یقول فی قصصہ کفضل احدہما علی الاخری فلا ادری
اذکرہ عن انس او قالہ قتادۃ متفق علیہ روایت ہے شعبہ سے کہ نقل کی قتادہ تابعی سے قتادہ نے انس سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بھیجا گیا
میں اور قیامت مانند ان دونوں انگلیوں کے یعنے انگلی شہادت اور بیچ کی انگلی کے کہا شعبہ نے اور سنا میں نے قتادہ سے کہ کہتے تھے اپنے وعظ میں فی شرح یعنی
بیچ بیان مراد کے مشابہت وی بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ قیام قیامت کے ان دونوں انگلیوں کو بسبب مانند زیادتی اور بڑھاؤ ایک کے
ان دونوں میں سے کہ بیچ کی انگلی ہے دوسری پر کہ انگلی شہادت کی ہے فی شرح یعنے جسقدر بیچ کی انگلی بڑی ہوتی شہادت کی انگلی سے ہو مبعوث ہونا میرا بڑھا ہوا قیامت
سے بھی مانند اسکے ہے کہ میں آگے قیامت سے آیا ہوں اور قیامت پیچھے سے چلی آتی ہے شعبہ کہتا ہے پس نہیں جانتا میں کہ اس بیان کو قتادہ نے انس سے نقل
کیا یا از خود کہا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فی شرح اور یقین اسکی کہ انس سے ہو اسپر بھی یہ احتمال ہے کہ انس نے از خود کہا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور حدیث
مستورد ابن [illegible] اوی سے کہ آگے آتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیان آنحضرت کے سے ہے وعن جابر قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول قبل ان یموت بشہر تسألونی
عن الساعۃ وانما علمہا عند اللہ واقسم باللہ ما علی الارض من نفس منفوسۃ یاتی علیہا مائۃ سنۃ وہی حیۃ یومئذ رواہ مسلم اور روایت ہے جابر سے کہ کہا سنا میں نے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے مہینا بھر پہلے اپنی رحلت سے کہ پوچھتے ہو تم مجھسے وقت قائم ہونے قیامت کے سے کہ وہ نفخہ پہلا اور دوسرا ہے اور نہیں ہے
علم اسکے تعین وقت کا مگر نزدیک خدا تعالیٰ کے فی شرح یعنی وقت قائم ہونے قیامت کبری کو کہ تم پوچھتے ہو وہ خود مجھکو معلوم نہیں ہے اور اسکو سوائے خدا تعالیٰ کے
کوئی نہیں جانتا قیامت صغری اور وسطیٰ کو البتہ بیان کرتا ہوں کہ اسکا علم رکھتا ہوں جیسے کہ فرمایا ثابت اور قسم کھاتا ہوں میں اللہ کی کہ نہیں ہے اوپر زمین پر کوئی
نفس کہ پیدا کیا گیا اور موجود ہے کہ گذرے اسپر سو برس اور وہ زندہ ہو اُسدن کہ سو برس اسپر گذریں نقل کی یہ مسلم نے فی شرح یعنے طبقہ اور قرن آدمیوں میں سے کہ بیچ
زمانہ خیر و صیغہ میرے کے موجود ہیں سو برس کی مدت میں سب مرجاوینگے اور کوئی انمیں سے باقی نہ رہیگا اسکو قیامت وسطیٰ کہتے ہیں اور ہر ایک کے مرنے کو
نسبت اسکے قیامت صغری اور مراد اس سے مرجانا صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے اور فرمایا آنحضرت نے یہ کلام بنا بر غالب کے والا جیتے رہے ہیں بعض صحابہ اکثر سو برس
سے مانند انس اور سلمان وغیرہ کے اور ظاہر یہ ہے کہ معنے لا یعیش نفس مائۃ سنۃ کے بعد اس قول کے یہ ہیں کہ دلالت کرتی ہے اسپر حدیث آئندہ کی پس نہیں حاجت ہے
طرف اعتبار غالب کے چنانچہ کہا ہے بعضوں نے کہ پیدا ہوئے ہوا تمہیں زمانہ کے تمام ہو گئے پہلے تمام ہونے سو برس کے وقت فرمانے حدیث کے سے اور اس

حدیث سے تمسک کیا ہے بعضوں نے اکابر علماء میں سے خضر کی موت پر کیونکہ وہ وقت خبر دینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مولود ہونا اور موجود ہونا سے روئے
زمین پر تھے اور حکم مخبر صادق چاہیے کہ نہ باقی رہے انکا سو برس سے گذر جانا اور بعد گذرنے سو برس کے مرگئے ہوں اور جواب دیتے ہیں اسکا علماء کہ خضر اس عموم سے
مخصوص ہیں اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے امت کے احوال کی وہی ہے کہ میری امت میں سے کہ اسوقت موجود ہیں بعد سو برس کے سب مرجاوینگے
اور نہیں ہونگا دوسرے نبی کی امت سے اور بعضوں نے کہا کہ قید ارض نے نکالدیا خضر اور الیاس کو اسلیے کہ وہ اسوقت دریا پر تھے زمین پر نہ تھے کہا بغوی نے
معالم التنزیل میں کہ چار شخص انبیاء میں سے زندہ ہیں دو زمین پر خضر اور الیاس اور دو آسمان پر ادریس اور عیسیٰ اور خبریں بیچ وجود خضر علیہ السلام کے مشائخ سے تواتر
کو پہونچی ہیں اگرچہ بعضے اسمیں تاویل کرتے ہیں کہ ہر زمانہ کا ایک خضر ہے کہ فیضان پہونچاتا ہے ولیکن مکمل اولیاء سے وجود اسی شخص کا ہے بنی اسرائیل میں سے کہ مصاحب
موسیٰ کے تھے آیا ہے (وعن ابی سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یاتی مائۃ سنۃ وعلی الارض نفس منفوسۃ الیوم رواہ مسلم) اور روایت ہے ابو سعید سے کہ
نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا نہیں آویگی سو برس اس حال میں کہ زمین پر ہو کوئی شخص زندہ اس دن یعنی صحابہ میں سے نقل کی یہ مسلم نے (وعن
عائشۃ قالت کان رجال من الاعراب یاتون النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیسألونہ عن الساعۃ فکان ینظر الی اصغرہم فیقول ان یعش ہذا لا یدرکہ الہرم حتی تقوم
علیکم ساعتکم متفق علیہ) اور روایت ہے عائشہ رضی سے کہا کتنے اشخاص اعرابیوں میں سے کہ آتے تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پس پوچھتے تھے
حضرت سے وقت قیامت کا پس تھے آنحضرت کہ دیکھتے طرف چھوٹے کی انمیں سے پس فرماتے اگر جیتا رہا یہ لڑکا نہ پاویگا اسکو بڑھاپا یہانتک کہ قائم ہوگی
تمپر قیامت تمہاری نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فوت یعنی ہوگا یہ آخر لڑکا بڑھاپے کو نہیں پہونچیگا کہ تم سب مرجاؤ گے اشارت کی طرف ہلاک ہو جانے انکی جلد
اور فنا ہو جانے اس قرن کے مقدار اس مدت میں استعارہ فرمایا ساعتکم فرما ہے کہ سوال انکا ساعت کبری سے تھا اور جواب علی اسلوب الحکیم ہوا اور قیامت
تمہاری کہ وہ قیامت صغری ہے بہت نزدیک ہے اور قیامت کبری بہت نزدیک ہے بعضے شارحین نے کہا اور مراد جواب کا ہوا اور ظاہر بالاکثر کا اور یہ غالب ہے الفصل الثانی
فصل دوسری (عن المستورد بن شداد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بعثت فی نفس الساعۃ فسبقتہا کما سبقت ہذہ ہذہ واشار باصبعیہ السبابۃ والوسطی
رواہ الترمذی) روایت ہے مستورد بن شداد سے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بھیجا گیا میں بیچ ابتداء کے
قیامت کے اور اوائل علامات اسکی کے پس بڑھا میں قیامت پر جیسی کہ بڑھی ہے یہ انگلی یعنی بیچ کی اس انگلی پر یعنی شہادت کی انگلی پر اور اشارہ کیا ساتھ دو انگلی
اپنی کے شہادت کی اور بیچ کی نقل کی یہ ترمذی نے (وعن سعد بن ابی وقاص عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انی لارجو ان لا تعجز امتی عند ربہا ان یؤخرہم نصف یوم
قیل لسعد وکم نصف یوم قال خمس مائۃ سنۃ رواہ ابو داود) اور روایت ہے سعد بن ابی وقاص سے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے البتہ امید
رکھتا ہوں کہ نہ عاجز ہو امت میری نزدیک پروردگار اپنے کے اس بات سے کہ تاخیر دے اور مہلت بخشے انکو آدھے دن کہا گیا واسطے سعد بن ابی وقاص کے اور کتنا آدھا
دن ہے کہا سعد نے آدھا دن سو برس کا ہے نقل کی یہ ابوداود نے فوت یہ مظہر نے کہا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے وان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون یعنی ایک دن
نزدیک پروردگار تیرے کے مقدار ہزار برس کے ہے اس چیز سے کہ شمار کرتے ہو تم جب وہ دن مقدار ہزار برس کے ہوا تو آدھا دن پانسو برس کا ہوا اور معنی حدیث
کے یہ ہیں کہ اس امت کو اسقدر قدرت اور قرب اور مرتبہ پروردگار تعالی کے نزدیک ہے کہ پانسو برس انکو نگاہ رکھے اور ہلاک نہ کرے اور بقا انکا کمتر اس سے نہوگا زیادہ
ہو تو ہو سکتا ہے اشارہ کیا طرف اسکے کہ پانسو برس سے کم میں قیامت قائم نہیں ہونے کی اور اس امت کو ہلاک نہیں کریگا بعد اسکے جو کچھ چاہا ہوگا کریگا اور بعضوں نے
کہا کہ مراد یہ ہے کہ پانسو برس تک سالم اور با امن شدائد اور عقوبات سے نگاہ رکھیگا اور انکو آفتیں نہیں پہونچینگی کہ انسے مستہلک اور مستاصل ہو جائیں اور شیخ جلال الدین
سیوطی نے اپنے بعضے رسالوں میں ثابت کیا ہے کہ بقاء امت بعد ہزار برس کے رحلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ سو برس سے تجاوز نہیں کریگا واللہ اعلم
الفصل الثالث فصل تیسری (عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل ہذہ الدنیا مثل ثوب شق من اولہ الی آخرہ فبقی متعلقا بخیط فی آخرہ

فیذہب ذلک الخیط ثم تنقطع رواہ البیہقی فی شعب الایمان) روایت ہے انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حال اس دنیا کا یعنے فنا کے قریب
پہونچنے میں اور قریب زمان قیامت میں مانند حال ایک کپڑے کے ہے کہ پھاڑ گیا اول اسکے سے آخر اسکے تک پس باقی رہا لٹکا ہوا ساتھ ایک دھاگے کے آخر
اسکے میں پس نزدیک ہے وہ دھاگا کہ ٹوٹ جاوے یعنے دنیا تمام فانی ہو نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں باب لا تقوم الساعة الا علی شرار الناس باب
ہے بیچ بیان اسکے کہ برپا نہیں ہوگی قیامت مگر بد لوگوں پر ف یعنے نیک سب مرجاوینگے اور بد باقی رہینگے پس قائم ہوگی قیامت انپر جب تک وجود دینداروں کا
دنیا میں ہے قیامت قائم نہیں ہوتی جیسے کہ اوپر گذرا آخر عہد عیسی کے میں ایک ہوا خوشبودار چلیگی کہ مسلمان سب مرجاوینگے اور بدکار باقی رہینگے کہ آپس میں گدھوں
کے مانند اختلاط کرینگے پس انپر قائم ہوگی قیامت الفصل الاول فصل پہلی (عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقوم الساعة حتی لا یقال فی
الارض اللہ اللہ وفی روایة قال لا تقوم الساعة علی احد یقول اللہ اللہ رواہ مسلم) روایت ہے انس سے یہ کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا برپا نہ
ہوگی قیامت یہاں تک کہ کہا جاوے زمین میں اللہ اللہ یعنے کوئی نہیں رہیگا کہ ذکر خدا کا کرے اور اسکو پوجے بلکہ سب کافر بت پرست و فاسق ہونگے اور ایک روایت
میں یوں آیا ہے کہ فرمایا نہیں قائم ہوگی قیامت اسپر کہ کہتا ہو اللہ اللہ ف اس سے معلوم ہوا کہ ابقا عالم بسبب برکت علماے عاملین کے اور ذاکرین اور صلحا
اور نیکوکاروں کے ہے جب انکو عالم سے اٹھا لینگے عالم بھی نہیں رہنے کا نقل کی یہ مسلم نے (وعن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم
الساعة الا علی شرار الخلق رواہ مسلم) اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں قائم ہوگی قیامت مگر اوپر بدترین خلق کے
نقل کی یہ مسلم نے ف مراد خلق سے آدمی ہیں اسلیے کہ مراد شرار سے گنہگار ہیں اور متصف ساتھ معصیت گناہ کے آدمی ہیں نہ تمام خلق اور اگر کہا جاوے کہ کیا تطبیق
ہے اس حدیث میں اور حدیث سابق میں لا یزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاہرین الی یوم القیامة کہینگے ہم کہ پہلی حدیث مستغرق ہے تمام زمانوں کو عام ہے
انہیں اور دوسری مخصوص ہے یعنے سوائے اس زمانہ کے مراد ہے (وعن ابی ہریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعة حتی تضطرب الیات نساء
دوس حول ذی الخلصة وذو الخلصة طاغیة دوس التی کانوا یعبدون فی الجاہلیة متفق علیہ) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ ہلینگے سرین عورتوں بنی دوس کے گرد ذو الخلصہ کے ف دوس ایک قبیلہ ہے یمن سے اور ذو الخلصہ ساتھ زبر خ معجمہ اور لام کے اور
دونوں کے پیش سے بھی آیا ہے نام بتخانہ کا ہے کہ اسکو کعبہ یمانیہ کہتے تھے اور وہاں ایک بت تھا کہ نام اسکا خلصہ تھا اور قبائل دوس اور خثعم اور بجیلہ اسکو پوجتے تھے اور آنحضرت
نے جریر بن عبد اللہ بجلی کو بھیجا تھا اسکو خراب کیا پس فرماتے ہیں کہ اخیر زمانہ میں یہ قبائل مرتد اور بت پرست ہونگے اور عورتیں انکی گرد اس بتخانہ کے طواف کرینگی اور
راوی نے کہ ابو ہریرہ ہیں یا اور کوئی بیچ تفسیر ذو الخلصہ کے کہا ہے کہ ذو الخلصہ نام بت قبیلہ دوس کا ہے کہ وہ پوجتے تھے اسکو زمانہ جاہلیت میں ف علماے یعنے صاحب
نہایہ وغیرہ نے جو کہا ہے کہ وہ بت خانہ ہے معلوم ہوا کہ اس تفسیر میں مسامحہ ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن عائشة قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقول لا یذہب اللیل والنہار حتی یعبد اللات والعزی فقلت یا رسول اللہ ان کنت لاظن حین انزل اللہ ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی ودین الحق
لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون ان ذلک تاما قال انہ سیکون من ذلک ما شاء اللہ ثم یبعث اللہ ریحا طیبة فتوفی کل من کان فی قلبہ مثقال حبة من خردل
من ایمان فیبقی من لا خیر فیہ فیرجعون الی دین آبائہم رواہ مسلم) اور روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے
نہیں جاتے رہنے کے رات اور دن یعنے فانی نہیں ہوگی دنیا یہاں تک کہ پوجے جاویں لات وعزی کہ نام دو بتوں مشہور کے ہیں لات نام بت قبیلہ بنی ثقیف
کا ہے اور عزی نام بت غطفان اور سلیم کا پس کہا میں نے یا رسول اللہ تحقیق تھی میں البتہ گمان کرتی جسوقت بھیجی اللہ تعالی نے یہ آیة کہ وہ خدا کہ بھیجا رسول اپنا ساتھ
ہدایت کے اور دین درست کے تا غالب کرے اسکو سب دینوں پر اگرچہ ناخوش رکھیں اسکو مشرک ف چونکہ مدلول اس آیت کا یہ ہے کہ سب دین باطل ہوں اور
بت پرستی زائل ہو اور دین اسلام سب پر غالب ہو پس میں گمان کرتی تھی بلکہ یقیناً جانتی تھی کہ بت پرستی تمام ہونیوالی ہے اور زائل ہونیوالی اور نہیں ہونیکی

بعد اسکے کبھی اور جب آپ پر خبر وحیہ میں فرمایا آنحضرت نے تحقیق شان یہ ہے کہ ہوگا اس سے یعنی بعض اس چیز سے کہ ذکر کی گئی یعنی تمام ہونا دین کا اور نقصان کفر کا
ایک مدت تک کہ چاہا ہے خدا تعالیٰ نے اور بیان کیا انکو ساتھ قول اپنے کے پھر بھیجیگا خدا تعالیٰ ایک ہوا خوشبودار پس مار ڈالیگا ہر وہ شخص کہ اسکے دل میں ہو مقدار
دانہ رائی کے ایمان سے پس باقی رہیگا وہ شخص کہ نہیں ہے بھلائی اسمیں یعنی نہ اسلام اور نہ ایمان اور نہ قرآن اور حق اور نہ تمام ارکان اور نہ علما اسمیں مرتد ہو سکے اور
پھر جاوینگے طرف دین باپون اپنے کے نقل کی یہ مسلم نے فق یعنی بحکمت الٰہی اخیر زمانہ میں کفر وبت پرستی ہوگی تا قیامت کہ محل ظہور قہر وجلال الٰہی کی ہو بر پا
پر قائم ہو نہ یکون پر وعن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يخرج الدجال فيمكث اربعين لا ادري اربعين يوما او اربعين شهرا او اربعين عاما فيبعث الله
عيسى ابن مريم كانه عروة بن مسعود فيطلبه فيهلكه ثم يمكث في الناس سبع سنين ليس بين اثنين عداوة ثم يرسل الله ريحا باردة من قبل الشام فلا يبقى على وجه الارض
احد في قلبه مثقال ذرة من خير او ايمان الا قبضته حتى لو ان احدكم دخل في كبد جبل لدخلته عليه حتى تقبضه قال فيبقى شرار الناس في خفة الطير واحلام السباع
لا يعرفون معروفا ولا ينكرون منكرا فيتمثل لهم الشيطان فيقول الا تستجيبون فيقولون فما تامرنا فيامرهم بعبادة الاوثان وهم في ذلك دار رزقهم حسن عيشهم ثم ينفخ
في الصور فلا يسمعه احد الا اصغى ليتا ورفع ليتا قال واول من يسمعه رجل يلوط حوض ابله فيصعق ويصعق الناس ثم يرسل الله او قال ينزل الله مطرا كانه الطل او الظل فتنبت منه اجساد الناس
ثم ينفخ فيه اخرى فاذا هم قيام ينظرون ثم يقال يا ايها الناس هلم الى ربكم وقفوهم انهم مسئولون قال ثم يقال اخرجوا بعث النار فيقال من كم فيقال من كل الف
تسعمائة وتسعة وتسعين قال فذلك يوم يجعل الولدان شيبا وذلك يوم يكشف عن ساق رواه مسلم اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے کہا فرمایا
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نکلیگا دجال پس رہیگا چالیس عبد اللہ راوی کہتے ہیں کہ نہیں جانتا میں مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چالیس
سے چالیس دن ہیں یا چالیس مہینے یا چالیس برس فق یعنی پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ بعضی روایتوں میں چالیس برس آئے ہیں اور بعضی میں چالیس دن یا چالیس
رات اور وجہ تطبیق کی بھی ذکر کی گئی فت پس بھیجیگا اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم کو گویا کہ وہ عروہ بن مسعود ہیں صورت وشکل میں پس ڈھونڈینگے عیسیٰ دجال کو پس
مار ڈالینگے اسکو پھر ٹھہرینگے عیسیٰ علیہ السلام سات برس اس حال میں کہ نہوگی درمیان دو شخصوں کے دشمنی فق یعنی سب لوگ اوپر صفت ایمان کامل کے اور ظاہر
محمود رکھے دوست ایک دوسرے کے ہونگے لوگون میں اور ٹھہرنا عیسیٰ کا سات برس بعد مارنے دجال کے ہوگا والا پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ مدت ٹھہرنے عیسیٰ کی چالیس
برس ہونگے فت پھر بھیجیگا اللہ ایک ہوا ٹھنڈی شام کی طرف سے پس نہیں باقی رہیگا روے زمین پر کوئی کہ اسکے دل میں مقدار ذرہ کے بھلائی سے ہو یا ایمان
سے شک راوی ہے کہ من خیر کہا یا من ایمان مگر کہ نکال لیگی وہ ہوا روح اسکی یہان تک کہ اگر کوئی تم میں سے گیا ہوگا اندر پہاڑ کے یعنی بالفرض والتقدیر تو البتہ داخل ہوگی وہ
ہوا اس پہاڑ میں اس شخص پر یہان تک کہ قبض کریگی روح اسکی کہا پس باقی رہینگے بدترین لوگ بیچ سبکی پرندون اور گرانی درندون کے فق یعنی فسق وفساد
اور قضاے شہوت نفسانی میں ایسے سبک اور تیز رو ہونگے جیسے پرندے اور ظلم اور خونریزی وفساد میں ایسے گران اور مستقر ہونگے جیسے درندے اسمیں اشارہ ہے طرف
اسکے کہ وہ خالی ہونگے علم وحلم سے بلکہ غالب ہوگی انپر وحشت درازی اور غضب ووحشت اور ہلاک کرنا اور قلت رحم فت نہ پہچانینگے وہ نیک بات کو اور نہ انکار کرینگے
نامشروع سے پس صورت پکڑ کے آویگا واسطے انکے شیطان پس کہیگا کیا نہیں شرم کرتے تم فق یعنی کہ فسق وفجور اور ظلم وفساد کرتے ہو اور یہ مکر وتلبیس شیطان کا ہے کہ اس
حیا سے انکو بت پرستی کی طرف بلاویگا فت پس کہینگے وہ شیطان کو کہ کیا حکم کرتا ہے تو ہمکو اور مقصود تیرا کیا ہے اور کیا کام کریں ہم پس حکم کریگا انکو بت پوجنے کا فق
یعنے از راہ توسل کے کہ اللہ اس سے راضی ہوگا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی کافرونکے اعتقاد سے ما نعبدہم الا لیقربونا الی اللہ زلفی ویقولون ہولاء شفعاؤنا عند اللہ
اور حال یہ کہ وہ اس حالت میں باکثرت ہوگا رزق انکا اچھی اور فراخ ہوگی معیشت اور زندگانی انکی پھر پھونکا جاویگا صور میں اور قائم ہوگی قیامت پس نہ سنیگا
آواز صور کی کوئی مگر کہ جھکا دیگا گردن کی ایک طرف کو اور بلند کریگا دوسری طرف کو فق یعنی اسکی دہشت سے لوگوں کے دل پھٹ جاوینگے اور قوت جسمانی
معطل وسست ہو جاویگی اور اثر اسکا گردن میں پیدا ہوگا جیسے کہ وحشت میں ہوا کرتا ہے کہ سر ایک طرف کو جھک جاتا ہے پس گردن ایک طرف جھکی ہوئی ہو اور ایک انکی

سے فرمایا آنحضرتؐ نے پس اول جو سنیگا آواز صور کی وہ شخص ہوگا کہ لیپتا ہوگا حوض اپنے اونٹون کا یعنی تا انکو پانی پلاوے پس اسکے کنارے میں مرجاویگا
وہ شخص اور مرجاوینگے لوگ یعنی کاروبار مین پھر بھیجیگا اللہ تعالیٰ مینہ کو گویا کہ وہ شبنم ہے یعنی ہلکا سا پس اُگینگے سبب اسکے بدن لوگون کے کہ گل گئے ہونگے قبرون مین
پھر پھونکا جاویگا صور مین دوبارہ یعنی بعد چالیس برس کے پس ناگہان وہ لوگ کہ زمین سے زندہ ہوئے ہونگے اُٹھ کھڑے ہونگے اور دیکھینگے ہول قیامت کے
پھر کہا جاویگا لوگون کو اے لوگو آؤ طرف پروردگار اپنے کے اور کہا جاویگا فرشتون کو ٹھہراؤ ان لوگون کو اسلیے کہ یہ پوچھے جاوینگے کردار سے اور حساب لیا جاویگا
انسے پس کہا جاویگا یعنی پروردگار تعالیٰ فرماویگا فرشتون کو کہ نکالو ان لوگون میں سے لشکر آتش دوزخ کا یعنی وہ کہ بھیجے جاوینگے دوزخ کو پس کہا جاویگا یعنی
فرشتے جناب حضرت سے پوچھینگے کہ کتنون میں سے کتنے یعنی وہ جو دوزخ کو بھیجے جاوینگے کتنے لوگ ہونگے کتنون مین یعنی وہ مقدار انکی کیا ہے پس کہا جاویگا یعنی
اللہ تعالیٰ فرماویگا نکالو دوزخ کے لیے ہزار شخص مین سے نوسو ننانوے (ف) اس سے معلوم ہوا کہ ہزار مین سے ایک بہشت کو جاویگا اور باقی سب دوزخ مین اور
ظاہر یہ ہے کہ مراد اُنسے کفار ہین کہ جو ہمیشہ دوزخ مین رہینگے چنانچہ یہ حدیث ابی سعید کی پہلی فصل باب الحشر کی مین آیا ہے کہ یہ جماعت دوزخیون کی یاجوج ماجوج سے ہو
گی پس یہ وقت وہ دن ہے کہ کردیگا بچون کو بڈھا فرمایا یہ کنایہ ہے آسمان کی درازی سے یا شدت و محنت سے کہ اُس دن مین ہوگی اسلیے کہ بڑھاپا غم و محنت مین جلدی
ہوتا ہے اور یہ وہ دن ہے کہ پیدا کیا جاویگا اور کھولا جاویگا اُس مین امر عظیم سے اور محنت سخت سے (ف) کشف ساق کنایہ ہے خوف اور ہول اور شدت و محنت سے
یعنی مشہور ہے عرب مین اور اصل اسکی یہ ہے کہ جو کوئی شدت و محنت مین پڑتا ہے اسکے اہتمام مین دامن پنڈلی سے اُٹھا لیتا ہے اور پنڈلی اسکی اس سے کھلجاتی ہے اور کلام
بیچ تفسیر اس آیۃ کریمہ کے بہت ہے لیکن اکثرون کے نزدیک تاویل یہی ہے کہ جو کہی گئی اور ذکر حدیث [illegible] بیچ باب [illegible] اور ذکر کی گئی حدیث [illegible]
ابتدا اسکی لا تنقطع الہجرۃ ہے بیچ باب توبہ کے

باب النفخ فی الصور یہ باب ہے بیچ بیان پھونکنے صور کے (ف) صور [illegible] شاخ کی [illegible] پھونکتے ہین اور مراد
بیان وہ شاخ ہے کہ اسرافیل پھونکینگے اور دو دفعہ پھونکینگے ایک ہلاک کرنے کے لیے زندون کے اور دوسرا زندہ کرنے مردون کے لیے

الفصل الاول فصل پہلی

(عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بین النفختین اربعون قالوا یا ابا ہریرۃ اربعون یوما قال ابیت قالوا اربعون شہرا قال ابیت قالوا اربعون
سنۃ قال ابیت ثم ینزل اللہ من السماء ماء فینبتون کما ینبت البقل قال ولیس من الانسان شیء الا یبلی الا عظما واحدا وھو عجب الذنب ومنہ یرکب الخلق یوم القیامۃ متفق
علیہ وفی روایۃ لمسلم قال کل ابن آدم یاکلہ التراب الا عجب الذنب منہ خلق وفیہ یرکب) روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان
دونون نفخون کے یعنی نفخہ مارنے اور زندہ کرنے کے چالیس ہین پوچھا لوگون نے اے ابوہریرہ آیا مدت مذکور چالیس دن کی ہے کہا ابوہریرہ نے نہین جانتا مین کہا لوگون
نے یا چالیس مہینے ہین کہا نہین جانتا مین کہا لوگون نے یا چالیس برس ہین کہا نہین جانتا مین (ف) یعنی چونکہ آنحضرتؐ سے مجمل سنا ہے مین نے یا مفصل سنا اور
اسکو بھول گیا ہون جزماً نہین کہہ سکتا کہ مراد کیا ہے اور اس مین مجمل ہے اور اور حدیث مین مفصل ہے کہ وہ چالیس برس ہین سنت اور فرمایا آنحضرتؐ نے پھر اُتاریگا اللہ تعالیٰ
آسمان سے پانی پس اُگینگے اور پیدا ہونگے آدمی اور اور جاندار جیسے کہ اُگتا ہے اور پیدا ہوتا ہے سبزہ اور ترکاری فرمایا اور نہین ہے آدمی سے کوئی چیز پرانی نہو یعنی تمام اعضا
اور اجزا اسکے پرانے اور بوسیدہ ہوجاتے ہین مگر ایک ہڈی اور نام اسکا عجب الذنب ہے (ف) ساتھ زبر عین اور جزم جیم اور زبر ذال اور نون کے اور وہ ہڈی نیچے ریڑھ
کے درمیان دو سرین کے ہے اور عجم الذنب تبدیل میم سے بھی آیا ہے اور عجب اور عجم دونون معنے اصل کے اور جڑ کے ہے اور ذنب بمعنے دم کے اور یہ ہڈی چونکہ وہان ہے
اسکا یہ نام رکھا گیا ہے اور اسی ہڈی سے ترکیب دیے جاوینگے تمام اعضا مخلوقات کے قسم جاندار سے دن قیامت کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور ایک روایت
مسلم کی مین یون آیا ہے کہ فرمایا تمام بدن آدمی زاد کو کھالیتی ہے مٹی مگر ایک ریڑھ کی ہڈی کو نہین کھاتی یعنی ساری ہڈی کو یا بعض کو کہ اُس سے پیدا کیا گیا ہے اول خلقت
مین اور اسی مین ترکیب دیا جاویگا (ف) اور یہ بیان اکثر کا ہے کہ ہڈی بدن کا کہ نہین گلتی اسلیے کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے زمین پر یہ کہ کھاوے اجساد انبیاء کے اور یہی
حکم ہے شہداء اور اولیاء سے اور انہین مین سے موذن ہین کہ جو لِلّٰہ اذان دیتے ہین پس یہ بھی قبرون مین زندہ ہین مانند زندون کے (وعنہ قال

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْبِضُ اللّٰہُ الْاَرْضَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَیَطْوِی السَّمٰوٰتِ بِیَمِیْنِہٖ ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا الْمَلِکُ اَیْنَ مُلُوْکُ الْاَرْضِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے اُسی ابوہریرہ
سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مٹھی میں لے لیگا اللہ تعالےٰ زمین کو روز قیامت کے اور لپیٹیگا آسمان کو اپنے داہنے ہاتھ میں ف ع ت شاید کہ مراد ان
دونوں سے بدل دینا انکا ہو جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات یا کنایہ عظمت اور جلال اور کبریائی حق اور تغیر جانے افعال غیبیہ کے سے
اوہام خلق کے اسلئے مقام میں حیران ہیں اور تحقیق ہوا پھر کہ خراب کرنا عالم کا اور اٹھانا زمین و آسمان کا اسکی قدرت کے آگے آسان ہے اور چونکہ آسمان کو شرف و عظمت
بہ نسبت زمین کے زیادہ ہے اسکو تخصیص کیا ساتھ داہنے ہاتھ کے کہ اشرف بائین سے ہے پس قبض کریگا زمین کو اور لپیٹیگا آسمان کو اپنے داہنے ہاتھ میں ف پھر
فرماویگا اللہ تعالی کہ میں ہوں بادشاہ یعنے نہیں ہے بادشاہت مگر میرے ہی لیے اور میں شہنشاہ ہوں کہاں ہیں بادشاہ کہ زمین میں دعوی بادشاہی کا کرتے تھے
نقل کی بخاری اور مسلم نے (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَطْوِی اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ثُمَّ یَاْخُذُھُنَّ بِیَدِہِ الْیُمْنٰی ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا الْمَلِکُ
اَیْنَ الْجَبَّارُوْنَ اَیْنَ الْمُتَکَبِّرُوْنَ ثُمَّ یَطْوِی الْاَرَضِیْنَ بِشِمَالِہٖ وَفِیْ رِوَایَۃٍ یَاْخُذُھُنَّ بِیَدِہِ الْاُخْرٰی ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا الْمَلِکُ اَیْنَ الْجَبَّارُوْنَ اَیْنَ الْمُتَکَبِّرُوْنَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت
ہے عبد اللہ بن عمر سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لپیٹیگا اللہ آسمان کو دن قیامت کے پھر لیگا انکو اپنے داہنے ہاتھ میں پھر فرماویگا کہ میں ہوں بادشاہ
کہاں ہیں جبار یعنے ظالمین قہار کہاں ہیں تکبر کرنے والے یعنے بڑائی چاہنے والے پھر لپیٹیگا زمینوں کو اپنے بائین ہاتھ میں اور ایک روایت میں آیا ہے لیویگا زمینوں کو
اپنے دوسرے ہاتھ میں پھر فرماویگا میں ہوں بادشاہ کہاں ہیں جبار کہاں ہیں تکبر کرنے والے نقل کی یہ مسلم نے (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَاءَ حَبْرٌ
مِنَ الْیَھُوْدِ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عَلٰی اِصْبَعٍ وَالْاَرَضِیْنَ عَلٰی اِصْبَعٍ وَالْجِبَالَ وَالشَّجَرَ عَلٰی اِصْبَعٍ وَالْمَاءَ
وَالثَّرٰی عَلٰی اِصْبَعٍ وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلٰی اِصْبَعٍ ثُمَّ یَھُزُّھُنَّ فَیَقُوْلُ اَنَا الْمَلِکُ اَنَا اللّٰہُ فَضَحِکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَعَجُّبًا مِمَّا قَالَ الْحَبْرُ
تَصْدِیْقًا لَہٗ ثُمَّ قَرَاَ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)
اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے کہا آیا ایک عالم یہودیون میں سے پاس نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پس کہا اے محمد تحقیق خدا تعالی تھامے رہیگا
آسمانوں کو روز قیامت کے ایک انگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور پہاڑوں کو اور درختوں کو ایک انگلی پر اور پانی کو اور خاک نمناک کو یعنے پانی کے نیچے کی تری کو
ایک انگلی پر اور باقی مخلوق کو ایک انگلی پر پھر ہلاویگا انگلیوں کو اور فرماویگا میں ہوں بادشاہ میں ہوں خدا ف یہ تمام کنایہ اور تمثیل ہے اور تصویر غلبہ قدرت اور عظمت اللہ
جل شانہ کی ہے اور جز معنی ہاتھ اور انگلی اور ہلانے کے منظور و ملحوظ نہیں روش کلام عرب کی یہی ہے کہ جب کسی کو وصف کیا چاہتے ہیں جود و کرم کے تو کہتے ہیں کہ دونوں ہاتھ
اسکے فراخ و کشادہ ہیں اگرچہ اسکے ہاتھ نہوں کہ دونوں ہاتھ کٹے ہوں یا اول پیدایش سے بے ہاتھ پیدا کیا گیا ہو یا کسی کو سلطنت و ملک رانی کے وصف کیا چاہتے ہیں
تو کہتے ہیں کہ فلانا تخت پر بیٹھا اگرچہ اسکے لیے تخت نہو اور بیٹھنے کی چیز کچھ نہو اور یہ راہ خوب ہے بیچ فہم متشابہات قرآن و حدیث کے لیے اس سے کہ تاویل کریں اور
کہیں کہ مراد ہاتھ سے یہ ہے اور تخت سے یہ فافہم اور اسلیے تعجب کیا آنحضرت نے یہودی کی گفتگو سے اور تصدیق کیا اسکو جیسے کہ آیا ہے پس ہنسے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ
وسلم از راہ تعجب کرنے کے اُس چیز سے کہ کہا اس عالم یہودیون کے نے واسطے باور کرنے اسکے کے یعنے تعجب کرنا آنحضرت کا سبب تکذیب عالم مذکور کے نہ تھا بلکہ
بسبب اسکی تصدیق اور راست گو جاننے اسکے کے تھا پھر پڑھی آنحضرت نے یہ آیۃ اور نہ قدر جانی اللہ تعالی کی مشرکون نے حق قدر جاننے اسکے کی یعنے پہچانا
اسکو جیسا کہ پہچاننا چاہیے اور نہ تعظیم کی اسکی جیسی کہ تعظیم کرنی چاہیے اور نہ پوجا اسکو جیسا کہ پوجنا چاہیے اور ساری زمین اسکے قبضہ قدرت میں ہوگی دن قیامت کے
اور آسمان لپیٹے ہوے ہونگے اسکے داہنے ہاتھ میں پاک ہے اللہ تعالی اور بزرگ ہے وہ اس چیز سے کہ شریک کرتے ہیں مشرک اسکو یعنے بت وغیرہ کو اور جو کچھ کہ یہودی
کہا تفسیر و تفصیل اسکی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِہٖ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ
فَاَیْنَ یَکُوْنُ النَّاسُ یَوْمَئِذٍ قَالَ عَلَی الصِّرَاطِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے عائشہ رض سے کہا پوچھا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے معنی اس آیۃ کے

اسدن کہ تبدیل اور تغییر کیجاویگی زمین اور پیدا کیجاویگی اسکے بدلے دوسری زمین اور تبدیل کیجاوینگے اور پیدا کیے جاوینگے آسمان یعنی روز قیامت کہ کہاں ہونگے لوگ اسدن
فرمایا آنحضرت نے لوگ اسدن پل صراط پر ہونگے ف مراد صراط سے معروف یا ہر صراط کہ ہوا اور اصل صراط یعنی راہ سیدھی ہے اور تبدیل زمین سے کیا مراد ہے اس میں
اختلاف ہے کہا صاحب کواشی نے کہ وہ بدلی جاویگی ساتھ روٹی سفید کے پس کھاینگے اسکو مومن اپنے قدموں کے نیچے سے یہان تک کہ فراغت ہو حساب سے
چنانچہ مؤید اسکی حدیث اول باب الحشر کی ہے اور تبدیل آسمان ساتھ بکھر جانے تاروں اسکے کے اور کسوف آفتاب اور خسوف چاند اسکے کے ہے اور طیبی نے کہا
تبدیل دو طرح کی ہوتی ہے ایک تو تبدیل ذات میں جیسے کہ کہیں تبدیل کیا میں نے دراہم کو دیناروں سے یعنے دراہم کے بدلے دینار لیے میں نے اور دوسرے
تبدیل صفات میں ہے جیسے کہ کہیں تبدیل کیا میں نے حلقہ کو خاتم سے یعنے بدل کو گھلا کر شکل انگوٹھی کے بنایا پس ذات ایک ہے اور ہیئت اور ہوئی پس تبدیل
زمین وآسمان کی ساتھ اور زمین وآسمان کے دونوں احتمال رکھتی ہے اور آثار و اخبار بیچ تبدیل صفات کے اکثر ہیں ابن عباس نے فرمایا کہ زمین یہی زمین ہوگی
تغییر اسکی صفات میں ہوگی ابوہریرہ نے کہا کہ فراخ کرینگے زمین کو ایسا کہ کچھ بلندی اور پستی اسمین نہ رہیگی اور پروردگار تعالی قادر ہے کہ زمین وآسمان اور پیدا کرے
جیسے کہ بعضے آثار و اخبار اسپر بھی دلالت کرتے ہیں امیر المومنین علی سے آیا ہے کہ ایک زمین پیدا کرینگے چاندی سے اور آسمان سونے سے اور ابن مسعود سے آیا ہے کہ زمین
پیدا کرینگے سفید و پاکیزہ کہ اسپر کسی نے گناہ نہ کیا ہوگا اور ظاہر تبدیل سے تغییر ذات کا ہے جیسے کہ دلالت کرتا ہے اسپر سوال و جواب حضرت عائشہ اور آنحضرت کا نقل
کی یہ مسلم نے (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مُكَوَّرَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہ کہا فرمایا
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ سورج اور چاند لپیٹے جاوینگے دن قیامت کے ف یعنے اٹھا کر گوشہ میں ڈالدیے جاوینگے جیسے کہ کپڑے کو لپیٹ کر گوشہ میں ڈالدیتے
ہیں یا لپیٹی جاویگی روشنی انکی اور جاتا رہیگا پھیلا ہونا انکی روشنی کا عالم سے نقل کی یہ بخاری نے الفصل الثانی فصل دوسری (عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْعَمُ وَصَاحِبُ الصُّورِ قَدِ الْتَقَمَهُ وَأَصْغَى سَمْعَهُ وَحَنَى جَبْهَتَهُ يَنْتَظِرُ مَتَى يُؤْمَرُ بِالنَّفْخِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ قُولُوا حَسْبُنَا اللَّهُ
وَنِعْمَ الْوَكِيلُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) روایت ہے ابو سعید خدری سے کہا فرمایا آنحضرت نے کہ کیونکر چین سے اور خوش رہوں میں حالانکہ صاحب صور کہ اسرافیل ہیں
رکھے ہوئے ہیں ایک طرف صور کی اپنے منہ میں پھونکنے کے لیے اور جھکائے ہوئے ہے کان یعنی کان لگا رہا ہے جانب حق میں کہ جب فرماوے پھونکنے کو اسی وقت
پھونکوں اور جھکا رہا ہے پیشانی اپنی یعنی جیسی کہ عادت ہے نرسنگا بجانے والوں کی یعنے تیار ہو رہا ہے بجانے کے لیے منتظر ہے کہ کب حکم کیا جاوے صور پھونکنے کا پس
کہا صحابہ نے یا رسول اللہ جب حال یہ ہے تو کیا فرماتے ہیں آپ ہمکو یعنے پڑھنے کے لیے اب اور اسوقت یا مطلق وقت سختیوں کے فرمایا کہو کافی ہے ہمکو اللہ اور اچھا ہے
کارساز وہ ف یعنے التجا درگاہ حق میں لیجاؤ اور اسی کے فضل و کرم پر بھروسا کرو حسبنا اللہ ونعم الوکیل ایسا کلمہ ہے کہ جب سختی اور محنت و خوف پیش آوے تو اسکو پڑھیں
تا اس سے سلامت رہیں چنانچہ حضرت ابراہیم نے اسکو آگ میں ڈالے جانے کے وقت پڑھا اور ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جسوقت کہ منافقوں نے
ایک لڑائی میں کہا ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم تب نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصُّورُ قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيهِ رَوَاهُ
التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ) اور روایت ہے عبداللہ بن عمرو سے انہنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا صور ایک سینگ ہے کہ پھونکا جاویگا اسمیں ف
یعنے اسرافیل پھونکینگے دوبار اور کہا بعضوں نے کہ گول ہے سر صور کا مانند عرض آسمانوں کے اور زمین کے الفصل الثالث فصل تیسری (عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ الصُّورُ قَالَ وَالرَّاجِفَةُ النَّفْخَةُ الْأُولَى وَالرَّادِفَةُ الثَّانِيَةُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي تَرْجَمَةِ بَابٍ) کہا ابن عباس نے بیچ تفسیر قول اللہ
تعالی کے فاذا نقر فی الناقور کہ مراد ناقور سے صور ہے اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ جب پھونکا جاویگا صور پس یہ دن وہ دن سخت ہے کافروں پر کہا ابن عباس نے بیچ
تفسیر قول اللہ تعالے کے یوم ترجف الراجفة تتبعها الرادفة یعنے اسدن کہ ہلیگا راجفہ پیچھے آویگا اسکے رادفہ کہ مراد راجفہ سے نفخہ پہلا ہے کہ زمین و پہاڑ اس سے
ہلینگے اور حرکت میں آوینگے مشتق رجف سے یعنے ہلنا اور لرزنے میں پڑینگے اور مراد رادفہ سے نفخہ دوسرا ہے کہ پہلے نفخہ کے پیچھے پہونچیگا مشتق ردف سے

یعنی ایک چیز کہ جس میں پھونکنے کے نقل کی ہے بخاری نے ترجمۃ الباب میں (وعن ابی سعید قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب الصور فقال عن یمینہ جبرئیل
وعن یسارہ میکائیل) اور روایت ہے ابو سعید سے کہا ذکر کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صور پھونکنے والے کا یعنی اسرافیل کا اور فرمایا کہ داہنی طرف اسکے جبرئیل
ہونگے اور بائیں طرف اسکے میکائیل یعنی صور پھونکنے کے وقت (وعن ابی رزین العقیلی قال قلت یا رسول اللہ کیف یعید اللہ الخلق وما آیۃ ذلک فی خلقہ قال اما
مررت بوادی قومک جدبا ثم مررت بہ یہتز خضرا قلت نعم قال فتلک آیۃ اللہ فی خلقہ کذلک یحیی اللہ الموتی رواہما رزین) اور روایت ہے ابی رزین سے کہا
میں نے یا رسول اللہ کیونکر پھیریگا اور زندہ کریگا اللہ خلق کو یعنی بعد بوسیدہ اور خاک ہونے کے اور کیا ہے نشانی اسکی بیچ خلق اسکی کے کہ اس سے اسپر دلیل پکڑیں فرمایا آنحضرت
نے کیا نہیں گذرا ہے تو بیچ جنگل قوم اپنی کے وقت قحط اور خشکی ہونے کے کہ کچھ سبزہ و بات نہیں ہوتا پھر گذرتا ہے تو اس جنگل پر اس حال میں کہ ہلتا ہے یعنی لہلہاتا ہے سبزہ کہا میں نے
ہاں فرمایا آنحضرت نے پس یہ نشانی قدرت الٰہی کی ہے اسکی مخلوق میں اسی طرح اللہ تعالیٰ زندہ کریگا مردوں کو نقل کیں یہ دونوں حدیثیں رزین نے باب الحشر
باب بیچ بیان حشر کے لغت میں حشر کے معنے ہیں نکالنا اور جمع کرنا اور اسی سبب سے یوم الحشر روز قیامت کو کہتے ہیں کہ مردے قبروں سے زندہ کر کے نکالے جاوینگے
اور جمع کئے جاوینگے ایک جگہ کہ اسکو محشر کہتے ہیں اور حشر دو ہونگے ایک بعد قیامت کے کہ ابھی ذکر کیا گیا ہے اور دوسرا پہلے قیامت کے کہ اسکی نشانیوں سے
ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ ایک آگ مشرق کی طرف سے پیدا ہوگی کہ لوگوں کو محشر یعنی زمین شام میں ہانک کر لیجاویگی جیسا کہ گذرا اور یہاں مراد حشر اول ہے یا دوسرا
ہے بلکہ محتمل دونوں معنی کو ہیں علماء نے دونوں احتمال رکھے اور اختلاف کیا اور ظاہر یہی اول ہے الفصل الاول فصل پہلی (عن سہل بن سعد قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یحشر الناس یوم القیمۃ علی ارض بیضاء عفراء کقرصۃ النقی لیس فیہا علم لاحد متفق علیہ) روایت ہے سہل بن سعد سے کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع کئے جاوینگے لوگ روز قیامت کے زمین سفید پر کہ بہت سفید نہیں ہوگی بلکہ مائل سرخی مانند چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کے یعنی رنگ میں
اور گولائی میں مقدار میں نہیں ہوگا اسمیں نشان واسطے کسی کے یعنی مکان و عمارت کسی کی نہیں ہوگی بلکہ میدان ہوگا نقل کی ہے بخاری اور مسلم نے (وعن
ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکون الارض یوم القیمۃ خبزۃ واحدۃ یتکفؤہا الجبار بیدہ کما یتکفا احدکم خبزتہ فی السفر نزلا لاہل الجنۃ فاتی
رجل من الیہود فقال بارک الرحمن علیک یا ابا القاسم الا اخبرک بنزل اہل الجنۃ یوم القیمۃ قال بلی قال تکون الارض خبزۃ واحدۃ کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فنظر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الینا ثم ضحک حتی بدت نواجذہ ثم قال الا اخبرک بادامہم بالام والنون قالوا وما ہذا قال ثور ونون یاکل من زائدۃ کبدہما سبعون الفا
متفق علیہ) اور روایت ہے ابو سعید خدری سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوگی زمین دن قیامت کے ایک روٹی الٹ پلٹ کریگا اسکو جبار تعالیٰ بیچ
ہاتھوں میں قدرت کے یعنی جیسی کہ عادت ہے کہ روٹی کو ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں پھیرا کرتے ہیں یعنی گھڑتے ہیں تو گول اور باریک اور برابر ہو پھر گرم چولہے میں ڈالا
ہے تا پختہ ہووے جیسے کہ الٹ پلٹ کرتا ہے ایک تمہارا اپنی روٹی کو سفر میں یعنی جلدی پکاتا ہے اور ڈھالیا وہ روٹی مہمانی ہوگی واسطے بہشتیوں کے جاننا چاہیے کہ ظاہر حدیث سے معلوم
ہوتا ہے کہ زمین روٹی ہو جاویگی اور طعام بہشتیوں کی ہوگی اول ہی بہشت میں جانے کے وقت کھاوینگے پس بعضوں نے تو ظاہر ہی پر حمل کیا ہے اور کہا کہ کچھ بعید نہیں
ہے قدرت حق تعالیٰ سے وہ قادر ہے کہ زمین کو روٹی کر دے اور بہشتیوں کے کھانے کو دے اور اولیٰ بھی یہی ہے کہ اسکو ظاہر پر حمل کریں اور بعضوں نے اور راہ کی
تاویل کی ہے بخوف درازگی کے نہیں لکھا سو پس بعد فرمانے آنحضرت کے اس حدیث کو آیا ایک شخص قوم یہود سے اور کہا کہ برکت دیوے تجھ کو خدا مہربان اے
ابو القاسم کیا نہ خبر دوں میں تمکو ساتھ مہمانی بہشتیوں کے یعنی وہ کھانا کہ اول آگے انکے لاوینگے روز قیامت کے فرمایا آنحضرت نے ہاں خبر دے کہا یہودی نے ہوگی زمین
ایک روٹی جیسا کہ فرمایا تھا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پس دیکھا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف ہمارے یعنی از راہ تعجب کے اور آگاہ کرنے کے پھر ہنسے آنحضرت
فرح یعنی بسبب موافق ہونے خبر آنحضرت کے ساتھ خبر یہودی کے کہ توریت سے خبر دی تھی اسنے اور بسبب حاصل ہونے زیادتی یقین اور قوت ایمان صحابہ کے
آنحضرت کی خبر سے اور ہنسے آنحضرت مبالغہ سے یہاں تک کہ ظاہر ہوئیں کچلیاں آنحضرت کی پھر کہا اس یہودی نے کیا نہ خبر دوں میں تمکو ساتھ سالن

اہل جنت کے کہ جس سے روٹی لگا کر کھاوینگے وہ بالام ہے اور نون فتح بالام ب موحدہ اور تخفیف لام سے اور چونکہ بالام لفظ عبرانی تھا صحابہ معنی اسکے نہ سمجھے تب کہا
انھون نے اور کیا ہے یعنی معنی اسکے کہ ذکر کیا تو نے کہا بیل اور مچھلی کہ کھاوینگے انکی گوشت کے ٹکڑے سے کہ جگر پر بڑھ رہا ہے ستر ہزار آدمی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف
یہ وہ جماعت ہے کہ بے حساب بہشت میں جاوینگے اور منہ انکے چودھوین رات کے چاند سے ہونگے اور ہو سکتا ہے کہ مراد مبالغہ اور کثرت ہو نہ عدد مخصوص اور زائد کبد ایک ٹکڑا جدا
ہی ملا ہوا جگر سے اور وہ خوشتر اور گوارا تر ہے اور ہو سکتا ہے کہ بیان معنی بالام کا آنحضرت سے جبکہ صحابہ معنی اسکے نہ سمجھے اور پوچھا آنحضرت نے پہلے اسکے کہ یہودی بیان
کرے بوحی الٰہی بیان کیا (وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی ثَلٰثِ طَرَائِقَ رَاغِبِیْنَ رَاهِبِیْنَ وَاثْنَانِ عَلٰی بَعِیْرٍ وَثَلٰثَةٌ عَلٰی بَعِیْرٍ وَاَرْبَعَةٌ عَلٰی بَعِیْرٍ
وَعَشَرَةٌ عَلٰی بَعِیْرٍ وَتَحْشُرُ بَقِیَّتَهُمُ النَّارُ تَقِیْلُ مَعَهُمْ حَیْثُ قَالُوْا وَتَبِیْتُ مَعَهُمْ حَیْثُ بَاتُوْا وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَیْثُ اَصْبَحُوْا وَتُمْسِیْ مَعَهُمْ حَیْثُ اَمْسَوْا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) اور روایت ہے
ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمع کیے جاوینگے لوگ یعنی بعد بعث کے اوپر تین فرقون اور قسمون کے ف سوار ایک قسم ہے تین اون
تین مین سے اور باقی شامل ہین دو فرقون اخیرہ کو اور وہ دونون پیادہ چلنے والے ہین اور منہ پر چلنے والے جیسے آتا ہے دوسری فصل مین ت ایک فرقہ رغبت کرنیوالا
یعنی بہشت مین اور فضل و رحمت اللہ تعالی کی ہین کہ لاخوف علیہم ولا ہم یحزنون صفت انکی ہے اور فرقہ دوسرا ڈرنے والا ف یعنی آگ دوزخ سے اور وہ وہ ہین کہ ڈرتے
ہین و لیکن اجتناب کرتے ہین اس سے اسمین تنبیہ ہے اسپر کہ طاعت اللہ کی امید پر اولی ہے عبادت اسکی سے خوف پر ت حالانکہ دو شخص ایک اونٹ پر ہونگے اور تین شخص
ایک اونٹ پر اور چار شخص ایک اونٹ پر اور دس آدمی ہونگے ایک اونٹ پر ف یعنی بقدر مراتب اپنے کے استراحت پاوینگے اپنی سواریون پر اور باقی چلتے ہونگے
اپنے قدمون پر اور یہ اعداد تفصیل مراتب ان دونون قسمون کی ہے بر سبیل کنایہ اور تمثیل کے پس جسکا مرتبہ عالی تر ہوگا شرکت اسمین کمتر اور سرعت اور سبقت اسکی زیادہ تر
ہوگی اور وہ اعداد کہ درمیان چار اور دس کے ہین نہ ذکر کیے قیاس پر چھوڑے اور ہونا گنتی کتنے شخصون کا اونٹ پر یا تو بطور اجتماع کے ہو یا بطریق تناوب کے کہ
ہر ایک نوبت بنوبت سوار ہوگا اور ایک کا ہونا اونٹ پر ذکر نہ کیا اسلیے کہ وہ مرتبہ مقربون کا ہے قسم انبیا اور رسولون سے اور مقصود ذکر کرنا احوال آدمیون کا ہے ت
اور جمع کریگی باقی لوگون کو آگ ت قیلولہ کریگی آگ یعنی انکے ساتھ رہیگی جہان وہ رہینگے اور استراحت کرینگے اور رات گذاریگی آگ ساتھ انکے جہان رات گذارینگے اور صبح
کریگی آگ ساتھ انکے جہان صبح کرینگے وہ اور شام کریگی آگ ساتھ انکے جہان شام کرینگے ف یہ بیان تیسرے فرقہ کا ہے کہ آگ ہر وقت ساتھ رہیگی انکے جدا نہین ہونگی
اور شارحون کو اختلاف ہے اسمین کہ یہ حشر روز قیامت کا ہے بعد اٹھنے مردون کے گور سے یا پہلے اسکے ہے علامات قیامت سے کہ جاوینگے محشر کی طرف کہ زمین شام کی ہے
اور اول ظاہر و صواب تر ہے واللہ اعلم ت نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَرَاَ كَمَا
بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗ وَعْدًا عَلَیْنَا اِنَّا كُنَّا فٰعِلِیْنَ وَاَوَّلُ مَنْ یُّكْسٰی یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِبْرٰهِیْمُ وَاِنَّ اُنَاسًا مِّنْ اَصْحَابِیْ یُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ اُصَیْحَابِیْ اُصَیْحَابِیْ فَیَقُوْلُ اِنَّهُمْ لَنْ
یَّزَالُوْا مُرْتَدِّیْنَ عَلٰی اَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ اِلٰی قَوْلِهِ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) اور روایت ہے ابن عباس سے اپنے
نقل کی نبی سے فرمایا تحقیق تم جمع کیے جاوگے اور اٹھائے جاوگے ننگے پاؤن ننگے بدن بے ختنہ ف اسمین اشارہ ہے طرف اسکے کہ جب مردے قبرون سے اٹھینگے
تو تمام اجزا بدن کے بدستور ہو جاوینگے اسلیے کہ جب جو چیز یعنی ستر کا کہ واسبالازالہ تھا دنیا مین بدستور ہو جاویگا تو اور اجزا بال و ناخن وغیرہ بطریق اولی پیدا ہو جاوینگے اور
یہ دلالت کرتا ہے اوپر کمال متعلق ہونے علم اللہ تعالی کے ساتھ کلیات اور جزئیات کے اور اوپر کمال قدرت اللہ تعالی کے بہ نسبت اشیا ممکنات کے ت پھر پڑھی
حضرت نے یعنی از راہ استشہاد و اعتقاد کے یہ آیت جیسا کہ پیدا کیا ہمنے انکو اول پیدائش مین یعنی ماں کے پیٹون سے ننگے پاؤن ننگے بدن بے ختنہ ویسا ہی پھر
پیدا کر نکالینگے ہم قبرون سے دن قیامت کے وعدہ لازم ہے یہ پیدا کرنا ہم پر بلا شبہ ہین ہم کرنیوالے یعنی اس چیز کو کہ وعدہ کیا ہے ہمنے اسکا اور فرمایا آنحضرت نے اور اول
ان شخصون کے کہ پہنائے جاوینگے کپڑے روز قیامت کے ابراہیم ہین ف اسلیے کہ اول اون شخصون کے ہین کہ فقرا کو پہنائے ہین یا اسلیے کہ اول راہ خدا مین
ننگے کیے گئے ہین آگ مین ڈالنے کے لیے پس اس فضیلت سے اس وجہ کر دلیل نہین ہو سکتی ہے اوپر افضل ہونے انکے کے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

اور حقیقت میں یہ اعزاز و اکرام انکا ہی بعلاقہ باپ ہونے آنحضرت کے علاوہ وہ یہ ہو کہ بعضی روایت میں آیا ہو کہ آنحضرت بھی ساتھ کپڑوں کے دفن کیے گئے ہیں انہیں کپڑوں میں اٹھینگے
اور اولیت ابراہیم کی احتمال ہی یہ کہ ہو حقیقی یا اضافی واللہ سبحانہ اعلم پھر دیکھی میں نے حدیث جامع صغیر میں انا اول من تنشق عنہ الارض فاکسی حلۃ من حلل الجنۃ ثم اقوم
عن یمین العرش لیس احد من الخلائق یقوم ذلک المقام غیری رواہ الترمذی عن ابی ہریرۃ اور تحقیق کچھ ایک آدمی میرے صحابیوں میں سے پکڑے جاوینگے
اور لیجائے جاوینگے بائیں ہاتھ کی طرف یعنے دوزخ کو کہ دوزخ ادھر ہی ہوگی پس کہونگا میں یعنے بطریق تحیر اور بقصد خلاص کروانے انکے کے کہ یہ اصحاب میرے ہیں اور
میرے اصحاب کو لیے جاتے ہو پس فرماویگا اللہ تعالی تحقیق یہ ہمیشہ مرتد رہے دین سے اور پھر چلے اپنی ایڑیوں پر اسوقت سے کہ جدا ہوا تو انسے پس کہونگا میں جیسا
کہ کہا بندہ صالح نے یعنے عیسی نے اور تھا میں انپر گواہ اور واقف انکے احوال کا جب تک کہ تھا میں درمیان انکے اس کلام تک کہ آخر آیت ہی العزیز الحکیم اور مضمون تمام
آیۃ کا یہ کہ عیسی نے کہا کہ جب تک میں انمیں تھا انکے حال پر واقف تھا اور جو کہا میں نے انکو پس وہی کہیں اور جب اٹھا لیا تو نے مجھکو انمیں سے تھا تو نگہبان
اور واقف انکے حال پر اور تو ہر چیز پر شاہد و حاضر ہو اگر عذاب کرے تو انکو اور گرفتار کرے تو انکو انکی کرتوت پر بندے تیرے ہیں جو کچھ چاہے تو کرے تو کوئی نہیں کہسکتا کہ کیوں
کرتا ہی تو اور اگر بخشے تو انکو اور درگذر کرے تو انکے عذاب سے تو غالب اور حکیم ہی اور مراد اصحاب سے خواص اصحاب نہیں ہیں اسلیے کہ ہمکو یقینا معلوم ہو کہ کوئی انمیں سے
بعد آنحضرت کے مرتد نہیں ہوا بلکہ مراد انسے وہ اجلاف اعراب ہیں کہ اسلام لائے تھے حضرت کے زمانہ میں اور پھر مرتد ہوگئے مانند اتباع مسیلمہ کذاب اور [illegible] انکے سے
نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن عائشۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول تحشر الناس یوم القیمۃ حفاۃ عراۃ غرلا قلت یا رسول اللہ
الرجال والنساء جمیعا ینظر بعضہم الی بعض فقال یا عائشۃ الامر اشد من ان ینظر بعضہم الی بعض متفق علیہ) اور روایت ہی عائشہ سے کہا سنا میں نے رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جمع کیے جاوینگے لوگ دن قیامت کے ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ کہا میں نے یعنے عائشہ نے یا رسول اللہ کیا مرد و عورت
سب دیکھیگا بعض انکا طرف بعض کے یعنے مرد و عورت ننگا دیکھینگے مردوں اور عورتوں کو پس انکے ننگا جمع ہونے میں کیا حکمت ہی پس فرمایا آنحضرت نے اے عائشہ کام
اس دن میں سخت تر ہو اس سے کہ نگاہ کریں بعضے بعضوں کو یعنے کمال فرصت و شعور ہوگا اسکا کہ کوئی کسی کو نگاہ کرسکے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے لکل امرئ منہم یومئذ
شان یغنیہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن انس ان رجلا قال یا نبی اللہ کیف یحشر الکافر علی وجہہ یوم القیمۃ قال الیس الذی امشاہ علی الرجلین فی الدنیا قادرا
علی ان یمشیہ علی وجہہ یوم القیمۃ متفق علیہ) اور روایت ہی انس سے کہ تحقیق ایک شخص نے کہا اے نبی اللہ کے کیونکر حشر کیا جاویگا کافر اپنے منہ پر دن قیامت کے یعنے
کیونکر ممکن ہوگا منہ کے بل چلنا فرمایا آنحضرت نے کیا نہیں ہی شان یہ کہ جسنے چلایا اسکو دونوں پاؤں پر دنیا میں قادر ہو چلانے اسکے پر منہ کے بل دن قیامت کے نقل
کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یلقی ابراہیم اباہ آزر یوم القیمۃ وعلی وجہ آزر قترۃ وغبرۃ فیقول لہ ابراہیم الم اقل لک
لا تعصنی فیقول لہ ابوہ فالیوم لا اعصیک فیقول ابراہیم یا رب انک وعدتنی ان لا تخزنی یوم یبعثون فای خزی اخزی من ابی الابعد فیقول اللہ تعالی انی حرمت
الجنۃ علی الکافرین ثم یقال لابراہیم انظر ما تحت رجلیک فینظر فاذا ہو بذیخ متلطخ فیؤخذ بقوائمہ فیلقی فی النار رواہ البخاری) اور روایت ہی ابوہریرہ سے آ
نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کہا ملاقات کرینگے ابراہیم اپنے باپ آزر سے دن قیامت کے اس حال میں کہ آزر کے چہرہ پر سیاہی ہوگی یعنے بسبب غم و فکر کے او
غبار ہوگا پس کہینگے اسکو ابراہیم کیا نہیں کہتا تھا میں تجکو کہ نافرمانی نکر میری یعنے اس چیز میں کہ خبر دون تجکو حق تعالی کی طرف سے پس کہیگا ابراہیم سے باپ انکا
پس آج کے دن نافرمانی نکرونگا تمہاری یعنے شفاعت کرو میری پس کہینگے ابراہیم اے پروردگار میرے تحقیق تونے وعدہ کیا تھا مجھسے کہ نہ رسوا کریگا مجکو اسدن
کہ اٹھائے جاوینگے لوگ پس کونسی رسوائی سخت تر اور زیادہ تر ہوگی میرے باپ کی رسوائی سے کہ بہت دور ہی اللہ کی رحمت سے پس فرماویگا اللہ تعالی کہ تحقیق میں
حرام کی بہشت کافروں پر یعنے التماس انکی مغفرت کی آج مقبول نہیں کہ یہ کافر ہو پھر کہا جاویگا ابراہیم کو کہ نگاہ کر کہ کیا چیز ہی تیرے پاؤں کے نیچے پس دیکھینگے ابراہیم
اپنے پاؤں کے نیچے پس ناگہاں بجو ہوگا کفتار آلودہ مٹی و گوبر میں پس پکڑے جاوینگے پاؤں اسکے اور ڈالا جاویگا آگ دوزخ میں نقل کی یہ بخاری نے

آزر کی ایسی خوار صورت اسلیے بنا دیگا تا محبت پدری ابراہیم سے جاتی رہے اور کہا ہے علما نے اگرچہ ابراہیم نے آزر سے بیزاری کی تھی اور بیزار ہوگئے تھے دنیا میں لیکن جب روز قیامت کے انکو دیکھینگے تو مہر پدری دامنگیر انکی ہوگی اور اسکے لیے مغفرت چاہینگے شاید قبول ہو اور جب قبول نہوگی اور مسخ ہو اور دیکھینگے نا امید ہو کر اور بیزاری ابدی کرینگے اور بعضوں نے کہا کہ ابراہیم کو یقین نہیں تھا کہ آزر کفر پر مرا واسطے احتمال اسکے کہ ایمان لائے ہوں خفیہ اور انکو اطلاع نہوئی ہو اور بیزاری کی تھا بحکم ظاہر جب روز قیامت کے یقین ہوگا کہ کفر سے گیا تھا تو بیزاری ابدی ہوگی انکو واللہ اعلم (وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يعرق الناس يوم القيامة حتى يذهب عرقهم في الأرض سبعين ذراعا ويلجمهم حتى يبلغ آذانهم متفق عليه) اور روایت ہے انہی ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پسینا آئیگا لوگوں کو دن قیامت کے یعنی ابتدا انکے زمین میں یہاں تک کہ جاویگا پسینا انکا زمین میں ستر گز اور لگام کریگا عرق انکو یعنی پہونچیگا انکے دہانوں تک مانند لگام کے اور باز رکھیگا انکو کلام سے یہاں تک کہ پہونچیگا انکے کانوں تک۔ ف ع لوگ یعنی سب لوگ اور جن بطریق اولی پسینا گرینگے بس ذکر کرنا انکا قیاس کیا انکو انسانوں کے اور ظاہر یہ ہے کہ انبیا اور اولیا مستثنی ہیں انسے اور بہنا عرق کا بسبب کثرت ہولوں کے اور حاصل ہونے حیا اور خجالت اور ندامت اور ملامت اور کثرت حرارت آفتاب اور آگ کے ہوگا اور لگام کریگا اگے آتا ہے کہ لوگ متفاوت ہونگے اپنے احوال میں بحسب مراتب اعمال اپنے کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن المقداد قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول تدنى الشمس يوم القيامة من الخلق حتى تكون منهم كمقدار ميل فيكون الناس على قدر أعمالهم في العرق فمنهم من يكون إلى كعبيه ومنهم من يكون إلى ركبتيه ومنهم من يكون إلى حقويه ومنهم من يلجمهم العرق إلجاما وأشار رسول الله صلى الله عليه وسلم بيده إلى فيه رواه مسلم) اور روایت ہے مقداد سے کہ کہا سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے نزدیک کیا جاویگا آفتاب روز قیامت کے خلق سے یہاں تک کہ ہوگا آفتاب بمقدار ایک کوس کے اور بعضوں نے کہا کہ مقدار سرمہ کی سلائی کے یعنی نہایت قریب ہوگا پس ہونگے لوگ بقدر اپنے عملوں کے پسینے میں پس بعضے انمیں سے وہ ہونگے کہ ہوگا پسینہ ٹخنوں تک۔ ف ع اور یہ لوگ وہ ہونگے کہ عمل انکے بہت اور خوب تر ہیں اور اسی قیاس پر اوروں کو سمجھنا چاہیے کہ جسکے جتنے اعمال نیک کم اور بد زیادہ ہونگے اتنا ہی پسینا زیادہ ہوگا۔ ت اور بعضے انمیں وہ ہونگے کہ ہوگا عرق انکے گھٹنوں تک اور بعضے انمیں سے وہ ہونگے کہ ہوگا عرق انکی کمر تک اور بعضے انمیں سے وہ ہونگے کہ لگام کریگا انکو عرق لگام کرنا یعنی دہانے تک پہونچے گا بلکہ اندر دہانے کے آجاویگا اور اشارہ کیا آنحضرت نے اپنے دست مبارک سے اپنے دہانہ مبارک کی طرف نقل کی مسلم نے۔ ف ع کہا ابن ملک نے کہ اگر کہے تو کہ جب عرق مانند دریا کے بعضوں کے دہانہ تک پہونچیگا تو کیونکر پہونچیگا دوسرے کے ٹخنوں تک جواب اسکا یہ ہے کہ ہم کہینگے شاید رکھیگا اللہ تعالی عرق ہر انسان کا موافق عمل اسکے کے پس نہیں پہونچیگا اسکے غیر کی طرف کچھ جیسے کہ تھانب رکھا جاری ہونا دریا کا موسی کے لیے کہتا ہوں میں کہ یہ جواب معتمد ہے اسلیے کہ تمام امور آخرت کے بسبب خرق عادت کے ہونگے نہیں دیکھتا تو کہ دو شخص ایک قبر میں ہوتے ہیں ایک کو انمیں سے عذاب ہوتا ہے اور دوسرا چین میں اور ایک دوسرے کا حال نہیں جانتا اور نظیر اسکی دنیا میں یہ ہے کہ دو شخص سوتے ہیں خواب مختلف دیکھتے ہیں ایک غمگین ہوتا ہے اور دوسرا خوش بلکہ ایک مکان میں دو شخص بیٹھے ہوتے ہیں ایک صحت میں ہے اور دوسرا درد و مصیبت میں (وعن أبي سعيد الخدري عن النبي صلى الله عليه وسلم قال يقول الله تعالى يا آدم فيقول لبيك وسعديك والخير كله في يديك قال أخرج بعث النار قال وما بعث النار قال من كل ألف تسعمائة وتسعة وتسعين فعنده يشيب الصغير وتضع كل ذات حمل حملها وترى الناس سكارى وما هم بسكارى ولكن عذاب الله شديد قالوا يا رسول الله وأينا ذلك الواحد قال أبشروا فإن منكم رجلا ومن يأجوج ومأجوج ألف ثم قال والذي نفسي بيده أرجو أن تكونوا ربع أهل الجنة فكبرنا فقال أرجو أن تكونوا ثلث أهل الجنة فكبرنا فقال أرجو أن تكونوا نصف أهل الجنة فكبرنا قال ما أنتم في الناس إلا كالشعرة السوداء في جلد ثور أبيض أو كشعرة بيضاء في جلد ثور أسود متفق عليه) اور روایت ہے ابو سعید خدری سے انہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا فرماویگا اللہ تعالی یعنی روز قیامت کے محشر میں اور ندا کریگا اے آدم پس کہینگے آدم حاضر ہوں میں اور مستعد ہوں تیری خدمت میں اور سب بھلائیاں تیرے دونوں ہاتھوں میں ہیں فرماویگا اللہ تعالی نکال تو لشکر آگ کے یعنی جن کو دوزخ میں بھیجنا ہے منظور ہے اپنے فرزندوں میں سے انکا نکال اور

جدا کر کے بھیجنے آدم اور کیا ہی مقدار دوزخ کے لشکر کی فرماویگا اللہ تعالیٰ ہر ہزار مین سے نو سو ننانوے یعنے یہ مقدار دوزخیون کی ہی کہ ہر ہزار مین سے ایک جنت کو بھیجے
اور باقی دوزخ کو ف ع یہ حدیث مخالف ہی حدیث ابی ہریرہ کی کہ اسمین سے ہر سو مین سے ننانوین دوزخ کے لیے اسکا جواب کرمانی نے یہ لکھا ہی کہ مفہوم عدد کا
معتبر نہین ہی اور مقصود اس سے تقلیل عدد مومنین کی ہی اور تکثیر عدد کافرین کی اور احتمال ہی یہ کہ ہو مراد لشکر آگ سے کفار اور جو کہ داخل ہونگے آگ مین گنہگارون مین سے پس ہو
ہر ہزار مین سے نو سو ننانوے کافر اور ہر سو مین سے ننانوین گنہگار اور یہ احتمال ظاہر تر ہی واللہ اعلم اور شیخ ابن حجر نے کہا کہ ممکن ہی حمل کرنا حدیث ابی سعید کا تمام
ذریت آدم پر اور حدیث ابی ہریرہ کا اوپر ما سوا یاجوج و ماجوج کے بقرینہ اسکے کہ ابی سعید کی حدیث مین ذکر یاجوج و ماجوج کا واقع ہوا ہی نہ ابو ہریرہ کی حدیث مین یا اول
متعلق سب خلائق کے ہی اور دوسرے مخصوص ساتھ امت مرحومہ کے یا بعث نار ابی سعید کی حدیث مین شامل کفار اور گنہگارون کو ہی اور حدیث ابی ہریرہ کی مین گنہگار
مومنین کو ہے پس نزدیک اس حکم کے بوڑھا ہو جائیگا خرد سال اور ڈالیگی ہر حاملہ حمل اپنا ف ع ظاہر تر یہ ہی کہ یہ دونون باتین بالفرض والتقدیر ہین یعنی بالفرض اگر
اسوقت مین خرد سال ہو تو ہیبت اس حال اور صدمہ اس مقال کے سے بڈھا ہو جائے اور بالفرض اگر اسوقت مین کوئی عورت حاملہ ہو بارے ہیبت کے پیٹ اسکا
گر پڑے اور بعضون نے کہا احتمال ہی کہ عورت حاملہ حمل سے اٹھے اور ہیبت اس مقام سے حمل اسکا گر پڑے اور اسی طرح خرد سال بھی اٹھین اور وقت وقوع اس حال
کے بڈھے ہو جائین بر وقت دیا نے بہشت کے جوان ہو جائین مست اور دیکھیگا تو ای مخاطب اس حال مین لوگون کو مست یعنے نشے مین بسبب خوف کے اور نہین ہونگے
وہ مست یعنے شراب سے ولیکن عذاب خدا تعالیٰ کا سخت ہی یعنے بیستی و بیہوشی انکی اسی سے ہوگی کما جاء یعنے اپنے خوف و حسرت سے جبکہ سنا کہ بہشتی ہزار مین سے
ایک ہوگا اور کونسا وہ ہم مین سے وہ ایک ہوگا کہ بہشت مین جائیگا فرمایا آنحضرت نے یعنے واسطے سمجھانے اور تسلی انکی کے کہ خوش ہو اور غم نکالو پس تحقیق تم مین سے
ہوگا ایک شخص اور یاجوج و ماجوج سے ہزار ف ع یعنے یاجوج و ماجوج اتنی کثرت سے ہونگے کہ اسطرح پائے جائینگے شمار ہر شخص کے تم مین سے ہزار انمین سے پس
اس صورت مین بہت ہونگے اہل جنت اور اسمین آگاہ کرنا ہی اسپر کہ اہل نار بہت ہونگے اہل جنت سے اور شاید کہ اہل جنت بہت ہونگے بسبب وجود ملائکہ مقربین اور
حور عین کے پس صحیح ہوئے معنے حدیث قدسی کے سبقت رحمتی علی غضبی بعد ازان اشارہ کیا ساتھ کثرت امت کے بھی ہوا سے یاجوج و ماجوج کے کہ اگر تم آدھے اہل بہشت
ہو اور بہشتی ایک ہو ہزار مین سے تو گنجائش رکھتا ہی جیسے کہا راوی نے پس پھر فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہی اس ذات پاک کی کہ جان میری اسکے
ہاتھ مین ہی امیدوار ہون مین کہ ہو تم اے امت چوتھائی اہل جنت کے پس اللہ اکبر کہا ہمنے یعنے بسبب تعجب اور نہایت خوشی اور بڑا جاننے اس نعمت کے
پھر زیادہ بشارت دی اور فرمایا آنحضرت نے امیدوار ہون کہ ہو تم تہائی اہل بہشت کے ف ع شاید کہ تدریج بیان کیا حضرت نے اس امر کو تاکہ نہ پھٹ جائین
دل انکے بسبب خوشی کے بارے دفعۃً یا بنظر داخل ہونے انکے کے کئی دفعہ مین کہ پہلے چوتھائی ہون پھر تہائی وغیر ذلک یا وحی کی گئی ہو حضرت کو کئی بار پس خبر
دیتے رہے خوشخبری سنانے کے لیے جیسے کہ وحی اتری ف ف پس فرمایا کہ امیدوار ہون یہ کہ ہو تم آدھے اہل جنت کے پس تکبیر کہی ہمنے فرمایا آنحضرت نے نہین ہو
تم درمیان لوگون کے قیامت مین مگر مانند بال سیاہ کے بیچ پوست بیل سفید کے یا مانند بال سفید کے بیچ پوست بیل سیاہ کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے
ف ع شاید کہ ورود اس حدیث کا پہلے علم ہونے آنحضرت کے ہو ساتھ اسکے کہ امت انکی دو تہائی اہل جنت کی ہوگی اسلیے کہ اہل جنت کی ایک سو بیس صفین ہونگی
اسی صفین امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور چالیس تمام امتون کی اور ممکن ہی یہ کہ ہو نصف بہ نسبت اول داخلین کے اور ظاہر تر یہ ہی کہ یہ حدیث مختصر واقع
ہوئی ہی بہ نسبت حدیث طویل کے کہ آگے آتی ہی (وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُكْشَفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهِ فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ وَيَبْقَى
مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِيَاءً وَسُمْعَةً فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ فَيَعُوْدُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہی انہی ابو سعید سے کہا سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم سے کہ فرماتے تھے کھولیگا رب ہمارا پنڈلی اپنی ف ف یعنے دکھاویگا شدت و محنت اپنی خلق کے سے اور یہ عبارت کنایہ ہی شدت اور محنت اور فکر و غم سے تعبیر
کرنے کے خصوص معانی مفردات پر جیسے کوئی کوشش کرتا ہی کسی کام مین تو دامن لپیٹ لیتا ہی اور بعضے کچھ تاویل نہین کرتے اور علم اسکا سپرد بخدا تعالیٰ کرتے ہین

جیسے کہ حکم متشابہات کا ہے چنانچہ مذہب اہل سلامت کا سلف سے یہی ہے اور بہت اچھا طریقہ ہے اسی میں پس سجدہ کریگا اسکو ہر مومن مرد اور مومن عورت فقط
یعنے بسبب کمال شدت کے گر پڑینگے سجدہ میں واسطے طلب دور ہوجانے شدت کے بسبب اس قربت کے اور مراد مومن مرد و عورت سے خالص مومن
ہیں اور بعضی نسخوں میں روایت میں آیا ہے کہ ایک نور عظیم پیدا ہوگا اسکو سجدہ کرینگے لوگ اور نہیں سجدہ کریگا وہ شخص کہ سجدہ کرتا تھا دنیا میں واسطے دکھانے
اور سنانے لوگوں کے از راہ نفاق اور شہرت کے کرتا تھا نہ اخلاص سے پس ارادہ کریگا کہ سجدہ کرے پس ہو جائیگی پیٹھ اسکی ایک ہڈی یعنے جوڑ کی وہ مڑ نہ سکیگی وقت
جھکانے اور اوٹھنے کے پس نہیں سجدہ کر سکیگا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیاتی الرجل العظیم السمین یوم
القیامۃ لا یزن عند اللہ جناح بعوضۃ وقال اقرؤا فلا نقیم لہم یوم القیامۃ وزنا متفق علیہ) اور روایت ہے اسی ابو ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
نے البتہ آویگا ایک شخص بڑا یعنے جاہ و مال میں فربہ دن قیامت کے نہیں برابر پر پشہ کے ہوگا اللہ کے نزدیک یعنے نہیں ہوگی کچھ قدر و منزلت اسکی اللہ کے نزدیک
اور فرمایا آنحضرت نے پڑھو تم یعنے اے لوگو طالبان دنیا کہ مغرور ہیں اور اپنے کردار کو اچھا جانتے ہیں عمل انکے ضائع اور برباد ہیں اس آیہ کو پس قائم نہیں کرینگے
ہم اور نہیں رکھینگے کافروں کے لیے دن قیامت کے کچھ قدر و اعتبار نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے الفصل الثانی فصل دوسری (عن ابی ہریرۃ قال قرأ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذہ الآیۃ یومئذ تحدث اخبارہا قال اتدرون ما اخبارہا قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال فان اخبارہا ان تشہد علی کل عبد وامۃ بما
عمل علی ظہرہا ان تقول عمل علی کذا وکذا یوم کذا وکذا قال فہذہ اخبارہا رواہ احمد والترمذی وقال ہذا حدیث حسن صحیح غریب) روایت ہے ابو ہریرہ سے کہا
پڑھی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیۃ اس دن بیان کریگی زمین اپنی خبریں فرمایا آنحضرت نے کیا جانتے ہو کیا ہیں خبریں زمین کی کہ بیان کریگی انکو کہا صحابہ
نے اللہ اور رسول اسکا خوب جانتے ہیں فرمایا پس خبریں زمین کی یہ ہیں کہ گواہی دیگی اوپر بندہ اور لونڈی یعنے مرد و زن کے ساتھ اس چیز کے کہ کی ہے اسکی پشت پر
اس طرح سے کہ کہیگی کیا مجھ پر ایسا اور ایسا یعنے طاعت و معصیت فلانے دن اور فلانے دن یعنے فلانے مہینے میں اور فلانے سال میں پس یہ ہیں شہادتیں
مذکورات خبریں اسکی ہیں نقل کی یہ احمد و ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یموت الا ندم
قالوا وما ندامتہ یا رسول اللہ قال ان کان محسنا ندم ان لا یکون ازداد وان کان مسیئا ندم ان لا یکون نزع رواہ الترمذی) اور روایت ہے اسی
ابو ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں کوئی مرتا ہے مگر کہ پشیمان ہوتا ہے یعنے پس غنیمت جانو حیات کو پہلے موت کے اور سبقت کرو بھلائی میں
پہلے فوت ہونے کے کہا صحابہ نے کیا ہے سبب ندامت اسکی کا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا اگر ہے نیکوکار تو پشیمان ہوتا ہے یہ کہ نہ زیادہ کی نیکی اور اگر ہے
بدکار تو پشیمان ہوتا ہے کہ نہ باز رکھا اپنے نفس کو برائی سے نقل کی یہ ترمذی نے (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحشر الناس یوم القیامۃ ثلثۃ
اصناف صنفا مشاۃ وصنفا رکبانا وصنفا علی وجوہہم قیل یا رسول اللہ وکیف یمشون علی وجوہہم قال ان الذی امشاہم علی اقدامہم قادر علی
ان یمشیہم علی وجوہہم اما انہم یتقون بوجوہہم کل حدب وشوک رواہ الترمذی) اور روایت ہے اسی سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حشر کیے جاوینگے
لوگ روز قیامت کے تین قسم پر ایک قسم پیادہ پا چلینگے اور ایک قسم سوار اور ایک قسم منہ کے بل چلینگے فرع اول قسم کے تو وہ مومن ہیں کہ ملا دیا انہوں نے
نیک اعمال ساتھ برے اعمال کے اور ہونگے درمیان خوف و رجا کے اور امیدوار ہیں رحمت الٰہی کے اور دوسری قسم سابقین کامل ایمان ہیں اور تیسری قسم کفار
ہیں کہا گیا یا رسول اللہ کسطرح چلینگے منہ کے بل یعنے برخلاف عادت کے کہ چلتے ہیں پاؤں سے فرمایا تحقیق جس شخص نے چلایا انکو پاؤں کے بل وہ قادر ہے
اوپر چلانے انکے کے مونہوں کے بل آگاہ ہو اور جانو کہ تحقیق وہ چلینگے ساتھ مونہوں اپنے کے ہر بلندی اور کانٹے سے فرع یعنے اور مانند اسکی قسم موذیات
سے یعنے منہ انکے بجائے انکے ہاتھ و پاؤں کے ہوجاوینگے جیسے کہ ہاتھ و پاؤں سے موذیات راہ سے اور بلندی اور پستی اسکی سے بچتے ہیں ایسی ہی اپنے
مونہوں سے کرینگے یعنے انکے کام پاؤں کے کرینگے بلا تفاوت لیکن چونکہ دنیا میں سجدہ نہ کیا اور گردن اطاعت و فرمانبرداری نہ رکھی اللہ تعالی نے انکو

خوار و سر نگون کیا (وعن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سره ان ينظر الى يوم القيمة كانه رأي عين فليقرأ اذا الشمس كورت واذا السماء انفطرت
واذا السماء انشقت رواه احمد والترمذي) اور روایت ہے ابن عمر سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکو خوش لگے یہ کہ دیکھے طرف دن قیامت کے
یعنی احوال اُسکے کے گویا کہ وہ دیکھنا ساتھ آنکھ کے ہو پس چاہیے کہ پڑھے اذا الشمس کورت اور اذا السماء انفطرت اور اذا السماء انشقت ف۔ اسلیے کہ ان سورتوں میں
احوال قیامت کا مفصل ذکر ہے پڑھنے والا انکا اگر حضور دل سے انکو پڑھے تو ایسا احوال قیامت کا مستحضر کر دیتی ہیں کہ گویا آنکھ سے دیکھتا ہے نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے
الفصل الثالث فصل تیسری (عن ابی ذر قال ان الصادق المصدوق صلى الله عليه وسلم حدثني ان الناس يحشرون ثلثة افواج فوجا راكبين طاعمين
كاسين وفوجا تسحبهم الملائكة على وجوههم وتحشرهم النار وفوجا يمشون ويسعون ويلقي الله الآفة على الظهر فلا يبقى حتى ان الرجل لتكون له الحديقة يعطيها
بذات القتب لا يقدر عليها رواه النسائي) روایت ہے ابی ذر سے کہا کہ تحقیق سچے اور سچے کیے گئے یعنی کہ اللہ تعالی نے سچی خبر دی ہے انکو یعنی پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی مجھکو کہ لوگ حشر کیے جاوینگے تین قسم پر ایک قسم سوار کھانے والے پہننے والے یعنی کھانے والے اور پہننے والے اور سواری پر ہونگے
ہونگے اور ایک قسم کھینچینگے انکو فرشتے زمین پر منہ کے بل اور جمع کریگی انکو فرشتے اور ہانکیگی طرف آگ دوزخ کے اور ایک قسم پیادہ پا چلینگے اور دوڑینگے
ف۔ چلینگے سو لیکن واسطے اول قسم سابقین ہیں مومنین کاملین سے اور دوسری قسم کفار ہیں اور تیسرے مسلمان گنہگار ہیں اور ڈالیگا اللہ تعالی اسکے
آفت و ہلاکت چوپایوں پر یعنی سواریوں پر کہ جنکی پیٹھوں پر سوار ہونگے پس نہیں باقی رہیگی سواری یہانتک کہ ایک مرد البتہ ہوگا اسکے لیے باغ دیگا اسکو بدلے میں
اونٹ کے اور باوجود اسکے قدرت نہیں پاویگا اسپر اور بہم نہیں پہنچیگا ف۔ جاننا چاہیے کہ سیاق حدیث اور ذکر کرنا اسکا اس باب میں دلالت کرتا ہے اسپر کہ یہ
حالت روز قیامت کی ہوگی لیکن قول حضرت کا ان الرجل لتکون له حدیقة صریح دلالت کرتا ہے اسپر کہ یہ حشر قیامت نہیں اور اسی طرح قول آپکا لا یقدر علیہا
ہوا اسمیں اور طیبی نے کہا کہ یہ حشر قیامت نہیں ہے بلکہ وہ حشر ہے کہ علامات قیامت سے ہے جیسے کہ اس باب میں ذکر اسکا گذرا لیکن ذکر کرنا اس حدیث کا اس باب
میں استطرادی ہے انتہی اور ملا علی قاری نے قول توربشتی کا کہ اسمیں آیت و حدیث سے دلیل پکڑی ہے نقل کر کے ترجیح اسی کو دی ہے کہ یہ حشر قیامت کا ہے اور لکھا ہے
کہ خطابی کو اسمیں خطا ہوئی ہے قول توربشتی کا صواب ہے اور اس حدیث میں آفت جو آئی ہے بسبب قول ابی ذر کے ہے کہ زیادہ کیا ہے اوپر روایت اصل کتاب کے
اور ممکن ہے دفع کرنا اسکا بایں توجیہ کہ کہا جاوے کہ یہ حدیث ملگئی ہے اور حدیث کے ساتھ پس لائق ہے یہ کہ عمل کیا جاوے ساتھ ہر ایک کے واللہ اعلم اور کچھ توجیہ اسکی توربشتی
سے اوپر بھی نقل کی ہے ابو ہریرہ کی حدیث میں (باب الحساب والقصاص والميزان) باب ہے حساب اور قصاص اور میزان کا ف۔ حساب گناہ اور
احسان مراد ہے گنہگار و ادا بندوں کا روز قیامت کے اگرچہ سب کچھ پروردگار تعالی کو معلوم ہے اور اسپر پوشیدہ نہیں ہے ولیکن یہ اسلیے کریگا کہ تا حجت ہو انپر اور روشن ہو
خلائق پر یہ حساب قرآن مجید اور احادیث صحیح سے ثابت ہے پس اعتقاد اسکا واجب ہے اور قصاص عمل کرنا ساتھ شخص کے مانند اسکے کہ کیا ہے جیسا مارا ویسا
مار ڈالنے کے بدلے اور زخمی کرنا عوض زخمی کرنے کے اور مارنا عوض مارنے کے روز قیامت کے اور جسنے کسی سے کچھ لیا اور اسکو آزردہ کیا اگرچہ چیونٹی اور کسی کا
بدلا اسکا اُس سے لینگے اگرچہ حکمت نہو جیسے کہ حیوانات اور اطفال اور تمام حیوانات کو اسلیے اُٹھاوینگے جیسے کہ بکری شاخ دار نے بے شاخ دار کو مارا ہوگا قصاص
کل کو لینگے اور میزان عبارت ہے اس چیز سے کہ جانی جاوینگی اس سے مقداریں اعمال کی اور جمہور اسپر ہیں کہ اسکے دو پلڑے ہیں اور زبان کہ جسکو ڈنڈی کہتے ہیں
جیسے کہ دنیا کی ترازو میں ہوتے ہیں اور دوری درمیان دو پلڑوں کے ایسی ہوگی جیسے درمیان مشرق اور مغرب کے تُلینگے اسمیں نامے اعمال کے کہ ایک پلڑے میں
نیکیوں کے اعمال نامے ہونگے اور ایک میں برائیوں کے اور بعضوں نے کہا ہے حسنات کو اچھی صورتوں میں بناکر لاوینگے اور سیئات کو بری صورتوں میں لاوینگے اور
تولینگے اور حدیث بطاقہ کی آگے آتی ہے مقوی قول اول کی ہے اور ظاہر نصوص بھی الفصل الاول فصل پہلی (عن عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم
قال ليس احد يحاسب يوم القيمة الا هلك قلت اوليس يقول الله فسوف يحاسب حسابا يسيرا فقال انما ذلك العرض ولكن من نوقش في الحساب يهلك

مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) روایت ہے عائشہ رضی سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں کوئی کہ حساب کیا جاوے روز قیامت کے مگر کہ ہلاک ہوگا یعنے بر تقدیر مناقشہ کے اور
مراد ہلاک سے عذاب ہے حضرت عائشہ رضی کہتی ہیں کہ جب میں نے یہ بات بطریق کلیہ کے آنحضرت سے سنی تو مشکل ہوئی مجھپر واسطے رفع اشکال کے کہا میں نے کیا
نہیں فرمایا اللہ تعالی نے یعنے اہل نجات کے حق میں جسکو دی گئی کتاب داہنے ہاتھ میں پس قریب ہے کہ حساب کیا جاویگا وہ شخص حساب آسان یعنی پس جب حساب
آسان ہوا تو کیونکر ہلاک ہوا پس فرمایا آنحضرت نے یعنے میری اشکال کی دفع میں نہیں ہے یہ حساب آسان کہ فرمایا ہے مگر عرض محض اور نرا بیان کرنا ف جیسے کہ کہیں یہ
کیا تونے اور وہ کیا تونے بغیر اسکے کہ کد وکاوش کریں اس سے اور دقت ڈالیں اسپر اور تیسری فصل میں آتا ہے کہ حساب آسان یہ ہے کہ نامہ اعمال اسکا دکھاوینگے تا
دیکھے پھر درگذر کرینگے ف لیکن مراد یہ ہے کہ جو کوئی کد وکاوش کیا جاوے حساب میں اور دشواری ڈالی جاوے اسپر اور پورا حساب لیا جاوے کچھ نہ چھوڑا جاوے
قلیل و کثیر سے ہلاک کیا جاویگا وہ اور حساب حقیقت میں یہی ہے اور اول عرض و اظہار ہے فقط ف ع حاصل یہ کہ وجہ معارضہ کی یہ ہے کہ لفظ حدیث کے عام ہیں
بیچ عذاب دینے ہر اس شخص کے کہ حساب کیا جاوے اور لفظ آیہ کے دلالت کرتے ہیں اسپر کہ بعضے انکے نہیں عذاب دیے جاوینگے اور راہ تطبیق کی آسان یہ ہے کہ مراد
حساب سے آیہ میں عرض ہے ظاہر کرینگے اعمال پس اقرار کریگا گناہ کا کرنیوالا ان اعمال کا پھر درگذر کیا جاویگا اس سے واسطے اظہار فضل کے اور مراد حساب
حدیث میں مناقشہ ہے کہ دارو گیر کیجاویگی واسطے اظہار عدل کے اور بزار وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین خصلتیں جس میں ہونگی
حساب لیگا اس سے اللہ حساب آسان اور داخل کریگا اسکو جنت میں اپنی رحمت سے دیوے تو اسکو کہ محروم رکھے تجکو اور عفو کرے اس سے کہ ظلم کرے تجھپر اور سلوک کرے
تو اس سے کہ انقطاع کرے تجھسے ف نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُہُ
رَبُّہُ لَيْسَ بَيْنَہُ وَبَيْنَہُ تَرْجُمَانٌ وَلَا حِجَابٌ يَحْجُبُہُ فَيَنْظُرُ أَيْمَنَ مِنْہُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلِہِ وَيَنْظُرُ أَشْأَمَ مِنْہُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْہِ فَلَا يَرَى إِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ
وَجْہِہِ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے عدی بن حاتم سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں تم میں سے کوئی مگر کہ کلام کریگا
اس سے رب اسکا یعنے بلا واسطہ اسطرح کہ نہوگا درمیان اسکے اور درمیان پروردگار اسکے کے ترجمان یعنے دوبھاشیہ کہ سمجھاوے کلام اسکا اور نہ پردہ کہ چھپاوے
بندے کو اسکے رب سے پس دیکھیگا بندہ داہنی طرف اپنے پس نہ دیکھیگا مگر وہ چیز کہ آگے بھیجی ہے عمل اپنے سے یعنے صالح کو صورت بنکر آوینگے یا جزا اسکی اور دیکھیگا بائیں
طرف اپنے پس نہیں دیکھیگا مگر وہ چیز کہ آگے بھیجی ہے یعنے برے عمل ف ع یہ قاعدہ ہے کہ جب آدمی کو کچھ امر اہم درپیش ہوتا ہے تو داہنے بائیں دیکھتا ہے پس دیکھنا ویسا ہی
ہوگا ت اور دیکھیگا آگے اپنے پس نہ دیکھیگا مگر آگ سامنے منہ اپنے کے پس بچو آگ سے یعنے جب پہچانا تمنے یہ تو بس بچو آگ سے اگرچہ ساتھ ٹکڑے کھجور کے ہو ف ع
یہ عبارت دو احتمال رکھتی ہے ایک تو یہ کہ پرہیز کرو آگ دوزخ سے اور ظلم کرو کسی پر اگرچہ ساتھ ٹکڑے کھجور کے ہو یا یہ کہ تصدق کرو اگرچہ اسقدر ہو یعنے اگرچہ تھوڑی چیز
ہو خواہ یہ ہو یا اور کچھ اسلیے کہ تصدق کرنا پردہ ہوگا تم میں اور آگ میں نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰہَ
يُدْنِي الْمُؤْمِنَ فَيَضَعُ عَلَيْہِ كَنَفَہُ وَيَسْتُرُہُ فَيَقُولُ أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا فَيَقُولُ نَعَمْ أَيْ رَبِّ حَتَّى قَرَّرَہُ بِذُنُوبِہِ وَرَأَى فِي نَفْسِہِ أَنَّہُ قَدْ ہَلَكَ قَالَ سَتَرْتُہَا
عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَأَنَا أَغْفِرُہَا لَكَ الْيَوْمَ فَيُعْطَى كِتَابَ حَسَنَاتِہِ وَأَمَّا الْكُفَّارُ وَالْمُنَافِقُونَ فَيُنَادَى بِہِمْ عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ ہَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى رَبِّہِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَى الظَّالِمِينَ
مُتَّفَقٌ عَلَيْہِ) اور روایت ہے ابن عمر رضی سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ تعالی نزدیک کریگا مومن کو یعنے اپنی رحمت سے پس رکھیگا اسپر
محافظت اپنی اور ڈھانکیگا اسکو یعنے اہل محشر میں بسبب پرسش گناہوں کے اور ظاہر ہونے انکے کے شرمندہ اور رسوا نہو ف ع اور مومن معنی میں مثل نکرہ کے ہے
یعنے کوئی مومن ایسا ہو اور بعید نہیں ہے مراد مومن سے جنس ہو اور بعضوں نے کہا کہ یہ اس بندے کے حق میں ہے کہ نہ غیبت کرتا تھا کسی کی اور نہ عیب لگاتا تھا اور نہ
رسوا کرتا تھا کسی کو اور نہ خوش ہوتا تھا بسبب فضیحت مسلمان کے بلکہ پردہ پوشی کرتا تھا اللہ کے اچھے بندوں کی اور نہ باعث ہوتا تھا کسی کو کسی کی آبروریزی کا
لوگوں میں پس پردہ پوشی کریگا اللہ تعالی اسکی اور اپنی محافظت میں رکھیگا اسکو از راہ جزا مطابق عمل کے ت پس فرماویگا اللہ تعالی مومن کو کیا پہچانتا ہے تو

فلانا گناہ کیا پہچانتا ہے تو فلانا گناہ پس کہیگا مومن ہاں اے پروردگار یہانتک کہ پہچانوا ہو ان گناہوں کو یعنی اقرار کرا دیگا اللہ تعالیٰ اس مومن سے سب
گناہوں اسکے کا اور گمان کریگا مومن اپنے دل میں کہ ہلاک ہوا یعنی بسبب اپنے گناہوں کے فرماویگا اللہ تعالیٰ مومن کو کہ میں نے ان گناہوں کو
چھپایا تھا دنیا میں اور میں بخشونگا انکو تیرے لیے آج کے دن پس دیا جائیگا مومن کو نامہ نیکیوں اسکی کا اور لیکن کافر اور منافق پس پکارا جاویگا انکو روبرو خلائق کے کہ یہ
لوگ ہیں جنھوں نے جھوٹ باندھا اپنے رب پر خبردار ہو لعنت ہے خدا کی ظالموں پر نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اذا کان یوم القیمۃ دفع اللہ الی کل مسلم یہودیا او نصرانیا فیقول ہذا فکاکک من النار رواہ مسلم) اور روایت ہے ابی موسیٰ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے جس وقت کہ ہوگا دن قیامت کا حوالہ کریگا اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کے یعنے مرد ہو یا عورت یہودی کو یا نصرانی کو یعنے ایک کو اہل کتاب میں سے پس لفظ
او تنویع کے لیے ہے پس فرماویگا اللہ تعالیٰ کہ یہ کتابی سبب خلاصی تیری کا ہے آگ دوزخ سے ف ش لفظ فکاک کا گرو چھڑانا اور فکاک بکسر فا اور بفتح اسکے سے ہے
اس سے کہ وہ چھڑاتا ہے گویا مسلمان آگ دوزخ میں گرو تھا اور اس یہودی یا نصرانی کو اسکے بدلے آگ میں ڈالا اور اس مسلمان کو نکالا اور تاویل اسکی یہ ہے کہ ہر
مکلف کے لیے خواہ کافر ہو خواہ مومن ایک جگہ ہے بہشت میں اور دوزخ میں اور جو کوئی با ایمان گیا مکان اسکا کہ دوزخ میں تھا تبدیل کیا جاویگا ساتھ مکان
اسکے کہ بہشت میں تھا اور جو کوئی بے ایمان گیا حال بر عکس اسکے ہوگا پس گویا کافر عوض اور بدل مومنوں کے ہیں … کہ …
مومنوں کے سبب خلاصی کے ہونگے آگ سے اور مراد یہ نہیں ہو کہ کافر دوزخ میں سبب مومنوں کے گناہوں کے عذاب کیے جاوینگے کیونکہ آگاہی ہو کہ ولا تزر وازرۃ
وزر اخری اور تخصیص یہود و نصاریٰ کی بسبب مشہور ہونے انکے کے ہے ساتھ عداوت مومنین کے نقل کی یہ مسلم نے (وعن ابی سعید قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجاء بنوح یوم القیمۃ فیقال لہ ہل بلغت فیقول نعم یا رب فتسئل امتہ ہل بلغکم فیقولون ما جاءنا من نذیر فیقال من شہودک فیقول
محمد وامتہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیجاء بکم فتشہدون انہ قد بلغ ثم قرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء
علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا رواہ البخاری) اور روایت ہے ابو سعید سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لائے جاوینگے حضرت نوح علیہ السلام
دن قیامت کے پس کہا جاویگا انکو کیا پہونچائے تھے تم نے یعنے اوامر احکام الٰہی امت کو پس کہینگے ہاں پہونچا دیے تھے میں نے اے رب میرے ف ش یعنی
یہ قول اللہ تعالیٰ کے یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا انک انت علام الغیوب اسلیے کہ اجابت اور چیز ہے اور تبلیغ اور چیز ہو پھر پوچھی
جاویگی امت انکی یعنے امت دعوت کہ کیا پہونچائے تمکو یعنے نوح نے احکام ہمارے پس منکر ہوگی امت انکی اور کہے گی نہیں آیا ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا
یعنے نوح نا اور کوئی پس کہا جاویگا نوح کو کہ کون ہیں گواہ تیرے یعنے دعوی تبلیغ پر طلب کریگا اللہ تعالیٰ نوح سے گواہ تبلیغ رسالت پر حالانکہ وہ خوب جانتا ہے
واسطے قائل کرنے امت کے پس کہینگے نوح کہ گواہ میرے محمد ہیں اور امت انکی ف ش یعنے امت انکی گواہ ہوگی اور وہ مزکی ہونگے اور پہلے ذکر کیا حضرت کو
تعظیم کے لیے اور کچھ بعید نہیں ہے کہ حضرت بھی گواہی دیں نوح کے لیے اسلیے کہ وہ جگہ نصرت کی ہے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنے صحابہ کو
کہ پس لایا جاویگا تمکو ف ش اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہونگے اس عرصہ کبریٰ میں پھر لائے جاوینگے رسول اول انکے تبع ہو
اور لائے جاوینگے گواہ انکے کہ وہ امت ہوگی ست پس گواہی دوگے تم کہ نوح نے پہونچا دیے تھے احکام الٰہی امت کو ف ش اور نبی تمہارے مزکی تمہارے
ہونگے یا تم اور نبی تمہارے ساتھ تمہارے گواہی دینگے پس اس صورت میں مزکین کا ذکر کرنا تفاضا ہوگا ست پھر پڑھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنے
واسطے تحقیق اور تصدیق اس حال کے یہ آیہ کریمہ حق تعالیٰ اس امت کو خطاب کرکے فرماتا ہے اور اسی طرح کیا ہمنے تمکو امت نیک اور عادل و افضل تاکہ ہو تم
گواہی دینے والے لوگوں پر یعنے ان کفار پر کہ پہلے تمہارے گذرے ہیں اور ہونگے پیغمبر تمہارے گواہ ف ش گواہی دینی انکی لوگوں پر ایسی ہوگی جیسے گواہی دی قوم
نوح پر کہ پہونچائی نوح نے پیغمبر رسالت کہ بھیجے گئے تھے اخیر اور ہونا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا گواہ آخر اسطرح کہ جیسا حدیث میں آیا ہے کہ جب … انبیا صلوات اللہ

وسلام علیہم کی منکر ہونگی اسلئے کہ کسی نے کچھ نہیں پہونچایا تو انبیا امت محمدیہ کو گواہ پکڑینگے اور وہ گواہی دینگے اور پوچھا جاویگا انسے کہ تم کیا جانو اور کہاں سے گواہی دیتے ہو تم کہینگے کتاب اللہ کو ناطق پایا جسنے اسپر پس گواہی دی ہمنے ساتھ گواہی اسکی کے بعد ازاں اثبات انبیا کی کلام بیچ صدق وعدالت اس امت کے کرینگے پس آنحضرت صلعم تعدیل وتزکیہ انکا کرینگے اور گواہی دینگے کہ یہ عادل وصادق ہیں یہ ہیں معنے ہونے رسول کے گواہ انپر اور اسی اعتبار کر آنحضرت کو گواہ امت پر کیا گیا کہ جب تزکیہ اپنی امت کا کیا اور انکی گواہی استوں پر ثابت کی تو آپ بھی گواہی دی اسپر اسی اعتبار سے کہا محمد وامتہ فافہم ت نقل کی بخاری اور مسلم نے (وعن انس قال کنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضحک فقال ہل تدرون مما اضحک قال قلنا اللہ ورسولہ اعلم قال من مخاطبۃ العبد ربہ یقول یا رب الم تجرنی من الظلم قال یقول بلی قال فیقول فانی لا اجیز علی نفسی الا شاہدا منی قال فیقول کفی بنفسک الیوم علیک شہیدا وبالکرام الکاتبین شہودا قال فیختم علی فیہ فیقال لارکانہ انطقی قال فتنطق باعمالہ ثم یخلی بینہ وبین الکلام قال فیقول بعدا لکن وسحقا فعنکن کنت اناضل رواہ مسلم) اور روایت انس سے ہے کہ کہا تھے ہم پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس ہنسے آنحضرت پھر فرمایا کہ کیا جانتے ہو تم کہ کس چیز سے ہنستا ہوں میں ف ع اسمیں اشارہ ہے طرف اسکے کہ نہیں لائق ہے ہنسنا مگر کسی امر غریب وحکم عجیب سے ت کہا انس نے کہ کہا ہمنے اللہ اور رسول اسکا خوب جانتے ہیں فرمایا ہنستا ہوں میں سبب سخن دو بدو کلام کرنے کے بندے کے اپنے رب سے یعنے قیامت کو کہیگا بندہ ای پروردگار میرے کیا نہ پناہ دی تونے مجھکو ظلم سے یعنے کیا نہیں فرمایا تونے کہ ظلم نہیں کرتا میں بندوں پر مقدار ذرہ کے فرمایا آنحضرت نے فرماویگا اللہ تعالی ہاں پناہ دی میں نے تجھکو ظلم سے اور ظلم نہیں کرتا میں بندوں پر فرمایا آنحضرت نے پس کہیگا بندہ کہ پس اگر پناہ دی تو نے مجھکو ظلم سے تو روا نہیں رکھتا میں اپنے نفس پر اور کچھ سوا اسکے کہ گواہ ہو مجھ میں سے ف ح یعنے اور کی گواہی اپنے حق میں نہیں روا رکھتا اگر مجھی میں سے مجھپر گواہ پیدا ہوں تو قبول رکھونگا خیال کیا کہ میری ذات سے مجھپر کون گواہی دیگا اسلیے کہ کوئی اپنے ضرر پر گواہی نہیں دیتا اور یہ نجانا کہ اللہ تعالی قادر ہے اسپر بھی کہ وہ اسکی ذات سے اسپر گواہ پیدا کرے کہ اسکو مجال انکار اور گنجائش دم مارنے کی نہو اور باعث ہنسنے آنحضرت کا یہ کلام کرنا تھا بندے کا یا مہر کرنی حق تعالی کی بندے کے منہ پر اور فرمانا ارکان اعضا کا ساتھ اس چیز کے کہ عمل کیا اور برا کہنا بندے کا انکو اور دعا بد کرنی انپر جیسے کہ آگے آتا ہے ت فرمایا آنحضرت نے پس فرماویگا اللہ تعالے کفایت کرتا ہے نفس تیرا آج کے دن تجھپر گواہ اور کفایت کرتے ہیں فرشتے بزرگ کہ لکھنے والے اعمال بندوں کے ہیں گواہ ف ح گواہ کرنا ان فرشتوں کا زیادہ ہے مقصود پر واسطے تقریر وتاکید کے بعد ازاں کہ نفس بندے سے گواہ قرار دیے گئے کہ اب اسپر راضی ہوا تھا اور چاہا تھا فرشتوں کو بھی گواہ کیا اور تنہا انکو گواہ کرتا تو خلاف قرارداد کے ہوتا ت فرمایا آنحضرت نے پس مہر کیجاویگی بندے کے دہانے پر پھر فرمایا جاویگا واسطے جماعت اعضا بندے کے کہ بول پس بولینگے ارکان اسکے ساتھ افعال اسکے کے کہ کیے تھے سبب انکے پھر چھوڑا جاویگا درمیان بندے کے اور درمیان کلام اسکے کے ف یعنے اٹھائی جاویگی مہر اسکے منہ سے یہانتک کہ کلام کریگا موافق عادت کے پس گواہی دینی انکی زبا نوں کی آیت میں مراد ہے ساتھ اور طرح کے کلام کے خلاف عادت کے واللہ اعلم ت فرمایا آنحضرت نے پس کہیگا بندہ اپنے اعضا کو کہ دوری ہو تمکو خیر سے اور ہلاکت ہو تمکو پس تمہاری طرف سے اور تمہاری ہی خلاصی کے لیے جھگڑتا تھا میں ف ح اور تمنے آپ اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالا یہ معنی ہیں کہ تمہارے سبب سے خصومت کرتا تھا میں لوگوں سے اور دفع کرتا تھا ضرر تمسے یعنے محافظت اور مدد تمہاری کرتا تھا اور تمکو دوست اپنا جانتا تھا آخر کو تم دشمن وبدخواہ میرے نکلے اور جواب اعضا کا محذوف ہے دلالت کرتا ہے اسپر قول اللہ تعالے کا وقالوا لجلودہم لم شہدتم علینا قالوا انطقنا اللہ الذی انطق کل شیء وہو خلقکم اول مرۃ والیہ ترجعون ت نقل کی یہ مسلم نے (وعن ابی ہریرۃ قال قالوا یا رسول اللہ ہل نری ربنا یوم القیمۃ قال ہل تضارون فی رؤیۃ الشمس فی الظہیرۃ لیست فی سحابۃ قالوا لا قال فہل تضارون فی رؤیۃ القمر لیلۃ البدر لیس فی سحابۃ قالوا لا قال فوالذی نفسی بیدہ لا تضارون فی رؤیۃ ربکم الا کما تضارون فی رؤیۃ احدہما قال فیلقی العبد فیقول ای فل الم اکرمک واسودک وازوجک واسخر لک الخیل والابل واذرک ترأس وتربع فیقول بلی قال فیقول افظننت انک ملاقی فیقول لا فیقول فانی قد انساک کما

ران اُسکی اور گوشت اُسکا اور ہڈی اُسکی یعنے جو کہ متعلق ہین ران کے ساتھ عملون اُسکے کے ف۔ قرآن شریف مین کلام کرنا ہاتھ اور پانون اور زبان اور پوست
کا واقع ہوا اور بیان بولنا ران اور گوشت اور استخوان کا ذکر ہوا ظاہراً مقصود تمام اعضاء اور ارکان ہین جیسے کہ حدیث انس مین گذرا ہے اور یہ سوال وجواب اور
مہر کرنی بندے کے منہ پر اور بولنا اُسکے اعضاء کا کہ مذکور ہوا اسلیے ہی کہ تا بندہ ازالہ عذر کرے اپنے نفس سے اور ثابت ہون گناہ اور جگہ عذر کی نہ رہے یا معنی یہ ہین
کہ تا صاحب عذر ہو خدا تعالے بیچ عذاب کرنے اُس بندے کے اُسی کی نفس کی طرف سے اور یہ بندہ کہ حال اُسکا مذکور ہوا منافق ہوگا اور یہ وہ بندہ ہی کہ خفا ہو
اللہ اُسپر اور ناخوش ہو اللہ اُس سے نقل کی یہ مسلم نے (وَذُکِرَ حَدِیْثُ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَدْخُلُ مِنْ اُمَّتِی الْجَنَّةَ فِیْ بَابِ التَّوَکُّلِ بِرِوَایَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ) اور ذکر کی گئی ہی حدیث
ابی ہریرہ کی کہ سر اُسکا یہ ہی یدخل من امتی الجنۃ باب التوکل مین ساتھ روایت ابن عباس کے ف۔ یعنے یہ حدیث مصابیح مین اس باب مین ذکر کی گئی تھی ابو ہریرہ
کی روایت سے اور یعنے اُسکو باب التوکل مین ذکر کیا ہی بروایت ابن عباس کے اور صواب یہ تھا کہ یون کہتے کہ یدخل الجنۃ من امتی سبعون الفا بغیر حساب ہم الذین
لا یسترقون ولا یتطیرون وعلی ربہم یتوکلون جیسے کہ اوپر گذری (الفصل الثانی) فصل دوسری (عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ
وَعَدَنِیْ رَبِّیْ اَنْ یُّدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِیْ سَبْعِیْنَ اَلْفًا لَا حِسَابَ عَلَیْهِمْ وَلَا عَذَابَ مَعَ کُلِّ اَلْفٍ سَبْعُوْنَ اَلْفًا وَثَلٰثُ حَثَیَاتٍ مِّنْ حَثَیَاتِ رَبِّیْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَهْ)
روایت ہی ابو امامہ سے کہ کہا سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے کہ وعدہ کیا مجھسے پروردگار میرے نے کہ داخل کرے بہشت مین میری امت سے
ستر ہزار نہین مناقشہ اُنکے لیے محاسبہ مین اور نہ عذاب ساتھ ہر ہزار کے ستر ہزار اور تین لپین میرے رب کی لپون سے ف۔ مراد ستر ہزار سے یا تو یہی عدد ہی یا
کثرت اور اسی طرح لپین بھی کنایہ ہی کثرت ومبالغہ سے نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے (وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
یُعْرَضُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ثَلٰثَ عَرَضَاتٍ فَاَمَّا عَرْضَتَانِ فَجِدَالٌ وَّمَعَاذِیْرُ وَاَمَّا الْعَرْضَةُ الثَّالِثَةُ فَعِنْدَ ذٰلِکَ تَطِیْرُ الصُّحُفُ فِی الْاَیْدِیْ فَاٰخِذٌ بِیَمِیْنِهٖ وَاٰخِذٌ بِشِمَالِهٖ رَوَاهُ
اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ لَا یَصِحُّ هٰذَا الْحَدِیْثُ مِنْ قِبَلِ اَنَّ الْحَسَنَ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی) اور روایت ہی حسن سے اُسنے
نقل کی ابو ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیے جاوینگے لوگ یعنے اللہ تعالے کے سامنے دن قیامت کے تین بار پس اُسمین
دو بار مین تو جھگڑا کرنا اور عذر کرنا ہوگا ف۔ پہلی بار مین تو دفع کرینگے اپنے نفسون سے ملامت کہینگے نہین پہونچائے ہمکو انبیا نے احکام اور جھگڑینگے اللہ تعالے
سے اور دوسری بار مین اقرار کرینگے مثلاً ہر ایک کہیگا کہ کیا مین نے یہ از راہ سہو اور خطا کے یا جہل کے یا امید کے اور مانند اُنکے کے ہے اور لیکن تیسری بار جو ہین
پس نزدیک اُسکے اُڑینگے اور پہونچینگے نامے اعمال اُنکے ہاتھون مین یعنی سب مکلفین کے ہاتھون مین بسبب تمام ہونے معاملہ حساب کے پس بعضے اُنمین سے لینے والے
ہونگے اپنے داہنے ہاتھ مین یعنے وہ اہل سعادت ہونگے اور بعضے اُنمین سے لینے والے ہونگے اپنے بائین ہاتھون مین ف۔ یعنے وہ اہل شقاوت ہونگے پس اُسوقت
تمام ہوجائیگا قضیہ اور متمیز ہوجاوینگے اہل ضلالت اہل ہدایت سے نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے اور کہا ترمذی نے کہ نہین صحیح ہی یہ حدیث اس بات سے
کہ حسن بصری کہ راوی اس حدیث کے ہین نہین سنی اُنھون نے حدیث ابی ہریرہ سے ف۔ یعنے اسناد اُسکی منقطع ہی غیر متصل لیکن کہا شیخ جزری نے تصحیح المصابیح
مین کہ بخاری نے روایت کی ہین اپنی صحیح مین تین حدیثین حسن بصری سے کہ ابی ہریرہ سے نقل کی ہین اور لیکن مسلم نے اُس سے کچھ روایت نہین کی نقلہ میرک شاہ
اور تحقیق روایت کیا ہی اس حدیث کو بعضے محدثین نے حسن بصری سے کہ اُنھون نے نقل کی ابو موسی اشعری سے ف۔ یعنے پس یہ حدیث متصل ہی اُسکے طریق
سے اور قوت حاصل ہوئی اُسکی اسناد مین اور بعضون نے کہا کہ حسن بصری نے روایت کی ہی کئی صحابہ سے مانند ابی موسے اور انس بن مالک اور ابن
عباس وغیرہم کے (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ سَیُخَلِّصُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِیْ عَلٰی رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ
فَیَنْشُرُ عَلَیْهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِیْنَ سِجِلًّا کُلُّ سِجِلٍّ مِّثْلُ مَدِّ الْبَصَرِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَتُنْکِرُ مِنْ هٰذَا شَیْئًا اَظَلَمَکَ کَتَبَتِی الْحٰفِظُوْنَ فَیَقُوْلُ لَا یَا رَبِّ فَیَقُوْلُ اَفَلَکَ عُذْرٌ قَالَ لَا یَا رَبِّ فَیَقُوْلُ بَلٰی اِنَّ
لَکَ عِنْدَنَا حَسَنَةً وَّاِنَّهٗ لَا ظُلْمَ عَلَیْکَ الْیَوْمَ فَتُخْرَجُ بِطَاقَةٌ فِیْهَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَیَقُوْلُ احْضُرْ وَزْنَکَ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ مَا هٰذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ

بهذه السجلات فيقول انك لا تظلم قال فتوضع السجلات في كفة والبطاقة في كفة فطاشت السجلات وثقلت البطاقة فلا يثقل مع اسم الله شيء رواه الترمذي وابن ماجة

اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ تعالے نکالیگا ایک شخص کو میری امت میں سے دن قیامت کے پھر کھولیگا اسپر ننانوین طومار ہر طومار مانند درازگی نظر کے ہوگا یعنے دراز وہاں تک کہ بینائی پہونچے پھر فرماویگا اللہ تعالے اس شخص کو کہ کیا انکار کرتا ہے تو اس سے کہ ان طوماروں ہے کچھ کہ نہیں کیا میں نے کیا ظلم کیا ہے تجھپر میرے لکھنے والوں نے یعنے کرام کاتبین نے کہ نگہبان تیرے افعال و احوال کے تھے پس کہیگا وہ شخص نہیں اے پروردگار میرے کچھ انکار نہیں کرسکتا اور نہ تیرے کاتبوں نے ظلم کیا ہے پس فرماویگا اللہ تعالے کیا تیرے لیے کچھ عذر ہے یعنے اس چیز میں کہ کیا تو نے کہ سہوا کیا ہو یا خطا یا جہلا اور مانند اسکے کے کہیگا نہیں اے پروردگار میرے کچھ عذر نہیں ہے پس فرماویگا اللہ تعالی ہاں یعنے ہمارے پاس ایک ہے چیز کہ قائم مقام تیرے عذر کے ہے تحقیق تیرے لیے ہمارے پاس ایک نیکی ہے یعنے بڑی اور مقبول کہ مساوی ہوگی تمام ان گناہوں کو کہ تیرے پاس ہیں اور تحقیق نہیں ظلم ہے تجھپر آج یعنے ساتھ ناقص کرنے ثواب تیرے کے اور زیادتی عذاب کے پھر نکالی جاویگی ایک چٹھی کہ لکھا ہوگا اسمیں یہ کلمہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ فرشتے احتمال ہے کہ یہ کلمہ وہ ہوگا کہ جو اول سب سے کہا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ اور بار کہا ہو جو کہ مقبول ہوا ہوگا اور یہی ظاہر تر ہے پس پھر فرماویگا اللہ تعالے حاضر ہو وزن عمل اپنے پر یا وقت وزن اپنے کے یا آگاہ وزن اپنے پر کہ میزان ہے یعنے جس وقت کہ چٹھی ساتھ ننانوے طومار گناہوں کے تولی جاوے تو بھی حاضر ہو تاکہ نہ ہو تجھپر ازراہ ظلم اور زیادتی اور ہو عدل اور تحقیق ہو فضل پس کہیگا وہ شخص اے پروردگار میرے کیا ہے اس ایک چٹھی کو ساتھ ان بہت سے طوماروں کے پس فرماویگا اللہ تعالی تحقیق تو نہیں ظلم کیا جاویگا یعنے چٹھی بھی تجھپر ظلم ہو تولنا چاہیے اسکو تو تجھپر ظلم نہ کیا جاوے فرمایا آنحضرت نے پس رکھے جاوینگے طومار ایک پلہ میں ترازو کے اور وہ چٹھی دوسرے پلے میں پس ہلکے ہوجاوینگے وہ طومار اور بھاری اور غالب آویگی وہ چٹھی پس نہیں بھاری ہوگی ساتھ نام خدا کے کوئی چیز اور نام خدا کا سب سے بڑا اور بھاری ہے اگرچہ تو وہ تو وہ گناہ ہوں نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے (وعن عائشة انها ذكرت النار فبكت فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يبكيك قالت ذكرت النار فبكيت فهل تذكرون اهليكم يوم القيامة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما في ثلثة مواطن فلا يذكر احد احدا عند الميزان حتى يعلم ايخف ميزانه ام يثقل وعند الكتاب حين يقال هاؤم اقرءوا كتابيه حتى يعلم اين يقع كتابه افي يمينه ام في شماله من وراء ظهره وعند الصراط اذا وضع بين ظهري جهنم رواه ابو داود) اور روایت ہے عائشہ سے کہ تحقیق حضرت عائشہ نے یاد کیا یعنے اپنے دل میں آگ دوزخ کو پس روئیں یعنے اسکے ڈر سے پس فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا سبب ہے رونے تیرے کا کہا عائشہ نے کہ یاد کیا میں نے آگ کو پس روئی میں یعنے اسکے عذاب کے ڈر سے پس آیا یاد رکھوگے تم اپنے اہل و عیال کو دن قیامت کے پس فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اسپر تین جگہ میں نہیں یاد کریگا کوئی کسی کو یعنے بسبب خوف اور شفاعت عظمی عام ہوگی سب خلائق کے لیے ایک تو نزدیک میزان کے یہاں تک کہ جانے کہ ہلکی ہوئی ترازو اسکی یا بھاری ہوئی دوسرے وقت دینے اعمال ناموں کے جس وقت کہ کہا جاویگا یعنے ازراہ خوشی کے کہیگا وہ شخص کہ جسکے داہنے ہاتھ میں دیگا لوگوں کو پڑھو عملنامہ میرا یہاں تک کہ جانے کہ کہاں پڑا عملنامہ اسکا آیا اسکے داہنے ہاتھ میں یا بائیں ہاتھ میں پیٹھ کے پیچھے سے فرشتے داہنا ہاتھ گلے میں طوق کیا جاویگا اور بایاں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے سے کیا جاویگا اور دیا جاویگا نامہ اعمال پیٹھ کے پیچھے سے اور تیسرے نزدیک پل صراط کے جس وقت کہ رکھا جاویگا درمیان اور اوپر دوزخ کے نقل کی یہ ابو داؤد نے فرشتے یعنے یہاں تک کہ جانے کہ نجات پائی ساتھ گذرنے کے اس سے یا پڑا اسمیں اور وہ پل پشت جہنم پر ہوگا بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز گذرینگے اسپر سے سب لوگ پس مومن نجات پاوینگے بسبب اعمال و منازل اپنی کے اور کافر اسپر سے دوزخ میں گر پڑینگے عافانا اللہ الکریم پس ان تین جگہوں میں سب حیران اور درماندہ ہونگے اور کسی کو مجال کسی کی یاد کرنے اور خبر لینے کی نہیں ہوگی

الفصل الثالث فصل تیسری (عن عائشة قالت جاء رجل فقعد بين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله ان لي مملوكين يكذبونني ويخونونني ويعصونني واشتمهم واضربهم فكيف انا منهم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان يوم القيامة يحسب ما خانوك وعصوك وكذبوك وعقابك اياهم فان كان عقابك اياهم بقدر ذنوبهم كان كفافا لا لك ولا عليك وان كان عقابك اياهم دون ذنوبهم كان فضلا لك وان كان عقابك اياهم فوق

وایاہم اقتص لہم منک الفضل فتنحی الرجل وجعل یبکی ویہتف فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما تقرأ قول اللہ تعالی ونضع الموازین القسط لیوم القیمۃ فلا تظلم نفس شیئا وان کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا وکفی بنا حاسبین فقال الرجل یا رسول اللہ ما اجد لی ولہؤلاء شیئا خیرا من مفارقتہم اشہدک انہم کلہم احرار رواہ الترمذی) روایت ہے عائشہ رض سے کہا ایک شخص آن بیٹھا پاس پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کہا یا رسول اللہ تحقیق میرے لیے بردے ہیں جھوٹ بولتے ہیں مجھسے اور خیانت کرتے ہیں میرے مال میں اور نافرمانی کرتے ہیں میری اور برا کہتا ہوں میں انکو اور مارتا ہوں میں انکو یعنے از راہ تادیب کے پس کیا حال ہوگا میرا سبب انکے قیامت کو پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہوگا دن قیامت کا حساب کیا جائیگا اس چیز کا کہ خیانت کی ہے تیری اور نافرمانی کی ہے تیری اور جھوٹ بولے ہیں وہ غلام تجھسے اور حساب کیا جاویگا سزا دینا تیرا اور برا کہنا اور مارنا تیرا بھی انکو پس اگر ہوگا سزا دینا تیرا انکو بقدر گناہوں انکے کے یعنے عرفا اور عادۃ ہوگا سزا دینا تیرا برابر گناہوں انکے کے کہ نہ ہوگا اسمین ثواب ہوگا اور نہ تجھپر اسمین عذاب بلکہ برابر تھا کہ نہیں ہے تجھپر گناہ اور اگر ہوگا سزا دینا تیرا انکو کم گناہ انکے سے ہوگا حق زیادہ واسطے تیرے یعنے تجھپر اگر قصد کریگا تو ثواب کا جزا دیا جاویگا سبب اسکے والا نہیں اور اگر ہوگی سزا تیری انکو زیادہ انکے گناہوں سے بدلہ لیا جاویگا واسطے انکے تجھسے زیادتی کا پھر الگ ہوا وہ شخص مجلس سے اور شروع کیا چلانا اور رونا پس فرمایا اسکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یعنے واسطے تائید اور اثبات اس چیز کے کہ فرمایا کیا نہیں پڑھتا ہے تو قول اللہ تعالے کا کہ فرمایا ہے اور رکھینگے ہم ترازو ٹھیک انصاف کی دن قیامت کے پس نہ ظلم کیا جاویگا کوئی کچھ یعنے نہیں چھوڑا جاویگا حق اسکا کچھ اور اگر ہوگا عمل بمقدار دانہ رائی کے حاضر کرینگے ہم اسکو اور کفایت ہیں ہم حساب کرنیوالے یعنے اسلیے کہ نہیں ہے زیادتی کسی کو ہمارے علم اور عدل پر پس کہا اس شخص نے یا رسول اللہ نہیں پاتا میں واسطے اپنے اور واسطے ان غلاموں کے کوئی چیز بہتر جدائی انکی سے یعنے الگ ہوجاویں وہ مجھسے اسلیے کہ محافظت رعایت حقا وعطا اسکی نہایت ہی دشوار ہے گواہ کرتا ہوں میں آپکو کہ یہ سب آزاد ہیں نقل کی یہ ترمذی نے (وعنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی بعض صلاتہ اللہم حاسبنی حسابا یسیرا قلت یا نبی اللہ ما الحساب الیسیر قال ان ینظر فی کتابہ فیتجاوز عنہ انہ من نوقش الحساب یومئذ یا عائشۃ ہلک رواہ احمد) اور یہ بھی حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہا سنا میں نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے بیچ بعض نماز اپنی کے یعنے فرائض میں سے یا نوافل میں سے یا بعض اجزا نماز میں یا اول قیام میں یا رکوع میں یا قومہ میں یا سجدہ میں یا قعدہ میں یا الٰہی حساب کر تو میرے عملوں کا حساب آسان فرع اور یہ یا تو واسطے تعلیم امت اور شفقا کرنے انکے کے ہے یا خواب غفلت سے یا از راہ خوف الٰہی کے سے عرض کیا میں نے یا نبی اللہ کیا چیز ہے حساب آسان اور صورت اسکی کیا ہے فرمایا صورت حساب آسان کی یہ ہے کہ دیکھیگا بندہ اپنے عملنامہ میں پس درگذر کریگا اللہ تعالی اس سے فرع یعنے عملنامہ اسکو دکھا دیگا اور معاف کریگا اور اگر بہ نظر کرے اللہ تعالی کی طرف پھیرین تو یہ بھی ہو سکتا ہے یعنے اللہ تعالی دیکھیگا انکے عملنامہ کو اور درگذر کریگا تحقیق شان یہ ہے جس شخص سے کہ کاوش کی گئی حساب میں اسدن اے عائشہ رض پس تحقیق ہلاک ہوگا یعنے عذاب کیا جاویگا نقل کی یہ احمد نے (وعن ابی سعید الخدری انہ اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اخبرنی من یقوی علی القیام یوم القیمۃ الذی قال اللہ عز وجل یوم یقوم الناس لرب العالمین فقال یخفف علی المؤمن حتی یکون علیہ کالصلوۃ المکتوبۃ) اور روایت ہے ابو سعید خدری سے کہ تحقیق ابو سعید خدری آئے آنحضرت کے پاس اور کہا خبر دیجیے مجھکو کون شخص طاقت رکھیگا کھڑے ہونے کی یعنے آگے اللہ تعالے کے حساب کے لیے دن قیامت کے ایسا دن کہ فرمایا ہے اللہ تعالے نے اسکے حق میں اسدن کہ کھڑے ہونگے لوگ روبرو پروردگار عالموں کے فرع آیا ہے کہ ابن عمر رض نے پڑھی یہ سورت پس جب پہونچے اس قول پر یوم یقوم الناس لرب العالمین روئے اور نہ پڑھ سکے مابعد اسکا پس فرمایا ہلکا کیا جاویگا دن قیامت کا مسلمان پر یعنے مسلمان کامل پر یا مصلی پر یہانتک کہ ہوگا وہ دن اسپر مانند نماز فرض کے فرع یعنے مقدار ادائے فرض کی کہ نہایت اسکی چار رکعتیں ہیں یا بقدر وقت اسکے کے اور ظاہر یہ ہے کہ وہ مختلف ہوگا ساتھ اختلاف احوال مومنین کے (وعنہ قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ ما طول ہذا الیوم فقال والذی نفسی بیدہ انہ لیخفف علی المؤمن حتی یکون اہون علیہ من الصلوۃ المکتوبۃ یصلیہا فی الدنیا رواہما البیہقی فی کتاب البعث والنشور) اور روایت ہے اسی ابو سعید سے

پوچھے گئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اُس دن سے کہ ہوگی مقدار اُسکی پچاس ہزار برس کی کیا ہی درازی اُس دن کی یعنے کیا ہوگا حال لوگون کا بیچ درازی اُس دن کے کیونکر صبر کر سکینگے اُسمین باوجود درازی اُسکی کے پس فرمایا آنحضرت نے قسم خدا کی تحقیق وہ دن ہلکا کیا جاویگا مسلمان کامل پر یہان تک کہ ہوگا ہلکا تر اور آسان تر مسلمان پر نماز فرض سے کہ پڑھتا ہی اُسکو دنیا مین نقل کین یہ دونون حدیثین بیہقی نے کتاب البعث والنشور مین (وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْشَرُ النَّاسُ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُنَادِيْ مُنَادٍ فَيَقُوْلُ اَيْنَ الَّذِيْنَ كَانَتْ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ فَيَقُوْمُوْنَ وَهُمْ قَلِيْلٌ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ثُمَّ يُؤْمَرُ بِسَائِرِ النَّاسِ اِلَى الْحِسَابِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ) اور روایت ہی اسماء بنت یزید سے اُنسے نقل کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا جمع کیے جاوینگے لوگ ایک میدان فراخ مین روز قیامت کے پس پکاریگا ایک پکارنے والا پس کہیگا کہان ہین وہ لوگ کہ دور اور جدا ہوتے ہین پہلو انکے خوابگاہون سے یعنے تہجد پڑھتے ہین اور بعضون نے کہا صلوٰۃ الاوابین پڑھنے والے مراد ہین اور احتمال ہی کہ مراد لینے وہ ہین کہ نماز عشا اور صبح پڑھتے ہین ساتھ جماعت کے پس اُٹھینگے اہل محشر سے اسی طرح کے لوگ حالانکہ وہ تھوڑے ہونگے یعنے اہل اسلام سے پس داخل ہونگے بہشت مین بے اسکے کہ حساب لیا جاوے اُنسے فقط اسلیے کہ صبر کیا تھا اُنھون نے مشقت طاعت پر اور ترک کی تھی لذت راحت کی اور ایسون کے لیے اللہ سبحانہ نے فرمایا ہی اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ پھر حکم کیا جاویگا باقی لوگون کے لیے حساب لینے کا نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان مین

(بَابُ الْحَوْضِ وَالشَّفَاعَةِ) یہ باب ہی بیچ بیان حوض اور شفاعت کے

حوض لغت مین جمع ہونا پانی کا اور بہنا اُسکا ہی اور حیض کہ عورتون کو آتا ہی اور سبب بہنے خون کا ہی مشتق اسی سے ہی اور مراد یہان وہ حوض ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہوگا روز قیامت کے اور صفات اُسکے حدیثون مین آئے ہین کہا قرطبی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دو حوض ہونگے ایک تو موقف مین ہوگا پہلے صراط کے اور دوسرا جنت مین اور دونون کا نام کوثر ہوگا اور کوثر زبان عرب مین خیر کثیر کو کہتے ہین پھر صحیح یہ ہی کہ حوض پہلے میزان کے ہوگا پس لوگ نکلینگے پیاسے اپنی قبرون سے اور آوینگے حوض پر پہلے میزان کے اور اسی طرح ہر پیغمبر کا ایک حوض ہوگا موقف مین کہ امت انکی اُسپر وارد ہوگی اور وہ پیغمبر آپسمین مفاخرت کرینگے کہ دیکھین کسکے حوض پر لوگ بہت آتے ہین اور حضرت نے فرمایا کہ مین امید رکھتا ہون کہ میرے حوض پر لوگ سب سے زیادہ ہونگے اور شفاعت مشتق شفع سے ہی اور معنی اسکے اصل مین ملنا ایک چیز کا ساتھ ایک چیز کے ہی اور شفع مقابل وتر کے کہ معنے زوج کے ہی مقابل فرد کے وہ بھی اسی معنی کو ہی اور شفعہ کہ حق ہمسایہ کا ہی اُسمین کہ بیچی جاتی ہی وہ بھی اسی قبیل سے ہی اور شفاعت مین بھی ملانا شفیع کا ہی ساتھ مجرم کے بدر خواست عفو گناہون اُسکے کے درگاہ حضرت سے اور انواع شفاعتون تمام ثابت ہین واسطے سید المرسلین کے صلے اللہ علیہ وسلم یعنے خاص آنحضرت کے لیے ہونگے اور بعضے بمشارکت اور اول جو دروازہ شفاعت کا کھولینگے آنحضرت ہی ہونگے پس حقیقت مین تمام شفاعتین رجوع حضرت ہی کی طرف کرینگی اور وہی ہین صاحب شفاعتون کے علی الاطلاق قسم اول شفاعت عظمی ہی کہ عام ہوگی تمام خلائق کے لیے اور مخصوص ہوگی ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر کسی کو انبیا مین سے صلوات اللہ وسلامہ علیہم مجال جرأت کی اُسپر نہوگی اور وہ واسطے راحت دینے اور خلاص کرینکے طول وقوف سے میدان محشر مین اور واسطے تعجیل حساب اور حکم کردگار کے اور واسطے نکالنے کے اُس شدت ومحنت سے ہوگی جیسے کہ حدیثون مین آئی ہی دوسرے واسطے لانے قوم کے بہشت مین بغیر حساب کے اور ثبوت اسکا بھی وارد ہوا ہی واسطے پیغمبر صاحب ہمارے کے اور بعضون نے کہ دیکھا مخصوص ہی حضرت ہی پر ہی تیسرے اُس قوم کے لیے کہ حسنات اور سیئات انکے برابر ہون اور یہ بار شفاعت بہشت مین درآوین چوتھے اُس قوم کے لیے کہ مستحق اور سزاوار دوزخ کی ہوئی ہین پس شفاعت انکی کرینگے اور بہشت مین لیجاوینگے پانچوین واسطے رفع درجات اور زیادتی کرامات کے چھٹے واسطے ان لوگون کے کہ دوزخ مین گئے ہونگے اور شفاعت سے نکلینگے اور یہ شفاعت مشترک ہی درمیان تمام انبیا اور ملائکہ اور علما اور شہدا کے ساتوین بیچ کھولنے جنت کے آٹھوین واسطے کے انکے کہ مستحق عذاب مخلد کے ہوے ہونگے نوین خاص واسطے اہل مدینہ کے دسوین واسطے زیارت کرنیوالون قبر شریف کے بوجہ امتیاز واختصاص کے کذا ذکر العلما اور کہا ہی علما نے کہ شفاعت کے لیے جگہین ہونگی اول یہ کہ گنہگارون کو درگاہ عزت مین لاوین اور میدان قیامت مین کھڑا کرین اور مارے خوف کے

خجالت میں غرق ہونگے اور ہول اور دہشت عذاب سے کانپیں اسوقت شفیع درخواست کرینگے کہ تا شفیعیں اور آرام کریں اور دم لیویں اور بعد ازاں حکم ہوگا کہ لیجاویں
اور حساب لیویں اور وہاں بھی درخواست کرینگے کہ انکے حساب سے درگذر کریں اور یونہیں عفو کر دیں اور جب حساب ہو سکا لیویں مناقشہ حساب میں نکریں کہ جو کوئی مناقشہ
کیا گیا حساب میں عذاب کیا گیا اور بعد از حساب کے دوزخ میں بھیجینگے یہ جگہ بھی محل شفاعت اور درخواست کی ہے یہانتک کہ دوزخ میں نہ بھیجیں اور جب بھیجیں اور عذاب کریں
شفاعت کرینگے اور دوزخ سے نکالینگے امیدواری کرم غفار اور شفاعت رسول مختار صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت ہے باقی جو کچھ حکم اسکا ہوا ہے علی کل شئی قدیر

الفصل الاول ﴿فصل پہلی﴾ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینا انا اسیر فی الجنۃ اذا انا بنہر حافتاہ قباب الدر المجوف قلت ما ھذا یا جبرئیل قال
ھذا الکوثر الذی اعطاک ربک فاذا طینہ مسک اذفر رواہ البخاری) روایت ہے انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسوقت کہ میں گذرتا تھا بہشت
میں یعنے شب معراج کو ناگہان میں پہونچا ایک نہر پر کہ دونوں طرف اسکے گنبد ہیں موتی کھوکھلے کے یعنے ہر گنبد موتی ہے خالی اندر سے رہنے کے لیے کہا میں نے
کیا ہے یہ نہر اے جبرئیل کہا یہ حوض کوثر ہے کہ دیا ہے تمکو پروردگار تمھارے نے ف ع اشارہ ہے طرف آیۃ کریمہ انا اعطیناک الکوثر کے بہت سے مفسرون نے کوثر کی تفسیر نہر
کوثر کی ہے اور تحقیق یہ ہے کہ مراد اس سے خیر کثیر ہے کہ دی آنحضرت کو رب انکے نے کہ وہ قرآن ہے یا نبوت یا کثرت امت یا تمام مراتب عالیہ کہ منجملہ انکے مقام محمود اور لواء
محمود اور حوض مورود ہیں اور اسمیں منافات نہیں ہے یا سب داخل کوثر میں ہیں اگرچہ شہرت اسکی بیچ معنی حوض کے اکثر ہے حاصل یہ کہ اس صورت میں معنے یہ ہونگے
کہ یہ حوض مذکور ایک فرد ہے کوثر کی اور بعضون نے تفسیر کی ہے کوثر کی اولاد اور علماء امت یہ بھی ایک خیر کثیر ہے میں داخل ہیں سب ناگہان دیکھا ہوں کہ مٹی اسکی
مشک تیز خوشبودار ہے نقل کی یہ بخاری نے (وعن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حوضی مسیرۃ شھر وزوایاہ سواء ماؤہ ابیض من اللبن
وریحہ اطیب من المسک وکیزانہ کنجوم السماء من یشرب منھا فلا یظما ابدا متفق علیہ) اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ حوض میرا مقدار سیر ایک مہینے کے ہے اور کونے اسکے برابر ہیں یعنے مربع ہے طول وعرض میں برابر پانی اسکا دودھ سے زیادہ سپید اور بو اسکی مشک سے زیادہ
خوشبودار آبخورے اسکے مانند تارون آسمان کے یعنے کثرت اور روشنی میں جو شخص کہ پیویگا اس میں سے پس نہ پیاسا ہوگا کبھی ف ع یعنے ہوگا پینا جنت میں از راہ
لذت کے جیسے کہ کھانا از راہ نعمت کے ہوگا موجب قول اللہ تعالے کے ان لک الا تجوع فیہا ولا تعری وانک لا تظمؤ فیہا ولا تضحی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے
(وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان حوضی ابعد من ایلۃ من عدن لھو اشد بیاضا من الثلج واحلی من العسل باللبن ولآنیتہ
اکثر من عدد النجوم وانی لاصد الناس عنہ کما یصد الرجل ابل الناس عن حوضہ قالوا یا رسول اللہ اتعرفنا یومئذ قال نعم لکم سیما لیست لاحد من الامم تردون
علی غرا محجلین من اثر الوضوء رواہ مسلم وفی روایۃ لہ عن انس قال تری فیہ اباریق الذھب والفضۃ کعدد نجوم السماء وفی اخری لہ عن ثوبان قال سئل
عن شرابہ فقال اشد بیاضا من اللبن واحلی من العسل یغت فیہ میزابان یمدانہ من الجنۃ احدھما من ذھب والآخر من ورق) اور روایت ہے ابوہریرہ سے
کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق حوض میرا یعنے دوری اسکی دونوں طرفون حوض میرے کے بہت زیادہ ہے دوری ایلہ کی سے عدن سے
ف ع ایلہ بزیر ہمزہ اور جزم ی سے نام ایک شہر کا ہے کنارہ دریا پر آخر شہرون شام کے سے متصل دریاے یمن کے اور عدن ایک شہر ہے آخر شہرون یمن کے سے
متصل دریاے ہند کے یعنے جتنی مسافت ایلہ اور عدن میں ہے اس سے زیادہ مسافت ہے میرے حوض کے دونوں کنارون میں اور تطبیق اس حدیث میں اور
حدیث آئندہ میں کہ اسمیں ہے مابین عدن اور عمان کے کہ عمان بزبر عین مہملہ اور تشدید میم سے نام ہے ایک شہر کا شام میں اور اور روایت میں کہ اسمیں مابین صنعا اور
مدینہ کے اور مانند انکے کے یہ ہے کہ یہ خبر دینا بطریق تمثیل وتقریب کے ہے نہ بطریق تحدید کے تمثیلا اور یعنے تقریبا تا کسی کو واقف سمجھ اسکی کے فرمایا ہے نہ تحدیدا
تحقیق پانی اس حوض کا زیادہ تر سفید ہے برف سے اور بہت شیرین ولذیذ شہد سے کہ ملا ہوا ساتھ دودھ کے اور البتہ گلاس اسکے بہت زیادہ ہیں گنتی تارون کی سے
اور تحقیق میں البتہ روکونگا اور ہانکونگا اور امتون کے لوگون کو اس سے جیسا کہ روکتا ہے شخص لوگون کے اونٹون کو اپنے حوض سے یعنے پینے کے لیے مشارکت ...

کہا بعضے صحابہ نے یا رسول اللہ کیا پہچانینگے آپ ہمکو یعنے امتیاز کرینگے آپ ہمکو اور سوا اونکے کہ انکو ہانکیے کا فرمایا آنحضرت نے ہاں پہچانونگا تمکو تمہاری ایک علامت
ہوگی کہ نہیں ہوگی کسی کے لیے امتون میں سے آؤگے مجھپر اس حالت میں کہ سفید ہوگی پیشانی اور ہاتھ پاؤن بسبب نورانیت وضو کے نقل کی یہ مسلم نے اور مسلم
کی ایک روایت میں انس سے یون آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے دیکھے جاوینگے اس حوض میں آبخورے سونے اور چاندی کے مانند گنتی آسمان کے ستارون کے
اور مسلم کی روایت میں ثوبان سے یون آیا ہے کہ کہا پوچھے گئے آنحضرت اس حوض کے پانی سے پس فرمایا پانی اسکا زیادہ تر سفید ہے دودھ سے اور شیرین تر ہے شہد سے
زور سے گرتے ہیں اسمین دو پرنالے مدد کرتے ہیں اسکی یعنے حوض کا پانی بڑھاتے ہیں جنت سے یعنے جنت کی نہرون سے یا حضرت کے اس حوض سے کہ جنت
میں ہے کہ اسکو نہر کوثر کہتے ہیں ایک پرنالہ انمین سے سونے کا ہے اور ایک چاندی کا (وعن سہل بن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی فرطکم علی
الحوض من مر علی شرب ومن شرب لم یظمأ ابدا لیردن علی اقوام اعرفهم ویعرفوننی ثم یحال بینی وبینهم فاقول انهم منی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک
فاقول سحقا سحقا لمن غیر بعدی متفق علیہ) اور روایت ہے سہل بن سعد سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق میں پیش سامان ہونگا تمہارا حوض کوثر
پر جو شخص کہ گذریگا مجھپر پانی پیویگا اور جو کوئی پیویگا اسکا پانی پیاسا نہیں ہوگا کبھی البتہ آوینگی مجھپر کتنی قومین یعنے میری امت میں سے کہ پہچانونگا میں انکو اور پہچانینگے
وہ مجھکو پھر حائل کیا جاویگا درمیان میرے اور درمیان انکے پس کہونگا میں کہ تحقیق یہ مجھسے ہیں یعنے میری امت میں سے یا میرے اصحاب سے پس کہا جاویگا کہ تحقیق تو
نہیں جانتا کہ کیا پیدا کیا انھون نے پیچھے تمہارے فوت یعنے اسلیے کہ مرتد ہو گئے اور گناہ نہیں منع کرتا مومن کو حوض پر آنے سے اور اسکے پانی پینے سے اور
اسپر دلالت کرتا ہے یہ قول حضرت کا بھی سحقا پس کہونگا میں دوری ہو دوری ہو یعنے مقام قرب اور رحمت سے ان لوگون کے لیے کہ تغیر کیا دین و سنت میری کو
پیچھے وفات میری کے فوت یعنے اس حدیث کے نزدیک نزدیک ہے مضمون اس حدیث کے کہ باب الحشر کی پہلی فصل میں گذری کہ وہان فرمایا ہے اصیحابی
اصیحابی اور شرح اور تاویل اسکی بھی وہان لکھی گئی ہے روایت نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یحبس المؤمنون یوم القیمة حتی
یهموا بذلک فیقولون لو استشفعنا الی ربنا فیریحنا من مکاننا فیأتون آدم فیقولون انت آدم ابو الناس خلقک اللہ بیدہ واسکنک جنته واسجد لک ملائکته و
علمک اسماء کل شیء اشفع لنا عند ربک حتی یریحنا من مکاننا ہذا فیقول لست هناکم ویذکر خطیئته التی اصاب اکله من الشجرة وقد نهی عنها ولکن ائتوا نوحا اول
نبی بعثه اللہ الی اهل الارض فیأتون نوحا فیقول لست هناکم ویذکر خطیئته التی اصاب سؤاله ربه بغیر علم ولکن ائتوا ابراهیم خلیل الرحمن قال فیأتون ابراهیم
فیقول انی لست هناکم ویذکر ثلث کذبات کذبهن ولکن ائتوا موسی عبدا آتاه اللہ التورة وکلمه وقربه نجیا قال فیأتون موسی فیقول انی لست هناکم ویذکر خطیئته
التی اصاب قتله النفس ولکن ائتوا عیسی عبد اللہ ورسوله وروح اللہ وکلمته قال فیأتون عیسی فیقول لست هناکم ولکن ائتوا محمدا عبدا غفر اللہ له ما تقدم من ذنبه
وما تأخر) اور روایت ہے انس سے یہ کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روکے جاوینگے مسلمان روز قیامت کے یعنے حرکت کرنے سے یعنے ٹھہرے ہوئے
سکتہ کی حالت میں یہان تک کہ فکر میں ڈالے جاوینگے بسبب روکنے کے پس کہینگے مسلمان کاشکے طلب کرتے ہم کسی کو تا شفاعت کرتا ہماری طرف پروردگار
ہمارے کے پس راحت دیتا ہمکو اور خلاص کرتا ہمکو اس غم و محنت سے پس آوینگے مسلمان حضرت آدم کے پاس پس کہینگے کہ تم آدم ہو فوت ظاہر یہ ہے کہ مراد کہنے والون
سے سرداران حشر کے ہیں نہ تمام اہل موقف فوت پس کہینگے یعنے بعضے انکے کہ تم آدم ہو باپ سارے لوگون کے پیدا کیا تمکو اللہ تعالے نے اپنے ہاتھ سے یعنے
بلا واسطہ یا اپنی قدرت کاملہ سے اور رکھا تمکو اپنے بہشت میں اور سجدہ کروایا واسطے تمہارے یعنے سجدہ تحیة کا اپنے فرشتون سے اور سکھائے تمکو نام ہر چیز کے شفاعت
کرو ہماری نزدیک پروردگار اپنے کے کہ مخصوص کیا ہے تمکو ساتھ اس فضائل و کرامات کے تا راحت بخشے اور لیجاوے ہمکو اس جگہ سے کہ نہایت سخت ہے وہ شفاعت
پس کہینگے آدم کہ نہیں ہون میں اس مقام و مرتبہ میں یعنے میں امیدوار نہیں مقام شفاعت سے میں رتبہ اسکا نہیں رکھتا اور یاد کرینگے وہ گناہ و تقصیر اپنی کہ پہنچی ان کو
انکو کھانے درخت سے یعنے گیہون کے درخت سے حالانکہ تحقیق منع کیے گئے تھے وہ اسکے نزدیک ہونے سے ولیکن جاؤ تم نوح کے پاس کہ اول نبی [illegible]

کہ بھیجا انکو اوپر کافرون روے زمین کے ف یہان اشکال یہ وارد ہوتا ہے کہ یہ اول کیونکر بھیجے گئے انکے پہلے تو حضرت آدم اور شیث اور ادریس وغیرہم علیہم السلام آچکے تھے اسکا جواب ظاہر تر یہ ہے کہ وہ پیغمبر نہیں بھیجے گئے تھے طرف مومنون اور کافرون دونون کے اور حضرت نوح بھیجے گئے طرف اہل زمین کے اس حال مین کہ وہ سب کافر تھے اس اعتبار سے یہ اول ہین اور بھی اسکے کئی جواب لکھے ہین علما نے لیکن وہ سب مخدوش ہین ت پس آوینگے حضرت نوح کے پاس پس کہینگے وہ نہین ہون مین اس مقام شفاعت مین ف اللہ تعالے جو لوگون کو الہام کریگا اول سوال کرنا اور انبیا سے اور بعد اسکے حضرت سے حکمت اسمین یہ ہے کہ تا فضیلت آنحضرت کی ظاہر ہو اسلیے کہ اگر اول حضرت ہی سے سوال کرتے تو یہ احتمال باقی رہتا کہ اور بھی قدرت رکھتے ہون شفاعت کی اور جب اور انبیا صلوات اللہ علیہم سے سوال کر لیا اور انھون نے انکار کیا اور پھر حضرت سے سوال کیا اور آپ نے عرض قبول کی اور انکی غرض حاصل ہوئی تو عالی مرتبہ ہونا آپکا اور کمال قرب جناب کبریا سے ثابت ہوا اور اسمین فضیلت آپ کی ہے تمام مخلوقات پر حتی کہ رسولون آدمیون اور فرشتون کے پر بھی کہ شفاعت امر عظیم ہے کوئی اسکی جرات نہین کر سکیگا سوا آنحضرت کے ت اور یاد کرینگے نوح گناہ اپنا کہ پوچھا اسکو کہ وہ سوال کرتے ہین پروردگار اپنے سے نجات بیٹے کی غرق سے نادانستہ اور بے تحقیق کیے کہ سوال کرنا چاہیے یا نہین اور اسپر عتاب آیا کہ اے نوح نہ مانگ وہ چیز کہ علم نہین رکھتا ہے تو اسکا چنانچہ یہ مضمون آیہ ان ابنی من اہلی الخ مین ہے ولیکن جاؤ تم ابراہیم کے پاس کہ دوست خدا ہے مہربان سے ہین فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پس آوینگے لوگ ابراہیم کے پاس پس کہینگے وہ بلاشبہ مین نہین اس مرتبہ کا اور یاد کرینگے وہ تین جھوٹ کہ کہا تھا انکو دنیا مین ف اور حقیقت مین وہ جھوٹ نہین ہین بلکہ صورت مین جھوٹ ہین ولیکن چونکہ مرتبہ انبیا کا عالی ہے انکو ایسے امور پر بھی مواخذہ ہوتا ہے جیسے کہ کہا گیا ہے حسنات الابرار سیئات المقربین ایک ان تین جھوٹون مین سے یہ ہے کہ جب قوم ابراہیم کی باہر کسی میلہ کے تماشے کے لیے باہر گئی تو ابراہیم نے چاہا کہ مین نہ جاؤن اور فرصت پاکر انکے بت توڑون کہا کہ مین بیمار ہون تمہارے ساتھ باہر نہین چل سکتا اور ظاہر مین بیماری نہ رکھتے تھے لیکن مراد انکی تھی بیماری باطن کی کہ تمہارے کفر و عناد سے دل میرا دکھتا ہے اور رنجیدہ ہے دوسرا جھوٹ یہ کہ جب انکے بتون کو توڑا تو انھون نے انکو کہا کہ تمنے یہ معاملہ کیا ہے اے ابراہیم ہمارے معبودون کے ساتھ انھون نے کہا کہ مین نے نہین کیا بلکہ اس بڑے بت نے کیا مراد انکی یہ تھی کہ باعث اس فعل پر مجھکو وجود اسی بت کا ہوا کہ ساتھ عبادت اور تعظیم تمہاری کے ممتاز و منفرد ہے یا مقصود استہزا اور الزام انکا تھا جیسے کہ کوئی کچھ خوشخط لکھے اور دوسرا شخص کہ ویسا نہ لکھ سکے کہے کہ تونے لکھا ہے یہ خط وہ کہے کہ مین نے نہین لکھا ہے تو نے لکھا ہے کنایہ کرتا ہے اس سے کہ ایسا تو ہرگز نہین لکھ سکتا تیسرا یہ کہ اپنی بیوی کو یعنے سارہ کو واسطے خلاص کرانے انکے ظالم اس کافر سے کہا کہ یہ بہن میری ہے اور مراد یہ رکھتے تھے کہ دینی بہن ہے اور یہ بھی ہے کہ وہ انکے چچا کی بیٹی بہن تھی ت ولیکن جاؤ تم موسی کے پاس کہ ایک بندہ ہے کہ دی ہے انکو اللہ تعالے نے توریت کہ کتاب ہے عظیم الشان اور سب انبیا بنی اسرائیل تابع اسکے ہین اور کلام کیا اللہ تعالے نے انسے بے واسطہ اور نزدیک کیا انکو اور راز دار اور محرم اپنے اسرار کا کیا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پس آوینگے وہ حضرت موسیٰ کے پاس پس کہینگے وہ کہ تحقیق مین نہین اس مرتبہ کا اور یاد کرینگے وہ اپنی اس خطا کو کہ پہونچی تھی کہ وہ قتل کرنا قبطی کا ہے کہ اسکو مکا مارا اور ایک مکے مین کام اسکا تمام کیا ولیکن جاؤ تم عیسیٰ کے پاس کہ بندہ خاص خدا کا ہے اور رسول اسکا اور روحانی ہے کہ بغیر مادہ جسمانی کے قدرت خدا سے پیدا ہوا سبب حیات اجسام کا ہے کہ مردہ کو جلا دیتا تھا اور کلمہ اسکا ہے کہ پیدا ہوا ایک کلمہ سے فرمایا پس آوینگے عیسیٰ کے پاس پس کہینگے عیسیٰ مین نہین ہون اس مرتبہ کا ف اور حضرت عیسیٰ نے کچھ عذر بیان نہ کیا اور گناہ اپنا ذکر نہ کیا لکھا ہے علما نے کہ شاید کہ توقف حضرت عیسیٰ کا بسبب شرمندگی کے ہوا کہ تہمت اور افترا نصاری سے انکے حق مین کہ انکو ابن اللہ کہتے تھے اور بعضے روایتون مین کچھ ذکر بھی ہوئی ہین اور صواب یہ ہے کہ تمام انبیا اور رسول صلوات اللہ علیہم اجمعین در آنے سے اس مقام مین اور جرات کرنے سے اس کام پر عاجز اور قاصر ہین کچھ احتیاج عذر کرنے کی نہین ولیکن ظاہر مین عذر بھی کیا سوائے سید المرسلین اور امام النبیین کے کہ نہایت قرب الٰہی رکھتے ہین اور محبوب ہین رب العالمین کے چنانچہ اسی لیے اور رسول نہوان آپ ہے کہ سب انبیا کہینگے کہ ہم اہل اس کار کے نہین ہین سوا اسکے کہ نسبت عذر کی کرین واللہ اعلم ت ولیکن جاؤ تم محمد کے پاس صلی اللہ

علیہ وسلم کے پاس کہ ایک بندہ ہے کہ بخشے ہیں خدا تعالیٰ نے اسکے اگلے پچھلے گناہ ف ع آنحضرت اور سب انبیا معصوم ہیں گناہوں سے پس اس مغفرت کی کئی
طرح تاویل کی ہے علما نے اور اولی ان تاویلوں میں سے یہ ہے کہ یہ کلمہ بزرگی کا ہے جناب باری کی طرف سے واسطے سید المرسلین کے نہ اسلیے کہ گناہ ہوں اور
مغفرت ہو جاوے وہ مالک جب اپنے بندے خاص سے راضی اور خوش ہوتے ہیں اور امتیاز اس بندہ کا اظہار کیا چاہتے ہیں اور سرفراز کرتے ہیں کہ تجھکو
بخشا جو کچھ کہ کیا تو نے اور جو کچھ کہ کرے تو تیرے لیے معاف ہے اور تجھپر کچھ گرفت نہیں (قَالَ فَیَأْتُونِّی فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰی رَبِّی فِی دَارِهٖ فَیُؤْذَنُ لِی عَلَیْهِ فَإِذَا رَأَیْتُهٗ
وَقَعْتُ سَاجِدًا فَیَدَعُنِی مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ یَّدَعَنِی فَیَقُولُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ قَالَ فَأَرْفَعُ رَأْسِی فَأُثْنِی عَلٰی رَبِّی بِثَنَاءٍ وَتَحْمِیدٍ یُعَلِّمُنِیهِ
ثُمَّ أَشْفَعُ فَیَحُدُّ لِی حَدًّا فَأَخْرُجُ فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُودُ الثَّانِیَةَ فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰی رَبِّی فِی دَارِهٖ فَیُؤْذَنُ لِی عَلَیْهِ فَإِذَا رَأَیْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَیَدَعُنِی
مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ یَّدَعَنِی ثُمَّ یَقُولُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ قَالَ فَأَرْفَعُ رَأْسِی فَأُثْنِی عَلٰی رَبِّی بِثَنَاءٍ وَتَحْمِیدٍ یُعَلِّمُنِیهِ ثُمَّ أَشْفَعُ فَیَحُدُّ لِی حَدًّا فَأَخْرُجُ
فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُودُ الثَّالِثَةَ فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰی رَبِّی فِی دَارِهٖ فَیُؤْذَنُ لِی عَلَیْهِ فَإِذَا رَأَیْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَیَدَعُنِی مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ یَّدَعَنِی ثُمَّ یَقُولُ ارْفَعْ
مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ قَالَ فَأَرْفَعُ رَأْسِی فَأُثْنِی عَلٰی رَبِّی بِثَنَاءٍ وَتَحْمِیدٍ یُعَلِّمُنِیهِ ثُمَّ أَشْفَعُ فَیَحُدُّ لِی حَدًّا فَأَخْرُجُ فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ حَتّٰی
مَا یَبْقٰی فِی النَّارِ إِلَّا مَنْ قَدْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ أَیْ وَجَبَ عَلَیْهِ الْخُلُودُ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰیَةَ عَسٰی أَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُودًا قَالَ وَهٰذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ الَّذِی وَعَدَهٗ نَبِیُّکُمْ مُتَّفَقٌ
عَلَیْهِ) فرمایا حضرت نے پس آوینگے لوگ میرے پاس پس طلب کرونگا میں اذن اور آنے کا اپنے پروردگار کے پاس بیچ گھر اسکے کے ف ع یعنی گھر ثواب
اسکے کے کہ وہ جنت ہے اور کہا توربشتی نے کہ مراد یہ ہے کہ اذن مانگینگے آپ اللہ تعالیٰ سے یہ کہ داخل ہوؤں اس مقام میں کہ کسی کو وہاں دخل نہیں اور جو کوئی دعا و
سوال کرے اسمیں قبول ہو اور نہیں ہوتا درمیان کھڑے رہنے والے اسکے کے اور درمیان رب اسکے کے حجاب یعنی مقام محمود کہ اسکو مقام شفاعت کہتے ہیں
اور حکمت حضرت کی نقل مکان کرنے میں یہ ہے کہ موقف جگہ سیاست کی ہے اور حق شفیع یہ ہے کہ مقام کرامت میں کھڑا ہو اسیلیے اللہ تعالیٰ رہنمائی کریگا حضرت کو کہ
مقام خوف سے نقل کریں طرف کرامت کے اور اطمینان سے عرض حاجت کریں تب پس اذن دیا جاویگا مجھکو داخل ہونے کا اللہ تعالیٰ کے پاس پھر جب دیکھونگا
میں اللہ تعالیٰ کو گر پڑونگا میں سجدہ کرتا ہوا یعنی سبب ڈر اور بزرگی اسکی کے پس چھوڑ دیگا مجھکو اللہ جبتک چاہیگا یہ کہ چھوڑے مجھکو ف ع مسند احمد
میں ہے کہ حضرت سجدہ میں رہینگے بقدر ایک جمعہ کے یعنی ہفتے کے جمعوں یعنی ہفتوں دنیا کے سے کذا ذکرہ السیوطی فی حاشیۃ مسلم تب پھر فرماویگا اللہ تعالیٰ
کہ سر اٹھا اے محمد اور کہہ جو چاہے قبول کیجاویگی عرض تیری اور شفاعت کر یعنی جسکی چاہے تو قبول کیجاویگی شفاعت تیری اور مانگ جو کچھ چاہے تو دیا جاویگا فرمایا
حضرت نے پس اٹھاؤنگا میں سر اپنا اور تعریف کرونگا میں اپنے رب کی ساتھ تعریف وحمد کے کہ سکھلاویگا مجھکو اللہ تعالیٰ وہ تعریف ف ع یعنی اسی وقت
اور اب نہیں جانتا ہوں میں اسکو اور اسی سبب سے اسجگہ کو مقام حمد اور مقام محمود کہتے ہیں اور اس سے معلوم ہوا کہ شفاعت کرنے والے کو چاہیے کہ اول حمد و ثنا
شفاعت قبول کرنے والے کی کرے تا اسکے قرب و رضا کا مشرف ہو اور ساتھ قبول شفاعت کے مستفید ہووے تب پھر شفاعت کرونگا میں ف ع کہا قاضی نے کہ
آیا ہے بیچ حدیث انس اور ابی ہریرہ کے شروع کرینگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد سجدہ اور حمد اور اذن شفاعت کہنا امتی امتی تب پس حد کیجاویگی واسطے میرے
ایک حد معین ف ع یعنی تعیین فرماویگا اللہ میرے لیے جماعت مخصوص کو گنہگاروں میں سے واسطے شفاعت کے جیسے کہنا بے نماز اور زناکار اور شرابخوار و
کے یعنی مثلا حکم فرماویگا کہ تمہاری شفاعت قبول کی میں نے بے نمازوں کے حق میں پھر فرماویگا کہ شفاعت قبول کی زناکاروں کے حق میں اسی قیاس پر
اور دن سمجھ لینا چاہیے تب پس نکلونگا میں یعنی درگاہ رب سے اور نکالونگا اس جماعت کو آگ دوزخ سے اور داخل کرونگا انکو بہشت میں ف ع کہا
طیبی نے کہ اگر کہے تو کہ اول کلام دلالت کرتا ہے اسپر کہ شفاعت چاہنے والے تو وہ ٹھہر رہے ہونگے موقف میں اور فکرمند ہونگے سبب اسکے اور
طلب کرینگے خلاصی اس کرب سے اور دلالت کرتا ہے آخر کہ نکالونگا میں انکو اوپر اسپر کہ وہ داخل ہیں دوزخ میں ہونگے پس کیا ہے وجہ جواب آخر کی [illegible]

ایک تو یہ کہ شاید مومن دو فرقہ ہونگے ایک فرقہ تو داخل ہوگا دوزخ میں بلا توقف اور ایک فرقہ رکا ہوگا محشر میں اور شفاعت طلب کرینگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پس آپ خلاص کروا دینگے انکو اس حالت سے کہ گرفتار ہونگے انمیں اور داخل کروا دینگے انکو جنت میں پھر شروع کرینگے بعد اسکے شفاعت کرنی انکی کہ داخل ہونگے آگ میں جماعت جماعت کی جیسے کہ دلالت کرتا ہے اسپر قول حضرت کا فیحد لی الخ پس کلام مختصر فرمایا مراد طیبی کی یہ ہے کہ آپ نے ذکر کیا ایک فرقہ اور اختصار کیا اسی کی خلاصی پر اسلیے کہ سمجھی جاتی ہے اُس سے خلاصی فرقہ دوسرے کی بطریق اولے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ مراد آگ سے حبس اور گرمی محشر کی ہے کہ قریب آفتاب سے حاصل ہوگی اور مراد نکالنے سے خلاصی کرنا ہے اُس سے اور یہ قول اگرچہ مجاز ہے لیکن حقیقت کا اگر خیال کیجئے بہت قریب ہے اور اصل قضیہ کی بہت مناسبت اسلیے کہ مراد اس شفاعت سے شفاعت کبری ہے کہ جسکو تعبیر کیا ہے مقام محمود اور لواء حمد وغیرہ سے فرمودہ حضرت کے آدم ومن دونہ تحت لوائی یوم القیامۃ اور مقصود اس شفاعت سے یہ خلاصی ہونے کی رہنے اور کھڑے رہنے سے اور حکم ہونا حساب کا خلائق کے لیے اور یہ شفاعت خاص حضرت ہی کرینگے اور بعد اسکے حضرت اور اور انبیا اور اولیا اور علما اور شہدا اور صلحا اور فقرا کے لیے شفاعتیں متعدد ہونگی چنانچہ بیان اسکا ابتدا باب میں ہو چکا ہے پھر آؤنگا میں دوبارہ بارگاہ رب کی کی طرف یعنے واسطے شفاعت اور حاجتوں کے پس اذن چاہونگا میں واسطے آنیکا اپنے پروردگار کے پاس بیچ مکان اسکے کے پس اذن دیا جاویگا مجھکو داخل ہونیکا پاس رب کے پس جب دیکھونگا میں اس مکان کو اپنے یا رب کو ساتھ تنزیہ کے مکان سے اور تمام صفات حدوث سے گرونگا میں سجدہ کرتا ہوا پس چھوڑیگا مجھکو جسقدر چاہیگا اللہ تعالی چھوڑنا مجھکو پھر فرماویگا اٹھا تو اے محمد سر اپنا اور کہہ سنا جاویگا یعنے قبول کیا جاویگا کہنا تیرا اور شفاعت کر قبول کیجاویگی شفاعت تیری اور مانگ جو چاہے تو دیا جاویگا فرمایا حضرت نے پس اٹھاؤنگا میں سر اپنا پس تعریف کرونگا میں رب اپنے کی ساتھ تعریف اور حمد کے کہ سکھلاویگا مجھکو اللہ تعالی اور پھر شفاعت کرونگا میں پس حد معین کیجاویگی واسطے میرے ایک حد پس نکالونگا میں اور نکالونگا گونکو آگ دوزخ سے اور داخل کرونگا میں انکو بہشت میں پھر آؤنگا میں تیسری بار پس اذن مانگونگا میں درآنیکا اپنے پروردگار کے پاس بیچ مکان اسکے کے پس اذن دیا جاویگا مجھکو درآنیکا پاس پروردگار کے پس جب دیکھونگا میں گرونگا سجدہ کرتا ہوا پس چھوڑیگا مجھکو جسقدر چاہیگا اللہ تعالی چھوڑنا مجھکو پھر فرماویگا اٹھا لو اے محمد سر اپنا اور کہہ سنی جاویگی عرض تیری اور شفاعت کر قبول کیجاویگی شفاعت تیری اور مانگ دیا جاویگا فرمایا حضرت نے پس اٹھاؤنگا میں سر اپنا پس تعریف کرونگا میں اپنے رب کی ساتھ تعریف اور حمد کے کہ سکھلاویگا مجھکو اللہ تعالی وہ پھر شفاعت کرونگا میں پس حد معین کیجاویگی واسطے میرے ایک حد پس نکالونگا میں پس نکالونگا انکو آگ سے اور داخل کرونگا انکو بہشت میں یہانتک کہ نہ باقی رہیگا دوزخ میں مگر وہ شخص کہ روکا ہے اسکو قرآن نے ف یعنے دوزخ سے نکلنے سے اس طرح کہ خبر دی ہے کہ وہ ہمیشہ رہیگا دوزخ میں اور یہی معنی ہیں قول راوی کے کہ انس کے نیچے ہے اور وہ قتادہ ہے تابعی جلیل القدر ف یعنے وہ شخص کہ واجب ہوا ہے اسپر ہمیشہ رہنا دوزخ میں یعنے دلالت کی ہے قرآن نے اسکے خلود پر کہ وہ کفار ہیں پھر پڑھی آنحضرت نے یا انس نے یا قتادہ نے یعنے واسطے سند کے یہ آیۃ تحقیق یہ کہ اٹھاویگا تجھکو رب تیرا مقام محمود میں کہ مراد مقام مذکور ہے جیسے کہ کہا انس نے یا قتادہ نے یا حضرت نے اور یہ ہے مقام محمود کہ وعدہ کیا ہے خدا تعالے نے اسکا پیغمبر صاحب تمہارے سے ف اس مقام کی صفت لفظ محمود کے سے یا تو اسلیے لائے کہ تعریف کریگا اسکی جو کوئی کہ ظاہر ہوگا اسمیں اور پہنچیگا اسکو یا اس سبب سے کہ حمد کہینگے اسمیں آنحضرت حق سبحانہ تعالے کی جیسے کہ حدیث سے معلوم ہوا یا اسلیے کہ تعریف کیے جاوینگے آنحضرت اس مقام میں زبان اولین و آخرین پر نقل کی بخاری اور مسلم نے وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُہُمْ فِیْ بَعْضٍ فَیَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَیَقُوْلُوْنَ اشْفَعْ اِلٰی رَبِّکَ فَیَقُوْلُ لَسْتُ لَہَا وَلٰکِنْ عَلَیْکُمْ بِاِبْرَاہِیْمَ فَاِنَّہٗ خَلِیْلُ الرَّحْمٰنِ فَیَاْتُوْنَ اِبْرَاہِیْمَ فَیَقُوْلُ لَسْتُ لَہَا وَلٰکِنْ عَلَیْکُمْ بِمُوْسٰی فَاِنَّہٗ کَلِیْمُ اللّٰہِ فَیَاْتُوْنَ مُوْسٰی فَیَقُوْلُ لَسْتُ لَہَا وَلٰکِنْ عَلَیْکُمْ بِعِیْسٰی فَاِنَّہٗ رُوْحُ اللّٰہِ وَکَلِمَتُہٗ فَیَاْتُوْنَ عِیْسٰی فَیَقُوْلُ لَسْتُ لَہَا وَلٰکِنْ عَلَیْکُمْ بِمُحَمَّدٍ فَیَاْتُوْنِیْ فَاَقُوْلُ اَنَا لَہَا فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰی رَبِّیْ فَیُؤْذَنُ لِیْ وَیُلْہِمُنِیْ مَحَامِدَ اَحْمَدُہٗ بِہَا لَا تَحْضُرُنِی الْاٰنَ فَاَحْمَدُہٗ بِتِلْکَ الْمَحَامِدِ وَاَخِرُّ لَہٗ سَاجِدًا فَیُقَالُ یَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَکَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَہٗ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ یَا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ فَیُقَالُ انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ شَعِیْرَۃٍ مِّنْ اِیْمَانٍ فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ثُمَّ اَعُوْدُ فَاَحْمَدُہٗ بِتِلْکَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَہٗ سَاجِدًا فَیُقَالُ یَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ

رأسك وقل تسمع وسل تعطه واشفع تشفع فأقول يا رب أمتي أمتي فيقال انطلق فأخرج من كان في قلبه مثقال ذرة أو خردلة من إيمان فانطلق فأفعل
ثم أعود فأحمده بتلك المحامد ثم أخر له ساجدا فيقال يا محمد ارفع رأسك وقل تسمع وسل تعطه واشفع تشفع فأقول يا رب أمتي أمتي فيقال انطلق فأخرج من
كان في قلبه أدنى أدنى أدنى مثقال حبة خردل من إيمان فأخرجه من النار فانطلق فأفعل ثم أعود الرابعة فأحمده بتلك المحامد ثم أخر له ساجدا فيقال
يا محمد ارفع رأسك وقل تسمع وسل تعطه واشفع تشفع فأقول يا رب ائذن لي فيمن قال لا إله إلا الله قال ليس ذلك لك ولكن وعزتي وجلالي وكبريائي
وعظمتي لأخرجن منها من قال لا إله إلا الله متفق عليه اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہوگا دن قیامت کا
مضطرب ہونگے لوگ بعض انکے بعضوں میں یعنے کھلبلی پڑیگی اور آمد و رفت کرینگے اور متحیر ہونگے آپس میں پس آوینگے آدم کے پاس اور کہینگے کہ شفاعت کرو
طرف پروردگار اپنے کی تاکہ حکم کرے حساب کا پھیر دے ساتھ ثواب کے یا عذاب کے پس کہینگے آدم کہ نہیں ہوں میں اہل اور قابل واسطے شفاعت
کے ولیکن لازم ہے کہ جاؤ ابراہیم کے پاس اسلئے کہ وہ دوست خدا کے ہیں پس آوینگے ابراہیم کے پاس پس کہینگے وہ کہ نہیں ہوں میں لائق واسطے شفاعت
کے ولیکن لازم ہے تم جاؤ موسیٰ کے پاس اسلئے کہ وہ کلام کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ سے بے واسطہ پس آوینگے لوگ موسیٰ کے پاس پس کہینگے وہ نہیں ہوں میں اہل
اسکا ولیکن لازم ہے تمکو جانا عیسیٰ کے پاس اسلئے کہ وہ ہیں روح اللہ اور کلمہ اسکا پس آوینگے عیسیٰ کے پاس پس کہینگے وہ نہیں ہوں میں اہل اسکا ولیکن لازم ہے تمپر جانا
محمد کے پاس پس حضرت فرماتے ہیں کہ آوینگے وہ میرے پاس پس کہونگا میں کہ میں ہوں اہل اسکا یہ میرا ہی کام ہے کسی سے نہیں ہوگا پس اذن مانگونگا میں اپنے
پروردگار کے پاس پس اذن دیا جاویگا مجکو اور الہام کریگا مجکو یعنے میرے دل میں ڈالیگا اللہ تعالیٰ طرح طرح کی حمدیں کہ حمد کرونگا میں اسکو ساتھ ان حمدوں کے
یعنے اس وقت میں حاضر مجکو اب یعنے اس طرح کی حمدیں پس حمد کرونگا میں اسکی ساتھ ان حمدوں کے اور گر پڑونگا میں واسطے اللہ کے سجدہ کرتا ہوا
پس کہا جاویگا اے محمد اٹھا سر اپنا اور کہہ قبول کیا جاویگی عرض تیری اور مانگ جو چاہے دیا جاویگا تو اور شفاعت قبول کیجاویگی پس کہونگا میں یعنے بعد سر اٹھانے کے
یا سجدے میں اے رب میرے بخش امت میری کو امت میری کو یا شفاعت کرتا ہوں میں اپنی امت کی اپنی امت کی پس کہا جاویگا جاؤ اور نکالو اسکو کہ ہو
دل میں مقدار جو کے ایمان سے ف ع اختلاف کیا ہے علما نے اسکی تاویل میں موافق اختلاف اپنے کے اصل ایمان میں اور تاویل مستقیم یہ ہے کہ مراد ہے ساتھ
اس مقدار جو اور ذرہ اور دانے رائی کے غیر اس چیز کے کہ وہ حقیقت ایمان ہے قسم خیرات سے اور وہ وہ ہے کہ پایا جاوے دلوں میں قسم ثمرات ایمان سے اور لمعات
ایقان سے اور لمعات عرفان سے اسلئے کہ حقیقت ایمان کہ وہ تصدیق خاص قلبی اور ایسا ہی ہے اقرار لسانی نہیں داخل ہوتی ہے اس میں تجزی اور نہ تبعیض اور
نہ زیادتی اور نہ نقصان بنا بر اس چیز کے کہ اسپر محقق ہیں اور حمل کیا ہے انہوں نے اس چیز کو کہ کہا ہے غیر انکے نے اوپر اختلاف لفظی اور نزاع صوری کے تمت پس
جاؤنگا میں پس کرونگا میں جو کچھ کہا پروردگار نے یعنے نکالونگا انکو کہ جنکے دل میں مقدار جو کے ایمان ہوگا پھر آؤنگا میں اور تعریف کرونگا اللہ تعالیٰ کی ساتھ ان
تعریفوں کے کہ الہام کریگا پھر منہ کے بل گرونگا سجدہ کرتا ہوا پس کہا جاویگا اے محمد اٹھا تو سر اپنا اور کہہ قبول کیجاویگی عرض تیری اور مانگ جو چاہے دیا جاویگا تو اسکو اور
شفاعت کر قبول کیجاویگی شفاعت تیری پس کہونگا میں اے پروردگار میرے بخش امت میری کو پس کہا جاویگا جاؤ اور نکالو اسکو کہ ہو اسکے دل میں مقدار ذرہ کے
یا رائی کے ایمان سے پس جاؤنگا میں اور نکالونگا میں پھر آؤنگا میں اور حمد کرونگا میں اللہ کی ساتھ انہیں حمدوں کے پھر گرونگا میں واسطے اللہ کے سجدہ کرتا ہوا
پس کہا جاویگا اے محمد اٹھا سر اپنا اور کہہ سنا جاویگا کہنا تیرا اور مانگ دیا جاویگا تو اسکو اور شفاعت کر قبول کیجاویگی شفاعت تیری پس کہونگا میں اے رب میرے
بخش امت میری کو رحم کر امت میری پر پس کہا جاویگا جاؤ اور نکالو اسکو کہ ہو اسکے دل میں ادنیٰ ادنیٰ ادنیٰ مقدار دانہ رائی کے ایمان سے ف ع یہیں کمال مبالغہ
اور نہایت فضل و کرم ہے تمت پھر جاؤنگا میں پس نکالونگا پھر آؤنگا میں چوتھی بار پس تعریف کرونگا اللہ کی ساتھ انہیں تعریفوں کے پھر گرونگا میں واسطے
اسکے سجدہ کرتا ہوا پس کہا جاویگا اے محمد اٹھا سر اپنا اور کہہ سنی جاویگی عرض تیری اور مانگ جو کچھ چاہے دیا جاویگا وہ اور شفاعت کر قبول کیجاویگی شفاعت تیری

پس کہونگا مین اے رب میرے حکم دے مجھکو واسطے شفاعت انکی کے کہ کہا ہو لا الہ الا اللہ ف ح یعنے کوئی نیکی زیادہ اس سے نہ رکھتا ہوگا اور ملا علی نے کہا یعنے اگرچہ
اپنی عمر مین ایکبار کہا ہو بعد اقرار سابق کے پس یہ جملہ محل لائق اُسکے سے ہوگا اور اللہ ضایع نہین کرتا اجر اسکا کہ اچھا کرے عمل اور بسبب مطلق ہونے حدیث من
قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ کے امیدوار اسکا ہو کہ یہ شامل ہو داخل ہونے اسکے کو اول یا آخر کہا طیبی نے اس سے معلوم ہوتا ہو کہ پہلے جو کہا ہو مقدار جو اور رائی
کے وہ غیر ہو اس ایمان سے کہ تعبیر کیا ہو اُسکو تصدیق کر اور وہ وہ ہو کہ پایا جاتا ہو دلمین ثمرات ایمان سے ت فرماویگا اللہ تعالے نہین ہو یہ تیرے لیئے
ف ح یعنے نہین ہو نکالنا اس سے اُس شخص کا کہ کہا لا الہ الا اللہ پھیر د طرف تیرے اگرچہ ہو گئین تیرے لیے جگہ شفاعت کی یا نہین کرینگے ہم یہ بسبب تیرے
بلکہ کرینگے اسلیے کہ ہم احق ہین اسلیے کہ کرین ہم اُسکو از راہ کرم و تفضل کے پھر بیان کیا ساتھہ اس حدیث کے کہ امر ہیچ نکالنا اُس شخص کے کہ نہین کی ہو بھلائی
کبھی آگ سے خارج ہو حد شفاعت سے بلکہ وہ منسوب و پھیر دی ہو طرف محض کرم کے اور توفیق اس حدیث مین اور حدیث ابی ہریرہ مین کہ آگے آتی ہو اسعد الناس
الخ بنا بر معنے اول کے ظاہر ہو اسلیے کہ نکالیگا انکو اللہ تعالی بسبب شفاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پھر بنا بر معنے دوسرے کے پس مراد من قال
لا الہ الا اللہ سے حدیث اول مین یعنے اس حدیث مین وہ لوگ ہین کہ ایمان لائے ہین اپنے انبیا پر لیکن مستحق ہوئے آگ کے اور دوسری حدیث مین یعنے جو کہ
آگے آتی ہو اسعد الناس الخ حضرت کی امت کے لوگ مراد ہین ان لوگون مین سے کہ خلط کیے عمل صالح ساتھہ عمل برون کے ت ولیکن قسم ہو اپنی عزت وجلال
اور بزرگی ذاتی وصفاتی کی البتہ نکالونگا مین اس سے اُس شخص کو کہ کہا لا الہ الا اللہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ قَلْبِهٖ اَوْ نَفْسِهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہو ابو ہریرہ سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ فرمایا بہرہ مند لوگون مین ساتھہ شفاعت میری کے دن قیامت کے وہ شخص ہوگا کہ کہا ہو لا الہ الا اللہ خالص تہ دل اپنے سے یا فرمایا بجاے من قلبہ کے
من نفسہ نقل کی یہ بخاری نے ف یہ شک راوی ہو بہر تقدیر یہ تاکید ہو جیسا کہ کہتے ہین کہ اپنی آنکھہ سے دیکھا یا کان سے سنا اسلیے کہ اخلاص تہ دل سے ہوتا ہو اور
جگہ اُسکی دل ہی ہو نہ اور کچھہ اور لفظ اسعد یہان بمعنے سعید کے ہو اسلیے کہ نہین بہرہ مند ہوگا حضرت کی شفاعت سے وہ شخص کہ نہین ہو اہل توحید سے یا مراد من قال
سے وہ شخص ہو کہ نہو اسکے لیے عمل کہ مستحق ہو بسبب اُسکے رحمت کا اور لائق ہو بسبب اُسکے خلاص ہونیکا آگ سے اسلیے کہ اسکو شفاعت کی بہت حاجت ہوگی
اور بہت نفع دیگی اسکو (وَعَنْهُ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ اِلَیْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهٗ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً ثُمَّ قَالَ اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ
یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَتَدْنُو الشَّمْسُ فَیَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا یُطِیْقُوْنَ فَیَقُوْلُ النَّاسُ اَلَا تَنْظُرُوْنَ مَنْ یَّشْفَعُ لَكُمْ اِلٰی رَبِّكُمْ فَیَاْتُوْنَ اٰدَمَ
وَذَكَرَ حَدِیْثَ الشَّفَاعَةِ وَقَالَ فَاَنْطَلِقُ فَاٰتِیْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَاَقَعُ سَاجِدًا لِّرَبِّیْ ثُمَّ یَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَیَّ مِنْ مَّحَامِدِهٖ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَیْهِ شَیْئًا لَّمْ یَفْتَحْهُ عَلٰی اَحَدٍ قَبْلِیْ ثُمَّ قَالَ
یَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَاْسِیْ فَاَقُوْلُ اُمَّتِیْ یَا رَبِّ اُمَّتِیْ یَا رَبِّ اُمَّتِیْ یَا رَبِّ فَیُقَالُ یَا مُحَمَّدُ اَدْخِلْ مِنْ اُمَّتِكَ مَنْ لَّا حِسَابَ عَلَیْهِمْ مِنَ الْبَابِ
الْاَیْمَنِ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِیْمَا سِوٰی ذٰلِكَ مِنَ الْاَبْوَابِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّ مَا بَیْنَ الْمِصْرَاعَیْنِ مِنْ مَّصَارِیْعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَیْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ
مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) اور روایت ہو اُسی ابو ہریرہ سے کہ کہا لایا گیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گوشت پس دیا گیا طرف آنحضرت کے گوشت دست کا
اور تھا گوشت دست کا کہ پسند آتا تھا حضرت کو پس کھایا اسمین سے دانت سے نوچ نوچ کر پھر فرمایا کہ مین ہون سردار آدمیون کا یعنے سب کا جنس انبیا وغیرہ سے
دن قیامت کے ف ع اس حیثیت کہ سب محتاج ہونگے میری شفاعت کے اسدن بسبب توقیر و عزت میری کے نزدیک اللہ تعالے کے پس جب مضطر
ہو وینگے تو آوینگے میرے پاس طلب شفاعت کے لیے اور مؤید ہو اسکی حدیث انا سید ولد آدم یوم القیامۃ الخ ت وہ دن کہ کھڑے ہو وینگے لوگ واسطے
حکم پروردگار عالمین کے اور وہ دن کہ نزدیک ہوگا آفتاب یعنے لوگون کے سرون سے پس پہونچیگی لوگون کو بسبب غم و فکر شدید کے کہ حاصل ہوگی گرمی
پہنچنے سے اور نزدیکی آفتاب سے ایسی حالت کہ نہین طاقت رکھینگے یعنے صبر کرنے کی اسپر پس کہینگے لوگ آپس مین کیا نہین دیکھتے تم یعنے نہین فکر ہوتی تمکو

اس شخص کو کہ سفارش کرے تمہاری نزدیک پروردگار تمہارے کے یعنے تاکہ چھڑا دے تمکو اس فکر وغم سے پس آوینگے حضرت آدم کے پاس اور ذکر کی پوری
نے یا آنحضرت نے تمام حدیث شفاعت کی کہ جو اوپر گذری کہ لوگ سب انبیا سے جا کر التماس شفاعت کرینگے اور وہ جواب دینگے کہ ہم قدرت نہین رکھتے
اسکی اور کہا آنحضرت نے بعد اسکے ذکر کرینگے پس جاؤنگا مین لوگون مین سے اور آؤنگا نیچے عرش کے ف ع اور انس سے جو حدیث اوپر گذری اسمین ہی کہ مین
اپنے رب کے گھر مین آؤنگا تطبیق اسمین اور اسمین یہ ہی کہ گھر اسکا جنت ہی اور جنت نیچے عرش کے ہی پس گر ونگا مین زمین پر سجدہ کرتا ہوا اپنے پروردگار
کو پھر کھولیگا یعنے الہام کریگا اللہ تعالے مجکو اپنی تعریفون اور ثنا نیک سے ذات اپنی پر وہ کہ کھولی کسی پر پہلے میرے بلکہ مجہپر بھی پہلے اسوقت کے جیسے کہ
حدیث سابق سے ظاہر ہوتا ہی پھر فرماویگا اللہ تعالے ای محمد اٹھا تو سر اپنا اور مانگ دیا جاویگا اور شفاعت کر قبول کیجاویگی شفاعت تیری پس اٹھاؤنگا مین سر
اپنا اور کہونگا بخش امت میری کو ای رب بخش امت میری کو ای رب بخش امت میری کو ای رب ف ع تین بار کہنا تاکید ومبالغہ کے لیے ہی یا اشارہ ہی طرف
طبقات گنہگارون کے سہ ث پس کہا جاویگا ای محمد داخل کر اپنی امت مین سے اُن لوگون کو کہ نہین ہی حساب اُنپر یعنے نہین لیا جاویگا اُنسے حساب اور عذاب
بہشت مین داخل کیجیو دینگے دروازے جانب دست راست سے بہشت کے دروازون مین سے اور وہ شریک ہونگے لوگون کے سواے اس دروازہ
اور دروازون مین کہ اور جانب مین ہین ف ع یعنے از راہ عنایت کے دائین طرف کا دروازہ مخصوص انہین کے لیے ہی اور کسی کو اُس مین دخل نہین اور باقی
دروازے مشترک ہین انمین اور غیر انکے مین کچھ ممانعت نہین انکو انمین سے جانے کی بھی ست پھر فرمایا آنحضرت نے قسم اُس خدا کی کہ بقا میری ذات کا اُسکے
دست قدرت مین ہی تحقیق مسافت درمیان دونون کواڑون دروازے کے دروازون جنت کے سے مانند اس مسافت کے ہی کہ درمیان مکہ اور ہجر کے
ہی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع ہجر ساتھ زبرہ اور جیم کے نام ایک قریہ کا ہی قریون بحرین کے سے اور مقصود بیان کرنا فراخی دروازہ جنت کا ہی کہ مسافت
اُسکے دروازے کی دو جانبون مین اسقدر ہی اور مراد تحدید وتعیین نہین ہی بلکہ یہ تخمینا فرمایا لوگون کو سمجھانے کے لیے اور حقیقت حال اور ہی کچھ ہی واللہ اعلم
حذیفۃ نے حدیث الشفاعۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال وترسل الامانۃ والرحم فتقومان جنبتی الصراط یمینا وشمالا رواہ مسلم اور روایت ہی
حذیفہ بن الیمان سے بیچ حدیث شفاعت کے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا بھیجی جاویگی امانت اور ناتا پس کھڑے ہونگے دونون طرف پل صراط کے
داہنے اور بائین نقل کی یہ مسلم نے ف ع یعنے امانت کہ محافظت کرنی حقوق اور اموال لوگون کی ہی اور رحم کہ قرابت ولادت ہی یہ دونون بسبب عظیم القدر اور
معتنم بالشان ہونے کے کہ رعایت اُنکے حق کی کرنی بندون کو لازم ہی صورت بنکر آوینگے واسطے امانت دار اور خائن اور صلہ رحم کرنے والے اور قطع رحم کرنے والے
کے یعنے جھگڑینگے اُس شخص سے کہ جسنے ضایع کی ہوگی امانت اور توڑا ہوگا ناتا اور گواہی دینگے اُنکی برائی پر اور جس شخص نے پوری ادا کی ہوگی امانت اور حق ناتے کا
ادا کیا ہوگا اُسکی طرف سے جھگڑینگے اور گواہی دینگے اُسکی بھلائی پر تاکہ متمیز ہو جاوے ہر ایک اُنمین سے اور اس حدیث مین رغبت دلائی ہی رعایت کرنی حق اُن
دونون کی اور اہتمام کرنے اُنکے کی (۵) وعن عبد اللہ بن عمرو بن العاص ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تلا قول اللہ تعالی فی ابراہیم رب انہن اضللن کثیرا من الناس
فمن تبعنی فانہ منی وقال عیسی ان تعذبہم فانہم عبادک فرفع یدیہ فقال اللہم امتی امتی وبکی فقال اللہ تعالی یا جبریل اذہب الی محمد وربک اعلم فسلہ ما
یبکیہ فاتاہ جبریل فسالہ فاخبرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بما قال فقال اللہ یا جبریل اذہب الی محمد فقل انا سنرضیک فی امتک ولا نسوءک
رواہ مسلم اور روایت ہی عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے یہ کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی یہ آیۃ بیچ بیان عرض ابراہیم کے کہ کہا ای پروردگار تعالے میرے
ان بتون نے گمراہ کیا بہتون کو آدمیون مین سے یعنے ہوئے سبب بہتون کی گمراہی کے پس جسنے کہ پیروی کی میری یعنے توحید اور اخلاص اور توکل مین پس
وہ مجھسے ہی ف ع یعنے میرے تابعین سے ہی اور بقیہ آیۃ یہ ہی ومن عصانی فانک غفور رحیم ست اور پڑھا آنحضرت نے قول حضرت عیسیٰ کا کہ اپنی امت
کے حق مین اللہ تعالے سے عرض کیا کہ اگر عذاب کرے تو انکو [illegible] ف ع کچھ چارہ نہین رکھتے [illegible] روک سکتا اور اگر اسکے

وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم یعنی تجھپر کوئی غالب نہیں تو قوی قادر ہی اور حکم کرتا جو چاہتا ہی کوئی تیرے حکم کو پیچھے نہیں ڈال سکتا اور حکیم ہی کہ رکھتا ہی ہر چیز کو
اپنی اپنی جگہ اور حاصل بیان یہ ہی کہ آنحضرت نے شفاعت دو نبیوں کی کہ اپنی امت کے حق مین یاد فرماکر اپنی امت کو یاد کیا اور دقت کی اور شفاعت
چاہی اور دعا کی جیسے کہ کہا ہے پس اٹھائے آنحضرت نے دونون ہاتھ اپنے اور کہا خداوندا بخش میری امت کو رحم کر میری امت پر اور روئے پس فرمایا
اللہ تعالے نے اے جبرئیل جا تو طرف محمد کے حالانکہ پروردگار تیرا اے جبرئیل داناتر ہی احتیاج پوچھنے کی نہیں رکھتا ولیکن باوجود اسکے واسطے ظاہر کرنے
کرم وعنایت اپنی کے پوچھتا ہی پس پوچھ تو محمد سے کہ کس چیز نے رلایا اسکو پس آئے آنحضرت کے پاس جبرئیل اور پوچھا آپ سے کہ کس چیز نے رلایا تمکو پس
خبر دی جبرئیل کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس چیز کے کہ کہا تھا یعنی اسکو بھی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی سبب رونے سے کہ وہ خوف ہی واسطے امت اپنی
کے پس جبرئیل درگاہ کبریائی مین گئے اور عرض کیا اور فرمایا اللہ تعالے نے واسطے جبرئیل کے کہ جا تو طرف محمد کے پس کہہ کہ تحقیق ہم نزدیک ہی کہ راضی
کردینگے تجھکو بیچ حق امت تیری کے اور دلگیر اور غمگین نہ کرینگے تجھکو اس باب مین نقل کی ہی مسلم نے ف ع ح روایتون مین آیا ہی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ مین ہرگز راضی
نہین ہونے کا جب تک کہ ایک ایک کو میری امتون مین سے نہین بخشنے کا اب امتی انکا ہونا چاہیے اور عقیدہ ایمان کا انکے ساتھ درست کرنا چاہیے مشکل
کہ ہی ہار ہو اور کچھ نہین ہیبت خاک او باش بادشاہی کن: آئنا و باش ہرچہ خواہی کن: اس حدیث مین طرح بطرح کے فائدہ مین ایک تو بیان ہی کمال شفقت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت پر اور متوجہ ہونا آپکا انکی درستی امور مین اور دوسرے بشارت عظمیٰ ہی اس امت مرحومہ کے لیے بموجب وعدہ الٰہی کے
کہ راضی کردینگے ہم تجکو اور تیسرے بیان ہی آنحضرت کے عظیم المرتبہ ہونے کا (وعن ابی سعید الخدری ان ناسا قالوا یا رسول اللہ ہل نری ربنا یوم القیمۃ
قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نعم ہل تضارون فی رؤیۃ الشمس بالظہیرۃ صحوا لیس معہا سحاب وہل تضارون فی رؤیۃ القمر لیلۃ البدر صحوا لیس فیہا
سحاب قالوا لا یا رسول اللہ قال ما تضارون فی رؤیۃ اللہ یوم القیمۃ الا کما تضارون فی رؤیۃ احدہما اذا کان یوم القیمۃ اذن مؤذن لیتبع کل امۃ ما کانت
تعبد فلا یبقی احد کان یعبد غیر اللہ من الاصنام والانصاب الا یتساقطون فی النار حتی اذا لم یبق الا من کان یعبد اللہ من بر وفاجر اتاہم رب العالمین
قال فماذا تنتظرون تتبع کل امۃ ما کانت تعبد قالوا یا ربنا فارقنا الناس فی الدنیا افقر ما کنا الیہم ولم نصاحبہم وفی روایۃ ابی ہریرۃ فیقولون ہذا مکاننا حتی یاتینا
ربنا فاذا جاء ربنا عرفناہ وفی روایۃ ابی سعید فیقول ہل بینکم وبینہ ایۃ تعرفونہ فیقولون نعم فیکشف عن ساق فلا یبقی من کان یسجد للہ تعالے من تلقاء
نفسہ الا اذن اللہ لہ بالسجود ولا یبقی من کان یسجد اتقاء ورئاء الا جعل اللہ ظہرہ طبقۃ واحدۃ کلما اراد ان یسجد خر علی قفاہ) اور روایت ہی ابو سعید
خدری سے کہ تحقیق کتنے ایک آدمیون نے کہا یا رسول اللہ دیکھینگے ہم رب اپنے کو دن قیامت کے فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہان دیکھوگے
ف ع ذکر کیا سیوطی نے اپنی تالیفات مین کہ رویت اللہ تعالے کی موقف مین حاصل ہوگی ہر ایک کو مردون اور عورتون مین سے یہان تک کہ کہا ہی بعضون
نے کہ منافقون اور کافرون کو بھی ہوگی پھر محجوب ہوجاینگے بعد اسکے تاکہ ہو انپر حسرت اور اسمین بحث ہی بسبب قول اللہ تعالے کے کلا انہم عن ربہم یومئذ
لمحجوبون کہا سیوطی نے اور اوپر رویت جنت مین پس اجماع ہی اہل سنت کا اوپر کہ وہ حاصل ہوگی انبیا اور رسولون اور صدیقون کو ہر امت مین سے اور مومن
مردون کو بشر اس امت کے مین سے اور اس امت کی عورتون کی رویت مین تین مذہب ہین ایک تو یہ کہ نہین دیکھینگی اور دوسرا یہ کہ دیکھینگی اور تیسرا یہ کہ دیکھینگی
مثل ایام عیدون کے یہین نہ اور دونین اور فرشتون کے حق مین دو قول ہین ایک تو یہ کہ نہین دیکھینگے اپنے رب کو اور دوسرا یہ کہ دیکھینگے اسکو اور جنات کے
دیکھنے مین بھی خلاف ہی بعد ازان واسطے تحقیق اور اثبات رویت کے فرمایا کیا ضرر پہونچایا جاتا ہی تمکو بیچ دیکھنے آفتاب کے وقت دوپہر کھلی ہوئی
کہ نہو اسمین ابر اور کیا ضرر پہونچایا جاتا ہی بیچ دیکھنے چاند چودھوین رات کھلی ہوئی کے کہ نہو اسمین ابر کہا لوگون نے نہ یا رسول اللہ فرمایا نہ ضرر پہونچایا
جاوگے تم بیچ دیکھنے اللہ تعالے کے دن قیامت کے مگر جیسا ضرر پہونچایا جاتا ہی تمکو بیچ دیکھنے ایک کے ان دونون مین سے فرح یعنی آفتاب یا مہتاب کے

آفتاب اور چاند کے دیکھنے میں قطعاً ضرر نہیں پس جانو کہ وہاں بھی ضرر نہیں پہونچایا جائیگا تمہیں مبالغہ اور تعلیق بالمحال ہے یعنے اگر ہو بیچ دیکھنے ایک کے ان دونوں میں سے ضرر تو البتہ اللہ تعالے کے دیکھنے میں ضرر ہو جب یہاں نہیں ہوتا تو وہاں بھی نہیں ہوئیگا اور لکھا ہے علما نے کہ یہ رویت کہ یہاں مذکور ہے غیر اس رویت کی ہے کہ نصیب مومنوں کے ہوگی بہشت میں اور یہ رویت امتحانی ہے حق تعالے کی طرف سے تا واقع ہو بسبب اسکے تمیز درمیان اسکے کہ عبادت کی ہے خدا کی اور درمیان اسکے کہ عبادت کی ہے بتوں کی اور امتحان اور ابتلا بندوں کا جاری ہے اس جگہ میں بھی تا وقت فارغ ہونے کے حساب سے اور واقع ہونے جزا کے قسم ثواب وعقاب سے آخرت اگرچہ دار جزا ہے لیکن جو واقع ہوگا وہاں بھی کبھی امتحان جیسے کہ دنیا گھر امتحان کا ہے اور کبھی واقع ہوتی ہے اسمین بھی جزاء حق که فرمایا وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم کذا قال الطیبی ثم جس وقت کہ ہوگا دن قیامت کا پکاریگا ایک پکارنے والا چاہیے کہ پیچھے جاوے ہر گروہ اس چیز کے کہ عبادت کرتا تھا اسکی پس نہیں باقی رہیگا وہ کوئی کہ عبادت کرتا تھا ماسوی اللہ کے بتوں کو اور انصاب کو فع انصاب جمع نصب کی ہے اور نصب اس پتھر کو کہتے ہیں کہ برپا کیا جاوے اور عبادت کیا جاوے اور ذبح کیا جاوے اسپر بقصد تقرب وطاعت کے اور جو چیز کہ کھڑی کیجاوے اور اعتقاد کیجاوے تعظیم اسکی خواہ پتھر ہو خواہ درخت پس وہ نصب ہے مگر کہ گر پڑینگے وہ دوزخ میں فع یعنے اسلیے کہ انصاب اور بت دوزخ میں ڈالے جاوینگے انکے ساتھ پوجنے والے انکے بھی ڈالے جاوینگے یہاں تک کہ نہ باقی رہینگے مگر وہ کہ بندگی کرتے تھے اللہ کی نیکوں میں سے اور بدوں میں سے آویگا انکے پاس پروردگار عالموں کا فع اور تجلی کریگا انپر ساتھ قرب کے اور حقیقت میں آنا صفت حق سے ہے کہ اسناد کیا ہے اپنی ذات کی طرف قرآن مجید میں اور کلام رسول میں بھی آیا ہے اور اعتقاد رکھتے ہیں ہم اسکا نہ لیکن اسکے کہ جانیں کیفیت اسکی اور منزہ جانتے ہیں اسکو حرکت وانتقال سے کہ آنے میں ہوتا ہے چاہیے کہ حکم تمام متشابہات کا ہے یا یہ معنے ہیں کہ آویگا فرشتہ اسکے فرشتوں میں سے یا آویگا انکے پاس حکم اسکا چاہیے کہ اشارہ کیا ساتھ قول اپنے کے ثم فرماویگا اللہ تعالے انکو کس لیے منتظر ہو ہر جماعت پیچھے چلی جاتی ہے اس چیز کے کہ عبادت کرتے تھے اسکی یعنے تم کیوں نہیں جاتے عرض کرینگے کہ ای پروردگار ہمارے جدائی کی ہمنے لوگوں سے دنیا میں یعنے جو کہ پوجتے تھے غیر اللہ کو کہ انسے جدائی کر رکھی تھی ہمنے دنیا میں اس حالت میں کہ بہت محتاج تھے طرف انکے اور نہ صحبت رکھی ہمنے ساتھ انکے فع اور متابعت نہیں کی انکی بلکہ مقابلہ کرتے رہے انکا اور لڑتے رہے انسے اور انقطاع رکھا انسے تیری خوشی کے لیے پس اب کیونکر متابعت کریں انکی حالانکہ بے پروا ہیں ہم انسے اور وہ اور معبود انکے سب دوزخ میں ہیں ثم اور بیچ روایت ابی ہریرہ رض کے یون آیا ہے کہ پس کہینگے وہ عبادت کرنے والے حق کے یہی جگہ ہماری اور نہیں جانے کے ہم یہاں تک کہ آوے ہمارے پاس رب ہمارا یعنے تجلی کرے ہمپر ایسی وجہ کر کہ پہچانیں ہم اسکو پس جب آویگا رب ہمارا یعنے اس صفت پر کہ پہچانا ہمنے اسکو کہ وہ منزہ ہے صورت سے اور کمیت سے اور کیفیت سے اور جہت سے اور مانند انکے سے پہچانینگے ہم اسکو یعنے حق پہچاننے کا اور بیچ روایت ابی سعید خدری کے یون آیا ہے کہ پس فرماویگا اللہ تعالے کہ کیا ہے درمیان تمہارے اور درمیان پروردگار کے نشانی کہ پہچانو تم اسکو فع یعنے اس نشانی سے اور وہ معرفت اور محبت ہے کہ جو نتیجہ توحید کا اور ثمرہ ایمان و تصدیق کا ہے ثم پس کہینگے وہ کہ ہاں ہے نشانی پس کھولا جاویگا پنڈلی سے فع کہا بعضوں نے کہ معنے پنڈلی کھلنے کے جاتا رہنا خوف وہول کا ہے اور بعضوں نے کہا کہ مراد نور عظیم ہے یا جماعت ملائکہ اور صواب یہ ہے کہ توقف کریں اور کچھ تاویل نکریں اسکی اور حقیقت معنے اور مراد کو سپرد علم حق کے کریں ثم پس باقی رہیگا وہ شخص کہ سجدہ کرتا تھا خدا کو یعنے دنیا میں جانب نفس اپنے سے یعنے باخلاص نہ واسطے دکھانے خلق کے اور بلا خطر آنکھ کے اور خوف تلوار انکی مگر کہ اذن دیگا اللہ تعالے اسکو سجدے کا اور میسر کریگا اسکو سجدہ اور نہ باقی رہیگا وہ شخص کہ سجدہ کرتا تھا واسطے بچنے کے تلوار سے اور لوگوں کے ڈر سے اور دکھانے کے لیے مگر کر دیگا اللہ تعالے پشت اسکی ایک تختہ یعنے جوڑ ہڈیوں کے نہیں رہنے کے کہ جس سے جھک سکے اور سجدہ کرے بلکہ یکسان مانند تختے کے ہو جاوینگی جب چاہیگا سجدہ کرنا گر پڑیگا چت فع کہا نووی نے کہ اس حدیث سے وہم جاتا ہے کہ منافقین بھی دیکھینگے اللہ تعالے کو آخرت میں اور یہ باطل ہے اسلیے کہ نہیں ہے تصریح اسمین انکے دیکھنے کی بلکہ اسمین یہ ہے کہ وہ جماعت کہ اسمین منافقین اور مومنین ہونگے دیکھینگے اللہ تعالے کو پھر امتحان کریگا سجدہ کر پس جو شخص کہ مخلص ہوگا

سجدہ کریگا اور جو کہ منافق ہوگا سجدہ نہیں کرسکیگا اور یہ نہیں دلالت کرتا ہے اسپر کہ منافق دیکھینگے اللہ تعالی کو ثُمَّ يُضْرَبُ الْجِسْرُ عَلٰى جَهَنَّمَ وَتَحِلُّ الشَّفَاعَةُ وَيَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ فَيَمُرُّ الْمُؤْمِنُوْنَ كَطَرْفِ الْعَيْنِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرِّيْحِ وَكَالطَّيْرِ وَكَاَجَاوِيْدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ فَنَاجٍ مُّسَلَّمٌ وَمَخْدُوْشٌ مُّرْسَلٌ وَمَكْدُوْشٌ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ حَتّٰى اِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْكُمْ بِاَشَدَّ مُنَاشَدَةً فِي الْحَقِّ قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِلّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا كَانُوْا يَصُوْمُوْنَ مَعَنَا وَيُصَلُّوْنَ وَيَحُجُّوْنَ فَيُقَالُ لَهُمْ اَخْرِجُوْا مَنْ عَرَفْتُمْ فَتُحَرَّمُ صُوَرُهُمْ عَلَى النَّارِ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا مَا بَقِيَ فِيْهَا اَحَدٌ مِّمَّنْ اَمَرْتَنَا بِهٖ فَيَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَمَنْ وَجَدْتُّمْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ دِيْنَارٍ مِّنْ خَيْرٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَمَنْ وَجَدْتُّمْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ نِصْفِ دِيْنَارٍ مِّنْ خَيْرٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَمَنْ وَجَدْتُّمْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِيْهَا خَيْرًا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ شَفَعَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ وَشَفَعَ النَّبِيُّوْنَ وَشَفَعَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَلَمْ يَبْقَ اِلَّا اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِّنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ مِنْهَا قَوْمًا لَّمْ يَعْمَلُوْا خَيْرًا قَطُّ قَدْ عَادُوْا حُمَمًا فَيُلْقِيْهِمْ فِيْ نَهْرٍ فِيْ اَفْوَاهِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهٗ نَهْرُ الْحَيٰوةِ فَيَخْرُجُوْنَ كَمَا تَخْرُجُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ فَيَخْرُجُوْنَ كَاللُّؤْلُؤِ فِيْ رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِمُ فَيَقُوْلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ هٰٓؤُلَآءِ عُتَقَآءُ الرَّحْمٰنِ اَدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوْهُ فَيُقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَّا رَاَيْتُمْ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ پھر رکھا جاویگا پل صراط دوزخ پر یعنے پشت دوزخ پر بیچون بیچ اُسکے اور واقع ہوگی شفاعت اور اذن دیا جاویگا اسکا اور کہینگے یعنے انبیا اپنی امت کے لیے واسطے طلب استقامت اور سلامتی اُنکی کے جیسے کہ حدیث ابوہریرہ میں کہ بعد اسکے ہے صریح آیا ہے یا الٰہی سلامتی سے گذار اُنکو سلامتی سے گذار اُنکو صراط سے تا دوزخ میں نگر پڑیں پس گذرینگے مسلمان ف ح صراط سے طرح بطرح باندازہ عمل کے اور استقامت کے دین شریعت پر کہ حقیقت میں پل مثال صراط مستقیم شریعت کی ہے کہ باریک تر شمشیر سے ہے اور چلنا اسپر دشوار ہے لیکن روشن ہیں اور اسی معنی میں کہا گیا ہے بیت پس کار غریب است عجب مشکل و آسان چون جسر صراط است باسی روشن و باریک ہست پس گذرینگے بعضے مومن مانند جھپکنے آنکھ کے اور بعضے مانند بجلی کے کہ آسمان میں چمکے اور بعضے مانند باؤ کے اور بعضے مانند پرندون کے اور بعضے مانند گھوڑون تیز رو خوش رفتار کے اور بعضے مانند اونٹون کے پس بعضے مسلمان نجات پانے والے اور سلامتی دیے گئے ہونگے آگ دوزخ سے یعنے صراط سے گذرینگے اور نہیں پہونچیگا اُنکو کچھ ضرر اور بعضے وہ ہونگے کہ زخمی کیے جاوینگے اور خلاص کیے جاوینگے دوزخ سے ف ع یعنے بعد عذاب کے نجات پاوینگے کہا ایک شارح نے جو کہ زخمی کیے جاوینگے آنکڑون سے پھر بھیجے جاوینگے طرف دوزخ کے وہ گنہگاران اہل ایمان سے ہونگے اور قول اُنکا مرسل یعنے چھوڑے جاوینگے قید و طوق سے وہ زخمی بعد اسکے کہ عذاب کیے جاوینگے ایک مدت تک اور بعضے پارہ پارہ کیے اور دھکیلے اور ہانکے جاوینگے آگ میں ف ح لفظ مکدوش شین معجمہ سے ہے اور مکدوس سین مہملہ سے بھی روایت ہے ساتھ اُسی معنی کے اور مکردس ساتھ پیش میم اور زبر کاف اور جزم رے کے اور زبر دال کے بھی آیا ہے یعنے باندھ کر اور قید میں کرکے اور جمع کرکے ایک دوسرے پر ڈالے جاوینگے دوزخ میں ت یہان تک کہ جب خلاص ہو مومن ہونگے آگ سے ف ع ح یعنے پڑنے سے اسمین پس حتے غایۃ ہے واسطے گذرنے بعض کے صراط پر سے اور واسطے گرنے بعض کے دوزخ میں اور کہا طیبی نے کہ حتی غایۃ ہے مکدوش کی یعنے باقی رہینگے مکدوش دوزخ میں یہان تک کہ خلاصی پاوینگے بعد عذاب ہونیکے بقدر گناہون اپنے کے یا کسی کی شفاعت سے یا فضل سے اللہ سبحانہ کے اور بیان سے معلوم ہوا کہ مومن ہمیشہ عذاب میں نہیں رہینگے بلکہ نکلینگے آخر کو اس سے اور شفاعت کرینگے اوروں کی کہ جو ہنوز دوزخ سے نہیں نکلے ہیں بسبب کثرت گناہون کے اور مبالغہ کرینگے سوال کرنے میں حق جل وعلا سے ساتھ نکالنے اُنکے کے جیسے کہ فرمایا ت پس قسم اس ذات کی کہ جان میری اُسکے ہاتھ میں ہے کہ نہیں ہے کوئی تم میں سے سخت تر از روے طلب اور سوال اور جھگڑنے کے بیچ حق کے کہ تحقیق ظاہر اور ثابت ہو تمہارے لیے مومنون سے بیچ طلب اور سوال کرنے اور جھگڑینگے خدا تعالے سے روز قیامت کے اپنے بھائیون کے لیے کہ آگ دوزخ میں ہیں ف ح یعنے تم اس حق میں کہ ظاہر اور ثابت ہوتا ہے دشمن پر کسطرح مطالبہ اور مواخذہ کو کوشش و مبالغہ کرتے ہو مومن بیچ شفاعت کرنے بھائیون اپنی کے کہ دوزخ میں رہ گئے ہیں اور نکالنے اُنکے کے اس سے کوشش اور مبالغہ بیچ مطالبہ اور سوال کرینگے جناب حق تعالے سے زیادہ تر اس سے کہ کرینگے کہینگے مومن اے پروردگار ہمارے

تھے یہ روزہ رکھتے ساتھ ہمارے اور نماز پڑھتے یعنے ہماری سی نماز اور حج کرتے یعنے ہمارے طریق پر پس کہا جاویگا انکو کہ نکالو اُن شخصوں کو کہ پہچانتے ہو تم یعنے ساتھ
اوصاف مذکورہ کے پس حرام کیجاویگی صورتیں انکی آگ پر ف ع یعنے منع کیا جاویگا تغیر انکی صورتوں کا آگ پر ساتھ جلا دینے یا سیاہ کر دینے کے ایسا کہ پہچانے
جاوین منھ انکے حاصل یہ کہ منھ انکے نہ جلینگے اور نہ سیاہ ہونگے پس پہچانینگے انکو مومن شفاعت کرنیوالے انکی علامتوں سے ت پس نکالینگے بہت سی خلق کو اس سے پھر
کہینگے اے پروردگار ہمارے باقی نہیں رہا آگ میں کوئی شخص ان لوگوں میں سے کہ حکم کیا تونے ہمکو نکالنے کا کہ وہ اہل صیام اور صلوۃ اور حج ہیں پس فرماویگا اللہ
تعالے پھر جاؤ پس جو شخص کہ پاؤ تم اسکے دل میں مقدار دینار کے بھلائی سے پس نکالو اسکو ف ع مراد بھلائی سے ایک چیز زائد ہے نفس ایمان پر اسلیے کہ نفس ایمان
جسکو تصدیق کہتے ہیں وہ متغیر نہیں ہوتا اور یہ تغیر جو ہے اس چیز میں ہے کہ زائد ہے ایمان سے کہ وہ عمل صالح ہے یا ذکر خفی یا کوئی عمل اعمال قلب سے کہ وہ شفقت کرنی اوپر
مسکین پر یا خوف الٰہی یا نیت صادق ہے ت پس نکالینگے وہ بہت سی خلق کو پھر فرماویگا اللہ تعالے کہ جاؤ تم جس شخص کو پاؤ کہ اسکے دل میں مقدار آدھے دینار کے ہو
بھلائی سے پس نکالو اسکو پس نکالینگے وہ بہت خلق کو پس فرماویگا اللہ تعالے کہ پھر جاؤ پس جس شخص کو پاؤ تم کہ اسکے دل میں مقدار ذرہ کے بھلائی سے ہے پس
نکالو اسکو پس نکالینگے وہ بہت سی خلق کو پھر کہینگے وہ مومن اے پروردگار ہمارے نہ چھوڑا ہمنے آگ میں نیکی کو یعنے اہل نیکی سے کسی کو کہ ادنی نیکی اور ذرہ اس
زیادہ اصل ایمان پر رکھتا تھا خواہ اعمال جوارح سے یا افعال قلوب سے پس فرماویگا اللہ تعالے کہ شفاعت کی فرشتوں نے اور شفاعت کی پیغمبروں نے اور شفاعت
کی مومنوں نے اور شفاعت ان سب کی مخصوص تھی ساتھ ان لوگوں کے کہ نیکی کی اگرچہ مقدار ذرہ کے ہو زیادہ اصل ایمان پر اور نہ باقی رہا یعنے کوئی انمیں سے
کہ رحمت کرتا ہے کسی پر مگر ارحم الراحمین یعنے وہ ذات پاک کہ رحمت اسکی جاری ہے ہر چیز پر اور رحمت ہر چیز کی مقابلہ میں اثر رحمت اسکی کے کچھ ہے پس لیویگا اللہ تعالے
ایک مٹھی دوزخ والوں سے پس نکالیگا دوزخ سے ایک جماعت کو کہ نہیں کی کوئی بھلائی کبھی ف ش یعنے بھلائی زائد ایمان پر کہا نووی نے کہ یہ لوگ وہ ہونگے
کہ نرا ایمان رکھتے ہونگے اور نہیں اذن دیا جاویگا انکی شفاعت کا ت وہ جماعت کہ تحقیق ہو گئی تھی دوزخ میں مانند کوئلوں کے پس ڈالیگا انکو اللہ تعالے بیچ نہر
کہ ہوگی جنت کے دروازوں پر کہا جاویگا اسکو نہر الحیات پس نکلینگے تر و تازہ جیسے کہ نکلتا ہے یعنے اوگتا ہے دانہ گھانس کا بیچ کوڑے کرکٹ کے کہ رو بہ رو آجاتا ہے یعنے
بہتے جلد ہی وہ تروتازہ نکلتا ہے ویسے ہی یہ جلدی تروتازہ اور توانا نکلینگے پس نکلینگے مانند موتی کے پاک صاف اور روشن انکی گردنوں میں مہریں اور علامتیں ہونگی
یعنے تاکہ متمیز ہوں انسے کہ بخشے گیے ہیں واسطہ عمل صالح کے کذا قال الشارح اور کہا صاحب تحریر نے کہ مراد مہروں سے یہاں کچھ چیزیں ہیں سونے کی یا غیر اسکے کی
لٹکائی جاوینگی انکی گردنوں میں تاکہ پہچانے جاویں انسے ت پس کہینگے اہل بہشت یعنے جبکہ دیکھینگے انکو اور ظاہر ہوگی انکے لیے یہ علامت یہ جماعت آزاد کی ہوئی
خدا کے مہربان کی ہے کہ داخل کیا ہے انکو بہشت میں بغیر سابقہ عمل کے کہ کیا ہو وہ اور بغیر واسطہ نیکی کے یعنے عمل باطن کے کہ آگے بھیجا ہو اسکو پس کہا جاویگا انکو
کہ تمہارے لیے ہے وہ چیز کہ دیکھی تمنے یعنے مقدار پہونچنے نظر کے جنت سے اور مانند اسکے یا تمہارے لیے ہے جو کچھ کہ دیکھا تمنے انعام و اکرام یہاں کا اور مانند اسکے
ساتھ اسکے قسم حور و قصور سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل اہل الجنۃ الجنۃ واہل النار النار یقول اللہ تعالی
من کان فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من ایمان فاخرجوہ فیخرجون قد امتحشوا وعادوا حمما فیلقون فی نہر الحیوۃ فینبتون کما تنبت الحبۃ فی حمیل السیل الم تروا انہا
تخرج صفراء ملتویۃ متفق علیہ) اور روایت ہے ابی سعید خدری سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت کہ داخل ہونگے بہشتی بہشت میں اور دوزخی
دوزخ میں فرماویگا اللہ تعالے یعنے انبیا کو یا اور شفیعوں کو یا ملائکہ کو اور یہ ظاہر تر ہے جیسے کہ صریح آیا ہے روایت ابی ہریرہ میں جو شخص کہ ہو اسکے دل میں برابر دانہ
رائی کے ایمان سے پس نکالو اسکو ف ع یعنے آگ سے کہا بعضوں نے کہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنکو نکالیگا رحمن اپنی مٹھی سے ہونگے وہ مومن بلا خیر
اور خالی عمل زائد سے ایمان پر نہ کافر جیسے کہ وہم جاتا ہے ظاہر عبارت سے وہاں پس یہ مخالف ہے اجماع کے ت پس نکالے جاوینگے اس حال میں کہ تحقیق جل
ہونگے مانند کوئلے کے پس ڈالے جاوینگے نہر حیوۃ میں پس اوگینگے یعنے تروتازہ ہو جاوینگے جیسے کہ اوگتا ہے دانہ گھانس کا بیج کوڑے کے رو کے کیا نہیں دیکھتے ہو

تحقیق دانہ گھانس کا نکلتا ہے زرد لپٹا ہوا یعنے تر و تازہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن ابی ہریرۃ ان الناس قالوا یا رسول اللہ ہل نری ربنا یوم القیامۃ فذکر معنی
حدیث ابی سعید غیر کشف الساق وقال یضرب الصراط بین ظہرانی جہنم فاکون اول من یجوز من الرسل بامتہ ولا یتکلم یومئذ الا الرسل وکلام الرسل یومئذ اللہم
سلم سلم وفی جہنم کلالیب مثل شوک السعدان لا یعلم قدر عظمہا الا اللہ تخطف الناس باعمالہم فمنہم من یوبق بعملہ ومنہم من یخردل ثم ینجو حتی اذا فرغ اللہ
من القضاء بین عبادہ واراد ان یخرج من النار من اراد ان یخرجہ ممن کان یشہد ان لا الہ الا اللہ امر الملئکۃ ان یخرجوا من کان یعبد اللہ فیخرجونہم ویعرفونہم
باثار السجود وحرم اللہ علی النار ان تاکل اثر السجود فکل ابن ادم تاکلہ النار الا اثر السجود فیخرجون من النار قد امتحشوا فیصب علیہم ماء الحیوۃ فینبتون کما
تنبت الحبۃ فی حمیل السیل) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے یہ کہ تحقیق لوگوں نے کہا یا رسول اللہ کیا دیکھینگے ہم اپنے پروردگار کو دن قیامت کے پس ذکر کیے ابوہریرہ
نے معنے حدیث ابو سعید خدری کے کہ اوپر گذری اگرچہ لفظوں میں اختلاف ہے سوائے ذکر کھولنے پنڈلی کے کہ ابوہریرہ کی حدیث میں نہیں ہے اور کہا آنحضرت نے یا
ابوہریرہ نے بطریق مرفوع کے یعنے بجائے اسکے کہ حدیث ابی سعید میں گذرا ثم یضرب الجسر علے جہنم الخ یہ عبارت کہ اسی کے معنے میں ہے کھڑا کیا جاویگا پل صراط درمیان
دوزخ کے پس ہونگا میں اول اُن شخصوں کا کہ گذرینگے رسولوں میں سے ساتھ امت اپنی کے اور کلام نہیں کریگا اور مجال کلام کرنے کی نہیں رکھیگا اسدن یعنے
اس مقام میں کوئی سوائے رسولوں کے اور کلام پیغمبروں کا اسدن یہ ہوگا یا الٰہی سالم رکھ سالم رکھ اور دوزخ میں یعنے اسکی طرفوں میں آنکڑے ہونگے مانند کانٹے سعدان
کے کہ نام ایک گھانس خاردار کا ہے نہیں جانتا مقدار اسکی بڑائی کی مگر اللہ جلدی سے اوچک لے لوگوں کو بسبب برے عملوں اُنکے کے پس بعضے اُنمیں سے وہ
ہونگے کہ ہلاک کیے جاوینگے بسبب عمل اپنے کے اور بعضے انمیں سے ٹکڑے ٹکڑے کیے جاوینگے یعنے آنکڑوں سے گوشت ٹکڑے ٹکڑے ہوجاوینگے اور زخمی ہونگے
اعضا اُنکے پھر نجات پاوینگے فرق یعنے آگ میں پڑنے سے پس کافر ہلاک ہویگا اور نجات نہیں پائیگا اور فاسق پارہ پارہ اور زخمی کیا جاویگا پھر نجات پاویگا
یہاں تک کہ جب فارغ ہوگا اللہ تعالی حکم کرنے سے درمیان بندوں اپنے کے یعنے ساتھ اس چیز کے کہ مستحق ہے ہر ایک جزا عمل اپنے کا اور چاہیگا کہ نکالے آگ سے
اس کسی کو کہ چاہیگا کہ نکالے اسکو اُن لوگوں سے کہ گواہی دیتے ہیں یہ کہ نہیں کوئی معبود حق سوائے خدا کے اور محمد بھیجے ہوئے اسکے ہیں فرماویگا فرشتوں کو کہ نکالیں
اسکو کہ پوجتا ہے خدا کو یعنے ایمان رکھتا اسکی معبودیت پر بغیر اسکے پس نکالینگے فرشتے انکو اور پہچانینگے انکو ساتھ نشانوں سجدوں کے اور حرام کیا ہے اللہ تعالے نے آگ
دوزخ پر یہ کہ کھاوے نشان سجدوں کا پس تمام ابن آدم کو کھاویگی آگ مگر نشان سجدوں کو فرق کہا نووی نے ظاہر اس حدیث سے یہ ہے کہ آگ نہیں کھانے کی
تمام ان اعضا کو کہ جنسے سجدہ کرتے ہیں کہ وہ سات ہیں پیشانی اور دونوں ہاتھ اور دونوں زانو اور دونوں قدم اور بعضوں نے کہا پیشانی ہی مراد ہے اور مختار قول
اول ہی ہے پس نکالے جاوینگے آگ سے اس حال میں کہ سوختہ اور سیاہ ہوگئے ہونگے پس ڈالا جاویگا انپر آب حیات کا فرق اور اوپر گذرا کہ وہ ڈالے جاوینگے
نہر حیات میں پس یہ اختلاف شاید کہ باعتبار اشخاص کے ہووے پس اُگینگے وہ جیسے کہ اُگتا ہے دانہ گھانس کا بیچ کوڑے رو کے (ویبقی رجل بین الجنۃ والنار
وہو اخر اہل النار دخولا الجنۃ مقبل بوجہہ قبل النار فیقول یا رب اصرف وجہی عن النار فانہ قد قشبنی ریحہا واحرقنی ذکاؤہا فیقول ہل عسیت ان افعل ذلک بک
ان تسئل غیر ذلک فیقول لا وعزتک فیعطی اللہ ما شاء اللہ من عہد ومیثاق فیصرف اللہ وجہہ عن النار فاذا اقبل بہ علی الجنۃ ورای بہجتہا سکت ما شاء اللہ
ان یسکت ثم قال یا رب قدمنی عند باب الجنۃ فیقول اللہ تعالی الیس قد اعطیت العہود والمیثاق ان لا تسئل غیر الذی کنت سالت فیقول یا رب لا اکون
اشقی خلقک فیقول فما عسیت ان اعطیت ذلک ان تسئل غیرہ فیقول لا وعزتک لا اسئلک غیر ذلک فیعطی ربہ ما شاء من عہد ومیثاق فیقدمہ الی باب الجنۃ
فاذا بلغ بابہا فرای زہرتہا وما فیہا من النضرۃ والسرور فسکت ما شاء اللہ ان یسکت فیقول یا رب ادخلنی الجنۃ فیقول اللہ تبارک وتعالی ویلک یا ابن
ادم ما اغدرک الیس قد اعطیت العہود والمیثاق ان لا تسئل غیر الذی اعطیت فیقول یا رب لا تجعلنی اشقی خلقک فلا یزال یدعو حتی یضحک اللہ منہ
فاذا ضحک اذن لہ فی دخول الجنۃ فیقول تمن فیتمنی حتی اذا انقطع امنیتہ قال اللہ تعالی تمن من کذا وکذا اقبل یذکرہ ربہ حتی اذا انتہت بہ الامانی قال

لک ومثلہ معہ وفی روایۃ ابی سعید قال اللہ تعالیٰ لک ذلک وعشرۃ امثالہ متفق علیہ اور باقی رہیگا ایک شخص درمیان بہشت اور دوزخ کے اور وہ شخص
آخر ہوگا دوزخیوں میں سے بہشت کے داخل ہونے میں متوجہ کیے ہوگا منہ اپنا طرف دوزخ کے پس عرض کریگا اے پروردگار میرے پھیر میرے منہ کو آگ دوزخ سے اور تحقیق بادِ
دوزخ کی نے مجھکو ایذا دی اور ہلاک کیا مجھکو آگ دوزخ کی بو نے یعنے بسبب جلنے دوزخیوں کے اسمیں اور ہوسکتا ہے کہ آگ دوزخ میں فی نفسہ بو ہے بدبو اور جلا دیا مجھکو شعلوں اور تیزی
گرمی اسکی نے پس فرماویگا اللہ تعالیٰ کہ توقع ہے تجھسے کہ اگر کروں میں یہ یعنے پھیر دوں منہ تیرا آگ دوزخ سے مانگے تو سوا اسکے اور کچھ پس عرض کریگا وہ شخص کہ نہیں مانگونگا
میں کچھ قسم عزت تیری کی پس دیگا اللہ تعالیٰ کو جو کچھ چاہیگا اللہ تعالیٰ عہد و پیمان پس پھیریگا اللہ تعالیٰ منہ اسکا آگ سے پس جبکہ پھیریگا اللہ تعالیٰ منہ اسکا طرف
بہشت کے دیکھیگا خوبی اور تازگی اسکی چپ رہیگا اسوقت تک کہ چاہیگا اللہ تعالیٰ چپ رہنا اسکا پھر عرض کریگا اے رب میرے آگے کر مجھکو طرف دروازہ بہشت کے
پس فرماویگا اللہ تعالیٰ وتبارک کیا نہیں دیے تو نے عہد و پیمان اسپر کہ نہ مانگے تو غیر اس چیز کے کہ مانگی تھی تو نے کہ منہ میرا دوزخ سے پھیر دے پس کہیگا اے رب میرے
نہ ہوؤں میں بدبخت ترین مخلوق تیری کا فی یعنے نہ کر مجھکو زیادہ بدبخت سب مخلوق میں کہ میں محروم رہوں بہشت کے داخل ہونے سے کہ میں تو باہر پڑا رہوں
اور ادر رہا اگر بہشت کے اندر نہ جاؤں تو اتنا تو ہو کہ اسکے دروازے پر جا پڑوں بس پس فرماویگا اللہ تعالیٰ توقع ہے کہ اگر دیا جاوے تو اسکو یعنے بہشت کے
دروازے پر لیجایا جاوے تو سوال کرے تو اور کچھ پس کہیگا وہ شخص نہیں قسم عزت تیری کی نہیں مانگنے کا میں تجھسے سوا اسکے کوئی چیز اگر کہا جاوے کہ کیوں عتاب
نہیں کریگا پروردگار اسپر اوپر توڑنے قسم وعہد کے جواب اسکا یہ ہے کہ حال اسکا گنہگاروں کا سا ہوگا اور وہ اسمیں معذور ہے یا یہ کہ وہ دگر تکلیف کا نہیں ہے تاکہ مواخذہ
ہو پس دیویگا بندہ اپنے پروردگار کو اس بار میں بھی جو کچھ کہ چاہیگا اللہ تعالیٰ عہد و میثاق پس آگے لیجاویگا خدا تعالیٰ اسکو طرف دروازہ بہشت کے پس جبکہ
پہنچیگا اسکے دروازے پر پس دیکھیگا تازگی و خوبی بہشت کی رونق و خوشی سے یعنے بسبب دیکھنے خوشی کی چیزوں کے قسم حور و قصور وغیرہ سے پس چپ رہیگا جسقدر
چاہیگا اللہ چپ رہنا پھر عرض کریگا اے رب میرے داخل کر مجھکو بہشت میں پس فرماویگا اللہ تبارک وتعالیٰ ہلاکی ہو تجھکو اے فرزند آدم کے کیا عجب عہد شکن ہے تو وفا نہ کر
تو اپنے عہدوں میں کیا نہیں دیے تو نے عہد و پیمان یہ کہ نہ مانگے تو غیر اس چیز کے کہ دیا گیا تو پس عرض کریگا اے پروردگار میرے نہ گرداں مجھکو بدترین خلق اپنی کا فی
اگر کہے تو کہ یہ جواب کیونکر مطابق ہوا اس سوال کے کہ کیا نہیں دیے تو نے الخ جواب یہ کہ گویا اسنے کہا اے رب میرے دیے تو میں نے عہد و میثاق ولیکن تامل کیا میں نے
تیرے کرم اور عفو اور رحمت میں اور اس آیت میں ولا تیاسوا من روح اللہ الخ پس مطلع ہوا میں اسپر کہ میں نہیں ہوں ان کفار سے کہ نا امید ہوئے تیری رحمت سے اور
طمع کی میں نے تیرے کرم اور وسعت رحمت میں مانگا میں نے تجھسے یہ پس اللہ تعالیٰ راضی ہوگا اس قول سے جیسے کہ فرمایا ہے پس ہمیشہ رہیگا مانگتا یہاں تک کہ راضی
ہوگا اللہ تعالیٰ اس سے یعنے بسبب کلام و دعا اسکی کے پس جب راضی ہوگا اللہ تعالیٰ اذن دیگا اسکو بہشت میں جانیکا پھر فرماویگا خدا تعالیٰ کہ آرزو کر اور چاہ جو کچھ
چاہتا ہے تو پس آرزو کریگا وہ یہاں تک کہ جب منقطع ہوگی اور نہایت کو پہنچیگی آرزو اسکی فرماویگا اللہ تعالیٰ کہ آرزو کر ایسی اور ایسی یعنے آرزو کر فلاں جنس سے جو کچھ چاہے
تو پیش آویگا پروردگار اسکا اس حالت میں کہ یاد دلاویگا اسکو تو یہاں تک کہ جب ہو چکینگی آرزوئیں اسکی فرماویگا اللہ تعالیٰ تیرے لیے ہے یہ یعنے جو کچھ کہ چاہا تو نے اور
مانند اسکے ساتھ اسکے یعنے ازراہ تفضل کے اور ابو سعید کی روایت میں ہے کہ فرماویگا اللہ تعالیٰ تیرے لیے ہے یہ اور دس برابر اسکے یعنے کیفیت میں اگرچہ مثل اسکے
کیفیت میں اور اس سے رفع ہوجاتی ہے تدافع اور دفع ہوتا ہے تنافی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن ابن مسعود ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال آخر من
یدخل الجنۃ رجل فہو یمشی مرۃ ویکبو مرۃ وتسفعہ النار مرۃ فاذا جاوزہا التفت الیہا فقال تبارک الذی نجانی منک لقد اعطانی اللہ شیئا ما اعطاہ احدا من الاولین
والآخرین فترفع لہ شجرۃ فیقول ای رب ادننی من ہذہ الشجرۃ فلاستظل بظلہا واشرب من مائہا فیقول اللہ یا ابن آدم لعلی ان اعطیتکہا سألتنی غیرہا فیقول لا
یا رب ویعاہدہ ان لا یسألہ غیرہا وربہ یعذرہ لانہ یری ما لا صبر لہ علیہ فیدنیہ منہا فیستظل بظلہا ویشرب من مائہا ثم ترفع لہ شجرۃ ہی احسن من الاولی فیقول
ای رب ادننی من ہذہ الشجرۃ لاشرب من مائہا واستظل بظلہا لا اسألک غیرہا فیقول یا ابن آدم الم تعاہدنی ان لا تسألنی غیرہا فیقول لعلی ان ادنیتک

منها تسألني غيرها فيعاهده أن لا يسأله غيرها وربه يعذره لأنه يرى ما لا صبر له عليه فيدنيه منها فيستظل بظلها ويشرب من مائها ثم ترفع له شجرة عند باب الجنة هي أحسن
من الأوليين فيقول أي رب أدنني من هذه فلأستظل بظلها وأشرب من مائها لا أسألك غيرها فيقول يا ابن آدم ألم تعاهدني أن لا تسألني غيرها قال بلى يا رب هذه
لا أسألك غيرها وربه يعذره لأنه يرى ما لا صبر له عليه فيدنيه منها فإذا أدناه منها سمع أصوات أهل الجنة فيقول أي رب أدخلنيها اور روایت ہے ابن مسعود سے
کہ تحقیق رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر ان شخصوں کا کہ داخل ہونگے بہشت مین ایک شخص ہوگا پس وہ چلیگا ایکبار اور منھ کے بل گریگا ایکبار اور
نشان ڈالیگی اُسکے آگ ایکبار اس طرح کہ پہونچے گی گرمی آگ کی اسکو پس ظاہر ہوگا اثر اُسکا اُسمین اور متغیر ہوگا رنگ اُسکی جلد کا جلنے سے یعنے اعضا اسکے پس جب گذر جاویگا
وہ شخص آگ سے التفات کریگا یعنے دیکھیگا طرف آگ کی اور کہیگا بزرگ ہے وہ خدا کہ نجات دی مجکو تجھسے قسم خدا کی تحقیق دی مجکو خدا تعالے نے وہ چیز کہ نہین دی
کسی کو اگلے پچھلون مین سے فرمایا یہ قسم بسبب نہایت خوشی کے کھاویگا کیونکہ اپنی نجات کو بڑی ہی نعمت جانیگا کہ کسی کو عالمین مین سے نہین ملی اور شاید کہ
وجہ اسکی یہ ہو کہ وہ نہین دیکھنے کا کسی کو ہم شریک اپنا آگ سے نکلنے مین اور نہین جاننے کا کہ ساتھی مین ہین جنت مین پس بلند کیا جاویگا اسکے لیے ایک درخت
نیچے اور اُسکے پاس چشمہ پانی کا بھی ہوگا پس کہیگا وہ شخص اے پروردگار میرے نزدیک کر مجکو اس درخت سے تا منتفع ہون اُسکے درخت کے سایہ مین اور پیون
مین پانی سے کہ اس درخت کے نیچے ہو پس فرماویگا اللہ تعالے اے بیٹے آدم کے شاید کہ مین اگر دون مین تجکو یہ آرزو تیری مانگے تو مجھسے اور کچھ پس کہیگا وہ شخص اے پروردگار
میرے اور عہد کریگا وہ شخص پروردگار سے کہ سوال نہین کرینگا سوا اسکے اور پروردگار اُسکا معذور رکھیگا اور ملامت نہین کریگا اسکو اسلیے کہ وہ دیکھیگا ایسی چیز کہ نہین صبر
ہونے کا اسکو اسپر پس نزدیک کریگا اللہ تعالے اُسکو اُس درخت سے پس بیٹھے گا وہ شخص اُس درخت کے سایہ مین اور پیویگا اُسکے پانی سے پھر بلند کیا جاویگا اسکے لیے
ایک اور درخت کہ وہ بہتر ہوگا پہلے درخت سے یعنے اسلیے کہ چاہیگا اُسکے لیے ترقی ادنی سے طرف اعلی کے پس کہیگا اے پروردگار میرے نزدیک کر مجکو اُس درخت
کے تا پیون مین اُسکے پانی سے اور بیٹھون مین اسکے سایہ مین سوال نہین کرینگا مین تجھسے غیر اس درخت کے پس کہیگا حق تعالے اے بیٹے آدم کے کیا عہد نکیا تھا تو نے
مجھسے یہ کہ سوال نہ کریگا تو مجھسے غیر اس درخت کے پس فرماویگا اللہ تعالی شاید کہ اگر مین نزدیک کردون تجکو اُس سے سوال کرے تو مجھسے غیر اُسکے پس عہد کریگا وہ اللہ تعالی
سے یہ کہ سوال کریگا غیر اُسکے اور رب اُسکا معذور رکھیگا اُسکو اسلیے کہ وہ دیکھے گا ایسی چیز کہ نہین صبر ہوگا اسکو اسپر پس نزدیک کریگا اللہ تعالی اسکو اُس سے
پس بیٹھے گا اُسکے سایہ مین اور پیویگا اُسکے پانی سے پھر بلند کیا جاویگا اسکے لیے ایک درخت تیسرا نزدیک دروازہ جنت کے کہ وہ اچھا ہوگا پہلے دونون درختون سے پس
کہیگا وہ اے رب میرے نزدیک کر مجکو اس درخت سے تا کہ بیٹھون مین اُسکے سایہ مین اور پیون مین اُسکے پانی سے نہین مانگنے کا مین تجھسے غیر اسکے پس فرماویگا اللہ تعالے
اے ابن آدم کیا نہ عہد کیا تھا تو نے مجھسے یہ کہ نہ مانگیگا مجھسے غیر اُسکے کہیگا وہ ہان اے رب میرے نہین سوال کرونگا مین تجھسے غیر اسکے اور رب اُسکا معذور رکھیگا اسکو اسلیے
کہ وہ دیکھیگا ایسی چیز کہ نہین صبر ہوگا اُسکو اسپر پس نزدیک کریگا اللہ تعالے اسکو اُس سے فرح حاصل ہے کہ ہر بار درخت دکھاینگے بہتر پہلے سے اور وہ طلب کریگا قرب
اُسکا اور عہد کریگا کہ مین اور نہین طلب کرونگا اور ہر بار عہد شکنی کریگا اور پروردگار تعالے جب بے صبری اسکی دیکھیگا معذور رکھیگا اسکو تیسرے درخت تک پس جب
نزدیک کریگا اسکو اس درخت سے سنیگا آوازین بہشتیون کی کہ اپنی بیبیون اور یارون سے کلام کرتے ہونگے پس کہیگا اے رب میرے داخل کر مجکو بہشت مین (فیقول)
يا ابن آدم ما يصريني منك أيرضيك أن أعطيك الدنيا ومثلها معها قال أي رب أتستهزئ مني وأنت رب العالمين فضحك ابن مسعود فقال ألا تسألوني
مم أضحك فقالوا مم تضحك فقال هكذا ضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا مم تضحك يا رسول الله قال من ضحك رب العالمين حين قال أتستهزئ
مني وأنت رب العالمين فيقول إني لا أستهزئ منك ولكني على ما أشاء قادر رواه مسلم وفي رواية له عن أبي سعيد نحوه إلا أنه لم يذكر فيقول يا ابن آدم ما يصريني
منك إلى آخر الحديث وزاد فيه ويذكره الله سل كذا وكذا حتى إذا انقطعت به الأماني قال الله تعالى هو لك وعشرة أمثاله قال ثم يدخل بيته فتدخل عليه
زوجتاه من الحور العين فتقولان الحمد لله الذي أحياك لنا وأحيانا لك قال فيقول ما أعطي أحد مثل ما أعطيت پس فرماویگا اللہ تعالی اے بیٹے آدم کے کونسی

چیز پوچھا چاہتا اوسے غیر تجھسے یعنی تیرے سوال و خواہش سے کہ ہر بار کرتا ہے تو کیا راضی کرتا ہے تجھکو یہ کہ دون مین تجھکو جگہ بہشت مین مقدار مسافت دنیا کے اور مانند اسکے
ساتھ اسکے کہیگا وہ بندہ از راہ نہایت خوشی کے ای پروردگار کیا ٹھٹھا کرتا ہے تو مجھسے یعنی کیا ہنسی کیا ہے تو نے مجھکو محل مجھسے حالانکہ تو رب العالمین ہے پس ہنسے ابن مسعود اور کہا
کیا نہیں پوچھتے ہو تم مجھسے کہ کس سبب سے ہنسا مین پس پوچھا لوگون نے کہ کس سبب سے ہنسے تم پس کہا ابن مسعود نے کہ اسی طرح ہنسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
پس کہا صحابہ نے کہ کیون ہنسے آپ یا رسول اللہ فرمایا کہ ہنسا مین بسبب ہنسنے پروردگار عالمین کے اسوقت کہ کہا اس شخص نے کیا ٹھٹھا کرتا ہے تو مجھسے حالانکہ تو پروردگار
عالمین ہے فوع مراد اللہ تعالی کے ہنسنے سے کمال راضی ہونا ہے بندہ سے ہے اور ہنسنا آنحضرت کا از راہ تعجب اور سرور کے تھا بسبب دیکھنے کمال رحمت اللہ تعالی
کے اور لطف اسکے کہ اپنے بندہ گنہگار پر اور ابن مسعود ہنسے بسبب پیروی آنحضرت کے اور خوشی کے تئین پس فرماویگا اللہ تعالی کہ تحقیق مین نہین ٹھٹھا کرتا ہون
تجھسے اور جانتا ہون کہ تو لائق اس عطا کے نہین ہے ولیکن مین دیتا ہون تجھکو اسلیے کہ مین اس چیز پر کہ چاہتا ہون قادر ہون نقل کی ہے مسلم نے اور مسلم کی ایک روایت
مین ابو سعید خدری سے مانند اسکے ہے مگر تحقیق ابو سعید نے نہین ذکر کی یہ عبارت فیقول یا ابن آدم ما یصریني منک آخر حدیث تک اور زیادہ کیا ہے اس روایت
مین یہ اور یاد دلاویگا اور سکھلاویگا اللہ تعالی اس بندے کو کہ مانگ ایسا اور ایسا یہانتک کہ جب تمام ہوجاوینگی آرزوئین اسکی فرماویگا اللہ تعالی یہ کچھ کہ آرزو کی
تو نے وہ تیرے لیے ہے اور دس برابر اسکے فرمایا حضرت نے پھر داخل ہوگا وہ اپنے گھر مین کہ بہشت مین ہے پس آوینگی اس پاس دو بیبیان اسکی حور عین سے یعنی
حور عین حور کی جمع ہے یعنی عورت سفید رنگ اور عین جمع عینا کی یعنی کلان چشم کہ تئین پس کہینگی سب تعریف واسطے اللہ کے کہ پیدا کیا تجھکو واسطے ہمارے اور پیدا
کیا ہمکو واسطے تیرے پس کہیگا اس گھر مین کہ نہین ہے موت آمین فرمایا حضرت نے پس کہیگا وہ بندہ بیچ نہایت خوشی کے کہ نہین دیا گیا کوئی مانند اس چیز کہ دیا گیا مین
یعنی یہ کہا بسبب مطلع ہونے اسکے کی غیر کے دیے پر (وعن انس ان النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال لیصیبن اقواما سفع من النار بذنوب اصابوها عقوبة ثم يدخلهم
اللہ الجنة بفضل رحمته فیقال لهم الجهنمیون رواه البخاري) اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اللہ کی البتہ پہونچیگی مسلمانون کے
گروہون کو علامت اور اثر آگ دوزخ سے کہ متغیر کریگا انکے جسمون کو بسبب گناہون کے کہ کیے تھے انھون نے وہ گناہ واسطے عذاب کے گناہون کی سزا مین پھر
داخل کریگا انکو اللہ تعالی بہشت مین بوسیلہ زیادتی رحمت اپنی کے پس کہا جاویگا ان لوگون کو جہنمی نقل کی یہ بخاری نے فح بسبب داخل ہونے انکے دوزخ
مین اول بار اور یہ انکی تحقیر و تنقیص کے لیے نہین کہنے کے بلکہ واسطے خوش کرنے اور یاد دلانے نعمت کے کہینگے تا شکر نعمت کرین اور خوشحال اور مسرور ہون (وعن
عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج قوم من النار بشفاعة محمد فیدخلون الجنة یسمون الجهنمیین رواه البخاري وفي رواية یخرج قوم من
امتي من النار بشفاعتي یسمون الجهنمیین) اور روایت ہے عمران بن حصین سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نکالی جاویگی ایک قوم آگ سے بسبب
شفاعت آنحضرت کے پس داخل ہووینگی بہشت مین اور نام رکھی جاویگی جہنمی نقل کی یہ بخاری نے اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ باہر نکالی جاویگی ایک جماعت میری
امت مین سے آگ دوزخ سے بسبب شفاعت میری کے نام رکھا جاویگا انکا جہنمی (وعن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اني لاعلم
آخر اهل النار خروجا منها وآخر اهل الجنة دخولا رجل یخرج من النار حبوا فیقول اللہ اذهب فادخل الجنة فیاتیها فیخیل الیه انها ملای فیقول یا رب وجدتها ملای
فیقول اذهب فادخل الجنة فان لک مثل الدنیا وعشرة امثالها فیقول اتسخر مني او تضحک مني وانت الملک فلقد رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ضحک حتی بدت نواجذه وکان یقال ذلک ادنی اهل الجنة منزلة متفق علیه) اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
مین البتہ جانتا ہون آخر دوزخیون کا از روے نکلنے کے اس سے اور آخر بہشتیون کا از روے داخل ہونے کے بہشت مین ایک شخص ہوگا کہ نکلیگا دوزخ سے
گھٹنیون چل کر پس فرماویگا اللہ تعالی جا اور داخل ہو بہشت مین پس آویگا وہ بہشت مین یا قریب اسکے پس ڈالا جاویگا اسکے خیال مین یعنے اللہ تعالی ایسی صورت
دکھاویگا کہ بہشت بھری ہوئی ہے لوگون سے اور اسمین جگہ نہین ہے پس کہیگا وہ شخص اے پروردگار میرے پایا مین نے بہشت کو بھرا ہوا لوگون سے پس اور

میرے لیے اسمین بلکہ نہیں ہیں پس فرماویگا اللہ تعالے جا اور داخل ہو بہشت میں پس تیرے لیے ہے مانند مسافت دنیا کے اور دس چند اسکے پس کہیگا وہ شخص اپنے
پروردگار سے کہ کیا ٹھٹھا کرتا ہے تو مجھسے یا ہنسی کرتا ہے تو مجھسے حالانکہ تو بادشاہ ہے ابن مسعود کہتے ہیں کہ پس تحقیق دیکھا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ ہنسے
اس بات سے یہانتک کہ ظاہر ہوئیں کچلیان آپکی اور تھا کہا جاتا کہ یہ شخص ادنی و کمترین بہشتیوں کا ہوگا مرتبہ میں نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ظاہر یہ ہے
کہ یہ کلام ہمراہ ان کا یا اُنکے بعد کسی راوی کا ہے پس معنے یہ کہ تھے کہتے صحابہ یا سلف یہ کلام مذکور (وعن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لاعلم
آخر اہل الجنۃ دخولا الجنۃ وآخر اہل النار خروجا منہا رجل یؤتی بہ یوم القیمۃ فیقال اعرضوا علیہ صغار ذنوبہ وارفعوا عنہ کبارہا فتعرض علیہ صغار ذنوبہ فیقال عملت یوم
کذا وکذا کذا وکذا وعملت یوم کذا وکذا کذا وکذا فیقول نعم لا یستطیع ان ینکر وہو مشفق من کبار ذنوبہ ان تعرض علیہ فیقال لہ فان لک مکان کل سیئۃ حسنۃ فیقول
رب قد عملت اشیاء لا اراہا ہہنا ولقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضحک حتی بدت نواجذہ رواہ مسلم) اور روایت ہے ابوذر سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ تحقیق میں البتہ جانتا ہوں آخر بہشتیوں کا داخل ہونے میں بہشت کے اور آخر دوزخیوں کا نکلنے میں اس سے ایک شخص ہوگا لایا جاویگا اُسکو دن قیامت کے
پس کہا جاویگا یعنے فرشتوں کو کہ ظاہر کرو اسپر چھوٹے گناہ اُسکے اور اُٹھا رکھو اور چھپا رکھو اس سے بڑے گناہ پس ظاہر کیے جاوینگے اسپر چھوٹے گناہ اُسکے پھر کہا جاویگا
کہ کیا کیا تو نے فلاں دن اور فلاں دن یعنے فلانے وقت کام ایسا اور ایسا یعنے برے اعمال میں سے اور کیا تو نے فلاں دن اور فلاں دن کام ایسا اور ایسا یعنے برے
اعمالوں میں سے پس کہیگا کہ ہاں کیا میں نے فلانے فلانے روز ایسا اور ایسا نہیں انکار کر سکیگا حالانکہ وہ خوف میں ہوگا بڑے گناہوں سے کہ مبادا عرض کیے جاوینگے
اسپر یعنے اسلیے کہ اُسپر بہت ہی بڑا عذاب مترتب ہوگا پس کہا جاویگا اُسکو کہ تیرے لیے جگہ ہر بدی کے نیکی ہے ف ظاہر یہ ہے کہ یہ تبدیل ہوگی اُسکے لیے ازراہ
فضل وکرم کے رب الارباب کی طرف سے تب پس کہیگا وہ شخص کہ اے پروردگار میرے کئے میں نے بہت سی چیزیں یعنے گناہ کبیرہ کہ نہیں دیکھتا میں انکو
یہاں یعنے نامہ اعمال میں مقام تبدیل میں ابوذر کہتے ہیں اور تحقیق دیکھا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ ہنسے یہانتک کہ ظاہر ہوئیں کچلیان آپکی نقل
کی یہ مسلم نے (وعن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یخرج من النار اربعۃ فیعرضون علی اللہ ثم یؤمر بہم الی النار فیلتفت احدہم فیقول ای رب
لقد کنت ارجو اذا اخرجتنی منہا ان لا تعیدنی فیہا قال فینجیہ اللہ منہا رواہ مسلم) اور روایت ہے انس سے تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ نکالے جاوینگے آگ سے چار آدمی یعنے یہ وہی ہیں کہ جو اخیر کو نکلینگے دوزخ سے پس لائے جاوینگے روبرو خدا تعالے کے پھر حکم کیا جاویگا انکے پھر پہنچنے کا
طرف دوزخ کے پس پھر کر دیکھیگا ایک ان میں سے پس کہیگا اے پروردگار میرے تحقیق امید رکھتا تھا میں جب نکالے گا تو مجھکو پھر نہیں بھیجیگا تو اسمیں فرمایا
آنحضرت نے پس نجات دیگا اسکو اللہ تعالے اس سے اور نہیں بھیجیگا اسکو آگ میں ف یہ نکالنا اور پھر بھیجنا اور نجات دینا واسطے اظہار امتحان اور نعمت
رکھنا انکے سے ہے اور بیان کیا حال ایک کا اور چھوڑ دیا بیان باقیوں کا اس باعث کہ اسی قیاس پر انکا بھی حال معلوم کیا جاتا ہے کہ وہ بھی نجات پاوینگے اور ذکر
چار کا بطور تقدیر و تمثیل ہے اور مراد جماعت ہے واللہ اعلم (وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخلص المؤمنون من النار فیحبسون علی قنطرۃ
بین الجنۃ والنار فیقتص لبعضہم من بعض مظالم کانت بینہم فی الدنیا حتی اذا ہذبوا ونقوا اذن لہم فی دخول الجنۃ فوالذی نفس محمد بیدہ لاحدہم اہدی بمنزلہ
فی الجنۃ منہ بمنزلہ کان لہ فی الدنیا رواہ البخاری) اور روایت ہے ابوسعید سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خلاص کیے جاوینگے مسلمان
آگ دوزخ سے پس روکے جاوینگے اوپر پل صراط کے کہ درمیان بہشت اور دوزخ کے ہے پس بدلا لیا جاویگا واسطے بعض انکے کے بعض سے حقوق کا
کہ تھے درمیان انکے دنیا میں یہانتک کہ جب پاک کیے جاوینگے لوث اعمال خبیثہ اور اخلاق ذمیمہ سے اذن دیا جاویگا انکو بہشت کے داخل ہونے کا
ف اس سے معلوم ہوتا ہے کہ درلانا مومنوں کا دوزخ میں انکے پاک وصاف کرنے کے لیے ہوگا تا پاک وصاف کرکے بہشت میں کہ مکان انکا خلود کا
ہے درلاوینگے نہ بطریق غضب وعداوت کے جیسے کہ دنیا میں بسبب مصیبتوں اور بیماریوں کے کفارہ گناہوں کا کرتے ہیں محققوں نے کہا ہے کہ یعنے گناہ

ہیں کہ بسبب امراض اور مصائب کے اُنسے پاک ہونگے اور بعضوں سے بسبب شدت سکرات موت کے اور بعضوں سے بسبب عذاب قبر کے اور بعضے گناہ ہیں کہ سوا
آگ دوزخ کے اُنسے پاک نہیں ہوتے کے جیسے کہ سونا اور چاندی بغیر گھلانے کے پاک وصاف نہیں ہوتا یہی قسم ہو اس ذات پاک کی کہ جان محمدؐ کی اسکے ہاتھ
میں ہے البتہ ایک انکا خوب پہچاننے والا ہوگا مکان اپنا کہ بہشت میں ہوگا فرحی یہ اشارہ ہے طرف قوت نورانیت دل اور ہدایت کے بعد از پاک وصاف ہونے کے
گناہوں سے اور طرف اسکے کہ جب دنیا میں بسبب نور توفیق کے ساتھ ایمان اور عمل صالح اور مقام قرب الٰہی کے ہدایت پالی تو آخرت میں بھی اپنی منزل و مقام کی کہ
بہشت میں ہے راہ پاوینگے۔ نقل کی یہ بخاری نے (وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ اَحَدٌ الْجَنَّةَ اِلَّا اُرِیَ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ لَوْ اَسَآءَ
لِیَزْدَادَ شُکْرًا وَلَا یَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ اِلَّا اُرِیَ مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ لَوْ اَحْسَنَ لِیَکُوْنَ عَلَیْهِ حَسْرَةً رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ نہیں داخل ہوگا کوئی بہشت میں مگر یہ دکھائی جاویگی اسکو جگہ بیٹھنے اسکے کی آگ سے کہ اگر بدی کرتا جگہ اسکی وہ ہوتی اور یہ دکھانا جگہ کا دوزخ میں اسلیے
ہوگا کہ تا زیادہ کرے شکر اور بہت پاوے ثواب اسکا اور نہیں داخل ہوگا دوزخ میں کوئی مگر دکھائی جاویگی جگہ بیٹھنے اسکے کی بہشت سے کہ اگر نیکی کرتا جگہ اسکی وہ ہوتی
تا ہووے دکھانا اسپر حسرت اور ندامت اور زیادہ ہووے عذاب نقل کی یہ بخاری نے (وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَارَ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَی الْجَنَّةِ وَاَهْلُ
النَّارِ اِلَی النَّارِ جِیْءَ بِالْمَوْتِ حَتّٰی یُجْعَلَ بَیْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ یُذْبَحُ ثُمَّ یُنَادِیْ مُنَادٍ یَا اَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ وَیَا اَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ فَیَزْدَادُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا اِلٰی فَرَحِهِمْ وَیَزْدَادُ اَهْلُ النَّارِ حُزْنًا
اِلٰی حُزْنِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) اور روایت ہے ابن عمر سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت کہ جاوینگے بہشتی بہشت میں اور جاوینگے دوزخی دوزخ میں لائی
جاویگی موت اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ لائی جاویگی موت بصورت دنبہ کے بیان کیا ہے کہ رکھی جاویگی درمیان بہشت و دوزخ کے پھر ذبح کی جاویگی پھر پکاریگا پکارنے والا
اے بہشتیو نہیں ہے بعد اسکے موت یعنی کبھی یا پھر پاؤ گے موت اور اے دوزخیو نہیں ہے بعد اسکے موت پس زیادہ کرینگے بہشتی خوشی کو طرف خوشی اپنی کے
اور زیادہ کرینگے دوزخی غم کو طرف غم اپنے کے کہ رکھتے تھے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (الفصل الثانی) فصل دوسری (عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ حَوْضِیْ مِنْ عَدَنٍ اِلٰی عَمَّانِ الْبَلْقَاءِ مَاؤُهٗ اَشَدُّ بَیَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَاَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ وَاَکْوَابُهٗ عَدَدُ نُجُوْمِ السَّمَاءِ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ شَرْبَةً لَمْ یَظْمَاْ بَعْدَهَا اَبَدًا اَوَّلُ النَّاسِ وُرُوْدًا
فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِیْنَ الشُّعْثُ رُءُوْسًا الدُّنْسُ ثِیَابًا الَّذِیْنَ لَا یَنْکِحُوْنَ الْمُتَنَعِّمَاتِ وَلَا تُفْتَحُ لَهُمُ السُّدَدُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ)
روایت ہے ثوبان سے انہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ مسافت حوض میرے کی مقدار مسافت کی عدن سے عمان بلقا تک
عدن عین اور دال کے زبر سے نام ایک شہر کا ہے یمن کے شہروں میں سے قریب دریا کے ہے ہند کے اور عمان ساتھ پیش عین مہملہ اور تشدید میم کے اور بلقا زبر ب اور
جزم لام اور قاف ممدودہ سے شہر ہے شام میں اور عمان موضع ہے اسی میں اور بعضے کہتے ہیں کہ مقدار وسعت میرے حوض کی عرض میں اتنی ہے کہ جتنی مسافت ان دونوں
جگہوں میں ہے دنیا میں اور حوض کی مقدار میں جو حدیثیں مختلف آئی ہیں کہ کسی میں ہے ما بین ایلہ اور صنعا کے اور کسی میں دمشق کی مسیرت آئی ہے وغیر ذلک تو مقصود
ان سب سے تعدد ہے کثرت طول و عرض کی ہے نہ تعیین قدر بعینہ پس وارد ہوئی ہے حدیث ہر مقام میں موافق سمجھ سامع کے پانی اسکا دودھ سے زیادہ سفید ہے
اور شہد سے زیادہ شیریں ہے اور آبخورے اسکے بقدر گنتی تاروں آسمان کے ہیں جو کوئی پیویگا اس میں سے ایکبار پیاسا نہیں ہوویگا بعد اسکے کبھی پہلے لوگ کہ اترینگے
اسپر پانی پینے کے لیے فقرا مہاجرین ہونگے فرشتہ یعنی بسبب پیاس ظاہری اور باطنی اپنی کے جیسے کہ فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجوعکم فی الدنیا
اشبعکم فی الآخرہ اور اسی قیاس پر بہت پایا ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ اور مراد مہاجرین سے وہ ہیں کہ جنہوں نے
ہجرت کی مکہ سے طرف مدینہ کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سردار انکے ہیں اور انہیں کے حکم میں ہیں وہ لوگ کہ ہجرت کرکے اپنے وطن اصلی سے گئے مکہ یا مدینہ
زاد اللہ شرفہما کو اور اختیار کیا فقر کو غنا پر اور گمنامی کو شہرت پر اور زہد کیا بیچ حاصل کرنے مال و جاہ کے اور مشغول ہوئے علم و عمل میں رضامندی مولیٰ کے لیے سو
ایسے فقرا مہاجرین کہ پراگندہ ہیں بال سر کے اور میلے ہیں کپڑے انکے ایسے ہیں کہ نہیں نکاح کیے جاتے عورتوں نعمت والیوں سے یعنی اگر خواستگاری کریں

ایسی عورتوں سے مقبول نہوں اور نہیں کھولے جاتے انکے لیے دروازے نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب ہے ف
یعنے اگر کھڑے ہوں بالفرض والتقدیر دنیا داروں کے دروازے پر اور طلب اذن کریں تو نہ کھولا جاوے انکے لیے دروازہ یہ کنایہ ہے نہ التفات کرنے سے طرف
انکی ضیافت اور انواع دعوات میں (وعن زید بن ارقم قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنزلنا منزلا فقال ما انتم جزء من مائۃ الف جزء ممن یرد علی الحوض
قیل کم کنتم یومئذ قال سبعمائۃ او ثمانمائۃ رواہ ابو داود) اور روایت ہے زید بن ارقم سے کہا تھے ہم ساتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنے سفر میں پس اترے
ہم ایک منزل میں پس فرمایا آنحضرت نے یعنے اصحاب حاضرین سے کہ نہیں ہو تم ایک جزو لاکھ جزوں میں سے بہ نسبت ان لوگوں کے کہ آوینگے میرے پاس حوض پر
کہا گیا زید بن ارقم کو کہ کتنے تھے تم اسدن کہا زید بن ارقم نے کہ تھے ہم سات سو یا آٹھ سو نقل کی یہ ابو داود نے ف مراد اس سے تحدید اور تعیین نہیں ہے بلکہ مراد کثرت
بہ نہایت بیان کرنی ہے اور شاید کہ مراتب غیر محصورہ زیادہ انسے ہوں اسلیے کہ ظاہر یہ ہے کہ وارد تمام امت ہوگی مگر کہ مخصوص ہو ساتھ ایمان والوں کے اتنے میں سے واللہ اعلم (وعن
سمرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل نبی حوضا وانہم یتباہون ایہم اکثر واردۃ وانی لارجو ان اکون اکثرہم واردۃ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث
غریب) اور روایت ہے سمرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق واسطے ہر نبی کے حوض ہے یعنے ہوگی امت انکی انکے حوض سے اور تحقیق انبیا فخر کرینگے
آپس میں کہ کونسا ان میں سے بہت زیادہ ہے از روئے امت کے کہ وارد ہونگے حوض پر اور تحقیق میں البتہ امید رکھتا ہوں کہ ہونگا میں اکثر انکا از روئے آنیوالوں کے
میرے حوض پر ف یعنے امت میری زیادہ ہوگی اور انبیا کی امت سے اور یہ یقین ہے اور لفظ ارجو کہ تحقیق ہے نزدیک ائمہ ادب کے تواضع کے کہا سے
نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے (وعن انس قال سألت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یشفع لی یوم القیامۃ فقال انا فاعل قلت یا رسول اللہ فاین
اطلبک قال اطلبنی اول ما تطلبنی علی الصراط قلت فان لم القک علی الصراط قال فاطلبنی عند المیزان قلت فان لم القک عند المیزان قال فاطلبنی عند الحوض
فانی لا اخطئ ہذہ الثلث المواطن رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب) اور روایت ہے انس سے کہا پوچھا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنے درخواست
کی میں نے آپ سے یہ کہ شفاعت کریں میری روز قیامت کے یعنے شفاعت خاص اس امت میں سے نہ شفاعت عامہ پس فرمایا آنحضرت نے کہ میں کرنے والا ہوں
شفاعت کہا میں نے کہ یا رسول اللہ پس کہاں ڈھونڈھوں میں آپ کو اور کہاں پاؤں آپ کو فرمایا کہ ڈھونڈھنا مجھکو اول زمانے ڈھونڈھنے میرے میں پل صراط پر کہا میں نے
پس اگر نہ پاؤں میں آپ کو پل صراط پر تو کہاں ڈھونڈھوں آپ کو فرمایا پس اگر وہاں نہ پاوے تو ڈھونڈھنا مجھکو نزدیک میزان کے کہا میں نے پس اگر نہ پاؤں میں آپکو
نزدیک میزان کے تو کہاں ڈھونڈھوں آپکو فرمایا پس ڈھونڈھنا مجھکو نزدیک حوض کے پس تحقیق میں نہیں چھوڑنے کا ان تین جگہوں کو ف یعنے کبھی یہاں ہو
اور کبھی وہاں چونکہ کاروبار و شفاعت انکی ان جگہوں میں ہوگی میں انکی کاربرداری میں مشغول ہونگا اگر کوئی کہے کہ کیونکر تطبیق ہے اس حدیث میں اور حضرت عائشہ
کی حدیث میں کہ باب الحساب کی دوسری فصل میں گذری کہ جب حضرت عائشہ نے آنحضرت سے پوچھا کہ آیا آپ یاد کرینگے اپنے اہل و عیال کو روز قیامت کے فرمایا ان
تین جگہوں سے کوئی کسی کو یاد نہیں کرینگا جواب اسکا یہ ہے کہ پہلی حدیث محمول ہے غالب پر کہ نہیں یاد کرینگے حضرت کسی کو غالب میں ان جگہوں میں اور دوسری حدیث
بھی محمول ہے اسپر کہ حاضر ہونگے حضرت کی امت میں سے کہ انکی شفاعت کرینگے اور طیبی نے یہ جواب لکھا ہے کہ حضرت عائشہ کو جواب مذکور اسلیے دیا کہ وہ زوجہ تھیں
آپکی کہیں ایسا نہو کہ تکیہ اور اعتماد شفاعت پر کر بیٹھیں اور عمل اور جد و جہد سے باز رہیں جیسے کہ اپنے اہلبیت سے فرماتے تھے کہ میں مالک نہیں ہوں تمہارا
کسی چیز کا عمل کرو اور تکیہ مجھپر نہ کرو اور انس سے اس طرح فرمایا تا نا امید نہوں اور حقیقت میں شدت اور سختی اسدن کی کہ نہایت سخت ہے اور درجہ شفاعت جو حضرت کیلیے
ثابت ہے دونوں حق ہیں اور ہر جواب میں مصلحت حال مخاطب کی رعایت فرمائی ہے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے (وعن ابن مسعود عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال قیل لہ ما المقام المحمود قال ذلک یوم ینزل اللہ تعالی علی کرسیہ فیئط کما یئط الرحل الجدید من تضایقہ بہ وہو کسعۃ ما بین السماء والارض ویجاء بکم
حفاۃ عراۃ غرلا فیکون اول من یکسی ابراہیم یقول اللہ تعالی اکسوا خلیلی فیؤتی بریطتین بیضاوین من ریاط الجنۃ ثم اکسی علی اثرہ ثم اقوم عن یمین اللہ مقاما

يَغْبِطُنِي الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ) اور روایت ہے ابن مسعود سے اُنہنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کہا گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیا ہے مقام
محمود اور کیا ہے صفت اُسکی کہ حق تعالے نے جسکے دینے کا وعدہ فرمایا ہے آپسے اس آیت مین عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا فرمایا آنحضرت نے یہ دن
کہ ہونگا مین اُسمین مقام محمود مین وہ دن ہے کہ نزول فرماویگا اللہ تعالے اپنی کرسی پر پس آواز کریگی کرسی جیسے کہ آواز کرتا ہے زین نیا چمڑے کا تنگی اپنی سے اور فراخی
کرسی کی مانند فراخی درمیان آسمان اور زمین کے ہے مؤلف (ف) اور حدیث مین آیا ہے کہ نہین ہین سات آسمان اور سات زمینین بہ نسبت کرسی کے مگر مانند ایک حلقہ کے
جنگل مین اور فضیلت عرش کی کرسی پر مانند فضیلت اس جنگل کے ہے اس حلقہ پر پس اس حدیث مین جو فراخی کرسی کی بیان ہوئی تو یہ تصویر اور تمثیل عظمت کرسی کی ہے
بسبب فہم عرف کے نہ تحدید اور تعیین اُسکے مقدار کی ہے جیسے کہ جنت کی فراخی مین واقع ہوا ہے عرضہا السموات والارض اور مقصود بیان کرنا کرسی کی فراخی کا
اور دفع کرنا توہم تنگی اُسکی کا ہے کہ شابہت دینا اُسکے سے ساتھ زین کے اور آواز کرنے اُسکے سے بسبب تنگی کے پیدا ہوا تھا اور یہ حدیث قبیل متشابہات سے ہے
اور خلاصہ معنے بیان کرنا عظمت و کبریائی الہی کا اور اظہار بادشاہت اور حکم اُسکے کا ہے اور معنی مفردات کلام کے یہان ملحوظ نہین اور کرسی ماخوذ ہے کرسی بادشاہ سے کہ اوپر
بیٹھے اور حکمرانی کرے یا کرسی عالم ہے کہ تکیہ لگاوے اور افاضہ علوم و معارف کا کرے (ف) اور لایا جاویگا تو ننگے پاؤن ننگے بدن ختنہ نہین ہوگا اول اُن شخصون کا
کہ لباس پہنائے جاوینگے ابراہیم فرماویگا اللہ تعالے پہنا لاؤ کہ پہناؤ میرے دوست کو پس لائی جاویگی دو چادرین نرم کتان سفید کی بہشت کی چادرون سے
پہنایا جاونگا مین پیچھے ابراہیم کے (ف ح ع) سبب حضرت ابراہیم کے پہلے لباس پہنانیکا باب الحشر کی پہلی فصل مین بیان ہوچکا اور معلوم ہوا کہ یہ دلالت نہین
کرتا کہ ابراہیم افضل ہین آنحضرت سے بلکہ تقدیم اور تعظیم اُنکی بسبب باپ ہونے آنحضرت کے ہوگی یا یہ کہ فضل جزئی ہے اور فضل جزئی منافی فضل کلی کی نہین اور فضل کلی
کو فرمایا ثم اقوم عن یمین اللہ الخ اور یہ جو کہا گیا ہے کہ آنحضرت لباس پہنے اُٹھینگے ظاہر مین یہ منافات رکھتا ہے حضرت کے قول سے کہ فرمایا پھر پہنایا جاونگا مین پیچھے ابراہیم
کے مگر یہ کہا جاوے کہ آنحضرت لباس مین اُٹھینگے اور باوجود اُسکے انبیا صلوات اللہ علیہم کے ساتھ بھی لباس دیے جاوین دوبارہ بسبب کمال شرف کے
پھر کھڑا ہونگا مین داہنی طرف اللہ تعالے کے کھڑا ہونا کہ رشک لیجاوینگے مجھپر اگلے پچھلے (ف ع) اگر کہا جاوے کہ کیا ہے وجہ مطابقت کی درمیان سوال اور جواب کے تو
جواب یہ دیا جاویگا کہ دلالت کرتا ہے جواب پر قول حضرت کا پھر کھڑا ہونگا مین الخ لیکن آنحضرت نے ذکر کیا اول وہ وقت کہ ہوگا اُسمین مقام محمود اور بیان کیا اُسکے
کہ نفع اُس دن مین بہت بڑی معلوم ہو پھر اشارہ کیا طرف جواب کے ساتھ قول اپنے کے ثم اقوم عن یمین اللہ اور حاصل جواب یہ کہ مقام محمود وہ مقام ہے کہ کھڑے ہونگے اُسمین
حضرت داہنی طرف اللہ تعالے کے دن قیامت کے اور اس حدیث مین دلالت ظاہر ہے اوپر فضیلت ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام کائنات پر حتے کہ
انبیا اور رسولون اور تمام مقربین صلی اللہ علیہم اجمعین پر (وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِعَارُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلَى الصِّرَاطِ رَبِّ
سَلِّمْ سَلِّمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ) اور روایت ہے مغیرہ بن شعبہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ علامت مومنین کی دن قیامت
کے پل صراط پر وقت گذرنیکے اُس سے یہ کلمہ ہوگا اے رب میرے سلامت رکھ سلامت رکھ (ف ح ع) قاموس مین ہے کہ شعار شین کے زیر سے علامت جنگ مین
اور سفر مین اور یہ کلمہ علامت مسلمانون کی ہے کہ اُس سے پہچانے جاوینگے اور ہر امت بمتابعت اور اقتدا پیغمبر اپنے کے اُسکو کہینگے اور ظاہر تر یہ ہے کہ یہ کلمہ شعار
مومنین کاملین کا ہوگا کہ وہ علما عاملین اور شہدا اور صالحین ہین کہ جنکو مرتبہ شفاعت ہے باتباع انبیا اور رسولون کے اور روایت کیا ابن مردویہ نے حضرت علی
سے بطریق مرفوع کے کہ شعار مومنین کا اُسدن کہ اُٹھائے جاوینگے اپنی قبرون سے لا الہ الا اللہ وعلی اللہ فلیتوکل المومنون ہوگا اور روایت کیا شیرازی نے
سے کہ شعار مومنین کا روز قیامت کے قیامت کی اندھیریون مین یہ ہوگا لا الہ الا انت نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے (وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَفَاعَتِيْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ جَابِرٍ) اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ شفاعت میری ثابت ہے گناہ کبیرہ کرنے والون کے لیے میری امت مین سے (ف ح ع) یعنے شفاعت میری بیچ عفو کرنے کے کبائر کے ہے

امت کے لیے ہوگی نہ اوروں کے لیے اور کہا طیبی نے کہ مراد وہ شفاعت ہے کہ واسطے نجات اور خلاصی کے ہوگی عذاب سے اور واسطے رفعت درجات کے
اور زیادتی کرامات کی ثابت ہے واسطے اولیا اور انبیا اور علما کے بھی اور اہل سنت کے نزدیک ثابت ہے شفاعت اس آیت سے یومئذ لا تنفع الشفاعة الا من اذن له
الرحمن ورضی له قولا اور حدیثیں اس قدر آئی ہیں اس میں کہ سب ملکر حد تواتر کو پہنچی ہیں اور اجماع ہے سلف صالح کا اور انکے بعد اہل سنت کا اسپر اور منکر ہیں شفاعت کے
خوارج اور بعضے معتزلہ اور شفاعت پانچ قسم پر ہے ایک تو خاص ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور وہ یہ ہے کہ راحت دینگے حضرت لوگوں کو موقف کے
ہولوں سے اور دوسری ہوگی بیچ داخل کرنے ایک قوم کے جنت میں بغیر حساب کے اور یہ بھی وارد ہوئی ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور تیسری
شفاعت اس قوم کے لیے ہوگی کہ لائق ہونگے دوزخ کے پس شفاعت کرینگے انکے حق میں ہمارے نبی صلعم جنکے لیے کہ اللہ تعالے چاہیگا اور چوتھی انکے حق میں
کہ داخل ہونگے آگ میں گنہگاروں میں سے پس حدیثیں آئی ہیں انکے نکالنے میں بسبب شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور فرشتوں کے اور بھائی مسلمانوں کے
پھر نکالیگا اللہ تعالے اس شخص کو کہ کہا ہوگا جسنے لا اله الا الله اور پانچویں شفاعت ہوگی بیچ زیادتی درجات کے بہشت میں اہل بہشت کے لیے روایت کی یہ
ترمذی اور ابوداود نے اور روایت کی ابن ماجہ نے جابر سے (وعن عوف بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتاني آت من عند ربي فخيرني
بين ان يدخل نصف امتي الجنة وبين الشفاعة فاخترت الشفاعة وهي لمن مات لا يشرك بالله شيئا رواه الترمذي وابن ماجة) اور روایت ہے عوف بیٹے مالک کے سے کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے آیا میرے پاس ایک آنیوالا میرے رب کے پاس سے پس مختار کیا مجکو اسمیں کہ داخل ہو آدھی امت میری بہشت میں اور درمیان شفاعت کے پس
پس اختیار کی میں نے شفاعت کرنی یعنے واسطے امت اجابت کے تا سب مومنوں کو شامل ہو اور کوئی اس سے باہر نہ نکلے جیسے کہ فرمایا اور شفاعت ثابت ہے
اسکے لیے کہ مرے اس حال میں کہ نہ شریک کرتا ہو ساتھ اللہ کے کسی کو یعنے سب مومنوں کے لیے نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے (وعن عبد الله بن ابي الجدعاء
قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يدخل الجنة بشفاعة رجل من امتي اكثر من بني تميم رواه الترمذي والدارمي وابن ماجة) اور روایت ہے عبد الله
بن ابی الجدعاء سے کہ کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے کہ داخل ہونگے بہشت میں بسبب شفاعت کرنے ایک شخص کے یعنے شخص بزرگ
کے میری امت میں سے زیادہ بنی تمیم سے فرمایا کہ ایک قبیلہ ہے نہایت بڑا اور جب ایک شخص کی شفاعت سے اتنے آدمی بہشت میں جاوینگے تو دیکھا چاہیے
کہ کتنے اچھے لوگ ہونگے میری امت میں اور سب شفاعت کرینگے پس بہت سے لوگ انکی شفاعتوں سے بہشت میں جاوینگے اور بعضوں نے کہا کہ یہ شخص حضرت
عثمان ہونگے اور بعضوں نے کہا اویس قرنی اور بعضوں نے کہا اور کوئی کہا زین العرب نے کہ یہ قریب ہے [illegible] نقل کی یہ ترمذی اور دارمی اور ابن ماجہ نے (وعن
ابي سعيد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان من امتي من يشفع للفئام ومنهم من يشفع للقبيلة ومنهم من يشفع للعصبة ومنهم من يشفع للرجل حتى
يدخلوا الجنة رواه الترمذي) اور روایت ہے ابو سعید خدری سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق امت میری سے یعنے بعضے افراد امت
سے جیسے علما اور شہدا اور صلحا سے وہ شخص ہوگا کہ شفاعت کریگا جماعتوں کی اور بعض انمیں سے وہ ہوگا کہ شفاعت کریگا ایک قبیلہ کی فوج اور قبیلہ قوم کثیر
اور ایک باپ کے بیٹوں کو کہتے ہیں اور بعضا انمیں سے وہ ہوگا کہ شفاعت کریگا عصبہ کی فوج عصبہ بیشتر ہیں اور جزم صاد کے دس سے چالیس تک
تک اور بعضا انمیں سے وہ ہوگا کہ شفاعت کریگا ایک مرد کی یہانتک کہ داخل ہوگی اسی طرح شفاعت سے تمام امت بہشت میں نقل کی یہ ترمذی نے
(وعن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله عز وجل وعدني ان يدخل الجنة من امتي اربع مائة الف بلا حساب فقال ابو بكر زدنا يا رسول الله
قال وهكذا فحثا بكفيه وجمعهما فقال ابو بكر زدنا يا رسول الله قال وهكذا فقال عمر دعنا يا ابا بكر فقال ابو بكر وما عليك ان يدخلنا الله كلنا الجنة فقال عمر ان الله عز وجل
ان شاء ان يدخل خلقه الجنة بكف واحد فعل فقال النبي صلى الله عليه وسلم صدق عمر رواه في شرح السنة) اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ تحقیق خداے عز وجل نے وعدہ کیا مجھسے یہ کہ داخل کریگا بہشت میں میری امت میں سے چار لاکھ بلا حساب یعنے بیحساب وکتاب اور ساتھ عذاب

پس کہا ابو بکر نے زیادہ کیجیے ہمکو یا رسول اللہ یعنے مانگیے اللہ تعالے سے اور چاہیے اس سے کہ زیادتی کرے اسمین یا زیادتی کیجیے خبر دینے مین اس چیز سے کہ وعدہ کیا ہی
تمسے تمھارے پروردگار نے ف ح اور پہلے گذرا کہ ستر ہزار ہونگے اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہونگے اور تین لپین ست فرمایا آنحضرت نے اور زیادتی اسپر اسطرح
پس واسطے بیان کیا اسکے لپ بنائین دونون ہاتھون سے اور جمع کیا دونون ہاتھون اپنے کو ف ع یعنے جیسے کہ وقت دینے کے کرتے ہین اور ظاہر تر یہی کہ یہ حکایت
ہو فعل حق سبحانہ کی چنانچہ اسی پر یہ کہا ہی شارح نے کہ بیان کی یہ مثل لپ بنانے کی اسلیے کہ شان اچھے دینے والے کی یہی ہی کہ جب طلب زیادتی کی کیجاتی ہی تو دونون
ہاتھون سے لپ بھر کر دیتا ہی یا اصحاب لپ یعنے کنایہ ہی مبالغہ سے بہت دینے مین والا وہان نہ ہتیلی ہی نہ لپ ست پھر کہا ابو بکر نے کہ زیادہ کیجیے ہمکو یا رسول اللہ
فرمایا اسطرح یعنے وہی پہلی طرح اشارہ کیا دونون ہاتھون سے پس کہا عمر نے کہ چھوڑ دے ہمکو اے ابو بکر یعنے تا عمل کرین اور نہ خوف عذاب کی جد وجہد کرین اسمین اور با بھروسا
کرم الٰہی کے عمل سے باز نہ رہین پس کہا ابو بکر نے نہین مضرت ہی تجھپر اسمین کہ داخل کرے اللہ ہم سب کو بہشت مین پس کہا عمر نے کہ تحقیق اللہ عزوجل اگر چاہے داخل کرنا مخلوق
اپنی کا بہشت مین ایکبار کرسکتا ہی یعنے نہین احتیاج تکرار سوال اور کثرت الحاح کی کیا ہی پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سچ کہا عمر نے ف ح کہا ہی علما نے
کہ جو کچھ ابو بکر نے کہا قبیل مناجات کی اور کشف ... ظاہر قول عمر کا قبیل ... اور آنحضرت نے جو اول جواب دیا ابو بکر کو ساتھ اس چیز کے کہ ...
کہا اور دوبارہ تصدیق کی ... بشارت کو قول علم ... اور کلام عمر کا بھی بشارت ہی بلکہ عظیم تر اس سے پس مآل دونون کا ایک ہی ہوگا فافہم
ست نقل کی بغوی نے شرح السنہ مین (وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَفُّ أَهْلُ النَّارِ فَيَمُرُّ بِهِمُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ يَا فُلَانُ
أَمَا تَعْرِفُنِي أَنَا الَّذِي سَقَيْتُكَ شَرْبَةً وَقَالَ بَعْضُهُمْ أَنَا الَّذِي وَهَبْتُ لَكَ وَضُوءًا فَيَشْفَعُ لَهُ فَيُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ) اور روایت ہی انس سے کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے صف باندھکر کھڑے کیے جاوینگے یا صف باندھکر کھڑے ہونگے دوزخی یعنے گنہگار اور بدکار پس گذریگا اُنپر ایک شخص بہشتیون سے یعنے علما اخیار
اور صلحا ابرار یعنے سالکین و سائرین کے انبیا کی راہ مین پاس وار دنیا مین پس گذریگا اُنپر ایک شخص بہشتیون مین سے پس کہیگا ایک شخص دوزخیون مین سے اس بہشتی کو اے فلانے
یعنے نام لیگا اُسکا کیا نہین پہچانتا ہی تو مجھکو مین وہ ہون کہ پلایا تھا مین نے تجھکو ایکبار پانی اور کہیگا بعض اُنکا یعنے دوزخیون کا کہ مین وہ شخص ہون کہ دیا تھا مین نے تجھکو
پانی وضو کا پس شفاعت کریگا وہ بہشتی اُس دوزخی کی پس داخل کریگا اُسکو بہشت مین ف ح یعنے سبب ہوگا اُسکے دخول کا اور اس سے معلوم ہوا کہ فاسق و
گنہگار اگر خدمت و امداد اہل طاعت و تقوی کی دنیا مین کرینگے تو نتیجہ اُسکا پاوینگے اور اُنکی امداد و شفاعت سے بہشت مین جاوینگے کہا مظہر نے کہ اسمین ترغیب
ولائی احسان کرنے پر مسلمانون سے خصوصًا صلحا سے اور اُنکی ہمنشینی کرنے پر اور محبت پر کہ اُنکی صحبت زینت ہی دنیا مین اور نور ہی عقبی مین نقل کی ہی ابن ماجہ نے
(وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ رَجُلَيْنِ مِمَّنْ دَخَلَ النَّارَ اشْتَدَّ صِيَاحُهُمَا فَقَالَ الرَّبُّ تَعَالَى أَخْرِجُوهُمَا فَقَالَ لَهُمَا لِأَيِّ شَيْءٍ اشْتَدَّ صِيَاحُكُمَا
قَالَا فَعَلْنَا ذَلِكَ لِتَرْحَمَنَا قَالَ فَإِنَّ رَحْمَتِي لَكُمَا أَنْ تَنْطَلِقَا فَتُلْقِيَا أَنْفُسَكُمَا حَيْثُ كُنْتُمَا مِنَ النَّارِ فَيُلْقِي أَحَدُهُمَا نَفْسَهُ فَيَجْعَلُهَا اللهُ عَلَيْهِ بَرْدًا وَسَلَامًا وَيَقُومُ الْآخَرُ فَلَا يُلْقِي نَفْسَهُ فَيَقُولُ
لَهُ الرَّبُّ تَعَالَى مَا مَنَعَكَ أَنْ تُلْقِيَ نَفْسَكَ كَمَا أَلْقَى صَاحِبُكَ فَيَقُولُ رَبِّ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ لَا تُعِيدَنِي فِيهَا بَعْدَ مَا أَخْرَجْتَنِي مِنْهَا فَيَقُولُ لَهُ الرَّبُّ تَعَالَى لَكَ رَجَاؤُكَ فَيَدْخُلَانِ جَمِيعًا الْجَنَّةَ
بِرَحْمَةِ اللهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہی ابو ہریرہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق دو شخص اُن شخصون مین سے کہ داخل ہونگے آگ مین نہایت
ہوگا چلانا اُنکا یعنے رونا اور جزع فزع اور فریاد کرنا اُنکا پس فرماویگا پروردگار تعالے یعنے دوزخ کے فرشتون سے کہ نکالو اُنکو پس فرماویگا اللہ تعالے اُنسے کہ کس سبب سے
سخت ہوا چلانا تمھارا کہینگے کہ کیا ہمنے یہ یعنے چلانا تاکہ رحم کرے تو ہمپر یعنے اسلیے کہ تو دوست رکھتا ہی اسکو کہ التجا کرے تجھسے فرماویگا اللہ پس تحقیق رحمت میری تمھارے
یہی کہ جاؤ پس ڈالو اپنے تئین اُس جگہ کہ تھے تم آگ مین ف ع اگر کوئی کہے کہ کیونکر آگ مین پڑنے کو محل کیا رحمت پر جواب یہ کہ یہ قبیلہ محل کرنے کے سبب سے ہی سبب
اور تحقیق اسکی یہ ہی کہ چونکہ قصور کیا تھا اُنھون نے دنیا مین امر الٰہی کی فرمانبرداری کرنے مین حکم کیے جاوینگے وہان اسکا کہ فرمانبرداری کرین اسمین کہ اپنے تئین
آگ مین ڈالین واسطے آگاہ کرنے اسکے کہ رحمت الٰہی مترتب ہی اُسکی فرمانبرداری پر پس ڈالیگا ایک اُنکا اپنے تئین آگ مین یعنے بسبب چلنے راہ بندگی

اور طلب تھا اسکے ہونے کے پس کہیگا آگ کو اللہ تعالیٰ مانند تھنڈا اور سلامت ہونے کے حضرت ابراہیم پر کہ اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی بلا اور محنت اور مصیبت میں طریقہ رضا اور تسلیم کا چلے تو اللہ تعالیٰ اس بلا کو اسپر آسان اور زائل کردیتا ہے مانند آگ کے اسکو نہ پہونچے گی اور کہا گیا ہے کہ دوسرا پس شخص ڈالیگا اپنے تئیں بیچ آگ کے بسبب مشاہدہ مجرد ہونا طلب کے اور امیدوار لطف و رحمت باری تعالیٰ کے پس کہیگا اسکو پروردگار تعالیٰ کہ کس چیز نے منع کیا تجھکو ڈالنے سے اپنے تئیں آگ میں جیسے کہ ڈالا یار تیرے نے پس کہیگا وہ شخص اے رب میرے تحقیق میں البتہ امید رکھتا ہوں کہ پھر نہ پھیریگا تو مجھکو آگ میں بعد از نکالنے کے مجھکو اس سے پس فرماویگا اللہ تعالیٰ تیرے لیے ہے جو کہ امید رکھی تو نے ف اس میں دلیل ہے اسپر کہ امید بندہ کی مولیٰ سے مفید ہوتی ہے بیچ کرم اور عطاء اللہ تعالیٰ کے اگرچہ سبب مجرد ہونا توانائی اپنی کے وامر و اطاعت و فرمان برداری سے باہر نکلے تھے پس داخل کیے جاوینگے وہ دونوں شخص ایک بہشت میں بسبب رحمت خدا تعالیٰ کے نقل کی یہ ترمذی نے (وعن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يرد الناس النار ثم يصدرون منها باعمالهم فاولهم كلمح البرق ثم كالريح ثم كحضر الفرس ثم كالراكب في رحله ثم كشد الرجل ثم كمشيه رواه الترمذي والدارمي) اور روایت ہے ابن مسعود سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حاضر ہونگے لوگ آگ پر یعنے بسبب عبور کرنے کے پل صراط پر کہ دوزخ پر رکھا ہے آگ پر حاضر ہونگے اور پہنچینگے اسکو پھر پھرینگے اس سے یعنے نجات پاوینگے اور خلاص ہونگے اس سے بسبب اعمال اپنے کے اور بہ اندازہ انکے کے پس اول اور افضل انکے گذرینگے مانند چمکنے بجلی کے پھر مانند چلنے ہوا کے پھر مانند دوڑنے گھوڑے کے پھر مانند سوار کے اپنے اونٹ پر پھر مانند دوڑنے مرد کے پھر مانند چلنے اسکے کے پا پیادہ موافق عادت کے نقل کی یہ ترمذی اور دارمی نے (الفصل الثالث)

فصل تیسری (عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان امامكم حوضا ما بين جنبيه كما بين جرباء واذرح قال بعض الرواة هما قريتان بالشام بينهما مسيرة ثلث ليال وفي رواية فيه اباريق كنجوم السماء من ورده فشرب منه لم يظمأ بعدها ابدا متفق عليه) اور روایت ہے ابن عمر سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگے تمہارے یعنے دن قیامت کے حوض ہے میرا مسافت درمیان دونوں طرفوں اسکے کے مانند اس مسافت کے کہ درمیان جربا اور اذرح کے ہے کہا بعض راویوں نے کہ جربا اور اذرح دو بستیاں ہیں شام میں کہ درمیان ان دونوں کے مسافت تین دن کی ہے ف کہا صاحب قاموس نے کہ جربا بستی ہے اذرح کے برابر میں اور غلطی کی ہے جسنے کہا کہ ان دونوں میں تین دن کی مسافت ہے اور وہم کسی راوی سے ہوا ہے کہ لفظ زیادتی کا ساقط کردیا ہو اور ذکر کیا ہے اسکو دارقطنی نے کہ وہ یہ ہے ما بين ناحيتي حوضي كما بين المدينة وجرباء واذرح اور ایک روایت میں یہ زیادتی بھی آئی ہے کہ رکھے ہونگے اسکے کناروں میں آبخورے مانند ستاروں آسمان کے یعنے کثرت اور چمک میں جو کوئی آویگا اسپر اور پیویگا پانی اس میں سے پیاسا نہیں ہونے کا بعد اس پینے کے کبھی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن حذيفة وابي هريرة قالا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يجمع الله تبارك وتعالى الناس فيقوم المؤمنون حتى تزلف لهم الجنة فياتون آدم فيقولون يا ابانا استفتح لنا الجنة فيقول وهل اخرجكم من الجنة الا خطيئة ابيكم لست بصاحب ذلك اذهبوا الى ابني ابراهيم خليل الله قال فيقول ابراهيم لست بصاحب ذلك انما كنت خليلا من وراء وراء اعمدوا الى موسى الذي كلمه الله تكليما فياتون موسى فيقول لست بصاحب ذلك اذهبوا الى عيسى كلمة الله وروحه فيقول عيسى لست بصاحب ذلك فياتون محمدا فيقوم فيؤذن له وترسل الامانة والرحم فتقومان جنبتي الصراط يمينا وشمالا فيمر اولكم كالبرق قال قلت بابي انت وامي اي شيء كمر البرق قال الم تروا الى البرق كيف يمر ويرجع في طرفة عين ثم كمر الريح ثم كمر الطير وشد الرجال تجري بهم اعمالهم ونبيكم قائم على الصراط يقول رب سلم سلم حتى تعجز اعمال العباد حتى يجيء الرجل فلا يستطيع السير الا زحفا قال وفي حافتي الصراط كلاليب معلقة مامورة باخذ من امرت به فمخدوش ناج ومكدوس في النار والذي نفس ابي هريرة بيده ان قعر جهنم لسبعين خريفا رواه مسلم) اور روایت ہے حذیفہ اور ابی ہریرہ سے کہ کہا دونوں نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمع کریگا اللہ تعالیٰ برکت والا اور بلند قدر لوگوں کو یعنے محشر میں پس کھڑے ہونگے مسلمان یہاں تک کہ قریب کیجاویگی واسطے انکے بہشت ف ع جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے واُزلفت الجنة اُزلفت علمت نفس کا آخر تک پس آوینگے مومن یعنے بعضے مومن خواص ہر امت سے آدم کے پاس پس کہینگے اے باپ ہمارے کھلوا ہمارے لیے

جنت کو پہنچا کہ داخل ہو وہ بیچ اسکے ہم انہیں پس کہینگے آدم کہ نہیں نکالا انکو بہشت سے مگر تمہارے باپ کی خطا نے نہیں ہوں میں لائق اس کا رستے کہ جاؤ تم طرف بیٹے میرے
ابراہیم کے کہ خلیل اللہ ہیں یعنی وہ افضل رسولوں میں سے ہیں اور بعد خاتم الانبیا کے اس سے حال اپنا عرض کرو فرمایا حضرت نے پس کہینگے ابراہیم کہ نہیں میں لائق اس
کام کے نہیں ہوں میں قابل بلکہ پہنچو ساتھ پیچھے اسکے پیچھے اسدن کے قصد کرو طرف موسی کے کلام کیا اس سے خدا تعالی نے کلام کرنا فرشتے کا صاحب تحریر نے
کہ یہ وارد ہوا ہے بطریق تواضع کے کہ میں لائق اس درجہ بلند کے نہیں ہوں اور تحقیق کہ میں جو بزرگیاں دیا گیا ہوں بواسطہ جبرئیل کے دیا گیا ہوں و لیکن تم موسی
کے پاس جاؤ کہ انکو کلام بلا واسطہ حاصل ہے اور اگر اسلیئے کہا کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا سماع بغیر واسطے کے حاصل ہوئی ہے انکو رویت
بھی پس گویا کہ کہا کہ میں پیچھے اس موسی کے ہوں کہ جو پیچھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں تب پس آوینگے موسی علیہ السلام کے پاس کہینگے وہ کہ نہیں ہوں میں لائق اسکے جاؤ
طرف عیسی کے کہ کلمہ اللہ اور روح اسکی ہیں پس کہینگے وہ کہ نہیں ہوں میں لائق اس کا کہ بیشک اس وقت منحصر ہوگا امر شفاعت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جاؤ تم
آوینگے وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس فرمینگے کہ نہایت مقام قرب وعزت انکو حاصل ہے درگاہ رب العالمین میں اور مشہور اور ممتاز ہیں درمیان انبیا اور رسولوں
کے اور اسلیئے نہ کہا کہ آوینگے میرے پاس اور ذکر کیا اسم شریف اپنا [illegible] اور مشہور [illegible] مقام محمود ہے کہ مقام شفاعت ہے
جیسے کہ فرمایا تب پس کھڑے ہوینگے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی داہنی طرف عرش رحمن کے اور اذن چاہینگے شفاعت کا بیچ قوم انسان کے واسطے راحت دینے کے
سختی موقف سے پس اذن دیا جاویگا انکو [illegible] اور بھیجی جاویگی امانت اور ناطہ یعنی صورت [illegible] آوینگے پس کھڑے ہونگے امانت اور ناطہ
دونوں طرف پل صراط کے داہنی اور بائیں یعنی واسطے طلب حق اور اعانت کے پس گذریگی جماعت کہ اول وافضل ہیں تم میں سے مانند بجلی کے یعنی جلدی [illegible]
کہا ابوہریرہ نے کہا میں نے آنحضرت سے کہ فدا ہو تجھ پر میرے ماں باپ میرے کون سی چیز ہے اور کیونکر ہوگا مانند گذرنے بجلی کے فرمایا کیا نہیں دیکھتے تم طرف بجلی کے کیونکر
گذرجاتی ہے اور پھر آتی ہے آنکھ جھپکنے میں [illegible] ظاہر ہے کہ مراد [illegible] انبیا ہیں اور احتمال ہے کہ مراد [illegible] اصفیا یعنی اولیا اس امت کے ہوں تب پھر گذرینگے مانند گذرنے
ہوا کے پھر گذرینگے مانند گذرنے پرندوں کے اور دوڑنے مردوں کے یا پیادوں کے جاری کریگی انکو صفائی اور نورانیت اور قوت اعمال انکی اور نبی تمہارا [illegible]
کھڑے ہونگے پل صراط پر کہتے ہونگے اے رب میرے سلامت رکھ سلامت رکھ یہاں تک کہ عاجز ہونگے عمل بندوں کے یعنی سست ہوگی قوت انکی [illegible] ہونگے
وبیچ اعمال کے سبب انکے قوت سے گذرنے [illegible] یہاں تک کہ آویگا ایک شخص پس نہ چل سکیگا اور نہ گذر سکیگا پل صراط سے گھسٹتا ہوا سرین کے بل مانند لڑکوں کے فرمایا آنحضرت
نے اور دونوں طرف صراط کے آنکڑے ہونگے لٹکائے گئے حکم کیے گئے یعنی درگاہ الہی سے پکڑینگے اس شخص کو کہ حکم کیے گئے ساتھ اسکے پس بعضے لنگڑے زخمی ہوکر
نجات پاوینگے یعنی آگ میں پڑنے سے اور بعضے ہاتھ پاؤں باندھکر دوزخ میں ڈالے جاوینگے قسم ہے اس ذات کی کہ جان ابوہریرہ کی اسکے ہاتھ میں ہے کہ تحقیق گہراؤ
دوزخ کا البتہ ستر برس کی راہ ہے روایت نقل کی یہ مسلم نے (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ مِنَ النَّارِ قَوْمٌ بِالشَّفَاعَۃِ کَاَنَّھُمُ الثَّعَارِیْرُ قُلْنَا
مَا الثَّعَارِیْرُ قَالَ اِنَّہُ الضَّغَابِیْسُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے جابر سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نکلیگی آگ دوزخ سے ایک قوم بسبب شفاعت کے
گویا کہ وہ ثعاریر ہیں کہا ہمنے کیا ہے ثعاریر فرمایا وہ ککڑیاں ہیں [illegible] مشابہت دی گئی ککڑی کے ساتھ اسلیئے کہ وہ جلدی بڑھتا ہے یعنی جلکر کوئلا ہو جاوینگے
لیکن جب نکالکر نہر الحیوۃ میں ڈالے جاوینگے جلد پھر تازہ توانا ہوجاوینگے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ثَلٰثَۃٌ الْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّہَدَاءُ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ) اور روایت ہے عثمان بن عفان سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
نے کہ شفاعت کرینگے دن قیامت کے تین طرح کے لوگ انبیا پھر علما یعنی علما باعمل پھر شہدا [illegible] کرنے میں بلفظ ثم کے دلالت صریح ہے اوپر تفضیل

علما کے شہدا پر جیسے کہ دلالت کرتی ہے اسپر وہ حدیث کہ روایت کی شیرازی نے یُوْزَنُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مِدَادُ الْعُلَمَاءِ بِدَمِ الشُّہَدَاءِ فَیَرْجَحُ مِدَادُ الْعُلَمَاءِ عَلٰی
دَمِ الشُّہَدَاءِ اور جاننا چاہیے کہ تخصیص شفاعت کی ان تین گروہوں پر بسبب زیادتی [illegible] کے ہے ورنہ تمام اہل خیر کے لیئے مسلمانوں میں سے [illegible]

ثابت ہو اور حدیثین مشہورہ اس باب مین وارد ہین خواہ واسطے مغفرت گناہون کے ہو یا رفعت درجات کے لیے اور انکار شفاعت بدعت و گمراہی ہو جیسے کہ خوارج
اور بعضے معتزلہ نے اختیار کیا ہو یہ حدیث نقل کی ہو ابن ماجہ نے باب صفۃ الجنۃ واھلہا یہ باب ہو بیچ بیان حال جنت اور لوگون اُسکے کے فرح جنت اصل لغت
مین بمعنے ڈھانکنے کے ہو اور ترکیب ان حروف کے واسطے ستر اور ڈھانکنے کے آتی ہو بعد ازان نام ہوا درختون سایہ دار کا بسبب ڈھانکنے انکے اس چیز کو کہ
نیچے اُسکے ہو بعدہ نام باغ کا ہوا کہ درخت سایہ دار ہوتے ہین اُسمین بعد ازان نقل کیا گیا طرف دار ثواب کے کہ بہشت ہو اور صراح مین کہا جنت باغ و بہشت
الفصل الاول فصل پہلی (عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالی اعددت لعبادی الصالحین ما لا عین رأت ولا اذن سمعت
ولا خطر علی قلب بشر واقرءوا ان شئتم فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین متفق علیہ) روایت ہو ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ فرمایا
اللہ تعالی نے کہ تیار کی ہین مین نے اپنے نیک بندون کے لیے وہ چیزین کہ نہ کسی آنکھ نے اُسکی ذات کو دیکھا اور نہ کسی کان نے صفات کو سنا اور نہ گذری ماہیت اُسکی کسی
آدمی کے دل پر فرح اور ہو سکتا ہو کہ مراد اول سے اچھی صورتین ہون اور دوسری سے آوازین دلکش اور تیسری سے خاطرین خوش پس پڑھو اگر چاہو
تم بیچ تحقیق و تصدیق اُسکی اس آیۃ کو پس نہین جانتا کوئی نفس اُس چیز کو کہ پوشیدہ کی گئی اور رکھی گئی ہو واسطے شب بیدارون اور مال خرچ کرنے والون کے قسم اُس
چیز سے کہ سبب خنکی آنکھ اور آرام اُنکے کا ہو فرح یہ کنایہ ہو شادی اور خوشی اور پانے مقصود کے سے اولا قرۃ مشتق ہو قر سے ساتھ زبر قاف کے بمعنے قرار اور
ثبات کے اور آنکھ وقت نظر کرنے کے طرف محبوب کے قرار پکڑتی ہو اور مطمئن ہوتی ہو اور طرف نہین پھرتی ایسی ہی حالت فرحت و سرور مین سکون و آرام پکڑتی
ہو اور وقت نظر کرنیکے طرف غیر محبوب کے متفرق اور ملتفت ہوتی ہو اور ایسے ہی حالت خوف و غم مین متحرک اور مضطرب ہوتی ہو یا قرۃ مشتق قر سے ساتھ پیش قاف کے
بمعنے سرور اور خنکی یا اور سردی آنکھ اور لذت اُسکی کے مشاہدہ محبوب مین اور پانے مقصود مین اور گرمی اور سوزش اُسکی بیچ دیکھنے دشمنون کے اور بیچ حالت انتظار
مطلوب کے ہو چنانچہ اسلیے فرزند کو قرۃ العین کہتے ہین اور حدیث مین جو آیا ہو کہ جعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ اسمین بھی یہ دونون معنے محتمل ہین جیسے کہ باب فضل الفقراء
مین گذرا یہ حدیث نقل کی بخاری اور مسلم نے (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موضع سوط فی الجنۃ خیر من الدنیا وما فیہا متفق علیہ) اور روایت
ہو ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جگہ ایک کوڑے کی بہشت مین یعنے تھوڑی سی جگہ اور ادنی مکان اُسمین بہتر ہو دنیا سے اور جو کچھ کہ
دنیا مین ہو فرح اسلیے کہ جنت اور نعمتین اُسکی باقی ہین اور دنیا اور اُسکی چیزین فانی ہین اور ذکر کوڑے کا بسبب عادت کے ہو کہ سوار جب ایک جگہ اُترنے کا ارادہ کرتا
ہو تو کوڑا اپنا ڈالدیتا ہو تا علامت ہو اسپر اور کوئی وہان نہ اُترے یہ حدیث نقل کی بخاری اور مسلم نے (وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غدوۃ فی
سبیل اللہ او روحۃ خیر من الدنیا وما فیہا ولو ان امرأۃ من نساء اہل الجنۃ اطلعت الی الارض لاضاءت ما بینہما ولملأت ما بینہما ریحا ولنصیفہا علی راسہا خیر من الدنیا
وما فیہا رواہ البخاری) اور روایت ہو انس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بار اول روز مین جانا راہ خدا مین یا ایکبار آخر روز مین جانا اُسمین
بہتر ہو دنیا سے اور جو کچھ کہ دنیا مین ہو فرح یعنے جہاد اور ثواب اور مال مین اور تخصیص ان دونون وقتون کی بطریق عادت کے ہو اور مراد مطلق وقت و ساعت
ہو اگرچہ اول اور آخر وقت مین نہو اور راہ خدا جہاد ہو اور ہجرت اور حج اور طلب علم اور اور جو کچھ کہ اسمین قصد تقرب الہی کا ہو اور واسطے خدا کے ہو یہان تک کہ سفر
کرنا بتلاش رزق حلال کے نفقہ عیال کے لیے اور حاصل کرنے خاطر جمعی اور حضور کے لیے عبادت مین راہ خدا ہو اور جب ذکر کی فضیلت جانے کی راہ خدا مین تو
معلوم ہوا کہ ثواب اُسکا بہشت ہو اس تقریب سے کچھ خوبیان بہشت کی بیان کین کہ فرمایا اور اگر ایک عورت بہشتیون کی عورتون مین سے جھانکے طرف زمین کے
تو البتہ روشن کر دے اُس چیز کو کہ درمیان مشرق اور مغرب کے ہو فرح اور ضمیرین پھرتی ہین آسمان و زمین کی طرف یا جنت اور زمین کی طرف اور یہ ظاہر تر ہو واسطے
ذکر کرنے اُنکے کے عبارت مین صریحا اور البتہ بھر دے وہ عورت اُس چیز کو کہ درمیان اُن دونون کے ہو خوشبو سے اور البتہ اوڑھنی اُسکے سر کی بہتر ہو دنیا سے
اور جو کچھ کہ دنیا مین ہو نقل کی یہ بخاری نے (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی الجنۃ شجرۃ یسیر الراکب فی ظلہا مائۃ عام لا یقطعہا

وَلَقَابُ قَوْسِ اَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ اَوْ تَغْرُبُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق بہشت
مین ایک درخت ہے یعنے طوبی کہ چلے سوار نیچے سایہ اسکے کے سو برس ہنوز قطع نہ کرے اسکی مسافت کو اور البتہ جگہ بقدر کمان ایک تمہارے کی بہشت مین بہتر ہے
اس چیز سے کہ نکلا اسپر آفتاب یا غروب ہوا ہے ف یعنے دنیا اور دنیا کی چیزین لفظ او وتغرب مین یا تو شک راوی کے سبب ہے اور یا تخییر کے لیے اور یا بمعنی واو
کے اور مقدار کمان کی اسمین وہی جگہ کوڑے کی ہے کہ اوپر حدیث مین گذرا عادت ہے کہ سوار کوڑا ڈالدیتا ہے اور پیادہ کمان ف نقل کی بخاری اور مسلم نے
وَعَنْ اَبِي مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِي الْجَنَّةِ لَخَيْمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ وَاحِدَةٍ مُجَوَّفَةٍ عَرْضُهَا وَفِي رِوَايَةٍ طُوْلُهَا سِتُّوْنَ مِيْلًا فِي كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا
اَهْلٌ مَا يَرَوْنَ الْآخَرِيْنَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُ وَجَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ اَنْ يَّنْظُرُوْا اِلٰى رَبِّهِمْ اِلَّا رِدَاءُ
الْكِبْرِيَاءِ عَلٰى وَجْهِهٖ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اور روایت ہے ابو موسی سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تحقیق مومن کے لیے بہشت مین البتہ خیمہ ہوگا
ایک موتی کا خالی درمیان سے چکلائی اسکی یعنے پس طول اسکا بقدر عرض اسکی اور ایک روایت مین ہے لنبان اسکی ف یعنے اور اسی قیاس پر عرض اسکا اور
حاصل ہوا دونون روایتون سے طول وعرض اسکا ہر ایک ان دونون مین سے ساٹھ کوس کی اور ہر کونے مین اس خیمے کے اہل خانہ ہونگے یعنے مومن کی
بیوی وغیرہ نہ دیکھینگے یعنے ایک کونے والے اور گھر والون کو کہ اور کونون مین ہونگے پھر اکرینگا ان سب گھر والون پر مسلمان ف اور کہا ایک شارح نے اور مراد اسکے
ابن الملک نے بھی کہ اہل سے مراد ہین بیویان کہ جنسے جماع کریگا اور پھرنا کنایہ ہے جماع سے اور دو بہشتین ہین یعنے مسلمان کے لیے کہ چاندی سے کہ برتن
باسن انکے اور جو کچھ کہ انمین ہے یعنے قصور اور اسباب خانگی مانند تخت اور درخت وغیرہ ذلک سے اور دو بہشت ہین کہ سونے کے ہین باسن انکے اور جو کچھ کہ انمین ہے
ف ظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ دو جنتین فقط چاندی ہی کی ہونگی اور دو سونے کی اور حدیث مین جنت کی عمارت کے وصف مین آیا ہے کہ ایک اینٹ
سونے کی ہے اور ایک چاندی کی پس تطبیق ان دونون حدیثون مین یہ ہے کہ اول حدیث مین بیان ہے ان چیزون کا کہ جنت مین ہین یعنے باسن وغیرہ اور دوسری
مین صفت جنت کی دیوارون کی اور کہا طیبی نے کہ دلالت کرتی ہے کتاب وسنت اسپر کہ جنتین چار ہین کیونکہ اللہ تعالے نے سورہ الرحمن مین فرمایا ولمن خاف
مقام ربہ جنتان اور وصف بیان کیا انکا پھر فرمایا ومن دونہما جنتان اور وصف بیان کیا انکا اور ابی موسی سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتان آنیتہما
وما فیہما من ذہب وجنتان آنیتہما وما فیہما من فضۃ کہتا ہون مین یعنے ملا علی کہ مؤید ہے اسکی یہ روایت جنتان من الذہب للسابقین وجنتان من فضۃ لاصحاب الیمین
اور بعید نہین ہے کہ مراد جنتان سے یعنے آیہ مین دو قسمین ہون جنت سے کہ ایک ان دونون کی سونے سے ہے اور دوسری چاندی سے اور کبھی ہونگی کاملین کے لیے
دو جنتین سونے کی اور دو جنتین چاندی کی داہنی بائین طرف انکے محلون کی زینت کے لیے بسبب ہونے دو سونے کے اور یہ مراد جنتان سے بنا بر اسکے
کہ کبھی مراد تثنیہ سے کثرت ہوتی ہے اور مؤید ہے اسکو کہ دروازے جنت کے اور طبقات اسکے آٹھ ہین جنت عدن جنت الفردوس جنت الخلد جنت النعیم جنت الماوی دار السلام
دار القرار دار المقامۃ اور نہین مانع درمیان جنتیون کے اور درمیان نظر کرنے انکے کے طرف پروردگار اپنے کے مگر چادر بزرگی اور عظمت کی اوپر ذات پروردگار
کے جنت عدن مین ف یعنے جب جنتی بہشت مین داخل ہونگے تو حجاب جسمانی اور کدورت طبعی کہ درمیان بندے کے اور درمیان رویت رب کے مانع ہین اٹھ جا
مگر پردہ جلال اور کبریائی اور عظمت ذات مقدس کے باقی ہونگے سو وہ بھی از راہ مہربانی وتفضل رب کے اٹھ جاوینگے اور اسکو عیانا دیکھینگے ف نقل
کی یہ بخاری اور مسلم نے وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنَّةِ مِائَةُ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَالْفِرْدَوْسُ
اَعْلَاهَا دَرَجَةً مِنْهَا تُفَجَّرُ اَنْهَارُ الْجَنَّةِ الْاَرْبَعَةُ وَمِنْ فَوْقِهَا يَكُوْنُ الْعَرْشُ فَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْاَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَلَمْ اَجِدْهُ فِي الصَّحِيْحَيْنِ وَلَا فِي كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ
اور روایت ہے عبادہ بیٹے صامت کے سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بہشت مین سو درجے ہین درمیان ہر دو درجون کے اتنا فرق ہے جیسا کہ
درمیان آسمان وزمین کے ف ممکن ہے یہ کہ مراد سو سے کثرت ہو اسلیے کہ وارد ہوا ہے روایت بیہقی مین عائشہ سے بطریق مرفوع کے عدد درج الجنۃ عدد آی القرآن

فمن دخل الجنة من اہل القرآن فلیس فوقہ درجة اور ممکن ہے کہ سو درجے ایسے ہون کہ جو وصف انکا ذکر ہوا اور درجے خلاف انکے ہون یعنی کم یا زیادہ اور روایت
کیا دیلمی نے سند فردوس مین ابوہریرہ سے مرفوع کہ جنت مین ایک درجہ ہے کہ نہین پہونچینگے اسکو مگر تھوڑے ست اور فردوس فرق ہے یعنی جنت اسکا نام فردوس
ذکر کیا گیا ہے قرآن مین قد افلح المومنون کے اول مین اولئک ہم الوارثون الذین یرثون الفردوس ست سب جنتون سے بلند تر ہے اور وسط درجہ کے یعنی
درجات اسکے بلند ترین درجات کے ہین صورت اور معنی جنت فردوس سے روان کیجاتی ہین چارون نہرین بہشت کی فرق ہے یعنی نہر پانی اور دودھ اور شراب
اور شہد کی کہ مذکور ہین قرآن مین فیہا انہار من ماء غیر آسن وانہار من لبن لم یتغیر طعمہ وانہار من خمر لذة للشاربین وانہار من عسل مصفی ست اور اوپر فردوس کے
عرش ہے فرق ہے پس یہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ فردوس اوپر تمام جنتون کے ہے اور اسیلیے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم امت کے لیے ست پس جب مانگو تم اللہ سے
بہشت تو مانگو تم اس سے فردوس کہ سب سے بلند تر اور بالاتر ہے نقل کی یہ ترمذی نے کہا مولف نے کہ نہین پائی مین نے یہ حدیث صحیحین مین یعنی انکے متنون مین اور
نہ کتاب حمیدی مین فرق ہے کہ جامع ہے صحیحین کی حاصل کلام مولف کا اعتراض ہے صاحب مصابیح پر کہ لایا اس حدیث کو صحاح مین حالانکہ نہین پائی گئی یہ مگر سنن مین
پس اعتراض مولف کا تو یہ ہے اور بعضے شارحین نے لکہا ہے کہ یہ حدیث موجود ہے صحیح بخاری مین دو جگہ ایک تو کتاب الجہاد مین اور دوسرے بیچ باب وکان عرشہ
علی الماء کے اور صحیح مسلم مین بہی موجود ہے بیچ باب فضل جہاد فی سبیل اللہ کے (وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی الجنة لسوقا یاتونہا کل جمعة
فتہب ریح الشمال فتحثو فی وجوہہم وثیابہم فیزدادون حسنا وجمالا فیرجعون الی اہلیہم وقد ازدادوا حسنا وجمالا فیقول لہم اہلوہم واللہ لقد ازددتم بعدنا حسنا وجمالا
فیقولون وانتم واللہ لقد ازددتم بعدنا حسنا وجمالا رواہ مسلم) اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق بہشت مین ایک بازار ہے یعنی
مجمع ہے کہ اسمین صورتین خواہش کی گئی ہین جمع ہونگے اسمین بہشتی ہر جمعہ مین فرق ہے یعنی مقدار ہر جمعہ مین سے یعنی ہفتہ مین اور نہین ہوگا وہان ہفتہ حقیقة بسبب
نہونے آفتاب اور رات و دن کے ست پس چلیگی ہوا شمال کی فرج شمال زیر شین سے اور زبر بہی آیا ہے ہوا کہ داہنی ہاتہ کی طرف سے آوے جب سامنے
قبلہ کے کھڑا ہو اور یہان مراد ہوا ہے مثل ہوا شمال کے ست پس ڈالیگی وہ ہوا یعنی مشک اور طرح بطرح کی خوشبوئین انکے موہنون مین یعنی بدنون پر اور کپڑون
مین پس زیادہ ہونگے بہشتی کہ اس مجمع مین حاضر ہونگے حسن وجمال مین یا زیادہ کرینگے حسن وجمال کو پس پہر پہرینگے یعنی بازار سے طرف گہر والون اپنے کے
اس حال مین کہ زیادہ ہو گئے ہونگے خوبصورتی اور جمال مین پس کہینگے انسے گہر والے انکے کہ قسم خدا کی تحقیق زیادہ کیا تمنے بعد جدا ہونے کے ہمسے حسن وجمال کو
پس کہینگے بہشتی گہر والون سے اور تمنے بہی قسم اللہ کی زیادہ کیا بعد ہمارے حسن وجمال کو فرق ہے اور یہ بات یا تو بسبب اسکے ہوگی کہ انکو بہی وہ ہوا پہونچے
اور یا بسبب عکس پڑنے جمال انکے کے تاثیر جمال وقال انکے کے ست نقل کی یہ مسلم نے (وعن ابی ہریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اول
زمرة یدخلون الجنة علی صورة القمر لیلة البدر ثم الذین یلونہم کاشد کوکب دری فی السماء اضاءة قلوبہم علی قلب رجل واحد لا اختلاف بینہم ولا تباغض لکل امرئ
منہم زوجتان من الحور العین یری مخ سوقہن من وراء العظم واللحم من الحسن یسبحون اللہ بکرة وعشیا لا یسقمون ولا یبولون ولا یتغوطون ولا یتفلون ولا
یمتخطون آنیتہم الذہب والفضة وامشاطہم الذہب ووقود مجامرہم الالوة ورشحہم المسک علی خلق رجل واحد علی صورة ابیہم آدم ستون ذراعا فی السماء
متفق علیہ) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اول جماعت کہ داخل ہونگے بہشت مین یعنی انبیا صورت
چودہوین رات کے چاند کے ہونگے پہر وہ لوگ کہ قریب ہونگے اس جماعت کے یعنی مرتبہ مین مثل اولیا اور علما اور شہدا اور صلحا سے داخل ہونگے مانند نہایت
روشن تارے کے بیچ آسمان کے روشنی مین یعنی جو تارے سوا چاند اور آفتاب کے اور تارون سے روشن ہو اسکے مانند ہر ایک روشن اور چمکتا ہوگا دل بہشتیون
کے اوپر دل ایک شخص کے ہونگے یعنی متفق اور ایک دل اور ایک جان اور دوست آپس مین جیسے کہ تفسیر کی اسکی یہ کہ نہین ہوگا کچہ اختلاف ان مین اور نہ
دشمنی اور کینہ آپس مین ہر شخص کے لیے بہشتیون مین سے دو دو بیبیان ہونگی حور عین سے فرق ہے حور جمع حورا کی اور حورا اس عورت کو کہتے ہین کہ جسکی آنکہ کی سفیدی

نہایت سفید اور سیاہی نہایت سیاہ ہو اور عین جمع عینا کی یعنی فراخ چشم کے اگر کہیں کہ ابھی فصل ثانی میں ایک حدیث آئی ہو کہ واسطے اہل جنت کی بہتر بیبیاں ہونگی
اور یہاں دو بیبیاں فرمائیں انمین کیا تطبیق ہی جواب یہ کہ مراد یہ ہی کہ دو بیبیاں ہونگی اس جنس سے کہ حور العین ہونگی ساتھ اور صفات کے کہ ذکر کین اور یہ منافات نہین
رکھتا ہو ساتھ اسکے کہ سوا ے اس جنس کے اور بیبیاں بہت ہون بہت دکھا جاتا ہو گودا اونکی پنڈلیون کی ہڈیون کا ہڈی اور گوشت کے پیچھے سے بسبب
نہایت حسن و صفائی اور لطافت کے ساتھ پاکی کے یاد کرینگے بہشتی اللہ تعالے کو صبح شام یعنی ہمیشہ نہ بیمار ہونگے بہشتی اور نہ پیشاب کرینگے اور نہ پیخانہ پھرینگے
اور نہ تھوکینگے اور نہ چھینکینگے باسن اونکے سونے اور چاندی کے ہونگے اور کنگھیان انکی سونے کی اور ایندھن انکی انگیٹھیون کا اگر ہوگا فرش یعنی دنیا کی
انگیٹھیون سے ایندھن کے لئے وغیرہ ہوتے ہین اور خوشبو کے لئے عود وغیرہ جلاتے ہین بنا برین بہشت کی انگیٹھیون سے کہ انکا ایندھن بھی عود ہوگا لفظ وقود و اقود
کے پیش سے روشن کرنا آگ کا اور واو کے زبر سے لکڑیان کہ جلائی جاتی ہین انگ اور مجامر جمع مجمر کی ہی میم کے زیر سے اور پیش سے آگے وہ چیز کہ رکھی جاوے اسمین
آگ اگر جلانے کے لئے یعنی انگیٹھی اور زبر میم سے بھی آیا ہی اور الوة زبر ہمزہ سے اور اسکے پیش سے اور پیش لام اور تشدید واو سے اگر یعنی عود ہندی ہی [illegible]
عرق انکا مشک ہوگا یعنی خوشبو انکی مانند مشک کے ہوگی سب اوپر خلق اور سیرت ایک مرد کے ہونگے یعنی سب خوش خلق اور متفق اور انبساط رکھنے والے
ہونگے آپسمین اوپر صورت اور شکل باپ اپنے کے کہ آدم ہین ساٹھ گز کے جانب آسمان مین نقل کی بخاری اور مسلم نے فرش یعنی درازی قد مین لفظ خلق پیش
خ سے اور ترجمہ اسکا مذکور ہوا اور اس صورت مین جملہ علی صورة ابیهم الخ کلام جدا ہوگا واسطے بیان صورت کے بعد از بیان سیرت کے اور خلق زبر خ سے بھی
روایت ہی یعنی سب ہونگے اوپر صورت اور شکل ایک مرد کے اور حسن و خوبی مین موافق آپس مین اور ہم عمر تیس تیس یا تینتیس تینتیس برس کے ہونگے اور اس وجہ علی
علی صورة ابیهم الخ بیان اور تفسیر ہی خلق رجل واحد کی اور دو روایت زیر اور پیش کی دونون صحیح ہین (وعن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
اهل الجنة یاکلون فیها ویشربون ولا یتفلون ولا یبولون ولا یتغوطون ولا یمتخطون قالوا فما بال الطعام قال جشاء ورشح کرشح المسک یلهمون التسبیح والتحمید
کما تلهمون النفس رواه مسلم) اور روایت ہی جابر سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تحقیق بہشتی کہ کھاوینگے بہشت مین اور پیوینگے اور نہ تھوکینگے اور نہ پیشاب
کرینگے اور نہ پاخانہ پھرینگے اور نہ ناک چھنکینگے عرض کیا بعضے صحابہ نے کہ جب پاخانہ نہ پھرینگے تو حال فضلہ طعام کا کیا ہی کیونکر باہر نکلیگا فرمایا کہ ہو جاویگا فضلہ
طعام کا ڈکار اور پسینہ فرش یعنی ڈکار کی ہوا مین و پسینے کی راہ نکل جاویگا اور یہ باعتبار اختلاف اشخاص اور اوقات کے ہی یا بعضا کھانا ڈکار ہو جاویگا اور بعضا پسینا
اور ظاہر تر یہ ہی کہ کھانا ڈکار ہو جاویگا اور پانی عرق الہام کئے جاوینگے بہشتی تسبیح اور تحمید یعنی سبحان اللہ کہنا اور الحمد للہ کہنا اور ذکر الہی اور ہو جاویگا وہ لازم
حال انکے کے اور بے تکلف نکلیگا جیسے کہ باہر نکلتا ہی سانس دم فرش یعنی کہ بے تکلف آتا ہی اور جاتا ہی یہ معنی ہین کہ نہین رنج اٹھاوینگے تسبیح و تہلیل سے جیسے کہ نہین رنج
اٹھاتے ہو تم یا وہ دم لینے سے اور نہین باز رکھیگی انکو کوئی چیز ذکر الہی سے جیسے کہ نہین باز رکھتا انکو دم لینا سے مانند ملائکہ کے حاصل یہ کہ نہین نکلیگا انسے دم مگر
کہ ملا ہوگا ساتھ ذکر اور شکر اللہ تعالے کے ساتھ نقل کی یہ مسلم نے (وعن ابی ہریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یدخل الجنة ینعم ولا یبأس ولا
یبلی ثیابه ولا یفنی شبابه رواه مسلم) اور روایت ہی ابو ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص داخل ہوگا بہشت مین چین مین رہیگا اور
نہ محتاج ہوگا اور نہ فکر مند اور نہ پرانے ہونگے کپڑے اسکے اور نہ تمام ہوگی جوانی اسکی یعنی جنت دار القرار والثبات ہی تغیر و تبدیل اور فساد اور خرابی اسمین نہین
نقل کی یہ مسلم نے (وعن ابی سعید وابی ہریرة قالا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ینادی مناد ان لکم ان تصحوا فلا تسقموا ابدا وان لکم ان تحیوا فلا
تموتوا ابدا وان لکم ان تشبوا فلا تهرموا ابدا وان لکم ان تنعموا فلا تبأسوا ابدا رواه مسلم) اور روایت ہی ابو سعید اور ابو ہریرہ سے کہا دونون نے کہ تحقیق رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پکاریگا پکارنے والا یعنی جنت مین جنتیون کو ساتھ اس مضمون کے کہ تمھارے لیے ہی کہ تندرست رہو تم پس بیمار نہ ہو کبھی اور تحقیق تمھارے
لیے ہی کہ زندہ رہو تم پس نہ مرو کبھی اور تحقیق تمھارے لیے ہی کہ جوان رہو تم پس نہ بوڑھے ہو کبھی اور تحقیق تمھارے لیے ہی کہ ناز و نعمت مین رہو اور محنت اور مشقت

دیکھیں بھی نقل کی یہ مسلم نے (وعن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اہل الجنۃ یتراءون اہل الغرف من فوقہم کما تتراءون الکوکب الدری
الغابر فی الافق من المشرق او المغرب لتفاضل ما بینہم قالوا یا رسول اللہ تلک منازل الانبیاء لا یبلغہا غیرہم قال بلی والذی نفسی بیدہ رجال آمنوا باللہ
وصدقوا المرسلین متفق علیہ) اور روایت ہے ابو سعید خدری سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق بہشتی دیکھینگے بالاخانے والوں کو اپنے اوپر جیسا کہ
دیکھتے ہو تم ستارہ روشن کو باقی رہا ہوا بیچ کنارہ آسمان کے جانب مشرق یا مغرب میں فائدہ لفظ غابر کے معنی ٹھہرا اور گزرا موجود سے مشہور معنے باقی کے اور مراد
اس سے باقی رہا ہوا افق میں بیچ سپیدی روشنی فجر کے کہ اسوقت چمکتا ہے ستارہ روشن اور بعضی روایت میں غایر ہی سے تحتانیہ سے یعنی آیا ہو غور سے یعنی نشیب سے کے
لیکن یہ تصحیف ہے اور روایت مشہور اول ہی کی ہے اور بیان تفاضل اور بلندی بالاخانون کی سبب بزرگی اور تفاوت مراتب کے ہے کہ درمیان بہشتیون کے ہوگا
فائدہ کہ مرتبہ بعضون کا بلند اور مرتبہ بعضون کا پست لکھا ہے علماء نے کہ بہشت میں طبقات ہونگے اعلی واسطے سابقین کے اور اوسط مقتصدین کے لیے
اور اسفل مخلطین کے لیے سے عرض کیا صحابہ نے یا رسول اللہ یہ بالاخانے اور محل بلند منازل پیغمبرون کے ہونگے کہ نہین پہنچینگے ان منازل و مراتب
کو غیر پیغمبرون کے فرمایا کہ ہان پہنچینگے ان منازل و مراتب کو غیر پیغمبرون کے بھی یعنی اولیا بسبب مشابہت و محبت انکی کے قسم ہے خدا کی کہ پہنچینگے اسکو وہ
مرد کہ ایمان لائے ہین اور سچا جانا پیغمبرون کو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فائدہ یعنی سچ قبول کرنے اس چیز کے کہ حکم کیے گئے ساتھ اسکے اور منع کیے گئے اس
سے جیساکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے آخر سورہ فرقان میں وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ہونا اولئک یجزون الغرفۃ بما صبروا الخ (وعن ابی ہریرۃ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدخل الجنۃ اقوام افئدتہم مثل افئدۃ الطیر رواہ مسلم) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ داخل ہونگی
جنت میں کتنی قومیں کہ دل انکے مانند دلون پرندون کے ہین فائدہ یعنی نرمی اور رحمت اور صفائی اور خالی ہونے میں حسد اور بغض وغیرہ سے اور بعضون نے
کہا خوف اور ہیبت میں کہ پرندہ بہت ڈرتا ہے بہ نسبت اور جانورون کے اور بعضون نے کہا توکل میں جیسے کہ حدیث میں آیا ہے کہ اگر تم توکل کرو اللہ پر حق توکل اسکے کا
تو رزق دے تمکو جیسے کہ رزق دیتا ہے جانور پرندہ کو کہ نکلتے ہین صبح کو بھوکے اور پھرتے ہین شام کو پیٹ بھرے نقل کی یہ مسلم نے (وعن ابی سعید قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالی یقول لاہل الجنۃ یا اہل الجنۃ فیقولون لبیک ربنا وسعدیک والخیر فی یدیک فیقول ہل رضیتم فیقولون و
ما لنا لا نرضی یا رب وقد اعطیتنا ما لم تعط احدا من خلقک فیقول الا اعطیکم افضل من ذلک فیقولون یا رب وای شیء افضل من ذلک فیقول احل علیکم رضوانی
فلا اسخط علیکم بعدہ ابدا متفق علیہ) اور روایت ہے ابو سعید سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ فرماویگا بہشتیون کو اور پکاریگا کہ اے
بہشتیو پس کہینگے اور جواب دینگے بہشتی اللہ تعالیٰ کو کہ حاضر ہین ہم اے ہمارے رب اور موجود ہین تیری خدمت میں اور بھلائی تیرے قبضہ قدرت اور ارادہ میں ہے کہ
جسکو چاہے دیوے تو پس فرماویگا اللہ تعالیٰ کہ آیا راضی ہوئے تم یعنی جیسے کہ داخل کیا میں نے تمکو بہشت میں پس کہینگے اور کیا ہے ہمکو کہ نہ راضی ہوویں ہم اے
پروردگار ہمارے حالانکہ تحقیق عنایت کی تو نے ہمکو وہ چیز کہ نہیں عنایت فرمائی کسی کو مخلوقات اپنی سے پس فرماویگا اللہ تعالیٰ کہ کیا نہ دون میں تمکو بہتر
اس چیز سے کہ دی میں نے پس کہینگے اے پروردگار ہمارے کونسی چیز بہتر ہے اس سے پس فرماویگا اللہ تعالیٰ کہ عنایت فرماؤنگا میں تمپر خوشنودی اپنی پس نہ خفا ہونگا تمپر
بعد اسکے کبھی فائدہ اور جب ہوئے بندہ سے راضی ہوا تمام نعمتیں اور سعادتیں حاصل ہوئیں اور دولت دیدار بھی اثر و نتیجہ اسی کا ہے اول پوچھنا انسے کہ آیا راضی ہو
تم یعنی جب رضا انکی اسکی جناب سے حاصل ہوئی رضا اپنی انسے اسپر مرتب کی تا معلوم ہو کہ دلیل اور علامت رضا مولے تعالیٰ کی بندہ سے رضا بندہ کی ہے مولے
سے اپنے حال میں نگاہ کر اپنے تئیں راضی پاتا ہے اپنے پروردگار سے پس جان کہ وہ بھی تجھسے راضی ہے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بحث و تفتیش کرتے
تھے کہ کیونکر پہچانیں ہم کہ حق تعالیٰ ہمسے راضی ہے آخر اتفاق کرتے اسپر کہ اگر ہم اس سے راضی ہین تو یقین ہے کہ وہ بھی ہمسے راضی ہے بعد ازان بشارت
دی کہ رضا اسکی انسے دائم اور ہمیشہ ہے بالاتر اس سے کونسی نعمت ہوگی تھوڑی سی رضا اللہ تعالیٰ کی بزرگتر ہے بہشت سے اور اس چیز سے کہ اسمیں ہے جیسے کہ فرمایا

ورضوان من اللہ اکبر چاہا ہمنے اور مسلم ہوا الکلام ارشد منا وارغنا عنک ست نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَدْنٰی مَقْعَدِ اَحَدِکُمْ مِنَ الْجَنَّۃِ اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ تَمَنَّ فَیَتَمَنّٰی وَیَتَمَنّٰی فَیَقُوْلُ لَہٗ ھَلْ تَمَنَّیْتَ فَیَقُوْلُ نَعَمْ فَیَقُوْلُ لَہٗ فَاِنَّ لَکَ مَا تَمَنَّیْتَ وَمِثْلَہٗ مَعَہٗ رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق ادنے مرتبہ اور جگہ ایک تمہارے کی بہشت سے اس مقدار ہے کہ فرماویگا پروردگار تعالے اسکو کہ آرزو کر اور چاہ جس قدر کہ چاہے تو پس آرزو کریگا اور چاہیگا اور مکرر آرزو کریگا اور چاہیگا یعنے بہت کچھ چاہیگا پس فرماویگا اللہ تعالے اس بندے کو کہ آرزو کی تونے اور چاہا تونے یعنے جہان تک تیرے دل میں آرزو تھی مانگ چکا پس کہیگا بندہ ہاں پس فرماویگا پروردگار تعالے اس بندے کو کہ پس تحقیق تیرے لیے ہے جو کچھ کہ آرزو کی تونے اور مانند اسکے ساتھ اسکے نقل کی مسلم نے (وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَیْحَانُ وَجَیْحَانُ وَالْفُرَاتُ وَالنِّیْلُ کُلٌّ مِّنْ اَنْھَارِ الْجَنَّۃِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے اسی سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سیحان وجیحان اور فرات اور نیل سب بہشت کی نہروں اور چشموں میں سے ہیں فرات نام نہر کوفہ کا اور نیل نام نہر مصر کا ہے بلا خلاف لیکن بیچ سیحان اور جیحان کے خلاف ہے کہ بعضے کہتے ہیں یہ دونوں نہریں شام میں ہیں اور بعضوں نے کہا کہ سیحان اور جیحان نہریں بلخ میں ہیں اور کہا نووی نے کہ سیحان اور جیحان غیر سیحون اور جیحون کے ہیں کہ وہ نہریں ترک اور بلخ کی ہیں اسلیے کہ وہ بلاد ارمن میں ہیں ذکر کیا جوہری نے جو کہا کہ جیحان نہر شام کی ہے غلط ہے اور اتفاق ہے علما کا اسپر کہ جیحون نہر ہے پرے خراسان کے اور ترمذ وغیرہ میں اور کہا کہ سیحان اور جیحان دو نہریں ہیں بڑی بلاد ارمن میں نزدیک مصیصہ اور طرسوس کے اور مراد ساتھ ہونے ان چار نہروں کے بہشت سے یہ ہے کہ پانی انکا میٹھا اور پاکیزہ اچھے ہیں اور انمیں فوائد اور منافع بہت ہیں گویا بہشت کی نہروں میں سے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ یہ چاروں نہریں کہ اول جنت کی نہروں کی ہیں اور انکے ساتھ نام ان چار نہروں کے کہ بہتر اور مشہور تر اور بہت شیریں اور فائدہ مند دنیا کی نہروں کی ہیں نام رکھے اور مشہور کیا اشارہ ہے اسپر کہ جو کچھ کہ دنیا میں فوائد ومنافع ہیں نمونہ بہشت کے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ یہ محمول ظاہر پر ہے اور مراد ان نہروں مذکورہ کا بہشت میں ہونا ہے چنانچہ مسلم نے روایت کیا ہے کہ فرات اور نیل جاری ہوتے ہیں بہشت سے اور صحیح بخاری میں آیا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ سے ہیں اور معالم التنزیل میں آیا ہے کہ یہ چار نہریں بہشت سے ہیں کہ حق تعالے نے انکو پہاڑوں کو سونپا اور روانہ زمین پر جاری کیا کذا ذکرہ الطیبی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال نقل کی یہ مسلم نے (وَعَنْ عُتْبَۃَ بْنِ غَزْوَانَ قَالَ ذُکِرَ لَنَا اَنَّ الْحَجَرَ یُلْقٰی مِنْ شَفَۃِ جَھَنَّمَ فَیَھْوِیْ فِیْھَا سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا لَا یُدْرِکُ لَھَا قَعْرًا وَاللّٰہِ لَتُمْلَاَنَّ وَلَقَدْ ذُکِرَ لَنَا اَنَّ مَا بَیْنَ مِصْرَاعَیْنِ مِنْ مَّصَارِیْعِ الْجَنَّۃِ مَسِیْرَۃُ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً وَلَیَاْتِیَنَّ عَلَیْھَا یَوْمٌ وَّھُوَ کَظِیْظٌ مِّنَ الزِّحَامِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے عتبہ بن غزوان سے کہ کہا ذکر کیا گیا روبرو ہمارے یعنے روایت کیا گیا حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا پتھر ڈالا جاتا ہے کنارہ دوزخ کے سے پس گرتا چلا جاوے اسمیں ستر برس نہ پہونچے اسکی تھا میں قسم خدا کی البتہ بھرے جاوینگے دوزخ یعنے کفار سے باوجود اس گہراؤ اور فراخی کے اور البتہ تحقیق ذکر کیا گیا ہمارے لیے کہ درمیان دو بازوؤں دروازے کے دروازوں جنت کے سے مسافت مقدار چالیس برس کے ہے اور البتہ آویگا اسپر ایک دن کہ وہ پُر ہوگی بسبب اژدحام کے نقل کی یہ مسلم نے الفصل الثانی فصل دوسری (عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مِمَّ خُلِقَ الْخَلْقُ قَالَ مِنَ الْمَاءِ قُلْنَا الْجَنَّۃُ مَا بِنَاؤُھَا قَالَ لَبِنَۃٌ مِّنْ ذَھَبٍ وَّلَبِنَۃٌ مِّنْ فِضَّۃٍ وَّمِلَاطُھَا الْمِسْکُ الْاَذْفَرُ وَحَصْبَاؤُھَا اللُّؤْلُؤُ وَالْیَاقُوْتُ وَتُرْبَتُھَا الزَّعْفَرَانُ مَنْ یَّدْخُلُھَا یَنْعَمُ وَلَا یَبْاَسُ وَیَخْلُدُ وَلَا یَمُوْتُ وَلَا تَبْلٰی ثِیَابُھُمْ وَلَا یَفْنٰی شَبَابُھُمْ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ) روایت ہے ابو ہریرہ سے کہا عرض کیا میں نے یا رسول اللہ کس چیز سے پیدا کی گئی مخلوقات فرمایا پانی سے فرح میں اختلاف ہے علما کا کہ پہلی چیز کہ اجسام سے پیدا ہوئی ہے کیا ہے اکثر اسپر ہیں کہ وہ جوہر پانی کا ہے پھر پیدا کی گئی اس سے زمین ساتھ کثیف اور منجمد ہونے کے اور آگ اور ہوا ساتھ لطیف اور رقیق ہونے کے اور پیدا ہوا آسمان آگ کے دھوئیں سے اور یہ حدیث دلیل ہے اسپر کہتے ہیں توریت کے اول سفر میں آیا ہے کہ اللہ تعالے نے پیدا کیا ایک جوہر پھر نظر ہیبت کی اسکی طرف پس پگھلے اجزا اسکے اور پانی ہوگئے اور اس سے ایک بخار نکلا اور اوپر گیا مانند دھوئیں کے پس آسمان پیدا ہوا پھر ظاہر ہوئے پانی پر جھاگ اور اس سے زمین پیدا ہوئی اور پہاڑوں کو لنگر اسکا کیا یعنے پہلے ہلتی تھی زمین پہاڑ دلنا

ٹھہر گئی اور بعضون نے جو لکھا ہی کہ مراد پانی سے نطفہ ہی تقاضا کرتا ہی اسپر کہ مراد خلق سے حیوانات ہو جیسے کہ قرآن مجید مین فرمایا وجعلنا من الماء کل شیء حی یعنے
پیدا کیا ہمنے پانی سے حیوان کو بسبب قول حق سبحانہ وتعالی کے واللہ خلق کل دابۃ من ماء اور یہ اسلیئے کہ پانی بہت بڑا مادہ اسکا ہی کہا یہ یا بسبب زیادتی احتیاج
اسکی کے طرف پانی کے اور منتفع ہونے اُسکے سے ت عرض کیا ہمنے آنحضرت سے کہ بہشت کس چیز سے ہی عمارت اسکی یعنے پتھر کی ہی یا مٹی کی یا لکڑی وغیرہ کی
فرمایا ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی اور گارا اسکا مشک خالص تیز بوکا اور کنکریان اسکی موتی اور یاقوت کی یعنے مثل انکے رنگ اور صفائی مین اور خاک
اسکی مثل زعفران کے زرد وخوشبودار جو کوئی کہ داخل ہوگا اسمین چین مین رہیگا اور رنج اور مشقت نہین دیکھیگا اور ہمیشہ جیویگا اور کبھی نہ مریگا اور نہ پرانے ہونگے کپڑے اسکے
اور نہ فنا ہوگی جوانی اسکی نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور دارمی نے (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما فی الجنۃ شجرۃ الا وساقہا من ذہب رواہ
الترمذی) اور روایت ہی ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہین ہی جنت مین کوئی درخت مگر کہ تنہ اسکا سونیکا ہی ف یعنے اور ٹہنیان اسکی مختلف ہین
کسی کی سونے کی اور کسی کی چاندی کی یا یاقوت کی یا زمرد کی یا موتی کی یا مرصع مزین یا طرح طرح کے شگوفون سے اور اسیطرح طرح طرح کے میوے لگے ہوے اور نیچے
انکے نہرین جاری نقل کی یہ ترمذی نے (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی الجنۃ مائۃ درجۃ ما بین کل درجتین مائۃ عام رواہ الترمذی وقال ہذا
حدیث حسن غریب) اور روایت ہی اُسی سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق بہشت مین سو درجے ہین ف ظاہر تر یہ ہی کہ مراد درجات سے مراتب
عالیہ ہین فرمایا اللہ تعالے نے ہم درجات عند اللہ یعنے جتنے صاحب درجون کے ہونگے بحسب اعمال اپنے کے طاعات مین جیسے کہ دوزخی صاحب درکات سافلہ
کے ہونگے بقدر مراتب اپنے کے شدت کفر مین جیسے کہ اشارہ کیا طرف اسکے قول سبحانہ نے ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار ترجمہ درمیان ہر دو درجے
کے فرق سو برس کا ہی نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہی (وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی الجنۃ مائۃ درجۃ لو ان العالمین
اجتمعوا فی احدہن لوسعتہم رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب) اور روایت ہی ابی سعید سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق بہشت مین
سو درجے ہین ایسے کہ اگر بتحقیق تمام عالم جمع ہون ایک درجے مین ان درجون مین سے تو البتہ کفایت کرے انکو نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہی
(وعنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ تعالی وفرش مرفوعۃ قال ارتفاعہا لکما بین السماء والارض مسیرۃ خمسمائۃ سنۃ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث
غریب) اور روایت ہی ابی سعید سے کہ نقل کی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بیچ تفسیر قول اللہ تعالی وفرش مرفوعہ فرمایا بلندی ان بچھونون کی جیسے کہ فاصلہ
ہی درمیان آسمان وزمین کے پانسو برس کی راہ ف یعنے جنت کے درجون کے بچھونے ایسے بلند ہونگے جیسے کہ اور حدیث مین آیا ہی ان للجنۃ مائۃ درجۃ ما بین
کل درجتین کما بین السماء والارض اور بعضون نے کہا کہ مراد فرش سے عورتین اہل بہشت کی ہین اور مرفوعہ یعنی فائق وفاضل ہے حسن وجمال مین دنیا کی
عورتون سے لیکن حدیث مین آیا ہی کہ مومنات احسن ہونگی حورون سے بسبب نماز وروزہ کے ت نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہی
(وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اول زمرۃ یدخلون الجنۃ یوم القیامۃ ضوء وجوہہم علی مثل ضوء القمر لیلۃ البدر والزمرۃ الثانیۃ علی
مثل احسن کوکب دری فی السماء لکل رجل منہم زوجتان علی کل زوجۃ سبعون حلۃ یری مخ ساقہا من ورائہا رواہ الترمذی) اور یہ بھی روایت ہی ابی سعید
ہی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اول جماعت کہ داخل ہوگی بہشت مین دن قیامت کے کہ وہ انبیاء علیہم السلام ہین روشنی
انکے چہرون کی واقع ہوگی اوپر مانند روشنی چودھوین رات کے چاند کے اور جماعت دوسری کہ وہ اولیاء اور صلحاء ہین اوپر مانند بہترین ستارہ چمکتے کے آسمان
مین واسطے ہر شخص کے انمین سے دو بیبیان ہونگی ہر بی بی پر ستر جوڑے ہونگے اور ہر ایک ان دونون مین سے ایسی ہوگی کہ دیکھا جاویگا گودہ پنڈلی اسکی کا
ستر جوڑون کے اوپر سے ف اور حدیث مین آیا ہی کہ ادنی اہل جنت کا وہ ہوگا کہ اسکی بہتر بیبیان اور اسی ہزار خادم ہونگے پس تطبیق اسمین اور اسمین یہ
دو بیبیان تو ایسی ہونگی کہ گودہ انکی پنڈلی کا ستر لباس پرسے معلوم ہوگا اور باقی ایسی نہین ہونگی پس یہ منافی نہین ہی اسلیئے کہ ہر ایک کے لیئے بہت سی

حورین غیر صفت کی ہون گنا قبل اور ظاہر تر یہ ہے کہ ہر ایک کے لیے دو بیبیان ہون دنیا کی عورتون مین سے اور ستر حورون مین کہ سب ملکر بہتر ہونگی ست نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُعْطَى الْمُؤْمِنُ فِي الْجَنَّةِ قُوَّةَ كَذَا وَكَذَا مِنَ الْجِمَاعِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَوَيُطِيقُ ذٰلِكَ قَالَ يُعْطَى قُوَّةَ مِائَةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیا جاویگا مومن بہشت مین قوت اتنی اور اتنی جماع کی یعنے یہ کنایہ ہے عورتون سے مثلا دس سے عرض کیا گیا کہ آیا طاقت رکھیگا مرد جماع کرنے کی اتنی عورتون سے فرمایا کہ دی جاویگی قوت سو مردون کی یعنے پس کیون نہ طاقت رکھیگا اتنی عورتون سے جماع کرنے کی ست نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَوْ أَنَّ مَا يُقِلُّ ظُفُرٌ مِمَّا فِي الْجَنَّةِ بَدَا لَتَزَخْرَفَتْ لَهُ مَا بَيْنَ خَوَافِقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَ فَبَدَا أَسَاوِرُهُ لَطَمَسَ ضَوْءُهُ ضَوْءَ الشَّمْسِ كَمَا تَطْمِسُ الشَّمْسُ ضَوْءَ النُّجُومِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ) اور روایت ہے سعد بن ابی وقاص سے انھون نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اگر اسقدر کہ اٹھاوے ناخن ان چیزون مین سے کہ بہشت مین ہین یعنے قسم زینت و آلات اسکی سے ظاہر ہو یعنے دنیا مین تو البتہ زینت دار ہو جاوے بسبب اسکے وہ چیز کہ درمیان جوانب و اطراف آسمان و زمین کے ہے اور اگر تحقیق ایک شخص بہشتیون مین سے جھانکے پس ظاہر ہون کڑے اسکے تو البتہ مٹا دیوے روشنی اسکی سورج کی روشنی کو جیسے کہ مٹا دیتا ہے سورج ستارون کی روشنی کو نقل کی ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلُ الْجَنَّةِ جُرْدٌ مُرْدٌ كُحْلٌ لَا يَفْنَى شَبَابُهُمْ وَلَا تَبْلَى ثِيَابُهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہشتی ہونگے بن بال کے امرد آنکھین انکی ہونگی سرمگین نہ فنا ہوگی جوانی انکی اور نہ پرانے ہونگے کپڑے انکے ف ح حدیث مین لفظ اجرد ہے جیم سے پیش اور رے کے جزم سے جمع اجرد کی اور اجرد اسکو کہتے ہین کہ جسکے بدن پر بال نہون اور مرد جمع امرد کی یعنے لڑکا بے ریش اور کحل کاف کے زبر سے اور وزن فعل کے یعنے کحول اور وہ وہ ہے کہ جسکی پلکون کی جڑین سیاہی خلقی ہو ایسی آنکھین معلوم ہون گویا سرمہ لگا ہے ست نقل کی ترمذی اور دارمی نے (وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ جُرْدًا مُرْدًا مُكَحَّلِينَ أَبْنَاءَ ثَلَاثِينَ أَوْ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِينَ سَنَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے معاذ بن جبل سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا داخل ہونگے بہشتی بہشت مین اس حال مین کہ صاف ہوگا بدن بالون سے بے ریش سرمگین آنکھین تیس برس کے یا تینتیس برس کے ف ح یعنے جیسے کہ دنیا مین اس عمر کے ہوتے ہین اسلیے کہ کمال جوانی اور قوت مرد کی اسوقت مین ہے اور لفظ او جملہ او ابناء ثلث او ثلثین سنۃ مین شک راوی کے لیے ہے ست نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذُكِرَ لَهُ سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى قَالَ يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّ الْفَنَنِ مِنْهَا مِائَةَ سَنَةٍ أَوْ يَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا مِائَةُ رَاكِبٍ شَكَّ الرَّاوِي فِيهَا فِرَاشُ الذَّهَبِ كَأَنَّ ثَمَرَهَا الْقِلَالُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ) اور روایت ہے اسماء بنت ابی بکر سے کہا کہ سنا مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حال مین کہ ذکر کیا گیا انکے لیے سدرۃ المنتہی کا فرمایا آنحضرت نے چلے سوار یعنے تیز رو بیچ سایہ شاخ اس درخت کے سو برس یا پناہ پکڑین انکے سایہ مین سو سوار شک کیا ہے راوی حدیث نے ف ح کہ یسیر الراکب فی ظل الفنن منہا مائۃ سنۃ یا یستظل بظلہا مائۃ راکب سنا لیکن اسمین شک نہین کہ مبالغہ پہلی عبارت مین ہے ست اس درخت پر ٹڈی ہین سونے کی ف ح شاید کہ مراد فرشتے ہین نورانی کہ چمکتے ہین بارد گویا کہ سونے کے ہین یا مشابہت دی ان انوار کو کہ اٹھتے ہین اس سے اور تعبیر کیا انکو ساتھ سونے کی ٹڈی کے اور یہ تفسیر اس آیۃ کریمہ کی ہے اذ یغشی السدرۃ ما یغشی یعنے ڈھانکتا ہے سدرۃ المنتہی کو جو کچھ کہ ڈھانکتا ہے اور بیضاوی نے کہا کہ ڈھانکتی ہے اسکو ایک جماعت غفیر فرشتون کی کہ عبادت کرتے ہین حق کی ست گویا کہ میوے اسکے مانند مشکون کے ہین ف ح سدرۃ المنتہی نام ایک درخت کا ہے اور یہ نام اسلیے ہوا کہ انتہا بہشت مین ہے کہ منتہی ہوتا ہے اس تک علم اولین و آخرین کا اور کوئی مخلوقات مین سے نہین جانتا کہ پرے اسکے کیا ہے اور نہین گذرا اس سے کوئی سوائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور وہ مقام جبرئیل کا ہے کہ وہان سے آگے نہین بڑھتا اور وہ روایت مین چھٹے آسمان پر ہے اور مشہور یہ ہے کہ ساتوین آسمان پر ہے اور وجہ تطبیق کی ان دونون روایتون

یہ ہی کہ خبر اسکی چھٹے آسمان پر ہوا اور شاخین ساتوین مین واللہ اعلم۔ نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے (وعن انس قال سئل رسول الله صلی الله علیه وسلم ما الکوثر قال ذاک نهر اعطانیه الله یعنی فی الجنة اشد بیاضا من اللبن واحلی من العسل فیه طیر اعناقها کاعناق الجزر قال عمر ان هذه لناعمة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اکلتها انعم منها رواه الترمذی) اور روایت ہے انس سے کہا پوچھے گئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کہ کیا ہے کوثر فرمایا کہ وہ نہر ہے کہ دی مجھکو خدا تعالے نے وہ نہر فرشتے لفظ نہر ساتھ زبر ہ کے اور جزم سے بھی آیا ہے یعنی نہر پانی کی کہ دونون طرف اسکے دو حوض ہین ایک تو جنت مین ہے اور دوسرا موقف مین اور اسلیے کہا کہنے والے نے یعنی بہشت مین ہے پس اکثر اسکے کہ بہشت مین یا اسلیے کہ منبع اسکا بہشت مین ہے سخت نہایت سفید ہے پانی اسکا دودھ سے اور نہایت شیرین ہے شہد سے اس نہر مین یعنی اسکے کنارون پر پرندے جانور ہین درازگردن کہ گردنین انکی مانند گردنون اونٹون کے فرشتے لفظ جزر بپیش جیم اور زے سے جمع جزور کی ساتھ زبر جیم کے یعنی اونٹ کہ تیار ہو واسطے نحر و ذبح کے اور معنی یہ ہین کہ وہ تیار ہین نحر کے لیے اور کہا عمر نے کہ تحقیق وہ پرندے تنعم اور فربہ اور خوشحال ہونگے فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ کھانے والے انکے کہ بہشتی ہین تنعم تر اور زیادہ فربہ ہونگے انسے نقل کی یہ ترمذی نے (وعن بریدة ان رجلا قال یا رسول الله هل فی الجنة من خیل قال ان الله ادخلک الجنة فلا تشاء ان تحمل فیها علی فرس من یاقوتة حمراء یطیر بک فی الجنة حیث شئت الا فعلت وسأله رجل فقال یا رسول الله هل فی الجنة من ابل قال فلم یقل له ما قال لصاحبه فقال ان یدخلک الله الجنة یکن لک فیها ما اشتهت نفسک ولذت عینک رواه الترمذی) اور روایت ہے بریدہ سے کہ تحقیق ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کیا بہشت مین گھوڑے بھی ہونگے فرمایا اگر اللہ تعالے نے داخل کیا تجکو بہشت مین پس نہ چاہیگا تو کہ سوار کیا جاوے بہشت مین یاقوت سرخ کے گھوڑے پر کہ اڑا وے وہ گھوڑا تجکو بہشت مین جسطرف دوڑے اور جہان لیجاوے تجکو جہان چاہے تو مگر کریگا تو فرشتے لفظ فعلت کو ساتھ صیغہ خطاب کے پڑھا ہے مجہول و معروف مگر یہ کیا جاویگا تو یعنی دیا جاویگا تو مدعا اور مقصود اپنا یا کریگا تو یعنی مطلب یاب ہوگا تو اور لفظ فعلت ساتھ تاء تانیث کے صیغہ مجہول سے بھی آیا ہے یعنی کیا جاویگا اور تیار کیا جاویگا وہ گھوڑا جیسا چاہے اور فرس مذکر و مؤنث دونون آتا ہے حاصل یہ کہ بہشت مین ہر کوئی جو کچھ چاہیگا پاویگا۔ اور سوال کیا آنحضرت سے ایک اور شخص نے پس کہا یا رسول اللہ کیا بہشت مین اونٹ بھی ہونگے کہا بریدہ نے پس نہ جواب دیا آنحضرت نے اس شخص کو جو کچھ کہ جواب دیا تھا اسکے یار کو یعنی جیسا کہ پہلے شخص کو جواب دیا تھا ویسا اسکو نہ دیا کہ اگر داخل کریگا خدا تجکو بہشت مین اور چاہے تو کہ سوار کرے تجکو یاقوت کے اونٹ پر پس فرمایا اللہ تعالے بطریق کلیہ کہ اگر داخل کریگا تجکو اللہ بہشت مین تو ہوگا تیرے لیے بہشت مین جو کچھ کہ چاہے دل تیرا اور لذت پاوے آنکھ تیری نقل کی یہ ترمذی نے (وعن ابی ایوب قال اتی النبی صلی الله علیه وسلم اعرابی فقال یا رسول الله انی احب الخیل افی الجنة خیل قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان ادخلت الجنة اتیت بفرس من یاقوتة له جناحان فحملت علیه ثم طار بک حیث شئت رواه الترمذی وقال هذا حدیث لیس اسناده بالقوی وابو سورة الراوی یضعف فی الحدیث وسمعت محمد بن اسمعیل یقول ابو سورة هذا منکر الحدیث یروی مناکیر) اور روایت ہے ابو ایوب سے کہا آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گنوار پس کہا یا رسول اللہ تحقیق مین دوست رکھتا ہون گھوڑون کو کیا بہشت مین گھوڑے ہونگے فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر داخل کیا گیا تو بہشت مین دیا جاویگا تجکو گھوڑا یاقوت کا اسکے دو بازو ہونگے پھر سوار کیا جاویگا تو اسپر پھر اڑا لیجاویگا تجکو جہان چاہیگا تو نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث ہے کہ نہین اسناد اسکی قوی اور ابو سورہ کہ راوی اس حدیث کا ہے نسبت ضعف کیا جاتا ہے یعنی سبب کسی سبب ضعف کے علم حدیث مین یا اسناد حدیث مین اور سنا مین نے محمد ابن اسمعیل بخاری کو کہ کہتا تھا ابو سورہ یہ حدیث اسکی منکر ہے روا کرتا ہے وہ حدیثین منکر (وعن بریدة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اهل الجنة عشرون ومائة صف ثمانون منها من هذه الامة واربعون من سائر الامم رواه الترمذی والدارمی والبیهقی فی کتاب البعث والنشور) اور روایت ہے بریدہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ بہشتی ایکسو بیس

صف ہونگے اسّی ان صفون مین اس امت سے ہونگے اور چالیس اور امتون سے نقل کی یہ ترمذی اور دارمی نے اور بیہقی نے کتاب البعث والنشور مین فٖ ع
اس سے معلوم ہوا کہ بہشتی اس امت مین سے دو چند ہونگے بنسبت اور امتون کے اگر کہا جاوے کہ پہلے باب شفاعت مین گذرا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ امیدوار ہون مین کہ ہو وےگے تم نصف اہل جنت کے اور یہان فرماتے ہین دوچند جواب یہ کہ ہو سکتا ہی کہ امیدواری آنحضرت کی درگاہ باری تعالی سے
وہ ہون بعد ازان زیادتی کی گئی اور بشارت دی گئی ساتھ زیادہ کے اس سے کہ امید رکھتے تھے اور یہ زیادتی تفضل و کرم اسکا ہی بیچ حق حبیب اپنے کے اور امت
اسکی کے واللہ ذو الفضل العظیم اور احتمال یہ بھی ہی کہ اسّی صفین برابر ہون عدد اشخاص مین ساتھ چالیس صفون کے اور توجیہ اول ظاہر تر ہی (وعن سالم عن ابیہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب امتی الذی یدخلون منہ الجنۃ عرضہ مسیرۃ الراکب المجود ثلثا ثم انہم لیضغطون علیہ حتی تکاد مناکبہم تزول رواہ
الترمذی وقال ہذا حدیث ضعیف وسألت محمد بن اسمعیل عن ہذا الحدیث فلم یعرفہ وقال خالد بن ابی بکر یروی المناکیر) اور روایت ہی سالم تابعی سے کہ نقل
کرتے ہین اپنے باپ سے یعنے عبد اللہ بن عمر سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دروازہ بہشت کا کہ امت میری اس دروازہ سے داخل ہوگی بہشت
مین چوڑان اسکی مقدار مسافت سیر اس سوار کی کہ خوب جانتا ہو دوڑانا گھوڑے کا یا سیر سوار گھوڑے کی کہ خوب دوڑتا ہو فٖ تین رات یا تین برس اور ظاہر تر
ہی اسلیے کہ اسمین مبالغہ نکلتا ہی پھر مراد اس سے کثرت ہی یا تحدید ظاہر ہوتا ہی کہ اوپر گذرا کہ مابین دونون بازوون کے دروازون جنت سے سیر چالیس برس
کی ہی اور ممکن ہی یہ کہ وحی کی گئی ہو طرف حضرت کے اول ساتھ قلیل کے پھر اعلام کیے گئے ساتھ کثیر کے یا حمل کیا جاوے اوپر اختلاف دروازون کے بسبب اختلاف
داخل ہونے والون کے واللہ اعلم پھر تحقیق بہشتی یعنے امت میری مین سے وقت داخل ہونے انکے کے دروازون بہشت کے البتہ تنگ کیے جاوینگے
اور کھینچے جاوینگے بسبب ازدحام کے دروازے پر باوجود اس وسعت اور چوڑائی کے یہانتک کہ قریب ہی کہ مونڈھے انکے ملجاوین اور پس جاوین نقل کی یہ ترمذی نے
اور کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہی فٖ اور مصابیح مین ہو ضعیف منکر کہا اسکے شارح نے یعنے یہ حدیث منکر ہی بسبب مخالفت اسکی کے صحیح حدیثون سے کہ وارد ہوئی ہین
اس معنی مین اور پوچھا مین نے محمد بن اسمعیل بخاری سے حال اس حدیث سے پس نہ پہچانا اسکو فٖ اور عالم حدیث کہ احاطہ رکھتا ہو طرق احادیث پر جب یہ کہے
کہ نہین پہچانتا مین اسکو تو دلالت کرتا ہی اسکی ضعف پر اور کہا بخاری نے کہ خالد بن ابی بکر کہ راوی اس حدیث کا ہی روایت کرتا ہی منکر فٖ یعنے نہیں ہوگی
یہ حدیث ضعیف کہا سید جمال الدین نے تخلیط سہو ہی صاحب مشکوۃ سے اور صواب خالد ہی اسلیے کہ ترمذی مین خالد بن ابی بکر ہی اور اسی طرح اسماء الرجال
کی کتابون مین (وعن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی الجنۃ لسوقا ما فیہا شری ولا بیع الا الصور من الرجال والنساء فاذا اشتہی الرجل
صورۃ دخل فیہا رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب) اور روایت ہی علی سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تحقیق بہشت مین ایک بازار ہی یعنے جگہ
اجتماع کی ہی نہین اسمین خرید و فروخت یعنے تجارت مگر صورتین مرد اور عورتون کی پس جب چاہیگا اور خوش رکھیگا مرد یعنے اسی طرح عورت کسی عورت کو داخل ہوگا
اسمین اور متصف ہوگا ساتھ اس صورت کے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہی (وعن سعید بن المسیب انہ لقی ابا ہریرۃ فقال ابو ہریرۃ اسأل اللہ ان یجمع
بینی وبینک فی سوق الجنۃ فقال سعید افیہا سوق قال نعم اخبرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اہل الجنۃ اذا دخلوہا نزلوا فیہا بفضل اعمالہم ثم
یؤذن لہم فی مقدار یوم الجمعۃ من ایام الدنیا فیزورون ربہم ویبرز لہم عرشہ ویتبدی لہم فی روضۃ من ریاض الجنۃ فیوضع لہم منابر من نور ومنابر
من لؤلؤ ومنابر من یاقوت ومنابر من زبرجد ومنابر من ذہب ومنابر من فضۃ ویجلس ادناہم وما فیہم دنی علی کثبان المسک والکافور ما یرون
ان اصحاب الکراسی بافضل منہم مجلسا قال ابو ہریرۃ قلت یا رسول اللہ وہل نری ربنا قال نعم ہل تتمارون فی رؤیۃ الشمس والقمر لیلۃ البدر قلنا
لا قال کذلک لا تتمارون فی رؤیۃ ربکم ولا یبقی فی ذلک المجلس رجل الا حاضرہ اللہ محاضرۃ حتی یقول للرجل منہم یا فلان ابن فلان اتذکر یوم قلت
کذا وکذا فیذکرہ ببعض غدراتہ فی الدنیا فیقول یا رب افلم تغفر لی فیقول بلی فبسعۃ مغفرتی بلغت منزلتک ہذہ) اور روایت ہی سعید بن مسیب تابعی

ہے پس کہا انہوں نے ملاقات کی ابوہریرہ سے یعنی بازار میں پس کہا ابوہریرہ نے کہ دعا کرتا ہوں میں اللہ تعالیٰ سے کہ جمع کرے درمیان میرے اور درمیان تیرے
بازار بہشت میں یعنی جیسے کہ جمع کیا ہمکو بازار مدینہ میں پس کہا سعید نے کہ کیا بہشت میں بازار ہے یعنی حالانکہ وہ موضوع ہے واسطے حاجت تجارت کے کہا ابوہریرہ نے
کہ ہاں بہشت میں بازار ہوگا خبر دی مجھکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بہشتی جس وقت کہ داخل ہونگے بہشت میں اتریں گے اس میں یعنی اسکے منازل و درجات میں
بقدر زیادتی عملوں اپنے کے یعنی جسکا عمل زیادہ اور بہتر ہوگا منزل اسکا شریف تر اور بلند تر ہوگا پھر اذن فرما دیگا انکو بیچ مقدار روز جمعہ کے دنیا کے سے فرق یعنی جس روز
کہ دنیا میں روز جمعہ کا ہوتا تھا حکم پروردگار تعالیٰ کا ہوگا کہ نکلیں جیسے کہ دنیا میں حکم تھا کہ روز جمعہ کے نکلیں اور یہ اشارہ ہے اور جزا نکلنے کی روز جمعہ میں اور جانے کی نماز
جمعہ کے لیے ہوگی ساتھ اس نکلنے کے اور زیارت کرینگے اپنے پروردگار کی اس روز میں اور ظاہر کریگا اللہ تعالیٰ انکے لیے عرش اپنا فرق یعنی نہایت
لطافت و درستی اپنی والا اور بیگانہ ہے کہ عرش چھت جنت کی ہو اور ظاہر ہوگا اللہ تعالیٰ بہشتیوں کے لیے بیچ ایک باغ کے باغوں بہشت کے
سے پس رکھے جاوینگے انکے لیے منبر نور کے کہ اوپر بیٹھینگے اور منبر موتیوں کے اور منبر یاقوت کے اور منبر زمرد کے اور منبر سونے کے اور منبر چاندی کے یعنی موافق
تفاوت مراتب اور درجات اور اعمال و افعال کے بیٹھینگے کمترین انکا یعنی مرتبہ اور منزلت میں اور نہیں ہے ان میں خسیس اور کمینہ فرق یعنی ادنیٰ کہ کہا میں نے
یعنی اقل اور کمتر کے مرتبہ میں بہ نسبت اعلیٰ اور اکثر کے مراد رکھا میں نے نہ متصف ساتھ دنائت اور خساست کے خود ذات میں کہ وجود اسکا بہشت میں نہیں ہے کمتر
ت بیٹھینگے کہ ادنیٰ مرتبہ کا اوپر ٹیلوں مشک و کافور کے فرق یعنی نہ کرسیوں اور منبروں پر کہ اعلیٰ مرتبہ والے اوپر بیٹھینگے جیسے کہ ایک جماعت صدر مجلس
میں بیٹھتی ہے اور ایک خاک پر نہ گمان نہیں کرینگے کہ یہ قوم ٹیلوں پر بیٹھنے والی کہ کرسی اور منبر پر بیٹھنے والے افضل ہیں انسے از روئے جگہ و نشست کا
کے فرق اسلیے کہ بہشت میں ہر کوئی اپنے مقام و مرتبہ پر راضی و شاکر ہوگا اور آرزو مرتبہ بلند کے نہیں کریگا اور الم اور حسرت اور غیرت نہیں لیجائیگا اگرچہ
جانتے کہ ہم مرتبہ میں انسے ہیں اور وہ بالاتر کہا ابوہریرہ نے کہ کہا میں نے یا رسول اللہ کیا دیکھینگے ہم اپنے پروردگار کو اس دن فرمایا آنحضرت نے کہ ہاں دیکھینگے
کیا شک و شبہ رکھتے ہو تم بیچ دیکھنے آفتاب کے یعنی ہمیشہ اور بیچ دیکھنے چاند کے چودھویں شب میں کہا ہم نے نہیں شک کرتے ہم فرمایا اسی طرح شک نہیں کرنے کے
تم اپنے پروردگار کے دیکھنے میں اور نہیں باقی رہیگا اس مجلس میں کوئی شخص مگر کہ کلام کریگا اس سے اللہ تعالیٰ بے واسطہ اور اٹھا دیگا پردہ یہاں تک کہ فرما دیگا
خدا تعالیٰ ایک شخص کو ان میں سے کہ اے فلانے بیٹے فلانے کے آیا یاد رکھتا ہے تو اس دن کو کہ کہا تھا تو نے ایسا اور ایسا فرق یعنی اس چیز سے کہ نہیں جائز
شرع میں ہیں گویا کہ توقف کریگا وہ شخص انمیں اور تامل کریگا ان گناہوں میں کہ کیے ہونگے فرق پس یاد دلائیگا اللہ تعالیٰ اسکو بعضی عہد شکنیاں اسکی کہ کی تھیں
دنیا میں اور مراد ہیں گناہ کہ کیا ارتکاب ہیں تو ... گناہ ہیں کہیگا وہ شخص اے پروردگار میرے کیا نہیں بخشے تو نے میرے لیے وہ گناہ یعنی داخل کیا تو نے
مجھکو حقیقت میں پس کیا نہیں بخشے تو نے میرے لیے وہ گناہ کہ دیا در ہوئے مجھسے پس فرما دیگا اللہ تعالیٰ کہ ہاں بخشے ہیں میں نے تیرے لیے پس بسبب فراخی
بخشش میری کے پہونچا تو اس مرتبہ کو (فبینا ہم علی ذلک غشیتہم سحابۃ من فوقہم فامطرت علیہم طیبا لم یجدوا مثل ریحہ شیئا قط ویقول ربنا قوموا الی
ما اعددت لکم من الکرامۃ فخذوا ما اشتہیتم فنأتی سوقا قد حفت بہ الملائکۃ فیہا ما لم تنظر العیون الی مثلہ ولم تسمع الآذان ولم یخطر علی القلوب فیحمل لنا ما اشتہینا
لیس یباع فیہا ولا یشتری وفی ذلک السوق یلقی اہل الجنۃ بعضہم بعضا قال فیقبل الرجل ذو المنزلۃ المرتفعۃ فیلقی من ہو دونہ وما فیہم دنی فیروعہ ما یری
علیہ من اللباس فما ینقضی آخر حدیثہ حتی یتخیل علیہ ما ہو احسن منہ وذلک انہ لا ینبغی لاحد ان یحزن فیہا ثم ننصرف الی منازلنا فیتلقانا ازواجنا فیقلن
مرحبا واہلا لقد جئت وان بک من الجمال افضل مما فارقتنا علیہ فنقول انا جالسنا الیوم ربنا الجبار ویحقنا ان ننقلب بمثل ما انقلبنا رواہ الترمذی وابن
ماجہ وقال الترمذی ہذا حدیث غریب) یعنی اس وقت میں کہ بہشتی اس حال و مقام میں ہونگے ڈھانکیگا انکو ایک ابر انکے اوپر سے پس برسا دیگا وہ ابر خوشبو
کو کہ نہ پایا ہوگا مانند بو اسکی کے کسی چیز کو کبھی اور فرما دیگا پروردگار ہمارا کہ کھڑے ہو اور آؤ طرف اس چیز کے کہ تیار کی ہے میں نے تمہارے لیے قسم بزرگی سے

پس لوچھا ہو تم پس آوینگے ہم اس بازار میں کہ گھیرا ہوگا اسکو فرشتوں نے اسمیں وہ آوینگے ہم اور پاوینگے اس چیز کو کہ نہیں دیکھا ہو آنکھوں نے مانند اسکے اور نہ سنا ہو
کانوں نے مانند اسکے اور نہ گذرا ہو خطرہ دلوں پر مانند اسکے پس اٹھائی جاوینگی اور دی جاوینگی ہمارے لیے اس بازار میں سے وہ چیزیں کہ رغبت کرینگے ہم حالانکہ
نہ بیچی جاوینگی اس بازار میں اور نہ خریدی جاوینگی اس بازار میں ملاقات کرینگے بہشتی آپس میں ایک دوسرے سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پس آویگا
او رتوجہ ہوگا ایک شخص صاحب مرتبہ بلند کا پس ملاقات کریگا اس شخص سے کہ وہ کمتر ہوگا اس سے یعنے مرتبہ میں اور نہیں ہوگا بہشتیوں میں دنی یعنی خسیس اور سب
حد ذات اپنی میں رفیع وعالی ہونگے اگرچہ بنسبت بعضوں کے کم ہوں پس خوش لگیگی اسکو وہ چیز کہ دیکھیگا اوپر اپنے قسم لباس سے یعنے یہ عبارت احتمال دو
کا رکھتی ہے رفع یعنے ڈرانے اور خوش کرنے کے ہی وجہ اول پر معنے ہونگے کہ ڈراویگی اس شخص بلند مرتبہ کو یعنے مگر وہ معلوم ہوگی اسکو وہ چیز کہ دیکھیگا اسپر کہ کمتر
اس سے ہے قسم لباس سے اور وجہ دوسری پر معنے یہ ہونگے کہ خوش کریگی اس شخص کو وہ چیز کہ دیکھیگا اپنے پر قسم لباس اعلے سے فقط پس نہ تمام ہوگا آخر کلام
اس شخص کا یعنے کم رتبہ کا یا عالی رتبہ کا کہ اپنے نفس سے کرتا تھا یا اس شخص سے کہ ملا تھا یہاں تک کہ ظاہر اور متصور ہوگا اس مرد عالی رتبہ پر لباس کہ بہتر ہوگا اسکے لباس
سے کہ تھا اسپر یا اس شخص پر کہ کم رتبہ تھا اس سے اور یہ معنے مناسب و موافق تر ہیں ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا اور یہ ظہور لباس بہتر کا اس سبب
سے ہے کہ نہیں لائق ہے کسی کو کہ غمگین ہووے بہشت میں فقط شاید بسبب دنی ہونے لباس کے اس شخص کم رتبہ کو غم لاحق ہوا ہو اور شاید کہ وہ مرد عالی غمگین ہو
بسبب پہلے لباس کے کہ دوسرا اس سے بہتر ہوگا غمگین ہو فافہم پھر پھرینگے ہم طرف مکانوں اپنے کے پس ملاقات کرینگی ہم سے بیبیاں ہماری یعنے دنیا
کی اور حوریں پس کہینگی ہمکو کہ خوش آئے تم اور بیٹھے گھر میں آئے اور کہینگی ہر ایک اپنے مرد کو کہ تحقیق آیا تو اس حال میں کہ بہتر جمال ہے اس جمال سے کہ جدا ہوا تھا
ہمسے اسپر پس کہینگے ہم اپنی بیبیوں سے کہ تحقیق ہمنے ہمنشینی کی آج اپنے پروردگار سے کہ اچھا کرنیوالا جانوں اور درست کرنیوالا شکلوں کا ہے اور لائق ہے
اور پہونچتا ہے ہمکو کہ پھریں ہم مانند اس چیز کے کہ پھرے ہم فقط یعنے کہ جو کوئی بیٹھے ایسی ذات کے ساتھ کہ تمام حسن وجمال ہے تو اسی کے نور کا ہے کیونکہ حسن وجمال
پاوے نقل کی ہے ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب ہے (وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادنی اہل الجنۃ
الذی لہ ثمانون الف خادم واثنتان وسبعون زوجۃ وتنصب لہ قبۃ من لؤلؤ وزبرجد ویاقوت کما بین الجابیۃ الی صنعاء وبہذا الاسناد قال من مات من اہل الجنۃ
من صغیر او کبیر یردون بنی ثلثین فی الجنۃ لا یزیدون علیہا ابدا وکذلک اہل النار وبہذا الاسناد وقال ان علیہم التیجان ادنی لؤلؤۃ منہا لتضیء ما بین المشرق
والمغرب وبہذا الاسناد وقال المؤمن اذا اشتہی الولد فی الجنۃ کان حملہ ووضعہ وسنہ فی ساعۃ کما یشتہی وقال اسحق بن ابراہیم فی ہذا الحدیث اذا اشتہی
المؤمن فی الجنۃ الولد کان فی ساعۃ ولکن لا یشتہی رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب وروی ابن ماجۃ الرابعۃ والدارمی الاخیرۃ) اور روایت ہے ابو سعید
سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ادنے اور کمترین بہشتیوں کا مرتبہ میں وہ شخص ہوگا کہ اسکے لیے اسی ہزار خادم ہونگے اور بہتر بیبیاں یعنی دو دو
کی اور ستر حور عین میں سے اور کھڑا کیا جاویگا اسکے لیے خیمہ موتی اور زبرجد اور یاقوت سے یعنے بنایا جاویگا انسے یا مرصع اور آراستہ ہوگا انسے مسافت اور فراخی
اس خیمہ کی یعنے طول وعرض میں ایسی ہوگی جیسے کہ مسافت ہے جابیہ کی صنعا تک جابیہ ایک شہر ہے شام میں اور صنعا یمن میں اور ساتھ اسی اسناد کے کہ حدیث گذری
روایت ہوئی یعنے جو کہ ابو سعید تک پہونچی فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو لوگ کہ مریں دنیا میں بہشتیوں میں سے چھوٹے یا بڑے ہو جاوینگے بہشت
میں تیس تیس برس کی عمر کے زیادہ نہونگے اس عمر سے کبھی اور اسی طرح دوزخی فقط یعنے عمر اور بعدم زیادتی میں ہونگے اور شاید مقدار عمر ابرار و کفار کی اسلیے
مقرر ہوئی کہ تاجہیں اور عذاب کامل ہو دار البوار اور دار القرار میں فقط اور اسی اسناد سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق بہشتیوں پر تاج
ہونگے ایسے کہ ادنے موتی ان تاجوں کا البتہ روشن کر دے اس چیز کو کہ درمیان مشرق اور مغرب کے ہے اور اسی اسناد سے فرمایا کہ مسلمان جب چاہیگا اولاد
بہشت میں یعنے بالفرض والتقدیر ہوگا حمل فرزند کا اور پیدا ہونا اسکا اور سن اسکا یعنے کہ تیس برس میں ایک ساعت میں اور کہا اسحق بن ابراہیم نے یعنے

ذکر کیا یہ بیان اس حدیث کے کہ جب چاہیگا مومن بہشت میں فرزند پیدا ہوگا ایک ساعت میں ولیکن چاہنے کا نہیں نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے اور روایت کیا ابن ماجہ نے فقرہ جو تھا فقرات حدیث سے اور دارمی نے آخیر کا یعنے جو کہ اسحق نے نقل کیا (وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ لَمُجْتَمَعًا لِلْحُوْرِ الْعِیْنِ یُرَفِّعْنَ بِاَصْوَاتٍ لَمْ تَسْمَعِ الْخَلَائِقُ مِثْلَہَا یَقُلْنَ نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَبِیْدُ وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَبْاَسُ وَنَحْنُ الرَّاضِیَاتُ فَلَا نَسْخَطُ طُوْبٰی لِمَنْ کَانَ لَنَا وَکُنَّا لَہٗ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے علی سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق بہشت میں البتہ مجمع ہوگا واسطے حور عین کے بلند کرینگی آوازیں ساتھ گانے کے کہ نہیں سنی مخلوقات نے مانند ان آوازوں کے کہینگی ہم ہمیشہ زندہ رہینگی پس ہلاک نہیں ہونے کے اور ہم ہیں چین کرنیوالیاں پس نہیں دیکھنے کی شدت واحتیاج اور ہم ہیں راضی یعنے اپنے رب سے یا خاوندوں سے پس نہیں ناخوش ہونے کی خوشی اور خنکی ہو اس کسی کے لیے کہ ہو ہمارے لیے اور ہیں ہم اسکے لیے یعنے جنات عالیات میں نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ حَکِیْمِ بْنِ مُعَاوِیَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ بَحْرَ الْمَاءِ وَبَحْرَ الْعَسَلِ وَبَحْرَ اللَّبَنِ وَبَحْرَ الْخَمْرِ ثُمَّ تُشَقَّقُ الْاَنْہَارُ بَعْدُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاہُ الدَّارِمِیُّ عَنْ مُعَاوِیَۃَ) اور روایت ہے حکیم بن معاویہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق بہشت میں ہے دریا پانی کا اور دریا شہد کا اور دریا دودھ کا اور دریا شراب کا پھر پھٹینگی اور نکلینگی ان دریاؤں میں سے نہریں بعد از درآنے مسلمانوں کے بہشت میں فـ ظاہر یہ ہے کہ مراد دریاؤں مذکورہ سے اصول ان نہروں کی ہیں کہ مذکور ہیں قرآن میں فیہا انہار من ماء غیر آسن وانہار من لبن لم یتغیر طعمہ وانہار من خمر لذۃ للشاربین وانہار من عسل مصفی پھر انہیں سے پھٹینگی اور جاری ہونگی نہریں طرف چشموں ابرار کے اور نیچے محلوں اولیاء کے اور بعضوں نے کہا کہ مراد دریاؤں سے وہی نہریں ہیں کہ نام رکھا گیا انکا نہر بسبب جاری ہونے انکے کے ترجمہ نقل کی یہ ترمذی نے اور نقل کی یہ دارمی نے معاویہ سے

الفصل الثالث فصل تیسری (عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ فِی الْجَنَّۃِ لَیَتَّکِئُ فِی الْجَنَّۃِ سَبْعِیْنَ مَسْنَدًا قَبْلَ اَنْ یَتَحَوَّلَ ثُمَّ تَاْتِیْہِ امْرَاَۃٌ فَتَضْرِبُ عَلٰی مَنْکِبِہٖ فَیَنْظُرُ وَجْہَہٗ فِیْ خَدِّھَا اَصْفٰی مِنَ الْمِرْاٰۃِ وَاِنَّ اَدْنٰی لُؤْلُؤَۃٍ عَلَیْہَا تُضِیْءُ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَتُسَلِّمُ عَلَیْہِ فَیَرُدُّ السَّلَامَ وَیَسْاَلُہَا مَنْ اَنْتِ فَتَقُوْلُ اَنَا مِنَ الْمَزِیْدِ وَاِنَّہٗ لَیَکُوْنُ عَلَیْہَا سَبْعُوْنَ ثَوْبًا فَیَنْفُذُہَا بَصَرُہٗ حَتّٰی یَرٰی مُخَّ سَاقِہَا مِنْ وَرَاءِ ذٰلِکَ وَاِنَّ عَلَیْہَا مِنَ التِّیْجَانِ اِنَّ اَدْنٰی لُؤْلُؤَۃٍ مِنْہَا لَتُضِیْءُ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ رَوَاہُ اَحْمَدُ) اور روایت ہے ابو سعید سے انہوں نے نقل کی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا تحقیق مرد بہشت میں یعنے دار الجزا میں البتہ تکیہ کریگا بہشت میں ستر تکیوں پر پہلے اسکے کہ پھرے یعنے ایک پہلو سے طرف دوسرے پہلو کے نہیں پھریگا کہ طرح بطرح کے ستر تکیہ لگاویگا پھر آویگی اس مرد کے پاس ایک عورت بہشت کی عورتوں میں سے پس ماریگی وہ عورت اوپر کندھے اس مرد کے یعنے بطریق غنج ودلال کے اور آگاہ کرنے واسطے دکھانے جمال کے پس دیکھیگا وہ مرد منہ اپنا اس عورت کے رخسارہ میں درحالیکہ رخسارہ اسکا روشن تر آئینہ سے ہوگا اور تحقیق ادنی موتی کہ اس عورت پر ہوگا روشن کر دیگا مابین مشرق ومغرب کو یعنے اگر ہو دنیا میں پس سلام کریگی وہ عورت اس مرد کو پس جواب دیگا وہ مرد اسکے سلام کا اور پوچھیگا اس عورت سے کہ کون ہے تو پس کہیگی وہ کہ میں جملہ زیادتی سے ہوں فـ کہ وعدہ کیا حق تعالے نے نیک کاروں سے کہ فرمایا قرآن مجید میں لہم ما یشاؤن فیہا ولدینا مزید اور فرمایا للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ اور تفسیر زیادہ کی رویت اللہ تعالے سے بھی کی ہے اور زیادہ انکو اسلیے فرمایا کہ حسنی تو جنت ہے کہ جسکا وعدہ کیا ہے اللہ تعالے نے اپنے فضل سے جزاء اعمال میں مکلفین کے لیے اور زیادہ مذکورہ فضل پر فضل ہے ترجمہ اور تحقیق شان یہ ہے کہ البتہ ہونگے اس عورت پر ستر کپڑے رنگ برنگ کے پس پہنچیگی ان کپڑوں میں نظر اس مرد کی یعنے پار ہوگی اس عورت کے بدن کی لطافت کے سبب یہاں تک کہ دیکھیگا وہ مرد اس عورت کی پنڈلی کے گودے کو اس لباس کے پیچھے سے یعنے بسبب نہایت صفائی کے کوئی چیز مانع اسکی نظر کو نہیں ہونے کی اور تحقیق اس عورت کے سر پر تاج ہونگے کہ ادنے موتی ان تاجوں میں سے روشن کر دیگا مابین مشرق ومغرب کو نقل کی یہ احمد نے (وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُحَدِّثُ وَعِنْدَہٗ رَجُلٌ مِنْ اَہْلِ الْبَادِیَۃِ اِنَّ رَجُلًا مِنْ اَہْلِ الْجَنَّۃِ اسْتَاْذَنَ رَبَّہٗ فِی الزَّرْعِ فَقَالَ لَہٗ اَلَسْتَ فِیْمَا شِئْتَ قَالَ بَلٰی

وَلٰكِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَزْرَعَ فَبَذَرَ فَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهٗ وَاسْتِوَاؤُهٗ وَاسْتِحْصَادُهٗ فَكَانَ اَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى دُوْنَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ فَاِنَّهٗ لَا يُشْبِعُكَ شَيْءٌ فَقَالَ الْاَعْرَابِيُّ وَاللّٰهِ لَا تَجِدُهٗ اِلَّا قُرَشِيًّا اَوْ اَنْصَارِيًّا فَاِنَّهُمْ اَصْحَابُ زَرْعٍ وَاَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِاَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ اور روایت ہی ابو ہریرہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث فرماتے تھے اس حال مین کہ نزدیک انکے تھا ایک شخص گنواروں مین سے حدیث یہ ہو کہ ایک شخص بہشتیوں مین سے پروانگی مانگیگا اپنے پروردگار سے کھیتی کرنے مین یعنے درخواست کریگا اللہ تعالے سے کہ مجکو حکم ہوتا بہشت مین کھیتی کرون پس فرماویگا اسکو اللہ تعالے کہ کیا نہین ہی تو بیچ اس چیز کے کہ چاہے تو یعنے جو چیز جس جنس کی چاہے تو موجود ہی پھر زراعت کیون کرتا ہی کہیگا وہ شخص کہ ہان سب کچھ ہی ولیکن مین چاہتا ہون کہ کھیتی کرون پس اذن ہو ویگا اسکو کھیتی کرنیکا پس تخم ڈالیگا وہ اور بوئیگا پس جلدی سے پلک مارتے مین ہو جائیگی روئیدگی اسکی اور مراد کو پہونچنا اسکا اور کٹنا اسکا پس وہ ہو ویگی کتنے ہی پہاڑون کے برابر پس فرماویگا اللہ تعالے اے فرزند آدم کے لے جو کچھ آرزو کرتا تھا تو پس تحقیق نہین سیر کرتی تجکو کوئی چیز یعنی با وجود ان تمام نعمتون ان گنت بہشت کے آرزو کھیتی کی کی تو نے اس سے معلوم ہوا کہ آدمی زادہ حرص پر اور ترک قناعت پر مجبول ہی اور یہ صفت اس سے ہرگز نہین نکلنے کی اگرچہ بہشت مین جا وے ترجمہ پس کہا اس گنوار نے قسم ہی خدا کی نہ پاوے گے تم اس شخص کو مگر قریشی یعنے اہل مکہ سے یا انصاری یعنے اہل مدینہ اسلیے کہ وہ ہین کھیتی والے اور لیکن ہم یعنے گنوار اور صحرا نشین نہین ہین کھیتی والے بلکہ اکثر اکتفا کرتے ہین شیر و خرما پر یعنے پس نہین چاہتے ہم مانند اسکے پس ہنسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعرابی کی اس بات سے ترجمہ نقل کی یہ بخاری نے (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَنَامُ اَهْلُ الْجَنَّةِ قَالَ النَّوْمُ اَخُو الْمَوْتِ وَلَا يَمُوْتُ اَهْلُ الْجَنَّةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ) اور روایت ہی جابر سے کہ کہا پوچھا ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیا سو وینگے بہشتی فرمایا کہ سونا بھائی موت کا ہی اور بہشتی مرنے کے نہین یعنے پس سونے کے بھی نہین نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان مین **باب رُؤْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى** یہ باب ہی بیچ بیان دیدار اللہ تعالے کے جان کہ رویت حق تعالے کی جائز ہی عقلا اہل سنت و جماعت کے نزدیک اور زیادہ نہین شرط رکھتی جہت اور مقابلہ شرط دیکھنے کی نہین انکے نزدیک اور جو کچھ کہ موجود ہی ممکن ہی دیکھنا اسکا اگرچہ جسم و جسمانی نہو اور مکان اور جہت مین نہو اور مداخلت ان امور کی دیکھنے مین بسبب جریان عادت کے ہی اور اگر قادر مطلق برخلاف عادت کے بدون انکے دکھاوے تو یہ بھی جائز ہی اور اللہ تعالے قادر ہی کہ قوت باصرہ بیچ بصیرہ کے مین رکھدے اور جیسے کہ اسکو آج دنیا مین بصیرت سے پاتے ہین قیامت کو بصر سے بھی دیکھین وہ ہر چیز پر قادر ہی اور اتفاق رکھتے ہین علما اوپر واقع ہونے رویت حق تعالے کی مومنون کو آخرت مین اور دلیلین کتاب اور سنت اور اجماع صحابہ و تابعین پہلے سے پیر مدعی ہین اور رد و دلائل ساتھ اعتراضات مبتدعہ کے کہ منکر ہین اسکے اور تاویلات انکے آیات اور احادیث اور دلائل کو اور جواب اہل حق کا کتب کلامیہ مین تفصیل سے مذکور ہین اور مختار یہ ہی کہ رویت حق سبحانہ کی دنیا مین بھی ممکن ہی ولیکن واقع نہین بالاتفاق مگر حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کو شب معراج مین کہ واقع ہوئی اور بعضون کو وہان بھی خلاف ہی چنانچہ بیان اسکا بیچ ضمن شرح احادیث کے آویگا اور کسی سلف اور خلف سے دیکھنا حق سبحانہ کا دنیا مین صحت کو نہین پہونچا اور اولیا اور مشائخ طریقت سے کوئی اس طرف نہین گیا اور دعوی اسکا نہین کیا اور مشائخ اتفاق رکھتے ہین اوپر تکذیب اور گمراہ کہنے مدعی اسکے کے اور انوار مین کہ کتاب فقہ شافعی ہی کہا جو کوئی کہے کہ خدا کو دنیا مین عیانا سر کی آنکھون سے دیکھتا ہون مین اور وہ تعالے بالمشافہ مجھسے کلام کرتا ہی کافر ہو جائے اگر کہین کہ جب رویت اللہ تعالی کی ممکن ہی اور کوئی آفت حاسہ بصیرت مین نہین کیون نہین معلوم ہوتا اور سبب نہ دیکھنے کا کیا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ دیکھنا بسبب قدرت اور خلق الہی کے ہی اور حاسہ بصر علت اسکی نہین حق سبحانہ تعالے نے بسبب جریان عادت کے اسکو سبب کیا ہی اور دخل دیا اگر وہ دکھاوے تو بے آنکھ کے بھی دیکھ سکتا ہی اگر وہ نہ دکھاوے تو اگر آنکھ کھلی ہو تو بھی نہ دیکھ سکے اور اگر ایک بڑا پہاڑ مثلا سامنے آنکھ کے ہو اور اللہ تعالے صفت دیکھنے کی آنکھ مین پیدا نہ کرے تو نہ دیکھ سکے اور اگر ایک اندھا اقصی بلاد مشرق مین ہو اور پشہ مغرب مین اگر اللہ تعالے دکھاوے تو دیکھ سکتا ہی یہ انکار منکرون کا گرفتاری عقل و قیاس کرنے سے اپنے پر ہی اور بنظر قدرت باری تعالے کے

سب ممکن اور آسان ہو اور کہا ہے علما نے کہ تخصیص رویت کی ساتھ مومنون کے بہشت مین ہو کہ بعد از داخل ہونے کے انہین ساتھ اس دولت کے
مشرف ہونگے اور موقف حشر مین سب دیکھینگے کیا مومن اور کیا کافر اور کافر دیکھنے کے محجوب ہونگے اور حسرت اندوہ مین پڑینگے اور صحیح یہ ہو کہ عورتون کو بھی
رویت ہوگی مانند مردون کے اور بعضون نے کہا ہو کہ دیدار عورتون کو بھی کبھی کبھی ہوگا مانند ایام جمعہ اور عیدون کے کہ اوقات بار عام کے ہونگے اور
بعضون نے کہا کہ عورتون کو دیدار نہوگا اسلیے کہ وہ پردہ مین ہونگی جیسے کہ فرمایا ہو حور مقصورات فی الخیام اور یہ قول خطا و نادرست ہو اور عموم نصوص وارد کا
رویت مین شامل ہو مردون اور عورتون کو اور خیمہ جنت کے موجب پردہ و حجاب کے نہین اور کیونکر متصور ہو کہ فاطمہ زہرا اور خدیجہ کبری اور عائشہ صدیقہ
اور مانند انکے اس نعمت سے محروم رہین اور اس دولت سے مشرف نہون باوجود افضلیت اور اکملیت انکے کے بہت سے مردون سے اور صحیح یہ ہو
کہ رویت عام ہو سب مومنون کے لیے کیا بشر کیا ملائکہ کیا جن اور بعضے علما شافعیہ کے کلام سے ایسا مفہوم ہوتا ہو کہ رویت مخصوص ساتھ مومنون بشر
کے ہو اور ملائکہ اور جن کو رویت نہین ہوگی اور یہ قول بھی صحیح نہین ہو واللہ اعلم اور رویت حق تعالی کی خواب مین بھی جائز ہو اور حقیقت مین وہ رویت
قلبی ہو کہ ساتھ مثال کے ہو اور حق تعالے کے لیے مثال ہو نہ مثل اور سلف سے نقل کرنا اسکا صحت کو پہونچا ہو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے آیا ہو کہ سو بار
ساتھ اس نعمت کے مشرف ہوئے اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے بھی آیا ہو کہ دیکھا مین نے رب العزت کو خواب مین پس پوچھا مین نے کہ کونسی عبادت افضل
ہو فرمایا کہ تلاوت قرآن بار دیگر پوچھا کہ معانی سمجھکر پڑھنا یا بدون اسکے فرمایا یعنے سمجھکر پڑھے یا بدون اسکے الفصل الاول فصل پہلی (عن جریر بن عبد اللہ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ عِیَانًا وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ کُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ اِلَی الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ فَقَالَ
اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ کَمَا تَرَوْنَ ہٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّوْنَ فِیْ رُؤْیَتِہٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَا تُغْلَبُوْا عَلٰی صَلٰوۃٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِہَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَرَأَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ
قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِہَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) روایت ہو جریر بن عبد اللہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تحقیق تم نزدیک ہو کہ دیکھوگے
اپنے پروردگار کو آشکارا آنکھ سے اور ایک روایت مین ہو یعنے جریر سے کہ کہا تھے ہم بیٹھے نزدیک پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پس دیکھا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے طرف چاند چودھوین رات کے پس فرمایا تحقیق تم دیکھوگے اپنے پروردگار کو جیسے کہ دیکھتے ہو اس چاند کو ف ع یہ تشبیہ رویت کی ساتھ رویت
کے انکشاف پورے مین ہو یعنے دیکھنا تمھارا حق کو ایسا ہوگا کہ جیسے دیکھنا چاند کو کہ شک وشبہ کو انہین راہ نہین نہ تشبیہ مرئی کے ساتھ یعنے جیسے کہ یہ چاند تمھارے
مقابلہ مین ہو اور جہت مین اور محدود ہو ذات حق تعالے کی بھی ایسی ہی ہوگی پس یہ مراد نہین ہو جیسے کہ فرمایا ترجمہ نہین ایذا دیے جاؤگے تم بیچ دیکھنے اسکے کے
ف ع لفظ تضامون ساتھ پیش ت کے اور تخفیف میم مضمومہ کے اور ساتھ زبر ت کے اور تشدید میم کے دونون طرح روایت کیا گیا ہو لیکن اول اکثر ہی
اور وجہ اول پہ ضیم سے ہو یعنے ضرر و ظلم کے یعنے ضرر نہین کیے جانے کے بیچ دیکھنے اس ذات پاک کے اسطرح کہ بعضے دیکھین اور بعضے نہین یا ظلم کرے
ایک دوسرے پر ساتھ تکذیب اور انکار کے اور وجہ دوسری پر تضام سے ہو یعنے آپس مین ملنا اور اژدہام کرنے کے یعنے اجتماع اور اژدہام نہین کرینگے
اللہ تعالے کی رویت مین بسبب کمال ظہور اور وضوح کے جیسے کہ چودھوین رات کے چاند مین بخلاف دیکھنے ماہ نو کے کہ خفا اور اشتباہ رکھتا ہی ترجمہ
پس اگر طاقت رکھو تم یہ کہ غلبہ نہ کیے جاؤ تم اور زبون نہ ہو تم اوپر نماز کے کہ پہلے نکلنے آفتاب کے ہو یعنے نماز صبح اور اوپر نماز کے کہ پہلے غروب ہونے
آفتاب کے ہو یعنے نماز عصر پس کرو تم اسکو ف ع یعنے جب تک ہو سکے مواظبت کرنے کو نماز فجر و عصر پر ہاتھ سے نہ دو کہ مواظبت کرنیوالا نماز پر لائق
تر ہی ساتھ دیکھنے پروردگار تعالے کے کہ بلکہ شہود ذات کا یہین سے ہم پہونچتا ہی حدیث جعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ گواہ ہی اسپر اور تمام نمازون کا یہی حکم
ہو اور تخصیص نماز صبح اور عصر کی بسبب افضلیت انکی کے ہو اسلیے کہ صبح وقت استراحت اور غلبہ نیند کا ہو اور عصر وقت کاروبار اور جانے بازار کا ہو پس
جسکو کہ نہین لاحق ہوگی سستی ان دو نمازون مین باوجود موانع کے اسکو غیر انکے مین بطریق اولے نہین لاحق ہوگی اور بسبب شرف ان دو وقتون کے

اور سبب اسکے کہ رویت آخرت مین انھین دو وقتون مین ہوگی ترجمہ پھر پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت اور نماز پڑھ درحالیکہ حمد و ثنا کہنے والا ہو اپنے
پروردگار کی پہلے نکلنے آفتاب کے کہ مراد اس سے نماز فجر ہے اور پہلے غروب آفتاب سے کہ مراد نماز عصر ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن صہیب
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا دخل اہل الجنۃ الجنۃ یقول اللہ تعالی تریدون شیئا ازیدکم فیقولون الم تبیض وجوہنا الم تدخلنا الجنۃ وتنجنا من
النار قال فیرفع الحجاب فینظرون الی وجہ اللہ تعالی فما اعطوا شیئا احب الیہم من النظر الی ربہم ثم تلا للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ رواہ مسلم) اور روایت
ہے صہیب سے انہنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ جسوقت کہ داخل ہونگے بہشتی بہشت مین فرماویگا اللہ تعالے چاہتے ہو تم کچھ کہ زیادہ دون
مین تمکو یعنے تمہاری عطاؤن سے پس کہینگے بہشتی کیا روشن اور اوجلا نہین کیا تو نے منہ ہمارا کیا نہین داخل کیا تو نے ہمکو بہشت مین اور کیا نہین نجات
دی تو نے ہمکو آگ دوزخ سے پس اس سے کیا زیادہ ہوگا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پس اٹھایا جاویگا پردہ فرمایا اور اٹھنا پردہ کا دفع تعجب
سے کہ ایسی ہے گویا کہ کہا گیا انکو وہ زیادتی یہ ہے اور اللہ سبحانہ منزہ ہے حجاب سے اسلیے کہ وہ محجوب نہین محجوب ہے اور اسلیے کہ محجوب مغلوب ہے پس معنے یہ ہین کہ اٹھایا
جاویگا پردہ دیکھنے والون کی آنکھون سے جیسے کہ دلالت کرتا ہے اسپر یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ترجمہ پس دیکھینگے طرف ذات اقدس اللہ تعالے
کے منزہ ہے صورت اور جہت وغیرہ سے پس نہ دیے گئے بہشتی کوئی چیز کہ دوست تر ہو نزدیک انکے انکے دیکھنے سے طرف پروردگار کے کہ فیضان نعمتا سے
تمام نعمتون کا دینے والا حق ہے جیسے کہ نہایت تمام مراتب موجودات کی ذات اقدس اسکی ہے ترجمہ پھر پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت اون لوگون کے
لیے کہ نیکی کی ہے ثواب نیک ہے یعنے جنت اور زیادہ اسپر یعنے رویت حق تعالے کی نقل کی یہ مسلم نے الفصل الثانی فصل دوسری (عن ابن عمر قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ادنی اہل الجنۃ منزلۃ لمن ینظر الی جنانہ وازواجہ ونعیمہ وخدمہ وسررہ مسیرۃ الف سنۃ واکرمہم علی اللہ من ینظر
الی وجہہ غدوۃ وعشیۃ ثم قرأ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ رواہ احمد والترمذی) روایت ہے ابن عمر سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق
ادنی بہشتیون کا ازروے قدر و مرتبہ کے البتہ وہ شخص ہے کہ دیکھیگا طرف اپنے باغون کے اور اپنی عورتون کے اور اپنی نعمتون کے اور اپنے خدمتگارون کے
اور اپنے تختون کے کہ بیٹھیگا اور استراحت کریگا اوپر مقدار مسافت ہزار برس کے یعنی ملک اسکی بمقدار اس مسافت کی ہوگی بسبب وسعت بہشت کے اور
گرامی تر اور عزیز تر انکا نزدیک اللہ کے وہ شخص ہوگا کہ دیکھیگا طرف ذات اقدس اسکی کے صبح و شام فرمایا اور اسلیے حکم فرمایا محافظت کرنے کا اوپر دونون
نمازون کے کہ دن کی دونون طرفون مین ہین جیسے کہ اوپر گذرا یا مراد ان دونون وقتون سے روز و شب علی الدوام ہے لیکن اول ظاہر تر ہے اسلیے کہ اگر ہو دیکھنا
بطریق دوام کے تو نہ منتفع ہون اور تمام نعمتون سے حالانکہ وہ انھین کے لیے پیدا کی گئی ہین اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگی اور عالی ہمتی یہ ہے کہ ماسوا
حق کی طرف نہ متوجہ ہون اور توجہ اور التفات غیر حق پر پست ہمتی ہے ترجمہ پھر پڑھی حضرت نے یہ آیت کتنے منہ اسدن تر و تازہ اور خوش و خرم ہونگے طرف
پروردگار اپنے کے دیکھنے والے نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے (وعن ابی رزین العقیلی قال قلت یا رسول اللہ اکلنا یری ربہ مخلیا بہ یوم القیمۃ قال
بلی قلت وما آیۃ ذلک فی خلقہ قال یا ابا رزین الیس کلکم یری القمر لیلۃ البدر مخلیا بہ قال بلی قال فانما ہو خلق من خلق اللہ واللہ اجل واعظم
رواہ ابو داود) اور روایت ہے ابی رزین عقیلی سے کہ کہا کہا مین نے یا رسول اللہ آیا ہر ایک ہمسے دیکھیگا اپنے پروردگار کو تنہا بلا مزاحمت غیر کے فرمایا کہ ہان
دیکھیگا تنہا پوچھا ابو رزین نے کہ کیا ہے علامت اسکی بیچ مخلوقات اسکی کے فرمایا ای ابو رزین کیا نہین ہر ایک تم مین سے دیکھتا ہے چاند کو چودھوین رات مین
تنہا بلے مزاحمت کسی کے کہا ابو رزین نے کہ ہان دیکھتا ہے فرمایا حضرت نے پس سوائے اسکے نہین کہ چاند ایک مخلوق ہے مخلوقات خدا سے یعنے اور دیکھتا ہے
اسکو ہر ایک اور اللہ تعالے کامل تر ہے مرتبہ مین اور بزرگ تر ہے منقبت مین یعنے پس وہ بطریق اولے دکھائی دیگا بلے مزاحمت نقل کی یہ ابوداود نے الفصل
الثالث فصل تیسری (عن ابی ذر قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہل رأیت ربک قال نور انی اراہ رواہ مسلم) روایت ہے ابوذر

کہ کہا پوچھا مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آیا دیکھا ہے آپ نے اپنے پروردگار کو شب معراج مین فرمایا کہ پروردگار تعالیٰ و تقدس نور ہے کیونکر دیکھون
مین اسکو یعنی منع ہے اسلیے کہ کمال نور اور شدت ظہور مانع ہے ادراک سے اور خیرہ کرنے والا ہے بینائیون کا اور اطلاق نور کا اوپر ذات پاک باری تعالیٰ کے آیا ہے
جیسے کہ اللہ نور السموات والارض یعنے وہ روشن کرنیوالا آسمان و زمین کا اور ظاہر کرنے والا روشنیون آسمان و زمین کا ہے مانند آفتاب اور چاند اور ستارون
اور مانند انکے کے یا ہدایت کرنے والا آسمان اور زمین والون کا اور روشن کرنے والا بندون کے دلون کا اور اسکے نامون مین سے نور بھی ہے یعنے وہ ظاہر
بنفسہ ہے اور ظاہر کرنیوالا غیر اپنے کا علی ما ذکرہ المحققون اور لفظ انی ساتھ زبر ہمزہ اور تشدید نون کے ہے اکثر نسخون مین یعنے کیونکر دیکھون اسکو کہ وہ کمال
نور ہے منع کرتا ہے ادراک کو اور بعضے نسخون مین ہے نورانی ساتھ تشدید یا کے نسبت کے لیے ساتھ زیادتی الف اور نون کے مبالغہ کے لیے اس صورت مین
لفظ اراہ بمعنے اظنہ کی روایت سے بمعنے رایت کے ہوگا یعنے نورانی گمان کرتا ہون اسکو پس اگر پڑھا جاوے ساتھ پیش ہمزہ کے تو ظاہر تر ہوگا اس معنی مین
کہا ابن مالک نے کہ اختلاف کیا گیا ہے بیچ دیکھنے آنحضرت کے اللہ تعالیٰ کو شب معراج مین اور اس حدیث مین دلیل ہے دونون فریق کے لیے سبب اختلاف
روایتون کے اسلیے کہ لفظ انی روایت کیا گیا ہے ساتھ زبر ہمزہ کے اور تشدید نون مفتوحہ کے پس ہوگا استفہام بطریق انکار کے اور روایت کیا گیا ہے نون کے زبر
سے بھی پس ہوگا دلیل ثابت کرنے والون کے لیے اور ہوگی حکایت ماضی سے ساتھ حال کے انتہی ترجمہ نقل کی یہ مسلم نے (وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ
مَا رَاٰى وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى قَالَ رَاٰهُ بِفُؤَادِهٖ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ رَاٰى مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ قَالَ عِكْرِمَةُ قُلْتُ اَلَيْسَ اللّٰهُ يَقُوْلُ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ
وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ قَالَ وَيْحَكَ ذَاكَ اِذَا تَجَلّٰى بِنُوْرِهِ الَّذِيْ هُوَ نُوْرُهٗ وَقَدْ رَاٰى رَبَّهٗ مَرَّتَيْنِ) اور روایت ہے ابن عباس سے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے
جھوٹ نہ کہا محمد کے دل نے ساتھ محمد کے اس چیز مین کہ دیکھا اسنے بصر سے اور وہ ذات اقدس اللہ تعالیٰ کی ہے اور بتحقیق دیکھا آنحضرت نے پروردگار کو [illegible]
اور کہا ابن عباس نے کہ دیکھا آنحضرت نے اپنے پروردگار کو اسی دل سے دو بار یعنی اس طرح کہ لایا پروردگار تعالیٰ نے بینائی انکی انکے دل مین اور یا لایا دل انکا
انکے بینائی مین یا پیدا کی خدا نے آنکھین چشم دل سے دیکھا یا آنکھین چشم سر سے دیکھا دونون کے ایک ہی معنے ہین اور یہ معنے اسلیے کہ مذہب ابن عباس کا دیکھنا بینائی سے
ہے اور دیکھنا دل سے اور انکا مذہب ہے برخلاف انکے مذہب کے جیسے کہ معلوم ہوگا مقصود یہ ہے کہ ابن عباس دیکھنے سے دیکھنا ہی کا مراد رکھتے ہین اور جمہور صحابہ موافق
انکے ہین اور یہ سب دنو اور تدلی اور قاب قوسین او ادنی سب کو بیان قرب آنحضرت کا شب معراج مین بیچ درگاہ صمدیت کے کہتے ہین اور جمہور مفسرین بھی اسطرف
گئے ہین کہ مراد دیکھنے سے یہ ہے کہ آنحضرت نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا پھر اختلاف کیا ہے بعضون نے تو کہا کہ دیکھا آنحضرت نے رب تعالیٰ کو اپنے دل سے نہ آنکھ
سے اور بعضون نے کہا کہ نہین آنکھ ہی سے دیکھا اور کہا امام نووی نے کہ راجح اکثر علما کے نزدیک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اپنے رب کو سر
کی آنکھون سے شب معراج مین اور ابن مسعود اور عائشہ اور بعضے اور صحابہ اس سے دیکھنا جبرئیل علیہ السلام کا انکی صورت اصلی مین مراد رکھتے ہین کہ اس شب
مین اور غیر اس شب مین حاصل ہوا اور آیت مذکور (دو) کو بیان اس قرب کا کہا چاہیے کہ حدیث آیندہ مین معلوم ہوگا اور اختلاف کیا ہے علما نے کہ ہمارے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے آیا کلام کیا ہے اپنے رب سبحانہ تعالیٰ سے بغیر واسطہ یا نہین پس نقل کیا گیا ہے اشعریین سے اور ایک جماعت متکلمین سے کہ آپ نے کلام
کیا ہے ترجمہ نقل کی یہ مسلم نے اور ترمذی کی روایت مین یون آیا ہے کہ کہا ابن عباس نے یعنے بیچ تفسیر آیت مذکورہ کے دیکھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنے پروردگار کو کہا عکرمہ نے کہ کہا مین نے ابن عباس سے اور اشکال لایا مین اسپر کہ کیا نہین فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے یعنے بیچ صفت ذات اپنی کے کہ نہین
پاتین اسکو بینائیان اور وہ پاتا ہے بینائیون کو یعنے پس کیونکر قائل ہو دیکھنے آنحضرت کے رب العزت کو کہا ابن عباس نے بیچ جواب عکرمہ کے ویل ہے تجکو ای
عکرمہ پانا اسکا بینائیون کو اور نہ پانا بینائیون کا اسکو اسوقت ہے کہ تجلی کرے اور ظاہر ہو ساتھ نور اپنے کے کہ وہ نور خاص ذات اسکے کا ہے اور اسوقت
مضمحل ہو ادراک اور فانی و نابود ہو مدرک اور اگر تجلی کرے اسقدر کہ وفا کرے اسکو قوت بشری پا سکتی ہین اسکو بینائیان اور یہ بھی علما نے کہا ہے کہ ادراک

لفت میں احاطہ شی کا ہو ساتھ تمام حدود و نہایت اسکی کے اور حق سبحانہ کے لیے کوئی حد و نہایت نہیں ہے اور دیکھنا عام ہے اس سے ترجمہ اور تحقیق دیکھا آنحضرت
نے اپنے پروردگار جل وعلا کو دو بار فرق ایک بار نزدیک سدرۃ المنتہی کے اور ایک بار عرش پر انتہی اور ملا علی رح نے کہا کہ احتمال ہے کہ دل سے دو بار دیکھا
ایک بار دل سے اور ایک بار آنکھ سے اسلیے کہ نہیں کہا کسی نے کہ آنحضرت نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا آنکھوں سے دو بار (وَعَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ لَقِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَعْبًا
بِعَرَفَةَ فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ فَكَبَّرَ حَتَّى جَاوَبَتْهُ الْجِبَالُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّا بَنُو هَاشِمٍ فَقَالَ كَعْبٌ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَسَمَ رُؤْيَتَهُ وَكَلَامَهُ بَيْنَ مُحَمَّدٍ وَمُوسٰى فَكَلَّمَ مُوسٰى مَرَّتَيْنِ وَرَآهُ
مُحَمَّدٌ مَرَّتَيْنِ قَالَ مَسْرُوقٌ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَقُلْتُ هَلْ رَأٰى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ فَقَالَتْ لَقَدْ تَكَلَّمْتَ بِشَيْءٍ قَفَّ لَهُ شَعْرِي قُلْتُ رُوَيْدًا ثُمَّ قَرَأْتُ لَقَدْ رَأٰى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ
الْكُبْرٰى فَقَالَتْ أَيْنَ تَذْهَبُ بِكَ إِنَّمَا هُوَ جِبْرِيلُ مَنْ أَخْبَرَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأٰى رَبَّهُ أَوْ كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا أُمِرَ بِهِ أَوْ يَعْلَمُ الْخَمْسَ الَّتِي قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ
وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ وَلٰكِنَّهُ رَأٰى جِبْرِيلَ لَمْ يَرَهُ فِي صُورَتِهِ إِلَّا مَرَّتَيْنِ مَرَّةً عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَمَرَّةً فِي أَجْيَادٍ لَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ قَدْ سَدَّ الْأُفُقَ رَوَاهُ
التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى الشَّيْخَانِ مَعَ زِيَادَةٍ وَاخْتِلَافٍ وَفِي رِوَايَتِهِمَا قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ فَأَيْنَ قَوْلُهُ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى قَالَتْ ذَاكَ جِبْرِيلُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْتِيهِ فِي صُورَةِ الرَّجُلِ وَإِنَّهُ أَتَاهُ هٰذِهِ الْمَرَّةَ فِي صُورَتِهِ الَّتِي هِيَ صُورَتُهُ فَسَدَّ الْأُفُقَ) اور روایت ہے شعبی سے کہ کہا ملاقات کی ابن عباس نے
کعب احبار سے عرفات میں روز عرفہ کے پس پوچھا ابن عباسؓ نے کعب سے ایک چیز سے یعنے رویت حق جل وعلا کی سے دنیا میں پس تکبیر کہی کعب نے
یعنے بسبب استعظام اور استبعاد اس سوال ابن عباس کے یہانتک کہ جواب دیا اسکو پہاڑون نے یعنے تکبیر ایسی بلند کہی کہ پہاڑون سے آواز نکلی جیسے کہ
گنبد میں کوئی بولتا ہے تو ویسے ہی آواز وہان سے آتی ہے پس کہا ابن عباسؓ نے کہ ہم اولاد ہاشم ہیں فرق یعنے ہم اہل علم اور اہل معرفت ہیں نہیں پوچھتے ہم ایسی چیز
کہ بعید ہو عقل سے اور نزدیک ملازم درگاہ نبوت کے ہیں کہ اقتباس علوم و انوار کا جناب نبوت سے کیا ہے یعنے تامل کرو اور ساتھ غصہ اور استبعاد کے جلدی
نہ کرو اور تفکر کرو جواب میں کہ رویت حق دنیا میں فی الجملہ ممکن ہے پس جب ابن عباس سے یہ مبالغہ کیا کعب احبار نے تامل و تفکر کیا بعد اسکے پس کہا کعب نے
کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تقسیم کی رویت اپنی اور کلام اپنا درمیان محمدؐ اور موسیٰؑ کے پس کلام کیا اللہ نے موسیٰ سے دو بار یعنے ایک تو وادی ایمن
میں اور دوسرے کوہ طور پر اور دیکھا اسکو محمدؐ نے یعنے معراج میں دو بار اور ظاہر یہ ہے کہ کعب احبار نے یہ کلام توریت سے نقل کیا کہا مسروق نے
کہ شعبی یہ حدیث روایت اس سے کرتا ہے پس داخل ہوا میں حضرت عائشہؓ کے پاس یعنے بعد دیکھنے مناظرہ ابن عباس اور کعب کے اور سننے اس کلام
کے کعب سے پس کہا میں نے عائشہ سے کہ آیا دیکھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پروردگار اپنے کو پس کہا عائشہؓ نے مسروق سے کہ تحقیق کلام کیا تو نے ساتھ
ایسی چیز کے کہ کھڑے ہو گئے بسبب اسکے بال میرے بدن کے یعنے چونکہ میں معتقد ہوں اسکی کہ وہ پاک ہے نظر آنے سے دنیا میں اور وقوع اسکا محال ہے
مارے عظمت و ہیبت اسکی کے میرے بدن کے بال کھڑے ہو گئے کہا میں نے ٹھیرو اور جلدی نہ کرو رویت حق کے انکار میں مقصود تسکین دلانا اور مہلت دینا اسکو تا
انکا تھا تاکہ سوال و جواب اُنسے کرین پھر پڑھی میں نے یعنے اثبات رویت کے لیے یہ آیت تحقیق دیکھیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نشانیان پروردگار اپنے کی
بڑی فرق ظاہر یہ ہے کہ مراد مسروق کے پڑھنے آیت سے نشانی بڑی ہے کہ دلالت کرے عظمت شان اللہ تعالیٰ کی پر یا اوپر تعظیم جناب آنحضرت کے اور
مقصود اس سے رویت بصری ہے یا دل کی ترجمہ پس کہا عائشہؓ نے کہان لیجاتی ہیں تجکو آیتین یعنے خطا کی تو نے آیتون کے معنے سمجھنے میں کہ انکو پروردگار
کی رویت پر حمل کیا تو نے سوا اسکے نہیں کہ وہ نشانی بڑی جبرئیل ہے جو کوئی خبر دے تجکو کہ محمدؐ نے دیکھا اپنے پروردگار کو شب معراج میں یا خبر دے کہ آنحضرت نے
چھپایا کچھ اس چیز سے کہ حکم کیے گئے ساتھ اظہار اسکے کے فرق یعنے احکام و شرایع جیسے کہ دلالت کرتا ہے اسپر قول اللہ تعالیٰ کا یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک
من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ اور چھپانا عام ہے سب سے یا بعض سے پس اس سے رد ہوا اعتقاد فاسد شیعہ کا یعنی خاص ہونے اہل بیت کے
ساتھ بعض احکام کے یا خبر دے کہ جانتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانچ چیزیں کہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے انکے حق میں تحقیق اللہ تعالیٰ ہے نزدیک

اسکے تو علم قیامت کا اور آثار سے تیرھنے کا ۔ یہی آخر آیت تک پس تحقیق بڑا بہتان کیا لیکن مراد آیات مذکورہ سے یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا جبرئیل
کو یعنے انکی صورت اصلیہ میں نہیں دیکھا جبرئیل کو انکی صورت اصلیہ میں مگر دو بار ایکبار نزدیک سدرۃ المنتہی کے جیسے فرمایا ولقد رآہ نزلۃ اخری
عند سدرۃ المنتہی یعنے اور ایکبار اجیاد میں کہ نام ایک موضع کا ہو مکہ میں دیکھا آنحضرت نے جبرئیل کو درحالیکہ انکے چھ سو بازو تھے تحقیق روک
لیا تھا کنارہ آسمان کو نقل کی یہ ترمذی نے اور روایت کی بخاری اور مسلم نے ساتھ زیادتی اور اختلاف کے اور بیچ روایت بخاری اور مسلم کے یون آیا ہو کہ کہا
مسروق نے کہا مین نے عائشہ سے پس اگر دیکھا محمد نے پروردگار کو تو کہان ہو اور کس پر محمول ہو قول حق سبحانہ تعالی کا پھر نزدیک آیا پس اوترا یا اوترا پس معلق ہوا
ما نند لٹکنے کے یعنے پس ظاہر ہوتا ہو رجوع ضمیر دنی کا پھرتی ہو طرف اللہ کے اور ضمیر فتدلی کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یا بالعکس اور ایسے ہی ضمیر فکان
کی فکان قاب قوسین میں اور ایسے ہی فرمایا فاوحی الی عبدہ ما اوحی ما کذب الفؤاد ما رای پس یہ اشکال کیا مسروق نے حضرت عائشہ سے کہ یہ یعنے مرجع ضمیر کا
یہ جبرئیل علیہ السلام ہو تو معنے اسکے ... ہوا پھر استیناف کیا عائشہ نے واسطے بیان دفع اس اشکال کے کہ اگر شاید کوئی کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے کیسے دیکھا جبرئیل کو ہمیشہ پس کیا وجہ تخصیص رویت انکی کی اس مقام میں تو گویا جواب دیا عائشہ نے کہ آتے تھے جبرئیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس بیچ صورت ایک مرد کے یعنے شکل اور اکثر بصورت دحیہ کلبی کے اور تحقیق جبرئیل آئے آنحضرت کے پاس اس بار میں یعنے اجیاد میں بیچ صورت اپنی کے
کہ وہ صورت اصلی انکی ہی پس روک دیا کنارہ آسمان کو یعنے مانند اس ہیئت کے دکھایا تھا انکو شب معراج میں انکی صورت اصلی میں پر وجہ تحقیق کے یہ جو
مذکور ہوا مذہب ابن عباس سے پکڑتے ہیں ساتھ قول کعب کے اور اختیار اسکو کیا کہ آنحضرت نے دیکھا اللہ تعالی کو دو بار باجتماع رویت کے آنکھ سے یا بصیرت کے
یا ایکبار دونوں کے بصیرت سے اور دوسرے بصر سے باوجود اتفاق کے اسپر کہ نہیں دیکھا آنحضرت نے اللہ تعالی کو آنکھ سے دو بار واللہ اعلم اور یہ نفی
عائشہ کی پس احتمال ہو کہ حمل کیا جاوے مطلق پر یا مقید ہو ساتھ نفی بصر کے اور جواز رویت انکی کے دل سے اور ظاہر اول ہی بقدر بر تامل کہا حافظ ابن حجر نے
کہ تطبیق درمیان اثبات ابن عباس کے اور نفی عائشہ کے یہ ہو کہ حمل کیا جاوے نفی عائشہ کی اوپر رویت بصر کے اور اثبات ابن عباس کا اوپر رویت دل کی
پھر جو علم اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے علم رکھنے والے اللہ تعالی کے علی الدوام اور رویت جو حاصل ہوئی حضرت کو پیدا کی گئی حضرت کے قلب میں جیسے
کہ پیدا کیجاتی ہو رویت آنکھ کی واسطے دیکھنے غیر اللہ تعالی کے (وعن ابن مسعود فی قولہ فکان قاب قوسین او ادنی وفی قولہ ما کذب الفؤاد ما رای وفی قولہ لقد رای
من آیات ربہ الکبری قال فیہا کلہا رای جبریل لہ ست مائۃ جناح متفق علیہ وفی روایۃ الترمذی قال ما کذب الفؤاد ما رای قال رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جبریل فی حلۃ من رفرف قد ملا ما بین السماء والارض ولہ وللبخاری فی قولہ لقد رای من آیات ربہ الکبری قال رای رفرفا اخضر سد افق السماء)
اور روایت ہو ابن مسعود سے بیچ تفسیر قول اللہ تعالی کے پس ہوا یعنے قرب معنوی درمیان انکے اور ہو سکے یا قرب صوری درمیان جبرئیل اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدار دو کمان کے اور یہ کنایہ ہو کمال قرب ان دونوں کے سے یا کمتر اس سے اور بیچ تفسیر قول اللہ تعالی کے نہیں جھوٹ پایا
دل نے وہ چیز کہ دیکھی اور بیچ تفسیر قول اللہ تعالی کے البتہ تحقیق دیکھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نشانیاں پروردگار اپنے کی بڑی کہا ابن مسعود نے
بیچ تفسیر ان سب آیتون کے کہ دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو درحالیکہ واسطے انکے چھ سو بازو تھے یعنے یہ سب ضمیریں پھرتی
ہیں جبرئیل کی طرف اور یہ تاویل مطابق ہو اس تاویل کے کہ عائشہ نے کی آیتوں مذکورہ میں جیسے کہ اوپر مذکور ہوئی اور کہا بعضے علما ہمارے نے کہ ابن
مسعود اعلم الصحابہ ہیں بعد خلفا اربعہ کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور بیچ روایت ترمذی کے یوں آیا ہو کہ کہا ابن مسعود نے بیچ قول اللہ تعالی کے
کے نہیں جھوٹ پایا دل نے اس چیز کو کہ دیکھا کہا دیکھا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کو بیچ ایک جوڑے کے کپڑوں سبز سے درحالیکہ تحقیق بھر دیا تھا اس
چیز کو کہ درمیان آسمان و زمین کے ہو اور ایک روایت ترمذی اور بخاری کی میں بیچ تفسیر قول اللہ تعالی کے کہ البتہ تحقیق دیکھیں آنحضرت نے اپنے پروردگار

اپنے کی بڑی کہا ابن مسعود نے کہ دیکھا آنحضرت نے رفرف اخضر کو یعنی سبز کپڑے دان والے کو کہ وہ جبرئیل ہیں کہ بند کیا تھا کنارہ آسمان کو فرشتے نے یعنی چھوڑ دیا اور
معلوم ہوا کہ بیچ رویت آنحضرت کے پروردگار تعالیٰ کو شب معراج میں چشم سر سے صحابہ کو اختلاف ہے عائشہ نفی اسکی کرتی ہیں اور ابن عباس اثبات اور
ساتھ ہر ایک کے انہیں سے جماعت ہے صحابہ کی موافق اور بعد از صحابہ کے تابعین وغیرہ بھی بطریق اختلاف پر گئے ہیں اور بعضوں نے توقف کیا اور کہا کہ کسی
جانب میں دلیل واضح نہیں ہے لیکن جمہور بجانب اثبات کے ہیں شیخ محی الدین نووی نے کہا کہ راجح اور مختار نزدیک اکثر علما کا یہ ہے کہ آنحضرت نے
دیکھا پروردگار اپنے کو سر کی آنکھوں سے اور کہا کہ اثبات اسکا سوا سننے کے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہو سکتا اور عائشہ نفی اسکی روایت سے
حدیث کے نہیں کیا اور کچھ ذکر حضرت سے روایت نہیں کیا بلکہ وہ مستنبط اور اجتہاد ہے انکا بقول حق تعالیٰ ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب
اور بقول اللہ تعالیٰ کے لا تدرکہ الابصار اور جواب اسکا یہ ہے کہ نفی کیا گیا آیت پہلی میں کلام حالت رویت میں ہی اور اسمیں نفی رویت کی کلام کے لازم نہیں آتی
اور ادراک احاطہ ہے اور نفی احاطہ سے نفی مطلق رویت کی نہیں کی جاتی اور بعض علما نے کہا کہ اعتماد اس باب میں ابن عباس کے قول پر ہے اور مقرر ہے کہ انہوں
نے یہ قول سوا سننے کے آنحضرت سے نہیں کہا اور مروی نہیں ہے کہ ایسی بڑی بات ظن و اجتہاد سے کہیں اور ابن عمر نے اس مسئلہ میں ابن عباس سے تکرار
کی اور پوچھا کہ آیا دیکھا محمد نے اپنے رب کو پس انہوں نے کہا کہ ہاں دیکھا اسکو پھر ابن عمر نے تسلیم کیا اور ہرگز تردد اور انکار نہیں کیا اور ابن راشد نے کہا کہ نہیں تھا
ہمارے نزدیک ابن عباس سے زیادہ علم نہیں رکھتے عائشہ اور مختار اکثر مشائخ صوفیہ کے بھی ثبوت رویت ہے اور دلیل مالک بن انس کی قولہ تعالیٰ الی ربہا
ناظرۃ کیونکر قوم لقوا الی ثوابہ فقال مالک کذبوا فاین ہم عن قولہ تعالیٰ کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون قال مالک الناس ینظرون الی اللہ یوم القیمۃ باعینہم وقال
لو لم یر المؤمنون ربہم یوم القیمۃ لم یعیر اللہ الکفار بالحجاب فقال کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون رواہ فی شرح السنۃ اور پوچھے گئے امام مالک بن انس تفسیر قول
اللہ تعالیٰ کے سے یعنی کتنے منہ ہونگے روز آخرت کے طرف پروردگار اپنے کے دیکھنے والے پس کہا گیا یعنی امام مالک سے کہ ایک قوم یعنی معتزلہ اور مانند انکے کہ اہل
بدعت ہیں سے کہتے ہیں کہ مراد آیۃ مذکورہ میں دیکھنا طرف ثواب پروردگار کے ہے نہ طرف ذات اسکی کے پس کہا امام مالک نے جھوٹے ہیں وہ پس کہاں ہیں وہ اور
کیونکر دور پڑے سمجھنے سے قول حق تعالیٰ کے سے کہ بیچ شان کفار اور تقبیح حال انکے کے فرمایا ہے حقا تحقیق کفار دیکھنے پروردگار کے سے اس روز منع کیے جاوینگے
فرق یعنی دیکھنے کے اسکو اور حجاب اشد عذاب ہے جیسے کہ رویت ہر ثواب سے افضل ہے اور معنے یہ ہیں کہ کہاں گئی ہے انکی عقل کہ پڑے ہیں اس سے غفلت
اور بعد میں مفہوم اس قول سے اور وہ یہ ہے کہ مومن غیر محجوب ہونگے بلکہ دیکھینگے کہا مالک نے کہ لوگ یعنی مسلمان دیکھینگے طرف اللہ تعالیٰ کے روز
قیامت کے اپنی آنکھوں سے اور کہا مالک نے اگر نہ دیکھتے مسلمان اپنے پروردگار کو روز قیامت کے تو عار دلاتا اللہ کافروں کو ساتھ ہونے انکے کے محجوب
دیدار حق سے پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی کفار کے حق میں حقا تحقیق کفار اپنے پروردگار سے اسدن پردہ میں ہونگے فرق یعنی عذاب کرنا اور عار
دلانا اسی صورت میں ہو کہ اور نعمت دیدار سے محظوظ اور مخصوص ہوں اور یہ غم و خوار ہوں اور اگر مومن بھی محجوب ہوں تو سرزنش کافروں کو کیوں ہو نقل کی یہ بغوی
نے شرح السنۃ میں (وعن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بینا اہل الجنۃ فی نعیمہم اذ سطع لہم نور فرفعوا رؤسہم فاذا الرب قد اشرف علیہم من فوقہم فقال
السلام علیکم یا اہل الجنۃ قال وذلک قولہ تعالیٰ سلام قولا من رب رحیم قال فینظر الیہم وینظرون الیہ فلا یلتفتون الی شیء من النعیم ما داموا ینظرون الیہ
حتی یحتجب عنہم ویبقی نورہ رواہ ابن ماجۃ) اور روایت ہے جابر سے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسوقت کہ بہشتی اپنے ناز و نعمتوں میں مشغول ہونگے
ناگہاں نکلیگا اور بلند ہوگا انکے لیے نور پس اٹھا وینگے سر اپنے تا دیکھیں نور کو پس ناگہاں دیکھینگے کہ پروردگار تعالیٰ نے تجلی کی ہے اوپر انکے سے پس
فرماویگا پروردگار تعالیٰ سلام ہو تمپر اے بہشتیو اور یہی ہے سلام رب کا یعنی یہ اسکا قول اللہ تعالیٰ کا ہے کہ فرمایا بہشتیوں کے لیے
سلام کہنا پروردگار مہربان کی طرف سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پس دیکھیگا اللہ تعالیٰ طرف انکے اور دیکھینگے وہ طرف اللہ تعالیٰ کے پس

التفات کرینگے طرف کسی چیز کے نعمتون بہشت مین سے جب تک کہ دیکھینگے طرف اللہ تعالے کے یہان تک کہ پوشیدہ ہوگا اللہ تعالی انکی نظرون سے یعنے سا…
واقع کرنے حجاب کے انپر اور باقی رہیگا آثار نورانیت اور ذوق اور سرور اسکا نقل کی یہ ابن ماجہ نے ف ح یہ پردہ اور پوشیدگی بھی جملہ لطف مہربانی سے ہے
اللہ تعالے کی طرف سے اپنے بندون پر اسلیے کہ ہمیشہ درگاہ شہود وحضور مین رکھنا اور مستغرق نور ذات کا کرنا تاب وطاقت انکی نہین ہو ایک زمانہ چاہیے کہ اپنے
بحال خود آوین اور نعمتین جنت کی دیکھکر مستحق اور تجلی کے ہون اور ہر بار لذت و ذوق جدید پاوین باب صفۃ النار واہلہا باب ہے بیچ بیان دوزخ اور
اہل دوزخ کے الفصل الاول فصل پہلی (عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نارکم جزء من سبعین جزءا من نار جہنم قیل یا رسول اللہ
ان کانت لکافیۃ قال فضلت علیہن بتسعۃ وستین جزءا کلہن مثل حرہا متفق علیہ واللفظ للبخاری وفی روایۃ مسلم نارکم التی یوقد ابن آدم وفیہا علیہا وکلہا بدل
علیہن وکلہن) روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گرمی تمھاری آگ کی یعنے دنیا کی ایک ٹکڑا ہے ستر ٹکڑون آگ دوزخ کی سے
ف ح یعنے آگ دوزخ ستر درجہ گرم تر ہے اس آگ سے شاید کہ مقصود عدد ستر سے بیان کثرت اور مبالغہ ہو نہ تعیین اس عدد مخصوص کا اور بیچ ذکر اس عدد کے
ارادہ اس معنی کا مشہور و متعارف ہے ت کہا گیا یا رسول اللہ تحقیق تھی یہ آگ دنیا کی کفایت کرنیوالی یعنے عذاب وسزا دینے مین پس کیا حاجت تھی بیچ پیدا
کرنے آگ سخت کے اس سے فرمایا زیادتی دی گئی آگ دوزخ کی ان آگون پر انہتر جزو ہر ایک ان انہتر جزون مین سے مانند گرمی اس آگ تمھاری کے ہے ف
یہ وہ مضمون پہلے فقرہ کا ہے کہ فرمایا تھا گرمی آگ تمھاری کی ایک جزو ہے ستر جزون آگ دوزخ کی سے تاکید کے لیے تکرار کی اور حاصل جواب یہ کہ ضرور ہے اور چاہیے
کہ زیادہ ہو گرمی آگ دوزخ کی دنیا کی آگ پر اور کفایت نہین کرتی تمھاری آگ یعنے عذاب خدا اشد چاہیے عذاب خلق سے تا ممتاز ہو عذاب اسکا اورون کے
عذاب سے اور اسی سبب اختیار کیا گیا ذکر آگ کا اوپر اصناف عذاب کے ت نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے لیکن یہ لفظ کہ ذکر کیے گئے بخاری کے ہین اور
روایت صحیح مسلم مین یون ہے کہ آگ تمھاری کہ جلاتے ہین ابن آدم ایک جزو ہے ستر جزو آگ دوزخ کی سے اور بیچ روایت مسلم کے لفظ علیہا اور کلہا ہے بجاے علیہن
اور کلہن کے یعنے بخاری کی روایت مین ہے فضلت تسعۃ وستین جزءا کلہن اور مسلم کی روایت مین ہے فضلت علیہا بتسعۃ وستین جزءا کلہا (وعن ابن مسعود قال قال
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یؤتی بجہنم یومئذ لہا سبعون الف زمام مع کل زمام سبعون الف ملک یجرونہا رواہ مسلم) اور روایت ہے ابن مسعود سے کہ
کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے لائی جاویگی دوزخ یعنے اس مکان سے کہ پیدا کیا ہے اسکو اللہ تعالے نے اسمین اسدن یعنے دن قیامت کے
اس دوزخ کے لیے ستر ہزار باگین ہونگی کہ ساتھ ہر ایک باگ کے ستر ستر ہزار فرشتے ہونگے کھینچینگے اسکو ف ع یعنے یہان تک کہ رکھینگے اسکو ایسی زمین مین
کہ نہین رہیگی جنت کے لیے راہ مگر پل صراط اسکی پشت پر اور فائدہ ان باگون کا یہ ہوگا کہ روکے وہ نکلنے سے محشر پر مگر جسکو چاہیگا اللہ تعالے نگاہ رکھیگا اس سے
اور بچا لیگا نقل کی یہ مسلم نے (وعن النعمان بن بشیر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اہون اہل النار عذابا من لہ نعلان وشراکان من نار یغلی
منہما دماغہ کما یغلی المرجل ما یری ان احدا اشد منہ عذابا وانہ لاہونہم عذابا متفق علیہ) اور روایت ہے نعمان بن بشیر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے کہ تحقیق سبکترین دوزخیون کا عذاب مین وہ شخص ہوگا کہ ہونگی اسکے لیے دو پاپوشین یعنے نیچے قدم کے اور دو تسمے یعنے اوپر قدم کے آگ کے
جوش مار یگا ان دونون سے یعنے دونون نوعون سے کہ وہ دونون پاپوشین ہین اور دونون تسمے دماغ اسکا جیسے کہ جوش مارتی ہے دیگ مسی نہین گمان
کریگا وہ شخص یہ کہ کوئی سخت تر ہو اس سے عذاب مین یعنے بسبب الگ ہونے اور عدم اطلاع اسکی کے حال غیر سے اپنے پر حالانکہ تحقیق وہ شخص سبکترین دوزخیون
کا ہوگا عذاب مین ف ع اس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ دوزخی متفاوت ہونگے عذاب مین نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم اہون اہل النار عذابا ابو طالب وہو منتعل بنعلین یغلی منہما دماغہ رواہ البخاری) اور روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ سبکترین دوزخیون کا عذاب مین ابوطالب ہے اور وہ دو پاپوشین پہنے ہوگا کہ جوش مار یگا انسے دماغ اسکا ف ع تخفیف عذاب کی اسکو

اس سبب سے ہوگی کہ تھا وہ حامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت عداوت کفار کی سے پس جب وہ باعث تخفیف کا ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دیا
جاویگا جزا موافق سنت نقل کی یہ بخاری نے (وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یؤتی بانعم اہل الدنیا من اہل النار یوم القیمۃ فیصبغ فی النار
صبغۃ ثم یقال یا ابن آدم ہل رأیت خیرا قط ہل مر بک نعیم قط فیقول لا واللہ یا رب ویؤتی باشد الناس بؤسا فی الدنیا من اہل الجنۃ فیصبغ صبغۃ
فی الجنۃ فیقال لہ یا ابن آدم ہل رأیت بؤسا قط ہل مر بک شدۃ قط فیقول لا واللہ یا رب ما مر بی بؤس قط ولا رأیت شدۃ قط رواہ مسلم) اور روایت ہے انس رضی
سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لایا جاویگا بڑا نعمت والا یعنی اور بڑا مالدار اہل دنیا کا دوزخیوں میں سے دن قیامت کے پس غوطہ دیا جاویگا
دوزخ میں ایک غوطہ یعنی ڈالا جاویگا دوزخ میں جیسے کہ کپڑے کو مٹی میں رنگ کرنے کے لیے ڈالتے ہیں پھر کہا جاویگا اے فرزند آدم کے کیا دیکھی تو نے
بھلائی کبھی کیا گذری تجھ پر نعمت و راحت کبھی دنیا میں پس کہیگا وہ نہیں قسم خدا کی اے پروردگار میرے یعنی ڈر سے دوزخ کے بھلا دینگے تمام آرام و
آسائش دنیا کی فراموش کی گویا پایا اور دیکھا ہی نہ تھا اور لایا جاویگا سخت تر یعنی آدمیوں کا از روئے محنت اور غم کے دنیا میں سے بہشتیوں میں سے پس ایک غوطہ
دیا جاویگا بہشت میں پس کہا جاویگا اے فرزند آدم کے کیا دیکھی تو نے سختی کبھی اور کیا گذری تجھ پر سختی کبھی پس کہیگا وہ قسم خدا کی اے پروردگار میرے نہیں گذری
مجھ پر سختی کبھی یعنی دنیا میں اور نہ دیکھی میں نے سختی کبھی نقل کی یہ مسلم نے فائدہ درازی اسکے جواب کی سبب ہے اور حاصل ہونے کمال خوشی کے ہوگی بخلاف
دوزخی کے (وعن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یقول اللہ لاہون اہل النار عذابا یوم القیمۃ لو ان لک ما فی الارض من شیء اکنت تفتدی بہ
فیقول نعم فیقول اردت منک اہون من ہذا وانت فی صلب آدم ان لا تشرک بی شیئا فابیت الا ان تشرک بی متفق علیہ) اور روایت ہے اسی
انس سے آنحضرت نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا فرماویگا اللہ تعالیٰ واسطے سہل تر یعنی دوزخیوں کے عذاب میں دن قیامت کے کہ اگر ہو
واسطے تیرے وہ چیز کہ زمین میں ہے اشیاء دنیا سے کیا ہوتا تو کہ بدلا دیتا ساتھ اسکے یعنی دیتا تو اسکو اور چھڑاتا اپنے تئیں عذاب دوزخ سے چھپا کر فرماویگا اللہ تعالیٰ ہوتا
پس کہیگا وہ دوزخی ہاں پس فرماویگا حق تعالیٰ تحقیق چاہا تھا میں نے تجھ سے اور حکم کیا تھا میں نے تجھکو ایک چیز آسان تر اور کمتر کا اس فدیہ دینے سے
حالانکہ تو پشت آدم میں تھا اور وہ چیز یہ ہے کہ شریک نکر تو ساتھ میرے کسی چیز کو فائدہ کہا مظہر نے کہ ارادہ یہاں معنی امر کے ہے اور فرق درمیان امر اور ارادہ
کے یہ ہے کہ جو کچھ جاری ہوتا ہے عالم میں بلا شبہ ہوتا ہے اسی کے ارادہ اور مشیت سے اور امر کبھی ہوتا ہے مخالف ارادہ اور مشیت اسکی کے اور طیبی نے کہا
ظاہر یہ ہے کہ حمل کیا جاوے ارادہ یہاں میثاق کے یعنی پر جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم ذریتہم الآیۃ بقرینہ قول اللہ
تعالیٰ کے وانت فی صلب آدم اور حمل کیا جاوے ابا یہاں نقض عہد پر یعنی پس توڑا تو نے عہد اور فرمانبرداری نکی میرے امر و نہی کی اور باز نہ رہا تو
مگر کہ شریک کیا میرے ساتھ بتوں وغیرہ کو پس یہ نہیں قبول کرونگا اگرچہ لاوے ساری چیزیں زمین کی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن سمرۃ بن جندب
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال منہم من تاخذہ النار الی کعبیہ ومنہم من تاخذہ النار الی رکبتیہ ومنہم من تاخذہ النار الی حجزتہ ومنہم من تاخذہ النار الی ترقوتہ
رواہ مسلم) اور روایت ہے سمرہ بن جندب سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعضے دوزخیوں میں سے وہ ہونگے کہ پکڑیگی انکو آگ دونوں ٹخنوں
تک اور بعضے انہیں سے وہ ہونگے کہ پکڑیگی انکو آگ دونوں زانوں تک اور بعضے انہیں سے وہ ہونگے کہ پکڑیگی انکو آگ کمر تک اور بعضے ان میں سے
وہ ہونگے کہ پکڑیگی انکو آگ چنبر گردن تک فائدہ اس حدیث میں بیان ہے تفاوت عذابوں کا ضعف و شدت میں نقل کی یہ مسلم نے (وعن ابی ہریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بین منکبی الکافر فی النار مسیرۃ ثلثۃ ایام للراکب المسرع وفی روایۃ ضرس الکافر مثل احد وغلظ جلدہ مسیرۃ
ثلث رواہ مسلم) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان دونوں مونڈھوں کافر کے دوزخ میں مسافت ہے
تین دن کی ہوگی واسطے سوار تیز رو کے فائدہ اور روایت میں آیا ہے کہ متکبرین حشر کیے جاوینگے روز قیامت کے مانند چیونٹیوں کے بیچ صورتوں آدمیوں

پھر ہانکے جاوینگے طرف قیدخانہ کے جہنم میں انتہی لمعات میں ہے تطبیق ان دونون حدیثون کے یہ ہے کہ مراد متکبرین سے گنہگار مومنین ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ موقف میں
مانند چیونٹیون کے ہونگے کہ روندے جاوینگے انہیں پھر پہنچاوینگے انہیں بدن انکے اور داخل ہونگے دوزخ میں اور وہان ایسے ہونگے ت
اور ایک روایت میں ہے کہ دانت کافر کے مانند کوہ احد کے ہونگے اور موٹاپا اسکی جلد کا مقدار مسافت تین شب کے ہوگا یہ پھیلاؤ واسطے زیادتی عذاب کے ہوگا
نقل کی یہ مسلم نے (وذکر حدیث ابی ہریرۃ اشتکت النار الی ربہا فی باب تعجیل الصلوۃ) اور ذکر کی گئی حدیث ابی ہریرہ کی کہ اول اسکی یہ ہے اشتکت النار الی
ربہا بیچ باب تعجیل الصلوۃ کے الفصل الثانی فصل دوسری (عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اوقد علی النار الف سنۃ حتی احمرت
ثم اوقد علیہا الف سنۃ حتی ابیضت ثم اوقد علیہا الف سنۃ حتی اسودت فہی سوداء مظلمۃ رواہ الترمذی) روایت ہے ابی ہریرہ سے اسنے نقل کی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا جلائی گئی آگ دوزخ کی ہزار برس یہانتک کہ سرخ ہوئی پھر جلائی گئی ہزار برس یہانتک کہ سفید ہوئی ف ع آگ جب بہت
تیز و صاف ہوتی ہے تو سفید ہو جاتی ہے اسلیے کہ سرخی اسکی آمیزش دھوئیں سے ہوتی ہے ت پھر جلائی گئی ہزار برس یہانتک کہ سیاہ ہوئی پھر آگ دوزخ کی
سیاہ تاریک ہے کہ اصلا روشنی نہیں رکھتی ف ع یہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ دوزخ پیدا کی گئی ہے جیسے کہ مذہب ہے اہل سنت کا بخلاف معتزلہ کے کہ ایک جماعت ہے
اہل بدعت سے اور موید ہے ہمارا قول اللہ تعالے کا اعدت للکافرین ساتھ صیغہ ماضی کے ت نقل کی یہ ترمذی نے (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ضرس الکافر یوم القیمۃ مثل احد وفخذہ مثل البیضاء ومقعدہ من النار مسیرۃ ثلث مثل الربذۃ رواہ الترمذی) اور روایت ہے اسی ابی ہریرہ سے
کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دانت کافر کے روز قیامت کے مانند احد کے ہونگے اور ران اسکی مانند بیضا کے کہ نام ہے ایک پہاڑ کا اور جگہ بیٹھنے
اسکے کی دوزخ میں مقدار تین دن کے مانند ربذہ کے ف ع ربذہ ایک گانوں ہے مدینہ کے گانوؤن میں سے کہ مدینہ سے تین دن کی راہ ہے پس مثل الربذہ
سے مراد یہ ہے مثل بعد ربذہ کے مدینہ سے ت نقل کی یہ ترمذی نے (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان غلظ جلد الکافر اثنان واربعون ذراعا
وان ضرسہ مثل احد وان مجلسہ من جہنم ما بین مکۃ والمدینۃ رواہ الترمذی) اور روایت ہے اسی سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق موٹاپا
جلد کافر کا بیالیس ہاتھ ہوگا ف ع لفظ جامع کی یون ہیں اثنان واربعون ذراعا بذراع الجبار ت اور تحقیق دانت اسکے مانند کوہ احد کے ہونگے اور تحقیق جگہ بیٹھنے اسکی
دوزخ میں مقدار اس مسافت کے ہے کہ درمیان مکہ اور مدینہ کے ہے یعنے دس بارہ دن کی ف ع کہا ابن حجر نے اختلاف ان مقدارون کا بسبب اختلاف تعذیب
کفار کے ہے دوزخ میں یعنے جسکو عذاب زیادہ ہوگا اسکے لیے جگہ بیٹھنے کی بھی زیادہ ہوگی اور جسکو کم ہوگا اسکی جگہ بھی کم ہوگی اور اسی طرح بدن وغیرہ کی مقدار کو سمجھنا
چاہیے واللہ اعلم ت نقل کی یہ ترمذی نے (وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الکافر لیسحب لسانہ الفرسخ والفرسخین یتوطاہ الناس
رواہ احمد والترمذی وقال ہذا حدیث غریب) اور روایت ہے ابن عمر سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کافر البتہ کھینچیگا زبان اپنی تین کوس اور
چھ کوس روندینگے اسکو لوگ ساتھ قدمون کے اور چلینگے اسپر نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب ہے (وعن ابی سعید عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال الصعود جبل من نار یتصعد فیہ سبعین خریفا ویہوی بہ کذلک فیہ ابدا رواہ الترمذی) اور روایت ہے ابی سعید سے اسنے نقل کی رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا صعود کہ قرآن مجید میں واقع ہے سارہقہ صعودا ایک پہاڑ ہے آگ سے چڑھایا جاویگا اسپر کافر ستر برس اور گرایا جاویگا اس سے ایسے ہی
یعنے ستر برس دوزخ میں ہمیشہ یعنے ہمیشہ چڑھنے اور اترنے میں رہیگا نقل کی یہ ترمذی نے (وعنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فی قولہ کالمہل ای کعکر الزیت
فاذا قرب الی وجہہ سقطت فروۃ وجہہ فیہ رواہ الترمذی) اور روایت ہے ابی سعید سے اسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا حضرت نے بیچ قول
اللہ تعالے کے ان شجرۃ الزقوم طعام الاثیم کالمہل یغلی فی البطون یعنے درخت زقوم کا خوراک گنہگارون کی ہے مانند مہل کے جوش ماریگا پیٹون میں پس آنحضرت
نے بیچ معنی مہل کے فرمایا مانند تلچھٹ زیتون کے ہے پس جب نزدیک کیا جاویگا مہل طرف منہ دوزخی کے تو گر پڑیگا پوست منہ اسکے کا اس میں یعنے مارے گرمی

قطرہ درخت تھوہڑ کے سے ٹپکے بیچ گھر دنیا کے تو البتہ تباہ کر دے دنیا والوں پر انکے اسباب زندگانی کو پس کیا حال ہوگا اسکا کہ ہوویگا تھوہڑ خوراک اسکی نقل
کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے (وعن ابی سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال وھم فیہا کالحون قال تشویہ النار فتقلص شفتہ العلیا حتی تبلغ
وسط راسہ وتسترخی شفتہ السفلی حتی تضرب سرتہ رواہ الترمذی) اور روایت ہے ابی سعید سے انہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا دوزخی دوزخ
میں تیوری چڑھے اور دانت کھلے ہونگے ف یعنی معنے کالحون کے مناسب ہیں تفسیر آنحضرت کے جیسے کہ بیان کیا اسکو راوی نے ساتھ قول اپنے کے
کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بھونی دیگی کافر کے منہ کو آگ دوزخ کی پس سمٹ جاویگا اور اوپر کو اٹھ جاویگا ہونٹ اوپر کا اسکا یہاں تک
کہ پہونچیگا درمیان سر اسکے تک اور لٹک جاویگا ہونٹ نیچے کا اسکا یہاں تک کہ پہونچیگا اسکی ناف تک نقل کی یہ ترمذی نے (وعن انس عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال یا ایہا الناس ابکوا فان لم تستطیعوا فتباکوا فان اہل النار یبکون فی النار حتی تسیل دموعہم فی وجوہہم کانہا جداول حتی تنقطع الدموع فتسیل
الدماء فتقرح العیون فلو ان سفنا ازجیت فیہا لجرت رواہ فی شرح السنۃ) اور روایت ہے انس سے انہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے
اے لوگو روؤ تم خوف خدا سے پس اگر قدرت نہ رکھو تم رونے حقیقی کی اپنے اسلئے کہ نہیں ہے اختیار تو تکلف کرو رونے میں اور تصور اس احوال کا کر کے
رونا لادے اور رقت پس تحقیق دوزخی یعنے کفار اور احتمال ہے کہ عام ہو فجار کو روئینگے دوزخ میں یہاں تک کہ آنسو انکے منہ پر گر کر گویا ندی اسکی
نالیاں ہونگی یہاں تک کہ ہو چکینگے آنسو پس بہینگے خون پس زخمی ہو جاوینگی آنکھیں یا زخمی کر دینگے خون آنکھوں کو پس اگر کشتیاں جاری کیجاویں انکے آنسوؤں
تو البتہ جاری ہوں نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ میں یعنی ساتھ اسناد اپنی کے (وعن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلقی علی اہل النار
الجوع فیعدل ما ہم فیہ من العذاب فیستغیثون فیغاثون بطعام من ضریع لا یسمن ولا یغنی من جوع فیستغیثون بالطعام فیغاثون بطعام ذی غصۃ فیذکرون
انہم کانوا یجیزون الغصص فی الدنیا بالشراب فیستغیثون بالشراب فیرفع الیہم الحمیم بکلالیب الحدید فاذا دنت من وجوہہم شوت وجوہہم فاذا دخلت
بطونہم قطعت ما فی بطونہم فیقولون ادعوا خزنۃ جہنم فیقولون الم تک تاتیکم رسلکم بالبینات قالوا بلی قالوا فادعوا وما دعاء الکافرین الا فی ضلال قال فیقولون
ادعوا مالکا فیقولون یا مالک لیقض علینا ربک قال فیجیبہم انکم ماکثون قال الاعمش نبئت ان بین دعائہم واجابۃ مالک ایاہم الف عام قال فیقولون
ادعوا ربکم فلا احد خیر من ربکم فیقولون ربنا غلبت علینا شقوتنا وکنا قوما ضالین ربنا اخرجنا منہا فان عدنا فانا ظالمون قال فیجیبہم اخسئوا فیہا ولا تکلمون
قال فعند ذلک یئسوا من کل خیر وعند ذلک یاخذون فی الزفیر والحسرۃ والویل قال عبد اللہ بن عبد الرحمن والناس لا یرفعون ہذا الحدیث رواہ الترمذی)
اور روایت ہے ابی درداء سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈالی جاویگی یعنے مسلط ہوگی دوزخیوں پر بھوک شدید پس برابر ہوگا عذاب بھوک کا
اس حالت کے کہ کافر جس میں ہونگے کہ عذاب دوزخ ہو ف یعنے الم بھوک کا مانند الم تمام عذابوں انکے کے ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ آگ بھوک کی آگ
دوزخ کے برابر ہے غرض جبکہ پس فریاد کرینگے الم بھوک سے پس فریاد رسی کیجاویگی ساتھ کھانے کے ضریع سے ف ضریع نام ایک گھاس خاردار کا ہے
کہ حجاز میں ہوتی ہے نہیں پاس آتا اسکے کوئی جانور بسبب خبث اسکی کے اور اگر کھا ہی جاتا ہے تو مرجاتا ہے اور مراد یہاں کانٹے ہیں آگ کے کہ ایلوے سے زیادہ تلخ ہونگے
اور مردار سے زیادہ بودار اور آگ سے زیادہ گرم نہ فربہ کریگا اور نہ دفع کریگا بھوک سے پھر دوبارہ فریاد کرینگے کھانے کے لیے یعنے بسبب نہ
نفع پانے کھانے پہلے کے پس فریاد رسی کیجاویگی ساتھ کھانے گلوگیر کے ف یعنے جو کہ گلے میں جاویگا نہ نیچے اتر سکیگا اور نہ باہر نکل سکیگا یعنے
قسم ہڈی وغیرہ سے یا کانٹے آگ کے اسمیں اشارہ ہے طرف قول اللہ تعالے کے ان لدینا انکالا وجحیما وطعاما ذا غصۃ وعذابا الیما پس یاد آویگا
انکو کہ وہ تحقیق اتارتے تھے کھانے حلق میں اٹکے ہوئے ساتھ پینے کی چیز کے پس فریاد کرینگے واسطے پینے کی چیز کے یعنے ان کھانوں کے اتارنے
کے لیے پس اٹھایا جاویگا طرف انکی اور دیا جاویگا گرم پانی ساتھ زنبوروں کے یعنے جس پانی میں گرم پانی ہونگے وہ زنبوروں سے اٹھا کر دیا جاویگا

یعنے ملائکہ کے ہاتھ یا دست قدرت سے بلا واسطہ پس جب نزدیک ہونگے پاس گرم پانی کے آنکے مونہوں سے بھون ڈالینگے انکے مونہوں کو اور جب داخل
ہونگے یعنے اقسام اس چیز کے کہ ان ظروف مین ہوگی قسم پیپ اور زرد آب وغیرہ سے انکے پیٹوں مین ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالینگے اس چیز کو کہ انکے پیٹوں مین ہوگی
یعنے آنتین وغیرہ پس کہینگے دوزخی دعا کرو اپنے نگہبانو دوزخ کے اللہ تعالے سے کہ سبک کرے ہمسے عذاب ایک دن پس کہینگے نگہبان دوزخ کے کیا
نہین آئے تھے تمھارے پاس رسول ساتھ معجزون اور دلیلون واضح کے کہینگے دوزخی کہ ہان آئے تھے ولیکن ہم گمراہ ہوئے اور ایمان نہ لائے کہینگے نگہبان
دوزخ کے کہ پس دعا کرو تم یعنے جو کچھ چاہو ہم نہین شفاعت کرتے کافرون کی اور نہین ہوگی دعا کافرون کی مگر بیچ زیان کاری اور بیفائدگی کے ف ع یعنی
اسلیے کہ نہین نفع دیگی دعا انکو اسوقت نہ انکی دعا نہ اور کسی کی اور یہ نہین دلالت کرتا ہے اسپر کہ نہین قبول کیجاتی دعا کافرون کی دنیا مین جیسے کہ سمجھا ہے اس سے
بعضے علما نے حالانکہ قبول کی گئی دعا شیطان کی مہلت چاہنے مین واللہ اعلم ت فرمایا آنحضرت نے پس کہینگے دوزخی آپسمین کہ پکارو مالک کو ف ت کہ نام
داروغہ دوزخ کا ہے یعنے جب مایوس ہونگے دوزخی دعا کرنے اور شفاعت کرنے نگہبانون دوزخ کے سے انکے لیے تو یقین کرینگے کہ اب ہمکو خلاصی نہین ہوا
کے عذاب سے بغیر موت ہی طلب کرو یا سعی یہ ہین کہ مالک اُسے کہینگے کہ پکارو مالک کو ہر نوع سے ت پس کہینگے دوزخی اے مالک دعا کر اپنے رب سے تا حکم کرے
ہمارے مرنے کا رب تیرا یعنے تاکہ آرام پاوین ہم فرمایا آنحضرت نے پس جواب دیگا انکو مالک ہی اپنی طرف سے یا اپنے رب کی طرف سے کہ تم ہمیشہ اسی مین رہوگے
کہا اعمش نے کہ ایک راوی اس حدیث کا ہے خبر دیا گیا ہون مین یعنے بعضے صحابہ سے موقوفا یا مرفوعا کہ درمیان پکارنے انکے کے مالک کو اور جواب دینے
مالک کے انکو ہزار برس ہونگے یعنے اس مدت تک بہ انتظار جواب کے عذاب پاتے رہینگے فرمایا آنحضرت نے پس کہینگے یعنے دوزخی آپسمین کہ پکارو اپنے پروردگار
کو اور چاہو اس سے نجات اپنی اسلیے کہ نہین ہے کوئی بہتر تمھارے لیے تمھارے پروردگار سے یعنے رحمت و قدرت مغفرت مین پس کہینگے اے پروردگار ہمارے
غالب ہوئی ہمپر بدبختی ہماری ف ع لفظ شقوۃ زبر شین اور جزم قاف سے اور ایک قراۃ مین شقاوۃ زبر سے ہے اور یہ دونون لغت آئی ہین [illegible]
کے اور معنے یہ کہ سبقت لیگئی ہمپر کتاب ہماری کہ مقدر رکھی ساتھ خاتمہ بد کے ہمپر اور تھے ہم قوم گمراہ یعنے راہ توحید سے اے پروردگار ہمارے نکال ہمکو اس سے
پس اگر پھر پھرین ہم طرف کفر کے تو ظلم کرنے والے ہون اپنے نفس پر ف ع اور یہ بھی جھوٹ ہی کہینگے اسلیے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ولو ردوا لعادوا لما نہوا
وانہم لکاذبون ت پھر فرمایا آنحضرت نے پس جواب دیگا پروردگار انکو دور ہو اور پڑے رہو دوزخ مین ذلیل وخوار مانند کتون کے اور نہ کلام کرو مجھسے یعنے
دفع عذاب مین کہ وہ ہرگز دور نہین ہونے کا فرمایا آنحضرت نے پس نزدیک اسکے ناامید ہونگے ہر بھلائی سے ف ح دوزخ کے نگہبانون کو پکارنا پہلے تو
تھا مالک سے چاہا کہ مارے انکو پروردگار تعالے فائدہ نہ دیا درگاہ حق مین عاجزی وزاری کی قبول نہین کی اور کہان جائین اور کسکے سامنے فریاد کرین ت
اور نزدیک اسکے شروع کرینگے نالہ و فریاد مین اور حسرت کھانے مین اور آہ واویلا کرنے مین ف ع زفیر اول آواز گدہے کی جیسے کہ شہیق آخر آواز اسکی فرمایا اللہ تعالے
نے لہم فیہا زفیر وشہیق ت کہا عبداللہ بن عبدالرحمن نے کہ ایک راوی اس حدیث کا ہے اور لوگ رفع نہین کرتے ہین اس حدیث کو ف ت یعنے حضرت تک
نہین پہونچاتے ہین بلکہ کہتے ہین کہ یہ موقوف ہے ابو درداء پر یعنے انکا قول ہے لیکن یہ حدیث حکم مرفوع مین ہے خواہ حضرت تک پہونچاوین یا نہ پہونچاوین اسلیے
کہ یہ چیزین قیامت کے روز گفتگو ہے دوزخیون کی بغیر سنے کے حضرت سے کوئی اپنی طرف سے نہین کہسکتا ت نقل کی یہ حدیث ترمذی نے یعنے مرفوع
جیسے کہ معلوم ہوتا ہے ابتدا حدیث سے (وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنْذَرْتُكُمُ النَّارَ أَنْذَرْتُكُمُ النَّارَ فَمَا زَالَ يَقُولُهَا حَتَّى لَوْ كَانَ
فِي مَقَامِي هَذَا سَمِعَهُ أَهْلُ السُّوقِ وَحَتَّى سَقَطَتْ خَمِيصَةٌ كَانَتْ عَلَيْهِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ) اور روایت ہے نعمان بن بشیر سے کہ کہا سنا مین نے رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ڈرایا مین نے تمکو آگ دوزخ سے ڈرایا مین نے تمکو آگ دوزخ سے ف ع یعنے خبر دی ہے مین نے تمکو اسکے ہونے کی اور اسکی شدت
کی اور ڈرایا مین نے تمکو اسکے طرح بطرح کے عذابون سے کہ تا بچو اسکے یہان تک کہ کہا مین نے اتقوا النار ولو بشق تمرۃ ت پس متصل و مکرر کہتے تھے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مذکورہ کو اور بآواز بلند کہتے تھے اسکو اور پڑھتے جاتے تھے یہاں تک کہ اگر ہوتے آنحضرت اس جگہ میں کہ میں ہوں تو سنتے آواز انکی بازار والے
یعنی سبب نہایت بلند کرنے آواز کے اور یہاں تک کہ گر پڑی تھی کالی کملی جو اوڑھے تھے حضرت کے کندھوں پر حضرت کے پاؤں کے پاس یعنی سبب ہلنے کے
منبر کے سبب سے نقل کی یہ دارمی نے (وعن عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو ان رصاصۃ مثل ہذہ واشار الی مثل الجمجمۃ
ارسلت من السماء الی الارض وہی مسیرۃ خمس مائۃ سنۃ لبلغت الارض قبل اللیل ولو انہا ارسلت من راس السلسلۃ لسارت اربعین خریفا اللیل والنہار
قبل ان تبلغ اصلہا او قعرہا رواہ الترمذی) اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر گولا شیشہ کا مانند
اسکے یعنی اشارہ کیا طرف ایک چیز کے مانند سر آدمی کے جیسے کہ اشارہ کیا طرف اسکی راوی نے ساتھ قول اپنے کے اور اشارہ کیا آنحضرت نے واسطے بیان کرنے
اشارہ مذکورہ کے طرف مانند کھوپری سر کے اور غرض یہ ہے کہ اگر شیشہ گول مقدار کھوپری سر کے کہ وزنی اور گران ہے اور گول اور یہ دونوں صفتیں سبب سرعت حرکت اور نہایت
جلد گرنے کے ہیں تو اگر چھوڑا جاوے اور ڈالا جاوے آسمان سے طرف زمین کے حالانکہ مسافت درمیان آسمان و زمین کے مسافت سیر پانسو برس کی ہے تو
البتہ پہونچے وہ شیشہ زمین کو پہلی رات کے یعنی تھوڑی سی مدت میں اور اگر وہ شیشہ چھوڑا جاوے سر زنجیر سے تو البتہ چلے چالیس برس کی راہ رات دن پہلے اسکے
کہ پہونچے زنجیر کی جڑ کو یعنی اسکی انتہا کو یا فرمایا پہونچے اسکی تہ کو قعر یا اسکا یہ شک ہے راوی کا کہ لفظ اصلہا فرمایا یا قعرہا اور مراد زنجیر سے زنجیر دوزخیوں کی باندھنے
کی ہے کہ جو کہ مذکور ہے کلام اللہ میں ثم فی سلسلۃ ذرعہا سبعون ذراعا فاسلکوہ اور یہ زنجیر کافر کی مقعد میں ڈالی جاویگی اور نتھنے میں سے نکالی جاویگی اور اس جگہ
پر یہ اشکال لازم آتا ہے کہ جب ستر گز کی ہوئی تو اسقدر مسافت انتہی کہاں ہے پہلی جواب اسکا یہ ہے کہ مراد ستر گز سے عدد مخصوص نہیں ہے بلکہ کثرت و مبالغہ ہے اور یہ
کہا جاوے کہ اس جہان کے گز کو اس جہان کے گز پر قیاس نہ کرنا چاہیے جیسے کہ آیا ہے کہ ڈاڑھ مثل احد کے ہے اور کہا نوف بکالی نے کہ ہر گز ستر دو ہتوں کا ہوگا
اور ہر دو ہتا بیچ ہوگا اس مسافت سے کہ درمیان تیرے اور درمیان مکے کے ہے اور رہتے تھے نوف بکالی رحبہ کوفہ میں اور حسن بصری نے کہا کہ اللہ جانتا ہے کہ وہ کونسا
گز ہوگا اور حاصل حدیث کا یہ ہوا کہ اگر گولہ شیشہ کا آسمان پر سے چھوڑا جاوے تو باوجود بعد مسافت پانسو برس کے تھوڑی سی دیر میں زمین پر پہونچ جاوے
بسبب اسکے کہ گول بھاری چیز اوپر سے نیچے کو بہت جلدی گرتی ہے اور وہ زنجیر اتنی بڑی ہوگی کہ اگر گولہ شیشہ کا باوجود اس صفت سرعت کے زنجیر کے اس
سرے سے چھوڑا جاوے تو دوسرے سرے تک چالیس برس میں بھی نہ پہونچے اللہ اکبر دیکھا چاہیے کیا کچھ درازی ہوگی اسکی عیاذًا باللہ منہ نقل کی
یہ ترمذی نے (وعن ابی بردۃ عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان فی جہنم لوادیا یقال لہ ہبہب یسکنہ کل جبار رواہ الدارمی) اور روایت ہے ابی بردہ
سے کہ نقل کی اپنے باپ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق دوزخ میں البتہ ایک نالہ ہے کہ کہا جاتا ہے اسکو ہبہب رہیگا اسمیں ہر متکبر سرکش حق سے
و در خلق پر شدید فائدہ ع لفظ ہبہب ساتھ پیش تہہ و سری کے ہے بیچ نسخوں کے نسخہ جزری اور اکثر نسخوں میں اور ہبہب بمعنے تیز و شتاب کے ہے یہ نام اسکا
اسلیے ہوا کہ گنہگاروں کو اسمیں عذاب جلد ہوتا ہے اور اسمیں آگ کے شعلہ تیز اٹھتے ہیں **الفصل الثالث** فصل تیسری (عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال یعظم اہل النار فی النار حتی ان بین شحمۃ اذن احدہم الی عاتقہ مسیرۃ سبعمائۃ عام وان غلظ جلدہ سبعون ذراعا وان ضرسہ مثل احد)
روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے انہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا بڑے بدن ہو جاوینگے دوزخیوں کے دوزخ میں یہانتک کہ عذاب
زیادہ ہو یہاں تک کہ تحقیق درمیان لو کان کی ایک کے اور انکے کندھے تک مسافت سیر سات سو برس کی راہ ہوگی اور تحقیق موٹاپا اسکی جلد کا ستر گز کا ہوگا
اور دانت اسکے مانند کوہ احد کے ہونگے (وعن عبد اللہ بن الحارث بن جزء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی النار حیات کامثال البخت
تلسع احداہن اللسعۃ فیجد حموتہا اربعین خریفا وان فی النار عقارب کامثال البغال الموکفۃ تلسع احداہن اللسعۃ فیجد حموتہا اربعین خریفا رواہما احمد)
اور روایت ہے عبد اللہ بن حارث بن جزء سے کہ کہا انہوں نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق دوزخ میں سانپ ہیں مانند بختی اونٹوں کے کہ

بہت بڑے ہوتے ہیں کاٹنگا ایک سانپ انمین سے ایکبار کا ٹتا ہے پس پاویگا درد اور زہر اسکا چالیس برس اور تحقیق دوزخ مین بچھو ہین خچرون پالان بندھے ہوئے کی مانند کاٹیگا ایک انکا کاٹنا پس پاویگا الم اور اثر زہر اسکا چالیس برس نقل کین یہ دونون حدیثین احمد نے (وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ثَوْرَانِ مُكَوَّرَانِ فِي النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ الْحَسَنُ وَمَا ذَنْبُهُمَا فَقَالَ اُحَدِّثُكَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ فَسَكَتَ الْحَسَنُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ) اور روایت ہے حسن بصری سے کہ کہا حدیث کی ہمسے ابی ہریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آفتاب اور چاند دو گٹھے پنیر کے ہونگے لپیٹی گئی اور ڈالے گئے آگ دوزخ میں روز قیامت کے پس کہا حسن بصری نے اور کیا ہی گناہ آفتاب اور چاند کا پس کہا ابوہریرہ نے کہ خبر دیتا ہوں میں تجکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فائدہ یعنی تو نعص جاہل کے مقابل قیاس کو کرتا ہی اور گردانتا ہی موجب دخول دوزخ کا عمل کو پس ایسا کرتا ہی جو چاہتا ہی کذا قال الطیبی اور ظاہر یہ ہو کہ حسن بصری نے پوچھا کہ حکمت انکی داخل کرنیکی بیان کرو اور ابوہریرہ نے جواب میں کہا کہ میں نے حدیث حضرت سے سنی تھی جسے نقل کر دی اس سے زیادہ مجکو علم نہیں بعضے علما نے لکھا ہو کہ سبب انکے ڈالے جانیکا دوزخ میں یہ ہو تا دوزخیون کو انکی گرمی سے عذاب زیادہ ہو اسلئے کہ وارد ہوا ہی ان سے بروایت دیلمی کے مسند فردوس میں مرفوعا کہ آفتاب اور چاند کے منہ عرش کی طرف ہین اور پشت دنیا کی طرف پس اس سے معلوم ہوا کہ اگر منہ انکے دنیا کی طرف ہوتے تو اہل دنیا میں سے کوئی تحمل انکی حرارت کا نہو تا اور بعضون نے کہا کہ اسلئے ڈالیجاوینگے کہ کافر انکو پوجتے تھے انکے جلانے کے لیے ڈالینگے کہ دیکھو جنکو تم پوجتے تھے انکا یہ حال ہوتا ہے پس چپ ہو رہے حسن نقل کی یہ بیہقی نے کتاب البعث والنشور مین (وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ النَّارَ اِلَّا شَقِيٌّ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنِ الشَّقِيُّ قَالَ مَنْ لَّمْ يَعْمَلْ لِلّٰهِ بِطَاعَةٍ وَّلَمْ يَتْرُكْ لَهٗ مَعْصِيَةً رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ) اور روایت ہی ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں داخل ہوگا دوزخ میں مگر بدبخت کہا گیا یعنی پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کون ہی بدبخت فرمایا جو شخص کہ نکرے خدا کی رضامندی کے لیے طاعت یعنی واجبات اور نہ چھوڑے خدا کے لیے یعنی اور اسکے ڈر سے گناہ فرع بدبخت شامل ہی کافر اور فاجر کو نقل کی یہ ابن ماجہ نے (بَابُ خَلْقِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ) یہ باب ہی بیچ بیان پیدا کرنے جنت اور دوزخ کے فرع یعنی اسمین حدیثین ایسی مذکور ہین کہ دلالت کرتی ہین اسپر کہ جنت اور دوزخ پیدا ہو چکی ہین اور اب موجود ہین جیسے کہ مذہب اہل سنت کا ہی برخلاف اسکے کہ بعضے مبتدع کہتے ہین کہ جنت و دوزخ ہنوز پیدا نہین ہوئی روز قیامت کے پیدا ہونگی اور اسمین بیان ہی اسکا کہ کیسے ہین جنت اور دوزخ پیدا ہوئی ہین اور ذکر ہی بعضے اوصاف انکے کا (اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ) فصل پہلی (عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ اُوْثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِيْنَ وَالْمُتَجَبِّرِيْنَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ فَمَا لِيْ لَا يَدْخُلُنِيْ اِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ وَغِرَّتُهُمْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِلْجَنَّةِ اِنَّمَا اَنْتِ رَحْمَتِيْ اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِيْ وَقَالَ لِلنَّارِ اِنَّمَا اَنْتِ عَذَابِيْ اُعَذِّبُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِيْ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْكُمَا مِلْؤُهَا فَاَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِئُ حَتّٰى يَضَعَ اللّٰهُ رِجْلَهٗ تَقُوْلُ قَطْ قَطْ قَطْ فَهُنَالِكَ تَمْتَلِئُ وَيُزْوٰى بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ فَلَا يَظْلِمُ اللّٰهُ مِنْ خَلْقِهٖ اَحَدًا وَّاَمَّا الْجَنَّةُ فَاِنَّ اللّٰهَ يُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) روایت ہی ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جھگڑین آپسمین جنت اور دوزخ فرع یعنی ایک طرح کا اظہار شکایت کا کیا اپنے حال سے کہ کیون ایسا ہوا اور اسلیئے جواب دیا اللہ تعالے نے کہ یہ مقتضا ہے مشیت اور اختیار میرے کا ہی ایک کو محل اور مظہر لطف و رحمت کا کیا مین نے اور دوسرے کو محل و مکان قہر و غضب کا پس کہا دوزخ نے کہ اختیار کی گئی مین واسطے متکبرون اور گردن کشون کے کہا بہشت نے پس کیا ہوا مجکو کہ نہین داخل ہونگے مجھمین مگر ضعیف لوگون مین سے یعنی عاجز اور مال مین حقیر اور گمنام و کم اعتبار اور لوگون کی نظرون سے گرے ہوئے فرع یعنی اکثر لوگون کے نزدیک وہ ایسے ہین جیسے کہ فرمایا اللہ تعالے نے ولکن اکثرھم لا یعلمون اور اللہ کے نزدیک بڑے قدر والے ہین اور ایسے ہی انکے نزدیک کہ جو پہچانتے ہین انکو یعنی علما اور صلحا سے اور مراد ضعفا سے غالب یعنی اکثر اور اغلب ایسے ہی ہونگے والا انبیاء اور رسول اور بادشاہ ہی اسمین داخل ہونگے یا مراد مسکین ضعفا سے فروتنی کرنے والے واسطے اللہ کے

اور تواضع کرنے والے واسطے خلق کے اور خوار رکھنے والے نفس کو اور گری ہوئے نظر اعتبار سے اپنے نزدیک ف ت اور نہیں داخل ہونگے مجھ میں مگر کمزور سے
فریب کھا جانے والے ف ع الغرۃ غین کے زیر اور رے کی تشدید سے یعنے عدم تجربہ اور وجود غفلت کے یعنے ناتجربہ کار دنیا میں اور غافل امور دنیا
سے شاغل ساتھ ہم عقبیٰ کے جیسے کہ وارد ہوا ہے حدیث میں اہل الجنۃ بلہ یعنے بہشتی نادان ہیں یعنے امور دنیا میں بخلاف کفار کے کہ وہ ایسے ہیں جیسا کہ فرمایا
اللہ تعالے نے یعلمون ظاہرا من الحیوۃ الدنیا وہم عن الآخرۃ ہم غافلون ف ت فرمایا اللہ تعالے نے بہشت کو کہ نہیں ہے تو مگر مظہر اور محل رحمت میرے کی
رحمت کرتا ہوں میں ساتھ تیرے جسکو کہ چاہتا ہوں میں اپنے بندوں سے اور فرمایا اللہ تعالے نے آگ دوزخ کو کہ نہیں ہے تو مگر سبب عذاب میرے کی عذاب
کرتا ہوں میں ساتھ تیرے جسکو کہ چاہتا ہوں اپنے بندوں میں سے ف ع حاصل یہ کہ جنت اور دوزخ اور مومن اور کافر مظاہر ہیں جمال وجلال کے اور پردہ صفت
کمال کے اور نہیں ظاہر ہوتی کسی کو وجہ تخصیص ہر ایک کی ساتھ ہر ایک کے مقام فضل میں باوجود علم اس بات کے کہ ایک ان دونوں میں سے قبیلہ عدل
سے ہے اور دوسرے طریق فضل سے ولا یسئل عما یفعل وہم یسئلون اور ہر ایک کے لیے تم میں سے پری اسکی ہے یعنے ہر ایک کو بھر دونگا لوگوں سے
پس اپھر دوزخ پس نہیں بھرنے کی ف ع فرماتا ہے اللہ تعالے یوم نقول لجہنم ہل امتلأت وتقول ہل من مزید یعنے پس طلب کریگی زیادتی اور نہیں بھرے
گی دوزخیوں سے کہ مقرر ہیں اسکے لیے ف ت یہانتک کہ رکھیگا اللہ تعالے اسمیں پانوں اپنا کہے گی دوزخ بس بس بس ف ع اطلاق پانوں کا حق سبحانہ
پر متشابہات سے ہے جیسے کہ ید اور عین اور وجہ اور حکم متشابہات کا کہ قرآن اور حدیث میں آیا ہے یہ ہے کہ اعتقاد کرے کہ جو کچھ مراد ہے اس سے حق ہے اور دریافت
کیفیت اسکی کے نہ پڑے مذہب اسلم یہی ہے اور سلف نے یہی اختیار کیا ہے اور بعضے متاخرین ارباب تاویل کہتے ہیں کہ مراد قدم سے قدم بعض مخلوقات
اسکی کا ہے اور بعضوں نے اور اور کچھ تاویل کی ہے ساتھ اس چیز کے کہ مناسب ذات اقدس کے ہے تا وہم تشبیہ کا نہ دلاوے ف ت پس اسوقت بھر جاویگی
دوزخ اللہ تعالے کی قدرت سے اور جمع کیے جاوینگے بعضے اجزا اسکے طرف بعض کے یعنے تنگ کیجاویگی اور سمٹ آویگی پس ظلم نہیں کریگا اللہ تعالے
اپنی مخلوق سے کسی کو ف ع کہ بیگناہ کیے دوزخ میں ڈالے اور ایک جماعت پیدا کرے کہ دوزخ کو انسے بھرے اور مراد ظلم سے از روے صورت کے
ہے والا اگر بیگناہ کو بھی داخل کرے حقیقت میں ظلم نہو کیونکہ جو کوئی تصرف اپنے ملک میں کرے ظلم نہیں ہوتا لیکن اللہ تعالے صورت میں بھی ظلم نہیں کریگا
ف ت اور اپر بہشت پس تحقیق اللہ تعالے پیدا کریگا اسکے لیے ایک خلق جدید ف ع کہ بسابقہ عمل کے انکو بہشت میں داخل کریگا فضل ورحمت اسکی ہے کہ بیگناہ
دوزخ میں نہ ڈالے اور بے طاعت بہشت میں داخل کرے ف ت نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تزال جہنم
یلقی فیہا وتقول ہل من مزید حتی یضع رب العزۃ فیہا قدمہ فینزوی بعضہا الی بعض فتقول قط قط بعزتک وکرمک ولا یزال فی الجنۃ فضل حتی ینشئ اللہ لہا
خلقا فیسکنہم فضل الجنۃ متفق علیہ) اور روایت ہے انس سے اسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا ہمیشہ ہوگی دوزخ اس صفت کہ ڈالے جاوینگے
اسمیں یعنے جن وانس اور کہیگی دوزخ آیا ہے کچھ زیادتی یعنے بھرینگی نہیں اور بس نہیں کرنے کی طلب زیادتی سے یہانتک کہ رکھیگا اللہ تعالے کہ صاحب
عزت اور قہر اور غلبہ کا ہے اسمیں قدم اپنا پس سمٹ آوینگے بعضے اجزا دوزخ کی طرف بعض کے اور تنگ ہوجاینگے پس کہے گی بس بس قسم تیری عزت کی
اور تیرے کرم کی کہ بھر گئی میں اور ہمیشہ رہیگی بہشت میں وسعت و زیادتی یعنے زیادہ مکان کہ خالی ہونگے رہنے والوں سے یہانتک کہ پیدا کریگا اللہ تعالے
بہشت کے لیے ایک خلق کو پس بساویگا اس خلق کو بیچ وسعت اور زیادتی بہشت کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وذکر حدیث انس حفت الجنۃ
بالمکارہ فی کتاب الرقاق) اور ذکر کی گئی حدیث انس کی کہ اسکے اول میں یہ کلمے ہیں حفت الجنۃ بالمکارہ کتاب الرقاق میں الفصل الثانی فصل دوسری
عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لما خلق اللہ الجنۃ قال لجبرئیل اذہب فانظر الیہا فذہب فنظر الیہا والی ما اعد اللہ لاہلہا فیہا ثم جاء
فقال ای رب وعزتک لا یسمع بہا احد الا دخلہا ثم حفہا بالمکارہ ثم قال یا جبرئیل اذہب فانظر الیہا قال فذہب فنظر الیہا ثم جاء فقال ای رب

وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ لَا يَدْخُلَهَا اَحَدٌ قَالَ فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ النَّارَ قَالَ يَا جِبْرِيْلُ اِذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَيْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ اَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ
بِهَا اَحَدٌ فَيَدْخُلَهَا فَحَفَّهَا بِالشَّهَوَاتِ ثُمَّ قَالَ يَا جِبْرِيْلُ اِذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَيْهَا فَقَالَ اَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ لَا يَبْقٰى اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَهَا
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے اُسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جب پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے
بہشت کو کہا جبرئیل کو کہ جا اور دیکھ طرف بہشت کے کہ کیا اچھی اور لطیف پیدا کی ہے مین نے وہ پس گئے جبرئیل اور نظر کی طرف بہشت کے اور طرف اُس چیز کے
کہ تیار کی ہے اللہ تعالیٰ نے بہشتیون کے لیے بہشت مین ف ع یعنے ایسی چیزین اچھے بندون کے لیے تیار کر رکھی ہین کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہین اور نہ
کسی کان نے سنی ہین اور نہ کسی دل مین خطرہ اُنکا گذرا ہے ف ت پھر آئے جبرئیل حضور حق مین اور عرض کی کہ اے پروردگار میرے قسم تیری عزت کی نہین سنے گا
حقیقت بہشت کی کوئی مگر کہ داخل ہوگا اُسمین ف ت یعنے طمع کریگا اُسمین داخل ہونے کی اور کوشش کریگا اُسکی حاصل کرنے مین بسبب خوبی اور
سرور اُسکے کے مقصود بیان کرنا کمال خوبی و لطافت بہشت کا ہے کہ ایسی ہے کہ ہر کوئی چاہیگا کہ اُسمین داخل ہووے پھر گھیر اُسکو ساتھ مکروہات طبیعت کے
ف ع مکارہ جمع مکروہ کی ہے یعنے مشقت و شدت کے اور مراد اس سے تکالیف شرعیہ ہین قسم اوامر و نواہی سے کہ نفس پر دشوار ہو کرنا انکا پس انکو گرد بہشت
کے گھیرا کہ جب تک کوئی اُن مکارہ مین نہ پڑے بہشت کو نہ پہونچے ف ت پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اے جبرئیل جا پس نگاہ کر طرف بہشت کے یعنے دوبارہ
کہ اُسمین پیدا ہوئی اور کچھ ہوئی ہے باعتبار حوالی اُسکے کے پس گئے جبرئیل اور نگاہ کی طرف اُسکے یعنی اور دیکھا جو کچھ کہ گرد اُسکے گھرا ہے پھر آئے جبرئیل اور کہا اے پروردگار
میرے قسم تیری عزت کی البتہ تحقیق ڈرا مین کہ نہ داخل ہو بہشت مین کوئی یعنے بسبب وجود مکارہ کے کہ تکالیف شاقہ اور مخالف نفس اور کسر شہوات ہے یعنے
بسبب اُنکے دشوار ہے بہشت کو پہونچنا فرمایا آنحضرت نے پس جبکہ پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آگ دوزخ کو فرمایا اے جبرئیل جا اور دیکھ طرف اُسکے کہ کیا ڈرانی اور بری
چیز پیدا کی ہے مین نے فرمایا حضرت نے پس گئے جبرئیل اور نظر کی طرف دوزخ کے پھر آئے جبرئیل اور عرض کی کہ اے پروردگار میرے قسم تیری عزت و جلال کی
نہین سنیگا وصف آگ دوزخ کا کوئی مگر کہ ڈریگا اُس سے اور احتراز کریگا پس نہین داخل ہونیگا اُسمین پس گھیر اُسکو اللہ تعالیٰ نے ساتھ شہوات نفس اور خواہشون
طبیعت اور گناہون کے پھر فرمایا کہ اے جبرئیل جا اور نظر کر طرف دوزخ کے فرمایا آنحضرت نے پس گئے جبرئیل اور نظر کی طرف دوزخ کے پس عرض کی جبرئیل
نے کہ اے رب میرے قسم ہے تیری عزت کی تحقیق ڈرا مین اس سے کہ باقی نہین رہیگا کوئی کہ داخل ہوگا دوزخ مین ف ع یعنے شہوات و معاصی اتنے شیرین ہین کہ کوئی
اہل نفس و طبیعت مین سے باقی نہین رہنے کا کہ میل اُسکی طرف نہ کرے اور بسبب اُسکے دوزخ مین نہ در آوے اور یہ حدیث تفسیر ہے حدیث صحیح کی کہ جو اوپر گذری
حفت الجنة بالمكاره وحفت النار بالشهوات ف ت نقل کی یہ ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے **الفصل الثالث** فصل تیسری (عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى لَنَا يَوْمًا الصَّلٰوةَ ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَاَشَارَ بِيَدِهٖ قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ قَدْ اُرِيْتُ الْاٰنَ مُنْذُ صَلَّيْتُ لَكُمُ الصَّلٰوةَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَيْنِ فِيْ قُبُلِ هٰذَا الْجِدَارِ
فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) روایت ہے انس سے یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی ہمکو ایک دن پھر چڑھے منبر پر پس اشارہ
کیا اپنے دست مبارک سے قبلہ مسجد کی طرف پس فرمایا کہ تحقیق دکھائی گئی ہمکو اب اسی وقت کہ پڑھائی ہین مین نے تمکو نماز بہشت و دوزخ صورت بنی ہوئی بیچ جانب
آگے اس دیوار کے ف ج لفظ قبل ساتھ زیر قاف اور زبر با کے بھی اور پیش دونون کے بھی روایت ہے اور ساتھ پیش قاف اور جزم با کے بھی آیا ہے
بمعنے مقابل کے ف ت پس نہین دیکھی مین نے کوئی چیز قسم دیکھنے کی چیزون سے مانند اُس چیز کے کہ دیکھی مین نے آج نیکی و بدی مین ف ح یعنے بہشت کو
خوبتر دیکھنے کی چیزون سے پایا مین نے اور دوزخ کو بدتر سب دیکھنے کی چیزون سے یہان شبہ لاتے ہین کہ بہشت دوزخ باوجود اس طول و عرض کے
کیونکر ممثل مصور ہو دیوار مین اور جواب یہ دیتے ہین کہ جیسے عکس پڑتا ہے باغ یا مکان نہایت وسیع کا آئینہ اور پانی مین اور ایک چیز کی صورت جو آئینہ وغیرہ مین معلوم
ہوتی ہے لازم نہین ہے کہ مثل اُسکے ہو طول و عرض مین اور یہ بھی ہے کہ حدیث سے یہ نہین لازم آتا کہ بہشت دوزخ کی تصویر دیوار مین بن گئی بلکہ فرماتے ہین کہ

تصویر اسکی ہوئی جانب دیوار مین اور سامنے انکے پس ہو سکتا ہے کہ دکھانا اسکی مثال کا اس طرف ہو اور وجود مثال اور جگہہ اور عالم مین ہو اور بعضی حدیثوں مین آیا ہے کہ رایت الجنۃ والنار فی عرض ہذا الحائط یعنے دیکھا مین نے بہشت و دوزخ کو عرض اس دیوار مین عرض ہیش مین اور جہنم رسے سے بعنے ناحیہ اور جانب کے اور یہان بھی وہی اشکال لائے ہین اور یہی جواب دیا ہے اور یہ بھی کہا ہے علما نے کہ مراد یہ نہین ہے کہ بہشت و دوزخ کو دیکھا مین نے اس حال مین کہ بہشت و دوزخ اس دیوار کی جانب مین تھین بلکہ مراد یہ ہے کہ دیکھا مین نے انکو درحالیکہ مین اس جانب مین تھا اور اس صورت مین کچھ اشکال نہین آتا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال نقل کی ہے بخاری نے باب بدء الخلق وذکر الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام باب ہے بیچ بیان ابتدا پیدائش کے اور ذکر پیغمبرون علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ف ح کہ آغاز امور دین و ملت کا اور اصلاح اور انتظام امور عالم کا انسے ہی ہے اور ابتدا پیدایش نوع انسان کی حضرت آدم علیہ السلام سے ہے جاننا چاہیے کہ متون وارد بلکہ مجوس سب متفق ہین اسپر کہ عالم حادث ہے یعنے عدم سے وجود مین آیا یا ہے یعنی کہ کوئی چیز نہ تھی سوائے خدا کے پھر پیدا کیا اسنے اور مجرد اس باب مین خبر مخبر صادق کی ہے کہ فرمایا کان اللہ ولم یکن معہ شئ پس پیدا کی لوح و قلم اور لکھی ایک کتاب پہلے پیدا کرنے خلق کے بعد اسکے پیدا کیا عرش و کرسی اور آسمانون اور زمینون اور فرشتون اور جن و انس کو جیسے کہ حدیثون مین آیا ہے اور اتفاق کیا ہے علما نے کہ اجسام حادث ہین ساتھ ذاتون اور صفتون اپنی کے پس بعضے اسپر ہین کہ اول مخلوق اجسام مین سے پانی ہے اسلیے کہ وہ قبول کرتا ہے تمام صورتون کو کیونکہ پانی جب لطیف ہو ہوا ہو جاوے اور اسکے خلاصہ سے آگ پیدا ہوئی اور دھوئین سے آسمان بنا اور اطلاق دخان کا آسمان پر قرآن مجید مین آیا ہے اور یہ قول نسبت کیا گیا ہے طرف بعض حکما کے کہ نام انکا طالس ملطی ہے لیکن کہا ہے علما نے کہ اصل یہ قول مشکوٰۃ نبوت سے یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا ہے اور توریت کے پہلے سفر مین آیا ہے کہ اللہ تعالے نے پیدا کیا ایک جوہر پھر دیکھا اسمین نظر ہیبت و جلال سے پس پگھل گئے اسکے اجزا اور پانی ہو گئے اسمین سے ایک اور بخار اوٹھا مانند دھوئین کے پس پیدا کیے اس سے آسمان پھر ظاہر ہوئے پانی پر کف اور پیدا کی اس سے زمین پھر لنگر کیا زمین پر پہاڑون کو اور لوگون کے اس باب مین اقوال مختلف ہین اور یہ امور عقل و قیاس سے نہین معلوم ہو سکتے مگر وحی آسمانی سے یا ساتھ استنباط و فہم کے وحی سے واللہ اعلم بحقائق الامور

الفصل الاول فصل پہلی (عن عمران بن حصین قال انی کنت عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ جاءہ قوم من بنی تمیم فقال اقبلوا البشریٰ یا بنی تمیم قالوا بشرتنا فاعطنا فدخل ناس من اہل الیمن فقال اقبلوا البشریٰ یا اہل الیمن اذ لم یقبلہا بنو تمیم قالوا قبلنا جئناک لنتفقہ فی الدین و لنسألک عن اول ہذا الامر ما کان قال کان اللہ ولم یکن شئ قبلہ وکان عرشہ علی الماء ثم خلق السموٰت والارض وکتب فی الذکر کل شئ ثم اتانی رجل فقال یا عمران ادرک ناقتک فقد ذہبت فانطلقت اطلبہا وایم اللہ لوددت انہا قد ذہبت ولم اقم رواہ البخاری) روایت ہے عمران بن حصین سے کہا تھا مین نزدیک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ناگاہ آئی آنحضرت کے پاس ایک قوم بنی تمیم سے کہ قبیلہ بڑا مشہور ہے پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قبول کرو بشارت اے بنی تمیم ف ع یعنے قبول کرو اور لو مجھسے ایسی چیز کہ موجب بشارت کی ساتھ جنت کے اور پانے سعادت دارین کے ہے یعنے سیکھو احکام و عقائد دین کے اور چونکہ بڑا مقصد اور مطمح نظر ہمت انکی سے کے دنیا اور متاع دنیا تھی نعوذ باللہ من ذلک ت کہا انھون نے کہ بشارت دی آپ نے ہمکو ساتھ دین و تفقہ کے پس کچھ دیجیے ہمکو ف ع ح یعنے بشارت سنکر لی ہمنے اور قبول کی کچھ دو ہمکو دنیا مین سے کہ ہمکو درکار ہے پس چونکہ دنیا فانی کو انھون نے اہم مہمات جانا اور مقدم رکھا اسکو تفقہ فی الدارین پر کہ باعث ہے ثواب آخرت کا حضرت نے نالیاقتی اور ضعف یقین انکا دریافت کر کے از راہ غصہ کے نفی کی قبول کرنے بشارت کی بہ نسبت انکے کہ فرمایا اذ لم یقبلوا بنو تمیم ت پھر آئے لوگ اہل یمن سے پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قبول کرو تم بشارت کو اے اہل یمن جبکہ قبول نہ کی بشارت بنو تمیم نے کہا اہل یمن نے کہ قبول کی ہمنے بشارت آئے ہین ہم آپ کے پاس تا دانشمند ہو وین ہم دین مین ف ع چونکہ تھی نیت انکی خالص تھی واسطے تفقہ فی الدین کے نہ واسطے طمع فی الدنیا کے حاصل ہوئی انکے لیے بشارت اور قبول اور علم و عمل اور پہونچنا مطلب کو اور محروم ہے اول بشارت سے بلکہ بسبب چاہنے عطا کے پڑے پستی مین پس عالی ہمتی پہونچا دیتی ہے مرتبہ عالی کو جیسے کہ ایک حکایت منقول ہے شیخ ابو العباس مرسی سے

کہ وہ نکلے مدینہ مطہرہ سے بقصد زیارت تربت امیر المومنین حمزہ رضی اللہ تعالے عنہ کے اور ساتھ ہوا انکے ایک شخص پس کھولا گیا انکے لیے دروازہ مقبرہ کا بطریق
خرق عادت کے اور داخل ہوئے وہ مزار پر پس دیکھا ایک جماعت کو رجال الغیب میں سے کہ پاک ہیں نقصان اور عیب سے پس پہچانا شیخ نے کہ ساعت
قبولیت کی ہے پس طلب کیا اللہ تعالے سے عفو و عافیت دنیا اور آخرت میں پھر کہا ازراہ شفقت کے اس شخص کو کہ ساتھ تھا انکے ای بھائی میرے طلب کر اللہ تعالے
سے جو چاہتا ہے تو اسلیے کہ یہ وقت قبولیت دعا اور فضل کا ہے پس مانگا اُسنے اللہ تعالے سے ایک دینار اور نہ ذکر کیا جنت و نار کا پھر پھرے دونوں اور جبکہ
پہونچے مدینہ کے دروازے پر دیا اُس شخص کو کسی نے وہاں کے رہنے والوں میں سے ایک دینار پھر داخل ہوئے دونوں قطب ولی سید ابو الحسن شاذلی
کے پاس اور منکشف ہوا انپر قضیہ پس کہا انھوں نے اس شخص کو کہ ای دنی الہمۃ پایا تو نے وقت قبولیت کا اور طلب کیا تو نے ایک ٹکڑا دنیاے دنیہ کا پس
کیوں نہ طلب کیا تو نے مانند ابو العباس کے عفو و عافیت تاکہ ہوتے وہ دونوں بیچ امر دین و دنیا تیری کے کافی و وافی ہے اور آئے ہیں ہم تا پوچھیں ہم
آپ سے ابتدا اس امر سے یعنی پیدائش سے اور مبدا عالم سے کہ کیا چیز تھی پہلے اسکے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تھا اللہ ق ع یعنی ازل الآزال
میں جیسے کہ ہے وہ ابد الآباد میں پاک وصف تغیر و حدوث سے کہ صفت ہے بندوں کی اسلیے کہ جس چیز کا ثابت ہے قدم محال ہے اسکا عدم ہے اور نہ تھی پہلے اسکے کوئی
ف ع بلکہ جو کچھ ہوا بعد اسکے ہوا اسلیے کہ وہ ہر چیز کا خالق ہے پس کیونکر تصور ہو ہونا کسی کا پہلے موجد واجب الوجود کے ہے اور تھا عرش اللہ تعالے کا پانی پر پھر پیدا
کیے اللہ تعالے نے آسمان و زمین ف ع اسمیں اشارہ ہے اسکی طرف کہ تھے عرش اور پانی پیدا کیے گئے پہلے آسمان و زمین کے اور نہ تھی عرش کے نیچے
پہلے آسمان و زمین کے کوئی چیز سوائے پانی کے پس ہونا عرش کا پانی پر یہ معنی ہے کہ کوئی چیز انکے درمیان میں حائل نہ تھی نہ یہ کہ عرش روئے آب پر تھا اور
مراد پانی سے پانی دریا کا نہیں ہے بلکہ اور پانی تھا نیچے عرش کے جیسا کہ چاہا اللہ تعالے نے اور مفصل ذکر اسکا اول کتاب میں بیچ باب الایمان بالقدر کے ہوچکا
ہے اور کہا ابن ملک نے کہ تھا عرش پانی پر اور پانی پشت ہوا پر اور ہوا قائم تھی اللہ تعالے کی قدرت سے کہا بعضوں نے کہ پیدائش عرش و پانی کی پہلے
آسمان و زمین کے ہوئی پھر پیدا کیا اللہ تعالے نے آسمان و زمین کو پانی سے اسطرح کہ تجلی فرمائی پانی پر پس موج مارنے لگا وہ اور مضطرب ہوا اور اٹھی اسمیں
جھاگ اور جمع ہوئی جگہ کعبہ شریف کی چنانچہ اسلیے نام ہوا مکہ کا ام القری پھر پھیلائی گئی زمین اسکے نیچے سے پھر رکھے گئے زمین پر پہاڑ تاکہ ہلے نہیں اور اول پہاڑ
ابو قبیس پیدا ہوا بموجب بعض اقوال کے اور اٹھا دھواں بسبب موج مارنے پانی کے جانب آسمان کے پس پیدا ہوئے آسمان اس سے اور
لکھا اللہ تعالے نے یعنی ساتھ پیدا کرنے حروف کے یا حکم کیا ملائکہ کو لکھنے کا لوح محفوظ میں ہر چیز کو ف ح اور ظاہر ہے کہ یہ لکھنا پیچھے پیدا کرنے عرش کے ہو عمران
بن حصین راوی کہتے ہیں کہ پھر آیا میرے پاس ایک شخص اور کہا ای عمران ڈھونڈ اپنی اونٹنی کو کہ چلی گئی ہے یعنی بھاگ گئی پس گیا میں اسکے ڈھونڈنے کو قسم خدا
کی البتہ آرزو کرتا ہوں میں کہ اونٹنی چلی جاتی اور میں نہ اٹھتا نقل کی یہ بخاری نے ف ح عمران دروازے پر اونٹنی باندھ کر حضرت کے پاس حاضر ہوئے تھے ناگہاں
اونٹنی بھاگ گئی پس ایک شخص آیا اور خبر کی کہ تیری اونٹنی بھاگ گئی جا پکڑ پس وہ اٹھے بنا بر ضرورت کے اور پشیمان ہوئے کہ کیوں میں اٹھا اور فوائد صحبت
شریف آنحضرت کے سے اور حقائق و علوم سے کہ وہاں مذکور ہوتے تھے محروم ہوا (وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ
حَتّٰى دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے امیر المومنین عمرؓ سے کہا کھڑے ہوئے
درمیان ہمارے یا واسطے نصیحت کرنے ہمارے کے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کھڑا ہونا عظیم یعنی خطبہ فرمایا پس خبر دی ہمکو ابتداے پیدایش سے تا آخر دن
قیامت کہ داخل ہوں بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں ف ح یعنے احوال مبدا اور معاد کا اول سے آخر تک سب بیان کیا توضیح اسکی یہ کہ آنحضرت
نے بیان کیا احوال سب امتوں کا تا وقت دخول جنت و نار کے اور بیان کیا احوال امت اپنی کا جو کچھ کہ جاری ہوگا انپر خیر و شر سے یہاں تک کہ داخل ہوں بہشتی
انمیں سے بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں ہے یاد رکھتا ہے اسکو وہ شخص کہ یاد رکھا اور بعد از یاد کرنے کے فراموش نہ کیا اور یاد نہیں رکھتا ہے وہ شخص کہ

یاد رکھا اور یاد کیا اور بعد اسکے فراموش کیا حاصل معنے یہ کہ بعضے یاد رکھتے ہین اور بعضے بھول گئے نقل کی یہ بخاری نے (وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ الْخَلْقَ اِنَّ رَحْمَتِيْ سَبَقَتْ غَضَبِيْ فَهُوَ مَكْتُوْبٌ عِنْدَهٗ فَوْقَ الْعَرْشِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہی ابی ہریرہ
سے کہا سنا مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے کہ تحقیق اللہ تعالے نے لکھی ایک کتاب پہلے اسکے کہ پیدا کرے آسمان و زمین یہ لکھا کہ مہربانی میری
سبقت لیگئی ہی میرے غصہ پر پس وہ کتاب یا یہ قول لکھا گیا ہی اور نزدیک اسکے ہی اوپر عرش کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع اور معنی یہ کہ وہ کتاب لکھی گئی
اور تمام خلائق سے اٹھائی گئی کہ کسی کے حیز ادراک یعنے سمجھ مین نہین آئی کہا تورپشتی نے احتمال ہی کہ مراد کتاب سے لوح محفوظ ہو اور ہوون معنی قول حضرت کے فهو مكتوب
عندہ یہ کہ لوح محفوظ مین لکھا ہی اور احتمال ہی کہ مراد ہو اس سے قضا کہ جو جاری کی اللہ تعالے نے اور دونون وجہون پر پس قول حضرت کا عندہ فوق العرش تنبیہ
ہو اسپر کہ وہ لکھی گئی اسپر اور تمام خلائق سے اٹھائی گئی کہ کسی کے حیز ادراک مین نہین آئی اور معنی سبقت رحمت کے غضب پر یہ ہین کہ ظہور آثار رحمت کے بہت ظاہر
کہ گھیر رکھا ہی تمام مخلوقات کو اور غضب کم ہی کہ کبھی کبھی مورد خاص ہی مین ہوتا ہی جیسے کہ قرآن مجید مین فرمایا ان عذابی اصیب بہ من اشاء ورحمتی وسعت کل شیء
یعنے عذاب اپنا پہونچاتا ہون مین جسکو چاہتا ہون اور رحمت میری نے گھیر رکھا ہی ہر چیز کو (وَعَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُلِقَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ
مِنْ نُّوْرٍ وَّخُلِقَ الْجَآنُّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ وَّخُلِقَ اٰدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہی عائشہ سے انہون نے نقل کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا پیدا
کیے گئے فرشتے نور سے ف ح قاموس مین ہی کہ نور روشنی یا شعاع اسکی اور یہان مراد جوہر روشن ہی ت اور پیدا کیا گیا جان کہ معنے جن کے ہی یا باپ جنون
کے جیسے کہ آدم باپ ہین بشر کے شعلہ آگ دھوئین ملے ہوئے سے اور پیدا کیے گئے آدم اس چیز سے کہ بیان کی گئی تمھارے لیے نقل کی یہ مسلم نے
ف ع یعنے قرآن مین خلقہ من تراب روایت کیا ابن عساکر نے ابی سعید سے مرفوعًا کہ پیدا کیے گئے کھجور اور انار اور انگور آدم کی مٹی کے فضلے سے اور روایت
کی طبرانی نے ابی امامہ سے مرفوعًا کہ پیدا کیے گئے حورعین زعفران سے اور روایت کی حکیم نے اور ابن ابی الدنیا اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے ابو درداء سے
کہ پیدا کیا اللہ عزوجل نے جن کو تین اقسام پر ایک قسم تو سانپ اور بچھو اور حشرات الارض اور ایک قسم مانند ہوا کے جو ہین اور ایک قسم ہین کہ انپر حساب و عقاب ہی اور
پیدا کیا اللہ تعالے نے انس کو تین اقسام پر ایک قسم تو مانند چارپایون کے اور ایک قسم ہین کہ بدن انکے بدن بنی آدم کے سے ہین اور ارواح انکی ارواح شیاطین
کی اور ایک قسم اللہ کے سایہ مین ہونگے اسدن کہ نہین سایہ ہوگا مگر اسی کا (وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا صَوَّرَ اللّٰهُ اٰدَمَ فِي الْجَنَّةِ تَرَكَهٗ مَا شَآءَ
اللّٰهُ اَنْ يَّتْرُكَهٗ فَجَعَلَ اِبْلِيْسُ يُطِيْفُ بِهٖ يَنْظُرُ مَا هُوَ فَلَمَّا رَاٰهُ اَجْوَفَ عَرَفَ اَنَّهٗ خُلِقَ خَلْقًا لَّا يَتَمَالَكُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہی انس سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جبکہ پیدا کیا اللہ تعالے نے آدم کو اور صورت بنائی انکی بہشت مین چھوڑا انکو جب تک کہ چھوڑنا انکا چاہا ف ح ظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ
پیدایش اور بنانا صورت بنی آدم کا بہشت مین ہوا حالانکہ اخبار دلالت کرتے ہین اسپر کہ پیدائش اور صورت بننی انکی ہوئی وادی نعمان مین کہ عرفات کے جنگلون مین
سے ہی اور بعد از درست کرنے اور پھونکنے روح کے بہشت مین لے گئے پس ذکر کرنا لفظ فی الجنة کا باعتبار عاقبت حال انکے کے ہی یعنے پیدا کرکے رکھا بہشت
مین اور تورپشتی نے کہا کہ مجھے گمان ہی کہ ذکر کرنا لفظ فی الجنة کا سہو ہی راوی سے بہر تقدیر جب پیدا کیا آدم کو ت پس شروع کیا ابلیس نے پھرنا گرد پتلے انکے
کے دیکھتا تھا کہ کیا ہی یہ یعنے تفکر کرتا تھا انجام کار انکے مین اور تامل کرتا تھا کہ کیا ظاہر ہوگا اس سے پس جب دیکھا اسکو خالی
اندر سے پہچانا کہ یہ پیدا کیا گیا ہی پیدایش غیر مضبوط ف ع یعنے نہین تقویت ہی بعض اعضا کو بعض سے اور نہ قوت ہی اور نہ ثبات بلکہ ہی متزلزل الامر متغیر الحال
پیش کیا گیا آفات کے لیے اور بعضون نے یہ معنے کہے ہین کہ اپنے نفس کا مالک نہین ہو سکیگا اور نہین نگاہ رکھ سکیگا اپنے تئین بھوک سے اور شہوات سے
یعنے پس خوش ہوا ابلیس اور کمر امید کی باندھی انکے گمراہ کرنے مین اور بعضون نے کہا کہ نہین مالک ہوگا اپنے نفس کا غصہ کے وقت ت نقل کی یہ مسلم نے
(وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَتَنَ اِبْرٰهِيْمُ النَّبِيُّ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِيْنَ سَنَةً بِالْقَدُوْمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہی ابی ہریرہ

سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ختنہ کیا ابراہیم نبی نے اس حال میں کہ وہ اسّی برس کے تھے ساتھ قدوم کے فـ کہا نووی نے کہ لفظ
قدوم کی دال کی حرکت میں اختلاف ہے تشدید وتخفیف میں کہا جاتا ہے آلہ بڑھئی کو جسے بسولہ کو قدوم ساتھ تخفیف کے فقط اور قدوم تخفیف اور تشدید سے قریہ ہے شام
میں پس جسنے کہ روایت کیا ہے قدوم کو تشدید سے مراد ہے قریہ مذکورہ اور روایت تخفیف کی احتمال رکھتی ہے قریہ کو اور آلہ کو اور اکثروں نے تخفیف ہی پڑھی ہے حاصل یہ
اکثروں کے نزدیک تھے یہ ہے کہ ختنہ کیا بسولہ سے یا قدوم میں کہ قریہ ہے شام میں نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لم یکذب ابراہیم الا ثلث کذبات ثنتین منہن فی ذات اللہ قولہ انی سقیم وقولہ بل فعلہ کبیرہم ہذا وقال بینا ہو ذات یوم وسارۃ اذ اتی علی جبار
من الجبابرۃ فقیل لہ ان ہہنا رجلا معہ امرأۃ من احسن الناس فارسل الیہ فسألہ عنہا من ہذہ قال اختی فاتی سارۃ فقال لہا ان ہذا الجبار ان یعلم انک امرأتی
یغلبنی علیک فان سألک فاخبریہ انک اختی فانک اختی فی الاسلام لیس علی وجہ الارض مؤمن غیری وغیرک فارسل الیہا فاتی بہا قام ابراہیم یصلی
فلما دخلت علیہ ذہب یتناولہا بیدہ فاخذ ویروی فغط حتی رکض برجلہ فقال ادعی اللہ لی ولا اضرک فدعت اللہ فاطلق ثم تناولہا الثانیۃ فاخذ مثلہا او اشد
فقال ادعی اللہ لی ولا اضرک فدعت اللہ فاطلق فدعا بعض حجبتہ فقال انک لم تأتنی بانسان انما اتیتنی بشیطان فاخدمہا ہاجر فاتتہ وہو قائم یصلی فاومأ
بیدہ مہیم قالت رد اللہ کید الکافر فی نحرہ واخدم ہاجر قال ابوہریرۃ تلک امکم یا بنی ماء السماء متفق علیہ) اور روایت ہے اسی ابوہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ نہیں بولے ابراہیم مگر تین جھوٹ تین بار فـ انبیا معصوم ہیں وہ مطلق جھوٹ نہیں بولتے پس یہاں جو جھوٹ بولنا انکا فرمایا باعتبار ظاہر
سننے والوں کے ہے کہ یہ باتیں صورت میں جھوٹ تھیں اور نفس الامر میں سچی انکو عربی میں معاریض کہتے ہیں اور حضرتؑ کا اسطرح کیا کہ جو تھا جو کہا ہے بیماری وہ وقت
میں یہ تھا بلکہ ایام طفولیت میں تھا اسکا کچھ اعتبار نہیں ہے اور جھوٹ ان تینوں جھوٹوں میں سے تو ذات خدا میں فـ یعنی واسطے خدا کے اور کچھ غرض
اور طلب رضا اسکی سے کہ انہیں حاصل کرنا نفع کا اپنی ذات کے لیئے نہیں ہے بلکہ مقصود توحید اور تنزیہ حق کی تھی اور تیسری بات میں کہ کہنا انکا ہذا اختی ہے اگرچہ وہ بھی خدا
تعالیٰ کے لیے تھا لیکن اسمیں نفع انکی ذات کے لیئے بھی حاصل ہوتا ایک قول انکا یہ کہ تحقیق میں بیمار ہوں فـ جسوقت کہا انہوں نے کہ انکی قوم
نے انکو اپنی عید کی سیر کے لیئے بلایا اور انہوں نے چاہا کہ میں نجاؤن تا بتشکنی کرون اسوقت یہ بہانہ کیا کہ میں بیمار ہوں تاوہ چھوڑ جاویں اور یہ ظاہر میں معلوم
ہوتا ہے کہ وہ بیمار نہ تھے لیکن تاویل اسکی یہ ہے کہ مراد انکی یہ تھی کہ میں متصف ساتھ بیماری کے ہوں کہ کبھی نہ کبھی بیمار ہوا کرتا ہوں پس ایسا لفظ مبہم بولے کہ ظاہر اسکا
دلالت کرتا ہے بیماری فی الحال پر اور بعضوں نے کہا کہ انہوں نے وہم میں ڈالا انکو کہ گویا انہوں نے استدلال کیا ہے ساتھ علامات علم نجوم کے کہ بیمار ہونگے
جیسے کہ سیاق آیت سے معلوم ہوتا ہے اور یا یہ مراد رکھی کہ دل میرا بیمار و بدحال ہے بسبب کفر تمہارے کے کیا خوب ایک بزرگ نے کہا ہے بیت اگر ترا بتماشا
عید خود طلبند خلیل وار بہانے بگو کہ بیمارم ہے ت اور دوسرا قول انکا یہی بلکہ کیا یہ بڑے انکے نے فـ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کفار کے
غائبانہ انکے بتوں کو توڑ ڈالا انہوں نے پوچھا کہ تو نے یہ کام کیا ہے ہمارے خداؤں سے اے ابراہیم انہوں نے فرمایا کہ یہ بت جو سب میں بڑا ہے اسنے یہ کام
کیا ہے پس یہ بات بھی سچی نہیں ہے لیکن غرض انکی تنبیہ کرنی تھی کفار کو کہ دیکھو جو اپنا ضرر دفع نہیں کرسکتا ہے وہ اور کو کیا نفع اور ضرر پہونچا سکیگا اور لائق عبادت
کے کیونکر ہوتے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی بیچ بیان تیسرے جھوٹ کے کہ ابراہیم علیہ السلام سے صادر ہوا اسوقت کہ ابراہیمؑ اور سارہ
بی بی انکی جاتے تھے طرف شام کے ہجرت کیے ہوئے بعد ہلاک نمرود کے ناگہان آگئے یعنی گذرے ابراہیمؑ ساتھ سارہ کے اوپر شہر ایک حاکم ظالم کے
ظالموں میں سے پس کہا گیا اس ظالم کو یعنی خبر پہونچائی لوگوں نے کہ اس جگہ یعنی اس شہر میں ایک مرد ہے کہ اسکے ساتھ ایک عورت ہے بہترین لوگوں سے
حسن وجمال میں پس بھیجا اسنے کسی کو طرف ابراہیمؑ کے بلانے کے لیئے پس گئے ابراہیمؑ پاس اسکے پس پوچھا اسنے ابراہیمؑ سے سارہ کے حال سے
کہ کون ہے تیری یہ عورت کہ تیرے ساتھ ہے کہا ابراہیمؑ نے کہ یہ بہن میری ہے یعنی دینی پس آئے ابراہیمؑ سارہ کے پاس یعنی اور تعلیم کیا حیلہ نجات پانے کا

شہر اس ظالم کے سے پس کہا سارہ کو کہ یہ ظالم اگر جانیگا کہ تو بی بی میری ہے تو غالب آویگا مجھ پر تیرے لینے مین یعنی زبردستی تجکو چھین لیگا مجھسے پس اگر پوچھے تجھسے تو خبر دینا تو اسکو کہ تو بہن میری ہے اسلیے کہ تو بہن میری ہے اسلام مین یعنی نیت کرنا اخوت اسلام کی اور یہ سچ ہے اسلیے کہ نہین ہے روے زمین پر کوئی مسلمان سوا میرے اور تیرے ف ح ع یہ بیان واقع ہے کہ اُس وقت مین کوئی وہان اور شہر ایمان نہ لایا تھا اور سارہ ابراہیم علیہ السلام سے چچا کی بیٹی تھین یہ بھی ایک توجیہ اور ہے واسطے صدق قول ہذا اختی کے اور شاید کہ اقتصار ابراہیم کا اخوت اسلام پر بسبب شرف اوبالالت اس نسبت کے ہو یہان ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ حضرت لوط بھی تو ایمان لا چکے تھے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالے نے فآمن لہ لوط جواب اسکا یہ دیا ہے کہ مراد ابراہیم کی یہ تھی کہ اس زمین مین کہ جہان یہ ماجرا در پیش آیا ہے کوئی دوسرا سوا ہم دونون کے مومن نہین کیونکہ لوط انکے ساتھ نہ تھے ایک اور اعتراض کیا ہے علما نے کہ کیون نہ کہا ابراہیم نے کہ یہ بی بی میری ہے حالانکہ بی بی کو انکے میان کے ہاتھ سے کم لیا کرتے ہین اور یہ بھی ہے کہ ظالم کہان باک رکھتا ہے بی بی ہو یا بہن سے لیتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اُس ظالم کی عادت یہی تھی کہ بی بی کو میان سے لیتا تھا نہ بہن کو اور وہ مجوسی بھی تھا اور دین مجوسی مین اگر بہن ہو تو اُسکا بھائی احق و اولیٰ ہے ساتھ اُسکے بہ نسبت غیر اُسکے کے پس چاہا ابراہیم نے کہ تمسک کرین ساتھ دین اُسکے کے باوجود اسکے اُسنے رعایت اپنے دین و عادت کی نہ کی اور قصد کیا اُسکے لینے کا نت پس بھیجا اس ظالم نے کسی کو طرف سارہ کے انکے بلانے کے لیے پس لائی گئین سارہ اُسکے پاس کھڑے ہوے ابراہیم نماز پڑھنے ف ح ع اور مناجات کرین اپنے پروردگار سے تا اس ورطہ سے نجات پاوین اور عادت مقربین درگاہ کی یہی ہے کہ جب کسی غم مین مبتلا ہوتے ہین تو نماز پڑھنے لگتے ہین بموجب فرمودہ حق سبحانہ تعالے کے یا ایہا الذین آمنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ اور عادت شریف ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی یہی تھی جیسے کہ حدیث مین آیا ہے اذا حزبہ امر صلی نت پس جبکہ آئین سارہ اس ظالم کے پاس تو چاہا اُسنے کہ ہاتھ ڈالے اُنپر اور پکڑے انکو یعنی بغیر سوال و جواب کے بابعد اسکے بسبب غلبہ خواہش کے انکا حسن دیکھکر ارادہ دست درازی کا کیا پس پکڑا گیا وہ ظالم ف ح لفظ اخذ بصیغہ مجہول ساتھ تخفیف کے ہے اسکی تین طرح پر تفسیر کی ہے علما نے یا تو یہ کہ باز رکھا گیا وہ ظالم قدرت الٰہی سے رکھ چھوڑنے سارہ کے سے اور یا یہ کہ پکڑا گیا اپنے گناہ سے اور عذاب کیا گیا اُسپر یا بیہوش کیا گیا اور ایک روایت مین اخذ ساتھ تشدید کے تاخیذ سے بھی آیا ہے یعنی پکڑے جانے کسی کے دل کے بسبب افسون یا سحر کے ایسا کہ سراسیمہ و حیران ہووے اور روایت کیا گیا ہے یعنی بدلہ فاخذ کے یا زیادہ اسپر لفظ ف ح ساتھ پیش غین معجمہ اور تشدید طہا کے بنا مجہول پر یعنی گلا گھونٹا گیا اور دم رک گیا یا یہ کہ سُنی گئی اُسکے حلق سے ایسی آواز کہ جیسے سوتے مین کوئی آواز کرتا ہے کہ جسکو خراٹا کہتے ہین نت یہان تک کہ پانون مارنے لگا زمین پر یعنی ایسا ہو گیا جیسا کہ آسیب زدہ یا مرگی والا ہوتا ہے پس کہا اُس ظالم نے یعنی سارہ کو کہ دعا کر خدا سے میرے لیے تا خلاص کرے مجکو اس بلا سے اور ضرر نہین پہونچاؤنگا مین تجکو یعنی کچھ تعرض نہین کرونگا تجھسے پس دعا کی سارہ نے خدا تعالے سے پس چھوڑا گیا وہ ظالم یعنی رہائی پائی اُس حالت سے پھر ارادہ دست اندازی کا کیا اُس ظالم نے سارہ سے دوسری بار پس پکڑا گیا مانند پکڑے جانے پہلے کے بلکہ سخت تر اُس سے پس کہا دعا کر اللہ تعالے سے میرے لیے اور نہین ضرر پہونچاؤنگا تجکو پس دعا کی سارہ نے اللہ تعالے سے پس چھوڑا گیا پس بلایا اس ظالم نے کسی کو اپنے دربانون مین سے اور کہا کہ تحقیق تو نہین لایا میرے پاس انسان کو یعنی تا کہ قادر ہوتا مین اُسپر نہین لایا تو میرے پاس مگر جن کو یعنی اسی سبب سے نہین قادر ہوا مین اُسپر بلکہ ضرر پہونچایا مجکو اور تونے چاہا کہ یہ ہلاک کر ڈالے مجکو پس خدمت کو دی سارہ کے ہاجرہ ف ح ع یعنی جبکہ دیکھی اُسنے بزرگی سارہ کی اور تقرب انکا نزدیک اللہ تعالے کے تو ایک لونڈی دی کہ نام اُسکا ہاجرہ تھا اور آجر بھی کہتے ہین اور ابراہیم کے سارہ سے فرزند نہین ہوتا تھا پس سارہ نے ہاجرہ ابراہیم کو دی اور کہا امید ہے کہ تمھارے یہان اس سے کوئی فرزند ہو پس حضرت اسمعیل ہاجرہ سے پیدا ہوے اور ابراہیم اس ایام مین سو برس کے تھے اور آخر کو سارہ سے بھی حضرت اسحق پیدا ہوے نت پس آئین سارہ ابراہیم کے پاس اس حال مین کہ ابراہیم کھڑے نماز پڑھتے تھے یعنی انکو انکی خلاصی کی تو خبر ہو گئی تھی بدستور سابق نماز مین متوجہ الی اللہ تھے پس اشارہ کیا ابراہیم نے اپنے ہاتھ سے کہ کیا ہے حال تیرا اور کیا

ہوا کہا سارہ نے کہ رد کیا اللہ نے مکر اُس کافر کا بیچ سینہ اسکے کے یعنے اسکی بد اندیشی اُلٹی اُسپر پڑی اور مجھپر سرایت نکی اور کچھ زیان مجھے نہ پہونچا اور خدمت کو دی
ہاجر کہا ابو ہریرہؓ نے کہ وہ ہاجر ماں تمھاری ہی اے بنو آسمان کے پانی کی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ح یہ خطاب حضرت اسمٰعیل کی اولاد کو ہی اور ساتھ پانی
آسمان کے تعبیر کیا انکو بسبب طہارت نسب انکے کے اور پانی آسمان کا مثل ہو طہارت مین چنانچہ کہتے ہین کہ فلانا آسمان کے پانی سے پاک تر ہی اور بعضے کہتے ہین
کہ اشارہ کیا ساتھ اسکے اُسکی طرف کہ چشمہ زمزم کا بتقریب حضرت اسمٰعیلؑ کے نکلا تھا اور وہ پانی آسمان قدس و طہارت سے نکلا ہی اور جو فیض کہ زمین سے پیدا ہوتا ہی سو حقیقت میں
اسکا آسمان ہی سے بھیجا ہی اور بعضون نے کہا کہ یہ خطاب انصار کو ہی اسلیے کہ وہ اولاد عامر بن حارثہ ازدی کے ہین اور اُسکا لقب ماء السماء تھا اسلیے کہ اُسکی قوم قحط
طلب کرتی تھی اُس سے اور بعضون نے کہا کہ مراد تمام عرب ہین یہ نام انکا اسلیے ہوا کہ وہ طالب بارش کے رہتے ہین اور جہان مینہ ہوتا ہی وہین گذران کرتے ہین
اور اگرچہ تمام عرب ہاجرہ کے بطن سے نہین ہین لیکن اکثر اولاد اسمٰعیل سے ہین بسبب شرف اور غلبہ کے یون کہا (وَعَنْهُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ
اَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ اِبْرَاهِيْمَ اِذْ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتٰى وَيَرْحَمُ اللهُ لُوْطًا لَقَدْ كَانَ يَاْوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُوْلَ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ لَاَجَبْتُ
الدَّاعِيَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اور روایت ہی ابو ہریرہؓ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم لائق تر ہین ساتھ شک کرنے کے ابراہیمؑ سے جس وقت کہ کہا ابراہیمؑ نے
اے پروردگار میرے دکھا مجھکو کہ کیونکر زندہ کرتا ہی تو مردون کو ف ح ابتدا اس آیت کی یون ہی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ اور سبب نزول
اس حدیث کا یہ ہی کہ جب آیت مذکورہ نازل ہوئی تو کہا ایک جماعت نے صحابہ مین سے کہ شک کیا ابراہیمؑ نے اور ہمارے پیغمبر نے نہین پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ ہم لائق تر ہین ساتھ شک کے ابراہیمؑ سے اور ظاہر اس عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت نے ثابت کیا شک حضرت ابراہیمؑ کے لیے اور نفی ذات
شریف کے لیے حالانکہ دونون محال ہین کیونکہ شک کا انبیا صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کی طرف راہ نہین کہ اول ہی متصور ہو اور دوسرے قول ان سے
کچھ معنی ہی نہین رکھتا پس معنے یہ ہین کہ اگر شک راہ پاتا ابراہیمؑ مین تو ہم مین بھی پاتا اور تم جانتے ہی ہو کہ شک راہ نہین پاتا ہم مین پس نہ ہوگا ابراہیمؑ مین بھی پس کیا
ہین پس سوال ابراہیمؑ کا واسطے طلب ترقی کے تھا علم الیقین سے طرف عین الیقین کے کہ اطمینان قلب عبارت اُس سے ہی یا یہ کہ ابراہیمؑ دلیل البتہ کہ مردونکا
پھر زندہ کرتا ہی اور بار بار ہی تو طلب کی یہ بات تا ظاہر ہو دلیل انکی عیانًا لیکن اشکال ہوتا ہی کہ اس حدیث سے ترجیح ابراہیمؑ کی آنحضرتؐ کی ذات شریف پہ سمجھی جاتی ہی اور
جواب اسکا یہ ہی کہ حضرت نے یہ بات بطریق تواضع کے فرمائی یا فرمائی ہو پہلے آنے اس وحی کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سید سردار و افضل ہین اولاد آدم
کے اور یہی توجیہ ہی اُس حدیث کی ہی کہ حصر ہی اوپر عدم افضلیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور رحمت کرے اللہ تعالے لوط پر تحقیق تھے وہ لوط کہ تھے اور
پناہ پکڑتے تھے طرف رکن سخت کے ف ح رکن ہر چیز کے اس جانب قوی کو کہتے ہین اور یہان مراد رکن شدید سے جماعت قوی ہی اور بیان اسکا یہ ہی کہ جب
قوم لوط نے قصد کیا ایذا دینے کا انکے مہمانون کو کہ فرشتے تھے بصورت امردون کے تو کہا حضرت لوط نے لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً کاش کہ مجھکو ہوتی قوت یعنے ذات اپنے خود
قوت مقابلہ اور دفع کرنے تمھارے کی رکھتا ہین اَوْ اٰوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ یا پناہ ڈھونڈھتا مین ساتھ جماعت قوی کے کہ انکی جماعت اور قوت سے باز رکھتا مین تمکو
تمھارے شر سے پس فرماتے ہین آنحضرت کہ رحمت کرے اللہ تعالے لوط کو کہ پناہ ڈھونڈھتے تھے ساتھ رکن شدید کے آدمیون مین سے حالانکہ رکن شدید تھا انکا
ساتھ عصمت حق اور حفظ اُسکے کے ہی اور عرب جب رحمت دعا دیتے ہین کسی کے پہ تعبیر واقع ہوا اور وہ کام کرے کہ نکرنا چاہیے کہتے ہین کہ خدا رحمت کرے
اور بخشے فلانے کو کہ ایسا کام کیا یعنے کرنا نہ چاہیے تھی کیا انتہی اور ملا علی نے بھی ایسا ہی مضمون ابن مالک وغیرہ سے نقل کرکے لکھا ہی کہ میرے نزدیک یہ معنی
بہ نسبت انبیاء علیہم السلام کے طریق ادب سے دور ہی اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ منع کرتے تھے غیبت عوام سے مردہ ہون خواہ زندہ پس کیونکر متصور
ہو کہ ذکر کرین بیچ حق نبی مرسل کے ایسی بات کہ موہم ہو انکا نقصان مرتبہ یا کم ہمتی کی پس معنے یہ ہین کہ وہ مقتضائے جبلت بشریہ کے بعض امور مین ملتجی
ہوتے تھے طرف استعانت کے ساتھ جماعت قوی کے پس جائز ہی ہمارے لیے بھی اسلیے کہ ہم مامور ہین ساتھ متابعت کاملین کے بیچ تعلق اسباب کے باوجود

اعتماد کے رب الارباب پر اور اپنے اسکے کلام میں یرحم اللہ کہنا اسلیے تھا کہ نہ وہم جاوے اعتراض نقصان کا انکی جنب میں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا عفا اللہ عنک لم اذنت
لہم واللہ اعلم بالصواب پھر فرمایا آنحضرت نے اور اگر ٹھہرتا میں قیدخانہ میں اس مدت دراز میں کہ ٹھہرے یوسف تو البتہ قبول کرتا میں کہنا بلانے والے کا
فقط کہ بادشاہ مصر کی طرف سے حضرت یوسف کے بلانے کو آیا تھا اور قصہ اسکا یہ ہے کہ حضرت یوسف نو برس سے قیدخانہ میں تھے اور جب مصر کے بادشاہ نے طلب
کیا انکو تا خلاص کرے اور مقرب کرے تو یوسف نے نکلنے میں توقف کیا اور کہا کہ پہلے میرا حال دریافت کرو اور ان عورتوں سے کہ مجکو دیکھکر ہاتھ کاٹ ڈالے تھے
حضرت اور تہمت میری تحقیق کر لیں تب نکلونگا میں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر میں بجائے یوسف کے ہوتا اور اتنی مدت دراز قیدخانے میں مجھپر
گذرتی اور کوئی میرے چھڑانے کے لیے آتا تو جلدی مان لیتا کہنا اسکا اور ہرگز منتظر تحقیق حال کا نہوتا میں اور توقف اور تامل نہ کرتا جیساکہ یوسف نے کیا پس تعریف
کی آنحضرت نے یوسف کی اور بیان کیا صبر اور ثبات اور متانت رائے انکے کا یعنی باوجودیکہ کوئی مدت دراز تک قیدخانہ میں ٹھہرے اور باوجود محنت اور شدت
انمیں اور پھر کوئی انکے چھڑانے کو آوے اور وہ صبر و ثبات اختیار کرے تو زیادہ اسپر استقامت متصور نہیں ہے اگر میں اس طرح کہیں اس حال پر ہوتا تو جلدی سے
نکل آتا اور صبر نکرتا اور یہ تواضع ہے آنحضرت کی واسطے مبالغہ کرنے کے بیچ مدح و ثنا یوسف کے ورنہ استقامت آنحضرت کی بالاتر ہے استقامت تمام انبیا
اولو العزم سے نقل کی بخاری اور مسلم نے (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مُوْسٰى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سِتِّيْرًا لَا يُرٰى مِنْ جِلْدِهٖ شَيْءٌ اسْتِحْيَاءً
فَاٰذَاهُ مَنْ اٰذَاهُ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَقَالُوْا مَا تَسَتَّرَ هٰذَا التَّسَتُّرَ اِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهٖ اِمَّا بَرَصٌ اَوْ اُدْرَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ اَرَادَ اَنْ يُبَرِّئَهٗ فَخَلَا يَوْمًا وَحْدَهٗ لِيَغْتَسِلَ فَوَضَعَ ثَوْبَهٗ عَلٰى حَجَرٍ
فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهٖ فَجَمَحَ مُوْسٰى فِيْ اَثَرِهٖ يَقُوْلُ ثَوْبِيْ يَا حَجَرُ ثَوْبِيْ يَا حَجَرُ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى مَلَاٍ مِّنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَرَاَوْهُ عُرْيَانًا اَحْسَنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا بِمُوْسٰى مِنْ بَاْسٍ
وَاَخَذَ ثَوْبَهٗ فَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا فَوَاللّٰهِ اِنَّ بِالْحَجَرِ لَنَدَبًا مِّنْ اَثَرِ ضَرْبِهٖ ثَلَاثًا اَوْ اَرْبَعًا اَوْ خَمْسًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے تحقیق موسیٰ علیہ السلام تھے ایک مرد بہت شرمناک بہت ڈھانکنے والے بدن کے نہیں دیکھا جاتا تھا انکی جلد بدن سے کچھ بسبب شرم رکھنے
کے یعنی مارے شرم کے تمام بدن کو ڈھانکے رکھتے تھے ہر حال میں اور نہاتے وقت پس ایذا دی ان لوگوں نے کہ ارادہ کیا انکے ایذا دینے کا بنی اسرائیل
میں سے پس کہا بعضے موذیوں نے نہیں بدن ڈھانکتے موسیٰ اس طرح کا ڈھانکنا ساتھ تکلف و مبالغہ کے مگر بسبب عیب کے کہ انکی جلد میں ہے یا تو کوڑھ
ہے یا خصیے پھولے ہوئے ہیں اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ پاک کرے موسیٰ کو عیب سے اور ظاہر کرے لوگوں پر صفائی انکی اور ثابت کرے
انکے لیے حیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے پس الگ ہوئے موسیٰ لوگوں سے ایک روز تنہا نہانے کے لیے رکھے کپڑے اپنے ایک پتھر پر پس بھاگا پتھر اور لیگیا
کپڑے موسیٰ کے پس دوڑے موسیٰ اس پتھر کے پیچھے کہتے ہوئے دے کپڑے میرے اے پتھر دے کپڑے میرے اے پتھر یہاں تک کہ پہونچے موسیٰ
طرف جماعت کثیر کے بنی اسرائیل میں سے پس دیکھا اس جماعت نے موسیٰ کو ننگا بہتر پیدائش خدا کے یعنی مبرا ان عیب و نقصان سے کہ انکے
حق میں ثابت کرتے تھے وہ نادان اور کہا انھوں نے قسم خدا کی نہیں ہے موسیٰ میں کچھ نقصان و عیب فقط اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک کرتا ہے
اپنے دوستوں کو ہر عیب و نقصان سے کہ نادان اور منکر انکو ساتھ اسکے متہم کرتے ہیں تا اس سے مبرا ہو کر معزز و مکرم ہوں خلق میں اور شروع کیا
موسیٰ نے پتھر کو مارنا پس قسم ہے خدا کی کہ پیدا ہوئے پتھر میں نشان بسبب تاثیر مارنے موسیٰ کے اسکو تین نشان یا چار یا پانچ فقط ہر بار کہ مارتے تھے ایک
نشان اسمیں پڑجاتا تھا اور مارا اسکو بسبب غصہ کے اور تادیب کے کہ بھاگ کیوں گیا اور اسمیں دو معجزے ہوئے حضرت موسیٰ کے ایک تو چلنا پتھر کا اور دوسرا
نشان پڑجانا اسمیں اور یہ بھی معلوم ہوا اس حدیث سے کہ جائز ہے نہانا ننگے خلوت میں اگرچہ ہے ڈھانکنا ستر کا افضل اور یہ بھی اس سے معلوم ہوا کہ انبیا اور صلحا مبتلا ہوتے
ہیں نادانوں اور جاہلوں کی ایذا میں اور وہ صبر کرتے ہیں اسپر کہا بعضوں نے کہ حکم ہوا موسیٰ کو یہ کہ اٹھا رکھیں وہ پتھر ساتھ اپنے یہاں تک کہ جب گئے تیہ میں تو
مارا اسکو اپنے عصا سے ایک بار یا کئی بار پس جاری ہوئے اسمیں سے بارہ چشمے چنانچہ یہ حال مذکور ہے قرآن میں نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنْهُ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینا ایوب یغتسل عریانا فخر علیہ جراد من ذہب فجعل ایوب یحتثی فی ثوبہ فناداہ ربہ یا ایوب الم اکن اغنیتک عما تری قال
بلی وعزتک ولکن لا غنی بی عن برکتک رواہ البخاری) اور روایت ہے اسی ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسوقت کہ ایوب
نہاتے تھے ننگے ف اس احتمال ہے کہ باندھے ہوں تہبند جیسے کہ دلالت کرتا ہے اسپر قول ابعد کا یحتثی فی ثوبہ اور یہ بھی احتمال ہے کہ بالکل ننگے نہاتے ہوں
کہ ہوسکے کا نہانا اوپر مذکور ہوا اور نہانا جائز ہے انکے نزدیک لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا طرف اسکے کہ ستر اولی ہے واسطے حیا کرنے کے ہمارے
ہمارے آنحضرت مبعوث ہوئے واسطے پورا کرنے مکارم اخلاق کے اور نہانا ایوب کا بعد حاصل ہونے صحت و عافیت کے اس مرض سے کہ مبتلا ہوئے
تھے اسمین اور برسائین اللہ تعالی نے ٹڈیان سونے کی انکے گھر مین سے پس گرین ایوب علیہ السلام پر یعنی انکے بدن پر اوپر ٹڈیان سونے کی پس شروع
کیا ایوب نے سمیٹنا انکا اپنے کپڑے مین ف ... ہر ترہ ہو کہ لیتے ہوں ایوب انکو ایک ہاتھ سے یا لپ بھر کر اور رکھتے ہوں انکو کپڑے مین پیچھے ہوئے مین بند
کہ باندھا ہو پہلا شمل سے کہ یا بعد اسکے پاس رکھا ہو کہ ہنوز پہنا ہو نہ پس پکارا ایوب کو انکے پروردگار نے یعنی ازراہ مہربانی کے کہ اے ایوب کیا نہین بے پروا
کیا مین نے تجھکو اس چیز سے کہ دیکھتا ہے تو یعنی اشارہ ہوا بے شک مین نے تجھکو احتیاج نہین رہی ان ٹڈیون کی کہ اٹھاتا ہے تو اور لپیٹے کپڑے مین کہا
ایوب نے کہ ہان ... ہوا کیا ہے تو نے قسم تیری عزت کی ولیکن نہین ہے بے پروائی مجھکو کثرت نعمت تیری سے اور زیادتی رحمت تیری سے ... ہر چند کہ
بشیر ... اور ایک روایت مین ہے من رحمتک او من فضلک پس معلوم ہوا کہ اٹھانا ایوب علیہ السلام کا ان ٹڈیون کو بسبب دیکھنے ... اور
طلب کرنے لذت کے نعمت حق سے تھا نہ بطریق حرص دنیا اور بڑھانے مال کے کذا ذکرہ الشیخ اور طالی نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے حرص کرنی
اوپر بڑھانے مال حلال کے اس شخص کے حق مین کہ اعتماد کرے اپنے نفس پر اسکی شکرگذاری کا اور صرف کرے اسکو اس جگہ کہ دوست رکھے رب اسکا اور راضی
ہو اس سے نقل کی بخاری نے (وعنہ قال استب رجل من المسلمین ورجل من الیہود فقال المسلم والذی اصطفی محمدا علی العالمین فقال الیہودی
والذی اصطفی موسی علی العالمین فرفع المسلم یدہ عند ذلک فلطم وجہ الیہودی فذہب الیہودی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ بما کان من امرہ وامر
المسلم فدعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم المسلم فسالہ عن ذلک فاخبرہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تخیرونی علی موسی فان الناس یصعقون یوم القیمۃ فاصعق
معہم فاکون اول من یفیق فاذا موسی باطش بجانب العرش فلا ادری کان فیمن صعق فافاق قبلی او کان فیمن استثنی اللہ وفی روایۃ فلا ادری احوسب
بصعقۃ یوم الطور او بعث قبلی ولا اقول ان احدا افضل من یونس بن متی وفی روایۃ ابی سعید قال لا تخیروا بین الانبیاء متفق علیہ وفی روایۃ ابی ہریرۃ لا
تفضلوا بین انبیاء اللہ) اور روایت ہے اسی ابی ہریرہ سے کہا بد کہا کیا ایک شخص نے مسلمانون مین سے اور ایک شخص نے یہود مین سے پس کہا مسلمان نے
قسم اس خدا کی کہ برگزیدہ کیا محمد کو سارے جہان کے لوگون پر پس کہا یہودی نے اسکے مقابلہ مین قسم اس خدا کی کہ برگزیدہ کیا موسی کو جہان کے لوگون پر پس اٹھایا
مسلمان نے ہاتھ اپنا نزدیک اس کہنے یہودی کے اور طمانچہ مارا یہودی کے منھ پر ف کلام اللہ مین جو فرمایا ہے حضرت موسی کے حق مین انی اصطفیتک
علی الناس تو مراد یہ ہے کہ اسوقت کے لوگون مین انکو برگزیدہ کیا تھا اور یہ یہودی برگزیدگی حضرت موسی کی علی الاطلاق مراد رکھتا تھا اور آنحضرت کی برگزیدگی کا انکار
انھون نے غصہ مین آکر طمانچہ مارا پس گیا یہودی پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور خبر دی آنحضرت کو ساتھ اس چیز کے کہ تھا امر اسکے سے اور امر مسلمان
پس بلایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کو اور پوچھا اس سے اس بات سے یعنی جو کچھ کہ گذرا تھا اسمین اور یہودی مین پس خبر دی مسلمان نے آنحضرت کو
مطابق خبر یہودی کے پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ بزرگی دو مجھکو موسی پر اسلیے کہ تحقیق لوگ بیہوش ہوکر گر پڑینگے دن قیامت کے یعنی پہلا نفخہ کے
وقت پس بیہوش ہوکر گر پڑونگا مین بھی ساتھ انکے پھر ہونگا مین اول ان شخصون کا کہ ہوش مین آوینگے پس ناگہان دیکھونگا مین کہ موسی علیہ السلام پکڑے کھڑے
ہین ایک جانب عرش کے پس نہین جانتا مین کہ آیا تھے موسی درمیان ان لوگون کے کہ بیہوش پڑے تھے پس ہوشیار ہوئے پہلے مجھسے اور ... ہوئے ساتھ

عرش کے پایہ تھے ہوئے سے اُن لوگوں میں کہ استثنا کیا ہے یعنے باہر نکال لیا ہے انکو خدا تعالی نے فزع سے یعنے بیہوش ہو جانے سے جیسے کہ اس آیت میں فرمایا ہے فصعق
من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ یعنے پس روز کہ پھونکا جاویگا صور میں ہلاک ہو جاوینگے جو کہ آسمان و زمین میں ہیں مگر جسکو کہ چاہیگا اللہ تعالی کہ
وہ ہلاک نہو جیسے کہ فرشتے پس شاید کہ موسے بھی انھیں میں سے ہوں کہا عسقلانی نے یعنے پس اگر ہوش میں آئے موسے پہلے میرے تو یہ فضیلت ظاہر ہے اور
اگر ہوئے انہیں سے کہ جنکو مستثنی کیا ہے اللہ نے اور بیہوش نہ ہوئے تو یہ بھی فضیلت ہے اور نہیں منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فضیلت دینے سے
درمیان انبیاء کے مگر کسلئے ہو اس طرح کہ باعث ہو تنقیص مفضول کی یا جاری ہو خصومت یا مراد یہ ہے کہ نہ فضیلت دو ساتھ جمیع انواع فضیلت کے اس طرح کہ نہ
باقی رہے مفضول کے لیے کچھ فضیلت یا ارادہ کیا منع کرنا فضیلت دینے سے نفس نبوت میں اسلیے کہ آپس میں سب برابر ہیں اور ایک روایت میں یون
آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پس نہیں جانتا میں کہ آیا حساب کیا گیا بیہوشی بسبب موسے کے ساتھ بیہوشی روز طور کے ف یعنے اس روز
کہ موسے نے دیدار طلب کیا تھا اور اس سے منع کیے گئے اور حق تعالی نے تجلی کی کوہ طور پر اور موسے بیہوش ہو کر گر پڑے تھے آج اس صعقہ کو ساتھ اس
صعقہ کے کہ انکو اس روز ہوا تھا حساب کیا یعنے اس کے بدلے انکو صعقہ ہو چکا تھا اسکے بدلے اب نہوا ہے یا صعقہ ہوا موسی کو و لیکن افاقت پائی پہلے افاقت میری
کے ف پس جب موسی کو یہ فضیلت ثابت ہوئی کہ جنکو نہیں ہے تو فضیلت کیونکر دیں مجکو اسپر اور یہ تواضع ہے آنحضرت کی اور یہ بھی ہے کہ یہ فضل جزئی ہے کہ موسے
کے لیے ثابت ہے اور وہ منافی فضل کلی کے نہیں ہے یا وقوع اس کلام کا پہلے اترنے وحی کے ہے ساتھ فضیلت آپکی کے ہے اور جاننا چاہیے کہ یہ صعقہ وہ صعقہ
نہیں ہے کہ بسبب پھونکنے صور کے روز قیامت کے حاصل ہوگا اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور موسے علیہ السلام اس روز کہاں موجود ہونگے کہ انکو
بسبب اسکے صعقہ حاصل ہوگا اور یہ بھی ہے کہ بعد اسکے بعث ہے نہ افاقت اور آنحضرت اول بیہوش ہونگے بالاتفاق پس کیونکر فرماویں کہ نہیں جانتا میں بلکہ مراد صعقہ
سے اس حدیث میں صعقہ ہے کہ بعد از بعث کے ہوگا اور لوگ سب بیہوش ہونگے بعد اسکے افاقہ پاوینگے پس اُسوقت کا حال فرمایا ہے کہ جب افاقہ پاؤنگا موسی
کو دیکھونگا کہ پکڑے ہوئے جانب عرش کے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اسپر کہ جیسا استثناء الا من شاء اللہ بیچ اس صعقہ نفخ صور کے ہے کہ پہلے بعث کے ہوگا ایسا
کہ مفسروں نے ذکر کیا ہے ویسا ہی اس صعقہ میں بھی ہوگا فتدبر اور نہیں کہتا میں کہ کوئی افضل ہے یونس بن متی سے ف لفظ متی ساتھ زبر میم اور تشدید
تائے مفتوحہ کے نام حضرت یونس کے باپ کا ہے کذا فی القاموس اور جامع الاصول میں ہے کہ یہ نام انکی ماں کا ہے اور خاص حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر اسلیے کیا
کہ یہ اولوالعزم نہ تھے اور قوم کی ایذا پر بے صبری کی اور غصہ کیا اور نکل گئے قوم میں سے اور کشتی پر بیٹھے چنانچہ قصہ انکا قرآن شریف اور تفسیروں میں مذکور ہے پس
بیان منظور اسکا تھا کہ کسی کو انپر فضیلت دیں پس حضرت نے روکا اپنی امت کو کہ کوئی طعن و تحقیر انکی نہ کرے اور ابو سعید کی روایت میں ہے کہ نہ بزرگی دو تم
درمیان نبیوں کے یعنے نہ کہو کہ فلانا پیغمبر افضل ہے فلانے سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور یہی روایت ابی ہریرہ سے ہے کہ نہ فضیلت دو تم درمیان پیغمبران
خدا کے ف یہ نہی یا تو ہے پہلے اترنے وحی کے ساتھ تفضیل کے یا مراد یہ ہے کہ نہ فضیلت دو اصل نبوت میں یا اس طرح کی فضیلت کہ اس سے حقارت اوروں کی
لازم آوے کہ یہ کفر ہے اور اکثر نسخوں میں تو لفظ لا تفضلوا ضاد معجمہ سے ہے اور ایک نسخہ میں صاد مہملہ سے ہے یعنے فرق نہ کرو درمیان انکے بموجب فرمانے اللہ تعالی
کے لا نفرق بین احد منہم (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ینبغی لعبد ان یقول انی خیر من یونس بن متی متفق علیہ وفی روایۃ
للبخاری قال من قال انا خیر من یونس بن متی فقد کذب) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پہونچتا کسی بندہ
کو کہ کہے میں بہتر ہوں یونس بن متی سے ف یہ عبارت دو احتمال رکھتی ہے ایک تو یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجکو بہتر نہ کہو یونس سے
دوسرے یہ کہ کوئی اپنے تئیں بہتر یونس سے نہ کہے اسلیے کہ کوئی ولی کبھی نبی کے مرتبہ کو نہیں پہونچتا اگرچہ نبی اولوالعزم نہو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے
اور ایک روایت میں بخاری کی یوں آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے جو کوئی کہے میں بہتر ہوں یونس بن متی سے پس تحقیق وہ جھوٹا ہے ف یعنے اگر یہ معنی ثانی کے

کہ مراد وجود ثابت سے کفر ہی اسلیے کہ علما اتفاق رکھتے ہین اوپر تکفیر اُس شخص کے کہ اپنے تئین بہتر پیغمبرون سے جانے اور حضرت نے جو اپنے تئین اُنسے بہتر کہنے سے منع کیا بطریق تواضع اور کسر نفسی کے فرمایا پس نہین ہی یہ مخالف اس حدیث کے انا سید ولد آدم ولا فخر یعنی مین سردار ہون ابن آدم کا اور نہین فخر کی راہ سے کہتا بلکہ واسطے ذکر کرنے نعمت کے اور بیان واقعی ہی اور وجہ تخصیص ذکر کرنے اُنکی کی اوپر کی حدیث مین مذکور ہو چکی ہی (وَعَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْغُلَامَ الَّذِیْ قَتَلَہُ الْخَضِرُ طُبِعَ کَافِرًا وَلَوْ عَاشَ لَاَرْھَقَ اَبَوَیْہِ طُغْیَانًا وَّکُفْرًا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہی ابی بن کعب سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق وہ لڑکا کہ مار ڈالا اُسکو خضر نے پیدا کیا گیا تھا اس حال پر کہ اختیار کریگا کفر کو یعنی تقدیر الٰہی مین یہ تھا کہ خاتمہ اُسکا کفر پر ہوگا اور یہ منافی نہین ہی اس حدیث کے کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام اسلیے کہ مراد اس سے مہیا ہونا اور استعداد قبول کرنے اسلام کا ہی اور یہ منافی نہین ہی شقاوت خاتمہ کے حاصل یہ کہ فطرت غیر سابقہ کی ہی ثابت اور اگر زندہ رہتا وہ لڑکا یعنی بڑا ہوتا تو البتہ ڈالتا ماں باپ کو سرکشی اور کفر مین یعنی ہوتا سبب اُنکی گمراہی کا کہ اُسکی محبت کے سبب سے وہ بھی اتباع کرتے اُسکا اور کافر ہو جاتے تو اصل یہ کہ غایت اُسکے قتل کی مرکب تھی اس سے کہ تھا وہ پیدا کیا گیا کافر اور وہ اگر جیتا رہتا بالفرض تو ہوتا گمراہ کرنے والا ماں باپ کا مقصود ذکر کرنا خضر کا ہی اس باب مین اور اشارہ ہی اُنکی طرف کہ وہ انبیا مین سے ہین اور لفظ خضر ساتھ زبر خ اور زیر ض اور ایک نسخہ مین زیر خ اور جزم ض سے اور نام اُنکا بلیان بن ملکان ہی اور بعضون نے کہا کہ یہ بھائی ہین الیاس کے اور بعضون نے کہا حضرت آدم کے صلبی بیٹے ہین اور بعضون نے کہا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے زمانہ مین تھے اور بعضون نے کہا کہ اولاد نوح سے ہین بہت واسطہ اور باپ اُنکے بادشاہون مین سے تھے واللہ اعلم اور صحیح یہ ہی کہ یہ پیغمبر ہین عمر پوشیدہ اکثر کی نظرون سے اور زندہ ہین روز قیامت تک سبب پینے آب حیات کے اور اسپر ہین جمہور علما راوی اور صوفیہ اور بہت سے علما اور ملاقات کرنا اُنکا بعض صلحا سے اور ہمکلام ہونا اُنسے اور حاضر ہونا بزرگ و خیر کی جگہون مین مشہور ہی اور بعضے بڑے محدثون نے مثل بخاری اور ابن المبارک وغیرہ کے اُنکی حیات کا انکار کیا ہی اور ذکر اُنکا مشائخ کے کلام مین بہت آیا ہی چنانچہ اُنکے شک و شبہ کو نہین راہ نہین اور بہجۃ الاحوال حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی مین لکھا ہی کہ ایک دفعہ یہ کلام کر رہے تھے اور خضر ہوا پر گذرے انھون نے فرمایا قف یا اسرائیلی واسمع کلام محمدی اور مشائخ وقت کے اُنسے تھے اُنکو وصیت کرتے تھے کہ لازم کر و اپنے پر جانا مجلس شیخ عبد القادر مین اسلیے کہ وہان برکتین اُترتی ہین اور حاصل ہوتی ہی اُس سے سعادت نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا سُمِّیَ الْخَضِرُ لِاَنَّہٗ جَلَسَ عَلٰی فَرْوَۃٍ بَیْضَاءَ فَاِذَا ھِیَ تَھْتَزُّ مِنْ خَلْفِہٖ خَضْرَاءَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہی ابی ہریرہ سے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا نہین نام رکھا گیا خضر کا خضر مگر اسواسطے کہ وہ بیٹھے تھے زمین خشک سفید پر کہ لائق روئیدگی کے نہتی یا گھاس خشک پر پس ناگہان زمین یا وہ گھاس لہلہانے لگی پیچھے اُنکے سے سبب سبزی اور تر و تازگی کے نقل کی یہ بخاری نے (وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَ مَلَکُ الْمَوْتِ اِلٰی مُوْسَی ابْنِ عِمْرَانَ فَقَالَ لَہٗ اَجِبْ رَبَّکَ قَالَ فَلَطَمَ مُوْسٰی عَیْنَ مَلَکِ الْمَوْتِ فَفَقَاَھَا قَالَ فَرَجَعَ الْمَلَکُ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی فَقَالَ اِنَّکَ اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰی عَبْدٍ لَّکَ لَا یُرِیْدُ الْمَوْتَ وَقَدْ فَقَاَ عَیْنِیْ قَالَ فَرَدَّ اللّٰہُ اِلَیْہِ عَیْنَہٗ وَقَالَ ارْجِعْ اِلٰی عَبْدِیْ فَقُلِ الْحَیٰوۃَ تُرِیْدُ فَاِنْ کُنْتَ تُرِیْدُ الْحَیٰوۃَ فَضَعْ یَدَکَ عَلٰی مَتْنِ ثَوْرٍ فَمَا تَوَارَتْ یَدُکَ مِنْ شَعْرَۃٍ فَاِنَّکَ تَعِیْشُ بِھَا سَنَۃً قَالَ ثُمَّ مَہْ قَالَ ثُمَّ تَمُوْتُ قَالَ فَالْاٰنَ مِنْ قَرِیْبٍ رَبِّ اَدْنِنِیْ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَۃِ رَمْیَۃً بِحَجَرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاللّٰہِ لَوْ اَنِّیْ عِنْدَہٗ لَاَرَیْتُکُمْ قَبْرَہٗ اِلٰی جَنْبِ الطَّرِیْقِ عِنْدَ الْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہی ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آیا فرشتہ موت کا یعنی عزرائیل علیہ السلام پاس موسی علیہ السلام کے پس کہا فرشتہ نے حضرت موسیٰ کو کہ قبول کر حکم رب اپنے کا یعنی مین تمھاری روح قبض کرنے کے لیے آیا ہون چلو فرمایا آنحضرت نے کہ پس طمانچہ مارا موسیٰ نے ملک الموت کی آنکھ پر پس پھوڑ ڈالی آنکھ فرمایا آنحضرت نے کہ پس پھر گیا فرشتہ طرف اللہ تعالے کے اور کہا بھیجا تو نے مجکو طرف بندے اپنے کے کہ نہین چاہتا مرنا اور تحقیق پھوڑ ڈالی آنکھ میری فرمایا حضرت نے پس پھیر دی اللہ تعالے نے طرف اُسکے آنکھ اُسکی اور فرمایا کہ پھر جا تو میرے بندے کے پاس اور کہہ کہ آیا زندگانی دراز چاہتا ہی تو پس اگر چاہتا ہی تو زندگانی دراز تو پس رکھ ہاتھ اپنا پیٹھ پر ایک بیل کے

یا دونون ہاتھ ایک بیل کی پیٹھ پر پس جسقدر کہ ڈھانکے ہاتھ تیرا بالون سے یعنے جتنے بال تیرے ہاتھ کے نیچے آوین کہ بہت ہونگے پس تحقیق تو زندہ رہیگا بشمار اُنکے
اُتنے ہی برس کہا موسی نے پھر بعد اس زندگانی دراز کے کیا ہوگا کہا فرشتہ نے پھر مریگا تو کہا موسی نے پس اختیار کی مین نے موت ابھی اے پروردگار میرے نزدیک
کر مجکو زمین پاک کی طرف ایک پھینکے ہوئے پتھر سے یعنے بیت المقدس سے اگرچہ قدر ایک سنگ انداز کی ہو ف ح یہ مناجات حضرت موسی نے اسلیے کی کہ وہ مقام اُس زمانہ مین
افضل تھا نسبت اور جگہون کے اور مدفن تھا انبیا کا اور شاید کہ تیہ مین ہونگے پس ارادہ کیا نزدیک ہونیکا طرف بیت الرب کے اگرچہ مقدار قلیل ہو دعا کی جگہ
سے اور اُنھون نے قریب ہونا چاہا بیت المقدس سے نفس بیت المقدس نہ اسلیے کہ ڈرے اس سے کہ مبادا میری قبر مشہور ہو اور بسبب اسکے لوگ فتنہ مین
پڑین اور اس بات سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے دفن ہونا مواضع متبرکہ مین اور قریب ہونا مدافن صالحین سے فرمایا آنحضرت نے اگر ہوتا مین نزدیک بیت المقدس کے
تو البتہ دکھاتا مین تمکو قبر موسی کی ایک جانب راہ کی پاس نزدیک تودہ ریت سرخ کے کہ وہان ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ح جاننا چاہیے کہ بعضے ملحدون
نے انکار کیا ہے اس حدیث کا کہ اندھا ہونا فرشتے کا چہ معنے اور فرشتہ قبض روح کے لیے آوے طمانچہ مارنا اُسکے منہ پر پیغمبر کا اور اس سے کراہت موت کی اور
آرزو بہت باقی رہنے کی دنیا مین سمجھی جاتی ہے اور یہ کیا لائق ہے مقام نبوت و رسالت کے جواب اسکا یہ ہے کہ وہ فرشتہ بصورت بشر کے آیا تھا موسی علیہ السلام نے
نہ جانا کہ یہ ملک الموت ہے روح قبض کرنے کے لیے آیا ہے بلکہ جب دیکھا کہ ایک اجنبی اُنپر چلا آیا تو گمان کیا کہ بقصد ہلاک کرنے اُنکے آیا ہے پس دفع کیا اُسکو جیسے کہ تو
انکے ابتدا کرنے کی ہے چنانچہ یہ بھی ہے کہ موسی نے اُسکو دروغگو جانا اسلیے کہ وعدے انکی قبض روح کا کیا اسلیے کہ آدمی قابض روح نہین ہوتا پس غصہ کیا اسپر اور
غصہ دروغگو پر مقصود فی اللہ ہوتا ہے پس معلوم نہ ہوا چنانچہ اسلیے عتاب جناب حق سے اُنپر متوجہ نہوا اور دوبارہ جو ملک الموت بعلامت فرشتے کے آیا منقاد ہوے اُسکے
اور کہتے ہین کہ حضرت موسی علیہ السلام کی طبیعت مین نہایت تیزی و شدت تھی اور وہ مظہر جلال تھے چنانچہ اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کی داڑھی اور بال پکڑ لیے
تھے بسبب تقصیر کے کہ منع کرنے گوسالہ پرستی سے دکھی پس حاصل یہ کہ یہ حدیث صحیح ہے ایمان لانا چاہیے اسپر اور محامل اور تاویلات جو صحیح ہین اُنپر حمل کرنا چاہیے
اسکو (وعن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عرض علی الانبیاء فاذا موسی ضرب من الرجال کانہ من رجال شنوءة ورایت عیسی ابن مریم فاذا
اقرب من رایت بہ شبہا عروة بن مسعود ورایت ابراہیم فاذا اقرب من رایت بہ شبہا صاحبکم یعنی نفسہ ورایت جبرئیل فاذا اقرب من رایت بہ شبہا
دحیة بن خلیفة رواہ مسلم) اور روایت ہے جابر سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روبرو لائے گئے میرے انبیا ف ع یہ پایا تو سید القصے
کا ذکر ہے شب معراج مین یا آسمان کا کہ انبیا سے شب معراج مین وہان ملاقات ہوئی جیسے کہ دلالت کرتی ہے اسپر حدیث آیندہ اور بعضے کہتے ہین کہ ارواح انبیا کی
روبرو لائی گئین بشکل اُن صورتون کے کہ تھیں دنیا مین پس ناگہان دیکھا مین نے کہ موسی علیہ السلام مرد کم گوشت دبلے ہین گویا کہ وہ مردون شنوءہ کے
سے ہین کہ نام ایک قبیلہ مشہورہ کا ہے یمن مین کہ وہ دبلے ہوتے ہین اور دیکھا مین نے عیسی ابن مریم علیہما السلام کو پس ناگہان قریب ترین ان شخصون کا کہ دیکھا
مین نے مشابہت مین ساتھ اُنکے عروہ بن مسعود ہے یعنے عروہ بن مسعود صحابی بہت مشابہت رکھتے ہین عیسی علیہ السلام سے اور دیکھا مین نے ابراہیم علیہ السلام
کو پس ناگہان نزدیک ترین اُن شخصون کا کہ دیکھے مین نے مشابہت مین ساتھ اُنکے یار تمھارا ہے مراد رکھتے تھے حضرت یار سے ذات شریف اپنی یعنے آنحضرت مین اور
حضرت ابراہیم مین بہت مشابہت تھی اور دیکھا مین نے جبرئیل کو پس ناگہان نزدیک ترین اُن شخصون کا کہ دیکھے مین نے مشابہت مین ساتھ اُسکے دحیہ بن خلیفہ ہے نقل کی
یہ مسلم نے ف ح دحیہ دال کے زبر سے اور کبھی زیر بھی پڑھتے ہین صحابی مشہور ہین اور تھے یہ نہایت خوبصورت اور حضرت جبرئیل اکثر انھین کی صورت مین آتے تھے
اور اس روایت کے وقت بھی انھین کی صورت مین آئے (وعن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رایت لیلة اسری بی موسی رجلا آدم طوالا جعدا کانہ
من رجال شنوءة ورایت عیسی رجلا مربوع الخلق الی الحمرة والبیاض سبط الراس ورایت مالکا خازن النار والدجال فی آیات اراہن اللہ ایاہ فلا تکن فی مریة
من لقائہ متفق علیہ) اور روایت ہے ابن عباس سے اُنھون نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دیکھا مین نے شب معراج مین

موسیٰ علیہ السلام کو ایک مرد گندم گون دراز قد جعد فی ح جعد ضد ہے سبط کی اور معنی جعد کے ہیں بال مڑے ہوئے یعنی گھونگر والے اور سبط بہت سیدھے یعنی لٹکتے
مراد یہ کہ بال انکے سیدھے نہ تھے بلکہ مائل بجعد تھے اور حضرت شیخ نے یہ لکھا ہے کہ جعد زبر جیم اور جزم عین سے ہے اور جعودت کثر صفت بالوں کی آتی ہے اور کبھی جسم کی
کہ جمع اور گٹھا ہوا یعنی گوشت لپٹا ہوا اور یہاں یہی معنی مراد رکھے ہیں اسلئے کہ حدیث آیندہ میں آتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام رجل الشعر تھے اور رجل غیر جعد کی ہے چنانچہ
آگے کی حدیث میں بیان اسکا آتا ہے گویا کہ موسیٰ مردوں شنوءہ کے سے تھے اور دیکھا میں نے عیسیٰ کو ایک مرد متوسط یعنی القامہ یعنی نہ لمبے اور نہ ٹھنگنے اور نہ موٹے
بہت اور نہ دبلے رنگ انکا مائل بہ سرخی و سفیدی یعنی جسکو سرخ سفید کہتے ہیں جیسا کہ رنگ تھا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدھے بال سر کے اور دیکھا میں نے
مالک داروغہ دوزخ کو اور دجال کو دیکھا آنحضرت نے اس جماعت کو بیچ ضمن آیتوں اور علامتوں قدرت حق کے کہ دکھائیں وہ علامتیں اللہ تعالیٰ نے پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنی شب معراج میں یہ قول راوی کا ہے پس نہو تو شک میں اسکی ملاقات دیکھنے اور پانے آنحضرت کے سے ان ذکر کیے گیوں کو فی ح
اور شارحوں نے لکھا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ جملہ متعلق ہے اول کلام سے یعنی موسیٰ کے ذکر سے اشارہ ہے طرف قول اللہ تعالیٰ کے ولقد آتینا موسی الکتاب
فلا تکن فی مریة من لقائه متفق (نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے) وعن ابی ہریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلة اسری بی لقیت موسی فنعته فاذا
رجل مضطرب رجل الشعر کانه من رجال شنوءة ولقیت عیسی ربعة احمر کانما خرج من دیماس یعنی الحمام ورأیت ابراهیم وانا اشبه ولده به قال فاتیت باناءین
احدهما لبن والآخر فیه خمر فقیل لی خذ ایهما شئت فاخذت اللبن فشربته فقیل لی هدیت الفطرة اما انک لو اخذت الخمر غوت امتک متفق علیه اور روایت ہے
ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ملاقات کی میں نے شب معراج میں موسیٰ سے پھر بیان کی آنحضرت نے صفت موسیٰ کی اور
پس ناگہان دیکھا میں نے کہ موسیٰ ایک مرد ہیں مضطرب فی ح اسکی تفسیر کی ہے علماء نے بعضوں نے کہا کہ مضطرب یعنی دراز قد کے اور بعضوں نے
کہا سبک گوشت اور بعضوں نے کہا کہ مضطرب یہاں یعنی ہلنے والے کے ہے خوف الٰہی سے اور آیا ہے کہ حضرت موسیٰ نماز میں بیقرار اور کانپتے جاتے تھے
رجل الشعر رجل ساتھ زبر جیم کے جزم سے بھی پڑھی گئی ہے اور زبر بھی وہ بال کہ نہ بہت سیدھے ہوں کہ جنکو سبط کہتے ہیں اور نہ زنگیوں یعنی گھونگر والے کہ جنکو جعد
کہتے ہیں اور کہا ملا علی نے کہ ظاہر یہ ہے کہ رجل وہ بال ہیں کہ جنمیں جعودت غالب ہو یعنی مائل بہ جعد تاکہ نہ منافی ہو اسکی کہ جو اوپر گذرا کہ موسیٰ جعد تھے
گویا کہ موسیٰ مردوں شنوءہ کے سے تھے اور ملا میں عیسیٰ سے میانہ قد سرخ رنگ فی ح اوپر سرخ سفید کہا اور یہاں سرخ چونکہ رنگ سرخ سفید تھا اطلاق سرخ کا
درست ہوا اور گویا سرخی سفیدی سے زیادہ تھی گویا کہ نکلے ہیں دیماس سے یعنی حمام فی ح لفظ یعنی الحمام قول ہے عبدالرزاق راوی کا مراد حضرت کی یہ
ہے حمام ہے اور مراد وصف کرنا انکا ہے ساتھ صفائی رنگ اور تروتازگی جسم اور نہایت آبروی کے بسبب غلبہ روحانیت کے ہے اور دیکھا میں نے ابراہیم کو اس
حال میں کہ میں بہت مشابہ ہوں انکی اولاد میں سے ساتھ انکے فرمایا حضرت نے پس دیے گئے مجکو دو باسن ایک دودھ کا اور دوسرے میں شراب تھی فی ح لبن
ساتھ لفظ فیہ نہ لائے اور خمر کے ساتھ لائے ظاہر یہ ہے کہ تفنن عبارت ہے اور بعضوں نے کہا کہ اسمیں اشارہ ہے کثرت دودھ اور قلت شراب کی طرف اور بعضے نسخے
سامنے دونوں چیزیں اسلیے لائے گئے تاکہ پر فضیلت حضرت کی ظاہر ہو بسبب اختیار کرنے صواب کے ہے پس کہا مجکو لے تو ان دونوں میں سے جسکو چاہیے
یعنی شراب اختیار کر یا دودھ پس لیا میں نے دودھ اور پیا میں نے اسکو پس کہا گیا یعنی ملائکہ نے کہا کہ راہ دکھایا گیا تو یعنی اللہ نے راہ
دکھائی تجکو دین اسلام کی کہ لوگ پیدا کیے گئے ہیں اوپر فطرت اسلیے کہ دودھ اس عالم میں چونکہ صاف اور پاک و خالص و سفید و شیریں ہے اور اول تربیت بچے
کی اور غذا اسکی اسی سے حاصل ہوتی ہے عالم قدس میں اسکو مثال ہدایت اور فطرت کی ٹھہرائی کہ حاصل ہوتی ہے اس سے قوت اور غذا ہے روحانی اور عالم قدس میں
صورتیں اور مثالیں عالم سفلی کی ثابت ہیں کہ انسے معانی مناسبہ اخذ کرتے ہیں اور آیا ہے کہ جو کوئی دودھ خواب میں دیکھے اور پیوے تو تعبیر اسکی علم اور دین اور ...
ہے برخلاف شراب کے کہ تمام خباثت اور فساد اور شر اور مضرت ہے اس عالم میں اور اسی میں کہا گیا مجکو بہشت کہ آگاہ ہو تحقیق تو اگر لیتا شراب گمراہ ہوتی امت تیری

ف ع اسلیے کہ اگر حضرت پیشتر اسکو حلال ہوتا امت کے لیے بھی مباح ہوتا پس واقع ہوتی وہ بیچ ضرر اور برائی اسکی کے اور ہر گاہ کہ حضرت معصوم تھے نہ کہا غیبت
اور اسمین اشارہ ہو طرف اسکے کہ استقامت پیشوا کی یعنی پیر اور عالم اور سلطان اور مانند انکی کے سبب ہو استقامت پیروون اور تابعدارون انکے کی اسلیے کہ وہ بمنزلہ دل
کے ہین بہ نسبت اعضا کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن ابن عباس قال سرنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین مکۃ والمدینۃ فمررنا بواد فقال ای واد
ہذا فقالوا وادی الازرق فقال کانی انظر الی موسی فذکر من لونہ وشعرہ شیئا واضعا اصبعیہ فی اذنیہ لہ جؤار الی اللہ بالتلبیۃ مارا بہذا الوادی قال ثم سرنا حتی اتینا
علی ثنیۃ فقال ای ثنیۃ ہذہ قالوا ہرشی او لفت فقال کانی انظر الی یونس علی ناقۃ حمراء علیہ جبۃ صوف خطام ناقتہ لیف خلبۃ مارا بہذا الوادی ملبیا رواہ مسلم) اور روا
ہی ابن عباس سے کہ کہا سفر کیا ہمنے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مکہ اور مدینہ کے فرمایا احتمال ہی کہ مکہ سے مدینہ کو چلے یا عکس اسکے سے پس گذرے
ہم ایک جنگل مین پس پوچھا آنحضرت نے کہ کونسا جنگل ہے یہ پس عرض کیا صحابہ نے کہ یہ وادی الازرق ہے فرمایا آنحضرت نے کہ گویا مین دیکھتا ہون طرف موسیٰ کے
پس ذکر کیا آنحضرت نے رنگ انکے سے اور بالون انکے سے کچھ کہ کہا گندم گون ہین اور جعد ہین اور پر گذرا اس حال مین کہ رکھی ہوئی ہین دونون انگلیان اپنی بیچ دونو
کانون اپنے کے یعنی جیسے کہ اذان مین رکھتے ہین بلندی آواز کے لیے واسطے موسیٰ کے آواز بلند اور زاری و فریاد ہی طرف خدا کے لبیک کہتے ہین کہ جیسے احرام والے
کہتے ہین درحالیکہ گذرنے والے ہین موسیٰ اس جنگل مین کہا راوی نے پھر چلے ہم یہانتک کہ آگئے ہم ثنیہ پر یعنی پہاڑ کی راہ پر کہ ایک سا ہے بیچ دو پہاڑ کے
پس فرمایا حضرت نے کہ کونسی ثنیہ اور پہاڑی ہے عرض کیا صحابہ نے یہ ہرشا ہے کہ نام ایک پہاڑ کا ہے درمیان مکہ اور مدینہ کے یا کہا ہو لفت اور یہ پہاڑی بھی راہ مین ہے
اور شک راوی ہے پس فرمایا حضرت نے گویا کہ مین دیکھتا ہون طرف یونس ع کے کہ سوار ہین سرخ اونٹنی پر اوپر انکے جبہ ہے پشمین ف ع کہ تواضع کے لیے پہنا تھا یا بسبب
اختیار کرنے زہد کے اور یہ سند ہے صوفیہ کی اور شک نہین کی علما مین سے مانند کربلائی وغیرہ کے مہار انکی اونٹنی کی پوست خرما کی ہے گذرنے والے ہین اس
وادی مین لبیک کہتے ہوئے ف ع اسمین تنبیہ ہے اسپر کہ حج شعائر اللہ سے ہے اور شعائر انبیا سے حالت زندگی مین اور موت مین پس قصد و رغبت کرنی چاہیے
حج مین اور اگر کہا جاوے کہ انبیا کیونکر حج کرتے ہین اور لبیک کہتے ہین حالانکہ وہ مردے ہین اور دار آخرت مین ہین دار العمل اسکے جواب کئی طرح سے دیے ہین ایک یہ
یہ کہ یہ مانند شہدا کے ہین بلکہ افضل انسے اور شہدا زندہ ہین نزدیک پروردگار اپنے کے پس نہین بعید ہے کہ حج کرین اور نماز پڑھین اور تقرب حاصل کرین اپنے پروردگار
سے جس طرح چاہین اور دوسرے یہ کہ یہ دیکھنا خواب مین تھا غیر شب معراج مین جیسے کہ روایت ابن عمر سے معلوم ہوتا ہو اور خواب انبیا کا سچا ہی اور حق بندہ مسکین
عبدالحق کہتا ہی کہ چونکہ اتفاق ہو اوپر حیات انبیا صلوات اللہ وسلامہ علیہم کے ساتھ حیات حقیقی دنیاوی کے ولیکن محجوب ہین نظر عوام سے پس حقیقت مین دکھایا اللہ
تعالیٰ نے انکو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے تئین بغیر خواب وغیرہ کے نقل کی یہ مسلم نے (وعن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خفف علی
داود القرآن فکان یامر بدوابہ فتسرج فیقرأ القرآن قبل ان تسرج دوابہ ولا یاکل الا من عمل یدہ رواہ البخاری) اور روایت ہو ابی ہریرہ سے انہنے نقل
کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آسان کیا گیا داؤد علیہ السلام پر پڑھنا زبور کا پس تھے داود علیہ السلام کہ حکم کرتے زین کسنے کا اپنے جانورون پر پس زین کسے
جاتے پس پڑھ لیتے داؤد زبور کو یعنی تمام کرتے اسکو پہلے اسکے کہ زین کسے جاتے جانورون کے ف ع یہ نہ معلوم ہوا کہ جانور انکے کتنے تھے
اور کتنے عرصہ مین زین کسے جاتے تھے لیکن یہ معلوم ہوا کہ مجرای عادت سے خارج تھا حاصل یہ کہ یہ خرق عادت سے تھا کہ اللہ تعالے اپنے اچھے بندون کے لیے
زمانہ کو طے و بسط کرتا ہے یعنی کبھی بہت سا زمانہ تھوڑا ہو جاتا ہے اور کبھی تھوڑا بہت سا اور سیدنا حضرت امیر المومنین سے بھی منقول ہے کہ رکاب مین پاؤن رکھتے اور دوسری
رکاب مین پاؤن رکھنے تک قرآن ختم کر لیتے اور ایک روایت مین ہے ملتزم کعبہ سے انکے دروازے تک جاتے ہین پڑھ لیتے تھے اور نہین کھاتے تھے داؤد
روزی مگر کسب کا ہاتھون اپنے کے سے کہ زرہ بناتے تھے نقل کی یہ بخاری نے (وعنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کانت امرأتان معہما ابناہما جاء الذئب
فذہب بابن احداہما فقالت صاحبتہا انما ذہب بابنک وقالت الاخری انما ذہب بابنک فتحاکمتا الی داود فقضی بہ للکبری فخرجتا علی سلیمان بن داود فاخبرتاہ

فقال ائتونی بالسکین اشقہ بینہما فقالت الصغریٰ لا تفعل یرحمک اللہ ہو ابنہا فقضی بہ للصغریٰ متفق علیہ اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ تھیں دو عورتیں کہ انکے ساتھ دو بیٹے انکے تھے یعنے ہر ایک اُن دونوں عورتوں میں سے ایک بیٹا رکھتی تھی آیا بھیڑیا پس لیگیا ایک کے بیٹے کو پس کہا
ساتھ والی اُسکی نے کہ نہیں لیگیا بھیڑیا مگر تیرے بیٹے کو اور کہا دوسری نے کہ نہیں لیگیا بھیڑیا مگر بیٹے تیرے کو فتح یعنے دونوں عورتوں میں خلاف پڑا کہ ہر ایک
کہتی تھی کہ تیرے بیٹے کو لیگیا نہ میرے کو اور شاید کہ دونوں لڑکے ہمشکل تھے یا تھی ایک ان دونوں میں سے جھوٹی لیکن وہ چاہتی تھی کہ تسلی پکڑے ساتھ موجود
ہونے مفقود کے یا اور اغراض فاسدہ کے لیے کہتی ہوتی پس یہ قضیہ لیگئیں وہ دونوں عورتیں حضرت داود کے پاس کہ تا حکم کریں درمیان انکے پس حکم کیا داود
نے ساتھ اس بیٹے کے واسطے اس عورت کے کہ بڑی تھی فتح یعنے بایں وجہ کہ وہ لڑکا انکے پاس تھا یعنی اسی کے لیے حکم کیا بموجب قاعدہ شرعیہ
کے کہ ماحصل یہ ہے یعنے قابض اولی ہے بہ نسبت غیر قابض کے یا اسلیے کہ وہ مشابہ تھا اسکے پس یا بنا بر علم قیافہ کے حکم کیا جیسے کہتے ہیں شافعی یا کچھ اور دلیل
پر حکم کیا اور یہ حکم حضرت داود کا باجتہاد تھا وحی نہ تھا والا اسکے خلاف کرنا سلیمان علیہ السلام کو نہ پہنچتا [illegible] پس نکلیں وہ دونوں عورتیں اور آئیں حضرت
سلیمان علیہ السلام کے پاس پس خبر دی حضرت سلیمان کو صورت قضیہ کی پس کہا حضرت سلیمان نے یعنے طلب فرمایا دونوں سے کہ لاؤ میرے پاس چھری کہ دو ٹکڑے
کروں اس لڑکے کو درمیان تمہارے فتح یعنے ایک ٹکڑا ایک کو دوں اور دوسرا ٹکڑا دوسری کو تو حضرت سلیمان کا اس سے امتحان کرنا تھا اُن دونوں عورتوں کی
شفقت کا تا کہ متمیز ہو کہ اسکی ماں کونسی ہے پس کہا چھوٹی نے کہ نہ کیجیئے ایسا رحمت کرے تم پر اللہ بیٹا اسی کا ہے یعنے راضی ہوں اس بات پر کہ بیٹا
اسی کا ہو اور جیتا رہے اور نہیں چاہتی ہوں کہ چیرا جاوے اور مرجاوے پس حکم کیا سلیمان نے ساتھ اس بیٹے کے واسطے چھوٹی کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے
فتح یعنے بسبب پائے جانے قرینہ شفقت و رحم کے اسمیں اور ثابت ہونے سنگدلی اور عداوت کے دوسری میں اور ظاہر ایسا ہے کہ بڑی نے اقرار
کیا کہ یہ بیٹا چھوٹی کا ہے پس اسکو دیا کذا قیل یہاں اعتراض کرتے ہیں کہ کیونکر سلیمان نے نقض کیا داود کے حکم کو باوجودیکہ حکم مجتہد کا اجتہاد سے نقض کیا نہیں جاتا
اگرچہ اجتہاد ہوا ہو اور جواب اسکا یہ دیتے ہیں کہ یہ حکم داود علیہ السلام سے بطریق جزم اور قطع کے نہ تھا بلکہ بطریق احتمال کے تھا اور قصد کیا تھا کہ حکم کریں یا ہو سکتا ہے کہ نقض حکم
مجتہد فیہ کا جائز ہو انکی شریعت میں واللہ اعلم (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سلیمان لاطوفن اللیلۃ علی تسعین امرأۃ وفی روایۃ بمائۃ
امرأۃ کلہن تأتی بفارس یجاہد فی سبیل اللہ فقال لہ الملک قل ان شاء اللہ فلم یقل ونسی فطاف علیہن فلم یحمل منہن الا امرأۃ واحدۃ جاءت بشق رجل وایم الذی
نفس محمد بیدہ لو قال ان شاء اللہ لجاہدوا فی سبیل اللہ فرسانا اجمعون متفق علیہ) اور روایت ہے اسی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا سلیمان
نے البتہ صحبت کرونگا میں آج کی رات یعنے شب آیندہ نوے بیبیوں سے اور ایک روایت میں ہے سو بیبیوں سے ہر ایک اُنمیں سے جنے گی ایک سوار کہ جہاد
کریگا راہ خدا میں یعنے سلیمان علیہ السلام نے یہ عہد کیا اپنے دل میں اور عزم کیا کہ یوں کرونگا اور یہ نیت انکی اچھی تھی لیکن انشاء اللہ انہیں نہ کہا پس کہا سلیمان سے
فرشتہ نے یعنے داہنی جانب کے فرشتہ نے یا جبرئیل نے یا غیر انکے نے کہ کہو انشاء اللہ فتح یعنے کرونگا میں یہ کام اور یہ ہوگا یہ اگر چاہا ہے خدا نے کیونکہ بن چاہے
اسکے کوئی چیز وجود میں نہیں آتی اور خواہش بندے کی بغیر اسکی خواہش کے فائدہ نہیں رکھتی ہے پس نہ کہا سلیمان نے انشاء اللہ یعنے اسوقت کہ فرشتہ نے کہا
اور بعد اسکے بھی نہ کہا بسبب اسکے کہ بھول گئے فتح یعنے تو شیخ رح نے لکھے ہیں اور ملا علی نے کہا کہ نہ کہا بسبب اسکے کہ وہ سمجھے کہ زبان سے کہنے کی حاجت نہیں
دل ہی کی نیت کفایت کرتی ہے اور لفظ نسی مانند علم کے اور روایت کیا گیا ہے نون کے پیش سے اور سین کی تشدید سے اور یہ احسن ہے یعنے حاصل ہوا اسکو نسیان
اس بات کا کہ جمع کرنا قلب اور زبان کا اولی ہے نزدیک ارباب جمع اور عرفان والوں کے یا ارادہ کیا کہنے کا اور بھول گئے پس پھرے سلیمان سب عورتوں
کے پاس یعنے صحبت کی پس نہ حاملہ ہوئی اُن عورتوں میں سے کوئی عورت مگر ایک اور جنی وہ عورت آدھا مرد اور قسم ہے اس ذات کی کہ جان محمد کی
اسکے ہاتھ میں ہے اگر کہتے سلیمان انشاء اللہ تعالےٰ تو ہر عورت سے بیٹا پیدا ہوتا اور جہاد کرتے وہ راہ خدا میں درحالیکہ وہ سوار ہوتے سب نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے

...یہ لغزش ہوئی حضرت سلیمانؑ سے اور امتحان تھا حق سبحانہ کی طرف سے انکے لیے اور اسلیے توبہ کی اور رجوع کی انہون نے جناب حق مین جیسے کہ قرآن مجید
مین مذکور ہی اور اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جو کوئی ارادہ کرے کسی کام کرنے کا تو مستحب ہی کہ یہ کہے کرونگا مین یہ کام انشاء اللہ تعالیٰ تبرکا تو ہونا اس کام کے
حاصل ہونے کے لیے اور یہی حکم قرآن شریف مین ہی ولا تقولن لشیء انی فاعل ذلک غدا الا ان یشاء اللہ اور یہ بھی اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سلیمانؑ کو کمال قوت
و شہوت تھی اور ہونا انکی زیادتی کا فضیلت ہی مردون کے لیے اور نقصان اسکا نقصانون مین گنا جاتا ہی خصوصا حضرات انبیا علیہم السلام کے لیے (وعنہ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کان زکریا نجارا رواہ مسلم) اور روایت ہی انہی سے یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھے زکریا نجار ف
یعنی کسب بڑھئی کا کرتے اور کھاتے ہاتھ کے کسب سے اور اسی مین ہی حضرت داؤد کی حدیث مین کہ جو اوپر گذری دلیل ہی اسپر کہ کسب کرنا انبیا کی سنت سے ہی حکم
نقل کی یہ مسلم نے (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اولی الناس بعیسی بن مریم فی الاولی والآخرۃ الانبیاء اخوۃ من علات وامہاتہم شتی ودینہم واحد
ولیس بیننا نبی متفق علیہ) اور روایت ہی اسی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین نزدیک تر اور متصل تر ہون لوگون کا ہون ساتھ عیسیٰ بیٹے مریمؑ
کے دنیا اور عقبیٰ مین ف یعنی آغاز اور انجام مین اسلیے کہ نہین ہی درمیان آنحضرتؐ کے اور حضرت عیسیٰؑ کے کوئی پیغمبر اور عیسیٰ بشارت دینے والے تھے ساتھ آنحضرتؐ کے
اور تمہید کرنے والے قواعد دین آنحضرتؐ کے تھے اور آخر زمانہ مین نائب اور خلیفہ آنحضرتؐ کے ہونگے ف انبیا ربھائی ہین ایک باپ سے یعنی سوتیلے اور مائین انکی
مختلف ہین ف تشبیہ دی ساتھ باپ کے اس چیز کو کہ مقصود و غایت سب انبیا سے ہی کہ وہ ارشاد اور ہدایت خلق کی ہی اور مشابہت دی انکی شریعتون کو کہ مختلف
اور متعدد ہین ساتھ ماؤن کے ف اصل دین پیغمبرون کا کہ توحید ہی اور عقائد دینی ہین سب متحد ہین ف اگرچہ شرایع اور اعمال مین مختلف ہین بسبب حکمت اور مصلحت
ارشاد لوگون کے اور مناسب احوال انکے کے ف اور نہین ہی درمیان ہمارے یعنی میرے اور عیسیٰؑ کے کوئی پیغمبر ف پس قرب اور اتصال معنوی سب انبیاؑ
مشترک ہی اور خصوصیت قرب اور اتصال صوری کی ساتھ عیسیٰ کے ہی ف نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بنی
آدم یطعن الشیطان فی جنبیہ باصبعیہ حین یولد غیر عیسی ابن مریم ذہب یطعن فطعن فی الحجاب متفق علیہ) اور روایت ہی اسی ابی ہریرہؓ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر فرزند آدم کو چوکتا ہی شیطان انکے دونون پہلوؤن مین ساتھ دونون انگلیون اپنی کے جس وقت کہ پیدا کیا جاتا ہی سوائے عیسیٰ بیٹے مریمؑ کے
ف یعنی بسبب دعا کرنے ماں مریم کے بیچ حق مریم ماں عیسیٰؑ کے وانی سمیتہا مریم وانی اعیذہا بک وذریتہا من الشیطان الرجیم ف ارادہ کیا تھا شیطان نے
چوکنے کا عیسیٰ کے پہلوؤن مین پس چوکا پردے مین نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنی جھلی مین کہ لڑکے پر ہوتی ہی کہ اسکو مشیمہ کہتے ہین انہین انگلی چھوئی اور عیسیٰ
کے بدن کو نہین پہونچی اور باب الوسوسہ مین اسکا ذکر ہو چکا ہی اور معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مستثنیٰ اور خارج ہین اس سے اسلیے کہ یہ بیان احوال اور نبی آدم
کا کیا ہی سوائے اپنے (وعن ابی موسی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کمل من الرجال کثیر ولم یکمل من النساء الا مریم بنت عمران وآسیۃ امراۃ فرعون وفضل
عائشۃ علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام متفق علیہ) اور روایت ہی ابی موسیٰ سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا کامل ہوئے مردون مین بہت
یعنی انبیا اور خلفا اور علما اور اولیا ہوئے اور نہین کامل ہوئین عورتون مین سے بہت مگر مریمؑ بیٹی عمران کی اور آسیہ بیوی فرعون کی ف ظاہر اس حدیث
سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ دونون بیبیان اکمل اور افضل ہین سب عورتون سے کہ سوائے انکے مین حتی کہ فاطمہؓ اور خدیجہؓ اور عائشہؓ اور تمام ازواج مطہرات سے لیکن
توجیہ اسمین یہ کرتے ہین کہ مراد عورتون سے اگلی امتون کی عورتین ہین کہ انکین یہ دونون افضل ہین یا یہ کلام ہوا پہلے اترنے وحی کے بیچ فضل و کمال ان مطہرات
کے یا مستثنیٰ ہین انسے بقرینہ اور حدیثون کے کہ فاطمہ زہرا کی مناقب مین واقع ہوئی ہین کہ فاطمہؓ سیدۃ نساء اہل الجنۃ اور بعضی طرق حدیث افضلیت فاطمہؓ کی
مین مریمؑ اور آسیہ کا مستثنیٰ ہونا آیا ہی حاصل یہ کہ حدیثین مختلف اس باب مین آئین پس یا توجیہین اور حیثیتین متعدد رکھتی ہین یا انکے ساتھ تخصیص عمومات کے قائل
ہون واللہ اعلم اور بیان حدیث فضیلت عائشہ کی بلکہ انکی افضلیت کی بیان کی کہ فرمایا ف اور فضیلت عائشہ کی اور عورتون پر مانند فضیلت ثرید کے ہی باقی طعام

فائدہ مراد عورتوں سے یہاں تو سب عورتیں دنیا کی ہیں یا عورتیں ذکر کی گئیں یعنی مریم و آسیہ یا عورتیں جنت کی یا عورتیں اُنکے زمانہ کی یا عورتیں اس امت کی
یا ازواج مطہرات اور ثرید اس کھانے کو کہتے ہیں کہ ٹکڑے توڑ کر شوربا اسپر ڈالدیتے ہیں اور عرب میں اس طعام کو افضل سب طعاموں میں جانتے ہیں بسبب لذیذ
اور نرم اور مقوی اور زود ہضم ہونے اُسکے کے اور اختلاف کیا ہے علما نے بیچ تفضیل کے درمیان عائشہؓ اور خدیجہؓ اور فاطمہؓ کے پس کہا اکمل نے کہ روایت
کیا گیا ہے ابو حنیفہ سے یہ کہ عائشہ بعد خدیجہؓ کے افضل ہیں عالمین کی عورتوں میں اور کہا حافظ ابن حجر نے کہ فاطمہ افضل ہیں خدیجہ اور عائشہ سے اور سوال کیے گئے
سبکی پس کہا کہ جو کچھ کہ ہم نے اختیار کیا ہے یہ ہے کہ فاطمہ بنت محمد افضل ہیں پھر انکی ماں خدیجہ پھر عائشہؓ اور موقف کا جاننا چاہیے کہ بعضی روایتوں ابن ابی شیبہ سے یوں
معلوم ہوتا ہے کہ فاطمہ زہرہ سیدۃ النساء اہل الجنۃ کی ہیں بعد مریم بنتی عمران اور آسیہ زن فرعون کے اور خدیجۃ الکبریٰؓ افضل ہیں حضرت عائشہ سے اور نقل کیا
سبکی نے بعض ائمہ عصر اپنے سے کہ فاطمہؓ اور حسنؓ اور حسینؓ افضل ہیں خلفاء اربعہ سے باعتبار نسب کے اور جگر گوشہ ہونے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے مطلق انکو
خلفاء راشدینؓ افضل ہیں حضرت فاطمہؓ اور حسنؓ اور حسینؓ سے باعتبار علم و فضل اور کثرت ثواب و آثار خیر کثیر کے بیچ اسلام کے جیسے کہ ابن حجر نے شرح شمائل ترمذی میں
بیان کیا ہے غرض کہ ہر ایک ان عورات مطہرات میں سے باعتبار فضیلت جزئیہ کے آپس میں ایک دوسرے پر فضیلت رکھتی ہیں نہ ہر وجہ سے ایک کو فضیلت
تمام ہے دوسری پر پس اس صورت میں حضرت عائشہ صدیقہ باعتبار فضیلت علمی اور وارد ہونے وحی کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر انکے بستر میں افضل ہیں حضرت فاطمہ
سے نہ باعتبار فضیلت ٹکڑا ہونے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اسواسطے کہ یہ فضیلت جزئیہ حضرت فاطمہ زہرا ہی کے ساتھ مخصوص ہے اسلیئے قصیدۃ الامالیہ میں لکھا ہے کہ فاطمہ
بعضی باتوں میں حضرت عائشہؓ پر فضیلت رکھتی ہیں اور آسیہ اور مریم اپنے اپنے زمانہ کی بیبیوں پر فضیلت رکھتی ہیں اور خدیجۃ الکبریٰؓ اسلیئے باعتبار فضیلت رکھتی ہیں کہ
پہلی بی بی حضرت کی ہیں اور بہت خدمتگذاری حضرت کی کی اور اکثر اولاد آپکی انہیں سے پیدا ہوئی واللہ اعلم بالصواب نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وذکر
حدیث انس یا خیر البریۃ وحدیث ابی ہریرۃ ای الناس اکرم وحدیث ابن عمر الکریم ابن الکریم فی باب المفاخرۃ والعصبیۃ) اور ذکر کی گئی حدیث انس کی کہ اسمیں
یا خیر البریۃ ہے یعنی یہ ایک اعرابی نے کہا تھا حضرت کو آپ نے فرمایا کہ یہ ابراہیم ہیں اور ذکر کی گئی حدیث ابی ہریرہ کی کہ اسمیں ای الناس اکرم ہے اور حدیث ابن عمرؓ کی کہ
اسمیں الکریم ابن الکریم ہے بیچ باب مفاخرت اور عصبیت کے کہ اوپر ذکر ہو چکا الفصل الثانی فصل دوسری (عن ابی رزین قال قلت یا رسول اللہ این کان ربنا
قبل ان یخلق خلقہ قال کان فی عماء ما تحتہ ہواء وما فوقہ ہواء وخلق عرشہ علی الماء رواہ الترمذی وقال قال یزید بن ہارون العماء ای لیس معہ شیء) روایت
ہے ابو رزین سے کہ کہا میں نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تھا پروردگار ہمارا پہلے اسکے کہ پیدا کرے اپنی خلق کو فرمایا حضرت نے کہ تھا عماء میں قسطلانی نے کہا
نے کہ عماء ابر باریک یعنی ہلکا یا کثیف یعنی گہرا اور روایت کیا گیا ہے عما ساتھ مد اور قصر کے اور بہر تقدیر مراد اُس سے یہاں ایک امر ہے کہ ادراک نہ کرے اُسکو عقل اور نہ
پہونچے اسکی کنہ کو وصف تا نہیں نیچے اُسکے ہوا اور نہ تھی اوپر اسکے ہوا فوق ہے کنایہ ہے اسکی طرف کہ نہ تھی ساتھ اُسکے کوئی چیز پس حاصل اُسکا راجع ہوتا ہے طرف
مضمون کان اللہ ولم یکن معہ شیء کے اور بعضوں نے کہا کہ یہ اشارہ ہے طرف دفع توہم مکان کے اسلیے کہ ابر متعارف کا محال ہونا ہے بیچ ہوا اور نہ مکان کے اور
ازہری نے کہا کہ ہم ایمان لائے اُسپر اور کیفیت اُسکی ہم کچھ نہیں جانتے اور بعضوں نے کہا کہ مراد سوال سے یہ تھی کہ این کان عرش ربنا اور اسلیئے فرمایا اور پیدا کیا عرش
اپنا اوپر پانی کے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ کہا یزید ابن ہارون نے یعنی عما کنایت ہے اس سے کہ نہ تھی ساتھ اُسکے کوئی چیز جیسا کہ کہا گیا (وعن العباس بن
عبد المطلب زعم انہ کان جالسا فی البطحاء فی عصابۃ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالس فیہم فمرت سحابۃ فنظروا الیہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما تسمون ہذہ قالوا السحاب قال والمزن قالوا والمزن قال والعنان قالوا والعنان قال ہل تدرون ما بعد ما بین السماء والارض قالوا لا ندری قال ان بعد
ما بینہما اما واحدۃ واما اثنتان او ثلث وسبعون سنۃ والسماء التی فوقہا کذلک حتی عد سبع سموات ثم فوق السماء السابعۃ بحر بین اعلاہ واسفلہ کما بین سماء الی سماء
ثم فوق ذلک ثمانیۃ اوعال بین اظلافہن ورکبہن مثل ما بین سماء الی سماء ثم علی ظہورہن العرش بین اسفلہ واعلاہ ما بین سماء الی سماء ثم اللہ فوق

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ اور روایت ہے عباس بن عبد المطلب سے کہا کہ تھے وہ بیچ بطحا کے بیچ جماعت کے اور ایک جماعت کے بیچ جماعت کے تھا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بیچ ان کے ف ع ظاہر عبارت حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ عباس کے اسلام لانے سے پہلے کا ہے اور وہ جماعت بھی مسلمان نہ تھی اور حدیث ابی ہریرہ کی کہ تیسری فصل میں آتی ہے دلالت کرتی ہے اسپر کہ وہ جماعت مسلمان تھی حالانکہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے ان میں ف ع یعنے اسوقت اور احتمال رکھتا ہے یہ کہ ہو یہ ذکر کفار مکے کے مسلمان ہونے کے پہلے کا یا بعد کا پس گذرا ایک ابر پس نگاہ کی اس جماعت نے طرف اس ابر کے پس فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا نام رکھتے ہو تم اسکا کہا انھون نے کہ یہ سحاب ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور مزن بھی کہتے ہو کہا انھون نے اور مزن بھی کہتے ہیں فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور عنان بھی کہتے ہو کہا انھون نے اور عنان بھی کہتے ہیں فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیا جانتے ہو تم کس قدر ہے دوری اس مسافت کی کہ درمیان آسمان و زمین کے ہے کہا انھون نے کہ نہیں جانتے ہم فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق دوری اس مسافت کی کہ درمیان آسمان و زمین کے ہے یا تو اکہتر یا بہتر یا تہتر برس کی اور یہ تردید شک راوی سے ہے اور جو آسمان کہ اوپر اسکے ہے اسی قدر ہے کہ مسافت درمیان اس آسمان کے اور اس آسمان کے کہ اوپر ہے تہتر برس کے ہے یہان تک کہ گنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتون آسمان ف ع یعنے اس ہیئت پر کہا طیبی نے کہ مراد ستر سے حدیثون میں تکثیر و مبالغہ ہے نہ تحدید اسلیے کہ اور حدیث میں آیا ہے کہ دوری درمیان آسمان و زمین کے اور ایسے ہی آسمانون میں ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانسو برس کی راہ ہے بعد ازان ساتوین آسمان پر ایک دریا ہے عظیم ہے کہ مسافت درمیان اعلا اسکے کے اور اسفل اسکے کے مانند اس مسافت کے ہے کہ درمیان ایک آسمان اور دوسرے آسمان کے ہے ف ع حدیثون میں آیا ہے کہ حق تعالے نے عرش کے نیچے ایک دریا پیدا کیا ہے اسوقت سے کہ عرش کو پیدا کیا ہے وہ دریا جاری ہے بہشت تک پھر اس دریا کے اوپر آٹھ فرشتے ہیں بصورت پہاڑے کے بکرونکے مسافت درمیان کھرون انکے کے اور گھٹنون انکے کے مقدار اس مسافت کی ہے کہ درمیان ایک آسمان کے اور دوسرے آسمان کے ہے پھر انکی پشتون پر ہے عرش مسافت درمیان اسفل عرش کے اور اعلا اسکے کے اس مقدار ہے کہ درمیان ایک آسمان کے دوسرے تک ہے پھر اللہ تعالے ہے اوپر اسکے نقل کی یہ ترمذی اور ابو داؤد نے ف ع یعنے باعتبار علو مرتبت اور عظمت اور حکومت اور عزت کے نہ باعتبار مکان اور جہت اور استقرار اور تمکن کے اور یہ تصویر و تمثیل ہے واسطے علو اور عظمت الٰہی کے کہ وہ فوق سب کے اور ورا کل کے ہے جیسے کہ قرآن میں فرمایا وَاللّٰہُ مِنْ وَّرَائِھِمْ مُّحِیْطٌ پس سننے یہ ہوئے کہ وہ بڑا ہی عالی الشان وعظیم البرہان ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ انکو شغل سفلیات سے اٹھا کر ساتھ تصویر علویات کے اور فکر کرنے کے ملکوت آسمانون اور زمین کے میں مشغول کرین تاوہان سے بھی ترقی کرکے طرف پیدا کرنے والے اور برپا کرنے والے انکے کے متوجہ کرین اور گرفتاری بت پرستی سے کہ اسفل السافلین میں پڑے ہیں باز رکھین فافہم وباللہ التوفیق (وَعَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ جُھِدَتِ الْاَنْفُسُ وَجَاعَ الْعِیَالُ وَنُھِکَتِ الْاَمْوَالُ وَھَلَکَتِ الْاَنْعَامُ فَاسْتَسْقِ اللّٰہَ لَنَا فَاِنَّا نَسْتَشْفِعُ بِکَ عَلَی اللّٰہِ وَنَسْتَشْفِعُ بِاللّٰہِ عَلَیْکَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللّٰہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ فَمَا زَالَ یُسَبِّحُ حَتّٰی عُرِفَ ذٰلِکَ فِیْ وُجُوْہِ اَصْحَابِہٖ ثُمَّ قَالَ وَیْحَکَ اِنَّہٗ لَا یُسْتَشْفَعُ بِاللّٰہِ عَلٰی اَحَدٍ شَاْنُ اللّٰہِ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِکَ وَیْحَکَ اَتَدْرِیْ مَا اللّٰہُ اِنَّ عَرْشَہٗ عَلٰی سَمٰوٰتِہٖ لَھٰکَذَا وَقَالَ بِاَصَابِعِہٖ مِثْلَ الْقُبَّۃِ عَلَیْہِ وَاِنَّہٗ لَیَئِطُّ اَطِیْطَ الرَّحْلِ بِالرَّاکِبِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ) اور روایت ہے جبیر بن مطعم سے کہا کہ آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گنوار اور کہا کہ مشقت میں ڈالی گئین جانین اور بھوکے ہوئے اہل و عیال اور نقصان کیے گئے مال اور ہلاک ہوئے چار پائے پس مینہ مانگو اللہ تعالے سے واسطے ہمارے پس تحقیق ہم طلب شفاعت کرتے ہیں بحرمت و تعظیم تمھاری کے اللہ پر یعنے تمکو شفیع اور وسیلہ پکڑتے ہیں درگاہ حق میں تا مینہ برسا دے اور طلب شفاعت کرتے ہیں ساتھ خدا کے تمھارے پر ف ع یعنے اللہ سے فریاد رسی چاہتے ہیں تمھارے اسمین کہ شفاعت کرو تم ہمارے لیے اسکے نزدیک یعنے توفیق دے تمکو ہماری شفاعت کرنے کی لیکن ہرگاہ کہ ظاہر عبارت سے وہم جاتا تھا برابری کا قدرت میں اور مشارکت کا کام میں حالانکہ اللہ سبحانہ پاک ہے شرکت سے مطلق اور فرمایا ہے اللہ تعالے نے لیس لک من الامر شیء یعنے تمکو کسی کام میں کچھ دخل نہیں اور فرمایا مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ معلوم ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہنا اسکا اور تعجب کیا اس تشبیہ سے

پس فرمایا آنحضرت نے پاک ہے ذات اللہ کی یعنی تاکید کے لیے از راہ تعجب کے مکرر فرمایا پس ہمیشہ تسبیح کرتے رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یعنی بسبب تعجب و غضب کے یہان تک کہ پہچانا گیا اثر تعجب و غضب کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کے چہروں میں ف یعنی اسلیے کہ صحابہ سمجھے بار بار تسبیح کہنے حضرت کے کہ حضرت غصہ ہوئے اس سے پس ڈرے وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب سے اور متغیر ہوئے چہرے انکے بخوف خدا پس جب انکے متاثر ہوا خوف تو موقوف کی آپ نے تسبیح اور التفات کیا اس گنوار کی طرف سے پھر فرمایا ویلک ہے تجکو یعنی جان او کلام کرنے والے جاہل و غافل تحقیق شان یہ ہے کہ طلب شفاعت نہیں کیجاتی ہے ساتھ خدا کے کسی پر اور وسیلہ نہیں پکڑا جاتا ہے اسکو امر خدا اور تقدیر و مرتبہ اسکا بزرگتر ہے اس سے کہ وسیلہ کریں اسکو نزدیک کسی کے ویلک تجکو آیا جانتا ہے تو کہ کیا ہے عظمت اللہ کی تحقیق عرش اسکا چھایا ہوا ہے اسکے آسمانوں پر اسطرح اور اشارہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے دکھانے اور سمجھانے صورت قبہ کے ساتھ انگلیوں اپنی کے مانند گنبد کے اور پیتلی اپنی کے یعنی چھایا ہوا ہے تمام آسمانوں پر جیسے زمین پر اور تحقیق عرش باوجود اس وسعت و کلانی کے آواز کرتا ہے سبب بار عظمت الٰہی کے آواز کرنا پالان اونٹ کے بسبب سوار کے نقل کی ہے ابو داؤد نے ف یعنی عاجز آتا ہے عرش برداشت عظمت حق سے مانند عجز پالان کے سوار کی سواری سے کہ بار سواری سے چرچرا بولنے لگتا ہے اور یہ تصویر اور تمثیل عظمت الٰہی کی ہے بقدر فہم اعرابی کے اور حاصل یہ کہ جو آپ ایسا عظیم الشان ہو اسکی شفیع اسکا غیر کی طرف نہ ٹھہرانا چاہیے (وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُذِنَ لِیْ اَنْ اُحَدِّثَ عَنْ مَلَکٍ مِّنْ مَّلٰئِکَۃِ اللّٰہِ مِنْ حَمَلَۃِ الْعَرْشِ اِنَّ مَا بَیْنَ شَحْمَۃِ اُذُنِہٖ اِلٰی عَاتِقِہٖ مَسِیْرَۃُ سَبْعِمِائَۃِ عَامٍ رَوَاہُ اَبُوْ دَاؤُدَ) اور روایت ہے جابر بن عبد اللہ سے انہوں نے نقل کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اذن دیا گیا مجکو یہ کہ بیان کرون میں عظمت ایک فرشتے کی اللہ کے فرشتوں میں سے کہ جو اٹھانے والے ہیں عرش کے اسکی یہ کہ درمیان لو کانوں اسکے کے کندھوں تک سات سو برس کی راہ ہے نقل کی ہے ابو داؤد نے (وَعَنْ زُرَارَۃَ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِجِبْرِیْلَ ہَلْ رَاَیْتَ رَبَّکَ فَانْتَفَضَ جِبْرِیْلُ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ سَبْعِیْنَ حِجَابًا مِّنْ نُّوْرٍ لَوْ دَنَوْتُ مِنْ بَعْضِہَا لَاحْتَرَقْتُ کَذَا فِی الْمَصَابِیْحِ وَرَوَاہُ اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَۃِ عَنْ اَنَسٍ اِلَّا اَنَّہٗ لَمْ یَذْکُرْ فَانْتَفَضَ جِبْرِیْلُ) اور روایت ہے زرارہ بن ابی اوفیٰ سے ف زرارہ ثقات تابعین سے ہیں قاضی بصرہ کے تھے اور علما اور فضلا اور عباد زمانہ اپنے کے سے ہیں ابن عباسؓ اور ابو ہریرہؓ سے سماع رکھتے ہیں ایک روز نماز فجر میں امامت کر رہے تھے آیت فاذا نقر فی الناقور پڑھی ایک چیخ ماری اور جان دی سنہ تہتر میں ولید بن عبد الملک کے زمانہ میں اور ملا علی رح نے کہا کہ کہا مؤلف نے کہ زرارہ صحابہ تھے مرے عثمان کے زمانہ میں ہیں یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا جبرئیل سے کہ کیا دیکھا ہے تو نے اپنے پروردگار کو پس نہایت کانپے جبرئیل ف یعنی عظمت اس سوال اور تصور اس حال سے اور یہ دلیل ہے اوپر حقیقت رویت اللہ تعالیٰ کے دار البقا میں اسلیے کہ اگر ہوتی رویت محال تو نہ سوال کرتے آنحضرت لیکن اسمیں اختلاف روز قیامت کے ملائکہ اور جنات کو رویت اللہ تعالیٰ کی ہوگی یا نہیں پھر ہر گاہ کہ رویت اکثر موجب قربت کی ہوتی ہے پس کانپے جبرئیل مارے ہیبت کے سنا اور کہا ای محمد بلاشبہ درمیان میرے اور درمیان خدا تعالیٰ کے ستر پردے ہیں نور کے ف یعنی یہ عبارت ہے اللہ تعالیٰ کے کمال سے اور جبرئیل کے نقصان سے اور حجاب بہ نسبت جبرئیل کے ہے مراد یہ کہ محجوب مغلوب ہوتا ہے پس یہ حجاب صفت مخلوق کی ہے کہ جو موصوف ہے ساتھ صفت نقصان کے اور خالق ذو الجلال موصوف ہے ساتھ وصف کمال کے پس نہیں حاجب ہوتی اسکو کوئی چیز اور تعین عدد کے شارع ہی کو معلوم ہے اور ایک روایت میں ستر ہزار پردے آئے ہیں پس ہو سکتا ہے کہ کنایت کثرت پردوں سے ہو یعنی اگر نزدیک ہوں میں بعض ان پردوں سے یعنی سر انگشت کی قدر جیسے کہ ایک روایت میں ہے تو البتہ جلجاؤں میں اسی طرح ہے مصابیح میں کہ زرارہ سے روایت کی اور نام صحابی کا نہیں ذکر کیا اور روایت کیا اسکو ابو نعیم نے حلیہ میں کہ نام انکی کتاب کا ہے انس سے اور ہو سکتا ہے کہ زرارہ نے انس سے روایت کی ہو لیکن ابو نعیم نے نہیں ذکر کی یہ عبارت فانتفض جبرئیل یعنے اور باقی جواب ذکر کیا ہے (وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اِسْرَافِیْلَ مُنْذُ یَوْمِ خَلَقَہٗ صَافًّا قَدَمَیْہِ لَا یَرْفَعُ بَصَرَہٗ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الرَّبِّ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی سَبْعُوْنَ نُوْرًا مَّا مِنْہَا مِنْ نُّوْرٍ یَدْنُوْ مِنْہُ اِلَّا احْتَرَقَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَصَحَّحَہٗ) اور روایت ہے ابن عباسؓ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ

وسلم نے تحقیق اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اسرافیل کو اس حال میں کہ صف باندھے ہوئے ہیں اور دونوں پاؤں اپنے کے اول مدت پیدائش اپنی سے نہیں اٹھاتے
ہیں اسرافیل نگاہ اپنی ف ج یعنے طرف آسمان کے از راہ ادب کے یا نہیں اٹھاتے نگاہ صور سے اور یہ عبارت ہے مستعد اور منتظر ہونے انکے سے واسطے حکم پھونکنے صور
کے کہ شاید ابھی حکم ہو پھونکنے کا درمیان اسرافیل اور پروردگار تعالیٰ کے ستر پردے ہیں نور کے کہ حجاب ہیں نہیں ہیں ان ستر نوروں میں سے کوئی نور کہ قریب ہو
اس سے اسرافیل فرضًا مگر کہ جلجاوے نقل کی یہ ترمذی نے اور صحیح کہا اسکو (وعن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لما خلق اللہ آدم وذریته قالت الملائکة یا رب
خلقتهم یاکلون ویشربون وینکحون ویرکبون فاجعل لهم الدنیا ولنا الآخرة قال الله تعالیٰ لا اجعل من خلقته بیدی ونفخت فیه من روحی کمن قلت له کن فکان رواه
البیهقی فی شعب الایمان) اور روایت ہے جابر سے یہ کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آدم کو اور انکی اولاد کو یعنے روز میثاق کے کہا
انکے کو ملائکہ نے کہ اے پروردگار پیدا کیا تو نے انکو کہ کھاتے ہیں اور پیتے ہیں اور جماع کرتے ہیں یا نکاح کرتے ہیں اور سوار ہوتے ہیں یعنے جانوروں پر جنگل میں اور کشتی
پر دریاؤں میں پس کر ان واسطے انکے دنیا اور ہمارے لیے آخرت ف یعنے چونکہ وہ بہرہ مند ہیں اور ہم محروم ہیں انکی لذتوں سے انکے لیے یہ دنیا بطریق دوام و بقا کے
ہو یا گردان انکے لیے یہ دنیا ہی فقط اور ہمارے لیے نعمتیں آخرت کی تا برابری ہو جاوے ہم میں اور انمیں اور جمع کرنا دنیا اور آخرت کا انکے لیے زیادتی ہے
فرمایا اللہ تعالیٰ نے نہیں گردانونگا میں عاقبت اس شخص کی کہ پیدا کیا میں نے اسکو اپنے دونوں ہاتھوں سے یعنے بغیر واسطے کسی کے بتدریج مرکب ہوں
کمال سے کہ مشتمل ہو اوپر قابلیت ہدایت اور ضلالت کے اور استعداد مظہریت جمال وجلال کے اور پھونکی میں نے اسمیں روح اپنی مانند اس شخص کے کہ کہا میں نے
انکے لیے یعنے پیدا کرنے میں ہو پس ہو گیا ف ع کہا طیبی نے یعنے نہیں برابر ہو سکتا بزرگی میں وہ شخص کہ پیدا کیا میں نے اسکو بذات خود اور نہیں سونپا میں نے
انکے پیدا کرنے کو کسی کی طرف اور پھونکی میں نے اسمیں اپنی روح سے کہ وہ آدم ہیں اور اولاد انکی ساتھ اسکے کہ ہوا مجبور امر کن سے کہ وہ فرشتے ہیں اور اضافت روح
کی اپنے نفس کی طرف بزرگی کے لیے ہے جیسے بیت اللہ میں کہا ابن ملک نے یعنے نہیں برابر ہو سکتا بشر اور فرشتہ کرامت اور قربت میں بلکہ کرامت بشر کی زیادہ ہے
اور منزلت اسکی اعلیٰ ہے اور یہ منجملہ دلیلوں اہل سنت کے سے ہے اوپر افضلیت بشر کے ملائکہ پر اور وجہ اسکی واللہ اعلم یہ ہے کہ فرشتے معصوم پیدا کیے گئے پس ہوئے
دوزخ سے ممنوع اور نعیم سے محروم اور بشر پیدا کیا گیا مکلف ساتھ کرنے طاعت کے اور بچنے کے معصیت سے پس جو کوئی دونوں کے حق بجالایا مستحق ہوا ثواب کا
دارین میں اور جسنے اعراض کیا دونوں سے مستوجب ہوا عذاب کا کونین میں نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں الفصل الثالث فصل تیسری (عن
ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم المؤمن اکرم علی الله من بعض ملائکته رواه ابن ماجه) روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے مومن یعنے کامل کہ وہ انبیاء اور اولیاء ہیں بزرگتر ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک انکے بعضے فرشتوں سے نقل کی یہ ابن ماجہ نے ف ع یعنے خواص فرشتوں
سے یا انکے عوام سے کہ جو برگزیدہ ہیں اور کہا طیبی نے کہ مراد مومن سے عوام انکے ہیں اور مراد ملائکہ سے بھی عوام انکے ہیں کہا محی السنہ نے اولیٰ یہ ہے کہ کہا جاوے
عوام مومنین افضل ہیں عوام ملائکہ سے اور خواص مومنین افضل ہیں خواص ملائکہ سے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے الذین آمنوا وعملوا الصالحات اولئک هم خیر البریة اور دلیل کبری
ہے اس سے اہل سنت نے بیچ تفضیل انسان کے ملائکہ پر انتہی اور پوشیدہ نہ رہے کہ مراد خواص مومنین سے رسل اور انبیاء ہیں اور خواص ملائکہ سے مانند جبرئیل اور اسرافیل
کے اور مراد عوام مومنین سے کاملین ہیں اولیاء میں سے مانند خلفا اور تمام علماء کے اور تفصیل اولیٰ ہے اجمال بعض انکے سے اس کہنے میں کہ بشر افضل ہے ملک سے اور
حدیث المؤمن اعظم حرمة من الکعبة ابن ماجہ میں دو سندوں سے آئی ہے (وعنه قال اخذ رسول الله صلی الله علیه وسلم بیدی فقال خلق الله التربة یوم السبت وخلق
فیها الجبال یوم الاحد وخلق الشجر یوم الاثنین وخلق المکروه یوم الثلثاء وخلق النور یوم الاربعاء وبث فیها الدواب یوم الخمیس وخلق آدم بعد العصر من یوم
الجمعة فی آخر الخلق فی آخر ساعة من النهار فیما بین العصر الی اللیل رواه مسلم) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا پکڑا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ میرا اور
فرمایا کہ پیدا کی اللہ تعالیٰ نے مٹی دن ہفتہ کے ف ع اور یہی مراد اس سے آخر دن ہفتہ کا کہ جسکو عشرة الآخر کہتے ہیں پس وہ اقوال بھی اسی حکم میں ہے پس نہیں منافی ہے

ہے قول اللہ تعالیٰ کا ولقد خلقنا السموات والارض وما بینہما فی ستۃ ایام کے ترجمہ اور پیدا کیے پہاڑ دن اتوار کے اور پیدا کیے درخت دن پیر کے اور پیدا کیں چیزیں
بری دن منگل کے اور پیدا کی روشنی دن بدھ کے فرق ہے مسلم میں لفظ نور کا رہا ہے آیا ہے اور ایسی ہی مشکوٰۃ کے صحیح نسخوں میں اور اصول معتمدوں میں ہے اور ری
ہی اور ایک نسخہ میں حروف نون سے ہے اور آخر میں بمعنی مچھلی کے اور ہو سکتا ہے کہ نون اور مچھلی اسی دن میں پیدا ہوئے ہوں اور پھیلائے زمین میں جانور جمعرات کو اور پیدا
کیا آدم کو روز جمعہ کے عصر کی بعد آخر پیدائش اور آخر ساعت دن کے درمیان عصر کے رات تک نقل کیا یہ مسلم نے اور اسی سبب سے جمعہ
نام رکھا کہ پیدائش سب کی اس میں جمع ہوئی اور فضیلت دی اسکی آخر ساعت کو اور یہ ساعت قبولیت دعا کی ہے اکثروں کے نزدیک (وعنہ) قال بینما نبی اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جالس واصحابہ اذ اتی علیہم سحاب فقال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هل تدرون ما هذا قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال هذه العنان هذه روايا الارض يسوقها الله الى
قوم لا يشكرونه ولا يدعونه ثم قال هل تدرون ما فوقكم قالوا الله ورسوله اعلم قال فانها الرقيع سقف محفوظ وموج مكفوف ثم قال هل تدرون ما بينكم وبينها قالوا الله
ورسوله اعلم قال بينكم وبينها خمسمائة عام ثم قال هل تدرون ما فوق ذلك قالوا الله ورسوله اعلم قال سماءان بعد ما بينهما خمسمائة سنة ثم قال كذلك حتى عد
سبع سموات ما بين كل سماءين ما بين السماء والارض ثم قال هل تدرون ما فوق ذلك قالوا الله ورسوله اعلم قال ان فوق ذلك العرش وبينه وبين السماء
بعد ما بين السماءين ثم قال هل تدرون ما الذي تحتكم قالوا الله ورسوله اعلم قال انها الارض ثم قال هل تدرون ما تحت ذلك قالوا الله ورسوله اعلم قال
ان تحتها ارضا اخرى بينهما مسيرة خمسمائة سنة حتى عد سبع ارضين بين كل ارضين مسيرة خمسمائة سنة ثم قال والذي نفس محمد بيده لو انكم دليتم بحبل الى الارض
السفلى لهبط على الله ثم قرأ هو الاول والآخر والظاهر والباطن وهو بكل شيء عليم رواه احمد والترمذي وقال الترمذي قراءة رسول الله صلى الله عليه وسلم
الآية تدل على انه اراد لهبط على علم الله وقدرته وسلطانه وعلم الله وقدرته وسلطانه في كل مكان وهو على العرش كما وصف نفسه في كتابه اور روایت
ہے ابی ہریرہ سے کہا اس وقت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اور یار آپ کے ناگہان آیا اوپر ایک ابر پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
آیا جانتے ہو کیا ہے یہ کہا صحابہ نے یعنی موافق عادت کے کہ اللہ اور رسول اسکا دانا تر ہے فرمایا حضرت نے یہ عنان ہے فرق ہے اوپر گذر چکا ہے کہ عنان بفتح
زبر کے نام ابر کا ہے ترجمہ یہ ابر روایا زمین کے ہیں فرق ہے روایا جمع راویہ کی ہے راویہ اس اونٹ کو کہتے ہیں کہ اس سے پانی کھینچتے ہیں تشبیہ دی
ابروں کو ساتھ اسکے بسبب اسکے کہ جیسے اونٹ پانی کھینچکر زمین میں دیتا ہے ایسی ہی ابر پانی برساتا ہے زمین پر ترجمہ ہانکتا ہے اسکو اللہ تعالیٰ طرف ایک قوم
کہ شکر نہیں کرتے خدا کا فرق ہے یعنی بلکہ کفران نعمت کرتے ہیں اور نسبت کرتے ہیں مینہ کو طرف گردش ستاروں کے کہ کہتے ہیں مطرنا بنوء کذا یعنی برسایا گیا
ہم پر بسبب فلانی منزل ستارے کے ترجمہ اور نہ پکارتے ہیں اسکو فرق ہے یعنی نہیں یاد کرتے اسکو اور نہ طلب کرتے ہیں اس سے کچھ اور نہ عبادت
کرتے ہیں اسکی بلکہ پوجتے ہیں بتوں کو اور اس میں شکایت ہے ناشکری کی کرنی اس قوم کی کہ اس نعمت پر شکر نہیں کرتے اور اسکا یہ کرم عمیم ہے کہ پھر رزق دیتا ہے انکو
اور عافیت دیتا ہے ترجمہ پھر فرمایا آنحضرت نے کہ آیا جانتے ہو تم کہ کیا ہے اوپر تمہارے یعنی آسمان عرض کیا صحابہ نے کہ اللہ اور رسول اسکا دانا تر ہے فرمایا
آنحضرت نے پس تحقیق وہ چیز کہ اوپر تمہارے ہے رقیع ہے فرق ہے رقیع بفتح قاف کے زیر سے بروزن فعیل کے نام ہے آسمان دنیا کا اور بعضوں نے کہا ہے نام
کا ترجمہ آسمان چھت ہے محفوظ یعنی اللہ نے نگاہ رکھا ہے اسکو گرپڑنے سے زمین پر تشبیہ دی آسمان کو ساتھ گھر کی چھت کے اور آسمان ایک موج ہے کہ روکی گئی
گرنے سے یعنی ساتھ موج کے بھی تشبیہ دی اسکو کہ جیسے موج معلق ہوا میں ہوتی ہے ویسے ہی آسمان بھی معلق ہے بے ستون کھڑا ہوا پھر فرمایا حضرت نے کہ آیا جانتے
ہو تم کہ کسقدر مسافت ہے درمیان تمہارے اور درمیان آسمان کے یعنی زمین و آسمان میں کسقدر فرق ہے عرض کیا صحابہ نے کہ اللہ اور رسول اسکا دانا تر ہے
فرمایا درمیان تمہارے اور درمیان آسمان کے پانسو برس کی راہ ہے پھر فرمایا کہ آیا جانتے ہو تم کہ کیا ہے اوپر آسمان کے عرض کیا صحابہ نے کہ اللہ اور رسول اسکا
دانا تر ہے فرمایا دو آسمان ہیں یعنی آسمان ہے بعد آسمان کے کہ دوری اور مسافت درمیان ان دونوں آسمانوں کے بھی پانسو برس کی راہ ہے پھر فرمایا آنحضرت نے

اسی طرح یعنے دوبار اور کہا کہ دو آسمان ہین یہان تک کہ گنے سات آسمان اور ہے فاصلہ درمیان ہر دو آسمانون کے اتنا ہی کہ جیسا درمیان آسمان و زمین کے ہے یعنے پانسو
برس کا پھر فرمایا کہ آیا جانتے ہو کہ کیا ہی اوپر اس مذکور کے کہا صحابہ نے اللہ اور رسول اسکا دانا تر ہی فرمایا کہ تحقیق اوپر ان سات آسمانون کے عرش ہی اور درمیان
عرش کے اور درمیان آسمان کے فاصلہ ایسا ہی جیسا کہ درمیان دو آسمانون کے پھر فرمایا کہ آیا جانتے ہو تم کہ کیا چیز ہی نیچے تمھارے عرض کیا صحابہ نے اللہ اور
رسول اسکا دانا تر ہین فرمایا جو کچھ کہ نیچے تمھارے ہی زمین ہی یعنے اوپر کی پھر فرمایا کہ آیا جانتے ہو کہ کیا ہی نیچے اس زمین کے کہا صحابہ نے اللہ اور رسول اسکا دانا تر
ہین فرمایا کہ نیچے اسکے اور ایک زمین ہی درمیان ان دونون زمینون کے مسافت پانسو برس کی ہی یہان تک کہ گنین آنحضرت نے سات زمینین درمیان ہر دو
زمینون کے انھین جیسے فاصلہ پانسو برس کا ہی **فـــ** اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ نسبت مسافت دوری زمینون کی موافق نسبت آسمانون کے ہی
پس یہ جو کہتے ہین کہ طبقے زمینون کے سب متصل ایک دوسرے کے ہین اور ملے ہوئے ہین اور اسلیے ارض کو قرآن شریف مین مفرد ذکر کرتے ہین اور آسمانون
کو بلفظ جمع مخالف اس حدیث کے ہی اور شاید کہ مفرد لانا ارض کا بارادہ اسی زمین کے ہی کہ نیچے انکے ہی اور اور زمینون سے سروکار نہین رکھتے بخلاف آسمانون
کے کہ سب سے فیوض اور آثار پہونچتے ہین واللہ اعلم ترجمہ پھر فرمایا کہ قسم ہی اس ذات پاک کی کہ جان محمد کی اسکے ہاتھ مین ہی اگر چھوڑو تم رسی طرف زمین کے کہ
نیچے سب سے ہی تو البتہ جا پڑے وہ رسی خدا پر **فـــ** یعنے اسکے علم اور ملک اور قدرت پر جیسے کہ تصریح کیا ہی اسکو ترمذی نے یعنے یہ ہین کہ اللہ تعالے کا علم
و قدرت جیسے کہ محیط ہی آسمان کے اوپر کی چیزون کو ایسا ہی محیط ہی زمین اور زمین کے نیچے کی چیزون کو فرمایا یہ واسطے دفع کرنے اس شبہہ کے کہ شاید کوئی نافہم وہم
پیدا کرے کہ انکو خاص علم و قدرت اوپر ہی کی چیزون کا ہی نہ نیچے کا اور اسی لیے کہا گیا ہی کہ معراج یونس علیہ السلام کی تہ مچھلی کے پیٹ مین جیسے کہ معراج ہوئی ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پشت آسمان پر **فـــ** پھر پڑھی آنحضرت نے یعنے استشہاد کے لیے یا ابو ہریرہ نے تقویت حدیث کے لیے یہ آیۃ کہ وہی اول ہی یعنے
قدیم ہی کہ نہین ابتدا اسکے لیے ابتدا اور آخر ہی یعنے باقی ہی کہ نہین اسکے لیے انتہا اور ظاہر ہی یعنے باعتبار صفات کے اور باطن ہی یعنے باعتبار ذات کے اور وہ ہر چیز کو یعنی
عالیات اور سفلیات اور جزئیات اور کلیات سے جاننے والا ہی یعنے نہایت کامل علم رکھتا ہی ہر چیز کا اور محیط ہی علم اسکا تمام جوانب ہر چیز کو نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے
اور کہا ترمذی نے کہ پڑھنا آنحضرت کا آیۃ مذکورہ کو دلالت کرتا ہی اسپر کہ مراد رسی کے جا پڑنے سے اللہ پر جا پڑنا اسکا ہی اللہ کے علم اور قدرت اور تصرف اور غلبہ پر
فـــ علم اللہ تعالے کا سمجھا گیا الفاظ وہو بکل شیء علیم سے اور قدرت اسکی سمجھی گئی ہو الاول والآخر سے یعنے وہ ایسا اول ہی کہ ہر چیز اسکے ہاتھ ہی اور نکالنا ہی
انکو عدم سے طرف وجود کے اور آخر ایسا ہی کہ سب کچھ فنا ہو جائیگا اور وہی باقی رہیگا اور غلبہ اور تصرف اسکا سمجھا گیا والظاہر والباطن سے کہا ازہری نے کہ کہا جاتا
ہی ظہرت علی فلان اذا غلبتہ اور معنے یہ ہین کہ وہ ایسا غالب ہی کہ سب چیز پر غالب ہی اور اسپر کوئی نہین غالب اور تصرف کرتا ہی تمام پیدا ہوئی چیزون مین بطریق غلبہ
اور استیلا کے اسلیے کہ نہین ہی فوق اسکے کوئی کہ منع کرے اسکو کسی چیز سے اور ایسا باطن ہی کہ نہین ہی اور ما ورا سوائے اسکے نہین پھر کہا ترمذی نے
ترجمہ اور علم اللہ کا اور قدرت اسکی اور غلبہ اور تصرف اسکا ہر جگہ ہی یعنے آثار ان صفات کے سب جگہ ہین والا صفات حق بھی مکانی نہین ہین اور خدا
ساتھ تجلی ذات اپنی کے عرش پر ہی جیسے کہ وصف بیان کیا اللہ تعالے نے اپنا اپنی کتاب مین کہ فرمایا **فـــ** الرحمن علی العرش استوی وہو رب العرش
العظیم اور یہ آیۃ اگرچہ بظاہر وہم دلاتی ہی جہت و مکان کا و لیکن حقیقت مین کنایہ اور مراد ہی ظہور سلطان اور علم اور قدرت سے (وَعَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کَانَ طُوْلُ اٰدَمَ سِتِّیْنَ ذِرَاعًا فِیْ سَبْعِ اَذْرُعٍ عَرْضًا) اور روایت ہی اسی ابو ہریرہ سے یہ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تھا طول قد
آدم کا ساٹھ ہاتھ اور عرض انکے قد کا سات ہاتھ **فـــ** ذراع زبان سے کہنی کے سرے سے بیچ کی انگلی کے سر تک اور گز شرعی بھی یہی ہی لیکن جاننا چاہیے
کہ مراد ہاتھ سے آدم کا ہاتھ ہی یا ہاتھ اس وقت کے لوگون کا ظاہر یہ ہی کہ مراد لوگونکا ہی ہاتھ ہی اسلیے کہ اگر آدم کا ہاتھ مراد ہو تو لازم آتا ہی کہ ہاتھ انکا ساٹھوان حصہ
انکے قد کا ہو اور یہ نہایت چھوٹا ہی بسبب طول بدن انکے کے اور تناسب سے نہایت ہی بعید (وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْاَنْبِیَآءِ کَانَ اَوَّلَ

قَالَ آدَمُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ وَنَبِيٌّ كَانَ قَالَ نَعَمْ نَبِيٌّ مُكَلَّمٌ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ كَمِ الْمُرْسَلُونَ قَالَ ثَلٰثُمِائَةٍ وَبِضْعَةَ عَشَرَ جَمًّا غَفِيرًا وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ أَبُو ذَرٍّ قُلْتُ
يَا رَسُولَ اللهِ كَمْ وَفَاءُ عِدَّةِ الْأَنْبِيَاءِ قَالَ مِائَةُ أَلْفٍ وَأَرْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ أَلْفًا الرُّسُلُ مِنْ ذٰلِكَ ثَلٰثُمِائَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ جَمًّا غَفِيرًا ۔ اور روایت ہے ابوذر غفاری سے کہا مین نے
یا رسول اللہ کون تھا انبیا مین پہلا فرمایا آدم کہا مین نے یا رسول اللہ نبی تھے آدم فرمایا ہان آدم نبی تھے کلام کیے گئے یعنے فقط نبی ہی نہ تھے بلکہ نبی تھے
کلام کیے گئے یعنے صحیفے اترے تھے انپر یعنے رسول بھی تھے کہا مین نے یا رسول اللہ انبیا مین سے رسول کتنے ہین فرمایا رسول تین سو اور کچھ اوپر دس ہین جماعت
بہت سی اور ایک روایت مین ابی امامہ ہی سے آیا ہے کہ کہا ابوذر نے کہا مین نے یا رسول اللہ کتنا ہے شمار انبیا کا خواہ رسول ہون خواہ غیر رسول فرمایا ایک لاکھ
چوبیس ہزار رسول انمین سے تین سو پندرہ بہت سی جماعت ف۔ اور فرق مشہور نبی اور رسول مین یہ ہے کہ رسول تو وہ ہے کہ جسپر کتاب اتری ہو اور حکم کیا گیا
ہو اسکے پہونچانے کا اور نبی عام ہے خواہ اسپر کتاب اور امر تبلیغ آیا ہو یا نہ آیا ہو اور عدد انبیا مین روایت دو لاکھ چوبیس ہزار کی بھی آئی ہے اور بسبب اس اختلاف
فاحش کے تعین عدد انبیا سے منع کیا ہے علما نے بلکہ مجمل کہنا چاہیے کہ ایمان لائے ہم سب انبیا پر تا کوئی اُنکی عدد سے نکل نہ جاوے اُن مین سے اور نہ کوئی غیر انکا انمین
داخل ہو ۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ إِنَّ اللهَ تَعَالٰى أَخْبَرَ مُوسٰى بِمَا صَنَعَ قَوْمُهُ فِي الْعِجْلِ فَلَمْ يُلْقِ الْأَلْوَاحَ
فَلَمَّا عَايَنَ مَا صَنَعُوا أَلْقَى الْأَلْوَاحَ فَانْكَسَرَتْ رَوَى الْأَحَادِيثَ الثَّلٰثَةَ أَحْمَدُ ۔ اور روایت ہے ابن عباس سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہین خبر
کسی چیز کی مانند دیکھنے اس چیز کے آنکھ سے یعنے اگرچہ خبر یقینی ہی ہو لیکن جو دیکھنے کو تاثیر ہے وہ سننے کو نہین چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسپر دلیل لائے
کہ تحقیق اللہ تعالے نے خبر دی موسے علیہ السلام کو اس چیز کی کہ کی تھی قوم نے بیچ مقدمہ گوسالہ کے کہ اسکو پوجتے تھے پس نہ ڈالین موسے نے تختیان الواح
کہ انمین توریت لکھی تھی یعنے بسبب نہ تاثیر کرنے خبر کے انمین ایسی تاثیر کہ باعث ہو غضب کا موجب ہو ڈالدینے تختیون کا پھر جبکہ موسے قوم مین گئے اور انکے
سے دیکھا جو کچھ کہ قوم نے کیا تھا یعنے پوجا پاجی اسکی ڈالدین تختیان یعنے بسبب غصہ کے پس ٹوٹ گئین تختیان ف۔ یعنے بسبب زور سے ڈالدینے
کے مارے غصہ کے اور انکے ڈالدینے مین گویا یہ اشارہ تھا کہ یہ نفع دیتے ہین ایمان والون کو پس جب انھون نے اختیار کیا کفر و طغیان تو نہ رہا فائدہ اسکے
رکھنے مین لیکن ظاہر یہ ہے کہ باوجود ٹوٹنے کے کچھ انمین سے جاتا نہین رہا نقل کین یہ تینون حدیثین احمد نے ۔ بَابُ فَضَائِلِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ صَلَوَاتُ اللهِ
وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ ۔ باب ہے بیچ بیان فضیلتون سردار رسولون کے رحمتین نازل ہون جو اللہ کی اور سلام اسکا آنحضرت پر اور سب رسولون پر ف۔ بیشک آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل حد سے زیادہ ہین اور شمار سے باہر مولف نے کچھ انمین سے لکھے ہین اور اتفاق ہے علما کا اسپر کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہتر
ہین اولاد آدم کے اور افضل ہین پیغمبرون مین صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین اور انکے بعد ابراہیم خلیل اللہ اور انکے بعد موسے کلیم اللہ اور حضرت موسے کے
بعد علما سے صراحۃ نہین دریافت ہوا اسکا درجہ ہے واللہ اعلم ۔ اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ فصل پہلی عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ
مِنْ خَيْرِ قُرُونِ بَنِي آدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِي كُنْتُ مِنْهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ روایت ہے ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ بھیجا گیا یعنے پیدا کیا گیا مین بہتر طبقون سے بنی آدم کے قرن سے قرن کے بعد ف۔ یعنے ہر قرن مین باپون کی پشت مین ہوتا تھا مین اور مراد بہتر
طبقون بنی آدم سے وہ طبقہ ہے کہ آنحضرت کے باپ اس طبقہ مین سے تھے اور آنحضرت انکی پشتون مین تھے جیسے کہ اسمعیل کے بعد کنانہ اور انکے بعد قریش اور انکے بعد
ہاشمی تھے ترجمہ یہان تک کہ ہوا مین ایسے قرن مین کہ ہوا مین اس سے ف۔ اور معنی بہتری کے خصائل حمیدہ اور فضائل شریفہ ہین کہ ان لوگون کے تعارف مین تھے انکے
اہل کرم کی مدح کرین نہ اعتبار دین و ایمان کے ترجمہ نقل کی یہ بخاری نے ۔ وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللهَ اصْطَفٰى
كِنَانَةَ مِنْ وَلَدِ إِسْمٰعِيلَ وَاصْطَفٰى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِيِّ إِنَّ اللهَ اصْطَفٰى مِنْ
وَلَدِ إِبْرَاهِيمَ إِسْمٰعِيلَ وَاصْطَفٰى مِنْ وَلَدِ إِسْمٰعِيلَ بَنِي كِنَانَةَ ۔ اور روایت ہے واثلہ بن اسقع سے کہا سنا مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیشک حق تعالے نے چن لیا کنانہ کو اولاد اسمٰعیل سے اور چن لیا قریش کو کنانہ سے فرق اور وہ اولاد نضر بن کنانہ ہیں متفرق ہو گئے
شہروں میں پس انکو جمع کیا قصی بن کلاب نے کہ مکہ میں پس قریش نام رکھے گئے لانہ فرشتھم سے جمع کیا انکو قصی نے اور کنانہ کی اولاد سوائے نضر کے قریش نام
نہ رکھے گئے لانہ علم بقریش مشہور ہو قریش نام ایک جانور دریائی کا ہی کہ قوت وہ زور نہایت رکھتا ہی اور ابن عباس سے صحاح میں ذکر کیا کہ انہوں نے کہا کہ قریش
اسلیے نام رکھا کہ دریا میں ایک مچھلی ہو کہ انکو قریش کہتے ہیں وہ سب مچھلیوں کو کھاتی ہو اور اسے کوئی مچھلی نہیں کھاتی اور اسپر غالب نہیں آتی اور یہی وجہ قاموس
میں مذکور ہو ترجمہ اور چن لیا قریش سے بنی ہاشم کو اور چن لیا مجھکو بنی ہاشم سے فت یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برگزیدہ ترین برگزیدوں سے اور خلاصہ میں خلاصوں کے
ترجمہ نقل کی مسلم نے اور ترمذی کی ایک روایت میں یہ زیادہ آیا ہی کہ تحقیق اللہ نے برگزیدہ کیا اولاد ابراہیم سے اسمٰعیل کو اور برگزیدہ کیا اولاد اسمٰعیل سے
بنی کنانہ کو فت شرح السنہ میں نسب نامہ آنحضرت کا یون لکھا ہی ابو القاسم محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن
مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان انتہی بعد عدنان کے نسب حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا صحیح نہیں یاد کسی کو (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا سید ولد آدم یوم القیمۃ واول من ینشق عنہ القبر واول شافع
واول مشفع رواہ مسلم) اور روایت ہی ابو ہریرہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں سردار ہونگا اولاد آدم کا دن قیامت کے فت یعنی
جمیع صفات کمال میں بہتر اور بزرگ ہونگا آنحضرت سردار ہین دنیا اور آخرت کے لوگون کے اور قید روز قیامت کی یہان اسلیے لگائی کہ اسدن ظہور حضرت کی
سرداری کا بغیر نزاع کرنے والے اور معاند کے ہوگا بخلاف دنیا کے یہان سردار کفار مشرکین معاند تھے اور یہان سے آنحضرت کی بزرگی فرشتون پر بھی لازم آئی اور
بعض حدیثون میں آنحضرت کی بزرگی تمام خلق پر مذکور ہی اور جو بعض حدیثون میں آیا ہی کہ تفضیل نہ دو تم پیغمبرون کو آپسمین اور نہ مجھکو تفضیل دو موسی اور یونس پر جواب
اسکے اوپر گذر چکے ترجمہ اور اول ہون ان شخصون میں سے کہ پھٹ جائیگی انسے قبر یعنی پہلے قبر سے میں ہی اٹھایا جاؤنگا اور اول شفاعت کرنیوالا اور اول شفاعت قبول کیا
گیا نقل کی مسلم نے فت پس اسمین دلیل ہی اسپر کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل مخلوقات اور اکمل الموجودات ہین (وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم انا اکثر الانبیاء تبعا یوم القیمۃ وانا اول من یقرع باب الجنۃ رواہ مسلم) اور روایت ہی انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں زیادہ ہونگا
پیغمبرون میں از روے تابعون کے قیامت کے دن فت پہلے گذر احادیث مین کہ آنحضرت کی امت تمام اہل الجنت کی دو ثلث ہی اس سے معلوم ہوا کہ تابعون کی
کثرت ہونی موجب متبوع کی فضیلت کی ہی پس ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے لیے حظ وافر ہی اس سے اسلیے کہ اکثر اہل اسلام انکے تابع ہین فروع احکام میں اور اسیطرح امام عاصم
قاریون میں فت اور میں ہون اول ان شخصون کا کہ کھٹکھٹاوینگے دروازہ جنت کا یعنی کھلواوینگے دروازہ جنت کا اور داخل ہونگے اسمین نقل کی یہ مسلم نے (وعنہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آتی باب الجنۃ یوم القیمۃ فاستفتح فیقول الخازن من انت فاقول محمد فیقول بک امرت ان لا افتح لاحد قبلک
رواہ مسلم) اور روایت ہی انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آؤنگا میں بہشت کے دروازہ پر قیامت کے دن پھر کھلواونگا میں پس کہیگا نگہبان
کون ہی تو پس کہونگا میں کہ میں محمد ہون پس کہیگا وہ سبب تیرے حکم کیا گیا ہون میں کہ نہ کھولون میں دروازہ کسی کے لیے پہلے تیرے نقل کی یہ مسلم نے (وعنہ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اول شفیع فی الجنۃ لم یصدق نبی من الانبیاء ما صدقت وان من الانبیاء نبیا ما صدقہ من امتہ الا رجل واحد رواہ مسلم)
اور روایت ہی انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میں اول شفاعت کرنیوالا ہون جنت میں اپنی امت کے گنہگارون کے داخل ہونے کے
لیے جنت میں یا بلندی درجون کے لیے اسمین نہین تصدیق کیا گیا کوئی نبی نبیون میں سے جسقدر میں تصدیق کیا گیا ہون یعنی میں زیادہ ہون انبیا میں از روے
امت اور تابعدارون کے اور تحقیق نبیون میں سے ایک نبی ہی کہ اسکی تصدیق نہین کی اسکی امت میں سے مگر ایک مرد نے نقل کی یہ مسلم نے (وعن ابی ہریرۃ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ ترک منہ موضع لبنۃ فطاف بہ النظار یتعجبون من حسن بنیانہ الا موضع تلک اللبنۃ

فکنت انا سددت موضع اللبنۃ ختم بی البنیان وختم بی الرسل وفی روایۃ فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین متفق علیہ) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے مثل میری اور مثل انبیا کی جیسے ایک محل ہو کہ اچھی بنائی گئی دیوار اسکے گرد کی چھوڑی گئی اس محل سے ایک اینٹ کی جگہ پھر گرد پھرنے
لگے اسکے دیکھنے والے درحالیکہ تعجب کرتے تھے اس دیوار کی خوبی سے مگر اس اینٹ کی جگہ خالی رہی تھی یعنے وہ خارج تھی خوبی سے سو مین ہوا کہ بند کی مین نے
اینٹ کی جگہ جو خالی تھی ختم کی گئی ساتھ میرے دیوار اور ختم کئے گئے رسول ساتھ میرے اور ایک روایت مین ہے پس مین ہون مثال اس اینٹ کے اور مین ہون
ختم کرنے والا نبیون کا فت تشبیہ دی انبیا کو اور انکی شریعت وہدایت وعلم وارشاد کو ساتھ ایک محل کے کہ مضبوط اور اچھی ہو دیوار اسکی پس پہلے سب انبیا پیدا
ہو چکے گویا محل دین کا تیار ہوا لیکن کچھ کسر باقی تھی وہ ہمارے آنحضرت کے وجود باجود سے پوری ہوئی اور آپ خاتم النبیین ہوئے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے
(وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من الانبیاء من نبی الا قد اعطی من الآیات ما مثلہ آمن علیہ البشر وانما کان الذی اوتیت وحیا اوحی اللہ
الی فارجو ان اکون اکثرہم تابعا یوم القیامۃ متفق علیہ) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین پیغمبرون مین کوئی پیغمبر مگر
کہ تحقیق دیا گیا معجزات مین سے اسقدر کہ مثل اسقدر کے ایمان لاتے اسپر بشر فت یعنے کوئی پیغمبر ایسا نہین ہوا کہ اظہار نبوت بدون کسی معجزہ کے کیا ہو لیکن انکے ہی
زمانہ تک مخصوص رہا پھر انکے بعد منقطع ہو گئے جیسے اژدہا ہونا عصا کا اور ید بیضا ہونا حضرت موسی کو عنایت ہوا کہ اسوقت مین جادو کا غلبہ تھا اور یہ معجزہ جادو پر غالب ہوا
اور مردون کو زندہ کرنا اور کوڑھی اور اندھے مادرزاد کا اچھا کرنا حضرت عیسی کو ملا کہ اس زمانہ مین طب کا زور تھا اور یہ معجزہ طب پر غالب ہوا اور لوگون کو عاجز کیا اور
ہمارے آنحضرت کے وقت مین بلاغت اور فصاحت کا دعوی تھا سو یہ قرآن شریف ایسا نازل کیا بلاغت وفصاحت کے اعلی درجہ پر کہ سب انکے مقابلہ سے عاجز ہوئے
اچھے اچھے بلغا مغلوب ہوئے اور کچھ بن نہ آئی اور یہ معجزہ قیامت تک رہنے والا ہے اور جز اسکے نہین کہ وہ چیز جو مین دیا گیا ہون وحی کہ وحی کی اللہ نے میری طرف یعنی قرآن
کہ معجزہ عظیم ہے باقی ہر زمانہ مین اور شاہد ہے سچ سید العالمین کی نبوت پر دلیل ہے حق اور یقین کے پس امید رکھتا ہون مین کہ ہونگا مین زیادہ پیغمبرون مین از روئے
تابعون کے قیامت کے دن تک نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے یعنے میرے تابعدار بہت ہونگے اسلئے کہ معجزہ میرا کہ قرآن شریف ہے قیامت تک باقی ہے جو کوئی اسکو
دیکھے ایمان لاوے (وعن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت خمسا لم یعطہن احد قبلی نصرت بالرعب مسیرۃ شہر وجعلت لی الارض
مسجدا وطہورا فایما رجل من امتی ادرکتہ الصلوۃ فلیصل واحلت لی الغنائم ولم تحل لاحد قبلی واعطیت الشفاعۃ وکان النبی یبعث الی قومہ خاصۃ و
بعثت الی الناس عامۃ متفق علیہ) اور روایت ہے جابر سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا گیا ہون پانچ فضائل کہ نہین دیا گیا کوئی نبی پہلے
مجھسے فتح دیا گیا ہون دشمنون کے دل مین دہشت پہونچنے سے ایک مہینے کی مسافت سے یعنے میرا رعب فتح دیتا ہے مجکو دشمنون پر سبب پیدا کرنے خوف کے انکے
دلون مین ایک مہینے کی مسافت سے کہ اتنا فرق مجھمین اور انمین ہوتا ہے اور پھر ہمارے رعب کے ہارے جاتے ہین اور گھبراتے ہین اور کی گئی میرے لیے ساری زمین
سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی کہ تیمم ہے فت یعنے واسطے تمام مقبرہ کے کہ اسکا بیان ذکر ہو چکا جسجگہ چاہین نماز پڑھین مین جائز ہے جب تک الخ نہو اور انکی نہ تھا
کا اور اگلی امتون مین سوائے ایک جگہ معین کے کہ عبادت خانے انکے تھے نماز درست نہ تھی اور آگے سوائے پانی کے طہارت نہ ہوتی تھی اب ہمارے لیے وقت تجویز
عذر شرعی کے تیمم کرنا زمین پر جائز ہے جیسے کہ فرمایا پس جو شخص ہو میری امت مین سے کہ اسپر نماز واجب ہوا اور وقت آجاوے اور پانی ملے نہین تو تیمم کرے
اور پڑھے اسی جگہ نماز اور حلال کی گئی میرے لیے لوٹ کفار کی اور نہ حلال کی گئی کسی کے لیے مجھسے پہلے فت یعنے اگلی امت اگر غیر حیوانات کے اور مال
لوٹتی تو ایک جگہ اکٹھا کرتی اور آگ آسمان سے آکر جلا جاتی اور اگر حیوانات لوٹتی تو فقط لوٹنے والون کی ملک ہوتی نہ انبیا کی اور ہمارے آنحضرت کے لیے حلال ہوا
پانچوان حصہ غنیمت کا اور صفی یعنے لوٹ مین سے جو چیز اچھی معلوم ہوتی جیسے تلوار یا لونڈی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے لیتے تھے اور دیا گیا مجکو مرتبہ شفاعت
عامہ کا کہ شامل ہے تمام مواضع شفاعت کو جیسے کہ باب الشفاعت مین گذرا اور نبی بھیجا جاتا تھا مجھسے پہلے اپنی ہی قوم کی طرف خاص اور مین بھیجا گیا طرف تمام

لوگون کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف بلکہ جن کی طرف بھی اور ہو سکتا ہے کہ بعثت آنحضرتؐ کی جن کی طرف ابد اسکے ہوئی ہو اسلیے تعرض جن کا نکیا
(وعن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت
لی الارض مسجدا وطہورا وارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون رواہ مسلم) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے یہ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فضیلت
دیا گیا مین نبیون پر ساتھ چھ خصلتون کے ف پہلی حدیث مین پانچ فرمائین اور یہان چھ اور حقیقت مین فضائل آنحضرت کے کہ انکو آپ مخصوص و ممتاز ہین
بہت ہین بیشمار ولیکن بعضے انہین سے بتقریب وقت اور سوال کی حدیثون مین مذکور ہوئے ہین اور مقصود حصر نہین ہے اور دیا گیا ہون کلمے جامع ف
یعنے کلام مختصر جو بہت معنون کو شامل ہو جیسے انما الاعمال بالنیات ومن حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ والدین النصیحۃ والعدۃ دین والمستشار موتمن اور مانند انکے کے
کہ ہر ایک بہت سے معنون کو مشتمل ہے اور بعضے عالمون نے ایسی حدیثین جمع کی ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد جوامع الکلم سے قرآن شریف ہے کہ تھوڑے
لفظون مین بہت سے معنے خدا تعالے نے جمع کیے ہین اور معنے اول خوب ظاہر ہین اور وہ روایت کہ زیادہ کیا گیا ہے اسمین اختصر لی الکلام اول ہی معنے
پر دلالت کرتی ہے اور فتح دیا گیا مین دشمنون کے دل مین رعب ڈالنے کے ساتھ اور حلال کی گئین میرے لیے غنیمتین اور کی گئی میرے لیے زمین مسجد اور
پاک کرنیوالی اور بھیجا گیا مین ساری خلقت کی طرف اور ختم کی گئی میرے ساتھ نبوت نقل کی یہ مسلم نے ف یعنے وحی منقطع ہوئی اور رسالت تمام ہوئی بعد میرے
کوئی بھی نبی نہوگا اور دین کامل ہوا اور حضرت عیسی کا اترنا بھی اسی دین کے خوب رواج دینے کو ہوگا (وعنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بعثت
بجوامع الکلم ونصرت بالرعب وبینا انا نائم رایتنی اتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی متفق علیہ) اور روایت ہے اسی ابو ہریرہ سے یہ کہ رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اٹھایا گیا اور بھیجا گیا مین ساتھ جامع کلمون کے اور فتح دیا گیا مین ساتھ خوف کے اور ایک وقت خواب مین دیکھتا ہون اپنے تئین کہ
دیا گیا مین زمین کے خزانون کی کنجیان پس رکھی گئین میرے آگے ف ع مراد یہ ہے کہ سہل کیا اللہ تعالے نے حضرت کے لیے اور انکی امت کے لیے فتح ہونا
شہرونکا اور خزانون کا نکالنا یا مراد ہین کانین زمین کی جسمین سونا چاندی وغیرہ ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ان اللہ زوی لی الارض فرایت مشارقہا ومغاربہا وان امتی سیبلغ ملکہا ما زوی لی منہا واعطیت الکنزین الاحمر والابیض وانی سالت ربی
لامتی ان لا یہلکہا بسنۃ عامۃ وان لا یسلط علیہم عدوا من سوی انفسہم فیستبیح بیضتہم وان ربی قال یا محمد انی اذا قضیت قضاء فانہ لا یرد وانی
اعطیتک لامتک ان لا اہلکہم بسنۃ عامۃ وان لا اسلط علیہم عدوا من سوی انفسہم فیستبیح بیضتہم ولو اجتمع علیہم من باقطارہا حتی یکون بعضہم یہلک
بعضا ویسبی بعضہم بعضا رواہ مسلم) اور روایت ہے ثوبان سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالے نے سمیٹی میرے لیے زمین
یعنے اسکو سمیٹ کر مثل ہتھیلی کے کر دیا پس دیکھا مین نے اسکی مشرقون اور مغربون کو یعنے تمام زمین دیکھی اور بیشک میری امت قریب ہے کہ پہونچے اسکی بادشاہی
اس مسافت کو کہ اکٹھی کی گئی میرے لیے زمین سے یعنے مشرق اور مغرب مین بادشاہ ہووین اور تصرف کرین اور دیے گئے میرے لیے دو خزانے سرخ اور سفید
ف ع یعنے سونے اور چاندی کے یعنے ایک تو کسرے کا خزانہ جو بادشاہ ہے فارس کا کہ وہان سونا بہت ہے اور ایک قیصر کا خزانہ کہ جو بادشاہ ہے روم کا کہ وہان
چاندی بہت ہے اور بیشک مین نے مانگا اپنے رب سے اپنی امت کے لیے کہ نہ ہلاک کرے امت کو ساتھ قحط عام کے یعنے ایسا قحط نہو کہ ساری امت کو ہلاک
کر دے اور یہ کہ نہ مسلط کرے انپر دشمن سوائے مسلمانون کے یعنے کافر پس مباح جانے اور لے لے جگہ انکے جمع ہونے کی اور سلطنت کی یعنے ایسا نہو کہ دشمن جگہ
انکی بود و باش کی لے لے اور سب کو ہلاک کر ڈالے اور بیشک فرمایا میرے رب نے اے محمد تحقیق جب حکم کرون مین کسی امر کا پس بالاشبہ وہ نہین پھرتا اور تحقیق مین نے
دیا تجکو یعنے عہد اپنا تیری امت کے لیے یعنے امت اجابت کے لیے یہ کہ نہ ہلاک کرونگا مین انکو ساتھ قحط عام کے اور یہ کہ نہ مسلط کرونگا مین انپر کوئی دشمن
سوائے مسلمانون کے پس مباح کرے وہ جگہ انکی بود و باش کی اگرچہ جمع ہووین انپر وہ لوگ کہ زمین کے تمام طرفون مین ہین یعنے اگرچہ کافر سارے جہان کے جمع ہون

اپنے لشکر کے یہ ہو اتنا کہ ہو وین تیری امت مین سے بعضے کہ ہلاک کرین بعضون کو اور قید کرین بعضے بعضون کو نقل کی یہ مسلم نے ف ت یعنے کافرون
کا ان سب پر غلبہ اور تسلط نہوگا اور سارا ملک اسلام سے نکلیگا لیکن تیری امت آپس مین لڑائی کریگی اور بعضے بعضون کو ہلاک اور قید کرین اسیطرح قضاے ربی
اور تقدیر الٰہی مقرر ہوگئی ہر گز تغیر و تبدیل نپاوے (وَعَنْ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَسْجِدِ بَنِيْ مُعَاوِيَةَ دَخَلَ فَرَكَعَ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْنَا مَعَهٗ وَدَعَا
رَبَّهٗ طَوِيْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ سَاَلْتُ رَبِّيْ ثَلٰثًا فَاَعْطَانِيْ ثِنْتَيْنِ وَمَنَعَنِيْ وَاحِدَةً سَاَلْتُ رَبِّيْ اَنْ لَّا يُهْلِكَ اُمَّتِيْ بِالسَّنَةِ فَاَعْطَانِيْهَا وَسَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا يُهْلِكَ اُمَّتِيْ بِالْغَرَقِ
فَاَعْطَانِيْهَا وَسَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا يَجْعَلَ بَاْسَهُمْ بَيْنَهُمْ فَمَنَعَنِيْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے سعد سے یہ کہ تحقیق نبی صلی الله علیه وسلم گذرے بنی معاویہ کی مسجد پر ف ت بنی
معاویہ ایک قبیلہ ہے انصار مین سے اور ایک نشان اس مسجد کا مدینہ منورہ سے باہر ہے ت پس گئے آنحضرت مسجد مین اور انہین پڑھین دو رکعت یعنے نفل
یا فرض اور ہمنے بھی پڑھین حضرت کے ساتھ اور دعا مانگی آنحضرت نے اپنے رب سے بڑی دعا یعنے بڑی دیر تک التحیات مین مانگی یا بعد اسکے اور ظاہر دوسری
بات ہے پھر فارغ ہوئے نماز و دعا سے پس فرمایا کہ مانگین مین نے اپنے رب سے تین چیزین سو عنایت کین اسنے مجکو دو اور نہ دی مجکو ایک مانگا مین نے اپنے پروردگار
سے یہ کہ نہ ہلاک کرے میری امت کو ساتھ قحط عام کے سو دی مجکو یہ اور مانگا مین نے یہ کہ نہ ہلاک کرے میری امت کو ساتھ ڈوبنے کے یعنے ساری امت ڈوب جاوے
عذاب سے جیسے کہ قوم فرعون دریاے نیل مین غرق ہوئی اور قوم نوح طوفان سے سو یہ بھی عنایت ہوئی مجھے اور مانگا مین نے یہ کہ نہ گردانے آپس مین انکے
لڑائی یعنے آپس مین جنگ نہ کرین سو یہ نہ دی مجکو ف ت اس جگہ سے معلوم ہوا کہ بعضی دعا انبیا علیهم السلام کی بھی قبول نہین ہوتی ت نقل کی یہ مسلم نے
(وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ لَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قُلْتُ اَخْبِرْنِيْ عَنْ صِفَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرٰىةِ قَالَ اَجَلْ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمَوْصُوْفٌ
فِي التَّوْرٰىةِ بِبَعْضِ صِفَتِهٖ فِي الْقُرْاٰنِ يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّحِرْزًا لِّلْاُمِّيِّيْنَ اَنْتَ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ
وَّلَا سَخَّابٍ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ وَيَغْفِرُ وَلَنْ يَّقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰی يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِاَنْ يَّقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيَفْتَحُ بِهَا اَعْيُنًا عُمْيًا
وَّاٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَكَذَا الدَّارِمِيُّ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ سَلَامٍ نَحْوَهٗ وَذُكِرَ حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ فِيْ بَابِ الْجُمُعَةِ) اور روایت ہے عطا
بن یسار سے کہا انھون نے کہ ملا مین عبد الله بن عمرو بن العاص سے کہا مین نے مجکو خبر دو رسول الله صلی الله علیه وسلم کی بعضی صفتون سے کہ جو توریت مین
مذکور ہین ف ع ظاہر عبد الله بن عمرو نے توریت پڑھی ہو یا آنحضرت سے یا بعضے اہل کتاب سے جو ایمان لائے تھے سنی ہو اور عبد الله بن عمرو تھے
اہل علم و کتاب سے کہ عالم تھے اگلی کتابون کے اور پڑھی تھین وہ اور لکھتے تھے آنحضرت کی حدیثین اور یہ بھی کثیر الاحادیث مین جیسے ابو ہریرہ کہا عبد الله
بن عمرو نے ہان خبر دیتا ہون تجکو آنحضرت کی صفت کی جو توریت مین ہے خدا کی قسم بیشک وصف کیے گئے ہین آنحضرت توریت مین ساتھ بعضی صفتون
اپنی کے جو مذکور ہین قرآن مین اس آیت مین اے نبی تحقیق بھیجا ہمنے تجکو شاہد امت کے احوال پر اور خوشخبری دینے والا فرمانبردارون کو ثواب کی اور ڈرانیوالا
گنہگارون کو عذاب سے اور پناہ واسطے امیون کے ف مراد امیون سے عرب ہین کہ وہ پڑھنا لکھنا اکثر نہین جانتے تھے یا اسلیے کہ ام القری کی طرف
جو مکہ کا نام ہے نسبت کیے گئے ہین اور تخصیص عرب کی اسلیے ہے کہ آنحضرت انھین مین سے ہین اور انھین مین مبعوث ہوئے انکی محافظت کے لیے اہل عجم کے
غلبہ سے اور اگر پناہ گمراہیون شیطانی اور آفات نفسانی سے مراد رکھین تو بھی وجود برکت آمود آنحضرت کا تمام عالم کے لیے پشت پناہ ہے اور بعضون نے کہا ہے
کہ مراد پناہ سے نگہبانی قوم کی ہے برباد ہونے اور عذاب کے اترنے سے انپر جب تک آپ ہون اس قوم مین چنانچہ قرآن شریف مین فرمایا وما کان الله لیعذبهم
وانت فیهم ت تو بندہ خاص ہے میرا ای محمد کہ بندگی خاص کی حقیقت مین کوئی تیرا شریک نہین اور رسول ہے میرا بھیجا ہوا خلق کی طرف مین نے تیرا نام رکھا متوکل
کہ سب کاروبار اپنے تو نے مجھے سونپے اور اصلا اپنے زور اور طاقت پر بھروسا نکیا ایسا متوکل کہ نہین بدخو اور نہ سخت گو یا سخت دل اور نہ غل مچانے والا بازارون
ف ت تخصیص بازارون کی بسبب عرف و عادت کے ہے کہ وہان شور و غوغا بہت ہوتا ہے ت اور نہین دور کرتا بدی کو بدی کے ساتھ یعنے جو اسکے ساتھ

برائی کرے وہ اسکی سزا نہیں دیتا ولیکن درگذر کرتا ہی اور دعا مانگتا ہی اور دعا سے مغفرت کرتا ہی اسکے لیے بلکہ احسان کرتا ہی اور نہ قبض کریگا اللہ روح اسکی یہانتک
کہ سیدھا کرے اور ہدایت کرے سبب انکے قوم ٹیڑھی اور گمراہ کو ساتھ اسطرح کے کہیں نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور یہانتک کہ کھولے خدا تعالے سبب اس کلمہ
طیبہ کے آنکھیں اندھی اور کان بہرے اور دل کہ نہ سمجھیں اور نہ یاد رکھیں گویا غلاف اور پردہ میں ہیں نقل کی ہی بخاری نے یعنے عطا ابن یسار سے اور اسی طرح
نقل کیا اسکو دارمی نے عطا ابن یسار سے انہنے عبد اللہ بن سلام سے مانند اس حدیث کے کہ روایت کی بخاری نے عطا سے انہنے عبد اللہ بن عمرو سے اور ذکر
کی گئی حدیث ابی ہریرہ کی آنحضرت کے فضائل میں کہ اسکے اول لفظ نحن الآخرون کا ہی بیچ باب جمعہ کے **الفصل الثانی** فصل دوسری (عن خباب بن
الارت قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ فاطالہا قالوا یا رسول اللہ صلیت صلوٰۃ لم تکن تصلیہا قال اجل انہا صلوٰۃ رغبۃ ورہبۃ وانی
سالت اللہ فیہا ثلثا فاعطانی اثنتین ومنعنی واحدۃ سالتہ ان لا یہلک امتی بسنۃ فاعطانیہا وسالتہ ان لا یسلط علیہم عدوا من غیرہم فاعطانیہا وسالتہ
ان لا یذیق بعضہم باس بعض فمنعنیہا رواہ الترمذی والنسائی) روایت ہی خباب بن ارت سے کہ نماز پڑھائی ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایک نماز یعنے امامت کی ہماری پس دراز کیا اسکو کہا صحابہ نے یا رسول اللہ پڑھی آپ نے نماز ایسی دراز کہ نہیں پڑھتے تھے آپ ایسی دراز نماز فرمایا ہاں اسواسطے
کہ یہ نماز رغبت اور خواہش اور دہشت کی تھی یعنے اسمیں دعا کرتا تھا میں اور امید قبولیت کی اور خوف نہ قبول ہونے کا رکھتا تھا اسلیے نماز دراز پڑھی میں نے اور خشوع
اور خضوع بہت کیا اور تحقیق میں نے اللہ سے مانگیں اسمیں تین حاجتیں سو عنایت فرمائیں مجکو دو اور نہ دی مجکو ایک مانگا میں نے اس سے یہ کہ نہ ہلاک کرے میری امت
کو ساتھ قحط کے یعنے قحط عام کے اور اسی کے حکم میں ہی وبا اور مقصود یہ ہی کہ انپر کوئی بلا ایسی نہ آوے کہ بالکل جڑ بنیاد سے اکھڑ جائیں پس دی مجھے یہ اور چاہا میں نے
اس سے یہ کہ نہ غالب کرے انپر دشمن کو سوا انکے یعنے کفار کو غلبہ کلی نہ دے اسلیے کہ وہ بالکل ہلاک کرنا اور بول بالا کفر کا چاہتے ہیں اور آپس کے دشمنوں سے
یہ بات نہیں ہوتی پس یہ بھی دی مجکو اور چاہا میں نے یہ کہ نہ چکھاوے انکے بعضوں کو بعضوں کا عذاب یعنے آپسمیں لڑائی نہ کریں اور ہلاک نہ کریں ایک دوسرے
کو پس نہ دی مجکو یہ نقل کی یہ ترمذی اور نسائی نے (وعن ابی مالک الاشعری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل اجارکم من ثلث خلال
ان لا یدعو علیکم نبیکم فتہلکوا جمیعا وان لا یظہر اہل الباطل علی اہل الحق وان لا تجتمعوا علی ضلالۃ رواہ ابو داود) اور روایت ہی ابی مالک اشعری سے
کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک اللہ تعالے نے پناہ دی اور بچایا تمکو تین چیزوں سے ایک یہ کہ نہ بد دعا کرے تمپر نبی تمہارا کہ ہلاک ہو جاؤ تم
جیسے بعضے پیغمبروں نے کی دوسرے یہ کہ نہ غالب ہوویں اہل باطل اہل حق پر یعنے کافر اگرچہ بہت ہوں اور مسلمان کم دین اسلام کو ہرگز مٹا نہ سکینگے چنانچہ
حاکم کی روایت میں ہی حضرت عمر رضی سے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ ہمیشہ ایک گروہ میری امت میں سے غالب رہیگا حق پر یہانتک کہ قیامت قائم ہو اور ایک روایت
میں ہی ابن ماجہ کی ابو ہریرہ سے کہ ہمیشہ رہیگا ایک گروہ میری امت میں سے قائم اللہ کے حکم پر نہ ضرر پہونچا سکیگا انکو مخالف انکا تیسرے یہ کہ امت میری
ساری نہ جمع ہو گمراہی پر اور یہ دلیل ہی اسپر کہ اجماع حجت ہی اور اجماع سے مراد ہی ہر زمانے کے مجتہد عالموں کا متفق ہونا ایک حکم شرعی پر نقل کی یہ ابو داود
نے (وعن عوف بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لن یجمع اللہ علی ہذہ الامۃ سیفین سیفا منہا وسیفا من عدوہا رواہ ابو داود) اور روایت
ہی عوف بن مالک سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمع نہ کریگا اللہ تعالے اس امت پر دو تلواریں ایک تلوار اس امت سے اور دوسری انکے
دشمنوں سے توربشتی نے کہا اسکے معنے یہ ہیں کہ حق تعالے اس امت پر دو تلواریں نہ جمع کرے کہ واقع ہو اس سے ہلاک اور استیصال بلکہ جب امت آپسمیں
لڑائی کرے تب خدا تعالے کافروں کو مسلط کرے کہ آپس کی لڑائی سے باز آئیں اور طیبی نے کہا ظاہر یہ ہی کہ وعدہ کیا خدا تعالے نے کہ نہ اکٹھا کرے اس امت
پر دو لڑائیاں ساتھ کہ آپسمیں بھی لڑائی کریں اور کافروں سے بھی بلکہ اگر ایک ہو تو دوسری نہو واللہ اعلم نقل کی یہ ابو داود نے (وعن العباس انہ جاء
الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکانہ سمع شیئا فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر فقال من انا فقالوا انت رسول اللہ قال انا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب

إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ قَبِيلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوتًا فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَيْتًا فَأَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے عباس رضی اللہ عنہ سے کہ وہ آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یعنے غصہ میں بھرے ہوئے پس گویا کہ عباس نے سنا تھا کافرون کا کچھ طعن ف ح آنحضرت کی شان میں کہ کہتے تھے آنحضرت سے زیادہ مستحق تھے ساتھ نبوت کے بڑے عرب پس آنحضرت نے چاہا کہ اپنی شان اظہار کریں تو جانیں کہ کیا بڑی ہے شان انکی اور بزرگ ہیں نسب میں اور بہتر ہیں اور احق ہیں اوروں سے پس کھڑے ہوئے آنحضرت منبر پر پھر فرمایا کون ہوں میں جانتے ہو تم پس کہا صحابہ نے آپ رسول خدا کے ہیں فرمایا آنحضرت نے یعنے اظہار شرف نسب اور اپنی ذات کی بزرگی کے لیے کہ میں محمد ہوں بیٹا عبداللہ بن عبدالمطلب کا یعنی اور عبدالمطلب نہایت بڑے اور شریف اور مشہور تھے عرب میں تحقیق اللہ تعالے نے پیدا کی خلقت یعنے جن و انس پس مجھے کیا بہترین خلقت میں کہ انسان ہیں پھر کیا آدمیوں کو دو فرقے یعنے عرب اور عجم پس کیا مجھکو انکے بہترین فرقہ میں کہ عرب ہیں پھر کیا عرب کو قبیلہ قبیلہ پس کیا مجھکو انکے بہترین قبیلہ میں کہ قریش ہیں پھر کیا قریش کو گھرانہ گھرانہ پس کیا مجھکو انکے بہترین گھرانوں میں کہ گھرانہ ہاشم کا ہے سو میں بہترین تم یا بہترین آدمیوں کا ہوں ذات و حسب میں اور بہترین انکا ہوں گھرانہ اور نسب میں نقل کی یہ ترمذی نے ف ح یعنی مستحق زیادہ ہوں میں سب سے واسطے نبوت کے اور کتاب کے یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر بڑا صاحب نسب ہوتا ہے چنانچہ حدیث ہرقل سے معلوم ہوتا ہے اور یہ بزرگی نبیوں کے لیے لازم رکھا ہے اگر کافر یہ جو کہتے تھے کیوں نہ اترا قرآن اور نبوت مقرر ہوئی عظماے عرب پر وگرنہ نبوت فضل خدا کا ہے سبب اور نسب پر موقوف نہیں جیسا کہ حق تعالے قرآن شریف میں فرماتا ہے واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم وکان فضل اللہ علیک عظیما (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَتَى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ قَالَ وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہا لوگوں نے عرض کیا صحابہ نے یا رسول اللہ کب آپ کے لیے نبوت ثابت ہوئی یعنی کسوقت میں آپ نبوت کو نامزد ہوئے فرمایا ثابت ہوئی میرے لیے اس حال میں کہ آدم درمیان روح اور بدن کے تھے ف ح یعنے انکا پتلہ زمین پر پڑا تھا بیجان اور معنے یہ کہ پہلے متعلق ہونے روح انکی کے بدن سے یہ کنایہ ہے سبقت اور تقدم سے نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنِّي عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِي طِينَتِهِ وَسَأُخْبِرُكُمْ بِأَوَّلِ أَمْرِي دَعْوَةُ إِبْرَاهِيمَ وَبِشَارَةُ عِيسَى وَرُؤْيَا أُمِّي الَّتِي رَأَتْ حِينَ وَضَعَتْنِي وَقَدْ خَرَجَ لَهَا نُورٌ أَضَاءَ لَهَا مِنْهُ قُصُورُ الشَّامِ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مِنْ قَوْلِهِ سَأُخْبِرُكُمْ إِلَى آخِرِهِ) اور روایت ہے عرباض بن ساریہ سے انہوں نے نقل کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہ فرمایا تحقیق میں لکھا ہوا ہوں اللہ کے نزدیک ختم کرنیوالا نبیوں کا کہ بعد میرے کوئی نبی نہو اس حال میں کہ تحقیق آدم البتہ پڑے ہوئے تھے زمین پر اپنی مٹی گوندھی ہوئی میں ف ح طینہ گوندھی ہوئی مٹی اور خلقت اور جبلت کے بھی معنے آئے ہیں یعنے لکھا گیا میں خاتم النبیین اس حال میں کہ آدم درمیان آب و گل کے تھے یعنے پتلہ انکا بن رہا تھا بن نہ چکا تھا اور روح انمیں پھونکی نہ تھی یہاں کہتے ہیں علما کہ آنحضرت کی نبوت پہلے ہونے سے کیا مراد ہے اگر علم اور تقدیر الٰہی ہے تو سب انبیا کی نبوت کو شامل ہے اور اگر بالفعل ہے تو وہ دنیا میں ہوئی اسوقت کہاں جواب اسکا یہ ہے کہ مراد اظہار نبوت ہے فرشتوں میں اور روحوں میں جیسا کہ وارد ہے لکھنا اسم شریف کا عرش اور آسمان اور بہشت کے محل اور انکے بالاخانوں پر اور حورعین کے سینوں پر اور پتوں پر جنت کے درختوں کے اور درخت طوبے کے اور فرشتوں کی آنکھوں اور بھووں پر پر بعضے عارفوں نے کہا ہے کہ روح شریف آنحضرت کی نبی تھی روحوں میں کہ انکو تربیت کرتی تھی جیسا کہ اس عالم میں ساتھ بدن شریف کے مربی بدنوں کی تھی اور روحوں کا بدن سے پہلے پیدا ہونا بلاشبہ ثابت ہے واللہ اعلم ف ث اور اب خبر دونگا میں تمکو ساتھ اول امر اپنے کے کہ وہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہے ف ع یعنے اول جو ظاہر ہوئی نبوت میری اور عالی مرتبہ میرے دنیا میں تو انکی زبان سے ہوئی کہ دعا کی انہوں نے وقت بنانے خانہ کعبہ کے میری رسالت کے لیے چنانچہ آیت ربنا وابعث فیہم رسولا منہم اسپر دلالت کرتی ہے ف ث اور خبر بشارت اول امر اپنا خوشخبری دینا

عیسیٰ کا ہی یعنی جیسے کہ اس آیت مین ہی ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد اور بشیر یہ مشہور اول امر میرا خواب دیکھنا میری مان کا ہی کہ دیکھا انھون نے جب جنا مجکو
ف ع کہا طیبی وغیرہ نے احتمال ہی کہ مراد ہو اس دیکھنے سے خواب مین یا بیداری مین پس پہلی صورت مین معنی جننے کے قریب جننے کے ہونگے کیونکہ جیسے
ایک روایت مین آیا ہی کہ جب حضرت کی والدہ آمنہ نام قریب جننے کے پہونچین تو خواب مین دیکھا کہ ایک فرشتہ نے انکو کہا کہ کہ پناہ مین دیتی ہون اسکو یعنی
اپنے بچے کو کہ پیدا ہوگا کہ حضرت تھے واحد کی شر ہر حاسد کے سے اور ایک پہلے وقت حمل رہنے کے خواب مین دیکھا تھا کہ فرشتہ کہتا ہی کہ تو جانتی ہی کہ تجھے حمل
رہا ہی سید اس امت کا اور نبی کا اور دوسری صورت مین کہ جاگتے مین دیکھا ہی ہوگی مراد یہ یعنی وہ چیز کہ دیکھی محذوف اور وہ وہ ہی کہ دلالت کرتا ہی اسپر یہ قول حضرت کا
ستھا اور تحقیق ظاہر ہوا میری مان سے ایک نور کہ روشن ہوئے انکے لیے اس نور سے محل شام کے ف ع جیسا کہ اخبار مین آیا ہی کہ آنحضرت کے پیدا
ہونے کے وقت ایک نور آمنہ سے ظاہر ہوا کہ ولایت شام کے گھر نمایان ہوئے اور یہ بشارت ہی اس سے کہ ظاہر ہوگی حضرت کی نبوت مابین مشرق اور
مغرب کے اور مضمحل ہوگی اس سے ظلمت کفر اور ضلالت کی ف نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ مین یعنی ساتھ اسناد اپنی کے عرباض سے اور روایت کیا اسکو
امام احمد نے ابی امامہ سے قول انکے ساجد لکم سے آخر تک (وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا سید ولد آدم یوم القیامۃ ولا فخر وبیدی
لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ آدم فمن سواہ الا تحت لوائی وانا اول من تنشق عنہ الارض ولا فخر رواہ الترمذی) اور روایت ہی ابو سعید سے کہا فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین بہتر ہون اولاد آدم ہون قیامت کے دن اور فرمایا کہ نہین کہتا مین یہ از راہ فخر کے اور اترانے کے ف ع بلکہ واسطے
شکر اور بیان کرنے نعمت پروردگار کے اور بجالانے حکم پروردگار کے کہتا ہون کہ فرمایا ہی واما بنعمۃ ربک فحدث اور اسلیے بھی کہتا ہون کہ لوگ میری قدر پہچانین
اور اعتقاد رکھین اور عمل کرین مقتضا سے اسکی توقیر وتعظیم اور محبت اور ایمان کے اسی اندازہ پر ہی اور میرے ہاتھ مین ہی یعنی میرے تصرف مین اور میرے
قیامت کے مقام محمود مین نیزہ حمد کا ف ع اور نہین فخر سے کہتا مین مراد نام آوری ہونا اور یگانہ ہونا آنحضرت کا حمد مین ہی کل خلائق پر اور عرب شہرت کے
مقام مین نیزہ کھڑا کرتے ہین اور آنحضرت کو حمد کے ساتھ نسبت ہی خاص کہ انکا نام محمد اور احمد ہی اور صاحب مقام محمود ہین اور انکی امت کو حمادون کہا کہ شادی
وغمی مین خدا کی حمد کہتے رہتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حامد ومحمود ہونگے اور حمد الٰہی کے ساتھ دروازہ شفاعت کا کھلواوینگے جیسا کہ شفاعت مین
گذرا بیان اسکا ترجمہ اور نہین کوئی پیغمبر قیامت کے دن کیا آدم اور کیا سوا انکے مگر میرے نیزہ کے نیچے آوینگے اور پناہ ڈھونڈینگے اور میرے تابع ہونگے
ف ع اس جگہ سے معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت کو ظاہر کا بھی نیزہ ہوگا جیسا کہ بادشاہون اور سردارون کے لیے ہوتا ہی اور نام اسکا لواء الحمد ہوگا ترجمہ اور مین
اول ہون انکا کہ پھٹے انسے زمین یعنی اول قبر سے مین ہی نکلونگا اور نہین مجکو فخر اسپر بلکہ اقرار ہی فضل حق کا اور اسکی نعمت کا شکر ہی نقل کی یہ ترمذی نے (وعن
ابن عباس قال جلس ناس من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخرج حتی اذا دنا منہم سمعہم یتذاکرون قال بعضہم ان اللہ اتخذ ابراہیم خلیلا وقال
آخر موسیٰ کلمہ تکلیما وقال آخر فعیسیٰ کلمۃ اللہ وروحہ وقال آخر آدم اصطفاہ اللہ فخرج علیہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال قد سمعت کلامکم وعجبکم
ان ابراہیم خلیل اللہ وہو کذلک وموسیٰ نجی اللہ وہو کذلک وعیسیٰ روح اللہ وکلمتہ وہو کذلک وآدم اصطفاہ اللہ وہو کذلک الا وانا
حبیب اللہ ولا فخر وانا حامل لواء الحمد یوم القیامۃ تحتہ آدم فمن دونہ ولا فخر وانا اول شافع واول مشفع یوم القیامۃ ولا فخر وانا اول من یحرک حلق الجنۃ
فیفتح اللہ لی فیدخلنیہا ومعی فقراء المؤمنین ولا فخر وانا اکرم الاولین والآخرین ولا فخر رواہ الترمذی والدارمی) اور روایت ہی ابن عباس سے
کہا کہ بیٹھے تھے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یارون سے پس نکلے آنحضرت گھر سے یہان تک کہ جب نزدیک ہوئے انسے سنا انکو کہ آپس مین
ذکر کرتے ہین کہا انکے بعضون نے کہ ابراہیم کو اللہ نے دوست پکڑا اور دوسرے صحابیون نے کہا کہ موسیٰ سے خدا تعالیٰ نے باتین کین اور اورون نے
کہا عیسیٰ کلمہ ہین خدا کے کہ ایک کلمہ کن کے ساتھ بے اسباب مقرری کے پیدا ہوئے اور گہوارے مین باتین کین لڑکین مین لوگون سے اور روح ہین

خدا کی کہ خدا نے روح الامین کو انکی ماں کے پاس بھیجا اور پھونک ماری اور اس سے عیسیٰ پیدا ہوئے اور بھی انکی روحانیت کے آثار اس سے ظاہر ہوئے کہ
مردوں کو زندہ کرتے تھے اور کہا اوروں نے آدم کو برگزیدہ کیا خدا تعالیٰ نے کہ انکو نام سب چیزوں کے سکھائے اور فرشتوں سے سجدہ کروایا اصحاب
ان نبیوں کا ذکر کر رہے تھے اور تعریف کر رہے تھے پس نکلا ایکبارگی انپر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کہ تحقیق سنا میں نے تمہارا کلام اور تعجب
کرنا تمہارا کہ ابراہیم دوست اللہ کے ہیں وہ ایسے ہی ہیں بیشک خدا کے دوست خاص اور موسیٰ ہمراز و ہمسخن خدا کے ہیں اور وہ بھی ہیں ایسے ہی اور عیسیٰ
خدا کے کلمہ ہیں اور روح اسکی اور وہ بھی ایسے ہی ہیں اور آدم کو برگزیدہ کیا اللہ نے اور وہ بھی ایسے ہی ہیں برحق خبردار ہو اور میں حبیب خدا کا ہوں اور نہیں
فخر سے کہتا ہوں فقط اور کہا ہے علما نے کہ حبیب وہ دوست ہے کہ مقام محبوبیت تک پہونچا ہو اور خلیل دوست مطلق ہے اگرچہ انبیا اور رسول بلکہ تمام
ایمان والے بھی دوست اور محبوب درگاہ الٰہی کے ہیں لیکن اس جگہ کلام کمال مرتبہ اعلیٰ اور خاص درجہ میں ہے انتہی اور ملا علی نے کہا خلیل دوست ہے
اپنی حاجت کے لیے اور حبیب دوست ہے بلا غرض اور یہی دلیل اسپر کہ مرتبہ آنحضرت کا محبوبیت حق میں درجہ کمال کو پہونچا ہے آیت ہے قل ان کنتم تحبون اللہ
فاتبعونی یحببکم اللہ ترجمہ اور میں اٹھانے والا ہونگا علم حمد کا قیامت کے دن آدم اور آدم کے سوا جو ہیں سب اسکے نیچے ہونگے اور میں ہونگا اول شفاعت
کرنے والا اور اول شفاعت قبول کیا گیا قیامت کے دن اور نہیں فخر سے اور میں ہونگا اول انکا جو حلقے ہلاوینگے دروازے بہشت کے اور قفل کھلا چاہینگے
پس کھولیگا خدا تعالیٰ میرے واسطے دروازہ بہشت کا پھر مجھکو داخل کریگا اس میں یعنی فرشتوں کو حکم کریگا دروازہ کھولنے کا اور مجھکو اندر لیجائیگا اور ہونگے
میرے ساتھ فقیر مسلمان ہونگے اور نہیں فخر سے یعنی مہاجرین اور انصار وغیرہ سے جو غریب اور اپنے مرتبے کے پہلے داخل ہونیوالے ہیں چنانچہ آنحضرت نے فرمایا
داخل ہونگے جنت میں میری امت کے فقیر اغنیا سے پانسو برس پہلے اور یہ دلیل ہے واضح اسپر کہ فقیر صابر بہتر ہے غنی شاکر سے اور نہیں ہے فقیر صوفیوں
نزدیک فاقہ اور حاجت بلکہ فقر انکے نزدیک ہے محتاج ہونا خدا تعالیٰ کی طرف دل سے غیر اسکے کی طرف التفات نکرنا اور کاملوں سے فقیر ایک جماعت اور ثوری نے
کہا فقر یہ ہے کہ تنگی میں ہو مال نہ ہونے پر اور خرچ کرنا ہو ہونے پر اور فقر نفس سے پناہ مانگی ہے آنحضرت نے اور تعریف کی غنائے نفس کی اور یہ فقر اور غنا باز رکھے ہوئی
وہ مجرے میں اور حالت فقر باز رکھتی ہے بہت گرفتاریوں سے اسی لیے حق تعالیٰ نے انبیا و اولیا کے لیے مقرر رکھی اور اور دلیل یہ ہے کہ فقیر کافر کو عذاب ہلکا ہو
دوزخ میں غنی کافر سے تو کچھ فائدہ دے یہ فقر مومن کو جنت میں سبقت اور میں ہوں بزرگتر اگلوں اور پچھلوں کا اور نہیں فخر نقل کی یہ ترمذی اور دارمی نے
فقط اور ظاہر یہ ہے کہ مراد اگلے پچھلوں سے انبیا ہوں (وعن عمرو بن قیس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نحن الآخرون ونحن السابقون یوم القیمۃ
وانی قائل قولا غیر فخر ابراہیم خلیل اللہ وموسی صفی اللہ وانا حبیب اللہ ومعی لواء الحمد یوم القیمۃ وان اللہ وعدنی فی امتی واجارہم من ثلث لا یعمہم بسنۃ
ولا یستاصلہم عدو ولا یجمعہم علی ضلالۃ رواہ الدارمی) اور روایت ہے عمرو بن قیس سے یہ کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم پچھلے ہیں اور ہیں
ہم سابق اور اول یعنی جنت کے داخل ہونے میں اور اور مراتب میں قیامت کے دن اور میں کہنے والا ہوں ایک بات بغیر فخر کے یعنی بلکہ مقصود اس
بیان واقعی ہے وہ یہ کہ ابراہیم دوست خدا کے ہیں اور موسیٰ برگزیدہ ہیں خدا کے اور میں حبیب ہوں خدا کا یعنی محبوب اور محب ہوں شاہد ہیں اور میرے ساتھ ہوگا
جھنڈا حمد کا کہ دلالت کرے میرے احمد و محمود ہونے پر قیامت کے دن یعنی مقام محمود میں اور تحقیق اللہ نے وعدہ کیا ہے مجھسے یعنی خبر کیا امت کے حق میں اور پناہ دی
رکھا انکو تین چیزوں سے نہ ہلاک کریگا انکو ساتھ قحط کے اور نہ بھیجیگا انپر دشمن جو ہلاک کرے انکو جڑ سے یعنی سب کو اور نہ جمع کریگا انکو گمراہی
پر یعنی سب متفق نہونگے ایک امر باطل پر کہ وہ سبب گمراہی کا ہو نقل کی یہ دارمی نے (وعن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انا قائد المرسلین ولا فخر وانا
خاتم النبیین ولا فخر وانا اول شافع ومشفع ولا فخر رواہ الدارمی) اور روایت ہے جابر سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں آگے چلنے والا رسولوں کا ہوں
یعنی میں آگے چلونگا انکے اور وہ پیچھے پیچھے میرے آوینگے بہشت کو یا حشر کے میدان میں اور نہیں کہتا میں یہ فخر سے اور میں ختم کرنے والا ہوں نبیوں کا اور کچھ فخر سے

کہتا ہون اور مین ہون پہلا شفاعت کرنیوالا اور پہلا شفاعت قبول کیا گیا اور نہ فخر سے کہتا ہون نقل کی یہ دارمی نے (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا اِذَا بُعِثُوْا وَاَنَا قَائِدُهُمْ اِذَا وَفَدُوْا وَاَنَا خَطِیْبُهُمْ اِذَا اَنْصَتُوْا وَاَنَا مُسْتَشْفِعُهُمْ اِذَا حُبِسُوْا وَاَنَا مُبَشِّرُهُمْ اِذَا اَیِسُوْا اَلْکَرَامَةُ
وَالْمَفَاتِیْحُ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَلِوَاءُ الْحَمْدِ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَاَنَا اَکْرَمُ وُلْدِ اٰدَمَ عَلٰی رَبِّیْ یَطُوْفُ عَلَیَّ اَلْفُ خَادِمٍ کَاَنَّهُمْ بَیْضٌ مَّکْنُوْنٌ اَوْ لُؤْلُؤٌ مَّنْثُوْرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَقَالَ
التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ) اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مین اول لوگون سے نکلنے والا ہونگا قبر سے جب اٹھائے جاوینگے
قبرون سے اور مین پیشوا ہونگا انکا جب آوین وہ بارگاہ خداوندی مین اور مین انکا خطبہ پڑھنے والا ہونگا جسوقت چپ رہینگے وہ فرشتے یعنے عذر کرنے سے
اور متحیر ہونگے اور کلام نہ کرسکینگے اسوقت مین انکی طرف سے عذر بیان کرونگا اور شفاعت کرونگا خدا سے پس مین ہی اسوقت کلام کرسکونگا اس مقام
مین اور کوئی حتی کہ بڑے بڑے انبیا پس ثنا کرونگا اللہ تعالے کی ایسی ثنا کہ لائق اسکے ہے اور نہین اذن دیا جاویگا کسی کو اسوقت کلام کرنیکا سوائے میرے
پس حضرت مخصوص ہین اس قول حق سبحانہ کے سے ہٰذا یوم لا ینطقون ولا یؤذن لہم فیعتذرون یا یہ محمول ہے اول امر پر یا خاص کفار کے حق مین ت مین
خوشخبری دینے والا ہون مومنون کو شفاعت اور مغفرت اور رحمت کی جب نا امید ہووین ف ح یعنے جب غالب ہو انپر نا امیدی اللہ کی رحمت سے سبب
غلبہ خوف کے اور انبیا سے شفاعت طلب کرین اور وہ اسپر جرات نہ کرسکین اور عذر کرین جیسے کہ حدیث شفاعت مین آیا ہے ت بزرگی اور بزرگی دینی اور
کنجیان بہشت کی اور رحمت کی اسدن یعنے قیامت مین میرے ہاتھ یعنے میرے تصرف مین ہونگی اور جھنڈا احمد کا اسدن ہاتھ مین میرے ہوگا اور مین بڑا بزرگ
ہون اولاد ادم کا پروردگار کے نزدیک ہمیشہ خصوصا اسدن گرد پھرینگے میرے اور خدمت کرینگے میری ہزار خادم گویا کہ وہ خادم انڈے ہین پوشیدہ ف ح
تشبیہ دی حورون کو ساتھ انڈون شترمرغ کے کہ محفوظ ہوتے ہین غبار وغیرہ سے صفائی اور سفیدی مین کہ مخلوط ہو ساتھ تھوڑی سی زردی کے کہ بدن کے
رنگون مین یہ رنگ بہت اچھا ہوتا ہے اور مجمع البحار مین کہا کہ مراد بیض مکنون سے موتی سیپ کے ہین کہ محفوظ ہوتے ہین ہاتھ اور نظر کے پہونچنے سے حاصل
یہ کہ وہ نہایت صاف اور خوشرنگ اور محفوظ لوگون کی نظرون سے اور ہاتھ پہونچنے سے ہونگے یا موتی ہین بکھرے ہوئے نقل کی یہ ترمذی اور دارمی نے
اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب ہے یعنے جیسے موتی بکھرے ہوئے خوب چمکتے ہین بہ نسبت لڑی کے موتیون کے ویسے ہی خوبصورت اور تعداد مین
متفرق اور پھیلے ہوئے حاضر ہونگے (وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاُکْسٰی حُلَّةً مِّنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ اَقُوْمُ عَنْ یَّمِیْنِ الْعَرْشِ لَیْسَ اَحَدٌ
مِّنَ الْخَلَائِقِ یَقُوْمُ ذٰلِکَ الْمَقَامَ غَیْرِیْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَفِیْ رِوَایَةِ جَامِعِ الْاُصُوْلِ عَنْهُ) اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ فَاُکْسٰی) اور روایت ہے ابوہریرہؓ سے اسنے نقل
کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا پس پہنایا جاؤنگا مین حلہ یعنے جوڑا بہشت کے حلون سے پس کھڑا ہونگا عرش کے داہنی طرف نہین کوئی خلائق مین کھڑا
ہووے اسمقام مین میرے سوا اور جامع الاصول کی روایت مین ابی ہریرہؓ سے یہ عبارت زیادہ ہے کہ مین پہلا ان شخصون کا ہونگا کہ پھٹے انسے زمین پس
پہنایا جاؤنگا مین حلہ الخ (وَعَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ سَلُوا اللّٰہَ لِیَ الْوَسِیْلَةَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الْوَسِیْلَةُ قَالَ اَعْلٰی دَرَجَةٍ فِی الْجَنَّةِ لَا یَنَالُهَا اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ
وَاَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ اَنَا هُوَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے ابوہریرہ سے اسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے اللہ سے مانگو میرے لیے وسیلہ ف ح
یعنے جو کہ ذکر کیا گیا اذان کی دعا مین یہ دعا منگوانا آنحضرت کا امت سے واسطے اظہار محتاجگی کے ہے خدا تعالی کی طرف اور از راہ انکسار نفس کے یا اسلیے کہ فائدہ
امت اور ثواب اسکے سبب یا رہنمائی امت کے لیے کہ مانگے ہر ایک انمین سے اپنے یار کے لیے دعا ت کہا صحابہ نے یا رسول اللہ اور کیا ہے وسیلہ
فرمایا بہت بلند درجہ ہے جنت کا نہ پاویگا اسکو مگر ایک مرد امید رکھتا ہون کہ ہوئین وہ مرد ف ح یہ تواضع ہے آنحضرت کی اور پاس ادب ہے درگاہ خداوندی کا ورنہ متعین ہے
کہ وہ حضرت ہی ہین ت نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ کُنْتُ اِمَامَ النَّبِیِّیْنَ وَخَطِیْبَهُمْ وَصَاحِبَ
شَفَاعَتِهِمْ غَیْرَ فَخْرٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے ابی بن کعب سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ جب ہو قیامت کا دن ہونگا مین امام اور پیشوا سب نبیون کا

یعنی مقام محمود دینا اور خطاب انکا یعنی حبیب وہ حبیب ہوئے کہ بیچ انکی طرف سے کلام کر دیا گیا ہے اکا اوپر گذرا اور صاحب شفاعت انکا بغیر فخر کے کہتا ہوں میں نقل
کی یہ ترمذی نے (وعن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل نبی ولاۃ من النبیین وان ولیی ابی وخلیل ربی ثم قرأ ان
اولی الناس بابراہیم للذین اتبعوہ وہذا النبی والذین آمنوا واللہ ولی المؤمنین رواہ الترمذی) اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا فرمایا رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک واسطے ہر نبی کے ہیں دوست و نزدیک تر نبیوں میں سے اور تحقیق میرے دوست اور قریب باپ میرے ہیں اور دوست میرے
پروردگار کے یعنی ابراہیم ہیں پھر پڑھی آنحضرت نے یعنی تائید واسطے اس کلام کے یہ آیت کہ تحقیق نزدیکتر لوگوں کے ساتھ ابراہیم کے البتہ
وہ ہیں کہ جنہوں نے متابعت کی ابراہیم کی یعنی انکے زمانہ میں اور بعد انکے اور یہ نبی یعنی آنحضرت کا ہو چکا ابراہیم کی متابعت اور موافقت کے دین
اور شریعت میں اور وہ لوگ کہ ایمان لائے اور خدا تعالیٰ دوست ہے مسلمانوں کا اور مددگار نقل کی یہ ترمذی نے (وعن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال ان اللہ بعثنی لتمام مکارم الاخلاق وکمال محاسن الافعال رواہ فی شرح السنۃ) اور روایت ہے جابر سے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ بیشک خدا تعالیٰ نے بھیجا مجھکو واسطے تمام کرنے اچھی خوبیوں کے اور پورا کرنے اچھے کاموں کے یعنی مجھکو بھیجا ہے واسطے راست کرنے
اور خوب کامل کرنے انکے کے اخلاق باطن اور افعال ظاہر میں نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ میں (وعن کعب یحکی عن التوراۃ قال نجد مکتوبا محمد رسول
اللہ عبدی المختار لا فظ ولا غلیظ ولا سخاب فی الاسواق ولا یجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو ویغفر مولدہ بمکۃ وہجرتہ بطیبۃ وملکہ بالشام وامتہ الحمادون
یحمدون اللہ فی السراء والضراء یحمدون اللہ فی کل منزلۃ ویکبرونہ علی کل شرف رعاۃ للشمس یصلون الصلوۃ اذا جاء وقتہا یتأزرون علی انصافہم
ویتوضؤن علی اطرافہم منادیہم ینادی فی جو السماء صفہم فی القتال وصفہم فی الصلوۃ سواء لہم باللیل دوی کدوی النحل ہذا لفظ المصابیح وروی
الدارمی مع تغییر یسیر) اور روایت ہے کعب احبار سے جو بڑے عالموں میں سے اور اہل کتاب کے عالموں میں سے ہیں نقل کرتے ہیں توریت سے
کہا لکھا ہوا پاتا ہوں میں بیچ توریت میں کہ محمد بھیجا ہوا خدا کا بندہ میرا ہے برگزیدہ نہیں درشت خو اور نہیں سخت گو اور نہ چلانیوالا بازاروں میں اور بدلا نہیں لیتا
برائی کے برائی کا ولیکن معاف کرتا ہے اور بخش دیتا ہے انکی پیدائش کی جگہ مکہ ہے اور جگہ انکی ہجرت کی مدینہ ہے اور بادشاہی انکی شام میں ہوگی بادشاہی
سے مراد ہے دین و نبوت ظہور انکا شام کی ولایت میں اکثر اور بعد اس ملک میں زیادہ ہے اگرچہ بادشاہی آنحضرت کی سارے جہان میں ہے یا یہ مراد ہے کہ بادشاہی
انکی بعد تمام ہونے رسالت انکی کے اور ایام خلافت انکے کے شام میں ہوگی جیسا کہ معاویہ کے لیے اور بعد انکے بنی امیہ کے لیے ہوئی سلطنت اور امت انکی بہت
حمد کرنیوالی ہے اور شکر کرنیوالی خدا تعالیٰ کا حمد اور شکر کرینگے وہ خدا کا شادی اور غمی اور فراخی اور تنگی میں یعنی ہر حال حمد و شکر کرینگے خدا کی ہر منزل میں یعنی
جس مکان میں منزل کریں اور اتریں یا ہر پست مکان میں نیچے اترتے وقت یعنی اس قول سے اور خدا کی بڑائی کرینگے ہر بلندی پر یعنی اللہ اکبر کہتے ہوئے
چڑھینگے رعایت اور نگہبانی کرنے والے ہونگے سورج کی فرض یعنی انکے طلوع وغروب اور زوال کا دھیان رکھینگے نماز و عبادات کے وقتوں کے لیے اور روایت
کیا ہے حاکم نے عبد اللہ بن ابی اوفی سے مرفوعا کہ تحقیق اچھے خدا کے بندوں میں وہ ہیں کہ جو خیال رکھتے ہیں سورج اور چاند اور ستاروں اور سایوں کا خدا تعالیٰ کی یاد
کے لیے اور پڑھینگے نماز جب اسکا وقت آوے ازار باندھیں اپنی کمروں پر یعنی آدھے پر اور یا لنگ پہنیں ستر عورت میں یا مراد یہ ہے کہ اپنی آدھی پنڈلیوں تک
پہنیں اور وضو کریں اپنی طرفوں پر یعنی ہاتھ اور پاؤں اور منہ پر یعنی پورا وضو کریں اور آواز کرنیوالا انکا آواز کریگا آسمان و زمین کے درمیان یعنی اذان کہیگا
بلند مکان پر مانند منارہ وغیرہ کے صف انکی لڑائی میں اور صف انکی نماز میں برابر ہے یعنی برابر کھڑے ہوتے ہیں کافروں سے لڑنے کو اور نماز میں بھی برابر جماعت
کرتے ہیں شیطان اور نفس کے مارنے کو انکی ہے رات کو پست آواز یعنی تسبیح و تہلیل اور ذکر اور قرآن پڑھنے میں جیسے کہ شہد کی مکھی کی آواز یہ لفظ مصابیح کے ہیں اور
نقل کی یہ دارمی نے ساتھ تھوڑی تغییر کے (وعن عبد اللہ بن سلام قال مکتوب فی التوراۃ صفۃ محمد وعیسی بن مریم یدفن معہ قال ابو مودود وقد بقی

فی البیت موضع قبر رواہ الترمذی) اور روایت ہے عبداللہ بن سلام سے کہا کہ لکھی ہوئی ہیں توریت میں صفتیں آنحضرت کی اور یہ بھی لکھا ہوا کہ عیسیٰ بیٹے مریم کے دفن کیے جاوینگے آنحضرت کے ساتھ انکے حجرے میں کہا ابو مودود نے جو حدیث کے راویون میں سے ہیں تحقیق باقی رہی گھر میں یعنے عائشہ رض کے حجرے میں کہ جہان آنحضرت مدفون ہیں ایک قبر کی جگہ وہان نقل کی یہ ترمذی نے ف ع عیسیٰ علیہ السلام مدفون ہونگے گویا حکمت جگہ کے باقی رہنے میں وہان باوجود قصد کرنے بعضے صحابہ کے دفن کا وہان اور نہ میسر آنا اسی کا یہی تھی اور خبر دی ہے بہتون نے جو کہ حجرہ شریف میں داخل ہوئے ہیں کہ دیکھیں انھون نے تین قبرین اسطرح کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر تو مقدم ہے یعنے جانب قبلہ کے اور ابوبکر کی متاخر ہے کہ سر انکا مقابل ہے پشت آنحضرت کے اور سر عمر رض کا مقابل پشت ابوبکر رض کے اور ایک قبر کی جگہ پہلو میں عمر رض کے باقی ہے اور آیا ہے کہ عیسیٰ بعد اترنے اپنے کے زمین میں حج کرینگے اور وہان سے پھر کر آوینگے اور درمیان میں مکہ اور مدینہ کے انتقال کرینگے اور اُٹھا لیجاوینگے مدینہ میں پس دفن کیے جاوینگے حجرہ شریفہ میں حضرت عمر رض کے پہلو میں پس اُٹھینگے وہ دونون صحابی بیچ میں دو نبیون کے علیہم الصلوٰۃ والسلام الی یوم القیامہ رواہ الترمذی

الفصل الثالث فصل تیسری

(عن ابن عباس قال ان اللہ تعالی فضل محمدا صلی اللہ علیہ وسلم علی الانبیاء وعلی اہل السماء فقالوا یا ابا عباس بم فضلہ اللہ علی اہل السماء قال ان اللہ تعالی قال لاہل السماء ومن یقل منہم انی الہ من دونہ فذلک نجزیہ جہنم کذلک نجزی الظالمین وقال اللہ تعالی لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر قالوا وما فضلہ علی الانبیاء قال قال اللہ تعالی وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لہم فیضل اللہ من یشاء الآیۃ وقال اللہ تعالی لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم وما ارسلناک الا کافۃ للناس فارسلہ الی الجن والانس) روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا انھون نے تحقیق اللہ تعالیٰ نے فضیلت دی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیا پر اور اہل آسمان پر یعنے فرشتون پر کہا لوگون نے ای ابو العباس کس چیز کے ساتھ فضیلت دی حق تعالیٰ نے آنحضرت کو آسمان والون پر کہا ابن عباس رض نے کیونکر فضیلت دی کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے فرمایا فرشتون کو یہ کلام اور جو کوئی کہے فرشتون میں سے تحقیق میں معبود ہون خدا کے سوا پس اسکو بدلہ دینگے ہم دوزخ اسی طرح بدلا دیتے ہین ہم ظالمون کو حد سے گذرنے والون ف یعنے حق تعالیٰ نے فرشتون کے لیے ایسی طرح سخت اور تہدید اور تیزی کے ساتھ خطاب کیا اور مقرر کیا انپر عذاب سخت اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مہربانی اور رحمت کے ساتھ کہ تحقیق ہمنے کھولدیے تیرے لیے دروازے برکتون اور بزرگیون کے صاف کھولدینا تاکہ بخشے اُسکے فتح مکہ کی ہی تو کہ بخشے تیرے لیے خدا تعالے گناہ تیرے جو پہلے گذرے اور جو پیچھے آوین ف اس آیت میں تاویلین بہت ہین اور سب توجیہون میں یہ توجیہ خوب ہے کہ یہ کلمہ بزرگی اور مہربانی اور رحم کا ہے نہ اسکے کہ گناہ ہون آقا جب غلام سے خوشی ہوتے ہین تو کہتے ہین ہمنے سب تیرے گناہ بخشدیے جو کچھ کرے تو تجھپر مواخذہ نہین اگرچہ وہ غلام بیگناہ ہو بات کہا لوگون نے اور کیا ہے بزرگی اُنکی انبیا پر کہا ابن عباس رض نے یعنے بیچ بیان بزرگی اُنکی کے انبیا پر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور نہین بھیجا ہمنے کوئی پیغمبر مگر اسکی قوم کی زبان کے ساتھ تو کہ بیان کرے اُنکے لیے احکام و شرایع پس گمراہ کرتا ہے خدا جسکو چاہتا ہے تا تمام آیت اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلعم کے لیے اور نہین بھیجا ہمنے تجھکو مگر تمام لوگون کے لیے پس رسول کیا خدا تعالیٰ نے آنحضرت کو جن اور آدمیون کی طرف ف اور خاص ذکر کرنا آدمیون کا آیت میں اسلیے ہے کہ وہ اشرف المخلوقات ہین اور مقصود اصلی آیت میں تعمیم آدمیون کی ہے تا تخصیص عرب کی جیسے کہ بعضے اہل کتاب کہتے تھے باطل ہوجاوے اور دلیلین آیات اور احادیث ہین بہت ہین اسلیے کہ آنحضرت نبی ہین جنون کے بھی (وعن ابی ذر الغفاری قال قلت یا رسول اللہ کیف علمت انک نبی حتی استیقنت فقال یا ابا ذر اتانی ملکان وانا ببعض بطحاء مکۃ فوقع احدہما الی الارض وکان الآخر بین السماء والارض فقال احدہما لصاحبہ اہو ہو قال نعم قال فزنہ برجل فوزنت بہ فوزنتہ ثم قال زنہ بعشرۃ فوزنت بہم فرجحتہم ثم قال زنہ بمائۃ فوزنت بہم فرجحتہم ثم قال زنہ بالف فوزنت بہم فرجحتہم کانی انظر الیہم ینتثرون علی من خفۃ المیزان قال فقال احدہما لصاحبہ لو وزنتہ بامتہ لرجحہا رواہما الدارمی) اور روایت ہے ابوذر غفاری سے کہ کہا میں نے

یا رسول اللہ کیونکر جانا آپ نے کہ تم نبی ہو یہاں تک کہ یقین کیا آپ نے پس فرمایا آنحضرت نے اے ابو ذر آئے میرے پاس دو فرشتے اس حال میں کہ میں بطحا مکہ کے
ایک جانب میں تھا پس اترا ایک ان دو فرشتوں میں سے زمین کی طرف اور دوسرا آسمان اور زمین کے درمیان پس کہا ایک نے ان دو میں سے اپنے
یار کو کیا وہ یہی ہے یعنی وہی پیغمبر ہے کہ جسکی خبر دی ہم کو حق تعالیٰ نے کہ میرا ایک پیغمبر ہوگا اسکے پاس جاؤ کہا اسکے یار نے ہاں وہی ہے کہا اس ایک نے اپنے
یار سے کہ پس تول اسکو اور اندازہ کر ایک مرد کے ساتھ اسکی امت میں سے پس تولا گیا میں اس مرد کے ساتھ سو غالب آیا میں اسپر پھر کہا تول اسکو دس مرد کے
ساتھ پس تولا گیا میں انکے ساتھ پس غالب آیا میں انپر پھر کہا تول اسکو سو مرد کے ساتھ پس تولا گیا میں انکے ساتھ سو انپر بھی غالب رہا پھر کہا تول اسکو ہزار مرد
کے ساتھ پس تولا گیا میں انکے ساتھ بھی سو انپر بھی غالب ہوا میں گویا کہ میں دیکھتا ہوں ان ہزار مرد کی طرف کہ وہ مجھ پر گرے پڑتے ہیں ترازو کے ہلکا ہونے
سے یعنی جس پلڑے پر وہ تھے ایسا وہ سبب ہلکے پن کے اونچا ہو رہا تھا کہ وہ لوگ ایسے معلوم ہوتے تھے کہ مجھ پر گرے پڑتے ہیں فرمایا آنحضرت نے پس کہا ایک نے
ان دونوں میں سے اپنے یار سے کہ اگر تو اسکو تولے ساتھ اسکی ساری امت کے ساتھ تو بیشک غالب آوے گا ساری امت پر نقل کیں یہ دونوں حدیثیں دارمی نے
(وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتب علی النحر ولم یکتب علیکم وامرت بصلوٰة الضحیٰ ولم تؤمروا بها رواه الدارقطنی) اور روایت
ہے ابن عباس سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرض کی گئی مجھ پر قربانی اور نہیں فرض کی گئی تم پر یعنی آنحضرت پر قربانی واجب تھی ہر حال میں
اگرچہ غنی نہ ہوں اور امت پر مگر جب غنی ہوں اور میں نماز چاشت کا حکم کیا گیا یعنی بطور وجوب کے اور تم امر نہیں کیے گئے ساتھ اسکے یعنی تم پر واجب نہیں بلکہ سنت ہے
نقل کی یہ دارقطنی نے باب اسماء النبی وصفاته صلی اللہ علیہ وسلم یہ باب بیچ بیان ناموں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور صفتوں کے جاننا چاہیے کہ
آنحضرت کے نام مبارک بہت ہیں اور قرآن مجید اور آسمانی کتابوں میں مذکور ہیں اور انبیا علیہم السلام کی زبانوں پر اور حدیثوں میں وارد ہیں اور مشہور
آنحضرت کا نام محمد ہے اور یہ نام آپکے دادا عبدالمطلب نے رکھا اور جب لوگوں نے کہا کہ تم نے اپنے بیٹے کا نام اپنے باپ دادا کے نام پر کیوں نہ رکھا اور یہ نام
ہرگز تمہاری قوم میں نہیں ہوا انھوں نے کہا یہ نام اسکا میں نے اس امید پر رکھا ہے کہ تمام اہل زمین کی زبان پر تعریف کیا جاوے اور ایک وجہ یہ بھی ہے
کہ خدا تعالیٰ نے آسمان میں اسکی تعریف کی ہے اور لوگ زمین پر اور آیا ہے کہ عبدالمطلب نے خواب میں دیکھا گویا ایک زنجیر چاندی کی انکی پیٹھ سے نکلی ہے کہ ایک
طرف اسکی آسمان میں ہے اور ایک طرف مشرق میں ہے اور ایک طرف مغرب میں پھر اسکے وہ زنجیر ایک درخت ہو گئی ہے کہ ہر پتے پر اسکے نور ہے اور اہل مشرق
اور مغرب اسکے ساتھ متعلق ہیں پس یہ خواب لوگوں سے کہا انھوں نے تعبیر دی کہ انکی پشت سے ایک شخص ایسا پیدا ہوگا کہ اہل مشرق اور مغرب اسکے
تابعدار ہوں اور تعریف کیا جاوے وہ آسمان و زمین میں اسلیے محمد نام رکھا اور آنحضرت کی والدہ آمنہ نے بھی خواب دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ تجھکو حمل ہوا اس
امت کے سردار اور پیغمبر کا اور جب جنے تو نام اسکا محمد رکھیو اور روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت کے پیدا ہونے سے پہلے کسی کا یہ نام نہ تھا جب اہل کتاب
نے خبر دی کہ قریب ہے کہ پیغمبر آخر زمانہ کا پیدا ہووے اور نام اسکا محمد ہو چار شخصوں نے اپنے بیٹوں کا نام اسی آرزو میں رکھا کہ شرف نبوت سے مشرف
ہوں لیکن یہ چار نام بھی آنحضرت کے نام سے پہلے نہیں ہو سکتے کیونکہ آنحضرت کا نام سنکر یہ نام رکھے تھے اور مواہب لدنیہ میں ذکر کیا ہے کہ القاب اور نام
آنحضرت کے قرآن مجید میں بہت آئے ہیں سو بعضے عالموں نے ننانوے نام جمع کیے ہیں موافق اسمائے الٰہی کے اور قاضی عیاض نے کہا کہ حق جل و علا
نے تیس نام اپنے ناموں میں سے اپنے حبیب کے لیے خاص کیے اور بعضوں نے کہا ہے کہ جب تلاش کیے جاویں آنحضرت کے نام پہلی کتابوں میں اور
قرآن اور حدیث میں تو تین سو نام ہوتے ہیں اور چار سو بھی آئے ہیں اور قاضی ابوبکر ابن العربی نے جو مالکی مذہب کے بڑے عالموں میں سے ہیں
کہا بعضے صوفیوں نے کہا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ہزار نام ہیں اور انکے حبیب کے بھی ہزار نام ہیں مراد اوصاف ہیں اور ہر صفت سے اسم نکلتا ہے اور شیخ ولی
نے ایک کتاب علیحدہ آنحضرت کے ناموں میں تالیف کی ہے اور طیبی نے بائیس نام ذکر کیے اور شرح کی اور مواہب میں لایا گیا ہے نام دو حدیثوں میں اور مراد آنحضرت

کے صفات سے بیان احوال حلیہ شریف اور صورت ظاہر کا ہی اور آنحضرت کی اخلاق اور باطن کی خصلتوں کا بیان اور باب میں ہوگا اللھم صل علی محمد وسلم
بعدد اسمائک الحسنی وبعدد کل معلوم لک وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین الفصل الاول فصل پہلی (عن جبیر بن مطعم قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول
ان لی اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی متفق علیہ)
روایت ہی جبیر سے کہ کہا سنا میں نے آنحضرت سے فرماتے کہ تحقیق میرے پانچ نام ہیں یعنی بہت سے اور مشہور ایک نام میرا محمد ہی اور دوسرا احمد ف ح بعضی نے کہا ہی
محمود بھی آیا ہی اور سب مشتق حمد سے ہیں محمود و تعریف کیا گیا ذات وصفات کی دنیا اور آخرت میں اور محمد بہت تعریف کیا گیا بیحد و بیشمار اور احمد سب سے زیادہ حمد
کیا گیا اسلئے کہ کھولینگے ان میں اور حق تعالے کے پیارے کلام میں اپنے مولا کی بہت تعریف کرنیوالا کہ جو کسی کو معلوم نہیں جیسے مقام محمود میں ہوگا اور کفر اور وسے
اولیے حمد کے اور میرا نام ماحی ہی یعنے مٹانیوالا ایسا کہ مٹاتا ہی اللہ میری دعوت کے سبب کفر کو یعنے زیادہ نسبت اور پیغمبروں کی دعوت سے اور نام میرا حاشر ہی
کہ اٹھائے جاوینگے اور جمع کیے جاوینگے لوگ میرے قدم پر یعنے اول میں قبر سے اٹھونگا پھر اور لوگ میرے پیچھے اور نام میرا عاقب ہی اور عاقب وہ ہی کہ نہ ہووے
پیچھے اسکے کوئی نبی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ح عاقب کے معنی ہیں پیچھے آنیوالا اور مراد یہاں ہی پیچھے آنیوالا سب پیغمبروں کے (وعن ابی موسی
الاشعری قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسمی لنا نفسہ اسماء فقال انا محمد واحمد والمقفی والحاشر ونبی التوبۃ ونبی الرحمۃ رواہ مسلم) اور روایت
ہی ابو موسی اشعری سے کہ کہا تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نام بیان کرتے ہمارے لیے اپنی ذات شریف کے اپنے نام پس فرمایا میں ہوں محمد اور احمد
اور مقفی یعنے پیچھے آنیوالا سب پیغمبروں کے اور حاشر کہ معنے اسکے اوپر کی حدیث میں مذکور ہوئے اور نبی توبہ کا ف ح یعنے ساری خلقت نے آنحضرت کے
ہاتھ پر توبہ کی نبی التوبہ حضرت کا نام اسلیے ہوا کہ آپ توبہ اور رجوع الی اللہ بہت رکھتے تھے اور زبان کی توبہ آپکی امت میں مقبول ہوئی بخلاف اگلی امتوں کے کہ بغیر
قتل اور سزا کے قصور انکا معاف ہوتا تھا اور نبی رحمت کا چنانچہ فرمایا قرآن شریف میں وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین نقل کی یہ مسلم نے (وعن ابی ہریرۃ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا تعجبون کیف یصرف اللہ عنی شتم قریش ولعنھم یشتمون مذمما ویلعنون مذمما وانا محمد رواہ البخاری) اور روایت ہی ابو ہریرہ
سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا تعجب نہیں کرتے تم کہ کیونکر باز رکھتا مجھسے خدا تعالے نے مشرکین قریش کا برا کہنا اور انکا لعنت کرنا کہ وہ کہتے تھے
مذمم کو اور میں محمد ہوں ف ح یعنے وہ بدبخت مشرک آنحضرت کو مذمم کہتے تھے کہ معنی ہیں نقیض محمد کی ہی یعنے مذمت کیا گیا اور آپکا یہ نام لیکر آپ کو برا کہتے اور لعن طعن
کرتے سو آنحضرت نے فرمایا کہ وہ بد کہا اور لعن طعن مذمم کو کرتے ہیں اور میں مذمم نہیں پس کیا ہی اللہ تعالے نے انکی بد کہا سے بچایا مجکو نقل کی بخاری نے
(وعن جابر بن سمرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد شمط مقدم راسہ ولحیتہ وکان اذا ادھن لم یتبین واذا شعث راسہ تبین وکان کثیر
شعر اللحیۃ فقال رجل وجہہ مثل السیف قال لا بل کان مثل الشمس والقمر وکان مستدیرا ورایت الخاتم عند کتفہ مثل بیضۃ الحمامۃ یشبہ جسدہ رواہ مسلم) اور
روایت ہی جابر بن سمرہ سے کہا کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ تحقیق ظاہر ہوئے تھے کچھ بال سفید حضرت کے سر اور داڑھی کے اگلے جانب میں اور جب
تیل لگاتے تھے تو ظاہر نہ ہوتی تھی وہ سفیدی اور جب پراگندہ ہوتے تھے سر مبارک کے بال تو ظاہر ہوتی تھی سفیدی ف ح اسلیے کہ تیل لگانے سے بال مجتمع ہو جاتے ہیں
پس جو تھوڑے بال سفید آپکے کم تھے ظاہر نہ ہوتے تھے اور پراگندگی اور ژولیدگی میں بال جدا جدا ہوتے ہیں پس معلوم ہونے لگتے ہیں سفید سیاہ میں سے اور آنحضرت کے سر اور
داڑھی میں سفید بال بیس سے زیادہ تھے بڑھاپے میں اور بعضی روایت میں اس سے بھی کم آئے ہیں انتہی اور تھے آنحضرت بہت بالوں والے داڑھی کے ف ح
یعنی داڑھی آپکی گھنی تھی ہلکی نتھی جیسے اور روایت میں کث اللحیہ آیا ہی اور حضرت کی داڑھی شریف کی درازی میں کچھ ثابت نہیں ہوا اور صحابہ عظام سے درازی داڑھی کی
منقول ہی چنانچہ آیا ہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی داڑھی نے انکا تمام سینہ دونوں کاندھوں تک بھر دیا تھا اور لکھا ہی کہ حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی کی داڑھی لمبی اور
چوڑی تھی اور ابن عمر سے آیا ہی کہ قبضہ سے زیادہ نہ رکھتے تھے غرض کہ داڑھی ایک مشت سے کم روا نہیں اور زیادہ میں روایات اور آثار مختلف آئے ہیں سنت یہی ہی کہ ایک مٹھی ہو

یعنے وقت بیان کرنے جابر کے حلیہ شریف کو کہ تھا آنحضرت کا چہرہ مبارک مانند تلوار کے یعنے چمک اور روشنی میں لیکن چونکہ یہ موہم تھا طول کو بھی کہا جابر نے نہ بلکہ تھا مانند
سورج اور چاند کے اور تھا چہرہ مبارک آپکا گرد یعنی مائل گلائی کی طرف اور حدیث میں آیا ہو مثل القمر اور ایک میں آیا ہو وکان وجہہ قطعۃ قمر اور ایک اور میں آیا ہو کہ
پاتا تھا روے مبارک آنحضرت کا جیسے چمکتا ہو چودھوین رات کا چاند اور ایک اور حدیث میں آیا ہو کہ ہوتا تھا روے مبارک آپکا جب خوشحال ہوتے مثل آئینہ کے اور
عکس پڑتا تھا صورت دیوار کا چہرہ شریف میں مواہب لدنیہ میں ہو کہ یہ تشبیہین لوگون نے اپنے فہم کے موافق بحسب عرف کے دی ہین ورنہ آنحضرت کے جمال
باکمال کی بابت وجلالت اور حسن وملاحت سے کوئی چیز مشابہت نہین رکھتی رباعی کسی کی بحسن وملاحت بیار نرسد ۔ ترا درین سخن انکار کار ما نرسد ۔ ہزار نقش برآید
ز کلک صنع ولی ۔ یکی بخوبی نقش نگار ما نرسد ۔ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی صحبہ وآلہ قدر حسنہ وجمالہ وکمالہ اور جاننا چاہیے کہ دور روے مبارک کا شکل دائرہ کے نہین تھا کہ
آفتاب وچاند اور آئینہ کی تشبیہ سے وہم جاتا ہو اسکا اسلیے کہ شمائل مین آیا ہو کہ لم یکن بالمکلثم یعنے نہین تھا چہرہ مبارک آنحضرت کا بہت گول بلکہ کچھ طول رکھتا تھا نہ بہت دراز بلکہ معتدل
الاعتدال صلی اللہ علیہ وسلم علی محمد وآلہ بست اور دیکھا مین نے مہر نبوت کو شانہ کے پاس ف اور ایک روایت مین ہو درمیان دونون شانون کے بہ تقدیر بائین شانہ
کے پاس تھی بہت مانند بیضہ کبوتر کے یعنے گول مشابہت رکھتا تھا رنگ اس مہر کا آنحضرت کے بدن مبارک کے ساتھ اور تمام اعضا کے اسکا بھی رنگ اور آب وتاب تھا نہ
داغ تھا یا داور یہ حال ہے کہ ف ج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونون شانون کے درمیان ایک ٹکڑا گوشت کا تھا باہر ابھرا ہوا مع اجزاء بدن شریف کے کہ
اسکو خاتم نبوت کہتے تھے اسکے نزدیک سے یعنے نام ہوا ایک حصہ کا بات کے یعنی مہر اور نشان تھا کہ وہ خاتم النبیین ہین اور ذکر اس مہر کا پہلی کتابون توریت
وانجیل وغیرہ مین موجود تھا اور انبیا علیہم السلام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی آخر زمانہ مین بشارت دیتے تھے تو یہ بتلاتے تھے کہ انکی پشت پر مہر ہوگی اور حاکم نے
مستدرک مین وہب بن منبہ سے روایت کیا ہو کہ کوئی پیغمبر ایسا نہ تھا کہ اسکے داہنے ہاتھ مین نشان نبوت نہو مگر ہمارے پیغمبر کہ انکا نشان نبوت پشت مبارک پر تھا دونون شانون
کے درمیان اور یہ نشان جیسے نامہ پر مہر کردی تو تغیر وتبدیل سے محفوظ رہے اور بعضی روایتون مین آیا ہو کہ اسمین لکھا ہوا تھا وحدہ لا شریک لہ توجہ حیث کنت فانک منصور
اور روایتون مین آیا ہو کہ اس سے ایسا نور چمکتا تھا کہ آنکھ کو خیرہ کرتا تھا اور اسکو تشبیہ لوگون کے سمجھانے کے لیے ظاہر کی چیزون کے ساتھ دی مانند بیضہ کبوتر وغیرہ کے لیکن
حقیقت اسکی کہ ایک سر عظیم اور نشانی نادر تھی سواے حق تعالے کے کوئی اسکو نہین جانتا نقل کی ہو مسلم نے (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَكَلْتُ مَعَهُ خُبْزًا وَلَحْمًا أَوْ قَالَ ثَرِيدًا ثُمَّ دُرْتُ خَلْفَهُ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ عِنْدَ نَاغِضِ كَتِفِهِ الْيُسْرَى جُمْعًا عَلَيْهِ خِيلَانٌ كَأَمْثَالِ الثَّآلِيلِ
رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے عبداللہ بن سرجس سے کہا دیکھا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور کھائی مین نے انکے ساتھ روٹی اور گوشت یا کہا مین نے ثرید یعنے
روٹی کے ٹکڑے شوربے مین بھیگے ہوے پھر گیا مین آنحضرت کے پیچھے پس دیکھا مین نے مہر نبوت کی طرف آنحضرت کے دونون شانون کے درمیان بائین شانہ
کی نرم ہڈی کے پاس مانند مٹھی کے یعنی ہیئت مین جیسے کہ مٹھی اور اس پر تل تھے مانند مسون کے نقل کی ہو مسلم نے (وَعَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ
خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَتْ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثِيَابٍ فِيهَا خَمِيصَةٌ سَوْدَاءُ صَغِيرَةٌ فَقَالَ ائْتُونِي بِأُمِّ خَالِدٍ فَأُتِيَ بِهَا تُحْمَلُ فَأَخَذَ الْخَمِيصَةَ بِيَدِهِ فَأَلْبَسَهَا قَالَ أَبْلِي وَأَخْلِقِي ثُمَّ
أَبْلِي وَأَخْلِقِي وَكَانَ فِيهَا عَلَمٌ أَخْضَرُ أَوْ أَصْفَرُ فَقَالَ يَا أُمَّ خَالِدٍ هَذَا سَنَاهْ وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنَةٌ قَالَتْ فَذَهَبْتُ أَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ فَزَبَرَنِي أَبِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهَا
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے ام خالد بنت خالد بن سعید کی سے کہا انہنے کہ لائے گئے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے کہ انمین ایک کملی تھی کالی چھوٹی سی پس فرمایا
آنحضرت نے کہ لاؤ ام خالد کو میرے پاس پس اٹھا لائی گئی ام خالد کہ وہ لڑکی تھی پس لیا آنحضرت نے کملی کو اپنے ہاتھ مین پس پہنایا اسکو فرمایا آنحضرت نے یعنے پرانا کر
اپنی سنت سے کہ جب کوئی نیا کپڑا پہنتا تھا تو یہ دعا دیتے تھے پرانا کر اس کپڑے کو پھر پرانا کر یعنے بہت باقی رہ کپڑے بہت پرانے کرے تو اور تھے اس کملی مین نشان سبز یا زرد
شک ہوا راوی کو پس فرمایا آنحضرت نے اے ام خالد یہ کپڑا خوب ہو اور یہ کلمہ سناہ لغت حبش مین بمعنی حسنہ یعنے نیک کے ہو کہا ام خالد نے پس گئی مین کہ کھیلتی تھی مہر نبوت
سے یعنے جیسی عادت چھوٹون کی ہوتی ہو پس منع کیا مجھکو اور ڈانٹا میرے باپ نے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے باپ سے چھوڑ دے اسکو

یعنی منع ذکر نقل کی یہ بخاری نے (وعن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس بالطویل البائن ولا بالقصیر ولیس بالابیض الامہق ولا بالآدم
ولیس بالجعد القطط ولا بالسبط بعثہ اللہ علی راس اربعین سنۃ فاقام بمکۃ عشر سنین وبالمدینۃ عشر سنین وتوفاہ اللہ علی راس ستین سنۃ ولیس فی راسہ ولحیتہ
عشرون شعرۃ بیضاء وفی روایۃ یصف النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کان ربعۃ من القوم لیس بالطویل ولا بالقصیر ازہر اللون وقال کان شعر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم الی انصاف اذنیہ وفی روایۃ بین اذنیہ وعاتقہ متفق علیہ وفی روایۃ للبخاری قال کان ضخم الراس والقدمین لم ار بعدہ ولا قبلہ مثلہ وکان سبط الکفین
وفی اخری قال کان شثن القدمین والکفین) اور روایت ہے انس سے کہا کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بہت لنبے اور نہ بہت ٹھنگنے ف ح یعنے معتدل
قد تھے لیکن مائل بدرازی اور یہ جو آیا ہے کہ آنحضرت جب کسی جماعت میں کھڑے ہوتے تو سب سے زیادہ بلند دکھائی دیتے تھے اگرچہ اس جماعت میں دراز قد ہو
تے تو یہ سبب درازی قد کے نہ تھا بلکہ بسبب عزت اور رفعت اور عظمت کے تھا اور حقیقت میں یہ معجزہ تھا ت اور نہ تھے آنحضرت نہایت سفید رنگ مانند چو
نے کے نہ ہوا تھا کہ اس میں آمیزش سرخی کی اور نہ تھے نہایت گندم گون مائل بسیاہی یعنی بلکہ سرخ سفید گندم گون تھے اور نہ تھے آنحضرت کے بال بہت بل کھائے ہوئے
جیسے کہ حبشیوں کے ہوتے ہیں اور نہ نرم سیدھے لٹکے ہوئے یعنے بلکہ بیچ بیچ ان دونوں کے تھے اور اٹھایا اللہ نے آنحضرت کو یعنے رسول کیا سر پر چالیس
برس کے یعنی جب پورے چالیس برس کے ہو چکے تھے پھر اقامت کی آنحضرت نے مکہ میں دس برس اور مدینہ میں دس برس اور فوت کیا اللہ تعالی نے حضرت کو ساٹھ
برس تمام ہوتے پر ف ح مکہ میں دس برس رہنا حضرت کا مدینہ میں تو بالاتفاق ہے کسی کو اسمیں خلاف نہیں اور مختار یہ کہ رہے مکہ میں تیرہ برس اس حساب سے
آنحضرت کی عمر شریف تریسٹھ برس کی ہوتی ہے اور یہاں ساٹھ برس کہا پس توجیہ اسکی یہ ہے کہ راوی نے اس روایت میں کسر کا اعتبار نہیں کیا اور تیرہ کو دس کہا اور تریسٹھ کو
ساٹھ اور یہ عادت ہے اہل عرف کی بیان عدد میں ت اور حالانکہ تھے آنحضرت کے سر مبارک اور ڈاڑھی میں بیس بال سفید اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ روایت ہے
انس سے درحالیکہ وصف کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا کہ تھے آنحضرت میانہ قد قوم میں کہ نہ تھے دراز اور نہ تھے ٹھنگنے روشن اور چمکتا ہوا رنگ اور کہا انس نے کہ تھے بال
آنحضرت کے آدھے کانوں تک اور ایک روایت میں ہے کانوں اور شانوں کے درمیان میں تھے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ح اور ایک روایت میں ہے
دونوں کانوں کی لو تک اور ایک روایت میں ہے کندھوں کے پاس تک اور اختلاف روایتوں کا بسبب اختلاف احوال کے ہے کبھی جو کنگھی کرتے اور تیل لگاتے تو دراز
معلوم ہوتے تھے نہیں تو چھوٹے اور مجمع البحار میں کہا کہ جب غفلت ہوتی تھی بالوں کے کترنے سے تو دراز ہو جاتے اور جب کترتے تھے تو چھوٹے ہو جاتے تھے
اور اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کبھی بال کترتے تھے کہ منڈوانا بالوں کا سوائے حج اور عمرہ کے نہیں ہوا واللہ اعلم ترجمہ اور بخاری کی ایک روایت میں ہے
کہ کہا انس نے تھے آنحضرت بڑے سر کے اور موٹے قدموں کے ف ح یعنی پاے مبارک پر گوشت تھے کہ علامت ہے شجاعت اور ثابت قدمی کی طاعت میں
اور بڑا سر ہونا عرب کے نزدیک ممدوح ہے کیونکہ یہ دلالت کرتا ہے اسکی سرداری اور عظیم الشانی اور عقلمندی پر اور سر کا چھوٹا ہونا عیب ہے اور نشان کم عقلی کا ترجمہ نہیں
دیکھا میں کسی کو انکے بعد اور نہ انکے پہلے انکے مانند اور تھے آنحضرت فراخ ہتھیلیوں کے اور ایک روایت میں بخاری کے آیا ہے کہ کہا انس نے تھے آنحضرت کے
دونوں قدم اور ہتھیلیاں موٹی اور پر گوشت ف ع مردوں کے لیے یہ ممدوح ہے کہ علامت ہے قوت اور شجاعت کی اور عورتوں کے لیے مذموم اور موٹا ہونا عضو
شریف کا مراد ہے خلقت میں نہ سختی جلد کی کیونکہ جلد مبارک حریر سے زیادہ نرم تھی (وعن البراء قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مربوعا بعید ما بین المنکبین
له شعر بلغ شحمۃ اذنیہ رایتہ فی حلۃ حمراء لم ار شیئا قط احسن منہ متفق علیہ وفی روایۃ لمسلم قال ما رایت من ذی لمۃ احسن فی حلۃ حمراء من رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم شعرہ یضرب منکبیہ بعید ما بین المنکبین لیس بالطویل ولا بالقصیر) اور روایت ہے براء سے کہا کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد اور دور اور
کشادہ تھی مسافت درمیان دونوں مونڈھوں کے یعنے فرق آنحضرت کے دونوں مونڈھوں میں بہت تھا اور اس سے فراخی سینہ کی بھی لازم آتی ہے واسطے آنحضرت
کے بال تھے کہ پہنچتے تھے لو کانوں کی کو دیکھا میں نے آنحضرت کو سرخ جوڑے میں کہ ازار اور چادر میں کی تھی ف ح اور مراد سرخ سے یہ ہے کہ اسمیں سرخ خط

کے یہان اور انکے پاس قیلولہ کرتے یعنے دوپہر کو استراحت کرتے پس بچھاتی تھین ام سلیم ایک بچھونا چمڑے کا پس اوپر اسکے آنحضرت سوتے ف کہتے ہین کہ ام سلیم آنحضرت
کی محرمون مین سے تھین دودھ کی سبب یا نسب کے سبب ورنہ نامحرم کے پاس کاہے کو آنحضرت سوتے اور یہ مان ہین انس کی کہ جو خادم حضرت کے تھے
اور ملا قاری اور فاضلہ تھین عورتون مین سے اور آنحضرت کو پسینا بہت آتا تھا یعنی اسلیے کہ آنحضرت تھے کثیر الحیا پس اکثر لیتین ام سلیم پسینا آپکا اور ملا دیتین اسکو
اپنی عطر اور خوشبوؤن مین پس جب دیکھا آنحضرت نے کہ لیتی ہین وہ پسینا آپکا تو فرمایا کیا کرتی ہو تو یہ پسینا اے ام سلیم کہا ام سلیم نے کہ پسینا تمھارا ہم ملاتے ہین
ہم اسکو اپنی خوشبوؤن مین اور پسینا تمھارا خوشبوترین خوشبوؤن سے ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ کہا ام سلیم نے کہ یا رسول اللہ ہم امید رکھتے ہین اسکی برکت کی
اپنے چھوٹون بچون کے لیے یعنے انکے بدن اور منہ پر ملتے ہین تو اسکی برکت کے سبب بچین بلاؤن سے فرمایا آنحضرت نے کہ سچ کہا تو نے اور خوب کیا تو نے نقل
کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن جابر بن سمرة قال صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة الاولى ثم خرج الى اهله وخرجت معه فاستقبله ولدان فجعل يمسح
خدي احدهم واحدا واحدا واما انا فمسح خدي فوجدت ليده بردا او ريحا كانما اخرجها من جؤنة عطار رواه مسلم وذكر حديث جابر سموا باسمي في باب الاسامي و
حديث السائب بن يزيد نظرت الى خاتم النبوة في باب احكام المياه) اور روایت ہے جابر بن سمرہ سے کہا کہ نماز پڑھی مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
ظہر کی پھر نکلے مسجد سے اور گئے اپنے گھر کے لوگونکی طرف اور مین بھی انکے ساتھ نکلا پس آگے آئے آنحضرت کے لڑکے پس شروع کیا آنحضرت نے اپنا ہاتھ پھیرنا دونون رخسارون
ایک ایک کے پر اور لیکن مین پس ہاتھ پھیرا میرے رخسارون کو بھی ف ملا علی قاری یہان دال کے زبر سے اور ی کے جزم سے ہے بلفظ مفرد اور بعضے نسخون مین یہان بلفظ
تثنیہ ہے دال کے زیر اور ی کے تشدید سے یعنی پھیرا میرے دونون رخسارون کو اور ملا علی نے عکس اسکے لکھا ہے کہ اکثر نسخون مین بصیغہ تثنیہ ہے اور ایک نسخہ مین مفرد ہے
عکس کے پس پائی مین نے آنحضرت کے ہاتھ کی ٹھنڈک اور خوشبوئی گویا آنحضرت نے نکالا تھا ہاتھ عطار کے ڈبہ مین سے ف اس حدیث مین بیان ہے حضرت
کی خوشبوئی کا اور یہ خوشبوئی بذاتہ تھی اگرچہ خوشبو نہ لگاوین اور باوجود اسکے اکثر اوقات خوشبو بھی لگاتے تھے تا بہت خوشبودار ہوون واسطے ملاقات ملائکہ کے
اور لینے وحی کے اور ہمنشینی مسلمانون کے تئین اور ذکر کی گئی حدیث جابر کی کہ سر اسکا ہے سموا باسمی بیچ باب اسامی کے اور حدیث سائب بن یزید کی کہ سر اسکا ہے نظرت
الی خاتم النبوة بیچ باب احکام المیاہ کے یعنے اور مصابیح مین اس باب مین دونون حدیثین مذکور ہین الفصل الثانی فصل دوسری (عن علي بن ابي طالب قال كان
رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس بالطويل ولا بالقصير ضخم الراس واللحية شثن الكفين والقدمين مشربا حمرة ضخم الكراديس طويل المسربة اذا مشى تكفأ
تكفؤا كانما ينحط من صبب لم ار قبله ولا بعده مثله صلى الله عليه وسلم رواه الترمذي وقال هذا حديث حسن صحيح) روایت ہے علی ابن ابی طالب سے کہا کہ نہ تھے
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نہ لنبے اور نہ ٹھنگنے یعنی بلکہ میانہ قد تھے بڑے سر اور گھنی داڑھی کے پر گوشت تھین ہتھیلیان ہاتھون کی اور پاے مبارک رنگ آپکا سفید سرخی
ملا ہوا تھا موٹے تھے جوڑ ہڈیون کے لنبے تھے مسربہ کے یعنے سینہ سے ناف تک بالون کی ایک لکیر لنبی تھی جب چلتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو آگے کے
جانب جھکتے ہوئے چلتے گویا نشیب مین اترتے ہین بلندی سے ف مقصود یہ ہے کہ چلتے تھے چلنا قوی کہ اٹھاتے تھے پاے مبارک زمین سے بقوت جیسا کہ اوپر گزرا
اور بعضون نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ بطریق تواضع کے چلتے تھے نہ بطور تکبر اور اترانے کے ترجمہ نہین دیکھا مین نے پہلے وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نہ پیچھے
وفات انکی کے مانند انکے رحمت خاص بھیجے اللہ انپر اور سلام نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے (وعنه كان اذا وصف النبي صلى الله عليه وسلم قال
لم يكن بالطويل الممغط ولا بالقصير المتردد وكان ربعة من القوم ولم يكن بالجعد القطط ولا بالسبط كان جعدا رجلا ولم يكن بالمطهم ولا بالمكلثم وكان في الوجه
تدوير ابيض مشرب ادعج العينين اهدب الاشفار جليل المشاش والكتد اجرد ذو مسربة شثن الكفين والقدمين اذا مشى يتقلع كانما يمشي في صبب واذا التفت
التفت معا بين كتفيه خاتم النبوة وهو خاتم النبيين اجود الناس صدرا واصدق الناس لهجة والينهم عريكة واكرمهم عشيرة من رآه بديهة هابه ومن خالطه
معرفة احبه يقول ناعته لم ار قبله ولا بعده مثله صلى الله عليه وسلم رواه الترمذي) اور روایت ہے علی ابن ابی طالب سے کہ تھے جس وقت وصف بیان کرتے

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرماتے تھے آنحضرت صلعم بہت لمبے اور نہ بہت چھوٹے اور تھے میانہ قد لوگوں میں اور نہ تھے بہت موٹے ہوئے بالوں کے نہ سیدھے
بالوں کے تھے بال کچھ چڑھے ہوئے اور نہ تھے پر گوشت رو سے مدور مجتمع اور نہ گول تھا رو سے مدور پیشانی نکلی ہوئی سبک گوشت اور تھی روئے مبارک میں کچھ گلائی سفید رنگ مخلوط
سرخی نہایت سیاہ دونوں آنکھیں بہت اور دراز پلکیں موٹے سرے ہڈیوں کے فراخ کندھے کے زبر اور زیر سے جگہ اجتماع دونوں شانوں کی یعنی درمیان
دونوں شانوں کے جو جگہ ہے وہ بھی موٹی اور پر گوشت تھی نہ تھے بال تمام بدن پر صاحب مسربہ یعنی ایک لکیر لمبی بالوں کی سینے سے ناف تک تھی فتح لظاہر اس
حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بدن شریف پر سوائے مسربہ کے بال نہ تھے لیکن اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سوائے مسربہ کے بھی بعضی جگہ بال تھے مانند سینہ اور بازو اور
پنڈلیوں اور ہتھیلیوں کے پس اجرد مقابل اشعر کے ہے اور اشعر وہ کہ جسکے تمام بدن پر بال ہوں لہذا اجرد وہ کہ جسکے تمام بدن پر بال نہ ہوں ترجمہ پر گوشت ہاتھوں کے
اور قدموں کے جب راہ چلتے اٹھاتے تھے پاؤں کو ساتھ قوت کے گویا اترتے ہیں بلندی سے پستی میں اور جب متوجہ ہوتے دائیں یا بائیں پھیرتے تمام بدن شریف کو یعنی
بالکل متوجہ ہوتے فتح یعنی نظر چورا کر نہ دیکھتے تھے متکبروں کی طرح اور بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ گوشہ چشم سے گردن پھیر کر نہ دیکھتے تھے دائیں بائیں جب دیکھتے کسی چیز
کی طرف جیسے کہ ہلکے لوگ کرتے ہیں ولیکن منہ کرتے ادھر باطمینان یعنی پھیرتے باطمینان ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان میں مہر نبوت
تھی اور وہ ختم کرنے والے نبیوں کے تھے بہت سخی تھے لوگوں میں از روئے سینہ کے فتح یعنی سخاوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل و جان و رغبت سے تھی
نہ سنانے اور دکھانے کو اور ملا علی حنفی نے اسکے یہ معنی لکھے ہیں کہ اجود یا تو جودت سے ہے یعنی بہت جری تھے فراخی سینے یعنی دل کے دلیر تھے نہ بخیل اور تنگ ہو
تھا سکی ایذا سے اور جنا اضطراب سے اور یا اجود جود سے ہے یعنی سینے کے بیچ سے بخل کی ایسی نوبت نہیں کرتے تھے کسی پر ہاتھ مال کے وسیع ہیں اور علوم اور حقائق
اور معارف کے بتلانے میں پس آپ معنی یہ ہونگے کہ نہ تھی تر لوگوں کے تھے از روئے دل کے ترجمہ اور بہت سچے تھے لوگوں میں از روئے زبان کے یعنی زبان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
خوب درست تھی یعنی کلام کرتے تھے مخارج حروف سے جیسا کہ چاہیے اور بہت نرم تھے لوگوں میں از روئے طبیعت کے اور بزرگ تھے لوگوں میں از روئے قوم و قبیلہ کے جو کوئی
دیکھتا انکو یکایک ڈرتا تھا اور ہیبت ناک ہوتا تھا انسے اور جو کوئی ملتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اختلاط کرتا تھا اور صحبت رکھتا تھا ہی انکو دوست رکھتا انکو فتح یعنی جو کوئی
ملتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اختلاط کے اور معرفت کے تو ڈر جاتا انسے سبب وقار کے اور جب بیٹھتا انکے پاس اور مخالطت کرتا اور معلوم کرتا حسن خلق آپکا ہو جاتا
دوست رکھتا انکو ترجمہ کہتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف بیان کرنیوالا کہ نہیں دیکھا میں نے پہلے وجود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یا پیچھے موت انکی کے
اور نہ ایسا انکے مانند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَسْلُکْ طَرِیْقًا فَیَتْبَعُہٗ اَحَدٌ اِلَّا عَرَفَ اَنَّہٗ قَدْ سَلَکَہٗ مِنْ
طِیْبِ عَرْفِہٖ اَوْ قَالَ مِنْ رِیْحِ عَرَقِہٖ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے جابر سے یہ کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چلتے کسی راہ میں پس پیچھے آتا ہو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے کوئی مگر پہچان لیتا وہ شخص کہ آنحضرت تحقیق تشریف لے گئے ہیں اس راہ سے سبب خوشبو کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فتح عرف ساتھ عین
زبر اور رے کے جزم سے اور پھر فا ہے آخر میں معنی بو ہے خوش و ناخوش کے لیکن اکثر اطلاق اسکا بوئے خوش پر آتا ہے جس راہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تھے خوشبو پھیلی ہوتی تھی
اس راہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے اور وہ راہ معطر ہوتی تھی اس سے پس پہچان لیتا تھا پیچھے آنیوالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس راہ سے تشریف لے گئے
ہیں اور یہ خوشبو ذاتی حضرت کی تھی ترجمہ یا کہا جابر نے یعنی بجائے من طیب عرفہ کے فرمایا من ریح عرقہ قاف سے نقل کی یہ ترمذی نے فتح یعنی حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے عرق کی خوشبو سے یہ حال ہوتا تھا اور یہ شک راوی کا ہے اور مآل دونوں کا ایک ہی ہے (وَعَنْ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ قَالَ قُلْتُ لِلرُّبَیِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ
بْنِ عَفْرَاءَ صِفِیْ لَنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ یَا بُنَیَّ لَوْ رَاَیْتَہٗ رَاَیْتَ الشَّمْسَ طَالِعَۃً رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ) اور روایت ہے ابی عبیدہ بیٹے محمد بن عمار بن یاسر کے
سے کہ کہا میں نے واسطے ربیع بیٹی معوذ بن عفرا صحابیہ کے کہ بیان کرو ہمارے لیے صفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہا اے بیٹے میرے اگر دیکھتا تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو تو دیکھتا تو آفتاب کو نکلا ہوا یعنی ایسا دبدبہ اور جلال اور نورانیت رکھتے تھے کہ گویا آفتاب ہے نکلا ہوا نقل کی یہ دارمی نے (وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ

قال رأيت النبي صلى الله عليه وسلم في ليلة إضحيان فجعلت أنظر إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وإلى القمر وعليه حلة حمراء فإذا هو أحسن عندي من القمر رواه الترمذي والدارمي) اور روایت ہے جابر بن سمرہ سے کہا کہ دیکھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چاندنی رات میں پس تھا میں کبھی نگاہ کرتا تھا طرف جمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کبھی دیکھتا طرف چاند کے اور حضرت پر تھا جوڑا سرخ یعنے تہبند سرخ اور سینہ بند تھا میں گمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوبصورت تھے نزدیک میرے یعنے میری نظر اور اعتقاد میں چاند سے ف ح یعنی بسبب بادلی حسن معنوی کے اور جابر نے جو کہا نزدیک میرے یہ واسطے ظاہر کرنے استلذاذ و ذوق اپنے کے کہا ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم احسن تھے بالذات واقع میں اور سب محبوبوں سے نزدیک سب کے نقل کی یہ ترمذی اور دارمی نے (وعن أبي هريرة قال ما رأيت شيئا أحسن من رسول الله صلى الله عليه وسلم كأن الشمس تجري في وجهه وما رأيت أحدا أسرع في مشيته من رسول الله صلى الله عليه وسلم كأنما الأرض تطوى له إنا لنجهد أنفسنا وإنه لغير مكترث رواه الترمذي) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہا کہ نہیں دیکھی میں نے کوئی چیز بہتر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے گویا کہ آفتاب جاری ہے انکے چہرۂ مبارک میں اور نہیں دیکھا میں نے کسی کو کہ بہت تیز رو ہو راہ چلنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ سب سے زیادہ جلد چلتے تھے گویا کہ زمین لپیٹی جاتی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تحقیق ہم البتہ کوشش میں ڈالتے تھے اپنے نفسوں کو اور تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے بے پرواہ کرنے والے نقل کی یہ ترمذی نے ف ح یعنی باوجودیکہ وہ بے پرواہ آسانی بطور خود چلتے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے آگے تھا اور لوگ دوڑتے اور مشقت کھینچتے اور ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ پہنچتے اور وہ باآسانی اور بے تعب آگے سب کے چلتے (وعن جابر بن سمرة قال كان في ساقي رسول الله صلى الله عليه وسلم حموشة وكان لا يضحك إلا تبسما وكنت إذا نظرت إليه قلت أكحل العينين وليس بأكحل رواه الترمذي) اور روایت ہے جابر بن سمرہ سے کہا کہ تھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلیاں کچھ پتلی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے نہ تھے یعنی اکثر اوقات مگر بطریق مسکرانے کے اور تھا میں جس وقت دیکھتا طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہتا میں اپنے دل میں کہ آنکھوں میں سرمہ دیے ہوئے ہیں حالانکہ نہ تھے سرمہ دیے ہوئے ف ح بلکہ بسبب خلقت کے سرگین آنکھیں تھیں بیت باسیاں سرمہ سیہ کردہ خانۂ مردم ⁂ دو چشم تو کہ سیہ اند سرمہ ناکردہ ⁂ ترجمہ نقل کی یہ ترمذی نے الفصل الثالث فصل تیسری

(عن ابن عباس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم أفلج الثنيتين إذا تكلم رئي كالنور يخرج من بين ثناياه رواه الدارمي) روایت ہے ابن عباس سے کہا کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کشادہ آگے کے دو دانتوں کے ف ح یعنے ان دانتوں میں کچھ فرق تھا دانتوں کے نام ہیں دو دانت آگے کے اوپر کے اور نیچے کے جو ہیں انکو ثنایا اور ثنایا کہتے ہیں بلفظ تثنیہ اور جمع اور وہ دو دانت کہ انکے دونوں طرفوں میں ہیں انکو رباعیات را کے زبر سے کہتے ہیں اور ظاہر عبارت حدیث کی یہ ہے کہ یہ فرق اوپر کی ثنیتین میں بھی تھا اور نیچے کے میں بھی یا مخصوص اوپر کے ثنیتین میں ترجمہ جب کلام کرتے آنحضرت دیکھا جاتا کچھ مانند نور کے کہ نکلتا بیچ انکے آگے کے دانتوں سے نقل کی یہ دارمی نے (وعن كعب بن مالك قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا سر استنار وجهه حتى كأن وجهه قطعة قمر وكنا نعرف ذلك متفق عليه) اور روایت ہے کعب بن مالک سے کہا کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش کیے جاتے روشن ہوتا چہرۂ مبارک آپکا یہاں تک کہ چہرۂ مبارک آپکا گویا ایک ٹکڑا ہے چاند کا اور تھے ہم پہچانتے اسکو ف ح یعنی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خوش ہیں بسبب مشاہدہ تازگی اور روشنائی چہرہ مبارک انکے کے حاصل اس جملہ کا یہ ہے کہ یہ پہچاننا کچھ کسی کو خاص نہ تھا بلکہ ہم سب پہچانتے تھے ترجمہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن أنس أن غلاما يهوديا كان يخدم النبي صلى الله عليه وسلم فمرض فأتاه النبي صلى الله عليه وسلم يعوده فوجد أباه عند رأسه يقرأ التوراة فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم يا يهودي أنشدك بالله الذي أنزل التوراة على موسى هل تجد في التوراة نعتي وصفتي ومخرجي قال لا قال الفتى بلى والله يا رسول الله إنا نجد لك في التوراة نعتك ومخرجك وإني أشهد أن لا إله إلا الله وأنك رسول الله فقال النبي صلى الله عليه وسلم لأصحابه أقيموا هذا من عند رأسه ولوا أخاكم رواه البيهقي في دلائل النبوة) اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق ایک لڑکا یہودی خدمت کرتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پس بیمار ہوا وہ پس آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکی عیادت کو پس پایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے باپ کو نزدیک سر اسکے کے پڑھتا تھا توریت یعنے کچھ توریت میں سے پڑھتا تھا جیسے کہ پڑھی جاتی ہے بیمار کے

بیان سورہ یس حالت نزع میں پس فرمایا اسکے باپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے یہودی پوچھتا ہوں میں اور قسم دیتا ہوں تجکو اس خدا کی کہ اتاری توریت
موسی پر آیا پاتا ہی تو توریت میں نعت میری اور صفت میری اور نکلنا میرا یعنے ہجرت کرنا میرا مکہ سے مدینہ کو یا مخرج بمعنے بعثت کے ہو یعنے بھیجا جانا میرا
یا زمان یا مکان اسکا اور نعت اور صفت کے معنے ایک ہی ہیں گویا کہ مراد نعت سے صفات ذاتی باطنی ہیں اور صفت سے صفات ظاہری ترجمہ کہا اسنے یعنی
نے کہ نہیں پاتا ہیں کہا اس لڑکے نے مقرر ہی قسم خدا کی اے رسول خدا کے بلاشبہ ہم پاتے ہیں آپکے لیے توریت میں نعت آپکی اور صفت آپکی اور نکلنا آپکا اور بیشک
میں گواہی دیتا ہوں یہ کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور بلاشبہ تم رسول ہو خدا کے پس فرمایا آنحضرت نے اپنے یاروں کو کہ اٹھاو ولیکے باپ کو لیکے
سپر کے پاس سے اور والی ہو تم اپنے بھائی کے یعنے اس اسلام کے بھائی کے امور تجہیز اور تکفین وغیرہ کا تم سرانجام کرو نقل کی یہ بیہقی نے کتاب دلائل النبوۃ
میں (وعن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انما انا رحمۃ مہداۃ رواہ الدارمی والبیہقی فی شعب الایمان) اور روایت ہی ابوہریرہ سے کہ
نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ بلاشبہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نہیں ہوں میں مگر رحمت بھیجی گئی یعنے خدا نے مجھے نہیں بھیجا ہے مگر رحمت بھیجی گئی اور تحفہ دیا گیا
اسکا اللہ نے تحفہ بھیجا ہے لیے عالم کے یعنے جسنے قبول کیا تحفہ اسکا مطلب پایا ہوا اور جسنے نہ قبول کیا نا امید اور ٹوٹے والا ہوا مضمون اس حدیث کا
اس آیت کے ہی وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اور آمین تعلیم و تکریم اس امت کی بھی ہو اسلیے کہ تحفہ تکریم ہی کے لیے بھیجا جاتا ہی ترجمہ نقل کی یہ دارمی نے
اور بیہقی نے شعب الایمان میں باب فی اخلاقہ وشمائلہ صلی اللہ علیہ وسلم باب ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلقوں اور عادتوں کے بیان میں
مصنف جب فارغ ہوا مولف بیان کرنے صورت اور شکل ظاہر آنحضرت کی سے کہ انکو صورت و خلق کہتے ہیں خ کے زبر سے چاہا کہ ذکر کرے صفات
باطن شریف کہ انکو سیرت و خلق کہتے ہیں خ کے پیش سے اور لام کو پیش بھی آیا ہی اور جزم بھی اور مراد اس سے مہربانی ہی اور مردانگی شجاعت اور سخاوت اور بردباری
تحمل اور تواضع اور رحمت اور حیا وغیر ذلک اور شمائل جمع شمال کی ہی شین کے زبر سے بمعنے طبع اور خو اور عادت کے

الفصل الاول فصل پہلی

(عن انس قال خدمت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشر سنین فما قال لی اف ولا لم صنعت ولا الا صنعت متفق علیہ) روایت ہی انس سے کہا خدمت کی میں نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دس برس ف ع مسلم کی روایت میں ہی نو برس جن ایام میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ میں آئے ماں انس کی
اور بعضے ناتے والے انکے انصار میں سے انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت میں لائے اور خدمت میں چھوڑا اور وہ آٹھ برس یا دس برس کے تھے
اسمیں اختلاف ہی پس انس نے دس برس کی مدت اقامت آنحضرت کی ہی کہ مدینہ میں تھی خدمت آپکی کی پس انس کہتے ہیں کہ مدت خدمت میں ترجمہ نہیں کہا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجکو اف ف ع لفظ اف ساتھ پیش ہمزہ کے اور زبر ف مشدد کے اور ایک نسخہ میں ساتھ زیر ف کے اور ایک نسخہ میں ساتھ
تنوین مکسورہ کے ایک کلمہ ہی کہ دلالت کرتا ہی اوپر کراہت اور زجر اور دل تنگی کے اوپر وقت کہنے ایک امر مکروہ کے ترجمہ اور نہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مجکو کہ کیوں یہ کام کیا تو نے اور نہ فرمایا کہ کیوں نہ کیا تو نے یہ کام نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع یعنے اگر کچھ کام کیا میں نے تو یہ نہ فرماتے کہ کیوں ایسا کیا تو نے
اور اگر کچھ کام نہ کیا میں نے اور حکم کیا تھا مجکو اسکے کرنے کا تو یہ نہ فرماتے کہ کیوں نہ کیا تو نے یہ کام اور یہ دنیا کے امور میں تھا نہ امور دین کے میں
جائز ہی ترک کرنا اعتراض کا انمیں اور یہ دلالت کرتا ہی اوپر کمال حسن خلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور طیبی نے کہا کہ انس نے اپنی تعریف ابھی کی ہی کہ
ہرگز میں نے ایسا کام نہیں کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعتراض مجپر متوجہ ہوا اور مضمون اول انسب اور اوفق ہی ساتھ مقام کے (وعنہ قال کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احسن الناس خلقا فارسلنی یوما لحاجۃ فقلت واللہ لا اذہب وفی نفسی ان اذہب لما امرنی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فخرجت حتی امر علی صبیان وہم یلعبون فی السوق فاذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد قبض بقفای من ورائی قال فنظرت الیہ وہو یضحک فقال یا
انیس ذہبت حیث امرتک قلت نعم انا اذہب یا رسول اللہ رواہ مسلم) اور یہی روایت ہی انس سے کہ کہا تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بہتر لوگوں

خلق میں پس بھیجا مجھکو آنحضرت نے ایک روز کسی کام کے لیے پس کہا میں نے قسم خدا کی نہیں جاؤنگا میں اور تھا میرے دل میں کہ جاؤنگا میں اس کام کے لیے کہ فرمایا تھا مجھکو ساتھ اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ف ح یعنی باوجودیکہ اس کام کے جانے کا ارادہ رکھتا تھا دل میں لیکن زبان سے کہا میں نے کہ نہیں جاؤنگا میں اور صادر اس قول کا انس سے بسبب صغرسن اور نادانی کے تھا اس حال میں کہ سن تکلیف کو نہیں پہونچے تھے چنانچہ اسلیے آنحضرت نے التفات انکے قول پر نہ کیا اور اسپر تادیب نہ کی بلکہ ملاطفت اور نرمی کی ث پس نکلا میں یہانتک کہ گذرا میں لڑکوں پر اور وہ کھیل رہے تھے بازار میں ف ع اور ظاہر یہ ہے کہ انس ٹھہرے ان لڑکوں کے پاس یا تو کھیلنے کے لیے یا تماشا دیکھنے کے لیے ث پس ناگہان پیغمبر خدا نے تحقیق پکڑی گدی میری پیچھے میرے سے کہا انس نے پس دیکھا میں نے طرف آنحضرت کے اس حال میں کہ آنحضرت ہنستے تھے پس فرمایا آنحضرت نے اے انیس چلا تو اس جگہ کہ حکم کیا تھا میں نے تجکو کہا میں نے ہاں میں جاتا ہوں یا رسول اللہ نقل کی یہ مسلم نے (وَعَنْہُ قَالَ کُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ بُرْدٌ نَجْرَانِیٌّ غَلِیْظُ الْحَاشِیَۃِ فَاَدْرَکَہٗ اَعْرَابِیٌّ فَجَبَذَہٗ بِرِدَائِہٖ جَبْذَۃً شَدِیْدَۃً وَرَجَعَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نَحْرِ الْاَعْرَابِیِّ حَتّٰی نَظَرْتُ اِلٰی صَفْحَۃِ عَاتِقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَثَّرَتْ بِہَا حَاشِیَۃُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّۃِ جَبْذَتِہٖ ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ مُرْلِیْ مِنْ مَالِ اللّٰہِ الَّذِیْ عِنْدَکَ فَالْتَفَتَ اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحِکَ ثُمَّ اَمَرَ لَہٗ بِعَطَاءٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے اسی انس سے کہا کہ تھا میں چلتا ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آنحضرت پر تھی چادر نجران کی کہ موٹا تھا کنارا اسکا یعنی اور وہ خط دار تھی اور نجران نام ہے ایک شہر کا یمن میں پس پایا حضرت کو ایک گنوار نے پس کھینچا آپ کو ساتھ چادر آپ کی کے کھینچنا سخت اور پھرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیچ سینہ گنوار کے یعنی اُسنے چادر ایسی کھینچی کہ آنحضرت اسکے سینہ کے آگے کھنچ آگئے یہانتک کہ نگاہ کیا میں نے طرف کنارہ گردن آنحضرت کے کہ تحقیق نشان ڈالدیا تھا آپکی گردن کے کنارے میں چادر کے کنارے نے بسبب شدت کھینچنے اعرابی کے چادر کو پھر کہا اعرابی نے کہ اے محمد حکم کر میرے لیے یعنی اپنے کارپردازوں کو کہ تا دیوین مجھکو کچھ مال خدا میں سے کہ تمھارے پاس ہے پس پھرے طرف اسکے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی ازراہ تعجب کے پھر ہنسے یعنی ازراہ تلطف کے پھر حکم کیا واسطے اُسکے دینے کا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع اور روایت میں آیا ہے کہ گنوار نے بعد مال اللہ الذی عندک کے یہ بھی کہا لا من مالک ولا مال ابیک اور اسکے مال سے مال زکوٰۃ کا مراد ہے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر کمال حلم اور تحمل آنحضرت کے جفائے لوگوں پر اور یہ اعرابی اجڈ اور وحشت خویوں عرب میں سے تھا کہ تہذیب اخلاق نہیں رکھتا تھا اور ادب نہیں سیکھا تھا اُسنے اور یہ بھی اس سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے حاکم اور والی کو رعایا اور بیوقوفوں کی ایذا پر صبر اور تحمل کریں اور یہ بھی یہ معلوم ہوا کہ حفظ آبرو کے لیے مال دینا بہتر ہے (وَعَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ اَہْلُ الْمَدِیْنَۃِ ذَاتَ لَیْلَۃٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَہُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ اِلَی الصَّوْتِ وَہُوَ یَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا وَہُوَ عَلٰی فَرَسٍ لِاَبِیْ طَلْحَۃَ عُرْیٍ مَا عَلَیْہِ سَرْجٌ وَفِیْ عُنُقِہٖ سَیْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُّہٗ بَحْرًا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے انس سے کہا تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بہترین لوگوں کے یعنی حسن وجمال اور فضل وکمال اور صفات حمیدہ اور اخلاق عظیمہ میں اور سخی ترین لوگوں کے یعنی کرم وسخاوت بہت رکھتے تھے بہ نسبت اوروں کے اور مردانہ دلیر ترین لوگوں کے اور تحقیق ڈرے اور فریادی مدینہ والوں نے ایک رات یعنی کچھ آواز چور یا دشمن کی سی سنکر ڈرے اور غل مچایا پس چلے لوگ آواز کی طرف پس سامنے آئے لوگوں کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم درحالیکہ تحقیق سبقت کی آنحضرت نے لوگوں سے طرف آواز کے یعنی سب سے آگے چلے اُدھر حالانکہ آنحضرت فرماتے تھے نہ خوف کرو اور آنحضرت سوار تھے اوپر گھوڑے ابی طلحہ کے کہ ننگی پیٹھ تھا نہ تھا اسپر زین اور لٹکی تھی حضرت کی گردن میں تلوار پس فرمایا آنحضرت نے کہ تحقیق پایا میں نے اس گھوڑے کو مانند دریا کے یعنی تیز رو اور کشادہ قدم نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ح اور ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ گھوڑا کم رفتار سرکش تنگ قدم تھا کہ اسکو مندوب کہتے تھے اور بعد اُس دن کے وہ ایسا تیز رفتار ہوا کہ کوئی گھوڑا اُس سے سبقت نہیں کرسکتا تھا اور یہ بھی معجزہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ حال اس گھوڑے کا حضرت کی سواری مبارک کی برکت سے ایسا منقلب ہوگیا اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے سبقت کرنا انسان کا تنہا واسطے معلوم کرنے خبر دشمن کے جبتک کہ تحقیق ہو ہلاک اور جائز ہے عاریت مانگنا اور جائز ہے جہاد کرنا ننگے گھوڑے پر اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مستحب ہے لٹکانا تلوار کا گردن میں (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے جابر سے کہا کہ نہیں

سوال کیے گئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کچھ کبھی پھر کہا ہو نہیں ف ح یعنی نہیں دیتا ہیں کہا ابن حجر نے مراد یہ ہے کہ ہرگز نہ فرمایا ساتھ لا کے کرتے
تھے بلکہ اگر ہوتا دیدیتے اور اگر کچھ نہ ہوتا سکوت کرتے یا عذر کرتے اور دعا کرتے یا وعدہ کرتے اور شیخ عز الدین نے کہا کہ لا ہرگز واسطے نہ دینے کے زبان شریف پر
نہیں آیا اور پیشانی اسکے نہیں کہ وقت ضرورت انھوں نے بطریق عذر کے کہا ہو جیسے کہ فرمایا لا اجد ما احملکم علیہ اور فرزدق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی نعت میں کہا شعر یا قال لا قط الا فی تشہدہ + لولا التشہد کانت لاءہ نعم + اسی بیت کا مضمون کسی اور شاعر نے فارسی میں لکھا ہے بیت نرفت
کلمہ لا بر زبان او ہرگز + مگر باشہدان لا الہ الا اللہ (وعن انس ان رجلا سال النبی صلی اللہ علیہ وسلم غنما بین جبلین فاعطاہ ایاہ فاتی قومہ فقال
ای قوم اسلموا فواللہ ان محمدا لیعطی عطاء ما یخاف الفقر رواہ مسلم) اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق ایک شخص نے مانگیں آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے بکریاں درمیان دو پہاڑوں کے یعنی بہت سی بکریاں اسقدر کہ بھر دیا تھا تمام نالے کو کہ درمیان دو پہاڑوں کے تھا پس دیں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسکو وہ سب بکریاں پس آیا وہ اپنی قوم کے پاس اپنی تعجب ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش سے کہ دلالت کرتی ہے اوپر کمال
توکل و زہد آنحضرت کے اور کہا اے میری قوم مسلمان ہو جاؤ یعنی اسلیے کہ اسلام ہدایت کرتا ہے اچھے اخلاق کی طرف پس قسم خدا کی بلا شبہ محمد البتہ دیتے ہیں
بڑا ہی دینا کہ نہیں ڈرتے فقر سے ف ح یعنی دیتے ہیں اور کچھ نہیں رکھتے شعر ہرچہ آمد بدست بادی توبش اتان + این جود آن کریم است
کش از فقر عار نیست + نقل کی یہ مسلم نے (وعن جبیر بن مطعم بینما ہو یسیر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقفلہ من حنین فعلقت الاعراب
یسالونہ حتی اضطروہ الی سمرۃ فخطفت رداءہ فوقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اعطونی ردائی لو کان لی عدد ہذہ العضاہ نعما لقسمتہ بینکم
ثم لا تجدونی بخیلا ولا کذوبا ولا جبانا رواہ البخاری) اور روایت ہے جبیر بن مطعم سے اسوقت کہ وہ چلتا تھا ساتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے وقت پھرنے آنحضرت کے غزوہ حنین سے کہ بعد فتح مکہ کے واقع ہوا تھا پس چمٹنا اعرابی درحالیکہ مانگتے تھے آنحضرت سے ف ح یعنی اموال
غنیمت حنین کے اور غنیمت اس غزوہ میں بہت ہاتھ لگی تھی اور آنحضرت دیتے بھی بہت تھے اور اکثر کو مؤلفۃ القلوب کو دیتے تھے اور بخشنا بکریوں کا اس
شخص کو کہ پہلی حدیث میں گذرا اسی جگہ تھا ت اور چمٹنا اعراب کا آنحضرت سے سوال کرنے میں اس حد کو پہونچا کہ تنگ اور بیچارہ کیا اعراب نے آنحضرت
کو اور لے گئے طرف درخت کیکر کے پس اُچک لی کیکر نے چادر مبارک حضرت کی یعنی اٹک گئی چادر اسمیں پس ٹھہر گئے آنحضرت اور فرمایا کہ دو مجکو
چادر میری اگر ہوتے میرے پاس چار پائے یعنی اونٹ بکریاں وغیرہ اسقدر گنتی ان خاردار درختوں کے کہ اس جنگل میں بہت ہیں تو البتہ تقسیم
کر دیتا میں انکو درمیان تمہارے پھر نہ پاتے تم مجکو بخیل کہ نہ دوں میں اسکو اور نہ جھوٹا وعدہ کر دوں میں اور نہ پہونچا تو نہیں اور نہ بددل اور ڈرنے والا
ف ح کہ دینے میں فقر و نیستی سے ڈروں میں اور کہا مظہر نے کہ یعنی جب آزماؤ تم مجکو واقع میں تو پاؤ گے نہ تم مجکو متصف ساتھ اوصاف رذیلہ کے
اور اسمیں دلیل ہے اسکی کہ جائز ہے تعریف کرنی اپنی ساتھ اوصاف حمیدہ کے اسکے لیے کہ نہیں پہچانتا ہو تاکہ اعتماد کیا جاوے اسپر نقل کی یہ بخاری نے
(وعن انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی الغداۃ جاء خدم المدینۃ بآنیتہم فیہا الماء فما یاتون باناء الا غمس یدہ فیہا فربما جاءوہ
بالغداۃ الباردۃ فیغمس یدہ فیہا رواہ مسلم) اور روایت ہے انس سے کہا کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھ چکتے صبح کی لاتے خادم یعنی غلام
یا لونڈیاں مدینہ والوں کی باسن اپنے کہ ہوتا انمیں پانی یعنی پس چاہتے حضرت کے دست مبارک کی برکت سے عافیت اور شفا بیماروں کو پس نہیں لاتے کوئی باسن
مگر ڈالدیتے حضرت اپنا دست مبارک ان باسنوں میں یعنی انکی خوشی خاطر کے لیے اسکو متبرک کر دیتے تا شفا اور برکت حاصل ہو انکے لیے پس اکثر آتے حضرت کے پاس وقت
صبح سرد کے پس ڈالتے حضرت اپنا دست مبارک ان باسنوں میں ف ح اسمیں کمال شفقت و مہربانی ہے امت پر اور اشارہ ہے اسپر کہ واسطے نفع
خلق کے ضرر اپنے پر اٹھانا چاہیے نقل کی یہ مسلم نے (وعنہ قال کانت امۃ من اماء اہل المدینۃ تاخذ بید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فَتَنْطَلِقُ بِہٖ حَیْثُ شَاءَتْ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہے انس سے کہا کہ تھی ایک لونڈی اہل مدینہ کی لونڈیوں میں سے کہ پکڑتی دست مبارک آنحضرت کا پس لیجاتی حضرت کو جہاں چاہتی ف ع ح یعنی اگرچہ باہر مدینہ کے چاہتی لیجاتی اور حال اپنا عرض کرتی اور اسمیں نہایت تواضع اور شفقت آنحضرت کی ہو است پرستی کہ کمترین لوگوں پر ہے نقل کی یہ بخاری نے (وَعَنْہُ اَنَّ امْرَأَۃً کَانَتْ فِیْ عَقْلِہَا شَیْءٌ فَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ لِیْ اِلَیْکَ حَاجَۃً فَقَالَ یَا اُمَّ فُلَانٍ اُنْظُرِیْ اَیَّ السِّکَکِ شِئْتِ حَتّٰی اَقْضِیَ لَکِ حَاجَتَکِ فَخَلَا مَعَہَا فِیْ بَعْضِ الطُّرُقِ حَتّٰی فَرَغَتْ مِنْ حَاجَتِہَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے اُسی سے کہ تحقیق ایک عورت کہ تھا اُسکی عقل میں کچھ خلل و نقصان پس کہا اُس نے اے رسول خدا کے مجکو تم سے ایک کام ہے یعنے پوشیدہ لوگوں سے پس فرمایا اے ماں فلانے کی دیکھ جونسا کوچہ چاہے تو یعنے بیٹھ یا کھڑی ہو اُسمیں کہ میں بھی تیرے ساتھ بیٹھوں یا کھڑا ہوں یہانتک کہ سرانجام کروں میں تیرے لیے کام تیرا پس تنہا ہوے حضرت ساتھ اُسکے بعضی راہوں میں یعنی اور ٹھہرے رہے اُسکے ساتھ اور سنا کلام اُسکا اور دیا جواب اُسکو یہانتک کہ فارغ ہوئی وہ عورت حاجت اپنی سے ف ع یعنی عرض کیا اُس نے جو کچھ عرض کرنا تھا اور اس سے معلوم ہوا کہ خلوت کرنی ساتھ عورت کے کوچوں میں نہیں ہے مانند خلوت کرنے کے اُسکے ساتھ گھر میں بنا بر اسکے کہ بعضے اصحاب تھے کھڑے ہوگئے بعید اُنسے برعایت حسن ادب کے ترجمہ نقل کی یہ مسلم نے (وَعَنْہُ قَالَ لَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا لَعَّانًا وَّلَا سَبَّابًا کَانَ یَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعْتِبَۃِ مَا لَہٗ تَرِبَ جَبِیْنُہٗ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہے اُسی انس سے کہا کہ نتھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فحش گو اور نہ لعنت کرنے والے کسی کو اور کسی چیز کو اور نہ تھے بد کہنے والے ف ح فحش حد سے گذرنا جواب و کلام میں اور اکثر استعمال اُسکا آتا ہے الفاظ جماع میں اور اُسمیں کہ متعلق ہے اُسکے یعنی کہ اہل فساد اور بے حیا وُنکو اُسمیں عبارتیں صریحہ فاحشہ ہیں کہ اہل صلاح اور حیا اُنسے اُس سے اعراض کرتے ہیں اور کنایہ اور ابہام پر اکتفا کرتے ہیں بلکہ بول اور غایت کو بھی تعبیر قضا سے حاجت وغیرہ کر کرتے ہیں اور فحش بمعنی زیادتی اور کثرت اور زنا اور معصیت کے بھی آتا ہے اور لعن خدا کی جانب سے ہانکنا اور دور ڈالنا درگاہ رحمت سے اور بندوں کی جانب سے برا کہنا اور دعا کرنی ساتھ لعنت کے اور لعنت کرنی اُسکو کہ مستحق اُسکا نہیں ہے سخت گناہوں میں سے ہے اور بسبب کثرت کے کبیرہ ہو جاتی ہے اور اتفاق رکھتے ہیں علما اوپر حرام ہونے لعن کے شخص معین پر اگرچہ کافر ہو مگر یہ کہ یقیناً معلوم ہو کہ دنیا سے کافر گیا ہے جیسے ابوجہل وغیرہ اور حرام نہیں ہے اوپر موصوف کے ساتھ صفت عام کے جیسے کہ کہیں لعنت خدا کی کافروں اور ظالموں اور سود خوروں اور مانند اُنکے پر اور جاننا چاہیے کہ لعنت دو قسم پر ہے ایک تو ہانکنا اور دور ڈالنا رحمت حق سے اور بہشت کے داخل ہونے سے اور موجب خلود دوزخ کی اور یہ مخصوص ساتھ کافروں کے ہے اور دوسرے ہانکنا اور دور ڈالنا قرب اور رحمت خاص سے اور درجہ سابقین سے اور شامل ہے بعضے گنہگاروں اور بدکاروں کو اور اس تقریر سے حل ہو جاتے ہیں بہت اشکال واللہ اعلم بالصواب ت اور فرماتے تھے حضرت وقت غصہ کرنے کے کسی پر کیا ہوا ہے اُسکو اور کیا کرتا ہے وہ خاک آلودہ ہو پیشانی اُسکی ف ح ع یہ کنایہ ہے خواری اور نگونساری سے یعنی نہایت جو وقت غصہ اور ناراضمندی کے کہتے تھے یہ کلمہ تھا سو بھی اعراض کر کے اُس سے کہتے تھے نہ خطاب کر کے اُسکی طرف اور اسی کے معنی میں ہے خاک آلودہ ہو ناک اُسکی اور یہ کلمہ بھی ذو معنیین ہے اسلیے کہ احتمال ہے کہ بددعا ہو یا اُسپر یا دعا اُسکے لیے یعنی سجد اللہ وجہک کے نقل کی یہ بخاری نے (وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ادْعُ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ قَالَ اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَّاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَۃً رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا کہ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ بددعا کیجیے کافروں پر یعنی تا سب ہلاک ہوں اور جڑ بنیاد سے اُکھڑ جائیں فرمایا کہ میں نہیں بھیجا گیا ہوں لعنت کرنے والا اور نہیں بھیجا گیا ہوں میں مگر واسطے رحمت کے ف ح ع یعنی جہان پر کیا مومنوں پر کیا کافروں پر جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین مومنوں کے لیے رحمت ہونا تو ظاہر ہے اور کافروں کے لیے یوں رحمت

ہوئے کہ عذاب دنیا کا اُنسے اُٹھ گیا حضرت کے وجود باجود کی برکت سے جیسے کہ قرآن مجید میں فرمایا وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم بلکہ عذاب استیصال
(اور نہیں ہے اللہ کہ عذاب کرے انکو اس حال میں کہ تو انکے بیچ ہے ۱۲)
کا حضرت کی برکت سے قیامت تک اُٹھ گیا بخلاف اگلی امتوں کے کہ پیغمبروں کی بددعا سے ہلاک ہوگئیں اور جڑ بنیاد سے اُکھڑ گئیں اور کہا طیبی نے کہ یعنی میں بھیجا
گیا ہوں تاکہ قریب کروں لوگوں کو طرف اللہ کے اور اسکی رحمت کے اور اس لیے نہیں بھیجا گیا ہوں کہ دور کروں انکو اس سے پس لعنت کرنی منافی
ہے میرے حال کے پس کیونکر لعنت کروں میں ت نقل کی یہ مسلم نے (وعن ابی سعید الخدری قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اشد حیاء
من العذراء فی خدرہا فاذا رأی شیئا یکرہہ عرفناہ فی وجہہ متفق علیہ) اور روایت ہے ابی سعید خدری سے کہا کہ تھے آنحضرت سخت تر حیا میں باکرہ عورت سے
کہ اپنے پردے میں ہو ف ع اسلیے کہ باکرہ جبکہ ہوتی ہے پردہ میں تو بہت شرمناک ہوتی ہے بہ نسبت اسکے کہ ہو باہر نکلنے والی پردہ سے ت پس جب دیکھتے تھے
کسی چیز کو کہ ناخوش رکھتے اسکو یعنی جہت طبع سے یا شریعت کی راہ سے پہچان لیتے ہم اسکو بیچ چہرہ مبارک حضرت کے ف ع یعنی اثر تغیر سے ہم پہچان لیتے
اور دفعیہ کرتے اسکا پس حضرت خطاب نہ کرتے تھے بخود صاحب امر کراہت میں سوائے حرمت کے کہا نووی نے معنی اسکے یہ ہیں کہ حضرت بسبب حیا کے منہ سے
نکلتے تھے اس چیز کو کہ مکروہ رکھتے بلکہ متغیر ہوتا چہرہ مبارک پس پہچان لیتے ہم ناخوشی آپکی اور اس میں فضیلت ہے حیا کی اور حیا پر رغبت دلائی گئی ہے جبکہ
کہ نہ پہونچے نوبت سستی وجور کی ت نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن عائشۃ قالت ما رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم مستجمعا قط ضاحکا حتی
اری منہ لہواتہ انما کان یتبسم رواہ البخاری) اور روایت ہے عائشہؓ سے کہا کہ نہیں دیکھا میں نے حضرت کو کبھی بہت ہنستے ہوئے کہ تمام منہ
کھل جاوے یہانتک کہ دیکھوں میں انسے کوا انکا یعنی بہت منہ پھاڑ کر نہ ہنستے تھے کہ تالو دکھائی دے اور تھے آنحضرت مسکراتے یعنی اکثر اور
کبھی ہنستے بھی تھے لیکن بے مبالغہ کے جیسے کہ بیچ باب ضحک رسول خدا کے آیا ہے ت نقل کی یہ بخاری نے (وعنہا قالت ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم لم یکن یسرد الحدیث کسردکم کان یحدث حدیثا لو عدہ العاد لاحصاہ متفق علیہ) اور روایت ہے اسی عائشہؓ سے کہ تحقیق رسولخدا
صلی اللہ علیہ وسلم نہ تھے پے در پے اور متصل کریں کلام ایسا کہ مشتبہ ہوں سننے والے پر مانند پے در پے کلام کرنے تمہارے کے ف ع کہ متعارف
ہے تم میں کہ نہایت ملے ہوتے ہیں الفاظ بلکہ کلام انکا واضح اور جدا جدا ہوتا تھا جیسا بیان کیا عائشہؓ نے ت کہ تھے حضرت کلام کرتے جدا جدا
کہ اگر گنتا اسکو گننے والا تو البتہ گن لیتا اسکو یعنی اگر کوئی قصد کرتا گننے کا تو ممکن تھا ت نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن الاسود قال سألت
عائشۃ ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصنع فی بیتہ قالت کان یکون فی مہنۃ اہلہ تعنی خدمۃ اہلہ فاذا حضرت الصلوۃ خرج الی الصلوۃ رواہ
البخاری) اور روایت ہے اسود سے ف ح اسود بڑے تابعی ہیں زمانہ نبوت کا انھوں نے پایا اور خلفاء اربعہ کو دیکھا اور اکابر صحابہ سے حدیث
سنی اور اسی حج اور عمرہ ادا کیا اور آخر وقت تک ہمیشہ روزہ رکھتے رہے اور ہر دو شب میں قرآن شریف ختم کرتے اور فقیہ اور بہت حدیث روایت
کرنے والے ہیں ت کہا اسود نے کہ پوچھا میں نے عائشہؓ سے کہ کیا کرتے تھے حضرت اپنے گھر میں کہا عائشہؓ نے تھی شان یہ کہ ہوتے تھے آنحضرت
بیچ مہنۃ اہل خانہ اپنے کے ف ع لفظ مہنۃ زبر میم اور زیر اسکی کے اور جزم ہ کے اور تحریک اسکی کے اوپر وزن کلمہ کے خدمت جیسی کہ تفسیر
کی راوی نے ت کہ مراد رکھتی تھیں عائشہ مہنۃ اہلہ سے خدمت اہل خانہ کی ف ج یعنی مانند دودھ دوہنے بکری کے اور گانٹھنے جوتی کے
اور پیوند لگانے کپڑے کے اور اس سے معلوم ہوا کہ خدمت گھر کی اور گھر والوں کی کرنی سنت انبیا اور خصلت صالحین کی ہے ت پس جب
آتا وقت نماز کا نکلتے حضرت نماز کے لیے یعنی اور چھوڑ دیتے سب کام اور نہ غرض رکھتے کسی گھر والے سے نقل کی یہ بخاری نے (وعن عائشۃ
قالت ما خیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین امرین قط الا اخذ ایسرہما ما لم یکن اثما فان کان اثما کان ابعد الناس منہ وما انتقم رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لنفسہ فی شیء قط الا ان تنتہک حرمۃ اللہ فینتقم للہ بہا متفق علیہ) اور روایت ہے عائشہؓ سے کہا کہ نہیں اختیار

وہ یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم درمیان دو کاموں کے کبھی مگر اختیار کرتے اور لیتے آسان تر ان کا جب تک کہ نہوتا وہ کام آسان موجب
گناہ کا پس اگر ہوتا موجب گناہ کا تو ہوتے حضرت دور تر ان لوگوں کے اس کام سے ف ح اس حدیث میں کلام کیا ہے علما نے کہ تخییر عام ہے کہ
پروردگار تعالی کی طرف سے ہو یا خلق کی طرف سے ولیکن برتقدیر تخییر کے اللہ تعالی کی طرف سے گناہ ہونا مشکل ہے مگر یہ کہ مراد مقتضی گناہ کو ہو جیسے کہ
مثلاً اختیار دیں درمیان فتح ہونے خزانوں زمین کے کہ اسکے مشغول ہونے میں احتمال نہ فارغ ہونے کا واسطے عبادت کے ہے اور درمیان کفاف
معیشت کے پس مراد گناہ سے امر نسبی ہے اور مراد اس سے گناہ نہیں ہے بسبب ثبوت عصمت کے کذا قال الشیخ ابن حجر اور مجمع البحار میں کہا کہ اگر مراد
ہو تخییر جانب کافروں اور منافقوں کی سے تو ہونا گناہ ایک کا دو امروں میں سے ظاہر ہے اور اگر مسلمانوں کی جانب سے ہو تو مراد وہ چیز ہے کہ باعث
گناہ کی ہو جیسے کہ تخییر درمیان مجاہدہ اور اقتصاد کے اسلیے کہ مجاہدہ پہنچاوے ہلاک کو جائز نہیں ہے اور یا مراد تخییر خدا کی جانب سے ہو درمیان اس
چیز کے کہ اس میں دو عقوبت ہیں یا ایک عقوبت ہے یا مراد درمیان انکے اور درمیان کفار کے جیسے کہ قتال اور لینا جزیہ کا یا حق خدا میں درمیان امت
کے عبادت میں یا اقتصاد میں فقد برتا اور نہیں بدلا لیا حضرت نے واسطے حظ نفس اپنے کے کسی چیز میں یعنی جو کہ متعلق ہو ساتھ نفس کے کبھی
مگر یہ کہ کیجاوے وہ چیز کہ حرام کیا اللہ نے کرنا اسکا پس سزا دیتے تھے واسطے اللہ کے اپنی نہ کسی اور غرض کے لیے بسبب اس حرمت کے ف
ح کہا شیخ ابن حجر نے کہ مراد یہ ہے کہ بدلہ نہیں لیتے تھے آنحضرت واسطے حاجت نفس اپنے کے پس اشکال نہیں آویگا اسپر کہ آنحضرت حکم کرتے تھے
ان لوگوں کے قتل کرنیکا کہ ایذا دیتے تھے انکو اسلیے کہ وہ ارتکاب خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کا بھی تو کرتے تھے نقل کی بخاری اور مسلم نے (وَ
عَنْهَا قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهٖ وَلَا امْرَاَةً وَّلَا خَادِمًا اِلَّا اَنْ يُّجَاهِدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا نِيْلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهٖ
اِلَّا اَنْ يُّنْتَهَكَ شَيْءٌ مِّنْ مَّحَارِمِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے اسی عائشہؓ سے کہ نہیں مارا آنحضرت نے کسی چیز کو یعنی آدمی کو اسلیے کہ آنحضرت
نے بعض اوقات اپنی سواری کے جانور کو مارا ہے کبھی اپنے ہاتھ سے نہ عورت کو اور نہ خادم کو ف ع خادم کا اطلاق مرد اور عورت دونوں
پر آتا ہے اور خاص سواری اور خادم کو ذکر کیا واسطے اہتمام شان انکی کے اور واسطے بہت واقع ہونے ضرب ان دونوں کے اور واسطے احتیاج مارنے
انکے کے اگرچہ جائز ہے کچھ مارنا بشرط لیکن اولی ترک ہی ہے کہا علما نے بخلاف اولاد کے کہ اسکی تادیب بھی اولی ہے اور سبب اسکا یہ ہے کہ اولاد کو جو
مارتے ہیں تو اسکی اصلاح ہی کے لیے مارتے ہیں پس نہ اولی ہوا وہاں عفو بخلاف مارنے ان دونوں کے کہ وہ حظ نفس کے لیے ہوتا ہے اکثر
پس اولی ہوا عفو ان دونوں سے واسطے محافظت خواہش نفس کے اور روکنے غصہ کے ت مگر یہ کہ جہاد کرتے تھے راہ خدا میں ف ع ح
پس حضرت نے قتل کیا ابی بن خلف کو احد میں پھر نہیں ہے مراد اس سے جہاد ہی کرنا ساتھ کفار کے فقط بلکہ داخل ہیں اسمیں حدود اور تعزیریں
وغیر ذلک بھی ت اور نہیں پائی گئی حضرت سے کوئی چیز کبھی یعنی نہیں پہونچی آنحضرت کو کسی کی طرف سے وہ چیز کہ ضرر کرے انکو پس بدلا لینے صاحب
اس چیز سے مگر یہ کہ کیجاتی کوئی چیز حرام کی ہوئی اللہ کی پس بدلہ لیتے واسطے جزا کے نقل کی یہ مسلم نے اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ فصل دوسری وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ
خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا ابْنُ ثَمَانِ سِنِيْنَ خَدَمْتُهٗ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا لَامَنِيْ عَلٰى شَيْءٍ قَطُّ اُتِيَ فِيْهِ عَلٰى يَدَيَّ فَاِنْ لَامَنِيْ لَائِمٌ مِّنْ اَهْلِهٖ قَالَ دَعُوْهُ
فَاِنَّهٗ لَوْ قُضِيَ شَيْءٌ كَانَ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ مَعَ تَغْيِيْرٍ) روایت ہے انس سے کہا کہ خدمت میں حاضر ہوا میں رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم کے اس حال میں کہ میں آٹھ برس کا تھا خدمت کی میں نے آنحضرت کی دس برس کہ مدت اقامت آنحضرت کی تھی مدینہ میں پس
نہ ملامت کی مجھکو کبھی کسی چیز پر کہ ضائع ہوئی میرے ہاتھ سے پس اگر ملامت کرتا مجھکو کوئی ملامت کرنے والا آنحضرت کے گھر والوں میں سے تو فرماتے آنحضرت کہ چھوڑ دو
اسکو ملامت نکرو اسلیے کہ شان یہ ہے کہ اگر مقدر ہوتی ہے کوئی چیز واقع ہوتی ہے ف ح یعنی تلف ہونا ہر چیز کا قضا و قدر الہی کے سبب سے ہے اگرچہ اسکے ہاتھ سے ہوا اور اور

حدیث مین آیا ہی کہ لونڈیون کے ہاتھ سے اگر ظروف ٹوٹ جاوین تو مارو نہین کہ ہر چیز کے لیے اجل اور مدت ٹھہری ہی یہ لفظ مذکور مصابیح کی ہین اور
روایت کی بیہقی نے کتاب شعب الایمان مین ساتھ تھوڑے سے تغیر و تبدیل کے الفاظ مین (وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَّلَا سَخَّابًا فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا یَجْزِیْ بِالسَّیِّئَۃِ السَّیِّئَۃَ وَلٰکِنْ یَّعْفُوْ وَیَصْفَحُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہی عائشہؓ سے کہا کہ نہ تھے آنحضرت
فحش گو بالطبع اور نہ فحش گو بہ تکلف و قصد یعنی فحش حضرت سے سرزد ہی نہ ہوتا تھا نہ بالطبع نہ بہ تکلف اور نہ تھے چلانے والے بازارون مین جیسے کہ
عادت عوام کی ہی اور نہ بدلا لیتے ساتھ برائی کے برائی کا ولیکن معاف کرتے یعنی باطن مین اور درگذر کرتے یعنی ظاہر برائی کرنیوالے سے بموجب فرمانے
اللہ تعالی کے فاعف عنہم واصفح ان اللہ یحب المحسنین (وَعَنْ اَنَسٍ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یَعُوْدُ الْمَرِیْضَ وَیَتْبَعُ الْجَنَازَۃَ
وَیُجِیْبُ دَعْوَۃَ الْمَمْلُوْکِ وَیَرْکَبُ الْحِمَارَ لَقَدْ رَاَیْتُہٗ یَوْمَ خَیْبَرَ عَلٰی حِمَارٍ خِطَامُہٗ لِیْفٌ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَالْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ) اور روایت ہی انس سے
کہ وہ خبر دیتے تھے آنحضرت کے صفات و اخلاق سے کہ وہ تھے عیادت کرتے بیمار کی اور ساتھ جاتے جنازہ کے اور قبول کرتے دعوت مملوک کی یعنی
مملوک ماذون کی چہ جائے آزاد کی اور سوار ہوتے خر پر ف ح یعنی بسبب نہایت تواضع اور بے تکلفی کے اور یہ سب باتین دلالت کرتی ہین
اوپر نہایت تواضع اور ترک تکلف اور نفی تکبر کے برخلاف عادت بادشاہون اور متکبرون کے ت البتہ تحقیق دیکھا مین نے آنحضرت کو غزوہ خیبر کے
دن سوار خر پر کہ باگ اسکی پوست خرما کی تھی یعنی باوجودیکہ وہ دن اظہار شوکت کا تھا اور پھر بسبب بے تکلفی اور کسر نفسی تھی نقل کی یہ ابن ماجہ نے اور بیہقی
نے شعب الایمان مین (وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْصِفُ نَعْلَہٗ وَیَخِیْطُ ثَوْبَہٗ وَیَعْمَلُ فِیْ بَیْتِہٖ کَمَا یَعْمَلُ اَحَدُکُمْ فِیْ بَیْتِہٖ
وَقَالَتْ کَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ یَفْلِیْ ثَوْبَہٗ وَیَحْلُبُ شَاتَہٗ وَیَخْدِمُ نَفْسَہٗ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہی عائشہؓ سے کہا تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
گانٹھ لیتے پاپوش اپنی اور سی لیتے کپڑا اپنا یعنی پھٹا پرانا کہ پیوند لگاتے تھے اور کام کرتے آنحضرت اپنے گھر مین جیسے کہ کام کرتا ہی ایک تمہارا اپنے گھر مین
اور کہا عائشہؓ نے کہ تھے آنحضرت ایک آدمی آدمیون مین سے جو بین دیکھتے تھے اپنے کپڑے مین ف ع ح یعنی کپڑے مین دیکھتے تھے کہ شاید کوئی جون
ہو پس نہین منافی ہی یہ اس روایت کے کہ جون حضرت کو ایذا نہ دیتی تھی اور مواہب لدنیہ مین ہی کہ جون آنحضرت کے کپڑے اور بدن شریف مین ہرگز نہین
پڑتی اور امام فخر الدین رازی سے نقل کیا کہ کبھی آنحضرت پر نہین بیٹھی تھی اور پشہ اور مانند اسکی نے حضرت کو ایذا نہین دی ت اور دوہتے آنحضرت بکری اپنی
اور خدمت کرتے اپنی ذات شریف کی ف ع یعنی اپنا کام کر لیتے دوسرے کو کم فرماتے کہا طیبی نے کہ کہنا عائشہؓ کا کہ حضرت ایک آدمی تھے یہ تمہید ہی اسکی کہ تا
اسکے کہتی ہین اسلیے کہ جب انھون نے دیکھا اعتقاد کفار کا یہ کہ نبی کے منصب کے لائق نہین ہی کہ کرے وہ چیز کہ کرتے ہین اور عوام لوگ گویا آنحضرت کو بادشاہون
مانند ٹھہرایا تھا کہ وہ احتراز کرتے ہین افعال عادیہ دنیہ سے ازراہ تکبر کے جیسا کہ نقل فرمایا اللہ تعالی نے کہنا کفار کا مالہذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق
پس کہا حضرت عائشہؓ نے انکی رد مین کہ آنحضرت ایک مخلوق تھے مخلوقات خدا تعالی سے اور ایک شخص تھے اولاد آدم سے کہ شرف دیا تھا اللہ تعالی نے انکو
بسبب نبوت اور رسالت کے اور گذران کرتے تھے حضرت ساتھ خلق کے بہ خلق اور ساتھ حق کے بہ صدق پس کرتے تھے جو کچھ کہ کرتے ہین لوگ اور اعانت
کرتے تھے انکی انکے کامون مین ازراہ تواضع کے یا واسطے رہنمائی لوگون کے طرف تواضع کے اور دفع کرنے ترفع کے ساتھ تبلیغ رسالت کے جانب حق سے
طرف خلق کے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی ت نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ دَخَلَ نَفَرٌ عَلٰی زَیْدِ بْنِ
ثَابِتٍ فَقَالُوْا لَہٗ حَدِّثْنَا اَحَادِیْثَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُنْتُ جَارَہٗ فَکَانَ اِذَا نَزَلَ عَلَیْہِ الْوَحْیُ بَعَثَ اِلَیَّ فَکَتَبْتُہٗ لَہٗ فَکَانَ اِذَا ذَکَرْنَا الدُّنْیَا ذَکَرَہَا
مَعَنَا وَاِذَا ذَکَرْنَا الْاٰخِرَۃَ ذَکَرَہَا مَعَنَا وَاِذَا ذَکَرْنَا الطَّعَامَ ذَکَرَہٗ مَعَنَا فَکُلُّ ہٰذَا اُحَدِّثُکُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہی خارجہ بیٹے زید
بیٹے ثابت کے سے کہ کہا آئی ایک جماعت زید بن ثابت کے پاس کہ باپ اسکا ہی پس کہا انھون نے زید کو کہ روایت کر ہمسے حدیثین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ

وسلم کی ف ۶ اور مراد انکی یہ تھی کہ ایسی حدیثین بیان کرین کہ دلالت کرتی ہین حضرت کے حسن خلق اور خوش گذرانی پر ساتھ خلق کے ت کہا زید نے کہ تھا
مین ہمسایہ حضرت کا پس تھے حضرت جب اترتی اُنپر وحی تو بھیجتے کسی کو طرف میرے کہ بلا لاوے مجکو پس آتا مین آپکے پاس پس لکھتا مین وحی حضرت کے حکم
سے ف ۷ اسمین اشارہ ہے اسپر کہ مجکو نہایت قرب تھا حضرت سے ظاہر و باطن مین اور مجھے زیادہ حال معلوم ہے حضرت کا بہ نسبت اوروں کے ت پس تھی
عادت شریف آنحضرت کی کہ جب ذکر کرتے ہم دنیا کا یعنی مذمت اسکی یا تعریف اسکی بسبب ہونے اسکی کے مزرعۃ الآخرۃ ذکر کرتے آنحضرت دنیا کا ساتھ ہمارے
اور جب ذکر کرتے ہم آخرت کا ذکر کرتے اسکا حضرت ساتھ ہمارے اور جسوقت ذکر کرتے ہم طعام کا ذکر کرتے آنحضرت ساتھ ہمارے ف ح ع مراد ہے بیان
کرنا حسن معاشرت کا ساتھ خلق کے اور تالیف قلوب اصحاب کی بسبب موافقت کے ان چیزون کے کہ متعلق عادات و احوال لوگون کے ہین لیکن ایسی
چیزین کہ مکروہ و مذموم نہین ہون اور جو کہ مکروہ و مذموم ہون حاشا کہ ذکر کرین حضرت انکو اور ذکر کیجاوین مجلس شریف انکی مین صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ بنا فی نہین ہے
اس روایت کے کہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یخزن لسانہ الا فیما یعنیہ وان مجلسہ مجلس علم اسلیے کہ ذکر دنیا وغیرہ مین کبھی فائدہ علمیہ یا حکمیہ یا ادبیہ بھی ہوتے ہین
اور بر تقدیر خالی ہونے ذکر کے فائدون مذکورہ سے بیان جواز کے لیے تھا کہ آنحضرت اکثر صحابہ سے مباحات مین بھی کلام کرتے تھے تا معلوم کرلین جواز اسکا اور ایسا
بیان واجب تھا آنحضرت پر ت پس یہ سب احوال و حکایات بیان کرتا ہون مین تم سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل کی یہ ترمذی نے ف ۸ ع مقصود اس
جملہ سے تاکید صحت حدیث کی اور ظاہر کرنا اہتمام اسکے کا ہے (وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا صَافَحَ الرَّجُلَ لَمْ یَنْزِعْ یَدَہٗ مِنْ یَدِہٖ
حَتّٰی یَکُوْنَ ہُوَ الَّذِیْ یَنْزِعُ یَدَہٗ وَلَا یَصْرِفُ وَجْہَہٗ عَنْ وَجْہِہٖ حَتّٰی یَکُوْنَ ہُوَ الَّذِیْ یَصْرِفُ وَجْہَہٗ عَنْ وَجْہِہٖ وَلَمْ یُرَ مُقَدِّمًا رُکْبَتَیْہِ بَیْنَ یَدَیْ جَلِیْسٍ لَہٗ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور
روایت ہے انس سے کہ تحقیق تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت مصافحہ کرتے کسی مرد سے تو نہ کھینچتے ہاتھ اپنا اسکے ہاتھ سے یہانتک کہ ہوتا وہ مرد کہ وہی کھینچتا ہاتھ
اپنا آنحضرت کے ہاتھ سے یعنی آنحضرت اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ مین رہنے دیتے نکال لیتے نہین جب تک کہ وہ نہ چھوڑتا اور یہ دلالت کرتا ہے آنحضرت کے کمال صبر اور تواضع پر
اور نہ پھیرتے آنحضرت روے مبارک اپنا اس شخص کے منہ سے یہانتک کہ وہ مرد پھیرتا منہ اپنا آنحضرت کے منہ سے اور نہین دیکھے گئے آنحضرت آگے بڑھانے والے اپنے
زانو وں کو آگے ہمنشین اپنے کے نقل کی یہ ترمذی نے ف ۹ یعنی مجلس مین برابر صف کے بیٹھتے زانو آگے بڑھا کر نہ بیٹھتے جیسے کہ متکبر و جبار کرتے ہین اور بعضون نے
کہا مراد یہ ہے کہ بیٹھنے مین زانو اٹھاتے نہین بقصد تعظیم مجلس والونکے اور بسبب پاسداری ادب و تعلیم اصحاب کے اور بعضے کہتے ہین کہ مراد رکبتین سے دونون قدم ہین اور
انکا آگے بڑھانا عبارت ہے انکے دراز کرنے سے اہل مجلس مین یعنی انکے سامنے پانون پھیلا کر نہ بیٹھتے بپاس ادب کے اور ان سب باتون مین تعلیم ہے امت کو کہ اسطرح
بھائی مسلمان کی خاطرداری اور تعظیم و تکریم کیا کرین (وَعَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ لَا یَدَّخِرُ شَیْئًا لِغَدٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے اسی سے
کہ تحقیق تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ نہ باقی رکھتے کچھ کل کے لیے ف ۱۰ یعنی بنظر توکل کرنے کے اللہ پر اور اعتماد کرنیکے اسکے خزانون پر اور یہ خاص نسبت
ذات شریف کے تھا کہ آپ اپنے لیے کچھ نہ رکھتے تھے والا ثابت ہوا ہے کہ اہل و عیال کے لیے اکثر قوت ایک سال کا ذخیرہ رکھتے تھے بسبب ضعف حال اور نہ متحمل ہونے
اور قلت صبر انکی کے ت نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَوِیْلَ الصَّمْتِ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ) اور روایت
ہے جابر بن سمرہ سے کہا کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دراز سکوت ف ۱۱ یعنی نہ کلام کرتے مگر بحاجت اور شیخین وغیرہ نے روایت کیا ہے ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا آنحضرت
نے من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیقل خیرا او لیسکت اور فرمایا حضرت صدیق اکبر نے لیتنی کنت اخرس الا عن ذکر اللہ ت روایت کی یہ بغوی نے شرح السنہ
مین (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ کَانَ فِیْ کَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَرْتِیْلٌ اَوْ تَرْسِیْلٌ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ) اور روایت ہے جابر سے کہا کہ تھی بیچ قرأت آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے ترتیل یعنی واضح اور جدا جدا حروف کرکے پڑھتے تھے اور تھی آنحضرت کے کلام مین ترسیل یعنی بات ٹھہر ٹھہر کر کرتے ت نقل کی یہ ابوداود نے (وَعَنْ عَائِشَۃَ
قَالَتْ مَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْرُدُ سَرْدَکُمْ ہٰذَا وَلٰکِنَّہٗ کَانَ یَتَکَلَّمُ بِکَلَامٍ بَیِّنٍ فَصْلٍ یَحْفَظُہٗ مَنْ جَلَسَ اِلَیْہِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے عائشہؓ سے کہا کہ

نہیں تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ بات کریں پے در پے مانند پے در پے بات کرنے تمہارے کے کہ عادت رکھتے ہو ولیکن تھے آنحضرت کلام کرتے ایسا کلام کہ جدا
جدا ہوتے تھے کلمے ایک دوسرے سے یاد رکھتا اسکو جو کوئی کہ بیٹھا ہوتا ساتھ آنحضرت کے نقل کی یہ ترمذی نے (وعن عبد اللہ بن الحارث بن جزء قال ما رأیت احدا اکثر
تبسما من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ الترمذی) اور روایت ہے عبد اللہ بن حارث ابن جزء سے کہا کہ نہیں دیکھا میں نے کسی کو کہ بہت ہو مسکرانے میں آنحضرت
سے یعنی حضرت کی برابر کوئی بہت مسکراتا نہ تھا نقل کی یہ ترمذی نے (وعن عبد اللہ بن سلام قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جلس یتحدث
یکثر ان یرفع طرفہ الی السماء رواہ ابوداود) اور روایت ہے عبد اللہ بن سلام سے کہا کہ تھے آنحضرت کہ جسوقت بیٹھتے بات کرتے بہت کرتے اٹھانا اپنی
نگاہ کا طرف آسمان کے یعنی اکثر تھے آنحضرت دیکھتے آسمان کی طرف حالت کلام کرنے میں بانتظار اترنے جبرئیل کے اور وحی کے نقل کی یہ ابوداود نے

الفصل الثالث فصل تیسری

(عن عمرو بن سعید عن انس قال ما رأیت احدا کان ارحم بالعیال من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان
ابراہیم ابنہ مسترضعا فی عوالی المدینۃ فکان ینطلق ونحن معہ فیدخل البیت وانہ لیدخن وکان ظئرہ قینا فیاخذہ فیقبلہ ثم یرجع قال عمرو فلما توفی
ابراہیم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ابراہیم ابنی وانہ مات فی الثدی وان لہ لظئرین تکملان رضاعہ فی الجنۃ رواہ مسلم) روایت ہے عمرو بن
سعید سے کہ روایت کی انس سے کہا نہیں دیکھا میں نے کسی کو کہ ہووے بہت مہربان اپنے اہل وعیال پر حضرت سلام سے تھے ابراہیم بیٹے آنحضرت
کے کہ ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے تھے دودھ پینے واسطے بیچ بلندیوں مدینہ کے یعنی ان گانوں میں کہ جانب بلند مدینہ کے تھے کہ مسجد قبا اور سوا اسکے قریے
بھی ادھر ہی تھیں دایہ انکی وہاں رہتی تھی پس تھے حضرت کہ جاتے وہاں یعنی واسطے دیکھنے اور خبر لینے بیٹے اپنے کے اس حال میں کہ ہم ہمراہ آنحضرت کے
ہوتے تھے پس داخل ہوتے آنحضرت گھر میں یعنی دودھ پلانے والی کے اور حالانکہ وہ مکان دھواں کیا ہوا ہوتا یعنی گھر دھوئیں دھار ہیں جانے سبب شفقت و مہربانی
کے تھا دایہ ابراہیم کا لوہار ف ح لفظ ظئر بظا معجمہ کے زیر سے اور ہمزہ کے جزم سے یعنی دایہ کے اس عورت کو بھی کہتے ہیں کہ دودھ پلاتی ہو کسی کے بچہ کو اور
خاوند کو بھی کہتے ہیں کہ جسکو لگانا بھی کہتے ہیں اور نام ابراہیم کی دایہ کا ام سیف تھا اور اسکے خاوند کا نام ابو سیف تھا پس لیتے آنحضرت ابراہیم کو اور
بوسہ لیتے انکا پھر پھرتے اپنے گھر کو کہا عمرو نے یعنی انس سے نقل کر کے پس جسوقت کہ وفات کیے گئے ابراہیم فرمایا آنحضرت نے کہ تحقیق ابراہیم
بیٹا میرا ہے اور تحقیق وہ مرا چھاتی میں یعنی مدت شیر خوارگی میں اور بلاشبہ اسکے لیے دو دایہ ہیں کہ وہ دودھ پلاتی ہیں اسکو اور پورا کرتی ہیں مدت
دودھ پلانے اسکے کی بہشت میں ف ع یعنی وہ بعد مرنے کے بہشت میں داخل ہوئے مرتے ہی اور دودھ پلایا جاتا ہے انکو کہ مدت شیر خوارگی کی تمام کریں کہ دو برس
ہیں دودھ پلایا جاویگا یہ درجہ حاصل ہوا بسبب بزرگی آنحضرت اور بیٹے ہونے انکے کے اور وہ سولہ مہینہ کے تھے جب مرے تھے یا سترہ مہینہ کے پس دودھ
پلایا انکو دو عورتوں نے بقیہ دو برس تک ت نقل کی یہ مسلم نے (وعن علی ان یہودیا کان یقال لہ فلان حبر کان لہ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم دنانیر فتقاضی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ یا یہودی ما عندی ما اعطیک قال فانی لا افارقک یا محمد حتی تعطینی فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا اجلس معک فجلس معہ فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الظہر والعصر والمغرب والعشاء الآخرۃ والغداۃ وکان اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یتہددونہ ویتوعدونہ ففطن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما الذی یصنعون بہ فقالوا یا رسول اللہ یہودی یحبسک فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم منعنی ربی ان اظلم معاہدا وغیرہ فلما ترجل النہار قال الیہودی اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد انک رسول اللہ وشطر مالی فی سبیل اللہ اما واللہ
ما فعلت بک الذی فعلت بک الا لانظر الی نعتک فی التوراۃ محمد بن عبد اللہ مولدہ بمکۃ ومہاجرہ بطیبۃ وملکہ بالشام لیس بفظ ولا غلیظ ولا سخاب فی
الاسواق ولا متزی بالفحش ولا قول الخنا اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ وہذا مالی فاحکم فیہ بما اراک اللہ وکان الیہودی کثیر المال رواہ
البیہقی فی دلائل النبوۃ) اور روایت ہے علیؓ سے کہا کہ تحقیق ایک یہودی کہ کہا جاتا تھا اسکو فلانا کہ کنایہ ہے اسکے نام سے عالم علما سے یہود سے تھیں واسطے

یہودی کے لیے آنحضرت پر کتنی ایک دینارین قرض پس تقاضا کیا اُس نے آنحضرت سے دین کا پس فرمایا آنحضرت نے اُسکو کہ ای یہودی نہین نزدیک
میرے وہ چیز کہ دون مین تجکو یعنی نہین ہی میرے پاس کچھ کہ دون مین تجکو بدلے دیناروں کے اُس یہودی نے کہا پس تحقیق مین جدا نہین ہونیکا تم
اسی محمد تاکہ تم دو مجکو دین میرا پس فرمایا اُسکو پیغمبر صلعم نے اب چونکہ نہین جدا ہوتا تو مجھسے اور نہین چھوڑتا مجکو جب تک کہ دون مین قرض تیرا پس بیٹھا ہون
مین ساتھ تیرے اور نہین جاونگا سامنے تیرے سے پس بیٹھے آنحضرت ساتھ اُسکے پس نماز پڑھی پیغمبر خدا صلعم نے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا اور صبح کی
ف ح ع اس سے معلوم ہوا کہ تمام شب آنحضرت اُسکے ساتھ بیٹھے رہے اور احتمال ہی کہ دونون مسجد ہی مین بیٹھے رہے یا کسی کے مکان مین اور
اول ظاہر تر ہی ت اور تھے اصحاب رسولخدا صلعم ڈراتے اُس یہودی کو یعنی مارنے سے مثلا اور ڈراوا دیتے اُسکو یعنی نکال دینے کا یا قتل کرنیکا پس
معلوم کیا آنحضرت نے اُس چیز کو کہ کرتے تھے صحابہ ساتھ یہودی کے یعنی ڈرانا اور ڈرکا دینا اُنکا معلوم کیا اور منع کیا صحابہ کو یا خفگی کی نظر سے دیکھا اُنکی طرف
پس ارادہ کیا عذر کا صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہودی روکے آپکو اور مانع ہو نکلنے سے پس فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ منع کیا ہی مجکو پروردگار
میرے نے اس سے کہ ظلم کرون مین ذمی عہد والے پر اور غیر اُسکے پر ف ع یعنی کسی پر ظلم نکرون یہ تعمیم بعد تخصیص کے ہی پس بغیر دین ادا کیے جو اُس سے جدا
ہون تو ظلم ہی اور وجہ تقدیم معاہد کی یہ ہی کہ یہ مقام مقتضی اسی کا تھا یا اسلیے کہ مخاصمہ اُسکا اقوی ہی روز قیامت کے اسلیے کہ نہین ممکن ہوگا راضی کرنا اُسکا
ساتھ لینے نیکیون مسلمان سے اُسکے لیے یا رکھنے برائی کے اُسکے لیے مسلمان پر جیسے کہ حقوق دواب مین ہی اور شاید کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نہین قادر ہونگے
حضرت کے دین ادا کرنے پر یا یہودی راضی نہوتا ہوگا اُنکے ادا کرنے سے بسبب بغض دین کے اور یہ ظاہر تر ہی ت پس جبکہ دن نکلا کہا یہودی نے گواہی دیتا
ہون مین یہ کہ نہین کوئی معبود مگر اللہ اور گواہی دیتا ہون مین کہ تم رسولخدا کے ہو اور آدھا مال میرا تصدق ہی راہ خدا مین یعنی واسطے شکرانہ نعمت اسلام کے اور
طلب مزید انعام کے خبردار ہو اور جان لو کہ نہین کیا مین نے ساتھ تمہارے جو کچھ کہ کیا مین نے یعنی سختی اور درشتی قول و فعل مین مگر تاکہ دیکھون مین طرف صفت
تمہاری کے یعنی طرف موافق ہونے صفت تمہاری کے ساتھ اُس صفت تمہارے کہ توریت مین ہی یعنی پاؤن وہ صفت تم مین وہ صفت یہ ہی کہ محمد بیٹا عبد اللہ کا
جای پیدایش اُسکی مکہ مین ہی اور جگہ ہجرت کی مدینہ ہی اور ملک اُنکا یعنی عظمت اُنکی شام مین ہی یعنی اور اُسکے نوح مین نہین ہی بدزبان اور نہ سخت دل اور نہ چلانیوالا
بازارون مین اور نہ وضع اختیار کرنیوالا فحش کی اور نہ بیہودہ بات کہنے والا گواہی دیتا ہون مین یہ کہ نہین کوئی معبود مگر اللہ اور بلاشبہ تم رسولخدا کے ہو اور
یہ مال میرا ہی یعنی نام لیا اُس مال کا یا اشارہ کیا اُسکی جگہ کی طرف پس حکم کرو اُسمین ساتھ اُس چیز کے کہ دکھا دے تمکو خدا تعالی ف ح ع یعنی جو مصرف
لائق اُسکا دیکھو اور اُسپر رائے تمہاری قرار پکڑے وہان صرف کرو ظاہر یہ ہی کہ تمام مال مراد ہو پہلے آدھا مال خدا کی راہ مین صرف کیا اور جب نور ایمان نے قرار پکڑا
دل مین اور محبت خدا و رسول کی زیادہ ہوئی اور غلبہ کیا تمام مال صرف کیا اور آخر مین جان بھی فدا کر گیا ت اور تھا یہودی بہت مالدار یعنی اور باوجود
اُسکے حال و مآل بھی اُسکا اچھا ہوا نقل کی بیہقی نے دلائل النبوت مین (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
یُکْثِرُ الذِّکْرَ وَیُقِلُّ اللَّغْوَ وَیُطِیْلُ الصَّلٰوۃَ وَیُقَصِّرُ الْخُطْبَۃَ وَلَا یَاْنَفُ اَنْ یَّمْشِیَ مَعَ الْاَرْمَلَۃِ وَالْمِسْکِیْنِ فَیَقْضِیَ لَہُ الْحَاجَۃَ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ) اور
روایت ہی عبد اللہ بن ابی اوفی سے کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بہت کرتے ذکر ف ح ع یعنی خدا تعالی کا اور اُس چیز کا کہ متعلق ہی
ساتھ اُسکے اور بہت کیا بلکہ ہر دم اور ہر آن مشغول ذکر ہی مین رہتے تھے ت اور کم کرتے بیہودہ کہنا ف ع یعنے سوائے ذکر مذکور کے ذکر دنیا
اور جو کچھ کہ متعلق اُسکے ہی کم کرتے اور ذکر دنیا وغیرہ کا اگرچہ نہ خالی ہو مصلحت اور حکمت سے لیکن بہ نسبت ذکر حقیقی کے لغو ہی چنانچہ اسی لیے کہا
امام غزالی نے صنعت قطعۃ من العمر العزیز فی تالیف البسیط والوسیط والوجیز پس اطلاق کیا اُسپر لغو کا بنظر صورت اور معنی کے قطع نظر کر کے معنی سے
اور اسی قسم کا ہی قول علما کا حسنات الابرار سیئات المقربین والا حضرت کو لغو بولنے سے کیا علاقہ درصورتیکہ اللہ تعالی تمام مومنین کے حق مین

فرمایا ہو والذین ہم عن اللغو معرضون اور یہ جو بعضون نے کہا ہو قلت یہان بمعنی عدم کے ہو یعنے بالکل لغو نہ بولتے تھے اسلیے کہ قلت کبھی استعمال
کیجاتی ہو مطلق نفی مین بھی مانند قلیلا ما یومنون کے پس انکار کرتا ہو اسکو حسن مقابلہ ساتھ قول انکے کے وکثرت اور دراز کرتے نماز یعنے خصوصا جمعہ کی
بقرینہ قول حضرت کے اور کوتاہ پڑھتے خطبہ ف ح ع اسلیے کہ ایک ایک کلمہ حضرت سے جامع مضمون بعید اور اندازہ کے صادر ہوتا تھا اور یہ باعتبار
اکثر احوال کے ہوگا والا جس جگہ کہ مقصود بہت نصیحت کرنی ہوتی تو درازگی بھی کرتے تھے اور ظاہر مقصود یہ ہو کہ خطبہ آنحضرت کا بہ نسبت نماز
کے کوتاہ ہوتا تھا اور حدیث مین آیا ہو کہ درازگی نماز کی اور کوتاہی خطبہ کی نشانی فقہ اور دانشمندی کی ہو جیسے کہ باب الجمعہ مین یہ حدیث گذر چکی اور
شاید کہ وجہ اسکی یہ ہو کہ نماز معراج مومن کی ہو اور جگہ مناجات رب کی پس مناسب اسکے درازگی ہو اور خطبہ جگہ متوجہ ہونے کی طرف خلق کے اور
جگہ بلانے انکی کی طرف حق کے ہو اور اسمین زیادہ مطلب یاد ہمہ کا ہو ساتھ جاری کرنے زبان کے فصاحت اور بلاغت سے سخت
اور نہ عار کرتے تھے آنحضرت چلنے کی ساتھ بیوہ کے اور مسکین کے پس کردیتے ان ہر ایک کا کام نقل کی یہ نسائی اور دارمی نے (وعن علی ان
ابا جہل قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم انا لا نکذبک ولکن نکذب بما جئت بہ فانزل اللہ تعالی فیہم فانہم لا یکذبونک ولکن الظالمین بآیات اللہ
یجحدون رواہ الترمذی) اور روایت ہو علی سے کہ تحقیق ابوجہل نے کہا واسطے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ہم یعنے جماعت قریش کی نہین
دروغ گو جانتے تجکو اور سچ تمہارا ہمپر عیان ہو اور تم مشہور ہو ساتھ صدق وامانت کے ولیکن جھٹلاتے ہین ہم اس چیز کو کہ لایا ہو تو اسکو یعنے
کتاب وشریعت اور بسبب جھٹلانے اسکے کے تجکو بھی جھٹلاتے ہین اور اگر یہ نہو تو ہمکو تم سے نزاع نہین اور وہ جاہل یہان اتنا نہین سمجھتا تھا کہ جب
وہ سچے ہون کار دنیا مین خلق سے جھوٹ نہ بولین اور اوپر جھوٹ نہ باندھین تو کار دین مین کیونکر جھوٹ بولین گے اور خدا پر کیونکر جھوٹ باندھین گے
اور حقیقت مین حسد اور عناد باعث تھا اسپر کہ جلتے تھے کہ انکو یہ مرتبہ ملا ہم کیونکر انکا اتباع کرین پس نازل کی اللہ تعالی نے ابوجہل وغیرہ
کافرون کے حق مین یہ آیت پس تحقیق وہ نہین جھٹلاتے ہین تجکو ولیکن یہ ظالم حد سے تجاوز کرنے والے خدا کی آیتون کا انکار کرتے ہین نقل کی یہ ترمذی
نے ف ح تفسیر کشاف مین بیچ تفسیر اس آیت کے دو وجہ لکھین ہین ایک تو یہ کہ یہ کافر کہ تجکو جھٹلاتے ہین حقیقت مین تجکو نہین جھٹلاتے بلکہ
خدا کی آیتون کو جھٹلاتے ہین جیسے کہ کہتا ہو مولی اپنے اس غلام کو کہ لوگ اسکو ستاتے ہین یہ تجکو نہین ستاتے ہین حقیقت مین مجکو ستاتے ہین یعنے دیکھو
کہ انسے کیا معاملہ کرتا ہون اور وجہ دوسری یہ کہ یہ تجکو نہین جھٹلاتے ہین اسلیے کہ تو مشہور ہو ساتھ صدق اور امانت کے ولیکن خدا کی آیتون کا انکار
کرتے ہین اور وجہ آخر موافق ہو ساتھ مضمون حدیث کے (وعن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عائشۃ لو شئت لسارت
معی جبال الذہب جاءنی ملک وان حجزتہ لتساوی الکعبۃ فقال ان ربک یقرأ علیک السلام ویقول ان شئت نبیا عبدا وان شئت نبیا ملکا
فنظرت الی جبریل فاشار الی ان ضع نفسک وفی روایۃ ابن عباس فالتفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی جبریل کالمستشیر لہ فاشار جبریل
بیدہ ان تواضع فقلت نبیا عبدا قالت فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد ذلک لا یاکل متکئا یقول آکل کما یاکل العبد واجلس کما
یجلس العبد رواہ فی شرح السنۃ) اور روایت ہو عائشہ سے کہا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے عائشہ اگر چاہون مین
یعنے درخواست کرون پروردگار سے مال ومنال دنیا کا تو البتہ ساتھ چلین میرے پہاڑ سونے کے آیا میرے پاس ایک فرشتہ یعنے دراز قد
جیسے کہ بیان کیا اور تحقیق کمر اسکی تھی برابر کعبہ کے یعنے درازگی مین پس کہا کہ تحقیق پروردگار تمہارا فرماتا ہو تمپر سلام اور فرماتا ہو کہ اگر چاہے
تو ہو پیغمبر بندہ یعنے موصوف ساتھ صفت بندگی اور فقر کے اور اگر چاہے تو ہو پیغمبر بادشاہ یعنے اللہ تعالی نے اختیار دیا ہو پس اختیار
کر وان دونون باتون مین سے جو چاہو پس دیکھا مین نے طرف جبرئیل کے یعنے بطور مشورہ چاہنے کے کہ کیا مشورہ دیتے ہو تم پس اشارہ

کیا جبرئیل نے طرف میرے کہ پست کرو نفس اپنا یعنے بندہ رہو اور فقیر نہ بادشاہ و غنی اور بیچ روایت ابن عباس کے ہے کہ پس التفات کیا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف جبرئیل کے مانند مشورہ چاہنے والے کے اُنسے پس اشارہ کیا جبرئیل نے اپنے ہاتھ سے یعنے زمین کی طرف
یہ کہ پست کرو تم اپنے تئین ف ع یعنی اختیار کرو فقر اور بندگی کہ باعث ہے تواضع اور بلند قدری کی نزدیک اللہ کے اور نہ اختیار کرو بادشاہت
اور غنا کو کہ باعث ہے سرکشی اور بھول جانے کی خدا کو اور موجب ہے تکبر اور ناشکری کی کہ وہ باعث ہے گر پڑنے کی اللہ کی نظر سے اور یہ باعتبار غالب
احوال کے ہے اور اسیلیے اختیار کیا مرتبہ فقر کا اکثر انبیا و اولیا اور علما اور صلحا نے اللہم اجعلنا منہم واحشرنا معہم ت پس کہا ہمینے کہ ہو اُنکا
میں پیغمبر بندہ کہا عائشہ رضی نے کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بعد اسکے کھانا نہ کھاتے تکیہ لگا کر اور فرماتے کہ کھاتا ہوں میں جیسے کہ کھاتا
ہے غلام اور بیٹھتا ہوں میں جیسے کہ بیٹھتا ہے غلام نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ میں ف یعنے دو زانو مانند ہیئت نماز کے اور یہ افضل ہے
کے ہو یا اُٹھاتے ایک زانو دو زانو میں سے حالت کھانے میں یا غیر اسکے میں یا اُٹھاتے دونوں زانو برابر گوٹ مار کے بیٹھنے کے اور یہ اکثر نشست
آنحضرت کی تھی باب المبعث وبدء الوحی باب ہے بیچ بیان بعث حضرت کے اور ابتداے وحی کے ف ع مبعث بمعنی بعث اور
زمانہ بعث کے اور بعث اُٹھانا اور بھیجنا اور مراد اُٹھانا اور بھیجنا آنحضرت کا ہے رسول کر کے طرف تمام خلق کے اور لفظ بدء ساتھ زبر با اور جزم
دال کے اور ہمزہ سے بمعنے آغاز یعنے شروع کے اور بدو ساتھ پیش با اور دال کے اور واو مشددہ سے بمعنے ظہور کے دونوں روایت میں
اور مآل دونوں لفظوں کا ایک ہے اور اول ظاہر تر ہے یعنے اور روایت میں اور لفظ وحی اصل میں بمعنی اشارت اور کتابت اور اعلام اور
کلام خفی اور آواز اور اُس چیز کہ القا کیجاوے غیر کو کذا فی القاموس اور مشارق الانوار میں کہا کہ اصل وحی کی اعلام ہے پوشیدگی میں جلدی
سے اور وہ بیچ حق آنحضرت اور انبیا رصلوات اللہ علیہم والسلام کے کتنے قسموں پر ہے بعضوں کو ساتھ سننے کلام اللہ تعالی کے جیسے کہ
موسی علیہ السلام کو چنانچہ دلالت کرتا ہے اسپر قرآن شریف اور جیسے کہ پیغمبر ہمارے کو شب معراج میں دوسری وحی ساتھ رسالت اور وساطت
فرشتے کے اور یہ اکثر اور غالب تھی اور تیسری وحی القا ہے جیسے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے القی فی روعی روح القدس یعنے ڈالا گیا میرے دل میں یہ
مضمون اور کہتے ہیں کہ وحی داؤد علیہ السلام کی اکثر اسی قبیلہ کی تھی اور وحی کی نسبت جو غیر انبیا کے طرف واقع ہوئی ہے بمعنے الہام کے ہے
جیسے کہ فرمایا واوحینا الی ام موسی یعنے الہام کیا ہمنے موسی کی ماں کیطرف اور وحی بمعنی امر کے بھی آتی ہے جیسے کہ واوحیت الی الحواریین یعنے
امر کیا میں نے طرف حواریین کے اور بمعنی پیدا کرنے علم طبعی کے بھی ہے جیسے کہ فرمایا واوحی ربک الی النحل یعنے تیرے پروردگار نے شہد کی مکھیون
کی طبیعت میں یون رکھا واللہ اعلم **الفصل الاول** فصل پہلی (عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بُعِثَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَرْبَعِیْنَ سَنَۃً فَمَکَثَ
بِمَکَّۃَ ثَلٰثَ عَشَرَۃَ سَنَۃً یُوْحٰی اِلَیْہِ ثُمَّ اُمِرَ بِالْہِجْرَۃِ فَہَاجَرَ عَشَرَ سِنِیْنَ وَمَاتَ وَہُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّیْنَ سَنَۃً مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا
رسول کیے گئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم وقت تمام ہونے چالیس برس کی عمر کے پس ٹھہرے مکہ میں تیرہ برس اس حال میں کہ وحی بھیجی جاتی
تھی طرف اُنکے اس مدت میں پھر حکم کیے گئے ساتھ ہجرت کے پس ہجرت کی اور اقامت کی مدینہ میں دس برس اور وفات پائی آنحضرت نے اس
حال میں کہ وہ ترسٹھ برس کے تھے ف ع اور یہی صحیح ہے اور بعضوں نے کہا پینسٹھ برس کے تھے جیسے کہ آگے آتی ہے روایت ابن عباس کی
اور بعضوں نے کہا ساٹھ برس کے تھے جیسے کہ انس سے روایت آئی ہے ابن عباس نے دونوں برس ولادت اور وفات کے ملا کر پینسٹھ برس
کہے اور انس نے کسر کو حذف کر کے ساٹھ برس کہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنْہُ قَالَ اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَکَّۃَ خَمْسَ
عَشَرَۃَ سَنَۃً یَسْمَعُ الصَّوْتَ وَیَرَی الضَّوْءَ سَبْعَ سِنِیْنَ وَلَا یَرٰی شَیْئًا وَّثَمَانَ سِنِیْنَ یُوْحٰی اِلَیْہِ وَاَقَامَ بِالْمَدِیْنَۃِ عَشْرًا وَّتُوُفِّیَ وَہُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَّسِتِّیْنَ سَنَۃً

متفق علیہ) اور روایت ہے اُسی ابن عباس سے کہ کہا ٹھہرے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مین یعنی بعد نبی ہونے کے پندرہ برس یعنی بیچ دو برسون
ولادت اور ہجرت کے سنتے تھے آواز یعنے جبرئیل کی کہ دائین بائین سے آتی تھی یا صدا اور دیکھتے تھے روشنی سے اندھیری باتون مین سات برس یعنے
اُن پندرہ برسون مین سے اور نہین دیکھتے تھے کچھ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے روشنی نبوت کی نشانیون مین سے سات برس تک اور
نہین دیکھتے تھے سواے روشنی کے فرشتہ اور آٹھ برس مین اُن پندرہ برس مین سے وحی بھیجی جاتی تھی طرف آنحضرت کے ف ع یعنی مکہ مین
اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اسپر کہ سننا آواز کا اور دیکھنا روشنی کا بعد نبوت کے تھا بیچ مدت اقامت مکہ کے کہ پندرہ برس تھے اور تواریخ کی کتابو
اور اور حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حال پہلے ظہور نبوت کے تھا اور حکمت اسمین حاصل کرنا انسیت اور الفت کا عالم ملکوت سے تھا تا ظہور
اُسکا ایکایک سبب منہدم ہونے بناے بشریت کا نہووے اور اقامت کی مدینہ مین دس برس اور وفات پائی اس حال مین کہ وہ پینسٹھ برس
کے تھے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن انس قال توفاہ اللہ علی راس ستین سنۃ متفق علیہ) اور روایت ہے انس سے کہ کہا وفات دی
آنحضرت کو اللہ تعالے نے اوپر تمام ہونے ساٹھ برس کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعنہ قال قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو ابن
ثلث وستین وابوبکر وہو ابن ثلث وستین وعمر وہو ابن ثلث وستین رواہ مسلم قال محمد بن اسمعیل البخاری ثلث وستین اکثر) اور روایت ہے
اُسی انس سے کہ کہا وفات پائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال مین کہ وہ ترسٹھ برس کے تھے اور وفات پائی حضرت ابوبکرؓ نے بھی اس
حال مین کہ وہ ترسٹھ برس کے تھے یعنے بلا خلاف اور رہی خلافت اُنکی دو برس اور چار مہینے اور جب تلک بعد حضرت کے زندہ رہے اتنے ہی [illegible]
تھے اُنسے اور وفات پائی حضرت عمرؓ نے اور وہ بھی ترسٹھ برس کے تھے ف ع اور بعضون نے کہا انسٹھ برس کے تھے اور بعضون نے اور اور
بھی اقوال اُنکی عمر مین نقل کیے ہین کہا مولف نے کہ زخمی کیا اُنکو ابولولو غلام مغیرہ بن شعبہ کے نے مدینہ مین بدھ کے دن چھبیسوین تاریخ ذی الحجہ
کی سن تیئیس مین اور دفن کیے گئے اتوار کے دن دسوین محرم کو سن چوبیس مین اور عمر اُنکی ترسٹھ برس کی تھی اور بہت صحیح قول اُنکی عمر مین یہی ہے اور
رہی خلافت اُنکی ساڑھے دس برس اور حضرت عثمان دفن کیے گئے ہفتہ کی رات مین بیچ بقیع کے اور عمر اُنکی بیاسی برس کی تھی اور بعضون نے
کہا اٹھاسی برس کی اور بعضون نے اور اور قول بھی اُنکی عمر مین نقل کیے ہین اور رہی خلافت اُنکی بارہ برس اور حضرت علی خلیفہ ہوے جس دن کہ
قتل کیے گئے حضرت عثمان اور وہ دن جمعہ کا تھا اور تاریخ اٹھارہوین ذیحجہ کی سن پینتیس مین اور مارا اُنکو عبدالرحمن ابن ملجم مرادی نے کوفہ
مین جمعہ کی صبح کو سترھوین تاریخ رمضان کی سن چالیس مین اور وفات پائی بعد تین رات گذرنے کے اُسکے مارنے سے اور دفن کیے گئے [illegible]
اور عمر اُنکی ترسٹھ برس کی تھی اور اور بھی قول منقول ہین اُنکی عمر مین اور رہی خلافت اُنکی چار برس اور نو مہینے کچھ دن اور یہ جو نقل کی یہ مسلم نے کہا
محمد بن اسمعیل بخاری نے کہ روایت ترسٹھ برس کی حضرت کی عمر مین اکثر ہے ف ح ع یعنی بہ نسبت اور روایتون کے اور مدار اختلاف کا مکہ کی اقامت
پر ہے کہ دس برس تھے یا تیرہ یا پندرہ روایتین تیرہ کی اکثر ہین اور یہی بہت صحیح ہے واللہ اعلم اور پیدائش حضرت کی سال فیل مین تھی بموجب روایت
صحیح مشہور کے اور قاضی عیاض نے دعوی اجماع کا کیا ہے اسپر اور اتفاق کیا ہے علما نے اسپر کہ پیدا ہوے آنحضرت پیر کے دن ربیع الاول مین
اور تاریخ مین اختلاف کیا ہے کہ بارھوین تاریخ تھی یا اٹھارہوین یا دسوین اور وفات ہوئی حضرت کی پیر کے دن ربیع الاول کی بارھوین کو وقت
چاشت کے صلوات اللہ وسلامہ علیہ (وعن عائشۃ قالت اول ما بدئ بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی الرؤیا الصادقۃ فی النوم فکان
لا یری رؤیا الا جاءت مثل فلق الصبح ثم حبب الیہ الخلاء وکان یخلو بغار حراء فیتحنث فیہ وہو التعبد اللیالی ذوات العدد قبل ان ینزع الی اہلہ ویتزود
لذلک ثم یرجع الی خدیجۃ فیتزود لمثلہا حتی جاءہ الحق وہو فی غار حراء فجاءہ الملک فقال اقرأ فقال ما انا بقارئ قال فاخذنی

فغطني حتى بلغ مني الجهد ثم ارسلني فقال اقرأ فقلت ما انا بقارئ فاخذني فغطني الثانية حتى بلغ مني الجهد ثم ارسلني فقال اقرأ فقلت ما انا بقارئ
فاخذني فغطني الثالثة حتى بلغ مني الجهد ثم ارسلني فقال اقرأ باسم ربك الذي خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربك الاكرم الذي علم بالقلم علم
الانسان ما لم يعلم فرجع بها رسول الله صلى الله عليه وسلم يرجف فؤاده فدخل على خديجة فقال زملوني زملوني فزملوه حتى ذهب عنه الروع فقال
لخديجة واخبرها الخبر لقد خشيت على نفسي فقالت خديجة كلا والله لا يخزيك الله ابدا انك لتصل الرحم وتصدق الحديث وتحمل الكل وتكسب
المعدوم وتقري الضيف وتعين على نوائب الحق ثم انطلقت به خديجة الى ورقة بن نوفل ابن عم خديجة فقالت له يا ابن عم اسمع من ابن اخيك
فقال له ورقة يا ابن اخي ماذا ترى فاخبره رسول الله صلى الله عليه وسلم خبر ما رأى فقال له ورقة هذا الناموس الذي انزل الله على موسى يا ليتني
كنت فيها جذعا يا ليتني اكون حيا اذ يخرجك قومك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم او مخرجي هم قال نعم لم يأت رجل قط بمثل ما جئت به الا
عودي وان يدركني يومك انصرك نصرا مؤزرا ثم لم ينشب ورقة ان توفي وفتر الوحي متفق عليه وزاد البخاري حتى حزن النبي صلى الله عليه وسلم فيما
بلغنا حزنا غدا منه مرارا كي يتردى من رؤس شواهق الجبل فكلما اوفى بذروة جبل لكي يلقي نفسه منه تبدى له جبرئيل فقال يا محمد انك رسول الله حقا
فيسكن لذلك جاشه وتقر نفسه) اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا یعنے حضرت سے سنکر یا کسی صحابہ سے اسلیے کہ عائشہ ابتداے نبوت مین
حاضر تھین پہلی چیز کہ شروع کیے گئے ساتھ اُسکے آنحضرت وحی سے دیکھنا خوابون سچ کا تھا سوتے مین ف ع ح اور کہتے ہین کہ یہ حال چھ مہینے
تک تھا اور حقیقت خواب سچ کی یہ ہے کہ پیدا کرتا ہے اللہ تعالی سوتے کے دل مین یا اُسکے حواس مین کچھ کچھ چیزین جیسا کہ پیدا کرتا ہے اُنکو جاگتے مین
اور اللہ تعالی قادر ہے کہ کرے جو کچھ چاہے نہین منع کرتی ہے اُسکے فعل کو نیند اور نہ غیر اُسکے پس اکثر وہ بات واقع ہوتی ہے جاگتے مین جیسے کہ دیکھا
ہے اُسکو سوتے مین ت پس تھے حضرت کہ نہین دیکھتے کوئی خواب مگر کہ آتی تعبیر اُسکی مانند سفیدی دم صبح کے یعنے ظاہر اور ہویدا ہوتی بے
آمیزش ابہام و اشتباہ کے پھر دوست کی گئی طرف آنحضرت کے خلوت ف ح اور یہ ابتداے قصہ سے ہے پہلے ظہور نبوت اور نزول وحی سے
ت اور تھے آنحضرت کہ خلوت مین رہتے بیچ غار حرا کے ف ع ح حرا ساتھ زیر ح مہملہ اور ر مخففہ ممدودہ کے اور بعضون نے ساتھ زبر اور
قصر کے کہا ہے نام ایک پہاڑ مشہور کا ہے مکہ مین اور وہان سے نظر جمال کعبہ پر بھی پڑتی ہے اور شاید کہ سبب اختیار کرنے اُس مکان کا یہی ہو اور
آیا ہے کہ عبد المطلب نے بھی اصحاب فیل کے واقعہ مین وہان جاکر دعا کی تھی کہا نووی وغیرہ نے کہ خلوت کرنی شان صالحین اور اللہ کے عارف
بندون کی ہے اور دوست کی گئی طرف حضرت کے خلوت اسلیے کہ خلوت مین فراغت دل کی اور فکر اللہ کی طرف کی خوب ہوتی ہے اور انقطاع ہوتا ہے
الفت کی چیزون بشریہ کے سے اور خشوع اور نورانیت اور خاطر جمعی بوجہ احسن ہوتی ہے اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ افضلیت خلوت اور جلوت
اور اختلاط اور عزلت کے اور صحیح یہ ہے کہ ہر ایک ساتھ شرطون معتبرہ اپنی کے بیچ محل اپنے کے افضل اور اکمل ہے یعنے اگر خرابیان اور فساد دین
کا لوگون کے ساتھ رہنے مین ہو اور کوئی اُسکا کہنا نہ مانتا ہو تو خلوت افضل ہے اور اگر نقصان دین کا نہو اور لوگ محتاج اُسکی تعلیم کے ہین اور جانتا ہے
کہ لوگون کو تعلیم مین تربیت ہوگی تو لوگون مین رہنا افضل ہے ت پس عبادت کرتے آنحضرت اُس غار مین اور تحنث نون اور ث مثلثہ سے بمعنی عبادت
کرنے کے ہے اور عبادت کرتے متعدد راتون مین ف ع مراد روز و شب ہین اور خاص رات ہی کو ذکر کیا اسلیے کہ مناسب تر ہے ساتھ خلوت کے اور متعدد کی جو قید
لگائی مراد اس سے قلت ہے اور بعضون نے کہا احتمال ہے یہ کہ ہو کثرت اسلیے کہ کثیر محتاج ہوتا ہے گنتی کا نہ قلیل ت عبادت کرتے اُس غار مین پہلے
اُسکے کہ مائل اور مشتاق ہون اپنے اہل کی طرف ف ع یعنی عبادت کرتے اور جب گھر کے لوگون کی خبر لیتے اور ادا ے حقوق اُنکے کی طرف دل
کھینچتا مکہ مین آتے اور بخاری کی ایک روایت مین لفظ یرجع آیا ہے جگہ ینزع کے ت اور توشہ لیا کرتے واسطے عبادت کرنے راتون متعدد کے

پھر پھرتے طرف خدیجہ کے اور توشہ لیجاتے واسطے اتنی مدت ان راتون کے ف ح ع حاصل یہ کہ آنحضرت ایام مذکورہ مین ہمیشہ اسی حالت پر
رہتے کہ جاتے عبادت کے لیے اور پھر آتے توشہ لینے کے لیے تاکہ خاطر جمع سے عبادت کرین اور اسمین اشارہ ہی اسکی طرف کہ لینا زاد کا نہین منافی
ہی توکل کے اور مدت خلوت کی ایک مہینا تھا ہر سال مین اور وہ مہینا رمضان کا تھا اور علما اختلاف رکھتے ہین کہ آنحضرت پہلے نبوت سے
تابع کسی شریعت کے اگلی شریعتون مین سے تھے یا اپنی عقل سے اچھا جانکر عمل کرتے تھے یا ہر شریعت مین سے جو کچھ کہ اولی اور افضل پاتے کرتے
اور اگر تابع شریعت کے تھے وہ تو کس شریعت کے تھے مختار یہ ہی کہ تابع دین ابراہیم کے تھے اور اسلیے ایک روایت مین بجاے تحنث کے تحنف
ف سے بھی آیا ہی یعنے عمل کرتے تھے دین حنیف پر کہ لقب ابراہیم کا ہی اور ظاہر یہ ہی کہ جانب حق سے نور ہدایت کا حضرت کے دل مین آیا تھا اُس
سے پسندیدہ چیزین درگاہ الٰہی کی عمل مین لاتے تھے بغیر اتباع شریعت کے اور حکم عقل کے اور اسمین بھی اختلاف کرتے ہین کہ عبادت کرنا حضرت
کا ساتھ فکر کے تھا یا ذکر کے اور صحیح یہ ہی کہ ساتھ ذکر کے تھا نہ فکر کے ت یہان تک کہ آیا حضرت پر حق یعنے وحی یا رسول حق کہ جبرئیل ہین اس حال
مین کہ آنحضرت غار حرا مین تھے پس آیا حضرت کے پاس فرشتہ یعنی جبرئیل اور بعضون نے کہا اسرافیل پس کہا پڑھ یعنی کچھ پس کہا آنحضرت نے نہین
مین پڑھ جانتا ف ع ح یعنی اچھی طرح نہین پڑھ جانتا یا شاید کہ یہ بات نہایت وحشت اور دہشت سے تھی کہ بیچ دل آنحضرت کے دیکھنے فرشتہ [illegible]
مقام کے سے آئی اور یہ کوئی نہ سمجھے کہ یہ فرمایا آنحضرت نے اس سبب سے کہ حضرت اُمی تھے اور امی وہ ہی کہ پڑھنا نجانے اسلیے کہ پڑھنا بغیر سیکھے پڑھانے اور تعلیم
کرنے سے ساتھ امی ہونے کے منافات نہین رکھتا خصوصًا نہایت فصاحت والے سے بلکہ امی ہونا منافات لکھنے اور نامہ کے پڑھنے سے رکھتا ہی چنانچہ قاموس مین
کہا کہ امی وہ ہی کہ لکھنا نجانے اور کتاب نہ پڑھے اور بعضی روایتون مین آیا ہی کہ جبرئیل نے صحیفہ حریر کا مرصع ساتھ جواہر کے آنحضرت کے ہاتھ مین دیا اور کہا
پڑھ پس آنحضرت نے کہا نہین پڑھ سکتا مین اور اس کپڑے مین کچھ لکھا نہین دیکھتا مین کیا پڑھون اور یہ معنے انسب اور اظہر ہین مقصود مین واللہ اعلم
ت فرمایا آنحضرت نے پس پکڑا اس فرشتہ نے مجھکو اور بھینچا مجھکو یہان تک کہ پہونچا وہ مجھسے مشقت کو ف ع ح لفظ جہد ساتھ پیش جیم اور زبر کے
اور رفع اور نصب دال کے ہی پس جس صورت مین کہ نصب ہو دال کو تو معنی یہ ہونگے کہ پہونچے جبرئیل مجھسے مشقت کو یعنی خوب پہونچا مجھکو مشقت اُٹھانی
پہونچنے سے اور جس صورت مین کہ رفع ہو دال کو تو معنی یہ ہون گے کہ پہونچی مشقت مجھسے نہایت درجہ کو یعنی بڑی مشقت اُٹھائی مین نے اور یہ بھینچنا آنحضرت
کرنا تھا جبرئیل کا حضرت کے وجود شریف مین ساتھ داخل کرنے نور ملکوت اور وحی کے حضرت کے باطن شریف مین تا آمادہ اور مستعد وحی کے اُٹھانے
ہون ت پھر چھوڑ دیا مجھکو جبرئیل نے اور کہا کہ پڑھ پس کہا مین نے کہ نہین پڑھ سکتا مین فرمایا آنحضرت نے کہ پھر پکڑا مجھکو اور بھینچا مجھکو دوسری بار یہانتک
کہ پہونچے مجھسے مشقت کو پھر چھوڑ دیا مجھکو اور کہا پڑھ پس کہا مین نے نہین مین پڑھنے والا پس پکڑا مجھکو اور بھینچا مجھکو تیسری بار یہانتک کہ پہونچے مجھسے مشقت کو پھر چھوڑ دیا مجھکو اور
کہا پڑھ ساتھ نام پروردگار اپنے کے کہ جسنے پیدا کیا ہی تجھکو اور ہر چیز کو ف ع ح یعنی تو اپنی طاقت پر خیال نکر اور مدد پروردگار سے چاہ کہ جسنے پیدا کیا ہی سب کچھ اور وہ سب چیز پر
قادر ہی اور یہ دلیل صریح ہی اسپر کہ اول جو قرآن سے اترا ہی سورۂ اقرا ہی اور یہی صواب ہی کہ جمہور سلف اور خلف کے ہین اور بعضون نے کہا کہ اول سورہ یا ایہا المدثر اتری ہی اور یہ
قول کچھ نہین ہی کہتا ہون مین کہ ظاہر یہ ہی کہ سورۂ اقرا اول حقیقی ہی اور یا ایہا المدثر اول اضافی ہی یعنی بعد منقطع ہونے وحی کے جو پھر وحی اترنے لگی تو اول یہی اتری ہی اور یہ [illegible] دلیل
اُن لوگون کی ہی کہ جو کہتے ہین بسم اللہ الرحمن الرحیم جزو سورۂ نہین ہی بلکہ فصل کے لیے اتری ہی ت پیدا کیا انسان کو جمے ہوے خون سے کہ رحم مین ہوتا ہی
پڑھ اور پروردگار تیرا بزرگتر سب سے ہی وہ پروردگار کہ تعلیم کیے بواسطہ قلم کے بہت سے علم ف ح مراد یا تو قلم آسمان کا ہی کہ سبب اور باعث نگاہ رکھنے تمام
علمون اور آسمان کی کتابون کا ہی یا یہی قلم ہی کہ اس عالم مین مظہر اور مثال اُس قلم کا ہی کہ کیا کیا علوم اور معارف اس سے لکھے جاتے ہین اور صاحب
کشاف نے کہا کہ یہ قلم اللہ تعالی کے کمال قدرت پر دلالت کرتا ہی کہ کیا کیا علم عجیب و غریب اس سے لکھے جاتے ہین ت سکھائی انسان کو وہ چیز کہ

نہ جانتا تھا ف ع یعنی ممکن نہ تھا کہ اپنی قدرت سے معلوم کرسکے چیزیں نو پیدا مکان اور زمان میں اور ہوسکتا ہو کہ مراد انسان سے انسان کامل یعنی
آنحضرت ہیں ہوگا اسمین اشارہ طرف اس قول اللہ تعالیٰ کے وعلمک ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما ت پس پلٹے ساتھ اُن آیتون کے پھر
طرف مکہ کے اس حال مین کہ کانپتا تھا دل آپکا یعنی بسبب شدت رعب کے کہ پہنچا تھا آپکے دل مین پس آئے آنحضرت حضرت خدیجہ کے پاس اور
فرمایا دو بار تاکید کے لیے بسبب لاحق ہونے تپ و لرزہ کے مارے ڈر کے کہ اُڑھاؤ مجکو کپڑا پس اُڑھایا آپکو کپڑا یہانتک کہ جاتا رہا اُنسے ڈر اور اپنی حالت اصلی
پر آئے پس فرمایا خدیجہ کو اس حال مین کہ پہونچائی آپکو خبر اس ماجرے کی البتہ تحقیق ڈرتا ہون مین اپنی جان پر ف ع ح نہایت خوف سے کہ مبادا ہلاک ہو جاؤن
یا دیوانہ یا ڈر تھا عاجز ہونیکا بار نبوت کے اُٹھانے سے یا نہ صبر کرنیکا اوپر ایذا کے قوم اور قتل اور جھٹلانے کے یا ڈر تھا مفارقت وطن کا ت پس کہا خدیجہ نے یہ نہ گمان
کرو تم یا نہ ڈرو ایسا نہوگا قسم ہی اللہ کی نہ رسوا کریگا اللہ تمکو کبھی اسلیے کہ تحقیق تم سلوک کرتے ہو ناتے والون سے یعنے اگرچہ وہ انقطاع کرین تم سے اور سچ بولتے ہو ف
ع ح یعنے اگرچہ وہ جھوٹ بولین تمسے یا جھٹلادین تمکو اور بعضی روایتون مین یہ زیادہ کیا ہی تؤدی الامانۃ یعنے ادا کرتے ہو تم امانت کو ت اور اُٹھاتے ہو تم بوجھ کو ف
ح لفظ کل ساتھ زبر کاف اور تشدید لام کے ثقل اور گرانی اور بعضی عیال کے بھی آتا ہی اسلیے کہ خبرگیری انکی گران ہوتی ہی پس معنی یہ ہین کہ تم اٹھاتے ہو محنت کل کی
اور قبول کرتے ہو محنت کل کو یعنے جو کہ بھاری ہین یعنی عیال وغیرہ انکی خبرگیری کرتے ہو اگرچہ وہ چھوڑ دین تمکو اور داخل ہی بیچ اُٹھانے کل کے خرچ کرنا ضعیفون اور
یتیمون اور بیواؤن اور غریبون پر ت اور کماتے ہو مال خیر کے لیے اور دیتے ہو محتاج کو ف ح لفظ تکسب ساتھ زبر ت کے صحیح اور مشہور ہی اور ساتھ پیش ت کے
بھی روایت کیا گیا ہی یعنی کسب مین لاتے ہو غیر اپنے کو یعنی مال دیتے ہو لوگون کو کہ اُس سے کسب اور تجارت کرین اور صرف کرتے ہو مال کو خیر کی جگہون مین
اور بعضے مراد معدوم سے فقیر رکھتے ہین کہ میت کے حکم مین ہی کہ تصرف نہین ہی اُسکے لیے یعنے فقیرونکو کسب مین لاتے ہو ساتھ دینے مال کے ت اور مہمانی
کرتے ہو مہمان کی یعنی کھلاتے ہو اُسکو اور مدد کرتے ہو خلق کی اوپر حادثون حق کے ف ع ح یعنی جو کوئی کہ بسبب کسی حادثہ کے درماندہ ہوتا ہی مانند قرض
اور مال دیت کے اُسکی مدد کرتے ہو اور نجات دیتے ہو اُسکو اُس آفت سے اور نوائب حق اسلیے کہا کہ بسبب حادثہ ناحق کے مانند اسراف اور غصب اور مانند
اُنکے کے درماندہ نہو کہ مدد کرنی اُسمین بری ہی اور اسمین دلیل ہی اوپر اسکے کہ اچھے اخلاق اور اچھی خصلتین سبب سلامتی کی ہین برائی اور خرابی مین پڑنے سے
اسلیے کہ دلیل پکڑی حضرت خدیجہ نے بسبب متصف ہونے آنحضرت کے ساتھ اچھے اخلاقون کے اور اچھی صفتون کے اوپر نہ پہونچنے مکروہات کے
دین اور دنیا مین اور اسمین بڑی دلیل ہی اوپر نہایت فراست اور معرفت اور فقاہت اور عقلمندی حضرت خدیجہ کے اور کیونکر نہو کہ مدتہا سے مدید آنحضرت
کی خدمت مین رہین اور اول جو حقیقت مین ایمان لائی ہین یہی ہین کسی کو انکے ساتھ انکی صفت مین مشارکت نہین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور یہ بھی
اس سے معلوم ہوا کہ تعریف کرنی انسان کی اُسکے منہ پر بعض احوال مین کسی مصلحت کے لیے جائز ہی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جسکو حاصل ہو خوف کسی امر سے
تو اُسکو تسلی اور بشارت دے اور ذکر کرے اسباب سلامت کے اُسکے آگے اور اُسمین تنبیہ ہی اوپر اسکے کہ فقر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا پسندیدہ اور اختیاری
نہ ناگوار اور اضطراری اور ایثار اسکا کمال کرم اور سخاوت تھا اور اسمین تنبیہ ہی اوپر اسکے کہ یہ صفات مذکورہ جبلی اور خلقی تھین حضرت کی پہلی نبوت سے
ت پھر لیگئی آنحضرت کو خدیجہ طرف ورقہ بیٹے نوفل کے کہ چچا کے بیٹے خدیجہ کے تھے ف ح اسلیے کہ خدیجہ ہین بیٹی خالد بیٹے اسد بیٹے عبد العزی کی
اور ورقہ بیٹے نوفل بیٹے اسد کے اور لفظ ورقہ ساتھ زبر واو اور را اور قاف کے ہی اور وہ نصرانی ہوگئے تھے جاہلیت مین اور انجیل کا زبان عربی مین
ترجمہ کیا تھا اور بہت بڈھے اور اندھے ہوگئے تھے ت پس کہا خدیجہ نے ای میرے چچا کے بیٹے سن اپنے بھتیجے سے ف ح آنحضرت سے جو کچھ کہتے
ہین اور یہ روش عرب کی ہی کہ محاورات مین ایک دوسرے کو بھتیجا اور چچا کہتے ہین اور یہان بھتیجا کہا آنحضرت کو بسبب بڑھاپے ورقہ کے کہا ایک شارح نے
کہ یہ کہا خدیجہ نے ازراہ تعظیم کے نہ ازراہ حقیقت کے ت پس کہا واسطے حضرت کے ورقہ نے ای بھتیجے میرے کیا دیکھتا ہی تو پس خبر دی ورقہ کو پیغمبر خدا صلی اللہ

علیہ وسلم نے خبر اُس چیز کی کہ دیکھی تھی پس کہا حضرت کو ورقہ نے یہ ناموس یعنے فرشتہ ہے کہ بھیجا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ پر ساتھ وحی کے ف ح ناموس وہ شخص
کہ بھید جانتا ہو باطن کا اور اہل کتاب جبرئیل کو ناموس کہتے تھے اور بعضون نے کہا کہ ناموس صاحب سر خیر کا اور صاحب سر شر کو جاسوس کہتے ہین اور
حضرت موسیٰ پر اُترنا کہا نہ عیسیٰ پر واسطے عظیم الشان ہونے موسیٰ کے اور جامعیت کتاب شریعت اُنکی کے اگرچہ ذکر عیسیٰ کا مناسب تر تھا دین نصرانیت کے
ت اے کاش کہ مین ہوتا وقت نبوت اور دعوت تمہاری کے جوان قوی کاشکے مین ہوتا زندہ یعنے اگرچہ نہوتا قوی اُسوقت کہ نکالے گی تجکو قوم تیری یعنے
قرابتی تیرے کفار قریش تیرے شہر سے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نکالدینگے مجکو وہ کہا ورقہ نے ہان نکالینگے تجکو اور سبب اسکا یہ ہے
کہ نہین لایا کوئی شخص کبھی مانند اُس چیز کے کہ لایا تو یعنے نبوت اور شریعت مگر کہ دشمن رکھا گیا ہے وہ ف ح اور ایک روایت مین آیا ہے الا اوذی یعنے
جو کوئی پیغمبر ہوا اُسکو کافرون نے دشمن رکھا اور ایذا دی ت اور اگر پاوے مجکو دن تمہارا یعنی اُن دنون مین کہ تم دعوت کرو اور تمہاری قوم تمکو ایذا دے
اور نکالے اور مین زندہ ہون تو مدد کرونگا مین تمہاری مدد خوب قوی پھر نہ دیر کی ورقہ نے کہ مرگئے ف ح جاننا چاہیئے کہ بیچ ایمان ورقہ کے آنحضرت
پر کچھ خلاف نہین ولیکن اُنکے صحابی ہونے مین اختلاف ہے اگر یہ واقعہ بعد ثابت ہونے نبوت کے ہے تو صحابی ہین اور اگر ابتداے احوال مین ہے
جیسا کہ ظاہر ہے تو صحابی نہین ہین واللہ اعلم ت اور منقطع ہوئی وحی ف ع یعنی بعد اسکے کہ وحی آنحضرت پر آئی اور نبوت ثابت ہوئی وحی آنی موقوف
ہوئی کہتے ہین کہ تین برس تک نہ آئی اور بعضے کہتے ہین چھ مہینے تک اور بعضے اڑھائی مہینے تک اور شیخ ابن حجر نے کہا مراد تاخیر وحی سے درمیان اقرأ
اقرأ اور یا ایہا المدثر کے نہ آنا جبرئیل کا نہین ہے بلکہ تاخیر اترنے قرآن کی ہے جبرئیل آتے تھے لیکن قرآن نہین لاتے تھے اور حکمت تاخیر وحی مین یہ تھی
کہ تا جاتا رہے آنحضرت سے خوف کہ پیدا ہوا تھا اور حاصل ہو شوق و انتظار بعینہ دیر ست کہ دلدار پیامے نفرستاد و نوشتہ سلامے و کلامے نفرستاد
ت اتنی حدیث بخاری اور مسلم دونون نے روایت کی ہے اور زیادہ کیا بخاری نے مسلم کی روایت پر اسکو یہانتک کہ غمگین ہوئے آنحضرت بیچ
اس چیز کے کہ پہونچی ہے ہمکو حدیثون سے کہ دلالت کرتی ہین وجود غم پر ف ح یہ کلام کسی راوی کا ہے راویون اس حدیث کے سے کہ درمیان
مین واقع ہوا ہے فعل کے اور اُسکے مصدر منصوب کے یعنی مفعول مطلق کے کہ حزناً ہے ت غمگین ہوئے اُس سے آنحضرت ایسا غمگین ہوا کہ گئے
صبح کو بسبب غم کے کئی بار تاکہ گر پڑین اونچے پہاڑون کی چوٹیان پر سے ف ح یعنی چاہتے تھے کہ اپنے تئین پہاڑون کے اوپر سے ڈالدین اور
ہلاک ہو جاوین بسبب تاخیر وحی اور نہایت محنت فراق اور شدت اشتیاق کے ت پس جبکہ پہونچتے اوپر پہاڑون کے تاکہ ڈالدین اپنے تئین
پہاڑ سے ظاہر ہوتے اُنکے لیے جبرئیل اور کہتے اے محمد بلاشبہ تو رسول اللہ کا ہے حق ف ع یعنی جب تو رسول خدا کا ہے برحق سب آفتون سے امن مین رہیگا
اور انجام کار تیرا بہمہ وجوہ دین و دنیا مین بخیر ہوگا اگرچہ محنت اور ابتلاء درمیان مین آوے ت پس ساکن ہوتا اور جاتا رہتا اضطراب اسی کہنے کے
حضرت کے دل کا اضطراب اور قلق اور دہشت اور گھبراہٹ اور تسکین پاتا نفس حضرت کا یعنے اضطراب سے (وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَۃِ الْوَحْیِ قَالَ فَبَیْنَا اَنَا اَمْشِیْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِیْ فَاِذَا الْمَلَكُ الَّذِیْ جَاءَنِیْ بِحِرَاءٍ قَاعِدٌ عَلٰی کُرْسِیٍّ بَیْنَ
السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْہُ رُعْبًا حَتّٰی هَوَیْتُ اِلَی الْاَرْضِ فَجِئْتُ اَهْلِیْ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ فَزَمَّلُوْنِیْ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَ
رَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِیَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ثُمَّ حَمِیَ الْوَحْیُ وَتَتَابَعَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے جابر سے یہ کہ اُنھون نے سنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ بیان فرماتے تھے منقطع ہونے وحی کے سے یعنے چند روز پھر حاصل ہونے اُسکے سے پے در پے فرمایا پس اُسوقت کہ مین چلتا تھا یعنے زمین مکہ مین
یا اوپر پہاڑ حرا کے سنی مین نے ایک آواز آسمان سے پس اُٹھائی مین نے نظر اپنی پس ناگہان وہ فرشتہ کہ آیا تھا میرے پاس پہاڑ حرا مین بیٹھا
ہوا ایک تخت پر درمیان آسمان زمین کے پس ڈرایا گیا مین اُس سے ڈرائے جانا یہان تک کہ گرا مین زمین پر پس آیا مین اپنے گھر والون

پاس اور کہا میں نے کپڑا اڑھاؤ مجھکو کپڑا اڑھاؤ مجھکو پس کپڑا اڑھایا انھوں نے مجھکو پھر اتاری اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اے کپڑا اوڑھنے والے اٹھ اور ڈرا خلق کو یعنی عذاب سے کفار کو اور بشارت دے مومنین کو طرح بطرح کے ثواب کی اور اپنے پروردگار ہی کو بڑا جان ف مدارک یعنی خاص کر اسکو ساتھ تعظیم کے یعنی اسکے غیر کو ویسا بڑا نجان اور کہا اسوقت کہ پیش آوے تجھکو اسکے غیر سے کچھ اللہ اکبر اور منقول ہی کہ جب یہ نازل ہوئی تو فرمایا آنحضرت نے اللہ اکبر پس تکبیر کہی خدیجہؓ نے اور خوش ہوئیں اور یقین کیا کہ یہ وحی ہی ت اور اپنے کپڑوں کو پاک کر نجاست سے ف ح اور بعضوں نے کہا مراد کپڑوں سے صفتیں نفس کی ہیں اور پاک کرنا کنایہ ہی اجتناب رذائل سے ت اور پلیدی کو پس ترک کر ف ع یعنی شرک اور گناہ کے ترک پر مداومت کر اور ظاہر یہ ہی کہ یہ اقتصار ہی راوی سے اسلیے کہ تتمہ اسکا یہ ہی ولا تمنن تستکثر ولربک فاصبر ت پھر گرم ہوئی وحی یعنی پے درپے آنے لگی ف تفسیر مدارک میں جابر سے یہ حدیث یوں روایت کی ہی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ تھا میں پہاڑ حرا پر پس پکارا گیا میں یا محمد انک رسول اللہ پس دیکھا میں نے داہنے اپنے اور بائیں اپنے پس نہ دیکھا میں نے کچھ پھر نظر کی میں نے اوپر اپنے پس ناگہاں وہ فرشتہ پکارنیوالا بیٹھا ہی ایک تخت پر درمیان آسمان اور زمین کے پس ڈرا میں اور پھرا میں طرف خدیجہؓ کے اور کہا میں نے کپڑا اڑھاؤ مجھکو پس کپڑا اوڑھایا خدیجہؓ نے پھر آئے جبرئیل اور پڑھا یا ایہا المدثر الخ ت نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ الْحَارِثَ ابْنَ هِشَامٍ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يَاْتِيْكَ الْوَحْيُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْيَانًا يَاْتِيْنِيْ مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ اَشَدُّهُ عَلَيَّ فَيُفْصَمُ عَنِّيْ وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ وَاَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِيْ فَاَعِيْ مَا يَقُوْلُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَلَقَدْ رَاَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيْدِ الْبَرْدِ فَيُفْصَمُ عَنْهُ وَاِنَّ جَبِيْنَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہی عائشہ سے یہ کہ حارث بیٹے ہشام کے نے کہ بھائی ابوجہل کا ہی اور اسلام لایا پہلے فتح مکہ کے پوچھا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پس کہا یا رسول اللہ کیونکر آتی ہی آپکو وحی پس فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کبھی آتی ہی میرے پاس وحی مانند آواز گھنٹال کے یعنی مشابہ ہوتی ہی آواز اسکی ساتھ آواز گھنٹال کے اور یہ قسم وحی کی سخت ترین وحی کی ہوتی ہی مجھپر ف ع یعنی سمجھنے مقصود میں اسلیے کہ سمجھنا معنی کا اس کلام سے کہ مانند گھنٹال کے ہو زیادہ مشکل ہی سمجھنے کلام ایک مرد کے سے ساتھ خطاب کرنے معہود کے ت پس موقوف ہوتی ہی یا موقوف کی جاتی ہی وحی یا فرشتہ اس حال میں کہ تحقیق میں یاد رکھتا ہوں اسسے اس چیز کو کہ کہا فرشتہ نے اور کبھی کبھی صورت پکڑتا ہی میرے لیے فرشتہ ایک مرد کی یعنی جیسے کہ مشہور ہی کہ جبرئیل بصورت دحیہ کلبی کے آتے تھے پس کلام کرتا ہی مجھسے فرشتہ پس یاد رکھتا ہوں میں اس چیز کو کہ کہا ف ح کہا ہی علما نے کہ واسطے استفادہ اور افادہ کے درمیان کلام کرنے والے کے اور سننے والے کے مناسبت شرط ہی اور یہاں دو طریق پر تھی کبھی ملکیت اور روحانیت جبرئیل کی آنحضرت پر غالب آتی تھی اور آنحضرت کو بشریت سے غائب کرتی تھی یہ قسم اول ہی یعنی جو کہ طور وحی کا اول ذکر کیا اور کبھی بشریت آنحضرت کی جبرئیل پر غالب آتی تھی اور جبرئیل متصف ساتھ وصف بشریت کے ہوتے تھے اور یہ قسم دوسری ہی اور یہ اس تقدیر پر ہی کہ صلصلہ غیر وحی کے ہو جیسے کہ ظاہر عبارت حدیث کے سے معلوم ہوتا ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ صلصلہ آواز جبرئیل کی تھی اور حکمت اس آواز کے پہلے ہونے میں یہ تھی کہ تا آنحضرت کو اسطرف متوجہ کریں اور سماعت آنحضرت کی خالی ہو جاوے وحی کے سننے کے لیے اور اسمیں غیر وحی کے لیے جگہ نرہے اور وہ سخت تر تھی واسطے جمع کرنے فکر کے اور توجہ کے اسطرف کذا فی فتح الباری واللہ اعلم ت کہا عائشہؓ نے اور البتہ دیکھا میں نے حضرت کو کہ اترتی تھی اُنپر وحی بیچ دن نہایت سردی کے پس منقطع ہوئی وحی حضرت سے اس حال میں کہ تحقیق پیشانی انکی بہاتی تھی پسینا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ح ظاہر یہ ہی کہ یہ بات قسم اول میں ہوتی تھی اور ہوسکتا ہی کہ دوسری قسم میں بھی یہ بات پیش آتی ہو (وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ كُرِبَ لِذٰلِكَ وَتَرَبَّدَ وَجْهُهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ نَكَّسَ رَاْسَهُ وَنَكَّسَ اَصْحَابُهُ رُءُوْسَهُمْ فَلَمَّا اُتْلِيَ عَنْهُ رَفَعَ رَاْسَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہی عبادہ بن صامت سے کہا اس نے کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ جسوقت اتاری جاتی اُنپر وحی غمگین کیے جاتے

بسبب شدت اترنے اسکے کے ف ع یعنی یہ ہین کہ حضرت ہوتے تھے بسبب نہایت اہتمام یاد رکھنے وحی کے مانند اس شخص کے کہ گھیرے اسکو
غم اور اسیلیے فرمایا اللہ تعالی نے لاتحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ وقرانہ یا غم اس سبب ہوتا تھا کہ وحی مین شدت اور وعید بھی ہوتی تھی پس بلحاظ
اُمت کے حضرت کو غم ہوتا تھا کہ دیکھیے یہ مستحق اسکے ہون ت اور تغیر ہو جاتا چہرہ مبارک آپکا اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ جب اترتی وحی حضرت پر
تو جھکا لیتے آپ سر اپنا اور جھکا لیتے آپ کے یار بھی سر اپنا پس جبکہ منقطع ہوتی وحی اور دور کیجاتی وہ حالت حضرت سے اٹھاتے سر اپنا نقل کی یہ مسلم نے
ف ح یعنی اور صحابہ بھی اٹھاتے اور سر جھکانا اصحاب کا یا تو بسبب سرایت کرنے حال آنحضرت کے تھا انمین یا بسبب موافقت اور اتباع کے واللہ
اعلم (وعن ابن عباس قال لما نزلت وانذر عشیرتک الاقربین خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی صعد الصفا فجعل ینادی یا بنی فہر یا بنی عدی لبطون
قریش حتی اجتمعوا فجعل الرجل اذا لم یستطع ان یخرج ارسل رسولا لینظر ما ہو فجاء ابو لہب وقریش فقال ارأیتم ان اخبرتکم ان خیلا تخرج من سفح ہذا الجبل وفی
روایۃ ان خیلا تخرج بالوادی ترید ان تغیر علیکم اکنتم مصدقی قالوا نعم ما جربنا علیک الا صدقا قال فانی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید قال ابو لہب تبا لک
الہذا جمعتنا فنزلت تبت یدا ابی لہب وتب متفق علیہ) اور روایت ہی ابن عباس سے کہا انہوں نے جبکہ اتری یہ آیت اور ڈرا تو عذاب خدا سے اپنی قوم کو کہ بہت
نزدیک ہین یعنی قریش کو نکلے آنحضرت یہان تک کہ چڑھے پہاڑ صفا پر پس شروع کیا کہ پکارتے تھے قریش کے قبیلوں کو نام بنام ای اولاد فہر کی ای اولاد عدی کی پکارتے تھے
قریش کے بطنون کو یہانتک کہ جمع ہوے سب قبیلے اور بطون پس ہوا مرد یعنی انکے بڑون مین سے جب طاقت رکھتا کہ آپ باہر نکلے یعنی بسبب کسی عذر کے تو بھیجتا
کسی کو اپنی طرف سے تاکہ دیکھے کہ کیا ہی یہ پکارنا اور کس لیے ہی اور کیا غرض ہی پس آیا ابولہب کہ چچا حضرت کا تھا اور قریش ہمراہ اسکے آے پس فرمایا آنحضرت نے کہ خبر
دو تم مجھکو کہ اگر خبر دون مین تمکو کہ سوار نکلے ہین اس پہاڑ کی جانب سے اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ سوار نکلے ہین جنگل مین یعنی نکلے اس حال مین کہ چاہتے ہین
وہ سوار یہ کہ ایکایک آن پڑین تمپر غارت اور ہلاک کرنیکے لیے یعنی رات کو یا دن کو کیا تم سچا جانو گے مجھکو اس خبر دینے مین کہا انہون نے ہان سچا جانین گے نہین
تجربہ کیا ہمنے تمپر مگر سچ کا فرمایا حضرت نے پس بلاشبہ مین ڈرانیوالا ہون تمکو آگے عذاب سخت کے یعنی ڈراتا ہون کہ عذاب سخت تمکو پیش آتا ہی دنیا مین یا عقبی
مین کہا ابولہب نے نقصان اور ہلاکی ہو تجھکو کیا اسیلیے جمع کیا تھا تو نے ہمکو پس اتری سورہ تبت یدا ابی لہب وتب یعنی ہلاک ہوجیو ابولہب اور ہلاک ہوا وہ
ف ح ع لفظ یدا سے یہی مراد ہی دونون ہاتھون سے ذات اسکی اسیلیے کہ اکثر کام آدمی کے ہاتھون سے ہوتے ہین اور ایسا ہی ہی قول اللہ تعالی کا ذلک
بما قدمت یداک اور بعضی روایت مین آیا ہی کہ ابولہب نے اپنے دونون ہاتھون مین پتھر لیے اور آنحضرت کی طرف پھینکے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے
(وعن عبد اللہ بن مسعود قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی عند الکعبۃ وجمع قریش فی مجالسہم اذ قال قائل ایکم یقوم الی جزور آل فلان
فیعمد الی فرثہا ودمہا وسلاہا ثم یمہلہ حتی اذا سجد وضعہ بین کتفیہ فانبعث اشقاہم فلما سجد وضعہ بین کتفیہ وثبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ساجدا فضحکوا
حتی مال بعضہم علی بعض من الضحک فانطلق منطلق الی فاطمۃ فاقبلت تسعی وثبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ساجدا حتی القتہ عنہ واقبلت علیہم تسبہم
فلما قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوۃ قال اللہم علیک بقریش ثلثا وکان اذا دعا دعا ثلثا واذا سال سال ثلثا اللہم علیک بعمرو بن ہشام وعتبۃ
بن ربیعۃ وشیبۃ بن ربیعۃ والولید بن عتبۃ وامیۃ بن خلف وعقبۃ بن ابی معیط وعمارۃ بن الولید قال عبد اللہ فواللہ لقد رایتہم صرعی یوم بدر ثم سحبوا
الی القلیب قلیب بدر ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واتبع اصحاب القلیب لعنۃ متفق علیہ) اور روایت ہی عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا اس وقت
کہ آنحضرت نماز پڑھتے تھے نزدیک خانہ کعبہ کے اور حالانکہ ایک جماعت قریش کی تھی اپنی مجلسون مین یعنی گرد کعبہ کے ناگہان کہا ایک کہنے والے نے ف
ح یعنی ابی جہل نے اور بخاری کی روایت مین یہ بھی زیادہ کیا ہی کہ کہا کہنے والے نے الا تنظرون الی ہذا المرائی یعنی کیا نہین دیکھتے ہو اس ریاکار کو یعنی آنحضرت
کے حق مین یہ بات کہی ت کونسا تم مین کھڑا ہو اور جاوے طرف اونٹ کے کہ ذبح کیا گیا ہی فلانے کی اولاد مین یعنی فلانے قبیلے اور فلانے محلے مین

پس قصد کرے طرف نجاست اسکی کے کہ اوجھ مین ہوا اور طرف خون اُسکے کے اور پوست اُسکے کے کہ جسمین بچہ لپٹا ہوا پیدا ہوتا ہی پھر لے آوے اُسکو
یعنے اُن چیزون ذکر کی گئی کو یہانتک کہ جسوقت سجدہ کرین آنحضرت رکھدے اُسکو درمیان دونون شانون آن حضرت کے پس اُٹھا اور گیا طرف اس
چیز کے کہ ذکر کی گئین بدبخت ترین اُنکا کہ عقبہ بن ابی معیط تھا یا ابوجہل پس جبکہ سجدہ کیا آن حضرت نے رکھدیا اس چیز مذکور کو درمیان دونون شانون
آن حضرت کے اور ٹھہرے رہے آن حضرت سجدہ کی حالت مین پس ہنسے وہ مشرک یہان تک کہ جھک گئے بعض اُنکے اوپر بعض کے مارے ہنسی
کے یعنے اس بات سے خوش ہوے اور مارے ہنسی کے ایک دوسرے پر گر گر پڑا پس گیا ایک جانیوالا طرف فاطمہ زہرا کے یعنے اور خبر کی اُنکو
اس ماجرے کی کہتے ہین کہ وہ ابن مسعود تھے پس آئین حضرت فاطمہؓ دوڑتی ہوئی اور ٹھہرے رہے آن حضرت سجدے مین یہان تک کہ ڈالدیا حضرت
فاطمہؓ نے اُسکو حضرت پر سے ف ع اور حضرت فاطمہ اُن دنون مین صغیر سن تھین اسلیے کہ وہ پیدا ہوئین تھین اُس حال مین کہ تھی عمر حضرت کی
اکتالیس برس کی تھی ت اور متوجہ ہوئین فاطمہ اُن بدبختون پر برا کہتی ہوئین ف ح اس سے معلوم ہوئی عالی ہمتی اور بزرگی حضرت فاطمہ کی
کہ باوجود صغیر سنی کے منھ در منھ اُنکو برا کہنا اور اُنکو مجال مقابلہ کی اُنسے نہوئی ت پس جب پڑھ چکے نماز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہا یا الٰہی سخت
پکڑ قریش کو یعنے ہلاک کر مشرکین قریش کو اور عذاب کر اُنکو تین بار یہ دعا کی اور تھی عادت آنحضرت کی کہ جب دعا کرتے اور پکارتے خدا تعالیٰ کو تو دعا کرتے
تین بار اور جب سوال کرتے یعنے طلب کرتے کچھ اللہ تعالیٰ سے تو سوال کرتے تین بار اور بعد اُسکے یعنے علی العموم بددعا کرنے کی خاص کر اُن اشقیا پر کہ شقی
ازلی تھے بددعا کی یا اللہ سخت پکڑ عمرو بن ہشام کو کہ نام ہی ابوجہل کا اور عتبہ بن ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ کو کہ دونون بھائی تھے اور ولید بن عتبہ کو اور امیہ
بن خلف کو اور عقبہ بن ابی معیط کو اور عمارہ ابن ولید کو ف ح یہ اشقیا تھے سرگروہ اور موذی مشرکون مین اور آنحضرت نے اُنکی ایذا پر بہت صبر اور تحمل
کیا اور جب وقت آیا اور حکم الٰہی پہونچا سزاے عمل کو پہونچے بیت لطف حق گرچہ مواسا ہا کند ٭ لیک چون از حد بشد رسوا کند ٭ ت کہا عبداللہ
بن مسعود نے کہ راوی اس حدیث کے ہین پس قسم خدا کی البتہ تحقیق دیکھا مین نے ان کفار مذکور کو ہلاک ہوے اور زمین پر پڑے ہوے روز جنگ
بدر کے پھر کھینچے گئے اور ڈالے گئے کوئین مین کہ کنوان بدر کا تھا پھر فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لاحق کی گئی لعنت اس جماعت کو کہ کنوین مین
ڈالی گئی ف ح ع اور خطاب کیا آنحضرت نے اُنکو کہ ہمنے وعدہ خدا کا سچ پایا تمنے بھی پایا چنانچہ تتمہ اس کلام کا کتاب الجہاد مین گذرا اور مارے جانا
ان مشرکون کا بدر مین اور ڈالے جانا کنوین مین باعتبار اکثر کے ہی والا کہتے ہین کہ عمارہ بن ولید بدر مین نتھا بلکہ حبشہ مین مرا اور عقبہ بن ابی معیط مارا گیا بعد
پھرنے کے بدر سے اور امیہ بن خلف بسبب سوج جانے اور بھاری ہو جانے اُسکے کے کنوین مین نہ ڈالا گیا چنانچہ یہ کتب سیر مین مذکور ہی اور جاننا
چاہیے کہ اس حدیث مین اشکال کرتے ہین کہ آنحضرت کیونکر نماز مین بدستور رہے باوجود پہونچنے نجاست کے پشت شریف پر اور جواب اسکا یہ دیا ہی
کہ تھا یہ فعل اُنسے پہلے حرام ہونے خون وغیرہ اور ذبح کیے ہوے مشرک کے پس نہ باطل ہوئی نماز اُس سے جیسے کہ شراب لگ جاتی تھی کپڑے کو پہلے
حرام ہونے اُسکے کے اور نماز اُس سے پڑھ لیتے تھے ت نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ اَتٰى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ
اَشَدَّ مِنْ يَوْمِ اُحُدٍ فَقَالَ لَقَدْ لَقِيْتُ مِنْ قَوْمِكِ وَكَانَ اَشَدَّ مَا لَقِيْتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ اِذْ عَرَضْتُ نَفْسِيْ عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيْلَ بْنِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِيْ اِلٰى
مَا اَرَدْتُ فَانْطَلَقْتُ وَاَنَا مَهْمُوْمٌ عَلٰى وَجْهِيْ فَلَمْ اَسْتَفِقْ اِلَّا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَاِذَا اَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ اَظَلَّتْنِيْ فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِيْهَا جِبْرِيْلُ فَنَادَانِيْ فَقَالَ
اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَمَا رَدُّوْا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ اِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَاْمُرَهٗ بِمَا شِئْتَ فِيْهِمْ قَالَ فَنَادَانِيْ مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ
اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَاَنَا مَلَكُ الْجِبَالِ وَقَدْ بَعَثَنِيْ رَبُّكَ اِلَيْكَ لِتَاْمُرَنِيْ بِاَمْرِكَ اِنْ شِئْتَ اَنْ اُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْاَخْشَبَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَلْ اَرْجُوْ اَنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَلَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہی عائشہؓ سے یہ کہ تحقیق کہا عائشہؓ نے یا رسول اللہ

کیا گذرا ہے آپ پر کوئی دن کہ سخت زیادہ ہوا ہو اُسکے دن سے ف ج جنگ احد میں بہت تکلیفیں آنحضرت کو پہونچیں تھیں چنانچہ حدیث آئندہ میں
بیان اُنکا آتا ہے پس فرمایا آنحضرت نے البتہ تحقیق دیکھا میں نے تیری قوم سے وہ کچھ کہ وہ اشد ہے روز احد سے اور تھی وہ چیز کہ دیکھی میں نے اُنسے
دن عقبہ کے بہت سخت اُن چیزوں میں سے کہ دیکھی ہیں میں نے اُنسے تمام عمر میں ف ج عقبہ زبر دون سے راہ درمیان پہاڑ کی اور ظاہر یہ ہے کہ مراد عقبہ سے وہ
وہ مکان ہے کہ منا میں ہے اور جمرہ اُسکی طرف مضاف ہے اور اُسکو جمرۃ العقبہ کہتے ہیں پیشتر کہ گذرا ہے اتنے میں گذرا اور آنحضرت موسم حج میں وہاں کھڑے ہوئے اور
قبیلوں کو اسلام کی طرف بلایا چنانچہ کہ عادت شریف حضرت کی تھی کہ حج کے موسموں میں اور مجمعوں میں دعوت کرتے تھے یعنی لوگوں کو رغبت اسلام اور اچھے
کاموں کی دلاتے تھے اور عذاب اور برے کاموں سے ڈراتے تھے اور آنحضرت وہاں سے واسطے قبیلہ ثقیف کے گئے اور ابن عبد یالیل بن کلال کو بھی کہ ثقیف کے سرداروں
میں سے تھا دعوت کی چنانچہ کہ فرمایا جس وقت کہ پیش کیا میں نے اپنے نفس کو اوپر بیٹے عبد یالیل بیٹے کلال کے پس نہ جواب دیا مجھکو طرف اُس چیز کے کہ چاہا
میں نے ف ج یعنی قبول نہ کی دعوت اسلام کی اور نہ ان کے بیٹوں اور نادانوں نے ایذا دی میں آنحضرت کو اور پتھر مارے اور خون آلودہ کیا بہت
زور دیا اور دیوانہ کہا ... پس چلا میں اس حال میں کہ غمگین تھا اوپر جہت اپنی کے یعنی چلا میں جدھر
اور سر اپنے کو نہیں جانتا تھا میں کہ کدھر متوجہ ہوتا ہوں ... پس نہ ہوشیار ہوا میں مگر قرن ثعالب میں کہ نام ایک جگہ کا ہے
کہ وہاں میقات ہے اہل نجد کی ہے اور اُسکو قرن منازل بھی کہتے ہیں پس اٹھایا میں نے سر اپنا پس ناگہاں میں ہوں میں نیچے ایک ابر کے کہ تحقیق سایہ کئے ہوئے تھا
یعنی زیادہ عادت سے پس دیکھا میں نے پس ناگہاں اُس ابر میں جبرئیل ہے پس پکارا مجھکو جبرئیل نے پس کہا تحقیق اللہ تعالی نے سنا قول تیری قوم کا اور سنا اُس چیز کو
کہ جواب دیا قوم تیری نے یعنی جھٹلایا تجھکو اور البتہ تحقیق بھیجا ہے تیرے پاس پہاڑوں کے فرشتہ کو کہ پہاڑ رہتے ہیں اُس کے حوالہ کئے ہوئے تاکہ حکم کرو تم اُسکو ساتھ اُس
چیز کے کہ چاہو اپنی قوم کے حق میں یعنی عذاب اور ہلاکت اور دبا دینا اُنکا درمیان پہاڑوں کے فرمایا آنحضرت نے پس پکارا مجھکو پہاڑوں کے فرشتہ نے یعنی کہا
یا ایہا النبی یا محمد کہکر اور سلام کیا مجھپر پھر کہا اُسنے اے محمد یا شیہ اللہ تعالی نے تحقیق سنا قول تمہاری قوم کا اور میں فرشتہ پہاڑوں کا ہوں اور تحقیق بھیجا
ہے مجھکو تمہارے پروردگار نے تمہارے پاس تاکہ حکم کرو تم مجھکو ساتھ حکم اپنے کے یعنی جو کچھ کہ چاہو اور فرماؤ کروں میں اگر چاہو تم یہ کہ ڈھانک دوں میں اوپر دونوں
پہاڑوں کو کہ اخشبین ہیں تو ڈھانک دوں ف ج اخشبین تثنیہ اخشب کا ہے اور وہ بمعنی سخت ہے نام دو پہاڑوں کا ہے کہ مکہ اُنکے درمیان میں بستا ہے پس فرمایا آنحضرت
نے کہ نہیں چاہتا میں ہلاکت اُنکی بلکہ امیدوار ہوں میں یہ کہ نکالے اللہ تعالی اُنکی پشتوں سے اُن لوگوں کو کہ عبادت کریں خدا تعالی کو تنہا اور نہ شریک کریں ساتھ
اُسکے کسی چیز کو یعنی نہ شرک جلی کریں اور نہ خفی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسرت رباعیتہ یوم احد
وشج فی راسہ فجعل یسلت الدم عنہ ویقول کیف یفلح قوم شجوا راس نبیہم وکسروا رباعیتہ رواہ مسلم) اور روایت ہے انس سے یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کا توڑا گیا ایک دانت چار دانتوں سے کہ اُنکو رباعیہ کہتے ہیں روز احد کے ف ج رباعیہ رے کے زبر اور تخفیف بے سے اور بروزن ثمانیہ کے چار دانت کہ درمیان
ثنایا اور انیاب کے ہیں دو اوپر اور دو نیچے پس نیچے کا دانت داہنے طرف کا ٹوٹا تھا اور نیچے کا لب مبارک بھی زخمی ہوا اور دانت ٹوٹنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جڑ سے
اکھڑ گیا اور دانتوں میں کاواک ہوگیا بلکہ ایک ٹکڑا اُس سے جدا ہوگیا تھا اور یہ ٹوٹنا دانت کا عتبہ ابن ابی وقاص کے ہاتھ سے ہوا کہ جو بھائی تھا سعد بن
ابی وقاص کا اور اُسکے اسلام میں اور صحابی ہونے میں اختلاف ہے اور اُسکی اولاد میں سے جو کوئی پیدا ہوتا تھا تو جب بالغ ہوتا اُسکا آگے کا دانت گرتا
تھا (ت) اور زخم پہونچایا گیا حضرت کے سر مبارک میں ف ج اور بعضی روایتوں میں پیشانی میں آیا ہے کہ ایک کٹل پہاڑ پر سے نیچے آ پڑی اور حضرت کے
زخم کمر مبارک کو لگ کر ٹکڑے کیا اور اور بھی صدمے حضرت کو پہونچے کہ کافروں نے میدان میں گڑھے کھودے تھے آنحضرت کا گھوڑا ایک گڑھے میں گر پڑا طلحہ بن
عبید اللہ آئے اور آنحضرت کو گود میں لیکر نکالا اور فرمایا آنحضرت نے واجب طلحہ یعنی واجب کی طلحہ نے اپنے لیے بہشت اور دو کڑیاں خود کی کہ سر مبارک

پر تھا رخسارہ شریف مین بیٹھ گئین ایسی تھی کہ ابو عبیدہ بن الجراح نے اپنے دانتون سے انکو کھینچا اور دانت انکا نکل آیا اور مالک ابن سنان نے خون
آنحضرت کا چوسا آنحضرت نے فرمایا جس نے خون چوسا واجب ہوئی اسکی لیے جنت تب پس شروع کیا آنحضرت نے کہ پونچھتے تھے خون اپنے سے اور فرماتے
تھے کیونکر چھٹکارا پاویگی وہ قوم کہ زخمی کیا اپنے نبی کا سر اور توڑے دانت اسکے نقل کی یہ مسلم نے ف ش ع ح اور آیا ہی کہ حضرت علیؓ اپنی سپر مین پانی لاتے تھے
اور فاطمہؓ زہرا دھوتے تھے کا نکڑا جلا کر سر مبارک مین بھرا اور بعضی روایتون مین آیا ہی کہ جب آنحضرت کے مزاج مین کچھ تغیر ہوا تو اشقیا کی راہ پائی یہ آیت
نازل ہوئی لیس لک من الامر شی او یتوب علیہم او یعذبہم فانہم ظالمون اور یہ بھی آیا ہی کہ آنحضرت خون پاک کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر ایک قطرہ اسمین
زمین پر پڑیگا تو اتریگا انپر عذاب آسمان سے اور فرمایا اللہم اغفر لہم فانہم لا یعلمون اور آیا ہی کہ حضرت کے چہرہ مبارک پر دو زرہ کے حلقے گڑ گئے تھے لیکن
بچایا انکو اللہ تعالی نے ان ضربون کے صدمون سے (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشتد غضب اللہ علی قوم
فعلوا بنبیہ یشیر الی رباعیتہ اشتد غضب اللہ علی رجل یقتلہ رسول اللہ فی سبیل اللہ متفق علیہ) اور روایت ہی ابو ہریرہؓ سے کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ہوا غضب اللہ کا اس قوم پر کہ کیا ساتھ پیغمبر اپنے کے اشارہ کرتے تھے آنحضرت ساتھ اس قول کے طرف دانتون اپنے کے
اور توڑے جانے انکے کے انکے ہاتھون سے اور فرمایا سخت ہی غضب خدا کا اس شخص پر کہ قتل کرے اسکو رسول خدا کا راہ خدا مین قتل کی بیچ راہ خدا
کے ف ح احتراز کیا قتل ہونے سے حد اور قصاص مین کہ وہ ایسا نہین ہی اور مراد رسول خدا سے یا تو ذات شریف اپنی رکھی یا ہر پیغمبر اسلئے کہ مارنا پیغمبر کا حق ہی اور
جگہ اشتباہ کی نہین پس مقتول اسکا واجب القتل اور دوزخی ہی بلا شبہ (وہذا الباب خال عن الفصل الثانی) اور یہ باب خالی ہی دوسری فصل سے الفصل
الثالث فصل تیسری (عن یحیی بن ابی کثیر قال سالت ابا سلمۃ ابن عبد الرحمن عن اول ما نزل من القرآن قال یا ایہا المدثر قلت
یقولون اقرا باسم ربک قال ابو سلمۃ سالت جابرا عن ذلک وقلت لہ مثل الذی قلت لی فقال لی جابر لا احدثک الا ما حدثنا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال جاورت بحراء شہرا فلما قضیت جواری ہبطت فنودیت فنظرت عن یمینی فلم ار شیئا ونظرت عن شمالی فلم ار شیئا ونظرت
عن خلفی فلم ار شیئا فرفعت راسی فرایت شیئا فاتیت خدیجۃ فقلت دثرونی فدثرونی وصبوا علی ماء باردا فنزلت یا ایہا المدثر قم فانذر وربک فکبر و
ثیابک فطہر والرجز فاہجر وذلک قبل ان تفرض الصلوۃ متفق علیہ) روایت ہی یحیی بن کثیر سے کہا پوچھا مین نے ابو سلمہ بیٹے عبد الرحمن بیٹے عوف
کے سے کہ وہ بڑے تابعین اور مشاہیر علما اور فقہائے سبعہ مین سے ہین کہ پہلے کیا چیز نازل ہوئی ہی قرآن مین سے کہا یا ایہا المدثر ف ع ح یہان
مشتبہ ہوا ہی حال راوی پر بسبب نسیان کے اسلیے کہ اول جو اتری ہی اقرا باسم ہی اور یا ایہا المدثر بعد منقطع ہونے وحی کے اتری ہی جیسے کہ عائشہؓ کی
حدیث مین مفصل ذکر کیا گیا پس اولیت اسکی اضافی ہی یعنی بعد فترۃ وحی کے جو پہلے اتری یہ ہی یا شاید اس حدیث کے راوی نے مختصر کیا قصہ کو کہ نہ
ذکر کیا اقرا کے اترنے کو ف ش کہا یحیی نے کہ کہا مین نے کہتے ہین یعنے جمہور یا بعضے علما کہ اقرا باسم ربک اول اتری ہی کہا ابو سلمہ نے کہ پوچھا مین نے
جابر سے احوال اسکا یعنے مثل سوال تیرے کے اور انھون نے بھی ایسا ہی جواب دیا جیسا کہ مین نے کہا اور کہا مین نے ان سے مانند اس
چیز کے کہ کہا تو نے مجھسے کہ کہتے ہین اول اقرا باسم اتری ہی پس کہا واسطے میرے جابر نے کہ نہین حدیث بیان کرتا ہون مین تمسے مگر مثل اس چیز کے
کہ حدیث بیان کی ہمسے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت نے کہ خلوت اور اعتکاف کیا مین نے حرا مین مہینے بھر پس جبکہ پوری کر چکا
مین خلوت اور اعتکاف اپنا اترا مین پہاڑ سے پس پکارا گیا مین پس دیکھا مین نے داہنے اپنے پس نہ دیکھا مین نے کچھ اور دیکھا مین نے بائین
پس نہ دیکھا مین نے کچھ اور دیکھا مین نے پیچھے اپنے پس نہ دیکھا مین نے کچھ پس اٹھایا مین نے سر اپنا اور دیکھا مین نے اوپر کے جانب پس دیکھا مین نے کچھ
یعنے فرشتہ ف ش ع اور اوپر گذرا جابر سے کہ انھون نے سنا آنحضرت سے حدیث بیان فرماتے فترۃ وحی سے فرمایا پس اسوقت

کہ میں چلتا تھا سنی میں نے ایک آواز آسمان سے پس اوپر اٹھائی میں نے نظر اپنی پس ناگہاں وہ فرشتہ تھا کہ آیا تھا میرے پاس کوہ حرا میں اخیر حدیث
تک بیان کیا پس وہ صریح دلالت کرتی ہے اسپر کہ مراد جابر کی اول اضافی ہے ت پس آیا میں خدیجہؓ کے پاس اور کہا میں نے یعنی بسبب شدت خوف کے کہ مجھ میں
سرایت کیا تھا کپڑا اڑھاؤ مجھکو پس کپڑا اڑھایا مجھکو اور ڈالا مجھپر ٹھنڈا پانی کیونکہ دفع بیہوشی کے تاثیر قوی رکھتا ہے پھر اتری یہ سورۃ ای کپڑا اوڑھنے والے کھڑا ہو اور ڈرا
اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر اور اپنے کپڑے کو پاک کر اور ناپاکی کو چھوڑ ف اور یعنی اترنا سورۃ مدثر کا تھا پہلے اس سے کہ فرض کیجاوے نماز یعنی مطلق نماز کہ موقوف
ہے صحت اسکی یا کمال اسکا اوپر پڑھنے سورۃ فاتحہ کے ت نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے باب عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ یہ باب ہے نبوت کی علامتوں میں ف ح
علامت اور معلم زبر سے اور علم عین اور لام کے زبر سے اصل میں نشان کو کہتے ہیں کہ راہ کے سرے پر رکھتے ہیں اور مراد یہاں وہ نشانیاں ہیں کہ دلالت
کریں آنحضرت کی پیغمبری پر قسم صفات اور اخلاق اور فضائل اور شمائل اور افعال اور احوال آنحضرت کے کہ عاقل فراست رکھنے والا جو اسمیں نظر کرے
دلیل پکڑے نبوت پر اور جو کچھ کہ آسمان کی اگلی کتابوں میں صفات اور احوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھے گئے ہیں وہ بھی اسی قبیل سے ہیں
اور اسمیں شک نہیں ہے کہ تمام معجزے نبوت کی علامتوں میں سے ہیں اور یہ معلوم نہوا کہ مؤلف نے جو دو باب علیحدہ کیے ہیں ایک باب نبوت کی علامتوں
میں اور دوسرا معجزات میں اسکا کیا سبب ہے اور کیا فرق رکھا درمیان علامتوں اور معجزوں کے باوجودیکہ دونوں بابوں میں خوارق ہی ذکر کیے ہیں کوئی
وجہ سوجھ اسکے لیے ظاہر نہیں ہوتی اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فصل پہلی (عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُ جِبْرِيْلُ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ
فَاَخَذَهُ فَصَرَعَهُ فَشَقَّ عَنْ قَلْبِهِ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عَلَقَةً فَقَالَ هٰذَا حَظُّ الشَّيْطَانِ مِنْكَ ثُمَّ غَسَلَهُ فِيْ طَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ لَاَمَهُ ثُمَّ اَعَادَهُ فِيْ مَكَانِهِ وَ
جَاءَ الْغِلْمَانُ يَسْعَوْنَ اِلٰى اُمِّهِ يَعْنِيْ ظِئْرَهُ فَقَالُوْا اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ فَاسْتَقْبَلُوْهُ وَهُوَ مُنْتَقِعُ اللَّوْنِ قَالَ اَنَسٌ فَكُنْتُ اَرٰى اَثَرَ الْمِخْيَطِ فِيْ صَدْرِهِ رَوَاهُ
مُسْلِمٌ) روایت ہے انس سے یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جبرئیل اس حال میں کہ آنحضرت کھیلتے تھے ساتھ لڑکوں کے ف ح
یعنی تھے انکے درمیان میں اور یہ اسوقت تھا کہ آپ حلیمہ کے پاس تھے کہ دایہ آپ کی ہیں ت پس پکڑا آپکو جبرئیل نے اور چت لٹایا آپکو پھر چیرا
آپ کے دل کی جانب سے اور نکالا انکے دل میں سے علقہ ف ع اور جامع الاصول میں یوں ہے واستخرجہ فاستخرج منہ علقہ یعنی لفظ واستخرجہ
زیادہ ہے بعد عن قلبہ کے پس معنے یہ ہونگے کہ آپکے دل کی جانب سے چیرا اور دل کو نکالا پھر اسمیں سے ایک ٹکڑا خون بستہ کا سیاہ کہ وہ جڑ ہے مفاسد اور
گناہوں کی نکالا ت پس کہا جبرئیل نے کہ یہ حصہ شیطان کا ہے تجھسے یعنی پہونچتا اسکو اگر ہمیشہ رہتا تیرے ساتھ پھر دھویا آپکے دل کو سونے کی لگن میں زمزم
کے پانی سے ف ع یعنی واسطے تعظیم و تکریم حضرت کے اور استعمال سونے کا اس دنیا میں منع کیا ہے واسطے امتحان کے ہے اور آخرت میں اسکے
ظروف ہونگے بہشت میں اور اکثر جو کچھ کہ واقع ہوا ہے اسوقت میں اور شب معراج میں عالم غیب اور اس جہان کے احوال سے ہے علاوہ یہ کہ آنحضرت
نے اسکو استعمال نہیں کیا بلکہ فرشتہ نے کیا اور وہ غیر مکلف تھا یا یوں کہیں کہ وقوع اسکا پہلے مقرر ہونے احکام کے تھا اور اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ آب زمزم سب پانیوں میں بہتر ہے اگرچہ پانی بہشت کا ہو کیونکہ اگر اور پانی افضل اس سے ہوتا تو اس سے قلب مبارک دھوتے لیکن اسمیں شک
نہیں ہے کہ جو پانی نکلا تھا جوش مار کر آنحضرت کی انگلیوں کے درمیان میں سے وہ افضل ہے سب پانیوں سے مطلق بسبب ہونے اسکے کے اثر دست مبارک
کے سے اور پانی زمزم کا اثر قدم حضرت اسمعیل کا ہے ت پھر ملایا اور درست کیا جبرئیل نے اس جگہ کو کہ چیری تھی اور پھر رکھدیا دل کو اسکی جگہ میں یعنی اول دل کو رکھا
اور پھر درست کیا سینہ مبارک اور آئے لڑکے کہ تھے ساتھ آنحضرت کے دوڑتے ہوئے آنحضرت کی ماں کے پاس مراد رکھتا ہے انس راوی ماں سے دایہ آنحضرت کی
کہ دودھ پلاتی تھی پس کہا ان لڑکوں نے کہ محمد تحقیق قتل کیے گئے پس آئے لوگ آنحضرت کے پاس یعنی متوجہ ہوئے کچھ لوگ دایہ کی قوم میں سے طرف حضرت کے
پس دیکھا آپکو اس حال میں کہ رنگ متغیر ہے کہا انس نے کہ پس دیکھتا تھا میں نشان سوئی کے سینے کا آنحضرت کے سینہ مبارک میں ف ع اور یہ حدیث اور

اسکے اس قبیل سے ہین کہ واجب ہی تسلیم کرنا اُنکا اور نہ تعرض کرے ساتھ تاویل کے بطریق مجاز کے اسلیے کہ کچھ ضرورت اسکی نہین ہی کیونکہ یہ خبر صادق
مصدوق کی ہی قدرت قادر کی سے اور حکمت اسمین یہ ہی کہ حضرت ہوگئے بسبب اسکے مقدس اور روشن دل تاکہ مستعد ہون قبول کرنے وحی کے لیے
اور راہ پاوین طرف حضرت کے وسوسے نفس کے اور منقطع ہو جاوے طمع شیطان کی آپکے غافل کرنے سے جیسے کہ اشارہ کرتا ہی طرف اسکے قول جبرئیل کا
ہذا حظ الشیطان منک اور جاننا چاہیے کہ چیرنا سینہ شریف کا چار بار واقع ہوا پہلے تو صغر سن مین دائی حلیمہ کے پاس دوسرے دس برس کی عمر مین
تیسرے وقت نبی ہونے کے چوتھے شب معراج مین جس وقت کہ جبرئیل حضرت کے پاس آئے اور اختلاف کیا ہی اسمین کہ چیرنا سینہ شریف کا اور دھونا
قلب مبارک کا خاص واسطے انحضرت ہی کے لیے تھا یا اور پیغمبرون کے لیے بھی واقع ہوا اور ابن عباسؓ سے صحیح خبر تابوت اور سکینہ کے آیا ہی کہ تھا اسمین ایک
طشت تھا کہ دھوئے گئے تھے اسمین دل انبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کے تب نقل کی یہ مسلم نے (وعن جابر بن سمرۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انی لاعرف حجرا بمکۃ کان یسلم علی قبل ان ابعث انی لاعرفہ الان رواہ مسلم) اور روایت ہی جابر بن سمرہ سے کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے بلاشبہ مین البتہ پہچانتا ہون اس پتھر کو کہ مین تھا کہ سلام کرتا مجھپر یعنے کہتا السلام علیک یا نبی اللہ جیسے کہ ایک روایت مین آیا ہی پہلے
اسکے کہ نبی کیا جاؤن مین تحقیق مین البتہ پہچانتا ہون اُسکو اب نقل کی یہ مسلم نے ف ع کہا بعضون نے کہ وہ پتھر حجر اسود تھا اور یہ مشہور ہی کہ وہ حجر
متکلم کہ معروف ہی ساتھ زقاق الحجر کے کہ ہی درمیان مین مسجد اور گھر خدیجہؓ کے اور حضرت عائشہؓ سے منقول ہی کہ فرمایا حضرت نے جب لائے میرے پاس جبرئیل
رسالت تو نہین گذرتا تھا مین کسی پتھر اور درخت پر مگر کہ وہ کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ (وعن انس قال ان اہل مکۃ سألوا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ان یریہم آیۃ فاراہم القمر شقتین حتی راوا حراء بینہما متفق علیہ) اور روایت ہی انس سے کہا انہون نے کہ کافرون نے سوال کیا انحضرت
سے کہ دکھاوین انکو معجزہ کہ نشان آپکے سچ کا ہو دعوی نبوت مین پس دکھلایا انکو چاند کو دو ٹکڑے یعنے ساتھ اشارہ دست مبارک کے یہانتک کہ دیکھا
انھون نے پہاڑ حرا کو درمیان اُن دونون ٹکڑون کے یعنے اسطرح کہ تھا ایک ٹکڑا اوپر پہاڑ کے اور ایک نیچے پہاڑ کے جیسے کہ آتا ہی ذکر اسکا نقل کی یہ بخاری
اور مسلم نے (وعن ابن مسعود قال انشق القمر علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرقتین فرقۃ فوق الجبل وفرقۃ دونہ فقال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اشہدوا متفق علیہ) اور روایت ہی ابن مسعودؓ سے کہ کہا شق ہوا چاند انحضرت کے زمانہ مین دو ٹکڑے ایک ٹکڑا اوپر پہاڑ کے اور ایک ٹکڑا
نیچے پہاڑ کے یعنے دونون ٹکڑے جدا ہوے اور ایک اُن دونون کا پہاڑ کے اوپر کے جانب تھا اور دوسرا نیچے کے جانب پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے کافرون کو کہ گواہی دو میری نبوت پر یا میرے معجزہ پر ف ح ع اور بعضون نے کہا معنی اسکے ہین حاضر ہو اور دیکھو بسبب پہلے معنی
کے لفظ اشہدوا مشتق ہی شہادت سے اور بموجب دوسرے کے شہود سے اور جاننا چاہیے کہ شق قمر بلاشبہ واقع ہوا ہی انحضرت کے لیے اور روایت کیا ہی اُسکو
ایک جماعت کثیر نے صحابہ اور تابعین مین سے اور روایت کیا ہی اُنسے جم غفیر نے ائمہ حدیث سے اور علامہ ابن سبکی نے بیچ شرح مختصر ابن حاجب کے کہا کہ
صحیح میرے نزدیک ہی کہ خبر شق قمر کی متواتر ہی اور روایت کی گئی ہی صحیحین وغیرہ مین بہت طرق سے کہ شبہ کو اسمین بالکل جگہ نہین کذا نقل فی المواہب اللدنیۃ
اور مفسر اجماع رکھتے ہین کہ مراد آیۃ کریمہ اقتربت الساعۃ وانشق القمر مین یہی انشقاق قمر ہی کہ جو حضرت کے معجزے سے واقع ہوا نہ وہ کہ قیامت مین واقع ہوگا اور
سیاق آیت کہ فرمایا وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر دلالت کرتا ہی اسپر اور انکار کیا ہی اس معجزہ کا بعضے بد عقیدون اور فلسفیون نے باعتقاد اسکے کہ خرق اور
التیام فلکیات مین محال ہی اور یہ نہین جانتے ہین وہ جاہل کہ افلاک سب پیدا کیے ہوئے اللہ تعالی کے ہین اور مسخر اُسکی قدرت کاملہ کے چنانچہ آیا ہی کہ انکو
لپیٹیگا روز قیامت کے اور بعضے ملحدون مین سے کہتے ہین کہ اگر یہ واقع ہوتا تو اُسکو عوام اور خواص لوگ نقل کرتے اور تمام اہل زمین اسکے دیکھنے مین
شریک ہوتے اور دیکھنا اُسکا مخصوص اہل مکہ ہی کو نہوتا اور تواریخ والے متواتر اُسکو نقل کرتے جواب اُسکا یہ ہی کہ چونکہ طلب کیا تھا وہ ایک قوم مخصوص نے

انکھیں کو دکھا دیا اور مقصود اس معجزہ سے دکھانا اور الزام دینا انکا تھا اور یہ بھی ہے کہ رات میں تھا اور ایک لحظہ سے زیادہ نہ تھا اور لوگ سوتے تھے اور یہ ہو سکتا ہے کہ
چاند اسوقت میں ایسے بعض منازل میں ہو کہ بعضے اہل آفاق کو ظاہر ہوا اور بعضوں کو نہ ہوا جیسے کہ خسوف کو بعضے شہروں والے پاتے ہیں اور بعضے نہیں پاتے
روایتوں میں آیا ہے کہ مسافر کہ اطراف زمین سے وہاں پہنچے خبر دی انھوں نے شق قمر کی اور منقول ہونا اسکا متواتر ہے بے شبہ اور کتابوں میں سیر اور تواریخ
کی اس سے کبھی معرض ہیں کہ کافر اور منکر نقل نہ کریں اور منکر ہوں کچھ ضرر نہیں ہے نقل کی ہے بخاری اور مسلم نے (وعن ابی ہریرۃ قال قال
ابو جهل هل يعفر محمد وجهه بين اظهركم فقيل نعم فقال واللات والعزى لئن رأيته يفعل ذلك لأطأن على رقبته فأتى رسول الله صلى الله عليه
وسلم وهو يصلي زعم ليطأ على رقبته فما فجئهم منه الا وهو ينكص على عقبيه ويتقي بيديه فقيل له ما لك فقال ان بيني وبينه لخندقا من نار وهولا واجنحة
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو دنا مني لاختطفته الملائكة عضوا عضوا رواه مسلم) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ اس نے کہا ابو جہل نے
کیا خاک آلودہ کرتا ہے محمد اپنے منہ کو درمیان تمہارے یعنی نماز پڑھتا ہے اور سجدہ کرتا ہے پس کہا گیا ہاں پھر کہا ابو جہل نے قسم ہے لات اور عزی کی اگر دیکھوں
میں اسکو کہ کرتا ہے یہ تو البتہ روندونگا میں اسکی گردن پس آیا ابو جہل آنحضرت کے پاس اس حال میں کہ آپ نماز پڑھتے تھے قصد کیا اس نے کہ روندے
آپ کی گردن مبارک پس نہ آیا وہ ناگہان اپنی قوم کے پاس بجانب آنحضرت کی طرف سے مگر اس حال میں کہ پھرنے لگا اپنی ایڑیوں پر اور بچاتا
ساتھ دونوں ہاتھوں اپنے کے یعنی جب آیا پھر کر تو ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کوئی آفت اسکو پہونچی ہے اور وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے اسکو روکتا ہے
پس کہا گیا اسکو کہ کیا ہے واسطے تیرے اور کیا کرتا ہے تو کہ الٹا پھرتا ہے اور اپنے ہاتھ سے کچھ روکتا ہے پس کہا ابو جہل نے درمیان میرے اور درمیان آنحضرت
کے ایک خندق ہے آگ کی اور خوف اور امر شدید ہے اور بازو ہیں یعنی فرشتے ہیں کہ حفاظت کرتے ہیں حضرت کی پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر
نزدیک ہوتا ابو جہل مجھ سے تو البتہ اچک لیجاتے اسکو فرشتے ایک ایک ٹکڑا کر کے یعنی ہر فرشتہ اچک لیجاتا ایک ایک عضو اسکے اعضا میں سے نقل کی
یہ مسلم نے (وعن عدي بن حاتم قال بينا انا عند النبي صلى الله عليه وسلم اذ اتاه رجل فشكا اليه الفاقة ثم اتاه الآخر فشكا اليه
قطع السبيل فقال يا عدي هل رأيت الحيرة فان طالت بك حياة فلترين الظعينة ترتحل من الحيرة حتى تطوف بالكعبة لا تخاف احدا الا الله
ولئن طالت بك حياة لتفتحن كنوز كسرى ولئن طالت بك حياة لترين الرجل يخرج ملء كفه من ذهب او فضة يطلب من يقبله منه فلا يجد احدا يقبله
منه وليلقين الله احدكم يوم يلقاه وليس بينه وبينه ترجمان يترجم له فليقولن الم ابعث اليك رسولا فيبلغك فيقول بلى فيقول الم اعطك مالا
وافضل عليك فيقول بلى فينظر عن يمينه فلا يرى الا جهنم وينظر عن يساره فلا يرى الا جهنم اتقوا النار ولو بشق تمرة فمن لم يجد فبكلمة طيبة قال عدي فرأيت
الظعينة ترتحل من الحيرة حتى تطوف بالكعبة لا تخاف الا الله وكنت فيمن افتتح كنوز كسرى بن هرمز ولئن طالت بكم حياة لترون ما قال النبي ابو القاسم
صلى الله عليه وسلم يخرج ملء كفه رواه البخاري) اور روایت ہے عدی بن حاتم سے کہا اسوقت کہ میں تھا نزدیک آنحضرت کے کہ ناگہان آیا انکے پاس ایک
شخص پس شکایت کی اسنے طرف حضرت کے فاقہ اور محتاجگی کی پھر آیا حضرت کے پاس ایک اور شخص پس شکایت کی طرف حضرت کے راہزنی کی کہ واقع
ہوتی ہے راہوں میں یعنی بسبب قزاقوں کے پس فرمایا آنحضرت نے اے عدی کیا دیکھا تو نے حیرہ ف الظعينة حیرہ ساتھ زیر ح مہملہ کے اور جزم ی کے
نام ایک قدیم شہر کا ہے نواح کوفہ میں اور محلہ مشہور ہے نیشاپور میں اور ظاہر یہ ہے کہ مراد یہاں شہر مذکور ہی ہے پس اگر دراز ہوا ساتھ تیرے زندگی پس البتہ
دیکھیگا تو عورت سفر کرنیوالی کو اور بعضوں نے کہا عورت ہودج نشین کو کہ کوچ کریگی حیرہ سے تا طواف کرے خانہ کعبہ کا درحالیکہ نہ ڈرے گی کسی
سے سوائے خدا کے ف صریح یہ بات اس شخص کے جواب میں فرمائی کہ گلہ راہزنی کا کیا تھا اور یہ جواب اس شخص کے کہ شکایت فقر و فاقہ کی کی تھی آگے
کی بات فرمائی اور خطاب دونوں جانب عدی بن حاتم کی طرف کہ مجلس شریف میں حاضر تھے فرمایا تا سب صحابہ بشارت سنیں اور آنکے حق میں

جواب اُن دونونکا حاصل ہو جاوے پھر اُسکے بعد بیان فرمایا کہ یہ فراخی اور توانگری دنیا کی تنگی ہی آخرت مین اور ندامت مگر جسکو کہ توفیق دی اللہ تعالیٰ
اُسکے خرچ کرنیکی مصارف خیر مین ت اور اگر دراز ہو ساتھ تیرے زندگی البتہ کھولے جاوینگے خزانے کسرےٰ بن ہرمز بادشاہ فارس کے یعنے بطور غنیمت
کے وہ ہاتھ لگین گے اور تقسیم ہو وینگے مسلمانون مین اور اگر دراز ہو ساتھ تیرے زندگانی تو البتہ دیکھے گا تو اُس شخص کو کہ نکالے گا بھر مٹھی
سونے یا چاندی سے ڈھونڈیگا اُس شخص کو یعنے فقراؤن مین سے کہ قبول کرے اُسکو پس نہ پاویگا کسیکو کہ قبول کرے اُسکو ف ح بسبب نہونے
فقر اور احتیاج کے اور لینا سونے اور چاندی کا دفع حاجت کے لیے ہوتا ہی جب حاجت ہی نہوئی تو سونا چاندی کس کام آوے اور کہا ہی علمانے کہ
یہ حال اخیر زمانہ مین وقت اُترنے عیسےٰ علیہ السلام کے ہوگا جیسے کہ حدیث مین آیا ہی کہ وہ بیچ باب نزول عیسےٰ کے گذرا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ مثل
اُسکے بیچ زمانہ عبد العزیز کے بھی وجود مین آیا ہی اور جزم کیا ہی بیہقی نے ایسے معنی کو اور چونکہ خوشخبری دی آنحضرت نے وسعت رزق و فراغت معیشت
کی ڈرایا شدت و سختی روز قیامت کے سے تا جمع کرین درمیان بشارت دینے اور ڈرانے کے جیسے کہ شان مقام نبوت کی ہی پس فرمایا ت اور البتہ ملاقات
کریگا اللہ تعالیٰ سے ایک تمہارا اُسدن کہ ملاقات کریگا اُس سے یعنی روز قیامت کے اس حال مین کہ نہین ہو نیگا درمیان اُسکے اور درمیان اللہ کے
کوئی شخص مترجم کہ بیان کرے واسطے اُسکے ف ح ع لفظ ترجمان ساتھ زبر ت اور پیش جیم کے اور ساتھ زبر دونون کے اور پیش دونون کے وہ شخص
کہ بیان کرے کلام کو ایک زبان سے دوسری زبان مین جسکو دوبھاشیا کہتے ہین حاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان مین کوئی دوبھاشیا
نہین ہو نیگا بلکہ ہوگی ملاقات اور کلام بلا واسطہ ت پس البتہ فرماویگا اللہ تعالیٰ کہ کیا نہین بھیجا مین نے طرف تیرے رسول تاکہ پہونچاوے تجکو احکام
دین کے اور خبر قیامت کے آنے کی پس کہیگا ہان بھیجا تھا تو نے رسول پس فرماویگا اللہ تعالیٰ کیا نہین دیا مین نے تجکو مال اور کیا نہین احسان و انعام
کیا مین نے تجپر ف ح ع یہ استفہام تقریر کے لیے ہی یعنے دیا مین نے تجکو مال اور انعام کیا مین نے تجپر کمال اور قدرت دی مین نے تجکو اُسکے خرچ کرنے
پر اور فائدہ اُٹھانے پر اُس سے اور صرف کرنے پر اور پر اہل استحقاق کے ت پس کہے گا بندہ ہان دیا تھا تو نے مال اور احسان کیا تو نے مجپر پس دیکھیگا
وہ شخص دائین طرف اپنے پس نہین دیکھے گا مگر دوزخ یعنی بسبب ترک کرنے اطاعت کے اور دیکھے گا بائین طرف اپنے پس نہین دیکھے گا مگر دوزخ ف
ع یعنی بسبب کرنے برائیون کے اور ظاہر یہ ہی کہ یہ دونون کنایہ ہین احاطہ سے یعنی گھیر لیگی دوزخ اور نہین نجات ہوگی اُس سے مگر ساتھ گذرنے کے اُسپر
سے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وان منکم الا واردہا کان علی ربک حتما مقضیا ثم ننجی الذین اتقوا اور اسی لیے فرمایا ت کہ بچو آگ دوزخ سے بسبب تصدق کرنیکے
اگرچہ ساتھ ٹکڑے کھجور کے ہو پس جو شخص کہ نہ پاوے ٹکڑا کھجور کا پس چاہیے ساتھ کلام خوب اور نرم کے کہ سائل کو کہے اور لوگون کو تا وہ خوش ہون بشرطیکہ آمیختگی
مداہنت دین کی نہو کہا عدی نے پس دیکھی مین نے عورت سفر کرنیوالی یا ہودج نشین کہ کوچ کرتی ہی حیرہ سے تاکہ طواف کرے خانہ کعبہ کا نہین ڈرتی
مگر خدا سے یعنے جیسے کہ خبر دی تھی حضرت نے اور تھا مین درمیان اُن لوگون کے کہ کھولے خزانہ کسریٰ بیٹے ہرمز بیٹے نوشیروان کے اور البتہ اگر دراز
ہوگی ساتھ تمہارے زندگانی تو البتہ دیکھوگے اُس چیز کو کہ کہا ہی پیغمبر ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نکالے گا شخص سونا اور چاندی اور ڈھونڈیگا
اُس شخص کو کہ قبول کرے ف ح وفات پائی عدی بن حاتم نے سن سرسٹھ یا ارسٹھ یا اُنہتر مین عمر بن عبد العزیز کے زمانے سے پہلے ت نقل کی یہ بخاری
نے (وعن خباب بن الارت قال شکونا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو متوسد بردۃ فی ظل الکعبۃ وقد لقینا من المشرکین شدۃ فقلنا الا
تدعو اللہ فقعد وہو محمر وجہہ وقال کان الرجل فیمن کان قبلکم یحفر لہ فی الارض فیجعل فیہ فیجاء بمنشار فیوضع فوق راسہ فیشق باثنین فما یصدہ
ذلک عن دینہ ویمشط بامشاط الحدید ما دون لحمہ من عظم وعصب ما یصدہ ذلک عن دینہ واللہ لیتمن ہذا الامر حتی یسیر الراکب من صنعاء الی
حضرموت لا یخاف الا اللہ والذئب علی غنمہ ولکنکم تستعجلون رواہ البخاری) اور روایت ہی خباب ابن ارت سے کہا کہ شکوہ کیا ہمنے یعنی کفار کا

طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حال مین کہ وہ سر کے نیچے کملی رکھے ہوئے تھے کعبہ کے سایہ مین اور تحقیق پاتی تھی ہمنے مشرکون سے سختی
اور تکلیف پس کہا ہمنے آیا نہین بد دعا کرتے آپ اللہ سے یعنی مشرکون پر اس لیے کہ انھون نے ایذا دی ہے ہم کو پس اٹھ بیٹھے آنحضرت اس حال مین
کہ سرخ تھا چہرہ مبارک آپ کا ف ح یعنی بسبب ایک حالت کے کہ وارد ہوئی حضرت پر سننے ظلم اور بے اندازی کافرون کی سے یا بسبب بے صبری
اور شکایت کرنے مسلمانون کے کافرون کی اور یہ مناسب تر ہے ساتھ قول آنحضرت کے ت اور فرمایا تھا شخص اگلے لوگون مین کہ کھودا جاتا تھا
اسکے لیے گڑھا زمین مین پھر رکھا جاتا تھا وہ شخص اس گڑھے مین پھر لایا جاتا تھا آرا اور رکھا جاتا تھا اوپر سر اس کے کے اور چیرا جاتا تھا وہ دو ٹکڑے پس
نہین باز رکھتا تھا اس کو وہ عذاب شدید اس کے دین سے اور کنگھی کیا جاتا تھا ایک شخص ساتھ کنگھیون لوہے کے نیچے گوشت کے ہڈیون اور پٹھون
یعنی کنگھی بسبب تیزی اور سختی کے گوشت سے گذر کر پٹھے اور ہڈی پر پہونچتی تھی اور نہین باز رکھتا تھا اس کو وہ عذاب اس کے دین سے قسم ہے اللہ
کی البتہ پورا ہوویگا یہ دین یعنی اور آسانی دیکھوگے تم بعد دشواری کے یہانتک کہ چلے گا سوار صنعا سے حضرموت تک کہ مسافت بعید ہے درمیان
دونون موضعون کے اس حال مین کہ نہین ڈریگا وہ سوار کسی سے مگر خدا سے ف ع صنعا ایک شہر ہے یمن مین بہت درخت اور پانی رکھتا
ہے مانند دمشق کے اور ایک قریہ ہے دمشق کے دروازہ پر کذا فی القاموس اور حضرموت ساتھ جزم ضاد اور میم کے پیش سے بھی کہتے ہین ایک
شہر مشہور ہے یمن مین جگہ صلحا اور عابدین کی یہانتک کہ کہا ہے علما نے حضرموت تربت الاولیا یعنی حضرموت اوگاتا ہے اولیا کو یعنی اولیا اس
شہر اور زمین مین بہت پیدا ہوتے ہین اور یہ نام اس کا اس لیے رکھا گیا ہے کہ صالح پیغمبر حاضر ہوئے وہاں اور رہے اور بعضون نے کہا کہ حاضر
ہوتی اس مین نوبت جرجیس کی ت یا نہین ڈریگا اور کچھ بھیڑیے سے اپنی بکریون پر ف ح مقصود بیان کرنا امن کا ہے لوگون کے ظلم سے
آپس مین جیسا کہ جاہلیت مین تھا نہ امن حملہ کرنے بھیڑیے کے سے بکریون پر اس لیے کہ وہ خارج ہے عادت سے اور یہ امن بھی ہوجاویگا لیکن
اخیر زمانہ مین وقت اترنے حضرت عیسی علیہ السلام کے انتہی اور ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ ایک نسخہ مین واؤ سے ہے یعنی والذئب اور وہ احتمال
رکھتا ہے کہ ہو بمعنی او کے یا ہو واو بمعنی واو جمع کے یا شک کے لیے اور بہر تقدیر پس نہین پوشیدہ ہے کہ اس مین مبالغہ ہے بیچ حاصل ہونے
امن اور زوال خوف کے پس دفع ہو گیا جو کچھ کہ کہا گیا ہے کہ مقصود بیان کرنا امن کا ہے لوگون کے ظلم سے الخ ت ولیکن تم جلدی کرتے ہو
ف ع یعنی قریب ہے کہ جاتا رہیگا عذاب کرنا مشرکین کا تمکو پس صبر کرو امر دین پر جیسے کہ صبر کیا ان لوگون نے کہ پہلے تمھارے تھے مومنین
مین سے اور سخت تر عذاب سے کہ تمھارے عذاب سے بسبب قوت یقین کے ت نقل کی یہ بخاری نے (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلٰى اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَاَطْعَمَتْهُ ثُمَّ
جَلَسَتْ تَفْلِيْ رَاْسَهٗ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
قَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْاَسِرَّةِ اَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ فَقُلْتُ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ وَضَعَ رَاْسَهٗ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يُضْحِكُكَ قَالَ نَاسٌ
مِّنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَا قَالَ فِي الْاُوْلٰى فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ
فَرَكِبَتْ اُمُّ حَرَامٍ الْبَحْرَ فِيْ زَمَنِ مُعَاوِيَةَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے انس سے کہ کہا
تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے پاس ام حرام بنت ملحان کے ف ح ع لفظ ملحان میم کے زیر اور لام کے جزم سے
ہے اور حرام خالہ انس کی بہن بہن انکی مان کی کہ ام سلیم ہین اور یہ دونون عورتین خالہ تھین آنحضرت کی دودھ کے علاقہ سے یا نسبی کہا نووی نے

کہ اتفاق رکھتے ہیں علما اسپر کہ ام حرام محرم تھیں آں حضرت کی لیکن اختلاف کیا ہے کیفیت محرمیت میں کہ کسی نے کسی علاقہ سے محرم کہا ہے اور کسی نے کسی علاقہ سے کہا مؤلف نے کہ اسلام لائیں ام حرام اور بیعت کی اور مریں حالت جہاد میں اپنے خاوند کے ساتھ زمین روم میں حضرت عثمان کی خلافت میں ت اور تھیں ام حرام بی بی عبادہ بن صامت کی ف ح کہ بہت بزرگ ہیں انصار میں سے پس بسبب محرمیت کے کہ ان دونوں بہنوں سے رکھتے تھے ان کے پاس تشریف لاتے تھے اور قیلولہ کرتے تھے جیسے کہ اوپر گذرا بیچ باب اسماء النبی کے ت پس آئے آنحضرت ام حرام کے پاس ایک دن پس کھانا کھلایا ام حرام نے آپ کو پھر بیٹھیں ام حرام جوئیں دیکھتی حضرت کے سر مبارک میں ف ح اوپر تحقیق کے ساتھ گذر چکی ہے کہ جوئیں بالوں مبارک میں نہ تھیں ولیکن یہ بال صاف کرتی تھیں غبار وغیرہ سے اور دیکھتی تھیں کہ شاید کوئی جوں ہو ت پس سو گئے آنحضرت پھر جاگے اس حال میں کہ وہ ہنستے تھے کہا ام حرام نے کہ پس کہا میں نے کس چیز نے ہنسایا آپ کو یا رسول اللہ فرمایا کہ ایک جماعت لوگوں کی میری امت میں سے روبرو کی گئی میرے اور دکھائی گئی مجکو اس حال میں کہ جہاد کرتے ہیں راہ خدا میں سوار ہوتے ہیں پشت دریا پر مانند بادشاہوں کے تختوں پر یا مثل بادشاہوں کے تختوں پر ف ع یہ شک راوی ہے کہ لفظوں میں فرق ہے اور معنی دونوں عبارتوں کے ایک ہی ہیں تشبیہ دی پشت دریا کو ساتھ پشت زمین کے اور کشتی کو ساتھ تخت کے اور ٹھہرایا اس پر بیٹھنے کو مشابہ بیٹھنے بادشاہ کے اپنے تخت پر واسطے اشارہ کرنے کے اس پر کہ وہ اپنے نفسوں کو تخت میں والیوں کے اور فرنگ ہونگے اس امر عظیم کے بخوشی خاطر اور دل کی امنگ سے مانند بادشاہوں کے تختوں پر ت پس کہا میں نے یا رسول اللہ دعا کیجیے اللہ سے یہ کہ کرے مجکو اس جماعت میں سے کہ سوار ہونگے دریا پر جہاد کے لیے پس دعا کی آنحضرت نے ام حرام کے لیے ساتھ اس چیز کے کہ درخواست کی پھر رکھا آنحضرت نے سر مبارک اپنا اور سو گئے اور پھر بیدار ہوئے اس حال میں کہ ہنستے تھے پس کہا میں نے یا رسول اللہ کس چیز نے ہنسایا آپکو فرمایا آنحضرت نے کتنے آدمی میری امت میں سے روبرو کیے گئے میرے جہاد کرنے والے راہ خدا میں جیسا کہ فرمایا پہلی بار میں کہ سوار ہوتے ہیں پشت دریا پر مانند بادشاہوں کے تختوں پر پس کہا میں نے یعنے دوسری بار یا رسول اللہ دعا کیجیے اللہ سے یہ کہ کرے مجکو انہیں سے فرمایا تو پہلوں میں سے ہے ف ح یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ جو جماعت دوسری بار دکھائی گئی غیر اس جماعت کے تھی کہ جو پہلے دکھائی گئی یعنی ہمیشہ نوبت بنوبت دریا میں بیٹھیں گے اور جہاد کرینگے اور تو اس جماعت سے ہوگی کہ اول یہ کار کرینگے اور یہ بھی اس میں اشارہ ہے کہ مرتبہ پہلوں کا زیادہ ہے پچھلوں کے مرتبہ سے ت پس سوار ہوئیں ام حرام معاویہ کے زمانہ میں ف ح ظاہر عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ معاملہ ہوا بیچ زمانہ امارت معاویہ کے اور اکثر اس پر گئے ہیں کہ یہ ہوا بیچ وقت امارت معاویہ کے بیچ خلافت عثمان کے پس مراد زمانہ معاویہ سے ایام ولایت معاویہ کے ہیں پس نہیں منافی ہے اس کے کہ موت انکی بیچ خلافت عثمان کے ہوئی جیسے کہ اوپر گذرا ت پس گرائی گئیں ام حرام زمین پر اپنے جانور کی پیٹھ پر سے پس ہلاک ہوئیں اور مریں راہ خدا میں نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ ضِمَادًا قَدِمَ مَكَّةَ وَكَانَ مِنْ اَزْدِ شَنُوْءَةَ وَكَانَ يَرْقِيْ مِنْ هٰذَا الرِّيْحِ فَسَمِعَ سُفَهَاءَ اَهْلِ مَكَّةَ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ مُحَمَّدًا مَجْنُوْنٌ فَقَالَ لَوْ اَنِّيْ رَاَيْتُ هٰذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللّٰهَ يَشْفِيْهِ عَلٰى يَدَيَّ قَالَ فَلَقِيَهُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَرْقِيْ مِنْ هٰذَا الرِّيْحِ فَهَلْ لَكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ اَمَّا بَعْدُ فَقَالَ اَعِدْ عَلَيَّ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ فَاَعَادَهُنَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَقَوْلَ الشُّعَرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ وَلَقَدْ بَلَغْنَ قَامُوْسَ الْبَحْرِ هَاتِ يَدَكَ اُبَايِعْكَ عَلَى الْاِسْلَامِ قَالَ فَبَايَعَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِيْحِ بَلَغْنَا نَاعُوْسَ الْبَحْرِ) اور روایت ہے ابن عباس سے کہ ضماد آیا مکہ میں اور تھا وہ ازد شنوءہ سے ف ح ع لفظ ضماد ض معجمہ کے زیر اور پیش سے اور تخفیف میم سے ہے اور دال آخر میں اور بعضوں نے میم بھی آخر میں روایت کی ہے یعنے ضمام کہا ہے اور لفظ شنوءہ شین کے زبر اور نون کے پیش سے پھر واو ہے ساکن پھر ہمزہ

شنوہ نام ایک بڑے قبیلہ کا ہے یمن میں سے اور ازد ایک قبیلہ ہے اُس سے اور ضماد آنحضرت سے آشنائی رکھتا تھا پہلے نبوت کے اور یہ ایک شخص تھا طبیب اور افسونگر اور طالب علم اور اسلام لایا ابتداء اسلام میں اور تھا ضماد کہ منتر پڑھتا تھا اس ہوا سے ف ح یعنی آسیب جن کے دفع کے لیے اور جن کو ریح یعنی ہوا کہتے ہیں باعتبار اس کے کہ دکھائی نہیں دیتا مانند ہوا کے پس سنا ضماد نے مکہ کے بیوقوفوں سے کہ کہتے ہیں محمد دیوانہ ہوا ہے پس کہا ضماد نے اگر دیکھوں میں اس شخص کو تو علاج کروں شاید کہ خدا تعالیٰ تندرستی دیوے اُن کو سبب میرے کہا ابن عباس نے پس ملاقات کی ضماد نے آنحضرت سے اور کہا آپ کو پس کہا اے محمد تحقیق میں منتر پڑھتا ہوں واسطے دفع آسیب جن کے پس آیا ہے کہ ہو رغبت میرے منتر پڑھنے میں اور اس علت کے دور ہونے میں پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق سب تعریفیں واسطے اللہ کے ہیں تعریف کرتے ہیں ہم اُسکی اور شکر کرتے ہیں ہم اُس کی نعمتوں کا اور مدد چاہتے ہیں ہم اُس سے اپنی توفیق ذکر اور عبادت اور طاعت اس کے کی جسکو کہ راہ دکھاوے اور مقصد کو پہونچاوے اللہ پس نہیں ہے کوئی گمراہ کرنے والا اس کا اور جس کو گمراہ کرے خدا پس نہیں راہ دکھانے والا اور منزل مقصود کو پہونچانے والا اس کو اور گواہی دیتا ہوں میں یہ کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ کہ اکیلا ہے وہ نہیں شریک اُسکا کوئی اور گواہی دیتا ہوں میں یہ کہ محمد بندہ ہے اُسکا اور رسول اُسکا اما بعد یعنی پیچھے حمد اور درود کے ف ع لفظ اما بعد ایک کلمہ ہے کہ لاتے ہیں شہادتین کے خطبوں میں مذکور ہوا ہے جیسا کہ کتاب الجمعہ میں گذرا بیان چاہا تھا آنحضرت نے کہ پیچھے لفظ اما بعد کے خطبہ پڑھیں بیچ وعظ و نصیحت ضماد کے ولیکن اسی قدر پر اکتفا کیا اور جواب اُسکا صراحۃً نہ کہا اور یہ کلمات پڑھے تاکہ جانے عقلا کہ یہ شخص بڑا عقلمند ہے اور تو ہم جنون اور آسیب جن کا نہیں رکھتا اور جو اس کو مجنون کہتے ہیں وہ بیوقوف ہیں پس کہا ضماد نے آنحضرت کو پھر فرمایئے میرے آگے یہ کلمے اپنے پس پڑھا اُن کلموں کو اُس کے آگے پیغمبر خدا نے تین بار پس کہا ضماد نے کہ البتہ تحقیق سنا ہے میں نے قول کاہنوں کا اور قول ساحروں کا اور قول شاعروں کا پس نہیں سنا میں نے مانند ان کلموں تمہارے کے اور تحقیق پہونچے ہیں یہ کلمے بیچ اور نہایت گہراؤ کی جگہ دریا کے کلام کو یعنی نہایت فصاحت اور بلاغت کو پہونچے ہیں دو تم ہاتھ اپنا تا بیعت کروں میں تم سے اسلام پر کہا ابن عباس نے پس بیعت کی ضماد نے آنحضرت سے اور مسلمان ہوا نقل کی یہ مسلم نے اور بیچ بعضے نسخوں مصابیح کے واقع ہوا ہے بلغنا بجائے بلغ کے اور ناعوس نون اور عین مہملہ سے بجائے قاموس کے کہ قاف اور میم سے ہے ف ح شیخ محی الدین نووی نے شرح صحیح مسلم میں کہا کہ اس لفظ کو دونوں طرح ضبط کیا ہے یعنی ناعوس ساتھ نون اور عین کے اور موجود بیچ اکثر نسخوں بلاد ہمارے کے یہ ہے اور قاموس ساتھ قاف اور میم کے اور مشہور روایتوں میں یہی ہے بیچ غیر صحیح مسلم کے اور قاضی عیاض نے کہا کہ بعضوں نے ناعوس روایت کیا ہے اور ہمارے شیخ ابوالحسن نے کہا کہ ناعوس یعنی قاموس کے اور تورپشتی نے کہا ناعوس خطا اور تصحیف ہے اور وہم راوی کا ہے اور بعضوں کے نزدیک قاعوس قاف اور عین سے بھی آیا ہے ناعوس لغت کی مشہور کتابوں میں مذکور نہیں ہے (وَذَكَرَ حَدِيثَا أَبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ يَهْلِكُ كِسْرَى وَالْآخَرُ لَتُفْتَحَنَّ عِصَابَةٌ فِي بَابِ الْمَلَاحِمِ وَهَذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِي) اور ذکر کی گئیں دونوں حدیثیں ابوہریرہ کی اور جابر بن سمرہ کی کہ بیچ اول ایک حدیث کے یہلک کسری ہے اور بیچ اول حدیث دوسری کے لتفتحن عصابۃ ہے بیچ باب الملاحم کے اور یہ باب خالی ہے دوسری فصل سے

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فصل تیسری (عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ مِنْ فِيهِ إِلَى فِيَّ قَالَ انْطَلَقْتُ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَبَيْنَا أَنَا بِالشَّامِ إِذْ جِيءَ بِكِتَابٍ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى هِرَقْلَ قَالَ وَكَانَ دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ جَاءَ بِهِ فَدَفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ بُصْرَى فَدَفَعَهُ عَظِيمُ بُصْرَى إِلَى هِرَقْلَ فَقَالَ هِرَقْلُ هَلْ هَاهُنَا أَحَدٌ مِنْ قَوْمِ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ قَالُوا نَعَمْ فَدُعِيتُ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَدَخَلْنَا عَلَى هِرَقْلَ فَأُجْلِسْنَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ أَيُّكُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا مِنْ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ فَقُلْتُ أَنَا فَأَجْلَسُونِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَجْلَسُوا أَصْحَابِي خَلْفِي ثُمَّ دَعَا بِتَرْجُمَانِهِ فَقَالَ قُلْ لَهُمْ إِنِّي سَائِلٌ هَذَا عَنْ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَإِنْ كَذَبَنِي

فکذبوہ قال ابو سفیان وایم اللہ لولا مخافۃ ان یؤثر علی الکذب لکذبتہ ثم قال لترجمانہ سلہ کیف حسبہ فیکم قال قلت ہو فینا ذو حسب قال فہل کان من آبائہ من ملک قلت لا قال فہل کنتم تتہمونہ بالکذب قبل ان یقول ما قال قلت لا قال ومن یتبعہ اشراف الناس ام ضعفاؤہم قال قلت بل ضعفاؤہم قال ایزیدون ام ینقصون قال قلت لا بل یزیدون قال ہل یرتد احد منہم عن دینہ بعد ان یدخل فیہ سخطۃ لہ قال قلت لا قال فہل قاتلتموہ قلت نعم قال فکیف کان قتالکم ایاہ قال قلت یکون الحرب بیننا وبینہ سجالا یصیب منا ونصیب منہ قال فہل یغدر قلت لا ونحن منہ فی ہذہ المدۃ لا ندری ما ہو صانع فیہا قال واللہ ما امکننی من کلمۃ ادخل فیہا شیئا غیر ہذہ

روایت ہی ابن عباس سے کہ کہا حدیث کی مجکو ابو سفیان بیٹے حرب کے نے ایک حدیث کہ پہونچی ہی منہ اُسکے سے طرف منہ میرے کے ف ع یعنے بالمشافہ بے واسطے کے درمیان میرے اور درمیان اُس کے کہ ذکرہ الطیبی اور ظاہر یہ ہی کہ معنی اس کے یہ ہین کہ نہین تھا کوئی حاضر سواے میرے ساتھ اُس کے جیسے کہ دلالت کرتا ہی اسپر لفظ حدیثی کا ت کہا ابو سفیان نے کہ سفر کیا مین نے اُس مدت مین کہ تھی درمیان میرے اور درمیان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ف ع مراد ہی اس سے مدت صلح حدیبیہ کی اور ہوئی تھی وہ سن چھ مین اور مدت اُس کی دس برس ٹھہری تھی لیکن کفار نے نقض عہد کیا بسبب قتل کرنے بعضے خزاعہ کے کہ حلیف تھے آن حضرت کے پس غزوہ کیا اُنہے سن آٹھ مین اور فتح مکہ کی ہوئی ت کہا ابو سفیان نے پس اُس وقت ناگہان مین تھا ملک شام مین بیٹھے ہوا ہم کیے ہوئے آیا خط آن حضرت کا طرف ہرقل کے ف ع لفظ ہرقل ساتھ زیر ہ اور زبر ر اور جزم ق اف کے اور ساتھ زیر ق اف کے بھی کہتے ہین اور نام ہی بادشاہ روم کا اور لقب اُسکا قیصر اور اول جو ضرب ڈالی ہی دیناروں پر اُسی نے ڈالی ہی اور اول بیعہ یعنی گرجا گھر اُسی نے بنایا تھا ت کہا ابو سفیان نے اور تھے وحیہ کلبی کہ لائے تھے اُس خط کو پس پہونچایا وحیہ نے وہ خط طرف امیر بصرے کے ف ع کہ ہرقل کے بڑے امیرون مین سے تھا اور بصرے ساتھ پیش ب اور جزم صاد مہملہ کے نام ایک شہر کا ہی شام کے شہرون مین سے ت پس پہونچایا اُس خط کو امیر بصرے نے طرف ہرقل کے یعنے حکم اسی طرح کیا تھا حضرت نے وحیہ کو کہ تو یہ خط سردار بصرے کو دینا وہ ہرقل کو پہونچا دیگا پس کہا ہرقل نے کہ کیا ہی اس جگہ کوئی قوم اس شخص کی سے کہ دعوی کرتا ہی اور کہتا ہی وہ کہ مین نبی ہون یعنے تا کہ مین پوچھون اُس سے وصف اُن کا تا کہ ظاہر ہو ہمارے لیے سچ اور جھوٹ اُنکا کہا یعنے لایقے اُس کے خادمون نے کہ ہان ہی ایک شخص اُس کی قوم مین سے کہ تجارت کے لیے آیا ہی پس بلایا گیا مین ساتھ ایک جماعت کے قریش سے کہ بقدر تیس آدمیون کے تھے پس داخل ہوئے ہم اوپر ہرقل کے پس بٹھلائے گئے ہم آگے ہرقل کے یعنے تا کہ سنے کلام ہمارا اور سنین ہم کلام اُسکا پس کہا ہرقل نے کون ہی تم مین سے بہت نزدیک ہی نسبت مین اُس شخص سے کہ دعوی کرتا ہی نبی ہونیکا ف ع کہا علما نے کہ نہین پوچھا اُس نے قریب النسبت کو مگر اس لیے کہ وہ خوب جانتا ہوگا حال اُنکا اور بعید ہی یہ کہ جھوٹ بولے اُنکے حق مین ت کہا ابو سفیان نے کہ پس کہا مین نے کہ مین نزدیک تر ہون نسب مین اس شخص سے پس بٹھایا اُنھون نے مجکو آگے ہرقل کے یعنے تنہا اور بٹھلایا میرے ساتھ والون کو میری پیٹھ کے پیچھے ف ع اس لیے کہ قرار واقعی وہ جھٹلاوین شرم نکرین سامنے ہونے مین یا اس لیے پیچھے بٹھایا کہ وہ سر یا ہاتھ کے اشارہ سے کسی بات کے بیان کرنے کو منع نکرین ت پھر بلایا ہرقل نے اپنے مترجم کو کہ زبان عربی اور رومی دونون جانتا تھا پس کہا ہرقل نے مترجم کو کہ کہ ابو سفیان کے یارون کو کہ مین پوچھتا ہون ابو سفیان سے احوال اس شخص کا کہ کہتا ہی مین پیغمبر ہون پس اگر جھوٹ کہے مجھسے تو جھٹلا ؤ اُس کو اور آگاہ کرو مجکو حق بات پر کہا ابو سفیان نے کہ قسم ہی خدا کی اگر نہوتا ڈر اس بات کا کہ نقل کیا جاویگا مجھ پر جھوٹ تو البتہ جھوٹ بولتا مین ف یعنے حاضرین میرا جھوٹ میری قوم کے آگے بیان کرینگے اسکا ڈر تھا اگر یہ نہوتا تو جھوٹ بولتا مین ہرقل سے حضرت کے باب مین بسبب بغض مخالفت کے کہ اُنسے رکھتا تھا کہتا ہون مین کہ ظاہر یہ ہی کہ معنے اسکے یہ ہین کہ اگر نہوتا خوف اسکا کہ میرے ساتھی جھٹلاوین مجکو تو البتہ کچھ جھوٹ بولتا مین اُس سے ت پھر کہا ہرقل نے اپنے مترجم سے کہ پوچھ ابو سفیان سے

کہ کیا ہے حسب آنحضرتؐ کا درمیان تمہارے کہا ابوسفیان نے کہ کہا میں نے کہ وہ ہم میں صاحب حسب ہیں ف ع حسب اُس چیز کو کہتے ہیں کہ شمار
کرے اُسکو آدمی اور فخر کرے ساتھ اُسکے قسم شرف وفضل اپنے کے سے اور باپوں اپنے کے سے اور یہ شامل ہے نسب کو بھی اور مراد یہاں بنی ہاشم ہیں کہ
قریش میں سب سے افضل تھے اور بخاری میں آیا ہے کیف نسبہ فیکم ت کہا ہرقل نے پس کیا ہوا ہے اُس شخص کے باپوں میں سے کوئی بادشاہ کہا میں
نے نہیں کہا ہرقل نے پس کیا متہم کرتے تھے تم اُسکو ساتھ جھوٹ کے پہلے اس سے کہ کہے وہ چیز کہ کہتا ہے اب یعنے کیا پہلے دعوی نبوت کے کوئی جھوٹ
اُنسے ظاہر ہوا تھا اور تم اُسکو تہمت جھوٹ کی لگاتے تھے کہا ابوسفیان نے کہ کہا میں نے نہیں کہا ہرقل نے اور کون اتباع کرتے ہیں اُنکا اور ایمان
لاتے ہیں اُنپر اشراف لوگوں کے یا ضعیف اُنکے ف ح مراد اشراف سے یہاں اہل نخوت و تکبر ہیں والا کون شریف زیادہ ہے اولاد ہاشم سے مانند
عباس اور حمزہ اور علی اور جعفر کے اور اُنکا برقریش سے مانند ابی بکر اور عمر اور عثمان اور اور صحابہ کے قریش میں کہ پہلے سوال کرنے ہرقل کے سے ایمان
لائے تھے ت کہا ابوسفیان نے کہ کہا میں نے بلکہ ضعیف لوگوں کے ایمان لائے ہیں ف ح اور ابو اسحق کی روایت میں یوں آیا ہے کہ کہا تابعت
کی ضعیفوں اور مسکینوں اور نو عمروں نے اسی پر نسب و شرف والوں نے تابعت نہیں کی اور یہ محمول اکثر و اغلب پر ہے ت کہا ہرقل نے کیا زیادہ ہوتے
جاتے ہیں لوگ روز بروز انکی تابعت میں یا کم یعنے بسبب پھر جانے بعض انکے کے طرف دینوں اپنے کے یا بسبب مر جانے بعض اُنکے کے کہا ابوسفیان
نے کہ کہا میں نے کم نہیں ہوتے ہیں بلکہ زیادہ ہوتے جاتے ہیں کہا ہرقل نے کیا مرتد ہوتا ہے یعنے پھر جاتا ہے کوئی اُنمیں سے اُسکے دین سے بعد داخل
ہونے کے اُسمیں بسبب ناخوشی رکھنے کے اُسکے دین کو کہا ابوسفیان نے کہ کہا میں نے مرتد نہیں ہوتا ہے کوئی کہا ہرقل نے پس کیا تم لڑتے ہو اُس سے
کہا میں نے ہاں کہا ہرقل نے پس کسطرح ہے لڑائی تمہاری اُس سے کہا ابوسفیان نے کہ کہا میں نے ہوتی ہے جنگ درمیان ہمارے اور درمیان
اُسکے مانند ڈولوں کے کہ کبھی یہ بھرا ہے اور وہ خالی اور کبھی وہ بھرا ہے اور یہ خالی پاتا ہے وہ ہم سے اور پاتے ہیں ہم اُس سے یعنے کبھی اُسسے مصیبت پہونچتی
ہے ہمکو اور کبھی ہم سے اُنکو کہا ہرقل نے پس کیا توڑتا ہے وہ عہد اور صلح کو کرتا ہے کہا میں نے نہیں یعنے نہیں واقع ہوئی اُنسے عہد شکنی زمانہ گذشتہ میں اور
ہم اس مدت میں یعنے مدت صلح میں کہ حدیبیہ میں واقع ہوئی نہیں جانتے کہ کیا کرنے والے ہیں وہ اُس سے ڈرتے ہیں اس میں یعنے آیا عہد شکنی کرینگے
مدت اس صلح میں یا نہیں کہا ابوسفیان نے قسم خدا کی ممکن نہوئی مجکو کوئی بات کہ داخل کروں میں درمیان باتوں اپنی کے کچھ سوا اس بات کے ف
ح یعنے کوئی بات کہ اُس میں نسبت نقصان اور عیب کی جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ ممکن ہو نہیں بیان کر سکا میں سوا اس بات کے
کہ اس میں احتمال نسبت غدر کا تھا (قال فهل قال هذا القول احد قبله قلت لا ثم قال لترجمانه قل له اني سألتك عن حسبه فيكم فزعمت انه فيكم
ذو حسب وكذلك الرسل تبعث في احساب قومها وسألتك هل كان في آبائه ملك فزعمت ان لا فقلت لو كان من آبائه ملك قلت رجل يطلب
ملك آبائه وسألتك عن اتباعه اضعفاؤهم ام اشرافهم فقلت بل ضعفاؤهم وهم اتباع الرسل وسألتك هل كنتم تتهمونه بالكذب قبل ان يقول ما قال
فزعمت ان لا فعرفت انه لم يكن ليدع الكذب على الناس ثم يذهب فيكذب على الله وسألتك هل يرتد احد منهم عن دينه بعد ان يدخل فيه سخطة
له فزعمت ان لا وكذلك الايمان اذا خالط بشاشة القلوب وسألتك هل يزيدون ام ينقصون فزعمت انهم يزيدون وكذلك الايمان حتى يتم و
سألتك هل قاتلتموه فزعمت انكم قاتلتموه فتكون الحرب بينكم وبينه سجالا ينال منكم وتنالون منه وكذلك الرسل تبتلى ثم تكون لها العاقبة وسألتك
هل يغدر فزعمت انه لا يغدر وكذلك الرسل لا تغدر وسألتك هل قال هذا القول احد قبله فزعمت ان لا فقلت لو كان قال هذا القول احد قبله
قلت رجل ائتم بقول قيل قبله قال ثم قال بما يأمركم قلنا يأمرنا بالصلوة والزكوة والصلة والعفاف قال ان يك ما تقول حقا فانه نبي وقد كنت
اعلم انه خارج ولم اك اظنه منكم ولو اني اعلم اني اخلص اليه لاحببت لقاءه ولو كنت عنده لغسلت عن قدميه وليبلغن ملكه ما تحت

قَدِمِیَ ثُمَّ دَعَا بِکِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَقَدْ سَبَقَ تَمَامُ الْحَدِیْثِ فِیْ بَابِ الْکِتَابِ اِلَی الْکُفَّارِ کہا ہرقل نے پس کیا کہی ہے
یہ بات کسی نے پہلے اس کے ف ع یعنے سوائے انبیاء معروفین کے مانند ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اسباط اور موسیٰ اور عیسیٰ
علیہم السلام کے کسی نے تمہاری قوم میں سے دعوی نبوت کا کیا ہے پہلے اُن کے ت کہا میں نے نہیں پھر کہا ہرقل نے ف ع یعنے بعد
اس کے کہ فارغ ہوا سوالوں سے کہ دلالت کرتے ہیں نبوت اور رسالت پر اور ارادہ کیا یہ کہ شروع کرے بیان کرنا توجیہات اُن کی کا از راہ منقول
اور معقول اور عرف اور عادات کے کہا ت واسطے مترجم اپنے کے کہ کہو ابوسفیان سے کہ تحقیق میں نے پوچھا حسب اس شخص کا تم میں پس جواب
دیا تو نے یہ کہ وہ تم میں صاحب حسب کا ہے اور اسی طرح پیغمبر واقع ہوتے رہے بعثت ان کی بیچ اشراف قوم ان کی کے اور پوچھا میں نے تجھ سے کہ کیا تھا
اس کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ پس جواب دیا تو نے کہ نہیں پس کہا میں نے یعنے اپنے دل میں کہ اگر ہوتا اس کے باپ دادوں میں کوئی
بادشاہ تو کہتا میں کہ یہ ایک شخص ہے کہ طلب کرتا ہے ملک باپ دادا اپنے کا اور پوچھا میں نے تجھ سے حال اس کے تابعداروں کا کہ آیا ضعیف یعنے
فقیر و گوشہ نشین لوگ ہیں یا اشراف یعنے اغنیا اور جاہ و حشم والے پس کہا تو نے بلکہ ضعیف لوگ ہیں اور یہی ضعیف ہوتے ہیں تابعدار پیغمبروں کے
ف ح کہ سبقت کرتے ہیں اُن کے تابعدار کرنے میں اور امرا کہ گرفتار جاہ و تکبر کے ہیں محروم رہتے ہیں اس سعادت سے یہاں تک کہ جب عاجز ہوتے
ہیں اور راہ خلاصی کی تنگ ہوتی ہے تو مضطر اور ناچار ہو کر اسلام لاتے ہیں ت اور پوچھا میں نے تجھسے کہ کیا تم متہم کرتے تھے اُس کو ساتھ جھوٹ
کے پہلے اس سے کہ کہے وہ چیز کہ کہی اب پس جواب دیا تو نے کہ نہیں پس جانا میں نے یہ کہ نہیں ہے معقول اور متصور کہ چھوڑے جھوٹ بولنے کو
لوگوں پر پھر شروع کرے کہ جھوٹ بولے اللہ پر ف ع یعنے ہر ایک پر ظاہر ہے کہ جھوٹ بولنا اللہ پر نہایت برا ہے پس یہ کب ہو سکتا ہے کہ لوگوں سے
تو جھوٹ نہ بولے اور اللہ پر جھوٹ باندھے ت اور پوچھا میں نے تجھے کہ کیا پھر جاتا ہے کوئی اُن میں سے اس کے دین سے بعد داخل ہونے کے دین میں
بسبب ناراض ہونے کے اس کے دین سے پس کہا تو نے نہیں اور ایسا ہی ہے حال ایمان کا کہ نہیں نکلتا ہے جس وقت کے ملاوے لذت اور حلاوت
اسکی دلوں میں کہ زنگ ایمان کا جم جاتا ہے اور اگر کوئی پھر گیا تو ایمان اس کے دل کے اندر نہیں آتا اور نہیں ٹھہرا تھا اور پوچھا میں نے تجھسے کہ کیا
زیادہ ہوتے جاتے ہیں تابعین اُسکے روز بروز یا کم پس جواب دیا تو نے کہ وہ زیادہ ہوتے جاتے ہیں اور اسی طرح ہے دین و ایمان کہ زیادہ
ہوتا جاتا ہے یعنے بنفسہ اور اہل اس کے یہاں تک کہ تمام اور کامل ہو ف ع یعنے پورا ہو بسبب اور عنصرہ کے اس میں قسم نماز اور زکوۃ اور روزوں
وغیرہ سے اور اسی لیے اُتری آیت اخیر عمر میں آن حضرت کے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ت اور پوچھا میں نے تجھسے کہ کیا لڑتے ہو تم
اُنسے پس جواب دیا تو نے کہ ہم لڑتے ہیں اُنسے پس ہوتی ہے لڑائی درمیان ہمارے اور درمیان اُنکے مانند ڈولوں کے پہونچتا ہے یعنے مصیبت کو وہ
تمسے اور پہونچتے ہو تم اُن سے اور ایسے ہی رسول مبتلا اور آزمائے جاتے ہیں ساتھ اعدائے دین کے پھر ہوتی ہے جماعت پیغمبروں کے لیے فتح
اور نصرت آخر کار میں اور غالب آتا ہے دین اُنکا اور پوچھا میں نے تجھسے کہ کیا عہد شکنی کرتا ہے وہ شخص پس جواب دیا تو نے کہ وہ عہد شکنی نہیں کرتا
اور ایسے ہی پیغمبر ہوتے ہیں کہ عہد شکنی نہیں کرتے اور پوچھا میں نے تجھسے کہ کیا کہا ہے یہ قول یعنے دعوی نبوت کا کیا ہے کسی نے پہلے اس کے
پس جواب دیا تو نے کہ نہیں پس کہا میں نے کہ اگر ہوتا کہ کہتا یہ بات کوئی پہلے اس کے تو کہتا میں کہ ایک شخص ہے کہ پیروی کرتا ہے ساتھ قول کے
کہ کہا گیا ہے پہلے اس کے کہا ابوسفیان نے پھر پوچھا ہرقل نے مجھسے کہ ساتھ کس چیز کے حکم کرتا ہے وہ شخص تمکو کہا میں نے کہ حکم کرتا ہے ہمکو ساتھ
نماز اور زکوۃ اور سلوک کرنے کے ناتے داروں سے اور بچنے کے حرام سے کہا ہرقل نے اگر سچ ہے وہ چیز کہ کہتا ہے تو بلا شبہ وہ پیغمبر ہے اور تحقیق
تھا میں جانتا کہ تحقیق پیغمبر نکلنے والا ہے یعنے اخیر زمانہ میں اور نہیں تھا میں گمان کرتا اس کو تم میں سے ف ح ع یعنے نسل اسمعیل سے کہ

باپ ہیں عرب کے بلکہ گمان کرتا تھا میں کہ وہ ہم میں سے کہ اولاد اسحٰق میں ہوگا اس لیے کہ اکثر انبیا بعد ابراہیم علیہ السلام کے اولاد اسحٰق سے ہوئے
اور یہ کہنا ہرقل کا کہ اگر سچ ہے وہ چیز کہ کہتا ہے تو تو وہ پیغمبر ہے بلاشبہ بسبب الٰہی کتابوں کے خبروں کے تھا کہ ان میں یہ علامتیں حضرت کی لکھی تھیں سو
پائی گئیں حضرت میں اور بسبب حکم کہانت اور نجوم کے بھی تھا چنانچہ کہ صحیح بخاری میں آیا ہے کہ کہا ہرقل نے دیکھا میں نے نجوم میں اور دیکھا میں نے
بادشاہ ختان کو پس پوچھا کہ کون ہے اس امت میں کہ ختنہ کرتا ہے کہا لوگوں نے کہ عرب ہیں کہ ختنہ کرتے ہیں انتہی اور ہرقل نے علامتوں نبوت سے
حقیقت حضرت کی معلوم کی اور باوجود اس کے ایمان نہیں لایا اور فائدہ نہیں اٹھایا اس معرفت سے اس لیے کہ اس نے فوج کشی کی رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر اور لڑا ان سے اور نہیں منصور کیا لشکر کو بھیجے میں صحابہ پر روم وغیرہ سے کئی بار پس شکست دیتا تھا اللہ ان کو اور ہلاک
کرتا تھا ان کو کہ نہیں پھرتے تھے طرف اس کے ان میں سے مگر تھوڑے سے اور ہمیشہ اسی حال پر رہا یہاں تک کہ مرا اور فتح ہوئی اکثر شہر شام
کے بیچ مسلمانوں نے فتح کیے پھر والی ہوا بعد اس کے مرنے کے بیٹا اس کا اور اس کے مرنے کے بعد باقی رہی سلطنت رومیوں کی یعنی کا زور دن
کی پھر مسلمان رومی مسلط ہوئے بسبب غلبہ اور شوکت ایمان کے یہاں تک کہ قائم کیا اللہ تعالیٰ نے ان کو واسطے مقابلہ جماعت نصرانیوں اور مقابلہ فرقہ [illegible]
کے اور قائم ہوئے وہ واسطے خدمت حرمین شریفین کے کہ امیر ہیں حرم کے [illegible] اور خیرات کثیرہ ہوا ان کے [illegible] حاجیوں کو [illegible]
اور اولیا کی جزاہم اللہ خیر الجزاء ونصرہم علی جمیع الاعداء الی یوم اللقاء اور بات یہ ہے کہ جس کو ہدایت کرے اللہ اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس
کو گمراہ کرے اللہ اس کو کوئی ہدایت نہیں کر سکتا دیکھا چاہیے کہ ہرقل نے کیا حضرت کی حقیقت معلوم کی لیکن چونکہ کام نہ آیا بسبب [illegible] ازلی
کے اور ہوئے شقاوت ابدیہ کے اور سبب اس کا طمع ریاست کی تھی اور محبت مال کی تھی اور اگر تحقیق میں جانتا ہوں کہ پہنچ سکوں گا طرف ان کے
تو البتہ دوست رکھتا دیکھنا ان کا اور اگر ہوتا میں پاس ان کے تو البتہ دھوتا میں دونوں پاؤں ان کے اور البتہ پہنچے گا غلبہ اور حکایت اس کی
اس زمین میں کہ نیچے دونوں پاؤں میرے کے ہے کہ ملک روم اور شام کا ہے پھر منگایا خط آں حضرت کا اور پڑھا اس کو ف ع اور تعظیم و تکریم کی
اس کی اور مبالغہ کیا اس کی محافظت میں پس ہوا وہ سبب باقی رہنے سلطنت اس کی کا اس کی اولاد میں بخلاف کسریٰ کے کہ اس نے پھاڑ
ڈالا اور ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا تھا آں حضرت کے خط کو پس ٹکڑے ٹکڑے کیا اللہ نے ملک اس کا اور متفرق کیا اس کی اولاد کو اور نکال دیا ان کے ہاتھ
سے ملک اس کا کہا سیف الدین نے کہ بھیجا مجھ کو بادشاہ مغرب نے طرف بادشاہ فرنگ کے کسی کام کے لیے پس وہ کام کر دیا اس نے اور کہا مجھ کو
وہاں ٹھہرنے کے لیے پس انکار کیا میں نے پھر کہا کہ تحفہ دوں گا میں تجھ کو اچھا تحفہ پھر نکالی صندوق میں سے ایک تلوار سونے کی اور نکالا اس میں
ایک خط کہ اڑ گئے تھے اکثر حرف اس کے اور کہا کہ یہ ہے خط تمہارے نبی کا کہ آیا تھا میرے دادا قیصر کے لیے میراث میں چلا آتا ہے یہ ہمارے اب تک
اور وصیت کی تھی ہم کو ہمارے دادا نے کہ جب تک یہ ہمارے پاس رہے گا نہیں جانے کا ملک ہم سے پس ہم محافظت کرتے ہیں اس کی تاکہ [illegible]
ہمارے لیے ذکرہ کمال الدین سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور گذری یہ ساری حدیث باب الکتاب الی الکفار میں ف ح اور صحیح بخاری میں آیا ہے
کہ ہرقل نے روم کے سرداروں کو اپنے مکان میں جمع کیا اور حکم کیا کہ اس کے دروازے بند کر دیں اور کہا اے گروہ اگر مطلب یاب ہونا چاہتے ہو تو
ایمان لاؤ اس نبی آخر زمان پر پس اچھلے اور بھاگے جیسے کہ گورخر اچھلتے ہیں اور بھاگتے ہیں اور ہرقل نے جب وحشت اور نفرت ان کی دیکھی تو کہا
اپنے ہی حال پر رہو میں تم کو آزماتا تھا کہ اپنے دین میں کس قدر قوت اور استحکام رکھتے ہو پس سجدہ کیا انھوں نے اس کو اور راضی ہوئے اس سے
اور تھا یہ آخر کار ہرقل کا اور اختلاف کیا ہے ہرقل کے ایمان میں راجح یہ ہی ہے کہ وہ کفر ہی پر باقی رہا اور مسند امام احمد میں آیا ہے کہ اس نے لکھا تبوک
سے آں حضرت کو کہ میں مسلمان ہوں آں حضرت نے فرمایا کہ وہ جھوٹ کہتا ہے وہ اپنی نصرانیت ہی پر ہے اور ہرقل کے قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علم اور دانش [illegible]

ہدایت پانے میں کافی نہیں ہے جب تک کہ توفیق الٰہی رفیق نہ ہو جیسا کہ حال یہود کا تھا ع عشق کاریست کہ موقوف ہدایت باشد ۔ اور یہ بھی معلوم ہوا ہے
کہ محبت دنیا اور حب ریاست مانع ہے حق کے پانے سے واللہ اعلم نسأل اللہ العافیۃ بَابٌ فِی الْمِعْرَاجِ باب ہے بیچ بیان معراج کے فتح عروج معنی اوپر
چڑھنے کے ہے اور معراج آلہ چڑھنے کا یعنی سیڑھی گویا آن حضرت کے لیے ایک سیڑھی ہے کہ اُس پر سے آسمان پر چڑھے اور ایک روایت میں یوں آیا ہے
کہ جب آن حضرت سیڑھی پر چڑھے تو ایک سیڑھی اُن کے لیے رکھی کہ اُس پر سے اوپر گئے اور ایک سیڑھی ہے کہ ملائکہ اُس پر سے چڑھتے اترتے ہیں اور
اکثر علما اس پر ہیں کہ معراج ربیع الاول میں تھی بارھویں سال رسول ہونے سے اور بعضے کہتے ہیں کہ ستائیسویں رمضان کو ہوئی اور مشہور یہ ہے کہ ستائیسوین
رجب کو ہوئی تھی عمل اہل مدینہ کا رجبیہ میں کہ اُن کے موسم شریفہ سے اسی پر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ سن پانچ یا چھ میں تھی اور جاننا چاہیے کہ یہاں ایک اسرا
ہے اور ایک معراج اسرا مسجد حرام سے ہے مسجد اقصےٰ تک اور معراج مسجد اقصےٰ سے ہے آسمان تک اور اسرا ثابت ہے نص قرآن سے اور منکر اُس کا کافر ہے
اور معراج ثابت ہے حدیثوں مشہورہ سے اور منکر اُس کا گمراہ اور بدعتی ہے اور مختلف ہیں اقوال علما کے اس باب میں کہ معراج خواب میں تھی یا بیداری میں
اور ایک بار تھی یا کئی بار ایک بار جاگتے میں اور کئی بار سوتے میں اور جو کچھ کہ سوتے میں تھی تو طلیعہ اور تمہید اُس کی تھی کہ جاگتے میں ہوئی تا ایک طرح
کی قوت اور انسیت ساتھ اُس عالم کے حاصل ہو جیسے کہ بیچ رویا صادقہ کے کہ ابتدائے نبوت میں ہوا تھا یہ نکتہ کہا ہے یا جاگتے میں تھی ساتھ بدن کے یا فقط
تنہا اور ساتھ روح کے آسمان تک اور تحقیق یہ ہے کہ ایک بار جاگتے میں ہوئی ساتھ بدن شریف کے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے آسمان تک اور
آسمان سے وہاں تک کہ خدا نے چاہا نقل کیا ہے علما نے اخیر قصہ تک جو حدیثوں میں مذکور ہے اور یہی ہے مذہب جمہور فقہا اور متکلمین اور صوفیہ کا اور وارد
ہوئی ہیں اس میں حدیثیں صحیحہ اور اخبار صریحہ صحابہ سے نہایت کثرت سے اور واقع میں اگر معراج خواب میں ہوتی تو باعث اس تمام فتنہ اور غوغا کی ہوتی
اور نہ باعث اختلاف و ارتداد کی ہوتی اور معراج ساتھ جسم کے آن حضرت کے خصوصیات سے ہے کہ کسی کو انبیا میں سے سوائے آن حضرت کے
نہیں ہوئی یہ تشریف و تکریم خاص حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے آن حضرت کے لیے ہوئی اور سمجھانا اس معنی کا گرفتاران عقل کے حوصلہ سے باہر ہے یہاں
ایمان لانا چاہیے اور کیفیت اُس کی علم الٰہی کے سپرد کرنی چاہیے اور حقیقت میں تمام اطوار نبوت کے اور وحی اور معجزے احاطہ عقل و قیاس سے باہر
ہیں جو کوئی اُس کو تابع قیاس کے اور موقوف اوپر فہم اور عقل اپنی کے رکھے اور کہے کہ جب تک میری عقل میں نہ آوے نہیں ماننے کا میں اور اعتقاد نہیں
کرنے کا اس کا وہ حصہ ایمان سے محروم ہوگا اولیاء اللہ کو ایک مقام میں پہونچکر کچھ حقیقت اُس کی روشن اور واضح ہوتی ہے اور پہلے پہونچنے کے اس مقام کو
طور ایمان ہے یعنی جو اللہ رسول فرما دیں بیشک مان لیوے ہرگز چون و چرا نکریں کہ سلامتی اُس میں ہے نسأل اللہ العافیۃ واللہ اعلم اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فصل پہلی
(عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ اُسْرِيَ بِهٖ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا فِي الْحَطِيْمِ وَرُبَّمَا قَالَ فِي الْحِجْرِ
مُضْطَجِعًا اِذْ اَتَانِيْ اٰتٍ فَشَقَّ مَا بَيْنَ هٰذِهٖ اِلٰى هٰذِهٖ يَعْنِيْ مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهٖ اِلٰى شِعْرَتِهٖ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِيْ ثُمَّ اُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوْءٍ اِيْمَانًا فَغُسِلَ قَلْبِيْ ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ
اُعِيْدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ غُسِلَ الْبَطْنُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ مُلِئَ اِيْمَانًا وَحِكْمَةً ثُمَّ اُتِيْتُ بِدَابَّةٍ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ اَبْيَضَ يُقَالُ لَهُ الْبُرَاقُ يَضَعُ خَطْوَهٗ عِنْدَ اَقْصٰى طَرْفِهٖ
فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ فَانْطَلَقَ بِيْ جِبْرِيْلُ حَتّٰى اَتَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ
مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا فِيْهَا اٰدَمُ فَقَالَ هٰذَا اَبُوْكَ اٰدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ
الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى اَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ
فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا يَحْيٰى وَعِيْسٰى وَهُمَا ابْنَا خَالَةٍ قَالَ هٰذَا يَحْيٰى وَهٰذَا عِيْسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَا مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ
الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ اِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ

فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا یُوْسُفُ قَالَ ہٰذَا یُوْسُفُ فَسَلِّمْ عَلَیْہِ فَسَلَّمْتُ عَلَیْہِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ
ثُمَّ صَعِدَ بِیْ حَتّٰی اَتَی السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِیْلَ مَنْ ہٰذَا قَالَ جِبْرَئِیْلُ قِیْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِیْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَیْہِ قَالَ
نَعَمْ قِیْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا اِدْرِیْسُ فَقَالَ ہٰذَا اِدْرِیْسُ فَسَلِّمْ عَلَیْہِ فَسَلَّمْتُ عَلَیْہِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ
الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِیْ حَتّٰی اَتَی السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِیْلَ مَنْ ہٰذَا قَالَ جِبْرَئِیْلُ قِیْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِیْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ
اِلَیْہِ قَالَ نَعَمْ قِیْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا ہَارُوْنُ قَالَ ہٰذَا ہَارُوْنُ فَسَلِّمْ عَلَیْہِ فَسَلَّمْتُ عَلَیْہِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ
الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِیْ حَتّٰی اَتَی السَّمَاءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِیْلَ مَنْ ہٰذَا قَالَ جِبْرَئِیْلُ قِیْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِیْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ
اِلَیْہِ قَالَ نَعَمْ قِیْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا مُوْسٰی قَالَ ہٰذَا مُوْسٰی فَسَلِّمْ عَلَیْہِ فَسَلَّمْتُ عَلَیْہِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ
الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَکٰی قِیْلَ لَهٗ مَا یُبْکِیْكَ قَالَ اَبْکِیْ لِاَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِیْ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِہٖ اَکْثَرُ مِمَّنْ یَّدْخُلُہَا مِنْ اُمَّتِیْ ثُمَّ
صَعِدَ بِیْ اِلَی السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ قِیْلَ مَنْ ہٰذَا قَالَ جِبْرَئِیْلُ قِیْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِیْلَ وَقَدْ بُعِثَ اِلَیْہِ قَالَ نَعَمْ قِیْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ
فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا اِبْرَاہِیْمُ قَالَ ہٰذَا اَبُوْكَ اِبْرَاہِیْمُ فَسَلِّمْ عَلَیْہِ فَسَلَّمْتُ عَلَیْہِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ ثُمَّ رُفِعْتُ
اِلٰی سِدْرَةِ الْمُنْتَہٰی فَاِذَا نَبِقُہَا مِثْلُ قِلَالِ ہَجَرَ وَاِذَا وَرَقُہَا مِثْلُ اٰذَانِ الْفِیَلَةِ قَالَ ہٰذَا سِدْرَةُ الْمُنْتَہٰی فَاِذَا اَرْبَعَةُ اَنْہَارٍ نَہْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَہْرَانِ
ظَاہِرَانِ قُلْتُ مَا ہٰذَانِ یَا جِبْرَئِیْلُ قَالَ اَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَہْرَانِ فِی الْجَنَّةِ وَاَمَّا الظَّاہِرَانِ فَالنِّیْلُ وَالْفُرَاتُ ثُمَّ رُفِعَ لِیَ الْبَیْتُ الْمَعْمُوْرُ ثُمَّ اُتِیْتُ بِاِنَاءٍ
مِنْ خَمْرٍ وَاِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ وَاِنَاءٍ مِنْ عَسَلٍ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ ہِیَ الْفِطْرَةُ اَنْتَ عَلَیْہَا وَاُمَّتُكَ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَیَّ الصَّلٰوةُ خَمْسِیْنَ صَلٰوةً کُلَّ یَوْمٍ
فَمَرَرْتُ عَلٰی مُوْسٰی فَقَالَ بِمَا اُمِرْتَ قُلْتُ اُمِرْتُ بِخَمْسِیْنَ صَلٰوةً کُلَّ یَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِیْعُ خَمْسِیْنَ صَلٰوةً کُلَّ یَوْمٍ وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ قَدْ
جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِیْفَ لِاُمَّتِكَ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّیْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی
فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّیْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّیْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّیْ عَشْرًا
فَاُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوٰتٍ کُلَّ یَوْمٍ فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَاُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوٰتٍ کُلَّ یَوْمٍ فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ بِمَا اُمِرْتَ قُلْتُ اُمِرْتُ بِخَمْسِ
صَلَوٰتٍ کُلَّ یَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِیْعُ خَمْسَ صَلَوٰتٍ کُلَّ یَوْمٍ وَاِنِّیْ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ اِلٰی
رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِیْفَ لِاُمَّتِكَ قَالَ سَاَلْتُ رَبِّیْ حَتَّی اسْتَحْیَیْتُ وَلٰکِنِّیْ اَرْضٰی وَاُسَلِّمُ قَالَ فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادٰی مُنَادٍ اَمْضَیْتُ فَرِیْضَتِیْ وَخَفَّفْتُ عَنْ
عِبَادِیْ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) روایت ہے قتادہ سے کہ نقل کی انس بن مالک سے انہوں نے نقل کی مالک بن صعصعہؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث کی اور
خبر دی صحابہؓ کو احوال اس رات کے سے کہ لیجایا گیا آنحضرت کو اسوقت کہ میں تھا بیچ حطیم کے اور بعض وقت کہا حجر میں ف ح حطیم ح کے
زیر سے اور حجر ح کے زیر سے نام دو جگہوں کا ہے صحن کعبہ میں چنانچہ بیان اسکا کتاب الحج میں ہو چکا ہے ت کہ اس حال میں کہ میں لیٹا ہوا تھا
کہ ناگہاں آیا میرے پاس آنیوالا یعنی فرشتہ پس چیرا اس چیز کو کہ درمیان اسکے ہے یہانتک کہا الک سے کہ مراد رکھتے تھے حضرت اس اشارہ سے
گڑھے حلق کے سے کہ جسکو چنگنو کہتے ہیں زیر ناف کے بالوں تک پس نکالا دل میرا ف ح یہ شق کرنا سینہ مبارک کا غیر اس شق کے ہے کہ ہوا
صغر سن میں اسواسطے کہ وہ واسطے نکالنے مادہ ہوائی کے تھا حضرت کے دل سے اور یہ واسطے داخل کرنے کمال علم اور معرفت کے تھا قلب شریف
میں ت پھر لایا گیا میرے پاس ایک لگن سونے کا بھرا ہوا ایمان سے ف ح یہ قبیلہ کنایہ از تمثیل کے ہے یا یہ کہ ایمان ایک صورت بنایا گیا
جیسے کہ صورت پکڑینگے اعمال روز قیامت کے واسطے تولنے کے ت پس دھویا گیا دل میرا پھر بھر دیا گیا یعنی محبت رب سے یا علم و ایمان سے

پھر پھر آگیا دل یعنی اپنی جگہ اصلی پر رکھا گیا اور ایک روایت مین یون ہی کہ پھر دھویا گیا پیٹ یعنے اندر کی چیزین مطلق یا جگہ دل کی زمزم کے پانی سے پھر
بھر آگیا ایمان و حکمت سے پھر لایا گیا میرے پاس ایک جانور نیچا خچر سے اور اونچا گدھے سے سفید رنگ کہا جاتا تھا اسکو براق یعنے بسبب جلدی چلنے
اسکے کے مانند برق یعنے بجلی کے اور بسبب روشنی رنگ اسکی کے رکھتا تھا قدم اپنا نزدیک تمام ہونے نگاہ اپنی کے ف ع ح کہا بعضون نے صحیح
تر یہ ہی کہ وہ براق مقرر تھا واسطے سواری سب انبیا کے اور بعضون نے کہا کہ ہر نبی کے لیے ایک براق ہی علیحدہ مناسب مرتبہ اور مقام اسکے کے جیسے
کہ ہر ایک کے لیے ایک حوض ہی آخرت مین موافق مقام اسکے کے اور بظاہر اس قول کے معلوم ہوتا ہی کہ یہ براق مخصوص آنحضرت کے لیے تھا اور کہا
شیخ عبد الوہاب متقی نے کہ اسکو براق اور مرکب اور دابہ کہنا چاہیے اور گھوڑا نہ کہنا چاہیے جیسے کہ بعضے شعرا کے کلام مین واقع ہوا ہی اور بعضون نے
دلیل پکڑی ہی ساتھ اسکے اسپر کہ پہونچا براق کا آسمان پر ساتھ ایک قدم کے ہی اسلیے کہ نظر اسکی کہ زمین پر سے آسمان پر پہونچتی ہی پہونچا اسکا آسمانون کو
سات قدمون مین ہوا ت پس سوار کیا گیا مین اسپر ف ح اس عبارت مین اشارہ ہی اسپر کہ سوار ہونا آنحضرت کا براق پر محض اللہ کی مدد اور قدرت
سے تھا اور ممکن ہی کہ کہا جاوے کہ سوار کرنیوالے آنحضرت کے اسپر جبرئیل تھے ساتھ قوت الہی کے اور یہ کچھ بعید نہین ہی اسلیے کہ جبرئیل واسطے
پہونچنے فیض الہی کے اور اترنے وحی کے آنحضرت پر اور یہ ایک طرح کی خدمت ہی کہ خادم بادشاہون کی کرتے ہین اور جبرئیل اس شب مین چاکر اور غاشیہ
بردار انسرور کے تھے چنانچہ ایک روایت مین آیا ہی کہ جبرئیل نے رکاب آنحضرت کی پکڑی تھی اور میکائیل باگ براق کی ہاتھ سے تھامے ہوئے تھے
ت پھر لیگیا مجھکو جبرئیل یہانتک کہ آیا نیچے کے آسمان پر ف ع ظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ آن حضرت براق ہی پر سے یہانتک کہ پہونچے
آسمان پر اور تمسک کیا ہی ساتھ اسکے ان لوگون نے کہ کہا معراج تھی ایک شب مین سوا شب اسرا کے بیت المقدس تک پس اسپر معراج بنا بر
ظاہر اس روایت کے اخبار سے یہ ہی کہ نہین تھی براق بلکہ چڑھے معراج پر کہ جسکو سیڑھی کہتے ہین جیسے کہ واقع ہوا ہی صراحۃ ذکرہ العسقلانی کہا ہو ولیکن
کہ یہ اختصار ہی راوی سے اور اجمال ہی اس روایت کا کہ آن حضرت نے باندھا براق ساتھ اس حلقہ کے کہ باندھتے تھے اس سے انبیا وہان ممکن
ہی یہ کہ ہو چلنا حضرت کا براق پر بیت المقدس تک پھر چلنا اوپر آسمان تک معراج پر کہ وہ سیڑھی ہی واللہ اعلم پس گویا راوی نے طی کیا یعنے مختصر کیا
روایت کو ت پس طلب کی جبرئیل نے آسمان کے دروازے کھولنے کی کہا گیا یعنے آسمان کے دربانون نے پوچھا کہ کون ہی یہ کہا جبرئیل نے کہ مین
جبرئیل ہون ف ع ح اس سے معلوم ہوا کہ آسمان مین دروازے ہین حقیقۃً اور لگا دربان ہین انپر اور کہتے ہین کہ وہ دروازے مقابل بیت المقدس
کے ہین اور اس سے ثابت ہوا اذن چاہنا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ لائق ہی یہ کہنا انا زید مثلا یعنے اسی پر نہ اکتفا کرے کہ مین ہون جیسے کہ متعارف
ہی اسلیے کہ اس سے منع آیا ہی بلکہ اپنا نام لے کہ مین فلانا ہون ت کہا گیا اور کون ہی ساتھ تیرے کہا جبرئیل نے ساتھ میرے محمد ہین کہا فرشتون
نے یعنے بطریق استفہام کے اور تحقیق کوئی بھیجا گیا ہی طرف انکے یعنے محمد کے کہ تمہارے ساتھ آئے ہین بلائے ہوئے آئے ہین یا آپ سے کہا
جبرئیل نے ہان بلائے ہوئے آئے ہین کہا فرشتون نے مرحبا محمد کو یعنے لایا اللہ نبی کو جگہ فراخ مین اور اچھا آنا آیا پس کھولا گیا دروازہ آسمان کا پس
جبکہ پہونچا اور داخل ہوا مین آسمان مین پس ناگہان اسمین تھے آدم پس کہا جبرئیل نے یہ باپ یعنے دادا تیرے ہین آدم پس سلام کر انکو ف ش
ح لکھا ہی علما نے کہ حکم کیا جبرئیل نے آن حضرت کو سلام کے سبقت کرنے کا انبیا پر واسطے تعلیم تواضع اور شفقت کے چونکہ آنحضرت ایک مرتبہ عالی
کو پہونچے تھے کہ زیادہ اس سے ممکن اور متصور نہین لازم تھا کہ تواضع اور شفقت کرین اور یہ بھی کہا ہی علما نے کہ آن حضرت بسبب گذرنے کے انپر حکم
گذرنے کے تھے اور انبیا اپنے مقام مین ثابت تھے حکم بیٹھنے کا رکھتے تھے اور دستور سلام کرتا ہی بیٹھے پر اگرچہ افضل ہو اس سے ت پس سلام کیا
مین نے آدم علیہ السلام پر پس جواب سلام کا دیا آدمؑ نے پھر کہا مرحبا ساتھ بیٹے نیک بخت کے اور پیغمبر صالح کے ف ع تعریف کی آدم نے

اور تمام انبیا نے کہ مذکور ہیں حدیث میں آں حضرت کی ساتھ نیکبختی کے پس معلوم ہوا کہ نیک بختی مرتبہ عظیم اور ایک مقام بلند ہے اور شامل ہے تمام خصلتوں
خیر کو اسیلئے کہا گیا ہے کہ صالح وہ شخص ہے کہ قائم ہو ساتھ اس چیز کے کہ لازم ہوا اسپر قسم حقوق اللہ اور حقوق العباد سے اور پروردگار تعالیٰ نے بیچ کتاب
مجید میں وصف کیا ہے انبیا کو ساتھ صلاح کے کہ فرمایا وکل من الصالحین وکلا جعلنا صالحین ت پھر اوپر لیگئے مجھکو جبرئیل یہاں تک کہ آئے
دوسرے آسمان پر پس طلب کی دروازہ کھولنے کی پس کہا گیا کون ہے کہا جبرئیل نے کہ جبرئیل ہوں کہا گیا اور کون ہے ساتھ تمہارے کہا محمد ہیں کہا گیا
تحقیق بھیجا گیا تھا کوئی طرف اُنکے بیچ بلانے کے لیے کہا کہ ہاں کہا گیا مرحبا انکو پس اچھا آنا آیا پھر کھولا گیا دروازہ پس جبکہ پہونچا میں دوسرے
آسمان پر ناگہاں یحییٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو دیکھا تھے اور وہ دونوں بیٹے خالہ کے ہیں آپس میں یعنی اسیلئے کہ بہن مریم کی بیچ گھر زکریا والدہ یحییٰ
کے تھیں اور اسی سبب سے زکریا کفالت مریم کی کرتے تھے کہا جبرئیل نے کہ یہ یحییٰ ہیں اور یہ عیسیٰ ہیں پس سلام کرو انکو پس سلام کیا میں نے انکو پس
جواب دیا سلام کا دونوں نے یعنی اچھی طرح پھر کہا دونوں نے مرحبا بھائی صالح کو اور نبی صالح کو پھر لے چڑھے مجکو جبرئیل طرف تیسرے آسمان کے
پس کھلوایا گیا دروازہ کہا گیا کون ہے یہ کہا جبرئیل نے کہ میں جبرئیل ہوں کہا گیا اور کون ہے ساتھ تیرے کہا محمد ہیں کہا گیا اور تحقیق بھیجا گیا تھا کوئی طرف
اُنکے کہا ہاں کہا گیا مرحبا انکو پس اچھا آنا آیا پس کھولا گیا دروازہ پس جبکہ پہونچا میں بیچ تیسرے آسمان میں ناگہاں یوسف کو دیکھا کہا جبرئیل
نے کہ یہ یوسف ہیں پس سلام کرو انکو پس سلام کیا میں نے انکو پس جواب دیا پھر کہا مرحبا بھائی صالح کو اور نبی صالح کو پھر لے چڑھے مجکو جبرئیل
یہاں تک کہ آئے چوتھے آسمان پر پس کھلوایا دروازہ کہا گیا کون ہے یہ کہا جبرئیل نے میں ہوں کہا گیا اور کون ہے ساتھ تیرے کہا محمد ہیں کہا گیا اور
تحقیق بھیجا گیا کوئی طرف اُنکے کہا ہاں کہا گیا مرحبا انکو پس اچھا آنا آیا پس کھولا گیا دروازہ پھر جبکہ پہونچا میں بیچ اس آسمان میں پس ناگہاں
ادریس تھے پس کہا جبرئیل نے یہ ہیں ادریس پس سلام کرو انکو پس سلام کیا میں نے انکو پس جواب دیا سلام کا پھر کہا مرحبا بھائی صالح کو اور
نبی صالح کو ف ح اگرچہ ادریس آں حضرت کے داداؤں میں سے ہیں لیکن انبیا سب بھائی آپس میں ہیں اور چونکہ باپ ہونا آدم اور ابراہیم کا
مشہور تھا اور روشن تر کہا انھوں نے ابن صالح کہا ت پھر لے چڑھے مجکو جبرئیل طرف پانچویں آسمان کے پس کھلوایا دروازہ کہا گیا کون ہے یہ کہا
جبرئیل نے میں ہوں کہا گیا اور کون ہے ساتھ تیرے کہا محمد ہیں کہا گیا اور تحقیق بھیجا گیا تھا کوئی طرف اُنکے کہا ہاں کہا گیا مرحبا انکو پس اچھا
آنا آیا پس کھولا گیا دروازہ پس جب پہونچا میں پس ناگہاں ہارون تھے کہا جبرئیل نے یہ ہارون ہیں پس سلام کرو انکو پس سلام کیا میں نے انکو
پس جواب دیا سلام کا پھر کہا مرحبا بھائی صالح اور نبی صالح کو پھر لے چڑھے مجکو یہاں تک کہ آئے چھٹے آسمان پر پس کھلوایا دروازہ کہا گیا کون ہے یہ کہا
جبرئیل نے کہ میں جبرئیل ہوں کہا گیا اور کون ہے ساتھ تیرے کہا محمد ہیں کہا گیا اور تحقیق بھیجا گیا تھا طرف اُنکے کوئی کہا ہاں کہا گیا مرحبا انکو پس اچھا
آنا آیا پس جب پہونچا میں اس آسمان میں تو ناگہاں موسیٰ تھے کہا جبرئیل نے کہ یہ موسیٰ ہیں پس سلام کرو انکو پس سلام کیا میں نے انکو پس جواب دیا
سلام کا پھر کہا مرحبا بھائی صالح اور نبی صالح کو پس جبکہ بڑھا میں آگے کو روئے موسیٰ کہا گیا واسطے اُنکے کہ کس چیز نے رلایا تجھکو کہا موسیٰ نے
کہ روتا ہوں اسواسطے کہ ایک لڑکا نوجوان بھیجا گیا پیچھے میرے کہ داخل ہونگے بہشت میں اسکی امت سے زیادہ ان لوگوں سے کہ داخل ہوں گے
اُسمیں میری امت سے ف ح علما نے لکھا ہے کہ نہیں تھا رونا موسیٰ کا بسبب حسد اُنکے کے اوپر فضیلت پیغمبر ہمارے کے اور اُنکی امت کے
اسلیے کہ حسد برا ہے عوام مومنین سے اور نکالا گیا ہے انہیں سے اس جہان میں پس کیونکر سرزد ہوا اس شخص سے کہ برگزیدہ کیا اسکو خدا تعالیٰ
نے اور کلام کیا ساتھ اُسکے اور راز کی باتیں کیں اُس سے بلکہ رونا اس سبب سے تھا کہ فوت ہوا حضرت موسیٰ سے اجر کہ مرتب ہوتا اوپر درجات
بسبب واقع ہونیکے انکی امت سے مخالفت اوامر کے اور نہ بجالانا حکموں کا کہ موجب نقصان اجر اُنکے کا ہوا کہ اس سے نقصان حضرت موسیٰ

سکے ثواب کا لازم آیا اسلیے کہ ہر پیغمبر کے لیے ثواب اس شخص کا ہوتا ہی کہ متابعت اُسکی کرتا ہی اور بعضون نے کہا کہ وہ روئے اپنی امت کے حال پر از راہ شفقت کے بسبب اُسکے کہ اُنھون نے فائدہ نہ اُٹھایا اُنکی متابعت سے باوجود بڑی عمرونکے جیسے کہ فائدہ اُٹھایا اس امت مرحومہ نے اپنے پیغمبر کی متابعت سے باوجود چھوٹی عمرونکے اور نہ پہونچی کثرت اُنکی اس امت کی کثرت کو چونکہ رکھی گئی ہی رحمت اور شفقت پیغمبرونکے دلون مین بہ نسبت اپنی امت کے زیادہ اورون سے پس روئے موسی از راہ رحم کرنیکے اپنی امت پر اس ساعت مین کہ وقت زیادتی رحمت اور کرم کا تھا شاید کہ حق سبحانہ رحم کرے اُنپر بسبب برکت اس ساعت کے اور بعضون نے کہا کہ مقصود موسی کو خوش کرنا ہمارے پیغمبر کے دل کا تھا اس سبب سے کہ تابع اُنکے بہت ہین اور داخل ہونگے بہشت مین زیادہ بہ نسبت اُن لوگونکے کہ داخل ہونگے اسمین اور امتون مین سے اور کہنا موسی کا کہ ایک لڑکا بھیجا گیا بعد میرے بہ از راہ اُنکی حقارت کے نہین بلکہ از راہ بڑا جاننے قدرت اور کرم پروردگار کے ہی کہا کہ کیا اُسکی قدرت ہی کہ اس سن مین یہ کچھ اُنکو مرتبہ ملا ہی کہ اگلون کو باوجود بڑی عمرونکے وہ نہین ملا اور ممکن ہی کہ غلام کہنا اسلیے ہو کہ تھے حضرت وقت گذرنیکے انبیا پر کم عمر بہ نسبت عمرون اُنکی کے دنیا مین اور گذرنے زمانہ کے اُنپر عالم برزخ مین ت پھر لے چڑھے مجھکو جبرئیل طرف آسمان ساتوین کے پس کھلوایا جبرئیل نے دروازہ پس کہا گیا کون ہی یہ کہا جبرئیل نے مین جبرئیل ہون کہا گیا اور کون ہی ساتھ تیرے کہا محمد ہین کہا گیا اور بھیجا گیا تھا کوئی طرف اُنکے کہا ہان کہا گیا مرحبا اُنکو پس اچھا آنا آیا پس جبکہ پہونچا مین اس آسمان مین پس ناگہان ابراہیم تھے کہا جبرئیل نے کہ یہ باپ ہین تمھارے ابراہیم پس سلام کرو اُنکو پس سلام کیا مین نے اُنکو پس جواب دیا سلام کا پھر کہا مرحبا بیٹے صالح کو اور نبی صالح کو ف ع کہا حافظ سیوطی نے کہ اشکال لازم آتا ہی انبیا کے دیکھنے پر آسمانون مین باوجود اسکے کہ بدن اُنکے قبرون مین ہین اور جواب دیا گیا ہی اُسکا یہ کہ ارواحین اُنکی متشکل ہوئین تھین بدنونکی صورتون مین یا حاضر ہوئے تھے بدن اُنکے حضرت کی ملاقات کے لیے اس رات مین واسطے تعظیم اُنکی کے اور اختلاف کیا گیا ہی کہ مخصوص ہونا ہر آسمان کا ساتھ ہر نبی کے انبیا مذکورین مین سے کس سبب سے تھا اور حکمت کیا تھی اسمین اور مشہور تر یہ ہی کہ یہ بسبب تفاوت اُنکی کے تھا درجات مین اور تفصیل اُسکی ابن ابی حمزہ نے یون لکھی ہی کہ خصوصیت آدم کی ساتھ پہلے آسمان کے اس سبب سے تھی کہ وہ اول ہین سب انبیا مین اور اول باپ ہین سبکے پس مناسب ہوا ہونا اُنکا پہلے آسمان پر اور عیسی کو خصوصیت ساتھ دوسرے آسمان کے اسلیے ہوئی کہ بہ نسبت اور انبیا کے زمانہ اُنکا بہت قریب ہی ہمارے نبی کے زمانہ کے اور قریب اُنکے یوسف تھے اسلیے کہ امت آنحضرت کی داخل ہوگی جنت مین بصورت اُنکے اور ادریس چوتھے آسمان مین تھے بسبب فرمانے اللہ تعالی کے ورفعناہ مکانا علیا اور چوتھا آسمان ساتون مین اوسط اور معتدل ہی اور ہارون پانچوین مین بسبب قریب ہونے بھائی اپنے کے تھے اور موسی اوپر اس سے تھے بسبب فضیلت کلام کرنے اللہ تعالی کے اور ابراہیم اوپر اُنکے اسلیے کہ وہ افضل انبیا کے ہین بعد نبی ہمارے کے کہتا ہون مین کچھ باقی رہا کلام بیچ مقدمہ تمام انبیا علیہم السلام کے کہ وہ کہان تھے پس شاید وہ بھی موجود ہون آسمانون مین بمناسب مقام اپنے کے اور ذکر نکیا گیا ہر آسمان مین مگر ایک ایک مشہور انبیاؤن مین سے اور اکتفا کیا ساتھ ذکر اُنکے کے باقی بزرگوارون مین سے ت پھر اُٹھایا گیا مین طرف سدرۃ المنتہی کے ف ح کہ نام ایک درخت کا ہی ساتوین آسمان مین اور جڑ اُسکی ساتوین آسمان مین ہی اور سدرہ لغت مین بیر کے درخت کو کہتے ہین اور منتہی اُسکو اس سبب سے کہتے ہین کہ علوم خلائق کے قسم ملائکہ وغیرہ سے اسی تک پہونچتے ہین اور کوئی اس سے گذرا نہین سواے ہمارے پیغمبر صلعم کے شعر چنان گرم در تیہ قربت براند ✤ کہ در سدرہ جبریل ازو باز ماند ت پس ناگہان بیر اُسکے مانند مٹکون ہجر کے تھے اور ناگہان پتے اسکے مانند کانون ہاتھیون کے ف ح لفظ فیلہ ف کے زیر اور ی کے زبر سے جمع فیل کی ہی جیسے کہ دیکہ جمع دیک کا اور یہ تشبیہ بقدر فہم عوام کے اور قیاس عقل کے ہی والا بڑا پایا اُنکا حد حصر سے باہر ہی ت ترجمہ کہا جبرئیل نے یہ سدرۃ المنتہی ہی ف ح مقصود جبرئیل کا

یا تو معلوم کر دیا اُس مقام کا تھا اور خوشخبری دینی آنحضرت کو ساتھ پہونچنے کے اُس مقام میں کہ منتہی عقلوں اور علموں خلائق کا ہے یا مقصود عذر کرنا
تھا اپنی مفارقت کا اور آنحضرت کی مصاحبت سے رہ جانیکا شعر گفتا فراتر مجالم نماند ﴿ بماندم کہ نیروی بالم نماند ﴿ اگر یکسر موی برتر پرم ﴿ فروغ تجلی بسوزد
پرم ﴿ پس دیکھیں میں نے وہاں چار نہریں تھیں دو نہریں چھپی ہوئی اور دو نہریں ظاہر کہا میں نے کیا ہیں یہ دونوں طرح کی نہریں ظاہر اور باطن کی اے
جبرئیل کہا جبرئیل نے لیکن دو نہریں چھپی ہوئی بہشت میں ہیں ف ع طیبی نے کہا کہ ایک سلسبیل ہے اور دوسری کوثر اور باطن یعنی چھپی ہوئی اس سبب سے
کہتے ہیں کہ بہشت میں جاری ہیں اس سے باہر نہیں نکلیں اور بعضے کہتے ہیں کہ اس سبب باطن کہتے ہیں کہ عقلیں اُسکے وصف کی کنہ کو نہیں پہنچتیں مت
اور لیکن یہ دو نہریں ظاہر پس نیل اور فرات ف ع ظاہر یہ ہے کہ مراد نیل مصر اور فرات کوفہ ہے اور بحکم حدیث کے وہ سدرہ کی جڑ سے نکلتی ہیں اور زمین پر پہنچتی ہیں
اور روان ہوتی ہیں اور بعضوں نے کہا کہ یہ قبیل تشبیہ کے ہے کہ پانی انکا لطافت اور شیرینی اور منافع میں مشابہ بہشت کے پانی کے ہے اقبیل موافق
اسکے ہے یعنی جیسے یہاں ان دونوں نہروں کا نام نیل و فرات ہے ایسی ہی بہشت میں بھی دو نہریں ہیں کہ نام انکا نیل و فرات ہے واللہ اعلم پھر دکھایا
گیا میرے لیے بیت المعمور ف ع وہ ایک خانہ خدا ہے ساتویں آسمان میں محاذی خانہ کعبہ کے کہ اگر فرض کیا جاوے گرنا اسکا زمین پر تو سیدھا خانہ کعبہ ہی پر
آنکر پڑے اور ذکر اسکا اگلی حدیث میں آتا ہے پھر پھیر لایا گیا میرے پاس ایک باسن شراب کا اور ایک باسن دودھ کا اور ایک باسن شہد کا یعنی تاکہ اختیار کروں میں
جسکو کہ چاہوں انمیں سے پس لیا میں نے دودھ پس کہا جبرئیل نے کہ دودھ فطرت ہے ف ع یعنی دین اسلام کہ خلق ہیں لوگ اسپر کہا علما نے کہ دودھ اصل عالم
میں مثال دین اور علم کی ہے یہانتک کہ اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ دودھ پیا ہوں تو تعبیر اسکی یہ ہوگی کہ دین اور علم سے منتفع اور محظوظ ہوگا مناسبت اسکے کہ غذا
آدمی کی ابتدا میں وہی ہے اور بسبب اچھی صفتوں اور لطافت اور شیرینی اور گوارا ہونے اسکے کے فطرت ہوگا اس فطرت پر اور امت تیری ف ع اور اسپر شراب
پس ام الخبائث اور اصل شر اور فساد کی ہے اور وارد حدیث میں آیا ہے کہ کہا جبرئیل نے کہ اگر تو شراب پیتا تو فساد ہوتا تیری امت میں اگرچہ شراب اس زمانہ
میں مباح تھی خصوصا شراب جنت لیکن تعبیر اسکی اس جہان میں یہی تھی اور شہد اگرچہ شیرین اور شفا دینے والا ہے لیکن لطافت دودھ کی اور گوارا ہونا اسکا نہ وہ
اس سے ہے اور حدیث آئندہ میں ذکر شہد کا نہیں ہے یہی دو ظرف شراب اور دودھ کے مذکور ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لانا ان تینوں ظرفوں کا آسمان
پر تھا اور حدیث آئندہ میں آیا ہے کہ وقت آنے کے مسجد اقصی میں تھا اور ظاہر یہ ہے کہ ہر دو مقام میں ہو بیت المقدس میں باسن شراب اور دودھ کے اور پانی کے
باسن شراب اور دودھ اور شہد کے لائے ہوں واللہ اعلم پھر فرض کی گئیں مجھپر نمازیں یعنے پچاس نمازیں ہر دن اور رات میں پس پھرا میں درگاہ رب سے
پس گذرا میں موسی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر ف ع یعنی بعد گذرنے کے ابراہیم علیہ السلام پر روایت کیا ہے ترمذی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ ملا میں ابراہیم سے شب معراج میں پس کہا اے محمد صلعم کہنا تو اپنی امت کو میری طرف سے سلام اور خبر دینا تو انکو کہ جنت اچھے میٹھے اور شیرین
پانی کی ہے اور وہ چٹیل میدان ہے اور درخت بونے اسکے ذکر سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کا ہے حدیث پس کہا موسی نے ساتھ کس عبادت کے حکم
کیا گیا تو کہا کہ حکم کیا گیا میں ساتھ پچاس نمازوں کے ہر دن یعنی ہر دن اور رات میں کہا موسی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ تحقیق امت تیری نہیں
ادا کر سکے گی پچاس نمازیں یعنے عادۃ یا سہوا کہ بسبب ضعف یا کسل کے قسم اللہ کی آزمایا ہے میں نے لوگوں کو پہلے تمہارے اور دریافت کیا ہے کہ انکا اشفقت
اور تکلیف کا سخت ہے انکی طبیعتوں پر اور علاج کیا ہے میں نے بنی اسرائیل کا سخت ترین علاج یعنی اور معالجہ پہنچا ہے وہ باوجودیکہ وہ قوی تھے بہ نسبت تمہاری
امت کے پس تمہاری امت کیونکر ادا کر سکے گی اتنی نمازیں پس پھر جاؤ تم طرف پروردگار اپنے کے اور درخواست کرو پروردگار سے تخفیف یعنی اور آسانی کے واسطے
امت اپنی کے پس پھر گیا میں یعنی اپنے رب کی طرف دوبارہ پس موقوف اور کم کیں مجھسے دس نمازیں اور چالیس باقی رہیں پس پھر آیا میں طرف موسی کے پس
کہا موسی نے مانند اس کلام کے کہ کہا تھا پہلی بار کہ تیری امت نہیں ادا کر سکے گی چالیس نمازیں ہر دن میں آزما چکا ہوں لوگوں کو پس پھر جاؤ اور تخفیف چاہو

پس پھر گیا میں درگاہ رب میں پس کم کیں مجھ سے اور دس نمازیں اور تیس رہیں پس آیا میں نزدیک موسیٰ کے پس کہا مانند اسکے کہ کہا تھا پس پھر گیا میں پس کم کیں مجھ سے دس نمازیں اور بیس رہیں پس آیا میں پاس موسیٰ کے پس کہا مثل پہلے کلام کے پس پھر گیا میں پس حکم کیا گیا میں ساتھ دس نمازوں کے ہر روز پس آیا میں موسیٰ کے پاس پس کہا مانند اسی کلام کے پس پھر گیا میں پس حکم کیا گیا میں ساتھ پانچ نمازوں کے ہر روز کہا موسیٰ نے کہ بلا شبہ امت تیری نہیں اکثر اسکے نہیں طاقت رکھینگے پانچ نمازوں کی یعنی اسکی مداومت اور مواظبت اور محافظت کی ہر روز اور تحقیق میں نے آزمایا ہے لوگوں کو پہلے تم سے اور علاج کیا میں نے بنی اسرائیل کا سخت تر علاج یعنی اور اس سے کم بھی نہ ادا کر سکے پس پھر جاؤ اپنے پروردگار کی طرف اور سوال کرو اس سے تخفیف کا اپنی امت کے لیے ف ع کہا خطابی نے کہ بار بار جو حضرت موسیٰ نے آنحضرت صلعم کو اللہ تعالیٰ کے پاس بھیجا اور آنحضرت نے تخفیف چاہی تو معلوم کر لیا تھا انھوں نے کہ پہلا حکم واجب قطعی نہیں ہونے والا کاہے کو تکرار کرتے پس صادر ہونا بار بار عرض کرنے کا دلیل ہے اسپر کہ پہلا حکم غیر واجب تھا اسلیے کہ جو چیز واجب ہوتی ہے قطعا نہیں قبول کرتی تخفیف کو ذکر اسکا طیبی نے اور میں کہتا ہوں کہ جو چیز واجب نہیں ہوتی اسمیں تخفیف چاہنے کی کیا حاجت ہے پس صحیح یہ ہے کہ جو بعضوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے پچاس نمازیں فرض کی تھیں پھر رحم کیا اپنے بندوں پر اور نسخ کیا انکو ساتھ پانچ کے جیسے اور بعضے احکام منسوخ ہوتے ہیں ت کہا آنحضرت نے کہ سوال کیا میں نے اپنے رب سے یعنی تخفیف کا یہاں تک کہ شرمندہ ہوا میں یعنی کثرت سوال سے اب نہیں جا سکتا میں طلب تخفیف کے لیے اگرچہ ظن ہو امت کے نہ محافظت کر سکنے کا ولیکن راضی ہوں میں یعنی حکم رب پر اور تسلیم کرتا ہوں میں امر الٰہی کو یا سونپتا ہوں میں کار اپنا اور کار امت کا اللہ تعالیٰ کو فرمایا آنحضرت نے پس جس وقت کہ گذرا میں اس مقام سے آواز دی آواز دینے والے نے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہ مقرر اور جاری کیا میں نے فرض اپنا یعنی اول اور تخفیف کی میں نے اپنے بندوں سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے یعنی دوسری بار تتمہ اسکا آگے آتا ہے (وَعَنْ ثَابِتِ البُنَانِيِّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُتِيْتُ بِالْبُرَاقِ وَهُوَ دَابَّةٌ اَبْيَضُ طَوِيْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ يَقَعُ حَافِرُهُ عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهٖ فَرَكِبْتُهٗ حَتّٰى اَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَرَبَطْتُهٗ بِالْحَلْقَةِ الَّتِيْ يَرْبِطُ بِهَا الْاَنْبِيَاءُ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَنِيْ جِبْرِيْلُ بِاِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَاِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِيْلُ اخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا اِلَى السَّمَاءِ وَسَاقَ مِثْلَ مَعْنَاهُ قَالَ فَاِذَا اَنَا بِاٰدَمَ فَرَحَّبَ بِيْ وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ وَقَالَ فِي السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاِذَا اَنَا بِيُوْسُفَ اِذَا هُوَ قَدْ اُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ فَرَحَّبَ بِيْ وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ وَلَمْ يَذْكُرْ بُكَاءَ مُوْسٰى وَقَالَ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاِذَا اَنَا بِاِبْرَاهِيْمَ مُسْنِدًا ظَهْرَهٗ اِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ وَاِذَا هُوَ يَدْخُلُهٗ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُوْدُوْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِيْ اِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى فَاِذَا وَرَقُهَا كَاٰذَانِ الْفِيَلَةِ وَاِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ فَمَا اَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا وَاَوْحٰى اِلَيَّ مَا اَوْحٰى فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَنَزَلْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَاِنِّيْ بَلَوْتُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَخَبَرْتُهُمْ قَالَ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَبِّيْ فَقُلْتُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَلٰى اُمَّتِيْ فَحَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ قَالَ فَلَمْ اَزَلْ اَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّيْ وَبَيْنَ مُوْسٰى حَتّٰى قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوٰتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لِكُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرٌ فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ صَلٰوةً مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ عَشْرًا وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ لَهٗ شَيْئًا فَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ سَيِّئَةً وَاحِدَةً قَالَ فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ رَجَعْتُ اِلٰى رَبِّيْ حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ثابت بنانی سے کہ روایت کرتے ہیں انس سے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لایا گیا میرے پاس براق اور براق چارپایہ تھا سفید دراز یعنی میانہ قد جیسے کہ فرمایا گدھے سے اونچا اور نیچا خچر سے پڑتا تھا سم اسکا نزدیک تمام ہونے نگاہ اسکی کے پس سوار ہوا میں اسپر یہاں تک کہ آیا میں بیت المقدس میں پس باندھا میں نے براق کو ساتھ اس حلقہ دروازہ مسجد کے کہ باندھتے تھے اس سے انبیا اپنے

اپنے براقون کو یا اس براق کو بنا بر اختلاف قولین مذکورین کے فرمایا حضرت نے پھر داخل ہوا مین مسجد اقصیٰ مین ف ع استقرار امر اس پر تو اجماع ہے
علما کا ہے اور باختلاف معتزلہ کا ہے بیچ اسرا کے آسمان تک بنا بر منع ہونے خرق و التیام کے تحقیق کلام کے ت پس پڑہین مین نے اس مین دو رکعتین
ف ع یعنی تحیۃ المسجد اور ظاہر یہ ہے کہ یہ وہ نماز ہے کہ جس میں آن حضرت صلعم امام ہوئے اور انبیا مقتدی پس راوی نے ذکر آنحضرت صلعم کی امامت
کا نہین کیا بسبب اختصار کے یا انبیا ان کے جیسے کہ پہلی حدیث میں ذکر مسجد کے داخل ہونے کا بھی فوت ہوا ت پھر نکلا مین پس آیا میرے پاس
لائے میرے پاس جبرئیل باسن شراب کا اور باسن دودھ کا ف ع اور شاید کہ نہ ذکر کرنا شہد کا بسبب اختصار راوی کے ہو ت پس اختیار کیا مین
نے دودھ کو پس کہا جبرئیل نے کہ اختیار کیا تو نے فطرۃ کو یعنی دین اسلام کو پھر چڑہایا ہم کو طرف آسمان کے ف ع لفظ عرج ساتھ زبر عین اور رے کے
ہے جیسے کہ ذکر کیا اسکو نووی اور سیوطی نے پس فاعل جبرئیل ہین یا رب الجلیل بسبب فرمانے آنحضرت صلعم کے لفظ بنا کو یعنی اوپر لیگیا ہمکو اور
جبرئیل کو اللہ تعالیٰ اور ممکن ہے یہ کہ ہو لفظ بنا بنا بر تعظیم کے اور ایک نسخہ مین ساتھ صیغہ مجہول کے ہے یعنی چڑہایا گیا ہمکو ت اور ذکر کی ثابت نے حدیث
انس سے مانند معنی حدیث سابق کے کہ گذری ساتھ روایت قتادہ کے انس سے چنانچہ بیان کیا ہے اسکو کہ فرمایا ہے آنحضرت صلعم نے یا ثابت نے
یا انس نے بطریق مرفوع کے پس ناگہان مین گذرا آدم پر پس مرحبا کہا مجھکو یعنی بعد جواب سلام کے کہا مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح اور دعا کی
واسطے میرے ساتھ خیر کے اور فرمایا بیچ آسمان تیسرے کے پس ناگہان ملا مین ساتھ یوسف کے یعنی جیسے کہ پہلی حدیث میں بھی اسیطرح تھا ناگہان
یوسف تحقیق دیئے گئے ہین آدھا حسن پس مرحبا کہا مجھکو اور دعا کی خیر کی میرے لیے ف ع اور ظاہر یہ ہے کہ مراد آدھے حسن سے یہ ہے کہ نسبت اپنے
زمانے کے لوگون کے حسن کے آدھا حسن رکھتے تھے اور کہا بعضے حفاظ نے ہمارے مشائخ متاخرین مفسرین مین سے کہ آنحضرت صلعم احسن تھے یوسف
علے نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے اسلیے کہ نہین نقل کیا گیا ہے کہ یوسف کی صورت کی روشنی کا عکس دیوار پر پڑتا تھا مانند آئینہ کے یا تھا اسکو مثل آئینہ
کے کہ اس مین سامنے کی چیزین معلوم ہوتی تھین اور ہمارے نبی صلعم کی صورت کا یہ حال نقل کیا گیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے پوشیدہ رکھا تھا آپکے صحابہ
سے بہت اس جمال روشن مین سے اسلیے کہ اگر ظاہر ہوتا آپکے لیے تو نہ دیکھ سکتے طرف آپکے کما قال بعض المحققین اور حضرت یوسف کے حال بیچ
کچھ بھی پوشیدہ نہ تھا انتہی علاوہ اسکے یہ کہ بعضون نے یہ بھی معنی اسکے کہے ہین کہ دیے گئے تھے یوسف حسن میرا یعنی بہ نسبت آنحضرت کے حسن کے
وہ آدھا حسن رکھتے تھے کذا ذکرہ العلی اور حضرت شیخ نے لکھا ہے کہ بالجملہ ثابت ہوا ہے بیچ شان یوسف کے اور صباحت آنکی کے ایسا مضمون کہ ذہن
مین ڈالتے ہین یہ بات کہ وہ سب سے زیادہ حسن رکھتے تھے چنانچہ ابھی قصہ معراج مین ایک روایت آئی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ پہونچا مین ایک
شخص پر کہ احسن خلق اللہ تھا اور زیادہ تھا خلق اللہ سے حسن مین جیسا کہ چاند بہ نسبت تمام ستارون کے پھر ترمذی ایک حدیث لایا ہے اپنے جامع
مین انس سے کہ نہین بھیجا اللہ تعالیٰ نے کسی پیغمبر کو مگر کہ خوب رو اور خوش آواز اور ہے پیغمبر تمہارا خوب رو زیادہ اور خوش آواز زیادہ سب سے پس حدیث
معراج کی مخصوص ہو ساتھ غیر آنحضرت صلعم کے جیسے کہ بعضون نے کہا ہے کہ کلام کرنے والا عموم خطاب مین داخل نہین ہوتا اور شیخ ابن حجر مکی نے شرح
شمائل مین کہا ہے کہ تمام ایمان مین سے آن حضرت صلعم پر یہ ہے کہ اعتقاد کرین کہ جمع نہین ہوا بیچ ظاہر صورت کسی آدمی کے حسن و لطافت اسقدر
کہ جمع ہوا آنحضرت صلعم مین جیسے کہ بیچ باطن سیرت کسی کے جمع نہین ہوا فضل اور کمال اسقدر کہ جمع ہوا آن حضرت مین اس لیے کہ ظاہر عنوان
باطن کا ہے اور ضابطہ بیچ وصف آنحضرت کے یہ ہے کہ جو کچھ کہ سوا مرتبہ الوہیت کے ہے قسم فضل و کمال سے سب حضرت کے لیے ثابت ہے اور
کوئی آدمی کامل تر ان سے اور برابر انکے نہین ہے رباعی کسی بحسن و ملاحت بیار ما نرسد ✿ ترا درین سخن انکار کار ما نرسد ✿ ہزار سکہ ببازار کائنات زنند
یکی بخوبی صاحب عیار ما نرسد ✿ صلی اللہ علیہ وآلہ بمقدار حسنہ وجمالہ وفضلہ وکمالہ ت اور نہین ذکر کیا یعنی ثابت نے اس حدیث مین رونا

موسیٰ کا یعنے جیسے کہ پہلی حدیث مین گذرا اور کہا ساتوین آسمان مین یعنے زیادہ بہ نسبت حدیث سابق کے پس ناگہان دیکھا مین نے ابراہیم علیہ السلام کو اس حال مین کہ لگاتے ہوئے ہین پشت اپنی طرف بیت المعمور کے اور ناگہان بیت المعمور مین داخل ہوتے ہین ہر روز ستر ہزار فرشتے نہین داخل ہوتے وہ پھر دوسری بار اُس مین یعنے ہر روز ستر ہزار اور نئے فرشتے آتے ہین پہلون کی نوبت پھر نہین پہونچتی بسبب کثرت اُنکی کے پھر لے گئے مجھکو طرف سدرۃ المنتہیٰ کے پس ناگہان پتی اُسکی مانند کانون ہاتھیون کے تھی اور ناگہان پھل اُسکے مانند مٹکون کے پس جبکہ ڈھانک لیا سدرہ کو حکم خدا سے اُس چیز نے کہ ڈھانکا ف ع بعضون نے کہا فرشتون کے بازوون کے انوار نے ڈھانکا اور بعضون نے کہا سونے کی ٹڈیون نے یا اور رنگ برنگ کی چیزون نے کہ معلوم نہین وہ کیا تھین اور ظاہر تر یہ ہی ہے کہ متغیر ہوا سدرہ یعنے اپنی حالت پہلی سے طرف مرتبہ عالی کے پس نہین کوئی اللہ کی مخلوقات مین سے بیان کر سکتا وصف اُسکا بسبب کمال خوبی اُسکی کے اور وحی بھیجی طرف میرے حق سبحانہ تعالیٰ نے جو کچھ کہ بھیجی ف ح سواے خدا اور رسول کے کوئی نہین جانتا اور بہت اچھی اور احتیاط کی بات یہی ہی کہ اُسکو مبہم اور مجمل ہی رکھین در پے اُسکے بیان اور تفسیر کے نہون ت پس فرض کی گئین مجھ پر پچاس نمازین ہر دن اور ہر رات مین پس اترا مین بلندی اُس مقام سے اور پہونچا طرف موسیٰ کے اُس آسمان مین کہ وہ تھے پس کہا موسیٰ نے کہ کیا فرض کیا تیرے پروردگار نے تیری امت پر کہا مین نے کہ فرض کین مجھ پر پچاس نمازین ف ح اور زیادہ کیا ایک نسخہ صحیحہ مین فی کل یوم ولیلۃ ت کہا موسیٰ نے کہ پھر جا طرف پروردگار اپنے کے اور سوال کر اس سے تخفیف کا اس لیے کہ تیری امت نہین طاقت رکھے گی پس تحقیق مین نے آزمایا ہی بنی اسرائیل کو اور امتحان کیا ہی اُنکا فرمایا حضرت نے پھر گیا مین طرف پروردگار اپنے کے اور عرض کیا مین نے کہ اے پروردگار میرے تخفیف کر میری امت پر پس کم کین میری جہت سے اور بسبب میرے میری امت پر سے پانچ نمازین ف ع اور شاید کہ تقدیر یہ ہو کہ خمسا خمسا یعنے پانچ کم کین پھر پانچ پس موافق ہو گی روایت عشر اسکے اور ظاہر تر یہ ہی کہ روایت عشر کی اختصار ہی روایت خمسا سے اور مؤید ہی اسکو قول حضرت کا ت پس پھرا مین طرف موسیٰ کے اور کہا مین نے کہ کم کین مجھسے پانچ نمازین کہا موسیٰ نے کہ تحقیق امت تیری نہین طاقت رکھے گی اسکی یعنے مقدار باقی کی بھی پس پھر جا طرف رب اپنے کے اور سوال کر اُس سے تخفیف کا فرمایا حضرت نے پس ہمیشہ آمد و رفت کی مین نے درمیان رب اپنے کے اور درمیان موسیٰ کے یعنے اور ہر بار پانچ پانچ نمازین کم ہوتی تھین اور آخر کو پانچ مقرر ہوئین یہان تک کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے محمد صلعم تحقیق یہ نمازین پانچ نمازین ہین یعنے فرض ہر دن اور رات مین واسطے ہر نماز کے ثواب دس نمازونکا ہی یعنے حکماً اور اعتباراً پس اس حساب سے یہ حکم پچاس نمازون کا رکھتی ہین جسنے قصد کیا نیکی کرنے کا پھر نکیا اُسکو یعنے بسبب مانع شرعی کے یا عذر عرفی کے لکھی جاتی ہی اسکے لیے وہ نیکی کہ قصد اُسکا کیا تھا ایک نیکی یعنے ثواب ایک نیکی کا پس اگر کی وہ نیکی یعنے بعد اُسکے قصد کرنے کے لکھی جاتی ہی وہ نیکی اُسکے لیے دہ چند ف ع ح یعنے ثواب دس نیکیونکا بسبب اضافے قصد قلب کے طرف مباشرت عمل قلب کے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا اور یہ ادنی درجہ ہی تضاعف کا یعنے بغیر ترحم کے اور اور حدیثون مین ہی کہ اُس سے بھی مضاعف کرتے ہین سات سو تک بلکہ زیادہ اُس سے بمقدار صدق و اخلاص کے ت ترجمہ اور جسنے قصد کیا برائی کا یعنے اور ارادہ مصمم اُسکے کرنیکا کیا نہین پھر کیا اُسکو یعنے پس ترک کیا اُسکو بغیر باعث کے یا بسبب مباح سے بخلاف اُسکے کہ ترک کیا اُسکو اللہ کے لیے نہین لکھی جاتی اسکے لیے یہ برائی مذکورہ کچھ ف ع لیکن اگر ترک کیا اُسکو اس حال مین کہ عزم کیا تھا اُسکے کرنے کا تو وہ دو حال سے خالی نہین اگر ترک کیا تھا اُسکو اللہ تعالیٰ کے لیے تو شک نہین ہی اسمین کہ لکھی جاتیگی اُسکے لیے ایک نیکی اور اگر ترک کیا تھا اُسکو کسی غرض فاسد کے لیے تو لکھی جاتیگی اسکے لیے ایک برائی کما ذکرہ حجۃ الاسلام فی الاحیاء اور تصریح کی ہی ساتھ اُسکے بہت سے علما نے ت پس اگر کی وہ برائی تو لکھی جاتیگی وہ برائی اُسکے لیے

ایک برائی وف ع اسلئے کہ برائی نہیں مضاعف ہوتی جیسا کہ آیت سے ثابت ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے من جاء بالسیئۃ فلا یجزی الا مثلہا وہم لا یظلمون
اس میں اشارہ ہو اسکی طرف کہ یہ عدل ہو جیسے کہ مضاعف ہونا فضل تھا ت فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس اترا میں اس مقام عالی
سے یہاں تک کہ پہونچا میں طرف موسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے پس خبر دی میں نے انکو یعنی اس ماجرے کی پس کہا موسی نے پھر جا اپنے
پروردگار کی طرف پس سوال کر اس سے تخفیف کا یعنی پانچ سے بھی کم کرے پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کہا میں نے تحقیق رجوع
کی میں نے طرف پروردگار اپنے کے کتنی ہی بار یہاں تک کہ حیا کی میں نے اس سے نقل کی یہ مسلم نے (وعن ابن شہاب عن انس قال کان
ابو ذر یحدث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فرج عنی سقف بیتی وانا بمکۃ فنزل جبریل ففرج صدری ثم غسلہ بماء زمزم ثم جاء
بطست من ذہب ممتلئ حکمۃ وایمانا فافرغہ فی صدری ثم اطبقہ ثم اخذ بیدی فعرج بی الی السماء فلما جئت الی السماء الدنیا قال جبریل لخازن
السماء افتح قال من ہذا قال ہذا جبریل قال ہل معک احد قال نعم معی محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقال ارسل الیہ قال نعم فلما فتح
علونا السماء الدنیا فاذا رجل قاعد علی یمینہ اسودۃ وعلی یسارہ اسودۃ فاذا نظر قبل یمینہ ضحک واذا نظر قبل یسارہ بکی فقال مرحبا بالنبی
الصالح والابن الصالح قلت لجبریل من ہذا قال ہذا آدم وہذہ الاسودۃ عن یمینہ وعن شمالہ نسم بنیہ فاہل الیمین منہم اہل الجنۃ والاسودۃ التی
عن شمالہ اہل النار فاذا نظر عن یمینہ ضحک واذا نظر قبل شمالہ بکی حتی عرج بی الی السماء الثانیۃ فقال لخازنہا افتح فقال لہ خازنہا مثل ما قال
الاول قال انس فذکر انہ وجد فی السموات آدم وادریس وموسی وعیسی وابراہیم ولم یثبت کیف منازلہم غیر انہ ذکر وجد آدم فی السماء الدنیا
وابراہیم فی السماء السادسۃ قال ابن شہاب فاخبرنی ابن حزم ان ابن عباس وابا حبۃ الانصاری کانا یقولان قال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ثم عرج بی حتی ظہرت لمستوی اسمع فیہ صریف الاقلام وقال ابن حزم وانس قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ففرض اللہ علی
امتی خمسین صلوۃ فرجعت بذلک حتی مررت علی موسی فقال ما فرض اللہ لک علی امتک قلت فرض خمسین صلوۃ قال فارجع الی ربک
فان امتک لا تطیق فراجعنی فوضع شطرہا فرجعت الی موسی فقلت وضع شطرہا فقال راجع ربک فان امتک لا تطیق ذلک فرجعت فراجعت
فوضع شطرہا فرجعت الیہ فقال ارجع الی ربک فان امتک لا تطیق ذلک فراجعت فقال ہی خمس وہی خمسون لا یبدل القول لدی فرجعت
الی موسی فقال راجع ربک فقلت استحییت من ربی ثم انطلق بی حتی انتہی بی الی سدرۃ المنتہی وغشیہا الوان لا ادری ما ہی ثم ادخلت الجنۃ
فاذا فیہا جنابذ اللؤلؤ واذا ترابہا المسک متفق علیہ) اور روایت ہو ابن شہاب یعنی زہری سے کہ نقل کی انس نے کہا تھے ابوذر حدیث کرتے یہ کہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کھولی گئی مجھ سے چھت میرے گھر کی اس حال میں کہ میں مکہ میں تھا ف ع ح لفظ فرج صیغہ ماضی
مجہول ہو تخفیف اور تشدید سے بھی کہا ہو فرج اور تفریج سے معنی شق اور کشف کے یعنی ازالہ کی گئی اور روایتوں میں بیچ تعیین مکان اسرا کے مختلف
آئی ہیں بعضی میں حطیم اور بعضی میں حجر جیسے کہ پہلی حدیث فصل کی میں گذرا اور بعضی میں شعب ابی طالب اور بعضی میں بیت ام ہانی اور یہ مشہور تر
ہو اور جمع ان اقوال میں جیسے کہ فتح الباری میں کہا یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام ہانی کے گھر میں سوتے تھے اور اسکو اپنا بیت فرمایا باعتبار
شب باشی اور سکونت کرنے کے اسمیں اور وہ شعب ابی طالب میں ہو پس فرشتہ آیا اور چھت انکے گھر کی پھاڑ کر حضرت صلعم کو کعبہ کے پاس لایا
اور حضرت لیٹ رہے اس حال میں کہ اثر نیند کا کچھ باقی تھا پھر نکالا آپکو حطیم سے طرف دروازہ مسجد کے اور آپکو براق پر سوار کر کے مسجد اقصی کو لیگیا
ت پس اترے جبریل اور کھولا سینہ میرا پھر دھویا اسکو آب زمزم سے پھر لائے جبریل ایک لگن سونے کا بھرا ہوا حکمت وایمان سے اور ڈالا جو کچھ
کہ لگن میں تھا میرے سینہ میں پھر ڈھانک دیا میرے سینہ کو یعنی ملا دیا شق کو ف ع ح اسکی شرح پہلی فصل میں گذر چکی ہو ولیکن ظاہر وہاں یہ تھا

کہ دھونا قلب مبارک کا سونے کی لگن میں تھا بعد اسکے بھر دیا گیا علم و ایمان سے اور یہاں ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے دھو چکے تھے آپ نے فرمایا بعد اسکے
لائے زرین لگن بھرا ہوا حکمت و ایمان سے اور ڈالا گیا سینہ مبارک میں فقال ثم پھر پکڑا جبرئیل نے ہاتھ میرا اور لے چڑھے مجھکو طرف آسمان کے ف
ع یہاں ذکر سواری براق کا اور جانیکا مسجد اقصیٰ میں نہیں ہے اسی سبب سے گئے ہیں بعضے اس طرف کہ معراج بیچ غیر شب اسرا کے تھی اور سواری
براق کی اسرا میں تھی واللہ اعلم ثم پس جبکہ پہونچا میں طرف آسمان نیچے کے کہا جبرئیل نے واسطے دارو غہ آسمان کے کہ کھول یعنے دروازہ آسمان کا
کہا اسنے کون ہے یہ کہا یہ جبرئیل ہے کہا دارو غہ نے کیا کوئی ہے ساتھ تیرے کہا جبرئیل نے کہ ہاں میرے ساتھ محمد ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس کہا اسنے
کہ کیا بھیجا گیا تھا کوئی انکی طرف یعنی بلانے کے لیے کہا جبرئیل نے کہ ہاں پس جبکہ کھولا دروازہ چڑھے ہم اس آسمان پر ناگہاں ایک شخص بیٹھے ہوئے تھے
کہ انکے دائیں طرف کئی ایک شخص تھے یعنے انکی اولاد میں سے اور بائیں طرف انکے کئی ایک شخص تھے جسوقت کہ دیکھتے تھے دائیں طرف اپنے
ہنستے تھے یعنے اسلیے کہ دیکھتے وہ چیز کہ باعث خوشی کی تھی سبب جنتی ہونا انکا اور جسوقت کہ دیکھتے بائیں طرف اپنے روتے تھے یعنے بسبب دوزخی
ہونے انکے کے پس کہا بعد سلام اور رد سلام کے مرحبا نبی صالح کو اور بیٹے صالح کو کہا میں نے جبرئیل کو کہ کون ہے یہ کہا جبرئیل نے کہ یہ آدم ہیں اور یہ ارواح
دائیں طرف انکے اور بائیں طرف انکے ارواح ہیں انکی اولاد کی پس داہنی طرف والی ان میں سے بہشتی ہیں اور یہ ارواح ہیں کہ بائیں طرف انکے
ہیں دوزخی ہیں پس جب دیکھتے ہیں داہنی طرف اپنے ہنستے ہیں اور جب دیکھتے ہیں بائیں طرف اپنے روتے ہیں ف ع کہا قاضی نے آیا ہے کہ ارواح
کفار کی محبوس ہیں سجین میں اور ارواح ابرار کی چین کرتی ہیں علیین میں پس کیونکر جمع کی گئیں آسمان میں اور جواب اسکا یوں دیا گیا ہے احتمال ہے کہ
کہ ارواح پیش کیجاتی ہوں آدم علیہ السلام پر بعض اوقات میں پس جسوقت آن حضرت گذرے ہوں وہ وقت پیش ہونے ارواح کا ہوا ور احتمال
ہے کہ ارواح جو دیکھی گئی وہ ہوں کہ داخل نہیں ہوئی تھیں بدنوں میں ابتک اور وہ پیدا کی گئی ہیں پہلے بدنوں کے اور جگہ انکے رہنے کی دائیں بائیں
طرف آدم کے ہو اور وہ جانتے تھے انجام کار انکا پس قول آن حضرت صلعم کا نسم بنیہ عام مخصوص ہے واللہ اعلم ثم یہانتک کہ لیگئے مجھکو جبرئیل
طرف دوسرے آسمان کے پس کہا واسطے دارو غہ اسکے کے کہ کھول دروازہ پس کہا جبرئیل سے لیے اسکے دارو غہ نے مانند اس چیز کے کہ کہا تھا
اول آسمان کے دارو غہ نے کہ کون ہے اور تیرے ساتھ کون ہے الخ کہا انس نے پس ذکر کیا یعنے آن حضرت صلعم نے یا ابو ذر نے بطریق مرفوع کے
اور ظاہر یہی ہے کہ آن حضرت صلعم نے پایا آسمانوں میں آدم اور ادریس اور موسیٰ اور عیسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کو اور نہیں بیان کی ابو ذر نے
یا آن حضرت نے کیفیت منازل و مقام انکے کی سوائے اسکے کہ ذکر کیا پایا آدم کو پہلے آسمان میں اور ابراہیم کو چھٹے آسمان میں ف ع یہ موافق
ہے روایت شریک کی انس سے اور ثابت ہے تمام روایتوں میں غیر اسکے ہے اور وہ یہ ہے کہ ابراہیم ساتویں آسمان میں ہیں پس اگر کہے تو کہ متعدد ہے معراج
تو کچھ اشکال نہیں والا قوی تر روایت جماعت کی ہے کہ حدیث جماعت میں آیا ہے کہ دیکھا ابراہیم علیہ السلام کو تکیہ لگائے ہوئے ساتھ بیت المعمور
کے اور وہ ساتویں آسمان میں ہے بلا خلاف اور علاوہ اسکے یہاں کہا کہ نہیں کیفیت بیان کی انکے منازل مقام کی پس روایت بیان کرنیوالونکی
ارجح ہوگی اور حاصل یہ کہ بیچ تعین آسمانوں کے اور دیکھنے انبیا کے کچھ تھوڑا سا اختلاف حدیثوں میں واقع ہوا ہے اور وہ یا تو بسبب اشتباہ
راویوں کے ہے یا ہوسکتا ہے کہ دونوں آسمانوں میں دیکھا ہو قدرت سے کہا ابن شہاب نے کہ پس خبر دی مجھکو ابن حزم نے کہ تحقیق ابن عباس رض اور
ابا حبہ تھے کہتے کہ فرمایا آن حضرت صلعم نے پھر اوپر لیجایا گیا مجھکو یہانتک کہ چڑھا میں ایک مکان بلند ہموار پر سنتا تھا میں اسمیں آواز قلموں کے
لکھنے کی کہ فرشتے اُنسے تقدیریں اور حکم الٰہی لکھتے تھے اور لوح محفوظ سے احکام الٰہی نقل کرتے تھے کہا بعضے محققین نے ہمارے علما میں سے
کہ معنے یہ ہوئے کہ میں قائم ہوا ایسے مقام میں کہ پہونچا میں اسمیں بسبب رفعت مرتبہ کے طرف ایسی جگہ کے کہ مطلع ہوا میں کائنات پر اور ظاہر

ہو کہ سیر کے لیے اور امر الٰہی اور تدبیر کرنی اسکی اپنی خلق میں قسم ہی اسکی یہ وہ مقام انتہی ہو کہ نہیں اقدم ہوا اس میں کسیکا اپنا اور کیفیت ان قلمون کی سوائے خدا اور رسول کے کوئی نہیں جانتا اور حقیقت قلم کی ایک چیز ہی کہ اس سے نقوش اور حروف پیدا ہون اور سے اور فولاد اسکی حقیقت مین داخل نہین اور بعضے شراح اسمین کچھ تاویلین کر کے ظاہر معنے سے خارج کرتے ہین اور طریقہ اسلم یہ ہو کہ اسکے معانی ظاہری پر کرین وجود قلم کے قائل ہون اور اسکی حقیقت کو حوالہ علم الٰہی کے کرین ت اور کہا ابن حزم اور انس نے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ پس فرض کین میری امت پر پچاس نمازین پس پھرا مین اسکو لیکر اور قصد رکھتا تھا اسکے عمل کا یہانتک کہ گذرا مین موسیٰ پر پس کہا کہ کیا فرض کیا اللہ نے سبب تمہارے کیلئے امت پر کہا مین نے فرض کین پچاس نمازین کہا موسیٰ نے پس پھر جا طرف رب اپنے کے یعنے اور سوال کر اس سے تخفیف اسلیے کہ امت تیری طاقت نہین رکھیگی اسکی پس پھرا مجھکو موسیٰ نے یعنے وہ سبب پھرنے میرے کے طرف رب کے پس موقوف کین اللہ تعالےٰ نے بعض پچاس کی ف ت یعنے وہ پانچ ان حصہ پچاس کا تھا کہ وہ دس ہین یا دس لیکے دس کہ وہ پانچ ان حصہ پچاس کا ہو بموجب اختلاف پہلے کے پس پھرا مین طرف موسیٰ کے اور کہا مین نے کہ موقوف کی اللہ تعالےٰ نے بعض انکا پس کہا کہ پھر جا اور عرض معروض کر اپنے رب سے اسلیے کہ تحقیق امت تیری نہین طاقت رکھیگی اسکی پس پھر گیا مین یعنے طرف مکان اول کے پس تحسب عرض معروض کی مین نے پس موقوف کین اور بعض انکی پس پھرا مین طرف موسیٰ کے پس کہا موسیٰ نے کہ پھر جا طرف رب اپنے کے اسلیے کہ تیری امت نہین طاقت رکھیگی اسکی پس حسب عرض و معروض کی مین نے پروردگار سے پس فرمایا ف ش ر ع یعنے آخر مین جیسا کہ صراحۃً مین لفظ فی الآخر ہی اور مقصود یہ ہی کہ پس فرمایا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر مراجعات مین کہ پانچ نمازین ہین یعنے ادا مین اور پچاس ہین یعنے ثواب مین نہین بدل کیا جاتا قول نزدیک میرے ف ش ع احتمال ہی کہ مراد یہ ہو کہ مین نے برابر کی ہی درمیان پانچ اور پچاس کے ثواب مین اور یہ بات بدلی نہین جاتیگی یا کیا مین نے پچاس کو پانچ اور انمین تبدیل نہین ہی پس پھرا مین طرف موسیٰ کے پس کہا کہ عرض معروض کر اپنے رب سے پس کہا مین نے کہ شرم کی مین نے اپنے رب سے ف ش ع یعنے اسوقت کہ کہا مجھکو لا یبدل القول لدی باوجود اسکے نہین ہی کوئی مانع تعدد مانع سے یعنے یہ بھی شرم مانع ہوئی اور بار بار عرض کرنا اور سلام رخصت کا کرکے پھرنا وغیرہ ذلک یہ بھی مانع تھی اور باعث شرم سے تھا پھر لیجایا گیا مجھکو یہانتک پہونچایا گیا مجھکو طرف سدرۃ المنتہیٰ کے حالانکہ ڈھانکا تھا سدرۃ المنتہیٰ کو رنگون نے یعنے انوار کے یا طرح طرح کے بازوون ملائکہ کے لیے یا اور کچھ تھا نہین جانتا مین یعنے اسوقت بسبب متوجہ ہونے نظر انکی کے حق کی طرف نہ دیکھا انکی طرف کہ کیا ہی حقیقت ان رنگون کی پھر داخل کیا گیا مین بہشت مین پس ناگہان اسمین تھے گنبد موتیون کے ف ش ع اور مسلم کی روایت مین آیا ہی کہ سیر کرتا تھا مین بہشت مین کہ ناگہان اسمین ایک نہر تھی کہ اسکے دونون کنارون پر قبے تھے کا واک موتیون کے تھے اور ناگہان خاک بہشت کی مشک تھی ف ح ع یعنے خوشبو اسکی مثل مشک کے ہی یا حقیقت مین مشک ہی اور وہ بہت خوشبو دار ہی حدیث مین آیا ہی کہ جنت کی خوشبو کی لپٹ پہونچتی ہی پانسو برس کی راہ کی مسافت پر نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن عبد اللہ قال لما أسري برسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم انتهي به إلى سدرة المنتهى وهي في السماء السادسة إليها ينتهي ما يعرج به من الأرض فيقبض منها وإليها ينتهي ما يهبط به من فوقها فيقبض منها قال إذ يغشى السدرة ما يغشى قال فراش من ذهب قال فأعطي رسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم ثلاثا أعطي الصلوات الخمس وأعطي خواتيم سورة البقرة وغفر لمن لا يشرك باللہ من أمته شيئا المقحمات رواه مسلم) اور روایت ہو عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا جبکہ رات کو لیجایا گیا رسول خدا کو لیجایا گیا آپکو طرف سدرۃ المنتہیٰ کے اور سدرۃ المنتہیٰ چھٹے آسمان مین ہی ف ع کہا ایک شارح نے کہ یہ وہم ہوا ہی کسی راوی کو کہ کہا چھٹے آسمان مین ہی سدرہ اور صواب یہ ہی کہ ساتوین آسمان مین ہی جیسا کہ مشہور ہی درمیان جمہور راویون کے کہا

قاضی نے کہ ہونا اُسکا ساتوین آسمان پر صحیح تر ہو اور یہی قول ہو اکثر وکا کہا نووی نے کہ ممکن ہو کہ تطبیق یون دیجاوے دونون روایتون مین کہ ہو
جڑ اُسکی چھٹے آسمان مین اور شاخین اُسکی ساتوین آسمان مین کیونکہ وہ نہایت بڑا ہو اور کہا خلیل نے کہ سدرہ ساتوین آسمان مین ہو چھا رہا
ہو آسمانون اور بہشت پر ف طرف سدرہ کے پہونچتی ہو وہ چیز کہ چڑھائی جاتی ہو زمین سے یعنی اعمال اور ارواحین پس لے لی جاتی ہو اُس سے
یعنی بقدرت الٰہی سبب لینے کہ ملائکہ اوپر اُسکے جاوین اور طرف سدرہ کے پہونچتی ہو وہ چیز کہ نیچے اُتاری جاتی ہو اُسکے اوپر سے پس لے لی جاتی
ہو اُس سے ف ح یعنے اوامر اور احکام الٰہی پھر وہان سے لے لیتے ہین ملائکہ کہ وہان کھڑے ہین پس وہ منتہی علوم خلق اور عروج ملائکہ
کا ہو اسلیے اُسکو سدرۃ المنتہی کہتے ہین اور سواے ہمارے پیغمبر خدا کے اُس سے اوپر کوئی نہین گیا ہو اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسی
جگہ گئے کہ وہان جگہ نہین ہو نظم برداشت از طبیعت امکان قدم کہ آن ٭ اسرا العبدہ است عن المسجد الحرام ٭ تا عرصۂ وجود کہ اقصای عالم
است ٭ کانجا نہ جا و نے جہت و نی نشان نہ نام ٭ سریست بس شگرف درانجا بہیچ ہان ٭ از آشنای عالم و جان پرس ازین مقام ٭
ت کہا یعنے پڑھا ابن مسعودؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اُسوقت کہ ڈھانک لیا سدرہ کو اُس چیز نے کہ ڈھانکا فت ع یعنی ایسی چیز نے کہ اُسکی کنہ
کو نہین پہونچ سکتے ہین کہ کتنی ہو اور کیسی ہو مقصود بڑائی اور کثرت اسکی ہو اور شاید کہ مراد حضرت صلعم کے قول سے لا ادری یہی ہو نہ حقیقت عدم
علم و درایت کی اور اور حدیث مین آیا ہو کہ اسکے ہر پتے پر فرشتہ کھڑا ہو کہ تسبیح کرتا ہو اور جماعت سبز جانورون کی کہ اُسکو عبارت ارواح انبیا
اور اولیا کی سے رکھتے ہین ت کہا ابن مسعودؓ نے یعنے بیچ تفسیر ما یغشی کے وہ پروانے ہین سونے کے ف ح یہ کہا باعتبار تشبیہ کے کہ ان
انوار کو کہ اُترتے ہین عالم ملکوت سے تشبیہ دی ساتھ فراش کے ف کے زبر سے یعنی پرندہ مشہور کے گرد شمع کے پھرتا ہو یعنے پروانہ یہان اشارہ ہو
طرف شوق و محبت ملکوت کے اور حیرانی و سرگردانی انکی کے اوپر نور اقدس حق تعالیٰ کے اور ایک روایت مین جراد من ذہب یعنے ٹڈی سونے
کی بھی آیا ہو اور یہ بھی بطریق تشبیہ و تمثیل کے ہو اسلیے کہ درخت پر یہ جانور اکثر بیٹھتے ہین اور من ذہب کہنا کنایہ صفائی اور روشنی سے ہو اور ہو سکتا
ہو کہ مراد حقیقت سونیکی ہو اور قدرت الٰہی شامل سب چیزون کی ہو واللہ اعلم ت کہا ابن مسعودؓ نے پس دی گئین آن حضرت کو شب معراج مین
تین چیزین ف ح اور حقیقت مین جو کچھ کہ دیے گئے تھے آن حضرت صلعم اُس شب مین اقسام علم اور عمل اور انوار اور اسرار اور فیوض اور
برکات سے حد حصر سے باہر ہین ولیکن یہ تین چیزین ذکر کین عبداللہ بن مسعودؓ نے بسبب شرف و کرامت کے کہ تعلق امت سے رکھتی ہین ت
دی گئین پانچ نمازین یعنے فرضیت اُنکی اور دی گئین آیتین کہ اخیر سورۂ بقر مین ہین ف ع یعنے آمن الرسول سے اخیر سورۂ تک اور مراد اُنکے دیے
جانے سے دیے جانا قبولیت دعاؤن انکی کا ہو اور اگر کہے تو کہ یہ ظاہر مین منافی ہو اُس روایت کے کہ صحیح مسلم وغیرہ مین ہو اُسوقت کہ جبرئیل بیٹھے
تھے آن حضرت کے پاس کہ سُنی ایک آواز یعنے دروازہ کھلنے کی سی ہو اوپر سے پس سر اُٹھایا جبرئیل نے اور کہا کہ یہ فرشتہ ہو کہ اُترا ہو طرف زمین کے
نہین اُترا تھا کبھی مگر آج پس اُسنے سلام کیا اور کہا کہ خوش ہو ساتھ دو نورون کے کہ دیے گئے ہین وہ آپکو نہین دیے گئے کسی اور نبی کو پہلے
تم سے فاتحۃ الکتاب اور آیتین اخیر سورۂ بقر کی نہین پڑھوگے تم کوئی حرف اُن دونون مین سے مگر کہ دیے جاؤگے اُسکو یعنے ثواب یا قبولیت
دعاؤن اُسکی کی تو جواب اسکا یہ دینگے کہ کچھ منافات نہین ہو اسلیے کہ دیا تھا آسمان مین جملہ اُن چیزون سے کہ وحی کی طرف بندہ اپنے کے
وہ چیز کہ وحی کی بقرینہ دینے پانچون نمازون کے مقام اعلیٰ مین اور اُترنا فرشتہ کا اُسکی بزرگی بیان کرنے کے لیے تھا اور بشارت دینے کے لیے
کہ جو تمکو یہ افضل چیز ملی ہو کسی نبی کو نہین ملی ہان ایک اور اشکال لازم آتا ہو کہ سورۂ بقرہ مدنی ہو اور قصہ معراج کا بالاتفاق مکی ہے پس اسکو یون دفع
کرینگے کہ خاتمہ سورۂ بقر کا مستثنیٰ ہو یعنے یہ مدینہ مین نہین نازل ہوا پس بقرہ مدنی ہو باعتبار اکثر کے اور نقل کیا ابن ملک نے حسن اور ابن

بیہ ہین اور مجاہد سے کہ اللہ تعالیٰ متولی ہوا سورۂ بقرہ کے وحی بھیجنے کا بلا واسطہ جبرئیل کے شب معراج مین پس وہ مکی ہی انکے نزدیک اور جمہور یہ
کہتے ہین کہ یہ ساری سورہ مدنی ہی انکا جواب یہ ہی کہ معنی دیے جانیکے یہ نہین ہین کہ وہ دی گئین بلکہ معنے یہ ہین کہ قبولیت کی گئی آنحضرت صلعم
کے لیے دعا ہائے ان الفاظ کے کہ تلقین کیے گئے دونون آیتون مین انما غفرانک سے اخیر تک اور واسطے پڑھنے والون کے لیے ترحم اور بخشے گئے گناہ
کبیرہ انکی امت سے واسطے اس شخص کے کہ نہ شریک کرے ساتھ اللہ کے کسی چیز کو نقل کی یہ مسلم نے ف ع یعنے وعدہ کیے گئے آنحضرت صلعم
اس شب مین اس مغفرت کا کہ جسکو چاہیگا اللہ تعالیٰ بغیر عذاب کے کبھی بخشدیگا جیسے کہ اس آیت مین فرمایا ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون
ذلک لمن یشاء پس اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ صاحب کبیرہ کو عذاب بھی نہین ہونیکا کیونکہ جانا گیا ہی نصوص شرع سے اور اجماع اہل سنت سے ہونا عذاب
کا گنہگار موحدین کو اور اس حدیث مین نہ ذکر کرنا مشیت کا شاید بسبب معلوم ہونے اس امر کے ہو پہلے سے ﴿ وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لقد رأیتنی فی الحجر وقریش تسألنی عن مسرای فسألتنی عن اشیاء من بیت المقدس لم اثبتھا فکربت کربا ما کربت مثلہ قط فرفعہ اللہ لی
انظر الیہ ما یسألونی عن شیء الا انبأتھم وقد رأیتنی فی جماعۃ من الانبیاء فاذا موسیٰ قائم یصلی فاذا رجل ضرب جعد کانہ من رجال شنوءۃ واذا عیسیٰ
قائم یصلی اقرب الناس بہ شبہا عروۃ بن مسعود الثقفی واذا ابراہیم قائم یصلی اشبہ الناس بہ صاحبکم یعنی نفسہ فحانت الصلوٰۃ فاممتھم فلما فرغت من
الصلوٰۃ قال لی قائل یا محمد ھذا مالک خازن النار فسلم علیہ فالتفت الیہ فبدأنی بالسلام رواہ مسلم وھذا الباب خال عن الفصل الثانی ﴾ اور روایت ہی ابو ہریرہ
سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے البتہ تحقیق دیکھا مین نے اپنے تئین یعنی حطیم مین کھڑے ہوئے اس حال مین کہ جماعت قریش پوچھتی تھی
مجھسے احوال جانے میرے کا شب معراج مین طرف بیت المقدس کے پس پوچھین مجھسے چیزین اور نشانیان بیت المقدس کی کہ یاد نہین رکھا تھا مین انکو
یعنے وقت پوچھنے کے بسبب مشغول ہونے کے امر اہم مین پس غمگین کیا گیا مین غمگین کیا جانا ہرگز نہین غمگین کیا گیا مین مانند اسکے پس بلند کیا بیت المقدس
کو اللہ تعالیٰ نے میرے لیے اس حال مین کہ دیکھتا تھا مین اسکو یعنے بلند اور نزدیک کیا اسکو اور اٹھایا پردہ درمیان مین سے تا دیکھون اسکو اور بتلاؤن انکو نشانیان
کو جو پوچھین جیسے کہ فرماتے ہین نہین پوچھتے تھے قریش مجھسے کچھ مگر کہ خبر دیتا تھا مین انکو یعنے اس حالت حضور مین اور تحقیق دیکھا مین نے اپنے تئین بیچ
جماعت کے انبیا مین سے ف ع یعنے شب اسرا مین جیسا کہ دلالت کرتا ہی اسپر پہلا مضمون اور مضمون آیندہ حدیث کا اور یہ دیکھنا غیر اس دیکھنے کے ہی کہ
آسمان مین دیکھا بالاتفاق پھر کہا بعضون نے کہ دیکھنا انبیا کو آسمان مین محمول ہی اوپر دیکھنے ارواح انکی کے مگر عیسیٰ کو کیونکہ ثابت ہو چکا ہی کہ وہ ساتھ بدن کے
آسمان پر اٹھا لیے گئے ہین اور بعضون نے ادریس کے حق مین بھی ایسا ہی کہا ہی اور ایسا ہی بعضون نے کہ نماز پڑھی حضرت کے ساتھ بیت المقدس مین پس
احتمال رکھتا ہی کہ انکی ارواح نے پڑھی اور یہ بھی احتمال ہی کہ بدنون نے ساتھ ارواحون کے پڑھی کیونکہ اوپر گذر ہی چکا ہی کہ انبیا زندہ ہین اپنے پروردگار
کے پاس اور اللہ نے حرام کیا ہی زمین پر یہ کہ کھاوے انکے گوشتون کو پھر بدن انکے مانند ارواحون کے لطیف ہین کثیف پس نہین ہی مانع آنے انکے طرف
کے لیے عالم ملک وملکوت مین بوجہ کمال کے قدرت ذی الجلال سے اور ظاہر یہ ہی کہ نماز پڑھانا آنحضرت صلعم کا انکو بیت المقدس مین پہلے آسمان پر
جانے سے تھا ترجمہ پس ناگہان دیکھتا ہون مین کہ موسیٰ کھڑے نماز پڑھتے ہین ف ع یہ بھی موید ہی اسکا کہ انبیا وقت نماز کے بیت المقدس مین
ساتھ بدنون اور ارواحون کے تھے کیونکہ حقیقت نماز کی یہی ہی کہ کرنا افعال مختلفہ کا ہوتا ہی ساتھ اعضا کے نہ نری ارواح کے ترجمہ پس ناگہان موسیٰ ایک
مرد ہین میانہ قد یا دبلے گول بدن یا اٹھے ہوئے بال گویا کہ وہ مردون شنوءہ کے سے ہین کہ نام ایک قبیلہ کا ہی یمن مین سے اور ناگہان عیسیٰ بھی کھڑے نماز
پڑھتے ہین ف ع اسمین اشارہ ہی اسکی طرف کہ نماز معراج مومن کی ہی اسلیے کہ وہ حالت حضور کی آگے رب کے اور کمال قرب کی ہی اور وہ اعظم لذات
سے ہی نزدیک عشاق کے ترجمہ نزدیک ترین لوگون کا ساتھ اسکے از روے مشابہت کے عروہ بن مسعود ثقفی ہی کہ نام ایک صحابی کا ہی اور یہ بھائی

عبد اللہ بن مسعود کے نہیں ہیں اسلیے کہ وہ نازل ہیں اور ناگہاں ابراہیم بھی کھڑے نماز پڑھتے ہیں مشابہ تر ہیں لوگوں کا ساتھ ابراہیم کے یا تمھارا رہی مراد رکھتے تھے آن حضرت صلعم یا اپنے ذات شریف اپنی ف ش ع ح یہ کلام ابوہریرہؓ کا ہی یا اسکے بعد کے کسی اور راوی کا پھر دیکھا آن حضرت کا ان انبیا کو نماز پڑھتے احتمال ہی کہ ہو اثنا رہ چلنے میں طرف بیت المقدس کے یا نفس مسجد اقصیٰ میں اور مؤید ہی دوسرے احتمال کی ف تعقیب کی لفظ فحانت میں ترجمہ پس آیا وقت نماز کا پس امام ہوا میں انکا ف ش ع ح شاید کہ مراد اس نماز سے نماز تحیہ ہو یا نماز معراج کی بالخصوص اور اگر کوئی کہے کہ وہ جہان تو دار تکلیف ہی نہیں نماز انہیں کیوں ہو جواب اسکا یہ ہی کہ انبیا رصلوات اللہ وسلامہ علیہم زندہ ہیں ساتھ حیات حقیقی دنیاوی کے اور چونکہ زندہ ہیں شاید کہ تکلیف بھی ہو اور یہ بھی ہی کہ اس جہان میں وجوب رفع کیا گیا ہو نہ وجود اسکا اور ان انبیا نے یہاں حضرت صلعم کے ساتھ نماز پڑھی اور بعد اسکے انکو آسمان پر لے گئے حضرت کے استقبال اور تعظیم کے لیے یا انکی ارواحوں کو آسمان میں متشکل کیا گر جیسے اور ادریس کہ وہ ساتھ بدنوں کے آسمان پر ہیں اور یہ بھی احتمال ہی کہ یہ نماز پڑھانی اور جمع ہونا حضرت کا انبیا کے ساتھ بعد پھرنے کے سدرۃ المنتہیٰ سے ہوا اور ظاہر تر یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ قادر ہی اولیا اللہ کو بھی متعدد اماکن مختلفہ میں لوگوں نے دیکھا ہی چہ جائے انبیا علیہم السلام خوارق عادات تو یہی ہیں کہ جو چیزیں خلاف عقل ہوں اور وہ اسکی قدرت کاملہ سے ظاہر ہوں میں آویں ترجمہ پس جبکہ فارغ ہوا میں نماز سے یعنے آسمان کے جانے سے پہلے یا بعد حاصل ہونے حضور باری تعالیٰ کے کہا مجھکو ایک کہنے والے نے اے محمد یہ ہی مالک داروغہ دوزخ کا پس سلام کرو ان کو یعنے از راہ تعظیم بزرگی ملک قہار کے یا از راہ تواضع کے جیسا کہ آداب ہی ابرار کا پس التفات کیا میں نے اسکی طرف یعنے بقصد سلام کرنے کے پس پہل کی اسنے سلام کرنے میں مجھپر ف ش ع ح یعنے نچھوڑا آپکو کہ سلام کریں اسپر پہلے آپ ہی سلام کیا بسبب پانے جلنے غلبہ شوکت اور رحمت آن حضرت صلعم کے آگ دوزخ پر اور اسکے داروغہ پر اور ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ احوال آسمان پر ہوا اور ہو سکتا ہی کہ امامت آن حضرت کی انبیا کے لیے آسمان پر بھی ہوئی ہو ولیکن سیاق حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ بیت المقدس میں تھی واللہ اعلم ترجمہ نقل کی یہ مسلم نے اور یہ باب خالی ہی دوسری فصل سے **الفصل الثالث** فصل تیسری (عن جابر انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لما کذبنی قریش قمت فی الحجر فجلی اللہ لی بیت المقدس فطفقت اخبرھم عن ایاتہ وانا انظر الیہ متفق علیہ) روایت ہی جابر سے یہ کہ انھوں نے سنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جبکہ جھٹلایا مجھکو قریش نے بیچ مقدمہ اسرا کے یعنے جانے کے طرف بیت المقدس کے شب مذکور میں اور پوچھیں مجھسے نشانیاں اس مکان کی کھڑا ہوا میں حجر میں پس ظاہر کیا اور دکھایا اللہ تعالیٰ نے مجھکو بیت المقدس ف ش ع ح یعنے اور راہ اسکی اور دور کیا پردہ کہ مجھ میں اور اسمیں تھا اور ایسا ظاہر کیا کہ دیکھتا تھا میں اسکو بلا اشتباہ اور احتمال رکھتا ہی کہ بیت المقدس کو اٹھا کر آگے آن حضرت کے یہاں لائے ہوں جیسے کہ ابن عباس کی حدیث میں آیا ہی کہ کہا آن حضرت نے پس لائی گئی مسجد اور رکھی گئی دار عقیل کے پاس اور یہ کامل تر ہی معجزہ میں جیسے کہ حاضر کیا گیا تخت بلقیس کا طرفۃ العین میں حضرت سلیمانؑ کے پاس ترجمہ پس شروع کیا میں نے کہ خبر دیتا تھا قریش کو بیت المقدس کی نشانیوں سے حالانکہ میں دیکھتا تھا طرف اسکے ترجمہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ش ع ح جاننا چاہیے کہ معراج کی حدیثوں میں وہ حدیث نہ لایا کہ بیان آن حضرت کے دیکھنے کا رب العزت کو معلوم ہوا ور صحابہ اور تابعین کو اختلاف ہی اسمیں اور قول مختار اثبات اسکا ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ دل سے دیکھا اور دیکھنا دل سے غیر جاننے کے ہی دل سے اور تحقیق اور تفصیل اسکی بیچ باب رؤیۃ اللہ کے گذری تمام ہوا باب المعراج اور آگے آتا ہی تتمہ جلد چہارم میں باب المعجزات

تتمہ ربع رابع مظاہر حق

باب فی المعجزات باب ہے بیچ بیان معجزوں کے ف معجزہ مشتق ہے عجز سے کہ جو ضد قدرت ہے اور کتاب تحقیق میں ہے کہ معجز کرنے والا عجز کا اپنے غیر میں اور انبیا کے صدق کی دلالتوں کو اور رسولوں کی نشانیوں کو معجزہ اس لیے کہتے ہیں کہ رسل علیہم یعنے امتی عاجز ہوتے ہیں انکے معارضہ سے ساتھ مثل اس معجزہ کے یعنے وہ ایسا معجزہ نہیں لاسکتے انکے مقابلہ میں انتہی اور حضرت شیخ رح نے لکھا ہے کہ معجزہ اعجاز سے ہے یعنے عاجز کرنے کے اور وہ ایک امر ہے خارق یعنے خلاف عادت کہ ظاہر ہوتا ہے اس سے دعوی نبوت کا اور خوارق عادات کہ پہلے ظہور نبوت سے ظاہر ہوتے ہیں انکو ارہاصات کہتے ہیں اور ارہاص کے معنے ہیں محکم کرنا مکان کا ساتھ پتھر اور مٹی کے گویا کہ انمیں استحکام امر نبوت کا ہے اور تمام خوارق عادات چار قسم پر کہتے ہیں جو کچھ کہ کفار و فساق سے ظاہر ہو اسکو تو استدراج کہتے ہیں اور جو کچھ عوام مسلمانوں سے ظاہر ہو اسکو معونت کہتے ہیں اور جو کچھ کہ اولیا سے ہو اسکو کرامت کہتے ہیں اور دعوی نبوت کی قید سے یہ سب قسمیں نکل گئیں یعنے ان قسموں کو معجزہ نہیں کہتے کہ معجزہ وہی خرق عادت ہے کہ ساتھ دعوی نبوت کے ہو اور حضرت شیخ نے تین قسمیں تو یہ ذکر کیں اور ایک معجزہ ہے کہ جسکا اول ہی ذکر کیا اور سحر خارق عادت نہیں ہے بلکہ ظاہر ہوتا ہے ساتھ اسباب کے کہ جو اس اسباب کی مباشرت کرتا ہے اس سے ظہور پاتا ہے اور جو کچھ کہ ساتھ اسباب عادیہ کے ظاہر ہو وہ خارق عادت نہیں ہے جیسے شفا ساتھ دوا اور طبیب کے اور جو کوئی اسکو خارق عادت کہے باعتبار ظاہر کے ہے

الفصل الاول فصل پہلی (عن انس بن مالک ان ابا بکر الصدیق قال نظرت الی اقدام المشرکین علی رؤسنا ونحن فی الغار فقلت یا رسول الله لو ان احدهم نظر الی قدمیه ابصرنا فقال یا ابا بکر ما ظنک باثنین الله ثالثهما متفق علیه) روایت ہے انس بن مالک سے یہ کہ ابو بکر صدیق نے کہا یعنے وقت بیان کرنے قصہ ہجرت کے اور درآنے کے غار میں اور پہونچنے مشرکوں کے سر غار پر سید الابرار صلعم کی تلاش میں کہ دیکھا میں نے مشرکین کے قدموں کی طرف گویا کہ وہ ہمارے سروں پر ہیں اور ہم بیٹھے ہیں اور آنحضرت صلعم غار میں تھے ف ع مراد اس غار سے غار جبل ثور کا ہے کہ ثور کے اوپر کی جانب میں تھا اور ثور نام ایک پہاڑ کا ہے نواح مکہ میں بقدر مسافت ایک ساعت نجومیہ کے اور صورت اس غار کی ایسی واقع ہوئی ہے کہ اگر کوئی اسکے کنارے پہ کھڑا ہو تو نظر اس شخص کی کہ اندر غار کے ہو اسکے پانوں پر پڑتی ہے اور اگر وہ شخص اپنے پانو کی جگہ نظر کرے تو دیکھ لے اس شخص کو کہ اندر غار کے ہے پس آن حضرت صلعم اس غار میں چھپے تھے مشرکوں سے بقصد ہجرت کے اور مشرک وہاں حضرت صلعم کی تلاش میں جا پہونچے اور حضرت ابو بکر ڈرے حضرت کی طرف سے جیسا کہ بیان کرتے ہیں تب میں کہا میں نے یا رسول اللہ اگر کوئی انمیں سے نگاہ کرے جگہ پانوں اپنی کو تو دیکھ لیگا ہمکو پس فرمایا آن حضرت نے اے ابو بکر کیا ہے گمان تیرا ساتھ ان دو شخصوں کے کہ خدا ہے تیسرا انکا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع یعنے خدا ساتھ انکے ہے بنصرت و اعانت اور معجزہ اس قصہ میں یہ ہے کہ پھیر دی اللہ تعالی نے ہمت کفار کی تلاش کرنے اور نظر کرنے سے اندر غار کے باوجود جزم کرنے اس بات کے کہ آن حضرت صلعم اور ابو بکر صدیق غار میں ہیں اور طیبی نے روایت کی ہے کہ آن حضرت صلعم نے بد دعا کی انپر کہ خداوندا اندھی کر دے آنکھیں انکی پس گرد غار کے پھرتے تھے اور نہیں پاتے تھے انکو اور بیضہ دینا کبوتر کا اور جالا پورنا مکڑی کا بھی معجزہ تھا جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے (وعن البراء بن عازب عن ابیه انه قال لابی بکر حدثنی کیف صنعتما حین سریت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم قال اسرینا لیلتنا ومن الغد حتی قام قائم الظهیرة وخلا الطریق لا یمر فیه احد فرفعت لنا صخرة طویلة لها ظل لم یات علیها الشمس فنزلنا عنده وسویت للنبی صلی الله علیه وسلم مکانا بیدی ینام علیه وبسطت علیه فروة وقلت نم یا رسول الله

وانا انفض ما حولك فنام وخرجت انفض ما حوله فاذا انا براع مقبل قلت افي غنمك لبن قال نعم قلت افتحلب قال نعم فاخذ شاة فحلب في قعب كثبة من لبن ومعي اداوة حملتها للنبي صلى الله عليه وسلم يرتوي منها يشرب ويتوضأ فاتيت النبي صلى الله عليه وسلم فكرهت ان اوقظه فوافقته حين استيقظ فصببت من الماء على اللبن حتى برد اسفله فقلت اشرب يا رسول الله فشرب حتى رضيت ثم قال الم يان للرحيل قلت بلى قال فارتحلنا بعدما مالت الشمس واتبعنا سراقة بن مالك فقلت اتينا يا رسول الله فقال لا تحزن ان الله معنا فدعا عليه النبي صلى الله عليه وسلم فارتطمت به فرسه الى بطنها في جلد من الارض فقال اني اراكما دعوتما علي فادعوا لي فالله لكما ان ارد عنكما الطلب فدعا له النبي صلى الله عليه وسلم فنجا فجعل لا يلقى احدا الا قال كفيتكم ما هنا فلا يلقى احدا الا رده (متفق عليه) اور روایت ہے براء بن عازب سے کہ نقل کی اپنے باپ سے کہ عازب ہے کہا انھوں نے کہا واسطے ابی بکر صدیق کے کہ اے ابو بکر خبر دو مجھکو کہ کس طرح اور کیا کیا تمنے یعنی تمنے اور آنحضرت نے اس وقت کہ رات کو چلے تم ساتھ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یعنی سفر کیا تمنے کس طرف مدینہ کے ہجرت کے لیے بعد نکلنے کے غار سے کہا ابو بکرؓ نے کہ چلے ہم ساری رات اور کچھ اگلے دن میں سے یعنی آدھے دن یہانتک کہ ٹھیک دوپہر ہو گئی اور ٹھہرا آفتاب اور خالی ہو گئی راہ کہ نہ گذرتا تھا اسمیں کوئی ظاہر ہوا اور دکھائی دیا ہمکو ایک پتھر دراز کہ واسطے اسکے سایہ تھا نہیں آیا تھا اسپر آفتاب یعنی اسکے غاروں اور کھوؤں میں اس وقت دھوپ نہ پہونچی تھی پس اترے ہم اسکے پاس اور ہموار کی میں نے آنحضرت کے لیے ایک جگہ اپنے دونوں ہاتھوں سے تاکہ سوویں آنحضرت صلعم اسپر اور بچھایا میں نے اسجگہ ایک پوستین اور کہا میں نے سو رہیے آپ یا رسول اللہ اور میں نگہبانی کرونگا گرد تمھارے اور دیکھتا رہونگا ادھر ادھر اور خبردار رہونگا دشمنوں کے آنے کی پس سو رہے آنحضرت اور نکلا میں درحالیکہ نگہبانی کرتا تھا گرد حضرت صلعم کے پس ناگہان دیکھتا ہوں میں ایک چرواہے کو کہ چلا آتا ہے سامنے سے کہا میں نے کہ کیا ہے تیری بکریوں میں دودھ کہا چرواہے نے کہ ہاں ہے کہا میں نے کیا دوہیگا تو دودھ کہا اسنے ہاں پس پکڑی اسنے ایک بکری اور دوہا کاٹھ کے پیالہ میں تھوڑا سا دودھ اور ساتھ میرے چھاگل تھی کہ اٹھایا تھا میں نے اسکو واسطے آنحضرت صلعم کے کہ سیراب ہوتے تھے آنحضرت اس سے پانی پیتے اور وضو کرتے پس آیا میں آنحضرت کے پاس یعنی دودھ لیکر پس مکروہ جانا میں نے جگانا آنحضرت کا پس موافقت کی میں نے آنحضرت صلعم کی ف ح سونے میں یعنی میں بھی سو رہا لفظ موافقت تقدیم ف سے ہے ق پر پس معنے اسکے تو مذکور ہوئے اور ساتھ تقدیم ق کے ف پر بھی روایت آئی ہے یعنی صبر اور توقف کیا یعنی اور بیدار نکیا آپکو یہانتک کہ خود بیدار ہوئے حضرت پس ڈالا میں نے کچھ پانی برتن سے دودھ پر یہانتک کہ ٹھنڈا ہوا نیچے تک ف ح یعنی بہت پانی ڈالا یہانتک کہ سب دودھ سرد ہو گیا اور یہ عادت ہے عرب کی کہ ٹھنڈا پانی دودھ میں ڈالکر پلاتے ہیں تا حرارت دودھ کی دفع ہو جاوے ت پس کہا میں نے پیجیے یا رسول اللہ پس پیا حضرت نے یہانتک کہ خوش ہوا میں ف ح اس سے معلوم ہوا کہ خوشی محب کی محبوب کی خوشی اور آسایش میں ہے اور یہاں ایک اشکال لاتے ہیں کہ بے اذن مالک بکریوں کے کیوں دودھ دوہا اور پیا اور جواب یہ دیتے ہیں کہ بکریاں حضرت ابو بکر کے کسی دوست کی تھیں کہ اعتماد اسکی رضا کا رکھتے تھے اور یہ بھی ہے کہ اہل عرب کی عادت تھی کہ اجازت دیدیتے تھے اپنے چرواہوں کو کہ راہ کے چلنے والوں اور بھوکھوں کو دودھ دیتے رہا کریں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انھوں نے کچھ بکر خریدا ہو واللہ اعلم ت پھر فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ کیا نہیں آیا وقت کوچ کا عرض کیا میں نے کہ ہاں آیا کہا ابو بکرؓ نے پس کوچ کیا ہمنے بعد ڈھلنے آفتاب کے اور آئے ٹھنڈے وقت کے اور پیچھے سے آیا ہمارے سراقہ بن مالک ف ح کہ اہل مکہ نے اسکو اور اور کتنے آدمیوں کو ہمارے پیچھے متعین کیا تھا کہ جو کوئی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو لادے اسکو ہم سو اونٹ دینگے اور یہ سراقہ بعد فتح مکہ کے مسلمان ہو گیا ت پس کہا میں نے آیا ہمارے پکڑنے کو دشمن یا رسول اللہ صلعم پس فرمایا آنحضرت صلعم نے غم نکر خدائے تعالی ہے ہمارے ساتھ ہیں دعا کی سراقہ پر پیغمبر خدائے تعالی نے پس دھس گیا ساتھ سراقہ کے گھوڑا اسکا پیٹ تک سخت زمین میں

پس کہا سراقہ نے کہ تحقیق جانتا ہوں مین تمکو کہ بد دعا کی تمنے مجھپر پس دعا کرو میرے نفع کے لیے یعنے یہ کہ خلاصی پاؤن اس حالت سے کہ گرفتار ہوں مین
اُس مین پس تم اگر کروگے تو اللہ کو گواہ کرتا ہون تمہارے واسطے یہ کہ پھیر دونگا مین کفار کی طلب کو تمسے پس دعا کی سراقہ کے لیے نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے پس نجات پائی اسنے اُس رنج سے ف ح اور ایک روایت مین آیا ہو کہ تین بار دعا کی اور ہر بار دھنستا تھا اور نجات پاتا تھا سے پس
شروع کیا سراقہ نے یعنے ایفای وعدے مین کہ نہین ملتا تھا کسی کافر سے یعنے ان کافرون مین سے کہ حضرت صلعم کی تلاش کے لیے نکلے تھے
مگر کہ کہتا کفایت کیے گئے تم طلب مین یعنے پس کافی ہو پھر تلاش کرنا اور تلاش نکرو مین تلاش کرچکا نہین ہو ادہر وہ شخص کہ اسکو تلاش کرتے ہو
پس نہین ملتا تھا سراقہ کسی سے مگر کہ پھیر دیتا تھا اسکو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع آسمین بہت سے فائدے ہین از انجملہ یہ معجزہ حضرت صلعم
کا اور فضیلت ابو بکر کی کہ وہ دوست اور اسمین ہو خدمت کرنی تابع کی متبوع کے لیے اور ساتھ رکھنا چھاگل کا اور رکھنا اسکا سفر مین واسطے طہارت
اور پانی پینے کے اور اسمین فضیلت توکل کی ہو اللہ تعالیٰ پر اور خوبی انجام کار اسکی (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ سَلَامٍ بِمَقْدَمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ فِیْ اَرْضٍ یَّخْتَرِفُ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ سَائِلُکَ عَنْ ثَلٰثٍ لَا یَعْلَمُھُنَّ اِلَّا نَبِیٌّ فَمَا اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَۃِ
وَمَا اَوَّلُ طَعَامِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَمَا یَنْزِعُ الْوَلَدُ اِلٰی اَبِیْہِ اَوْ اِلٰی اُمِّہٖ قَالَ اَخْبَرَنِیْ بِھِنَّ جِبْرِیْلُ اٰنِفًا اَمَّا اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَۃِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَی
الْمَغْرِبِ وَاَمَّا اَوَّلُ طَعَامٍ یَّاْکُلُہٗ اَھْلُ الْجَنَّۃِ فَزِیَادَۃُ کَبِدِ حُوْتٍ وَاِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْاَۃِ نَزَعَ الْوَلَدَ وَاِذَا سَبَقَ مَاءُ الْمَرْاَۃِ نَزَعَتْ قَالَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ الْیَھُوْدَ قَوْمٌ بُھُتٌ وَّاِنَّھُمْ اِنْ یَّعْلَمُوْا بِاِسْلَامِیْ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَسْاَلَھُمْ یَبْھَتُوْنِیْ فَجَاءَتِ الْیَھُوْدُ فَقَالَ اَیُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللّٰہِ
ابْنُ سَلَامٍ فِیْکُمْ قَالُوْا خَیْرُنَا وَابْنُ خَیْرِنَا وَسَیِّدُنَا وَابْنُ سَیِّدِنَا قَالَ اَرَاَیْتُمْ اِنْ اَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ سَلَامٍ قَالُوْا اَعَاذَہُ اللّٰہُ مِنْ ذٰلِکَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰہِ فَقَالَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَقَالُوْا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا فَانْتَقَصُوْہُ قَالَ ھٰذَا الَّذِیْ کُنْتُ اَخَافُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہو انس سے کہ کہا
سنا عبد اللہ بن سلام نے آنا آنحضرت صلعم کا یعنے مکہ سے مدینہ مین حالانکہ عبد اللہ بن سلام ایک زمین مین تھا کہ چنتا تھا میوہ درختون سے ف ح
یعنے اپنے باغ مین تھا میوہ درختون سے توڑتا اور چنتا تھا سنکر وہان واقع ہو یا مبالغہ ہو پہنچ آنے اُسکے کے آنحضرت صلعم کے پاس جلدی سے کہ
باوجودیکہ ایک کام مین تھا اور فرصت نہ تھی لیکن چونکہ صفات آنحضرت صلعم کے توریت مین پڑھکر اور تحقیق کرکر منتظر ظہور نبوت کا تھا شعر عاشق بودکہ
مشتاق لقایت بودم ❊ لاجرم روی ترا دیدم واز جار فتم ❊ باوجود سے رونق افزائی حضرت صلعم کے سب کام چھوڑ چھاڑ کر حاضر ہوا اور یہ عبد اللہ حضرت
یوسف علیہ السلام کی اولاد مین سے تھا اور بڑا علم رکھتا تھا توریت کا حضرت صلعم کی خبر سنکر حاضر ہوا اور مسلمان ہوکر اجلۂ صحابہ کرام مین سے ہوئے
جیسا کہ مذکور ہوتا ہو قصہ انکا تب پس آیا وہ آنحضرت کے پاس اور عرض کیا یعنے واسطے تحقیق کرنے علامتون صدق نبوت کے کہ تحقیق مین پوچھتا
ہون تمسے تین چیزین نہین جانتا ہو انکو مگر نبی ف ع یعنے یا وہ شخص کہ معلوم کرے نبی سے یا اُسکی کتاب سے یا اسلیے کہا کہ تاکہ اشکال لازم آوے
یہ کہ وہ بھی تو جانتا تھا مجمل یا مفصل چنانچہ اسی لیے جواب ان تین چیزونکا معجزہ ہوا اُسکے لیے اور علم الیقین حضرت صلعم کی نبوت کا نزدیک اُسکے اور
بھی ظاہر ہو لانے حدیث کے سے اس باب مین ترجمہ ایک چیز ان تین چیزون مین سے یہ ہو کہ کیا ہوگی اول علامت قیامت کی اور دوسری کہ
کیا ہوگا اول کھانا بہشتیون کا کہ جو بہشت مین داخل ہوکر پہلے ہی کھاوینگے اور تیسرے یہ کہ کونسی چیز کھینچتی ہو فرزند کو طرف باپ اُسکے کے یا طرف ماں
اُسکے کے مشابہت مین یعنے فرزند کو کہ کبھی صورت مین مشابہ باپ کے ہوتا ہو اور کبھی مشابہ ماں کے سبب اسکا کیا ہو فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ
خبر دی مجھکو ان چیزون کی جبرئیل نے ابھی یہ ف ح ع فرمایا واسطے دفع ہونے وہم اس بات کے کہ شاید ان نے سن لیا ہو کسی اہل کتاب سے
اور تنبیہ بھی کرنا منظور تھی کہ گوش ہوش سے سُنے اور وجود وحی اور اترنا جبرئیل کا معلوم کرلے ترجمہ پہلا اول علامت قیامت کی پس ایک آگ

ہو گی کہ اٹھیگی اور جمع کریگی لوگون کو جانب مشرق سے طرف مغرب کے اور اپہلا کھانا کہ کھاوینگے اُسکو بہشتی ہیں زیادتی مچھلی کی کلیجی کی ہو گی
کہ ایک ٹکڑا جگر کا ہی لٹکتا ہوا جگر میں اور وہ نہایت لذیذ ہوتا ہی اور جسوقت کہ غالب ہوتا ہی پانی مرد کا عورت کے پانی پر تو کھینچ لیتا ہی باپ اپنی مشابہت
کی طرف فرزند کو اور جبکہ غالب ہوتا ہی پانی عورت کا یعنے مرد کے پانی پر تو کھینچ لیتی ہی عورت اپنی مشابہت کی طرف ف ح ملا علیؒ نے سبقے
سبق کے علاوہ غلبہ کے لکھے ہیں اور شیخ رح نے پیش پیشو دینی پہلے رحم میں پڑتا ہی اور بعد اُسکے لکھا ہی کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ سبب مشابہ ہونا فرزند کا
ساتھ باپ یا ماں کے سبقت کرنا پانی ایک کا اُن دونوں میں سے ہی اور حدیث سے کہ باب الغسل میں گذری معلوم ہوتا ہی کہ سبب مشابہت کا غلبہ ہی یا سبقت
پس سبقت کو متضمن دونون معنی کے رکھ سکتے ہیں ترجمہ کہا عبداللہ بن سلام نے بعد سننے جواب کے کہ گواہی دیتا ہوں میں یہ کہ نہیں کوئی معبود برحق مگر اللہ اور بلا شبہہ
تم رسول خدا کے ہو اور کہا عبداللہ نے اے رسول خدا کے تحقیق یہودی بڑے بہتانی ہیں اور تحقیق اگر وہ جانیں اسلام لانا میرا پہلے اسکے کہ پوچھو تم اُنسے یعنے
میرا حال تو جھوٹھ باندھ لینگے مجھ پر یعنے بعد پوچھنے کے پس آئے یہودی یعنے بسبب بلانے کے یا اتفاقاً اور عبداللہ چھپ رہے تھے اُنسے پس فرمایا آنحضرت
نے کہ کیسا شخص ہی عبداللہ بن سلام تم میں یا تمھارے زعم اور اعتقاد میں کہا انھوں نے کہ بہتر ہی ہم میں اور بیٹا ہی بہتر ہمارے کا یعنے حسب میں یا عتبار
علم وصلاح کے اور سردار ہی ہمارا اور بیٹا ہی ہمارے سردار کا یعنے نسب میں یا تمام مکارم اخلاق میں فرمایا حضرت نے کہ خبر دو مجھکو اگر اسلام لاوے عبداللہ
بن سلام یعنے تو تم بھی اسلام لاؤگے کہا یہود نے کہ پناہ میں رکھے اُسکو اللہ اسلام لانے سے یا معاذ اللہ کہ اُسکا تصور بھی کیا جاوے اُس سے پس نکلے
عبداللہ اور کہا گواہی دیتا ہوں میں اسکی کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور یہ کہ محمد رسول خدا کے ہیں پس کہنے لگے یہود یعنے بعد اسکے کہ معلوم کیا اسلام
اُنکا یہ بہت بُرا ہی ہم میں اور بیٹا ہی بدتر ہمارے کا پس عیب لگانے لگے اُسکو کہا عبداللہ نے یہ ہی وہ چیز کہ تھا میں ڈرتا یا رسول اللہ نقل کی یہ بخاری
نے ف اور یہی سبب تھا میرے عرض کرنے کا کہ آپ اُن سے پہلے پوچھ لیجیے حال میرا تا سچ جھوٹھ اُنکا معلوم ہو جاوے (وعنہ قال ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاور حین بلغنا اقبال ابی سفیان وقام سعد بن عبادۃ فقال یا رسول اللہ والذی نفسی بیدہ لو امرتنا ان نخیضہا البحر لاخضناھا
ولو امرتنا ان نضرب اکبادھا الی برک الغماد لفعلنا قال فندب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس فانطلقوا حتی نزلوا بدرا فقال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ہذا مصرع فلان ویضع یدہ علی الارض ہہنا وہہنا قال فما ماط احدہم عن موضع ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ مسلم) اور روایت
ہی انس رض سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشورہ کیا یعنے مدینہ والوں سے امتحان کے لیے اسوقت کہ پہونچی ہمکو خبر ابی سفیان
کے آنے کی ف یعنے ساتھ قافلہ کے کہ آتا تھا شام سے اور جاتا تھا طرف مکہ کے اور یہ مقدمہ غزوہ بدر کا ہی کہ ابو سفیان اُموی تجارت شام کے لیے
گیا تھا اور وہاں سے مال بہت سا لیے آتا تھا اور اُسکے ساتھ چالیس سوار تھے جب مسلمانون نے یہ خبر سُنی تو چاہا کہ اُس قافلہ کو لوٹیں اور ماریں اسلیے
کہ اُسمیں آدمی تھوڑے سے تھے اور مال بہت اور یہ خبر جو مکہ میں پہونچی تو ابو جہل کعبہ کے اوپر چڑھا اور پکارا لوگون کو اور جمع کیا اور نکلا اُنکی مدد کے لیے
پس ابن سے لوگون نے کہا کہ قافلہ نے راہ دریا کے کنارے کی پکڑی اور نجات پائی پھر جا لوگون سمیت طرف مکہ کے چونکہ وقت اُس کمبخت کے زوال
کا آن پہونچا تھا لوگون کے کہنے سے باز نہ آیا اور بدر میں پہونچا پس جبرئیل اُترے اور خبر دی کہ اللہ تعالی نے وعدہ کیا ہی دو جماعتون میں سے ایک
جماعت کا کہ چاہو مال لو قافلہ کا اور چاہو فتح دشمنوں پر چنانچہ کلام اللہ اور تفسیرون میں یہ قصہ مفصل مذکور ہی پس حضرت نے فرمایا کہ قافلہ تو پہونچا
کنارہ دریا پر اور یہ ابو جہل آیا ہی پس کھڑے ہوئے سعد جیسے کہ کہا ترجمہ اور کھڑے ہوئے سعد بیٹے عبادہ کے ف ح یعنے صحابہ کے درمیان میں
سے اور وہ رئیس تھے انصار کے اور خاص اُنکا کھڑا ہونا اسلیے تھا کہ سبب مشورہ کرنے کا امتحان کرنا انصار کا تھا اسلیے کہ حضرت نے نہیں بیعت
لی تھی اُن سے اس بات پر کہ نکلیں وہ ساتھ حضرت صلعم کے جہاد کے لیے اور طلب کرنے دشمن کے لیے بلکہ بیعت لی تھی اُن سے اُسپر کہ بچاویں

له و در بعض نسخ [illegible] مذکور ہے [illegible] اور بمعنی [illegible] کرنا [illegible]

حضرت صلعم کو اس شخص سے کہ قصد کرے حضرت کا پس جبکہ پیش آیا حضرت کو نکلنا واسطے قافلہ ابو سفیان کے تو چاہا کہ معلوم کریں حال یہ کہ وہ
موافقت کرتے ہیں آپکی یا نہیں پس جواب دیا انھوں نے بہت اچھا جواب ساتھ موافقت پوری کے اس بار میں بھی اور اور بار میں بھی اور انمیں
رغبت ولائی ہے اوپر لینے مشورہ کے اصحاب سے اور عقلمندوں سے پس کہا سعد نے یا رسول اللہ قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جان میری
اسکے ہاتھ میں ہے اگر حکم کیجیے آپ ہمکو یہ کہ داخل کریں ہم سواریکے جانوروں کو دریا میں تو البتہ ڈالدویں ہم انکو دریا میں یعنی روی زمین پر کو کیا اگر آپ
فرماتے تو دریا میں پیٹھ جاویں اور اگر فرمائے آپ ہمکو یہ کہ ماریں ہم جگر اونٹوں اور گھوڑوں کے برک غماد تک تو البتہ کریں ہم ف لفظ برک ساتھ زیر با ورزیر
اسکے کے اور جزم رے کے اور غماد ساتھ زیر غین کے اور پیش اسکے کے اور بعضوں نے ساتھ زیر کے بھی کہا ہے نام ایک شہر کا ہے یمن کے شہروں میں سے
یا پرلے کنارہ ہجر میں یا انتہا آبادی پر اور مارنا گھوڑوں وغیرہ کے جگر ونکا کنایہ ہے تنبیہ لگانے انکے سے کہ وقت سواری کے اور دوڑنے کے پاؤں سوار کے
انکے جگر ونپر لگتے جاتے تھے پس معنی یہ کہ اگر آپ حکم کیجیے ہمکو بہت چلنے کا یعنی جلدی سفر کرنیکا مثلاً برک غماد تک کہ نہایت دور ہے تو بجا لاویں ہم حکم
آپکا ت کہا انس نے پس بلایا اور برانگیختہ کیا آنحضرت صلعم نے لوگوں کو اور مہاجرین اور انصار کو نکلنے پر پس نکلے اور چلے لوگ یہانتک کہ اترے بدر
میں کہ نام ایک جگہ کا ہے درمیان مکہ اور مدینہ کے پس فرمایا حضرت صلعم نے کہ یہ جگہ ہلاک ہونے اور پڑنے فلانے کی ہے یعنی نام ایک کا ان اشقیا میں سے
لیتے تھے اور رکھتے تھے ہاتھ اپنا زمین پر یعنی تعین جگہ کے لیے اسجگہ اور اسیجگہ یعنی ہر ایک کی جگہ تعین کرتے تھے اور اشارہ کرتے تھے یہانتک کہ شمار کیا مشر
کفار کو اور انکی جگہوں کو کہ فلانا یہاں مارا پڑا ہوگا اور فلانا یہاں الخ کہا انس نے پس نہ دور ہوا اور نہ تجاوز کیا کسی نے ان میں سے اسجگہ سے کہ ہاتھ رکھا
تھا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے نقل کی یہ مسلم نے ف یعنی اسجگہ مارا گیا (وعن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال وھو فی قبۃ
یوم بدر اللھم انشدک عھدک ووعدک اللھم ان تشأ لا تعبد بعد الیوم فاخذ ابو بکر بیدہ فقال حسبک یا رسول اللہ الححت علی ربک فخرج وھو یثب فی الدرع
وھو یقول سیھزم الجمع ویولون الدبر رواہ البخاری) اور روایت ہے ابن عباس سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس حال میں کہ وہ
میں تھے روز بدر کے یا الٰہی مانگتا ہوں میں تجھسے امان تیری اور ایفا سے وعدہ تیرا کہ کیا ہے نصرت کا یعنی اس آیت میں واذ یعدکم اللہ احدی الطائفتین
انھا لکم) الخ خداوندا اگر چاہے تو یعنی ہلاک ہونا مومنوں کا تو نہ عبادت کیا جاویگا تو بعد آج کے دن کے ف ح ع یعنی اس لیے کہ نہیں باقی رہیگا روئے
زمین پر کوئی مسلمان اگر کوئی کہے کہ آن حضرت صلعم تو بڑے عارف باللہ تھے اور جانتے تھے کہ اللہ تعالی وعدہ فرماکر خلاف نہیں کرتا پس کیا تھی وجہ اس
سوال کی تو جواب اسکا یہ دینگے کہ دعا کرنیکا حکم ہے دعا کرنیوالا جانتے حصول مطلب کو یا نہ جانے پھر علم باللہ مقتضی ہے خوف رکھنے کو اس سے اور خوف
الٰہی نہیں رفع ہوتا انبیاء علیہم السلام سے پس جائز ہے کہ حضرت صلعم کو یہ خوف ہو کہ مبادا کوئی چیز مانع نصرت کی میری طرف سے یا میری امت کی طرف سے
پیدا ہو اور روکی جاوے نصرت موعود اور یہ بھی احتمال ہے کہ آنحضرت صلعم سے وعدہ نصرت کا تھا لیکن وقت معین کیا گیا پس آنحضرت صلعم ڈرتے
تاخیر وقت سے پس دعا کی اللہ تعالی سے کہ وفا وعدہ فرمادے آج ہی اور شاید کہ آن حضرت صلعم کو استحضار ہوا ہو واللہ ھو الغنی الحمید ان یشأ
یذھبکم کے معنوں کا اور آیہ ان اللہ لغنی عن العالمین کے معنوں کا کہ دلالت کرتی ہیں یہ آیتیں اللہ تعالی کی بے پروائی پر پس بنظر حضور ان معانی کے دعا کی
چنانچہ امام غزالی رح نے لکھا ہے کہ حال آنحضرت کا نہایت کامل تھا اور نظر اور علم آپکا بیچ صفات غنا اور لاابالی درگاہ حق کے اور سطوت اور جلال اسکے کے نہایت
وسیع تھا اور نظر ابو بکر کی فقط ظاہر ہی کے وعدے پر تھی اور اسکی تحقیق ہی اور یہ کہ رسالہ تسلیۃ المصاب میں بعضے محققین سے شیخ عبد الحق نے ذکر کی ہے اور بھی
انکی شرح عربی میں بھی مذکور ہے ت پس پکڑا ابو بکر نے دست مبارک حضرت کا اور کہا کہ بس ہے تمکو اسقدر دعا کرنی یا رسول اللہ بہت مبالغہ کیا تمنے یا رسول اللہ
دعا کرنے میں اپنے پروردگار سے ف ع مبالغہ کرنا آنحضرت کا دعا میں باوجود نہایت اعتماد کے اپنے رب پر تھا واسطے دلیر کرنے اور ثابت قدم رکھنے اور

تقویت دل صحابہ کے اسلیے کہ وہ جانتے تھے کہ دعا آنحضرت صلعم کی مستجاب ہی بلاشبہہ خصوصاً جبکہ یہ مبالغہ کرین آمین ترجمہ پس نکلے آنحضرت خیمہ سے جلدی کرتے ہوئے مارے خوشی کے حالانکہ تھے زرہ پہنے ہوئے اور وہ پڑھتے تھے یہ آیت کہ اتری تھی اسپر قریب ہی کہ شکست دیجاویگی جماعت کفار کو اور پھیرینگے پیٹھ نقل کی یہ بخاری نے ف ح چونکہ آنحضرت صلعم درمیان خوف و رجا کے تھے اب جانب امید کی غالب آئی آپ پر بسبب مدد الٰہی کے پس خوش ہو کر اٹھے اور خبر دی مشرکونکی شکست اور مومنونکی نصرت کی بطریق معجزہ کے کہ ظہور کیا اسنے بسبب مطلع کرنے خدا تعالیٰ کے آنکو غیب پر (وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ هٰذَا جِبْرِيْلُ اٰخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهٖ عَلَيْهِ اَدَاةُ الْحَرْبِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور یہ بھی روایت ہی ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دن بدر کے کہ یہ جبرئیل ہین پکڑے ہوئے ہین سر اپنے گھوڑیکا یعنے باگ اسکی پکڑے ہوئے مستعد ہین جنگ کے لیے درحالیکہ جبرئیل پر ہی اسباب لڑائی کا نقل کی بخاری نے ف ع ح معجزہ بیان یہ ہی کہ دیکھا آنحضرت صلعم نے جبرئیل کو واسطے جنگ کے نکلے ہمراہ انکے روز بدر کے اور بدر ایک کنواں ہی مشہور چار منزل مدینہ سے اور درمیان مکہ اور مدینہ کے ہی اور غزوہ بدر کا ہوا روز جمعہ سترھوین تاریخ رمضان کی سنہ دو ہجری مین (وَعَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ يَشْتَدُّ فِيْ اَثَرِ رَجُلٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اَمَامَهٗ اِذْ سَمِعَ ضَرْبَةً بِالسَّوْطِ فَوْقَهٗ وَصَوْتَ الْفَارِسِ يَقُوْلُ اَقْدِمْ حَيْزُوْمُ اِذْ نَظَرَ اِلَى الْمُشْرِكِ اَمَامَهٗ خَرَّ مُسْتَلْقِيًا فَنَظَرَ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ قَدْ خُطِمَ اَنْفُهٗ وَشُقَّ وَجْهُهٗ كَضَرْبَةِ السَّوْطِ فَاخْضَرَّ ذٰلِكَ اَجْمَعُ فَجَاءَ الْاَنْصَارِيُّ فَحَدَّثَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَدَقْتَ ذٰلِكَ مِنْ مَّدَدِ السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَقَتَلُوْا يَوْمَئِذٍ سَبْعِيْنَ وَاَسَرُوْا سَبْعِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور یہ بھی ابن عباس سے روایت ہی کہ کہا اسوقت کہ ایک شخص یعنی انصاری مسلمانون مین سے روز جنگ بدر کے دوڑتا تھا اور حملہ کرتا تھا پیچھے ایک شخص کے مشرکونمین سے کہ آگے اس مسلمان کے تھا ناگہان اس مرد مسلمان نے سنی آواز کوڑے کے مارنے کی اوپر مشرک کے اور سنی آواز سوار کی کہ کہتا ہی اقدام کر اے حیزوم ف ح اقدام دلانا جنگ مین اور شجاعت کرنی یا آگے بڑھنا اے حیزوم اور لفظ اقدم بمعنی اول سکے ساتھ زبر ہمزہ اور جزم قاف اور زیر دال کے ہی اور وجہ ثانی پر ساتھ پیش ہمزہ اور پیش دال کے اور مشہور روایت اول ہی ہی اور حیزوم ساتھ زبر ح مہملہ اور جزم ی کے اور پیش ز کے نام جبرئیل کے گھوڑیکا ہی کذا فی القاموس اور بعضون نے کہا کہ نام ایک اور فرشتہ کے گھوڑیکا ہی ترجمہ ناگہان دیکھا اس مسلمان نے طرف مشرک کے آگے اپنے کہ گرا چت ہوکر پھر دیکھا طرف اس مشرک کے پس ناگہان نشان پڑگیا تھا اسکی ناک پر اور شق ہوگیا تھا منہ اسکا یعنے طول مین مانند مارنے کوڑے کے پس سبز ہوگئی تھی تمام جگہ مارنے کی یعنے جیسے کہ باقی رہتا ہی نشان ضرب کا سبز و سیاہ اور پہونچا تھا زخم ولید بن مغیرہ کی ناک پر روز بدر کے اور باقی رہا تھا اثر اسکا اسکی ناک پر چنانچہ اسپر اشارہ ہی اس آیت مین سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ترجمہ پس آیا انصاری یعنے وہی مرد مسلمان کہ جسنے دیکھا مشرک کو اس حال پر اور بیان کیا آنحضرت سے یعنے سارا ماجرا مشرک کا پس فرمایا آنحضرت نے کہ سچ کہتا ہی تو ف ع اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ کشف کرامت ہی صحابہ کے لیے اور کرامت تابعون کی بمنزلہ معجزہ متبوع کے ہی خصوصاً جس صورت مین کہ وقوع اسکا روبرو نبی کے ہوا اور حاصل ہوا ہو وہ بسبب برکت نبی کے یا کہا جاوے کہ خبر دی اسکی صحابی ثقہ نے اور تصدیق کیا اسکو صادق مصدوق یعنے آن حضرت نے پس صحیح ہوا شمار کرنا اسکا معجزون مین ترجمہ پھر فرمایا حضرت نے کہ یہ فرشتہ تیسرے آسمان کی کمک سے تھا پس قتل کیا مسلمانون نے اسدن ستر کو اور قید کیا ستر کو نقل کی یہ مسلم نے (وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ رَاَيْتُ عَنْ يَّمِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ شِمَالِهٖ يَوْمَ اُحُدٍ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيْضٌ يُقَاتِلَانِ كَاَشَدِّ الْقِتَالِ مَا رَاَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ يَعْنِيْ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہی سعد بن ابی وقاص سے کہا کہ دیکھا مین نے داہنی طرف پیغمبر خدا کے اور بائین طرف انکے دن احد کے دو شخصونکو کہ اوپر تھے سفید کپڑے ف ع ظاہر یہ ہی کہ یہ دونون فرشتے بطور تفریق کے تھے یعنے ایک داہنی طرف تھا اور ایک بائین طرف والا وہ چار ہو جاتے ہین ترجمہ لڑتے تھے وہ لڑنا مانند سخت ترین لڑنے آدمیون کے نہین دیکھا مین نے ان دونون کو پہلے اس سے اور نہ پیچھے اس سے یعنے پس متعین ہوا کہ وہ فرشتون مین سے تھے یعنے جبرئیل اور میکائیل نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ح ع تفسیر راوی سے ہی اور شاید کہ پہچانا ہو اسنے یہ دلیل سے اور یا آنحضرت سے

سنا ہو (وعن البراء قال بعث النبي صلى الله عليه وسلم رهطا الى ابي رافع فدخل عليه عبد الله بن عتيك بيته ليلا وهو نائم فقتله فقال عبد الله بن عتيك فوضعت
السيف في بطنه حتى اخذ في ظهره فعرفت اني قتلته فجعلت افتح الابواب حتى انتهيت الى درجة فوضعت رجلي فوقعت في ليلة مقمرة فانكسرت ساقي فعصبتها بعمامة فانطلقت الى
اصحابي فانتهيت الى النبي صلى الله عليه وسلم فحدثته فقال ابسط رجلك فبسطت رجلي فمسحها فكانما لم اشتكها قط رواه البخاري) اور روایت ہے براء
سے کہ بھیجا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو طرف ابی رافع کے ف ع کہ ایک یہودی تھا کنیت اسکی ابو الحقیق تھی بڑا دشمن تھا آنحضرت
کا کہ عہد شکنیاں کین اور فتنے برپا کیے اور حضرت کی ہجو کی اور اپنے قلعہ مین پناہ ڈھونڈھی یعنے بچاؤ کیا حضرت سے پس آنحضرت نے کئی ایک صحابہ
کو بھیجا کہ مار ڈالین اسکو ترجمہ پس گئے ابو رافع کے پاس عبد اللہ بن عتیک اسکے گھر مین رات کو اس حال مین کہ وہ سوتا تھا پس مار ڈالا اسکو پس
کہا عبد اللہ بن عتیک نے کہ پس رکھی مین نے تلوار اسکے پیٹ مین یہانتک کہ پہونچی اسکی پیٹھ کی طرف پس معلوم کیا مین نے مار لیا اسکو پس شروع
کیے مین نے کھولنے دروازے ف ح اسکے قلعہ کے تا اندر آوین وہ لوگ بھی کہ پیچھے تھے میرے ساتھ اسکے مارنے کے لیے اور باہر کھڑے تھے اور شاید کہ
ہوں اس قصہ مین اور عبد اللہ بن عتیک عجیب حیلہ سے اندر پہونچے تھے چنانچہ مفصل بیان اسکا تاریخ کی کتابوں مین مذکور ہے اور صحیح بخاری مین اور بھی
کتاب المغازی کے اوائل مین بعد غزوہ بدر کے حدیث اسکی مذکور ہے اور نہایت غریب و عجیب ہے انتہی اور ملا علی نے کہا کہ شاید عبد اللہ نے دروازہ
بعد کھولنے کے اول بار مین بند کر دیے ہونگے واسطے محافظت اور اپنے کے کہ پیچھے سے کوئی اور نہ آجاوے یا گئے ہون اسکے پاس اور راہ سے
ترجمہ یہانتک کہ پہونچا مین طرف زینے کے پس رکھا مین نے پاؤن اپنا یعنے گمان اسکے کہ مین پہونچا زمین پر پس گر پڑا مین زینہ سے چاندنی رات
مین ف ع کہا طیبی نے کہ تھا سبب انکے گر پڑنیکا زمین پر یہ کہ چاندنی واقع اور داخل ہوگی زینہ مین پس انھون نے گمان کیا کہ یہ زینہ کا برابر ہے
زمین کے پس گر پڑے اسپر سے زمین پر ترجمہ پس ٹوٹ گئی پنڈلی میری پس باندھا مین نے اسکو پگڑی سے پھر چلا مین طرف یارون اپنے کے کہ وہ کھڑے
نیچے کھڑے تھے پس پہونچا مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب مین یعنے ساتھ یارون اپنے کے اور بیان کیا مین نے ان سے سارا ماجرا پس فرمایا
آنحضرت صلعم نے کہ پھیلا دو پاؤن اپنا پس پھیلایا مین نے پاؤن اپنا پس ہاتھ پھیرا آنحضرت نے پاؤن پر پس اچھا ہو گیا پاؤن گویا کہ دکھا ہی نہین تھا
کبھی نقل کی یہ بخاری نے (وعن جابر قال انا يوم الخندق نحفر فعرضت كدية شديدة فجاؤا النبي صلى الله عليه وسلم فقالوا هذه كدية عرضت في الخندق
فقال انا نازل ثم قام وبطنه معصوب بحجر ولبثنا ثلاثة ايام لا نذوق ذواقا فاخذ النبي صلى الله عليه وسلم المعول فضرب فعاد كثيبا اهيل او اهيم فانكفات
الى امراتي فقلت هل عندك شيء فاني رايت بالنبي صلى الله عليه وسلم خمصا شديدا فاخرجت جرابا فيه صاع من شعير ولنا بهيمة داجن
فذبحتها وطحنت الشعير حتى جعلنا اللحم في البرمة ثم جئت النبي صلى الله عليه وسلم فساررته فقلت يا رسول الله ذبحنا بهيمة لنا وطحنت صاعا
من شعير فتعال انت ونفر معك فصاح النبي صلى الله عليه وسلم يا اهل الخندق ان جابرا صنع سورا فحيهلا بكم فقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم لا تنزلن برمتكم ولا تخبزن عجينكم حتى اجيء وجاء فاخرجت له عجينا فبصق فيه وبارك ثم عمد الى برمتنا
فبصق وبارك ثم قال ادع خابزة فلتخبز معك واقدحي من برمتكم ولا تنزلوها وهم الف فاقسم بالله لاكلوا حتى تركوه وانحرفوا وان برمتنا
لتغط كما هي وان عجيننا ليخبز كما هو متفق عليه) اور روایت ہے جابر سے کہا کہ تحقیق ہم یعنے صحابہ روز خندق کے کہ عبارت ہے غزوہ احزاب سے
کھودتے تھے یعنے خندق گرد مدینہ کے درمیان اپنے اور درمیان دشمنون کے پس نمودار ہوا ایک پتھر سخت پس آئے صحابہ آنحضرت کے پاس
اور عرض کیا کہ یہ پتھر سخت ہے کہ ظاہر ہوا ہے ایک خندق مین پس فرمایا آنحضرت نے کہ مین اترونگا یعنے خندق مین پھر کھڑے ہوئے حضرت اور
پیٹ حضرت کا بندھا ہوا تھا ساتھ پتھر کے یعنے بسبب شدت بھوک کے اور رہے تھے ہم تین دن اس حال مین کہ نہ چکھتے تھے کوئی چیز چکھنے کی

ف ح ذوق زبر اول سے وہ چیز کہ چکھی جاوے قسم کھانے اور پینے سے یعنے بھوکے تھے اور تین روز گزرے تھے کہ کچھ نہ چکھا تھا ہمنے تب میں لیا
آن حضرت نے کدال یا کدالا اور مارا اُس پتھر پر پس ہو گیا وہ پتھر سخت ریت پھسلتی جا بہ کہتے ہیں کہ پھر امیں اور گیا میں طرف بیوی اپنی کے گھر میں
تھی اور نام اُسکا سہیلہ بنت سعود انصاری تھا پس کہا میں نے کہ کیا ہے تیرے پاس کچھ یعنے کھانیکی چیز پس تحقیق دیکھا ہے میں نے آن حضرت پر اثر
بھوک شدید کا پس نکالا اُس بیوی نے ایک تھیلا کہ اُسمیں قریب ساڑھے تین سیر کے جو تھی اور تھا ہمارے پاس ایک بچہ بکری کا یا دنبہ کا یا بچہ بکر کا
پلا ہوا گھر کا پس ذبح کیا میں نے اُسکو اور پیسے بیوی نے جو یہانتک کہ ڈالا ہمنے گوشت ہانڈی میں پھر آیا میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور
چپکے سے عرض کیا میں نے پس کہا میں نے یا رسول اللہ ذبح کیا ہے ہمنے ایک چھوٹا سا بچہ بکری کا اور پیسے ہیں میری بیوی نے قریب ساڑھے تین
سیر کے جو یعنے اسقدر تو حاضر ہوں پس آئیے آپ اور کچھ لوگ ساتھ آپکے پس آواز دی آنحضرت نے کہ اے اہل خندق تحقیق جابر نے تیار کی ہے مہمانی
ف ح لفظ سور ساتھ پیش سین اور جزم واو کے کھانا ضیافت کا یہ لفظ فارسی ہے کہ آنحضرت صلعم کی زبان مبارک پر جاری ہوا اور کتنے لفظ اور بھی
ہیں فارسی کے کہ آنحضرت نے انکو مشرف کیا ہے پس جلدی چلو تم فرمایا آنحضرت نے کہ نہ اتارنا تم ہانڈی اپنی اور نہ پکانا تم آٹا اپنا یہانتک کہ آؤں
میں اور تشریف لائے حضرت پس نکال لایا میں روبرو حضرت کے آٹا گندھا ہوا پس آپ نے دہن ڈالا آپنے اُسمیں اور دعاء برکت کی کی اُسکے لیے پھر
قصد کیا طرف ہانڈی ہمارے کے پس آپ نے دہن ڈالا اور دعا برکت کی پھر فرمایا یعنے میری بیوی کو کہ بلا روٹی پکانیوالی کو پس چاہیے کہ پکاوے وہ
ساتھ تیرے اور نکال گوشت ساتھ چمچے کے ہانڈی اپنی میں سے اور نہ اتارو ہانڈی کو چولھے پر سے کہا جابر نے اور یہ اہل خندق ہزار مرد تھے
یعنے تین روز کے بھوکے بغیر خوراک پس قسم کھاتا ہوں میں اللہ کی البتہ کھایا سب نے یعنے کھانے میں سے یہانتک کہ باقی چھوڑا اُسکو اور پھر
اس حال میں کہ تحقیق ہانڈی ہماری البتہ جوش مارتی تھی جیسے کہ تھی اور تحقیق آٹا ہمارا پکایا جاتا تھا جیسے کہ تھا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ح
یعنے دونوں چیزیں جوں کی توں موجود تھیں یہ تمام اُن منبع البرکات صلعم ہی کی برکت سے تھا کہ زمین و آسمان اور ظاہر و باطن انکی برکتوں سے
پُر ہیں اور سوا اسکے اُسکے بہت معجزے ہوئے ہیں حضرت سے بڑھ جانا تھوڑے سے کھانے کا اور جوش مارنا پانی کا اور بہت سا ہو جانا اُسکا اور تسبیح کرنا
طعام کا اور رونا اور چلانا تنہ درخت خرما کا وغیرہ ذلک جو مشہور ہیں یہانتک کہ جو مجموعہ اُنکا ہو گیا ہے بمنزلہ تواتر کے اور حاصل ہوا ہے علم قطعی بسبب اُسکے اور علمائے
اعلام نے جمع کی ہیں دلیلیں نبوت کی اپنی کتابوں میں اور بہت اچھی ان سب میں کتاب بیہقی کی ہے جسکا نام دلائل النبوت (وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَمَّارٍ حِیْنَ یَحْفِرُ الْخَنْدَقَ فَجَعَلَ یَمْسَحُ رَأْسَہٗ وَیَقُوْلُ بُؤْسَ ابْنِ سُمَیَّةَ تَقْتُلُکَ الْفِئَةُ الْبَاغِیَةُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابی قتادہ
صحابی سے یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمار بن یاسر کو اُس وقت کہ کھودتے تھے آنحضرت یا عمار خندق کو پس شروع کیا آنحضرت نے کہ
ہاتھ پھیرتے تھے عمار کے سر پر اور جھاڑتے تھے گرد اُنکے سر سے اور فرماتے تھے اے شدت اور مشقت اور محنت بیٹے سمیہ کے ف ح سمیہ ساتھ پیش
سین مہملہ کے اور زبر میم و تشدید یہ کے نام عمار کی ماں کا ہے کہ مسلمان ہوئی تھی مکہ میں اور عذاب کی گئی بسبب دین خدا کے اور نہ پھری دین سے
یہانتک کہ خنجر مارا ابو جہل لعین نے انکی فرج میں اور مار ڈالا انکو پس آنحضرت عمار کی سختی اور محنت کو یاد کرتے ہیں اور ندا کرتے ہیں اُسکو کہ اے شدت
عمار کی حاضر ہو پس یہ وقت تیرا ہے در حقیقت میں مراد ندا کرنا عمار کا ہے چنانچہ اسلیے فرمایا ہے کہ قتل کریگی تجھکو ایک جماعت کہ بغاوت کریگی اور
نکلجاویگی امام برحق کی اطاعت سے نقل کی یہ مسلم نے ف ح کہا طیبی نے کہ رحم کھایا آنحضرت نے عمار پر بسبب شدت کے کہ پڑینگے اُسمیں عمار
کہ وہ قتل کرنا جماعت باغیہ کا ہے اور مراد اس جماعت سے معاویہ اور قوم انکی ہے اسلیے کہ قتل عمار کا صفین کی لڑائی میں ہوا اور عمار ساتھ امیر المومنین
علی کے تھے اور یہ حضرت علیؓ کی حقیقت کی دلیلوں میں سے ہے اس قضیہ میں جیسا کہ آیا ہے کہ عمرو بن العاص معاویہ کے پاس آئے کہ عجب کار مشکل پیش

ایا کہ عمار بن یاسر جماعت کے ہاتھ سے مارا گیا معاویہ نے کہا کہ مشکل کیا ہو کہا عمرو نے کہ مین نے سُنا ہو کہ آنحضرت نے فرمایا عمار کو قتل کریگی جماعت باغیہ
نے کہا کہ ہمنے عمار کو نہین مارا علی نے مارا اُسکو جنکہ میدان مین لایا اور منقول ہو کہ معاویہ تاویل کرتے تھے اس حدیث کے مضمون کہ کہتے تھے نحن فئۃ باغیۃ لدم
عثمان اور یہ صریح تحریف ہو اور بعضے اخبار مین لائے ہین کہ معاویہ نے عمرو بن العاص کو کہا کہ تو عجب مرد ہو کہ اپنے سے کمتر مین پھسلا جاتا ہو یعنے ایک ادنی شخص
کے مارے جانے سے ہماری ہمراہی سے الگ ہوا چاہتا ہو واللہ اعلم اور حاصل یہ کہ اس حدیث مین تین معجزے ہین ایک تو یہ کہ عمار قتل کیا جاویگا اور دوسرا
یہ کہ وہ مظلوم ہوگا اور تیسرا یہ کہ قاتل اُسکا باغی ہوگا یا خیرون مین سے اور سب صادق و حق ہو چکے دیکھا مین نے بعضی ملا علی نے شیخ اکمل الدین کو کہ کہا تاکہ
یہ ہو کہ دونون تاویلین مذکورین کرنی معاویہ سے افترا ہو انپر بلکہ یہ کہتا ہو بولنا کہ اگر کیا ہو اس حدیث کو دیکھکر ہین زبان لعن اور طعن کی معاویہ کے حق
مین نکھولے لئے لاکن اسلیے کہ فرمایا ہو آنحضرت نے کہ ڈرو تم اللہ سے میرے اصحاب کے حق مین ڈرو تم اللہ سے میرے صحابہ کے حق مین نکرنا تم اُنکو نشانہ بعد میرے
یعنے برا نہ کہنا اُنکو پس جس شخص نے کہ دوست رکھا اُنکو پس میری محبت کے سبب سے دوست رکھا اُنکو اور جسنے دشمن رکھا اُنکو پس میرے بغض کے سبب
مبغوض رکھا اُنکو اور جسنے ایذا دی اُنکو پس تحقیق اُسنے ایذا دی مجھکو اور جسنے ایذا دی مجھکو پس تحقیق اُسنے ایذا دی اللہ کو اور جسنے ایذا دی اللہ کو پس قریب
ہو کہ پکڑیگا اُسکو اللہ یعنی عذاب مین یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہو چنانچہ اس کتاب مین بھی باب فضائل صحابہ کے مین آویگی اور بہت سی حدیثین ہین
کہ دلالت کرتی ہین اسپر کہ سکوت ہی بہتر ہو از انجملہ یہ ایک حدیث کافی ہو کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے من سکت سلم ومن سلم نجا اور بعضی حدیثین اُنکے فضائل
مین بھی آتی ہین چنانچہ ایک حدیث باب علامات النبوت مین انس سے گذری ہو کہ حضرت نے فرمایا کہ ایک جماعت لوگون کی میری امت مین سے روبرو
کیگئی میرے اس حال مین کہ جہاد کرتے ہین راہ خدا مین سوار ہوتے ہین پشت دریا پر مانند بادشاہ ہونکے تختون پر الخ پس وہ بھی معاویہ اور لشکر اُنکا تھا کہ جہاد
کیا کفار پر مفصل اُسکو مقام مذکور مین دیکھنا چاہیے غرضکہ اُنکو برا نکہے اور نہ بغض رکھے اُنسے یہ شعبہ رفض کا ہو بچاوے اللہ تعالی اس عقیدہ بد سے کہ
بعضے سُنی بھی بسبب جہل کے اس بلا مین مبتلا ہین نہین دیکھتے شرح فقہ اکبر مین کہ ملا علی قاری نے اس قضیہ کو شاہ اجتہادی پر حمل کیا ہو پس پاک
رکھنا چاہیے اہل سنت کو اپنے دلکے تئین اہل بیت اطہر کے بغض سے اور تمام صحابہ کرام کے بغض سے اور مہر سکوت رکھنی چاہیے زبان پر بسبب
کار کن کار بگذر از گفتار ٭ کہ درین راہ کار دارد کار ٭ اور یہ بھا ہو ہمکو اسپر عمل کرنا چاہیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو لیکف عن الناس ما تعلم
من نفسک اور آیا ہو ولا تذکر الناس الا بخیر اور غور تو کرو کہ جب اللہ تعالی فرماوے وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ تو ہماری کیا غرض
ہو کہ اللہ تعالی تو اُنکی صفائی کا متکفل ہووے اور ہم اپنی زبانین گندی کرین اُنکی طعن و تشنیع سے اعاذنا اللہ ووفقنا لما یحب ویرضی (وَعَنْ سُلَيْمَانَ
بْنِ صُرَدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أُجْلِيَ الْأَحْزَابُ عَنْهُ الْآنَ نَغْزُوهُمْ وَلَا يَغْزُونَا نَحْنُ نَسِيرُ إِلَيْهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہو سلیمان بن
صرد سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسوقت کہ متفرق ہوگئے اور چلے گئے گروہ کفار کے حضرت کے مقابلہ سے ف ع یعنی غزوہ خندق
مین آنحضرت کی جنگ و عداوت پر اجتماع اور اتفاق کیا تھا تمام وہانکے کفار نے چنانچہ اسلیے اُسکو غزوہ احزاب بھی کہتے ہین کہ مشرک اور یہود تمام گروہ
کفار کے ہزارہا اتفاق کرکر مدینہ پر چڑھ آئے تھے اور گروہ قریش کا سردار ابوسفیان تھا اسیطرح اور جماعات کفار پر اور اور سردار تھے اور گذرا فریقین پر
قریب ایک مہینے کے کہ اُنمین لڑائی نہوتی تھی مگر کچھ تیر اندازی اور پتھراؤ ہوتا تھا آپسمین یہانتک کہ پروردگار تعالی نے نازل فرمائی ہوا اپنی کہ بھیجی ہوا تند
اور لشکر ملائکہ کے کہ کفار نہ دیکھتے تھے اُنکو اور ڈالا اُنکے دلون مین رعب پس درہم و برہم ہوگئے چنانچہ مفصل یہ قصہ تاریخ اور حدیث کی کتابون مین مذکور
ہو اُسوقت آنحضرت نے بطریق دینے خبر غیب کے فرمایا ترجمہ کہ اب یعنی مابعد اُسوقت کے جہاد کرینگے ہم اُنپر یعنی ابتدا اور وہ نہین لڑینگے ہم سے ہم
چلینگے طرف اُنکے نقل کی یہ بخاری نے ف ح یعنی اور نہین آوینگے طرف ہمارے اور ایسا ہی ہوا کہ بعد اس غزوہ کے قدم مشرکون کا مدینہ مین نہ آیا

جنگ اسلام نوسکے نہ آیا اور مسلمان انپر چڑھ چڑھ کر گئے اور فتحیں کین غرضکہ حضرت نے خبردی کہ آج سے شوکت مشرکونکی کم ہوگئی اور ایسا ہی ہوا اور ہوا یہ معجزہ حضرت کا (وعن عائشۃ قالت لما رجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الخندق ووضع السلاح واغتسل اتاہ جبریل وھو ینفض رأسہ من الغبار فقال قد وضعت السلاح واللہ ما وضعتہ اخرج الیھم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاین فاشار الی بنی قریظۃ فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیھم متفق علیہ وفی روایۃ للبخاری قال انس کانی انظر الی الغبار ساطعا فی زقاق بنی غنم موکب جبریل علیہ السلام حین سار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی بنی قریظۃ) روایت ہے عائشہؓ سے کہا جبکہ پھرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ خندق سے اور رکھے ہتھیار یعنی اتارے اپنے بدن سے بسبب فارغ ہونیکے جنگ سے اور غسل کیا ف ع یعنی ارادہ غسل کا کیا اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ ایک جانب سرکی دھوئی تھی یعنی ہنوز غسل پورا کیا تھا ترجمہ کہ آئے حضرت کے پاس جبرئیل اس حال میں کہ آنحضرت یا جبرئیل جھاڑتے تھے سر اپنا اور پاک کرتے تھے گرد سے کہ پڑی تھی غزوہ خندق میں پس کہا جبرئیل نے آنحضرت کو کہ تحقیق اپنے تو رکھے ہتھیار قسم ہے اللہ کی میں نے نہیں رکھے ہتھیار اپنا یہ دیکھتے ہی تم نکلو طرف ان کافرونکی پس فرمایا آنحضرت نے پس کہاں قصد کرون میں اور کنکی طرف نکلوں پس اشارہ کیا جبرئیل نے طرف بنی قریظہ کے ف ع کہ ایک قوم تھی یہود میں سے کہ مدینہ سے تین چار کوس پر رہتے تھے اور انھوں نے عہد شکنی کی تھی کہ ساتھ دیا تھا احزاب کا اور وہ ایک قلعہ بھی رکھتے تھے کچھ نشان اسکا اب بھی باقی ہے ترجمہ پس نکلے آنحضرت طرف بنی قریظہ کے ف ع اور فتح دی اللہ تعالی نے آنحضرت کو انپر اور کیفیت فتح کی اور قصہ انکا تاریخ کی کتابوں میں اور بعضی تفسیروں میں مفصل مذکور ہے اور جو معجزہ ہے کہ ہر قضیہ میں واقع ہوئے ہیں بعضوں نے لکھے ہیں ترجمہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور بخاری کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ کہا انسؓ نے گویا میں دیکھتا ہوں طرف غبار کے کہ اٹھا تھا بیچ کوچہ بنی غنم کے ف ع ساتھ زبر غین کے اور جزم نون کے اور زبر سے بھی آیا ہے نام ایک قبیلہ کا انصار میں سے ترجمہ سوارونکی جماعت سے کہ ہمراہ جبرئیل کے تھی جسوقت چلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طرف بنی قریظہ کے ف ع ظاہر یہ ہے کہ اس کوچہ میں آمد و رفت لوگونکی نہ تھی پس دیکھنا اٹھنے غبار کا اسمین سے دلیل ہوا اسپر کہ یہ ملائکہ کے لشکر کے قدموں سے اٹھا اور غالب یہ ہے کہ سردار انکے جبرئیل تھے اور جبرئیل ساتھ تھے انکے یا وہ ساتھ تھے آنحضرت کے اور اضافت انکی طرف جبرئیل کے اسلیے ہے کہ مانند تابعداروں انکے تھے اور معجزہ یہاں آنا جبرئیل کا ہے ہتھیار باندھے ہوئے لشکر سمیت جنگ کے لیے اور دیکھنا غبار کا لشکر سے ہر چند کہ وہ بذاتہ معلوم نہوتے تھے (وعن جابر قال عطش الناس یوم الحدیبیۃ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین یدیہ رکوۃ فتوضأ منھا ثم اقبل الناس نحوہ قالوا لیس عندنا ما نتوضأ بہ ونشرب الا ما فی رکوتک فوضع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدہ فی الرکوۃ فجعل الماء یفور من بین اصابعہ کامثال العیون قال فشربنا وتوضأنا قیل لجابر کم کنتم قال لو کنا مائۃ الف لکفانا کنا خمس عشرۃ مائۃ متفق علیہ) اور روایت ہے جابرؓ سے کہ پیاسے ہوئے لوگ دن حدیبیہ کے حالانکہ آنحضرت آگے انکے تھی چھاگل پس وضو کیا اس سے پھر متوجہ ہوئے لوگ طرف آنحضرت کے عرض کیا کہ نہیں ہے ہمارے پاس پانی کہ وضو کریں ہم اس سے اور پیویں اسکو مگر یہی پانی ہے کہ جو آپکی چھاگل میں ہے یعنی اور ظاہر ہے کہ یہ نہیں کفایت کریگا سبکو پس رکھا آنحضرت نے اپنا دست مبارک چھاگل میں یعنی اسکے اندر یا اسکے منہ میں پس لگا پانی جوش مارنے آنحضرت کی انگلیوں کے درمیان میں سے مانند چشمونکے کہا جابرؓ نے پس پیا ہمنے اور وضو کیا ہمنے ف ع پس زہے سعادت انکی کہ کیسی طہارت ظاہر اور باطن کی حاصل ہوئی انکو اس پانی سے کہ وہ افضل تھا سب اقسام پانیوں میں ترجمہ کہا گیا واسطے جابرؓ کے کہ کتنے تھے تم یعنی اسدن کہ کفایت کیا تمکو اور چونکہ تھا یہ سوال غیر مناسب مقام معجزہ میں کہا جابرؓ نے یعنے اول جواب میں کہ اگر ہوتے ہم لاکھ یعنی مثلا تو البتہ کفایت کرتا ہمکو پھر جواب دیا انکی بات کا کہ تھے ہم پندرہ سو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع ظاہر عبارت یہ تھا کہ کتنے ہزار اور پانسو ولیکن مقصود مبالغہ کرنا تھا بہتایت میں اور یہ بھی ہے کہ اہل حدیبیہ جماعتیں تھیں جدا جدا ہر جماعت سو آدمی کی تھی کذا قیل (وعن البراء بن عازب قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربع عشرۃ مائۃ یوم الحدیبیۃ والحدیبیۃ بئر فنزحناھا فلم نترک

فِیْهَا قَطْرَةً فَبَلَغَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَاهَا فَجَلَسَ عَلٰی شَفِیْرِهَا ثُمَّ دَعَا بِاِنَاءٍ مِّنْ مَّاءٍ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّهٗ فِیْهَا ثُمَّ قَالَ دَعُوْهَا سَاعَةً فَاَرْوَوْا اَنْفُسَهُمْ وَرِکَابَهُمْ حَتّٰی ارْتَحَلُوْا رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہے براء بن عازب سے کہا تھے ہم ساتھ رسول خدا صلعم کے چودہ سو دن حدیبیہ کے ف اور جابر کی روایت میں پندرہ سو کہا اور بعضے کہتے ہیں کہ زیادہ چودہ سو سے تھے پس جنے کہ پندرہ سو کہا اُسنے جبر کسر کیا یعنے کسر کو پورا کر دیا اور جنہے چودہ سو کہا کسر کو حذف کر دیا یا جماعت جماعت آتی تھی اور چلی جاتی تھی ایک وقت میں چودہ سو تھے اور ایک وقت میں پندرہ سو ہوگئے یا پندرہ سو تھے اور پھر چودہ سو رہ گئے یا مدار غلبہ ظن اور تخمین پر ہے تمت ترجمہ اور حدیبیہ کہ فصیح تخفیف یا سے ہے نام ایک کنوے کا ہے کہ کہتے دس بارہ کوس ہے مکہ سے پس کھینچا ہمنے پانی اُسکا پس نہ چھوڑا ہمنے اُسمین ایک قطرہ پس پہونچی یہ خبر آنحضرت صلعم کو پس آئے آنحضرت کنوئین کے پاس اور بیٹھے کنوئین کے کنارے پر پھر منگایا آنحضرت نے باسن پانی کا اور وضو کیا پھر بعد وضو کے پانی منھ میں لیا اور دعا کی پھر ڈالا آب دہن کنوئین میں پھر فرمایا چھوڑ دو اس کنوئین کو ایک ساعت ف ع تا بھر جاوے شاید کہ یہ اشارہ ہے اسپر کہ ساعت قبولیت کی واقع ہوگی تھوڑی دیر اور مراد اس سے ساعت نجومیہ ہے نہ لغویہ یا مدت قلیلہ بسبب اطلاقات عرفیہ کے ترجمہ پس خوب سیراب کیا لوگوں نے اپنے تئین اور اپنی سواریکے جانوروں کو یہانتک کہ کوچ کیا وہاں سے نقل کی بخاری نے ف ع ظاہر یہ ہے کہ قصہ جابر کا کہ اوپر کی حدیث میں مذکور ہوا پہلے تھا اس قصہ سے اور دونون قصے حدیبیہ میں گذرے ہیں (وَعَنْ عَوْفٍ عَنْ اَبِیْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ کُنَّا فِیْ سَفَرٍ مَّعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَکٰی اِلَیْهِ النَّاسُ مِنَ الْعَطَشِ فَنَزَلَ فَدَعَا فُلَانًا کَانَ یُسَمِّیْهِ اَبُوْ رَجَاءٍ وَنَسِیَهٗ عَوْفٌ وَدَعَا عَلِیًّا فَقَالَ اذْهَبَا فَابْتَغِیَا الْمَاءَ فَانْطَلَقَا فَتَلَقَّیَا امْرَاَةً بَیْنَ مَزَادَتَیْنِ اَوْ سَطِیْحَتَیْنِ مِنْ مَّاءٍ فَجَاءَا بِهَا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنْزَلُوْهَا عَنْ بَعِیْرِهَا وَدَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاِنَاءٍ فَفَرَّغَ فِیْهِ مِنْ اَفْوَاهِ الْمَزَادَتَیْنِ وَنُوْدِیَ فِی النَّاسِ اسْقُوْا فَاسْتَقَوْا قَالَ فَشَرِبْنَا عِطَاشًا اَرْبَعِیْنَ رَجُلًا حَتّٰی رَوِیْنَا فَمَلَاْنَا کُلَّ قِرْبَةٍ مَّعَنَا وَاِدَاوَةٍ وَایْمُ اللّٰهِ لَقَدْ اُقْلِعَ عَنْهَا وَاِنَّهٗ لَیُخَیَّلُ اِلَیْنَا اَنَّهَا اَشَدُّ مِلْاَةً مِّنْهَا حِیْنَ ابْتَدَاَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) اور روایت ہے عوف تابعی سے کہ نقل کی ابی رجاء تابعی نے انھون نے عمران بن حصین صحابی سے کہ کہا تھے ہم ایک سفر میں ساتھ آنحضرت کے پس شکایت کی آنحضرت سے لوگون نے پیاس کی پس اُترے آنحضرت اور بلایا فلانے شخص کو یعنے ایک شخص کا نام لیکر پکارا تھا نام لیتا تھا اُس فلانے کا ابو رجاء کہ راوی حدیث کا ہے عمران بن حصین سے اور بھول گیا اُسکے نام کو عوف کہ راوی ہے ابو رجاء سے یعنی پس تعبیر کیا اُسکو لفظ فلان کر اور بلایا حضرت علی کو بھی پس فرمایا کہ جاؤ تم دونون اور ڈھونڈھو پانی پس گئے دونون یعنے علی اور وہ فلانا پس ملاقات کی اور دیکھا اُن دونون نے ایک عورت کو کہ بیٹھی ہے درمیان پکھال کے اونٹ پر یا کہا راوی نے درمیان دونون سطیحون پانی کے اور سطیحین بھی کہتے ہین پکھال کو پس لائے وہ دونون صحابی اُس عورت کو پکھال سمیت پاس نبی صلعم کے پس اُتارا اُس عورت کو اور بعضے ولون نے کہا اُسکی پکھال کو اونٹ پر سے اور منگوایا آنحضرت صلعم نے ایک باسن پس ڈالا پانی یعنی حکم کیا پانی کے ڈالنے کا اُس باسن مین پکھال کے دہانون مین سے اور آواز دی گئی لوگون مین کہ پانی دو اپنے تئین یعنے آپس مین ایک دوسرے کو پلاؤ اور لو بقدر حاجت اپنی کے پس لیا پانی سبھون نے کہا عمران نے پس پیا ہمنے درحالیکہ پیاسے تھے ہم چالیس مرد یہانتک کہ سیراب ہوگئے ہم پھر بھری ہمنے ہر مشک اور ہر چھاگل کہ ہمارے ساتھ تھی یعنی جو باسن ہمارے پاس تھے بھر لیے اور قسم اللہ کی البتہ تحقیق روکی گئی جماعت یعنے الگ ہوئی اور پھری اس پکھال سے اس حال مین کہ تحقیق شان یہ تھی کہ البتہ شبہہ ڈالا جاتا تھا طرف ہمارے یہ کہ وہ پکھال بہت بھری ہوئی ہے اپنے اُسوقت سے کہ شروع کیا تھا آنحضرت نے پانی لینا اس سے نقل کی بخاری اور مسلم نے ف یعنی سبھون نے پانی پیا اور باسن بھرے اور وہ پکھال زیادہ بھری ہوئی معلوم ہوتی تھی بہ نسبت اسوقت کے کہ پہلے پانی لینا شروع کیا تھا اور اس حدیث کا تتمہ اور بھی ہے کہ آنحضرت صلعم نے کھانا اور غلہ دیا اس عورت کو اور وہ اپنی قوم کے پاس گئی اور خبر دی کہ یہ شخص ساحر ہے کہ آسمان و زمین کے درمیان مین مانند اسکے کوئی ساحر نہیں ہے یا نبی برحق ہے الخ (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی

نزلنا وادیا افیح فذهب رسول الله صلی الله علیه وسلم یقضی حاجته فلم یر شیئا یستتر به واذا بشجرتین بشاطئ الوادی فانطلق رسول الله صلی الله علیه وسلم الی احدهما فاخذ بغصن من اغصانها فقال انقادی علی باذن الله تعالی فانقادت معه کالبعیر المخشوش الذی یصانع قائده حتی اتی الشجرة الاخری فاخذ بغصن من اغصانها فقال انقادی علی باذن الله فانقادت معه کذلک حتی اذا کان بالمنصف مما بینهما قال التئما علی باذن الله فالتأمتا فجلست احدث نفسی فحانت منی لفتة فاذا انا برسول الله صلی الله علیه وسلم مقبلا واذا الشجرتین قد افترقتا فقامت کل واحدة منهما علی ساق رواه مسلم) اور روایت ہے جابر سے کہ کہا چلے ہم ساتھ آنحضرت کے یہانتک کہ اترے ہم ایک میدان کشادہ مین پس تشریف لیگئے آنحضرت رفع حاجت کے لیے یعنے پاخانہ پس دیکھی کوئی چیز یعنی قسم دیوار یا ٹیلہ اور پتھر سے کہ پردہ کرین ساتھ اسکے لوگون سے اور ناگہان دیکھے آنحضرت نے دو درخت بیچ کنارے میدان کے پس گئے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم طرف ایک کے ان دونون مین سے پس پکڑی ایک شاخ اسکی شاخون مین سے اور فرمایا کہ فرمانبرداری کر مجھپر یعنے واسطے پردہ کرنیکے مجھپر ساتھ حکم خداتعالی کے پس گردن رکھی اس درخت نے ساتھ آنحضرت کے مانند اونٹ نکیل پڑی ہوئی کے کہ فرمانبرداری کرتا ہی اپنے کھینچنے والے کی یہانتک کہ آئے آنحضرت دوسرے درخت کے پاس پس پکڑی ایک شاخ اسکی شاخون مین سے اور فرمایا کہ تابعداری کر تو واسطے پردہ کرنیکے مجھپر ساتھ حکم خداتعالی کے پس تابعداری کی ساتھ حضرت کے اسیطرح کہ جیسے پہلے درخت نے کی تھی یہانتک کہ جسوقت ہوئے آنحضرت آدھون آدھ راہ پر درمیان ان دونون کے یعنے بیچون بیچ مین انکے فرمایا کہ قریب ہو جاؤ آپس مین اس حال مین کہ سایہ کرنیوالے ہو مجھپر ساتھ حکم خداتعالی کے پس قریب ہو گئے وہ دونون یعنی یہانتک کہ رفع حاجت کی حضرت نے درمیان مین ان دونون کے جابر کہتے ہین پس بیٹھا مین اس حال مین کہ باتین کرتا تھا اپنے دل مین ف ح یعنی بیچ واقع ہونے اس امر عجیب کے کہ دیکھا مین نے حضرت سے اپنے دل سے کہتا تھا کہ یہ کیا ہی اور کیونکر ہوا یا اور کسی امر کی باتین دل مین کرتا تھا جیسے کہ عادت انسان کی ہوتی ہی کہ اپنے دل سے باتین کرتا ہی اور اسکو حدیث نفس کہتے ہین ترجمہ پس ظاہر ہوا مجھسے التفات اور دیکھنا ایک جانب کو یعنی مشغول تھا مین اپنے دل کے ساتھ اور التفات نہین رکھتا تھا کسی چیز کی طرف پس التفات کیا اور دیکھا مین نے تو ناگہان دیکھتا ہون مین آنحضرت کو کہ تشریف لیے آتے ہین ادہر کو اور ناگہان دیکھتا ہون ان دونون درختون کو کہ تحقیق جدا ہو گئے ہین پس جا کھڑا ہوا ہر ایک درخت ان دونون مین سے اپنی جگہ پر نقل کی یہ مسلم نے ف ع پس اہین دو معجزے ہوئے (وعن یزید بن ابی عبید قال رایت اثر ضربة فی ساق سلمة بن الاکوع فقلت یا ابا مسلم ما هذه الضربة قال ضربة اصابتنی یوم خیبر فقال الناس اصیب سلمة فاتیت النبی صلی الله علیه وسلم فنفث فیه ثلث نفثات فما اشتکیتها حتی الساعة رواه البخاری) اور روایت ہی یزید بن ابی عبید سے کہ کہا دیکھا مین نے نشان ضربہ کا یعنی زخم بیچ پنڈلی سلمہ بن اکوع کے پس کہا مین نے ای ابو مسلم کیفیت سلمہ بن اکوع کی ہی کیا ہی یہ زخم کہا یہ زخم ہی کہ پہونچا تھا مجھکو دن خیبر کے پس کہا لوگون نے کہ پہونچایا گیا سلمہ یعنی مارا گیا اور مر گیا یعنی زخم شدید پہونچا تھا کہ لوگون نے گمان کیا کہ مر گیا پس حاضر ہوا مین آنحضرت کے پاس پس پھونکا آنحضرت صلعم نے زخم کی جگہ مین تین بار پھونکنا پس نہ پایا مین نے دکھ اسکا اسوقت تک نقل کی یہ بخاری نے (وعن انس قال نعی النبی صلی الله علیه وسلم زیدا وجعفرا وابن رواحة للناس قبل ان یاتیهم خبرهم فقال اخذ الرایة زید فاصیب ثم اخذ جعفر فاصیب ثم اخذ ابن رواحة فاصیب وعیناه تذرفان حتی اخذ الرایة سیف من سیوف الله یعنی خالد بن الولید حتی فتح الله علیهم رواه البخاری) اور روایت ہی انس سے کہ کہا خبر پہونچائی آنحضرت نے مرنے زید بن حارثہ اور جعفر بن ابیطالب اور عبد اللہ بن رواحہ کی لوگونکو پہلے اس سے کہ آوے لوگونکو خبر انکے مرنیکی ف ح یہ تینون غزوہ موتہ مین کہ ساتھ پیش میم کے نام ایک شہر کا ہی شام مین سنہ ۸ آٹھ مین شہید ہوئے تھے اور مسلمان تین ہزار تھے اور روم ایک لاکھ اور تمام قصہ سیر کی کتابون مین لکھا ہی پس انکو خبر موت کی دینی حضرت صلعم کا معجزہ ہی اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہی خبر موت کی پہونچانی ترجمہ پس فرمایا آنحضرت صلعم نے یعنی بیچ بیان کیفیت شہید ہونے انکے

لیا نیزہ زید نے یعنی اسلیے کہ یہ امیر لشکر کے تھے اور عادت یہ ہی کہ لیتا ہی نیزہ امیر لشکر کا پس شہید کیے گئے پھر لیا جعفر نے نیزہ پس شہید کیے گئے یعنی بحسب تفصیل
مشہور کے پھر لیا نیزہ عبد اللہ بن رواحہ نے پس شہید کیے گئے فرماتے تھے آنحضرت یہ احوال اور آنکھیں آنحضرت کی آنسو گراتی تھیں یعنی بسبب غم انکے یہانتک کہ لیا
نشان اس شخص نے کہ لقب اسکا شمشیر ہی شمشیران خدا سے ف ع یعنی شجاع ہی شجاعان خدا سے اسلیے کہ وہ ہزار پر حملہ کرتے تھے اور انکے ہاتھ سے اس روز آٹھ
تلواریں ٹوٹیں اور اضافت سیف اللہ میں بزرگی کے لیے ہی ترجمہ مراد رکھتے تھے حضرت یعنی کلام سابق سے خالد بن ولید یعنی یہ کلام انس کا ہی یا انکے مابعد کے راوی
کا یہانتک کہ فتح دی اللہ تعالی نے مسلمانوں کو نقل کی یہ بخاری نے ف ع یعنی خالد کے ہاتھ سے اور زمانہ امارت انکی میں اور اختلاف کیا ہی علما نے کہ آیا اس
جنگ میں شکست ہوئی مشرکوں کو یہانتک کہ پھرے مسلمان غنیمت لیکر یا مراد فتح سے بچاؤ مسلمانوں کا ہی کہ پھرے صحیح و سالم انتہی اور حضرت شیخ نے کہا یعنی مدد کی
مسلمانوں کی روم پر اور مسلمان انکے ہاتھ سے سلامت رہے (وعن عباس قال شهدت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم حنين فلما التقى المسلمون والكفار
ولى المسلمون مدبرين فطفق رسول الله صلى الله عليه وسلم يركض بغلته قبل الكفار وانا آخذ بلجام بغلة رسول الله صلى الله عليه وسلم اكفها ارادة ان لا تسرع
وابو سفيان بن الحارث آخذ بركاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اي عباس ناد اصحاب السمرة فقال عباس وكان
رجلا صيتا فقلت باعلى صوتي اين اصحاب السمرة فقال والله لكأن عطفتهم حين سمعوا صوتي عطفة البقر على اولادها فقالوا يا لبيك يا لبيك قال فاقتتلوا
والكفار والدعوة في الانصار يقولون يا معشر الانصار يا معشر الانصار قال ثم قصرت الدعوة على بني الحارث بن الخزرج فنظر رسول الله صلى الله عليه
وسلم وهو على بغلته كالمتطاول عليها الى قتالهم فقال هذا حين حمي الوطيس ثم اخذ حصيات فرمى بهن وجوه الكفار ثم قال انهزموا ورب محمد فوالله ماهو
الا ان رماهم بحصياته فما زلت ارى حدهم كليلا وامرهم مدبرا رواه مسلم) اور روایت ہی عباس سے کہا حاضر تھا میں ساتھ آنحضرت کے دن غزوہ حنین کے
ف ع غزوہ حنین کا ہوا تھا بیچ شوال کے سنہ آٹھ میں بعد فتح مکہ کے اور حنین ساتھ پیش ح مہملہ اور زبر نون پہلے کے اور بعد اسکے ی ہی ساکن نام ایک
موضع کا ہی درمیان مکہ اور طائف کے پرے عرفات کے ترجمہ پس جب ملے مسلمان اور کافر یعنی اور واقع ہوا کشت و خون شدید آپس میں پھرے مسلمان پشت
دیکر ف ع ح یعنی بعضے جلد بازوں میں سے اور حقیقت میں وہ بھاگنا نتھا بلکہ پھر کر آنحضرت کی پناہ میں آتے تھے تا رد و انگیں آنحضرت صلعم سے حاصل
یہ کہ ایک طرح کی ہل چل مسلمانوں میں واقع ہوگئی تھی ترجمہ پس شروع کیا آنحضرت نے کہ ایڑ کرتے تھے اپنے خچر کو طرف کفار کے ف اس خچر کا
نام دلدل تھا کہ بطریق تحفہ کے بھیجا تھا فروہ بن نفاثہ نے پس اس سے معلوم ہوا قبول کرنا ہدیہ کا مشرکوں سے اور آیا ہی کہ آنحضرت نے رد بھی کیے ہیں
بعضے ہدیے مشرکین کے پس بعضوں نے کہا کہ قبول کرنا ہدیہ کا ناسخ ہی رد کا لیکن اسمیں نظر ہی بسبب نہ معلوم ہونے تاریخ کے اور اکثر اسپر ہیں کہ رد منسوخ
نہیں ہوا قبول فروہ کیا ہی کہ طمع رکھتے تھے اسکے اسلام لانیکی اور امید رکھتے تھے اس سے مصلحت مسلمانوں کی اور رد کیا اسکو کہ خلاف اسکے تھا ترجمہ اور میں
پکڑے ہوئے تھا حضرت کے خچر کی لگام تھامتا تھا میں اسکو بارادہ اسکے کہ نہ جلدی کرے خچر طرف دشمنوں کے اور ابوسفیان کہ نام اسکا تھا مغیرہ بن الحارث
بن عبد المطلب چچا کا بیٹا آنحضرت کا پکڑے ہوئے تھا رکاب آنحضرت کی یعنی ازراہ ادب اور محافظت کے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اے عباس آواز دے اصحاب سمرہ کو ف ح سمرہ کہتے ہیں کیکر کے درخت کو اسکے نیچے بیعت کی تھی کتنے ایک صحابہ نے حدیبیہ میں کہ اسکو بیعۃ الرضوان
کہتے ہیں یعنی پکار اہل حدیبیہ کو کہ اسوقت میں پہنچیں ترجمہ پس کہا عباس نے اور تھے وہ مرد بلند آواز کہ پس کہا میں نے یعنی پکارا میں نے بلند آواز سے
کہ کہاں ہیں اصحاب سمرہ یعنی نہ بھولو تم بیعت اپنی کہ واقع ہوئی تھی نیچے درخت کے پس کہا عباس نے قسم اللہ کی البتہ گویا کہ پھرنا اصحاب سمرہ کا اسوقت
کہ سنی آواز میری تھا مانند پھرنے گایوں کے اپنے بچوں پر کہ کیسی تیز بسبب محبت اور شوق کے آتی ہیں ویسے ہی وہ آئے پس کہا انھوں نے اے قوم حاضر ہیں اے
قوم حاضر ہیں پس لڑے مسلمان ساتھ کافروں کے اور دعوت یعنی استعانت اور پکارنا آپس میں کا انصار میں تھا کہتے ہیں غازی اے گروہ انصار کے اے گروہ

انصار کے یعنی مدد کو پھر کوتاہ کیا گیا پکارنا اور مختصر ہوا اوپر اولاد حارث بن خزرج کے ف ع ح پس پکارا گیا ای بنی الحارث اور وہ بڑا قبیلہ ہے انصار اولاد
دو بھائیوں کے ہیں ایک اوس دوسرا خزرج اور بنی حارث خزرج کی اولاد میں سے ہیں پس دیکھا آنحضرت نے اس حال میں کہ وہ اپنے خچر پر سوار تھے
مانند خوب قدرت رکھنے والے کے اوپر چلانے اُسکے کے اور بعضوں نے کہا مانند اُس شخص کے کہ دراز کرتا ہے گردن اپنی تاکہ دیکھے طرف اُس چیز کے
کہ دور ہے اُس سے در حالیکہ مائل تھے طرف قتال اُنکے کے یعنی صحابہ جو لڑتے تھے آنحضرت گردن اونچی کر کر اُنکی طرف دیکھتے تھے پس فرمایا آنحضرت
نے یہ وقت گرم ہونے لڑائی کا ہے پھر لیں آنحضرت صلعم نے کنکریاں پس پھینکا اُنکو کفار کے مُنہ پر یعنی یہ کہکر شاہت الوجوہ پھر فرمایا از راہ تفاؤل کے
یا خبر دینے کے کہ شکست کھائی کافروں نے قسم ہے رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پس قسم ہے اللہ کی نہ تھی شکست مگر سبب اسکے کہ پھینکیں آنحضرت نے
کنکریاں اپنی یا تھا واقع مگر ڈالنا کنکریوں کا یعنی اور تھا قتال اور شمشیر زنی اور نیزہ زنی وغیرہ پس ہمیشہ دیکھتا رہا میں تیزی اور شدت انکو اور تلوار میں اُنکی
ضعیف و کند اور حال اُنکا ذلیل نقل کی یہ مسلم نے ف ع اسمیں دو معجزے ظاہر ہوئے حضرت کے ایک تو فعلی اور دوسرا خبری کیونکہ خبر دی اُنکے
شکست کی اور مارے سنگریزے پس بھاگ کھڑے ہوئے وہ (وعن ابی اسحاق قال قال رجل للبراء یا ابا عمارۃ فررتم یوم حنین قال لا واللہ ما ولی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولکن خرج شبان اصحابہ لیس علیہم کثیر سلاح فلقوا قوما رماۃ لا یکاد یسقط لهم سهم فرشقوهم رشقا ما یکادون یخطئون
فاقبلوا هناک الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بغلته البیضاء وابو سفیان ابن الحارث یقوده فنزل واستنصر
وقال انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب ثم صفهم رواه مسلم وللبخاری معناه وفی روایة لهما قال البراء کنا واللہ اذا احمر البأس نتقی به وان الشجاع
منا للذی یحاذی به یعنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم) اور روایت ہے ابی اسحٰق تابعی سے کہ کہا ایک شخص نے واسطے براء بن عازب صحابی کے کہ اے
ابی عمارہ کیا بھاگے تم کافروں سے دن حنین کے کہا براء نے قسم ہے اللہ کی نہیں پیٹھ دی آنحضرت صلعم نے یعنی نہ حقیقۃً اور نہ صورۃً ولیکن اسقدر
ہوا کہ نکلے یعنی طرف دشمن کے نوجوان حضرت کے صحابیوں میں سے کہ نہ تھے اُنپر بہت سے ہتھیار پس ملے ایک قوم تیرانداز سے یعنی ہوازن سے کہ نہ
نزدیک تھا کہ گرے اُنکا تیر یعنی زمین پر یعنی ایسے تیرانداز تھے کہ خطا نہیں کرتا تھا تیر اُنکا پس مارے اُس قوم نے اُن نوجوانوں کو تیر نہیں قریب تھے کہ خطا
کریں ف ع جواب براء نے خوب ادب سے دیا اسلیے کہ تقدیر کلام یہ تھی کہ کیا تم سب بھاگ گئے تھے پس یہ پوچھنا مقتضی اسکو تھا کہ آنحضرت صلعم بھی ساتھ ہوں
اُنکے پس براء نے کہا کہ قسم اللہ کی کہ آنحضرت صلعم نہیں بھاگے ولیکن ایک جماعت صحابہ کی تھی کہ اُنپر ایسا ایسا کچھ گذرا ترجمہ پس متوجہ ہوئے وہ جوان
اُسوقت میں یا اُس مکان میں طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ف ع یعنی مدد مانگنے کے لیے پس اس صورت میں نہیں صادق آتا ہے اُنپر
بھی بھاگنا کیونکہ طلب مدد کے لیے آئے تھے کہ کمک لیکر خوب لڑیں اگر کوئی کہے کہ ذکر ہوا پہلی حدیث میں کہ پھرے مسلمان پشت دیکر اور اس حدیث میں
کہا پس متوجہ ہوئے الخ پس کیونکر ہو تطبیق تو جواب اسکا یہ ہے کہ واقع ہوئی تھی اُنکو صورت پشت دینے کی پھر بعد متوجہ ہونے آنحضرت کے اُنکی طرف اور آواز
کر دینے عباسؓ کے اُنکو حاصل ہوئی اُنکو سعادت متوجہ ہونے کی اور انتقال کیا صورت فرار سے طرف سیرت قرار کے ترجمہ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سوار تھے اپنے خچر سفید پر کہ نام اُسکا دُلدُل تھا اور ابو سفیان بن حارث چلتے تھے آگے حضرت کے یا کھینچتے تھے حضرت کے خچر کو ف ع اور یہ
ظاہر میں معارض ہے اسکے کہ جو اوپر گذرا کہ عباس لگام پکڑے ہوئے تھے اور ابو سفیان رکاب لیکن ممکن ہے حمل کرنا اُسکا تناوب پر یعنی نوبت بنوبت پکڑنے
پر کہ کبھی ابو سفیان لگام پکڑتے ہونگے اور عباس رکاب اور کبھی عباس لگام پکڑتے ہونگے اور ابو سفیان رکاب یا حمل کرینگے اُسپر کہ اُس حال میں بسبب شدت
کے احتیاج دونوں کے باگ پکڑنے کی ہوئی ہو ترجمہ پس اُترے آنحضرت صلعم یعنی خچر پر سے اور طلب کی اللہ تعالیٰ سے مدد وفتح اور کہا آنحضرت صلعم نے
میں پیغمبر ہوں کچھ جھوٹ نہیں اسمیں میں بیٹا ہوں عبد المطلب کا ف ع لفظ کذب اور مطلب میں ب کو جزم ہے جیسے کہ معمول ہے پڑھنے کا سجع اور نہ

نظم میں اور صادر ہوا یہ آنحضرت سے بطور وزن شعر کے بمقتضی طبیعت موزون آنحضرت کے بغیر قصد کے پس نہیں کہا جاویگا اسکو شعر اور آنحضرت نے
اپنے تئین نسبت کیا جد کیطرف نہ باپ کی طرف بسبب اسکے کہ وہ بہت مشہور تھے عزت و بزرگی میں اور حضرت نے جو اپنی تعریف کی تو یہ ازراہ ریا و سمعہ
کے نتھی بلکہ جیسے عادت غازیوں کی ہوتی ہے کہ اظہار شجاعت و جوانمردی دشمنوں کے آگے کیا کرتے ہیں پس معلوم ہوا کہ ایسی جگہ اس راہ سے اپنی تعریف
کرنی جائز ہے ترجمہ پھر یعنی بعد جمع ہونے مسلمانوں کے اور رجوع کرنے جوانوں کے صف باندھکر کھڑا کیا حضرت نے صحابہ کو نقل کی یہ مسلم نے اور واسطے بخاری
کے ہیں معنی اسکے یعنی اور لفظ اسکے مسلم کے ہیں اور ایک روایت بخاری اور مسلم کی میں یوں آیا ہے کہ کہا براء بن عازب نے کہ تھے ہم جسوقت کہ سخت ہوتی
لڑائی پناہ ڈھونڈتے تھے ہم طرف انکے اور طلب کرتے تھے خلاصی بسبب انکے اور تحقیق دلیر و مردانہ ہم میں سے وہ شخص ہوتا کہ برابر کھڑا ہوتا حضرت کے ف ع یعنی جسجگہ
وہ ہوتے وہ بھی وہاں ہوتا اور معنی یہ ہیں کہ کوئی قدرت نہیں رکھتا تھا اسوقت اوپر تقدم کے حضرت صلعم پر پس پایہ کہ ہوتا نزدیک تو بچا گتا حضرت سے یا ہوتا
شجاع تو پناہ پکڑتا طرف حضرت صلعم کے ترجمہ مراد رکھتے تھے براء ساتھ ضمیر کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ف ع ح اسمیں بیان ہے حضرت کی شجاعت
کا اور انکے کمال اعتماد کرنے کا اللہ تعالی پر اور معجزہ بیان میں یہ ہے کہ حضرت نے اترکر مدد و فتح مانگی اللہ تعالی سے اور سنگریزے پھینکے کفار کی طرف اور انھوں نے
شکست پائی بسبب اسکے جیسے کہ پہلی حدیث میں مذکور ہے اور ذکر کرنا دوسری حدیث کا واسطے تمام کرنے قصہ حنین کے ہے (وعن سلمۃ بن الاکوع قال غزونا
مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنینا فولی صحابۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما غشوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزل عن البغلۃ ثم قبض قبضۃ من
تراب من الارض ثم استقبل بہ وجوہہم فقال شاہت الوجوہ فما خلق اللہ منہم انسانا الا ملأ عینیہ ترابا بتلک القبضۃ فولوا مدبرین فہزمہم اللہ وقسم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم غنائمہم بین المسلمین رواہ مسلم) اور روایت ہے سلمہ بن اکوع سے کہا جہاد کیا ہمنے یعنی کفار پر ہمراہ آنحضرت کے دن حنین کے پس پیٹھ
دی بعضے آنحضرت کے صحابہ نے پس جبکہ گھیرا کافروں نے آنحضرت کو اترے آنحضرت خچر سے پھر لی آنحضرت نے ایک مٹھی خاک کی زمین سے کہ سنگریزے بھی
اس میں تھے پھر مقابل کیا آنحضرت نے ساتھ اس خاک کے کافروں کے منھونکے یعنی سامنے انکے منھونکے ڈالی اور کہا برے ہوگئے یا برے ہو جیو منھ انکے پس نہ
پیدا کیا اللہ تعالی نے انمیں سے کسی آدمی کو یعنی کوئی آدمی نہ تھا مگر کہ بھر دیا اللہ تعالی نے اسکی دونوں آنکھوں کو ساتھ خاک اس مٹھی خاک کے کہ ڈالی انکے منھوں
کی طرف پس پھرے کافر پیٹھ دیکر پس شکست دی انکو اللہ تعالی نے اور بانٹیں آنحضرت صلعم نے غنیمتیں انکی درمیان مسلمانوں کے نقل کی مسلم نے ف ع اسمیں
تین معجزے ہوئے حضرت کے ایک تو یہ کہ پہونچی مٹی اس مٹھی کی سبکی آنکھوں میں اور دوسرے یہ کہ بھر گئیں آنکھیں ہر ایک کی اس تھوڑی سی مٹی سے باوجودیکہ وہ
چار ہزار تھے اور تیسرا شکست پانا انکا اس سے (وعن ابی ہریرۃ قال شہدنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنینا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لرجل ممن معہ یدعی الاسلام ہذا من اہل النار فلما حضر القتال قاتل الرجل من اشد القتال وکثرت بہ الجراح فجاء رجل فقال یا رسول اللہ ارأیت
الذی تحدثت انہ من اہل النار قد قاتل فی سبیل اللہ من اشد القتال فکثرت بہ الجراح فقال اما انہ من اہل النار فکاد بعض الناس یرتاب فبینما ہو علی
ذلک اذ وجد الرجل الم الجراح فاہوی بیدہ الی کنانتہ فانتزع سہما فانتحر بہا فاشتد رجال من المسلمین الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا یا
رسول اللہ صدق اللہ حدیثک قد انتحر فلان وقتل نفسہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر اشہد انی عبد اللہ ورسولہ یا بلال قم فاذن
لا یدخل الجنۃ الا مؤمن وان اللہ لیؤید ہذا الدین بالرجل الفاجر رواہ البخاری) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا حاضر ہوئے ہم ساتھ آنحضرت کے غزوہ
حنین میں ف ح اور مواہب لدنیہ میں اس قصہ کو غزوہ خیبر میں ذکر کیا ہے اور صحیح بخاری میں بھی اسیطرح ہے ترجمہ پس فرمایا آنحضرت نے ایک شخص کے
حق میں ان لوگوں میں سے کہ ہمراہ آپکے تھے دعوی کرتا تھا وہ شخص اسلام کا کہ یہ شخص دوزخی ہے ف ع اور نام اسکا قزمان تھا اور تھا وہ منافقوں
میں سے اگرچہ ظاہر نہ تھا نفاق اسکا ترجمہ پس جب آیا وقت جنگ کا لڑا وہ شخص کافروں سے سخت ترین لڑنا اور بہت لگے اسکو زخم پس آیا ایک

شخص یعنی صحابہ میں سے تعجب کرتا ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ خبر دو مجھکو حقیقت حال اُس شخص کے سے کہ فرماتے ہو تم کہ وہ دوزخیوں میں سے ہے
تحقیق وہ لڑا راہ خدا میں سخت ترین لڑنا بیچ بہت لگے اسکو زخم یعنی ظاہر حال اسکا یہ ہے کہ وہ بہشتی ہے پس فرمایا آنحضرت نے کہ آگاہ رہو کہ وہ دوزخیوں میں سے
ہے ف ع یعنی بات وہی ہے جو میں نے کہی اگرچہ ظاہر ہو تجکو خلاف اسکے اس لیے کہ صورت اعمال کا کچھ اعتبار نہیں ہے مدار اچھے احوال اور خاتمہ پر ہے
ترجمہ پس قریب تھے بعضے لوگ یعنی بعضے مسلمان ضعیف الایمان کہ شک کریں بیچ صدق خبر آنحضرت کے کہ باوجود اس جہاد و جد اسکے کے [illegible] میں
کیونکر فرماتے ہیں کہ وہ دوزخی ہے پس اسی اثنا میں کہ وہ اس حال پر تھا ناگہان پایا اُسنے درد زخم کا پس قصد کیا ساتھ ہاتھ اپنے کے طرف ترکش اپنے
کے اور کھینچا تیر پس کاٹا سینہ اپنا ساتھ اس تیر کے ف ع ح اور بخاری کی اکثر روایتوں میں آیا ہے لفظ اسہما سا تو جمع ہے سہم کے بہ معنی تیر کے یعنی کھینچے
کئی تیر اور صحیح بخاری کی اور حدیث میں آیا ہے کہ اس شخص نے رکھی تلوار اپنی زمین پر اور رکھا اپنا سینہ تلوار کی تیزی پر اور زور کیا یہانتک کہ مر گیا اور یہ منافات نہیں
رکھتا ہے اس روایت سے کہ شاید دونوں امر کیے ہوں اول تیر سے کیا ہو پھر جب تمام نہوا قتل تو تلوار سے کیا واللہ اعلم اور حاصل یہ کہ وہ مرا کافر یا منافق
باطن اپنی کے یا فاسق بسبب قتل کرنے نفس اپنے کے ترجمہ پس دوڑے کئی ایک شخص مسلمانوں میں سے طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ سچی کی اللہ تعالیٰ نے بات آپکی کہ آپنے فرمایا تھا کہ وہ دوزخیوں میں سے ہے تحقیق کاٹا سینہ اپنا فلانے نے اور مار ڈالا
اپنے تئیں پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ بہت بڑا ہے گواہی دیتا ہوں میں کہ میں بندہ خدا کا ہوں اور رسول اسکا ف ع یہ کلام وقت
خوشی کے کہا جاتا ہے خوش ہوئے آنحضرت جبکہ ظاہر ہوا صدق آپکا اور فرمایا ترجمہ کہ اے بلال اٹھ پس اعلام کر لوگوں کو ساتھ اسکے کہ نہیں داخل ہوگا
بہشت میں مگر مومن اور تحقیق اللہ تعالیٰ قوی کرتا ہے اس دین کو بہ سبب مرد فاجر و بہادر و قتال اسکے کے نقل کی یہ بخاری نے ف ع مراد فاجر سے
منافق ہے یا فاسق ان لوگوں میں سے کہ کرتے ہیں عمل از راہ ریا کے یا ملاتے ہیں ساتھ اسکے گناہ کو اور کبھی کرتے ہیں ایسا عمل کہ اس سے خاتمہ بد
ہوتا ہے اور احتمال ہے کہ ہو یہ جملہ داخل تحت اعلام کے یا جدا بیان ہو واسطے اختلاف احوال عاملین کے اور مانند اسکے وہ لوگ ہیں کہ تصنیف کرتے ہیں
یا پڑھتے ہیں یا پڑھاتے ہیں یا اذان دیتے ہیں یا امامت کرتے ہیں یا مسجد و مدرسہ وغیرہ بناتے ہیں واسطے غرض فاسد کے اور ہوتے ہیں وہ سبب انتظام
دین کے اور تقویت مسلمانوں کے اور وہ خود محروم ہوتے ہیں اُنکے ثواب سے جعلنا اللہ تعالیٰ من المخلصین ف ح یہ حدیث دلالت کرتی ہے اسپر کہ قاتل نفس
دوزخ میں ہوگا اور مذہب یہ ہے کہ اگر مومن ہے اور تصدیق ایمانی رکھتا ہے تو ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیگا اور ایسا ہی حکم ہے قاتل مومن کا ہوگا اور قاتل
اپنے نفس کا بھی ایک فرد ہے قاتل مومن کی اور قرآن مجید میں حکم کیا ہے اسکے خلود کا دوزخ میں اور علما نے اسمیں تاویلیں کی ہیں اور بعضے معتزلہ
اہل ظواہر نے کہا ہے کہ اگرچہ مومن ہے لیکن اس قسم کا مومن ہمیشہ دوزخ میں رہتا ہے پس وہ ہمیشہ دوزخ میں رہنے کو مخصوص ساتھ کافر کے نہیں کہتے
لیکن یہ قول شاذ ہے مخالف اجماع اہل سنت جماعت کے مذہب کے اور بیچ حق خاص اس شخص کے کہ قصہ اسکا حدیث میں گزرا کہتے ہیں کہ وہ منافق
تھا جیسے کہ خطیب بغدادی نے کہا یعنی واقع میں منافق تھا اگرچہ ظاہر نہ تھا نفاق اسکا واللہ اعلم (وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُحِرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِنَّهٗ لَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهٗ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهٗ حَتّٰى اِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ عِنْدِيْ دَعَا اللّٰهَ وَدَعَاهُ ثُمَّ قَالَ اَشَعَرْتِ يَا عَائِشَةُ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَفْتَانِيْ فِيْمَا
اسْتَفْتَيْتُهٗ جَاءَنِيْ رَجُلَانِ جَلَسَ اَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِيْ وَالْاٰخَرُ عِنْدَ رِجْلِيْ ثُمَّ قَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهٗ قَالَ لَبِيْدُ بْنُ الْاَعْصَمِ
الْيَهُوْدِيُّ قَالَ فِيْمَا ذَا قَالَ فِيْ مُشْطٍ وَّمُشَاطَةٍ وَّجُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ قَالَ فَاَيْنَ هُوَ قَالَ فِيْ بِئْرِ ذَرْوَانَ فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اُنَاسٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ
اِلَى الْبِئْرِ فَقَالَ هٰذِهِ الْبِئْرُ الَّتِيْ اُرِيْتُهَا وَكَاَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ وَكَاَنَّ نَخْلَهَا رُءُوْسُ الشَّيَاطِيْنِ فَاسْتَخْرَجَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا سحر کیے
گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہانتک کہ البتہ حضرت کے خیال میں ڈالا جاتا تھا کہ آنحضرت نے کی ہے ایک چیز اور حال آنکہ نہیں کی ہے ف ع ح

کہا انہوں نے کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ غالب آیا تھا حضرت صلعم پر نسیان اسطرح کا کہ گمان کرتے تھے بسبب نسیان کے کہ فلانی چیز کی ہے حالانکہ نہ کی تھی یا گمان
کرتے کہ نہیں کی فلانی چیز حالانکہ کر چکتے تھے اسکو اور یہ امر دنیا میں تھا نہ امر دین میں اور نظیر اسکی وہ ہے جو فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
حق میں یخیل الیہ من سحرہم انہا تسعی یعنی موسیٰ علیہ السلام کے خیال میں یہ ڈالا گیا کہ کفار کے سحر سے رسیان وغیرہ دوڑتی پھرتی ہیں حالانکہ وہ دوڑتی
نہیں بلکہ انہوں نے پارا جو ملا تھا بسبب گرمی آفتاب کے وہ اچھلنے لگیں انکے خیال میں آیا کہ وہ خود حرکت کرتی ہیں اور اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت
صلعم کے خیال میں آتا تھا کہ جماع کریں اپنی کسی بیوی سے اور پھر نہیں کرتے تھے یعنی دل چاہتا تھا اور جانتے تھے کہ میں قدرت رکھتا ہوں جماع کی اور
جب پاس جاتے تھے انکے تو قادر نہیں ہوتے تھے اثر اور سحر ایک مرض ہے امراض میں سے تاثیر کرنا اسکا انبیا پر کچھ منافی انکی نبوت کے نہیں جیسے
اور بیماریاں باقتضاے بشریت کے ہوتی تھیں ویسے ہی یہ بھی ہوا اور حکمت سحر کے تاثیر کرنے میں آنحضرت کے جسم شریف میں یہ تھی کہ معلوم ہو جاوے
تاثیر کرنا سحر کا کہ تاثیر اسکی ایسی ثابت ہے کہ حبیب اشرف المخلوقات میں تاثیر کی تو اور کی کیا حقیقت ہے اور ظاہر ہو نبوت حضرت کی کہ سوا اسکے نہیں تاثیر
نہیں کرتا اور کافر حضرت کو ساحر کہتے تھے پس حق تعالیٰ نے بسبب تاثیر کرنے سحر کے انہیں ظاہر کردیا کہ یہ ساحر نہیں ہیں اور قصہ سحر کا بعد رجوع
کرنے کے حدیبیہ سے تھا ذی الحجہ کے مہینے میں سنہ چھ میں اور مدت اسکے بقا کی چالیس دن قول کی ہے علما نے اور ایک روایت میں چھ مہینے اور بعضے
ایک قول کے تمام سال اغلب ہے کہ قوت غلبہ اسکا چالیس روز رہا اور رہنا بعضی علامتوں کا چھ مہینے تک اور بقا بعضے اسکے بقایا کا سال بھر
واللہ اعلم اور معلوم ہونا اس سحر کا اس سے ہوا کہ جو عائشہ بیان کرتی ہیں ترجمہ تا وقتیکہ تھے آنحضرت ایک روز نزدیک میرے دعا کی اللہ تعالیٰ
سے اور دعا کی اس سے ف یعنی دعا کی بعد دعا کے پیچھے کر اور بہت کی اور یہ تکرار ہے اسپر آمین دلیل ہے اور مستحب ہونے دعا کے وقت حصول
ہونے امور مکروہ کے اور اترنے بلا کے اور کہا ہے علما نے کہ خاص لوگوں سے اسوقت دعا کرواتے ہیں کہ وقت قبولیت کا آن پہنچے اور اور دوسرے لوگ
رکھتے ہیں کہ دعا کرتے رہیں تا اپنے وقت پر قبول ہوتی ہے ترجمہ پھر فرمایا آنحضرت صلعم نے کیا جانا تو نے اور خبر رکھتی ہے تو اے عائشہ کہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا
میرے لیے بیچ اس امر کے کہ طلب کیا میں نے بیان کرنا اور ظاہر کرنا اسکا اس سے پھر بیان کیا اسکو کہ آئے میرے پاس دو فرشتے بصورت دو مرد سو
بیٹھا ایک ان مردوں میں سے میرے سر کے پاس اور دوسرا میرے پاؤں پاس پھر کہا ایک نے انمیں سے واسطے دوسرے کے کہ کیا ہے بیماری اس شخص کو
کہا دوسرے نے کہ سحر کیا گیا ہے کہا اس ایک نے اور کسنے سحر کیا ہے اسکو کہا دوسرے نے کہ سحر کیا ہے اسکو لبید بن اعصم یہودی نے ف شارح نے کہا اغلب یہ ہے
کہ مراد لبید سے بیٹیاں اسکی ہیں بسبب قول اللہ تعالیٰ کے ومن شر النفاثات فی العقد یعنی برائی عورتوں پھونکنے والیوں کی جو بالنفس ہوا مقرر کہ گرہ
دیتے ہیں ڈور و تاگوں اور پھونکتے ہیں اسپر کہا قاضی نے کہ خاص پناہ مانگی شر نفاثات سے اسلیے ہے کہ روایت کیا گیا ہے کہ ایک یہودی نے سحر کیا آنحضرت
پہنچ گیارہ گرہیں تاگے کہ لگائیں کمان کے چلہ میں اور گاڑا اسکو کنوئیں میں پس بیمار ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پس اتریں معوذتین اور خبر دی حضرت
صلعم کو جبرئیل نے سحر کی جگہ کی پس بھیجا علی کو پس لائے اسکو اور پڑھیں یہ دونوں سورتیں اسپر پس تھے حضرت علی جب پڑھتے ایک آیت کھل جاتی
ایک گرہ اور پاتی حضرت نے کچھ تخفیف اور نہیں لازم آتا اس سے سچا ہونا کافروں کا اسبات میں کہ آنحضرت سحر زدہ ہیں اسلیے کہ وہ مراد رکھتے تھے اس سے
یہ کہ وہ مجنون ہیں بسبب سحر کے انتہی اور ظاہر یہ ہے کہ یہ قضیہ اور ہے پس یہ قضیہ غیر ہے اس قضیہ کے کہ اس حدیث میں ہے اور ممکن ہے جمع ان دونوں
ساتھ واقع ہونے دونوں طرح کے سحر کے حضرت کے لیے تاکہ دو چند ثواب ملے آپکو ایک ان دو قولوں کا کہ جو اس حدیث میں ہے واقع ہوا لبید سے اور دوسرا اسکی
بیٹیوں سے ہوا واللہ اعلم ترجمہ کہا اس ایک نے کہ کس چیز میں سحر کیا ہے کہا دوسرے نے بیچ کنگھی کے اور ان بالوں کے کہ کنگھی کرنے سے جھڑتے ہیں اور بیچ
غلاف شگوفہ درخت خرما نر کے کہا پس کہاں رکھا ہے اسکو کہا بیچ کنوئیں ذروان کے کہ نام ایک کنوئیں کا ہے مدینہ میں پس آئے آنحضرت صلعم درمیان

کتنے ایک آدمیونکو اپنے اصحاب مخصوصین سے طرف اس کنوئین کے پس فرمایا کہ یہ کنوان ہے کہ دکھلایا گیا مجھکو گویا کہ پانی اس کنوئین کا پانی مہندی کا سا تھا اور گویا کہ کھجور کے شگوفے اسکے یعنی وہ جو اسمین دفن کیے گئے تھے سر تھے شیطانونکے پس نکالا اسکو حضرت نے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ح مشابہت شیطانونکے سرونکے ساتھ وہی بسبب وحشتناک اور بدہیئت ہونے انکیکے اور عرب شیطانونکے سرونکو نہایت برا اور بدہیئت جانتے تھے اور بعضون نے کہا کہ مراد شیطانون سے سانپ خبیث ہین اور ایک روایت مین ابن عباس سے آیا ہے کہ آنحضرت نے علی اور عمار رضی اللہ عنہم کو بھیجا واسطے نکالنے سحر کے کنوئین ذروان سے پس پایا انھون نے اسمین غلاف شگوفہ کھجور کا کہ اسمین پتلا آنحضرت کا موم سے بنایا ہوا اور سوئیان اسمین چبھوئی ہین اور ایک ڈورا باندھا ہوا ہے گیارہ گرہ اسمین دی ہین پس لائے جبرئیل معوذتین کو جو آیتین کہ انمین سے پڑھتے تھے ایک گرہ کھل جاتی تھی اور جو سوئیان کہ اسمین سے نکالتے تھے آنحضرت کو تسکین و آرام ہوتا جاتا تھا اور شاید کہ آنحضرت صلعم اس کنوئین کے سر پر گئے ہون اور علی اور عمار کو اس کنوئین کے اندر جانے اور نکالنے اسکے کا حکم کیا ہو اور یہ بھی روایت مین آیا ہے کہ آنحضرت نے اس یہودی کو کچھ نہ کہا اور سزا نہ دی اور فرمایا کہ فتنہ اٹھانا دوست نہین رکھتا ہون (وعن ابی سعید الخدری قال بینا نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو یقسم قسما اتاہ ذو الخویصرۃ وھو رجل من بنی تمیم فقال یا رسول اللہ اعدل فقال ویلک فمن یعدل اذا لم اعدل قد خبت وخسرت ان لم اکن اعدل فقال عمر ائذن لی ان اضرب عنقہ فقال دعہ فان لہ اصحابا یحقر احدکم صلوتہ مع صلاتھم وصیامہ مع صیامھم یقرؤن القران لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ ینظر الی نصلہ الی رصافہ الی نضیہ وھو قدحہ الی قذذہ فلا یوجد فیہ شیء قد سبق الفرث والدم آیتھم رجل اسود احدی عضدیہ مثل ثدی المراۃ او مثل البضعۃ تدردر ویخرجون علی خیر فرقۃ من الناس قال ابو سعید اشھد انی سمعت ھذا الحدیث من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واشھد ان علی بن ابی طالب قاتلھم وانا معہ فامر بذلک الرجل فالتمس فاتی بہ حتی نظرت الیہ علی نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذی نعتہ وفی روایۃ اقبل رجل غائر العینین ناتئ الجبھۃ کث اللحیۃ مشرف الوجنتین محلوق الراس فقال یا محمد اتق اللہ فقال فمن یطع اللہ اذا عصیتہ فیامننی اللہ علی اھل الارض ولا تامنونی فسال رجل قتلہ فمنعہ فلما ولی قال ان من ضئضئ ھذا قوما یقرؤن القران لا یجاوز حناجرھم یمرقون من الاسلام مروق السھم من الرمیۃ فیقتلون اھل الاسلام ویدعون اھل الاوثان لئن ادرکتھم لاقتلنھم قتل عاد متفق علیہ) اور روایت ہے ابو سعید خدری سے کہا کہ جسوقت کہ ہم حاضر تھے آنحضرت کے پاس اور وہ بانٹ رہے تھے مال غنیمت کا یعنی جو کہ حنین سے ہاتھ آیا تھا اسکو جعرانہ مین بانٹتے تھے آیا حضرت کے پاس ذو الخویصرہ اور وہ ایک شخص تھا بنی تمیم مین سے ف ع کہ نام ایک بڑے قبیلہ کا ہے اور اسکے حق مین یہ آیت اتری ہے ومنھم من یلمزک فی الصدقات پس وہ منافقون مین سے تھا اور آگے آویگا کہ اسکی اصل سے خوارج نکلینگے اور یہ جو کہا ہے ایک شارح نے کہ وہ سردار تھا خوارج کا اسمین مسامحہ ہے کیونکہ ظہور خوارج کا حضرت علی کے زمانہ مین ہوا ہے ترجمہ پس کہا اسنے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم عدل کرو تقسیم مین اور سبکو برابر دو یعنی اور حضرت دیتے تھے ہر کسیکو بقدر حاجت کے پس فرمایا آنحضرت نے وائے ہے تجھکو پس کون انصاف کریگا جسوقت کہ مین نے بے انصافی کی تحقیق نا امید ہوا تو اور زیانکار ہوا تو اگر نہ انصاف کرون مین ف ع اسلیے کہ امیدواری اور سودمندی تمہاری میری عدالت مین ہے اور مجھکو رحمۃ للعالمین کیا ہے اور واسطے کرنے عدل کے بھیجا ہے اگر مین عدالت نہ کرون تو تمکو سوا اسکے نا امیدی اور زیانکاری کے کچھ نہین ہے خلاصہ مضمون یہ کہ جب حکم کیا اس کہنے والے نے اسکا کہ حضرت عدل نہین کرتے ہین تو نا امید ہوا کہنے والا اور ٹوٹے مین ہوا بسبب اس حکم کے ترجمہ پس کہا عمرؓ نے کہ حکم دیجیے مجکو یہ کہ گردن مارون مین اسکو پس فرمایا چھوڑ دے اسکو ف ع شرح السنہ مین ہے کہ کیونکر منع کیا آنحضرت نے اسکے قتل کرنے سے باوجود اسکے کہ آپ نے فرمایا ہے اور ایک حدیث مین کہ اگر پاؤن مین انکو البتہ قتل کرون انکو جواب یہ دیا گیا ہے اسکا کہ حضرت نے مباح کیا قتل انکا جبکہ بہت ہون اور ہتھیار کرین اور متعرض ہون لوگونسے اور یہ باتین موجود نہین تھین جسوقت کہ منع کیا اسکے قتل کرنے سے اور اول جو فساد شروع ہوا انکا حضرت علی کے زمانہ مین ہوا اور لڑے وہ انسے یہانتک کہ بہتونکو ان مین سے قتل کیا انتہی اور ظاہر تر یہ ہے کہ جو اکمل نے کہا

کہ اسمین دلیل ہی آنحضرت کے حسن اخلاق پر اور دلیل ہی اسپر کہ حضرت صلعم بدلہ نہین لیتے تھے اپنے نفس کے لیے باوجودیکہ ایسی زیادتی کی اُسنے کہ کہا
عدل کرو اور آور روایت مین آیا ہی اتق اللہ اور اور مین ہی کہ اس تقسیم مین عدل نہین ہوا اور پھر آپ نے بدلہ نہ لیا باوجود اسکے کہ یہ باتین موجب قتل کی تھین کیونکہ
اسمین عیب لگانا تھا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور اسلیے اگر کوئی ایسی بات ہمارے زمانہ مین کہے تو حکم کیا جاویگا اُسکے کفر اور ارتداد کا انتہی اور یہ
منافی نہین ہی تعلیل منع کرنے حضرت کی سے قتل کرنے اُسکے سے ساتھ قول اپنے کے ترجمہ اسلیے کہ تحقیق واسطے اُسکے تابعدار ہونگے کہ حقیر
جانیگا ایک تمھارا نماز اپنی کو بیچ مقابلہ نماز اُنکے کہ بہت اچھی طرح پڑھین گے از راہ ریا اور سمع کے اور حقیر جانیگا روزے اپنے کو بیچ مقابلہ روزہ
اُنکے کے ف یعنی ظاہر مین نماز اور روزے اُنکے زیادہ اور قوی تر ہونگے نماز اور روزے تمھارے سے اور مارنے نماز پڑھنے سے نہی وارد ہوتی ہی
اگرچہ نماز و روزہ اُنکا قبول نہین ہوتا انتہی اور ملا علی نے ایک شارح سے یہ قول نقل کرکر کہا کہ اسپر اعتراض وارد ہوتا ہی کہ یہ نہی مطلق نہین ہی
ترجمہ پڑھینگے قران یعنی مداومت کرینگے اُسکی تلاوت پر اور مبالغہ کرینگے اُسکی تجوید اور ترتیل مین اور رعایت مخارج حروف مین حالانکہ نہ گذریگا
قران اُنکے حلقون سے یعنی قراءۃ اور اعمال اُنکے اوپر نہین پہنچینگے اور مقبول نہین ہونگے یا قران اُنکی زبانون سے تجاوز کرکر دل تک نہین پہنچیگا
اور تاثیر نہین کریگا اُسمین نکلینگے دین سے یعنی اطاعت امام سے یا اسلام سے جیسے کہ نکلتا ہی تیر شکار سے دیکھا جاتا ہی طرف پیکان اُسکے
کے طرف فوق اُسکے کے طرف نصی اُسکے کہ دوسرے اُسکے ہی دیکھا جاتا ہی طرف پرون تیر کے یعنی گذر جاتا ہی تیر شکار مین سے پیکان سے لیکر
پیر تک نہین پایا جاتا ہی تیر مین کچھ اثر درحالیکہ گذرا ہی تیر نجاست سے اور خون سے ف ح یعنی یہ فرقہ ایسا دین سے نکلیگا کہ جیسا تیر اس
صفت شکار سے نکلتا ہی کہ کچھ اثر اُسکا قسم خون وغیرہ سے کسی اُسکے جزو مین نیچے سے لیکر پیکان تک ظاہر نہین ہوتا ہی اور اس حدیث سے
استدلال کیا ہی اُس شخص نے کہ تکفیر کی ہی خوارج کی اور خطابی نے کہا ہی کہ مراد اس سے یہان اطاعت امام کی ہی اور امام مالک رح سے
احوال تکفیر اہل ہوا کا پوچھا کہ آیا کافر ہین یہ کہا کہ کفر سے بھاگے ہین وہ اور مثل اسکے امیر المؤمنین علی رض سے بیچ شان خوارج کے بھی نقل کیا ہی واللہ اعلم
ترجمہ علامت بعض تابعدارون اس مرد کے کی کہ ذوی الخویصرہ ہی یہ ہی کہ وہ ایک مرد ہوگا سیاہ رنگ کہ ہوگا اُسکے ایک دونون بازوون اُسکے مین سے مانند
پستان عورت کے ہوگا یا مانند ٹکڑے گوشت کے کہ ہلتا ہوگا ف ح اسی سبب اُسکو ذوالثدیہ بھی کہینگے ساتھ پیش ث مثلثہ اور زیر دال اور تشدید یکی
اور وہ سردار خارجیون کا ہوگا ترجمہ اور نکلینگے یعنی یہ مرد اور ہمراہی اُسکے ساتھ بغاوت کے اوپر بہترین فرقہ کے لوگون سے یعنی اپنے زمانہ کے لوگون مین بہتر
ہونگے اور مراد اُنسے حضرت علی اور اصحاب اُنکے ہین کہا ابو سعید خدری نے کہ راوی حدیث کا ہی گواہی دیتا ہون مین یہ کہ سنی ہین نے یہ حدیث آنحضرت
صلعم سے اور گواہی دیتا ہون مین یہ کہ علی ابن ابیطالب رض لڑے اس جماعت خوارج سے کہ آنحضرت نے بیان کیا اُنکا اور مین ساتھ اُنکے تھا اور جب فتحیاب
ہوئے حضرت علی اُنپر اور مارا اُنکو پس حکم فرمایا آپ نے ساتھ تلاش کرنے اُس شخص کے درمیان مقتولونکے پس تلاش کیا گیا پس لایا گیا وہ حضرت
علی کے پاس یہانتک کہ دیکھا مین نے طرف اسکے اور پایا مین نے اُسکو اوپر اُس صفت کے کہ بیان کی تھی آنحضرت نے اور ایک روایت مین بیچ
بجاے اتاہ ذوی الخویصرہ کے کہ اول حدیث مین واقع ہوا ہی یون ہی کہ آیا ایک مرد کہ اندر گھسی ہوئی تھین آنکھین بلند پیشانی انبوہ کی ڈاڑھی اُٹھے
ہوئے رخسارے منڈا ہوا سر ف ع اور یہ مخالفت ظاہر ہی اُس ہیئت کی کہ جسپر اکثر اصحاب آنحضرت کے تھے کہ سر مین بال رکھتے تھے
منڈاتے نہین تھے مگر بعد فراغ حج کے سواے علی کرم اللہ وجہہ کے کہ وہ اکثر منڈایا ہی کرتے تھے بسبب اسکے کہ مبادا غسل مین پانی نہ پہونچے
ترجمہ پس کہا اُسنے اے محمد ڈر اللہ سے اور فرمانبرداری کر اُسکی یعنی عدل کر تقسیم مین پس فرمایا آنحضرت نے کہ کون ڈریگا اور فرمانبرداری کریگا اللہ کی
جبکہ مین نافرمانی کرون یعنی باوجود عصمت اور ثبوت نبوت کے یعنی مین سب سے زیادہ فرمانبردار خدا کا ہون مجھکو کیا حکم کرتا ہی فرمانبرداری کا پس انتہی

جانتا ہے مجھکو اللہ اوپر زمین کے لوگون کے اور دیکھتا ہے مجھکو خلق پر تا عدل کرون انمین اور نہین امین جانتے تم مجھکو اور اعتماد نہین کرتے مجھپر پس پوچھا ایک
شخص نے یعنی حضرت عمر نے درخواست کی اُسکے قتل کی پس منع کیا آنحضرت نے اسکو اُسکے قتل کرنے سے پس جبکہ پیٹھ پھیری اس شخص نے فرمایا آنحضرت نے
کہ تحقیق اس شخص کی اصل سے ایک قوم پیدا ہوگی پڑھینگے قرآن نہ پڑھیگا اُنکے حلقون سے نکلینگے اسلام سے یعنے اسلام کے کمال سے یا اطاعت امام
سے مانند نکلنا تیر کے شکار مین سے پس قتل کرینگے وہ خارجی اہل اسلام کو اور چھوڑ دینگے بت پرستونکو یعنی اُنسے جنگ نہین کرینگے باوجودیکہ اہم
ہو جنگ کرنی اُنسے فرمایا آنحضرت نے اگر بالفرض پاؤن مین اُنکو اور میرے زمانہ مین ہون تو البتہ قتل کرون مین اُنکو مانند قتل کرنے عاد کے قتل کی
یہ بخاری اور مسلم نے ف مراد عاد کے قتل کرنے سے ہلاک کرنا اور استیصال اُنکا ہے بالکلیہ اور تعبیر ساتھ قتل کے بمشاکلت کے لیے ہے ورنہ عاد قتل نہین کیے گئے ہین بلکہ ہلاک ہوگئے
ہین باد تند سے اور استیصال کیے گئے ہین ساتھ ہلاک کرنیکے (وعن ابی ہریرۃ قال کنت ادعو امی الی الاسلام وھی مشرکۃ فدعوتہا یوما فاسمعتنی فی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ما اکرہ فاتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا ابکی فقلت یا رسول اللہ ادع اللہ ان یہدی ام ابی ہریرۃ فقال اللہم اہد ام ابی ہریرۃ فخرجت مستبشرا
بدعوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما صرت الی الباب فاذا ہو مجاف فسمعت امی خشف قدمی فقالت مکانک یا ابا ہریرۃ وسمعت خضخضۃ الماء فاغتسلت فلبست
درعہا وعجلت عن خمارہا ففتحت الباب قالت یا ابا ہریرۃ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ فرجعت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا
ابکی من الفرح فحمد اللہ وقال خیرا رواہ مسلم) اور روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہ کہا تھا مین بلاتا اپنی ماں کو طرف اسلام کے اس حال مین کہ وہ مشرکہ تھی پس بلایا مین نے اسکو
ایکدن یعنی اسلام کی طرف پس سنائی میری ماں نے مجھکو آنحضرت کے حق مین وہ چیز کہ ناخوش رکھتا ہون مین یعنی ایسا کلام حضرت کی شان مین کہا کہ مجھکو ناخوش لگا کہنا اُسکا
اُسوقت یا اب ذکر کرنا اسکا مجھکو برا معلوم ہوتا ہے پس آیا مین آنحضرت کے پاس اس حال مین کہ روتا تھا مین یعنے بہ سبب غم اور ترس آنیکے اُسکے حال پر
کہ یہ ماں میری ہے تادیب نہین کرسکتا اور اُسکا یہ حال ہے پس کہا مین نے یا رسول اللہ دعا مانگیے اللہ تعالی سے یہ کہ ہدایت کرے ابو ہریرہ کی ماں کو پس کہا
آنحضرت نے خداوندا ہدایت کر ابو ہریرہؓ کی ماں کو پس نکلا مین یعنی آنحضرت کے پاس سے خوشحال بہ سبب دعاء ہدایت کرنے آنحضرت کے پس جب پہونچا مین
طرف دروازے ماں اپنی کے پس ناگہان دروازہ بند تھا پس سُنی ماں میری نے آواز میرے پاؤن کی پس کہا اُسنے ٹھہر تو اپنی جگہ پر اے ابو ہریرہ یعنی اندر نہ آ
وہین ٹھہر رہ اور سُنی مین نے آواز پانی کی پس غسل کیا میری ماں نے اور پہنا کرتہ اپنا اور جلدی کی اوڑھنی سے یعنی مارے جلدی کے بعد پہننے کرتے کے
اوڑھنی نہ اوڑھی اور دروازہ کھولنے کو دوڑی پس کھولا دروازہ پھر کہا اے ابو ہریرہ گواہی دیتی ہون مین یہ کہ نہین کوئی معبود سواے اللہ کے اور گواہی دیتی ہون مین
یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بندے اللہ کے ہین اور رسول اُسکے پس پھرا مین اور آیا پاس رسول خدا کے اسحال مین کہ مین روتا تھا مارے خوشی کے ف
ح رونا کبھی غم سے ہوتا ہے اور کبھی خوشی سے بعضے خوش طبعون نے کہا ہے کہ رونا خوشی کا اس سبب سے ہے کہ غم بصورت آنسوؤنکے ہو کر نکلجاتا ہے ترجمہ پس
تعریف کی آنحضرت نے اللہ کی اور شکر کیا میری ماں کے اسلام لانے پر اور کہا نیک نقل کی یہ مسلم نے ف ع ح یعنی کچھ کلام کہا اچھا قسم دعا و بشارت سے
یا اللہ یہ ہے کہ پہونچا تو اے ابو ہریرہ بھلائی کو بہ سبب اسلام ماں اپنی کے اور معجزہ یہاں ظاہر ہونا آنحضرت کی دعا کے اثر کا ہے ابو ہریرہ کی ماں کے حق مین فی الحال
باوجود اس انکار وشدت کفر کے (وعنہ قال انکم تقولون اکثر ابو ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم واللہ الموعد وان اخوتی من المہاجرین کان یشغلہم
الصفق بالاسواق وان اخوتی من الانصار کان یشغلہم عمل اموالہم وکنت امرا مسکینا الزم رسول اللہ علی ملء بطنی وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوما
لن یبسط احد منکم ثوبہ حتی اقضی مقالتی ہذہ ثم یجمعہ الی صدرہ فینسی من مقالتی شیئا ابدا فبسطت نمرۃ لیس علی ثوب غیرہا حتی قضی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم مقالتہ ثم جمعتہا الی صدری فو الذی بعثہ بالحق ما نسیت من مقالتہ تلک الی یومی ہذا متفق علیہ) اور روایت ہے ابی ہریرہؓ سے کہ کہا تحقیق
تم یعنی جماعت تابعین کی اور بعضون نے کہا کہ خطاب صحابہ متاخرین کو کیا کہتے ہو کہ بہت نقل کرتا ہے حدیثین ابو ہریرہ آنحضرت صلعم سے اور اللہ ہے وعدہ گاہ

ہمارا ف ح یعنی مانا اللہ کا کہ مراد ہو اس سے روز قیامت وعدہ گاہ ہمارا ہو یعنی اگر میں نے کمی بیشی اور خیانت کی ہوگی خدا تعالی روز قیامت کے سزا
مجھکو دیگا آنحضرت نے فرمایا ہو دیا ہو کہ جو کوئی جھوٹھ باندھے مجھپر پس چاہیے کہ تیار کرے جگہ اپنی آگ دوزخ سے بعد اسکے ابو ہریرہ سبب اپنے بہت روایت
کرنیکا بیان کرتے ہیں ترجمہ اور تحقیق بھائی میرے کہ مہاجرین تھے باز رکھتا تھا انکو آنحضرت صلعم کی ملازمت شریف سے ہاتھ پر ہاتھ مارنا بازار میں ف ح
یہ کنایہ ہو بیع شرا سے کہ اسمیں بائع اور مشتری آپس میں ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہیں یعنی وہ خرید و فروخت میں مشغول رہتے تھے بسبب پہنچنے
اپنے تجارت ترجمہ اور تحقیق بھائی میرے کہ انصار ہیں باز رکھتا تھا انکو کار مالون انکا ف ح مراد مالون سے مدینہ والون کے نزدیک باغ و زراعت ہو
ہین جیسا کہ اہل مکہ کے نزدیک اونٹ اور بکریان اور حاصل یہ کہ مہاجرین تجارت کرتے تھے اور انصار زراعت اور درستی باغات کیطرف انکی ترجمہ اور تھا
مین ایک شخص مسکین لگا رہتا تھا آنحضرت کے پاس اوپر بھرنے پیٹ اپنے کے ف ح یعنی مین فقیر تھا اگر پہونچتا اسقدر کہ پیٹ بھر جاوے اور بھوک
دفع کرے قناعت کرتا تھا مین اور تجارت اور زراعت رکھتا نہ تھا کہ اسمین مشغول ہوون اور دربار شریف سے دور پڑون اپس ملازمت شریف مین
رہتا تھا اور احوال و اقوال آنحضرت کے دیکھتا اور سنتا تھا مین ترجمہ اور فرمایا آنحضرت نے ایکدن ہرگز نہین ہوگی یہ بات کہ کھولے رہے اور پھیلا
رہے کوئی تم مین سے اپنا کپڑا یہان تک کہ تمام کردون بات اپنی یہ پھر اکٹھا کرے اور لگا لے اسکو طرف سینہ اپنے کے اور پھر بھولے کبھی میری حدیثون
سے کچھ کبھی ف ح اپنی بات سے اشارہ ہو طرف دعا کے کہ کی آنحضرت نے اپنی امت کے لیے واسطے یاد رکھنے حدیثون کے کہ سنین آنحضرت سے
اور معنی یہ ہین کہ مین دعا کرتا ہون جو کوئی کپڑا اپنا پھیلائے رکھے اور برکت اس دعا کی کہ اس کپڑے مین آویگی طرف سینہ اپنے کے ملا دے جو کچھ کہ میری
حدیثون مین سے یاد کی ہونگی ہرگز نہین بھولیگا ترجمہ پس کھولی مین نے کملی کہ نہ تھا مجھپر کوئی کپڑا سوا اسکے یہانتک کہ تمام کی آنحضرت نے بات
اپنی یعنی دعا پھر سمیٹا اور لگایا مین نے اسکو طرف سینہ اپنے کے پس قسم ہو اس ذات کی کہ بھیجا حضرت کو ساتھ حق کے نہین بھولا مین حضرت کی حدیثون
کہ سنی تھین مین نے اسدن تک کہ وقت روایت اس حدیث کا ہو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تُرِيْحُنِيْ مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ فَقُلْتُ بَلٰى وَكُنْتُ لَا اَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَرَبَ يَدَهُ عَلٰى صَدْرِيْ حَتّٰى
رَاَيْتُ اَثَرَ يَدِهٖ فِيْ صَدْرِيْ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا قَالَ فَمَا وَقَعْتُ عَنْ فَرَسِيْ بَعْدُ فَانْطَلَقَ فِيْ مِائَةٍ وَّخَمْسِيْنَ فَارِسًا مِّنْ اَحْمَسَ فَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ وَ
كَسَرَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اور روایت ہو جریر بن عبد اللہ بجلی سے کہ کہا فرمایا مجھکو آنحضرت نے کیا نہین آرام دیتا تو مجھکو ذی الخلصہ سے ف ح یعنی نہین توڑتا
تو اسکو تا مین رنج سے خلاصی پاؤن اور ذی الخلصہ ساتھ زبر خا معجمہ اور لام کے اور ساتھ پیش دونو کے بھی آیا ہو قبیلہ خثعم کے بتخانہ کا نام تھا کہ اسکو
کعبہ الیمانی بھی کہتے تھے اسمین ایک بت تھا کہ نام اسکا خلصہ تھا اور اسمین اشارہ ہو اسکی طرف کہ نفسون پاک و کاملہ کو رنج لاحق ہوتا ہو عبادت غیر اللہ اور
خلاف شرع چیزون سے ترجمہ پس کہا مین نے ہان راحت دونگا مین تمکو اسکے تئین توڑکر اور تھا مین کہ نہین ٹھہر سکتا تھا گھوڑے پر سواری مین بلکہ
گر پڑتا تھا مین اس سے کبھی کبھی پس ذکر کیا مین نے اسکو کہ مین نہین ٹھہر سکتا ہون گھوڑے پر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پس مارا آنحضرت نے
دست مبارک اپنا میرے سینہ پر یہانتک کہ دیکھا مین نے نشان آنحضرت کے دست شریف کا اپنے سینہ مین یعنی بسبب زور سے مارنے ہاتھ کے اور
کہا آنحضرت نے یعنی دعا کی میرے لیے کہ خداوندا ثابت رکھ اسکو یعنی ظاہر و باطن مین اور گردان اسکو راہ راست دکھانیوالا اور راہ راست پایا گیا کہا
جریر نے پس نہ گرا مین اپنے گھوڑے سے بعد اس دعا کے یا بعد اسدن کے پس روانہ ہوا جریر یعنی طرف ذی الخلصہ کے اسکے توڑنیکے لیے ساتھ ڈیڑھ سو
سوارون کے احمس سے ف ح احمس ساتھ حا اور سین مہملتین کے اور بروزن احمر کے نام قبیلہ کا ہو قریش مین سے یہ نام رکھا گیا انکا بسبب
نہایت شجاعت کے کہ حماسہ یعنی شجاعت کے ہے اور لفظ فانطلق سے کلام راوی کا ہے یعنی جو کہ جریر سے روایت کرتا ہو اور بعضون نے کہا کہ

کلام جریر ہی کا ہو پس اسمین التفات ہو ترجمہ پس جلادیا جریر نے ذی الخلصہ کو آگ سے اور توڑ ڈالا اسکو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن انس قال ان رجلا کان یکتب للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فارتد عن الاسلام ولحق بالمشرکین فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الارض لا تقبلہ فاخبرنی ابو طلحۃ انہ اتی الارض التی مات فیہا فوجدہ منبوذا فقال ما شان ہذا فقالوا دفناہ مرارا فلم تقبلہ الارض متفق علیہ) اور روایت ہو انس سے کہا تحقیق ایک شخص لکھتا تھا واسطے آنحضرت کے یعنے وحی پس مرتد ہوگیا اور پھر اسلام سے اور ملا ساتھ مشرکون کے ف ح اور یہ شخص نصرانی تھا کہ مسلمان ہوگیا تھا اور پھر مرتد ہوکر نصرانی ہوگیا ترجمہ پس فرمایا آنحضرت نے کہ تحقیق زمین نہین قبول کریگی اسکو ف ع یعنی اپنے اندر نہین رکھے گی بلکہ پھینک دیگی سو یہی ہوا کہ وہ جب مرا تو دفن کیا مشرکون نے اسکو پس صبح کو جو دیکھا تو زمین نے اسکو پھینک دیا تھا مشرکون نے کہا کہ یہ کیا ہو محمد نے اور انکے اصحاب علیہم السلام نے کہ قبر کو کھود کر اسکو باہر ڈالدیا ہو پس خوب گہری کھودی قبر مشرکون نے جہانتک گہری کھود سکے اور اسکو دفن کیا پس صبح کو دیکھا تو زمین نے اسکو باہر ڈالدیا تھا پس معلوم کیا مشرکون نے کہ یہ آدمی کا کام نہین ہو پس پڑا رہنے دیا اسکو زمین پر ترجمہ کہا انس نے پس خبر دی مجکو ابو طلحہ نے کہ انس کی مان کے خاوند تھے کہ یہ ابو طلحہ آئے اس زمین مین کہ مرا تھا وہ شخص اور دفن کیا گیا تھا اسمین پس پایا اسکو ابو طلحہ نے باہر قبر کے پڑا ہوا پس پوچھا ابو طلحہ نے کہا کہ کیا ہو حال اس شخص کا کہ قبر سے باہر پڑا ہو پس کہا لوگون نے کہ دفن کیا ہمنے اسکو کئی بار پس نہ قبول کیا اسکو زمین نے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف اور ہر بار کہ دفن کیا اسکو باہر پڑا پایا (وعن ابی ایوب قال خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد وجبت الشمس فسمع صوتا فقال یہود تعذب فی قبورہا متفق علیہ) اور روایت ہو ابی ایوب سے کہ کہا انہنے نکلے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسحال مین کہ غروب ہوا تھا آفتاب پس سنی آنحضرت نے ایک آواز ف ع احتمال ہو کہ سنی آنحضرت صلعم نے آواز ملائکہ عذاب کی یا آواز یہود کی کہ عذاب کیے جاتے تھے یا آواز واقع ہونے عذاب کی اور احتمال دوسرا ظاہر تر ہو جیسا کہ ظاہر ہوتا ہو حضرت کے اس بیان سے ترجمہ پس فرمایا کہ یہ یہودی ہو یعنی آواز یہودی کی ہو یعنی آواز ایک جماعت یہود کی ہو کہ عذاب کئے جاتے ہین اپنی قبرون مین نقل کی یہ بخاری نے ف ع اسمین اثبات عذاب قبر کا ہو اور معجزہ ہو حضرت کا کہ آپ پر انکا احوال کھل گیا اور آپ نے اسکو بیان فرمادیا (وعن جابر قال قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سفر فلما کان قرب المدینۃ ہاجت ریح تکاد ان تدفن الراکب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت ہذہ الریح لموت منافق فقدم المدینۃ فاذا عظیم من المنافقین قد مات رواہ مسلم) اور روایت ہو جابر سے کہ کہا آئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر سے پس جبکہ پہونچے نزدیک مدینہ کے چلی ایک ہوا یعنی سخت پس قریب تھی کہ دفن کردے سوار کو یعنی اڑالیجاوے اور پوشیدہ کردے نظر سے اور ہلاک کرے بسبب شدت کے پس فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ بھیجی گئی ہو یہ باد بیچ وقت مرنے ایک منافق کے پس پہونچے آنحضرت مدینہ مین پس ناگہان ایک بڑا سردار منافقون مین سے مرگیا تھا نقل کی یہ مسلم نے ف ع کہا بعضون نے کہ نام اسکا رفاعہ بن زید تھا اور سفر غزوہ تبوک کا تھا اور بعضون نے کہا کہ نام اسکا رافع تھا اور سفر غزوہ بنی مصطلق کا اور سبب چلنے ہوا کا وقت مرنے منافق کے پائے جانے وحشت اور کدورت اور پریشانی کا ہو وقت مرنے اشرار کے کہ یہ حالت مرنے اور زندگانی مین محل کلفت و محنت کے ہین (وعن ابی سعید الخدری قال خرجنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی قدمنا عسفان فاقام بہا لیالی فقال الناس ما نحن ہہنا فی شیء وان عیالنا لخلوف ما نامن علیہم فبلغ ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال والذی نفسی بیدہ ما فی المدینۃ شعب ولا نقب الا علیہ ملکان یحرسانہا حتی تقدموا الیہا ثم قال ارتحلوا فارتحلنا واقبلنا الی المدینۃ فوالذی یحلف بہ ما وضعنا رحالنا حین دخلنا المدینۃ حتی اغار علینا بنو عبد اللہ بن غطفان وما یہیجہم قبل ذلک شیء رواہ مسلم) اور روایت ہو ابو سعید خدری سے کہ کہا نکلے ہم ساتھ آنحضرت کے یعنے مکہ سے طرف مدینہ کے یہانتک کہ پہونچے ہم عسفان مین کہ نام ایک موضع کا ہو کہ وہ منزل ہو مکہ سے پس ٹھہرے آنحضرت اسمین کئی راتین یعنی اور کئی دن پس کہا لوگون نے یعنی بعضے منافقون

سے نے یا ضعیف الاسلام دن نے کہ نہیں ہیں ہم یہاں کسی شغل و کار میں کچھ لڑائی کے کام میں اور تحقیق اہل و عیال ہمارے البتہ غائب اور پیچھے رہے ہوئے
ہیں نہیں خاطر جمع ہماری اوپر انکے یعنی اس سے کہ دشمن آجاوے انپر اور غارت کرے پس پہونچی یہ خبر آنحضرت کو پس فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ جان میری
اسکے ہاتھ میں ہے نہیں مدینہ میں کوئی راہ اور نہ کوچہ مگر کہ متعین ہیں اسپر دو فرشتے کہ نگہبانی کرتے ہیں مدینہ کی یعنی اسکی راہوں اور کوچوں کی یہانتک
کہ پہونچو تم طرف مدینہ کے شارح لفظ شعب شین کے زبر سے راہ بیچ پہاڑ کے اور لفظ نقب ساتھ زبر نون اور جزم قاف کے راہ درمیان دو پہاڑوں کے و لیکن
یہاں مراد راہ درمیان دو گھروں کے ہے یعنی کوچہ شہر کے جیسے کہ حدیث میں آیا ہے کہ انقاب مدینہ پر ملائکہ ہیں کہ نہیں آویگا اسمیں طاعون اور دجال ترجمہ
پھر فرمایا آنحضرت نے کہ کوچ کرو تم پس کوچ کیا ہمنے اور متوجہ ہوئے ہم طرف مدینہ کے پس قسم ہے اس ذات کی کہ قسم کھائی جاتی ہے اسکی یعنی اللہ کی نہیں
رکھے تھے ہمنے اسباب اپنے یعنی اونٹوں کی پیٹھوں سے اسوقت کہ داخل ہوئے ہم مدینہ میں یہانتک کہ چڑھ آئے ہمپر یعنی مدینہ والونپر بنو عبد اللہ
بن غطفان شارح کہ نام ایک قبیلہ کا ہے اور معنے یہ ہیں کہ مدینہ وقت ہونے انکے حفاظت کیا تھا جیسا کہ خبر دی تھی حضرت نے ازراہ معجزہ کے اور
نہیں تھا کوئی مانع انکے غارت کرنے اور چڑھ آنے سے اسپر سوا نگہبانی ملائکہ کے اور یہی معنی ہیں اس قول کے ترجمہ اور نہ برانگیختہ کرتی تھی
انکو پہلے آنے ہمارے سے کوئی چیز نقل کی یہ مسلم نے شارح یعنی بواعث میں سے پس سچی ہوئی خبر آنحضرت کی کہ خبر دی تھی کہ نگہبانی کرتے ہیں
مدینہ کی پیچھے تمہارے فرشتے تا وقتیکہ جاؤ آئیں (وعن انس قال اصابت الناس سنة على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فبينا النبي
صلى الله عليه وسلم يخطب في يوم الجمعة قام اعرابي فقال يا رسول الله هلك المال وجاع العيال فادع الله لنا فرفع يديه وما نرى في السماء
قزعة فوالذي نفسي بيده ما وضعها حتى ثار السحاب امثال الجبال ثم لم ينزل عن منبره حتى رايت المطر يتحادر على لحيته فمطرنا يومنا ذلك ومن
الغد ومن بعد الغد حتى الجمعة الاخرى وقام ذلك الاعرابي او غيره فقال يا رسول الله تهدم البناء وغرق المال فادع الله لنا فرفع يديه فقال
اللهم حوالينا ولا علينا فما يشير الى ناحية من السحاب الا انفرجت وصارت المدينة مثل الجوبة وسال الوادي قناة شهرا ولم يجئ احد من ناحية الا حدث
بالجود وفي رواية قال اللهم حوالينا ولا علينا اللهم على الآكام والظراب وبطون الاودية ومنابت الشجر قال فاقلعت وخرجنا نمشي في الشمس متفق عليه
اور روایت ہے انس سے کہ کہا پہونچا لوگوں کو قحط آنحضرت کے زمانہ میں پس اسوقت کہ خطبہ فرماتے تھے آنحضرت دن جمعہ کے کھڑا ہوا ایک گنوار اور عرض
کیا کہ یارسول اللہ ہلاک ہوا مال یعنی باغ اور زراعت اور جانور بسبب نہ پانے پانی کے اور بھوکے ہوئے عیال ہیں دعا کیجیے اللہ سے ہمارے لیے پس
اٹھائے آنحضرت نے دونوں دست مبارک اپنے اس حال میں کہ نہ دیکھتے تھے ہم آسمان میں ایک ٹکڑا ابر کا پس قسم ہے اس ذات کی کہ جان میری اسکے
ہاتھ میں ہے نہ رکھے آنحضرت نے ہاتھ یہانتک کہ اٹھا ابر مانند پہاڑوں کے پھر نہ اترے آنحضرت منبر اپنے سے یہانتک کہ دیکھا میں نے مینہ کو کہ ٹپکتا تھا آنحضرت
کی داڑھی مبارک پر شارح معنی یتحادر کے ینزل و یقطر ہیں اور یہاں معنی یتساقط کے یعنی پڑتا تھا مینہ داڑھی پر اور کسی نسخہ میں علی لحیتہ چنانچہ ترجمہ اسکا
لکھا گیا اور حضرت شیخ کے ترجمہ میں عن لحیتہ ہے یعنی ٹپکتا تھا مینہ داڑھی سے اور حاصل یہ کہ پہلے اترنے کے منبر سے اور پہلے باہر نکلنے کے مسجد سے مینہ
برسنا شروع ہوا ترجمہ پس مینہ برسائے گئے ہم اسدن یعنی بقیہ اسدن کے کہ دعا کی تھی کہ وہ دن جمعہ کا تھا اور اگلے دن اور اگلے دن سے دوسرے
جمعہ تک اور کھڑا ہوا دوسرے جمعہ کو وہی اعرابی یا اور کوئی سوا اسکے اور کہا یارسول اللہ گر پڑے مکان اور ڈوب گیا مال پس دعا کیجیے اللہ تعالی
سے ہمارے لیے کہ مینہ تھم جاوے پس اٹھائے آنحضرت نے ہاتھ دونوں اپنے اور کہا خداوندا برسا گرداگرد ہمارے یعنی کھیتوں اور باغات میں اور نہ برسا
ہمپر یعنی ہمارے مکانوں پر تا ضرر نہو پس نہ اشارہ کرتے تھے آنحضرت صلعم طرف کسی جانب کے ابر سے مگر کہ کھل جاتا تھا اور ہوا اوپر مدینہ کے مانند گڑھے کے
یعنی تمام اطراف مدینہ میں ابر تھا اور مینہ برستا تھا مگر مدینہ پر کہ ابر بھی نہ تھا بالکل کھل کر مانند گڑھے کے ہوگیا تھا اور بہتا رہا نالہ کہ نام اسکا قناۃ ہے ایک

مہینے تک اور نہیں آیا کوئی کسیطرف سے مگر خبر دی بہت مینہ برسنے کی اور ایک روایت میں ہے کہ کہا حضرت نے یا الٰہی برسا گرد ہمارے اور نہ برسا اوپر ہمارے یا اللہ
برسا ٹیلوں پر اور پہاڑوں پر اور اندر نالوں کے اور جگہوں اُگنے درختوں کے کہا انس نے پس کھل گیا ابر اور باہم نکلے ہم اسحال میں کہ چلتے تھے دھوپ میں نقل کی
یہ بخاری اور مسلم نے ف ع کہا نووی نے کہ اس سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے یہ کہ جب مینہ بہت برسے اور ضرر کرے تو دعا کرے کہ یا الٰہی مینہ نہ برسے
ہم کو پر ولیکن نہیں مشروع ہے اسکے لیے نماز اور جمع ہونا صحرا میں (وعن جابر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا خطب استند الی جذع نخلة
من سواری المسجد فلما صنع لہ المنبر فاستوی علیہ صاحت النخلة التی کان یخطب عندها حتی کادت ان تنشق فنزل النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اخذها فضمها
الیہ فجعلت تئن انین الصبی الذی یسکت حتی استقرت قال بکت علی ما کانت تسمع من الذکر رواہ البخاری) اور روایت ہے جابر سے کہ تھے آنحضرت جس وقت
کہ خطبہ پڑھتے تکیہ کرتے اوپر تنے کھجور کے ستونوں مسجد کے سے ف جو کہ آنحضرت کے زمانہ میں ستون مسجد کے کھجور کی لکڑی کے تھے اور یہ تکیہ کرنا اس ستون کا
پہلے بننے منبر کے تھا ف پس جبکہ بنایا گیا منبر اور کھڑے ہوئے اُسپر حضرت خطبہ پڑھنے کو چلایا وہ ستون کہ خطبہ فرماتے تھے حضرت اُسکے پاس پہلے
بننے منبر کے یہانتک کہ قریب تھا یہ کہ پھٹ جاوے یعنی حضرت کے فراق سے پس اُترے آنحضرت یعنی منبر سے اور گئے طرف اُسکے یہانتک کہ پکڑا اُسکو
یعنی ہاتھوں سے اور اپنے گلے سے لگایا اُسکو یعنی اُسکی تسلی کے لیے پس شروع کیا اُس ستون نے کہ نالہ کرتا تھا مانند نالہ کرنے لڑکے کے کہ چپکا کیا جاتا ہے
گریہ وزاری سے اور چپکا نہیں ہوتا یہانتک کہ ٹھہرا اور آرام پکڑا اُس ستون نے فرمایا آنحضرت نے یعنی اُسکے رونے کے سبب میں کہ رویا یہ ستون اوپر نہ پانے
اُس چیز کے کہ سنتا تھا ذکر سے نقل کی یہ بخاری نے ف ع ح یعنی اور اوپر نہ پانے قرب ذکر کے اور یہ حدیث جذع کی جماعت صحابہ سے بہت سے طرق
سے روایت کی ہے کہ شک و شبہہ کو اس میں راہ نہیں اور بعضوں نے کہا کہ صحیح یہ ہے نزدیک میرے کہ یہ حدیث حنین جذع کی متواتر ہے اور حسن بصری جب یہ حدیث
بیان کرتے تو روتے اور کہتے کہ اے بندگان خدا چوب خشک نالہ کرتی تھی اور روتی تھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق سے پس تم سزاوار تر ہو اسکے کہ
مشتاق ہو انکی ملاقات کے اور کم چوب نہ ہو مبیت سنگے وگیاہی کہ در وخاصیتہ ہست * بہ زاد سپہ آنکہ درد معرفتی نیست (وعن سلمة بن الاکوع
ان رجلا اکل عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشمالہ فقال کل بیمینک قال لا استطیع قال لا استطعت ما منعہ الا الکبر قال فما رفعها الی فیہ رواہ مسلم)
اور روایت ہے سلمہ بن اکوع سے یہ کہ ایک شخص نے کھایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس بائیں ہاتھ سے پس فرمایا آنحضرت نے کہ کھا
داہنے ہاتھ اپنے سے کہا اُسنے کہ نہیں کھا سکتا میں داہنے ہاتھ سے پس فرمایا حضرت صلعم نے نہ کھا سکے یعنی بد دعا کی حضرت نے اُسپر اسلیے کہ وہ جھوٹ کہتا تھا
عذر کرنے میں نہ باز رکھا اُسکو داہنے ہاتھ کے کھانے سے مگر تکبر اور بے قیدی نے ف ح نہ عجز و ناتوانی نے یہ کلام راوی کا ہے کہ کہا واسطے دفع وہم اُس
شخص کے کہ توہم کرے اُسکا کہ آنحضرت نے کیوں بد دعا کی اُسپر باوجود رحمۃ للعالمین ہونیکے پس جواب دیا گیا یہ کہ نہ باز رکھا اُسکو داہنے ہاتھ سے کھانے سے
عجز نے بلکہ باز رکھا اُسکو تکبر نے اسلیے حضرت نے بد دعا کی اُسپر ہم کہا راوی نے کہ پس نہ اٹھا سکتا تھا وہ شخص داہنا ہاتھ طرف منہ اپنے کے بعد اُسکے نقل
کی یہ مسلم نے (وعن انس ان اهل المدینة فزعوا مرة فرکب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرسا لابی طلحة بطیئا وکان یقطف فلما رجع قال وجدنا فرسکم هذا
بحرا فکان بعد ذلک لا یجاری وفی روایة فما سبق بعد ذلک الیوم رواہ البخاری) اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق اہل مدینہ ڈرے اور فریاد کی ایکبار یعنی
چوروں سے یا دشمنوں سے پس سوار ہوئے آنحضرت گھوڑے پر یعنی ننگی پیٹھ پر کہ ابوطلحہ کا تھا سست رو اور تھا وہ کہ تنگ اور پاس پاس رکھتا تھا قدم
پس جبکہ پھرے آنحضرت فرمایا کہ پایا ہمنے اس تمہارے گھوڑے کو دریا یعنی کشادہ قدم اور جلد رو پس ہوا وہ گھوڑا بعد آنحضرت کی سواری کے اسطرح کا
کہ کوئی گھوڑا اسکے ساتھ نہیں چل سکتا تھا اور نہیں بڑھ سکتا تھا اُس سے اور ایک روایت میں آیا ہے پس نہ آگے بڑھ سکتا تھا اُسکے کوئی گھوڑا بعد اُس دن
سے نقل کی یہ بخاری نے (وعن جابر قال توفی ابی وعلیہ دین فعرضت علی غرمائہ ان یاخذوا التمر بما علیہ فابوا فاتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

فقلت قد علمت ان والدی قد استشہد یوم احد وترک دینا کثیرا وانی احب ان یراک الغرماء فقال لی اذہب فبیدر کل تمر علی ناحیۃ ففعلت ثم
دعوتہ فلما نظروا الیہ کانہم اغروا بی تلک الساعۃ فلما رای ما یصنعون طاف حول اعظمہا بیدرا ثلث مرات ثم جلس علیہ ثم قال ادع لی اصحابک
فما زال یکیل لہم حتی ادی اللہ عن والدی امانتہ وانا ارضی ان یؤدی اللہ امانۃ والدی ولا ارجع الی اخواتی بتمرۃ فسلم اللہ البیادر کلہا حتی انی انظر الی البیدر
الذی کان علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانہا لم تنقص تمرۃ واحدۃ رواہ البخاری) اور روایت ہے جابر بن عبداللہ سے کہ کہا وفات پائی میرے باپ نے اور حال
یہ ہے کہ ان پر قرض تھا پس پیش کیا میں نے انکے قرضخواہوں پر یہ کہ لیویں تمام کھجوریں ہماری بدلے اس دین کے کہ میرے باپ پر ہے پس نہ مانا انھوں نے یعنی اسلیے
کہ وہ انکی نظروں میں تھوڑی معلوم ہوتی تھیں اور تھے وہ یہود پس آیا میں حضرت کے پاس اور عرض کیا میں نے کہ آپ جانتے ہیں یہ کہ باپ میرا شہید ہوگیا ہے روز احد
کے اور چھوڑا ہے دین بہت اور میں چاہتا ہوں یہ کہ دیکھیں آپکو قرضخواہ میرے پاس تاکہ رعایت کریں مجھ پر پس فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ جا اور ڈھیر لگا ہر قسم کی کھجور کا علحدہ
علحدہ پس کیا میں نے یعنی کئی ڈھیر لگائے پھر بلایا میں نے آنحضرت کو پس جبکہ دیکھا قرضخواہوں نے طرف حضرت کے گویا کہ وہ دلیر کیے گئے مجھ پر اسوقت ف یعنی
تشدد کیا مجھ پر مطالبہ میں اور پیچھے پڑے بگمان کہ حضرت فرماوینگے انکو تمام قرض یا بعض قرض کے معاف کرنیکے لیے یا صبر کرنیکے لیے پس چاہی ہے کہ ظاہر فرمایا ایسا
طور ظاہر کیا کہ دلالت کرے اسپر کہ وہ انہیں سے کسی بات پر بھی راضی نہیں ہونگے تو جب دیکھا آنحضرت نے اس چیز کو کہ کرتے ہیں قرضخواہ پھرے آنحضرت تین بار
گرد بڑے ڈھیر کے انمیں سے پھر بیٹھے اسپر پھر فرمایا کہ بلا میرے پاس اپنے قرضخواہوں کو یعنی پس حاضر ہوگئے وہ پس ہمیشہ بانٹتے رہے آنحضرت انکے لیے یعنی حکم فرمایا کھجوریں انکے
بانٹنے کے لیے کہ ادا کیا اللہ تعالی نے میرے باپ کا دین اسکا اور میں راضی تھا کہ ادا کرے اللہ تعالی دین میرے باپ کا اور نہ لیجاؤں میں طرف بہنوں اپنی کے ایک کھجور ف ح
جابر کے باپ نے بیٹیاں بہت چھوڑی تھیں پس وہ بہنیں ہوئیں جابر کی پس جابر کہتے ہیں کہ میں راضی تھا کہ کسیطرح دین باپ کا ادا ہوجاوے اگرچہ کچھ باقی نہ رہے ہمارے لیے کھجوروں میں
سے ترجمہ پس سالم رکھے اللہ تعالی نے ڈھیر یعنی آنحضرت کے برکت سے اور یہانتک کہ تحقیق میں دیکھتا تھا طرف اس ڈھیر کے کہ بیٹھے تھے اسپر پیغمبر صلعم گویا کہ نہیں کم ہوئی اس
سے ایک کھجور نقل کی یہ بخاری نے ف ح اور جبکہ اس ڈھیر میں سے کہ حضرت جسپر بیٹھے تھے اور دیتے جاتے تھے کچھ نقصان نہ ہوا تو اور ڈھیر بطریق اولی سلامت رہے (و
عنہ قال ان ام مالک کانت تہدی للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فی عکۃ لہا سمنا فیاتیہا بنوہا فیسالون الادم ولیس عندہم شیء فتعمد الی الذی کانت تہدی فیہ
للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فتجد فیہ سمنا فما زال یقیم لہا ادم بیتہا حتی عصرتہ فاتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال عصرتیہا قالت نعم قال لو ترکتیہا ما زال قائما
رواہ مسلم) اور روایت ہے انہی جابر سے کہ کہا ام مالک انصاریہ صحابیہ تھیں بھیجتی آنحضرت کے لیے اپنے کپے میں گھی پس آتے ام مالک کے پاس بیٹے اسکے اور مانگتے سالن
حالانکہ نہ ہوتا انکے پاس کچھ یعنی سالن میں سے اسلیے کہ جو کچھ کہ ہوتا قسم روغن سے حضرت کو بھیجدیتی تھی پس قصد کرتی تھی ام مالک طرف اس کپے کے کہ بھیجتی تھی اسمیں گھی
آنحضرت کے لیے یعنی دیکھتی اور ڈھونڈھتی اسمیں پس پاتی اسمیں گھی پس ہمیشہ تھا وہ ظرف پاتی کہ اسمیں گھی باقی رہتا تھا قائم ام مالک کے لیے سالن گھر اسکے کا
یعنی ہمیشہ اس گھی سے انکے گھر میں سالن ہوتا تھا یہانتک کہ نچوڑا ام مالک نے اسکو یعنی زیادتی طمع کے لیے پس منقطع ہوا وہ سالن بنابر اسکے کہ حرص شوم ہے اور حریص
محروم پس آئی ام مالک حضرت کے پاس یعنی اور خبر دی اس ماجرا کی پس فرمایا آنحضرت نے کیا نچوڑا تونے اس گھی کو کہا انہوں نے ہاں فرمایا آنحضرت نے اگر چھوڑتی تو کپہ
بحال خود یعنی نچوڑتی نہیں تو ہمیشہ رہتا سالن تیرے گھر کا قائم نقل کی یہ مسلم نے ف یعنی اسلیے کہ جب برکت اترتی ہے ایک چیز میں اگرچہ وہ چیز تھوڑی ہو بہت ہوجاتی
ہے وہ تھوڑی چیز (وعن انس قال قال ابو طلحۃ لام سلیم لقد سمعت صوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضعیفا اعرف فیہ الجوع فہل عندک من شیء فقالت
نعم فاخرجت اقراصا من شعیر ثم اخرجت خمارا لہا فلفت الخبز ببعضہ ثم دستہ تحت یدی ولاثتنی ببعضہ ثم ارسلتنی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذہبت بہ
فوجدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد ومعہ الناس فسلمت علیہم فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارسلک ابو طلحۃ فقلت نعم قال بطعام
قلت نعم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لمن معہ قوموا فانطلق وانطلقت بین ایدیہم حتی جئت ابا طلحۃ فاخبرتہ فقال ابو طلحۃ یا ام سلیم قد جاء رسول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالناس ولیس عندنا ما نطعمہم فقالت اللہ ورسولہ اعلم فانطلق ابو طلحۃ حتی لقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابو طلحۃ معہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہلمی یا ام سلیم ما عندک فاتت بذلک الخبز فامر بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ففت وعصرت ام سلیم عکۃ فادمتہ ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہ ما شاء اللہ ان یقول ثم قال ائذن لعشرۃ فاذن لہم فاکلوا حتی شبعوا ثم خرجوا ثم قال ائذن لعشرۃ ثم لعشرۃ فاکل القوم کلہم وشبعوا والقوم سبعون او ثمانون رجلا متفق علیہ وفی روایۃ لمسلم انہ قال ائذن لعشرۃ فدخلوا فقال کلوا وسموا اللہ فاکلوا حتی فعل ذلک بثمانین رجلا ثم اکل النبی صلی اللہ علیہ وسلم واہل البیت وترک سورا وفی روایۃ للبخاری قال ادخل علی عشرۃ حتی عد اربعین ثم اکل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجعلت انظر ہل نقص منہا شیء وفی روایۃ لمسلم ثم اخذ ما بقی فجمعہ ثم دعا فیہ بالبرکۃ فعاد کما کان فقال دونکم ہذا) اور روایت ہے انس سے کہ کہا ابو طلحہ انصاری نے کہ خاوند انس کی ماں کے ہیں واسطے ام سلیم کے کہ ماں انس کی ہیں تحقیق سنی ہے میں نے آواز آنحضرت کی سست پہچانتا ہوں میں اسمیں بھوک کہ یہ سستی کہ اثر اسی کا ہے پس کیا ہے تیرے پاس کچھ یعنی کھانے کو اگرچہ تھوڑا ہی ہو کہا ام سلیم نے کہ ہاں ہے کچھ پس نکالیں ام سلیم نے کئی روٹیاں جو کی پھر نکالی ام سلیم نے اوڑھنی اپنی پس لپیٹا روٹیوں کو اسکے ایک کونے میں پھر چھپا دیا اسکو میرے ہاتھ کے نیچے اور عمامہ کیا یعنی لپیٹا بعض اسکے کو ف ۲ یعنی میرا سر ڈھانکا اور گلے میں ایک پیچ بھی مانند دستار کے لپیٹ دیا اور انس اس زمانہ میں آٹھ نو برس کے لڑکے تھے کہ آنحضرت کی خدمتیں حاضر رہتے تھے پھر کہ بھیجا مجھکو طرف رسول اللہ صلعم کے پس لیگیا میں وہ روٹیاں حضرت کے پاس پس پایا میں نے آنحضرت کو مسجد میں اس حال میں کہ تھے ساتھ حضرت کے لوگ ف ۳ یعنی بہت کہ وہ ایسے تھے جیسے کہ آگے آتا ہے ذکر اسکا اور مراد مسجد سے وہ جگہ ہے کہ بنائی تھی آنحضرت نے نماز کے لیے جس وقت کہ محاصرہ کیا تھا احزاب نے مدینہ کو غزوہ خندق میں کہ وقوع اس ماجرہ کا غزوہ خندق ہی میں ہوا ہے مانند قصہ جابر کے واللہ اعلم ترجمہ پس السلام علیکم کی میں نے پہنچے انکے پس فرمایا رسول خدا نے کیا بھیجا ہے تجھکو ابو طلحہ نے کہا میں نے ہاں ف ۴ اور یہ منافی نہیں ہے اسکی ماں کے بھیجنے کے اس لیے کہ باعث اول ابو طلحہ ہی تھے ترجمہ فرمایا کیا ساتھ طعام کے بھیجا ہے کہا میں نے ہاں ف ۵ یعنی بات سے اس بات کو جدا کر کے پوچھنا یا تو سمجھانے کے لیے تھا یا بسبب تاخیر وحی اور تعلیم کے یعنی اول اس بات کی وحی اور تعلیم ہوئی ہو پھر اسکی ترجمہ پس فرمایا آنحضرت نے واسطے ان لوگوں کے کہ تھے ساتھ حضرت کے کھڑے ہو ف ۶ تا ابو طلحہ کے گھر چلیں چونکہ آنحضرت کو معلوم ہوا کہ انس کے ساتھ چند روٹیاں ہیں چاہا کہ تنہا یا دو تین آدمیوں کے ساتھ کھالیں اور ارادہ ہوا ظاہر کرنے معجزہ کا بھی کہ وہ سیر ہونا جماعت کثیر کا ہے تھوڑی سی روٹی سے اور دوسرا معجزہ اسکے ساتھ آنا گھر میں کہ جو کا بھی ہونا تھا حاصل ہوا انکو بسبب نیک نیتی اور اخلاص اور خدمتگذاری کے پس حضرت نے ارادہ انکے گھر تشریف لیجانیکا فرمایا ترجمہ پس چلے آنحضرت یعنی اور وہ ہمنشین طرف گھر ابو طلحہ کے اور چلا میں بھی آگے حضرت کے یعنی جیسے خادم اور ضیافت کرنیوالے آگے آگے چلتے ہیں یا اسلیے کہ جلدی سے خبر حضرت کے رونق افزائی کی ابو طلحہ کو پہنچا دوں یہانتک کہ آیا میں ابو طلحہ کے پاس پس خبر دی میں نے اسکو یعنی آنکے آنے کی پس کہا ابو طلحہ نے اے ام سلیم تحقیق تشریف لائے آنحضرت صلعم ساتھ لوگوں کے اور نہیں ہمارے پاس کچھ کہ کھلاویں ہم انکو یعنی سوائے ان چند روٹیوں کے کہ بھیجی تھیں اور آدمی بہت سے ہیں پس کیونکر انکے آگے رکھوں تھوڑی سی چیز کہا ام سلیم نے اللہ اور رسول اسکا دانا تر ہیں ف ۷ کہ کیوں آئے ہیں آپ اور کیا حکمت ہے آپکے آنے میں گویا سمجھیں ام سلیم کہ آنحضرت صلعم اظہار معجزہ کے لیے آئے ہیں اس سے بڑی دینداری اور دانشمندی اور قوت یقینی ام سلیم کی معلوم ہوئی کہ کچھ تردد نکیا اور اول یہی سوجھی کہ حضرت قدر طعام کی جانتے ہیں اگر آپ مصلحت نہ جانتے تو کاہے کو تشریف لاتے انکا فعل خالی حکمت سے نہیں سبحان اللہ ایک ایک عورتیں ایسی تھیں کہ اسوقت کے بہت مردوں سے زیادہ قوت یقینی رکھتی تھیں رضی اللہ تعالی عنہا وعن اہل عصرنا وجعلنا فی زمرتہم آمین رب العالمین ترجمہ پس چلے ابو طلحہ یعنی حضرت کے استقبال کے لیے یہانتک کہ ملے آنحضرت سے پس تشریف لائے آنحضرت اور ابو طلحہ ساتھ انکے پس فرمایا آنحضرت نے لا اے ام سلیم جو کچھ کہ تیرے پاس ہے یعنی قسم روٹی سے پس لائیں وہ روٹیاں کہ ان پاس تھیں پس فرمایا آنحضرت نے یعنی ابو طلحہ کو یا اور کسیکو روٹیوں کے توڑنے اور ریزہ ریزہ کرنیکے لیے پس ریزہ ریزہ کی گئیں روٹیاں اور نچوڑا ام سلیم نے کپا یعنی گھی کا پس لاون کیا

انس گھی کو کپّی میں سے نکلا پھر فرمایا آن حضرت نے روٹی میں جو کچھ کہ چاہا اسنے کہ کہین ف م ع یعنی دعا خیر و برکت کی یا اسما الٰہی اسمین پھونکے
اور ایک روایت مین آیا ہی کہ پھر کہا حضرت نے بسم اللہ اللّٰہم اعظم فیہا البرکۃ ترجمہ پھر فرمایا آنحضرت نے یعنی ابو طلحہ کو یا انس کو یا اور کسیکو اذن دے یعنی
بلا دس کو پھر دس کو ف ع دس کے لیے حکم اسلیے کیا کہ جس پیالہ مین وہ کھانا تھا وہ اسقدر تھا کہ دس آدمی گرد اسکے آرام سے بیٹھکر کھا سکین اور بعضون نے
کہا تنگی مکان کے لیے یہ فرمایا ترجمہ پس بلایا دس کو پس کھایا ان دس نے پھر باہر نکلے وہ پھر فرمایا کہ بلا دس کو پھر دس کو یعنی اسیطرح دس دس کو بلاتا جا
پس کھایا ساری قوم نے اور سیر ہوئی اور قوم ستر آدمی تھے یا اسی ف ع کہا ابن حجر نے یہان تو ساتھ شک کے ہی آیا ہی اور اور روایت مین بالجزم اسّی آئے ہین
اور ایک روایت مین کچھ اوپر اسی اور انمین منافات نہین ہی اس احتمال سے کہ کسر کو حذف کر دیا لیکن احمد کی روایت مین آیا ہی یہانتک کہ کھایا اس سے چالیس
نے اور باقی رہا جیسا کا تون اس سے معلوم ہوا اثنا پیا اور متعدد ہونا اس قصہ کا کہتا ہون کہ قصہ متحد ہی ہی اور تطبیق یون ہی کہ جماعت اول چالیس تھی پھر ان
کے ساتھ چالیس اور ان لوگون سے کچھ رہ گئے تھے یا حضرت نے انکو بلا بھیجا ترجمہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور مسلم کی ایک روایت مین یون آیا ہی کہ
آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اذن دے دس کو پس آئے وہ دس پس فرمایا کہ کھاؤ اور نام لو اللہ کا پس کھایا انھون نے یہانتک کہ کیا یہ ساتھ اسی مردو نے یعنی اسیطرح دس دس
کو اذن دیتے گئے پھر یعنی بعد کھا چکنے اصحاب کے کھایا نبی صلعم نے اور اہل بیت کے گھر والون نے اور چھوڑا باقی انس اور بخاری کی ایک روایت مین ہی کہ فرمایا
آنحضرت نے داخل کر مجھ پر دس آدمی یہانتک کہ گنا چالیس شخصون کو پھر کھایا نبی صلعم نے پس ہوا مین کہ دیکھتا تھا کہ آیا کم ہوا ہی اسمین سے کچھ یا نہین ف ع یعنی
نہ ظاہر ہوئی کمی اس سے ہرگز اور یہ روایت منافات نہین رکھتی ہی ساتھ روایت کھانے اسی مردونکے بسبب احتمال اسکے کہ یہ چالیس سے آنحضرت نے کھایا کہ پہنچے
برکت انکی دونون طرف کے لوگونکو اور بعد اسکے اور چالیس نے کھایا ہو یا یہ معنی ہین کہ پھر بعد فراغت سب کے کھایا ترجمہ اور مسلم کی ایک روایت مین ہی کہ پھر لیا آنحضرت
نے باقی کو اور جمع کیا اسکو پھر دعا کی اسمین ساتھ برکت کے پس ہوگیا جیسا کہ تھا پس فرمایا آنحضرت نے کہ لو اور کھاؤ اسکو (وعنہ قال اُتِیَ النبی صلی اللہ علیہ
وسلم باناءٍ وہو بالزوراء فوضع یدہ فی الاناء فجعل الماء ینبع من بین اصابعہ فتوضأ القوم قال قتادۃ قلت لانس کم کنتم قال ثلثمائۃ او زہاء ثلثمائۃ متفق علیہ)
اور روایت ہی انہی انس سے کہ کہا لایا گیا آنحضرت کے پاس ایک باسن اسحال مین کہ آنحضرت زوراء مین تھے ف ع زوراء ساتھ زبر زا اور جزم واو اور ممدودہ کے نام ایک جگہ
معروف کا ہی مدینہ مین بازار کے پاس اور بعضون نے کہا کہ وہ موضع ہی قریب مدینہ کے اور ظاہر یہ ہی کہ دوسرا ہی مراد ہی ترجمہ پس رکھا آنحضرت نے ہاتھ اپنا باسن مین
پس شروع کیا پانی نے نکلنا درمیان انگلیون انکی سے ف ع اس پانی کے نکلنے مین دو قول ہین ایک تو یہ کہ پانی نکلنے لگا نفس انگلیون سے اور یہ قول مزنی کا اور
اکثر علما کا ہی اور یہ بڑی بات ہی معجزہ مین بہ نسبت نکلنے اسکے پتھر سے اور موید ہی اسکو وہ جو آیا ہی ایک روایت مین فرأیت الماء ینبع من اصابعہ اور دوسرا قول ہی
کہ اللہ تعالی نے بہت کر دیا پانی کو بذاتہ پس جوش مارنے لگا حضرت کی انگلیونکے درمیان سے ترجمہ پس وضو کیا اس سے قوم نے کہا قتادہ نے کہ کہا مین نے واسطے
انس کے کہ کتنے تھے تم یعنی اسدن کہا تھے ہم تین سو یا کہا مقدار تین سو کے یعنی یہ شک راوی ہی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن عبد اللہ بن مسعود قال
کنا نعد الآیات برکۃ وانتم تعدونہا تخویفا کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فقل الماء فقال اطلبوا فضلۃ من ماء فجاءوا باناء فیہ ماء قلیل فادخل
یدہ فی الاناء ثم قال حی علی الطہور المبارک والبرکۃ من اللہ ولقد رأیت الماء ینبع من بین اصابع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولقد کنا نسمع تسبیح الطعام وہو
یؤکل رواہ البخاری) اور روایت ہی عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا تھے ہم اصحاب سو محمد اسکے کہ گنتے تھے آیتونکو سبب برکت و نور کا کہ حاصل ہوتا ہی انسے ہمارے دلون مین
اور تم اے لوگو گنتے ہو انکو سبب ڈرانیکا ف ع کافرونکے لیے کہ منکر ہین انکے اور مراد آیتین قرآنی ہین کہ اترین آسمان سے یا معجزات کہ صادر ہوتے تھے آنحضرت سے اور معجزات
مراد رکھنا ظاہر تر اور موافق تر ہی ساتھ سیاق حدیث کے اور معنی یہ ہین کہ اگرچہ آیتین کافرون اور منکرون کے ڈرانے کے لیے ہین ولیکن بہ نسبت مومنونکے کہ محب اور معتقد
ہین انکے موجب بشارت اور برکت اور زیادتی ایمان کی ہین یہ حضرت شیخ نے طیبی سے نقل کیا ہی اور ملا علی کے نزدیک آیات سے فقط معجزات اور کرامات ہی مراد ہین واللہ

کہ آیات قرآنی یہاں مراد رکھنی بہتر مناسب ہے یہ بیان تقریر طویل لکھی ہوئی ملا علی قاری نے بخوف درازی کے خلاصہ لکھ دیا گیا اور بعد اسکے نقل کیا ہے ابن مسعود سے ایک معجزہ آنحضرت
کے معجزوں میں سے کہ کہا انہوں نے تھے ہم ہمراہ آنحضرت کے ایک سفر میں پس کم ہوا پانی پس فرمایا آنحضرت نے کہ ڈھونڈو بچا ہوا پانی پس لائے ایک باسن کہ اسمیں کچھ پانی باقی
رہا ہوا تھا پس لائے صحابہ ایک باسن کہ اسمیں کچھ تھوڑا سا پانی تھا پس داخل کیا آنحضرت نے دست مبارک اپنا باسن میں پھر فرمایا آؤ اور جلدی کرو طرف طہور کے اور وہ پانی پاک
کرنیوالا بابرکت ہے اور برکت اور زیادتی خدا تعالی کی طرف سے ہوتی ہے اور کسی کی طرف سے اور البتہ تحقیق دیکھا ہمنے پانی کو کہ نکلتا تھا آنحضرت کی انگلیوں میں سے
لفظ حدیث سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ پانی انگلیوں کے بیچ سے نکلتا تھا اور یہی ہے مذہب جمہور علما اور اسی لیے ترجیح دیگئی ہے اسکو اوپر نکلنے پانی کے پتھر سے جیسا کہ حضرت موسیٰ کے لیے
تھا پس التفات کیا جاوے گا طرف قول کے کہ کہتا ہو یہ کہ پانی زیادہ ہوتا جاتا تھا اور جوش مارنے لگا انگلیوں کے درمیان میں سے نہیں جانتا ہوں میں کہ کوئی
چیز باعث ہوتی اس تاویل کی اور معجزہ بغیر طلب کرنے پانی کے بھی ہو سکتا تھا لیکن بعد اس طلب کرنیکا معلوم نہیں کہ کیا سبب تھا اسکا واللہ اعلم بحقیقۃ الامر
اور وارد ہوا معجزہ ذکر کرنیکا ابن مسعود کے کہنے میں ترجمہ اور البتہ تحقیق تھے ہم سنتے تسبیح کھانے طعام کی حال میں کہ کھایا جاتا تھا طعام نقل کی یہ بخاری نے اور روایت
ہوا انس سے کہ حضرت نے ایک مٹھی سنگریزے لیے پس تسبیح کرتے تھے وہ حضرت کے دست مبارک میں یہاں تک کہ سنی ہمنے تسبیح (وعن ابی قتادۃ قال خطبنا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انکم تسیرون عشیتکم ولیلتکم وتاتون الماء ان شاء اللہ غدا فانطلق الناس لا یلوی احد علی احد قال ابو قتادۃ فبینما رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسیر حتی ابہار اللیل فمال عن الطریق فوضع راسہ ثم قال احفظوا علینا صلاتنا فکان اول من استیقظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
والشمس فی ظہرہ ثم قال ارکبوا فرکبنا فسرنا حتی اذا ارتفعت الشمس نزل ثم دعا بمیضاۃ کانت معی فیہا شیء من ماء فتوضا منہا وضوءا دون وضوء قال وبقی فیہا
شیء من ماء ثم قال احفظ علینا میضاتک فسیکون لہا نبا ثم اذن بلال بالصلوۃ فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکعتین ثم صلی الغداۃ ورکب ورکبنا معہ
فانتہینا الی الناس حین امتد النہار وحمی کل شیء وہم یقولون یا رسول اللہ ہلکنا وعطشنا فقال لا ہلک علیکم ودعا بالمیضاۃ فجعل یصب وابو قتادۃ یسقیہم فلم
یعد ان رای الناس ماء فی المیضاۃ تکابوا علیہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسنوا الملا کلکم سیروی قال ففعلوا فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یصب واسقیہم حتی ما بقی غیری وغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم صب فقال لی اشرب فقلت لا اشرب حتی تشرب یا رسول اللہ قال ان
ساقی القوم آخرہم قال فشربت وشرب قال فاتی الناس الماء جامین رواء رواہ مسلم ہکذا فی صحیحہ وکذا فی کتاب الحمیدی وجامع الاصول وزاد فی
المصابیح بعد قولہ آخرہم لفظۃ شربا) اور روایت ہے ابو قتادہ سے کہ کہا خطبہ پڑھا ہمارے لیے رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم نے پس فرمایا اور خبر دی
کہ تحقیق تم چلوگے اول اس شب میں اور آخر اس شب میں اور آؤگے پانی پر انشاء اللہ تعالیٰ کل کو یعنی اشارہ ہے پانی کی طرف کہ پیدا ہوگا بطریق معجزہ کے
جیسے کہ آخر حدیث میں آویگا بیان اسکا پس چلے لوگ اس حال میں کہ نہیں التفات کرتا تھا کوئی کسی کی طرف یعنی بلا چلا جاتا تھا ہر ایک جلدی اور نہیں ہوتا تھا
کسیکی ہمراہی کا سبب نہایت اہتمام طلب کرنے پانی کے اور پہونچنے کے طرف اسکے کہا ابو قتادہ نے پس اسوقت کہ آنحضرت چلے جاتے تھے یعنی اسی شب میں یہاں تک
کہ آدھی رات ہوئی پس ایک طرف ہو گئے راہ سے یعنی بقصد سونیکے پس رکھا سر اپنا یعنی سونیکے لیے پھر فرمایا یعنی بعضے [illegible] نگاہ رکھو ہمارے لیے نماز ہماری کی یعنی
اسکے وقت کی یعنی جاگتے رہنا تا نماز صبح کی ہاتھ سے نجاوے پس غالب آئی سستی نیند اور سو گئے اور کوئی نماز کے لیے نہ جاگا پس ہوئے آنحضرت اول ان شخصوں کے
کہ جاگے یعنی سب سے پہلے آپ ہی جاگے اس حال میں کہ دھوپ پہونچی تھی آنحضرت کی پیٹھ پر پھر فرمایا آنحضرت نے کہ سوار ہو جاؤ اور ظاہر ہے کہ حضرت نے
اسلیے یہی نماز نہ پڑھی اور تاخیر کی قضا میں تو اس امید سے کہ پانی پر پہونچ جاویں یا اسلیے کہ وقت کراہت کا نکل جاوے جیسے کہ دلالت کرتا ہے اسپر قول
راوی کا فرکبنا الخ اور یہ بھی اس سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے چھوڑ دینا اس جگہ کا کہ ترک کیا ہو کوئی حکم خدا کا اسمیں یا مرتکب ہوا ہو اسمیں ممنوع بات کا اگرچہ
بغیر قصد کے ترجمہ پس سوار ہوئے ہم اور چلے ہم یہاں تک کہ جب بلند ہوا آفتاب یعنی بقدر نیزہ کے یا زیادہ اترے آنحضرت پھر منگایا باسن وضو کا کہ

تھا ساتھ میرے اسمین تھا کچھ پانی پس کیا اُس سے وضو کم بہ نسبت اور وضو کے یعنی اور اوقات میں جو تین تین بار اعضا دھوتے تھے اُس روز کم کیا کہ ایک ایک بار
یا دو دو بار پر اکتفا کیا بسبب قلت پانی کے کہا ابو قتادہ نے اور باقی رہا اُس باسن میں کچھ پانی پھر فرمایا آنحضرت نے کہ نگاہ رکھ ہمارے لیے میضاۃ اپنا یعنی ظرف وضو کا
یا جو کچھ کہ اسمین ہے پس نزدیک ہے کہ ہوگی واسطے اسکے ایک خبر اور شان عظیم اور فائدہ بڑا بسبب ظہور معجزہ کے پھر اذان کہی بلال نے واسطے نماز کے پس نماز پڑھی آنحضرت نے
دو رکعتین فجر کی یعنی سنت صبح کی واسطے فوت ہونے اسکے ساتھ فرض کے کہ ادا کیجاتی ہے پہلے زوال کے اور جبکہ فوت ہوں سنتیں تو نہیں قضا ہے اسکی مگر نزدیک
محمد کے لیکن بعد طلوع آفتاب کے زوال تک اور بعد زوال کے قضا اسکی نہیں ہے اتفاقًا ترجمہ پھر پڑھی نماز فرض صبح کی فارغ یعنی ساتھ صحابہ کے کہ ہمراہ آپکے تھے
اور ظاہر یہ ہے کہ صحابہ پاس بھی پانی ہوگا انھوں نے اُس سے وضو کیا ہوگا یا تیمم کیا ہو حدیث میں کچھ ذکر اسکا صریح نہیں آیا ہے واللہ اعلم ترجمہ اور سوار ہوئے
آنحضرت اور سوار ہوئے ہم ساتھ آپکے پس پہونچے ہم طرف لوگوں کے کہ آگے جا رہے تھے واسطے اسوقت کہ چڑھا دن اور بلند ہوا آفتاب اور گرم ہوئی ہر چیز اور
گرمی سخت ہوئی اور حال انکہ لوگ کہتے تھے یا رسول اللہ ہلاک ہوئے ہم یعنی ہوا کی گرمی سے اور پیاسے ہوئے ہم یعنی بہ سبب نہ ہونے پانی کے پس فرمایا آنحضرت نے نہیں
ہے ہلاکت تمپر ف ۔ یہ خبر ہے بشارت ہے پانی پیدا ہونے کی یا دعا ہے یعنی ہلاکت مت ہو تمپر ترجمہ اور منگوایا آنحضرت نے ابو قتادہ کے وضو کا باسن
پس تھے آنحضرت کہ ڈالتے تھے پانی اس باسن سے اور ابو قتادہ پانی پلاتے جاتے تھے لوگوں کو پس نہ تجاوز کیا اور نہ گذرا دیکھنا لوگوں کا پانی کو باسن مذکور میں ازدحام
کرنے لگے پس ازدحام کیا انھوں نے باسن پر یعنی جب دیکھا کہ پانی باسن میں گرتا ہے اور لوگ اس سے پانی پیتے ہیں اسوقت ازدحام کیا باسن پر پس فرمایا آنحضرت
نے نیک کرو خلق کو اور آہستگی و نرمی کرو قریب ہے کہ تم سب سیراب ہو جاؤ گے یعنی اس پانی سے پس ازدحام نکرو کہا راوی نے پس کیا انھوں نے خلق نیک یعنی ازدحام
موقوف کیا اور خاطر جمعی سے الگ ہو گئے پس تھے آنحضرت کہ ڈالتے تھے پانی اور میں پلاتا جاتا تھا لوگوں کو یہانتک کہ نہ باقی رہا سوا میرے یعنی صحابہ میں
سے اور سوا آنحضرت کے پھر ڈالا پانی پس کہا مجھکو کہ پی پس کہا میں نے کہ نہ پیونگا میں یہانتک کہ پیویں آپ یا رسول اللہ پس فرمایا کہ تحقیق پلانے والا قوم کا آخر انکا ہے
پینے میں یعنی ادب یہ ہے کہ پہلے سب کو سیراب کرے بعد ازان آپ پیوے کہا ابو قتادہ نے پس پیا میں نے اور پیا حضرت نے کہا ابو قتادہ نے پس آئے لوگ پانی پر پہونچے
پانی کی جگہ اس حال میں کہ تھے راحت پانیوالے سیراب نقل کی یہ مسلم نے اسیطرح ہے صحیح مسلم میں اور اسیطرح ہے بیچ کتاب حمیدی کے اور جامع الاصول کے یعنی
ساقی القوم آخرھم بدون لفظ شربا کے اور زیادہ کیا مصابیح میں بعد از لفظ آخرھم کے لفظ شربا کا یعنی کہا ان ساقی القوم آخرھم شربا ۞ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ
لَمَّا کَانَ یَوْمُ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ اَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَۃٌ فَقَالَ عُمَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ادْعُھُمْ بِفَضْلِ اَزْوَادِھِمْ ثُمَّ ادْعُ اللّٰہَ لَھُمْ عَلَیْھَا بِالْبَرَکَۃِ فَقَالَ نَعَمْ فَدَعَا بِنِطَعٍ فَبُسِطَ ثُمَّ دَعَا
بِفَضْلِ اَزْوَادِھِمْ فَجَعَلَ الرَّجُلُ یَجِیْءُ بِکَفِّ ذُرَۃٍ وَیَجِیْءُ الْاٰخَرُ بِکَفِّ تَمْرٍ وَیَجِیْءُ الْاٰخَرُ بِکِسْرَۃٍ حَتّٰی اجْتَمَعَ عَلَی النِّطَعِ شَیْءٌ یَسِیْرٌ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَکَۃِ
ثُمَّ قَالَ خُذُوْا فِیْ اَوْعِیَتِکُمْ فَاَخَذُوْا فِیْ اَوْعِیَتِھِمْ حَتّٰی مَا تَرَکُوْا فِی الْعَسْکَرِ وِعَاءً اِلَّا مَلَؤُہُ قَالَ فَاَکَلُوْا حَتّٰی شَبِعُوْا وَفَضَلَتْ فَضْلَۃٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَا یَلْقَی اللّٰہَ بِھِمَا عَبْدٌ غَیْرُ شَاکٍّ فَیُحْجَبَ عَنِ الْجَنَّۃِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ کہا جبکہ ہوا دن غزوہ تبوک کا
پہونچی لوگوں کو بھوک شدید ف ۔ تبوک نام ایک موضع کا ہے اسمین اور مدینہ میں مسافت ایک مہینے کی غزوہ وہاں کا سنہ نو میں ہوا رجب میں اور آنحضرت کے غزوون میں
آخری غزوہ وہاں کا ہوا ترجمہ پس کہا حضرت عمر نے یا رسول اللہ منگوائیے لوگوں سے بچا ہوا توشہ انکا ف ۔ یعنی حکم فرمائیے کہ جس پاس توشہ زیادہ حاجت سے
بچا ہو لاوے اور حدیث میں اختصار ہوا ہے روایت یوں نقل کی گئی ہے کہ لوگوں کو بھوک پہونچی پس کہا انھوں نے یا رسول اللہ اگر اذن دیجیے ہمکو تو نحر کریں ہم اونٹ
اپنے اور کھاویں سالن کریں پس فرمایا حضرت نے کہ کرو پس آئے حضرت عمر اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر آپ حکم دیجیگا تو سواریاں کم ہو جائینگی ولیکن منگوا لیجیے
انسے فضل ازواد انکے یعنی حکم فرمائیے کہ لاویں بچے ہوئے توشے اپنے ترجمہ پھر دعا کیجیے اللہ سے انکے لیے ان توشوں پر ساتھ برکت کے پس فرمایا حضرت نے
اچھا پس منگوایا آنحضرت نے دسترخوان چمڑے کا پس بچھایا گیا وہ پھر منگوایا بچا ہوا توشہ انکا پس شروع کیا کسی شخص نے کہ لاتا تھا مٹھی چینے کی اور لاتا تھا اور

شخص مٹھی کھجور کی اور لاتا تھا اور شخص ٹکڑا روٹی کا یہانتک کہ جمع ہوئی دسترخوان پر تھوڑی سی چیز پس دعا کی آنحضرت نے برکت اترنیکی اسپر پھر فرمایا لو اپنے
اسمین سے جتنا چاہو اپنے باسنون مین پس لیا لوگون نے اپنے باسنون مین یہانتک کہ چھوڑا لشکر مین کوئی باسن مگر کہ بھر دیا اسکو کہا ابوہریرہؓ نے پس کھایا سارے
لشکر نے یہانتک کہ سیر ہوئے اور باقی رہا بقیہ بہت ف اور کہتے ہین کہ غزوہ تبوک مین نوبت لشکر کی لاکھ آدمیون کو پہونچی تھی ترجمہ پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے کہ گواہی دیتا ہون مین یہ کہ نہین کوئی معبود مگر اللہ اور تحقیق مین ہون رسول خدا کا نہین ہے یہ بات کہ ملے اللہ تعالی سے ساتھ ان دونون گواہیون کے کوئی بندہ کہ
نہ شک کرنیوالا ہو اور پھر روکا جاوے بہشت سے نقل کی یہ مسلم نے ف ع یعنی جو کوئی ملیگا اللہ تعالی سے یہ دونون گواہیان توحید و رسالت کی دیتا ہوا بغیر تردد اور
شک کے پس نہین روکا جاویگا بہشت سے کبھی (وعن انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عروسا بزینب فعمدت امی ام سلیم الی تمر وسمن واقط فصنعت
حیسا فجعلتہ فی تور فقالت یا انس اذہب بہذا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقل بعثت بہذا الیک امی وہی تقرئک السلام وتقول ان ہذا لک
منا قلیل یا رسول اللہ فذہبت فقلت فقال ضعہ ثم قال اذہب فادع لی فلانا وفلانا وفلانا رجالا سماہم وادع لی من لقیت فدعوت من سمی ومن لقیت
فرجعت فاذا البیت غاص باہلہ قیل لانس عدد کم کانوا قال زہاء ثلث مائۃ فرأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وضع یدہ علی تلک الحیسۃ وتکلم بما شاء اللہ ثم
جعل یدعو عشرۃ عشرۃ یاکلون منہ ویقول لہم اذکروا اسم اللہ ولیاکل کل رجل مما یلیہ قال فاکلوا حتی شبعوا فخرجت طائفۃ ودخلت طائفۃ حتی اکلوا کلہم
قال لی یا انس ارفع فرفعت فما ادری حین وضعت کان اکثر ام حین رفعت متفق علیہ) اور روایت ہے انس سے کہ کہا تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دولہا یعنی
نکاح ہوئے ساتھ زینب کے پس قصد کیا ماں میری ام سلیم نے طرف کھجور اور گھی اور اقط کے پس بنایا یعنی ان چیزون کا مالیدہ سا پس رکھا اسکو پیالہ مین اور
کہا اے انس لیجا اسکو آنحضرت کے پاس اور کہہ کہ بھیجا ہے اسکو طرف آپکے میری ماں نے اور کہتی ہے آپکو سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ تحقیق یہ آپ کے لیے ہے ہماری طرف سے
تھوڑا یعنی آپکے لائق نہین ہے یا رسول اللہ صلعم پس لیگیا مین اسکو پاس حضرت کے اور کہا مین نے جو کچھ کہ میری ماں نے کہا تھا پس فرمایا کہ رکھ دے اسکو پھر فرمایا
کہ جا اور بلا لا میرے پاس فلانے کو اور فلانے کو اور فلانے کو کہ تین شخصوں کا نام لیا فقط یعنی معین کیا انکو ساتھ نامون انکے کے اور بھول گیا مین انکو پس تعبیر کیا
مین نے انکو ساتھ فلانے اور فلانے اور فلانے کے پس جملہ رجالا سماہم کلام انس کا ہے بدل فلانا الخ سے یا ساتھ تقدیر اعنی یا یعنی کے واللہ اعلم ترجمہ اور بلا لا میرے
پاس جس سے ملے تو یعنی علی العموم پس بلایا مین نے انکو کہ نام لیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے انکا اور انکو کہ ملا مین پس پھر آیا مین پس ناگہاں
گھر بھرا ہوا تھا لوگون سے کہا گیا انس سے کہ کتنے تھے تم کہا انس نے بقدر تین سو کے پس دیکھا مین نے آنحضرت صلعم کو کہ رکھا دست مبارک اپنا اس حلوے پر اور کلام کیا ساتھ
اس چیز کے کہ چاہا اللہ تعالی نے یعنی دعا برکت کی کی پھر شروع کیا حضرت نے بلانا دس دس کو یعنی دس کو بعد دس کے درحالیکہ کھاتے تھے وہ اس سے اور فرماتے تھے
آنحضرت صلعم واسطے انکے کہ یاد کرو نام اللہ کا اور چاہیے کہ کھاوے ہر شخص اس طرف سے کہ نزدیک اسکے ہے یعنی اپنے آگے سے اور یہ ادب دائمی ہے کھانا کھانے
کا کہ ذکر کیا یہاں بقصد اہتمام کے واسطے حصول برکت کے ترجمہ کہا انس نے پس کھایا ان سب نے یہانتک کہ سیر ہوئے پس نکلی ایک جماعت اور داخل ہوئی
اور جماعت یہانتک کہ کھایا سب نے یعنی سیر ہو کر فرمایا آنحضرت نے مجھکو کہ اے انس اٹھا یعنی پیالہ کو پس اٹھایا مین نے پس نہین جانتا مین کہ جسوقت رکھا تھا مین نے
زیادہ تھا یا اس وقت کہ اٹھایا مین نے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع یعنی صورتین الا اسمین شک نہین ہے کہ وقت اٹھانیکے بہت برکت کا تھا بسبب برکت ہاتھ رکھنے
آنحضرت صلعم کے اور داخل ہونے اصحاب انکے کے کہا بعضون نے کہ ظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ولیمہ زینب کا اس حلوے کا ہوا کہ جو ام سلیم نے
بھیجا تھا اور اور روایتون سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ولیمہ انکا روٹی اور گوشت سے تھا چنانچہ انس کہتے ہین کہ ولیمہ کیا انکا ساتھ بکری کے اور سیر کیا ہزار آدمیون کو
ساتھ گوشت اور روٹی کے اور جواب یہ دیا گیا ہے کہ آنا حلوے کا بیچ وقت حاضر ہونے روٹی اور گوشت کے اتفاق پڑا ہو کذا فی الشرح اور ہو سکتا ہے کہ ہر ایک
علیحدہ علیحدہ روز مین ہوا ہو کہتا ہون مین کہ اس حدیث سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ حلوے کا ولیمہ ہوا بلکہ وہ تحفہ بھیجا تھا پھر آخر اس روز مین یا اور دن ولیمہ کیا ہے

اُنکا ساتھ بکری کے اور سیر کیا ہزار کو گوشت اور روٹی سے پس کچھ منافات نہیں ہے دونوں قصّوں میں اور نہ معارضہ ہے دونوں معجزوں میں واللہ سبحانہ اعلم (وعن جابر قال غزوت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا علی ناضح قد اعیی فلا یکاد یسیر فتلاحق بی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما لبعیرک فقلت قد عیی فتخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فزجرہ فدعا لہ فما زال بین یدی الابل قدامہا یسیر فقال لی کیف تری بعیرک قلت بخیر قد اصابتہ برکتک قال افتبیعنیہ بوقیۃ فبعتہ علی ان لی فقار ظہرہ الی المدینۃ فلما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ غدوت علیہ بالبعیر فاعطانی ثمنہ وردہ علیّ متفق علیہ) اور روایت ہے جابر سے کہ کہا غزوہ کیا میں نے ساتھ پیغمبر خدا صلعم کے اسحال میں کہ میں سوار تھا اوپر اونٹ آبکش کے کہ تھک گیا تھا پس نزدیک تھا کہ راہ چل سکے یعنی جو چلنا کہ مطلوب تھا اُس سے ویسا نہ چل سکتا تھا پس ملے ساتھ میرے آنحضرت پس فرمایا کیا ہے اونٹ تیرے کو کہا میں نے کہ تحقیق تھک گیا ہے پس اونٹ کے پیچھے کھڑے ہوئے آنحضرت اور ہانکا اُسکو یعنی مار کر یا آواز سے اور دعا کی اُسکے لیے یعنی تیز روی کی پس ہمیشہ تھا وہ اونٹ کہ آگے آگے چلتا تھا اور اونٹوں کے پس فرمایا آنحضرت نے مجھکو کیسا دیکھتا ہے تو اپنے اونٹ کو اب کہا میں نے ساتھ اچھی حالت کے دیکھتا ہوں تحقیق پہونچی اُسکو برکت آپ کی فرمایا آنحضرت نے کیا بیچتا ہے تو اسکو بعوض اوقیہ کے یعنی چالیس درہم کے پس بیچا میں نے اُسکو اس شرط پر کہ میرے لیے ہو سواری اُسکی مدینہ تک ف ح اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے بیع میں ایسی شرط کرنی کہ بعض منفعت بائع کی ہو یعنی حالانکہ یہ درست نہیں پس شاید کہ یہ حدیث منسوخ ہے یا یہ شرط بیچ عقد میں نہ تھی بلکہ جابر نے التماس کیا آنحضرت کی عنایت سے بعد عقد کے ہوا اگرچہ یہ خلاف ظاہر عبارت کے ہے واللہ اعلم ترجمہ پس جبکہ پہونچے آنحضرت مدینہ میں صبح کو لے گیا میں حضرت کے پاس اونٹ کو یعنی تاکہ آپکے سپرد کروں اُسکو پس دی آنحضرت نے مجھکو قیمت اونٹ کی کہ جس قیمت سے خریدا تھا اور پھیر دیا اونٹ کو مجھ پر نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے

(وعن ابی حمید الساعدی قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۃ تبوک فاتینا وادی القری علی حدیقۃ لامرأۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرصوہا فخرصناہا وخرصہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشرۃ اوسق وقال احصیہا حتی نرجع الیک ان شاء اللہ تعالی وانطلقنا حتی قدمنا تبوک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستہب علیکم اللیلۃ ریح شدیدۃ فلا یقم فیہا احد فمن کان لہ بعیر فلیشد عقالہ فہبت ریح شدیدۃ فقام رجل فحملتہ الریح حتی القتہ بجبلی طیئ ثم اقبلنا حتی قدمنا وادی القری فسال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المرأۃ عن حدیقتہا کم بلغ ثمرہا فقالت عشرۃ اوسق متفق علیہ) اور روایت ہے ابو حمید ساعدی سے کہ کہا نکلے ہم ساتھ آنحضرت کے یعنی مدینہ سے غزوہ تبوک میں پس آئے ہم وادی قری میں کہ ایک موضع ہے کہ اُسمیں اور مدینہ میں تین روز کی مسافت ہے جانب شام کے گذرے ہم ایک باغیچہ پر کہ تھا ایک عورت کا پس فرمایا آنحضرت نے کہ اندازہ کرو اُسکے درختوں کے میوے کو کہ کسقدر ہے پس اندازہ کیا ہمنے اُسکو یعنی مختلف جیسا کہ کسی کے قیاس میں آیا اور اندازہ کیا اُسکو آنحضرت نے دس وسق ف ح وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع قریب ساڑھے تین سیر کے ترجمہ اور فرمایا حضرت نے اس عورت کو کہ یاد رکھنا گنتی اُسکی وسقوں کی جس وقت کہ درخت کر تو اُسکو یہانتک کہ پھر کر آویں ہم طرف تیرے سفر سے اگر چاہے اللہ تعالیٰ اور چلے ہم یہانتک کہ پہونچے ہم تبوک میں پس فرمایا آنحضرت نے نزدیک ہے کہ چلے تم پر آج کی رات باد سخت پس نہ کھڑا ہو اُسمیں کوئی یعنی اپنی جگہ سے اسلیے کہ ضرر پہونچیگا اُسکو پس جو شخص کہ ہو واسطے اُسکے اونٹ پس چاہیے کہ مضبوط باندھے پاؤں اُسکا پس چلی ہوا سخت پس کھڑا ہوا ایک شخص پس اُٹھا لیا اُسکو ہوا نے یہانتک کہ پھینک دیا اُسکو بیچ دونوں پہاڑوں طے کے ف ح طے باپ ہے قبیلہ کا دیار میں سے اور جاے حاتم طائی کی بھی اُسی دیار میں تھی ترجمہ پھر متوجہ ہوے ہم یعنی طرف مدینہ کے یہانتک کہ آئے ہم وادی قری میں پس پوچھا آنحضرت نے اُس عورت سے حال اُسکے باغ کا کہ کتنا ہوا میوہ اُسکا پس کہا اُس عورت نے کہ پہونچا دس وسق کو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف اسمیں تین معجزے ہوے حضرت کے ایک تو میوے کا اور دوسرا ہوا کا اور تیسرا یہ کہ ہوا نے اُس شخص کو پھینک دیا اور شاید کہ ہوے معجزے یا تو واسطے ظاہر کرنے نبوت کے بعضے اہل نفاق کے لیے کہ ساتھ تھے حضرت کے اور یا واسطے زیادتی یقین مومنین کے (وعن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّکُمْ سَتَفْتَحُوْنَ مِصْرَ وَھِیَ اَرْضٌ یُسَمّٰی فِیْھَا الْقِیْرَاطُ فَاِذَا فَتَحْتُمُوْھَا فَاَحْسِنُوْا اِلٰی اَھْلِھَا فَاِنَّ لَھَا ذِمَّۃً وَرَحِمًا اَوْ قَالَ ذِمَّۃً وَصِھْرًا فَاِذَا رَاَیْتُمْ رَجُلَیْنِ یَخْتَصِمَانِ
فِیْ مَوْضِعِ لَبِنَۃٍ فَاخْرُجْ مِنْھَا قَالَ فَرَاَیْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ شُرَحْبِیْلَ بْنِ حَسَنَۃَ وَاَخَاہُ رَبِیْعَۃَ یَخْتَصِمَانِ فِیْ مَوْضِعِ لَبِنَۃٍ فَخَرَجْتُ مِنْھَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابوذر
سے کہا اُنہوں نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق تم نزدیک ہے کہ فتح کروگے مصر کو کہ نام ہے شہر معروف کا اور مصر ایک زمین ہے کہ نام رکھا جاتا ہے اُسمین
قیراط ف ع ح یعنی ذکر قیراط کا اہل مصر کی بازاریون کے زبان پر معاملات مین بہت جاری رہتا ہے بسبب شدت کرنے اُنکے کے معاملات مین اور قلت
مروت انکی اور عادم مسامحت کے پس منافی نہین ہے اسکی مشارکت غیر اُنکے کی بیچ ذکر کرنے قیراط کے اور معنی حدیث کے یہ ہین کہ اُس قوم کے مزاج مین دنارت
اور خست ہے اور یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کرم کی زبان پر چاہیے کہ ایک ذکر حقیر اور خسیس کا جاری نہو اور قیراط کا وزن مختلف ہے بلاد مکہ معظمہ مین چوبیسوان
حصہ دینار کا ہے اور عراق مین بیسوان حصہ دینار کا ہے باوجود ایسے دنی ہونے اُنکے کے وصیت کی آنحضرت نے اہل مصر کے حقوق رعایت کرنیکی اُس طرح جیسے
کہ ذکر ہوگی ترجمہ پس فرمایا جس وقت کہ فتح کروگے تم مصر کو پس احسان کرنا مصر والون پر یعنی ساتھ درگذر اور معاف کرنے کے اُس چیز سے کہ بُری جانو
اور نہ باعث ہوں تمکو بُرے افعال و اقوال اُنکے اُنکے برائی پہونچانے پر اسلیے کہ اہل مصر کے لیے ذمہ ہے یعنی امان و حرمت ہے بسبب ابراہیم بیٹے آنحضرت کے
اسلیے کہ مان اُنکی ماریہ قبطیہ اُنہین کی قوم مین سے تھین اور اُنکے لیے قرابت ہے جانب ہاجر اسمٰعیل کی مان کے سے اسلیے کہ وہ بھی اُنھین مین سے تھین یا فرمایا ذمہ
اور علاقہ مصاہرت کا یعنی سسرال کا ہے ف ع ح لفظ او شک کے لیے ہے پس بنا بر اس روایت کے مصاہرت مختص ساتھ ماریہ کے ہے اور ذمہ ساتھ ہاجر کے
بعد ازان ذکر کیا آنحضرت نے حال اُنکی خست کا کہ ایک اینٹ کی جگہ پر لڑتے اور جھگڑتے ہین کہ فرمایا ترجمہ پس جب دیکھو تم دو شخصون کو کہ جھگڑتے ہین ایک اینٹ
کی جگہ پر پس نکل تو مصر مین سے ف ع ظاہر مطابق لا تیم کے یہ تھا کہ کہا جاتا فاخرجوا یعنی نکلو تم لیکن آنحضرت نے خطاب خاص ابوذر ہی کو کیا بسبب
کمال شفقت کے اُنپر اور احتمال ہے کہ خطاب عام ہو ترجمہ کہا ابوذر نے پس دیکھا مین نے عبدالرحمن بیٹے شرحبیل بیٹے حسنہ کو اور اُسکے بھائی ربیعہ کو کہ جھگڑتے
تھے دونون بیچ جگہ ایک اینٹ کے پس نکلا مین مصر سے نقل کی یہ مسلم نے ف یہ اور یہ واقع ہوا حضرت عثمان کے اخیر عہد مین پس یہ ظاہر کیا گیا آنحضرت کو
جانب غیب سے کہ یہ حادثہ درپیش آویگا مصر مین اور ہونگے پیچھے اُسکے فتنے اور شرور بسبب وہان کے مانند نکلنے مصریون کے عثمان کے قتل کے لیے اور
پھر قتل کرنے اُنکے محمد بن ابی بکر کو اس حال مین کہ وہ حاکم تھے اوپر حضرت علی کی طرف سے غرض کہ حضرت نے فرمایا جب جھگڑا ہونے لگے وہان تو تو احتراز
کرنا اُنکی مخالطت سے اور پرہیز کرنا اُنکے مکانون سے سو ہی کیا اُنھون نے (وَعَنْ حُذَیْفَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ اَصْحَابِیْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ
فِیْ اُمَّتِیْ اِثْنَا عَشَرَ مُنَافِقًا لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ وَلَا یَجِدُوْنَ رِیْحَھَا حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ ثَمَانِیَۃٌ مِّنْھُمْ تَکْفِیْھِمُ الدُّبَیْلَۃُ سِرَاجٌ مِّنْ نَّارٍ یَظْھَرُ فِیْ اَکْتَافِھِمْ حَتّٰی تَنْجُمَ فِیْ
صُدُوْرِھِمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے حذیفہ سے اُنہون نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا میرے صحابیون مین اور ایک روایت مین ہے میری امت مین بارہ
منافق ہین کہ نہ داخل ہونگے بہشت مین اور داخل ہونا کیا ہے بو بھی نپاوینگے جنت کی یہانتک کہ پیٹھے اونٹ سوئی کے ناکے مین ف ع ح یہ مبالغہ اور تعلیق
بالمحال ہے جیسے کہ قرآن مجید مین بھی آیا ہے کفار کے حق مین ولا یدخلون الجنۃ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط اور جاننا چاہیے کہ اطلاق امت کا منافقون پر کرسکتے ہین
بہ ارادہ امت دعوت کے لیکن اطلاق صحابی کا نہین کرسکتے مگر باعتبار ظاہر اور ملے جلے رہنے اُنکے کے درمیان صحابہ کے ساتھ کہنے کلمہ شہادت کے
حاصل یہ کہ یہان اُنکو صحابی مجازاً کہا باعتبار ظاہر حال اور اختلاط اُنکے کے صحابہ مین اور اسوجہ سے امت اجابت بھی مراد ہوسکتی ہے اور آنحضرت
نے اپنے بعضے خواص اور مقربون کو اوپر احوال اس فرقہ بدبخت کے اطلاع دی تھی تا اُنکے مکر و شر سے پرحذر رہین اور لیلۃ العقبہ مین وقت پھرنے آنحضرت کے
غزوہ تبوک سے مکر و خدع اُنکا بنسبت آنحضرت کے وجود مین آیا جیسا کہ سیر کی کتابون مین مذکور ہے اور ذکر کیا گیا ہے حذیفہ سے کہ وہ چودہ تھے پھر دو نے
تو توبہ کرلی تھی اور بارہ نفاق ہی پر مرے بموجب خبر مخبر صادق کے ترجمہ آٹھ اُن بارہ منافقون سے دفع کریگا اُنکے شر کو اور ہلاک کریگا اُنکو دبیلہ ف

دبیلہ ساتھ پیش دال مہملہ اور زبر بے وجزم ی کے تصغیر دبل کی پھوڑا کہ پیدا ہوتا ہے آدمی کے پیٹ میں اور اکثر ہلاک کر دیتا ہے اور قاموس میں دبیل معنی طاعون
کے کہا اور معنی حادثہ کے اور سختی کے بھی آیا ہے ترجمہ شعلہ ہے آگ کا کہ پیدا ہوگا انکے مونڈھوں میں ف ع یہ تفسیر ہے دبیلہ کی اور ظاہر یہ ہے کہ یہ کلام حذیفہ سے ہے
کہ گویا مراد ورم حار ہے ترجمہ یہاں تک کہ نمودار ہوگا اثر اس حرارت کا انکے سینوں میں نقل کی یہ مسلم نے ف ع اور حدیثوں میں روایت کیا گیا ہے حذیفہ سے کہ آنحضرت
نے معلوم کروا دیا تھا مجھکو انکے تئین اور وہ ہلاک ہوئے اسی طرح کہ جیسی خبر دی تھی حضرت نے (وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا
فِيْ بَابِ مَنَاقِبِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَحَدِيْثَ جَابِرٍ مَنْ يَّصْعَدُ الثَّنِيَّةَ فِيْ بَابِ جَامِعِ الْمَنَاقِبِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى) اور ذکر کرینگے ہم حدیث سہل بن سعد کی
کہ سر اسکا یہ ہے لاعطین ہذہ الرایۃ غدا بیچ مناقب علی کے اور حدیث جابر کی کہ سر اسکا یہ ہے من یصعد الثنیۃ بیچ باب جامع المناقب کے اگر چاہیگا اللہ تعالے

الفصل الثانی فصل دوسری (عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ خَرَجَ اَبُوْ طَالِبٍ اِلَى الشَّامِ وَخَرَجَ مَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَشْيَاخٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَلَمَّا اَشْرَفُوْا عَلَى الرَّاهِبِ
هَبَطُوْا فَحَلُّوْا رِحَالَهُمْ فَخَرَجَ اِلَيْهِمُ الرَّاهِبُ وَكَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ يَمُرُّوْنَ بِهٖ فَلَا يَخْرُجُ اِلَيْهِمْ قَالَ فَهُمْ يَحُلُّوْنَ رِحَالَهُمْ فَجَعَلَ يَتَخَلَّلُهُمُ الرَّاهِبُ حَتّٰى جَاءَ فَاَخَذَ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذَا سَيِّدُ الْعَالَمِيْنَ هٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ فَقَالَ لَهٗ اَشْيَاخٌ مِّنْ قُرَيْشٍ مَا عِلْمُكَ فَقَالَ اِنَّكُمْ حِيْنَ اَشْرَفْتُمْ مِّنَ الْعَقَبَةِ
لَمْ يَبْقَ شَجَرٌ وَّلَا حَجَرٌ اِلَّا خَرَّ سَاجِدًا وَّلَا يَسْجُدَانِ اِلَّا لِنَبِيٍّ وَّاِنِّيْ اَعْرِفُهٗ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ اَسْفَلَ مِنْ غُضْرُوْفِ كَتِفِهٖ مِثْلَ التُّفَّاحَةِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا فَلَمَّا اَتَاهُمْ بِهٖ وَكَانَ هُوَ
فِيْ رِعْيَةِ الْاِبِلِ فَقَالَ اَرْسِلُوْا اِلَيْهِ فَاَقْبَلَ وَعَلَيْهِ غَمَامَةٌ تُظِلُّهٗ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْقَوْمِ وَجَدَهُمْ قَدْ سَبَقُوْهُ اِلٰى فَيْءِ شَجَرَةٍ فَلَمَّا جَلَسَ مَالَ فَيْءُ الشَّجَرَةِ عَلَيْهِ فَقَالَ انْظُرُوْا اِلٰى فَيْءِ
الشَّجَرَةِ مَالَ عَلَيْهِ فَقَالَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ اَيُّكُمْ وَلِيُّهٗ قَالُوْا اَبُوْ طَالِبٍ فَلَمْ يَزَلْ يُنَاشِدُهٗ حَتّٰى رَدَّهٗ اَبُوْ طَالِبٍ وَبَعَثَ مَعَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ بِلَالًا وَّزَوَّدَهُ الرَّاهِبُ مِنَ الْكَعْكِ وَالزَّيْتِ
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) روایت ہے ابی موسی اشعری سے کہ کہا نکلے ابو طالب چچا آنحضرت کے طرف شام کے یعنی تجارت کے لیے جیسی کہ عادت اہل مکہ کی تھی اور
نکلے ساتھ اسکے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم درمیان شیخون قریش کے یعنی چند اشخاص سردار یا بڈھے قریش کے ہمراہ تھے اور آنحضرت اسوقت میں بارہ برس
کے تھے پس جب کہ وارد ہوئے راہب یعنی زاہد یا عالم نصاری پر کہ نام اسکا بحیرا تھا اترے یعنی اسکے موضع میں کہ نام اسکا بصری تھا بلاد شام سے پس کھولے کجاوے
اپنے پس باہر نکلا طرف انکے راہب یعنی ملاقات کے لیے اور تھے یعنی لوگ قریش وغیرہ میں سے پہلے اس سے کہ بارہا سفر کرتے گذرتے اسکے مکان پر پس نکلتا وہ طرف
انکے کہا راوی نے پس وہ کھولتے تھے کجاوے اپنے پس شروع کیا کہ ڈھونڈتا پھرتا تھا درمیان انکے راہب یہاں تک کہ آیا اور پکڑا ہاتھ رسول خدا صلعم کا کہا
یہ ہے سردار عالمین کا یہ ہے رسول رب العالمین کا یعنی طرف عالمین کے بھیجا ہے اسکو اللہ تعالی نے سبب رحمت اور مہربانی کا جہان کے لوگون کے لیے پس کہا اسے
کو بعضے شیخون نے قریش میں سے کہان سے جانتا ہے تو حال اسکا پس کہا راہب نے تحقیق تم جسوقت کہ پیش آئے اس راہ سے کہ درمیان دو پہاڑون کے ہے باقی نہ رہا کوئی درخت
اور نہ پتھر مگر گرا سجدہ کرتا ہوا اور نہیں سجدہ کرتے ہیں پتھر اور درخت مگر بڑے پیغمبر کو اور تحقیق میں پہچانتا ہون اسکو بسبب مہر نبوت کے کہ واقع ہے اسکے شانہ کی ہڈی
کے نیچے مانند سیب کے ف ح اور اور روایتون میں آیا ہے کہ وہ راہب اٹھا اور آنحضرت کو گلے سے لگایا اور حضرت کے احوال اور صفات شریف پوچھیں کہ کس طرح
سوتے ہیں اور کھاتے پیتے ہیں اور کیسے اخلاق رکھتے ہیں وغیرہ ذلک اور سب موافق اسکے پایا کہ جو اسکی کتاب میں تھا ترجمہ پھر گیا راہب یعنی اپنے مکان میں اور
تیار کیا قافلہ کے لیے طعام پس جسوقت کہ لایا طعام راہب انکے پاس اور تھے حضرت بیچ چرانے اونٹون کے پس کہا راہب نے قریش کو کہ بھیجو کسی کو انکے پاس کہ وہ آویں
کھانے کو انھین پہ ہے پس تشریف لائے حضرت یعنی بعد بھیجنے کسی کے یا پہلے اسکے اس حال میں کہ حضرت پر ایک ابر تھا سایہ کیے ہوئے پس جب کہ نزدیک
ہوئے آنحضرت قوم کے پایا قوم کو کہ سبقت کی تھی انھون نے طرف سایہ درخت کے یعنی وہ پہلے سے درخت کے سایہ میں ہو بیٹھے تھے پس جب کہ بیٹھے آنحضرت
جھک آیا سایہ درخت کا حضرت پر ف ح ع اگرچہ سایہ ابر کا سر مبارک پر تھا لیکن واسطے اعزاز و اعتبار انکے کے مجلس میں سایہ درخت کا بھی ڈھل آیا یا سایہ
ابر کا جاتا رہا ہوا اور جھک آیا ہو سایہ درخت کا اظہار معجزہ کے لیے اور سایہ ابر کا سر مبارک پر قسم معجزات سے تھا لیکن کہتے ہیں کہ ہمیشہ نہ رہتا تھا بلکہ کبھی کبھی ہوتا تھا

وقت احتیاج کے مترجم پس کہا راہب نے کہ دیکھو طرف سایہ درخت کے کہ جھک آیا ہے اوپر ف یعنی اگر نہیں دیکھتے ہو تم سایہ آسمان کو تو زمین کے سایہ کو تو دیکھو
لیکن اللہ سبحانہ نے آنکھو دل کا اندھا کر رکھا تھا کہاں دیکھتے انکو ویسا دیکھنا کہ کام آوے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَتَرٰهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ پس کہا
راہب نے قسم دیتا ہوں میں تمکو اللہ کی بتاؤ کون ہے تم میں ولی اسکا یعنی قریب اور متولی امور اسکی کا کہا لوگوں نے ابوطالب پس ہمیشہ یعنی بڑی دیر تک رہا راہب قسم
دیتا ابوطالب کو کہ پھیر دے محمد کو مکہ کی طرف یہانتک کہ پھیر دیا اور بھیج دیا ابوطالب نے آنحضرت کو مکہ میں ف ح آیا ہے کہ راہب ڈرتا تھا کہ مبادا انکو روم میں لیجاویں
اور وہ در پے انکے قتل کے ہوں اور ترمذی اور حاکم لائے ہیں کہ اس سفر میں سات آدمی روم کے آنحضرت کو ڈھونڈتے پھرتے تھے اور در پے انکے قتل کے تھے
پس پیش آیا انکے اور کہا کہ کیا چیز لائی ہے تمکو اس جگہ کہا انھوں نے یہ نبی اس مہینے میں باہر نکلنے والا ہے پس کوئی راہ نہ رہی کہ لوگوں کو وہاں نہ پہونچایا انھوں نے
تا اگر وہ آوین تو مار ڈالیں پھر اسنے کہا خبر دو تم مجکو کہ اگر چاہا ہو خدا نے ایک امر کو کہ مقدر کرے تو کوئی شخص اسکا پھیر دے سکتا ہے کہا انھوں نے نہیں پس کہا اسنے
تو بیعت کرو اسسے اور صحبت کرو ساتھ اسکے یعنی وہ نبی ہونے والا ہے بڑے مرتبہ کا تم ہرگز اسکو ضرر نہیں پہونچا سکنے کے تابعداری اسکی اختیار کرو اور اس خیال خام
سے باز آؤ مترجم اور جب ابوطالب نے آنحضرت کو مکہ کی طرف پھیر تو بھیجا ساتھ آنحضرت کے ابوبکر نے بلال کو اور توشہ ہمراہ کر دیا انکے راہب نے کعک اور روغن زیتون
نقل کی یہ ترمذی نے ف ع ح کعک موٹی روٹی ہکذا فی الازہار اور کہا ایک شارح نے کہ وہ ایک قسم ہے روٹی کی اور روغن زیتون لادن اسکا تھا اور کہا جزری نے
کہ اسناد اس حدیث کی صحیح ہے اور رجال اسکے رجال صحیحین کے یا ایک انمیں دونوں میں سے ہیں لیکن ذکر ابوبکر اور بلال کا اسمیں غیر محفوظ ہے اتنا قصہ کسی راوی کے وہم سے
نقل ہو گیا ہے اسلیے کہ سن شریف آنحضرت کا ان ایام میں بارہ برس کا تھا اور ابوبکر حضرت سے دو یا اڑھائی برس چھوٹے تھے اور بلال تو ان دنوں میں شاید پیدا
بھی نہوے ہونگے انتہی پس یہ کہنا کہ ابوبکر نے بلال کو ساتھ کر دیا ٹھیک نہیں آتا اور اسی لیے ذہبی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے اور بعضوں نے بطلان اسکا کیا ہے
اور حافظ ابن حجر نے کہا کہ اس حدیث کے رجال ثقات ہیں اور منکر نہیں ہے اسمیں مگر یہ لفظ یعنی بھیجنا ابوبکر کا بلال کو انتہی پس محقق یہ ہوا کہ یہ حدیث صحیح ہے سوا
جملہ مذکور کے کہ وہ وہم راوی سے نقل ہو گیا ہے (وعن علی ابن ابی طالب قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ فخرجنا فی بعض نواحیہا فما استقبلہ جبل ولا
شجر الا وہو یقول السلام علیک یا رسول اللہ رواہ الترمذی والدارمی) اور روایت ہے علی سے کہ کہا تھا میں ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ میں پس نکلے ہم بیچ
بعضے گرد نواح مکہ کے پس سامنے آیا حضرت کے کوئی پہاڑ یعنی پتھر جیسے کہ ایک داہنے میں ہے اور نہ کوئی درخت مگر کہ وہ کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ نقل کی یہ
ترمذی اور دارمی نے ف ع ظاہر یہ ہے کہ علی سنتے تھے اسکو پس حدیث معجزہ ہے نبی کے لیے اور کرامت ولی کے لیے اور احتمال ہے کہ حضرت علی کو آنحضرت کے خبر دینے
سے معلوم ہوا ہو (وعن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتی بالبراق لیلۃ اسری بہ ملجما مسرجا فاستصعب علیہ فقال لہ جبرئیل ابمحمد تفعل ہذا فما رکبک احد
اکرم علی اللہ منہ قال فارفض عرقا رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب) اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم لائے گئے براق شب اسرا میں
لگام دیا ہوا زین کسا ہوا پس شوخی اور سرکشی کی براق نے آنحضرت پر یعنی رام نہوا اور دشوار ہوا حضرت پر سوار ہونا اسکا بسبب سرکشی اسکے کے پس کہا اسکو جبرئیل نے
آیا ساتھ محمد کے کرتا ہے تو یہ سرکشی یعنی اور نہیں کی تو نے ساتھ غیر انکے کے یا اگر چہ کی تو نے ساتھ تمام انبیا کے انسے نہ چاہیے کہ پس نہیں سوار ہوا تجھ پر کوئی کہ زیادہ
گرامی قدر ہو اللہ کے نزدیک انسے ف ح اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس براق پر اور انبیا بھی سوار ہوئے تھے اور باب المعراج میں تحقیق اسکی گذر چکی ہے مترجم
کہا راوی نے پس پسینہ پسینہ ہو گیا براق اور بہنے لگا اس سے پسینہ نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ف ع اسلیے کہ وہ اچھلتا تھا مارے خوشی کے
کہ حضرت مجھپر سوار ہونگے اور جبرئیل نے گمان کیا کہ یہ از راہ شوخی کے اچھلتا ہے پس انکے اس گمان لیجانے پر مارے شرم کے وہ پسینہ پسینہ ہو گیا (وعن بریدۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما انتہینا الی بیت المقدس قال جبرئیل باصبعہ فخرق بہا الحجر فشد بہ البراق رواہ الترمذی) اور روایت ہے بریدہ سے
کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب پہونچے ہم طرف بیت المقدس کے اشارہ کیا جبرئیل نے ساتھ انگلی اپنی کے پس سوراخ کیا ساتھ اشارہ کے پتھر میں

له ظاہر ایمان دل کی آنکھوں سے دیکھنا نہ دیکھنا اور نہ یہ کیون کر ان آنکھوں سے تو دیکھتے ہی تھے

پس باندھا جبرئیل نے یا آنحضرت نے ساتھ اُس پتھر کے براق کو نقل کی یہ ترمذی نے ف ۔ ع باب المعراج مین حدیث انس سے گذرا کہ براق کو اُس حلقہ سے باندھا کہ جس سے تمام انبیا باندھتے تھے پس اسمین اور اسمین تطبیق یون دیجاوے کہ شاید مراد حلقہ سے وہ جگہ ہو کہ تھا اسمین حلقہ اور وہ بند ہو گیا ہو گا پس کھولدیا اسکو جبرئیل نے (وعن یعلی بن مرة الثقفی قال ثلثة اشیاء رأیتها من رسول الله صلی الله علیه وسلم بینا نحن نسیر معه اذ مررنا ببعیر یسنی علیه فلما راٰه البعیر جرجر فوضع جرانه فوقف علیه النبی صلی الله علیه وسلم فقال این صاحب هذا البعیر فجاءه فقال بعنیه فقال بل نهبه لک یا رسول الله وانه لاهل بیت ما لهم معیشة غیره قال اما اذا ذکرت هذا من امره فانه شکی کثرة العمل وقلة العلف فاحسنوا الیه ثم سرنا حتی نزلنا منزلا فنام النبی صلی الله علیه وسلم فجاءت شجرة تشق الارض حتی غشیته ثم رجعت الی مکانها فلما استیقظ رسول الله صلی الله علیه وسلم ذکرت له ذلک فقال هی شجرة استاذنت ربها فی ان تسلم علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فاذن لها قال ثم سرنا فمررنا بماء فاتته امرأة بابن لها به جنة فاخذ النبی صلی الله علیه وسلم بمنخره ثم قال اخرج فانی محمد رسول الله ثم سرنا فلما رجعنا من سفرنا مررنا بذلک الماء فسألها عن الصبی فقالت والذی بعثک بالحق ما راینا منه ریبا بعدک رواه فی شرح السنة) اور روایت ہے یعلی بن مرہ ثقفی سے کہ کہا تین چیزین یعنی معجزے دیکھین مین نے آنحضرت سے یعنی ایک سفر مین اس وقت کہ ہم چلے جاتے تھے ساتھ آنحضرت کے ناگہان گذرے ہم ایک اونٹ پر کہ پانی کھینچا جاتا ہے اُسپر پس جب دیکھا آنحضرت کو اُس اونٹ نے تو آواز کی یعنی بلبلایا اور رکھدی اپنی گردن اپنی زمین پر پس ٹھہر گئے آنحضرت اسکے پاس اور فرمایا کہ کہان ہے مالک اس اونٹ کا پس آیا مالک اسکا آنحضرت کے پاس پس فرمایا حضرت نے بیچ تو میرے ہاتھ اس اونٹ کو پس کہا اُسنے کہ مین نہین بیچتا بلکہ بخشتا ہون اُسکو واسطے آپکے یارسول اللہ یعنی اسلیے کہ رسالت آپکی مقتضی ہے آپکی تعظیم کی اور حال یہ ہے کہ یہ اونٹ ایسے گھر والون کا ہے کہ نہین اُنکے لیے معیشت سوا اُسکے ف ۔ ع مراد رکھتا تھا گھر والون سے اپنے تئین اور اپنے عیال کو ترجمہ فرمایا حضرت نے اسی وقت کہ ذکر کیا تو نے یہ حال اُسکا یعنی پس جان کہ مین نہین لیتا تھا اور لیتا اسکا اگر اسکی خلاصی پانے کے لیے نہ اور کسی غرض کے لیے اسلیے کہ تحقیق اسنے گلہ کیا تھا بہت لینے کام کا اور کم دینے چارہ کا پس جبکہ یہ ہوا کہ تو نہین ہے تو پس بھلائی کر اُس سے ف ۔ ع یعنی ساتھ دینے دانہ چارہ کے اور کم لینے کام کے باوجود جائز ہونے بہت دینے چارہ کے اور بہت لینے کام کے اور قول اُنکی دونون کی کہ دانہ چارہ کم دے اور کام بھی کم لے اسلیے کہ ظلم ہے یہ کہ کام بہت لے اور دانہ چارہ کم دے ترجمہ پھر چلے ہم یہانتک کہ اُترے ہم ایک منزل مین اور سو رہے آنحضرت پس آیا ایک درخت پھاڑتا ہوا زمین کو یہان تک کہ ڈھانک لیا اُسنے حضرت کو یعنی سایہ کیا آپ پر پھر پھر گیا وہ درخت طرف جگہ اپنی کے پس جبکہ بیدار ہوئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کیا مین نے آنحضرت سے آنا اور پھر جانا اُس درخت کا پس فرمایا آنحضرت نے کہ یہ ایک درخت ہے کہ اذن مانگا تھا اُسنے اپنے پروردگار سے اسمین کہ سلام کرے پیغمبر خدا صلعم کو پس اذن دیا خدا تعالیٰ نے اُسکو یعنی پس آیا سلام کے لیے کہا یعلی راوی نے پھر چلے ہم پس گذرے ہم ایک پانی پر یعنی موضع پانی پر کہ اُسمین لوگ رہتے تھے پس لائی آنحضرت کے پاس ایک عورت اپنی لڑکے کو کہ اُسکو جنون تھا پس پکڑی آنحضرت نے ناک اسکی پھر فرمایا آنحضرت نے یعنی جنون کو یا شیطان کو کہ اُسپر تھا کہ باہر نکل پس تحقیق مین محمد ہون رسول خدا کا پھر چلے ہم پس جبکہ پھرے ہم گذرے ہم اُسی پانی پر پس پوچھا آنحضرت نے اُس عورت سے حال اُس لڑکے کا کہ دیوانہ ہو گیا تھا پس کہا اُس عورت نے قسم ہے اُس ذات کی کہ بھیجا آپکو ساتھ حق کے نہین دیکھی ہم نے اُس لڑکے سے کوئی چیز کہ مکروہ رکھین ہم اُسکو بعد جانے آپکے کے یا بعد دعا کرنے آپکی کے نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ مین (وعن ابن عباس قال ان امرأة جاءت بابن لها الی النبی صلی الله علیه وسلم فقالت یا رسول الله ان ابنی به جنون وانه لیاخذه عند غدائنا وعشائنا فمسح رسول الله صلی الله علیه وسلم صدره ودعا فثع ثعة وخرج من جوفه مثل الجرو الاسود یسعی رواه الدارمی) اور روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا تحقیق ایک عورت لائی اپنے بیٹے کو آنحضرت کے پاس اور کہا یارسول اللہ بیٹے میرے کو جنون ہے اور تحقیق جنون البتہ پکڑتا ہے اُسکو وقت سامنے آنے طعام صبح و شام کے یا وقت کھانے طعام صبح و شام کے اور ایک شارح نے کہا صبح و شام پس پھیرا ہاتھ آنحضرت نے اسکے سینہ پر اور دعا کی پس قے کی اُس لڑکے نے قے کرنی اور نکلا

پیٹ سے باندھا کہ لیے تھے کے وقت تھا ہوا الخ نقل کی یہ ترمذی نے (وعن انس قال جاء جبریل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو جالس حزین قد تخضب
بالدم من فعل اھل مکۃ فقال یا رسول اللہ ھل تحب ان نریک آیۃ قال نعم فنظر الی شجرۃ من ورائہ فقال ادع بھا فدعا بھا فجاءت فقامت بین یدیہ فقال
مرھا فلترجع فامرھا فرجعت فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسبی حسبی رواہ الدارمی) اور روایت ہے انس سے کہا آئے جبریل پاس نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے اور آنحضرت بیٹھے ہوئے تھے غمگین اس حال میں کہ تحقیق رنگین ہو رہے تھے آنحضرت ساتھ خونوں کے سبب کردار اہل مکہ کے فعل سے مراد بد سلوکی
کفار کی روز احد کے ہے کہ دندان مبارک ٹوٹا اور ایک زخم رخسار شریف پر پہونچا پس آپ کا چہرہ حضرت خون آلودہ ہو رہا تھا ترجمہ پس کہا جبریل نے یا رسول اللہ
کیا چاہتے ہو کہ دکھلاؤں میں تمکو ایک معجزہ صفت عربی یعنی تمہارا کہ نشانی ہو تمہاری نبوت کی اس سے تسلی ہو تمہاری کہ یہ علامت سبب ہے باری تعالی اور قرب
منزلت کی ہے ترجمہ فرمایا آنحضرت نے کہ ہاں دکھاؤ پس دیکھا جبریل نے طرف ایک درخت کے پیچھے اپنے سے پس کہا کہ بلاؤ تم اسکو پس بلایا آنحضرت نے
اسکو پس آیا اور کھڑا رہا روبرو حضرت کے یعنی بالمقابل ہوا پس کہا جبریل نے کہ حکم کرو اسکو کہ پھر جاوے پس حکم کیا اسکو پس پھر گیا پس فرمایا رسول خدا نے کہ کافی
ہے مجھکو کفایت ہے مجھکو نقل کی یہ دارمی نے شرح سے چاہیے تسلی اور دفع غم اور عنایت کے بزرگی ہے پروردگار کی طرف سے اور اسمیں دلیل ہے اسپر کہ ظہور
خارق عادت کا موثر ہے بیچ حصول یقین اور دفع غم اور حزن کے اور دلیل ہے اسپر کہ جسکو قدر یا اور بزرگی درگاہ حق میں ہو اگر چہ کچھ غم درد اور دشمنوں کے ہاتھ
سے پہونچے تو صبر کرنا چاہیے اور اجر لینا مشقت و رنج کے ہوتا ہے (وعن ابن عمر قال کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فاقبل اعرابی فلما دنا قال لہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ قال ومن یشھد علی ما تقول قال ھذہ السلمۃ فدعاھا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم وھو بشاطئ الوادی فاقبلت تخد الارض حتی قامت بین یدیہ فاستشھدھا ثلثا فشھدت ثلثا انہ کما قال ثم رجعت الی منبتھا رواہ الدارمی) اور
روایت ہے ابن عمر سے کہا تھے ہم ساتھ آنحضرت کے ایک سفر میں یعنی جہاد کے پس آیا ایک گنوار پس جبکہ نزدیک ہوا فرمایا اسکو آنحضرت نے کیا گواہی دیتا ہے تو
اس بات کی کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے کہ اکیلا ہے نہیں کوئی شریک اسکا اور اس بات کی کہ محمد بندہ اسکا ہے اور رسول اسکا کہا گنوار نے اور کون ہے کہ گواہی دے
اوپر اس چیز کے کہ کہتے ہو تم یعنی دعوی رسالت کا جو کرتے ہو کوئی چیز غیر جنس انسان سے بطور معجزہ کے گواہی دے فرمایا حضرت نے یہ درخت کیکر کا گواہی دیگا
پس بلایا اسکو حضرت نے اس حال میں کہ آنحضرت نالہ کے کنارے پر تھے پس آیا وہ درخت پھاڑتا ہوا زمین کو یہانتک کہ کھڑا ہوا روبرو حضرت
کے پس گواہی طلب کی اس سے حضرت نے تین بار پس گواہی دی درخت نے تین بار کہ واقع میں اسی طرح ہے کہ جیسے حضرت نے کہا کہ وہ رسول رب العالمین ہیں
پھر پھر گیا طرف جگہ اگنے اپنی کے یعنی جہاں سے آیا تھا پھر وہیں چلا گیا نقل کی یہ دارمی نے (وعن ابن عباس قال جاء اعرابی الی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال بما اعرف انک نبی قال ان دعوت ھذا العذق من ھذہ النخلۃ یشھد انی رسول اللہ فدعاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعل ینزل من النخلۃ
حتی سقط الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال ارجع فعاد فاسلم الاعرابی رواہ الترمذی وصححہ) اور روایت ہے ابن عباس سے کہا آیا ایک گنوار پاس رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا کس دلیل سے جانوں میں کہ تم نبی ہو فرمایا آنحضرت نے اس دلیل سے جان کہ بلاؤں میں اس خوشہ کو اس کھجور کے درخت میں سے
اس حال میں کہ گواہی دے کہ میں پیغمبر خدا کا ہوں پس بلایا اسکو آنحضرت نے پس اترنے لگا وہ خوشہ کھجور سے یہانتک کہ گرا وہ زمین پر طرف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے یعنی اور گواہی دی پھر فرمایا حضرت نے پھر جا پس چلا گیا وہ جہاں سے آیا تھا پس اسلام لایا وہ اعرابی نقل کی یہ ترمذی نے اور صحیح کہا اسکو (و
عن ابی ھریرۃ قال جاء ذئب الی راعی غنم فاخذ منھا شاۃ فطلبہ الراعی حتی انتزعھا منہ قال فصعد الذئب علی تل فاقعی واستذفر وقال قد عمدت الی
رزق رزقنیہ اللہ اخذتہ ثم انتزعتہ منی فقال الرجل تاللہ ان رایت کالیوم ذئب یتکلم فقال الذئب اعجب من ھذا رجل فی النخلات بین الحرتین یخبرکم
بما مضی وما ھو کائن بعدکم قال وکان الرجل یھودیا فجاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ واسلم فصدقہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال النبی صلی اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا أَمَارَاتٌ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ قَدْ أَوْشَكَ الرَّجُلُ أَنْ يَخْرُجَ فَلَا يَرْجِعَ حَتَّى يُحَدِّثَهُ نَعْلَاهُ وَسَوْطُهُ بِمَا أَحْدَثَ أَهْلُهُ بَعْدَهُ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہ کہا آیا ایک بھیڑیا طرف چرواہے ریوڑ کے یعنی طرف ریوڑ بکریوں کے کہ چرواہا اُسکا ساتھ اُسکے تھا پس لی بھیڑیئے نے ریوڑ میں سے ایک بکری پس ڈھونڈھا اُس بھیڑیئے کو چرواہے نے یہانتک کہ چھڑایا اُس بکری کو بھیڑیئے کے منہ سے کہا ابوہریرہ نے پس چڑھا بھیڑیا ایک ٹیلے پر پس بیٹھا بھیڑیا اور بیٹھنا بھیڑیئے کا ایسا ہے کہ کولی زمین پر رکھتا ہے اور پاؤں کھڑے اور داخل کی دم درمیان دونوں پاؤں اپنے کے اور کہا بھیڑیئے نے کہ تحقیق قصد کیا میں نے یا قصد کیا تو نے طرف رزق کے کہ دیا مجھکو وہ رزق اللہ تعالیٰ نے پکڑا تھا میں نے رزق کو مجھ سے چھڑا لیا تو نے تعجب ہے کہا اُس شخص نے فرماتے یعنی چرواہے نے کہ نام اُسکا اہبان بن خزاعی تھا اور کہا جاتا تھا اُسکو مکلم الذئب کذا قال التوربشتی ترجمہ قسم ہے اللہ کی نہیں دیکھا میں نے مانند اسکے جیسے آج کے دن کے کہ بھیڑیا بولتا ہے یا یہ معنی ہیں کہ نہیں دیکھا میں نے بھیڑیا بولتا مانند آج کے دن کے پس کہا بھیڑیئے نے عجب تر اس حال سے حال ایک شخص کا ہے بیچ کھجور کے درختوں کے واقع ہیں درمیان دو سنگستان کے فرماتے یعنی مدینہ میں اور مراد اس شخص سے آنحضرت ہیں اور لفظ حرتین ساتھ زبر ح اور تشدید رے کے تثنیہ حرة کا ہے اور حرة زمین کالے پتھروں والی درمیان دو پہاڑوں کے پہاڑوں مدینہ کے سے ترجمہ خبر دیتا ہے تمکو اُس چیز کی کہ گذر گئی اور اُس چیز کی کہ ہونے والی ہے بعد تمہارے فرماتے یعنی جو کچھ پہلے تمہارے گذر گئی ہیں اُنکی خبر دیتا ہے اور جو کچھ بعد تمہارے ہونگی دنیا میں اور آگلی احوال عقبی کی خبر دیتا ہے کہا ابوہریرہ نے پس تھا وہ شخص چرواہا قوم یہود سے فرماتے اس میں رد ہے اُسپر کہ جو بعضوں نے کہا کہ وہ شخص خزاعی تھا اسلیئے کہ خزاعہ یہودی نہیں تھے ہو سکتا ہے کہ کہا جاوے کہ وہ یہودی ہو گیا ہو ترجمہ پس آیا وہ نبی صلعم کے پاس اور خبر دی آنکو یعنی بھیڑیئے کے قصہ کی اور اسلام لایا پس باور کیا اُسکو یعنی اُسکی خبر کو نبی صلعم نے پھر فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ علامت اور نشانیاں ہیں علامتوں میں پہلے قیامت کے تحقیق قریب ہے وہ شخص کہ باہر نکلے گا یعنی اپنے گھر سے پس نہ پھریگا اور نہ آویگا اپنے گھر کو یہانتک کہ خبر دے اُسکو پاپوشیں اور کوڑا اُسکا اُس امر کی کہ احداث کیا ہوگا اُسکے گھر والوں نے پیچھے اُسکے نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ میں (وعن ابی العلاء عن سمرة بن جندب قال کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم نتداول من قصعة من غدوة حتی اللیل یقوم عشرة ویقعد عشرة قلنا فما کانت تمد قال من ای شیء تعجب ما کانت تمد الا من ههنا واشار بیده الی السماء رواه الترمذی والدارمی) اور روایت ہے ابی العلاء تابعی سے کہ نقل کی سمرة بن جندب صحابی سے کہ کہا تھے ہم سب ساتھ آنحضرت صلعم کے نوبت بنوبت کھاتے تھے یعنی وقت ظہر کے ایک پیالہ سے صبح سے رات تک یعنی تمام روز اُٹھتے دس اور بیٹھتے دس کہا ہم نے کہا سمرہ سے پس کیا چیز تھی کہ مدد کیا جاتا تھا پیالہ ساتھ اُسکے یعنی کیا چیز تھی اور کہاں سے زیادہ ہو جاتا تھا طعام کہا سمرہ نے کس چیز سے تعجب کرتا ہے تو فرماتے یہ خطاب ابوالعلاء کو کیا بیٹھنے والوں میں سے اسلیئے کہ وہ روسا تابعین میں سے ہیں یا مراد خطاب عام ہے یعنی تعجب کرتا ہے مخاطب ترجمہ نہ تھا مدد کیا جاتا مگر اس جگہ سے اور اشارہ کیا ساتھ ہاتھ اپنے کے طرف آسمان کے نقل کی یہ ترمذی اور دارمی نے فرماتے یعنی نہیں بڑھ جاتا تھا اس میں طعام مگر عالم بالا سے بسبب اثر برکت کے آسمان سے اس میں اشارہ ہے طرف اُس قول اللہ تعالیٰ کے وفی السماء رزقکم اور یہ یا تو قول سمرہ کا ہے اور سائل ابوالعلاء جیسا کہ ظاہر یہی ہے اور یا قول آنحضرت کا ہے اور قائل صحابہ لیکن یہ احتمال نہایت بعید و غریب ہے (وعن عبد اللہ بن عمرو ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج یوم بدر فی ثلاث مائة وخمسة عشر قال اللهم انهم حفاة فاحملهم اللهم انهم عراة فاکسهم اللهم انهم جیاع فاشبعهم ففتح الله له فانقلبوا وما منهم رجل الا وقد رجع بجمل او جملین واکتسوا وشبعوا رواه ابو داود) اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے دن غزوہ بدر کے تین سو پندرہ آدمیوں میں فرماتے مشہور یہ ہے کہ تین سو تیرہ تھے میں کہ ستر مہاجرین میں سے تھے اور دو سو چھبیس انصار میں سے ترجمہ دعا کی آنحضرت نے خداوندا یعنی صحابہ ننگے پاؤں ہیں پس سواری دے انکو الٰہی تحقیق یہ ننگے بدن ہیں کہ سوائے تہبند کے کچھ نہیں رکھتے پس لباس دے تو انکو الٰہی تحقیق یہ بھوکے ہیں پس سیر کر تو انکو یعنی ظاہر یا باطن میں

ناقوت پاوین طاعت کی پس فتح دی اللہ تعالیٰ نے واسطے آنحضرت کے یعنی مشرکین مکہ پر یہان تک کہ قتل کیے گئے اُنمین سے ستر اور بندی مین آئے ستر پس
پھرے صحابہ فتح بدر سے اس حال مین کہ نہین تھا اُنمین سے کوئی شخص مگر حال یہ تھا کہ پھرا ساتھ ایک اونٹ کے اور دو اونٹ کے اور کپڑے پہنے اور
سیر ہوئے نقل کی یہ ترمذی نے ف ع یہ سبب ہاتھ لگنے اونٹون کے اور کھانون اور کپڑون کے غنیمت مین مشرکون سے اور سب دعائین آنحضرت
کی مستجاب ہوئین اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبولیت دعا کی قبیل خارق عادت سے ہے خصوصاً این سرعت وخصوصیات اور یہ تمام نتیجہ صبر کا تھا
جیسا کہ حدیث مین آیا ہے اِنَّ الصَّبْرَ عَلٰی مَا یَکْرَہُ خَیْرٌ کَثِیْرٌ پھر یہ تو نتیجہ دنیا مین ہے اور آخرت کا کیا کہنا ہے والآخرۃ خیر وابقیٰ (وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّکُمْ مَنْصُوْرُوْنَ وَمُصِیْبُوْنَ وَمَفْتُوْحٌ لَکُمْ فَمَنْ اَدْرَکَ ذٰلِکَ مِنْکُمْ فَلْیَتَّقِ اللّٰہَ وَلْیَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلْیَنْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ) اور روایت
ہے ابن مسعود سے اُنہون نے نقل کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے تحقیق تم مدد کیے جاؤ گے یعنی دشمنون پر اور پاؤ گے یعنی غنیمت اور فتح کیے جاؤنگے
تمہارے لیے یعنی شہر اور یہ بشارت اور خبر دی ہے صحابہ کو ساتھ اُس چیز کے کہ زمانہ آئندہ مین واقع ہوگی پس جو شخص کہ پاوے یعنی جو کچھ کہ ذکر کیا گیا تم مین سے
پس چاہیے کہ ڈرے اللہ سے یعنی تمام امور اپنے مین تاکہ ہو کامل اور چاہیے کہ حکم کرے ساتھ بھلائی کے اور منع کرے بری بات سے نقل کی یہ ابوداود نے
ف ع یعنی راہ اعتدال پر چلے اور برائی اور تکبر اور اسراف اور اترانے مین نہ پڑے اور یہ اشارہ ہے اس آیۃ پر اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰہُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ
وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَہَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ الخ (وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ یَہُوْدِیَّۃً مِنْ اَہْلِ خَیْبَرَ سَمَّتْ شَاۃً مَصْلِیَّۃً ثُمَّ اَہْدَتْہَا لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الذِّرَاعَ فَاَکَلَ مِنْہَا وَاَکَلَ رَہْطٌ مِنْ اَصْحَابِہٖ مَعَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِرْفَعُوْا اَیْدِیَکُمْ وَاَرْسَلَ اِلَی الْیَہُوْدِیَّۃِ
فَدَعَاہَا فَقَالَ سَمَمْتِ ہٰذِہِ الشَّاۃَ فَقَالَتْ مَنْ اَخْبَرَکَ قَالَ اَخْبَرَتْنِیْ ہٰذِہٖ فِیْ یَدِیْ لِلذِّرَاعِ قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ اِنْ کَانَ نَبِیًّا فَلَنْ یَّضُرَّہٗ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ نَبِیًّا اسْتَرَحْنَا
مِنْہُ فَعَفَا عَنْہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَمْ یُعَاقِبْہَا وَتُوُفِّیَ اَصْحَابُہُ الَّذِیْنَ اَکَلُوْا مِنَ الشَّاۃِ وَاحْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی کَاہِلِہٖ مِنْ اَجْلِ
الَّذِیْ اَکَلَ مِنَ الشَّاۃِ حَجَمَہٗ اَبُوْ ہِنْدٍ بِالْقَرْنِ وَالشَّفْرَۃِ وَہُوَ مَوْلًی لِبَنِیْ بَیَاضَۃَ مِنَ الْاَنْصَارِ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالدَّارِمِیُّ) اور روایت ہے جابر سے کہ تحقیق ایک
عورت یہودیہ نے اہل خیبر مین سے زہر ملایا بکری بھنی مین پھر تحفہ لائی اُسکو واسطے حضرت کے ف ع نام اُس عورت کا زینب بنت حارث تھا بیوی سلام
بن مشکم کی آیا ہے کہ اُس عورت نے پوچھا کہ آنحضرت بکری مین سے کس جگہ کے گوشت کو پسند رکھتے ہین لوگون نے کہا کہ دست کے گوشت کو پس وہ ایک
بکری کا بچہ رکھتے تھے اُسکو ذبح کیا اور اُسمین ایسا زہر ملایا کہ اُسی وقت ہلاک کر دے اور دست اور شانہ مین بہت ملایا اور رکھا سامنے آنحضرت کے اور
صحابہ کے کہ حاضر تھے ترجمہ پس لیا آنحضرت نے دست اور کھایا اُسمین سے اور کھایا ایک جماعت نے آنحضرت کے یارون مین سے ساتھ حضرت کے پھر
فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کہ اُٹھاؤ ہاتھ اپنے یعنی روکو ہاتھ اور نہ کھاؤ اور بھیجا ایک آدمی کو طرف یہودیہ کے پس بلایا اُسکو یعنی پس حاضر ہوئی وہ پس فرمایا
حضرت نے کہ زہر ملایا ہے تو نے اس بکری مین پس کہا یہودیہ نے کہ کس نے خبر دی تمکو یعنی اللہ نے یا کسی مخلوق نے فرمایا آنحضرت نے کہ خبر دی مجھکو
اُسنے کہ میرے ہاتھ مین ہے فرمایا یہ اشارہ کر کر طرف دست کے کہا یہودیہ نے کہ ہان زہر ملایا ہے مین نے اسمین کہ کہا مین نے اگر ہے محمد نبی تو ہرگز نہین ضرر
کرنے کی یہ بکری زہر آلودہ ف ع بسبب اسکے کہ زہر انبیا مین ایسا تاثیر نہین کرتا ہے کہ مار ڈالے یا بسبب اسکے کہ موت آنحضرت کی پہلے تمام کرنے دعوت
اور کامل کرنے دین کے متوقع نہین تھی اور احتمال اول مین خلجان کرتا ہے یہ جو کہتے ہین کہ وفات آنحضرت کی بہ سبب تاثیر اُس زہر کے ہوئی کہ خیبر مین
کھایا تھا لیکن یہ روایت صحیح نہین ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ کسی نے کہا آنحضرت سے کہ آپ کو تاثیر کرتا ہے وہ زہر کہ دیا تھا خیبر مین فرمایا نہین پہونچتا مجکو
مگر کہ جو کچھ کہ مقدر ہوا اور چاہا ہے خدا نے ترجمہ اور اگر نہین ہے وہ پیغمبر تو آرام پاوینگے ہم اور خلاص ہونگے اُس سے پس درگذر کیا اُس عورت سے
پیغمبر خدا صلعم نے اور نہ سزا دی اُسکو ف ع اور بعضون نے کہا کہ وہ اسلام لائی اور قتل نہین کی گئی اور سلیمان تیمی اپنی مغازی مین لایا ہے بعد کہنے

اسکے کہ قول حضرت یہ الفاظ واللّٰہ لقد کان کاذبا ارحت الناس منک وقد استبان لی انک صادق وانا اشہد ومن حضر علی دینک ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ
ورسولہ کہا طیبی نے کہا بیچ اختلاف ہو اسلیے کہ ایک روایت میں آیا ہو کہ حضرت نے حکم فرمایا اسکے قتل کرنے کا پس قتل کی گئی اور وجہ توفیق کی ان حدیثوں
میں یہ ہو کہ حضرت نے معاف کیا اسکو ابتدا امر میں پس جبکہ مرے بشر بن براء بن معرور ان کھانے والوں میں سے کہ حلق سے اتارا تھا اسکو حضرت نے
حکم فرمایا اس یہودیہ کے قتل کرنے کا پس قتل کی گئی بدلے اسکے ترجمہ اور مرے وہ اصحاب آنحضرت کے کہ کھایا تھا انھوں نے اس بکری میں سے
یعنے بعض ان میں سے مرا اور وہ بشر ہیں اور پچھنے لیے آنحضرت نے درمیان مونڈھوں اپنے کے بسبب اس گوشت کے کہ کھایا بکری زہر آلودہ میں سے
پچھنے لگائے انکو ابو ہند نے کہ نام انکا یسار ہے حجام تھا ساتھ شاخ سینگ اور چھری چوڑی کے اور وہ ابو ہند غلام آزاد تھا بنی بیاضہ کا کہ ایک قبیلہ ہے انصار
میں سے نقل کی یہ ابو داود نے (وعن سہل بن الحنظلیۃ انہم ساروا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم حنین فاطنبوا السیر حتی کان عشیۃ فجاء
فارس فقال یا رسول اللہ انی طلعت علی جبل کذا وکذا فاذا انا بہوازن علی بکرۃ ابیہم بظعنہم ونعمہم اجتمعوا الی حنین فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وقال تلک غنیمۃ المسلمین غدا ان شاء اللہ ثم قال من یحرسنا اللیلۃ قال انس بن ابی مرثد الغنوی انا یا رسول اللہ قال ارکب فرکب فرسا لہ فقال
استقبل ہذا الشعب حتی تکون فی اعلاہ فلما اصبحنا خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی مصلاہ فرکع رکعتین ثم قال ہل حسستم فارسکم فقال رجل یا
رسول اللہ ما حسسنا فثوب بالصلوۃ فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو یصلی یلتفت الی الشعب حتی اذا قضی الصلوۃ قال ابشروا فقد جاء فارسکم
فجعلنا ننظر الی خلال الشجر فی الشعب فاذا ہو قد جاء حتی وقف علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی انطلقت حتی کنت فی اعلی ہذا الشعب
حیث امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما اصبحت طلعت الشعبین کلیہما فلم ار احدا فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہل نزلت اللیلۃ قال
لا الا مصلیا او قاضی حاجۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا علیک ان لا تعمل بعدہا رواہ ابو داود) اور روایت ہے سہل بن حنظلیہ سے کہا
تحقیق صحابہ چلے ساتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دن حنین کے یعنے وقت متوجہ ہونے کے طرف حنین کے پس بہت دراز کیا چلنا یہاں تک
کہ ہوا وقت رات کا پس آیا ایک گھوڑے سوار دوڑتا ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ تحقیق میں چڑھا تھا اوپر پہاڑ ایسے اور ایسے کے پس ناگہاں دیکھا
میں نے ہوازن کو کہ بڑا قبیلہ ہے اوپر اونٹ باپ اپنے کے ف ع ح یعنے سب آئے ہیں یہ عبارت مثل ہے کہ بیان کیجاتی ہے اس قوم کے حق میں کہ سب
آویں اور کوئی پیچھے نہ رہجاوے اور اصل اسکی یہ ہے کہ جب ایک قوم عرب میں سے ایک جگہ سے اٹھ کھڑی ہوتی تھی انھوں نے کوچ کیا اور جو کوئی جہاں اونٹ پاتا پکڑتا
اور سوار ہوتا اور وہ اونٹ انکے نہ تھے انکے باپ کے تھے اور قاضی نے کہا کہ علی یہاں بمعنی مع کے ہے اور یہ ضرب المثل ہے عرب میں سبب اسکا یہ
تھا کہ ایک قوم کو عرب میں سے پیش آیا اٹھکر کھڑے رہنا اپنے موضع سے پس کوچ کیا انھوں نے اور نہ چھوڑا پیچھے اپنے کچھ یہانتک کہ تھا ایک اونٹ انکے
باپ کا لے لیا انھوں نے اسکو بھی ساتھ اپنے پس کہا اوروں نے جاؤ علی بکرۃ ابیہم پس ہوگئی یہ مثل اس قوم سے کہ آویں سب اگرچہ نہ ہو انکے
پاس اونٹ اور بکرہ کہتے ہیں اونٹ جوان کو اور بعضوں نے کہا کہ ایک شخص سب اپنی اولاد کو اونٹ پر لیے پھرتا تھا اسپر یہ ضرب المثل ہوئی پس دیکھا
میں نے ہوازن کو ساتھ عورتوں اپنی کے اور جانوروں اپنے کے کہ جمع ہوئے ہیں طرف حنین کے پس مسکرائے آنحضرت یعنے ازراہ تعجب کرنے کے
قدرت حق پر اور فرمایا کہ یہ غنیمت ہے مسلمانوں کی کل کو اگر چاہے اللہ پھر فرمایا کون شخص محافظت کرے ہماری آج کی رات کہا انس بن ابی مرثد غنوی نے
میں محافظت کرونگا یا رسول اللہ فرمایا حضرت نے کہ سوار ہو پس سوار ہوئے وہ اپنے گھوڑے پر پھر فرمایا حضرت نے کہ متوجہ ہو اس راہ کو کہ پہاڑ میں ہو یہانتک
کہ ہووے تو بیچ بلندی اس پہاڑ کے پس جبکہ صبح کی ہمنے نکلے آنحضرت طرف جگہ نماز اپنی کے یعنے جو جگہ کہ نماز کے لیے بنا رکھی تھی پس پڑھیں آنحضرت نے
دو رکعتیں یعنے سنت صبح کی پھر فرمایا آن حضرت نے کیا معلوم کیا تمنے اپنے سوار کو ساتھ حس کے یعنے دیکھا تمنے اسکو یا سنی آواز اسکی پس کہا ایک شخص نے

یا رسول اللہ نہیں پس تکبیر کہی گئی نماز فجر کی پس شروع کیا آنحضرت نے حالت نماز میں دیکھنا کنکھیوں سے طرف اس درہ پہاڑ کے یہانتک کہ جب پڑھ چکے
حضرت نماز فرمایا خوش ہو و پس تحقیق آیا سوار تمہارا کہ نگہبانی کرتا تھا پس شروع کیا ہم نے دیکھنا درمیان درختوں کے بیچ درہ پہاڑ کے پس ناگہاں وہ سوار
آیا یہانتک کہ کھڑا ہوا اوپر پیغمبر خدا صلعم کے یعنے سوار یا اتر کر پس کہا اس سوار نے کہ تحقیق میں روانہ ہوا یہانتک کہ پہونچا میں اوپر بلندی اس درہ پہاڑ
کے جہاں کہ حکم فرمایا تھا مجکو پیغمبر خدا صلعم نے پس جبکہ صبح کی میں نے تاپا میں دونوں درون پہاڑ کے یعنے دونوں راہوں اور جانب پہاڑ میں پس خوف
اینکہ ہووا اسمیں کوئی چھپا ہوا پس نہ دیکھا میں نے کسی کو پس فرمایا انس بن ابی مرثد کو آنحضرت نے کیا اترا تھا تو آج کی رات یعنے گھوڑے سے کہا انس نے
نہیں اترا میں مگر نماز پڑھنے کے لیے یا استنجا کرنے کے لیے فرمایا آنحضرت نے پس نہیں تجھپر حرج اگر نہیں کی عمل کرے تو بعد اس شب کے نقل کی یہ ابو داؤد نے
(ف) یعنے کوئی عمل قسم نوافل و فضائل سے اسلیے کہ عمل تیرا آج کی رات کا کافی ہوا اللہ کے نزدیک ثواب و فضیلت میں غرض کہ مراد عمل سے نوافل وغیرہ
ہیں نہ فرائض کیونکہ وہ نہیں ساقط ہوتے اور بعضون نے کہا کہ مراد عمل سے اسمیں جہاد ہے (وعن ابی ہریرۃ قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بتمرات
فقلت یا رسول اللہ ادع اللہ فیہن بالبرکۃ فضمہن ثم دعا لی فیہن بالبرکۃ قال خذہن فاجعلہن فی مزودک کلما اردت ان تاخذ منہ شیئا فادخل فیہ
یدک فخذہ ولا تنثرہ نثرا فقد حملت من ذلک التمر کذا وکذا من وسق فی سبیل اللہ فکنا ناکل منہ ونطعم وکان لا یفارق حقوی حتی کان یوم قتل عثمان فانہ
انقطع رواہ الترمذی) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہا کہ لایا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کتنی ایک کھجوریں یعنے اکیس پس کہا میں نے یا رسول اللہ
دعا کیجیے انمیں ساتھ برکت کے یعنے مانگئے اللہ سے برکت انمیں واسطے میرے پس لیا آنحضرت نے انکو اپنے ہاتھ میں یا رکھا ہاتھ اپنا انپر پھر دعا کی آنحضرت
نے میرے لیے انمیں ساتھ برکت کے یعنے ساتھ برکت کے انمیں اور کثیر ہونے کے انکے کھانے میں باوجود باقی رہنے انکے کے فرمایا کہ لے انکو پس رکھ انکو اپنے
توشہ دان میں جب چاہے تو کہ لیوے تو اسمیں سے کچھ پس داخل کر توشہ دان میں ہاتھ اپنا پس لے کھجوریں اسمیں سے اور نہ جھاڑ تو اسکو جھاڑنے کر کہا
ابوہریرہ نے پس تحقیق اٹھائی میں نے ان کھجوروں میں سے اتنی اور اتنی وسق راہ خدا میں پس تھے ہم کھاتے انمیں سے اور کھلاتے
اور تھا توشہ دان نہ جدا ہوتا میری کمر سے یہانتک کہ ہوا دن شہید ہونے حضرت عثمان کا پس تحقیق وہ توشہ دان کھل پڑا اور جاتا رہا (ف) اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ جب تفرقہ اور فساد شایع ہوتا ہے لوگوں میں تو برکت اٹھ جاتی ہے آیا ہے کہ ابوہریرہ اس روز کہتے تھے کہ لوگوں کو ایک غم ہے اور مجکو دو غم ایک
غم جاتی رہنے اس تھیلی کا اور ایک غم شہید ہونے شیخ عثمان کا

الفصل الثالث فصل تیسری

(عن ابن عباس قال تشاورت قریش لیلۃ بمکۃ
فقال بعضہم اذا اصبح فاثبتوہ بالوثاق یریدون النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال بعضہم بل اقتلوہ وقال بعضہم بل اخرجوہ فاطلع اللہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم
علی ذلک فبات علی علی فراش النبی صلی اللہ علیہ وسلم تلک اللیلۃ وخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی لحق بالغار وبات المشرکون یحرسون علیا
یحسبونہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما اصبحوا ثاروا الیہ فلما راوا علیا رد اللہ مکرہم فقالوا این صاحبک ہذا قال لا ادری فاقتصوا اثرہ فلما بلغوا الجبل
اختلط علیہم فصعدوا الجبل فمروا بالغار فراوا علی بابہ نسج العنکبوت فقالوا لو دخل ہہنا لم یکن نسج العنکبوت علی بابہ فمکث فیہ ثلث لیال رواہ احمد)
روایت ہے ابن عباس سے کہ مشورہ کیا قریش نے ایک رات مکہ میں یعنے دار الندوہ میں اور حاضر ہوا ساتھ انکے شیطان بصورت شیخ نجدی کے
پس کہا بعضوں نے انمیں سے جب صبح ہو پس باندھو اسکو ساتھ بند مضبوط کے یعنے قید کرو اسکو مراد رکھتے تھے ساتھ دونوں ضمیروں کے ستر اور بار کے
نبی صلعم اور کہا بعضے مشرکین نے بلکہ مار ڈالو اسکو اور کہا بعضوں نے بلکہ نکالدو اسکو (ف) یعنے جدا جدا بات کے اور خبر دی اللہ تعالی نے آنکی بدخواہی
کی اس آیۃ میں واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک اور بیان اسکا یوں ہے کہ جب مشرکوں نے سنا مسلمان ہونا انصار کا اور متابعت انکی تو ڈری اور
جمع ہوئے دار الندوہ میں مشورہ کرنے کے لیے حضرت کے امر میں پس آیا انکے پاس ابلیس بصورت ایک شیخ کے اور کہا کہ میں نجد سے آیا ہوں سنا

بین سنے جمع ہوتا تھا پس چاہا مین سنے کہ حاضر ہون تمہارے پاس اور ہرگز نہ بڑھو گے تم مجھسے عقل و خیر خواہی مین پس کہا ابو البختری سنے کہ میری راے یہہ ہے کہ قید کرو اسکو کوٹھری مین اور بند کرو سوراخ اُسکے سواے ایک موکھے کے کہ ڈالدیا کرو اُسمین سے کھانا پینا اُسکا یہانتک کہ مرجاوے پس کہا اُس شیخ نے کہ یہہ بری راے ہے آوینگے تمہارے پاس وہ لوگ کہ اُسکی قوم مین سے ہین اور لڑینگے تمسے اور چھڑالیجاوینگے اُسکو تمہارے ہاتھ سے پھر کہا ہشام بن عمرو نے کہ راے میری یہہ ہے کہ سوار کرو اُسکو اونٹ پر اور نکالدو اُسکو اپنی زمین سے پس نہین ضرر کریگا تمکو جو کچھ کہ وہ کریگا پس کہا اُس شخص نے کہ یہہ بھی بری راے ہے خراب کریگا وہ اور قوم کو سواے تمہارے اور فریفتہ ہونگے لوگ اُسکے اور لڑیگا وہ تمسے ساتھ لیکر اُنکو پھر کہا ابو جہل نے کہ میری راے یون ہے کہ لو تم ہر قبیلہ مین سے ایک ایک جوان اور دو تم اُنکو تلوارین تا ماربن سب اُسکو ایک دفعہ پس پھیل جاوے خون اُسکا سب قبیلون مین یعنے سب کے ذمہ خون اُسکا ثابت ہو پھر بنی ہاشم سب قریش سے لڑ تو سکتے ہی نہین ناچار دیت پر راضی ہونگے پس جب طلب کرینگے وہ دیت تو دینگے ہم دیت اُسکی پس کہا اُس شیخ یعنے ابلیس نے کہ سچ کہا اس جوان نے پس متفق ہوئے لوگ اُسکی راے پر یعنے یہی بات ٹھہری ترجمہ پس مطلع کیا خدا تعالی نے اپنے پیغمبر کو اُس مشورہ پر ف ع یعنے جبرئیل آئے اور یہ خبر دی حضرت کو اور حکم کیا ہجرت کا کہ سلا دین حضرت علی کو اپنے بچھونے پر اور نکلین ساتھ ابی بکر کے طرف غار کے ترجمہ پس رات گذاری علی نے اوپر بچھونے نبی صلعم کے اُس رات اور نکلے پیغمبر خدا صلعم یعنے ساتھ ابی بکر کے یہان تک کہ پہونچے غار ثور پر ف ع یعنے ہجرت کر کر پہاڑ ثور کے غار مین چھپ رہے اور جب حضرت گھر سے نکلے ہین اور مشرک دروازہ پر بیٹھے تھے اُنکے سامنے سے گذرے ہین اور مطلع ہوئے ہین اور حضرت نے کلام کیا ہے اُنسے یہہ قصہ غریب اور معجزہ عجیب ہے کہ شرح عربی مین ذکر کیا ہے اُسکو اور تاریخ مدینہ مین بیچ ذکر ہجرت کے بھی یہہ تفصیل مذکور ہے ترجمہ اور رات گذاری مشرکون نے اس حال مین کہ نگہبانی کرتے تھے علی کی یعنے حضرت علی کی گھر مین تھے اور وہ باہر گھر کے تھے گمان کرتے تھے علی رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ف ع یعنے گمان اُنکو یہہ تھا کہ آنحضرت گھر مین سوتے ہین اور صلاح یہ ٹھہری ہوئی تھی کہ رات کو اُنکی نگہبانی کیجیے اور صبح کو کام اُنکا تمام کیجیے اور حالانکہ وہ علی تھے اور آنحضرت اُنکے سامنے سے باہر نکل گئے تھے ترجمہ پس جب صبح کی تو حملہ کیا اُنھون نے اُسپر یعنے اُس شخص پر کہ وہ بستر پر تھا یعنے حضرت علی پر گمان آنحضرت کے پس جبکہ دیکھا علی کو یعنے جگہ حضرت کے رد کی اللہ تعالی نے بدخواہی اُنکی پس کہا اُنھون نے یعنے علی سے کہ کہان گیا یہہ یار تیرا یعنے آنحضرت کہا علی نے کہ نہین جانتا مین پس چلے مشرک پیچھے حضرت کے نشان قدم پر یعنے کھوج مین لگے حضرت کے پس جب پہونچے مشرک جبل ثور کو تو مشتبہ ہوا اُنپر نشان قدم پس چڑھے وہ پہاڑ پر پس گذرے غار پر کہ اوپر پہاڑ کے تھا یعنے اور گمان کیا کہ آنحضرت اُسمین ہین پس دیکھا اُنھون نے غار کے دروازہ پر جالا مکڑی کا ف ع کہ بعد اندر جانے آنحضرت کے اُس غار مین مکڑی نے جالا تانا تھا اور عرض غار کے دروازہ کا مقدار ایک بالشت کے ہے اور طول اُسکا مقدار ایک ہاتھ کے ترجمہ پس کہا مشرکون نے اگر داخل ہوتے یہان تو نہ ہوتا جالا مکڑی کا اُسکے دروازہ پر پس ٹھہرے آنحضرت غار مین تین رات دن نقل کی یہہ احمد نے ف ع داخل ہوئے آنحضرت غار مین تو بھیجے اللہ تعالی نے دو کبوتر پس انڈے دیئے اُنھون نے دروازے کے نیچے کی جانب مین اور بھیجی مکڑی پس جالا تانا اُسنے اُسپر اور روایت کیا گیا ہے کہ مشرک چڑھے اوپر غار کے ایسی جگہ کہ اگر نظر کرتے اپنے قدمون کی طرف تو دیکھ لیتے آنحضرت اور ابو بکر کو پس ڈرے ابو بکر آنحضرت کی طرف سے پس فرمایا آنحضرت نے کیا ہے گمان تیرا ساتھ اُن دو کے کہ اللہ تیسرا اُنکا ہے پس اندھا کر دیا اُنکو اللہ تعالی نے غار کے دیکھنے سے پس شروع کیا اُنھون نے پھرنا گرد اُسکے پس نہ دیکھا اُنھون نے آنحضرت کو انتہی اور تفسیر بحر العلوم مین تحت آیۃ اذ یقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا کے لکھا ہے کہ مراد صاحب سے ابو بکر صدیق ہین کہ ساتھ آنحضرت کے نکل کر دونون صاحب جبل ثور کے غار مین چھپے تھے اُس روز کہ کفار نے قصد قتل کرنے آن سرور کا مصمم کیا تھا اور کہا ابو بکر نے آنحضرت سے اُس غار مین جس وقت کہ کافر وہان پہونچے کہ اگر ایک شخص مشرکون مین سے اپنے زیر قدم نگاہ کرے تو ہمکو دیکھ لیگا آنحضرت نے فرمایا یا ظنک یا ابا بکر باثنین اللہ ثالثہما اور

اسی جگہ سے ثابت ہوتا ہے کہ منکر صحابیت صدیق کا بسبب انکار نص کے کافر ہوتا ہے بخلاف اور صحابہ کے کہ منکر انکی صحابیت کا مبتدع ہو اور عائشہؓ
سے روایت کیا گیا ہے کہ والدین میرے وقت بلوغ اور عاقل ہونے سے دیندار تھے اور کوئی روز ایسا نہ گزرتا تھا کہ آنحضرت ہمارے پاس صبح و شام نہ آتے
ہون اور جب مسلمانون کو کفار نے ایذا پہونچائی تو آنحضرت نے فرمایا کہ دار ہجرت تمہارا مجھکو دکھا دیا ہے کہ کھجورون والا ہے درمیان دو سنگستان کے بعد اسکے
مسلمانون نے مدینہ کو ہجرت کی اور مہاجر حبشہ کے بھی مدینہ کو پھرے اور ابوبکر صدیق نے بھی تیاری مدینہ کے جانے کی کی حضرت نے فرمایا تامل کر اے ابی بکر
امیدوار ہون کہ مجھکو بھی اذن ہجرت کا صادر ہو اس روز سے ابوبکر نے ملازمت آنحضرت کی علی الدوام اختیار کی اور دو اونٹ چار مہینے تک گھر مین
تیار رکھے پھر ایک روز ٹھیک دوپہر مین آنحضرت ابوبکر کے گھر مین تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھکو اذن ہجرت کا ہوا ابوبکر نے ایک اونٹ آنحضرت کو دیا
اور عائشہ اور اسماء نے زاد راحلہ مہیا کیا اور شب پنجشنبہ غرہ ربیع الاول کو صدیق کے گھر سے برفاقت انکے آنحضرت مکہ سے باہر نکل کر جبل ثور کے غار مین
پہنچے اور اللہ تعالی کی قدرت سے اسی شب درخت کیکر کا اس غار کے منہ پر پیدا ہوا اور کبوتر وحشی نے اسکے منہ پر گھونسلا بنا کر انڈے دیے اور مکڑی
نے جالا تنا کفار اس غار کے منہ پر آکر یہ علامتین دیکھکر پھرے اور جسوقت کہ دونون صاحب مکہ سے باہر نکلے ابوبکر کبھی آگے آنحضرت کے اور کبھی
پیچھے آنحضرت کے ہوتے تھے بسبب اسکے کہ کوئی کافر انکے آگے پیچھے سے نہ آ دباوے اور جب غار پر پہونچے تو آنحضرت کو وہان کھڑا کیا اور اول آپ
غار مین جا کر صاف کر کر آنحضرت کو اندر لیگئے اور تین رات تک دونون وہان رہے اور اپنے دونون اونٹون کو حوالہ ایک شخص کے بنی الدیل مین سے
کیا بوعدہ اسکے کہ بعد تین رات کے غار کے دروازے پر حاضر کرے اور اسکو رہبر مدینہ کا باجرت مقرر کیا تھا اور ان تین شب عبد اللہ بن ابی بکر رات کے
وقت کفار کی خبرین انکو پہونچاتے تھے اور بعد تین شب کے وہان سے اونٹ پر سوار ہو کر رہبر کو ہمراہ لیکر براہ کنارہ دریا کے متوجہ مدینہ کے ہوتے جب بنی مدلج
مین پہونچے تو سراقہ بن مالک انکے پیچھے لگا بسبب اسکے کہ کفار مکہ نے اسکو مال بہت دینا مقرر کیا تھا اگر ان دونون کو یا ایک کو مار ڈالے غرض کہ جب
سراقہ بقصد قتل آنحضرت اور صدیق کے لگا اور قریب انکے پہونچا تو پاون اسکے گھوڑے کا پھسلا اور سراقہ زمین پر گرا اور پھر سوار ہو کر درپی ہوا اور ایسا قریب
پہونچا کہ قراءۃ پیغمبر کی سنی اسی وقت دونون پاون اسکے گھوڑے کے زانون تک زمین مین دھنسے اور سراقہ زمین پر گرا اسوقت سراقہ نے متنبہ ہو کر دہائی امان کی دی
آنحضرت اور ابوبکر کھڑے ہو گئے اور سراقہ نے ملازمت کی اور حال اپنا اور خبرین کفار کی مفصل عرض کین اور چاہا کہ زاد راحلہ حاضر کرے قبول نہ ہوا اور یہ حکم
ہوا کہ امر ہمارا مخفی رکھنا سراقہ وہان سے پھرا اور جو کافر راہ مین ملتا تھا اسکو پھیر دیتا تھا اور آنحضرت مدینہ پہنچ گئے (وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَیْبَرُ اُہْدِیَتْ
لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَاۃٌ فِیْہَا سُمٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اجْمَعُوْا لِیْ مَنْ کَانَ ہٰہُنَا مِنَ الْیَہُوْدِ فَجُمِعُوْا لَہٗ فَقَالَ لَہُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ سَائِلُکُمْ عَنْ شَیْءٍ فَہَلْ اَنْتُمْ صَادِقِیَّ عَنْہُ قَالُوْا نَعَمْ یَا اَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَہُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَبُوْکُمْ قَالُوْا فُلَانٌ قَالَ کَذَبْتُمْ
بَلْ اَبُوْکُمْ فُلَانٌ قَالُوْا صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ قَالَ فَہَلْ اَنْتُمْ صَادِقِیَّ عَنْ شَیْءٍ اِنْ سَاَلْتُکُمْ عَنْہُ قَالُوْا نَعَمْ یَا اَبَا الْقَاسِمِ وَاِنْ کَذَبْنَاکَ عَرَفْتَ کَمَا عَرَفْتَہٗ فِیْ اَبِیْنَا فَقَالَ لَہُمْ
مَنْ اَہْلُ النَّارِ قَالُوْا نَکُوْنُ فِیْہَا یَسِیْرًا ثُمَّ تَخْلُفُوْنَا فِیْہَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اخْسَئُوْا فِیْہَا وَاللّٰہِ لَا نَخْلُفُکُمْ فِیْہَا اَبَدًا ثُمَّ قَالَ ہَلْ اَنْتُمْ صَادِقِیَّ عَنْ شَیْءٍ
اِنْ سَاَلْتُکُمْ عَنْہُ فَقَالُوْا نَعَمْ یَا اَبَا الْقَاسِمِ قَالَ ہَلْ جَعَلْتُمْ فِیْ ہٰذِہِ الشَّاۃِ سُمًّا قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَمَا حَمَلَکُمْ عَلٰی ذٰلِکَ قَالُوْا اَرَدْنَا اِنْ کُنْتَ کَاذِبًا اَنْ نَسْتَرِیْحَ مِنْکَ وَاِنْ کُنْتَ
صَادِقًا لَمْ یَضُرَّکَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہا جبکہ فتح کیا گیا خیبر بھیجی گئی رسول اللہ علیہ وسلم کے لیے بکری بھنی ہوئی کہ اسمین زہر تھا
پس فرمایا آنحضرت نے کہ جمع کرو میرے لیے جو ہون اس جگہ یہودیون مین سے پس جمع کیا حضرت کے لیے یہود کو پس فرمایا واسطے انکے آنحضرت نے کہ
کہ تحقیق پوچھون مین تمسے حال ایک چیز کا یعنی یا نہین پس آیا ہووگے تم باور کرنے والے میری خبر دینے کو اس چیز سے جسوقت کہ جھٹلاؤن مین تمکو بیچ جواب
کے کہ دو تم اس سوال کا جیسے کہ سابق حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہا انھون ہان باور کرینگے اے ابا القاسم ف ش ح عادت یہود کی یہ تھی کہ اکثر آنحضرت کو سا

[illegible]

کنیت انکی سے کہ ابو القاسم ہو خطاب کرتے تھے اور محمد نہین کہتے تھے اسلیے کہ ذکر اس نام شریف کا توریت و انجیل مین شائع و مشہور تھا اور دلیل تھا
اوپر صحت نبوت انکی کے ترجمہ پس فرمایا آنحضرت نے کون ہی باپ تمہارا یعنے جد کہ جسکو پدر قبیلہ کہتے ہین کہا یہودی نے فلانا یعنے بطریق کذب کے امتحان
کے لیے کوئی اور نام غیر نام جد اپنے کے بتا دیا فرمایا آنحضرت نے جھوٹ بولے تم بلکہ باپ تمہارا فلانا شخص ہے کہا یہود نے سچ کہا تمنے اور خوب کہا تمنے فرمایا
حضرت نے پس آیا اور کرو گے تم میرے خبر دینے کو ایک چیز سے اگر سوال کرون مین تمسے اس چیز سے یعنے پھر خبر دو گے مین تمکو ساتھ اسکے کہا یہودیون نے
ہان ای ابا القاسم اور اگر جھوٹ بولین ہم تمسے پہچان لوگے تم جھوٹ ہمارا جیسا کہ پہچان لیا تمنے اسکو بیچ مقدمہ باپ ہمارے کے پس فرمایا اور پوچھا یہود
سے کہ کون ہی دوزخی کہا انھون نے کہ رہین گے ہم دوزخ مین تھوڑے سے دن یعنی جیسے کہ قرآن مجید مین انکا قول نقل کیا ہو لن تمسنا النار الا ایاما معدودة
پھر خلیفہ ہوگے تم ہمارے ای گروہ مسلمانون کے دوزخ مین یعنی بعد نکلنے ہمارے کے تم داخل ہوگے اور ہمیشہ رہوگے اور یہ انکے زعم فاسد اور اعتقاد دین
باطل سے تھی اور خبر ہوتی تھی فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ کلام خدا کے بیچ مقدمہ اسکے اور دور ہو تم جھوٹے ہو اپنی خبرون مین قسم ہو اللہ کی نہین خلیفہ ہونگے ہم تمہارے
آگ مین کبھی پھر فرمایا آنحضرت نے کیا تم باور کرو گے میری خبر دینے ایک چیز سے اگر پوچھون مین تمسے اس سے پس کہا انھون نے ہان ای ابا القاسم فرمایا
کیا ملایا ہو تمنے اس بکری مین زہر کہا انھون نے کہ ہان فرمایا آن حضرت نے کہ کیا باعث ہوا تمکو اسپر کہا انھون نے کہ ارادہ کیا ہمنے کہ اگر ہو تم جھوٹے تو راحت
پاوین ہم اور خلاص ہووین تمسے اور اگر تم سچے ہو تو ضرر کرے گا تمکو نقل کی یہ بخاری نے ف ع ح یعنی زہر ہین منتفع ہونگے ہم تمہاری ہدایت سے اور حاصل
اسکا یہ کہ چاہا تھا ہمنے امتحان کرنا یعنے ہم یہ کہ جانین گے ہم کہ تم جھوٹے ہو تو تمہارے ہلاک ہونے سے آسایش مین ہو جاوینگے اور یا یہ کہ جانین گے ہم کہ تم
نبی ہو تو پیروی تمہاری کرینگے اور باقی شرح اسکی دوسری فصل مین بیچ حدیث جابر کے گذری ہے اب مقابلہ مین انکے کہ سکتے ہین کہ زہر نے انکو زیان نہ
کیا اور صدق ظاہر ہوا پھر کیون نہ ایمان لاے تھے تم (وعن عمرو بن اخطب الانصاری قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفجر وصعد علی
المنبر فخطبنا حتی حضرت الظہر فنزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر حتی غربت الشمس فاخبرنا بما ہو کائن الی
یوم القیمۃ قال فاعلمنا احفظنا رواہ مسلم) اور روایت ہو عمرو بن اخطب انصاری سے ف ع یہ ساتھ کنیت کے مشہور تھے انکو زید اعرج کہتے تھے اور حضرت
کے ساتھ غزوون مین رہے ہین چنانچہ آیا ہو کہ تیرہ غزوے انھون نے کیے ہین اور آنحضرت نے انکے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی جمال کی پس کہتے ہین کہ جو
اوپر سو برس کے ہوتے تھے اور انکے سر اور داڑھی مین نہین تھے سفید بال مگر چند ترجمہ کہا نماز پڑھائی ہمکو آنحضرت نے ایک روز فجر کی اور چڑھے منبر پر پس خطبہ
فرمایا ہمارے لیے یا وعظ فرمایا یہانتک کہ آگیا وقت ظہر کی نماز کا اترے اور نماز پڑھی ظہر کی پھر چڑھے منبر پر اور خطبہ فرمایا ہمارے لیے یہانتک کہ آیا وقت عصر کی نماز
کا پھر اترے اور نماز پڑھی عصر کی پھر چڑھے منبر پر اور خطبہ فرمایا ہمارے لیے یہانتک کہ غروب ہوا آفتاب یعنے پس تمام روز خطبہ مین گذرا پس خبر دی ہمکو ساتھ اس
چیز کے کہ وہ ہونے والی ہو قیامت تک یعنی وقایع اور حوادث اور عجایب اور غرایب قیامت تک کے مجمل یا مفصل بیان فرماتے پس اسمین بہت سے [illegible]
ہوئے کہا عمرو نے پس داناترین ہمارا یعنے اب بہت یاد رکھنے والا ہمارا ہے یعنے اسدن ذکرہ الطیبی اور کہا سید جمال الدین نے اولی یہ ہو کہ کہا جاوے
بہت یاد رکھنے والا ہمارا اب اس قصہ کو داناترین ہمارا ہو یعنے آپ نقل کی یہ مسلم نے (وعن معن بن عبد الرحمن قال سمعت ابی قال سالت مسروقا
من اذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالجن لیلۃ استمعوا القرآن فقال حدثنی ابوک یعنی عبد اللہ بن مسعود انہ قال اذنت بہم شجرۃ متفق علیہ) اور روایت ہو
معن بن عبد الرحمن تابعی سے کہ پوتے ہین عبد اللہ بن مسعود کے کہا معن نے کہ سنا مین نے اپنے باپ سے یعنی عبد الرحمن سے کہ کہا پوچھا مین نے
مسروق سے کہ کبار تابعین سے ہین کس نے خبر دی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آنے جنات کی اس رات کو کہ سنا تھا انھون نے قرآن پس کہا مسروق
نے عبد الرحمن کو کہ خبر دی مجھکو تیرے باپ نے یعنے عبد اللہ بن مسعود نے کہ انہنے کہا خبر دی آنحضرت کو ساتھ آنے جنات کے ایک درخت نے نقل

کی بخاری اور مسلم نے ف ح یعنے ایک درخت نے خبر دی کہ یا رسول اللہ جن آئے ہیں تا ایمان لاویں اور قرآن سنیں پس آنحضرت باہر گئے اور جنوں کو
دیکھا اور قرآن انکے آگے پڑھا (وعن انس قال کنا مع عمر بین مکة والمدینة فتراءینا الهلال وکنت رجلا حدید البصر فرأیته ولیس احد یزعم انه رآه غیری
فجعلت اقول لعمر اما تراه فجعل لا یراه قال یقول عمر سأراه وانا مستلق علی فراشی ثم انشأ یحدثنا عن اهل بدر قال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان
یرینا مصارع اهل بدر بالامس یقول هذا مصرع فلان غدا ان شاء الله وهذا مصرع فلان غدا ان شاء الله قال عمر والذی بعثه بالحق ما اخطؤا الحدود التی
حدها رسول الله صلی الله علیه وسلم قال فجعلوا فی بئر بعضهم علی بعض فانطلق رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی انتهی الیهم فقال یا فلان بن فلان
ویا فلان بن فلان هل وجدتم ما وعدکم الله ورسوله حقا فانی قد وجدت ما وعدنی الله حقا فقال عمر یا رسول الله کیف تکلم اجسادا لا ارواح فیها
فقال ما انتم باسمع لما اقول منهم غیر انهم لا یستطیعون ان یردوا علی شیئا رواه مسلم) اور روایت ہے انس سے کہ کہا تھے ہم ہمراہ عمر بن الخطاب کے درمیان
مکہ اور مدینہ کے پس تلاش کی ہمنے ماہ نو کے دیکھنے کی اور تھا میں مرد تیز نظر پس دیکھا میں نے چاند اور تھا حالانکہ نہیں تھا کوئی کہ کہے کہ دیکھا ہے اسکو سوا
میرے یعنی سوا میرے کوئی نہ کہتا تھا کہ میں نے دیکھا ہے چاند پس شروع کیا میں نے کہ کہتا تھا میں عمر کو کہ کیا نہیں دیکھتے تم چاند پس وہ نہیں دیکھتے
اسکو یعنی میں دیکھتا تھا اور ہر چند عمر کو دکھاتا تھا انکو نہیں نظر آتا تھا کہا انس نے کہتے تھے عمر نزدیک ہے کہ دیکھیں گے ہم اسکو اس حال میں کہ میں لیٹا
ہونگا اپنے بچھونے پر ف ح یعنی کچھ حاجت اسکی نہیں ہے کہ میں اب دیکھوں اور تعب اور مشقت اٹھاؤں اسکے دیکھنے میں بعد ایک زمانہ کے یا بعد ایک
روز کے روشن ہوگا یا بڑا ہوگا دیکھ لونگا بے مشقت اور اس سے معلوم ہوا کہ خوض نہ کرے اس چیز میں کہ ضروری نہ ہو اور صرف نہ کرے وقت کو مالا یعنی میں
ترجمہ پھر شروع کیا عمر نے کہ حدیث بیان کرتے تھے ہمارے آگے قصہ اہل بدر کے یعنے مشرکوں کے کہ جو بدر میں مارے گئے تھے کہا عمر نے کہ تحقیق آنحضرت
تھے کہ دکھاتے تھے ہمکو جگہ پڑنے اور ہلاک ہونے مشرکوں کی ایک روز پہلے قضیہ کے یعنے ایک روز پہلے وقوع واقعہ کے اور مارے جانے مشرکوں کے خبر دی کہ
ہر ایک ان اشقیا میں سے یہاں مارے پڑے ہونگے فرماتے تھے آنحضرت یہ جگہ مارے جانے فلانے کی ہے کل کو اگر چاہا ہے خدا نے یہ جگہ مارے جانے فلانے
کی ہے کل کو اگر چاہا خدا نے یعنے جگہ پڑنے ہر ایک کی جدا جدا متعین کر دی کہا عمر نے قسم ہے اس ذات کی کہ بھیجا آنحضرت کو ساتھ حق کے نہیں خطا اور تجاوز کی ان
جانے والوں نے ان جگہوں سے کہ بیان کیا تھا اور معین کیا تھا انکو آنحضرت نے پس ڈالے گئے کنوئیں میں کہ پانی نہیں بھرا جاتا تھا اس سے بعضے انکے بعض
پر پس چلے حضرت یہانتک کہ پہونچے طرف انکے پس فرمایا اے فلانے بیٹے فلانے کے اور اے فلانے بیٹے فلانے کے آیا حق پائی اور دیکھی تمنے وہ چیز کہ وعدہ کی
تمسے اللہ نے اور اسکے رسول نے پس تحقیق میں نے حق پائی وہ چیز کہ وعدہ کی مجھسے پس کہا عمر نے یا رسول اللہ کس طرح کلام کرتے ہو تم بدنوں سے کہ نہیں
ہیں روحیں انمیں پس فرمایا کہ نہیں تم زیادہ سننے والے انسے واسطے اس چیز کے کہ کہتا ہوں میں یعنے یہ بہت سننے والے ہیں برابر ہیں تمہارے سننے میں یعنی
یہ سنتے ہیں یہ کلام کہ کہتا ہوں میں سوائے اسکے کہ نہیں طاقت رکھتے یہ کہ جواب دیں مجھکو کچھ نقل کی یہ مسلم نے ف ح کتاب الجہاد میں بیان اسکا ہو چکا ہے
(وعن انیسة بنت زید بن ارقم عن ابیها ان النبی صلی الله علیه وسلم دخل علی زید یعوده من مرض کان به قال لیس علیک من مرضک باس ولکن
کیف لک اذا عمرت بعدی فعمیت قال احتسب واصبر قال اذن تدخل الجنة بغیر حساب قال فعمی بعد ما مات النبی صلی الله علیه وسلم ثم رد الله علیه
بصره ثم مات) اور روایت ہے انیسہ بیٹی زید بن ارقم کی سے کہ روایت کرتی ہے اپنے باپ سے یہ کہ آنحضرت تشریف لائے زید بن ارقم کے پاس اس حالت
میں کہ عیادت کرتے تھے انکی بسبب بیماری کے کہ تھی انکو فرمایا حضرت نے نہیں تجھ پر بسبب بیماری تیری کے ڈر و لیکن کیا حال ہوگا تیرا جس وقت کہ
دراز ہوگی عمر تیری پیچھے میرے پس اندھا ہو جاویگا تو کہا زید نے طلب ثواب کی کرونگا میں اور صبر کرونگا حکم رب پر فرمایا حضرت نے اب داخل ہوگا تو
بہشت میں بے حساب کہا یعنے شخص راوی نے خواہ انیسہ ہو یا غیر اسکے پس اندھا ہو گیا زید بعد مرنے پیغمبر صلعم کے پھر پھیر دی اللہ تعالی نے زید پر

پھر بینائی اُسکی پھر گیا ف ع اور شاید کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ذکر کیا اُنکے لیے پھر نا بینائی اُنکی کا اسلیے کہ ہو مشقت اُنکے صبر کی بہت
اور اجر مترتب ہوگا اُسپر بہت بڑا پھر حاصل ہوئی اُنکو مدد اللہ کی بسبب صبر کے (وعن اسامة بن زيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من
تقول علي ما لم اقل فليتبوأ مقعده من النار وذلك انه بعث رجلا فكذب عليه فدعا عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فوجد ميتا وقد انشق بطنه
ولم تقبله الارض رواهما البيهقي في دلائل النبوة) اور روایت ہے اسامہ بیٹے زید کے سے کہ کہا فرمایا آنحضرت نے کہ جو جھوٹ بولے اور بنا لی مجھپر یعنی قصداً وہ
بات کہ نہین کی مین نے پس چاہیے کہ طیار کرے جگہ اپنی آگ دوزخ سے اور یہ یعنی سبب فرمانے اس حدیث کا یہ ہو کہ آنحضرت نے بھیجا ایک شخص
کو طرف ایک قوم کے پاس یا کسی شخص کے پاس پس جھوٹ باندھا اُسنے حضرت پر یعنی اور منکشف ہوا وہ حضرت پر یا پہونچی حضرت کو خبر اُسکی پس بددعا
کی اُسپر آنحضرت نے پس پایا گیا وہ شخص مردہ اس حال مین کہ تحقیق پھٹ گیا تھا پیٹ اُسکا اور نہ قبول کیا اُسکو زمین نے ف ع اور یہ نشان وزخی کا ہو
یہ موید ہو قول جمہور کی کہ افترا کرنے والا آنحضرت پر قصداً کافر ہو ترجمہ نقل کین یہ دونون حدیثین بیہقی نے کتاب دلائل النبوة مین (وعن جابر ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم اتاه رجل يستطعمه فاطعمه شطر وسق شعير فما زال الرجل يأكل منه وامرأته وضيفهما حتى كاله ففني فاتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال
لو لم تكله لاكلتم منه ولقام لكم رواه مسلم) اور روایت ہے جابر سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ایک شخص کہ طعام طلب کرتا تھا حضرت سے
پس دیا اُسکو آنحضرت نے آدھا وسق جو کا پس ہمیشہ رہا وہ شخص کھاتا اُسمین سے اور کھاتی بیوی اُسکی بھی اُسمین سے اور مہمان اُنکے یہانتک کہ ناپا اُس شخص
نے اُسکو کہ باقی رہا تھا کھانے سے پس تمام ہو گیا جلدی پس آیا وہ شخص آنحضرت کے پاس یعنی اور صورت حال عرض کی پس فرمایا آنحضرت نے اگر نہ ناپتا تو
اُسکو تو البتہ کھاتے رہتے تم یعنی تو اور بیوی تیری اور مہمان تیرے اُسمین سے ہمیشہ اور البتہ باقی رہتا وہ تمھارے لیے یعنی ہمیشہ نبی صلعم کی برکت سے نقل کی یہ مسلم
نے (وعن عاصم بن كليب عن ابيه عن رجل من الانصار قال خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في جنازة فرأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو على
القبر يوصي الحافر يقول اوسع من قبل رجليه اوسع من قبل رأسه فلما رجع استقبله داعي امرأته فاجاب ونحن معه فجيء بالطعام فوضع يده ثم وضع القوم فاكلوا
فنظرنا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم يلوك لقمة في فيه ثم قال اجد لحم شاة اخذت بغير اذن اهلها فارسلت المرأة تقول يا رسول الله اني ارسلت الى النقيع وهو
موضع يباع فيه الغنم ليشتري لي شاة فلم توجد فارسلت الى جار لي قد اشترى شاة ان يرسل بها الي بثمنها فلم يوجد فارسلت الى امرأته فارسلت الي بها
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اطعمي هذا الطعام الاسرى رواه ابو داود والبيهقي في دلائل النبوة) اور روایت ہے عاصم بن کلیب سے کہ نقل کی اپنے
باپ سے اُسنے نقل کی ایک شخص سے انصار مین سے کہ کہا نکلے ہم ہمراہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے نماز جنازے کے پس دیکھا مین نے پیغمبر
صلعم کو اس حال مین کہ وہ بیٹھے تھے پاس قبر کے کہ کھودی جاتی تھی وصیت کرتے تھے آنحضرت گورکن کو فرماتے تھے فراخ کر میت کے پانون کی طرف سے
اور فراخ کر اُسکے سر کی جانب سے پس جب پھرے آنحضرت یعنی میت کو دفن کر کر سامنے سے آیا حضرت کے دعوت کرنے والا طعام کی اُس میت کی بیوی
کی طرف سے پس قبول کی حضرت نے دعوت اُسکی اور گئے اُسکے گھر مین اور ہم ساتھ آنحضرت کے تھے یعنی ہم بھی گئے اور طفیلی آنحضرت کے ہوتے تھے
یا آنحضرت کی دعوت مع جماعت کے کی تھی پس لایا گیا طعام پس رکھا آنحضرت نے دست مبارک اپنا یعنی اُس طعام مین کھانے کے لیے پھر رکھے قوم نے
ہاتھ اپنے پس کھایا قوم نے طعام ف ع ظاہر اس حدیث سے اعتراض وارد ہوتا ہو اُن روایتون پر کہ بیان کی ہین علما مذہب ہمارے کی کہ مکروہ ہو
کھلانا طعام کا پہلے دن یعنی جس دن میت مرا ہو یا تیسرے دن یا بعد ہفتہ کے کما فی البزازیہ اور خلاصہ مین ذکر کیا گیا ہو کہ نہین مباح ہو کرنا ضیافت کا تیسرے
دن اور کہا زیلعی نے کہ نہین مضائقہ ہو بیٹھنے کا مصیبت کے لیے تین دن تک بغیر مرتکب ہونے ممنوع چیزون کے کہ وہ بچھانا بچھونے کا ہو اور کرنا
کھانے کا اہل بیت کی طرف سے اور کہا ابن ہمام نے کہ مکروہ ہو کرنا ضیافت کا اہل میت کی طرف سے اور سبھون نے علت یہ بیان کی ہو کہ طعام

مشروع ہو سرور مین نہ شرور مین کہا ابن ہمام نے اور وہ ضیافت بدعت بدہی روایت کیا ابن احمد اور ابن ماجہ نے ساتھ اسناد صحیح کے جریر بن عبد اللہ سے
کہ کہا گنتے تھے ہم جمع ہونے کو اہل میت کے پاس اور کھانا کرنے انکے کو نیاحت سے انتہی پس لائق ہو یہ کہ مقید کیا جاوے کلام فقہا کا ساتھ نوع خاص کے کہ دا
ایسا جمع ہوتا ہو کہ موجب ہو میت کے گھر والون کی حیا کرنیکا کرنا چار ناچار سے بیاہ کے کھلاوین انکو جبراً یا حمل کیا جاوے کلام فقہا کا اوپر ہونے بعضے وارثون کے
صغیرسن یا غائب یا نہ پہچانی جاوے رضا اسکی یا ہو طعام مال میت سے پہلے تقسیم اسکی کے نہ طعام شخص معین کا کہ کرے اپنے مال مین سے اور مانند انکے اور ایسی صورتون
پر حمل کرنا چاہیے کہ ان صورتون مین مکروہ ہوگا طعام میت اور اسپر حمل کیا جاوے قول قاضی خان کا کہ مکروہ ہو کرنا ضیافت کا ایام مصیبت مین اسلیے کہ وہ ایام مصیبت کے ہین پس نہین
لائق ہو ان ایام مین وہ چیز کرنی کہ ہو واسطے سرور کے اور اگر کرے کھانا فقرا کے لیے تو اچھا ہو اور اسپر وصیت کرنی ساتھ کرنے کھانے کے بعد موت میت کے
تاکہ کھلاوین لوگون کو تین دن تک پس باطل ہو بموجب صحیح تر روایت کے اور بعضون نے کہا جائز ہو یہ تہائی مال مین سے اور یہ ظاہر تر ہو انتہی کہتا ہو مولف
اس کتاب کا کہ ملا علی کی اوپر کی تحقیق سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ مطلق طعام میت کی اجازت انھون نے دیدی ہو بلکہ اگر ان اقسام مین غور کرین تو یہان کے طعام
مرسومہ ان اقسام سے خالی نہین پاوینگے کہین ایک قسم پائی جاتی ہو کہین کئی اور اگر تامل کرین تو اس حدیث مین کھانا کھلانا وہ ہو کہ جو قاضی خان نے لکھا ہو کہ
اگر کرے کھانا فقرا کے لیے تو اچھا ہو پس ظاہرا حضرت کو بطور ہدیہ کے اور آپ کے ہمراہیون کو بطور صدقہ کے اکتساب ثواب کے لیے کھلایا ہو اور علاوہ اسکے بعض
فقہا لکھتے ہین کہ جو لوگ تجہیز و تکفین و تدفین میت مین مشغول ہون انکو کھانا اس طعام کا جائز ہو پس یہ سب صاحب جو میت کو دفن کرکے پھرے انکو کھلایا پس
فقہا جو طعام مصیبت کو مکروہ لکھتے ہین اس سے خود انھون نے اسکو مستثنی کرلیا ہو پس حدیث مین اور فقہ کی روایتون مین کچھ تعارض نہ رہا واللہ اعلم بالصواب
ترجمہ پس دیکھا ہمنے طرف آنحضرت کے کہ چباتے ہین لقمہ کو اور پھیرتے ہین اسکو اپنے دہن مبارک مین اور نگلتے نہین پھر فرمایا آنحضرت نے کہ پاتا ہون مین
اس گوشت کو گوشت ایسی بکری کا کہ لے گئی ہو بے اجازت اور بے رضا مالک اسکی کے پس بھیجا اس عورت نے کسی کو آنحضرت کے پاس درحالیکہ
کہتی تھی یا رسول اللہ تحقیق مین نے بھیجا تھا خادم کو طرف نقیع کے اور نقیع ایک موضع ہو کہ بیچی جاتی ہین اسمین بکریان ف ع یہ تفسیر مدرج ہو بعض روایت سے اور
نقیع نون سے ایک موضع ہو جانب وادی عقیق کے قریب بیس کوس کے ہو مدینہ سے غیر بقیع کے ساتھ ب کے کہ مقبرہ مدینہ کا وہان ہو ترجمہ تاکہ خرید کیجاوے
میرے لیے ایک بکری پس نہ پائی گئی بکری پس بھیجا مین نے کسی کو پاس ہمسایہ اپنے کے کہ تحقیق خرید کی تھی اسنے ایک بکری کہ بھیجے اس بکری خرید کی ہوئی کو
ساتھ مول اسکے کے کہ جس مول کو لی تھی پس نہ پایا گیا ہمسایہ پس بھیجا مین نے ہمسایہ کی بیوی کے پاس پس بھیجدی اسنے طرف میرے وہ بکری ف ع پس ظاہر
یہ کہ خریدنا اسکا درست نہ ہوا اسلیے کہ اذن اسکے ہمسایہ کا اور رضا اسکی صریح نہ تھی اور یہ قریب بیع فضولی کے ہو کہ موقوف ہوتی ہو اوپر اجازت مالک اسکے کے
اور بہر تقدیر اسمین شبہہ قوی تھا ترجمہ پس فرمایا آنحضرت نے کہ کھلادے یہ طعام قیدیون کو ف ع اسری جمع اسیر کی ہو یعنی بندی کے اور غالب یہ ہو کہ وہ فقیر
ہونگے اور کہا طیبی نے کہ وہ کافر تھے اور بیان اسلیے فرمایا کہ جب نہ پایا گیا مالک بکری کا تاکہ اجازت لین اور بخشوا دین اس سے اور طعام بگڑا جاتا تھا اور انکو کھلانا بھی
ضرور تھا پس حکم فرمایا انکے کھلا دینے کا انتہی اور لازم آئی اس عورت پر قیمت بکری کی بسبب تلف کرنے اسکے کے اور واقع ہوا یہ تصدق اس عورت کی طرف سے
ترجمہ نقل کی یہ ابوداود نے اور بیہقی نے دلائل النبوت مین (۲) وعن حزام بن ہشام عن ابیہ عن جدہ حبیش بن خالد وہو اخ ام معبد ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ
علیہ وسلم حین اخرج من مکۃ خرج مہاجرا الی المدینۃ ہو وابوبکر ومولی ابی بکر عامر بن فہیرۃ ودلیلہما عبد اللّٰہ اللیثی مروا علی خیمتی ام معبد فسئلوہا لحما وتمرا لیشتروا منہا
فلم یصیبوا عندہا شیئا من ذلک وکان القوم مرملین مسنتین فنظر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الی شاۃ فی کسر الخیمۃ فقال ما ہذہ الشاۃ یا ام معبد قالت
شاۃ خلفہا الجہد عن الغنم قال ہل بہا من لبن قالت ہی اجہد من ذلک قال اتاذنین لی ان احلبہا قالت بابی انت وامی ان رایت بہا حلبا فاحلبہا
فدعا بہا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فمسح بیدہ ضرعہا وسمی اللّٰہ تعالی ودعا لہا فی شاتہا فتفاجت علیہ ودرت واجترت فدعا باناء یربض الرہط فحلب

فیہ بحاجۃ علاہ الیہا ثم سقاہا حتی رویت وسقی اصحابہ حتی رووا ثم شرب آخرہم ثم حلب فیہ ثانیا بعد بدء حتی ملا الاناء ثم غادرہ عندہا و بایعہا وارتحلوا عنہا رواہ فی شرح السنۃ وابن عبد البر فی الاستیعاب وابن الجوزی فی کتاب الوفاء وفی الحدیث قصۃ) اور روایت ہے حزام بن ہشام سے کہ اُنہنے نقل کی اپنے باپ سے یعنی ہشام سے اُنہنے نقل کی یہ حزام کے دادا سے کہ نام اُنکا حبیش بن خالد ہے اور حبیش بھائی ہے ام معبد کا اور نام اُسکا عاتکہ بنت خالد خزاعیہ ہے اور وہ ایک عورت تھی کہ آنحضرت راہ ہجرت میں اُسکے خیمہ میں تشریف لائے اور وہ اسلام لائی اور تھی وہ قوی تکیہ لگا کر بیٹھی خیمہ کے صحن میں اور کھانا پانی دیتی فقرا اور مساکین کو ترجمہ روایت کرتا ہے حبیش یہ کہ آنحضرت جس وقت کہ حکم کیے گئے نکلنے کا مکہ سے نکلے ہجرت کرنے والے مکہ سے طرف مدینے کے آنحضرت اور ابوبکر اور غلام آزاد ابی بکر کا عامر بن فہیرہ اور رہبر آنحضرت اور ابی بکر کا عبد اللہ لیثی کہ اُسکو ہمراہ لیا تھا راہ بتانے کے واسطے یہ چاروں تن راہ مدینہ میں چلے جاتے تھے کہ گذرے اوپر دو خیموں ام معبد کے کہ اُس جنگل میں رہتی تھی پس طلب کیا گوشت اور خرما تا خرید میں اُس سے پس نہ پایا اُسکے پاس کچھ اُنمیں سے یعنی گوشت اور تمر ذکر کیے گئے میں سے اور تھے لوگ بے زاد یعنی توشہ تھوڑا زادہ پس دیکھا آنحضرت نے طرف ایک بکری کے کہ خیمہ کے ایک جانب میں تھی پس فرمایا آنحضرت نے کہ کیا حال ہے اُس بکری کا اے ام معبد کہا ام معبد نے کہ چھوڑ رکھا ہے اُسکو تھکا دینے نے ریوڑ کے ساتھ جانے سے یعنی بسبب ناتوانی اور دبلاپے کے ہمراہ بکریوں کے جنگل میں چرنے کو نہیں جا سکتی فرمایا آنحضرت نے کیا ہے اُسکے کچھ دودھ کہا ام معبد نے کہ یہ بکری بہت گرفتار مشقت اور دور تر اُس سے ہے کہ ہو اُسکے دودھ یعنی بالکل اُسمیں دودھ نہیں فرمایا آنحضرت نے کیا اذن دیتی ہے تو مجھکو یہ کہ دودھ دوہوں میں اُسکا کہا ام معبد نے کہ باپ اور ماں میرے فدا آپ کے ہوں اگر دیکھیں آپ اُسمیں دودھ تو دودھ لیں یعنی دودھ اُسمیں ہے نہیں کیا دوہیں گے آپ اُسکو پس طلب کیا بکری کو آنحضرت نے اور ہاتھ پھیرا اُسکے تھنوں پر اور بسم اللہ کہی اور دعا کی ام معبد کے لیے بکری کے حق میں پس پاؤں کھولدے بکری نے دودھ دوہانے کے لیے سامنے حضرت کے جیسا کہ عادت دودھ کے جانور کی ہے کہ وقت دوہنے کے دونوں پاؤں کھول دیتا ہے اور دودھ دیا اور جگالی کرنے لگی پس منگوایا حضرت نے ایسا باسن کہ سیراب کرے ایک گروہ کو پھر دوہا بیچ اُس برتن کے دودھ خوب بہتا ہوا یہانتک کہ اوپر آگئی اُسکے جھاگ دودھ کی پھر پلایا اُسکو ام معبد کے تئیں یہانتک کہ سیراب ہوئی اور پلایا ساتھ والوں اپنے کو یہانتک کہ سیراب ہوے پھر پیا حضرت نے بعد سب کے یعنی بموجب حدیث ساقی القوم آخرہم شربا کے پھر دوہا اُسمیں دوسری بار بعد پہلی بار کے یہانتک کہ بھرا باسن پھر باقی چھوڑا وہ دودھ ام معبد کے پاس یعنی تاکہ دکھادے وہ اپنے خاوند کو معجزہ حضرت کا اور بیعت لی آنحضرت نے ام معبد سے اسلام پر اور کوچ کیا ام معبد کے پاس سے نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ میں اور ابن عبد البر نے استیعاب میں اور ابن جوزی نے کتاب الوفا میں اور حدیث میں قصہ طویل ہے مترجم اور وہ یہ ہے کہ جب آنحضرت نے کوچ کیا ابو معبد خاوند ام معبد کا آیا اور گھر میں دودھ دیکھا کہا یہ کیا ہے اور کہاں سے آیا پس ذکر کیں ام معبد نے صفتیں اور شمائل آنحضرت کے خوب فصیح عبارت سے پس کہا ابو معبد نے کہ یہ نہ ہوگا مگر صاحب قریش کا کہ سنی ہیں میں نے صفتیں اُسکی مکہ میں واللہ بلا شبہ قصد رکھتا ہوں میں کہ پاؤں میں صحبت اُسکی اگر اُسکی راہ پاؤں اور آیا ہے کہ جب آنحضرت ہجرت کر کے نکلے اور اہل مکہ نے نہ جانا کہ کہاں اور کس طرف گئے تو ایک جن پہاڑ ابو قبیس پر آیا اور کہتی ایک بیتیں پڑھیں لوگ آواز سنتے تھے اور کسی کو دیکھتے نہ تھے اُنمیں سے دو بیتیں یہ ہیں قطعہ جزی اللہ رب الناس خیر جزاءہ رفیقین حلا خیمتی ام معبد ہما نزلا بالہدی واہتدت بہ فقد فاز من امسی رفیق محمد باب الکرامات باب ہے بیچ بیان کرامتوں کے ف ع کرامات جمع کرامت کی ہے اور وہ اسم اکرام و تکریم سے ہے اور کرامت کہتے ہیں فعل خارق عادت کو کہ نہ مقرون ہو ساتھ دعوی نبوت اور مقابلہ کفار کے اور اقرار کیا ہے کرامت کا اہل سنت نے اور انکار کیا ہے اُسکا معتزلہ نے ف ع اہل حق اتفاق رکھتے ہیں اوپر جائز ہونے وقوع کرامت کے اولیا سے اور ولی وہ شخص ہے کہ عارف ہو ذات اور صفات حق کا بقدر طاقت بشری کے اور مداومت کرنے والا ہو اوپر کرنے طاعت کے اور ترک کرنے منہیات کے غیر منہمک ہو لذات و شہوات میں اور کامل ہو تقوی اور اتباع میں بسبب فنا و نشا ہونے ... اُسکے اور

دلیل اوپر واقع ہونے کرامت کے کتاب و سنت اور تواتر اخبار ہے صحابہ سے اور ان لوگوں سے کہ بعد انکے ہیں یعنی تواتر معنوی اس طرح کا کہ قدر مشترک ہیں درمیان انکے وقت انصاف اور ترک عناد کے مجال شبہہ اور انکار کی نہیں ہے خصوصاً بعضے اکابر مشائخ طریقت سے مانند حضرت سید عبد القادر جیلانی وغیرہ رحمہم اللہ کی کرامتیں ایسی حد کثرت کو پہونچی ہیں کہ ان گنت ہیں چنانچہ بعضے مشائخ اہل زمانہ انکے سے منقول ہے کہ کرامتیں آپ کی مانند شہرہ دریا کے تھیں کہ پے در پے صادر ہوتی تھیں کبھی نہیں ظاہر ہوتیں بغیر انکے اور معتزلہ اور بعضے اتباع انکے منکر ہوئے ہیں کرامت کے اور بعضوں نے کہا کہ صادر نہیں ہوتی کرامت ولی سے بقصد و اختیار بلکہ بے قصد و اختیار ہوتی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ کرامت جنس معجزہ سے نہیں ہوتی ہے مانند زندہ کرنے مردے اور بہت ہونے طعام قلیل کے اور جوش مارنے پانی کے انگلیوں سے اور مانند انکے کے اور حق یہ ہے کہ جائز ہے واقع ہونا کرامت کا بقصد و اختیار اور بے قصد بالجملہ جنس معجزہ اور غیر معجزہ سے اور تمام کلام اثبات کرامت میں مع دلائل اور دفع شبہہ مخالفوں کے علم کلام کی کتابوں میں مذکور ہے والا لتفات الی البیان بعد العیان

الفصل الاول فصل پہلی (عن انس ان اسید بن حضیر و عباد بن بشر تحدثا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حاجۃ لھما حتی ذھب من اللیل ساعۃ فی لیلۃ شدیدۃ الظلمۃ ثم خرجا من عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینقلبان وبید کل واحد منھما عصیۃ فاضاءت عصا احدھما لھما حتی مشیا فی ضوئھا حتی اذا افترقت بھما الطریق اضاءت للآخر عصاہ فمشی کل واحد منھما فی ضوء عصاہ حتی بلغ اھلہ رواہ البخاری) روایت ہے انس سے یہ کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر کہ دونوں صحابی جلیل القدر ہیں باتیں کرتے رہے نزدیک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچ کسی حاجت کے کہ تھی ان دونوں کی یہاں تک کہ گئی رات میں سے ایک ساعت طویلہ یعنی بڑی رات جاتی رہی باتیں کرنے میں بیچ رات نہایت اندھیری کے پھر باہر کو نکلے وہ دونوں آنحضرت کے پاس سے اس حال میں کہ پھرتے وہ طرف گھر اپنے کے اور بیچ ہاتھ ہر ایک کے انمیں سے لاٹھیاں تھیں پس روشن ہوئی لاٹھی ایک کی ان دونوں میں سے واسطے دونوں کے یہاں تک کہ چلے دونوں بیچ روشنی اس لاٹھی کے یہاں تک کہ جب جدا ہوئی راہ دونوں کی یعنی ایسی جگہ پہونچے کہ وہاں سے ہر ایک کے گھر کو راہ جدی جاتی تھی روشن ہوئی دوسرے کے لیے بھی لاٹھی اسکی پس چلا ہر ایک ان دونوں میں سے بیچ روشنی لاٹھی اپنی کے یہاں تک کہ پہونچا ہر ایک اپنے اہل میں نقل کی یہ بخاری نے ف ع اور روایت بخاری کی میں یوں آیا ہے کہ باہر نکلے وہ دونوں صحابی آنحضرت کے پاس سے اندھیری رات میں اس حال میں کہ انکے ساتھ مانند دو چراغوں کے تھے روشن اور جب جدا ہوئے ساتھ ہر ایک کے ایک ایک ان میں سے جدا ہوا یہاں تک کہ آیا ہر ایک اپنے گھر میں (وعن جابر قال لما حضر احد دعانی ابی من اللیل فقال ما ارانی الا مقتولا فی اول من یقتل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانی لا اترک بعدی اعز علی منک غیر نفس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وان علی دینا فاقض واستوص باخواتک خیرا فاصبحنا فکان اول قتیل ودفنت معہ آخر فی قبر رواہ البخاری) اور روایت ہے جابر سے کہا جب پیش آئی جنگ احد بلایا مجھکو میرے باپ نے بعض رات میں پس کہا نہیں گمان کرتا میں اپنے تئیں مگر مارا گیا بیچ اول ان لوگوں کے کہ مارے جاوینگے آنحضرت کے یاروں میں سے اور تحقیق میں نہیں چھوڑتا پیچھے اپنے کسی کو کہ عزیز زیادہ ہو میرے نزدیک تجھسے سوائے ذات مبارک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وہ سب سے زیادہ عزیز ہیں اور محبوب میرے نزدیک حتی کہ میری جان سے بھی اور تحقیق مجھ پر ہے قرض پس ادا کرنا یعنی جلدی سے اور قبول کر وصیت میری اپنی بہنوں کے حق میں کہ انسے نیکی کرنا اور تھیں وہ نو بہنیں پس صبح کی ہمنے پس ہوا وہ اول قتل کیا گیا اس غزوے میں اور دفن کیا میں نے اسکو ساتھ ایک اور شخص کے ایک قبر میں نقل کی یہ بخاری نے ف ع بموجب حکم آنحضرت کے کہ حکم دیدیا تھا شہدا کے حق میں کہ دو دو کو ایک قبر میں دفن کریں اور وہ شخص دوسرے عمرو بن الجموح تھے یار والد جابر کے اور بہنوئی انکے اور اسمیں دلیل ہے اسپر کہ درصورت ضرورت کے جائز ہے دفن کرنا دو کا ایک قبر میں (وعن عبد الرحمن ابن ابی بکر قال ان اصحاب الصفۃ کانوا اناسا فقراء وان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان عندہ طعام اثنین فلیذھب بثالث ومن کان عندہ طعام اربعۃ فلیذھب بخامس او سادس وان ابا بکر جاء بثلاثۃ وانطلق النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعشرۃ وان ابا بکر تعشی عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم لبث حتی صلیت العشاء ثم رجع فلبث حتی تعشی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجاء بعد ما مضی من اللیل ما شاء اللہ قالت لہ امرأتہ ما حبسک عن اضیافک قال اوما عشیتھم قالت ابوا حتی تجیء فغضب وقال واللہ لا اطعمہ ابدا فحلفت المرأۃ ان لا تطعمہ وحلف الاضیاف ان لا

لا يطعمه وقال ابو بكر كان هذا من الشيطان فدعا بالطعام فاكل واكلوا فجعلوا لا يرفعون لقمة الا ربت من اسفلها اكثر منها فقال يا اخت بني فراس ما هذا
قالت وقرة عيني انها الآن لاكثر منها قبل ذلك بثلاث مرار فاكلوا وبعث بها الى النبي صلى الله عليه وسلم فذكر انه اكل منها متفق عليه وذكر حديث عبد
الله بن مسعود كنا نسمع تسبيح الطعام في المعجزات) اور روایت ہے عبد الرحمن ابن ابی بکر سے کہ کہا تحقیق اصحاب صفہ تھے فقیر لوگ ف خ ع صفہ ایک جگہ تھی
ہٹی ہوئی مسجد سے کہ وہاں کتنے ایک فقیر صحابہ میں سے شب باش رہتے تھے پس اُسی کی طرف منسوب ہوئے اور کوئی شخص جب مدینہ میں آتا اگر اسکا کوئی جان
پہچان ہوتا تو اُسکے پاس اترتا ورنہ اترتا وہ صفہ میں اور انکو اضیاف المسلمین کہتے تھے گھر اور اہل وعیال اور مال ومنال کچھ نہ رکھتے تھے اور تھے مشاہیر انکے
ابو ذر غفاری عمار بن یاسر سلمان فارسی صہیب بلال ابو ہریرہ خباب بن ارت حذیفہ بن الیمان ابو سعید خدری بشر بن الخصاصیہ ابو موہبہ مولی آنحضرت کے
وغیرہم ترجمہ اور تحقیق آنحضرت نے فرمایا یعنی ایک دن کہ جس شخص کے پاس ہو طعام دو شخصون کا یعنی اُسکے عیال میں سے پس چاہیے کہ لیجاوے تیسرے
شخص کو یعنی ان اصحاب صفہ میں سے اور جسکے پاس ہو طعام چار شخصون کا پس چاہیے کہ لیجاوے پانچوین کو یعنی اگر نہ ہو اُسکے پاس استعداد کہ قوت ہو
اُنسے زیادہ کا بلکہ انھین کی قدر ہو یا لیجاوے چھٹے کو ف ع یعنی اگر ہو اُسکے پاس قوت چھ کا پس لفظ او تنویع کے لیے ہو یا تخییر کے لیے اور احتمال ہے کہ ہو شک
کے لیے یا بمعنی بل کے ہو واسطے مبالغہ کے درباب ضیافت کے بنا بر اسکے کہ مقتضا اسکا کہ جسکے پاس طعام دو کا ہو تو تیسرے کو لیجاوے یہ ہے کہ جسکے پاس طعام چار
کا ہو تو لیجاوے دو کو باکہ روایت کیا ہے احمد اور مسلم اور ترمذی اور نسائی نے جابر سے بطریق مرفوع کے کہ طعام ایک کا کفایت کرتا ہے دو کو اور طعام دو کا کفایت
کرتا ہے چار کو اور طعام چار کا کفایت کرتا ہے آٹھ کو اور طعام چھ کا کفایت کرتا ہے آٹھ کو ترجمہ اور تحقیق ابو بکر لائے تین شخصون کو اور لے گئے آنحضرت دس شخصون کو اور
ابو بکر صدیق نے کھایا طعام شب کا نزدیک آنحضرت کے پھر ٹھہرے رہے ابو بکر آنحضرت کے پاس یعنی بعد کھانے کے یہانتک کہ پڑھی گئی نماز عشا کی پھر پھرے
ابو بکر طرف گھر آنحضرت کے پس ٹھہرے رہے یہانتک کہ کھایا رات کا کھانا آنحضرت نے ف ع ح یعنی تنہا اور یا مہمانون کے ساتھ اور بتکرار واسطے شروع کرنے
قصہ کے ہی سرے سے اور یہ بھی ہے کہ اول جملہ میں بیان ابو بکر کے کھانا کھانے کا ہے اور دوسرے میں کھانا کھانا پیغمبر خدا صلعم کا اور اس عرصہ میں اہل وعیال ابو بکر
صدیق کے اور مہمان سب منتظر رہے ترجمہ پس آئے ابو بکر صدیق گھر میں بعد گذرنے رات کے اُسقدر کہ چاہا اللہ تعالی نے کہا حضرت ابو بکر سے آنکی بیوی نے کہ کس
چیز نے باز رکھا تجھکو تیرے مہمانون سے یعنی کیون تاخیر کی تو نے کہ مہمانون نے انتظار بہت کیا کہا ابو بکر نے کیا نہیں طعام کھلایا تو نے مہمانون کو کہا حضرت
ابو بکر کی بیوی نے کہ انکار کیا انھون نے کھانے سے یہانتک کہ آؤ تم یعنی اور شریک ہو انکے ساتھ کھانے میں پس غصہ ہوئے ابو بکر یعنی اپنے اہل پر گمان اسکے
کہ انھون نے قصور کیا الحاح ومبالغہ میں اور کہا قسم ہے خدا کی نہ کھاؤنگا میں اس طعام کو ہرگز پس قسم کھائی ابو بکر کی بیوی نے یہ کہ نہ کھاوینگی وہ اُس طعام
کو یعنی ہرگز چنانچہ کہ ایک نسخہ میں ہے لفظ ابدا کا اور قسم کھائی مہمانون نے یہ کہ نہین کھانے کے اُسکو اکیلے یا بطلاق کہا ابو بکر نے کہ ہے یہ غصہ میرا اور قسم کھائی
شیطان سے یعنی اُسکے اغوا سے پس اُسی وقت غصہ سے باز آئے اور استغفار کی پس منگایا ابو بکر نے طعام اور کھایا انھون نے اور انکے اہل وعیال اور مہمانو
نے ف ع اگر کوئی کہے کہ حضرت ابو بکر نے خلاف قسم کے کیون کیا تو جواب اسکا یہ ہے کہ اس سبب سے انھون نے خلاف قسم کے کیا کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جو
کوئی قسم کھاوے ایک امر پر اور دیکھے غیر اسکا بہتر تو چاہیے کہ کرے وہ امر اور کفارہ دے قسم کا ترجمہ پس ہوتے حضرت ابو بکر اور انکے مہمان کہ نہ اٹھاتے
تھے لقمہ یعنی رکابی سے مونہون کی طرف مگر کہ بڑھ جاتا تھا طعام اُس لقمہ کے نیچے سے یعنی اُس جگہ سے کہ لیا جاتا تھا نوالہ وہان سے زیادہ اُس نوالہ سے پس کہا
ابو بکر نے اپنی بیوی سے اے بہن بنی فراس کی کیا ہے یہ امر عجیب یعنی بڑھنا طعام کا ف ع لفظ فراس ساتھ زیر ف کے اور سین مہملہ کے نام ایک قبیلہ کا ہے اور حضرت
ابو بکر کی بیوی کہ نام ام رومان تھا اُس قبیلہ میں کی تھین ترجمہ کہا ابو بکر کی بیوی نے قسم اپنی ٹھنڈک آنکھ کی ف ع ح مراد اُس سے ابو بکر صدیق ہیں اور بعضے
کہتے ہیں کہ آنحضرت مراد ہیں اور قرۃ العین عبارت خوشی اور دیکھنے محبوب کے سے ہے اسلیے کہ یا تو قر سے ہے ساتھ پیش قاف کے معنی ٹھنڈک کے یا قر سے ساتھ زبر قاف

سے یعنی قرآن کے اور آنکھ دیکھنے بھوں کے سے خشک ہوتی ہے اور برقرار کہ دانتین باتین نہیں دیکھتی ترجمہ توفیق سے پیالہ بھی کہا تاکہ پیالہ مین ہو اب سے پہلے زیادہ ہو
اس سے کہ پہلے اسکے تھا پس کہا یا سبھون نے اور بھیجا ابو بکر نے اسکو پاس آنحضرت کے پس روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت نے کہا یا اس طعام مین سے نقل کی بیہقی نے
اور مسلم نے اور ذکر کی گئی حدیث عبد اللہ بن مسعود کی کہ ابتدا اسکی یہ ہے کنا نسمع تسبیح الطعام باب المعجزات مین الفصل الثانی فصل دوسری (عن عائشۃ
قالت لما مات النجاشی کنا نتحدث انہ لا یزال یری علی قبرہ نور رواہ ابو داؤد) اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا جب مر گیا نجاشی تھے ہم آپس مین باتین کرتے اور کہتے
کہ تحقیق ہمیشہ دیکھا جاتا ہے انکی قبر پر نور نقل کی یہ ابو داود نے ف ع یعنی حبشہ مین اور یہی یہ ہین کہ یہ امر مشہور تھا درمیان ہمارے اور ذکر کیا جاتا تھا
آپسمین کہ دیکھتے تھے ہم مین سے نور قبر انکی کا اور نہین مقصود ہے متفق ہونا ہمارا اسپر بات پر پس یہ قریب متواتر کے ہے اور نجاشی ساتھ تشدید یا کے اور جیم کے آخر مین
بادشاہ حبشہ کا تھا پہلے دین نصرانیت پر تھا پھر آنحضرت پر ایمان لایا اور حبشہ مین مرا اور حضرت نے مدینہ مین نماز انکے جنازہ پر نماز پڑھی اور مراد اس سے یہ ہے کہ
مراد نور سے نور محسوس ہے مانند نور چراغ یا چاند اور آفتاب کے اور ہوسکتا ہے کہ عبارت ہو نورانیت اور تازگی سے کہ پاتے تھے اپنے دلون مین انکی قبر کی زیارت سے واللہ
اعلم (وعنہا قالت لما ارادوا غسل النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالوا لا ندری انجرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ثیابہ کما نجرد موتانا ام نغسلہ وعلیہ ثیابہ
فلما اختلفوا القی اللہ علیہم النوم حتی ما منہم رجل الا وذقنہ فی صدرہ ثم کلمہم مکلم من ناحیۃ البیت لا یدرون من ہو ان اغسلوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ ثیابہ
فقاموا فغسلوہ وعلیہ قمیصہ یصبون الماء فوق القمیص ویدلکونہ بالقمیص رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ) اور روایت ہے اسی عائشہ سے کہ کہا جب چاہا اصحاب نے
یا اہل بیت نے غسل دینا نبی صلعم کا بعد از وفات کے کہا نہین جانتے ہم کہ آیا ننگا کرین آنحضرت کو انکے کپڑون سے جیسے اور ڈھانک دین ستر انکا اور کپڑے سے جیسے کہ
کرتے ہین اپنے موتی کے لیے یا غسل دیوین ہم انکو اس حال مین کہ ہون انکے بدن مبارک پر کپڑے انکے ف ح اور معنی یہ ہین کہ پس اختیار کیا بعضون نے برہنہ کرنا بہ قیاس اوروں
کے اور بعضون نے نہ برہنہ کرنا بسبب خصوصیت انکے ترجمہ پس جب اختلاف کیا صحابہ نے تو ڈالی یعنی مسلط کی اللہ تعالی نے انپر نیند یہانتک کہ نہ تھا انمین سے کوئی
شخص مگر کہ ٹھوڑی اسکے سینہ پر تھی یعنی سو گئے تھے پھر کلام کیا انسے کلام کرنے والے نے یعنی خضر نے گھر کے کونہ مین سے اس حال مین کہ نہین جانتے تھے وہ کہ کون ہے یہ کلام
کرنے والا کہ نہلاؤ آنحضرت کو اس حال مین کہ ہون آپ پر کپڑے انکے پس کھڑے ہوئے صحابہ اور غسل دیا آنحضرت کو اس حال مین کہ آپ پر قمیص انکا تھا اور ڈالتے تھے پانی قمیص
اور ملتے تھے آنحضرت کے بدن کو ساتھ کرتے کے ف ح اور نقل کیا ہے نووی سے کہ صواب یہ ہے کہ وہ کپڑا کہ غسل دیا تھا اسمین اسکو اتار ڈالا وقت کفن دینے کے اور یہ جو روایت
کیا ہے کہ نہین اتارا اور کفن کے نیچے رہنے دیا ضعیف ہے صحیح نہین ہے ولیکن بیہقی ساتھ اسکے ترجمہ نقل کی یہ بیہقی نے دلائل النبوت مین (وعن ابن المنکدر ان سفینۃ مولی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخطا الجیش بارض الروم او اسر فانطلق ہاربا یلتمس الجیش فاذا ہو بالاسد فقال یا ابا الحارث انا مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کان من امری کیت وکیت فاقبل الاسد لہ بصبصۃ حتی قام الی جنبہ کلما سمع صوتا اہوی الیہ ثم اقبل یمشی الی جنبہ حتی بلغ الجیش ثم رجع الاسد رواہ
فی شرح السنۃ) اور روایت ہے ابن منکدر سے یہ کہ سفینہ غلام آزاد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا بھول گیا رستہ لشکر کا زمین روم مین یا قیدی کیا گیا ف ع
یہ شک راوی ہے اور سفینہ کے نام مین اختلاف ہے اور یہ لقب انکا ہے اور وجہ اس لقب کی یہ ہے کہ وہ ایک سفر مین آنحضرت کی خدمت مین تھے اور بوجھ اٹھاتے تھے
تھے اور جو کوئی تھک جاتا بوجھ اپنا انپر ڈالدیتا اور وہ سبھون کا بوجھ اٹھاتے جاتا تھا جب آنحضرت نے اسکو دیکھا تو فرمایا انت السفینۃ یعنی تو کشتی ہے پس اسی لقب سے وہ مشہور رہا
اور جو کوئی اس سے اصل نام اسکا پوچھتا تو کہتا کہ نام میرا وہی ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے رکھا ترجمہ پس چلے بھاگ کر کافرون کے ہاتھ سے اس حال مین کہ ڈھونڈتے تھے
لشکر کو ناگہان ملے وہ ایک بڑے شیر سے پس کہا اے ابو الحارث کہ یہ کنیت شیر کی ہے مین ہون مولی رسول خدا کا تھا امر میرے سے ایسا اور ایسا یعنی سارا قصہ اپنی راہ
بھولنے یا قیدی مین پکڑے جانے اور بھاگ آنے کا شیر سے کہا پس پیش آیا شیر واسطے انکے دم ہلاتا ہوا اور چاپلوسی کرتا ہوا یہانتک کہ کھڑا ہوا شیر سفینہ کے پہلو مین جب سنتا تھا
کوئی آواز خوفناک قصد کرتا طرف اسکے یعنی تاکہ دفع کرے اسکو پھر متوجہ ہوتا اور آتا درحالیکہ چلتا سفینہ کے پہلو مین یعنی جیسے کہ عادت ہے جانورون کی ہے کہ نگہبانی کرتے چلتے ہین یہانتک کہ پہونچا

بندہ لشکا دین پھر پھر گیا شیر نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ میں (وعن ابی الجوزاء قال قحط اہل المدینۃ قحطا شدیدا فشکوا الی عائشۃ فقالت انظروا
قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاجعلوا منہ کوی الی السماء حتی لا یکون بینہ وبین السماء سقف ففعلوا فمطروا مطرا حتی نبت العشب وسمنت الابل حتی تفتقت
من الشحم فسمی عام الفتق رواہ الدارمی) اور روایت ہے ابی الجوزاء سے کہ تابعی مشہور ہے اور نام اسکا اوس بن عبد اللہ ازدی ہے کہا قحط میں گرفتار ہوئے اہل مدینہ قحط
شدید میں پس شکایت کی طرف عائشہ کے یعنی یاد کریں اور کچھ تدبیر بتاویں پس کہا عائشہ نے دیکھو تم آنحضرت کی قبر کو پس کرو آنحضرت کی قبر شریف سے
کوئی روشن دان طرف آسمان کے یہانتک کہ نہو درمیان قبر کے اور درمیان آسمان کے چھت ف ح ع یعنی اٹھا دو قبر اور آسمان کے درمیان میں سے
حجاب لفظ کوی ساتھ زبر کاف کے اور پیش سے بھی آیا ہے جمع کوہ کی ساتھ زبر کاف اور پیش اسکے کے اور تخفیف واؤ کے بیچ مفرد اور جمع کے روزن گھر کا
اور معنی یہ ہیں کہ کرو مقابل قبر شریف کے حضرت کے حجرے کی چھت میں کئی سوراخ اور کہا بعضوں نے بیچ سبب کھولنے قبر شریف کے یہ کہ آسمان نے
جب دیکھی قبر آنحضرت کی بہنے لگی نالی بسبب رونے آسمان کے فرمایا اللہ تعالی نے فما بکت علیہم السماء والارض بیچ بیان حال کفار کے پس ہوتا ہے اور ایسا کافر
اسکے نسبت برابر ہے یعنی انکے لیے رونا ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ طلب شفاعت کی ہے قبر شریف سے اسلیے کہ آنحضرت کی حیات میں استسقا کرتے تھے ذات شریف
اور جب ذات شریف پردہ میں ہوئی تو حکم کیا عائشہ نے کہ کھول دی جاوے قبر شریف تا منہ ہے گویا ظاہر میں استسقا کیا قبر شریف اور حقیقت میں استسقا اور استشفاع
ہے آپ کی ذات شریف سے اور کھولنا قبر کا مبالغہ ہے اسمیں ترجمہ پس کیا لوگوں نے جو کچھ کہ کہا تھا عائشہ نے پس برسائے گئے مینہ یہانتک کہ پیدا ہوئی
گھاس اور فربہ ہوئے اونٹ یہانتک کہ پھول گئیں کوکھیں انکی چربی سے بسبب کثرت چربی کے پس نام رکھا گیا اس سال کا عام الفتق نقل کی یہ دارمی نے ف ع
یعنی سال ارزانی کا کہ باعث ہوا فتق کا اور فتق کے معنی ہیں پھول جانا اور بعضوں نے کہا پھٹ جانا اور بعضوں نے کہا پھیل جانا یعنی چونکہ ارزانی بہت ہوئی اور
اسیطرح کھایا پیا سبب کثرت چربی اور گوشت کے پھول گئیں کوکھیں انکی یا پھٹ گئے بدن یا پھیل گئے اور شفاعت ڈھونڈنا عائشہ کا اور ظاہر ہونا اسکے اثر کا کرامت ہے
عائشہ کی اور حقیقت میں معجزہ ہے حضرت کا اسلیے کہ کرامتیں سب اولیا کی معجزے ہیں پیغمبر کے (وعن سعید بن عبد العزیز قال لما کان ایام الحرۃ لم یؤذن فی مسجد النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ثلثا ولم یقم ولم یبرح سعید بن المسیب المسجد وکان لا یعرف وقت الصلوۃ الا بھمہمۃ یسمعھا من قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم رواہ الدارمی) اور روایت ہے سعید
بن عبد العزیز سے کہ تبع تابعین ہے نہایت فقیہ اور صحیح روایت کرنیوالا احادیث کا اور گریان اور ترسان کہا جبکہ ہوا روز واقعہ حرہ کا ف لفظ حرہ ساتھ زبر ح کے ہے اور مشہور ہو گیا نام ہے ایک زمین کا باہر
مدینہ کے کہ اسمیں کالے پتھر بہت ہیں اسمیں واقع ہوا یہ واقعہ کہ یزید بن معاویہ نے جو لشکر بھیجا مدینہ پر وہ جانب حرہ سے مدینہ پر چڑھ آیا اور خراب کیا اسکو اور برائی اس قضیہ کی حد سے
زیادہ ہے کہ بیان میں نہیں آسکتی اور اسکی برائیوں میں سے ایک برائی یہ ہے ترجمہ کہ نہیں اذان دی گئی آنحضرت کی مسجد میں تین روز اور نہ تکبیر کہی گئی اور نہ کوئی مسجد میں
آسکتا تھا نماز کے لیے اور مسجد سے باہر نہیں نکلے سعید بن مسیب ف ع کہ کبار تابعین سے تھے بڑے فقیہ اور محدث اور زاہد اور عابد اور پرہیزگار اور چالیس حج کیے تھے انہوں
نے اور وفات پائی سن ترانوے میں ترجمہ اور تھے سعید بن مسیب یعنی اسوقت شدید میں کہ نہیں پہچانتے تھے آنا وقت نماز کا مگر بسبب آواز خفی کے کہ سنتے تھے اسکو حجرہ
کے اندر سے کہ قبر شریف آنحضرت کی وہاں تھی نقل کی یہ دارمی نے (وعن ابی خلدۃ قال قلت لابی العالیۃ سمع انس من النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خدمہ
عشر سنین ودعا لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان لہ بستان یحمل فی کل سنۃ الفاکھۃ مرتین وکان فیھا ریحان یجیء منہ ریح المسک رواہ الترمذی وقال ھذا
حدیث حسن غریب) اور روایت ہے ابی خلدہ تابعی سے کہ کہا کہا میں نے واسطے ابی العالیہ کے کہ کبار تابعین سے ہے کہ کیا سنی ہیں انس نے حدیثیں آنحضرت
کی ف ع یعنی بلا واسطہ کہ روایت کرتا ہے یا اسکے لیے مراسیل ہیں صحابہ سے باوجودیکہ وہ بھی حجت ہیں اتفاقا گویا بعد وفات آنحضرت صلعم کے رد کیا بعضے لوگوں
نے انکے حق میں ترجمہ کہا ابوالعالیہ نے کہ خدمت کی انس نے آنحضرت کی دس برس یعنی اور عمر اسکی دس برس کی تھی جب حاضر ہوئے تھے اور بعضوں نے
کہا آٹھ برس کے اور دعا کی انکے لیے آنحضرت نے ف ش ع یعنی واسطے برکت کے انکی عمر میں اور مال میں اور اولاد میں پس ہوا ایک سو تین برس کی عمر والے

اور اولاد سو نفر تھے انمین سے تہتر مرد اور ستائیس عورتین اور برکت اموال کی یہ تھی ترجمہ اور تھا انس کے لیے باغ کہ لاتا میوہ ہر برس دو بار اور تھی اس حدیقہ
یعنے باغ مین پھول کہ آتی تھی انمین سے بو مشک کی ف ع حاصل جواب یہ کہ جسکو ایسا رتبہ اور صحبت ہو حضرت سے اور زمانہ دراز تک آپ کی ملازمت اور خدمت
مین رہا ہو وہ کیونکر نہ سنے گا اور نہ روایت کریگا حضرت سے ترجمہ نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے الفصل الثالث فصل تیسری
(عن عروۃ بن الزبیر ان سعید بن زید بن عمرو بن نفیل خاصمتہ اروی بنت اوس الی مروان بن الحکم وادعت انہ اخذ شیئا من ارضها فقال سعید انا کنت
آخذ من ارضها شیئا بعد الذی سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما ذا سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سمعت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یقول من اخذ شبرا من الارض ظلما طوقہ اللہ الی سبع ارضین فقال لہ مروان لا اسألک بینۃ بعد ہذا فقال سعید اللہم ان کانت کاذبۃ فاعم
بصرہا واقتلہا فی ارضها قال فما ماتت حتی ذہب بصرہا وبینما ہی تمشی فی ارضها اذ وقعت فی حفرۃ فماتت متفق علیہ وفی روایۃ لمسلم عن محمد بن زید بن عبد اللہ
بن عمر بمعناہ وانہ رآہا عمیاء تلتمس الجدر تقول اصابتنی دعوۃ سعید وانہا مرت علی بئر فی الدار التی خاصمتہ فیہا فوقعت فیہا فکانت قبرہا) روایت ہے عروہ
بن زبیر بن العوام سے کہ کبار تابعین سے ہے اور زبیر والد انکے عشرہ مبشرہ سے ہین یہ کہ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل جھگڑی انسے اروی بیٹی اوس کی طرف مروان
کے ف نفیل ساتھ پیش نون کے اور زبر فا اور جزم یا کے اور سعید بن زید بھی عشرہ مبشرہ سے ہین بہنوئی حضرت عمر کے اور تھے وہ مستجاب الدعوات اور اروی
ساتھ زبر ہمزہ اور جزم را کے اور زبر واو کے جامع الاصول مین کہا ہے نہین جانتا ہون کہ وہ صحابیہ ہے یا تابعیہ پس عروہ روایت کرتے ہین کہ سعید بن زید سے جھگڑی
اروی اور لے گئی انکو مروان کے پاس کہ حاکم مدینہ کا تھا معاویہ کی طرف سے ترجمہ اور دعوی کیا اروی نے کہ سعید بن زید نے لے لی ہے یعنی ازراہ ظلم کے کچھ زمین اسکی
سے پس کہا سعید نے یعنی بطریق استبعاد و استغراب کے کہ بھلا مین لونگا زمین اسکی سے کچھ بعد اسکے کہ سنا مین نے پیغمبر خدا صلعم سے کہا مروان نے کہ کیا سنا تو نے
پیغمبر خدا صلعم سے کہا سعید نے کہ سنا مین نے پیغمبر سے فرماتے تھے جو شخص کہ لیوے ایک بالشت کسی کی زمین سے ازراہ ظلم کے کریگا اللہ تعالی اس بالشت بقدر زمین
کو طوق اسکا سات زمینون تک پس کہا مروان نے کہ نہین طلب کرتا مین تجھسے گواہ یعنی وکیل بعد اسکے ف ع یعنی بعد لانے تیرے کے اس حدیث کو اور
معنی یہ ہین کہ سچا جانتا ہون مین تجھکو باطل ادعا مین کہ تو غیر ظالم ہے یا نہین شک کرتا مین بیچ نقل کرنے تیرے کے حدیث کو اور نہین محتاج ہون مین اور روایت
کا لینے کہ تو مستغنی ہووے راویون کے یا زیادہ کے ہے اور ذکر کیا کرمانی نے کہ سعید نے چھوڑ دی وہ زمین کہ دعوی کیا تھا اس عورت نے اسکا جیسیکہ شایان ہے
اسکی نقل عروہ کی ترجمہ پس کہا سعید نے خداوندا اگر ہے یہ عورت جھوٹی تو اندھی کر بینائی اسکی اور مار اسکو اسکی زمین مین ف ح کہ دعوی کرتی ہے اسکا اور ایک
روایت مین آیا ہے واجعل قبرہا یعنی کر قبر اسکی اسکے گھر مین ترجمہ کہا عروہ نے پس نہ مری وہ عورت یہانتک کہ جاتی رہی بینائی اسکی اور
اسوقت کہ وہ عورت چلتی تھی اس زمین اپنی مین ناگہان گری وہ بیچ ایک گہرے گڑھے کے پس مر گئی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور مسلم کی ایک روایت
مین محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر تابعی سے معنی اس حدیث کے آئے ہین اور یہ آیا ہے کہ محمد بن زید نے دیکھا اس عورت کو اندھی ٹٹولتی ہوئی دیوار یعنی راہ چلنے
مین دیوار کے سہارے سے چلتی تھی کہتی تھی وہ عورت کہ پہونچی مجھکو بددعا سعید بن زید کی کہ میرے اندھے ہونے کے لیے کی تھی اور تحقیق وہ گذری
اوپر ایک کنوئین کے یعنے گہرے گڑھے پر کہ اس گھر مین تھا کہ جھگڑی تھی وہ سعید بن زید سے اسکے مقدمہ مین پس گری وہ اسمین پس ہوا وہ کنواں
قبر اسکی یعنے اسکے لیے جدا قبر نہ بنائی گئی اسمین پڑی رہی (وعن ابن عمر ان عمر بعث جیشا وامر علیہم رجلا یدعی ساریۃ فبینما عمر یخطب فجعل
یصیح یا ساری الجبل فقدم رسول من الجیش فقال یا امیر المؤمنین لقینا عدونا فہزمونا فاذا بصائح یصیح یا ساری الجبل فاسندنا ظہورنا الی الجبل
فہزمہم اللہ تعالی رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ) اور روایت ہے ابن عمر سے کہ عمر نے بھیجا ایک لشکر یعنے طرف نہاوند کے اور امیر کیا اس
لشکر پر ایک شخص کو کہ نام لیا جاتا تھا اسکا ساریہ پس اسوقت کہ عمر خطبہ پڑھتے تھے یعنے مسجد مدینہ مین روبرو اکابر صحابہ اور تابعین کے کہ ناگہان

حضرت عثمان اور حضرت علی تھے پس شروع کیا چلانا اور کہتا ہے ساریہ لازم کر پہاڑ کو اور پناہ پکڑ ساتھ اسکے یعنی کر پہاڑ کو اپنی پیٹھ کے پیچھے پس تعجب
کیا لوگوں نے پس آیا قاصد لشکر سے اور کہا کہ امیر المؤمنین ملے ہم سے دشمن ہمارے یعنی اور غالب ہوئے وہ ہم پر پس شکست دی ہمکو پس ناگہان
ایک چلانے والا چلاتا تھا اور کہتا تھا کہ ساریہ لازم کر پہاڑ کو پس لگائیں ہمنے پیٹھیں اپنی طرف پہاڑ کے پس شکست دی انکو خدا ے تعالی نے فتح اسمیں
کہی کرامتیں ہوئیں حضرت عمر کی ایک تو نظر آنا اس معرکہ کا مدینہ سے اور دوسرے پہونچنا انکی آواز کا اور سننا ہر ایک کا انہیں سے اسکو اور تیسرے فتحیاب ہونا انکا انکی
برکت سے ترجمہ نقل کی بیہقی نے دلائل النبوۃ میں (وعن نبیہۃ بن وہب ان کعبا دخل علی عائشۃ فذکروا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال کعب
ما من یوم یطلع الا نزل سبعون الفا من الملائکۃ حتی یحفوا بالقبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضربون باجنحتہم ویصلون علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حتی اذا امسوا عرجوا وہبط مثلہم فصنعوا مثل ذلک حتی اذا انشقت عنہ الارض خرج فی سبعین الفا من الملائکۃ یزفونہ رواہ الدارمی) اور روایت ہے
نبیہ بیٹے وہب کے سے ضبط لفظ نبیہ ساتھ پیش نون اور زبر ب اور جزم ی کے پھر ہ ہے پھر مؤلف نے اسیطرح ضبط کیا ہے اور مشکوۃ کے
اکثر نسخوں میں بھی اسی طرح ہے اور اسماء الرجال کی کتابوں میں اور ایک مشکوۃ کے نسخے میں نبیہ بدون ت کے ہے اور یہی ظاہر ہے اور بعضوں نے کہا یہی
بہی صواب ہے پس نبیہ روایت کرتا ہے کہ کعب احبار کہ کبار تابعین سے ہیں اور پایا انہوں نے زمانہ آنحضرت کا لیکن دیکھا نہیں آپکو اور مسلمان ہوئے
حضرت عمر کے زمانہ میں داخل ہوئے حضرت عائشہ کے پاس پس ذکر کیا اہل مجلس نے پیغمبر خدا صلعم کا یعنی ذکر کیں بعضی صفتیں آپکی یا قضیہ آپکی وفات
کا پس کہا کعب نے یعنی اگلی کتابوں سے دیکھکر یا سنکر اگلے لوگوں سے یا از راہ کشف کے اور یہی مناسب ہے واسطے اسکے کہ ہو کرامت انکی کہ نہیں کوئی
دن کہ ظاہر ہو فجر اسکی مگر کہ اترتے ہیں ستر ہزار فرشتے یہانتک کہ گھیر لیتے ہیں آنحضرت کی قبر شریف کو مارتے ہیں بازو اپنے یعنی اڑنے کے لیے گرد قبر کے
یا اوپر اسکے تلاش برکت اور قرب اور نور اسکے کے اور درود بھیجتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر یہانتک کہ جب شام کرتے ہیں چڑھ جاتے ہیں
آسمان پر اور اترتے ہیں آسمان سے مانند انکے یعنی ستر ہزار اور فرشتے پس کرتے ہیں وہ بھی مانند اس چیز کے کہ کرتے ہیں فرشتے روز کے گھیر لیتے ہیں قبر کو
اور بازو مارتے ہیں اور درود بھیجتے ہیں آپ پر یہانتک کہ جب پھٹے گی آنحضرت سے زمین یعنی وقت پھکنے دوسری نفخہ کے اٹھینگے آپ قبر شریف سے نکلینگے
بیچ ستر ہزار فرشتوں کے اس حال میں کہ لیجاوینگے فرشتے محبوب کو طرف حبیب کے یعنی آنحضرت کو طرف اللہ تعالی کے نقل کی یہ دارمی نے باب [illegible]
اکثر نسخوں میں اسی طرح ہے باب مطلق بے ترجمہ کے اور بعضے نسخوں میں باب وفات النبی صلعم اور یہ اولی اور اظہر ہے اسلیے کہ عادت مؤلف کی یہ ہے کہ
لکھتا ہے مطلق باب واسطے ذکر کرنے لواحق اور تتمات پہلے باب کے اور یہاں ایسا نہیں ہے بلکہ ذکر کیا ہے احوال جو متعلق ہے آنحضرت کی وفات سے پس
مناسب ہے ترجمہ کرنا ساتھ اسکے اور یہ بھی ہے کہ بعد اس باب کے ایک باب لایا ہے بے ترجمہ کے متعلق ساتھ وفات کے پس ظاہر یہ ہے کہ یہ باب مترجم ہو ساتھ
وفات نبی صلعم کے اور باب آئندہ غیر مترجم ہو بیچ لواحق اور تتمات اسکے کے جاننا چاہیے کہ ابتدا آنحضرت صلعم کے مرض کی یہ تھی کہ سردرد ہوا اور دوسرے
آخر شہر صفر میں کہ ایک شب یا دو شب اسمیں سے باقی رہی تھیں اور بعضوں نے کہا کہ ابتدا مرض اول ربیع الاول میں تھی اور ابن جوزی نے کتاب
الوفا میں کہا کہ ابتدا مرض صفر کے مہینے میں تھی کہ دس راتیں اسکی باقی رہیں تھیں اور وفات آپکی بارھویں ربیع الاول میں ہوئی اور سلیمان تیمی
نے کہ ایک شخص ثقات میں سے ہے جزم کیا اسکا کہ ابتدا مرض بدھ کے دن تھی بائیسویں صفر کو اور وفات پیر کے دن دوسری ربیع الاول میں واللہ
اعلم اور اس قول کو ترجیح دی ہے علما نے اس سبب سے کہ وفات فاطمہ زہرا کی تیسری رمضان میں ہے اور اتفاق رکھتے ہیں علما اسپر کہ وفات
انکی چھ مہینے بعد آنحضرت کے ہوئی ہے پس شدت سے ہوا درد سر اور تپ کہ حضرت ایک کروٹ سے دوسری کروٹ بدلتے تھے بستر پر اور فرماتے
تھے کہ نہیں ہے کوئی کہ سخت تر ہو بیماری اسکی ہم سے کہ گروہ انبیا ہیں اور بلاشبہ ثواب بھی زیادہ ہے ہمارے لیے پس بیمار رہے آنحضرت بارہ دن یا

اٹھارہ دن بنا بر اختلاف کے بیچ زمانہ ابتداء مرض کے اور آزاد کیئے آنحضرت نے اپنی بیماری میں چالیس بردے اور نماز ادا کرتے تھے اصحاب کے
ساتھ مدت مرض میں سوائے تین روز کے اور بعضوں نے کہا سترہ نمازیں نہیں پڑھائیں ابو بکر کو فرمایا کہ لوگوں کو نماز پڑھا اور نکلے آنحضرت ایک روز طرف
مسجد کے اور نماز ادا کی اور کہا اے گروہ مسلمانوں کے تمکو رخصت کرتا ہوں میں اور خدائے تعالی کی پناہ میں سونپتا ہوں خدا خلیفہ یعنی کارساز میرا ہے تم پر پس میری
طرف سے تمکو یہ نصیحت ہے کہ تقوی کرنا اور نگاہ رکھنا طاعت اسکی اسلیئے کہ میں چھوڑتا ہوں دنیا کو اور جدا ہوتا ہوں تم سے اور کتنی ہی روایتوں میں آیا ہے
کہ امام ابو بکر تھے ابن عباس سے منقول ہے کہ کہا نماز نہیں پڑھی آنحضرت نے پیچھے کسی کے اپنی امت میں سے سوائے ابو بکر کے اور سوائے عبد الرحمن بن عوف
کے کہ سفر میں انکے پیچھے ایک رکعت پڑھی اور ان چیزوں میں سے کہ واقع ہوئیں مرض الموت میں آنحضرت کے یہ تھا کہ بہت ہوا درد اور دن تھا روز پنجشنبہ کے پس
چاہا کہ ایک کتاب یعنی وصیت نامہ لکھیں پس کہا عبد الرحمن بن عوف کو کہ لا شانہ بکری کا یعنی ہڈی اسکے شانہ کی کہ چوڑی ہوتی ہے یا تختہ کہ تا لکھوں ابو بکر کے لیئے
ایک کتاب پس چاہا کہ اٹھیں اور لاویں فرمایا حاجت نہیں ہے خدا اور مومن نہیں اختلاف کرینگے ابو بکر کے حق میں یعنی بالاجماع سب اتفاق کرینگے انکی خلافت پر
اور منقول ہے کہ عباس نے کہا علی کو کہ میں پہچانتا ہوں چہرے عبد المطلب کے بیٹوں کے وقت موت کے اور ڈرتا ہوں میں کہ نہ اٹھینگے خدا اس درد سے جاؤ اور
طلب کر انسے یہ امر یعنی خلافت حضرت علی نے کہا آیا جانتا ہے تو کہ اگر طلب کروں میں اور نہ دیویں حضرت پھر کبھی دینگے لوگ مجھکو یعنی ہرگز نہیں دینگے میں ہرگز نہیں طلب کرتا اور یہ بھی
واقع ہوا حضرت کے مرض میں کہ آنحضرت کے پاس سات دینار تھے پس خیرات کیئے وہ تا کہ کچھ باقی نہ چھوڑیں اور اکثر وصیت آنحضرت کی مرض الموت میں
رعایت نماز اور احسان کرنے کی تھی غلام اور لونڈیوں پر اور میر کہ حیات الحیوان میں واقدی سے لایا ہے کہ جب شک واقع ہوا آنحضرت صلعم کی موت
میں تو رکھا اسماء عمیس کی بیٹی نے ہاتھ اپنا درمیان دونوں مونڈھوں آنحضرت کے پھر کہا کہ وفات پائی رسول خدا صلعم نے اور اٹھا لی گئی مہر نبوت آپکے
مونڈھوں میں سے اور روایت کرتی ہیں ام سلمہ کہ رکھا میں نے ہاتھ اپنا آنحضرت صلعم کے سینہ پر اس روز کہ وفات پائی پس گذرے مجھ پر کئی ہفتے کہ طعام
کھاتی تھی میں اور ہاتھ دھوتی تھی اور نہیں جاتی تھی میرے ہاتھ سے بو مشک کی اور شواہد النبوۃ میں لایا ہے کہ پوچھا لوگوں نے حضرت علی سے کہ کیونکر آپکا ایسا
حافظہ اور فہم ہوا کہا جب غسل دیا گیا آنحضرت کو جمع ہوا پانی آپکی پلکوں میں پس اٹھا لیا میں نے اپنی زبان سے اسکو اور پی گیا میں پس جانتا ہوں میں
قوت حافظہ اپنے کی اس سے اور کفن دیا گیا آنحضرت صلعم کو تین کپڑوں سوتی میں کہ نہیں تھا ان میں قمیص اور عمامہ اور مختلف آئی ہیں روایتیں
آنحضرت کے کفن میں اور صحیح یہی ہے کہ عائشہ سے آئی ہے لیکن اختلاف کیا ہے بیچ تفسیر قول عائشہ کے کہ کہا نہ تھا ان میں قمیص اور عمامہ بعضوں نے کہا کہ اور بھی
کہ تین کپڑے تھے سوائے قمیص کے اور عمامہ کے کہ مجموع پانچ ہوئے اور کہا ہے علماء نے کہ صحیح یہ ہے کہ معنی اس عبارت کے یہ ہیں کہ قمیص اور عمامہ آنحضرت کے کفن میں
نہ تھا نووی نے کہا کہ جمہور علماء اسی پر ہیں اسی سبب سے کہتے ہیں کہ زیادہ تین سے مکروہ ہیں اور شافعی کے نزدیک جائز غیر مستحب ہے مردوں کے لیئے اور عورتوں کے لیئے
موکد تر ہے کہ پانچ چاہئیں اور حنفیہ کے نزدیک کفن کے تین کپڑے ہیں ازار اور قمیص اور لفافہ اور تحقیق اسکی فقہ کی کتابوں میں ہے اور نماز ادا کی آنحضرت پر تنہا تنہا
اور امامت نہیں کی کسی نے جماعت جماعت آتی تھی اور نماز پڑھتی تھی اور جب آنحضرت کو دفن کرنے لگے تو شقران کہ غلام آزاد آنحضرت کا تھا اسنے چادر آپکے
نیچے بچھا دی تھی اور کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ بعد آپ کے کوئی اسکو اوڑھے لیکن صحابہ کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی اور نکال ڈالی پس اسلیئے علماء اتفاق سے کہتے
ہیں کہ مکروہ ہے بچھانا چادر وغیرہ کا نیچے مردہ کی قبر میں اور حضرت کی قبر کے منہ پر نو اینٹیں کچی کھڑی کی گئیں یعنی منہ بند کرنے کے لیئے اور حضرت کی قبر مسنم بنائی گئی
یعنی بطور کوہان اونٹ کے اور سنگریزے بچھائے گئے اسپر اور چھڑکا گیا اسپر پانی اور مسنم بنانا قبر کا مستحب ہے اور یہی مذہب ہے چاروں اماموں وغیرہم کا اور وفات
ہوئی آنحضرت کی پیر کے دن اور دفن کیئے گئے بدھ کی شب میں اور بعضوں نے کہا منگل کے دن بعد ڈھلنے آفتاب کے اور اول صحیح ہے اور باقی احوال رسالہ ما ثبت
بالسنۃ میں میں نے لکھا ہے **الفصل الاول** فصل پہلی (عن البراء قال اول من قدم علینا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصعب

بن عمیر وابن ام مکتوم فجعلا یقرئاننا القرآن ثم جاء عمار وبلال وسعد ثم جاء عمر بن الخطاب فی عشرین من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم جاء النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فما رایت اہل المدینۃ فرحوا بشیء فرحہم بہ حتی رایت الولائد والصبیان یقولون ہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد جاء فما جاء حتی قرأت سبح اسم ربک الاعلی
فی سور مثلہا من المفصل رواہ البخاری) روایت ہے براء بن عازب سے کہ مشاہیر انصار سے ہیں کہا اول ان شخصوں کے کہ آئے ہمپر یعنے انصار پر
آن حضرت کے اصحاب میں سے مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم تھے ف ح اور روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت نے انصار کی التماس سے بعضے اپنے
اصحاب کو ہجرت سے پہلے مدینہ کو بھیجا بعضی مصلحتوں کے لیے اور تا کہ سکھا دیں قرآن شریف اور احکام دین پس سب سے پہلے ان دونوں صحابیوں
جلیل القدر کو بھیجا سو انہوں نے شروع کیا انہوں نے کہ پڑھاتے تھے ہم کو قرآن پھر آئے عمار بن یاسر اور بلال بن رباح اور سعد بن ابی وقاص پھر آئے
عمر بن الخطاب بیچ بیس شخصوں کے آنحضرت کے صحابیوں میں سے بعد از ان رونق افزا ہوئے آنحضرت صلعم یعنے ساتھ ابوبکر صدیق کے پس نہیں دیکھا
میں نے اہل مدینہ کو کہ خوش ہوئے ہوں ساتھ کسی چیز کے یعنے دنیا میں مانند خوش ہونے انکے کے بسبب آنے آنحضرت کے مدینہ میں یہانتک کہ دیکھا میں نے
لڑکیوں اور لڑکوں کو کہتے تھے یعنی کمال خوشی سے کہ یہ رسول خدا کے ہیں تحقیق آئے پس نہیں آئے یہانتک کہ سیکھی میں نے سورہ سبح اسم ربک الاعلی یعنی یہ سورۃ تمام
کی آنے سے پہلے سیکھ لی تھی میں نے بیچ چند اور سورتوں کے پاس انکا اور سورتوں کے کہ مانند اسکے ہیں یعنی مقدار میں مفصل سے یعنی اوساط مفصل سے نقل کی یہ بخاری
نے ف ع یہ حدیث دلالت کرتی ہے اسپر کہ سبح اسم ربک نازل ہوئی ہے مکہ میں اور اشکال اسپر یہ وارد ہوتا ہے کہ آیۃ قد افلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلی اتری ہے زکوۃ فطر میں
اور واجب ہونا صدقہ فطر کا اور نماز عید کا دوسرے سنہ میں ہوا ہے پس احتمال ہے یہ کہ یہ سورۃ مکی سوائے ان دونوں آیتوں کے کہ یہ مدنی ہوں اور صحیح تر یہ ہے کہ
ساری سورۃ مکی ہے پھر بیان کیا آنحضرت نے کہ مراد آیۃ قد افلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلی سے زکوۃ فطر اور نماز عید ہے پس نہیں ہے آیۃ میں مگر رغبت دلانی
زکوۃ و صلوۃ میں بغیر بیان مراد کے پس بیان کیا اسکو سنت نے بعد اسکے کذا ذکرہ بعض المحققین واللہ اعلم (وعن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جلس علی المنبر فقال ان عبدا خیرہ اللہ بین ان یؤتیہ من زہرۃ الدنیا ما شاء وبین ما عندہ فاختار ما عندہ فبکی ابوبکر قال
فدیناک بآبائنا وامہاتنا فعجبنا لہ فقال الناس انظروا الی ہذا الشیخ یخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن عبد خیرہ اللہ بین ان یؤتیہ من زہرۃ
الدنیا وبین ما عندہ وہو یقول فدیناک بآبائنا وامہاتنا فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو المخیر وکان ابوبکر اعلمنا متفق علیہ) اور روایت
ہے ابی سعید خدری سے یہ کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے منبر پر ف یعنے مرض الموت میں جیسا کہ ایک روایت میں آیا ہے اور ایک
روایت میں آیا ہے کہ تھا یہ پانچ رات پہلے وفات سے پس فرمایا کہ تحقیق ایک بندہ کو اختیار دیا اللہ تعالی نے درمیان اسکے کہ دے اسکو ناز و
نعمت دنیا سے مقدار اس چیز کے کہ چاہے اللہ تعالی یا چاہے وہ بندہ اور درمیان اس چیز کے کہ نزدیک خدا کے ہے یعنے ثواب آخرت پس اختیار
کیا اس بندہ نے اس چیز کو کہ نزدیک خدا کے ہے یعنے ثواب آخرت اسلیئے کہ وہ بہتر اور پائندہ تر ہے پس روئے ابوبکر ف ع یعنے بسبب
کمال فہم و ادراک کے پہچان لیا انہوں نے مفارقت کرنا آنحضرت کا دنیا سے بقرینہ مرض کے یا اسلیئے کہ اختیار کرنا اس چیز کا کہ اللہ کے پاس
ہے اور ترک کرنا ناز و نعمت دنیا کا بسبب ظاہر کے مقدمات مراتب اولیا سے ہے اور وہ جانتے تھے کہ یہ دنیا کی نعمتیں مناسب نہیں ہیں مقام
سید الانبیا کے پس انتقال کیا انکے ذہن نے طرف اسکے کہ معنی اسکے بطریق اشارہ کے اختیار کرنا موت اور ملاقات اللہ تعالی کا اور ترک کرنا حیوۃ اور
بقا کا ہے کہا ابوبکر نے یعنی خطاب کر کر آنحضرت کو کہ قربان ہوں ہم تم پر سے ساتھ ماں باپ اپنے کے یعنے اگر نفع دے قربان ہونا کہا راوی نے پس تعجب کیا ہمنے
واسطے ابی بکر کے ف ع کہ کیوں قربانی کرتے ہیں حالانکہ یہاں کوئی باعث نہیں ہے کہ مقتضی ہو اسکو اور نہیں تھا یہ مگر بسبب نہ سمجھنے انکے اس چیز کو کہ سمجھے ابوبکر
ارشاد سے پس کہا لوگوں نے یعنی بعضوں نے کہ دیکھو طرف اس بڈھے کے یعنی باوجود بڑھاپے کے کہ مقتضی ہے انکے وقار اور زیادتی عقل و فہم کا خبر دیتے ہیں

معلوم حال ایک بندے کے سے کہ اختیار دیا اسکو اللہ تعالیٰ نے درمیان اسکے کہ دیوے اسکو تازگی نعمت دنیا سے اور درمیان اسکے جو نزدیک اسکے ہی اور وہ بوڑھا کہتا ہی کہ قربان ہوں ہم تم پر ساتھ باپوں اور ماؤں کے پس تھے آنحضرت وہی اختیار دیئے گئے ف ع یعنی ظاہر ہوا ہمکو آخر امر میں کہ آنحضرت ہی بندے اختیار دیئے گئے تھے یعنی آنحضرت نے بندے سے اپنی ذات شریف مراد رکھی تھی ترجمہ اور تھے ابوبکر دانا تر ہم میں کہ سمجھے اول ہی کہ بندے مخیر آنحضرت ہیں

(وعن عقبۃ بن عامر قال صلّی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم علیٰ قتلیٰ احد بعد ثمان سنین کالمودع للاحیاء والاموات ثم طلع المنبر فقال انی بین ایدیکم فرط وانا علیکم شہید وان موعدکم الحوض وانی لانظر الیہ وانا فی مقامی ہذا وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض وانی لست اخشی علیکم ان تشرکوا بعدی ولکنی اخشی علیکم الدنیا ان تنافسوا فیہا وزاد بعضہم فتقتتلوا فتہلکوا کما ہلک من کان قبلکم متفق علیہ) اور روایت ہی عقبہ بن عامر سے کہ کہا نماز پڑھی رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوپر شہیدوں احد کے بعد آٹھ برس کے ف ع یعنی وقت دفن انکے سے پس کہا بعضوں نے کہ پڑھی آنحضرت نے انپر نماز جنازہ کی اور یہی ظاہر ہی پس یہ حضرت کی خصوصیات سے ہی یا ان شہدا کی خصوصیت تھی اور کہا شافعی نے کہ مراد صلاۃ سے دعا ہی انتہی اور حضرت شیخ رحمہ اللہ نے یوں لکھا ہی کہ مراد صلاۃ سے نماز جنازہ کی ہی اور یہ موید ہی مذہب حنفیہ کے کہ وہ قائل ہیں نماز پڑھنے کے شہدا پر اور شافعیہ کے نزدیک کہ وہ قائل نہیں ہیں اسکے مراد دعا ہی ترجمہ مانند رخصت کرنے والے کے واسطے زندوں اور مردوں کے ف ع کہا مظہر نے یعنی استغفار کی انکے لیے مانند رخصت کرنے کے واسطے زندوں اور مردوں کے ای پر رخصت کرنا زندوں کے لیے بسبب رحلت کرنے آنحضرت کے تھا دنیا سے اور مردوں کے لیے بسبب انقطاع دعا اور استغفار آنحضرت کے انسے اور یہ آنحضرت کے آخر زمانہ حیات میں تھا ترجمہ پھر چڑھے آنحضرت منبر پر اور فرمایا کہ تحقیق میں آگے تمہارے فرط ہوں ف ع فرط ساتھ زبر ف اور ر کے وہ آگے جاتا ہی قافلہ میں سے منزل پر واسطے درستی اور مہیا کرنے ڈول اور رسی اور پاک کرنے کنوئیں وغیرہ کے اور سامان طیار کرنے منزل کے کہ جسکو میر منزل کہتے ہیں اور یہاں مراد آگے جانا آنحضرت کا ہی دار آخرت میں واسطے کارسازی امت اور مہیا کرنے اسباب تجارت اور شفاعت امت کے حاصل یہ کہ میں شفاعت کرنے والا تمہارا ہوں آگے تمہارے جا کر مستعد شفاعت کا رہونگا ترجمہ اور میں تم پر شہید ہوں یعنے مطلع ہونگا تمہارے احوال پر اسلیے کہ عرض کیے جاوینگے مجھپر اعمال تمہارے یا میں شاہد یعنی گواہ ہوں گواہی دونگا اوپر فرمانبرداری اور قبول کرنے دعوت اسلام تمہاری کے اور تحقیق مکان وعدہ تمہارے کا کہ شفاعت خاص کا وعدہ کیا ہی تمسے محشر میں حوض کوثر ہی ف ع یعنی وہاں جا کر تمیز ہو جاویگا خبیث طیب سے اور منافق مومن سے پس ہوگی شفاعت امت اجابت کے لیے ترجمہ اور تحقیق میں البتہ دیکھتا ہوں یعنی اب طرف حوض کے اس حال میں کہ میں اس جگہ اپنی میں ہوں ف ع یعنی منبر پر اور یہ ظاہری معنی پر ہی گویا حضرت کے لیے پردہ اٹھ گیا اور دکھا دیا گیا حوض کو اس حالت میں ترجمہ اور تحقیق میں دیا گیا ہوں کنجیاں زمین کی یعنی کھولے جاوینگے میری امت کے لیے خزانے زمین کے بسبب فتح ہونے شہروں میں کے اور ایمان لانے لوگوں انکے کے اور تحقیق میں نہیں ڈرتا ہوں تم پر یہ کہ تم سب شرک کرو ف ع فرمایا تمہارے سے پیچھے میرے یعنی اسلیے کہ یہ واقع ہوا بعض سے ولیکن ڈرتا ہوں میں تم پر دنیا سے کہ رغبت کرو گے اسمیں ف ع یعنی مانند رغبت کرنے کے شی نفیس میں اور میل کروگے اسمیں بہت اسلیے کہ رغبت کرنی نعمتوں فانیہ میں مناسب نہیں بلکہ رغبت کرنی خاص اموال باقیہ ہی میں چاہیے اور اسی لیے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وفی ذلک فلیتنافس المتنافسون یعنی اور ان جنت کی چیزوں میں پس چاہیے کہ رغبت کریں رغبت کرنے والے یعنی کامل مومن ترجمہ اور زیادہ کیا بعضے راویوں نے مضمون مذکور پر قول حضرت کا پس قتل کروگے یعنی قتل کریگا بعض تمہارا بعض کو ملک و مال کے لیے پھر ہلاک ہو جاؤگے جیسے کہ ہلاک ہوئے وہ لوگ کہ تھے پہلے تم سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع کہا نووی نے کہ اسمیں کئی معجزے ہیں آنحضرت کے اسلیے کہ اسمیں خبر دی حضرت نے یہ کہ امت انکی مالک ہوگی زمین کے خزانوں کی سو واقع ہوا یہ اور خبر دی کہ وہ مرتد نہیں ہونگے سو بچایا انکو اللہ تعالیٰ نے اس سے اور وہ رغبت کرینگے دنیا میں پس یہ بھی واقع ہوا (وعن عائشۃ قالت ان من نعم اللہ تعالیٰ علیّ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توفی فی بیتی وفی یومی

ف لیکن رخصت کرنا واسطے زندوں کا یہ معنی کہ بیچ انکے درمیان سے نکل جاونگا اور رخصت کرنا مردوں کو ان سے

ف کہ گواہی دیگا واسطے انکے [illegible]

وَبَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي وَاَنَّ اللّٰهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيْقِي وَرِيْقِهٖ عِنْدَ مَوْتِهٖ دَخَلَ عَلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي بَكْرٍ وَبِيَدِهٖ سِوَاكٌ وَاَنَا مُسْنِدَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاَيْتُهٗ يَنْظُرُ اِلَيْهِ وَعَرَفْتُ اَنَّهٗ يُحِبُّ السِّوَاكَ فَقُلْتُ اٰخُذُهٗ لَكَ فَاَشَارَ بِرَاْسِهٖ اَنْ نَعَمْ فَتَنَاوَلْتُهٗ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ وَقُلْتُ اُلَيِّنُهٗ لَكَ فَاَشَارَ بِرَاْسِهٖ اَنْ نَعَمْ فَلَيَّنْتُهٗ فَاَمَرَّهٗ وَبَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فِيْهَا مَاءٌ فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْمَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَيَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ ثُمَّ نَصَبَ يَدَهٗ فَجَعَلَ يَقُوْلُ فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى حَتّٰى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے عائشہؓ سے کہا نعمتوں خدا کی سے مجھ پر کہ مخصوص کیا مجھکو ساتھ انکے یہ ہے کہ آنحضرت وفات کیے گئے میرے گھر میں اور بیچ روز نوبت میری کے ف ا ج ع یعنے باوجود اسکے کہ آنحضرت مدت مرض میں وقت وفات تک حضرت عائشہؓ کے گھر میں تھے یہ بات بھی ہوئی کہ روز وفات کا موافق نوبت عائشہؓ کے پڑا یعنے آپ کی وفات آپکی نوبت ہی کے دن میں ہوئی اور جامع الاصول میں ہے کہ تھی ابتدا آنحضرت کی بیماری کی یہ کہ درد سر شروع ہوا حضرت کو عائشہؓ کے گھر میں پھر شدت سے ہوا اس حال میں کہ آپ میمونہ کے گھر میں تھے پھر اذن چاہا اپنی بیویوں سے کہ بیمارداری آپ کی عائشہؓ کے گھر میں کیجاوے پس اذن دیا گیا حضرت کو اور مدت حضرت کے مرض کی بارہ دن تھی اور وفات پائی پیر کے دن وقت چاشت کے ربیع الاول کے مہینے میں بعضوں نے کہا دوسری تاریخ اور بعضوں نے کہا بارھویں تاریخ اور اکثر روایتوں سے یہی ثابت ہوتا ہے ترجمہ اور وفات ہوئی حضرت کی درمیان سینہ اور ہنسلی میری کے ف ا ع یعنے حضرت کی وفات ہوئی اس حال میں کہ آپ تکیہ کیے ہوئے تھے اُنکے سینہ اور گردن سے اور یہ دلالت کرتا ہے اُنکے کمال قرب و قربت پر اور ایک روایت میں آیا ہے حاقنتی و ذاقنتی یعنے تھا سر حضرت کا درمیان ہنسلی اور ٹھوڑی میری کے اور نہیں معارض ہے اُسکی وہ روایت کہ حاکم اور ابن سعد نے روایت کی ہے طرق کثیرہ سے یہ کہ تھا سر مبارک آپ کا حضرت علیؓ کی گود میں اسلیے کہ تمام طرق دونوں روایتوں کی خالی ایک طرح کی خرابی سے نہیں ہیں اور بر تقدیر صحت انکی کے تطبیق یوں دی جاوے کہ تھا سر مبارک آپ کا حضرت علی کی گود میں پہلے وفات کے ترجمہ اور تحقیق خدا تعالیٰ کی نعمتوں سے مجھ پر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جمع کیا درمیان تھوک میرے کے اور تھوک آنحضرت کے وقت وفات اُنکی کے ف ا ج یہ پہلی نعمت ہے اور وقت موت کے بہت بڑی نعمت ہے کہ وقت انتہا کیونکا ہے یا بیان واقع کرتی ہیں کہ یہ نعمت اسوقت میسر ہوئی بعد اسکے بیان کرتی ہیں سبب پائے جانے اس نعمت کا ترجمہ کہ داخل ہوئے میرے پاس عبدالرحمن بن ابی بکر کہ بھائی انکے ہوئے اور انکے ہاتھ میں مسواک تھی اور میں تکیہ کرنیوالی آنحضرت کی تھی یعنی حضرت میرے سینے سے لگے بیٹھے ہوئے تھے پس دیکھا میں نے آنحضرت کو کہ دیکھتے ہیں طرف عبدالرحمن کے یا طرف مسواک کے حالانکہ میں جانتی تھی آنحضرت کی طبیعت کا حال کہ آپ دوست رکھتے ہیں مسواک کو یعنی مطلق یا وقت تغیر دہن کے پس کہا میں نے کیا لوں میں مسواک آپکے لیے پس اشارہ کیا آنحضرت نے اپنے سر مبارک سے کہ ہاں لے پس لی میں نے مسواک عبدالرحمن سے اور دی آنحضرت کو اور کی آپ نے مسواک پس دشوار ہوئی حضرت پر یعنی بسبب اسکے کہ وہ سخت تھی اور کہا میں نے کہ نرم کردوں میں مسواک کو آپکے لیے پس اشارہ کیا آپ نے سر سے کہ ہاں پس نرم کردی میں نے مسواک پس پھیری حضرت نے مسواک دانتوں پر ف ا ع یعنی پس جمع ہوئے دونوں تھوک میرے حلق میں اور اسی طرح آنحضرت کے حلق میں وقت وفات انکی کے اور اسمیں اشارہ ہے طرف راضی ہونے آنحضرت کے عائشہؓ سے دم مرگ تک ترجمہ آنحضرت کے روبرو ایک باسن تھا کہ اسمیں پانی تھا پس شروع کیا آنحضرت نے کہ داخل کرتے تھے دونوں ہاتھ اپنے پانی میں اور پھیرتے انکو اپنے چہرہ مبارک پر ف ع اس سے معلوم ہوا کہ نہایت حرارت تھی مزاج مبارک پر اس سے فی الجملہ تسکین ہو جاتی تھی اور اسمیں اشارہ ہے طرف اظہار عجز و درماندگی کے بیماری میں اور یہ بھی اس سے نکلا کہ کرے یہ فعل ہر مریض اور اگر وہ نہ کرسکے تو کوئی اور کرے اسلیے کہ اس سے ایک طرح کی تخفیف ہوتی ہے کرب میں مانند پانی وغیرہ چھڑکانے کے جاتی ہیں اکثر واسطے بیہوشی کے پانی وغیرہ کا جب حاجت ہو اُسکی ترجمہ اور کہتے تھے لا الہ الا اللہ تحقیق واسطے موت کے سختیاں ہیں ف ع سکرات ساتھ زبر ہونے کے جمع سکرہ کی ہے یعنی سختیاں اور بڑی بڑی مشقتیں ... اور تکلیفوں طبیعتوں کی سے کہ انبیا اور ارباب کمالات کے لیے بھی ہوتی ہیں پس پناہ مانگو واسطے ان حالتوں کے اور طلب کرو اللہ تعالیٰ سے آسانی اسکی واسطے اپنے ... ترمذی میں عائشہؓ سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے آنحضرت کو وقت نزع کے اس حال میں کہ آپکے پاس پیالہ پانی کا تھا اور وہ آپ اس میں ہاتھ ڈالتے تھے اور پھر منہ پر پھیرتے تھے اور کہتے تھے اللہم اعنی علی منکرات الموت او قال علی سکرات الموت ترجمہ پھر اٹھایا آنحضرت نے دست مبارک یعنی بطریق دعا کے یا بطور اشارہ کے بلندی کی طرف آسمان کے پس شروع کیا کہتے تھے یعنی مگر رفیق اعلیٰ کے ...

یہانتک کہ قبض روح کی گئی حضرت کی اور جھک گئے اور نیچے گر پڑے دست مبارک حضرت کے نقل کی یہ بخاری نے ف ۴ یعنی داہنی طرف یا بائین طرف یا دونون طرف اور مراد رفیق اعلی سے انبیا ہین کہ ساکن ہین اعلی علیین مین جیسے کہ اور حدیث مین آیا ہے مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا اور رفیق اسم جنس ہے کہ واقع ہوتا ہے ایک پر بھی اور بہت پر بھی یا مراد ملاء اعلے اور عالم ملکوت یعنے فرشتہ وغیرہ آسمان کے رہنے والے ہین اور بعضون نے کہا کہ مراد رفیق اعلی سے حضرت رب العزت ہے اور اطلاق رفیق کا اللہ تعالی پر آیا ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ جبرئیل آئے اور کہا کہ خدا سے تعالے مشتاق ہے اور اختیار دیتا ہے تمکو بیچ رہنے کے دنیا مین اور آنے کے یہان فرمایا آنحضرت نے اختیار الرفیق الاعلی واللہ اعلم (وَعَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرَضُ إِلَّا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَكَانَ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ أَخَذَتْهُ بُحَّةٌ شَدِيدَةٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ خُيِّرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا سنا مین نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے نہین کوئی نبی کہ بیمار ہو یعنے ساتھ مرض الموت کے مگر کہ اختیار دیا جاتا ہے درمیان دنیا اور آخرت کے ف ع یعنے اسکو حکم دیتے ہین کہ چاہے دنیا مین رہے ایک اور مدت تک اور چاہے متوجہ ہو عالم عقبے کی طرف اور اسمین شک نہین ہے کہ ہر ایک اختیار کرتا ہے اس چیز کو کہ اللہ کے پاس ہے اسلیے کہ وہ بہتر اور پایندہ تر ہے ترجمہ اور تھے آن حضرت بیچ اس بیماری اپنی کے کہ وفات کیے گئے پکڑا حضرت کو سختی آواز نے یعنے مرتے وقت جو بلغم یا سانس آنکر حلق مین اٹک جاتا ہے اور اس سے آواز بھاری ہو جاتی ہے وہ حالت حادث ہوئی پس سنا مین نے آن حضرت کو کہ فرماتے تھے ہین شامل کر مجھکو ساتھ ان لوگون کے کہ انعام کیا تو نے اُنپر کہ وہ پیغمبر ہین اور صدیق اور شہدا اور صالحین ف ع اور بعد اسکے یہ ہے وحسن اولئک رفیقا یعنی اور اچھے ہین وہ رفیق حاصل یہ کہ رفیق اعلی کے ساتھ مجھکو شامل کر اور اس تقریر سے تطبیق بھی حاصل خوب ہو جاتی ہے اس روایت مین اور پہلی روایت مین ترجمہ پس سمجھی مین اس عبارت سے کہ آن حضرت اختیار دیے گئے ہین نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع ح یعنے درمیان باقی رہنے کے دنیا مین اور متوجہ ہونے کے طرف عالم عقبے کے اور یہ کلام بیچ جواب تخییر کے کہا ہے کہ اختیار کیا دنیا سے جانے کی شق کو (وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ الْكَرْبُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ وَاكَرْبَ أَبَاهُ فَقَالَ لَهَا لَيْسَ عَلَى أَبِيكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ يَا أَبَتَاهُ أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ يَا أَبَتَاهُ مَنْ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ يَا أَبَتَاهُ إِلَى جِبْرِيلَ نَنْعَاهُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ يَا أَنَسُ أَطَابَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَحْثُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے انس سے کہ کہا جبکہ شدت سے بیماری ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیہوشی کرتی تھی انکو شدت مرض کی پس کہا فاطمہ نے وا سے ہے کرب باپ میرے کو یعنے کیا شدت مرض ہے آپ کو پس فرمایا آنحضرت نے حضرت فاطمہ کو کہ نہین ہے تیرے باپ پر سختی و شدت بعد آج کے دن کے ف ع یعنی یہ کرب بسبب شدت دکھ بیماری کے ہے اور بعد آج کے دن کے نہین ہونے کا اسلیے کہ کرب بسبب علائق جسمانیہ کے ہوتا ہے بعد آج کے دن کے منقطع ہو جاوینگے یہ علائق صوریہ اور تعلقات روحانیہ معنویہ ہین تو کرب باقی نہین ترجمہ پس جبکہ وفات پائی حضرت نے کہا فاطمہ نے ای باپ میرے اجابت کی اور گئے طرف پروردگار کے کہ بلایا اسکو اپنے حضور مین ای باپ میرے ہے وہ شخص کہ جنت الفردوس جگہ اسکی ہے ای باپ میرے طرف جبرئیل کے پہونچاتے ہین ہم خبر موت کی اسکو پس جبکہ دفن کیے گئے حضرت کہا فاطمہ نے ای انس آیا گوارا ہوا تمہارے نفسون پر اور اچھا ہے کہ ڈالو تم اوپر پیغمبر خدا صلعم کی مٹی نقل کی یہ بخاری نے ف ع یہ اشعار بھی نسبت کیے جاتے ہین طرف فاطمہ کے کہ حضرت کے ماتم مین کہے ہین اشعار مَاذَا عَلَى مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ أَحْمَدَ ۔ أَنْ لَا يَشَمَّ مَدَى الزَّمَانِ غَوَالِيَا ۔ صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبُ لَوْ أَنَّهَا ۔ صُبَّتْ عَلَى الْأَيَّامِ صِرْنَ لَيَالِيَا

الفصل الثانی فصل دوسری عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ لَعِبَتِ الْحَبَشَةُ بِحِرَابِهِمْ فَرَحًا لِقُدُومِهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَفِي رِوَايَةِ الدَّارِمِيِّ قَالَ مَا رَأَيْتُ يَوْمًا قَطُّ كَانَ أَحْسَنَ وَلَا أَضْوَأَ مِنْ يَوْمٍ دَخَلَ عَلَيْنَا

عَلَيْنَا فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا رَأَيْتُ يَوْمًا كَانَ أَقْبَحَ وَلَا أَظْلَمَ مِنْ يَوْمٍ مَاتَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ لَمَّا
كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ وَمَا نَفَضْنَا
أَيْدِيَنَا عَنِ التُّرَابِ وَإِنَّا لَفِي دَفْنِهِ حَتَّى أَنْكَرْنَا قُلُوبَنَا) اور روایت ہے انس سے کہ کہا جبکہ رونق افزا ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں خوشی
کی تمام لوگوں نے حبشی کھیلے حبشی ساتھ نیزوں اپنے کے یعنی حسب عادت اپنی کے جیسے پہلوان پٹے بازی کرتے ہیں از راہ خوش ہونے کے سبب
تشریف لانے آنحضرت کے نقل کی یہ ابو داود نے اور دارمی کی روایت میں یوں آیا ہے کہ کہا انس نے کہ نہیں دیکھا میں نے کوئی دن کبھی کہ ہو خوبتر یعنی خاطر
میں اور نہ روشن تر یعنی ظاہر میں اُس دن سے کہ آئے ہمارے پاس اس دن میں یعنی مدینہ میں آنحضرت صلعم یعنی بڑی ہی خوشی کا دن تھا وہ اسلیے کہ وہ تھا دن وصل
کا مشتاقین جمال کے لیے اور نہیں دیکھا میں نے کوئی کہ نہایت برا اور غمگین کرنے والا ہو یعنی دل میں اور نہایت تاریک ہو یعنی آنکھ میں اُس دن سے کہ وفات پائی اُس میں
رسول خدا صلعم نے یعنی اسلیے کہ وہ دن فراق کا تھا مشتاقوں پر اور ترمذی کی روایت میں یوں آیا ہے کہ کہا انس نے جبکہ ہوا وہ دن کہ داخل ہوئے اسمیں رسول خدا
صلعم مدینہ میں روشن ہوئی مدینہ میں سے ہر چیز یعنی در و دیوار وغیرہ پس جبکہ ہوا وہ دن کہ وفات پائی اسمیں آنحضرت نے تاریک ہوئی مدینہ میں سے ہر چیز اور نہیں
جھاڑے تھے ہم نے ہاتھ اپنے خاک سے اس حال میں کہ تھے ہم آنحضرت کے دفن کرنے میں مشغول تھے یہاں تک کہ نا آشنا جانا ہم نے اپنے دلوں کو یعنی
بیگانے اور متغیر ہو گئے حال ہمارے بسبب وفات رسول خدا صلعم کے یعنی بسبب ظہور انواع ظلمت کے کہ جو نہیں پایا ہم نے دل اپنے اُس حالت پر کہ تھے یعنی
صفائی اور نورانیت کہ حاصل تھی مشاہدہ اور نور آنحضرت کے سے اور آنحضرت کے نہ دیکھنے سے اسمیں بڑا ہی فرق پڑ گیا (وعن عائشة قالت لما قبض رسول الله
صلى الله عليه وسلم اختلفوا في دفنه فقال ابو بكر سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئا قال ما قبض الله نبيا الا في الموضع الذي يحب ان يدفن فيه ادفنوه في
موضع فراشه رواه الترمذي) اور روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ کہا جبکہ قبض کی گئی روح آنحضرت کی اختلاف کیا اصحاب نے بیچ دفن کرنے آنحضرت کے
یعنی دفن کی جگہ میں اختلاف کیا کہ کہاں دفن کرنا چاہیے پس بعضوں نے کہا کہ بقیع میں دفن کریں اور بعضوں نے کہا کہ حضرت کی مسجد میں اور بعضوں نے کہا کہ مکہ میں اور
بعضوں نے کہا کہ قدس میں کہ وہاں قبور انبیا کے ہیں یا نفس دفن میں اختلاف کیا کہ آیا دفن کریں یا نہیں جیسا کہ شمائل ترمذی میں ہے کہ کہا صحابہ نے حضرت ابو بکر سے کہ
اے صاحب رسول اللہ آیا دفن کیے جاوینگے رسول خدا صلعم یا نہیں فرمایا انھوں نے کہ ہاں کہا صحابہ نے کہاں کہا ابو بکرؓ نے اُس مکان میں کہ قبض کی ہے اللہ تعالی نے
روح انکی اسلیے کہ نہیں قبض کی ہے اللہ تعالی نے روح انکی مگر مکان طیب میں پس جانا صحابہ نے کہ سچ کہا ابو بکر نے انتہی اور یہ منافی نہیں ہے اسکے کہ روایت کیا
اُسنے اس حدیث میں ترجمہ یہ ہے کہا ابو بکر نے کہ سنا میں نے آنحضرت سے کچھ کہ وہ یہ ہے کہ فرمایا آنحضرت نے نہیں قبض کی اللہ تعالی نے روح کسی پیغمبر کی مگر اُس
جگہ کہ دوست رکھتا ہے وہ پیغمبر یا چاہتا ہے اللہ تعالی یہ کہ دفن کیا جاوے وہ پیغمبر اُسمیں دفن کرو انکو بیچ جگہ بچھونے انکے کے یعنی جہاں وفات پائی ہے نقل کی
یہ ترمذی نے الفصل الثالث فصل تیسری (عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول وهو صحيح انه لن يقبض نبي حتى
يرى مقعده من الجنة ثم يخير قالت عائشة فلما نزل به ورأسه على فخذي غشي عليه ثم افاق فاشخص بصره الى السقف ثم قال اللهم الرفيق
الاعلى قلت اذن لا يختارنا قالت وعرفت انه الحديث الذي كان يحدثنا به وهو صحيح في قوله انه لن يقبض نبي قط حتى يرى مقعده من الجنة ثم يخير
قالت عائشة فكان آخر كلمة تكلم بها النبي صلى الله عليه وسلم قوله اللهم الرفيق الاعلى متفق عليه) اور روایت ہے عائشہؓ سے کہ کہا تھے
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے اس حالت میں کہ وہ تندرست تھے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ ہرگز نہیں قبض کیجاتی روح کسی پیغمبر کی یہانتک
کہ دکھائی جاتی ہے اُس پیغمبر کو جگہ اُسکی یعنی جو جگہ خاص ہے اُسکے لیے بہشت سے یعنی منازل عالیہ اُسکے پھر اختیار دیا جاتا ہے اُسکو
کہ اگر چاہے ہماری درگاہ میں آ اور چاہے دنیا میں رہ اور یہ اختیار دینا واسطے اظہار شرف اور عزت انبیا کی ہے درگاہ صمدیت میں والا جو کچھ کہ حکم

ہوتا الٰہی ہو اور وہ بھی وہی اختیار کرتے ہیں کہ جو اصل حکم ہو ترجمہ کہا عائشہ نے پس جبکہ نازل کی گئی حضرت پر موت پیشانی مبارک اسکی اس حال میں کہ سر مبارک آنحضرت کا میری ران پر تھا بیہوشی ڈالی گئی آپ پر یعنے بیہوش ہوئے پھر ہوش میں آئے پھر اٹھائی نگاہ اپنی طرف چھت کے یعنے اسلیے کہ وہ جہت ہو آسمانوں کی پھر کہا یا الٰہی اختیار کیا میں نے یا مانگتا ہوں میں رفیق اعلی کو کہا میں نے اب کہ اختیار کرتے ہیں حضرت اس عالم کو اختیار نہیں کرینگے ہمکو کہا عائشہ نے اور سمجھا میں نے کہ یہ قول اشارہ ہو طرف اس حدیث کے کہ کہی تھی حالت صحت اپنی میں بیچ کہنا اپنے کے کہ قبض روح نہیں کیجاتی ہو کسی پیغمبر کی کبھی یہاں تک کہ دکھائی جاتی ہو جگہ اسکی بہشت سے پھر اختیار دیا جاتا ہو ف ح پس دیکھنا بہشت کی طرف تھا اور کہنا اس کلام کا اللھم الرفیق الاعلی جواب اس تخییر کا تھا ترجمہ کہا عائشہ نے پس تھا آخری کلمہ کہ بولے اسکو آنحضرت یہ قول حضرت کا یا الٰہی اختیار کرتا ہوں میں رفیق اعلی کو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ش ع کہا سہیلی نے اول کلمہ کہ بولے ہیں آنحضرت حالت شیر خوارگی میں پاس حلیمہ کے اللہ اکبر ہو اور روایت کیا گیا ہو کہ جس روز الست بربکم کہا گیا تو اول حضرت ہی نے بلے فرمایا (وعنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی مرضہ الذی مات فیہ یا عائشۃ ما ازال اجد الم الطعام الذی اکلت بخیبر وھذا اوان وجدت انقطاع ابھری من ذلک السم رواہ البخاری) اور یہ بھی روایت ہی عائشہ سے کہ کہا تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اپنی اس بیماری میں کہ فوت ہوئے آپ اس میں ای عائشہ ہمیشہ پاتا میں درد اس طعام کا کہ کھایا تھا میں نے خیبر میں ف ت ح یعنے وہی جو بکری میں زہر ملا کر دیا تھا آپ کو کہ بیان اسکا اوپر گذرا اگرچہ تاثیر نہیں ہوئی اسکی ہلاک ہونے میں واسطے ظہور معجزہ کے ولیکن ایک طرح کا ذکر اس سے باقی تھا اور کبھی کبھی ظہور کرتا تھا ترجمہ اور یہ وقت پانے میرے کا ہو اپنی رگ جان کے کاٹے جانے کو اس زہر کے اثر سے نقل کی یہ بخاری نے ف ح ظاہرا حکمت الٰہی مقتضی اسکے ہوئی کہ اثر اس زہر کا وقت موت کے ظاہر کیا واسطے حاصل ہونے مرتبہ شہادت کے جیسا کہ کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق سانپ کے زہر کے اثر سے کہ غار میں وقت ہجرت کے کاٹا تھا (وعن ابن عباس قال لما حضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی البیت رجال فیھم عمر بن الخطاب قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھلموا اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ فقال عمر قد غلب علیہ الوجع وعندکم القران حسبکم کتاب اللہ فاختلف اھل البیت واختصموا فمنھم من یقول قربوا یکتب لکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومنھم من یقول ما قال عمر فلما اکثروا اللغو والاختلاف قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوموا عنی قال عبید اللہ فکان ابن عباس یقول ان الرزیۃ کل الرزیۃ ما حال بین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبین ان یکتب لھم ذلک الکتاب لاختلافھم ولغطھم وفی روایۃ سلیمان بن ابی مسلم الاحول قال ابن عباس یوم الخمیس وما یوم الخمیس ثم بکی حتی بل دمعہ الحصی قلت یا ابن عباس وما یوم الخمیس قال اشتد برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجعہ فقال ائتونی بکتف اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدہ ابدا فتنازعوا ولا ینبغی عند نبی تنازع فقالوا ما شانہ اھجر استفھموہ فذھبوا یردون علیہ فقال دعونی ذرونی فالذی انا فیہ خیر مما تدعوننی الیہ فامرھم بثلاث فقال اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب واجیزوا الوفد بنحو ما کنت اجیزھم وسکت عن الثالثۃ او قالھا فنسیتھا قال سفیان ھذا من قول سلیمان متفق علیہ) اور روایت ہی ابن عباس سے کہ کہا جبکہ حاضر کیے گئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ف ح یعنے حاضر ہوئی آنکو موت مراد ایام مرض کے ہیں کہ انمیں حضور موت کا تھا اور وہ روز پنجشنبہ کا تھا اور وفات روز دوشنبہ کے ہوئی ترجمہ اور گھر میں تھے بہت شخص کہ ان میں عمر بھی تھے فرمایا آنحضرت نے آؤ لکھدوں میں تمہارے لیے ایک نوشتہ کہ ہرگز گمراہ نہ ہو تم بعد اسکے ف ش ع کہا نووی نے شرح مسلم میں جاننا چاہیے کہ آنحضرت معصوم تھے جھوٹ بولنے سے اور تغییر کرنے سے کسی چیز کے احکام شرعیہ میں سے حالت صحت و مرض میں اور معصوم تھے ترک کرنے بیان اس چیز کے سے کہ حکم کیے گئے ساتھ بیان کرنے اسکے کے اور معصوم تھے ترک کرنے تبلیغ اس چیز کے سے کہ واجب کی تھی اللہ نے

اُنپر تبلیغ اُسکی اور نہیں تھے وہ معصوم امراض جسمانی سے کہ جس سے نقصان اُسکے مرتبہ میں نہیں آتا تھا اور نہ فساد پڑتا تھا اُنکی شریعت میں اور تحقیق کیا گیا حضرت پر
پڑھی کہ ہو گئے تھے ایسے کہ اُنکے خیال میں آتا تھا کہ وہ کر چکے ہیں ایک کام اور حالانکہ نہیں کیا ہوتا تھا اُسکو اور نہیں صادر ہوتا تھا اُنسے اس حال میں کوئی کلام احکام میں مخالف
اُسکے کہ پہلے کہہ چکے تھے پس جب جانا تو نے یہ مقدمہ جو ذکر کیا ہم نے تو اب بیچ اختلاف کیا ہے علما نے بیچ اس نوشتہ کے کہ ارادہ کیا تھا حضرت نے اُسکے لکھنے کا پس کہا بعضوں نے
کہ آنحضرت نے چاہا تھا کہ معین کردیں ایک کو صحابہ میں سے واسطے خلافت کے تاکہ واقع نہ ہو نزاع اُنمیں کہتا ہوں میں کہ یہ بہت بعید ہے واسطے کہ تعیین و تصریح کرنی اوپر خلافت
ابی بکر یا عمر یا عباس یا علی کے نہیں محتاج تھی طرف کتابت کے بلکہ زبان سے کہدینا کافی تھا اور ہمیشہ حضرت نے اشارہ کر بھی دیا تھا طرف خلافت ابی بکر کے ساتھ نیابت امامت کے مع تصریح
کرنے کے ساتھ قول اپنے کے یابی اللہ والمومنون الا ابا بکر یعنی انکار کرے گا اللہ اور مومن غیر ابی بکر کو ہاں اگر کہا جاوے کہ حضرت نے ارادہ کیا تھا یہ کہ لکھیں خلافت مستمرہ اپنی وفات
کے بعد کی کہ جو مستحق ہونگے ایک بعد دوسرے کے امام مہدی کے نکلنے تک اور ظہور عیسیٰ تک تو البتہ یہ ایک وجیہ قول ہے و لیکن چاہا اللہ تعالیٰ نے امر خلافت کو پوشیدہ رکھنا پس
نہ لکھ سکے آنحضرت اور بعضوں نے کہا کہ چاہا تھا آنحضرت نے نوشتہ لکھنا ایک بیان میں اُنکا احکام مہمہ کا تفصیل و تکمیل تاکہ دور ہو جاوے نزاع اور حاصل ہو اتفاق منصوص
علیہ پر کہتا ہوں میں کہ نہیں تھا حضرت کے زمانہ میں کوئی ایسا امر باقی اور نہیں تھا خلاف تاکہ دفع ہو جاتا مگر یہ کہ باعتبار زمانہ آئندہ کے کہ واقع ہوگا اختلاف ہر مکان میں
اُسکے واقع ہونے کی خود حضرت نے خبر دی تھی ساتھ قول اپنے کے اختلاف امتی رحمۃ اور ساتھ قول اپنے کے اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم اور ساتھ قول اپنے کے
علیکم بالسواد الاعظم اور ساتھ قول اپنے کے استفت قلبک وان افتاک المفتون اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک ولذلک خلقہم
علاوہ یہ کہ احکام شرعیہ متفرقہ ہیں بیس برس کے کیونکر ہوں منحصر و منصوص ایک ساعت میں ایسی طرح کہ نہ متصور ہوں اُنمیں اختلاف بالکل ہاں اگر ارادہ کیا جاوے ساتھ
یہ کہ حضرت نے قصد کیا تھا یہ کہ لکھیں ایک نوشتہ کہ اُسمیں بیان کریں بعضے ایسے احکام کہ اگلے زمانوں میں پائے گئے ہیں اور کتاب و سنت میں اُنکو وضح (؟) بیان نہیں ہوا
اور رحمت سے اوپر تمام امت کے یا ارادہ کیا تھا یہ کہ لکھیں نوشتہ کہ بیان ہو اُسمیں طریق فرقہ ناجیہ کا اور مفصل بیان کریں اُسمیں احوال گمراہ فرقوں کا مثل معتزلہ اور خوارج اور
روافض اور تمام مبتدعہ سے ترجمہ پس کہا عمر نے کہ تحقیق غالب ہے آنحضرت پر بیماری اور تمہارے پاس ہے قرآن کفایت کرتی ہے ہمکو کتاب اللہ ف ع ج یعنی امر دین
میں بموجب قول اللہ تعالیٰ کے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا اور سنت بھی تابع اور مفسر اور مبین اُسکی ہے اور یہ جو ایسا کیا حضرت عمر نے اُنکو کہ جو جھگڑے تھے انسے اس
باب میں پس یہ وہ ہے اُنپر نبی علیہ السلام پر اور حضرت عمر کو مقصود اس کہنے سے تخفیف و آسایش دینی آنحضرت کو تھی وقت سختی و درد و بیماری کے اور جان لیا تھا
اُنہوں نے کہ یہ حکم حضرت کا بطور وجوب و جزم کے نہیں ہے بلکہ اُنکی مصلحت کے لیے ہے اگر کریں تو مختار ہیں کریں اور اگر نہ کریں تو وہ جانیں اور عادت مستمرہ تھی کہ جب حکم
کرتے تھے حضرت صحابہ کو ایسا حکم کہ وہ بطریق ایجاب و الزام کے نہو تو وہ گفتگو کرتے تھے آنحضرت سے اُسمیں پس چھوڑ دیتے تھے آنحضرت اُنکو اُنکی رائے اور صلاح دید پر اور
اگر کوئی امر ضروری ہوتا تو نہ چھوڑتے اُنکی رائے پر اور عمر نے بھی سمجھے تھے کہ شاید کوئی امر ہو شاق و سخت صحابہ پر موجب فتنہ اور امتحان کا اس سبب اشارہ کیا
کہ ترک اُسکا اولیٰ ہے اور آنحضرت صلعم نے بھی ترک کیا اور یہ مثل اُسکے ہے کہ گذرا اول کتاب میں بھیجنا ابوہریرہ کا کہ بشارت دیں لوگوں کو جو کوئی لا الہ الا اللہ کہے بہشت
میں داخل ہوگا پس منع کیا اُنکو عمر نے تاکہ لوگ تکیہ نہ کر بیٹھیں اُسپر اور عمل میں سست ہوں اور ہمیشہ حضرت عمر کے لیے موافقات ہیں کہ موافق ہوئے ہیں کتنی
جگہوں میں مخالفات سے پس ممکن ہے حمل کرنا اس قضیہ کا موافقت پر پس اُٹھ جاوے گی مخالفت اور دلالت کرتا ہے اُسپر سکوت آنحضرت کا اس کہنے پر اور ترک کرنا لکھنا
کا اور ایک جماعت نے کہا کہ یہ امر حضرت سے ابتدا نہ تھا بلکہ پہلے بعضی صحابہ نے آنحضرت سے طلب کیا تھا کہ کچھ لکھیں پس قبول کیا آپ نے رغبت کو اور جب دیکھا
بعضے راغب نہیں ہیں جیسے عمر اور جو کہ موافق اُنکے تھے ترک کیا لکھنا کذا قال القاضی عیاض فی الشفا اور بیہقی نے کہا کہ سفیان بن عیینہ نے اہل علم سے نقل کیا ہے کہ آپ
چاہتے تھے خلافت ابوبکر صدیق کے لیے لکھیں بعد ازاں ترک کیا بسبب اعتماد کرنے کے تقدیر الٰہی پر اور اُس اعتقاد پر کہ تھا کہ نہیں کرینگے اُس سے مومن جیسے کہ
فرمایا یابی اللہ والمومنون الا ابا بکر چنانچہ تیسری فصل میں آتا ہے بیان اُسکا اور دعوی کرنا شیعہ کا کہ مقصود کتابت سے وصیت کرنے واسطے علی مرتضی کے اور نیابت (؟)

انکار تھا یہ خالی تناقض سے نہیں ہو اسلیے کہ یہ خود کہتے ہین کہ غدیر خم مین خلیفہ کرنا انکا نص قطعی سے ثابت ہوا پس جب یہ ہو چکا تھا تو کیا احتیاج لکھنے کی رہی اور
تمام یہ قصہ بیچ باب مناقب علی کے آویگا ترجمہ پس اختلاف کیا انھون نے کہ گھر مین تھے یعنی صحابہ اور آپس مین جھگڑنے لگے پس بعضے انمین سے کہتے تھے نزدیک کرو متقرب کیجیے یعنی ہمارے
لکھنے کا دوات قلم وغیرہ کہ لکھیں تمھارے لیے آنحضرت اور بعضے انمین سے کہتے وہی بات کہ جو عمر نے کہی یعنی منع کرتے تھے لکھوانے سے بسبب شدت مرض آنحضرت کے پس جب بہت
کیا لوگون نے شور وغوغا اور اختلاف فرمایا آنحضرت نے اٹھو جاؤ میرے پاس سے ف یعنی آپ چھوڑا مین نے قصد لکھنے کا بہ اعتماد اس چیز کے کہ ثابت ہوئی تمھارے نزدیک
کتاب و سنت سے کہا نووی نے کہ آنحضرت نے قصد کیا تھا لکھنے کا اسوقت کہ انکی راے مین آیا تھا کہ یہ مصلحت ہے یا وحی کی گئی تھی طرف انکے اسکی پھر ظاہر ہوا کہ نہ لکھنا مصلحت ہے یا
وحی کی گئی ہو طرف انکے اسکی اور نسخ کیا گیا ہو اور عمر نے جو کہا حسبنا کتاب اللہ تو اتفاق ہے علما کا اسپر کہ یہ انکے دلائل فقہ اور دقائق نظر و فہم سے ہے اسلیے کہ وہ ڈرے اس سے کہ مبادا
لکھیں آنحضرت ایسے امور کہ عاجز ہون لوگ انکے کرنے سے اور مستحق ہون عذاب کے بسبب نہ کرنے انکے کہ ثابت نص سے کہ نہین گنجایش ہے انمین اجتہاد کی اور اشارہ کیا ساتھ اس
قول اپنے کے حسبکم کتاب اللہ طرف قول اللہ تعالی کے مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ اور طرف قول اللہ تعالی کے الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي ترجمہ کہا
عبید اللہ نے کہ راوی حدیث کا ہے ابن عباس سے پس تھے ابن عباس کہتے کہ تحقیق مصیبت کل مصیبت وہ حال ہے کہ حائل ہوا درمیان رسول خدا کے اور درمیان
اسکے کہ لکھیں انکے لیے یہ نوشتہ بسبب اختلاف انکے کے اور شور و شغب انکے کے ف عمر کا شکوہ اختلاف اور غل نہ کرتا حضرت کچھ لکھتے کہ سبب ہدایت کا ہوتا پس تھے
ابن عباس مائل طرف خلاف اس چیز کے کہ کہی عمر نے اور انھون نے کہ تابع تھے انکے صحابہ مین سے فقد بر کہا بیہقی نے کتاب دلائل النبوة مین کہ حضرت عمر کو مقصود تھا کہ
حضرت کو تکلیف نہ ہو لکھنے مین شدت مرض کی حالت مین اور اگر حضرت کو منظور ہوتا لکھنا کسی چیز ضروری کا تو نہ چھوڑتے اسکو انکے اختلاف کرنے سے بسبب قول اللہ تعالی کے
بلغ ما انزل الیک من ربک جیسے کہ نہ چھوڑا تبلیغ کو بسبب مخالفت اور دشمنی مخالفون اور دشمنون کے اور جیسے کہ حکم کیا یہود کے نکالنے کا جزیرہ عرب سے وغیرہ ذالک
چیزین کہ آتا ہے بیان انکا غرضکہ چونکہ وہ چیز ضروری نہ تھی حضرت عمر سمجھے کہ حضرت کو ایسی شدت مرض مین تکلیف نہ دینا کیونکہ دین کونسی چیز کلام اللہ مین نہین ہے اللہ تعالی
فرماتا ہے الیوم اکملت لکم دینکم اس سے جانا گیا کہ نہین واقع ہوگا کوئی واقعہ قیامت تک کہ مگر کتاب و سنت مین بیان اسکا ہے صراحتاً یا دلالة اور یہ بھی سمجھے کہ باب
اجتہاد کا بند نہ ہو جاے اہل علم و استنباط پر پس دیکھا عمر نے صواب ترک کرنا کتابت کا واسطے تخفیف آنحضرت کے اور فضیلت مجتہدین کے اور حضرت نے جو حضرت
عمر کی بات کا انکار نہ کیا تو یہ دلیل ہے اسپر کہ حضرت نے انکی راے کو پسند کیا اور تھے عمر بڑے فقیہ بہ نسبت ابن عباس اور موافقین انکے کے ترجمہ اور بیچ روایت سلیمان ابن
ابی مسلم احول کے کہ ایک شخص ثقات اور ائمہ دین مین سے ہین یون آیا ہے کہ کہا ابن عباس نے دن پنجشنبہ کا اور کیا ہے عجیب دن پنجشنبہ کا ف یعنی اور جو کچھ کہ واقع ہوئی مصیبت
عجیب اسمین اشارہ کرتے ہین اس پنجشنبہ کی طرف کہ قضیہ مذکورہ اسمین واقع ہوا ترجمہ پھر روئے ابن عباس اتنا روئے کہ تر کر دیا انکے آنسوون نے سنگریزون کو کہ
وہان پڑے تھے ف احتمال ہے کہ روئے ابن عباس بسبب یاد آنے وفات آنحضرت کے یا بسبب اسکے کہ گمان مین انکے فوت ہوئی خیر کثیر کہ حاصل ہوتی بسبب
لکھنے نوشتہ مذکور کے اور یہ احتمال اظہر ہے اس مقام مین ترجمہ کہا مین نے اے ابن عباس اور کیا ہے روز پنجشنبہ ف یعنی کیا حال رکھتا ہے کیا واقع ہوا اسمین ظاہر عبارت
سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول سلیمان احول کا ہے اور یون نہین ہے بلکہ کہنے والے اسکے سعید بن جبیر ہین کہ سلیمان احول روایت انسے کرتے ہین اور وہ روایت
کرتے ہین ابن عباس سے ترجمہ کہا ابن عباس نے کہ سخت ہوئی آنحضرت کی بیماری یعنی اسدن مین پس فرمایا لاؤ میرے پاس ہڈی شانہ کی لکھدون مین تمھارے
لیے ایک نوشتہ نہ ہوگے تم گمراہ بعد اسکے کبھی ف کہا ہے علما نے کہ یہ عبارت ظاہر ہین اسپر دلالت کرتی ہے کہ مراد لکھنا احکام کا ہے تفصیل سے واللہ اعلم ترجمہ پس
تنازع و اختلاف کیا لوگون نے اور نہین لائق نبی کے پاس تنازع اور اختلاف ف ظاہر سیاق کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام ابن عباس کا ہے کہ درمیان مین
حدیث کے داخل کیا اور بعضون نے کہا کہ یہ کلام حضرت کا ہے فافہم ترجمہ پس کہا بعضے صحابہ نے کہ کیا ہے حال حضرت کا کیا ترک کرتے ہین یعنی دنیا کو
ف بیچ معنی اہجر کے فتح الباری مین قرطبی سے کئی احتمال نقل کیے ہین از انجملہ ایک احتمال یہ بھی لکھا ہے کہ لفظ اہجر فعل ماضی ہے ہجر سے کہ

ساتھ زبر اول اور جزم دوسرے حرف کے ہی اور مفعول محذوف ہے یعنے الجیوۃ لیتے پس صاحب ترجمہ رضی نے بموجب اسکے ترجمہ کیا ہے اور ملا علی قاری
نے اس مقام کو خوب تفصیل سے لکھا ہے اور شیخ عبد الحق نے یون لکھا ہے کہ کیا ہے حال انکا اور کیا ہوا ہے انکو آیا مختلط اور پریشان ہوا ہے کلام انکا بسبب مرض
اور یہ انکار ہے اُن لوگون پر کہ کہتے تھے کہ نہ لکھیں یعنے کیون منع کرتے ہو لکھنے سے خیال کرتے ہو کہ مختلط ہوا ہے کلام انکا یہ اعتقاد اس جناب کے نسبت
نہ رکھنا چاہیئے اور ہجر یعنے فحش اور ہذیان کے کبھی آتا ہے اور یہ بھی ممتنع ہے آنحضرت سے پس چھوڑ دو کہ لکھیں اور یہ کلام محمول اسے تفہام انکاری
پر ہے انتہے ترجمہ پوچھو حضرت سے کہ کیا فرماتے ہیں اور کیا غرض رکھتے ہیں پس شروع کیا بعضے صحابہ نے تکرار کرنا حضرت سے پس فرمایا حضرت
نے کہ چھوڑ دو مجھکو چھوڑ دو مجھکو یعنے اس شور و غوغا کرنے سے پس وہ حالت کہ میں اُسمین ہون یعنے توجہ الی اللہ اور مستعد ہونا اسکی ملاقات کے لیے
اور تفکر اُسمین وغیر ذالک بہتر ہے اس چیز سے کہ بلاتے ہو تم مجھکو طرف اُسکے ف ع یعنی افضل ہے اس حالت سے کہ تم اُسپر ہو کہ وہ شور و شغب اور
اختلاف کرنا ہے کہا خطابی نے کہ روایت کیا گیا ہے آنحضرت سے کہ آپ نے فرمایا اختلاف امتی رحمۃ اور اختلاف دین میں تین قسم پر ہے کہ ایک تو اثبات صانع
میں ہے اور اسکی وحدانیت میں اور انکار اسکا کفر ہے اور دوسرا اختلاف اسکی صفات اور مشیت میں ہے اور انکار اسکا بدعت ہے اور تیسرا احکام فروع میں ہے
کہ جو محتمل ہوتے ہین کئی وجہون کو پس اس اختلاف کو کیا ہے اللہ تعالے نے رحمت و کرامت واسطے علما کے اور کہا مازری نے اگر کہا جاوے کہ کیونکر
جائز ہوا صحابہ کے لیے اختلاف اس نوشتہ میں باوجود فرمانے حضرت کے ایتونی الکتب پس جواب اسکا یہ ہے کہ اوامر کبھی متعلق ہوتے ہین قراین کے ساتھ
کہ پھیرتے ہین امر کو وجوب سے طرف استحباب کے نزدیک اس شخص کے کہ کہتا ہے کہ اصل امر کی وجوب ہے پس شاید کہ ظاہر ہوئے ہون آنحضرت سے ایسے
قراین کہ دلالت کرتے ہون اسپر کہ نہیں واجب بلکہ سپرد کیا اسکو اُنکے اختیار کی طرف اور یہ دلیل ہے اوپر رجوع کرنے اُنکے طرف اجتہاد کے شرعیات
مین اور پہونچا اجتہاد عمر کا طرف منع کرنے کے پس شاید کہ انھون نے اعتقاد کیا یہ کہ صادر ہوا ہے حضرت سے بغیر قصد با لجزم کے اور تھا یہ قرینہ بیچ ارادہ عدم
وجوب کے واللہ اعلم ترجمہ پس جب درگذرے صحابہ اس گفتگو سے حکم کیا آنحضرت نے انکو تین باتون کا پس فرمایا نکالدو مشرکون کو جزیرہ عرب سے ف ع
گذر چکا ہے بیان اسکا بیچ باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب کے اور بیچ جزیرہ عرب کا ابتدا کتاب میں بیچ باب الوسوسہ کے مذکور ہوئے ہین ترجمہ اور اکرام کیا کرو ایلچیون کا
کہ امرا اور حاکمون کے پاس سے آوین اور احسان و سلوک کیا کرو اُنسے مانند اس چیز کے کہ میں احسان کرتا ہون اُنپر ف ع یعنے انعام دے کہ یہ عادت تھی
عرب کے درمیان انکے سبب لیاقت اُنکی کے اور یہ حکم فرمایا حضرت نے اسلیے کہ تا ایلچی خوش ہون اور رغبت کرین غیر اُنکے مولفۃ القلوب میں سے اور کہا
علما نے برابر ہے کہ مسلمان ہون ایلچی یا کافر سب کے لیے یہی حکم ہے ترجمہ اور سکوت کیا ابن عباس نے تیسری بات سے یعنے بسبب نسیان کے اُس سے
یا واسطے اقتصار کے یا ذکر کیا اسکو ابن عباس نے پس بھول گیا میں اسکو اور کہا سفیان بن عیینہ نے کہ یہ کہنا سکوت کیا یا کہا اور میں بھول گیا قول سلیمان احول
کا ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع کہا نووی نے کہ ساکت ابن عباس ہین اور بھول جانے والے سعید بن جبیر ہین تو موجب شرح ملا علی کے لکھا گیا
حضرت شیخ نے فاعل سکت کا اور قال کا آنحضرت کو لکھا ہے یعنے سکوت کیا آنحضرت نے تیسری بات سے یا فرمائی حضرت نے پس بھول گیا میں اور کہا
علما نے کہ تیسری بات یہ تھی کہ سامان درست کر دینا لشکر اسامہ کا کہ آنحضرت اسکے اسباب کی درستی کر رہے تھے کہ اُسی اثنا میں بیمار ہوئے یا تیسری بات
یہ تھی منع کرنا قبر پرستی سے جیسے کہ فرمایا لا تتخذوا قبری وثنا یعبد (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ لِعُمَرَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْطَلِقْ بِنَا اِلٰی
اُمِّ اَیْمَنَ نَزُوْرُھَا کَمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَزُوْرُھَا فَلَمَّا اَنْتَھَیْنَا اِلَیْھَا بَکَتْ فَقَالَا لَھَا مَا یُبْکِیْکِ اَمَا تَعْلَمِیْنَ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّیْ لَا اَبْکِیْ اِنِّیْ لَا اَعْلَمُ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی خَیْرٌ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلٰکِنْ اَبْکِیْ اَنَّ الْوَحْیَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ
السَّمَاءِ فَھَیَّجَتْھُمَا عَلَی الْبُکَاءِ فَجَعَلَا یَبْکِیَانِ مَعَھَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے انس سے کہ کہا ابوبکر نے واسطے عمر کے بعد وفات

(وعن عائشة انها قالت وارأساه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ذاك لو كان وانا حي فاستغفر لك وادعو لك فقالت عائشة واثكلياه والله اني لاظنك
تحب موتي فلو كان ذلك لظللت آخر يومك معرسا ببعض ازواجك فقال النبي صلى الله عليه وسلم بل انا وارأساه لقد هممت او اردت ان ارسل
الى ابي بكر وابنه واعهد ان يقول القائلون او يتمنى المتمنون ثم قلت يابى الله ويدفع المؤمنون او يدفع الله ويابى المؤمنون رواه البخاري)
اور روایت ہے عائشہ سے کہ انہوں نے کہا بیچ آنحضرت کے پاس اپنے سبب شدت درد سر کے ہائے میرا سر دکھتا ہے فٹ ظاہرا حضرت عائشہ کا سر دکھتا
ہوگا افسوس کیا اسپر اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد سر سے ذات ہے اور اشارہ کیا ساتھ اسکے اپنی موت کی طرف ترجمہ پس فرمایا آنحضرت نے وہ یعنے موت تیری
اے عائشہ اگر واقع ہو اس حال میں کہ میں زندہ ہوں تو بخشش مانگوں تیرے لیے یعنے تیرے سیآت کے ڈھکنے کے لیے اور دعا کروں واسطے تیرے یعنے
تیری رفعت درجات کے لیے پس کہا عائشہ نے سخت ہے مصیبت مجھ پر فٹ لفظ ثکل ساتھ زبر ثا مثلثہ اور پیش اسکے کے اصل میں بمعنے مرنے
فرزند یا دوست کے ہے اور مراد یہاں موت ہے اور ذکر مرض بھی موت یاد دلاتا ہے اور یہ کلام یوں ہی ہر عرب کی زبان پر وقت محنت و مصیبت کے جاری
ہوتا ہے لیے اسکے کہ معنے حقیقی مراد ہوں ترجمہ قسم ہے خدا کی تحقیق میں گمان کرتی ہوں تمکو کہ چاہتے ہو تم مرنا میرا یعنے حضرت عائشہ نے یہ بطلا سبب کے حضرت کو
از راہ ناز و نیاز کے کہ درمیان انکے تھا پس اگر واقع ہو مرنا میرا البتہ ہو گے تم آخر اسی دن میں صحبت کرنے والے ساتھ کسی ایک اپنی بیویوں میں سے فٹ حاصل
مقصود یہ ہے کہ اگر میں مر جاؤنگی اور تم زندہ رہو گے بعد میرے تو مجھکو بھول جاؤ گے اور اور بیویوں کے ساتھ مشغول ہو جاؤ گے بیت از مردنم این نالہ
بنیاز رفتن جانست ز از یار جدا میشوم این نالہ از انست ترجمہ پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چھوڑ اے عائشہ ذکر اپنے درد سر کا اور اپنی موت کے
یاد کرنے کا اور مشغول ہو میرے درد سر میں اور ذکر موت میری میں فٹ کہ میں اس عالم سے جاتا ہوں اور تو بعد میرے بہت زندہ رہیگی اور اس بات کو حضرت نے
وحی سے معلوم کیا اور دونوں صاحبوں کے اکٹھے بیمار رہونے میں اشارہ ہے طرف کمال محبت دونوں صاحبوں کے جیسے کہ خون نکالا حجاموں کے ہاتھ سے وقت فصد [illegible]
لیلی کے بعد اسکے آنحضرت نے بتقریب ذکر موت اپنی کے خلافت ابوبکر صدیق کی یاد کی کہ ہونیوالی ہے اور تسکین و خوشی کرنا عائشہ کے دل کا اور بشارت دینی انکو اسکی
دولت و نعمت کی بھی ہے فرمایا ترجمہ البتہ تحقیق قصد کیا تھا میں نے یا فرمایا ارادہ کیا تھا میں نے یہ کہ بھیجوں میں کسی کو طرف ابوبکر کے اور بیٹے اسکے کے یعنی عبدالرحمن کے
کہ فرزند رشید ابوبکر کے تھے اور شفیق بھائی عائشہ کے اور وصیت کروں ابوبکر کو یعنی خلافت کی اور ولیعہد اپنا کروں اسکو تاکہ کہیں یا واسطے خوف اسکے کہ کہیں کہنے والے فٹ یعنے
کہ وصیت کی آنحضرت نے ابوبکر کی خلافت کبری کی اور اقتصار کیا خلافت صغری پر کہ وہ امامت نماز کی ہے باوجود اسکے کہ اسمیں بھی اشارہ تھا اس خلافت کبری کا ترجمہ
یا آرزو کریں آرزو کرنیوالے یعنی خلافت کی غیر ابی بکر کے لیے خواہ اپنے لیے یا غیر اپنے کے لیے پھر کہا میں نے یعنے اپنے دل میں یا دل میں ظاہر میں کہ انکار کریگا اللہ تعالی
ابی بکر کی خلافت کا اور دفع کرینگے مسلمان یعنی غیر خلافت ابی بکر کو یا برعکس عبارت مذکور کے فرمایا کہ دفع کریگا اللہ اور انکار کرینگے مومن یعنی نقل کی یہ بخاری نے
فٹ یعنے بسبب خلیفہ کرنے میرے کے انکو امامت صغری میں اسلیے کہ امامت صغری علامت ہے کبری کی جیسے کہ فرمایا حضرت علی نے وقت بنا رکھنے
کہ جب اختیار کیا آنحضرت نے ابوبکر کو امر دین ہمارے کے لیے تو پس کیا نہ اختیار کریں ہم انکو امور دنیا اپنی کے لیے پس یہ بڑی دلیل ہے انکی خلافت کی
حقیت کی پھر حضرت کے قول و یابی المومنون میں اشارہ ہے طرف تکفیر ان لوگوں کے کہ منکر ہیں صدیق کی خلافت کے حقیت سے اور حاصل حضرت
کے فرمانے کا یہ کہ پس اس سبب سے نہ بلایا میں نے ابوبکر وغیرہ کو اور نہ وصیت کی میں نے اور جانا میں نے کہ خلافت انکی ہونیوالی ہے اور واقع میں ایسا ہی
ہوا کہ جو آنحضرت نے خبر دی تھی اور یہ حدیث اول دلیل ہے اوپر خلافت ابوبکر کے بعد آنحضرت کے (وعنها قالت رجع الينا رسول الله صلى الله
عليه وسلم ذات يوم من جنازة من البقيع فوجدني وانا اجد صداعا وانا اقول وارأساه قال بل انا يا عائشة وارأساه قال وما ضرك لو مت
قبلي فغسلتك وكفنتك وصليت عليك ودفنتك قلت لكأني بك والله لو فعلت ذلك لرجعت الى بيتي فعرست فيه

بِبَعْضِ نِسَائِكَ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ بُدِئَ فِي وَجَعِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ) اور روایت ہے عائشہ سے کہا پھرے طرف
میرے آنحضرت ایک روز ایک جنازہ کو دفن کر کر بقیع سے کہ مقبرہ مدینہ کا ہے پس پایا مجھکو آنحضرت نے اس حالت میں کہ پاتی تھی درد سر اور میں کہتی تھی
ہاے سر اپنا سر دکھتا ہے تو فرمایا آنحضرت نے بلکہ میں کہتا ہون اے عائشہ کہ ہاے سر میرا سر دکھتا ہے فرمایا آنحضرت نے اور کیا ضرر کرتا ہے تجھکو اے عائشہ اگر مرے تو
پہلے میرے پس غسل دون میں تجھکو اور کفن دون میں تجھکو اور نماز پڑھون میں تجھپر اور دفن کرون میں تجھکو ف ع اس میں اشارہ ہے اسکی طرف کہ مرنا انکا
حضرت کی حیات میں بہتر ہے زندہ رہنے انکے سے بعد وفات حضرت کے ترجمہ کہا میں نے البتہ گویا دیکھتی ہون میں تجھکو قسم ہے اللہ کی اگر کرو گے تم یہ
یعنے جو کچھ ذکر ہوا قسم غسل وغیرہ سے البتہ پھرو گے تم طرف گھر میرے کے پس صحبت کرو گے اسمین ساتھ کسی کے اپنی بیویون میں سے پس مسکرائے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یعنے اسلیے کہ دلالت کرتا ہے یہ کہنا انکا اوپر کمال غیرت انکی کے بعد مسکرانے کے پھر شروع کی گئی بیماری حضرت کی کہ وفات ہوئی
جسمین نقل کی یہ دارمی نے (وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ دَخَلَ عَلَى أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَقَالَ أَلَا أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلَى حَدِّثْنَا عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ قَالَ لَمَّا مَرِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ تَكْرِيمًا لَكَ
وَتَشْرِيفًا لَكَ خَاصَّةً لَكَ يَسْأَلُكَ عَمَّا هُوَ أَعْلَمُ بِهِ مِنْكَ يَقُولُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَ أَجِدُنِي يَا جِبْرِيلُ مَغْمُومًا وَأَجِدُنِي يَا جِبْرِيلُ مَكْرُوبًا ثُمَّ جَاءَهُ الْيَوْمَ
الثَّانِيَ فَقَالَ لَهُ ذَلِكَ فَرَدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا رَدَّ أَوَّلَ يَوْمٍ ثُمَّ جَاءَهُ الْيَوْمَ الثَّالِثَ فَقَالَ لَهُ كَمَا قَالَ أَوَّلَ يَوْمٍ وَرَدَّ عَلَيْهِ كَمَا رَدَّ وَجَاءَ
مَعَهُ مَلَكٌ يُقَالُ لَهُ إِسْمَاعِيلُ عَلَى مِائَةِ أَلْفِ مَلَكٍ كُلُّ مَلَكٍ عَلَى مِائَةِ أَلْفِ مَلَكٍ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ فَسَأَلَهُ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ جِبْرِيلُ هَذَا مَلَكُ الْمَوْتِ يَسْتَأْذِنُ
عَلَيْكَ مَا اسْتَأْذَنَ عَلَى آدَمِيٍّ قَبْلَكَ وَلَا يَسْتَأْذِنُ عَلَى آدَمِيٍّ بَعْدَكَ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ فَأَذِنَ لَهُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ فَإِنْ
أَمَرْتَنِي أَنْ أَقْبِضَ رُوحَكَ قَبَضْتُ وَإِنْ أَمَرْتَنِي أَنْ أَتْرُكَهُ تَرَكْتُهُ فَقَالَ وَتَفْعَلُ يَا مَلَكَ الْمَوْتِ قَالَ نَعَمْ بِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأُمِرْتُ أَنْ أُطِيعَكَ قَالَ فَنَظَرَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جِبْرِيلَ فَقَالَ جِبْرِيلُ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ قَدِ اشْتَاقَ إِلَى لِقَائِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَلَكِ الْمَوْتِ امْضِ لِمَا
أُمِرْتَ بِهِ فَقَبَضَ رُوحَهُ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَتِ التَّعْزِيَةُ سَمِعُوا صَوْتًا مِنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
وَبَرَكَاتُهُ إِنَّ فِي اللَّهِ عَزَاءً مِنْ كُلِّ مُصِيبَةٍ وَخَلَفًا مِنْ كُلِّ هَالِكٍ وَدَرَكًا مِنْ كُلِّ فَائِتٍ فَبِاللَّهِ فَثِقُوا وَإِيَّاهُ فَارْجُوا فَإِنَّمَا الْمُصَابُ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابَ
فَقَالَ عَلِيٌّ أَتَدْرُونَ مَنْ هَذَا هُوَ الْخَضِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ) اور روایت ہے امام جعفر صادق بن محمد سے کہ نقل کی یہ اپنے باپ
سے کہ امام محمد باقر ہیں یہ کہ ایک شخص قریش میں سے داخل ہوا انکے باپ پر کہ علی بن حسین ہیں یعنی امام علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہم پس کہا علی بن حسین سے کہ کیا نہ حدیث بیان کرون میں تمہارے آگے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا اس شخص نے کہ ہان بیان کر ہمارے
آگے ابی القاسم سے کہا علی بن حسین نے کہ جب بیمار ہوئے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم آئے انکے پاس جبرئیل یعنی عیادت واسطے اور سلام پہونچانے کے لیے
پس کہا جبرئیل نے اے محمد بیشک اللہ نے بھیجا ہے مجھکو طرف آپ کے واسطے تکریم تمہاری کے اور واسطے تعظیم تمہاری کے درحالیکہ یہ تکریم و تعظیم مخصوص ہے تمہارے ساتھ
یعنے اس بات میں کہ پوچھتا ہے اللہ سبحانہ تمسے اس چیز سے کہ وہ خوب جانتا ہے اس چیز کو تمسے یعنے اسلیے کہ وہ قریب تر ہے مریض کے جبل ورید سے فرمایا ہے اللہ تعالی نے
کس طرح پاتے ہو تم اپنے تئین یعنی کیسا ہے حال تمہارا فرمایا پاتا ہون میں اے جبرئیل اپنے تئین غمگین اور پاتا ہون میں اپنے تئین اندوہگین ف ع شاید کہ غم و کرب
آنحضرت کو بسبب دنیا و امت کے تھا کہ دیکھا چاہیے بعد میرے کیا واقع ہو ترجمہ پھر آئے جبرئیل آنحضرت کے پاس دوسرے دن پس کہا حضرت سے جیسا کہ کہا تھا
اول دن پس جواب دیا جبرئیل کو آنحضرت نے جیسا کہ جواب دیا تھا اول دن پھر آئے جبرئیل حضرت کے پاس تیسرے دن اور کہا حضرت سے جیسا کہ کہا تھا اول
دن اور جواب دیا حضرت نے جبرئیل کو جیسا کہ جواب دیا تھا اول روز اور آیا جبرئیل کے ساتھ فرشتہ یعنے اس دن یا اور دن کہ کہا جاتا تھا اسکو اسمعیل کہ حاکم ہے

لاکھ فرشتوں پر ہر فرشتہ انہیں سے امیر لاکھ لاکھ فرشتوں پر ہے فرشتہ کہا ہے خلاصہ کہ یہ اسمعیل وارد وقت آسمان ہے جیسا کہا ہے اور حدیث میں کہ ملک الموت کا ایسا
سبب ظاہر ہوا اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہو سکتا ہے کہ ملک الموت رہا ہو اور آنے جبرئیل کے او ساتھ اسمعیل فرشتہ کے اس وقت کہا ہے ظاہر ہوا یہ وطنی سے کہیں غیب
رو رہا ہو تو آتے جبرئیل اور انکے ساتھ ملک الموت تھے اور ان دونوں کے ساتھ ایک فرشتہ تھا ہوا میں اسکو اسمعیل کہتے ہیں کہ اسکے حکم میں ستر ہزار فرشتوں پر اور ہر فرشتہ
انھیں میں امیر ہو ستر ہزار فرشتوں پر ترجمہ پس پروانگی مانگی عزرائیل فرشتہ نے واسطے آنے کے حضرت پاس پس پوچھا آنحضرت نے جبرئیل سے حال انکی تو کہا
پس جواب دیا جبرئیل نے کہ یہ ایک فرشتہ ہے ایسا ایسا اور حدیث میں نہیں مذکور ہے پھر کہا بیچ بعد تامل کے جبرئیل نے کہ یہ فرشتہ موت کا ہے تو انکو اذن ہے پروانگی
مانگتا ہے تمھارے پاس آنے کی نہیں پروانگی مانگی کسی آدمی سے پہلے تمھارے اور نہ پروانگی مانگیگا کسی آدمی سے بعد آپ کے یعنی آنے کی اجازت تھی تو آپ نے
کے ملک الموت ہے پروانگی آنیکی مانگتا ہے والا اور آدمیوں پر یکایک چلا آتا ہے اور جان قبض کرتا ہے پس فرمایا آنحضرت نے اذن دو اسکو پس اذن دیا جبرئیل نے
ملک الموت کو پس آیا ملک الموت اور سلام کیا حضرت کو یعنی پس جواب سلام کا دیا آنحضرت نے اسکو پھر کہا ملک الموت نے اے محمد تحقیق اللہ تعالی نے بھیجا مجھکو طرف
آپ کے یعنی تاکہ ہر حکم کہ فرماویں اگر فرماؤ تم مجھکو کہ قبض کروں میں روح پاک آپکی تو قبض کروں میں اسکو اور اگر فرماؤ تم مجھکو کہ چھوڑ دوں میں روح تمھاری تو چھوڑ دوں
قبض نہ کروں میں پس فرمایا آنحضرت نے کیا کریگا تو یعنی جو کچھ کہ حکم کروں تجھکو میں اے ملک الموت کہا اُسنے ہاں ایسی ہی بات یعنی تمھارے اختیار دینے کا حکم دیا گیا ہوں اور حکم دیا
گیا ہوں میں کہ اطاعت کروں تمھاری یعنی اس چیز میں کہ اختیار کرو تم اسکو کہا علی بن حسین راوی نے پس دیکھا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف جبرئیل کے یعنی بانتظار
مشورہ چاہنے واسطے کہ کیا کہتے ہو کیا کرنا چاہیے پس کہا جبرئیل نے اے محمد بالتحقیق خدائے تعالی مشتاق ہے تمھارے ملنے کا پس فرمایا آنحضرت نے واسطے ملک الموت کے
کہ بجا لا تو اس چیز کو کہ حکم کیا گیا ہے تو ساتھ اسکے پس قبض کی ملک الموت نے روح پاک آنحضرت کی کو فح پایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد آنے جبرئیل کے اور
ملک الموت کے اور تیسرے فرشتہ کے اور اس گفتگو کے کہ مذکور ہوئی کچھ تھوڑی دیر سے فرصت پائی اور اس قضیہ کی بعضے صحابہ کو خبر دی بعد ازان وفات پائی یا
صحابہ نے بھی کہ جو حاضر تھے یہ قضیہ مکشوف ہوا اور مشاہدہ کیا انھوں نے اور انہیں سے یہ صحابی یا تابعی ہے کہ انکو تعبیر کیا ایکمرد قریشی میں سے اول یون کہنا
ہو کہ ہو سکتا ہے خضر بصورت ایکمرد کے قریشی میں سے متشکل ہو کر امام زین العابدین کے پاس آئے ہوں اور بیان کی ہو یہ حدیث اور اسلئے تعبیر ساتھ لفظ ابہام کے
کیا قصہ ہو واللہ اعلم اور ایک روایت میں بعد جملہ لما العرش کے یہ آیا ہے (قال جبرئیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام یا رسول اللہ ہذا آخر وطئی الارض انما
کنت حاجتی فی الدنیا) اور حضرت ام سلمہ سے منقول ہے کہ اکثر وصیت آنحضرت کی وقت موت کے یہ تھی (الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم) ترجمہ پس جب وفات
پائی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آیا تعزیت کرنیوالا یعنی ایک شخص واسطے تسلی دینے اہلبیت کے سنی لوگوں نے ایک آواز گھر کے کونہ میں سے کوئی کہتا ہے السلام
تم پر اے اہلبیت پیغمبر کے اور اس جماعت کہ گھر میں ہے اور مہربانی خدا کی تم پر اور برکتیں اسکی یعنی زیادتیاں اسکے کرم کی تحقیق بیچ خدا کے تسلی ہے ہر مصیبت سے فح
اس عبارت کے کتنے ہی طرح پڑھتے ہیں علمانے بیچ خدا کے یعنی بیچ کتاب خدا کے تسلی دینی ہے ہر مصیبت سے اشارہ ہے طرف قول اللہ تعالی کے (و بشر الصابرین
الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون) ترجمہ پس عزا بمعنی تعزیت کے ہے یہ معنے ہیں کہ بیچ دین خدا کے تسلی دینی ہے کہ شارع نے نسبت
اسکی حکم لایا ہے اور بعضوں نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ خدا فرمانے والا صبر کا اور تسلی دینے والا ہے اور اسکو زبان علم بیان میں تجرید کہتے ہیں جیسے رایت فی زید اسدا یعنے
دیکھا میں نے زید میں شیر کو یعنی زید کو مانند شیر کے پایا میں نے اور یہ مناسب تر ہے اس قول کے ترجمہ اور خدا بدلہ دینے والا ہے ہر چیز ہلاک ہونیوالی کا اور تدارک
کرنے والا ہے ہر چیز فوت ہونے والی کا فح یا یہ معنے ہیں کہ اللہ کے دین میں یا کتاب میں بدلہ اور تدارک ہے ہر چیز ہلاک اور فوت ہونیوالی کا کیا خوب کہا ہے کسی
صاحب حال نے ع لکل شیء اذا فارقتہ عوض ولیس للہ ان فارقت من عوض ترجمہ پس جب امر ایسا ہے تو ساتھ مدد اللہ کے اور حول وقوت
اسکی کے پس تقوی کرو فح یعنے بیچ چپکے دفع کے اشارہ ہے طرف قول اللہ تعالے کے (واصبر وما صبرک الا باللہ) اور بعضے نسخوں میں موافق

حضرت حسین کے ہو فتنہ اساتھ دیر و شاش کے اور تخفیف تفاوت مظہر ہے کے یعنے پس اعتماد کرو اللہ ہی پر اشارہ ہو طرف قول اللہ تعالیٰ کے (وَتَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ
لَا یَمُوْتُ) ترجمہ اور اُسی سے پس امید رکھو یعنے امید رکھو سوا اسکے سے اسلیے کہ لا الہ الا اللہ یا اسکے پاس سے پس امید رکھو ثواب کی اور نہیں ہی مصیبت
زدہ مگر وہ شخص کہ محروم ہوا گیا ہو ثواب سے ف یعنے اور دنیا کی مصیبت مصیبت نہیں ہی بسبب پائے جانے ثواب آخرت کے اور مصیبت حقیقی وہ ہی کہ کوئی
صبر نکرے اور ثواب سے محروم رہے اور یہ مجتہد اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہی کہ جو پہلے صدمہ میں ترجمہ پس کہا علی نے کہ آیا جانتے ہو تم کہ کون ہی یہ شخص تعزیت
کرنے والا یعنے خضر ہیں ف یعنے کہ واسطے تعزیت اصحاب اور اہلبیت آنحضرت کے آئے ہیں ظاہر سیاق کلام سے یہ سمجھا جاتا ہی کہ مراد علی سے امیر المومنین
علی ہیں اور احتمال ہے کہ امام علی زین العابدین ہوں کہ وقت روایت کرنے حدیث کے حاضرین مجلس اپنے میں سے یہ کہا واللہ اعلم
ترجمہ نقل کی یہ بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ف یعنے اور حضرت حسین میں ساتھ مرسل کے لایا ہی کہ جب وفات پائی آنحضرت نے تعزیت کی اصحاب
والی بیت کی ملائکہ نے اور ذکر کی یہ عبارت کہ حدیث میں مذکور ہوئی بعد اسکے لایا ہی یعنے اور روایت کہ آیا ایک مرد سفید ریش جسیم خوش شکل پس آیا
پھلانگتا لوگوں کی گردنوں پر اور رویا پھر التفات کیا طرف اصحاب کے اور کہا ان فی اللہ عزاء پس کہا علی اور ابو بکر نے کہ یہ خضر ہیں اور یہ دلالت کرتی ہے اسپر کہ
مراد علی سے پہلی حدیث میں علی مرتضیٰ ہیں باب یہ ہی ترجمہ تمامات اور لواحق پہلے باب کے الفصل الاول فصل پہلی (عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ مَا تَرَکَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دِیْنَارًا وَّلَا دِرْھَمًا وَّلَا شَاۃً وَّلَا بَعِیْرًا وَّلَا اَوْصٰی بِشَیْءٍ رَوَاہُ مُسْلِمٌ) روایت ہی عائشہ سے کہا نہیں چھوڑے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے بعد وفات کے دینار اور نہ درہم اور نہ بکری اور نہ اونٹ اور نہ وصیت کی ساتھ کسی چیز کے نقل کی یہ مسلم نے ف یعنے قسم مال سے
کہ نہیں چھوڑا کچھ مال کہ وصیت کریں اور جو کچھ کہ مال بنی نضیر اور فدک اور مانند اسکے کے تھا سو آنحضرت نے حالت حیات میں صدقہ کر دیا تھا مسلمانوں پر بعد
نفقہ عیال کے ف کہا نووی نے کہ اور روایت میں آیا ہی کہ ذکر کیا لوگوں نے حضرت عائشہ کے آگے کہ علی تھے وصی پس کہا عائشہ نے کہ کب وصیت
کی انکو حالانکہ تھی میں تکیہ آنحضرت کی یہاں تک کہ وفات پائی آپ نے پس کب وصیت کی اور معنے الا اوصی بشیء کے یہ ہیں کہ نہیں وصیت کی تہائی مال کی اسلیے کہ
نہیں چھوڑا کچھ اسلیے کہ نہیں تھا انکے پاس مال اور نہ وصیت کی علی کو اور نہ غیر انکے کو خلاف اس چیز کے کہ گمان کرتے ہیں شیعہ پس یہ جو حدیثیں آئی ہیں بیچ وصیت
کرنے آنحضرت کے ساتھ کتاب اللہ کے اور وصیت انکی کے واسطے اہلبیت کے اور نکالدینے یہود کے جزیرہ عرب سے اور واسطے احسان کرنے کے
اہل مدینہ سے نہیں ہیں مراد انکے قول سے ولا اوصی بشیء اور یہ جو نقل کیا ہی بعض علماء سیر نے کہ آنحضرت کے لیے بہت سے اونٹ تھے اور دس اونٹنیاں
تھیں کہ رکھا تھا انکو نواح مدینہ میں اور لاتے تھے لوگ دودھ انکا ہر شب اور تھیں انکے لیے سات بکریاں پیتے تھے دودھ انکا پس نہیں صلاحیت رکھتی ہی واسطے
معارضہ اس حدیث کے اور اگر صحیح بھی ہو تو محمول کیا جاویگا اسپر کہ وہ تھے اونٹ صدقہ کے اور اصحاب فقراء اہل صفہ پیتے تھے ان میں سے پیا کرتے تھے دودھ انکا
(وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ اَخِیْ جُوَیْرِیَۃَ قَالَ مَا تَرَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِہٖ دِیْنَارًا وَّلَا دِرْھَمًا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا اَمَۃً وَّلَا شَیْئًا اِلَّا
بَغْلَتَہُ الْبَیْضَاءَ وَسِلَاحَہٗ وَاَرْضًا جَعَلَھَا صَدَقَۃً رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہی عمرو بن الحارث سے کہ صحابی تھے بھائی جویریہ کے کہ آنحضرت کی
بیویوں میں سے ہیں کہا کہ نہیں چھوڑے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نزدیک وفات اپنی کے دینار اور نہ درہم اور نہ غلام اور نہ لونڈی
یعنے رقیق میں ف یعنے مملوک پس اس سے معلوم ہوا کہ جو غلام کہ ذکر حضرت کے بردوں کا آیا ہی یا تو وہ مرگئے ہونگے یا آزاد کر دیا ہوگا انکو
ترجمہ اور نہ اور کچھ مگر خچر اپنا کہ سفید تھا کہ اسکو دلدل کہتے تھے مقوقس حاکم اسکندریہ نے بطور تحفہ کے بھیجا تھا اسکو اور ہتھیار اپنے ف یعنے جو کہ خاص تھے
حضرت کے پہننے کے مانند تلوار اور نیزہ اور زرہ اور خود اور عصا بھالا اسکے اور بعضی روایتوں میں خاص زرہ ہی واقع ہوئی ہی کہ یہودی کے پاس گرو تھی
اور شاید کہ حصہ اضافی ہی یعنی ہی اوپر نہ اعتبار کرنے اور ایسی ویسی چیزوں کے مانند کپڑوں اور اسباب گھر کے والا ثابت ہوا ہی کہ حضرت نے چھوڑا

کپڑے وغیرہ کہ اپنی جگہ پر مذکور ہیں تجہیز اور زمین گرو ان تھا انکو صدقہ نقل کی یہ بخاری نے فرع کہا ابن بطال نے کہ تخصیص علماء کی چہرہ بسبب چیزوں ذکر کی گئی
کی طرف یعنی خچر اور ہتھیار اور زمین کی طرف اور ظاہر تھا اور یہ ہو کہ تخصیص پھیر لی ہو زمین کی طرف کہا عسقلانی نے یعنی تصدق کیا منفعت زمین کو پس حکم
اسکا حکم وقف کا اور مشہور یہ ہے کہ آنحضرت نے کیا زمین کو اپنی حیات میں صدقہ جاریہ باقی ہے اسکے قائم رہنے تک پس ہمیشہ رہیگا ثواب صدقہ کا ساتھ دوام اصل
زمین کے پس نہیں منافی ہو اسکا کہ سوائے زمین کے اور املاک انکی نفس موت سے ہو جاینگی صدقہ کما لا یخفی کہا علامہ کرمانی نے شرح بخاری میں کہ وہ آدھی زمین
وادی قری کی تھی اور حصہ حضرت کا خمس خیبر سے اور حصہ انکا زمین بنی نضیر سے اور تخصیص علماء کی پھیر لی ہو طرف تینوں کے ظرف زمین کے فقط اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہو کہ ہم جماعت انبیا کی نہیں میراث چھوڑتے ہیں جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں ہم صدقہ ہوتا ہے اور قریب ہے کہ آوے گی تحقیق اسکی (وعن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یقتسم ورثتی دینارا ما ترکت بعد نفقۃ نسائی ومؤنۃ عاملی فہو صدقۃ متفق علیہ) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہ تحقیق رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بانٹینگے وارث میرے بعد مرنے میرے کے دینار فرع اسلیے کہ نہیں چھوڑونگا میں بعد مرنے اپنے کے دینار کہ آپس میں کرکے
بانٹیں انکو پس یہ اخبار ہے حقیقۃ اور احتمال یہ بھی ہے کہ اخبار ہو بمعنی نہی اور ٹھیک یہی معنوں میں یعنی نہ بانٹیں وارث میرے دینار کو ہر بیان کیا سبب اور علامت اسکے بطور
تنبیہ کے ترجمہ وہ چیز کہ چھوڑ جاؤں میں بیچ خرچ عورتوں اپنی کے اور بعد اجرت عامل اپنے کے پس وہ صدقہ ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فرع بیویاں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی بیچ حکم عدت والی عورتوں کے تھیں اسلیے کہ نہیں جائز تھا انکو نکاح کرنا بعد آنحضرت کے پس جاری ہوا انکے لیے نفقہ اور مراد عامل سے وہ ہیں کہ
خلیفہ ہوئے بعد حضرت کے پس وہی صرف کریں ترکہ اپنے مصارف میں اور پہونچاویں اسکو مستحقوں کے جیسا کہ بیچ آنحضرت صرف کرتے تھے اور آنحضرت
بھی نفقہ اپنے اہل کا صفایا میں سے کہ تھا حضرت کے لیے اموال بنی نضیر اور فدک سے اور صرف کرتے باقی کو سلاحوں کے مصالح میں پھر متولی ہوئے ابوبکر پھر عمر
اسی طرح پھر جب کہ نوبت خلافت کی پہونچی طرف عثمان کے بے پروا ہوئے اس سے بسبب مال اپنے کے پس جاگیر دیا انکو مروان وغیرہ اقارب اپنے کے لیے پس ہمیشہ
رہا انکے قبضہ میں یہاں تک کہ پھیرا اسکو عمر بن عبدالعزیز نے یعنی بطور سابق کے مصارف میں کر دیا پس حاصل حدیث یہ کہ جو کچھ کہ باقی رہے بعد نفقہ بیویوں میری کا
کے اور اجرت عاملوں میرے کے وہ صدقہ ہے کہ صرف کیا جاوے فقرا پر جیسے کہ حالت حیات میں تھا (وعن ابی بکر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لا نورث ما ترکناہ صدقۃ متفق علیہ) اور روایت ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میراث نہیں پائی جاتی ہے جو
کچھ چھوڑیں ہم یعنی قسم مال سے صدقہ ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فرع یعنی صرف کیا جاوے فقرا و مساکین پر اسلیے کہ ہم جماعت فقرا ہے میں اور شرح اسکی نزدیک
صوفیہ کے یہ ہے کہ وہ مالک نہ ہو کسی چیز کا پس جو کچھ کہ انکے ہاتھ میں ہے یا تو امانت ہے یا وقف ہے اور صدقہ اور بعضوں نے کہا کہ اسلیے کوئی انکا وارث نہیں ہوتا تاکہ خوف
نہ ہو انکے مرنے سے کوئی انکے وارثوں میں سے بسبب لینے ترکہ انکا کے اور یہ حدیث ابوبکر صدیق نے بیچ وقت طلب کرنے فاطمہ زہرا کے میراث کو
روایت کی اور کہا کہ میں خلیفہ آنحضرت کا ہوں جس جگہ کہ آنحضرت صرف کرتے تھے میں بھی کرتا ہوں اور غمخواری تمہاری کیا کرتا ہوں جیسے کہ آنحضرت کرتے تھے
اور میں نے آنحضرت سے سنا ہے کہ ہمارے لیے یعنی انبیا کے لیے میراث نہیں ہوتی اور یہ بات نری حضرت فاطمہ سے نہیں کہی بلکہ ازواج مطہرات سے بھی کہی
جس وقت کہ انھوں نے بھی طلب میراث کی کی اور عمر نے تولیت اسکی عباس اور علی کو دی تھی اور جب انمیں نزاع ہوئی اور کہا کہ بانٹ دو درمیان ہمارے بانٹا نہیں
حضرت عمر نے اور بے بانٹے درمیان انکے چھوڑا اور مدتوں تک تولیت اسکی اہلبیت نبوت کے ہاتھ رہی بعد ازاں وانیوں کے ظلم و تعدی سے انکے ہاتھ سے جاتا رہا اور
حکم میراث نہ ہونے آنحضرت کا نرا ابوبکر ہی نے نہیں دیا بلکہ بڑے بڑے صحابہ کو بلایا اور سب سے پوچھا سبھوں نے یہی حکم کیا اور کہا آنحضرت سے اسی طرح سنا ہے ہم نے اور یہی قرار پایا جیسے کہ حدیث
ابا ہم (وعن ابی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ان اللہ اذا اراد رحمۃ امۃ من عبادہ قبض نبیھا قبلھا فجعلہ لھا فرطا وسلفا بین یدیھا واذا اراد
ہلکۃ امۃ عذبھا ونبیھا حی فاھلکھا وھو ینظر فاقر عینہ بھلاکھا حین کذبوہ وعصوا امرہ رواہ مسلم)

اور روایت ہے ابی موسیٰ اشعری سے کہ نقل کی اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے مہربانی کرنی ایک امت پر اپنے بندوں میں سے وفات دیتا ہے اس امت کے پیغمبر کو پہلے اس امت سے یعنی پہلے اُترنے عذاب کے سے اُسپر پس کرتا ہے خدائے تعالیٰ پیغمبر کو واسطے امت کے پیش رو منزل آخرت یعنی آگے اُنکے یعنی جبکہ وہ راضی مرتا ہے شفیع ہوتا ہے اور جبکہ چاہتا ہے اللہ تعالیٰ ہلاک امت کا عذاب کرتا ہے اس امت کو اس حال میں کہ نبی اسکا زندہ ہوتا ہے پس ہلاک کرتا ہے اُنکو اس حال میں کہ وہ پیغمبر دیکھتا ہے پس ٹھنڈی کرتا ہے اللہ تعالیٰ آنکھیں اُسکی یعنی خوش کرتا ہے اُسکو سبب ہلاک ہونے امت کے جس وقت کہ جھٹلاتے تھے وہ اسکو اور نافرمانی کرتے تھے اُسکے حکم کی نقل کی یہ مسلم نے (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفس محمد بیدہ لیاتین علی احدکم یوم ولا یرانی ثم لان یرانی احب الیہ من اہلہ ومالہ معہم رواہ مسلم) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم اس ذات پاک کی کہ جان محمد کی اُسکے ہاتھ میں ہے البتہ آویگا ایک تمہارے پر ایک دن اور نہ دیکھیگا مجھکو پھر البتہ دیکھنا اسکا مجھکو دوست رکھا گیا ہوگا طرف اُسکے اہل و عیال اُسکے سے اور مال اُسکے سے ساتھ اہل و عیال کے نقل کی یہ مسلم نے ف مراد یہ ہے تو دیکھنا آنحضرت کا ہے اُنکی حیات میں اور صحبت رکھنی آپکے ساتھ بعد وفات کے سو یہ نہیں پایا جاتا ہے بلکہ یہ مناسب تر ہے ساتھ سیاق کلام کے اور ایسا ہی حال ہے مشتاقان جمال کا کہ اشتیاق میں بیچ دیکھنے جمال انکے سے کے صلی اللہ علیہ وسلم (باب مناقب قریش وذکر القبائل) باب یہ بیچ بیان مناقب قریش کے اور ذکر قبیلوں کے ف جمع مناقب منقبت کی ہے یعنی شرف اور فضیلت کے اور قریش نام قبیلہ خاص کا ہے عرب میں اور اصل میں نام نضر بن کنانہ کے فرزند کا ہے نام مقرر ہوا اس قبیلہ کا بنام باپ اپنے کے اور اصل میں نام ایک جانور کا ہے کہ بہت قوی ہوتا ہے دریائی جانوروں میں اور قبائل جمع قبیلہ کی ہے یعنی اولاد ایک باپ کے اور مراد انکے ذکر سے مدح اور مذمت انکی ہے (الفصل الاول) فصل پہلی (عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الناس تبع لقریش فی ہذا الشان مسلمہم تبع لمسلمہم وکافرہم تبع لکافرہم متفق علیہ) روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ تابع ہیں قریش کے اس کار میں مسلمان غیر قریش کے تابع ہیں قریش کے مسلمانوں کے اور کافر غیر قریش کے تابع ہیں قریش کے کافروں کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف مراد مسلم وکافر سے جنس میں یعنی سب جاننا چاہیے کہ ظاہر سیاق حدیث سے یہ ہے کہ مراد اس کار سے دین ہے از روئے وجود و عدم کے اور قریش اسبق اور اقدم ہیں امر دین میں اور پیشوا لوگوں کے ہیں ایمان و کفر میں پس مسلمان غیر قریش کے تابعدار قریش کے مسلمانوں کے ہیں اور کافر غیر قریش کے تابعدار قریش کے کافروں کے اور عرب انتظار کرتے تھے قریش کے اسلام لانیکا اور جب مکہ فتح ہوا اور قریش مسلمان ہوئے تو عرب جماعت جماعت اسلام میں داخل ہوئے جیسے کہ سورۂ اذا جاء نصر اللہ سے معلوم ہوتا ہے مقصود بیان کرنا تقدم ریاست قریش کا بیچ عہد اسلام و جاہلیت کے ہے لیکن فضل و شرف باعتبار اسلام کے ہے نہ کفر کے گو کہ بیان مطلق ریاست کا ہو خواہ بسبب دین کے یا باعتبار دنیا کے اور جاہلیت میں بھی بیت اللہ اور حرمین اسکی خدمت دربانی و سبیل پانی وغیرہ کے قریش ہی میں تھی نہ اوروں میں اور بعضوں نے کہا مراد اس شان سے خلافت و امامت ہے جیسے کہ حدیثوں میں آیا ہے اور مراد امر ہے قریش کی تابعداری کرینگے اور اگر لوگ مخالفت کریں اور تابعداری انکی قبول نہ کریں تو منافات اس سے نہیں رکھتا یعنی اسلیے کہ امر کا وقوع ضرور نہیں (وعن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الناس تبع لقریش فی الخیر والشر رواہ مسلم) اور روایت ہے جابر سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ تابع قریش کے ہیں خیر و شر میں یعنی اسلام و کفر میں جیسے کہ گذرا اوپر کی حدیث میں بیان اسکا نقل کی یہ بخاری نے (وعن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یزال ہذا الامر فی قریش ما بقی منہم اثنان متفق علیہ) اور روایت ہے ابن عمر سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ رہیگا خلافت قریش میں ف یعنی چاہیے کہ انہیں میں رہے امر خلافت اور جائز نہیں شرعاً عقد خلافت غیر انکے کے لیے اور اسپر منعقد ہوا اجماع صحابہ کا زمانہ میں ابوبکر کے اور اسی سے حجت کی مہاجرین نے انصار سے ترجمہ جب تک کہ باقی رہیں انہیں سے دو آدمی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنی سوائے خلیفہ کے یا ایک آدمی انکا

خلیفہ ہوا اور وہ ہمیشہ تابع اور یہ مبالغہ ہوا الا امر خلافت دو آدمیوں سے انتظام نہیں پکڑ پاتا فرع کہا نووی نے کہ یہ حدیثیں اور مانند انکے دلیل ظاہر ہیں اسپر کہ خلافت
مختص ہے ساتھ قریش کے نہیں جائز عقد خلافت غیر انکے کے لیے اور اسپر منعقد ہوا اجماع صحابہ کے زمانہ میں اور بعد انکے اور جو شخص مخالفت کی اسمین اہل بدعت
سے پس نہ حجت لایا گیا ساتھ اجماع صحابہ کے اور بیان کیا آنحضرت صلعم نے کہ حکم ہمیشہ کو رہیگا اخیر زمانہ تک جب تک کہ باقی رہیں لوگوں میں سے دو بھی اور
ظاہر ہوا جو کچھ کہ فرمایا تھا آنحضرت نے اسوقت تک سلسلہ انتہا اور تحقیق یہ ہے کہ یہ خبر ہے معنے امر کے یعنے جو کہ مسلمان ہو پس چاہیے کہ اتباع کرے انکا اور نہ خروج کرے
انپر والا جاتا رہا یہ امر خلافت قریش سے اکثر شہروں میں کچھ اوپر دو سو برس کے بعد اور احتمال ہے یہ کہ محمول ہو اپنے ظاہر پر اور مقید ساتھ قول حضرت
کے کہ حدیث آیندہ میں ہے ما اقاموا الدین یعنے امر خلافت ہمیشہ قریش میں رہیگا جب تک کہ برپا رکھینگے دین کو اور نہیں نکلا یہ امر خلافت قریش کے ہاتھ سے مگر
کہ رعایت نہ کی انھوں نے دین کی حرام چیزوں کی (وعن معاویۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان ہذا الامر فی قریش لا یعادیہم
احد الا کبہ اللہ علی وجہہ ما اقاموا الدین رواہ البخاری) اور روایت ہے معاویہ سے کہا انھوں نے سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے
تحقیق یہ امر یعنے خلافت قریش میں ہے نہیں دشمنی کریگا انسے کوئی مگر کہ الٹا ڈالیگا اسکو اللہ تعالی منہ کے بل یعنے خوار و ذلیل کریگا اسکو جب تک کہ قائم رکھینگے
قریش دین کو نقل کی یہ بخاری نے ف یعنے تائید و ترویج دینگے احکام دین کو اور شریعت کو اور اگر یہ نہ کرینگے تو نکلجاویگا یہ کام انسے اور مستحق عزل کے
ہونگے اور بعضوں نے کہا کہ مراد اس سے نماز ہے اسلیے کہ اور روایت میں صریح آیا ہے ما اقاموا الصلوۃ اور اطلاق دین کا اور ایمان کا نماز پر آیا ہے اور بعضوں
نے کہا کہ مراد رغبت دلانی ہے انکو نماز کے قائم رکھنے پر اور خوف و دہشت دلانی ہے اسکی کہ اگر قائم نہ رکھینگے نماز کو تو شاید کہ یہ امر انکے ہاتھ سے نکلجاوے
اور لوگ انپر غالب آویں (وعن جابر بن سمرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یزال الاسلام عزیزا الی اثنی عشر خلیفۃ
کلہم من قریش وفی روایۃ لا یزال امر الناس ماضیا ما ولیہم اثنا عشر رجلا کلہم من قریش وفی روایۃ لا یزال الدین قائما حتی تقوم الساعۃ
او یکون علیہم اثنا عشر خلیفۃ کلہم من قریش متفق علیہ) اور روایت ہے جابر بن سمرہ سے کہ کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے
ہمیشہ رہیگا اسلام قوی اور مستقیم بارہ خلیفوں تک وہ سب ہونگے قریش میں سے اور اور روایت میں ہے کہ ہمیشہ رہیگا کار لوگوں کا یعنے انکے دین کا کام گذرتا ہوا
یعنے جاری نسق عدل اور انتظام اور صحیح اور درست جب تک کہ والی یعنے حاکم ہونگے اور انکے بارہ شخص کہ وہ سب قریش میں سے ہونگے اور
ایک روایت میں ہے ہمیشہ رہیگا دین قائم یہاں تک کہ قائم ہو قیامت اور ہوں لوگوں پر بارہ خلیفہ سب قریش میں سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے
ف یع اس حدیث کے بعضے طرق میں آیا ہے کہ ابو بکر لا یلبث الا قلیلا اشکال کیا ہے علما نے اس حدیث میں کہ ظاہر اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بارہ خلیفہ
بعد آنحضرت کے ہونگے ایک دوسرے کے پیچھے متصل کہ مستقیم ہو انپر امر دین کا اور عزیز ہو انکے وجود سے اسلام اور جاری ہوں انکی عدالت سے احکام
باوجودیکہ شہادت نہیں دیتی ہے اسپر وہ چیز کہ واقع ہوا ہے اسلیے کہ ہوئے انمیں ظالم اور مفسد بنی مروان سے کہ سیرت اور طریقہ انکا اچھا نہیں تھا اور یہ بھی ہے کہ
صحیح روایت میں آیا ہے کہ خلافت بعد میرے تیس برس ہوگی پھر ہوگی بادشاہت ظلم کی اور اتفاق رکھتے ہیں علما اسپر کہ بعد تیس برس کے خلفا نہیں ہیں بلکہ
بادشاہ اور امرا ہیں اور اختلاف کیا ہے اس حدیث کی توجیہ میں کئی قولوں پر اول یہ کہ مراد بارہ نفس ہیں کہ قائم ہوئے بعد آنحضرت کے ساتھ سلطنت اور امارت
کے اور انتظام پایا انسے ملک و سلطنت نے بے نزاع اور بے اختلاف و اختلال بیچ ظاہر امور مسلمانوں کے اور رعایا کے اگرچہ بعضے انمیں سے ظالم و بے انصاف
تھے اور واقع ہوا اختلال بیچ عہد ولید بن یزید بن عبد الملک بن مروان کے کہ بارہواں ہے انکا اور اجماع کیا لوگوں نے اسپر جسوقت کہ مرا چچا اسکا ہشام قریب چار
برس تک لوگ مجتمع رہے اسکی امارت پر بعد ازاں اٹھے اسکے مقابلے کے لیے اور مار ڈالا اسکو پس منتشر ہوا فتنہ اور متغیر ہوا اس روز سے احوال یہ کہا قاضی
عیاض مالکی نے اور تحسین کی اس قول کی شیخ ابن حجر عسقلانی نے اور کہا کہ ظاہر ترین اقوال کا اس حدیث میں اور ارجح ترین توجیہات کا اس میں یہ قول ہے

اور ہو سکتا ہے کہ جو واقع ہوا ہے بیچ بعضے طرق صحیحہ اس حدیث کے کلہم تجتمع علیہ الامۃ اور مراد جمع سے انقیاد اور اطاعت اور اتفاق ہے انکی بیعت پر اگرچہ بکراہت بھی ہوا اور حدیث جو وارد ہے بیچ مدح اور ثنا کے انکی کے نہیں ہے باعتبار دین اور عدالت اور حقانیت کے بلکہ باعتبار اجتماع اور انتظام اور اتفاق کے ہے اور وہ خلافت کہ فرمایا ہے حضرت نے تمام ہونا اسکا تیس برس میں وہ خلافت کبری ہے کہ خلافت نبوت ہے اور یہ خلافت امارت ہے اور بستر اور بعد خلفاء راشدین کے جو امرا گذرے ہیں انکو بھی خلفا کہنا رائج ہے اگرچہ مجاز ہے جیسے کہ خلفاء عباسیہ کو کہتے تھے اور پوشیدہ نرہے کہ یہ قول خالی نہیں عدم مناسبت سے ساتھ سیاق حدیث کے کہ فرمایا لا یزال الاسلام عزیزا و لا یزال الدین قائما اگرچہ مناسب ہے ساتھ روایت لا یزال الناس ماضیا کے اور حدیث صحیح ہے بیچ مدح انکی کے ساتھ صلاح دین کے اور ظہور حق کے اور قوت اسلام کی بیچ زمانہ انکے کے بسبب عدالت انکی کے واللہ اعلم اور بہتر یہ ہے کہ مراد خلفاء سے عادل اور امرا صالح ہیں کہ مستحق اسم خلافت کے ہیں حقیقت میں ولیکن لازم نہیں کہ بعد آنحضرت کے ایک بعد دوسرے کے پے در پے متصل ہوں شاید کہ یہ عدد تمام ہوا ایک زمانہ تک اگرچہ قریب قیامت تک ہو اور تورپشتی نے کہا کہ راہ راست اس حدیث میں اور اور حدیثوں میں کہ اس باب میں وارد ہوئی ہیں یہ ہے کہ مراد پہچانا انکا ہے بعد موت مہدی کے اور یہ خبر دی ہے مخبر صادق نے اس حال سے اور اور حدیث میں آیا ہے کہ جب مرینگے مہدی مالک ہونگے امر کے پانچ مرد اولاد سبط اکبر یعنے امام حسن کی سے پھر مالک ہونگے پانچ مرد اولاد سبط اصغر یعنے امام حسین شہید کی سے پھر وصیت کریگا آخر انکا ایک شخص کو اولاد حسن سے پھر مالک ہوگا وہ پھر انکے فرزند اسکا اور پورا ہوگا ساتھ انکے عدد بارہ کا اور ہر ایک انمیں سے امام عادل ہادی مہدی ہوگا اور یہ ایک توجیہ معقول ہے اگر صحیح ہو یہ حدیث کہ وارد ہوئی ہے انمیں اور روایت کیا گیا ہے ابن عباس سے بیچ وصف مہدی کے کہ کہا دور کردیگا اللہ تعالی اسکے وجود سے ہر غم اور اندوہ کو اور روکریگا اسکے عدل سے ہر جور و فساد کو بعد ازان والی امر کے بعد انکے بارہ آدمی ہونگے میں ہونگے چھ اولاد حسن سے اور پانچ اولاد حسین سے اور ایک دوسرے سے پھر مریگا پھر جاویگا زمانہ اور مقصود اس عدد کا ہے ایک عصر میں کہ اتباع اور اطاعت کرینگے ہر ایک کی ایک جماعت اور موید ہے اسکی یہ روایت نزدیک ہے کہ ہونگے بعد میرے خلیفہ اور بہت ہونگے اور مقصود آنحضرت کا خبر دینا ہے ساتھ عجیب فتنوں کے کہ بعد انکے ظاہر ہونگے حتی کہ ایک زمانہ میں بارہ خلیفہ ہونگے اور مراد یہ ہے کہ امر دین منتظم ہوگا اور اسلام عزیز اس زمانہ تک اور اس زمانہ میں اختلال واقع ہوگا اور توجیہات سابق میں معنی یہ ہونگے کہ بیچ زمان دولت ان بارہ کے انتظام ہوگا اور بعد انکے اختلال یہ ہے جو کچھ کہ شارحین نے ذکر کیا ہے بیچ شرح اس حدیث کے واللہ اعلم بمراد رسولہ اور شیعہ نے حمل کیا ہے ان بارہ کو اسپر کہ یہ اہل بیت نبوت سے ہونگے پے در پے عام ہے اس سے کہ انکے لیے خلافت حقیقۃً یا استحقاق پس اول انکے علی ہیں پھر حسن پھر حسین پھر زین العابدین پھر محمد باقر پھر جعفر صادق پھر موسے کاظم پھر علی رضا پھر محمد تقی پھر علی نقی پھر حسن عسکری پھر محمد مہدی رضوان اللہ علیہم اجمعین (وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غفار غفر اللہ لہا واسلم سالمہا اللہ وعصیۃ عصت اللہ ورسولہ متفق علیہ) اور روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ غفار ساتھ زین معجمہ کے اور رف کے نام ایک قبیلہ کا ہے اور ابو ذر غفاری بھی انھیں میں سے ہیں دعا کی آنحضرت نے انکے لیے اور فرمایا ترجمہ کہ بخشے خدا تعالے انکو چونکہ تھے غفار متہم ساتھ چوری کرنے مال حجاج کے پس دعا کی آنحضرت نے انکے لیے کہ محو کرے انسے یہ گناہ اور بخشے انکو اور احتمال رکھتا ہے کہ اخبار ہو مغفرت الٰہی سے انکے لیے یعنے بخشا انکو اللہ نے ترجمہ اور اسلم بھی قریب نام ایک قبیلہ کا ہے کہ نسبت جو اسکی طرف رکھتے ہیں انکو اسلمی کہتے ہیں ترجمہ صلح کرے انسے خدا تعالے یعنے معاملہ کرے انسے ساتھ ایک چیز کے کہ موافق ہو یعنے سلامت رکھے انکو آفات سے اور ایذا دینے سے انکو اور دعا کی انکے لیے اس طرح اسلیے کہ وہ اسلام لائے تھے بغیر لڑائی کے اور یہ بھی احتمال خبر کا رکھتا ہے ترجمہ اور عصیہ نے معصیت خدا کی اور انکے رسول کی کی نقل کی یہ بخاری نے اور عصیہ قوم ہے اور یہ ایک قبیلہ ہے کہ قاریوں کو بیر معونہ پر قتل کیا اور آنحضرت صلعم بددعا کرتے تھے انپر قنوت میں اور یہ اخبار ہے قطعا اور احتمال دعا کا نہیں رکھتا ہے ولیکن بیچ اظہار انکی نقص کا ہے کہ کہا کہ مستلزم ہے بددعا کرنے کو انپر ساتھ خوار ہونے کے بسبب گناہ کرنے کے (وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش والانصار وجہینۃ ومزینۃ واسلم وغفار واشجع موالی لیس لہم مولی دون اللہ ورسولہ متفق علیہ) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

کہ قریش یعنے مسلمان انکے اہل مکہ وغیرہ سے اور انصار یعنے قبیلہ انکا اہل مدینہ سے اور قبیلہ جہینہ اور مزینہ یعنے مسلمان انکے اور اسلم اور غفار اور اشجع کہ ابو قبیلہ ہی
اور مراد یہان اولاد مومن اسکی ہی مددگار اور دوست میرے ہین ف ح لفظ موالی ساتھ زبر یا کے مشدد کے مضاف ہی طرف یا متکلم کے جمع مولی کی ہی اور روایت
کیا گیا ہو موال ساتھ زبر میم اور زیر لام با تنوین کے یعنے بعض انکے دوست اور مددگار بعضون کے ہین ترجمہ نہین ہی انکے سوا دوست اور مددگار سوا
خدا کے اور پیغمبر اسکے کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن ابی بکرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلم وغفار ومزینۃ وجهینۃ خیر من بنی تمیم ومن بنی
عامر والحلیفین بنی اسد وغطفان متفق علیہ) اور روایت ہی ابی بکرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسلم اور غفار اور مزینہ اور جہینہ
قبیلہ بہتر ہین بنی تمیم سے اور بنی عامر سے اور بہتر ہین دو ہم قسمون سے کہ بنی اسد اور غطفان ہین ف ح غطفان ساتھ زبر غین معجمہ اور طا مہملہ کے اور یہ دونون قبیلہ
آپس مین حلیف تھے کہ باہم مدد کرنے پر قسم کھائی تھی جیسے کہ عادت عرب کی تھی اور ان قبیلون کو بہتر فرمایا بسبب سبقت اسلام اور اچھے ہونے آثار انکے کے
(وعن ابی ہریرۃ قال ما زلت احب بنی تمیم منذ ثلث سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فیہم سمعتہ یقول ہم اشد امتی علی الدجال قال وجاءت
صدقاتہم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذہ صدقات قومنا وکانت سبیۃ منہم عند عائشۃ فقال اعتقیہا فانہا من ولد اسمعیل متفق علیہ) اور روایت
ہی ابی ہریرہ سے کہ کہا ہمیشہ دوست رکھتا ہون مین بنی تمیم کو اسوقت سے کہ تین خصلتین یا تین کلمے سنے ہین مین نے آنحضرت سے انکے حق مین فرماتے تھے سنا مین نے آنحضرت سے فرماتے
یعنے ایک خصلت یہ ہی کہ بنی تمیم سخت تر امت میری کے ہین دجال پر یعنے وقت ظہور اسکے کے بہت جدال اور نزاع اور انکار اور بحث کرینگے اور اس سے معلوم ہوا ہونا انکا
اسکے وقت تک بکثرت کہا ابو ہریرہ نے دوسری خصلت یہ ہی کہ آئے صدقے یعنے زکوتین بنی تمیم کی پس فرمایا آنحضرت نے کہ یہ صدقے ہماری قوم کے ہین یعنے شرافت
دی انکو بسبب اضافت کرنے کے اپنی طرف اور تیسرے یہ کہ تھی ایک لونڈی بنی تمیم مین سے عائشہ کے پاس پس فرمایا آنحضرت نے کہ آزاد کر اسکو عائشہ
اسلیے کہ یہ اسمعیل کی اولاد سے ہی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ح یعنے عرب سے ہی اور عرب اولاد اسمعیل سے ہین اگرچہ یہ صفت مشترک ہی درمیان تمام عرب کے
اور مخصوص نہین ہی ساتھ بنی تمیم کے ولیکن باوجود اسکے اس فرمانے مین ایک طرح کی عنایت اور شرافت دینی ہی انکو الفصل الثانی فصل دوسری (عن سعد
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من یرد ہوان قریش اہانہ اللہ رواہ الترمذی) روایت ہی سعد سے اسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا جو شخص کہ
چاہے خواری قریش کی ذلیل وخوار کرے اسکو خدا تعالی نقل کی یہ ترمذی نے ف ح قریش خواہ امام ہون یا غیر امام اگر امام ہون تو ظاہر ہی اور اگر غیر امام ہون سو
ہونا تو بسبب منسوب ہونے انکے حضرت رسول سے اور بسبب شرف وفضل انکے کے اس نسبت سے ایسا فرمایا (وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اللہم اذقت اول قریش نکالا فاذق آخرہم نوالا رواہ الترمذی) اور روایت ہی ابن عباس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یا الہی چکھایا تو نے
اول قریش کو عذاب یعنے روز بدر واحزاب کے پس چکھا آخر انکے کو انعام وعطا نقل کی یہ ترمذی نے (وعن ابی عامر الاشعری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نعم الحی الاسد والاشعرون لا یفرون فی القتال ولا یغلون ہم منی وانا منہم رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب) اور روایت ہی ابی عامر اشعری سے کہ چچا ہین
ابو موسی اشعری کے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھا قبیلہ ہی اسد اور اشعری ف ح اسد ساتھ جزم سین کے باپ ایک قبیلہ کا ہی یمن سے کہ وہ قبیلہ
اسی کے نام سے مشہور ہی اور انکو ازد بھی کہتے ہین اور ازد شنوہ بھی تمام انصار اسکی اولاد سے ہین اور اشعر لقب عمرو بن حارثہ اسدی کا ہی اور وہ بھی باپ ایک قبیلہ
کا ہی یمن سے ابو موسی اشعری اور قوم انکی اسی کی اولاد سے ہین اور انکو اشعریون کہتے ہین اور اشعرون ساتھ حذف یا نسبت کے بھی کہتے ہین ترجمہ نہین بھاگتے
ہین وہ دونون قبیلہ بیچ حال لڑنے کے ساتھ کفار کے اور نہ خیانت کرتے ہین غنیمت مین وہ مجھ سے ہین یعنے تبع ہین میری سنت اور طریقے کے یا میرے دوستون
مین سے ہین اور مین انسے ہون نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہی ف ع یعنے انکے دوستون سے اور اسمین آگاہ کرنا ہی اسپر کہ وہ متقی ہین بموجب قول
اللہ تعالی کے کہ ان اولیاؤہ الا المتقون (وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الازد ازد اللہ فی الارض ویرید الناس ان یضعفوہم ویابی اللہ

إِلَّا أَنْ يَجْمَعَهُمْ وَلَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَقُولُ الرَّجُلُ يَا لَيْتَ أَبِي كَانَ أَزْدِيًّا وَيَا لَيْتَ أُمِّي كَانَتْ أَزْدِيَّةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ) اور روایت ہے انس سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ازد شنوہ ازد اللہ کے ہیں یعنے لشکر اسکے اور انصار دین اسکے کے زمین میں ف ح اضافہ کیا انکا طرف اللہ تعالے کے یا تو بسبب مشہور ہونے انکے کے ساتھ اس لقب کے یا واسطے بزرگی کے جیسے ناقۃ اللہ یا بسبب ہونے انکے کے لشکر خدا کے اور مددگار دین اسکے کے اور رسول اسکے کے اور بعضون نے کہا کہ ازد اللہ یعنی اسد اللہ کے ہے کہ شیر ہے کہ شجاعت و دلاوری سے کہا ہے ترجمہ چاہتے ہیں لوگ کہ تحقیر و ذلیل کریں انکو اور انکار کرتا ہے اللہ تعالی یعنے نہیں چاہتا مگر کہ بلند مرتبہ کرے انکو اور البتہ آویگا لوگون پر ایک زمانہ کہ کہیگا مرد یعنے اس زمانہ میں ای کاشکے ہوتا باپ میرا قبیلہ ازد سے ای کاشکے ہوتی ماں میری ازد سے نقل کی یہ ترمذی نے ف ح یعنی مرتبہ ازدیوں کا ایسا بلند ہوگا کہ لوگ انپر رشک لیجاوینگے اور آرزو کرینگے کہ کاش ہم بھی انہیں میں ہوتے (وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَكْرَهُ ثَلَاثَةَ أَحْيَاءٍ ثَقِيفًا وَبَنِي حَنِيفَةَ وَبَنِي أُمَيَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ) اور روایت ہے عمران بن حصین سے کہ کہا وفات ہوئی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حال میں کہ وہ ناخوش رکھتے تھے تین قبیلوں کو ثقیف کو اور بنی حنیفہ کو اور بنی امیہ کو نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ف ح کہا علما نے کہ ناخوش رکھا ثقیف کو اسلیے کہ حجاج بن یوسف ظالم مشہور انھیں میں سے پیدا ہوا اور بنی حنیفہ کو ناخوش رکھا اسلیے کہ مسیلمہ کذاب انہیں میں سے تھا اور بنی امیہ کو بسبب اسکے کہ پیدا ہوا انہیں میں سے عبید اللہ بن زیاد کہ جو باعث تھا قتل امام حسین کا بلکہ یہ ہی پلید تھا آیا ہے کہ لایا گیا اسکے پاس سر مبارک حضرت امام حسین کا پس رکھا اسکو ایک طشت میں اور شروع کیا اسکو ٹھوکر مارنا ایک چھڑی سے کہا ترمذی نے جامع میں کہ کہا عمارہ بن عمیر نے کہ جب لایا گیا سر عبید اللہ بن زیاد کا اور ہمراہی اسکے کے ساتھ تھے چبوترہ مسجد پر پس پہونچا میں طرف انکے پس کہا انھوں نے کہ وہ آیا میں نا گہان ایک سانپ آیا یہاں تک کہ داخل ہوا عبید اللہ بن زیاد کے نتھنے میں پس ٹھہرا تھوڑی سی دیر پھر نکلا اور چلا گیا یہاں تک کہ غائب ہوا پھر کہا انھوں نے کہ آیا وہ سانپ پس کیا یہ دو بار یا تین بار یعنے آیا اور ناک میں گھسا اور نکل گیا دو یا تین بار اسی طرح کیا اور عجب ہے اس کہنے والے سے کہ یزید پلید بھی باوجود کہ بنی امیہ میں سے تھا اور اسکو ذکر نکیا حالانکہ پیشوا تھا اسکو بھی ذکر کرے کہ امیر عبید اللہ کا تھا اور یہ کچھ کہ عبید اللہ نے کیا اسکے امر و رضا سے کیا اور باقی بنی امیہ نے بھی اپنی بد ذاتیوں میں کچھ قصور نہیں کیا یزید و عبید اللہ کو کیا کہیں اور حدیثوں میں آیا ہے کہ آنحضرت نے خواب میں دیکھا کہ بندر منبر شریف پر بازی کرتے ہیں اور تعبیر اسکی ساتھ بنی امیہ کے کی اور بہت سی باتیں ہیں کہاں تک کہیں (وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَقِيفٍ كَذَّابٌ وَمُبِيرٌ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عِصْمَةَ يُقَالُ الْكَذَّابُ هُوَ الْمُخْتَارُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ وَالْمُبِيرُ هُوَ الْحَجَّاجُ بْنُ يُوسُفَ وَقَالَ هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ أَحْصَوْا مَا قَتَلَ الْحَجَّاجُ صَبْرًا فَبَلَغَ مِائَةَ أَلْفٍ وَعِشْرِينَ أَلْفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى مُسْلِمٌ فِي الصَّحِيحِ حِينَ قَتَلَ الْحَجَّاجُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَتْ أَسْمَاءُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا أَنَّ فِي ثَقِيفٍ كَذَّابًا وَمُبِيرًا فَأَمَّا الْكَذَّابُ فَرَأَيْنَاهُ وَأَمَّا الْمُبِيرُ فَلَا إِخَالُكَ إِلَّا إِيَّاهُ وَسَنَذْكُرُ تَمَامَ الْحَدِيثِ فِي الْفَصْلِ الثَّالِثِ) اور روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ثقیف میں ہوگا ایک بڑا جھوٹا اور ایک مفسد و ہلاک کرنے والا کہا عبد اللہ بن عصمہ تابعی نے یعنے تعیین جھوٹے اور ہلاک کرنے والے کی کہا جاتا ہے یعنے علما کہتے ہیں کہ مراد جھوٹے سے مختار بن ابی عبید ہے اور ہلاک کرنے والا وہ حجاج بن یوسف ظالم مشہور ہے اور کہا ہشام ابن حسان نے کہ فقیہ ہیں ائمہ اہل حدیث سے بڑا علم رکھتے تھے حدیث کا اور بہت بزرگ تھے شمار کیا لوگوں نے اسقدر کو کہ قتل کیا ہے حجاج نے قید اور بند کرکے یعنے صبر کر کے پس پہونچا ہے عدد انکا ایک لاکھ بیس ہزار کو ف ح سوائے انکے کہ معرکوں میں مارے اور کہتے ہیں کہ نکلے اسکے قید خانہ میں سے پچاس ہزار آدمی اور اسکے قید خانہ میں چھت نہ تھی ترجمہ نقل کی یہ ترمذی نے اور نقل کی مسلم نے اپنی صحیح میں جس وقت کہ قتل کیا حجاج نے عبد اللہ بن زبیر کو کہا اسماء نے یعنے زبیر کی ماں نے کہ بیٹی حضرت صدیق کے ہیں آنحضرت نے حدیث کی ہمکو یہ کہ ثقیف میں ایک بڑا جھوٹا ہوگا اور ایک مفسد ہلاک کرنے والا پس بڑا جھوٹا پس دیکھا ہمنے اسکو اور لیکن مفسد و ہلاک کرنے والا پس نہیں گمان کرتے ہیں مگر تجھکو اے حجاج اور قریب ہے کہ آویگی تمام حدیث تیسری فصل میں ف ح جاننا چاہیے کہ حجاج ساتھ زبر ح کے مبالغہ حاج کا ہے یعنے لانے والا واسطے حجت کے کہا مولف نے کہ وہ عامل تھا عبد الملک بن مروان کا عراق و خراسان پر اور بعد اسکے

ابن ولید کا عامل ہوا اور مرا واسط میں بیچ مہینے شوال کے سنہ پچانویں میں اور عمر اسکی چون برس کی تھی اور باقی احوال حجاج کا مشہور ہے حاجت اسکے ذکر کرنے کی نہیں اور مختار بن ابی عبید بن مسعود ثقفی کا احوال یہ ہے کہ باپ اسکا جلیل القدر صحابیوں میں سے تھا اور ولادت مختار کی سال ہجرت میں ہے اور نہیں ہے اسکو صحبت اور روایت یعنے وہ صحابی نہیں ہے اور نہ آنحضرت سے حدیث روایت کی اور ابتدا میں وہ مشہور تھا ساتھ علم اور فضل کے اور خیر کے لیکن باطن اسکا برخلاف اسکے تھا یہاں تک کہ جدا ہوا عبد اللہ بن زبیر سے اور طلب امارت کی کی اور رغبت دنیا میں کی اور ظاہر کی باطن کی خباثتیں یعنے فساد رائے اور بطلان عقیدہ تا سجد کہ ظاہر ہوئیں اس سے بہت سی ایسی چیزیں کہ مخالف دین کی تھیں اور بڑا ہی جھوٹا نکلا یہاں تک کہ کہتے ہیں کہ دعوی نبوت اور اترنے وحی کا کیا کوفہ میں اور تھا باپ اسکا امیر اسلام میں بیچ زمانہ عمر کے اور رہتا تھا مختار بیچ صحبت چچا اپنے کے اور موافقت کرتا تھا اسکی بیچ عقیدہ کے سمجھ اور محبت رکھنے کے ساتھ اہل بیت کے بعد اسکے کہ پہلے عداوت رکھتا تھا انسے اور مشہور تھا انکی عداوت میں اور بعد از شہادت امام حسین کے اظہار محبت کیا اور بدلہ لیا شہدائے کربلا کا یزیدیوں اور بہت لوگوں کو انمیں سے قتل کیا اور کہتے ہیں کہ یہ سب واسطے طلب دنیا اور طلب امارت کے تھا اور سن سڑسٹھ میں مصعب ابن زبیر کی امارت میں مارا گیا کوفہ میں اور علما اسکو کذابوں میں سے شمار کرتے ہیں اور اس حدیث میں یعنے یخرج من ثقیف کذاب و مبیر کو اسپر اور حجاج پر حمل کرتے ہیں واللہ اعلم (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَحْرَقَتْنَا نِبَالُ ثَقِيفٍ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اهْدِ ثَقِيفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے جابر سے کہ کہا یعنے صحابہ نے یا رسول اللہ جلادیا ہمکو ثقیف کے تیروں نے پس بد دعا کیجیے اللہ تعالی کی جناب میں ثقیف پر کہا آنحضرت نے یا الہی ہدایت کر ثقیف کو یعنے طرف اسلام کے اور اطاعت احکام کی نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مِينَاءَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ أَحْسِبُهُ مِنْ قَيْسٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ الْعَنْ حِمْيَرًا فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ حِمْيَرًا أَفْوَاهُهُمْ سَلَامٌ وَأَيْدِيهِمْ طَعَامٌ وَهُمْ أَهْلُ أَمْنٍ وَإِيمَانٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَيُرْوَى عَنْ مِينَاءَ هٰذَا أَحَادِيثُ مَنَاكِيرُ) اور روایت ہے عبد الرزاق بن ہمام سے کہ بڑے عالم ہیں کثیر التصانیف نقل کی اپنے باپ سے یعنے ہمام بن نافع تابعی سے کہ نقل کی مینا سے انہنے ابی ہریرہ سے کہا ابو ہریرہ نے تھے ہم نزدیک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس آیا آنحضرت کے پاس ایک شخص کہ گمان کرتا ہوں میں اسکو قیس سے کہ نام ایک قبیلہ کا ہے پس کہا اسنے یا رسول اللہ لعنت کرو حمیر پر یعنے بد دعا کرو انپر رحمت سے دور ہونے کی پس منہ پھیرا آنحضرت نے اس شخص کی طرف سے پھر آیا وہ شخص آنحضرت کے سامنے اور طرف سے انہوں منہ پھیر لیا اس سے پھر آیا آنحضرت کے سامنے اور طرف سے پس منہ پھیر لیا اس سے یعنے اعراض کیا اس سے دونوں جانبوں سے پھر فرمایا آنحضرت نے کہ رحمت کرے اللہ تعالی حمیر پر منہ انکے سلام میں اور ہاتھ انکے طعام ف ح یعنے آپسمیں جو ملتے ہیں تو السلام علیک کا اور طعام دیتے ہیں لوگوں کو اپنے ہاتھوں سے یعنے جامع صفت تواضع اور سخاوت کے ہیں کہ اصل بزرگی اور خوبی بیچ ادا کرنے حقوق لوگوں کے ہے ترجمہ اور وہ ہیں اہل امن کی مضرت سے اور اہل ایمان کے کہ ایمان کامل رکھتے ہیں نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے نہیں پہچانتے ہم اسکو مگر حدیث عبد الرزاق سے اور روایت کیجاتی ہیں اس مینا سے حدیثیں منکر یعنے اگرچہ عبد الرزاق فقیہ ہے اور قوی لیکن مینا ضعیف ہے (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ أَنْتَ قُلْتُ مِنْ دَوْسٍ قَالَ مَا كُنْتُ أَرَى أَنَّ فِي دَوْسٍ أَحَدًا فِيهِ خَيْرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور یہ بھی روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قبیلہ میں سے ہے تو کہا میں نے دوس میں سے کہ نام ایک قبیلہ کا ہے یمن میں فرمایا یعنے از راہ تعجب کے نہ تھا میں گمان کرتا کہ قبیلہ دوس میں کوئی شخص ہو کہ اسمیں بھلائی ہو نقل کی یہ ترمذی نے ف ح اسمیں تعریف ہے ابو ہریرہ کی اور مذمت دوس کی کہ اگر ابو ہریرہ نہ ہوتے تو اسمیں بھلائی نہ ہوتی (وَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبْغِضْنِي فَتُفَارِقَ دِينَكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ أُبْغِضُكَ وَبِكَ هَدَانَا اللّٰهُ قَالَ تُبْغِضُ الْعَرَبَ فَتُبْغِضُنِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ) اور روایت ہے سلمان فارسی سے کہ کہا فرمایا مجھکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دشمن رکھ تو مجھکو پس جدا ہو جائیگا تو اپنے دین سے عرض کیا میں نے کہ یا رسول اللہ کیونکر دشمن رکھونگا میں آپکو یعنی کیونکر

ہوں اور ہو مجھسے دشمن رکھنا آپ کا حالانکہ آپ حبیب اللہ کے اور محبوب اپنی امت کے ہیں اور بسبب آپ کے راہ دکھائی ہمکو خدائے تعالیٰ نے یعنی اسلام کی اور
تمام اچھے احکام کی فرمایا حضرت نے دشمن رکھے تو عرب کو پس دشمن رکھیگا مجھکو نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ف ع یعنی جبکہ دشمن رکھو گے
عرب کو عموماً اسکے ضمن میں مجھکو دشمن رکھنا بھی لازم آجائیگا پس دشمن رکھنا تیرا مجھکو اس معنی کر ہے کہ دشمن رکھے تو عرب کو حاصل یہ کہ بغض عرب کبھی ہوتا ہے سبب سید الخلق
کے بغض کا پس بچنا چاہیے اس آفت سے تا نہ پڑے خرابی عظیم میں اور ظاہر اسلمان سے بسبب عجمیت اور فارسیت اصلی اپنی کے کچھ تکبر اور بے ادبی نسبت عرب کے
یا بعضے اعراب کے سرزد ہوتی ہو دالا بغض حقیقی کیونکر متصور ہوا تھے پس چونکہ صورت بغض کی ہوتی ہو آنحضرت نے انکو متنبہ کر دیا کہ احتیاط کریں اور بچیں تا نوبت بغض حقیقی کی
نہ پہنچے کہ وہ سبب ہے بغض کا ہوگا فافہم (وعن عثمان بن عفان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من غش العرب لم یدخل فی شفاعتی ولم تنلہ
مودتی رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب لا نعرفہ الا من حدیث حصین بن عمر ولیس ہو عند اہل الحدیث بذاک القوی) اور روایت ہے عثمان بن عفان سے
کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی خیانت کرے عرب سے اور خیر خواہی نہ کرے انکی یا ظاہر کرے خلاف اس چیز کی کہ دل میں رکھتا ہو اور کینہ رکھے
نہیں داخل ہوگا میری شفاعت میں یعنی شفاعت صغریٰ میں اسلیے کہ کبریٰ تو عام ہوگی سب کے لیے اور نہ پہنچیگی اسکو دوستی میری ف ش یعنی
دوست رکھنا میرا اسکو یا نہیں پہنچیگا اور نہیں حاصل ہوگا اسکے لیے دوست رکھنا اسکا مجھکو اور مقصود نفی کمال کی ہے ترجمہ نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث
غریب ہے نہیں پہچانتے ہم اسکو مگر حدیث حصین بن عمر کی سے اور نہیں وہ نزدیک اہل حدیث کے ایسا قوی ف ش کہتا ہوں میں پس ہوگی حدیث ضعیف اسکے طرق
سے اور وہ معتبر ہے فضائل میں اور اسکی تائید اور بہت سی حدیثیں آئی ہیں قریب ہے کہ پہنچیں تواتر معنوی کو مانند قول آنحضرت کے حب العرب ایمان و بغضہم نفاق
کی حاکم نے انس سے اور طبرانی نے اوسط میں انس سے روایت کی ہے حب العرب ایمان وبغضہم کفر فمن احب العرب فقد احبنی ومن ابغض العرب فقد ابغضنی اور
طبرانی نے کبیر میں روایت کی ہے سہل بن سعد سے احبوا قریشا فانہ من احبہم احبہ اللہ اور روایت کی حاکم نے مستدرک میں ابو ہریرہ سے بطریق مرفوع کے
احبوا الفقراء وجالسوہم واحبوا العرب من قلبک ولیردک عن الناس ما تعلم من نفسک) اور حدیث تین کی روایت کی ہے احمد نے اپنے مسند میں بھی اور
قول ترمذی اسکی سندوں کا یہ ہے کہ ہو حسن پس حدیث حسن لغیرہ ہے (وعن ام الحریر مولاۃ طلحۃ بن مالک قالت سمعت مولای یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من اقتراب الساعۃ ہلاک العرب رواہ الترمذی) اور روایت ہے ام حریر سے کہ لونڈی آزاد طلحہ بن مالک صحابی کی ہے کہا کہ سنا میں نے اپنے مولیٰ سے کہ
کہتے تھے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے قرب قیامت کی علامتوں میں سے ہلاک ہونا عرب کا ہے نقل کی یہ ترمذی نے ف ع یعنی مسلمان عرب کا یا جنس عرب کا اور
اسمیں اشارہ ہے طرف اسکے کہ غیر عرب تابع انکے ہیں اور نہیں قائم ہوگی قیامت مگر برے لوگوں پر اور نہیں رہیگا زمین میں وہ شخص کہ کہے اللہ اللہ (وعن ابی ہریرۃ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الملک فی قریش والقضاء فی الانصار والاذان فی الحبشۃ والامانۃ فی الازد یعنی الیمن وفی روایۃ موقوفا رواہ الترمذی
وقال ہذا اصح) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خلافت و بادشاہی قریش میں ہے اور قضا انصار میں ف ح مراد قضا
سے نقابت ہے اسلیے کہ بارہ نقبا انصار میں سے مقرر کیے تھے اور بعضوں نے کہا کہ نہ بلکہ مراد قضا سے قضا شرعی ہے اسلیے کہ آنحضرت نے معاذ کو قاضی یمن کا
کرکے بھیجا تھا اور یہ ظاہر تر ہے ترجمہ اور بانگ نماز کہنی قوم حبشہ میں ہے یعنی اسلیے کہ رئیس آنحضرت کے مؤذنوں کے بلال تھے اور وہ حبشی تھے اور امین ہونا اور امین کرنا
ازد میں ہے یعنی ازد شنوہ میں کہ وہ قبیلہ ہے یمن میں اور نہیں منافی ہے یہ قول بعضے راوی کے کہ مراد رکھتے تھے حضرت ازد سے یمن کو ف ع لیکن ظاہر اتباع در کلام
راوی سے ارادہ عموم اہل یمن کا ہے اسلیے کہ وہ رقیق القلب ہیں اور اہل امن و ایمان واللہ اعلم اور فقط و یہ ہے کہ چاہیے یوں کہ بہ مناسبت ان قوموں میں دی خدا نے
اور نہیں سے کرنی چاہیں ترجمہ اور روایت میں یہ حدیث موقوف ہے ابو ہریرہ پر نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا روایت اس حدیث کی بطریق وقف کے صحیح تر ہے اسنادا
میں حدیث مرفوع سے (الفصل الثالث فصل تیسری (عن عبد اللہ بن مطیع عن ابیہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوم فتح مکۃ لا یقتل قرشی

صَبْرًا بَعْدَ ہٰذَا الْیَوْمِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ روایت ہے عبداللہ بن مطیع قرشی کو سادات قریش سے ہیں اپنے باپ سے یعنے مطیع سے کہ صحابی ہیں اور نام انکا عاصی تھا آنحضرت نے مطیع رکھا کہا مطیع نے کہ سنا میں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے دن فتح مکہ کے نہ قتل کیا جاویگا کوئی قریشی صبر و بند کر کے یعنے گرفتار کر کے نہیں قتل کیا جاویگا بعد اس دن فتح کے روز قیامت تک نقل کی یہ مسلم نے ف لکھا حمیدی نے کہ تاویل کی ہے اس حدیث کی بعضے علماؤں نے کہ معنے اسکے یہ ہیں کہ نہیں قتل کیا جاویگا کوئی قریشی بعد اس دن کے قیامت تک جلس کر کر اس حال میں کہ وہ مرتد ہو اسلام سے ثابت ہو کفر پر اسلیے کہ قریش میں سے ایسے تو بہت سے لوگ گئے ہیں کہ قتل کیے گئے ہیں جلس کر کر اگلے زمانہ میں کفر پر بعد آنحضرت کے اور نہیں پائے گیے ہیں انمیں سے ایسے کہ قتل کیے گئے ہوں جلس کر کر اس حالت میں کہ مرتد ہوں اسلام سے اور ثابت ہوں کفر پر انتہی اور بعضے کہتے ہیں کہ ایسا نہیں ہوگا کہ پایا جاوے قریشی مرتد پس قتل کیا جاوے اور موید ہے اسکی یہ روایت ان الشیطان قد ایس من جزیرۃ العرب

(وَعَنْ اَبِیْ نَوْفَلٍ مُعَاوِیَۃَ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ رَاَیْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ الزُّبَیْرِ عَلٰی عَقَبَۃِ الْمَدِیْنَۃِ قَالَ فَجَعَلَتْ قُرَیْشٌ تَمُرُّ عَلَیْہِ وَالنَّاسُ حَتّٰی مَرَّ عَلَیْہِ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ فَوَقَفَ عَلَیْہِ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَبَا خُبَیْبٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَبَا خُبَیْبٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَبَا خُبَیْبٍ اَمَا وَاللّٰہِ لَقَدْ کُنْتُ اَنْہَاکَ عَنْ ہٰذَا اَمَا وَاللّٰہِ لَقَدْ کُنْتُ اَنْہَاکَ عَنْ ہٰذَا اَمَا وَاللّٰہِ لَقَدْ کُنْتُ اَنْہَاکَ عَنْ ہٰذَا اَمَا وَاللّٰہِ اِنْ کُنْتَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا وَصُوْلًا لِلرَّحِمِ اَمَا وَاللّٰہِ لَاُمَّۃٌ اَنْتَ شَرُّہَا لَاُمَّۃُ سَوْءٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَاُمَّۃُ خَیْرٍ ثُمَّ نَفَذَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ فَبَلَغَ الْحَجَّاجَ مَوْقِفُ عَبْدِ اللّٰہِ وَقَوْلُہٗ فَاَرْسَلَ اِلَیْہِ فَاُنْزِلَ عَنْ جِذْعِہٖ فَاُلْقِیَ فِیْ قُبُوْرِ الْیَہُوْدِ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰی اُمِّہٖ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ فَاَبَتْ اَنْ تَاْتِیَہٗ فَاَعَادَ عَلَیْہَا الرَّسُوْلَ لَتَاْتِیَنِّیْ اَوْ لَاَبْعَثَنَّ اِلَیْکِ مَنْ یَسْحَبُکِ بِقُرُوْنِکِ قَالَ فَاَبَتْ وَقَالَتْ وَاللّٰہِ لَا اٰتِیْکَ حَتّٰی تَبْعَثَ اِلَیَّ مَنْ یَسْحَبُنِیْ بِقُرُوْنِیْ قَالَ فَقَالَ اَرُوْنِیْ سِبْتَیَّ فَاَخَذَ نَعْلَیْہِ ثُمَّ انْطَلَقَ یَتَوَذَّفُ حَتّٰی دَخَلَ عَلَیْہَا فَقَالَ کَیْفَ رَاَیْتِنِیْ صَنَعْتُ بِعَدُوِّ اللّٰہِ قَالَتْ رَاَیْتُکَ اَفْسَدْتَ عَلَیْہِ دُنْیَاہُ وَاَفْسَدَ عَلَیْکَ اٰخِرَتَکَ بَلَغَنِیْ اَنَّکَ تَقُوْلُ لَہٗ یَا ابْنَ ذَاتِ النِّطَاقَیْنِ اَنَا وَاللّٰہِ ذَاتُ النِّطَاقَیْنِ اَمَّا اَحَدُہُمَا فَکُنْتُ اَرْفَعُ بِہٖ طَعَامَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَطَعَامَ اَبِیْ بَکْرٍ مِنَ الدَّوَابِّ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَنِطَاقُ الْمَرْاَۃِ الَّتِیْ لَا تَسْتَغْنِیْ عَنْہُ اَمَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا اَنَّ فِیْ ثَقِیْفٍ کَذَّابًا وَمُبِیْرًا فَاَمَّا الْکَذَّابُ فَرَاَیْنَاہُ وَاَمَّا الْمُبِیْرُ فَلَا اِخَالُکَ اِلَّا اِیَّاہُ قَالَ فَقَامَ عَنْہَا فَلَمْ یُرَاجِعْہَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

اور روایت ہے ابی نوفل معاویہ بن مسلم تابعی سے کہا دیکھا میں نے عبداللہ بن زبیر کو اوپر گھاٹی مدینہ کے لٹکا ہوا یعنے سولی پر اور مراد گھاٹی مدینہ سے گھاٹی مکہ کی ہے کہ واقع ہے بیچ راہ اہل مدینہ کے جسوقت کہ وہ آتے ہیں مکہ میں پس اضافت عقبہ کی مدینہ کی طرف اسی جہت سے ہے اور تھا عبداللہ بن زبیر مکہ میں تھے کہ حجاج ظالم نے انکو مارا اور جگہ مذکور میں سولی پر کھینچا اور اسلیے مقبرہ کی یہی جگہ انکی قبر کی حجون میں قریب کہ عقبہ کے لیکن ثابت نہیں کہ کونسی قبر ہے انکی اور اسی طرح تمام قبریں صحابہ کی کہ مکہ کے مقبرہ میں ہیں کوئی جگہ معین انکی معلوم نہیں بوجہ صحت کے یہانتک کہ تربت حضرت خدیجہؓ کا بھی یہی حال ہے اور گنبد جو اسپر بنایا گیا ہے بہ اعتماد رویا بعض اولیا کے بنایا گیا ہے واللہ اعلم ترجمہ کہا ابو نوفل نے پس شروع کیا قریش نے کہ گذرتے تھے ابن زبیر پر اور لوگ بھی گذرتے تھے ان پر یہانتک کہ گذرے ان پر عبداللہ بن عمر پس ٹھہرے ابن زبیر کے پاس کہ سولی پر تھے پس کہا ابن عمر نے سلام تجھپر اے ابا خبیب تین بار اسی طرح کہا ف خبیب خ کے پیش اور ب کے زبر اور ی کے جزم سے بڑا بیٹا ابن زبیر کا ہے اسکے نام پر کنیت ابن زبیر کی ابو خبیب ٹھہری اور اس سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے تین بار سلام کرنا میت پر اگرچہ پہلے دفن کے ہو ترجمہ آگاہ ہو قسم ہے خدا کی البتہ تحقیق تھا میں منع کرتا میں تجھکو اس کام سے تین بار اسی مضمون کو کہا ف مراد کام سے خروج ساتھ دعوی خلافت اور امامت کے ہے کہ عبداللہ بن زبیر نے کیا کہ یزید سے بیعت نہ کی اور مکہ میں جا بیٹھے اور ولایتیں اپنے تحت و تصرف میں لائے اور اسی طرح مروان سے بعد یزید کے اور عبدالملک سے بعد مروان کے بیعت نہ کی پس عبدالملک نے حجاج کے تئین ابن زبیر پر مکہ میں بھیجا اور حجاج نے انکو مارا اور سر انکا مدینہ کو بھیجا اور جسد انکا مکہ میں سولی پر کھینچا اور یزید نے بھی ایک لشکر مدینہ کے خراب کرنے کے لیے اور وہاں کے رہنے والوں کے قتل کے لیے کہ اسکو واقعہ حرہ کہتے ہیں بھیجا تھا اور وہی لشکر مکہ کو آیا تا عبداللہ بن زبیر کو مارے اس درمیان میں یزید مر گیا پس ابن عمر نے کہا کہ میں تجکو اے ابا خبیب اس معاملہ سے منع کرتا تھا اور تو نے کہنا میرا نہ مانا آخر کو انجام کار یہ ہوا مقصود اس سے تاسف

عورت اس سے فـ ع یا تو بسبب خدمت کرنے کے کہ متعارف ہو اسکے گھر میں کہ اچھی ہو لائق تعریف کے عورت کے فرمایا واسطے باندھنے اسکے کہ اپنی کمرین
اپنی ہیئت پر پہننے کے لیے کہ پیٹ نہ بڑھ جاوے جیسے کہ عادت عرب کی عورتوں کی ذکر کرنا فضائل ہو کی ہیں تولہ بند پر سے کہ بنے ہوئے باندھتی ہیں اور غنی ہوتی ہیں
تو چاندی سونے کے کمربند باندھتی ہیں ترجمہ خبردار ہو تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث کی ہمکو کہ تحقیق ثقیف میں ہوگا ایک بڑا جھوٹا اور ایک مفسد ہلاک کرنیوالا پس
بڑا جھوٹا پس دیکھا ہمنے اسکو یعنی مختار کو اور ہلاک کرنیوالا پس گمان نہیں کرتی ہیں تجھکو مگر وہ ہلاک کرنیوالا کہ آنحضرت نے خبر دی ہے فـ ع کہا نووی نے کہ ابن عمر نے سلام کیا ابن زبیر
اس سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے سلام کرنا میت پر اور مکرر کرنا سلام کا اور یہ بھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ثنا کرنی موتی پر ساتھ اچھی صفتوں معروفہ اسکی کے
اور بیان ہے فضیلت عظیمہ ابن عمر کی بھی اور یہ سبب حق گوئی کے اور حجاج کے نہ پروا کرنے کی کیونکہ وہ تو جانتے ہی تھے کہ یہ مقام ان باتوں کی اسکو خبر ہو پہنچیگی اور باوجود اسکے
نہ باز رہے حق کہنے سے کہا ابو نوفل نے پس اٹھ کھڑا ہوا حجاج اسماء کے پاس سے اور نہ جواب دیا انکو نقل کی یہ مسلم نے فـ ع پھر مرگئیں اسما اپنے بیٹے کے مرنے
سے بیس دن بعد اور عمر انکی سو برس کی تھی اور ایک دانت بھی ٹوٹا تھا انکا وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَتَاهُ رَجُلَانِ فِىْ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَا اِنَّ النَّاسَ صَنَعُوْا مَا تَرٰى وَ
اَنْتَ ابْنُ عُمَرَ وَصَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَخْرُجَ فَقَالَ يَمْنَعُنِىْ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَىَّ دَمَ اَخِى الْمُسْلِمِ قَالَا اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ
فِتْنَةٌ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَدْ قَاتَلْنَا حَتّٰى لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ وَكَانَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ وَاَنْتُمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تُقَاتِلُوْا حَتّٰى تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِغَيْرِ اللّٰهِ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ اور روایت ہے نافع سے
کہ غلام آزاد ابن عمر کا ہے یہ کہ ابن عمر کے پاس آئے دو شخص بیچ فتنہ ابن زبیر کے یعنی پہلے قتل ہونے انکے کے پس کہا انھوں نے کہ تحقیق لوگوں نے کیا جو کچھ دیکھتے
تم یعنی اختلاف کیا امر امامت میں اور تم بیٹے عمر کے ہو یعنی اور وہ خلیفہ تھے اور یار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو فـ ع یعنی اور حضرت کے یاروں میں سے
بھی ہو پس اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ تم اولی ہو ساتھ خلافت کے عبد الملک سے کہ جلاد اسکا ہے حجاج بن یوسف ظالم ہے ترجمہ پس کیا چیز باز رکھتی ہے تمکو نکلنے
سے ساتھ دعوی امامت اور خلافت کے اور بدلا لینے ظالموں سے کے تب پس کہا ابن عمر نے کہ باز رکھتا ہے مجکو نکلنے اور قتال کرنے سے علم اس بات کا کہ تحقیق اللہ
نے حرام کیا ہے مجھپر خون بھائی مسلمان کا فـ ح اشارہ کیا ساتھ پرہیز کرنے کے خون سے اور اختیار کرنے طریق احتیاط کو والا حاجت لفظ علی کی نہ تھی ترجمہ
کہا ان دونوں نے کہ کیا نہیں فرمایا ہے خدا تعالی نے اور لڑو تم لوگوں سے یہاں تک کہ نہ پایا جاوے فتنہ پس کہا ابن عمر نے کہ تحقیق لڑے ہم یعنی ہمراہ آنحضرت
کے اور خلفاء راشدین کے یہاں تک کہ نہ تھا فتنہ یعنی شرک اور ہوا دین اسلام خالص خدا کے لیے اور تم چاہتے ہو یہ کہ لڑو تم یہاں تک کہ واقع ہو فتنہ یعنی مسلمانوں
اور ہو دین واسطے غیر اللہ کے نقل کی یہ بخاری نے فـ ع یعنی بسبب تزلزل دین خدا کے اور عدم ثبات امر اسکے کے اور حاصل یہ کہ سائل کے اعتقاد میں
یہ تھا کہ قتال کیجیے اس شخص سے کہ مخالف ہو اس امام سے کہ اعتقاد رکھتا تھا اسکی اطاعت کا اور ابن عمر ابن زبیر کے حق میں یہ مناسب جانتے تھے کہ وہ ترک
کرنے قتال کو بیچ اس چیز کے کہ متعلق ہو ساتھ ملک کے جیسے کہ دلالت کرتا ہے اسپر قول ابن عمر کا لقد نہاک عن مثل ہذا وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ الطُّفَيْلُ بْنُ
عَمْرٍو الدَّوْسِىُّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ دَوْسًا قَدْ هَلَكَتْ وَعَصَتْ وَاَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ فَظَنَّ النَّاسُ اَنَّهٗ يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا
وَائْتِ بِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا کہ آئے طفیل بن عمرو دوسی فـ ع کہ یہ صحابی ہیں اسلام لائے مکہ میں پھر گئے اپنی قوم میں اور وہاں
رہتے تھے یہاں تک کہ ہجرت کی آنحضرت نے پس آملے یہ آنحضرت کے پاس خیبر میں پس ہمیشہ خدمت بابرکت میں رہتے تھے یہاں تک کہ رحلت کی آنحضرت نے
اور انکا ذو النور لقب ہے اسلیے کہ جب آنحضرت نے انکو انکی قوم کی طرف بھیجا تا دعوت کریں یعنی اسلام کی طرف بلاویں انکو کہا کہ کیجیے میرے لیے یا رسول اللہ
کوئی نشانی تا تصدیق میری کریں لوگ پس دعا کی آنحضرت نے انکے لیے اور کہا خدایا بخش اسکے لیے نور پس پیدا ہوا نور انکی دونوں آنکھوں کے درمیان میں
کہا طفیل نے کہ ڈرتا ہوں میں کہ اسکو مثلہ کہیں پس پھرا وہ نور درمیان طرف کوڑی انکے کے پس روشن ہوتا تھا اندھیری رات میں پس گئے طفیل اور بلایا اپنی قوم کو
اسلام کی طرف پس اسلام لائے باپ انکے اور انکی ماں نہ ایمان لائیں پس روایت کرتے ہیں ابو ہریرہ کہ آئے طفیل بن عمرو ترجمہ طرف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے

اور کہا کہ تحقیق ہلاک ہو قبیلہ دوس کا یعنے مستحق ہلاک کے ہوئے اسلیئے کہ نافرمانی کی اور باز رہے طاعت سے پس بددعا کیجیے اللہ تعالےٰ سے اوپر انکے کہ عذاب واقع
ہو پس گمان کیا لوگون نے کہ آنحضرت بددعا کرینگے اوپر انکے کہا آنحضرت نے یعنے سبب ہونے انکے کے رحمۃ للعالمین اور ہدایت بخشنے والے لوگون کے خداوندا
راہ راست دکھا دوس کو اور لا انکو یعنے طرف مدینہ کے کہ آوین ہجرت کر کر یا نزدیک کر انکو طرف طریق مسلمین کے اور متوجہ کر دل انکے طرف قبول کرنے دین کے
نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احبوا العرب لثلاث لاني عربي والقرآن عربي وكلام اهل الجنة عربي رواه
البيهقي في شعب الايمان) اور روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ دوست رکھو تم عرب کو تین سبب سے ایک تو اس سبب
سے کہ مین عرب سے ہون یعنے اور جو کوئی دوست ہوتی ہے طرف حبیب کے محبوب ہوتی ہے اور دوسرے اس سبب سے کہ قرآن عربی زبان میں ہے یعنے اسلیئے
کہ اترا ہے قرآن عرب کی لغت میں اور انکی لغت سے پہچانی جاتی ہے فصاحت و بلاغت اسکی اور تیسرے اس سبب سے کہ کلام بہشتیون کا عربی ہے نقل کی یہ بیہقی نے
شعب الایمان میں فوت ہے یعنے عرب کو فضیلت ہے دنیا اور آخرت میں اور اخیر جملے سے سمجھا گیا کہ کلام دوزخیون کا غیر عربی ہے اور یہ تین سبب اثبت ہے کہ اعلی تھے بیان
فرما دیے انکے سوا بہی کئی سبب ہیں انسے محبت رکھنے کے کہ وہ یہ ہیں کہ انھون نے سیکھی شریعت اور نقل کی طرف ہمارے اور ضبط کیے انھون نے اقوال
اور افعال اور معجزات حضرتؐ کے اور نقل کی طرف ہمارے وہ مادہ ہیں اسلام کے اور سبب انکے فتح ہوئے شہر اور پھیلا اسلام اطراف عالم میں اور وہ اولاد اسمعیل
علیہ السلام کی ہیں اور سوال قبر انکی زبان میں ہوگا چنانچہ اسیلیے کہا گیا ہے من اسلم فهو عربي (باب مناقب الصحابة رضي الله عنهم اجمعين) باب
بیچ بیان مناقب صحابہ کے راضی ہوا اللہ ان سب سے مناقب جمع منقبت کی ہے یعنے فضیلت کے اور فضیلت کہتے ہیں اچھی خصلت کو کہ حاصل ہو سبب
اسکے شرف اور علو منزلت یا نزدیک اللہ تعالے کے اور یا نزدیک خلق کے اور دوسری بات کا کچھ اعتبار نہیں مگر کہ پہونچا وے طرف اول کے یعنے وسیلہ ہو اول
کا پس جب کہا جاوے کہ فلانا فاضل ہے یعنے فضیلت رکھنے والا تو معنے اسکے یہ ہیں کہ اسکے لیے منزلت ہے اللہ کے نزدیک اور نہیں پہونچا جاتا طرف فضیلت کے
مگر ساتھ نقل کے رسول خدا صلعم سے یعنے یہ سمجھنا کہ فلانا شخص ذی منزلت ہے اللہ کے نزدیک سزاوار نہیں جب تک کہ حضرتؐ کے فرمانے سے نہ معلوم ہو اگر اسکو
اور صحابی اس شخص کو کہتے ہیں کہ پایا انسنے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو حالت ایمان میں اور دین اسلام پر مرا اگرچہ اس درمیان میں ارتداد بھی تخلل ہوا ہو جیسے کہ اشعث
ابن قیس کے حق میں کہتے ہیں قول صحیح یہی ہے پھر پہچانا جاتا ہے صحابی ہونا اسکا ساتھ تواتر کے مانند ابوبکرؓ اور عمرؓ کے یا پہچانا جاتا ہے ساتھ خبر مشہور کے یا ساتھ کہنے
صحابی کے غیر اپنے کو کہ وہ صحابی ہے یا صحابی ہے خود اپنے تئین کہے کہ میں صحابی ہون جسوقت کہ ہو وہ عدل اور صحابہ سب عادل ہیں مطلق بموجب ظاہر کتاب اور سنت اور
اجماع معتبر کے اور بعضون نے شرط کیا صحابی ہونے کے لیے طول صحبت کو ساتھ آنحضرتؐ کے کہ وہ خدمت بابرکت میں بہت حاضر رہا ہو اور سیکھا ہو علم
اور حاضر ہوا ہو غزوات میں اور کمتر مدت اسکی چھ مہینے کہے ہیں لیکن دلیل تعین چھ مہینون کی معلوم نہیں واللہ اعلم چاہیئے کہ اسمین شبہ نہین کہ غالب ہے
مرتبہ اسکا کہ اکثر حضرتؐ کی خدمت مبارک میں حاضر رہا اور جہاد کیا حضرتؐ کے ساتھ ان لوگون پر کہ نہیں اکثر رہے حضرتؐ کی خدمت میں اور حاضر نہیں ہوئے
کسی جہاد میں اور نہیں دیکھا آنحضرتؐ کو مگر ایک نظر دور سے اور کلام نہیں کیا انسے کم یا دیکھا حالت طفولیت میں اگرچہ شرف صحبت حاصل ہے سبکو اور شرح السنہ میں ہے
کہ کہا ابو منصور بغدادی نے کہ ہمارے علما کا اجماع ہے اسپر کہ افضل انکے خلفاء اربعہ ہیں بحسب ترتیب خلافت کے پھر تمام عشرہ مبشرہ پھر بدری پھر احد کے پھر
بیعۃ الرضوان کے پھر وہ کہ انکا درجہ ہے اہل عقبتین سے کہ انصار میں سے ہیں اور ایسے ہی سابقون اولون اور وہ وہ ہیں کہ نماز پڑھی انھون نے قبلتین کی طرف
یعنے کعبہ اور بیت المقدس کی طرف اور ایسے ہی اختلاف کیا ہے علما نے حضرت عائشہ اور خدیجہ کے حق میں کہ کونسی ان دونون میں افضل ہیں اور حضرت عائشہ
اور فاطمہ کے حق میں اور معاویہ عدول و فضلاء اور صحابہ نجبا سے ہیں اور لڑائیان جو آپسمین انکے ہوئی ہیں تھا ہر جماعت کو شبہہ کہ اعتقاد رکھتے تھے صواب پر ہونے
اپنے کا اور سبب اسکے سب تاویل کرتے تھے اپنی لڑائیون پر اور نہیں نکل گیا کوئی انمین سے سبب اسکے اسلیئے کہ وہ مجتہد تھے اختلاف کرتے تھے مسائل

اور نہین لازم آتا اس سے نقص کسی کا انمین سے غرض کہ طریقہ اہل سنت وجماعت کا یہ ہی کہ زبان انکی گفتگو سے بند رکھین کہ سوائے خیر کے کچھ نہ کہین اگر کچھ
برخلاف خیر کے منقول ہو اس سے چشم پوشی کرین کہ سلامتی اسمین ہی الفصل الاول فصل پہلا (عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لا تسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفہ متفق علیہ) روایت ہی ابو سعید خدری سے کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ برا کہو تم میرے صحابہ کو خطاب حضرت نے اپنے صحابہ کو کیا اسلیے کہ وارد ہوا ہی کہ سبب اس حدیث کے فرمانے کا یہ تھا کہ
درمیان خالد بن ولید کے اور عبد الرحمن بن عوف کے کچھ نزاع تھا پس مراد صحابی سے اصحاب مخصوص ہین اور وہ وہ ہین کہ پہلے ان سے پہلے اسلام لائے تھے
اور ممکن ہی یہ کہ ہو خطاب عام امت کو اسلیے کہ جان لیا تھا حضرت نے نور نبوت سے کہ مثل اسکے واقع ہوگا اہل بدعت مین یعنے روافض و خوارج مین تب منع فرمایا انکو
اس برائی سے اور شرح مسلم مین ہی جاننا چاہیے کہ برا کہنا صحابہ کا حرام ہی اور اکبر فواحش سے ہی اور مذہب ہمارا اور مذہب جمہور کا یہ ہی کہ برا کہنے والا انکا تعزیر دیا جاتا ہی اور کہا
بعضے مالکیہ نے کہ وہ قتل کیا جاوے اور کہا قاضی عیاض نے کہ برا کہنا کسی کا صحابہ مین سے کبائر سے ہی اور تصریح کی ہی بعضے ہمارے علما نے کہ قتل کیا جاوے اوپر
برا کہنے شیخین کے اور کتاب اشباہ والنظائر کی کتاب السیر مین ہی کہ جو کافر توبہ کرے پس توبہ اسکی مقبول ہی دنیا مین اور آخرت مین مگر جماعت کفر کرنیوالے کی بسبب برا کہنے نبی
کے اور بسبب برا کہنے شیخین کے یا ایک ان دونون مین سے یا بسبب سحر کے یا بسبب زندقہ کے اگرچہ عورت ہو تو نہین مقبول جبکہ پکڑی جاوین پہلے توبہ کے اور کہا
اشباہ والے نے کہ نام اسکا زین بن نجیم ہی برا کہنا شیخین کا اور لعنت کرنی انکو کفر ہی اور اگر فضیلت دے علیؓ کو اوپر انکے تو وہ مبتدع ہی کذا فی الخلاصہ اور بیچ مناقب کردری کے
ہی کہ کافر ہوتا ہی جبکہ منکر ہو ان دونون کی خلافت کا یا دل بغض رکھے انکے سبب دوست رکھنے آنحضرتؐ کے انکو اور اگر دوست رکھے علیؓ کو زیادہ انسے تو نہین ماخوذ ہوگا
بسبب اسکے اور شاید کہ وجہ انکی تخصیص کی اسلیے ہی کہ وارد ہوئی ہین انکی فضیلت مین حدیثین آنحضرت کی خاص کر علیحدہ باب مین جیسے کہ آگے آوینگی یا اسلیے کہ اجماع
ہوا ہی انکی حقیقت پر بخلاف خوارج کے بیچ حق عثمان اور علی اور معاویہ وغیرہ کے واللہ اعلم ف جناب قدوۃ المحققین سند المحدثین مولانا عبد العزیز علیہ الرحمۃ نے
لکھا ہی بلاشبہ فرقہ امامیہ منکر خلافت حضرت صدیق کے ہین اور فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جو کہ انکار خلافت صدیق کی کرے منکر اجماع قطعی کا ہوا اور کافر ہوا چنانچہ
فتاوی عالمگیری مین کہا (الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویلعنھما العیاذ باللہ فھو کافر وان کان یفضل علیا کرم اللہ تعالی وجہہ علی ابی بکر لا یکون کافرا لکنہ
مبتدع ولو قذف عائشۃ بالزنا کفر باللہ) اور یہ بھی عالمگیری مین ہی (من انکر امامۃ ابی بکر الصدیق فھو کافر علی قول بعضھم وقال بعضھم ھو مبتدع ولیس بکافر
والصحیح انہ کافر وکذلک من انکر خلافۃ عمر فی اصح الاقوال ویجب اکفار الروافض فی قولھم برجعۃ الاموات الی الدنیا وتناسخ الارواح الی ان قال وھؤلاء
القوم خارجون عن ملۃ الاسلام واحکامھم احکام المرتدین) تمام ہوا کلام مولانا عبد العزیز علیہ الرحمۃ کا اب جاننا چاہیے کہ دلیلین انکے کفر کی بہت ہین از آنجملہ یہ
حدیثین جو وارد ہین خلفاء ثلثہ کے فضائل مین ان گنت ہین اور بسبب تعدد طرق اور کثرت روات اپنی کے متواتر بالمعنی ہین پس انکار مدلول ان اخبار کا کفر ہی
بلاشبہہ اور مثل ان اخبار کے کسی نے مجتہدین سے مخالفت نہین کی ہی بلکہ امام ابو حنیفہ کہ عمدہ فقہاء مجتہدین سے ہین مقدم کرتے ہین خبر واحد کو قیاس مطلق پر
بلکہ اقوال صحابہ کو بھی چہ جائے ایسی حدیثین اور یہ بھی ہی کہ صحابہ کے حق مین اللہ تعالی نے رضامندی اپنی بیان فرمائی ہی ان آیتون مین (لقد رضی اللہ عن المؤمنین
اذ یبایعونک تحت الشجرۃ الخ) اور جابجا فرمایا (والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار) تا قول اسکے (رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ) جبکہ بیان اللہ تعالی رضامندی
اپنی بیان فرماوے یہ لوگ لعن کرین بلکہ ان کو غاصب اور کافر جانین ان دونون باتون مین تباین کلی ہی پس انکے لعنت کرنیوالے اور برا جاننے والے مخالف قرآن کے
ہین اور مخالفت قرآن عظیم کی کفر ہی اور یہ بھی ہی کہ خلافت خلفاء کی ثابت ہی قرآن شریف سے کہ فرمایا (وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض
کما الخ) وغیرہ مین یہ کہ آیہ واضح تر دلیل ہی اوپر صحت خلافت خلفاء راشدین کے اسلیے کہ مستخلفین جو ایمان لائے اور عمل صالح کیے وہی ہین پس منکر صحت خلافت
خلفاء کے خارج ہین دائرہ ایمان سے کہ فرمایا اللہ تعالی نے بعد آیہ مذکورہ کے (ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون) یعنے جنہون نے کفر کیا کہ اللہ کے وعدہ

کو سچ نہ مانا اور حق نہ جانا انکو پس وہ فاسق ہیں یعنی کافر ہیں اسلیے کہ فاسق عرف قرآن میں آتا ہی یعنے فاسق کامل سے وہ کافر ہی جیسے اس آیت میں (وَمَنْ لَمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ
اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ) اور یہ بھی ہی کہ صحابہ ستیون میں فرمایا اللہ تعالے نے للفقراء المہاجرین تا قول اپنے کے ھم الصادقون اور صحابہ صدیق کو خلیفۃ
الرسول کہتے تھے شیعہ انکو کاذب کہتے ہین اور درمیان صادق اور کاذب کے فرق صریح ہی پس جو کوئی انکو کاذب کہے رد کیا اسنے قرآن کو اور مخالفت کی اسکی اور یہ کفر ہی
اور یہ بھی ہی کہ یہ فلاح پانیوالے ہین کہ فرمایا اللہ تعالی نے فاولٰئک ھم المفلحون پس کیا کہیگا تو اسکے حق میں کہ جو کہتے ہین انکو اولٰئک ھم الخاسرون اور یہ بھی ہی کہ حق تعالی ہی
حق تعالی نے انکی اپنے کلام شریف میں بہت سی کہ فرمایا محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار تا قول اپنے کے وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت منھم مغفرۃ
واجرا عظیما پس کیا اعتقاد ہی تیرا انکے حق میں کہ جو انکو برا کہتے ہین اور لعنت کرتے ہین انکو اور ان آیتون میں یہ مضمون بھی ہی کہ صحابہ آپس میں محبت و مہربانی رکھتے تھے
اور کفار پر دشواری اور سختی کرنیوالے تھے پس جو کوئی صحابہ کو آپس میں دشمنی رکھنے والے و سے الفت جانے وہ منکر قرآن کا ہی اور جو کوئی ساتھ انکے بغض اور غصہ کرے
انکی تیرین ان آیتون میں اسپر اطلاق کافر کا آیا ہی کہ فرمایا لیغیظ بھم الکفار یعنے تاکہ غصے میں لاوے اللہ ساتھ سبب انکے کافرون کو یعنے کافر انپر غصہ کرتے ہین یہ مضمون قاضی ثناء اللہ
صاحب نے مالا بدمنہ میں لکھا ہی اور بعد اسکے لکھا ہی کہ صحابہ جاہلان وحی اور راویان قرآن میں ہی جو کوئی منکر صحابہ کا ہوا ایمان ساتھ قرآن وغیرہ ایمانیات متواترات کے
انکو ممکن نہین ہی اور اخیر آیہ میں ردہو انکا بھی کہ جو کہتے ہین کہ صحابہ حضرت کے وقت مین ٹھیک تھے لیکن آنحضرت کی وفات کے بعد دین پھر گئے اسلیے کہ وعدہ مغفرت
اور اجر عظیم کا انہین کے لیے ہوتا ہی کہ جو مرتے دم تک ایمان اور صالح رہین والا یعنی اذا با اللہ حلال جنت بار تبہا ایسے کے لازم آتا ہی اور یہ بھی ہی کہ جسنے مخلفین کو اعراب
میں سے دعوت طرف جہاد کے کی باتفاق اہل سنت کے ابوبکر ہین اور شیعہ کو گنجایش انکار کی نہین کما لا یخفی فرمایا اللہ تعالی نے قل للمخلفین من الاعراب تا قول
اپنے کے وان تتولوا کما تولیتم من قبل یعذبکم عذابا الیما ابن ابی حاتم اور ابن قتیبہ اور شیخ ابوالحسن اور امام ابوالعباس وغیرہم نے کہا ہی کہ خلافت صدیق کی قرآن میں اس
آیہ سے ثابت ہوتی ہی اور روگردانی کرنیوالا انکی دعوت یعنے بلانے سے عذاب دیا جاویگا ساتھ عذاب الیم کے پس کیا حال ہوگا اسکا کہ جو طعن کرے انکو اور نسبت
کفر کی کرے اور یہ بھی ہی کہ بہشتی ہونا انکا نصوص قطعیہ سے ثابت ہی فرمایا اللہ تعالے نے (لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ) تا قول اپنے کے (وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی)
پس انکار انکے بہشتی ہونیکا لازم کرنیوالا انکار نصوص کا ہی اور یہ کفر ہی اور جاننا چاہیے کہ جو کوئی جھٹلاوے قرآن کے ایسے مضمون کو کہ احتمال تاویل کا نہین رکھتا وہ کافر
جاحد ہی اور رد کے کئی مرتبہ ہین ایک تو انہین سے رد صریح ہی مثل رد کرنے اہل جاہلیت کے قرآن کو اور ایک انہین سے رد غیر صریح ہی مانند سند پکڑنے کے ساتھ ایسی
تاویل کے کہ اجماع کیا ہی اہل حق نے اسکے بطلان پر مانند سند پکڑنے مانعین زکوۃ کے اور یہ دونون قسمین رد کی کفر ہین بالاجماع اور اس مین شک نہین کہ شیعہ رد کرتے ہین
قرآن و حدیث کو ساتھ اسی قسم اخیر رد کے پس ثابت ہوا مقصود ہمارا اور یہ بھی ہی کہ شیعہ تکفیر صحابہ اور قذف عائشہ صدیقہ کو اعظم موجبات کفر سے ہین سبب رفع درجات
کا جانتے ہین اور صرف استحلال معصیت کفر ہی چہ جائیکہ کفر کو موجب رفع درجات کا گنین اور اللہ تعالے نے حضرت ابوبکر کی شان مین فرماوے ثانی اثنین اذ ھما
فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن پس حبیب اللہ انکی یاری اور جان نثاری کا حال بہ نسبت حضرت کے بیان فرماوے دیکھا چاہیے کہ انکو برا کہنے والے بدبختون کا
کیا حال ہوگا اور فرمایا اللہ تعالی نے (وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ) اور یہ صاحب فضل ابوبکر ہین باتفاق اہل سنت کے پس منکر انکے فضل کا صریح رد کرتا ہی قرآن
عظیم کو اور فرمایا اللہ تعالے نے (وَسَیُجَنَّبُھَا الْاَتْقَی الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَہٗ یَتَزَکّٰی) یہ آیہ بھی ابوبکر کی شان میں ہی اور علی کی شان میں نہین ہو سکتی چنانچہ ماہران تفسیر
پر یہ بات پوشیدہ نہین ہی اگر اسکی شان نزول کو کوئی دیکھے تو اسپر بوجہ احسن یہ بات ظاہر ہو جاوے پس جسکو اللہ تعالی اتقی فرماوے وہ مستحق رحمت و رضوان ہی
یا مستحق لعنت و خذلان اگر کوئی شیعہ کہے کہ شرح عقائد نسفی میں مشکل جانا ہی کافر کہنا بسبب برا کہنے شیخین کے اور صاحب جامع الاصول نے شیعہ کو فرقون اسلام
میں گنا ہی اور اسی طرح صاحب مواقف نے اور شیخ ابوالحسن اشعری اور غزالی بھی نہین مناسب جانتے اہل قبلہ کے کافر کہنے کو پس ہم کافر کہتے ہین شیعہ کو
قول انکا موافق سلف اہل سنت کے نہین ہی تو جواب اسکا یہ ہی کہ اس جماعت پر امر مشتبہ ہوا جیسے کہ عبد اللہ بن مسعود کو اشتباہ ہوا بیچ اطلاق یدین کے نماز مین

اور علی مرتضی کو بیچ بیچ امہات اولاد کے اور جلا دینے زندیقوں کے آگ میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تیمم میں واسطے جنبی کے وغیرہ ذالک نظیر ہیں اسکی بہت ہیں
گویا کہ نظر ان بزرگوں کی اوپر اہل قبلہ ہونے انکے کے گئی اور اوپر تبرے کلمہ گوئی شیعہ کے التفات نکیا جیسے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے مانعین زکوۃ کے کلمہ گوئی پر
نظر کر کر سفارش کو انکے اور کہا کیونکر قتال کریں ہم انسے اس حال میں کہ فرمایا آنحضرت نے (اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ) کہا ابوبکر نے کہ میں
قتال کرونگا انسے کہ جو فرق کرینگے درمیان نماز اور زکوۃ کے الخ حضرت عمرؓ نے کہا کہ دیکھا میں نے کہ کھولدیا اللہ نے سینہ ابوبکر کا قتال کے لیے پس جانا میں نے
کہ یہی حق ہے یا ان بزرگواروں نے ان رافضیوں کے حق میں فرمایا ہو کہ وہ ایسے خبیث نہوں جیسے اس وقت کے ہیں چنانچہ دلالت کرتا ہے اسپر قول ملا علی رح کا کہ مرقاۃ میں
لکھا ہے (قُلْتُ وَہٰذَا فِیْ حَقِّ الرَّافِضَۃِ وَالْخَارِجَۃِ فِیْ زَمَانِنَا فَاِنَّہُمْ یَعْتَقِدُوْنَ کُفْرَ اَکْثَرِ الصَّحَابَۃِ فَضْلًا عَنْ سَائِرِ اَہْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ فَہُمْ کَفَرَۃٌ بِالْاِجْمَاعِ بِلَا نِزَاعٍ انتہی)
اور بنظر انصاف ان روایات صحیحہ میں غور کرنا چاہیے کہ انسے کیا ثابت ہوتا ہے کفر انکا یا ایمان (عَنْ عُوَیْمِرِ بْنِ سَاعِدَۃَ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ اخْتَارَنِیْ
وَاخْتَارَ لِیْ اَصْحَابًا فَجَعَلَ لِیْ مِنْہُمْ وُزَرَاءَ وَاَنْصَارًا وَاَصْہَارًا فَمَنْ سَبَّہُمْ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ وَلَا یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْہُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا) روایت کی
محاملی اور طبرانی اور حاکم نے (وَعَنْ عَلِیٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ سَیَاْتِیْ مِنْ بَعْدِیْ قَوْمٌ یُقَالُ لَہُمُ الرَّافِضَۃُ فَاِنْ اَدْرَکْتَہُمْ فَاقْتُلْہُمْ فَاِنَّہُمْ مُشْرِکُوْنَ قَالَ قُلْتُ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الْعَلَامَۃُ فِیْہِمْ قَالَ یُقَرِّظُوْنَکَ بِمَا لَیْسَ فِیْکَ وَیَطْعَنُوْنَ عَلَی السَّلَفِ) نقل کی یہ دارقطنی نے اور ایک روایت دارقطنی کی میں ہے (وَذٰلِکَ اَنَّہُمْ یَسُبُّوْنَ
اَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ وَمَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ) اور اسی طرح منقول ہے انسؓ سے اور عیاض انصاری اور جابرؓ اور حسن بن علی اور ابن عمرؓ اور ابن عباس اور
فاطمہ زہرا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے اور فرمایا حضرتؐ نے (مَنْ اَبْغَضَہُمْ فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ وَمَنْ اٰذَاہُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ) اور روایت کی ابن
عساکر نے (اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ حُبُّ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ اِیْمَانٌ وَبُغْضُہُمَا کُفْرٌ) اور روایت کی عبد اللہ بن احمد نے انس سے بطریق مرفوع کے (اِنِّیْ لَاَرْجُوْ
لِاُمَّتِیْ فِیْ حُبِّہِمْ لِاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ مَا اَرْجُوْ لَہُمْ فِیْ قَوْلِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ) اور انکے بغض کا حال پہچانا جاتا ہے انکی محبت کے حال سے اسلیے کہ دونوں نقیض ہیں پس بغض انکا کفر ہوگا اور
یہ بھی ہے کہ تکفیر مومنین کی کفر ہے اسلیے کہ حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے کہ جو کوئی کسی کو کافر کہے یا کہے عدو اللہ اور وہ ایسا ہو وے نہیں تو رجوع کرتا ہے کفر کہنے والے پر
مومن ہونا صحابہ کا قطعی ہے پس کافر کہنا انکا رجوع کریگا اسکے کہنے والے کی طرف اور کہا امام ابو زرعہ رازی نے کہ اجلہ شیوخ مسلم سے ہیں کہ اگر کوئی کسی کو رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ناقص کہے پس جان کہ بلاشبہ وہ زندیق ہے اور یہ اس سبب سے ہے کہ قرآن حق ہے اور رسول حق ہے اور جو کچھ لیکر آئے ہیں رسول
وہ حق ہے اور نہیں روایت کیا یہ سب ہمکو مگر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے پس جسنے عیب لگایا انکو اسنے ارادہ کیا باطل کرنے کتاب وسنت کا پس بڑا عیب اسی کو لگیگا اور
حکم زندقہ اور ضلالت کا اسپر راست و درست ہو ویگا اور سہل بن عبد اللہ تستری نے کہا کہ نہ ایمان لایا رسول خدا صلعم پر وہ شخص کہ نہ توقیر کی اسنے انکے اصحاب کی اور محیط
میں ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے کہ نہیں جائز نماز پیچھے رافضیوں کے اسلیے کہ وہ منکر ہیں خلافت صدیق رض کے اور اسی طرح بیچ کتاب اصل محمد بن حسن کے ہے
اور خلاصہ میں ہے من انکر خلافۃ الصدیق فہو کافر اور مرغینانی میں ہے کہ مکروہ ہے نماز پیچھے صاحب ہوا اور بدعت کے اور نہیں جائز ہے پیچھے رافضیوں کے الخ کہا قاضی نے
شفا میں کہ کہا مالک بن انس وغیرہ نے (مَنْ اَبْغَضَ الصَّحَابَۃَ وَسَبَّہُمْ فَلَیْسَ لَہٗ فِی الْمُسْلِمِیْنَ حَقٌّ) اور یہ بھی کہا (مَنْ غَاظَہٗ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَہُوَ
کَافِرٌ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِیَغِیْظَ بِہِمُ الْکُفَّارَ) اور قاضی ابوبکر باقلانی نے مثل اسی کے کہا اور بیہقی نے امام اعظم رح سے مثل اسکے نقل کیا اور ظاہر ہے کہ فقہاء حنفیہ نے
اخذ کیا ہے قول کافر کہنے شیعہ کا امام اعظم رح سے اور امام اعظم واناتر ہیں روافض کے حال سے اسلیے کہ وہ کوفی ہیں اور کوفہ منبع رفض کا ہے پس جب امام
اعظم نے تکفیر منکر امامت صدیق کی کی تو پس تکفیر انکی لعنت کرنیوالے کی انکے نزدیک بالاولی ہوگی مگر یہ کہ سبب تکفیر منکر امامت کا مخالفت اجماع کو کہیں اور منکر اجماع کا
کافر ہے چنانچہ مشہور ہے اصولیوں کے نزدیک اور کہا مالک رح نے کہ جسنے برا کہا کسی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ابوبکر کو یا عمر کو یا عثمان کو یا علی کو تا قول
اپنے کے (فَاِنْ قَالَ کَانُوْا عَلٰی ضَلَالٍ اَوْ کُفْرٍ قُتِلَ) تمام ہوا کلام قاضی کا اور ایسا ہی امام احمد کے قول سے ارتداد انکا سمجھا جاتا ہے اور سوائے ان دلیلوں کے

اور بہت دلیلیں ہیں انکے کفر کی بخوف درازگی کے اسی پر اکتفا کیا سو یہی بھائی مسلمانوں کی خیرخواہی کے لیے کہ تا انکو عظمت صحابہ کی اور برائی اس فرقہ خبیثہ کی معلوم ہو جاوے
اور انکے گروہ سے بچتے رہیں اور اپنا عقیدہ خراب نہ کریں اور انسے ملاپ جلاپ نہ رکھیں اور انقطاع کریں تا رشتہ کرنا انسے اور شاید اگر کسی شیعہ کو توفیق الٰہی رفیق ہو
انکے فضائل کی آیتیں حدیثیں دیکھکر تو وہ توبہ کرے اللھم اہدنا الصراط المستقیم آمین رب العالمین ۔ پس اگر ثابت ہو کہ ایک تم میں سے خرچ کرے راہ خدا میں
مانند کوہ احد کے سونا نہ پہونچے ثواب اسکا ثواب مد ایک انکی کو اور نہ آدھے مد کو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع مد نام ایک پیمانہ کا ہے کہ قریب سیر بھر کے اسمیں
جو وغیرہ آتے ہیں اور اتنا ثواب انکو ملتا تھا بسبب خوش نیتی اور خوش اوقاتی انکی کے اور اس جہت سے کہ انکا مال طیب ہوتا تھا اور کم ہوتا تھا اور حاجتیں بہت ہوتی
تھیں باوجود اسکے جو اللہ کی محبت میں خالص نیت سے دیتے تھے ایسا ثواب پاتے تھے اور یہ حال تو انکے نقد دینے کا تھا اب دیکھا چاہیے کہ کیا کچھ ثواب ملتا
ہوگا انکی مجاہدی کا اور نثار کرتے جانوں کا راہ خدا میں آگے رسول خدا کے اور ابتدا حدیث میں معلوم ہوا کہ یہ حدیث خاص صحابہ کبار کے حق میں فرمائی لیکن جانا گیا یہاں
کہنا غیر صحابی کا صحابی کو بطریق اولیٰ اسلیے کہ مقصود زجر و منع کرنا ہے پہلوں کا ان لوگوں کے سے کہ سبقت لے گئے ہیں اسلام میں اور فضل میں کہ واجب ہے تعظیم انکی اور
روایت کیا علی بن حرب طائی اور خیثمہ بن سلیمان نے ابن عمر سے کہا لا تسبوا اصحاب محمد فلمقام احدھم ساعۃ خیر من عمل احدکم عمرہ اور روایت کی عقیلی نے ضعفا
میں کہ فرمایا آنحضرت نے (ان اللہ اختارنی واختار لی اصحابا فجعل لی منھم وزراء وانصارا واصھارا وسیاتی قوم یسبونھم وینتقصونھم فلا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تواکلوھم ولا
تناکحوھم (وعن ابی بردۃ عن ابیہ قال رفع یعنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم راسہ الی السماء وکان کثیرا ما یرفع راسہ الی السماء فقال النجوم امنۃ للسماء
فاذا ذھبت النجوم اتی السماء ما توعد وانا امنۃ لاصحابی فاذا ذھبت انا اتی اصحابی ما یوعدون واصحابی امنۃ لامتی فاذا ذھب اصحابی
اتی امتی ما یوعدون رواہ مسلم) اور روایت ہے ابی بردہ سے کہ روایت کی اپنے باپ سے کہ ابو موسے اشعری ہیں کہا انکے باپ نے کہ اٹھایا یعنے
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اپنا طرف آسمان کے اور تھے حضرت بہت اٹھاتے سر مبارک اپنا طرف آسمان کے یعنے بہت انتظار
وحی کے پس فرمایا آنحضرت نے کہ تارے سبب امن کے ہیں آسمان کے لیے پس جس وقت کہ جاتے رہینگے تارے ف ع کہ شامل ہیں آفتاب و چاند کو اور مراد
جاتے رہنے تاروں کے سے تکویر اور تکدر اور منعدم ہونا انکا ہے جیسا کہ فرمایا اذا الشمس کورت واذا النجوم انکدرت ترجمہ آویگی آسمان کو وہ چیز کہ وعدہ کیا جاتا ہے اور
تقدیر کی گئی اسکے لیے یعنے پھٹنا اور لپٹنا روز قیامت کے جیسے کہ فرمایا اذا السماء انفطرت واذا السماء انشقت اور میں سبب امن کا ہوں واسطے اصحاب کے
لیے پس جبکہ جاؤنگا میں اس عالم سے آویگی میرے اصحاب کو وہ چیز کہ وعدہ دیے جاتے ہیں یعنے فتنے اور لڑائیاں اور اختلاف اور مرتد ہو جانا بعضے اعراب کا
اور اصحاب میرے باعث امن کے ہیں میری امت کے لیے پس جبکہ جاتے رہینگے اصحاب میرے آویگی امت میری کو وہ چیز کہ وہ وعدہ دیے جاتے ہیں نقل
کی یہ مسلم نے ف ع یعنے جاتے رہنا اہل خیر کا اور آنا اہل شر کا اور قیامت قائم ہونی اشرار پر اور واقع ہونا فتنوں اور بدعتوں اور حوادث کا اشارہ ہے اسمیں طرف آنے شر کے
وقت جاتے رہنے اہل خیر کے اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تک تھے تو بیان کر دیتے تھے انکے لیے وہ چیز کہ اختلاف کرتے تھے اسمیں پس جب وفات
پائی حضرت نے خود رائے ہوئے لوگ اور مختلف ہوئیں خواہشیں نفسانی ہوئے صحابی کہ سند پکڑتے تھے ہر امر میں آنحضرت کے ساتھ قول و فعل یا دلالت حال کے
پس جبکہ مفقود ہوئے صحابہ کم ہوئے انوار اور قوی ہوئیں تاریکیاں اور ایسے ہی حال آسمان کا ہے وقت جاتے رہنے تاروں کے چنانچہ اسی لیے فرمایا آنحضرت نے
اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم (وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاتی علی الناس زمان فیغزو فئام من الناس فیقولون
ھل فیکم من صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیقولون نعم فیفتح لھم ثم یاتی علی الناس زمان فیغزو فئام من الناس فیقال ھل فیکم من صاحب اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیقولون نعم فیفتح لھم ثم یاتی علی الناس زمان فیغزو فئام من الناس فیقال ھل فیکم من صاحب من صاحب اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیقولون نعم فیفتح لھم متفق علیہ وفی روایۃ لمسلم قال یاتی علی الناس زمان یبعث منھم البعث فیقولون انظروا ھل تجدون

فيكم احدا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فيوجد الرجل فيفتح لهم به ثم يبعث البعث الثاني فيقولون هل فيهم من رأى اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم
فيفتح لهم به ثم يبعث البعث الثالث فيقال انظروا هل ترون فيهم من رأى من رأى اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ثم يكون البعث الرابع فيقال انظروا
هل ترون فيهم احدا رأى من رأى احدا رأى اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم فيوجد الرجل فيفتح لهم به (رواه) اور روایت ہے ابو سعید خدری سے کہ کہا فرمایا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ آویگا لوگوں پر ایک زمانہ پس جہاد کریگی ایک جماعت لوگوں میں سے پس کہینگے جہاد کرنے والے اپنی جماعت سے یعنے آپس میں
کہ آیا ہے درمیان تمہارے وہ شخص کہ صحبت رکھی ہو ساتھ آنحضرت کے پس کہینگے ہاں یعنے جواب دینگے کہ ہاں ہے ہم میں وہ شخص کہ صحبت رکھی ہے ساتھ آنحضرت کے
پس ہولا جاویگا قلعہ اور شہر کہ جہاد کرینگے اسپر یعنے ببرکت و شوکت اصحاب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے فتح ہوگی پھر آویگا لوگوں پر ایک زمانہ پس جہاد کریگی ایک
جماعت لوگوں میں سے پس کہا جاویگا کہ آیا ہے درمیان تمہارے وہ شخص کہ صحبت رکھی ہو ساتھ اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنے تابعین ہیں تم میں پس
کہینگے ہاں پس فتح کیجاویگی واسطے انکے پھر آویگا لوگوں پر ایک زمانہ پس جہاد کریگی ایک جماعت لوگوں میں سے پس کہا جاویگا کہ آیا ہے درمیان تمہارے وہ شخص
کہ صحبت رکھی ہو ساتھ اسکے کہ صحبت رکھی ہو ساتھ اصحاب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے یعنے تبع تابعین پس کہینگے ہاں پس فتح کیجاویگی واسطے انکے ف ع
اس حدیث میں معجزہ ہے آنحضرت کا اور فضیلت انکے اصحاب کی اور تابعین کی اور تبع تابعین کی یعنے قرون ثلثہ کی جیسے کہ حدیث آئندہ میں صراحۃً مذکور ہے ترجمہ نقل
کی ہے بخاری اور مسلم نے اور مسلم کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ آویگا لوگوں پر ایک زمانہ کہ بھیجا جاویگا یعنے اسمیں لوگوں میں سے لشکر پس کہینگے
لشکر کے لوگ دیکھو آیا پاتے ہو اپنے میں کسی کو اصحاب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سے پس پایا جاویگا ایک شخص اصحاب میں سے پس فتح کیجاویگی
بسبب انکے یعنے ان اصحابی کی برکت سے پھر بھیجا جاویگا دوسرا لشکر یعنے اور وقت میں اور جماعت کی طرف پس کہینگے کہ آیا ہے انمیں وہ شخص کہ دیکھا ہو آنحضرت کے
اصحاب کو ف ح اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تابعین میں دیکھنا اصحاب کا کافی ہے جیسے کہ صحابہ میں دیکھنا آنحضرت کا معتبر ہے اور بعضوں نے کہا کہ صحابہ میں تو دیکھنا کافی
ہے لیکن تابعین میں صحبت اور ملازمت چاہیے کہ جیسے کہ پہلی روایت میں گذرا مگر یہ کہ یہاں دیکھنا ساتھ صحبت کے مراد ہو ترجمہ پس فتح کیجاویگی واسطے انکے پھر بھیجا
جاویگا تیسرا لشکر پس کہا جاویگا کہ دیکھو آیا پاتے ہو انمیں اس شخص کو کہ دیکھا ہے اسنے اسکو کہ دیکھا ہے اسنے آنحضرت کے یاروں کو پھر ہوگا بھیجنا چوتھے لشکر کا یعنے چوتھی مرتبہ
پس کہا جاویگا کہ دیکھو آیا دیکھتے ہو انمیں کسی کو کہ دیکھا ہو اسکو کہ دیکھا ہو کسی کو کہ دیکھا ہو اسنے اصحاب پیغمبر خدا کو پس پایا جاویگا ایسا شخص پس فتح کیجاویگی بسبب اسکے
ف ع اور ایک نسخہ میں لہم ہے بدلے بہ کے یعنے واسطے انکے ببرکت اسکے اور اس حدیث میں چار قرن مذکور ہوئے اصحاب اور تابعین اور اتباع اور تبع اتباع
اور ایک روایت صحیح بخاری کی میں [illegible] بیچ حدیث خیر القرون کے چار درجے مذکور ہوئے ہیں اور چونکہ اہل خیر نادر تھے چوتھے قرن میں اقتصار کیا تین ہی قرون پر
اکثر روایتوں میں بسبب کثرت اہل علم و صلاح کے اور قلت بیوقوفی اور فساد کے انمیں پس صحیح مسلم میں عائشہ سے بطریق مرفوع کے (خیر الناس القرن الذی
انا فیہ ثم الثانی ثم الثالث) اور روایت کی طبرانی نے ابن مسعود سے بطریق مرفوع کے (خیر الناس قرنی ثم الثانی ثم الثالث ثم تجئ قوم لا خیر فیہم) (وعن عمران
بن حصين قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير امتي قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم ان بعدهم قوما يشهدون ولا يستشهدون ويخونون ولا
يؤتمنون وينذرون ولا يفون ويظهر فيهم السمن وفي رواية ويحلفون ولا يستحلفون متفق عليه وفي رواية لمسلم عن ابي هريرة ثم يخلف قوم يحبون السمانة)
اور روایت ہے عمران بن حصین سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بہترین امت میری کے قرن میرا ہے یعنے اصحاب میرے پھر بہترین امت کے وہ
لوگ ہیں کہ متصل انکے ہیں یعنے تابعین پھر وہ لوگ کہ متصل ہیں انکے یعنے تبع تابعین ف ع قرن ہر زمانہ کے لوگ اور وہ مقدار توسط کی ہے عمر اہل زمانہ سے لیا گیا
ہے یہ لفظ اقتران سے پس گویا وہ ایسی مقدار ہے کہ نزدیک ہوتے ہیں اسمیں اس زمانہ کے لوگ اپنی عمروں میں اور احوال میں اور بعضوں نے کہا کہ قرن چالیس
برس کا ہوتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ اسی برس کا اور بعضوں نے کہا سو برس کا لیکن بہت صحیح قول یہی ہے کہ مضبوط اور معتبر اسمیں کچھ کوئی عدد معین زمانہ کے نہیں ہے

پس قرن آنحضرت کا صحابہ ہیں اور تھی مدت انکی وقت رسالت سے تا آخر مرنے صحابہ کے ایک سو بیس برس اور قرن تابعین سنہ سو سے قریب ستر برس تک اور
قرن اتباع تابعین کا وہاں سے لیکر قریب دو سو بیس تک اور اسوقت میں ظاہر ہوئیں بدعتیں اور پیدا ہوئیں چیزیں عجیب اور سر اٹھایا فلاسفہ نے اور کھولیں زبانیں
معتزلہ نے اور امتحان کئے گئے اہل علم ساتھ کہنے خلق قرآن کے اور متغیر ہوئے احوال و بہت بڑے اختلافات اور ناقص ہونے لگا احکام سنت کے روز بروز
اور ظاہر ہوا مصداق قول مخبر صادق کا ترجمہ پھر تحقیق بعد ان تین قرنوں کے ہوگی ایک قوم گواہی دینگے اس حال میں کہ نہیں طلب کیا ہوگا انسے گواہی فت
بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ گواہی دینی پہلے طلب کرنے سے بری ہے لیکن اشکال لاتے ہیں اسپر علما کہ اور حدیث میں آیا ہے کہ بہتر گواہوں کا وہ شخص ہے کہ گواہی دے پہلے
اسکے کہ طلب کیا جاوے اس سے گواہی اور وجہ جمع کی درمیان ان دونوں حدیثوں کے یہ ہے کہ گواہی دینی پہلے طلب کے بری اس جگہ ہے کہ معلوم ہو گواہ ہونا
اسکا اسلیے کہ وہاں گواہی دینی پہلے طلب کے ضائع اور محمول ہے غرض پر اور اچھی اس جگہ ہے کہ معلوم نہیں گواہ ہونا اسکا پس خبر دیتا ہے کہ میں گواہ ہوں تا وقت گواہی
قاضی کے پاس آکر گواہی دے یا حدیث گواہی دینے کی پہلے طلب کے مبالغہ ہے بیچ ادائے گواہی کے اور جلد قبول کرینگے بعد از طلب کرینگے جیسے کہتے ہیں جواد
وہ شخص ہے کہ پہلے سوال کے دیوے یا محمول ہے اوپر کمال شہادت یا محمول ہے شہادت گواہی پر جو ہے لوگوں کے حقوق میں ہے اور اچھی اللہ تعالے کے
حقوق میں سو وہ بھی جب ہے کہ شہادت اسکے چاہنے میں ہو اور بعضوں نے کہا مراد شہادت سے بیان سوگند ہے یعنی قسم جھوٹی کھاوینگے بغیر اسکے کہ کوئی
انکو قسم دے اور قسم انسے طلب کرے جیسے کہ اور روایت میں آیا ہے اور خیانت کرینگے اور امین نہ سمجھے جاوینگے اور اعتماد نہ کیا جاویگا انپر اور مراد یہ ہے کہ خیانت
انکی ظاہر و فاش ہوگی کہ اصلا محل امانت نہ ہونگے اور اگر کہیں واقع کچھ تھوڑی سی امانت ہوتا ہے تو نہیں گنی جاتی اور نذر مانینگے اور وفا نہ کرینگے اور پروا کرینگے
اسکے ترک کی بخلاف نیکوں کے کہ انکے حق میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے یوفون بالنذر ویخافون یوما کان شرہ مستطیرا اور پیدا ہوگا انمیں موٹاپا السمن
سمن ساتھ زبر سین اور زیر میم کے فربہی کہ بسبب بہت کھانے اور پینے اور تنعم اور ترفہ کے پیدا ہوگی نہ کہ خلقی اور طبعی ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد فربہی سے فربہی
احوال میں ہے یعنی تکبر کرینگے اور دعوے کرینگے اس چیز کا کہ نہیں ہے انمیں قسم کمال و شرف سے اور بعضوں نے کہا کہ مراد جمع کرنا اموال کا اور تن پروری ہے اور کہا
تورپشتی نے کہ یہ کنایہ غفلت سے اور قلت اہتمام سے ہے ساتھ امر دین کے اسلیے کہ غالب فربہی یہ ہے کہ نہیں اہتمام کرتے اسکا کہ ریاضت میں ڈالیں نفسوں کو
بلکہ بڑی ہمت انکی حظوظ نفسانی اور سونا ہے اور شرح مسلم میں ہے کہ کہا علما نے کہ فربہی مذموم وہ ہے کہ قصد کر کر حاصل کرے اور جو کہ خلقی ہے وہ اسمیں نہیں داخل اور ظاہر
ہوتا ہے اس سے معنے اس روایت کے ان اللہ یبغض الحبر السمین ہے اور ایک روایت میں ہے اور قسم کھاوینگے اور نہ قسم دلائے جاوینگے یعنی قسمیں کھاوینگے
بلا ضرورت و بغیر حاجت نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور مسلم کی ایک روایت میں ابی ہریرہ سے یوں آیا ہے کہ پھر پیچھے انکے آوینگی ایک قوم کہ دوست رکھینگی فربہی کو
فت اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ سبقت کریگی گواہی ایک کی انمیں سے اسکی قسم پر اور سبقت کریگی قسم اسکی گواہی پر مقصود بیان کرنا حرص اور بے پروائی
اسکے کا ہے امور دین میں کہ بسبب حرص کے ایسی بے پروائی امور دین کی ہوگی کہ کبھی وہ کریگا اور کبھی یہ الفصل الثانی فصل دوسری عن عمر قال قال رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اکرموا اصحابی فانہم خیارکم ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یظہر الکذب حتی ان الرجل لیحلف ولا یستحلف ویشہد ولا یستشہد
الا من سرہ بحبوحۃ الجنۃ فلیلزم الجماعۃ فان الشیطان مع الفذ وہو من الاثنین ابعد ولا یخلون رجل بامرأۃ فان الشیطان ثالثہم ومن سرتہ حسنتہ وساءتہ
سیئتہ فہو مومن رواہ النسائی واسنادہ صحیح ورجالہ رجال الصحیح الا ابراہیم بن الحسن الخثعمی فانہ لم یخرج عنہ الشیخان وہو ثقۃ ثبت روایت ہے عمر سے
کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تعظیم کرو میرے یاروں کی بیچ حالت زندگی اور موت میں اسلیے کہ وہ نیک ترین اور برگزیدہ تمہارے ہیں یعنی اکرا
فت اور کیونکر نہوں کہ صاحب اور ملازم اور حاضرین درگاہ رسالت کے اور تربیت یافتہ علم و کمال انکے ہیں اور انمیں سے جنہوں نے کہ ملازمت اور
صحبت نہیں کی دیکھنے والے جمال باکمال انکے ہیں شیخ ابو طالب مکی نے کہا کہ ایک نظر سے کہ جمال مصطفے پر پڑے ایسا کچھ حاصل ہوتا تھا اور کشود کا

ہوتا تھا کہ اور دن کو چاہیں اور خلوتوں میں شہید ہوتا اور ایمان بیانی اور یقین شہودی کا انکے سبب ہے کسی کو وہاں شرکت نہیں ہے پھر وہ لوگ کہ قریب انکے ہیں یعنی
تابعین پھر وہ لوگ کہ قریب انکے ہیں فـ یعنی تبع تابعین یہ تین گروہ بہتر ہیں امت اور سرداران ملت کے ہیں اور غالب اس زمانہ میں اور اس زمانہ کے
لوگوں میں صدق اور دیانت اور عفت اور امانت تھی اور مستور الحال انکے حکم کیے گئے ساتھ عدالت کے ہیں مگر نادر سبب معصوم ہونیکے اور بعد انکے امر
بالعکس ہے جیسے کہ فرمایا ترجمہ پھر ظاہر اور شائع ہوگا جھوٹ اور خیانت دین و دنیا میں فـ اشارہ ہے طرف ظہور اور شیوع بدعتوں اور خواہشوں نفسانی کے
کہ اگرچہ حدوث بعضے ان امور کا مانند قدر اور اعتزال اور ارجا کی اور آخر ان قرون میں ہوا ولیکن ظہور اور شیوع انکا بعد انکے ہوا ترجمہ یہاں تک کہ ایک شخص ہوگا
کہ قسم کھاویگا اور قسم نہیں دیا جاویگا اور گواہی دیگا اور گواہی نہیں طلب کیا جاویگا آگاہ ہو جو شخص کہ خوش لگے اسکو بیچوں بیچ بہشت کا یعنی چاہے کہ بیچوں بیچ بہشت میں رہے
کہ بہتر میں جگہوں بہشت کا ہے پس چاہیے کہ لازم پکڑے جماعت کو فـ یعنی سواد اعظم کو اور اس چیز کو کہ اسپر جمہور ہیں صحابہ اور تابعین اور سلف صالحین
اور متابعت انکی کرے پس داخل ہو اسمیں محبت انکی اور اکرام انکا ترجمہ اسواسطے کہ تحقیق شیطان ساتھ تنہا کے ہے یعنی جو کہ خود رائے ہو اور متابعت جماعت
کی نہیں کرتا اور شیطان دو شخصوں سے دور ہے اور ہرگز نہ ہو مرد ساتھ عورت اجنبیہ کے اسلیے کہ شیطان تیسرا ان تین شخصوں کا ہے کہ مرد اور عورت اور شیطان ہیں پس
ضرور ہے کہ بہکاویگا انکو دونوں کو اور جسکو خوش کرے نیکی اسکی اور غمگین کرے اسکو بدی اسکی پس وہ مومن ہے فـ یعنی علامت مومن کامل کی یہ ہے کہ نیکی
کرنے سے خوش ہو اگر بدی وجود میں آوے غمگین و ناخوش ہووے اور کہا ہے علمانے کہ یہ نشان زندگی دل کا ہے اور منافق جو ایمان قیامت پر نہیں رکھتا برابر ہے
اسکے نزدیک نیکی اور بدی حالانکہ فرمایا اللہ تعالی نے (وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ) اور اصل نسخہ میں بعد لفظ رواہ کے سفیدی چھوٹی ہوئی ہے لیکن حاشیہ میں لکھا ہے
(النسائی واسنادہ صحیح ورجالہ رجال الصحیح الا ابراہیم بن الحسین الخثعمی فانہ لم یخرج لہ الشیخان وہو ثقۃ ثبت ذکرہ الجزری) (وعن جابر عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال لا تمس النار مسلما رآنی او رأی من رآنی رواہ الترمذی) اور روایت ہے جابر سے انہنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ لگے گی آگ اس مسلمان کو کہ دیکھا ہے مجھکو یا دیکھا ہے اسکو کہ دیکھا ہے مجھکو نقل کی یہ ترمذی نے فـ یعنی اور مراد اسلام پر پس اس
تقدیر پر صحابی اور تابعی بلکہ ہر مسلمان بہشت میں ہے لیکن صحابی اور تابعی اور مسلمان وہ ہے کہ اسلام پر مرا اور یہ سوائے مخبر صادق کے اور خوشخبری دینے انکے
کے ساتھ اسکے معلوم نہیں ہوتا اسی جہت سے مخصوص ہوئی وہ جماعت کہ انکو مبشر کہتے ہیں اور چونکہ یاد آئے آنحضرت کو وہ لوگ کہ محروم رہے اس جناب کی خدمت
سے اور رویت اصحاب سے انکی تسلی کے لیے فرمایا (طوبی لمن رآنی وآمن بی مرۃ وطوبی لمن لم یرنی وآمن بی سبع مرات) روایت کی یہ احمد نے اور
بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن حبان نے اور حاکم نے ابی امامہ سے اور روایت کی یہ احمد نے بھی انس سے (وعن عبد اللہ بن مغفل قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اللہ فی اصحابی اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضا من بعدی فمن احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم
ومن آذاہم فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی اللہ ومن آذی اللہ فیوشک ان یاخذہ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب) اور روایت ہے عبد اللہ
بن مغفل سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈرو اللہ سے پھر ڈرو اللہ سے بیچ حق اصحاب میرے کے تین بار مکرر فرمایا واسطے تاکید و مبالغہ کے
یعنی یاد کرو انکو سوائے تعظیم و توقیر کے اور ادا کرو حق صحبت انکی کا ساتھ میرے نہ پکڑنا اور نہ کرنا انکو مانند نشانہ کے بعد میرے کہ ڈالو انکی طرف تیر بدکہاوے کے اور
عیب گیری کے پس جو شخص کہ دوست رکھتا ہے انکو پس بسبب دوست رکھنے میرے کے انکو دوست رکھتا ہے انکو یا یہ معنے ہیں کہ بسبب دوست رکھنے اسکے
کے مجھکو دوست رکھتا ہے انکو اور یہ مناسب تر ہے ساتھ قول انکے کے اور جو شخص کہ دشمن رکھتا ہے انکو پس بسبب دشمنی میری کے دشمن رکھتا ہے انکو فـ حاصل یہ کہ
دوست رکھتا ہے انکو اسلیے کہ وہ دوست رکھتا ہے مجھکو اور دشمن رکھتا ہے انکو اسلیے کہ وہ دشمن رکھتا ہے مجھکو عیاذا باللہ منہ پس حق ہے بسبب اسکے قول اس شخص کا کہ کہتا ہے
کہ جنے برا کہا انکو پس واجب القتل ہوا دنیا میں جیسے کہ اوپر گذرا مذہب مالکیہ کا اور لکھا ہے علماء نے کہ علامت صحت محبت اور نشان درستی محبت کا یہ ہے کہ محبوب کے

ہدایت اور بچاؤ کریں طرف مشغول ہونے اسکے کہ پس نشان محبت حق جل وعلا کا محبت رسول اللہ کی ہے اور نشان محبت رسول کا محبت آل اور اصحاب کی ہے اور اسیطرح
سمجھیے اسکو بیت اور جو شخص کہ ایذا دے انکو پس تحقیق اسنے ایذا دی مجکو یعنے گویا اور جو شخص کہ ایذا دے مجکو پس تحقیق ایذا دی خدا کو اور جو شخص کہ ایذا دے خدا کو
پس نزدیک ہے کہ پکڑیگا خدا اسکو نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ف یعنے عذاب کریگا اسکو دنیا میں یا آخرت میں شاید کہ نکالی گئی یہ حدیث اس
قول اللہ تعالی کے سے إن الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والآخرة وأعد لهم عذابا مهينا والذين يؤذون المؤمنين والمؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد
احتملوا بهتانا وإثما مبينا (وعن أنس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل أصحابي في أمتي كالملح في الطعام لا يصلح الطعام إلا بالملح قال الحسن فقد
ذهب ملحنا فكيف نصلح رواه في شرح السنة) اور روایت ہے انس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مثل صحابہ میرے کی درمیان امت
میری کے مانند نمک کے ہے طعام میں نہیں سنورتا کھانا مگر ساتھ نمک کے کہا حسن بصری نے یعنے بعد سننے اس حدیث کے پس تحقیق جاتا رہا نمک ہمارا پس کیونکر
سنورین ہم ف یعنے حال ہمارا حسرت کا ہے ہم اوپر گذرنے یعنے صحابہ کے باوجودیکہ انکے زمانہ میں وجود صحابہ کا تھا اور وفات حسن بصری کی سن ایکسو
دس میں ہوئی کہتا ہوں کہ سنورتے ہیں ہم انکے کلام سے اور روایتوں سے اور معرفت مقامات اور حالات انکے سے اور انکے اخلاق وصفات کی پیروی کرنے
سے اسلیے کہ اعتبار ان چیزوں کا ہے نہ ذاتوں انکے کا ترجمہ نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ میں ف یعنے اپنی اسناد سے اور اسی طرح روایت کیا اسکو ابو یعلی
نے اپنی مسند میں انس سے مرفوع (وعن عبد الله بن بريدة عن أبيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من أحد من أصحابي يموت بأرض إلا بعث
قائدا ونورا لهم يوم القيامة رواه الترمذي وقال هذا حديث غريب) اور روایت ہے عبد اللہ بن بریدہ سے کہ نقل کی انہوں نے اپنے باپ سے یعنی بریدہ اسلمی سے کہ
فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے کوئی اصحاب میرے میں سے کہ مرے کسی زمین میں مگر کہ اٹھایا جاویگا وہ قبر سے اس حال میں کہ کھینچنے والا ہوگا
اس زمین والوں کا بہشت کی طرف اور سبب روشنی کا ہوگا انکے یعنے ہادی ہوگا انکا روز قیامت کے نقل کی یہ ترمذی نے (وذكر حديث ابن مسعود
لا يبلغني أحد في باب حفظ اللسان) اور ذکر کی گئی حدیث ابن مسعود کی کہ سر اسکا یہ ہے لا یبلغنی احد بیچ باب محافظت زبان کے کہ اسمیں ذکر صحابہ کا ہے اور مصابیح
میں اس باب میں ذکر کی ہے اور مولف نے ذکر اسکا وہاں مناسب دیکھا الفصل الثالث فصل تیسری (عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
إذا رأيتم الذين يسبون أصحابي فقولوا لعنة الله على شركم رواه الترمذي) روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جس وقت کہ دیکھو تم
ان لوگوں کو کہ برا کہتے ہیں میرے صحابیوں کو پس کہو لعنت خدا کی ہو تمہارے اس فعل بد پر ف یعنے اسمیں اشارہ ہے طرف اسکے کہ لعنت انکی پھرتی ہے انہیں کی طرف
اسلیے کہ وہ اہل شر وفتنہ ہیں اور صحابہ اہل خیر ہیں کہ مستحق ہیں رضا ورحمت کے اور اشارہ ہے اسکی طرف کہ اگر لعنت فعل پر کریں نہ ذات پر تو قریب باحتیاط ہے
ترجمہ نقل کی یہ ترمذی نے ف اور ایسی ہی خطیب نے اور روایت کی عدی نے ابن عائشہ سے مرفوع (إن شرار أمتي أجرؤهم على أصحابي) اور
اور حدیث مرفوع میں ہے (يكون في آخر الزمان قوم يسمون الرافضة يرفضون الإسلام فاقتلوهم فإنهم مشركون) اور ایک روایت میں ہے (وينتحلون حب أهل البيت
وليسوا كذلك وآية ذلك أنهم يسبون أبا بكر وعمر) یہ روایت صواعق محرقہ میں ہے اور شاید کہ حکمت بیچ برا کہنے روافض کے یعنے صحابہ کو اور برا کہنے خوارج کے
بعض اہل بیت کو یہ ہے کہ جب منقطع ہوئے انکے اعمال انکے بسبب مرنے کے تو چاہا اللہ تعالی نے کہ ہمیشہ رہے انکے لیے ثواب واسطے بڑھنے درجے جنت میں انکے
کے اور انکے دشمنوں کو عذاب شدید ہو (وعن عمر بن الخطاب قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول سألت ربي عن اختلاف أصحابي من بعدي
فأوحى إلي يا محمد إن أصحابك عندي بمنزلة النجوم في السماء بعضها أقوى من بعض ولكل نور فمن أخذ بشيء مما هم عليه من اختلافهم فهو عندي على هدى
قال وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أصحابي كالنجوم فبأيهم اقتديتم اهتديتم رواه رزين) اور روایت ہے عمر سے کہ کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کو کہ فرماتے تھے پوچھا میں نے اپنے پروردگار سے اختلاف صحابہ اپنے سے پیچھے میرے یعنے جو اختلاف کرینگے آپس میں فروع شرعیہ میں بعد میرے

حکمت ہی پس وحی کی اللہ تعالی نے طرف میرے کہ اے محمد بلا شبہ اصحاب تیرے نزدیک میرے بمنزلہ ستارون کے ہین آسمان مین فٹ یعنی بیچ ظاہر کرنے ہدایت اور
باطل کرنے ضلالات کے مانند ستارون کے ہین کہ جیسے ستارون سے راہ ہر و بحر کی معلوم ہوجاتی ہی جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے (وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ) ویسے ہی
اُنسے راہ حق معلوم ہوتی ہی اور بری راہ باطل ہوتی ہی ترجمہ یعنے اُن ستارون مین سے قوی تر اور روشن تر ہین بعضے سے اور واسطے ہر ایک کے نور ہی یعنے اور
اسی طرح واسطے ہر ایک کے اصحاب مین سے نور ہی بقدر استعداد اُسکی کے پس ہی شخص نے کہ لیا کچھ اُس چیز سے کہ وہ اُس چیز پر ہین اختلافات اپنے سے بیچ مسائل
علم و فقہ کے پس وہ نزدیک میرے ہدایت پر ہین فٹ اور اس سے معلوم ہوا کہ اختلاف امون کا رحمت ہی امت کے لیئے کہا طیبی نے کہ مراد اس سے
اختلاف فروع مین ہی نہ اصول مین جیسے کہ دلالت کرتا ہی اسپر قول حضرت کا فہو عندی علی ہدی کہا سید جمال الدین نے اور ظاہر یہ ہی کہ مراد وہ اختلاف ہی کہ دین میں
ہوا نہ اختلاف غرض دنیوی کا پس نہین اشکال وارد ہوگا اوپر اختلاف کرنے بعضے صحابہ کے بعض سے خلافت و امارت مین کہتا ہون مین کہ ظاہر یہ ہی کہ اختلاف
یعنے ملا علی قاری ۱۲
خلافت کا بھی باب اختلاف فروع دین کے سے تھا کہ صادر ہوا ہر ایک سے اجتہاد سے نہ غرض دنیوی سے کہ صادر ہوتا ہی حظ نفسانی سے پس یہ اختلاف بادشاہون
کا سا نہ تھا ترجمہ کہا مولف نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب میرے مانند ستارون کے ہین یعنے پس پیروی کرو تم ان سب کی یا اکثر کی اور اگر نہ ہو سکے
ہو سکے تو جس کسی کے اُنمین سے پیروی کروگے راہ پاؤ گے نقل کی یہ رزین نے فٹ جیسے کہ اشارہ کیا ساتھ قول اپنے کے و لکل نور پس ہی ایت بقدر علم و فہم
ہی کہ نزدیک اُسکے ہی باوجود تفاوت مراتب اُسکے کے اور اس معنی سے کوئی صحابی خالی نہین بالضرور علم شریعت و دین کا اُسکے پاس ہی اور جاننا چاہیے کہ پیچ حدیث
اصحابی کالنجوم الخ کے کلام کیا ہی علما نے چنانچہ ابن حجر نے تقریر طویل لکھی ہی اسپر اور ذکر کیا کہ یہ حدیث ضعیف واہی ہی بلکہ ذکر کیا ابن حزم نے کہ یہ موضوع باطل ہی لیکن
ذکر کیا بیہقی نے کہ اُسنے کہا کہ حدیث مسلم سے بعض معنے اُسکے سمجھے جاتے ہین اور مراد حدیث مسلم سے یہ حدیث آنحضرت کی ہی النجوم امنة السماء الخ باب مناقب

ابی بکر باب ہی مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ کا الفصل الاول فصل پہلی عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي
صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ وَعِنْدَ الْبُخَارِيِّ أَبَا بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا وَلٰكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهُ لَا تُبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ إِلَّا خَوْخَةَ أَبِي بَكْرٍ وَفِي رِوَايَةٍ
لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا غَيْرَ رَبِّي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ روایت ہی ابو سعید خدری سے اُسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ تحقیق
بہت عطا کرنیوالے لوگون سے مجھپر یا بہت خرچ کرنیوالے اُنمین سے بسبب میرے اپنی صحبت مین یعنے دوام ملازمت اپنی مین ساتھ لگا رکھنے نفس اپنے
کے میری خدمت مین اور اپنے مال مین یعنے خرچ کرنے مال اپنے مین میری راہ مین ابو بکر ہین اور نزدیک بخاری کے ابا بکر واقع ہوا ہی اور اگر ہوتا مین پکڑنیوالا دوست
خالص جانی تو البتہ پکڑتا مین ابو بکر کو ایسا دوست ولیکن برادری حق مسلمانی کی ہی اور محبت اسکی باقی اور ثابت ہی فٹ خلیل خلت سے ہی ساتھ پیش خ کے بمعنے
صداقت و محبت متخلل کے یعنے در آئی ہوئی اندر قلب محب کے کہ داعی ہی طرف اطلاع محبوب کے اوپر سر محب کے یعنے اگر روا ہوتا مجکو کہ پکڑون مین کوئی دوست
خلق مین سے ایسی صفت کہ محبت اسکی [illegible] دل کے اندر آتی اور مطلع ہوتا وہ میرے سر پر تو ابو بکر کو ایسا دوست پکڑتا مین کہ لائق اور قابل اس صفت کے ہی ولیکن خالی
ہی میرے لیئے محبوب اس صفت مگر حق سبحانہ و تعالے دوست رکھنا میرا خلق کو اوپر ظاہر دل میرے کے ہی اور آگاہ نہین میرے سر پر سوائے حق تعالے کے اور یا خلت
سے ہی ساتھ زبر خ کے بمعنے حاجت کے یعنے اگر پکڑتا مین کوئی دوست کہ رجوع کرتا مین اسکی طرف اپنی حاجتون مین اور اعتماد کرتا مین اسپر اپنے مہمات مین تو ابو بکر کو پکڑتا مین
ولیکن اعتماد میرا تمام امور مین اور رجوع میری تمام احوال مین خدا ہی کی طرف ہی اور وہی ہی ملجا اور ملاذ میرا اور یہ معنے اقرب اور انسب ہین ساتھ سیاق حدیث کے ولیکن
محدثین نے تکلم کیا ہی کہ معنے اول اوجہ اور اولی ہین فٹ فہم ترجمہ نہ باقی چھوڑی جاوے مسجد مین کوئی کھڑکی یا روزن دیوار مین مگر کھڑکی ابو بکر کی کہ دیوار مین ہی فٹ خوخہ
ساتھ زبر دونون خ معجمہ کے اور واو ساکن کے درمیان اُنکے روزن کہ چھوڑا جاوے دیوار مین تا روشنی گھر مین آوے یعنے روشندان اور بعضون نے کہا کھڑکی کو کہتے ہین اور
جو گھر کہ ملے ہوئے مسجد شریف سے تھے اُنمین کھڑکیان تھین کہ اُنمین سے مسجد شریف مین آتے تھے یا روزن تھے کہ اُنمین سے مسجد مین نگاہ کرتے تھے کہ آنحضرت

مسجد مین آنے کی یا نہین پس حکم فرمایا آنحضرت نے کہ تمام کھڑکیان یا روزن بند کر دیے جاوین مگر کھڑکی یا روزن ابو بکر کا از راہ تکریم و تفضیل انکے کہ کھلا رہنا اور یہ تھا
آخر خطبہ مین کہ آنحضرت نے پڑھا کہ انمین کنایہ ہے ساتھ خلافت صدیق کے اور رد کرنا گفتگو اوروں کا اس باب مین اور جب لوگون نے کلام کیا اس باب مین تو فرمایا آنحضرت
نے کہ مین نے یہ کلام اپنی طرف سے نہین کیا ہے مگر بامر خدا عزوجل کے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ عمر نے درخواست کی کہ اپنی دیوار مین ایک روزن چھوڑین کہ
دیکھا کرین آنحضرت کو اسوقت کہ آوین مسجد مین پس فرمایا آنحضرت نے کہ نہ چھوڑین اگرچہ بمقدار ناک سوئی کے ہووے اور ایک روایت مین یون ہے کہ اگر ہوتا مین
پکڑنے والا دوست کسی کو سوائے رب اپنے کے تو البتہ پکڑتا مین ابو بکر کو دوست نقل کی ہے بخاری اور مسلم نے ف ح جاننا چاہیے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے بیچ
شرح صحیح بخاری کے کہا کہ آئی ہین اس باب مین حدیثین بطرق متعددہ کہ ظاہرا مخالف معلوم ہوتی ہین اس حدیث مذکور سے کہ ابو بکر رض کے باب مین آئی ہے ازانجملہ
حدیث سعد بن ابی وقاص کی کہ کہا حکم کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ بند کرنے دروازون کے کہ جانب مسجد کے تھے اور دروازہ علی رض کا کھلا رکھا روایت
کیا اس حدیث کو احمد اور نسائی نے اور اسناد اسکی قوی ہے اور روایت کی طبرانی نے اوسط مین ساتھ نقل ثقات کے کہ صحابہ جمع ہوئے اور کہا یا رسول اللہ حکم کیا
آپ نے ساتھ بند کرنے اصحاب کے دروازون کے اور کھلا رکھا دروازہ علی کا فرمایا آنحضرت نے کہ مین نے نہین بند کیے ہین اور نہ کھلا رکھا ہے بلکہ خدا نے بند کیے
اور کھلا رکھا اور مین حکم کیا گیا ہون ساتھ بند کرنے دروازون کے سوائے دروازہ علی کے اور اسی طرح روایت کی احمد اور نسائی نے ابن عباس رض اور ابن عمر رض سے کہا شیخ
ابن حجر نے کہ ہر ایک ان حدیثون مین سے لائق حجت کے ہے خصوصا کہ قوت پاتی ہے بعض انمین سے ساتھ بعض کے اور کہا ابن حجر نے کہ ابن جوزی نے حکم کیا
اس حدیث پر کہ وارد ہوئی علی رض کی شان مین ساتھ وضعی ہونے کے اور کلام کیا ہے اسکے بعض طرق مین بسبب مخالف ہونے اسکے کہ حدیثون صحیح سے کہ وارد ہوئی
مین ابو بکر رض کی شان مین اور کہا کہ وضع کیا ہے اسکو روافض نے انکے مقابلہ مین اور رد کیا شیخ ابن حجر نے ابن جوزی پر بیچ حکم کرنے انکے کے ساتھ وضعی ہونے اس
حدیث کے بمجرد توہم معارضہ انکے کے ساتھ حدیث ابو بکر رض کے اور کہا کہ حدیث علی رض کے طرق کثیرہ ہین بعضی انمین سے حد صحت کو پہونچی ہین اور بعضے مرتبہ حسن کو اور
معارضہ درمیان حدیث علی اور اس حدیث کے کہ وارد ہوئی ہے ابو بکر کی شان مین نہین ہے اور وجہ توفیق کی یہ ہے کہ حکم ساتھ بند کرنے اور دروازون کے اور کھلے رہنے
دروازہ علی کے اول امر مین تھا وقت بنانے مسجد کے اور تھا حضرت علی رض کا دروازہ طرف مسجد کے کہ جاتے تھے اور نکلتے تھے انہین سے اور صحت کو پہونچا ہے آنحضرت
سے کہ فرمایا نہ داخل ہو اس مسجد مین کوئی اجنبی مگر مین اور تو اور حکم ساتھ بند کرنے کھڑکیون کے سوائے کھڑکی ابو بکر رض کے آخر امر مین تھا آنحضرت کے مرض مین کہ واقع
ہوئے تھے آنحضرت کی وفات مین دو تین دن اور دلیل اس کلام کی یہ ہے کہ وارد ہوا ہے کہ جب حکم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ بند کرنے دروازون کے سوائے
دروازہ علی رض کے آئے حمزہ بن عبد المطلب بعد اسکے کہ ظاہر ہوا انکے امتثال امر مین کچھ توقف اور انکی آنکھین ڈبڈباتی تھین اور پانی جاتا تھا اور کہا یا رسول اللہ باہر نکال دیا
آپ نے اپنے چچا کو اور رہنے دیا اپنے چچا کے بیٹے کو فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اے چچا میرے حکم کیا گیا مین ساتھ اسکے اور مجھکو اسمین کچھ اختیار نہین پس فکر کرنے
حمزہ کے سے اس قضیہ مین جانا گیا کہ یہ مقدم تھا اسلیے کہ حمزہ غزوہ احد مین شہید ہوئے (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا
خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا وَلٰکِنَّہُ اَخِیْ وَصَاحِبِیْ وَقَدِ اتَّخَذَ اللّٰہُ صَاحِبَکُمْ خَلِیْلًا رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے انہنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ فرمایا آنحضرت نے اگر ہوتا مین پکڑنے والا دوست تو البتہ پکڑتا مین ابو بکر رض کو دوست ولیکن ابو بکر میرے بھائی ہین اور یار میرے ف ح ع اور احمد کی روایت مین
ہے (اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَصَاحِبِیْ فِی الْغَارِ) اور ابو یعلی کے مسند مین ہے ابن عباس سے ابو بکر صاحبی ومونسی فی الغار سدوا کل خوخۃ فی المسجد غیر خوخۃ ابی بکر کہا ابو حاتم نے
کہ یہ بیچ قول حضرت کے سدوا الخ دلیل ہے اوپر قطع طمع تمام لوگون کے خلافت سے سوائے ابی بکر کے ت اور تحقیق دوست پکڑا ہے اللہ نے تمہارے صاحب کو کہ
عبارت ہے انکی ذات شریف سے نقل کی یہ مسلم نے ف ح پہلی حدیث سے دوست پکڑنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا تعالی کو معلوم ہوا اور اس حدیث سے
دوست پکڑنا اللہ تعالی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تا معلوم ہو کہ جو کوئی محبت مین صادق ہے مرتبہ محبوبیت کو پہونچتا ہے جیسے کہ محبوب سے ہر کہ او در عشق صادق آمد

بر سبیل شوق عاشق آمدہ است۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حبیب اللہ ہیں اور حبیب اس محب کو کہتے ہیں کہ مرتبہ محبوبیت کو پہونچے اور بعض خلت کو
اعلیٰ و اخص رکھتے ہیں اور آنحضرت کو جامع کہتے ہیں درمیان مرتبہ محبت اور خلت کے اور آنحضرت کی خلت کو اتم اور کامل تر کہتے ہیں خلت ابراہیم سے کذا
قال العراقی اور حدیث دلیل لایا ہے ہر دو ابو بکر ہیں افضل صحابہ میں (وعن عائشۃ قالت قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ ادعی لی ابا بکر اباک و
اخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل انا ولا ویابی اللہ والمؤمنون الا ابا بکر رواہ مسلم وفی کتاب الحمیدی انا اولی بدل انا ولا) اور روایت
ہے عائشہؓ سے کہا فرمایا واسطے میرے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں کہ بلا واسطے میرے ابا بکر کو کہ باپ تیرا ہے اور بلا اپنے بھائی کو یعنی عبدالرحمن کو
تاکہ حکم کروں میں نامہ کے لکھنے کا اسلئے کہ میں ڈرتا ہوں یہ کہ آرزو کرے کوئی آرزو کرنیوالا یعنی خلافت کی بے تقدیر نہ لکھنے کے اور ڈرتا ہوں یہ کہ کہے کہنیوالا
کہ میں مستحق ہوں واسطے خلافت کے حالانکہ نہیں ہوگا مستحق خلافت کا باوجود ابی بکرؓ کے اور کوئی جیسے کہ دلالت کرتا ہے اسپر قول حضرت کا اور انکار کریگا اور نہیں چاہیگا
اللہ تعالیٰ اور مومن مگر ابو بکر کو نقل کی یہ مسلم نے اور بیچ کتاب حمیدی کے واقع ہوا ہے کہ انا اولی بجاے انا ولا کے یعنی میں لائق تر ہوں ساتھ خلافت کے
اور نہیں مستحق ہے اسکا غیر میرا فقط اور طیبی نے قاضی عیاض سے نقل کیا کہ یہ روایت اجود ہے اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف خلافت ابو بکرؓ کے بعد آنحضرت کے
اور شیعہ جو دعوی نص کا کرتے ہیں حضرت علیؓ کی خلافت پر اور وصیت کرنے کا انکے حق میں محض باطل ہے کچھ اصل اسکی نہیں باتفاق مسلمانوں کے اور اول جھٹلایا
انکو علیؓ نے جھٹلایا ہے جسوقت کہ پوچھے گئی کہ کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے کہ نہیں وہ قرآن میں فرمایا علیؓ نے کہ نہیں میرے پاس مگر اس صحیفہ میں ہے اور اگر انکے
پاس نص ہوتی تو فرماتے ہیں (وعن جبیر بن مطعم قال اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرأۃ فکلمتہ فی شیء فامرہا ان ترجع الیہ قالت یا رسول اللہ ارأیت
ان جئت ولم اجدک کانہا ترید الموت قال فان لم تجدینی فاتی ابا بکر متفق علیہ) اور روایت ہے جبیر بن مطعم سے کہا جبیر نے کہ آئی آنحضرت کے پاس ایک
عورت اور کلام کیا آپ سے کسی چیز میں یعنی کچھ حاجت چاہی یا کوئی بات پوچھی پس حکم کیا آنحضرت نے اس عورت کو کہ اور وقت آوے طرف آنحضرت کے
یعنی تاکہ دوں میں اسکو کچھ یا جواب دوں میں اسکی بات کا کہا اس عورت نے یا رسول اللہ خبر دیجیے مجھکو کہ اگر آؤں اور نہ پاؤں آپ کو یعنی اور شاید کہ مکان اسکا دور تھا
مدینہ سے کہا جبیر نے گویا کہ وہ عورت مراد رکھتی تھی ساتھ نہ پانے آنحضرت کے انکی موت کو ف ح ظاہر یہ عورت آنحضرت کے ایام وفات کے قریب آئی
تھی ت فرمایا آنحضرت نے پس اگر نہ پاوے تو مجھکو پس آ تو ابو بکر کے پاس نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ح ظاہر اس حدیث سے اشارہ ہے طرف خلافت
ابی بکرؓ کے بعد آنحضرت کے لیکن یہ نص قطعی نہیں ہے اور باوجود اسکے دلالت کرتی ہے اوپر فضیلت و منقبت انکے کے اور جمہور علما اسپر ہیں کہ نص قطعی خلیفہ کرنیکی
کسی جانب میں نہیں ہے اور […] خلافت ابی بکرؓ کی باجماع صحابہ کے ہے اور شیخ ابن ہمام نے مسایرہ میں دعوی نص کا ابو بکر کی خلافت پر کیا ہے اور اثبات
کیا ہے واللہ اعلم اور روایت ہے سہل ابن ابی حثمہ سے کہا بیچا ایک اعرابی نے آنحضرت کے ہاتھ کچھ اونٹ وعدہ پر پس کہا حضرت علیؓ نے اعرابی کو کہ جا آنحضرت
کے پاس اور پوچھ انسے کہ اگر آؤں نہیں آپ کے پاس وقت وفات آپ کی کے تو کون ادا کریگا قیمت انکی فرمایا ادا کریگا تجھکو ابو بکرؓ پس پھر کر آیا وہ اعرابی علی کے پاس
اور خبر دی انکو پس کہا علیؓ نے کہ پھر جا اور پوچھ انسے کہ اگر آؤں میں ابو بکرؓ کے پاس وقت انتقال انکے کے تو کون ادا کریگا اسکو پس آیا اعرابی آنحضرت کے پاس
اور پوچھا آپ سے پس فرمایا کہ ادا کریگا تجھکو عمرؓ پس کہا علی نے کہ پوچھ عمر کے بعد کا حال پس فرمایا کہ ادا کریگا تجھکو عثمانؓ پس کہا علی نے اعرابی کو کہ جا آنحضرت کے پاس اور
پوچھ انسے کہ اگر آؤں میں عثمان کے پاس وقت انتقال انکے کے تو کون ادا کریگا اسکو پس پوچھا اعرابی نے فرمایا آنحضرت نے کہ جب مر جاویں ابو بکر اور عمر اور عثمان تو پس اگر کر سکے
تو تو مر جا روایت کی یہ اسمعیل نے اپنی معجم میں (وعن عمرو بن العاص ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثہ علی جیش ذات السلاسل قال فاتیتہ فقلت ای الناس
احب الیک قال عائشۃ فقلت من الرجال قال ابوہا قلت ثم من قال عمر فعد رجالا فسکت مخافۃ ان یجعلنی فی آخرہم متفق علیہ) اور روایت ہے عمرو بن العاص
سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو امیر کر کر اوپر ایک لشکر کے ذات السلاسل کو بھیجا تھا کہ نام ایک زمین کا ہے کہا پس آیا میں آنحضرت کے پاس پہنچ کے

سیدہ کہے بابیہ لیکن پس کہا میں نے آنحضرت سے کہ کون محبوب تر ہے طرف آپ کے ف ح ع یعنی ان لوگوں میں سے کہ موجود ہیں آپ کے زمانہ میں یا مراد ہیں اپنے
لشکر والے اور یہ اسلئے ہو کہ سبب اس سوال کا یہ تھا کہ بھیجا انکو لشکر کا امیر کر کر بھیجا بعد اسکے پہونچے کہ آنکی کمک کے لیے ابو عبیدہ بن الجراح کو بھیجا ساتھ دو سو بزرگوں
کے انصار و مہاجرین میں سے کہ ابوبکر و عمر بھی انہیں سے تھے لیکن امامت عمرو کرتے تھے بسبب فتح ہوئی مسلمانوں کی اور کافر بھاگ گئے اسوقت عمرو بن العاص کے
خیال میں یہ آیا کہ یہ مقدم ہوں مرتبہ میں انسے کہ میرے ساتھ انکو بھیجا ہے پھر جب پھر کر آئے تو آنحضرت سے یہ پوچھا آنحضرت نے ایسا جواب دیا کہ طمع انکی منقطع
ہو گئی لیکن ہو یہ احتمال اول کہ ارادہ تمام آنحضرت کے اہل زمانہ میں یہ جواب حضرت کا کہ حضرت نے فرمایا عائشہ یعنی وہ محبوب تر ہیں لوگوں کی طرف میری عمرو نے
میں نے کہا مردوں میں سے یعنی سوال میرا انسے ہو یا تھا یہ ہے کہ مردوں میں سے کون بہت محبوب ہے طرف تمہارے کہا فرمایا باپ اسکا یعنی ابوبکر کہا
میں نے پھر کون بہت محبوب ہے فرمایا عمر پس گنا آنحضرت نے اور مردوں کو یعنی بعد اور سوالوں میرے کے پس خاموش ہوا میں یعنی اس سوال سے بسبب اس خوف کے
کہ کردیں آپ مجکو بیچ آخر لوگوں کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے یعنی بالآخر ان لوگوں کے کہ پوچھوں میں انکو پوچھا میں آپ سے (وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ
قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ وَخَشِيتُ أَنْ يَقُولَ عُثْمَانُ قُلْتُ ثُمَّ أَنْتَ قَالَ مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے محمد بن حنفیہ سے کہ بیٹے ہیں علی کے غیر فاطمہ زہرا سے کہا کہا میں نے واسطے باپ اپنے کے کہ علی ہیں کہ کون لوگوں میں سے بہتر
ہے بعد آنحضرت کے کہا علی نے ابوبکر بہتر ہیں کہا میں نے پھر کون ہے کہا عمر اور ڈرا میں کہ کہیں عثمان یعنی پھر پوچھا میں نے کہ بعد عمر کے کون بہتر ہے بخوف اسکے کہ عثمان کو افضل
فرمائینگے پس عنوان سوال سے عدول کر کر میں نے کہا میں نے کہ پھر تم ہو کہا علی نے کہ نہیں ہوں میں مگر ایک مرد مسلمانوں میں سے نقل کی یہ بخاری نے ف ع
یہ انہوں نے از راہ تواضع کے فرمایا والا وقت اس سوال کے سب لوگوں سے وہ بہتر تھے اسلئے کہ بعد قتل عثمان کے تھا (وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا
فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَعْدِلُ بِأَبِي بَكْرٍ أَحَدًا ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ نَتْرُكُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِي رِوَايَةٍ لِأَبِي
دَاوُدَ قَالَ كُنَّا نَقُولُ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ أَفْضَلُ أُمَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَهُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ رِضْوَانُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ) اور روایت
ہے ابن عمر سے کہا تھے ہم یعنی صحابہ بیچ زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر نہیں کرتے تھے ہم ساتھ ابی بکر کے کسی کو یعنی صحابہ میں سے بلکہ انکو فضیلت دیتے
اوروں پر پھر ساتھ عمر کے برابر نہیں کرتے کسی کو پھر ساتھ عثمان کے پھر چھوڑ دیتے تھے ہم اصحاب آنحضرت کو نہیں فضیلت دیتے ہم درمیان انکے ایک کو دوسرے
پر نقل کی یہ بخاری نے ف ع ح مراد آپس میں فضیلت دینا انکے کا ہر کہ ایک طرح کی صحابہ کو آپس میں فضیلت نہ دیتے تھے ایک کو دوسرے پر والا اہل بدر اور احد
اور اہل بیعۃ الرضوان اور تمام علما صحابہ افضل ہیں اور شاید کہ یہ تفاضل درمیان اصحاب کے مراد ہو اور اہل بیت ہیں وہ اخص ہیں انسے اور حکم انکا مغائر ہو انکے
پس نہیں وارد ہو گا اعتراض بسبب ذکر کرنے علی اور حسن اور حسین اور دونوں چچا آنحضرت کے کہ حمزہ اور عباس ہیں رضی اللہ عنہم اور کہا مظہر نے کہ مراد ابن عمر
کی بڑے اور سن میں اصحاب ہیں کہ جب کوئی امر درپیش آتا تو مشورہ کرتے آنحضرت انسے اور حضرت علی آنحضرت کے زمانہ میں جوان و نو عمر تھے والا انکی فضیلت کا
بعد ان ذکر کیے گیوں کے کوئی منکر نہیں اور یہ بھی ہے کہ تفاضل ثابت ہو درمیان صحابہ کے جیسا کہ اہل بدر اور اہل بیعۃ الرضوان اور علما صحابہ کو فضیلت ہے
اوروں پر ہے اور بیچ روایت ابی داود کے ہے کہا ابن عمر نے تھے ہم کہتے اس حال میں کہ آنحضرت زندہ تھے بہتر امت آنحضرت کی بعد آنحضرت کے ابوبکر
ہیں پھر عمر پھر عثمان رضی اللہ عنہم ف ح اور امام احمد ابن عمر سے لائے ہیں کہا تھے ہم بیچ زمانہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہتے بہترین لوگوں کا ابوبکر کو
پھر عمر کو اور کہا پھر علی ابن تحقیق دیے گئے ہیں تین خصلتیں کہ اگر ایک ان تینوں میں سے میرے لیے ہو تو بہتر جانوں میں دنیا سے اور اس چیز سے کہ دنیا میں ہے نکاح کر دیا
آنحضرت نے انسے اپنی بیٹی کا کہ فاطمہ ہیں اور حاصل ہوئی آنحضرت کے لیے انسے اولاد اور بند کیے دروازے سب کے سوا دروازہ علی کے اور دیا انکو جھنڈا
دن روز خیبر کے اور نسائی نے روایت کی کہ پوچھے گئے ابن عمر کیا کہتے ہو بیچ حق عثمان اور علی کے بیچ بیان کی بعد اسکے کہا مت پوچھ حال علی کا

اور بیان اس بات کا کسی کو انپر شبہ کیا ہو اور واسطے سب کے سوائے ہووے اور فوائد انکے کذا ذکرہ الشیخ فی فتح الباری (الفصل الثانی) فصل دوسری (عن ابی ہریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما لاحد عندنا ید الا وقد کافیناہ ما خلا ابا بکر فان لہ عندنا یدا یکافیہ اللہ بہا یوم القیامۃ وما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر
ولو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا الا وان صاحبکم خلیل اللہ رواہ الترمذی) روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کسی
کے لیے نزدیک ہمارے کچھ احسان اور انعام مگر کہ بدلا اتارا ہم نے اسکا یعنے ہم نے اسکا عوض دیا سوائے ابو بکر کے پس تحقیق ابو بکر کے لیے نزدیک ہمارے نعمت دین کی ہے
کہ بدلا دیگا اسکو اللہ تعالیٰ عوض اس نعمت کے دن قیامت کے ف یعنے بدلا کامل کہا بعضوں نے کہ مراد ید سے نعمت ہے اور وہ مال ہے اور نفس اور اہل اور اولاد
کہ سب حضرت کی رضا مندی میں صرف کیے اور احتمال ہے کہ مراد اس نعمت سے آزاد کرنا بلال کا ہو جیسے کہ اشارہ ہے طرف اسکے اس آیت میں (وسیجنبہا الاتقی الذی
یؤتی مالہ یتزکی) الآیۃ اور نہیں نفع دیا مجکو کسی کے مال نے مانند مال ابی بکر کے ف کہ جو کچھ کہ گھر میں رکھتے تھے خدمت با برکت میں لے آئے اور گھر میں کچھ نہ چھوڑا
اور ذوالخلال ساتھ [illegible] کے لقب ابو بکر کا ہے کہ جب تمام مال راہ خدا میں صرف کیا اور خرقہ پہنا تو بجائے تکموں کے خلال سینہ کا لگا لیے تھے اور اگر ہوتا میں پکڑنے والا
دوست جانی تو البتہ پکڑتا میں ابو بکر کو دوست جانی آگاہ ہو کہ صاحب تمہارا دوست خدا کا ہے اور سوائے خدا کے دوست حقیقی نہیں رکھتا نقل کی یہ ترمذی نے ف
کتاب ریاض الصالحین میں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ نہیں نفع دیا مجکو کسی مال نے کبھی اسقدر کہ نفع دیا مجکو مال ابی بکر نے پس روئے ابو بکر اور کہا کہ نہیں ہیں میں اور مال میرا
مگر ملک آپکی اور موافقات میں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے نہیں ہے مال کسی شخص مسلمان کا نافع تر میرے لیے مال ابی بکر سے اور تھے آنحضرت حکم کرتے ابو بکر کے مال میں
جیسے کہ حکم کرتے اپنے مال میں اور آیا ہے کہ خرچ کیں ابو بکر نے آنحضرت پر چالیس ہزار درہم اور عروہ روایت کرتے ہیں کہ اسلام لائے ابو بکر اس حال میں کہ انکے لیے
چالیس ہزار درہم تھے سب خرچ کیے آنحضرت کے عہد میں فی سبیل اللہ اور عروہ سے ہے کہ آزاد کر دیے ابو بکر نے سات بردے کہ عذاب دیے جاتے تھے اللہ
کی راہ میں انمیں سے بلال اور عامر بن فہیرہ تھے (وعن عمر قال ابو بکر سیدنا وخیرنا واحبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ الترمذی) اور روایت ہے عمر رضی اللہ
عنہ سے کہا کہ ابو بکر سردار ہمارے ہیں یعنے نسب و حسب میں اور افضل ہمارے ہیں یعنے عمل میں اور کرنے بھلائیوں میں اور بہت پیارے ہمارے ہیں طرف رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے نقل کی یہ ترمذی نے (وعن ابن عمر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر انت صاحبی فی الغار وصاحبی علی الحوض رواہ الترمذی)
اور روایت ہے ابن عمر سے کہ روایت کرتے ہیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا واسطے ابی بکر کے تو یار اور مصاحب میرا ہے غار میں اور یار و صاحب میرا ہے
حوض پر نقل کی یہ ترمذی نے ف یعنے دنیا اور آخرت میں یار و ہمراہی میرا ہے اور غالبا کہ یار غار جو کہتے ہیں اسی جگہ سے کہتے ہیں اور مراد غار سے غار جبل ثور کا ہے کہ
قریب مکہ کے ہے آنحضرت ہجرت کر اول وہیں جا کر چھپے تھے اور یہی مراد ہے اس آیت میں (ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا) پس معنے یہ ہیں
کہ تو ایسا یار مخصوص میرا ہے کہ اللہ نے تیری یاری پر گواہی دی اسلیے کہ اجماع ہے مفسروں کا کہ مراد صاحب سے اس آیت میں ابو بکر ہیں اسلیے کہا ہے علما نے کہ جو
کوئی انکار کرے صحبت ابو بکر کا وہ کافر ہوتا ہے اسلیے کہ اسنے انکار کیا نص جلی کا بخلاف انکار کرنے صحبت غیر انکے کے مانند عمر اور عثمان اور علی وغیرہم کے (وعن عائشۃ
قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینبغی لقوم فیہم ابو بکر ان یؤمہم غیرہ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب) اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں لائق ہے واسطے اس قوم کے کہ انمیں ابو بکر ہوں یہ کہ امامت کرے اس قوم کی غیر ابو بکر کے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب
ہے ف اور اسی کے حکم میں ہے وہ شخص کہ افضل قوم غیر انکا ہو اور اسمیں دلیل ہے اسپر کہ ابو بکر افضل ہیں سب صحابہ سے پس جب ثابت ہوا یہ ثابت ہوا مستحق ہونا
انکا خلافت کے لیے اور نہیں لائق ہے مقرر کرنا مفضول کا خلیفہ باوجود ہونے فاضل کے چنانچہ اسلیے سیدنا علی نے فرمایا کہ پیش کیا پیغمبر خدا نے تمکو امر دین ہمارے
میں یعنے امام کیا نماز میں کون ہے کہ پیچھے ڈالے تمکو امر دنیا ہمارے میں یعنے خلافت میں (وعن عمر قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نتصدق
ووافق ذلک عندی مالا فقلت الیوم اسبق ابا بکر ان سبقتہ یوما قال فجئت بنصف مالی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ابقیت لاہلک قلت

مِثْلَهٗ وَاَتٰی اَبُوْبَکْرٍ بِکُلِّ مَا عِنْدَهٗ فَقَالَ یَا اَبَا بَکْرٍ مَا اَبْقَیْتَ لِاَهْلِکَ فَقَالَ اَبْقَیْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قُلْتُ لَا اَسْبِقُهٗ اِلٰی شَیْءٍ اَبَدًا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ) اور روایت ہے عمرؓ سے کہا حکم کیا ہمکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ تصدق کریں ہم یعنے راہ خدا میں کچھ مال صرف کریں ہم اور موافق پڑا یہ حکم کرنا آنحضرت کا ساتھ تصدق کرنے کے نزدیک میرے مال کثیر کو یعنے اتفاقاً اسوقت میں بہت سا مال میرے پاس تھا پس کہا میں نے کہ آج کے دن سبقت لیجاؤنگا میں ابوبکرؓ سے اس امر خیر میں اگر ممکن ہو سبقت لیجانا میرا اخیر ایک دن یعنے دونوں میں سے کہا عمرؓ نے پس لایا میں آدھا مال اپنا پس فرمایا آنحضرت نے کسقدر باقی رکھا تو نے اپنے اہل و عیال کے لیے پس کہا میں نے کہ باقی چھوڑا میں نے اپنے اہل و عیال کے لیے مانند اسکے کہ لایا ہوں میں یعنے آدھا لایا ہوں میں آدھا باقی رکھا اور لائے ابوبکرؓ جو کچھ کہ تھا انکے پاس فقط اور یہاں ایک اشارہ نکلتا ہے کہ فقط آدھا مال عمرؓ کا زیادہ تھا اس چیز سے کہ ابوبکرؓ لائے لیکن چونکہ جو کچھ رکھتے تھے لے آئے فضیلت انکی عمرؓ پر باقی رہی جیسے کہ حدیث میں آیا ہے افضل الصدقة جہد المقل پس فرمایا آنحضرت نے اے ابوبکر کیا چھوڑا تو نے اپنے اہل و عیال کے لیے پس کہا ابوبکرؓ نے کہ باقی چھوڑا ہے میں نے انکے لیے خدا کو اور رسول خدا کو فقط یعنے خدا اور رسول کی رضا چھوڑ آیا ہوں یعنے یہ کہ کچھ مال میں سے باقی نہیں چھوڑا ہے میں نے فضل خدا کا اور رزاقیت اسکی اور امداد و اعانت رسول خدا کی انکے لیے بس ہے اگر کل مال ابوبکرؓ کا زیادہ تھا آدھے مال عمرؓ کے سے تو کچھ شبہ نہیں ہے کہ انکی فضیلت میں اگر کم بھی ہو تو خرچ کرنا کل کا افضل تھا ساتھ کہا میں نے کہ سبقت نہیں لیجا سکونگا میں ابوبکرؓ پر ہرگز نقل کی یہ ترمذی نے اور ابوداؤد نے لیکن یعنے آج کہ باوجود موجود ہونے سبب قوت کے سبقت نہ لیجا سکا میں تو جانتا ہوں کہ ہرگز انپر سبقت نہ لیجاؤنگا اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا دونوں کے لیے بیچ انکے آیا ہے کلمتکما یعنے فرق درمیان تمہارے بیچ فضل کے ایسا ہے کہ جیسا درمیان قول تمہارے کے ہے (وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَا بَکْرٍ دَخَلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتَ عَتِیْقُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ فَیَوْمَئِذٍ سُمِّیَ عَتِیْقًا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے عائشہؓ سے کہ ابوبکرؓ حاضر ہوئے آنحضرت کے پاس پس فرمایا آنحضرت نے انکو کہ تو آزاد کیا گیا خدا کا ہے آگ دوزخ سے پس اس روز نام رکھے گئے یعنے لقب دیے گئے ابوبکر عتیق نقل کی یہ ترمذی نے فائدہ اور وجہ تسمیہ عتیق کی اور بھی نے بیان کی ہے کہ عتیق بمعنے حسن و جمال اور کرم اور نجابت اور خیریت کے بھی آتا ہے لیکن حدیث میں تصریح آگیا ہے کہ عتیق بمعنے آزاد کیے گئے کے آگ سے ہے اور ایسی ہی اور روایت میں آیا ہے (قَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی عَتِیْقٍ مِّنَ النَّارِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ) اور نام انکا عبد اللہ بن عثمان ابی قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ ساتویں نسب میں جاکر انکا نسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب میں ملتا ہے اور حاضر ہوئے آنحضرت کے ساتھ مشاہد میں اور نہیں جدا ہوئے آنحضرت سے جاہلیت میں اور نہ اسلام میں اور مردوں میں اول یہی اسلام لائے ہیں اور تھے یہ سفید رنگ دبلے [illegible] رخسار انکی خوبصورت دھنسی ہوئی آنکھیں بلند پیشانی اور انکے ماں باپ اور اولاد اور اولاد کی اولاد سب صحابی ہیں یہ بات کسی صحابی کو سوا انکے حاصل نہیں ہوئی اور پیدا ہوئے انکی مکہ میں بعد سال فیل کے دو برس اور چار مہینے پیچھے اور مرے مدینہ میں منگل کی رات بائیسویں تاریخ جمادی الثانی کو تیرہ ہجری میں درمیان مغرب اور عشا کے اور عمر انکی تریسٹھ برس کی تھی اور وصیت کی تھی یہ کہ غسل دیں انکو بیوی انکی اسماء بنت عمیس غسل دیا انکو اسما نے اور نماز پڑھی انپر عمر بن الخطاب نے اور رہی خلافت انکی دو برس اور چار مہینے اور روایت کی انسے خلق کثیر نے صحابہ اور تابعین میں سے اور تھوڑی روایات کی گئی انسے حدیث کی تھوڑی بسبب قلت مدت انکی کے بعد آنحضرت کے (وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ ثُمَّ اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ اٰتِیْ اَهْلَ الْبَقِیْعِ فَیُحْشَرُوْنَ مَعِیْ ثُمَّ اَنْتَظِرُ اَهْلَ مَکَّةَ حَتّٰی اُحْشَرَ بَیْنَ الْحَرَمَیْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں اول ان شخصوں کا ہوں کہ پھٹیگی انسے زمین یعنے قبروں سے جو لوگ اٹھینگے انمیں سے اول میں ہی اٹھونگا بعد میرے ابوبکر بعد انکے عمرؓ کہ ایک حجرے میں حضرت کے ساتھ مدفون ہیں پھر آؤنگا میں بقیع کے مدفونوں کے پاس پس اٹھائے اور جمع کیے جاوینگے ساتھ میرے پھر انتظار کرونگا میں اہل مکہ کا یہانتک کہ جمع کیا جاؤنگا میں درمیان حرمین کے نقل کی یہ ترمذی نے فائدہ یعنی درمیان اہل مکہ اور مدینہ کے محشر قیامت میں حضرت انتظار کرینگے اہل مکہ کا تبع نہیں ہونگے یہانتک کہ جمع ہوں [illegible]

پس جمع ہونگے وہاں ساتھ تمام خلائق کے (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَانِي جِبْرِيلُ فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَرَانِي بَابَ الْجَنَّةِ الَّذِي يَدْخُلُ مِنْهُ أُمَّتِي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ مَعَكَ حَتَّى أَنْظُرَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے ابی ہریرہؓ سے کہا فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آئے میرے پاس جبرئیل پس پکڑا ہاتھ میرا ف اور یہ شب معراج میں تھا یا اور وقت کہ بہشت میں جاتے تھے ف پس دکھایا مجکو وہ دروازہ بہشت کا کہ داخل ہوگی اس سے امت میری پس کہا ابوبکرؓ نے یا رسول اللہ دوست رکھتا ہوں میں کاش کہ ہوتا میں ساتھ آپکے تا دیکھتا میں طرف اس دروازے کے پس فرمایا آنحضرت نے آگاہ ہو اے ابوبکر کہ تو اول ان شخصوں کا ہے کہ داخل ہونگے بہشت میں میری امت میں سے نقل کی یہ ابو داؤد نے ف یعنی پس دیکھیگا تو دروازہ اسکا اور داخل ہوگا سب کے پہلے یا یہ مراد ہے کہ بہشت کے دروازہ دیکھنے کی کیا آرزو کرتا ہے تو جسے یہ ایسی چیز ہے کہ اعلے اور افضل ہے اس سے اور وہ درآنا تیرا ہے ساتھ میرے بہشت میں اور اسمیں دلیل ہے اسپر کہ ابوبکر افضل ہیں امت میں والا کا ہیکو سبقت انکے بیچ دخول جنت کے

الفصل الثالث فصل تیسری (عَنْ عُمَرَ ذُكِرَ عِنْدَهُ أَبُو بَكْرٍ فَبَكَى وَقَالَ وَدِدْتُ أَنَّ عَمَلِي كُلَّهُ مِثْلُ عَمَلِهِ يَوْمًا وَاحِدًا مِنْ أَيَّامِهِ وَلَيْلَةً وَاحِدَةً مِنْ لَيَالِيهِ أَمَّا لَيْلَتُهُ فَلَيْلَةٌ سَارَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْغَارِ فَلَمَّا انْتَهَيَا إِلَيْهِ قَالَ وَاللّٰهِ لَا تَدْخُلُهُ حَتَّى أَدْخُلَ قَبْلَكَ فَإِنْ كَانَ فِيهِ شَيْءٌ أَصَابَنِي دُونَكَ فَدَخَلَ فَكَسَحَهُ وَوَجَدَ فِي جَانِبِهِ ثُقْبًا فَشَقَّ إِزَارَهُ وَسَدَّهَا بِهِ وَبَقِيَ مِنْهَا اثْنَانِ فَأَلْقَمَهُمَا رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْخُلْ فَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَضَعَ رَأْسَهُ فِي حِجْرِهِ وَنَامَ فَلُدِغَ أَبُو بَكْرٍ فِي رِجْلِهِ مِنَ الْجُحْرِ وَلَمْ يَتَحَرَّكْ مَخَافَةَ أَنْ يَنْتَبِهَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَقَطَتْ دُمُوعُهُ عَلَى وَجْهِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ قَالَ لُدِغْتُ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي فَتَفَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ مَا يَجِدُهُ ثُمَّ انْتَقَضَ عَلَيْهِ وَكَانَ سَبَبَ مَوْتِهِ وَأَمَّا يَوْمُهُ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْتَدَّتِ الْعَرَبُ وَقَالُوا لَا نُؤَدِّي زَكَاةً فَقَالَ لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا لَجَاهَدْتُهُمْ عَلَيْهِ فَقُلْتُ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللّٰهِ تَأَلَّفِ النَّاسَ وَارْفُقْ بِهِمْ فَقَالَ لِي أَجَبَّارٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَخَوَّارٌ فِي الْإِسْلَامِ إِنَّهُ قَدِ انْقَطَعَ الْوَحْيُ وَتَمَّ الدِّينُ أَيَنْقُصُ وَأَنَا حَيٌّ رَوَاهُ رَزِينٌ) روایت ہے عمرؓ سے کہ ذکر کیے گئے انکے نزدیک ابوبکر پس روئے عمر اور کہا دوست رکھتا ہوں میں کاش کہ عمل میرے تمام عمر کے مانند عمل ابی بکر کے ہوتے بیچ ایک دن کے دنوں عمر انکے سے یعنی بیچ زمانہ حیات آنحضرت کے یا مانند عمل ایک رات انکے کے ہوتا راتوں انکی سے یعنی بیچ اوقات حیات آنحضرت کے پس رات ابوبکر کی پس وہ رات کہ سفر کیا اور ہجرت کی انہیں ابوبکرؓ نے ساتھ آنحضرت کے طرف غار کے پس جبکہ پہونچے آنحضرت ابوبکر طرف غار کے یعنی اور چاہا آنحضرت نے جانا اسمیں کہا ابوبکرؓ نے قسم ہے خدا کی نہ داخل ہو تم غار میں یہانتک کہ داخل ہوں میں پہلے آپ کے اسلیے کہ اگر ہو اسمیں کچھ یعنی موذی چیز قسم دشمن یا حشرات الارض سے مانند سانپ اور بچھو وغیرہ کے تو پہونچے مجکو ضرر اسکا نہ آپکو پس داخل ہوئے ابوبکر غار میں پہلے آنحضرت کے پس جھاڑا اسکو ابوبکرؓ نے اور پائے بیچ ایک جانب غار کے کئی سوراخ پس پھاڑا ابوبکرؓ نے تہبند اپنا اور بند کیا سوراخوں کو ساتھ ٹکڑوں کے چیتھڑوں سے اور باقی رہے ان سوراخوں سے دو سوراخ پس دیے انمیں دونوں پاؤں اپنے مانند لقمہ کے منہ میں یعنی جبکہ تہبند میں سے کچھ ان سوراخوں کے اندر رکھنے کو نہ بچا تو دونوں پاؤں اڑا دیے تاکہ نکلے موذی جانور کی نہ رہے پھر کہا ابوبکرؓ نے آنحضرت کو کہ آئیے پس داخل ہوئے آنحضرت اور رکھا سر مبارک اپنا گود میں ابوبکر کے اور آرام کیا ف پس سونا عالم کا عبادت ہے جیسے کہ سونا ظالم کا عبادت ہے ساتھ دو اعتباروں مخالفت کے پس کاٹے گئے ابوبکر بیچ پاؤں اپنے کے سوراخ سے یعنی سانپ نے کاٹا انکو اور نہ ہلے ابی بکر واسطے خوف اسکے کہ جاگ اٹھیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس گرے آنسو ابوبکر کے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر یعنی پس بیدار ہوئے اور دیکھا روتا ابوبکر کا پس فرمایا آنحضرت نے کہ کیا ہوا تجکو اے ابوبکر کہا ابوبکرؓ نے کہ کاٹا گیا میں فدا ہوں تمپر ماں باپ میرے پس ڈالا آب دہن مبارک آنحضرت نے پس جاتی رہی وہ چیز کہ پاتے تھے ابوبکر یعنی درد و ایذا پھر رجوع کیا اثر زہر نے ابوبکر پر اور ہوا یہی سبب موت ابی بکر کا ف ع آخر عمر میں کہ سانپ کے زہر کے اثر سے مرے پس حاصل ہوئی انکو شہادت فی سبیل اللہ اس حالت میں کہ رفیق تھے آنحضرت کے غار میں اور یہ ایسا تھا کہ جیسے حضرت کو بیچ خیبر بکری میں زہر دیا تھا اور وقت

وفات سے کہ اسکا اثر ظاہر ہوا ہے اور ایسے دن ابی بکر کا کہ آرزو رکھتا ہون کہ عمل تمام عمر میرے مثل عمل اس روز کے ہون وہ دن ہی کہ جب وفات پائی
پیغمبر خدا نے مرتد ہوئے بعضے عرب اور کہا کہ نہین دینگے ہم زکوۃ ف یہ کہنا بطور انکار کے تھا کہ منکر ہوئے وجوب زکوۃ کے یا ترک کیا اسکو تحقیق
اسکی کتاب الزکوۃ مین گذر چکی ہی کہا اسکے بعضے علما ہمارے نے کہ جسکو کہا جاوے کہ ادا کر زکوۃ اور وہ کہے نہین ادا کرتا ہون کافر ہو جاتا ہی پس کہا ابوبکر نے
اگر نہ دینگے مجکو رسی اونٹ کے پانون باندھنے کی البتہ جہاد کرونگا مین انپر بیچ اسکے یعنے پر سبب نہ دینے اسکے کے ف مراد عقال مین سے رسی
ہی کہ باندھا جاتا ہی اس سے اونٹ جو لیا جاتا ہی زکوۃ مین اسلیے کہ اونٹ کے مالک پر سپرد کرنا اونٹ کا ہی اور واقع ہوتا ہی قبض ساتھ باندھنے کے اور بعضون نے
کہا عقال زکوۃ یکسالہ اونٹ یا بکری کی عقال کے دو معنی آئے ہین اور مشہور معنے اول ہین یعنے رسی ذکر اور قاموس مین معنے ثانی کے لایا ہی اور کہا کہ یہی
مراد ساتھ قول ابی بکر کے (لو منعونی عقالا) اور ایک روایت مین عناقا بھی آیا ہی عناق بکری کے بچے کو کہ پورا برس روز کا نہو ہوئے پس کہا مین نے اے خلیفہ
رسول اللہ کے واقفت اور الفت کرو لوگون سے اور نرمی کرو ساتھ انکے پس کہا مجکو کیا تو تھا جبار یعنی زور آور قوی اور قہر کرنیوالا زمانہ جاہلیت مین اور سست و نامرد ہو گیا
اسلام مین یعنے ایام اسلام مین اور بیچ احکام اسکے کے ف یہ عتاب تھا ابوبکر نے نہایت غصہ کیا حضرت عمر کی سستی اور مداہنت پر اور اسمین کمال شجاعت اور
قوت دینی ابوبکر کی ہی باوجودیکہ آیا ہی کہ حضرت علی بھی ساتھ عمر کے شریک تھے اس راے مین لیکن کچھ خیال نہ کیا انھون نے اسکا تحقیق شان یہ ہی کہ تحقیق منقطع
ہو گئی وحی یعنے پس نہین پہونچ سکتے ہین ہم طرف یقین کے پس ضرور ہی ہمارے لیے خوب اجتہاد کرنا اور تمام ہوا دین یعنے موجب قول اللہ تعالے کے الیوم اکملت
لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی کیا ناقص ہووے دین اور حال آنکہ مین زندہ ہون باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ باب بیچ بیان مناقب عمر کے ف مناقب
عمر کے بہت ہین اور بس ہی انکی منقبت مین کہ تائید کی خدا تعالے نے دین کی بسبب انکے ساتھ قبول کرنے دعا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے ا
اور افضل یہ ہی کہ الہام کیے جاتے تھے ساتھ صواب کے اور ڈالا جاتا تھا انکے دل مین حق اور موافق پڑتی تھی راے انکی ساتھ وحی اور کتاب کے اور راے
انکی دلیل حقیت خلافت صدیق ہی جیسے کہ قتل ہونا عمار بن یاسر کا دلیل حقانیت علی مرتضی کی ہی رضی اللہ عنہم اجمعین اور روایت کی ابن مردویہ نے مجاہد سے
کہا تھے عمر اپنی عقل سے کہتے ایک بات پس نازل ہوتا ساتھ اسکے قرآن اور ابن عساکر علی مرتضی سے لایا ہی کہ قرآن ایک راے عمر کی رایون مین سے ہی اور ابن
عمر سے لایا ہی مرفوعا کہ آنحضرت نے فرمایا کبھی لوگ ایک بات ایک چیز مین اور کہے عمر اسمین مگر کہ اترے قرآن ساتھ مانند اس چیز کے کہ کہے عمر کذا ذکرہ السیوطی فی
تاریخ الخلفاء اور کہا کہ موافقات عمر کی زیادہ بیس سے ذکر کیے ہین علما نے اور مین نے یعنی شیخ عبد الحق رح نے شرح مین انکو ذکر کیا ہی وہان دیکھنا چاہیے
الفصل الاول فصل پہلی (عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان یک فی امتی احد فانہ عمر
متفق علیہ) روایت ہی ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق تھے الہام کیے گئے بیچ ان لوگون کے کہ تھے پہلے تمسے امتون
مین سے ف لفظ محدث ساتھ زبر دال مشدد کے معنے ملہم کے ہی گویا ساتھ اسکے بات کیا جاتا ہی اور خبر دیا جاتا ہی پس کہتا ہی کذا فی النہایہ اور مجمع البحار مین کہا محدث
وہ شخص کہ ڈالی جاتی ہی اسکے دل مین ایک بات پس خبر دیتا ہی ساتھ اسکے ساتھ حدس و فراست ایمان کے مخصوص کرتا ہی حق تعالے ساتھ اسکے جسکو چاہتا ہی اپنے
بندون مین سے اور بعضون نے کہا کہ محدث وہ کہ جب ظن کرے ساتھ ایک چیز کے صواب ہو گویا حدیث کیا گیا ہی ساتھ اسکے اور بعضون نے کہا کہ کلام کرتے ہین
ساتھ اسکے ملائکہ اور ایک روایت مین متکلمون ساتھ تشدید لام کے بجاے محدثون کے آیا ہی ف پس اگر ہو میری امت مین کوئی پس تحقیق وہ ایک عمر ہوگا
نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف مقصود شک و تردد بیچ وجود محدث کے اس امت مین نہین ہی اسلیے کہ امت حضرت کی افضل امتون کی ہی اور جبکہ اگلی
امتون مین موجود ہون تو اس امت مین بطریق اولے ہونگے بلکہ مقصود تاکید اور تخصیص ہی جیسے کہ کہتے ہین کہ اگر میرا کوئی دوست دنیا مین ہو تو فلانا ہوگا مراد
اختصاص فلانے کا ہی ساتھ کمال دوستی کے (وعن سعد بن ابی وقاص قال استاذن عمر بن الخطاب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ نسوۃ

مِنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ فَقَالَ أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِي كُنَّ عِنْدِي فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ فَقَالَ عُمَرُ يَا عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهَبْنَنِي وَلَا تَهَبْنَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ نَعَمْ أَنْتَ أَفَظُّ وَأَغْلَظُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيهًا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ الْحُمَيْدِيُّ زَادَ الْبَرْقَانِيُّ بَعْدَ قَوْلِهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا أَضْحَكَكَ) اور روایت ہے سعد بن ابی وقاص سے کہا پروانگی مانگی عمر نے واسطے درآنے کے آنحضرت کے پاس اور آنحضرت کے پاس تھین کتنی ایک عورتین قریش مین سے کہ کلام کرتی تھین آنحضرت سے مراد عورتون سے ازواج مطہرات ہین کہ نفقہ طلب کرتی تھین آنحضرت سے اور بہت طلب کرتی تھین بہ نسبت اسکے کہ آنحضرت انکو دیا چاہتے تھے درحالیکہ بلند تھین آوازین ان عورتون کی ف ۔ احتمال ہے کہ یہ بلند کرنا آواز کا ہو پہلے نہی کے بلند کرنے آواز کے سے اوپر آواز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور احتمال ہے کہ بلندی آواز انکی کی ہوئی ہو بسبب اجتماع انکے کے آوازین نہ یہ کہ کلام ہر ایک کا بانفراده بلند تھا آنحضرت کی آواز سے کہتا ہون مین کہ نہین ہے کلام مین دلیل اسپر کہ آوازین انکی آنحضرت کی آواز سے بلند تھین تاکہ وارد ہو اشکال ساتھ قول اللہ تعالی کے (یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ الخ) بلکہ مراد یہ ہے کہ انہون نے اس حالت مین برخلاف عادت بہ نسبت آوازی اپنی کے بلند کین تھین آوازین اپنے کلام کرنے مین ساتھ آنحضرت کے باعتماد حسن خلق آپ کے کے پس جبکہ اذن چاہا عمر نے اور چاہا درآنا اٹھین وہ عورتین اور دوڑین طرف پردے کے یعنی تاکہ چھپین پس داخل ہوئے عمر اس حالت مین کہ آنحضرت ہنستے تھے یعنی مسکراتے تھے سبب اٹھنے اور بھاگ گئے عورتون کے پس کہا عمر نے کہ ہمیشہ ہنساوے اللہ دانت آپ کے ف ۔ یعنی ہمیشہ خوش رکھے کہ باعث ہے آپکے دانتون کے کھلنے کا ولیکن بالضرور کچھ سبب ہے اسکا اور ظاہر ہوا ہے کوئی امر عجیب پس اطلاع کیجیے مجکو اسپر تب پس فرمایا آنحضرت نے کہ تعجب کیا مین نے ان عورتون سے کہ تھین میرے پاس اور غوغا کرتی تھین پس جبکہ سنی آواز تیری جلدی سے ہو گئین پردہ مین یعنی تیرے ڈر سے کہا عمر نے یعنی خطاب کر کر ان عورتون کو کہ اے دشمنون اپنی جانون کی آیا ہیبت رکھتی ہو اور ڈرتی ہو مجھسے اور ہیبت نہین رکھتین تم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا عورتون نے کہ ہان ہم ڈرتے ہین تجھسے کہ تو نہایت سخت خو اور نہایت سخت گو ہے ف ۔ یہ ترجمہ موجب ترجمہ حضرت شیخ کے ہے اور ملا علی قاری نے عکس اسکے لکھا ہے یعنی تو بڑا ہے کلام اور بہت سخت دل ہے بخلاف آنحضرت کے کہ وہ خوش خلق ہین جیسے کہ خبر دی اللہ سبحانہ نے (وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ) فرمایا (وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ) پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ترک کلام کر اور نہ التفات کر انکے جواب کی طرف اے بیٹے خطاب کے قسم اس ذات کی کہ جان میری اسکے ہاتھ مین ہے ہرگز نہین ملتا تجھے شیطان اس حالت مین کہ تو چلنے والا ہوتا ہے راہ مین مگر کہ چلتا ہے شیطان اور راہ مین غیر راہ تیری کے ف ۔ اور تیرے ساتھ ایک جگہ جمع نہین ہوتا تو تیرے سامنے نہین ٹھہر سکتا جیسے کہ اور حدیث مین آیا ہے کہ شیطان بھاگتا ہے عمر کے سایہ سے ۔ لفظ فج ساتھ زبر ف کے اور تشدید جیم کے راہ کشادہ گویا مراد یہ ہے کہ اگرچہ راہ کشادہ ہوتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اسکے ایک جانب سے گذر جاوے لیکن باوجود اسکے خوف و ہیبت تیری نہین چھوڑتی اسکو کہ اسطرف آوے یا مراد فج سے یہان راہ مطلق ہے تب نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور کہا حمیدی نے یعنی اپنے جامع بین الصحیحین مین یہ زیادہ کیا برقانی نے بعد قول انکے کے یا رسول اللہ کس چیز نے ہنسایا تجکو ف ۔ برقانی ساتھ زبر با و زیر اسکے کے اور بعضون نے ساتھ پیش کے بھی کہا ہے نام ایک محدث کا ہے منسوب طرف برقان کے کہ ایک قریہ ہے خوارزم مین (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ امْرَأَةِ أَبِي طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشَفَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ هٰذَا بِلَالٌ وَرَأَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهِ جَارِيَةٌ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا فَقَالُوا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ فَأَنْظُرَ إِلَيْهِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ عُمَرُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَعَلَيْكَ أَغَارُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے جابر سے کہ کہا فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ داخل ہوا مین بہشت مین پس ناگہان ملا مین ساتھ رمیصا کے ف ۔ رمیصا ساتھ پیش را اور زبر میم اور جزم ی کے اور صاد مہملہ ممدودہ کے بیوی تھین ابو طلحہ انصاری کی اور مان انس بن مالک کی اول مالک کے نکاح مین تھین پھر ابو طلحہ کے نکاح مین آئین اور انکو غمیصا ساتھ

غمص بھی جیسے کہ بھی کہتے ہیں اور رمص چیپڑ سفید کہ گوشۂ چشم میں جمع ہوا اور اگر جاری ہوا اسکو غمص کہتے ہیں سنا اور سنی میں نے آواز پاؤن کی پس کہا میں نے
کہ کون ہے یہ آہٹ تو کہا کہنے والے نے یعنی جبریل نے یا اور کسی فرشتہ نے یا بہشت کے داروغہ نے کہ یہ بلال ہے اور دیکھا میں نے ایک محل کہ اسکے جانب میں ہے
ایک عورت نوجوان بیٹھی ہوئی کہ وضو کرتی ہے پس کہا میں نے کہ واسطے کس کے ہے یہ محل اور جو کہ اسمین ہے اور گرد اسکے پس کہا ایک جماعت نے فرشتوں میں سے یا محل کے
رہنے والوں میں سے کہ عمر بن الخطاب کے لیے ہے پس چاہا میں نے کہ داخل ہوں میں اس محل میں پس دیکھوں میں طرف اسکے یعنی اندر سے جیسے کہ دیکھا میں نے باہر
سے پس یاد کی میں نے غیرت تمہاری یعنی شدت غیرت پس کہا عمر نے قربان ہوں تجھ پر باپ ماں میرے یا رسول اللہ کیا تمہارے سے داخل ہونے پر غیرت کرونگا میں
نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف اور بعضوں نے کہا کہ کلام میں قلب ہے اور اصل یوں ہے انا منک اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ عمر نے کہا (وہل رفعنی اللہ
الا بک وہل ہدانی اللہ الا بک (وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینا انا نائم رایت الناس یعرضون علی وعلیہم قمص منہا ما یبلغ الثدی ومنہا ما دون
ذلک وعرض علی عمر بن الخطاب وعلیہ قمیص یجرہ قالوا فما اولت ذلک یا رسول اللہ قال الدین متفق علیہ) اور روایت ہے ابی سعید سے کہا فرمایا آنحضرت صلعم نے
اسوقت کہ میں سوتا تھا دیکھتا ہوں میں لوگوں کو کہ روبرو لائے جاتے ہیں اور دکھائے جاتے ہیں مجکو اور انپر کرتے ہیں بعضے انمیں سے ایسے ہیں کہ پہونچتے ہیں چھاتی
تک اور بعضے انمیں سے ایسے ہیں کہ کمتر ہیں اس سے یعنی کوتاہ تر اسسے کہ سینہ سے اوپر تھے اسی طرح تفسیر کیا ہے اسکو شیخ نے اور ملا علی قاری نے کہا یعنی کوتاہ تر
سینہ یا دراز تر اسسے ف اور روبرو لائے گئے مجھ پر عمر بن خطاب اس حال میں کہ انپر ایک کرتہ تھا بڑا کہ کھینچتے تھے اسکو یعنی زمین پر بسبب درازی اسکی کے کہا اصحاب
نے پس کیا تعبیر کی آپ نے عمر کی اس کرتہ کھینچنے کی فرمایا آنحضرت نے کہ تعبیر کیا میں نے اسکو ساتھ دین کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف اور بعضے کہتے ہیں کہ
قوی ہوگا دین ایام خلافت انکی میں باوجود دراز ہونے زمانہ امارت انکی کے اور فتوحات خوب ہوتے رہینگے انکی عالم حیات میں یا اسلیے دین کو تشبیہ دی کرتے کے ساتھ
کہ دین شامل ہے انسان کو اور حافظ ہے اسکا اور بچاتا ہے انسان کو آفات دارین سے مانند بچانے کپڑے کے اور شمول اسکے کے اسکو (وعن ابن عمر قال سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول بینا انا نائم اتیت بقدح لبن فشربت حتی انی لاری الری یخرج فی اظفاری ثم اعطیت فضلی عمر بن الخطاب قالوا فما اولتہ یا رسول
اللہ قال العلم متفق علیہ) اور روایت ہے ابن عمر سے کہا سنا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے اسوقت کہ میں سوتا تھا لایا گیا میں ایک پیالہ دودھ کا یعنی
پیالہ دودھ کا بھرا ہوا مجکو لاکر دیا پس پیا میں نے وہ دودھ یہاں تک کہ تحقیق میں البتہ دیکھتا ہوں سیرابی کہ نکلتی ہے میرے ناخونوں میں سے یعنی بسبب کثرت اس دودھ کے
پھر دیا میں نے بچا ہوا اپنا عمر بن الخطاب کو ف یعنی بہت سا خالص جھوٹا بچا ہوا اپنا عمر کو دیا پس نہیں منافی ہے اسکے کہ جھوٹا انکا حاصل ہوا صدیق کو بھی اسلیے کہ وہ
تھوڑا تھا اور نہیں منافی اسکے کہ جھوٹا انکا عثمان اور علی کو بھی پہونچا اسلیے کہ انکے لیے نہیں تھا ماسنت کہا بعضے صحابہ نے کہ پس کیا تعبیر دی تمنے دودھ کی یا رسول
اللہ فرمایا کہ تعبیر دی میں نے اسکی علم کی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع کہا ہے علماء نے کہ صورت مثالیہ علم کی اس عالم میں دودھ ہے جو کوئی خواب میں دیکھے دودھ
پینے تو تعبیر اسکی یہ ہے کہ علم خالص نافع نصیب اسکو ہوگا اور وجہ مشابہت کی درمیان دودھ اور علم کے یہ ہے کہ دودھ اول غذا بدن کی ہے اور سبب اصلاح بدن کا اور علم
اول غذا روح کی ہے اور سبب اصلاح اسکی کا اور بعضوں نے کہا کہ تجلی علمی نہیں واقع ہوتی ہے مگر بیچ چار صورتوں کے پانی اور دودھ اور شراب اور شہد کے کہ مشتمل ہے
انکو وہ آیت کہ جسمیں ذکر کی گئی ہیں نہریں جنت کی پس جسنے پیا پانی دیا جاویگا علم لدنی اور جسنے پیا دودھ دیا جاویگا علم اسرار شریعت کا اور جسنے پی شراب دیا جاویگا علم
کمال کا اور جسنے پیا شہد دیا جاویگا علم بطریق وحی کے اور کہا بعض عارفین نے کہ چاروں نہریں عبارت ہیں چاروں خلیفوں سے اور مطابق ہے اسکے تخصیص دودھ
کی ساتھ عمر کے اس حدیث میں اور منقول ہے ابن مسعود سے کہ انھوں نے کہا اگر جمع ہو علم عرب کے قبیلوں کا ترازو کے ایک پلڑے میں اور رکھا جاوے علم عمر کا ایک
پلڑے میں تو البتہ غالب آویگا علم عمر کا اور صحابہ اعتقاد رکھتے تھے کہ عمر علم کے دس حصوں میں سے نو حصے لے گئے ہیں (وعن ابی ہریرة قال سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول بینا انا نائم رایتنی علی قلیب علیہا دلو فنزعت منہا ما شاء اللہ ثم اخذہا ابن ابی قحافة فنزع منہا ذنوبا او ذنوبین وفی نزعہ ضعف

واللہ یغفر له ضعفه ثم استحالت غربا فاخذها ابن الخطاب فلم ار عبقريا من الناس ينزع نزع عمر حتى ضرب الناس بعطن وفي رواية ابن عمر قال ثم اخذها ابن
الخطاب من يد ابي بكر فاستحالت في يده غربا فلم ار عبقريا يفري فريه حتى روي الناس وضربوا بعطن متفق عليه) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہ کہا سنا مین نے
آنحضرت ﷺ سے فرماتے تھے اس وقت کہ مین سوتا تھا دیکھا مین نے اپنے تئین اوپر کنوئین کے کہ اسپر ایک ڈول ہے ف یعنی قلیب قاف کے زبر اور لام کے زیر
سے وہ کنوان کہ جسکا سن بنا ہو اسکے مقابلہ مین طوی ہے کہ جسکا من پتھر اور اینٹ کا بنا ہو اور کہا علما نے کہ قلیب دیکھا نہ طوی تا معلوم ہو کہ ہمت اہل دین کی ہووے فوق
اوپر معانی مطلوب کے ہے نہ اوپر قالبون سنے ہوئے کے پس کھینچا مین نے پانی اس کنوئین مین سے جسقدر چاہا اللہ نے پھر لیا ڈول ابن ابی قحافہ نے یعنی
ابوبکر صدیق نے پس کھینچا ابوبکر نے اس کنوئین مین سے ایک ڈول یا دو ڈول ف یعنی یہ شک راوی ہے اور صحیح روایت دو ڈول کی ہے اشارہ ہے طرف قلت زمانہ
خلافت انکی کے کہ کچھ اوپر دو برس تھی اور ذنوب ساتھ ذال کے زبر سے ڈول پانی کا بھرا ہوا اور ظاہر تر یہ ہے کہ لفظ او شک کے لیے ہے پس نہین احتیاج طرف تخطیہ راوی کی
اور طرف شک اور تردد اسکے کی اور بیچ کھینچنے ابی بکر کے سستی اور ناتوانی ہے ف یعنی اسمین نقصان اور کمی رتبہ ابی بکر کی نہین ہے اور نہ ثابت کرنا فضیلت عمر
کا اوپر ان کے بلکہ خبر دینی ہے کمی مدت ولایت انکی سے اور کثرت انتفاع لوگون کی سے عمر کی ولایت مین اور بعضون نے تفسیر کیا ہے ضعف کو ساتھ نرمی اور مہربانی کے نہ سستی اور
ناتوانی کے اور اللہ بخشے ابوبکر کے لیے سستی انکی کو ف یعنی اسمین ثابت کرنا نسبت گناہ اور تقصیر کا طرف ابی بکر کے نہین ہے بلکہ یہ کلمہ یونہی زبان زد عرب
و عادت لوگون کی ہے کہ کہتے ہین فلانے نے ایسا کیا خدا بخشے اسکو ف پھر ہو گیا وہ ڈول چرس پس لیا اسکو عمر بن الخطاب نے پس نہین دیکھا مین نے کسی قوی شخص
کو لوگون مین سے کہ کھینچا ہو کھینچنا عمر کا سا یہان تک کہ سیراب کیے لوگون نے اونٹ اپنے اور بٹھائے اونٹ اور مقرر کیے اونٹون کے لیے عطن ف یعنی عطن کہتے
ہین اونٹون کے بیٹھنے کی جگہ کو گرد پانی کے کہا قاضی نے کہ شاید کہ کنوان اشارہ ہے طرف دین کے کہ منبع ہے ان چیزون کا کہ انکے سبب سے زندہ ہوتے ہین نفوس
اور تمام ہوتا ہے امر معاش اور کھینچنا پانی کا اشارہ ہے طرف اسکے کہ یہ امر دین پہنچا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے طرف ابوبکر کے اور انسے طرف عمر کے اور کھینچنا ابوبکر
کا ایک ڈول یا دو ڈول اشارہ ہے طرف کوتاہی مدت خلافت انکی کے کہ یہ امر انکے ہاتھ مین برس یا دو برس رہیگا پھر منتقل ہوگا طرف عمر کے اور ہوئی مدت خلافت
انکی کی دو برس اور تین مہینے اور ضعف انکا اشارہ ہے طرف اسکے کہ ہوگا انکے ایام خلافت مین اضطراب اور ارتداد اور اختلاف یا اشارہ ہے طرف اسکے کہ متواضع ہونگے
اور مدارات کرینگے اور سیاست انکی کم ہوگی چنانچہ دلالت کرتا ہے اسپر قول حضرت کا واللہ یغفر له ضعفه اور یہ جملہ دعائیہ معترضہ ہے ذکر کیا اسکو آنحضرت ﷺ نے تا کہ جانا جاے
کہ یہ معاف اور مغفور ہے انسے غیر خارج ہے انکے منصب سے اور ہو جانا ڈول کا چرس بیچ نوبت عمر کے اشارہ ہے طرف اسکے کہ ہوگی ایام خلافت انکی مین تعظیم دین کی اور
بول بالا اسلام کا اور انکے کھینچنے مین قوت سے اشارہ ہے طرف اسکے کہ کوشش کرینگے وہ بیچ ترقی دین کے اور پھیلانے اسکے کے مشارق و مغارب مین
ایسی کوشش کہ نہین اتفاق ہوئی کسی کو پہلے انکے اور نہ بعد انکے اور کہا نودی نے بیچ قول حضرت کے پس کھینچا مین نے اس سے جسقدر چاہا اللہ نے پھر لیا
اسکو ابن ابی قحافہ نے اشارہ ہے طرف نیابت ابی بکر کے اور خلافت انکی کے بعد حضرت کے اور راحت پانے آنحضرت کے بسبب وفات کے رنج دنیا سے اور
مشقتون اسکی سے اور بیچ قول آنحضرت کے پھر لیا اسکو ابن الخطاب نے ابی بکر کے ہاتھ سے تا قول انکے کے سیراب کیے اونٹ اشارہ ہے طرف اسکے کہ ابوبکر
نے قلع قمع مرتدون کا کیا اور جمع کیا تفرق مسلمانون کا اور شروع ہوئین فتوح اور تمام و کامل ہوئے ثمرات اسکے عمر کے زمانہ مین انتہے اور شیخ رح نے لکھا ہے
کہ اشارہ ہے طرف انقطاع صغر و کبر کے بیچ زمانہ خلافت عمر کے سے اور بیچ روایت ابن عمر کے یون آیا ہے کہ پھر لیا ڈول عمر بن الخطاب نے ابی بکر کے ہاتھ سے
سو ہو گیا وہ ڈول عمر رض کے ہاتھ مین چرس پس نہین دیکھا مین نے کسی قوی شخص کو کہ عمل کرتا ہو عمل عمر کا سا الفصل الثانی فصل دوسری (عن ابن عمر قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه رواه الترمذي وفي رواية ابي داود عن ابي ذر قال ان الله وضع الحق على لسان
عمر يقول به) روایت ہے ابن عمر سے کہا فرمایا رسول خدا ﷺ نے بلاشبہ اللہ تعالی نے پیدا کیا اور جاری کیا ہے حق اوپر زبان عمر کے اور دل اسکے کو نقل کی ہے

ترمذی نے اور بیچ روایت ابی داؤد کے ابی ذر سے یوں آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے بیشک اللہ تعالی نے رکھا ہے حق اوپر زبان عمر کے کہتا ہے ساتھ حق کے یا اتفاق پر یا کہ
کہتا ہے حق بسبب اس رکھنے کے (وعن علی قال ما کنا نبعد ان السکینۃ تنطق علی لسان عمر رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ) اور روایت ہے حضرت علی سے کہا
نہ تھے ہم یعنی اہل بیت یا جماعت صحابہ کی بعید جانتے اس بات کو کہ سکینہ جاری ہوتی ہے اوپر زبان عمر کے فرشتہ یعنی عمر بولتے ہیں ایسی بات کہ آرام پکڑتے ہیں اس سے
نفوس اور مطمئن ہو جاتے ہیں اس سے دل اور جو امر غیبی تھا کہ ڈالا گیا تھا عمر کی زبان پر اور احتمال رکھتا ہے کہ مراد سکینہ سے فرشتہ ہو کہ الہام کرتا ہے حق اور کہا ابن مسعود نے
کہ نہیں دیکھا میں نے عمر کو کبھی مگر کہ ہوتا ہے درمیان دونوں آنکھوں انکی کے فرشتہ کہ سیدھی راہ بتاتا ہے انکو یہ نقل کی ہے بیہقی نے دلائل النبوۃ میں (وعن ابن عباس
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہم اعز الاسلام بابی جہل بن ہشام او بعمر بن الخطاب فاصبح عمر فغدا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاسلم ثم صلی فی المسجد
ظاہرا رواہ احمد والترمذی) اور روایت ہے ابن عباس سے کہ نقل کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یعنی دعا کی خداوندا عزیز اور غالب کر دین اسلام کو بسبب ابو جہل
بن ہشام کے یا بسبب عمر بن الخطاب کے یعنی مسلمان کر ایک کو ان دونوں میں سے تا بسبب انکے اسلام قوت پکڑے پس صبح کی عمر نے یعنی بعد دعا کرنے
آنحضرت کے پس آئے عمر اول روز میں آنحضرت کے پاس پس لائے اسلام پھر نماز پڑھی آنحضرت نے مسجد میں آشکارا نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے [illegible]
پہلے اسلام لانے انکے کے کوئی نماز آشکارا نہیں پڑھ سکتا تھا اور آنحضرت چھپے ہوئے تھے دار ارقم میں روایت کی حاکم ابو عبداللہ نے دلائل النبوۃ میں ابن عباس
سے کہ ابو جہل نے کہا کہ جو کوئی قتل کرے محمد کو پس اسکے لیے ہے سو اونٹنیاں ہیں اور ہزار اوقیہ چاندی کے پس کہا عمر نے الضمان صحیح یعنی تاوان صحیح ہے
پس کہا ابو جہل نے ہاں فی الفور دونگا بغیر تاخیر کے پس نکلے عمر پس ملا انسے ایک شخص اور کہا کہاں کا ارادہ رکھتا ہے تو پس کہا عمر نے کہ ارادہ رکھتا ہوں محمد کے
پاس جانے کا تا کہ قتل کروں انکو کہا اس شخص نے کیا نڈر ہے تو بنی ہاشم سے کہا عمر نے کہ میں گمان کرتا ہوں تجھکو کہ اپنے دین سے نکل گیا تو کہا اس شخص نے کہ کیا
خبر دوں میں تجکو اس سے عجیب تر بات کی بہن اور بہنوئی تیرے اپنے دین سے نکل گئے ساتھ محمد کے پس متوجہ ہوئے عمر اپنی بہن کے مکان کی طرف اور وہ
پڑھ رہے تھے سورہ طہ پس عمر ٹھہر کر سننے لگے پھر کھٹکھٹایا دروازہ اور بہن کے پاس گئے اور کہا کہ کیسی تھی یہ آواز یعنی پڑھنے کی پس ظاہر کیا انکی بہن نے اسلام
پس رات گذاری عمر نے غمگین یہاں تک کہ اٹھے بہن و بہنوئی انکے پڑھنے لگے طہ ما انزلنا پس جبکہ سنا عمر نے کہا دے مجھکو کتاب تا کہ دیکھوں میں اسکو پس جبکہ پڑھا انکو
اس آیت تک اللہ لا الہ الا ہو لہ الاسماء الحسنی کہا یا پروردگار یہ لائق ہے اسکے کہ عبادت کیا جاوے سوائے اسکے اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ پس رات
گذاری عمر نے جاگ کر پکارتے تھے ہر ساعت واشوقاہ الی محمد یہاں تک کہ صبح کی پس آئے انکے پاس خباب بن ارت اور کہا اے عمر تحقیق رسول خدا نے رات گذاری
جاگ کر مناجات کرتے تھے اللہ عز وجل سے یہ کہ غالب کرے اسلام کو بسبب تیرے یا بسبب ابی جہل کے اور میں امید رکھتا ہوں یہ کہ انکی دعا نے سبقت کی تیرے
حق میں پس نکلے عمر گلے میں ڈال کر تلوار اپنی پس جبکہ پہونچے طرف اس مکان کے کہ اسمیں رسول خدا تھے نکلے طرف عمر کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور کہا اسلام لا اے
عمر اسلام لا والا البتہ اوتاریگا اللہ تجھپر جو کچھ کہ اوتارا ولید بن مغیرہ پر یعنی عذاب پس کانپنے لگے مونڈھے عمر کے اور گر پڑی تلوار انکے ہاتھ سے اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ
وان محمدا رسول اللہ پھر کہا عمر نے کہ لات و عزے کو پوجتے تھے ہم پہاڑوں پر اور نالوں کے اندر اور اللہ کو عبادت کریں ہم پوشیدہ قسم خدا کی نہیں عبادت کرینگے ہم
اللہ کو پوشیدہ بعد آج کے دن کے اور کنیت حضرت عمر کی ابو حفص ہے اسلام لائے سنہ چھ میں نبوۃ سے اور بعضوں نے کہا سنہ پانچ میں بعد چالیس مردوں اور
گیارہ عورتوں کے اور فاروق انکا لقب اسلیے ہوا کہ ایک منافق جھگڑا ایک یہودی سے پس بلایا اسکو یہودی نے طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بلایا یہودی کو
منافق نے طرف کعب بن اشرف کے کہ سردار تھا مشرکین قریش کا پھر دونوں قضیہ لائے طرف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس حکم کیا آنحضرت نے واسطے یہودی
کے یعنی حق پر وہی تھا اسکو جتایا پس نہ راضی ہوا منافق اور کہا کہ حکم کرینگے ہم عمر کو پس کہا یہودی نے عمر سے کہ حکم کیا میرے لیے آنحضرت نے پس نہیں راضی ہوا
منافق حضرت کے حکم سے اور رجوع کی ہے طرف تمہارے پس کہا عمر نے واسطے منافق کے کہ اسی طرح ہے بات کہا منافق نے ہاں پس کہا عمر نے کہ یہیں ٹھہرو جب تک کہ

دونوں یہاں تک کہ ٹکڑوں میں طرف تھے دونوں کے پس داخل ہوئے عمر اور لی تلوار اپنی پھر نکلے پس ماری ساتھ اسکے گردن منافق کی یہاں تک کہ ٹھنڈا ہوا اور کہا کہ اسی طرح
حکم کرونگا میں اسکے لیے کہ نہ راضی ہو ساتھ حکم اللہ کے اور رسول اسکے کے پس اتری آیت (الم تر الی الذین یزعمون انہم آمنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک یریدون
ان یتحاکموا الی الطاغوت) اور کہا جبریل نے کہ عمر فرق کرنے والے ہیں درمیان حق اور باطل کے پس اسی سبب سے مقرر ہوا لقب فاروق (وعن جابر قال قال عمر لابی بکر
یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابوبکر اما انک ان قلت ذلک فلقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما طلعت الشمس علی رجل
خیر من عمر رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب) اور روایت ہے جابر سے کہ کہا عمر نے واسطے ابی بکر کے اے بہتر لوگوں کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے پس کہا ابوبکر نے آگاہ ہو اے عمر تحقیق تو نے اگر کہا مجکو بہتر لوگوں کا تو تحقیق سنا ہے میں نے آنحضرت سے کہ فرماتے تھے نہیں طلوع ہوا آفتاب اوپر کسی شخص کے
کہ بہتر ہو عمر سے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ف کہ یہ یا تو محمول ہے اوپر ایام خلافت انکی کے کہ ان ایام میں سب سے بہتر تھے اور یا مقید ہے
ساتھ بعد ابی بکر کے یا مراد ہو باب عدالت میں یا طریق سیاست میں اور مانند اسکے کہ کہینگے واسطے تطبیق دینے کے درمیان حدیثوں کے (وعن عقبۃ بن عامر
قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب) اور روایت ہے عقبہ بن عامر سے کہ کہا فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر ہوتا بالفرض والتقدیر پیچھے میرے کوئی پیغمبر تو البتہ ہوتا عمر بن الخطاب ف اور اس عبارت کو محال میں بھی استعمال کرتے ہیں یعنی
اور گویا یہ اس سبب سے ہے کہ عمر کو الہام ہوتا ہے اور القا کرتا ہے فرشتہ انکے دل میں حق انکو ایک طرح کی مناسبت ہے عالم وحی سے واللہ اعلم (وعن بریدۃ قال
خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض مغازیہ فلما انصرف جاءت جاریۃ سوداء فقالت یا رسول اللہ انی کنت نذرت ان ردک اللہ صالحا ان اضرب
بین یدیک بالدف واتغنی فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کنت نذرت فاضربی والا فلا فجعلت تضرب فدخل ابوبکر وہی تضرب ثم دخل علی وہی
تضرب ثم دخل عثمان وہی تضرب ثم دخل عمر فالقت الدف تحت استہا ثم قعدت علیہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشیطان لیخاف منک
یا عمر انی کنت جالسا وہی تضرب فدخل ابوبکر وہی تضرب ثم دخل علی وہی تضرب ثم دخل عثمان وہی تضرب فلما دخلت انت یا عمر القت الدف رواہ
الترمذی وقال ہذا حدیث حسن صحیح غریب) اور روایت ہے بریدہ اسلمی سے کہا نکلے آنحضرت بیچ بعض جہادوں کے پس جبکہ پھرے
آنحضرت جہاد سے آئی آپ کے پاس ایک لڑکی سیاہ حبشیہ تھی یا رنگ اسکا کالا تھا پس کہا اسنے یا رسول اللہ تحقیق میں نے نذر کی تھی کہ اگر پھیریگا آپ کو اللہ تعالی
سفر سے فتحیاب تو بجاؤنگی میں آپ کے آگے دف ساتھ پیش دال اور تشدید فے کے فصیح تر اور مشہور تر ہے اور روایت کیا گیا ہے ساتھ زیر دال کے
بھی اور مراد دف سے وہ دف ہے کہ متقدمین کے زمانہ میں تھا اور جسمیں کہ جھانجھ ہوتا ہے وہ مکروہ ہے اتفاقا اور اسمیں دلیل ہے اسپر کہ وفا کرنا نذر کا کہ جسمیں قربت
ہو واجب ہے اور خوشی کرنی ساتھ آنے آنحضرت کے قربت ہے خصوصا کہ آنا جہاد سے جسمیں کہ جانیں ہلاک ہوتی ہیں سب اور گاؤنگی میں یعنی سبب خوشی آنے آپ کی
کے پس فرمایا آنحضرت نے اگر تو نے نذر کی ہے تو بجا دف اور اگر نذر نہیں کی ہے تو پس نہ بجا دف ف اسمیں دلالت ظاہر ہے اسپر کہ بجانا دف کا نہیں جائز ہے
مگر ساتھ نذر کے اور مانند اسکے کے اس جگہ کہ وارد ہوا ہے اسمیں اذن شارع کا مانند بجانے اسکے کے اعلان نکاح میں اس پر جو رواج دیا ہے بعضے مشائخ میں نے کہ بجاتے
ہیں دف حالت ذکر میں بہت بری ہے بدترین بدعتوں سے ہے واللہ ولی دینہ وناصر نبیہ انتہی کہتا ہے مولف اسکا یہ جو بعضے صاحبوں نے اس سے جواز عورت کے راگ سننے کا ثابت
کیا ہے جبکہ اسمیں فتنہ نہ ہو اور بعضوں نے اعراس واعیاد میں جائز اور مختار کہا ہے تو یہ خلاف ہے ظاہر روایت مذہب حنفی کے کیونکہ بسبب ظاہر روایت کے مطلق راگ حرام
ہے جیسے کہ درمختار اور بحر الرائق وغیرہما میں ہے بلکہ ہدایہ میں کبیرہ لکھا ہے اگرچہ اپنے دل کی خوشی کے لیے ہو اور حدیثیں جواز کی انکے نزدیک منسوخ ہیں ۔۔۔ پس شروع کیا اس
چھوکری نے بجانا دف کا پس آئے ابوبکر اور وہ اسی حال میں کہ وہ چھوکری بجاتی تھی دف بعد ازاں آئے علی اور وہ چھوکری بجاتی تھی دف پھر آئے عثمان اور وہ بجاتی
تھی دف پھر آئے عمر پس ڈالا دف اس لڑکی نے نیچے چوتڑ اپنے کے پھر بیٹھی چوتڑوں پر اپنے تاکہ چھپا دے عمر سے از راہ ہیبت کے انکے پس فرمایا آنحضرت نے

کہ تحقیق شیطان البتہ ڈرتا ہے تجھسے اے عمر فـ ع مراد شیطان سے وہ کالی عورت تھی اسلیے کہ وہ شیطان الانس تھی کرتی تھی فعل شیطان کا یا مراد شیطان اسکا ہمزاد ہو جو باعث ہوا تھا اسکو اوپر کرنے امر مکروہ کے کہ وہ زیادہ بجانا دف کا کہ وہ جنس لہو سے ہو بنا بر اسکے کہ حاصل ہوا بسبب اسکے اظہار خوشی کا ساتھ تحقیق مین بیٹھا تھا اس حال مین کہ وہ بجاتی تھی دف پس آئے ابوبکر اور وہ بجاتی رہی دف پھر آئے علی اور وہ بجاتی رہی پھر آئے عثمان اور وہ بجاتی رہی پس جبکہ آیا تو اے عمر ڈالدیا اُسنے دف نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہو فـ ع اشکال اس حدیث مین یہ ہو کہ کیونکر تقریر کیا آنحضرت نے فعل اس عورت کا بلکہ حکم کیا اسکو ساتھ اسکے اور ایسے ہی وقت داخل ہونے ابی بکر اور علی اور عثمان کے اور نام رکھا اسکا آخر مین شیطان اور جواب دیتے مین علما کہ جب اعتقاد کیا اس عورت نے آنحضرت کے پھرنے کو سلامتی سے ایک نعمت خدا کی طرف سے موجب شکر گذاری اور سرور اور شادمانی کی اور واقع مین اسی طرح ہی حکم کیا آنحضرت نے اسکو ساتھ پورا کرنے نذر اسکی کے اور نکلا دف بجانا صفت لہو سے طرف صفت طاعت کے اور کراہیت سے طرف استحباب کے ولیکن یہ حاصل ہوتا تھا ساتھ قدر ادا اسکے کے اور جب زیادہ ہوا اور حد سے تجاوز کیا اور حد مکروہ کو پہونچا اور موافق پڑا وہ وقت آنے عمر کے فرمایا حضرت نے جو کچھ فرمایا اور اشارہ کیا ساتھ قدر مشروع ہونے زیادتی اسکے کے اور کرنے اسکے کے بے ضرورت اور صریح منع نکیا تاکہ تحریم کو نہ پہونچے ذکر کیا یہ تور پشتی نے اور یہ نہین ہو کہ یہ استدلال کرے مشروعیت بجانے دف کی بطریق عرف کے وقت ابتدا آنے عمر کے مجلس حضرت مین اور گمان کرتا ہون مین کہ یہ ظاہر ہو اور اولی تر ہو اس تقریر سے کہ وہ گذری پھر سوچ مجھکو ایک وجہ اور وہ یہ ہو کہ کہا جاوے کہ عمر نہین دوست رکھتے تھے اس چیز کو کہ صورت اسکی مشابہ باطل کے ہوا گرچہ ہووے وہ حق اور وہ بیان اسکی معنی اس دائمی نہین چنانچہ وہ وارد ہوا مین مذکور نہین (وعن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم جالسا فسمعنا لغطا وصوت صبيان فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فاذا حبشية تزفن والصبيان حولها فقال يا عائشة تعالي فانظري فجئت فوضعت لحيي على منكب رسول الله صلى الله عليه وسلم فجعلت انظر اليها ما بين المنكب الى رأسه فقال لي اما شبعت اما شبعت فجعلت اقول لا لانظر منزلتي عنده اذ طلع عمر فارفض الناس عنها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اني لانظر الى شياطين الجن والانس قد فروا من عمر قالت فرجعت رواه الترمذي وقال هذا حديث حسن صحيح غريب) اور روایت ہو عائشہ سے کہا تھے آنحضرت بیٹھے ہوئے پس سنی ہمنے ایک آواز سخت غیر مفہوم یعنی شور و غوغا اور سنی ہمنے آواز لڑکون کی پس کھڑے ہوئے آنحضرت پس ناگہان ایک عورت حبشیہ اُچھلتی کودتی تھی اور لڑکے گرد اسکے تھے یعنے تماشا دیکھتے تھے اسکا پس فرمایا آنحضرت نے اے عائشہ آ اور دیکھ تماشا پس آئی مین اور رکھے مین نے گال اپنے آنحضرت کے کندھے پر پس شروع کیا مین نے دیکھنا طرف حبشیہ کے درمیان کندھے اور سر آنحضرت کے پس فرمایا آنحضرت نے مجھکو بعد ایک ساعت کے یا کہتے جاتے تھے مجھکو کیا سیر نہین ہوئی تو اس تماشا دیکھنے سے مکرر فرمایا یہ پس شروع کیا مین نے کہتی تھی مین نہین سیر ہوئی مین تاکہ دیکھون مین منزلت اپنی یعنے مقام اپنا اور غالب محبت اپنی نزدیک حضرت کے فـ ع یعنے یہ کہنا میرا کہ نہین سیر ہوئی بسبب حرص دیکھنے اسکے کے نتھا بلکہ مقصود مجھکو اس کہنے سے یہ تھا کہ دیکھون حضرت کے نزدیک میرا مرتبہ کیا ہو اور کتنا چاہتے ہین مجھکو پس ترجمہ ناگہان ظاہر ہوئے عمر پس متفرق ہوئے لوگ دیکھنے والے گرد اس عورت کے یعنے بسبب ہیبت عمر کے اور ڈر انکار کرنے عمر کے سے پس فرمایا آنحضرت نے کہ تحقیق مین البتہ دیکھتا ہون طرف شیاطین جن و انس کے کہ تحقیق بھاگ گئے ہین عمر سے کہا عائشہ نے پس پھری مین اور چھوڑ دیا مین نے دیکھنا انکا فـ ع گویا یہ کہنا باعتبار ہونے اسکے کے ہو بیچ صورت لہو و لعب کے والا کیونکر دیکھتا اسکو آنحضرت اور دکھاتے عائشہ کو اور توجیہ اس حدیث کی بھی مثل توجیہ حدیث سابق کے ہو اور اُسمین دلیل ہو اوپر عظمت خلق آنحضرت کے اور غلبہ صفت جمال کے اُنپر جیسے کہ دلالت کرتی ہو اوپر غالب ہونے صفت جلال کے عمر پر ترجمہ نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہو فـ ع جاننا چاہیے کہ یہ حدیث لعب اور رقص حبشیون کی صحیحین مین کئی اور طریق سے بھی آئی ہو کہ حبشی مسجد مین نیزہ بازی کرتے تھے اور آنحضرت عائشہ کو دکھا رہے تھے پس آئے عمر اور منع کیا اور پتھر مارنے شروع کیے پس آنحضرت نے فرمایا کہ چھوڑ دے اے عمر کہ آج دن عید کا ہو یعنے عید کے روز کچھ جنس لہو و لعب سے مباح ہو اور اس حدیث مین ذکر عورت حبشیہ کا اور لڑکون کا ہو احتیاج اسکی

کہ کہا واسطے کہ عائشہ کیون دیکھتی تھین اجنبیون کو اور جواب دیا جاوے کہ وہ چھوٹی تھین اُس زمانہ مین اور شاید کہ یہ واقعہ اور ہو کہ ترمذی نے روایت کیا اور دو اور کہ شیخین نے روایت کیا واللہ اعلم **الفصل الثالث** فصل تیسری (عَنْ أَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ وَافَقْتُ رَبِّي فِي ثَلَاثٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوِ اتَّخَذْنَا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى فَنَزَلَتْ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَدْخُلُ عَلَى نِسَائِكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ أَمَرْتَهُنَّ يَحْتَجِبْنَ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ وَاجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَيْرَةِ فَقُلْتُ عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ فَنَزَلَتْ كَذٰلِكَ وَفِي رِوَايَةٍ لِابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ وَافَقْتُ رَبِّي فِي ثَلَاثٍ فِي مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ وَفِي الْحِجَابِ وَفِي أُسَارَى بَدْرٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) روایت ہو انس اور ابن عمر سے کہ عمر نے کہا کہ موافقت کی مین نے پروردگار اپنے کی تین چیزون مین فرع کہا حافظ عسقلانی نے کہ یہان خاص تین چیزون کے ذکر کرنے سے نفی زیادتی کی نہین لازم آتی ہو اسلیے کہ کتنی چیزون مین انکو موافقت حاصل ہوئی ہو چنانچہ مشہور انمین سے قصہ قیدیون بدر کا اور نماز پڑھنے کا منافقون پر ہو اور اکثر جو واقف ہوئے ہین ہم انمین سے پندرہ ہین کہا صاحب ریاض نے کہ نو انمین سے مفصل ہین اور چار معنوی ہین اور دو توریت مین ہین ترجمہ ایک تو یہ ہو کہ کہا مین نے یا رسول اللہ اگر کر لیتے ہم مقام ابراہیم کو جا نماز تو بہتر ہوتا یعنے صلوۃ الطواف کی جگہ وہ ہو کہ اُسکے گرد مین افضل ہو پس اُتری یہ آیۃ اور ٹھہراؤ تم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ فرع امر مقام ابراہیم سے وہ پتھر ہو کہ جسمین نشان ہین حضرت ابراہیم کے قدم مبارک کے وقت بنانے خانہ کعبہ کے اُسپر کھڑے ہو کر بناتے تھے اسمین نشان اُنکے قدم مبارک کے پڑ گئے تھے روایت کیا گیا ہو کہ آنحضرت نے عمر کا ہاتھ پکڑا اور کہا یہ مقام ابراہیم ہو پس کہا عمر نے کیا نہ ٹھہراوین ہم اسکو جگہ نماز کی پس فرمایا آنحضرت نے کہ نہین حکم کیا گیا ہون مین اسکا پس نہ غروب ہوا آفتاب یہان تک کہ اُتری آیۃ مذکورہ اور مراد یہ ہو کہ دو رکعت طواف کی وہان پڑھو کہ دو رکعتین پڑھنی بعد ہر طواف کے واجب ہین اور امر اس آیۃ مین استحباب کے لیے ہو اور بعضون نے کہا وجوب کے لیے یعنے مطلق دو رکعتین پڑھنی تو واجب ہین اور خاص مقام ابراہیم مین پڑھنی مستحب اور امام شافعی کے نزدیک بیچ وجوب دو رکعتون کے دو قول ہین ترجمہ اور دوسری چیز یہ ہو کہ کہا مین نے یا رسول اللہ داخل ہوتے ہین آپکی بیبیون پر نیک اور بد یعنے یہ مناسب آپکی شان و عظمت کے نہین دیکھتا ہون مین پس اگر حکم کرتے آپ اپنی بیبیون کو کہ پردہ مین رہین اور لوگون کے سامنے نہ آوین تو بہتر ہوتا پس اُتری آیۃ پردہ کی فرع یعنے (وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ) اور یہ حجاب کہ آنحضرت کی بیبیون پر واجب تھا سوائے اس ستر عورت کے ہو کہ تمام عورتون پر واجب ہو اُس تفصیل سے کہ فقہ مین مذکور ہو سو یہ اُنکے لیے یہ حکم تھا کہ بالکل لوگون کے سامنے نہ آوین اگرچہ کپڑون مین پوشیدہ اور مستور ہون یہ حکم خاص ازواج مطہرات کے لیے تھا اور دون کو درست ہو کہ خوب طرح اپنے تئین ڈھانک کر اگر نکلین تو درست ہو اور تیسرے یہ کہ جمع اور متفق ہوئین عورتین آنحضرت کی بیچ قصہ غیرت کے فرع امر قصہ غیرت سے وہی قصہ آنحضرت کے شہد پینے کا ہو حضرت زینب کے پاس کہ بالاجمال وہ قصہ یون ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد پسند تھا حضرت زینب کے یہان کہین سے شہد آیا تھا حضرت جو اُنکی نوبت کے دن تشریف لائے تو اُنھون نے حضرت کو پلایا اور حضرت کچھ زیادہ ٹھہرے اُنکے یہان بہ نسبت اور واون کے پس اس سے حضرت عائشہ وغیرہ کو رشک آیا اور اتفاق کیا حفصہ سے کہ آنحضرت جسکے پاس ہم مین سے آوین تو کہے کہ آپ مین سے بو مغافیر کی آتی ہو اور مغافیر ایک قسم ہو گوند کی بدبودار پس آنحضرت نے شہد کو اپنے اوپر حرام کیا بلحاظ اُسکے کہ یہ بدبو اُسی کی ہو اور اُن بیبیون نے یہ اسلیے کیا کہ آنحضرت زینب کے یہان شہد پینے کے لیے بہت نہ ٹھہرین چنانچہ یہ قصہ بیچ تفسیر سورۂ تحریم کے اور حدیث مین مفصل مذکور ہو ترجمہ پس کہا اگر طلاق دیوین آنحضرت تمکو اے بیبیون تو امید ہو کہ پروردگار انکا بدل دیگا اُنکو بیبیان بہتر تمسے پس اُتری یہ آیۃ اسی طرح یعنے موافق اُنکے کلام کے لفظ اور معنون مین اور بیچ ایک روایت ابن عمر کے یون آیا ہو کہ کہا ابن عمر نے کہا عمر نے کہ موافقت کی مین نے اپنے پروردگار کی بیچ تین چیزون کے ایک تو نماز ادا کرنے مین بیچ مقام ابراہیم کے دوسرے حکم کرنے مین ساتھ پردہ کرنے کے آنحضرت کی بیبیون کو تیسرے بیچ قیدیون بدر کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فرع امر حکم کیا مین نے غزوہ بدر کی قیدیون کے قتل کرنے کا اور آنحضرت نے بمشورہ ابی بکر فدیہ لیا اور خلاص کیا پس آیۃ نازل ہوئی موافق رائے میری کے (وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ فَضَّلَ النَّاسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِأَرْبَعٍ بِذِكْرِ الْأُسَارَى يَوْمَ بَدْرٍ أَمَرَ بِقَتْلِهِمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى لَوْلَا كِتَابٌ

من الله سبق لمسكم فيما أخذتم عذاب عظيم وبذكره الحجاب أمر نساء النبي صلى الله عليه وسلم أن يحتجبن فقالت له زينب وإنك علينا يا ابن الخطاب والوحي ينزل في
بيوتنا فأنزل الله تعالى وإذا سألتموهن متاعا فاسألوهن من وراء حجاب وبدعوة النبي صلى الله عليه وسلم اللهم أيد الإسلام بعمر وبرأيه في أبي بكر كان أول ناس
بايعه رواه أحمد اور روایت ہے ابن مسعود سے کہا فضیلت دیے گئے آدمیوں پر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بسبب چار چیزوں کے ایک تو بسبب ذکر کرنے انکے
کے قیدیوں کو روز بدر کے حکم کیا عمر نے انکے قتل کرنیکا پس اُتاری اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ اگر نہ ہوتا لکھا ہوا حکم اللہ کی طرف سے سبقت لے گیا یعنی پہلے سے لوح محفوظ
میں یا علم الٰہی میں ثابت ہے کہ خطا کرنے والا اجتہاد میں نہیں عذاب کیا جاویگا یا یہ کہ اہل بدر مغفور ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو البتہ پہنچتا تمکو بسبب اس چیز کے کہ لیا تمنے یعنی فدیہ
عذاب بڑا ف یعنی دنیا میں پہلے آنحضرت کے اور شاید یہ ہوا انھوں نے لیا دن بدر کے کفار سے تو خطا اجتہادی ہوئی انکو کہ لیا تھا انھوں نے فدیہ سمجھکر کہ لینا مال
کا انسب ہے تاکہ تقویت پاویں مومن بسبب اُسکے اور شاید کہ وہ ایمان لاویں بسبب لینے کے بعد اسکے اور یہ رائے تھی ابوبکر کی اور اور بعضوں کی کہ تابع ہو لیے
تھے انکے صاحبان صفت جمال سے اور بعضے کہتے تھے کہ قتل ہی کرنا چاہیے انکو اسلیے کہ وہ پیشوا اور سردار ہیں کفر کے اور یہ قول تھا عمر کا اور اُنکا کہ موافق تھے
انکے صاحبان صفت جلال سے اور ہرگاہ کہ تھے آنحضرت مائل اپنے کمال سے طرف صفت جمال کے اختیار کیا قول صدیق کا فی الحال اور تفصیل اسکی ریاض النضرہ
میں حضرت عمر سے یوں لکھی ہے کہ کہا جبکہ ہوا دن بدر کا فرمایا آنحضرت نے کہ کیا رائے ہے ان قیدیوں کے حق میں کہا ابوبکر نے یا رسول اللہ چچا کے بیٹے اور کنبے
کے بیٹے اور بھائیوں کے بیٹے ہیں سوا اسکے نہیں کہ لوینگے ہم انسے فدیہ پس ہوگی ہمارے لیے قوت مشرکوں پر اور شاید ہے کہ ہدایت کرے انکو اللہ طرف اسلام
کے اور ہوویں ہمارے مددگار فرمایا حضرت نے کیا ہے رائے تیری اے ابن الخطاب کہا میں نے یا رسول اللہ نہیں مناسب دیکھتا میں وہ چیز کہ دیکھی ابوبکر نے ولیکن یہ
پیشوا الکفر کے اور سردار اسکے ہیں پس ماریں ہم انکو اور ماریں گردنیں انکی کہا عمر نے پس قصد کیا آنحضرت نے اس چیز کا کہ کہی ابوبکر نے اور نہ قصد کیا اس چیز کا کہ کہی میں نے
اور لیا انسے فدیہ پس جبکہ صبح کی میں نے آیا میں صبح کو آنحضرت کے پاس پایا میں نے آنحضرت اور ابوبکر کو بیٹھے ہوئے روتے تھے کہا میں نے یا رسول اللہ کس چیز سے
روتے ہو تم اور یار تمھارے پس اگر رونا آوے روؤں میں والا تکلف رونے کی صورت بناؤں میں بسبب رونے تمھارے کے پس فرمایا حضرت نے کہ تحقیق
سامنے لایا گیا میرے عذاب تمھارا قریب تر اس درخت سے اور ایک درخت اسوقت بہت قریب تھا پس اُتاری اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ (ما كان لنبي أن يكون له أسرى
حتى يثخن في الأرض تريدون عرض الدنيا والله يريد الآخرة) ترجمہ اور اور فضیلت دیے گئے عمر بسبب ذکر کرنے انکے کے پردہ کو کہ حکم کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کی بیویوں کو پردہ کرنیکا کہا عمر نے پس کہا زینب بنت جحش نے کہ ازواج مطہرات سے ہیں کہ تحقیق تو آیا حکم کرتا ہے ہمپر اے بیٹے خطاب کے اور حالانکہ وحی اُترتی ہے ہمارے
گھروں میں پس اُتاری اللہ تعالیٰ نے یہ آیۃ اور جب مانگو تم آنحضرت کی بیویوں سے کچھ چیز فائدہ کی پس مانگو تم انسے پردہ کے پیچھے سے اور اور فضیلت دیے گئے عمر
بسبب قبولیت دعا آنحضرت کے انکے حق میں کہ دعا کی خداوندا قوی کر دین اسلام کو بسبب اسلام لانے عمر کے اور [illegible] فضیلت دیے گئے عمر بسبب رائے اپنی
یعنی اجتہاد اپنے کے بیچ بیعت ابی بکر کے یعنی وقت خلیفہ ہونے اُنکے کے تھے عمر پہلے آدمیوں میں سے کہ بیعت کی ابوبکر سے یعنی اول انھوں نے بیعت کی پھر
اوروں نے باتباع انکے نقل کی یہ احمد نے (وعن أبي سعيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ذاك الرجل أرفع أمتي درجة في الجنة قال أبو سعيد والله
ما كنا نرى ذلك الرجل إلا عمر بن الخطاب حتى مضى لسبيله رواه ابن ماجه) اور روایت ہے ابو سعید سے کہ کہا فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ شخص بہت
بلند ہے امت میری میں از روے مرتبہ کے بہشت میں نقل کی یہ ابن ماجہ نے ف یعنی اسی طرح آنحضرت نے مبہم فرمایا اور تعیین نہ کی کہ وہ شخص کون ہے اور مقصود یہ تھا کہ تاکہ کوشش
اور جد وجہد کریں لوگ طاعات میں تا وہ مرتبہ پاویں اور وہ مرتبہ پایا نہیں جاتا ہے مگر بسبب نہایت جد وجہد کے اور مواظبت کے طاعات وعبادات پر اور بسبب متصف
ہونے کے ساتھ اخلاق وکمالات کے یا ذکر کسی شخص کا یا ہوا ہو کہ متصف ہے ساتھ ان صفتوں کے پس اشارہ کیا آنحضرت نے کہ جو کوئی متصف ہو ان صفات کریمہ کو ہو
درجہ اسکا بہ تقدیر ترجمہ کہا ابو سعید نے قسم خدا کی نہ تھے ہم گمان کرتے اس شخص کو کہ کون ہے مگر عمر بن الخطاب یہانتک کہ گذر گئے عمر ساتھ راہ اپنی کے ف یعنی

یعنے وفات پائی اور آپ میں دفع توہم ہوا اسکا کہ واقع ہوا لیکہ یہ تغیر اخیر میں اور اگر کہے تو کہ لازم آتا ہے اس سے یہ کہ عمر افضل تھے ابوبکر سے تو جواب اسکا یہ ہے کہ قول
آنحضرت کا ذلک الرجل اشارہ ہے طرف جسم کے اور مقصود اسمیں یہ ہے کہ کوشش کرے ہر ایک طاعات میں ہر ایک اپنی استعداد میں سے تاکہ پہونچے اس مرتبہ کو اور نہیں پہونچا ہوا اگر
ہر گز بسبب کوشش کرنے کے عمل میں اور اچھے اخلاق حاصل کرنے کے اور اشتغال کرنے کے دین میں اور مواظبت کرنے کے بھلائیوں پر اور نہیں مشاہدہ کیے جاتے
تھے چند حال کسو کے [illegible] جیسے کہ مشاہدہ کیے جاتے تھے عمر میں [illegible] اور اسی سبب سے گمان کیا انھوں نے کہ مشار الیہ عمر ہیں نہ غیر انکا اور اسی سے کہ
ہوا مشار الیہ [illegible] راتوں میں پس نہیں لازم آتا ہے اس سے یہ کہ ہوں عمر افضل ابوبکر سے کبھی اور حاصل کلام یہ ہوا مراد اس شخص سے عمر ہیں اور ظنی ہے بعضوں کے نزدیک
اور [illegible] الامت کرتی ہے اسپر کہ عمر افضل تھے ابوبکر سے اور [illegible] کے نزدیک [illegible] کہ عمر افضل تھے ابوبکر سے اور یہی اعتقاد ہے اہل سنت کا [illegible] بھی
[illegible] کہ عمر افضل [illegible] اپنے زمانہ کے لوگوں میں یہ حالت خلافت اپنی میں پس ہم نفع ہوا اشکال اول حدیث سے (وعن اسلم قال سألني ابن عمر بعض شأنه یعنی عمر
فاخبرته فقال ما رأيت احدا قط بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم من حين قبض كان اجد واجود حتى انتهى من عمر رواه البخاري) اور روایت ہے اسلم سے کہ کہا
سوال کیا مجھ سے ابن عمر نے بعض حال [illegible] کا یعنی عمر کا پس خبر دی میں نے انکو کہا اسلم نے یعنی بیان اس چیز کے کہ خبر دی حال [illegible] سے نہیں دیکھا میں نے کسی کو ہر گز بعد
آنحضرت کے یعنی بعد وفات آنحضرت کے اسوقت سے کہ وفات پائی آنحضرت نے زیادہ [illegible] بہت کوشش کرنیوالا اور سخی عمر سے یعنے اعمال خیر میں یہاں تک
کہ انتہا کو پہونچے [illegible] یہ بخاری نے وفات یعنی آخر عمر تک اور کہا ہے علما نے کہ یہ محمول ہے اوپر زمانہ خلافت عمر کے تا ابوبکر اس عموم سے نکلجاوین (وعن
المسور بن مخرمة قال لما طعن عمر جعل يألم فقال له ابن عباس وكأنه يجزعه يا امير المؤمنين ولا كل ذلك لقد صحبت رسول الله صلى الله عليه وسلم فاحسنت
صحبته ثم فارقك وهو عنك راض ثم صحبت ابا بكر فاحسنت صحبته ثم فارقك وهو عنك راض ثم صحبت المسلمين فاحسنت صحبتهم ولئن فارقتهم
لتفارقنهم وهم عنك راضون قال اما ما ذكرت من صحبة رسول الله صلى الله عليه وسلم ورضاه فانما ذلك من من الله تعالى من به علي واما ما ذكرت من صحبة
ابي بكر ورضاه فانما ذلك من من الله جل ذكره من به علي واما ما ترى من جزعي فهو من اجلك واجل اصحابك والله لو ان لي طلاع الارض ذهبا لافتديت به من
عذاب الله قبل ان اراه رواه البخاري) اور روایت ہے مسور بن مخرمہ سے کہا جسوقت کہ زخمی کیے گئے عمر ہوئے عمر کہ درد ظاہر کرتے تھے ف یعنی آثار
زخم کے دیکھنے کا ظاہر کرتے تھے ساتھ کرنے آہ وغیرہ کے اور ابو لولو نے کہ مغیرہ بن شعبہ کا غلام تھا زخمی کیا تھا انکو مدینہ میں چہارشنبہ کے دن ستائیسوین ذیحجہ کی
سنہ تئیس میں ترجمہ پس کہا ابن عباس نے اور گویا کہ ابن عباس نسبت کرتے تھے عمر کو طرف جزع فزع کے اور ملامت کرتے تھے انکو اسپر اور تسلی دیتے تھے انکو اے
امیر المومنین اور نہ سب جزع اور [illegible] کرنا چاہیے یعنے نہ مبالغہ کرو فزع اور بیقراری کا البتہ تحقیق صحبت رکھی تمنے آنحضرت سے پس اچھی صحبت رکھی تمنے انکے
یعنے ساتھ رعایت اور حقوق آداب کے پھر جدی ہوے آنحضرت تمسے اس حال میں کہ وہ تمسے راضی تھے کہ فرمایا لو کان بعدی نبی لکان عمر پھر صحبت رکھی تمنے
ابوبکر سے پس اچھی صحبت رکھی تمنے انکے پھر جدا ہوے وہ تمسے اس حال میں کہ وہ تمسے راضی تھے یعنے بایں حیثیت کہ کیا تمکو امیر المومنین پھر صحبت رکھی تمنے مسلمانو
سے یعنے ایام خلافت اپنی کے میں پس اچھی صحبت رکھی تمنے انسے کہ خوب عدل کیا اور بڑی سیاست ہوئی تمھاری اور البتہ اگر ہو وے کہ جدا تم انسے البتہ جدا ہو
ایسے اس حال میں کہ وہ تمسے راضی ہیں ف یعنے اور یہ کلمہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ اللہ تمسے راضی ہے اور تم اس سے راضی ہو پس تم بشارت دیے گئے ہو ساتھ قول
اللہ تعالے کے (یا ایتها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية مرضية) اور موت تحفہ ہے مومن کا لیکے کہ ہو سبب ملنے مولی کا [illegible] میں ترجمہ کہا عمر نے
اسپر وہ چیز کہ ذکر کی تمنے آنحضرت کی صحبت سے اور انکی رضا سے پس سوا اسکے نہیں کہ یہ نعمت ہے خدا کی طرف سے کہ احسان رکھا ساتھ اسکے مجھپر یعنے تفضل کیا
مجھپر ساتھ اسکے بغیر کسب کے پس نہیں بڑا جانتا میں اسکے کسب کو بلکہ شکر وحمد کرتا ہوں میں اسکی اور اسپر وہ چیز کہ ذکر کی تمنے صحبت ابی بکر سے اور انکی رضا سے
پس سوا اسکے نہیں کہ یہ نعمت ہے اللہ کی طرف سے کہ احسان رکھا ساتھ اسکے مجھپر اور اسپر جو کچھ کہ دیکھتے ہو تم بے صبری میری پس وہ بسبب تیرے ہے اور بسبب یاروں تیرے کے

فٖ یعنے ڈرتا ہوں واقع ہونے فتنوں کے آپسمیں درمیان تمہارے اسلیے کہ پہنچے مانند دروازے کے کہ روکتے تھے محنتین وصعوبات اپنے نفس پر بھی ڈرتا ہوں اور
نہیں نڈر ہوں عذاب رب اپنے سے اسلیے کہ ترجمہ قسم کلام ہو اللہ کی اگر تحقیق ہو میرے لیے بقدر بھری زمین کے سونا البتہ اللہ تعالی کے عذاب کے بدلہ دوں میں اسکو
پہلے اسکے کہ دیکھوں میں اسکو یعنے اللہ کو یا اسکے عذاب کو نقل کی یہ بخاری نے فٖ یہ کہا انہوں نے بسبب غلبہ خوف کے کہ واقع ہوا انکو اسوقت بخوف قصور
کرنے کے اللہ تعالی کے حقوق میں کذا فی فتح الباری اور استیعاب میں ہے کہ عمر جسوقت زخمی کیے گئے کہتے تھے اس حال میں کہ سر انکا انکے بیٹے عبد اللہ کی گود
میں تھا ظلوما لنفسی غیر انی مسلم ٭ اصلی صلاتی کلہا واصوم ٭ کہا مؤلف نے کہ دفن کیے گئے عمر دن اتوار کے دسویں محرم کو سنہ چوبیس میں اور صحیح یہ ہے کہ عمر انکی تریسٹھ
برس کی تھی اور رہی خلافت انکی ساڑھے دس برس اور شمار ... سے اور روایت کی انسے ابوبکر اور باقی عشرہ مبشرہ نے اور خلق کثیر نے صحابہ اور تابعین
میں سے رضوان اللہ علیہم اجمعین اور جملہ کرامات انکی سے ریاض میں یہ نقل کی ہے کہ جب مصر پر فتح ہوئی تو آئے وہاں حاکم ہو کر عمرو بن العاص کہا وہاں کے
بسنے والوں نے کہ یہ نیل محتاج ہوتا ہے ہر سال میں طرف ایک لڑکی باکرہ کے خوبصورت لڑکیوں میں سے پس ڈالدیتے ہیں ہم اسکو اسمیں اور نہیں تو وہ جاری نہیں ہوتا
اور خراب ہوجاتے ہیں شہر اور قحط پڑتا ہے پس لکھی عمرو بن العاص نے یہ خبر عمر کو پس بھیجا انہوں نے ایک پرچہ کہ اسمیں لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم طرف نیل
مصر کے یہ پیام پہنچے بندہ اللہ عمر بن الخطاب کی طرف سے اما بعد حمد وصلوۃ کے پس اگر جاری ہوتا ہے تو از خود نہیں حاجت ہمکو طرف تیرے اور اگر جاری
ہوتا ہے تو اللہ کے حکم سے تو جاری ہو بنام خدا اور کہلا بھیجا حضرت عمر نے عمرو کو کہ ڈالدے تو اسکو نیل میں پس جاری ہوا نیل اس رات سولہ گز پر چڑھ گیا اور ہر سال
میں چڑھنے لگا

باب مناقب ابی بکر وعمر

باب ہے بیچ مناقب ابی بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے فٖ چونکہ واقع ہوا ہے ذکر شیخین کا متفق بیچ اکثر حدیثوں کے
کے عقد کیا مؤلف نے ایک باب اور بیچ ذکر کرنے ان حدیثوں کے اور بلاشبہ ذکر کیے جاتے تھے یہ دونوں صاحب معا اکثر احوال میں بسبب ہونے دونوں
کے وزیر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مقرب وقت ہوشیاری کے اور مشیر ہر امر میں اور مصاحب اور ہمنشین حضرت کے تمام اوقات واحوال میں

الفصل الاول فصل پہلی (عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بینا رجل یسوق بقرۃ اذ اعیی فرکبہا فقالت انا لم نخلق لہذا انما خلقنا لحراثۃ
الارض فقال الناس سبحان اللہ بقرۃ تکلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانی اومن بہ انا وابو بکر وعمر وما ہما ثم وقال بینما رجل فی غنم لہ اذ عدا الذئب علی
شاۃ منہا فاخذہا فادرکہا صاحبہا فاستنقذہا فقال لہ الذئب فمن لہا یوم السبع یوم لا راعی لہا غیری فقال الناس سبحان اللہ ذئب یتکلم فقال اومن بہ انا و
ابوبکر وعمر وما ہما ثم متفق علیہ) روایت ہے ابوہریرہ سے انہوں نے نقل کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے اسوقت کہ ایک شخص ہانکتا تھا
ایک گائے کو ناگہاں تھک گیا وہ شخص پس سوار ہوا اسپر پس بولی گائے کہ ہم نہیں پیدا کیے گئے ہیں اسکے لیے یعنے سوار ہونے کے لیے سوا اسکے نہیں
کہ ہم پیدا کیے گئے ہیں واسطے کشت وکار زمین کے فٖ یہ دلیل ہے اسپر کہ سوار ہونا گاؤں پر اور بوجھ لادنا اسپر نا جائز ہے اور شیخ ابن حجر نے کہا کہ
استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ چارپایہ استعمال نہ کیے جاویں مگر اس چیز میں کہ جاری ہوئی ہے عادت ساتھ استعمال کرنے انکے کے اس چیز میں اور احتمال
ہے کہ یہ اشارہ ہے طرف اولی اور افضل کے یعنے بہتر یہ ہے کہ جن چیزوں کے لیے پیدا ہوئے ہیں انہیں میں سے جو چیز معہود ہو اسمیں استعمال کیے جاویں والا حقیقت حصر
کی مراد نہیں ہے کہ فقط کھیتی ہی میں استعمال کریں اسلیے کہ جملہ ان چیزوں میں سے کہ پیدا کیے گئے ہیں وہ واسطے انکے ذبح کرنا اور کھانا بھی ہے بالاتفاق پس
پس کہا لوگوں نے یعنے جو کہ حاضر تھے از راہ تعجب کے سبحان اللہ گائے بولتی ہے یعنے حالانکہ وہ حیوانات بے زبان سے ہے پس فرمایا آنحضرت نے تحقیق
میں ایمان لاتا ہوں ساتھ اسکے فٖ یعنے اس بات کے کہ کلام کرنا گاؤں کا حق ہے اور جادو وہم وخیال یا القاء شیطان سے نہیں ہے یا اس بات کے کہ اسنے
کہا کہ میں مخلوق نہیں ہوں مگر واسطے کھیتی کے ... اور ایمان لاتے ہیں ابوبکر اور عمر فٖ خاص شیخین کا ذکر کرنا واسطے اشارہ کے ہے طرف قوت اور کمال
ایمان انکے کے اگرچہ نہیں کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے اسکو دیکھا اور سنا اور حاضر ہوئے انسے ایمان لانا اسپر پس کیونکر فرمایا کہ ایمان لاتے ہیں اسپر ابوبکر اور عمر رضا

جواب اسکا یہ ہے کہ مراد یہ ہو کہ ایسا امر ہو کہ اسکی شان سے یہ ہو کہ اگر مطلع ہوں وہ اسپر تو ایمان لاویں اسپر اور نہ تردد اور شک کریں اسمیں ت اور نہیں تھے ابوبکر رضی
اور عمر اس جگہ ف ع یعنی اس مکان میں کہ فرمایا حضرت نے یہ کلام پس یہ مبالغہ ہے بیچ مدح اور قوت ایمانی انکی کے یعنی اگر وہ حاضر ہوتے تو احتمال تھا کہ
تخصیص انکے ذکر کی بتقریب حضور انکے کے ہوتی اور سبب مدح اور ذکر انکا اس بات میں غائبانہ کیا تو اسکو بڑا دخل ہوا مقصود میں اور صریح دلیل ہوا اسپر کہ یہ ذکر
بسبب کمال اور قوت ایمانی انکے کے ہے فافہم ت اور کہا ابوہریرہ نے اسوقت کہ ایک شخص تھا اپنے ریوڑ میں ناگہان حملہ کیا بھیڑیے نے ایک بکری پر ریوڑ میں سے
پس پکڑا بھیڑیے نے بکری کو پس پہونچا بکری کا مالک اسکا اور چھڑا لیا بکری کو بھیڑیے سے پس کہا اس شخص سے بھیڑیے نے کہ پس کون نگہبان ہوگا اس بکری کا یعنی
یعنی اس بکری کا دن سبع کے اسدن کہ نہیں ہوگا کوئی چرانیوالا اسکا سوائے میرے ف ع لفظ یوم السبع ساتھ جزم باء اور پیش اسکے کے دونوں طرح روایت
کیا گیا ہے اور مشدد اور مختلف آئے ہیں اسکے بیان میں اقوال پس ساتھ جزم کے کہا ہے علما نے کہ مراد اس سے فتنہ ہیں کہ لوگ آپس میں جنگ کرینگے اور بکریاں بغیر
چرانیوالے کے چھوڑ دینگے اور سبع اور سباع بمعنی ترک اور مہمل چھوڑ دینے کا آیا ہے اور سبع بمعنی مہمل کے آیا ہے اور چونکہ بغیر چرانیوالوں کے چھوڑی جاوینگی گویا بکریاں
انکے بھیڑیے ہونگے پس یہ خبر دی بھیڑیے نے ساتھ حدوث شداید اور فتنوں کے کہ واقع ہونگے اور بعضوں نے کہا کہ یوم السبع ساتھ جزم کے نام ایک عید کا ہے
کہ انکے بیچ تھی جاہلیت میں یعنی حالت کفر میں کہ جمع ہوتے تھے اسمیں واسطے موسم کے کہ بازرکھتا تھا انکو ہر چیز سے اور چھوڑ دیتے تھے اسمیں مواشی کو پس کھا لیتے
تھے اسکو بھیڑیے پس گویا خبر دی بھیڑیے نے گذشتہ سے کہ اس روز کون نگہبان بکریوں کا ہوتا تھا کہ آج نگہبانی انکی کرتا ہے تو یا روز عید کا کہ باقی اور دائم ہے کون نگہبانی
انکی اس روز کریگا اور باء ساتھ پیش کے بمعنی درندہ کے ہے اور یہی انہیں معانی کا احتمال رکھتا ہے اور راجح انکی طرف ہو سکتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ ساتھ پیش کے
بمعنی روز عید کے ہے اور مشارق میں کہا کہ بعضوں نے کہا کہ یہ لفظ یوم السبع ہے ساتھ یا کے بمعنی ضایع ہونے کے اور سیع بمعنی ضیاع کے ہے ت پس کہا لوگوں
نے از راہ تعجب کے کہ سبحان اللہ بھیڑیا بولتا ہے پس فرمایا آنحضرت نے کہ ایمان لاتا ہوں میں اسپر اور ابوبکر رضا اور عمر رضا اور نہیں تھے وہ دونوں اس جگہ نقل کی
بخاری اور مسلم نے (وعن ابن عباس قال انی لواقف فی قوم فدعوا اللہ لعمر وقد وضع علی سریرہ اذا رجل من خلفی قد وضع مرفقہ علی منکبی یقول
یرحمک اللہ انی لارجو ان یجعلک اللہ مع صاحبیک لانی کثیرا ما کنت اسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کنت وابوبکر وعمر وفعلت وابوبکر وعمر
وانطلقت وابوبکر وعمر ودخلت وابوبکر وعمر وخرجت وابوبکر وعمر فالتفت فاذا علی بن ابی طالب متفق علیہ) اور روایت ہے ابن عباس سے کہا تحقیق میں
البتہ کھڑا تھا ایک قوم میں یعنی حضرت عمر کی وفات کے روز پس دعائے خیر کی اس قوم نے واسطے عمر کے اس حال میں کہ تحقیق رکھے گئے تھے عمر اپنے
تخت پر یعنی نہلانے کے پیچھے بعد وفات کے اور حاضر تھی انپر ایک جماعت انکے یاروں میں سے ناگہان ایک شخص نے پیچھے میرے سے تحقیق رکھی
کہنی اپنی میرے مونڈھے پر کہتا ہے وہ شخص یعنی خطاب کرکے عمر کی طرف رحمت کرے تجھ کو اللہ بلاشبہ میں البتہ امید رکھتا ہوں یہ کہ کردے تجھکو اللہ تعالی ساتھ دونوں
یاروں تمہارے کے یعنی آنحضرت کے اور ابی بکر کے قبر میں یا جنت میں اسواسطے کہ میں بہت تھا سنتا آنحضرت سے فرماتے تھے میں یعنی فلانے مکان میں
اور ابوبکر اور عمر اور کیا میں نے اور ابوبکر اور عمر نے یعنی فلانا امر امور عبادت سے یا رسوم عبادت سے اور چلا میں اور ابوبکر اور عمر یعنی طرف فلانے مکان کے اور
داخل ہوا میں اور ابوبکر اور عمر یعنی مسجد وغیرہ میں اور نکلا میں اور ابوبکر اور عمر یعنی گھر وغیرہ سے کہا ابن عباس نے پس پیچھے پھر کر دیکھا میں نے پس ناگہان
وہ شخص علی مرتضی تھے نقل کی بخاری اور مسلم نے الفصل الثانی فصل دوسری (عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اہل الجنۃ
لیتراءون اہل علیین کما ترون الکوکب الدری فی افق السماء وان ابابکر وعمر منہم وانعما رواہ فی شرح السنۃ وروی نحوہ ابوداود والترمذی وابن ماجۃ)
روایت ہے ابی سعید خدری سے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ بہشتی البتہ دیکھینگے اہل علیین کو یعنی دیکھیگا بعض انکا بعض کو یعنی مقام اور مرتبہ انکے کو نہایت بلندی
میں جیسے کہ دیکھتے ہو تم بہت روشن ستارہ کو کنارہ آسمان میں کہ ستارہ کنارہ آسمان میں بہت روشن معلوم ہوتا ہے اور بلاشبہ ابوبکر اور عمر اہل علیین میں سے ہیں

اور زیادہ ہیں یہ دونوں درجہ اور رتبہ میں اور بڑھ گئے ہیں مرتبہ میں اس سے کہ ہوویں وہ اہل علیین سے ف ح علیین ساتھ زیر عین اور لام کے اور تشدید ی
پہلی اور جزم دوسری کے ایک مقام ہے ساتوین آسمان میں کہ چڑھتی ہیں اسکی طرف ارواحیں مومنوں کی اور بعضوں نے کہا کہ نام ہے دیوان ملائکہ حفظہ کا کہ اٹھائے
جاتے ہیں اسکی طرف اعمال صالحون کے اور لفظ دری ساتھ پیش دال اور زیر رے مشددہ کے اور ی نسبت کے ہے تشبیہ دی ساتھ در کے یعنے مروارید کے بیچ
روشنی اور صفائی کے ترجمہ نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ میں ساتھ اسناد اپنے کے اور روایت کی مانند اسکے ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے (وَعَنْ
اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ سَیِّدَا کُھُوْلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اِلَّا النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ
عَنْ عَلِیٍّ) اور روایت ہے انس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ابوبکر اور عمر دونوں سردار ہیں ادھیڑوں اہل بہشت کے پہلوں میں سے اور
پچھلوں میں سے سوائے نبیوں کے اور پیغمبروں کے نقل کی یہ ترمذی نے اور ابن ماجہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ف ح یا وصف کرنا لوگوں کا ساتھ
ادھیڑ ہونے کے باعتبار حال انکے کے دنیا میں ہے والا بہشت میں ادھیڑ ہونے کا نہیں یعنے یہ ہیں کہ ادھیڑ تھے دنیا میں اور پہلوں سے مراد ہیں اگلی
امتوں کے پس ہونگے افضل اصحاب کہف اور مومن آل فرعون سے اور خضر بھی بموجب قول انکے کہ ولی کہا ہے انکو اور پچھلوں سے مراد ہیں اولیا اور علما اور شہدا
اس امت کے اور نبیوں اور رسولوں کے استثنا کرنے سے نکل گئے عیسے اور ایسے ہی خضر بسبب قول انکے کہ نبی کہا ہے انکو (وَعَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَا اَدْرِیْ مَا بَقَائِیْ فِیْکُمْ فَاقْتَدُوْا بِاللَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے حذیفہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے تحقیق میں نہیں جانتا میں کہ کتنی ہے زندگانی اور باقی رہنا میرا درمیان تمہارے یعنے کم مدت ہے یا بہت پس پیروی کرو ان دو شخصوں کی کہ پیچھے میرے
و خلیفہ میرے ہونگے کہ وہ ابوبکر اور عمر ہیں نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ لَمْ یَرْفَعْ اَحَدٌ
رَاْسَہٗ غَیْرُ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ کَانَا یَتَبَسَّمَانِ اِلَیْہِ وَیَتَبَسَّمُ اِلَیْھِمَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ) اور روایت ہے انس سے کہا تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جب داخل ہوتے مسجد میں نہ اٹھاتا کوئی بیٹھے صحابہ میں سے سر اپنا بسبب مارے ہیبت کے اور بہ پاس ادب کے سوائے ابی بکر اور عمر کے تھے یہ دونوں
کہ مسکراتے تھے دیکھکر طرف آنحضرت کے اور مسکراتے تھے آنحضرت دیکھکر طرف انکے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ف ح یا خاصیت
محبت اور عادت محبوبوں کی ہے کہ جب آپس میں ایک کی دوسرے پر نظر پڑتی ہے تو بے اختیار مسکرانے لگتے ہیں اور شاد ہو جاتے ہیں (وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ
اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ ذَاتَ یَوْمٍ وَّدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَاَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ اَحَدُھُمَا عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَالْاٰخَرُ عَنْ شِمَالِہٖ وَھُوَ اٰخِذٌ بِاَیْدِیْھِمَا فَقَالَ ھٰکَذَا نُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ رَوَاہُ
التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ) اور روایت ہے ابن عمر سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے ایک روز یعنے حجرہ شریفہ سے اور داخل ہوئے مسجد میں اور
ابوبکر اور عمر ایک دونوں میں سے داہنی طرف آنحضرت کے تھے اور دوسرے بائین طرف انکے اور آنحضرت پکڑے ہوئے تھے ہاتھ دونوں صاحبوں کے
پس فرمایا آنحضرت نے کہ اسی طرح اٹھائے جاوینگے ہم یعنے قبروں سے نکلینگے طرف محشر کے روز قیامت کے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب
ہے (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ حَنْطَبٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی اَبَابَکْرٍ وَّعُمَرَ فَقَالَ ھٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ مُرْسَلًا) اور روایت ہے عبد اللہ بن حنطب
تابعی سے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ابابکر صدیق اور فاروق کو پس فرمایا آنحضرت نے کہ یہ دونوں بمنزلہ شنوائی اور بینائی کے ہیں نقل کی یہ ترمذی نے
بطریق ارسال کے ف ح یعنے یہ دونوں درمیان مسلمانوں کے مشابہ کان اور آنکھ کے ہیں جسد میں بہ نسبت تمام اعضا کے شرف اور نفاست میں اور قریب
اس معنے کے ہے یہ کہ بعضوں نے کہا کہ مثل انکی دین میں بمنزلہ سمع و بصر کے ہے جسد میں یا یہ بہ نسبت میرے بمنزلہ سمع اور بصر کے ہیں کہ سنتا ہوں میں بواسطہ انکے
اور دیکھتا ہوں میں بواسطہ انکے اور یہ مضمون راجع ہوتا ہے طرف یعنے وزارت و وکالت کے یا مراد بیان کرنا شدت حرص انکی کا ہے اوپر سننے حق کے اور اتباع
اسکی کے اور مشاہدہ حق کے انفس اور آفاق میں (وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَّبِیٍّ اِلَّا لَہٗ وَزِیْرَانِ مِنْ اَھْلِ السَّمَآءِ

وَوَزِیْرَانِ مِنْ اَہْلِ الْاَرْضِ فَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَہْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرَئِیْلُ وَمِیْکَائِیْلُ وَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَہْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے
ابو سعید خدری سے کہا انہوں نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں ہے کوئی پیغمبر مگر واسطے اسکے ہوتے ہیں دو وزیر آسمان کے فرشتوں میں سے کہ امداد و اعانت
کرتے ہیں اسکی عالم ملکوت سے اور دو وزیر ہوتے ہیں زمین والوں میں سے ف ع یعنی اسکے یاروں میں سے کہ خدمت اور نصرت اسکی کرتے ہیں عالم ناسوت
میں اور جب در پیش آتا ہے اسکو کوئی امر تو مشورہ کرتا ہے انسے جیسے کہ بادشاہ کو کوئی امر مشکل در پیش آتا ہے تو مشورہ کرتا ہے اپنے وزیر سے ف ت پس اسپر وزیر میرے
آسمان والوں میں سے جبرئیل اور میکائیل ہیں ف ع اسمیں دلیل ظاہر ہے اسپر کہ آنحضرت افضل ہیں جبرئیل اور میکائیل سے ف ت اور اسپر وزیر میرے زمین
والوں میں سے پس ابو بکر اور عمر ہیں نقل کی یہ ترمذی نے ف ع اسمیں دلالت ظاہرہ ہے اسپر کہ یہ دونوں صاحب افضل ہیں اور صحابہ میں سے حالانکہ صحابہ
افضل ہیں ساری امت میں اور دلالت ہے اسپر کہ ابو بکر افضل ہیں عمر سے اسلیئے کہ واو اگرچہ ہے مطلق جمع کے لیے ولیکن ترتیب اسکی لفظاً کلام حکیم میں خالی نہ
ہو کہ اسکے لیے اثر عظیم ہو (وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُ کَاَنَّ مِیْزَانًا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فَوُزِنْتَ اَنْتَ وَاَبُوْبَکْرٍ
فَرَجَحْتَ اَنْتَ وَوُزِنَ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ فَرَجَحَ اَبُوْبَکْرٍ وَوُزِنَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَحَ عُمَرُ ثُمَّ رُفِعَ الْمِیْزَانُ فَاسْتَاءَ لَہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْنِیْ فَسَاءَہٗ ذٰلِکَ فَقَالَ
خِلَافَۃُ نُبُوَّۃٍ ثُمَّ یُؤْتِی اللّٰہُ الْمُلْکَ مَنْ یَّشَاءُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ) اور روایت ہے ابی بکرہ سے یہ کہ ایک شخص نے کہا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ خواب میں دیکھا میں نے کہ گویا ایک ترازو اتری ہے آسمان سے پس تولے گئے آپ اور ابو بکر پس غالب آئے آپ اور تولے گئے ابو بکر اور عمر پس غالب آئے ابو بکر
اور تولے گئے عمر اور عثمان پس غالب آئے عمر پھر اٹھائی گئی ترازو ف ح اور اس شخص سے جو تولنا حضرت علی اور عثمان کا نہ دیکھا گویا اسمیں اشارہ ہے اسکی طرف کہ ان
دونوں صاحبوں کے تفاضل میں اختلاف ہے سلف میں جیسے کہ کتب کلامیہ میں مذکور ہے ف ت پس غمگین ہوئے آنحضرت بسبب اس خواب دیکھنے اس شخص کے
جیسے کہ راوی نے تفسیر کی ساتھ قول اپنے کے پس غمگین کیا آنحضرت کو اسکے سننے نے ف ع یعنی بسبب اسکے کہ معلوم کیا آنحضرت نے کہ تعبیر اسکی یہ ہے
کہ بعد خلافت عمر کے ظہور فتنوں کا ہوگا اور رتبے امور کے پست ہو جاوینگے ف ت پس فرمایا آنحضرت نے کہ یہ جو تو نے دیکھا خلافت نبوت ہے یعنی ان دونوں
صاحبوں کی خلافت خلافت نبوت ہے کہ اسمیں اصلاً آمیزش بادشاہت اور خلاف نہ ہوگا پھر دیگا اللہ تعالی ملک جسکو چاہیگا نقل کی یہ ترمذی اور ابو داود نے
ف ح یہ تعبیر دی آنحضرت نے اٹھ جانے ترازو کی یہ کہ زمانہ خلافت کا خالص اور منتہی ہوگا ابو بکر اور عمر پر کہ اتفاق ہوگا اسپر اور بعد اسکے آمیزش بادشاہت کی
ہوگی اور کچھ خلاف اور بے انتظامی راہ پاویگی اور بعد از خلافت چاروں کے بادشاہت ہوگی گزند جیسے کہ حدیث میں آیا ہے اور سمجھنا اس تعبیر کا اٹھ جانے میزان کے
سے اس سبب سے کیا کہ آپسمیں تولنا عادت کیا جاتا ہے ان چیزوں میں کہ آپسمیں نزدیک ایک دوسرے کے ہیں اور جب آپسمیں بعید اور تباین ہو نہیں تولا کیے
میں تو فنا کچھ سے نہیں کھتا پس اٹھایا گیا اور بکار ف کیا گیا آپسمیں تولنا پس یہ خواب دلالت کرتا ہے اوپر انحطاط امر خلافت کے بعد از ابو بکر اور عمر کے اور معنی غالب
آنے ہر ایک کے دوسرے پر میزان میں یہ ہیں کہ راجح افضل ہے مرجوح سے الفصل الثالث فصل تیسری (عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
قَالَ یَطَّلِعُ عَلَیْکُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَہْلِ الْجَنَّۃِ فَاطَّلَعَ اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ قَالَ یَطَّلِعُ عَلَیْکُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَہْلِ الْجَنَّۃِ فَاطَّلَعَ عُمَرُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ہٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ) روایت ہے ابن مسعود
سے کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی صحابہ کو کہ پیدا ہوگا اور آویگا تمپر ایک شخص اہل بہشت میں سے پس آئے ابو بکر پھر فرمایا کہ آویگا تمپر ایک شخص
اہل بہشت میں سے پھر آئے عمر نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ف ح حدیثوں میں بشارت جنت کی ایک جماعت کے لیے اصحاب
میں سے واقع ہوئی ہے اور چونکہ اس حدیث میں واسطے ابو بکر اور عمر کے اکٹھی واقع ہوئی ہے اس باب میں ذکر کی (وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ بَیْنَا رَاْسُ رَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حِجْرِیْ فِیْ لَیْلَۃٍ ضَاحِیَۃٍ اِذْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ہَلْ یَکُوْنُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدُ نُجُوْمِ السَّمَاءِ قَالَ نَعَمْ عُمَرُ قُلْتُ فَاَیْنَ حَسَنَاتُ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ
اِنَّمَا جَمِیْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ کَحَسَنَۃٍ وَّاحِدَۃٍ مِّنْ حَسَنَاتِ اَبِیْ بَکْرٍ رَوَاہُ رَزِیْنٌ) اور روایت ہے عائشہ سے کہا اس وقت کہ سر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میری

گود

ایک تہ مین جو آگے بڑھے تو انکا سینہ کھلا ہوا تھا پس ملائکہ پیچھے ہٹ گئے پس حکم کیا انکو آنحضرت نے سینہ کے ڈھانکنے کا پس ہو گیا ملائکہ نے اپنی جگہہ پس پوچھا
انہون نے آنحضرت سے سبب انکے ہٹ جانے کا انہون نے کہا کہ بسبب حیا عثمان کے ہٹ گئے تھے اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے
تحقیق عثمان ایک مرد بہت شرمناک ہے اور تحقیق مین ڈرا کہ اگر اذن دون مین عثمان کو آنیکا اس حالت پر یعنے حالت کھلے رہنے پنڈلی یاران پر یہ کہ نہ پہونچے طرف
میرے بیچ حاجت اپنی کے یعنے ڈرا مین کہ اگر مجھکو اس حالت پر دیکھیگا تو بسبب کثرت شرم اور غلبہ ادب کے میرے پاس نہین آسکیگا اور عرض حال نہین کر سکیگا
نقل کی یہ مسلم نے الفصل الثانی فصل دوسری (عن طلحة بن عبيد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكل نبي رفيق ورفيقي يعني في الجنة عثمان
رواه الترمذي ورواه ابن ماجة عن ابي هريرة وقال الترمذي هذا حديث غريب وليس اسناده بالقوي وهو منقطع) روایت ہے طلحہ بن عبید اللہ سے کہا
فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ واسطے ہر پیغمبر کے رفیق یعنے ہمراہی اور یار مہربان ہے اور رفیق میرا یعنے بہشت مین عثمان ہے ف یعنے فی الجنۃ جملہ معترضہ
ہے درمیان مبتدا خبر کے کلام طلحہ کا یا اور کسی راوی کا کہ قرینے سے سمجھکر بیان کیا پھر یہ نہین منافی ہے اسکے کہ ہو انکا کوئی اور بھی رفیق سوائے عثمان کے جیسے کہ وارد
ہوا ہے ابن مسعود سے روایت طبرانی مین کہ ہر نبی کے یے مخصوص ہے اسکے اصحاب مین سے اور یہ مخصوص میرے اصحاب مین سے ابو بکر اور عمر ہین
اس سے یہ معلوم ہوا کہ ہر نبی کے یے ایک رفیق تھا اور آنحضرت کے کئی رفیق نقل کی یہ ترمذی نے اور نقل کی یہ ابن ماجہ نے ابی ہریرہ سے اور کہا ترمذی نے
کہ یہ حدیث غریب ہے اور نہین ہے اسناد اسکی قوی اور یہ منقطع ہے ف غرابت نہین منافی ہے صحت کو اسلیے کہا نہین ہے اسناد اسکی قوی اور یہ حدیث یعنے اسناد اسکے
منقطع ہے پس حاصل ہوا اس سے یہ کہ حدیث ضعیف ہے لیکن اعتبار کیجاتی ہے قوی بیچ فضائل کے اور مؤید ہے اسکے وہ روایت کہ نقل کی ہے ابن عساکر نے ابو ہریرہ
سے مرفوع لکل نبی خلیل فی امتہ وان خلیلی عثمان بن عفان (وعن عبد الرحمن بن خباب قال شهدت النبي صلى الله عليه وسلم وهو يحث على جيش العسرة
فقام عثمان فقال يا رسول الله علي مائة بعير باحلاسها واقتابها في سبيل الله ثم حض على الجيش فقام عثمان فقال علي مائتا بعير باحلاسها واقتابها في سبيل الله
ثم حض على الجيش فقام عثمان فقال علي ثلثمائة بعير باحلاسها واقتابها في سبيل الله فانا رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم ينزل عن المنبر وهو يقول
ما على عثمان ما عمل بعد هذه ما على عثمان ما عمل بعد هذه رواه الترمذي) اور روایت ہے عبد الرحمن بن خباب سے کہ کہا حاضر ہوا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس اس حالت مین کہ وہ رغبت دلاتے تھے یعنے لوگون کو اوپر خرچ کرنے کے لشکر تبوک پر کہ اسکو جیش العسرۃ کہتے ہین ف عسرۃ کہتے ہین تنگی کو
پس جیش العسرۃ اسکو اسلیے کہتے ہین کہ اسمین مسلمان بڑی تنگی اور سختی مین تھے بسبب اسکے کہ مسلمان تھوڑے تھے اور کافر بہت اور مسافت راہ دور دراز تھی
اور تھا وہ بیچ زمانہ شدت گرمی کے اور ایام قحط کے اور کمی زاد راہ اور پانی کے اور سواری کے اور کمی کھانے اور پانی کی ایسی تھی کہ پتے درختون کے کھاتے تھے
اور اوجھہ اونٹون کے نچوڑتے تھے اور منہ تر کرتے تھے غرض کہ بے پانی اور تنگی حد سے زیادہ تھی اسمین اسلیے نام اسکا ہوا تب پس کھڑے ہوئے عثمان
اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے ذمہ مین سو اونٹ مع جھولون اور کجاوون انکے یعنے سو اونٹ مع سامان کے دونگا بیچ راہ خدا کے پھر رغبت دلائی
آنحضرت نے اوپر سامان درست کرنے لشکر کے یعنے اس مکان مین یا اور وقت پس کھڑے ہوئے عثمان اور کہا میرے ذمہ مین دو سو اونٹ مع جھولون
اور کجاوون انکے کے بیچ راہ خدا کے ف یعنے سوائے ان سو کے دو سو اور ہین نہ ان سمیت جیسے کہ وہم جاتا ہے واللہ اعلم تب پھر رغبت دلائی آنحضرت
نے اوپر سامان درست کرنے لشکر کے پس کھڑے ہوئے عثمان اور کہا میرے ذمہ مین تین سو اونٹ مع جھولون اور کجاوون انکے کے بیچ راہ خدا کے ف
پس حضرت عثمان نے چھ سو اونٹ اپنے ذمہ لازم کیے پہلی بار مین سو دوسری بار دو سو تیسری بار مین تین سو اور بعضی روایت مین آیا ہے کہ غزوہ تبوک مین حضرت
عثمان نے ساڑھے نو سو اونٹ دیے اور تمام کیا ہزار کو ساتھ پچاس گھوڑون کے اور کہا طلحہ نے تب پس مین نے دیکھا آنحضرت کو اترتے تھے منبر سے
اس حال مین کہ کہتے تھے نہین ضرر کریگی عثمان کو وہ چیز کہ کرے تمام عمر مین بعد اس نیکی کے کوئی نہین ضرر عثمان کو وہ چیز کہ کرے بعد اسکے ف یعنی یہ نیکی

[illegible]

معاف ہون انکے گناہون گزشتہ کی ساتھ زیادتی بہ ثبوں آیندہ والی کے جیسے کہ وارد ہوا ہے بیچ ثواب نماز جمعہ کے اور مکرر فرمایا یہ تاکید کے لیے اور اسمین اشارہ ہے طرف
بشارت کے انکے لیے ساتھ خاتمہ بخیر ہونے کے اور کہا مظہر نے یعنے ضرر نہین ہے اسپر کہ نہ کرین بعد اسکے قسم نوافل سے نہ فرائض سے اسلیے کہ یہ نیکی کافی ہے
انکو تمام نوافل سے (وعن عبد الرحمن بن سمرة قال جاء عثمان الى النبي صلى الله عليه وسلم بألف دينار في كمه حين جهز جيش العسرة فنثرها في حجره فرأيت النبي
صلى الله عليه وسلم يقلبها في حجره ويقول ما ضر عثمان ما عمل بعد اليوم مرتين رواه احمد) اور روایت ہے عبد الرحمن بن سمرہ سے کہ کہا لائے عثمان ایک
آنحضرت کے ہزار دینار اپنی آستین مین اسوقت کہ سامان تیار کیا آنحضرت نے یا عثمان نے لشکر تبوک کا پس بکھیرے ہزار دینار حضرت کی گود مین پس
دیکھا مین نے آنحضرت کو کہ الٹ پلٹ کرتے تھے انکو اپنی گود مین اور فرماتے تھے نہین ضرر کرینگے عثمان کو وہ گناہ کہ کرین بعد عمل آج کے دن کے یعنے
نہین ضرر کرینگے انکو گناہ سابق اور لاحق دوبار فرمایا یہ کلمہ نقل کی یہ احمد نے ف ع ریاض مین عبد الرحمن بن عوف سے آیا ہے کہ کہا حاضر ہوا مین آنحضرت کے
پاس اس حال مین کہ لائے عثمان بن عفان جیش العسرہ کے لیے نوسو اوقیہ سونے کے اخرجہ الحافظ السلفی اور یہ اختلافات روایات وہم دلاتا ہے تناقض کا روایا
مین اور تطبیق انکی اسطرح ہو سکتی ہے کہ پہلے حضرت عثمان نے نوسو اونٹ مع جھولون اور کجاوون کے دیے ہون جیسے کہ پہلی حدیث مین گذرا پھر لائے ہون
ہزار دینار واسطے خرچ ضروری مسافرون کے پھر جبکہ مطلع ہوئے اسپر کہ نہین کفایت کرینگے زیادتی کی اور نہین مین یہ ہی کہ ہزار روپے کر دیے اور زیادتی کی
دینارون مین یہی کہ نوبت سونے کی نوسو اوقیہ کی پہونچی (وعن انس قال لما امر رسول الله صلى الله عليه وسلم ببيعة الرضوان كان عثمان رسول رسول الله
صلى الله عليه وسلم الى مكة فبايع الناس فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان عثمان في حاجة الله وحاجة رسوله فضرب باحدى يديه على الاخرى فكانت
يد رسول الله صلى الله عليه وسلم لعثمان خيرا من ايديهم لانفسهم رواه الترمذي) اور روایت ہے انس سے کہ کہا جبکہ حکم فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
صحابہ کو ساتھ بیعۃ الرضوان کے ف ع کہ حدیبیہ مین تھی نیچے درخت کے سال حدیبیہ مین اور یہ نام اسکا اسلیے رکھا گیا کہ نازل ہوئی اسکے حق مین یہ آیت (لقد
رضي الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة) تھے عثمان ایلچی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف اہل مکہ کے ف ع کہ بھیجا تھا انکو حدیبیہ سے
اہل مکہ کے پاس کہ مکہ مین آنے دین عمرے کے لیے پس مشہور ہو گیا کہ والون نے عثمان کو مار ڈالا ہے پس بیعت کی آنحضرت نے لوگون سے یعنے بیعت اوپر
موت پر پس بیعت کی صحابہ نے حضرت سے اور عثمان وقت بیعت کے حاضر نہ تھے پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق عثمان بیچ کام اللہ کے
یعنے نصرت دین اسکے کی اور کام رسول اسکے کے ہے پس مارا آنحضرت نے ایک ہاتھ اپنا اوپر ہاتھ دوسرے اپنے کے ف ع یعنے اپنا ہاتھ نائب عثمان کے
ہاتھ کا کیا اور عثمان کی طرف سے بیعت کی بعضے کہتے ہین وہ ہاتھ کہ عثمان کے ہاتھ کا نائب کیا وہ بایان تھا اور بعضے کہتے ہین دایان اور یہی صحیح ہے
پس تھا ہاتھ آنحضرت کا واسطے عثمان کے بہتر ہاتھون اور صحابہ کے سے واسطے اپنے پس غائب ہونا انکا نہین تھا سبب نقصان انکے کا بلکہ سبب منقبت
تھا نقل کی یہ ترمذی نے (وعن ثمامة بن حزن القشيري قال شهدت الدار حين اشرف عليهم عثمان فقال انشدكم الله والاسلام هل تعلمون ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم قدم المدينة وليس بها ماء يستعذب غير بئر رومة فقال من يشتري بئر رومة فيجعل دلوه مع دلاء المسلمين بخير له منها في الجنة فاشتريتها
من صلب مالي وانتم اليوم تمنعونني ان اشرب منها حتى اشرب من ماء البحر فقالوا اللهم نعم فقال انشدكم الله والاسلام هل تعلمون ان المسجد ضاق باهله
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يشتري بقعة آل فلان فيزيدها في المسجد بخير له منها في الجنة فاشتريتها من صلب مالي فانتم اليوم تمنعونني ان اصلي فيها ركعتين
فقالوا اللهم نعم قال انشدكم الله والاسلام هل تعلمون اني جهزت جيش العسرة من مالي قالوا اللهم نعم قال انشدكم الله والاسلام هل تعلمون ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم كان على ثبير مكة ومعه ابو بكر وعمر وانا فتحرك الجبل حتى تساقطت حجارته بالحضيض فركضه برجله قال اسكن ثبير فانما عليك نبي وصديق
وشهيدان قالوا اللهم نعم قال الله اكبر شهدوا ورب الكعبة اني شهيد ثلاثا رواه الترمذي والنسائي والدارقطني) اور روایت ہے ثمامہ بیٹے حزن قشیری

کہ سے کہا حاضر ہوا میں حضرت عثمان کے گھر میں جس وقت کہ اوپر سے جھانکا انکو عثمان نے یعنی جس وقت کہ لوگون نے گھر کو گھیر لیا تھا اور قصد انکے قتل کا رکھتے تھے پس کہا عثمان
نے کہ سوال کرتا ہون میں تم سے بحق خدا اور اسلام کے آیا جانتے ہو تم کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے مدینہ میں اور نہین تھا مدینہ میں کوئی پانی شیرین
سوا پانی کنوے رومہ کے ف ح رومہ ساتھ پیش راء اور جزم واو کے اور بعضون نے ہمزہ سے بھی کہا ہے کنوان بڑا جانب شمال مسجد قبلتین کے وادی عقیق
مین کہ پانی اسکا نہایت شیرین اور لطیف اور پاکیزہ ہے عوام اسکو اب بیر جنت کہتے ہین بسبب مترتب ہونے دخول جنت کے عثمان کے لیے اوپر خریدنے
اور وقف کرنے اسکے کے اور حضرت عثمان نے خرید لیا تھا اسکو الخ اور ہم کو ترجمہ پس فرمایا آنحضرت نے کون شخص ہے کہ خریدے بیر رومہ کو اور کر دیوے ڈول اپنا
ساتھ ڈولون مسلمانون کے ف ح یعنی وقف کرے اسکو اور کرے ڈول اپنا برابر مسلمانون کے ڈولون کے اور اپنے ملک سے نکال دے بعوض اسکے بہتر
اور اس میں دلیل ہے اوپر جواز وقف سقایات کے اور دلیل ہے اسپر کہ وقف کی ہوئی چیز وقف کرنے والے کے ملک سے نکل جاتی ہے ترجمہ بدلے نیکی اور ثواب کے
اس چیز کے واسطے اسکے بہشت میں یعنی بہتر ہے اور وقف کرنے اسکے سے بہشت میں پس خرید لیا میں نے اسکو اصل اور خالص مال اپنے سے اور
تم آج کے دن منع کرتے ہو مجھکو اسکے پانی پینے سے یہان تک کہ پیتا ہون میں درمیان کے پانی سے یعنی پیتا ہون کھاری پانی اسمانند پانی سمندر کے کہ شوری اور
تلخی میں ہے کہا لوگون نے خداوندا ہان جانتے ہین ہم مقرر خریدا تھا یعنی عثمان کی اس کلام میں اور بیچ الا اللہم کے واسطے تاکید اور تکرار
کے ہے یسا قدر سہم الخ پھر کہا عثمان نے کہ پوچھتا ہون میں تم سے بحق خدا اور اسلام کے کیا جانتے ہو تم کہ مسجد یعنی مسجد مدینہ تنگ ہوئی مسلمانون پر پس فرمایا
آنحضرت نے کون شخص ہے کہ خریدے جگہ اولاد فلانے کی ف ح مراد ایک جماعت انصار کی ہے کہ قریب مسجد کے رہتی تھی اور ایک زمین رکھتی تھی کہ اگر اسکو
داخل مسجد کرینگے تو مسجد فراخ ہوجاتی پس حضرت نے فرمایا کہ کوئی ہے کہ جگہ اس جماعت کی خریدے ترجمہ پس زیادہ کرے اس جگہ کو مسجد میں بدلے ثواب اور
نیکی کے واسطے خریدنے والے کے سبب ہو خریدنے اور وقف کرنے اسکے سے بہشت میں پس خرید لیا میں نے اسکو اصل اور خالص مال اپنے سے ف ح اس
جگہ ... تو وہ جگہ حضرت عثمان نے خریدی کہا روایت کیا ہے اسکو دارقطنی اور روایت کی بخاری نے ابن عمر سے ہے کہ مسجد آنحضرت کے عہد میں بنائی گئی تھی اینٹ
کی اور چھت اسکی کھجور کی شاخون کی تھی اور ستون اسکے کھجور کی لکڑی کے پس زیادہ کیا اس میں ابوبکر نے کچھ اور زیادہ کیا اس میں عمر نے اور بنایا اسکو آنحضرت کے
عہد کی بنا پر ساتھ اینٹ اور شاخون کھجور کے اور پھر ستون چوبی نصب کیے پھر تعمیر کی حضرت عثمان نے پس بہت کچھ زیادہ کیا اس میں اور بنائی دیوار اسکی منقش
پتھرون کی اور چھت اسکی ساکھ کی ترجمہ پس تم آج کے دن منع کرتے ہو مجھکو اس سے کہ پڑھون میں دو رکعت نماز اس جگہ میں یعنی جو جاے مسجد میں
ہین کہا لوگون نے یا الٰہی ہان جانتے ہین ہم کہا حضرت عثمان نے کہ پوچھتا ہون میں تم سے بحق خدا اور اسلام کے کہ آیا جانتے ہو تم کہ تحقیق میں نے
سامان درست کیا لشکر تنگی کا یعنی تبوک کا اپنے مال سے یعنی اور فرمایا حضرت نے میرے حق میں جو کچھ کہ فرمایا کہ دلالت کرتا ہے اوپر جمال اور کمال
میرے کے جیسا کہ پہلے اوپر مذکور اسکا ہو چکا ہے کہا لوگون نے یا الٰہی ہان جانتے ہین ہم کہا حضرت عثمان نے کہ پوچھتا ہون میں تم سے بحق خدا اور اسلام کے کہ آیا
جانتے ہو تم کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے تھے اوپر ثبیر مکہ کے کہ نام ایک پہاڑ کا ہے اور ساتھ آنحضرت کے ابوبکر اور عمر اور میں بھی کھڑے تھے
پس ہلا پہاڑ یعنی بسبب خوشی کے یہان تک کہ گرنے لگے بعضے پتھر اسکے پستی زمین اور دامان کوہ میں پس ماری اسکو آنحضرت نے لات اپنی اور
فرمایا ٹھہر اور ساکن ہو اے ثبیر اسلیے کہ نہین ہے تجھپر مگر پیغمبر اور صدیق یعنی ابوبکر اور دو شہید ف ح یعنی حقیقی اسلیے کہ قتل کیے گئے ساتھ زخم کے اور
مرے قریب اثر ضرب سے اور وہ عمر اور عثمان ہین پس یہ قرینہ منافی ہے اسکے کہ آنحضرت اور صدیق شہید حکمی ہین اسلیے کہ سبب انکی موت کا اثر زہر
قدیم کا تھا ترجمہ کہا لوگون نے یا الٰہی ہان اسی طرح ہے کہا عثمان نے اللہ اکبر گواہی دی انھون نے قسم ہے پروردگار کعبہ کی کہ میں شہید ہون تین بار
کہا یعنی کلمہ نقل کی ہے ترمذی نے اور نسائی اور دارقطنی نے ف ح یعنی اللہ اکبر الخ واسطے زیادتی مبالغہ کے بیچ ثابت کرنے حجت کے خصم پر اور ازراہ

گے اقرار کرنے سے انکے صدق پر اور جرأت کرنے سے انکے اوپر فساد اور ہلاک انکے کے (وعن مرة بن كعب قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم وذكر الفتن فقربها فمر رجل مقنع في ثوب فقال هذا يومئذ على الهدى فقمت إليه فإذا هو عثمان بن عفان قال فأقبلت عليه بوجهه فقلت هذا قال نعم رواه الترمذي وابن ماجه وقال الترمذي هذا حديث حسن صحيح) اور روایت ہے مرۃ بن کعب سے کہ کہا سنا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حالت میں کہ ذکر کیا آنحضرت نے فتنوں کا یعنی جنگ و آشوب کا کہ پیدا ہونگے بعد آنحضرت کے امت میں پس نزدیک کیا آنحضرت نے ان فتنوں کو یعنی فرمایا کہ نزدیک ہے وقوع انکا پس گذرا ایک شخص کپڑا اوڑھے ہوئے سر پر پس فرمایا آنحضرت نے یہ شخص اس روز کہ فتنہ واقع ہوگا راہ راست پر ہوگا مرہ بن کعب کہتے ہیں پس اٹھا میں اور گیا طرف اس شخص کے تا دیکھوں میں کہ کون ہے وہ پس ناگہاں وہ شخص عثمان بن عفان تھے کہا مرہ نے پس متوجہ کیا میں نے طرف آنحضرت کے منہ عثمان کا یعنی دکھایا میں نے آنحضرت کو منہ عثمان کا پس کہا میں نے یہ شخص ہدایت پر ہوگا اس دن فرمایا آنحضرت نے ہاں نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے (وعن عائشة أن النبي صلى الله عليه وسلم قال يا عثمان إنه لعل الله يقمصك قميصا فإن أرادوك على خلعه فلا تخلعه لهم رواه الترمذي وابن ماجه وقال الترمذي في الحديث قصة طويلة) اور روایت ہے عائشہ سے یہ کہ آنحضرت نے فرمایا یعنی عثمان سے ایک دن کہ اے عثمان تحقیق شان یہ ہے کہ شاید خدا پہناوے تجکو ایک کرتہ یعنی خلعت خلافت پس اگر چاہیں لوگ اور جبر کریں تجھ پر اتار ڈالنے کرتے کے پس نہ اتاریو تو اسکو واسطے انکے فقط یعنی اگر قصد کریں لوگ تیرے معزول کرنے کا تو نہ معزول کرنا تو اپنے نفس کو خلافت سے واسطے انکے بسبب ہونے تیرے کے حق پر اور ہونے انکے کے باطل پر اور اسی حدیث کے سبب سے معزول نہ کیا عثمان نے اپنے نفس کو جس وقت کہ محاصرہ کیا لوگوں نے انکو روز دار کے جمع ہوئے لوگ ترجمہ نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ اس حدیث میں قصہ دراز ہے ف اور وہ قصہ یہ ہے کہ مصریوں کا آنا ساتھ استغاثہ مصر کے عامل کے ہاتھ سے عثمان کے پاس اور بھیجنا محمد بن ابی بکر کا والیت مصر کو اور پھرنا انکا درمیان راہ سے بسبب مکر مروان کے اور محاصرہ کرنا اور قتل کرنا عثمان کا اور یہ قصہ بہت مشہور اور معلوم ہے جیسا کہ سیر کی کتابوں میں لکھا ہے اور یہ اول فتنہ ہے کہ دین اسلام میں واقع ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون (وعن ابن عمر قال ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم فتنة فقال يقتل هذا فيها مظلوما لعثمان رواه الترمذي وقال هذا حديث حسن غريب إسنادا) اور روایت ہے ابن عمر سے کہا کہ ذکر کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کا پس فرمایا کہ مارا جاویگا یہ اس فتنہ میں ظلم کہا یہ واسطے عثمان کے اور اشارہ کیا طرف انکے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے از روے سند کے (وعن أبي سهلة قال قال لي عثمان يوم الدار إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد عهد إلي عهدا فأنا صابر عليه رواه الترمذي وقال هذا حديث حسن صحيح) اور روایت ہے ابو سہلہ سے کہا کہ کہا واسطے میرے عثمان نے روز دار کے کہ روز واقعہ قتل انکے کا تھا اور مراد دار سے گھر عثمان کا ہے کہ اسمیں گھرے ہوئے تھے اور شہید ہوئے تحقیق آنحضرت نے کی تھی مجکو وصیت یعنی یہ کہ معزول نہ کرنا اپنے تئیں جیسے کہ اوپر حدیث میں گذرا یا وصیت کی تھی صبر و تحمل کرنے کی اوپر جفا سے قوم کے اور نہ لڑنے کی انسے اور میں تحمل کرنے والا ہوں اس عہد یعنی وصیت پر اور لڑا نہیں انسے والا بعض اصحاب وغیرہ نے کہا تھا کہ تم خلیفہ وقت ہو باہر نکلو اور لڑو لشکر کہ مجال تمھارے مقابلہ کی نہیں پاوینگے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے

الفصل الثالث

فصل تیسری (عن عثمان بن عبد الله بن موهب قال جاء رجل من أهل مصر حج البيت فرأى قوما جلوسا فقال من هؤلاء القوم قالوا هؤلاء قريش قال فمن الشيخ فيهم قالوا عبد الله بن عمر قال يا ابن عمر إني سائلك عن شيء فحدثني هل تعلم أن عثمان فر يوم أحد قال نعم قال هل تعلم أنه تغيب عن بدر ولم يشهدها قال نعم قال هل تعلم أنه تغيب عن بيعة الرضوان فلم يشهدها قال نعم قال الله أكبر قال ابن عمر تعال أبين لك أما فراره يوم أحد فأشهد أن الله عفا عنه وأما تغيبه عن بدر فإنه كانت تحته رقية بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانت مريضة فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم إن لك أجر رجل ممن شهد بدرا وسهمه وأما تغيبه عن بيعة الرضوان فلو كان أحد أعز ببطن مكة من عثمان لبعثه مكانه فبعث رسول الله صلى الله عليه وسلم عثمان وكانت بيعة الرضوان بعد ما

ذہب عثمان الی مکۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ الیمنی ہذہ ید عثمان فضرب بہا علی یدہ فقال ہذہ لعثمان ثم قال ابن عمر اذہب بہا الآن معک رواہ
البخاری) اور روایت ہے عثمان سے یعنی بیٹے عبد اللہ بیٹے موہب سے کہا آیا ایک شخص اہل مصر سے یعنی مکہ مین اس حال مین کہ ارادہ رکھتا تھا حج کعبہ کا پس دیکھا ایک
جماعت کو بیٹھے ہوئے پس کہا اُسنے کہ کونسی ہے یہ قوم کہا بعضے لوگون نے کہ یہ قریش ہین یعنی اکابر اُنکے کہا اس شخص نے پس کون ہے شیخ یعنی عالم معتبر اور مقتدا
انمین کہا انھون نے کہ شیخ انمین عبد اللہ بن عمر ہین کہا اس شخص نے اے ابن عمر تحقیق مین پوچھتا ہون تجھسے کچھ پس جواب دو مجکو آیا جانتے ہو تم کہ عثمان بھاگ
گئے تھے روز احد کے یعنی اور بھاگنا کفار کے مقابلہ سے بہت بڑا ہے کہا ابن عمر نے ہان بھاگے کہا اس شخص نے آیا جانتے ہو تم کہ عثمان غائب تھے غزوہ بدر سے
اور وہان حاضر نہوئے تھے یعنی اور فوت ہوئی اُنسے فضیلت اہل بدر کی کہا ابن عمر نے ہان حاضر نہوئے عثمان وہان کہا اُسنے آیا جانتے ہو تم کہ عثمان
غائب تھے بیعۃ الرضوان سے کہ بیعت بڑی ہوئی اور نہ حاضر ہوئے وہان کہا ابن عمر نے ہان حاضر نہ تھے بیعت رضوان مین اور جب سب جگہ ابن عمر نے
تصدیق اُس شخص کی کی تو کہا اُسنے اللہ اکبر یعنی تعجب کیا اُسنے از راہ تعجب کے اور سبب ثابت ہونے اعتراض کے عثمان رضی اللہ عنہ پر اور وہ شخص اعتقاد
فاسد رکھتا تھا عثمان رضی اللہ عنہ کے حق مین تو کہا ابن عمر نے کہ آ بیان کرون مین تجھے حقیقت حال کی اسپر بھاگنا عثمان کا روز احد کے پس گواہی دیتا ہون
مین کہ خدا تعالیٰ نے معاف اور درگذر کیا اُنسے ف ع اور یہ بات معلوم ہی ہو کر جو چیز معاف ہوئی وہ خارج ہے عیب مین شمار کرنے سے اور ابن عمر نے جو کہا
گویا اشارہ کیا اس آیت کی طرف ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان انما استزلہم الشیطان ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنہم ان اللہ غفور حلیم یعنی جاننا چاہیے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روز احد کے ایک جماعت کو ایک جگہ کھڑا کیا تھا اور حکم کیا تھا کہ اپنی جگہ سے ہلنا نہین پس کافرون نے جو شکست پائی اس جماعت نے
پیچھا کافرون کا کیا اور واسطے غنیمت کے نکلے اور کارخانہ الٹ گیا اور ہوا پس حق سبحانہ تعالیٰ نے انکی شکایت کرتا ہے پھر فرمایا کہ عفو کیا اللہ تعالیٰ نے انسے اور یہ خصوص حضرت
عثمان کے لیے نہ تھا بلکہ جو کوئی اس فعل مین تقصیر کے تھا خدا تعالیٰ نے عفو کیا اس سے تقصیر کو اور اسپر غائب ہونا عثمان کا بدر سے سبب اسکے تھا کہ تھین انکے
نکاح مین رقیہ آنحضرت کی بیٹی اور تھین وہ بیمار پس فرمایا عثمان سے کہ تیرے لیے آنحضرت نے کہ تیرے لیے ثواب ایک شخص کا ہے ان لوگون مین سے کہ حاضر ہوئے بدر
مین اور حصہ اسکا غنیمت سے یعنی تو حکم حاضرین بدر کا رکھتا ہے دنیا اور آخرت مین پس غائب ہونا انکا بدر سے نہین ہے نقصان اُنکے حق مین ہرگز اور تھا غائب ہونا انکا
باذن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بسبب اسکے کہ انکو خبرگیری اہل بیت کے لیے حضرت چھوڑ گئے تھے لیکن یہ نہین معلوم کہ آنحضرت نے انکے لیے کبھی حصہ
غنیمت مین سے لگایا تھا یا نہین واللہ اعلم اور حضرت رقیہ بیمار ہوئی تھین چیچک مین اور حضرت عثمان کو آنحضرت نے انکی خبرگیری کے لیے چھوڑا تھا اور رقیہ
نے مدینہ ہی مین وفات پائی اور یہ علامت تھی کمال رضامندی آنحضرت کی حضرت عثمان سے کہ اپنی ایک بیٹی انکے نکاح مین دی پھر دوسری یعنی ام کلثوم بعد
وفات رقیہ کے اور اسی سبب سے انکو ذوالنورین کہتے ہین پھر فرمایا آنحضرت نے کہ اگر ہوتی میری اور بیٹی تو نکاح کر دیتا مین اسکا اُنسے اور ریاض مین ہے ابن عباس
سے کہ کہا فرمایا آنحضرت نے ان اللہ اوحی الی ان ازوج کریمتی عثمان بن عفان اخرجہ الطبرانی ترجمہ اور اسپر غائب ہونا عثمان کا بیعۃ الرضوان سے اس سبب سے
تھا کہ اگر ہوتا کوئی بہت عزت والا بیچ مکہ کی جہت سے باقی صحابہ مین سے زیادہ عثمان سے تو البتہ بھیجتے آنحضرت اُسکو ف ع یعنی بجائے عثمان کے
لیکن نہ پایا کوئی عزت والا انکی برابر جنکہ نہ گزند پہنچا سکے صاحب بخوف اپنی جان کے یہ عذر بیان کر کر کہ یا رسول اللہ نہین ہے میرے بیچ قوم کے کہ مدد کرین میری
اور محافظت کرین میری تشنیعان ہو کر بھیجتے ہین بھیجا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کو ف ع یعنی طرف مکہ کے تا مشرکون سے آنحضرت کی طرف
سے گفتگو کرین اور انکو آنحضرت کے تعرض کرنے سے باز رکھین پس استقبال کیا انکا انکے اہل و گروہ نے اور آگے بیٹھے سے چلے انکو سوار کر کر اور اپنی پناہ مین کیا انکو کہ کوئی
تعرض نکرسکے انسے اور کہا انھون نے کہ طواف کر خانہ کعبہ کا وقتیکہ چاہے ہیں کہا عثمان نے نہ چاہتا تھا کہ مین طواف کرون آنحضرت کی غیبت مین ترجمہ
اور تھی بیعت رضوان حدیبیہ مین پیچھے جانے عثمان کے مکہ کو ف ع یعنی جب خبر مشہور ہوئی مسلمانون مین کہ مشرک انکو مار ڈالا ہم مسلمانون سے قصد کیا

اور صدیق یعنے ابوبکر اور دو شہید یعنے عمر اور عثمان نقل کی یہ بخاری نے (وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَائِطٍ مِّنْ حِیْطَانِ الْمَدِیْنَۃِ فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِفْتَحْ لَہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ فَفَتَحْتُ لَہٗ فَاِذَا اَبُوْبَکْرٍ فَبَشَّرْتُہٗ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰہَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِفْتَحْ لَہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ فَفَتَحْتُ لَہٗ فَاِذَا ھُوَ عُمَرُ فَاَخْبَرْتُہٗ بِمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰہَ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ لِیْ اِفْتَحْ لَہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ عَلٰی بَلْوٰی تُصِیْبُہٗ فَاِذَا عُثْمَانُ فَاَخْبَرْتُہٗ بِمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰہَ ثُمَّ قَالَ اللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے ابو موسیٰ اشعری سے کہا تھا مین ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک باغ میں باغوں مدینہ کے سے یعنے وہ باغ تھا کہ جسمین بیر اریس تھا پس آیا ایک شخص یعنے ہم نے نہیں پہچانا اسکو کہ کون ہے پس کھلوایا اُسنے دروازہ پس فرمایا آنحضرت نے کھول دے واسطے اسکے دروازہ اور بشارت دے اسکو بہشت کی یعنے بہشت عالیہ کی پس کھولا مین نے واسطے اُسکے دروازہ پس ناگہان وہ شخص ابوبکر تھے پس بشارت دی مین نے انکو ساتھ اس چیز کے کہ فرمائی آنحضرت نے پس شکر کیا ابوبکر نے اللہ کا یعنے اس نعمت بشارت پہ پھر آیا ایک اور شخص اور دروازہ کھلوایا پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کھول دے اسکے لیے دروازہ اور بشارت دے اسکو بہشت کی پس کھول دیا مین نے دروازہ اسکے لیے پس ناگہان وہ شخص عمر تھے پس خبر دی مین نے انکو ساتھ اُس چیز کے کہ فرمائی آنحضرت نے پس شکر کیا عمر نے خدا تعالےٰ کا پھر کھلوایا دروازہ ایک اور شخص نے پس فرمایا حضرت نے مجھکو کہ کھول دے دروازہ اسکے لیے اور بشارت دے اسکو بہشت کی ساتھ بلا عظیم کے کہ پہنچیگی اسکو پس کھولا مین نے پس ناگہان وہ عثمان تھے پس خبر دی مین نے انکو ساتھ اس چیز کے کہ فرمائی آنحضرت نے پس شکر کیا عثمان نے اللہ تعالےٰ کا پھر کہا اللہ سے طلب مدد کی جاتی ہے کہ صبر عطا کرے اوپر بلاؤن کے اور مصیبتون پہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے الفصل الثانی فصل دوسری (عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کُنَّا نَقُوْلُ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیٌّ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا کہتے تھے ہم اس حال مین کہ آنحضرت زندہ تھے ابوبکر اور عمر اور عثمان راضی ہوا اللہ انسے یعنے اس ترتیب سے ان تینون کو باہم ذکر کرتے تھے ہم وقت ذکر کرنے انکے کے اور بیان کرنے امر انکے کے اور یہ مقبول و پسندیدہ درگاہ نبوت کے تھے اور مشہور تھے صحابہ کے درمیان مین اور ممتاز و مذکور تھے درمیان انکے نقل کی یہ ترمذی نے الفصل الثالث فصل تیسری (عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُرِیَ اللَّیْلَۃَ رَجُلٌ صَالِحٌ کَاَنَّ اَبَابَکْرٍ نِیْطَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنِیْطَ عُمَرُ بِاَبِیْ بَکْرٍ وَّنِیْطَ عُثْمَانُ بِعُمَرَ قَالَ جَابِرٌ فَلَمَّا قُمْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْنَا اَمَّا الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَمَّا نَوْطُ بَعْضِہِمْ بِبَعْضٍ فَہُمْ وُلَاۃُ الْاَمْرِ الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰہُ بِہٖ نَبِیَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ) روایت ہے جابر سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دکھایا گیا خواب مین آج کی رات ایک مرد صالح یعنے ایک مرد صالح نے خواب مین دیکھا یعنے مین نے خواب مین دیکھا گویا کہ ابوبکر لٹکائے گئے ہین اور پیوستہ کیے گئے ہین ساتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور لٹکائے گئے اور پیوستہ کیے گئے عمر ساتھ ابی بکر کے اور لٹکائے گئے عثمان ساتھ عمر کے کہا جابر نے پس جب اٹھے ہم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے کہا ہمنے یعنے اجتہاد سے اور ظن غالب سے ایہہ مرد صالح کہ آنحضرت نے فرمایا رسول خدا خود ہین صلی اللہ علیہ وسلم اور ایہہ تعلق اور اتصال بعض انکا ساتھ بعض کے معنے اسکے یہ ہین کہ یہ والی اُس کام کے ہین کہ بھیجا ہے خدا تعالےٰ نے ساتھ اُس کام کے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنے خلفا انکے ہین بیچ جاری کرنے احکام دین شریعت کے ساتھ ترتیب مذکور کے نقل کی یہ ابوداؤد نے

باب مناقب علی بن ابی طالب رضی

یہ باب ہے بیچ مناقب علی بن ابی طالب کے فی مناقب حضرت علی کے بہت ہین بیشمار و بیچ حدیث کی کتابون مین مناقب انکے جو مذکور ہین زیادہ ہین بہ نسبت مناقب اور صحابہ کے اور بعضی روایتین اُنمین سے وضعی بھی ہین چنانچہ شیخ مجد الدین شیرازی نے جیسے کہ بیچ بعضی حدیثون کے کہ نقل کی گئی ہین بیچ فضائل ابوبکر صدیق کے حکم وضعی ہونیکا کیا ہے اور لکھا ہے کہ بطلان اسکا ساتھ بداہۃ عقل کے معلوم ہے اس جگہ بھی کہا کہ بیچ فضائل علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے

محدثین بشمار وضع کی ہین لوگون نے اور خاص تر ہین انکی وہ محدثین ہین کہ ایک کتاب مین جمع کی ہین اور اسکا وصایا نام رکھا ہی اول ہر حدیث کے یا علی ہو اور بعد
سے ایک حدیث ثابت ہی یا علی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسی اسی طرح ذکر کیا ہی علما نے واللہ اعلم انتہی اور امام احمد اور نسائی وغیرہما سے منقول ہی
کہ انھون نے کہا کہ بیچ مناقب علی کے حدیثین آئی ہین ساتھ اسانید جید کے زیادہ تر ان حدیثون سے کہ اور صحابہ کے حق مین آئی ہین اور سیوطی نے کہا کہ سبب
اسکا یہ ہی کہ علی متاخر ہین اور انکے زمانہ مین اختلاف واقع ہوا اور پیدا ہوے اور بہت سے مخالفین کہ انکے ساتھ جنگ کی اور انپر خروج کیا پس علما نے چاہا کہ منتشر
کرین مناقب انکے واسطے رد کرنے کے مخالفون پر اس سبب سے بہت صحابہ انکو روایت کرتے تھے والا خلفا ثلثہ کے بھی مناقب بہت ہین برابر انکے
بلکہ زیادہ واسطے اور حضرت علی کا نام حیدر بھی تھا اصل مین حیدر نام تھا اسد کا کہ جو نانا تھا حضرت علی کا پس جب انکی مان نے کہ فاطمہ بنت اسد تھی انکو جنا تو اپنے باپ
کے نام پر انکا نام رکھا پس جب آیا ابو طالب تو یہ ذکر کیا اس سے اسد نے پس نام انکا علی رکھا اور کہا سہل نے کہ نہین تھا علی کے نزدیک کوئی نام محبوب زیادہ
بو تراب سے اور سبب اسکا یہ تھا کہ ایک روز آنحضرت تشریف لاے حضرت فاطمہ کے گھر مین پس نہ پایا علی کو گھر مین پس فرمایا کہ کہان ہے تیرے چچا کا بیٹا عرض کیا
فاطمہ نے کہ مجھمین اور انمین کچھ جھگڑا ہوا تھا پس خفا ہو کر نکل گئے اور میرے پاس قیلولہ نہین کیا پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انس کو کہ دیکھ کہان ہین
وہ پس کہا انھون نے کہ یا رسول اللہ مسجد مین سوتے ہین پس تشریف لاے حضرت مسجد مین دیکھا کہ وہ لیٹے تھے اس حال مین کہ گر پڑی تھی چادر انکے کاندھے
پر سے اور لگ رہی تھی انکے پہلو مین مٹی پس پونچھتے تھے انسے آنحضرت مٹی اور فرماتے تھے اٹھو اے ابا تراب الفصل الاول فصل پہلی عن سعد بن ابی
وقاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ہرون من موسی الا انہ لا نبی بعدی متفق علیہ روایت ہی سعد بن ابی وقاص
کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے علی کے کہ تو مجھسے بمنزلہ ہارون کے ہی موسی سے [illegible] آخرت مین اور قرب مرتبہ مین اور بیچ مدد کا
ہونے کے امور دین مین کذا قال شارح من علمائنا اور تورپشتی وغیرہ نے کہا کہ یہ حدیث آنحضرت نے اسوقت فرمائی تھی کہ خلیفہ کیا تھا علی کو اپنے اہل وعیال
پر اور آپ غزوہ تبوک کو تشریف لے گئے تھے کہ آخری غزوہ آنحضرت کا تھا پس منافقون نے طعن کیا انکو حقیر و سبک جانکر آنحضرت چھوڑ گئے ہین حضرت
علی نے جو یہ سنا تو ہتھیار باندھکر نکلے یہان تک کہ آنحضرت سے ملے اس حال مین کہ حضرت اترے ہوے تھے موضع جرف مین پس عرض کیا یا رسول اللہ
منافق ایسا ایسا کچھ کہتے ہین آنحضرت نے فرمایا کہ جھوٹ کہتے ہین نہین چھوڑا ہی مین نے تمکو مگر واسطے محافظت انکے کہ چھوڑا ہی مین نے انکو پیچھے اپنے پس تم جاؤ
تم اور خلیفہ رہو میرے میرے اہل مین اور اپنے اہل مین کیا نہین راضی ہوتے تو اے علی کہ ہو وے تو مجھسے بمنزلہ ہارون کے موسی سے کہ جب موسی میقات کو گئے ہارون کو خلیفہ
کیا اپنی قوم مین اور اس حدیث کے پیچھے پڑے ہین شیعہ اور دلیل پکڑا ہی اسکو اسمین کہ خلافت بعد آنحضرت کے حق علی کا ہی اور آنحضرت نے وصیت کی انکو خلافت
کی پس روافض نے اپنی کج رائی سے یہ سمجھکر نسبت کفر کی کی ہی تمام صحابہ کو بسبب مقدم کرنے غیر علی کے اور بعضون نے نسبت کفر کی حضرت علی کی طرف
بھی کی ہی اسلیے کہ نہین قائم ہوے واسطے طلب حق اپنے کے اور نہین شک ہی انکے احمقون کے کفر مین اسلیے کہ جنھون نے کافر کہا تمام امت کو خصوصا صدر اول
کو پس بلا شبہ باطل کیا شریعت کو اور ڈھایا اسلام کو اور انکی دلیل پکڑنے کا جواب علما اہل سنت وجماعت کے یہ کہتے ہین کہ دلیل نہین ہی انکے لیے اسمین بلکہ معنا
حدیث یہ ہی کہ علی کو آنحضرت نے خلیفہ کیا بیچ مدت تشریف رکھنے اپنی کے غزوہ تبوک مین جیسا کہ موسے نے ہارون کو اپنا خلیفہ کیا مدت غائب ہونے
اپنے مین واسطے مناجات کے طور پر اور نہین تھے ہارون خلیفہ بعد موسے کے اسلیے کہ وفات ہارون کی چالیس برس پہلے وفات حضرت موسی سے ہوئی
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مدت مین خلیفہ کیا ابن ام مکتوم کو لوگون کی امامت کرنے کے لیے نماز مین پس علی خبر گیری اہل بیت کی کرتے تھے
اور ابن ام مکتوم امامت لوگون کی اگر خلافت مطلق ہوتی تو امامت نماز کے لیے بھی حضرت علی کو حکم فرماتے بلکہ اولی اور اہم تھا انتہی اور کہا طیبی نے کہ اسمین
تشبیہ تھی اور وجہ تشبیہ کی سمجھی نہین جاتی تھی کہ آنحضرت صلعم نے کاہے مین تشبیہ دی انکو ساتھ ہارون علیہ السلام کے پس بیان کیا آنحضرت نے اسکو ساتھ قول

سے جیسے کہ ترجمہ الا انہ لا نبی بعدی مگر فرق یہی ہے کہ نہیں ہے پیغمبر بعد میرے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فائدہ اور ہارون پیغمبر تھے اور تو پیغمبر نہیں ہے پس اس نقصان
نکالا ساتھ حضرت کے نہیں ہے جہت نبوت سے پس باقی رہا اتصال جہت خلافت سے اسلیے کہ وہ قریب نبوت کے ہے مرتبہ میں یا تو بحالت حیات انکی ہیں یا بعد وفات
انکی کے لیکن نکل گیا وہ اتصال کہ ہو بعد وفات انکی کے اسلیے کہ ہارون مرے پہلے وفات موسی کے پس متعین ہوا یہ کہ تھے خلیفہ حالت حیات آنحضرت کے
میں وقت جانے آپ کے طرف غزوہ تبوک کے انتہی اور خلاصہ اسکا یہ ہے کہ خلافت جزئیہ حضرت کی حیات میں دلالت نہیں کرتی ہے اوپر خلافت کلیہ کے بعد وفات
حضرت کے خصوصاً جبکہ معزول ہوئے ہوں اس خلافت سے بھی بسبب رجوع کرنے آنحضرت کے طرف مدینہ کے اور شرح مسلم میں ہے کہا بعض علما نے کہ
اس قول میں الا انہ لا نبی بعدی دلیل ہے اسپر کہ عیسی ابن مریم جب اترینگے تو اترینگے حاکم ہو کر احکام اس امت سے بلا دینگے لوگون کو طرف شریعت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نہیں اترینگے نبی ہو کر کہتا ہوں میں کہ نہیں منافات ہے اسمیں کہ ہوں نبی اور ہوں تابع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچ بیان
کرنے احکام شریعت انکی کے اور مضبوط کرنے طریقہ انکی کے اگرچہ ساتھ وحی کے ہو طرف انکی پس معنی جملہ مذکورہ کے یہ ہیں کہ نیا نہیں پیدا ہوگا بعد حضرت
کے کوئی نبی اسلیے کہ آنحضرت ختم کرنے والے اگلے نبیوں کے ہیں اور اسمیں اشارہ ہے طرف اسکے کہ اگر ہوتا بعد حضرت کے نبی تو ہوتے علی اور منافی نہیں
ہے اس حدیث کے کہ وارد ہوئی ہے حضرت عمر کے حق میں صریحاً اسلیے کہ حکم فرضی اور تقدیری ہے یعنی گویا کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر متصور ہوتا ہے ہونا بعد میرے
تو البتہ ہوتی ایک جماعت اصحاب میں سے نبی ولیکن نہیں ہے نبی بعد میرے اور یہی معنے ہیں اس حدیث کے کہ لو عاش ابراہیم لکان نبیا اور حدیث علما
امتی کانبیاء بنی اسرائیل جو ہے تصریح کی ہے حفاظ نے مانند زرکشی اور عسقلانی اور دمیری اور سیوطی کے کہ کچھ اصل نہیں ہے اسکی (وعن زر بن حبیش قال قال علی
والذی فلق الحبۃ وبرأ النسمۃ انہ لعہد النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم الی ان لا یحبنی الا مؤمن ولا یبغضنی الا منافق رواہ مسلم) اور روایت ہے زر بن حبیش سے
کہ کہا حضرت علی نے قسم ہے اس خدا کی کہ پھاڑا دانہ کو یعنے اگایا اور نکالا اس سے درخت اسلیے کہ دانہ اگنے میں پھاڑا جاتا ہے اور پیدا کیا تمام ذی روح کو تحقیق شان یہ ہے
کہ البتہ حکم کیا اور وصیت کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف میرے یہ کہ دوست نہیں رکھیگا مجھکو مگر مومن فائدہ یعنے مومن کامل مجھسے محبت مشروع مطابق
واقع کے رکھیگا بغیر زیادتی اور نقصان کے تاکہ نکلجاویں نصیری اور خارجی جس نے دوست رکھا حضرت علی کو اور بغض رکھا شیخین سے مثلا پس دوستی رکھی
انہوں نے دوستی مشروع پس نہیں نقص وارد ہوگا ساتھ اس شخص کے کہ دوست رکھے حضرت علی کو اور بغض رکھے ابوبکر اور عمر سے ترجمہ اور دشمن نہیں رکھیگا مجھکو مگر منافق
نقل کی یہ مسلم نے فائدہ پس محبت علی کی علامت ایمان کی ہے اور عداوت انکی نشانی نفاق کی اور حضرت علی سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
من احبنی واحب ہذین واباہما وامہما کان معی فی درجتی یوم القیمۃ اخرجہ احمد والترمذی وقال ہذا حدیث غریب اور روایت کی ابن عدی نے انس سے حب
ابی بکر وعمر وعثمان ایمان وبغضہم نفاق اور روایت کی ابن عساکر نے جابر سے حب ابی بکر وعمر من الایمان وبغضہما کفر وحب انصار من الایمان وبغضہم کفر
وحب العرب من الایمان وبغضہم کفر ومن سب اصحابی فعلیہ لعنۃ اللہ ومن حفظنی فیہم فانا احفظہ یوم القیمۃ (وعن سہل بن سعد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال یوم خیبر لاعطین ہذہ الرایۃ غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ فلما اصبح الناس غدوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کلہم یرجون ان یعطاہا فقال این علی بن ابی طالب فقالوا ہو یا رسول اللہ یشتکی عینیہ قال فارسلوا الیہ فاتی بہ فبصق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی عینیہ فبرأ حتی کان لم یکن بہ وجع فاعطاہ الرایۃ فقال علی یا رسول اللہ اقاتلہم حتی یکونوا مثلنا فقال انفذ علی رسلک حتی تنزل بساحتہم ثم ادعہم الی الاسلام
واخبرہم بما یجب علیہم من حق اللہ فیہ فواللہ لان یہدی اللہ بک رجلا واحدا خیر لک من ان یکون لک حمر النعم متفق علیہ وذکر حدیث البراء قال لعلی انت
منی وانا منک فی باب بلوغ الصغیر) اور روایت ہے سہل بن سعد ساعدی سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دن غزوہ خیبر کے فائدہ خیبر ایک
منزل ہے مدینہ سے جانب شام کے اور یہ غزوہ سن سات میں تھا ترجمہ کہ دونگا میں نشان کہ علامت سرداری کی ہے کل کو ایک شخص کو کہ فتح کریگا اللہ تعالی

فاتح خیبر کو اسکے ہاتھوں پر یعنی بسبب اسکے دوست رکھیگا وہ شخص خدا کو اور رسول خدا کو اور دوست رکھیگا اسکو خدا اور رسول خدا پس جب صبح کی لوگوں یعنی صحابہ
آئے آنحضرت کے پاس صبح کو اس حال میں کہ سب صحابہ امید رکھتے تھے کہ دیا جاوے نشان انکو ف ع آیا ہے کہ صحابہ کو تمام شب نیند نہ آئی اس شوق اور
انتظار میں کہ دیکھیے یہ نعمت کل نصیب کسکے ہو پس فرمایا آنحضرت نے کہ کہاں ہیں علی ابن ابی طالب ف ح اور وہ پیچھے رہگئے تھے بسبب آنکھوں کے دکھنے
کے بعد ازاں اثنا راہ میں یا مدینہ پہونچنے کے خیبر میں آنحضرت سے جا ملے ترجمہ پس کہا صحابہ نے کہ وہ یا رسول اللہ شکایت رکھتے ہیں اپنی آنکھوں کی یعنی انکی آنکھیں
دکھتی ہیں یعنی بسبب عذر کے حاضر نہیں ہوئے فرمایا آنحضرت نے پس بھیجو کسی کو طرف انکے کہ بلا لاوے انکو پس لائے گئے علی رضی اللہ عنہ پس آپ نے دہن ڈالا انکی
آنکھوں میں پس تندرست ہوئے علی یعنی آنکھوں کی طرف سے یہاں تک کہ گویا نہ تھا کچھ درد یعنی اور نہ سبب درد قسم رہا اور نہ ضعف بصر اصلا پس دیا انکو نشان
پس کہا علی نے کہ یا رسول اللہ لڑوں میں انسے یہاں تک کہ ہوں وہ مانند ہمارے یعنی مسلمان ہوں فرمایا آنحضرت نے چلا جا اور گذر اوپر نرمی اور آہستگی اپنی کے
یہاں تک کہ اترے تو انکی زمین میں پھر بلا انکو طرف اسلام کے یعنی اول اور خبر دے انکو ساتھ اس چیز کے کہ واجب ہے اوپر انکے حق خدا سے اسلام میں ف ع اور یہاں
یہ محذوف ہے کہ پس اگر انکار کریں وہ اس سے تو پس طلب کر جزیہ پس اگر انکار کریں تو قتال کر انسے یہاں تک کہ مسلمان ہوں حقیقۃ یا حکما یعنی جزیہ دینا قبول
کریں یا یعنی مسلمان ہونے کے فرمانبردار ہوتا ہیں ترجمہ پس قسم خدا کی یہ کہ ہدایت کرے خدا تعالیٰ بسبب تیرے ایک مرد کو بہتر ہے اس سے کہ ہوں تیرے لیے
چارپائے سرخ اور اونٹ سرخ ف ع حضرت نے جو رہنمائی کی حضرت علی کو واسطے بلانے کفار کے طرف اسلام کے اسکی تاکید کے لیے یہ بات قسم کھا کر ارشاد
فرمائی اسلیے کہ یہ اکثر سبب ہوتا ہے انکے ایمان کا بغیر قتال انکے کے منتج ہوتا ہے بہتر حصول غنائم کا قسم سرخ چارپایوں وغیرہ سے پس پیدا کرنا ایک مومن کا بہتر ہے
معدوم کرنے ہزار کافر کے سے جیسے کہ تصریح کیا ہے اسکو ابن ہمام نے اول کتاب النکاح میں ترجمہ اور ذکر کی گئی حدیث براء کی کہ انہوں نے فرمایا ہے آنحضرت نے علی کو
کہ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے بیچ باب بلوغ صغیر کے ف ع اسلیے کہ اسکو تعلق ہے ساتھ حضانت کے اور وہ حدیث شامل ہے فضیلت علی اور جعفر اور زید بن حارثہ کے

الفصل الثانی فصل دوسری (عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عَلِيًّا مِنِّي وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) روایت ہے
عمران بن حصین سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ف ع یہ کنایہ ہے کمال اتحاد اور اخلاص اور یگانگیت اور مشارکت سے
نسب میں ترجمہ اور علی دوست اور ناصر ہر مومن کا ہے یعنی اسمیں اشارہ ہے طرف اس آیت کے انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الخ ف ع نقل کی یہ ترمذی
نے (وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے زید بن ارقم سے کہ تحقیق نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ ہوں میں دوست اسکا پس علی دوست اسکا ہے یعنی جسکو میں دوست رکھتا ہوں علی دوست رکھتا ہے پس علی دوست
ہیں کہ جو شخص کارپرداز اور مددگار میرا ہوتا ہے پس علی کارپرداز اور مددگار اسکا ہوتا ہے اور باقی شرح اسکی فصل تیسری فصل میں مذکور ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ
ترجمہ نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے (وَعَنْ حُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيٌّ مِنِّي وَاَنَا مِنْ عَلِيٍّ وَلَا يُؤَدِّي عَنِّي اِلَّا اَنَا اَوْ عَلِيٌّ رَوَاهُ
التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنْ اَبِي جُنَادَةَ) اور روایت ہے حبشی بن جنادہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے اور نہ ادا کرے میری
سے یعنی بند عہد کو لیکن میں یا علی نقل کی یہ ترمذی اور احمد نے ابی جنادہ سے ف ح عادت عرب کی تھی کہ جب درمیان انکے گفتگو ہوتی تھی نقض اور ابرام
اور صلح اور بند عہد کے تو ادا نہیں کرتا تھا یہ امور مگر وہ شخص کہ سردار قوم کا ہوتا یا وہ شخص کہ قریب اسکا ہوتا اسکے قرابتوں اور اپنوں میں سے اور نہیں قبول کرتے
تھے غیر انکے سے پس جب کہ ہوا وہ سال کہ آنحضرت نے ابوبکر صدیق کو حج کے لیے بھیجا تھا اور امیر حاجیوں کا کیا تو بعد انکے نکلنے کے انکے پیچھے علی مرتضیٰ کو
بھیجا تا نقض کریں مشرکوں سے عہد کو اور سورہ براءۃ کو جو اس باب میں آیتیں اتری ہیں مشرکوں پر پڑھیں اور ندا کریں کہ مشرک نہ آئیں نزدیک کعبہ کے
کے بعد اس سال کے اور سوائے اسکے اور احکام بیان کریں پس اسوقت یہ حدیث فرمائی حضرت علی کی تکریم کے لیے اور حقیقت میں عذر بیان کرنا تھا حضرت

ابوبکر کے پیچھے اس مقام مین چنانچہ اسلیے کہا حضرت صدیق نے حضرت علی سے کہ جسوقت جا بیٹھے علی اُنسے پیچھے سے کہ ہم مامور ہوا ہامور ہیں کہا حضرت علی نے کہ ابشیر ہیں ہم
مامور ہون اور اسمین اشارہ ہی طرف اسکے کہ خلافت علی کی متاخر ہوگی صدیق کی خلافت سے چنانچہ یہ امر مخفی نہین ہی محققین پر (وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ آخَى رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَصْحَابِهِ فَجَاءَ عَلِيٌّ تَدْمَعُ عَيْنَاهُ فَقَالَ آخَيْتَ بَيْنَ اَصْحَابِكَ وَلَمْ تُؤَاخِ بَيْنِي وَبَيْنَ اَحَدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتَ اَخِي فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ) اور روایت ہی ابن عمر سے کہا بھائی چارہ کروایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان یارون اپنے
کے یعنے دو دو صحابیون مین آپسمین دینی بھائی چارہ کروایا چنانچہ ابودردا اور سلمان آپسمین دینی بھائی ہوئے اسی طرح اور اور یہ پانچ مہینے بعد مدینہ کے
آنے کے ہوا ترجمہ پس آئے علی اس حال مین کہ آنسو بہاتی تھین آنکھین اُنکی پس کہا علی نے کہ بھائی چارہ کروایا آپ نے درمیان یارون اپنے کے اور نہ بھائی چارا
کروایا آپ نے درمیان میرے اور درمیان کسی کے پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تو بھائی میرا ہی دنیا اور آخرت مین یعنے تجکو کیا حاجت ہی کسی اور سے بھائی چارا
کروانیکی ترجمہ نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہی (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَيْرٌ فَقَالَ اللّٰهُمَّ ائْتِنِي بِاَحَبِّ خَلْقِكَ اِلَيْكَ
يَاْكُلُ مَعِي هٰذَا الطَّيْرَ فَجَاءَهُ عَلِيٌّ فَاَكَلَ مَعَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ) اور روایت ہی انس سے کہا تھا نزدیک آنحضرت کے ایک جانور پرندہ یعنے بھنا
ہوا یا پکا ہوا پس کہا یعنے دعا کی آنحضرت نے خداوندا لا میرے پاس اُسکو کہ بہت پیارا ہو نزدیک تیرے مخلوق مین سے کہا وے وہ ساتھ میرے اس جانور کو پس
آئے آنحضرت کے پاس علی اور کہایا ساتھ انکے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہی فع ج کہا ابن جوزی نے کہ یہ حدیث موضوع ہی اور کہا حاکم نے
کہ موضوع نہین ہی اور مختصر مین کہا کہ طرق اسکے بہت ہین لیکن سب ضعیف ہین اور یہ حدیث دلالت کرتی ہی اسپر کہ حضرت علی محبوب ترین خلق خدا کے تھے نزدیک
خدا کے اور شارحین خصوصیتین اور قیدین لگاتے ہین کہ مراد یہ ہی کہ جملہ محبوب ترین خلق سے تھے یا محبوب ترین خلق سے آنحضرت کے چچا کے بیٹون مین سے
یا قرابتیون قریبہ مین سے یا یہ مراد ہی کہ جو اوسے اور اقرب اور احق ہین ساتھ احسان کرنے میرے کے اُنمین علی محبوب تر ہین انمین سے نزدیک خدا کے اور غالبا یہ
تخصیصات اس سبب سے ہین کہ حضرت علی کا محبوب زیادہ ہونا ابی بکر صدیق اور عمر فاروق سے لازم نہ آوے اور حقیقت مین حاجت ان تخصیصات کی
کچھ نہین ہی اسلیے کہ یقین ہی کہ مراد تمام خلق علی العموم نہین ہین اسلیے کہ احب مطلق سید المحبوبین اور افضل المخلوقین صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور صحابہ ہین اگر بعضون
محبوب تر بعض وجوہ اور حیثیات سے رکھین تو کیا ہوتا ہی اور افضلیت بسبب کثرت ثواب کے منافات اس سے نہین رکھتی ہی اسلیے کہ مراد جمیع وجوہ نہین ہی
جیسے کہ یہ مسئلہ افضلیت اور احبیت کے بعضے علما نے کہا ہی غرض کہ یہ حدیث دلیل نہین ہوسکتی مبتدعین کی کہ جو اُسکو وسیلہ طعن کا ابوبکر کی خلافت پر کرین اور
بعضی حدیثون مین آیا ہی مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰى خَيْرٍ مِنْ عُمَرَ اور جگہ اَرْفَعُ دَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ اور مسئلہ افضلیت کا ظنی ہی اور مقام وسیع ہی ایسی تنگی کیون کیجیے (وَعَنْ
عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ اِذَا سَاَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَانِي وَاِذَا سَكَتُّ ابْتَدَاَنِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ) اور روایت ہی
حضرت علی سے کہا تھا مین جب مانگتا آنحضرت سے کچھ دیتے مجکو اور جب خاموش رہتا مین دیتے مجکو بے سوال کے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ
یہ حدیث حسن غریب ہی (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَقَالَ رَوَى
بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ شَرِيكٍ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ وَلَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ اَحَدٍ مِنَ الثِّقَاتِ غَيْرِ شَرِيكٍ) اور روایت ہی علی سے کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین گھر حکمت کا ہون اور علی دروازہ اُسکا فع ج اور ایک روایت مین آیا ہی اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا اور ایک روایت مین آیا ہی
اَنَا دَارُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا اور ایک روایت مین یہ زیادہ ہی فَمَنْ اَرَادَ الْعِلْمَ فَلْيَاْتِهِ مِنْ بَابِهِ اور معنے یہ ہین کہ علی دروازہ ہین دروازون اُسکے کے ولیکن خاص اُنکے ذکر کر
سے ایک طرح کی تعظیم اُنکی نکلی اور واقع مین حضرت علی مین ایسے ہی اسلیے کہ وہ بہ نسبت بعض صحابہ کے بہت بزرگی اور علم رکھتے ہین اور اُن حدیثون مین
سے کہ دلالت کرتی ہین اسپر کہ تمام صحابہ بمنزلہ دروازون کے ہین یہ حدیث ہی اَصْحَابِي كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ اور چونکہ متحقق ہوچکی ہی یہ بات کہ تابعین

نے لیے ہیں طرح بطرح کے علوم شریعت مثل قرأت اور تفسیر اور حدیث اور فقہ کے تمام صحابہ نے فقط حضرت علی ہی سے ہیں جانا گیا عدم انحصار باب ہی کا علی کے
حق میں لیکن ہاں مختص ہوں وہ ساتھ باب قضا کے تو البتہ ہو سکتا ہے وارد ہوا ہے انکی شان میں انا اقضاکم جیسے کہ ابی بن کعب کے حق میں آیا ہے انا اقراکم کہ وہ بڑے
قاری ہیں تم میں اور معاذ بن جبل کے حق میں آیا ہے انا اعلمکم بالحلال والحرام کہا طیبی نے کہ شاید شیعہ تمسک کرتے ہیں اس تمثیل سے یہ کہ لینا علم کا اور حکمت کا
سے مختص ہو ساتھ علی کے نہیں ہاتھ لگ سکتا وہ کسی اور کے واسطے سے سوائے واسطہ علی کے اسلیے کہ گھر میں نہیں داخل ہوتے مگر اُسکے دروازہ سے اور اللہ تعالی
نے فرمایا واتوا البیوت من ابوابہا حالانکہ نہیں ہے اُنکے لیے حجت اسمیں اسلیے کہ گھر جنت کا فراخ تر نہیں ہے حکمت کے گھر سے اور اُسکے آٹھ دروازہ ہیں اور اصل اس حدیث
کی ابی الصلت عبد السلام بن صالح ہروی سے ہے کہ شیعہ ہے ولیکن ہے سچا اور اس حدیث میں اختلاف کیا ہے محدثوں نے بعضوں نے تصحیح کی ہے اور بعضوں نے
تحسین اور بعضوں نے تضعیف کہا اور بعضوں نے کہا منکر ہے اور کہا یحیی بن معین نے کہ کچھ اصل نہیں ہے اسکی اور ایک جماعت نے نسبت وضع کی کی ہے لیکن کہا حافظ
ابو سعید نے کہ یہ حسن ہے باعتبار طرق کے نہ صحیح ہے اور نہ ضعیف اور نہ موضوع ترجمہ نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے اور کہا ترمذی نے کہ روایت کی
ہے بعض علماء نے یہ حدیث شریک تابعی سے اور نہیں ذکر کیا اُنھوں نے اسناد اس حدیث میں صنابحی سے جیسا کہ بعضی روایتوں میں آیا ہے اور نہیں پہچانتے ہیں ہم
اس حدیث کو کسی ثقات میں سے سوائے شریک کے ف ع اور خبر فردوس میں یہ حدیث یوں آئی ہے انا مدینۃ العلم وابوبکر اساسہا وعمر حیطانہا وعثمان
سقفہا وعلی بابہا (وعن جابر قال دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا یوم الطائف فانتجاہ فقال الناس لقد طال نجواہ مع ابن عمہ فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ما انتجیتہ ولکن اللہ انتجاہ رواہ الترمذی) اور روایت ہے جابر سے کہا بلایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو دن غزوہ طائف کے پھر
پس سرگوشی کی اُنسے پس کہا لوگوں نے یعنے منافقوں نے یا عوام صحابہ نے البتہ تحقیق دراز ہوئی سرگوشی آنحضرت کی ساتھ چچا کے بیٹے اپنے کے پس فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں خاص کیا میں نے اُنکو ساتھ سرگوشی کے لیکن اللہ تعالی نے سرگوشی کی اُنسے ف ع یعنے پہونچایا میں نے اُنکو
اللہ تعالی کی طرف سے جو کچھ کہ حکم کیا تھا مجکو اُسکے پہونچانے کا بطریق سرگوشی کے پس اس صورت میں گویا سرگوشی کی اُنسے اللہ نے میں نے نہیں کی پس مانند
قول اللہ تعالی کے ہے وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی اور ظاہر ہے کہ اس سرگوشی میں حضرت نے کچھ مصلحت اس غزوہ کی اور مانند اسکے کا اسرار دینیہ میں
کہ تعلق میں ساتھ اخبار دینیہ کے رکھتے ہوں نہ یہ کہ دین کی بات اُنسے چپکے سے کہی اور اوروں سے چھپائی اسلیے کہ ثابت ہو چکا ہے صحیح بخاری میں کہ حضرت علی سے
پوچھا گیا کہ آیا تمھارے پاس کوئی چیز ہے کہ جو قرآن میں نہیں اُنھوں نے کہا قسم ہے اُس ذات کی کہ پھاڑا دانہ اور پیدا کیا جاندار نہیں ہے ہمارے پاس مگر وہ چیز کہ قرآن میں
ہے مگر سمجھ کہ دیا جاتا ہے آدمی کتاب الہی میں اور جو کچھ کہ صحیفہ میں ہے یعنے اسمیں دیت وغیرہ کے احکام لکھے تھے ترجمہ نقل کی یہ ترمذی نے (وعن ابی سعید قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی یا علی لا یحل لاحد یجنب فی ہذا المسجد غیری وغیرک قال علی بن المنذر فقلت لضرار بن صرد ما معنی ہذا الحدیث قال
لا یحل لاحد یستطرقہ جنبا غیری وغیرک رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث حسن غریب) اور روایت ہے ابی سعید سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
واسطے علی کے کہ اے علی روا نہیں ہے واسطے کسی کے کہ پہونچے اسکو جنابت یہ کہ گذرے اس مسجد میں سوائے میرے اور سوائے تیرے ف ع اتفاقا دروازہ
آنحضرت کا اور دروازہ علی مرتضی کا اور گذرگاہ انکی مسجد نبوی میں واقع ہوئی تھی ترجمہ کہا علی بن منذر نے پس کہا میں نے واسطے ضرار بن صرد کے کیا ہیں
معنے اس حدیث کے ف ع منذر ساتھ پیش میم اور جزم نون اور زیر ذال معجمہ کے بیٹا انکا علی ایک مرد مشہور ہے عابدوں میں سے کہتے ہیں کہ اُسنے پچپن حج
کیے اور حدیث سنی اور جماعت ائمہ سے روایت کی شیعہ محض ہے ولیکن فقیہ صدوق ہے اور ابن حبان نے اسکو ثقات میں ذکر کیا ترجمہ کہا ضرار نے نہیں حلال
ہے کسی کو کہ راہ کرے اس مسجد کو اور گذرے اسمیں حالت جنابت میں سوائے میرے اور سوائے تیرے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے
ف ع اور کہا جزری نے یہ حدیث ضعیف ہے باتفاق محدثین کے (وعن ام عطیۃ قالت بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیشا فیہم علی قالت فسمعت

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ رَافِعٌ یَدَیْہِ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ لَا تُمِتْنِیْ حَتّٰی تُرِیَنِیْ عَلِیًّا (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے ام عطیہ سے کہا بھیجا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
ایک لشکر کہ انمین علی تھے کہا ام عطیہ نے پس سنا مین نے آنحضرت سے اس حال مین کہ اٹھانیوالے تھے دونون ہاتھ اپنے دعا کے لیے فرماتے تھے یعنے وقت بھیجنے انکے کے
یا بعد بلکہ فتح آنیکے کے یا الٰہی نہ ماریو مجھکو یہان تک کہ دکھاوے تو مجھکو علی کو کہ سلامتی سے پھر کر آوین نقل کی یہ ترمذی نے ف ع دلالت کرتی ہے یہ حدیث اسپر کہ آنحضرت نہایت
محبت رکھتے تھے حضرت علی سے اور رنج ہوتا تھا آپکو انکی مفارقت سے الفصل الثالث فصل تیسری (عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُحِبُّ
عَلِیًّا مُنَافِقٌ وَلَا یُبْغِضُہٗ مُؤْمِنٌ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ اِسْنَادًا) روایت ہے ام سلمہ سے کہا کہ فرمایا آنحضرت نے نہین دوست رکھتا علی کو
منافق اور نہین دشمن رکھتا انکو مومن یعنے مومن کامل نقل کی یہ احمد نے اور ترمذی نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے باعتبار اسناد کے (وَعَنْھَا قَالَتْ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ رَوَاہُ اَحْمَدُ) اور روایت ہے ام سلمہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جسنے برا کہا علی کو یعنے
نسب کی جہت سے پس تحقیق برا کہا مجھکو نقل کی یہ احمد نے ف ع یعنے جسنے انکو برا کہا گویا مجھکو برا کہا پس مقتضا اس حدیث کا یہ ہے کہ جو برا کہتا علی کا کفر یا یہ محمول ہے
تشدید و وعید پر یا مبنی ہے حلال جاننے پر واللہ اعلم بالحال اور یہ حدیث حاکم نے بھی روایت کی ہے اور روایت کی طبرانی نے ابن عباس سے من سب اصحابی فعلیہ لعنۃ اللہ
والملائکۃ والناس اجمعین اور طبرانی کی ایک روایت مین آیا ہے حضرت علی سے من سب الانبیاء قتل ومن سب اصحابی جلد (وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْکَ مَثَلٌ مِنْ عِیْسٰی اَبْغَضَتْہُ الْیَھُوْدُ حَتّٰی بَھَتُوْا اُمَّہٗ وَاَحَبَّتْہُ النَّصَارٰی حَتّٰی اَنْزَلُوْہُ بِالْمَنْزِلَۃِ الَّتِیْ لَیْسَتْ لَہٗ ثُمَّ قَالَ یَھْلِکُ فِیَّ رَجُلَانِ مُحِبٌّ
مُفْرِطٌ یُقَرِّظُنِیْ بِمَا لَیْسَ فِیَّ وَمُبْغِضٌ یَحْمِلُہٗ شَنَاٰنِیْ عَلٰی اَنْ یَّبْھَتَنِیْ رَوَاہُ اَحْمَدُ) اور روایت ہے حضرت علی سے کہا فرمایا مجھکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تجھمین ایک
مشابہت ہے عیسی سے دشمن رکھا انکو یہود نے یعنے یہان تک کہ تہمت لگائی انکی مان کو یعنے حضرت مریم کو تہمت زنا کی لگائی اور دوست رکھا انکو نصاری نے یعنے
محبت یہان تک کہ اتارا انکو اس منزلت و مرتبہ پر کہ ثابت نہین ہے انکے لیے کہ انکو اللہ یا ابن اللہ کہا پھر کہا حضرت علی نے کہ ہلاک ہونگے یعنے گمراہ ہونگے میرے حق مین
اور سبب میرے دو شخص ایک تو محبت رکھنے والا حد سے زیادہ تعریف کریگا میری ساتھ اس چیز کے کہ نہین ہے مجھمین یعنے تفضیل دیگا مجھکو تمام صحابہ پر یا انبیا پر یا اللہ
کہیگا مجھکو یا شناعت تفضیل کے اور دوسرا دشمن کہ باعث ہوگی اسکو دشمنی میری اسپر کہ بہتان کریگا مجھپر نقل کی یہ احمد نے ف ع اس سے معلوم ہوا کہ محبت اسیقدر
محمود ہے کہ حد سے نہ گذرے اور موافق قاعدہ عقل و شرع کے ہو اور محبت جو حد سے زیادہ ہو گمراہی کی طرف کھینچ لیجاتی ہے اور راہ مستقیم عدالت سے باہر ڈالتی ہے اور
منسوب طرف گمراہی کے کرتی ہے اور مشہور ساتھ اس صفت کے اہل سنت و جماعت ہی ہین کہ دونون طرفون افراط و تفریط سے اس باب مین محفوظ ہین خصوصا
وہ لوگ کہ گرد تعصب کی جنکے چہرہ حال پر نہین بیٹھی ہے حاصل یہ کہ سرمایہ سعادت دو چیزین ہین محبت خاندان نبوت اور تعظیم اصحاب ہر شخص کو یہی کرنی چاہیے
کہ یہ دونون چیزین جمع کرے بوجہ اعتدال کے رزقنا اللہ اور حضرت علی سے منقول ہے کہ کہا یحبنی اقوام حتی یدخلوا النار فی حبی ویبغضنی اقوام حتی یدخلوا النار فی بغضی
نقل کی یہ احمد نے اور سعدی سے ہے کہ کہا علی نے اللھم العن کل مبغض لنا وکل محب لنا غال روایت کی احمد نے مناقب مین (وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَ
زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ بِغَدِیْرِ خُمٍّ اَخَذَ بِیَدِ عَلِیٍّ فَقَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ
اَنِّیْ اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِہٖ قَالُوْا بَلٰی فَقَالَ اَللّٰھُمَّ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ فَلَقِیَہٗ عُمَرُ بَعْدَ ذٰلِکَ فَقَالَ لَہٗ ھَنِیْئًا یَا ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ
اَصْبَحْتَ وَاَمْسَیْتَ مَوْلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَۃٍ رَوَاہُ اَحْمَدُ) اور روایت ہے براء بن عازب اور زید بن ارقم سے یہ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب اترے غدیر خم
پر ف ع یعنے وقت پھرنے کے حجۃ الوداع سے اور غدیر خم نام ہے ایک بستی کا کہ تین کوس ہے جحفہ سے درمیان مکہ اور مدینہ کے اور غدیر اصل مین کہتے ہین پانی
کے تالاب کو اور اسوقت مین صحابہ بہت کثرت سے آنحضرت کے ساتھ جمع تھے ترجمہ پکڑا آنحضرت نے ہاتھ علی مرتضی کا پھر فرمایا ف ع شاید بعد اسکے جمع کیا
صحابہ کو اور ایک روایت مین آیا ہے کہ آنحضرت نے ایک منبر بنایا اونٹون کے پالانون کا اور اسپر چڑھکر فرمایا ترجمہ کیا نہین جانتے تم کہ مین نزدیکتر اور دوستتر

ہون ساتھ مومنون کے انکے نفسون سے یعنے جیسے کہ قرآن مجید مین مذکور ہین اور ایک روایت مین آیا ہی کہ تین بار مکرر فرمایا غرض کہ کہا صحابہ نے کہ بیشک فرمایا آنحضرت
نے یعنے بعد اسکے کہ علی العموم مومنون کو فرمایا ہر مومن کو بھی ذکر کیا کہ فرمایا کیا نہین جانتے تم کہ مین اولی اور اقرب ہون ساتھ ہر مومن کے اسکے نفس سے ف ح یعنے
مین حکم نہین کرتا ہون مومنون کو مگر اس چیز کا کہ اسمین بھلائی اور درستی اور خیریت دنیا و آخرت انکی کی ہو بخلاف انکے نفسون کے کہ کبھی طرف شر اور فساد کے
بلاتے ہین ترجمہ کہا صحابہ نے مقرر آپ ایسے ہین پس فرمایا آنحضرت نے بار خدایا جو شخص کہ ہون مین دوست اسکا پس علی دوست اسکا ہی خداوندا دوست رکھ
اس شخص کو کہ دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اسکو کہ دشمن رکھے علی کو ف ع ح اور ایک روایت مین ہی کہ احب من احبہ وابغض من ابغضہ وانصر من نصرہ واخذل من
خذلہ وادر الحق معہ حیث دار یعنے دوست رکھ اسکو کہ دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اسکو کہ دشمن رکھے انکو اور مدد کر اسکی کہ مدد کرے علی کی اور نہ مدد کر اسکی کہ نہ مدد
کرے علی کی اور پھیر حق کو ساتھ علی کے جس طرف کہ پھرے وہ ترجمہ پس ملاقات کی حضرت علی سے حضرت عمر نے بعد اسکے پس کہا عمر
نے واسطے علی کے کہ خوشی ہو تمکو اے ابن ابیطالب کہ صبح کی تمنے اور شام کی تمنے [illegible] ہر وقت ہین دوست ہر مرد اور
عورت مسلمان کے نقل کی یہ امر [illegible] ف جاننا چاہیے کہ شیعون نے جو تمسک کیا ہی ساتھ بعضی روایتون کے حضرت علی کے حق ہونے پر ساتھ خلافت کے
انمین سے یہ حدیث انکے نزدیک قوی تر دلیل ہی کہتے ہین کہ صریح دلیل ہی انکی افضلیت اور حقیت خلافت کی اور کہتے ہین کہ مولی یہان معنے اولی ساتھ امامت کے
بدلیل قول کے الست اولی بکم نہ معنے ناصر و محبوب کے ورنہ احتیاج نہ تھی صحابہ کے جمع کرنیکی اور انکو خطاب کرنیکی اور دعا کرنیکی حضرت علی کے لیے اسلیے کہ جانتے
تھے اور پہچانتے تھے اسکو سب صحابہ اور ایسی دعا نہین ہوتی ہی مگر امام معصوم مفروض الطاعۃ کے لیے پس ہوئی علی کے لیے [illegible] آنحضرت کے بعد
امت پر پس یہ نص صریح ہی انکی خلافت پر اور یہ حدیث صحیح ہی روایت کیا ہی اسکو ایک جماعت نے مانند ترمذی اور نسائی اور احمد کے اور طرق اسکے بہت ہین [illegible]
کیا ہی اسکو سولہ صحابیون نے اور ایک روایت مین احمد کی آیا ہی کہ سنا ہی اسکو آنحضرت سے تیس صحابیون نے اور گواہی دی انھون نے اسکی علی کے لیے اس وقت کہ
نزاع کی گئی خلافت مین ساتھ انکے ایام خلافت انکی مین اور بہت اسکے اسنادون مین سے صحاح اور حسان ہین اور التفات نہین کرنا چاہیے اسکے قول پر کہ کلام کیا
ہی اسکی صحت مین اور نہ ان بعضون کے قول پر کہ کہا ہی انھون نے کہ جملہ اللھم وال من والاہ موضوع ہی اسلیے کہ وارد ہوا ہی طرق متعددہ سے کہ تصحیح کی ہی اسکی اکثر محدثین
نے کذا قال الشیخ ابن حجر فی الصواعق اور بعد اسکے کہا ولیکن ہم کہتے ہین شیعہ سے بطریق الزام کے کہ انھون نے اتفاق کیا ہی اسپر کہ اعتبار تواتر کا ہی بیچ دلیل امامت
کے کہ جب تک حدیث متواتر نہو تو ساتھ اسکے استدلال صحت امامت پر کرنا چاہیے اور یقین ہی کہ یہ حدیث متواتر نہین ہی باوجود خلاف کے اسمین اگرچہ وہ خلاف
مردود ہی بلکہ طعن کرنے والے اسمین بعضے ائمہ حدیث سے اور عادل انکے مین کہ رجوع ہی انکی طرف اس امر مین مانند ابوداؤد سجستانی اور ابوحاتم رازی اور سوا اسکے
انکے اور روایت نہین کیا ہی اسکو کسی نے اہل حفظ و اتقان مین سے کہ جو حدیث کی طلب مین مشہور تھے مانند بخاری اور مسلم اور واقدی اور سوا انکے
کے اکابر اہل حدیث سے اور یہ بات اگرچہ مخل نہین ہی صحت حدیث مین لیکن دعوی تواتر کا ایسی حدیث مین عجیب ہی اور انھون نے شرط کیا ہی تواتر کا حدیث امامت
مین پس سوچنا چاہیے اسکو اور اہل سنت و جماعت نے رد کیا ہی شیعہ پر اور تقریر طویل کی ہی اس جگہ مین چنانچہ صواعق محرقہ مین وہ مذکور ہی اور ہم کچھ انمین سے بطور اختصار
کے ذکر کرتے ہین کہ کہا ہی اہل سنت نے کہ نہین مانتے ہم کہ مولی یہان بمعنی حاکم و والی کے ہی بلکہ بمعنی محبوب و ناصر کے ہی اسلیے کہ لفظ مولی کے کئی معنے آئے ہین معتق اور معتق
اور متصرف امر مین اور ناصر اور محبوب اور تعین کرنا بعض معنے کا معانی مشترکہ مین سے بے دلیل کے اعتبار نہین رکھتا اور ہم اور شیعہ متفق ہین اسپر کہ صحیح ہی مراد رکھنا محبوب اور
ناصر کیونکہ علی سید ہمارے اور پیارے اور مددگار ہمارے ہین اور سیاق حدیث بھی دلالت اس معنی پر کرتا ہی اور ہونا مولی کا بمعنے امام کے معہود و معلوم نہین ہی لغت مین اور
شرع مین اور کسی نے لغت کے امامون مین سے نہین ذکر کیا ہی کہ مفعل بمعنی افعل کے آتا ہی اور کہتے ہین کہ یہ چیز اولی ہی فلانی چیز سے اور نہین کہتے ہین کہ مولی ہی اس
پس غرض سوالات کے بیان کرنے سے تنبیہ ہی اوپر پرہیز کرنے کے انکے بغض سے اسلیے کہ اسکے بیان کرنے مین بڑی بزرگی انکی ثابت ہوئی اسلیے اسکے پہلے فرمایا الست اولی

بالمؤمنین من انفسہم اور وہ بھی بھیر اسی جہت سے ہے اور بعضے طرق میں ذکر اہل بیت نبوت کا بھی ہوا اور ذکر علی کا خصوصا آیا ہے جیسا کہ طبرانی وغیرہ کے نزدیک ساتھ سند صحیح
کے آیا ہے اور یہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ مراد رغبت دلانی اور تاکید کرنی انکی محبت پر ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ سبب اسکا یہ ہے کہ بعضے صحابہ ساتھ علی کے بیچ یمن کے تھے انہوں نے
کچھ شکایت انکی بعضے امور میں اور انکی کسی بات کا انکار کیا تھا از انجملہ بریدہ اسلمی تھے اور صحیح بخاری میں آیا ہے اور ذہبی نے تصحیح اسکی کی ہے کہ چہرہ مبارک آنحضرت کا متغیر ہوا اور
فرمایا اے بریدہ الست اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم الحدیث اور صحابہ کو بھی جمع کیا ہے اور تاکید اس باب میں کی اور کہا شیخ ابن حجر نے کہ نہ مانا ہمنے کہ مولیٰ بمعنے اولیٰ کے ہے ولیکن کہا
لازم آتا ہے کہ اولیٰ ساتھ امامت کے مراد ہے بلکہ ساتھ قرب اور اتباع کے جیسے کہ قرآن مجید میں فرمایا اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرٰہِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ اور دلیل قاطع بلکہ ظاہر تر اور نفی
اس احتمال کی نہیں کہتے ہیں ہم مانا ہمنے کہ مراد اولیٰ ساتھ امامت کے ہے لیکن دلیل نہیں ہے اوپر امامت فی الحال کے بلکہ مآل میں اور بیچ وقت عقد بیعت انکی کے مراد ہو اور تقدیم
تینوں خلفا کی باجماع ہے اور علی بھی اس اجماع میں داخل ہیں اور بقرینہ اور روایتوں کے کہ صحیح ہیں ساتھ خلافت ابی بکر کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور یہ حدیث اگر
نص ہو امامت پر اس حال میں کہ دلیل نہیں لائے اسکو علی اور عباس وغیر انکے وقت حاجت کے ساتھ اسکے بلکہ دلیل لائے اسکو علی وقت خلافت اپنی کے پس گویا عدم تمسک
علی کا دلیل لانا بیچ ایام خلافت اپنے کے دلیل ہے اسپر کہ جانا انہوں نے کہ نص نہیں اوپر خلافت انکی کے کہ متصل بعد وفات پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہو نہیں ہے اور باوجود اسکے
علی نے خود تصریح کی ہے کہ کوئی نص نہیں ہے آنحضرت سے اوپر خلافت انکی کے اور خلافت غیر انکی کے جیسا کہ اخبار صحیحہ میں آیا ہے اور صحیح بخاری وغیرہ میں آیا ہے کہ علی اور عباس نص
نہیں لائے آنحضرت سے اوپر خلافت انکی کے اور خلافت غیر انکی کے جیسا کہ اخبار صحیحہ میں آیا ہے اور صحیح بخاری وغیرہ میں آیا ہے کہ علی اور عباس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
پاس آئے انکے مرض الموت میں اور عباس نے علی سے کہا کہ طلب کر اس امر کو یعنے خلافت کو اگر ہم میں ہو تو جان لیں ہم اسکو آنحضرت کے فرمانے سے اور علی نے فرمایا کہ نہیں
طلب کیا میں الحدیث پس اگر یہ حدیث نص ہوتی بیچ امامت علی کے تو کاہیکو حاجت ہوتی حضرت کی طرف رجوع کرنے کی اور پوچھنے کی انسے اور کیوں کہتے عباس کہ اگر ہم میں
ہو تو جان لیں ہم اسکو باوجود قرب زمانی کے ساتھ روز غدیر کے کہ دو مہینے یا کچھ کم یا زیادہ گذرے تھے اور بھول جانا تمام صحابہ کا خبر یوم غدیر کو اور چھپانا انکا اسکو باوجود جاننے کے
اسکو ایسی بات ہے کہ عقل نہیں تجویز کرتی اسکو پس صحابہ وقت بیعت کرنے کے ابوبکر سے یاد رکھتے تھے اسکو اور جانتے تھے اسکو اور باوجود اسکے جو انہوں نے کچھ تعرض کیا اور
دلیل نہ لائے اسکو تو معلوم ہوا کہ وہ جانتے تھے کہ مراد اس سے خلافت علی کی نہیں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد از روز غدیر کے خطبہ پڑھا اور آشکارا کیا حق
ابی بکر اور عمر کا اور کہا کہ امیر ہووے تیر کوئی شخص جیسے کہ اخبار میں آیا ہے اور تحقیق ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت نے رغبت دلائی ہے اوپر دوستی اہلبیت اپنے کے لیکن فرق ہے درمیان محبت
اور خلافت کے اور شیعہ کہتے ہیں کہ یاد رکھتے تھے صحابہ اس نص کو ولیکن انہوں نے اتباع نہ کیا اسکا اور فرمانبرداری کی ساتھ اسکے از راہ ظلم اور عناد اور مکابرہ کے اور
امیر المؤمنین علی نے نہ کہ طلب کرنا اور دلیل لانا ترک کیا بسبب تقیہ کے تھا اور یہ کذب اور افترا ہے اسلیے کہ علی رضی اللہ عنہ قوت تمام رکھتے تھے اور کثرت بے اندازہ اور شجاعت
کا تو گویا کہنا ہے اور باوجود اسکے حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے نص سنی ہو اور دلیل نہ لاویں اور عمل اسپر نہ کریں یہ بات محالات سے ہے اور جب ابوبکر رض
دلیل لائے ساتھ حدیث الائمۃ من قریش کے کیونکر کہا صحابی نے کہ نص خاص علی کے لیے واقع ہے احتجاج ساتھ اس عموم کے کیوں کرتے ہو تم اور بیہقی امام ابو حنیفہ
لایا ہے کہ کہا اصل عقیدہ شیعہ کا یہ ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گمراہ کہتے ہیں اور روافض قائل ہیں انکی تکفیر کے اور کہتے ہیں کہ سب صحابہ سوائے ان چند تنوں کے
کافر گئے ہیں دنیا سے اور قاضی ابوبکر باقلانی نے کہا کہ جس چیز کی طرف گئے ہیں روافض بسبب اسکے باطل کرنا بالکل دین اسلام کا لازم آتا ہے اسلیے کہ جب چھپانا
نصوص کا اور ظلم اور افترا اور جھوٹ بیچ اول احکام اسلام کے بسبب غرض نفسانی کے انسے واقع ہوا اور کچھ کہ حدیثیں اور اخبار انسے روایت کی گئیں جھوٹ اور
باطل ہو گئیں یا بہ تعصب رجوع کرتا ہے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف کہ انکی صحبت میں ایسے لوگ آئے اور حضرت علی مرتضیٰ کی طرف بھی کہ انہوں
نے سستی و تقصیر کی بیچ طلب حق اور تائید اسکے کے اور یہ کلام شیخ ابن حجر کا ہے صواعق محرقہ میں کہ انہوں نے بہت طول طویل ذکر کیا ہے وہاں اور جو کچھ کہا ہمنے
ہمنے بطریق اختصار کے بیان کیا ہے کافی ہے وباللہ التوفیق (وَعَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ خَطَبَ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ فَاطِمَۃَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اِنَّہَا صَغِیْرَۃٌ فَخَطَبَہَا عَلِیٌّ فَزَوَّجَہَا مِنْہُ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ) اور روایت ہی بریدہ اسلمی سے کہ کہا پیغام بھیجا خطبہ کا یعنی ابوبکر اور عمر نے فاطمہ سے پس رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے عذر کیا اور فرمایا کہ تحقیق وہ چھوٹی ہی ف ع اور ایک روایت میں آیا ہی فسکت یعنی چپ ہو رہے حضرت اور شاید کہ یہ حول ہوا ور دفعہ پہلے ایکبار سکوت کیا ہوا ور پھر
دوسری بار میں یہ فرمایا ہو کہ وہ چھوٹی ہی ترجمہ پھر پیغام بھیجا فاطمہ کا علی نے پس نکاح کر دیا حضرت نے فاطمہ کا علی سے رضی اللہ عنہما نقل کی یہ نسائی نے ف ع
اور بعضی روایت میں آیا ہی کہ کہا ام ایمن نے علی سے کہ تم کیوں نہیں خواستگاری کرتے فاطمہ کی حالانکہ آنحضرت کے چچا کے بیٹے ہو کہا علی نے مجکو شرم آتی ہی کہ آنحضرت کے
سامنے یہ کلام عرض کروں پس آنحضرت نے سنا اور راضی ہوے اور جب علی نے رضا آنحضرت کی معلوم کی تو اظہار کیا اسکا پس نکاح کر دیا آنحضرت نے فاطمہ کا ان سے ف ع
اور روایت کی ابو الخیر قزوینی حاکمی نے انس بن مالک سے کہ کہا خواستگاری کی ابوبکر نے آنحضرت سے انکی بیٹی حضرت فاطمہ کی پس فرمایا آنحضرت نے اے ابوبکر نہیں اترا حکم
ابتک پھر خواستگاری کی انکی عمر نے اور بعضے قریش نے اور حضرت نے وہی جواب دیا جو کہ ابوبکر کو دیا تھا پھر کہا انہوں نے علی سے کہ اگر تم خواستگاری کرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے فاطمہ کی تو شاید امید ہی کہ تمسے نکاح انکا کر دینگے کہا علی نے یہ کیونکر ہو اس حال میں کہ خواستگاری کی انکی اشراف قریش نے اور حضرت نے نکاح کیا انکا پھر خواستگاری کی
انکی علی نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق حکم کیا ہی مجکو رب عز وجل میرے نے اسکا کہا انس نے پھر بلایا مجکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد چند روز کے اور فرمایا اے انس نکل
اور بلا میرے پاس ابوبکر صدیق اور عمر بن الخطاب اور عثمان بن عفان اور عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور طلحہ اور زبیر اور عدہ کو انصار میں سے کہا انس نے کہ
بلا لایا میں انکو پس جبکہ جمع ہوے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور بیٹھے اپنی اپنی جگہوں پر اور علی کہیں گئے ہوے تھے آنحضرت کے کام کیلیے پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے الحمد للہ المحمود بنعمتہ المعبود بقدرتہ المطاع بسلطانہ المرہوب من عذابہ وسطوتہ النافذ امرہ فی سمائہ وارضہ الذی خلق الخلق بقدرتہ ومیزہم باحکامہ واعزہم بدینہ واکرمہم
بنبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تبارک اسمہ وتعالت عظمتہ جعل المصاہرۃ سببا لاحقا وامرا مفترضا وشج بہ الارحام والزمہ الانام فقال عز من قائل وھو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا
وصہرا وکان ربک قدیرا فامر اللہ تعالی یجری الی قضائہ وقضاؤہ یجری الی قدرہ ولکل قدر اجل ولکل اجل کتاب یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب پھر فرمایا آنحضرت نے کہ اللہ
تعالی نے حکم کیا ہی مجکو یہ کہ نکاح کر دوں اپنی بیٹی کا کہ فاطمہ بیٹی خدیجہ کی ہی علی ابن ابیطالب سے پس گواہ رہو تم کہ میں نے نکاح کیا انکا اوپر چار سو مثقال چاندی کے اگر
راضی ہو اس سے علی ابن ابیطالب پس گواہ رہو کہ میں نے نکاح کیا انکا چار سو مثقال پر پھر منگایا طباق کھجوروں کا اور رکھا انکو آگے ہمارے پھر فرمایا کہ لوٹ لو پس ہم نے لوٹا
اس وقت کہ ہم لوٹ رہے تھے ناگہاں آئے علی پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پس مسکرائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم طرف علی کے پھر فرمایا آنحضرت نے کہ تحقیق اللہ تعالی
حکم کیا ہی مجکو یہ کہ نکاح کروں تجھسے فاطمہ کا چار سو مثقال چاندی پر اگر راضی ہووے تو ساتھ اسکے پس کہا علی نے کہ تحقیق راضی ہوا میں ساتھ اسکے یا رسول اللہ کہا انس نے
پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع اللہ شملکما واسعد جدکما وبارک علیکما واخرج منکما کثیرا طیبا کہا انس نے پس قسم اللہ کی البتہ تحقیق نکالی اللہ نے ان دونوں سے اولاد
بہت پاکیزہ (وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِسَدِّ الْاَبْوَابِ اِلَّا بَابَ عَلِیٍّ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ہٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ) اور روایت ہی ابن عباس سے کہ تحقیق
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ساتھ بند کر دینے دروازوں کے سواے دروازہ علی کے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ حدیث غریب ہی ف ع سبب اسکا یہ تھا کہ بعضے صحابیوں
کے گھر کے دروازے مسجد نبوی میں تھے حضرت نے فرمایا کہ دروازے مسجد کی طرف سے بند کر لو تا کہ کوئی عورت حائضہ اور کوئی مرد جنبی مسجد میں ان دروازوں سے نہ آوے اور
دروازہ علی کا کھلا رہا کہ جنابت سے انکو آنا مسجد میں درست تھا اور خصوصیت انکی تھی بسبب فرمانے آنحضرت کے اور نہیں اشکال آتا ہی اس حدیث سے اس حدیث پر کہ جو گذری
مناقب ابی بکر میں کہ آنحضرت نے حکم کیا سب دروازوں کے بند کرنیکا سواے دروازہ ابی بکر کے اسلیے کہ اس میں تصریح ہی اسکی کہ حکم کیا آنحضرت نے انکو دروازوں کے بند کرنیکا
بیچ حالت مرض الموت اپنی میں اور اس میں یہ نہیں پس حمل کیجاویگی یہ حدیث حالت بیماری کے پہلے زمانہ پر اور اس سے واضح ہوتا ہی قول علماء کا کہ اس حدیث میں اشارہ ہی
طرف ابی بکر کے علاوہ یہ کہ وہ حدیث صحیح تر ہی اس سے اور مشہور تر اسلیے کہ وہ متفق علیہ ہی اور یہ ترمذی نے روایت کیا ہی اور کہا حدیث غریب ہی اسلیے ارادہ اور تشنیع
کے بعضوں کے لیکن روایت کیا احمد اور نسائی نے زید بن ارقم سے یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بالتحقیق میں حکم کیا گیا ہوں ساتھ بند کرنے ان دروازوں

تینتیس میں ہوا اور بیٹے زبیر کے ہیں اور عمر انکی چونسٹھ برس کی ہوئی (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ يَوْمَ الْأَحْزَابِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا فَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے جابر سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دن غزوہ احزاب کے کہ کون شخص
ہے ایسا کون ہے کہ لاوے میرے پاس خبر قوم کی ف ع یعنی کفار کی احزاب جمع حزب کی ہے یعنی گروہ کے کہ قریش اور یہودی قریظہ اور بنی نضیر جمع ہو کر اور آپس میں
اتفاق کر کے آنحضرت سے لڑنے کے لیے آئے تھے کفار بارہ ہزار تھے اور مسلمان تین ہزار قریب ایک مہینے کے گرد مدینہ کے خندق کھودی تھی اور مسلمان بہت تنگ حال تھے اور
لڑائی نہیں ہوئی فقط کچھ پتھراؤ اور تیر اندازی ہوئی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے ہزار ملائکہ مدد کے لیے بھیجے اور ہوا آندھی کہ تمام خیمے وغیرہ انکے اکھیڑ ڈالے اور شکست ہوئی کفار کی پس
اسی میں آنحضرت نے فرمایا کہ کوئی ہے کہ خبر قوم کی لاوے اور جانا انہیں دشوار تھا کہ تا خبر تحقیق لاوے پس اس حالت میں ترجمہ کہا زبیر نے کہ میں لاتا ہوں خبر قوم کی پس فرمایا آنحضرت
نے تحقیق ہر نبی کے لیے مددگار ہوتے ہیں اور مددگار میرا زبیر ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع زبیر بیٹے عوام کے کنیت انکی ابو عبد اللہ قرشی اور ماں انکی صفیہ بیٹی عبد المطلب
کی اور پھوپھی تھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور زبیر قدیم الاسلام تھے سولہ برس کی عمر میں اسلام لائے اور عذاب دیا انکو انکے چچا نے دھوئیں کا تاکہ اسلام چھوڑ دیں پس نہ چھوڑا انھوں نے
اور حاضر ہوئے وہ تمام غزووں میں آنحضرت کے ساتھ اور اللہ کی راہ میں اول تلوار انھوں نے کھینچی ہے اور ثابت رہے آنحضرت کے ساتھ روز احد کے اور تھے گورے دراز قد
کچھ بال تھے ڈاڑھی میں قتل کیا انکو عمرو بن جرموز نے سفوان میں کہ نام ایک موضع کا ہے زمین بصرہ میں سن چھتیس ہجری میں عمر انکی چونسٹھ برس کی ہوئی اور دفن کیے گئے وادی سباع
میں پھر نقل کیے گئے طرف بصرہ کے اور قبر انکی مشہور ہے اسمیں (وَعَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَأْتِي بَنِي قُرَيْظَةَ فَيَأْتِيَنِي بِخَبَرِهِمْ فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا
رَجَعْتُ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَوَيْهِ فَقَالَ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے زبیر سے کہ کہا فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کون ہے کہ
جاوے بنی قریظہ کے پاس کہ ایک قبیلہ ہے یہود سے رہنے والے گرد مدینہ کے پس لاوے میرے پاس خبر انکی پس جاتا میں ف ع یعنی تاکہ لاؤں خبر انکی جاننا چاہیے کہ آنحضرت
بعد از غزوہ احزاب کے متوجہ بنی قریظہ کی طرف ہوئے اور پچیس روز تک انکو گھیرے رکھا اور پھر فتح پائی پس یہ بات وہاں فرمائی یا غزوہ احزاب میں بھی بنو قریظہ تھے وہاں
خبر انکی منگائی ہو زبیر کہتے ہیں ترجمہ پس جب کہ خبر لیکر پھر آیا میں جمع کیے میرے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں باپ اپنے پس فرمایا قربان ہوں تیرے باپ میرا اور ماں
میری نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع اور اسمیں تعظیم ہے انکی قدر کی اور اعتبار ہے انکے عمل کا اور یہ اسلیے ہے کہ انسان نہیں کہتا ہے ایسا مگر ایسے کے لیے کہ تعظیم کرتا ہو اسکی
اور روایت کیا گیا ہے زبیر سے کہ کہا انھوں نے کہ جمع کیے میرے لیے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں باپ اپنے دو بار احد میں اور بنی قریظہ کی جنگ میں اور کہا
کہ زبیر نے اپنے بیٹے عروہ سے کہا اے بیٹے میرے نہیں ہے کوئی عضو میرا مگر کہ زخمی کیا گیا ہے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے (وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ جَمَعَ أَبَوَيْهِ لِأَحَدٍ إِلَّا لِسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ أُحُدٍ يَا سَعْدُ ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے علی سے کہ کہا نہیں سنا میں نے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جمع کیے ہوں ماں باپ اپنے کسی کے لیے مگر واسطے سعد بن مالک کے پس تحقیق سنا میں نے حضرت سے فرماتے دن غزوہ احد کے یعنی سعد کو اس
گروہ تیر مارتے تھے کافروں کو اے سعد پھینک تیر قربان ہوں تیرے باپ ماں میرے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع مراد سعد بن مالک سے سعد بن ابی وقاص ہیں
اسلیے کہ مالک بن وہیب نام ابی وقاص کا ہے اور اوپر کی روایت میں جمع کرنا ماں باپ کا آنحضرت سے زبیر کے لیے بھی ثابت ہوا اور یہاں حضرت علی نے ایسا کچھ فرمایا پس
تطبیق اسمیں اور درمیان خبر زبیر کے یہ ہے کہ حضرت علی کو اطلاع نہ ہو زبیر کے لیے فرمانے کی اور ظاہر یہ ہے کہ مراد علی کی یہ ہو کہ آنحضرت سے بلا واسطہ کسی کے نہیں سنا میں نے
اور یہ منافی نہیں ہے اسلیے کہ مطلع ہوئے ہوں وہ زبیر کے حق میں کہنے پر بواسطہ غیر کے کہا مولف نے کنیت سعد کی ابو اسحق ہے زہری قرشی ہیں قدیم الاسلام کہ
اسلام لائے سترہ برس کی عمر میں اور کہا سعد نے کہ تھا میں اسلام ثالث ہیں یعنی دو شخصوں کے بعد میں اسلام لایا اور اول تیر میں نے ہی مارا جہاد میں اور حاضر ہوئے ہیں
تمام غزووں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور تھے سعد مستجاب الدعوۃ مشہور تھے اسمیں کہ ڈرتے تھے لوگ انکی بد دعا سے اور امید رکھتے دعائے خیر کی بسبب مشہور ہونے
قبولیت دعا انکی کے لوگوں کے نزدیک اور یہ اسی سبب سے تھا کہ آنحضرت نے فرمایا انکے حق میں اللھم سدد سھمہ واجب دعوتہ اور جمع کیے آنحضرت نے انکے لیے اور ماں

کہ یہ ماں باپ اپنے کہ فرمایا دونوں کے لیے فداک ابی وامی اور نہیں کہا کسی کے لیے سوائے ان دونوں کے اور تھے یہ گندم گوں اور بدن پر بال بہت تھے مرے اپنے قصر
میں بیچ عقیق کے قریب مدینہ کے پھر جنازہ لایا گیا انکا مدینہ میں اور نماز پڑھی انکی ابن الحکم نے کہ وہ ان ایام میں حاکم تھا مدینہ کا اور دفن کیے گئے وہ بقیع میں سنہ پچپن میں اور
عمر انکی تھی کچھ اوپر ستر برس کی اور عشرہ مبشرہ میں سے انکا انتقال سب کے بعد ہوا ہے اور حاکم کیا تھا انکو کوفہ کا عمر اور عثمان نے اور روایت کیں ان سے حدیثیں خلق کثیر نے
صحابہ اور تابعین میں سے (وعن سعد بن ابی وقاص قال انی لاول العرب رمی بسهم فی سبیل الله متفق علیه) اور روایت ہے سعد سے کہا تحقیق میں اول عرب ہوں کہ
پھینکا تیر خدا کی راہ میں نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع ح یعنی مجھ سے پہلے کسی نے تیر راہ خدا میں نہیں مارا اور باعث اسکا یہ تھا کہ اول سال ہجری میں آنحضرت نے ابو عبیدہ
بن الحارث کو ساتھ ساٹھ سواروں کے واسطے جنگ ابو سفیان بن حرب اور مشرکوں کے بھیجا پس انمیں کچھ لڑائی نہیں واقع ہوئی مگر اسکے کہ سعد بن ابی وقاص نے ایک تیر
انکی طرف پھینکا اور یہ اول تیر تھا کہ اس امت میں راہ خدا میں مارا گیا (وعن عائشة قالت سهر رسول الله صلى الله عليه وسلم مقدمه المدينة ليلة فقال ليت رجلا صالحا
يحرسني اذ سمعنا صوت سلاح فقال من هذا فقال انا سعد قال ما جاء بك فقال وقع في نفسي خوف على رسول الله صلى الله عليه وسلم فجئت احرسه فدعا له رسول الله صلى الله
عليه وسلم ثم نام متفق عليه) اور روایت ہے عائشہ سے کہا انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وقت آنے اپنے کے مدینہ میں کسی غزوہ سے ایک رات نہیں سوئے خوف اعدا
دین کے پس فرمایا آنحضرت نے کاش کہ ایک مرد نیک بخت نگہبانی کرے میری ناگہاں سنی ہم نے آواز ہتھیار کی کہ تلوار و کمان وغیرہ کھٹ کھٹ ہوتے ہیں پس فرمایا آنحضرت نے
کون ہے کہا میں سعد ہوں فرمایا آنحضرت نے کیا چیز لائی تجھکو اور کیونکر آیا تو کہا سعد نے کہ واقع ہوا میرے دل میں خوف بہ نسبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اتفاقاً
ان اعداء دین سے کچھ ضرر پہونچا دیں پس آیا میں تا نگہبانی کروں انکی اور خدمت بجا لاؤں پس دعا کی سعد کے لیے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر آرام فرمایا نقل کی یہ
بخاری اور مسلم نے (وعن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكل امة امين وامين هذه الامة ابو عبيدة بن الجراح متفق عليه) اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ہر امت کے ایک امانتدار ہے کہ بیچ حقوق خدا اور خلق اور نفس کے خیانت نہیں کرتا اور امانتدار اس امت کا ابو عبیدہ
بن الجراح ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع ح اور خاص کیا انکو ساتھ امانت کے باوجود کہ امانت اور صحابہ میں بھی تھی اسلیے کہ انمیں غالب تھی یہ صفت بہ نسبت اور لوگوں کے
یا یہ صفت انمیں غالب تھی بہ نسبت انکی اور صفتوں کے اور مدح انکی میں کتنی ہی روایتیں آئی ہیں چنانچہ مرقات میں لکھی ہیں اور انکی نصائح میں سے یہ ایک نصیحت کیا کم
ہے بادروا السيئات القديمات بالحسنات الحادثات الا رب مبيض لثيابه مدنس لدينه الا رب مكرم لنفسه وهو لها مهين بیان کیا مولف نے کہ وہ ابو عامر بن عبد اللہ بن الجراح
قرشی فہری ہیں اسلام لائے ساتھ عثمان بن مظعون کے اور پہلے ہجرت کی طرف حبشہ کے اور پھر طرف مدینہ کے اور حاضر ہوئے سب جہادوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ اور ٹھہرے رہے آنحضرت کے ساتھ روز احد کے اور کڑیاں خود کی آنحضرت کے چہرہ مبارک پر گڑ گئی تھیں روز احد کے انہوں نے دانتوں سے پکڑ کے کھینچیں پر
اگلے دو دانت لگے کے انکے گر پڑے تھے یہ دراز قد خوش رو سبک گوشت تھے طاعون عمواس میں بیچ اردن کے سنہ اٹھارہ میں اور دفن کیے گئے بیسان میں اور نماز
پڑھی انپر معاذ بن جبل نے اور عمر انکی اٹھاون برس کی ہوئی (وعن ابن ابی مليكة قال سمعت عائشة وسئلت من كان رسول الله صلى الله عليه وسلم مستخلفا لو استخلفه
قالت ابو بكر فقيل لها ثم من بعد ابي بكر قالت عمر فقيل من بعد عمر قالت ابو عبيدة بن الجراح رواه مسلم) اور روایت ہے ابن ابی ملیکہ تابعی سے کہا سنا میں نے عائشہ سے
اس حال میں کہ پوچھی گئی تھیں وہ کہ کسکو آنحضرت خلیفہ کیا کرتے اگر فرضاً اپنے سامنے خلیفہ کرتے کسی کو صریحاً صحابہ میں سے کہا عائشہ نے کہ ابوبکر کو خلیفہ کرتے پس کہا گیا اور پوچھا
کہ پھر کسکو کرتے بعد ابی بکر کے کہا عائشہ نے کہ عمر کو کرتے کہا گیا کون ہے بعد عمر کے کہ اسکو خلیفہ کرتے کہا عائشہ نے کہ ابو عبیدہ بن الجراح کو خلیفہ کرتے نقل کی یہ مسلم نے ف ع ح
کہ امین تھے اور لائق اس کام کے اور ابوبکر صدیق نے بھی کہا اسوقت کہ خلیفہ کرتے تھے انکو کہ مجھکو خلافت سے کیا کام ہے یہ علی ہیں اور عمر ہیں اور ابو عبیدہ بن الجراح ہیں جسکو چاہو
انمیں خلیفہ کرو پس کہا صحابہ نے کہ تم سے کون زیادہ لائق ہے پیش کیا تمکو آنحضرت نے واسطے کار دین ہمارے کے یعنی امامت کے پس کون ہے کہ مؤخر کرے تمکو کہ راضی ہیں
اور اس سے معلوم ہوا کہ اعتقاد عائشہ کا یہ تھا کہ ابو عبیدہ اولیٰ تھے ساتھ خلافت کے بعد شیخین کے بقیہ اصحاب شوری سے (وعن ابی هريرة ان رسول الله صلى الله عليه

وَسَلَّمَ كَانَ عَلٰى حِرَاءٍ هُوَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِهْدَأْ فَمَا عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ اَوْ صِدِّيْقٌ اَوْ شَهِيْدٌ وَزَادَ بَعْضُهُمْ وَسَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ وَلَمْ يَذْكُرْ عَلِيًّا رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تھے پہاڑ حرا پر آنحضرت تھے اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور طلحہ اور زبیر پس ہلا پتھر حرا کا پس فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ٹھہر جا پس نہیں تجھ پر مگر پیغمبر یا صدیق یا شہید اور زیادہ کیا بعضوں نے راویوں میں سے یہ لفظ اور سعد بن ابی وقاص یعنی وہ بھی حرا پر تھے ہمراہ آنحضرت کے اور ذکر نہیں کیا اس بعض نے علی کا نقل کی یہ مسلم نے ف ع مراد شہید سے علی اور عثمان اور طلحہ اور زبیر ہیں کہ سب شہید ہوئے ہیں اور شہادت طلحہ اور زبیر کی بیچ واقعہ جنگ جمل کے ہے نہ معین بیچ صفین بلکہ پھر اس سے از راہ ظلم کے مارے گئے اور یہ ثابت ہی ہے کہ جو کوئی قتل کیا جاوے از راہ ظلم کے تو وہ شہید ہے اور ذکر نہیں کیا اس بعض نے علی کا اسکے پہلے جو لفظ زاد کا کہا انہیں مسامحہ ہے اسلیے کہ انہیں معارضہ و مبادلہ ہے نہ زیادہ اور وارد اشکال یہ لازم آتا ہے کہ سعد بن ابی وقاص قتل نہیں کیے گئے ہیں وہ اپنے قصر میں مرے ہیں کہ وادی عقیق میں تھا پس توجیہ اس روایت کی یا تو یہ ہے کہ فرمایا تغلیبا بعضا کہ انہیں شہید ہی تھے پس باعتبار الاکثر حکم الکل کے ایسا حکم فرمایا اور یا جیسے کہ سید جمال الدین نے کہا لائق یہ ہے کہ کہا جاوے کہ تھی موت انکی بسبب کسی مرض کے ایسے امراض میں سے کہ باعث ہوتے ہیں حکم شہادت کے مانند پیٹ کی بیماری وغیرہ کے

الفصل الثانی فصل دوسری (عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فِی الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِی الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِی الْجَنَّةِ وَعَلِیٌّ فِی الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِی الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِی الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِی الْجَنَّةِ وَسَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ فِی الْجَنَّةِ وَسَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ فِی الْجَنَّةِ وَاَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِی الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ) روایت ہے عبد الرحمن بن عوف سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر بہشت میں ہے اور عمر بہشت میں ہیں اور عثمان بہشت میں اور علی بہشت میں اور طلحہ بہشت میں اور زبیر بہشت میں عبد الرحمن بن عوف بہشت میں اور سعد بن ابی وقاص بہشت میں اور سعید بن زید بہشت میں اور ابو عبیدہ بن الجراح بہشت میں نقل کی یہ ترمذی نے اور نقل کی ابن ماجہ نے سعید بن زید سے ف ع سعید بن زید بہنوئی ہیں حضرت عمر کے کہ فاطمہ بہن حضرت عمر کی انکے منسوب تھیں اور فاطمہ کے اسلام لائے حضرت عمر سنہ اکیاون ہجری میں وفات ہوئی انکی اور مدفون ہوئے وہ بقیع میں کچھ اوپر ستر برس کی عمر تھی انکی اور ایک وجہ ہونے شہرت اور امتیاز ان دس بزرگواروں کے سے اوپر بشارت جنت کے یہ ہے کہ انکی بشارت ایک حدیث میں واقع ہوئی اور اوروں کی کئی وجہیں علما نے لکھی ہیں والا بشارت مخصوص و منحصر انہیں میں نہیں اوروں کے لیے بھی آئی ہے چنانچہ مذکور ہے اسا العلا اور یہاں ایک نکتہ ہے کہ اسپر متنبہ ہونا چاہیئے کہ ذکر خلفا اربعہ کا جس جگہ حدیثوں میں واقع ہوا ہے سب کا یا بعض کا اسی ترتیب سے ہوا ہے اور اس سے حقیت مذہب سنت و جماعت کی ثابت ہوتی ہے اور اسپر یہ گمان کرنا کہ راوی ترتیب کو تغیر دیکر موافق اعتقاد کے لائے ہوں بیجا ہے اور دلالت کرتا ہے تھوڑے سے تغیر اور تقدیم و تاخیر کی رعایت کرتے ہیں کہ جہاں مقصود میں فرق نہیں آتا یہاں کیونکر تغیر کرینگے جسطرح ہے اسی طرح ادا کرتے ہیں (وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْ بَكْرٍ وَاَشَدُّهُمْ فِیْ اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ وَاَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ وَاَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَاَقْرَؤُهُمْ اُبَیُّ بْنُ كَعْبٍ وَاَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنٌ وَاَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَرُوِیَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ مُرْسَلًا وَفِيْهِ وَاَقْضَاهُمْ عَلِیٌّ) اور روایت ہے انس سے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ مہربان ترین امت میری کا میری امت پر ابوبکر ہے کہ نرمی اور لطف و مہر سے لوگوں کو خدا کی طرف بلاتے ہیں اور پہونچاتے ہیں اور سخت ترین امت میری کا بیچ کار دین خدا کے عمر ہے کہ تشدد و سختی سے امر معروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں اور بہت سچا انکا حیا میں عثمان ہے ف ع صفت حیا کو عثمان رضہ کے ساتھ ایک طرح کی خصوصیت اور امتیاز تھا اور حیا شعبہ عظیمہ ہے ایمان کا اور ظاہرا بہت سچا اسلیے کہا کہ حیا کبھی بحکم طبیعت بشری کے بھی ہوتی ہے اگرچہ بحکم شرع حق اور درست نہو لیکن حیا صادق اور معتبر وہ ہے کہ موافق شریعت کے اور مطابق حق کے ہو ترجمہ اور بہت فرائض دان انکے زید بن ثابت ہیں ف ع علم فرائض و میراث یہ خوب جانتے تھے اور بڑے فقہا صحابہ میں سے تھے اور لکھنے والے وحی کے اور جمع کرنیوالے اور لکھنے والے قرآن کے بھی تھے ابوبکر اور عثمان رضی اللہ عنہما کے زمانہ خلافت میں ترجمہ اور بہت پڑھنے والا قرآن کا اور بہت ماہر تجوید قرآن میں ابی بن کعب ہے ف ع یہ بھی کاتب وحی تھے اور ان چھ صحابہ میں سے تھے کہ جنہوں نے قرآن یاد کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں انکو سید القرا کہتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا سید الانصار نام رکھا تھا اور عمر سید المسلمین کہتے تھے

اور جب سورہ لم یکن الذین نازل ہوئی تو آنحضرت نے فرمایا کہ خدا نے حکم کیا ہے کہ اسکو تجھ پر پڑھوں اور تجھے سناؤں انھوں نے کہا کہ کیا خدا نے میرا نام لیا ہے حضرت نے فرمایا ہاں
تیرا نام لیا ہے پس وہ رونے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی رونے لگے اور وفات ہوئی انکی بتیس میں سنہ تیس میں حدیثیں روایت کیں انسے خلق کثیر نے ترجمہ اور بہت جاننے والا
انکا حلال وحرام کو معاذ بن جبل ہے رضی اللہ عنہ جناب رضی اللہ عنہ انصار میں سے ہیں اور ان ستر لوگوں میں کے تھے کہ حاضر ہوئے عقبہ کو اور آنحضرت نے بھائی چارہ کروا دیا تھا
انمیں اور عبداللہ بن مسعود میں اور بعض نے کہا انمیں اور جعفر بن ابی طالب میں اور بھیجا انکو آنحضرت نے معلم اور قاضی کر کر یمن میں اور اسوقت میں اٹھارہ برس کے تھے
طاعون عمواس میں وفات پائی سنہ اٹھارہ میں اور عمر انکی اڑتیس برس کی ہوئی اور اسوقت کہتے تھے خداوندا رحمت ہے تیری تیرے بندوں پر خداوندا معاذ کو اور اسکے
اہل وعیال کو اس سے محروم نہ رکھ اور آیا ہے کہ وقت جانے کے اس عالم سے کہتے تھے خداوندا کر جیسا کہ چاہے تو قسم ہے تیری عزت کی جانتا ہے تو کہ میں تجھکو دوست رکھتا ہوں
یا کچھ اور طرح کہا واللہ اعلم اور ابن مسعود نے کہا تھے ہم تشبیہ دیتے معاذ کو ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ بیچ مضمون اس آیت کے کان امۃ قانتا للہ حنیفا اور فتوی دیا کرتے تھے
معاذ آنحضرت کے زمانہ میں اور ابوبکر کے زمانہ میں اور جب یمن میں گئے تو کہتے تھے عمر کہ خالی چھوڑا معاذ نے اہل مدینہ کو فقہ سے اور جو حاضر ہوئے وہ حضرتؐ کے ہمراہ جنگ بدر میں
اور جہادوں غیرہ میں اور وقت رحلت کے کہا اپنے یاروں کو کسوقت کہ وہ روئے کیوں روتے ہو اور کس چیز نے رلایا تمکو کہا لوگوں نے کہ روتے ہیں ہم علم پر کہ منقطع ہو گا
بسبب موت تمہاری کے کہا علم وایمان قائم ہیں روز قیامت تک تو تم حق کو جستجو کرو اور رد کرو باطل کو جسپر کہ ہو مناقب انکے بہت ہیں زیادہ از حد ترجمہ اور ہر امت
کے لیے امین ہے اور امین اس امت کا ابوعبیدہ بن الجراح ہے رضی اللہ عنہ اور ایک روایت میں ہے کہ پیغمبر کے لیے ایک امین ہے اور امین میرا ابوعبیدہ ہے اور انکے کمال زہد پر دلالت
کرتا ہے یہ قصہ جو ریاض میں مذکور ہے کہ کہا عروہ بن الزبیر نے جبکہ آئے عمر بن الخطاب شام میں ملے انسے بڑے بڑے امرا پس کہا عمر نے کہ کہاں ہیں بھائی میرے لوگوں نے
کہا کون کہا عمر نے ابوعبیدہ کہا لوگوں نے کہ آپ آتے ہیں تمہارے پاس پس جبکہ آئے انکے پاس اترے عمر سواری سے اور گلے لگایا انکو پھر انکے گھر میں گئے پس نہ دیکھا
کے گھر میں مگر ایک چھوٹی سی تلوار اور سپر اور کجاوہ اور اور روایت میں آیا ہے کہ حضرت عمر نے کہا ابوعبیدہ کو کہ ہمکو اپنے گھر میں لیجاؤ پس آئے انکے گھر میں پس نہ دیکھا کچھ کہا
کہاں ہے اسباب تمہارا نہیں دیکھتا ہوں مگر ایک نمدہ اور رکابی اور تلوار حالانکہ تم امیر ہو آیا تمہارے پاس کچھ کھانا ہے پس اٹھے ابوعبیدہ اور گھر کے اندر گئے اور لے آئے
کچھ چھوٹے چھوٹے ٹکڑے روٹی کے پس روئے عمر اور کہا فریب دیا ہم سب کو دنیا نے سوائے تیرے اے ابوعبیدہ اور یہ رضی اللہ عنہ قرشی ہیں ہفت واسطہ ساتھ آنحضرت
کے فہر بن مالک میں جمع ہوتے ہیں حاضر ہوئے ہیں تمام مشاہد میں ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور روز جنگ بدر کے اپنے باپ کو خدا اور رسول کی محبت میں
قتل کیا اور ثابت رہے ساتھ آنحضرت کے روز احد کے اور کھینچے دو حلقے خود کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسارۂ مبارک میں گڑ گئے تھے اپنے دانتوں سے اور
دو دانت انکے گر پڑے بسبب نکالنے کے زور سے اور انھوں نے بھی طاعون عمواس میں وفات پائی حضرت عمر کے عہد میں اور نماز انکی پڑھی معاذ بن جبل نے اور فرماتے تھے
حضرت عمر اپنی وفات کے دن کہ اگر ابوعبیدہ بن جراح ہوتے تو سپرد کرتا میں یہ کار انکو یعنی امر خلافت کو یا اختیار کو انکی مشاورت کے بلا تفویض کرتا میں واللہ اعلم
ترجمہ نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے اور کہا یہ حدیث صحیح ہے اور روایت کی گئی ہے معمر سے قتادہ سے بطریق ارسال کے اور عمر کی حدیث میں آیا ہے اور حاکم بحق زیادہ کرنے والا
میری امت میں سے علی ہے رضی اللہ عنہ اور اسلیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بے مشاورت اور بے فتوی انکے کے حکم نہیں کرتے تھے اور اگر حضرت علی موجود نہ ہوتے تو توقف کرتے
اور ظاہر تر یہ ہے کہ معنے اقضاہم کے یہ ہیں خوب جاننے والے احکام خصومت کے کہ محتاج ہے طرف قضا کے اور اس روایت میں فضیلت حضرت علی کی ابوبکر اور عمر پر ثابت نہیں
ہوئی کیونکہ فضل جزئی منافی فضل کلی کی نہیں ہے انکی شان میں اور بہت نصوص آئے ہیں چنانچہ یہ آیہ صریح حضرت ابوبکر کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے لا یستوی منکم من انفق
من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا یہ خاص ابوبکر ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ پہلے فتح مکہ کے انھوں نے اپنا مال جہاد میں
صرف کیا اس سبب سے فرمایا اللہ تعالے نے کہ انکے برابر کوئی نہیں ہو سکتا اور بہت روایتیں انکی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں حاصل یہ کہ حدیثیں متعارض ہیں اور
دلیلیں متناقض پس اعتبار اسکا ہے کہ جسپر اتفاق کیا جمہور صحابہ نے اور اجماع کیا اسپر اہل سنت نے اور وہ یہ ہے کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل حضرت ابوبکر ہیں باعتبار

کہ نہیں ثواب کے اور پھر عثمان رضی اللہ عنہم پھر جانے تو کہ علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما میں جنگ و خصومت واقع ہوئی۔ اور تحقیق دونوں جماعتین کہ برا کہتی تھیں بعض انکی بعض کو اور نہیں ظلم کیا کسی نے انمین سے ساتھ کفر و سیرون کے لیکن البتہ بعضی گنہگار ہوئے پس نہیں نسبت کفر کی کر سکتے ہیں ہم کسی کو بسبب جہل اور برا کہنے کے اور اعتقاد کرنا واجب ہے کہ امیرالمومنین علی نے اجتہاد کیا خلافت میں اور مصیب ہوئی اجتہاد میں اور تھے وہ سزاوارترین لوگوں سے ساتھ خلافت کے اسوقت میں اور معاویہ نے خطا کیا انمین اور خطا کی اجتہاد میں اور نہیں تھے وہ مستحق خلافت علی کے ہوتے واللہ تعالی ینفعنا بحبہم وحشرنا فی زمرتہم (وعن الزبیر قال کان علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم احد درعان فنہض الی الصخرۃ فلم یستطع فقعد طلحۃ تحتہ حتی استوی علی الصخرۃ فسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اوجب طلحۃ رواہ الترمذی) اور روایت ہے زبیر سے کہ تھا تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دو زرہیں روز احد کے ف ع بسبب مبالغہ کے بیچ امتثال قول اللہ تعالی کے خذوا حذرکم یعنی لو تم بچاؤ اپنا کہ سپر اور زرہ وغیرہ اسباب جنگ ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ استعمال ہتیارون کا اور لینا اسباب محافظت کا جنگ میں منافات ساتھ توکل کے نہیں رکھتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ ایسے امور واسطے تعلیم امت کے کرتے ہوں انحضرت پس اٹھے آنحضرت اور متوجہ ہوئے طرف ایک پتھر کے کہ وہاں تھا تا اوپر چڑھیں اور دیکھیں طرف کفار کے اور اونچے سے دکھائی دیں اہل اسلام کو پس نہ چڑھ سکے یعنے بسبب بوجھ زرہون کے پس بیٹھے طلحہ نیچے آنحضرت کے یہانتک کہ چڑھے اور قرار پکڑا آنحضرت نے اس پتھر پر پس سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے واجب کی طلحہ نے نقل کی ترمذی نے ف ع یعنی جنت جیسے کہ ایک روایت میں ہے اور ثابت کی یہ ہیں کہ انہوں نے ثابت کی بہشت اپنے لیے بسبب اس عمل کے یا بسبب اس چیز کے کی اسدن کے لیے اور پھر جوکھون اٹھائی کہ اپنے تئیں آنحضرت کی سپر کیا یہانتک کہ تیر لگے انکے بدن میں اور زخمی ہوا تمام جسد انکا یہانتک کہ شل ہوگیا ہاتھ انکا اور زخم لگے انکے کچھ اوپر اسی۔ جیسے کہ ستر میں بلکہ اور تھے صحابہ کہ جب ذکر کرتے روز احد کا کہتے کہ یہ دن سارا تھا واسطے طلحہ کے اور ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ عتبہ بن وقاص نے پتھر مارا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روز احد کے پس ٹوٹا داہنی طرف کا دندان مبارک آپ کا اور زخمی ہوا نیچے کا ہونٹھ اور عبداللہ بن شہاب زہری نے زخمی کی پیشانی انکی اور زخمی ہوا رخسار مبارک آپکا کہ بیٹھ گئیں دو کڑیاں زرہ کی رخسارہ مبارک میں اور گرے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک گڑھے میں ان گڑھون میں سے کہ کھودے تھے عامر نے تاکہ گر پڑین انمین مسلمان نادانستہ پس پکڑا حضرت علی نے ہاتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اٹھایا آپ کو طلحہ بن عبید اللہ نے یہانتک کہ سیدھے کھڑے ہوئے اور چوسا ابو سعید خدری نے خون رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسنے چوسا خون میرا انمین بس کریگی اسکو آگ (وعن جابر قال نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی طلحۃ بن عبید اللہ قال من احب ان ینظر الی رجل یمشی علی وجہ الارض وقد قضی نحبہ فلینظر الی ہذا وفی روایۃ من سرہ ان ینظر الی شہید یمشی علی وجہ الارض فلینظر الی طلحۃ بن عبید اللہ رواہ الترمذی) اور روایت ہے جابر سے کہ کہا دیکھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف طلحہ بن عبید اللہ کے فرمایا آنحضرت نے کہ جو کوئی دوست رکھے کہ دیکھے طرف اس شخص کے کہ چلتا ہے روے زمین پر اس حال میں کہ تحقیق مردہ ہے یا منتظر مرنے کے ہے یعنے اگر کوئی چاہے کہ مردہ کو دیکھے کہ روے زمین پر چلتا ہے تو پس چاہیے کہ دیکھے طرف اسکے یعنی طلحہ کے اور ایک روایت میں یون آیا ہے کہ جسکو خوش لگے کہ دیکھے طرف شہید کے کہ چلتا ہو روے زمین پر تو چاہیے کہ دیکھے طرف طلحہ بن عبید اللہ کے نقل کی یہ ترمذی نے ف ع اور تحقیق لفظ نحب کی یہ ہے کہ نحب ساتھ نون اور حے مہملہ اور بے موحدہ کے بمعنے نذر اور موت اجل کے آتا ہے اور بیچ آیہ کریمہ من المومنین رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ علیہ فمنہم من قضی نحبہ ومنہم من ینتظر کے ساتھ دونوں معنوں کے تفسیر کیا ہے مفسرون نے یعنے مسلمانوں میں سے ایسے مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا جو کچھ عہد باندھا تھا ساتھ خدا کے پس بعضوں نے انمین سے ادا کی اور پوری کی نذر کہ جان نثاری راہ خدا میں کی تھی یعنے شہید ہوئے راہ خدا میں اور بعضے انتظار اسکا کرتے ہیں اور حدیث میں بھی حمل کرنا دونوں معنوں پر درست ہے اور ظاہر دوسرے ہی معنی میں جیسے کہ دوسری روایت میں آیا ہے شہید یمشی علی وجہ الارض حاصل یہ کہ خبر دی کہ طلحہ ان لوگوں میں سے ہے کہ پوری کی نذر اپنی اور چکھی موت اسکی راہ میں اگرچہ زندہ ہے اور طلحہ نے اپنے تئیں سپر آنحضرت کی کیا تھا اور بہت گھایل ہوئے تھے روز احد کے چنانچہ اوپر کی حدیث میں ذکر

سا ہو پتے کے ہوتا ہو اور پتی کیکر کی اور تحقیق ایک ہمارا پاخانہ پھرتا تھا جیسے مینگنیاں کرتی ہیں بکریاں یعنی خشک ہوتا تھا مانند مینگنیوں کے درحالیکہ
نہیں تھی واسطے اسکے آمیزش یعنی اجزا اسکے بعضوں سے ملے نہیں تھے بسبب خشکی کے پھر ہو گئے بنو اسد کہ نام ایک قبیلہ کا ہے ادب
سکھلاتے ہیں مجھکو یا تو بیخ کرتے ہیں مجھکو اسلام پر ف یعنی نماز پر اسلئے کہ نماز ستون ہے اسلام کا یا تقدیر ہے اسکی علی عمدة شرائعہ اور مراد یہ ہے کہ وہ ڈ
سکھلاتے ہیں مجھکو اور تعلیم کرتے ہیں مجھکو نماز اور عار دلاتے ہیں مجھکو یہ کہ اچھی نہیں پڑھتا ہوں میں نماز ترجمہ البتہ تحقیق نا امید ہوا میں اسوقت یعنی
جبکہ اچھی نہ پڑھی میں نے نماز اور محتاج ہوا بنی اسد کی تعلیم کا اور گم ہوا عمل میرا یعنی تمام طاعات اور مجاہدے میرے اور سبقت میری اسلام میں اور ثابت قدمی
میری دین میں اور تھے بنو اسد کہ چغلی خوری اور شکایت کی تھی سعد بن ابی وقاص کی نزدیک عمر کے یعنی جبکہ عامل کیا تھا انکو حضرت عمر نے کوفہ کا ان
ایام میں وہ انکی شکایت کر دی کبھی کہتی لوگوں سے کہ ہاتھ پاؤنکا بھی ٹھیک نہ کہا تھا کہ نہیں اچھی طرح پڑھتے نماز نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنی شرائط یا
ارکان یا سنتیں نماز کی اچھی طرح ادا نہیں کرتے اور رعایت اسکے احوال کی نہیں کرتے پس حضرت عمر نے تہدید کر کے بھیجی انکو اور انہوں نے حضرت عمر سے حقیقت
حال ظاہر کی میں انکو آنحضرت کی نماز پڑھاتا ہوں کہ دراز کرتا ہوں پہلی دو رکعتوں میں اور تخفیف کرتا ہوں دو رکعت اخیر میں پس حضرت عمر نے تصدیق کی
انکی اور کہا گمان میرا ایسا ہی جیسا کہ تم کہتے ہو اور رد کیا بنی اسد کی باتوں کو اور مراد بنی اسد سے اولاد زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد کی ہے اور بیان سے
معلوم ہوتا ہے کہ فخر کرنا ساتھ فضل کے اور ظاہر کرنا اپنے کمال کا ساتھ بیان واقعی کے واسطے مصلحت دینی اور رفع کرنے عار و نقصان کے دین میں
جائز ہے اور صحابہ رض آپس میں فخر کیا کرتے تھے بسبب اغراض صحیحہ صالحہ کے (وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ رَأَيْتُنِي وَأَنَا ثَالِثُ الْإِسْلَامِ وَمَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلَّا فِي الْيَوْمِ الَّذِي أَسْلَمْتُ
فِيهِ وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَإِنِّي لَثُلُثُ الْإِسْلَامِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے سعد سے کہ کہا البتہ تحقیق جانتا ہوں میں اپنے تئیں اور میں تیسرا تھا اہل اسلام کا
ف یعنی دو شخص مسلمان ہو چکے تھے پیشتر اسلام میں ہوا اور مراد دو سے ابو بکر اور خدیجہ ہیں اور کلام انکا باعتبار مردوں بالغوں کے ہے نہیں ہے تا کہ حضرت علی نکلجاویں
کلام مذکور سے اور نہیں اسلام لایا کوئی یعنی ان لوگوں میں سے کہ اسلام لائے پہلے میرے مگر بیچ اسدن کے کہ اسلام لایا میں اسمیں اور البتہ تحقیق
ٹھہرا میں سات دن اس حالت پر کہ تحقیق میں البتہ تہائی اہل اسلام کا تھا نقل کی یہ بخاری نے ف یعنی میں اسلام لایا بعد دو شخصوں کے اور بعد ازان
سات روز گذرے کہ کوئی ان سات دنوں میں اسلام نہ لایا اور بعد سات دن کے اسلام لایا جو کہ لایا کہا بعضے محققین نے کہ تطبیق اسمیں اور درمیان خبر عمار کے
کہ کہا رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما معہ الا خمسة اعبد و امرأتان وابو بکر ساتھ اس طرح کے ہے کہ حمل کیا جاوے قول سعد کا بیچ احرار بالغین کے تا کہ
نکلجاویں غلام مذکور اور علی بایں کہ بالغ ہوئے ہوں نہیں (وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ لِنِسَائِهِ إِنَّ أَمْرَكُنَّ مِمَّا يُهِمُّنِي مِنْ بَعْدِي
وَلَنْ يَصْبِرَ عَلَيْكُنَّ إِلَّا الصَّابِرُونَ الصِّدِّيقُونَ قَالَتْ عَائِشَةُ يَعْنِي الْمُتَصَدِّقِينَ ثُمَّ قَالَتْ عَائِشَةُ لِأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَقَى اللَّهُ أَبَاكَ مِنْ سَلْسَبِيلِ الْجَنَّةِ
وَكَانَ ابْنُ عَوْفٍ قَدْ تَصَدَّقَ عَلَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِحَدِيقَةٍ بِيعَتْ بِأَرْبَعِينَ أَلْفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) روایت کرتی ہیں عائشہ رض کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنی بیبیوں کو کہ تحقیق کار تمہارا اور حال تمہارا اس قسم سے ہے کہ فکر میں ڈالتا ہے مجھکو بعد میرے ف یعنی بعد وفات میری اسلئے کہ میراث چھوڑی نہیں ہے تمہارے
لیے اور تمنے اختیار کیا آخرت کو دنیا پر جسوقت کہ اختیار دی گئی پس فکر چاہیے کہ بعد میرے حال تمہارا کیا ہوگا اور لوگ تم سے کیا معاملہ کرینگے اور کون متکفل
معیشت کا ہوگا اور توفیق اسکی پاویگا اور صبر نہیں کرینگے اوپر تنگی احوال تمہارے کے مگر صبر کرنیوالے ف یعنی جو کہ صبر کرتے ہیں مخالفت نفس
کو اختیار کرتے ہیں قلت کو اور دیتے ہیں زیادت کو اور صدیق ف یعنی جو کہ کامل ہیں صدق معاملہ میں اور ادائے حقوق میں اور کثیر الصدق خیر
کرتے ہیں اور سخاوت میں کہا عائشہ رض نے کہ مراد رکھتے تھے آنحضرت ان صابرون اور صدیقون سے صدقہ دینے والے اور خیر کرنے والے
اسلیے کہ سوق کلام واسطے نفقات انکے کے ہے پھر کہا عائشہ نے یعنی واسطے شکر گزاری اور اظہار منت داری عبد الرحمن بن عوف کے ساتھ بیٹے انکے

کہ ابو سلمہ ہی اور کبار تابعین سے ہی پلاوے خدا تعالے تیرے باپ کو سلسبیل سے کہ نام ایک چشمہ کا ہی بہشت مین اور تھا عبد الرحمن بن عوف کہ تحقیق تصدق کیا
تھا آنحضرت کی بیبیون پر ایک باغ کہ بیچا گیا چالیس ہزار درہم کو یا دینار کو نقل کی یہ ترمذی نے ف ع اور روایت مین آیا ہی کہ عبد الرحمن بن عوف نے وصیت کی
ساتھ دینے ایک باغ کے واسطے ازواج مطہرہ کے بیچا گیا چار لاکھ کو اور روایت کی یہ ترمذی نے اور کہا حسن غریب ہی اور زہری سے ہی کہ کہا تصدق کیا عبد الرحمن بن عوف نے
آنحضرت کے عہد مین آدھا مال اپنا اور چار ہزار یعنی درہم یا دینار پھر تصدق کیے چالیس ہزار دینار پھر لدوا دیے پانسو گھوڑے جہاد مین پھر لدوا دین پندرہ سو ہزار اونٹنیان
جہاد مین اور تھا اکثر مال انکا تجارت سے اور ایک روز عبد الرحمن نے لدوا دیے صحابہ کو ایک سو پچاس ہزار دینار پھر جب رات ہوئی بیٹھے اپنے گھر مین اور لکھی ایک فہرست
تفریق کرنے تمام مال کے مہاجرین اور انصار پر یہان تک کہ لکھا کہ قمیص جو میرے بدن پر ہی فلانے شخص کے لیے اور عمامہ میرا فلانے کے لیے اور نہین چھوڑا کچھ اپنے مال مین
مگر کہ لکھا اسکو فقرا کے لیے پھر جبکہ صبح کی نماز پڑھی پیچھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے جبرئیل اور کہا اے محمد اللہ تعالے نے فرمایا ہی کہ میری طرف سے عبد الرحمن کو
سلام اور قبول کر اس سے فرد پھر دے اسکو اور کہا گیا انکے لیے کہ تحقیق قبول کیا اللہ نے صدقہ تیرا اور وہ وکیل اللہ کا ہی اور وکیل رسول اسکے کا اور چاہیے کہ کرے اپنے
مال مین جو کچھ چاہے اور تصرف کرے اسمین جیسے کہ تصرف کرتا تھا پہلے اسکے اور نہین حساب ہی اسپر اور بشارت دے اسکو جنت کی اور آیا ہی کہ تیس ہزار بردے انھون نے آزاد
کیے اور بعد وفات کے چار بیبیان چھوڑ گئے تھین اور ہر بیوی کے حصے مین اسی اسی ہزار درہم آئے اور بعضی روایت مین آیا ہی کہ انکی میراث سولہ سہام پر تقسیم ہوئی پس پہونچے
ہر بیوی کے حصے مین دو دو لاکھ درہم (وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِأَزْوَاجِهِ إِنَّ الَّذِي يَحْنُو عَلَيْكُنَّ بَعْدِي هُوَ الصَّادِقُ
الْبَارُّ اللّٰهُمَّ اسْقِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ مِنْ سَلْسَبِيلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ أَحْمَدُ) اور روایت ہی ام سلمہ سے کہا انہون نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے واسطے
بیبیون اپنی کے کہ تحقیق وہ شخص کہ دیوے تمکو ساتھ پیون اپنے کے یعنی سخاوت کرے تمپر خرچ کرنے مین بعد وفات میری کے وہ ہی صادق الایمان صاحب احسان یا الٰہی
پلا عبد الرحمن بن عوف کو چشمہ بہشت سے نقل کی یہ احمد نے ف ع ظاہر ہی کہ یہ کلام ام سلمہ کا ہی جیسے کہ پہلی حدیث مین عائشہ سے مذکور ہوا اور بعضون نے کہا کہ کلام
آنحضرت کا ہی اسلیے کہ آنحضرت نے جانا تھا کہ عبد الرحمن رضی اللہ عنہ سے احسان بہ نسبت ازواج مطہرات کے وجود مین آویگا اور اسمین معجزہ آنحضرت کا ہی (وَعَنْ
حُذَيْفَةَ قَالَ جَاءَ أَهْلُ نَجْرَانَ إِلَى رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰہِ ابْعَثْ إِلَيْنَا رَجُلًا أَمِينًا فَقَالَ لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهَا
النَّاسُ قَالَ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہی حذیفہ بن الیمان سے کہ کبار صحابہ سے ہین اور صاحب سر آنحضرت کے کہا آئے اہل
نجران رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ف ع نجران ساتھ زبر نون اور جزم جیم کے نام ایک موضع کا ہی یمن مین کہ دسوین سال مین فتح ہوا اور نہایہ مین
ہی کہ وہ موضع ہی درمیان حجاز اور شام کے ترجمہ پس کہا انھون نے یا رسول بھیج طرف ہمارے ایک شخص امانت دار کہ ہمارے حق مین خیانت نہ کرے
تاکہ ہو امیر یا قاضی پس فرمایا آنحضرت نے کہ البتہ بھیجونگا مین طرف تمھارے ایک شخص امانت دار لائق اسکے کہ کہا جاوے اسکو امانت دار پس منتظر و متوقع
ہونے واسطے امارت کے لوگ ف ع کہ دیکھیے کون اس منصب پر مشرف و ممتاز ہوتا ہی اور یہ بات انکو فقط از راہ حرص حاصل کرنے صفت امانت کے تھی نہ واسطے
لینے امارت کے ترجمہ کہا حذیفہ نے پس بھیجا آنحضرت نے ابا عبیدہ بن الجراح کو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰہِ
مَنْ نُؤَمِّرُ بَعْدَكَ قَالَ إِنْ تُؤَمِّرُوا أَبَا بَكْرٍ تَجِدُوهُ أَمِينًا زَاهِدًا فِي الدُّنْيَا رَاغِبًا فِي الْآخِرَةِ وَإِنْ تُؤَمِّرُوا عُمَرَ تَجِدُوهُ قَوِيًّا أَمِينًا لَا يَخَافُ فِي اللّٰہِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَإِنْ تُؤَمِّرُوا عَلِيًّا
وَلَا أُرَاكُمْ فَاعِلِينَ تَجِدُوهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا يَأْخُذُ بِكُمُ الطَّرِيقَ الْمُسْتَقِيمَ رَوَاهُ أَحْمَدُ) اور روایت ہی علی رضی اللہ عنہ سے کہ کہا عرض کیا گیا آنحضرت سے کہ یا رسول اللہ
کس کو امیر کرین ہم اپنے پر بعد وفات آپکی کے فرمایا آنحضرت نے کہ اگر امیر کروگے تم بعد میرے ابو بکر کو پاوگے تم اسکو امانت دار یعنی حقوق دین اور دنیا مین یعنی حکم کریگا
ساتھ عدل کے بیرغبت دنیا مین راغب آخرت مین ف ع اسمین آگاہ کرنا ہی طرف اسکے کہ لائق یہ ہی کہ ہو خلیفہ ساتھ اس صفت کے تاکہ تمام ہو واسطے اسکے
اخلاص کہ موجب ہی خلاص کا اور ایک روایت مین ہی تجدوہ مسلما امینا اور ایک روایت مین ہی تجدوہ قویا فی امر اللہ ضعیفا فی نفسہ یعنی پاوگے اسکو قوی بیچ امر خدا

کہ ضعیف اپنے نفس کے حق میں ترجمہ اور اگر امیر کروگے تم عمر کو پاؤگے تم اسکو قوی یعنی قادر اوپر اٹھانے بوجھ امارت کے امین یعنے نہیں سرزد ہوگی اسسے خیانت
نہیں ڈرتا ہی بیچ جاری کرنے احکام دین خدا کے ملامت کسی ملامت کرنیوالے کے سے ف ع یعنے رعایت نہیں کرتے کسی کی امر دین میں اور سختی پر ہیں گرچہ
سخت ہیں دین میں جب شروع کرتے ہیں کوئی کام اپنے کا سوچتے نہیں سے تو نہیں ڈرتے ہیں انکار کسی منکر کے سے وہ کام کیے جاتے ہیں اور نہیں ڈرتا ہی انکو قول کسی قائل
کا اور نہ اعتراض کسی معترض کا اور نہ ملامت کسی ملامت کرنیوالے کی ایک روایت میں ہی تجدہ وہ قویا فی امر اللہ قویا فی نفسہ ترجمہ اور امیر کروگے تم علی کو حالانکہ تحقیق
نہیں گمان کرتا ہوں تمکو کرنیوالا یعنے امیر انکو بلا خلافت حال خلافت انکی پاؤگے اسکو راہ راست دکھانے والا یعنے مرشد مکمل اور راست پانیوالا کامل لیجائیگا اور لیجاویگا
تمکو راہ راست کو نقل کی یہ احمد نے ف ع یعنی یہ امر سپرد ہی تمہاری طرف نہ کی اسواسطے کہ تم امین ہو تم حق کو پہنچنے والے اعتماد میں نہیں جمع ہوتے تم اگر حق حضرت
پر اور اس حدیث میں ذکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نہیں ہی اور بعضوں نے کہا کہ شاید آنحضرت نے ذکر کیا ہو اور راوی بھول گیا ہو اور بعضوں نے کہا کہ ابوبکر کے بیان فرمانے
کے بعد اشارہ ہی طرف مقدم ہونے انکے کے اور نہیں ذکر کیا عثمان کو واسطے [illegible] لیکن لا اراکم کہنے میں اشارہ ہی طرف اسکے کہ وہ مقدم ہیں حضرت علی پر اور ممکن ہی یہ کہ کہا
ہو واسطے کہنے لا اراکم فاعلین کے یعنی نہیں گمان کرتا ہوں کہ تم امیر کروگے علی کو سب سے پہلے اسلیے کہ میں جانتا ہوں قضا و قدر الہی سے کہ عمر علی کی بہت دیر
ہی اور نہ کوریں کی عمر دن سے ہیں اگر وہ مقدم کیے جاویں تو فوت ہو اور دن کی خلافت باوجود اسکے مقدر ہو انکے لیے بھی خلافت بیقین ہی کہ علی کو تم سب سے پہلے
امیر نہیں کروگے یہ ظن بیان بمعنی یقین ہی انتہا اور حضرت شیخ نے لکھا ہی کہ اس حدیث میں دلیل ہی اسپر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تنصیص تعیین نہیں کی کسی کی
خلافت پر اور ظاہر یہ معلوم ہوتا ہی کہ مراد ساتھ امیر کرنے کے امیر کرنا بعد آنحضرت کے ہو بیواسطہ (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ زَوَّجَنِي
ابْنَتَهُ وَحَمَلَنِي إِلَى دَارِ الْهِجْرَةِ وَصَحِبَنِي فِي الْغَارِ وَأَعْتَقَ بِلَالًا مِنْ مَالِهِ رَحِمَ اللّٰهُ عُمَرَ يَقُولُ الْحَقَّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا تَرَكَهُ الْحَقُّ وَمَا لَهُ مِنْ صَدِيقٍ رَحِمَ اللّٰهُ عُثْمَانَ تَسْتَحْيِيهِ الْمَلَائِكَةُ
رَحِمَ اللّٰهُ عَلِيًّا اللّٰهُمَّ أَدِرِ الْحَقَّ مَعَهُ حَيْثُ دَارَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ) اور یہ بھی حضرت علی سے روایت ہی کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے رحمت کرے اللہ ابوبکر کو کہ نکاح کر دیا مجھسے اپنی بیٹی کا اور سوار کر لایا مجھکو اونٹنی پر طرف دار ہجرت کے ف ع یعنے مدینہ کے آیا ہی کہ ابوبکر نے دو اونٹنیاں پالکر
اور تیار کر رکھی تھیں کہ جب حکم ہجرت کا ہو پس ایک اونٹنی آنحضرت کے پاس لائے اور کہا یا رسول اللہ اسکو قبول کیجیے اور سوار ہوجیے فرمایا آنحضرت نے کہ میں
سوار نہیں ہونگا کہ وہ نہیں ہی میرے ہاتھ اور بدون اسکے قبول نہیں کرونگا میں پس آٹھ سو درہم کو وہ اونٹنی آنحضرت نے خریدی اور قرضوں کو ترجمہ ساتھ رہا میرے غار میں
یعنے وقت ہجرت کے اور آزاد کیا بلال کو اپنے مال سے یعنے اور کیا انکو خادم آنحضرت کا رحمت کرے اللہ عمر کو کہتا ہی صرف حق اگرچہ تلخ لگے کسی کو کر دیا اسکو حق گوئی نے
اس حالت میں کہ نہیں واسطے اسکے کوئی دوست ف ع یعنی وہ دوست کہ ہو دوستی اسکی واسطے مراعات اور مداہنت کے مطلق دوست کیونکہ آپ میں تو شک ہی
نہیں کہ صدیق اکبر دوست جانتے تھے انکو ترجمہ رحمت کرے اللہ تعالی عثمان کو حیا کرتے ہیں اس سے فرشتے رحمت کرے خداے تعالے علی کو خداوندا پھیر حق کو ساتھ علی
کے جدھر کہ پھرے علی ف ع یہ حدیث موافق اس حدیث کے ہی کہ سیوطی نے جمع الجوامع میں ذکر کی ہی القرآن مع علی وعلی مع القرآن یعنی قرآن ساتھ علی کے ہی اور علی ساتھ
قرآن کے ترجمہ نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہی باب مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ باب ہی نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے گھر والوں کی تعریف میں جاننا چاہیے کہ اطلاق اہل بیت کا کئی ہی معانی پر آیا ہی ایک تو وہ کہ حرام ہی اوپر انکے زکوۃ یعنی اور وہ بنی ہاشم ہیں اور شامل ہیں آل
عباس و آل علی و آل جعفر اور آل عقیل کو رضی اللہ عنہم سب سے اور کبھی معنی اہل وعیال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آیا ہی کہ داخل ہیں انمیں ازواج مطہرات
[illegible] آنحضرت کی بیبیوں کا اہل بیت میں سے ہونا ظاہر ہی اور مخالف ہی سوائے اس کے یہ [illegible] (إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا) اسلیے
کہ [illegible] اور آخر آیۃ میں [illegible] اس مضمون میں سے کہ درمیان میں واقع ہوا ہی نکالدینا ہی کلام کو اتساق و انتظام سے امام محمد فخرالدین
رازی نے [illegible] کہ یہ شامل ہی آنحضرت کی بیبیوں کو اسلیے کہ سیاق آیت یہ پکار رہا ہی اسی کو پس نکالنا انکا اس سے اور مخصوص کرنا ساتھ غیر انکے کے صحیح نہ ہوگا

اور یہ بھی کہا کہ اولی یہ ہے کہ کہا جاوے اہل بیت اولاد اور بیبیاں آنحضرت کی ہیں اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہما بھی ان میں سے ہیں اور علی مرتضی رضی اللہ عنہ بھی آپکے اہل بیت میں سے ہیں بسبب معاشرت اور ملازمت انکی کے ساتھ آنحضرت کے اور کبھی اطلاق اہل بیت کا اسطرح آیا ہے کہ ظاہر میں سمجھا جاتا ہے خاص ہونا اسکا ساتھ فاطمہ اور علی اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے روایت کرتے ہیں انس رض کہ آنحضرت گذرتے تھے حضرت فاطمہ رض کے گھر پر جب نماز فجر کے لیے مسجد کو آتے تھے اور کہتے تھے الصلوۃ یا اہل البیت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا روایت کی یہ ترمذی و ابن ابی شیبہ نے اور ام سلمہ سے آیا ہے کہ کہا کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہ خادم آیا اور خبر کی کہ علی رض اور فاطمہ رض گھر کے آستانہ پر کھڑے ہیں پس فرمایا آنحضرت نے مجھکو کہ کنارے ہو جا پس میں گھر کے اندر چلی گئی پس آئے علی اور فاطمہ رض انکے ساتھ حسن اور حسین تھے اور وہ دونوں لڑکے چھوٹے تھے پس بٹھایا آنحضرت نے حسن اور حسین کو اپنی گودی مبارک میں اور پکڑا علی کو اپنے ایک ہاتھ سے اور پکڑا فاطمہ رض کو دوسرے ہاتھ سے اور چمٹایا اپنے سے اور لپیٹی انپر کملی سیاہ کہ اوڑھے ہوئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کہا خداوندا یہ اہل بیت میرے ہیں لا طرف اپنے نہ طرف آگ کے مجھکو اور اہل بیت میرے کو اور یہ بھی ام سلمہ سے آیا ہے کہ کہا آنحضرت نے یہ مسجد میری حرام ہے ہر حائض پر عورتوں میں سے اور ہر جنبی پر مردوں میں سے مگر محمد پر اور اسکے اہل بیت پر کہ علی رض اور فاطمہ رض اور حسن رض اور حسین رض ہیں نہیں حرام روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے اور ضعیف کیا حاصل یہ کہ اطلاق اہل بیت کا ان چار تن پاک پر شائع اور مشہور ہے اور علما نے بیچ تطبیق ان اقوال کے اور توجیہ ان اطلاقات کے کہا ہے کہ بیت تین ہیں بیت نسب اور بیت سکنی اور بیت ولادت پس بنو ہاشم اولاد عبد المطلب کی اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں نسب کی جہت سے اور جد قریب کی اولاد کو بیت کہتے ہیں عرب کہتے ہیں فلانے کا گھر بزرگ ہے اور ازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت سکنی ہیں اور اطلاق اہل بیت کا مرد کی عورتوں پر بہت خاص اور بہت مشہور ہے بحسب عرف و عادت کے اور اولاد شریف آنحضرت کی اہل بیت ولادت ہیں اور باوجود شامل ہونے اہل بیت کے آنحضرت کی تمام اولاد کو علی رض اور فاطمہ رض اور حسن رض اور حسین رض انکے درمیان میں سے بسبب زیادتی فضل اور بزرگی اور تعلق محبت کے ممتاز مخصوص ہیں اور بیچ فضائل اور مناقب اور بزرگیوں انکی کے حدیثیں بیشمار وارد ہوئی ہیں اور مولف نے ذکر کیا ہے اس باب میں بعضی بنی ہاشم کو اور علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو اور ذکر کیا ابراہیم بن رسول اللہ کو اور زید بن حارثہ اور اسکے بیٹے اسامہ بن زید کو بھی ذکر کیا تقریبا واسطے کمال محبت اور عنایت آن سرور کے اونپر یا بسبب داخل کرنے انکے اہل بیت میں اور ذکر نہ کیا ازواج مطہرات کو اور عقد کیا انکے لیے ایک باب علیحدہ یا تو اس سبب سے کہ وہ مستقل ہیں ساتھ مناقب مخصوصہ کے یا اس سبب سے کہ نہ داخل کیجیے انکو اہل بیت میں بنا بر رعایت تعارف کے کہ عرف میں اطلاق اہل بیت کا انھیں چاروں پر ہوتا ہے واللہ اعلم

الفصل الاول فصل پہلی

(عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت ہذہ الآیۃ ندع ابناءنا وابناءکم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا و فاطمۃ وحسنا وحسینا فقال اللہم ہؤلاء اہل بیتی رواہ مسلم) روایت ہے سعد بن ابی وقاص سے کہ کہا جب اتری یہ آیۃ بلاویں ہم اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو بلایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن حسین کو پس کہا آنحضرت نے خداوندا یہ ہیں اہل بیت میرے نقل کی یہ مسلم نے

ف جاننا چاہیے اس آیۃ کو آیۃ مباہلہ کہتے ہیں اور بہل بھی لعنت کرنے کو ہے اور بہلہ ساتھ پیش اور زبر کے بمعنی لعنت کے اور مباہلہ لعنت کرنی ایک دوسرے کو اور دعا کرنی ساتھ لعنت کے اصل ابتہال کی تو یہ ہے بعد اسکے اطلاق کیا گیا اوپر اس دعا کے کہ کوشش کیجاوے اسمیں اور عادت عرب کی تھی کہ جب کوئی قوم آپسمیں اختلاف اور تکذیب ایک دوسرے کی کرتے اور ظلم کرتے تو باہر نکلتے اور لعنت کرتے ایک دوسرے کو اور کہتے لعنۃ اللہ علی الکاذب والظالم پس آنحضرت کو حکم ہوا درگاہ عزت سے کہ مباہلہ کرو ساتھ نصاری کے اور یہ آیۃ اتری فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین یعنے پس جو کوئی حجت کرے تجھسے اس قرآن میں یا دین میں پیچھے اسکے کہ آیا ہے تجھکو علم و شریعت پس کہہ آؤ بلاویں ہم اپنے بیٹوں کو اور بلاؤ تم اپنے بیٹوں کو اور بلاویں ہم اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنی ذاتوں کو

اور تمہاری ذاتون کو پھر دعا اور بدکرین ہم پس گردانین ہم لعنت خدا کی جھوٹون پر ہم ہون یا تم انتہی آئیں نکلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گود مین لیے ہوئے حسنؓ
اور حسینؓ کو کہ چھوٹے تھے اُن دنون مین اور فاطمہؓ تھین پیچھے آنحضرت کے اور علیؓ پیچھے فاطمہؓ کے اور حکم کیا آنحضرت نے انکو کہ جب مین دعا کرون تو تم آمین کہنا
پس جب پیشواے ترسایون نے اُنکو دیکھا تو کہا اپنی قوم سے واسطے تمہارے مین دیکھتا ہون ان موضون کو کہ اگر خدا سے درخواست کرین کہ پہاڑ کو اسکی جگہ سے
اُکھیڑ دے تو اُکھیڑ دے دیکھا چاہیے کہ کیا انوار تجلی اُسوقت اُنکے مُنہ پر چمکتے تھے کہ کافر بیگانہ نے اُسکو دریافت کیا اور انہوں در فتنہ ہوا مومن محب
یگانہ کا کہ اُس نور سے آشنا ہی کیا حال ہوگا پس کہا اُس ترسا نے کہ زنہار مباہلہ نہ کرنا ساتھ اُنکے وگرنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور جڑ سے اکھڑ جاؤ گے پس
جبراً قہراً فرمان برداری کی اور جزیہ قبول کیا اور چونکہ مناسبت معنوی باطن مین نہ رکھتے تھے مسلمان نہ ہوئے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر
مباہلہ کرتے وہ مسخ کیے جاتے بصورت بندرون اور سورون کے اور آگ ہو جاتا اُنپر تمام جنگل اور جڑ سے اکھڑ جاتے اور جلجاتے ساتھ پرندون کے
کہ درختون پر ہین (وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ
فَاَدْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَاَدْخَلَهُ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ
وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہی عائشہؓ سے کہ کہا باہر نکلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک صبح میں اس حال مین کہ آنحضرتؐ پر ایک کملی تھی نقش دار
سیاہ بالون سے پس آئے حسن بن علیؓ پس داخل کیا آنحضرتؐ نے انکو یعنی کملی مین پھر آئے امام حسینؓ پس داخل ہوئے امام حسینؓ ساتھ امام حسن کے پھر آئین
فاطمہؓ پس داخل کیا آنحضرتؐ نے فاطمہؓ کو پھر آئے علیؓ پس داخل کیا اُنکو پھر پڑھی یہ آیۃ نہین چاہتا ہی خدا تعالیٰ مگر یہ کہ دور کرے تمسے گناہون کی پلیدی
اے اہلبیت نبوت اور پاک کرے تمکو پاک کرنا نقل کی یہ مسلم نے ف ع اسمین دلیل ہی اسپر کہ بیویان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی اُنکی اہلبیت مین سے ہین
اسلیے کہ اسکے پہلے بھی ذکر بیویون کا ہی کہ فرمایا یا نساء النبی لستن کاحد من النساء اور بعد بھی اُنکا ذکر ہی کہ فرمایا واذکرن مایتلی فی بیوتکن پس ضمیر جمع مذکر کی
عنکم الرجس مین یا تو تعظیم کے لیے ہی یا واسطے غلبہ دینے مردون اہل بیت کے جیسے کہ سمجھی جاتی ہی یہ بات حدیث سے اور پاک کرے تمکو یعنی آلودہ ہونے
سے ساتھ پلیدیون کے اور میلون کے کہ مبتلا ہوتے ہین اسمین اکثر لوگ (وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ اِبْرَاهِيْمُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِنَّ لَهٗ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہی براء بن عازب سے کہ صحابی مشہور ہین کہا جسوقت کہ وفات پائی ابراہیم بیٹے آنحضرتؐ کے نے کہ ماریہ
قبطیہ سے تھے فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ تحقیق اسکے لیے دودھ پلانے والی ہی بہشت مین نقل کی یہ بخاری نے ف ع یعنی اسکو بہشت مین داخل کیا دودھ
پلانیوالی اسکے لیے مقرر ہوئی اور انہون نے مدت شیرخوارگی مین وفات پائی تھی اور بعضون نے تاویل کیا دودھ پلانیکے تمام کرنے کو ساتھ تمام کرنے حق تعالیٰ
کے لذت جنت اور نعمتون اسکی کو اُنکے لیے گویا کہ بجاے دودھ پلانیکے ہی لیکن ارتکاب مجاز کا غیر جائز ہی باوجود امکان حقیقت کے اور لفظ مرضع ساتھ پیش
میم اور زیر ضاد کے ہی یعنی دایہ کہ پوری کرے رضاعت اُنکی اور ایک نسخہ صحیح مین ساتھ زبر میم اور ضاد کے ہی یعنی جگہ دودھ پلانے کامل کی جنت مین ہی یا مصدر ہی
یعنی دودھ پلانے کے اور اسمین دلیل ظاہر ہی اسپر کہ صاحب کمال داخل ہوتے ہین جنت مین فی الحال بعد انتقال کے اور دلیل ہی اسپر کہ جنت وعدہ کی گئی پیدا
ہو چکی ہی اور موجود ہی (وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا اَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهٗ فَاَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ مَا تَخْفٰى مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰهَا قَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ ثُمَّ اَجْلَسَهَا ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيْدًا فَلَمَّا رَاٰى حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَاِذَا هِيَ تَضْحَكُ
فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلْتُهَا عَمَّا سَارَّكِ قَالَتْ مَا كُنْتُ لِاُفْشِيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهٗ فَلَمَّا تُوُفِّيَ
قُلْتُ عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِيْ عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَّا اَخْبَرْتِنِيْ قَالَتْ اَمَّا الْاٰنَ فَنَعَمْ اَمَّا حِيْنَ سَارَّنِيْ فِي الْاَمْرِ الْاَوَّلِ فَاِنَّهٗ اَخْبَرَنِيْ اَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُهٗ
الْقُرْاٰنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَاِنَّهٗ عَارَضَهٗ بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا اُرَى الْاَجَلَ اِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ فَاِنِّيْ نِعْمَ السَّلَفُ اَنَا لَكِ

فَبَكَتْ فَلَمَّا رَاى جَزَعَهَا سَارَّنِي الثَّانِيَةَ قَالَ يَا فَاطِمَةُ اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَسَارَّنِي
فَاَخْبَرَنِي اَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجَعِهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِي فَاَخْبَرَنِي اَنِّي اَوَّلُ اَهْلِ بَيْتِهِ اَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہی عائشہ سے کہ
کہا تھین ہم کہ بی بیان پیغمبر خدا کی ہین ہم نزدیک آنحضرت کے بیٹھی ہوئین پس آئین فاطمہ یعنی آنحضرت کی مرض الموت کے قریب یا مرض الموت
مین نہین چھپی تھی ہیئت اور روش چال فاطمہ کی ہیئت و روش چال پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سی فتح یعنی کچھ بھی جیسے کہ ایک روایت مین
لذا شیئا کا آیا ہی یعنی امتیاز نہ ہوسکتا تھا انکی اور حضرت کی چال مین دونون صاحب ایکہی طرح چلتے تھے ترجمہ پس جبکہ دیکھا آنحضرت نے فاطمہ کو
فرمایا فراخی اور کشادگی ہو بیٹی میری کو پھر بٹھایا آنحضرت نے فاطمہ کو فتح یعنی حکم دیا انکو بیٹھنے کا پاس اپنے اور ایک روایت مین آیا ہی عن یمینہ
او عن شمالہ یعنے داہنی طرف بٹھایا یا بائین طرف ترجمہ پھر بات کی انسے چپکے سے پس روئین فاطمہ رونا شدت سے پس جبکہ دیکھی آنحضرت نے
بہت غمگینی فاطمہ کی کچھ چپکے سے کہا انسے دوسری بار پس ناگہان وہ ہنسنے لگین پس جبکہ اٹھے پیغمبر خدا یعنی اس مجلس سے طہارت وضو کے
لیے پوچھا مین نے فاطمہ سے اور کہا مین نے کیا سرگوشی کی آنحضرت نے تمسے کہا فاطمہ نے نہین ہون مین کہ پراگندہ اور ظاہر کردون بھید آنحضرت کا
فتح ع یعنی جو چیز انھون نے چھپائی مین اسکو کیونکر ظاہر کردون اسلیے کہ وہ اگر چاہتے ظاہر کرنا اسکا تو نہ چھپاتے تم اسکو اور اس سے معلوم ہوا
کہ مستحب ہی چھپانا بھید بڑون اور دوستون کا انھیں سے ترجمہ پس جب وفات ہوئی آنحضرت کی کہا مین نے یعنی فاطمہ سے قسم دیتی ہون
مین تجھکو ساتھ اس حق کے کہ واسطے میرے ہی اوپر تمہارے کہ وہ حق اوری ہی یا اخوت یا محبت نہین طلب کرتی مین تمسے مگر یہ کہ خبر دو تم مجھکو
اس چیز کی کہ چپکے سے کہی تھی تمسے آنحضرت نے کہا فاطمہ نے ابھی اب کہ آنحضرت اس عالم سے گئے پس ہان کہتی ہون مین اور تفصیل اسکی یہ ہی اسپر
جسوقت کہ چپکے سے کہا آنحضرت نے مجھسے اول بار مین پس تحقیق آنحضرت نے خبر دی مجھکو کہ جبرئیل دور کرتے تھے مجھسے قرآن کا ہر برس مین ایکبار یعنی
رمضان مین اور تحقیق جبرئیل نے دور کیا قرآن کا اس سال مین مجھسے دوبار فتح یعنی جتنا قرآن نازل ہوتا تھا ہر سال مین رمضان مین اس سب کا دور کرتے
یاد داشت کے لیے اور تاکہ ظاہر ہوجاے ناسخ منسوخ دور مین اور اسمین اشارہ ہی طرف استحباب دور کے اور یہ بھی اشارہ ہی کہ یہ حدیث آنحضرت نے اپنی عمر کے اخیر
رمضان کے بعد فرمائی ترجمہ اور نہین گمان کرتا ہون مین اجل کو مگر کہ تحقیق نزدیک پہونچی فتح اسلیے کہ دوبار دور کرنا برخلاف معتاد کے مشعر ہی اوپر وصیت کرنیکے
ساتھ حفظ قرآن کے اور یاد کرنے احکام اسکے کے تا کامل ہو امر دین کا اور تمام ہو نعمت ترجمہ پس تقوی کر اے فاطمہ یعنے مداومت کر تقوی پر یا زیادہ کر اسکو جہانتک کہ ہوسکے
اور صبر کر یعنے طاقت پر اور مصیبت سے اور بلاؤن مین خصوصًا میری مفارقت پر پس تحقیق مین اچھا پیش رو ہون واسطے تیرے یعنی علی الخصوص پس جب آنحضرت نے
خبر دی اپنی وفات کی تو روئی مین پس جبکہ دیکھی آنحضرت نے بے صبری میری تو سرگوشی کی مجھسے دوسری بار فرمایا اے فاطمہ راضی نہین ہی تو کہ ہووے تو بہترین
عورتون کی بہشت کی عورتون مین سے یعنی تمام عورتون مین سے یعنی تمام عورتون سے بہتر ہووے تو یا خاص اس امت کی عورتون سے یا فرمایا ہووے تو
عالمین کی عورتون کی سردار یعنے دل تنگ مت رہ اور خدا سے راضی اور شاکر رہ کہ تجھکو یہ مرتبہ دیا ہی اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ کہا فاطمہ نے پس سرگوشی
کی آنحضرت نے مجھسے پس خبر دی مجھکو کہ وفات پاوینگے اس بیماری مین پس روئی مین پھر سرگوشی کی آنحضرت نے مجھسے پس خبر دی مجھکو کہ مین اول اہل بیت انکے
کی ہون کہ مین انکے پیچھے جاؤنگی مین فتح یعنی بعد انکے جلدی اس عالم سے جاؤنگی مین پس ہنسی مین جاننا چاہیے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہی اوپر فضیلت
فاطمہ کے تمام مومن بیویون پر حتے کہ مریم اور خدیجہ اور عائشہ رض سے بھی اسی طرح کہا ہی سیوطی نے اور بعضی حدیثون مین مریم بنت عمران کہ عمومًا کو
سے کہ زہرا رضی اللہ عنہا کو انپر فضیلت دی ہی استثنا کیا ہی اور حدیث مین آیا ہی کہ مثل فاطمہ کے اس امت مین مثل مریم کے ہی بیچ قوم اپنی
کے یعنی فاضل تر غیر لینے سے اور ہوسکتا ہی کہ اختلاف ان خبرون کا اس سبب سے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتدریج اطلاع ہوئی ہو

اور یہ فضیلت فاطمہؓ کے ساتھ وہی ہے اور اعلام ہیں دو کار کے تو آخر کو عموم فضل اُنکا تمام عالم کی عورتوں پر ثابت ہوا واللہ اعلم اور بعضے علما عائشہ کو فضیلت
دیتے ہیں فاطمہؓ پر بسبب اسکے کہ عائشہ پیغمبر کے ساتھ بہشت میں ہونگی اور فاطمہؓ علی کے ساتھ اور اسمیں شبہ نہیں کہ مقام اور مکان پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلی اور
اشرف ہوگا مقام علی سے ولیکن حدیثوں میں واقع ہوا ہے کہ آنحضرت نے فاطمہ کو خطاب کیا کہ میں اور تو اور علی اور حسن اور حسین ایک مکان اور ایک مقام میں
ہونگے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ عائشہ بعد وفات خلفا اربعہ کے زمانہ میں فتوی دیتی تھیں اور اجتہاد کرتی تھیں اور سیوطی فتادی میں کہتے ہیں کہ یہاں تین مذہب ہیں صحیح تر
مذہب کا یہ ہے کہ فاطمہؓ افضل ہیں عائشہ رضی سے اور بعضے کہتے ہیں کہ برابر ہیں فاطمہؓ اور عائشہؓ اور بعضے توقف میں ہیں اور استروشنی حنفیہ میں سے اور بعضی شافعیہ توقف کی
طرف بہت مائل ہیں اور جب امام مالک سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ فاطمہ پیغمبر کے گوشت کا ٹکڑا ہے اور نہیں فضیلت دیتا ہوں میں کسی کو رسول اللہ کے گوشت کے ٹکڑے پر اور امام
سبکی نے فرمایا ہے کہ جو کچھ کہ مختار رہا ہے اور دین ہمارے کا یہ ہے کہ فاطمہؓ افضل ہیں اور بعد اُنکے ماں اُنکی خدیجہ بعد اُنکے عائشہ رضی اللہ عنہن اجمعین اور خدیجہؓ اور عائشہؓ
میں اختلاف رکھتے ہیں اور حق یہ ہے کہ حیثیتیں مختلف ہیں اور بعضی فضیلت بھی کثرت ثواب سے مراد رکھتے ہیں کہ علما نے اعتبار کیا ہے ولیکن کوئی سبب شرف ذات اور
طہارت طینت اور پاکی جوہر کے فاطمہ اور حسن اور حسین کو نہیں پہونچتا واللہ اعلم کہا مولف نے کہ یہ فاطمہ کبری بیٹی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ماں اُنکی خدیجہ
ہیں اور یہ آنحضرت کی سب بیٹیوں میں چھوٹی بیٹی ہیں بموجب ایک قول کے اور یہ سردار ہیں تمام عالم کے بیبیوں کی نکاح کیا اُنسے علی بن ابی طالب نے سنہ ۲
دوسرے ہجری میں رمضان کے مہینے میں اور بنا کیا اُنپر یعنی شب زفاف ہوا اُنسے ذیحجہ میں پس جنین اُنسے حسن اور حسین اور محسن اور زینب اور ام کلثوم اور
رقیہ اور مریں مدینہ میں آنحضرت کی وفات کے چھ مہینے بعد اور بعضوں نے کہا تین مہینے بعد اس حال میں کہ عمر اُنکی انتیس برس کی تھی اور غسل دیا اُنکو علی رضی نے اور
نماز پڑھی اُنپر اور دفن کی گئیں رات کو اور روایت کیں اُنسے حدیثیں علی نے اور اُنکے بیٹوں حسنؓ اور حسینؓ نے اور اور جماعت نے ہے اور آپ انکے کہا عائشہ رضی نے
کہ نہیں دیکھا میں نے کسی کو ہرگز صادق زیادہ فاطمہؓ سے سوا باپ انکے کے ترجمہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّي فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي وَفِي رِوَايَةٍ يُرِيبُنِي مَا أَرَابَهَا وَيُؤْذِينِي مَا آذَاهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے مسور
بن مخرمہ سے یہ کہ تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے ف ع ح یعنی وہ جزو ہیں مجھسے اور کیا خوب کہا ہے امام مالک نے
ولا افضل احدا علی بضعة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ پس جسنے غصہ میں ڈالا اسکو پس گویا کہ غصہ میں ڈالا مجھکو ف ع ح یعنی بسبب حرمت اتحاد
کے پس اسمیں ایکطرح کی تشبیہ بلیغ ہے پس دفع ہوا دلیل پکڑنا سبکی کا اسپر کہ جسنے برا کہا فاطمہ کو کافر ہوتا ہے اسلیے کہ ظاہر یہ ہے اسطرح کا کلام محمول ہے اوپر کمال
اتحاد و اختلاط کے اور اسی قبیل کا ہے قول علیہ السلام کا کہ جسنے ایذا دی مسلمان کو پس تحقیق ایذا دی مجھکو اور جسنے ایذا دی مجھکو پس تحقیق ایذا دی اللہ کو
روایت کی یہ ابن عساکر نے علی رضی سے اور اسی قبیل کی یہ حدیث ہے کہ جسنے دوست رکھا انصار کو پس تحقیق دوست رکھا اسکو اللہ نے اور جسنے دشمن رکھا
انصار کو دشمن رکھا اسکو اللہ نے اور اسی قبیل کی یہ حدیث کہ دوست رکھنا قریش کا ایمان ہے اور دشمن رکھنا اُنکا کفر ہے اور دوست رکھنا عرب کا ایمان ہے اور
دشمن رکھنا اُنکا کفر ہے پس جسنے دوست رکھا عرب کو پس تحقیق دوست رکھا مجھکو اور جسنے دشمن رکھا عرب کو پس تحقیق دشمن رکھا مجھکو ترجمہ اور ایک روایت میں
ہے بجائے بعد قول آنحضرت کے فمن اغضبنی یا زیادہ اسپر قلق میں ڈالتے ہیں مجھکو یعنے ظاہر میں وہ چیز کہ قلق میں ڈالتی ہے فاطمہ کو اور ایذا دیتی ہے مجھکو یعنی
باطن میں وہ چیز کہ ایذا دیتی ہے اسکو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ح ع روایتوں میں آیا ہے کہ حارث بن ہشام ابوجہل کے بھائی نے چاہا کہ نکاح کر دے
ابوجہل کی بیٹی کا کہ نام اسکا عوراء تھا ساتھ علی بن ابی طالب کے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ علی نے خواستگاری کی اُسکی اُسکے چچا سے کہ حارث
بن ہشام نام تھا اسکا اور مشورہ کیا آنحضرت سے آپنے فرمایا کہ ہرگز اذن نہیں دیتے کا میں اسکا اور غصہ ہوئے آپ اور یہ حدیث فرمائی اور کہا میں حرام نہیں کرتا
حلال کو اور حلال نہیں کرتا حرام کو ولیکن ہرگز نہیں جمع ہونے کی بیٹی دوست خدا کی اور بیٹی دشمن خدا کی ایک جگہ پس علی مرتضی آئے اور عذر خواہی کی

اور کہا مین ہرگز نہین کرنیکا وہ چیز کہ آپ کو ناخوش آوے یا رسول اللہ اور اس حدیث کے بہت طریق ہین اور روایت مین سر اس حدیث کا یون آیا ہی کہ کہا
مسور نے کہ سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے اس حال مین کہ وہ منبر پر تھے کہ بیٹے ہشام بن مغیرہ کے مین اذن چاہتے تجھسے یہ کہ نکاح کردین ابوجہل کی بیٹی کا
علی ابن ابی طالب سے اور نہین اذن دیتا مین پھر نہین اذن دیتا مین مگر یہ کہ ارادہ کرے بیٹا ابوطالب کا یہ کہ طلاق دیدے بیٹی میری کو اور نکاح کرلے بیٹی اُنکی سے
پس سوا اسکے نہین کہ فاطمہ ٹکڑا میرا ہی قلق مین ڈالتی ہی مجھکو الخ اور شرح مسلم مین لکھا ہی کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ حرام ہی ایذا دینی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
بہرحال اور ہر وجہ کر اگرچہ پیدا ہو ایذا اُس چیز سے کہ ہو اصل اُسکی مباح اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے خواص سے ہی اور حضرت علی رض کے نکاح کو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا بسبب دو وجہون کے ایک تو یہ کرنا اُنکا باعث تھا حضرت فاطمہ کی ایذا کا اور اُس سے ایذا پاتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پس ہلاک ہوتے
علی آنحضرت کی ایذا سے پس منع فرمایا اُس سے بسبب کمال شفقت کے علی رض پر اور دوسرے یہ کہ آنحضرت نے خوف کیا فتنہ کا فاطمہ پر بسبب غیرت کے اور بعضون نے
کہا کہ نہین تھی مراد آنحضرت کے قول لا اذن سے منع کرنا جمع اُسکی سے بلکہ معنی اسکے یہ ہین کہ آنحضرت نے خبر دی قضاء الٰہی کی کہ مقدر یہ ہی کہ دونون نہین
جمع ہونگے اور یحییٰ بیٹے سعید بن القطان سے منقول ہی کہ کہا ذکر کیا مین نے عبد اللہ بن داؤد سے قول نبی کا لا اذن الا ان یحب علی ان یطلق ابنتی وینکح ابنتہم
کہا ابن داؤد نے کہ حرام کیا اللہ تعالے نے علی پر یہ کہ نکاح کرین کسی سے فاطمہ پر اُنکی حیات مین ساتھ قول اپنے کے وما اتٰکم الرسول فخذوہ وما نہٰکم عنہ فانتہوا یعنے
اور جو کچھ دیوے تمکو رسول پس لیاو اُسکو اور جس چیز سے منع کرے تمکو پس باز رہو پس جب فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین اذن دیتا ہون مین تو نہ
حلال ہوا علی کو کہ نکاح کرین کسی سے فاطمہ رض پر مگر یہ کہ اذن دین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور سنا مین نے عمر بن داؤد سے کہ کہتے تھے جب فرمایا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ فاطمہ ٹکڑا میرے گوشت کا ہی قلق مین ڈالتی ہی مجھکو وہ چیز کہ قلق مین ڈالتی ہی اُسکو اور ایذا دیتی ہی مجھکو وہ چیز کہ ایذا دیتی ہی اُسکو حرام کیا اللہ
نے علی پر یہ کہ نکاح کرین فاطمہ پر اور ایذا دین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ قول اپنے کے وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ یعنی نہین لائق ہی تمکو یہ کہ ایذا دو
رسول خدا کو نقل کی یہ دونون روایتین حافظ ابو القاسم دمشقی نے اور جامع مین ہی کہ فرمایا آنحضرت نے فاطمہ مجھسے ہی روکے دیتی ہی دل میرا وہ چیز کہ روکے دیتی ہی
فاطمہ کے دل کو اور کشادہ دل کردیتی ہی مجھکو وہ چیز کہ کشادہ دل کردیتی ہی فاطمہ کو اور نسب منقطع ہو جاوینگے روز قیامت کے سوائے نسب میرے کے اور سبب
میرے کے اور سسرال میری کے صواعق مین روایت ہی ابی ایوب سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ ہوویگا دن قیامت کا پکاریگا پکارنیوالا
عرش کے اندر سے یا اہل الجمع نکسوا رؤسکم وغضوا ابصارکم حتی تمر فاطمۃ بنت محمد علی الصراط فتمر مع سبعین الف جاریۃ من الحور العین کمر البرق یعنی اے اہل محشر جھکا
لو تم سر اپنے اور بند کرلو آنکھین اپنی یہانتک کہ گذر جاوے فاطمہ بیٹی محمد کی صراط پر پس گذریگی ساتھ ستر ہزار لونڈیون کے حورعین سے مانند گذرنے بجلی
کے اور ثوبان سے روایت ہی کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ارادہ سفر کا کرتے تو سب سے اخیر کو فاطمہ سے ملنے کو آتے اور جب آپ سفر سے آتے
تو سب سے پہلے فاطمہ کے پاس آتے (وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا فِیْنَا خَطِیْبًا بِمَاءٍ یُدْعٰی خُمًّا بَیْنَ
مَکَّۃَ وَالْمَدِیْنَۃِ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ وَوَعَظَ وَذَکَّرَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَلَا اَیُّہَا النَّاسُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ یُوْشِکُ اَنْ یَّاْتِیَ رَسُوْلُ رَبِّیْ فَاُجِیْبَ وَاَنَا تَارِکٌ
فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ اَوَّلُہُمَا کِتَابُ اللّٰہِ فِیْہِ الْہُدٰی وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِکِتَابِ اللّٰہِ وَاسْتَمْسِکُوْا بِہٖ فَحَثَّ عَلٰی کِتَابِ اللّٰہِ وَرَغَّبَ فِیْہِ ثُمَّ قَالَ وَاَہْلُ
بَیْتِیْ اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِیْ اَہْلِ بَیْتِیْ اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِیْ اَہْلِ بَیْتِیْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ کِتَابُ اللّٰہِ ہُوَ حَبْلُ اللّٰہِ مَنِ اتَّبَعَہٗ کَانَ عَلَی الْہُدٰی وَمَنْ تَرَکَہٗ کَانَ عَلَی الضَّلَالَۃِ
رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہی زید بن ارقم سے کہا اُنہنے کہ کھڑے ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز درمیان ہمارے خطبہ فرماتے
ایک پانی پر یعنے ایک موضع مین کہ اُسمین پانی تھا نام رکھا جاتا تھا اُس پانی کا یا اُس مکان کا خم ساتھ ضمہ خ اور تشدید میم
ایک موضع ہی جحفہ مین ترجمہ درمیان مکہ اور مدینہ کے ف ع اوپر گذرا کہ یہ تھا وقت رجوع کرنے آنحضرت کے مکہ سے اور متوجہ ہوتے ہوئے اُنکے

کے طرف مدینہ کے سال حجۃ الوداع مین انتہی اور شیخ نے لکھا ہی کہ غدیر خم کہ اوپر بیچ باب مناقب علی مرتضیٰ کے مذکور ہوا عبارت اس سے ہی غدیر ہو حوض پانی
کا اور خم نام اس موضع کا ہی اور اس پانی کو نام غدیر کہتے ہین اور یہ موضع درمیان مکہ اور مدینہ کے ہی جحفہ مین کہ نام موضع مشہور کا ہی ترجمہ پس تعریف
کی اللہ کی اور ثنا کی اسپر اور نصیحت کی لوگون کو یعنی ساتھ اس چیز کے کہ نفع دے انکو اور یاد دلایا انکو ثواب و عذاب خدا تعالی کا اور تنبیہ کیا انکو نیند
غفلت سے پھر فرمایا آنحضرت نے اسپر بعد حمد و ثنا کے آگاہ ہوا ای لوگو نہین ہون مین مگر آدمی مثل تمھارے لیکن امتیاز میرا تمسے یہ ہی کہ وحی بھیجی جاتی ہی
طرف میرے قریب ہی کہ آوے میرے پاس بھیجا ہوا پروردگار میرے کا ف ع یعنے جبرئیل اور انکے ساتھ عزرائیل ہون یا مراد بھیجے ہوئے سے ملک الموت
ہی یعنی عزرائیل کہ جان لینے کو آوے ترجمہ پس قبول کرون مین امر پروردگار کو ف ع واقع مین قریب تھی اجل آنحضرت کی کیونکہ یہ واقعہ آخر ذی حجہ
مین تھا بعد پھرنے کے حجۃ الوداع سے اور رحلت ہوئی آپکی بیچ ربیع الاول مین ترجمہ اور مین چھوڑنے والا ہون درمیان تمھارے دو چیزین بھاری ف
ع کہا کتاب اللہ اور اہلبیت رسول اللہ ہین جیسے کہ آگے بیان فرمایا ثقل ساتھ دو زبر کے گرانی اور بوجھ اور ساتھ دو زبر کے اسباب مسافر کا اور حشم اسکا اور ہر چیز
نفیس اسیطرح ہی قاموس مین اور کہا کہ حدیث مین یہی معنی مراد ہین یعنی چیز نفیس اور بعضون نے کہا کہ ثقلین یعنی دو امر عظیم کے ہی کتاب اللہ اور اہل بیت کہا
امر عظیم کہا بسبب بڑی ہونے قدر انکی کے یا اس سبب سے کہ عمل کرنا انپر بھاری ہی انکے تابعین پہ کہ ہر کوئی بوجھ اسکا نہین اٹھا سکتا اور جن و انس کو بھی
ثقلین کہتے ہین کہ بوجھ زمین کے ہین جیسے کہ جانور پر بوجھ لادتے ہین اور متاع زمین کے ہین کہ انکے سبب سے زمین آباد ہی یا ثقلین کہا انکو باعتبار نفاست
انکی کے نسبت اور حیوانات کے اور مشابہت دینے کے ساتھ انکے اور کتاب اللہ اور اہلبیت اس بات مین کہ دین سنورتا ہی اور آباد ہوتا ہی سبب انکے جیسے کہ آباد ہوتی ہی دنیا
بسبب ثقلین یعنی جن و انس کے بعد ازان بیان کیا ثقلین کو فرمایا ترجمہ کہ اول ثقلین کا قرآن ہی کہ اسمین بیان راہ راست کا ہی کہ دنیا اور آخرت کی سعادت کو
پہونچاتا ہی اور اسمین نور ہی ف ع یعنی بیان اعمال کا ہی کہ اس سے راہ حق روشن ہوتی ہی اور آسانی سے منزل مقصود کو پہونچاتا ہی یا نور قلب ہی واسطے
استقامت کے یا سبب ظاہر ہونے نور کا ہی روز قیامت کے اور نور قرآن کے نامون مین سے ہی ترجمہ پس پکڑو تم کتاب اللہ کو یعنی استنباط مسائل کرو اس سے
اور یاد کرو اسکو اور علم حاصل کرو اسکا اور چنگل مارو ساتھ اسکے ف ع یعنی باعتبار اعتقاد کے عمل کے اور جملہ کتاب اللہ سے عمل کرنا ہی احادیث رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم پر بسبب فرمانے حق سبحانہ تعالی کے وما آتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا یعنی جو کچھ دیوے تمکو رسول پس لے لو اسکو اور جس چیز سے منع کرے
تمکو پس باز رہو اس سے اور فرمایا ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ یعنی اور جو کوئی اطاعت کرے رسول کی پس تحقیق اطاعت کی اللہ کی اور فرمایا قل ان کنتم تحبون
اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی کہو اگر دوست رکھتے ہو تم اللہ کو پس پیروی کرو میری دوست رکھیگا تمکو اللہ اور ایک روایت میں یہ جملہ یون آیا ہی فتمسکوا بکتاب اللہ
وخذوا بہ یعنی پس چنگل مارو ساتھ کتاب اللہ کے اور پکڑو اسکو ترجمہ پس برانگیختہ کیا آنحضرت نے صحابہ کو اوپر کتاب اللہ کے ف ع یعنی محافظت اسکی کے اور رعایت
کرنے الفاظ و معانی اسکی کے اور عمل کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ اسمین ہی ترجمہ اور رغبت دلائی اسمین ف ع یعنی ذکر کین رغبت دلانے والی چیزین کہ جو کوئی
پکڑیگا اسکو اور چنگل ماریگا ساتھ اسکے اسکو درجے حاصل ہونگے پھر ممکن ہی کہ آنحضرت نے ڈرایا ہو ساتھ عذاب کے بھی واسطے اسکے کہ ترک متابعت آیتون کی
کیے اور ممکن یہ بھی ہی کہ آپنے اقتصار کیا ہو بشارت پر واسطے اشارت کرنے کے طرف وسعت رحمت اللہ تعالی کے اور طرف اسکے کہ وہ رحمۃ للعالمین ہین
اور امت انکی امت مرحومہ ہی ترجمہ پھر فرمایا آنحضرت نے اور دوسری چیز بھاری اور نفیس اہلبیت میرے ہین یاد دلاتا ہون مین تمکو خدا کے تئین اور ڈراتا ہون
مین اسکے عذاب سے اوپر قصور کرنے تمھارے کے بیچ حق اہلبیت میرے کے ف ع مکرر فرمایا اس جملہ کو واسطے مبالغہ کے اور تاکید کی اور بعید نہین ہی یہ کہ ہو مراد
ایک سے آل انکی اور دوسرے سے بیویان انکی اسلیے کہ اوپر گذر چکا ہی کہ اہل بیت کا اطلاق دونون پر ہوتا ہی اور ایک روایت مین آیا ہی قالہ ثلاث مرات
یعنی فرمایا اسکو آپنے تین بار ترجمہ ایک روایت مین یعنی بدلے اولھما کتاب اللہ کے یون آیا ہی کہ کتاب خدا کی رسی خدا کی ہی ف ع حبل لغت مین رسی کو کہتے ہین اور

یعنی عہد اور امان اور اس چیز کی ہو کہ پہونچاوے بندہ کو اُسکے رب کیطرف اور وسیلہ ہو اُسکے قرب کا یعنی قرآن عہد اور امان اُسکا ہی اور وسیلہ ہی اُسکے قرب کا
کہ جو کوئی ساتھ اُسکے چنگل مارے عذاب خدا سے نڈر ہو اور پہونچے جناب قرب حق مین اور ترقی کرے مدارج قدس میں پس جو کوئی پیروی کرے کتاب خدا
کی ف ع یعنی ایمان لاوے اُسپر اور یاد کرے اُسکو اور علم حاصل کرے اُسکا اور عمل کرے اُسپر اور اخلاص پیدا کرے ت ہو وہ راہ راست پر اور جو کوئی چھوڑے
اُسکو یعنی کسی جہت کی جہات متعددہ سے یعنی جو کہ اوپر مذکور ہوئین ہوگا گمراہی پر نقل کی یہ مسلم نے ف ع پس قرآن مانند رسی دو جہین ہی ایک یہ کہ وسیلہ ہی ترقی
کا ایک یہ وجہ کہ سبب ہی تنزل کا مانند نیل کے کہ پانی تھا محبوبین کے لیے اور خون تھا محجوبین کے لیے یضل بہ کثیرا و یہدی بہ کثیرا اور فرمایا آنحضرت نے القرآن حجۃ لک
او علیک یعنی قرآن دلیل ہوگا تیرے نفع کے لیے یا تیرے ضرر پر اور فرمایا اللہ تعالی نے و ننزل من القرآن ما ھو شفاء و رحمۃ للمؤمنین ولا یزید الظالمین
الا خسارا یعنی اور اتارتے ہین ہم قرآن سے وہ چیز کہ وہ شفا ہو اور رحمت ہو مومنون کے لیے اور نہین زیادہ کرتا ہو ظالمون کو مگر ٹوٹا نفعنا اللہ بہ و رفعنا
بسببہ من الظالمین (وعن ابن عمر انہ کان اذا سلم علی ابن جعفر قال السلام علیک یا ابن ذی الجناحین رواہ البخاری) اور روایت ہی
ابن عمر سے یعنی عبد اللہ سے تحقیق وہ تھے جب سلام کرتے عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب کو کہتے سلام تجھپر اے بیٹے صاحب دو بازو والے کے نقل کی یہ بخاری نے ف ع
ذو الجناحین لقب جعفر طیار کا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو ذو الجناحین کہا کہ غزوہ موتہ مین کہ ملک شام مین ہی انکا ہاتھ کٹ گیا
رکھتا ہی اور ملائکہ کے ساتھ اوڑ رہا ہی حیران ہوتے کہ یہ کیا حال ہی بعد ازان خبر آئی کہ وہ شہید ہوئے اور اُس عرصہ مین ہاتھ کٹے تھے اور ذو الجناحین
لقب رکھا گیا اور ایک روایت مین آیا ہی کہ فرمایا آنحضرت نے دیکھا مین نے جعفر کو بہشت مین کہ اڑ رہا ہی ساتھ ملائکہ کے اور اسلام لائے جعفر پہلے اکتیس
آدمیون کے اور دس برس بڑے تھے اپنے بھائی علی بن ابی طالب سے اور آنحضرت سے خلق اور خلق مین بہت مشابہ تھے اور ان کے بیٹے تھے انکے
بیٹے کہ وہ عبد اللہ ہین اور اور بہت سے صحابہ اور وہ شہید ہوئے روز موتہ کے سنہ آٹھ مین اکتالیس برس کی عمر مین اور انکے بدن پر نوے زخم لگے تھے
نیزے اور تلوار کے (وعن البراء قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم والحسن بن علی علی عاتقہ یقول اللہم انی احبہ فاحبہ متفق علیہ)
اور روایت ہی براء ابن عازب سے کہ کہا دیکھا مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال مین کہ حسن بن علی انکے کندھے پر تھے در حالیکہ کہتے تھے
آنحضرت خداوندا تحقیق مین دوست رکھتا ہون اُسکو پس دوست رکھ تو اُسکو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع اور شک نہین ہی اسمین کہ جو کوئی
دوست رکھا انکو پس واجب ہی تخلق ساتھ اخلاق خدا کے اور تعلق ساتھ شمایل رسول اللہ کے صلی اللہ علیہ وسلم و علی آلہ فی جمیع احیانہ و احوالہ
کہا مؤلف نے کہ کنیت انکی ابو محمد تھی نواسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ریحان یعنی پھول تھے انکے اور سردار جوانون اہل جنت کے پیدا ہوئے
پندرہوین رمضان کی سن تین ہجری مین اور صحیح تر روایتون کی ہی کہ نقل کی گئین انکی ولادت مین اور وفات پائی انھون نے سنہ پچاس مین اور بعضون
نے کہا سنہ انچاس مین اور بعضون نے کہا سنہ چوالیس مین اور دفن کیے گئے وہ بقیع مین روایت کی حدیث انسے انکے بیٹے
حسن بن حسن نے اور ابو ہریرہ نے اور بہت سی جماعت نے اور جب قتل کیے گئے باپ انکے علی بن ابی طالب کوفہ مین بیعت کی انسے موت پر چالیس ہزار
آدمیون سے زیادہ نے اور سپرد کیا امر ولایت کا طرف معاویہ بن ابی سفیان کے جمادی الاولی کی پندرہوین بیچ سنہ اکتالیس کے اور حضرت حسین کی کنیت
ابو عبد اللہ ہی پیدا ہوئے پانچوین شعبان مین بیچ چار ہجری کے اور حضرت فاطمہ کو حمل رہا انکا حضرت حسن کے جننے کے پچاس شب بعد اور قتل کیے گئے
روز جمعہ کے عاشورے کے دن سنہ اکسٹھ مین بیچ کربلا کے کہ زمین عراق سے ہی اور قتل کیا انکو سنان بن انس نخعی نے اور بعضون نے کہا قتل کیا انکو شمر ذی الجوشن نے
اور خولی لیکر آیا انکی نعش اور اہل بیت کو عبید اللہ بن زیاد کے پاس اور کہا بعضون نے کہ قتل کیے گئے ساتھ حسین کے انکی اولاد اور بھائیون اور اہل بیت سے تیئیس مرد
اور عمر حسین کی روز قتل انکے کے اٹھاون برس کی تھی (وعن ابی ہریرۃ قال خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی طائفۃ من النہار حتی

أَيْ خَبَارٍ فَادْعُهُ فَقَالَ أَثَمَّ لُكَعُ أَثَمَّ لُكَعُ يَعْنِيْ حَسَنًا فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ جَاءَ يَسْعٰى حَتّٰى اعْتَنَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا صَاحِبَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ اور روایت ہے ابی ہریرہؓ سے کہ کہا باہر نکلا میں ہمراہ آنحضرت کے بیچ ایک ٹکڑے کے دن کے یہانتک کہ آئے آنحضرت فاطمہؓ کے گھر میں پس فرمایا کہ یہاں لڑکا ہے مکرر فرمایا یہ مراد رکھتے تھے آنحضرت لڑکے سے امام حسن کو اور ڈھونڈھتے تھے انکو ف ح لفظ لُکَع ساتھ پیش لام اور زبر کاف مخفف کے کتنے ہی معنوں پر آیا ہے ایک اُن معنوں میں سے یعنی صغیر کے بھی ہے اور یہاں یہی مراد ہے ترجمہ پس نہ درنگ کی آنحضرت نے یہانتک کہ آئے حسن دوڑتے ہوئے جیسے کہ عادت لڑکوں کی ہے یہانتک کہ گلے سے لگ گئے ہر ایک اُن دونوں میں سے صاحب اپنے سے یعنی آنحضرت امام حسن کے گلے سے لگے اور وہ آنحضرت کے گلے سے پس فرمایا آنحضرت نے خداوندا تحقیق میں دوست رکھتا ہوں اسکو پس دوست رکھ تو بھی اسکو اور دوست رکھ اُس شخص کو کہ دوست رکھتا ہے اسکو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع یا اللہ کر تو ہمکو محب انکا اور نہ کر ہمکو مبغض انکا کہا ابن ملک نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا جائز ہونا معانقہ کا اور کہا نووی نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے مہربانی کرنی لڑکوں پر کہ گلے سے لگائے انکو اور پیار کرے ازراہ شفقت و محبت کے اور مستحب ہے تواضع کرنی لڑکوں وغیرہ سے (وَعَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلٰى جَنْبِهِ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَّعَلَيْهِ أُخْرٰى وَيَقُوْلُ إِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے ابی بکرہؓ سے کہ کہا دیکھا میں نے آنحضرت کو منبر پر اور حسن بن علی آنحضرت کے پہلو میں تھے یعنی داہنی طرف یا بائیں طرف اور حال یہ تھا کہ آنحضرت متوجہ ہوتے تھے لوگوں پر ایکبار اور حسن بن علی پر دوسری بار یعنی کبھی لوگوں کی طرف دیکھتے تھے واسطے وعظ و نصیحت کے اور کبھی حسن کی طرف ازراہ شفقت و محبت کے اور کہتے تھے آنحضرت تحقیق یہ بیٹا میرا سید ہے ف ح سید وہ کہ فائق ہو نیکی میں اور بعضوں نے کہا سید وہ کہ نہ آوے اسپر غضب اسکا یعنی حلیم ہو اور اطلاق سید کا بہت معنوں پر آیا ہے مربی اور مالک اور شریف اور فاضل اور کریم و حلیم اور متحمل قوم کی ایذا پر اور رئیس اور مقدم ترجمہ اور امید ہے کہ خدا صلح کروا دے بسبب اسکے درمیان دو جماعتوں بڑی کے مسلمانوں سے نقل کی یہ بخاری نے ف ح ع یہ خبر دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تفرق مسلمانوں کے سے دو فرقوں پر کہ ایک فرقہ حسن کے ساتھ ہوگا اور ایک فرقہ معاویہ کے ساتھ اور امام حسن اسدن احق تھے ساتھ خلافت کے اسلیے کہ چھ مہینے باقی رہے تھے تیس برس میں سے کہ آنحضرت نے خبر دی تھی ساتھ قول اپنے کے الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ پس باعث ہوا امام حسن کو ورع انکا اور شفقت انکی اوپر امت جد انکی کے اسپر کہ ترک ملک اور دنیا کا کیا اور رغبت ملک اُس جہان میں کی اور نہیں تھا یہ امر بسبب قلت اور ذلت کے اسلیے کہ بیعت کی تھی انسے موت پر چالیس ہزار آدمیوں نے اور آیا ہے کہ کہا امام حسن نے واللہ نہیں چاہتا میں کہ ایک قطرہ خون کا امت محمد سے گرایا جاوے اور شاق ہوا یہ امر بعضے انکے ہوا خواہوں پر یہانتک کہ باعث ہوئی انکو حمایت اسپر کہ کہا وقت داخل ہونیکے ان پاس السلام علیک یا عار المؤمنین پس کہا حضرت حسنؓ نے العار خیر من النار اور اس حدیث میں دلیل ہے اسپر کہ دونوں فرقے ملت اسلام پر تھے باوجود اسکے کہ ایک فرقہ مصیب تھا اور دوسرا مخطی اور اہل سنت و جماعت کے لیے صلح امام حسنؓ کی دلیل ہے اوپر حقیقت امارت معاویہ کے اور اختیار کیا ہے سلف نے ترک کرنا کلام کا بیچ فتنہ پہلے کے یعنی مشاجرات صحابہ میں اور کہا ہے کہ ان خونوں سے اللہ تعالی نے پاک رکھا ہمارے ہاتھوں کو پس کیوں ملوث کریں ہم ساتھ اسکے اپنی زبانوں کو اور حضرت امام حسن کے شرف و فضل میں کفایت کرتا ہے فرمانا آنحضرت کا انکو سید اور ابی بکرہ سے روایت ہے کہ کہا رسول خدا صلعم نماز پڑھاتے تھے ہمکو اور حسن آتے تھے اس حال میں کہ چھوٹے سے تھے اور جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تو یہ آنحضرت کی گردن اور پیٹھ پر چڑھ بیٹھتے پس اٹھاتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سر اپنا بسہولت یہانتک کہ اتار دیتے انکو پس کہا صحابہ نے یا رسول اللہ دیکھتے ہیں ہم آپکو کہ کرتے ہیں آپ اس لڑکے کے لیے ایسی چیز کہ نہیں دیکھا ہمنے آپکو کہ کرتے ہوں اسکو کسی کے لیے فرمایا کہ یہ پھول میرا ہے دنیا سے بلاشبہہ

بیٹا میرا سید ہے اور امید ہے کہ اللہ صلح کرادیگا بسبب اسکے درمیان دو فرقون کے مسلمانون سے اور معاویہ سے روایت ہے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
چوستے تھے زبان حسن کی یا ہونٹھ اسکے کو بلاشبہہ ہرگز نہین عذاب کریگا اللہ اس زبان کو یا ہونٹھ کو کہ چوسا ہو انکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت
کیا اسکو احمد نے (وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِیْ نُعْمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَسَاَلَهُ رَجُلٌ عَنِ الْمُحْرِمِ قَالَ شُعْبَةُ اَحْسِبُهٗ يَقْتُلُ الذُّبَابَ فَقَالَ اَهْلُ
الْعِرَاقِ يَسْاَلُوْنِیْ عَنِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمَا رَيْحَانَتَایَ مِنَ
الدُّنْيَا رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہے عبد الرحمن بن نعم سے کہا سنا مین نے عبد اللہ بن عمر سے اس حال مین کہ سوال کیا تھا انسے ایک شخص نے
یعنی اہل عراق مین سے حکم محرم سے کہا شعبہ نے کہ راوی اس حدیث کا ہے عبد الرحمن سے گمان کرتا ہون مین سائل کو کہ پوچھا انسے حکم محرم سے کہ
مارتا ہے مکھی کو قصداً یعنے اگر محرم مکھی کو مارے تو جائز ہے یا نہین اور بدلہ اسکا کیا ہے اور کیا لازم آتا ہے اسپر دم یا صدقہ یا کچھ نہین لازم آتا تو جواب
کہا ابن عمر نے اہل عراق یعنی اہل کوفہ پوچھتے ہین مجھسے مکھی کے مارنے سے اور اسکے بدلہ دینے سے یعنی وہ ظاہر کرتی ہین کمال رعایت تقوی
کی حالانکہ قتل کیا انھون نے پیغمبر کی بیٹی کے بیٹے کو حال آنکہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے حق مین کہ یہ دونون یعنی حسنین دو پھول
میرے ہین دنیا سے یا اللہ کے رزق سے ہین کہ دیا مجھکو دنیا مین نقل کی یہ بخاری نے ف ریحان یعنی رحمت اور راحت اور رزق کے آتا ہے اور
فرزند کو بھی ریحان ساتھ اس معنی کے کہتے ہین اور ریحان بھی گھانس خوشبودار کے بھی آتا ہے اور ساتھ ان معنون کے بھی از راہ تشبیہ کے اطلاق فرزند
پر کر سکتے ہین اور جائز ہے کہ مراد ریحان سے مشموم یعنے سونگھنے کی چیز مانند پھول وغیرہ کے ہو پس انکو ریحان اسلیے کہا کہ اولاد کو بھی سونگھتے ہین اور
بوسے لیتے ہین انکے اور ریحانتای اور ریحانی ساتھ زبر نون اور جنبش ی کے بھی روایت ہوا ہے (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ اَحَدٌ اَشْبَهَ بِالنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ وَقَالَ فِی الْحُسَيْنِ اَيْضًا كَانَ اَشْبَهَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہے انس سے
کہ کہا نہین تھا کوئی بہت مشابہ ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن بن علی سے اور کہا انس نے بیچ حسین کے بھی کہ تھے وہ مشابہ ترین لوگون کے ساتھ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نقل کی یہ بخاری نے ف دوسری فصل مین بیچ حدیث علی کے تفصیل اسکی آئی ہے کہ حسن مشابہ تر ہین ساتھ آنحضرت کے
سینہ سے سر تک اور حسین نیچے کے بدن مین (وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَّنِیَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى صَدْرِهٖ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ وَفِیْ رِوَايَةٍ عَلِّمْهُ
الْكِتَابَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہے ابن عباس سے کہا ملایا مجھکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف سینہ اپنے کے اور کہا یا الٰہی سکھلا اسکو حکمت
اور ایک روایت مین ہے کہ سکھلا اسکو کتاب اللہ نقل کی یہ بخاری نے ف سینہ سے لگانا اشارہ تھا طرف اسکے کہ سینہ مبارک منبع علم اور کان
حکمت ہے اور حکمت سے مراد خوب علم وعمل ہے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے يُؤْتِی الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَاۗءُ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَيْرًا كَثِيْرًا یعنی دیتا ہے اللہ حکمت
جسکو چاہتا ہے اور جو کوئی دیا جاتا ہے حکمت پس تحقیق دیا گیا خیر کثیر اور نہین ہے مراد حکمت سے حکمت فلاسفہ کی اور بعضون نے کہا حکمت سے مراد
ہے پہچاننا حقائق اشیا کا اور عمل کرنا اس چیز پر کہ سزاوار ہے اور بعضون نے کہا حکمت راست کرداری اور راست گفتاری اور بعضون نے کہا مراد حکمت
سے سنت ہے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ اور پیدا ہوے ابن عباس تین برس پہلے ہجرت کے اور جب آنحضرت کی وفات ہوئی تو وہ
تیرہ برس کے تھے اور بعضون نے کہا پندرہ برس کے اور بعضون نے کہا دس برس کے اور تھے وہ بہترین اس امت کے اور بڑے عالم اس امت کے
دعا کی انکے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمت اور فقہ اور علم تاویل کے ملنے کی اور دیکھا انھون نے جبرئیل کو دو بار اور نابینا ہوے وہ
اخیر عمر مین اور مرے طائف مین سنہ اڑسٹھ مین بیچ ایام ابن زبیر کے اس حال مین کہ عمر انکی اکھتر برس کی تھی روایت کین ان سے بہت خلق
کثیر نے صحابہ اور تابعین مین سے (وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْخَلَاۗءَ فَوَضَعْتُ لَهٗ وَضُوْءًا فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ مَنْ وَضَعَ

هٰذَا فَاُخْبِرَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور یہ بھی روایت ہے ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوے پاخانہ مین پس رکھا مین نے
واسطے آنحضرت کے پانی وضو کا ف ح یہ اس رات کا احوال ہے کہ ابن عباس بیچ گھر میمونہ خالہ اپنی کے کہ ازواج مطہرات سے تھین رات کو رہے
تھے اور آنحضرت تہجد کے لیے اٹھے اور ابن عباس چھوٹے تھے جیسے کہ باب قیام اللیل مین گذرا ت پس جب آنحضرت پاخانہ سے نکلے فرمایا کہ کسنے
رکھا ہے یہ پانی پس خبر دی گئی یعنے گھر کے لوگون نے کہا کہ یہ ابن عباس نے رکھا ہے پس دعا کی آنحضرت نے کہ خداوند سمجھ دے ابن عباس کو دین
مین نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع یعنی کر اسکو عالم سمجھ والا دین مین کہ اصول و فروع اسکے جانے اور یقین ہے مراد اس سے فقہ متعارف کہ مخصوص ہے
ساتھ فروع معاملات اور خصومات کے کہا نووی نے کہ اسمین فضیلت فقہ کی ہے اور مستحب ہونا دعا کا غائبانہ کسی کے لیے اور مستحب ہونا دعا کا اسکے
لیے کہ کرے خیر اور قبول کی اللہ تعالی نے دعا آنحضرت کی ابن عباس کے حق مین کہ بڑے فقیہ ہوے اور حقیقت مین یہ علم اور فضل اور دانائی ابن
عباس کو آنحضرت کی خدمت گذاری سے حاصل ہوئی خدمت کرنی چاہیے مصرعہ کہ مردان ز خدمت بجائے رسند (وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ فَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَحِبَّهُمَا فَاِنِّيْ اُحِبُّهُمَا وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُنِيْ
فَيُقْعِدُنِيْ عَلٰى فَخِذِهٖ وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلٰى فَخِذِهِ الْاُخْرٰى ثُمَّ يَضُمُّهُمَا ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَاِنِّيْ اَرْحَمُهُمَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے
مین اسامہ بن زید نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آنحضرت لیتے تھے انکو اور امام حسن کو پھر کہتے خداوندا دوست رکھ تو ان دونون کو اسلیے کہ تحقیق مین
دوست رکھتا ہون ان دونون کو ف ح ع زید بن حارثہ مولی اور متبنی آنحضرت کے تھے اور اسامہ بیٹے انکے تھے اور انکی مان کا نام تھا برکہ
اور وہ خادمہ خاص تھین آنحضرت کی اور لونڈی آزاد تھین حضرت کے والد عبد اللہ بن عبد المطلب کی اور آنحضرت بعد دوست رکھنے زید کے
انکے بیٹے اسامہ کو دوست رکھتے تھے کہ امام حسن کے ساتھ ایک جا جمع کرتے اور شربت انکا کرتے اور ایسا کچھ فرماتے اور تھے اسامہ رضی اللہ
عنہ ایک لڑکے سیاہ رنگ جیسے کہ خانہ زاد ہوتے ہین بیت زانکہ کہ ترا ہین سکین نظر ست آثار رم از آفتاب مشہور تر ست اور جب آنحضرت کی وفات
ہوئی تو اسامہ بیس برس کے تھے اور اترے وادی قری مین اور وہین وفات پائی بعد قتل عثمان رض کے اور بعضون نے کہا سنہ چون مین کہا ابن عبد البر
کہ یہ نزدیک میرے صحیح تر ہے اور حضرت نے جو ان دونون صاحبون کے حق مین کچھ فرمایا اسمین بڑی منقبت انکی ثابت ہوئی ت اور ایک روایت
مین ہے کہ کہا اسامہ بن زید نے کہ تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم لیتے مجھکو اور بٹھاتے مجھکو اپنی ران پر یعنی داہنی پر یا بائین پر اور بٹھاتے حسن کو اپنی دوسری
ران پر پھر ملاتے دونون کو یعنی مجھکو اور حسن کو یا اپنی دونون رانون کو پھر فرماتے خداوندا مہربانی کر ان دونون پر اسواسطے کہ مین مہربانی کرتا ہون
ان دونون پر نقل کی یہ بخاری نے (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ
فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ اِمَارَتِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ اِمَارَتِهٖ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ اِمَارَةِ اَبِيْهِ مِنْ
قَبْلُ وَاَيْمُ اللّٰهِ اِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْاِمَارَةِ وَاِنْ كَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ وَاِنَّ هٰذَا لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ بَعْدَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ
نَحْوَهٗ وَفِيْ اٰخِرِهٖ اُوْصِيْكُمْ بِهٖ فَاِنَّهٗ مِنْ صَالِحِيْكُمْ) اور روایت ہے عبد اللہ ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ایک لشکر اور امیر کیا اس
لشکر پر اسامہ بن زید کو پس طعن کیا بعضے لوگون نے یعنی منافقون نے یا اجلاف عرب نے بیچ امارت اسامہ بن زید کے پس فرمایا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے اگر تم طعن کرتے ہو انکی امارت مین پس تحقیق تھے تم کہ طعن کرتے تھے تم بیچ امارت باپ اسکے کے پہلے اس سے ف ح
یہ اشارہ ہے زید بن حارثہ کی امارت کی طرف بیچ غزوہ موتہ کے کہ اس غزوہ مین زید کو آنحضرت نے امیر کیا تھا باوجودیکہ اسمین اچھے اچھے
صحابی تھے اور نسائی مین عائشہ رض سے آیا ہے کہ نہ بھیجا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو کسی لشکر مین مگر کہ امیر کیا انکو اسپر اور قسم خدا کی

تحقیق تھا باپ اسکا لایق امارت کے ف یعنی بسبب بزرگی اسکی کے اور سبقت اسکی کے اسلام میں اور بسبب باپ اسکے کے مجھے اور ان دونوں کی امارت میں طعن اس لیے کرتے تھے بعضے لوگ کہ یہ موالی سے تھے اور عرب مناسب نہیں جانتے تھے امیر کرنا موالی کا اور عار بہت کرتے تھے انکی اتباع سے پس جبکہ لایا اللہ اسلام اور بلند کی قدر انکی نہیں تھی قدر انکی انکے نزدیک بسبب سبقت اسلام کے اور ہجرت کے اور علم کے اور تقوی کے اور پہچانا حق انکا دینداروں نے تو یہ لوگ کہ پابند عادت کے تھے اور دوست رکھتے تھے ریاست کو اعراب میں سے اور قبائل کے سرداروں میں سے انکے دلوں میں اس سے خلجان ہی رہتا تھا خصوصاً منافقین کہ وہ بہت سی طعن کرتے تھے اور نہایت انکار کرتے اوپر اور آنحضرت نے زید کو کتنے ہی لشکروں پر امیر کر کر بھیجا اور بڑا لشکر انہیں سے موتہ کا تھا اور اس لشکر میں انکے نشان کے نیچے اچھے اچھے صحابی تھے چنانچہ جعفر بن ابیطالب بھی انہیں تھے پھر پیچھے تھے آنحضرت اسامہ بن زید کو چنانچہ امیر کیا انکو اپنے مرض الموت میں ایک لشکر پر کہ انہیں ایک جماعت بڑے بڑے صحابہ اور فضلاء صحابہ کی تھی ترجمہ اور تحقیق تھا یعنی باپ اسکا لیتے اسامہ کا کہ زید ہے محبوب ترین لوگوں سے طرف میرے اور تحقیق یہ یعنی اسامہ بھی جملہ محبوب ترین لوگوں سے ہے نزدیک میرے پیچھے باپ اپنے کے ف ح جب زید غزوہ موتہ میں شہید ہوئے تو آنحضرت نے اسامہ کو امیر کیا تو جہاد میں اور اس قوم سے بدلہ اپنے باپ کا لیویں اور بزرگان انصار و مہاجرین کو کہ انہیں ابو بکر اور عمر بھی تھے ہمراہ اسامہ کے مقرر کیا پس کتنے ایک لوگوں نے اسمیں کلام کیا کہ ایک غلام کو سردار مہاجرین و انصار کا کر دیا ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں بیمار ہوئے کہ درد سر شروع ہوا جب لوگوں کی یہ گفتگو سنی تو سر پر پٹی باندھی اور برآمد ہوئے اور منبر پر گئے اور خطبہ پڑھا اور کہا ایہا الناس آخر حدیث تک فرمایا پس درد حضرت پر غالب آیا اور مرض موت پیدا ہوا اور یہ امر تمام ہوا اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر جائز ہونے امارت موالی کے اور حاکم ہونے چھوٹوں کے بڑوں پر اور مفضول کی فاضل پر بسبب مصلحت کے ترجمہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور بیچ ایک روایت مسلم کے مانند اسکا اور آخر حدیث میں لایا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا وصیت کرتا ہوں میں تمکو ساتھ اسامہ کے کہ نیکی کرو ساتھ انکے پس تحقیق وہ جملہ صالحین تمہارے سے ہیں ف

کہا مولف نے کہ زید بیٹے حارثہ کے ہیں اور انکی ماں کا نام سعدی بیٹی ثعلبہ کی کہ قبیلہ بنی معن میں سے تھی نکلی تھی انکو لیکر ماں انکی اپنی قوم کی ملاقات کے لیے پس آنحضرت کے لوگ جو ادھر گذرے ایام جاہلیت میں تو زید کو اٹھا لائے اور یہ ان دنوں میں لڑکے تھے آٹھ برس کے پس انکو بازار عکاظ میں لا کر بیچا پس خرید انکو حکیم بن حزام بن خویلد نے اپنی پھوپھی خدیجہ کے لیے چار سو درہم کو پس جب نکاح کیا خدیجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہبہ کیا انھوں نے زید کو حضرت کو تئیں پس آنحضرت نے قبض کیا انکو پھر انکی خبر انکے اہل کو پہونچی پس آیا باپ انکا حارثہ اور چچا انکا کعب انکے چھڑانے کے لیے کچھ دیکر پس آنحضرت نے زید کو اختیار دیا کہ چاہو یہاں رہو میرے پاس اور چاہو اپنے اہل میں چلے جاؤ پس زید نے آنحضرت ہی کے پاس رہنا اختیار کیا بسبب اسکے کہ دیکھا تھا سلوک و احسان آنحضرت کا بہ نسبت اپنے پس اسوقت نکلا آنحضرت ساتھ زید کے طرف حجر کے اور کہا اے لوگو جو حاضر ہو گواہ رہنا کہ زید بیٹا میرا ہے وارث ہوگا میرا اور میں وارث ہونگا اسکا پس مشہور ہوئے وہ زید بن محمد یہاں تک کہ لایا اللہ اسلام اور نازل ہوئی یہ آیۃ ادعوہم لآبائہم ہو اقسط عند اللہ یعنی پکارو انکو ساتھ نام باپوں انکے کے یہ زیادہ انصاف ہے نزدیک اللہ کے پس کہنے لگے انکو زید بن حارثہ اور اول مردوں میں اسلام یہی لائے ہیں بموجب ایک قول کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑے تھے زید سے دس برس اور بعضوں نے کہا بیس برس اور نکاح کر دیا انکا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لونڈی آزاد ام ایمن سے پس پیدا ہوئے ان سے اسامہ پھر نکاح کیا انکا زینب بنت جحش سے کہ آنحضرت کی پھوپھی کی بیٹی تھیں پھر طلاق دیدی زید نے زینب کو بسبب ناموافقی کے پھر نکاح کر لیا

انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اللہ تعالی نے قرآن شریف میں کسی صحابی کا نام نہیں لیا ہے سوائے زید کے اس آیت میں فلما قضی زید منہا وطرا زوجناکہا الخ اور روایت کیں حدیثیں انسے انکے بیٹے اسامہ نے اور صحابہ نے بھی اور قتل کیے گئے وہ غزوہ موتہ میں اس حال میں کہ امیر لشکر کے تھے جمادی الاولی کے مہینے میں سنہ آٹھ میں اور عمر انکی پچپن برس کی تھی (وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ زَیْدَ بْنَ حَارِثَةَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا کُنَّا نَدْعُوْهُ اِلَّا زَیْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ

حتی نزل القرآن ادعوهم لآبائهم متفق علیه وذکر حدیث البراء قال لعلی انت منی فی باب بلوغ الصغیر وحضانته اور یہ بھی عبداللہ بن عمر سے منقول ہے
کہ کہا انہوں نے کہ زید بن حارثہ غلام آزاد پیغمبر خدا صلعم کے نہ تھے ہم پکارتے ہم اسکو مگر زید بن محمد ف ۶ یعنی انکو آنحضرت کا بیٹا کہتے تھے اسلیے کہ
آنحضرت نے انکو منہ بولا بیٹا کرلیا تھا اور عرب منہ بولے بیٹے کو بیٹا کہتے تھے اور میراث دیتے تھے اسوقت میں اور لانا اس حدیث کا اس باب میں
واسطے آگاہ کرنے اس بات کے ہے کہ مولی آدمی کا اسکے اہلبیت سے ہے ترجمہ یہانتک کہ اترا قرآن یعنی آیت اسکی ادعوهم لآبائهم نقل کی یہ بخاری نے
ف ساری آیت یوں ہے وما جعل ادعیاءکم ابناءکم ذلکم قولکم بافواهکم والله یقول الحق وهو یهدی السبیل ادعوهم لآبائهم هو اقسط عند الله
فان لم تعلموا آباءهم فاخوانکم فی الدین ومواليکم الخ یعنی نہیں ٹھہرایا منہ بولے بیٹوں تمہارے کو بیٹے تمہارے یہ باتیں تمہارے منہوں کی ہیں
اور اللہ فرماتا ہے حق بات اور وہ دکھاتا ہے راہ حق پکارو انکو انکے باپوں کے ناموں سے یہ بہت عدل کی بات ہے اللہ کے نزدیک پھر اگر نجانو
تم انکے باپوں کو پس بھائی ہیں تمہارے دین میں اور دوست تمہارے یعنی انکے باپوں کے نام نہ معلوم ہوں تو اے بھائی یا اے دوست کہکر
پکارو غرضکہ اس آیت کے اترنے کے پہلے زید کو محمد کا بیٹا کہا کرتے تھے جب یہ آیت اتری تو اس کہنے سے منع کیے گئے اور حکم ہوا کہ اگر انکے باپوں
کا نام جانتے ہو تو کہا کرو اے فلانے کے بیٹے اور انکے باپوں کے نام نہ معلوم ہوں تو اے بھائی یا اے دوست کہا کرو ترجمہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم
نے اور ذکر کی گئی حدیث براء کی کہ جسکا مضمون انت منی ہے بیچ باب بلوغ صغیر اور حضانت کے الفصل الثانی فصل دوسری عن جابر
قال رأیت رسول الله صلى الله عليه وسلم فی حجته یوم عرفة وهو علی ناقته القصواء یخطب فسمعته یقول یا ایها الناس انی ترکت فیکم ما ان
اخذتم به لن تضلوا کتاب الله وعترتی اهل بیتی رواه الترمذی) روایت ہے جابر سے کہا دیکھا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچ
حج اپنے یعنی حجۃ الوداع میں روز عرفہ کے اس حال میں کہ آنحضرت اپنی اونٹنی پر سوار تھے کہ نام اسکا قصوا تھا خطبہ پڑھتے تھے ف ۶ قصوا
اس اونٹنی کو کہتے ہیں کہ کونہ اسکے کان کا کٹا ہو اور آنحضرت کی اونٹنی ایسی نہ تھی بلکہ خلقی ایسی تھی اور احتمال ہے کہ قصوے ہو معنی دور جو
سکے کہ نہایت دوڑتی تھی اور دور پہونچتی تھی ترجمہ پس سنا میں نے آنحضرت کو کہ فرماتے تھے آگاہ رہو اے لوگو تحقیق میں نے چھوڑی ہے درمیان
تمہارے وہ چیز کہ اگر پکڑے ہوگے تم اسکو اور عمل کروگے تم اسپر ہرگز نہ گمراہ ہوگے تم بعد اسکے یعنی ابد پکڑے رہنے اسکے کے چھوڑا ہے میں نے تم
میں کتاب اللہ اور عترت اپنے کو یعنی اہلبیت اپنے کو نقل کی یہ ترمذی نے ف ۶ عترت قوم اور قرابتی اور اہلبیت شخص کو کہتے ہیں تعبیر کیا اسکو ساتھ
قول اپنے کے اہل بیتی بسبب اشارہ کرنے کے ساتھ اسکے یہاں عترت سے مراد خاص قوم اور اقربا سے ہے کہ اولاد جد قریب کی ہوں یعنی اولاد اور ذریت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی اور کہا ابن ملک نے کہ تمسک ساتھ کتاب کے عمل کرنا ہے اس چیز پر کہ اسمیں ہے یعنی اسکے حکموں کو بجالاوے اور جن چیزوں کو
منع فرمایا ہے اسمیں انسے باز رہے اور معنی تمسک کے ساتھ عترت کے محبت انکی ہے اور اختیار کرنا طریقہ اور سیرت انکی کا (وعن زید بن ارقم
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انی تارک فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا بعدی احدهما اعظم من الآخر کتاب الله حبل ممدود
من السماء الی الارض وعترتی اهل بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیهما رواه الترمذی) اور روایت ہے زید بن
ارقم سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق میں چھوڑتا ہوں تم میں وہ چیز کہ اگر پکڑے رہوگے اسکو ہرگز گمراہ نہیں ہونے کے
پیچھے میرے یعنی بعد وفات میری کے ایک ان میں سے کہ وہ کتاب اللہ ہے بڑی ہے دوسرے سے کہ وہ عترت ہے جیسے کہ بیان کیا اسکو ساتھ قول
اپنے کے چھوڑتا ہوں میں کتاب اللہ کو اور وہ مانند رسی کے ہے دراز کی گئی آسمان سے طرف زمین کے اور لٹکائی گئی ہے تو اسکو پکڑیں اور آسمان تک
چڑھیں اور عہد و امان اسکا ہے بعد دن کے لیے اور چھوڑتا ہوں میں اپنی عترت کو کہ اہل بیت میرے ہیں ف ۶ اس طرح فرماتے ہیں گویا اشارہ

ہوا اسپر کہ یہ دو میرے بعد رعایت اُنکے حقوق کی خوب طرح کرنا یہ کہنا ایسا ہی جیسے باپ مشفق کہتا ہی اپنی اولاد کے حق مین کہ مین تم مین اپنی اولاد چھوڑے جاتا ہون
یعنی خوب رعایت اُنکے حقوق کی کرنا رہنا انتر جمہ اور ہرگز نہین جدا ہونگے کتاب اللہ اور عترت میری یہانتک کہ آوینگے میرے پاس حوض کوثر پر ف ح ع
یعنی موافقت مین یہ دونون ایک دوسرے سے جدا نہین ہونے کے یہانتک کہ میرے پاس حوض کوثر پر آوینگے اور جنہنے رعایت اُنکے حقوق کی کی ہے اُسکے
شکر ادا کریگے پس اُسوقت آنحضرت مکافات کرینگے اس سے یعنی اُسکے بدلے مین سلوک اور احسان کرینگے اور اللہ تعالی جزا کامل عطا فرماویگا اور جنہنے
ضائع کیا اُنکے حقوق کو اور کفران نعمت کی اُسکے ساتھ معاملہ برعکس اسکے ہوگا اور اس تاویل پر اچھا ہوا موقع حضرت کے قول کا ترجمہ فانظروا الخ پس نظر
کرو ف ع ح یعنی تاویل و فکر کرو کہ کیونکر خلیفہ ہوتے ہو تم میرے کتاب و عترت مین آیا خلف صدق ہوتے ہو یا بد حاصل یہ کہ سوچو کہ کیا معاملہ کرتے ہو
اور کیسا کرینگے ہوساتھ اُنکے بعد میرے اچھا یا برا انتر جمہ نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ وَّفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ
وَالْحُسَيْنِ اَنَا حَرْبٌ لِّمَنْ حَارَبَهُمْ وَسِلْمٌ لِّمَنْ سَالَمَهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور یہ بھی روایت ہی زید بن ارقم سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واسطے
علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کے یعنی اُنکے حق مین فرمایا کہ مین لڑنے والا ہون اُس شخص سے کہ لڑے اُنسے اور صلح کرنیوالا ہون اُس شخص سے کہ صلح کرے
اُنسے نقل کی یہ ترمذی نے ف ع معنی اسکے یہ ہین کہ جسنے دوست رکھا اُنکو دوست رکھا مجھکو اور جسنے دشمن رکھا اُنکو دشمن رکھا مجھکو اور روایت ہے حضرت
علی سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے دوست رکھا مجھکو اور دوست رکھا اُن دونون یعنی حسنین کو اور اِن دونون کے باپ کو اور اِن دونون کی ماں کو
ہوگا ساتھ میرے بیچ درجہ میرے کے روز قیامت کے روایت کیا اسکو احمد اور ترمذی نے اور کہا ترمذی نے کہ ہوگا ساتھ میرے جنت مین (وَعَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ
قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِيْ عَلٰى عَائِشَةَ فَسَأَلْتُ اَيُّ النَّاسِ كَانَ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَاطِمَةُ فَقِيْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُهَا
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہی جمیع بن عمیر سے کہ کہا داخل ہوا مین ہمراہ پھوپھی اپنی کے حضرت عائشہ کے پاس پس پوچھا مین نے کونسا لوگون مین بہت پیارا
طرف رسول اللہ صلعم کے کہا عائشہ نے کہ فاطمہ بہت پیاری تھین نزدیک آنحضرت کے پس پوچھا گیا عائشہ سے کہ مردون مین سے کون بہت پیارا تھا یعنی یہ
جواب تمہارا عورتون مین ہے پس مردون مین سے بہت پیارا اُنکا کون تھا کہا عائشہ نے خاوند اُنکا نقل کی یہ ترمذی نے ف ح ع یعنی علی مرتضی یہان
یہان انصاف عائشہ صدیقہ کا اور صدق اُنکا دیکھا چاہیے کہ کیا کہا باوجود یکہ جگہ اسکی تھی کہ کہتی مین اور باپ میرے بہت پیارے تھے اور بعید نہین ہے
کہ اگر حضرت فاطمہ زہرا سے پوچھتے تو وہ کہتین کہ عائشہ اور باپ اُنکے بہت پیارے تھے برخلاف زعم متعصبون کے اور کجرون کے کہ اُنکو آپس مین مخالف
و معاند خیال کرتے ہین حاشا ثم حاشا پھر جاننا چاہیے کہ نہین لازم آتا ہی زیادہ ہونے محبت کے سے تحقق فضیلت کا اسلیے کہ محبت اولاد کی اور
بعضے اقارب کی امر جبلی ہی کہ باوجود یکہ جانتے اس بات کے کہ غیر اولاد افضل ہے اُنسے مین محبت اولاد سے زیادہ رکھا کرتا ہی آدمی لیکن بہ نسبت سببون کے
فضیلت موجب زیادتی محبت کی ہوتی ہی پس اس سے دفع ہو جاتا ہی اشکال واللہ اعلم بالاحوال (وَعَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ اَنَّ الْعَبَّاسَ دَخَلَ
عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُغْضَبًا وَّاَنَا عِنْدَهٗ فَقَالَ مَا اَغْضَبَكَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَنَا وَلِقُرَيْشٍ اِذَا تَلَاقَوْا بَيْنَهُمْ تَلَاقَوْا بِوُجُوْهٍ مُّبْشَرَةٍ
وَاِذَا لَقُوْنَا لَقُوْنَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى احْمَرَّ وَجْهُهٗ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْاِيْمَانُ حَتّٰى
يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ ثُمَّ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ مَنْ اٰذٰى عَمِّيْ فَقَدْ اٰذَانِيْ فَاِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِي الْمَصَابِيْحِ عَنِ الْمُطَّلِبِ) اور روایت
ہی عبد المطلب بن ربیعہ سے کہ تحقیق عباس چچا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے آنحضرت کے پاس اس حال مین کہ بیچ غضب کے لائے گئے تھے
یعنی کسی نے اُنکو غصہ دلایا تھا اور کچھ ایسا کام کیا تھا یا کچھ کہا تھا کہ موجب عباس کے غضب کا ہوا اور مین تھا پاس آنحضرت کے پس فرمایا آنحضرت
نے کہ کس چیز نے غضب مین ڈالا تجھکو کہا عباس نے یا رسول اللہ کیا حال ہی واسطے ہمارے یعنی گروہ بنی ہاشم کے اور واسطے قریش کے یعنی اور قبیلہ

سے کہ جسوقت ملتے ہیں وہ آپسمین تو ملتے ہیں ساتھ چہروں تر و تازہ اور خوش کے اور جسوقت کہ ملتے ہیں ہمسے ملتے ہیں ساتھ غیر صفت و حال کے یعنی بغیر خوشی اور
کشادہ روئی کے پس غصہ ہوئے آنحضرت یعنی اظہار اس حال سے یا اصل اس صفت بدسے یہانتک کہ بہت سرخ ہوگیا چہرہ مبارک حضرت کا یعنی کثرت
غصہ سے پھر فرمایا قسم ہی اس ذات کی کہ جان میری اسکے ہاتھ میں ہی نہیں داخل ہوگا کسی شخص کے دلمین ایمان ف ء یعنی مطلق اور مراد ہی اس سے وعید
شدید یا ایمان کامل پس مراد اس سے حاصل کرنا اسکا ہی بوجہ تاکید ترکے ترجمہ یہانتک کہ دوست رکھے تمکو یعنی اہلبیت کو واسطے محبت خدا اور رضا
اسکی کے اور محبت رسول اسکے کے ف ء یعنی اس جہت سے کہ رسول تم میں سے ہو اور اللہ جنمین سے رسول کرنا مناسب جانتا ہی انھیں میں سے
کرتا ہی اور ابوجہل انکی نفی کرتا تھا کہ کہتا تھا جبکہ لیا بنو ہاشم نے نیزہ اور خدمت سبیل پانے کی اور نبوت اور رسالت پس کیا باقی رہا باقی قریش کے لیے
ترجمہ پھر فرمایا آنحضرت نے آگاہ رہو اے لوگو جو کوئی ستاوے میرے چچا کو یعنی خصوصا پس گویا کہ ایذا دی مجھکو اسلیے کہ نہیں ہی چچا مرد کا مگر مانند باپ کے
کے نقل کی یہ ترمذی نے یعنی عبدالمطلب سے اور مصابیح میں مطلب سے ہی یعنی بجائے عبد المطلب بن ربیعہ کے مطلب بن ربیعہ کہا اور صحیح عبدالمطلب ہی
(وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعَبَّاسُ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہی ابن عباس سے کہا فرمایا
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ عباس مجھسے ہی یعنی میرے اقربا سے یا میرے اہل بیت سے اور میں اس سے ہوں نقل کی یہ ترمذی نے ف ع
لکھا ہی علماء نے کہ آنحضرت اصل ہیں باعتبار شرف اور فضل نبوت کے اور عباس اصل ہیں بسبب نسب اور چچا ہونے کے اور ظاہر یہ ہی کہ یہ عبارت کنایہ
ہی اتحاد اور محبت اور اخلاص سے جیسے کہ امیر المومنین علی رض کو فرمایا انا منک وانت منی اور عباس بڑے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برس
اور لطافت طبع اور حسن ادب انکے سے یہ ہی کہ جب کہا گیا انسے انت اکبر او النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی تم بڑے ہو یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم انھوں نے کہا
ہو اکبر و انا اسن یعنے آنحضرت بڑے ہیں باعتبار مراتب کے اور میں مسن ہوں یعنے باعتبار عمر کے بڑا ہوں کہا مولف نے اور ماں انکی ایک عورت تھی
قبیلہ نمر بن قاسط سے اور وہ اول عرب ہی کہ غلاف چڑھایا کعبہ پر حریر اور دیباج اور طرح بطرح کے کپڑوں کا اور یہ اس سبب سے تھا کہ عباس جاتے رہے
تھے لڑکپنی میں پس منت مانی تھی انکی ماں نے کہ اگر وہ ملجاوینگے تو بیت الحرام پر غلاف چڑھاؤنگی پس جب وہ پاگئے تو انکی ماں نے غلاف چڑھایا
اور عباس رئیس تھے جاہلیت میں اور منسوب تھی انکی طرف عمارت اور سقایہ مراد عمارت سے یہ ہی کہ قریش کو باعث ہوتے تھے اسکے بنانے اور آباد کرنے
اور بھلائی کرنے اور ترک کرنے سیئات کے اور کلام بیہودہ کرنے کے اسمیں اور مراد سقایہ سے یہ ہی کہ آب زمزم پلایا کرتے تھے اور کہا مجاہد نے کہ آزاد کیے
عباس نے نزدیک مرنے اپنے کے ستر بردے اور پیدا ہوئے وہ پہلے سال فیل کے اور مرے روز جمعہ کے بارھویں تاریخ رجب میں بیچ سن بتیس کے اور عمر انکی
اٹھاسی برس کی ہوئی دفن کیے گئے بقیع میں اور اسلام رکھتے تھے بہت مدت سے لیکن چھپاتے تھے اسکو اور نکلے ساتھ مشرکوں کے روز بدر کے جبرا
پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی ملے عباس سے پس نہ قتل کرے اسکو اسلیے کہ وہ نکلے ہیں جبرا پس قید کیا انکو ابوالیسر بن کعب بن عمرو نے
پس انھوں نے اپنے بدلے میں کچھ دیکر رہائی پائی اور رجوع کی مکہ کی طرف پھر آئے طرف مدینہ کے ہجرت کرکر (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَبَّاسِ اِذَا كَانَ غَدَاةَ الْاِثْنَيْنِ فَاْتِنِيْ اَنْتَ وَوَلَدُكَ حَتّٰى اَدْعُوَ لَكُمْ بِدَعْوَةٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا وَوَلَدَكَ فَغَدَا وَغَدَوْنَا
مَعَهٗ وَاَلْبَسَنَا كِسَاءَهٗ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِهٖ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً لَا تُغَادِرُ ذَنْبًا اَللّٰهُمَّ احْفَظْهُ فِيْ وَلَدِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَزَادَ رَزِيْنٌ وَاجْعَلِ الْخِلَافَةَ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ) اور یہ بھی روایت ہی ابن عباس سے کہ کہا فرمایا
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے واسطے عباس کے جسوقت کہ ہو صبح پیر کے دن کی پس آتو میرے پاس اور اولاد تیری یہانتک کہ دعا کروں
واسطے تمہارے ساتھ دعا کے کہ نفع دے تجھکو اللہ بسبب اسکے اور نفع دے تیری اولاد کو کہا ابن عباس نے پس صبح کو آئے عباس آنحضرت کے پاس

اور آپکے ہم یعنی سب اولاد انکی ہمراہ انکے اور اڑھائی آنحضرت نے انکو چادر اپنی ف گویا یہ اشارہ تھا اسپر کہ پھیلاوے خدا تعالیٰ اوپر رحمت اپنی جیسیکہ پھیلائی ہے
مین نے چادر اپنی ف پھر کہا یا الٰہی بخشش واسطے عباس کے اور اولاد اسکی کے بخشش ظاہر اور باطن کہ چھوڑے کسی گناہ کو یا الٰہی نگاہ رکھ اسکو بیچ اولاد اسکی
کے ف ع یعنی اکرام کر اسکا اور نگاہ رکھ اسکو آفات وبلیات سے تو کہ نہ ضائع ہووے وہ بیچ حق اولاد اپنی کے نقل کی یہ ترمذی نے اور زیادہ کیا رزین نے
کہ ایک شخص ہے ائمہ حدیث سے اپنی روایت مین ان عبارت کو اور گردان بادشاہی اور ملک ودولت باقی بیچ اولاد اسکی کے ف ح یعنی مدت مدید تک چنانچہ
کتنی ہی برس خلافت عباسیون کے گھر مین ہی یا حقیقت مین یہ حکم ہی امت کو کہ خلافت حق انکا ہی چاہیے کہ سوا ان کے کسی کو نصب کرین واللہ اعلم ترجمہ
اور کہا ترمذی نے یہ حدیث غریب ہے (وَعَنْهُ اَنَّهُ رَاٰى جِبْرِيْلَ مَرَّتَيْنِ وَدَعَا لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور یہ بھی روایت ہے
ابن عباس سے کہ انہوں نے دیکھا جبرئیل کو دو بار اور دعا کی انکے لیے آنحضرت نے دو بار نقل کی یہ ترمذی نے ف ح دیکھنا جبرئیل کو دو بار سیوطی نے جمع الجوامع
مین اسطرح روایت کیا ہے کہ کہا ابن عباس نے گذرا مین پیغمبر صلعم پر سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور آنحضرت راز کہہ رہے تھے دحیہ کلبی سے یعنی جبرئیل کہ بصورت دحیہ
کلبی کے آئے تھے انسے آپ سرگوشی کر رہے تھے اور مین نے نہ جانا کہ وہ جبرئیل تھے پس کہا جبرئیل نے آنحضرت سے کہ یا رسول اللہ یہ ابن عباس ہے اگر
سلام کرتا ہم پر تو جواب اسکے سلام کا دیتا مین اسکے کپڑے بہت سفید ہین اور پہنیگی اولاد اسکی بعد اسکے سیاہ کپڑے اور جب چڑھ گئے جبرئیل آسمان پر
اور آنحضرت پھرے تو فرمایا یعنی ابن عباس سے کہ کس شے باز رکھا تجکو سلام کرنے سے جس وقت کہ گذرا تو پھر کہا مین نے یا رسول اللہ آپ بات کر رہے تھے
اور راز کہہ رہے تھے دحیہ کلبی سے پس ناخوش رکھا مین نے کہ قطع کرون مین آپکے راز کہنے کو ساتھ جواب دینے کے تھا رہے کہ سلام کا دیا آنحضرت نے
کہ وہ جبرئیل تھا آخر حدیث تک فرمایا روایت کیا اسکو ابن عساکر نے اور ترمذی نے کہا کہ یہ قضیہ دو بار واقع ہوا کذا فی جامع الاصول کہا جدہ سکین کا نسبت
ان حروف عبدالحق بن سیف الدین نے کہ پوشیدہ نہین ہے کہ جبرئیل آنحضرت کے پاس بیچ صورت دحیہ کلبی کے آتے تھے اور صحابہ انکو دیکھتے تھے پس تخصیص
ابن عباس کی ساتھ اسکے کیا ہوئی پس ظاہر ہے کہ ابن عباس نے جبرئیل کو دیکھا متمثل بصورت دحیہ کلبی کے ولیکن عالم ملکوت مین جو انکے صحابہ سے کسی نے
نہین دیکھا اور دیکھنا اور صحابہ کا عالم ناسوت مین ہوتا تھا اور فرمایا آنحضرت نے ابن عباس کو کہ جسنے جبرئیل کو سوا پیغمبر کے دیکھا بینائی اسکی جاتی رہی اور
بینائی تیری بھی اے ابن عباس جانیوالی ہے ولیکن روز وفات تیری کے بینائی تیری پھر ملجائیگی تجکو آیا ہے کہ جب ابن عباس مرے اور انکو کفن مین لپیٹا تو ایک جانور
سفید آیا اور کفن مین آنکر غائب ہوا ہر چند ڈھونڈا نہ پایا پس عکرمہ مولی ابن عباس کے نے کہا کیا احمق ہو تم یہ بینائی اسکی تھی کہ وعدہ کیا تھا پیغمبر خدا صلعم نے
کہ روز وفات اسکے اسکو پھیر دینگے اور جب ابن عباس کو لحد مین رکھا تو ایک آواز غیب سے آئی کہ سبھون نے سنی یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ
مرضیۃ آخر حدیث تک بیان کیا اور اسپر دعا آنحضرت کی ابن عباس کے لیے دو بار یہ تھے کہ جو کچھ گذرا انکی حدیث مین بیچ آخر فصل اول کے کہ آنحضرت نے لگایا انکو
اپنے سینہ سے اور کہا اللہم علمہ الحکمۃ والکتاب اور دوسری بار کی دعا بھی انکی حدیث مین گذری کہ آنحضرت استنجا کو تشریف لے گئے پائخانہ مین اور مین نے پانی
وضو کا رکھا پوچھا کسنے رکھا یہ پانی کہا لوگون نے کہ ابن عباس نے رکھا فرمایا اللہم فقہہ فی الدین یعنی یا اللہ سمجھ دے اسکو دین مین اور احتمال ہے کہ ایکبار دعا
کی ہو اسوقت کہ آنحضرت میمونہ کے گھر مین رات کو رہے تھے اور دوسری بار وہ کہ آنحضرت نے عباس اور انکی اولاد کے لیے دعا کی (وَعَنْهُ اَنَّهُ قَالَ
دَعَا لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّؤْتِيَنِيَ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور یہ بھی روایت ہے ابن عباس سے کہ انہوں نے کہا دو بار
دعا کی میرے لیے رسول خدا صلعم نے یہ کہ دیوے مجھکو اللہ حکمت نقل کی یہ ترمذی نے ف ع یعنی علم اصول وفروع شریعت کا اور دو بار یعنی ایکبار ساتھ لفظ
حکمت کے اور ایکبار ساتھ عبارت فقہ کے یا ظاہر یہ ہے کہ دونون دعائین دو مجلسون مین کین جیسے کہ اوپر گذرا واللہ اعلم (وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ
كَانَ جَعْفَرٌ يُحِبُّ الْمَسَاكِيْنَ وَيَجْلِسُ اِلَيْهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ وَيُحَدِّثُوْنَهُ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَنِّيْهِ بِاَبِي الْمَسَاكِيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

اور روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہا کہ تھے جعفرؓ دوست رکھتے یعنی بہت مسکینوں کو اور بیٹھتے انکے پاس اور باتیں کرتے انسے
یعنی تواضع اور غمخواری کرتے انکی اور مسکین باتیں کرتے انسے اور کنیت کرتے تھے آنحضرتؐ انکو ابو المساکین نقل کی یہ ترمذی نے ف ش ع یعنی بسبب
کثرت چیزوں مذکورہ کے جیسے حضرت علی کو ابو تراب کہتے تھے بسبب بہت بیٹھنے اور لیٹنے انکے مٹی پر اور جیسے کہ صوفی کو ابو الوقت اور ابن الوقت اور
مسافر کو ابن السبیل کہتے ہیں (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ جَعْفَرًا يَطِيْرُ فِي الْجَنَّةِ مَعَ الْمَلَائِكَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ
هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ) اور یہ بھی روایت ہے ابی ہریرہؓ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دیکھا میں نے جعفر کو اڑتے ہوئے بہشت میں
ساتھ فرشتوں کے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ف ع جعفر غزوہ موتہ میں سردار ہوئے تھے لشکر کے نیزہ اسلام کا انکے ہاتھ میں تھا
بعد زید بن حارثہ کے پس لڑے اللہ کی راہ میں یہانتک کہ کاٹے گئے دونوں ہاتھ اور پاؤں انکے پس دکھائے گئے آنحضرتؐ حالت کشف میں یا خواب
میں کہ انکے دو پر ہیں خون میں بھرے ہوئے کہ اڑتے ہیں انسے جنت میں ساتھ فرشتوں کے (وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے ابی سعیدؓ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حسنؓ
اور حسینؓ دونوں سردار ہیں بہشت کے جوانوں کے نقل کی یہ ترمذی نے ف ح طیبی نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ یہ افضل ہیں انسے کہ جوان مرے راہ خدا
میں اور اس کلام میں نظر ہے اسلیے کہ نہیں ہے وجہ تخصیص فضیلت انکی ان لوگوں پر کہ جوان مرے بلکہ یہ افضل ہیں بہت سے ان لوگوں سے کہ بڈھے
مرے پس اولی یہ ہے کہ جو بعضوں نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ یہ سردار اہل جنت کے ہیں اسلیے کہ اہل جنت سب جوان ہونگے لیکن انبیا اور خلفا راشدین مستثنی ہیں
یعنی انسے افضل نہیں اور کہا ہے بعضوں نے کہ ہو سکتا ہے کہ شباب بھی فتوت اور جوانمردی اور کرم کے ہو یعنی سردار جوانمردوں کے ہیں سوا انبیا اور خلفا
راشدین کے یا نام رکھنا شباب بسبب مہربانی اور محبت کے ہو جیسے کہ باپ بیٹے کو جوان اور غلام اور صغیر اور صبی اور ولید لکھتا ہے اگرچہ مسن اور بڈھا ہو
(وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ هُمَا رَيْحَانَايَ مِنَ الدُّنْيَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَدْ سَبَقَ فِي الْفَصْلِ الْأَوَّلِ)
اور روایت ہے ابن عمرؓ سے یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق حسنؓ اور حسینؓ وہ دونوں پھول ہیں میرے دنیا سے نقل کی یہ ترمذی نے اور
تحقیق گذری ہے حدیث پہلی فصل میں ف ع کہا سید جمال الدین نے کہ اسمیں اشارہ ہے طرف اعتراض کے صاحب مصابیح پر کہتا ہوں میں کہ دفع ہوتا ہے
اعتراض اسطرح کہ اول روایت بخاری کی ہے کہ واقع ہوئی اپنے محل میں اور یہ روایت ترمذی کی ہے کہ آئی اپنی جگہ پر پس نہیں ہے تکرار باوجودیکہ
لفظ دونوں کے متغایر ہیں فی الجملہ (وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ طَرَقْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي بَعْضِ الْحَاجَةِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلٰى شَيْءٍ لَا أَدْرِي مَا هُوَ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِي قُلْتُ مَا هٰذَا الَّذِي أَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ فَكَشَفَهُ فَإِذَا الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلٰى وَرِكَيْهِ
فَقَالَ هٰذَانِ ابْنَايَ وَابْنَا ابْنَتِي اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے اسامہ بن زیدؓ سے کہا رات کو آیا میں نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک رات بسبب غرض کسی بعض حاجت کے کہ رکھتا تھا میں پس نکلے آنحضرتؐ یعنی اپنے گھر سے اس حال میں کہ وہ لپیٹے ہوئے تھے ایک چیز
کہ نہیں جانتا تھا میں کہ کیا ہے وہ چیز پس جب فارغ ہوا میں اپنی حاجت سے کہا میں نے کیا ہے یہ چیز کہ تم لپیٹنے والے ہو اسپر پس کھولا آنحضرتؐ نے اسکو پس ناگہاں
حسنؓ اور حسینؓ اوپر دونوں کولہوں آنکے کے تھے یعنی دونوں صاحبزادوں کو دونوں طرف گود میں لیکر چادر سے لپیٹ لیا تھا جیسا کہ چیز نفیس و محبوب
کو لپیٹ کر چلتے ہیں پس فرمایا یہ دونوں بیٹے میرے ہیں یعنی حکما اور بیٹے بیٹی میری کے یعنی حقیقۃً ف ح اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیٹی کا بیٹا بیٹا
ہے یعنی حکما جیسے کہ بیٹے کا بیٹا اسمیں ثابت ہوتا شرف نسب کا ہے ماں کی طرف سے بھی ترجمہ خداوندا بلا شبہ میں دوست رکھتا ہوں ان دونوں
کو پس دوست رکھ تو ان دونوں کو اور دوست رکھ اس شخص کو کہ دوست رکھے ان دونوں کو نقل کی یہ ترمذی نے ف ش ع شاید کہ مقصود اس دعا

رغبت دلانی ہے اسامہ وغیرہ کو اور زیادتی محبت حسنین کے (وعن سلمی قالت دخلت علی ام سلمۃ وہی تبکی فقلت ما یبکیک قالت رأیت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعنی فی المنام وعلی رأسہ ولحیتہ التراب فقلت ما لک یا رسول اللہ قال شہدت قتل الحسین آنفا رواہ الترمذی
وقال ہذا حدیث غریب) اور روایت ہے سلمی زوجہ ابو رافع کی سے کہ کہا داخل ہوئی میں اوپر ام سلمہ کے کہ بیوی تھیں آنحضرت کی اس حال میں کہ وہ
روتی تھیں پس کہا میں نے کس چیز نے رلایا تمکو کہا دیکھا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو مراد رکھتی تھیں ام سلمہ دیکھنے سے دیکھنا خواب میں
یعنی آنحضرت کو خواب میں دیکھا میں نے اس حال میں کہ آپکے سر اور داڑھی مبارک پر خاک تھی پس کہا میں نے کیا ہوا ہے تمکو یا رسول اللہ کہ خاک آلود
ہو فرمایا آنحضرت نے کہ حاضر ہوا تھا میں حسین کے قتل میں ابھی نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ف ع پوشیدہ نہ رہے کہ موت ام سلمہ
کی سنہ انسٹھ میں ہے اور بعضوں نے کہا سنہ باسٹھ میں اور قول اول صحیح تر ہے اور شہادت حضرت امام حسین کی سنہ اکسٹھ میں ہے اگر قول دوسرا صحیح ہو
تو کچھ اشکال نہیں اور بموجب قول اول کے بھی کچھ اشکال نہیں اسلیئے کہ ہو سکتا ہے کہ پہلے وقوع اس واقعہ کے انکے خواب میں یہ معاملہ دکھایا ہو
اور الفاظ ابھی لیکنا باعتبار تحقق اسکے ہے اسوقت میں (وعن انس قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای اہل بیتک احب الیک
قال الحسن والحسین وکان یقول لفاطمۃ ادعی لی ابنی فیشمہما ویضمہما الیہ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب) اور روایت ہے انس
سے کہا پوچھے گئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کہ کونسا شخص تمہارے اہلبیت میں سے محبوب تر ہے طرف تمہارے فرمایا حسن اور حسین اور تھے
آنحضرت کہ فرماتے فاطمہ کو بلا میرے لیے دونوں میرے بیٹوں کو پس سونگھتے آنحضرت حسن اور حسین کو اسلیئے کہ دو پھول تھے انکے اور لگا لیتے
انکو طرف اپنے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے (وعن بریدۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخطبنا اذ جاء
الحسن والحسین وعلیہما قمیصان احمران یمشیان ویعثران فنزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المنبر فحملہما ووضعہما بین یدیہ ثم قال
صدق اللہ انما اموالکم واولادکم فتنۃ نظرت الی ہذین الصبیین یمشیان ویعثران فلم اصبر حتی قطعت حدیثی ورفعتہما رواہ الترمذی
وابوداود والنسائی) اور روایت ہے بریدہ سے کہا کہ تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کہ خطبہ پڑھتے تھے ہمارے آگے ناگہاں آئے حسن اور حسین
تھے اُن دونوں پر کرتے سرخ چلتے تھے دونوں اور گر گر پڑتے تھے زمین پر یعنی بسبب صغر سن اور کمزوری کے پس اترے رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم منبر سے پس اٹھا لیا انکو اور رکھا اُن دونوں کو آگے اپنے پھر کہا سچ فرمایا اللہ نے سوائے اسکے نہیں مال تمہارے اور اولاد تمہاری فتنہ
ہیں یعنی محل آزمایش و امتحان تمہارے کے ہیں دیکھا میں نے طرف ان دونوں لڑکوں کے کہ چلتے تھے اور گر گر پڑتے تھے پس نہ صبر کر سکا میں یعنی
بسبب محبت انکی کے یہانتک کہ موقوف کی میں نے بات اپنی کہ نصیحت امت کو اور بیان احکام و اوامر و نواہی کرتا تھا اور اٹھایا میں نے
ان دونوں کو نقل کی یہ ترمذی اور ابوداود اور نسائی نے ف ح اور یہ امر بسبب تاثیر رقت اور رحمت اور شفقت کے بیچ قلب مبارک آنحضرت
تھا اور شفقت اور رحمت اولاد و اطفال پر مستحسن اور مستحب اور پسندیدہ حق کی ہے اور عمل خطبہ میں جائز ہے پس یہ قسم داخل ہے عبادات میں ہے
اور عذر کرنا آنحضرت کا تواضع تھا اور تنبیہ کرنی اصحاب کو تو اوپر ارتکاب ایسے عمل کے عادت نہ پکڑیں اور سہل نہ جانیں اور بہانہ نہ پکڑیں مقام
عالی سے اُترنے میں اور مقصود اصلی ثابت کرنا فرزندی اور ظاہر کرنا محبت کا ہے یا یہ کہ علو مقام قرب سے اور خلوت حقیقی سے کچھ تنزل واقع
ہوا ہو اور یہ سکر بجال کلام کرنے کا احوال شریف میں نہیں ہے واللہ اعلم بحقیقۃ حال حبیبہ صلے اللہ علیہ وسلم (وعن یعلی بن مرۃ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط رواہ الترمذی) اور روایت
ہے یعلی بن مرہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں ف کہا قاضی نے کہ گویا آنحضرت نے معلوم کیا اور بنور نبوت

اس امر کے کہ اترا وہ اسکے پہلے تحقیق یہ فرشتہ پروانگی طلب کی اُسنے اپنے پروردگار سے کہ آوے اور سلام کرے مجھپر اور خوشخبری دی مجھکو ساتھ اسکے کہ فاطمہ سردار ہے بہشت
کی عورتوں کی اور تحقیق حسن اور حسین سردار ہیں بہشت کے جوانوں کے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے (وعن ابن عباس قال کان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حامل الحسن بن علی علی عاتقہ فقال رجل نعم المرکب رکبت یا غلام فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونعم الراکب ھو رواہ
الترمذی) اور روایت ہے ابن عباس سے کہا کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اٹھائے ہوئے حسن بن علی کو اپنے کندھے پر پس کہا ایک شخص نے اچھی
سواری ہے سوار ہوا تو اے لڑکے پس فرمایا نبی صلعم نے اور اچھا سوار ہے وہ نقل کی یہ ترمذی نے ف یعنی سواری تو اچھی ہے اور سوار بھی اچھا ہے اور اسمیں
کمال تعریف اور نہایت فضیلت ہے حسن کی (وعن عمر انہ فرض لاسامۃ فی ثلثۃ آلاف وخمس مائۃ وفرض لعبد اللہ بن عمر فی ثلثۃ آلاف
فقال عبد اللہ بن عمر لابیہ لم فضلت اسامۃ علی فواللہ ما سبقنی الی مشہد قال لان زیدا کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من ابیک وکان اسامۃ احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منک فآثرت حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی حبی رواہ
الترمذی) اور روایت ہے عمر رض سے یہ کہ انہوں نے معین کی یعنی اپنی خلافت میں اسامہ بن زید کے لیے بیت المال سے واسطے قوت انکی کے اور اذن یا
بیچ ساڑھے تین ہزار درہموں کے اور معین کی اپنے بیٹے کے لیے کہ عبد اللہ بن عمر ہیں اور اذن دیا انکے لیے بیچ تین ہزار درہموں کے یعنی بہ نسبت اسامہ کے انکے
روزینہ میں پانسو درہم کم مقرر کیے پس کہا عبد اللہ بن عمر نے اپنے باپ سے کہ کس سبب سے فضیلت دی تم نے اسامہ کو مجھپر یعنی انکا روزینہ کیوں مجھ سے
زیادہ کیا کہ مشعر ہے زیادتی فضیلت پر پس قسم خدا کی نہیں سبقت کی ہے اُسنے مجھپر طرف کسی مشہد کے ف یعنی جگہ حاضر ہونے کی خیر سے از روے علم و
عمل کے اور کہا طیبی نے کہ مراد مشہد سے جگہ حاضر ہونے کی قتال کے لیے اور معرکہ کفار کا ہے ترجمہ کہا عمر نے اس سبب سے فضیلت دی ہیں نے اسکو کہ
زید بن حارثہ کہ باپ اسامہ کا تھا محبوب تر تھا نزدیک پیغمبر خدا کے تیرے باپ سے کہ میں ہوں ف یعنی دلالت ہے اس مضمون پر کہ جو پہلے اوپر بیان کیا
کہ نہیں لازم آتا ہے کسی کے محبوب تر ہونے سے یہ کہ وہ افضل بھی ہو ترجمہ اور تھا اسامہ محبوب تر نزدیک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تجھ سے ف اور
سبب اسکا یہ تھا کہ یہ دونوں اہل بیت میں سے تھے اسلیے کہ مولی قوم کا انھیں میں سے ہوتا ہے ترجمہ پس اختیار کیا میں نے یعنی ترجیح دی میں نے
پیغمبر خدا کے محبوب کو کہ اسامہ ہے اپنے محبوب پر کہ تو ہے نقل کی یہ ترمذی نے ف یعنی قطع نظر فضیلت سے کر میں نے رعایت کی آنحضرت کی محبت
کی بہ نسبت اپنے (وعن جبلۃ بن حارثۃ قال قدمت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ ابعث معی اخی زیدا قال ھو ذا
ان انطلق معک لم امنعہ قال زید یا رسول اللہ واللہ لا اختار علیک احدا قال فرایت رای اخی افضل من رایی رواہ الترمذی) اور
روایت ہے جبلہ بن حارثہ سے کہا کہ آیا میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پس کہا میں نے یا رسول اللہ بھیجو میرے ساتھ میرے بھائی زید کو فرمایا
آنحضرت نے وہ یعنی زید یہ ہے یعنی حاضر ہے اختیار رکھتا ہے پس اگر جاوے تیرے ساتھ تو منع نہیں کرتا ہوں میں اسکو ف یعنی اسلیے کہ میں آزاد
کر چکا ہوں اسکو نہ تو منع کروں جانے سے اور نہ کہوں جانے کو جو جانے چاہے جاوے چاہے نہ جاوے ترجمہ کہا زید نے یا رسول اللہ قسم ہے خدا کی
نہیں اختیار کرتا ہوں میں تمپر یعنی تمہاری ملازمت پر کسی کو نہ بھائی کو اور نہ ماں باپ وغیرہ کو کہا جبلہ نے پس جانی میں نے یعنی بعد اسکے عقل اپنے بھائی کی
یعنی زید کی درباب اختیار کرنے ملازمت آنحضرت کے فاضل تر اور بہتر اپنی عقل سے نقل کی یہ ترمذی نے ف یعنی درباب لیجانے اُسکے کے اپنے
ساتھ اسلیے کہ آنحضرت کی ملازمت میں خیر دنیا اور آخرت کی حاصل کی تھی اور اصل قصہ انکا اور زید کا یہ ہے کہ زید رہنے والے تھے یمن کے لڑکپن میں کہ
آٹھ برس کے تھے پکڑ لے گئے انکو بعد میں ایک قوم کے کہ عرب کی تھی پس انکو بازار میں لائے بیچنے کے لیے اور حکیم بن حزام نے کہ بھتیجے خدیجہ رض کے تھے اپنی پھوپھی
خدیجہ کے لیے انکو خرید لیا اور خدیجہ رض نے جب آنحضرت کے نکاح میں آئیں زید کو آنحضرت کو بخشا اور آنحضرت نے انکو اپنا بیٹا کر لیا اور اعلام [illegible] سے

کہ لونڈی سی آزاد آنحضرت کی تھیں نکاح اُنکا کر دیا اور اُس سے اسامہ پیدا ہوئے بعد ازان زینب بنت جحش سے کہ آنحضرت کی پھوپھی کی بیٹی تھیں نکاح انکا کیا اور بعضون کے نزدیک اول اسلام ہوئی لائے ہیں اور آنحضرت سے دس برس چھوٹے تھے اور بعضے کہتے ہیں بیس برس حاضر ہوئے بدر میں اور سارے غزوون میں اور نام کسی صحابی کا قرآن میں مذکور نہیں ہوا ہی سوا اُنکے نام کے آیت میں فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا اور آنحضرت نے جعفر بن ابی طالب کے ساتھ بھائی چارہ انکا کر دیا تھا اور غزوہ موتہ میں شہید ہوئے پچپن برس کی عمر میں قصہ مختصر ان ایام میں کہ آنحضرت نے زید کو آزاد کر دیا تھا اُنکے بھائی جبلہ لینے کو آئے اور کلام مذکورہ درمیان میں آیا اُنکو لذت خدمت بابرکت کی کہاں جانے دیتی تھی (وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَبَطْتُ وَهَبَطَ النَّاسُ الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اُصْمِتَ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ يَدَيْهِ عَلَيَّ وَيَرْفَعُهُمَا فَاَعْرِفُ اَنَّهٗ يَدْعُوْ لِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ) اور روایت ہی اسامہ بن زید سے کہا اسامہ نے جبکہ ضعیف ہوئے آنحضرت اُس بیماری سے کہ وفات پائی اُس سے اترا میں اور اترے لوگ مدینہ میں ف یعنی اُس لشکر سے کہ آنحضرت نے مجکو ساتھ مہاجرین اور انصار کے روانہ کیا تھا اور باہر پڑا تھا میں بعد چند روز کے بسبب سننے خبر بیماری آنحضرت کی کے مدینہ میں پھر آئے ہم اور ذکر ہبوط کا کہ بمعنی اوپر سے نیچے کے آنے کے ہی اس سبب سے ہی کہ وہ موضع کہ جہاں لشکر پڑا تھا جانب علو یعنی بلندی مدینہ کے تھا اُسکو جرف کہتے ہیں جیسے کہ عرفات کہ میں جانب بلندی کے ہی اور عرب کلام کرنے میں رعایت علو اور سفل یعنی اونچے اور نیچے کی کرتے ہیں جیسے کہ اگر مکہ سے عرفات کو جاویں تو کہینگے صعدنا الی عرفات یعنی چڑھے ہم طرف عرفات کے اور اگر عرفات سے مکہ کو آویں تو کہینگے ہبطنا الی مکۃ یعنی اترے ہم طرف مکہ کے اسی طرح مدینہ سے جرف کو جانا صعود ہی اور وہان سے مدینہ کو آنا ہبوط حتی کہ مسجد الحرام میں اگر جانب باب السلام کے جاویں کہ طرف عرفات کے ہی صعدنا الی باب السلام کہتے ہیں انتہی اور ملا علی نے یون لکھا ہی ہبطت یعنی اترا میں اپنے مکان سے کہ تھا عوالی مدینہ میں وہبط الناس یعنی اور اترے صحابہ اپنے مکانون سے طرف مدینہ کے ترجمہ پس داخل ہوا میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں کہ تحقیق چپ کیے گئے تھے وہ اور طاقت بات کرنے کی نہین رکھتے تھے پس نہ بولے آنحضرت پھر شروع کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رکھتے تھے دونون ہاتھ اپنے مجھپر اور اٹھاتے تھے ان دونون کو یعنی مجھپر سے پس پہچانا میں نے یعنی ساتھ نور ولایت اور ظہور فراست کے یہ کہ وہ دعا کرتے ہیں میرے لیے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہی ف یعنی بسبب محبت اور رعایت خدمت کے اور یہ نہایت کرم و شفقت تھی آنحضرت کی اسامہ کے حق میں کہ ایسے وقت میں بھی مہربانی کی اُنپر اور دعا کی اُنکے لیے (وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّنَحِّيَ مُخَاطَ اُسَامَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَعْنِيْ حَتّٰى اَنَا الَّذِيْ اَفْعَلُ قَالَ يَا عَائِشَةُ اَحِبِّيْهِ فَاِنِّيْ اُحِبُّهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہی عائشہ رض سے کہ کہا ارادہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ دور کریں اسامہ کا آب بینی یعنی ناک اُنکی پاک کرین جیسے کہ لڑکون کی ناک پونچھتے ہیں اور وہ اُسوقت میں چھوٹے تھے کہا عائشہ نے چھوڑو مجکو تو کہ میں کرون یہ کام یعنی میں ناک پونچھون اُسکی گویا حضرت عائشہ نے برعایت ادب کے ناک پونچھنا آنحضرت کا مناسب نہ جانا فرمایا آنحضرت نے اے عائشہ دوست رکھ تو اسامہ کو اسلیے کہ میں دوست رکھتا ہون اُسکو نقل کی یہ ترمذی نے ف یعنی تو اگر بالطبع اُسکو نہیں دوست رکھتی ہی تو اس سبب سے دوست رکھ کہ میں اُسکو دوست رکھتا ہون کہ محبوب کا محبوب بھی محبوب ہوتا ہی اور حقیقت میں کمال محبت یہ ہی کہ محبوب سے گذر کر اُس کے متعلقون تک پہونچے اور سرایت کرے خواہ آدمی ہون یا کوئی چیز کہ اُسکی ہو قسم یار و دیار سے (وَعَنْ اُسَامَةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا اِذْ جَاءَ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ يَسْتَاْذِنَانِ فَقَالَا لِاُسَامَةَ اسْتَاْذِنْ لَنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ يَسْتَاْذِنَانِ فَقَالَ اَتَدْرِيْ مَا جَاءَ بِهِمَا قُلْتُ لَا قَالَ لٰكِنِّيْ اَدْرِيْ اِئْذَنْ لَهُمَا فَدَخَلَا فَقَالَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْنَاكَ نَسْاَلُكَ اَيُّ اَهْلِكَ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَا مَا جِئْنَاكَ نَسْأَلُكَ عَنْ أَهْلِكَ قَالَ أَحَبُّ أَهْلِي إِلَيَّ مَنْ قَدْ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتُ عَلَيْهِ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَا ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ
فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ جَعَلْتَ عَمَّكَ آخِرَهُمْ قَالَ إِنَّ عَلِيًّا سَبَقَكَ بِالْهِجْرَةِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہی اسامہ سے کہ کہا تھا مین بیٹھا ہوا یعنی
آنحضرت کے دروازے پر ناگہان آئے علی اور عباس رضی اللہ عنہما اس حال مین کہ چاہتے تھے طلب کرنا اذن کا اندر جانے کے لیے پس کہا دونون نے واسطے
اسامہ کے کہ اذن طلب کر ہمارے لیے آنحضرت سے شروع اور شاید کہ اسامہ ان دنون مین چھوٹے ہونگے ترجمہ پس کہا مین نے یا رسول اللہ علی اور
عباس پروانگی مانگتے ہین آنے کے لیے پس فرمایا آنحضرت نے کیا جانتا ہی تو کہ کیا چیز لائی ہی ان دونون کو یعنی کیون آتے ہین کہا مین نے نہین جانتا مین
فرمایا آنحضرت نے لیکن مین جانتا ہون کہ کس لیے آتے ہین پروانگی دے ان دونون کو کہ آوین پس داخل ہوے دونون اور عرض کیا یا رسول اللہ
آئے ہین ہم آپکے پاس کہ پوچھین ہم آپ سے کون شخص آپکے اہلبیت مین سے محبوب تر ہی نزدیک آپ کے فرمایا آنحضرت نے کہ محبوب تر اہلبیت میرے کے
نزدیک میرے فاطمہ بیٹی محمد کی ہی کہا علی اور عباس نے کہ نہین آئے ہین ہم تمہارے پاس کہ پوچھین ہم حال اہل بیت تمہارے کے سے یعنی اولاد و ازواج تمہاری
کی سے بلکہ پوچھتے ہین ہم حال اقارب و متعلقین آپکے سے فرمایا محبوب تر اہل میرے کا نزدیک میرے یعنی مردون مین سے وہ شخص ہی کہ تحقیق انعام
و احسان کیا خدائے تعالے نے اسپر یعنی ساتھ اسلام اور ہدایت اور انعام کے اور اکرام کے اور انعام و احسان کیا مین نے اسپر یعنی ساتھ آزاد کرنے اور متبنی کر لے اور تربیت
کرنے کے وہ شخص اسامہ بن زید ہی شروع جاننا چاہیے کہ انعام حق جل وعلا کا اور انعام آنحضرت کا قرآن مین بنسبت زید کے کہ باپ اسامہ کا ہی ذکر کیا ہی
ولیکن انعام باپ پر مستلزم انعام کا بیٹے پر ہی اس اعتبار سے آنحضرت نے مصداق آیت کریمہ کو اتارا اسامہ پر گویا کہ فرمایا زید اور اسکے بیٹے اسامہ کو حال یہ
ہی اگرچہ وارد آیت بیچ حق زید کے ہی ولیکن بیٹا اسکا تابع اسکا ہی بیچ حاصل ہونے دونون انعامون کے ترجمہ کہا علی و عباس نے بعد اسکے کون ہی فرمایا آنحضرت
نے علی بن ابی طالب ہی شروع پس یہ نص جلی ہی اسپر کہ نہین لازم آتی محبت سے فضیلت اسلیے کہ علی افضل ہین اسامہ اور زید سے بالاجماع ترجمہ پس کہا
عباس نے یا رسول اللہ کیا آپ نے اپنے چچا کو آخر اہلبیت اپنے کا یعنی اگر اور اسکے پوچھون تو آپ مجھکو فرماوینگے فرمایا آنحضرت نے کہ بلاشبہ علی نے سبقت کی
ہی تمپر ساتھ ہجرت کرنے کے نقل کی یہ ترمذی نے شروع اور لیکن ہی ساتھ اسلام کے پس یہ واجب کرتا ہی تقدیم اہلبیت کو کہ مترتب ہی اوپر فضیلت کے اور نظیر اسکی
یہ ہی کہ آئے عباس اور ابو سفیان اور بلال اور سلمان طرف دروازہ عمر کے اس حال مین کہ اذن چاہتے تھے اسلیے اندر آنے کا پس کہا عمر رض کے خادم نے بعد
آگاہ کرنے اسکے کے ساتھ آنے جماعت کے کہ داخل ہون بلال پس کہا ابو سفیان نے عباس سے کہ کیا نہین دیکھتا ہی تو یہ کہ مقدم کرتا ہی ہمپر ہمارے موالی یعنی
غلامون آزاد کو پس کہا عباس نے کہ ہمنے تاخیر کی یعنی اسلام و ہجرت مین پس یہ جزا ہماری ہی شروع اسلام عباس کا بعد از واقعہ بدر کے ہی اور بعضے کہتے ہین
کہ عباس مکہ مین مسلمان تھے ولیکن مشرکون سے اسلام چھپاتے تھے اور باوجود اسکے ہجرت کی بعد اسکے پوشیدہ نہ رہے کہ اگر تعدد وجوہ مذکورہ کا ملحوظ نہو
تو تقدم اسامہ کا علی پر بیچ احبیت کے مشکل ہوتا ہی فافہم وباللہ التوفیق پس البتہ اس مقام مین تعدد اور اعتبار وجوہ و حیثیات کا معتبر ہی یعنی اسامہ
بسبب خدمتگاری وغیرہ کے احب تھے اور حضرت علی باعتبار قرابت و علم و فضل وغیرہ کے پس اسامہ اور جہت سے احب تھے اور حضرت علی اور جہت سے
وَذُكِرَ أَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ فِي كِتَابِ الزَّكٰوةِ اور ذکر کی گئی حدیث ان عم الرجل صنو ابیہ کہ بیچ منقبت عباس کے واقع ہی بیچ کتاب الزکوٰۃ کے

الْفَصْلُ الثَّالِثُ فصل تیسری

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّى أَبُو بَكْرٍ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِي وَمَعَهُ عَلِيٌّ فَرَأَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَحَمَلَهُ عَلَى عَاتِقِهِ وَقَالَ
بِأَبِي شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ شَبِيهًا بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) روایت ہی عقبہ بن الحارث سے کہا اسنے کہ نماز پڑھی ابو بکر نے
عصر کی یعنی ایام خلافت اپنے مین یا پہلے اسکے پھر نکلے اس حال مین کہ راہ چلتے تھے اور انکے ساتھ علی تھے پس دیکھا ابو بکر رض نے حسن کو کھیلتے ہین ہمراہ لڑکون کے
پس اٹھا لیا ابو بکر نے حسن کو اپنے کندھے پر اور کہا ابو بکر نے یعنی از راہ خوش طبعی کے کہ فدا ہو باپ میرا یہ مشابہ ہی پیغمبر کے نہین مشابہ ہی ساتھ علی کے اور علی رض ہنستے تھے یعنی از راہ

خوشی کے نقل کی یہ بخاری نے (وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ أُتِيَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ فَجُعِلَ فِي طَسْتٍ فَجَعَلَ يَنْكُتُ وَقَالَ فِي حُسْنِهِ شَيْئًا قَالَ أَنَسٌ فَقُلْتُ
وَاللّٰهِ إِنَّهُ كَانَ أَشْبَهَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَخْضُوْبًا بِالْوَسْمَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ زِيَادٍ فَجِيْءَ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ
فَجَعَلَ يَضْرِبُ بِقَضِيْبٍ فِي أَنْفِهِ وَيَقُوْلُ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هٰذَا حُسْنًا فَقُلْتُ أَمَا إِنَّهُ كَانَ مِنْ أَشْبَهِهِمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ
صَحِيْحٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ) اور روایت ہے انس سے کہا لایا گیا نزدیک عبید اللہ بن زیاد کے سر مبارک حضرت حسین کا ف ع کہا مولف نے کہ یہ عبید اللہ
بیٹا عبید اللہ بن زیاد کا ہے اور وہ امیر تھا اُس لشکر کا کہ متعین ہوا تھا واسطے قتل کرنے حسین کے اور وہ ان ایام میں امیر تھا کوفہ کا بھی یزید بن
معاویہ کی طرف سے پھر قتل کیا گیا بیچ موصل کے ابراہیم بن مالک بن الاشتر النخعی کے ہاتھ سے بیچ زمانہ مختار بن ابی عبید کے سن چھیاسٹھ میں ترجمہ
پس رکھا گیا سر حسین کا بیچ طشت کے پس ہوا وہ شقی کہ پھیرتا تھا اُنکے سر مبارک کو لکڑی سے کہ اسکے ہاتھ میں تھی یعنی سر چھڑی کا اُنکی بینی مبارک پر
مارتا تھا اور کہا بیچ حسن امام حسین کے کچھ یعنی بیچ لینے عیب کیا اُنکے حسن میں اور ترمذی کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ تعریف کی اور مبالغہ کیا اُنکے حسن و
جمال میں لیکن بطریق استہزا اور تمسخر اور اظہار خوشی کے کہ حاصل ہوئی اس بدبخت کو بسبب قتل انکے کے ترجمہ کہا انس نے پس کہا میں نے قسم خدا
کی تحقیق یہ تھے بہت مشابہ اہل بیت میں ساتھ پیغمبر خدا صلعم کے اور تھا سر مبارک انکا رنگا ہوا ساتھ وسمہ کے نقل کی یہ بخاری نے اور ترمذی کی روایت
میں یوں آیا ہے کہ کہا انس نے تھا میں نزدیک ابن زیاد کے پس لایا گیا سر حضرت حسین کا اُسکے پاس پس شروع کیا مارنا ساتھ چھڑی کے امام حسین کی
ناک میں اور کہتا تھا نہیں دیکھا میں نے مانند اسکے حسن میں پس کہا میں نے خبردار ہو تحقیق یہ تھا مشابہ ترین لوگوں کا ساتھ رسول خدا صلعم کے اور کہا
ترمذی نے یہ حدیث صحیح حسن غریب ہے ف ع اور طبرانی نے یوں روایت کی ہے کہ پس شروع کیا عبید اللہ نے کہ رکھتا تھا چھڑی کہ اسکے ہاتھ میں تھی بیچ آنکھ
انکی کے اور ناک انکی کے پس کہا میں نے یعنی انس نے اُٹھا چھڑی اپنی اسلیے کہ تحقیق دیکھا ہے میں نے منہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا جگہ اسکی اور بزاز کی
روایت میں یوں ہے کہ کہا انس نے پس کہا میں نے عبید اللہ کو کہ بلا شبہ میں نے دیکھا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سونگھتے تھے جہاں کہ لگتی ہے چھڑی
تیری کہا انس نے پس ہٹالی اُسنے چھڑی اور ذخایر میں ہے عمارہ بن عمیر سے کہ کہا جبکہ لایا گیا سر ابن زیاد کا اور اُسکے یاروں کا یعنی بعد مارے جانے
کے پس تھا میں مسجد میں چبوترہ پر پس پہونچا میں طرف لوگوں کے اس حال میں کہ وہ کہ رہے تھے وہ آیا پس ناگہاں ایک سانپ آیا کہ گھستا تھا
سروں میں یہانتک کہ داخل ہوا عبید اللہ بن زیاد کے نتھنے میں اور ٹھہرا تھوڑی سی دیر پھر نکلا اور چلا گیا یہانتک کہ غائب ہو گیا پھر کہا لوگوں نے
کہ وہ آیا پس کیا یہ دو بار یا تین بار روایت کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے (وَعَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي رَأَيْتُ حُلْمًا مُنْكَرًا اللَّيْلَةَ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَتْ إِنَّهُ شَدِيْدٌ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَتْ رَأَيْتُ كَأَنَّ
قِطْعَةً مِنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِي حِجْرِي فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتِ خَيْرًا تَلِدُ فَاطِمَةُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ غُلَامًا يَكُوْنُ
فِي حِجْرِكِ فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحُسَيْنَ وَكَانَ فِي حِجْرِي كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ يَوْمًا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ فِي حِجْرِهِ ثُمَّ كَانَتْ مِنِّي الْتِفَاتَةٌ فَإِذَا عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُهْرِيْقَانِ الدُّمُوْعَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا
نَبِيَّ اللّٰهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي مَا لَكَ قَالَ أَتَانِي جِبْرِيْلُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ أُمَّتِي سَتَقْتُلُ ابْنِي هٰذَا فَقُلْتُ هٰذَا فَقَالَ نَعَمْ وَأَتَانِي بِتُرْبَةٍ
مِنْ تُرْبَتِهِ حَمْرَاءَ) اور روایت ہے ام الفضل بیٹی حارث کی سے کہ وہ آئیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پس کہا یا رسول اللہ تحقیق
میں نے دیکھا ہے ایک خواب آج کی رات فرمایا آنحضرت نے اور کیا ہے وہ خواب کہا ام فضل نے تحقیق وہ خواب سخت ہے یعنی سننا اسکا ناگوار ہے
نہیں کہہ سکتی میں پھر فرمایا آنحضرت نے کیا ہے وہ کہا ام الفضل نے دیکھا میں نے گویا ایک ٹکڑا آپ کے بدن مبارک سے کاٹا گیا ہے اور رکھا گیا ہے

میری گود میں یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو نے خواب اچھا جنے گی فاطمہ بیٹا اگر چاہا ہے خدا نے ہوگا وہ تیری گود میں یعنی
رکھینگے اسکو تیری گود میں بسبب قرابت کے تو اسکو تربیت کرے تو پس جنی فاطمہ حسینؓ کو پس تھا وہ میری گود میں جیسے کہ فرمایا تھا حضرت نے
پس آئی میں ایک روز آنحضرتؐ کے پاس پس رکھا میں نے حسینؓ کو آنحضرتؐ کی گود میں پھر ہوا مجھسے دیکھنا اور طرف یعنی میں دیکھنے لگی اور
طرف پھر دیکھا میں نے انکی طرف پس ناگہاں آنکھیں آنحضرتؐ کی ڈالتی تھیں آنسو کہا ام الفضل نے پس کہا میں نے اے پیغمبر خدا قربان ہوں باپ
ماں میرے کیا ہوا آپکو کہ روتے ہو فرمایا آنحضرتؐ نے آئے میرے پاس جبرئیل اور خبر دی مجھکو کہ تحقیق امت میری یعنی امت اجابت نزدیک ہے
کہ قتل کریگی اس بیٹے میرے کو یعنی ازراہ ظلم کے پس کہا میں نے یعنی بطریق تعجب و استبعاد کے کہ اس بیٹے کو کہا انہوں نے ہاں اور دی مجھکو جبرئیل نے
مٹی اسکی مٹی سے سرخ وقت میں یعنی اس جگہ کی مٹی کہ جہاں قتل ہونگے اور ذخائر میں ہے سلمےؓ سے کہ کہا آئی میں ام سلمہ کے پاس اس حال میں کہ وہ روتی
تھیں پس کہا میں نے کس چیز نے رولایا تمکو کہا ام سلمہ نے کہ دیکھا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنی خواب میں اس حال میں کہ انکے سر اور
داڑھی مبارک پر مٹی تھی پس کہا میں نے کیا ہوا آپ کو یا رسول اللہ فرمایا حاضر ہوا تھا میں قتل حسینؓ میں ابھی نقل کیا اسکو ترمذی نے اور کہا حدیث
غریب ہے اور روایت کی بغوی نے مصابیح میں (وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ ذَاتَ يَوْمٍ بِنِصْفِ النَّهَارِ
اَشْعَثَ اَغْبَرَ بِيَدِهٖ قَارُوْرَةٌ فِيْهَا دَمٌ فَقُلْتُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ مَا هٰذَا قَالَ هٰذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَاَصْحَابِهٖ لَمْ اَزَلْ اَلْتَقِطُهُ مُنْذُ الْيَوْمِ فَاُحْصِيَ ذٰلِكَ الْوَقْتُ
فَاُجِدَ قُتِلَ ذٰلِكَ الْوَقْتَ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ وَاَحْمَدُ الْاَخِيْرَ) اور روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا انہوں نے دیکھا میں نے آنحضرتؐ کو بیچ اس حالت
کے کہ دیکھتا ہے سونے والا ایک روز وقت دوپہر کے پراگندہ بال گرد آلودہ آنحضرتؐ کے ہاتھ میں ایک شیشہ ہے کہ اسمیں خون ہے پس کہا میں نے
باپ میرا اور ماں میری قربان ہوں تمھارے کیا حال ہے یہ اور کیسا ہے یہ شیشہ فرمایا آنحضرتؐ نے یہ خون حسینؓ کا اور انکے یاروں کا ہے ہمیشہ رہا
میں چنتا اسکو ابتدا آج کے روز سے یعنی صبح سے اب تک چنتا تھا میں خون حسینؓ کا اور انکے یاروں کا اور اس شیشہ میں جمع کیا ہے میں نے
اسکو ابن عباس نے کہا پس یاد رکھا میں نے اسوقت کو پس پایا میں نے یعنی دریافت کیا کہ قتل کیے گئے حسینؓ اسی وقت روایت کیں دونوں
حدیثیں بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اور روایت کی احمد نے حدیث اخیر (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحِبُّوا اللّٰهَ
لِمَا يَغْذُوْكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ وَاَحِبُّوْنِيْ بِحُبِّ اللّٰهِ وَاَحِبُّوْا اَهْلَ بَيْتِيْ بِحُبِّيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور یہ بھی ابن عباس سے روایت ہے کہ کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے دوست رکھو خدا کو بسبب اس چیز کے کہ غذا دیتا ہے اور پرورش کرتا ہے تمکو نعمت سے قسم قسم یعنی طرح طرح کی نعمتوں کو جیسے
قول اللہ تعالے کا ہے وَمَا بِكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ یعنی جو کچھ تمکو ملتی ہے نعمت پس اللہ ہی کی طرف سے ہے اور معنی حدیث کے یہ ہیں کہ اگر نہیں دوست رکھتے ہو
تم اللہ تعالے کو مگر اسلیے کہ دیتا ہے تمکو نعمت تو پس دوست رکھو اسکو واسطے اللہ سبحانہ محبوب لذاتہ و صفاتہ ہے نزدیک عارفین محبین کے برابر ہے کہ نعمت
دے یا نہ دے پس یہ بطور قول اللہ سبحانہ کے ہے فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ الخ ترجمہ پس دوست رکھو مجھکو یعنی جب ثابت ہوا اسبب محبت خدا کے تو
پس دوست رکھو مجھکو بسبب دوستی خدا کے ف م اسلیے کہ محبوب کا محبوب محبوب ہوتا ہے اور اسلیے کہ فرمایا ہے اللہ تعالے نے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ
فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ انتہی اور حضرت شیخ رح نے لکھا اللہ کی شرح میں یہ لکھا ہے یعنی بسبب دوست رکھنے تمہارے کے خدا کو یا بسبب دوست رکھنے
خدا کے مجھکو ترجمہ اور دوست رکھو میرے اہلبیت کو بسبب دوستی میری کے یعنی بسبب دوست رکھنے میرے کے انکو یا بسبب دوست رکھنے تمہارے
مجھکو نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّهٗ قَالَ وَهُوَ اٰخِذٌ بِبَابِ الْكَعْبَةِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلَا اِنَّ مَثَلَ اَهْلِ بَيْتِيْ
فِيْكُمْ مَثَلُ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ) اور روایت ہے ابی ذر غفاری سے یہ کہ انہوں نے کہا اس حال

ہیں کہ ابوذر نے کہا درحالیکہ پکڑنے والے تھے کعبہ کے دروازہ کو سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے آگاہ رہو حال و مثال اہلبیت میرے کی تم میں مثال
کشتی نوح کے ہے جو کوئی سوار ہوا کشتی نوح میں نجات پائی اور جو کوئی کہ پیچھے رہا اور سوار نہ ہوا اسمیں ہلاک ہوا نقل کی یہ احمد نے ف یعنی اہلبیت کے ساتھ جسنے تمسک کیا
محبت و متابعت انکی نجات پائی اسنے دارین میں والا ہلاک ہوا دونوں جہان میں اگر چہ خرچ کرے مال و جاہ پایا ایک ان دونوں میں سے مشابہت دی دنیا کو
اور اسمیں جو کچھ کہ دنیا میں ہے قسم کفر اور گمراہیوں اور بدعتوں اور جہالتوں اور اہوا ونزا کے ساتھ دریائے عمیق کے کہ اسمیں موج پر موج ہو اور اوپر اسکے ابر کے ظلمت
کی تاریکیاں اوپر تلے اور گھیر رکھا ہو اس دریا نے ساری زمین کو اور نہیں ہے اس سے خلاصی مگر بسبب اس کشتی کے کہ وہ رسول خدا صلعم کے اہلبیت کی محبت اور
کیا خوب لگاؤ ہے اسکو ساتھ اس قول آنحضرت کے مثل اصحابی مثل النجوم من اقتدی بشیء منہا اہتدی اور کیا خوب کہا امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر میں کہ الحمد للہ ہم جماعت
اہل سنت کے سوار ہوئے اہلبیت کی محبت کی کشتی میں اور راہ پائی ہمنے ساتھ ستارہ کے ہدایت اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پس امید رکھتے ہیں ہم نجات کی اہوال
قیامت کی سے اور طبقات دوزخ کے سے اور امید رکھتے ہیں راہ پانے کی طرف اس چیز کے درجات جنتوں کے اور نعیم مقیم کے اور توضیح اسکی یہ ہے کہ جو کوئی نہ داخل ہوا کشتی میں
مانند خوارج کے ہلاک ہوا ساتھ ہالکین کے اول مرحلہ میں اور جو کوئی داخل ہوا اسمیں اور نہ راہ دیکھی ساتھ ستاروں کی ہدایت کے مانند روافض کے وہ گمراہ ہوا اور پڑا
تاریکیوں میں کہ نہیں نکل سکیگا انسے انتہی اور روایت کی احمد نے انس سے بطریق مرفوع کے کہ مثل علما کی زمین میں مانند مثل ستاروں کے ہے آسمان میں کہ راہ
دکھاتے ہیں بر و بحر کی تاریکیوں میں پس جب مٹ جاوینگے ستارے بھٹکتے پھرینگے راہوں کے چلنے والے

باب مناقب ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

یہ باب ہے بیچ بیان مناقب بیویوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کے فائدہ جاننا چاہیے کہ بیویاں آنحضرت صلعم کی ایک وقت میں نو تھیں
اور ایک وقت میں گیارہ اور ایک وقت میں زیادہ اس سے اور ایک وقت میں کم اس سے جامع الاصول میں لایا ہے کہ علما اختلاف رکھتے ہیں بیچ عدد بیویوں
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بیچ ترتیب انکی کے اور بیچ عدد انکے کہ مری ہیں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بیچ عدد انکے کہ دخول کیا ہے ساتھ انکے
اور انکے کہ نہیں دخول کیا ہے ساتھ انکے اور ایک جماعت عورتوں میں سے ہیں کہ انسے پیغام نکاح کا کیا تھا آپنے اور نکاح میں نہیں لائے انکو اور بعضی ایسی تھیں کہ عرض
کیا اپنے تئیں آنحضرت پر یعنی درخواست نکاح کی کی آنحضرت سے اور کہا صاحب جامع الاصول نے کہ ہم ذکر کرتے ہیں جو کچھ کہ مشہور ہے اقوال علما میں بیچ بعد ازان
ذکر کئے ہیں نام انکے اور کاتب حروف نے بیچ شرح اسماء کے تاریخ نکاح اور وفات انکے کے ذکر کی ہے اور بیچ جملہ شرح کی میں احوال بھی انکا لکھا ہے اور یہاں اوپر ذکر کرنے
نام اور تاریخ کے اقتصار کیا اول ازواج مطہرات میں سے ام المومنین خدیجہ بیٹی خویلد کی ہیں نکاح کیا انسے آنحضرت نے اس حال میں کہ خدیجہ چالیس برس کی
تھیں اور آنحضرت پچیس برس کے وفات پائی انھوں نے تین برس پہلے ہجرت سے بموجب قول صحیح کے بعد انکے انتقال کے نکاح کیا سودہ بیٹی زمعہ کی سے مکہ میں اور
مریں وہ سنہ چون میں پھر عائشہ صدیقہ ابو بکر کی بیٹی سے نکاح کیا مکہ میں اس حال میں کہ وہ جب چھ برس کی تھیں اور بنا یعنی صحبت ہجرہ کی ساتھ انکے نو برس
کی عمر میں اور وفات پائی انھوں نے سنہ ستاون یا اٹھاون میں اور حفصہ عمر بن الخطاب کی بیٹی سے نکاح کیا دوسرے سال یا تیسرے سال ہجری میں اور
مریں وہ سنہ پینتالیس میں یا اکتالیس میں اور زینب خزیمہ کے بیٹی سے نکاح کیا سنہ تین میں اور مریں وہ سنہ چار میں اور ام سلمہ بیٹی امیہ مخزومی کی سے
نکاح کیا سنہ چار یا تین میں اور مریں وہ سنہ انسٹھ میں اور بعضوں نے کہا سنہ باسٹھ میں اور اول صحیح تر ہے اور زینب جحش کی بیٹی سے نکاح کیا سنہ پانچ میں
اور مریں وہ بیسویں یا اکیسویں سنہ میں اور بعد آنحضرت کے آپ کی بیویوں میں سے اول انھیں کی وفات ہوئی ہے اور ام حبیبہ ابو سفیان کی بیٹی اور معویہ کی بہن کا
حال یہ ہے کہ صحیح تر اور مشہور یہ ہے کہ نکاح کیا انکا نجاشی نے آنحضرت کے لیے ساتھ مہر چار ہزار درہم کے سنہ چھ میں بیچ حبشہ کے کہ اسوقت وہ ہمراہ خاوند اپنے عبید اللہ
بن جحش کے گئی تھیں اور عبید اللہ نصرانی ہو کر مر گیا اور یہ اپنے دین پر قائم رہیں اور جویریہ بیٹی حارث کو بندی میں پکڑا آنحضرت نے غزوہ مریسیع میں کہ
جسکو غزوہ بنی المصطلق بھی کہتے ہیں چھٹے سال میں پھر آزاد کیا اور نکاح کیا انسے اور مریں وہ سنہ چھپن میں اور میمونہ بیٹی حارث کی سے نکاح کیا

سن ہجری میں اور سرف میں وفات پائی سنہ اکیاون میں اور وہ خالہ ابن عباس کی ہیں اور صفیہ بیٹی حیی بن اخطب سے نکاح کیا سنہ سات میں بیچ غزوہ خیبر کے انکو قیدی میں نکالا
اور آزاد کرکے نکاح کیا اور وہ اسوقت میں سترہ برس کی تھیں وفات پائی سن پچاس میں اور بعضوں نے کہا سنہ باون میں اور بعضوں نے اور اور کچھ کہا اور ریحانہ
بیٹی زید کی یہودیہ قیدی میں آئیں اور آزاد کیا انکو آنحضرت نے اور نکاح کیا اور جیتے جی مریں اور حیات تھیں وقت پھرنے کے حجۃ الوداع سے اور ان گیارہ عورتوں سے نکاح کیا
اور دخول کیا اور ایک جماعت عورتوں سے مقدار بیس کے یا زیادہ ایسی تھیں کہ انسے نکاح کیا حضرت نے اور پہلے دخول سے مفارقت کی اور بعضوں سے پیغام نکاح
کا کیا اور نکاح نہیں کیا اور بعضوں نے وقت اترنے آیہ کریمہ یا ایہا النبی قل لازواجک آخر آیہ تک کے دنیا اختیار کی اور نکل گئیں حضرت کے پاس سے اور تفصیل
انکی جامع الاصول میں مذکور ہے اور لیکن سریہ میں بعضوں نے کہا ہے کہ وہ چار تھیں بہت مشہور انکی ماریہ قبطیہ ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ سے اور ریحانہ
اور ریحانہ بنت شمعون یا بنت زید کہ مذکور ہے بیچ بعضوں نے کہا کہ انکو آزاد نہیں کیا اور وطی کی بسبب ملک یمین کے اور ایک لونڈی تھی کہ زینب بنت جحش نے بخشی تھی
اور ایک اور تھی کہ کہیں اور سے قیدی میں آئی تھی واللہ اعلم الفصل الاول پہلی فصل (عن علی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول خیر نسائہا
مریم بنت عمران وخیر نسائہا خدیجۃ بنت خویلد متفق علیہ وفی روایۃ قال ابو کریب واشار وکیع الی السماء والارض) روایت ہے امیر المومنین علی
کرم اللہ وجہہ سے کہا سنا میں نے آنحضرت کو فرماتے تھے بہتر عورتوں اس امت کی سے کہ مریم ہیں تھیں مریم بیٹی عمران کی ہیں اور بہتر عورتوں اس امت کی خدیجہ بیٹی
خویلد کی ہیں نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور بیچ ایک روایت کے ہے کہ کہا ابو کریب نے اور اشارہ کیا وکیع نے کہ تھا حدیث سے ہے اور بیچ مرتبہ مالک اور اقران کے کہ
طرف آسمان و زمین کے واسطے بیان معنی دنیا کے یعنی بہتر ہیں انسے کہ آسمان و زمین کے نیچے ہیں اور اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ مریم اور خدیجہ ہر ایک بہتر تھیں
اپنی اپنی امتوں میں ولیکن معلوم نہ ہوئی نسبت درمیان دونوں کے کہ کون سی افضل ہے اور نقل کیا گیا ہے تفسیر نسفی سے کہ خدیجہ اور عائشہ افضل ہیں مریم سے بیچ
قول صحیح کے اسلیے کہ مریم پیغمبر تو ہیں نہیں اور یہ بھی مقرر ہے کہ یہ امت مرحومہ بہتر ہے اور امتوں سے پھر عائشہ اور خدیجہ میں بھی اختلاف کیا ہے اور ایسے ہی ہے
بیچ فضیلت فاطمہ کے عائشہ پر اور امام مالک نے کہا کہ فاطمہ جگر پارہ پیغمبر کی ہیں اور میں پیغمبر کے جگر پارہ پر کسی کو فضیلت نہیں دیتا ہوں اور باقی کلام بیچ مناقب
اہلبیت کی پہلی فصل میں گذر چکا (وعن ابی ہریرۃ قال اتی جبریل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ہذہ خدیجۃ قد اتت معہا
اناء فیہ ادام او طعام فاذا اتتک فاقرأ علیہا السلام من ربہا ومنی وبشرہا ببیت فی الجنۃ من قصب لا صخب فیہ ولا نصب متفق علیہ) اور روایت ہے
ابو ہریرہ سے کہ کہا آئے جبرئیل آنحضرت کے پاس پس کہا یا رسول اللہ یہ خدیجہ ہیں تحقیق آئیں یعنی متوجہ ہوئیں مکہ سے ساتھ انکے ہے باسن کہ
اسمیں سالن ہے یعنی ساتھ روٹی کے یا طعام ہے یعنی مشتمل سالن روٹی پر شک ہے راوی کا ہے اور آنا خدیجہ کا مکہ سے تھا غار حرا میں کہ آنحضرت
وہاں مشغول عبادت میں تھے اور توشہ چند روزہ اپنے ساتھ لیجاتے تھے ایک روز خدیجہ آپ کے لیگئیں اور یہ بشارت پائی ایسا ہی کہا ہے بعضے
شارحین نے پوشیدہ نہ رہے کہ مشہور یہ ہے کہ مشغول ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلے اترنے جبرئیل کے سے تھا ظاہر البعد اترنے جبرئیل
کے بھی کچھ دنوں وہاں رہے ہوں اور خدیجہ ان دنوں میں طعام آنحضرت کے لیے لیگئیں یا یہ طعام لانا اور وقت میں ہو واللہ اعلم
غرضکہ بہر صورت یہ خبر جبرئیل نے دی اور کہا تم جسوقت کہ آویں خدیجہ آپ کے پاس پس کہو انسے سلام انکے پروردگار
کی طرف سے اور میری طرف سے ف۔ لکھا ہے علما نے کہ اس سے فضیلت معلوم ہوتی ہے خدیجہ کی عائشہ پر کہ عائشہ کی حدیث میں جبرئیل
ہی کے سلام پر اکتفا کیا چنانچہ آتی ہے وہ حدیث اور یہاں اللہ تعالی کی طرف سے بھی سلام کیا ترجمہ اور خوشخبری دو انکو ساتھ ایک گھر کے
بہشت میں موتی سے کہ اندر سے خالی ہے فراخ مقدار ایک محل کے فرح اور بہشت میں گنبد ہونگے موتی کے اور قصب جواہر سے ہوتا ہے کہ دراز
اور اندر سے خالی ہوتا ہو اور حدیثوں میں صریح ذکر موتی کا آیا ہے ترجمہ اور نہ شور و شغب ہوگا اس گھر میں اور نہ رنج و تعب نقل کی یہ بخاری

اور مسلم نے ف ۔ع نفی ان دونوں چیزوں کی اسلیے کی کہ دنیا کے گھر مین جو لوگ رہتے ہین تو شور و شغب وہان ہوتا ہی اور گھر کے بنانے سنوارنے مین رنج
و تعب ہوتا ہی پس خبر دی اللہ تعالے نے کہ محل جنت کے خالی ہونگے ان آفات سے اور کہا ہی علما نے کہ یہ جزا اُسکی ہی کہ وہ رضی اللہ عنہا
پہلے اسلام لائی تھین بخوشی خاطر بغیر چلانے اور منازعت و تعب کے (وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ وَمَا رَأَيْتُهَا وَلَكِنْ كَانَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيجَةَ فَرُبَّمَا
قُلْتُ لَهُ كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ إِلَّا خَدِيجَةُ فَيَقُولُ إِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہی عائشہ رض سے
کہ کہا نہین غیرت کی مین نے اور رشک نہین کرتی ہین کسی پر آنحضرت کی بیویون مین سے جس قدر کہ رشک کی مین خدیجہ پر حال آنکہ نہین دیکھا
تھا مین نے خدیجہ کو ولیکن تھے آنحضرت کہ بہت یاد کرتے خدیجہ کو اور اکثر کہ ذبح کرتے بکری کو پھر بہت سے ٹکڑے کرتے اُسکے کہ کاٹتے ایک ایک
عضو پھر بھیجتے تھے آنحضرت اُس بکری کو یا اُسکے اعضا کو اور بانٹتے اُسکو بیچ اُن عورتون کے کہ دوستدار خدیجہ کی تھین پس اکثر اوقات کہتی تھی
مین آنحضرت کو گویا نہ تھی دنیا مین کوئی عورت موصوف ساتھ صفات حمیدہ کے مگر خدیجہ پس فرمایا آنحضرت نے یعنی بیچ تعریف و مدح خدیجہ کے کہ خدیجہ
تھی ایسی اور ایسی اور ہی ایسی اور ایسی ف ۔ع یعنی روزے رکھتی اور شب بیدار رہتی اور مشفقہ اور احسان کرنیوالی تھی وغیر ذلک اور اسکو مبہم
فرمانے واسطے مبالغہ اور اشارہ کرنے کے طرف اسکے کہ بیان اُسکی صفتون کا حد اندازے سے باہر تھا اور فرماتے ترجمہ اور تھی میرے لیے اُس سے
اولاد نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ۔ع تمام اولاد آنحضرت کی خدیجہ سے تھی رضی اللہ عنہم سوا ابراہیم کے کہ وہ ماریہ قبطیہ سے تھے اور فاطمہ
بھی انھین سے تھین کہ کیا کچھ فضیلت حاصل تھی اُنکو اور اسمین تعریض ہی عائشہ کو کہ اُنسے کوئی فرزند نہ ہوا اور اشارہ ہی اسکی طرف کہ خاص
غرض عورتون سے اور سب سے زیادہ فائدہ انکا ہونا اولاد کا ہی کہا مولف نے کہ خدیجہ بیٹی خویلد بیٹے اسد کے قریشیہ تھین اول نکاح مین تھین ابن
ہالہ بن زرارہ کے پھر نکاح کیا اُنسے عتیق بن عائذ نے پھر نکاح کیا اُنسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اُن دنون مین اُنکی عمر تھی چالیس برس
کی اور نہین نکاح کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اُنکے کسی عورت سے اور نہ نکاح کیا اُنپر کسی اور سے یہانتک کہ مرین وہ اور خدیجہ سب مردون
اور عورتون سے پہلے ایمان لائین ہین اور مرین وہ مکہ مین پانچ برس پہلے ہجرت سے اور بعضون نے کہا چار برس پہلے اور بعضون نے کہا
تین برس پہلے اور گذر رہے تھے نبوت سے دس برس اور عمر اُنکی تھی پینسٹھ برس کی (وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشُ هَذَا جِبْرِيلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ قَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ قَالَتْ وَهُوَ يَرَى مَا لَا أَرَى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت
ہی ابی سلمہ سے کہ تحقیق عائشہ رض نے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے اے عائشہ رض یہ جبرئیل ہین پہونچاتے ہین تمکو سلام کہا عائشہ رض نے یعنی بیچ
جواب سلام جبرئیل کے اور جبرئیل پر سلام اور رحمت خدا کی کہا عائشہ رض نے اور آنحضرت دیکھتے تھے اُس چیز کو کہ نہین دیکھتی تھی مین اُسکو کہ وہ جبرئیل
ہین کہ آنحضرت دیکھتے تھے اور عائشہ نہین دیکھتی تھین نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يَجِيءُ بِكِ الْمَلَكُ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ فَقَالَ لِي هَذِهِ امْرَأَتُكَ فَكَشَفْتُ عَنْ وَجْهِكِ الثَّوْبَ فَإِذَا أَنْتِ هِيَ
فَقُلْتُ إِنْ يَكُنْ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللهِ يُمْضِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہی عائشہ رض سے کہ کہا فرمایا مجھکو آنحضرت صلعم نے کہ دکھلائی گئی تو مجھکو
خواب مین تین شب لاتا تھا تجھکو یعنی تیری صورت و مثال کو فرشتہ بیچ ایک ٹکڑے کے بہت اچھے ریشمی کپڑے سے ف ۔ع اور ایک روایت
مین آیا ہی کہ کہا عائشہ رض نے کہ لائے جبرئیل صورت میری اپنی ہتھیلی مین جس وقت کہ حکم کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہ نکاح کرین مجھسے
اور وجہ تطبیق کی ان دونوں روایتون مین یہ ہے کہ صورت حریر مین تھی اور حریر ہتھیلی مین اور یہ بھی ہوسکتا ہی کہ دو بار لاتے ہون

جبرئیل صورت اُنکی ایکبار حریر مین اور ایکبار ہتھیلی مین یا یہ کہ جبرئیل ہتھیلی مین لئے ہون اور اور فرشتہ حریر مین ست پس کہا فرشتہ نے یہ صورت
بیوی تیری ہی یعنی صورت اسکی ہو پس اُٹھایا مین نے تیری صورت کے مُنھ سے کپڑا پس ناگہان تو اب وہی صورت ہی کہ دیکھی تھی مین نے یا یہ معنی ہین
کہ کھولا مین نے کپڑا تیرے منھ سے وقت دیکھنے تیرے کے پس ناگہان تو مثل اُس صورت کے ہی کہ دیکھی تھی مین نے خواب مین پس کہا مین نے یعنے
فرشتہ کے جواب مین اگر ہی یہ خواب دیکھنا نزدیک خدا کے سے جاری کریگا اسکو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ح یعنی اس مہم کو سرانجام کریگا او
پہونچاویگا اسکو مجھ تک اگر کہا جاوے کہ شک بیچ ہونے اسکے کے خدا کی جانب سے کیا معنی رکھتا ہے اسلیے کہ انبیا کا خواب وحی ہی خصوصاً سید الانبیا
صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کا تو جواب اسکا یہ کہا ہی علما نے کہ اگر یہ واقعہ خواب کا پہلے نبوت سے ہو تو کچھ اشکال ہی نہین اور اگر
بعد نبوت کے ہو تو مراد یہان شک نہین بلکہ اصطلاح فرمانا واسطے تقریر وقوع اور تحقیق اسکے کے ہی اور اس کلام کو وہ شخص کہتا ہی کہ جسکے نزدیک
ایک بات ثابت ہوتی ہے جیسے کہ بادشاہ کہتا ہے کہ اگر مین بادشاہ ہون تو دیکھ کیا کچھ کرونگا تجھسے پھر اگر کہین کہ آنا فرشتہ کا منافی ہی ساتھ ہونے
اسکے کے پہلے نبوت سے تو جواب اسکا یہ ہی کہ دیکھنا فرشتہ کا مخصوص نبی ہی کے ساتھ نہین ہی خصوصاً خواب مین مخصوص جو ہی لانا فرشتہ کا
ہی وحی کو خدا کی طرف سے یعنی وحی پیغمبر پر لاتا ہی فرشتہ اور بعضون نے کہا کہ اصل اس خواب کی حق ہی ولیکن شک اسکی تعبیر مین ہی کہ مراد
یہی ظاہر ہو یا کچھ اور ہو خلاف ظاہر کے یا مراد بیوی دنیا مین ہی یا آخرت مین کہا مولف نے کہ خواستگاری کی عائشہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے اور نکاح کیا انسے مکہ مین شوال کے مہینے مین بیچ دسوین سال کے نبوت سے اور تین برس پہلے ہجرت سے اور بعضون نے اور کچھ بھی کہا ہی
اس باب مین اور عروسی کی انسے یعنی آپ کی خدمت مین وہ حاضر ہوئین بیچ شوال سن دو ہجری کے سر اٹھارہوین مہینے پر اور اسوقت مین عمر
انکی نو برس کی تھی اور بعضون نے کہا کہ دخول کیا حضرت نے ساتھ انکے مدینہ مین بعد سات مہینے کے وقت آنے اپنے سے اور رہین وہ ساتھ آنحضرت کے
نو برس اور جب آنحضرت کی وفات شریف ہوئی تو یہ اٹھارہ برس کی تھین اور نہین نکاح کیا آنحضرت نے کسی باکرہ سے سوائے انکے اور تھین فقیہہ
عالمہ فصیحہ فاضلہ بہت سی حدیثین یاد تھین انکو آنحضرت کی اور عارفہ تھین ابیات اور اشعار عرب کی اور روایت کین حدیثین انسے جماعت کثیرہ
نے صحابہ اور تابعین سے اور مرین وہ مدینہ مین سنہ ستاون مین اور بعضون نے کہا سنہ اٹھاون مین منگل کی شب مین وقت گذرنے سترہ دن کے
رمضان سے اور حکم کیا تھا انھون نے اپنے دفن کرنے کا رات کو پس دفن کی گئین بقیع مین اور نماز پڑھی انپر ابوہریرہ نے اور انکی زون مین مروان خلیفہ
تھے مدینہ پر معویہ کے زمانہ مین (وَعَنْهَا قَالَتْ اِنَّ النَّاسَ كَانُوا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُوْنَ بِذٰلِكَ مَرْضَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَقَالَتْ اِنَّ نِسَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ حِزْبَيْنِ فَحِزْبٌ فِيْهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَصَفِيَّةُ وَسَوْدَةُ وَالْحِزْبُ الْاٰخَرُ اُمُّ سَلَمَةَ وَسَائِرُ
نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَ حِزْبُ اُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ لَهَا كَلِّمِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَيَقُوْلُ مَنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْدِيَ اِلٰى
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيُهْدِهِ اِلَيْهِ حَيْثُ كَانَ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ لَهَا لَا تُؤْذِيْنِيْ فِيْ عَائِشَةَ فَاِنَّ الْوَحْيَ لَمْ يَاْتِنِيْ وَاَنَا فِيْ ثَوْبِ امْرَاَةٍ اِلَّا عَائِشَةَ
قَالَتْ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اَذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ اِنَّهُنَّ دَعَوْنَ فَاطِمَةَ فَاَرْسَلْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ يَا بُنَيَّةُ اَلَا تُحِبِّيْنَ
مَا اُحِبُّ قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَاَحِبِّيْ هٰذِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور یہ بھی روایت ہی عائشہ سے کہ کہا لوگ قصد کرتے تھے یعنی طلب کرتے تھے زیادہ ثواب اپنا تحفون اپنے
کے بیچ روز نوبت میری کے یعنی پیشکش جو حضرت کے لیے لانے چاہتے تو رہنے دیتے اُس روز تک کہ نوبت عائشہ کی ہو اور آنحضرت انکے پاس ہون تو
خدمت بابرکت مین لیجاوین طلب کرتے تھے ساتھ اس قصد کے زیادتی رضا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور کہا عائشہ نے کہ بیویان آنحضرت کی دو گروہ
تھین کہ متفق تھا مزاج ہر گروہ کا اور رائے اسکی بیچ عشرت وصحبت کے پس ایک گروہ تھا کہ انمین حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ اور حضرت صفیہ اور حضرت سودہ تھین

ف ۔ حضرت عائشہ سردار انکی تھیں بسبب محبت رسول خدا کے اور وہ اور حفصہ آپس میں موافق و رفیق ایک دوسری کی تھیں جیسے کہ ابوبکر و عمر متفق و متحد تھے ترجمہ
اور گروہ دوسرا ام سلمہ اور باقی بیویاں پیغمبر خدا صلعم کی تھیں یعنی اور ام سلمہ انکی سردار تھیں پس گفتگو کی ام سلمہ کے گروہ نے یعنی ام سلمہ سے پس کہا ام سلمہ سے کہ
عرض کرو پیغمبر خدا صلعم سے کہ کلام کریں لوگوں سے پس فرماویں کہ جو کوئی چاہے یہ کہ تحفہ بھیجے طرف آنحضرت کے پس چاہیے کہ بھیجے تحفہ طرف انکے جس جگہ کہ ہوں
یعنی خواہ عائشہ کے گھر میں خواہ کسی اور کے گھر میں اور تخصیص عائشہ کے گھر کی نہ کریں تو کہا ٹھہ جاسے تمیز ہو کہ باعث غیرت کا ہے پس کلام کیا ام سلمہ نے آنحضرت سے
اس باب میں پس فرمایا آنحضرت نے ام سلمہ کو کہ ایذا نہ دے مجھکو عائشہ کے مقدمہ میں اور بسبب عائشہ کے اسلیے کہ وحی نہیں آتی ہے مجھکو اس حالمیں کہ میں بیچ لحاف کسی
بیوی کے ہوں سوائے عائشہ کے ف ۔ یعنی انکے لحاف وغیرہ میں آتی ہے اور اور کے لحاف وغیرہ میں نہیں آتی چنانچہ کہا عائشہ نے کہ نازل ہوئی آیت انک لا تہدی
من احببت اس حالمیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی لحاف میں کہا ام سلمہ نے توبہ کرتی ہوں میں طرف اللہ کے آپ کی ایذا سے یعنی اس چیز سے کہ باعث ہو
ایذا کی ہو یا رسول اللہ پھر انہوں عورتوں نے کہ ام سلمہ کے گروہ کی تھیں بلایا حضرت فاطمہ کو اور بھیجا طرف پیغمبر خدا صلعم کے یعنی کہ عرض کریں حضرت سے اس قضیہ میں
پس کلام کیا فاطمہ نے آنحضرت سے ف ۔ اور شاید کہ فاطمہ کو اطلاع نہ ہوا ام سلمہ کے پہلے قصہ کی ترجمہ پس فرمایا آنحضرت نے اے بیٹی میری کیا نہیں دوست رکھتی تو
جسکو دوست رکھتا ہوں میں کہا فاطمہ نے ہاں دوست رکھتی ہوں میں جسکو آپ دوست رکھتے ہیں فرمایا حضرت نے پس دوست رکھ تو اسکو یعنی عائشہ کو اور نہ کر
کر اس چیز کو کہ سبب کراہت خاطر اسکے کی ہو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ۔ اور آنحضرت نے حکم نہ کیا تھا کسی کو کہ عائشہ کی باری کے دن الا ہمیشہ اور لوگ ان
عورتوں کے ساتھ آپکے متعلق ہوا تھا اگر کوئی آپ سے لاوے منع کیوں کریں و ذکر حدیث انس فضل عائشۃ علی النساء فی باب بدء الخلق بروایۃ ابی موسیٰ
اور ذکر کی گئی حدیث انس کی اسکے اول میں یہ ہے فضل عائشۃ علی النساء ف ۔ اسکے بعد یوں ہے کفضل الثرید علی سائر الاطعمۃ ترجمہ بیچ باب بدء الخلق کے ساتھ روایت
ابی موسی اشعری کے ف ۔ اور پہلے گذر چکا ہے اختلاف اسکا کہ مراد عورتوں سے جنس عورتوں کی ہیں یا ازواج آنحضرت کی علی العموم یا بعد خدیجہ کے اور ظاہر تر
یہ ہے کہ عائشہ افضل سب عورتوں سے ہیں چنانچہ ظاہر اطلاق اسی پر دلالت کرتا ہے بسبب جامع ہونے کے واسطے کمالات علمیہ و عملیہ کے کہ جنکو تعبیر کیا ہے تشبیہ میں
ساتھ ثرید کے اور بالاجمال احوال ازواج مطہرات رضی اللہ تعالی عنہن کا سر باب وغیرہ میں ذکر ہو چکا ہے اور کچھ باقی ضروری یہاں لکھا جاتا ہے پس حضرت
سودہ پہلے تھیں بیوی سکران کی کہ جو انکے چچا کا بیٹا تھا جب وہ مرا تو حضرت نے ان سے نکاح کیا پہلے عقد عائشہ کے اور ہجرت کی انہوں نے طرف مدینہ کے پھر جب
بڑی عمر ہوئی انکی تو حضرت نے ارادہ کیا انکے طلاق دینے کا پس انہوں نے سوال کیا حضرت سے کہ نہ کرو اور اپنی باری حضرت عائشہ کے لیے مقرر کی پس حضرت نے
رہنے دیا انکو نکاح میں اور وفات ہوئی انکی مدینہ میں بیچ مہینے شوال کے اور حضرت حفصہ کی ماں تھیں زینب بنت مظعون اور حفصہ پہلے نکاح میں تھیں حبیش بن حذافہ سہمی کی
ہجرت کرکر آئیں ساتھ خاوند کے طرف مدینہ کے اور مرا خاوند انکا بعد غزوہ بدر کے پھر پیغام انکے نکاح کا کیا حضرت عمر نے حضرت ابوبکر اور عثمان سے پس انہوں نے قبول نہ کیا پھر پیغام
نکاح کا کیا ان سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نکاح کیا ان سے سن تین میں بعد ازاں ایک طلاق دی پھر رجوع کی انسے بسبب آنے وحی کے کہ رجوع کرو حفصہ سے
اسلیے کہ وہ بڑی روزہ دار اور شب بیدار ہے اور وہ بیوی تیری ہے جنت میں روایتیں ان سے لکھیں ایک جماعت نے صحابہ اور تابعین میں سے اور وفات ہوئی انکی مدینہ میں
بیچ سن پینتالیس کے ساٹھ برس کی عمر میں اور حضرت صفیہ بنی اسرائیل میں سے تھیں اولاد ہارون بن عمران علیہ السلام سے اور پہلے نکاح میں تھیں کنانہ ابن ابی الحقیق
کے پھر جب وہ قتل کیا گیا جنگ خیبر میں بیچ محرم سن سات کے اور پکڑی آئیں بندی میں تو انکو آنحضرت نے خاص اپنے لیے لیا اور بعضوں نے کہا آئیں وہ دحیہ کلبی کے
حصہ میں پھر خرید انکو آنحضرت نے انسے پس اسلام لائیں پھر آزاد کیا حضرت نے انکو اور نکاح کیا ان سے اور آزاد کرنا انکا مہر ٹھہرایا انکا اور بعد وفات کے دفن ہوئیں
بقیع میں اور ام سلمہ کا نام ہند تھا اور تھیں وہ پہلے رسول خدا صلعم کے ابو سلمہ کے نکاح میں اور دفن کی گئیں بعد وفات کے بقیع میں انکی عمر چوراسی برس کی اور زینب بنت
جحش کی ماں عبد المطلب کی بیٹی تھیں اور پھوپھی آنحضرت کی اور تھیں پہلے نکاح میں زید بن حارثہ کے کہ غلام آزاد تھے آنحضرت کے پس طلاق دی

تو بعد اُنکے اُنکو پھر نکاح کیا اُنسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نام تھا اُنکا برہ حضرت نے زینب نام رکھا کہا عائشہ نے اُنکی شان میں کہ نہیں تھی کوئی عورت بہتر اُنسے
دین میں اور بہت ڈرنے والی اللہ سے اور بہت سچ بولنے والی اور بہت سلوک کرنے والی ناتے داروں سے اور بہت للہ دینے والی اور بہت خرچ کرنے
والی اپنے نفس کو اس عمل میں کہ ثواب صدقہ کا اور قرب الٰہی حاصل ہو اُس سے مرین وہ مدینہ میں تیئیس برس کی عمر میں اور اُم حبیبہ کا نام تھا رملہ
بنت ابی سفیان ابن صخر ابن حرب اور ماں اُنکی تھیں صفیہ بیٹی ابو العاص کی پھوپھی عثمان بن عفان کی اور جویریہ بسبب غزوۂ مریسیع میں بندی ہوئیں تو آئیں ثابت بن
قیس کے حصہ میں آئیں پھر اُنھوں نے مکاتب کیا اُنکو اور آنحضرت نے دیدیا بدل کتابت اُنکی طرف سے اور کیا پھر آزاد کیا اُنکو اور نکاح کیا اُنسے اور نام تھا
اُنکا برہ حضرت نے تغیر کر کے جویریہ نام رکھا اور مرین وہ ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں پینسٹھ برس کی عمر پا کر یا پچاس برس کی اور میمونہ کا نام بھی برہ تھا پس نام رکھا
حضرت نے اُنکا میمونہ اور تھیں وہ پہلے نکاح میں مسعود بن عمرو ثقفی کے ایام جاہلیت میں پس مفارقت کی اُسنے اُنسے پھر نکاح کیا اُنسے ابو رہم نے پھر
جب وہ مرا تو آنحضرت نے نکاح کیا اُنسے ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور میں بیچ عمرة القضا کے سرف میں کہ دس کوس ہے مکہ سے اور قضاء الٰہی سے مرین بھی وہ اسی
مکان میں کہ جہاں نکاح ہوا تھا اُنکا اور وہ بہن ہیں ام الفضل کی جو بیوی ہیں حضرت عباس کی اور بہن ہیں اسماء بنت عمیس کی اور وہ آخری بیوی ہیں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی (اَلْفَصْلُ الثَّانِی) فصل دوسری (عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ حَسْبُکَ مِنْ نِسَاءِ الْعٰلَمِیْنَ مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَدِیْجَۃُ
بِنْتُ خُوَیْلِدٍ وَفَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَاٰسِیَۃُ امْرَاَۃُ فِرْعَوْنَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) روایت ہے انس سے کہا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کافی ہے
ہی تجھکو جہان کی عورتوں سے پہچاننا مناقب وفضائل ان چار عورتوں کا کہ اپنے غیر سے افضل ہیں مریم بیٹی عمران کی اور خدیجہ بیٹی خویلد کی اور فاطمہ
بیٹی محمد کی اور آسیہ عورت فرعون کی نقل کی یہ ترمذی نے ف ظاہر یہ ہے کہ مراتب اُنکے موافق ذکر کئے ہوں اور ذکر عائشہ کا اس حدیث میں نکیا
بسبب اکتفا کرنے کے ساتھ ذکر اُنکے اور حدیثوں میں یا یہ کہ شاید یہ حدیث پہلے حصول کمال عائشہ کے اور پہونچنے اُنکے درجہ وصال حضرت کے
فرمائی ہو پھر دیکھا میں نے جامع الاصول میں کہ روایت کی احمد نے اور شیخین نے اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابی موسیٰ سے بلفظ مرفوع کے کہ کامل ہوئے
مردوں سے بہت اور نہیں کامل ہوئی عورتوں سے مگر آسیہ زن فرعون اور مریم بنت عمران اور بلا شبہ فضیلت عائشہ کی سب عورتوں پر مانند فضیلت
ثرید کے ہے سب کھانوں پر اور لفظ حسب میں خطاب یا تو عام ہے یا انس ہی کو ہے یعنی کافی ہے تجھکو پہچاننا تیرا ان چار عورتوں کی فضیلت کا پہچاننا
سب عورتوں کے سے کہا سیوطی نے نقایہ میں کہ اعتقاد رکھتے ہیں ہم یہ کہ افضل عورتوں کی مریم اور فاطمہ ہیں اور افضل امہات المؤمنین کی
یعنی ازواج مطہرات کی خدیجہ اور عائشہ ہیں اور بیچ تفضیل کے درمیان خدیجہ اور عائشہ کے کئی قول ہیں بہتر اُنکا توقف ہے کہتا ہوں میں یعنی ملا علی
کہ توقف سب کے حق میں اولیٰ ہے اسلیے کہ نہیں ہے اس مسئلہ میں کوئی دلیل قطعی اور ظنی دلیلیں متعارض ہیں نہیں مفید واسطے عقائد کے کہ مبنی ہے
یقینیات پر (وَعَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ جِبْرِیْلَ جَاءَ بِصُوْرَتِہَا فِیْ خِرْقَۃِ حَرِیْرٍ خَضْرَاءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ہٰذِہٖ زَوْجَتُکَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ رَوَاہُ
التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے عائشہ سے یہ کہ جبرئیل لائے صورت اُنکی بیچ کپڑے ریشمی سبز کے طرف رسول خدا صلعم کے اور کہا یہ بیوی تیری بیچ دنیا اور آخرت کے نقل کی
یہ ترمذی نے ف اس سے معلوم ہوا کہ سرقہ جو اوپر حدیثوں میں گذرا مخصوص ساتھ حریر سفید کے نہیں ہے یا قضیہ متعدد ہے یا اشتباہ راوی کا ہے واللہ اعلم (وَعَنْ اَنَسٍ
قَالَ بَلَغَ صَفِیَّۃَ اَنَّ حَفْصَۃَ قَالَتْ بِنْتُ یَہُوْدِیٍّ فَبَکَتْ فَدَخَلَ عَلَیْہَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَہِیَ تَبْکِیْ فَقَالَ مَا یُبْکِیْکِ فَقَالَتْ قَالَتْ لِیْ حَفْصَۃُ اِنِّیْ ابْنَۃُ یَہُوْدِیٍّ
فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّکِ لَابْنَۃُ نَبِیٍّ وَاِنَّ عَمَّکِ لَنَبِیٌّ وَاِنَّکِ لَتَحْتَ نَبِیٍّ فَفِیْمَ تَفْخَرُ عَلَیْکِ ثُمَّ قَالَ اتَّقِی اللّٰہَ یَا حَفْصَۃُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ
وَالنَّسَائِیُّ) اور روایت ہے انس سے کہا پہونچی خبر صفیہ کو یہ کہ حفصہ نے کہا اُنکے حق میں بیٹی یہودی کی یعنی طعن کیا اُنکے باپ حیی بن اخطب کے کہ
یہودی تھا پس روئیں صفیہ پھر داخل ہوئے اوپر نبی صلعم اس حال میں کہ وہ رو رہی تھیں پس فرمایا آپ نے کہ کس چیز نے رلایا تجھکو پس کہا

سنیں نے کہ کہا میرے حق میں حفصہ نے کہ میں بیٹی یہودی کی ہوں پس فرمایا نبی صلعم نے کہ تحقیق تو بیٹی نبی کی ہو اور بلا شبہ چچا تیرا البتہ نبی ہو فشرح
اس سبب سے کہ حیی بن اخطب باپ صفیہ کا حضرت ہارون پیغمبر کی اولاد سے تھا اور حضرت ہارون بھائی تھے حضرت موسی کے پس اس حساب سے باپ
یعنے جد اعلے انکے پیغمبر ہوئے اور چچا بھی پیغمبر ہوئے یا باعتبار جد اکبر یعنے حضرت اسحق کے نبی کی بیٹی انکو کہا اور حضرت اسمعیل کو چچا ترجمہ اور تحقیق تو البتہ
صفیہ نیچے پیغمبر کے ہو یعنے بیوی انکی ہو اب مراد اپنی قرابت شریف رکھی صلے اللہ علیہ وسلم پس کس چیز میں اور کس سبب کونسی فضیلت سے فخر کرتی ہو حفصہ
تجھپر فشرح مقصود دفع کرنا منقصت کا ہو صفیہ سے کہ وہ جامع صفات فضل وکرم کی ہیں تفضیل انکی اور وں پر پس یوں کہنا چاہیے کہ یہ صفات
مخصوص ساتھ صفیہ کے نہیں ہیں بلکہ تمام بیویاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ قرشیہ ہیں شریک ہیں ان صفات میں اسلیے کہ بیٹیاں اسمعیل
کی ہیں کہ بھائی اسحق کے ہیں اور نیچے آنحضرت کے ہیں ترجمہ پھر فرمایا آنحضرت نے حفصہ کو بعد تسلی دینے صفیہ کے کہ اے حفصہ ڈر تو خدا سے یعنی
اسکی مخالفت سے یا اسکی عداوت سے ساتھ ترک کرنے اپنے کلام کے کہ عادات جاہلیت سے ہو نقل کی یہ ترمذی اور نسائی نے (وَعَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَعَا فَاطِمَۃَ عَامَ الْفَتْحِ فَنَاجَاہَا فَبَکَتْ ثُمَّ حَدَّثَہَا فَضَحِکَتْ فَلَمَّا تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
سَاَلْتُہَا عَنْ بُکَائِہَا وَضِحْکِہَا قَالَتْ اَخْبَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ یَمُوْتُ فَبَکَیْتُ ثُمَّ اَخْبَرَنِیْ اَنِّیْ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَہْلِ الْجَنَّۃِ
اِلَّا مَرْیَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ فَضَحِکْتُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہو ام سلمہ سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا فاطمہ کو اپنے پاس بیچ سال
فتح مکہ کے پس سرگوشی کی انسے پس روئیں فاطمہ پھر بات کی انسے یعنی خفیہ پس ہنسیں فاطمہ فشرح اوپر گذر رہی چکا ہی کہ حضرت عائشہ نے حضرت
فاطمہ سے یہ ماجرا پوچھا آنحضرت کی حیات میں انھوں نے نہ بتایا اور بعد وفات کے بتایا جیسا کہ ذکر کیا ام سلمہ نے ساتھ قول اپنے کے فلما توفی رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم الخ اور ظاہر یہ ہو کہ فتح مکہ میں اس قضیہ کا کہنا وہم ہو اسلیے کہ نہیں ثابت ہوا مورخین کے نزدیک وقوع اس قضیہ کا سال فتح مکہ میں
بلکہ یہ تھا حجۃ الوداع میں یا آنحضرت کے مرض الموت میں ترجمہ پس جب وفات پائی آنحضرت نے پوچھا میں نے فاطمہ سے رونے انکے سے پہلے اور ہنسنے انکے
سے دوسری بار یعنی ان دونوں چیزوں کا سبب پوچھا پس کہا فاطمہ نے کہ خبر دی مجھکو آنحضرت نے کہ وہ وفات پائینگے یعنی عنقریب پس روئی میں پھر
خبر دی مجھکو کہ میں سردار ہوں بہشت کی عورتوں کی سوا مریم بنت عمران کے پس ہنسی میں نقل کی یہ ترمذی نے فشرح اور یہ منافی نہیں ہو اس
روایت کے کہ کہا فاطمہ کو یہ بھی کہ اول میرے اہلبیت میں سے تو ہی ملے گی مجھسے جیسے کہ اوپر مذکور ہوئی یہ روایت اور مناسبت اس حدیث کی
ساتھ اس باب کے ظاہر نہیں ہو بلکہ مناسبت باب مناقب اہلبیت کے ساتھ رکھتی ہو لیکن ذکر کیا اسکو بتقریب حدیث اول کے اس فصل سے کہ ذکر کیا
اسمیں فاطمہ کا ساتھ ذکر خدیجہ اور مریم کے اور یہ ایک فن ہو بدیع کلام سے پس ہوگی یہ تفصیل واسطے بعض اس چیز کے کہ اوپر گذری اور نہیں بعید ہی
یہ کہ ہوا اشارہ طرف اس مضمون کے کہ وارد ہوا ہو کہ مریم بیوی آنحضرت کی ہونگی بہشت میں اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فصل تیسری (عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ
قَالَ مَا اَشْکَلَ عَلَیْنَا اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدِیْثٌ قَطُّ فَسَاَلْنَا عَائِشَۃَ اِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَہَا مِنْہُ عِلْمًا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ہٰذَا حَدِیْثٌ
حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ) روایت ہی ابو موسی اشعری سے کہ کہا نہیں مشتبہ ہوئی ہمپر کہ اصحاب آنحضرت کے ہیں کوئی حدیث اور کوئی بات ہرگز پس
پوچھا ہمنے حضرت عائشہ سے مگر کہ پایا ہمنے عائشہ کے پاس اس حدیث سے اور متعلقات اسکے سے علم کہ حل اس اشکال کا کردیتی تھیں بسبب وفور
علم اپنے کے بسبب سننے کے آنحضرت سے اور قوت اجتہاد سے حاصل ہوا تھا نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہو (وَعَنْ مُوْسَی
بْنِ طَلْحَۃَ قَالَ مَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَفْصَحَ مِنْ عَائِشَۃَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ہٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ) اور روایت ہی موسی بن طلحہ سے کہ کہا
نہیں دیکھا میں نے کسی کو بہت فصیح عائشہ سے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہو فشرح یہ مبالغہ کہا یا کہ حقیقۃ کہ انھوں نے

نہ دیکھا ہو کسی کو فصیح زیادہ عائشہؓ سے ﴿بَابُ جَامِعِ الْمَنَاقِبِ﴾ باب جامع مناقب کا ف۔ یعنی ذکر کئین مؤلف نے اس باب مین مناقب بعضون کے مشاہیر
صحابہ سے بے تخصیص جماعت مخصوصہ کے اقتصاد بے تخصیص لکھنے باب کے یعنی علیحدہ علیحدہ باب کسی کے لیے مرتب نہین کیا مانند خلفا اور اہلبیت اور
عشرہ مبشرہ اور ازواج اور مہاجرین اور انصار وغیرہم کے ﴿اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ﴾ فصل پہلی ﴿عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَاَنَّ فِي يَدِي
سَرَقَةً مِنْ حَرِيرٍ لَا اَهْوِي بِهَا اِلٰى مَكَانٍ فِي الْجَنَّةِ اِلَّا طَارَتْ بِي اِلَيْهِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اَخَاكِ رَجُلٌ صَالِحٌ
اَوْ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ﴾ روایت ہے عبداللہ بن عمر بن الخطاب سے ف۔ عمر قریشی عدوی ہین اسلام لائے اپنے باپ کے ساتھ مکہ مین چھوٹی سی
عمر مین اور حاضر ہوئے بابعد خندق کے جہادون مین اور تھے اہل ورع اور علم اور زہد اور بڑی احتیاط والے اور کہا جابر بن عبداللہ نے کہ نہین تھا ہم مین سے
کوئی مگر کہ جھکی اسپر دنیا اور جھکا وہ طرف دنیا کے سوا عمر کے اور انکے بیٹے یعنی عبداللہ کے کہا نافع نے کہ نہین مرے ابن عمر یہانتک کہ آزاد کیے ہزار انسان
یا زیادہ اور تھے جاتے ان سے پہلے جاتے ان جگہون مین کہ جہان حضرت ٹھہرتے تھے عرفات وغیرہ مین اور ایک روز حجاج نے تاخیر کی نماز جمعہ یا عصر مین پس
کہا ابن عمر نے کہ آفتاب تیرا انتظار نہین کرنے کا پس کہا انکو حجاج نے کہ بلاشبہ تو چاہتا ہے کہ حرکت دون مین اس چیز کو کہ تیری آنکھون مین ہے یعنے
ڈھیلے نکال ڈالون کہا ابن عمر نے کہ اگر تو ایسا کرے تو احمق مسلط ہوا ہے اور بعضون نے کہا کہ انھون نے چپکے سے یہ بات کہی کہ حجاج نے نہین سنی پس حکم کیا حجاج نے
ایک شخص کو کہ اٹھا لیا نیزہ اسکا اور زہر آلود کیا انکو راہ مین اور کہیں پیچھے کی جہاں انکے پشت قدم مین اور ولادت ہوئی انکی ایک برس پہلے وحی کے آنے سے
اور موت انکی سن تہتر مین ہوئی ابن زبیر کے مارے جانے کے تین مہینے پیچھے اور وصیت کی تھی کہ مجھکو دفن کرنا حل مین پس نہ ہو سکا یہ بسبب حجاج کے اور دفن کیے
گئے ذی طوی مین مہاجرین کے مقبرہ مین اور چوراسی برس کی عمر ہوئی انکی ت کہا ابن عمر نے کہ دیکھا مین نے خواب مین گویا کہ میرے ہاتھ مین ایک ٹکڑا ہے ریشمی
کپڑے کا قصد نہین کرتا ہون مین ساتھ اس ٹکڑے کے طرف کسی مکان کے بہشت مین یعنی چڑھنے اترنے کا مگر کہ اڑتا ہے وہ ٹکڑا مجھکو یعنی پہونچاتا ہے طرف اس
مکان کے یعنے گویا وہ ٹکڑا مانند بازو کے پرندے کے ہوا پس بیان کیا مین نے یہ خواب حفصہ سے کہ بہن ابن عمر کی تھین پھر عرض کیا حفصہ نے یہ خواب آنحضرت
سے پس فرمایا آپ نے کہ بھائی تیرا یعنے عبداللہ بن عمر مرد صالح ہے یا فرمایا یہ کہ عبداللہ مرد نیک بخت ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف۔ گویا تعبیر دی آپ نے ٹکڑا
ریشمی اعمال نیک سے ہے کہ منازل جنت کو پہونچا دینگے ﴿وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ اِنَّ اَشْبَهَ النَّاسِ دَلًّا وَسَمْتًا وَهَدْيًا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَابْنُ اُمِّ عَبْدٍ مِنْ حِينِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ اِلٰى اَنْ يَرْجِعَ اِلَيْهِ لَا نَدْرِي مَا يَصْنَعُ فِي اَهْلِهِ اِذَا خَلَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ﴾ اور روایت ہے حذیفہ سے
کہ کہا تحقیق مشابہ ترین لوگون کا از روے وقار اور میانہ روی اور طریقہ سیدھے کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹا ام عبد کا ہے اس وقت سے
کہ نکلتا ہے اپنے گھر سے اس وقت تک کہ پھرتا ہے طرف گھر کے نہین جانتے ہم کیا کرتا ہے اپنے گھر والون مین اس وقت کہ تنہا ہوتا ہے نقل کی یہ بخاری نے ف
ع ح یعنے ساتھ گھر والون کے اور نہین ہوتا اور کوئی وہان اور لفظ دل ساتھ زبر دال اور تشدید لام کے سیرت اور حالت اور ہیئت اور بعضون نے کہا
خوش کلامی گویا لیا گیا ہے یہ دلالت سے کہ ظاہر حال اسکا دلالت کرتا ہے نیک خصلتی پر اور قاموس مین کہا کہ دل مانند ہدی کے ہے سکینہ اور وقار اور
خوبصورتی اور مجمع البحار مین کہا دل شکل اور شمائل اور سمت ساتھ زبر سین اور جزم میم کے طریق اور میانہ روی اور اکثر اطلاق اسکا اہل خیر کے طریقہ
پر آتا ہے اور قاموس مین سمت طریق اور ہیئت اہل خیر کی اور صراح مین کہا سمت راہ و روش نیک آور ہدی ساتھ زبر ہ اور جزم دال کے طریقہ اور سیرت
اور ہیئت اہل خیر کی اور حاصل یہ کہ یہ تینون لفظ قریب قریب ہین معنی مین اور تینون آپس مین مذکور ہوتے ہین اور ام عبد کے بیٹے سے مراد عبداللہ
بن مسعود ہین کہ انکی مان کی کنیت ام عبد تھی اس وقت سے کہ نکلتا ہے الخ یعنے ظاہر حال اسکا کہ ہمپر ظاہر ہے وہ تو دلالت اوپر خوبی سیرت مستقیم ہونے انکے
کے کرتا ہے اور اسی کی ہم گواہی دیتے ہین کہ جو ہمپر ظاہر ہے آئندہ باطن کا حال ہم جانتے نہین الغیب عند اللہ ﴿وَعَنْ اَبِي مُوسَى الْاَشْعَرِيِّ﴾

قَالَ قَدِمْتُ اَنَا وَاَخِیْ مِنَ الْیَمَنِ فَمَکَثْنَا حِیْنًا مَا نُرٰی اِلَّا اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ بَیْتِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِمَا نُرٰی مِنْ دُخُوْلِہٖ وَدُخُوْلِ اُمِّہٖ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے ابو موسیٰ اشعری سے کہا آیا میں اور بھائی میرا یمن سے یعنی مدینہ میں پس ٹھہرے ہم ایک مدت تک نہ دیکھتے ہیں آنحضرت کے دربار میں نہ گمان کرتے تھے ہم مگر یہ کہ عبد اللہ بن مسعود ایک مرد ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے بسبب اسکے کہ دیکھتے تھے ہم داخل ہونا انکا اور داخل ہونا انکی ماں کا آنحضرت کے پاس وقت بے وقت نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف صحیح آیا ہے کہ آنحضرت نے عبد اللہ بن مسعود کو حکم دے رکھا تھا کہ اگر ایک دو شخص کو دیکھے کہ میرے پاس ہیں تو چلا آیا کرنا اور حاجت اذن کی نہیں ہے اور کہا مولف نے کہ کنیت عبد اللہ کی ابو عبد الرحمٰن ہذلی تھی اسلام انکا قدیم اول اسلام میں مسلمان ہوئے تھے پہلے داخل ہونے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں اور چند روز پہلے اسلام لائے عمر کے اور بعضوں نے کہا کہ پانچ شخصوں کے بعد چھٹے مسلمان ہوئے تھے پھر سپرد کی آنحضرت نے انکو مسواک اور پاپوشیں اپنی اور پانی طہارت کا ساتھ ہیں اور ہجرت کی انھوں نے دو ہجرتیں حبشہ کے اور حاضر ہوئے بدر میں پھر اسکے بعد کے غزوں میں اور گواہی دی انکے لیے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی اور فرمایا کہ پسند کی میں نے اپنی امت کے لیے وہ چیز کہ پسند کی ابن ام عبد یعنی عبد اللہ بن مسعود نے اور ناپسند رکھی میں نے انکے لیے وہ چیز کہ ناپسند رکھی ابن ام عبد نے اور تھے دبلے کم گوشت کوتاہ قد ایسے کہ قریب تھا کہ لمبے آدمی برابر ہوتے انکے بیٹھے ہوئے میں والی ہوئے قضا کے کوفہ میں اور ایک بیت المال کے حضرت عمر کی خلافت میں اور حضرت عثمان کی ابتدا خلافت میں پھر آئے مدینہ میں اور وفات پائی وہاں سنہ بتیس ہجری میں اور دفن کیے گئے بقیع میں اور عمر ہوئی انکی کچھ اوپر ساٹھ برس کی روایت کی انسے حدیث ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی اور بہت سے صحابہ اور تابعین نے انتہی اور وہ ہمارے اماموں کے نزدیک بڑے فقیہ تھے سب صحابہ میں بعد خلفائے اربعہ کے (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْتَقْرِءُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَۃٍ مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَسَالِمٍ مَوْلٰی اَبِیْ حُذَیْفَۃَ وَاُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ پڑھو قرآن چار شخصوں سے عبد اللہ بن مسعود اور سالم مولی ابی حذیفہ اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبل سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف تخصیص ان چار کی اس سبب سے ہے کہ یہ لوگ قرآن آنحضرت سے سیکھا تھا اور حافظ قرآن تھے اور اوروں نے انسے اخذ کیا تھا اور یہ سیکھنا بعض نے بعض سے اور آنحضرت نے انکی فضیلت پر آگاہ کر دیا لوگوں کو اور سالم بن معقل مولی ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کے تھے اہل فارس سے شہر اصطخر کے رہنے والے اور تھے فضلاء اور خیار اور کبار صحابہ سے حاضر ہوئے بدر میں اور امامت کرتے تھے مہاجرین اولین کی جس وقت آئے تھے مہاجر مدینہ میں باوجودیکہ ان میں عمر اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہما موجود ہوتے تھے اور ابو حذیفہ کا نام ہشام ہے فضلاء صحابہ اور مہاجرین اولین سے تھے اور اسلام لائے پہلے داخل ہونے آنحضرت کے دار ارقم میں اور عبد اللہ بن مسعود بڑے قاری تھے اور باقی احوال انکا اوپر مذکور ہو چکا اور ابی بن کعب بھی بڑے قاری تھے صحابہ میں انکو لوگ سید القراء کہتے تھے اور حضرت عمر نے انکا نام سید المسلمین رکھا تھا اور کاتب وحی تھے اور معاذ بن جبل کے مناقب بھی بے نہایت ہیں اور آنحضرت نے انہیں اور عبد اللہ بن مسعود میں بھائی چارہ کر دیا تھا (وَعَنْ عَلْقَمَۃَ قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ فَصَلَّیْتُ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ قُلْتُ اللّٰہُمَّ یَسِّرْ لِیْ جَلِیْسًا صَالِحًا فَاَتَیْتُ قَوْمًا فَجَلَسْتُ اِلَیْہِمْ فَاِذَا شَیْخٌ قَدْ جَاءَ حَتّٰی جَلَسَ اِلٰی جَنْبِیْ قُلْتُ مَنْ ھٰذَا قَالُوْا اَبُو الدَّرْدَاءِ فَقُلْتُ اِنِّیْ دَعَوْتُ اللّٰہَ اَنْ یُّیَسِّرَ لِیْ جَلِیْسًا صَالِحًا فَیَسَّرَکَ لِیْ فَقَالَ مَنْ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ اَھْلِ الْکُوْفَۃِ قَالَ اَوَلَیْسَ عِنْدَکُمْ ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ صَاحِبُ النَّعْلَیْنِ وَالْوِسَادِ وَالْمِطْہَرَۃِ وَفِیْکُمُ الَّذِیْ اَجَارَہُ اللّٰہُ مِنَ الشَّیْطٰنِ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّہٖ یَعْنِیْ عَمَّارًا اَوَلَیْسَ فِیْکُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِیْ لَا یَعْلَمُہٗ غَیْرُہٗ یَعْنِیْ حُذَیْفَۃَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہے علقمہ تابعی سے کہا آیا میں شام میں پس نماز پڑھی میں نے دو رکعت یعنی دمشق کی مسجد میں پھر دعا کی میں نے

کہ خداوند امیسر کرے میرے لیے ہمنشین نیکبخت یعنی عالم عامل یاد اکرنے والا حق اللہ کا اور اسکے بندون کا پھر آیا مین ایک قوم کے پاس اور بیٹھا مین انکے پاس
ناگہان ایک بڈھا یا بزرگ قد تحقیق آیا یہانتک کہ بیٹھا طرف پہلو میرے کے ف ع روایت کی گئی ہی ان اللہ ملائکۃ تجر الاہل الی الاہل ت کہا مین نے یعنے
لوگون سے کہ کون ہی یہ کہا لوگون نے یہ ابو درداء ہین کہا مین نے یعنے ابو درداء سے کہ بلاشبہ مین نے دعا کی تھی اللہ تعالی سے یہ کہ میسر کرے میرے لیے ہمنشین
نیکبخت پس کیا تجھکو میرے لیے پس کہا ابو درداء نے کہ تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی کہا مین نے کہ ایک شخص ہون اہل کوفہ سے کہا ابو درداء نے کیا نہین بیچ
تمہارے ہے پاس بیٹا ام عبد کا یعنے عبداللہ بن مسعود رکھنے والا حضرت کی پاپوشین اور تکیہ اور چھاگل ف ع مراد یہ ہی کہ عبداللہ بن مسعود خدمت کرتے
تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ساتھ رہتے تھے حضرت کے تمام حالتون مین پس ساتھ رہتے تھے حضرت کے مجلسون مین اور لیتے پاپوشین آپ کی
جب بیٹھتے آپ اور پہناتے پاپوشین جب اٹھتے اور رہتے تھے ساتھ حضرت کے خلوتون مین پس درست کرتے بستر شریف آپ کا اور رکھتے تکیہ آپ کا جب ارادہ
کرتے سونے کا اور موجود کرتے آپ کے لیے پانی وضو کا جب اٹھتے آپ وضو کے لیے اور اٹھا رکھتے اپنے ساتھ چھاگل یعنی سفر وغیرہ مین اور حاصل یہ کہ عبداللہ بسبب
ملازمت آنحضرت کے ان امور مین لائق ہین کہ ہو انکے پاس علم شرعی اتنا کہ مستغنی کرے طالب علم کو غیر انکے سے اور اسمین اشارہ ہی طرف اس مضمون کے ذکر
کیا گیا ہی بیچ ادب علم سیکھنے والے کے کہ طالب اول بہت علم سیکھے علماء شہر اپنے کا پھر کوچ کرے اور شہرون کی طرف واسطے طلب زیادتی علم کے واسطے کیون سفر کرے
کو بیچ مین ڈالے اور یہ بھی اس سے معلوم ہوا کہ عالم کو چاہیے کہ اگر دوسرے کو اپنے سے افضل جانے تو طالب کو حوالہ اسکا دے ت اور کیا نہین ہی تم مین وہ
شخص کہ امان دی ہی اسکو خدا تعالی نے شیطان سے اوپر زبان پیغمبر اپنے کے مراد رکھتے تھے ابو درداء ساتھ اس شخص کے عمار بن یاسر کو ف ع کہ آنحضرت نے
انکو طیب مطیب فرمایا اور بشارت بہشت کی دی اور دعا کی انکے لیے اس وقت کہ عذاب کرتے تھے انپر مشرک اور جلاتے تھے اور کہا سرد و سلامت ہو اے آگ اوپر
جیسے کہ ابراہیم خلیل اللہ پر ہوئی اور فرمایا اے عمار تجھکو اے عمار گروہ باغیون کے بلاوینگے تو انکو بہشت کی طرف اور بلاوینگے وہ تجھکو آگ کی طرف اور یہ بیچ معنی
امان دینے کے شیطان سے ہی کہ اوپر طریق ہدایت مستقیم کے رہی اور بسبب وسوسہ شیطان کے بھٹکے نہین ف ع اور احوال مفصل عمار کا مولف نے یون لکھا ہے
کہ عمار بن یاسر لکھو لیتے غلام آزاد تھے بنی مخزوم کے اور حلیف انکے اور یہ یون ہوا کہ یاسر والد عمار کے مقیم ہوگئے مکہ مین اور حلیف یعنی ہم قسم ہوئے ابو حذیفہ
بن المغیرہ سے پس نکاح کر دیا ابو حذیفہ نے اپنی لونڈی سمیہ نام کا یاسر سے اس سے عمار پیدا ہوئے پھر آزاد کر دیا عمار کو ابو حذیفہ نے پس عمار ہوئے مولے
اس سبب سے اور عمار قدیم الاسلام تھے اور تھے ان مستضعفین مین سے کہ عذاب دیے گئے مکہ مین تو کہ پھر جاوین اسلام سے اور جلایا انکو مشرکون نے ساتھ آگ کے
پس آنحضرت عمار پر گذرتے تھے اور پھیرتے تھے ہاتھ اپنا انپر اور فرماتے تھے یا نار کونی بردا وسلاما علی عمار کما کنت علی ابراہیم یعنی اے آگ ہو جا تو ٹھنڈی اور
سلامتی عمار پر جیسے کہ ہوئی تو ٹھنڈی اور سلامتی ابراہیم پر اور عمار مہاجرین اولین سے ہین اور حاضر ہوئے بدر مین اور اور سب جہادون مین اور قتل ہو
گئے عمار جنگ صفین مین ہمراہ علی بن ابی طالب کے سینتیس مین اور عمر انکی تیرانوے برس کی ہوئی ت کیا نہین ہی تم مین بھید جاننے والا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ نہین جانتا ہی اس بھید کو سوائے اسکے مراد اس بھید جاننے والے سے حذیفہ بن الیمان ہی لفظ کی یہ بخاری نے ف ع کہ انکو
صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے اور ان بھیدون مین سے یہ تھا کہ آنحضرت نے انکو نام منافقون کے اور نسب اور علامتین انکی بتادی تھین یہان
کہ یہ بھید سوائے انکے کوئی نہین جانتا تھا اور آیا ہی کہ امیر المومنین عمر نے ایک روز ان سے پوچھا کہ آیا کچھ دیکھتا ہی تو اے حذیفہ مجھ مین نشانی نفاق کی
کہا حذیفہ نے قسم خدا کی کچھ نہین دیکھتا مین سوائے اسکے کہ لوگ کہتے ہین کہ تمہارے دسترخوان پر رنگ برنگ کے کھانے موجود ہوتے ہین اور جب
تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ اندیشہ تھے انکو جو توڑا تو زرد و سفید معلوم ہوئے تھے وفات پائی انھون نے مدینہ مین سنہ چھتیس مین اور وہین قبر ہی انکی
وعن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت الجنۃ فرأیت امرأۃ ابی طلحۃ وسمعت خشخشۃ امامی فاذا بلال رواہ مسلم

اور روایت ہے جابر سے یہ کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دکھائی گئی مجھکو بہشت پس دیکھی میں نے بیوی ابو طلحہ کی اور سنی میں نے آہٹ
پاؤں کی آگے اپنے پس ناگہان بلال تھا کہ آگے بہشت میں جاتا ہے نقل کی یہ مسلم نے ف ع ام ابو طلحہ کی بیوی ہے ام سلیم ہے ان کی اور انکے
نام میں اختلاف ہے پہلے نکاح کیا انسے مالک بن نضر نے اس سے انس پیدا ہوئے اور مارا گیا مالک مشرک پھر مسلمان ہوئی ام سلیم اور ابو طلحہ نے
پیغام نکاح کا کیا انسے اور وہ جب تک مشرک تھے پس انکار کیا ام سلیم نے اور دعوت کی انکو اسلام کی طرف پس قبول کیا ابو طلحہ نے اسلام پس ام سلیم کا
نکاح ہوا انسے اور کہا ام سلیم نے کہ میں نے تمہارا اسلام ہی مہر ٹھہرایا اور ام سلیم نے کہا مہر میرا اسلام تیرا ہے اور بلال بیٹے ابو رباح کے مولی ابو بکر
صدیق کے ہیں قدیم الاسلام اور اول اظہار اسلام انہوں ہی نے کیا مکہ میں حاضر ہوئے بدر میں اور سب لڑائیوں میں بعد کے جہادوں میں اور سکونت کی شام میں آخر کو
اور کوئی وارث نہیں چھوڑا انہوں نے بعد اپنے روایت کی ہے انسے حدیثیں ایک جماعت نے صحابہ اور تابعین میں سے اور وفات ہوئی انکی دمشق میں سن
بیس ہجری اور دفن کیے گئے باب الصغیر میں اور عمر انکی تریسٹھ برس کی ہوئی اور تھے بلال ان لوگوں میں سے کہ عذاب کیا انکو اہل مکہ نے اسلام کے
اور عذاب دیا کرتا تھا انکو امیہ بن خلف جمحی اور تقدیر الٰہی سے یہ ہوا کہ روز بدر کے بلال ہی کے ہاتھ سے وہ مارا گیا کہا جاتا ہے عمر کہتے تھے ابو بکر
سیدنا و اعتق سیدنا یعنی ابو بکر سردار ہمارے ہیں اور آزاد کیا ہمارے سردار کو یعنی بلال کو اور احمد نے روایت کیا ابن مسعود سے یعنی کہ اول جنہوں نے اسلام
ظاہر کیا وہ سات تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمار اور ماں انکی سمیہ اور صہیب اور بلال اور مقداد پس محفوظ رکھا اللہ تعالی نے رسول خدا صلعم
کو انکے چچا ابو طالب کے سبب سے اور ابو بکر کو بچایا انکی قوم کی سبب سے رہے اور پس پکڑا انکو مشرکوں نے اور پہنایا انکو لوہے کی زرہیں اور ڈالا انکو دھوپ
میں پس نہیں تھا انمیں سے کوئی مگر کہ موافقت کی عزت کیا اسکو اللہ نے سوائے بلال کے کہ یہ حقیر ہی رہے اللہ عزوجل کی راہ میں کہ حقیر جانتی تھی انکو
انکی قوم پس پکڑا انھوں نے انکو اور حوالہ کر دیا لڑکوں کے پس پھرتے تھے انکو لڑکے کوچوں میں مکہ کے اور وہ کہتے تھے احد احد وعن سعد قال کنا مع
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ستۃ نفر فقال المشرکون للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اطرد ہؤلاء لا یجترؤن علینا قال وکنت انا وابن مسعود ورجل من ہذیل
وبلال ورجلان لست اسمیہما فوقع فی نفس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما شاء اللہ ان یقع فحدث نفسہ فانزل اللہ ولا تطرد الذین
یدعون ربہم بالغداۃ والعشی یریدون وجہہ رواہ مسلم) اور روایت کی سعد بن وقاص سے کہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں کہا تھے ہم ساتھ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ شخص پس کہا مشرکوں نے یعنی قریش کے بعضے سرداروں نے واسطے نبی صلعم کے دور کر تو یعنی اٹھادے اپنی مجلس سے ان لوگوں کو
یعنی موالی اور فقرا کہ نہ دلیری کریں ہمپر ف ع یعنے نہ جرات کریں ہمپر بیچ مقالات اور ہمکلام ہونے کے ساتھ ہمارے اگر چاہتا ہے تو کہ ایمان لاویں ہم
تمپر اور دین میں تمہارے کہا سعد نے یعنے بیچ بیان چھ آدمیوں کے کہ کون تھے وہ اور تھا میں اور ابن مسعود اور ایک شخص قبیلہ ہذیل سے اور بلال
اور دو شخص اور کہ میں نہیں نام لیتا انکا ف ع اور کہا ہے علماء نے کہ وہ دو شخص خباب و عمار ہیں اور یہ جو کہا کہ نام نہیں لیتا میں انکا بسبب مصلحت کے تھا
کہ کچھ مصلحت تھی اسمیں کلام کرنے والے کے لیے اور بعضوں نے کہا کہ بسبب نسیان کے نام نہ لیا اور اول ظاہر تر ہے عبارت سے کہا مولف نے خباب بن
ارت کی کنیت ہے ابو عبداللہ تمیمی اور بندی میں پکڑے آئے تھے بیچ جاہلیت میں پس خریدا انکو ایک عورت نے خزاعہ میں سے اور آزاد کیا انکو اسلام
لائے پہلے داخل ہونے نبی صلعم کے دار ارقم میں اور یہ بھی ان لوگوں میں سے تھے کہ جو عذاب کیے گئے اللہ کی راہ میں اسلام لانے پر پس صبر کیا انہوں نے
اور اترے کوفہ میں اور مرے وہیں سن سینتیس میں تہتر برس کی عمر میں اور روایت کیں انسے حدیثیں ایک جماعت نے ترجمہ پس واقع ہوا پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر میں جو کچھ کہ چاہا خدا نے کہ واقع ہو یعنی چاہا آنحضرت نے کہ دور کریں انکو بسبب استمالت مشرکوں کے دل کی طمع سے
کہ ایمان لاویں پس سوچے آنحضرت اپنے دل میں ف ع یعنے انکی تالیف کے لیے یہ کہ دور کریں انکو صورۃ میں کہ نہ آویں وہ حضرت کے پاس

جبکہ سردار مشرکوں کے بیٹھے ہوں یا اٹھ جاویں تو ان حضرت کے پاس سے جبکہ وہ بیٹھیں پس ایسی کچھ تدبیر حضرت سوچ رہے تھے واسطے رعایت
بیانیوں کے ترجمہ کہ پس اتاری اللہ تعالیٰ نے آنحضرت پر یہ آیۃ ولا تطرد الذین الخ کہ ترجمہ اسکا یہ ہے اور نہ ہانک ان لوگوں کو کہ پکارتے ہیں اور یاد کرتے
ہیں اپنے رب کو صبح وشام اس حال میں کہ چاہتے ہیں اپنی عبادت سے رضامندی اللہ تعالیٰ کی اور نہ کچھ عوض دنیا کی نقل کی یہ مسلم نے (وعن ابی موسیٰ
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ یا ابا موسیٰ لقد اعطیت مزمارا من مزامیر آل داود متفق علیہ) اور روایت ہے ابی موسیٰ سے کہا
فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اے ابو موسیٰ دیا گیا ہے تو خوش آوازی خوش آوازی داؤد کی سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے واقع ہوا
لفظ مزمار حدیث میں جو اصل میں کہتے ہیں آلہ زمر کو کہ بیچ گانے کے ہے مانند بانسری اور دف اور طنبور اور مانند انکے کہ ضرر ظاہر یہاں کہا ہوا اور
یہاں مراد آواز خوب اور لحن خوش ہے اور آل داؤد سے مراد خود حضرت داؤد علیہ السلام ہیں لفظ آل کا زائد ہے اسلیے کہ مشہور تھا خوش آوازی کی
حضرت داؤد میں آل داؤد اور بعضوں نے کہا آل یہاں بمعنی ایک شخص کے ہے اور داؤد پیغمبر تھا نہایت خوش آواز تھے جس وقت کہ پڑھتے تھے آل واری
پڑھتے جنازہ کے جنازہ انکی مجلس سے نکلتے اور ابو موسیٰ اشعری بھی نہایت خوش آواز خوش خوان تھے چنانچہ بار ہا تلاوت میں ایک صحابی کے گیا
ہے کہ ایک دفعہ یہ قرآن پڑھتے تھے اور آنحضرت سنتے تھے اور نام انکا عبد اللہ بن قیس اشعری ہے اسلام لائے مکہ میں اور ہجرت کی طرف حبش کے
پھر آئے اہل کشتی کے ساتھ اس حال میں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تھے والی کیا انکو عمر بن الخطاب نے بصرہ کا سنہ بیس میں اور ہمیشہ رہے حاکم بصرہ کے
یہ حضرت عثمان کی ابتداء خلافت تک پھر معزول ہوئے بصرہ سے اور انتقال کیا طرف کوفہ کے پس اقامت کی وہاں اور اہل کوفہ پر والی یعنی حاکم رہے
یہاں تک کہ قتل کیے گئے حضرت عثمان پھر انتقال کیا ابو موسیٰ نے طرف مکہ کے بعد کرنے حکومتوں کے پھر رہے مکہ میں یہاں تک کہ مر گئے سنہ [illegible] میں
(وعن انس قال جمع القرآن علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربعۃ ابی بن کعب ومعاذ بن جبل وزید بن ثابت وابو زید قیل لانس
من ابو زید قال احد عمومتی متفق علیہ) اور روایت ہے انس سے کہا جمع کیا قرآن کو یعنی یاد کیا تمام قرآن کو آنحضرت کے زمانہ میں چار شخصوں نے
ابی بن کعب نے اور معاذ بن جبل نے اور زید بن ثابت نے اور ابو زید نے کہا کیا انس کو کون ہے ابو زید کہا انس نے ابو زید ایک میرے چچاؤں میں سے
ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے واقع ہے ابو زید کے نام میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا سعید بن عبید اور بعضوں نے کہا قیس بن سکن اور مراد چار شخص
انصار میں سے ہیں بلکہ خزرج میں سے کہ قوم انس کی ہیں اور انس نے اسکو مقام افتخار میں کہا ہے جس وقت کہ آپس میں افتخار کیا ساتھ چار آدمیوں کے اپنی
قوم میں سے اور اگر تمام بھی رکھیں ہم تو اس میں حصر نہیں ہے اسکی کہ سوا ان چار کے نہیں ہیں اسلیے کہ مفہوم عدد کا اس مقام میں
معتبر نہیں ہے اور بلا شبہ ثابت ہوا ہے حدیثوں صحیح سے یاد کرنا بہتوں کا صحابہ میں سے تمام قرآن کو اور اخبار صحیحہ سے ثابت ہوا کہ
روز بیر معونہ کے قتل کیے گئے ستر صحابی ان میں سے کہ جنہوں نے سارا قرآن یاد کیا تھا اور نام انکا فاضل اربعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم
اجمعین اور تمام کلام اس مقام کا سیوطی کے اتقان میں ہے (وعن خباب بن الارت قال ہاجرنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبتغی
وجہ اللہ تعالیٰ فوقع اجرنا علی اللہ فمنا من مضی لم یاکل من اجرہ شیئا منہم مصعب بن عمیر قتل یوم احد فلم یوجد لہ
ما یکفن فیہ الا نمرۃ فکنا اذا غطینا راسہ خرجت رجلاہ واذا غطینا رجلیہ خرج راسہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم غطوا بہا
راسہ واجعلوا علی رجلیہ من الاذخر ومنا من اینعت لہ ثمرتہ فہو یہدبہا متفق علیہ) اور روایت ہے خباب بن ارت سے کہا ہجرت
کی ہم نے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حال میں کہ طلب کرتے تھے ہم ذات خدا کی اور رضا اسکی پس واقع اور ثابت ہوا ثواب
ہمارا بیچ وعدہ اور وعدہ یہ کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اپنے اسکے فضل وکرم سے پس بعضے ہم میں سے وہ ہیں کہ گذر گئے اس عالم سے یعنی مر گئے

اور نہیں کھایا اپنے اجر سے یعنی دنیا کے اجر سے کچھ ف ع یعنی قسم غنائم وغیرہ سے کہ جو کچھ لیا اُن لوگون نے کہ پایا زمانہ فتوح کا پس ہوا اجر اُنکا کامل ترجمہ جملہ
اُنکے مصعب بن عمیر ہین مارے گئے روز احد کے پس نہ پایا گیا اُنکے لیے کپڑا کہ کفن دیے جاوین اُسمین مگر ایک کملی سیاہ وسفید مانند رنگ نمر یعنی چیتے
کے اور وہ بھی پوری نہ تھی کہ سر سے پاؤن تک ڈھک جاتے پس تھے ہم جس وقت ڈھانکتے سر اُنکا یعنی اس کملی سے تو کھلے رہتے پاؤن اُنکے اور جس وقت
ڈھانکتے ہم پاؤن اُنکے تو کھلا رہتا سر اُنکا یعنی پس متحیر ہوئے ہم اُنکے امر مین پس فرمایا نبی صلعم نے ڈھانکو دو اس سے سر اُنکا اور رکھو اُسکے پاؤن پر
اذخر کہ نام ایک گھاس کا ہی کہ مکہ مین ہوتی ہی اور بعضے امور مین کام آتی ہی اور بعضے ہم مین سے وہ ہین کہ پختہ ہوا واسطے اُنکے میوہ اُنکا پس وہ چنتے ہین
اُس میوہ کو نقل کی بخاری اور مسلم نے ف ع ح یہ کنایہ ہی غنیمتون سے کہ پایا اُسکو اُن لوگون نے بیچ زمانہ فتوح بلاد کے تھے اور یہ فقرہ لگا ہی اس فقرہ کے
ساتھ فمنا من مضی لم یاکل من اجرہ شیئا گویا کہ کہا گیا کہ بعضے اُنمین سے وہ ہین کہ نہین جلدی لیا اپنے ثواب مین سے کچھ یعنی دنیا کا ثواب اور بعضے وہ ہین کہ جلدی
لیا بعض ثواب اپنا اور حدیث مین آیا ہی کہ نہین کوئی جماعت جہاد کرنے والی کہ جہاد کرے اللہ کی راہ مین پھر پاوے غنیمت مگر کہ جلدی لے لیا دو تہائی اجر
اپنا اور باقی رہا اُنکے لیے تہائی اجر یعنی آخرت کا اور اسمین بیان ہی مصعب بن عمیر کی فضیلت کا کہ وہ اُنمین سے تھے کہ نہین ناقص ہوا اُنکے لیے ثواب
آخرت سے کچھ کہا مولف نے کہ مصعب قرشی عبدری ہین اجلہ صحابہ اور فضلاء اُنکے سے ہجرت کی طرف زمین حبشہ کے اُن لوگون کے ساتھ کہ اول ہجرت
کی طرف حبشہ کے پھر حاضر ہوئے بدر مین اور آنحضرت نے بھیجا مصعب کو بعد عقبہ ثانیہ کے طرف مدینہ کے پڑھاتے تھے اہل مدینہ کو قرآن اور سمجھاتے تھے اُنکو
اور مدینہ مین اول جمعہ اُنھون ہی نے پڑھا ہی پہلے ہجرت کے اور ایام جاہلیت مین بیہ بڑی چین مین تھے اور بہت اچھا لباس پہنتے تھے جب مسلمان ہوئے
تو زہد دنیا حاصل ہوا چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ ایک روز مصعب بن عمیر آنحضرت کے پاس آئے اس حال مین کہ تسمہ بکری کے چمڑے کا کمر مین باندھے ہوئے تھے
پس آنحضرت نے فرمایا کہ نگاہ کرو اس شخص کی طرف کہ روشن کیا ہی خدا تعالے نے دل اسکا نور ایمان سے مین نے دیکھا ہی اسکو مکہ مین کہ ماں باپ اسکے کھلاتے پلاتے
تھے اسکو بہترین کھانا پینا اور دیکھا ہی مین نے اسپر جوڑہ کہ دو سو درہم کو خریدا تھا پس باعث ہوئی اسکو محبت خدا اور رسول کی اس حالت کے تئین کہ دیکھتے
ہو تم اور بعضون نے کہا کہ بھیجا اسکو نبی صلعم نے یعنی مدینہ مین بعد اسکے کہ بیعت کی عقبہ اولی مین پس آتے تھے یہ انصار کے پاس اُنکے گھرون مین اور بلاتے تھے اُنکو
طرف اسلام کے پس مسلمان ہو جاتا تھا ایک ایک شخص اور دو دو شخص یہانتک کہ پھیلا اسلام اُن مین پس مصعب نے لکھکر آنحضرت سے اذن لیا جمعہ پڑھنے کا
اہل مدینہ کو پھر آئے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ساتھ اُن ستر آدمیون کے کہ آئے تھے حضرت کے پاس عقبہ ثانیہ مین پھر اقامت کی مکہ مین تھوڑے دنون
اور اُنکے حق مین نازل ہوئی یہ آیت رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ علیہ اور تھا اسلام اُنکا بعد داخل ہونے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم مین
(وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ
لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت کی جابر نے کہ کہا سنا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہلا عرش بسبب مرنے سعد بن معاذ
کے اور ایک روایت مین ہی کہ ہلا عرش رحمن کا بسبب مرنے سعد بن معاذ کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع ح شارحین نے اختلاف کیا ہی
عرش رحمن کے ہلنے کے بیان معنی مین اور اسکے سبب مین بعضون نے تو کہا کہ ہلنا عرش کا کنایہ ہی فرح ونشاط عرش کے سے بسبب آنے روح
پاک اُنکی کے حقیقۃً یا مجازاً اور صواب ومختار یہ ہی کہ محمول حقیقت ہی پر ہی اسلیے کہ حق جل وعلا نے جمادات مین علم وتمیز رکھا ہے جیسے کہ فرمایا
اللہ تعالے نے وان منہا لما یہبط من خشیۃ اللہ اور آنحضرت نے فرمایا کوہ احد کے حق مین کہ وہ پہاڑ ہی کہ دوست رکھتا ہی ہمکو اور بعضون نے کہا
کہ مراد خوش ہونا اہل عرش کا ہی کہ ملائکہ ہین اور بعضون نے کہا کہ عرش ہلنے کو علامت کیا سعد کے مرنے پر یہ عبارت کنایہ ہی عظم شان وفات
اُنکی سے جیسے کہ کہتے ہین قیامت اٹھی خلائق کے مرنے سے اور کلام اس حدیث مین بیچ اوائل کتاب کے تیسری فصل مین باب اثبات عذاب القبر

گذرا ہی اور سعد بن معاذ بن نعمان انصاری اشہلی اوسی رضی اللہ عنہ اجلہ اور اکابر صحابہ سے ہیں اسلام لاے مدینہ میں مصعب بن عمیر کے ہاتھ
پر اسوقت کہ بھیجا تھا انکو آنحضرت نے پہلے ہجرت کرنے اپنے کے مدینہ میں سب مسلمان ہوئے بسبب اسلام انکے کے بنی عبد الاشہل اور
آنحضرت نے انکو سید الانصار فرمایا حاضر ہوئے بدر میں اور احد میں اور ثابت رہے آنحضرت کے ساتھ روز احد کے اور روز خندق کے انکے اکحل میں
ایک تیر لگا اور [illegible] انکا حتی کہ بعد ایک مہینے کے وفات پائی ماہ ذیقعدہ سن پانچ میں سینتیس برس کی عمر میں اور دفن کیے گئے بقیع میں اور فرمایا
آنحضرت نے کہ اتری انکی موت پر ستر ہزار فرشتہ اور فرمایا کہ ہلا عرش بسبب موت سعد بن معاذ کے (وعن البراء قال اهديت لرسول الله صلى الله عليه
وسلم حلة حرير فجعل اصحابه يمسونها ويعجبون من لينها فقال اتعجبون من لين هذه لمناديل سعد بن معاذ في الجنة خير منها والين متفق عليه)
اور روایت کی براء بن عازب نے کہا تحفہ بھیجا گیا واسطے آنحضرت کے جوڑا ریشمی کپڑے کا (ف ع ظاہرا ایک بادشاہ
نے بھیجا کہ بادشاہوں میں سے بھیجا تھا ترجمہ پس ہوئے یاران آنحضرت کہ ہاتھ پھیرتے تھے اسپر اور تعجب کرتے تھے اسکی نرمی پر (ف ع او
ایک روایت میں آیا ہی کہ کہتے تھے یعنے از راہ تعجب اور دیکھنے انتہا اسکے کہ کہیں آیا ہی یہ حضرت پر آسمان سے پس فرمایا آنحضرت نے
کہ تعجب کیا کرتے ہو تم نرمی اسکی سے البتہ رومال سعد بن معاذ کے جنت میں بہتر ہیں اس سے اور نرم زیادہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (ف ع
مناديل جمع منديل کی ہی اور منديل کہتے ہیں رومال کو کہ جس سے ہاتھ وغیرہ پونچھ لیتے ہیں پس ذکر کرنے منديل میں مبالغہ ہی کہ جب ایسے کپڑے
یہاں کے افضل کپڑوں سے افضل ہونگے تو وہاں کے افضل کپڑوں کا کیا پوچھنا ہی (وعن ام سليم انها قالت يا رسول الله انس خادمك
ادع الله له قال اللهم اكثر ماله وولده وبارك له فيما اعطيته قال انس فوالله ان مالي لكثير وان ولدي وولد ولدي ليتعادون على نحو المائة اليوم
متفق عليه) اور روایت کی ام سلیم نے (ف ع ام سلیم ساتھ پیش کے ماں ہیں انس کی کہ انھوں نے انس کو صغر سن میں آنحضرت کی خدمت
بابرکت میں چھوڑا تھا ترجمہ انھوں نے کہا یا رسول اللہ انس خادم آپکا ہی دعا کرو اللہ تعالے سے اسکے لیے یعنے دنیا کی برکتوں کی کہ ثواب آخرت
بسبب حصول ایمان اور برکت صحبت اور خدمت آپکی کے حاصل ہوتا ہی کہا آنحضرت نے یا الہی بہت کر مال اسکا اور اولاد اسکی اور برکت دے
اسکے لیے بیچ اس چیز کے کہ دی ہی تونے اسکو یعنے نعمتیں اپنی قسم آل وغیرہ سے کہا انس نے پس قسم خدا کی بلا شبہ مال میرا نہایت بہت ہی اور
نہایت برکت کا ہی اور تحقیق اولاد میری یعنے بلا واسطہ اور اولاد میری اولاد کی البتہ زیادہ ہیں گنتی میں مانند سو سے آج کے دن نقل کی یہ بخاری اور
مسلم نے (ف ع یعنے اسوقت کہ یہ حکایت کرتا ہوں عدد اس مقدار کو پہنچا ہی بعد ازیں زیادہ بھی ہوں چنانچہ روایت کیا گیا ہی کہ انس نے کہا
بہت دنوں بعد نقل کرنے مضمون سابق کے کہ دفن کیے گئے ہیں مجکو میرے صلب سے سوائے اولاد کی اولاد کے ایک سو پچیس کہ سب لڑکے ہیں سوا
دو لڑکیوں کے یہ بسبب قول بعض کے ہی اور بلا شبہ زمین میری البتہ پھل دیتی ہی ہر سال میں دو بار ذکر کیا یہ لوگوں نے حجرے اور انکے بیٹے نے کہا کہ میں نے
دفن کیے ہیں انکی اولاد صلبی سے قریب سو کے اور یہاں سے معلوم ہوتا ہی کہ اموال و اولاد نعمت الہی ہیں اگر موجب غفلت کے ذکر حق سے اور
باعث گناہ کے نہوں اور انس بن مالک بن النضر خزرجی ہیں کنیت انکی ابو حمزہ حاضر ہوئے آنحضرت کی خدمت فیض درجت میں بیچ مدینہ کے بارہ برس
کی عمر میں اور انتقال کیا انس نے طرف بصرہ کے حضرت عمر کی خلافت میں تو کہ علم دین سکھلاویں لوگوں کو اور یہ آخر ان صحابہ کے ہیں کہ مرے بصرہ میں
سن اکیانویں میں اور عمر انکی ایکسو تین برس کی ہوئی اور کہا ابن عبد البر نے اور یہ بہت صحیح ہی کہ کہتے ہیں پیدا ہوئے انکے یہاں ایکسو فرزند اور بعضوں
نے کہا اسی سے کمتر اٹھتر لڑکے اور دو لڑکیاں اور روایتیں حدیثیں انسے خلق کثیر نے انتہی پس جو کچھ کہ ذکر کیا ابن حجر نے ظاہر اسکا مخالف
ہی اس نقل کے اور ایسی ہی مخالف ہی ظاہر حدیث کے اسلیے کہ وہ دلالت کرتی ہی اسپر کہ مجموع اولاد انکی اور انکی اولاد کی اولاد [illegible] سو

ہو اولاد اُنکی واللہ اعلم اور کہا نووی نے کہ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی نشانیون مین سے ہے اور اسمین دلیل ہے اُنکے لیے جو فضیلت دیتے ہین
غنی کو فقیر پر اور جواب اسکا یہ دیا گیا ہے کہ یہ شخص ہی ساتھ دعا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت کی دعا سے برکت ہوئی اُنکے مال مین اور جبکہ ہوئی برکت
اُسمین تو فتنہ اسمین سے مفقود ہو اور اسپر حاصل ہوا بسبب اُسکے ضرر اور نہ تقصیر بیچ ادا حق فرمانکے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مستحب ہے جسوقت کہ
دعا کرے کسی چیز کی کہ متعلق ہے دنیا کے تو لائق ہے کہ ملا دیوے اپنی دعا کے ساتھ طلب برکت کو کہ یا اللہ اس چیز مین برکت ہو اور محفوظ رہوں سے
آفات سے (وعن سعد بن ابی وقاص قال ما سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لاحد یمشی علی وجہ الارض انہ من اہل الجنۃ الا لعبد اللہ
بن سلام متفق علیہ) اور روایت ہے سعد بن ابی وقاص سے کہ کہا نہین سنا مین نے آنحضرت کو کہ فرماتے ہون واسطے اس شخص کے کہ
چلتا ہو زمین پر یہ کہ وہ اہل بہشت سے ہے مگر عبد اللہ بن سلام کو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فتح ع یہ اکابر یہود اور علما اُنکے سے اور اولاد یوسف
علیہ السلام کی سے ہین اور یہ جو کہا چلتا ہو زمین پر یہ صفت احترازیہ ہے کہ نکلجاوین اس سے عشرہ مبشرہ مین سے وہ کہ تھے پہلے اُنکے
پس گویا کہ کہا نہین سنا مین نے واسطے اس شخص کے کہ وہ زندہ ہو اب بیچ زمین پر اور کہا نووی نے کہ نہین ہے یہ منافی آنحضرت کے اس
قول کے ابو بکر فی الجنۃ وعمر فی الجنۃ الخ کہ دس صحابیون کے جنتی ہونیکی اور اور بعضون کے جنتی ہونیکی بشارت دی ہے اسلیے کہ سعد
نے نفی اپنے سننے کی کی اور نفی اُنکی سننے کی نہین دلالت کرتی ہے اوپر نفی بشارت کے غیر کے لیے اور جسوقت کہ جمع ہوتی ہین نفی اور اثبات
تو اثبات مقدم ہوتا ہے نفی پر انتہی یا نفی کی سننے کی واسطے کردہ جانتے تزکیہ نفس اپنے کے یا یہ کلام سعد کا پہلے بشارت دینے اورون
کے سے ہو یا بعد موت مبشرین کے اور ظاہر یہی ہے اسلیے کہ عبد اللہ بن سلام جیتے رہے بعد اُنکے اور نہین باقی رہا عشرہ مین سے بعد اُنکے
سوائے سعد و سعید کے اور مؤید ہے اسکی حدیث دارقطنی کی (ما سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لحی یمشی انہ من اہل الجنۃ)
یا یہ کہ سعد نے اپنے تئین نہین ذکر کیا اسلیے کہ اُنکی بشارت دینی پہونچی ہو کسی اور سے اور یہ سننے بذات خود جیسا کہ ابتدا حدیث سے معلوم
ہوتا یا کسر نفسی سے اپنے تئین نہین ذکر کیا لیکن باقی رہا کلام سعید کے زندہ موجود ہونے مین پس اسکا دفع یون ہو سکتا ہے کہ مراد اُنکی قول
حدیث سے یہ ہو کہ واقع ہوئی بشارت حضرت کی عبد اللہ بن سلام کے لیے اسوقت کہ چلتے ہون زمین پر بخلاف بشارات غیر اُنکے کے
اور اس سے جاتا رہتا ہے اشکال واللہ اعلم بالاحوال (وعن قیس بن عباد قال کنت جالسا فی مسجد المدینۃ فدخل رجل
علی وجہہ اثر الخشوع فقالوا ہذا رجل من اہل الجنۃ فصلی رکعتین تجوز فیہما ثم خرج وتبعتہ فقلت انک حین دخلت المسجد
قالوا ہذا رجل من اہل الجنۃ قال واللہ ما ینبغی لاحد ان یقول ما لا یعلم فساحدثک لم ذاک رایت رؤیا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقصصتہا علیہ ورایت کانی فی روضۃ ذکر من سعتہا وخضرتہا وسطہا عمود من حدید اسفلہ فی الارض واعلاہ فی السماء
فی اعلاہ عروۃ فقیل لی ارقہ فقلت لا استطیع فاتانی منصف فرفع ثیابی من خلفی فرقیت حتی کنت فی اعلاہ فاخذت
بالعروۃ فقیل لی استمسک فاستیقظت وانہا لفی یدی فقصصتہا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال تلک الروضۃ الاسلام
وذلک العمود عمود الاسلام وتلک العروۃ العروۃ الوثقی فانت علی الاسلام حتی تموت وذاک الرجل عبد اللہ بن سلام متفق علیہ)
اور روایت ہے قیس بن عباد تابعی ثقہ سے کہ تھا مین بیٹھا ہوا مسجد مدینہ مین پس آیا ایک شخص کہ اُسکے چہرہ پر نشان خشوع کا تھا یعنی سکون
اور وقار اور حضور پس کہا بعضے حاضرین نے یہ شخص اہل بہشت سے ہے پس پڑھین اُسنے دو رکعتین یعنی تحیۃ المسجد یا اور نماز اختصار
کیا اُنمین یعنی ہلکی پڑھی قرات پھر باہر نکلا وہ اور پیچھے پیچھے اُسکے چلا مین پس کہا مین نے یعنی اُس سے کہ تحقیق تم جسوقت کہ آئے مسجد مین

تو بعضون نے کہا کہ یہ شخص اہل جنت سے ہی کہا اس شخص نے قسم خدا کی نہین لائق واسطے کسی کے یہ کہ کہے اُس چیز کو کہ نہ جانتا ہو پس بیان کرونگا مین تجھسے کہ کیونکر ہی یہ انکار ف ع کہا نووی نے کہ یہ انکار عبد اللہ بن سلام نے اُنپر اس جہت سے ہی کیا کہ انھون نے حکم کیا اُنکے لیے قطعی جنتی ہونے کا پس احتمال ہی کہ اُن لوگون کو پہونچی ہو خبر سعد بن ابی وقاص کی کہ ابن سلام اہل جنت سے ہی اور ابن سلام نے نہ سنی ہو یہ خبر اور احتمال یہ بھی ہی کہ ابن سلام نے مکروہ رکھی تعریف اپنی بسبب اس نماز پڑھنے کے از راہ تواضع اور گوشہ گزینی کے اور مکروہ رکھنے شہرت کے کہا طیبی نے پس بنا برِ اُسکے اشارہ ساتھ قول اُسکے کے فساحدثک لم ذاک طرف انکار اُسکے کے ہی اُنپر یعنے مین بیان کرتا ہون تجھسے سبب اپنے انکار کا اُنپر اور وہ یہ ہی رأیت رؤیا الخ اور یہ دلالت کرتا ہی اوپر نص قطعی ہونے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسپر کہ مین اہل جنت سے ہون قطعی کہ نص فرمائی میرے غیر کے لیے حاصل یہ کہ اگرچہ مین بسبب بشارت آنحضرت کے امیدوار جنت کا ہون لیکن اپنی تعریف و شہرت کو مکروہ رکھتا ہو اسلیے کہ جیسی میرے لیے بشارت دی اوروں کے لیے بھی دی ہی صحیح مین کیا ہی کہ مین مشہور ہون اور ممکن ہی کہ مراد ابن سلام کی تصدیق لوگون کی ہو اسبات مین کہ کہی اور اشارہ ساتھ لفظ ذاک کی طرف اس قول اُنکے کے ہی ہذا رجل من اہل الجنۃ یعنے نہین لائق ہی اس کسی کو کہ پائی ہو صحبت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ کہ کہے وہ چیز کہ نہین جانتا ہی لیکن وہ جانتے ہی ہونگے اس بات کو کہ کہی اور مین نہی کچھ اُسکو جانتا ہون اور وہ یہ خواب ہی ترجمہ دیکھا مین نے ایک خواب بیچ زمانہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین پس عرض کیا مین نے وہ خواب روبرو حضرت کے اور دیکھا مین نے یعنے خواب مین گویا کہ مین بیچ ایک باغیچے کے ہون ذکر کی اس شخص یعنے عبد اللہ بن سلام نے کشادگی اُسکی اور سبزی اُسکی بیچ مین اس باغ کے ایک ستون ہی لوہے کا کہ نیچے کی جانب اُسکی زمین مین ہی اور اوپر کی جانب اُسکی آسمان مین اُسکے اوپر کی جانب مین ایک حلقہ ہی پس کہا گیا واسطے میرے چڑھ پس کہا مین نے نہین طاقت رکھتا مین یعنے چڑھنے کی پس آیا میرے پاس ایک خادم پس اُٹھائے لیے اُسنے کپڑے میرے پیچھے میرے سے پس چڑھا مین یہان تک کہ ہو گیا مین اوپر اُسکے پس پکڑا مین نے حلقہ اُسکا پس کہا گیا مجھکو مضبوط پکڑے رہ اُسکو پس جاگا مین اس حال مین کہ وہ حلقہ میرے ہاتھ مین تھا ف ع یعنے جاگنا تھا حالت پکڑنے مین بغیر فاصل کے اور ممکن ہی کہ مراد یہ ہی کہ وہ اُنکے ہاتھ مین رہا حالت بیداری مین اور اگر حمل کیا جاوے ظاہر پر تو ممتنع بھی نہین اللہ تعالے کی قدرت مین لیکن ظاہر ہوتا ہی خلاف اسکا اور احتمال ہی کہ مراد یہ ہو کہ اثر اس خواب کا باقی تھا میرے ہاتھ مین بعد جاگنے کے کہ صبح ہوئی تو ہاتھ کی مٹھی بند ہی ہوئی تھی ترجمہ پس بیان کیا مین نے اُسکو روبرو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پس فرمایا آنحضرت نے بیچ تعبیر اس خواب کے وہ باغ کہ دیکھا تو نے دین اسلام ہی کہ فراخ اور تر و تازہ ہی اور وہ ستون اسلام کا ہی عبارت ہی احکام و ارکان اُسکے سے کہ بنا ہی مسلمانی کی اُنپر ہی اور وہ حلقہ کہ دیکھا تو نے اور پکڑا تو نے اُسکو عروہ وثقی ہی کہ قول حق سبحانہ استمسک بالعروۃ الوثقی اشارہ ہی اسپر پس تو دین اسلام پر ہی کہ چنگل اُسپر مارا اور مقام عالی پر چڑھا ف تمام ہوا کلام پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا پس کہا قیس نے ترجمہ اور وہ شخص عبد اللہ بن سلام تھا نقل کی بخاری اور مسلم نے ف ع اور یہ بھی دور نہین ہی کہ ہو یہ عبد اللہ بن سلام کے قول سے کہ اُنھون نے خبر دی اپنے نفس سے اور اپنے کو غائب کرکے تعبیر کیا (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ بْنِ شَمَّاسٍ خَطِيْبَ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا نَزَلَتْ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ جَلَسَ ثَابِتٌ فِيْ بَيْتِهٖ وَاحْتَبَسَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَقَالَ مَا شَاْنُ ثَابِتٍ اَيَشْتَكِيْ فَاَتَاهُ سَعْدٌ فَذَكَرَ لَهٗ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ثَابِتٌ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنِّيْ مِنْ اَرْفَعِكُمْ صَوْتًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ سَعْدٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ هُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہی انس سے کہ کہا تھے ثابت بن قیس خطیب انصار کے ف ع یعنے فصیح اُنکی نثر مین جیسا کہ شاعر کہا جاتا ہی نظم مین کلام کرنے والے کو ایسا ہی

خطیب کہتے ہیں نثر میں کلام فصیح کرنے والے کو ترجمہ پس جبکہ اوتری یہ آیة یا ایہا الذین امنوا الخ یعنے اے ایمان والو نہ بلند کرو آوازیں اپنی اوپر
آواز نبی کے آخر آیة تک تو بیٹھ رہے ثابت اپنے گھر میں اور بند کیا اپنے تئیں آنحضرت کے پاس آنے جانے سے پوچھا آنحضرت نے سعد بن
معاذ سے یعنے اسلیے کہ وہ رئیس انکے تھے پس فرمایا کیا حال ہے ثابت کا کہ نہیں آتا اور نہیں دکھائی دیتا کیا بیمار ہے ف ظاہرا صدق حال ثابت
کے نے تاثیر کی اور باعث آنحضرت کے خبر پوچھنے کا ہوا کہ انکا حال پوچھا بیت حالت خوش چہ ثابت کہ بے شرح و ہم گر مرا سوز دلی ست
اثر خواہد کرد ہاں پس گویا سعد متحیر ہوئے جواب میں کچھ نہ جانا خوب انکو سو سمجھا ترجمہ پس آئے ثابت کے پاس اور ذکر کیا انسے قول آنحضرت کا کہ انکو آپ
پوچھتے تھے کہ کیا حال ہے اسکا بیمار ہے کہ نہیں آتا پس کہا سعد سے کہ نازل ہوئی یہ آیة یعنے یا ایہا الذین امنوا الخ کہ جو اوپر گذری کہ منع کرتی ہے آواز بلند
کرنے سے اوپر آواز آنحضرت کے اور تحقیق تم جانتے ہو اے یار کہ میں بہت بلند ہوں تم میں از روئے آواز کے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی
آواز پر یعنے بسبب جبلت کے پس میں اہل دوزخ سے ہوں ف یعنے حبط ہوئے عمل انکے جیسے کہ حکم کرتی ہے آیة کریمہ پس ثابت یہ بات سمجھکر بیٹھ رہے
اور یہ نہ سمجھے کہ مراد اس سے بلند کرنا آواز کا ہے باختیار و قصد کہ مقتضی ہے بے ادبی کا ترجمہ پس ذکر کیا سعد نے یہ قول ثابت کا روبرو حضرت نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے پس فرمایا آنحضرت نے ایسا نہیں ہے بلکہ وہ اہل بہشت سے ہے نقل کی یہ مسلم نے ف یعنے اس جہت سے کہ مبالغہ کیا ادب میں
حتے کہ جائز رکھا بلند کرنا آواز جبلی کا بھی اور واقع ہوا مصداق اسکا کہ وہ شہید ہوئے جنگ یمامہ میں ہمراہ ابوبکر صدیق کے آیا ہے کہ جب جنگ مسیلمہ کذاب
کی واقع ہوئی تو سیا [?] ثابت نے کفن اپنا اور اسکو پہنکر لڑے اور کفن ہی میں مارے گئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس حدیث میں اشکال یہ وارد ہوتا ہے
کہ آیة مذکورہ اتری سن نو میں اور سعد بن معاذ مرے پہلے اسکے سن پانچ میں اور جواب اسکا یہ دیا گیا ہے کہ جو کچھ نازل ہوا بیچ قصہ ثابت کے فقط ذکر
نہ بلند کرنے آواز کا تھا یعنے یا ایہا الذین امنوا لاترفعوا اصواتکم الخ نہ اول سورت کا یعنے یا ایہا الذین امنوا لاتقدموا بین یدی اللہ الخ (وعن ابی ہریرۃ
قال کنا جلوسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ نزلت سورۃ الجمعۃ فلما نزلت واخرین منہم لما یلحقوا بہم قالوا من ہؤلاء یا رسول اللہ قال
وفینا سلمان الفارسی قال فوضع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدہ علی سلمان ثم قال لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجال من ہؤلاء متفق علیہ)
اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہا تھے ہم بیٹھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ناگہان اتری سورہ جمعہ پس جبکہ اتری اور پہونچی یہ آیة واخرین منہم
لما یلحقوا بہم الخ مضمون آیة کا یہ ہے کہ اور اس جماعت سے کہ بھیجا ہے خداوند تعالیٰ نے پیغمبر کو طرف انکے وہ ہیں کہ ہنوز نہیں آئے اور نہیں ملے
ساتھ جماعت اصحاب کے کہ امی ہیں ف یعنے عرب ہیں اور اٹھائے گئے ہیں درمیان انکے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہا طیبی
نے یعنے بھیجا اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو بیچ امیوں کے کہ جو حضرت کے زمانے میں تھے اور بیچ اوروں کے امیوں میں سے کہ نہیں ملے
وہ ساتھ انکے ابتک اور عنقریب ملینگے وہ صحابہ کے اور وہ بعد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہیں یعنے تابعین ترجمہ کہا صحابہ نے کون ہیں یہ جماعت
کہ ہنوز نہیں آئے یا رسول اللہ کہا ابوہریرہ نے کہ بیٹھے تھے درمیان ہمارے سلمان فارسی کہا ابوہریرہ نے پس رکھا آنحضرت نے دست مبارک
اپنا سلمان پر یعنے انکے مونڈھے پر پھر فرمایا اگر ہوتا ایمان نزدیک ثریا کے تحقیق لیتے اور پاتے اسکو کتنے شخص انہیں سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے
ف یعنے قوم فارس انہیں سے اور مراد مطلقا عجم ہیں غیر عرب کے مقصود یہ ہے کہ وہ جماعت کہ ہنوز نہیں آئے اور نہیں ملے ہیں اہل عجم ہیں تابعین
سے اور وہ ساتھ اس صفت کے ہیں کہ اگر دین و ایمان آسمان پر ہو تو پاویں اور پہونچیں اسکو غرض تعریف سلمان کی ہے کہ عجمی ہیں اور اکثر تابعین
عجم سے ہیں اور صحابہ عرب [?] اور پایا شیوع ظاہر ہوئی ایسی فراخی علم و اجتہاد کی تابعین میں کہ ویسی ظاہر نہیں ہوئی انکے غیروں میں یعنے بعد صحابہ
کے اور باوجود اسکے خصوصیت اور بزرگی جو صحابہ کے نزدیک رکھتے تھے ظاہر ہے اور کنیت سلمان کی ابو عبداللہ ہے غلام آزاد کیے رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم کے یہود سے انکو خریدا اور آزاد کیا اور وہ شرفاء صحابہ سے ہین اصل انکی فارس سے ہے قوم رام ہرمز سے کہ گھوڑے ابلق ہوتے تھے
اور وہ دین کی طلب مین رہتے تھے پس اول تو دین نصرانیہ اختیار کیا اور پڑھی کتاب اور صبر کیا اسمین اور مشقتون پے در پے کے پھر پکڑا انکو
ایک قوم نے عرب مین سے اور بیچ ڈالا انکو یہود کے ہاتھ اور کہتے ہین کہ وہ کچھ اوپر دس شخصون کے ملک مین آئے نوبت بنوبت یہان تک کہ پہونچے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبکہ رونق افروز ہوئے آپ مدینہ مین اور فرمایا آنحضرت نے کہ سلمان اہل جنت سے ہے اور یہ ایک ہی
انتین سے کہ مشتاق ہوئی انکی جنت اور بڑی عمر ہوئی انکی بعضے کہتے ہین تین سو پچاس برس کی تھی اور بعضے کہتے ہین اڑھائی سو برس کی اور صحیح
یہی ہے پس آخر عمر مین مقصود کو پہونچے کہ نبی آخر الزمان کی ملازمت مین حاضر ہوئے اور یہ اپنے ہاتھ کے کسب سے کھایا کرتے تھے اور تصدق
کرتے تھے عطا اپنی اور مناقب اور فضائل انکے بہت ہین تعریف کی انکی نبی علیہ السلام نے اور مدح انکی بہت حدیثون مین ہے اور بہت سے
راوی ہین انسے بہتیرے ہین (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم حبب عبیدک ہذا یعنی ابا ہریرۃ وامہ الی عبادک المومنین
وحبب الیہما المومنین رواہ مسلم) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہا فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یا الٰہی محبوب کردان اس چھوٹے سے
بندہ اپنے کو یعنی ابوہریرہ کو اور محبوب کردان انکی مان کو طرف مسلمانون کے یعنی ایسا کر کہ محبوب مسلمانون کے ہون نہ برعکس ونامراد ہین اور محبوب کردان
طرف انکے مسلمانون کو کہ یہ مسلمانون کو دوست رکھین اور محبوب و محب مسلمانون کے ہون نقل کی یہ مسلم نے (وعن عائذ بن عمرو ان ابا سفیان اتی
علی سلمان وصہیب وبلال فی نفر فقالوا ما اخذت سیوف اللہ من عنق عدو اللہ ماخذہا فقال ابوبکر اتقولون ہذا لشیخ قریش وسیدہم فاتی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ فقال یا ابا بکر لعلک اغضبتہم لئن کنت اغضبتہم لقد اغضبت ربک فاتاہم فقال یا اخوتاہ اغضبتکم قالوا لا یغفر اللہ
لک یا اخی رواہ مسلم) اور روایت ہے عائذ بن عمرو سے کہ تحقیق ابوسفیان بن حرب اموی والد معاویہ کا آیا یعنی گذرا حالت کفر مین سلمان فارسی اور صہیب
رومی اور بلال حبشی پر کہ تھے بیچ جماعت اور صحابہ کے فقراء سے اور یہ آنا ابوسفیان کا مدینہ مین تھا بعد صلح حدیبیہ کے واسطے تجدید اور مضبوط کرنے
اس عہد کے کہ مشرکان قریش نے مقدمات غدر اور عہد شکنی کے برپا کیے تھے پس آیا ابوسفیان اور اس جماعت صحابہ نے دیکھا اسکو تو کہا پس کہا
انھون نے کہ نہین لیا خدا تعالے کی تلوارون نے یعنی بندگان خدا کی تلوارون نے کہ بحکم خدا کام کرتی تھی گردن اس دشمن خدا کی سے جگہ یعنی اپنی
کو یعنی اپنے حق اسکی گردن سے یعنی حیف ہے کہ یہ مشرک یعنی ابوسفیان اب تک ہمارے ہاتھ سے نہین مارا گیا پس کہا ابوبکر نے یعنی سنکے کہ آیا کہتے ہو تم
اس بات کو واسطے شیخ قریش کے اور سردار انکے کے کہ ابوسفیان ہے فقط اور حضرت ابوبکر نے یہ بات کہی واسطے مائل کرنے ابوسفیان کے دل کے
اور رعایت حق امان طلب کرنے کے جیسے کہ آنحضرت بھی کبھی استمالۃ خاطر بعضے مشرکون کا کہ سردار قبیلہ کے ہوتے تھے کیا کرتے تھے پس پھر آئے
ابوبکر صدیق حضرت کے پاس پس خبر دی آنحضرت کو اس قصہ کی کہ جو گذرا درمیان انکے اور ان صحابہ کے پس فرمایا آنحضرت نے اے ابوبکر شاید غصہ دلایا
تو نے انکو البتہ قسم خدا کی اگر غصہ دلایا تو نے انکو یعنی اس جہت سے کہ وہ مومن محب و محبوب اللہ تعالے کے ہین تو البتہ تحقیق غصہ دلایا تو نے اپنے
پروردگار کو یعنی اس جہت سے کہ رعایت کی تو نے جانب کافر کے پس آئے ابوبکر انکے پاس یعنی عذر خواہی کے لیے پس کہا اے بھائیو میرے کیا غصہ
دلایا مین نے تمکو اور رنجیدہ ہو تم کہا انھون نے نہین غصہ دلایا تم نے ہمکو اور نہین رنجیدہ ہین ہم بخشے تمکو خدا تعالے اے بھائی میرے
نقل کی یہ مسلم نے فوائد ظاہر یہ تھا کہ کہا جاتا یا اخانا یعنی اے بھائی ہمارے اور شاید کہ یہ حکایت ہو قول ہر ہر واحد کی کہا نووی نے کہ ضبط کیا ہے
اسکو علماء نے ساتھ پیش ہمزہ کے اور بعضے نسخون مین ساتھ زبر ہمزہ کے لکھتے اور بیچ نسخہ سید جمال الدین کے اور بہتون کے اصول معتمدہ سے
ساتھ تصغیر کے اور زبر ی کے اور ایک نسخہ مین ساتھ زیر ہمزہ اور جزم ہے کے ہے اور جائز ہے زیر اسکا بھی اس حدیث مین بڑی فضیلت ہے فقراء صحابہ

کی اور رغبت دلائی انصاری انکے تعظیم اور تکریم کرنیکی اور رعایت خاطر انکی کی ولا نوش باش کان سلطان دین را بدر و نشان و شکیبان
ہو گئے ہیں صہیب پسر سنان ہوئے یعنی غلام آزاد عبد اللہ بن جدعان تیمی کے ہیں کنیت انکی تھی ابو یحییٰ مکان انکے تھے زمین موصل میں
درمیان دجلہ اور فرات کے بیچ لوٹا روم نے اس جانب کو اور بندی میں پکڑ لے گئے انکو اور یہ لڑکے تھے خرد سال بیچ شام ہوئے روم کے پھر
خرید انکو روم والوں سے قبیلہ کلب نے پھر لائے کلب انکو مکہ میں بیچ خرید انکو عبد اللہ بن جدعان نے اور آزاد کر دیا انکو بیچ رہنے یہ انکے ساتھ یہاں تک
کہ وہ مرگیا یعنی کہتے ہیں کہ جب بڑے ہوئے یہ روم میں اور عقل آئی انکو تو بھاگے انکے پاس سے اور آئے مکہ میں اور مقیم ہوئے عبد اللہ بن جدعان کے
ساتھ اور اسلام لائے ہوا ابتداء اسلام میں بیچ مکہ کے کہتے ہیں کہ وہ اور عمار بن یاسر مسلمان ہوئے ایک دن بیچ اس حال میں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
دار ارقم میں تھے اور یہ کچھ اوپر تیس شخصوں کے اور تھے یہ از ضعیفوں میں سے کہ عذاب دیئے جاتے تھے اللہ کی راہ میں بیچ مکہ کے پھر ہجرت کی انہوں نے
طرف مدینہ کے اور نازل ہوئی انکے حق میں یہ آیۃ (ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ) اور مرے یہ سن اڑتیس میں بیچ مدینہ کے ستر برس کی
عمر میں اور دفن کیے گئے بقیع میں اور ابو سفیان کا حال آگے مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ (وعن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال آیۃ الایمان
حب الانصار وآیۃ النفاق بغض الانصار متفق علیہ) اور روایت ہے انس سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا نشانی ایمان کی یعنی
کمال ایمان کی محبت انصار کی ہے یعنی سب انصار کی اور نشانی نفاق کی دشمنی انصار کی ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع انصار جمع ناصر کی
اور یا نصیر کی اور مراد نصرت یعنی مدد کرنے والے آنحضرت کے ہیں اور انصار دو قبیلہ ہیں اوس اور خزرج کہ وہ بھائی تھے کہ انصار اولاد انکی ہیں اور انکے
درمیان میں ایک مدت بہت سی تک جنگ و عداوت تھی اور ساتھ علاقہ اسلام و توحید کے عداوت مبدل ساتھ محبت کے ہوئی اور آنحضرت نے انکا لقب
انصار رکھا کہ ساتھ اسکے مشہور و ممتاز ہوئے اور بعد انکے انکی اولاد اور موالی پر یہ نام باقی رہا اور انکی تعریف قرآن میں موجود ہے اور یہ درجہ پایا انہوں نے
بسبب ٹھکانا دینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مدد کرنی انکی آنحضرت کی موجب عداوت کفار عرب و عجم کی ہوئی ساتھ انکے پس ضرور ہوئی یہ بات کہ
محبت انکی علامت ایمان کی ہوئی اور عداوت انکی علامت کفر و نفاق کی اور کمال محبت انکی موجب کمال ایمان کی اور نقصان محبت انکی موجب
نقصان ایمان کی اور اگر بسبب مدد کرنے انکے کے عداوت رکھی تو یقین ہے کہ موجب کفر حقیقی کے ہوگی (وعن البراء قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقول الانصار لا یحبھم الا مؤمن ولا یبغضھم الا منافق فمن احبھم احبہ اللہ ومن ابغضھم ابغضہ اللہ متفق علیہ) اور روایت ہے براء
بن عازب انصاری سے کہ کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے انصار نہیں دوست رکھتا انکو مگر مومن یعنی کامل اور نہیں بغض
رکھتا انسے مگر منافق یعنی منافق حقیقی یا مجازی اور وہ فاسق ہے مشابہ منافق کے پس جو کوئی دوست رکھے انصار کو دوست رکھیگا اسکو اللہ اور
جو شخص دشمن رکھے انکو دشمن رکھیگا اسکو اللہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن انس قال ان ناسا من الانصار قالوا حین افاء اللہ علی رسولہ
من اموال ہوازن ما افاء فطفق یعطی رجالا من قریش المائۃ من الابل فقالوا یغفر اللہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعطی قریشا ویدعنا
وسیوفنا تقطر من دمائھم فحدث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمقالتھم فارسل الی الانصار فجمعھم فی قبۃ من ادم ولم یدع معھم احدا
غیرھم فلما اجتمعوا جاءھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما حدیث بلغنی عنکم فقال فقھاؤھم اما ذوو رأینا یا رسول اللہ فلم یقولوا شیئا
واما اناس منا حدیثۃ اسنانھم فقالوا یغفر اللہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعطی قریشا ویدع الانصار وسیوفنا تقطر من دمائھم فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فانی اعطی رجالا حدیثی عھد بکفر اتألفھم اما ترضون ان یذھب الناس بالاموال وترجعون الی رحالکم برسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قالوا بلی یا رسول اللہ قد رضینا متفق علیہ) اور روایت ہے انس سے کہ کہا تحقیق بعضے آدمیوں نے انصار میں سے کہا

جس وقت کہ غنیمت دی اللہ نے اپنے رسول کو اموال ہوازن سے کہ نام ایک قبیلہ مشہورہ کا ہی وہ چیز کہ دی ف ح اس عبارت میں اشارہ ہی کثرت اُن
اموال پر اسلیے کہ غنیمت جو حاصل ہوئی اُس قبیلہ سے بہت تھی چنانچہ روایتوں میں آیا ہی کہ چھ ہزار بندے تھے اور چوبیس ہزار اونٹ اور چار ہزار اوقیہ
چاندی کے اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہی اور کچھ اوپر چالیس ہزار بکریاں تھیں اور ایک روایت میں آیا ہی کہ کثرت بکریوں کی خارج از حصر تھی پس تقسیم
میں شروع کیا دینا کتنے ایک شخصوں کو قریش میں سے سو اونٹ کا ف ح اور وہ مکہ کے رہنے والے تھے اور یہ تھے نو مسلم کہ فتح مکہ میں اسلام لائے تھے
اور ہنوز ایمان نے اُنکے دلوں میں قرار نہ پکڑا تھا اور اُنکو مولفۃ القلوب کہتے ہیں پس اُنکو حضرت نے دینا شروع کیا سو سو اونٹ واسطے تالیف
قلوب کے کہ الفت اسلام کی اُنکو پیدا ہو اور اُنھیں ابوسفیان والد معاویہ کے بھی تھے اور دیتے تھے سابقین کو مہاجرین اور انصار میں سے سو
سے کم اور یہ تقسیم جعرانہ میں ہوئی وقت پھرنے حضرت کے طائف سے ترجمہ میں کہا ایک جماعت نے انصار میں سے کہ بخشے خدا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کو دیتے ہیں قریش کو یعنے بہت سا کچھ اور ترک کرتے ہیں ہمکو یعنے نہیں دیتے ہیں ہمکو بہت اور تلواریں ہماری یعنے جماعت انصار کی ٹپکتی ہیں
اُنکے خونوں سے ف ح یعنے ٹپکتے ہیں خون قریش کے ہماری تلواروں سے بسبب لڑنے کے تئیں اسلام لانے کے اور یہ کہا انھوں نے
گمان اسکے کہ آنحضرت رعایت کرتے ہیں اپنی قوم کی قریش میں سے تھے پس خبر دی گئی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو انصار کی گفتگو کی کہ
آنحضرت کو خبر پہونچائی لوگوں نے کہ بعضے انصاریوں نے کہتے ہیں پس کسی کو بھیجا آنحضرت نے انصار کے پاس اور جمع کیا اُنکو بیچ ایک خیمہ کے کہ بنا ہوا تھا
چمڑے سے اور نہ بلایا ساتھ اُنکے کسی کو سوائے اُنکے پس جب جمع ہوئے انصار آئے اُنکے پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس کہا آنحضرت نے
کیا ہی یہ بات کہ پہونچی ہی مجکو تمھاری جانب سے پس کہا دانایوں اور عالموں اُنکے نے ایہر عقلمند ون ہمارے نے یا رسول اللہ پس نہیں کہا ہی کچھ یعنے اسبات کو
میں سے اور لیکن کتنے ایک لوگوں نے ہم میں سے کہ نئے ہیں سن اُنکے یعنے نو عمر و نوجوان ہیں کہا کہ بخشے اللہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ دیتے ہیں
قریش کو اور چھوڑتے ہیں انصار کو اور تلواریں ہماری ٹپکتی ہیں اُنکے خونوں سے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک میں دیتا ہوں
یعنے اس مال میں سے کتنے ایک شخصوں کو کہ جدید العہد ہیں ساتھ کفر کے یعنے نو مسلم ہیں طلب کرتا ہوں میں الفت اُنکی اسلام سے یعنے بسبب دینے مال
کے نہ کچھ اور غرض کے لیے دیتا ہوں کیا نہیں راضی ہو تم ای انصار اس سے کہ مال لیجاویں لوگ یعنے غیر تمھارے مولفۃ القلوب اور پھر و تم طرف مکانوں
اپنے کے مدینہ میں ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا انھوں نے یا رسول اللہ تحقیق راضی ہوئے ہم نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ح کیا
خوب کہا ہی کسی نے بیت رضینا قسمۃ الجبار فینا ۞ لنا علم وللاعداء مال ۞ فان المال یفنی عن قریب ۞ وان العلم باق لایزال ۞ وعن ابی ہریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لولا الہجرۃ لکنت امرأ من الانصار ولو سلکت الناس وادیا وسلکت الانصار وادیا او شعبا لسلکت
وادی الانصار وشعبہا الانصار شعار والناس دثار انکم سترون بعدی اثرۃ فاصبروا حتی تلقونی علی الحوض رواہ البخاری ترجمہ اور روا
ہی ابوہریرہ سے کہ کہا فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ ہوتی ہجرت تو البتہ ہوتا میں ایک شخص انصار میں سے ف ح نہیں مراد ہی اس سے
انتقال نسب ولادی سے اسلیے کہ وہ حرام ہی معہذا نسب آنحضرت کا افضل اور بزرگتر ہی سب نسبوں میں بلکہ مراد اس سے نسب بلادی ہی اور معنے
اسکے یہ ہیں کہ اگر نہ ہوتی ہجرت دین سے اور نہ ہوتی نسبت اسکی دینی کہ نہیں گنجائش رکھتا ہی مجکو ترک کرنا اُسکا اسلیے کہ ہجرت امر دینی عبادت ہی کہ حکم
کیا گیا تھا میں ساتھ اُسکے تو البتہ منتسب ہوتا میں طرف دار تمھارے کے اور پھرتا اس اسم سے طرف اسم تمھارے کے حاصل یہ کہ اگر نہ ہوتا شرف
نسبت ہجرت کا اور فضیلت اُسکی تو انتساب کرتا میں ساتھ انصار کے اور دیار اُنکے کے اور انتقال کرتا میں اسم مہاجرین سے طرف اسم انصار کے
اسمیں بیان ہی اکرام انصار کا اور فضیلت نسب نصرت کا اور باوجود اسکے اسمیں اشارہ ہی اوپر افضلیت ہجرت کے اور بزرگی رتبہ مہاجرین کے

اسلیے کہ انھون نے چھوڑا وطن اور اہل اور اولاد اپنی خدا اور رسول کی محبت مین اور نصرت اور ایثار فضیلت کا کام ہے و لیکن ساکن تھے انصار اپنے وطن
اور قبیلہ اور قرابتیون مین پس بسبب ہجرت کے فضیلت نصرت کی ہے اور اسیواسطے مہاجرین سبقت لیگئے انصار کی اور بعضون نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ مین ممتاز نہین ہوا
انصار سے مگر بسبب فضیلت ہجرت کے اور اگر ہجرت نہوتی تو ایک انہین سے ہوتا مین اور برابر اور مثل انکے ہوتا مرتبہ مین اور اسمین نہایت تواضع
حضرت کی اور رفعت منزلت انصار کی ہے ترجمہ اگر چلین لوگ ایک وادی یعنی راہ مین یا صحرا مین اور چلین انصار اور راہ مین یا فرمایا شعب یعنی
درہ پہاڑ مین تو چلون مین وادی انصار مین یا شعب جماعت انصار کی مین ف ع ح اور چھوڑ دون مین چلنا تمام لوگون کی راہ مین کا وادی فرجہ یعنی
کشادگی درمیان دو پہاڑون اور ٹیلون کے جمع اسکی اودیہ ہے اور شعب ساتھ زبر شین اور جزم عین کے راہ پہاڑ مین اور فرجہ درمیان پہاڑ کے
اور مراد یہ ہے کہ حجاز کی زمین مین وادی اور شعب بہت ہوتے ہین پس جب کہ کسی شعب مین جاتا ہے تو اسکی قوم بھی اسکے پیچھے پیچھے وہین چلتی ہے یہان تک کہ
پہونچے ڈگری پر پس فرمایا کہ اگر انصار کسی راہ مین چلین اور اور لوگ اور راہون مین تو مین اسی راہ مین چلونگا جسمین انصار چلے اسمین بیان ہے کمال عنایت کا
انکی حال پر اور دوسری وجہ اسمین یہ ہے کہ مراد وادی اور شعب سے رائے اور مذہب ہے یعنی اگر اختلاف کرین لوگ ارا و مذاہب مین تو اختیار کرون مین انصار
کی رائے و مذہب کو اور موافق ہون مین ساتھ انکے مقصود حسن موافقت اور مرافقت ہے ساتھ انکے بسبب اسکے کہ بالاخلاص کیا انھون نے حسن وفا اور انکی ہمسائگی اور
نہ یہ مراد ہے کہ مین اتباع انکا کرون اور محتاج ہون انکا اسلیے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم متبوع مطلق ہین اور سب تابع انکے ہین ت انصار بمنزلہ شعار
کے ہین اور باقی لوگ مانند دثار کے ف ع شعار شین کے زیر سے کپڑا اندر کا کہ متصل بدن اور شعر یعنی بدن کے بالون سے ہوتا ہے اور دثار دال کے
زبر سے کپڑا باہر کا کہ شعار کے اوپر پہنا جاتا ہے جیسے چادر اور مانند اسکے کے تشبیہ دی انصار کو ساتھ شعار کے بسبب راسخ ہونے صداقت انکی کے اور خلوص
محبت انکی کے اور معنے یہ ہین کہ انصار بہت قریب ہین طرف میرے سب لوگون مین باعتبار مرتبہ و منزلت کے ت تحقیق تم اے انصار دیکھوگے
پیچھے میرے ترجیح اور اختیار کرنا لوگون کا پس صبر کرنا تم یہانتک کہ ملو تم مجھ سے حوض پر نقل کی یہ بخاری نے ف ح اثرۃ ساتھ زبر ہمزہ اور ثا
مثلثہ کے اور ساتھ پیش ہمزہ اور جزم مثلثہ کے اور ساتھ زبر اسکے کے بھی اسم ہے ایثار سے بمعنے اختیار کرنیکے یعنی لوگ اپنے تئین ترجیح دینگے اور مقدم
رکھینگے تمپر اور آپ امرا ہونگے اور وہ لوگ کہ کم رتبہ ہین تم سے بالاتر اور زائد تر ہونگے بسبب امارت کے اور بلا شبہہ یون ہی واقع ہوا جو کچھ کہ خبر دی تھی ان
مخبر صادق نے خصوصاً امیر المومنین عثمان کے زمانہ مین اور اور بعضے کہتے ہین کہ بنی امیہ غالب آئے یا یہ معنے ہین کہ امرا آپ ہی غنیمت وغیرہ لیا
کرینگے اور اپنے تئین ترجیح و فضیلت دینگے تمپر یا تم سے کم رتبہ کو تمپر فضیلت دینگے ت پس صبر کرنا تم اس ایثار پر یہانتک کہ ملو تم مجھ سے حوض کوثر پر
ف ع ح یعنی پس اسوقت جبر نقصان تمھاری خاطر شکستہ کا ہو جاویگا کہ میری زیارت اور وہان کی نعمتون سے مسرور ہوگے اور یہ بشارت ہے انکے لیے
ساتھ داخل ہونے جنت کے بسبب اُنکے صبر کے اور آیا ہے کہ بعضے انصار معویہ کے پاس انکی امارت کے زمانہ مین بعضے مہاجرین کی شکایت لیکر آئے
پس کچھ تدبیر نہ کی انھون نے اسکی پس کہا انصاری نے کہ سچ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ دیکھوگے تم پیچھے میرے اثرۃ یعنی اختیار و ترجیح
کو کہا معویہ نے کہ تمکو کیا حکم کیا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا صبر کرنے کا معاویہ نے کہا پس صبر کرو جو تمکو حکم فرمایا ہے اسکا (و عنہ) قال کنا مع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفتح فقال من دخل دار ابی سفیان فھو امن ومن القی السلاح فھو امن فقالت الانصار اما الرجل فقد
اخذتہ رافۃ بعشیرتہ ورغبۃ فی قریتہ ونزل الوحی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قلتم اما الرجل فقد اخذتہ رافۃ بعشیرتہ ورغبۃ فی قریتہ
کلا انی عبد اللہ ورسولہ ھاجرت الی اللہ والیکم المحیا محیاکم والممات مماتکم قالوا واللہ ما قلنا الا ضنا باللہ ورسولہ قال فان اللہ ورسولہ یصدقانکم
ویعذرانکم رواہ مسلم اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ کہا تھے ہم ساتھ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے دن فتح مکہ کے پس فرمایا آپ نے جو شخص

کہ داخل ہوا ابوسفیان کے گھر میں تب وہ امن میں ہے ف ح آیا ہے کہ جب ابوسفیان اسلام لائے تو عباس نے کہا یا رسول اللہ یہ ایک شخص ہے کہ دوست رکھتا ہے
فخر و بزرگی کو پس مقرر کیجیے اسکے لیے ایک چیز کہ اس سے مفتخر ہو پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ داخل ہوا ابوسفیان کے گھر میں
الخ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ابوسفیان نے بیچ ایام ایذا رسانی قریش کے آنحضرت کو امن دیا تھا جب آیا تھا آپکو اپنے گھر میں پس یہ مکافات اسکی تھی آنحضرت
کی طرف سے ابوسفیان کے لیے اور ابوسفیان بیٹا صخر کا بیٹا حرب کا قریشی والد معاویہ کا پیدا ہوا دس برس پہلے سال فیل کے اور تھا اشراف قریش سے
ایام جاہلیت میں اسلام لایا روز فتح مکہ کے اور تھا مؤلفۃ القلوب سے اور حاضر ہوا جنگ حنین میں اور دیے اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سو اونٹ اور
چالیس اوقیہ بیچ جملہ مؤلفۃ القلوب کے اور پھوٹی آنکھ انکی روز طائف کے پس ہمیشہ کانے رہے روز یرموک تک پھر لگا انکی دوسری آنکھ میں تیر پس وہ
بھی پھوٹ گئی مرے وہ سنہ چونتیس میں بیچ مدینہ کے اور دفن کیے گئے بقیع میں ترجمہ جو کوئی کہ ہتھیار اپنا ڈالدے وہ بھی امان میں ہے پھر
کہا انصار نے یعنی بعضے انصار نے یہ شخص یعنی آنحضرت پکڑا ہے اسکو مہربانی نے اپنی قوم پر اور میل اور رغبت نے اپنی بستی والوں یعنی اہل مکہ پر یا
بحکم جبلت بشری کے ف ح جب انصار نے دیکھی عنایت اور رعایت آنحضرت کی بہ نسبت ابوسفیان کے کہ نہایت عداوت رکھتا تھا پہلے حضرت سے
اور اب اسکے حق میں ایسا کچھ فرمایا متحیر ہوئے اور تعجب کیا اور از روئے غیرت اور سادگی کے کلام مذکور کیا ت اور اتری وحی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
پر کہ انصار ایسا ایسا کچھ کہتے ہیں فرمایا آنحضرت نے انصار سے کہ کہا تم نے اما یہ شخص پکڑا ہے اسکو مہربانی نے اپنی قوم پر اور رغبت یعنی محبت نے اپنی بستی والوں
میں ایسا نہ کہو اور ایسا نہیں ہے ف ع یعنی نہیں ہے امر ایسا کہ جیسا کہ تمہارے وہم میں آیا کہ میں اقامت کرونگا میں اسلیے کہ ہجرت میری طرف اللہ کے
خالص اللہ کے لیے ہوئی جیسا کہ بیان کیا اسکو ساتھ قول اپنے کے ت بلاشبہ میں بندہ اللہ کا ہوں اور رسول اسکا ف ع یعنی ہونا میرا اس صفت پر
مقتضی ہے اسکو کہ عود کروں میں طرف اس شہر کے کہ چھوڑا میں نے اسکو اللہ کے لیے اور نہ رغبت کروں میں اس شہر میں کہ ہجرت کی میں نے اس
طرف اللہ کے ت ہجرت کی میں نے طرف اللہ کے یعنی طرف ثواب اسکے کی یا سوا اسکے کے اور طرف تمہاری ف ع یعنی طرف دیار
تمہارے کے واسطے میل خاطر ہونے تمہارے کے طرف میرے اور طرف اور مہاجرین کے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالے نے والذین تبوؤا الدار والایمان من
قبلہم یحبون من ہاجر الیہم اور خلاصہ اسکا یہ ہے کہ قصد ہجرت کرنے میں تھا طرف اللہ کے اور ہجرت کرنی ہوئی اپنی قوم کی طرف سے طرف دیار تمہارے کے
ت زندگانی میری یا جگہ زندگانی میری کی زندگانی تمہاری یا جگہ زندگانی تمہاری کی ہے ف ح یعنی جدا نہیں ہونگا میں تم سے حیات میں اور مماتی
میں میں ساتھ تمہارے ہوں اور تم ساتھ میرے خاطر اپنی جمع رکھو ت عرض کیا انصار نے قسم ہے خدا کی نہیں کہا ہمنے یعنی جو کچھ کہا مگر بسبب بخل کرنیکے
ساتھ خدا کے یعنی ساتھ نعمت اور فضل اسکے کے ہم پر اور رسول اسکے کے ف ح یعنی شرف ہمسائگی اور صحبت انکی کے اور غیرت کرنے اور روا نہ رکھنے
میل و محبت تمہاری کے ساتھ اوروں کے کہ مبادا عنایت اور محبت اور ہمسائگی اور صحبت انکی سے محروم ہو ویں ہم اور غیرت لازم ہے محبت کو اور محب ہرگز
نہیں چاہتا کہ ایکدم نظر محبوب کی غیروں پر پڑے بیت غیرتم با تو چنانست کہ گر دست دہد نہ گذارم کہ در آئی بخیال دگران ف ع حاصل یہ کہ مراد انکی یہ تھی کہ
تم جیسی نعمت اللہ نے ہمیں دی اور آدمی مجبول ہے اقارب اور وطن کی محبت پر پس ڈرے ہم اس سے کہ میل کرو تم ہم سے طرف انکے پس تحریک کی ہمنے
آپ سے ساتھ اس کلام کے اور آزمایا ہمنے آپکو تو کہ کھلجاوے ہم پر مقصد پس نہیں وارد ہوتا ہے اعتراض اُن پر کہ کیونکر کہا انھوں نے یہ قول باوجود فرمانے
اللہ تعالے کے لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا یعنی نہ مقرر کرو تم پکارنا رسول کا مانند پکارنے بعضے تمہارے کے بعض کو ت فرمایا
حضرت نے پس تحقیق اللہ اور رسول اسکا تصدیق کرتے ہیں تمہاری اور راست گو جانتے ہیں تمکو اور قبول کرتے ہیں عذر تمہارے نقل کی یہ مسلم نے
(وعن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای صبیانا ونساء مقبلین من عرس فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اللہم انتم من احب الناس

اِلَیَّ اَللّٰھُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ یعنی الانصار متفق علیہ اور روایت ہے انس سے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا لڑکون اور عورتون کو یعنی
انصار کے آتے ہوے کھانا شادی یا دعوت وغیرہ کے سے پس کھڑے ہوے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی انکی راہ پر انکے ملنے کے لیے پھر خطاب کیا
انکی طرف ساتھ قول اپنے کے خداوندا تم محبوب ترین ہو لوگون مین سے طرف میرے خداوندا تم محبوب ترین ہو لوگون مین سے طرف میرے ف ع
کہا اسکو تاکید کے لیے اور بعضے نسخون مین لفظ اللہم بجاے اسکے ہے اور صحیح بخاری مین کہا اسکو تین بار فرمایا اور یہ موید ہے روایت مسلم کی جمیع
مراد رکھتے تھے آنحضرت ساتھ قول اپنے کے انتم جماعت انصار کو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ح اور سننے اللہم کے یا تو قسم کے ہین یا یہ معنی ہین اسکے
کہ خداوندا تو جانتا ہے میرے صدق کو اس چیز مین کہتا ہون مین کہ جب دیکھا آنحضرت نے اس جماعت کو اور خوش ہوے انکے دیکھنے سے اور جوش محبت
ہوا خبر دی آنحضرت نے اسکی اور گواہ کیا حق سبحانہ کو اسپر بسبب کمال عنایت اور کرامت کے (وعنہ قال مر ابوبکر والعباس بمجلس من مجالس
الانصار وھم یبکون فقال ما یبکیکم قالوا ذکرنا مجلس النبی صلی اللہ علیہ وسلم منا فدخل احدھما علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ بذلک
فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد عصب علی راسہ حاشیۃ برد فصعد المنبر ولم یصعدہ بعد ذلک الیوم فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال اوصیکم
بالانصار فانھم کرشی وعیبتی وقد قضوا الذی علیھم وبقی الذی لھم فاقبلوا من محسنھم وتجاوزوا عن مسیئھم رواہ البخاری) اور یہی روایت
ہے انس سے کہا گزرے ابوبکر اور عباس ایک مجلس پر انصار کی مجلسون مین سے اس حال مین کہ اہل مجلس رو رہے تھے یعنی آنحضرت کے
ایام مرض مین پس کہا ابوبکر و عباس نے کہ کس چیز نے رولایا تمکو یعنی کیون روتے ہو کہا انصار نے اس سبب سے روتے ہین ہم کہ یاد کی ہمنے
مجلس آنحضرت کی بہ نسبت اپنے پس آئے ایک انمین سے یعنی عباس یا ابوبکر آنحضرت کے پاس اور خبر دی آنحضرت کو انصار کے رونیکی بسبب یاد
آنے مجلس شریف کے پس باہر نکلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس حال مین کہ تحقیق باندھا تھا اپنے سر مبارک پر کنارہ چادر کا یعنی بہیئت عصابہ یعنی پٹی کے واسطے
دفع درد سر کے بسبب شدت کے پس چڑھے آنحضرت منبر پر یعنی خطبہ پڑھنے کے لیے اور نہ چڑھے منبر پر اور نہ پڑھا خطبہ بعد اس دن کے یعنی یہ آخری خطبہ
پڑھا پس حمد کی اللہ کی یعنی شکر کیا اسکی نعمتون کا اور ثنا کی اسپر یعنی کامل پھر فرمایا آنحضرت نے وصیت کرتا ہون مین تمکو یعنی گویا مہاجرین و رعایت اور خاطر
اور احسان کرنے کی انصار پر اسلیے کہ وہ بمنزلہ اوجھ اور جامہ دانی میری ہین ف ع کرش ساتھ زبر کاف اور زیر رے کے اوپر وزن کتف کے اور ایک نسخہ مین
ساتھ جزم کے شکنبہ گاے بیل وغیرہ کا مانند معدہ کے آدمی کے لیے یعنی اوجھ اور عیبہ ساتھ زبر عین مہملہ اور جزم تی اور زبر بے کے جامہ دان کہ اسکو بقچہ
کہتے ہین اور مراد یہ ہے کہ انصار دوست درونی اور محل سر اور امانت اور اعتماد میرے ہین تمام امور مین ان چیزون کے ساتھ مشابہت اسلیے دی کہ گاے
بیل وغیرہ جمع کرتے ہین چارہ اپنا اوجھ مین اور لوگ رکھتے ہین کپڑے اپنے جامہ دانی مین اور عرب کنایہ کرتے ہین قلب اور سینہ سے ساتھ عیبہ کے اور
کرش سے یعنی عیال مرد اور اولاد چھوٹی اور جماعت کے بھی آیا ہے اور حمل کرنا اس معنی پر بھی درست ہے یعنی انصار جماعت میری اور اصحاب میرے ہین اور
بمنزلہ عیال اور اولاد چھوٹی میرے کے ہین کہ محل شفقت اور مہربانی اور غمخواری کے اکثر ہوتے ہین ہے اور تحقیق ادا کیا انھون نے اس حق کو کہ انپر تھا
ف ح یعنی مدد کرنی اور خیر خواہی اور صرف مال حاصل یہ کہ پورا کیا انھون نے اس عہد کو کہ کیا تھا لیلۃ العقبہ مین ساتھ اترنے اس آیت کے (ان اللہ
اشتریٰ من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ) یعنی اللہ نے خرید لیا مومنون سے انکی جانون اور مالون کو بعوض اسکے کہ انکے لیے جنت
ہو کہ بیعت کی انھون نے کہ ہم مدد کرینگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعدہ جنت ملنے کا ہوا تھا پس فرماتے ہین پورا
کیا انھون نے وعدہ اپنا کہ مدد کا حق کی ہے اور باقی رہا جو کچھ کہ انکے لیے ہے خدا کے نزدیک یعنی ثواب اور داخل کرنا بہشت مین پس قبول
کرو انکے نیکوکارون سے یعنی عذر اگر پیش کرین وہ اس بات مین کہ صادر ہوئی انسے اور درگزر کرو انکے بدکارون کے کاموں سے کہ صادر ہوئی انسے

یعنے اگر عاجز ہوں مدد سے نقل کی بخاری نے (وعن ابن عباس قال خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی مات فیہ حتی جلس علی المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال اما بعد فان الناس یکثرون ویقل الانصار حتی یکونوا فی الناس بمنزلۃ الملح فی الطعام فمن ولی منکم شیئا یضر فیہ قوما وینفع فیہ آخرین فلیقبل من محسنہم ولیتجاوز عن مسیئہم رواہ البخاری) اور روایت ہے ابن عباس سے کہا نکلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنے حجرہ سے اپنی اس بیماری میں کہ وفات پائی انہیں یہاں تک کہ بیٹھے منبر پر پس حمد کی اللہ کی اور ثنا کی اسپر پھر کہا اما بعد حمد و ثنا کے پس لوگ بہت ہونگے یعنے روز بروز بڑھتے جا وینگے اور ہر طرف سے ہجرت کر کر آوینگے اپنے اپنے وطن چھوڑ کر اور کم ہونگے انصار فـ اسلئے کہ بدل اپنا نہیں رکھتے کیونکہ انصار عبارت اس جماعت صحابہ سے ہے کہ جگہ دی آنحضرت کو اور مدد کی انکی اور مسلمانوں کی اور یہ ایک چیز ہے ہو چکنے والی جو مرا پھر وہ کہاں اور یہ بات ظاہر ہے کہ کہتے ہیں کہ جو ہمراہ آنحضرت کے آئے تھا کم ہے پس ظاہر ہے کہ یہ خبر دینی غیب کی ہے آنحضرت کی طرف سے ساتھ کثرت مہاجرین کے اور اولاد انکی کے اور فراخی انکی کے شہروں میں اور پھیلنے اور ملک گیری کرنی انکی کے بخلاف انصار کے کہ کم ہوگا وجود انکا اور نہیں باقی رہینگے وہ اور بلا شبہ واقع ہوا جو کچھ کہ خبر دی تھی اسکی مخبر صادق نے کہ کم ہوگا وجود انصار کا یہاں تک کہ ہونگے لوگوں میں بمنزلہ نمک کے طعام میں فـ اس تشبیہ میں بیان ہے قلت انصار کا اور نیز اشارہ ہے انکی تعریف کی طرف کہ جیسا نمک طعام کو سنوارتا ہے ویسا ہی وجود انصار کا سنوارنے والا اہل اسلام کا ہوگا پس جو شخص کہ حاکم ہو تم میں سے یعنے مہاجروں مثلا کسی چیز کا کہ ضرر پہونچاوے انہیں کسی قوم کو یعنے بدکاروں کو اور نفع پہونچاوے انہیں اور قوم کو یعنے نیکوکاروں کو پس چاہیے کہ قبول کرے وہ حاکم انکے نیک کام سے یعنے نیکی انکی اور چاہیے کہ درگذر کرے انکے بدکار سے یعنے انکی بدی کو نقل کی بخاری نے (وعن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم اغفر للانصار ولابناء الانصار ولابناء ابناء الانصار رواہ مسلم) اور روایت ہے زید بن ارقم سے کہا کہ فرمایا یعنے دعا کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یا الہی بخش واسطے انصار کے اور واسطے بیٹوں انصار کے اور واسطے پوتوں انصار کے نقل کی مسلم نے فـ پہلے درجے کے صحابہ ہوئے اور دوسرے درجے کے تابعین اور تیسرے درجے کے تبع تابعین پس دعا کی تین قرنوں کے لیے کہ جو خیر القرون ہیں اور بعید نہیں ہے کہ مراد انکے بیٹے در بیٹے ہوں واسطے قیامت تک بلکہ اگر ابنا کو اوپر معنے اولاد کے حمل کریں تو بھی دور نہیں یعنے اس صورت میں بیٹیاں وغیرہ بھی داخل ہو جاوینگی (وعن ابی اسید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر دور الانصار بنو النجار ثم بنو عبد الاشہل ثم بنو الحارث بن الخزرج ثم بنو ساعدۃ وفی کل دور الانصار خیر متفق علیہ) اور روایت ہے ابی اسید سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہتر ہیں گھر انصار کے یعنے افضل قبائل انکے بنو نجار ہیں پھر بنو عبد الاشہل پھر بنو الحارث بن الخزرج پھر بنو ساعدہ اور بیچ تمام قبیلوں انصار کے بھلائی ہے نقل کی بخاری اور مسلم نے فـ یعنے سب افضل ہیں بنسبت اہل کے اور یہ تعیین اپنے تخصیص سے ہے اور عسقلانی نے کہا کہ خیر اول بمعنے افضل کے ہے اور خیر دوسرا بمعنے فضل کے یعنے خیر حاصل ہے تمام انصار میں اگرچہ متفاوت ہیں مراتب انکے اور مراد بہترین گھر انصار کے سے بہترین قبائل انکے ہیں اور ہر قبیلہ رہتا تھا ایک ایک محلہ میں پس نام رکھا گیا وہ محلہ دار بنی فلان چنانچہ آیا ہے بہت سی روایتوں میں بنو فلان بغیر ذکر دار کے لکھا ہے علما نے کہ بزرگی دینی انکی بقدر سبقت انکی کے ہے اسلام میں اور آئین ولیل ہے اوپر جائز ہونے تفضیل قبائل اور اشخاص کے بغیر عداوت وخواہش نفسانی کے اور نہیں ہوگی یہ غیبت (وعن علی قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا والزبیر والمقداد وفی روایۃ وابا مرثد بدل المقداد فقال انطلقوا حتی تأتوا روضۃ خاخ فان بہا ظعینۃ معہا کتاب فخذوہ منہا فانطلقنا تعادی بنا خیلنا حتی اتینا الروضۃ فاذا نحن بالظعینۃ فقلنا اخرجی الکتاب فقالت ما معی من کتاب فقلنا لتخرجن الکتاب او لنلقین الثیاب فاخرجتہ من عقاصہا فاتینا بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا فیہ من حاطب بن ابی بلتعۃ الی ناس من المشرکین من اہل مکۃ یخبرہم ببعض امر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا حاطب ما ہذا فقال یا رسول اللہ لا تعجل علی انی کنت امرأ ملصقا فی
قریش ولم اکن من انفسہم وکان من معک من المہاجرین لہم قرابات یحمون بہا اموالہم واہلیہم بمکۃ فاحببت اذ فاتنی ذلک من النسب فیہم
ان اتخذ فیہم یدا یحمون بہا قرابتی وما فعلت کفرا ولا ارتدادا عن دینی ولا رضی بالکفر بعد الاسلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قد
صدقکم فقال عمر دعنی یا رسول اللہ اضرب عنق ہذا المنافق فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قد شہد بدرا وما یدریک لعل اللہ اطلع
علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد وجبت لکم الجنۃ وفی روایۃ فقد غفرت لکم فانزل اللہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم
اولیاء متفق علیہ) اور روایت کی ہے علی رضی اللہ عنہ نے کہ بھیجا مجکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور زبیر کو اور مقداد کو اور ایک روایت
میں ہے وابا المرثد بدلے والمقداد کے یعنی بھیجا ابو مرثد کا مذکور ہے بدلے مقداد کے ف ع مقداد بیٹے عمرو کندی کے ہیں اور قدیم ہیں اسلام میں اور مرے
جرف میں کہ تین کوس ہے مدینہ سے اور انکو لوگوں نے لاکر بقیع میں دفن کیا سن تینتیس میں اور وہ ستر برس کے تھے اور ابو مرثد بیٹے حصین غنوی کے حاضر
ہوئے بدر میں وہ بھی اور انکا بیٹا بھی یعنی مرثد اور ابو مرثد کبار صحابہ سے ہیں کہا محمد بن سعد نے کہ حاضر ہوئے بدر میں اور احد میں اور خندق میں
اور تمام جہادوں میں ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مرے مدینہ میں حضرت ابو بکر کی خلافت میں چھیاسٹھ برس کی عمر میں ترجمہ پس فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روانہ ہو تم یہاں تک کہ پہونچو تم روضہ خاخ پر ف ع کہ نام ایک جگہ کا ہے درمیان مکہ اور مدینہ کے قریب مدینہ کے
اور اصل میں روضہ باغ اور سبزہ زار کو کہتے ہیں اور خاخ ساتھ خائے معجمتین کے شفتالو کو وہاں درخت شفتالو کے بہت تھے اسلیئے کہ روضہ خاخ
میں ایک عورت ہے سوار اونٹ پر کجاوے میں بیٹھی ہوئی اسکے پاس ایک خط ہے پس لے لینا وہ خط اس سے ف ع نام اس عورت کا سارہ تھا
اور بعضوں نے کہا ام سارہ لونڈی آزاد قریش کی تھی اور خط اسکے پاس تھا اہل مدینہ کا کہ مکہ والوں کو لکھا تھا ت پس روانہ ہوئے ہم درحالیکہ چلتے
کودتے تھے ساتھ ہمارے یعنی دوڑتے تھے گھوڑے ہمارے یعنی گھوڑے دوڑا کر چلے یہاں تک کہ پہونچے ہم روضہ خاخ تک پس ناگہان
پہونچے ہم اس عورت پر پس کہا ہمنے نکال تو ای عورت خط کو کہا اس عورت نے کہ نہیں ہے میرے پاس کوئی خط کہ نکالوں میں پس کہا ہمنے کہ البتہ نکالیگی
تو خط کو یا اتارینگے ہم کپڑے یعنی خط نکالتی ہے تو نکال والا ننگا کر دینگے تجکو تو کہ حقیقت حال کھلجاوے پس نکالا اس عورت نے وہ خط اپنی چوٹی
میں سے ف ع اور روایت میں آیا ہے کہ اسنے وہ خط اپنی کمر میں سے نکالا پس تطبیق اس روایت میں اور اس روایت میں یہ ہے کہ چوٹی اسکی دراز
ہوگی کہ اسکی کمر تک پہونچتی ہوگی پس باندھا اسنے وہ نامہ چوٹی میں اور اڑس لیا اسکو اپنی کمر میں ت پس لائے ہم اس خط کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس پس ناگہان اسمیں تھی یہ عبارت یہ خط حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے ہے طرف لوگوں مشرکین اہل مکہ کے درحالیکہ خبر دیتا ہے حاطب
مشرکین اہل مکہ کو ساتھ بعضے کاموں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ف ع اور وہ متوجہ ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا طرف اہل مکہ
کے فتح کے لیے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارادہ کا اخفا کیا تھا اور جملہ الی ناس من المشرکین کلام راوی کے سے ہے والا حاطب
نے یہ خط اہل مکہ کو انکی خوش آمد و استمالۃ قلوب کے لیے لکھا تھا پس اس عبارت سے کیونکر لکھتے کہ من حاطب الی ناس من المشرکین
اور حاصل قصہ کا یہ ہے کہ آنحضرت بقصد فتح مکہ کے مدینہ سے نکلکر خیبر کی طرف متوجہ ہوئے تھے اور کسی کو اس حال کی حقیقت سے اطلاع نکی
تھی اور یہ اس مکر و خداع کی قسم سے ہے کہ لڑائی میں مباح ہے جیسے کہ کہا ہے حضرت نظامی رح نے سکندر کہ با شرقیان حرب داشت ؛
در خیمہ گویند در غرب داشت ؛ اور یہ حاطب بن ابی بلتعہ کہ صحابی تھے انھوں نے اہل مکہ کو یہ خبر لکھی اور حقیقت حال سے آگاہی دی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم تمہارے اوپر آتے ہیں ہشیار رہنا پس اترے جبرئیل علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امر کی خبر دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے وہ خط منگا کر ملاحظہ کیا ہے پس فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اے حاطب کیا ہے یہ لکھا تیرا اور خبر دینی تیری حقیقت حال سے
پس کہا حاطب نے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جلدی نہ کیجیے مجھ پر یعنی بیچ حکم کرنے کے ساتھ کفر کے اور سزا دینے کے اس عمل پر بلا شبہہ
مین ہون ایک شخص چپٹایا گیا قریش مین یعنی حلیف یعنی ہم قسم ہوا ہون اُنکے اور نہین ہون مین خاص اُنہین سے اور ہین وہ لوگ کہ آپ کے
ساتھ ہین مہاجرین ہین سے اُنکے لیے قرابت ہے اہل مکہ کے ساتھ نگہبانی کرتے ہین وہ مشرک بسبب اس قرابت کے مال مہاجرون کے اور اہل
و عیال اُنکے کے مکہ مین ہین چاہا مین نے کہ جب فوت ہوئی مجکو قرابت نسب سے قریش مین یہ کرون مین اُنکے حق مین ایسا کام کہ نگہبانی کرین
وہ بسبب اسکے میری قرابت کی کہ مکہ مین ہین قرابتی کہا طیبی نے کہ یعنی منت ہو یا کی اور مراد یدسے یا انعام ہو یا قدرت یعنی اون
مین اُنکے نعمت یا قدرت کو کہ حمایت کرین بسبب اُسکے میری قرابت یا میری قرابتیون کی سیانہ یا مرکیا مین نے واسطے غرض و مصلحت اپنے
لوگون کے کہ مکہ مین ہین تو مشرک بسبب اس خوش آمد کے میرے لوگون سے خبردار رہین سے اور نہین کیا مین نے یہ امر بسبب اسکے کہ مین
کافر ہو منافق ہون کہ ایمان نہین لایا ہون اور نہ اسلیے کیا ہے کہ مین مرتد ہوگیا یعنی بعد ایمان لانے کے کافر و منافق ہوگیا اور اپنے دین سے
نکل گیا اور نہ کیا ہے بسبب راضی ہونے کے ساتھ کفر کے بعد اسلام کے کہ چاہتا ہون مین نکلنا دین اسلام سے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے یعنی خطاب کر کے عمر کو کہ حاطب نے بلا شبہہ سچ کہا تم سے یعنی حقیقت حال بھی یہی ہے جیسے کہی پس کہا عمر نے کہ چھوڑ دو مجکو
یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ مارون مین گردن اس منافق کی فقط اور یہ کہا عمر نے باوجود اسکے کہ تصدیق کی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
نے اس حال مین کہ خطاب کیا اُنکے تصدیق عذر مین اسلیے کہ عمر رضہ دین مین بہت قوی تھے اور اس وقت مین شاید لوگ ایسے کسی شخص کو منسوب
کرتے طرف نفاق کے پس انھون نے گمان کیا کہ جسنے مخالفت کی امر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ مستحق ہوا قتل کا لیکن یقین نہین کیا
انھون نے اسپر پس اسی لیے پروانگی چاہی اُنکے قتل کرنے کی اور اطلاق کیا انپر منافق ہونے کا اسلیے کہ شاید انھون نے دل مین اور کچھ
رکھا ہو خلاف ظاہر کے اور عذر مذکور کیا ہو کچھ تاویل کر کر سنتے حضرت شیخ نے کہا کہ شاید بیچ بیان کرنے اس قصہ کے تقدیم و تاخیر ہی
والا کہنا عمر رضہ کا اس بات کو بعد تصدیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حاطب کی بعید ہوت پس فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم نے کہ تحقیق حاطب حاضر ہوا ہے بدر مین فقط گویا کہ عمر رضہ نے کہا کہ کیا ہوا اگرچہ بدر مین حاضر ہوا پس فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے سنت اور کیا چیز معلوم کروا دی مجکو حقیقت حال کی اور کیا جانے تو کہ وہ مستحق قتل کا ہو شاید کہ اللہ تعالے متوجہ ہوا ہو اوپر
اہل بدر کے اور نظر رحمت و مغفرت کی کی ہو طرف اُنکے پس فرمایا اللہ تعالے نے کرو جو کچھ چاہو کہ واجب ہوئی تمھارے لیے بہشت
فقط کرو جو کچھ چاہو یعنی اعمال صالحہ اور افعال نافلہ سے تھوڑے ہون یا بہت واجب ہوئی ہے یعنے ثابت ہوئی یا واجب ہوئی
بموجب وعدہ کے کہا طیبی نے کہ معنے ترجی اور امید رکھنے کے راجع ہین طرف عمر کے والا یہ امر محقق تھا آنحضرت کے نزدیک اور اقرب
یہ ہے کہ لعل اسلیے فرمایا کہ تو اہل بدر اسپر بھروسا و تکیہ نہ کرین اور عمل سے باز نہ رہین بسبب فرمانے اعملوا ماشئتم کے اسلیے کہ مراد اس
ظاہر کرنا کرم و عنایت کا ہے نہ رخصت دینی اُنکے لیے ہر فعل مین اور چھوڑ دینا کہ جو کچھ چاہین سو کرین فقط اور ایک
روایت مین ہے بیچ جاے فقد وجبت لکم الجنۃ کے فقد غفرت لکم فقط یعنی حق تعالے نے نظر رحمت و مغفرت کی اُن پر اور اسکا
امید زیادہ ہو یہ نسبت حاسد سابق کے چنانچہ ظاہر ہے یہ بات اور کہا نووی نے کہ یہ حکم آنحضرت کا ہے اوپر دنیا مین حدود تعزیر ہ
متوجہ ہوگی چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسطح پر حد افترا کی قائم ہی کی حالانکہ وہ بدری تھا اور اس حدیث مین معجزہ

ظاہر ہی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہی پردہ دری جاسوسون کی اور پڑھ لینا اُنکے خطون کا اور یہ بھی اسے
معلوم ہوا کہ جائز ہی پردہ دری مفسد کی جبکہ ہو اسمین مصلحت یا ہو پردہ پوشی مین مفسدہ اشد اور حاطب کو مقصود اس لکھنے سے ایذا دینی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی نہ تھی روا لا کفر لازم آتا اُنکی یہ نسبت بلکہ مقصود اُنکو دفع کرنا کفار کی ایذا کا تھا اپنے قرابتیون سے بگمان اسکے کہ نہین ضرر
کرے نہ کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اس خبر کا پہونچانا اور تصدیق کی اُنکی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر ہان قصور کیا انھون نے اپنے
اجتہاد مین اس جہت سے کہ اعتنا کیا اپنے امر کا اور نہین پروا کی اُنکی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس فعل کے کرنے مین واللہ اعلم ترجمہ
پس نازل کی خدا تعالے نے یعنی بطریق زجر و منع کے اس فعل سے کہ کیا حاطب نے اور مانند اسکے نے یہ آیۃ (یا ایہا الذین آمنوا
لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء) یعنے اے ایمان والو نہ پکڑو دوست میرے دشمنون کو یعنے کافرون کو اور دشمن رکھتا ہون اور اپنے دشمنون
کو یعنے جو کہ دشمنی رکھتے ہین تمسے اور وہ کافر ہین نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع اور بعد اسکے یہ ہی تلقون الیہم بالمودۃ وقد کفروا
بما جاءکم من الحق یخرجون الرسول وایاکم ان تؤمنوا باللہ ربکم ان کنتم خرجتم جہادا فی سبیلی وابتغاء مرضاتی تسرون الیہم بالمودۃ
وانا اعلم بما اخفیتم وما اعلنتم ومن یفعلہ منکم فقد ضل سواء السبیل ان یثقفوکم یکونوا لکم اعداء ویبسطوا الیکم ایدیہم والسنتہم
بالسوء وودوا لو تکفرون لن تنفعکم ارحامکم ولا اولادکم یوم القیامۃ یفصل بینکم واللہ بما تعملون بصیر قد کانت لکم اسوۃ
حسنۃ فی ابراہیم والذین معہ اذ قالوا لقومہم انا برآء منکم ومما تعبدون من دون اللہ آخر آیہ تک اور خطاب عام کیا
اسلیے کہ داخل ہون اسمین حاطب جیسے آدمی اور اسی لیے کہا گیا ہی العبرۃ بعموم اللفظ لا بخصوص السبب یعنے یہ قاعدہ ہی اصول کا کہ اعتبار
عموم لفظ کا ہی نہ خصوص سبب کا یعنے ایک آیت مثلا ایک قصہ خاص یا شخص خاص کے لیے اتری تو یہ نہین کہ وہ اسی کے لیے خاص ہو بلکہ
سب کے حق مین بولی گئی ہی جو ویسا کریگا مصداق اسکا ہو ویگا گویا اسی کے لیے وہ اتری تھی تنبیہ اس سے رد ہوا قول ان بزرگوارون کا
کہ جو کہتے ہین کہ یہ آیتین تو بت پرستون کے لیے اتری ہین ان رنگ کے بیچارون کے حق مین کیون انکو بیان کرتے ہو بس وہ جاہل ہین اس قاعدہ
ذکر سے اور تمام سوچنے کا ہی اکثر آیتین اتری ہین وہین کے کفار کے حق مین پس کل کو کہینگے صاحب ایمان لانیکا اور کفر سے بچنے کا
وہین کے لوگون کے لیے حکم ہی ہمارے لیے نہین عیاذا باللہ منہ بچاوے اللہ تعالے اس نفسانیت سے ہم سب کو اور راہ حق دکھاوے
(وعن رفاعۃ بن رافع قال جاء جبرئیل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما تعدون اہل بدر فیکم قال من افضل المسلمین او کلمۃ
نحوہا قال وکذلک من شہد بدرا من الملائکۃ رواہ البخاری) اور روایت ہی رفاعہ بن رافع سے کہ آئے جبرئیل پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے کہا جبرئیل نے کس مرتبہ مین رکھتے ہو تم اور کس جماعت سے گنتے ہو اہل بدر کو اپنے بیچ مین فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے گنتے ہین
ہم انکو اپنے بیچ مین افضل مسلمانون کا یا فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کے جواب مین کچھ اور کلمہ کہ وہ مانند اس کلمے کے ہی
ف ع اور ظاہر یہ ہی کہ یون فرمایا ہو ہم افضل المسلمین ترجمہ کہا جبرئیل علیہ السلام نے اور ایسی ہی یعنے ہمارے نزدیک حکم ان ملائکہ کا
ہی کہ حاضر ہوئے وہ بدر مین نقل کی یہ بخاری نے ف ع یعنے وہ افضل ہین ان ملائکہ سے کہ نہین حاضر ہوئے انمین سے ۔ یعنی یہ
ہونگے وہ افضل ملائکہ کے انکے افضلون مین سے (وعن حفصۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لارجو ان لا یدخل
النار ان شاء اللہ احد شہد بدرا والحدیبیۃ قالت یا رسول اللہ الیس قد قال اللہ تعالی وان منکم الا واردہا قال فلم تسمعیہ یقول
ثم ننجی الذین اتقوا وفی روایۃ لا یدخل النار ان شاء اللہ من اصحاب الشجرۃ احد الذین بایعوا تحتہا رواہ مسلم) اور روایت ہی

حفصہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ بالتحقیق مین البتہ امید رکھتا ہون کہ نہین پیٹھیگا آگ دوزخ مین اگر چاہا ہے خدا تعالے
نے کوئی شخص کہ حاضر ہوا ہے بدر مین اور حدیبیہ مین حفصہ کہتی ہین کہ کہا مین نے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا نہین ہے کہ تحقیق
کہا ہے خدا تعالے نے اور نہین کوئی تم مین سے مگر کہ وارد ہوگا دوزخ پر فقط یعنے حاضر ہوگا دوزخ پر وقت گذرنے کے پل صراط
پر سے کہا تو وہی ہے کہ صحیح ہے کہ مراد وارد ہونے سے گذرنا ہے پل صراط پر پس جب گذرینگے اسپر سے تو دوزخی دوزخ مین گر پڑینگے اور
جنتی نجات پاوینگے اور حفصہ نے گمان کیا کہ معنے وارد ہانے کے داخل ہونا ہین یعنے داخل ہوگا اسمین اور جب داخل ہونا دوزخ مین عام
ہوا سب آدمیون کے لیے تو نفی اسکی اہل بدر اور حدیبیہ سے کیونکر صادق آوے ترجمہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر
نہین سنا تو نے خدا تعالے کو کہ فرماتا ہے یعنے بعد اسکے پھر نجات دینگے ہم یعنے داخل ہونے سے ان لوگون کو کہ تقوی کیا ہے
فقط حضرت حفصہ نے مشکل جانا یعنے دریافت کیا اس بات سے کہ ظاہر حدیث کا موجب گمان انکے غیر موافق تھا آیت کے
پس سوال کیا نفع حاصل کرنے کے لیے نہ بطریق اعتراض کے جیسے کہ طریق ارباب مناظرہ کا ہے بلکہ طریق انکے کہ واجب ہے ہر اس شخص
پر کہ نہ سمجھے یعنے آیت کے یا تطبیق درمیان آیت وحدیث کے وغیرہ ذالک یہ ہے کہ سوال کرے کسی عالم سے جیسے فرمایا اللہ تعالے نے فاسئلوا اہل الذکر
ان کنتم لا تعلمون یعنے پس پوچھو تم اہل ذکر سے یعنے علما سے اگر نہین ہو تم جانتے ترجمہ اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ نہین داخل ہوگا
دوزخ مین اگر چاہا ہے خدا تعالے نے اصحاب شجرہ سے کوئی اور اصحاب شجرہ وہ لوگ ہین کہ بیعت کی ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کے نیچے درخت کے نقل کی یہ مسلم نے فقط لفظ الذین سے تفسیر ہے اصحاب شجرہ کی اور حدیبیہ مین تھے وعن جابر قال کنا
یوم الحدیبیۃ الفا واربعمائۃ قال لنا النبی صلے اللہ علیہ وسلم انتم الیوم خیر اہل الارض متفق علیہ اور روایت ہے جابر سے کہا کہ تھے
ہم روز حدیبیہ کے ایک ہزار اور چار سو فقط اور اختلاف انکے عدد کا اور وجہ توفیق انکی اوپر گذر چکی ہے ترجمہ فرمایا واسطے ہمارے
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تم آج کے دن بہترین اہل زمین کے ہو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فقط اور اسی کے بموجب
کہا بعضے علما نے چنانچہ انہین سے سیوطی بھی ہین یہ کہ افضل صحابہ کے خلفاء اربعہ ہین پھر باقی عشرہ کے پھر اہل بدر پھر اہل احد پھر اہل
حدیبیہ وعنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من یصعد الثنیۃ ثنیۃ المرار فانہ یحط عنہ ما حط عن بنی اسرائیل وکان
اول من صعدہا خیلنا خیل بنی الخزرج ثم تتام الناس فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کلکم مغفور لہ الا صاحب الجمل الاحمر
فاتیناہ فقلنا لہ تعال یستغفر لک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لان اجد ضالتی احب الی من ان یستغفر لی صاحبکم
رواہ مسلم اور روایت ہے اسی جابر سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی کہ اوپر چڑھے یا کون شخص ہے کہ چڑھے
پہاڑی پر کہ نام اسکا ثنیۃ المرار ہے فقط ثنیہ ساتھ زبر ثا مثلثہ کے اور زیر نون کے اور تشدید یا کے راہ بلند پہاڑ مین اور مرار ساتھ زیر
میم کے اور یہ مشہور ہے کما فی النہایۃ اور بعضون نے میم کے زبر سے اور بعضون نے میم کے زیر سے کہا وہ ایک موضع ہے درمیان
مکہ اور مدینہ کے اگر حدیبیہ کی راہ سے آوے پس آنحضرت نے جو ارادہ کیا مکہ کا سن حدیبیہ مین تو ثنیۃ المرار کے پاس پہونچے رات کو پس
لوگون کو رغبت دلائی اسپر چڑھنے کی اسلیے کہ وہ اونچی گہاٹی تھی یا ظاہر رغبت اسلیے دلائی کہ تو مطلع ہو اہل مکہ کے حال پر کہ کہین گہات
لگائے بیٹھے ہون اور بداندیشی نہ کی ہو پس فرمایا کہ جو کوئی چڑھے ترجمہ پس تحقیق شان یہ ہے کہ جھاڑے جاوینگے اس سے
گناہ جیسے جھاڑے گئے بنی اسرائیل سے فقط اسمین اشارہ ہے طرف قول حق سبحانہ کے وقولوا حطۃ نغفر لکم خطایاکم اور

اسکا یہ ہو کہ بنی اسرائیل کو بعد اسکے کہ نکالے گئے جنگل سے کہ چالیس برس اسمین حیران رہے اور سایہ کیا ان پر ابر نے اور بھیجا گیا انپر من و سلوی حکم کیا گیا انکو داخل ہونیکا اریحا مین جاینکا کہ نام ایک قریہ کا ہی متعلقات شام سے کہ اسمین جاوین ساتھ سجدہ اور دعا و طلب دور ہونے گناہون کے اور استغفار کے تو کہ بخشے جاوین گناہ انکے لیکن انھون نے بدل ڈالا طلب توبہ اور استغفار کو ساتھ طلب کرنے شہوات اپنی کے اغراض دنیا سے پس نازل کیا گیا انپر عذاب پس مراد ساتھ جھاڑے جانے گناہ کے بنی اسرائیل سے وعدہ تھا انسے گناہ اور مغفرت کا ہی پس فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو کہ جو کوئی چڑھیگا ثنیہ مرار پر بخشے جاوینگے اور جھاڑے جاوینگے گناہ اسکے جیسے کہ وعدہ کیا گیا تھا جھڑنے گناہ کا بنی اسرائیل سے اگر وہ حکم بجا لاتے پس جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہین ترجمہ پس تھے اول ان لوگون کے کہ چڑھے اس ثنیہ پر گھوڑے ہمارے یعنی گھوڑے یعنی سوار بنی خزرج کے ف ع کہ ایک قبیلہ ہی انصار میں سے اور جابر رضی اللہ عنہ انہین مین سے تھے اور اوپر کہا گیا کہ انصار دو قبیلے تھے اوس اور خزرج کہ بھائی تھے بعضے قبیلہ اوس سے تھے اور بعضے خزرج سے ف ع پھر پے در پے چڑھے لوگ سب پس فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی کہ تم مین سے بخشا گیا ہی انکو مگر صاحب اونٹ سرخ کا ف ع اور وہ عبداللہ بن ابی رئیس منافقون کا تھا ترجمہ پس آئے ہم اسکے پاس اور کہا ہمنے آ تو تو بخشش مانگیں تیرے لیے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا اس سرخ اونٹ والے نے کہ تحقیق اگر پاؤن مین گم ہوئے اپنے کو کہ وہی سرخ اونٹ ہو یا کوئی اور چیز محبوب تر ہی طرف میرے اس سے کہ بخشش چاہے میرے لیے یار تمھارا نقل کی مسلم نے ف ع اور یہ کفر صریح ہی اس سے اور اسکی طرف اشارہ کیا اللہ تعالے نے اس قول سے (وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ وَذُكِرَ حَدِيثُ أَنَسٍ قَالَ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ فِي بَابِ بَعْدَ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ) اور ذکر کی گئی حدیث انس کی کہ انھین یہ ہی کہ کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے واسطے ابی بن کعب کے کہ تحقیق اللہ تعالے نے حکم کیا مجکو یہ کہ پڑھون مین تجھپر سورہ لم یکن الذین کفروا اس باب مین کہ بعد کتاب فضائل القرآن کے مذکور ہی اور صاحب مصابیح نے اس حدیث کو اس فصل مین ذکر کیا ہی مولف نے اسکا ذکر کرنا وہان مناسب جانا بسبب ذکر قرآن کے الفصل الثانی فصل دوسری (عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي مِنْ أَصْحَابِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَاهْتَدُوا بِهَدْيِ عَمَّارٍ وَتَمَسَّكُوا بِعَهْدِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ وَفِي رِوَايَةِ حُذَيْفَةَ مَا حَدَّثَكُمُ ابْنُ مَسْعُودٍ فَصَدِّقُوهُ بَدَلَ وَتَمَسَّكُوا بِعَهْدِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) روایت ہی ابن مسعود رضی سے انھنے نقل کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا پیروی کرو تم ان دو شخصون کی کہ بعد میرے خلیفہ ہونگے میرے یارون سے کون ہین وہ شخص ابو بکر رضہ اور عمر رضہ ف ع یہ ترجمہ بموجب ترجمہ حضرت شیخ کے ہی اور بموجب شرح ملا علی کے یون چاہیے کہ پیروی کرو ان دو شخصون کی بعد وفات میری کے یا بعد پیروی کرنے میری کے جملہ اصحاب میرے سے کہ وہ ابو بکر رضہ ہین اور عمر رضہ ہین پس ابو بکر رضہ اور عمر رضہ بدل ہی یا بیان اللذین کا ترجمہ اور سیرت پذیر ہو اور راہ سیدھی چلو ساتھ سیرت اور راہ و روش عمار بن یاسر کے ف ع اور اقتدا اعم ہی اہتدا سے اس جہت سے کہ متعلق ہوتا ہی ساتھ اسکے قول و فعل بخلاف اہتدا کے کہ وہ مختص ہی ساتھ فعل کے یعنے اقتدا مطلق پیروی کرنے کو کہتے ہین خواہ فعل مین ہو یا قول مین اور اہتدا فقط فعل ہی کی پیروی کرنے کو کہتے ہین اور اس جملہ مین اشارہ ہی طرف حقانیت خلافت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے ترجمہ اور چنگل مارو ساتھ عہد ابن ام عبد کے ف ع یعنے ابن مسعود کے قول و وصیت کو محکم پکڑو اور اسلیے اختیار کی

ہو جاتا ہے اسیواسطے امام اعظم صاحب نے روایت انکی اور قول انکا تمام صحابہ پر بعد خلفا اربعہ کے ترجیح کیا انکی فقاہت اور خالص ہونے صحبت
انکی سے اور تورپشتی نے بھی ایسی ہی کچھ معنے بیان کر کر کہا کہ اوسنے یہہ نزدیک میرے یہہ ہی کہ مراد لیگئے ہوئے استخلاف پس اول انہون نے ہی
گواہی دی صحت خلافت کی اور مشورہ دیا اور اکابر صحابہ سے بجا ہونے خلافت انکی کا اور قائم کی اسپر دلیل کہا نہیں پیچھے ڈالتے ہیں
ہم اسکو کہ مقدم کیا اسکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا نہ پسند کرین ہم اپنی دنیا کے لیے اسکو کہ پسند کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
ہمارے دین کے لیے اور یہی مضمون حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہی اور مویدا اس معنی کی مناسبت ہے کہ واقع ہی درمیان اول حدیث
کے اور آخر اسکے کیا اس لیے کہ اسکے اول میں ہی اقتدوا باللذین من بعدی ابوبکر و عمر اور اسکے آخر میں ہی تمسکوا بعہد ابن ام عبد اور شیخ نے لکھا
کہ مراد عہد ابن ام عبد سے وصیت و قول ابن مسعود کا ہی اسپر دلالت کرتا ہی یہ قول ترجمہ اور یہی روایت حذیفہ سے آیا ہی کہ
جو کچھ کہ حدیث کرے تمکو اور خبر دے تمکو ابن مسعود یعنے امور دین اور احکام انکے سے پس راست گو جانو اسکو اور یہ عبارت ہے اس
عبارت کے تمسکوا بعہد ابن ام عبد نقل کی ترمذی نے (وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کُنْتُ مُؤَمِّرًا اَحَدًا
مِنْ غَیْرِ مَشْوَرَۃٍ لَاَمَّرْتُ عَلَیْھِمْ اِبْنَ اُمِّ عَبْدٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ) اور روایت ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے اگر ہوتا میں امیر کرنے والا کسی کو بغیر مشورہ کے تو البتہ سردار کرتا میں اونپر بیٹے ام عبد کو نقل کی اسکو ترمذی
نے اور ابن ماجہ نے توضیح یعنے عبد اللہ بن مسعود کے امیر کرنے میں حاجت مشورہ اور فکر کی نہیں اور کہا ہی علما نے کہ مقصود امیر کرنا
انکا ہی لشکر معین میں یا بیچ حالت حیات کے ایسے امر میں امور میں سے والا خلافت کہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تھی مخصوص ساتھ
قریش کے تھی اور ابن مسعود رضی قریش نہیں تھے (وَعَنْ خَیْثَمَۃَ بْنِ اَبِیْ سَبْرَۃَ قَالَ اَتَیْتُ الْمَدِیْنَۃَ فَسَاَلْتُ اللّٰہَ اَنْ یُّیَسِّرَ لِیْ جَلِیْسًا
صَالِحًا فَیَسَّرَ لِیْ اَبَا ھُرَیْرَۃَ فَجَلَسْتُ اِلَیْہِ فَقُلْتُ اِنِّیْ سَاَلْتُ اللّٰہَ اَنْ یُّیَسِّرَ لِیْ جَلِیْسًا صَالِحًا فَوُفِّقْتَ لِیْ فَقَالَ مِنْ اَیْنَ اَنْتَ قُلْتُ
مِنْ اَھْلِ الْکُوْفَۃِ جِئْتُ اَلْتَمِسُ الْخَیْرَ وَاَطْلُبُہٗ فَقَالَ اَلَیْسَ فِیْکُمْ سَعْدُ بْنُ مَالِکٍ مُجَابُ الدَّعْوَۃِ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ صَاحِبُ طَھُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَعْلَیْہِ وَحُذَیْفَۃُ صَاحِبُ سِرِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَمَّارٌ الَّذِیْ اَجَارَہُ اللّٰہُ مِنَ الشَّیْطَانِ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّہٖ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَسَلْمَانُ صَاحِبُ الْکِتَابَیْنِ یَعْنِی الْاِنْجِیْلَ وَالْقُرْاٰنَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہی خیثمہ بن ابی
سبرہ سے کہ کبار تابعین اور ثقات تابعین سے ہی کہا آیا میں مدینہ میں اور سوال کیا میں نے اللہ سے کہ میسر کرے میرے لیے نیک
ہمنشین یعنے ایسا ہمنشین ملے کہ صلاحیت رکھے اسکی کہ بیٹھیے اسکے ساتھ اور استفادہ ہو اسکی ہمنشینی سے پس میسر کیا خدا
تعالی نے میرے لیے ابو ہریرہ کو پس بیٹھا میں انکے پاس اور کہا میں نے کہ میں نے درخواست کی تھی خدا تعالی سے
کہ میسر کرے ہمنشین نیک پس میسر کیا میرے لیے یعنی موافق کیا گیا تو میرے لیے اور اتفاق ہوا میرے لیے ہمنشینی تیری کا فح
لفظ وفقت ساتھ تخفیف فا مضموم کے بصیغہ مجہول کا وفق سے ہی یعنی سازوار پڑنے کے اور بعضون نسخون میں صیغہ مجہول فوقت
کے نہیں ترجمہ پس کہا ابو ہریرہ رضی نے کہان کا ہی تو کہا میں نے اہل کوفہ میں سے آیا ہون میں درحالیکہ ڈھونڈھتا ہون میں
خیر کو ساتھ ہمنشینی کے اور طلب کرتا ہون میں خیر کو اپنے نفس کے لیے فح مراد خیر سے علم باعمل ہی کہ جو تعبیر کیا گیا ہی ساتھ
حکمت کے اللہ تعالے کے کلام پاک میں ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا یعنے اور جو کوئی دیا جاوے حکمت پس تحقیق دیا گیا
خیر کثیر اور کبھی کہا جاتا ہی لا خیر خیر منہ یا لا خیر بخیر یعنے نہیں ہی کوئی خیر بہتر علم سے یا نہیں ہی خیر سوا اسکے ترجمہ پس کہا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کیا سنا ہی تم مین یعنے تمہارے شہر مین سعد بن مالک مستجاب الدعوۃ فقط یہ وہی سعد بن ابی وقاص ہین مالک انکے باپ کا نام ہی یعنے ابی وقاص کا اور اوپر ذکر انکا اور بیان انکے مستجاب الدعوۃ ہونے کا ہوچکا ہی ترجمہ اور دوسرے عبداللہ بن مسعود رضی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی رکھنے والے اور نعلین رکھنے والے فقط ایسے ہی تکیہ وغیرہ بھی حضرت کا اُن پاس رہتا تھا فقط اور حذیفہ رازدان رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ منافقون کا حال جانتے تھے اور عمار وہ کہ پناہ دی خدا نے اسکو شیطان سے اوپر زبان نبی علیہ السلام کے یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر جاری ہوا ہی کہ خدا تعالے نے عمار کو شیطان سے اور اسکے اتباع سے نگاہ رکھے اور سلمان صاحب دو کتابون کے یعنے انجیل اور قرآن کے نقل کی یہ ترمذی نے فقط اسلیے کہ اُنھون نے انجیل پڑھی اور اُسپر ایمان لائے پہلے اُترنے قرآن کے اور عمل کیا اُسپر پھر قرآن پر ایمان لائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوکر اسلام لائے اور قرآن پڑھا اور اسپر عمل کیا اور عمر انکی اڑھائی سو برس کی تھی اور لقب انکا سلمان الخیر تھا اور نام انکے باپ کا معلوم نہین جب کوئی نسب انکا پوچھتا تو کہتے انا ابن الاسلام یعنے مین اسلام کا بیٹا ہون (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُو بَكْرٍ نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ نِعْمَ الرَّجُلُ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ نِعْمَ الرَّجُلُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ) اور روایت ہی ابوہریرہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا نے کہ اچھا شخص ہی ابوبکر رضا اچھا شخص ہی عمر رضا اچھا شخص ہی ابوعبیدہ بن جراح اچھا شخص ہی اسید بن حضیر اچھا شخص ہی ثابت بن قیس بن شماس اچھا شخص ہی معاذ بن جبل اچھا شخص ہی معاذ بن عمرو بن الجموح نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہی فقط ابوعبیدہ تک جو یہ صاحب مذکور ہوئے انکا ذکر اوپر ہوچکا ہی اور اسید بن حضیر ساتھ تصغیر کے انصاری ہین قبیلہ اوس مین سے اور تھے ان صحابیون مین سے کہ حاضر ہوئے عقبہ مین اور بدر مین اور انکے مابعد کے جہادون مین روایت کین حدیثین اُنسے ایک جماعت نے صحابہ مین سے اور مرے وہ مدینہ مین سن بیس ہین اور دفن کیے گئے بقیع مین اور ثابت بن قیس اور معاذ بن جبل کا ذکر بھی اوپر ہوچکا ہی رہے معاذ بن عمرو بن الجموح یہ انصاری ہین قبیلہ خزرج مین سے حاضر ہوئے عقبہ اور بدر مین اور مرے بیچ خلافت حضرت عثمان کے زمانہ مین اور غالبا یہ صحابہ کبار مہاجرین اور انصار سے رضی اللہ عنہم ایک مجلس مین حاضر ہونگے ہین ہر ایک کو ساتھ مدح اور ثنا کے مشرف کیا یا کچھ اور تقریب ہوئی ہوگی انکے ذکر کرنے مین (وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْجَنَّةَ تَشْتَاقُ إِلَى ثَلَاثَةٍ عَلِيٍّ وَعَمَّارٍ وَسَلْمَانَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہی انس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بلاشبہ جنت مشتاق ہی یعنے بہت مشتاق ہی طرف تین شخصون کے علی کے اور عمار کے اور سلمان کے نقل کی یہ ترمذی نے فقط مقصود مبالغہ اور تاکید ہی بیچ بہشتی ہونے انکے کے جنت گویا بہت مشتاق ہی اور تیار اور منتظر ہی کہ کب یہ بیچ اسکے آوین اور بعضون نے کہا مراد اشتیاق اہل جنت کا ہی قسم ملائکہ اور حور وغلمان سے کہا طیبی نے کہ مشتاق ہونا جنت کا ان تینون کے لیے ایسا ہی جیسے ہلا عرش کا وقت مرنے سعد بن معاذ کے اور ذکر اسکا اوپر ہوچکا ہی (وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ اسْتَأْذَنَ عَمَّارٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْذَنُوا لَهُ مَرْحَبًا بِالطَّيِّبِ الْمُطَيَّبِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہی علی مرتضے رضی اللہ عنہ سے کہ کہا پروانگی مانگی عمار بن یاسر نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہونے کے لیے پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پروانگی دو انکو خوشخبری ہو پاک پاکیزہ کیے گئے کو نقل کی یہ ترمذی نے فقط یعنے باعتبار جوہر ذات کے

اور پاک کیے گئے کو ساتھ تہذیب صفات اور اخلاق کے لیتے اور ملا علی نے کہا کہ اسمین مبالغہ ہے مانند ظل ظلیل کے (وَعَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا خُیِّرَ عَمَّارٌ بَیْنَ الْاَمْرَیْنِ اِلَّا اخْتَارَ اَشَدَّھُمَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے عائشہ سے
کہا کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین اختیار دیا گیا عمار درمیان دو کامون کے مگر کہ اختیار کیا اُسنے سخت ترین انمین دونون
کا نقل کی یہ ترمذی نے فائدہ یعنے جو کام نفس پر بہت دشوار اور افضل ہوتا ان دونون مین سے اُسکو اختیار کرتا جیسا کہ طریقہ
سالکان راہ قرب و ولایت کا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو بہت آسان چیز اختیار کرتے تھے واسطے آسانی وسہل کرنیکے
امت پر کرتے تھے اور روایت مین آیا ہے کہ نہین اختیار دیے گئے عمار درمیان دو کامون کے مگر کہ اختیار کیا آسان تر ان دونون
کا پس منافات ہوئی اس روایت مین اور اسمین اسکا جواب یہ ہے کہ بہ نظر نفس اپنے کے ہے کہ اپنے نزدیک جو چیز دشوار معلوم
ہوتی تھی بہ نسبت دوسری چیز کے وہ اختیار کرتے تھے اور وہ بنظر غیر اپنے کے ہے کہ غیر کے نزدیک وہ آسان ہوتی تھی اگرچہ انکے نزدیک دشوار
ہوتی (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا حُمِلَتْ جَنَازَةُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ الْمُنَافِقُوْنَ مَا اَخَفَّ جَنَازَتَہٗ وَذٰلِکَ لِحُکْمِہٖ فِیْ بَنِیْ قُرَیْظَةَ فَبَلَغَ ذٰلِکَ
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ الْمَلٰئِکَةَ کَانَتْ تَحْمِلُہٗ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے انس سے کہ کہا جبکہ اُٹھایا گیا جنازہ سعد
بن معاذ کا یعنے اُٹھایا اُسکو لوگون نے اور پایا اُسکو ہلکا کہا منافقون نے عجب ہلکا جاتا ہے جنازہ اُسکا اور کہا انھون نے کہ یہ سبکی
اُسکے جنازہ کی بسبب حکم کرنے اُسکے کے ہے بنی قریظہ مین فائدہ کہ ایک قبیلہ ہے یہود سے قصہ اُسکا یہ ہے کہ یہ قبیلہ بیچ عہد اور امان سعد بن معاذ
کے تھا اپس بسبب عہد انکے کے قلعہ سے اُترے اور قرار دیا کہ جو کچھ سعد حکم کرین ہمکو منظور ہے پس آنحضرت نے سعد کو حکم فرمایا کہ کیا حکم کرتا
ہے تو انکے حق مین سعد نے کہا کہ انکے مردون کو قتل کرنا چاہیے اور عورتون اور لڑکون کو بندی مین پکڑنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے اسپر عمل کیا اور فرمایا سعد بن معاذ کو کہ تو نے حکم کیا بموجب حکم خداوند تعالے کے کہ جو کچھ ساتون آسمانون کے اوپر ہے کہا منافقون
نے بعد انکے انتقال کے راہ کلام کرنے کی پائی اور زبان طعن کی دراز کی اور کہا کہ سبکی اُسکے جنازہ کی بسبب اس ظلم کے ہے کہ ناحق کیا تھا
غرض کہ نسبت جور کی کی انکی طرف حالانکہ یہ بات بیہودہ تھی کہ جو انھون نے کہی سبکی جنازہ کی ساتھ اس معنے کے کیا مناسبت رکھتی ہے
ترجمہ پس پہونچی یہ بات منافقون کی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو پس فرمایا آپ نے کہ فرشتے اُٹھائے لیے جاتے تھے اُسکو نقل کی
یہ ترمذی نے فائدہ یعنے اس سبب سے جنازہ اُسکا ہلکا معلوم ہوتا تھا لوگون کو اور یہ بھی ہے کہ سبکی جنازہ کی ہونا میت کا مشعر ہے اوپر تعلق
ہونے اُسکے کے طرف دنیا کے اور سبکی اُسکی مشعر ہے طرف شوق اُسکے کے واسطے موت کے اور جلد اُڑنے روح اُسکی کے طرف مقصد
اعلے کے غرض کہ منافقون کو اس کہنے مین حقارت سبکی سعد کی ملحوظ تھی پس جواب دیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کہ لازم
آوے اس سبکی سے تعظیم شان اُنکی کی جیسا فرمایا اللہ تعالے نے (وَلِلّٰہِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ) یعنے اور اللہ
ہی کے لیے عزت ہے اور اُسکے رسول کے لیے اور مومنون کے لیے ولیکن منافق نہین جانتے (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ
سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا اَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَلَا اَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ اَصْدَقَ مِنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت
ہے عبد اللہ بن عمرو سے کہ کہا سنا مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے نہین سایہ کیا آسمان سبز نے یعنے کسی پر اور
نہین اُٹھایا زمین گرد آلود نے کسی کو کہ بہت سچا ہو ابی ذر سے نقل کی یہ ترمذی نے فائدہ کہ بزرگان صحابہ اور قرابہ اور
مجردون انکے سے ہین چنانچہ احوال انکا اپنے محل پر مذکور ہے اور مراد اس حصر سے تاکید و مبالغہ ہے ابو ذر کے بیچ صدق کے

نہ یہ کہ وہ بہت سچے ہیں اپنے غیر سے مطلقاً اسلیے کہ نہیں لائق ہے یہ کہنا اور یہ کہ ابوذر زیادہ سچے ہیں ابوبکر سے حالانکہ وہ صدیق ہیں اور
امت کے اور بہترین اس امت کے بعد نبی علیہ السلام کے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت سچے تھے ابوذر وغیرہ سے اسیواسطے کہا ہے
علما نے (وعن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء من ذی لہجۃ
اصدق ولا اوفی من ابی ذر شبیہ عیسی بن مریم یعنی فی الزہد رواہ الترمذی) اور روایت ہے ابوذر سے کہا کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں سایہ کیا آسمان نے اور نہیں اٹھایا زمین نے کسی صاحب زبان کو یعنی بولنے والے کو کہ راست گو زیادہ ہو وہ
ہو اور نہ زیادہ وفا کرنیوالا ہو حق خدا اور رسول خدا کو اور بعضوں نے کہا نہ ادا کرنیوالا زیادہ ہو حق کلام کو کہ کچھ اسمیں سے فروگذاشت کرے
ابی ذر سے فحی بیک یعنی ابوذر کچھ چشم پوشی اور مداہنت نہیں کرتے تھے حق گوئی میں اتنا ہی کہ دیتے تھے اگرچہ تلخ ہوا اور خدا اور رسول کے
بھوسے قربان بردار تھے یا اپنی بات کے پورے تھے کہ وعدہ اور عہد کو پورا کرتے تھے یا کلام واضح اور پورا کرتے تھے حاصل یہ کہ آسمان
کے نیچے اور زمین کے اوپر کوئی شخص ابوذر کے برابر راست گو اور اپنی بات کا پورا یا خدا اور رسول کا حق ادا کرنیوالا یا فصیح اللسان نہیں
ہے مشابہ عیسیٰ بیٹے مریم کے یعنی زہد میں نقل کی یہ ترمذی نے فی یعنی بڑے بے رغبت تھے وہ دنیا کی لذتوں سے اور جمع و
اور جمع کرنا مال کا انکے نزدیک حرام تھا اگرچہ حق مال یعنی زکوۃ وغیرہ ادا کریں چنانچہ آیا ہے کہ ایک دفعہ ابوذر حضرت عثمان کے پاس
آئے اور انکے ہاتھ میں عصا تھا پس کہا عثمان نے یعنی کعب سے کہ وہ بھی وہاں بیٹھے تھے اے کعب تحقیق عبدالرحمان مرا ہے اور چھوڑا
ہے اُسنے مال بہت پس کیا دیکھتا ہے تو اسکے حق میں یعنی کثرت مال اسکی کیا اسکے لیے مضر تھی یا نہیں پس کہا کعب نے کہ اگر دیتا تھا
عبدالرحمن اسمیں حق اللہ تعالیٰ کا یعنی زکوۃ وغیرہ تو کچھ ڈر نہیں اسپر پس اٹھایا ابوذر نے عصا اپنا اور مارا کعب کو اور کہا سنا ہے میں نے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے نہیں دوست رکھتا میں اگر ہو میرے لیے یہ پہاڑ یعنی پہاڑ احد سونے کا کہ خرچ
کروں میں اسکو یعنی اللہ کی راہ میں اور باوجود اسکے قبول کیا جاوے وہ مجھ سے یہ کہ چھوڑ جاؤں میں اسمیں سے چھ اوقیہ یعنی
دو سو چالیس درہم قسم دیتا ہوں میں تجھکو اللہ کی اے عثمان تُنے بھی سنا ہے اس حدیث کو تین بار کہی ابوذر نے یہی بات کہا حضرت
عثمان نے کہ ہاں سنا ہے حضرت شیخ و ملا علی رضی اللہ عنہ نے اسکی شرح یوں لکھی ہے کہ ابوذر فقرا اور زہاد صحابہ سے تھے اور مذہب
انکا یہ تھا کہ مال اپنے پاس کچھ نہ جمع کیجیے سب اللہ واسطے ڈالیے پس حال یہ غالب آیا انپر مارنے لگے کعب کو اور مذہب جمہور کا یہ ہے کہ اگر
زکوۃ مال کی ادا کرتا ہو تو کچھ مضایقہ نہیں جمع کرنا اگرچہ مال بہت ہو اور باوجود اسکے قبول کیا جاوے اس میں مبالغہ ہے کہ اتنا دان
اور باوجود اسکے بھی کا اسکے مقبول ہو اور حاصل سارے جملہ کا یہ کہ اگر اتنا مال ہو اور اسکو اللہ کی راہ میں دوں اور قبول
ہو تو بھی نہیں دوست رکھتا کہ بقدر چھ اوقیہ کے پیچھے چھوڑ جاؤں انتہی اور اسی باب میں مولف اسکا ایک حدیث
لایا ہے کہ جسکو خوش لگے یہ کہ دیکھے طرف تواضع عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کے تو چاہیے کہ دیکھے طرف ابی ذر کے انتہی پس ہوگا
اسکا تشبیہ ہوگی بسبب تواضع کے پس قول راوی کا یعنی فی الزہد یعنی ہے اور یہ مطلع ہونے اسکے کے حدیث مذکور پر باوجود کہ
منافات نہیں ہے درمیان اسکے کہ ہو متواضع اور زاہد بلکہ زہد ہی موجب ہے تواضع کا پس قول اسکا یعنی فی الزہد نہیں ہے مصابیح میں
میں بلکہ صاحب مشکوٰۃ نے زیادہ کیا ہے (وعن معاذ بن جبل لما حضرہ الموت قال التمسوا العلم عند اربعۃ عند
عویمر ابی الدرداء و عند سلمان و عند ابن مسعود و عند عبد اللہ بن سلام الذی کان یہودیا فاسلم فانی سمعت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انہ عاشر عشرۃ فی الجنۃ رواہ الترمذی ۔ اور روایت ہے معاذ بن جبل سے
کہ جب آئی انکو موت تو کہا طلب کرو علم کو نزدیک چار شخصوں کے یعنی علم کتاب و سنت کا یا علم حلال و حرام کا اور یہ ظاہر
تر ہے چونکہ فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلمہم بالحلال والحرام معاذ بن جبل اور ساتھ اسکے ظاہر ہوتی ہے وجہ خصوصیت
کی بھی تو حمیہ نزدیک عویمر کے کہ کنیت انکی ابو درداء ہے اور مشہور ہوئے یہ ساتھ کنیت ہی کے اور درداء بیٹی تھیں انکی اور عویمر
انصاری خزرجی تھے فقیہ عالم زاہد حکیم اہل صفہ سے بھائی چارہ کر دیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان انکے اور
درمیان سلمان فارسی کے سکونت اختیار کی تھی ابو درداء نے شام میں اور مرے دمشق میں سن بتیس ہجری میں اور طلب کرو
علم نزدیک سلمان فارسی کے مناقب انکے مشہور و مذکور ہیں اور نزدیک عبداللہ بن مسعود کے اور نزدیک عبداللہ بن سلام کے
کہ جو تھے یہودی پھر مسلمان ہوئے فضیلت اول روز میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے بسبب لیاقت علمی اور
معرفت کے کہ حال تشریف لانے کے ساتھ رکھتے تھے بسبب پڑھنے توریت کے اور مشتاق دیدار شریف کے تھے شعر
کہ مشتاق لقایت بودم ہر دم رو سوی تو دیدم و از جان شدم پس تحقیق سنا ہے میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے
تھے تحقیق وہ دسواں ہے دس کا بہشت میں نقل کی یہ ترمذی نے فائدہ یعنی وہ مانند دسویں دس شخصوں کے ہے کہ بہشتی ہیں
اسلئے کہ وہ عشرہ مبشرہ سے نہیں ہے کذا قال الطیبی اور سید جمال الدین نے کہا کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ داخل ہونگے وہ بعد دس شخصوں
صحابہ میں سے جنت میں اور اسپر یہ نقض ہوتا ہے کہ لازم آتا ہے اس سے پہلے جانا انکا بہشت میں بعض عشرہ مبشرہ سے پس اولیٰ یہ کہ
معنی یہ ہوں کہ وہ دسویں ہیں ان لوگوں میں سے کہ اسلام لائے یہود میں سے یا دسویں دس کے ہوں سوائے عشرہ مبشرہ کے
پس داخل ہوں جنت میں بعد انہیں صحابہ کے واللہ اعلم وعن حذیفۃ قال قالوا یا رسول اللہ لو استخلفت قال ان
استخلفت علیکم فعصیتموہ عذبتم ولکن ما حدثکم حذیفۃ فصدقوہ وما اقرأکم عبداللہ فاقرؤہ رواہ الترمذی
اور روایت ہے حذیفہ بن الیمان سے کہا صحابہ نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر خلیفہ کرتے آپ کسی کو صحابہ
میں سے سامنے اپنے تو بہتر ہوتا یہ معنی ہیں کہ اگر خلیفہ کرتے آپ کسی کو تو کون ہوتا فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اگر خلیفہ کروں میں کسی کو تم پر پس نافرمانی کرو تم اسکی اور خلافت اسکی قبول نہ کرو عذاب کیے جاؤ گے تم لیکن جو کچھ حدیث
کرے اور خبر دیوے تمکو حذیفہ پس سچا جانو اسکو اور جو پڑھا دے تمکو عبداللہ پس پڑھو نقل کی یہ ترمذی نے فائدہ ح قیل
اسلوب الحکیم کے ہے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہم و ضروری چیز تمکو نہیں سوال خلیفہ کرنے کا کرو اسلئے کہ
وہ حاصل ہوگا ساتھ اتفاق اور اجماع تمہارے کے اس شخص پر کہ اہل اسکا جانوگے تم اسکو معہذا خلیفہ مقرر کرنے سے ایک
مانع بھی ہے یعنی جو کہ مذکور ہوا ہیں چھوڑو اسکو اور ہو ان پابند کتاب و سنت کے عمل کرنے پر اور تمسک کرنے کے ساتھ اسکے کہ
اہم و ضروری ہے اور خاص ذکر کیا حذیفہ اور ابن مسعود رض کو بسبب اشارہ کرنے کے ساتھ زیادتی فضل اور مزید انکی کے
علم و یقین میں اور اس چیز میں کہ اجتناب کرنا چاہیے اس سے کہ وہ نفاق ہے اور اسکا علم حذیفہ کو تھا بسبب ہونے انکے
صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور انکو علم منافقوں کا تھا یعنی انکو جانتے تھے اور اس چیز میں کہ سکھلانا لانا
چاہیے اسکا کہ وہ احکام ہیں اور یہ ابن مسعود رض خوب جانتے تھے اسلیے کہ فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رضیت

لا ستے ما رضی لہا ابن ام عبد یعنے راضی ہوا مین اپنی امت کے لیے ساتھ اس چیز کے کہ راضی ہوا ساتھ اسکے عبد اللہ بن مسعود رضہ اور نہ پایا
تمسکوا بعہد ابن ام عبد یعنے ابن مسعود رضہ کے قول وصیت کو محکم پکڑو اور کہا ہو علماء نے کہ اس حدیث مین اور فصل کی پہلی حدیث مین بیان خلیفہ
کرنے ابی بکر رضی اللہ عنہ کا بھی ہو اسلیے کہ روایت کیا گیا ہو ابن مسعود سے کہ کہا مقدم رکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو بیچ کام دین
ہمارے کے کہ امامت نماز کی ہو پس ہم خوش نہین کرینگے ہم انکو کار دنیا اپنے مین (وعن حذیفۃ قال ما احد من الناس تدرکہ الفتنۃ الا انا اخافہا علیہ
الا محمد بن مسلمۃ فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تضرک الفتنۃ رواہ ابو داود وسکت عنہ واقرہ المنذری)
اور یہ بھی روایت ہو حذیفہ سے کہ کہا انھون نے نہین ہو کوئی آدمیون مین سے کہ پہونچے اسکو فتنہ یعنے بلاء دنیوی مگر کہ مین ڈرتا ہون تا پہنچے
فتنہ سے اسپر مگر کہ محمد بن مسلمہ اسلیے کہ مین نے سنا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے محمد بن مسلمہ کے تئین ضرر نہ کریگا تجکو فتنہ
ف ح اور محمد بن مسلمہ انصاری خزرجی اشہلی ہین حاضر ہوئے تمام غزوات مین سوائے تبوک کے اور مدینہ مین خلیفہ کیا انکو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے سال تبوک مین اور تھے فضلاء صحابہ سے اور اسلام لائے مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر مدینہ مین اور مرے تینتالیسوین
سال یا چھیالیسوین یا سینتالیسوین سال مین اور گوشہ گزین ہوئے ایام فتنہ مین ساتھ حکم نبوی کے اور سلامت رہے لیکے
شہر اور ضامن رہے ترجمہ روایت کیا اسکو ابو داود نے اور سکوت کیا اس سے ف ح یعنے نہ طعن کیا انھون اور نہ تصحیح و تحسین
کی اور محدثین کو اختلاف ہو انمین کہ جو حدیث کہ سکوت کیا ہو ابو داود نے اس سے صحیح ہو یا حسن ہو یا ضعیف ہو لائق دلیل پکڑنے کے
جیسا کہ یہ محل اسکے مذکور ہو اسکا ترجمہ اور مقرر کیا اور ثابت رکھا اس حدیث کو منذری نے ف ح کہ علماء حدیث سے ہو اور اصل
مشکوۃ مین یہان سفیدی چھوٹی ہوئی ہو اور حاشیہ مین اس عبارت کو جزری سے لکھا ہو (وعن عائشۃ ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم رای فی بیت الزبیر مصباحا فقال یا عائشۃ ما اری اسماء الا قد نفست ولا تسموہ حتی اسمیہ فسماہ عبد اللہ
وحنکہ بتمرۃ بیدہ رواہ الترمذی) اور روایت ہو عائشہ رضہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا زبیر کے گھر مین چراغ ف ح
زبیر بن العوام عشرہ مبشرہ سے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپی یعنے صفیہ کے بیٹے اور داماد ابوبکر صدیق رضہ کے خاوند اسماء
ابوبکر رضہ کی بیٹی کے کہ بہن تھین عائشہ رضی اللہ عنہا کی ترجمہ پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اے عائشہ نہین گمان کرتا ہون
مین اسماء کو مگر تحقیق جنی ہو یعنے چراغ جو اسوقت جلایا ہو نشان اسکا ہو کہ اسماء جو حاملہ تھی جنی ہو اور نہ نام رکھنا تم اس
لڑکے کا یہان تک کہ مین نام رکھون اسکا پس نام رکھا اسکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ اور تحنیک کیا اسکو ساتھ کھجور کے
اپنے دست مبارک سے نقل کی یہ ترمذی نے ف ح تحنیک کہتے ہین اسکو کہ کھجور یا اور کچھ چبا کر بچہ کے تالو مین لگا دیتے ہین
اور یہ سنت ہو اور اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جسکے یہان لڑکا پیدا ہو تو شریف قوم سے درخواست کرے یہ کہ لڑکے کا نام
رکھ دے اور تحنیک کرے اسکو ساتھ کھجور یا شہد کے اور مانند انکے کے قسم شیرینی سے واسطے برکت حاصل ہونے کے انکے کھو
سے کہا مولف نے کہ عبد اللہ اسدی قرشی ہین کنیت مقرر کی انکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ کنیت نانا انکی کے
یعنے ابوبکر صدیق رضہ کے اور نام بھی رکھا انکا انھین کے نام پر اور بعد ہجرت کے جو مہاجرین کے یہان لڑکے پیدا ہوئے اول
یہی پیدا ہوئے ہین مدینہ مین پہلے سال ہجری مین اور ابوبکر رضہ نے انکے کان مین اذان دی اور جب انکو اسماء نے قبا مین اول
لائین آنحضرت صلعم کے پاس اور آپ کی گود مین دیا انکو پس منگائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور پس چبایا اسکو

پھر اُنکے منھ میں لعاب دہن ڈالا اور تحنیک کیا انکو اور اول اُنکے پیٹ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تھوک ہی گیا ہو پھر دعا کی اُنکے
لیے اور برکت طلب کی اُنکے لیے اور عبد اللہ کے چہرہ پر بال نہ تھے اور روزہ نماز بہت کرتے تھے اور بڑے دلاور تھے لڑائی میں اور
حق گو تھے اور ناتے واروں سے سلوک کرنے والے اور باپ اُنکے زبیر خیر خواہ تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اور عبد اللہ کو قتل
کیا حجاج بن یوسف ظالم نے مکہ میں اور سولی پر چڑھایا انکو منگل کے دن سترہویں تاریخ جمادی الثانی کی سن تہتر میں اور بیعت کی گئی انکی خلافت پر
سن چونسٹھ میں اور پہلے اسکے نہیں خطاب کیے جاتے تھے ساتھ خلافت کے پس جمع ہوئے انکی فرمانبرداری پر اہل حجاز اور یمن اور عراق
اور خراسان وغیرہ ذلک سواے شام کے یا بعض اُسکے اور حج کیے ساتھ لوگوں کے آٹھ حج اور روایت کین حدیثین اُنسے خلائق کثیر
نے (وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عُمَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)
اور روایت ہو عبد الرحمن بن عمیرہ سے کہ نقل کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا واسطے معاویہ کے یا الٰہی کر
اسکو سیدھی راہ دکھانے والا اور راہ سیدھی پایا گیا اور ہدایت کر لوگوں کو بسبب اُسکے نقل کی یہ ترمذی نے ف ع اور اسمین شک
نہیں ہو کہ دعا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مستجاب ہو پس جو شخص کہ حال اسکا ہو ایسا کیونکر شک کیا جاوے اُنکے حق اور شان میں کہا طیبی
نے کہ وہ اموی ہین اور ماں انکی ہندہ بیٹی عتبہ کی تھی وہ اور باپ اُنکے بیٹے ابو سفیان روز فتح مکہ کے مسلمان ہونے والوں میں سے
تھے پھر مولفۃ القلوب میں رہے اور وہ ایک تھے انہیں کے کہ جو کتابت کرتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے اور بعضوں نے
کہا کہ نہیں لکھا انھوں نے وحی میں سے کچھ ولیکن خطوط نویسی کرتے تھے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے یہاں منشی تھے اور حاکم ہوئے
وہ شام کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اور بیس برس تک حاکم رہے پھر مرے رجب میں بیچ دمشق کے اور عمر انکی اٹھتر برس کی
ہوئی اور اخیر عمر میں لقوہ ہو گیا تھا انکو اور کہتے تھے اخیر عمر اپنی میں کاشکے میں ہوتا ایک شخص قریش سے ذی طوی میں کہ نام ہی
ایک جگہ کا مکہ میں اور نہ دیکھتا میں اس امر سے یعنی حکومت سے کچھ اور تھا انکے پاس تہبند رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا اور چادر
اور قمیص اور کچھ موے مبارک آپکے اور ناخن آپکے پس کہا انھوں نے کہ کفنانا مجھکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قمیص مین
اور لپیٹنا مجھکو آپکی چادر میں اور تہبند آنحضرت کا باندھنا میرے اور بھرنا میرے حلق کے گڑھے میں اور باندھنا میرے سجدہ کی جگہوں میں
بال اور ناخن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور تخلیہ کر دینا درمیان میرے اور درمیان ارحم الراحمین کے یعنی دفن کر کے سپرد بخدا کر دینا
(وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمَ النَّاسُ وَاٰمَنَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ
غَرِيْبٌ وَلَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِالْقَوِيِّ) اور روایت ہو عقبہ بن عامر سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اسلام لائے
لوگ اور ایمان لایا عمرو بن العاص نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہو اور نہیں اسناد اسکی قوی ف ع مراد لوگون سے وہ لوگ
مکے ہین کہ اسلام لائے روز فتح مکہ کے بجبر و قہر بعد ازان کامل ہوا ایمان انکا کہ چاہا خداے تعالی نے کامل کرنا انکا اور عمرو بن العاص
برس دن پہلے فتح مکہ کے یا دو برس پہلے ایمان لائے بطوع و رغبت اس حال میں کہ ہجرت کی طرف مدینہ کے پس یہ فرمانا آنحضرت کا
تنبیہ ہو اسپر کہ لوگ مسلمان ہوئے از راہ خوف کے اور عمرو ایمان لایا برغبت یہ طیبی وغیرہ نے ذکر کیا اور ابن ملک نے کہا
عمرو کی ساتھ ایمان لانے کے برغبت اسلیے کہ واقع ہوا اسلام اُنکے دل میں حبشہ میں جبکہ اقرار کیا نجاشی بادشاہ حبشہ نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا پس متوجہ ہوئے بارادہ ایمان لانے کے طرف رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بغیر

کہ بلاوے کوئی انکو طرف ایمان کے پس آئے بطرف مدینہ کے فی الفور دوڑتے ہوئے پھر ایمان لائے پس اسیر کیا انکو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک جماعت پر کہ ان مین صدیق رض اور فاروق بھی تھے اور یہ اسلیے کیا کہ پہلے اسلام کے وہ بڑی عداوت رکھتے تھے
آنحضرت سے اور بہت درپے تھے آنحضرت کے صحابہ کے ہلاک کرنے کے پس جب ایمان لائے یہ تو آنحضرت نے چاہا کہ زائل کرین
انکے دل سے اثر اس وحشت قدیمی کا تو امن مین ہون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور نا امید نہ ہون اللہ تعالے کی رحمت
سے اور آیا ہے کہ جب چاہا عمرو نے کہ ایمان لاوین اور بیعت کرین تو ہاتھ کھینچ لیا انھون نے آنحضرت نے فرمایا کہ کیون ہاتھ کھینچا تو نے
اے عمرو کہا ایک شرط کرتا ہون مین یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کیا شرط کرتا ہے تو کہا ایمان لاتا ہون مین بشرط اسکے کہ بخشے جاوین
تمام گناہ میرے کہ پہلے اس سے کیے مین نے فرمایا نہین جانتا ہے تو اے عمرو کہ اسلام دور کر دیتا ہے اور ڈھا دیتا ہے ہر گناہ کو کہ پہلے اسکے
کیے گئے اور ہجرت دور کر دیتی ہے اور ڈھا دیتی ہے ہر گناہ کو کہ پہلے اس سے کیے گئے اور اور حدیث مین آیا ہے کہ عمرو بن العاص اور بھائی
انکا ہشام بن العاص دونون مومن ہین اور یہ بھی آیا ہے کہ عمرو بن العاص صالحین قریش سے ہے اور یہ بھی آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت
نے انکو انک ارشد یعنی بلاشبہ تو ارشد ہے اور فرمایا آنحضرت نے کہ عمرو بن العاص صدقہ بہتر اور دون سے لاتا ہے واللہ اعلم اور
تھے عمرو بن العاص عقلمند پس عمر بن الخطاب جسکو احمق وغبی دیکھتے کہتے سبحان اللہ خالق اسکا اور عمرو بن العاص کا ایک ہی ہے
اور روایت کیا گیا ہے کہ عمرو وقت گذرنے کے اس عالم سے خوف اور بیتابی اور بیقراری بہت رکھتے تھے پس کہا انکو انکے بیٹے عبداللہ
نے اے باپ یہ تمام گھبراہٹ کسواسطے ہے صحبت رکھی تمنے ساتھ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اور جہاد کیا تمنے ساتھ انکے کہا اے بیٹے
میرے مجھپر تین حالتین گذری ہین تھا مین اول امر مین کہ دشمنی رکھتا تھا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سخت دشمنی بعد ازان مسلمان
ہوا مین اور صحبت رکھی مین نے ساتھ انکے پھر تھا مین امارت ولایت مین اور مبتلا ہوا مین اسمین اور پہونچا مجکو جو سبب دنیا کے جو کچھ کہ
پہونچا نہین جانتا ہون کہ ساتھ کس حالت کے ان حالتون مین سے میرے ساتھ معاملہ کرینگے اور کیا پیش آتا ہے (وعن جابر قال
لقيني رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا جابر ما لي اراك منكسرا قلت استشهد ابي وترك عيالا ودينا قال أفلا أبشرك
بما لقي الله به اباك قلت بلى يا رسول الله قال ما كلم الله احدا قط الا من وراء حجاب واحيى اباك فكلمه كفاحا قال يا عبدي
تمن علي اعطك قال يا رب تحييني فاقتل فيك ثانية قال الرب تبارك وتعالى انه قد سبق مني انهم لا يرجعون فنزلت ولا تحسبن
الذين قتلوا في سبيل الله امواتا الآية رواه الترمذي) اور روایت ہے جابر سے کہ کہا ملے مجھسے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پس فرمایا اے جابر
کیا ہے مجکو کہ دیکھتا ہون تجکو شکستہ اور دلگیر یعنی غمگین کہا مین نے شہید کیا گیا باپ میرا یعنی عبداللہ غزوہ احد مین اور چھوڑ گئے انھون نے
عیال یعنی بہت اور قرض یعنی پس جمع ہوئے مین کئی سبب غم کے فرمایا کیا خوشخبری نہ دون مین تجکو ساتھ اس چیز کے کہ پیش آیا خدا عز وجل اور معاملہ کیا
ساتھ اسکے تیرے باپ سے فرح یعنی بسبب غم واندوہ دنیا کے دلگیر مت رہو کہ یہ آسان ہو جائیگا اور جاتا رہیگا بسبب ادا ہونے قرض کے
ولیکن شاد رہو ساتھ اس چیز کے کہ اسمین قرب وکرامت مولے کی ہے اور اسمین اشارہ ہے اسپر کہ فضل وکرامت باپون کی سرایت کرتی ہے
اُن بیٹون مین کہ سیدھی راہ پر ہون اور اشارہ ہے اسپر کہ بیٹون کو ساتھ خوشی دینے باپون کے خوش ہونا چاہیے ترجمہ کہا مین نے
ہان خبر دیجیے یا رسول اللہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ کلام نہین کیا خدا تعالے نے کسی سے ہرگز مگر پیچھے پردے کے یعنی
بے فرق کسی سے ہرگز یعنی پہلے تیرے باپ کے پس اسمین اشارہ ہے طرف اسکے کہ وہ بالخصوص افضل ہین تمام اگلے شہیدون سے

اس جہت سے کہ نہین کلام کیا اللہ نے کسی سے ان مین سے مگر پردہ کے پیچھے سے اسمین اشارہ ہے طرف اسکے کہ قول اللہ تعالے کا ما کان لبشر ان
یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب آخر آیہ تک مقید ہے ساتھ دنیا کے واسطے قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ترجمہ اور زندہ کیا خدا تعالے
نے تیرے باپ کو پس کلام کیا اس سے روبرو کہ پردہ تھا بیچ مین اور نہ رسول ف اگر کوئی کہے کہ کیونکر تطبیق ہو اس حدیث مین اور درمیان
قول اللہ تعالے کے بل احیاء عند ربہم اسلیے کہ تقدیر اسکی یہ ہے ہم احیاء ہین زندہ کو کیا زندہ کریگا پس کہا مظہر نے کہ گردانی اللہ تعالے نے
روح بیچ بدن جانور سبز کے پس زندہ کیا اس جانور کو بسبب اس روح کے پس صحیح ہوا زندہ کرنا یا مراد زندہ کرنے سے زیادتی قوت روح
اسکی کی ہے پس مشاہدہ کیا حق کا بسبب اس قوت کے ترجمہ فرمایا خدا تعالے نے اے بندے میرے یعنی خاص بندے آرزو کر اور چاہ
یا عطا و فضل و کرامت میری سے جو چاہے دونگا مین تجکو کہا تیرے باپ نے اے پروردگار میرے یہ آرزو رکھتا ہون اور چاہتا ہون کہ زندہ کرے تو
مجکو اور بھیجے تو دنیا مین پس مارا جاؤن تیری راہ مین دوسری بار یعنی تاکہ ہو وسیلہ زیادتی رضامندی ہوے کا فرمایا پروردگار تبارک و
تعالے نے تحقیق شان یہ ہے تحقیق گذرا ہے حکم میرا کہ مردے نہین پھر کر آوینگے دنیا مین ف یعنی اس طرح کہ وہ جیتے رہین دنیا مین مدت دراز
اور کرتے رہین اسمین طاعات ہیں یہ نہین منافی ہونے کا زندہ ہونا بعضے مردون کا بسبب عیسی علیہ وغیرہ کے اور ظاہر یہ ہے کہ معنے اسکے یہ ہین
کہ نہین پھر کر آوینگے مردے ساتھ الناس اور آرزو اپنی کے پس نہین اشکال لازم آویگا ساتھ شہید دجال کے بھی اور کہا سید جمال الدین محدث
کہ ضمیر انھم کی پھرتی ہے اہل احد کی طرف یا مطلق شہدا کی طرف تو کہ نہ اشکال لازم آوے ساتھ قصہ عزیر کے ترجمہ پس اتری یہ آیت یعنی انکے حق
مین اور انکے یارون کے حق مین کہ جو شہید ہوے تھے احد مین اور گمان نہ کر تو مردہ ان لوگون کو کہ مارے گئے راہ خدا مین اخیر آیہ تک نقل کی
یہ ترمذی نے ف کہ اسکے آگے یون ہے (بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین بما آتاهم اللہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا
بہم من خلفہم الا خوف علیہم ولا ہم یحزنون) یعنی بلکہ وہ زندہ ہین اپنے پروردگار کے پاس روزی دیے جاتے ہین اس حال مین کہ خوش
ہین بسبب نعمتون الہی کے انکو اور وہ خوشی کر رہے ہین ساتھ ان پس ماندون کے کہ نہین ملے انسے یعنی اور مومن بھائی کہ زندہ
ہین بسبب اسکے کہ نہین کچھ ڈر اوپر انکے اور نہ وہ غمگین ہونگے یعنی آخرت مین مطلب یہ ہین کہ وہ خوش ہوتے ہین بسبب امن و سرور انکے کہ (وعنہ
قال استغفر لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمسا وعشرین مرۃ رواہ الترمذی) اور یہ بھی روایت ہے جابر سے کہا بخشش چاہی
میرے لیے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پچیس بار نقل کی یہ ترمذی نے ف یہ احتمال ہے کہ ایک مجلس مین مانگی یا کئی مجلسون مین
اور مویدہ ہے احتمال اول کو ایک روایت انھین جابر سے کہ لفظ اسکے یہ ہین (استغفر لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ البعیر خمسا وعشرین مرۃ)
کہا مولف نے کہ جابر بن عبد اللہ کنیت انکی ابو عبد اللہ ہے انصاری سلمی مشاہیر صحابہ سے ہین اور روایتین بہت انسے منقول ہین حاضر
ہوے بدر مین اور بعد اسکے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اٹھارہ غزوون مین اور گئے شام اور مصر مین اور اخیر عمر مین نابینا ہو گئے تھے
روایت کین محدثین انسے خلق کثیر نے مرے وہ مدینہ مین سن چوہتر مین چورانوے برس کی عمر مین اور صحابہ جو مدینہ مین مرے ہین ان مین
سب سے آخر یہی مرے ہین بموجب ایک قول کے (وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کم من اشعث اغبر ذی طمرین
لا یؤبہ لہ لو اقسم علی اللہ لابرہ منہم البراء بن مالک رواہ الترمذی والبیہقی فی دلائل النبوۃ) اور روایت ہے انس سے کہ کہا فرمایا
آنحضرت نے بہت پراگندہ بال غبار آلودہ صاحب دو پرانے کپڑون کے نہین پروا کیجاتی انکی اور نہ التفات کیا جاتا ہے طرف انکے بسبب حقارت
انکی کے اگر قسم کھا بیٹھین خدا پر اعتماد کر کے یعنی قسم کھاوین کہ خدا ایسا کریگا تو خدا سچا کرتا ہے انکو اس قسم مین اور کر دیتا ہے اس کام کو یا قسم کھاوین

فصل ہر کہ ایسا کچھ کرینگے ہم تو مہیا کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسباب اس فعل کا اور توفیق دیتا ہے انکو کہ کریں وہ فعل ترجمہ انہیں سے براء بن مالک ہیں
ف ع بھائی ہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ایک ماں اور ایک باپ سے فضلائے صحابہ اور دلیروں اور بہادروں انکے سے ہیں
حاضر ہوئے احد میں اور راہ جہادوں میں کہ بعد اسکے ہوئے اور یہ بڑی قوی اور شجاع تھے کہ سو مشرکوں کو مقابلہ کی حالت میں انھوں نے
مارا ہو سوائے انکے کہ شریک اوروں کے ہوکر مارا انکو اور ظاہر ہوئی تیری جنگ شدید روز یمامہ کے اور شہید ہوئے بیسویں سال میں ترجمہ نقل کی ترمذی
نے اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں (وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ان عیبتی التی اوی الیھا اھل بیتی
وان کرشی الانصار فاعفوا عن مسیئھم واقبلوا من محسنھم رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث حسن) اور روایت ہے ابو سعید سے کہا کہ فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے آگاہ رہو تحقیق خاص میرے اور محل ستر و امانت میری کے کہ ٹھکانا پکڑتا ہوں میں طرف انکی اہل بیت میرے ہیں ف ع
سے مفصل عنقریب کہ پہلی فصل میں بیچ حدیث انس کے لکھے جا چکے ہیں اور وہاں یہ لفظ انصار کی تعریف میں واقع ہوا ہے اور یہ منافات نہیں رکھتا
کہ انکے غیر کے حق میں بھی وارد ہو خصوصاً اہل بیت کہ بہت خاص ہیں ساتھ اس صفت کے ف اور تحقیق دوست ولی میرے انصار ہیں پس
عفو کرو تم انکے بدکاروں سے اور قبول کرو انکے نیک کاروں سے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے (وعن ابن عباس ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یبغض الانصار احد یؤمن باللہ والیوم الاخر رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث حسن صحیح) اور روایت ہے ابن عباس
سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دشمن نہیں رکھتا انصار کو وہ کوئی کہ ایمان رکھتا ہے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور روز آخرت کے نقل کی
یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے (وعن انس عن ابی طلحۃ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقرأ قومک السلام فانھم ما علمت اعفۃ
صبر رواہ الترمذی) اور روایت ہے انس سے انسنے نقل کی ابو طلحہ سے کہا فرمایا واسطے میرے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پہونچا اپنی قوم کو میری
طرف سے سلام اسلیے کہ تحقیق وہ جو کچھ کہ جانتا ہوں میں کہ پارسا ہیں صبر کرنے والے نقل کی یہ ترمذی نے (وعن جابر ان عبدا لحاطب جاء الی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یشکو حاطبا الیہ فقال یا رسول اللہ لیدخلن حاطب النار فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذبت لا یدخلھا فانہ قد شھد
بدرا والحدیبیۃ رواہ مسلم) اور روایت ہے جابر سے کہ تحقیق غلام حاطب بن ابی بلتعہ کا آیا آنحضرت کے پاس اس حال میں کہ شکایت کرتا تھا حاطب
کی نزدیک آنحضرت کے پس کہا اس غلام نے کہ یا رسول اللہ البتہ داخل ہوگا حاطب آگ میں یعنی بسبب کثرت ظلم کرنے کے مجھپر پس فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جھوٹا ہے تو یعنی اس سبب سے کہ جزم کیا تونے اور تاکید کرکر کہا تونے نہیں داخل ہوگا آگ میں اسلیے کہ وہ حاضر
ہوا ہے بدر میں اور حدیبیہ میں نقل کی یہ مسلم نے ف ع یعنے اور جو کوئی حاضر ہوا ہے ان دونوں میں نہیں داخل ہوگا آگ میں ہرگز یا رہ جا کر یا اس سبب سے
کہ دلالت کرتا ہے اسکے ایمان پر خطاب کرنا اللہ تعالیٰ کا اسکو بیچ خطاب کرنے اسکے کے ساتھ قول اپنے کے بیچ کتاب اپنی کے (یا ایھا الذین امنوا
لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء) آخر آیت تک (وعن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلا ہذہ الآیۃ وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم
لا یکونوا امثالکم قالوا یا رسول اللہ من ہؤلاء الذین ذکر اللہ ان تولینا استبدلوا بنا ثم لا یکونوا امثالنا فضرب علی فخذ سلمان الفارسی ثم قال ہذا
وقومہ ولو کان الدین عند الثریا لتناولہ رجال من الفرس رواہ الترمذی) اور روایت کرتے ہیں ابو ہریرہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے پڑھی یہ آیت اور اگر منہ پھیرو تم یعنے ایمان لانے سے محمد پر اور مدد کرنے دین اسکے سے لاویگا خدائے تعالیٰ تمہارے بدلہ میں ایک گروہ کو
سوائے تمہارے پھر وہ گروہ نہیں ہونگے مانند تمہارے یعنے بلکہ بہتر ہونگے تم سے عرض کیا یعنے صحابہ نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون
ہیں وہ لوگ کہ ذکر کیا خدائے تعالیٰ نے کہ اگر روگردانی کریں ہم ہمارے بدلے میں اور بجائے ہمارے لائے جاویں وہ پھر نہیں ہونگے وہ مانند ہمارے

بین مارا آنحضرت نے ہاتھ اپنا اوپر ران سلمان فارسی کے پھر فرمایا کہ وہ لوگ یہ ہین اور قوم اسکی یعنے فارسی اور عجمی اور اگر ہوتا دین نزدیک ثریا کے یعنی
آسمان مین تو البتہ لیتے اسکو کتنے اشخاص فارس مین سے نقل کی یہ ترمذی نے ف لفظ فرس ساتھ پیش ف اور جزم ر کے یعنے جماعت
عجم کی مطلقاً یا وہ لوگ کہ ہو زبان انکی فارسی یا وہ لوگ کہ ولایت فارس کے ہین اور اول ظاہر تر ہے اسلیے کہ دلالت کرتی ہی اسپر حدیث آگے کی
(وعنہ قال ذکرت الاعاجم عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لانا بہم او ببعضہم اوثق منی بکم او ببعضکم
رواہ الترمذی) اور یہ بھی روایت ہی ابوہریرہ سے کہا ذکر کیے گئے اہل عجم نزدیک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس فرمایا آنحضرت نے
تحقیق ساتھ ان عجمیون کے یا بعض انکے زیادہ اعتماد رکھتا ہون یعنے محافظت دین اور امانت مین بہ نسبت تمہارے یا بعض تمہارے
کے نقل کی یہ ترمذی نے ف یعنے عجمیون سے طیبی نے کہا کہ خطاب یہان قوم خاص کو ہو کہ انکو کہا تھا اللہ تعالی نے خرچ کرنے کو جہاد مین پس
انھون نے تقاعد و تکاسل کیا اسمین بہر تقدیر اسمین تعریف اہل عجم کی اور رعایت ورعایت ہو بہ نسبت انکے اور ملا علی نے اسکی شرح بسط و
تفصیل سے مع سند کے آیتون سے لکھی ہی بخوف درازی کتاب کے اس مین نہین لکھا گیا الفصل الثالث فصل تیسری (عن علی قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کل نبی سبعۃ نجباء رقباء واعطیت انا اربعۃ عشر قلنا من ہم قال انا وابنای وجعفر وحمزۃ وابو بکر وعمر
ومصعب بن عمیر وبلال وسلمان وعمار وعبد اللہ بن مسعود وابو ذر والمقداد رواہ الترمذی) روایت ہی علی سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ بلاشبہ ہر پیغمبر کے لیے سات آدمی ہوتے تھے بزرگ برگزیدہ اصحاب مین سے اور نگہبان احوال ظاہر و باطن انکے کہ انکے ساتھ
ہوتے تھے اور دیا گیا ہون مین چودہ مرد کہ نجیب اور رقیب ہین یعنے مجکو وہ چودہ ملے ہین از راہ تفضلات کے کہا ہمنے کون ہین وہ چودہ مرد
کہا حضرت علی نے وہ مین ہون اور دونون بیٹے میرے یعنے حسن اور حسین اور جعفر بن ابی طالب اور حمزہ بن عبد المطلب اور ابو بکر اور عمر اور مصعب بن عمیر
اور بلال اور سلمان اور عمار اور عبد اللہ بن مسعود اور ابو ذر اور مقداد رضی اللہ عنہم نقل کی یہ ترمذی نے ف کہا مولف نے کہ حمزہ بیٹے عبد المطلب کے
ہین کنیت انکی ابو عمارہ ساتھ پیش عین کے چچا تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آنحضرت کے دودھ شریک بھائی بھی تھے کہ دودھ پلایا
تھا دونون صاحبون کو ثویبہ لونڈی ابی لہب کی نے اور وہ اسد اللہ تھے اسلام قدیم رکھتے تھے کہ دوسرے سال مین بعد نبی ہونے کے مسلمان
ہوئے اور بعضون نے کہا کہ اسلام لائے حمزہ بعد داخل ہونے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم مین چھٹے سال کے نبی ہونے سے
پس عزت دی اللہ تعالی نے اسلام کو بسبب اسلام انکے کے اور حاضر ہوئے بدر مین اور شہید ہوئے روز احد کے قتل کیا انکو وحشی بن حرب نے
اور آنحضرت سے چار برس بڑے عمر مین تھے کہا ابن عبد البر نے کہ نہین صحیح ہی یہ میرے نزدیک اسلیے کہ وہ دودھ شریک تھے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے پس یہ کیونکر ہے مگر یہ کہ دودھ پلایا ہو ثویبہ نے دونون صاحبون کو دو وقتون مین اور بعضون نے کہا کہ دو برس بڑے تھے حضرت سے
انتہی اور باقی صاحبون کا احوال اوپر مذکور ہو چکا ہی (وعن خالد بن الولید قال کان بینی وبین عمار بن یاسر کلام فاغلظت لہ فی القول فانطلق عمار
یشکونی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجاء خالد وہو یشکوہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فجعل یغلظ لہ ولا یزیدہ الا غلظۃ والنبی صلی اللہ
علیہ وسلم ساکت لا یتکلم فبکی عمار وقال یا رسول اللہ الا تراہ فرفع النبی صلی اللہ علیہ وسلم رأسہ وقال من عادی عمارا عاداہ اللہ ومن ابغض عمارا
ابغضہ اللہ قال خالد فخرجت فما کان شیء احب الی من رضی عمار فلقیتہ بما رضی فرضی) اور روایت ہی خالد بن ولید سے کہا تھا درمیان
میرے اور درمیان عمار کے کلام یعنے گفتگو ایک معاملہ مین پس سختی کی مین نے عمار سے کلام کرنے مین ف خالد بن ولید اکابر قریش سے تھے
اور عمار بن یاسر موالی اور فقرا سے خالد نے اسکو چشم حقارت سے دیکھا اور سختی کی یاسر خالد کہتے ہین ترجمہ پس گئے عمار بارادہ اسکے کہ شکوہ کرین میرا پیغمبر خدا

صلی اللہ علیہ وسلم سے پس آئے خالد فشکاہ یہ کلام راوی کا ہی کہ جو خالد سے روایت کرتا ہی اور لفظ قال محذوف ہی دلالت کرتی ہی اسپر عبارت مابعد
کی قال خالد فجئت اور میرک نے کہا احتمال ہی کہ یہ کلام خالد سے ہو بطریق التفات کے ترجمہ اور عمار شکوہ کر رہے تھے خالد کا طرف نبی صلے اللہ
علیہ وسلم کے کہا راوی نے پس ہو گئے خالد کہ سخت کہتے تھے اور زیادہ نہیں کرتے تھے مگر سختی کو اور عمار کہ نہی پہچانتے تھے پس لگے روتے
روئے عمار یعنی بسبب سختی خالد اور قلت صبر اور کثرت غضب اپنے کے اور سکوت کرنے آنحضرت کے کہا عمار نے یا رسول اللہ کیا نہیں دیکھتے
ہیں آپ خالد کو کہ کیا کرتا ہی اور کیا کہتا ہی پس اٹھایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اپنا اور فرمایا جو کوئی دشمنی کرے عمار سے یعنی ساتھ زبان کے
دشمن رکھیگا اسکو خدا اور جو کوئی بغض رکھے عمار سے یعنی ساتھ دل کے بغض رکھیگا اس سے اللہ کہا خالد نے پس باہر نکلا میں یعنی آنحضرت کے
پاس سے بقصد راضی کرنے عمار کے بالکل نہیں تھی کوئی چیز محبوب تر نزدیک میرے راضی ہونے عمار کے سے یعنی ایسا کام کردن کہ عمار مجھسے راضی ہو
مجھے ہیں اور اسمیں محبت پیدا ہو پس پیش آیا میں عمار سے ساتھ تواضع اور انکسار اور تحفہ بھیجنے اور عذر کرنے اور گلے لگنے وغیرہ اسباب رضا مندی کہ پس راضی
ہوئے عمار رضی اللہ عنہ (وعن ابی عبیدۃ انہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول خالد سیف من سیوف اللہ عز وجل ونعم فتی
العشیرۃ رواہما احمد) اور روایت ہی ابو عبیدہ بن الجراح سے کہ کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے خالد ایک شمشیر ہی خدا کی شمشیروں
میں سے یعنی مانند شمشیر کے ہی کہ کھینچا اسکو اللہ نے مشرکون پر اور مسلط کیا اسکو کافرون پر یا صاحب سیف کا ہی حاصل یہ کہ خوب لڑتے تھے کافرون سے
اللہ کی راہ میں اور اچھا جوان اپنے قبیلہ کا ہی خالد اور خالد بنی مخزوم میں سے تھے کہ نام ہی پدری کا قریش سے روایت کین یہ دونون حدیثین احمد نے (وعن
بریدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تبارک وتعالی امرنی بحب اربعۃ واخبرنی انہ یحبہم قیل یا رسول اللہ سمہم لنا قال علی منہم
یقول ذلک ثلثا وابو ذر والمقداد وسلمان امرنی بحبہم واخبرنی انہ یحبہم رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث حسن غریب) اور روایت ہی بریدہ
سے کہا فرمایا آنحضرت نے کہ اللہ تعالی نے حکم کیا مجھکو ساتھ دوستی چار شخصون کے یعنی علی الخصوص اور خبر دی مجھکو کہ وہ سبحانہ تعالی دوست رکھتا
ہی انکو عرض کیا صحابہ نے کہ نام بیان کیجیے انکا ہمارے لیے یعنی تو کہ ہم بھی دوست رکھیں انکو بسبب محبت اللہ کے اور رسول کے فرمایا علی ایک
ان میں سے درحالیکہ فرماتے تھے آنحضرت اسکو تین بار یعنی واسطے تاکید کرنے کے ساتھ اسکے کہ وہ افضل ہیں ان میں یا اسلیے تین بار فرمایا کہ دوست رکھے
انکو بقدر تین انکے کے اور ابو ذر اور مقداد اور سلمان ہیں کہ حکم کیا مجھکو خدا نے ساتھ محبت انکی کے اور خبر دی مجھکو کہ وہ دوست رکھتا ہی انکو نقل کی یہ ترمذی
نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب حسن ہی (وعن جابر قال کان عمر یقول ابو بکر سیدنا واعتق سیدنا یعنی بلالا رواہ البخاری) اور روایت ہی جابر سے
کہا کہ تھے عمر کہتے ابو بکر سردار ہمارے ہیں یعنی بہتر اور افضل ہمارے ہیں اور آزاد کیا ابو بکر نے سردار ہمارے کو مراد رکھتے تھے عمر سردار دوسرے
بلال کو نقل کی یہ بخاری نے فائدہ یہ حضرت عمر نے بطریق تواضع کے کہا اسلیے کہ عمر افضل ہیں بلال سے بالاجماع اور بعضون نے کہا کہ مراد یہ ہی کہ
جملہ سرداروں سے ہی اور بعضون نے کہا کہ سیادت مستلزم افضلیت کو نہیں ہی اور بعضون نے کہا کہ ضمیر متکلم مع الغیر کی واجب نہیں ہی کہ شامل کل کو ہو
بلکہ باعتبار اکثر کے ہو اور ضمیر کنایت صحابہ سے ہو پس اول میں شامل کل ہیں اور ثانی میں اکثر اور اضافت اس فقرہ میں واسطے تخصیص کے ہی
یعنی سید ہی درمیان ہمارے (وعن قیس بن ابی حازم ان بلالا قال لابی بکر ان کنت انما اشتریتنی لنفسک فامسکنی وان کنت انما اشتریتنی
للہ فدعنی وعمل اللہ رواہ البخاری) اور روایت ہی قیس بن ابی حازم تابعی سے کہ بلال نے کہا واسطے ابی بکر کے فائدہ جسوقت کہ ابو بکر
نے بعد از وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا بلال کو اور درخواست کی کہ میری صحبت میں رہ اور اذان کہتا رہ جیسا کہ رسول خدا کے لیے
کہتا تھا اور بلال کو ابو بکر نے خرید لیا تھا اور کافرون کے ہاتھ سے چھڑا کر آزاد کیا تھا اور انہوں نے بعد وفات آنحضرت کے ارادہ شام کی طرف متوجہ

ہو گیا کیا تھا بسبب نہ صبر کر سکنے کے اوپر دیکھنے مسجد نبوی کے بغیر حضور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور نہ کہہ سکنے اذان کے انکے تئین اور آگے آویگا
کہ بلال سید الابدال ہوئے اور جگہ انکی غالبا شام ہو حاصل یہ کہ بلال نے ارادہ شام کے جانیکا کیا بعد وفات آنحضرت کے اور ابوبکر مانع ہوئے انکو اس وقت
مین بلال نے ابوبکر سے کہا ترجمہ کہ اگر ہے تو کہ تونے مجھکو خریدا ہے واسطے نفس اپنے کے یعنی نفس کی خوشی کیواسطے تو نگاہ رکھ مجھکو یعنے
اپنے پاس اور خدمت کرنیکو فرما اور اگر ہے تو کہ نہین خریدا ہے تونے مجھکو مگر واسطے خدا کے اور طلب رضا اور ثواب اسکے پس چھوڑ دو مجھکو ساتھ
عمل خدا کے نقل کی یہ بخاری نے ف یعنے چھوڑ مجھکو تو خدا کے لیے کام کرتا رہوں اور خلق سے کچھ سروکار نہ رکھوں اور بعضی روایت مین آیا
ہو کہ کہا بلال نے مجھکو طاقت بغیر سکے جگہ دیکھنے کی بعد ان کے نہین اور بغیر انکے یہان نہین رہ سکتا ہون بیت مشکل ترا دین ہر عاشق زار رہ
کہ بے دلدار بیند جائے دلدار پس گئے بلال ہمراہ ایک لشکر کے کہ شام کو جاتا تھا اور دمشق ہی مین یا اٹھارویں سال مین وفات پائی اور
یہ حدیث کو رجوع کرنے بلال کی پھر رجوع کرنیکی طرف مدینہ کے بعد دیکھنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خواب مین اور اذان دینے انکے کی
اور کانپ اٹھنے مدینہ کے بسبب اذان انکی کے پس کچھ اصل نہین اسکی وضعی معلوم ہوتی ہے ذکرہ السیوطی فی الذیل (وعن ابی ہریرۃ قال جاء رجل الی رسول
الله صلى الله عليه وسلم فقال اني مجهود فارسل الى بعض نسائه فقالت والذي بعثك بالحق ما عندي الا ماء ثم ارسل الى اخرى فقالت مثل ذلك
وقلن كلهن مثل ذلك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يضيفه يرحمه الله فقام رجل من الانصار يقال له ابو طلحة فقال انا يا رسول الله
فانطلق به الى رحله فقال لامراته هل عندك شيء قالت لا الا قوت صبياني قال فعلليهم بشيء ونوميهم فاذا دخل ضيفنا فاريه انا ناكل فاذا اهوى
بيده لياكل فقومي الى السراج كي تصلحيه فاطفئيه ففعلت فقعدوا واكل الضيف وباتا طاويين فلما اصبح غدا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقال لقد عجب الله او ضحك الله من فلان وفلانة وفي رواية مثله ولم يسم ابا طلحة وفي اخرها فانزل الله تعالى ويؤثرون على انفسهم
ولو كان بهم خصاصة متفق عليه) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہ کہا آیا ایک شخص رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پس کہا اسنے کہ مین تھکا رنج و
مشقت کھینچی ہے یعنے فقیر ہون رنج و مشقت اٹھاتا ہون بھوک وغیرہ سے کچھ دو مجھکو پس بھیجا آنحضرت نے کسی کو اپنی کسی بیوی کے پاس یعنے اسلیے کہ دریافت
کرے کہ اگر کچھ ان پاس ہو تو دیوین اسکے لیے پس کہا ان بیوی نے قسم ہے اس ذات کی کہ بھیجا ہے آپکو ساتھ حق کے نہین ہے میرے پاس یعنے قسم کھانا
پینے کی چیز سے مگر پانی پھر بھیجا آنحضرت نے کسی کو اور بیوی کے پاس پس کہا ان بیوی نے بھی مانند اسکے کہ کہا تھا پہلی بیوی نے یعنے اسیطرح سب بیویون نے
پاس بھیجا اور کہا سب بیویون نے مانند اسکے ف اور شاید کہ یہ حال ہوا ابتدا مین پہلے فتح ہونے خیبر وغیرہ کے اور حاصل ہونے غنائم اور
اموال کے ترجمہ پس فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی کہ مہمانی کرے اسکی رحمت کریگا خدا تعالے اسپر پس کھڑا ہوا ایک شخص انصار
مین سے کہا جاتا تھا اسکو ابو طلحہ ف ح نام انکا زید بن سہل انصاری ہے خاوند ام سلیم کے کہ ہے ماں انس کی ترجمہ پس کہا ابو طلحہ نے مین ضیافت کرونگا
اس شخص کی یا رسول اللہ پس کہا سے گئے ابو طلحہ اس شخص کو طرف گھر اپنے کے پس کہا ابو طلحہ نے واسطے بیوی اپنی کے کہ وہ ماں انس کی تھین کیا
ہے تیرے پاس کچھ طعام کہا اسنے نہین ہے کچھ ہمارے پاس طعام مگر موافق قوت لڑکون میرے کے ف یعنے چھوٹے لڑکون کے لیے کچھ رکھ چھوڑا ہے
کہ انکو بھوک لگتی ہے بار بار رات اور دن مین والا معلوم ہی ہے کہ نہین جائز ہے کھو کا رکھنا بچون کا اور کھلانا مہمانون کا ترجمہ کہا ابو طلحہ نے یعنے اپنی بیوی
پس بہلا دے انکو ساتھ کسی چیز کے اور سلا دے انکو ف گویا ابو طلحہ نے قصد کیا کہ بچے نہ دیکھین کھانا مہمان کا تو کہ خواہش کرین جیسے کہ عادت
بچون کی ہوتی ہے ترجمہ پس جبکہ داخل ہو مہمان ہمارا پس دکھلا اسکو ظاہر مین کہ ہم کھاتے ہین ف یعنے اس طعام مین سے اسلیے کہ مہمان اگر
دیکھتا ہے کہ صاحب خانہ نہین کھاتا تو تشویش خاطر پیدا ہوتی ہے اسکو اور مہمان کے سامنے آ انکی بیوی کا اسلیے ہوا کہ وہ بڑھیا تھین اور یہ قصہ ہے

ظلم ہونے سے پہلے کا ہی ترجمہ پس جسوقت کہ قصد کرے مہمان اور کھانا وسے یا تھا پتا تو کہا وسے بیوی اٹھنا تو طرف چراغ کے اسکے سنوارنے اور بتی
اوکسانے کے لیے پھر بجھا دیا تو اسکو یعنے تو کہ اندھیرا ہو جاوسے اور وہ مہمان اپنے نکھانے سے مطلع نہو پس کیا اس عورت نے ایسا ہی پس تھی وہ
یعنے وہ عورت اور مرد اوسے مہمان اسلام پر اور کھایا مہمان نے اور رات گذاری ابوطلحہ نے اور انکی بیوی نے بھوکے پس جب صبح کی ابوطلحہ نے آئے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنے بسبب معلوم کرنے کے نور کشف سے یا طریق وحی سے البتہ تحقیق عجب کیا
اللہ نے یا کہا راوی نے کہ ہنسا اللہ تعالے یعنے راضی ہوا فلانے مرد اور فلانی عورت سے یعنے نام ابوطلحہ کا اور اسکی بیوی کا لیا اور اور روایت میں ابوہریرہ
سے مانند اس حدیث کے آیا ہی یعنے موافق لفظ و معنی میں اور نام نہیں لیا ابوہریرہ نے یعنے اس روایت میں نہیں کہا نام ابوطلحہ اور بیچ آخر اس روایت
کے یہ آیا ہی پس نازل کی اللہ تعالے نے یہ آیۃ اور ترجیح دیتے ہیں یعنے اپنے مہمانوں کو یا اوروں کو اپنے نفسوں پر اگرچہ ہو انکو حاجت و بھوک نقل کی
یہ بخاری اور مسلم نے (وعنہ قال نزلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منزلا فجعل الناس یمرون فیقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ہذا یا ابا ہریرۃ
فاقول فلان فیقول نعم عبد اللہ ہذا ویقول من ہذا فاقول فلان فیقول بئس عبد اللہ ہذا حتی مر خالد بن الولید فقال من ہذا فقلت خالد بن الولید فقال
نعم عبد اللہ خالد بن الولید سیف من سیوف اللہ رواہ الترمذی) اور یہ بھی روایت ہی ابوہریرہ سے کہ کہا اترے ہم ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے ایک منزل میں پس گذرنے لگے لوگ یعنے پھر ہر جانب سے پس فرماتے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور پوچھتے کہ کون ہی یہ کہ گزرتا ہی اے ابوہریرہ
پس کہتا میں یعنے بیان کرتا میں اسکا نام و صفت پس فرماتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اچھا بندہ خدا کا ہی یہ اور فرماتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
شخص کے لیے کہ گذرتا کون ہی یہ پس کہتا میں یہ فلانا ہی پس فرماتے آنحضرت برا بندہ خدا کا ہی یہ ف شاید کہ یہ فرماتے اس کسی کے لیے کہ جانتے کہ وہ منافق
ہے یا اسلیے کہ مومن کے لیے فرمانا اس بات کا آنحضرت سے دور تھا اور معمول نہ تھا آپ کا اگرچہ راہ و روش بری ہو اور مومن خود اسوقت میں ایسے
ہوتے نہ تھے کہ آپ ایسا کچھ فرماتے انکے حق میں اور اگر ہو تو نہایت کم واللہ اعلم پس ہمیشہ اسی طرح سوال و جواب رہا ترجمہ یہان تک کہ گذرے خالد بن
ولید پس فرمایا آنحضرت نے کون ہی یہ پس کہا میں نے یہ خالد بن ولید ہی ف اور اسمین اشعار ہی اسپر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ میں تھے اور
ابوہریرہ باہر تھے خیمہ کے والا خالد بن ولید جیسے کو کیونکر نہ پہچانتے ترجمہ پس فرمایا اچھا بندہ خدا کا ہی خالد بن ولید ایک تلوار ہی اللہ کی تلواروں میں
سے نقل کی یہ ترمذی نے (وعن زید بن ارقم قال قالت الانصار یا نبی اللہ لکل نبی اتباع وانا قد اتبعناک فادع اللہ ان یجعل اتباعنا منا فدعا
بہ رواہ البخاری) اور روایت ہی زید بن ارقم صحابی سے کہ کہا انصار نے اے پیغمبر خدا کے ہر نبی کے لیے تابعدار تھے اور تحقیق ہمنے تابعداری کی آپکی
پس دعا کرو خدا سے کہ کرے ہمارے تابع ہم میں سے ف یعنے ہمارے خانہ اور موالی کو بھی ہم میں سے کرے کہ انکو بھی انصار کہا جاوے
تو کہ وصیت جو لوگوں کو ہمارے حق میں احسان کرنے کی ہی انکو بھی شامل ہو جیسا کہ فرمایا اوصیکم بالانصار اور فرمایا فاقبلوا من محسنہم وتجاوزوا عن مسیئہم
اور سوا اسکے انکے جو مناقب اور فضائل اور عنایتیں اور کرامتیں ہمارے لیے فرمائی ہیں وہ بھی انمین شریک ہوں یا معنے یہ ہیں کہ دعا کیجیے کہ کرے
ہمارے تابعوں کو ہمسے یعنے متصل ساتھ ہمارے اور پیرو ہمارے نیکی کرنے میں اور اوپر طریقہ اور سیرت ہمارے کے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالے نے
والذین اتبعوہم باحسان ترجمہ پس دعا کی آنحضرت نے ساتھ اسکے یعنے ساتھ کرنے اتباع انکے کے انمین نقل کی یہ بخاری نے (وعن قتادۃ قال
ما نعلم حیا من احیاء العرب اکثر شہیدا اعز یوم القیامۃ من الانصار قال وقال انس قتل منہم یوم احد سبعون ویوم بئر معونۃ سبعون ویوم الیمامۃ
علی عہد ابی بکر سبعون رواہ البخاری) اور روایت ہی قتادہ سے کہ کہا نہیں پہچانتے ہم کسی قبیلہ اور قوم کو قبائل عرب سے کہ بہت ہوں شہید
اور بہت عزیز ہوں روز قیامت کے انصار سے کہ شہید انکے بہت ہونگے اور عزیز ہونگے یعنے روز قیامت کے متحقق ہوگا کہ کس کثرت سے وہ

مارے گئے ہیں اور کیا غرض ہو گی انکو اور کہا انس نے مارے گئے انصار سے روز احد کے ستر شخص ف ظاہر مراد یہ ہی کہ انصار اور مہاجرین سے
لوگ ملکر ستر مارے گئے اسلیے کہ یہ روایت کی ہی ابن مندہ نے کہ علما حدیث اور سیر سے ہی حدیث ابی سے کہ قتل کیے گئے انصار میں سے روز احد کے
چونسٹھ شخص اور مہاجرین میں سے چھ شخص تتمہ اور مارے گئے روز بیر معونہ کے ستر شخص کہ انکو قرا کہتے تھے اور قصہ انکا سیر کی کتابوں میں مذکور ہی
اور ستر شخص مارے گئے روز جنگ یمامہ کے حضرت ابو بکر کے زمانہ میں کہ وہ مسیلمہ کذاب کی قوم کے ساتھ لڑنے کو گئے تھے نقل کی یہ بخاری نے (وعن
قیس بن ابی حازم قال کان عطاء البدریین خمسۃ آلاف خمسۃ آلاف وقال عمر لافضلنهم علی من بعدهم رواه البخاری) اور روایت ہی قیس بن
ابی حازم سے کہا تھی عطا بدر والوں کی پانچ پانچ ہزار یعنی جو کہ جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے انکے ہر ہر شخص کو بیت المال میں سے پانچ پانچ ہزار درہم
ملے تھے اور کہا عمر نے البتہ فضیلت دیتا ہوں میں انکو انکے غیر پر جو مرتبہ میں نقل کی یہ بخاری نے ف یعنی عطا میں انکی کامل ہوں بخلاف غیر انکے
کے اور میں بھی فضیلت دیتا ہوں انکو انکے غیر پر اگرچہ زیادہ کروں میں اس مقدار پر باب تسمیۃ من سمی من اہل بدر فی الجامع
للبخاری یہ باب ہی بیچ بیان ذکر کرنے ناموں ان کا اہل بدر سے کہ جنکے نام ذکر کیے گئے ہیں بیچ کتاب جامع کے واسطے بخاری کے ف جاننا
چاہیے کہ بخاری نام ایک جماعت کا اہل بدر سے کہ اپنی کتاب میں انکو ذکر کیا ہی اور [illegible] میں لایا ہی ایک باب علیحدہ میں بطریق اجمال مفصل سے لایا ہی
تو ساتھ معرفت فضیلت سبقت اور رجحان انکے کے اوپر غیر اپنے کے جدی اثر دعا ساتھ رحمت و رضوان کے کیا واسطے اور کہا ہی علما نے کہ دعا وقت
ذکر انکے کے صحیح بخاری میں قبول ہوتی ہی اور ذکر انکا اوپر ترتیب حروف تہجا کے کیا ہی سوائے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفا اربعہ کے کہ انکو
مقدم کیا ہی اور باقی کو بترتیب حروف تہجا کے لایا ہی اور مولف نے بھی اسی روش پر اتباع اسکا کیا ہی انتہے اور ملا علی قاری نے کہا کہ یعنی یہ ذکر ہی ان اہل بدر
کا کہ جنکا نام ذکر کیا گیا ہی صحیح بخاری میں حقیقۃ یا حکما تو کہ داخل ہوں عثمان بھی نہ انکا کہ جنکا نہیں نام لیا گیا بخاری میں اور نہ انکا کہ نہیں ذکر کیے گئے
اصلا کہا میرک نے کہ مراد انسے کہ جنکے نام ذکر کیے گئے ہیں وہ ہیں کہ آیا ہی ذکر انکا صحیح بخاری میں خواہ روایت انسے ہی یا انکے غیر سے یا بیچ کہ وہ حاضر
ہوئے ہیں بدر میں یہ نرا ذکر انکا بدون تصریح کرنے اسکے کہ وہ حاضر ہوئے ہیں بدر میں اور ساتھ اسی کے جواب دیا گیا ہی نہ ذکر کرنے انکے سے جیسے ابو عبیدہ بن الجراح
کو اسلیے کہ وہ حاضر ہوئے ہیں بدر میں باتفاق اہل حدیث اور سیر کے اور ذکر کیا ہی انکو صحیح بخاری میں کتنی جگہہ مگر کہ نہیں واقع ہوا ہی انمیں صریح ذکر اسکا
کہ وہ حاضر ہوئے ہیں بدر میں تمام ہوا کلام میرک کا اور اوپر گذر چکا بیچ روایت ابی داود کے ابن عمر سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نکلے روز بدر کے
ساتھ تین سو اور پندرہ آدمیوں کے اور ایک روایت میں آیا ہی کہ مشرکین ہزار تھے اور صحابہ تین سو اور تیرہ پس اول انکے اور پیشوا اور سردار ان کے
اور تمام عالم کے لوگوں کے (النبی محمد بن عبد اللہ الہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم) نبی محمد بیٹے عبد اللہ کے ہاشمی ف شروع کیا حضرت کے
ذکر سے تیمنا اور تبرکا یا واسطے دفع توہم اسکے کہ وہ نہیں تھے ساتھ انکے ولادت آپکی سال فیل میں اور بعثت آپکی شروع چالیس برس پر ہوئی اور وفات
آپکی [illegible] برس میں اور عمر شریف آپکی تریسٹھ برس کی آپ سردار سب رسولوں کے اور خاتم النبیین تھے صلے اللہ علیہ وسلم وعلے آلہ واصحابہ
واتباعہ واحزابہ اجمعین (عبد اللہ بن عثمان ابو بکر الصدیق القرشی ثم التیمی) عبد اللہ بیٹے عثمان کے ابو بکر صدیق قرشی ف تیم بن مرہ سے کہ انمیں
جمع ہونا انکا ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پانچویں واسطہ پر یعنی پانچویں پشت میں نسب انکا اور حضرت کا ملتا ہی نام انکا جاہلیت میں عبد الکعبہ
تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکا نام عبد اللہ اور عتیق رکھا اور کنیت انکی ابو بکر اور بعضوں نے کہا کہ عتیق قدیمی نام انکا ہی آیا ہی کہ انکی ماں کے
یہاں بچہ نہ جیتا تھا اور جب یہ پیدا ہوئے تو ماں انکی انکو خانہ کعبہ کے آگے لے گئی اور کہا کہ خداوندا اسکو موت سے آزاد کر [illegible] مجکو اور بعضوں نے
کہا کہ عتیق انکو بسبب حسن اور جمال روے اور اچھے ہونے قوم انکی کے کہتے تھے اسلیے کہ عتیق معنے کرم اور جمال اور نجابت کے بھی آیا ہی اور اتفاق

پیغمبر خدا کے چچا کے بیٹے تھے اور بھائی آپ کے ساتھ مواخات کے سبب بھائی چارہ بھی اُنسے ہوا تھا اور خاوند فاطمہ زہرا کے اور باپ حسن اور حسین کے اور
اول ہاشمی ہیں کہ پیدا ہوئے دو ہاشمیوں سے اور قدیم الاسلام تھے اور بقول جماعت کثیر کے صحابہ سے اول اسلام بھی لائے ہیں اور کہا ہے علما نے کہ نبی ہوئے
آنحضرت پیر کے دن اور اسلام لائے علی رضی اللہ عنہ منگل کو اور عمر اُنکی اُسوقت تین برس کی تھی یا سات برس کی تھی اور امین اور شریف اور ہادی اور مہدی
اور یعسوب المسلمین اور ابو الریحانتین اور ابو تراب اُنکے لقبوں میں سے ہیں اور تھے وہ رضا میانہ قد نہایت گندم گون مائل بسبزی کشادہ دہن بدن پر بال
بہت تھے روشن چہرہ چمکتا جمال بزرگ چشم عظیم البطن خوب سیاہ چشم گھنی تھی داڑھی اُنکی اور طویل اور عریض تھے خوبصورت خندہ دہن تھے مانند چاند چودھویں
رات کے قوی دل شجاع منصور یعنے اللہ کی مدد ہوتی تھی اور فتحیاب ہوتے تھے جہاں لڑنے کو جاتے واسع العلم کثیر الزہد سخی النفس رضی اللہ عنہ و
کرم وجہہ ابن عباس سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے نیزہ لیا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا روز بدر کے اور کہا حاکم نے کہ نیزہ لیا اُنھوں نے
روز بدر کے اور سب غزوں میں روایت کیا اُسکو امام احمد نے مناقب میں مدت اُنکی خلافت کی پانچ برس اور شہادت اُنکی جمعہ کو وقت سحر کے سترھویں
رمضان سن چالیس میں ہوئی اور عمر اُنکی تریسٹھ برس کی صحیح و مختار ہے پھر جاننا چاہیے کہ مصنف نے یہاں تک رعایت کی ہے ترتیب تہجی کی پھر اتفاقاً
کیا ترتیب حروف تہجی کا (اَلْاِیَاسُ بْنُ بُکَیْرٍ) ترجمہ ایاس بیٹے بکیر کے فتح [illegible] اور بعضے نسخوں میں البکیر الف لام سے ہے اور ایاس ساتھ زیر ہمزہ اور تخفیف تحتانیہ کے آخر میں سین مہملہ و
بکیر ساتھ موحدہ پیش کے اور فتح کاف اور جزم تحتانیہ تصغیر بکر کے اور بعضوں نے روایت بخاری سے بکیر ساتھ دال کے ہے اور تشدید کاف کے بدلے کیا ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے
مہاجرین اولین سے حاضر ہوئے بدر میں اور ان جہادوں میں کہ بعد بدر کے ہیں اور تھا اسلام اُنکا اور اسلام اُنکے بھائی عامر بن بکیر کا دار ارقم میں اور وہ اور
اُنکے بھائی اور خالد اور عاقل اور عامر سب صحابی تھے اور اہل بدر سے وفات اُنکی سن چونتیس میں ہوئی (بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ مَوْلَى اَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ)
ت بلال بیٹے رباح کے غلام آزاد ابوبکر صدیق کے فتح [illegible] مؤذن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کنیت اُنکی ابو عبد الرحمن ہے اور بعضوں نے
ابو عبد اللہ کہی اور بعضوں نے ابو عبد الکریم اور بعض راویوں نے ابو عامر اور ماں اُنکی حمامہ ساتھ زبر حا مہملہ اور تخفیف میم کے بلال قدیم الاسلام ہیں
اسلام مکہ میں اُنھوں ہی نے ظاہر کیا اور عذاب کیے گئے دین خدا میں اور آسان ہوا اُنپر نکلنا روح کا اور عذاب دیتا تھا اُنکو امیہ بن خلف جمحی کہ مالک اُنکا تھا
اور آخر کو بدر میں بلال ہی کے ہاتھ سے مارا گیا اُسکا قصہ طویل ہے اور کھینچتا تھا اُنکو مالک اُنکا امیہ لوہے کی زرہ میں اور ڈالدیتا آفتاب میں اور
کوٹتا تھا اُنکو لکڑی سے پس ابوبکر صدیق نے اُنکو خرید کیا اور آزاد کیا اور حکم کیا آنحضرت نے اُنکو بیچ سال فتح کے ساتھ کہنے اذان کے اوپر کعبہ کے
اور فضائل اُنکے بہت ہیں اور بس ہے اُنکی فضیلت میں کہ آنحضرت نے فرمایا سابقین چار ہیں میں سابق عرب ہوں اور بلال سابق حبشہ اور صہیب
سابق روم اور سلمان سابق فرس اور تھے بلال رضی اللہ عنہ سخت گندم گون دراز قد بہت بال والے وفات پائی دمشق میں بیسویں سال میں اور بعضوں
نے کہا اٹھارویں سال میں اور عمر اُنکی کچھ اوپر ساٹھ برس کی تھی اور بعضوں نے کہا ستر برس کی اور کچھ احوال اُنکا اوپر کے باب کی تیسری فصل میں گذرا ہے
گذرا ہے (حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْهَاشِمِيُّ) ترجمہ اور حمزہ بیٹے عبد المطلب کے ہاشمی فتح ح اور لقب اُنکا سید الشہداء اور اسد اللہ بھی آیا ہے اور ماں اُنکی ہالہ تھی
وہب کی بہن آمنہ بنت وہب کی کہ جو والدہ تھیں آنحضرت کی پس یہ خالہ زاد بھائی بھی تھے حضرت کے اور تھے نہایت شجاع اور قوی اور احوال اُنکی بہادری
و دلاوری کے بہت ہیں اور روایت میں آیا ہے کہ دیکھا میں نے ملائکہ کو کہ غسل دیتے ہیں حمزہ بن عبد المطلب کو اور حنظلہ بن راہب کو اور یہ بھی آیا ہے کہ لکھا ہوا ہے
ہیں وہ نزدیک خدا تبارک و تعالیٰ کے ساتویں آسمان میں حمزہ بن عبد المطلب اسد اللہ و اسد رسولہ اور باقی احوال اُنکا اوپر گذرا (حَاطِبُ بْنُ اَبِیْ بَلْتَعَةَ
حَلِیْفٌ لِقُرَیْشٍ) ترجمہ حاطب بیٹے ابی بلتعہ کے ہم قسم قریش کے فتح ح کنیت اُنکی ابو عبد اللہ ہے حاضر ہوئے بدر میں اور خندق میں اور اور غزوات
میں کہ بعد اُنکے ہوئے وفات پائی سال تیسرے میں بیچ مدینہ کے اور عمر اُنکی پینسٹھ برس کی ہوئی اور قصہ اُنکی کتابت کا طرف اہل مکہ کے پہلے باب میں

ہمراہ آنحضرت کے اور تھے غزوہ بدر مین ہمراہ طلحہ بن عبید اللہ کے واسطے خبر لینے قافلہ قریش کے گئے تھے گندم گون دراز قد جمع ہوتے ہین ساتھ
آنحضرت کے گیارہوین پشت مین بیچ کعب بن لوی کے اور اسلام لائے وہ بیس برس کی عمر مین اور کہا دیکھا مین نے اپنے کو کہ باندھا تھا مجھکو عمر نے
اسلام لانے پر اور اسلام لائین بیوی انکی فاطمہ بیٹی خطاب کی پہلے اپنے بھائی عمر بن الخطاب کے اور مرے وہ عقیق مین قریب مدینہ کے سن اکیاون
یا باون مین اور عمر انکی کچھ اوپر ستر برس کی ہوئی اور انکے باپ زید بن نفیل نے جاہلیت مین دین ابراہیم اختیار کیا تھا اور وہ بچے مشرکون سے پرہیز کیا تھا
اور آنحضرت سے بھی پہلے اترنے وحی کے ملاقات کی اور انکو موحد الجاہلیت کہتے تھے (سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ الْاَنْصَارِيُّ) ترجمہ سہل بن حنیف انصاری
ف ح بدر اور احد اور اور جہادون مین حاضر ہوئے اور روز احد کے ساتھ آنحضرت کے ثابت رہے اور بعد آنحضرت کے مصاحب حضرت علی کے رہے
امیر المومنین نے انکو مدینہ مین خلیفہ کیا پھر ولایت فارس پر حاکم کیا اور کوفہ مین بیچ سن اڑتیس کے وفات پائی اور علی رض نے انپر نماز ادا کی (ظُهَيْرُ بْنُ رَافِعٍ الْاَنْصَارِيُّ
وَاَخُوْهُ) ترجمہ ظہیر بیٹے رافع کے انصاری اور بھائی انکے ف ح ظہیر ساتھ زیر ظا مصغر کے اور ملا علی نے کہا ساتھ تصغیر کے اور بھائی ظہیر کے خواج بن رافع
اور ملا علی نے کہا مظہر نام تھا انکا ساتھ پیش میم اور زیر ظا کے اور زیر ہا مشدد کے دونون اہل بدر سے ہین حاضر ہوئے بدر مین اور اور جہادون مین کہ بعد بدر
ہوئے (عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ الْهُذَلِيُّ) ترجمہ عبد اللہ بن مسعود ہذلی ف ح ساتھ پیش ہ کے اور زیر ذال کے نسبت ہے طرف قبیلہ بنی ہذیل کے بغیر قبائل
قریش سے اور احوال انکا اوپر مذکور ہوچکا (عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ الزُّهْرِيُّ) ترجمہ عبد الرحمن بیٹے عوف کے زہری ف ح اولاد زہرہ بن کلاب سے
جمع ہوتے ہین ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلاب بن مرہ مین چھٹے واسطے کر اور تھا نام انکا جاہلیت مین عبد الکعبہ پیدا ہوئے دس برس بعد سال
فیل کے اسلام لائے ابوبکر صدیق کے ہاتھ پر ابتداء اسلام مین اور انکی ماں بھی مسلمان ہوئی اور ہجرت کی انھون نے حبشہ کو دو ہجرت اور حاضر ہوئے
بدر مین اور تمام جہادون مین ساتھ آنحضرت کے اور ثابت رہے روز احد کے اور پہونچے انکو بیس زخمون سے زیادہ اور ادا کی رسول خدا نے انکے پیچھے نماز ایک
سفر مین اور تمام کی آپ نے نماز جو کچھ کہ باقی رہی تھی جیسے کہ حکم مسبوق کا ہے مگر غزوہ تبوک مین نہین گئے اور تلافی کی اسکی ساتھ تصدق کرنے چار ہزار دینار کے
راہ خدا مین بعد ازان ساتھ چالیس ہزار دینار کے اور سوار کیا لوگون کو پانسو گھوڑون پر راہ خدا مین پھر پانسو اونٹون پر اور خبر گیری کی ازواج مطہرات کی بعد
آنحضرت کے اور تھا اکثر اموال انکا تجارت سے اور مناقب انکے بہت ہین اور تھے وہ دراز قد نہایت چہرہ سرخ سفید لنگڑے ہوگئے تھے بسبب تیرون کے کہ
انکے پانو مین لگے تھے اور تھے اغنیا صحابہ سے اور وقت ہجرت کرنے کے مدینہ کو فقیر تھے اور یہ خیر و برکت انکو مدینہ مین حاصل ہوئی اور جب وفات پائی تو چار بیویان
انکی تھے اور صلح کی گئین وہ بیچ تہائی آٹھوین حصہ پر کہ حق انکا تھا بیچ اسی ہزار درہم یا دینار کے اور وصیت کی وقت وفات کے ہر ایک کے لیے اہل بدر مین سے چار
چار سو دینار کے وصیت کی اور تقسیم کی گئی میراث انکی ایک ہزار اور ساٹھ اونٹ پر مین پہونچے ہر ایک کو اسی اسی ہزار درہم اور جب سنی انھون نے حدیث عائشہ سے کہا
سنا مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا دیکھا مین نے عبد الرحمن بن عوف کو کہ جاتے ہین بہشت مین اور گھٹتے ہین اسمین الطریق جو سے کہ لڑکون کی
چال جو سرین پر تصدق کیے ساتھ تمام قافلہ کے کہ شام سے آیا تھا ساتھ سو اونٹ یا لا اونٹ اور جھولون بہت بسبب شکرانہ اس بشارت دخول جنت کے اور تھے
وہ رضی اللہ عنہ کہ دراز ادا کرتے تھے نماز کو پہلے ظہر سے اور روایت ہے کہ وقت وفات کے بیہوش ہوئے اور جب ہوش مین آئے تو کہا کہ آئے میرے پاس دو
فرشتے سخت درشت خو اور کہا کہ اسکو آگے حاکم عزیز امین کے لیجاتے ہین ہم اور دو فرشتے اور آئے اور کہا انکو کہ کہان لیے جاتے ہو انھون نے کہا لیے جاتے ہین
ہم اسکو آگے عزیز امین کے ان فرشتون نے کہا کہ چھوڑ دو اسکو کہ سبقت کی ہے سعادت نے اسمین جب وقت کہ ماں کے پیٹ مین تھا روایت کیا اسکو ابو نعیم اور ابن
عساکر نے اور وہ فتوی دیا کرتے تھے ابوبکر اور عمر اور عثمان کے عہد مین اور وفات پائی حضرت عثمان کی خلافت مین اور جب وفات پائی تو حضرت علی نے کہا کہ جا
تو اے ابن عوف کہ صاف پی تو نے اور دور کی راندہ یعنی مناقب انکے بہت ہین اور انکے اسلام لانے کا قصہ غریب ہے اسماء الرجال مین اسکو نقل کیا ہے جنے (عُبَيْدَةُ

بن الحارث القرشی) ترجمہ عبیدہ بیٹے حارث کے قریشی ف ح کنیت انکی ابو الحارث اور بعضون نے کہا کہ ابو معاویہ عبیدہ بیٹے حارث کے بیٹے عبد المطلب
کے بیٹے عبد مناف کے آنحضرت سے دس برس بڑے تھے اسلام لائے پہلے آنے کے دار ارقم مین اور ہجرت کی انھون نے ساتھ دو بھائیون اپنے
کے کہ طفیل اور حصین نام رکھتے تھے اور لڑے روز بدر کے ولید بن عتبہ سے اور دو چوٹین ہوئین درمیان انکے اور موے عبیدہ اُس سے اور مارا گیا ولید اُسی روز
روایت کی اُنسے علی ابن ابی طالب نے (عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ الْاَنْصَارِیُّ) ترجمہ عبادہ بیٹے صامت کے انصاری ف ح انصار کے سردارون
مین سے تھے حاضر ہوئے عقبہ اولے اور ثانیہ اور ثالثہ مین اور حاضر ہوئے بدر مین اور تمام جہادونمین اور یہ ایک شخص تھے انمین سے کہ جنہون نے جمع کیا
قرآن کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین اور تھے درازقد جسیم خوبصورت بھیجا انکو عمر رضی اللہ عنہ نے شام مین قاضی و معلم کر کے حمص مین اقامت
کی بعد ازان فلسطین مین آرہے اور رملہ مین وفات پائی اور بعضون نے کہا بیت المقدس مین سن چونتیس مین اور عمر ہوئی انکی بہتر برس کی اور بعضون نے کہا
کہ معویہ کے زمانہ تک باقی تھے (عَمْرُو بْنُ عَوْفٍ حَلِیفُ بَنِی عَامِرِ بْنِ لُؤَیٍّ) ترجمہ عمرو بن عوف ہم قسم بنی عامر بن لوی کے ف ح انصاری ہین حاضر ہوئے
بدر مین اور سکونت اختیار کی مدینہ مین اور اولاد موے مدینہ ہی مین بیچ آخر ایام معویہ کے اور تھے قدیم الاسلام اور یہ ان لوگون مین سے ہین کہ نازل ہوئی انکے
حق مین وتری اعینہم تفیض من الدمع یعنے اور دیکھتا ہے تو آنکھین انکی کہ جاری ہین انسے آنسو اور روایت کی حضرت سے ایک حدیث کہ فرمایا نہین ڈرتا ہون تم
پر فقر سے ڈرتا ہون مین فراخی دنیا سے الخ (عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو الْاَنْصَارِیُّ) ترجمہ عقبہ بیٹے عمرو کے انصاری ف ح کنیت انکی ابو مسعود ہے اور بدری ہین
مشاہیر صحابہ سے حاضر ہوئے عقبہ ثانیہ مین اور جمہور اسپر ہین کہ نسبت انکی طرف بدر کے بسبب سکونت کے ہے کہ وہان رہتے تھے نہ بسبب حاضر ہونے کے
جنگ بدر مین وفات پائی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت مین اور بعضے کہتے ہین بعد اسکے سن اکتالیس یا بیالیس مین (عَامِرُ بْنُ رَبِیعَةَ الْعَنَزِیُّ) ترجمہ
عامر بیٹے ربیعہ کے عنزی ف ح ساتھ عین مہملہ اور نون مفتوحتین کے اور یہ نسبت ہے عنزہ کی طرف کہ انکے اجداد سے ہے اور جامع الاصول مین العدوی ساتھ
عین مہملہ اور واو کے حلیف بن عدی ہے اور اسلیے انکی نسبت مین عدوی بھی واقع ہوا اور کاشف مین حلیف آل خطاب کا کہا ہجرت کی دونون ہجرتین اور
حاضر ہوئے بدر مین اور سب جہادون مین اور اسلام لائے پہلے عمر رضی اللہ عنہ سے اور وفات پائی سن بتیس یا چونتیس مین اور قول اول مشہور ہے اور ثانی
موافق ہے ساتھ اُس مضمون کے کہ کاشف مین کہا کہ موے پہلے عثمان کے (عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِیُّ) ترجمہ عاصم بیٹے ثابت کے انصاری ف ح
حاضر ہوئے بدر مین اور یہ وہ شخص ہین کہ نگاہ رکھا انکو زنبورون یعنے بھڑون نے جس وقت کہ چاہا مشرکون نے کہ سر انکا کاٹ لین بسبب اسکے کہ مارڈالا تھا
انھون نے کسی سردار کو انکے سردارون مین سے اور انھون نے دعا کی تھی خدا عز وجل سے کہ ہاتھ مشرک کا مجھ کو نہ پہونچے پس بھیجا خدا تعالے نے
زنبورون کو پس بچایا انکو مشرکون کے ہاتھ سے اور جب رات ہوئی ایک رو آئی اور انکو لیگئی اور یہ قصہ غزوہ رجیع مین ہوا اور وہ جد مادری عاصم بن عمر
بن الخطاب کے ہین رضی اللہ عنہما (عُوَیْمُ بْنُ سَاعِدَةَ الْاَنْصَارِیُّ) ترجمہ عویم بیٹے ساعدہ کے انصاری ف ح حاضر ہوئے دونون عقبون اور بدر مین
اور تمام غزوون مین اور وفات پائی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات مین اور عمر انکی پینسٹھ یا چھیاسٹھ برس کی ہوئی (عِتْبَانُ بْنُ مَالِکٍ الْاَنْصَارِیُّ)
ترجمہ عتبان بیٹے مالک کے انصاری ف ح حاضر ہوئے بدر مین روایت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور انسے روایت کی انس بن مالک اور
محمود بن ربیع نے اور تھے وہ نابینا اور قصہ انکے عذر کرنیکا آنے سے مسجد مین اور آنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکے گھر مین اور ادا کرنے نماز کا اسمین تاکہ
انکو جگہ نماز کی پکڑین مذکور ہے صحیح بخاری مین اور وہ خزرجی سلمی ہین معویہ کے زمانہ مین وفات پائی (قُدَامَةُ بْنُ مَظْعُونٍ) ترجمہ قدامہ بیٹے مظعون کے
ف ح ساتھ زے معجمہ اور جزم ظا معجمہ کے اور عین مضموم کے اور قدامہ ساتھ پیش قاف اور تخفیف دال مہملہ کے قریشی ہین ماموں عبد اللہ بن عمر کے
ہجرت کی حبشہ مین اور حاضر ہوئے بدر مین اور تمام جہادونمین ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور عامل کیا انکو عمر بن الخطاب نے بحرین کا بعد ازان

معزول کیا روایت کی ہے اُنسے عبد اللہ بن عمر نے اور وفات پائی سن چھتیس ہجری میں اٹھتر برس کی عمر میں (قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ الْأَنْصَارِيُّ) ترجمہ قتادہ بیٹے نعمان
کے انصاری ف۔ صحابی ہیں اور مشہور قتادہ تابعی اور ہیں کہ بصری ہیں اور نابینا حافظ مفسر تھا اور حافظہ خوب رکھتے تھے اپنے زمانہ میں کہ جو سنتے تھے
یاد ہوجاتا تھا روایت رکھتے ہیں انس بن مالک سے اور حسن بصری سے اور سعید بن مسیب سے اور یہ قتادہ صحابی حاضر ہوئے عقبہ میں اور بدر میں
اور انکے بعد کے جہادوں میں مرے سنہ تئیس میں اور نماز پڑھی اُنپر عمر رضی اللہ عنہ نے اور تھے فضلاء صحابہ سے (مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ) ترجمہ
معاذ بن عمرو بن الجموح ف۔ ساتھ زبر جیم اور پیش میم کے اور آخر میں ح ہے خزرجی ہیں حاضر ہوئے عقبہ اور بدر میں وہ اور باپ انکے عمرو بن الجموح
اور یہ وہی ہیں کہ قتل کیا انہوں نے ساتھ معاذ بن عفراء کے ابو جہل کو جیسا کہ ذکر انکا باب قسمۃ الغنائم میں ہو چکا ہے (مُعَوِّذُ بْنُ عَفْرَاءَ وَأَخُوهُ) ترجمہ معوذ بیٹے
عفراء کے اور بھائی انکا ف۔ یعنی معاذ بن عفراء اور معوذ ساتھ پیش میم اور زبر عین اور زیر واو مشدد کے اور عفراء ساتھ زبر عین مہملہ اور جزم فاء کے
اور مد ہمزہ کے نام انکی ماں کا ہے اور نام انکے باپ کا حارث بن رفاعہ انصاری اور معوذ قاتل ابو جہل کا ہے باعانت اپنے بھائی معاذ کے اور معوذ نے
بعد اسکے قتال کیا اور مارے گئے اور معاذ باقی رہے اور اور جہادوں میں شریک رہے معوذ اور معاذ بیٹے عفراء کے دونوں اہل بدر سے ہیں اور انکا ایک
بھائی اور ہے کہ نام اسکا عوف ہے وہ بھی بدر میں مارا گیا (مَالِكُ بْنُ رَبِيعَةَ أَبُو أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ) ترجمہ مالک بیٹے ربیعہ کے ابو اسید انصاری ف۔
ساتھ پیش ہمزہ اور زبر سین اور جزم ی کے ابو اسید کنیت مالک کی ہے اور مشہور ہیں ساتھ کنیت کے حاضر ہوئے بدر میں اور تمام جہادوں میں اور وہ ساعدی
ہیں مرے سنہ ساٹھ میں پچھتر یا اٹھتر برس کی عمر میں بعد نابینا ہونے کے اور بدریوں میں سب سے پیچھے یہی مرے ہیں (مِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ
بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ) ترجمہ مسطح بیٹے اثاثہ کے بیٹے عباد کے بیٹے مطلب کے بیٹے عبد مناف کے ف۔ مسطح ساتھ زیر میم اور جزم سین اور زبر طا کے
اور اثاثہ ساتھ پیش ہمزہ کے اور دو ثا مثلثہ کے اور عباد ساتھ زبر عین اور تشدید ب کے مسطح حاضر ہوئے بدر میں اور احد میں اور جہادوں میں کہ بعد
انکے ہوئے اور یہ وہی ہیں کہ کہا عائشہ کے حق میں جو کچھ کہا قصہ افک میں یعنی بہتان زنا میں اور درے مارے انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں
میں کہ درے لگائے انکو اور کہتے ہیں کہ مسطح لقب انکا ہے اور نام انکا عوف اور وفات ہوئی انکی سن چونتیس میں اور عمر انکی چھپن برس کی ہوئی (مُرَارَةُ بْنُ
الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيُّ) ترجمہ مرارہ بیٹے ربیع کے انصاری ف۔ مرارہ ساتھ پیش میم کے اور تخفیف رائیں کے اور ربیع ساتھ زبر را اور زیر ب کے مرارہ
بنی عمرو بن عوف سے ہیں حاضر ہوئے بدر میں اور یہ انھیں تینوں میں سے ہیں کہ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے بہت مشہور انمیں کعب بن مالک ہیں
دوسرے ہلال بن امیہ اور تیسرے یہ اور توبہ قبول کی انکی حق عزوجل نے اور نازل کیں آیتیں قرآن کی انکے حق میں اور اسی سبب سے نام رکھا گیا اسکا سورہ
توبہ (مَعْنُ بْنُ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيُّ) ترجمہ معن بیٹے عدی کے انصاری ف۔ معن ساتھ زبر میم اور جزم عین کے اور عدی ساتھ زبر عین اور زیر دال
مہملہ اور تشدید ی کے یہ ہم قسم ہیں بنی عمرو بن عوف کے اور اسی سبب سے کہا جاتا ہے انکو انصاری حاضر ہوئے بدر میں اور اور جہادوں میں کہ بعد اسکے
ہوئے اور حاضر ہوئے عقبہ میں اور بھائی چارہ کر دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان انکے اور درمیان زید بن الخطاب کے کہ جو بھائی تھے حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کے اور شہید ہوئے دونوں معارک یمامہ کے حضرت صدیق کی خلافت میں (مِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو الْكِنْدِيُّ حَلِيفُ بَنِي زُهْرَةَ) ترجمہ مقداد بیٹے عمرو کے
کندی ہم قسم بنی زہرہ کے ف۔ مقداد ساتھ زیر میم کے اور کندی ساتھ زیر کاف اور جزم نون کے اور انکو مقداد بن الاسود بھی کہتے تھے اور کندی اس
سبب سے کہتے تھے کہ باپ انکا عمرو ہم قسم کندہ کا تھا اور ہم قسم ہوئے وہ خود اسود بن عبد یغوث زہری سے اس سبب سے زہری کہا اور انکو ابن الاسود
بھی اسی سبب سے کہتے تھے اور قدیم الاسلام تھے وہ اور بعض کہتے ہیں بعد پانچ آدمیوں کے چھٹے یہ اسلام لائے اور بہت بزرگ اور نیک تھے
اصحاب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہیں روایت کی ہے اُنسے حدیثیں علی بن ابی طالب اور طارق بن شہاب وغیرہ نے اور وفات پائی جرف میں

کہ ایک موضع ہے تین کوس مدینہ سے اور اٹھا کر لائے گئے طرف مدینہ کی اور دفن کیے گئے بقیع میں سنہ بتیس میں اور عمر انکی ستر برس کی ہوئی اور نماز ادا
کی انپر عثمان بن عفان نے (ہِلَالُ بْنُ اُمَیَّۃَ الْاَنْصَارِیُّ) ترجمہ ہلال بیٹے امیہ کے انصاری ہیں ف ایک صحابی ہیں ان تین میں سے کہ پیچھے رہ گئے تھے
غزوۂ تبوک سے اور توبہ قبول کی خدائے تعالیٰ نے انکی قذف یعنی بہتان زنا کیا اپنی بیوی کو پس لعان کی حاضر ہوئے بدر میں اور روایت کی انسے
جابر بن عبداللہ اور عبداللہ بن عباس نے (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ اَجْمَعِیْنَ) راضی ہوا اللہ ان سب سے فائدہ جاننا چاہیے کہ اہل بدر کے ناموں کی
گنتی میں اختلاف ہے بعضوں نے تین سو تیرہ اور بعضوں نے تین سو چودہ چنانچہ تیرہ ... چودہ اور سترہ کی روایتیں اوپر مذکور ہوئیں اور استیعاب میں
تین سو ... نقل کیے ہیں ... ہیں اور باقی اور جعفر بن حسن بن عبدالکریم برزنجی نے ایک رسالہ متضمن اسماء مبارکہ انکے بیچ فضائل
و فوائد انکے کے مسمّٰی بجالیۃ الکرب باصحاب سید العجم والعرب لکھا ہے اسمیں تین سو ... لکھے ہیں کتنی ہی کتابوں سے لیکن لکھا ہے کہ مرجح اقوال سے بیچ گنتی انکی
... ہے کہ وہ تین سو اور تیرہ اشخاص ہیں ... استیعاب ... لکھا ہے پس اس عاجز نے اسماء مبارکہ مذکورہ استیعاب سے نقل کیے اور
فضائل و فوائد بطریق اختصار کے رسالہ مذکورہ سے نقل کیے اور اسماء مبارکہ کو جس طرح رسالہ مذکورہ میں متضمن لفظ دعا و توسل کر کے لکھا ہے میں نے بھی
اسی طرح لکھا اور اخیر میں انکے ایک دعا ... مشکل المعانی لکھی تھی اس عاجز نے چاہا کہ انکے ایک دعا ... کی لکھ دی ہے ...
ہر بیان اول تو کچھ انکے فضائل میں سے سنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے بشارت دی ہے انکو جنت کی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر کہ فرمایا انکے حق میں
فَقَدْ وَجَبَتْ لَکُمُ الْجَنَّۃُ یعنی تحقیق واجب ہوئی تمہارے لیے جنت اور انکے فضائل میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بخشدیے انکے ... انکے پچھلے گناہ
انکے یہان تک کہ اگر فرض کیا جاوے صادر ہونا گناہ کا کسی سے انمیں سے تو حاجت توبہ کی نہیں تھی انکو اسلیے کہ جب واقع ہوا ... اگرچہ
مترتب ہوتے فاعل پر حکم اسکا شرعاً دنیا میں اور انکے فضائل میں سے یہ ہے کہ حاضر ہوئے ملائکہ ساتھ انکے جنگ بدر میں اور قتال کیا انھوں نے اتفاقاً
اور بیچ قتال کرنے انکے کے اعداد ... میں اختلاف ہے اور خواص انکے اسماء کے یہ ہیں کہ امام برہان حلبی نے اپنی سیرت میں ذکر کیا ... ذکر
انھوں نے مشائخ حدیث سے یہ کہ دعا وقت ذکر ہونے اہل بدر کے قبول کیجاتی ہے اور تحقیق تجربہ کیا گیا ہے اور کہا شیخ عبداللطیف نے اپنے رسالہ
میں کہ ذکر کیا ہے بعض علماء نے کہ بہت اولیا ہوئے ہیں ولایت ساتھ برکت ناموں انکے کے اور بلاشبہ بہت مریضوں نے مانگی اللہ تعالیٰ سے
شفا بوسیلہ اہل بدر کے بیچ شفا بیماریوں اپنی کے پس شفا دیے گئے اس سے اور کہا بعض عارفین نے کہ نہیں رکھا میں نے ہاتھ اپنا بیمار کے سر پر اور پڑھا
میں نے نام انکے نیت خالص کر کہ شفا دی اسکو اللہ نے اور اگر حاضر ہوئی ہوتی اجل اسکی تو تخفیف دیا اللہ اس سے اور کہا بعضوں نے
کہ تجربہ کیا میں نے انکے ناموں کا بیچ امور مہمہ کے ... پڑھنے اور لکھنے کے پس نہیں دیکھی میں نے کوئی دعا جلد تر اس سے قبولیت میں اور روایت
کیا گیا جعفر بن عبداللہ سے کہ انھوں نے کہا وصیت کی مجکو میرے والد نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی محبت کی اور توسل کرنے کی
ساتھ اہل بدر کے بیچ تمام مہمات کے اور کہا مجکو اے بیٹے میرے دعا وقت ذکر کرنے انکے کے قبول کیجاتی ہے اور مغفرت اور رحمت اور برکت اور
رضا اور رضوان گھیر لیتے ہیں بندے کو جبکہ ذکر کرتا ہے انکو یا کہا وقت دعا کرنے کے ساتھ ناموں انکے کے اور تحقیق جنے ذکر کیا انکو ہر روز میں اور سوال
کیا اللہ تعالیٰ سے بوسیلہ انکے حاجت میں روا کیجاتی ہے حاجت اسکی لیکن لائق ہے اسلیے سبب کہ ذکر کرے انکا بیچ قضا ... کے یہ کہ ... اللہ عنہ
وقت ذکر کرنے نام ہر ایک کے انمیں سے پس کہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
اور اسی طرح انکے آخر تک پس اس سے جلد تر دعا قبول ہوتی ہے اور بہت سے حکایات قبولیت دعا کی برکت ناموں انکے کے لکھی ہیں بخوف
درازگی کے اسپر اکتفا کیا اب بیان ہوتا ہے انکے اسماء مبارکہ کا (بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ بِسَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْھَاشِمِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

وسیدنا عبد اللہ بن عثمان ابی بکر الصدیق القرشی وسیدنا عمر بن الخطاب العدوی وسیدنا عثمان بن عفان القرشی خلّفہ النبی صلی اللہ علیہ
وسلم علی ابنتہ وضرب لہ بسہمہ وسیدنا علی بن ابی طالب الہاشمی وسیدنا ایاس بن البکیر وسیدنا بلال بن رباح مولی ابی بکر الصدیق القرشی
وسیدنا حمزۃ بن عبد المطلب الہاشمی وسیدنا حاطب بن ابی بلتعۃ حلیف لقریش وسیدنا ابی حذیفۃ بن عتبۃ بن ربیعۃ القرشی وسیدنا
حارثۃ بن الربیع الانصاری قتل یوم بدر وہو حارثۃ بن سراقۃ وکان فی النظارۃ وسیدنا خبیب بن عدی الانصاری وسیدنا خنیس بن حذافۃ
السہمی وسیدنا رفاعۃ بن رافع الانصاری وسیدنا رفاعۃ بن عبد المنذر ابی لبابۃ الانصاری وسیدنا الزبیر بن العوام القرشی و
سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل القرشی وسیدنا سہل بن حنیف الانصاری وسیدنا زید بن سہل ابی طلحۃ الانصاری وسیدنا ابی
زید الانصاری وسیدنا سعد بن مالک الزہری وسیدنا سعد بن خولۃ القرشی وسیدنا ظہیر بن رافع الانصاری واخیہ وسیدنا عبد اللہ بن
مسعود الہذلی وسیدنا عتبۃ بن مسعود الہذلی وسیدنا عبد الرحمن بن عوف الزہری وسیدنا عبیدۃ بن الحارث القرشی وسیدنا عبادۃ بن
الصامت الانصاری وسیدنا عمرو بن عوف حلیف بنی عامر بن لؤی وسیدنا عقبۃ بن عمرو الانصاری وسیدنا عامر بن ربیعۃ العنزی و
سیدنا عاصم بن ثابت الانصاری وسیدنا عویم بن ساعدۃ الانصاری وسیدنا عتبان بن مالک الانصاری وسیدنا قدامۃ بن مظعون
وسیدنا قتادۃ بن النعمان الانصاری وسیدنا معاذ بن عمرو بن الجموح وسیدنا معوذ بن عفراء واخیہ وسیدنا مالک بن ربیعۃ وسیدنا ابی اسید الانصاری
وسیدنا مسطح بن اثاثۃ بن عباد بن المطلب بن عبد مناف وسیدنا مرارۃ بن الربیع الانصاری وسیدنا معن بن عدی الانصاری و
سیدنا مقداد بن عمرو الکندی حلیف بنی زہرۃ وسیدنا ہلال بن امیۃ الانصاری وسیدنا ابی عمرو بن سعد بن معاذ الاشہلی الانصاری وسیدنا
اسید بن حضیر الانصاری الاشہلی وسیدنا اسید بن ثعلبۃ الانصاری وسیدنا انیس بن قتادۃ الانصاری وسیدنا انس بن معاذ النجاری
وسیدنا انس بن اوس الانصاری الاشہلی وسیدنا اوس بن ثابت النجاری الانصاری وسیدنا اوس بن خولی الانصاری وسیدنا اوس
بن الصامت الخزرجی الانصاری وسیدنا اسعد بن زرارۃ النجاری الانصاری الخزرجی وسیدنا الاسود بن زید بن غنم الانصاری و
سیدنا ایاس بن ودفۃ الانصاری من بنی سالم بن عوف الخزرجی وسیدنا الارقم بن ابی الارقم الہاشمی وسیدنا براء بن عازب الخزرجی الانصاری
وسیدنا بشر بن البراء بن معرور الانصاری الخزرجی وسیدنا بشیر بن سعد الخزرجی الانصاری وسیدنا بشیر بن ابی زید الانصاری وسیدنا
بحیر بن ابی بحیر الجہنی النجاری وسیدنا بسبس بن عمرو الخزرجی الانصاری وسیدنا بحاث بن ثعلبۃ الانصاری الخزرجی وسیدنا تمیم بن یعار
الانصاری الخزرجی وسیدنا تمیم الانصاری مولی بنی غنم وسیدنا تمیم مولی خراش بن الصمۃ وسیدنا ثابت بن الجذع الانصاری الاشہلی وسیدنا
ثابت بن ہزال بن عمرو الانصاری العوفی وسیدنا ثابت بن عمرو بن زید النجاری الانصاری وسیدنا ثابت بن خالد بن عمرو بن النعمان النجاری
الانصاری وسیدنا ثابت بن خنساء النجاری الانصاری وسیدنا ثابت بن اقرم الانصاری حلیف بنی عمرو بن عوف وسیدنا ثابت بن زید الاشہلی
الانصاری وسیدنا ثابت بن ربیعۃ الانصاری الخزرجی وسیدنا ثابت بن عامر الانصاری وسیدنا ثابت بن عبید الانصاری وسیدنا ثابت بن
الحرث الانصاری وسیدنا ثعلبۃ بن عنمۃ الانصاری وسیدنا ثعلبۃ بن ساعدۃ الساعدی الانصاری وسیدنا ثعلبۃ بن عمرو النجاری الانصاری
وسیدنا ثعلبۃ بن حاطب الانصاری وسیدنا ثقف بن عمرو الاسلمی وسیدنا جابر بن خالد بن مسعود الانصاری النجاری الاشہلی وسیدنا جابر
بن عبد اللہ الحزامی الانصاری وسیدنا جبار بن صخر الانصاری وسیدنا جبیر بن ایاس الانصاری الزرقی وسیدنا حارثۃ بن النعمان النجاری
الانصاری وسیدنا حارثۃ بن مالک الانصاری الزرقی وسیدنا حارث بن حمیر الاشجعی الانصاری وسیدنا الحارثۃ بن حمیر الانصاری

وَسَيِّدِنَا الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ الْمَخْزُوْمِيِّ الْقُرَشِيِّ وَسَيِّدِنَا الْحَارِثِ بْنِ ثَابِتٍ النَّجَّارِيِّ وَسَيِّدِنَا الْحَارِثِ بْنِ قَيْسٍ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا الْحَارِثِ بْنِ اَوْسٍ الْاَنْصَارِيِّ
وَسَيِّدِنَا الْحَارِثِ بْنِ اَنَسٍ الْاَشْهَلِيِّ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا الْحَارِثِ بْنِ النُّعْمَانِ الظَّفَرِيِّ وَسَيِّدِنَا الْحَارِثِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ خَزْمَةَ الْخَزْرَجِيِّ الْاَنْصَارِيِّ
وَسَيِّدِنَا الْحُرَيْثِ بْنِ زَيْدٍ الْخَزْرَجِيِّ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا الْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو الثَّمَالِيِّ وَسَيِّدِنَا حُبَيْبٍ مَوْلَى الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا الْحُصَيْنِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُطَّلِبِيِّ وَسَيِّدِنَا
حَاطِبِ بْنِ عَمْرٍو الْاَوْسِيِّ وَسَيِّدِنَا حَرَامِ بْنِ مِلْحَانَ النَّجَّارِيِّ وَسَيِّدِنَا الْحُبَابِ بْنِ الْمُنْذِرِ الْاَنْصَارِيِّ السَّلَمِيِّ وَسَيِّدِنَا خَالِدِ بْنِ الْبُكَيْرِ وَسَيِّدِنَا خَالِدِ بْنِ الْعَاصِ
قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ وَسَيِّدِنَا خَالِدِ بْنِ قَيْسٍ الْاَنْصَارِيِّ الْعَجْلَانِيِّ وَسَيِّدِنَا خَلَّادِ بْنِ رَافِعٍ الْعَجْلَانِيِّ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا خَلَّادِ بْنِ سُوَيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ الْخَزْرَجِيِّ وَسَيِّدِنَا خَلَّادِ
بْنِ عَمْرٍو الْاَنْصَارِيِّ السَّلَمِيِّ وَسَيِّدِنَا خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ الْخَزْرَجِيِّ وَسَيِّدِنَا خَارِجَةَ بْنِ حُمَيِّرٍ الْاَشْجَعِيِّ وَسَيِّدِنَا خَبَّابِ
بْنِ الْاَرَتِّ الْخُزَاعِيِّ وَسَيِّدِنَا خَبَّابٍ مَوْلٰى عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ وَسَيِّدِنَا خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ الْاَسَدِيِّ وَسَيِّدِنَا خِرَاشِ بْنِ الصِّمَّةِ الْاَنْصَارِيِّ السَّلَمِيِّ وَ
سَيِّدِنَا خَوْلِيِّ بْنِ اَبِيْ خَوْلِيِّ الْعِجْلِيِّ وَسَيِّدِنَا خُبَيْبِ بْنِ اِسَافٍ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا خَوَّاتِ بْنِ جُبَيْرٍ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا خَيْثَمَةَ بْنِ الْحَارِثِ الْاَنْصَارِيِّ
وَسَيِّدِنَا خَلِيْفَةَ بْنِ عَدِيٍّ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا خُلَيْدَةَ بْنِ قَيْسٍ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا ذَكْوَانَ بْنِ عَبْدِ قَيْسٍ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا ذِي مِخْبَرٍ الْحَبَشِيِّ وَ
سَيِّدِنَا ذِي الْيَدَيْنِ الْخُزَاعِيِّ وَسَيِّدِنَا رَافِعِ بْنِ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيِّ الْخَزْرَجِيِّ وَسَيِّدِنَا رَافِعِ بْنِ الْحَارِثِ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا رَافِعِ بْنِ الْمُعَلّٰى
الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا رَافِعِ بْنِ عُنْجُدَةَ الْاَنْصَارِيِّ الْعَوْفِيِّ وَسَيِّدِنَا رَافِعِ بْنِ سَهْلٍ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا رَافِعِ بْنِ زَيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا رِفَاعَةَ
بْنِ عَمْرٍو الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا رِفَاعَةَ بْنِ الْحَارِثِ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا رِفَاعَةَ بْنِ عَمْرٍو الْجُهَنِيِّ وَسَيِّدِنَا رِبْعِيِّ
بْنِ اَكْثَمَ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا رُبَيِّعِ بْنِ اِيَاسٍ الْاَنْصَارِيِّ وَاَخِيْهِ وَسَيِّدِنَا رُخَيْلَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْاَنْصَارِيِّ الْبَيَاضِيِّ وَسَيِّدِنَا زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ الْعَدَوِيِّ
وَسَيِّدِنَا زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ الْكَلْبِيِّ وَسَيِّدِنَا زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ الْعَجْلَانِيِّ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا زَيْدِ بْنِ الدَّثِنَةِ الْاَنْصَارِيِّ الْبَيَاضِيِّ وَسَيِّدِنَا زَيْدِ بْنِ الْمُزَيِّنِ
الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا زِيَادِ بْنِ لَبِيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ الْبَيَاضِيِّ وَسَيِّدِنَا زِيَادِ بْنِ عَمْرٍو الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا زِيَادِ بْنِ كَعْبٍ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا
زَاهِرِ بْنِ حَرَامٍ الْاَشْجَعِيِّ وَسَيِّدِنَا الطُّلَيْبِ بْنِ عُمَيْرٍ الْقُرَشِيِّ وَسَيِّدِنَا الطُّفَيْلِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُطَّلِبِيِّ وَاَخِيْهِ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ وَسَيِّدِنَا الطُّفَيْلِ بْنِ مَالِكٍ
الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا كَعْبِ بْنِ عَمْرٍو الْاَنْصَارِيِّ السَّلَمِيِّ وَسَيِّدِنَا كَعْبِ بْنِ زَيْدٍ النَّجَّارِيِّ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا كَعْبِ بْنِ جَمَّازٍ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا
كَنَّازِ بْنِ حِصْنٍ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا مُعَاذِ بْنِ عَفْرَاءَ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا عَوْفِ بْنِ عَفْرَاءَ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ وَسَيِّدِنَا
مُعَوِّذٍ وَسَيِّدِنَا مُعَاذِ بْنِ مَاعِصٍ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا مَالِكِ بْنِ نُمَيْلَةَ الْعَبْدِيِّ وَسَيِّدِنَا مَالِكِ بْنِ قُدَامَةَ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا مَالِكِ بْنِ رَافِعٍ
الْعَجْلَانِيِّ وَسَيِّدِنَا مَالِكِ بْنِ عَمْرٍو السَّلَمِيِّ وَسَيِّدِنَا مَالِكِ بْنِ اُمَيَّةَ بْنِ عَمْرٍو السَّلَمِيِّ وَسَيِّدِنَا مَالِكِ بْنِ اَبِيْ خَوْلِيِّ الْعَجْلَانِيِّ وَسَيِّدِنَا مَالِكِ بْنِ [illegible]
الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا مَعْمَرِ بْنِ الْحَارِثِ الْجُمَحِيِّ وَسَيِّدِنَا مُحْرِزِ بْنِ نَضْلَةَ الْاَسَدِيِّ وَسَيِّدِنَا مُحْرِزِ بْنِ عَامِرٍ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا مَعْنِ بْنِ يَزِيْدَ السَّلَمِيِّ وَسَيِّدِنَا
مُعَتِّبِ بْنِ قَيْسٍ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا الْمُنْذِرِ بْنِ عَمْرٍو الْاَنْصَارِيِّ الْخَزْرَجِيِّ وَسَيِّدِنَا الْمُنْذِرِ بْنِ [illegible] الْاَوْسِيِّ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا مُنْذِرِ بْنِ قُدَامَةَ الْاَنْصَارِيِّ
وَسَيِّدِنَا مُعَتِّبِ بْنِ الْحَمْرَاءِ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا [illegible] بْنِ الْاَشِيْرِ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ الْقُرَشِيِّ وَسَيِّدِنَا مُبَشِّرِ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ الْاَوْ
وَسَيِّدِنَا مُلَيْلِ بْنِ وَبَرَةَ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا مِهْجَعِ بْنِ صَالِحٍ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَسَيِّدِنَا مُدْلِجِ بْنِ عَمْرٍو السَّلَمِيِّ وَسَيِّدِنَا نَوْفَلِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْاَنْصَارِيِّ
وَسَيِّدِنَا النُّعْمَانِ بْنِ عَبْدٍ النَّجَّارِيِّ وَسَيِّدِنَا النُّعْمَانِ بْنِ عَصَرٍ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا النُّعْمَانِ بْنِ عَمْرٍو الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا النُّعْمَانِ بْنِ اَبِيْ خَزْمَةَ الْاَنْصَارِيِّ
وَسَيِّدِنَا النُّعْمَانِ بْنِ سِنَانٍ الْاَنْصَارِيِّ وَسَيِّدِنَا نَصْرِ بْنِ الْحَارِثِ الْاَنْصَارِيِّ الظَّفَرِيِّ وَسَيِّدِنَا نَحَّاتِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْاَنْصَارِيِّ
وَسَيِّدِنَا [illegible] بْنِ عَمْرٍو النَّجَّارِيِّ وَسَيِّدِنَا صُهَيْبِ بْنِ سِنَانٍ الرُّوْمِيِّ وَسَيِّدِنَا صَفْوَانَ بْنِ اُمَيَّةَ بْنِ عَمْرٍو السَّلَمِيِّ وَاَخِيْهِ مَالِكِ بْنِ اُمَيَّةَ وَسَيِّدِنَا

الضحاک بن حارثۃ الانصاری وسیدنا الضحاک بن عبد عمرو الانصاری النجاری وسیدنا عبد اللہ بن ثعلبۃ الانصاری وسیدنا عبد اللہ بن جبیر الانصاری
وسیدنا عبد اللہ بن جحش الاسدی وسیدنا عبد اللہ بن رواحۃ الانصاری وسیدنا عبد اللہ بن رافع الانصاری وسیدنا عبد اللہ بن ربیع الانصاری
وسیدنا عبد اللہ بن طارق الانصاری وسیدنا عبد اللہ بن کعب الانصاری وسیدنا عبد اللہ بن مظعون الجمحی وسیدنا عبد اللہ بن النعمان
الانصاری وسیدنا عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی بن سلول الانصاری وسیدنا عبد اللہ بن عمرو بن حرام الانصاری وسیدنا عبد اللہ بن عامر الانصاری
وسیدنا عبد اللہ بن عمیر الانصاری وسیدنا عبد اللہ بن عبس الخزرجی وسیدنا عبد اللہ بن سلمۃ العجلانی وسیدنا عبد الرحمن بن کعب المازنی
وسیدنا عبد الرحمن بن جبیر الانصاری وسیدنا عبد الرحمن بن عبد اللہ الانصاری وسیدنا عبد الرحمن بن سہل الانصاری وسیدنا عبید بن اوس
وسیدنا عبید بن زید الانصاری وسیدنا عبد ربہ بن حق الانصاری وسیدنا عبد یالیل بن ناشب اللیثی وسیدنا عبادۃ بن عبید التیہان وسیدنا
عبادۃ بن قیس الانصاری وسیدنا عمیر بن حرام الانصاری وسیدنا عمرو بن قیس الانصاری وسیدنا عمرو بن ثعلبۃ الانصاری وسیدنا
سفیان بن بشر الانصاری وسیدنا سالم بن عمیر الانصاری وسیدنا سنان بن سنان الاسدی وسیدنا سماک بن خرشۃ الانصاری وسیدنا
سہل بن عتیک الانصاری وسیدنا سہیل بن رافع الانصاری وسیدنا السائب بن مظعون الجمحی وسیدنا ابی بن کعب الانصاری النجاری و
سیدنا ابی معاذ النجاری وسیدنا اسیرۃ بن عمرو الانصاری النجاری وسیدنا عبد اللہ بن عامر الانصاری وسیدنا عائذ بن ماعص الانصاری
وسیدنا عبس بن عامر الانصاری وسیدنا عکاشۃ بن محصن الاسدی وسیدنا عبید بن التیہان الانصاری وسیدنا عنترۃ السلمی وسیدنا
عاقل بن البکیر وسیدنا فروۃ بن عمرو الانصاری وسیدنا غنام بن اوس الانصاری وسیدنا الفاکہ بن بشر الانصاری وسیدنا کثیر بن مخلد
الانصاری وسیدنا قیس بن محصن الانصاری وسیدنا قیس بن ابی صعصعۃ الانصاری وسیدنا قطبۃ بن عامر الانصاری وسیدنا سعد بن خیثمۃ
الانصاری وسیدنا سعد بن الربیع الانصاری وسیدنا سعد بن عبادۃ الانصاری الساعدی وسیدنا سعد بن عثمان الانصاری الزرقی و
سیدنا سعد بن زید الانصاری الاشہلی وسیدنا سفیان بن بشر الانصاری وسیدنا سالم بن عمیر العوفی وسیدنا سلیم بن عمرو الانصاری
وسیدنا سلیم بن الحارث الانصاری وسیدنا سلیم بن قیس بن فہد الانصاری وسیدنا سلیم بن ملحان الانصاری وسیدنا سلمۃ بن
سلامۃ الانصاری الاشہلی وسیدنا سلمۃ بن ثابت الانصاری الاشہلی وسیدنا سہیل بن عمرو الانصاری وسیدنا سہیل بن بیضاء القرشی
الفہری وسیدنا سوید بن مخشی الطائی وسیدنا سلیط بن عمرو العامری القرشی وسیدنا سلیط بن قیس الانصاری النجاری وسیدنا سراقۃ بن کعب
الانصاری النجاری وسیدنا سراقۃ بن عمرو الانصاری النجاری وسیدنا سبیع بن حاطب الانصاری وسیدنا سواد بن غزیۃ الانصاری
السلمی وسیدنا سعید بن سہیل الانصاری الاشہلی وسیدنا شماس بن عثمان المخزومی وسیدنا شجاع بن وہب الاسدی حلیف عبد شمس
وسیدنا ہانی بن نیار الانصاری وسیدنا ہلال بن المعلی الانصاری وسیدنا ہلال بن امیۃ الانصاری وسیدنا ہمام بن الحارث وسیدنا وہب
بن ابی سرح الفہری القرشی وسیدنا ودیعۃ بن عمرو الانصاری وسیدنا یزید بن الحارث الانصاری وسیدنا یزید بن ثابت الانصاری وسیدنا
ابی ایوب الانصاری وسیدنا ابی الحمراء مولی آل عفراء وسیدنا ابی خالد الحارث بن قیس الانصاری وسیدنا ابی خزیمۃ بن اوس الانصاری
وسیدنا سلیم ابی کبشۃ مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسیدنا ابی مرثد الغنوی وسیدنا ابی المنذر بن یزید بن عامر الانصاری و
سیدنا ابی ملیکۃ الانصاری وسیدنا ابی عبیدۃ بن الجراح الفہری القرشی وسیدنا ابی عبد الرحمن یزید بن ثعلبۃ الانصاری وسیدنا ابی عقیل الحارثی
الانصاری وسیدنا یزید بن الاخنس السلمی وسیدنا ابی اسید الساعدی وسیدنا ابی اسرائیل الانصاری وسیدنا ابی الاعور بن الحارث الانصاری النجاری

وَبِسَیِّدِنَا سَعْدِ بْنِ سُہَیْلِ الْاَنْصَارِیِّ وَبِسَیِّدِنَا سَعْدِ بْنِ خَوْلَۃَ مِنَ الْمُہَاجِرِیْنَ الْاَوَّلِیْنَ وَبِسَیِّدِنَا سَعْدِ بْنِ خَوْلِیٍّ مَوْلٰی حَاطِبِ بْنِ اَبِیْ بَلْتَعَۃَ وَبِسَیِّدِنَا سَالِمٍ مَوْلٰی اَبِیْ حُذَیْفَۃَ وَبِسَیِّدِنَا سَلَمَۃَ بْنِ حَاطِبِ الْاَنْصَارِیِّ وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ مَرْثَدِ الْغَنَوِیِّ وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ وَبِسَیِّدِنَا نَائِبِ فَضَالَۃَ الْاَنْصَارِیِّ وَبِسَیِّدِنَا عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ الْمُہَاجِرِیِّ وَبِسَیِّدِنَا طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ الْقُرَشِیِّ وَبِسَیِّدِنَا سِمَاکِ بْنِ سَعْدٍ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْنَ اَللّٰہُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ہَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا دَیْنًا اِلَّا قَضَیْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً مِّنْ حَوَائِجِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِلَّا قَضَیْتَہَا یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

بَابُ ذِکْرِ الْیَمَنِ وَالشَّامِ وَذِکْرِ اُوَیْسِ الْقَرَنِیِّ

یہ باب ہے بیچ ذکر یمن اور شام کے اور ذکر اویس قرنی کے ف یمن ساتھ دو زبروں کے وہ شہر کہ جانب یمین یعنی دائیں کعبہ کے ہیں اور یمنی اور یمان اور یمانی ساتھ تخفیف کے منسوب طرف یمن کے اور بعضوں نے ساتھ تشدید ی کے کہا ہے اور شام وہ شہر کہ بائیں طرف کعبہ کے ہیں اور شام جانب چپ کو کہتے ہیں جیسے کہ یمین جانب راست کو اور شام ساتھ ہمزہ اور بدون ہمزہ کے دونوں طرح آیا ہے اور قرن ساتھ زبر ق اور رے کے ایک شہر ہے یمن کے شہروں میں سے اور قرن کی میقات اہل نجد کی ہے ساتھ جزم رے کے ہے اور وہ ایک قریہ ہے نزدیک طائف کے اور نام ہے وہاں کے سا[illegible] جنگل کا اور خطا کی ہے جوہری نے بیچ حرکت دینے اُسکے کے اور نسبت کرنی اویس قرنی کی طرف اُسکی اسلئے کہ اویس منسوب ہیں طرف قرن بن ردمان بن ناجیہ بن مراد کے کہ ایک شخص ہے انکے دادوں میں سے کذا فی القاموس

الفصل الاول پہلی فصل

(عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ رَجُلًا یَّاْتِیْکُمْ مِّنَ الْیَمَنِ یُقَالُ لَہٗ اُوَیْسٌ لَا یَدَعُ بِالْیَمَنِ غَیْرَ اُمٍّ لَّہٗ قَدْ کَانَ بِہٖ بَیَاضٌ فَدَعَا اللّٰہَ فَاَذْہَبَہٗ اِلَّا مَوْضِعَ الدِّیْنَارِ اَوِ الدِّرْہَمِ فَمَنْ لَّقِیَہٗ مِنْکُمْ فَلْیَسْتَغْفِرْ لَکُمْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ خَیْرَ التَّابِعِیْنَ رَجُلٌ یُّقَالُ لَہٗ اُوَیْسٌ وَّلَہٗ وَالِدَۃٌ وَّکَانَ بِہٖ بَیَاضٌ فَمُرُوْہُ فَلْیَسْتَغْفِرْ لَکُمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ) روایت ہے عمر بن خطاب سے یہ کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص آویگا تمہارے پاس یمن کی جانب سے کہا جاویگا اسکو اویس نہ چھوڑیگا یمن میں سوا ماں اپنی کے ف یعنی اسکے یہ نہیں کہ نہیں ہے اسکے سوا اہل وعیال یمن میں سوائے ماں کے اور نہیں باز رکھا ہے اسکو آنے سے طرف ہمارے مگر خدمت اسکی نے ترجمہ تحقیق تھی اسکے بدن میں سفیدی یعنی برص پس دعا کی اللہ سے پس دور کیا اللہ تعالے نے اسکو مگر مقدار ایک دینار یا درہم کے ف یہ شک راوی کا ہے کہ لفظ دینار فرمایا یا درہم اور شاید کہ اسکا باقی رکھنا علامت کے لیے ہے جیسے کہ کہا گیا ہے بیچ حق آدم کے کہ وہ نشانی تھی انکی جلد سابق کی یا کچھ اسمیں سے چھوڑا گیا تو کہ ہو سبب تنفر انکا کے یعنی لوگوں سے بارے شرم کے اور اسی لیے وہ دوست رکھتے تھے گوشہ نشینی اور گمنامی کو اور مکروہ رکھتے تھے شہرت اور خلطہ کو ف اور ایک روایت میں آیا ہے کہ بسبب دعا کرنے انکی کے تھا کہ دعا کی تھی خداوندا چھوڑ میرے جسم میں کچھ اسمیں سے کہ یاد کروں اپنا سبب اُسکے نعمت تیری کو ترجمہ پس جو شخص کہ ملے اویس سے تم میں سے پس چاہیے کہ وہ بخشش طلب کرے تمہارے لیے یعنی چاہیے کہ درخواست کرے وہ شخص اس سے کہ طلب بخشش کرے وہ اُسکے لیے اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہا عمر نے سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تحقیق بہتر تابعین ایک شخص ہے کہ کہا جاویگا اسکو اویس اور اسکے لیے ماں ہے اور تھی اسکے برص پس حکم کرنا اسکو اور چاہنا اس سے کہ استغفار کرے تمہارے لیے نقل کی یہ مسلم نے ف ع بہترین تابعین الخ اس سبب سے کہ حضرت کے زمانہ میں تھے اور بسبب مانع شرعی کے حضرت کے پاس آنے سے محروم رہے تھے اور اسمین تعریف ظاہر ہے اویس قرنی کے لیے اور یہ بھی اس سے معلوم ہوا کہ دعا طلب کرنی چاہیے اہل خیر وصلاح سے اگرچہ ہو طالب افضل انسے اور بعضوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واسطے خوش کرنے اویس کے دل کے فرمایا اور واسطے دفع توہم اسکے کہ توہم کرے کہ اویس نے تخلف کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے اسلیے کہ وہ نہ آئے آنحضرت کے پاس بسبب خاطر داری ماں کے اور نیکی کرنے کے ساتھ اسکے اور یہ بھی کہ اس حدیث

اہل کوفہ حضرت عمر کے پاس آئے پس آیا درمیان انکے ایک شخص انہیں سے کہ ٹھٹھا کیا کرتے تھے اس سے پس کہا عمر نے کہ آیا اہل قرن میں سے کوئی ہے
پس لائے وہ اس شخص کو کہ ٹھٹھا کیا کرتا تھا اویس سے پس پڑھی عمرؓ نے حدیث پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی کہ اویس کی شان میں تھی کہا عمرؓ نے کہ بیشک
یمن سے کہ وہ آیا ہے تمہارے پاس کوفہ میں اس شخص نے کہا کہ نہیں ہے ایسا شخص درمیان ہمارے اور نہیں پہچانتے ہیں ہم اسکو کہا عمر نے کہ ہاں ایک
شخص ہے ویسا اور ایسا یعنی خوار و خراب کہا اس شخص نے کہ درمیان ہمارے ایک مرد ہے اویس نام کہ ٹھٹھا کیا کرتے ہیں ہم اس سے کہا عمر نے کہ جلد تو
اس سے اور نہیں دیکھتا ہوں میں تجکو کہ پالیگا تو اس سے پس متوجہ ہوا وہ شخص اویس کی طرف یہانتک کہ آیا وہ انکے پاس پہلے اسکے کہ جاوے اپنے
اہل اور عیال میں پس کہا اسکو اویس نے کہ یہ عادت تیری ساتھ میرے کہاں سے ہے کہا اسنے کہ امیر المؤمنین سے تعریف تیری سنی میں نے کہ تیرے
حق میں ایسا ایسا کچھ کہتے تھے تجکو بخش مجکو اویس جو کچھ کیا ہے میں نے ساتھ تیرے ٹھٹھا و بے ادبی سے اور استغفار کر میرے لیے کہا اویس نے
کرتا ہوں میں بشرطیکہ تو نہ کہے کسی سے جو کچھ کہ سنا ہے تو نے عمر سے پس استغفار کی اسکے لیے کہا اسیر نے کہ راوی اس خبر کا ہے پہلے اسکے ظاہر ہوا امر اویس کا
کوفہ میں روایت کیا اسکو ابن سعد نے طبقات میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر نے تاریخ میں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ یحیی
ابن سعید سے کہ انہوں نے سعید بن المسیب سے انہوں نے عمر بن الخطاب سے نقل کی کہ کہا عمر نے کہ فرمایا مجکو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز
اے عمر عرض کیا میں نے لبیک وسعدیک یعنی حاضر ہوں اور جو حکم ہو بجا لاؤں یا رسول اللہ پس گمان کیا میں نے کہ کسی کام کو بھیجینگے مجکو آنحضرت نے فرمایا
اے عمر میری امت میں ایک شخص ہوگا اسکو اویس قرنی کہینگے پہنچیگی اسکو ایک بلا یعنی بیماری برص پس دعا کریگا خدا سے پس دور کریگا اسکو خدا تعالے مگر ایک درم جیسا
اسکے پہلو میں رہجائیگا جب دیکھیگا اسکو تو یاد کریگا خدا عز وجل کو پس جب ملے تو اس سے تو کہنا اسکو میری طرف سے سلام اور کہنا اسکو کہ دعا کرے تیرے
لیے اسلیے کہ وہ کریم اور بزرگ ہے اپنے پروردگار کے نزدیک اگر قسم کہا وے خدا پر سچا کرے اسکو خدا شفاعت کریگا وہ مانند ربیعہ اور مضر کے لوگوں کی
دو قبیلوں سے کہ ہیں کہ بہت لوگ تھے انمیں یعنی بہت سے لوگوں کی شفاعت کریگا عمر کہتے ہیں کہ پس طلب کیا میں نے اسکو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی
حیات میں پس قدرت نہ پائی میں نے اسپر اور طلب کیا میں نے اسکو ابو بکر کی خلافت میں پس قدرت نہ پائی میں نے اسپر اور طلب کیا میں نے اسکو اپنی بار
میں پس ڈھونڈھتا تھا میں قافلوں کو کہ شہروں سے آتے تھے اور کہتا تھا میں کہ آیا ہے مراد سے آیا ہے قرن سے درمیان میں تمہارے کوئی کہ نام اسکا اویس ہو
پس کہا ایک شخص نے قوم قرن میں سے کہ وہ میرے چچا کا بیٹا ہے اے امیر المؤمنین پوچھتا ہے تو حال ایک مرد پست رتبہ اور خوار و دلی کا اور نہیں ہے وہ
ایسا شخص کہ تجھ جیسا شخص اسکا حال پوچھے کہا میں نے کہ دیکھتا ہوں میں تجکو اسکے مقدمہ میں ہلاک ہونیوالوں سے پس میں یہی ذکر کر رہا تھا کہ ناگہاں
نمودار ہوا ایک اونٹ پرانی پالان کا اسپر ایک شخص ہے کہنہ جامہ پس میرے دل میں آیا کہ اویس یہی ہوگا کہا میں نے اے بندۂ خدا تو ہی ہے اویس قرنی کہا ہاں
کہا میں نے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا تھا تجکو کہا علی رسول اللہ السلام وعلیک یا امیر المؤمنین کہا میں نے کہ حکم کیا تھا تجکو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ دعا کرو میرے لیے بعد ازاں ملاقات کرتا تھا میں اس سے ہر سال یعنی حج میں پس کہتا میں احوال و اسرار اپنے اس سے
اور کہتا وہ مجھسے رواہ ابو القاسم عبد العزیز بن جعفر الحرمی فی فوائدہ والخطیب وابن عساکر فی تاریخہ اور ایک روایت میں حسن بصری سے آیا ہے کہ جب اہل
قرن موسم حج میں آئے تو پوچھا امیر المؤمنین عمرؓ نے انسے کہ آیا تمہارے درمیان میں ایک شخص ہے کہ نام اسکا اویس ہے کہا ایک شخص نے انمیں سے کہ کیا
چاہتے ہو تم اے امیر المؤمنین اس سے وہ تو ایک شخص ہے کہ کھنڈروں میں رہتا ہے اور لوگوں میں نہیں آتا کہا عمر نے میری طرف سے انکو سلام پہونچانا
اور کہنا کہ ملاقات کرو مجھسے پس پہونچایا اس شخص نے پیغام عمر کا انکو پس آئے اویس عمر کے پاس کہا عمر نے کہ اویس تم ہی ہو کہا ہاں اے امیر المؤمنین کہا
کہا تیرے بدن پر سفیدی تھی اور دعا کی تو نے خدا سے اور دور کیا اسنے اسکو تجسے پھر دعا کی تو نے کہ باقی رہے کچھ اسمیں سے تیرے بدن پر کہا ہاں تحقیق

کسنے خبر دی اسکی ای امیر المومنین کہا خبر دی مجکو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اور حکم کیا مجکو کہ سوال کرون مین تجہسے کہ دعا کرے تو میرے لیے پس دعا
کی اویس نے حضرت عمر کے لیے اور کہا حاجت میری تجہسے ای امیر المومنین یہ ہی کہ چھپاؤ تم حال میرا اور اذن دو کہ پھر جاؤن مین یہان سے پس ہمیشہ رہے
اویس پوشیدہ لوگون مین یہان تک کہ شہید ہوئے روز نہاوند کے روایت کیا اسکو ابن عساکر اور سعید بن مسیب سے منقول ہی کہ ندا کی عمر بن الخطاب نے منبر پر
منی مین اور فرمایا ای اہل قرن پس اٹھے بڈھے اس قوم کے اور کہا ہم حاضر ہین امیر المومنین کیا فرماتے ہو کہا آیا قرن مین کوئی شخص ہی کہ نام اسکا
اویس ہی پس کہا ایک بڈھے نے انمین سے نہین ہی ہم مین کوئی کہ نام اسکا اویس ہو مگر ایک دیوانہ کا نام ہی کہ جنگلون مین رہتا ہی نہ کسی کو اسکے ساتھ
الفت اور نہ اسکو کسی کے ساتھ صحبت پس کہا عمر نے اسیکو چاہتا ہون مین جب قرن مین جاؤ تو اسکو ڈھونڈھنا اور سلام میرا اسکو پہونچا دینا اور کہنا کہ
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہی مجکو تیری اور حکم کیا ہی مجکو کہ کہون مین تجکو سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پس جب وہ پہونچے قوم
قرن مین تو ڈھونڈھا انکو اور پایا ریگستان مین پڑا ہوا پس پہونچایا انکو سلام عمر کا اور سلام رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا پس کہا اویس نے کہ شہرت دی
مجکو امیر المومنین نے اور مشہور کیا نام میرا السلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ اور چلے گئے جنگل لق و دق مین اور پایا نگیا انسے کچھ نشان
یہان تک کہ پھر آئے حضرت علی کے ایام مین پس لڑے انکے سامنے اور شہید ہوئے جنگ صفین مین روایت کیا ابن عساکر اور صعصعہ بن صوحہ سے منقول
ہی کہ تھے عمر بن الخطاب کہ پوچھا کرتے تھے قافلہ اہل کوفہ سے جس وقت کہ آتا تھا انکے پاس آیا پہچانتے ہو تم اویس بن عامر قرنی کو وہ کہتے تھے کہ
نہین پہچانتے ہین ہم اور اویس ایک شخص تھے کہ رہا کرتے تھے کوفہ کی ایک مسجد مین اور باہر نہین نکلتے تھے اس سے اور انکا ایک چچا کا بیٹا تھا کہ ایذا دیا کرتا تھا
انکو پس آیا وہ چچا کا بیٹا انکا لوگون مین کہ آئے اہل کوفہ سے پس کہا عمر نے کہ آیا پہچانتے ہو تم اویس بن عامر قرنی کو کہا انکے چچا کے بیٹے نے کہ ای امیر المومنین
نہین ہی اویس ایسا شخص کہ اس مرتبہ کو پہونچے کہ پوچھو تم اور پہچانو تم اسکو اور وہ ایک آدمی ہی کمترین آدمیون مین سے اور وہ میرے چچا کا بیٹا ہی پس کہا
عمر نے ولے تجہپر ہلاک ہوا تو اسکے مقدمہ مین پھر پڑہی عمر نے حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ سنی تھی انکے حق مین اور کہا جب پہونچے تو وہان
تو سلام میرا اسکو پہونچانا پس مشہور ہوا امر اویس کا پھر گم ہوا وہ اور باہر گیا روایت کیا ابو یعلی وابن منده وابن عساکر اور ایک روایت مین ابن عباس سے آیا ہی
کہ کہا دیر کی عمر نے کہ نہ پوچھا احوال اویس قرنی کے سے دس برس تک یہان تک کہ کہا موسم حج مین آئے اہل یمن جو کوئی تم مین سے قبیلہ مراد سے ہی
کھڑا ہو پس کھڑے ہوئے وہ لوگ کہ مراد سے تھے اور بیٹھے رہے اور لوگ پس کہا عمر نے کیا درمیان تمہارے اویس ہی پس کہا ایک شخص نے ای امیر المومنین
نہین پہچانتے ہین ہم اویس کو ولیکن ایک بھتیجا میرا ہی کہ اسکو اویس کہتے ہین اور وہ نہایت ضعیف وخوار ہی اس سے کہ تجہ جیسا پوچھے ایسے کا حال کہا عمر نے
وہ حرم مین ہی کہا ہان کہا وہ اراک عرفہ مین ہی چراتا ہی اونٹ قوم کے یعنے اسلیے کہ لوگ جانین کہ اونٹون کا چرانے والا ہی پس سوار ہوئے عمر اور علی دو گدہون
پر پھر روانہ ہوئے یہان تک کہ آئے اراک کو ناگہان دیکھا اسکو کہ کھڑا نماز پڑھتا ہی اور لگائے ہوئے ہی نظر اپنی اپنی سجدہ گاہ پر پس جب دیکھا انکو عمر اور علی
نے کہا کہ جسکو ہم ڈھونڈتے ہین اگر وہ ہو تو یہی شخص ہی پس جب سنی آہٹ انکی تو سبک کیا نماز کو اور فارغ ہوئے نماز سے پس سلام علیک کی عمر اور علی
نے انسے پھر انھون نے جواب سلام کا دیا کہا علیکم السلام ورحمۃ اللہ اور کہا عمرؓ اور علیؓ نے کہ کیا ہی نام تیرا رحمت کرے تجکو خدا تعالے کہا انھون نے
عبد اللہ کہا علی مرتضی نے جانتا ہون مین کہ جو کوئی آسمان و زمین مین ہی عبد اللہ یعنے بندہ خدا کا ہی قسم دیتا ہون مین تجکو پروردگار کعبہ کی اور پروردگار
حرم کی کہ کیا ہی نام تیرا کہ جو تیری مان نے رکھا ہی کہا کیا چاہتے ہو تم نام میرا اویس بن مراد ہی کہا عمرؓ اور علیؓ نے کہ کھول بایان پہلو اپنا پس کھولا اور دیکھا
انھون نے کہ ایک شبیہ سفید ہی بقدر درہم کے پس دوڑے عمر اور علی کہ بوسہ دین اس شبیہ کو پھر کہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہی ہمکو کہ سلام
کہین تجکو یعنے آپکی طرف سے اور سوال کرین تجہسے کہ دعا کرے تو ہمارے لیے کہا انسے دعا میری تمام مشرق ومغرب کے مرد و زن مسلمانون کے لیے ہی

کہا ان دونون صاحبون نے کہ دعا کرو ہمارے لیے بالخصوص ان ہی دعا کی اویس نے انکے لیے اور تمام مومنین و مومنات کے لیے پھر کہا عمر نے کہ دون مین تجکو
کچھ اپنے رزق سے یا اپنی عطا سے کہا و کپڑے میرے پرانی ہوگئے ہین اور دونون پاپوشین گانٹھی گئی ہین اور میرے پاس چار درہم ہین جب ہوچکینگے لیا ہونگا
اور کہا جو کوئی آرزو کرتا ہے ہفتہ کی آرزو کرتا ہے مہینے کی اور جو کوئی آرزو کرتا ہے مہینے کی آرزو کرتا ہے سال بھر کی یعنے حرص و آرزو بڑھتی ہی چلی جاتی ہے بعد ازان
پھر دیکھے قوم کو اونٹ انکے اور باہر گئے وہان سے اور دیکھے نہ گئے بعد اسکے روایت کیا ابن عساکر نے تاریخ میں واللہ اعلم (وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ اَتَاکُمْ اَهْلُ الْیَمَنِ هُمْ اَرَقُّ اَفْئِدَةً وَاَلْیَنُ قُلُوْبًا اَلْاِیْمَانُ یَمَانٍ وَالْحِکْمَةُ یَمَانِیَةٌ وَالْفَخْرُ وَالْخُیَلَاءُ فِیْ اَصْحَابِ الْاِبِلِ وَالسَّکِیْنَةُ وَالْوَقَارُ فِیْ اَهْلِ الْغَنَمِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ
اور روایت ہے ابی ہریرہ سے انہونے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا یعنے جبکہ آئے ابو موسی اشعری اور قوم انکی آئے تمھارے پاس اہل یمن وہ
نرم ہین از روے دل کے اور بہت نرم ہین از روے قلب کے فرق اپنے بنسبت تمام ان لوگون کے کہ آئے ہین تمھارے پاس اور ارق افئدة جو فرمایا
رقة ضد قساوت یا غلظت کی ہے اور فواد جمع دل کے اور بعضون نے کہا باطن دل کا اور بعضون نے کہا ظاہر اسکا اور یعنے جو ہین کہ وہ نہایت نرمی اور رحمت
رکھتے ہین بہ نسبت باطن کے سے و الین قلوبا یعنے بہت نرم دل ہین واسطے قبول نصیحت و موعظت کے تمام لوگون کے دلون سے بسبب ظاہر کے اور بہت
اقوال اسکے معنی مین نقل کیے ہین ملا علی قاری نے اور شیخ عبد الحق رحمہ نے لکھا ہے کہ افئدہ جمع فواد کی ہے ساتھ ہمزہ اور ف کے اور ہمزہ کے معنے دل کے اور قلوب جمع
قلب کی ہے تقلب سے یعنے پھرنے کے ایک حال سے طرف دوسرے حال کے اور فواد اور قلب کو اکثر اہل لغت نے ساتھ ایک ہی معنے کے کہا ہے اور
تکرار انکا اسکا حدیث مین تاکید کے لیے ہے اور یہ حدیث باب وفات النبی کی تیسری فصل مین گذری ہے وہان فقط ارق افئدة مذکور ہے اور الین قلوبا نہین اس
بھی متحد ہونا دونون کا ظاہر ہوتا ہے اور بعضون نے کہا کہ فواد میرہ دل کا ہے کہ جب باریک ہوتا ہے جاتی ہے اثر پہنچتی ہے بات حق اسمین اور پہنچتی ہے دل کو اور دل
جب نرم ہوتا ہے در آتی ہے بات حق اندر اسکے اور رقت ضد غلظت کی ہے اور لین ضد صلابت کی مثلا شیشہ رقیق ہے اور نرم نہین اور دل جب متاثر نہین ہوتا ہے
ہیبتون اور ڈرانے والون سے وصف کیا جاتا ہے اسکو ساتھ غلظت و صلابت کے اور جب متاثر ہوتا ہے وصف کیا جاتا ہے ساتھ رقت ولین کے اور طیبی نے کہا
احتمال رکھتا ہے کہ مراد ساتھ رقت کے جودت فہم اور ساتھ لین کے قبول کرنا حق کا ہو پھر جبکہ وصف بیان کیا انکا جو کچھ اسکے بعد بیان فرماتے ہین وہ مانند نتیجہ
اور غایت کے ہے ساتھ قول اپنے کے ترجمہ ایمان یمن کا ہے اور حکمت بھی یمن کی ہے ف ح یمانیہ ساتھ تخفیف ی کے ہے اور ساتھ تشدید اسکے کے بھی منقول ہے
نسبت کیا ایمان و حکمت کو طرف یمن کے واسطے کمال ایمان کے وہان کے رہنے والون مین بیچ اس وقت کے اہل مشرق کے مقابلہ مین اور اسکی اور بھی
تاویلین ہین کہ باب وفات النبی کی تیسری فصل مین ذکر کی گئین ہین اور جب ابو موسی اشعری اپنی قوم کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت مین
حاضر ہوے اور پیدایش عالم اور ہدایت کار سے پوچھا اور حکمتون اور اسرار انکے سے استفسار کیا تو بیان فرمایا آنحضرت نے انکو سامنے انکے جیسا کہ باب
بدء الخلق مین گذرا اور ظہور اور وصول اسکا بوراثت شیخ ابو الحسن اشعری ہے کہ رئیس اہل سنت وجماعت کے اور اولاد ابو موسی اشعری سے ہین رحمة اللہ
علیہ اور کہا بعضون نے کہ مراد حکمت سے فقہ ہے دین مین اور بعضون نے کہا ہے کلمہ صالحہ کہ باز رکھے اپنے صاحب کو پڑنے سے مہلکہ مین ترجمہ اور فخر یعنے
تعریف کرنی اپنی ساتھ مال و جاہ وغیرہ کے اور تکبر کرنا اونٹ والون مین ہے چین اور آہستگی اور بوجہ وقار بکری والون مین ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع
جاننا چاہیے کہ حدیث دلالت کرتی ہے اسپر کہ مخالطت حیوانات کی تاثیر کرتی ہے آدمی کے نفس مین اور سرایت کرتی ہین انکی صفتین اور خصلتین کہ مناسب
انکی طبیعتون کے ہین پس چرانے والے کا خلق و خو مناسب خو وغیرہ ان جانورون کے ہوتے ہین کہ چراتا ہے انکو اور چونکہ اونٹ کی طبیعت مین سیاوت و غلظت
ہے اور بکری مین نرمی اور آرام تجاوز اور سرایت کرتی ہین یہ صفتین انکے چرواہون اور مالکون مین اور اسی کے حکم مین ہے گھوڑا بلکہ زیادہ اس سے اور
بعضون نے کہا کہ چونکہ بکری والے قریب آبادی کے رہتے ہین اور اختلاط وہان کے رہنے والون سے رکھتے ہین وغیرہ کہ بیابان صحرا نشین کرتی ہین پانی

اور تحمل نہیں کرتیں جاڑے کا انکی طبیعت میں نرمی اور سکونت ہے اور یہ باعث ہے فرمان برداری کا اور نہ نکلنے کا اطاعت امام سے اور اونٹ والے دور ہونا
انکا آبادی سے اور رہنا جنگل میں اور کم ملنا انکا خلق سے باعث ہوتا ہے اوپر سختی اور طغیان اور سرکشی اور نکلنے کی اطاعت وانقیاد سے ایسا ہی کہا ہے
مظہر نے بیچ شرح اس حدیث کے اور کہا میں نے خدا کی توفیق سے ظاہر یہ ہے کہ مال و منال ہوا اونٹوں میں بہت ہے باعث ہوتے ہیں سختی کے بخلاف
بکریوں کے کہ اتنی مالیت نہیں رکھتیں (وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَأْسُ الْکُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُیَلَاءُ فِیْ اَہْلِ الْخَیْلِ وَالْاِبِلِ
وَالْفَدَّادِیْنَ اَہْلِ الْوَبَرِ وَالسَّکِیْنَۃُ فِیْ اَہْلِ الْغَنَمِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور یہ بھی روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کفر کا
طرف مشرق کے ہے ف سر کفر سے مراد بڑا کفر ہے ذکرہ السیوطی اور اظہر یہ ہے کہ کہا جاوے یہ کہ منشا کفر کا جانب مشرق کے ہے کہا طیبی نے یہ ایسا ہے
جیسے فرمایا راس الامر الاسلام یعنے ظہور کفر کا جانب مشرق سے ہوگا کہا ابن ملک نے یعنے مشرق سے ظاہر ہوگا کفر اور فتنہ مانند دجال اور یاجوج اور
ماجوج وغیرہما کے کہا نووی نے مراد ساتھ اختصاص مشرق کے ساتھ کفر کے زیادتی تسلط شیطان کی ہے اہل مشرق پر اور تھا یہ آنحضرت کے عہد میں
اور آیندہ بھی ہوگا جسوقت کہ نکلے گا دجال مشرق سے پس وہ منشا فتنہ عظیم کا ہے اور سیوطی نے باجی سے نقل کیا ہے کہ کہا مراد مشرق سے فارس ہے
یا اہل نجد اور بعضوں نے کہا کہ یہ اشارہ ہے ابلیس کی طرف جیسے کہ آیا ہے کہ طلوع کرتا ہے آفتاب درمیان دو قرن شیطان کے ترجمہ اور فخر و تکبر بیچ گھوڑے
والوں کے اور اونٹ والوں اور چلانے والوں کے ہے کہ اونٹ کی پشم کے خیموں کے رہنے والے ہیں یعنے رہنے والے جنگل کے اور صحرا نشین اسلیے
کہ انکے گھر اکثر بالوں کے خیموں کے ہوتے ہیں اور آرام و نرمی بکری والوں میں ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِیِّ عَنِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ ہٰہُنَا جَاءَتِ الْفِتَنُ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْجَفَاءُ وَغِلَظُ الْقُلُوْبِ فِی الْفَدَّادِیْنَ اَہْلِ الْوَبَرِ عِنْدَ اُصُوْلِ اَذْنَابِ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ فِیْ رَبِیْعَۃَ وَمُضَرَ
مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے ابی مسعود انصاری سے اسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ سے آئے ہیں فتنے
یعنے جو چیزیں باعث شور و شر کی ہیں دین میں اور باعث امتحان لوگوں کی ہیں دین میں درحالیکہ اشارہ کرنے والے تھے آنحضرت ساتھ لفظ ہہنا کے طرف
مشرق کے اور سخت زبانی اور سخت دلی بیچ چلانے والوں خیمہ نشینوں کے ہیں کہ جو پیچھے لگے رہتے ہیں اونٹوں اور گایوں کی دموں کے ف
کہ جاتے ہیں پیچھے چرانے کے لیے مراد انسے اعراب ہیں یا اور جنگلی اور مذمت کی انکی بسبب دور رہنے انکے کے شہروں اور گاؤں سے کہ موجب قلت
علم کا ہے کہ جس سے حاصل ہوتے ہیں اخلاق نیک اور تمام علوم شریعت کے فرمایا اللہ تعالے نے الاعراب اشد کفرا ونفاقا واجدر الا یعلموا حدود ما
انزل اللہ علی رسولہ ترجمہ یہ جماعت بیچ قبیلہ ربیعہ اور مضر کے ہے نقل کی بخاری و مسلم نے (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غِلَظُ الْقُلُوْبِ
وَالْجَفَاءُ فِی الْمَشْرِقِ وَالْاِیْمَانُ فِیْ اَہْلِ الْحِجَازِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے جابر سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی دلوں کی اور سختی
زبان کی مشرق میں ہے یعنے بسبب ہونے اسکے کے محل کفر و فتنوں کا اور ایمان اہل حجاز میں ہے نقل کی یہ مسلم نے ف مراد ہے حجاز سے مکہ اور مدینہ اور
طائف اور متعلقات انکے اور کہا ابن ملک نے مراد ہیں اہل حجاز سے انصار اور حجاز کو اسلیے حجاز کہتے ہیں کہ حاجز ہے درمیان نجد اور تہامہ کے اور نجد اس
زمین کا نام ہے کہ بلند ہے اور وہ مخصوص ہے سوائے حجاز کے جو زمین کہ متصل ہے ساتھ عراق کے اور اسکے مقابل میں زمین پست کو تہامہ کہتے ہیں (وَعَنْ
ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰہُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰہُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَفِیْ نَجْدِنَا قَالَ اَللّٰہُمَّ بَارِکْ
لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰہُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَفِیْ نَجْدِنَا فَاَظُنُّہٗ قَالَ فِی الثَّالِثَۃِ ہُنَاکَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِہَا یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ رَوَاہُ
الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہے ابن عمر سے کہا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خداوندا برکت دے ہمکو بیچ شام ہمارے کے ف شاید کہ پہلے
ذکر کرنا شام کا اشارہ ہے اسپر کہ شام مبارک ہے باصلہ بموجب فرمانے اللہ تعالے کے الذی بارکنا حولہ اور انبیا بھی وہاں بہت مدفون ہیں اسلیے بھی پہلے

ذکر کیا اُسکو اور مراد برکت سے زیادتی کی ہے یا برکت کہ حاصل ہو واسطے اہل مدینہ کے اور تمام مومنون کے علی الخصوص ترجمہ یا اللہ برکت
دے ہمارے لیے بیچ یمن ہمارے کے ف ع مراد ہے برکت ظاہریہ اور معنویہ اور اسی لیے بہت ہوتے ہین اولیا اس مین اور ظاہر ان دونون مکانون
کے لیے دعا برکت کی اسلیے کی کو غلہ اہل مدینہ کا انھین دونون سے آتا ہو ترجمہ کہا بعضے صحابہ نے یا رسول اللہ اور کہیے کہ برکت دے ہمارے نجد
مین ف ع تو کہ حاصل ہو برکت ہمارے لیے اسکی جانب سے بھی اور معنے نجد کے اوپر کی حدیث کی شرح مین لکھے گئے ہین ف کہا یا الٰہی
برکت دے ہمارے لیے ہمارے شام مین یا الٰہی برکت دے ہمارے لیے ہمارے یمن مین کہا بعضے صحابہ نے کہ کہیے برکت دے ہمارے
نجد مین ابن عمر کہتے ہین پس گمان کرتا ہون مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا تیسری بار مین یعنے یا دوسری بار مین اس جگہ ف ع یعنے جانب نجد مین ہوا و
وہی مراد ہے ساتھ قول آنحضرت کے نحو المشرق ف زلزلے ہونگے ف ع یعنے حسی یا معنوی اور وہ ہلنا دلون کا ہے اور بے قرار ہونا اہل اُسکے کا ف اور فتنے
ف ع یعنے بلیات اور مخالفتین کہ باعث ہون ضعف دین کی اور قلت دیانت کی اہل نجد مین مناسب ہو دعا برکت کی اُسکے لیے ف اور مین نجد مین ہین اور اسکے قرن
مین ظاہر ہوتا ہی سینگ شیطان کا نقل کی یہ بخاری نے ف ع یعنے جماعت اور مددگار اُسکے اور کہا اشرف نے کہ دعا کی آنحضرت نے یمن اور شام
کے لیے برکت کی اسلیے کہ مکہ آنحضرت کی پیدایش کی جگہ ہے اور وہ یمن مین سے ہے اور جگہ رہنے اور دفن ہونے اُنکے کی مدینہ ہے اور وہ شام مین سے ہے اور یہ دونون
چیزین کافی ہین اُنکی فضیلت مین اور اسی سبب اضافت کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو اپنی طرف اور لائے ضمیر جمع کی واسطے تعظیم کے اور تکرار کی
دعا مین باب الفصل الثانی فصل دوسری (عن انس عن زید بن ثابت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نظر قبل الیمن فقال اللھم اقبل بقلوبھم و بارک
لنا فی صاعنا و مدنا رواہ الترمذی) روایت کرتے ہین انس زید بن ثابت سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر کی جانب یمن کے پس دعا کی
اہل یمن کے لیے اور کہا یا الٰہی متوجہ کر اُنکے دلون کو ف ع یعنے طرف ہمارے تو کہ آوین ہماری طرف یہ دعا کی اسلیے کہ غلہ اہل مدینہ کا آتا تھا یمن سے
اور اسی لیے اُسکے بعد دعا کی برکت صاع اور مد کی واسطے غلہ کے کہ آوے طرف اُنکے یمن سے پس کہا ف اور برکت دے واسطے ہمارے بیچ صاع
ہمارے کے اور مد ہمارے کے نقل کی یہ ترمذی نے ف ع مراد ہے ان دونون سے غلہ جو ناپا جاتا ہے انھین اور صاع نام ایک پیمانہ کا ہے کہ اسمین قریب
ساڑھے تین سیر کے غلہ آتا ہے اور مد مین چوتھائی اُسکا اور کہا توربشتی نے کہ وجہ مناسبت کی درمیان دونون فقرون کے یعنے دونون جملون کے کہ ایک
اللھم اقبل بقلوبھم اور دوسرا وبارک لنا الخ یہ ہے کہ اہل مدینہ ہمیشہ تنگ حال و تنگ معاش رہتے تھے پس جب دعا کی اللہ تعالے سے اہل یمن کے دلون
متوجہ ہونے کی طرف دار الھجرۃ کے اور وہ بہت تھے اور اُنکے آنے سے زیادہ تنگی معیشت کی متصور تھی پس دعا برکت طعام کی کی اہل مدینہ کے لیے تو کہ
فراخی رہے وہان کے رہنے والون کے لیے بھی اور اُنکے لیے بھی کہ وارد ہون وہان پس نہ تنگ ہو مقیم آنے والے کے سبب سے اور نہ دشوار ہو واقع
اسپر کہ ہجرت کر کر آوے طرف اُسکے (وعن زید بن ثابت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طوبی للشام قلنا لای ذلک یا رسول اللہ قال لان
ملائکۃ الرحمن باسطۃ اجنحتھا علیھا رواہ احمد والترمذی) اور روایت ہے زید بن ثابت سے کہ کہا فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشحالی ہے واسطے اہل شام
کے عرض کیا ہمنے کس سبب سے یہ یا رسول اللہ فرمایا آپ نے اسلیے کہ فرشتے رحمن کے پھیلائے ہوے ہین بازو اپنے زمین شام پر اور اُسکے اہل پر نقل کی
یہ احمد اور ترمذی نے ف ع واسطے محافظت کرنے کے کفر سے اور لفظ رحمن مین اشارہ ہے اسپر کہ مراد فرشتون سے فرشتے رحمت کے ہین لمعات اور حضرت
شیخ نے کہا کہ بازو پھیلانا فرشتون کا کنایہ ہے پھیلانے رحمت اور رافت الٰہی سے اہل شام پر یعنے ابدال پر کہ وہان رہتے ہین یا تمام وہان کے رہنے والون
پر واللہ اعلم اور مراد ملائکہ کے بازوون سے صفات اور قوائے ملکیہ ہین اور قیاس نہ کرنا چاہیے اُنکو پرندون کے بازوون پر اسلیے کہ پرندون کے سوا
تین چار بازوون کے نہین ہوتے ہین چھ چھ سو بازو کو آنحضرت نے شب معراج مین جبرئیل کے دیکھے اور حاصل کلام یہ کہ بازو ملائکہ کے لیے ثابت

کرنے چاہیئں لیکن انکی کیفیت کے بیان کرنے سے باز رہنا چاہیے (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَتَخْرُجُ نَارٌ مِنْ نَحْوِ
حَضْرَمَوْتَ اَوْ مِنْ حَضْرَمَوْتَ تَحْشُرُ النَّاسَ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ عَلَیْکُمْ بِالشَّامِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے عبد اللہ بن عمر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے نزدیک ہے کہ نکلیگی ایک آگ حضرموت کی طرف سے یا حضرموت سے **ف** یہ شک راوی ہے اور اس روایت میں لفظ نحو کا زائد
ہے ظاہر میں لیکن مقدر ہے یعنے من نحوہا اور من جانبہا اور مراد آگ سے یا تو یہی آگ ہے حقیقۃً چنانچہ ظاہر یہی ہے اور یا مراد اس سے فتنے ہیں اور حضر موت ساکن
زبر ح مہملہ اور جزم ض معجمہ اور زبر را اور میم کے اور میم کے پیش سے بھی کہا ہے نام ایک شہر مشہور کا ہے یمن سے تاجمع کریگی وہ آگ لوگون کو اور ہانکیگی
انکو کہا ہمنے یا رسول اللہ پس کیا فرماتے ہو ہمکو یعنے کیا کرین ہم اسوقت اور کہان جاوین ہم فرمایا آنحضرت نے لازم ہے تمکو جانا شام کو نقل کی یہ ترمذی
نے **ف** یعنے اسلیے کہ وہ سلامت رہینگے پہونچنے آگ سے یا ملکہ کے سبب محافظت کرنے ملائکہ رحمت کے اور امارات ساعت میں گذر چکا
ذکر آگ کا کہ ہانکیگی انکو حشر کی طرف کہ مراد اس سے شام ہے اور ظاہر یہ ہے کہ ہانکیگی انکو طرف شام کے بے اختیار انکے (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ
الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّہَا سَتَکُوْنُ ہِجْرَۃٌ بَعْدَ ہِجْرَۃٍ فَخِیَارُ النَّاسِ اِلٰی مُہَاجَرِ اِبْرَاہِیْمَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَخِیَارُ اَہْلِ الْاَرْضِ
اَلْزَمُہُمْ مُہَاجَرَ اِبْرَاہِیْمَ وَیَبْقٰی فِی الْاَرْضِ شِرَارُ اَہْلِہَا تَلْفِظُہُمْ اَرْضُوْہُمْ تَقْذَرُہُمْ نَفْسُ اللّٰہِ تَحْشُرُہُمُ النَّارُ مَعَ الْقِرَدَۃِ وَالْخَنَازِیْرِ تَبِیْتُ مَعَہُمْ اِذَا بَاتُوْا وَتَقِیْلُ
مَعَہُمْ اِذَا قَالُوْا رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ) اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ کہا سنا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے قصہ یہ ہے کہ
ہوگی ہجرت پیچھے ہجرت کے **ف** یعنے اسکے یہ ہین کہ ہوگی ہجرت طرف شام کے بعد ہجرت کے کہ ہوئی طرف مدینہ کے اور بعضون نے کہا کہ مراد بار بار
اور بہت ہونا ہجرت کا ہے اور یہ معنے بہت ظاہر اور بہت مناسب ہین لفظ حدیث اور سیاق حدیث سے اور یہ اس وقت ہین ہے کہ بہت ہونگے فتنے بلاد
میں اور غالب ہونگے کافر شہرون میں اور کم رہینگے حمایت کرنے والے دین کے اور قائم امر خدا پر دار الاسلام میں اور باقی رہینگے شہر شام کے محروس
و محفوظ کہ نگہبانی کرینگے اسکی لشکر اسلام کے کہ جو غالب اور مدد کرنے والے حق کے ہونگے یہان تک کہ قتال کرینگے دجال سے پس جو کوئی چاہیگا
کہ نگاہ رکھے اپنے دین کو ہجرت کرے ان شہرون کی طرف بعد ازان مفصل فرمایا اس مجمل کو ساتھ قول اپنے کے **ف** پس بہترین لوگون کا وہ ہوگا کہ
ہجرت کرے طرف ہجرت کی جگہ ابراہیم کے کہ شام ہے اسلیے کہ جب نکلے ابراہیم عراق سے تو گئے طرف شام کے اور ایک روایت میں ساتھ اس عبارت
کے آیا ہے پس بہترین اہل زمین کے وہ ہونگے کہ بہت لازم پکڑینگے ابراہیم کی ہجرت کی جگہ کو یعنے شام کو اور باقی رہینگے زمینون میں بدترین اہل اسکے
یعنے کفار و فجار پھینک دیگی انکو زمینین انکی معنے اسکے یہ ہین کہ پھینک دیگی بدترین لوگون کو زمینیں انکی ایک جانب سے طرف دوسری جانب کے کہا
شارحین نے یعنے انتقال کرینگے بہترین اہل زمین کے ان زمینون سے کہ غالب ہوگا انپر کافر پس باقی رہینگے ناکارہ لوگ جانشین ہونگے ہجرت
کرنے والون کے واسطے رغبت کرنیکی دنیا میں اور واسطے ڈرنے کے لڑائی سے اور واسطے حرص کرنے کے ان چیزون پر کہ ہونگی انکی قسم اولاد اور
مواشی وغیرہ متاع دنیا سے پس وہ بسبب خست نفسون اپنے اور ضعف دین اپنے کے مانند چیز خوار کے ہونگے نزدیک نفسون پاکیزہ کے
اور گویا زمینین بیزار ہونگی انسے پس پھینک دینگی انکو اور اللہ سبحانہ مکروہ رکھیگا پس دور رکھیگا انکو مکان رحمت اپنے سے اور محل کرامت اپنے سے مانند
دور رکھنے اس شخص کے کہ گھن کھاتا ہے کسی چیز سے اور نفرت کرتی ہے اس سے طبیعت اسکی پس اسی سبب باز رکھیگا انکو نکلنے سے اور شمار سے رکھیگا
انکو ساتھ دشمنان دین کے مانند قول اللہ تعالے کے وَلٰکِنْ کَرِہَ اللّٰہُ انْبِعَاثَہُمْ فَثَبَّطَہُمْ یعنے ولیکن مکروہ رکھا اللہ تعالے نے اٹھنا انکا پس ٹھہرا دیا
انکو **ف** مکروہ رکھیگی انکو ذات الٰہی کی بلا زم رہیگی انکے ساتھ آگ رات اور دن اور جمع کریگی انکو ساتھ کافرون کے کہ وہ باعتبار چال اپنے اور بدخصالی
اپنے کے مانند بندرون اور سورون کے ہونگے **ف** یہ ترجمہ موجب شرح ملا علی رحمہ کے لکھا گیا اور شیخ رحمہ نے کہا ہانکیگی اور جمع کریگی انکو آگ فتنہ کی

کہ وہ نتیجہ اعمال بد انکے کی ہوگی یا آگ کہ پیدا ہوگی اُسوقت ساتھ بندرون کے اور سورون کے مراد یا توحقیقت اور صورت انکی ہو یا یعنے ہونے کے ساتھ
انکے خلق ہونا ساتھ اخلاق انکے کے اور متصف ہونا ساتھ صفات انکے کے ہو یا مراد آدمی بدخوی اور کافر ہین کہ مانند بندر اور سور کے ہین ساتھ رات گذاریگی
وہ آگ ساتھ انکے جسوقت کہ رات کرینگے وہ اور قیلولہ کریگی وہ آگ ساتھ انکے جسوقت کہ قیلولہ کرینگے وہ نقل کی یہ ابوداود نے ف قیلولہ کہتے ہین
دوپہر کے سونے کو یعنے وہ آگ شب و روز ملازم وقت اور مصاحب حال انکے کی ہوگی نعوذ باللہ من ذلک (وعن ابن حوالۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سیصیر الامر ان تکونوا جنودا مجندۃ جند بالشام وجند بالیمن وجند بالعراق فقال ابن حوالۃ خرلی یا رسول اللہ ان ادرکت ذلک
فقال علیک بالشام فانہا خیرۃ اللہ من ارضہ یجتبی الیہا خیرتہ من عبادہ فاما ان ابیتم فعلیکم بیمنکم واسقوا من غدرکم فان اللہ عزوجل توکل لی
بالشام واہلہ رواہ احمد وابوداود) اور روایت ہے ابن حوالہ سے کہا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نزدیک ہے کہ ہوجاویگا کار و بار دین کا اسطرح
پر کہ ہوجاؤگے تم لشکر جمع کیے گئے یعنے کافۃ الاسلام مین اور مختلف یعنے بیچ مراعات احکام کے ایک لشکر شام مین اور ایک لشکر یمن مین اور ایک لشکر عراق مین
ف یعنے عراق عرب مین اور وہ بصرہ اور کوفہ ہے یا عراق عجم مین اور وہ ماورائے کوفہ اور بصرہ کے ہے سوائے خراسان اور ماوراء النہر کے ف پس کہا
ابن حوالہ نے اختیار کر دو میرے لیے یا رسول اللہ کہ ان لشکرون مین سے کس لشکر کے ساتھ رہون مین اگر پاؤن مین اُسوقت کو پس فرمایا آنحضرت نے لازم پکڑ
تو شام کو اسلیے کہ شام برگزیدہ خدا کی ہے زمین خدا سے یعنے پسند کیا ہے اسکو تمام زمین سے واسطے رہنے کے اخیر زمانہ مین جمع کریگا طرف اس زمین کے
خدائے تعالے برگزیدون کو اپنے بندون مین سے پس اگر نہ مانو تم شام کا رہنا اور تمہیں لازم ہے اپنے یمن مین رہنا ف یمن اضافت یمن کی انکی طرف بسبب اسکے
ہے کہ مخاطب عرب ہین اور یمن انکی زمین سے ہے اور عبارت فاما ان ابیتم کلام معترض ہے کہ واقع ہوا ہے درمیان قول آپ کے علیکم بالشام اور درمیان قول
آپ کے ف واسقوا الخ یعنے لازم کرو تم شام کا رہنا اور پانی دو واسطے اپنے اور اپنے جانورون کو اپنے حوضون سے ف غدر ساتھ غین اور دال
زبردال مہملہ کے جمع غدیر کی یعنے حوض سے یعنے چاہیے کہ پانی دیوے ہر ایک اپنے حوض سے کہ مخصوص ہے ساتھ اسکے اور مزاحمت اور منازعت نکرے ساتھ
غیر کے خصوصا اسلیے کہ سرحد اسلام پر بیٹھے ہین تو ہو سبب نزاع اور اختلاف فتنہ انگیزی کا ف اسلیے کہ اللہ عزوجل متکفل ہوا ہے بسبب میرے یعنے حق اور
میری کے کہ محافظت کرے شام کی اور اسکے رہنے والون کی کفار کی شرسے اور انکے غالب آنے سے اس دیار پر نقل کی یہ احمد اور ابوداود نے

الفصل الثالث فصل تیسری (عن شریح بن عبید قال ذکر اہل الشام عند علی رضی اللہ عنہ وقیل العنہم یا امیر المؤمنین قال لا انی سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول الابدال یکونون بالشام وہم اربعون رجلا کلما مات رجل ابدل اللہ مکانہ رجلا یسقی بہم الغیث وینتصر بہم علی الاعداء ویصرف
عن اہل الشام بہم العذاب) روایت کی شریح بن عبید تابعی نے کہا کہ ذکر کیے گئے اہل شام نزدیک علی کے ف مراد اہل شام سے یہان مخالف
علی کے ہین معاویہ اور جو کہ انکے ساتھ تھے شام مین کہ حاکم ملک شام کے تھے عثمان کے زمانہ سے آخر تک بس انکا ذکر ساتھ برائی کے کیا گیا حضرت علی کے
سامنے ف اور کہا گیا حضرت علی سے کہ لعنت کرو انکو اے امیر المؤمنین کہا علی نے کہ لعنت نہین کرتا ہون مین اہل شام کو تحقیق مین نے سنا ہے پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے ابدال ہوتے ہین شام مین ف یعنے کیونکر لعنت کرون مین انکو کہ ابدال وہان ہوتے ہین پس مبادا شامل ہو لعنت
ابدال کو بھی علمائے اہل سنت کے کہتے ہین کہ یہ دفع کرتا ہے علی سے اہل شام کی لعنت کو بالفعل واسطے دفع مجادلہ کے اور یہان سے لازم نہین آتا کہ
جائز ہو لعن غیر ابدال کا اہل شام سے جیسا کہ ابتدا سمجھا جاتا ہے اور یہ کیونکر ہو اس حال مین کہ روایت کیا گیا ہے امیر المؤمنین سے کہ فرمایا یہ بھائی ہمارے ہین
کہ بغی کی ہے ہم پر اور آیا ہے کہ ایک بار ایک شخص کو مخالفون کے لشکر والون مین سے پکڑ لائے ایک شخص نے کہا واللہ مین جانتا تھا کہ وہ اچھا مسلمان تھا
علی نے فرمایا کیا کہتا ہے تو اب بھی تو مسلمان ہے اور سوائے اسکے آثار و اخبار ہین کہ دلالت کرتے ہین انکے اسلام پر بعد ازان بیان ابدال کا کرتے ہین

اور ابدال چالیس مرد ہیں جبکہ مرتا ہے ایک مرد بدلا دیتا ہے خدا تعالیٰ اسکے بدل میں ایک اور مرد کو انکے وجود و برکت سے مینہ برستا ہے اور بدلہ لیا جاتا ہے ساتھ مدد
انکی کے دشمنوں سے یعنی کفار سے اور دفع کیا جاتا ہے اہل شام سے ساتھ برکت انکی کے عذاب ف ع ح یعنی عذاب شدید اور تخصیص اہل شام کی بسبب
قرب ہوا اور زیادتی ارتباط انکی کے ہوگی والا برکت و تصرف انکے عالم کو شامل ہے اور وجود ابدال کا اس حدیث میں اور حدیثوں میں بھی علی رضی اللہ سے آیا ہے اور
شیخ ابن حجر بعد ذکر کرنے ان حدیثوں کے ایک حدیث اور بروایت ابن عمر کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے لایا ہے کہ فرمایا بہتر امت میری نیک امت
کے پانسو مرد ہیں اور ابدال چالیس ہیں پس نہ پانسو کم ہوتے ہیں اور نہ یہ چالیس جبکہ مرتا ہے ایک ابدال بدل کرتا ہے خدا تعالیٰ ایک کو پانسو میں سے
جگہ اسکی پس عرض کیا اصحاب نے یا رسول اللہ بیان فرمائیے ہمیں عمل انکے کہ کیا عمل کرتے ہیں کہ اس مرتبہ کو پہونچتے ہیں فرمایا وہ عفو کرتے ہیں اس شخص سے
جو ظلم کرتا ہے انپر اور نیکی کرتے ہیں اس شخص سے کہ بدی کرتا ہے انسے اور خبر گیری فقرا کی کرتے ہیں اس چیز سے کہ دیا ہے خدا تعالیٰ نے انکو اور تصدیق
خدا تعالیٰ کی کتاب میں ہے کہ فرمایا والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین یعنی کھانے والے غصہ کے اور عفو کرنے والے لوگوں سے اور
اللہ دوست رکھتا ہے نیکی کاروں کو انتہی اور روایت کی ابن عساکر نے عبد اللہ بن مسعود سے بطریق مرفوع کے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے تین سو شخص ہیں
آدم کے دل پر اور انکے لیے چالیس ہیں کہ دل انکے موسیٰ کے دل پر ہیں اور انکے لیے سات شخص ہیں کہ دل انکے حضرت ابراہیم کے دل پر ہیں اور انکے
لیے پانچ شخص ہیں کہ دل انکے جبرئیل کے دل پر ہیں اور انکے لیے تین شخص ہیں کہ دل انکے میکائیل کے دل پر ہیں اور انکے لیے ایک شخص ہے کہ دل اسکا
اسرافیل کے دل پر ہے جبکہ مرتا ہے وہ ایک تو بدل دیتا ہے اللہ جگہ اسکی تین میں سے اور جبکہ مرتا ہے ایک تین میں سے بدل دیتا ہے اللہ جگہ اسکی پانچ میں سے اور
جبکہ مرتا ہے پانچ میں سے ایک تو بدل دیتا ہے اللہ جگہ اسکی سات میں سے اور جبکہ مرتا ہے ایک سات میں سے تو بدل دیتا ہے اللہ جگہ اسکی چالیس میں سے اور
جبکہ مرتا ہے ایک چالیس میں سے تو بدل دیتا ہے اللہ جگہ اسکی تین سو میں سے اور جبکہ مرتا ہے ایک تین سو میں سے تو بدل دیتا ہے اللہ اسکی جگہ عوام میں سے بسبب
انکے دفع کیجاتی ہے بلا اس امت سے کہا بعضے عارفین نے کہ نہیں ذکر کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی آنحضرت کے دل پر ہو اسلیے کہ نہیں
پیدا کیا اللہ نے عالم خلق و امر میں کسی کو عزیز تر اور شریف تر اور لطیف تر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل سے پس نہیں برابر و مقابل ہے انکے دل کے
دل کسی کا اولیا میں سے برابر ہے کہ وہ ابدال ہوں یا اقطاب (وعن رجل من الصحابة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ستفتح الشام فاذا خیرتم المنازل
فیہا فعلیکم بمدینة یقال لہا دمشق فانہا معقل المسلمین من الملاحم وفسطاطہا منہا ارض یقال لہا الغوطة رواہما احمد) اور روایت ہے ایک شخص سے
صحابہ میں سے ف کہ نام اسکا معلوم نہیں ہوا اور جہالت نام راوی کی صحابہ میں نقصان نہیں رکھتی کہ صحابہ سب عدول ہیں ت یہ کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا نزدیک ہے کہ فتح کئے جاوینگے شہر شام میں پس جب اختیار دیئے جاؤ تم مکانوں کا ان شہروں میں پس تمپر لازم ہے رہنا ایک شہر کا کہ کہا
جاتا ہے اسکو دمشق ف ساتھ زیر دال اور فتح میم کے بموجب قول اکثر و فتح کے کہ پایہ تخت شام کا ہے ت پس تحقیق شہر دمشق جگہ پناہ مسلمانوں
کی ہے لڑائیوں سے ف لفظ معقل ساتھ زبر میم اور جزم عین کے اور زیر قاف کے عقل سے بمعنے حصن اور پناہ کے اور معنے یہ ہیں کہ داخل ہوتے ہیں
انمیں مسلمان اور پناہ لاتے ہیں طرف اسکی جیسے کہ پناہ لاتی ہے بکری پہاڑ کی طرف چوٹی پہاڑ کی اور ملاحم جمع ملحمہ کی ہے بمعنے جنگ و قتال کے ت
اور دمشق شہر جامع شام کا ہے ف فسطاط ساتھ پیش ف کے اور جزم سین کے اور کبھی ف کے زیر سے بھی آتا ہے بمعنے شہر جامع کے کہ جمع کرے لوگوں
کو اور اسی لیے مسجد کو بھی فسطاط کہتے ہیں اور فسطاط بمعنے خیمہ کے بھی آتا ہے ت دمشق کی زمینوں میں سے ایک زمین ہے کہ کہا جاتا ہے اسکو غوطہ ف ع
ساتھ پیش غین کے اور جزم واو کے اور زیر طا کے نام باغوں کا اور پانیوں کا ہے گرد دمشق کے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ غوطہ ایک شہر ہے نزدیک
دمشق کے ت روایت کیں یہ دونوں حدیثیں احمد نے یعنی اپنی مسند میں (وعن ابی ہریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخلافة

بِالْمَدِيْنَةِ وَالْمُلْكُ بِالشَّامِ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ خلافت مدینہ مین ہے ف ع یعنے غالباً اسلیے کہ علی کوفہ
مین رہتے تھے بیچ زمانہ خلافت اپنی کے یا مراد یہ ہے کہ خلافت مستقرہ مدینہ مین ہے ت اور ملک یعنے بادشاہت شام مین ف ع ج اور اسمین اعلام
ہے ساتھ اسکے کہ حسن رضی نے جب خلافت ترک کی اور کاروبار سپرد معاویہ کے کیا تو وہ نہین ہوسے خلیفہ اور موید ہے اسکو جو کچھ کہ روایت کی احمد اور
ترمذی اور ابو یعلی اور ابن حبان نے کہ خلافت بعد میرے بیچ امت میری کے تیس برس ہوگی پھر بادشاہت ہوگی بعد اسکے کہا بعضون نے کہ اسمین
اشارہ ہے علی کی خلافت اور معاویہ کی بادشاہت کی طرف انتہی کہا اور حدیث مین آنحضرت کی صفتون مین واقع ہوا ہے کہ مولد یعنے جگہ پیدایش انکی
مکہ ہے اور مہاجر یعنے جگہ ہجرت انکی کی مدینہ اور ملک انکا شام ہے مراد اس سے نبوت و دین ہے اسلیے کہ وہ شام مین اغلب واکثر تھا والا ملک و دین انکا
تمام عالم مین ہے اور بعضون نے کہا کہ مراد انکے قول سے الملک بالشام ہے کہ جہاد و قتال وہان ہے اسلیے کہ منقطع نہین ہوتا جہاد بلاد شام مین اور تحریض
رغبت دلائی ہے شام کی سکونت کی واسطے پانے فضل جہاد و رباط کے واللہ اعلم (وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ عَمُوْدًا مِّنْ نُّوْرٍ خَرَجَ مِنْ تَحْتِ رَأْسِيْ سَاطِعًا حَتّٰى اسْتَقَرَّ بِالشَّامِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ) اور روایت ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ
کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ دیکھا مین نے ایک ستون نور سے کہ باہر نکلا میرے سر کے نیچے سے درحالیکہ اٹھنے والا ہوا یہانتک کہ
ٹھیرا شام مین نقل کی یہ دونون حدیثین بیہقی نے دلائل النبوۃ مین ف ع دلالت کرتا ہے اوپر ثابت رہنے دین اور قرار پکڑنے اور غالب آنیکے کہ تمام
مین اور اسی قبیل سے ہے نکلنا نور کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ کے پیٹ سے وقت ولادت کے اور روشن ہونا شام کے مکانون کا اس
(وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فُسْطَاطَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَ الْمَلْحَمَةِ بِالْغُوْطَةِ اِلٰى جَانِبِ مَدِيْنَةٍ يُّقَالُ لَهَا دِمَشْقُ مِنْ خَيْرِ
مَدَائِنِ الشَّامِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ) اور روایت ہے ابی درداء سے یہ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جگہ اجتماع مسلمانون کی روز جنگ کے یعنی
جنگ دجال کے غوطہ ہے کہ بیچ جانب ایک شہر کے ہے کہ کہا جاتا ہے اسکو دمشق کہ بہترین شہرون شام کے سے ہے نقل کی یہ ابو داود نے ف ع من
خیر مدائن الشام صفت دمشق کی ہے اور غوطہ بھی ایک جگہ ہے نزدیک اسکے جیسا کہ گذرا اور اگلی حدیث مین فسطاط دمشق کو کہا اور غوطہ چونکہ قریب دمشق
کے ہے اور مضافات اور توابع اسکے سے ہے کچھ خلاف درمیان ان دونون حدیثون کے نہوا (وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ سَيَأْتِيْ مَلِكٌ مِّنْ مُّلُوْكِ
الْعَجَمِ يَظْهَرُ عَلَى الْمَدَائِنِ كُلِّهَا اِلَّا دِمَشْقَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ) اور روایت ہے عبد الرحمن بن سلیمان تابعی سے کہا نزدیک ہے کہ آویگا ایک بادشاہ عجم کے بادشاہون
سے پس غالب ہوگا تمام شہرون پر سوائے دمشق کے نقل کی یہ ابو داود نے ف ع بیان نہین کیا شارحون نے کہ وہ بادشاہ کون ہے تنبیہ جاننا
چاہیے کہ حدیثین بیچ فضیلت شام اور بیت المقدس اور صخرہ اور عسقلان اور قزوین اور اندلس اور دمشق اور سوائے انکے کے آئی ہین اور محدثون نے
حکم کیا ہے اوپر اکثر انکے کے ساتھ ضعف کے واللہ اعلم کذا فی سفر السعادۃ باب ثواب هذه الامة یہ باب ہے بیچ بیان ثواب اس امت کے
یعنے ایسی جماعت کے کہ جامع ہے درمیان اجابت و متابعت کے کہ جسکو فرقہ ناجیہ کہتے ہین پس تنقیح مین ہے کہ مبتدع نہین ہے امت سے علی الاطلاق کہا
توضیح مین مراد امت مطلقہ سے اہل سنت و جماعت ہین اور وہ لوگ ہین کہ طریقہ انکا ہے مانند طریقہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اور صحابہ انکے کے
رضی اللہ عنہم نہ اہل بدعت کہا صاحب تلویح نے اسلیے کہ مبتدع اگرچہ ہون اہل قبلہ سے پس وہ امت دعوت مین نہ متابعت مانند کفار کے ف ع
فضیلت اس امت مرحومہ کی اور کثرت ثواب انکی بہ نسبت اور امتون کے خارج حد حصر اور حیطہ بیان سے ہے اور اسکے ثابت کرنے مین بس ہے قول حق سبحانہ
تعالے کا (كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ) یعنے تھے تم بہترین امت کہ نکالے گئے لوگون کے لیے اور قول اس تعالے کے (وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً
وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ) اور بس ہے یہ کہ وہ امت محمد ہین صلی اللہ علیہ وسلم کہ خاتم النبیین اور سید المرسلین و افضل خلائق ہین کہ تمام انبیا

اور رسولوں سے آرزو کی ہے کاش کہ انکی امت ہوتے اور یہ کہ ثابت ہیں انکے لیے کمالات اور کرامات اور فضائل ایسی ایسی طرح سے کہ نہ تھے امم
سابقین میں (اللّٰہم اجعلنا من امتہ واحشرنا تحت لوائہ وتوفنا علی دینہ وملتہ برحمتک یا ارحم الراحمین) **الفصل الاول** فصل پہلی (عن ابن عمر عن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انما اجلکم فی اجل من خلا من الامم ما بین صلاۃ العصر الی مغرب الشمس وانما مثلکم ومثل الیہود والنصاری
کرجل استعمل عمالا فقال من یعمل لی الی نصف النہار علی قیراط قیراط فعملت الیہود الی نصف النہار علی قیراط قیراط ثم قال من یعمل لی من نصف
النہار الی صلاۃ العصر علی قیراط قیراط فعملت النصاری من نصف النہار الی صلاۃ العصر علی قیراط قیراط ثم قال من یعمل لی من صلاۃ العصر الی
مغرب الشمس علی قیراطین قیراطین الا فانتم الذین تعملون من صلاۃ العصر الی مغرب الشمس الا لکم الاجر مرتین فغضبت الیہود والنصاری
فقالوا نحن اکثر عملا واقل عطاء قال اللہ تعالی فہل ظلمتکم من حقکم شیئا قالوا لا قال اللہ تعالی فانہ فضلی اعطیہ من شئت رواہ البخاری) روایت
ہے ابن عمر سے کہ انہوں نے نقل کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا نہیں ہے مدت عمر تمہارے کی بہ نسبت عمر ان لوگوں کے کہ گذرے ہیں امتوں سے
مگر مقدار اس زمانہ کے کہ درمیان نماز عصر کے آفتاب کے غروب ہونے تک ہے ف ع اجل کہتے ہیں اس مدت کو کہ تعین کی گئی ہو ایک چیز کے لیے فرمایا
اللہ تعالی نے لتبلغوا اجلا مسمی اور کبھی اطلاق کیا جاتا ہے انسان کی موت پر پس کہا جاتا ہے دنا اجلہ یعنی قریب پہونچی موت اسکی ملا علی نے یہ تو طیبی سے
لکھا ہے اور بعد اسکے لکھا ہے کہ توضیح اسکی یہ ہے کہ اجل کبھی تعبیر کیجاتی ہے تمام وقت سے کہ معین ہے عمر کے لیے برابر ہے کہ ہو مطلق یا مسمی جیسے کہ بیچ قول اللہ
تعالی کے ثم قضی اجلا واجل مسمی عندہ اور کبھی اطلاق کیجاتی ہے اوپر انتہا مدت کے اور آخر اسکی کے اور یہی مراد ہے ساتھ قول حق سبحانہ کے
فاذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون یعنی جب آویگی موت انکی نہ تاخیر کرینگے ایک ساعت اور نہ پہل کرینگے اور مراد اجل سے یہاں معنی
اول ہی ہیں فرماتے ہیں مدت عمر دن قلیل تمہارے کی بیچ مقابلہ عمر دن امتوں سابقہ کے مقدار اس مدت کے ہے کہ نماز عصر سے مغرب تک ہے
بیچ مقابلہ اول روز کے عصر تک اور باوجود اسکے ثواب تمہارا انکے ثواب سے زیادہ ہے خلاصہ یہ کہ مدت تمہاری عمل میں تھوڑی ہے اور ثواب تمہارا
بہت پھر بیان کی نسبت جو درمیان اس امت کے اور درمیان یہود ونصاری کے ہے ساتھ قول اپنے کے ف اور نہیں ہے قصہ اور حال تمہارا
اور قصہ اور حال یہود اور نصاری کا یعنی ساتھ رب سبحانہ تعالی کے مگر مانند ایک مرد کے کہ کام فرمایا کام کرنے والوں اور مزدوروں
کو پس کہا اس مرد نے کون ہے کہ کام کرے میرے لیے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر ف ح یعنی ہر ایک کو ایک ایک قیراط دونگا اور قیراط
کہتے ہیں آدھے دانگ کو اور دانگ چھٹا حصہ درہم کا ہے ف پس کام کیا یہود نے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر ف یعنی عمل کیا موسی
علیہ السلام کے تابعوں نے عمر دراز میں ثواب قلیل پر پس مشابہ ہیں ساتھ ان مزدوروں کے کہ کام کیا دوپہر تک ایک ایک قیراط
پر ف پھر کہا اس مرد نے کون ہے کہ کام کرے میرے لیے دوپہر سے عصر تک ایک ایک قیراط پر پس کام کیا نصاری نے یعنی عیسی
علیہ السلام کے تابعوں نے بعد یہود کے ایک ایک قیراط پر ف یعنی انہوں نے کام کیا بیچ مدت عمر اپنی کے مشابہ ان مزدوروں کے
کہ کام کیا دوپہر سے عصر تک ایک ایک قیراط پر ف پھر کہا اس مرد نے کون ہے کہ کام کرے میرے لیے نماز عصر سے آفتاب کے غروب
ہونے تک دو دو قیراط پر آگاہ ہو پس تم ہو کہ مشابہ ہو ساتھ ان لوگوں کے کہ کام کیا مثلا نماز عصر سے آفتاب کے غروب ہونے تک دو دو قیراط
پر آگاہ ہو کہ تمہارے لیے اجر ہے دو چند ف ع یعنی بہ نسبت یہود ونصاری کے اور گویا کہ یہ مضمون نکالا گیا ہے اللہ تعالی کے اس
قول سے (یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وامنوا برسولہ یؤتکم کفلین) یعنی اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور ایمان لاؤ ساتھ رسول اسکے کے پس
دیگا تمکو دو چند اپنی رحمت سے پس اس امت نے تصدیق کی اپنے نبی کی اور اگلے نبیوں کی بھی اسلیے دوہرا ثواب ملا ف پس غضبناک ہوئے یہود

نصاریٰ نے پس کہا انھوں نے کہ ہم زیادہ ہیں از روئے عمل کے اور کمتر ہیں از روئے ثواب کے ف ۔ یعنے کہا اہل کتاب نے اے رب ہمارے
دیا تو نے امت محمد کو ثواب بہت باوجود قلت اعمال انکے کے اور دیا تو نے ہمکو ثواب کم باوجود کثرت اعمال ہمارے کے اور شاید کہ وہ کہینگے یہ روز
قیامت کے یا صادر ہوا انسے مثل اسکے جبکہ مطلع ہوئے اوپر فضائل اس امت کے اپنی کتابوں مین یا زبانی رسولوں اپنے کے اور بہر تقدیر اس حدیث
مین دلیل ہی اسپر کہ ثواب اعمال کا نہین ہی بقدر رنج اٹھانے کے اور نہ بجہت استحقاق کے اسلیے کہ بندہ نہین مستحق ہوتا ہی اپنے مولے کے نزدیک
بسبب خدمت اپنی کے ثواب کا بلکہ مولے دیتا ہی اسکو اپنے فضل سے اور پہونچتا ہی اسکو یہ کہ بہت تفضل کرے جسپر چاہے اپنے بندون مین سے
فانہ یفضل ما یشاء و یحکم ما یرید اور دلیل پکڑی ہی ساتھ اس حدیث کے ہمارے علماء نے واسطے قوت دینے قول ابی حنیفہ کے یہ کہ اول وقت عصر
کا ہوتا ہی بعد ہونے سایہ ہر چیز کے دو برابر اسکے اسلیے کہ نہین متصور ہی یہ کہ ہون نصاریٰ زیادہ تر عمل مین اس امت سے مگر باعتبار اس مدت کے
حق فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس کیا ظلم کیا مین نے تمپر یعنے کیا کم کیا مین نے کچھ تمہارے حق سے کہ جو مقرر کیا تھا اور وعدہ کیا تھا اسکا کہا اہل کتاب
نے کہ نہین ظلم کیا تو نے ہمارے حق مین سے کچھ لیکن تفاوت و تفریق کیون کی تو نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس تحقیق یہ زیادہ اجر دینا زیادتی کرم
میرے کی ہی دیتا ہون مین جسکو چاہتا ہون اور مین فاعل مختار ہون جو کچھ چاہتا ہون کرتا ہون نقل کی یہ بخاری نے ف ۔ مراد یہود و نصاریٰ سے
یہان وہ یہود و نصاریٰ ہین کہ ثابت رہے دین حق پر نہ کفار انمین کے اسلیے کہ انکے لیے نہین ہی ثواب کچھ بھی اور اسمین شبہہ نہین ہی کہ نصاریٰ
جو ایمان لائے حضرت عیسیٰ اور انجیل پر باوجود ایمان لانے کے حضرت موسیٰ اور توریت پر تو انکو ثواب زیادہ ملا بہ نسبت یہود کے کہ وہ اپنی ہی کتاب
اور نبی پر فقط ایمان لائے تھے (وعن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان من اشد امتی لی حبا ناس یکونون بعدی
یود احدہم لو رآنی باہلہ ومالہ رواہ مسلم) اور روایت ہی ابی ہریرہ سے یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق شان یہ ہی کہ سخت تر یا
اور خوب تر یا امت میری کی بیچ محبت رکھنے کے مجھسے وہ لوگ ہین کہ پیدا ہونگے پیچھے وفات میری کے دوست رکھیگا ایک انمین سے اور آرزو
کریگا کہ دیکھے مجکو اور فدا کرے اپنے اہل اور اپنے مال کو نقل کی یہ مسلم نے ف ۔ یعنے آرزو کریگا کہ اہل اور عیال اور مال و منال اپنا سب فدا کرے
اگر اتفاق ہو میرے دیکھنے کا اور پہونچنے کا طرف میرے جاننا چاہیے کہ ظاہر اس حدیث کا اور بعضے اور حدیثون کا کہ اس باب مین آئی ہین دلالت
کرتا ہی اسپر کہ ہوسکتا ہی کہ بعد از صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کوئی آوے کہ مساوی آوے انکی فضیلت مین یا افضل ہو انسے اور ابن عبد البر کہ
مشاہیر علماے حدیث سے ہی اسی طرف گیا ہی اور تمسک ساتھ ان حدیثون کے کیا ہی اور شیخ ابن حجر مکی صواعق محرقہ مین اسکو لائے ہین باوجود اسکے
کہ اجماع رکھتے ہین علما اسپر کہ صحابہ افضل امت کے ہین اور حمل کیا ہی علماء نے ان حدیثون کو اوپر ثابت کرنے ایک جہت کے خیریت سے ولیکن فضل
کلی کہ عبارت ہی اکثریت ثواب سے ثابت ہی صحابہ ہی کے لیے ولیکن کہا ہی انھون نے کہ مراد صحابہ سے یہان خاص وہ ہین کہ صحبت انکی طویل ہوا اور علم آنحضرت سے
بہت سیکھا ہوا اور غزوات مین حاضر ہوئے ہون اور اسپر بعضے اسکے کہ ایک نظر جمال شریف پر ڈالی ہو اگرچہ تمام عمر مین ایک ہی بار ہو محل نظر اور توقف
اور تردد کا ہی اور یہ مسئلہ ذکر کیا گیا ہی اپنی جگہ پر اور بیچ شرح ترجمہ باب فضائل صحابہ کے اشارہ اس مضمون پر کیا گیا ہی واللہ اعلم اور حق یہ ہی کہ
فضیلت حضرت کی صحبت کی اگرچہ ایک ہی نظر ہو مخصوص ہی ساتھ صحابہ کے اور کسی کو اسمین کچھ شرکت نہین ہی اور اسپر اور فضائل علمی اور عملی مین
مجال سخن کی واسع ہی اور واسطے اسکے ہی کہ مطلق حکم کیا جاوے کہ صحابہ افضل ہین سب امت مین (وعن معاویۃ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یقول لا یزال من امتی امۃ قائمۃ بامر اللہ لا یضرہم من خذلہم ولا من خالفہم حتی یاتی امر اللہ وہم علی ذلک متفق علیہ) اور روایت ہی
معاویہ سے کہا کہ سنا مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے ہمیشہ رہیگا امت اجابت میری سے ایک گروہ قائم ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے

یعنے ساتھ امر دین اُسکے کے اور احکام شریعت اسکے کے کہ یاد کرنا کتاب اللہ کا ہی اور علم سنت کا اور استنباط کرنا کتاب و سنت سے اور جہاد کرنا فی سبیل اللہ
اور خیر خواہی کرنی اُسکے خلق کی اور تمام فرض کفایہ جیسے کہ اشارہ کرتا ہی طرف اسکے قول اللہ تعالے کا وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ
بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ یعنے اور چاہیے کہ ہو تم مین سے ایک جماعت کہ بلاوین طرف بھلائی کے اور حکم کرین اچھی باتون کا اور منع کرین
بری باتون سے ترجمہ نہین ضرر کریگا انکو یعنے اُنکے دین دار گروہ کو وہ شخص کہ ترک کرے مددگاری اُنکی اور نہ وہ شخص کہ مخالفت کرے اُنکی یعنے
نہ موافقت کرے اُنکے امر کی یہانتک کہ آوے حکم خدا کا یعنے موت اُنکی اور انقضاے عہد اُنکا اور وہ اوپر اسی کار اپنے کے ہونگے ف شاید یعنے
قائم ہونگے امر خدا پر اور تائید دین پر اور اسمین اشارہ ہی طرف اسکے کہ روے زمین خالی نہین ہوگا صلحا سے کہ ثابت ہین اوامر خدا پر و ورنہ نواہی
اسکے سے قائم ہین امور شریعت پر برابر ہی اُنکے نزدیک مددگاری لوگون کی اور مخالفت اُنکی اُنسے اور تفسیر کیا ہی ایک شارح نے امر اللہ کو ساتھ قیامت
کے لیکن پھر اشکال آتا ہی ساتھ حدیث لا تقوم الساعۃ حتی لا یکون فی الارض من یقول اللہ یعنے نہین برپا ہوگی قیامت یہانتک کہ نہو زمین مین
وہ شخص کہ کہے اللہ اور کہا ایک شارح نے کہ معنے قائمہ بامر اللہ کے یہ ہین کہ ہمیشہ بار رہینگے ساتھ دین اُسکے کے اور بعضون نے کہا مراد اس گروہ سے
تعلیم کرنے والے حدیث اور علوم وغیرہ کے ہین کہ ترویج سنت اور تجدید دین کی کرینگے اور بعضون نے کہا کہ وہ ہین کہ مقیم ہونگے اسلام پر ہمیشہ اور
بعضون نے کہا احتمال ہی کہ مراد یہ ہو کہ شوکت اہل اسلام کی جاتی نہین رہیگی بالکل اگر ضعیف ہوگا امر اسلام کا ایک جانب مین تو قوی ہوگا ایک اور
جانب مین اور قائم ہوگا اُسکے بلند کرنے پر ایک گروہ مسلمانون کا اور اکثر یہ ہین کہ مراد غازی ہین کہ ساتھ جہاد کرنے کے کفار سے تقویت اور تائید
دین کی کرتے ہین اور اخیر زمانہ مین اسلام کی سرحدون کی نگہبانی کرینگے اور بعضی روایتون مین آیا ہی وہم بالشام یعنے اور وہ شام مین ہونگے اور
بعضی روایتون مین آیا ہی حتے یقاتل آخرہم مسیح الدجال یعنے یہانتک کہ قتال کرینگے اخیر اُنکے مسیح دجال سے یہ روایتین دلالت کرتی ہین اسپر
کہ مراد غازی ہین اور ظاہر عبارت حدیث سے عام معلوم ہوتا ہی (وَذُكِرَ حَدِيثُ أَنَسٍ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ فِي كِتَابِ الْقِصَاصِ) اور ذکر کی گئی
کتاب القصاص مین حدیث انس کی ان من عباد اللہ لو اقسم علی اللہ لابرہ **الفصل الثانی** فصل دوسری (عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ أُمَّتِي مَثَلُ الْمَطَرِ لَا يُدْرَى أَوَّلُهُ خَيْرٌ أَمْ آخِرُهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) روایت ہی انس سے کہا کہ فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے قصہ اور حال میری امت کا مشابہ قصہ اور حال مینہ کے ہی نہین جانا جاتا کہ اول اُسکا بہتر ہی یا آخر اُسکا نقل کی یہ ترمذی نے
ف جاننا چاہیے کہ ظاہر اس حدیث سے یہ سمجھا جاتا ہی کہ شک اور تردد اور عدم یقین اسمین ہی کہ اول امت بہتر ہی یا آخر امت اور حقیقت مین
یہان یہ مقصود نہین بلکہ کنایہ ہی اس سے کہ تمام امت بہتر ہی جیسے کہ تمام مینہ بہتر اور نافع ہی پس سمجھا جاتا ہی کہ سب برابر ہین خیر اور نافع ہونے مین پس خیر
یعنے اسم تفضیل کے نہین ہی دینا مین پس اگلون نے صحبت رکھی ساتھ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اور اتباع کیا اُنکا اور پہونچایا اللہ کا
اُنکا اسلام کی طرف اور بنیاد رکھی اُنکے قواعد دین کی اور تقویت کی اور مدد کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور پچھلون نے نگاہ رکھا اور مقرر کیا اُسکو
اور تمام کیا اُسکی بنا کو اور محکم کیا اُسکے ارکان کو اور بلند کیا اُسکے منار کو اور پھیلایا اُسکی روشنی کو اور ظاہر کیا اُسکی نشانیون کو اور اگر حمل اوپر معنے اسم
تفضیل کے کرین تو بھی درست ہوسکتا ہی باعتبار تعدد وجوہ خیریت کے حاصل یہ کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہی اوپر برابر ہونے یا تفاضل کے وجوہ
متعددہ مختلفہ کر اور مقرر نزدیک جمہور کے یہ ہی کہ فضل کلی ثابت ہی صحابہ کے لیے اور یہ منافات نہین رکھتا ہی ساتھ ثابت ہونے فضل کے وجوہ جزئیہ
کر اُنکے لیے اور مراد فضل کلی سے اکثریت ثواب کی ہی اللہ تعالے کے نزدیک ف کہا تورپشتی نے کہ نہین حمل کیا جاویگی یہ حدیث اوپر تردد
کے بیچ فضیلت اول کے آخر پر اسلیے کہ قرن اول افضل ہین سب قرنون سے بلاشک بلاشبہ پھر وہ کہ قریب اُنکے ہین پھر وہ کہ قریب اُنکے ہین اور جو پچھے ہین اُنسے اشتباہ ہی

راوی کی جانب سے اور نہیں مراد ہو اس سے مگر رافع ہونا اسکا شریعت کے چنانچہ نے میں اور ایسا ہی قول قاضی کا طول طویل لکھکر لکھا ہو کہ حاصل اسکا یہ ہو کہ جیسا کہ نہیں حکم کیا جاتا ہو ساتھ وجود نفع کے بیچ بعض مینہوں کے نہ بعض کے ایسا ہی نہیں حکم کیا جاتا ہو ساتھ وجود خیریت کے بیچ بعض افراد امت کے نہ بعض کے جمیع وجوہ سے اسلیے کہ حیثیتیں مختلفة الکیفیات ہیں (ولکل وجهة هو موليها فاستبقوا الخيرات) اور باوجود اسکے پس فضل متقدم کے لیے ہو اور نہیں ہو وہ مگر تسلی پچھلوں کے لیے اشارہ کرنے کو طرف اسکے کہ دروازہ اللہ کا کھلا ہوا ہو اور طلب کرنا فیض کا اسکی جناب سے متوقع ہو کہا طیبی نے کہ تمثیل امت کی ساتھ مینہ کے نہیں ہو مگر بسبب ہدایت اور علم کے جیسے کہ تمثیل دی آنحضرت نے مینہ کو ساتھ ہدایت اور علم کے پس مختص ہوگی یہ امت مشابہت دی گئی ساتھ مینہ کے ساتھ علماء کے اور کاملین کے انہیں سے اور کامل کرنے والوں کے واسطے غیر اپنے کے پس مستدعی ہو یہ تفسیر اسکو کہ ارادہ کیا جاوے ساتھ خیر کے نفع پس نہیں لازم آتی ہو اس سے مساوات بیچ فضلیت کے انتہی مختصرا اور خلاصہ یہ کہ یہ امت ساری نہیں خالی ہو خیر سے جیسے کہ اشارہ کیا طرف اسکے آنحضرت نے ساتھ قول اپنے کے ہذہ امة مرحومة لیکن یہی اسکا بھی الرحمة ہو خلاف تمام امتوں کے کہ خیر منحصر ہو انکے اگلوں ہی میں پھر آئے شر انکے پچھلوں میں کہ بدل ڈالیں انہوں نے کتابیں اپنی اور تحریف کر ڈالا اس طریق کو کہ تھے اسپر اول انکے **الفصل الثالث** فصل تیسری عن جعفر عن ابيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ابشروا وابشروا انما مثل امتي مثل الغيث لا يدرى آخره خير ام اوله او كحديقة اطعم منها فوج عاما ثم اطعم منها فوج عاما لعل آخرها فوجا ان يكون اعرضها عرضا واعمقها عمقا واحسنها حسنا كيف تهلك امة انا اولها والمهدي وسطها والمسيح آخرها ولكن بين ذلك فيج اعوج ليسوا مني ولا انا منهم رواه رزين اور روایت ہو امام جعفر صادق سے کہ نقل کی انہوں نے اپنے باپ یعنی امام باقر سے انہوں نے نقل کی امام جعفر کے دادا سے یعنی امام زین العابدین علی بن الحسین بن علی رضی اللہ عنہم سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو اور خوش ہو ف مکرر فرمایا اسکو تاکید کے لیے یا ایک دنیا کے لیے اور دوسرا آخرت کے لیے مترجم سوا اسکے نہیں کہ حال اور قصہ افراد امت اجابت میری کا مشابہ حال اور قصہ انواع مینہ کے ہو یعنی مشابہ حال اور قصہ انواع مینہ کے ہو بیچ حصول منفعت کے نہیں جانا جاتا کہ آخر اسکا بہتر ہو یا اول اسکا یا مانند ایک باغ کے ہو ف یہ او تنویع کے لیے ہو یا تخییر کے لیے اور معنے اسکے یہ ہیں کہ مانند مثال ایک باغ درختوں والے میووں والے کے ہو مشابہت دیا گیا ساتھ اسکے دین باعتبار شرائع اور ارکان اور شعبوں اسکے کے ترجمہ کھلائی گئی اس سے ایک فوج یعنی نفع اٹھایا بعض اسکے سے ایک جماعت نے ایک سال پھر کھلائی گئی یعنی دوسرے اس باغ کے سے جماعت دوسری ایک اور سال نزدیک ہو کہ آخر باغ کا از روے جماعت کے یعنی جماعت آخر نے کہ باغ سے کھایا ہو وسیع تر اور زیادہ باغ کا چوڑا زیادہ جماعتوں کا از روے چوڑائی کے اور ہووے گہرا زیادہ از روے گہرائی کے ف اور معنے چوڑائی اور گہرائی جماعت کے کثرت اور ہجوم اسکا ہو اور طول نہ کہا اسلیے کہ عرض اور عمق بعد طول کے ہوتا ہو پس وجود انکا مستلزم اسکا ہو ترجمہ اور بہت اچھا اسکا از روے خوبی کے کیونکر ہلاک ہو یعنی بالکل وہ امت کہ میں اول اسکے ہوں اور ہوگا مہدی بیچ میں اسکے اور ہونگے عیسے آخر اسکے ولیکن درمیان اسکے یعنی جو کچھ کہ ذکر کیا گیا اول اور اوسط اسکا کہ متصل ہو ساتھ آخر اسکے کے ایک جماعت ہوگی کجرو نہیں ہونگے وہ مجھ سے یعنی میرے تابعین سے اور میری راہ و روش پر اور نہ میں انسے ہوں ف یعنے راضی انسے اور مددگار انکا بلکہ میں بیزار اور غیر راضی ہوں انسے بسبب فسق اور ظلم انکے کے ترجمہ نقل کی یہ رزین نے (اور عمرو) عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اي الخلق اعجب اليكم ايمانا قالوا الملائكة قال وما لهم لا يؤمنون وهم عند ربهم قالوا فالنبيون قال وما لهم لا يؤمنون والوحي ينزل عليهم قالوا فنحن قال وما لكم لا تؤمنون وانا بين اظهركم قال فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اعجب الخلق الي ايمانا لقوم يكونون من بعدي يجدون صحفا فيها كتاب يؤمنون بما فيها اور روایت ہو عمرو بن شعیب سے نقل

نقل کی اپنے باپ سے اُنہوں نے اپنے دادا سے کہا کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یعنے پوچھا صحابہ سے کہ کون سی مخلوق بہت پسندیدہ ہے نزدیک
تمہارے از روے ایمان کے یعنے ایمان کس کا مخلوقات میں سے بہت قوی اور اچھا جانتے ہو کہا بعضے صحابہ نے فرشتے ہیں کہ اُنکا ایمان بہت
اچھا اور قوی جانتے ہیں ہم فرمایا آنحضرت نے کیا ہے واسطے فرشتون کے کہ ایمان نہ لاوین حالانکہ وہ نزدیک پروردگار اپنے کے ہیں یعنے وہ
مقرب ہیں اور دیکھتے ہیں عجایب وغرایب جبروت کے پس کیا عجب وغرابت ہے اُنکے ایمان میں کہا انہیں بعض صحابہ نے یا اور بعضون نے
پیغمبر ہیں کہ ایمان اُنکا بہت کامل و قوی جانتے ہیں ہم ف ح اور اس سے لازم نہیں آتی ہے فضیلت ملائکہ کی انبیا پر اسلیے کہ فضیلت وہان بمعنے کثرت
ثواب کے ہے عند اللہ ترجمہ فرمایا آنحضرت نے اور کیا ہے پیغمبرون کو کہ ایمان نہ لاوین اور شک وشبہ میں نہ پڑین حالانکہ وحی آسمان سے اُترتی ہے اُنپر ف ح
اور فرشتہ روح الامین آتا ہے اور بواسطہ پیام پروردگار تعالے کا پہونچاتا ہے اور مشاہدہ ملکوت اور معاینہ اُسکے انوار کا کرتے ہیں اور وحی لغت میں
پیغام اور دل میں ڈالنا سخن پوشیدہ کا ہے اور جو کچھ کہ دوسرے کو سمجھے تو اور آواز اور شرع میں وحی کہتے ہیں پیام حق کو کہ جبرئیل امین لاوین پیغمبرون پر
ترجمہ کہا اُنہوں نے پس ہم کہ اصحاب آپ کے ہیں بہت قوی ہے ایمان ہمارا فرمایا آنحضرت نے اور کیا ہے اور کیا مانع ہے تمکو کہ ایمان نہ لاؤ ساتھ خدا
کے اور یقین نہ کرو ساتھ احکام و اوامر و نواہی کے حالانکہ میں درمیان تمہارے ہون ف ح اور مشاہدہ کرتے ہو انوار اور آثار وحی کے اور ایمان کے اور دیکھتے ہو نشانیان نبوت
کی اور معجزہ اور مطالعہ کرتے ہو جمال باکمال میرے سے انوار حق کے اور سرایت کرتے ہیں تم میں صحبت اور ہمنشینی میری سے اسرار حقیقت کے اور
پیدا ہوتے ہیں تصرف اور ارشاد میرے سے بیچ ظاہر و باطن تمہارے کے کمالات و کرامات ترجمہ کہا راوی نے پس فرمایا رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے کہ تحقیق بہت پسندیدہ خلق کے نزدیک میرے از روے ایمان کے البتہ وہ لوگ ہیں کہ پیدا ہونگے بعد میرے یعنے بعد وفات میری
کے کہ وہ تابعین ہیں اور اتباع اُنکے روز قیامت تک پاوینگے مصحف اور اجزا کہ اُنمین لکھے ہیں احکام دین کے یعنے قرآن ایمان لاوینگے ساتھ
اُس چیز کے کہ بیچ ان مصحفون کے ہے ف ت یعنے غایبانہ ایمان لاوینگے ساتھ اخبار و آثار کے بے مشاہدہ اور معاینہ انوار کے اور
یہی مراد ہے ساتھ قول حق سبحانہ کے یومنون بالغیب ساتھ بعضے وجوہ تفسیر اسکے کے اور موید ہے اسکو جو روایت کیا گیا ہے کہ عبد اللہ بن مسعود کے
یارون نے ذکر کیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا اور اُنکے ایمان کا پس کہا ابن مسعود نے کہ تحقیق تھا امر محمد کا اور حال ان صلے اللہ
علیہ وسلم کا ظاہر و ہویدا اُسکے لیے کہ دیکھا تھا اُنکو پس قسم اُس ذات کی کہ نہیں ہے کوئی معبود سوا اُسکے نہ لایا کوئی ایمان لانے والا افضل ایمان غیب
سے پھر پڑھی یہ آیت یعنے یومنون بالغیب لغتہ اور اگرچہ تابعین پر بھی انوار اور آثار حقانیت کے ظاہر ہیں اور دلائل و شواہد آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے صدق کے واضح لیکن باوجود اسکے مصرعہ از دیدہ سبب فرق بود تا بہ شنیدہ ٭ حاصل یہ کہ اگرچہ صحابہ کا بھی ایمان بالغیب
تھا لیکن باعتبار بعضے مومن بہ کے یعنے جن چیزون پر ایمان لانا فرض ہے اور بعضی چیزون کو مشاہدہ کرتے تھے بخلاف تابعین اور اُنکے بعد
لوگون کے کہ اُنکا سارا ایمان بالغیب ہے پس اس حیثیت سے ایمان اُنکا افضل اور پسندیدہ تر ہے (وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْعَلَاءِ الْحَضْرَمِيِّ
قَالَ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّهُ سَيَكُونُ فِي آخِرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ قَوْمٌ لَهُمْ مِثْلُ أَجْرِ أَوَّلِهِمْ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ
الْمُنْكَرِ وَيُقَاتِلُونَ أَهْلَ الْفِتَنِ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ) اور روایت ہے عبد الرحمن بیٹے علا کے سے کہ حضرمی ہے کہا حدیث کی مجکو اُس
شخص نے کہ سنا نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ نزدیک ہے کہ ہوگی بیچ آخر اس امت کے ایک قوم کہ ہوگا ثواب
اُنکے لیے مانند ثواب اول اُنکے کے کہ صحابہ ہیں حکم کرینگے ساتھ شرعی باتون کے کہ پہچانا گیا ہے وجود اُنکا دین میں اور منع کرینگے لوگون کو خلاف
شرع سے کہ وجود اُسکا ناشناسا اور انکار کیا گیا ہے اور لڑینگے یعنے اپنے ہاتھون یا زبانون سے فتنہ والون سے کہ باغی اور خارجی اور رافضی اور

تمام بعض ابن نقل کہتے ہیں یہ دونوں محدثین بیہقی نے دلائل النبوۃ میں (وعن ابی امامۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال طوبی لمن رانی و
آمن بی وطوبی سبع مرات لمن لم یرنی وآمن بی رواہ احمد) اور روایت ہے ابی امامہ سے یہ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوشی ہو جیو اس شخص
کو کہ دیکھا مجکو یعنی اور ایمان لایا مجھپر اور خوشی سات بار اسکے لیے کہ نہ دیکھا مجکو اور ایمان لایا مجھپر نقل کی یہ احمد نے ف ع اور تعین عدد سات کا سیر ورہ
شایع ہے کہ علم ہے با سبب ہونے اسکے کے عدد مبارک متعارف بیچ مبالغہ اور تکثیر کے پس مراد اس سے تاثیر ہے نہ تحدید (وعن ابن محیریز قال قلت
لابی جمعۃ رجل من الصحابۃ حدثنا حدیثا سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم احدثک حدیثا جیدا تغدینا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ومعنا ابو عبیدۃ بن الجراح فقال یا رسول اللہ احد خیر منا اسلمنا وجاھدنا معک قال نعم قوم یکونون من بعدکم یؤمنون بی ولم یرونی رواہ
احمد والدارمی وروی رزین عن ابی عبیدۃ من قولہ قال یا رسول اللہ احد خیر منا الی آخرہ) اور روایت ہے ابن محیریز تابعی سے کہ کہا میں نے
واسطے ابی جمعہ کے کہ ایک شخص تھا صحابہ میں سے روایت کر ہمسے ایک حدیث کہ سنی ہو تو نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا ہاں
روایت کرونگا میں تجھسے ایک حدیث خوب کہ فائدہ دیوے تجکو اور بشارت بخشے خیریت اور فضیلت کی طعام چاشت کا کھایا ہمنے ساتھ پیغمبر صلے اللہ علیہ
وسلم کے اور تھے ساتھ ہمارے ابو عبیدہ بن الجراح کہ عشرہ مبشرہ سے ہیں پس کہا ابو عبیدہ نے یعنی واسطے اظہار شکر نعمت الٰہی کے اور احسان
انعام حضرت رسالت پناہی کے یا رسول اللہ کیا کوئی بہتر ہے ہمسے اسلام لائے ہم یعنی آپ کے ہاتھ پر اور جہاد کیا ہمنے ہمراہ آپ کے فرمایا آنحضرت نے
ہاں بہتر ہیں تمسے وہ لوگ ہیں کہ ہونگے پیچھے تمہارے ایمان لاوینگے مجھپر حالانکہ نہیں دیکھا مجکو ف ع یعنی اسکے یہ ہیں کہ وہ بہتر ہونگے تمسے اس حیثیت
سے اگرچہ تم بہتر ہو انسے با سابقہ اور مشاہدہ اور مجاہدہ کے جہت سے ترجمہ روایت کی یہ حدیث احمد اور دارمی نے یعنی ابن محیریز سے اور روایت
کی رزین نے ابو عبیدہ سے قول انکا یہ قال یا رسول اللہ احد خیر منا آخر تک یعنی اور حکایت ابن محیریز اور ابی جمعہ کی نقل نہیں کی (وعن معاویۃ بن قرۃ عن
ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا فسد اھل الشام فلا خیر فیکم ولا یزال طائفۃ من امتی منصورین لا یضرھم من خذلھم حتی تقوم
الساعۃ قال ابن المدینی ھم اصحاب الحدیث رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح) اور روایت ہے معاویہ بن قرہ سے کہ نقل کی اپنے باپ
سے ف ع یعنی قرہ بن ایاس سے کہ صحابی ہیں اور معاویہ مذکور تابعی ہیں عالم عامل فقیہ پیدایش انکی روز جمل کے ہوئی اور وفات انکی ایک سو
تیرہ میں سن ہجری میں ترجمہ کہا کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جسوقت کہ تباہ ہوویں اہل شام پس نہیں بھلائی ہوگی تم میں ف ع یعنی تمہارے
رہنے یا متوجہ ہونے کے لیے طرف اسکے انتہی اور حضرت شیخ رح نے لکھا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ مراد یہ ہو کہ اہل شام قائم ہونگے امر خدا پر اخیر زمانہ میں پس جب وہ
تباہ ہونگے اور یہ ہوگا بیچ وقت قائم ہونے قیامت کے جسوقت کہ باقی نہیں رہیگا کوئی کہ کہے لا الٰہ الا اللہ جیسا کہ وارد ہوا ہے کہ قائم نہیں ہوگی قیامت
مگر اوپر بدتر لوگوں کے پس خیر نہیں ہوگی اسلیے کہ باقی نہیں رہیگا اسوقت کوئی اہل خیر میں سے ترجمہ اور ہمیشہ رہیگی ایک جماعت میری امت میں
مدد کی گئی یعنی غالب اعدا سے دین پر نہیں ضرر کریگا انکو وہ شخص کہ نہ مدد کرے انکو عنایت الٰہی انپر بیشمار ہوگی یہانتک کہ برپا ہو قیامت
ف ع یعنی قرب قیامت ہو اسلیے کہ اوپر گذر چکا ہے کہ نہیں قائم ہوگی قیامت اس حال میں کہ زمین میں ہو اللہ کہنے والا ترجمہ کہا ابن مدینی نے
کہ اکابر محدثین سے ہیں وہ جماعت اصحاب حدیث ہیں ف ع یعنی محدث کہ حفاظ حدیث کے ہیں اور راوی انکے اور عمل کرنے والے سنت اور
کے بیان کرنے والے ہیں کتاب کے پس مراد انسے اہل سنت وجماعت ہیں ترجمہ نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے (وعن ابن عباس
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ تجاوز عن امتی الخطاء والنسیان وما استکرھوا علیہ رواہ ابن ماجۃ والبیہقی) اور روایت ہے
ابن عباس سے یہ کہ تحقیق رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالے نے معاف کیا میری امت سے خطا اور نسیان کو اور اسکو

یہاں تک کہ داخل ہووین میں انمین اور تمام ہوئی جنت سب امتون پر یہاں تک کہ داخل ہو جنت میں امت میری اور یہ اشارہ ہے طرف
حسن خاتمہ کے کہ بنی ہے حسن بدایت پر جیسے کہ اشارہ کیا طرف اسکے حق سبحانہ نے (اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰی) پس ہم آخر ہیں پیدائش میں
اور اول ہیں رتبے میں (وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنَا مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ وَعَلٰی دِیْنِ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ
وَبِشُکْرِهٖ تَتَزَیَّدُ الْبَرَکَاتُ وَالْخَیْرَاتُ) اور ختم ہوا کتاب کا ساتھ اس حدیث کے کہ مشعر ہے ختم اور اتمام اور تکمیل کے ہے عنایت اور کرم
ختم کرنے والے کی سے یعنی اللہ تعالی کی سے ہے اور حدیث پہلی کہ ان اللہ تجاوز عن امتی الخطاء والنسیان بھی مناسب ہے واسطے
عذر کرنے کے اس چیز سے کہ واقع ہوئی ہو قسم خطا اور سہو و نسیان سے (خَتَمَ اللّٰهُ لَنَا بِالْحُسْنٰی وَتَجَاوَزَ عَنَّا مَا وَقَعَ مِنَ السَّهْوِ وَالنِّسْیَانِ بِحُرْمَةِ
نَبِیِّ اٰخِرِ الزَّمَانِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ ذَوِی الْفَضْلِ وَالْاِحْسَانِ) انتہی جاننا چاہیے کہ مشکوۃ کی شرحون میں تو مشکوۃ اسی حدیث
پر تمام ہوئی ہے اور بعضے نسخون میں یہ عبارت بھی لکھی ہے (ثُمَّ قَالَ مُؤَلِّفُ الْکِتَابِ شَکَرَ اللّٰهُ سَعْیَهٗ وَاَتَمَّ عَلَیْهِ نِعْمَتَهٗ وَقَعَ الْفَرَاغُ
مِنْ جَمْعِ الْاَحَادِیْثِ النَّبَوِیَّةِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اٰخِرَ یَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ رَمَضَانَ عَشِیَّةَ رُؤْیَةِ الْهِلَالِ شَوَّالَ سَنَةَ سَبْعٍ وَّثَلَاثِیْنَ وَسَبْعِمِائَةٍ بِحَمْدِ اللّٰهِ
وَحُسْنِ تَوْفِیْقِهٖ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ) پھر کہا مصنف کتاب مشکوۃ کے نے قدر دانی کرے
اللہ اسکی سعی کی اور تمام کرے اسپر نعمتیں اپنی واقع ہوئی فراغت جمع کرنے حدیثوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سے آخر دن جمعہ رمضان کے
نزدیک دیکھنے ہلال شوال کے سات سو سینتیسویں برس میں ساتھ حمد اللہ تعالی کے اور نیک توفیق اسکی کے سب تعریف واسطے
اللہ کے کہ پالنے والا عالموں کا ہے اور درود اور سلام اوپر محمد کے اور آل انکی کے اور اصحاب انکے کے اور تابعوں انکے کے اور فرق انکے کے
سب پر (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْهِ) تمام ہوا یہ ترجمہ بکرم و عنایت پروردگار متعال کے امید ہے میرے کیا بعید ہے تو رحمت
واسعہ سے کہ اس سعی کو قبول فرماوے اور اس عاجز ضعیف و نحیف کی تقصیرات اور بھول چوک سے درگذر فرماوے اور مجکو اور میرے
استاد اور ماں باپ کو روز قیامت کے بخشے اور ذلیل نہ فرماوے یا رب العالمین مکرر یہ کر یہی عرض ہے کہ مجھ شرمسار کو اور میرے
استاد مولانا اسحق صاحب مہاجر فی سبیل اللہ رحمہ اللہ کو اور میرے ماں باپ اور سب مسلمانوں کو مغفور و مرحوم کر اور تیری شان ستاری کا
ظہور ہمارے حال پریشان بال پر ہو (اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ
وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا دَیْنًا اِلَّا قَضَیْتَهٗ وَلَا حَاجَةً مِّنْ حَوَائِجِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا قَضَیْتَهَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَاَلَکَ مِنْهُ
نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْکَ الْبَلَاغُ وَلَا
حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ) **بیت** از گدایان تو ام شاہ بفرما درسے ٭ کہ چو مرغان حرم در حرمت جا گیرم ٭ **نظم** اِلٰهِیْ نَجِّنِیْ
مِنْ کُلِّ ضِیْقٍ ٭ بِجَاهِ الْمُصْطَفٰی مَوْلَی الْجَمِیْعِ ٭ وَهَبْ لِیْ فِیْ مَدِیْنَتِهٖ قَرَارًا ٭ بِاِیْمَانٍ وَّدَفْنٍ بِالْبَقِیْعِ ٭ اَللّٰهُمَّ هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا
وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ
عَلَیْهِ وَعَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ٭

تمت

خاتمۃ الطبع

بعد حمد خداے جل وعلا و نعت خواجہ دوسرا و منقبت آل اطہار و محبت اصحاب کبار پیروان ملت حنیفہ و مقلدان شریعت شریفہ کو مژدہ دیا جاتا ہے کہ کتاب افادت انتساب مفید خاص و عام مشکوٰۃ شریف مصنفہ محمد ابن عبد اللہ خطیب کا ترجمہ مظاہر حق نام۔ الحق یہ وہ کتاب لاجواب ہے کہ نہ محتاج ہو تعریف کی نہ آرزومند ہے توصیف کی اگر اسکو ہمتاے مسالک صدق و یقین سمجھیے تو بجا ہے اور اگر ہادی المسلمین اور معین المومنین کے نام سے اسکو تعبیر کیجیے تو روا ہے اول حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحب رحمہ اللہ جنکے فضائل ظاہری اظہر من الشمس اور کمالات باطنی ابہر من الامس ہیں مشکوٰۃ شریف کے بین السطور میں ترجمہ اردو میں فرمایا اور ایک عمدہ شان سے انجام کو پہونچایا اسکے بعد قاطع بنیاد شرک و بدعت رافع آثار کفر و ضلالت سرامد علماے متقدمین سرخیل کملاے متاخرین گوشوارۂ فرق علم اشعۂ بارقۂ حلم واقف اسرار فروع و اصول آئینہ حقیقت نماے منقول و معقول مولوی قطب الدین خان صاحب مغفور دہلوی شاگرد ممتاز بالاعزاز حضرت مولانا ممدوح الاوصاف و محمود الاخلاق اعنی جناب محمد اسحٰق صاحب نے ترجمہ کو احادیث سے جدا کیا اور ہر باب میں بقدر ضرور مسائل فقہ کو کتب معتبرہ سے اقتباس کرکے مع دیگر فوائد موقع بموقع اضافہ کیا لیکن مولف ممدوح نے آخر کتاب میں ترجمہ نام صحابی راوی حدیث اور ترجمہ نام کتاب ماخذ حدیث بنظر اختصار قلم انداز فرما کر جلد سوم میں اسکا اشارہ کیا اور عالم باعمل فاضل بے بدل گرہ کشاے طرۂ شاہد وجود آئینہ عکس نماے چہرۂ شہود علم ادب میں کامل بلاغت میں سحبان وائل مولوی محمد حسین صاحب نے باجازت مولف اس کمی کو بھی پورا کیا۔ مطلع علم مطلع آفتاب نامدار برگزیدۂ اعصار قدردان فضلا مربی نجبا متمکن چار بالش عزت و برتری مسند آراے اورنگ حشمت و سروری ممدوح اصاغر و اکابر روزگار جناب منشی نولکشور صاحب مالک مطبع اودھ اخبار واقع لکھنؤ محلہ حضرت گنج میں بماہ دسمبر ۱۸۹۲ع عیسوی مطابق ماہ جمادی الثانی ۱۳۱۰ ہجری بار سوم چار جلدوں میں بصحت تمام طبع ہوئی خداے عزوجل کے فضل و کرم اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لطف اتم سے یہ کتاب قابل دید ہوئی۔

فقہ اہل سنت عربی

ابو المکارم — شرح مختصر وقایہ از عبید اللہ بن محمد معروف بہ جندی۔ شرح مختصر وقایہ از مولانا عبد العلی رحمہ اللہ۔ معتبر معروف۔

جامع الرموز — شرح مختصر وقایہ از شمس الدین قہستانی متداول۔

فتح القدیر — پیشانی پر ہدایہ اور حاشیہ میں فتح القدیر از امام کمال الدین بن الہمام نہایت مستند و باعظمت شرح مشہور و معروف اور آخر میں تکملہ زین الدین آفندی کامل چار مجلد ضخیم۔

عینی — یعنی بنایہ شرح ہدایہ از قاضی القضاۃ بدر الدین عینی المعروف بعینی نہایت معتبر کامل شرح — چہار مجلدات ضخیم۔

ہدایہ — حاشیہ جدید نہایت عمدہ مع فوائد و فوائد تحشیہ مولوی محمد حسن سنبھلی مرحوم ہر چہار جلد کامل۔ دو مجلدات میں (مجلد اول) دونوں جلدیں اول کی عبادات (مجلد دوم) دونوں جلدیں آخر کی معاملات

در المختار شرح تنویر الابصار — مختصر منقح از علامہ علاء الدین حصکفی معروف متداول ہر چہار مجلدات کامل۔

ہدایہ مع الکفایہ — از سید جلال الدین کرلانی نہایت مستند شرح مشہور معروف حل المتن ہے کہ مجلدات اربعہ میں ہے جلد اول و دوم تا آخر کتاب النکاح و جلد سوم و چہارم تا آخر کتاب الفرائض۔

فتاوی قاضی خان — از امام قاضی حسن بن منصور قاضی خان مستند معتبر معروف متداول دو جلد کامل — بطور ضمیمہ فتاوی [illegible] علیحدہ ملحق ہو کر طبع جدید۔

شرح وقایہ — از امام صدر الشریعہ متداول درسی مع دائرہ ہندیہ۔

شرح وقایہ مع چلپی — چلپی قلم نصف صفحہ میں شرح وقایہ نصف صفحہ میں حاشیہ چلپی — طرز چھاپہ جدید الطباع۔

ذخیرۃ العقبی — حاشیہ شرح وقایہ از یوسف بن جنید چلپی متداول معروف۔

اشباہ و النظائر — مع شرح حموی معروف مستند متداول۔

ملا مسکین — از [illegible] تا [illegible] حاشیہ جدید از مولوی محمد حسن سنبھلی مرحوم۔

فتاوی ہندیہ

ترجمہ اردو

فتاوی عالمگیریہ

یہ کثیر الضخامت اور ہیں وہ فتاوی جس پر تمام علماء کا اتفاق اور اجماع ہے اور جس کے مسائل پر اسلامی دنیا میں تمام فقہی معاملات موقوف و محمول ہیں مطبع اودھ اخبار میں بصرف زر خطیر مترجم اور منطبع ہوا ہے اسکے مترجم مولانا سید امیر علی صاحب سلمہ اللہ تعالے ہیں جنہوں نے نہایت کوشش اور عرق ریزی سے اس ترجمہ کو اصل کے موافق بغیر کسی تصرف اور تغیر کے بامحاورہ اردو میں ترجمہ کیا ہے اور اسکی تمام خوبیاں بحال خود قائم رکھی ہیں یہ وہ عدیم النظیر فتاوی ہے جو شہنشاہ اورنگ زیب محمد عالمگیر غازی کے عہد میں علماء کے اجلہ نے متفق ہو کر مدون اور مرتب کیا اور جسکے التزام اور اہتمام کے لیے خود شہنشاہ نے شیخ الوقت عمدۃ العلماء شیخ نظام رحمہ اللہ تعالی کو اسکی تدوین اور تالیف کی امامت پر مامور فرمایا جس سے مقصود یہ تھا کہ تمام فتاوی مشائخ مجتہدین متقدمین اور جوابات مشائخ متاخرین مع نوادر و واقعات ایک کتاب میں من کل الوجوہ جمع ہو جائیں چنانچہ گورنمنٹ عالمگیری کی سرپرستی سے صرف وافر متعدد نسخ صحاح اصول اور بے شمار معتمد کتب و شروح ائمہ و فتاوے مشائخ و تالیفات علماء بہم کی گئیں اور علماء عصر کی ایک عظیم جماعت کو جنکی تعداد پانچ سو بیان کی گئی ہے تفویض ہوئی جنہوں نے کمال حزم و احتیاط و وثوق و اعتبار کے ساتھ اصول و فتاوے و واقعات و نوادر و شروح و تخریجات و نوادر کو انتخاب فرمایا اور کمال تبحر علمی سے اسکو ترتیب مناسب کے ساتھ ابواب و فصول پر مدون کیا جس سے یہ [illegible] کا نایاب مجموعہ ظہور پذیر ہوا سبحان اللہ علماء کبار اور فضلاء نامدار نے جس خوبی اور خوش اسلوبی سے روایات اور شرائط مرعی فرمائے ہیں وہ عارفان اصول اور ماہران شریعت پر مخفی اور مستتر نہیں ہیں [illegible] مجموعہ میں جسقدر فتاوی اور احکام مندرج ہیں

وہ ایسے صحاح اور صادق ہیں کہ اگر کوئی محقق
علامہ بھی انکے ماخذ اور تخریج دریافت کرنا چاہے
تمام عمر تتبع اور کوشش کرتا تو بھی احتمال ہی کہ انکا
کما حقہ وقوف ہوتا کیونکہ انکا ایسے اقتباس جو اسم
کما ان میں اور ایسا نادر اور صحاح مجموعہ کیونکہ شیئا
ہوتا جو ان تمام اصول کتابوں کے انتخاب اور
اقتباس سے معلوم ہوتا کہ جنکے دیکھنے کو بہت سی آنکھیں
ترستی تھیں اور جنکے علمی فیض کے مطالعہ پر ہزاروں
دل فدا تھے اور وہ بات حاصل ہوتی تھی اب
اس مجموعہ کی بدولت علی الخصوص اسکے اردو
ترجمہ کے سبب یہ لازوال دولت مفت ملتی ہی اور
بہت بڑی خوبی یہ ہی کہ اصول کی روایتوں کے
ساتھ نوادر کا التقاط اور شروح کے قواعد و
استنباطات اور فتاوے کے متفرق اور مختلف
جوابات اور مستند ایں یا مستند مفتیوں کے افادات
اور اجتہادات جو بڑی شرح اور بسط کے ساتھ مندرج
ہیں اور پھر یہی نہیں کہ زہد خشک کی طرح خالی معاملات
کے مسائل اور تصورات ہوں بلکہ آداب و قیاس و
طریق سنت کے اتباع کے حرکات اور سکنات اور فرائض
و واجبات و مستحبات و مکروہات اور عبادات و معاملات
اور اخلاق و عادات سبکو جمع کیا ہی فی الواقع یہ مجموعہ
نام کو تو فتاوے ہی لیکن حقیقت میں اصول و متون
اور تخریجات و فتاوے و شروح کا ایک نادر ذخیرہ ہی
اور فی زماننا اسی پر تمام فقہی مسائل کا دار و مدار ہی
اور بلاد اسلامیہ میں تمام عالم و مفتی اسی پر اعتبار کرتے ہیں
پس ناظرین خود انکمیں خیال کر سکتے ہیں کہ ایسے ضروری
اور بے مثل مجموعہ کا اردو ترجمہ کہانتک قابل قدر ہو سکتا ہی

ترجمہ کی خوبیوں کی نسبت باعتبار ان مشکلات کے
جو عربی زبان سے بامحاورہ اردو زبان کرنے سے
پیش آتے ہیں جنھیں علما ماہرین عربی واقف ہیں
کہا جا سکتا ہی کہ یہ ترجمہ نہایت سلیس اور عام فہم اور
ہر دلعزیز اور بامحاورہ ہی اور ہر شخص جو اردو لکھ
پڑھ سکتا ہی اور تھوڑی سمجھ رکھتا ہو اس ترجمہ سے مستفید
ہو سکتا ہی جیسا کہ اس عظیم الشان فتاوی اور اسکے
مسائل اور قیود اور اشارات پر نظر ڈالنے میں تو
بے اختیار فاضل مترجم کی لیاقت اور قابلیت کی داد
دینا پڑتی ہی جنھوں نے تمام کتاب میں بدون کسی تغیر
و تبدیل کے سلیس عبارت کی رعایت کی ہی اور آداب
ترجمہ کو حتی الوسع ملحوظ رکھا ہی اور قیود و اشارات
ترجمہ میں بھی قائم رکھے اور تصحیح و توافق اصول میں
کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا اس ترجمہ اپنی تکمیل اور
بیشمار خوبیوں کے لحاظ سے نہایت ہی مستند اور قابل
قدر ہی اس سے پہلے اس فتاوی کا ترجمہ بعض مقامات
میں بھی ہوا اگر وہ بالکل ناقص اور ادھورا تھا اول
تو مترجموں نے بغیر معنی ترجمہ سمجھے ہوئے ترجمہ کیا جس سے
اکثر جگہ عبارت مہمل ہوگئی اور انکا اصل مطلب خبط ہوگیا
دوسرے ایکے مسائل کے ہر جز ہیا اور ہر صورت کو
علیحدہ کر دیا جو ایک غیر مرغوب تصرف ہی قطع نظر اسکے
ان تراجم میں سب سے بڑا نقص یہ تھا کہ ترجمہ آیات
میں ایسی تقدیم و تاخیر کی گئی ہی جس سے احکام میں سخت
غلطی واقع ہوئی چنانچہ اول کتاب الطہارت کی آیت
قولہ تعالے یا ایہا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوۃ
الآیۃ کا ترجمہ اس طرح کیا ہی کہ اے ایمان والو جب
تم ارادہ کرو نماز کا تو دھوؤ تم اپنے منہ اور ہاتھوں

اور پیروں کو کہنیوں و گٹوں سمیت اور مسح کرو
اپنے سر کا لیکن اس ترجمہ میں ترتیب الٰہی کی کچھ تغیر
نہیں کی بلکہ جس طرح کہ اصل کتاب میں یہ التزام رہا
ہی کہ ہر مسئلہ علیحدہ شروع کیا گیا [illegible] صورتیں اس
صورت میں ممکن ہیں جو اثنائے بیان [illegible]
کیا اور کتاب نقل فرمائیں اسی طرح اس میں بھی
وہی التزام رکھا گیا ہی اور اصل کی خوبیوں کو
بحال خود قائم رکھا ہی اور عین الفاظ کا ترجمہ جو
مقام پر غیر مناسب یا غیر ممکن یا مترجم کے نزدیک
ناگوار یا موہم تھا انکی فرہنگ آخر کتاب میں الحاق
کی گئی ہی لیس یہ ایک بہت بڑا کام تھا جو نہایت
خوش اسلوبی اور حسن اہتمام سے انجام پذیر ہوا
اور جسکے لیے مالک مطبع اودھ اخبار لائق کا ممنون
ہونا چاہیے کہ انھوں نے مذہب اسلام کی ایک ایسی مبسوط
اور ضخیم کتاب کے اردو ترجمہ اور انطباعت کی جانب
اپنی توجہ مبذول کی جسکے وہ تمام فقہی مسائل و احکام
جو علماے اجل اور فضلاے اکمل کو بہ وقت دریافت
ہو سکتے تھے عوام کو بھی معلوم ہونگے اور نہایت
خوشی کی بات ہی کہ اس امر خیر میں مطبع کو کامل
کامیابی حاصل ہوئی جس پر حامیان دین کی طرف
سے اظہار قدردانی مطلوب ہی نفس الامر یہ ہی
کہ جس طرح عالمگیر کا نام عربی فتاوی کی وجہ
تمام علمی دنیا میں مشہور اور روشن ہوا اسی طرح
مالک مطبع اودھ اخبار کا نام نامی بھی اسکے
ترجمہ سے ہمیشہ باقی اور یادگار رہیگا۔

تمت ۹۰ ۱۲ھ صفحہ [illegible] بلا د صفات [illegible] عاصم